بعونہ تعالےٰ

یہ قصہ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے واسطے عجب عطر بیز ہے
اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ مین فصاحت و بلاغت کا طرفہ دریا بہایا

الموسوم بہ

دوحۃ الابصار

ترجمہ

معز الدین نامہ

بوستان خیال

جلد دوم

جوکہ

بخیال تفریح اہل عالم افصح الفصحا ابلغ البلغا سرآمد ماہران زمان صدر نشین بزم نکتہ سنجان دوران یعنی نواب مرزا محسن علیخان صاحب
عرف آغا جو صاحب متخلص بہ ہندی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے فارسی سے اُردو زبان فصیح مین ترجمہ فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

باہتمام منوہر لال بھارگوی بی-اے سپرنٹنڈنٹ

بعونہ تعالےٰ

یہ قصہ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے واسطے عجب عطر بیز ہے
اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ مین فصاحت و بلاغت کا طرفہ دریا بہایا ہے

الموسوم بہ

دوحۃ الابصار

ترجمہ

معز الدین نامہ

جلد دوم

بوستان خیال

جو کہ

بخیال تفریح اہل عالم افصح الفصحا ابلغ البلغا سرآمد ماہران زمان صدرنشین بزم نکتہ سنجان دوران یعنی نواب عزیز الحسن خان صاحب
عرف آغا مجو صاحب متخلص بہ ہندی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے فارسی سے اردو زبان فصیح مین ترجمہ فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۹۱۶ عیسوی

حمد وا فر اُس محمود بر حق کے واسطے لایق اور ستایش بے پایان اُس معبود مطلق کے لیے صادق ہے کہ جس یکتاے بیہتا خالق ارض وسمانے کونین کو کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ایک لفظ کُن سے بنایا اور آدم خاکی بنیان کو بفحواے خَمَّرْتُ طِيْنَةَ اٰدَمَ بِيَدَيَّ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا کتم عدم سے نکال کر خلعت وجود سے مخلع فرمایا سبحان اللہ کیا اُسکی قدرت کاملہ کا جلوہ ہے کہ جسنے ایک مشت خاک سے کیسی کیسی صورتین بہتر و برتر جسکے دیکھنے سے ساکنانِ فلک ششدر رہون خلق کین جنکے انوار کی برکت سے تمام عالم موجودات روشن ومنور ہوگیا اور کیسے کیسے بندگان خاص ذی اختصاص برگزیدۂ داور محبوب رب اکبر صاحب صحف و کتاب کی مبارک ذاتین ظہور مین آئین جنکے وجود باجود کی سعادت سے عالم انواع علوم سے بہرہ ور ہوگیا پس انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال کہ جو اُس خالقِ بیمثال وصانع باکمال کی صنعت وقدرت کا ایک شمہ معرض بیان مین لاسکے اور جسکے جمال کے ایک پرتو سے بھی دیدۂ آرزو مند مشرف نہوا ہو اُسکی حقیقت کوئی کیونکر بتا سکے مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ جب حضرت خیر البشر کا ارشاد ہے تو ہم پا شکستگان میدان معرفت کی کیا بنیاد ہے اور کمیت خامۂ اعجاز رقم کی کیا قدرت کہ اُسکے میدان وسعت نکات وحکمت و شاہراہ ہستی کے علم دقائق مین قدم اُٹھا سکے اور وہم وخیال بر سائی پر و بال عقل

و فہم و ادراک بشری اُس کے باغچۂ قدرت ہمیشہ بہار تک جاسکے ابیات

ل ز کجا وین پر و بال از کجا … من کہ و تعظیم جلال از کجا
وہم شکیباے بسے رہ نوشت … ہم ز درش دست تہی باز گشت
ست سخن راکہ دراز ست دست … سنگ سرا پردۂ او سر شکست
پرورش آموختگان ازل … مشکل این حرف نہ کردند حل
کز اندیشہ علم چہ دریاست این … تا ابدش ملک چہ صحراست این

ر نعت منکا ثر اُس سرور کائنات فخر تمامی موجودات کے واسطے زیبا ہے کہ جس کو مسبب الاسباب نے ایک سبب عظیم واسطے
ایت عالم و عالمیان کے گردانا اور آیۂ کریمہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ اُسکی شان میں نازل فرمایا خلاصہ موجودات
للالہ کائنات دافع مکر و حیلہ سازی رافع بازار غدر و دغا بازی شیرازۂ جمعیت قلوب دوستان دین معیار حال دشمنان
ترع متین ناظم ممالک عدل و انصاف ہادم مراسم جور و اعتساف مفتاح مشکلات جملہ بنی آدم مصباح تمامی ظلمات عالم
طلوب ارباب شریعت مقصود اصحاب طریقت انیس العالمین شفیع المذنبین مصداق آیۂ کریمۂ سبحان الذی اسرے
لا نشین مسند بلند پایہ سدرۃ المنتہے والی قبضۂ قاب قوسین او ادنی کحل بہ کحل الجواہر مازاغ البصر وما طغیٰ منبع ضلال صدق و
صفا حضرت ابو القاسم محمد مصطفٰے صلواۃ علیہ من الملک الاعلےٰ نظم

صف او روح بر زبان دارد … یاد او آب در دہان دارد
یافتہ دین حق بدو تعظیم … خلق او را خداے خواندہ عظیم
صف خلق کسے کہ قرآن ست … خلق را وصف او چہ امکان ست
ز لاف حمد و نعت اولی ست بر خاک ادب خفتن … بجوے میتوان کردن درودے میتوان گفتن

ر منقبت اُس کے وصی اور جانشین کے لیے سزاوار ہے جو کہ قوت بازوے احمد مختار صاحب ذوالفقار ہے مظہر العجائب و
ظہر الغرائب مطلوب کل طالب افصح العرب و العجم اکرم الامم یعسوب الدین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ
ف الف تحیتہ و الثنا جس کی شان مین جناب رسالت مآب نے انا مدینۃ العلم و علی بابہا ارشاد فرمایا ہے اور لحمک لحمی
دمک دمی حدیث نبوی مین آیا ہے جیساکہ اُس کے نبی کی تعریف مین زبان کلک و زبان لال ہے اُسی طرح نائب کے
اوصاف مین بھی مُنھ کھولنا محال ہے ابیات

دیدہ و نہ بیند دگر روزگار … جوان چون علی تیغ چون ذوالفقار
فلک مرتبت بلکہ برتر از ین … ملقب باُستاد روح الامین

صلواۃ اللہ علےٰ رسولہ و آلہ الطیبین الطاہرین رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد حمد و نعت منقبت کے مخفی نہ رہے کہ کتاب
وستان خیال۔ عجیب داستان سحر بیان و قصۂ دلچسپ ہے کہ منشیان عالی منش و دقیقہ سنجان با فرہنگ و دانش
و ہر شناسان اہل جوہر صاحب علم و ہنر اُس کی فصاحت و بلاغت و رنگینی عبارت کے معرف و مداح ہیں مگر بسبب زبان
ارسی کے ہر ایک مشتاق اُس سے حظ وافی نہیں اُٹھا سکتا تھا چنانچہ امیر کبیر عالی منزلت والا مرتبت تاجزدی وقار
امی و گرامی صاحب خلق و مروت مرتبہ شناس صاحب علم و ہنر قدردان اہل جوہر یعنی جناب منشی نولکشور صاحب بہادر
ی۔ آئی۔ ای مرحوم مالک مطبع اودھ اخبار مشہور دیار و امصار کہ جو فی الحقیقت ہندوستان مین اپنا نظیر

نہین رکھتے تھے خلق و مروت ہمت و جرأت و بیدارمغزی و شریف نوازی مین مستغنی الاوصاف تھے اُنکی راے عالی اس امر
کی طرف مقتضی ہوئی کہ کتاب **بوستان خیال** کا ترجمہ زبان فارسی سے اُردو مین کیا جاوے تاکہ ہرایک مشتاق کو لطف
اس قصۂ دلفریب کا حاصل ہو اور کہ و مہ کو اس گلشن نوبہار و گلستان بیخزان کی سیر سے لطف بے اندازہ حاصل چنانچہ جلد اول
بوستان خیال مسمی بہ مہدی نامہ جسکا ترجمہ عالی خاندان والا دودمان فصیح البیان شیوا زبان مرزا **محمد عسکری**
عرف **چھوٹے آغا** صاحب رئیس لکھنؤ نے بزبان فصیح و عبارت دلچسپ تحریر فرمایا تھا منشی صاحب ممدوح نے اپنے مطبع مین
چھپوایا اور دیگر جلدون کے ترجمون کی تجویز پیش نظر تھی کہ حسن اتفاق سے نواب **جعفر علی خان** صاحب برادرزادہ
جناب **آغا جو** صاحب نے کچھ جلدین مختلف المقام اور ناتمام منشی صاحب کی خدمت مین ہدیۃً پیش کین جنکا ترجمہ افصح الفصحا
ابلغ البلغا سحر بیان شیرین زبان جناب نواب مرزا **محسن علیخان صاحب** عرف **آغا جو** صاحب متخلص بہ **مہدی**
نے فرمایا تھا مگر افسوس کہ ترجمہ پوری جلدون کا نہونے پایا تھا کہ مترجم صاحب ناتمام چھوڑ کر اس دار ناپایدار سے راہی ملک بقا
ہوئے اور اجزاے ترجمہ بھی ابتر جابجا ہوے منشی صاحب ممدوح نے جب جلدون کو ملاحظہ فرمایا نہایت پسند کیا سبحان اللہ
کیا ترجمہ لکھا ہے کہ خامۂ دوزبان اُسکے وصف سے قاصر ہے عبارت رنگین مقفی و مسجع فصاحت و بلاغت مین قلم توڑ دیے ہین
اشعار برجستہ و حسب حال ایسے عمدہ طرز سے موقع و محل پر لکھے ہین کہ سبحان اللہ جہان حسن رنگ کا تلازمہ باندھا اُسکی تصویر
کھینچدی ہے باغ کی صفت معشوقون کا سراپا صبح و شام کا ہونا عجائبات طلسم کی نیرنگیان کوہ و صحرا بحر و بر کی کیفیت رزم و بزم کی
لطافت غرض کہ ہرایک مقام کو نہایت عمدگی سے بیان فرمایا ہے اور تسلسل **داستان** کو ہر جگہ ملحوظ رکھا ہے اگرچہ
خواجہ امان صاحب **دہلوی** نے بھی نہایت عمدہ ترجمہ فرمایا ہے اور ناظرین والاتمکین کی نظر انور سے گذرا ہے مگر جب اس
ترجمہ کو ملاحظہ فرمائینگے تو فصاحت و بلاغت لطف زبان نازک خیالون مین بدرجہا بڑھا ہوا پائینگے غرضکہ بمقتضاے
عالی ہمتی منشی صاحب ممدوح نے بمشورہ جناب **چھوٹے آغا** صاحب بعد اخذ تابیف اُن ناتمام جلدون کی تکمیل کا حکم دیا
تاکہ ایک رئیس شہر کے نتیجۂ طبع عالی فطرت و دماغ سوزی شب ہاے دراز کا یادگار صفحۂ ہستی مین باقی رہے اور
ناظرین والاتمکین اُس کی دید سے مترجم کی روح کو دعاے خیر سے یاد کرین **الحاصل** کئی برس کی منتظمون کی محنت اور
مترجمون کی جانفشانی و عرق ریزی سے بصرف زر کثیر و مبالغ خطیر تکمیل جلدون کی ہوئی اور جن جلدون کا بالکل ترجمہ نہ تھا
انکا پورا ترجمہ کیا اور یہ سب کام بصلاح و صوابدید بہ توجہ خاص فیض اختصاص جناب **چھوٹے آغا** صاحب انجام پایا
اور سب جلدین بتدریج معرض طبع مین آئین اور چونکہ ہر داستان اسکی ہر دل عزیز تھی شائقین دیار و امصار نے دست بدست
خرید فرمالین الحمد للہ کہ اب حسب الحکم معلے القاب راے بہادر منشی **پراگ نرائن** صاحب مالک مطبع موصوف تیسری بار یہ شاہد طرار
زیور طبع سے آراستہ ہو کر نور افزاے چشم اولوالابصار ہوئی کتاب کیا ہے ایک نگارخانہ چینی ہے کہ عرصہ تک مرقع دہر مین یادگار رہیگی بیت

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند		کہ ہستی را نمے بینم بقاے	

سبب تصنیف قصہ ہذا

میر تقی خیال متوطن گجرات گردش گردون دون سے پریشان حال ہوکے عہد سلطنت مین محمد شاہ بادشاہ کے شہر دہلی مین وارد ہوئے اُنکی منظور نظر ایک زن مطربہ تھی شب کو اکثر وہ اُنسے قصص تازہ کی فرمایش کیا کرتی تھی یہ بپاس خاطر اپنی محبوبہ کے روز ایک قصہ تازہ اپنی طبیعت سے ایجاد کرکے سُنا دیتے تھے انکے مکان کے عقب مین کچھ لوگ جمع ہوتے تھے اور داستان امیر حمزہ کی بیان کی جاتی تھی میر تقی بھی کبھی کبھی تفریحاً شریک جلسہ ہوتے تھے ایک روز بعد ختم داستان اہالیان جلسہ نے داستان امیر حمزہ کی نہایت تعریف کی لیکن داستان گو نے میر تقی کو سُنا کے کہا جی ہان داستان کے مرتب کرنے کے واسطے خداوند عالم قابلیت پیدا کرے تو ممکن ہی ورنہ تحصیل علوم و فنون سے اگر کوئی شخص داستان مرتب کرنا چاہے تو محال ہی یہ بات میر تقی کو نہایت ناگوار معلوم ہوئی کہا کیا کہتے ہو صاحبان علم و فضل کے روبرو ایسے خیالات کی کیا حقیقت ہی یہ کہو کہ اُن کو علوم کی کتابون کی تصنیف سے اسقدر فرصت کہان کہ وہ ان مزخرفات مین وقت اپنا ضایع کرین بعض نے انکے قول سے اتفاق کیا اور بعض نے اختلاف بعدہ جلسہ برخاست ہوا چونکہ ہر روز حسب فرمایش اپنی محبوبہ کے قصص تازہ کی فکر تھی اب زیادہ خیال کو وسعت دینے کی ضرورت ہوئی تا اینکہ تھوڑے ہی عرصہ مین چند اجزا اس کتاب کے مرتب کرکے اُس جلسہ مین گئے اور بعد ختم داستان امیر حمزہ اہالیان جلسہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ چند اجزا ایک قصہ تازہ کے دستیاب ہوے ہین اجازت ہو تو سناؤن سب نے متفق اللفظ کہا بسم اللہ ضرور پڑھیے جب پڑھا تمام حاضرین جلسہ محو ہوگئے اور ہر طرف سے صداے تحسین بلند تھی اور آپس مین کہتے تھے واقعی اس طرح کا قصہ آجتک نہین سُننے مین آیا یہ قصہ مصنوعی نہین معلوم ہوتا بلکہ یہ کوئی واقعہ اصلی ہی تا اینکہ اسکی خبر بادشاہ وقت تک پہونچی دربار مین طلب کیے گئے بادشاہ نے مراتب اعزاز و احترام مرعی رکھ کے خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا اور بعد تعین موجب مناسب حکم طوالت اس قصہ عجیب کے واسطے دیا غرضکہ ایک مدت مدید کے بعد یہ قصہ تکمیل کو پہونچا

خلاصہ حال صاحب بوستان خیال

واضح ہو کہ مصنف بوستان خیال کا نام میر تقی متخلص بخیال ہی بعض اشخاص کی زبان سے ملقب بہ ملا بھی سُنا ہی بہرحال یہ ایک آدمی نہایت ذی استعداد تھے اور طالب علمانہ رنگ سے بسر کرتے تھے چونکہ طالب علمی کے لوازم سے آزادی بھی ضرور ہی لہذا اُنکا شریک جلسہ داستان گوئی ہونا اور داستان گو کے کنایتہً اور استارۃً بطعن پیش آنیکے سبب ایک فعل عبث کے لیے مستعد ہو جانا مصنف کی آزادی کی دلیل ہی دیکھیے اگرچہ بادی النظر مین بیکار وقت ضایع کیا مگر اُنکی قوت دماغی اور اکتساب علم و فضل حرف حرف سے پیدا ہی میرے خیال مین تو وسعت خیال طبیعی

میر تقی خیال کی خالق مطلق نے خلق کی ہی شاید اور بھی خلق کی ہو اتنی ترقی تو داستان اور توارد مضامین کا کہین نام بھی نہین بل سبب میر تقی کے خیال طرفہ یہ کہ کوئی نام بلا وجہ تسمیہ نہین مستعدی اور دماغ سوزی ملاحظہ ہو کہ ایک مرتبہ بضرورت سفر دریا کا اتفاق ہوا جس کشتی پر سوار تھے اسی کشتی پر ایک دوست بھی انکے سوار تھے اس قصہ کی ترتیب کے لیے اس درجہ غریق بحر فکر تھے اور نیز علم فرسائی مین مشغول تھے کہ جب ساحل مقصود پر نوبت اُترنے کی آئی اُس وقت اُن آشنا سے ملاقی ہوئے اور معلوم ہوا کہ یہ بھی اس کشتی پر تھے باقی واللہ اعلم

آغاز داستان گلشن اول و بہار دوم کتاب بوستان خیال کہ جس کو گلستان اول معز الدین نامہ سے موسوم کرتے ہین اول احوال عاشق ہونے صاحبقران اکبر شاہزادہ معز الدین نامور کا اور جانا تلاش جانان مین اور پہونچنا منزل مقصود پر معرض بیان مین آتا ہی

کیون نہو یار حور کی صورت پنجہ یار شاخ مرجان ہی	ہی سراپا وہ نور کی صورت ہی کلائی بلور کی صورت	چہرہ پرداز دہر سے ہی امید ماہ رو خواب مین نظر آیا	نظر آئے حضور کی صورت پھری آنکھون نین نور کی صورت

نقش بندان کشتان چہرۂ عرائس معنی و بیان و نقش طرازان حالات گذشتۂ دوران لوح دفتر سخن پر اس رنگ سے طراحی کرتے ہین کہ بعد گذرنے تین سو برس حضرت خیر الوریٰ کی ہجرت باسعادت سے المنصور بقوت اللہ بن احمد بن محمد سلطان اسمٰعیل ملک مغرب کے بادشاہ ہوئے اور دار الخلافت اپنا شہر افریقہ خاص مقرر فرمایا مؤرخان صادق البیان نے کتب تواریخ مین زیب رقم کیا ہی کہ سلطان اسمٰعیل بادشاہ جلیل عدل و داد مین منصف تھا اور رعایا برایا اُسکے عدل و داد سے نہایت شکر گذار تھی اول عہد می نامہ کی عبارت مین یہ مضمون آیا ہی کہ عبد العزیز مغربی جب شاہزادہ معز الدین کے جد کلان ابو القاسم اور جد ثانی قائم الملک سے ہزیمت خوردہ بحال خراب ملک فرنگ مین پہونچا اور وہان اُسکا عقد کاردوس فرنگی کی کنیز سے کہ جو نہایت حسن و جمال مین بے نظیر تھی واقع ہوا اور وہ خود بھی عیسائی ہوگیا اور اُس کنیز سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھوڑے عرصہ مین عبد العزیز نے انتقال کیا اور کاردوس فرنگی نے اُس بچہ کا نام بیکانوس رکھا جب وہ بچہ جوان ہوا تو کاردوس اُسکو ملک زرکلاہ شاہ فرنگ کی خدمت مین لیگیا اور تمام حال اُسکا بیان کیا بادشاہ فرنگ نے جو عبد العزیز بادشاہ کی حقیقت حال سُنی اُس لڑکے کو فرزند شاہزادۂ مغرب سمجھ کے کسی سردار لشکر کو جسکا نام فلیسام تھا واسطے تعلیم کے سپرد کیا اور جب فنون سپہ گری مین طاق بلکہ شہرۂ آفاق ہوا تو ایک روز بادشاہ فرنگ نے بیکانوس سے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ تم با فوج جرار و لشکر قہار کے ملک مغرب کو جاؤ اور اُسکو فتح کرو اور مذہب عیسائی کو رواج دو اور جہان تک ہو سکے دین محمدی کو مٹاؤ بیکانوس نے عرض کی کہ اے بادشاہ اگر دین عیسوی حق اور دین محمدی باطل ہی تو بیشک ملک مغرب بآسانی تمام ہمارے قبض و تصرف مین آئیگا اس عرصہ مین فلیسام قوی بازو اتالیق بیکانوس بھی دربار مین آیا اور بعد دریافت کرنے اس حال کے بادشاہ کی خدمت مین عرض کی کہ فدوی کی راے یہ ہی کہ حضور ایک نامہ بنام ملک مغرب اس مضمون کا ارقام فرماوین کہ بیکانوس بن عبد العزیز مورث و مستحق ملک مغرب کا مع فلیسام قوی بازو سفیر تمھارے پاس پہونچتا ہی تمکو چاہیے کہ بیکانوس کو تخت شاہی پر بٹھا دو اور تم خود اُسکی فرمانبرداری و اطاعت مین حاضر رہو ورنہ درصورت عدول حکمی ہمکو وہان پہونچا جہانو زیادہ والسلام جب مین یہ نامہ لیجا کر بادشاہ مغرب کو دونگا اور وہ نامہ کے دیکھنے مین مصروف ہوگا مین ایک تلوار مین کام اُسکا تمام کردونگا لیکن پشت پناہ میرا بیکانوس موجود رہے کہ مجکو حربۂ دشمن سے بچائے اور اس امر مین فقط تین ہزار سوار کافی و وافی ہونگے باقی فوج علیحدہ حکم کی منتظر رہے جب ہم اشارہ کرین تب موجود ہو جاوے بادشاہ کو یہ مشورہ فلیسام کا نہایت پسند آیا اور فرمایا کہ تیرا فہم و ادراک لائق عہدۂ وزارت کے ہی بعد اس کار اہم کے ہم ضرور تجکو اپنا وزیر کرینگے آخر کار شاہ نے ایک خلعت گران بہا فلیسام کو دیا اور با فوج قاہرہ روانہ ملک مغرب کیا جب فلیسام پہلوان اور بیکانوس نامدار بن عبد العزیز مغربی با جاہ و حشمت خسروانہ افریقہ کے قریب پہونچے جاسوسون نے بادشاہ فلک بارگاہ سلطان اسمٰعیل کو اُنکے آنے کی اطلاع دی کہ ایک ایلچی صاحب قوت و شوکت با جمعیت و کثرت فوج کے نامۂ بادشاہ فرنگ لایا ہی سلطان عالیشان نے

خواجہ ابوالخیار وزیر اعظم سے فرمایا کہ استقبال ایلچی کو کس شخص کو تجویز کیا جائے وزیر اعظم نے عرض کی کہ امیر مجاہد الدین
ویا امیر جلال الدین کو بھیجنا چاہیے آخر الامر سلطان نے جگردوس نصرانی کو چند اشرار و ارذال کی جمعیت سے اُنکے
استقبال کو روانہ کیا جگردوس فلیسام سے ملا اور فلیسام نے جگردوس کے قیافہ پر نظر کی اپنے ادراک سے سمجھا کہ
یہ کوئی مرد رذیل کوہی ہی کہا اے مرد شاید کوئی سردار تیرے بادشاہ کی سرکار مین ہمارے استقبال کے لایق نہ تھا کہ جو
تجھے بھیجا ہی جگردوس نے کہا کہ ارکین سلطنت بہت ہین الا تیرے استقبال کو بجز میرے اور کوئی آدمی نظر نہ آیا کہ جسکو بھیجے
مجھے بھیجا ہی اسواسطے کہ مین تمہارا ہم مذہب بھی ہون اور مجھے اکل و شرب مین بھی تمسے کسی طرح کا پرہیز نہین ہی فلیسام
جواب معقول سے جگردوس کے خاموش ہو گیا مگر بیکانوس کو یہ کلمہ جگردوس کا کمال ناگوار و جگر سوز ہوا چاہتا تھا
کہ زبان تیغ آبدار سے جواب دے مگر فلیسام قوی بازو نے منع کیا اور بیکانوس سے کہا کہ اس مردک کے ہلاک کرنے
سے کوئی مطلب نہ نکلیگا بلکہ اور کام خراب ہوگا بالفعل خاموش رہو دیکھا جائیگا الغرض یہ دونون جوان پہلوان باکروفر
تمام بارگاہ سلطانی مین پہونچے بادشاہ نے اُنکو بیٹھنے کا حکم دیا اور نامہ طلب کیا فلیسام نے کہا اے بادشاہ عالیجاہ حضور نے
جیسا استقبال ہمارا فرمایا خیر ہمنے سکوت کیا مگر شرط تصدق نامہ کی حضور کو ادا کرنی ضرور ہی اگر حضور اسمین فرق فرمائینگے
ہم نامہ ندینگے اور رخصت ہو جائینگے سلطان نے فرمایا وہ شرط کیا ہی فلیسام نے کہا دستور قدیم سے یہ چلا آتا ہی کہ شاہون
کے نامہ کے جواب خود شاہ ملاحظہ فرماکر بدستخط خاص ارقام فرماتے ہین چنانچہ یہ نامہ بھی ہمارے بادشاہ نے خود بدستخط خاص
حضور کو لکھا ہی اس صورت مین حضور بھی نامہ خود ملاحظہ فرماکر جو جواب کہ مناسب ہو خود بدستخط خاص ارقام فرماوین سلطان
فلیسام سے نامہ لیکر ملاحظہ فرمانے لگے اور یہ برابر تخت کے دست بستہ کھڑا تھا اور تمام ارکین سلطنت حاضر تھے بلکہ شہزادہ
معز الدین بھی دست راست بادشاہ کے ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے تھے مگر اُن ایام مین شاہزادہ کچھ علیل تھا شہزادے
نے دیکھا کہ فلیسام دست بقبضہ بادشاہ کو نگاہ کج سے بقصد فاسد دیکھ رہا ہی اس اثنا مین بیکانوس بھی کرسی سے
اُٹھکر پشت پر فلیسام کے آکھڑا ہوا شاہزادے معز الدین نے فرمایا اے شخص سچ بتا کہ اسطرح پشت بہ پشت تیرے کھڑے
ہونے کا کیا منشا ہی اور تمھین کیا منظور ہی بمجرد اس کلام کے بیکانوس نے بادشاہ پر حملہ کیا اور فلیسام نے بھی شمشیر شاہ پر
لگائی بادشاہ نے ایک عالم اضطراب مین ہاتھ سے شمشیر کے پناہ لی اور شاہزادہ معز الدین نے بچالاکی تمام و قوت
مالا کلام تلوار بیکانوس سے چھین لی اور بزور بازو بیکانوس کو سر سے بلند کیا اور پھر چرخ دیکر اس زور سے فلیسام
پر مارا کہ دونون نابکار ایک ہی ضرب مین جہنم واصل ہوئے لیکن شاہزادے کو بھی اس زور سے ایسا صدمہ پہونچا کہ
بیہوش ہو گیا سلطان نے لاشین اُن دونون کی بارگاہ سے باہر پھکوادین اور ہمراہیون سے اُنکے جو مقابل ہوا مارا گیا
باقی فرار ہو گئے یہان شاہزادہ معز الدین کا حال ایسا ابتر ہو گیا کہ تین شب و روز شدت تپ سے آنکھ نہ کھولی سلطان کی
شاہزادہ معز الدین کے اس حال سے نوبت بجنون پہونچی روز چہارم جب شاہزادہ کو ہوش ہوا تب سلطان نے

اسقدر زر و مال فقرا و مساکین کو تقسیم کیا کہ اکثر اُنمین سے تونگر ہوگئے اور شاہزادہ کا کثرت صنعت و نا توانی سے جب دل گھبراتا تھا تب تواریخ ملاحظہ کرتا تھا اور یہ حکم قطعی دیا تھا کہ جو مسافر وارد و صادر ہمارے شہر مین آئے اُسے ہمارے پاس لاؤ کہ ہم اُس سے حال ہر ایک ملک و دیار کا دریافت کرین اور سلطان نے واسطے تفریح طبع شاہزادہ کے ایک مکان عالیشان لب دریاے افریقہ بنوایا تھا اور کہا تھا کہ تم اس قصر دلکشا و جاے فرحت افزا مین رہو تاکہ سبزہ نو و آب روان کے دیکھنے سے قلب کو تفریح حاصل ہو الحاصل شہزادہ مع مصاحبین و ہمنشین شب و روز حرف و حکایات شاہانہ نوادرات زمانہ مین بسر اوقات کرتا تھا ایک روز شاہزادہ نے ایک مجلس فسانہ قرار دیکر مصاحبین سے فرمایا کہ آج تمام شب ہر شخص ایک فسانہ تازہ ہمکو سنائے مصاحبین نے حال ہر ملک و دیار کا بیان کرنا شروع کیا **ابیات**

تا حدیث حسن آید درمیان	در ادا و ناز خوبان جہان	شاہزادہ رو بہ یاران کرد و گفت	گو ہر یکے با این تقریر صفت
کای عزیزان سیر عالم کردہ اید	نقل از ہر جا درست آوردہ اید	پیش ہر یک عرض حالے میکنم	از ہمہ یا یک سوالے میکنم
درکجا افزون بود حسن بتان	از ولایت ہاے معمور جہان	آن یکے گفتہ ملیحان عرب	خوب باشند از پے عیش و طرب
وان یکے حسن ختائی راستود	دیگری وصف فرنگستان نمود	از عراق و فارس و ہندوستان	ہر یکے آورد نقلے درمیان

راوی کہتا ہے کہ اُسوقت ابو المکارم نامے ایک شخص ملازم جدید بھی حاضر تھا اور یہ سب حکایات سن رہا تھا جب تمام حضار مجلس اپنے قصے بخوشی بیانی سنا چکے شاہزادہ نے ابو المکارم کی طرف دیکھکر فرمایا اے ابو المکارم تو بھی مرد جہان دیدہ و سیاح نزدیک و دور مشہور ہے تجھے بھی کوئی حکایت تازہ و دلچسپ بیان کرنا ضرور ہے ابو المکارم نے بعد دعا و ثنا عرض کی کہ اے عالیجاہ فدوی کو ایک قصہ عجیب و حکایت غریب افسانۂ ہوش ربا فسانۂ فرحت افزا یاد ہے اگر حکم عالی ہو تو عرض کرون شاہزادہ نے فرمایا ہان **بیت**

سخن براے ہمین ست اے جہان پیما	بخاطر آنچہ رسیدہ بما بیان فرما

ابو المکارم دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ عالیجاہ و عالم پناہ اگرچہ نوع انسان کو علی قدر مراتب حسن جمال خالق ذو الجلال نے عطا فرمایا ہے الا جو حسن کہ قریۂ فردوس مین نظر احقر سے گذرا شاید ہی پردۂ دنیا مین کہین ہو جل جلالہ وہان کی عورتون کے آگے باعتبار حسن و تناسب اعضا کے حسینان ترک و چین کی کیا حقیقت اور مہوشان فرنگ اُنکے روبرو بے قدر ہین اگر حوران بہشتی کہیے تو سزاوار ہے بلکہ وہ قریہ حسن مین احسن البلاد ہے اے شہریار وہان کا بادشاہ ابو عامر ایک دختر عالیوقار رشک بدر غیرت ہلال خورشید جمال حور تمثال غنچہ دہان موے میان شعلۂ رخسار آفت روزگار حور کی خصلت پری کی صورت رکھتا ہے **قطعہ**

خدا نے اُس پری کی خوبصورت بنائی ہے	نہین جمتی نگہ اُسپر یہ چہرے کی صفائی ہے
نہین ہین بال چوٹی کے گل رخسار جانان پر	تماشا ہے گلستان مین گھٹا گھنگھور چھائی ہے

قصہ مختصر جو دیکھتا ہی کہتا ہی قدرت خدا کی ہی اُسکے شوق وصال مین سیکڑون شاہ وشہریار پریشان حال تخت سلطنت کو
چھوڑکر خاک مذلت وغربت مین صحرا ہو گئے یعنے ایسے شرط اُسکے وصل مین ہین کہ بشر کی کیا محال جو ادا کر سکے یا جن مین یہ
قدرت کہان کہ اُس وادی مین قدم رکھ سکے انتہا یہ ہی کہ قیاس بشر کام نہین کر سکتا شاہزادہ نے یہ جو قصہ حیرت افزا
ابو المکارم سے سنا ایک ولولۂ شوق مین فرمایا ای ابو المکارم تجھے قسم ہی ہمارے حق کی یہ نقل از سر نو مفصل بیان کر
کہ تو کس تقریب سے اُس شہر مینو سواد مین پہونچا اور بادشاہ اُس ملک کا کیا مذہب رکھتا ہی اور وہان کی خلایق کس
قماش کی ہی ابو المکارم نے عرض کی کہ ای نیر برج شوکت وا جلال ومہر سپہر کوکب وا قبال غلام کہان سے وہ زبان لائے
جو تفصیل اس اجمال کی زبان پہ آئے ایک شمہ اُس حال سے گذارش کرتا ہون کہ فدوی سوداگر زادہ فریدون تاجر کا لڑکا باشندۂ
شہر قسطنطنیہ کا ہی اتفاقاً ایک سفر مین فدوی بھی ہمراہ اپنے پدر کے روانہ ہوا بعد دو ہفتہ کے کشتیان ہماری طوفانی ہو کر آپسمین
ایسی ٹکرائین کہ ایک ایک تختہ جدا ہو گیا اور جسقدر کہ اُن کشتیون مین مسافر ملک عدم تھے اپنی منزل مقصود کو پہونچے فقط
یہ بندۂ درگاہ تنہا ایک تختہ پر بیٹھا ہوا ساحل نجات پر پہونچا جب تختے پر سے اُترا تو ایک کوہ بلند سر سبز نظر آیا کہ گویا سر تا پا
وہ کوہ مخمل سبز زمردین سے منڈھا ہوا ہی جہانتک نظر کام کرتی تھی سوائے گلہائے رنگارنگ انواع واقسام کے اور کچھ نہ دکھلائی
دیتا تھا جو ہین ایک درۂ کوہ مین داخل ہوا وہان عجیب وغریب تماشا دیکھا کہ صدہا خیمہ مخمل وبانات سبز وسرخ کے زردوزی
استادہ ہین اور ہر خیمہ کے در پر ہزار در ہزار نازنین پری وش حور لقا مثل پاسبانون کے بیٹھی تھین اور اُن خیمون مین ایک خیمہ
نہایت وسیع ورفیع ایسا تھا کہ جسکی شعاع قبہ مثل شعاع آفتاب آنکھون کو خیرہ کرتی تھی کنا گاہ اُس خیمۂ کلان سے ایک نازنین
مہ جبین تاج زرنگار مرصع سر پر رکھے بشوکت تمام مثل آفتاب صبح قیامت نکلی اور ہر ہر خیمہ سے گروہ گروہ نازنینان پری وش
حور لقا نے نکل کے باادب تمام اُس ملکۂ آفاق کو سلام کیا اور وہ ملکہ ایک مادیۂ اسپ عربی برق رفتار پر سوار ہو کر بالائے کوہ
روانہ ہوئی اور پیچھے پیچھے وہ تمام نازنینان مہوشان بھی لطیفہ بازی کرتین ہنستین بولتین آپسمین رمز وکنایہ کرتین ہمراہ رکاب
فیض انتساب اُس فتنۂ محشر غارتگر جن وبشر صاحب حسن وجمال کے چلی جاتی تھین کہ جنکی صفت مین زبان غلام کی لال
ہی گویا مین نے حور مقصورات فی الجنان کو اس عالم مین مشاہدہ کیا اور جہانتک نگاہ نے کام کیا ایک عالم محویت مین اُنکے
حسن رفتار جہان آرا کو دیکھتا رہا جب وہ نازنینین میری نظر سے غائب ہو گئین مین نے قصد آگے بڑھ کے دیکھنے کا کیا کہ
اصل وحقیقت اُنکی دریافت کر دن کہ وہ کہان جاتی ہین پھر یہ خیال آیا کہ خدا جانے کیا اسرار ہی مبادا کسی آفت مین نہ مبتلا
ہو جاؤن لیکن دور سے ایک مکان عالیشان معلا ومذہب عجائب الترکیب کہ ظاہرا تعمیر اُسکی زمانۂ قدیم سے معلوم ہوتی تھی
نظر آیا جس وقت وہ گروہ نازنینان اُسمین داخل ہوا مین بھی زیر دیوار قصر گیا اور گرد قصر پھرا دیکھا تو ایک غرفۂ محل سے پردہ
اُٹھا کر اُسی بلائے روزگار نے سر باہر نکالا کہ جو اسپ عربی پر سوار تھی پھر مین چند ساعت ایک عالم تحیر مین اُسکی صورت زیبا
کو دیکھتا رہا پھر وہ اندر چلی گئی مین بھی وہان سے روانہ ہوا قریب شام آبادی مین پہونچا دیکھا کہ ایک درخت کے سایہ مین

چند آدمی بیٹھے باہم کچھ باتین کر رہے ہین مین نے بآواز بلند سلام کیا اُنھون نے بعد جواب سلام مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا
ای شخص تو مسافر معلوم ہوتا ہی مین نے اُنسے اپنی سرگذشت بیان کی اُن لوگون مین ایک جوان خوش رو خوش خو
خندہ پیشانی بھی تھا اُسنے مجھ سے کہا ای عزیز اگر تو مسافر ہی تو ہمارے غریب خانہ کو سرفراز فرما اور جو نان و نمک موجود ہی اُسکو
تناول فرما مین نے کہا بچشم وہ جوان مجھے اپنے ساتھ شہر مین لیگیا مین نے اثناء راہ مین شہر کا نام پوچھا اور کہا بادشاہ شہر
کون ہی اُسنے کہا یہ جو پہاڑ نظر آتا ہی اسکو جبل اعلیٰ کہتے ہین اور شہر دامنۂ کوہ مین واقع ہی قریۂ فردوس نام ہی اور ابو حاکم و
ابو عامر دو بھائی چچازاد اس شہر کے بادشاہ ہین فدوی نے بھی کوچہ و بازار شہر کو نہایت مصفا و پاکیزہ دیکھا اور تمام شہرون
سے آباد و خوب دل کو مرغوب معلوم ہوا ؎

وہ قریہ ہی کہ شہر دلکشا ہی	ہواے شہر گویا جان فزا ہی

وہ جوانمرد مجھے اپنے مکان مین لایا اور خادمون کو حکم دیا کہ جلد تر کھانا تیار کرو جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے اُس جوان
نے میرے واسطے فرش خواب بچھوا دیا مین بھی ازبسکہ ماندہ و کسل مند تھا سو رہا صبح کو جو اُٹھا وہ جوان میرے پاس آیا
کہا قہوہ پی لو تو شہر کی سیر کو چلین مین بعد قہوہ نوشی کے اُسکے ہمراہ ہوا بازار مین پہونچا ایک مکان عالیشان ایسا بلند دیکھا
کہ ہمسر فلک ہفتمی تھا مین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مکان شاہی ہی بعدہ اپنی فرودگاہ مین آئے پھر مین نے جو نام پوچھا
اُسنے کہا اس بندۂ ناچیز کو حمید زرافشان کہتے ہین مین نے کہا زرافشانی کی علت غائی کیا ہی اُسنے کہا بروز ولادت اس
حقیر کے پدر مرحوم نے اسقدر زر کثیر فقرا و مساکین کو دیا تھا کہ خلایق نے مجھے بلقب زرافشانی ملقب کیا اور کہا کہ کل اس شہر مین
ایک تماشاے عجیب ہونے والا ہی تمھین بھی وہ تماشا دیکھنا ضرور ہی جب صبح ہوئی حمید باہر آیا اور مجھے ہمراہ لیا اور ہم دونون واسطے
دیکھنے تماشے کے روانہ ہوئے واقعی مردمان تماشائی جوق جوق گروہ گروہ باہر سے چلے آتے تھے جب ہم تماشاگاہ مین پہونچے
حمید نے کہا یہان ہر سال جشن نوروز ہوتا ہی اور ہزارہا آدمی دور دست سے مردمان شہری کے علاوہ جمع ہوتے ہین بعد ازان حمید
مجھے ایک درۂ کوہ اعلیٰ مین لیگیا وہان ایک میدان وسیع نظر سے گذرا اور وسط میدان مین نو عدد صفہ ہاے پست و بلند
مرتب دیکھے اور آخر صفہ پر ایک تخت عاج سفید یعنے ہاتھی دانت کا مطلا زرنگار بچھا ہوا تھا اور آگے تخت کے ایک
کرسی زرنگار رکھی تھی اور خلائق شہر موافق اپنے اپنے مرتبے کے اُن صفون پر بیٹھتی جاتی تھی حمید نے مجھے بھی ایک جگہ
اچھی معقول دیکھکے بٹھا دیا اور ایک ہی لمحہ مین درمیان خلق کے درہمی و برہمی ہوئی اور ایک مرد گندم گون باتاج شاہی
اسپ عربی پر سوار اُس مجمع مین آیا سب نے اُسکی سرو قد تعظیم کی وہ مرد اُس تخت پر بیٹھ گیا بعد اُسکے دوسرا ایک اور مرد اُسی
وضع کا آیا اور وہ بھی اُسی تخت پر بیٹھا لیکن بادشاہ دوم سیاہ پوش تھا اور اُسکے قیافہ سے رنج و ملال ظاہر تھا مین نے
حمید سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کون ہی اور بادشاہ ثانی کی سیاہ پوشی کی کیا وجہ ہی اور یہ کرسی زرنگار کسکے واسطے بچھی ہی حمید نے
کہا خاموش رہو دیکھو ابھی سب معلوم ہو جائیگا پھر حمید نے کہا تم پہاڑ کی طرف دیکھو کیا قدرت خدا ظاہر ہوتی ہی مین جو

طرف کوہ کے نظر کرتا ہون دیکھتا ہون کہ اُس محل سے نقابدار نامدار مادیہ اسپ عربی پر سوار مانند شعلۂ جوالہ کے کوہ سے نیچے اُترا تمام خلایق نے مع دونون بادشاہون کے بکمال اعزاز اُسکی تعظیم دی اور ہر شخص کی زبان پر یہ شعر جاری ہوے **بیت**

رسیدہ ماہ رخی ساغر شراب زدہ
نہ یک کرشمہ بصد دیدہ راہ خواب زدہ
ہزار برق ستم پایمال توسن تو
رخی چو ماہ بخوبی گذشتہ از خورشید
ہزار سیل بلا بوسہ بر رکاب زدہ
نقاب رفتہ و سر کلہ با سحاب زدہ

جوان نقابدار بہزار عشوہ و ناز و کرشمہ و انداز مرکب سے اُترا اور زینت دہ کرسی زرنگار ہوا ہرچند کہ وہ نقابدار لباس مردانہ پہنے تھا لیکن ترکیب تناسب اعضا سے عورت معلوم ہوتا تھا پھر جو مین نے غور کیا تو وہی مہ جبین غارتگر جان تھی جو اُس روز گھوڑے پر سوار ہوکر بالاے کوہ گئی تھی مین نے حمید سے اُسکا حال پوچھا اُسنے کہا کہ یہی دختر بلند اختر بادشاہ فردوسیہ ہی اور یہان کی حکمرانی بھی اُسی سے متعلق ہی مگر اکثر اوقات یہ ماہ لقا با چند خواص خاص ہمراز و دمساز ہوا خوری کو نکلا کرتی ہی پھر جو مین نے اپنی اُس روز کی کیفیت بیان کی حمید نے کہا ہان سچ ہی یہی مہ جبین زہرہ جبین ہوگی الغرض وہ ملکہ دست نگارین مین ایک لوح سیمین مطلا جسکی سطح پر آب زر سے کچھ لکھا تھا لیے تھی اور ایک کتاب غلاف زربفت مین آگے صندلی پر رکھے تھی کہ یکبیک اُسی طرح مثل اول ورہمی و برہمی خلایق ہوئی وہ دونون بادشاہ بھی براے تعظیم سروقد کھڑے ہوگئے ایک مرد ریش سفید بلباس فاخرہ شتر عربی پر سوار ایک کتاب حمائل کیے باشوکت و شان آیا مجمع خلائق مین خادمون نے کرسی رکھدی وہ بیٹھ گیا مین نے حمید سے پوچھا یہ کون بزرگوار ہی حمید نے کہا یہ ایک مرد نصرانی نہایت معزز ہی کہ بدون حکم اسکے کوئی کام نہین ہوسکتا اور پادری ایدروس اسکا نام ہی راوی کہتا ہی کہ جب ابوالمکارم نے یہ داستان یہان تک بیان کی نصف شب گذر گئی تھی اور سر مین ابوالمکارم کے درد ہونے لگا تھا آخر ابوالمکارم نے شاہزادہ سے کہا کہ حضور دو لمحہ کی اجازت مجھے دین تو فدوی سو رہے اسواسطے کہ مجھے درد سر عارض ہوگیا ہی شہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ ہمین تمہاری اس نقل و حکایات نے خواب خور سے باز رکھا اور تم اجازت چاہتے ہو خیر اگر ایسی ہی تکلیف ہو تو ایک دو ساعت سو رہو ابوالمکارم آداب بجا لاکر گوشہ مین جا سو رہا ہنوز کبھی لیٹا تھا کہ شہزادہ خود وہان پہونچا اور فرمایا اے ابوالمکارم قسم ہی خداوند عز و جل کی ہرچند مین نے چاہا کہ کسیقدر سو رہون لیکن اشتیاق اس داستان سحر بیان نے مطلق سونے ندیا اور ایک خلعت گران بہا ابوالمکارم کو عطا فرمایا اور چار ہزار دینار سرخ اضافہ کیے ابوالمکارم مجبور پھر صحبت مین آیا اور لوگ جمع ہوگئے شاہزادہ نے فرمایا ہان بسم اللہ شروع کرو اے ابوالمکارم آگے کیا ہوا ابوالمکارم نے عرض کی ہان اے شہزادہ والا تبار پادری ایدروس بعد ایک لحظہ کے کرسی سے اُٹھا اور اول اُس کتاب سے جو گردن مین حمائل تھی کچھ عبارت پڑھی بعد ازان بآواز بلند خلق کی جانب مخاطب ہوکے کہا اے معاشر عرب و العجم بدانید و آگاہ باشید کہ یہ دو بھائی حقیقی جو تاج حکومت سر پر رکھے ہوئے تخت فرمانروائی پر متمکن ہین یہ ایسے ذلیل و نالایق ہین کہ قتل انکا پردۂ دنیا پر نہین ہی سلطنت آل بیضا سات سو برس بعد انکے زمانے مین برباد ہونے والی ہی اور یہ دونون بادشاہ خاتم الملوک سلسلہ آل بیضا کے ہین بس قسم ہی

اُس خدا کی جسنے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو حضرت آدم صفی کے مانند بے پدر پیدا کیا ہی اگر یہ دونون میری نصیحت پر
عمل کرین اور بموجب میرے حکم کے چلین تو خیر ہی ورنہ بلاشبہہ و شک خاک مذلت بجاے تاج عزت انکو نصیب ہوگی اور دُنیا مین
ننگ و شنعال سے بدتر انکی اوقات گذریگی بلکہ عاقبت بھی خراب ہوگی کس واسطے کہ تعصب مذہبی و فساد نفسی انکا میرے
قول کی پیروی نہ کرنے دیگا بقولے بیت

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	زآب زمزم و کوثر سپید نتوان شد

اے شہر یار وہ پیر مرد اُن بادشاہون کو ایسے کلمات سخت کہہ رہا تھا اور مین حیرت زدہ اپنے دل مین کہتا تھا یا الٰہی یہ مرد
عجب بیباک اور زبان آور ہی کہ بادشاہون کی نسبت ایسے الفاظ سخت و درشت کہہ رہا ہی اور کسی طرح کا اُسکو خوف
نہین ہی دوسرے بادشاہ بھی اسکو تاکید و تنبیہ نہین کرتے خدا جانے یہ کیا معاملہ ہی القصہ پادری نے یہ قصہ ختم کیا اور خود
زار زار رویا اکثر حاضرین بھی روئے لیکن وہ بادشاہ شدت غضب مین چین بجبین سرنگون بیٹھے تھے اور یاراے دم زدن نہ تھا
بعد ازان اُس نقابدار کرسی نشین کی طرف خطاب کرکے کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ قمر طلعت زہرہ خصلت آفتاب جمال مہر تمثال
ابو عامر کی دختر نیک اختر ہی اور کوکب اقبال اس برج شرف کا کسی مشتری سعادت سے ہم قران ہوا چاہتا ہی لیکن وہ نیر افق اقبال
ہنوز اس شہر مین جلوہ افروز نہین ہوا ہی ہم تمام مردمان شہر اور رعایا و برایا ہر وقت اُسی کے مقدم نیک شیم کے منتظر و امیدوار
رہتے ہین آگاہ ہو کہ نوع انسان سے کوئی شاہزادہ و یا گدا جو اس نازنین مہ جبین سے عقد کیا چاہے اول مہر اسکا ادا کرے بعد
اسکو تصرف مین لائے اور مہر اس حور مثال کا نہ دُر شاہوار نہ جواہر بیشمار نہ اسپان راہوار صبا رفتار نہ شتر برق رفتار نہ غلامان ماہ رو
نہ کنیزان سنبل مو نہ بال عنقا نہ بیضۂ ہما ہی فقط راز ہفت صد سالہ سے اس لوح کے ہمین آگاہ کردے جو کہ اس کرسی پر رکھی ہی

بعد ازان یہ چند شعر پادری نے پڑھے

نہ کابینش غلامان پری چہرست نہ خیلے اسپ و اشتر نہ زر و سیم بخواند انچہ در لوح ہست مرقوم	نہ کابینش کنیزان سمن روست نہ تخت سلطنت باشد نہ دیہیم کند بر جملہ اہل شہر معلوم نویسد نامۂ عقد نکاحش	نہ کابینش بود لعل و نہ گوہر بلے کابین این لوح مکنون درین لوح انچہ مرقوم ست خواند وکیلم من کہ خواہد شد مباحش	نہ کابینش بود مشک و نہ عنبر ہمین باشد کہ با تو گفتم اکنون قلم انکہ بکلام دل بہ راند

چند اشخاص ولایت ہاے مختلف سے محض واسطے دیکھنے لوح کے آئے تھے اُس پیر مرد سے لوح لیکر عرصۂ دراز تک دیکھا کیے
اور ایک حرف سے آشنا نہ ہوے اتفاقاً مین بھی اُنہین سے ایک مرد کے پاس بیٹھا تھا جب وہ لوح اُسکے ہاتھ مین آئی مین نے
دیکھا الا ہرگز مجھے معلوم نہوا کہ کیا تھا اور کس زبان مین کیا لکھا تھا پھر وہ مجلس ختم ہوئی اور ملکہ بھی اپنے قصر مین تشریف فرما ہوئی
اور سب اپنے گھر چلے گئے مین بھی حمید کے ساتھ اپنے مقام پر آیا مین نے حمید سے ملکہ کا نام پوچھا حمید نے کہا ملکہ شمسہ تاجدار
عذب البیان نام ہی یعنے ایسی شیرین بیان اور شیرین زبان ہی کہ اسکو عذب البیان سے خطاب کرتے ہین جب ابو المکارم

نے یہ داستان رنگین بیان تمام کی تو صبح صادق کا وقت تھا ارکان دولت نے شہزادہ سے عرض کی کہ حضور بھی ایک لحظہ آرام فرماوین کہ مبادا طبیعت دشمنان علیل ہو جاوے شہزادہ نے بلاچاری آرام فرمایا ابو المکارم کو حکم دیا کہ خبردار یہان سے کہین نہ جانا ہم چند عرصہ مین باقی داستان سنینگے راوی کہتا ہے کہ جب شاہزادے نے آرام فرمایا بمقتضاے اس مصرعہ کے ع

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

شاہزادہ نے عالم خواب مین اپنے خیال کے مطابق جو قصہ ابو المکارم کی زبان سے سنا تھا بعینہ اُسی شکل و شمائل کا ایک کوہ اور ایک قصر دیکھا اور اندر اُس قصر کے ایک تخت مرصع نگار پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہوئی دیکھی کہ گویا صانع قضا و قدر نے اپنے دست قدرت سے اُسکے سراپا کو بنایا ہے شاہزادہ ہزار جان سے اُس رشک قمر صورت دلپذیر پر عاشق و فریفتہ ہو گیا اور تا دیر بہ حسرت اُسکے جمال جہان آرا کو دیکھا کیا مگر تحمل طبع مانع سوال و خواہش دل طالب وصال پرسش حال تھا زبان پر یہ قطعہ جاری ہوا قطعہ

دکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے
دور بتان مین کوئی نہین راہبر بلا
ہندو نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

آخر الامر اُس حور وش نے خود سبقت کی اور کہا اے طالب قصہ واے بو الہوس نادان تو جو ہمین اس نگاہ حسرت سے دیکھ رہا ہے اسکا نتیجہ بجز حسرت و افسوس کے اور کیا ہے اور یہ اشعار پڑھے

ہوش ربا ستمگرا ماہ لقا تو کون ہے
صبر و قرار لیگیا سچ تو بتا تو کون ہے
بھید تو اپنا دے بتا حسن تجسس حال کو
دیکھتے ہی پھڑک گیا پہلو مین مرغ دل مرا
پردہ مین دلکے بن سکے بول رہا تو کون ہے
حور ہے یا پری صنم مرد خدا تو کون ہے

اگر عشق تیرا صادق ہے تو سعی و تلاش مین کمر ہمت مضبوط باندھ اور ہماری راہ محبت مین قدم استوار رکھ ورنہ اس خیال محال سے درگذر کہ یہ عشق دریاے بے کنارا ہے جب تک اس بحر مین غوطے نہ کھائیگا ساحل مراد پر کیونکر پہونچیگا اور جب تک رسوائی و محنت گوارا نہ کریگا صورت مراد آئینہ دل مین کیونکر دیکھیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ جہان سے آیا ہے وہین پھر جا اسواسطے کہ مین ایسا لقمۂ لطیف نہین ہون کہ ہر ایک کھا سکے حلوہ خوردن را روے باید شاہزادہ نے جو کلمات طنز آمیز اُس نازنین کی زبان سے سنے بے اختیار اشک آنکھون سے جاری ہوئے اور چاہتا تھا کہ ان کلمات کا جواب دے کہ دفعۃً ایک موذن نے اذان کہی پس شاہزادہ کی اُس خواب ہوشربا سے آنکھ کھل گئی اُسوقت شاہزادہ کا جو حال تھا لایق گذارش نہین ہے الامختصر اپنے کسی رفیق سے بھی مطلق یہ ذکر نہ کیا وضو کیا نماز ظہر ادا کی اور وظائف سے فارغ ہو کے خاصہ طلب کیا بکاولون نے دسترخوان انواع و اقسام کے طعام و لوزیات وغیرہ سے آراستہ کیا شاہزادہ نے خاصہ نوش فرمایا بعدہ مسند استراحت پر اجلاس فرمایا ابو المکارم کو بلایا اور فرمایا

باز گو از قریۂ فردوس حرف
باز گو آن داستانہاے شگرف
از بیان آن مہ شیرین سخن
باز گو از کوہ اسطے باز گو
از پے تسکین من غمدیدہ باز
باز گو آن ماہ سیما باز گو

ابو المکارم نے اول دعا جاہ وحشمت دی اور کہا کہ ای شاہ آفاق جوہر شناس

جہان تا بود در پناہ تو باد | زمین سر بسر در نگاہ تو باد

بعد ازان عرض کی کہ ای شہریار والا تبار جب وہ محفل برخاست ہوئی مین حمید زر افشان کے ہمراہ نے کہا کیون ابو المکارم ایسا تماشا کبھی تمھاری نظر سے گذرا ہی مین نے کہا دیکھنا کیسا بلکہ کبھی سنا بھی نہین اور یہ چند باتین ایسی ہین کہ وہ فہم مین بھی نہین آتین کہ اُنھون نے کیا بیان کیا اب اگر آپ سمجھا دین تو میرا خفقان رفع ہوجاوے آپکا نہایت احسانمند ہونگا حمید نے کہا وہ کیا ہی بیان کرو مین نے کہا اول یہ سوال ہی کہ دو شاہ ایک تخت پر جلوس کرین اور کسی نوع کی آپسمین عداوت وخصومت نہو یہ محالات سے ہی اور کلام سعدی اسیکے مطابق ہی

دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند

چہ جا کہ ایک شہر اور ایک تخت پر حکمران ہون بسا تعجب ہی دوم سبب سیاہ پوشی ابو حاکم کا کیا ہی سوم کوئی شخص کسی اور آدمی سے ایسے مجمع کثیر مین ایسی سخت کلامی نہین کرسکتا اور پادری ایپدروس نے کیسے سخنان کریہ وسخت بادشاہون کی شان مین باعلان کہے کہ جس سے سُننے والے کو تاب ضبط نہ ہی لیکن دونون شاہون نے دم نہ مارا چہارم بعد اس گفتگو کے پادری رویا اور اکثر لوگون کو رُلایا اسکا کیا سبب ہی پنجم وہ نازنین کرسی نشین کہ ابو حامر کی بیٹی اور زابو حاکم کی بھتیجی ہی واجب التعظیم تو نہوئی پھر دونون شاہون نے سرو قد تعظیم کیون دی حمید زر افشان نے کہا ای ابو المکارم مین بھی یہان دس برس سے مسافرانہ بسر اوقات کرتا ہون اس امر فرمانروائی سے تو اسقدر البتہ واقف ہوا ہون کہ کسی طرح یہ دونون بھائی چچازاد باہم حکمرانی کرتے ہین انکے باپ و دادا بھی دو بھائی ہی تھے اور اسی طرح اس شہر کی فرمانروائی کرتے تھے یہ امر آبائی ہی اور یہ جشن نوروز جو تمنے دیکھا ہی مین اسکو سات برس سے دیکھتا ہون کہ ہر سال بروز نوروز یہی کیفیت جو تمنے دیکھی ہی ہوتی ہی مگر چونکہ مجھے اسکی تحقیقات سے کچھ سروکار نہ تھا لہذا اسے فائدہ محض سمجھکر مین نے یہ حال دریافت نہین کیا اگر تمکو شوق دریافت حال ہو تو مین تمکو ایک تدبیر معقول بتادون کیا عجب ہی کہ اس ترکیب سے بخوبی دریافت کرو مین نے کہا بھائی علم شی بہ از جہل شی ہوتی ہی دوسرے مجکو اسقدر قدرت کہان کہ اسباب تجارت جمع کرون اور پیشہ تجارت کو فروغ دون اور ہاتھ سے اجل کے بھی مہلت پاؤن پس میرے حق مین یہ کافی ووافی ہی کہ چند نفس حیات مستعار کسی بادشاہ با اسلام کی خدمت مین بذریعہ ملازمت گذر جائین تو انسب ہی کیونکہ ہمارا اس دنیا مین اسطرح حال ہی بقول کسی اُستاد کے

دو دن کی زندگی مین رہتے ہم مرے ہوئے | جو عیش جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوئے

ہان لیکن بادشاہ کی ملازمت کیواسطے بھی کوئی ذریعہ معقول چاہیے ہی اور اکثر بادشاہون کو حرف وحکایات تازہ و افسانہ عجائب وغرائب کے سُننے کا شوق ہوتا ہی لہذا اگر اس جشن نوروز کی کیفیت سے واقف ہوجاؤ مالذکر یہ بھی کہ نیا معاملہ ہی کہین موقع پاتا تو بیان کردیتا اور مجکو خود بھی ایک نوع کی حیرت ہی وہ بھی رفع ہوجاتی اور یہ امر ایسا ہی کہ تا عمر

مین نہ بھولونگا بلکہ یہ شعر اس امر پر صادق آتا ہے

تمنا داشتم در دیدہ خاک آن کف پارا		بحسرت مردم و در خاک بردم این تمنارا	

حمید نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے اب بگوش ہوش سُنو وہ تدبیر جس سے کہ بخوبی دریافت حال جشن نوروز مفصل ہوجاوے وہ یہ ہے کہ تم کسی بادشاہ کا ایلچی اپنے کو مشہور کرو اور پادری ایدروس کے پاس جاکے کہو کہ مین فلان بادشاہ کا مرسلہ آیا ہون ہمارے شاہ نے ہمکو تمھارے پاس اسواسطے بھیجا ہے کہ تم ایک ورق تصویر ملکہ شمسہ تاجدار کا مجھے دو بس اسی ضمن مین اپنے سوالات کا جواب بھی پادری سے حاصل کر لینا پادری تمکو بخوبی سمجھا دیگا اور تصویر ملکہ بھی دیگا چنانچہ ابھی چند روز کا یہ قصہ ہے کہ نجاشی بادشاہ زنگبار نے ایک ورق تصویر ملکہ کا طلب کیا اور وہ اُسپر عاشق ہوا بعد ازان اُسنے اس شہر پر فوج کشی کی مگر ایسی شکست فاش کھائی کہ بے حصول مطلب فرار ہوگیا اور سواے ذلت و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا اے شہریار والا تبار عالی وقار فدوی موافق تعلیم حمید کے دوسرے روز کچھ تحایف تحفہ عجیبہ لیکر پادری ایدروس کی خدمت مین پہونچا پادری مجھسے نہایت اعزاز سے پیش آیا مین نے پادری کا مکان نہایت پاک وصاف پایا تمام صحن مکان مین حصیر باریک بچھا تھا اور فرش و فروش و شیشہ آلات سے خوب سجا تھا لیکن ایدروس ایک بوریہ کہنہ پر بیٹھا تھا اور چند نصرانی دست بستہ روبرو کھڑے تھے وہ کچھ باتین کر رہا تھا مین نے پادری کو سلام کیا اور وہ تحفہ پیش کیا پادری نے بعد جواب سلام نذر میری قبول کی نام پوچھا مطلب دریافت کیا مین نے کہا کہ مین بادشاہ مصر کا ایلچی ہون واسطے تصویر ملکہ کے تمھارے پاس آیا ہون پادری نے کہا اسوقت مجھے معاف فرماؤ وقت عصر تشریف لانا مین بادشا ہون سے اجازت لیکر تصویر تجکو دونگا مین رخصت ہوکر حمید کے پاس آیا یہ حقیقت بیان کی حمید نے کہا بروقت وعدہ کے ضرور جانا یقین ہے کہ آج کی شب وہ تمھاری مہمانی ضرور کریگا اور جو حال ہوگا وہ بھی ظاہر ہوجائیگا مین بعد نماز عصر پھر پادری کے پاس گیا پادری میرے انتظار مین تھا مین آگے پادری کے خاموش بیٹھا پادری نے اول کہا اے شخص بظاہر تو مسلمان معلوم ہوتا ہے مین نے کہا ہان پھر پادری مجھے دست گرفتہ مکان خلوت مین لیگیا اور بکشادہ پیشانی و خوش مزاجی کہا خوش آمدی مین نے کہا بچشم پھر مجھسے کہا اے جوان اُسوقت میرے پاس چند عیسائی آئے تھے اس وجہ سے مین تجھسے بہ توجہ پیش نہ آیا اور نہ تمھارے سوال کا جواب دیا اب جو کہنا ہو بیان کرو مین نے جو پہلے بیان کیا تھا وہی پھر کہا اور یہ کہا کہ جشن نوروز کا ہنگامہ جو میری نظر سے گذرا اُسکا استفسار چاہتا ہون پادری نے کہا مین امت حضرت خیر البشر کی تواضع و مدارات کو اپنا فخر بلکہ باعث نجات جانتا ہون بے تکلف بیان کرو مین بخوبی جواب اسکے دونگا مین نے وہی سوال جو کہ حمید زر افشان سے کیے تھے پادری سے کیے پادری ایدروس نے کہا ان سوالات کا جواب قصہ طلب ہے اول طعام بعدہ کلام کھانے سے فارغ ہوکر کہونگا جب کھانے سے فراغت پائی مین نے پھر تقاضا کیا ایدروس بولا اے جوان آگاہ ہو کہ جو ہفتم ان بادشا ہون کا جنکو تُنے ایک تخت پر پہلو بہ پہلو متمکن دیکھا تھا ذی اختیار و ذی اقتدار صاحبقران روزگار تھا کہ جس نے سات سو سال

برس دنیا مین کوس صاحبقرانی اس دبدبہ و شان و شوکت سے بجایا کہ نشان دولت و اقبال جسکا گنبد دوار فیروزہ رنگ سے بالا ہوگیا یعنی ملک مغرب سے تا ختا و ختن اُسکے دائرۂ دولت مین آگیا اور پردۂ قاف مین بزور شمشیر قلعہ گیر و بمدد اقبال فرخ بال ہزارہا جن و شیاطین کو قتل و مسخر کیا اس وجہ سے اسم گرامی اُس شاہ والاجاہ کا بزبان عرب سلطان البیضا مشہور ہوا اور اہل فرس اُسکو خورشید تاج بخش کہتے تھے حالانکہ صاحبقران اعظم خلایق کے زبان زد ہو لیکن یہ اسم بزبان عجمی تاریخی ہو جسکو زبان ہندی مین راس کا نام کہتے ہین اس سے زیادہ تر شہرۂ آفاق ہوا الغرض اس شاہ نے عہد حکومت اپنے مین اکثر طلسم فتح کیے اور اکثر طلسم اپنی ذات خاص سے بنائے اور وہ کتاب کہ بروز جشن ملک کے روبرو رکھی تھی وہ شاہ نامہ اسی بادشاہ کا خاندانی ہو اسی سے نام بھی اُس کتاب کا خورشید نامہ رکھا ہو جس وقت صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش نے تسخیر اقالیم سبعہ سے فراغت پائی تب اُس فلک قدر نے قصر ابیض مین کہ جو قصر قلۂ چہارم کوہ قاف پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے اجنہ نے تعمیر کیا تھا اُسمین جشن مقرر کیا اور تمام حکماے یونان و عرب و عجم و ہندوستان وغیرہ ممالک کو اُس جشن عالی مین طلب فرمایا اور اُس مجمع کو اجلاس الحکما خطاب دیا اُس زمانہ مین حکیم اسقلینوس الٰہی جسکے فیض صحبت سے صاحبقران اعظم کو یہ حشمت و ثروت میسر ہوئی اور حکیم بزرگ سب حکماے عصر کا سردفتر تھا جب اُس جشن کا حکماے بافرہنگ و دقیقہ شناسان فلک فیروزہ رنگ کے روبرو انعقاد ہوا حکما مین باہم عقیدہ مذہب و ملت مین بحث شروع ہوئی صاحبقران نے فرمایا ہمارے نزدیک اس امر خاص مین گفتگو لاحاصل ہو کہ خداوند کریم نے ہر طریق و ملت مین بڑی گنجایش عطا فرمائی ہو یہی وجہ ہو کہ ہر واحد اپنے اپنے طریق و ملت کو بدلیل و برہان نہایت مستحکم و راہ راست تصور کرتا ہو اور دوسری شریعت کو بے بنیاد و بجاے خود باطل جانتا ہو اور نفس الامر تو سب مذہبون کا ایک ہی سوائے بجز پروردگار عالم کے کوئی نجات دہندہ نہین ہو بقول کسی اُستاد کے ؎

گفتگوے کفر و دین آخر بیک جا میکشد	خواب یک خواب است باشد مختلف تعبیرہا

لیکن انسان کو مابین خدا و خود کے کوئی وسیلہ ضرور چاہیے تو وہ بجز انبیا علیہم السلام کی تقلید و ہدایت کے دوسرا امر نہین ہو کہ بشر ہدایت و تلقین سے ان بزرگان خاصان درگاہ کبریا کے جلد تر منزل مقصود کو پہونچتا ہو بعد ازان صاحبقران نے حکیم بزرگ اسقلینوس الٰہی سے فرمایا کہ حضرت سیر کواکب و حرکات فلکی کو بنظر غور ملاحظہ فرماوین اور اس حال سے آگاہ فرماوین کہ بعد میرے اس خاندان مین کب تک یہ سلطنت باقی رہیگی اور اولاد میری کیونکر ایام گذاری کریگی پس ابو المکارم اُسوقت اس بادشاہ جمجاہ کے بارہ فرزند ارجمند رشید و لایق و فایق موجود تھے ازان جملہ دو فرزند صاحب جمال و کمال موصوف بہمہ صفت ملکہ زہرہ جبین ختائی کے بطن سے توام متولد ہوئے تھے اور وہی صاحبقران کے ولیعہد ہوئے تھے اُسمین ایک کا سلطان شمس الدین خورشید علم اور دوسرے کا سلطان ضیاء الدین قمر لوا نام تھا الغرض حکیم اکبر دقیقہ شناس افلاک نے اصطرلاب آفتاب سے مقابل کرکے زایچہ کیا اور طالع کو ملاحظہ فرمایا اور

صاحبقران اعظم سے کہا اے شہریار ہمین علم نجوم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تخمیناً سات سو برس سلطنت تمہاری اولاد کے قبضہ
اور تصرف مین رہیگی اُسمین دو سو برس تم اور پانچسو برس تمہاری اولاد کے نام سکہ و خطبہ جاری رہیگا اور اُسمین
پانچسو برس مین دو سو برس سواحل بحر اعظم اوقیانوس کے گرد و نواح کے ممالک تمہاری اولاد کے قبضہ مین رہینگے
باقی ملک موروثی نکل جائیگا بعد ازان حکیم صاحب نے پھر زائچہ کیا اور دیکھا اور خوب ہنسے صاحبقران نے سبب خندہ حکیم صاحب
سے پوچھا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے صاحبقران عالی قدر سبحان اللہ و بحمدہ ایزد تعالیٰ نے تمہاری اولاد مین عجیب قاعدے
و سلسلہ سے جہانداری و طریقۂ سلطنت کو مقرر فرمایا ہے کہ آج تک کسی نے نشنا ہوگا اور دیکھنا تو امر دشوار ہے یعنے تا اختتام
ایام سلطنت دو بادشاہ ایک تخت پر حکمرانی کرینگے اور کوئی خصومت و نزاع آپس مین نہوگی صاحبقران نے فرمایا یہ امر
توشرح طلب ہے بہ تفصیل فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایسا کچھ معلوم ہوتا ہے کہ تم دس اولاد کو دس ملک متفرق دوگے
اور یہ دو بیٹے شمس الدین و ضیاء الدین ملک مغرب کے حاکم ہونگے اور اُنکے یہان ایک ایک پسر اور ایک ایک
دختر پیدا ہوگی اور وہ آپس مین اُنکا عقد و مناکحت کرینگے جب شمس الدین و ضیاء الدین کا عہد سلطنت آخر ہوگا
تمام بادشاہان اطراف اُن فرزندون سے ممالک موروثی بقوت بازو لیلینگے فقط ایک ملک مغرب اُن دونون کے
قبضہ مین رہجائیگا بعد ایک سو بیس برس کے وہ بھی انتقال کرینگے اور تخت سلطنت پر بدر الکمال و نجم الاقبال
دونون بیٹے اُنکے حکمران ہونگے اور اُن دونون بھائیون مین بھی بطور آبائی دو لڑکے اور دو لڑکیان پیدا ہونگی اور اُنکی
نسبت بھی آپسمین ہو جائیگی جب وہ قضا کرینگے تو ابو اسحاق و ابو جنید اُنکے فرزندون کی نوبت آئیگی اور اُسی
زمانہ مین آفتاب ختم رسالت زمین بطحا مین افق ولادت سے طلوع کریگا اور وہی باعث ترقی اسلام ہوگا اور روز بروز
اسلام کو ترقی ہوتی جائیگی تا اینکہ تمام جہان غازیان اسلام کے تصرف مین آئیگا اور ابو اسحاق و ابو جنید بخوف
اسلام سواحل بحر اعظم کو گریز کر جائینگے وہان اُنکی بسر معاش کو زمین کافی ہوگی بعد ازان ابو جنید و ابو اسحاق
کے یہان ابو نجم و ابو نصر دو لڑکے اور دو بیٹیان پیدا ہونگی اور اُسیطرح موافق دستور کے عقد دونون کا ہوجائیگا
جب یہ بھی اس دار فانی سے کوچ کرینگے تو اُنکے لڑکے ابو طاہر و ابو تمیم ملک مغرب کے بادشاہ ہونگے اسی طرح
اُنکے یہان بھی ابو عامر و ابو حاکم پیدا ہونگے پس اسی روز سے سلطنت کو آل بیضا کی تنزل ہو جائیگا تا اینکہ اُنکی سلطنت
کا نام و نشان تک باقی نہ رہیگا اور اخلاف اُنکو خاتم سلطنت آل بیضا کا خطاب دیگی جب یہ جملہ ختم ہوا تو حکیم صاحب نے
فرمایا کہ اب تفصیل زمانہ حکومت اپنی اولاد کی سنو ابو جنید و ابو اسحاق اٹھارہ برس حکمرانی کرینگے اور ابو تمیم و
ابو نصر ڈیڑھ سو برس اور ابو طاہر و ابو منصور تیس برس تک اور جب ابو عامر کا زمانہ قریب آئیگا تب ایک دختر
رشک قمر پیدا ہوگی اور ابو حاکم لاولد رہیگا اور اُس دختر ابو عامر کا ایک شاہزادہ اسلام سے عقد ہوگا پھر اُس وقت
سے یہ سلطنت آل بیضا سے منتقل ہو کر خاندان سلاطین محمدیہ مین داخل ہو جائیگی ذالک تقدیر العزیز العلیم و ما شہدنا

الا ما علمتنا وما کنا للغیب حافظین ترجمہ اس آیہ کا یہ ہی کہ یہ اندازہ ہی زبردست حکمت والے کا اور ہمنے وہی کہا جو ہمکو خبر تھی اور ہمکو غیب کی خبر یاد نہ تھی تمام ہوا ترجمہ جس وقت صاحبقران نے یہ حال سنا فرمایا ای حکیم صاحب مجھے حال خیر البشر سے بھی آگاہ کرو حکیم صاحب نے توریت موسوی اور انجیل عیسوی سے چند فقرے نعت مین سرور کائنات کے صاحبقران کے روبرو بیان کیے اور کہا کہ حضرت عیسی نے بھی آنحضرت کی پیدایش کی خبر دی ہی بعد اسکے حکیم صاحب نے آیت انجیل پڑھکے جو اس آیۂ قرآنی کے مطابق ہی صاحبقران کو سنائی یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنے ای بنی اسرائیل مین بھیجا آیا ہون اللہ کا تمھاری طرف سچا کرنے اُسکو جس سے مجھے آگاہی ہی توریت سے اور خوش خبری سُناتا ہون ایک رسول کی جو آئیگا مجھسے پیچھے اُسکا نام احمد ہی یس نام اس مقبول کونین کا اہل آسمان مین احمد ہوگا اور اہل زمین مین محمد صاحبقران نے بعد استماع اس اخبار کے حکیم اور تمام اہل مجلس سے کہا کہ تم گواہ رہنا کہ مین غایبانہ مین اُس سید المرسلین کا دین قبول کرتا ہون یہ کہکر حکیم صاحب سے کہا کہ ای حکیم صاحب میری اولاد سے بھی کوئی اس دین پاک مین ہوگا حکیم صاحب نے فرمایا کہ بجز شمس الدین اور ضیاء الدین کے اور سب اسی ضلالت مین گرفتار رہینگے اور دین عیسوی کو دین محمدی پر ہمیشہ ترجیح دینگے اور ایک وہ دختر ابو طاہر کی بھی جسکا شاہزادۂ اسلام سے عقد ہوگا ضرور اپنے شوہر کے دین مین داخل ہوگی اور سب اولاد تمھاری مذہب عیسوی مین ہلاک ہوگی صاحبقران نے فرمایا حکیم صاحب ایک وصیت نامہ ہماری طرف سے لکھکر امانت رکھدو کہ جو کوئی ہماری اولاد مین طریقۂ محمدی قبول نہ کریگا حشر مین ہم اُسکے دامنگیر ہونگے حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار مقدرات الٰہی اس تدبیر سے بدل نہ جائینگے یہ آیہ وافی ہدایہ اسپر دال ہی انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء ترجمہ اسکا یہ ہی کہ راہ پر نہین لاتا جسکو چاہے تو پر اللہ راہ پر لاتا ہی جسکو چاہتا ہی صاحبقران نے فرمایا خیر مرضی خدا اب تم مجھے وہ قطعہ زمین سواحل بحر اعظم دکھادو جہان میری اولاد پناہ گزین ہوگی حکیم نے بعلم رمل تقسیم کی بعد ازان وہ قطعہ زمین صاحبقران کو دکھادیا کہ وہ زمین اسی کوہ اعلے کے دامنہ مین واقع ہی صاحبقران نے یہ شہر قریہ فردوس اُسی جگہ پر آباد کیا اور تمام سامان جلوس شاہانہ بطریق جہیز دختر ابو طاہر کیواسطے یہان امانت رکھا اور اُسپر ایک طلسم باندھا بعد ازان فرمایا کہ جو شخص اس لوح طلسم کو پڑھے اور اُسکے راز سے ہمین آگاہ کرے وہی دختر ابو طاہر کا زوج ہوگا جب ان امورات سے بھی صاحبقران نے فرصت پائی تب احوال اپنا از روز ولادت تا ایام وفات تمام وکمال ایک کتاب مین لکھا اور شاہنامہ خورشیدی اور تاریخ اعظم اُسکا نام رکھا اور اپنی اولاد کو سپرد کیا اور فرمایا یہ کتاب امانت رکھو اور پشت در پشت اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہو کہ یہ کتاب بھی اُسی سعادتمند کو دینا جو لوح طلسم کو پڑھے یقین ہی کہ بشاہدہ اس کتاب کے دستور کشورستانی و قواعد جہانبانی بخوبی تمام اُسکو حاصل ہونگے اور وہ ہماری اولاد کی عزت و آبرو مین ترقی کریگا جب یہ قصہ پادری نے تمام کیا مجھے کہا کہ ای

ابوالمکارم یہ قصر جو بالاے کوہ تم دیکھتے ہو صاحبقران نے اسے ملکہ کے واسطے تعمیر کرایا ہی اور قصر اخضر اُسکا نام رکھا اور اسپر
طلسم بندی کی کہ بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے اور کسی سے دروازہ اس قصر کا نہ کھلے یا جسے ملکہ حکم دے اور نام ملکہ کا اپنے نام سے
استخراج فرماکر ملکہ شمسہ تاجدار مقرر کیا اس وجہ سے کہ زبان عرب مین خورشید کو شمس کہتے ہین اور اُن حکمانے حسب الحکم
صاحبقران یہ زیادہ تر طلسمات کیا کہ اعداد حروف سے ملکہ کے نام کی تکسیر کرکے ایک نقش مربع بنایا اور اُس نقش کو لوح مین
کندہ کیا صاحبقران نے وہ لوح اپنے فرزندون کو سپرد کی اور فرمایا کہ تم اُسکو امانت رکھو اور یہ وصیت اپنی اولاد کو درجہ بدرجہ
کرتے رہو کہ وہ حفاظت ونگہبانی مین اس لوح کی کوشش بلیغ کرین جب ابوجنید وابواسحاق کی سلطنت کا زمانہ پہونچے
اور وہ سواحل بحر اعظم مین پناہ لیجائین اُسوقت یہ لوح بازو پر باندھکر تخت فرماندہی شہر فردوسیہ پر جلوس کیا کرین ورنہ
درصورت دیگر امورات سلطنت مین اُنکے خرابی واقع ہوگی ہرگاہ ابوعامر وابوحاکم بادشاہ ہون اور وہ دختر ابوعامر
کے یہان پیدا ہوا اور بعمر ہفت سالگی پہونچے یہ لوح اُسکی گردن مین ڈالدی جاے بعد ازان باپ اور چچا اسطرح اُسکی
تعظیم وتکریم کرین جسطرح کوئی اپنے آقا کی کرتا ہی اور اپنے کو مثل ملازمون کے جانین کہ ہمنے اس ملک کی حکومت اُسکے نام
مقرر کی ہی اور ابوحاکم وابوعامر کو اُسکا نائب کیا القصہ جو حکماے پیشین نے حال آیندہ اولاد صاحبقران کا لکھا تھا وہ
سب ظہور مین آیا چنانچہ ایک روز کی نقل ہی کہ ابوحاکم اور ابوعامر واسطے دیکھنے قلعہ اور قصر کے گئے ہرچند کوشش کی لیکن
دروازہ قصر کا نہ کھلا اور کوئی تدبیر پیش رفت نہ گئی ایک جانب سے مار سیاہ آتش فشان بالکنچہ زہر آلود پیدا ہوا کہ تمام لوگ
اُسکے خوف سے زیر کوہ چلے آئے پھر کسی کی جرأت نہوئی کہ بالاے کوہ جاتا اور جب ملکہ شمسہ تاجدار ابوعامر کے یہان
پیدا ہوئی اور بعمر ہفت سالگی پہونچی ابوعامر کو حسب وصیت صاحبقران لوح ملکہ کی گردن مین ڈالنا یاد نرہا خدا کی قدرت
سے شب سالگرہ ملکہ کے ابوعامر دو مرتبہ تخت پر سے زمین پر گرا اور اُسی حال مین ایک بزرگ نے فرمایا اے ابوعامر جلد
لوح ملکہ کو حوالہ کر اور خبردار کوئی مراتب اُسکی توقیر وتعظیم مین فروگذاشت نہ کرنا ورنہ تیرے حق مین بہتر نہوگا شاید تو
آگاہ نہین ہی کہ وہ اس شہر کی بادشاہ ہی اور تم دونون اُسکے نائب ہو صبح کو یہ قصہ ابوعامر نے ابوحاکم سے کہا ابوحاکم
بولا مین نے بھی وقت شب یہی خواب دیکھا ہی آخر اُسی روز ابوعامر نے وہ لوح ملکہ کو دی اور اُسکی تعظیم وتکریم حسب وصیت
کرنے لگے ملکہ بروز سالگرہ اس کوہ پر گئی باپ اور چچا بھی ساتھ تھے ملکہ کے سایۂ قامت سے دروازہ قصر کھل گیا ملکہ اندر محل کے
داخل ہوئی اُس روز سے آج تک بدولت واقبال قصر مین موجود ہی الغرض جبل اعلی یہی کوہ ہی اور قریہ فردوسیہ شہر مشہور ہی
اور یہ نازنین وہی ابوعامر کی دختر بلند اختر اور صاحب لوح طلسم ہی اور اسی لوح کے پڑھنے والے کی تلاش صبح وشام
ہم سب کو رہتی ہی پھر مین نے کہا اے پادری صاحب اگر تمھارے نزدیک اسلام برحق ہی پھر تم مسلمان کیون نہین ہوتے
اور اپنے بادشاہون کو ضلالت مین کیون مبتلا کیے ہو پادری ایدروس نے کہا واللہ مین دین محمدی کو برحق جانتا ہون
اور اُن بادشاہون کو جو مین نے کلام سخت سے یاد کیا اُسکی یہی وجہ ہی کہ وہ شریعت محمدی کو قبول نہین کرتے ہرچند مین نے

سمجھا یا کہ یہ دین عیسوی منسوخ ہوگیا تم ناحق اس ضلالت مین گرفتار ہو وہ یہ جواب دیتے ہین کہ طریقۂ آبائی ہم ترک
نہ کرینگے ابو حاکم حسب قاعدۂ خاندان لاولد رہا اور کوئی فرزند پیدا نہوا اور اُسکی منکوحہ نے بھی قضا کی جب وہ اولاد کی
طرف سے مایوس مطلق ہوگیا اور ایام سلطنت بھی قریب اختتام پہونچے تب مجبور ہوکر براہ ناامیدی پوشاک سیاہ پہنی اور
دنیا کو ترک کیا اور مین جو اِن دونون بادشاہون کو کلمات سخت کہتا ہون اور یہ جواب نہین دیتے تو اسکی وجہ یہ ہی کہ
مین کلمۂ حق کہتا ہون میرا کوئی نفع اسمین نہین ہی اور دوسرا امر یہ ہی کہ مین سو برس سے انکے خاندان کا معلم ہون انکی
کیا مجال جو دم مار سکین کہ تمام رعایا اور سپاہ میری امداد کو موجود ہی اور وہ جو چند شخص میرے رونے پر روتے تھے
وہ مسلمان ہین لیکن بظاہر دین عیسوی رکھتے ہین مصلحتاً ظاہر نہین کرتے ہان اُس روز کہ جب داماد ابو عامر تشریف لائیگا
اُسوقت یہ بھی اپنا اسلام ظاہر کرینگے اور تمام شہر بھی اسلام آباد ہوگا پھر مین نے پادری سے پوچھا کہ ای بزرگ تم لوح کے
حال سے بخوبی واقف ہوگئے پادری نے کہا بخدا نہین فقط بسم اللہ سے تو البتہ واقف ہون باقی ایک حرف نہین پڑھا جاتا
ای برادر راز لوح سے آگاہ ہونا شکنندۂ طلسم کا منصب ہی اور شکنندۂ طلسم کے ساتھ ملکہ کا عقد ہونا بھی ضرور ہی پھر مین نے کہا
کہ ای پادری صاحب مین خورشید نامہ کیونکر سنون کہ کمال اُسکے سننے کا مشتاق ہون پادری نے کہا ای ابو المکارم
جو حال لوح کا ہی وہی حال خورشید نامہ کا ہی وہ بھی اُسی شاہزادہ کے آنے پر موقوف ہی اور جب کتاب خوانی کا وقت
آئیگا تو چند بادشاہ بھی اطراف و جوانب کے واسطے سننے خورشید نامہ کے بشوق تمام یہان جمع ہونگے اور جشن عروسی ملکہ
شمسہ تاجدار کا اس آرایش اور دھوم سے ہوگا کہ شاید اس چرخ پیر کی نظر سے نہ گذرا ہو مین نے پوچھا بھلا اب اُس زمانہ کو
کسقدر عرصہ باقی ہی پادری نے کہا اگرچہ تعین اسکا محال ہی مگر اسی اٹھارہ سو برس کے عرصہ مین یہ معاملہ واقع ہوگا پھر
مین نے کہا اس نازنین مہ جبین کا عقد ایسی شرط سے مشروط کیا ہی کہ جسکا ادا ہونا مشکل معلوم ہوتا ہی اور اگر کوئی شاہ شہریار
اس نازنین زہرہ جبین پر عاشق ہوکر بقوت شمشیر لیجانے کا قصد کرے تو ان شرائط کا کیا لحاظ باقی رہیگا اور حسب ظاہر کوئی
ایسی جمعیت بھی تمہارے پاس نہین ہی کہ تمسے کسی زبردست سے مقابلہ ہو اور تم اُسکو دفع کرسکو پادری میری بات سے خوب
ہنسا اور کہا ای عزیز گرد و پیش شہر فردوس کے طلسم بیضا کا ایسا حصار ہی کہ جسکے سبب سے کوئی مفسد بارادۂ فساد اس شہر
مین داخل ہو نہین سکتا چنانچہ یہ نقل تمہارے رفع شک کیواسطے بیان کرتا ہون کہ سال گذشتہ مین نجاشی بادشاہ حبش
نے جو ہنگامہ آرائی جشن نوروز اور حال ملکہ شمسہ تاجدار سنا اُسنے ایک نامہ اپنے فرزند کی نسبت کا ملکہ کے ساتھ ہمین لکھا
ہمنے جو اصل حال تھا وہ جواب مین لکھ بھیجا نجاشی نے ایک پادری فاضل زمانہ کو واسطے دیکھنے لوح کے یہان بھیجا اور
یہ حکم دیا کہ اگر لوح فہم مین آئے یا نہ آئے مگر تم جسطرح ممکن ہو اُس نازنین کو اپنے ہمراہ لے آؤ پادری ابو عامر کے دربار مین
آیا لوح ہمسے طلب کی ہمنے لوح دیدی وہ عرصہ تک لوح کو دیکھا کیا جب خط لوح مطلق سمجھ مین نہ آیا ناچار بے نیل مرام واپس
چلا گیا اور نجاشی کو مطلع کیا کہ وہ لوح طلسم ہی اُسکے مضمون سے آگاہ ہونا شکنندۂ طلسم کا کام ہی نجاشی کی رگ شیطنت جوش

ہین آئی پادری کے کہنے پر خیال نہ کیا پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے اسطرف روانہ ہوا اما اینکہ نہر المشحون پر کہ یہان سے دس فرسخ ہی خیمہ زن ہوا اور وہان سے وہی پیغام سابق بھیجا ہمنے بھی وہی جواب بطور سابق کے دیا نجاشی بولا مین شرط و شروط نہین جانتا اگر خیریت حال و مآل اپنا اور شہر کا منظور ہو تو بلا عذر اسی وقت اُس نازنین کو میرے پاس بھیجدو کہ مین اپنے فرزند مسرور رمدصع نگین سے نکاح کردون ورنہ تم جانو اور تمھارا کام ہمنے جو فوج قاہرہ دیکھی خوف پیدا ہوا لہذا ہمنے کہلا بھیجا کہ ہمسے زر نقد لو اور شہر کے قتل اور غارت سے باز آؤ نجاشی نے کہا ہمین مال و زر سے کچھ کام نہین ہی تمھارا زر و مال تمکو مبارک رہے مجکو فقط عقد اُس نازنین سے کرنا منظور ہی اسواسطے آیا ہون جب ہمنے یہ سُنا کہ اس بلاے بیدرمان کا دفع ہونا دشوار ہی ناچار سپاہ اور رعایا نے عہد کیا کہ تا حیات اپنی ایسا ہم ہونے ندینگے مصرعہ بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد ؂ آخر ہم سب نے کفن کو سر سے باندھا اور رب العزت کی درگاہ مین مناجات شروع کی ناگاہ قدرت قادر حقیقی سے اُسی شب مسرور بن نجاشی کا دم بند ہوگیا اور قریب بہ ہلاکت پہونچا اور نجاشی نے خواب مین دیکھا کہ کوئی بزرگ فرماتے ہین کہ ای روسیاہ اگر تجھے حیات اپنے دلبند کی منظور ہی جلد یہان سے روانہ ہو خبردار کبھی اسطرف کا قصد نہ کرنا ورنہ ایک تنفس تیرے لشکر کا زندہ نہ بچیگا ای بیوقوف کہین ہماسے بلند مرتبہ کا زاغ روسیاہ سے پیوند ہوتے سُنا ہی اس اثنا مین ملازمون نے مسرور کا حال بد نجاشی سے بیان کیا نجاشی سر و پا برہنہ مسرور کے پاس آیا فی الحقیقت مسرور کو حالت نزع مین دیکھا فوراً حکم کوچ کا دیا جب نہر مشحون کے اُس پار گیا مسرور اچھا ہوگیا پھر اُسنے اسطرف کا قصد نہ کیا ای ابوالمکارم ملکہ شمسہ تاجدار ابو عامر کے یہان جب پیدا ہوئی اور ابو حاکم دولت اولاد سے بے پاس ہوا سمجھ گیا کہ اب زمانہ آخر ہوگیا وصیت نامہ صاحبقران کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ ایک بھائی کے یہان دختر پیدا ہوا اور دوسرا لاولد ہوا اور جب وہ دختر بلند اختر پری پیکر سن تمیز کو پہونچے تم مہرا اُسکا لوح طلسم بیضا کا پڑھنا مقرر کرنا اور ہر سال بروز نوروز اُس نازنین کو مجمع خلائق مین لانا یقین ہی کہ اس شکل سے کوئی خریدار اُسکا بہم پہونچ جائیگا جب وہ شخص موجود آئے تم دین و مذہب بھی اُسکا اختیار کرنا لہذا ابو عامر اور ابو حاکم سب حکم وصیت نامہ تو بجالاتے ہین الا دین اسلام کے قبول کرنے مین انکار ہی ابو عامر کو تو کچھ میلان اُسطرف ہی مگر ابو حاکم کہ ایک شیطان مجسم ہی ابو عامر کو بھی بہکاتا ہی اسوجہ سے اُسکی طبیعت بھی اسلام کی طرف سے پھر جاتی ہی ای شہریار ذوی الاقتدار جب پادری نے یہ قصہ تمام کیا صبح ہوگئی مین نے پادری کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور طالب رخصت ہوا پادری نے ایک ورق تصویر دلپذیر ملکہ آفاق مجھے دیا اور بنہایت اعزاز و اکرام سے مجھے رخصت کیا مین وہان سے حمید زرافشان کے پاس آیا اور تمام سرگذشت بیان کی بعد ازان حمید سے بھی رخصت ہوا اور کہا کہ انشاء اللہ اگر اجل نے مہلت دی اور حیات مستعار باقی رہی تو پھر حاضر ہونگا غرض دوسرے روز ایک قافلہ کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوا بعد چند روز کے خدمت حضور مین پہونچا بعد اسکے ابوالمکارم نے وہ تصویر ملکہ شمسہ تاجدار شہزادہ کو دی شہزادہ نے جو وہ تصویر بے نظیر بغور ملاحظہ فرمائی کیفیت خواب

یاد آئی وہ جو صورت زیبا خواب مین دیکھی تھی بعینہ مشابہ تصویر کے پائی سر مو فرق نہ تھا بلکہ پوشاک بھی وہی تھی جو خواب مین زیب جسم دیکھی تھی شہزادہ اس حال کو دیکھکے غرق دریاے تحیر ہوگیا اور بمشاہدہ تصویر حیرت افزا کے رنگ چہرہ مبارک کا دگرگون ہوگیا بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا شعر

یہ تو ممکن ہی نہین دل ہی کھنچے جان بچے ۔ صاحب خانہ پہ آفت ہو اور مہمان بچے

پس وہ انجمن جسمین کہ شاہزادہ عالیجاہ اس غم جانکاہ مین مبتلا ہو پھر کیونکر وہ گھر ماتم سرا نہو جائے رفیق و رفقا حاضرین محفل سب درہم و برہم ہوگئے چنانچہ یہ مسدس حسب حال زبان زد ہوا

مسدس

کیا بین اس کافر بدکیش کا احوال کہون
یہی خونخوار رہا کرتا ہی عاشق کا خون
زار کر دیتا ہی انسان کو یہ اور زبون
رفتہ رفتہ یہی پہونچاتا ہی نوبت بجنون
یہی خون ریز تو خونخوار رہا انسانون کا
دین کھوتا ہی یہ کافر ہی مسلمانون کا

یہی کرتا ہی ہر اک شخص کو رسوا ظالم
یہی کرتا ہی ہر اک چشم کو دریا ظالم
کوہ دکھلاتا ہی گاہے کبھی صحرا ظالم
کیا بتاؤن نہین کرتا ہی یہ کیا کیا ظالم
در بدر خاک بسر چاک گریبان کرکے
جان لیتا ہی و لے بے سر و سامان کرکے

یہی بانی تو زلیخا کی بھی تھا خواری کا
یہی باعث دمن و نل کی ہوا یاری کا
یہی فرہاد کا حامی تھا تبرداری کا
عشق کیسے نہ اسے قہر ہی یہ باری کا
تلخ کامی ہوئی شیرین کو اسی سے حاصل
کیسے بے پردہ و برباد ہزارون محمل

اسنے مجنون سے بنائے ہین بہت دیوانے
اسنے خود رفتگی مین اپنے کیے بیگانے
گو کہ مشہور جہان اسکے ہین سب افسانے
پر جو اس کا ہر مشتاق ہی وہ ہی جانے
کبھی معشوق کے پردے مین نہان ہوتا ہی
کبھی سر چشمۂ یہ عاشق کے عیان ہوتا ہی

ناقۂ لیلیٔ مضطر کا شتربان یہ تھا
نجد مین قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
چاہ مین ڈال کے یوسف کا نگہبان یہ تھا
جان بلب ہجر شیرین کی لیے کوہستان یہ تھا
حسن بنجاتا ہی انداز کہین ناز کہین
درد دل ہی یہ کہین سوز کہین ساز کہین

مثل فرہاد بہت مر گئے سر پھوڑ حزین
دی ہی شیرین کیطرح کتنون نے جان شیرین
پاس عذرا کے گیا اور کبھی وامق کے قرین
اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشین
اس سے ملتا ہی جسے رنج و محن ملتا ہی
گور ملتی ہی کسی کو نہ کفن ملتا ہی

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اسنے
کبھی آتش کو ہی گلزار بنایا اسنے
جان چھوڑی نہین جیتا جسے پایا اسنے
اور ہر رنگ جہان اپنا دکھایا اسنے
کام مردون سے لیا زندون کا ناکام رکھا
درد کا نام بھی بیدرد نے آرام رکھا

اسکے افسانے ہین شہنامہ بہت طول و طویل
جسکا ہمدم یہ ہوا ہوگیا وہ خوار و ذلیل
اسکا بیمار پڑا رہتا ہی بستر پہ علیل
دھونس وید کے بجا دیتا ہی یہ کوس جلیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہی
وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہی

یہی اخفا ہی بصد زیب رگ مہر گل مین
سوز و نالہ یہ اسی کا ہی دل بلبل مین
یہی ہی جزو مین اور دیکھو یہی ہی کل مین
گر فرشتہ ہی تو آجاتا ہی اسکے جل مین
خون بیجرم زمانے کا بہاتے دیکھا
میل چتون پہ کبھی اسکے نہ آتے دیکھا

ایک شمہ ہی لکھا حال جو بینے اسکا	جس پہ اس دیو نے الطاف کا سایہ ڈالا	دشت غربت مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہوا	دوست بھی چھوٹتے ہین شہر بھی چھوٹے اپنا
	پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور ہوا	کونسا شیشۂ دل تھا کہ نہ وہ چور ہوا	
ہجر کے رنج مین کیا تذکرہ ہوا اسمین وصال	لیگئے سینے مین فرقت کا سبھی درد و ملال	اسکی گردش سے ہر اک ماہ ہوا بدر ہلال	کسکی طاقت ہی جو تحریر کرے اسکا حال
	زیست کرنا غم ہجران سے یہ ہو سبکے شاق	جان دیدیتے ہین کہہ کہکے یہی ہائے فراق	

بعد ازان شاہزادہ نے چند اشعار حسب حال اپنے اُسی ولولۂ شوق اشتیاق مین پڑھے ؎

شاہزادہ زین حدیث دلفریب	دمبدم از شوق میشد بےشکیب	چون نظر بر صورت دلبر فتاد	چشمۂ خونی ز دیده بر گشاد
این حدیث این صورت او راہ زد	لشکر غم بر دلش ناگاہ زد	گرد گل از نرگس او ارغوان	صفحۂ او گشت کشت زعفران
از غم رخسارۂ آن گلبدن	ورد غم شمشاد آن زیب چمن	لالہ سان داغش پدید آمد بدل	رفت ہمچون سرو پاے او بگل
نے انیسی این غم جانکاہ داشت	نے بمنزلگاہ جانان راہ داشت	در فراق آن مہ برج کمال	شد بروز چند مانند ہلال
مثل چشم یار خود رنجور شد	صبر و طاقت از دل او دور شد	عشق چون افروختش آتش بدل	شمع سان میریخت اشکش متصل
مدتے میداشت این غم را نہان	تا ز دست غم دلش آمد بجان	گفت من تنگ آمدم فریاد کن	یا مرا از قید غم آزاد کن
چونکہ این غم بر دل او بار شد	از پے اظہار آن ناچار شد	آمدہ در بزم از ہم صحبتان	کردہ رو گاہے باین گاہے بآن
گفت یاران این چہ حالت با منست	من ندانم کہ جانم در تن است	بوالمکارم خواند تا آن داستان	نالۂ من میرسد بر آسمان
وصف آن سیمین بدن تا کردہ است	ہمچو شمعم جان بلب آوردہ است	تا ز سطر ابروش تفسیر کرد	از سخن در کار من شمشیر کرد
گفت تا از چشم بیمارش سخن	طرفہ رنجے شد قرین با جان من	تا حدیث کاکل او گفتہ است	خاطر من مو بمو آشفتہ است
تا کہ وصف عارضش کردہ بیان	لالہ سان گشت از دلم داغی عیان	از لب او تا سخن را کردہ سر	میخورم چون لعل خوناب جگر
تا بیاض گردنش را وصف کرد	در دلم خون کرد چون مینا ز درد	زان کمر تا در سرم افگندہ شور	ناتوانم ساختہ تا بندہ مور
تا شنیدم وصف پستان نگار	صد گرہ دارم بدل ہمچون انار	چون ز وصف ساعد او طرف بست	گوش نا کردہ سخن رفتم ز دست
وصف انگشتانش تا کردہ بمن	گیرم انگشت تحیر در دہن	چون سخن را داد از ساقش جلا	من ز خود بیگانہ افتادم ز پا
گوش کردم وصف سر تا پاے او	یک بیک بہتر بود اعضاے او	چونکہ بر تصویر او کردم نظر	آن شنیدہ جملہ دیدم سر بسر
اے عزیزان در فراقش چون کنم	عالم از گریہ مگر جیحون کنم	من ندانم چارۂ این چارہ چیست	در غم جانان مرا غمخوارہ کیست
دوش بودم با خیالش ہم عنان	بود عشق و عقل با من ہم زبان	یک طرف عشقم بمستی می فزود	یک طرف عقلم نصیحت می نمود
در تصور صورت او داشتم	تخم مہرش را بدل مے کاشتم	چشم من بےخواب و دل با پیچ و تاب	جان او را ہجر جانان در عذاب
عشق گفتا برگزین آوارگی	عقل گفتا ساز با بیچارگی	عشق گفتا جان و تن دہ در گداز	عقل گفتہ با شکیبائی بساز
عشق گفتا با چنین اقبال و ناز	کے شوی از وصل جانان سرفراز	عقل گفتا صبر ہم یاری کند	در غم یارت مددگاری کند

عشق گفتا جستجوے یار کن
عشق گفتا گر تو داری صبر پیش
دوستان فکرے بحال من کنید
وین اگر خواب ست این تعبیر چیست

عقل گفت این غم بجود هموار کن
هیکشتی دلدار خود را سوے خویش
یک نظر در ماه و سال من کنید
ورنہ باشد خواب بس تدبیر چیست
در گزینم صبر آخر چون کنم

عشق گفتا عاشقے از سر بہتہ
گر نمی آید حیا اندر جہان
کاین چہ ماہ است وچہ سال آید مین
گر پدر را آگہ شود از کار من
چون عشق از جان و دل بیرون کنم

پا قدم در جستن دلبر بنہ
عشق بیرون بردہ بود از کف عنان
وین چہ روز ست وچہ فال آید مین
میشود ماند و ہگین ز اطوار من

القصہ اہل محفل کو یقین ہوا کہ شاہزادہ اُس نازنین مہجبین پر عاشق ہوگیا بقول جامی ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

ہر شخص نے ابوالمکارم سے کہا تجھے ایسے حکایات شہزادہ کے حضور مین کہنا لازم نہ تھا دیکھیے اب اسکا انجام کیا ہوتا ہی کسواسطے کہ اول تو قصص پر اعتبار کرنا نہ چاہیے اور اگر یہ سچ ہی تو شرائط ایسے ہین کہ قوت بشر سے خارج ہین ان شرائط کا ادا ہونا بھی عقل گوارہ نہین کرتی شہزادے نے سب کو منع کیا کہ اب اس گفتگو لغو لاطائل سے کیا فائدہ بلکہ اسکے عوض مین کوئی صورت ایسی پیدا کرو کہ جسمین حصول مطالب ہو رفقا نے کہا کہ ہم جان نثار حاضر ہین حضور با فوج جرار و لشکر آتش بار قریہ فردوسیہ مین تشریف لے چلین اگر باشتی مطلب برآری ہو تو فہو المراد ورنہ بزور شمشیر اُس ماہ منیر صاحب تصویر دلپذیر کو لے آئین شاہزادہ بولا تمنے شاید قصہ نجاشی شاہ حبش کا نہین سنا کہ جو جرأت کو کام فرماتے ہوا ایک نے کہا کہ ملک فرنگ مین بھی اکثر علم نیرنجات مین کامل ہین یقین ہی کہ وہ راز لوح سے حضور کو آگاہ کردین یہ بھی ایک صورت کاربرآری کی معلوم ہوتی ہی شہزادہ نے فرمایا اسکو عمر نوح چاہیے بقول سعدی تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ بود ایک نے کہا آخر اس امر کی ظل سبحانی کو اطلاع کرنا ضرور ہی شہزادہ نے کہا مجھے اندیشہ عتاب و خطاب سلطانی ہی علی الخصوص ان ایام مین کہ مہم مصر درپیش ہی مبادا میرے حال کی خبر ہوئی تو بادشاہ کو اُس مہم کا ہوش نرہیگا کسواسطے کہ یہ مہم اُس سے زیادہ سخت تر ہی اگر ہوش وحواس مین فرق آجائیگا تو پھر اسکا کیا مآل کار ہوگا کسواسطے کہ قطعہ

زخم ست زخم عشق کہ مرہم پذیر نیست
زخم محبت ست بلی زخم تیر نیست
ذوق بہار وصل نیابد تمام عمر
آن بلبلے کہ در غم ہجران اسیر نیست

ورنہ حال میرا ایسا ہی کہ اگر گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل بقول اسکے کہ ؎

عجب درد یست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

راوی گذارش کرتا ہی کہ ایک جوان برادر رضاعی شاہزادہ کا ابوالحسن جوہر نامے ہمسن اور ہم مکتب بھی تھا اور پدر رضاعیقدر اسکا ابوصالح علماء عصر باشندۂ مصر کا تھا اور ابوصالح مع قبائل مصر سے ملک مغرب کو روانہ ہوا جب قریب شہر افریقیہ پہونچا ایک شب قزاقون نے شبخون مارا ابوصالح شہید ہوا حبیبہ خاتون زوجۂ ابوصالح کہ حاملہ تھی چند مردمان باقی ماندہ قافلہ کے ساتھ بے سروپا شہر افریقیہ کی طرف بھاگی ابھی شہر افریقیہ چار فرسخ باقی تھا کہ اُس بیچاری درد رسیدہ و آفت کشیدہ

کو درد زہ عارض ہوا اور اسی صحرائے ویران مین جوہر ابوالحسن پیدا ہوا حبیبہ خاتون نے ایسی تکلیف اٹھائی کہ راہی ملک بقا ہوگئی رحیمہ بانو دایہ حبیبہ خاتون کی ساتھ تھی جوہر کو گود مین لیکے نعش پر اس درد سے فریاد و زاری کرنے لگی کہ سننے والون کا جگر شق ہوا جاتا تھا اب قدرت قادر حقیقی و چارہ ساز بیچارگان کو ملاحظہ فرمائیے کہ اسی روز سلطان اسمٰعیل افریقیہ سے شکار کو نکلے تھے اتفاق سے ادھر آئے دیکھا کہ ایک نعش پر ایک ضعیفہ فریاد و فغان کر رہی ہی اور اس ضعیفہ کی گود مین ایک لڑکا ہی سلطان قریب آئے اور حال اس ضعیفہ سے پوچھا رحیمہ بانو نے تمام سرگذشت بیان کی سلطان نے بچہ کو دیکھا تو عجب شکیل بچہ ہی کہ جسکی شعاع حسن سے آنکھ خیرگی کرتی ہی بادشاہ نے حبیبہ خاتون کو دفن کروایا اور رحیمہ بانو کو مع طفل شہر مین لے آئے حسب اتفاق دوسرے روز شاہزادہ معز الدین بھی بطن ملکہ عالیہ خاتون سے پیدا ہوا سلطان نے اس طفل کا جوہر نام رکھا اور اپنے فرزند دلبند کے ساتھ پرورش کا حکم دیا جب جوہر تمام علم و فن مین کامل و اکمل ہوا اور فن عیاری مین طاق ملکہ شہرۂ آفاق ہوا تب بادشاہ نے ابوالحسن خطاب دیا اب کہ جوہر ابوالحسن نے شہزادہ کو اس حال مین مبتلا دیکھا ایک روز تخلیہ مین کہا کہ آپ بادشاہ سے رخصت چند روز لیکر مجھکو جبل اعلےٰ اور شہر فردوس کو روانہ فرماوین تا کہ مین بچشم خود دیکھ آؤن اور بخوبی تحقیق بھی کر آؤن کہ آیا یہ قصۂ ابوالمکارم راست ہی یا بطریق افسانہ ایک تمہید بے اصل بیان کی ہی اگر بر تقدیر یہ روایت درست ہی پھر مین اس معاملہ مین جہان تک ممکن ہوگا کوتاہی نکرونگا شاہزادے نے جو یہ لفظ جوہر کی زبان سے سُنی جوہر کو سینہ سے لگایا اور فرمایا ای برادر بجان برابر اس تدبیر سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہی اگر خدا نے چاہا تو بلاشک کوئی صورت پیدا ہو جائیگی الغرض دوسرے روز شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ فدوی کے محالات جاگیر مین نمک حرام عاملون نے کچھ خیانت کی ہی لہذا ابوالحسن کو واسطے بندوبست کے وہان بھیجونگا حضور رخصت عنایت فرماوین بعد انتظام وہان کے حاضر ہوگا بادشاہ نے حسب درخواست شاہزادہ کے جوہر کو رخصت دی شہزادہ نے فرمایا کہ ای برادر اگر تیری کوشش و سعی سے مین اپنی مراد کو پہونچونگا و اللہ مدت العمر شکر گذار رہونگا بعد ازان ملبوس خاص اپنا مع ایک مالائے مروارید مرحمت فرمایا جوہر نے ایک غلام تیز فہم گوہر نام کو ساتھ لیا اور رخصت ہوکر محالات جاگیر کی طرف روانہ ہوا جب بندوبست محالات سے فارغ ہوا کہا کہ مین چالیس دن تک تخلیہ مین ایک عمل پڑھونگا اور تا ختم اورادِ میرے تمام کام مالی اور ملکی گوہر سے متعلق رہینگے چاہیے کہ کوئی اُسکے حکم سے خلاف نہ کرے اور گوہر کو لیکر تخلیہ مین آیا اور کہا کہ کچھ میوہ تر و خشک حجرے مین رکھدے بعد ازان تیز فہم سے کہا کہ مین جبل اعلیٰ کو جاتا ہون میرے آنے تک سب کو حیلہ و حوالہ مین رکھنا مین انشاء اللہ حسب وعدہ اپنے آجاؤنگا القصہ جوہر بلباس سرہنگی وہان سے روانہ ہوا رفتہ رفتہ ایک کف دشت میدان مین جہان بوے انسان نہ آتی تھی بجز ریگستان کے درخت تک نہ تھا پہونچا جب آفتاب بلند ہوا تمازت آفتاب سے حلق مین کانٹے پڑگئے یارائے رفتار باقی نرہا آخرکار بے اختیار ہوکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا جب غش سے افاقہ ہوا اپنے کو زیر سایۂ درخت لب چشمۂ آب شیرین دیکھا شکر پروردگار بجا لایا اور کہا مین

ریگستان مین افتادہ تھا مجھے کون لایا اس تحیر مین بیٹھا تھا کہ ناگاہ پس پشت سے ایک مرد ریش سفید نہایت بزرگ نورانی شکل
پیدا ہوا ابوالحسن اُس بزرگ کو حضرت خضر علیہ السلام سمجھا دست و پا کو آنکھون سے لگایا اور کہا اے بزرگ بندہ باری تعالے
وہادی راہ گم کردگان مین چاہتا ہون کہ اس دشت پُر خار سے نجات پاکر منزل مقصود کو روانہ ہون اُس بزرگوار نے کہا کہ
اے بشیر اس مرد گم کردہ راہ کو شارع عام پر پہونچا دے فوراً ایک طفل دوازدہ سالہ آیا اور جوہر کو ہمراہ لیا اور روانہ ہوا
مگر وہ اسقدر رہنما کی پیش قدمی کرتا چلا جاتا تھا کہ نگاہ کام نکرتی تھی ہرچند کہ جوہر بھی عیار بے بدل تھا اور زود رفتار تھا
مگر لاحول ولا قوۃ اُسکی گرد کو نپاتا تھا تھوڑے عرصہ مین جوہر سے کہا کہ دیکھ وہ کوہ معلوم ہوتا ہے اُسکے درے مین چلاجا
آگے بستی ہے جوہر نے کہا آپ کون ہین اپنا نام تو بتایئے اُس طفل نے جواب دیا جاؤ اپنا کام کرو تمھین ہمارے نام سے
کیا کام ہے جوہر مجبور حسب نشان دہی درۂ کوہ مین گیا اور کہتا تھا افسوس خضر سے اور تجھسے ملاقات ہوئی اور تو نے کوئی
حاجت نہ بیان کی الغرض بمشکل تمام قریب شام کوہ سے باہر نکلا روبرو ایک مختصر بستی معلوم ہوئی بستی مین گیا اور ایک اہل قریہ
کے دروازہ پر بیٹھ گیا اندر سے صاحب خانہ نکلا جوہر سے پوچھا تم کون ہو جوہر نے کہا مسافر ہون بسبب تھک جانے کے تمھارے
دروازہ پر بیٹھ گیا ہون اگر ممکن ہو تو تھوڑا دوغ لاؤ اُسنے کہا بچشم تم توقف کرو مین دوغ لاتا ہون یہ کہکے مکان مین گیا اور
دوغ و شیر لاکے جوہر کے روبرو رکھدیا جوہر نے خوبی اُس دوغ و شیر سے سیر ہوا جب ہوش و حواس جوہر کے درست ہوئے
اُس مرد سے نام قصبہ کا پوچھا اُسنے کہا اے شخص یہ قصبہ شہر عمرانیہ سے متعلق ہے اور یہان کا بادشاہ عمران شاہ اور یہ زمین
سواحل بحر اعظم کی ہے اور یہ قصبہ بادشاہ نے اپنی دختر ملکہ خلدانہ کی جاگیر مین دیا ہے اور یہان کے باشندون کا اکثر عیسائی مذہب
ہے اور یہان سے ایک فرسخ ملکہ خلدانہ کا ایک باغ ہے اور وہ آج اپنے باغ مین تشریف لائی ہے جوہر نے جو یہ جملہ سُنا
دل مین کہا آج یہان بسر کرین کل شہر مین چلکر قریۂ فردوسیہ کا حال اہل شہر سے دریافت کرینگے اُس مرد دہقان نے
اُس روز جوہر کی دعوت کی مہمان رکھا اتفاقاً جوہر کو احتیاج پاےخانہ ہوئی جوہر نے جاے ضرور پوچھا اُس دہقان نے
کہا ہم لوگ دہقانی ہین ہمارے گھرون مین جاے ضرور نہین ہوتا ہم رفع حاجت بیرون قصبہ کرتے ہین تم بھی آفتابہ لو اور
باہر جاؤ جوہر واسطے رفع حاجت کے بیرون قصبہ گیا چونکہ وہ شب شب ماہ تھی جوہر بعد فراغ حاجت سیر کرتا ایک فرسخ
قصبہ سے دور نکل گیا وہان دور سے شمع اور چراغان کی روشنی معلوم ہوئی قریب روشنی جو گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک باغ ہے
اور باغ کے اندر سے اس طرح کی صداے نغمہ و ساز جانگداز آرہی ہے کہ دل بیقرار ہوا جاتا ہے جوہر سمجھا کہ خلدانہ بنت
عمران شاہ اسی باغ مین ہے آخر الامر جوہر عیارانہ اُس باغ مین پہونچا وہان دیکھا کنیزان خوبرو و غادان خوشرو چار سو
گشت کر رہے ہین اور ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے جوہر درخت کی آڑ مین چھپ رہا تھا ملکہ خلدانہ کو دیکھا کہ سامنے
اُسی درخت کے ایک چبوترے پر مسند زرنگار پر جلوہ آرا ہے اور خواصین اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم ہین جوہر نے جو
وہ حسن بے مثال و جمال حور تمثال دیکھا سکتا ہو گیا نگاہ حیرت سے صورت ملکہ تا دیر دیکھا کیا ابیات

جمالے دید چون خورشید تابان
دو عارض غیرت رخسار صد حور

برج دلبری ماہ فروزان
دو گیسو چون شب یلدا و دیجور
کسے گردید چشمے پرستش

رخش گل را گلشن رنگ و بو داد
اگرچہ غمزہ اش جان در خلل داشت
بیک نظارہ گردید مستش

قدش از باغ خوبی سرو آزاد
لبش اعجاز عیسے در بغل داشت

جوہر نے بمشکل دل کو تھاما اور یہ کہا خدایا مین تو شاہزادے کی مطلب برآری کو نکلا ہون یہان خود گرفتار پنجۂ اجل ہوا چاہتا ہون
واہ ری تقدیر مین کہان اور یہ عشق ناگہانی کہان بقول حافظ مصرعہ صلاح کار کجا و من خراب کجا؛ مشکل ہی کہ اس عالم
غربت و مسافرت اور ملک غیر مین نہ یار ہے نہ مددگار ہے کس سے اپنا حال زار کہون اور کون مجھے مشورہ نیک و بد کا دے
ہرچہ بادا باد مصرعہ بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد؛ ایک بار ملکہ کو بھی اپنے حال زار سے مطلع کرنا چاہیے الغرض جوہر کو
اسی حیص بیص مین اتنا عرصہ ہوا کہ ارباب طرب برخاست کر گئے اور ملکہ واسطے استراحت کے پلنگ پر گئی فقط چند خواصین
چونکہ پہرے کی تھین رہ گئین باقی سب اپنی اپنی خوابگاہ مین گئین اس عرصہ مین وہ جو خواصین پہرے والی تھین ایسا خواب غفلت
اُنپر طاری ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جوہر تو اسی وقت کا منتظر تھا اول ملکہ کو اور بعد سب کو داروے بیہوشی سے بیہوش کیا
بعدہ ملکہ کو چادر عیاری مین باندھکر باہر باغ کے پچھلا قریب باغ ایک درہ کوہ تھا جوہر نے ملکہ کو اُس درۂ کوہ مین لا کر رکھا اور
خود لباس شاہانہ و تاج ملوکانہ سے آراستہ ہوا اور روغن عیاری سے رنگ چہرہ کو مجلے کیا اور چند شمعین کافوری جا بجا
روشن کین اور فتیلہ رفع بیہوشی قریب دماغ ملکہ رکھدیا اور آپ ایک طرف پوشیدہ ہوگیا بعد ایک لحظہ کے ملکہ ہوش مین آئی
حیرت زدہ چارسو دیکھنے لگی نہ وہ مکان نہ کوئی صورت انسان نظر آئی بے اختیار یہ آیہ زبان پر لائی قل رب انزلنی منزلا مبترکا
وانت خیر المنزلین پس جوہر ملکہ کا اضطراب دیکھکر آگے آیا اور سلام کیا ملکہ نے بعد جواب سلام جوہر کو از سر تا پا بغور دیکھا
ہوش جاتے رہے عقل و دانش گم صم و بکم کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی ملکہ کشتۂ محبت سے کاہ و کہربا
اُسی دم ہوگئی جوہر سے بولی ای مرد عجیبی یہ عالم خواب ہی یا بیداری یہ مکان کیا ہی اور تو کون ہی اور مین کس طرح یہان آئی
جوہر نے کہا ای ملکہ تم پریشان نہو یہ خادم قصور ہوا آپ کو تکلیف دہ ہوا ہی اور جس قصد سے کہ مین آپ کو یہان لایا ہون
گر آپ منظور فرمائین اور ناگوار خاطر اقدس نہو تو بیان کرون ملکہ نے اجازت دی جوہر نے تمام حقیقت اپنی مفصل بیان کی
ملکہ نے کہا اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو جوہر نے کہا کہ مین اصل مین تو سوداگر بچہ ہون لیکن اب مین برادر رضاعی
صاحبقران شاہزادۂ مغرب کا ہون نام میرا ابوالحسن جوہر ہی حسب اتفاق واسطے ایک کار ضروری کے جاتا تھا اثناء راہ
مین یہ واقعہ ہوا کہ تمہارے باغ مین پہونچا یہان تمہارا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق زار ہوگیا عنان صبر و استقلال ہاتھ سے
چھوٹ گئی دیوانہ وار سکتے کے عالم مین تا دیر تمہارے حسن بے مثال کو دیکھتا رہا جب محفل برخاست ہوئی موقع فرصت دیکھکر
آپ کو اس درہ مین فقط اپنی گذارش حال کے واسطے لایا ہون آپ میرے حال زار پر رحم فرمائیے اس بندہ بے دام و
درم کو اپنا حلقہ بگوش تصور کیجیے مسافر نوازی و غریب الوطنی کو لحاظ فرماکر نظر ترحم کو کام فرمائیے اور مین تمکو جہان سے لایا ہون

وہین پہونچائے دیتا ہون اور یہ شعر حسب حال میرے ہی میر تقی

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا	کیا جانیے کہ دیکھتے ہی دل کو کیا ہوا

مگر اتنا جانتا ہون کہ تمھاری مفارقت بدتر از موت ہوگی خلد انہ نے جو یہ عبارت جوہر کی زبان سے سُنی کہا ای جوہر بلاشبہ تو حسن و جمال اور اپنے فن مین صاحب کمال بلکہ یکتاے روزگار ہی لیکن اس امر مین مجبور ہون والدین کو اختیار ہی جوہر نے کہا شرعًا و عرفًا ایجاب و قبول تمھارا مقدم ہی اور رضامندی والدین ایک امر بزرگانہ ہی وہ تو خواہی نخواہی ہوجاییگا خلد انہ نے کہا تمھارا قول درست ہی الا مجکو لازم نہین ہی کہ مین خود درخواست اپنے عقد کی کرون مصرعہ این خیال است و محال است و جنون ؛ تم ذرا اپنے ہوش درست کرو دوسرا غضب یہ ہی کہ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ مین مسرور بن نجاشی سے نام زد ہوگئی ہون اور نجاشی آج کل ملک زنگبار کا فرمان روا ہی ہرچند کہ مین اور والدہ صاحبہ دونون اس نسبت سے راضی نہین لیکن بخوف بادشاہ موقع دم زدن نہین ہی مگر والدہ گاہ بگاہ یہان پناہ سے کہتی ہین کہ اس نسبت سے بیٹی میری ہمیشہ رنج و غم مین گرفتار رہیگی بادشاہ جواب دیتا ہی کہ مسرور کے رتبہ کا کوئی شاہزادہ عیسائی مذہب نہین ہی جوہر نے کہا تمھارا مذہب کیا عیسائی ہی خلد انہ نے کہا ہان جوہر نے کہا ای ملکہ تمکو اُسکا دین اختیار کرنا چاہیے جسکے دین کی عیسے علیہ السلام کو بھی تمنا تھی خلد انہ نے کہا مین نے دین اُس خاتم پیغمبران کو اختیار کیا اور یقین ہی کہ خداوند کریم ببرکت اس دین حق کے مجھے اس بلا سے نجات دے اور تمھارے ساتھ میرا پیوند ہو جوہر نے کہا انشاء اللہ تعالے ایک وقت ایسا آئیگا کہ تمھارا باپ بخوشی دل اور بآرزوے تمام تمھارا عقد میرے ساتھ کردیگا خلد انہ نے کہا خیر جب ہوگا دیکھا جائیگا لیکن اب تم اپنا حال کہو کہ تم کیونکر یہان آئے اور کہان کا قصد رکھتے ہو جوہر نے کہا قصہ طول طویل ہی اور فرصت کم اب تمکو باغ مین پہونچا دین پھر انشاء اللہ تعالے جو تمھارے پاس آنا ہوگا تو تمام حال بیان کرونگا خلد انہ چپ ہو رہی جوہر نے باغ مین پہونچا دیا خلد انہ نے پوچھا اب تم کب آؤگے جوہر نے کہا جب تک کہ مین اس شہر مین ہون جب آپ یاد کرینگی اور مین فرصت پاؤنگا حاضر ہونگا ورنہ بدعاے خیر یاد کرتا خلد انہ نے کہا یکشنبہ کو مین پھر باغ مین آؤنگی تم ضرور آنا جوہر رخصت ہوکر باہر آیا صبح ہوئی نماز ادا کی شہر مین گیا جب در شہر پناہ پر پہونچا ایک مرد بزرگ نے جوہر کو بادب سلام کیا اور کہا ای عزیز تم مسلمان ہو بتاؤ کہ اس شہر مین کیون آئے ہو جوہر نے کہا بندہ بیشک مسلمان ہی اور ایک کام کو یہان آیا ہون اُس مرد نے کہا تم مسلمان ہو تمھاری دعوت مجھپر واجب ہی تم قبول کرو کسواسطے کہ مین نے آج کچھ کھانا نذر پیغمبر علیہ السلام پکوایا ہی اس وجہ سے بتلاش اہل اسلام یہان آیا تھا کہ جو کوئی مسلمان ملے اُسکو شریک نذر کرون شب کو مجھے عالم رویا مین یہ بشارت ہوئی کہ تو صبح کو در شہر پناہ پر جانا ایک مسلمان سے ملاقات ہوگی اُسے نذر مین شریک کرنا لہذا مین تمھارے انتظار مین تھا جوہر نے کہا اول تم اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو اُسنے کہا میرا نام ابو زید ہی اور تجارت کرتا ہون بعد ازان اُسنے جوہر سے کہا کہ تمھارا کیا نام ہی جوہر نے کہا مجھے ابو الحسن کہتے ہین مین افریقیہ کا

باشندہ ہون کہ دار الخلافت ملک مغرب ہی درینولا بنا بر کار ضروری قریۂ فردوسیہ کو جاتا ہون ابو زید نے کہا قریۂ فردوسیہ
یہان سے چالیس منزل ہی لیکن اسقدر کوہستان اور بیابان ویران راہ مین ہین کہ انسان کا گذر محال ہی دل مین جوہر نے کہا
کہ تحویل آفتاب کو تو ایک مہینہ باقی ہی اور چالیس منزل جانا ہی کیونکر جاتا ہوگا القصہ ابو زید نے جوہر کی دعوت معقول کی
اور کمال خاطر و مدارات سے پیش آیا بعد فراغ کھانے کے آرام کیا صبح جوہر کو اس شدت سے تپ محرقہ عارض ہوئی کہ کسی
پہلو آرام نہ تھا جوہر اُس کرب و اضطراب مین یہ کہتا تھا کہ یا الٰہی ایک طرف یہ مرض جسمانی اور دوسری طرف وہ الم روحانی
اور طرہ اُسپر یہ کہ جس کام کو افریقیہ سے نکلا تھا اُسکا بھی کچھ سامان نہوا اور یہان کس مصیبت سخت مین گرفتار ہو گیا بقول شعر

بامن بیچارہ گردون طرفہ نقشی باختہ | اولم از خدمت شہزادہ دور انداختہ
دام را در ہم ز زلف دلبری انداختہ | گر ز غم او بر فلک آہم علم افراختہ

صبح کو ابو زید جوہر کے پاس آیا حال پوچھا ابو الحسن نے کہا اے برادر مجھسے کیا پوچھتے ہو کسی طبیب کے پاس ہمین لیچلو کہ
ہم رات سے عجیب حال مین مبتلا ہین ابو زید نے کہا یہان کے لوگ علاج نہین کرتے اسی سبب سے یہان کوئی حکیم بھی
نہین ہی جوہر نے کہا یہ وقت خوش طبعی کا نہین ہی کہ حال میرا نہایت سقیم ہی ابو زید بولا مین بخدا سچ کہتا ہون بلکہ عرصہ دو برس
کا ہوا کہ دختر شاہ ایسی بیمار ہوئی کہ اطبا شہر علاج سے ایسے عاجز ہوئے کہ سب نے جواب دیا بادشاہ نے ایک کشتی مین
سب کو سوار کرکے مع اُنکی ذریت کے دریا برد کرا دینے کا حکم دیا تھا وہ بیچارے فریاد و زاری کرنے لگے اس عرصہ مین ایک
جہاز آیا اہل جہاز نے جو یہ گریہ و زاری سُنی حال پوچھا لوگون نے حال بیان کیا اُسمین ایک مرد بزرگ تھا وہ بولا تمھارے
بادشاہ کو کیا ہو گیا ہی کوئی شخص ایسا ہی کہ بدون حکم خدا مریض کو اچھا کرے یہ بیچارے کسطرح اچھا کر سکتے ہین تم جاؤ بادشاہ
سے مریض کے جسم کا پہنا کپڑا لاؤ ہم مرض بتا دینگے اُسکا علاج کرنا اور حکیمون کو رہا کرو ملاحون نے فوراً بادشاہ سے عرض کی
بادشاہ اُس دختر کا ملبوس لیکر قریب جہاز آیا اور دست بستہ حال علکہ عرض کیا اس بزرگ نے بادشاہ سے بعد ملامت کے
فرمایا اے عمران شاہ تجھے کچھ خوف حاکم حقیقی کا نہین ہی کہ ان مظلومون کو دریا برد کرنے کا حکم دیا تھا عمران شاہ نے
کچھ جواب نہ دیا بعد ازان اُس مرد بزرگ نے لباس مریضہ کو سونگھا اور فرمایا کہ اس عورت کو تپ دق عارض ہی اور
تلییر اندر جو ہی اور بوجہ ایک غم سخت کے یہ عارضہ پیدا ہوا ہی اور ایک نسخہ لکھا اور کہا یہ دوا پلاؤ اور حال رنج طبیعت
دریافت کرکے اُسمین کوشش کرو گو صحت اُسکی غیر ممکن ہی اور بعد ایک ہفتہ کے ہمکو اطلاع دو بادشاہ نے عرض کی
حضور غریب خانہ کو سرفراز فرمائین تو عین بندہ نوازی ہی حکیم نے کہا کہ مین تارک دنیا ہون کہین نہین جاتا فقط عبادت
پروردگار عالم ایک گوشہ مین کیا کرتا ہون بادشاہ نے کہا حضور کسی آدمی کو وہ آستانہ ہدایت کا شانہ کا نشان بتا دین
کہ وہ حاضر ہوا کرے اور حال حضور مین عرض کرے حکیم نے فرمایا میرے پاس کسی آدمی کا پہونچنا محال ہی بادشاہ نے کہا پھر
کیونکر مین بعد ایک ہفتہ کے حال مریضہ گذارش کرونگا حکیم نے کہا چہارشنبہ کو یہ میرا غلام کشتی پر یہان آویگا اسکو ملبوس
ملکہ دینا مین حال بذریعہ اُس پارچہ کے دریافت کر لونگا بادشاہ نے غلام سے حکیم صاحب کا نام پوچھا غلام نے کہا

حکیم قسطاس الحکمت اسکا نام ہی بادشاہ کو ایسے بیانات سے اعتقاد کامل ہوا الغرض تھوڑے عرصہ مین حکیم غائب ہوگیا بادشاہ
محل مین آیا وہ نسخہ پلایا ملکہ کو اس دوا سے افاقہ ہوا بادشاہ نے اپنے وزیر خالد بن علقمہ سے فرمایا کہ روز چہارشنبہ کو حکیم ضرور
تشریف لاوینگے انکا منتظر رہنا چاہیے وزیر نے کہا حکیم صادق القول ہوتے ہین ضرور تشریف لاوینگے مین بندوبست
کرتا ہون حضور کو تشریف آوری حکیم سے ضرور اطلاع دونگا کہ روز چہارشنبہ آیا بادشاہ مع اراکین سلطنت لب دریا حاضر
ہوا بعد ایک ساعت کے غلام اُس کشتی مین دور سے نظر آیا اُس روز دریا مین نہایت تلاطم تھا لیکن کشتی باسانی تمام
کنارہ دریا پیر آئی اور غلام نے بادشاہ کو قریب کشتی بلاکر پوچھا پارچہ لباس ملکہ لائے بادشاہ نے فوراً پارچہ لباس
ملکہ حوالہ کیا غلام فوراً روانہ ہوا اور بعد زوال آفتاب پھر آیا اور ایک نسخہ مع پیراہن بادشاہ کو دیا اور کہا مین چہارشنبہ کو
پھر آونگا بادشاہ نے تھوڑا جواہر غلام کو دیا غلام نے کہا یہ اتنا سا جواہر نہ میرے کام کا نہ میرے آقا کے پھر تم کیون تکلیف
کرتے ہو الغرض ایک ہفتہ وہ نسخہ ملکہ کو پلایا بفضل خدا ہوا تپ کہنہ دفع ہوئی صحت ہوئی کچھ حرارت خفیف دست و پا
مین باقی رہی بادشاہ نے زرکثیر فقرا و مساکین کو تقسیم کیا اور تمامی شہر کی دعوت کی چند امراے شہر نے ایک روز بادشاہ
سے عرض کی کہ تمام حکماے شہر بخوف حضور کے کسی کا علاج نہین کرتے حضور ہم سب غلامون کی طرف سے خدمت مین
جناب حکیم قسطاس الحکمت کے ایک عرضی اس مضمون کی ارسال فرماوین تاکہ ہم سب بھی اُس منبع حکمت کے فیض سے
بہرہ مند ہون بادشاہ نے ایک عرضی حسب ایماء خلائق حکیم صاحب کی خدمت مین ارسال کی حکیم صاحب نے حکم دیا
کہ اچھا ہر چہارشنبہ کو یہ غلام آیا کریگا جو کہ مریض ہو اپنے جسم کی پوشاک سے ایک پارچہ بھیجدیا کرے ہم نسخہ لکھا کرینگے
اُس مرتبہ بادشاہ نے غلام سے کہا نقد و جنس بے شمار لیکے اپنے آقا کی خدمت مین پیش کش کرنا اور میری طرف سے آداب و
تسلیمات عرض کرنا غلام نے کہا ایسے امر کا نہ مجھے حکم ہی اور نہ مین مجاز ہون ہان ایک فرد تفصیل اجناس کی لکھدو مین
وہ فرد پیش کش کردونگا اور جو جواب کہ وہ دینگے اُس سے اطلاع دونگا حکمران شاہ نے ایک فرد زر نقد و جنس کی لکھکر غلام
کے حوالہ کی غلام نے حکیم صاحب کو دی حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہماری طرف سے یہ نقد و جنس اُن حکما کو جو کہ مورد عتاب
ہین دیدو بادشاہ نے حسب الارشاد حکیم صاحب تمام اطباے شہر کو بلاکر وہ زر و جواہر بخشدیا جب حکیم اپنے اپنے گھر گئے
سب نے مشورہ کیا کہ اب اس شہر مین رہنا مناسب نہین ہی کہ اب کسی طرح کا یہان لطف باقی نہین رہا القصہ چند روز مین
کوئی از قسم طبیب کے اس شہر مین نہ رہا لیکن ہر چہارشنبہ کو حکیم صاحب کا غلام آتا ہی اور مریضون کے کپڑے لیجاتا ہی اور نسخہ جات
لے آتا ہی مگر جس مریض کو مرض موت ہوتا ہی حکیم صاحب اُسکے واسطے نہین لکھتے اور جس کا کہ علاج کرتے ہین وہ اچھا ہو جاتا ہی
مرتا نہین اور شاہ و گدا اسکا برابر علاج کرتے ہین جوہر نے جو یہ حال ابو زید کی زبان سے سُنا ایسا خوش ہوا کہ آدھا مرض
بلا دوا اچھا ہوگیا اور کہا کہ حکیم صاحب کی خدمت مین مجکو جانا ضرور ہی اُنکی توجہ سے سب مشکلین میری آسان ہو جاوینگی
حاصل کلام جوہر بروز چہارشنبہ دریا پر گیا دیکھا کہ بیمار جمع ہین جو کوئی پارچہ جسمی اپنا دیتا ہی غلام لیجاتا ہی اور مع نسخہ لادیتا ہی

جوہر نے دل مین کہا اگر مین غلام سے کہتا ہون کہ مجھے حکیم صاحب کے پاس پہونچا دو تو غلام کا ہیکو لیجائیگا اس سے کوئی ایسی تدبیر کیجے کہ حکیم صاحب کے پاس پہونچ جاؤن

اب دو کلمے ملکہ خلدانہ قمرطلعت کے سنو

کہ وہ بروز یکشنبہ اپنے باغ مین آئی اور تمام روز یاد ابوالحسن مین گذارا جب شام ہوئی ملکہ نے فرش صحن مین درست کرایا اور دایہ سے کہا دیکھیے آج بھی وہ جوان آتا ہی یا نہین دایہ نے کہا ای ملکہ کچھ خیر ہی تم کس خیال خام مین ہو خدا جانے وہ کون تھا اور کس کام کو آیا تھا مسافر کا کیا اعتبار یہ کس کے ہوتے ہین تمہین معلوم کہان کہان اور کس کس صحبت مین پھرے ہونگے اگر ایسے ہی ہوتے تو یہان کیون آتے

مسافر سے کرتا ہی کوئی بھی پیت	مثل ہی کہ جوگی ہوئے کس کے میت

دوسرے اگر خدا نخواستہ تمہارے باپ کو خبر ہوگی پھر کسی خواص کو زندہ نہ رکھیگا ملکہ نے کہا دایہ تمہارا کہنا راست ہی کس واسطے کہ تم عشق و عاشقی کو کیا جانو اس مزے سے جو ناواقف ہو وہ نصیحت کیون نہ کرے اور ظاہر اتم چاہتی ہو کہ مین اس حرام زادے مسرور بن نجاشی سے ہم پہلو ہون اگر خدا نے چاہا اور وہ جوان تشریف لایا تو مین تجھے دکھادونگی کہ تیرے ہوش بجا نہ رہینگے دایہ طرز بیان ملکہ سے سمجھ گئی کہ ملکہ اُس جوان پر والہ و شیدا ہوگئی ہی عشق کو نصیحت سے بیر ہی کہ اتنے مین ابوالحسن جوہر بھی بہ لباس شب روی اُسی راہ سے پہونچا دیکھا کہ خلدانہ مسند زرنگار پر بیٹھی دایہ سے بحث کر رہی ہی یہ تقریر سُن کے دل مین نہایت خوش ہوا اور یقین ہوا کہ ملکہ کو بھی میرا خیال ہی ملکہ نے جوہر کو دیکھا اُٹھی اور سروقد تعظیم کرکے مسند پر پہلو مین بٹھا لیا ابوالحسن نے خلدانہ کو اپنی بغل مین لیا اور بوسے لب و رخسار کے لیے دایہ نے جو ابوالحسن کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور کہا انصاف تو یہ ہی کہ فی الواقع یہ جوان خوش رو لایق صحبت اور واجب المحبت ہی بعد اسکے جوہر نے کہا کہ ای شہزادی ایک مطلب سخت و دشوار کیواسطے اپنا شہر چھوڑ کر یہان آیا ہون راہ مین جو جو کہ تکلیف و صعوبات سفر مجھ پر گذرے ہین میرا ہی دل جانتا ہی لیکن مین یہ کہتا ہون کہ اگر مین حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت مین پہونچ گیا تو سب کام درست ہو جائینگے اور مطالب دلی بر آئینگے خلدانہ نے کہا شاید وہ مطلب ہمارے سُننے کا نہین ہی یا ہمکو ابھی تم بیگانہ جانتے ہو ابوالحسن بولا نہین آپ سُنین پھر جوہر نے از ابتدا تا انتہا ابوالمکارم کا حال اور عاشق ہونا شہزادہ کا مفصل سب بیان کیا خلدانہ نے جب سب حال سُنا جوہر کو نہایت آفرین و تحسین کی اور کہا حق دوستی جو تھا وہ تمنے خوب ادا کیا بخدا اگر برادر حقیقی بھی ہوتا تو اتنا ہی کرتا اب ہمکو تمسے ایفاے وعدہ کی امید ہوئی ای جوہر مین نے بھی حسن و جمال ملکہ شمسہ تاجدار کی بہت تعریف سُنی ہی اور جشن نوروز کا حال بھی مفصل سُنا ہی اور نجاشی واسطے نسبت اپنے فرزند کے وہان گیا تھا سو بے نیل مرام پھر آیا اور اکثر شہزادگان اطراف و جوانب سے گئے لیکن ایک حرف لوح طلسم سے پڑھا نہ گیا اُسی وجہ سے ہنوز عقد ملکہ وقوع مین نہین آیا دیکھیے مآل کار اسکا کیا ہوتا ہی جوہر نے کہا ای خلدانہ حکیم قسطاس الحکمت نے جو تمکو مدتوق فرمایا اور طرفہ یہ ہی کہ پیراہن کی بو سے ادراک حال فرماتے ہین

سچ بتاؤ کہ تمکو ایسا رنج و غم کیا ہے کہ جس سے تپ دق ثابت ہوتی ہے براے خدا تم کہو کہ مین اُسکا علاج کر دون خلدانہ نے
کہا آگے مجھے ایک رنج تھا لیکن بالفعل خود بجود خداوند کریم نے ایسا سامان کر دیا کہ وہ رنج و ملال جاتا رہا ابو الحسن نے
کہا آخر وہ رنج کیا تھا اور کس طرح جاتا رہا بیان کرو خلدانہ نے کہا مجھے رنج مسرور کے ساتھ نسبت ہونے کا تھا کہ
نوبت بدق پہونچی تھی الغرض تمام شب اسی حرف و حکایات مین گذر گئی صبح کو جوہر رخصت ہوا لیکن بوقت رخصت
یہ کہا کہ ابکی چہارشنبہ کو حکیم سطاس الحکمت کی خدمت مین ضرور جاؤنگا اگر زندہ رہا تو وہان سے پھر کے آؤنگا ورنہ
بدعاے خیر یاد کرنا ملکہ آبدیدہ ہوئی اور کہا شعر

بسفر رفتنت مبارک باد	بسلامت روی و باز آئی

جوہر نے کہا مین بہ مجبوری تمھاری دوری گوارہ کرتا ہون اور جاتا ہون ورنہ میرا خود ہی یہان سے جانے کو کب
دل چاہتا ہے یہ کہا اور روانہ ہوا اور بروز چہارشنبہ کنارہ دریا پر پہونچا دیکھا کہ بیمار جمع ہین اور غلام نسخہ تقسیم کر رہا ہے
اور بیمار اپنے اپنے لباس دے رہے ہین جوہر نے کیا کام کیا کہ ایک مشک مین خوب ہوا بھری اور دہانہ مشک کا باندھا
دریا مین نظر خلائق سے بچا کر ڈالدیا اور آپ اُسکے ذریعہ سے نصف دریا مین پہونچا جب غلام فراغت کرکے واپس چلا
اور اُسکے قریب کشتی پہونچی جوہر نے اپنے کو مثل ڈوبتے آدمی کے بنایا اور فریاد کی کہ مین ڈوبتا ہون مجھے خدا کوئی بچالے
جب غلام نے سُنا کشتی کو اُسکے قریب لیگیا جوہر ایک جست کرکے کشتی مین پہونچا غلام اس حرکت سے سمجھا کہ یہ کوئی
مرد مفسد ہے جوہر سے کہا سچ بیان کر کہ تو کون ہے ابو الحسن نے کہا میرے ہوش و حواس درست ہولین تو بیان کرون
کہ مجھ مین طاقت گویائی ابھی نہین ہے کنارے چل کے کہونگا غلام اس قیل و قال مین کنارہ پر پہونچا اور کہا تم اسی کشتی مین
رہو کل مین تمھین شہر مین پہونچا دونگا جوہر نے اپنی تنہائی وغیرہ کا ہر چند عذر کیا اور چاہا کہ ساتھ لیجائے لیکن غلام نے
ایک نہ سُنا آپ کشتی سے اُتر غائب ہوگیا یہ فریاد کرتا رہ گیا آخر مجبور ہوکر بالاے کوہ روانہ ہوا دیکھا کہ ایک جا پر درخت
گنجان ایسے ہین کہ اُنکے سبب سے تاریکی ہے اور ہوا سے جب برگ درخت ہلتے تھے ایک صداے ہولناک پیدا ہوتی تھی
اور ہر چہار طرف کوہ کے عجیب و غریب آواز خوفناک آتی تھی کہ دل خوف سے دھڑکتا تھا جگر شق ہوا جاتا تھا
جوہر دہشت سے اُس صداے جگر شگاف و آواز خوفناک کے ایک درخت پر چڑھ گیا ایک جانور عجیب الخلقت
دور سے ایسا نظر آیا کہ قد اُسکا شیر کا اور سر گاؤ کا اور ہاتھ پاؤن چھوٹے اور سُم مثل گھوڑے کے اور بدن خاردار
سفید و سیاہ منھ مثل غار کھولے قریب درخت آیا اور ابو الحسن کو بنظر قہر دیکھا جوہر نے جو اُسکی شکل مہیب دیکھی
روح قالب سے نکل گئی دعا بدرگاہ مجیب الدعوات کی کہ بار الٰہی مجھے تو اس بلاے ناگہانی سے بچا اس عرصہ مین اُس
جانور نے سر اپنا اس زور سے اُس درخت پر مارا کہ تمام برگ درخت گر گئے اور درخت کو لرزہ ہو گیا دیکھا کہ صدہا
جانوران درندہ مثل شیر و پلنگ و گرگ نالہ کنان درخت کی طرف چلے آتے ہین جوہر نے کہا یہ سب ہماری ایذا رسانی

کو آتے ہین دیکھیے انکے ہاتھ سے کیونکر نجات ملتی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون زندگی کے دن پورے ہو چکے اس اثنا
مین دیکھا کہ ایک مرد مشعل ہاتھ مین لیے اسی طرف چلا آتا ہی اور تمام جانور اسی کے خوف سے بھاگے آتے ہین جب
وہ مرد درخت کے پاس آیا سب جانور بھاگ گئے اُس مرد نے ابو الحسن کو آواز دی ابو الحسن حیران ہوا کہ یہ
مرد میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوا جو پکار رہا ہے غرض خوف زدہ درخت سے اُترا اسلام کیا اب جو غور سے دیکھا تو وہی
غلام ہی جو کشتی مین چھوڑ گیا تھا ابو الحسن خوش ہوا اور کہا اگر تم میری مدد کو ایک لحظہ اور نہ پہونچتے تو مین ہلاک ہو جاتا
غلام نے کہا مین تمھاری تلاش مین حیران و سرگردان رہا جب میرے آقا نے یہان کا نشان بتایا تو مین آیا تجھے
یہان پایا جوہر نے کہا تمھارے آقا کو کیونکر میرے حال سے اطلاع ہوئی غلام نے کہا تم کشتی مین جو آئے مجھے تمھارے
استفسار حال مین کچھ دیر ہوئی مین آقا کے پاس جو گیا آقا نے وجہ دیر ہونے کی پوچھی مین نے حال بیان کیا پھر آقا نے
کہا وہ کہان ہی مین نے کہا کہ مین آپ کی بے اجازت اُسے کیونکر لے آتا اُسے کشتی مین چھوڑ آیا اور یہ وعدہ کر کے
آیا ہون کہ کل تجھے شہر مین پہونچا دونگا حکیم صاحب نے کہا اگر وہ شہر کو جانے والا ہوتا تو تمھارے ہمراہ کشتی مین کیون
آتا اُس بیچارہ کو تو نے منفعت ہلاکت مین چھوڑا بڑے افسوس کی بات ہی اب جلد جا اور اُس مراد مند کو لے آ ورنہ
زرافہ اُس بیچارہ کو ہلاک کر ڈالے گا ابو الحسن نے کہا زرافہ کیا بلا ہی غلام نے کہا زرافہ وہی جانور ہی جسنے سر اپنا
درخت پر مارا تھا اگر ایکبار سر درخت پر مارتا تو تم ہلاک ہو جاتے جوہر بکمال حیرت غلام کے ہمراہ چلا راہ مین پوچھا
اے برادر نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا سہیل جوہر نے پوچھا کہ یہ جانور جو تمھین ایذا نہین دیسکتے بلکہ تمھاری بو سے بھاگتے
ہین اسکا کیا سبب ہی سہیل نے کہا میرے آقا نے ایک روغن ایسا بنا دیا ہی کہ بو اُسکی دماغ انسان کو معطر کرتی ہی اور
جانور کو بھگا دیتی ہی جانور اُسکی بو کے متحمل نہین ہو سکتے الغرض اسی حرف و حکایات مین ایک باغ مین پہونچے سہیل
نے کہا تم سیر باغ کرو مین آتا ہون ابو الحسن سیر باغ مین مصروف ہوا سہیل گیا اور بعد ایک ساعت کے آیا اور کہا
حکیم صاحب نے تمھین تین دن مہمان کیا ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمھین بعد تین دن کے بخوبی تمام جہان کا تم قصد رکھتے ہو
پہونچا دینگے جوہر نے کہا جو مرضی حضرت کی سہیل نے دسترخوان بچھایا کھانا پر تکلف انواع اقسام کا اور میوہ جوہر کو کھلایا
بعد فراغ طعام جوہر نے آرام کیا صبح کو بعد از نماز دیکھا کہ ایک باغ نمونہ جنت ہی اور گرد اُس باغ کے مکانات متعدد
نقش و نگار سے آراستہ ہین اور ہر شاخ درخت پر ہجوم طائران غزل خوان و خوش الحان و نغمہ سرا ہی جوہر نے کہا
واہ کیا شان خدا ہی کہ اس جنگل و کوہستان مین حکیم صاحب نے فقط تفریح طبع کیواسطے کیسے کیسے عمارات و باغ
بے نظیر بنائے ہین جوہر سیر کرتا ہوا الپشت پر اُن مکانات کے جو گیا دیکھا کہ جہان تک نگاہ کام کرتی ہی کوسون وہ
دشت پر بہار لالہ زار معلوم ہوتا ہی اور عجیب عجیب گلہاے رنگا رنگ سے اُس صحرا کو آراستہ کیا ہی کہ قدرت خدا نظر
آتی ہی غرض بعد سیر اپنے مقام پر آیا سہیل نے کھانا کھلایا بعد اسکے سہیل سے پوچھا حکیم صاحب کی خدمت سے کب پہونچا

مشرف ہونگا سہیل نے کہا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بروز رخصت حکیم صاحب تمکو یاد فرمائینگے جوہر نے کہا میری تمنا تھی کہ مین ایک وقت زیارت سے جناب حکمت مآب کے مشرف اندوز ہوتا سہیل نے کہا ہم بدون حکم کوئی کام نہین کرسکتے اب چلو تمکو ایک تماشا دکھلائین جوہر سہیل کے ساتھ ہو لیا سہیل جوہر کو ایک محل کے دروازہ پر لیگیا جوہر نے ایسی عمارت دیکھی کہ کبھی خواب مین بھی ایسی عمارت کا دیکھنا نصیب ہوا تھا سکتا ہو گیا سہیل سے کہا کل مین تمام دن وہان پھرا لیکن یہ محل نہ دیکھا اسکا کیا سبب ہی سہیل نے کہا اس محل کی خاصیت یہ ہی کہ دن کو دروازہ معلوم نہین ہوتا اور شب کو ظاہر ہوتا ہی جوہر اندر محل راحت افزا کے جو گیا تو کیا دیکھا تمام مکان سامان شاہانہ و اسباب ملوکانہ سے مثل عروس نو کے آراستہ تھا اور اسباب عیش و نشاط ایسا مہیا تھا کہ گویا ابھی آراستہ کیا ہی لیکن کوئی آدمی نظر نہین آیا جوہر نے متعجب ہوکے کہا کہ اسکی آراستگی کو خدام کثرت سے چاہیے ہین یہان کوئی نہین اسکا کیا سبب ہی سہیل نے کہا تم ٹھہرو مین مہمان محل کو بلاتا ہون جوہر خاموش ہو رہا سہیل روانہ ہو گیا بعد ایک ساعت کے دروازہ پر کچھ روشنی اور غل معلوم ہوا دیکھا کہ کچھ لوگ فانوس و مشعل لیے آگے آگے آتے تھے پیچھے ایک جوان خرد سال حور تمثال تاج مرصع برسر لباس شاہانہ دربر تخت جواہر نگار پر سوار باہتمام دورباش چلا آتا ہی جوہر کو کمال حیرت ہوئی کہ اب مین کیا کرون غلام مجھے تنہا چھوڑ گیا اور یہ آیہ وانی ہدایہ پڑھی صدق رسول اللہ لا خیر فی عبیدی اور یہ شعر اسوقت پڑھا

پرستار زادہ نیاید بکار
اگرچہ بود زادہ شہریار

جوہر غلام کے چھوڑ جانے پر نہایت فکرمند تھا دلمین کہتا تھا خدا جانے یہ شخص اپنے مکان مین مجھکو دیکھ کے کیا سلوک کرے اس عرصہ مین وہ شاہزادہ سامنے جوہر کے آیا اور سلام کیا جوہر نہایت متعجب ہوا اور جواب سلام دیا اُس شہزادہ نے بہ کمال پاسداری اپنے پہلو مین تخت پر بیٹھایا اور کہا اے جوان مہمان تم کسی طرح کا اپنے دلمین خیال نہ کرنا تم ہمارے مہمان ہو ہم تمھاری ملاقات کے نہایت مشتاق تھے جوہر کی خاطر جمع ہوئی دلمین کہا کہ غلام نے تو کوئی دقیقہ آبرو ریزی مین باقی نہ رکھا تھا مگر خدا نے فضل کیا شعر

من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال
کاریکہ خدا کرد فلک راچہ مجال

اس شہریار نے حکم ناچ و رنگ کا دیا فوراً نازنینان مہوشاں و حسینان جہان حاضر ہوئین جوہر نے جو حسن و جمال ان مہ جبینان جہان کا دیکھا ہوش جاتے رہے اور دلمین کہا صدق اللہ العلی العظیم ان مع العسر یسیرا اور مولاے دوجہان امیر مومنان فرماتے ہین

وکم امر الذی جاء بہ صباح
فیا تیک المسرۃ بالغداۃ

اے بسا امری کہ آید بہ دولت ز صبح غم
شام آن آید مسرت دربرت اے محتشم

بلاشبہہ یہ تلافی اس شب خوفناک کی ہی جو مجھ پر بلا سے گو وہ گذری تھی الحمد للہ الذی بدل السیئات بالحسنات

بعد شکر گذاری خدائے بزرگ کے شہزادہ نے جوہر سے کہا اگر شراب ناب پر میلان طبع ہو تو حاضر ہو جوہر نے کہا مین خوگر اسکا نہین ہون شہزادہ نے کہا عوض اسکے معجون منشی مین کیا مضایقہ ہی جوہر نے کہا کچھ نہین اسمین حاضر ہون شہزادہ نے معجون منگائی اول خود نوش فرمائی بعد ازان جوہر کو کھلائی اور کہا کہ مین نے خلاف تہذیب یہ امر کیا کہ پہلے خود معجون کھالی بعد آپ کو دی ہر چند کہ پہلے آپ کو کھلانا تھا مگر اسکی وجہ یہ تھی کہ مین نے فقط آپ کے رفع شک کے واسطے پہلے خود کھالی بعد آپ کو دی یہ گستاخی معاف ہو جوہر نے کہا یہ فقط آپکا حسن اخلاق ہی جو ایسے مراتب کا لحاظ فرمایا

شاہ گر لطف بے عدد راند
بندہ باید کہ حد خود داند

خداوند کریم تمہارا مرتبہ عالی کرے اور عمر کو دراز فرماوے آپنے ایسی شفقت و عنایت فرمائی کہ مین نہایت شکر گذار ہوا اب اپنے اسم گرامی اور حسب و نسب سے آگاہ فرماؤ اور حال اس سرزمین کا بیان فرماؤ شہزادہ نے فرمایا ای برادر اب تم ناچ و رنگ کا تماشا دیکھو انشاء اللہ کل بشرط حیات بوقت ملاقات سب حالات بیان کرونگا جوہر خاموش ہو رہا بعد فراغ طعام ایک مکان علیحدہ مین بستر استراحت بچھوا دیا اور ایک پریزاد جو کہ افسر سب نازنینون کی تھی جوہر کے سپرد کی اور کہا یہ آپکی خدمت مین حاضر ہی آپ آرام فرمائین جوہر نے شکر احسان شہزادہ کا کیا اور مع اُس مہ جبین کے خوابگاہ مین آیا ابھی جوہر بوس و کنار مین مشغول تھا کہ خواب نے ایسا غلبہ کیا کہ سو گیا اپنے حال و مآل کی مطلق خبر نہ رہی جب صبح کو آنکھ کھلی اپنے کو ایک میدان لق و دق مین پایا اور ایسی تمازت آفتاب تھی کہ جوہر کے پانون جلے جاتے تھے کہا سبحان اللہ کہان وہ عیش اور وہ باغ و بہار اور کہان یہ دشت پرخار کہان وہ سرد ہوا کہان یہ شدت گرما ہر امر مین عقل حیران نہایت پریشان دل مین کہتا تھا بیت

انچہ نصیب ست بہم میرسد
گر نستانی بستم میرسد

کہ وقت شب وہ شہزادہ کس خاطر و مدارات سے پیش آیا اور صبح کو اس صحراے ہولناک مین پہونچایا یہ تو حرکت غلام سے بھی سوا شاہزادہ نے کی کیون نہ وہ غلام تھا اُسنے اسیقدر حرکت کی یہ شاہزادہ موافق اپنے مرتبہ کے کیا چاہیے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی سمجھ مین نہین آتا اگر وہ لطف کیا تھا تو یہ ظلم کیا ضرور تھا اور جو ظلم ہی کرنا تھا تو اعزاز و اکرام کی کیا حاجت تھی مین تو حکیم صاحب کی زیارت کو آیا تھا کہ اپنا حال عرض کرونگا اب مین کیا کرون یہان نہ یار ہے نہ مددگار ہے

نہ ہو سکے نہ نصیب نہ آشنا ہے رستا
تجھ پہ قصہ طرفہ ماجرا ہے ہست
بقول سرورا
تھیو ای باد صبا بچھڑے ہوئے یارونکو
راہ ملتی نہین اب دشت کے آوارونکو

اسی خیال مین ایک طرف چلا جاتا تھا کہ ایک چار دیواری نظر آئی جب اُسکے اندر گیا دیکھا کہ عجب پر تکلف باغ ہی کہ باغ اول سے ہزار درجہ عمدہ اور بہتر ہی اس اثنا مین سہیل بھی ملا جوہر کو سلام کیا جوہر نے کہا واہ آفرین صد آفرین خوب غائب ہوئے خوب مہمانی کی یہی چاہیے اس طریقہ مہمان نوازی سے ہم آگاہ نہ تھے یہ دعوت بمنزلہ عداوت تھی ہر چند کہ آپکی خوش طبعی تھی لیکن ہمارا کام تمام تھا تمنے خوب شہزادہ کو میرے حق مین افہام و تفہیم کیا تھا کہ جو اُسنے موافق تعلیم

تمھارے کام فرمایا سہیل نے کہا مین نے اسے کیا حکم دیا تھا جوہر نے کہا یہی حکم دیا ہوگا کہ جب یہ سو جائے اسے دشت ہولناک
مین ڈال دینا بموجب حکم کے مجھے یہان اُسنے پھنکوا دیا سہیل خوب ہنسا اور کہا ای جوہر تمام شب توکس عیش مین بسر کی اور
دو قدم چلکر تے مین تکلیف ایسی ہوئی اگر مجھے تمھاری تکلیف گوارا ہوتی تو مین تمھین اس باغ جنت مین کیون لاتا جوہر بولا یہ
امر تو اتفاقی تھا سہیل نے کہا اتفاقی کیا تمام امور یہان کے ہمارے اختیاری ہین سب کارخانہ ہمارے آقا کا ذاتی ہی
بعدہ جوہر سہیل کے ہمراہ ہوا سہیل ایک باغ نمونہ ارم مین جوہر کو لیگیا اور کھانا کھلایا اور کہا آرام کیجیے جوہر نے آرام
کیا صبح کو بیدار ہوا سہیل نے کہا آج شب کو تمھین ایک تماشا عجیب دکھلا ئینگے بعد غروب آفتاب جوہر سہیل کے ہمراہ
ہوا اور کہا مجھے کچھ صدمہ تو نہو گا سہیل نے کہا خاطر جمع رکھو تمھین کسی نوع کی تکلیف نہو گی سہیل جوہر کو ایسے ایک باغ
رشک فردوس مین لایا کہ جہان دو رویہ مہتابین روشن تھین اور جابجا نازنینان ارباب نشاط رقص کنان عجیب ادا و
ناز و انداز سے موجود تھین جہان تک نگاہ کام کرتی تھی بجز مہ جبین پریزادون کے اور کوئی قسم مرد سے نظر نہ آتا تھا جوہر
ایک مہ جبین کے رقص و سرود مین ایسا مصروف و خود رفتہ ہوا کہ مطلق اپنے حال و مآل کی خبر نہ رہی اور سہیل وہان سے
غائب ہو گیا جب جوہر نے تماشے سے فرصت پائی سہیل کو نہ دیکھا ہر چند تلاش کیا جس مکان مین گیا بجز پریزادون کے
سہیل کو نہ پایا اتفاقاً ایک مکان مین جو بتلاش سہیل گیا دیکھا کہ پریزادین غول کے غول غٹ کے غٹ جمع ہین اور
ایک نازنین مہ جبین رشک قمر ماہ پیکر تخت پر جلوہ افروز ناچ دیکھ رہی ہی کہ ناگاہ نظر اُس پری پیکر کی جوہر پر پڑی
ایک خواص سے کہا کہ اس جوان سے دریافت کر کہ تو کون ہی وہ خواص بحکم اپنی مالکہ کے جوہر کے پاس آئی اور کہا
ہماری ملکہ تمھارا حال دریافت کرنا چاہتی ہین جوہر نے کہا مین مرد مسافر ہون حسب اتفاق اس باغ مین آنکلا کنیز نے
خدمت مین ملکہ کی یہ حال عرض کیا ملکہ بولی ہمارے پاس بلالاؤ ہم دعوت اُسکی کرینگے خادمہ جوہر کو ہمراہ اپنے لائی ملکہ نے
جوہر کی سروقد تعظیم کی اور تخت پر پہلو مین بٹھالیا اور معجون منشی بادستہ جوہر کے پیش کش کی اور کہا تمھارے بشرے سے
نور اسلام مترشح ہی بیشک شراب ناب سے تمکو اجتناب ہو گا اس وجہ سے معجون مفرح سے تمھاری تواضع کی جوہر نے وہ
معجون کھائی جب دماغ گرم ہوا پردۂ شرم و حجاب طرفین سے اُٹھ گیا جوہر نے بیباکانہ دو چار بوسۂ شیرین اُس نازنین کے
لب سے لیے وہ خاموش ہو رہی جب جوہر کو زیادہ ہوس ہوئی اُسنے کہا صبر کرو جلدی کیا ہی مین تو موجود ہون کہین
چلی تھوڑے جاتی ہون القصہ جوہر کو ایسے ہی حیلہ و حوالہ مین بہلا کر سُلا دیا جوہر اُسکے زانو پہ سر رکھکے سو گیا جب آنکھ
کھلی نہ وہ باغ تھا نہ وہ ماہ رو فقط ایک دیوار کہنہ روبرو تھی جوہر اُس چہار دیواری کے اندر گیا وہان دیکھا کہ سوا
درخت انار کے اور کوئی درخت نہین ہی لیکن سہیل موجود ہی جوہر نے کہا ای نا انصاف شب با آن عشرت و روز باین
فضیحت تمام روز بیابان گردی مین گذرتا ہی شب کو سامان عیش و نشاط موجود ہوتا ہی یہ کیا اسرار پر از حیرت ہی سہیل
نے کہا اب حکیم صاحب کی خدمت مین چلو سب عقدۂ سربستہ وہان حل ہو جائینگے جوہر سہیل کے ہمراہ ایک گنبد مین

گیا وہان ایک مرد خضر صورت ملائک سیرت کو دیکھا کہ بوریائے بے ریا پر عبادت پروردگار عالم مین مشغول ہی اور تجلی
نور چہرہ پر ضیا سے تمام گنبد ایسا منور و روشن ہی کہ نظر کام نہین کرتی اور ایک غلام کمسن دست بستہ روبرو استادہ ہی
جوہر کو صورت غلام کی کچھ شناسا معلوم ہوئی بعد دیر کے بغور جو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ وہی غلام ہی جسکی عنایت سے عین
شہر تھیہ مین پہونچا تھا اور یہ بزرگ بھی رہی ہی جسنے فلان ریگستان سے میری جان بچائی تھی جوہر نے بادب سلام
کیا اور دست حق پرست کو آنکھون سے لگایا حکیم صاحب نے بکمال شفقت بزرگانہ جوہر کی پشت پر ہاتھ رکھا اور
فرمایا ای جوہر تو نے معزالدین کے واسطے نہایت صعوبات سفر اٹھائے اور خود بھی ایک عارضۂ عشق مین مبتلا ہوگیا
جوہر نے وہین کہا خدا جانے میرے حال سے کس نے حضرت کو مطلع کیا حکیم صاحب نے جو جوہر کو متحیر دیکھا فرمایا مین تمہارے
وقت ولادت سے اب تک خوب آگاہ ہون متحیر نہو ورنہ تمکو زنگبار سے کیونکر نکالتا مجھکو علم نجوم سے دریافت ہوا کہ
تمہارا باپ ابوصالح سفر مین قزاقون کے ہاتھ سے مارا گیا اور والدہ تمہاری حبیبہ خاتون اُسی صحرا مین بعد تمہاری
ولادت کے فوت ہوگئی قدرت خدا سے سلطان اسمٰعیل وہان آیا اور وہ تمھین لیگیا اور نام تمہارا جوہر رکھا تم
اُسکے فرزند معزالدین کے ساتھ پرورش ہوئے بلکہ تم برادر رضاعی بھی اُنکے ہو جب تم تحصیل علوم اور فنون سپہگری
سے فارغ ہوئے تو تمکو بادشاہ نے ابوالحسن کا خطاب دیا اب حال معزالدین کا سنو کہ دریولا ابوالمکارم
نام ایک شخص سے شاہزادہ نے ملکہ شمسہ تاجدار کا نام سُنا اور تصویر بھی دیکھی اور عاشق ہوکے تمکو اُسکی تلاش مین بھیجا
کہ تم شہر فردوسیہ مین جاکر یہ معرکہ اپنی آنکھ سے دیکھ آؤ اتفاقاً تم بھی راہ مین ایک حاکم کی دختر پر عاشق ہوئے غرض
تمنے میرا حال سُنا اور تم کو یقین ہوا کہ حکیم صاحب سے سب میرے کام نکل جاینگے عجب نہین کہ کارساز عالم تمہارے گمان کو
پورا کرے کہ ذات اُسکی مسبب الاسباب ہی جوہر نے جو یہ حال واقعی شناسا ت بار حکیم صاحب کے تصدق ہوا اور کہا شعر

اے کہ از راز دلم آگاہ ؐ در روز ازل	بالیقین اکنون گمان من شدہ بیشک بدل

حکیم صاحب نے فرمایا کہ تمھین پہلے بُلاتا لیکن اس تین دن مین مجھے از روے نجوم کے حال شہزادہ کا دریافت کرنا
منظور تھا اسواسطے مین نے دیر کی کہ انجام کار تمہارا اور شہزادہ کا دیکھ لون جب زایچہ تمہارا اور شہزادہ کا کیا تو
معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے مقاصد دلی تم دونون کے برآئینگے جوہر نے عرض کی کہ ای عالم علم حال و ماضی معدن
علوم اسرار کبریائی وہان تو قید لوح خوانی کی ہی اور لوح کا ایک حرف بھی نہین پڑھا جاتا پھر کیونکر یہ مرحلہ طی ہوگا حکیم صاحب
نے فرمایا واقعی امر دشوار معلوم ہوتا ہی جب تک ہم لوح نہ دیکھین اقرار نہین کر سکتے جوہر نے کہا لوح شہر فردوسیہ
مین اور حضور یہان بقول اسکے کہ ملاح در فرنگ و کشتی در چین است کس طرح ملاحظہ حضور مین گذریگی جو حضور
ملاحظہ فرماوینگے سوائے اسکے فدوی نے سُنا ہی کہ جشن نوروز تاریخ اول ماہ فروردین کو ہوتا ہی اُسکو کل پندرہ
روز کا عرصہ باقی ہی اور شہر فردوس نہین معلوم کہ یہان سے کسقدر فاصلہ پر ہی فدوی کیونکر پہونچ سکتا ہی حکیم صاحب

نے فرمایا شہر فردوسیہ یہان سے پچیس روز کی راہ پر ہی خداوند تعالی آسان کردیگا اسکی کچھ فکر نہین ہی لیکن اول
تم ایک امر کا اقرار واثق کرلو تو البتہ مین تمھاری شرکت کرونگا جوہر نے کہا اے مخزن خزینہ اسرار الہی وہ کیا امر ہی جسکا
مین اقرار کرون کیونکہ مین آپکے ارشاد کو بمنزلہ وحی بالیقین جانتا ہون پھر اُسکا عہد کیا چیز ہی مین بھلا خلاف کرسکتا ہون
یہ بھی میری مجال ہی حکیم صاحب نے فرمایا اے جوہر بعد شہادت سبط پیغمبر بادشاہ بحر و بر برادر شبیر سلطان فی نوا شہید کربلا
کے بنی امیہ نے نعت اہل بیت کو خطبہ سے خارج کیا تا اینکہ اب تک ملک عرب و عجم مین جہان کہ بادشاہ بنی عباس ہی
وہان نعت اہل بیت بیان نہین ہوتی لیکن تم بیشک حاکم مصر ہوگے تمھین لازم بلکہ واجب ہی کہ جامع مسجد مصر مین خود
منبر پر جاکر جس طرح مین تلقین کرون خطبہ باواز بلند پڑھتا اور خطیب کو ہمیشہ تاکید رہے کہ وہ ہر جمعہ کو اسی طرح خطبہ
پڑھا کرے اور وہ خطبہ یہ ہی اللهم صل علی النبی المصطفی و الوصی المرتضی و الفاطمة الزہرہ و الحسن المجتبی و الحسین شہید کربلا
اذہب اللہ عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا ابو الحسن نے بصدق دل ارشاد جناب حکمت مآب کو قبول کیا چنانچہ ترجمہ نگار تاریخ
روضة الصفا و حبیب السیر مین دیکھ چکا ہی کہ بعد فتح مصر جب کافور اخشیدی شکست کھاکے فرار ہو گیا جوہر نے اول
یہ خطبہ باعلان مسجد مین ادا کیا اور تا ہنگام سلطنت اسمعیلیہ ملک مصر و شام مین یہی طریقہ خطبہ کا جاری رہا بعد ازان
جوہر نے حکیم صاحب سے عرض کی کہ دور دور غلام نے وہ تماشے عجیب دیکھا کہ فہم مین نہین آیا شب کو ہنگامہ عیش و
نشاط ہوتا تھا اور صبح کو ایک مصیبت تازہ نازل ہوتی تھی شب اول مجھے ایک بادشاہ ملا وہ مجھسے ایسا بسلوک پیش آیا
کہ جسکی حد نہین اور دوسری شب کو ایک ملکہ نے نہایت سیر چشمی سے میری دعوت کی اور وہ باغ بھی دیکھے کیا معلوم تھے
یا اصلی حکیم صاحب نے فرمایا اے جوہر تمنے دل مین یہ کہا تھا کہ یہ باغ کسی بادشاہ کے ہین اُسنے حکیم کو رستے کے
دیے ہونگے جوہر یہ سنکے نہایت منفعل ہوا اور شرم سے آنکھین نیچی کرلین سہیل نے کہا حضور مجھے بھی انھون نے
صلواتین سنائی ہین بعد ازان حکیم صاحب نے کہا اے جوہر سوائے اس شاہزادہ اور اُس نازنین کے جو کچھ کہ تمنے دیکھا
وہ ترکیب طلسم سے تھا ورنہ اس سرزمین مین بجز جانوران موذیہ اور صحراے پرخار کے اور کچھ نہین تھا ہان یہ چند درخت
انار کے اصلی ہین خیر اب بیان کرو تمھارا کیا ارادہ ہی جوہر نے عرض کیا اے بزرگوار مطلب عرض حاجت پر تو حاجت نیست
میدانی کہ حقیقت یعنی میرا ارادہ اور حال آپپر پوشیدہ نہین ہی پھر مجھے حاجت شرح کیا حکیم صاحب نے فرمایا مین تمھین
بعد تین روز کے رخصت کرونگا اور شہر فردوسیہ مین پہونچوا دونگا جوہر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد مین فقط جشن نوروز
دیکھنے جاتا ہون اگر وہ بیت گیا تو میرا جانا بیکار ہی حکیم صاحب نے فرمایا اپنی نیت درست رکھو وہ قادر ہی تمھین اُسی روز
قریہ فردوسیہ مین پہونچوا دیگا ابو الحسن نے کہا آصف بن برخیا نے تخت شاہزادی بلقیس کا طرفة العین مین
حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس مین منگا دیا تھا اگر آپ بھی روز نوروز مجھے شہر فردوس مین پہونچوا دینگے تو کیا بعید
ہی جناب عالی کو مین مثل آفتاب فلک دانش و حکمت جانتا ہون القصہ تین دن مین ابو الحسن نے اکثر دقیقے علم ریاضی

علم طب کے حکیم صاحب سے حاصل کیے جب غرۂ فروردین مین پانچ روز باقی رہے حکیم صاحب نے جوہر کو بلاکر فرمایا کہ اب مین تمھین جبل اعلی کی طرف رخصت کرتا ہون پروین تمھارے ہمراہ جائیگا اور تمھین وہان پہونچا آئیگا القصہ حکیم صاحب نے ایک کاغذ کہ اُسمین موم اور کافور ملا ہوا تھا پروین کو دیا اور چند امور اُسکے کان مین کہدیے جوہر سے پروین نے کہا بسم اللہ تشریف لے چلیے واضح ہو کہ پروین وہی غلام ہی جو حکیم صاحب کے روبرو استادہ تھا جوہر پروین کے ہمراہ چلا پروین نے وہ روغن اپنے اور جوہر کے جسم پر ملا جس سے کہ جانوران موذیہ بھاگتے تھے بعد ازان دونون ایک کوہ مین داخل ہوئے

اب راوی یہ داستان معجز بیان یہان موقوف رکھکے چند کلمہ حال ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان کے گذارش کرتا ہی

مورخان شیرین تحریر و کیانان حکایات دلپذیر اس قصۂ سحر بیان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ملکہ شمسہ تاجدار اپنے مکان کی آرایش مین مصروف تھی اور تمام کنیزین خدمت مین حاضر تھین کہ ناگاہ ایک حجرہ نظر آیا ملکہ نے دایہ سمن بانو اور غزالہ سے پوچھا کہ اُس حجرے مین کیا شی ہی ان دونون عورتون نے عرض کیا ہمنے کبھی یہ حجرہ نہین دیکھا ملکہ کو کمال حیرت ہوئی اور خود در حجرہ پر تشریف لائی دیکھا ایک قفل کلان حجرے مین لگا ہی اور اُسکو ایسا زنگ نے کھایا ہی کہ کنجی کی جگہ نہین ہی ملکہ نے غزالہ سے کہا ای بیہوش تو کہتی ہی کہ مین نے یہ حجرہ نہین دیکھا اور اسمین قفل موجود ہی پس یہ دلیل ہی کہ کسی اہل قصر نے کچھ اسمین رکھکے قفل دیا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ دیکھو کوئی کنجی اسمین لگے تو قفل کھولو الغرض کنیزین کچھا کنجیون کا لائین اور سب کنجیان لگائین لیکن وہ قفل کسی تدبیر سے نہ کھلا ملکہ ناچار ہوکر خود بڑھی کہا ہم خود دیکھینگے جیسے ہی ملکہ کا ہاتھ لگا فورًا بلا کنجی قفل حجرے سے گر پڑا اور در حجرہ کھل گیا ملکہ نے نہایت پاک و صاف حجرے کو دیکھا مع خواصین حجرے کے اندر داخل ہوئی وہان دیکھا ایک صندوقچہ طلائی مرصع کار جواہر نگار صندلی پر ایک گوشہ مین رکھا ہی لیکن قفل زرین سے بند ہی ملکہ نے وہ قفل بھی اپنے دست نگارین سے کھولا دیکھا اُسمین ایک صندوقچہ خرد ہی اُسکو جو کھولا اُسمین سے ایک شی پارچہ مین پیچیدہ برآمد ہوئی ملکہ نے قصد کیا کہ اُسے ملاحظہ کرے دایہ سمن بانو مانع ہوئی کہ حضور یہ حجرہ کہ آج تک کسی کی نگاہ مین نگذرا تھا اور اسمین سے کوئی شی برآمد ہوئی ہمارے نزدیک حضور اُس شی کو ملاحظہ نہ فرمائین پہلے اُسکی اصلیت معلوم ہولے پھر مضایقہ نہین ملکہ نے کچھ نہ سُنا وہ پارچہ سفید کھولا اُسمین سے ایک ورق تصویر نکلا ملکہ نے جو تصویر کو بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا ایک تختۂ زرنگار پر دو تصویرین مقابل ایک مرد اور ایک عورت کی کھنچی ہین اور عورت کی تصویر بالکل مشابہ اپنی تصویر اصلی کے پائی ایک سرمو فرق نہ تھا اور وہ جوان عالی شان ایسا حسین و صاحب جمال تھا کہ شاید پردۂ دنیا پر اس شکل و شمائل کا پیدا نہ ہوا ہوگا **فرد**

سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے
ایسا ہمشکل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا

ملکہ نے جو وہ تصویر دلپذیر دیکھی بے اختیار دل ہاتھ سے جاتا رہا حال غیر ہوگیا ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور بیہوش ہوگئی یہ حال دیکھکے تمام خواصون مین ایک کہرام ہوگیا سمن بانو دایہ نے کہا مین اسی واسطے منع کرتی تھی

غزالہ نے کہا بڑھاپے ہین میرا سر مونڈا جائیگا ہائے میرے آگے یہ کیا کارخانہ طلسم ہے کہ ملکہ کو غش آگیا کسی نے کہا یہ چپ
چاز اسرار ہے کوئی بولی نہین رہی اس امر کا کوئی نہین واقف کار ہے ایک نے کہا قرآن مجید کی ہوا دو کسی نے کہا تھوڑا کیوڑہ اور عرق
بید مشک پلادو کوئی کہتی تھی یشب کی تختی لاؤ کسی نے کہا حرز ابی دجانہ لاؤ کوئی بولی ملا سیانے کو بلالو کسی نے بازو کو
رومال سے باندھا کسی نے کف پاہین نمک ملا سمن بانو نے کہا ارے لوگو حکیم صاحب کو بلاؤ الغرض اسی اثنا ہین ملکہ کو
ہوش آیا کہا یہ تمنے کیا شور مچایا ہے چپ رہو اور پھر تصویر کو دیکھا اور یہ اشعار پڑھے

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنے ہاتھ سے	ہاتھ مانی رنگئی تقدیر اپنے ہاتھ سے	والضحی رخ کو لکھا والقمر پیشانی لکھی	زلف کو واللیل کی تفسیر اپنے ہاتھ سے

اور بے اختیار مانند ابر نو بہار رونے لگی اور ابیات چند اشعار کے پڑھنے لگی ابیات

بران صورت نظر چون کرد آن ماہ	تغیر یافت در احوال او راہ	لب او خشک گشتہ دیدہ شد تر	سرشک سرخ رنگ و رخ مزعفر
روان از جان ہمہ از تن تاب رفتہ	ز دیدہ تا بدامن آب رفتہ	نمیدانم کہ آن تصویر دیگر	بچہ آرد بر سرم زین قصر اخضر
نگارم خود بخود آید بسویم	وگرنہ خود طریق وصل جویم	نشان ظاہر شود آخر زنامش	کمند زلف من آرد بدامش
من از نیرنگ سازی ہای افلاک	چنان دریافتم از نور ادراک	کہ او را ہم بدام آوردہ باید	اسیر کاکل من ہم سر آید
اگر بے وصل باشد گفتگویم	بیابان عدم را چارہ جویم	خدا سازد کہ کار من بر آید	وگرنہ جان من از تن بر آید
گہے خاموش چون تصویر میبود	گہے سرگرم این تقریر میبود	ز کلک قدرت است این نقش ایجاد	در و حیران چہ مانی و چہ بہزاد
اگر مانی کند در وی نگاہے	کشد بے اختیار از سینہ آہے	اگر بہزاد این تصویر بیند	بہ کلک خجلتش در خون نشیند
کشادہ دست حاجت سوئے گردون	چنین گفتے بآن سبحان بیچون	خداوندا بحق مریم پاک	ببخشے آن فروغ بزم افلاک
باعزاز زلیخا و وفایش	باستحکام او در مدعایش	کہ در عشقش مرا ثابت قدم دار	بعشق من ہم او را دہ سر و کار
بکامم جرعہ دہ از وصالش	بچشمم روشنی بخش از جمالش	سمن بانو چو او را بود دایہ	فزون از دیگرانش بود پایہ
چو این حالت بآن خورشید رو دید	برنگ ماہ نو از بیم کاہید	مخاطب ساختہ آن ماہرو را	بیا و در گریہ کرد این گفتگو را
شوم قربان حالت این چہ حالست	گر از مہر جمالت در زوال است	چرا جان و دلت بیتاب گشتہ	چگونہ کشت تو بے آب گشتہ
کہ ای شاہنشہ خوبان عالم	ہلاک غمزہ ات شاہان عالم	ز جوش گریہ چشم خود نگہدار	کہ بیمار است و علاجش نیست درکار
چرا لعلت نباشد شکر افشان	کہ باشد چشم مستت گوہر افشان	توئی بر جملۂ سیمین بران طاق	بشیرین گفتگو مشہور آفاق
بود کار لبت شکر فشانے	بہ نطقت ختم شد شیرین بیانے	بر من کن ز حال خویش تقریر	چرا خاموش بنشینی چو تصویر

القصہ جب سمن بانو نے یہ نالہ و زاری ملکہ کی دیکھی کہا قربانت شوم حال دل مجھ سے تو کہو کیا ماجرا ہے تمھاری بیقراری و
اضطرابی کی کیا وجہ ہے ایسا کیا سبب ہوا جو یہ صدمہ سخت طبع نازک پر پہونچا بخدا مجھ سے یہ تمھارا حال دیکھا نہین جاتا
ملکہ نے کہا ای دایہ کیا پوچھتی ہو اس تصویر کو دیکھو اور بیان کرو کہ یہ کسکی تصویر ہے اور ایسا حسین صاحب جمال دیکھا ہے

شاید تمکو معلوم ہو دایہ نے جو تصویر دیکھی حواس جاتے رہے اور دیکھا ملکہ کی تصویر کے مقابل ایک جوان رعنا کی تصویر ہے
کہ جس کا ثانی جہان مین نہین دایہ نے کہا اے ملکہ جو آپ نے فرمایا حق ہے قسم ہے خداوند دو جہان کی ایسی صورت دلپذیر
عابد فریب زاہد کش باین درازی سن میری نگاہ سے تو نہین گذری اور دوسری تصویر آپکی ہے اسمین کسی طرح کا شک
نہین ملکہ نے فرمایا اول تو ہم سات برس سے یہان ہین لیکن کبھی یہ حجرہ ہمنے نہین دیکھا اسکا کیا سبب ہے دوسرے سات سو
برس قبل میری پیدایش سے یہ تصویر مع لباس کے کیونکر کھینچی گئی جو آج مطابق ہے دایہ نے کہا قربانت شوم ہم اپنے
بزرگون سے سنتے آئے ہین کہ یہ قصر اخضر آپکے جد اعلیٰ نے آپکے واسطے تعمیر کرایا تھا اور حکماء متقدمین و منجمین کو جمع کرکے
بزور علم نجوم احوال اپنے خاندان کا جو جو کہ ہونے والا تھا اُسکو ترتیب دیا اور خاص تمھاری ذات کیواسطے یہ انتظام
کیا گیا ہے جسکا ظہور اب ہوتا جاتا ہے یہ سب صاحبقران اعظم کے وقت کا ہے جسکو سات سو برس گذرے ہین اور
یہ تصاویر بھی اُسی زمانے مین اُنھین حکماے با فرہنگ کی کھینچی ہوئی ہین اسکا کیا عجب ہے اُس زمانہ کے لوگ ذی کمال و
معجز نما ہو گئے ہین چنانچہ مین آپ کی تشفی خاطر کیواسطے ایک نقل بچشم دیدہ بیان کرتی ہون اے ملکہ آفاق ملک یونان مین
ایک شہر نہایت آباد تھا اور اُس شہر مین اکثر حکماے عالی فہم اور دانشوران با فرہنگ رہتے تھے بادشاہ وقت نے
اُن سب کو بلا کر اپنی مدت حکومت کو دریافت کیا اور اپنے خاندان کا حال پوچھا اُن عقلاے زمانہ نے ایک ہفتہ کی
مہلت بادشاہ سے لیکر ایک صندوقچہ فولادی جوہر دار تیار کیا اور کچھ خطوط طلسمی اُسکے گرد لکھے کہ وہ خط کسی کی سمجھ مین نہ آتے تھے
بروقت تمام ہونے مدت وعدہ کے شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا اے شہریار جب تک کہ یہ صندوقچہ سربمہر رہیگا
یہ سلطنت بھی تمھارے خاندان مین رہیگی لہذا یہ صندوقچہ اپنی اولاد کے سپرد کرو اور یہ وصیت کرو کہ کوئی اسکو نہ کھولے
اور جو شخص اس راز سربستہ کو کھولیگا سلطنت سے ہاتھ دھوئیگا الا یہ امورات تقدیری ہین اور تقدیر کسی کے روکے رک
نہین سکتی لہذا ہم خوب جانتے ہین کہ جب تمھارے خاندان سے سلطنت جانے کا زمانہ آئیگا اُس وقت اس وصیت کا
لحاظ بھی جاتا رہیگا قصہ مختصر مدت دراز تک اُس بادشاہ کی اولاد مین سکہ و خطبہ جاری رہا جب اولوالعزمان عرب
کی نوبت پہونچی اور کوکب طالع ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا یثرب و بطحے مین درخشان ہوا اور غازیان اسلام
نے ہر طرف کفر و ضلالت کو مٹانا شروع کیا اُسی زمانہ مین اُس خاندان کے ایک بادشاہ نے اُس صندوقچے کے
کھولنے کا قصد کیا ارکین سلطنت نے منع کیا اور سبب اُسکے سربمہر رہنے کا شاہ سے بیان کیا شاہ نے کچھ نہ سنا خود
صندوقچہ کو کھولا اُسمین ایک ورق تصویر نکلا بادشاہ نے خود دیکھا تو صدہا مردان با عمامان سبز اسپان عربی پر
سوار اور نیزہ خطائی ہاتھ مین شمشیر اصفہانی کمر مین اس ہیبت و جلادت کی صورتین نظر آئین کہ جنکی تصویر دیکھنے سے
انسان کا زہرہ آب ہو جائے اور حاشیہ پر بخط خفی لکھا تھا کہ ایسی صورت و شکل کے لوگ اس ملک کو تسخیر کرینگے
پس اُسی زمانہ مین غازیون نے اُس ملک کو لے لیا اور بادشاہ قتل ہوا ملکہ نے یہ نقل سُنکے دایہ سے کہا کہ محمد علیہ السلام

کون بزرگ ہین کہ جنکا نام تفریح بخش دل وجان ہی دایہ نے کہا بلا لون محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص مجسم نور خدا ہین کہ جنکے سبب سے یہ زمین وآسمان بلکہ سارا جہان خلق ہوا ہی اگر یہ برگزیدۂ داور پیدا نہوتے تو یہ عالم امکان وجود مین نہ آتا ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا اب یہ بیان کرو کہ اس صاحب تصویر کے عشق مین جسکے حال وقال سے کچھ خبر نہین ہی میرا حال کیا ہوگا اور اسکا انجام کیا ہوگا دایہ نے کہا صدقے جاؤن تم بڑی دانا صاحب فہم وعقل ہو تمھارے سامنے ہین نے یہ نقل جو بیان کی اس سے مراد یہی ہی کہ خدا نے چاہا تو اب اس صاحب تصویر کا ظہور جلد ہونے والا ہی کسواسطے کہ سب علامتین اُسکے ظہور کی معلوم ہوتی ہین وراے ازین کوئی شخص زمانے مین مفرد نہین رہا گو پیدایش فرداً فرداً ہی پس تم ایسی شاہزادی کہ جسکا آج عالم مین ثانی ونظیر نہین ہی کیونکر نا کتخدا رہ سکتی ہو علاوہ اسکے تمھارے شوہر کی تصویر مع دلیل تمھارے پاس غیب سے پہونچی اور تم مجھ سے پوچھتی ہو یہ وہی مثل ہوئی کہ تمام زلیخا پڑھ گئے اور پوچھتے ہین کہ زلیخا زن بود یا مرد صدقے ہو جاؤن یہ دو تین چیزین کہ مزیل عقل ہین انمین سے ایک عشق بھی بلا ہی بلکہ حکما نے تو عشق کو عارضۂ جنون تصور کیا ہی بڑے بڑے شخص اس عارضہ مین سرشار ہوگئے ہین تم ابھی بچہ ہو تمھاری پیشانی جانے کہ عشق وعاشقی کیا بلا ہی اور محبت کسکو کہتے ہین یقین ہی کہ یہ صاحب تصویر شکنندۂ طلسم ہیبا بلاشبہ وشک چندروز مین یہان آکر موجود ہو جائیگا ملکہ نے دایہ سے کہا کہ اے دایہ تم تو کچھ ایسی باتین کرتی ہو کہ دل کو تسکین ہوتی ہی لیکن سمجھ مین نہین آتین دایہ کی فہمایش سے ملکہ شمسہ تاجدار کی نہایت تشفی خاطر ہوئی اور تمام خواصان محل کو تاکید کی کہ خبردار ہرگز زینہار کوئی تصویر کا ذکر نہ کرے ورنہ غضب سلطانی مین گرفتار ہوگا

اب راوی اس منتظر وصال کو اسی خیال مین مصروف رکھتا ہی اور بار دگر حال پروین وجوہر کے روانہ ہونیکا گذارش کرتا ہی

القصہ جب جوہر وپروین درۂ کوہ مین داخل ہوئے تین روز وشب اُنکو برابر راہ مین گذرے تیسرے روز دور سے ایک قبۂ طلائی معلوم ہوا پروین نے کہا یہ وہی قصر ہی جہان ہم تم جا پہونچینگے جوہر نے کہا کہان پروین نے کہا وہ سامنے بائین ہاتھ جوہر نے جو خیال کیا تو واقعی قبہ معلوم ہوتا ہی پروین نے کہا قصر شمسہ یہی ہی اور ملکہ شمسہ تاجدار اسی قصر مین ہی جوہر نے جو یہ مژدۂ جان فزا سنا کہا خدا تیری آتا کی عمر دراز کرے کس راہ سہل ونزدیک سے لائے حکیم صاحب تو فرماتے تھے کہ پندرہ روز کی راہ ہی پروین نے کہا راہ تو پندرہ روز کی تھی لیکن یہ راہ درۂ کوہ سے واقع ہی اس راہ سے بشر کی مجال نہین جو چلا جائے یہ فیض حکیم صاحب ہی کہ جو ہم تم چلے آئے جوہر نے کہا بیشک اب جو درۂ کوہ سے باہر آئے تو ایک پہاڑ سبز زمردین سر بفلک کشیدہ دیکھا اور ہوا اُس کوہ کی قوت بخش دل ودماغ مفرح روح وجگر پائی گئی پروین جوہر کو اُس مقام پر جہان جشن نوروزی ہوتا ہی لایا جوہر نے اُس میدان وسیع مین دیکھا کہ ہزارہا خیمہ استادہ ہین جوہر نے کہا یہ خیمہ کس کے ہین پروین بولا یہ خیمے اُن لوگون کے ہین جو جشن نوروز مین واسطے دیکھنے لوح کے ولایت ہاے بعیدہ وبلاد ہاے دور ودراز

سے آئینگے پھر پروین جوہر کو صفون پر لیگیا اور کہا کہ صفہ بلند پر ابوعامر و ابوحاکم بادشاہ فردوسیہ کا تخت بچھیگا
اور باقی صفون پر خلائق شہر اپنے اپنے قاعدے اور مراتب کے موافق بیٹھینگے پروین نے جوہر سے کہا کہ ہم چاہتے
ہین کہ لوح کو قریب سے دیکھین لیکن کوئی صورت نظر نہین آتی بجز اسکے کہ پادری کی نوکری کرین تو البتہ ممکن ہے
اسواسطے کہ جہان تخت ہوگا وہین لوح ہوگی اور وہان بجز اسکے کہ جو طالب لوح ہو دوسرا جا نہین سکتا جوہر نے
کہا سچ ہے پروین نے کہا پادری بجز ایک خدمتگار کے دوسرا نہین لاتا لہذا اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون یہ
کہکے غائب ہوگیا ہر چند جوہر نے تلاش کیا پروین کو نپایا سمجھا کہ حکیم نے جو خفیہ پروین کو تعلیم کی ہے اسکی تعمیل کو
گیا ہوگا آخر جوہر شہر فردوسیہ مین آیا جیسا کہ ابوالمکارم سے سُنا تھا ویسا ہی شہر کو پایا سیر و تماشا کرتا رہا بعد اسکے
باہر شہر کے جو خیمے تھے وہان گیا لیکن پروین کو نہ پایا اس عرصہ مین شام ہوگئی جوہر بلا لے گوہ گیا عجب پُر فضا جگہ
دیکھی کہ تمام میدان گلہاے رنگارنگ سے معمور تھا اور چشمہ ہاے شیرین و پاکیزہ جابجا جاری تھے جوہر ہر جگہ کا تماشا
دیکھتا ہوا قصر اخضر کی پشت پر گیا اور دل مین خیال گذرا کہ چلو اندر محل کے ملکہ کو دیکھین کہ کس حسن و جمال کی صورت
ہے و یا فقط شہرہ ہی شہرہ ہے یہ تصور کرکے ایک دیوار پر کہ جو کسیقدر پست تھی کمند پھینکی لیکن کمند نہ پہونچی تین بار کمند
لگائی مگر کارگر نہوئی بغور خیال جو کیا دیکھا کہ بروقت لگانے کمند کے دیوار بلند ہوجاتی ہے جوہر بولا سبحان اللہ
عجیب و غریب عمارت ہے کہ جسکی دیوار گھٹتی بڑھتی ہے اور یہ شعر پڑھا شعر

اینجا چہ جای بودن آن ماہ پیکر ست	ہر وضع او غریب تر از وضع دیگر ست

الغرض جوہر اسی حیرت و استعجاب مین بیٹھا تھا کہ دو تین عورتون کی آواز آئی جوہر نے جو کان لگاکر سُنا تو
معلوم ہوا کہ ایک عورت نے دوسری سے کہا اے نسرین ملکہ ابکی جشن مین کرسی پر نہ بیٹھینگی نسرین نے کہا
اے بہن شگوفہ سچ ہے بلکہ اس سال ملکہ کو جشن نوروز مین جانا منظور نہین ہے ہان شاید دایہ سمن بانو کے کہنے سے
جائے تو جائے بلکہ یہ بھی فرمایا تھا کہ مبادا سواے صاحب تصویر کے کسی احمد و محمود نے اگر لوح کو پڑھا تو پادری اور بابا
اور چچا اُسکے ساتھ میرا عقد کر دینگے اور مین بجز اُس جوان کے اگر فرشتہ بھی فلک سے آئیگا تو عقد نکرونگی پھر کس واسطے
مین جشن مین جاؤن دایہ نے کہا کہ یہ رسم قدیم اور وصیت آبائی ہے اسکا ترک کرنا خوب نہین تم خاطر جمع رکھو سواے
اُس جوان یعنی طلسم کشا کے اور کسی سے لوح پڑھی نہ جائیگی اس امر مین پادری اور ابوعامر و ابوحاکم سب عاجز
ہین کسی کو دخل نہین تم شوق سے جشن مین جاؤ اور کرسی پر جلوس فرماؤ ملکہ نے کہا خیر مین تمہارے کہنے کے بموجب
جاؤنگی ورنہ کوئی حیلہ کر دونگی جوہر نے جو یہ باتین زبانی کنیزون کے سُنین ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا افسوس ہزار
افسوس کہ شاہزادہ معز الدین تو سوداے عشق ملکہ مین ایسا خود رفتہ ہے کہ دنیا اور ما فیہا کی خبر نہین اور یہان
کنیزون کی زبانی یہ سُنا کہ ملکہ کسی دوسرے کے عشق مین مبتلا ہے خیر یہ بھی امورات تقدیری ہین اسمین کیا چارہ جوہر کو

ایسا رنج و ملال ہوا کہ اسی افسوس و تاسف مین تمام رات زیر دیوار بسر کی صبح کو جب زیر کوہ آیا کیا دیکھتا ہے کہ
ایک ناقہ سوار تیز رفتار خیز اخیز چلا آتا ہی جوہر بھی راہ مین کھڑا ہو رہا جب وہ شتر سوار قریب آیا دیکھا ایک مرد سیاہ فام
کوتاہ قد حیران و پریشان ایک کتاب گلے مین حمائل کیے شتر پر سوار ہی جوہر نے سلام کیا اُسنے جوہر سے پوچھا تم کون
ہو اور جشن نوروز یہان کہان ہوتا ہی جوہر نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی اور کہان سے آتا ہو اشتر سوار نے کہا میرا نام
رہنمون راہب ہی اور دیار بکر کے بادشاہ کا ایلچی ہون بادشاہ نے لوح دیکھنے کو بھیجا ہی انشاء اللہ بعد دیکھنے لوح
کے اُسکے مضمون سے خلائق کو آگاہ کرونگا لوح کا پڑھنا کیا مشکل بات ہی پھر ملکہ کو ہمراہ لیجاؤنگا یہ سُنکے جوہر کو کسیقدر
غصہ آیا مگر دل مین کہا کہ اسکی بیہودہ گوئی سے مجھے کیا کام اپنے مطلب سے غرض رکھ بعد ازان جوہر نے کہا ای رہنمون
اگرچہ تمھارا نام رہنمون ہی لیکن تم اس بندہ کو اپنا رہنمون کرو تو میرے نزدیک بہتر ہی رہنمون نے جوابدیا واقعی تعجب ہی کہ جو
دیار بکر سے یہان آئے اور وہ مجمع مین بغیر رہنمون نہ پہونچ سکے جوہر اس بات پر راہب کی خوب ہنسا اور کہا
ای بزرگ تم تنہا ہو بدون آدمی کے کیونکر کام چلیگا راہب نے کہا آدمی میرے عقب مین ہین مجھے تا آنے اُنکے
ضرور ایک آدمی کی ضرورت ہی جوہر نے کہا مین تمھاری خدمت کرنے کو موجود ہون راہب جوہر کو اپنے ہمراہ
کاروان سرا مین لایا ایک حجرہ کرایہ کو لیا شتر کو باندھا جوہر واسطے تیاری کھانے کے آمادہ ہوا جب کھانا
دسترخوان پر چُنا راہب نے کہا ای جوان تو بھی مرد نجیب معلوم ہوتا ہی ہمارے ہمراہ کھانا کھا غرضکہ دونون نے
کھانا کھایا اور تمام رات حرف و حکایات مین گذرانی صبح کو بعد فراغ امور ضروری کے دونون رفتہ رفتہ اُن صفہا سے
پست و بلند پر پہونچے راہب صفۂ ہشتم پر جانے لگا یساول و چوبدار مانع ہوئے کہا یہ جگہ اُنکی ہی جو لوح کو دیکھنے آینگے
راہب بولا مین ایلچی بادشاہ دیار بکر کا ہون اسی واسطے آیا ہون پھر کوئی معترض حال نہوا راہب اُسی جگہ پر جا بیٹھا
اتنے مین وہ دونون بادشاہ ابو عامر و ابو حاکم بھی آئے تخت پر متمکن ہوئے جوہر نے حسب بیان ابو المکارم دونون
بادشاہون کو سیاہ پوش و سفید پوش دیکھا پھر مجمع خلائق مین ایک درہمی و برہمی ہوئی سب جانب کو وہ نگران تھے کہ ملکہ
شمسہ تاجدار بہ لباس سرخ نقاب افگندہ برق درخشان کے مانند مجمع مین آئی دونون بادشاہون نے سر وقد تعظیم
دی وہ پری پیکر اپنی کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئی خواصون نے بدستور کتاب و لوح راست و چپ رکھدی پھر
پادری ایدروس آیا سب نے پادری کی تعظیم دی پادری نے اول میوہ و نقل اہل مجلس کو تقسیم کیے بعد ازان اہل مجلس
سے مخاطب ہوا اور کلمات سخت و درشت ابو عامر و ابو حاکم کو کہے اور ملکہ شمسہ تاجدار کو مع شرط اظہار مطلب لوح
خلائق پر عرض کیا چار شخصون نے لوح دیکھی جب رہنمون نے لوح لی تو جوہر نے بھی دیکھی ہرچند جوہر نے فکر کی لیکن
ایک حرف سمجھ مین نہ آیا راہب نے بعد مطالعہ لوح باواز بلند کہا ایہا الناس بدانید و آگاہ باشید فی الجملہ حال لوح
سے مین آگاہ ہوا ہون اگر اجازت دو تو مین بیان کرون سب حاضرین محفل نے بنظر استعجاب راہب کو دیکھا

پادری بولا اے شخص ہم مدت مدید سے اسی امر کے مشتاق ہین بیان کر راہب نے کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ تم پر
آیندہ حال لوح ضرور ظاہر ہوگا اور مالک ملکہ شمسہ تاجدار ضرور یہان تشریف فرما ہوگا بس زیادہ اس سے
مجھے حکم بیان نہین ہے پادری ایدروس نے کہا بلاشک یہ بیان تیرا درست ہے بس مجمع متفرق ہوا سب اپنی اپنی
جگہ پر چلے گئے اور اس بر ہمی خلائق مین راہب بھی غائب ہوگیا جوہر نے ہرچند تلاش کیا نہ پایا جوہر کو راہب
کی اس حرکت سے کمال حیرت ہوئی اس اثنا مین ایک ملازم شاہ جوہر کے پاس آیا اور پوچھا اے جوان وہ آقا تیرا کہان ہے
جوہر نے کہا مین نہین جانتا کہ کہان چلا گیا مین خود اسکی تلاش مین ہون ملازم نے کہا ہمارے بادشاہ نے تمکو
بلایا ہے جو حال کہ مفصل ہو چلکے بادشاہ سے بیان کرو آخر مجبور ہو کر جوہر اسکے ہمراہ سرا مین آیا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ شتر بھی کرایہ کا تھا وہ کرایہ دیکر چلا گیا الغرض ملازم جوہر کو دیوان عام مین لایا بادشاہون نے جوہر کو طلب کیا جوہر
اندر بارگاہ کے گیا دیکھا دونون بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین اور پادری عالم سکوت مین ٹہل رہا ہے جوہر نے سلام کیا پادری
سمجھ گیا کہ یہ مسلمان ہے دلمین تو جواب سلام دیا مگر بظاہر کمال ترش روئی سے کہا وہ آقا تیرا زبان دراز کہان ہے جس نے
مجمع مین یہ عبارت بے اصل بیان کی اب ہمکو یہ دریافت کرنا منظور ہے کہ اسنے کس سند و دلیل سے کہا تھا اگر وہ اس
کلام کی تصدیق کر دیگا تو خیر ورنہ اسے ہم اس دروغ گوئی کی سزا دینگے جوہر نے کہا واہ کیا انصاف و عدالت ہے
اول تو حاکم کا مواخذہ محکوم سے یعنی وہ میرا حاکم تھا جہان اسکا جی چاہا چلا گیا مین روک سکتا تھا یا مانع ہو سکتا تھا
دوسرے اتنے بڑے جلسے مین وہ ہمکلام ہوا اسوقت آپکی حکومت کام نہ کر سکی جو آج مجھ غریب مسافر پریشان حکومت
ختم کرتے ہو اور اصل حقیقت یہ ہے کہ مین بھی مسافر لوح کے دیکھنے کا مشتاق تھا اور وہ بھی وارد ہوا مجھسے راہ مین ملاقات
ہوگئی اسنے مجھے ملازم کیا مین بحیلہ ملازمی مجمع مین اسکے ہمراہ آیا اور لوح اسکی وجہ سے دیکھی لیکن وقت برخاستگی محفل
وہ غائب ہوگیا مین خود اسکی تلاش مین ہون کہ اپنی تنخواہ ملازمی لون یہ موقع خوب ملا ورنہ مجھ غریب کی کون سنتا
اب حضور حاکم ہین مین فریادی ہون حضور میری تنخواہ اس سے دلوا دین جب جوہر نے یہ بادشاہون کے آگے
بیان کیا پادری بولا بلاشک یہ مرد راست گو ہے اسکا سوال درست و راست ہے یہ شہید ہونے کے لائق نہین بلکہ لائق
دادرسی کے ہے بادشاہون نے کہا کہ وہ مرد مسافر تھا اسکی کوئی جائداد نہین ہے نہ یہان کا ساکن ہے لہذا اسکا پتا نہ ملنا غیر ممکن ہے
اگر تم ہمکو اسکی جایداد کا نشان دو تو ہم ضرور تمھاری امداد کرینگے یہ کہکے رخصت کیا جوہر وہان سے حمید کے دروازہ پر
آیا حمید کو آواز دی حمید باہر آیا جوہر نے سلام کیا اور سلام ابو المکارم کا پہونچایا حمید بڑی عزت سے جوہر کو
مکان مین لیگیا اور ابو المکارم کا حال پوچھا ابو الحسن نے کہا فضل الٰہی سے اچھا ہے شب و روز عیش و آرام سے
گذرتا ہے لیکن ہم اسکے سبب سے سخت عذاب مین پھنسے ہین حمید نے پوچھا خدا نخواستہ کیا عذاب ہے جوہر نے کہا
اے برادر ابو المکارم جو تمھارے پاس سے ملک مغرب کو گیا وہان سرکار مین شاہزادہ معزالدین ابو تمیم کے ملازم ہوا

ایک روز عند الذکر حال شہر فردوس اور ملکہ شمسہ تاجدار کا مع جشن وغیرہ شہزادہ سے بیان کیا اور تصویر ملکہ
پیش کی شہزادہ تصویر دیکھتے ہی عاشق و شیدا ہوگیا یہان کے تحقیق حال کو مجھے بھیجا اور یقین ہی کہ سال آیندہ
بہ رخصت اپنے والد بزرگوار یعنی سلطان اسمٰعیل کے خود بھی یہان تشریف لائے اسواسطے ہمنے کہا کہ ہم غضب مین
گرفتار ہین کسواسطے اگر وہ ذکر یہان کا نہ کرتا تو مجھپر یہ مصیبت کیون پڑتی حمید نے کہا تم بھی جشن مین تھے ابوالحسن بولا
ہان حمید نے کہا تم شہر مین کب سے آئے ہو ابوالحسن نے کہا تیسرا روز ہی حمید نے کہا واہ آپ تین روز سے شہر مین
ہین اور آج ہم سے ملاقات کی اخلاق و محبت اسی کو کہتے ہین جوہر نے کہا ایک میرا رفیق تھا اس وجہ سے مین معذور
رہا حمید نے پوچھا اب وہ رفیق کیا ہوا جوہر نے کہا بعد برخاست ہونے جشن کے خدا معلوم کہان گیا الا شاید بموجب
وعدہ کے میرے انتظار مین ہو اور وعدہ گاہ میرا اُسکا فلان جا فلان درخت ہی حمید نے اپنے آدمی کو بھیجا کہ جہان کا
یہ نشان دیتے ہین تم جاؤ اور وہان سے اُسے بلا لاؤ اور ابوالحسن سے کہا آپ گھر کو لین اور تشریف رکھین بعد
چند روز کے پھر چلے جانا جوہر نے کہا مین یہان نہین رہ سکتا کیونکہ شاہزادہ کو میرا انتظار ہوگا اور جانا ضرور ہی ہان
انشاء اللہ شاہزادہ کے ہمراہ اس سال جو مین آؤنگا تو بیشک رہونگا کسواسطے کہ جیسی تعریفین اوصاف حمیدہ کی
ابوالمکارم سے سنی تھی اُس سے دہ چند زیادہ پائی بلکہ باہر از قیاس ہی کہان تک عرض کرون حمید لاچار ہوا
اور خط طولانی جوہر کی شکایت مین ابوالمکارم کو لکھا جوہر نے مسافت ملک معروف پوچھی حمید نے کہا راہ معروف
چالیس روز کی ہی اور راہ کوہی قریب ہی الغرض جوہر حمید سے رخصت ہوکر باہر شہر کے آیا پھر خیال کیا کہ وعدہ گاہ پر
ضرور چلنا چاہیے جب درخت کے قریب آیا دیکھا پروین منتظر بیٹھا ہی جوہر نے کہا ای برادر ایسی بے مروتی کو کام فرمانا
کہ لائق عرض نہین ہی غرض کہ پروین نے وہی روغن اپنے اور جوہر کی چشم پر ملا اور وہان سے روانہ ہوا روز سوم
وہان جا پہونچے حکیم صاحب نے جوہر کو اندر گنبد کے بلایا اور فرمایا کیون جوہر وہ لوح کس شکل کی ہی اور خط کیا ہی
جوہر نے عرض کی پیر و مرشد لوح نقرئی ہی اور وسط لوح مین آب زر سے ایک عبارت لکھی ہی کہ ہرگز قیاس مین
نہین آتی حکیم صاحب نے فرمایا روز رخصت جو ہمنے تمکو سمجھا دیا تھا وہ بھی یاد رہا یا نہین ایک کاغذ موم دکا فور کا
ملا ہوا پروین کو دیا تھا جوہر نے کہا مین حضور سے پوچھنے والا تھا مگر بسبب گستاخی کے عرض نہ کرسکا حضور نے
خود ہی ارشاد فرمایا حکیم صاحب نے وہ کاغذ جوہر کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا بغور اسکو دیکھو ابوالحسن نے جو
کاغذ کو دیکھا بعینہ تحریر لوح کی ہی ایک سر مو فرق نہین ہی جوہر نے قیاس کیا کہ یہ کاغذ موتی اسیواسطے دیا گیا تھا
کہ حرف اسپر اُٹھ آوین حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ کاغذ اسواسطے بھیجا تھا کہ جب حرف لوح اُسپر اُٹھ آوینگے اُسوقت
معلوم ہو جائیگا کہ وہ خط لوح کیا ہی اسلیے کہ خط طلسم سات قسم کے ہین اوّل سریانی دوم عبرانی سوئم رومی چہارم عربی
پنجم فارسی ششم یونانی ہفتم ہندی مگر بعض کا قول ہی کہ یونانی پنجم اور فارسی ششم لیکن اب معلوم ہوا کہ خط لوح یونانی ہی

اور اصل مین یہ خط صفر ادوم نے استخراج کیا ہی اور رواج دہندہ ارسطو ہی ورنہ پیشتر اس خط سے کوئی حکیم آگاہ نہ تھا اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ اگر کاغذ پر ہو تو پڑھ سکتا ہی لیکن لوح ہرگز پڑھی نہین جاتی کسواسطے کہ یہ لوح لوح طلسم ہی اور بانیان طلسم نے شکست طلسم محض لوح پڑھنے پر موقوف رکھی ہی اور پڑھنا لوح کا ایسے ایک عمل شاق و دشوار پر منحصر کیا ہی کہ انجام اسکا کسی طرح قیاس بشر مین نہین آسکتا مگر بانیان طلسم نے جسکے نام پر فتح طلسم مقرر کی ہی بلاشبہہ شک اس منزل سخت کو وہی طی کر سکتا ہی اور وہ بھی اس باعث سے کہ موکلان بالا اور اُنکی خادم پریزادین اور اجنا صاحب اسلام بقوت اسمار الٰہی ہر وقت و ہر لحظہ ہر کام مین مویدمن اللہ کے شریک رہتے ہین لہذا شاہزادہ کو سمجھانا اور میری طرف سے کہنا کہ اس سفر کا عزم بعید القیاس ہی اس ارادہ سے باز آؤ کہ ایک امر ظنی کے لیے تمام جہان کی آفت و مصیبت گوارا کرنا دانشمندی سے بعید ہی اور اہل خرد ایسے امر کو جنون کہتے ہین ابیات

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن
دل بدست دگران دادن و حیران ماندن

که ای در طریق وفا مستقیم
مثالی تو درام خدمت عدیم

بشهزاده از من دعائی بگو
پس آنگه بگویش که این رهرو

خداوند این دولت بیقیاس
نصیب که خواهد شد از تیغ یاس

ز سودای آن مه سر خویش گیر

حکیمی خردمند دانای راز
به جوهر چنین گفت با صد نیاز

بسی رنج بردی براه وفا
کشیدی ز هر خار این ره جفا

درین ره بود خار هر نیشتر
بود در سکم هر خار چون نیشتر

برآیین امر ظنی بامید گنج
کشد سر کی خردمند زین گونه رنج

بجائی دگر عاشقی پیش گیر

جوہر نے کہا ای صدقہ گوہر بدعا و ای ہادی گم کردہ راہ سبحان اللہ اُس روز تو حضور نے زبان معجز بیان سے یہ فرمایا تھا کہ ہم تیرے اور شاہزادہ کے مقاصد دلی مین کوشش کرینگے اور آج اسطرح فرماتے ہین کہ شاہزادہ کو اس قصد سے باز رکھو حکیم صاحب نے فرمایا اُس روز تمنے فقط اپنا مطلب بیان کیا تھا کہ مین روز نوروز قریہ فردوس مین پہونچ جاؤن سو الحمد للہ وہ مطلب تمھارا بر آیا جوہر نے عرض کی حضرت نے فرمایا تھا کہ ہم تمھارے مطالب مین سعی کرینگے اور مطالب لفظ جمع ہی واحد ایک مطلب ہی آیندہ حضرت کو اختیار ہی حکیم صاحب جوہر کی اس گفتگو پر خوب ہنسے اور فرمایا بہرحال ہم سمجھے کہ تم بہ محبت طالب علمی شاہزادہ کو کسی بلا مین مبتلا کیا چاہتے خیر تو دانی و کار تو اب اس امر سے خوب آگاہ ہو کہ عقد ملکہ شمسہ تاجدار کا فقط لوح خوانی پر موقوف ہی اور لوح پڑھنا بدون کھائے ثمرۃ الفہم کے ممکن نہین اور ثمرۃ الفہم بدون پہونچنے شجرۃ العقل تک کے مشکل ہی اور شجرۃ العقل تک جانے مین ہزارہا آفت اور بلا کا سامنا ہی جوہر نے کہا ای قبلہ و کعبہ اس جملہ کو بھی براے خدا ارشاد فرماوین کہ ثمرۃ الفہم کیا شی ہی اور شجرۃ العقل کیا ہی حکیم صاحب نے فرمایا ای ابو الحسن جب حکماے یونان کو حال غرق ہونے تختہ یونان کا معلوم ہوا تب سب حکما جمع ہوے اور مشورہ کیا کہ کوئی ایسی چیز بنا کر چھوڑی جائے جس سے بقاے نام رہے اور ایک طرح کا فیض جاری رہے آخر الامر یہ راے قرار پائی کہ تخم درخت زیتون جو کہ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام

سکے زمانہ مین تھا اور اُنھون نے چند اسمار اعظم اور اعمال جفر اُس تخم پر دم کیے تھے بعد ازان وہ تخم یونان گیا
جب اُس سے درخت پیدا ہوا اُس درخت کا نام شجرۃ العقل رکھا گیا اور جب وہ درخت بار آور ہوا تو اُسکے
تخم کا نام ثمرۃ الفہم مقرر ہوا چنانچہ اُس ثمر کو خداوند عالم نے یہ تاثیر بخشی ہی کہ کھانے سے اُسکے صفائی ذہن وسرعت
فہم وجودت حافظہ وسلامتی نفس واستقامت مزاج اور متانت عقل علی قدر ہر انسان کو حاصل ہوتی ہی اگر
کیسا ہی کودن ہو انسان ذیفہم بلکہ حکیم ہو جائے لیکن ہاتھ آنا اُسکا دشوار ہی کس واسطے کہ وہ درخت ہمیشہ پانی
مین غرق رہتا ہی جب دریا کو جذر ہوتا ہی اُسوقت وہ درخت پانی سے ظاہر ہوتا ہی دوم چار شیاطین بشکل مہیب
نگہبانی درخت پر معین ہین اور ایک اژدہا درخت سے لپٹا رہتا ہی اُس جگہ کی تاثیر یہ ہی کہ اگر کوئی کشتی وہان
جا نکلے تو صاحب کشتی کی عقل آگے سے زیادہ ترقی کرتی ہی اور جب وہان سے چلا آئے تو پھر اپنا لکھا آپ پڑھا
نہین جاتا قصہ کوتاہ جب تک معز الدین اُس ثمر کو نہ کھائیگا لوح ہرگز نہ پڑھی جائیگی جوہر نے عرض کی کہ شاہزادہ
اپنے زعم مین اس امر سے باز آوے تو نہین معلوم ہوتا مگر مین حضور کی طرف سے ضرور سمجھاؤنگا آیندہ اُسے
اختیار ہی حکیم صاحب نے کہا خیر اگر مرضی چارہ ساز عالم یہی ہی کہ شاہزادہ معز الدین سودائے عشق مین اُس
نازنین کے خود رفتہ رہے ناچار اُسے پھر میرے پاس لے آنا جو مصلحت وقت ہوگا وہ کیا جائیگا جوہر نے حکیم صاحب
کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور یہ شعر پڑھا شعر

برین مژدہ گر جان فشانم روا ست	کہ این مژدہ آسایش جان ماست

پھر حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای جوہر اُس رہنمون کے حال سے تجھکو خبر ہی کہ وہ کون تھا جوہر بولا میرے نزدیک تو
وہ رہنمون نہ تھا کوئی بلائے آسمانی تھا مین اسی کے سبب سے ایک غضب مین گھر گیا تھا حکیم صاحب نے فرمایا
وہ تمھارا رفیق پرویز تھا جسنے موافق حکم میرے تمھین دھوکا دیا جوہر بولا مجھے اُسکے طرز کلام سے کچھ شک گذرا
تھا مگر اس رہبر طریق نے ایسی بے اعتنائی کی کہ مجھے مطلق اُسکا خیال تک نہ آیا غرض دوسرے روز جوہر
حکیم صاحب سے رخصت ہوکر سہیل کے ہمراہ ظہرانیہ مین آیا اور یکشنبہ کو باغ مین ملکہ خلد آئینہ کے پاس گیا یہان ملکہ خلد آئینہ
با امید آنے جوہر کے یکشنبہ ناغہ نکرتی تھی ہر یکشنبہ کو ضرور آتی تھی کہ شاید ایسا نہو کہ جوہر آوے اور پھر جائے غرض
حسب معمول ملکہ نے روشنی کا حکم دیا باغ آراستہ ہوا ملکہ خلد آئینہ روشنی باغ کا سیر وتماشا دیکھتی ہوئی اُس دیوار کے پاس آئی
جہان سے جوہر آتا تھا اور وہان فرش مکلف بچھوایا اور ابو الحسن کا ذکر شروع کیا یعنی آج اکیس روز کا
عرصہ ہوا ابو الحسن کو گئے ہوئے لیکن ای سمن سُنا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ آج ابو الحسن سے ضرور ملاقات ہوگی
کسواسطے کہ کل خواب مین مین نے اس راحت رسان قلب حزین اور سرور بخش خاطر اندوہگین کو دیکھا ہی کہ میرے
پاس آیا ہی اور رخصت مانگتا ہی ابھی یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہی دیوار پر نمایان ہوئی خواصین متوہم ہوئین لیکن ملکہ کو

دریافت ہوگیا کہ یہ سیاہی خالی از کیفیت نہین ہی بس ملکہ خلدانہ ایک حالت اشتیاق مین زیر دیوار تشریف لائی اور کہا ای ابوالحسن الحمد للہ کہ بعد انتظار بسیار جمال باکمال آپکے دکھلائی دیے ابوالحسن دیوار سے اُترا اور ایک عالم شوق مین ملکہ سے بغلگیر ہوا اور کہا شعر

صورت محبوب نظر آگئی	دل کی جو امید تھی بر آگئی

پھر لب جان بخش ملکہ کے بوسے لیے اور کہا ای ملکہ شعر

غنچہ پہ ہنسنا گل پہ مہکنا حرام تھا	جسدن سے ترے ملنے کا گلرو پیام تھا

ملکہ خلدانہ جوہر کو مکان خلوت مین لائی اور کہا ای ابوالحسن تجھ سا بے مروت شاید دنیا مین اور کوئی بھی ہوگا کہ جسدن سے تو گیا پھر تو نے یاد بھی نہ کیا ہوگا اور ہمارا جو حال کہ تیرے ہجر مین گذرا کس زبان سے بیان کرون کہ شب و روز تیرا ہی خیال تھا کوئی لحظہ آرام نہ تھا سارا گھر کاٹے کھاتا تھا جوہر نے کہا ای گوہر بحر حسن و خوبی گل گلزار محبوبی اس پردۂ دنیا پر کوئی ایسا نہین ہی کہ جو تجھے ایکبار دیکھ لے اور پھر اُسکو تیرا خیال نہو یہ محال ہی لیکن بقول شہیدی شعر

نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس	تجھے دیکھا جسنے کہا ای پری بخدا اسکے نظارہ کی

تمکو ای ملکہ تجھ کشتۂ فراق سے شکوہ نہ چاہیے بعد اسکے جوہر نے تمام سرگذشت اپنی ملکہ سے بیان کی اور یہ کہا انشاء اللہ تعالی شہزادہ معزالدین بھی بقصد عقد ملکہ شمسہ تاجدار یہان ضرور آئیگا خلدانہ نے کہا مین نے بھی سنا ہی کہ دختر ابوعامر کا کسی شہزادہ اسلام سے نکاح ہوگا جب اس حرف و حکایات مین رات تھوڑی رہی جوہر نے ملکہ سے رخصت طلب کی اور کہا کہ ابکی مرتبہ جو مین آؤنگا تو عمران شاہ سے اپنے عقد کا تمھارے ساتھ پیام دونگا ملکہ نے کہا عرصہ ایک ہفتہ کا ہوا کہ نجاشی کا نامہ اس مضمون سے آیا تھا کہ جس روز سے کہ مسرور رہنے کو اسکے پر صدمہ اٹھایا نہایت مغموم رہتا ہی لہذا مجھے یہ منظور ہی کہ اب اسکی شادی جلد ہو جائے دیر کیا ضرور ہی جناب والد ماجد صاحب نے بمشورہ جناب والدہ صاحبہ یہ جواب لکھا ہی کہ ملکہ خلدانہ کو ایسا ایک عارضہ سخت و مہلک ہوا تھا کہ جسمین امید زیست بھی نہ تھی مگر اب فضل الٰہی سے صحت ہوئی ہی لیکن ابھی تک بخوبی آرام نہین ہوا انشاء اللہ تعالی بعد تندرستی کامل کے ہم اطلاع دینگے اس صورت مین اندیشہ یہ ہی کہ شاید تم بوجہ لاپروائی کے اپنے شغل و اشغال مین مصروف ہو جاؤ یہان نہ آؤ یا تمکو عرصہ ہو تو مین زندہ درگور ہو جاؤنگی پھر کیسا نکاح اور کیسی شادی سب موقوف رہیگی جوہر بولا جانم بخدا سے تو مین تجھے بھولون یہ ممکن نہین تم خاطر جمع رکھو انشاء اللہ مین تمھارے حال سے کسی حال مین غافل نہونگا بس میرے فقط ملک مغرب مین پہونچنے کی دیر ہی اگر خدا نے چاہا تو دوسرے ہی روز مع شہزادہ کے اس طرف روانہ ہونگا اور قصد تو میرا یہ تھا کہ تمکو بھی ساتھ لیتا جاتا مگر اس امر مین کئی قباحتین ہین اول یہ کہ نظر خلائق مین عورت ذلیل ہو جاتی ہی دوسرے مجھے وہان قیام منظور نہین تیسرے تمھارے باپ کو دولت اسلام دینی ہی اور اگر بر تقدیر

وہ مسلمان نہوا اور اپنی رضامندی سے تمہارا عقد میرے ساتھ نہ کیا پھر مجھے پابندی اس آیہ کی کرنی ہوگی ترجعوہن الی الکفار پھر جس طرح سے کہ ممکن ہوگا تمہین لونگا چونکہ تم پر خوب روشن ہی کہ جوا مر شہزادے کا ردیکا رہی بدون اسکے انجام دیے بعید از ہمت و انسانیت ہی کہ شہزادہ صدمۂ فراق مین ہوا اور مین اپنی بغل گرم کرون یہ محالات سے ہی اس بیان سے ابوالحسن کے ملکہ خلدانہ چپ ہو رہی اور دل مین سوچی کہ جوہر سچ کہتا ہی مقتضاے انصاف یہی ہی الغرض جوہر ملکہ سے رخصت ہوکر روانہ ملک مغرب ہوا ادھر ملکہ بستر غم پر جا پڑی اور تڑپ کر گرگری سے

اٹھتے ہی یار کے ہوئی کس درجہ بیکلی کشت سرسبز کو کیون ہاتھ سے پامال کیا	کیا کیا گھمنڈ تھے ہمین صبر و قرار پر خار حسرت ہوئے پیدا گل امید کی جا	باغ الفت کا چمن اے گل تر خشک ہوا نخل دل پر جو ریاض اب ہو تو کیا ہوتا ہے	رنج کی چلنے لگی گلشن راحت مین ہوا شجر خشک مصیبت سے ہرا ہوتا ہے

ادھر جوہر بخیریت تمام خیز ا خیز ملک مغرب مین پہونچا اور در حجرہ مقفل کھول کے داخل حجرہ ہوا شب کو آرام کیا صبح کو مکاندار نے گوہر کو خبر کی شب کو قفل ٹوٹ گیا چوری ہو گئی گوہر سمجھ گیا کہ بلاشبہ ابوالحسن تشریف لایا ہوگا گوہر آیا حجرے کے اندر گیا جوہر کو دیکھا سلام کیا جوہر نے گوہر کو گلے سے لگایا حال پوچھا گوہر نے کہا اول آپ ارشاد فرماوین کہ کیا معاملات پیش آئے جوہر نے کہا قصہ طول و طویل ہی پھر کہونگا اب تو یہ حکم عام دے کہ آج آقا میرا نماز ظہر کے بعد دربار عام کریگا گوہر نے اس خبر کو تمام شہر مین مشتہر کیا امیدوار وظیفہ دار تمام حاضر ہوے جوہر دربار مین تشریف لایا مقدمات باقی ماندۂ محالات فیصلے کیے یہان سلطان اسمٰعیل نے شہزادہ سے پوچھا جوہر فیصلہ محالات کو گیا تھا یا عبادت کرنے کو مین نے سُنا ہی کہ وہ ایک حجرہ مین حجلہ نشین ہی سمجھ مین نہین آتا کہ کیا سر ہی شہزادہ نے عرض کیا جوہر کو آپ خوب جانتے ہین کہ وہ متقی و عبادت گذار ہی لہذا کوئی گوشہ عبادت کو علیحدہ مقرر کیا ہوگا جسکو عوام نے اس طول سے بیان کیا سلطان نے حکم دیا کہ اب جوہر کو طلب کرو شہزادہ نے کہا بہت خوب پس شہزادہ اسی فکر مین داخل محل ہوا اور سر بزانو سکوت مین بیٹھا تھا کہ اب حکم شاہ کا کیا جواب دونگا کہ دارندہ اخبار نے عرض کیا کہ ہرکارہ در دولت پر آیا اور عرضی جوہر ابوالحسن کی لایا ہی شاہزادہ نے خوش ہوکر ہرکارہ کو اندر بلایا اور عرضی ہرکارہ سے لیکر ملاحظہ فرمائی عرضی مین بعد آداب کے لکھا تھا کہ فدوی تین مہینہ سفر مین رہا جو جو کہ عجائبات مشاہدہ ہوئے بروقت حضوری کے گذارش کیے جائینگے اور محالات کا بھی حضور کے اقبال سے بخوبی بندوبست کر چکا ہون شاہزادہ نے جواب لکھا کہ اے برادر بجان برابر بمجرد دیکھنے تحریر ہذا کے جلد حاضر ہو ایک لمحہ وہان توقف نہ کرنا کہ مین تمہاری ملاقات کا کمال مشتاق ہون اور اس شعر پر ختم کیا شعر

اشتیاقے کہ بدیدار تو دارد دل من	دل من داند و من دانم و داند دل من

باقی والسلام جوہر کے پاس جب شہزادہ کا اشتیاق نامہ آیا تو جوہر نے ایک کارندۂ معتمد کو وہ محالات سپرد کیے اور خود فوراً روانہ حضور معلے ہوا شہزادہ نے چند سردار واسطے استقبال جوہر کے بھیجے اور بہایت اعزاز و اکرام سے بلایا

اور خود نہایت گرمجوشی سے ملا اور اسیوقت جوہر کو لیکے حضور مین بادشاہ کے حاضر ہوا جوہر نے مجراگاہ سے مجرا کیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور بادشاہ نے بھی بمرتبہ سابق مزید عنایت و پرورش فرمائی اور ملبوس خاص مرحمت فرمایا بعد ازان شہزادہ اور جوہر رخصت ہوکر محل سراے خاص مین رونق افروز ہوئے شہزادہ نے حکم دیا کہ بجز ابوالمکارم و جوہر کے تا ہنگام تخلیہ کوئی باریاب نہو پھر جوہر سے حال دیار یار پوچھا کہ ؎

ای ہدہد فرخندہ پے ای مایۂ آرام جان زان ماہ سیما باز گو زان قد زیبا باز گو	ای گرد راہت توتیا در دیدۂ خونین دلان زان شکل و طی باز گو تا چند میداری نہان بگو ای نور بخش چشم مشتاق	بار دیگر آوردی خبر زان غیرت شکل قمر بگو ای مایہ بخش جان افکار کہ شد در انتظارش طاقتم طاق	کز ہجر او خون شد جگر عالم بود ز اینت عیان چہ آوردی خبر از کوے دلدار

ابوالحسن نے ابتدا سے انتہا تک اپنا جانا راہ گم کرنا شہر عمرانیہ مین پہونچنا اور ملکہ خلد آسا پر فریفتہ ہونا اور حکیم قسطاس الحکمت سے بحکمت عملی ملاقات کرنا اور عجائبات کا دیکھنا اور جشن نوروز کا حال دریافت کرنا اور دیوار قصر پر کمند پھینکنا اور وہان سے مایوس ہوکر پھرنا حکیم صاحب پاس آنا اور حال شجرۃ العقل اور ثمرۃ الفہم کا سب قصہ بیان کیا بعد ازان جو زیر دیوار کنیزون کی زبانی ملکہ شمسہ تاجدار کا عاشق ہونا کسی مرد کی تصویر پر سُنا تھا وہ بھی بیان کیا اور کہا کہ حکیم صاحب نے یہ بھی فرمایا ہی کہ شاہزادہ کو اس امر سے منع کرنا کہ اس راہ مین بجز جفا و تکلیف و پریشانی اور کچھ حاصل نہین زندگی غنیمت جانو شاہزادہ نے یہ حال سُنکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی جوہر چپ ہوگیا شہزادہ نے کہا ای برادر مین خود جانتا ہون بقول شخصے کہ شعر

قدم وہ محفل جانان مین بے خوف و خطر رکھے	ہتھیلی پر جو رکھے شمع کے مانند سر پہلے

کہ اس راہ محبت مین تمام جہان کی آفت ناگہانی و بلاے آسمانی اُٹھانی ہوتی ہی یہ عشق وہ بلاے بد ہی کہ خدا اس سے بچائے نظم

یہ عشق ایسا بلاے بد ہی جسکے نام کی لیتے ہو	درختون کو سکھاتی ہی لپٹنا عشق پیچانکا

نہ کسی بحر لطافت پہ کرے چشم کو وا
دلپہ آنچ آتی ہی چھکتا ہی اس آگ مین نہ
نقد جان تن مین بچا رکھنے کی تدبیر یہ ہی
آشنائی نہ کرے حسینون کے کنارہ اچھا
عشق ہے موت سدا رکھتا ہی عاشق کو زار
چہرۂ یار کے نظارہ کے بدلے اکبار
حسرت دید مین پتھرا گئین آنکھین صدہا
موت نے آکے دبایا کہ ہوئی جان فنا

حلقۂ گیسوے محبوب ہی گرداب بلا
دھیان مین رنگ طلائی کے دہکتا ہی جگر
خاک ڈالے رخ محبوب پہ اکسیر ہی گر
جان دے کے گرکے کنوین مین نہ کبھی آہ کرے
اس ستمگر کی ادا مین ہی قضا آخر کار
ملک الموت کی شکل اسکو دکھاتا ہی عشق
لب پہ دم آیا جو بوسہ کی طرف دھیان گیا
وصل جانان کی ہوس مین یہ تماشا دیکھا

کیمیا سیمتنون کو کبھی سمجھے نہ بشر
کشتۂ حسن کو سونا نہین ملتا دم بھر
انکے چھینٹون پہ نہ لہراے طبیعت کو ذرا
نہ کسی غیرت یوسف کی مگر چاہ کرے
ہووے بیمار محبت کو جو شوق دیدار
روزن در کے عوض گور جھنکاتا ہی عشق
ہم بغل ہونے کی خواہش مین ہوا یہ نقشا
بدلے سونے کے چھپر کھٹ کے جنازہ دیکھا

ای برادر مین یہ سب جانتا ہون مگر تمہین بتلاؤ کہ مین کیا کرون شعر

تلخی مرگ کا فرقت مین مزا چکھا ہی | اک پریزادے نے دیوانہ بنا رکھا ہی

اب درجہ عشق میرا حد سے گذر گیا ہی اب مجھے پند و نصیحت کرنا فضول ہی بقول شعر

دست از طلب ندارم تا کام من برآید | یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید

ای جوہر للہ یہ بتاؤ کہ کوئی شکل التیام زخم جگر کی تمنے نکالی یا نہین بقول اس نظم کے نظم

مرض عشق کی بھی کوئی دوا ہی کہ نہین | ای مسیحا مری قسمت مین شفا ہی کہ نہین | ای مسیحا مجھے اتنا تو بتا دے جلدی | درد دل کی بھی مرے کوئی دوا ہی کہ نہین

یا ای برادر فقط نصیحت ہی کو گرہ مین باندھ لائے ہو ابو الحسن نے کہا ای شہریار والاتبار کیمیائے صحبت معشوق بے محنت کہان میسر ہے یہ وہ شئی ہی زر سے کچھ ای اہل زر ملتی نہین ہے حضور تامل فرمائین یہ جگہ اضطراب کی نہین ہی خاطر جمع فرمائین اگر خواستۂ خدا ہی تو وہ چارہ ساز عالم ہی ہمارا آپکا کام بھی درست ہو جائیگا جب تک حضور بدولت و اقبال اُس آفتاب اوج کمال فرشتہ خصال حکیم قسطاس الحکمت والامنزلت کی خدمت بابرکت مین تشریف نہ لیجائینگے اور وہ مبدا فیض توجہ نہ فرمائیگا یہ عقدۂ لاحل کبھی حل نہوگا شاہزادہ نے فرمایا یہ امر بھی بجز تمہاری عنایت کے نہوگا جوہر نے کہا میرے نزدیک یہ امر کرنا چاہیے کہ بادشاہ سے فرمان محکمات عالیات کی حکومت کا بنام نامی اپنے لکھوالو پھر انجام اس کام کا سہل ہو جائیگا اور دریغولا سُنا ہی کہ امیر مجاہد الدین محکمات عالیات کا حاکم ہی یہود و نصارا نے اُسے از حد تنگ کیا ہی انواع انواع کے صدمات اُنکے ہاتھ سے مجاہد الدین کو پہونچتے ہین اور گرانی غلہ از حد ہی یقین ہی کہ لشکر اسلام تباہ ہوا اور خبر زبر باری لشکر بادشاہ کو پہونچے اور بادشاہ یہان سے کسی امیر کبیر عالی شان کو بھیجنے کا قصد کرے تو اُسوقت آپ بادشاہ سے درخواست اس مہم کی کیجئے اول اُس مہم کو سر کرین بعد اُسکے حکیم صاحب کی خدمت مین چلین اور راسی طرف ملک عمرانیہ بھی ہی وہان بھی ہوتے چلینگے یہ مشورہ شاہزادہ کو پسند آیا قطعہ

ہمہ نامداران آن انجمن | بہ تحسین فزودند بر بو الحسن | ز ہوشش بحیرت فرو ماندہ اند | بر الیش لبے آفرین خواندہ اند

اب گذرنا عرضی مجاہد الدین کا حضور شاہ مین اور روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین کا واسطے تادیب مخالفان گمراہ کے بیان ہوتا ہی

القصہ شاہزادۂ معز الدین بہ مشورۂ ابو الحسن عرضی مجاہد الدین کا منتظر رہا اور جوہر جو تحفہ حمید کیطرف سے ابو المکارم کے واسطے لایا تھا اُسے دیدیا اب ناظرین افسانہ پر ظاہر ہو کہ محکمات عالیات سات قلعہ ہین اُنمین سے تین قلعہ نصارا کے تصرف مین ہین اور چار قلعہ کے یہودی مالک و حکمران ہین اور دونون فریق مین بوجہ اختلاف مذہبی جنگ و جدل کشت و خون رہتا ہی اور سلطان نے واسطے تنبیہ و تادیب دونون فریق کے

امیر مجاہد الدین کو مقرر فرمایا تھا جب امیر یہان پہونچے تو دونون فریق نے اتفاق کیا اور امیر سے بمقابلہ پیش آئے
اور لشکر اسلام چونکہ قلیل تھا اُن دونون قومون نے چہار طرف سے گھیر لیا اور رسد بند کر دی جب امیر نے یہ
حال دیکھا سلطان کو عرضی اطلاع حال کی روانہ کی بادشاہ نے باواز بلند دربار مین فرمایا کہ ہم واسطے مدد امیر
مجاہد الدین کے فوج بھیجنا چاہتے ہین تم مین سے کون دلاور استمداد مجاہد الدین کیواسطے جائیگا ابو الحسن
نے شہزادہ کو اشارہ کیا شاہزادہ نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار عالم مدار اگر فرمان عالیشان اس خدمت کا
فدوی کو مرحمت ہو تو مین اپنا باعث افتخار سمجھون بادشاہ نے فرمایا کیا اور کوئی سردار نہین ہی کہ جو نوبت تمھاری
پہونچی شاہزادہ نے عرض کی سایہ بندگان عالی تمام عالم و عالمیان کے سر پر دائم و قائم رہے شاید حضور کو
مضمون اس آیہ وافی ہدایہ کا یاد نہین والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا تسخیر ممالک سلاطین کو واجب ہی
چنانچہ خدائے تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی فضل اللہ المجاہدین باموالہم علی القاعدین درجۃ انشاء اللہ تعالے اس
ضمن مین چند ملک اور بھی جو سواحل بحر اعظم سے ملحق ہین باسانی دائرۂ اسلام مین آجاوینگے دوم صید و شکار
کا بھی غلام کو شوق ہی اور وہان شکار بہت ہی بادشاہ بیان شہزادہ کا سمجھ کے چپ ہو رہے ابو الحسن امیر جلال الدین
فیروز یمنی یہ سب متفق ہو کر بادشاہ سے عرض کرنے لگے کہ یہی سن جودت طبع اور کشور ستانی اور ملک گیری کا ہی
حضور شہزادہ کو بخوشی اجازت مہم مرحمت فرمائین بادشاہ نے فرمایا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو یہی عمر و وقت ملک گیری کا ہی
لیکن میرے خیال مین سوا اسکے اور کوئی کام بھی معز الدین کو لاحق ہی لیکن مصلحتاً اظہار اُسکا ہم سے نہین کرتا خیر ہم نے
اُسے خداوند کریم کے سپرد کیا بسم اللہ روانہ ہون بعد اسکے خلعت مع خنجر با قبضہ جواہر نگار اور شمشیر آبدار یا ساز مرصع نگار
شاہزادہ کو مرحمت فرمایا اور نصایح و پند بہت فرمائے شہزادہ نے ابو الحسن کے واسطے درخواست کی بادشاہ نے
ابو الحسن جوہری سے فرمایا کہ تیرا جانا شہزادہ کے ہمراہ مناسب ہی اور سلطان نے امیر جلال الدین فیروز یمنی کو
میمنہ لشکر اور امیر نجم الدین کیواسطے میسرہ لشکر تجویز فرمائی اور ہراول لشکر فتح پیکر امیر مجاہد الدین کو یعنی مقدمۃ الجیش
کیا اور امیر خلیل و امیر سلطان بھی ہمراہ رکاب فیض مآب شاہزادۂ عالیقدر کے ہوئے راوی کہتا ہی کہ یہ
سب سردار شہزادے ہر ایک ملک کے تھے جبکہ سلطان اسمعیل شاہ ہفت اقلیم کے بادشاہ ہوئے یہ سب سلاطین
حلقہ اطاعت مین داخل ہوئے غرض بروقت رخصت سلطان نے شاہزادہ کو گلے سے لگایا اور بہت روئے

جدائی او بر دلش سخت بود	که او زیور افسر و تخت بود	طلب کرد و بگرفت اندر برش	ببوسید چهر و سر و چشم و سرش
رخصت باو کرد بس سودمند	کزو بود مقدار قدرش بلند	وزان سو برون آمد از پیش شاه	چو شیر ژیان رو نهاده به راه

بعد ازان اپنی والدہ ملکہ عالیہ خاتون کے پاس آیا اور طالب رخصت ہوا اور عرض کی کہ اب آپ بھی مجھے
رخصت دیجیے اور دودھ بھی بخش دیجیے کہ مین مہم پر جاتا ہون یہ مقدمہ کارزار ہی خدا جانے کیا معرکہ پیش ہو اگر

زندہ رہا تو سعادت قدمبوسی سے بہرہ مند ہونگا وگرنہ بدعاے خیر یاد فرمائیے گا ملکہ نے کہا ای معزالدین تو کیا فال بد نکالتا ہی خدا وہ دن نہ دکھلائے کہ جو مین تیرے غم مین بیٹھون سواے تمھارے اور کوئی سردار و امیر سرکار مین نہ تھا کہ تمکو مہم کے واسطے بھیجا جاتا ہی مین ہرگز تجھے جانے نہ دونگی ہان ایک شرط ہی کہ جو تم راز اپنا مجھسے بیان کردو تو جانے دونگی شاہزادہ نے جو باپ سے کہا تھا وہی والدہ سے بھی کہا ملکہ عالیہ خاتون نے کہا تم غلط کہتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی پر عاشق ہوئے ہو اور مجھسے تم چھپاتے ہو جس سے تم کہوگے تمھاری شادی مین کردونگی کوئی ہفت اقلیم مین ایسا ہی کہ ہمارے کہنے کو ٹال دے بلکہ اپنا فخر سمجھ کے قبول کریگا شاہزادہ نے کہا حضور طول نہ فرمائین رخصت کرین غرض بنا چاری ملکہ نے بچشم خونبار سینہ سے لگایا اور رخصت فرمایا لیکن سب سردارون کو تاکید کہا خبردار شاہزادہ سے غافل نہونا اور جوہر سے نہایت تاکید کی کہ خبردار کسی حال مین بھائی سے جدا نہونا اور روزانہ اپنے حال سے مطلع کرتے رہنا جوہر نے کہا حضور خاطر جمع فرمائین انشاء اللہ تعالی چند روز مین شاہزادہ فتح کرکے جلد حاضر حضور ہوگا

اب روانہ ہونا شاہزادۂ نامدار عالی وقار کا طرف محکمات عالیات کے بامداد امیر مجاہد الدین کے بیان ہوتا ہی

القصہ شاہزادۂ والا تبار ۱۳ سنہ ہجری مین محکمات عالیات کو روانہ ہوا ابیات

روان گشت شہزادہ بالشکری　　بروز وغا ہر یکے صفدری
دران شہر ہر کس کہ بد نامدار　　برفت از پے رخصت شہریار
امیران و سلطان ہمہ با سپاہ　　دو منزل برفتند با او براہ
ظفر ہم عنان نصرتش رہنما　　زگرد سپاہش ہوا مشک سا

خیام فلک احتشام لشکر فتح پیکر شاہزادہ کنارہ حوض زلال کہ شہر افریقیہ سے دس فرسخ تھا برپا ہوئے ع

یکے خیمہ داشت چون آفتاب　　زمشرق بمغرب کشیدہ طناب
گذشتہ زماہی رسیدہ بماہ　　سراپردہ و قبہ بارگاہ

شب کو آرام فرمایا صبح کو جانب مہم روانہ ہوا القصہ بعد چند روز کے ایک دوراہہ ملا ابوالحسن نے کہا ای شہریار یہ دونون راہین ایک ہی ہین جدھر سے چاہیے تشریف لے چلیے الا ایک شارع عام ہی اور دوسری راہ کوہستان سے واقع ہوئی پس حضور شاہراہ عام سے نہضت فرمائین اور فدوی مع امیر جلال الدین کوہستان کی راہ سے جاتا ہی شاہزادہ نے کہا تم راہ بر ہو جیسا کہوگے کرینگے جوہر دہنۂ کوہ سے روانہ ہوا جب وہان پہونچا جہان سے دہنہ کوہ دس فرسخ تھا امیر جلال الدین سے کہا تم یہان مقام کرو مین امیر مجاہد الدین کے لشکر ظفر پیکر کی خبر کو جاتا ہون امیر جلال الدین موافق حکم جوہر وہین منزل گزین ہوئے اور جوہر وہان سے آگے بڑھا

اب دو کلمہ حال امیر مجاہد الدین کے گذارش کرتا ہون

امیر مجاہد الدین کو نصارا نے ایسا تنگ کیا کہ فرصت نہ لینے دہی دوسرے گرانی غلہ سے نوبت فاقہ کشی پہونچی اور

اکثر امرا کو کفار شہید کرتے تھے اور یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ ایک روز ہیثم بن اخزجہ سپہ سالار لشکر ثعبان بن افغان بادشاہ یہود کی طرف سے میدان مین آتا تھا اور بعد قتل کرنے اور زخمی کرنے ایک دو سردار لشکر اسلام کے شام کو چلا جاتا تھا اور دوسرے روز الواح بن التوام و شرقیل بن سماعیل میدان مین بادشاہ نصارا کی طرف سے ایسا ہی حشر برپا کرتے تھے اور یہان لشکر اسلام مین کسی کو جرات ایسی نہ تھی کہ جو اسکا مقابلہ کرتا مگر امیر مجاہدالدین خود میدان مین جاتا تھا دو چار پہلوان نامی کو قتل کرکے چلا آتا تھا لیکن جب سے کہ امیر مجاہدالدین زخمی ہوا تھا لشکر کا حال قریب تباہی پہونچ گیا تھا اس عرصہ مین جوہر لشکر اسلام مین داخل ہوا اور امیر مجاہدالدین سے ملاقات کی اور کہا ای امیر تم ہراسان نہو شاہزادہ کو پروانہ محکمات عالیات بادشاہ سے ملگیا ہی بعد دو روز کے شاہزادہ مع لشکر جرار پہونچتا ہی امیر نے اپنا حال بیان کیا جوہر پھر کر شاہزادہ کے پاس آیا اور شہزادہ سے معرکۂ جنگ و حال تباہی لشکر مجاہدالدین کا بیان کیا اسباب و سامان رسد وغیرہ روانہ کیا یہود و نصارا خبر آمد شاہزادہ کی سنکے متوحش ہوئے مشورہ کیا آخر راے یہ قرار پائی کہ جزیہ دینگے ایک نے کہا کہ جزیہ مسلمان نہ لینگے کہ ہمنے انہین نہایت تنگ کیا ہی آخر ہیثم اور الواح دونون سپہ سالارون نے بادشاہون کیخدمت مین عرض کیا کہ ہم دو جوان سرکوبی لشکر اسلام کو کافی ہین آپ خاطر جمع فرمائین فی الجملہ انکے کہنے سے خاطر جمع ہوئی مشورہ کا کارزار پر قرار ہوا جب شاہزادہ قریب پہونچا امیر مجاہدالدین مع پسر استقبال کو گئے ملاقات ہوئی رکاب فیض انتساب شاہزادہ کو بوسہ دیا شاہزادہ نے نوازش فرمائی جب شاہزادہ تخت حکومت پر بیٹھا سب امیرون نے نذر گذرانی اور شہزادہ نے حسب مراتب خلعت مرحمت فرماے انعام دیا اب لشکر اسلام کو از سر نو رونق ہوئی لیکن اس کثرت لشکر سے بھی کفار کو غلبہ رہا کس وجہ سے کہ چار ہزار سوار کی جمعیت امیر مجاہدالدین کے ساتھ تھی اسمین کچھ زخمی اور کچھ شہید ہوئے اور ہمراہ رکاب شہزادہ کے سات ہزار سوار تھے اور طرف ثانی کے پچیس ہزار سوار و پیادہ شمار مین آتے تھے اسپر لشکر اسلام کا ایسا خوف سب کے دلون پر غالب ہوا تھا کہ ہر وقت فکر و تردد مین گذرتی تھی اور صورت مقر نظر نہ آتی تھی اور زبان زد لشکر اسلام یہ آیہ تھی کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله الغرض شاہزادہ نے جوہر سے کہا کہ فوج کفار زیادہ ہی جاے خوف ہی مبادا جنگ مین عرصہ زیادہ گذرے اور اصل مطلب مین دیر ہو جوہر نے عرض کی کہ امی شہریار مین امیر جلال الدین کو درۂ کوہ مین مقیم کر آیا ہون اب مصلحت یہ ہی کہ صف آرائی ہوسکے اول پہلوان ایک ایک بلاکر لڑائی شروع کی جائے بعدہ جنگ مغلوبہ کردینگے ادھر امیر جلال الدین کو خبر دینگے وہ پشت سے آگریگا معاملہ درست ہو جائیگا شہزادہ نے اس راے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ کوس حربی بجے وقت صبح بہادران لشکر اسلام میسرہ و میمنہ و جناح سے میدان رزم مین صف آرا ہوئے ابیات

رسیدند در عرصۂ کارزار ظفر پیشگان تہور شعار
بہیجا چو آشفتہ پیلان مست ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست
گرفتہ سپرہاے چرم نہنگ برافگندہ برگستوان پلنگ
نہ از مرگ شان غم نہ از تیغ تیز نہ از آب بیم و نہ ز آتش گریز
بہر دی یگانہ بکوشش گروہ برزخم سندان و بر حملہ کوہ
کم اندر عدو گرچہ بود آن سپاہ چو رستم دلاور یکے کینہ خواہ

جب میدان جنگ خس و خاشاک سے پاک ہوا نقیبون نے مبارزان نامدار اور پہلوانان تہور شعار کو میدان نبرد مین بلایا ہیثم بن اخرجہ و ثعبان بن افعان نے بادشاہ یہود سے اجازت طلب کی ثعبان نے دست نجس سر اپا شکست اپنا اُس شکست نصیب کی پشت پر رکھا اور جام شراب زہر مار کرایا اور رخصت دی ہیثم بتجمل تمام و شوکت مالاکلام رزم گاہ مین آیا ادہر امیر مجاہد الدین نے شاہزادہ سے عرض کی کہ فدوی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا لہذا مجھے اجازت ملے شہزادے نے بعد کلمہ و کلام کے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجاؤ اور ایک تلوار خاص اپنی کمر کی امیر کو عنایت فرمائی امیر مجاہد الدین سمند مشک فام پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا ہیثم نے کہا ای جوان مرد اُس روز تم میری ضرب سے بچ گئے لیکن اب تمہاری قضا پھر لائی بعد ازان ایک گرز امیر کے سر پر مارا امیر مجاہد الدین نے بمشکل تمام ضرب گرز کو روکا اور جواب مین وہی شمشیر جہانگیر عنایتی شاہ عالم گیر اس ضرب سے لگائی کہ خود کو کاٹ کے تنگ اسپ کو دو کیا ابیات

چنان بر سرش تیغ زد آن دلیر کہ یک لمحہ در قتل ننمود دیر
سپر را قلم کرد و بشگافت خود زگردن بہ سینہ بیامد فرود
زبس تیغ زد بر سرش بیدریغ شد از تنگ مرکب عیان برق تیغ
ہما نوقت آن سنگدل جان بداد تو گفتے کہ ہرگز ز مادر نزاد

لشکر حریف نے جو دیکھا کہ ہیثم باین تنومندی و قوت پہلوانی مارا گیا حواس سب کے پراگندہ ہوگئے بیت

یہود و نصارا ازان تیغ تیز ہمہ فکر کردند راہ گریز

الواح بن اللقوم نے کہا حیف ہی کہ تم باین کثرت سپاہ ایک پہلوان کے مارے جانے سے بدحواس و سراسیمہ ہوئے جاتے ہو یہ امر آئین شجاعت و طریقۂ مردانگی سے بعید ہی کل میرے نام پر طبل جنگ بجوادو دیکھو تو مین کیا عوض ہیثم کا لیتا ہون جب تک ایک پہلوان کے بدلے دس پہلوان لشکر اسلام سے نہ مارے تو کچھ کام نہ کیا یہان شاہزادہ نے امیر مجاہد الدین کو ایک اسپ عربی بازین و لجام جواہر نگار اور ایک خنجر آبدار عنایت فرمایا اور چند خوان زر سرخ نثار کیے لشکر حریف مین پھر طبل جنگ بجا شاہزادہ نے بھی کوس حربی و قرناے رزمی کا حکم دیا جب لشکر طرفین کے صف آرا ہوچکے چوہر نے شہزادہ سے کہا اب حضور امیر نجم الدین کو حکم دین کہ فردا جنگ مغلوبہ واقع ہو آخر شہزادے نے اُسوقت امیر نجم الدین و امیر سیف الدین کو بلاکر سمجھا دیا کہ خبردار یہ نصارا و یہود بعد جنگ مغلوبہ کے قلعہ بند نہونے پائین تم کمین گاہ مین رہو جب اُدھر کا قصد کرین تم پشت مارنا اور ہم چپ و راست اور امیر جلال الدین کے اطلاع دینے کو چوہر گیا بعد اطلاع دینے کے پھر اپنے

لشکر مین چلا آیا اور امیر جلال الدین طلوع آفتاب کا منتظر رہا کہ شعر

سپہ از دو جانب صف آراستہ	زمین آسمان وار برخاستہ

شاہزادہ نے خود لشکر کے چار حصہ کیے اور ہر حصہ ہر ایک دلاور صف شکن کو تفویض فرمایا اور لشکر طرفین سے آراستہ ہوکر صف آرا ہوئے اول الواح بن التوم میدان مین آیا اور بآواز بلند کہا کہ ای مسلمانو آگاہ ہو کہ آج تمھارا روز استیصال ہی اگر سلامتی جان منظور رہی تو اس سرحد سے باہر نکل جاؤ ورنہ عوض مین ملیشم پہلوان الیسا تم پر صاعقہ تلوار پڑیگا کہ ایک پہلوان زندہ و سلامت نہ جاسکے گا قضارا لشکر شاہزادہ مین ایک مرد مسمی حاجی بلال نامی تھا اُسنے جو کلمات سخت الواح کی زبان سے سُنے شاہزادہ کی خدمت مین عرض کی کہ حضور اس گبر پُرغرور کے مقابلے کی غلام کو اجازت ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ کام تمھارے دست قدرت کے لائق نہین ہی بلال نے نشۂ جرأت سے فرمانا شہزادہ کا قبول نہ کیا اور بمنت رخصت لیکر میدان مین آیا ہنوز الواح ہوشیار بھی نہوا تھا کہ بلال نے ایک نیزہ الواح کو مارا الواح نے بعد رد کرنے نیزہ کے ایک ہی ضرب مین اُس مرد پاکدین کو شہید کیا شاہزادہ نے جو بلال کو ہلاک دیکھا عنان صبر ہاتھ سے چھوٹ گئی بدون آگاہ کیے لشکر کے خود مرکب بادپیما پر سوار ہوکر میدان رزم گاہ مین پہونچا شعر

یکے مرکبے داشت آن پاک زاد	کہ سبقت نمودی بہ برق و بہ باد	نسیمے رسیدے اگر بر دمش	زمین سوختے از شرار سمش

امیر خلیل اور ابوالحسن وغیرہ سرداران لشکر نے بے اختیار شور و غل مچایا اور فریاد کی کہ برائے خدا حضور رفتن میدان موقوف رکھین ہم غلام کس لیے ہین شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بے تکلف معرکہ رزم مین پہونچا الواح نے جو جمال باکمال شہزادہ کو نظر غور سے دیکھا ہوش و حواس بجا نہ رہے ایک عالم حیرت مین متحیر رہ گیا

جمالے دید چون خورشید انور	نہان اندر لطافت پا سے تا سر

شاہزادہ سے کہا ای تاجدار کشور حسن و جمال مین دو کلمہ بنظر خیر خواہی حضور مین گذارش کرتا ہون اگر حکم ہو تو عرض کرون شاہزادہ نے فرمایا کہہ الواح بولا اس مصلحت وقت یہ ہی کہ میرے مقابلہ سے دست بردار ہو جیے اور کسی دوسرے کو میرے مقابلہ کو بھیجیے کہ میرا دل نہین چاہتا ہی کہ تمکو قتل کرون بڑے تاسف کی بات ہی کہ تم ایسا جوان آفتاب صورت میرے ہاتھ سے قتل ہو شاہزادہ نے کہا ای گبر یہ معرکہ جنگ ہی مجلس نصیحت نہین ہی جو تو نصیحت کرتا ہی آگاہ ہو کہ جس ضعیف کو تو نے شہید کیا وہ سن طفولیت کا میرا پرورش کنندہ خادم تھا اب مین جب تک عوض خون اُسکا نہ لونگا ہرگز قرار و آرام نہ لونگا الواح نے کہا خیر تمھاری مرضی لیکن اب بھی مین تمھین قتل کرنا نہین چاہتا البتہ گرفتار کرکے ساقی محفل اپنا بناؤنگا اسکے بعد الواح نے کمر بند مین شاہزادہ کے ہاتھ ڈال دیا شہزادہ نے لنگر اپنا سنگین کیا اور اس چستی و چالاکی سے کمند کمر سے کھول کر حلقہ الواح کی گردن مین

مارا کہ جب تک وہ سنبھل سکے اور ہوشیار ہو بقوت بازو صاحبقرانی وتائید غیبی پشت زین سے جدا کر زمین پہ مارا ابوالحسن نے کہ حاضر تھا دست وپا الواح کے خوب مستحکم رشتۂ کمند سے باندھکر لشکر مین لے گیا ادھر لشکر اسلام مین نقارۂ خوشی بجے اور فتح کی صدا بلند ہوئی اُس طرف یہود ونصارا کے بادشاہون نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا کہ الواح کو رہا کرین ادھر بھی بہادران دلاور مثل دریا موج زن ہوئے اور دونون لشکر مل گئے اور ایسا ہنگامہ پیکار گرم ہوا کہ چشم فلک دریچہ انجم سے نگران ہوا کسی کو کسی کی خبر نہی تھامی

زبس قتل و زخم اندران دشت کین
تو گفتی کہ دریاے خون شد زمین
سپہ با سپہ دست بازی نمود
اجل فتنہ را کارسازی نمود
نفیرے دلیران برآمد براوج
بہر گوشہ میرفت خون موج موج

ہنوز لشکر اسلام پر غلبہ کفار گران نہوا تھا کہ ناگاہ فوج ظفر موج امیر جلال الدین کی مثل موج دریاے طوفان خیز کے مانند عقب پشت سے اس لشکر نکبت اثر کے درآئی اور ہنگامہ رزم و پیکار از سر نو گرم ہوا ؎

چنان ہم درآویختہ آن سپاہ
کہ از گرد شد روے گیتی سیاہ
ز بس قتل روی زمین خون گرفت
فلک یافت زان چہرہ دہنی شگفت

آخرالامر بقوت بازوے افواج قاہرہ و دست زبردست دولت ناصرہ اُس گروہ ذلیل پیشہ ضلالت کو ایسا زیر و زبر کیا کہ بجز فرار کے چارہ نہوا اپنے اپنے قلعون کی طرف بے سر و پا بھاگے ثعبان بن افغان بادشاہ یہود مانند اژدہاے دمان با شمشیر خون چکان ہمہ تن جنگ مین مشغول تھا اور ایک عالم چھوڑ دی ہین یہ اشعار پڑھتا تھا ؎

بہ تندی ہمین گفت ثعبان منم
ہژبرے چہ در جنگ پیل افگنم
پلنگان درہم بر سر کوہسار
نہنگان خورم بر لب جویبار

اسطرف شاہزادہ معزالدین بھی دریاے حرب مین غرق تھا اور اپنے لشکر کی بہادری و دلاوری کا تماشا بھی دیکھ رہا تھا فردوسی

بزور نبردان یل ارجمند
بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکے را دو کرد و دو را چار کرد
یلان را سر و سینہ و پا و دست
برید و درید و شکست و ببست

ناگاہ اس عرصہ مین بصد تلاش ثعبان بن افغان شاہزادہ کے مقابل آیا شاہزادہ نے بعد رد و بدل فنون سپہ گری شمشیر بے نظیر اس قوت و دلیری سے لگائی کہ مثل خیار تر اُسکو دو ٹکڑے کیا ؎

یکے تیغ زد بر کمرگاہ او
دو نیمہ درافتاد بدخواہ او

جس وقت ثعبان قتل ہوا مردمان لشکر بیقرار ہوگئے اور قلعہ نصارا کہ شمال کی طرف میدان قتال سے واقع تھا اور قلعہ یہود جانب جنوب اور دونون قلعون مین فاصلہ نیم فرسخ کا واقع تھا اور میدان جنگ وسط مین دونون قلعون کے تھا اور دونون فریق مین ایک طرح کی خصومت بھی واقع تھی اس وجہ سے قصہ وفساد رہتا تھا شعر

گہے جنگ با یک دگر داشتند
علم گاہ از صلح بفراشتند

اور اب یہ دونون باہم باتفاق لشکر اسلام سے لڑتے تھے جب میدان سے گریز کی اور قلعہ کی راہ مسدود پائی

اور بادشاہ مارا گیا تب نہایت سراسیمہ و بدحواس ہو کر امان طلب ہوے شاہزادہ نے امان دی اور قتل سے معاف کیا

خداداد نصرت بشاہ جہان ‌ ‌ ہزیمت بیفتاد در دشمنان
بسے خون ازان لشکران ریختند ‌ ‌ گرفتند و کشتند و آویختند
پر از جوی خون گشت صحرا و دشت ‌ ‌ سراسر زمین غیرت لعل گشت
بر اعدا چو شہزادہ شد کامگار ‌ ‌ شد از خرمن کار او چون نگار
فرود آمد از اشہب خوش خرام ‌ ‌ کہ دید آنچہ مقصود بودش بکام
بشکر خدا روی بر خاک سود ‌ ‌ کہ فیروزی از داور پاک بود

شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ تمنے ایسی راے صائب دی کہ جسکا نتیجہ یہ فتح ہوا اور یہ ممکن نہ تھا اسباب مال و متاع قلعہ ہاے نصارا و یہود کا شاہزادہ کے روبرو جمع ہو گیا کہ جس کا شمار بیرون قیاس تھا

کہ چندان غنیمت بخسرو رسید ‌ ‌ کہ اندازہ آید ازان ناپدید
ز سیم و زر و سندس و لعل و دُر ‌ ‌ سنازل گران تا گران گشت پُر
کنیزان مہ طلعت و مشکبو ‌ ‌ غلامان غلمان وش و خوبرو
مواشی انواع و حیوان بسے ‌ ‌ شمار جہان را چہ داند کسے

شاہزادہ نے نقد و جنس ہر ایک امیر کو علی قدر مراتب تقسیم کیا اور امیر مجاہد الدین کو مال کثیر دیا کہ رتبہ اُسکا فلک ہفتمی سے گذر گیا اور اسی طرح امیر جلال الدین فیروز یمنی اور امیر نجم الدین دلاور اور امیر سیف الدین کو بھی خلعتہاے فاخرہ و اجناس و نقد سے ممتاز و سرفراز کیا بعد ازان شاہزادہ نے الواح بن التوم کو بلایا اور کہا جان بخشی تیری اسلام پر منحصر ہے الواح نے اسلام سے انکار کیا اور زندان مین محبوس ہوا شاہزادہ خیمہ فلک احتشام مین داخل ہوا سرداران لشکر نے بعد مبارکباد فتح کے عرض کیا کہ ہم حضور سے امید وار ہین کہ بزم نشاط با چنگ و رباب آراستہ کیجائے کہ یوم فتح ہے اور یہ وقت خوشی کا ہے شاہزادہ نے فرمایا معاف رکھو سب لوگ اپنے اپنے مقام پر ناچ رنگ دیکھین ہم کسی کے مزاحم نہونگے افسران فوج جسوقت ناچ رنگ مین مشغول ہوئے اُسوقت شاہزادہ نے جوہر اور ابوالمکارم کو تخلیہ مین طلب کیا اور تصویر یار یعنے ملکہ شمسہ تاجدار کو مشاہدہ فرمایا اور زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگا اور کہا اے جوہر

الا کھون طرح کا سیر و تماشا بہار ہو ‌ ‌ دل اپنا وان لگے کہ جہان اپنا یار ہو

جوہر نے کہا اے شاہزادہ عالی وقار آپ اسقدر بیقراری کو کام نہ فرمائین بقول پادری ایدروس اب زمانہ وصال قریب آیا ہے چندے صبر فرمائیے انشاء اللہ تعالی تدبیر ہوئی جاتی ہے بس یہ سُنکے شاہزادہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ مطلع پڑھا مطلع

دوستو حال مرا قابل اظہار نہین ‌ ‌ کیا کہون کسسے بھلا
دل ہے مجروح یہ ظاہر کوئی آزار نہین ‌ ‌ کیا کرون اسکی دوا

ابوالمکارم نے کہا یہ ہم تو سر ہوئی اب کچھ عرصہ نہین ہے مگر جب سے پادری ایدروس کو مسلمان سُنا ہے اُسوقت سے ایک محبت دلی ہو گئی ہے آپ خاطر جمع فرمائین انشاء اللہ تعالے حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات ہوئی اور عقدہ حضور کا حل ہوا حسب اتفاق شاہزادہ کے خیمہ کے قریب الواح قید تھا اُسنے جو یہ معرکہ سُنا کہا مجھے شاہزادہ کے پاس لے چلو پاسبانان محبس نے عرض کیا کہ الواح حاضر ہونا چاہتا ہے شاہزادہ نے فرمایا آنے دو

الواح بارگاہ مین گیا مجرا کیا اور بعد دعا کے عرض کی ای شہریار مین نے حضور کی تقریر جو کہ رفقا سے ہوئی تھی تمام و کمال سُنی اگر پادری ایدروس کہ تمام نصارا کا مقدمۃ الجیش ہی وہ رسالت حضرت خاتم الانبیا کا اقرار کریگا تو فدوی بھی مسلمان ہوگا ابو المکارم نے کہا یہ میرا ذمہ ہی تجھے مین اُس سے اُسکا اقرار کرا دونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بند قید الواح کے کھول دو اب ہم بروز جشن نوروز پادری سے اقرار کرا دینگے اب ہمارے اور الواح کے یہی اقرار قرار پایا ہی جو مہر نے بحکم شاہزادہ الواح کو رہا کر دیا اور حضور شاہزادہ سے خلعت فاخرہ الواح کو عنایت ہوا اور خود مختار کر دیا گیا اور کہا گیا کہ بروز نوروز جشن مین ضرور حاضر ہونا الواح نے اس درجہ مرحمت و اخلاق شاہ دیکھ کے چند شعر پڑھے اشعار

کہ ای اختر برج شاہنشہی	فروزان دُر درج شاہنشہی ترا باد اقبال یاور مدام	یکے بندہ باشم بہ پیمان شاہ کہ زیبا بود بر تو افسر مدام	نہ پیچم دگر سر ز فرمان شاہ

اب غلام دربارگاہ فلک احتشام سے جدا نہوگا

بہر جا کہ رو آوری بندہ ایم	بحکم تو دایم سر افگندہ ایم	

شاہزادہ نے الواح کو ایک عہدہ جلیلہ عنایت فرمایا اور نہایت عزت افزائی کی الواح بصدق دل مسلمان ہوا الغرض جب شاہزادہ نے سب امور ملکی و مالی سے فرصت پائی ایک عرضی اس حال کی امیر نجم الدین کے ہاتھ خدمت مین سلطان کے روانہ کی اور یہ بھی لکھا کہ اب فدوی تسخیر سواحل بحر اعظم اور جزائر خالدات کو روانہ ہوا ہی بادشاہ تو مشتاق حال شاہزادہ از حد تھا امیر نجم الدین کے آنے کی خبر سنکے امیر محمد بن امیر نجم الدین کو استقبال کیواسطے بھیجا اور بعزت تمام دربار مین بلایا نجم الدین نے بعد حصول ملازمت عرضی شاہزادہ گذرانی اور زر و مال غنیمت بھی حضور شاہ مین پیش کش کیا بادشاہ نے شکریۂ خداوندکریم ادا کیا اور امیر نجم الدین کو خلعت گران بہا مع عہدہ جلیل مرحمت کیا اور فرمایا کہ بہتر تو یہ ہی کہ معز الدین اسیقدر فتوحات پر اکتفا کرے اور حاضر ہو کہ ہمین اُسکی جدائی شاق ہی اتفاق سے امیر محمد فیروز نمینی بن امیر جلال الدین بھی حاضر دربار تھا اور مشتاق دیدار سعادت آثار اپنے والد کا تھا اور کوئی حیلہ وہان جانے کا نہ ہوتا تھا اُسوقت موقع پاکر عرض کیا کہ حضور ایک فرمان اس مضمون کا مرحمت فرماوین کہ فدوی بحیلۂ رسالت عالی ملازمت شاہزادہ والاتبار سے بہرہ اندوز ہوا اور نور قدم فیض شیم اُس فلک حشم سے یہ غلام خاص اپنی آنکھون کو منور کرے بادشاہ نے فرمایا ہم جانتے ہین کہ تجھے شاہزادہ سے محبت دلی ہی ہم تجھے روانہ کرینگے امیر محمد آداب بجالایا بادشاہ محل مین داخل ہوا اور ملکہ عالیہ خاتون کو وہ مال نقد و جنس دیا اور حال فتح پانے شاہزادہ کا بیان کیا اور کہا امیر محمد تمھارے فرزند ارجمند کے پاس جائیگا جو تمکو کہنا ہو کہدو ملکہ عالیہ خاتون نے بھی ایک اشتیاق نامہ بیٹے کو لکھا اور دوسرے روز امیر محمد کو روانہ کیا

راوی حال امیر محمد کا جو راہ مین گذرا پھر بیان کریگا اب بار دگر قصہ شاہزادہ معز الدین دلاور کا پھر گذارش کرتا ہی

ایکروز شاہزادہ نے جوہر سے کہا ای بھائی اب کس طرف روانہ ہونا چاہیے جوہر نے کہا یہان سے قریب ملک عمرانیہ ہے اول وہان جانا چاہیے کہ وہان سے حکیم صاحب کے پاس پہونچنا سہل ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ ای برادر ملکہ [illegible] تو اول مجھسے ہم پہلو کراونگا بعد اسکے اپنے کام کی جستجو کرونگا ابو الحسن نے یہ سنکر کہا ای عالی وقار فدوی نے پہلے ہی اس عہد کو مصمم کیا تھا کہ جب تک حضور قصر اخضر کو فتح نہ فرمالینگے کوئی کام مین نہ کرونگا بعد اسکے شاہزادہ نے تمام اکابر بارگاہ کو حکم دیا کہ جوہر کو بادشاہ مثل اپنے فرزند کے جانتا ہی اور مین جوہر کو اپنا برادر بلکہ قوت بازو جانتا ہون اور قطع نظر ان سب باتون کے شجاعت و فن سپہگری و فضل و کمال جوہر کا حد سے بڑھا ہوا ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتا لہذا ہمارے لشکر مین سب جوہر کو سلطان ابو الحسن کہا کرین ورنہ باعث عتاب سلطانی ہوگا سب نے متفق اللفظ کہا ای شہریار نامدار

بہر چیز فرمان کنی بندہ ایم | چو خامہ بحکمت سر افگندہ ایم

القصہ بعد طی مراحل و قطع منازل کے جب ملک عمرانیہ تین منزل رہ گیا خیمہ ہاے افواج دامنہ کوہ مین برپا ہوئے اور عمران شاہ کو نامہ باین مضمون لکھا کہ سلطان ابو الحسن برادر عزیز ہمارا تمھاری دختر بلند اختر کا حسن و جمال سنکے عاشق و فریفتہ ہو گیا ہی لہذا تمکو لازم ہی کہ بموجب اس تحریر کے بے عذر و حیلہ اس دختر کا ہمارے برادر عزیز القدر سلطان ابو الحسن جوہر سے عقد کر دو اور بہتر یہ ہی کہ دین عیسائی منسوخ شدہ سے پھر کر دائرۂ اسلام مین آو کہ باعث سعادت دارین تمھارا ہی ورنہ در صورت دیگر آمادۂ جنگ ہو والسلام اور فرمایا کہ کوئی غازیان لشکر جرار سے جاکر جواب اس نامہ کا لائے اس عرصہ مین امیر سیف الدین بن امیر مجاہد الدین نے اول دعا و ثنا کی اور کہا

کہ ای آفتاب سپہر و جلال | ترا نیست ہرگز بگیتی زوال
یکے بندہ ام من بفرمان شاہ | کمر بستہ ہر شام و ہر صبحگاہ
ز جمل کمترین از غلامان تو | بود مشتری ہم بفرمان تو

بعد ازین عرض کیا کہ حضور غلام کو یہ خدمت عنایت فرمائین شاہزادہ نے امیر سیف الدین کو کمر بند خاص مرحمت فرمایا اور پانچ سو سوار کی جمعیت سے بصیغۂ رسالت شہر عمرانیہ کو روانہ کیا

اب دو کلمہ حال شہر عمرانیہ اور عمران شاہ کا بیان کرنا ضرور ہی

راوی کہتا ہی کہ قبل از ورود امیر سیف الدین کے ایلچی نجاشی شاہ حبش کا ارتقر نام عمران بن جنید کے پاس

آیا اور ایک نامہ نجاشی کا اس مضمون سے لایا کہ ای تاجدار کشور حشمت و اجلال ملک عمران بن جنید صاحب رفعت پناہ آگاہ ہو کہ اب تمکو عقد مین ملکہ خلدانہ ماہ رو کے توقف لازم نہین ہی کسواسطے کہ فرزند دلبند ہمارا مسرور مرصع نگین عرصۂ دراز سے اس انتظار مین ہی لہذا مین نے ارتقر فیل گوش کو کہ نہایت معتمد خاص اس سرکار کا ہی با تحفہ و ہدایا تمہارے پاس بھیجا ہی تا کہ تم بجرد دیکھنے نامۂ ہذا کے اُس پردہ نشین عصمت و عفت کو موافق طریقہ حضرت مسیح علیہ السلام ارتقر کے ہمراہ ہمارے پاس بھیجدو اور کسی ملازم معتمد اپنے کو بھی ہمراہ کر دو کہ وہ یہان اگر رسومات باقی ماندہ ادا کریگا عمران شاہ کی نظر سے جب وہ نامہ گذرا دہ خاموش ہو رہا اور ایلچی کی بکمال عزت مہمانی کی اور ارتقر کو نجاشی نے یہ بھی تاکید کی تھی کہ اگر تیرے ہمراہ شاہ رخصت مین خلدانہ کے حیلہ و حوالہ کرے تو تو ہرگز نہ ماننا اور جسطرح سے ممکن ہو اُسکو اپنے ہمراہ لیتے آنا غرض عمران شاہ دربار سے محل مین گیا اور اپنی منکوحہ سے حال نامہ کا بیان کیا خالدہ بانو نے جو یہ حال سُنا کچھ جواب ندیا اُسوقت عمران شاہ نے کہا یہ خاموشی بہتر نہین ہی کسواسطے کہ مقدمہ تدبیر سے روبراہ نہین ہوسکتا بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر ابکی مرتبہ عذر کیا تو نوبت بفساد آئیگی بلکہ مجھے اُسکے طرز کلام سے فساد آمیز سے شر معلوم ہوتا ہی اور فوج بھی کثرت سے کنارۂ دریا پر منتظر حکم ارتقر کی ہی اس سے تم جلد سامان عروسی ملکہ خلدانہ تیار کرو اور ارتقر کے ہمراہ کر دو تا کہ نوبت کشت و خون کی نہ آوے اور دختر ناکتخدا کا زیادہ باپ کے گھر مین رہنا اچھا نہین ہی اسی سبب سے یہ مال بیگانہ کہلاتا ہی خالدہ بانو نے کہا جو مرضی تمہاری بعدہ عمران شاہ باہر آیا خالدہ بانو نے ملکہ خلدانہ کو بُلایا اور یہ حقیقت بیان کی اور کہا ای فرزند قسم ہی تیری جان عزیز کی جہان تک ممکن ہوا مین نے تیرے معاملہ مین عذر کیا لیکن اب مجبور ہون کہ بجز تیرے رخصت کر دینے کے اور کوئی صورت نظر نہین آتی خیر مین بھی تیری محبت مین بے غیرت بنکے تیرے ہمراہ داماد کے پاس چلونگی ملکہ خلدانہ نے لحاظ ناکتخدائی کو بالاے طاق رکھا اور کہا کہ شاید تم مان باپ ناانصاف نے اسی واسطے مجھے پرورش کیا تھا کہ ایک زاغ سیاہ کو حوالہ کر دینگے سبحان اللہ یہ شعر حسب حال اُسکے ہی ؎

صورت او زیر وبم یافتہ　　جاے بجا لجلک و خم یافتہ

اور رونے لگی اور خیال و تصویر ابوالحسن جوہر کا آیا دایہ نے حتی المقدور ملکہ خلدانہ کو فہمائش بلیغ کی مگر اسکو کسیطرح قرار نہ آیا ؎

بزم مین رونے لگے یار و نگے سمجھانے سے　　راز دل چھپ نہ سکا اشکو نکے بھر آنے سے

اور دایہ کو یہ جواب دیا کہ ای دایہ مین تو نہ جاؤنگی مگر میرا تابوت ارتقر ملعون لیجائیگا یہ تم یاد رکھنا کبھی اسمین سرمو فرق نہوگا مسرور قرمساق حبشی بچہ کی یہ طاقت ہی کہ خلدانہ سے پہلو گرم کرے خلدانہ کی کنیز اُس بدبخت روسیاہ سے لوٹا چوکی پر نہ رکھوائیگی دایہ اس کلام سے خلدانہ کے بہت ناخوش ہوئی اب حال ابوالحسن جوہر بیان ہوتا ہی جب شاہزادۂ عالم پناہ نے امیر زادہ سیف الدین کو کوہ بو قلمون سے شہر عمرانیہ کو روانہ کیا

دوسرے روز ابوالحسن جوہر نے شہزادہ سے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی شہر عمرانیہ کو ایک نظر دیکھ آؤن شاہزادہ نے فرمایا اچھا معشوقہ کے دیکھنے کا اشتیاق دل مین پیدا ہوا بسم اللہ تشریف لے جائیے مگر اسکا لحاظ رہے کہ سامان عیاری مین جانا کوئی اہل شہر تمہارے حال سے واقف نہو ابوالحسن بولا حضور خاطر جمع فرمائین مین بعد دو روز کے پھر حاضر ہوتا ہون جب ابوالحسن شہر عمرانیہ مین پہونچا وہ روز یکشنبہ کا تھا اتفاقاً وہی روز خلدانہ کے باغ مین آنے کا بھی تھا مگر چونکہ عمران شاہ نے ارتقر کو اُسی باغ مین اُتارا تھا اس وجہ سے ملکہ خلدانہ نے آنا باغ کا ترک کر دیا تھا ابوالحسن اول شہر مین تبدیل وضع کرکے ہر کوچہ و بازار مین پھرا اتفاقاً اہل شہر کی زبان سے یہ ماجرا بھی سُنا کہ نجاشی کی طرف سے اس مرتبہ ایک ایسا ایلچی ارتقر فیل گوش نامے آیا ہی کہ وہ رستم و اسفندیار کو بھی اپنی بہادری و دلاوری کے آگے کچھ مال نہین سمجھتا اور باغ مین ملکہ خلدانہ کے اُترا ہی جوہر کو اس خبر وحشت اثر کے سُننے سے کمال رنج و ملال پیدا ہوا کہ مین اسقدر مسافت اُٹھا کر آیا اور دیدار یار سے محروم رہا شعر

رہے منتظر یار کے ۔ یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

پھر یہ خیال آیا کہ چلو ایک نظر باغ ہی کو دیکھ لین آخر الامر ابوالحسن شام کو ایک عالم وحشت مین شہر سے باہر آیا اور زیر دیوار باغ کے پہونچا اور نہایت اضطرار مین دل سے کہا تھا بنک من ذکری حبیب و منزل جب جوہر نے اندر باغ کے نگاہ کی دیکھا شعر

ابر ست بر جاے قمر زہر ست بر جاے شکر ۔ سنگ ست بر جاے گہر خار ست بر جاے ثمر

یعنے جہان ملکہ خلدانہ نازو ادا سے جلوس کرتی تھی وہان ارتقر فیل گوش اپنے رفقا کے ساتھ شراب خواری کر رہا ہی اور بجاے کنیزان عنبر مو حبشیان سیاہ رو بیٹھے ہین ابوالحسن نے باغ کو اس بلا کے داغ مین مبتلا دیکھا کہا افسوس ہزار افسوس یہ کیا ہوا اسی تردد مین طرف شہر کے آیا اور اس خیال مین تھا کہ ملکہ کے پاس کسطرح پہونچون کہ وہ اس آفت ناگہانی سے نہایت حیران و پریشان ہوگی اس حال مین اُسکے پاس جانا اور حال پُرسی کرنا ضرور ہی ابوالحسن نصف شب کو با ساز و سامان سرہنگی و لباس شب روی زیر محل ملکہ آیا کیا دیکھتا ہی کہ ایک مرد پشتارہ پشت پر رکھے اس طرف آتا ہی اور دوسرا اُسکے پیچھے ہی جوہر پوشیدہ عقب مین اُنکے ہو لیا کہ حقیقت دریافت کرے کہ کیا بلا ہی اس اثنا مین اُن دونون کی خرابی آئی اور پشتارہ رکھدیا اب جوہر پوشیدہ کھڑا دیکھ رہا ہی اس عرصہ مین ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کیا جنس لایا ہی اُسنے کہا مین اسقدر مال لایا ہون کہ تیرے حوصلہ سے زیادہ تجھے دون اور مین صرف کرون دوسرے نے کہا یہ تو بتا کہ کس طرح سے لایا ہی اُسنے کہا مین بذریعہ کمند کے محل ملکہ مین گیا تھا جب تک کہ خواصین سب غافل نہین ہوئین اُسوقت تک مین انتظار مین رہا بوقت خواب اُن کنیزون نے زیور اپنا اپنا اُتار کے رکھدیا مین نے بدل جمعی تمام وہ زیور اور مسند مغرق

جس مین مروارید کی جھالر لگی تھی اور ایک صراحی طلائی وہان سے لایا ہون اب جسقدر تمکو مطلوب ہی لے لو اور زیادہ مجکو ایذا نہ دو کسواسطے کہ زندگی میری بیچر یار مین بدتر از مرگ ہی دوسرے نے اگر یہ سب تم مجھے دیدو تو مین تمھاری کتخدائی کا سامان درست کردون اُسنے کہا ای ناانصاف تونے فقط دو ہزار مغربی طلائی مانگی تھین اور اب کُل پر دانت لگاتا ہی مین ہرگز نہ دونگا کہ تو بڑا بے ایمان و بد قول ہی کہ مال کے واسطے ایمان چھوڑے دیتا ہی اب کسی اور مرد کو بُلا لا کہ وہ اسمین سے موافق دو ہزار مغربی کے مال تجھکو نکال دے دوسرے نے کہا اگر غیر مرد آویگا تو میری اور تمھاری دونون کی رسوائی اور خرابی کا باعث ہوگا اتفاقاً ایک اُن دونون مین سے پیشاب کو گیا اُسوقت جوہر نے پس پشت سے ایک حلقہ کمند کا ایسا مارا کہ وہ زمین پر گرا جوہر نے بجا لا کی تمام دوسرے کو بھی کمند مین باندھ لیا اور ایک جا دونون کو رکھدیا اور خنجر غلاف سے نکال کے چاہا کہ ایک کو قتل کرے اُسنے باآواز بلند فریاد کی کہ افسوس مین عشق مین ایک دختر ترسا کے دین اور ایمان سے بھی گیا اور جان سے بھی جاتا ہون ابوالحسن نے جو یہ سُنا کہا ای عزیز اگر راست راست تو حال بیان کریگا تو مین چھوڑ دونگا ورنہ قتل کرونگا اُس نے کہا ای جوان اگر تو مشتاق حال ہی تو فرصت دے تاکہ مین بیان کرون جوہر نے بند کمند سُست کردیے اور آپ سینہ سے اُتر آیا جب ہوش و حواس اُسکے جمع ہوئے اُس نے کہا کہ میرا محمود خُراسانی نام ہی اور عیار پیشہ ہون مین واسطے زیارت کعبہ کے گیا تھا جب حج سے فارغ ہوا اور اپنے وطن کو واپس آتا تھا اثنا ے راہ مین کشتی میری طوفانی ہوئی بعد چند روز کے جزیرۂ اندلس مین پہونچا اور وہان جاکر ریگستان مین پھنسا جب وہان سے نجات پائی شہر مین آیا وہان ایک روز بوقت دوپہر واسطے سیر باغ کے گیا حسب اتفاق اس مرد ترسا کی دختر بھی سیر باغ کو آئی تھی مین نے جو اُس حور لقا ماہ پارہ کو دیکھا بے اختیار ہوگیا جب ہوش و حواس درست ہوئے بحال خراب شہر مین آیا اثنا ے راہ مین ایک دوست سے ملاقات ہوئی اُسنے مجھے مضطرب دیکھ کے کہا آج کیا تیرا حال ہی مین نے سرگذشت بیان کی اُسنے کہا معشوقہ تیری بہمن ترسا کی بیٹی ہی اور وہ پاسبان شاہی کا سردار ہی لیکن طامع بہت ہی سوا اسکے تو مسلمان اور وہ ترسا پھر عقد کیونکر ہوگا مین نے کہا ای برادر ؎

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

اگر وہ مجھے اپنی بیٹی دیدے تو مین ابھی ترسا ہوتا ہون اُسکو میرے حال پر رحم آیا اور بہمن سے میری سفارش کی بہمن نے مجھے بُلایا کہ دیکھون وہ کیسا آدمی ہی اُسوقت وہ مجھے بہمن کے پاس لے گیا مین نے ملاقات کی بہمن نہایت بتواضع مجھسے پیش آیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا اور کہا فقط خالی دین کے عوض مین عقد نہوگا اگر تم مجھے دو ہزار مغربی طلائی بھی دو تو کیا مضائقہ ہی مین نے کہا کہ مین مرد مسافر ہون دو ہزار مغربی کہان سے لاؤن اگر

میرے ہمراہ تو شہر خراسان کو چل تو البتہ دونگا بہمن نے کہا مجھے ایسی غرض نہین ہی کہ مین تیرے ساتھ سرگردان رہون تو آپ جا اور لے آ ای جوان اس دل مضطر نے اتنا صبر گوارا نہ کیا کہ جو مین وہان جاتا اور زر مطلوبہ لاکر اپنی محبوبہ سے ملتا اُس روز سے بہمن مجھسے کمال بے مروتی سے پیش آتا تھا یہان تک کہ بات بھی نہین کرتا تھا اور مین ہر روز جاتا تھا اور منت وسماجت کرتا تھا القصہ ایک روز مین اپنے حال زار پر رو رہا تھا کہ ایک عورت ناآشنا آئی اور کہا ای محمود تو کیون روتا ہی مین بہمن کے گھر گئی تھی اُسکی بیٹی نے پوچھا کہ تو محمود سے واقف ہی مین نے کہا کہ نام سے نہین آگاہ مگر اتنا جانتی ہون کہ ایک شخص تیرے عشق مین خراب ہی بلکہ وہ ہر روز تیرے باپ کے پاس آتا ہی اور باپ تیرا دو ہزار مغربی طلائی مانگتا ہی اُس مہ جبین نے کہا اگر میرے پاس مغربی ہوتین تو مین دیدیتی جب یہ سُنا اور بھی آتش عشق کی شعلہ زن ہوئی آخر یہ سوچا کہ بدون زر دیے ہرگز بہمن سے کام دل نہ برآمد ہوگا اس فکر مین تھا کہ نظر میری دیوار محل شاہی پر گئی اور مین بذریعہ کمند کے مع بہمن اندر محل کے گیا اور یہ مال لایا اور اس خرابے مین رکھا تا کہ کوئی راز سے واقف نہو پس یہ حقیقت حال ہی جوہر نے کہا کہ واے ہو تجھپر کہ تو ایک عورت کے عشق مین دین سے دست بردار ہوا محمود نے کہا دین اسلام وہ دولت ہی کہ ہرگز جدا نہین ہوئی مین نے دفع الوقتی کی تھی مین تو اُس عورت کو بھی بعد عقد کے اپنے دین مین لاتا پھر جوہر نے پوچھا ای بہمن محمود کیا کہتا ہی بہمن بولا درست وراست کہا جو اسنے کہا ایک حرف غلط نہین ہی پھر جوہر نے پوچھا کہ اب تیرا کیا قصد ہی بہمن بولا کہ اگر تم امان دو تو مجھے منظور ہی بعدہ جوہر نے پوچھا کہ تمھارے شہر مین یہ لشکر کیسا ہی بہمن نے جواب دیا کہ ایک لشکر ارقط فیل گوش کے ہمراہ ملک حبش سے آیا ہی اور باغ ملکہ خلدانہ مین مقیم ہی اور دوسرے یہ بھی خبر ہی کہ ایک بادشاہ عجم باقوج کثیر اس ملک مین تھوڑے عرصہ مین وارد ہوا چاہتا ہی بلکہ ایک سردار نامی وگرامی کو برسالت یہان بھیجا ہی لیکن وہ ابھی راہ مین ہی مگر اصل معرکہ کا حال معلوم نہین کہ کیا وجہ لشکرکشی کی ہی جوہر نے تمام حقیقت اپنے لشکر اور شاہزادہ کی بیان کی اور بہمن کو امیدوار عہدہ کوتوالی کا کیا بہمن فوراً مسلمان ہوا اور اپنے مکان پہ آکر اپنی زوجہ سے یہ معرکہ بیان کیا زوجہ اُسکی کہ نہایت عقیلہ تھی اُسنے تصدیق صداقت بیانی اپنے شوہر کی کی لیکن کہا کہ وہ عہدہ کوتوالی کا تجھے کیونکر دیگا بہمن نے کہا بیان اُسکا یہ ہی کہ اگر بادشاہ تمھارا قتل ہوا تو ہم تمھین یہ عہدہ دینگے اور اگر بادشاہ نے تمھارے اطاعت ہمارے بادشاہ کی قبول کی تو ہم تمھاری سفارش کرکے بادشاہ سے عہدہ کوتوالی کا دلادینگے زوجہ نے کہا بیشک وہ راست گو ہی شب کو ابوالحسن وہین سو رہا اور صبح کو ایک رقعہ اپنے خادم گوہر کو لکھا کہ حامل رقعہ کی خاطر کرنا کہ یہ تازہ مسلمان ہی اور بہمن سے کہا تم یہ رقعہ محنت کرکے میرے شاگرد کو پہونچا دو وہ تمھین حسب لیاقت زر دیگا کہ تمکو سامان عروسی کی ضرورت ہوگی بہمن نے جو یہ سُنا تو منھ مین پانی بھر آیا دل مین کہا تھوڑی محنت مین اس مرد کا جھوٹ وسچ سب معلوم ہو جائیگا

آخر بہمن اُسی روز کوہ بوقلمون کو روانہ ہوا اور لشکر مین امیر زادہ سیف الدین کے پہونچا امیر کو خبر ہوئی بہمن کو روبرو بلایا اور حال پوچھا بہمن نے کہا مین گوہر کے پاس آیا ہون گوہر کے اُستاد نے بھیجا ہی امیر نے رقعہ لے لیا اور اُسکو پڑھا بعد پڑھنے کے دو ہزار مغربی دین اور کہا ای عزیز گوہر یہان نہین ہی تو دامنہ کوہ بوقلمون مین جا وہان گوہر ہی بہمن امیر زادہ کو دعائین دیتا ہوا طرف دامنہ کوہ بوقلمون کے روانہ ہوا ہنگام روانگی مین ایک لشکری سے پوچھا کہ جوہر کون شخص ہی اور کیا مرتبہ رکھتا ہی اُسنے کہا کہ تو جوہر کے مرتبہ کو کیا پوچھتا ہی جوہر زبان ناطقہ بادشاہ کا ہی علاوہ اسکے اور کیا بیان کرون بہمن دو ہزار مغربی طلائی لیکر سیر ہو چکا تھا غمزانیہ کو پھر آیا اور یہان جوہر اور محمود تمام دن بہمن کے مکان پر رہے اور محمود کو کہ عیار پیشہ مرد چالاک تھا اسوجہ سے جوہر نے اپنی رفاقت مین لیا اور اُسکو اپنے سے راضی کیا اور نشان محل ملکہ کا اُس سے بخوبی دریافت کیا بعدہ بذریعہ کمند کے محل ملکہ مین داخل ہوا اور سُنا کہ کوئی عورت یہ مناجات کر رہی تھی یا اکرم الاکرمین یا ارحم الراحمین و یا مجیب الدعوات المضطرین مین جس جوان کے سبب سے ضلالت کفر سے نکلی ہون اُسکی صورت مجھے ایکبار دکھلا دے کہ مجھے اُسکی یاد ایک دم نہین بھولتی یا بار الٰہی اگر دین محمدی برحق ہی تو تجھے صدقہ سے اپنی وحدانیت کے اُس روسیاہ کافر یعنے مسرور بن نجاشی کے عقد سے محفوظ رکھ چونکہ آواز ملکہ خلدانہ کی جوہر نے عرصہ دراز کے بعد سُنی تھی اس وجہ سے ابو الحسن نے آواز ملکہ خلدانہ کو عرصہ مین پہچانا اور جلدی سے پہونچکر خلدانہ کو سینہ سے لگایا اور عارض پرنور کے دو چار بوسے لیے اول ملکہ خلدانہ جھجک گئی بعدہ عاشق و معشوق بغلگیر ہوئے اور یہ اشعار پڑھے ؏

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور	کلبۂ احزان شود روزی گلستان غم مخور	ای دل غمدیدہ حالت بہ شود دل بد مکن	وی سر شوریدہ باز آید بسامان غم مخور

بعد ازان ملکہ خلدانہ نے یہ شعر پڑھے ؏

مرا گر سوختی در نار ہجران	بسر وقتم رسیدی شکر یزدان	مرا آتش بجان کردی و رفتی	بچشم ناتوان افگندہ رفتی
درین گلشن کہ می بینی منم گل	خریدارم نیاید غیر بلبل	وصالم را تمنا کرد زاغی	گرو دارم بدل پیوستہ داغی
بوصلم کی شود آن زاغ فیروز	کہ شب ہرگز نگردد جمع با روز	اگر یک ہفتہ دیگر دیر می شد	ترا در آمدن تاخیر می شد
ز دست غم ز بس آزردہ بودم	یقین میدان کز غم مردہ بودم	ہزاران شکر یزدان میکنم من	کہ چشمم از جمالت ساخت روشن
چو جوہر این سخن زان ماہ بشنید	ز شادی فرق بر گردون رسانید	بگفتش ای ہمہ برج تمامی	فدای پیکرت جان گرامی
مرا نگذاشت بی یاد تو روزی	چو شمع بود دایم از تو سوزی	تو شاہی ملک حسن و من غلامم	کہ باشم من ز یاد آری ز نامم
رسول حبش آمد چون شنیدم	بہ باغ تو بچشم خویش دیدم	دران گلشن نشیمن کرد زاغی	روان گردید ہر سوی کلاغی
مرا از رشک آتش در تن افروخت	ز غیرت پیکر من سر بسر سوخت	ولیکن اینقدر دانم کہ یزدان	بفضل خویش بر من کرد آسان

که برمن چون توئی را مهربان ساخت | ز مهرت خاطرم را گلستان ساخت
که چون از پادر آرم ارتقررا | گز و غیرت بود گل را و خر را
که چون نجاشی آید باسپاهش | نمایم در جهنم جایگاهش

به لطف قادر قیوم دانا | با قبال تو هستم آن توانا
اگر سلطان حبش آمد بجنگم | خلاصی نیست آنرا هم ز جنگم
تو زین ره خاطر خود را جمعدار | ز غم هرگز دل خود را میازار

پھر جوہر نے کہا اے جان جہان قسم ہے تیرے نقش پا کی کہ ایک لمحہ مجھے بے تمھارے قرار نہ تھا یعنی رات و دن تمھارے خیال مین از خود فراموش تھا اور یہ شعر ورد زبان تھا ؎

بے تو غم تلخ و شادمانی ہم تلخ | مرگ ہم تلخ و زندگانی ہم تلخ

اور یہان آکے جوار ارتقرلعین دبیدین کو باغ دلدارین دیکھا اور حبشیان روسیاہ و نابکاران کو تمھاری خواصون کی جا اُس باغ رشک فردوس مین پھرتے دیکھا اُسوقت کا حال تمھارے سامنے کیا بیان کرون کہ اُن زنگیون کے حرکات اور صورتین دیکھکر ایسا غصہ آیا کہ تمام عالم آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا مگر کیا کرتا کہ زمین سخت و آسمان دور تھا تپش کھاتا اور خون جگر پیتا پھر اپنے دل مین یہ سوچا کہ اول تم سے ملاقات کرنا ضرور ہے ورنہ ارتقر مسخرہ کیا چیز ہے اگر نجاشی مردود ازلی بھی ہوتا تو کیا تھا ایک دم واحد مین اسکا عدم وجود برابر ہوجاتا غرض کہ ابوالحسن نے پھر اپنی سرگذشت از اول تا آخر ملکہ سے مفصل بیان کی ملکہ خلد اللہ نے جو یہ حال جوہر کی زبان سے سنا کہ امیرزادہ سیف الدین بہ عہدۂ رسالت یہان آیا چاہتا ہے اور شاہزادہ معزالدین نامدار بھی بہ جمعیت پچیس ہزار سوار جرار آتش بار کے دامنہ کوہ بوقلمون مین فروکش ہے ان اخبار فرحت آثار سے کمال خوش و مسرور ہوئی اور پھر دل مین کسی طرح کا اندیشہ باقی نہ رہا آخر اسی گفتگو مین دونون محب و محبوب طالب و مطلوب صبح تک گرم صحبت رہے چنانچہ اسی قصہ مین جوہر نے کیفیت اپنے آنے کی بہن پاسبان کے مکان مین اور حال محمود خراسانی کے عشق و عاشقی کا اور چوری کرنا محل مین ملکہ کے روبرو بیان کیا ملکہ نے کہا ہان آج چار کنیزون نے اپنا زیور اور مسند زردوزی مغرق اور صراحی و پاندان وغیرہ مرصع کار خود بخود گم ہوجانا محل سے میرے روبرو بیان کیا تھا بلکہ بعض خواصان محل اس تہمت مین گرفتار بھی ہوئی ہین لیکن تمھاری زبان سے یہ حال عجیب و غریب سنا واللہ عجیب کام کیا اور مین نے بھی وہ مال اپنا محمود کو بخوشی دل بخشا کسواسطے کہ وہ تمھارے یہان آنے کا وسیلہ ہوا ہے تمکو بھی اُسکی رعایت و پرورش ضرور ہے بلکہ واجب اتنے مین صبح صادق ہوئی جوہر ملکہ سے رخصت ہوا اور کہا کہ انشاءاللہ المستعان کل پھر اسی وقت خدمت مین حاضر ہونگا یہ کہکے جوہر جس راہ سے محل مین گیا تھا اُسی راہ سے چلا آیا اور پہر دن چڑھے تک آرام کیا پھر بیدار ہوا آنکھ کھلی حوائج ضروریہ سے فراغت کرکے بارادۂ سیر باہر نکلا محمود نے کہا اے اُستاد تنہا تمھارا تشریف لیجانا بہتر و مناسب نہین ہے یہ فدوی بھی ہمراہ رکاب فیض مآب ضرور چلیگا جوہر نے کہا تمھاری کچھ ایسی ضرورت نہین ہے مین شام تک خود یہان آجاؤنگا محمود چپ ہو رہا

اب دو کلمہ حال بہمن ترسا کے سنیئے

کہ جب اُسنے شاہزادہ معز الدین کے لشکر مین جانا موقوف کیا اور دو ہزار مغربی طلائی امیرزادہ سیف الدین سے لیکر اپنے شہر کے سمت روانہ ہوا اثناے راہ مین اُسے یہ خیال آیا کہ مبادا کوئی ملازم عمران شاہ کا ملے اور اُسے اس زر نقد کا حال معلوم ہو جائے تو مین اُسوقت کیا تدبیر کرونگا پس یہ سوچ کے شارع عام کو چھوڑ کے کوہستان کی راہ لی قضاے کار و اتفاق روزگار اُس کوہ پر دس بارہ نفر حبشی خادمان اُسکے واسطے سیر و تماشے کے آئے ہوئے تھے اور ایک سنگ کلان پر کہ وہ نہایت صاف تھا سایۂ درختان سبز مین بیٹھے ہوئے ہوا کھا رہے تھے اور باہم دورہ شراب انگوری کا چل رہا تھا کہ ناگاہ بہمن بیچارہ بھی قریب اُنھین زنگیان سیاہ رو کے آنکلا اور اُن حبشیون سے دوچار ہو گیا ناگاہ اُن حبشیون کے سردار نے ایک حبشی سے کہا کہ اس مرد مسافر کو ہمارے پاس بُلالا پس حسب الحکم ایک حبشی بہمن کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارا سردار تجھے یاد کرتا ہی بہمن نے بخوف زر حبشی سے کہا کہ مین ملازم شاہ کا ہون اور میرے بادشاہ نے مجھے اسوقت ایک کار ضروری کیواسطے بھیجا تھا اب مین جواب لیے جاتا ہون مجھکو اسوقت معاف کیجیے کہ مجھے فرصت نہین ہی ورنہ مین حاضر تھا ضرور چلتا حبشی چونکہ نشۂ شراب سے سرشار تھا بہمن کا عذر خیال مین نہ لایا اور کشان کشان بہمن کو لیچلا بہمن نے کہا میرا وہان جانے مین بڑا نقصان ہو جائیگا اور مطلب بھی فوت ہو گا حبشی نے جواب دیا کہ تم چل کے ہمارے افسر سے عذر کر لینا مین تجھے ہرگز نچھوڑونگا اور نہ کوئی عذر اور بہانہ سنونگا الغرض اس کشاکش مین وہ تھیلی زر کی بغل سے بہمن کے زمین پر گری حبشیون نے جو وہ تھیلی روپیہ کی دیکھی پس بہمن کو گرفتار کیا اور وہ تھیلی اُٹھالی بہمن بیچارہ اُسوقت اپنے حال زار و کجی چرخ بے مدار پر زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگا اور دیکھا کہ کوئی صورت ان زنگیون سے نجات کی معلوم نہین ہوتی آخر الامر اُن زنگیون سے کہا یارو مین چور نہین ہون یہ زر بیشک میرا مال ہی اگر تمکو باور نہو اور مجکو جھوٹا جانتے ہو تو میرے ساتھ کسی آدمی معتمد کو کر دو کہ وہ میرے ساتھ شہر مین چلے مین اپنا جھوٹھ اور سچ جو ہو گا تصدیق کر دونگا حبشیون نے جواب دیا کہ اس قدر زر کثیر تجھ فقیر کو کہان سے میسر آیا بلاشبہہ تو راہ زن معلوم ہوتا ہی اور یہ مال بھی کسی مسافر بیچارہ کا ہی اور یقین ہی کہ سوا اسکے اور مال بھی تیرے پاس ضرور ہو گا اب جب تک وہ تمام مال ہمکو نہ دیگا تیری نجات غیر ممکن ہی بہمن نے اپنے دل مین کہا سبحان اللہ یہ عجیب عذاب سخت پیدا ہوا کہ کوئی صورت نجات بظاہر معلوم نہین ہوتی افسوس ہی کہ اس طمع مال مین جان مفت ضایع ہوئی غرض جب بہمن نے اُن حبشیان جانور طبع سے کوئی صورت رہائی کی نہ دیکھی ناچار درگاہ پروردگار مین بصد عجز و انکسار با چشم و گریان یہ دعا کی کہ بار الٰہا بحق بندگان مقبول بارگاہ سعید کو نین حبیب رب المشرقین اس بلا سے ناگہانی سے نجات دے ہنوز یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت ہو گیا یعنے ابو الحسن جو ہمیشہ سیر کرتا تماشا دیکھتا ہوا اُسی جا کہ جہان وہ حبشی

بیٹھے تھے آپہونچا حبشیون کے سردار نے جو ابوالحسن جوہر کو دیکھا اپنے رفقا کو حکم دیا کہ یہ مرد بھی ہمین اسی چور کا شریک معلوم ہوتا ہی اسے قریب آنے دو اور اس مجرم کو درخت سے خوب مضبوط باندھ دو اس عرصہ مین ابوالحسن بھی وہان آپہونچا اور دیکھا کہ ان ملعونون نے بہمن کو ایک درخت سے باندھا ہی اور ایذا رسانی کا قصد ہی جوہر کو اس ظلم و جور اُن سیاہ کارون سے کمال غصہ آیا اتنے مین ایک حبشی نے جوہر سے پوچھا ای مرد تو کون ہی جوہر بولا مین اسکا جواب پھر دونگا پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمنے اس مرد کو کس خطا پر باندھا ہی وہ حبشی بولے کہ یہ مرد بیچارہ نہین ہی یہ راہزن ہی ہم اس سے مال مسافرون کا دریافت کرتے ہین جوہر نے کہا بس بہتر یہ ہی کہ جلد اسے رہا کرو حبشیون نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی اس چور راہزن کا شریک ہی اگر یہ اس مال کا جو کہ اسکے پاس سے برآمد ہوا ہی ہمکو نشان دے تو ہم ابھی اسکو چھوڑ دیتے ہین ابوالحسن نے کہا مین تمکو اسکے علاوہ اور مال جو جا بجا دفن ہی بتاتا ہون مگر یہ خوف ہی کہ تم اس مال کو بھی لیلو اور اپنے اقرار پر قائم نہ رہو تو اسوقت ہم تمہارا کیا کرینگے حبشیون نے سُم خر علیہ اللعنۃ کی قسم کھائی کہ بعد پا جانے مال کے پھر ہمکو اس مرد سے کسی طرح کی غرض نہوگی ابوالحسن نے کہا خیر جو مال و زر ہمنے اپنی عمر مین پیدا کیا ہی ہم کو اپنے بھائی کی جان سے عزیز نہین ہی اگر یہ زندہ رہیگا اور بہت مال پیدا ہو جائے گا اب تم کسی ملازم معتمد کو ہمارے ساتھ کرو کہ وہ فلان درخت تک میرے ساتھ چلے اس سردار نے دو نفر مسلح جوہر کے ساتھ کیے جوہر اُنکو ساتھ لیے ہوئے چلا اور راہ مین اُن دونون حبشیون سے پوچھا کہ تم محمدیون کے حق مین کیا کہتے ہو وہ یہ سُنکر کلمات سخت کہنے لگے جوہر چپ ہو رہا اور چند قدم آگے بڑھا بعد اسکے اُنمین سے ایک کو اس چابک دستی سے قتل کیا کہ دوسرے کو مطلق خبر نہوئی جس وقت کہ وہ زمین پر گرا دوسرا حیران ہوا اور جھک کر دیکھنے لگا اس عرصہ مین جوہر نے خنجر بران سے اُسکا کام بھی تمام کیا اور لاشین اُن دونون کی کنوئین مین ڈال کر اوپر سے تھوڑی مٹی ڈالدی اور اُن حبشیون کے پاس پھر آیا اور کہا واہ عجیب طرح کے تمنے معتمد رفیق ہمارے ساتھ کیے تھے جسقدر مال و اسباب وہان دفن تھا سب لیکر وہ ایک طرف روانہ ہوگئے ہر چند مین نے شور و غل مچایا مگر اُنھون نے ایک نہ سُنا اور سب کا سب روپیہ لیگئے سردار نے چار نفر واسطے بلا لانے اُن حبشیان اول کے بھیجے اب یہ چارون مثل جانورون وحشی کے موافق کہنے جوہر کے بے تحاشا دوڑے جوہر بھی پیچھے اُن حبشیون کے چلا اور اس دوڑ دھوپ مین دو کو اس چالاکی سے تیر مارا کہ دونون کے پہلو توڑ کر باہر نکل آیا اور فوراً وہ زمین پر گر پڑے اور اُن دو نفر باقی ماندہ نے جو یہ کیفیت دیکھی سمجھ گئے کہ اسی جوان قدر انداز نے ہمارے ساتھیون کو مارا ہی وہ دونون حبشی خنجر کھینچکر جوہر کے پیچھے دوڑے جوہر نے اس اثنا مین ایک کو اُن دونون مین سے پھر قتل کیا ایک جو باقی رہا اُس نابکار کو ایک تیر مارا کہ دونون شانے اُس حبشی کے چھد گئے لیکن یہ ملعون ایسا سخت جان تھا کہ گرتا پڑتا اپنے سردار کے پاس پہونچا اور فریاد کرنے لگا اور کہا جلد اُٹھو کیا بیٹھے دیکھتے ہو اجل تم سب کی قریب آگئی پس یہ کہکے جہنم واصل ہوا اس عرصہ مین

جوہر بھی اُن ساتون نفر حبشیون کے پاس پہونچ گیا اور اُن ساتون نفر حبشیون نے بالاتفاق چار طرف سے جوہر کو گھیر لیا اور حملہ آور ہوئے جوہر بھی مثل شیر غضبناک اُن حبشیون مین اسطرح در آیا کہ جیسے شیر گلۂ گوسفندون پر جا تا ہی اور حرب و ضرب مین گرم ہوا ؎

سیکے را بخنجر یکے را بہ تیغ	ہمین کشت آن شیر دل بیدریغ

الغرض ایک آن واحد مین جوہر نے چھ نفر حبشیون کو قتل کیا فقط ایک زنگی وہ بھی زخمی نیمجان بھاگ گیا بعد اسکے ابو الحسن نے بہمن کو درخت سے کھولا بہمن بیچارہ قریب بہلاکت پہونچا تھا جس وقت بہمن نے نجات پائی اور ہوش و حواس جمع ہوئے جوہر کے ہاتھ آنکھون سے لگائے اور تصدق ہوا اور بصدق دل مسلمان بھی ہوا بعد اُسکے تمام حال گذشتہ مفصل جوہر سے بیان کیا جوہر سمجھ گیا کہ یہ دو ہزار اشرفی مغربی امیرزادہ سیف الدین نے بہمن کو دی ہونگی یہ بیچارہ لشکر تک نہین پہونچنے پایا راہ مین گرفتار کر لیا گیا جس وقت کہ جوہر نے بہمن کو اپنا دوست و مخلص و دیندار پایا تب اپنا تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک مع حال عاشقی اور شاہزادہ کی نہضت فرمائی کا بہمن سے بیان کیا بہمن نے کہا اے شہریار عالی وقار براے خدا قصور معاف فرمایئے مین حضور کے حال سے مطلق آگاہ نہ تھا بلکہ نہین معلوم کہ کیا کیا خیالات فاسدہ اور وسوسے باطلہ میرے دل مین گذرتے تھے شکر خدا کا کہ قسمت میری یاور اور طالع میرا قوی ہی جو مجکو تمھاری فیضان صحبت سے یہ دولت بیزوال ایمان کی حاصل ہوئی ابو الحسن جوہر بہمن کو ہمراہ لیکے شہر مین داخل ہوا یہان محمود خراسانی انتظار جوہر مین نہایت بیقرار تھا جسوقت جوہر مکان مین آیا محمود بولا اے اُستاد حضور کہان تشریف لے گئے تھے جوہر نے تمام سرگذشت اپنی محمود خراسانی سے بیان کی اس اثنا مین بہمن نے کہا اے محمود یہ اُستاد تمھارا ملک مغرب و شام کا بادشاہزادہ ہی پھر تو بہمن مع زوجہ اور فرزندون کے دائرۂ اسلام مین آیا اور عرض کی کہ اگر آپ حکم دین تو مین اپنی دختر رشک قمر کا نکاح محمود کے ساتھ کردون ابو الحسن جوہر نے کہا مصرعہ درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ؎ محمود نے جب ابو الحسن کا ملکہ خلداللہ پر عاشق ہونے کا حال سُنا اُسوقت عرض کیا اے اُستاد جب تک تم اپنے مدعاے دلی اور مقصود اصلی پر کامیاب نہوگے مین ہرگز عقد نہ کرونگا حضور ہی غور فرمائین کہ یہ طریقۂ مروت سے نہایت بعید ہی جوہر نے کہا خیر جو تمھاری راے ہمکو تمھاری رضامندی سے غرض ہی جسوقت کہ شام ہوئی ابو الحسن کو خیال آیا کہ آج کی رات ملکہ باغ مین تشریف لائیگی چلکر ارتقا فیل گوش سے کوئی ایسی حرکت خوش طبعی کی کیجیے کہ یہ بجا یاد تو کرے آخر جوہر نے محمود سے یہ حال بیان کیا محمود نے کہا یہ بات بھی مصلحت وقت ہی لیکن براے خدا مجھے بھی اپنے ساتھ ضرور لیے چلیے گا جوہر نے سامان عیاری درست کیا اور ایک پوشاک زنانی مع زیور جواہر نگار ہمراہ لی جس وقت پہر رات گذری جوہر محمود کو ساتھ لے کے مکان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین بہمن سے بھی ملاقات

ۃالابصار
ی بہمن نے پوچھا ای اُستاد کہان کا ارادہ ہی اور ارتقر سے کیا حرکت خوش طبعی خیال مین آئی ہی جوہر
نے کہا مین بصورت نازنین نہایت شکیلہ و جمیلہ بنکے آتا ہون تمکو کچھ گانے بجانے مین بھی دخل ہی محمود نے کہا مین
یب جانتا ہون بروقت آپ ملاحظہ فرمالیجیے گا اب اسوقت بیان کرنا بیکار ہی جوہر نے کہا جس وقت کہ ہم
روازۂ باغ پر پہونچین اور جو کوئی ہمکو پوچھے تو تم بیان کرنا کہ یہ نازنین وزیر اعظم خالد بن علقمہ کی معشوقہ ہی
ر وزیر نے بخوف اپنی بی بی کے اسے فلان قصبہ مین پوشیدہ رکھا ہی اور مین اس رشک پری کا برادر حقیقی ہون
ی محمود آج مین نسخہ ہفت رنگ کا امتحان کرونگا جو کہ حکیم قسطاس الحکمت نے مجھے تعلیم کیا ہی اور وہ مجھے یاد بھی ہی
تم دیکھنا کہ اس ارتقر کا کیا حال بناتا ہون ایسا رُسوا کرون کہ تمام عمر یاد رہے بعد اسکے جوہر نے بفن عیاری
سطرح اپنی صورت تبدیل کی کہ اگر مادر جوہر بھی دیکھتی تو نہ پہچانتی الغرض ابوالحسن جوہر اور محمود خراسانی
تھوڑی دیر مین باتین کرتے ہوئے دروازۂ باغ پر پہونچے دیکھا تو در باغ پر کچھ حبشی ملازم ارتقر فیل گوش کے
بیٹھے ہین اور آپس مین شراب چل رہی ہی جوہر بھی بناز معشوقانہ آہستہ آہستہ ایک انداز سے اُن حبشیون
یطرف سے گذرا اُن حبشیون مین سے ایک حبشی نے دیکھا کہ ایک عورت حسین و خوش جمال حسن و انداز مین
بے مثال ایک مرد کے ساتھ چلی آتی ہی اُسنے اُسی حالت نشہ مین آواز دی کہ تم کون ہو اور اسوقت کہان سے
آتے ہو محمود اور ابوالحسن نے اُسکی بات کا جواب نہ دیا اُسنے پھر آواز دی اور کہا عجب طرح کے یہ مرد اور عورت
ہین کہ بات کا جواب نہین دیتے محمود نے کہا تجھے ہمارے حال دریافت کرنے سے کیا سروکار وہ حبشی یہ سُنکے
اُسکے پاس آیا محمود نے کہا خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا والا تمھارے حق مین اچھا نہو گا حبشی محمود سے یہ کلام سُنکے
ٹھہر گیا اس اثنا مین وہ سردار حبشیون کا جوہر کے پاس آیا اور کہا اگر اصل کیفیت اپنی ہمسے بیان کرد و تو پھر
ہم تمھارے حال سے متعرض نہونگے محمود نے کہا او گیدی روسیاہ نہین جانتا کہ یہ نازنین ماہ جبین ایک نامی وکامی
طائفہ خالد بن علقمہ عمران شاہ بادشاہ کے وزیر اعظم کی معشوقۂ خاص ہی اور ہم اس حوروش کے برادر حقیقی ہین
حسب اتفاق ایک خدمتگار نہایت ممتاز ارتقر کا بھی اسوقت کسی کام کو وہان آیا اُسنے جو یہ حال سُنا فورًا جاکے
ارتقر کو اس حال سے اطلاع دی کہ اسوقت ایک معشوقہ آفتاب صورت نہایت حسین صاحب جمال و خوبصورت
دروازۂ باغ پر آئی ہی اُسکا بیان ہی کہ مین وزیر اعظم کی معشوقہ ہون اور ایک بھائی بھی اُسکا اُسکے ساتھ ہی نہین معلوم
کہ کہان کا قصد رکھتی ہی ای پہلوان مین نے اس حسن و جمال خورشید مثال کی کوئی عورت آج تک نہین دیکھی سبحان اللہ
اُسکی صورت ہی کہ قدرت خدا نظر آتی ہی موافق اس مصرعہ کے مصرعہ ایسے بھی بندے ہوتے ہین قدرت خدا کی ہی
کہ جسکے شعلۂ رخسار سے آنکھ خیرہ ہوئی جاتی ہی ارتقر نے اس خدمتگار سے کہا جس طرح سے ہو تو اُس معشوقہ کو
ہمارے پاس بلالا مین تجکو اس خدمت کا حد سے زیادہ انعام دونگا خدمتگار بولا بہت خوب مین جاتا ہون

ادھر محمود کے بیان سے کہ یہ وزیر اعظم کی معشوقہ ہے وہ حبشی جتنے تھے چپ ہو رہے اور محمود خراسانی جوہر کو
لیے ہوئے آگے بڑھا اس عرصہ مین وہ خدمتگار ارتقر باہر باغ کے جو آیا اور حبشیون سے پوچھا کہ وہ نازنین
کہان گئی کہتر حبشیون نے کہا وہ سامنے جاتی ہے خدمتگار بے تحاشا دوڑا اور آواز دی کہ اے جانے والو
ٹھہر جاؤ کہ ہمین تمسے کچھ ضروری کہنا ہے محمود وغیرہ یہ سنکے ٹھہر گئے خدمتگار جوہر کے پاس گیا اور کہا اے شخص
ارتقر فیل گوش کو بھی تم جانتے ہو جو کہ بادشاہ حبش کی طرف سے بعہدۂ رسالت آیا ہے محمود بولا نام اسکا
ہمنے بھی سنا ہے پھر خدمتگار نے کہا ارتقر فیل گوش نے تمھین سلام کہا ہے اور بمنت کہا ہے کہ واسطے ایک
لحظہ کے ہمکو بھی اپنے جمال بے مثال کی زیارت سے کامیاب کردو کہ تمھارے نور قدم سے ہماری محفل تاریکی
روشنی ہو جائیگی اور ہم تمھاری اس کرم بخشی و مہربانی کا شکریہ ادا کرینگے اور ممنون ہونگے دوسرے اس
امر سے بھی آپ خاطر جمع رکھین کہ وزیر اعظم کو بھی تمھارے اس حال سے اطلاع نہوگی محمود نے کہا معاذ اللہ
اگر خدانخواستہ کسی دشمن نے وزیر اعظم سے خبر کردی تو پھر ہمین اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیگا خدمتگار نے
کہا تم خوف نہ کرو مین تمھین بہت جلد ایک دو لمحہ مین رخصت کرا دونگا محمود نے اس نازنین علی سے کہا اے
جواہر نقش طراز ہرچند کہ تمھین تکلیف ہوگی اور خوف جان بھی ہے لیکن اب یہ کہتے ہین اور ایک رئیس منت کرتا
ہے دو لمحہ کے واسطے ارتقر کے پاس ضرور چلنا مناسب ہے یقین ہے انعام واکرام اسقدر ملے کہ ہمسے اور تمسے اٹھ نہ سکے
جوہر نے کہا اے برادر تم وزیر اعظم کے مزاج سے بخوبی واقف ہو آیندہ تمکو اختیار ہے لیکن اس مصرعہ کے مطابق نہو
مصرعہ بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند بلکہ ہم تم سب کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے محمود نے کہا خیر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا
ہرچہ باداباد ایک دو لمحہ کی بات ہے کچھ خوف نہین چلو ارتقر بھی کیا یاد کریگا کہ عمر اپنی مین بھی ایک نازنین
اس حسن وجمال اور قدر و منزلت کی ہے بعد اسکے محمود نے خدمتگار سے کہا کہ ہم ایک شرط سے تمھارے ساتھ
چلتے ہین کہ مجھکو دو لمحہ سے زیادہ وہان توقف نکرنا پڑے کہ ہمنے محض تمھارے پاس وخاطر سے یہ امر
قبول کیا ہے ورنہ ہمکو کچھ غرض نہین ہے ہم مال وزر کی پرواہ نہین رکھتے خدمتگار بولا تم خاطر جمع رکھو مین تم کو
تمھارے حوصلہ سے زیادہ انعام دلواؤنگا اور بہت جلد رخصت بھی کرادونگا محمود نے کہا کیا بکتا ہے انعام کیسا
یہ نازنین ایسی عالی منزلت ہے کہ تم ایسے نفرون کو خود صدہا روپیہ انعام دے ڈالتی ہے انھین کسی اور کی بخشش
کی کیا ضرورت ہے بعد اسکے ابوالحسن اور محمود ہمراہ خدمتگار کے باغ مین آئے خدمتگار نے ارتقر کے
کان مین کہا کہ غلام بہزار منت وخوشامد اس پری پیکر زہرہ جبین کو لایا ہے ارتقر نے پچاس اشرفی طلائی
خدمتگار کو انعام دین اور خود مثل گندۂ آبنوس مسند زرنگار پر بیٹھا ابوالحسن بھی اس نازو انداز معشوقانہ
سے محفل مین آیا کہ اہل محفل کے ہوش جاتے رہے اور جسوقت کہ ابوالحسن نے پردۂ نقاب کو چہرہ سے دور کیا

معلوم ہوا کہ ابر سے ماہتاب نکل آیا وہ تمام محفل کہ مثل شب تاریک کے تھی نور جمال سے اُسکے روشن و منور ہوگئی
تقش بھی دیکھ کے دنگ ہوگیا اور مصاحبین سے کہا قسم ہے سُم خر عیسیٰ کی ہمنے آج تک اس حسن و جمال بیمثال
کوئی عورت نہین دیکھی واقعی یہ نازنین ماہ جبین حضرت مریم علیہا السلام کی نظر کردہ ہے ابو الحسن نے چند اشعار
ان حبشی مین اس لہجہ سے پڑھے کہ تمام حبشی ایسے محو ہوئے کہ جھومنے لگے اور ہر ایک کو دوسرے کی خبر نرہی
اثنا مین ابو الحسن نے محمود کے کان مین کچھ آہستہ سے کہا محمود بے اختیار ہنس پڑا ارتقش نے محمود سے
پوچھا اے شخص نقش طراز نے تمہارے کان مین کیا کہا جو تمکو ہنسی آگئی محمود نے کہا تمھارے حسن اخلاق کی تعریف
بعد ایک لمحہ کے جوہر نے پھر محمود کے کان مین کچھ کہا اب محمود نے اول ارتقش کو دیکھا اور پھر سر ہلایا اسیطرح
تیسری بار ابو الحسن نے محمود سے سرگوشی کی ارتقش کو گمان ہوا کہ شاید یہ نازنین میری صورت سیاہ دیکھکر
تی ہے آخر محمود سے کہا تمھین قسم ہے اسی نازنین کے سر اقدس کی سچ بتاؤ کہ نقش طراز نے پہلے تمسے کیا کہا جو تم
ے اور پھر دوبارہ کیا کہا جو تمنے سر ہلایا اور پھر سہ بارہ کیا کہا جو تم خفا ہوئے محمود نے کہا اے پہلوان نقش طراز کا
یر اعظم سے پہلے ایک آشنا حبشی بعینہ تمھاری صورت کا تھا اور وہ نقش طراز کو اسقدر پیار کرتا تھا کہ بغیر دیکھے
ے اُسکو ایکدم قرار و آرام نہ تھا اور نقش طراز کا یہ حال تھا کہ اُسکی صورت سے نفرت تھی بنا چاری فہمایش اور
سے ایک لحظہ کو اُسکے پاس جاتی تھی وہ بھی بکراہت دور بیٹھتی تھی اور کہتی تھی کہ اس روسیاہ کے دیکھنے سے
ی جان نکلی جاتی ہے جس قدر کہ مین اُسکی صحبت مین رہتی ہون مجھے وہ صحبت عذاب قبر سے بدتر معلوم ہوتی ہے
وہ حبشی ہزارہا تدبیرین کرتا تھا کہ کسی طرح یہ مجھ سے مانوس ہو لیکن ممکن نہ تھا آخر ایک حکیم نے ایک روغن
ا حبشی کے چہرے پر مل دیا کہ فوڑا وہ چہرہ کی سیاہی کا فور ہوگئی اور اسقدر سرخ و سفید صاف و براق چہرے کا
نا ہوگیا کہ گویا شفقی رنگ تھا پھر جو نقش طراز نے اُسکی صورت دیکھی نفرت کیسی ایسی شیفتہ و فریفتہ ہوگئی کہ تمام
نا سے ایک قلم ملاقات ترک کردی اور ہر وقت اُسی کی صورت دیکھا کرتی تھی دین و دنیا کا ہوش نہ رہا لیکن اُس
ت کی عمر نے وفا نہ کی چند ہی روز مین جوانا مرگ ہوگیا نقش طراز اُسکے غم و رنج مین مبتلا ہوئی قصہ مختصر ایک
ا کامل اُسکے رنج و غم مین ایسی مبتلا رہی کہ دین و دنیا کا ہوش نہ رہا آخر حسب اتفاق ایک روز جو سواری
یر اعظم کی اُنکے مکان کی طرف سے نکلی وزیر اعظم نقش طراز کو دیکھ کے عاشق زار ہوگیا گھر تک جانا دشوار ہوا
سے دو آدمی بھیجے اور نوکری کا پیام ہوا نقش طراز نے جواب صاف دیدیا اور کہا کہ ہم کسی رئیس و امیر کے
صحبت نہین رہے جب ہمنے بہت سمجھایا اور لعنت و ملامت کی اور کہا کب تک یہ غم رہیگا آخر ناچار ہوکر وزیر اعظم
کری اس شرط سے منظور کی کہ جس وقت میرا دل چاہےگا مین تمھارے پاس آؤنگی مین حکومت کی نوکری
ا کرنے کی وزیر اعظم چونکہ از حد فریفتہ تھا اُس بیچارہ نے قبول کیا لیکن ناچ و مجرا ترک نہین کیا تھا چنانچہ

نقش طراز کے ایک دوست ہین اور آج اُنکے یہان تقریب شادی تھی اُسنے صبح کو ایک آدمی کے ہاتھ رقعہ شادی
بُلانے کو بھیجا نقش طراز نے عذر کیا اور کہا اسوقت مین نہین آسکتی آخر آج رات کو نقش طراز نے مجھسے کہا بھائی
اسوقت ہم شادی مین چلین گے تم بھی چلو ورنہ وہ دوست آزردہ خاطر ہوگا مین نے کہا یہ کون وقت جانے کا ہی
صبح کو تشریف لیجایئے گا اُس نازنین تلون طبع نازک مزاج نے میرا کہنا نہ سُنا اور پیادہ پا روانہ ہوئی سواری کا بھی
انتظار نہ کیا آخر ناچار مجھکو بھی چلنا پڑا اتفاقاً راہ بھول گئی ادھر آنکلی یہان تمھارے ملازم نے ہماری اسقدر
منت وسماجت کی کہ ہمکو بجز اسکے کہ تمھارے پاس آئین چارہ نہوا یہان آکر جو تمھاری صورت نقش طراز نے
دیکھی اپنے یار مرحوم کی صورت یاد آئی پہلے میرے کان مین کہا ای بھائی یہ پہلوان ارتقر اُسکی شکل سے کسقدر
مشابہ ہی تب مین یہ سُنکے ہنسا اور کہا تم سچ کہتی ہو پھر اُنھون نے کہا اگر ارتقر تھوڑا روغن چہرہ پر ملے تو بعینہ اُسی
حبشی مرحوم کی صورت ہو جائے مین نے سر ہلایا اور تیسری بار یہ کہا کہ اتفاق سے اسوقت وہ روغن میرے پاس
موجود ہی مین تھوڑا پہلوان کو دیدون اور باقی عمر اسی کی صحبت مین بسر کرون مین یہ سُنکے ترش ہوا اور کہا او بیوقوف
اس حرکت نالائق سے تمھاری مان کا کیا حال ہوگا کیون اُس ضعیفہ بیچاری کو زندہ درگور کروگی ارتقر چونکہ
بیوقوف تھا عقل سے مطلق بہرہ نہ رکھتا تھا اس نقل بے اصل کو سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا تھوڑا سا وہ روغن
مجھے دو مین بھی اُسکو دیکھون کہ کس طرح کی وہ شے ہی ابوالحسن نے وہ روغن تھیلی سے نکال تھوڑا پشت دست
ارتقر پر چوپڑ دیا ایک لمحہ مین پشت دست کی سیاہی جاتی رہی اور ایک گندم گون رنگ ہوگیا اور نہایت شفافی
اور براقی پیدا ہوگئی ارتقر کو اس ترکیب عجائب وغرائب سے کمال حیرت ہوئی اور کہا ای نقش طراز مین نے
اپنی عمر مین ایسا سریع التاثیر روغن نہین دیکھا بلکہ سُنا بھی نہین اگر نجاشی بادشاہ حبش کو یہ نسخہ روغن دستیاب
ہو تو یقین ہی کہ تمام مملکت اپنی اسکی قیمت مین بخش دے نقش طراز نے کہا ای پہلوان نسخہ روغن تو ہمارے پاس
نہین ہی لیکن روغن البتہ میرے پاس موجود ہی ارتقر نے پوچھا وہ روغن اسوقت تمھارے پاس موجود ہی نقش طراز
نے کہا ہان ہمارے پاس روغن تو موجود ہی لیکن ہم جہان شادی مین جاتے ہین اُنکی ایک دختر نہایت سیہ فام
ہی اُنسے وعدہ تھا سو اُنکے واسطے لیے جاتی ہون کہ بدون اس روغن کے اُسکا شوہر اُسکو تکلیفین پہونچاتا ہی
یعنی اُس دختر کے شوہر کا رنگ سفید ہی اپنی جورو سیاہ فام کو ہر ایک طرح کی ایذائین دیتا ہی اور کبھی آئینہ مین
اپنی صورت سے اپنی زوجہ کی صورت ملاتا ہی اور کہتا ہی مجھکو تیری صورت سیاہ ہرگز پسند نہین کبھی رغبت نہ ہوگی
وہ بیچاری اس طعن وتشنیع کا کچھ جواب نہین دیتی اور پہرون رویا کرتی تھی حسب اتفاق ایک روز مین بھی اُسکے
گھر گئی اور اُس مظلومہ کا حال سُنا اور سبب آزردگی شوہر کا پوچھا اُسنے ساری کیفیت شوہر کی مجھسے بیان کی
یہ سُنکے مجھکو اُسکے حال پر نہایت افسوس ہوا اور مین نے وعدہ کیا کہ ابکی بار مین تمھارے گھر آؤنگی تو ایک شے ایسی

نادر الوجود تجھے دونگی کہ شوہر سے زیادہ تمھارا رنگ چہرے کا سفید و براق ہو جائے گا پس یہ وعدہ کر کے رخصت ہوئی چلی آئی ہر چند کہ میرا قصد آج بھی وہان جانے کا نہ تھا لیکن شام کو مجھے اپنے وعدہ کا خیال آیا آخر یہ روغن لیکے اب مین وہان جاتی تھی کہ اثنائے راہ سے تمھارا خدمتگار ہمکو یہان لے آیا ارتقر نے کہا ای نقش طراز ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ اس روغن کا خمیر شاید تمازت آفتاب سے ترتیب دیا ہی نقش طراز نے کہا اسوقت مین چاہتی ہون جس ترکیب سے مین نے اس روغن کا امتحان کیا ہی اسی ترکیب سے تمھارے چہرے پر بھی تھوڑا سا روغن ملون ارتقر کہ نشۂ شراب مین سرشار تھا کہا بسم اللہ اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو اجازت کی کیا حاجت ہی جوہر نے فوراً تھیلی سے وہ روغن ہفت رنگ نکال ارتقر کو ایک مکان خلوت مین لیجا کر جس طرح کہ منظور تھا روغن ارتقر کے چہرہ پر خوب ملدیا اور اسی مالش روغن مین داروے بیہوشی بھی دیدی کہ وہ بیہوش ہو گیا جس وقت کہ ارتقر بیہوش مطلق ہو گیا جوہر پھر محفل مین آیا اور اہل محفل کے سامنے ایسی نغمہ سرائی کی کہ وہ حبشی نہایت خوش ہوئے اور خدمت ساقی گری بھی ابو الحسن کو دی ابو الحسن نے بوقت مینوشی داروے بیہوشی سے تمام محفل کو بے ہوش مطلق کر دیا بعد اسکے جس قدر جواہر اور زر سرخ و سفید ابو الحسن اور محمود سے لیا گیا پشتارہ باندھکر باغ کے باہر ہوئے اور اتفاق سے جس روز یہ روغن قاز ارتقر کے ملا گیا اُسکے صبح کو امیر زادہ سیف الدین کی ملاقات عمران شاہ سے قرار پائی تھی

اب حال امیرزادہ سیف الدین کا معرض بیان مین آتا ہی

کہ جب وہ دلاور دس فرسخ شہر عمرانیہ سے قریب پہونچا ملک عمران شاہ کو اطلاع ہوئی کہ شاہزادہ ملک مغرب و شام یعنی سلطان معز الدین بن اسمعیل بالشکر جرار اس سرحد مین وارد ہوا ہی اور کوہ بوقلمون پر خیمہ زن ہی اور امیرزادہ سیف الدین نامے بعہدۂ رسالت تمھارے پاس ایک سردار کو بھیجا ہی ملک عمران شاہ اس خبر وحشت اثر سے ہوش و حواس باختہ ہو گیا آخر وزیر اعظم یعنے خالد بن علقمہ سے کہا تجھے بھی کچھ خبر ہی کہ یہ شاہزادہ کس قصد سے ہمارے ملک مین وارد ہوا خالد نے کہا ای بادشاہ قریب دو ماہ کے ہوا کہ ایک قاصد محکمات عالیات سے آیا تھا اُسکی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ فوج ظفر موج شاہزادہ عالیجاہ نے محکمات عالیات کو فتح کیا اور شرفیل بن سماعیل اور نعمان بن افغان بادشاہان یہود و نصارا کو شکست فاش دی بلکہ نعمان کو شاہزادہ نے قتل کیا اور شرفیل رزمگاہ سے نہین معلوم کس طرف نکل گیا ہر چند کہ ہیشم بن اخرجیم اور الولح بن التوہم اُن بادشاہون کے سپہ سالار تھے لیکن غازیان اسلام سے مقابلہ نہ کر سکے اب مناسب و صلاح وقت یہ ہی کہ ایلچی شاہزادہ عالی منزلت کو بعزت تمام شہر مین طلب کرو

اور بجز بی تمام دعوت کرو ملک عمران شاہ اس بیان سے وزیر اعظم کے نہایت ہراسان وپریشان ہوا اور
کہا ای دستور المعظم اُسکے استقبال کو کسے بھیجون خالد نے کہا بظاہر میرے سوا اور کوئی ایسا معلوم نہین ہوتا کہ
جو اس خدمت کو اچھی طرح سر انجام کر سکے ملک عمران شاہ نے کہا خیر اب تجھے اختیار ہی جو امر کہ مصلحت وقت دیکھنا
وہ عمل مین لانا کہ ادھر سے امیرزادہ سیف الدین بھی بعد طی مراحل وقطع منازل شہر عمرانیہ سے پانچ فرسخ
قریب خیمہ زن ہوا اُسی روز خالد بن علقمہ وزیر امیرزادہ سیف الدین کے استقبال کے واسطے آیا اور
امیرزادہ کو شہر مین نہایت احترام سے لیگیا یہان محمود خراسانی اور ابوالحسن جوہر بھی آخر شب باغ سے
باہر آگئے اور بہمن کے مکان مین گئے اور ابوالحسن اُسی لباس زنانہ اور تبدیل صورت ووضع سے ملکہ کے محل مین پہونچا حسب اتفاق
ملکہ خالدہ بانو اُسوقت چوکی پر واسطے رفع ضرورت کے گئی تھی اور کچھ عرصہ ہوا ابوالحسن بے تکلف ملکہ کے
پلنگ پر سو رہا جب ملکہ خوابگاہ مین آئی دیکھا کہ کوئی شخص غیر میرے پلنگ پر سوتا ہی وہ سمجھی شاید ابوالحسن
تشریف لائے ہونگے اور پلنگ پر سو رہے ہونگے جس وقت ملکہ نے جوہر کے مُنھ سے چادر کو اُٹھایا شمع کی روشنی
مین بجائے ابوالحسن ایک عورت نہایت حسین وخوبصورت نازنین زہرہ جبین کو پلنگ پر سوتے پایا ہر چند کہ
ملکہ خلدانہ بھی صاحب حسن وجمال نہایت شکیلہ تھی لیکن اس نازنین کو دیکھ کے ہوش جاتے رہے اور اُس
صورت زیبا پر بدل وجان عاشق وفریفتہ ہوگئی اور دل مین یہ خیال کیا کہ شاید ابوالحسن اس نازنین مہ جبین کو
اس نظر سے میرے مکان مین لے آیا ہی کہ اسے دیکھو اور اپنے حسن وجمال پہ غرور نہ کرو اگر مین چاہون تو تجھسے
بہتر اور خوبصورت نازنین صاحب حسن وجمال لا سکتا ہون ای خلدانہ جب یہ ابوالحسن کو خیال ہوا تو انجام
اسکا بجز بُرائی کے نظر نہین آتا ہر چند کہ ابوالحسن سلطان اسمٰعیل کا تعلیم یافتہ ہی لیکن تلون طبعی ونازک خیالی
کا کیا علاج ہو سکتا ہی ابھی مجھ سے عقد نہین ہوا اور نہ نوبت وصال آئی اور اُسنے دوسرے سے دل لگی شروع
کردی یقین تو یہی ہی کہ جس طرح مجکو ایک مرتبہ غار مین لیگیا تھا اُسی طرح اس بیچاری کو بھی یہان صرف
لایا ہوگا اس عرصہ مین دایہ ملکہ کی آئی اور اُسنے جو ملکہ کو متحیر ومتعجب دیکھا کہا قربانت شوم مین تمکو اسوقت
تشویش مین پاتی ہون مزاج عالی کیسا ہی ملکہ نے کہا کیا بیان کرون میری تشویش کی یہ وجہ ہی پھر ساری
حقیقت حال دایہ سے بیان کی دایہ نے کہا اس خود پسندی کا یہی نتیجہ ہوگا جو کہ پیش آیا بقول اس مصرعہ کے
مصرعہ گندم از گندم بروید جو ز جو حاصل شود ؎ ملکہ نے کہا ای دایہ گمان تمھارا غلط ہی بلکہ ایسا جاننا چاہیے کہ
جوہر نے مجھے نہایت معتمد سمجھا جو اس عورت کو براہ بے تکلفی میرے مکان مین لے آیا وگرنہ کوئی ادنی آدمی بھی
ایسی حرکت خلاف وضع نہین کر سکتا پس جس حالت مین کہ وہ مجھے اپنا دوست صادق سمجھے پھر مین ایک
عورت ادنی کیواسطے اُس سے کبیدہ خاطر ہون علاوہ اسکے مین اُسکی وجہ سے دائرۂ اسلام مین داخل ہوئی

ورنہ ہمیشہ جہنم مین جلتی یہ اُسکا احسان کیا کم ہی مگر معلوم نہین کہ وہ ظالم اس بیچاری کو میرے پلنگ پر ڈال کر کہان غائب ہوگیا دایہ بولی شاید پایخانہ مین گیا ہوگا ادھر ابوالحسن ملکہ اور دایہ کی گفتگو سن رہا تھا اور دل مین ملکہ کے فہم وادراک پر آفرین کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا بعد اسکے ملکہ خلد انہ کو سینہ سے لگا لیا خلد انہ اس حرکت سے یہ سمجھی کہ شاید ابوالحسن نے اس عورت کو یہ سبق پڑھا دیا ہی کہ جو یہ اس طرح مجھ سے پیش آئی مگر ملکہ خلد انہ نے بھی براہ انسانیت اتنا کیا کہ اپنا ہاتھ جوہر کی پشت پر رکھا اور کہا ای خواہر بلبیت

من و تو ہر دو خواجہ تاشایم
بندۂ بارگاہ سلطانیم

پس اب جوہر سے ضبط نہو سکا اور بے اختیار ہنس پڑا ملکہ خلد انہ جوہر کی آواز پہچان کے زیادہ متحیر ہوئی اور کہا ای طاؤس بوقلمون مہر بہ صفت اس حرکت سے کیا مقصود تھا کہ ہمکو ناحق خیالات فاسد مین مبتلا کیا اب سچ سچ کہو کہ اس بہروپیہ پن سے تمکو کیا حاصل تھا ابوالحسن نے ملکہ خلد انہ کے لب نازک کے بوسے لیے اور کہا ای گوہر بحر حسن خوبی مجھے منظور تھا کہ تمھاری مروت و ہمت کو دیکھون الحمد للہ کہ مین نے اپنے خیال سے تمکو بدرجہ زیادہ اور صاحب فہم پایا واہ کیا کہنا ہی مستقل مزاج اتنا تو ہو جس وقت کہ صحبت گرم ہوئی ابوالحسن نے ارتقر کا حال ملکہ خلد انہ سے بیان کیا ملکہ خلد انہ اس واقعہ کو سنکے نہایت ہنسی اور پوچھا کہ اس روغن ہفت رنگ کی کیا خاصیت ہی ابوالحسن نے کہا اس روغن کا نسخہ جناب حکیم فسطاس الحکمت نے عنایت فرمایا تھا کہ جس کو زبان عربی مین دہن الالوان کہتے ہین یہ نسخہ بزور عمل و افسون ساعت کواکب مین تیار ہوتا ہی پھر سوائے اس کام کے جس عورت و یا مرد سے خوش طبعی منظور ہو فوراً ظاہر ہوتا ہی دوسرے اور ایک لطف یہ ہی کہ بروقت مالش روغن کے جس رنگ کو چاہے وہی رنگ ہو جاتا ہی یعنے فلان رنگ کا چہرہ ہو جائے و یا جس رنگ کا خط پیشانی پر کھینچیے وہ گویا نوشتۂ تقدیر ہو جائیگا اسیواسطے جس کواکب کی ساعت مین روغن ملایا جائیگا اُسی کواکب کا رنگ ضرور پیدا ہوگا خلد انہ نے کہا کواکب کا رنگ کیونکر معلوم ہوتا ہی جوہر نے یہ رباعی پڑھ کے سنا دی یعنے رباعی

زحل سیاہ بود صندلی بود برجیس
برنگ لعل بود گونہ سرخ رنگ بہرام
چو آفتاب بود زرد زہرہ ہست سفید
کبود رنگ عطارد قمر زمرد فام

خلد انہ نے کہا خیر اب یہ بتاؤ کہ تمنے ارتقر کو کیونکر آراستہ کیا ابوالحسن نے کہا مین نے اُسکی پیشانی کا رنگ سپید کیا ہی اور اُسمین اس مصرعہ کو جلی سیاہی سے لکھدیا مصرعہ ارتقر مسخرہ کیست بامین رسوائی ہا اور رنگ داہنے رخسارے کا زرد ہی اور بائین رخسارے کا کبود اور زنخ تمام سبز ہی داڑھی آدھی زرد آدھی سرخ اور سوا اسکے داہنے رخسارے پر تصویر زن حبشیہ رقص کنان بنائی ہی اور بائین رخسارے پر ایک جوڑا کتے کا بنایا ہی خلد انہ نے کہا اگر وہ صبح کو آئینہ مین اپنی صورت دیکھ لیگا تو دربار مین بادشاہ کے کیونکر آئیگا

اور جب تک وہ یعنی ارتقر اُس ہیئت سے دربار مین نہ آئیگا تو تمھاری ساری کارستانی برباد ہو جائیگی
جوہر نے کہا یہ ممکن نہین کہ وہ نہ آوے اسواسطے کہ جب صبح کو وہ صورت اپنی آئینہ مین دیکھیگا تو ایسی خوش رنگ
اور براق صورت معلوم ہوگی کہ ہوش بجا نہ رہینگے اور حد سے زیادہ خوش ہوگا لیکن جس وقت کہ دربار مین
امیرزادہ سیف الدین سے ملاقات ہوگی اور امیر اُسکا خط پیشانی کا دیکھین گے اُسوقت البتہ نوشتۂ تقدیر
اُسکا ظاہر ہوگا خلداللہ نے کہا یقین تو ہی کہ ارتقر کو نہایت ذلت و شرمندگی حاصل ہو اور عجب نہین کہ وہ
اپنے کو ہلاک کر ڈالے کہ مقتضاے غیرت یہی ہی ابوالحسن نے کہا اے راحت و آرام جان عجیب تکلف کی یہ بات
ہی کہ جب نوشتۂ پیشانی ارتقر ظاہر ہوگا اور مصاحب بھی اُسکے اُس تحریر کو دیکھینگے سب پر ایک حالت وجد کی
طاری ہوگی اور اُسی حالت وجد مین بآواز بلند اُسی مصرعہ کو جو اُسکی پیشانی پر ہی بآواز بلند پڑھینگے اور بار بار
وہی مصرعہ پڑھے جاینگے خلداللہ نے کہا اس مدہوشی کی کیا وجہ ہی ابوالحسن نے کہا یہ اثر اُن چند شعرون کا ہی
کہ جو مین نے زبان حبشی مین زہرہ کی ساعت مین ارتقر کے مصاحبون کو سُنائے ہین ملکہ نے کہا واقعی یہ روغن
عجیب و غریب خواص رکھتا ہی غرض صبح کو ابوالحسن ملکہ کے پاس سے بہمن کے مکان مین آیا وہ صحبت برخاست
ہوئی اور جوہر نے بعد اداے نماز صبح اُس روغن کو دھویا اور پوشاک تبدیل کرکے بہمن و محمود خراسانی کو
ساتھ لیکے دیوان شاہی مین گیا تاکہ امیرزادہ سیف الدین کی سفارت کا تماشا دیکھین ادھر ارتقر خواب مرگ
سے جاگا اور مصاحبین بھی ہوش مین آئے ارتقر نے مصاحبون سے پوچھا وہ نازنین نقش طراز کہان ہی وہ سب
بولے وہ چلی گئی ارتقر بولا تم اُسے جلد تلاش کرو ملازمان ارتقر نے ہرچند اُس نازنین کو تلاش کیا جب کہین
نشان نقش طراز کا نہ پایا ارتقر سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ وہ نازنین بخوف وزیر اعظم اُسی وقت چلی گئی اس اثنا مین
اُس خدمتگار نے جو نقش طراز کو باغ مین لایا تھا ارتقر کی صورت کو نہایت سپید اور براق دیکھا اور آئینہ ارتقر
کے ہاتھ مین دیا اور کہا اے پہلوان آپ اس آئینہ مین صورت کو ملاحظہ فرمائیے کہ سواے اُس عیش کے جو کہ
نقش طراز کے ساتھ شب کو میسر آیا یہ دولت کیسی آپ نے پائی ہی یہ روغن نوادرات زمانہ سریع التاثیر جو تمھارے
چہرہ پر ملا گیا اسکے آگے ملک دولت کی کیا حقیقت ہی پس اب مین حضور سے مستحق انعام کا ہون غلام کو غلام
کے حوصلہ سے زیادہ انعام ملنا چاہیے ارتقر نے آئینہ مین وہ حسن و جمال اور صفائی رنگ اپنے چہرہ کا دیکھا
نزدیک تھا کہ خوشی سے شادی مرگ ہو جائے آخر اُس ملازم کو بہت انعام دیا بعد اسکے مصاحبون سے کہا
آج دربار مین جو یہ حسن میرا حمران شاہ دیکھے گا اور پوچھے گا کہ یہ تبدیل صورت تمھاری کس طرح ہوئی تو
مین کیا جواب دونگا مصاحب بولے کہ سوا تمھارے اور کون جواب اس سوال کا دے سکتا ہی ہم اس اسرار سے
کیا واقف کہ یہ کیا اسرار ہی ارتقر نے کہا مین نے بجاے خود ایک جواب سوچا ہی لیکن اس وقت بیان نہ کرونگا

کسواسطے کہ ابھی سے بیان کرنے مین وہ لطف باقی نہ رہیگا جو کہ اُسوقت ہوگا ہان عمران شاہ کے سامنے اظہار کرونگا کہ اس عرصہ مین ایک مصاحب داد و فریاد کرتا ہوا آیا کہ شب کو میرا نقد وجنس سارا اسباب گم ہوگیا اور اسی وقت ارتقر کا ملازم بھی آیا اور کہا جواہر جس قدر کہ ہمراہ آیا تھا وہ سب نہین معلوم کہ کون لیگیا ارتقر نے کہا آخر کون لیگیا بتلاؤ سب ملازم تو یہیم قسم کھاتے ہین کہ ہمکو خبر نہین مگر قیاسًا کہتے ہین کہ شاید نقش طراز لے گئی ارتقر نے کہا اگر نقش طراز لے گئی تو مین نے اُسکو بدل وجان بخشا کسواسطے کہ یہ دولت حسن کہ جو نقش طراز کی بدولت مجھے حاصل ہوئی ہے اگر اسکے عوض ایک ملک کا خراج بھی دیتا تو ممکن نہوتی الغرض ارتقر نے تبدیل لباس کیا اور سلاح پہلوانی جسم پر سجے اور مصاحبون کو ساتھ لیکے روانہ دربار ہوا اور راہ مین کہتا تھا یہ روغن خوب وقت پر کام آیا یعنے آج اہل اسلام کے ایلچی سے مقابلہ ہے وہ بھی دربار مین آئیگا مگر اثناے راہ مین ارتقر خود تماشا ہوگیا کیا شہری اور کیا بازاری سب ارتقر کی صورت دیکھتے تھے مخبرون نے عمران شاہ کو بھی اس امر کی اطلاع دی کہ آج ارتقر فیل گوش عجب حسن وجمال سے دربار مین آتا ہے اس عرصہ مین ارتقر دیوان عام مین پہونچا عمران شاہ نے بھی صورت ارتقر کی دیکھی مطلق نہ پہچانا امرایان دربار نے کہا حضور یہ ارتقر فیل گوش پہلوان ہے بادشاہ نے کہا اے پہلوان اس اپنے جمال تازہ کی کیفیت ہمارے روبرو بیان کرو ارتقر نے کہا اے شہریار عالی وقار کل شب کو ایک عورت طوائفین سے میرے پاس آئی تھی اُسنے بوقت صحبت میری صورت سیاہ سے نفرت کی اور اُسکا تنفر کرنا مجھے نہایت ناگوار گذرا پس اُسی رنج وصدمہ مین مین سوگیا عالم خواب مین کیا دیکھا کہ ایک صحراے لق ودق ہے وہان نہ انسان ہے نہ حیوان پس مین اُس صحرا مین تن تنہا حیران وپریشان سرگردان ہون کہ ناگاہ ایک خر نہایت زبردست وتیار میرے پاس آیا اور اُسنے مجھے زمین پر گرادیا اور میرے بدن کو از سر تا پا چاٹنا شروع کیا مین اُسکی اس حرکت سے نہایت متحیر ہوا کہ یہ خر نا شخص عجب حرکت مجھسے کررہا ہے دیکھیے اسکے ہاتھ سے نجات کس طرح ملتی ہے اس اثنا مین ایک آواز غیب سے آئی کہ اے ارتقر خوش ہو کہ خر عیسے نے تیری حیثیت تبدیل کردی جسوقت میری آنکھ کھلی اور آئینہ مین صورت دیکھی تو واقعی نہایت حسین مجھے اپنی صورت نظر آئی کہ مین خود ہی اپنی صورت پر عاشق ہوگیا اہل دربار عمران شاہ نے جو یہ بیان بے سروپا سُنا تمام لباس ارتقر کا پُرزے پُرزے کرڈالا اور ہر ایک شخص نے بطور تبرک آپس مین تقسیم کرلیا مصاحبین ارتقر نے اسکو اس دروغ پر تحسین وآفرین کی ارتقر نے عمران شاہ سے لباس نو پہننے کی اجازت لی اہل دربار نے کہا کچھ ضرورت نہین آپکا برہنہ تشریف رکھنا مناسب ہے اسواسطے کہ اب ایلچی اہل اسلام آتا ہے ہم اُسکے سامنے تمھارے اس معجزہ کا اظہار کرینگے شاید کہ اس حدیث سے وہ بھی ہمارے دین کی طرف مائل ہوجائے اس بات کو سرداران ارتقر نے بھی پسند کیا اس عرصہ مین امیر زادہ سیف الدین بھی خالد بن علقمہ کے ساتھ دربار مین تشریف لایا اور بطور اسلام سلام کیا لیکن بجنسہ

ابوالحسن اور محمود خراسانی اور بہمن کے کسی نے جواب نہ دیا عمران شاہ نے خود ایک کرسی زرنگار واسطے
بیٹھنے کے دی امیرزادہ کرسی پر بیٹھا امیرزادہ نے خود بغور ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ ایک شخص کوتاہ قد عجیب الخلقت
لباس پرزے پرزے ایک طرف کمال عزت سے کرسی پر بیٹھا ہے امیرزادہ کمال متحیر ہوا اور دل مین کہا یہ مرد
عجیب الخلقت کون شخص ہے بعد اسکے ملک عمران شاہ نے امیرزادہ سے کہا اے دلاور دوران و بہادر زمانہ
آپ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس کاشانہ تاریک کو روشن و منور کیا لیکن اسقدر تکلیف کا کیا باعث ہے
اسکا بیان کرنا ضرور ہے امیرزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ شاہزادۂ عالی جاہ سلطان ذی شان و عالم پناہ نور دیدۂ روزگار
روشن کن چشم اولو الابصار طرۂ دستار افسری و سروری درۃ التاج فلک نیلوفری شہریار گردون وقار صاحب
شوکت و حشمت زینت دہ تخت و دیہیم یعنی شاہزادہ معز الدین ابو تمیم بن سلطان اسمعیل نے تمکو ایک نامہ لکھا ہے
اور مجھے بطور ایلچی گری اسطرف روانہ کیا ہے امیرزادہ سیف الدین کے اس بیان فصاحت عنوان سے تمامی
اہل دربار امیرزادہ کی صورت دیکھنے لگے ملک عمران شاہ نے کہا اے دلاور اس نامۂ عالی کو ہمارے منشی کے
حوالے کیجیے امیرزادہ نے کہا اس نامۂ عظامی کی یہ قدر و منزلت نہین کہ تمھارے منشی کو دیا جائے ملک عمران شاہ نے
کہا وزیر اعظم کو دیجیے امیرزادہ نے فرمایا جبکہ تمھاری سلطنت ہمارے بادشاہ کی وزارت سے ہم پلہ نہین ہے پھر کس
صورت سے نامہ وزیر کو دیا جائے عمران شاہ نے کہا خیر مجھی کو مرحمت فرمائیے امیرزادہ نے فرمایا بادشاہون کے
نامون کا جو دستور ہے یعنی تصدق و نثار زر و جواہر لازم ہوتا ہے جب تک وہ رسم قدیم ادا نہوگی کیونکر نامہ ملیگا الغرض
عمران شاہ نے چند خوان زر سرخ نامہ پر سے نثار کیے امیرزادہ نے فرمایا کہ اب تعظیم کے ساتھ نامہ لیجیے عمران شاہ
بمشورۂ وزیر اعظم تعظیم نامہ بجا لایا اور نامہ امیرزادہ سے لیکر پڑھا جس وقت مضامین نامہ سے آگاہ ہوا یعنے
در باب نسبت ملکہ خلد آنہ کے جو مرقوم تھا نظر سے گذرا ملک عمران شاہ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا بعد دیر کے وہ
نامہ وزیر اعظم کو دیا اور کہا اے خداوندا اب بلا پر بلا نازل ہوئی ان مضمون سے کسی طرح جان و آبرو کو نجات معلوم
نہین ہوتی عجیب و غریب بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوا ہون کہ صورت مفر نظر نہین آتی اب ایک طرف ارتقر ایلچی
نجاشی کا دوسرے شاہزادہ معز الدین نے بھی اپنے نامہ مین یہی مضمون لکھا ہے اب مین خود حیران ہون کہ
طرفین کے ایلچیون کو کیا جواب دون ارتقر نے جو ملک عمران شاہ کو متردد دیکھا وہ نامہ ہاتھ سے ملک عمران شاہ
کے لے لیا ہرچند کہ مرضی عمران شاہ کی نہ تھی کہ ارتقر کو راز نامہ سے آگاہ کرے جب ارتقر مضمون نامہ سے
بخوبی واقف ہوا امیرزادہ سیف الدین سے کہا اے نامہ آور مغرور کیا تمھارے طریق و ملت مین یہ طریقہ
جاری ہے کہ ایک شخص کے نامزد کو دوسرا پیام نسبت بھیجے شاید تمھارا بادشاہ اس نازنین کی نامزدی سے
آگاہ نہین ہے آگاہ ہو کہ نجاشی ملک حبش کا بادشاہ ہے اُسکے فرزند کی یہ نامزد ہے اسکا پیام نسبت بھیجنا گویا اپنا

ہاتھ سے اپنا خون کرتا ہی امیرزادہ نے جو ارتقر کو دیکھا اسکی صورت بوالعجب نظر آئی یعنے پیشانی سفید ایک رخسارہ نیلا دوسرا زرد اور بخط جلی اُس سفیدی پیشانی پر کچھ عبارت تحریر ہی جب امیرزادہ نے بغور ملاحظہ کیا تو یہ مصرعہ لکھا تھا مصرعہ ارتقر مسخرہ کیست باین رسوائی ۞ اس عرصہ مین اسکے مصاحب خصوص ہیرد قربن ارتقر نے بھی ارتقر کی شکل دیکھی اور بے اختیار اپنی جا کھڑا ہوا اور غل مچا مچا کر اس مصرعہ کو پڑھنا شروع کیا مصرعہ ارتقر مسخرہ کیست باین رسوائی ۞ اس حرکت سے تمام حاضرین دربار کو بشدت ہنسی آئی کہ بعض تو ہنستے ہنستے غش کر گئے ہرچند کہ ارتقر اُن حبشیون کو منع کرتا تھا اور پوچھتا تھا ای مردودو بیان تو کرو کہ یک بیک تمکو کیا ہو گیا کہ تم دیوانے و مجنون ہو گئے ہو وہ حبشی ارتقر کی بات کا کچھ جواب نہ دیتے تھے اور تالیان بجاتے تھے اور شور کرتے تھے اور اُسی مصرعہ کو تال و سر سے پڑھتے جاتے تھے لیکن یہ حرکت وہی کرتے تھے جو کہ اُس شب کو شریک محفل تھے اور باقی سب عالم سکوت مین خاموش کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے بلکہ اور جو خلقت اس شور و غل کو سنکے دیوان تمام مین آگئی تھی بیان حبشیون کا سنکے مارے ہنسی کے بیتاب ہوئی جاتی تھی اور ادھر ابوالحسن اور محمود اور بہمن کا بھی مارے ہنسی کے عجیب حال تھا جب عمران شاہ سے ہنسی ضبط نہو سکی ناچار اندر محل کے چلا گیا اور وزیر اعظم سے کہا جلد جاؤ خبردار ایلچی اہل اسلام کو کسی شی کی تکلیف نہونے پاوے اس عرصہ مین ارتقر بھی اُسی کیفیت مین دیوان تمام سے باہر آیا اور وہ چودہ نفر حبشی باہم باتفاق اُسی مصرعہ کو پڑھتے ہوئے اور ناچتے ہوئے ہمراہ تھے اور بازاری لوگ ارتقر کی صورت دیکھکے بے اختیار ہنستے تھے اس اثنا مین ارتقر نے اپنے ساتھیون سے کہا ای خانہ خرابو آخر مجھ سے بھی تو کہو کہ یہ کیا معاملہ ہی جو تمھارا یہ حال ہی آخر اُنھون نے آئینہ ارتقر کے سامنے کیا اور کہا تم خود اپنی صورت دیکھ لو ہمسے بار بار کیون پوچھتے ہو ارتقر نے آئینہ مین جو صورت دیکھی فوراً گھوڑے سے اُتر کے خود بھی حبشیون کے ساتھ ناچنے لگا اور وہی مصرعہ پڑھنے لگا مصرعہ ارتقر مسخرہ کیست باین رسوائی ۞ وہ روز پنجشنبہ تھا اور ساعت چہارم پنجشنبہ کہ وہ ساعت زہرہ سے تعلق رکھتی ہی جب تک کہ وہ ساعت رہی وہ حبشی مع ارتقر اسی حال وبال مین گرفتار رہے بعد اسکے وہ تمام حبشی زمین پر گر کے بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے یہ حال ہوا کہ جسطرح کوئی شخص بیہوش سوتا ہو اور جاگ پڑا ہو ارتقر اُسی حال مین باغ کے اندر آیا اور ہیرد قر اپنے فرزند رشید سے کہا او ہادر بخطا یہ تو نے کیا حرکت بیہودہ کی تھی کہ ہماری سمجھ مین نہین آئی اور باقی تمام حبشیون کو باندھکر مارے زیر بندون کے بیدم کر دیا وہ بیچارے قسمین کھاتے تھے کہ حاشا ہم اس معرکہ سے آگاہ نہین ہین مگر وہ ایک نہ سنتا تھا آخر ارتقر نے مصاحبون کی منت و سماجت سے ہیرد قر اپنے فرزند کی خطا کو معاف کر دیا لیکن اُن حبشیون کو حکم دیا کہ سبکو قتل کرو اتفاق سے ایک حبشی اُنہین صاحب فہم بھی تھا اُسنے ارتقر سے دست بستہ عرض کیا ای پہلوان تم ہی اپنی جگہ پر غور فرماؤ کہ یہ بیچارے محض بے قصور ہین اور قسمین شدید کھاتے ہین کہ ہمکو اس امر کی خبر بھی نہین ہی

خدا جانے یہ اسرار کیا تھا دوسرے کوئی ملازم اپنے آقا کی ذلت چاہتا ہی نہ یہ کہ فرزند باپ کی ذلت چاہے یہ سراسر خلاف عقل ہی ہرگز قیاس قبول نہین کرتا ہمارے نزدیک یہ تمھاری دروغ گوئی کی سزا ملی جو تمنے پیغمبر کے مرکب کی نسبت ایک داستان سراسر دروغ بیان کی اب اسکا علاج یہ ہی کہ تم اس اپنے فعل بد سے توبہ کرو ورنہ یقین ہی کہ اور کوئی بلاے تازہ تم پر نازل ہو ارتقر فہمایش سے اس مرد فہمیدہ کی اُن بیگنا ہون کے قصور سے درگذرا جب شام ہوئی افسران لشکر سے کہا کہ آج رات کو مین مسلمان کے لشکر پر شبخون مارونگا کسواسطے کہ ایلچی اہل اسلام کے روبرو مجکو بڑی ذلت ہوئی اب اسکی تلافی بجز قتل کرنے اُس ایلچی کے اور کچھ نہین ہی قضارا اُسوقت محمود وخنجر اسائی بہ تبدیل ہیئت اُس جگہ موجود تھا جو ہین یہ لفظ شبخون سُنی فوراً اُسیوقت ابو الحسن کو اس قصد سے ارتقر کے اطلاع دی جوہر بجبر دسُننے اس خبر کے امیرزادہ سیف الدین کے پاس آیا اور حبشیان روسیاہ کے قصد سے امیرزادہ کو آگاہ کیا اور کہا ای برادر سیف الدین اب مصلحت وقت یہ ہی کہ تم اپنے لشکر کے خیمہ وخرگاہ بالکل خالی کردو اور خود ایک سمت چلے جاؤ اور تمام چراغ لشکر کے بجھا دو پس جس وقت کہ وہ روسیاہ خالی خیموں پر شبخون مارینگے تم چار طرف سے اُن پر حملہ کر دینا انشاء اللہ الرحمن گھیر کر اُن نابکارون کو مار لینگے مگر افسوس یہ ہی کہ لشکر غنیم وزی اثر یہان سے ایسا دور ہی کہ ناچار کر دیا ہی امیرزادہ نے کہا انشاء اللہ ذوالجلال شامل حال ہو تاکافی ہی تم کسی طرح کا اندیشہ نہ فرماؤ جو کہ پیش آئیگا دیکھا جائیگا آخر امیرزادہ نے سرداران لشکر کو اُسی وقت طلب کیا اور ابو الحسن جوہر کے حکم سے سب کو آگاہ کر دیا اور خوب سمجھا دیا جس وقت نصف شب گذری ارتقر نے ہزار سوار جرار کی جمعیت سے امیرزادہ کے لشکر پر شبخون مارا ادھر تو خیمہ ہاے خالی پر بلا سے بیدرمان وکالی آندھی کیطرح وہ گرے اور ادھر چارون طرف سے سرداران امیر بآواز بلند مارنا اور پکڑنا کہتے ہوئے دوڑ پڑے اور فراشون نے امیرزادہ کے یہ کار نمایان کیا تھا کہ خیمون کی طنابون کی رسیان اسطرح لگائی تھین کہ مثل دام کے ہو گیا تھا یعنی فوج غنیم کے گھوڑے اُن طنابون مین ایسے اُلجھ اُلجھ کے گرے کہ سوار نیچے اور گھوڑے اوپر اور ایک طرفہ معاملہ یہ کیا تھا کہ جس قدر گھوڑے دنگئی اور حرامزادے و دندان گیر تھے اُنکو کھولدیا اور وہ دوڑے اور ایک ہنگامہ اور شور وغل برپا ہوا اور غنیم کے گھوڑون پر جا پڑے سوارون کو گرا دیا ادھر سائیس لاٹھیان لے لے کے گرد ہوئے اور جا بجا بڑی بڑی میخہاے آہنی میدان مین گڑی ہوئی تھین اُسمین بھی گھوڑے اُلجھ کر گرے اور سائیسون کے ساتھ عیار شاطر موجود تھے جو گرا اُسکو باندھ لیا غرض کہ اُسوقت عجیب وغریب معاملہ و معرکہ جنگ وپیکار گرم ہوا کہ کسی کو اپنی جان ومال کی خبر نہ رہی اس عرصہ مین امیرزادہ سیف الدین نے بھی پانچ سو سوار جرار آتش بار کی جمعیت سے لشکر حبشیون پر حملہ کیا اور نیزون کی بوچھار پر رکھ لیا بعد اسکے تلوار آبدار میان انتقام سے کھینچکر جس طرح کہ بجلی سیاہی شب مین گرتی ہی اُسی طرح ان حبشیان روسیاہ پر گرے معاذ اللہ اُسوقت سے

دو دیدند بیجانب یکدگر
یکے بادم تیغ گردن برید
بگرز و سنان و بہ تیغ و تبر
یکے با سنان جسم جوشن درید
یکے گفت بخروش و مردانہ باش
برون شد ز اندازہ بیدادہا
یکے گفت گیر و یکے گفت ہان
یکے گفت خاموش و فرزانہ باش
بعیوق پیچید فریادہا
بگردون بر آمد فغان یلان

القصہ دلاوران تہور شعار و جوانان دین و پہلوانان نصرت قرین نے اُن سیاہان سیہ قالب کو ایسا قتل کیا کہ تمام میدان کارزار خون سیاہ حبشیان سے لالہ زار ہو گیا علاوہ اسکے اُس تاریکی شب مین اپنے اور بیگانہ کا حال معلوم نہوتا تھا لہذا فوج دشمن آپسمین بہت تلف ہوئی ؎

روز دیگر کین جہان پر غرور
یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آمد باین زرین سپر
زنگی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو امیرزادہ سیف الدین نے دیکھا حریف یعنی ارتقر باشمشیر بران جس طرف حملہ کرتا ہی فوج کو پریشان کر دیتا ہی امیرزادہ نے ایک نعرہ مردانہ اس زور سے مارا کہ تمام میدان رزم گونج گیا اور کہا او حبشی مردار خوار ہوشیار ہو کہ ہم آپہونچے اب تیری مرگ سر پہ کھیل رہی ہی ارتقر نے جو امیرزادہ کی آواز سنی اور حسن چہرۂ مبارک پہ نظر پڑی یہ بھی بآواز مہیب للکارا کہ ای خیرہ سر تو ہی ایلچی مسلمانان ہی جسکی شومی قدم سے مجھے ایسی ذلت و خفت نصیب ہوئی یہ کہا اور وہین تیغ خون ریز ڈول کر امیرزادہ کے سر پہ لگائی ہر چند کہ امیرزادہ نے وہ ضرب سخت سپر فولادی پہ روکی تاہم وہ تیغ بید ریغ خود کو کاٹکر چار انگشت کا سنہ سر مین در آئی اور ایک جیا درخشان سے جاری ہوئی اُس دلاور دوران و بہادر زمان نے کچھ زخم سر کا خیال نہ کیا اور تلوار نیام انتقام سے لی اور کہا او کندۂ ناتراش ہوشیار باش یہ کہکے اس قوت سے اُس نابکار کی کمر پہ لگائی کہ ارتقر کے دو ٹکڑے برابر ہو گئے ہر وقر بن ارتقر بحال پریشان ہزیمت خوردہ لاش پدر مقتول کو لیکے مع بقیہ لشکر کے بھاگا یہان غازیان دین نے تکبیرین کہین اور نقارۂ شادمانی بجنے لگے اور تمام مال و اسباب حبشیون کا جو کچھ کہ ابوالحسن جوہر کے ہاتھ سے باقی رہگیا تھا وہ سب اہل لشکر نے غارت کیا امیرزادہ نے گرد باغ ملکہ خلد آسا کے لشکر ظفر پیکر کے اُترنے کا حکم دیا اور خود باغ مین فروکش ہوا جس وقت کہ خبر قتل ارتقر اور بھاگنا ہر وقر کا مع لشکر ملک عمران شاہ کے گوش زد ہوا خالد وزیر اعظم کو بلا کر کہا قیامت کی بات ہی بڑا غضب ہوا خدا جانے کہ انجام اس آغاز کا کیا ہوگا اگر نجاشی نے بانتقام خون اپنے ایلچی کے ہمارے ملک پر فوج کشی کی تو ہم اس قلیل فوج سے اُسکا مقابلہ کسطرح کرینگے خالد بن علقمہ نے کہا ای شہریار نجاشی کا یہان تک پہونچنا اور فوج کا فراہم کرنا کیا سہل ہی کم سے کم اس اس امر کو دو ماہ کا عرصہ ہوگا تم بالفعل اس دشمن بزرگ کا علاج کرو جو کہ تمہاری سرحد مین نازل ہی حالانکہ اسی قدر مساق ارتقر کی تقصیر تھی کہ اُسنے ناحق و بلا سبب لشکر اسلام پر شبخون مارا اور مگر نہ مسلمان ہمیشہ سستی نہین کرتے ملک عمران شاہ نے کہا خیر جو گذر گیا اُسکو نہ پوچھو لیکن جو کہ اب ہونیوالا ہی اُسکی تدبیر بتاؤ یعنی اب شاہزادہ معز الدین سے

جنگ و صلح کے باب مین کیا مشورہ دیتے ہو خالد نے کہا اے شہریار عالی وقار مقابلہ کرنا نجاشی سے آسان تر
ہے لیکن ان مسلمانون سے لڑنا محض جان و مال و ملک و آبرو کا خاک مین ملانا ہے آپ بھی غور فرمائیے کہ کل
پچاس ہزار سوار و پیادے شاہزادے عالیجاہ کے ہمراہ رکاب ہین اور لشکر تمھارا قریب دس ہزار سوار کے
ہوگا سواے اسکے وہ وہ بہادر لشکر اسلام مین ہین کہ جنکی شمشیر کشورگیر سے ہیثم بن اخزجہ اور ثعبان بن افغان
قتل ہوے اور الواح بن التوم زندہ گرفتار ہے بلکہ وہ تو مسلمان بھی ہوگیا اور ایک انھین سے امیرزادہ اُسی لشکر
ظفر پیکر کا بعہدہ رسالت تمھارے پاس آیا ہے اور تمنے بچشم خود دیکھ لیا کہ اُس ایلچی نے کس فصاحت و بلاغت سے
دربار مین گفتگو کی اور معرکہ جنگ مین ارتقش سے پہلوان کو ایک ضرب تیغ آبدار سے دو ٹکڑے کیا پس جس لشکر ظفر پیکر
کے بچے کہ ابھی سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایسی قوت و ضرب رکھتے ہون اُن سے مقابلہ کرنا کیا سہل ہے محض اپنا خون کرنا ہے
ملک عمران شاہ تا دیر دریاے فکر مین غوطہ زن رہا بعد اسکے کہا خیر ہم خوب سمجھے کہ تمھاری راے جنگ کی نہین ہے
اچھا پھر کیا تدبیر ہے خالد نے کہا بجز اطاعت اور فرمانبرداری کے اور کوئی تدبیر غلام کی راے مین نہین آتی ملک
عمران شاہ نے کہا اطاعت مین دو امر ہین اول مسلمان ہونا دوسرے ملکہ خلیدانہ کا عقد کر دینا گویا مذہب اجدادی کا
ترک ہونا ہے اور عقد کر دینے مین ملکہ کے یہ البتہ صورت پیدا ہوگی کہ شاہزادہ معزالدین بعد ختم ہونے تقریب
نکاح کے اپنے ملک کو روانہ ہوجائینگے پھر کیا معلوم کہ کس طرح نجاشی ہمسے پیش آوے بلکہ ہماری یہ راے ہے کہ
کچھ نقد و جنس بطور تحفہ کے شاہزادہ کو دو اور اس بلاے ناگہانی کو سر سے ٹالو خالد نے کہا اگر یہ بلا اسی طرح
ٹل جاے تو اُس سے بہتر کیا ہے آپ یہی مضمون نامہ کے جواب مین لکھیے آیندہ قبول کرنے نہ کرنے کا اُنھین اختیار ہے
الغرض ملک عمران شاہ نے جواب نامہ یہ لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت رسول مقبول یزدان خصوص عیسی بن مریم علیہ السلام
کے شہریار ذوالاقتدار فلک شوکت مریخ صولت کیوان رفعت عطارد فطرت کوکب برج شہریاری گوہر بحر کامگاری
رونق تاج افسری خاتم نگین سروری مسند آراے تخت شاہنشاہی شاہزادہ معزالدین کو واضح ہو کہ نامہ عطا
آپکا مع امیرزادہ سیف الدین اس مضمون کا آیا کہ دین اسلام قبول کرو دوم نسبت ملکہ کی منظور کرو ان دو
امرون کا جواب جس طرح سے واقعی امر ہے بے کم و کاست لکھا جاتا ہے امید کہ بنظر انصاف ملاحظہ فرماکر جواب اس کا
عنایت فرمایا جاوے اور ہماری عاجزی اور مجبوری پر غور فرماکے جواب سے سرفراز فرمایا جاوے وہ جواب یہ ہے
آگاہ ہو کہ یہ امر مذہبی اسقدر سخت و دشوار ہے کہ شرح اُسکی نہین کیجاتی یعنے دین آبائی کہ پشت در پشت سے
اسی طرح چلا آتا ہے کس طرح ترک کیا جاے دوسرے ملکہ کی نسبت مین یہ امر ظاہر ہے کہ ہمنے قبل آنے اس نامہ کے
ملکہ کو مسرور بن نجاشی بادشاہ حبش کے ساتھ منسوب کیا ہے اور جو شاید مین جبراً عقد مصلحتاً اُسکا تمھارے برادر خ
سے کر دون تو یقین ہے کہ نجاشی ہمارے ملک کو تاراج کر دے اسواسطے کہ ہمکو اُس سے کسی طرح قدرت مقابلہ نہین

ں و السلام الغرض عمران شاہ نے جواب نامہ طیفور نیزہ باز کے ہاتھ کہ وہ بھی ارکان سلطنت سے تھا
ہزادہ کی خدمت مین روانہ کیا اور حال شرارت و نامردی ارتقر کا بھی اور قتل ہونا ارتقر کا امیرزادۂ
یف الدین کے ہاتھ سے نامہ مین بہ تفصیل لکھدیا جسوقت طیفور لشکر ظفر پیکر مین پہونچا شاہزادہ کو خبر ہوئی
طیفور نیزہ باز ایلچی عمران شاہ کا جواب نامہ لایا ہی شاہزادہ نے اُسکو طلب کیا جسوقت کہ طیفور
سب طلب بارگاہ معلے مین حاضر ہوا اور عظمت و شان و رعب و دبدبہ و جلال شاہزادہ کا دیکھا ہوش
اڑ گیے دل مین کہا عمران شاہ کی تو کیا حقیقت ہی نجاشی بادشاہ کی بھی یہ قدرت و مجال نہین ہی کہ جو آنکھ
سکے مقابلہ تو شئ دیگر ہی غرض جب وہ جواب نامہ شہزادہ کی نظر مبارک سے گذرا طیفور سے فرمایا کہ ملک
ان شاہ کو ہماری طرف سے زبانی یہ جواب دینا کہ ہم فقط عقد ملکہ خلد انہ کے واسطے ادہر آئے ہین اگر
ہ اپنی سلامتی جان و تحفظ رعایا منظور ہی تو حسب نوشتہ ہمارے عمل مین لاؤ ورنہ ما بدولت کو وہین پہونچا جانو
ر اُسی نامہ آور کے سامنے داروغۂ فراشخانہ کو بلا کے حکم دیا کہ کل پیش خیمہ ہمارا ملک عمرانیہ کی طرف روانہ ہو
ہم جمعۂ آیندہ کو انشاء اللہ الرحمن روانہ ہونگے اور نماز جمعہ قریب ملک عمرانیہ کے ادا کرینگے بعد اُسکے
یفور کو ایک خلعت پر زر مرحمت فرمایا اور باعزاز تمام رخصت کیا طیفور دعا و ثنا کرتا ہوا ملک عمرانیہ کو
انہ ہوا اور پیغام شاہزادہ کا ملک عمران شاہ کو دیا عمران شاہ نے کہا خیر ہر چہ بادا باد ہم بھی جہانتک
سکیگا بجنگ و جدل پیش آوینگے آیندہ جو نوشتہ تقدیر ہوگا وہ عمل مین آویگا اور خیمہ اپنا بقصد جنگ
دن شہر نکلوایا خالد بن علقمہ وزیر نے پھر دوبارہ ارادہ جنگ سے ملک عمران شاہ کو منع کیا مگر عمران شاہ نے
نہ سنا اس عرصہ مین لشکر فیروزی اثر شاہزادۂ فلک قدر کا بھی سرحد عمرانیہ مین پہونچ گیا اور خیام فلک
تشام شاہزادۂ عالی مقام مقابل لشکر عمرانیہ برپا ہوئے امیرزادۂ سیف الدین کو شاہزادہ کی
ریف آوری کی اطلاع ہوئی امیرزادہ واسطے ملازمت شاہزادہ کے حاضر ہوا شاہزادہ نے امیرزادہ
کو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا اور اُس کار نمایان پر نہایت تحسین و آفرین فرمائی شعر

سخن بسیار دان واندک گو	یکے را صد مگو صد را یکے گو

دی تازہ خیال اس اخبار کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب دوسرے دن لشکروں کی صفین آراستہ ہوئین
ر دریا سے لشکر طرفین سے جوش مین آئے یعنی آمادۂ جدال و قتال ہوئے ملک عمران شاہ کی طرف سے
یفور نیزہ باز میدان کارزار مین آیا اور لشکر اسلام سے الواح بن التوم شاہزادۂ عالی وقار سے
صت حرب لے کے مقابل ہوا طیفور نے الواح کو جوان قد آور دلاور و تہور شعار دیکھا اور نام سے بھی
اہ ہوا اور الواح سے مخاطب ہو کے کہا اے الواح ہمنے تمہاری پہلوانی و شجاعت کی بہت تعریف سُنی ہی

مگر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کیا ایسی مجبوری ہوئی کہ جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری شاہزادہ کی اختیار کی الواح نے جواب مین طیفور کے نہایت بزرگی اسلام اور خلق و مروت شاہزادہ عالیجاہ کا بیان کیا طیفور خاموش ہو رہا کچھ جواب ندیا بعد اسکے دونون پہلوانون مین حرب و ضرب شروع ہوئی جسوقت کہ دونون مین نوبت زور و قوت پہونچی الواح نے طیفور کو صدر زین سے اُٹھا لیا اور بلند کیا پھر آہستہ سے زمین پر رکھدیا ابوالحسن بھی اُسوقت اُس معرکہ مین موجود تھا طیفور کو باندھکر اپنے لشکر مین لے آیا عمران شاہ نے بعد گرفتاری طیفور جنگ مغلوبہ کا حکم دیا لشکر کو شکست کھا کر شہر مین داخل ہو گیا اور دروازہ شہر پناہ بند کروالیا اور شہر مین بھی ایک تہلکہ عظیم ہو گیا خالدہ نے عمران شاہ سے کہا تمنے میرے کہنے پر خیال نہ کیا آخر اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ لشکر قتل و برباد ہوا اور تم اس روز بد مین گرفتار ہوگئے عمران شاہ نے کہا لکھا تقدیر کا تو یونہین تھا کہ ہماری جان مفت جائے اسکا کیا چارہ اب مین تلوار سے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا کہ مجھے اب بجز ہلاک ہونے کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا خالدہ نے کہا میری راے ناقص مین جو کچھ آیا تھا مین نے عرض کر دیا تھا آیندہ آپکو اختیار تھا عمران شاہ اسی فکر و تشویش مین اُٹھکر محل سرا مین گیا دیکھا تو خالدہ بانو زوجہ عمران شاہ اپنے شوہر سے زیادہ تردد مین ہی لیکن اُسکو بھی نکاح ملکہ خلد انہ کا مسرور بن نجاشی سے منظور نہ تھا حسب اتفاق ایک کنیز خاص ملکہ خلدانہ کہ سوداوہ اُسکا نام تھا اور وہی آمد و رفت ابوالحسن سے بخوبی واقف تھی اُسنے جو ملکہ خالدہ بانو کو نہایت مشوش دیکھا کہا اے ملکہ آفاق مجھے حضور سے کچھ باتین عرض کرنا ہین لیکن تخلیہ مین خالدہ بانو سوداوہ کو علیحدہ لیگئی سوداوہ نے عرض کی کنیز نے حضور کو نہایت تشویش مین دیکھا لہذا ایک تدبیر نہایت معقول میرے خیال مین آئی ہی اگر میری جان بخشی ہو تو عرض کرون خالدہ بانو نے کہا کہ وہ کیا تدبیر ہی سوداوہ نے کہا یہ بلا جو کہ شہر پر نازل ہی ایک تدبیر سے دفع ہو سکتی ہی خالدہ بانو نے پوچھا کسطرح سوداوہ نے کہا اے ملکہ عالم شاہزادہ معز الدین سوداے عشق ملکہ فردوسیہ مین اپنے وطن سے آئے ہین اور یقین کامل ہی کہ واسطے مطالعہ لوح کے شہر فردوسیہ کو جائینگے لہذا تم شاہزادہ سے بیانا خواہ تحریراً کہلا بھیجو کہ جس وقت تم جبل اعلےٰ مین پہونچوگے اور عقد ملکہ شمسہ تاجدار سے ہولیگا اُسیوقت ہم بھی بلا حجت و تکرار تمھارے بھائی جوہر سے عقد ملکہ خلدانہ کا کردینگے اور جب شہر فردوسیہ کو اسلام آباد کروگے اُسوقت ہم بھی مسلمان ہونگے خالدہ بانو نے کہا یہ تدبیر نہایت مناسب ہی لیکن سچ بتا تو اس حال سے کیونکر آگاہ ہوئی سوداوہ نے ملکہ کی اس بات کا کچھ جواب نہ دیا خالدہ بانو نے جب خوب دھمکایا اور سمجھایا تب مجبورانہ اُسنے تمام حال ابوالحسن جوہر کی تشریف آوری کا محل مین اور عشق و عاشقی ملکہ خلدانہ کا مفصل بیان کر دیا خالدہ بانو اس خبر تازہ سے نہایت متحیر ہوئی

لیکن بوجہ رسوائی کے خاموش ہو رہی دوسرے روز خالدہ بانو نے خالد وزیر اعظم کو دروازہ پر محل کے
بلوا کر کہا اے برادر ہمنے سُنا ہی کہ شاہزادہ معز الدین دختر ابو عامر بادشاہ فردوسیہ کے عشق مین جلا وطن
ہوا ہی اور شہر فردوسیہ کو واسطے پڑھنے لوح طلسم کے کہ جسپر عقد ملکہ منحصر ہی ضرور جائیگا اور اس امر مین
لامحالہ توقف بھی ہوگا لہذا تم اس امر کو کسی اہل لشکر سے دریافت کرو کہ یہ خبر سچ ہی یا غلط جسوقت کہ یہ خبر
صحیح ہو پھر تم بادشاہ کو اطلاع دو کہ وہ اس مضمون کا نامہ شاہزادہ کو لکھین کہ مسلمان ہونا ہمارا شہر فردوسیہ
کے مسلمان ہونے پر اور پادری ایدروس کے کہ تمام قوم نصارا کا پیشوا ہی منحصر ہی پھر تمکو کوئی جائے عذر
نہوگی اور ملکہ خلد آشیانا ہمرو کا عقد بعد عقد ملکہ شمسہ تاجدار کے تمھارے بھائی سے منعقد کردینگے خالد بن علقمہ
نے اُسی وقت مہتر شبرنگ عیار کو اس حال کی تحقیقات کے لیے روانہ کیا مہتر شبرنگ لشکر ظفر اثر مین گیا اور
ہر ایک لشکری سے کلمہ و کلام کو بغور سُنتا تھا قضارا عین چوک مین ایک عورت اپنے فرزند سے کہہ رہی تھی کہ مجھے شہر
افریقیہ مین پہونچا دے اور وہ کہتا تھا اے مادر گرامی مین نے تمھین وہان منع کیا تھا کہ تم میرے ساتھ نہ چلو کہ
ہمارا سفر دور و دراز ہی نہین معلوم کہ کب آنا ہو تمنے نہ مانا اور آج جب تمکو اپنی دختر کی یاد آئی تم روتی ہو اب
جسوقت تک کہ شاہزادہ کا عقد ملکہ فردوسیہ سے نہوگا ہمکو شہر افریقیہ مین جانا غیر ممکن ہی خیر آج کل مین اگر
کوئی شخص لشکر سے افریقیہ کا جانے والا ہوگا تو مین تمکو اُسکے ساتھ کردونگا مہتر شبرنگ یہ حال سُن کے
خالد بن علقمہ کے پاس آیا اور اس کیفیت کو من و عن بیان کیا خالد دوسرے روز مہتر شبرنگ کو ساتھ
لیے ہوئے عمران شاہ کی خدمت مین آیا اور کہا اے شہریار بالفعل بقدرت ایزدی یہ صورت خیال مین
آئی ہو اور تصدیق کلام کو مہتر شبرنگ بھی حاضر ہی اب خدا نے چاہا تو خلایق کی بھی تباہی و ہلاکی نہوگی اور جان و
مال بھی جمیع آفات سے محفوظ رہیگا ملک عمران شاہ نے کہا وہ کیا صورت ہو بیان کرو خالد بن علقمہ نے تمام و
کمال حال شاہزادہ معز الدین کا بیان کیا اور مہتر شبرنگ عیار سے گواہی دلوائی ملک عمران شاہ نے کہا
صورت تو البتہ معقول تمنے پیدا کی لیکن ایام گذاری مین انجام اسکا کچھ رہی ہی مگر اب جسطرح سے تم کہو مین عمل مین
لاؤن خالد نے کہا بس آپ خود شاہزادہ معز الدین کی خدمت مین جائیے اور کہیے ہم بروز نوروز شہر فردوسیہ
مین حاضر ہونگے اور اُسی جشن نوروز مین مسلمان بھی ہو سکینگے مگر اس شرط پر کہ پادری ایدروس بھی مسلمان ہو
الغرض ملک عمران شاہ دوسرے روز صبح کو خالد بن علقمہ وزیر کو ہمراہ لیکے شاہزادہ معز الدین کی
ملازمت کو روانہ ہوا جس وقت کہ در شہر پناہ پر پہونچا اور شاہزادہ کو بھی خبر گذری کہ ملک عمران شاہ مع وزیر
کے خدمت مین حضور کے حاضر ہوا چاہتا ہی شاہزادہ عالی وقار نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا کہ تم آج تاج شاہی
سر پہ رکھو اور ہمارے برابر تخت پہ بیٹھو جس وقت عمران اور خالد وزیر آیا شاہزادہ نے امیر مجاہد الدین کو

واسطے استقبال کے بھیجا امیر مجاہد الدین نہایت اعزاز سے عمران شاہ کو بارگاہ فلک اقتدار مین لایا اور کرسی جواہر نگار داہنی طرف تخت کے بچھوادی ملک عمران شاہ اُس کرسی پر بعد ادائے آداب شاہی کے مؤدب بیٹھا شاہزادہ نے عمران شاہ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا تمنے تکلیف کی اسکی کیا وجہ ہوئی عمران شاہ نے عرض کیا ای شہریار عالی وقار حسب حال اس خاکسار کے یہ رباعی ہے رباعی

سیمابی شد ہوا و زنگاری شد دشت	ای دوست بیا و بگذر از ہرچہ گذشت
گر میل وفاداری اینک دل و جان	ور قصد جفاداری اینک سر و طشت

اس خادم نے سُنا ہے حضور کو ایک مطلب بزرگ و مدعائے عظیم درپیش ہے یعنی حضور بدولت و اقبال واسطے عقد کرنے ملکہ شمسہ تاجدار کے شہر فردوسیہ کا عزم بالجزم رکھتے ہین اور یقین کامل ہے جناب ایزد تعالےٰ مطالب و مقاصد دلی حضور کے بوجہ احسن برلائے کہ وہ چارہ ساز و رب العالمین ہے لہذا فدوی کی عرض یہ ہے کہ مین بھی مع عیال قریہ فردوسیہ مین ضرور بالضرور حاضر ہونگا اسقدر مہلت چاہتا ہون اور اُسی روز جشن نوروز مین داخل دائرۂ اسلام مین ہونگا اور قبول اسلام مین کبھی عذر نہوگا کہ اسواسطے بادری ایدر کا سردار قوم کا ہے جب وہ مسلمان ہوا تو کوئی شخص طعن و تشنیع نہین کرسکیگا ورنہ سب فدوی کو انگشت نما کردینگے دوسرے اُسوقت نجاشی کی طرف سے بھی ہماری خاطر جمع رہیگی شاہزادہ معز الدین نے فرمایا یہ عذر تمہارا اگرچہ دیرپا ہے مگر قابل قبول ہے لیکن بعد ہمارے جانے کے اگر تمنے عقد ملکہ خلدانہ کا دیا کوئی رسم تازہ کی تو تمھین بتاؤ کہ ہم اُسوقت تمھارا کیا علاج کرینگے خالد وزیر نے عرض کیا ای شہریار عالی وقار ہم بقسم عہد کرتے ہین اور یہ اقرار شرعی ہے کہ خدانخواستہ ایک سرمو بھی خلاف اسکے وقوع مین نہ آئیگا اور ہمکو اپنی جان و آبرو برباد کرنا قبول و منظور نہین ہے لیکن قبل جشن نوروز ملکہ کا عقد کرنا ہمکو منظور نہین ہے آیندہ ہم حاضر ہین حضور ہمکو قتل فرمائین ہمکو منظور ہے اور اس عرصہ تک اگر نجاشی کی طرف سے کسی طرح کی عجلت ہوئی تو ہم بحیلہ و حوالہ ٹالینگے اور جب دیکھین گے کہ اب ہمارے ٹالے نہین ٹلتا تو پھر بہ جنگ و جدل پیش آوینگے اور مقابلہ کرینگے جب تاب مقابلہ باقی نہ رہیگی قلعہ بند ہو جائینگے اور حضور مین اطلاعاً گذارش کرینگے اُس وقت جیسا رائے عالی مین آوے کیجیے گا اور اس اقرار پر ملک عمران شاہ و خالد بن علقمہ وزیر دونون نے انجیل اُٹھائی اور قسم کھائی شاہزادہ معز الدین نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا تمنے سُنا ملک عمران شاہ کیا اقرار کرتے ہین ابوالحسن نے کہا بہتر ہے کیا مضائقہ دیر آید درست آید یعنے التعجیل من الشیطان و التاخیر من الرحمن ہوا کرتی ہے شاہزادہ نے ملک عمران شاہ اور خالد بن علقمہ وزیر سے اس شرط پر اقرارنامہ لکھوا لیا اور تمام ارکین سلطنت کی مُہرین ہوگئین بعد تکمیل اس اقرارنامہ کے ملک عمران شاہ کی بڑی دھوم سے دعوت کی غرضکہ شام کو

ملک عمران شاہ نے شاہزادہ سے رخصت چاہی شاہزادہ نے ایک خلعت فاخرہ مع اسپ با ساز مرصع نگار ملک عمران شاہ کو عنایت فرمایا ملک عمران شاہ نے بھی جواہر بیش بہا اور رمال و جواہرات شاہزادہ کے نذر کیا اور عرض کیا کل حضور بھی ایک ساعت کیواسطے باغ ملکہ خلد انہ مین رونق افروز ہون کہ جو ما حضر ہو غلام پیشکش کرے حضور قبول فرمائین کہ از دیاد مرتبہ فدوی کا ہوگا فدوی نے یہ لفظ دعوت اسواسطے نہین عرض کیا کہ حضور کی دعوت و مہمانی کرنے کی اس خاکسار کو قدرت کہان مگر بقول اس مصرعہ کے مصرعہ گر قبول افتد زہی عز و شرف ؏ شاہزادہ نے فرمایا مین تمھارا اصل مطلب سمجھا خیر بہتر ہی ہم انشاء اللہ کل ضرور آوینگے ملک عمران شاہ رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا غرض نہایت تکلف شاہانہ سے شاہزادہ کی مہمانداری اور دعوت کی اور خود تمام رات خدمت مین حاضر رہا ابوالحسن جوہر بعد نصف شب کے ملکہ خلد انہ کے پاس گیا اور صحبت عیش گرم کی اور کہا اے ملکہ اب یقین ہی کہ بفضل رب کریم بظاہر ہماری اور تمھاری صحبت اور مواصلت حقیقی ہو مگر ابھی توقف معلوم ہوتا ہی یعنے جو عہدنامہ و اقرارنامہ تمھارے عقد کے بارے مین تمھارے باپ نے لکھا ہی یقین ہی کہ تمنے بھی ضرور سنا ہوگا ملکہ نے کہا مین نے مفصل سنا ہی اے ابوالحسن اصل یہ ہی کہ امورات تقدیری مین کچھ چارہ نہین ہی اور نہ جائے دم زدن ہی بقول اس شعر کے شعر

سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست		تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست

کل امر مرہون باوقاتہا فضل الٰہی شامل حال چاہیے اندیشہ کی بات نہین ہی یہ دن اسطرح گذر جائینگے کسے معلوم بھی نہونگے کدھر تمھارا دھیان ہی تم خاطر جمع رکھو مگر ہان جو نوبت صلح کی نہ آتی تو البتہ امر دشوار تھا صدہا بندگان خدا کا خون ہوتا نہین معلوم شہر پر کیا آفت آتی ہم کہان کہان بھاگتے پھرتے اور یہ سارا فساد فقط ہمارے اور تمھارے دم کے واسطے تھا مگر مصرعہ کار رہا آسان شود لیکن بہ صبر ؏ جوہر نے کہا چھ مہینے اور تحویل آفتاب مین باقی ہین انشاء اللہ الرحمن یہ بھی ایک چشم زدن مین تمام ہوئے جاتے ہین کیون گھبراتی ہو بقول اس شعر

مرد باید کہ ہراسان نشود		مشکلے نیست کہ آسان نشود

جس وقت کہ صبح ہوئی جوہر ملکہ سے رخصت ہوا اور کہا کہ مین تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کرتا ہون بشرط صحت اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر انشاء اللہ الرحمن آؤنگا اور آن کے بفضل ایزدی حسب دلخواہ ملاقات کرونگا ملکہ خلد انہ نے بھی بہ مجبوری آبدیدہ ہو کر ابوالحسن کو رخصت کیا ابوالحسن وہان سے بہمن پاسبان کے مکان مین آیا اور بہمن سے کہا یہ مقدمہ اس شرط سے طے پایا ہی بہمن نے کہا غلام کو ان شرایط اور اقرار سے کیا کام مین حضور مین حاضر ہون ابوالحسن نے کہا مین تمھین شہر مین اسوجہ سے چھوڑ جاؤنگا کہ شاید کوئی نامہ و پیام ملکہ کی نسبت کا نجاشی ملک عمران شاہ کو بھیجے تو تم اسی وقت ہمین اطلاع دینا

بلکہ محمود خراسانی بھی نگران حال رہے تو بہتر ہی محمود بولا ای استاد والا جاہ یہان بہمن کا موجود ہونا کافی ہی
میری کیا احتیاج ہی دوسرے مجھے آپکی مفارقت ایک لمحہ کی گوارہ نہین ہی اور کوئی جگہ بے تمھارے خوش نہین
آتی پس آپ جہان تشریف لیجائینگے ممکن نہین کہ مین بھی ہمراہ حضور کے نہ جاؤن اور جس روز کہ کارساز حقیقی
آپکے مقاصد دلی برلائیگا مین بھی بہ تصدق حضور اپنی مراد کو پہونچونگا ابوالحسن محمود خراسانی اور بہمن کو واسطے
ملازمت شاہزادہ کے لایا شاہزادہ نے بہمن کو اُسکے حوصلہ سے زیادہ انعام اور خلعت مرحمت فرمایا اور
محمود خراسانی کو پیادہ باشی یعنے عہدۂ کمیدانی جلوے خاص کی عنایت فرمائی جب عرصہ قریب ایک
ہفتہ کے گذرا شاہزادہ نے ابوالحسن سے فرمایا کہ اب تمھارا کیا قصد ہی ابوالحسن نے عرض کی کہ ای
شہریار عالی وقار مین نے ہرچند سہیل غلام حکیم صاحب کو تلاش کیا لیکن کہین اُسکا نشان نہ پایا بلکہ خارجا
یہ سنا ہی کہ جسدن ارتقر ایلچی نجاشی عمران شاہ کے پاس آیا اُس دن سے سہیل نے آمد و رفت شہر کی
بالکل چھوڑ دی سوا اسکے وہ درہ کوہ بھی مطلق یاد نہین ہی مین نہین جانتا کہ وہ کس طرف ہی مگر اب مین یہ
عرض کرتا ہون کہ لشکر فتح پیکر ہمراہ امیر مجاہد الدین کے کرکے قریہ فردوسیہ کو روانہ فرمائیے اور
تھوڑی سی فوج انتخاب کرکے آپ براہ دریا تشریف لے چلیے کہ مصلحت وقت میرے نزدیک یہی ہی شعر

کشتی از فضل خدا و ناخدائیش بوالحسن | راہ عشق آمد بہ پیش و رہنمائیش بوالحسن

یہ رائے ابوالحسن کی شاہزادہ کو پسند آئی فوراً تمام لشکر سے پہلوانان نامی و گرامی انتخاب کرکے باقی
لشکر کو امیر مجاہد الدین کے ہمراہ روانہ فرمایا اور خود بہ جمعیت ایک ہزار پانچ سو سوار جرار آتش بار رو
آزمودہ کار کے براہ دریا کشتیون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے ابوالحسن جوہر اور امیر مجاہد الدین
فیروز لمبی اور امیرزادہ سیف الدین اور امیر خلیل اور امیر سلطان اور محمود خراسانی اور
الواح بن التوم اور طیفور نیزہ باز عمرانی نو مسلم رکاب فیض انتساب مین موجود تھے

اس قافلۂ دریا کو سپرد خدا کیا جاتا ہی اور اب کچھ نجاشی کا حال بیان ہوتا ہی اور یہ اشعار حسب حال ہین

منزل یار کا ہو دا بھی غضب ہوتا ہی
کہ یہی عشق حقیقی کا سبب ہوتا ہی
ہوئی تخت تو کر گور مین لیٹے لیٹے
غم تو پہلے ہی سے تھا درد بھی اب ہوتا ہی

ہر قدم راہ مین سرگرم طلب ہوتا ہی
شکوۂ جور و جفا کچھ نہین رہتا مین یاد
حشر دیدار طلب دیکھیے کب ہوتا ہی
کیا رقیبون نے خدا جانے کیا ہی جادو

معرفت قدر مجازی کی نہ تھی اب مجھے
سامنا اُس ستم ایجاد کا جب ہوتا ہی
دل کا اللہ نگہبان تری فرقت مین صنم
خوف اُس بت کے نہ آنے کا سبب ہوتا ہی

جو ہر شناسان ذو الفقار زبان و عقدہ کشایان اسرار نہان بیان کرتے ہین کہ جب مہر و قمر بن ارتقر

حبشیان بقیۃ السیف کے ہمراہ دار الملک حبش مین پہونچا اور اُس نے عین دربار مین دونون پارچے اپنے
باپ کی لاش کے نجاشی کے سامنے رکھدیے اور حد سے زیادہ گریہ وزاری اور داد و بیداد کی نجاشی نے جو
ارنقر کی صورت دیکھی عجیب ایک شکل مزخرف و مضحک نظر آئی کہ بے اختیار ہنسا اور تمام اہل دربار مارے ہنسی
کے لوٹ گئے آخر مہر دقر سے پوچھا کہ یہ کون جانور ہے اور تیرے ہاتھ کیونکر آیا مہر دقر جوش رنج اور گریہ وزاری
مین کچھ جواب نہ دے سکا لیکن اُس بڈھے نے کہ جسنے حبشیون کی جان ارنقر کے ہاتھ سے بچائی تھی تمام کیفیت
یعنی وقت شب نقش طراز کا وہان باغ مین آنا اور بوقت سحر انجواری روغن کا چہرہ پر ارنقر کے ملنا اور
جواہر کا گم ہوجانا نجاشی کے روبرو مفصل بیان کیا اور کہا کہ ارنقر نے جو خریطے پر اتہام وافترا بندی کی تھی اوسی
وبال مین گرفتار ہوا اپنے بلا سبب اہل اسلام کے ایلچی کے لشکر پر شبخون مارا اور آخر اپنی حرکت بد کی سزا پائی
نجاشی نے سنا کہ شہزادہ معز الدین نے فقط واسطے ملکہ خلدانہ کے شہر عمرانیہ پر لشکر کشی کی پس بمجرد سننے اس
کلمہ کے رنگ چہرہ نجاشی کا متغیر ہوگیا اور حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اور یہ بھی کہا کہ اہل اسلام اگر ملکہ خلدانہ کو شہر عمرانیہ
سے لیگئے تو اول تمام شہر کو مع عمران شاہ کے قتل کرونگا ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑونگا بعد اسکے اہل اسلام سے
انتقام قرار واقعی لونگا اور اس فرقہ سرکش کی جب تک گوشمالی قرار واقعی نہوگی یہ فرقہ متنبہ نہوگا الغرض نجاشی
بہ جمیعت دو ہزار سوار جرار اور پیادہ ہائے بیشمار آتش بار براہ دریا شہر عمرانیہ کو روانہ ہوا ناگاہ تھوڑے عرصہ مین
دور سے چند کشتیان نظر آئین نجاشی نے سودائے تندرو عیار کو برائے دریافت حال اُن کشتیون کے بھیجا سودا
ایک ہوڑی پر سوار ہو کشتیون کے قریب پہونچا اسطرف سے محمود دختر اسانی بھی کشتی خرد پر سوار ہو کے حسب الحکم
شاہزادہ گردون سریر کے واسطے دیکھنے حال کشتیون کے آتا تھا اثنائے راہ مین سودا و محمود سے ملاقات ہوئی
سودا نے پوچھا ای دلاور یہ کشتیان کسکی ہین محمود نے کہا سوداگر ہین سودا نے کہا اگر سوداگر ہین تو پہلے اپنے مال کا
خراج سرکار بادشاہ حبش مین داخل کرین بعد اسکے جہان چاہین چلے جائین محمود نے فقط اسی قدر حال
معلوم کرکے شاہزادہ والاجاہ کی خدمت مین عرض کیا شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا تمنے سنا محمود
کیا کہتا ہی جوہر نے عرض کیا ای شہریار گردون وقار ابھی نجاشی ہمارے حال سے آگاہ نہین ہی بہتر یہ ہی کہ
کچھ اُسکو دیکر اپنے سے اس بلا کو ٹالین شاہزادہ نے فرمایا ای برادر تم خوب جانتے ہو کہ مجھے سودائے عشق
ملکہ شمسہ تاجدار نے ایسا خود رفتہ کر دیا ہی کہ اپنے حال کی خبر نہین ہی لیکن ہان بخوف ان چند روسیاہون کے
بہانہ تجارت سے نام دلاوری کے برباد کرنے کو دل گوارا نہین کرتا کہ حوصلہ مردی اور طریقہ شجاعت سے
خلاف ہی ادھر سودا نے نجاشی سے جاکر کہا کہ اہل کشتی تجارت پیشہ ہین کسی طرف واسطے تجارت کے کچھ اسباب
لیے جاتے ہین پس بمجرد سننے اس خبر کے نجاشی کی رگ طمع نے حرکت کی اور سودا کو حکم دیا کہ ان سوداگرون کے

کل مال سے نصف لے لو اور نصف واپس دو اور جو نصف مال دینے مین کچھ مضایقہ کرین تو کل مال و اسباب
ضبط کر لو شاہزادہ نے محمود سے فرمایا تم جاکر سوداسے کہو کہ دریا مین مال کا تقسیم ہونا دشوار ہے جبکہ ہم
خشکی مین پہونچین گے پھر جو تم کہو گے ہمین منظور و قبول ہوگا محمود نے سوداسے حسب الحکم شاہزادہ کے کہا
سودا نے نجاشی کو اطلاع دی قضارا دریا مین ایک پہاڑ واقع تھا اور بیچ پہاڑ تھوڑا سا میدان تھا وہان
دونون لشکر برابر خیمہ زن ہوئے دوسرے روز نجاشی نے غزارہ بن قراقوز سپہ سالار لشکر کو واسطے لینے
نصف مال کے بھیجا غزارہ اور سوداسے تند رو عیار لشکر مین شاہزادہ گیتی پناہ کے آئے جب بارگاہ سلطانی
مین پہونچے اور شاہزادہ معز الدین کو تخت پر جلوس فرما دیکھا اور گرد تخت کے پہلوانان صف شکن و بہادران
دیو افگن کی جمعیت دیکھی غزارہ سپہ سالار کو اس تجمل و شان سے شاہزادہ کی تخت نشینی نہایت ناگوار ہوئی
اور دل مین کہا کہ آجتک ہمنے کسی سوداگر کو تخت نشین نہین دیکھا غرض غزارہ نے تقاضائے محصول کیا اور کہا کہ
سب مال و اسباب نقد و جنس اول ہمارے پاس لاکر دکھاؤ جوہر نے کہا تم ایک ساعت توقف کرو جسقدر ہمارے
پاس مال و اسباب موجود ہے تمھارے سامنے جمع کیے دیتے ہین آخر جوہر نے چالیس صندوق سربمہر غزارہ کے
سامنے رکھدیے اور کہا یہ تم لے لو غزارہ کہا چاہتا تھا کہ نقد و جنس اپنا ہمکو دکھاؤ ہم خود دو حصہ کر دینگے مگر سودا
نے غزارہ کے کان مین کہا کہ او نادان جو اسباب و مال یہ سوداگر دین اُسکو غنیمت جانو ورنہ جب تک ہماری مدد پہونچے
یہ سب ہمکو ہلاک و خاک سیاہ کر دینگے تم دیکھتے ہو کہ کیسے یہ سوداگر ہین غزارہ حیرت زدہ وہ صندوق لیکر نجاشی کے
پاس آیا اور کہا اسطرح کے سوداگر آج تک ہمنے دیکھے نہ سُنے اور بلکہ یقین ہے کہ جہان مین نہونگے یہ چالیس صندوق فقط
تمھارے اقبال سے ہاتھ لگے ہین ورنہ نہایت مشکل پڑتی بعد اسکے غزارہ نے تمام حقیقت نجاشی سے بیان کی نجاشی نے
حکم دیا کہ صندوق کھولو دیکھین کہ ان صندوقون مین کیا مال و جنس ہے بعد اسکے بجرم تخت نشینی قافلہ باشی کا کل مال و
اسباب ضبط کر لونگا تاکہ پھر کوئی سوداگر اپنے حد و حوصلہ سے تجاوز نکرے تاجر کو تخت و تاج سے کیا سروکار جس وقت
صندوق اجناس کے کھولے گئے تو عجیب قسم کی جنس برآمد ہوئی یعنے تمام صندوق گدھے کے پاؤن اور ہاتھی کے لینڈ
اور مُردے کی ہڈیان اور پُرانی جوتیان اور گھوڑے کے سم تراشے ہوئے اور پُرانے گودڑ وغیرہ سے پُر تھے نجاشی
نے جو یہ جنس نفیس گران قیمت و تحفہ پاکیزہ دیکھا اسقدر غضبناک ہوا کہ آنکھون مین تمام زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اتفاق
سے ایک ملازم ہمدم قہر کا بھی موجود تھا اور غزارہ کے ہمراہ گیا بھی تھا اور امیرزادہ سیف الدین سے بخوبی واقف
تھا اُسنے نجاشی سے کہا تجھے کیا حیرت و استعجاب ہوا یہ وہ سوداگر اجناس فروش نہین ہین یہ دلال بازار ملک الموت
ہین جو نقد جان کو درم اجل دیکے لیتے ہین اور ذلت و رسوائی اُسکے نفع مین مفت دلواتے ہین یہی ہے وہی شاہزادہ
معز الدین عالی وقار دشمن جان ابلیس و قاتل کفار و اشرار ہے جسکے ایلچی نے ارتقرا سے پہلوان کو ایک ضرب

تیغ بیدریغ مین دو حصہ کر دیا اور اپنے برادر ابوالحسن سے ملکہ شعلہ دانہ کا عقد کرنے کا قصد ہو نجاشی سنے جو یہ سُنا
ایک شعلہ آتشناک اُس ناپاک کے سینہ سے اُٹھا کہ دماغ کے پار ہو گیا غزارہ سے کہا یہ بھی ہمارا اقبال تھا کہ جو
شاہزادہ معزالدین اس قلیل فوج سے یہان آگیا گویا کہ اب دام اجل مین خود گرفتار ہو گیا بعد اسکے شاہزادہ کو
نامہ لکھا شاہزادہ سنے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا نجاشی سنے اُسی شب کو غزارہ بن قراقوز کے نام طبل جنگ بجوا دیا
ادھر شاہزادہ سنے بھی لشکر مین کوس حربی کے بجانے کا حکم دیا تمام رات سامان جنگ مین گذری صبح کو نجاشی مع سپاہ زنگی
میدان رزم مین آیا اور غزارہ کو حرب کی اجازت دی شاہزادہ سنے بھی بعد آراستگی صفوف لشکر ظفر پیکر کے امیر خلیل
کو واسطے مقابلہ غزارہ کے رخصت فرمایا امیر خلیل مثل شیر غضبناک میدان جنگ مین آئے اور بعد رد و بدل
نیزہ و گرز کے امیر خلیل نے غزارہ کے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کیا لیکن خود بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا پس نجاشی
سنے فقط اسیقدر غلبہ کو غنیمت سمجھ کے طبل بازگشت بجوا دیا جب دونون لشکر اپنے اپنے آرام گاہ پر آئے شاہزادہ
سنے جراحون کو طلب فرما کر امیر خلیل کے علاج کا حکم دیا الغرض دوسرے روز پھر غزارہ میدان جنگ مین آیا اور
اُسنے بآواز بلند کہا اے مطیعان اسلام جسے اپنی زیست دشوار ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے تاکہ درجۂ شہادت پر
فیضیاب ہو راوی کہتا ہے کہ امیر خلیل کا ایک فرزند اسمٰعیل نام نہایت خوبصورت حسن و جمال مین بے مثال کمسن
تھا کہ ہنوز صورت زیبا پر سبزۂ خط بھی آغاز نہوا تھا قطعہ

جوانی برخ غیرت آفتاب	بمیدان ہم آوردِ افراسیاب	بجرأت چو رستم چو حاتم بجود	چہ رستم چہ حاتم نظیرش نبود

اور باوجود اس سن و سال اور حسن و جمال کے اخلاق ظاہری بھی حد سے زیادہ رکھتا تھا کہ جسکی تعریف قلم سے
ممکن نہین اور شاہزادہ معزالدین اُس صاحبزادہ کو کمال عزیز رکھتے تھے قضاے کار جس روز کہ امیر خلیل
غزارہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اُسی شب کو امیرزادہ سنے خواب مین ایک صحراے لق و دق نہایت
پُر بہار و لطف خیز دیکھا امیرزادہ سیر کرتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا ناگاہ دور سے ایک قصر عالی شان نظر آیا
جس وقت اُس قصر کے قریب آیا دیکھا ایک غرفہ قصر مین ایک نازنین خورشید جبین مسند زرنگار پر بیٹھی اُس صحراے
پُر فضا کی سیر کر رہی ہے اور اُسکے بشرہ سے ثابت ہوتا تھا کہ گویا کسی کی منتظر ہے پس بمجرد دیکھنے امیرزادہ کے وہ
اُٹھی اور بسر و قد تعظیم دی اور امیرزادہ کو باادب سلام کیا امیرزادہ بھی اُسکے حسن و جمال بیمثال کو دیکھ کے
عاشق ہو گیا اور اُس نازنین سے راہ غرفہ کی دریافت کی اُس ماہ جبین سنے راہ کا نشان بتایا امیرزادہ اُس
راہ سے غرفہ مین آیا اُس نازنین سنے امیرزادہ کو نہایت اعزاز سے مسند زرنگار پر بٹھایا اور خود ہاتھ باندھ کے
سامنے کھڑی ہوئی امیرزادہ سنے فرمایا تمھارا کھڑا رہنا نہایت ہمکو ناگوار ہے آؤ ہمارے پہلو مین بیٹھ جاؤ وہ بولی
میری کیا مجال کہ جو مین اپنے خداوند نعمت کے برابر پہلو مین بیٹھ سکون اس اثنا مین امیرزادہ سنے ایک پردہ

زربفتی ایک دروازہ پر پڑا دیکھا اُس پردہ کا حال پوچھا نازنین نے کہا وہ کنیز کے مکان سے نہایت بہتر و عمدہ ہی
اُسمین بھی ایک کنیز حضور کی رہتی ہی اگر حضور چلین تو انسب ہی امیر زادہ وہان گیا فی الواقع اُس مکان سے
زیادہ آراستہ پایا وہان بھی ایک نازنین ماہ جبین تخت پر جلوہ آرا دیکھی اُسنے بھی بعد تعظیم کے سلام کیا اور خود
دست بستہ کھڑی ہو گئی امیر زادہ سمجھا کہ شاید یہ نازنین اول اُسکی کنیز ہی یہان بھی ایک پردہ زرنگار ویسا ہی
دیکھا پوچھا یہ پردہ کیسا ہی اُس نازنین نے کہا کہ یہ بھی مکان آپکی کنیز کا ہی بسم اللہ تشریف لے چلیے امیر زادہ
تشریف لیگیا اور اس قصر کو اُن دونون مکانون سے زیادہ تر آراستہ دیکھا امیر زادہ سیر کرتا ایک شاہ نشین
مین آیا وہان تخت زمردنگار پر ایک پری رخسار حور وش نازک کمر بیٹھی تھی اُن نازنینون نے اُسے سلام کیا
اور دور تر دست بستہ کھڑی ہوئین قصہ کوتاہ اسی طرح امیر زادہ نے سات قصر ایک سے ایک برتر و بہتر دیکھے
اور سب سے سُنا کہ یہی جوان عالیشان ملکہ نور الابصار کا شوہر ہی امیر زادہ نے مالک خانہ ششم سے پوچھا
کہ نور الابصار کون ہی اُسنے کہا کہ نور الابصار خانہ ہفتم کی مالک ہی اور ہمارے بادشاہ بھی نور الابصار کے
نہایت مشتاق دید ہین وہ سب نازنینان باتفاق خانہ ہفتم مین شاہزادہ کو لے گئین امیر زادہ نے تمام
در و دیوار قصر ہفتم مروارید و زمردنگار دیکھے اور فرش و فروش شاہانہ سے آراستہ اور ایک نازنین مہر طلعت
قمر صورت حور سیرت اُس حسن کی تخت جواہر نگار پر جلوہ افروز دیکھی کہ جسکی شان مین یہ شعر صادق آتا ہی شعر

	که بعد از دیدنش هرگز نماند	وجود پارسایان را شکیبی	

اور یہ آیۂ وافی ہدایہ گویا اسی کی شان مین صادق آتی ہی ما لا عین رأت و لا فی قلب خطرت و لا اذن سمعت
امیر زادہ لاکھ جان سے اُس حور نژاد پر عاشق ہو گیا اور اُسنے باعزاز تمام امیر زادہ کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا
جب صحبت گرم ہوئی امیر زادہ نے بجوش محبت و بمقتضاے بشریت اختلاط کا قصد کیا وہ پہ تھی بولی اے جوان
میری بے تکلفی کے واسطے دوسرا مکان ہی تم گھبراؤ نہین مین چلتی ہون یہ کہکے وہ تو روانہ ہوئی اور سب دست بستہ
حاضر رہین بعد ایک لحظہ کے ایک خادمہ کم سن نے امیر زادہ سے کہا چلیے ملکہ نور الابصار نے بلایا ہی امیر زادہ
تو مشتاق بیٹھا ہی تھا اُس خادمہ کے ساتھ ہو اوہ خادمہ امیر زادہ کو ایسے ایک دریاے خون کے کنارے
لے گئی کہ جسکی آواز مغز کو پریشان کرتی تھی امیر زادہ نے دیکھا کہ وسط دریاے خون مین ایک مکان یاقوت نگار
بنا ہی اور پشت مکان پر ایک تخت یاقوت نگار بچھا ہی اور اُسی تخت پر ملکہ نور الابصار بیٹھی ہی امیر زادہ کو دیکھ کے
نور الابصار نے اشارہ سے بلایا امیر زادہ بولا دریاے خون سے مین کیونکر آؤن وہ بولی جب تک یہ دریاے
خون تو طے نہ کریگا میرا وصل ممکن نہین ہی اس عرصہ مین امیر زادہ کی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ تمام سردار لشکر
میدان کارزار مین جاتے ہین امیر زادہ بھی ہمراہ رکاب شہزادہ کے ہو گیا اور امیر زادہ نے اپنا خواب

شاہزادہ سے بیان کیا اور اُسوقت شیخ احمد فضلاے عصر سے بھی موجود تھا اُسنے بھی سُنا اور شاہزادہ سے
کہاکہ اگر امیرزادہ رخصت میدان مانگے حضور کبھی نہ دین اُسطرف غزارہ نے وہی کلمۂ سخت پھر دوبارہ کہا
امیرزادہ نے شاہزادہ سے رخصت طلب کی شاہزادہ نے جواب نہ دیا امیرزادہ بے اختیار نعرہ مارتا
بے اجازت میدان کو راہی ہوا اور کہا اے شہریار مین لاچار ہون کہ وہ نورالابصار غزارہ پر سوار مجھے
پکارتی ہے ورنہ مین بدون اجازت حضور میدان جنگ مین نہ جاتا آخرکار غزارہ سے نیزہ بازی ہوئی اور نیزہ
غزارہ کے ہاتھ سے امیرزادہ نے چھین لیا غزارہ نے مثل مار کے پیچ تاب کھایا اور دلمین کہا افسوس اور
لعنت تیری اس زندگی اور پہلوانی پر کہ ایک طفل نے دونون لشکرون کے سامنے ایسی ذلت فاش دی
پس حالت غضب مین ایک ضرب سخت تیغ بیدریغ سے ایسی لگائی کہ خود کو کاٹ کر سینہ تک اُتر آئی امیرزادہ
خون آلودہ زمین پر گرا محمود وغیرہ بہزار خرابی لاش کو امیرزادہ کی لے آئے شاہزادہ امیرزادہ کے
حال پر گریان ہوا اور کہا اے اسمٰعیل ہم تجھے میدان داری سے منع کرتے تھے مگر تو نے نہ مانا خیر تقدیر الٰہی مین
یون ہی تھا اُسکا چارہ نہین امیرزادہ نے عالم احتضار مین بھی وہی کلمہ کہا کہ حضور نورالابصار ابھی تک
مجھے بُلارہی ہے بعد اسکے مرغ روح امیرزادہ پرواز کنان داخل جنان ہوا ادھر غزارہ بدبخت اپنے
کارنمایان پر لاف وگزاف مارتا تھا اور کہتا تھا کہ کوئی میرے مقابل پہلوان لشکر اسلام مین نہین ہے ساری ترکی
تمام ہوگئی کہ جوہر رخصت حرب لیکر میدان مین آیا اتفاق سے ایک ملازم ارتقر بھی موجود تھا اُسنے نجاشی سے
کہاکہ یہی شخص تمھارے پسر کا رقیب ہے سلطان ابوالحسن برادر شاہزادہ معزالدین یہی دلاور ہے نجاشی
نے جو یہ سُنا غزارہ سے کہلا بھیجا خبردار اس جوان کو دم لینے کی فرصت نہ دینا کیونکہ تمامی مظلمہ وفساد کا بانی
یہی جوان ہے غزارہ نے کہاکہ تم گھبراؤ نہین اسے بھی شخص اول کے پاس بھیجتا ہون غرض کہ اول ابوالحسن سے
کلام سخت ہوئے بعد اسکے غزارہ نے گرز ہیم جوہر کے سر پر لگائے جوہر نے ضربات گرز رد کرکے ایک ضرب
شمشیر آبدار مین دو حصہ کیے شاہزادہ والاقدر نے باوجود رنج وملال کے حکم دیا کہ شادیانے بجین اور لشکر
دشمن مین آواز نوحہ وبکا بلند ہوئی وقت شب نجاشی نے سرداران لشکر سے کہاکہ تمنے دیکھا یہ شوم بخت کسطرح کی
ضرب سخت رکھتا ہے کہ ایک ہی ضرب مین غزارہ سے بہادر کو خاک مین ملادیا ارتوب مُردارخوار وخرتوب
گندہ دہن وقلتام فیل زور وسرسام فیل قوت وشیدا سے گرگ پیشانی وبلکم الم سرمست و
ترقاش سگ زبان وہمیال شتر دندان وسپید روس زردرو وغیرہ سرداران لشکر حبش نے نجاشی
سے یک زبان ہوکر کہاکہ ایک پہلوان کے گرنے سے اسقدر ہراسان ہونا نہ چاہیے کہ جنگ دوسرداروں کا معاملہ ہے
اگر غزارہ مارا گیا بلا سے ہم اسکا عوض لینے کو کیا کم ہین نجاشی تین روز غزارہ کے رنج والم مین رہا اور

اسطرف شاہزادہ معز الدین امیر جلال الدین کے خیمہ مین واسطے تعزیت امیرزادہ اسمٰعیل کے تشریف لائے اور کہا ای امیر قضا و قدر مین بشر کو کیا اختیار ہی بہر نہج صبر کرنا چاہیے امیر خلیل نے کہا شعر

جان سپردن در رکابت از تن آسانی بود | جان اسمٰعیل بالخصوص قربانی بود

الغرض روز چہارم لشکرون مین طبل جنگ بجے اور صبح کو قلتام فیل زور نجاشی سے اور امیر جلال الدین فیروز یمنی لشکر اسلام سے میدان جنگ مین آئے اور بعد چند ساعت کے قلتام کو قتل کیا الغرض اسی طرح شیدائے گرگ پیشانی اور ریلیم و اللیم بھی اُسی نابکار کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہنگام غروب آفتاب جنگ موقوف ہوئی پھر صبح کو صف آرائی ہوئی اُس روز ترقاش سگ زبان اور سر سام فیل قوت کو امیرزادہ سیف الدین نے درک اسفل مین بھیجا نجاشی نے اپنی داڑھی نوچی اور طبل بازگشت کا حکم دیا اور وقت شب پہلوانان لشکر سے کہا کہ ایک ایک تم ان فرقہ اسلام سے پیش نیاؤگے مناسب ہی کہ کل بعد قتل ہونے ایک سردار کے جنگ مغلوبہ کردو اور چار طرف سے گھیر کے سب کو مارلو سب نے کہا کہ یہی تدبیر انسب ہی محمود خراسانی بھی بہ تبدیل ہیئت وہان موجود تھا اُسنے اُسی وقت جشنیون کے ارادہ سے شاہزادہ کو مطلع کیا شاہزادہ نے ابوالحسن سے کہا کہ اب تمھاری کیا راے ہی جوہر نے کہا کہ ای شہریار نامدار ایک ہزار پانچ سو سوار جرار اور دو ہزار پیادہ آتش بار کی جمعیت رکاب فیض مآب مین موجود ہی انکے چار حصہ فرمائیے اور ایک ایک حصہ ہر امیر کے تفویض کیجیے اور آپ خود بافوج قلیل مقابلہ پر تشریف لیجائین ان امرا کو ہر جا علیحدہ علیحدہ کھڑا کر دونگا جسوقت جنگ مغلوبہ ہوویہ سب ہر چہار طرف سے آگرین مگر حضور اسی وقت اسکا بند و بست فرمائین ورنہ یہ خبر مشتہر ہو جائیگی تو اچھا نہوگا غرض شاہزادہ نے اُسی وقت نقیبون کو حکم دیا کہ فوج تیار ہو کر آئے نقیبون نے فوراً حسب الحکم شاہزادہ فوج کو در دولت پر مسلح و مکمل حاضر کیا جوہر نے اُن سردارون کو جابجا قائم کیا اور کہدیا کہ جسوقت تم سمجھے یا محمود خراسانی کو دیکھنا فوراً یورش کر دینا قصہ کوتاہ صبح کو لشکرون مین صف آرائی ہوئی ارتوب مُردار خوار نجاشی سے اور امیر ناصر الدین برادر امیر جلال الدین لشکر اسلام سے میدان مین آئے شعر

توگوئی کہ کوہ ست بس استوار | نہ جنبد ز جا و نہ استد ز کار

جب حرب و ضرب کی نوبت آئی ناصر الدین نے نیزہ ارتوب کا چھین لیا اپنی ضرب شمشیر سے اُسکی شمشیر زمین پر گرادی بعد ازان اُسکو قتل کیا شعر

یکے تیغ زد بر تہی گاہ او | کہ از مرکب افتاد بدخواہ او

لشکر اسلام نے علم کو جلوہ دیا خر توب مردار خوار برادر ارتوب بے اجازت نجاشی میدان مین آیا اور کلمات بیہودہ زبان پر لایا امیر ناصر الدین نے کہا او مردود زبان بہ بند و بازو بکشا مصرعہ

بیار انچہ داری ز مردی نشان | کہ در معرکہ نیست جاے زبان

خرتوپ نے ایک وار گرز کا کیا امیر نے بعد رد ضرب گرز خرتوپ کو ایک ہی ضرب شمشیر مین فی النار کیا نجاشی نے موافق راے سب کے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا اور وہ دیو صورت باضر بہاے عنبر مکر لشکر اسلام پر حملہ آور ہوئے اس طرف سے غازیان لشکر با تیغ و تبرا ور نیزہ و گرز حبشیون پر جا پڑے جو عمر نے امیر زادہ سیف الدین اور امیر جلال الدین اور سلطان کو خبر کی وہ سرداران دلاور ہر چہار طرف سے مثل شہباز تیز پر اُن زاغان لشکر حبش پر آپڑے رباعی

نمود آغاز شمشیر پیمائی | ز جسم رزم جویان سر فشانی | سنانش شعلہ آتش برافروخت | بجسم پر دلان افتاد و جان سوخت

الغرض غازیان لشکر اسلام نے اُن سیہ کارون کو ایسا قتل کیا کہ اُس دشت کو لالہ زار بنا دیا اور خون سیاہ سے ایک نہر جاری ہو گئی نجاشی ایک فیل پر سوار دونون لشکرون کے جدال و قتال کا تماشا دیکھ رہا تھا قصہ کوتاہ تمام روز بازار موت گرم رہا اور تمام رات حرب و ضرب رہی دوسرے روز صبح کو سوداے تند رو عیار نے نجاشی سے کہا کہ تمکو اپنے لشکر کی بھی کچھ خبر ہے آگاہ ہو کہ اب کم از نصف لشکر باقی رہا اور سب رخصت ہو گیا اب بھی طبل بازگشت بجوا دو ورنہ ایک متنفس زندہ نہ رہیگا اس خبر سے نجاشی کے حواس جاتے رہے اور طبل بازگشت بجوایا جب شمار ہوا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار لشکری مارے گئے اور مجروحون کا شمار نہین ہے اور لشکر اسلام مین دو ہزار آدمی شہید ہوئے اور چار سو زخمی ہوئے نجاشی نے جو یہ کیفیت لشکر کی دیکھی سودا سے کہا خبر لا کہ لشکر اسلام سے کتنے لوگ مارے گئے سودا بولا مجھے خوب معلوم ہے کہ دو سو قتل ہوئے اور اسی قدر مجروح ہین نجاشی نے اپنا مُنھ پیٹ لیا اور کہا کہ اگر مسرور بدبخت نہ پیدا ہوتا تو میرا یہ حال خراب نہوتا اب مجھے نہ طاقت ستیز ہے اور نہ یارا گریز اب کس بلاے سخت مین گرفتار ہو گیا ہون راوی کہتا ہے کہ غشاوہ خواہر نجاشی زوجۂ شاہ مسقط سحر مین کامل و استاد زمانہ تھی حسب اتفاق واسطے دیکھنے اپنے بھائی نجاشی کے با اجازت شوہر بزور سحر پرواز کنان آتی تھی راہ مین سُنا کہ نجاشی عمرانیہ کو گیا ہے عمرانیہ مین بھی نہ پایا آخر بجستجو سے تمام اُس وقت لشکر نجاشی مین پہونچی کہ نجاشی شکایت لشکر اسلام اپنے رفقا سے کرتا تھا کہ ایک بوے بد پیدا ہوئی ہر ایک نے دماغ بند کر لیا نجاشی بہن کو دیکھ کر بغل گیر ہوا اور پیشانی ظلمانی پر بوسہ دیا بعد اسکے لشکر اسلام کا غلبہ اور اپنے لشکر کی خراب حالی بیان کی غشاوہ نے کہا یہ ذلت تمکو دختر ملک عمران شاہ کے باعث نصیب ہوئی اب مین ملکہ خلد انہ کو لا کے تمکو دیتی ہون بعد ازان لشکر اسلام سے سمجھ لونگی مسرور بن نجاشی اپنی پھوپھی کے آگے خوب رویا اور کہا اگر آپ یہ کام کر دین کہ ملکہ خلد انہ کو لے آوین تو گویا آپ نے دولت دو جہان کی مجھے دی غشاوہ نے نجاشی سے کہا کہ تم اب جنگ موقوف کرو مین چار روز مین ملکہ خلد انہ کو عمرانیہ سے لے آؤنگی یہ کہا اور عمرانیہ کی طرف روانہ ہوئی

اب راوی کو حال شہر عمرانیہ کا بیان کرنا لازم ہی

کہ ملک عمران شاہ کا ایک ندیم صعفوق خوش خرام نامے ہی اُسنے ایک روز ملک عمران شاہ سے کہا اے
بادشاہ تمنے ملکہ خلدانہ کے عقد مین کیا مشورہ کیا عمران شاہ بولا کہ ہمنے معزالدین شاہ والاجاہ سے اقرار کیا
کہ ہم نوروز کو شہر فردوسیہ مین حاضر ہونگے یقین ہی کہ شاہ حبش اور شہزادہ کامگار ضرور وہان ہون صعفوق
نے کہا یہ بات غلط ہی نجاشی ایسا تمھین تنگ کریگا کہ زندگی دشوار ہو جائیگی جب تمنے اپنی دختر کو اُسکے بیٹے سے
نامزد کر دیا تو اب تمکو کیا اختیار باقی ہی مناسب ہی کہ تم ملکہ کو مع سامان عروسی ملک حبش کو مخفی روانہ کر دو کہ باہم
رسم محبت رہے اور نوبت کشت و خون کی نہ آوے آیندہ تمکو اختیار ہی گو کہ آج شاہزادہ معزالدین تمھاری
سرحد مین ہی کل بعد اسکے جانے کے تم کیا کروگے اور نجاشی کو کیا جواب دوگے اس سے یہ بہتر ہی کہ ملکہ کو اُدھر
روانہ کرو اور تم فردوسیہ مین جا کر شاہزادہ سے کہنا کہ ایک عیار نجاشی کا ملکہ خلدانہ کو جبرًا لیگیا اور رجھ کو
دوسرے روز خبر ہوئی اگر شاہزادہ معزالدین کو غرض ہوگی تو ملک حبش پر فوج کشی کریگا وگرنہ خیر تم اپنے عہد و
پیمان سے سبکدوش ہوگے دوم اگر شاہزادہ حبش پر خروج کرے اُدھر وہ اور ادھر تم دونون قرار واقعی شاہزادہ
کو گوشمالی دینا صعفوق کم سنی مین ملک عمران شاہ کا منظور نظر تھا اس وجہ سے یہ مصلحت تاثیر کر گئی عمران شاہ
محل مین آیا اور ملکہ خالدہ بانو سے کہا تم جلد تر سامان جہیز ملکہ خلدانہ کا تیار کرو مین اُسے ملک حبش کو روانہ
کرتا ہون ایسا نہو کہ نجاشی بسبب قتل ہونے اپنے ایلچی کے ہمپر فوج کشی کرے اور ہزارہا بندگان خدا کا خون
ہو خالدہ بانو نے شوہر کی بات کا جواب ندیا بلکہ ملکہ خلدانہ کے پاس آئی اور یہ حال بیان کیا ملکہ خلدانہ
زار زار رونے لگی اور کہا اے والدہ تم لوگ بدعہد ضرور اپنی سزاے اعمال کو پہونچوگے خالدہ بانو نے کہا
اے نور چشم مین مجبور ہون بلکہ مین خدا سے چاہتی ہون کہ یہ نسبت چھوٹ جائے لیکن باپ تیرا سودائی اور
تلون مزاج ہی مین کیا کرون ملکہ خلدانہ خلوت خانہ مین آکر دعا بدرگاہ قاضی الحاجات مانگنے لگی کہ خداوندا اپنے
حبیب کے صدقہ مین مجھے وصل سے ابوالحسن جوہر کے کامیاب فرما اور تا آنے اُسکے میری عفت و عصمت کا تو ہی
حافظ رہنا ناگاہ اثناے دعا مین ایک پنجۂ بلا آسمان سے پیدا ہوا اور ملکہ خلدانہ کو وہان سے لے گیا خواصون نے
بعد گم ہو جانے ملکہ کے دونون ہاتھ سر پر مارے اور شور و غل مچایا اُنکی فریاد سے تمام خواصین محل کی جمع ہوگئین
اور سبب شور و غل پوچھا اُنھون نے کہا تم آسمان کی طرف خود دیکھ لو جب آسمان کیطرف دیکھا تو شب مہتاب مین
ایک سیاہی معلوم ہوئی اور غائب ہوگئی سب خواصین نوحہ کنان سینہ زنان چاک گریبان ملکہ خالدہ بانو کے پاس
آئین اور یہ حقیقت جان سوز بیان کی ایک شور محشر و ہنگامۂ قیامت محل مین برپا ہوا ملک عمران شاہ نے بھی سنا
اور سر برہنہ محل سرا مین گیا سب کے ساتھ وہ بھی گریہ و زاری کرنے لگا تمامی شہر کو افسوس تھا خالد بن علقمہ وزیر نے

جو علم نجوم مین کامل تھا بعد دیکھنے زایچے کے کہا کہ جان کی خیر ہی ماں باپ سے کوہ اعلی کے دامنہ مین ملاقات ہوگی خالد نے ملک عمران شاہ و ملکہ خالدہ بانو کی از حد تسکین و دلجمعی کی

اب حال ملکہ خلدانہ اور غشاوہ جادوگرنی کا بیان ہوتا ہی

ملکہ خلدانہ نے اثنائے پرواز مین دیکھا کہ ایک عورت حبشیہ بد ہیئت کریہ منظر مجھے بغل مین دبائے لیے جاتی ہی پس پوچھا خلدانہ نے کہ تو کون عورت بلائے ناگہانی ہی اور مجھے کہان لیجائیگی اُسنے کہا غشاوہ جادو میرا نام ہی اور مین حقیقی بہن نجاشی کی ہون میرے بھتیجے کا تیری مفارقت مین تباہ حال ہی تجھے اُسکے حوالہ کرکے رقیب سے سبکدوش ہونگی یہ سُنکے یقین تھا کہ روح ملکہ خلدانہ کی مفارقت کرجائے مگر اُسی حال مین یہ مناجات پڑھی مناجات

کہ ای واقف از حال زار دلم — بسے مشکل افتاد کار دلم
با آہ دل خستۂ عاشقان — با شک جگر تفتۂ صادقان
لززین ورطۂ غم مرا دہ نجات — بحق محمد علیہ الصلواۃ

قدرت کاملۂ پروردگار سے غشاوہ جادو راہ لشکر نجاشی بھولی سرگردان و خراب حال وقت صبح قصر اخضر پر پہونچی اور خیال مین یہ آیا کہ دیکھون یہ کون مکان عالی شان ہی چونکہ وہ قصر طلسمی ملکہ شمسہ تاجدار کا تھا جیسے ہی اُس قصر کے مقابل ہوئی عمل سحر باطل ہوگیا ہر چند زور مارا کہ وہان سے نکل جائے مگر ممکن نہوا معلق ہوا سے زمین کی طرف متوجہ ہوئی راوی کہتا ہی کہ گلچین باغ ہر روز پھول جمع کرکے ملکہ شمسہ تاجدار کے پلنگ پر واسطے بچھانے پلنگ کے جمع کرتے تھے کہ ناگاہ غشاوہ جادو مع ملکہ خلدانہ اُن پھولون پر گری خواصان قصر نے جو دیکھا غشاوہ جادو کو دست بستہ حضور مین ملکہ شمسہ تاجدار کے لے گئین ملکہ نے جو دیکھا کہ ایک عورت حبشیہ سیاہ رو بد ہیئت ہی پوچھا تو کون ہی غشاوہ جادو تو خوف کے مارے چپ ہو رہی اور ملکہ خلدانہ نے کل قصہ اپنا بیان کیا ملکہ شمسہ تاجدار نے ملکہ خلدانہ پر نہایت شفقت فرمائی اور کہا اس غشاوہ ملعونہ کو ایسی کفش کاری ہو کہ اسکا مغز ناک سے بہ جائے غشاوہ بولی میرا قصور معاف ہو ملکہ نے فرمایا او قحبہ اس سے زیادہ اور کوئی قصور کیا ہوگا تو ایک کے ناموس کو ناحق برباد کرتی تھی دوسرے اُن بیچارون کے کلیجے کو نکال لائی غشاوہ نے کہا مین کسی مرد غیر کے واسطے تو نہین لائی اسکا نامزد مسرور ہی اُسکے پاس لیے جاتی تھی کہ برادر زادہ میرا ہی اُسکے ساتھ عقد اسکا کرونگی باپ نے اسکے اپنی رضا سے یہ نسبت کی ہی ملکہ نے فرمایا کہ قطع ہونے نسبت کا کیا سبب ہی غشاوہ جادو نے کہا کہ کوئی شاہزادہ اسیر عاشق ہوا اور اسکے باپ نے بمجبوری وہ نسبت بھی قبول کرلی جب مجھکو یہ معلوم ہوا مین شہر عمرانیہ مین گئی اور اپنی بہو کو لیے جاتی تھی راہ مین یہ اتفاق ہوا ملکہ نے فرمایا جب عورت بالغ ہوئی پھر ماں باپ کو کیا اختیار ہی اور جو یہ خود راضی ہو تو لیجا ملکہ خلدانہ بولی ای ملکہ آفاق جانا کیسا مجھے اُسکے نام سے نفرت ہی

بلکہ جناب والدہ صاحبہ بھی راضی نہین ملکہ نے دایہ سمن بانو سے پوچھا یہ وہی نجاشی ہی جو یہان آیا تھا اور پھر بھاگ گیا دایہ بولی مین صدقے یہ وہی کمبخت روسیاہ ہی ملکہ نے عشاوہ قحبہ کو زندان مین قید کیا اور خلدانہ سے فرمایا اصل حقیقت بیان کرو کہ وہ شاہزادہ جو کہ تمپر عاشق ہوا کون ہی اور تم بھی اُس سے رضامند ہو یا نہین ملکہ خلدانہ شرم سے چُپ ہو رہی اور کہا ای ملکہ آفاق ؎

ایک بت کافر یہ دل اپنا جو شیدا ہو گیا	دیر مسجد ہو گئی کعبہ کلیسا ہو گیا
بیٹھے بٹھلائے نہین معلوم یہ کیا ہو گیا	وہ اُٹھے پہلو سے دلمین درد پیدا ہو گیا

ای گوہر بحر خوبی وای جلوۂ حسن محبوبی شعر

بمطلب رساند ترا کردگار	ترا باد پیوستہ اقبال یار

معز الدین ابو تمیم ملک مغرب وشام کا شاہزادہ حضور کا حسن وجمال اپنے ندیم ابو المکارم کی زبانی سُنکے عاشق و فریفتہ ہو گیا اور اُسنے اپنے برادر رضاعی ابو الحسن جوہر کو کہ فن عیاری مین مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا ہی واسطے دریافت حال جشن نوروز کے روانہ کیا حسب اتفاق ابو الحسن جوہر عمرانیہ مین کہ وہ دار الخلافت کنیز کا ہی آیا اور مین اتفاقاً اُسی ایام مین سیر باغ کو گئی تھی معلوم نہین کس صورت سے وہ مجھپر عاشق ہو گیا بعد ازان بطور عیاری وہ مجھے اُٹھا کر عالم خواب مین ایک درۂ کوہ مین لے گیا اور اپنی صورت بآرایش و تکلف دکھائی اور مجھے مسلمان کیا اور تمام حال یعنے اپنا عاشق ہونا جوہر پر اور بہدایت اُسکے مسلمان ہونا بعد ازان وہان سے حکیم قسطاس الحکمت کے پاس جانا اور پھر قریۂ فردوسیہ کے جشن مین شریک ہونا پھر وہان سے میرے پاس آنا اور مجھ سے عہد واثق کرکے اپنے بھائی کے پاس جانا وہان جاکر محکمات عالیات کو فتح کرنا اور مع شاہزادہ کے ملک عمرانیہ مین آنا اور میرے باپ کو پیام نسبت بھیجنا اور ارتقر ایلچی نجاشی کا امیرزادۂ سیف الدین کے ہاتھ سے قتل ہونا اور میرے والد سے اقرار لینا اور شاہزادہ کا راہ دریا سے قریۂ فردوسیہ کی طرف روانہ ہونا تمام و کمال بیان کیا ملکہ شمسہ تاجدار یہ افسانۂ عجیب و غریب ملکہ خلدانہ سے سُنکے متعجب ہوئی بعد ازان دایہ سے کہا کتنے سُنا یہ نازنین کیا بیان کرتی ہی دایہ بولی قربانت شوم مثل مشہور ہی شعر

ہر کجا چشمۂ بود شیرین	مردم و مرغ و مور گرد آیند

ملکہ نے فرمایا تمنے شاہزادۂ معز الدین کو دیکھا ہی خلدانہ نے کہا تعریف و توصیف تو از حد سُنی ہی مگر دیکھا نہین ملکہ شمسہ تاجدار نے وہ تصویر جو حجرہ سے برآمد ہوئی تھی منگا کر ملکہ خلدانہ کو دکھائی اور فرمایا دیکھ یہ کسکی تصویر ہی خلدانہ نے غور سے تصویر کو دیکھ کے خیال کیا کہ ملکہ صاحب تصویر پر عاشق ہی خلدانہ نے کہا ای ملکہ لباس تصویر تو بعینہ فدویہ کے مطلوب کا ہی اس بات پر ملکہ کو شک گذرا کہ شاید مطلوب ملکہ خلدانہ کا شاہزادۂ معز الدین نہو بعد ازان

حال نکلنے تصویر کا حجرے سے اور اظہار اپنے عاشق ہونے کا صاحب تصویر پر اور اپنے حسب و نسب اور قصر طلسمی کے
حال سے بھی آگاہ کیا اور فرمایا اگر تم کہو تو مین تمھین شہر عمرانیہ مین بحفاظت تمام بھجوا دون ملکہ خلد آئینہ نے کہا میرا
عمرانیہ مین کیا کام ہی جشن نوروز تک وہ سب یعنی ابوالحسن جوہر و شاہزادہ معزالدین یہان ضرور تشریف لاوینگے
اُسوقت جو امر مصلحت وقت ہوگا عمل مین آویگا یہان غنشاوہ نے روز و شب فریاد و زاری کی اور اپنے اعمال بد
سے توبہ کی ملکہ کو خبر ہوئی ملکہ نے اُسکا مُنھ کالا کرا کے دروازہ قصر سے نکلوا دیا غنشاوہ جادو وہان سے باہر آئی
اور حد طلسم سے جدا ہو کر بزور سحر پرواز کنان لشکر نکبت اثر نجاشی مین پہونچی نجاشی نے غیبت غنشاوہ مین شاہزادہ
معزالدین سے چند روز کی مہلت لی تھی تاکہ زخمی صحت پائین اور مسرور انتظار پھوپھی مین تھا اس عرصہ مین غنشاوہ
بحال خراب پہونچی اور تمام حقیقت نجاشی سے بیان کی نجاشی نے کہا تیرا قصور نہین یہ ہماری برگشتگی تقدیر ہی اس
اثنا مین محمود خراسانی نے شاہزادہ کی جانب سے نجاشی کے پاس جاکر کہا کہ وعدہ مہلت تمھارا گذر گیا اب
یا تم مقدمۂ جنگ کو یکسو کر دو یا ہمارے سد راہ نہو ہمکو کار ضروری لاحق ہین نجاشی نے بزور سحر غنشاوہ دوسرے روز
بدستور صف آرائی کا حکم دیا پاشنگ بن صعفوق ایک پہلوان زبردست نجاشی کے لشکر سے آیا امیر سلطان
اُسکے مقابلہ کو لشکر اسلام سے گئے اور دو ساعت مین امیر سلطان نے پاشنگ بن صعفوق اور رسادہ بن فولاد
آہن تن اور آوہ گندہ دہن وغیرہ تین چار پہلوانون کو کہ جنکا کوئی ہمسر نہ تھا قتل کیا غنشاوہ کے ہوش جاتے رہے
نجاشی سے کہا ان مسلمانون سے ہرگز عہدہ برآ نہوگے مین اور فکر کرتی ہون اب تو اکیس روز مہلت مجھے دے
جنگ موقوف کر بعد ختم عمل پھر مقابلہ کرنا دیکھنا کہ ایسا صدمہ سخت لشکر اسلام کو پہونچاؤن کہ تمام لشکر کے دست و
پا بیکار ہو جائین پھر تم بلا خوف و خطر ان سب کا کام تمام کرنا الغرض نجاشی نے بفہمایش غنشاوہ شاہزادہ سے
چند روز کی مہلت طلب کی شاہزادہ نے بمجبوری مہلت دی غنشاوہ نے ایک گوشہ مین عمل شروع کیا ابھی تیرہ روز
نہ گذرے تھے کہ تمام لشکر عارضہ مین مبتلا ہو گیا یہان تک کہ شاہزادہ کو بھی تپ محرقہ عارض ہوئی اور دو روز مین
یہ حال ہوا کہ امید زندگی کی قطع ہو گئی اور ہر سوار و پیادہ امراض مختلفہ مین گرفتار ہو گیا اور ابوالحسن کو اختلاج قلب
اور خفقان پیدا ہوا شاہزادہ نے یہ حال دیکھکر اُس حالت کرب و اضطرار مین ابوالحسن سے فرمایا ای برادر تمام
لشکر کا دفعۃً بیمار ہو جانا عقل مین نہین آتا کچھ نہ کچھ اس مین اسرار ہی آیا تمنے کچھ خبر لشکر نجاشی کی بھی لی یا نہین ابوالحسن
جوہر نے کہا ای شہریار ہر ایک ایسا اپنے حال مین مبتلا ہی کہ دوسرے کی مطلق خبر نہین شاہزادہ نے فرمایا اگر اس
حال مین حریف جنگ کو تیار ہو تو کیا ہوگا ابوالحسن بولا مین خود اسی فکر مین ہون یکایک ابوالحسن اُس جوش
خفقان مین سیر دریا کو چلا کہ ذرا قلب کو تفریح ہو جب لشکر سے چار فرسخ نکل گیا وہ خفقان بالکل جاتا رہا طبیعت خود بخود
اصلاح پر آ گئی ابوالحسن جوہر اسی حیرت مین تھا کہ دور سے ایک مرد مسافر نظر آیا جب قریب آیا دیکھا کہ سہیل

غلام حکیم صاحب ہی جوہر نے سہیل کو سینہ سے لگایا بعد ازان گلہ و شکوہ کیا کہ خوب ہماری خبر لی سہیل بولا مین
تمھاری فکر مین تھا ابو الحسن نے کہا مین شاہزادہ کو لاتا تھا درمیان مین یہ امر درپیش ہو گیا جوہر نے تمام قصہ
گذشتہ سہیل سے بیان کیا سہیل نے کہا یہان سے دس فرسخ پر مکان حکیم صاحب ہی تم کیون نہ آئے جوہر
نے کہا مین راہ بھول گیا تم شہر عمرانیہ مین کیون نہ آئے سہیل نے کہا جب از تقر ایلچی نجاشی آیا مین نے حکیم صاحب
سے اطلاع کی حکیم صاحب نے فرمایا اب تیرا وہان جانا اچھا نہین ہی اس وجہ سے مین نے آنا ترک کیا جوہر نے
کہا ای سہیل ہمنے براہ معروف کشتیان مع لشکر روانہ کین اور مین بفوج قلیل ہمراہ شاہزادہ کے براہ دریا روانہ
ہوا اور اثنا ے راہ مین لشکر نجاشی سے جنگ وجدل ہوئی ہر چند کہ ہمنے اُسکو شکست دی لیکن ایک ماہ کا عمل
ہوا ہی کہ ہمکو نجات نہین ہی کہ ہم جائین اور اب تو یک بیک تمام لشکر انواع اقسام کے عوارضات مین مبتلا ہی
سہیل نے کہا آج صبح کو مین نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ خدا جانے ابو الحسن کا کیا حال ہی حکیم صاحب
نے زائچہ کیا اور فرمایا کہ دامنہ کوہ مین فلان درخت کے سایہ مین جوہر ملیگا تو بُلا لا لہذا مین آیا ہون ابو الحسن
سہیل کے ہمراہ روانہ ہوا جب حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچا قدمبوس ہوا بعد اسکے تمام حال شہزادہ
کا اور حال لشکر بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا ای جوہر آگاہ ہو کہ ایک عورت غشاوہ خواہر نجاشی کہ ساحرہ
ہی اُسنے تمام لشکر کو سحر مین گرفتار کر رکھا ہی اب جاؤ اور تمھارے لشکر کے شمال و مشرق کے مابین ایک درخت
چنار ہی اُسکی بیخ دو گز کھودوگے تو ایک ظرف گلی سیاہ نکلیگا اور اُسمین ایک رسی گرہ دار ہوگی جب تم
گرہ اُسکی کھولوگے فوراً سب کا مرض جاتا رہیگا بعد اسکے اُسی رسی مین بنام نجاشی اور اُسکی خواہر اور تمام
لشکر کا نام لیکر گرہ لگا دینا اور جو درخت تمھارے لشکر کے جنوب و مشرق کے درمیان واقع ہی اُسے کھود کر
اور اُسی ظرف گلی مین رسی رکھکر دفن کر دینا پھر جو حال تمھارے لشکر کا ہی وہی حال اُسکے لشکر کا ہو جائیگا
ابو الحسن فوراً حکیم صاحب سے رخصت ہو کر شاہزادہ کے پاس آیا اور یہ مژدہ سُنایا شاہزادہ بمجرد سُننے
اس خبر کے تندرست ہو گیا پھر جوہر نے حسب ہدایت عمل کیا فوراً سب لشکر صحیح و تندرست ہو گیا اور جب
حسب ہدایت حکیم صاحب اُس رسی پر ہر ہر نام کی گرہ لگا کر رسی کو مع ظرف دفن کیا فوراً مسرور تب سوداوی
مین گرفتار ہوا نجاشی کا بھی یہی حال ہوا اور اسی طرح تمام لشکر کفار آفت مین گرفتار ہوا سرداران لشکر نے
کہا غشاوہ تو فکر لشکر اسلام مین گئی تھی یہ کیا ہوا کہ برعکس ہو گیا مسرور بولا آج میرا درد دل سے عجب حال
ہو رہا ہی نجاشی نے سودا عیار سے کہا تو جا اور لشکر اسلام کا حال دریافت کر سودا لشکر اسلام مین آیا ہر ایک کو
بفضل رب العالمین بحال پایا یہ حال نجاشی سے کہا نجاشی نے غشاوہ کو آگاہ کیا غشاوہ سودا کو ہمراہ
لیکے جہان وہ ظرف گلی گڑا تھا آئی اور اُسے کھودا ظرف نہ پایا ہوش جاتے رہے تھوڑی دیر سکوت مین رہی

بعد اُسکے وہان گئی جہان ابوالحسن نے رسی گاڑی تھی غشاوہ نے کھود کر رسی کو نکالکر گرہین کھولین اور خود بحال خراب نجاشی کے پاس آئی نجاشی نے کہا واہ کیا عمل تھا جسنے اپنے ہی لشکر کو ایذا پہونچائی غشاوہ بولی مسلمان تو سحر کو حرام جانتے تھے اب یہان برعکس دیکھا مسلمان سحر خوب جانتے ہین خیر کیا پرواہ ہی دیکھون کس کس میرے عمل سحر کا جواب دیتے ہین یہان ابوالحسن حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچا اور بعد شکریہ جو کچھ کام کیا تھا عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے ابوالحسن ہمین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ دو تین روز یہ کافرہ بزور سحر تمسے بمقابلہ پیش آدیگی اور آخر اُسی میدان مین واصل جہنم ہوگی پھر نجاشی اپنے وطن کو گریز کر جائیگا اور اکثر لشکری دایرۂ اسلام مین داخل ہونگے اور ایک شیشہ روغن کا دیا کہ شام کو گرد لشکر تین فرسخ کے فاصلہ تک اس روغن کا دائرہ کھینچ دینا تاکہ لشکر تمہارا آفات سحر سے بچا رہے اور صبح کو تماشاے قدرت باری دیکھنا کہ پردۂ غیب سے غشاوہ پر کیا بلا نازل ہوتی ہی اور خبردار کوئی شخص لشکر کا دایرہ کے باہر قدم نہ رکھے ورنہ آفات سحر مین گرفتار ہوجائیگا اور اگر غشاوہ بلائے تو بھی کوئی باہر نہ آئے اور ایک اسم بتاتا ہون کہ شاہزادہ ہنگام تسویہ صفوف کارزار اس اسم کو تین مرتبہ پڑھکر طرف آسمان کے دم کرے اور قدرت قادر مطلق کا تماشا دیکھے ابوالحسن حکیم صاحب سے رخصت ہوکر شاہزادہ کے پاس آیا اور فرمان حکیم صاحب کا بخوبی سمجھایا ادھر غشاوہ نے نجاشی سے اپنے نام طبل جنگ بجوایا

برآمد ز نقارہ آتش این صدا — کہ آمد محل از فنای شما

بدوزخ بود جای کافر مدام — بدین محمد علیہ السلام

علی الصباح وہ کافرہ یعنے غشاوہ ملعونہ بعد آراستگی صفوف طرفین میدان رزم مین آئی یہان ابوالحسن نے حسب ہدایت و فہمایش حکیم صاحب اُس روغن سبز کا دائرہ چارون طرف لشکر فیروزی اثر کے کھینچدیا تھا شاہزادہ بعد فراغ نماز صبح میدان حرب مین آیا دیکھا ایک بادفروش لشکر نجاشی سے نکلا اور حسب نامہ غشاوہ کا زردشت وسامری تک پہونچادیا اور غشاوہ بشکل مہیب میدان مین کھڑی تھی کہ دیکھ کے جسکو زہرہ لشکر اسلام کا پانی پانی ہوا جاتا تھا بیضے تلوار کے عوض چوب تر کمر مین اور بجاے سپر برگ سبز دوش پر اور رنی باریک کا نیزہ ہاتھ مین اور ریسمان طویل کمر مین اور خون تازہ پیشانی پر ملا ہوا اور روے زرد و با چشم کبود نہایت کروفر سے رزمگاہ مین کھڑی تھی اور یہ اشعار رجز پڑھتی تھی ابیات

کہ اینک منم در صف کارزار — کہ نامم غشاوہ است در روزگار

چو من مرکب سحر را زین کنم — بخون یلان دست رنگین کنم

زبان را بجادو چو جنبش دہم — زمین را گرفتہ بگردون نہم

اگر دیو باشد دگر اہرمن است — گر اتاب جادوے من در تن است

برآرم ز چشم کواکب حجاب — زمین رو نہان میکند آفتاب

چو من نیست خونخوارہ در جہان — بلاے زمین فتنۂ آسمان

اگر سامری و دگر زردہشت — کہ گردند سوے منم ہر دو پشت

بعد ازان چوب تر کو زمین پر پھینک دیا آنکھون مین غازیان اسلام کے میدان جنگ ایک دریاے موج خیز معلوم ہوا اور ایک نہنگ طویل خونخوار دہن مثل غار کشادہ فوج اسلام کی طرف متوجہ ہوا ایس بجرد دیکھنے اُس جانور دریائی کے

اسپان لشکر نے رم کیا اور اہل لشکر متوحش ہوئے لیکن وہ دریائے سحر جب قریب لشکر آتا تھا بہ برکت روغن وہین رہجاتا تھا جب عشاوہ نے اثر سحر کو باطل دیکھا وہ رسی کمر سے کھولی اور میدان مین رکھدی فوراً وہ اژدہا ہو گیا اور آتش فشان قریب دائرہ لشکر اسلام پہونچا وہ بھی یہین رہ گیا عشاوہ نے مشل ماردم بریدہ پیچ و تاب کھاکے ایک افسون آسمان کی طرف دم کیا فوراً ابر سرخ آسمان پر محیط ہو گیا اور آگ برسنے لگی لیکن وہ بھی باہر دائرہ کے گرتی تھی جبکہ سب سحر باطل ہو گئے اور لشکر اسلام کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا تب عشاوہ نے کہا اے فرقہ اسلام تم تو سحر کو کفر جانتے تھے اب تو تم ہم سے زیادہ سحر جانتے ہو بس تمکو چاہیے کہ ظاہر ہو گیا پوشیدہ جواب سحر دیتے ہو

یہ ہنگام کہ نام بلندی کراست	بذلت گرا ارجمندی کراست

اس عرصہ مین بجانب دست راست ایک گرد نظر آئی دونون لشکر گرد کو دیکھنے لگے دامن گرد سے ایک جوان نقاب پوش مرکب پری پیکر پر سوار مسلح و مکمل نیزۂ خطی ہاتھ مین لیے ہوئے نکلا اور عشاوہ کے سامنے آیا اور ایک نعرہ مارا کہ عشاوہ کے حواس جاتے رہے عشاوہ نے کہا اے دلاور اپنے حال سے آگاہ کر اس سوار نے جواب دیا

منم آنکہ از قدرت کردگار اگر سافری زندہ گردد کنون	کند مرگ تو نام من روزگار براہ جحیمش منم رہنمون بہ لب انچہ داری بمن آزما	نظر کردہ برطالع دون خویش تو گر ساحری بندہ ساحرکش است بہ ہیستم گر از فتح بخشد خدا	بیار انچہ داری ز افسون خویش تو گر آتشی آب آن آتش است

اس گفتگو سے نقابدار کی لشکرون کا یہ حال ہوا کہ دست و پا مین کسی کے حس و حرکت نہ رہی عشاوہ نے ہر چند سحر کیا مگر کچھ اثر نہوا جب دیکھا کہ میرا سحر اس جوان پر کچھ اثر نہین کرتا دل مین کہا کہ جان بچانی مرگ ناگہانی سے ضرور ہے بخاستی جانے اور اسکا کام جانے آخر میدان سے بزور سحر جانب آسمان پرواز کی اور ایک طرفۃ العین مین غائب ہو گئی اور وہ سوار نامدار میدان کارزار مین موجود رہا شاہزادہ نے کہا اے جوہر عشاوہ مفت چلی گئی جوہر نے کہا غلام اسی حیرت مین ہے ناگاہ بعد ایک ساعت کے صدائے تراق تراق اوج ہوا سے آئی لشکرون نے جو آسمان کی طرف دیکھا تو ایک جانور قوی الجثہ عجیب الخلقت منقار کو بازوے عشاوہ پر مارتا ہوا زمین پر لایا اور جوان نقابدار کے سامنے کھڑا کر دیا عشاوہ دست بستہ بحال تباہ سامنے کھڑی رہی اور سحر کو باطل دیکھا چاہا لشکر بخاستی کی طرف بھاگی جوان نقابدار نے فرصت نہ دی ایک ہی ضرب شمشیر جان ستان مین کام اُس ملعونہ کا تمام کیا بمجرد اُسکے قتل ہونے کے ایک طوفان تیرہ و تار ایسا برپا ہوا کہ دن کو شب دیجور کا مزا آیا جب وہ تحیہ باری کی تاریکی دفع ہوئی سوار نقابدار غائب ہو گیا اور لاش عشاوہ پڑی تھی شاہزادہ نے کہا اے جوہر یہ سوار نہ تھا بلکہ ملائک تھا واہ کیا کار نمایان کیا وہان بخاستی نے حکم جنگ مغلوبہ دیا یہان لشکر اسلام مین بھی ہر چار طرف سے بزن و بکش کی صدا بلند ہوئی اسقدر حبشیون کو قتل و زخمی کیا کہ بدحواس جس طرف جسنے راہ پائی بھاگ نکلا اور بخاستی بھی

قلیل فوج سے اپنے ملک کو راہی ہوا شعر

خداداد نصرت بشاہ جہان | ہزیمت بیفتاد در کافران

اور شاہزادۂ معز الدین نے بافتح و فیروزی داخل خیام فلک احتشام ہو کر تخت رفعت پر جلوس فرمایا غازیان اسلام و دلاوران نیک انجام کو انعام و خلعت حسب مراتب مرحمت فرمایا ابو الحسن نے عرض کی کہ سالم شیدی پہلوان لشکر نجاشی مع جمعیت ہزار سوار و پیادہ آرزوے قدمبوسی رکھتا ہی حکم ہوا کہ حاضر ہو ابو الحسن شیدی سالم کو بارگاہ مین لایا بلازمت سے ممتاز کرایا شیدی سالم نے اول پایۂ تخت کو بوسہ دیا بعد از ان مع ہزار سوار بصدق دل مسلمان ہوا شاہزادہ نے شیدی کو مرتبہ اعلے بخشا جب سب امورات سے شاہزادہ کو فراغت ہوئی ابو الحسن سے فرمایا

تا بکی آخر ز سوداے سر گیسوے یار | بشکند در ہر قدم صد خار چون شانہ مرا
عمر من در سوختن چون شمع میگردد تمام | کی رسد آندم کہ یابم من بہ بزم یار جا

یعنے خدمت مین حکیم صاحب کی مجھکو کب لیچلوگے ابو الحسن نے کہا پہلے حکیم صاحب کو اطلاع کرلون پھر آپکو تکلیف دون آخر ابو الحسن نے اسی وقت حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہو کے تمام حال گذارش کیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ لشکر وہین رہنے دو اور تم شاہزادہ کو مع چند امرا کے یہان لے آؤ ابو الحسن آیا اور شاہزادہ کو مع امیرزادہ سیف الدین اور امیر جلال الدین فیروز ذکینی اور امیر خلیل و امیر سلطان و امیر ہاشم و امیر یوسف وغیرہ کے لیکر روانہ ہوا بعد جانے چار فرسخ کے ایک چار دیواری دیکھی شاہزادہ نے جوہر سے پوچھا یہ کس کا مکان ہی جوہر نے کہا قبۂ فیض یہی مکان ہی جہان حکیم صاحب رہتے ہین شاہزادہ نے کہا تمنے تو بیان کیا تھا کہ حکیم صاحب کے مکان مین چند باغ دلکشا و فرحت افزا ہین ابو الحسن نے کہا وہ باغ موہومی و طلسمی ہین اور یہ اصلی ہی القصہ جب شاہزادہ احاطہ مین داخل ہوا ایک ایسی بوے خوش دماغ مین آئی کہ اس شمیم رحمت یزدانی سے ایک توانائی تمام اعضاے رئیسہ مین محسوس ہوئی ادھر حکیم صاحب بھی چند قدم استقبال کو تشریف لائے شاہزادہ نے مودب سلام کیا اور ایک تسبیح مع ایک جلد قرآن مجید خاص ابن مقلہ کے ہاتھ کا نذر گذرانا حکیم صاحب نے مصحف لیلیا اور شاہزادہ کو سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور اندر گنبد کے بٹھایا اور بکمال شفقت خطاب فرزند ارجمند عطا فرمایا اور استفسار حال فرمایا کہ کیا کیا سوانح پیش آئے شاہزادہ نے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا

بشما کار چو افتاد خدا ساز شود | گر یکے قطرہ بدریا چو رود باز شود

اے عالی جناب حکمت مآب بفیض انتساب بہ برکت و شرف قدمبوسی سے یقین ہی کہ کوئی کام میرا بند نہ رہیگا حکیم صاحب نے فرمایا توکل بخدا و توسل برسول رکھو تو انشاء اللہ تعالی مشکلہاے شاقہ سب سہل ہو جائینگی چنانچہ و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ اس آیہ سے مراد یہ ہی کہ حق تعالے انجام ہر ایک کار کا بہتر کرتا ہی جیسا کہ ان اللہ بالغ امرہ نازل

ہوا ہی دوسرے یہ آیہ بھی دلیل کرتی ہی قد جعل اللہ لکل شئی قدرا لیکن ہر امر کو محنت و مشقت واجب ہی خیر خداوند کریم کی ایک یہ بھی کارسازی ہی کہ تم اس احقر کے پاس آئے اب اگر خواستۂ خدا ہی تو کوئی مشکل بند نہ رہیگی اور فضل الٰہی شامل حال ہی عنقریب اپنے مقصد دلی کو پہونچوگے بقول کسی شخص کے شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

اور وہ جو کلام نصیحت آمیز ابو الحسن سے مین نے کہلا بھیجے تھے وہ محض تمہارے استقلال مزاج اور ثبات قدمی کا دریافت کرنا منظور تھا ورنہ مجھے اول ہی حرکات فلکی سے انجام کار بخوبی دریافت ہو گیا تھا شاہزادہ نے فرمایا مین حضور کو ہر امر مین اپنا ہادی اور رہنما جانتا ہون شعر

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر	از سوے کینہ کینہ وز سوے مہر مہر

بعد اسکے شاہزادہ نے عرض کی کہ اے رازدار اسرار الٰہی وای خزینہ دار گنجینۂ ظاہری و باطنی ابو الحسن نے جو کیفیت دعوت و مہمانی بیان کی وہ خالی از قیاس بشر ہی فہم مین نہین آتی حکیم صاحب نے فرمایا کیا تمہارا ابھی دل سیر و تماشے کو چاہتا ہی خیر آج کی شب تک کسل راہ ہی آرام کرو صبح کو دروازے متعدد معلوم ہونگے انھین سے ایک دروازہ کے اندر خود جانا اور ہر دروازہ سے ہر رفیق کو حکم دینا کہ وہ جاوین وہان ہر ایک کو موافق مراتب اپنے کے سیر و تماشا نظر آویگا شاہزادہ نے بعد تشریف لیجانے حکیم صاحب کے آرام فرمایا اور صبح کو ہنگام طلوع آفتاب شاہزادہ مع رفقا احاطہ سے باہر آیا چند دروازہ مطلا و مذہب عالی شان ایسے نظر آئے کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھے تھے اُنکے بروج و کنگرے طلائی ایسے مجلے تھے کہ نظر کام نہ کرتی تھی ابو الحسن کہ طلسمات عجائبات کا کمال مشتاق تھا اول ہی بلا اجازت شاہزادہ ایک دروازہ مین داخل ہو گیا بعد ازان امیر جلال الدین و امیر سیف الدین و امیر سلطان بھی آگے پیچھے ایک ایک دروازہ مین داخل ہوئے سب کے بعد شاہزادۂ عالی وقار تنہا ایک دروازہ مین داخل ہوا اور باقی رفقا کو واپس کیا

اب راوی تازہ خیال اول حال ابو الحسن جوہر کا بیان کرتا ہی کہ وہ اول سب کے داخل دروازہ ہوا تھا

جب ابو الحسن دروازہ مین گیا ایک صحراے لق و دق جس سے رستم کا دل شق ہو نظر آیا کہ جسکی انتہا خیال مین نہ آتی تھی اور تمازت آفتاب اس شدت کی تھی کہ ہر ایک ذرۂ دشت کرۂ آہن گر کا مزہ دیتا تھا ابو الحسن جوہر نہایت پریشان ہوا اور کہا حکیم صاحب نے اُس عیش اول کا عوض خوب لیا مین ناحق آیا خدا خیر کرے جسکی ابتدا ایسی ہی اُسکی انتہا کیسی ہوگی الغرض جوہر یہی کہتا ہوا ایک سمت روانہ ہوا ہر ہر قدم پر کہتا تھا کہ واہ حکیم صاحب دور سے باغ سبز دکھا کر بلاے بیدرمان مین پھنسا دینا تمہارا ہی کام ہی اس عرصہ مین بمشکل تمام ایک فرسخ راہ طے کی تھی کہ تشنگی کا ایسا غلبہ ہوا کہ قریب بہ ہلاکت پہونچا اور کہین پانی کا پتا نہ ملا کہ ناگاہ دور سے

کوئی سفید شی ظاہر ہوئی جوہر نے جانا کہ چشمہ آب ہی جب قریب گیا تو ریگ معلوم ہوئی دل مین کہا کہ ایک روز حکیم صاحب نے ریگستان سے بچایا تھا آج اُسکا عوض لیا اتفاقًا دور سے کچھ درخت سر سبز معلوم ہوئے جوہر بہزار خرابی وہان پہونچا دیکھا پانچ چار سبوے آب شیرین رکھے ہین اور ایک نازنین مہ جبین حالت رنج مین خاموش بیٹھی ہی ابو الحسن اُسکو دیکھ کے بے اختیار ہو گیا اور کہا ای سرمایۂ حیات جاودانی و ای جان جہان و تسکین دہ دل ناتوان برائے خدا ایک جام آب سرد اپنے دست نگارین سے مجھ تشنہ لب بلکہ جان بلب کو دے اُسنے نہایت ناز و ادا سے ایک جام آب سرد کا دیا ابو الحسن نے پانی پیا اور شکر الٰہی بجا لایا جب حواس جمع ہوئے پوچھا ای ساقی آب حیات و تسکین دہندہ دل بیتاب تو ملول و مکدر کیون ہی اُسنے کہا ای مسافر تو نے پانی پیا ہوش و حواس جمع ہوئے اب جا اپنا کام کر تجھے میرے رنج و خوشی سے کیا کام مین مصیبت زدہ ستم کشیدہ آفت رسیدہ اس دشت ہولناک مین اپنی بسر کرتی ہون نہ یار ہے و نہ مددگار ہے جس سے اپنی کیفیت بیان کرون اور وہ بگوش دل قصہ جگر سوز میرا سُنے جوہر نے کہا کہ تیرے مان باپ نے تیری شادی بھی کی تھی یا نہین اسنے مان باپ کا جو نام سُنا بے اختیار زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگی اور کہا اگر مان باپ میرے زندہ ہوتے تو یون در بدر خاک بسر کیون پھرتی تمنے میرا حال پر ملال پوچھا تو مین سرگزشت اپنی بیان کرتی ہون سُنو میرا نام غمزۂ شیرین کار نام ہی اور صمصام بہادر کی بیٹی ہون اور باپ میرا ایسا بہادر تھا کہ رستم و افراسیاب کی کچھ حقیقت نہ جانتا تھا اور مال و زر نقد و جنس اسقدر تھا کہ سات پشت کو کافی ہوتا لیکن رہزنی کا پیشہ کرتا تھا ایک روز بادشاہ وقت نے ایک نامہ لکھا کہ اگر تو پیشۂ رہزنی چھوڑ دے تو مین تجھے منصب جلیل دونگا میرا باپ قول پادشاہ سچا جان کے فورًا حاضر ہوا پادشاہ نے میرے باپ کی شجاعت سے خوفناک ہو کر بیگناہ اُسکو قتل کیا جب میری مان نے یہ حال سُنا جس قدر طلا و جواہر لیا گیا وہ لیا باقی وہین دفن کر دیا اور بھاگی الغرض افتان و خیزان پیادہ پا ایک دیہہ مین پہونچی وہان رہی ناگاہ زمیندار کو اُس دیہہ کے اس حال کی اطلاع ہو گئی ہم بخوف جان وہان سے بھی روانہ ہوئے بعد چند روز کے ایک تکیہ مین فقیر کے پہونچے مادر چونکہ ضعیفہ از حد تھی تکلیف پیادہ پائی سے انتقال کر گئی اُس تکیہ دار نے مجھے اپنی فرزندی مین لے لیا اور میرا قوت اپنے ذمہ لیا ای جوان عالیشان اگرچہ جواہرات میرے باپ کا اُس شاہ ظالم نے بہت لیا لیکن ایک لعل بے بہا جسکی روشنی چراغ و شمع کو مات کرتی تھی اور سات مثقال مغربی وزن مین تھا کاش اگر وہی ایک مجھکو دیدیتا تو ہم تمام عمر محتاج نہوتے ابو الحسن نے کہا یہ تو قصہ گذشتہ ہی اب بتاؤ کہ یہان کیونکر بسر ہوتی ہی اُسنے کہا کہ فقیر صاحب کی مرید عورت ہی وہ مجھے ہر ماہ مین موافق ضرورت کے آذوقہ پہونچا دیتے ہین ابو الحسن جوہر نے پوچھا نام اس مقام کا کیا ہی اور بادشاہ یہان کا کون ہی اُسنے کہا اس شہر کو تصور یہ کہتے ہین اور نام شاہ کا تصور شاہ ہی پھر جوہر نے پوچھا کہ تو نکاح بھی کریگی یا نہین غمزۂ شیرین کار نے کہا کہ میرا ایک شرط ہی

مشروط ہی اگر کوئی اول شرط ادا کر دیگا تو مین اُس سے عقد کرونگی بلکہ جتنا جواہر کہ میرے پاس موجود ہی وہ بھی دونگی جوہر نے پوچھا بھلا کسقدر جواہر تیرے پاس ہوگا غمزہ بولی تو میرے ساتھ چل جسقدر جواہر ہی دیکھ لے تب تو تجھے میرے قول پر یقین ہوگا ابو الحسن غمزہ کے ساتھ چلا تکیہ مین پہونچا غمزہ بولی تو ٹھہر مین جواہر لاتی ہون ابو الحسن ایسا محو ہوا کہ اپنی جان و مال کی کچھ خبر نہ رہی اس اثنا مین غمزہ ایک طبق پر از جواہر ہر اقسام کا لائی اور جوہر کے روبرو رکھدیا جوہر نے اس آب و تاب کا جواہر کبھی نہ دیکھا تھا حیرت مین آگیا غمزہ نے کہا تجھے حیرت کیون ہوگئی میرے پاس اس سے زیادہ جواہر گران بہا موجود ہی جوہر نے دل مین کہا اگر اس سے عقد ہو تو گویا دولت غیر مترقبہ ہاتھ لگے پھر غمزہ سے کہا تمھاری مہر کی کیا شرط ہی غمزہ نے کہا اول نام اپنا بتا پھر مین شرط بتاؤن ابو الحسن بولا میرا نام جوہر ہی غمزہ نے کہا یہ تو مجھسے ایک نجومی نے کہا تھا کہ تیرا عقد کسی جوہر سے ہوگا سُن اب سُن میری یہ شرط ہی کہ جو مرد کہ تصور شاہ بادشاہ کو جو میرے باپ کا قاتل ہی قتل کرے مین اس سے بلا عذر عقد کرونگی جوہر نے کہا مین ایک مسافر غریب الوطن نہ شہر تصوریہ سے آگاہ نہ تصور شاہ بادشاہ کی صورت سے آشنا بھلا کس طرح قتل کر سکتا ہون اور جب یہان کے لوگون سے اور شہر سے واقف ہونگا تو کچھ مشکل نہین غمزہ بولی ای جوان مین بھی فن عیاری مین دستگاہ رکھتی ہون اگر تو اس ادائے شرط پر کمر ہمت باندھے تو مین البتہ خوابگاہ شاہ مین تجھے پہونچا دون بقول شخصے کہ شعر

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرے جب عورت ہوکر مین ایسی ہمت مردانہ کرتی ہون تو تو مرد ہی شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

ہر کام مین تجھکو مدد دونگی جوہر نے کہا فقط میرا وہان جانا یعنے بادشاہ تک پہونچنا مشکل ہی ورنہ مین ایک دم مین اسکا کام تمام کر دونگا القصہ بعد اس عہد و اقرار کے غمزہ جوہر کو فقیر تکیہ دار کے پاس لیگئی اور کہا ای پدر بزرگوار یہ مرد مسافر عہد کرتا ہی کہ مین تصور شاہ کو قتل کرونگا درویش نے کہا ہان قیافہ تو اس جوان کا دلالت کرتا ہی کہ یہ جوان مرد وفادار ہوگا جوہر نے جو صورت فقیر کی دیکھی معلوم ہوا کہ پیر صد سالہ ہی غرض غمزہ و درویش و جوہر شب کو تکیہ مین رہے جب صبح ہوئی جوہر نے کہا ای جان جان اب مجھے تاب توقف نہین ہی غمزہ بولی جلدی کیا ہی ابھی راہ کی کسل تو دور ہولے جوہر نے کہا مجھے آسودگی تیرے وصال کی کافی ہی درویش وہی نے کہا کہ یہ درست کہتا ہی غمزہ نے کہا خیر یہین کھانا کھالے پھر میرے ہمراہ ہو غمزہ بعد فراغت طعام کے ایک حجرہ مین گئی اور از سر تا پا پوشاک سیاہ پہنی اور تمام پیراق سرہنگی سے اپنے قامت سراپا قیامت کو آراستہ و پیراستہ کرکے مثل برق حجرے سے باہر آئی اور جوہر سے کہا چل تجھے خوابگاہ بادشاہ مین پہونچا دون جوہر نے جو غمزہ کو ٹھاٹھ عیاری سے آراستہ دیکھا

مثل تصویر حیران و بصورت سکتہ نگران رہ گیا دل مین کہا بلاشبہہ یہ پری رخسار آفت روزگار ہی غرض جوہر اُسکے ہمراہ
دو پہر کوچہ بکوچہ بازار در بازار شہر مین پھرا اور بعد نصف شب کے زیر قصر شاہ آئے اور اول غمزہ خود کمند کے
ذریعہ سے محل پر گئی بعد اسکے ابوالحسن جوہر سے اشارہ کیا کہ آ جوہر بھی بالاے قصر گیا لیکن حیرت زدہ کہتا تھا کہ
یہ عورت سو برس مجھکو سبق عیاری دے سکتی ہی پھر مجھے کسواسطے لے آئی ہی الغرض غمزہ جوہر کو خوابگاہ خاص بادشاہ مین
لے گئی دیکھا تو بادشاہ سو رہا ہی غمزہ نے کہا اول وہ لعل بے بہا کہ بادشاہ کے بازو پر بندھا ہوا ہی مجھے دیدے
بعد قتل کر اس وقت تیری خوش وقتی کا طالع ہے سب خواصین خواب مرگ مین مبتلا ہین ایسا نہو کہ وقت ہاتھ سے
جاتا رہے جوہر بولا اے غمزہ پہلے تو یہ بتا کہ تو فن سپہگری و عیاری مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہی یکتاے زمانہ ہی پھر تو نے
اس کام مین شرکت غیر کو کیون جائز رکھا غمزہ نے کہا تو سچ کہتا ہی یہ کام مجھے کچھ دشوار نہ تھا الا اُس منجم نے کہا تھا
کہ خبردار خبردار اے بادشاہ کو قتل نہ کرنا کس واسطے کہ اجل اُسکی مرد کے ہاتھ سے ہی یہ وجہ تیرے لانے کی ہوئی ورنہ
تو نے خود دیکھا کہ قتل بادشاہ کا کرنا گربہ و سگ سے بھی آسان تر ہی غرض کہ جوہر نے وہ لعل بازوے شاہ سے
کھول کے غمزہ کو دیا اور چاہتا تھا کہ قتل کرے کہ بادشاہ بیدار ہو گیا اور ایسی ایک جست کی کہ پلنگ سے دور
ہو گیا ہر چند جوہر کا خالی گیا پھر تو وہ شور و غل ہوا کہ تمام کنیزین حبشیہ و ترکیہ جمع ہو گئین اور ابوالحسن جوہر کو پہنچنے
سے پہلے گرفتار کر لیا یہ قاعدہ کلیہ ہی کہ عیش و عشرت مین کچھ خیال نہین رہتا جب کسی مصیبت مین گرفتار ہوتا ہی تو وارد طلسم
گذشتہ حال یاد کرتا ہی جیسا کہ خداوند جلیل نے قرآن مجید مین فرمایا ہی کہ طالب دنیا ایک طلسم حقیقی مین گرفتار ہین

و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قايما فلما كشفنا عنه ضره مر كان لم يدعنا الى ضر مسه الغرض جب
ابوالحسن اس مصیبت سخت مین گرفتار ہوا اُسوقت شاہزادہ معز الدین اور تمام دوست آشنا یاد آئے
اور اپنے حق مین کہا انا لله و انا اليه راجعون ہماری قسمت مین مرگ طلسم تھی خیر جو مرضی الٰہی اس اثنا مین بادشاہ
نے ابوالحسن کو بلایا اور پوچھا اے مکار چور سچ بتا کہ تو ہمارے نخل حیات کو کیون قطع کرنا چاہتا تھا ابوالحسن نے
کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے قید کا حکم دیا اور کہا کل دربار عام مین اسکو قتل کرونگا ابوالحسن کو وہ رات مثل
شب اول گور کے گذری جب صبح ہوئی بادشاہ دیوان عام مین گیا اور وزیر سے کہا کہ ہمنے شب کو ایک چور
گرفتار کیا ہی کہ اُسنے میرے قتل کرنے مین کوئی درجہ باقی نہ رکھا تھا بعد ازان ماجراے شب بیان کیا وزیر نے کہا
اے شہریار ایسے چور کو جلد سزا دینا چاہیے بادشاہ نے حکم قتل جوہر دیا جوہر نے دل مین دعا کی کہ خدایا مجھ بیگناہ کو
بحق اپنی وحدانیت کے نجات دے کہ ناگاہ غیب سے پنجہ آیا اور جانب آسمان جوہر کو لے گیا لیکن جوہر
بوجہ باد تند سے بیہوش ہو گیا جب ہوش درست ہوئے دیکھا کہ ایک باغ مین ہون کہ وہ باغ نمونہ جنت ہی
وروسط باغ مین ایک عمارت عالیشان ہی کہ قدرت خدا دکھائی دیتی ہی اور ایسی آراستہ بنی تھی کہ کبھی خواب

مین بھی نہ دیکھی تھی اور آگے صحن چبوترے پر ایک تخت مرصع نگار رکھا ہی اُسپر دو نازنینین نہایت حسین برابر بیٹھی ہین
جوہر نے جو غور سے دیکھا تو ایک اُن دونون مین سے غمزۂ شیرین کار بھی ہی غمزہ نے جو ابوالحسن جوہر کو دیکھا
سرو قد تعظیم دی اور اپنے پاس تخت پر بٹھالیا اور کہا ای جوہر آفرین ہی تجھے کہ تو اپنے قول پر ثابت قدم رہا لیکن
اُس ظالم کی اجل نہ تھی کہ زندہ بچ گیا خیر اب مین تیری فرمان بردار ہون بعد ازان دوسری نازنین سے کہا کہ
ای بہن بستان افروز میری زبان اس جوان عالی مقام کی تعریف مین قاصر ہی تم جلد درویش وہبی کو بلاؤ تاکہ وہ
میرا عقد اس جوان سے کردے بستان افروز نے کہا مین ابھی جاکے درویش کو لیے آتی ہون جوہر نے دل مین
کہا سبحان اللہ کیا تیری شان ہی کہ بعد تکلیف کے راحت ضرور ہوتی ہی الحمد للہ علی کل حال الغرض درویش وہبی
وہان آیا اور بعد ایجاب و قبول طرفین کے دونون زن و مرد کا باہم عقد کر دیا غمزہ اور ابوالحسن نصف شب
کے بعد خلوت خانہ مین آئے اور وصال یار سے خوشحال ہوئے تمام شب بوس و کنار مین گذری ابوالحسن نے
پوچھا کہ جب مجھے بادشاہ نے حکم قتل دیا تھا پھر وہان سے یہان مجھے کون لایا اور یہ بستان افروز کون ہی
غمزہ نے کہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی تھی مین وہان سے فوراً درویش کے پاس آئی اور سب حال بیان کیا درویش
کی اکثر پریزادین مسخر ہین اُسنے بزور اسم اعظم اُسی وقت بستان پری کو بھیجا وہ تکو لے آئی اور یہ مکان ابن قاروس
کا ہی جو صفی بن آصف بن برخیا کا میر عمارت تھا اور بستان افروز اُسکی دختر ہی اور نام اس قصر کا قصر عجیب
ہی جب دو روز ابوالحسن کو عیش و آرام مین گذرے روز سوم حوض کے کنارے شراب کا شغل ہو رہا تھا اور غمزۂ شیرین کار
موجود نہ تھی بستان افروز جوہر کے پاس آئی اور پہلو مین بیٹھ گئی جوہر نے اپنا اظہار مطلب کیا بستان افروز
اول تو ترش ہوئی بعدہ کہا ای جوان مرد اگرچہ مین بھی تجھسے محبت رکھتی ہون الا خوف یہ ہی کہ غمزہ ناراض ہو جوہر
نے کہا یہ خیال تمھارا بیجا ہی کس واسطے کہ تم آتشی اور وہ خاکی پھر تمھارا وہ کیا کر سکتی ہی بستان افروز نے کہا
یہ سچ ہی لیکن دوستی و اتحاد سے یہ امر بعید ہی جوہر بولا میرا اور تمھارا رسم اتحاد غمزہ کی ترک دوستی کا باعث
نہوگا دوسرے مرد ایک عورت کا پابند نہین ہو سکتا بستان افروز خاموش ہو رہی جوہر نے دل مین کہا
الخاموشی نیم رضا اس جوش مستی مین بے تکلف دست و گریبان ہو گیا اتفاقاً اس کشمکش مین غمزہ بھی آپہونچی اور
اُسنے جوہر کو بستان افروز سے خلط ملط دیکھا نہایت خفا ہوئی اور کہا او بیہودہ یہ کیا حرکت ہی شاید تو نے مجھے
کچھ دور سمجھا تھا جوہر بستان افروز سے بلحاظ غمزہ کے جدا ہو گیا مگر چونکہ لب حوض بیٹھا تھا حوض مین گرا اور
غوطہ کھایا جب پانی سے باہر آیا نہ وہ باغ معلوم ہوا نہ وہ مکان نہ غمزہ نہ بستان افروز سامنے قبۂ فیض
حکیم صاحب نظر آیا ابوالحسن جوہر یہ شعر پڑھتا ہوا قبۂ فیض کے جانب روانہ ہوا شعر

شکر للہ کہ نمردیم رسیدیم بدوست	آفرین باد برین ہمت مردانۂ ما

اب راوی امیر جلال الدین کا حال جو بعد داخل ہونے طلسم کے پیش آیا بیان کرتا ہی

راوی سحر بیان اس داستان معجز بیان کو اس عنوان سے بیان کرتا ہی کہ جب امیر جلال الدین نے دروازہ عجائبات کے اندر قدم رکھا بعد چند قدم کے ایک شہر نظر آیا اور باہر شہر کے ایک باغ نہایت پر فضا تھا امیر کو اُس وقت بحرارت آفتاب و سوزش ہواے گرم سے خیال آیا کہ باغ مین چلیے اور کسی سایہ دار درخت کے نیچے قیام کیجیے کہ جان بچے غرض باغ مین آیا اور ایک درخت کہ نہایت سایہ دار تھا وہان سو رہا اور وہ باغ دختر سپہ سالار کا تھا حسب اتفاق وہ بھی اُسی روز سیر باغ کو آئی تھی اور بوقت اہتمام تشریف آوری مالک باغ کسی ملازم نے امیر کو نہ دیکھا اور وہ نازنین مہ جبین سیر کرتی ہوئی اُس درخت کے پاس پہونچی کہ جہان امیر آرام کر رہا تھا دیکھا کہ ایک جوان عالی شان سایہ درخت مین بے خبر سو رہا ہی ملکہ لاکھ جان سے اس سپہر شوکت و اجلال پر عاشق و شیدا ہو گئی کہ یکایک امیر بھی بیدار ہوا اور دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جبین رشک قمر پری پیکر بالین پر کھڑی نظر حسرت دیکھ رہی ہی امیر کا بھی دل اُس صورت زیبا پر بسمل ہو گیا ملکہ نے پوچھا ای جوان تو کون ہی کہ پرائے مکان مین بیخوف و خطر چلا آیا کیا تو اپنی جان سے بیزار ہی امیر نے کہا مین مسافر خستہ حال طالب وصال عبد ذلیل ذو الجلال ہون یہ سُنکے ملکہ امیر جلال الدین کو اپنے ہمراہ بارہ دری مین لائی امیر نے کہا ای آرام جان و قوت روح ناتوان آپ اپنے نام اور نام ملک و والی ملک سے آگاہ کیجیے ملکہ نے کہا اس شہر کو مثالیہ کہتے ہین اور بادشاہ یہان کا تماثل شاہ ہی اور مین مصورہ بانو تخیل قوی بازو سپہ سالار کی دختر ہون امیر نے کہا معلوم ہوا اب علاج اپنے بیمار محبت کا تمکو ضرور ہی کس واسطے کہ اب مجھے تاب صبر نہین ہی شعر

کب تک سہون مین ہجر کی آفت بتائیے
للہ کوئی وصل کی صورت بتائیے

مصورہ بولی ای جوان میرے باپ کو میرا نکاح کرنا منظور نہین تھا مگر جب اپنے بیگانون نے طعن و تشنیع کی اور کہا کہ تو خلاف شریعت کرتا ہی تب بلاچاری ایک شرط مقرر کی کہ جو اس شرط کو بجا لائیگا مین اُسکے ساتھ عقد کر دونگا جب یہ شرط مشہور ہوئی تو اکثر سلاطین زادے اور امرا میرے اشتیاق مین آئے اور اُنھون نے امتحان کیا لیکن شرط ادا نہو سکی چلے گئے امیر نے کہا وہ شرط کیا ہی مصورہ نے کہا وہ شرط یہ ہی کہ کمان میرے باپ کی زہ کرے اور گرز و شمشیر کو کام مین لاوے امیر نے کہا بس یہی شرط ہی مصورہ نے کہا ہان امیر جلال الدین نے کہا لاؤ کمان مین تو دیکھون مصورہ بولی کہ تم یہین رہو کل یا پرسون کمان و گرز و تلوار سب یہین موجود ہونگے غرض شب کو ملکہ محل سرا مین گئی امیر کو مفارقت مین نیند کہان یہ شعر ورد زبان تھا شعر

میری شب فراق بھی کیا ہولناک ہی
مرغ سحر اذان نہین دیتا پکار کے

غرض روز دوم مصورہ بانو کمان لیکر باغ مین آئی امیر نے جو زور کیا کشش کمان پہ قدرت خدا سے قادر ہوا

مصورہ بکمال خوشی بولی کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تم شرط کو پورا کردوگے لیکن انجام اس کام کا کس طرح پر کروگے
امیر جلال الدین نے کہا اول سامان درست کرونگا بعد ازان دربار شاہ مین جاکر دیکھونگا یقین ہے کہ تخیل قوی بازو
تمہارا باپ بھی ہو اس سے درخواست عقد کرونگا دیکھون کہ وہ کیا جواب دیتا ہے مصورہ بانو نے ہزار اشرفی امیر کی
نذر کین اور کہا کہ اس تھوڑے سے مال مین تم سامان درست کرو اور ایک مکان کرایہ کا شہر مین لو بعد اسکے جیسا
مناسب جاننا کرنا مین تین روز تمہارے واسطے باغ مین رہونگی امیر نے فرمایا مجھے خداوند کریم نے بہت کچھ دیا ہے
اس مال کی مجھے کچھ حاجت نہین ہے مصورہ بانو نے کہا مین اگر تمھین مفلس جانتی تو لفظ نذر کیون کہتی فقط اسلیے یہ
روپیہ حاضر کیا کہ یہان سر دست روپیہ موجود نہین ہے اور بدون روپیہ کے کام نہین نکلیگا اور آپ کو روپیہ منگانے مین
عرصہ ہوگا یہ وجہ تکلیف دہی کی ہے ورنہ کچھ ضرور نہ تھا امیر نے ناچار وہ اشرفیان لین لیکن بالعوض اُسکے ایک انگوٹھی
ہیرے کی کہ وہ قیمت مین پچاس ہزار کی تھی ملکہ کو بطور نشانی کے دی اور خود شہر کی طرف روانہ ہوا ملکہ اپنے محل مین
آئی غرض امیر نے اہل شہر سے پوچھا کہ ملک عمر انیس یہان سے کس طرف ہے اُنھون نے کہا کہ ہمنے عمر انیس کا نام بھی
نہین سُنا پھر امیر نے پوچھا کہ یہان کوئی مکان کرایہ کو مل سکتا ہے اُسنے کہا مکان کرایہ کا نہین ہے امیر لاچار
ہوکر کاروان سرا مین گیا اور چند خدمتگار ملازم کیے اور ایک گھوڑا نہایت تحفہ خریدا اور مسعود نام ایک
آدمی کے معرفت ایک مکان بھی بدقت تمام کرایہ کو لیا بعد ازان دوسرے روز در دولت شاہی پر آیا دربانون
سے کہا شاہ کو اطلاع دو کہ ایک جوان ملک مغرب سے ملازمت کو آیا ہے دربان نے شاہ سے عرض کی کہ ایک
جوان عالیشان ملک مغرب سے آیا ہے اور ملازمت چاہتا ہے بادشاہ نے امیر کو بُلالیا امیر جب بارگاہ مین
پہونچا بطریق اہل اسلام سلام کیا حاضرین نے جواب سلام دیا بادشاہ کے حضور سے امیر کو کرسی دست راست
تخت کے عنایت ہوئی بادشاہ نے پوچھا اے جوان رستم نشان تو کس قصد سے یہان آیا امیر جلال الدین نے
کہا کہ مین سفر دور و دراز سے باشتیاق عقد تخیل قوی بازو کی دختر کے یہان آیا ہون اے شہریار مین نے سنا ہے
کہ تخیل قوی بازو مغرور ہے چونکہ اپنی بیٹی کا عقد منظور نہین ہے اس واسطے ایک شرط مقرر کی ہے بقول مصرعہ
ناخواستہ را عذر بسیار پس اگر خدا کو اسکا کتخدا کرنا منظور ہے تو اسکا کیا اختیار ہے مصرعہ مرد باید کہ ہراسان نشود
بادشاہ کو طرز کلام نیک انجام اس عالی مقام کا پسند آیا اور ارکین سلطنت سے فرمایا کہ تخیل کو اس جوان سے
بہتر داماد اور کوئی میسر نہ آویگا تم بہ نظر غور دیکھو کہ علاوہ جوان مردی و دلاوری کے حسن و جمال مین بھی بینظیر
ہے اتفاق سے اُس روز تخیل دربار مین حاضر نہ تھا لیکن احساس سطبر گردن ایک شاگرد اُسکا موجود تھا
اسکو گفتگو امیر کی کمال ناگوار ہوئی اور کہا اے جوان یہ لاف تیرا بیجا ہے دیکھنے گرز و کمان کے کافور ہو جائیگا امیر
جلال الدین نے کہا خیر تخیل نہین ہے مجبور ہون اب تو تخیلات بیجا کیا کرتا ہے اگر تجھے دعوا ہے پہلی ہی ہو تو مین

موجود ہون احساس سطبر گردن نے کہا ایک ادنیٰ شاگرد تخیل کا تو مین موجود ہون اگر کچھ دعوے کشتی ہو تو
بسم اللہ ابھی تمھارا امتحان بحضور شاہ ہوا جاتا ہی کس واسطے کہ بہت شہ زور پہلوان دور دور سے آئے اور
بے حصول مراد چلے گئے تم کس شمار و قطار مین ہو امیر جلال الدین نے کہا تجھ ایسے لونڈے سفلے سے مقابلہ
کرنا جو مرد ہین انھین ننگ و عار ہی الا تو یہ نہ کہے کہ بخوف طرح دی بادشاہ نے حکم دیا کہ معرکہ کشتی جلد تیار ہو امیر
نے کہا حضور اسکے واسطے کشتی کیا ضرور ہی بچہ ہی اپنے بچپن کی وجہ سے کہتا ہی اسے گوش مالی کافی ہی مین اسکے
واسطے کیا سامان کشتی یا جسم برہنہ کرون احساس بولا جب حریف کو منظور نہین تو مین بھی نہین چاہتا کہ معرکہ آرا
ہو قصہ کوتاہ یہ دونون باہم مقابل ہوئے تھے کہ تخیل بھی آگیا اور اہل دربار سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہی سب نے کہا
یہ جوان خواستگار تیری دختر کا ملک مغرب سے آیا ہی تخیل حیرت زدہ آکے زور کا تماشا دیکھنے لگا آخر امیر نے
احساس کو بزور سر سے بلند کرکے آہستہ زمین پر رکھدیا اور فرمایا بس اسی قوت پر تو نازان تھا آخر
مماثل شاہ نے امیر کو تحسین و آفرین کی اور ایک خلعت مع اسپ عربی عنایت فرمایا تخیل قوی بازو نے
امیر سے کہا آج آرام کر کل دربار مین ضرور حاضر ہونا مین سلاح لاؤنگا اگر تو نے شرط اپنی پوری کی تو مین بھی اپنا
ایفاء وعدہ کرونگا امیر جلال الدین دربار سے باغ مین آیا مصورہ بانو بارادۂ شب باشی اُس روز باغ مین
آئی تھی امیر نے تمام سرگذشت اپنی مصورہ بانو سے بیان کی مصورہ بانو نے کہا خدا سے امید قوی ہی کہ
مراد تمھاری حسب دلخواہ حاصل ہو امیر نے کہا انشاء اللہ کل معرکہ مین خدا نے اپنا فضل کیا تو تم پہلو مین ہمارے
ہوگی ورنہ ہم پہلو مین قبر کے ہونگے آخر وہ شب بھی آخر ہوئی اور صبح امید ظاہر ہوئی امیر جلال الدین مصورہ بانو
سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا پھر وہان سے بارگاہ سلطانی مین گیا یہان تخیل نے شب کو اپنی زوجہ سے کہا
کہ ایک شخص تیری دختر نیک اختر پر عاشق ہوکر آیا ہی اور یقین ہی کہ وہ شرط کو بھی ادا کرے کیونکہ مثل اور لوگون
کے نہین ہی بی بی نے کہا ہان صاحب دختر شریف کی کب تک خانہ نشین رہ سکتی ہی کوئی نہ کوئی خواہان ہو ہی
جاتا ہی خدا نے کسی کو بلا جفت پیدا نہین کیا اسی واسطے لڑکی کو مال بیگانہ کہتے ہین تخیل نے سلاح منگوائے اور
سب کو لیکر دیوان عام مین آیا یہان امیر جلال الدین صبح سے منتظر تھا بادشاہ نے بھی فرمایا کہ تخیل بڑی دیر
سے یہ دلاور تیرا منتظر ہی تخیل نے امیر سے کہا اے جوان اگرچہ تو نے احساس کو زیر کیا لیکن اب بھی اس ارادے سے
باز آ اور چلا جا امیر نے کہا کمان مجھے دے اور نصیحت اور پند کو موقوف کر تخیل نے کمان امیر کو دی امیر نے
کمان کھینچکر گوشہ سے گوشہ ملا دیا اور گرز کو اس زور سے زمین پر مارا کہ تا دنبالہ غرق ہوگیا اور تلوار آبدار سے
شتر کو مع پالان دو کیا اور دو سے چار کر دیا مماثل شاہ نے جو یہ زور و قوت دیکھی اہل دربار سے کہا بخدا
ہمنے اس قوت کا انسان آج تک نہین دیکھا اور اہل دربار نے تخیل کو دامادی کی مبارکباد دی تخیل معقول ہو کر

خاموش ہو رہا اور بی بی سے جاکر حال بیان کیا اور کہا مجھے مصورہ بانو کے عقد مین اب کوئی عذر نہین لیکن یہ
خیال ہی کہ خدا نے جس طرح کا مجکو پہلوان کیا ہی اُسی طرح کا کوئی ایسا میرے یہان نہ پیدا ہوا کہ میرے سلاح کو
کام مین لاتا بی بی نے کہا کہ یہ بھی چاہیے شکر ہی کہ خدا نے داماد ایسا لایق و دلاور دوران عنایت فرمایا اور یہ بھی
سنا ہی کہ حسن و جمال مین بھی بیمثال ہی تخییل نے کہا بلاشک ظاہر ایسا ہی کہ اُسکی تعریف نہین کرسکتا لیکن دل چاہتا ہی
کہ ایک بار مین خود بھی اُس سے زور کرلون تو پھر عقد کرون تاکہ کوئی نہ کہے کہ دب گئے عقد کردیا زوجہ نے کہا
واہ اگر تمنے مقابلہ کیا اور وہ زیر ہو گیا تو تمھارا بجاے فرزند ہی کیا ہوگا اور جو اُسنے تمھین زیر کیا تو پھر آپ کسی کے
منھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے تخییل کو را سے زوجہ کی پسند آئی اور سامان عروسی شاہانہ مین مصروف ہوا یعنی تمام
شہر آئینہ بند ہوا اور فقرا و مساکین کو مال و زر از حد تقسیم کیا جب شب عروسی ہوئی امیر جلال الدین کو عقد
کے واسطے محل مین بلایا بعد ایک ساعت کے محل سرا کے اندر سے ایک شور قیامت برپا ہوا کہ دُلہن محل سے
غائب ہو گئی جب امیر کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی تمام لباس تار تار کیا اور زار زار رونے لگا ماں باپ مصورہ بانو
کے سمجھانے لگے کہ اس سے کیا حاصل تم انصاف کرو کہ ہم تمسے زیادہ مصیبت سخت مین گرفتار ہین کہ ایک لڑکی
ہمارے سارے گھر کا چراغ تھا وہ بھی دفعۃً گل ہو گیا پندرہ برس کا ریاض ایک آن واحد مین مٹگیا بادشاہ نے
امیر جلال الدین کو اپنے پاس بُلایا اور کہا کہ تخییل کا کیا قصور مین نے بھی دریافت کیا اور تلاش کو اکثر آدمی
روانہ کیے ہین اگر کہین سراغ ملا تو فہو المراد ورنہ ہم تمھارا عقد اور کسی کے ساتھ کردینگے آخر امیر جلال الدین
شورش عشق مصورہ بانو سے مجنون ہو کر فقیری لباس پہن روتا پیٹتا تلاش جانان مین مثالیہ سے باہر
نکلا اب یہ حال سُنو کہ مثالیہ کے قریب ایک شہر برزخیہ نام ہی وہان بادشاہ برزخ شاہ ہی قضارا ایک روز
مصاحبون نے مصورہ بانو کے حسن و جمال کی تعریف کی اور کہا مقابل مین اُس ماہ جبین کے آج پردۂ دنیا پہ
دوسری عورت نہین ہی برزخ شاہ نے مصورہ کی تصویر مثالیہ سے منگوائی کہ ہم بھی دیکھین کہ کیسی حسین ہی
وسواس بن خناس عیار نے عرض کی کہ ای شہریار اگر مجھے حکم ہو تو مین عرصہ دو روز مین خود مصورہ بانو کو
حاضر کردون تصویر کیا شی ہی بادشاہ نے انعام دیا اور اُسکو روانہ کیا وسواس عین جشن عروسی مصورہ بانو مین
مثالیہ پہونچا اور زن حبشیہ کی صورت بنکے کسی حیلہ سے محل مین داخل ہوا اُسوقت مصورہ بانو چوکی پر تھی
وسواس آفتابہ لیکر گیا اور کہا ای ملکہ اس جگہ عطر یا گل خوشبو ضرور چاہیے تاکہ بو سے بد دماغ مین نہ جائے یہ
کہکے ایک گلدستہ بیہوشی آمیز مصورہ کے ہاتھ مین دے دیا مصورہ بانو نے جو سونگھا حال و قال کی کچھ خبر
نہ رہی بیہوش ہو گئی اُسی حالت بیہوشی مین وسواس نے مصورہ کو چادر عیاری مین باندھ عیارانہ
محل سرا سے نکل کر برزخیہ کی راہ لی اور دوسرے روز مصورہ بانو کو برزخ شاہ کے پاس پہونچا دیا برزخ شاہ

سنے کہ مرد غیور تھا اپنے سرداران دربار سے کہا کہ حیف ہی اس ثروت اور قوت بازو اور کثرت لشکر پر ہین بلا اجازت دا الدین مصورہ سے عقد کرون تم اسکو قلعۂ قلبیہ مین نظر بند کرو اور حکم تیاری لشکر کا دو کہ ہم مثالیہ پر فوج کشی کرینگے اور بعد زیر کرنے مماثل شاہ و تخیل کے مصورہ بانو کو اپنے عقد مین لا وینگے امرا نے کہا حضور اول ایک نظر ملاحظہ فرمالین پھر اختیار ہی برزخ شاہ نے کہا بلا اجازت عورت کا دیکھنا بھی حرام ہی اور نہ مین عاشق نہ عاجز پھر کیا اس سے حاصل جو ہونا ہوگا جب ہی ہوگا الغرض مصورہ بانو کو قلعۂ قلبیہ مین نظر بند کیا اور ملک مقدم ایک رئیس اعظم کو وہ قلعہ سپرد کیا اور خود دس ہزار فوج جرار آفت روزگار کی جمعیت سے روانہ ملک مثالیہ کا ہوا جب سرحد مثالیہ مین پہونچا مماثل شاہ کو نامہ لکھا مماثل شاہ نے بعد دریافت حال جواب نامہ لکھا کہ جس مطلب کو کہ آپ مکلف ہوئے ہین یہان سے وہ اصل مطلب ہی گم ہی اور ہم خود اُسکی تلاش مین حیران و پریشان ہین اور جو خواہ مخواہ جنگ و جدل ہی منظور ہی تو ہم بھی حاضر ہین اور مماثل شاہ نے بھی خیمہ اور خرگاہ بیرون شہر استادہ کرا دیے اور صبح کو دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی

اب راوی ان دونون لشکرون کو باہم حرب و ضرب مین رکھتا ہی اور چند کلمہ احوال سراپا اختلال آوارۂ دشت ادبار یعنے امیر جلال الدین نامدار کے بیان کرتا ہی

جب امیر جلال الدین ہجر یار و فراق دلدار مین باحال زار و دل بیقرار حیران و پریشان سرگردان نوحہ کنان چاک گریبان کشان افتان و خیزان چند روز کے بعد قریب ایک آبادی کے پہونچا اور وہان ایک تکیہ فقیر کا تھا جہان چند فقرا جمع تھے یہ بھی جا کر ایک فقیر روشن ضمیر مہر منیر کے پاس کہ جو مرشد تمام فقرا کا تھا پہونچا اور سلام کیا اُس درویش نے جو امیر کو بلباس فقیر دیکھا نہایت بے اعتنائی سے پیش آیا اور جواب سلام دیا اور پوچھا ای فقیر تیرا مرشد کون ہی اور کس سلسلہ مین دست بیعت ہوا ہی امیر نے کہا سلسلہ میرا فقرا جیبیہ ہی اور نام مرشد کا احمد ہی درویش نے کہا اب تجھے ہم سے دست بیعت ہونا چاہیے امیر نے کہا اس شرط سے کہ تم کوئی مسئلہ مشکلہ طریقۂ درویشی مین پوچھو اگر مین جواب نہ دیسکونگا تو فوراً مین تمھارا مرید ہونگا اور مین نے جو سوال کیا اور اسکا جواب تجھسے نہ دیا گیا تو مین تم سب کو مرید کرونگا اس بات پر مرشد اور فقرا سب راضی ہوئے اور امیر سے فقیر روشن ضمیر نے کہا ای جوان سلسلہ درویشی کی انتہا خدا تک ہی اب تو بتا کہ خدا کی کیسی صورت ہی امیر نے کہا کہ خدا کی وہ صورت ہی جو ہمارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی درویش نے پوچھا حضرت کی کیا صورت تھی امیر نے کہا جیسے میرے ہادی کی جسکا نام درویش احمد ہی درویش نے پوچھا احمد کی کیا شکل تھی امیر نے کہا بعینہ میرے ہم شکل تھا یہ سنکے درویش روشن ضمیر چپ ہو رہا پھر سوال نہ کیا سب فقیر آفرین و تحسین کہنے لگے بعد اسکے امیر نے سوال کیا کہ عشق و فقر کی

بنا کیا ہی اور کہان سے ہی اور مکان ان دونون کا کہان ہی درویش نے تا دیر فکر کی جب کوئی جواب ذہن مین
نہ آیا کہا ای جوان ہم جواب سے عاجز ہوئے اب تو ہی بتا کہ یہ کیا ہی امیر نے کہا کہ خالق موجودات نے سرور کائنات
کو خلق کیا اور نام اُسکا حبیب قرار دیا اور آپ خود ہی عاشق ہوا اُس محبوب ذو الجلال و مدید شیرین مقال گلستان
بے خزان آخر الزمان نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا الفقر فخری پس جان کہ مکان فقر کا دماغ ہی اور فخر بمعنی حاجت
ہی لیکن خلاق جہان کو بجز اپنی اطاعت و بندگی کے مخلوق سے کوئی حاجت نہین اور مطلب یہ کہ خدا کو حی و قایم جانے
اور خود بینی کو ناجایز اور فقر کو بجاے اُسکے سمجھین چونکہ یہ کلمہ حق تھا درویش روشن ضمیر مع تمامی فقرا کے امیر کا مرید
ہوا امیر نے اُس روز سے اپنا نام درویش جلال رکھا اور مع اُن فقرا کے ایک طرف روانہ ہوا قضارا اثناء راہ
مین ایک سوداگر درویش جلال کے پاس آیا اور چند اشرفیان نذر کین درویش نے پوچھا تو کہان سے آتا ہی سوداگر
نے کہا مین شہر برزخیہ سے آتا ہون اور شہر مثالیہ کو جاؤنگا درویش جلال نے کہا برزخیہ سے کب چلے تھے
سوداگر بولا کہ جب برزخ شاہ بادشاہ مثالیہ کی مہم پر گیا تھا درویش جلال نے پوچھا کہ تمکو ان دونون بادشاہون
کے باہم فساد کا بھی کچھ حال معلوم ہی سوداگر نے تمام قصہ وسواس عیار کے لیجانے کا مصورہ بانو کو اور قید کرنا
قلعۂ قلبیہ مین مفصل بیان کیا امیر نے جو یہ حال سُنا ایک نعرہ آہ کا مارا اور درویشون سے کہا یارو اب ہمارا
قصد قلعۂ قلبیہ جانے کا ہی تم سب کا کیا ارادہ ہی سب نے کہا کہ ہم تمھارے تابع حکم ہین پھر امیر نے اپنی سرگذشت فقرا
سے بیان کی اور کہا مین نے اپنی معشوقہ کا سراغ پایا ہی مین بلاشک وہان جاؤنگا سب نے کہا

بہر کار ما تابع ہادی ایم | بہر چیز فرمان کنی راضی ایم | شہیدیم گر کشتہ خواہیم شد | دگر فتح باشد نما غازی ایم

جب امیر جلال الدین نے فقرا سے دلجمعی کر لی قلعۂ قلبیہ کو روانہ ہوا جب قریب قلعۂ قلبیہ کے پہونچا تو ایک جاے خوب
نہایت مرغوب دیکھکر فقرا کا مقام کرا دیا چونکہ وہ مقام قریب قلعہ تھا چار پانچ روز کے بعد رئیس مقدم قلعہ دار نے
کہلا بھیجا کہ اس قلعہ مین ناموس برزخ شاہ قید ہین تم لوگ یہان سے اور کسی طرف چلے جاؤ ورنہ ہم تمکو نکالدینگے امیر نے
کہا کہ ہم کل چلے جائینگے دن تو گذر گیا اور شام ہوئی امیر جلال الدین نے کہا اب کسی طرح مصورہ بانو سے ملاقات
کرنا ضرور ہی جب سب سو رہے امیر جلال الدین اُٹھا اور دعا کی کہ بار الہا ایک بار اور مصورہ کی شکل دکھلا دے
اور جس درخت کے سایہ مین امیر جلال الدین نے دعا کی تھی وہ ایسا کہنہ تھا کہ گویا حضرت آدمؑ کے وقت کا نشان
دیتا تھا کہ ناگاہ باد تند شروع ہوئی اور وہ درخت بزور ہوا زمین پر گرا جب ہوا کم ہوئی دیکھا کہ ایک غار ہو گیا اور
غور جو کیا تو غار مین نقب معلوم ہوئی اور اندر نقب کے ایک زینہ دیکھا امیر جلال الدین بلا وسواس اندر نقب کے
داخل ہوا جبکہ انتہاے نقب تک پہونچا وہان حجرہ مقفل نظر آیا امیر نے جو درز دروازہ سے نگاہ کی تو ایک مکان
نہایت وسیع اور تحفہ معلوم ہوا اور اُسمین عورتون کی آواز آتی تھی اور دیکھا ایک سمت مصورہ بانو نہایت غمگین دست

بیٹھی ہو امیر جلال الدین نے ایک رقعہ لکھکر در زدروازہ سے جب مصورہ بانو اسطرف نگران ہوئی پھینک دیا
مصورہ نے ایک خواص سے کہا وہ کاغذ اٹھالا خواص نے کاغذ لا دیا مصورہ بانو نے جب وہ کاغذ پڑھا یقین تھا
کہ شادی مرگ ہو جائے الامصلحتاً خاموش ہو رہی جب سب کنیزین سو رہین مصورہ بانو نے دروازہ حجرے کا
کھول کے امیر جلال الدین کو بلا لیا پھر تو اپنی اپنی سرگذشت دونون نے بیان کی امیر جلال الدین نے کہا
مین اسی وقت رئیس مقدم کو گرفتار کرتا ہون الغرض بعد نصف شب کے امیر جلال الدین اپنے بستر پر آیا
اور فقرا سے کہا آج مین نے اپنے مرشد کو خواب مین دیکھا ہے کہ وہ فرماتے ہین تو اس ترکیب سے قلعہ کو فتح کر لے
تم ابھی چلو تاکہ اس مقدمہ کو فیصل کرین یہ سُنکے سب فقرا امیر کے ہمراہ ہوئے امیر براہ نقب قلعہ مین آیا اور صبح کو
خوابگاہ رئیس مقدم مین پہونچا اور رئیس مقدم کو گرفتار کیا پھر تمام قلعہ کا بند و بست کر لیا رئیس مقدم نے بھی
اُنکی اطاعت قبول کی اور وہ بھی ہمراہ ہوا امیر نے کہا تم اپنی خدمت پر معمور رہو جب ہم تمکو بلائینگے تم فوراً چلے آنا
بعد ازان مصورہ بانو کو ہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ملک مثالیہ کیا اور خود بھی چند مدت کے بعد مثالیہ کی سرحد مین
پہونچا یہان برزخ شاہ اور مماثل شاہ مین ہر روز بازار رزم گرم رہتا تھا ایک روز برزخ شاہ خود میدان
مین آیا اور مماثل شاہ کی طرف سے صیفور تیغ بازو واسطے مقابلہ کے آیا برزخ نے صیفور کو زخمی کیا اسیطرح
تین چار پہلوان نامی کو لشکر مماثل شاہ سے قتل کیا آخر تخیل قوی بازو نے قصد میدان کا کیا اور معرکہ مین پہونچا
جب نیزہ و گرز سے نوبت تلوار کی آئی برزخ شاہ نے ایسی ایک تیغ بیدریغ تخیل پر لگائی کہ اگر سپر کی پناہ
نہ کرتا تا سینہ اُتر آتی اسپر بھی چار اُنگل سر مین در آئی عیاران لشکر بجز ابی تمام تخیل کو لے گئے مماثل شاہ تخیل کے
زخمی ہونے سے ایسا بدحواس ہوا کہ لشکر کو قلعہ بند ہونے کا حکم دیا اس عرصہ مین لشکر فیروزی اثر امیر جلال الدین کا
بھی میدان معرکہ مین پہونچ گیا اور امیر نے برزخ شاہ کو مقابلہ کیواسطے طلب کیا قصہ مختصر بعد جنگ نیزہ و
شمشیر امیر جلال الدین نے برزخ شاہ کو دام کمند مین اسیر کر کے حوالہ عیاران لشکر کر دیا جب برزخ شاہ
اسیر و دستگیر ہوا تمام ارکان سلطنت برزخ شاہ کے امیر کی خدمت مین حاضر ہوکے پہلے تو امیر سمجھا کہ شاید
یہ برائے شفاعت اپنے شاہ کے آئے ہین جب چتر بردار شاہ نے سایۂ چتر امیر کے سر پر کیا امیر نے اُن نمکحراموں کو
بہت لعنت و ملامت کی اور فرمایا ابھی تمھارا بادشاہ زندہ ہے اور تم فرمانبرداری حریف مین آگئے وہ منزلیت خوردہ
چپ ہو رہے امیر جلال الدین نے اپنے ہاتھ سے برزخ شاہ کو رہا کیا اور کہا جاؤ ہمنے تمھاری جان بخشی کی
اور ملک و مال تمھارا تمکو مبارک رہے برزخ شاہ نے کہا اے شہریار و کان امر اللہ قدراً و مقدوراً ہ

نوبت ما گذشت نوبت تست	این زمان دور دور دولت تست	تاج بر فرق تو مبارک باد	زینت تخت ہم بشوکت تست

امیر جلال الدین برزخ شاہ کی یہ بات تو اضعاً سمجھا اور فرمایا برادر بخدا مین صلاح تمرّدی نہین کرتا مین نے

بخوشی یہ تاج و تخت تمکو بخشا برزخ شاہ نے عرض کی کہ شاید اس آیہ کریمہ کو حضور نے ملاحظ نہین فرمایا موافق اُن احکام خدا کے عمل مین لانا چاہیے سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا شاروق دانا وزیر برزخ شاہ نے عرض کی ای شہریار نامدار ملک برزخیہ کا قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہی کہ اگر کوئی شاہ بغیر حرب و ضرب بادشاہ ملک برزخیہ پر لشکرکشی کرے اور برزخ شاہ عاجز ہو جائے تو تمام سپاہ و رعایا تا ممکن اپنے بادشاہ کی مدد مین جانبازی کرین اور جو برزخ شاہ آپ کسی ملک پر فوج کشی کرے اور مغلوب ہو پھر سب سپاہ اور رعایا نام اُسکا صفحۂ بادشاہت سے ندارد کردیگی اور تاج سر پر غالب کے رکھیگی پھر غالب کو قتل کا اختیار ہی لیکن حتی الامکان قتل سے برزخ شاہ کو باز رکھیگی الا یہ ممکن نہین کہ وہ پھر فرمانروائی کر سکے اسواسطے کہ جب شاہ مغلوب ہوا تو پھر داب شاہی کہان اور نظر خلائق مین حقیر ہو جاتا ہی اور حقیر کو تخت نشینی ہو نہین سکتی اس عرصہ مین مماثل شاہ بھی وہان آیا اور امیر جلال الدین کو سلطنت برزخیہ کی مبارکباد دی برزخ شاہ نے تاج فرمانروائی خود امیر جلال الدین کے سر پر رکھدیا امیر جلال الدین باشوکت و حشمت شہر مثالیہ مین تشریف لائے تخیل قوی بازو اور اُسکی بی بی سے امیر کی ملاقات ہوئی اُن دونون نے شکر خداوند قدیر ادا کیا پھر از سر نو بزم عروسی کا انتظام شروع کیا مماثل شاہ نے بھی ایک خلعت شاہانہ امیر جلال الدین کو دیا القصہ عاشق و معشوق کا باہم وصال ہوا جب ایک ہفتہ عیش و عشرت مین گذرا روز ہشتم مماثل شاہ نے کہا اب تم مع عروس ملک برزخیہ کو جاؤ امیر جلال الدین بجمعیت لشکر کثیر مع مصورہ بانو ملک برزخیہ کو روانہ ہوگئے تخیل قوی بازو نے چار منزل داماد کی مشایعت کی امیر نے رخصت کیا جب امیر جلال الدین برزخیہ مین پہونچا ارباب شہر استقبال کرکے بڑی دھوم سے امیر کو شہر مین لیگئے اور نذرین گذرانین امیر جلال الدین نے حسب مراتب سب کو خلعت و انعام سے سرافراز فرمایا اور خدمت وزارت دست راست برزخ شاہ کو دی اور شاروق دانا وزیر کو بدستور عہدہ پر برقرار رکھا اور داروغگی شہر کی فقیر روشن ضمیر کو مرحمت فرمائی اور شب و روز مصورہ بانو سے عیش کرتا تھا بقول فدا شعر

خلوت ہی وصل یار ہی بوس و کنار ہی | تقدیر اوج پر ہے بخت رسا کی ہی
بہار عیش ایام جوانی | ازین خوش تر چہ باشد زندگانی

اتفاقاً ایک روز امیر جلال الدین شکار کو سوار ہوا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بیک چشم زدن نظر سے غائب ہوگیا امیر نے اس صحرا کو ایسا پر فضا و لالہ زار دیکھا کہ باغ ارم کی ہوس باقی نہ رہی اور دور سے ایک چار دیواری نظر آئی جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا کہ ایک باغ ہی اور اُس باغ مین ایک عمارت نہایت پر تکلف بنی ہی کہ بروج و کنگرہ اُسکے سب سیم خام کے ہین اور ایسی لطیف و خوشگوار ہوا آتی ہی کہ فرحت بخش دل و قوت دہ جسم ناتوان ہوتی ہی اس عرصہ مین برزخ شاہ و شاروق دانا وزیر بھی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ای شہریار کامگار آپ کا اس باغ مین

قیام بہتر نہین ہی بہت جلد یہان سے تشریف لے چلیے امیر نے سبب پوچھا شاروق نے کہا جناب عالی نام اس باغ کا گلشن پریزادان ہی اگر کوئی انسان یہان آتا ہی تو بے نشان ہو جاتا ہی پھر نشان اسکا نہین ملتا امیر نے کہا یہ امر بعید از قیاس ہی گویی ہو الا اب تمہارے بیان سے مجھے نہایت شوق پیدا ہوا کہ دیکھون اسمین کیا اسرار ہی ہرچہ بادا باد مین باغ کو ضرور دیکھونگا ہرچند شاروق و برزخ شاہ دونون مانع ہوئے لیکن امیر نے ایک نہ سنا اور دروازہ کھول کے باغ مین داخل ہوئے اس شکل کا باغ نظر آیا کہ روضۂ رضوان کیا چیز ہی مصر عہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ہر سمت شجر میوہ دار جا بجا جانوران نغمہ سنج و غزلخوان درختون پہ چہچہے زنان ہر طرف نہر روان اور نہرون کے فوارے طلا و نقرہ کے بنے ہوئے ہزارے چھوٹتے ہر طرف گلکاری چبوترہ سنگ مرمر کا سائبان زربفت کا کھنچا گنگا جمنی طنابین گیسوے حور کی سب عمارت بلور کی جا بجا یاقوت و زمرد کی پچی کاری عجب تیاری اندر بارہ دری کے ایک چھپر کھٹ لگا مسہری کا مدانی کی پڑی ہی آگے اسکے ایک مسند زربفت بچھا لیکن کوئی ذی روح نظر نہ آیا امیر نے شاروق و برزخ شاہ سے کہا ایسے باغ کے دیکھنے سے تم مانع تھے شاروق نے عرض کی بجا ارشاد ہوا خداوند کریم ہر بلاے ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی امیر جلال الدین سیر کرتا ہوا ایک مکان عالی شان مین آیا کہ وہ مکان تمام مینا کار تھا اور ایک تخت زرنگار صحن چبوترہ پر بچھا تھا امیر تخت پر اور یہ دونون زیر تخت بیٹھ گئے بعد ایک لحظہ کے امیر جلال الدین نے وزیر دانا سے کہا ای دستور اعظم و دانا سے روزگار یہ سیر و تماشا بے یار غمگسار بہت برا معلوم ہوتا ہی شعر

بے روے یار جلوۂ باغ و بہار حیف	گل خندہ زد بہ بلبلی با ہزار حیف

افسوس ہزار افسوس ایسی سیر اور تماشا اور جاے فرح مین ملکہ مصورہ بانو نہو شعر

ہین وہ نہین جو کردن سیر بوستان تنہا	بہشت ہو تو نہ سمجھے باغبان تنہا

تم جلد جاؤ اور ملکہ مصورہ بانو کو ہمارے پاس لے آؤ بعد اسکے ایک رقعہ شوقیہ بھی لکھا اور یہ شعر مندرج تھا شعر

مین بھی جاؤن اجل سے آپ آجائین اگر جلدی	یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
ہمچو آن خار کہ در پہلوے گل جا بنشیند	غیرت بے تو نیاشید بگلستان مارا

شاروق دانا حسب الحکم شہر کو روانہ ہوا اور وہ رقعہ ملکہ مصورہ بانو کو پہونچایا ملکہ فوراً سوار ہو کر باغ مین پہونچی مصورہ بانو سے امیر نے از حد باغ کی تعریف کی مصورہ بانو نے باغ کو دیکھا کہا ہان باغ رشک ارم ہی امیر نے کہا میرے نزدیک اگر اسے بہشت شدادی سے مشابہت دیجیے تو بجا ہی اور طرفہ تماشا یہ ہی کہ جب ایک مکان سے دوسرے مکان مین جاتے ہین تو وہ مکان جسمین سے آئے وہ غائب ہو جاتا ہی اور یہ مکان موجودہ اُس مکان سے نقش و نگار مین بمرتبہ بہتر اور وضع مین علیحدہ معلوم ہوتا ہی خلاصہ یہ کہ ایک ہفتہ امیر جلال الدین اور

ملکہ باہم عیش وعشرت میں رہے آٹھویں روز امیر جلال الدین تخت پر سوار تھا اور مصورہ بالو گلچینی کررہی تھی
کہ ایک باد تند اس غضب کی چلی کہ تمام باغ تیرہ وتار ہوگیا اور ایک آواز ہولناک پیدا ہوئی کہ ای مرد تیرہ بخت و
برگشتہ روزگار تو باوجود منع کرنے کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا اور ہمارا کہنا خیال مین نہ لایا در کھو کہ خلاق پر زخمہ
تیرے ماتم سخت مین بیٹھیگی بعد اس آواز کے ایک دیو مہیب بشکل عجیب سر اسکا آسمان پر اور پانون زمین پر سر
جھاڑ منھ پہاڑ سامنے استادہ دیکھا امیر جلال الدین کی خوف سے آنکھین بند ہوگئین دیو امیر کو بغل مین دبا
ہوائے آسمان ہوا اور کہا او آدمی شامت زدہ نام میرا الجبر جاس کوہ افگن ہی شاید تو آگاہ نہ تھا کہ سیر کنندہ
اس باغ کا زندہ نہین رہتا امیر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اس بلائے آسمانی سے رہائی ہونا دشوار ہی یقین ہی
کہ یہ مجھے کہا جائے پس ایک مشت سخت اسی حالت پرواز مین دیو کے دل پر مارا کہ قوت پرواز دیو کی زائل
ہوگئی اور بے اختیار زمین کی طرف چلا اتفاق سے دیو اور امیر دونون نے ایک دریائے قہار مین گرکے غوطہ کھایا
جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا تو بقعہ فیض حکیم صاحب نظر آیا پس بہ عالم حیرت مین بقعہ فیض کی طرف چلے راہ مین
دیکھا کہ جوہر بھی حکیم صاحب کے پاس چلا جاتا ہی

اب داستان امیرزادہ سیف الدین بن امیر مجاہد الدین کی بیان ہوتی ہی

راویان اخبار عجائب نگار وناقلان حکایات غریبہ اس داستان حیرت افزا کو صفحۂ قرطاس پر یون رقم کرتے ہین کہ
امیرزادہ اس عجائب خانہ مین داخل ہوا اور کوہستان مین پہونچا کہ ہر قطعہ جس کا گویا مخمل کاشانی سبز کا تھا اور
جہانتک نگاہ کام کرتی تھی بجز گلہائے مختلف رنگ کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور ہر طرح کا شکار اس سبزہ زار پر بہار مین
موجود تھا امیرزادہ نے ایک ہرن کا شکار کیا اور کباب پزی کے شغل مین مشغول تھا کہ ایک اور ہرن بھاگتا ہوا
امیرزادہ کے سامنے آیا امیرزادہ نے اسے کمند سے اسیر کیا تھوڑی دیر کے بعد ایک بادشاہ اسپ عربی پہ سوار
وہان آیا اور اسنے امیرزادہ سے پوچھا ای جوان مرد اس ہرن کے پیچھے مین نہایت حیران وسرگردان پھر امیرا
گھوڑا ایسا خستہ ہوگیا کہ طاقت رفتار کی مطلق باقی نہین رہی خدا جانے تو نے کس ترکیب سے اسے گرفتار کیا امیرزادہ
نے مودب سلام کیا اور کہا مین اپنے شکار کی کباب پزی مین مشغول تھا یہ ہرن خود بخود میرے پاس آیا مین نے کمند
سے اسے گرفتار کیا بادشاہ کو طرز کلام امیرزادہ کا نہایت پسند آیا مرکب سے اترا امیرزادہ نے زین پوش بچھا دیا
بادشاہ بیٹھ گیا بعد اسکے کہا ای جوان مین چاہتا ہون کہ تجھے اپنی فرزندی مین لون اگر تو راضی ہو امیرزادہ
تاثیر طلسمی سے اس امر کو غیبی سمجھا اور کہا ای شہریار شعر

ہمہ کار ما تابع شہریار	ہمہ چیز فرمائیم اختیار

بادشاہ نے امیرزادہ کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا نام تمھارا کیا ہی امیرزادہ نے کہا فدوی کو سیف الدین کہتے ہین بادشاہ نے کہا میرا حال اس وقت موافق ایک نقل کے ہوگیا بیان کرتا ہون خداوند کریم نے مجھے فقط اولاد کہ جسے ثمر لطیف زندگانی کہتے ہین نہین دی اور سب نعمتین عنایت فرمائی ہین ایک روز مین غم اولاد مین سوگیا اسوقت عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگوار فرماتے ہین کہ خاطر جمع رکھ خداوند جل شانہ ایک فرزند صاحب عمر عنایت فرمائیگا مین نے عرض کی کہ میری قسمت ایسی کہان کہ جو خداوند کریم مجھے دولت فرزند سے کامگار کرے اسوقت اس بزرگ نے تیری صورت دکھا کر فرمایا کہ یہ تیرا فرزند ہی پس بمجرد دیکھنے اس سرو قامت و صورت زیبا کے اسکی محبت مین بیخود ہوگیا تا اینکہ آج تک مجھے وہی محبت باقی ہی آج جو مین نے تجھکو دیکھا تو یقین کامل ہوگیا کہ اس جوان صاحب خواب کی بھی ایسی ہی صورت تھی اب مین سمجھا کہ وہ فرزند موعود میرا تو ہی ہی امیرزادہ بولا کہ حضور مجھے اپنا فرزند تصور فرمائین اور مین فرزندی حضور اپنا افتخار جانتا ہون اس اثنا مین لشکر بادشاہی بھی وہان آپہونچا اور بادشاہ نے اس حال کو وزیر سے بیان کیا وزیر نے عرض کی کہ حضور بہت مناسب ہی مین نے جو نام بادشاہ کا اور ملک کا پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ ملک نخاعیہ ہی اور نام بادشاہ کا موخر شاہ ہی اور نام وزیر کا خجستہ تدبیر ہی اور کہا ای جوان آگاہ ہو کہ دار السلطنت اسکا نہایت وسیع عظامیہ مشہور ہی اور پچاس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت رکاب سعادت انتساب مین رہتی ہی امیرزادہ موخر شاہ کے ہمراہ عظامیہ مین آیا شہر کو نہایت آباد دیکھا بادشاہ نے ایک مکان نشاط محل امیرزادہ کے رہنے کو عنایت کیا اور وزیر سے فرمایا خبردار اسکو کسی طرح تکلیف نہونے پائے اور خود محل سرا مین تشریف لیگیا اور سنجیدہ بانو اپنی بی بی سے کہا ایک امیرزادہ کہ حسن و خلق حد سے زیادہ رکھتا ہی مین نے اسے فرزندی مین لیا ہی سنجیدہ بانو بولی حضور نے جو کچھ کیا خوب کیا پھر بادشاہ نے اپنے خواب کو سنجیدہ بانو سے نقل کیا سنجیدہ بانو کو بھی حیرت ہوئی اب اسقدر شاہ کو امیرزادہ سے محبت ہوئی کہ ایک دم بغیر امیرزادہ کے قرار نہ تھا راوی کہتا ہی کہ موخر شاہ کی ایک لڑکی عقیلہ سیم اندام گرم خو صاحب حسن و جمال تھی گویا خداوند قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا بقول شاعر شعر

کہتے ہین بت بھی دیکھ کے قدرت خدا کی ہی	عالم مین دھوم حسن بت مہ لقا کی ہی

اور باوجود اس تناسب اعضا و قد و قامت زیبا کے نہایت صاحب فہم و ادراک ہی کہ حکیم افلاطون کو درس حکمت دے لیکن بدرجہ تند خو و بد مزاج تھی اور یہ حکم ناطق تھا کہ کوئی عورت ہمارے دربار مین کسی مرد کا ذکر نہ کرے قضارا کسی تقریب مین امیرزادہ نے بھی تعریف حسن و جمال جہان آرا عقیلہ سیم اندام کی سنی اور اسکی بد مزاجی سے بھی آگاہ ہوا ایک روز اپنے مصاحب سے کہا گو قاعدہ جہان یون ہی کہ کوئی فرد بشر بیٹی کو تنہا نہین رکھتا جسکو لائق و فایق دیکھا اس سے عقد کر دیا بخلاف اس شاہزادی کے کہ اسنے حکم دیا ہی کہ کوئی میری مجلس مین ذکر مرد کا

نہ کرے پس یہ طریقہ ارباب عقل وادراک اور صاحب عفت وعصمت کے خلاف معلوم ہوتا ہی نہین معلوم کہ وہ اپنے
دل مین کیا سمجھی ہی مصاحب نے کہا ای امیر سواے مستورات محل اور کوئی اس راز سے ملکہ کے آگاہ نہین ہی مصاحب
نے اپنی بی بی سے یہ ذکر کیا اُسکی بی بی نے اور عورتون سے کہا رفتہ رفتہ ملکہ کے کان تک یہ خبر پہونچی ملکہ کو یہ کلمہ
تمنز یہ امیرزادہ کا نہایت ناگوار ہوا اور وہ درپی تکلیف امیرزادہ کی ہوئی ایک روز دایہ سے کہا ای دایہ ہمنے
سُنا ہی کہ ایک مرد اجنبی کو بادشاہ نے خطاب فرزندی دیا ہی اور وہ نہایت زبان دراز ہی کہ ہماری غیبت مین ایسے
کلمات لغو اور گستاخانہ ہماری نسبت کہتا ہی فقط بغرور فرزندی حضرت کے یہ حوصلہ اور جرأت اُسکو ہوئی ورنہ
کیا مجال تھی کہ زبان ہلا سکتا اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ اُسے اس کلام کی سزاے معقول دین تاکہ آئندہ کسی کو پھر
یہ جرأت نہو دایہ بولی ای ملکہ آفاق جو آپ فرماتی ہین بجا ہی لیکن مین نے یہ سُنا ہی کہ وہ شخص نہایت وسیع الاخلاق
ونیک باطن ہی اول تو مجھے یقین نہین کہ بے سبب حضور کو کوئی کلمہ خلاف تہذیب کہہ سکے نہ اینکہ سخت گوئی اور اگر
کہا بھی ہو تو خدا جانے کس محل وموقع پر کہا ہو ملکہ عقیلہ دایہ کے کہنے سے خاموش ہو رہی الغرض ایک روز وقت صبح
موحر شاہ دربار عام مین بیٹھا تھا کہ چند زمیندار مضطرب وپریشان دیوان عام مین آئے اور عرض کی ای بادشاہ
ظل اللہ ہم سکناے آبادنگر ہین وہان چند روز سے ایک اژدہا آتش فشان ایسا پیدا ہوا ہی کہ ایک ہی کشش نفس
مین تمام انسان وحیوان جو سامنے آیا کھینچ لیتا ہی اب وہ موضع کل ویران ہو گیا ہی اگر حضور اسکا کچھ تدارک نہ فرماینگے
تو دس پانچ روز مین یہ آفت شہر مین پہونچ جائیگی ہم اطلاع کو حاضر ہوے ہین آئندہ جو حکم ہو موحر شاہ نے
عصیب خرد پرور وزیر کو حکم دیا کہ ابھی اسکا بندوبست کرو وزیر نے خرطوم گرگ پیشانی کو ہزار سوار کی جمعیت سے
السنداد وانتظام اژدہے کیواسطے روانہ کیا خرطوم اُس نواح مین پہونچا لیکن جانورون کے دماغ مین اژدہے
کی بو آئی تو کوئی جانور آگے نہ بڑھا اور جب اژدہے کے دماغ مین لشکر کی بو پہونچی وہ ایک ہی کشش نفس سے
نصف لشکر کو نگل گیا اور باقی ماندہ ایسے بھاگے کہ شہر مین آکر دم لیا خرطوم ذلیل اور رسوا بادشاہ کے پاس آیا اور حال
گذشتہ عرض کیا بادشاہ نے وزیر سے کہا واہ کیا معقول تدبیر کی وزیر چپ ہوا اُسوقت امیرزادہ سیف الدین
نے بادشاہ کو متردد دیکھکے عرض کیا حضور فدوی کو حکم دین مین دیکھون کہ وہ اژدہا کیسا ہی بادشاہ نے فرمایا یہ خدمت
تمھارے لایق نہین ہی اور کسی سردار کو روانہ کرتا ہون امیرزادہ نے کہا فرزند سعادتمند وہی ہی کہ جو والدین کے
وقت پر کام آوے جس طرح ہو آپ مجھے اجازت دین اگر خدا نے چاہا تو اس بلاے ناگہانی کو نہایت آسانی سے
دفع کرونگا بادشاہ نے بمشکل امیرزادہ کو اجازت دی اور فوج کثیر ہمراہ کی امیرزادہ نے کہا فوج کی کچھ ضرورت
نہین ہی صرف بارود اور روغن نفت جس قدر ممکن ہو منگوا دیجیے بادشاہ نے فوراً یہ اسباب منگوا دیا امیرزادہ
نے حکم دیا کہ یہ سب وہان پہونچ جائے جہان پر وہ اژدہا نکلتا ہی بعد اسکے فرمایا کہ جسے جان عزیز نہو وہ ہمارے ساتھ

چلے ہین یہ خبر نہین کرتا کہ کوئی چلے امیر زادہ مع چند پہلوانون کے روانہ ہوا بادشاہ نے بھی ایک فرسخ مشایعت کی
لیکن جو اہل شہر امیرزادہ کو دیکھتا تھا کہتا تھا کہ افسوس ایسا حسین جوان اجل کے منھ مین چلا ہی ہر شخص کو ایک
افسوس اور تاسف تھا رفتہ رفتہ یہ خبر عقیلہ کو بھی معلوم ہوئی کہ اب وہ جوان اژدہے کو مارنے جاتا ہی خوب ہنسی اور
دایہ سے کہا ظاہرا یہ شخص عقل سے بہرا نہین رکھتا ہی اسواسطے کہ خرطوم کا حال دیکھ چکا ہی اور پھر اپنی جان دیئے جاتا
ہی یا تو یہ بھاگ آئیگا یا طعمۂ اجل ہوگا مگر مرجانا تو بہتر ہی الا بھاگنا بڑی شرم کی بات ہی بلکہ جو لوگ کہ صاحب غیرت
ہین وہ بھاگنے کو بدتر از مرگ جانتے ہین الغرض امیر زادہ زمینداروں کو لیکر وہان پہونچا جہان اژدہے کا مسکن
تھا زمینداروں نے دور سے نشان اژدہے کا بتایا امیر زادہ نے ایک غار عمیق قریب اُسکے کھدوایا اور بارود
اور رال اُسمین بھردی اور چند جانور گرد غار کے بندھوا دیے جب اژدہے نے اُن جانوروں کی بو پائی اور
وہ ان جانوروں کی طرف چلا تو اُسکی آواز رفتار سے سب لوگ بھاگ گئے صرف امیر الجیوش و امیر المحبوبیہ
دو سردار امیر زادہ کے ساتھ رہے لیکن جب اُس اژدہے کی شکل دیکھی بیہوش ہوگئے امیر زادہ نے بے تجاہل کے بنام
ایک قارورہ آتشی بارود اور رال کے ڈھیر پر مارا کہ وہ سب جل اُٹھا اور اژدہے کو جلا کر خاک کر دیا یہ حال دیکھکے
سب زمیندار امیر زادہ کے تصدق ہوئے اور کہا کہ آپکی بدولت ہماری جانین بچین خبرداروں نے موحد شاہ
کو خبر پہونچائی کہ اژدہا ہلاک ہوگیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور عصیب خرد پرور سے فرمایا کہ اس بہادر نے
ایسا کام کیا ہی کہ اگر مین اسکو اپنی حیات مین خلعت فرمانروائی اس ملک کا دیدون تو بجا ہی وزیر اعظم نے عرض کی
غلام خود حضور سے عرض کرنے والا تھا حضور کو خود القا ہوا وہان امیر زادہ نے اُس اژدہے کی کھال کھنچوا کر خشک
کرانے کا حکم دیا کہ خلائق شہر بھی دیکھے اور دوسرے روز وہان سے روانہ ہوا ادھر موحد شاہ استقبال کو آیا اور
پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا ای فرزند مبارک ہو کہ ہمنے تمکو اپنا ولیعہد کیا امیر زادہ آداب و تسلیمات بجا لایا بادشاہ
بڑی دھوم سے با جلوس و حشمت امیر زادہ کو شہر مین لایا اور زر سرخ و سفید نثار کیا حسب اتفاق ملکہ عقیلہ بھی
ایک غرفہ مین واسطے دیکھنے سیر و تماشا اژدہے کے بیٹھی تھی جب سواری قریب غرفہ کے پہونچی ملکہ نے پہلے اژدہے
کی وہ شکل مہیب دیکھی بعد ازان دیکھا کہ برابر بادشاہ کے ایک جوان آفتاب مثال رشک بدر غیرت ہلال تخت روان
پر سوار ہی دیکھتے ہی ہوش اُڑ گئے اور تیر عشق امیر زادہ کا جگر سے اُس ماہ منیر کے دوسار ہوا حیرت سے سکتہ کا عالم
تصویر کی صورت ہوگئی جہان تک کہ سامنا رہا دیکھا کی جب نظر سے وہ نہان ہوا ملکہ کی آنکھون مین جہان تاریک ہوا
ایک آہ سرد دل پُر درد سے ایسی کھینچی کہ حالت غش پیدا ہوئی بقول میر

بستر خاک پر گری یہ زار ر
دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا

درد کا گھر ہوا دل بیمار
شوق نے کام دل خراب کیا

خاطر افگار خار خار ہوئی
رفتہ رفتہ سخن ہوئے نالے

جان تمنا کش نگار ہوئی
لگے اُڑنے جگر کے پرکالے

الغرض ملکہ کو اُسی عالم بیخودی مین عجیب تماشا نظر آیا یعنے ایک باغ رشک ارم عشرت افزا دافع رنج وغم
اُسمین ایک عمارت عالیشان قصر طلا سے احمر ہی اور آگے صحن مین چبوترے پر ایک تخت جواہر نگار بچھا ہی اور اُسپر
ایک آفتاب محشر نازنین پری پیکر بیٹھی ہی کہ شعاع حسن اُسکی سے آنکھین خیرگی کرتی ہین عقیلہ سیم اندام اُس تخت نشین
مہ جبین کے پاس گئی وہ سرو سہی عقیلہ کی سرو قد تعظیم کو اُٹھی اور بعزت تمام تخت پر اپنے برابر بٹھالیا اور کہا اے خواہر
عالی قدر سُنا ہی کہ تم اسم با مسمےٰ بلکہ فراست و ادراک مین یکتا اور فہم و دانش مین شہرۂ آفاق ہو لہذا مین تم سے
ایک سوال کرتی ہون اگر تم میرے سوال کا جواب معقول نہ دوگی تو مین تمھارا نام فرد حمقا مین درج کرونگی عقیلہ نے
بکمال حیرت پوچھا کہ اے ملکۂ آفاق وہ کیا سوال ہی اُسنے کہا سوال یہ ہی کہ ایک مجلس مین سوا اہل مجلس کے دوسرا
نہ تھا اور اُس محفل سے پہلے سات شخص باہر آئے اگرچہ وہ لوگ اُسی مجلس سے نکلے تھے مگر اُنکو ماہیت اور حقیقت
مجلس سے مطلق خبر نہ تھی اُنھین مردان ہشت گانہ نے چار عورتون سے کہ وہ بھی آپسمین ذی مرتبہ یعنے ایک دوسرے
سے زیادہ مرتبہ بلند رکھتی تھین عقد کیا اور اُن سے تین فرزند اس خصلت کے پیدا ہوئے ایک اُنمین سے سخت دل
اور سست طبع تھا اور دوسرا سبز بخت و سرکش اور تیسرے فرزند مین علاوہ بھائیون کے یہ زیادتی تھی کہ کسی جگہ پر
اُسکو قرار نہ تھا پس اے خواہر فرزند اول جو کہ سست طبع و سخت دل تھا وہ لا ولد رہا اور فرزند دوم کے یہان
انواع اقسام کی وضع اور صورت کے لڑکے پیدا ہوئے اور فرزند سوم سے تو بیشمار لڑکے مختلف الصورت پیدا
ہوئے کہ جن کا حد و حساب نہین پس خداوند کریم نے برادر لا ولد اور دوسرے بھائی کی اولاد کو تیسرے
بھائی کی اولاد مقرر کیا مگر بعض اولاد سے تیسرے بھائی کی ایک فرقہ کو ایسا بزرگ اور افضل کیا کہ کوئی فرقہ اُسکی
فضیلت کو نہین پہونچتا تھا بعد اسکے اُس فرقہ بزرگ مین ایک شمع غیب سے روشن ہوئی بعض اُنمین سے اُس
شمع کی روشنی مین جو اپنی مان کی گود مین رہے وہ پامال ہوئے اور مان باپ نے اپنی نوعیت سے خارج کر دیا
اور بعض جو درمیان دو مادرون درمیانہ کے حفاظت مین رہے وہ مقبول دل ہوئے اور بعض جو مان کم رتبہ کی
تقلید مین رہے اُنکا انجام نہ معلوم ہوا پس سوال ختم ہوا اب جواب باصواب اسکا دو عقیلہ کے ذہن نے ایک
حرف اس سوال کا قبول نہ کیا جواب کیا دیتی چپ ہو رہی اتنے مین ایک جوان عالیشان مثل آفتاب کے ایک
گوشۂ باغ سے درخشان ہوا اور اُسنے بعوض عقیلہ کے جواب معقول دیا اور خود بیچ مین اُن دونون نازنینون کے
تخت پر بیٹھ گیا بعد ازان عقیلہ کو غش سے افاقہ ہوا لیکن ملکہ کو حقیقت سوال و جواب اور صورت اس جوان ماہ طلعت
کی یاد رہی مگر سوال کا جواب بالکل سہو ہوگیا اور ملکہ نے جو غور اور فکر کی تو اس جوان صاحب خواب کو امیرزادہ
سیف الدین کے مشابہ پایا سمجھی کہ میری فریفتگی کا یہی باعث ہوا کہ ظاہر وہ صورت دیکھی اور عالم بیہوشی مین
اس صورت سے دیکھا بہرحال امیرزادہ سے اس سوال کا جواب ضرور لینا چاہیے اگر اُسنے بھی وہی جواب دیا تو

بہرکیف باغ اور اُن نازنینون کا حال بھی بخوبی دریافت ہو جائیگا اور اگر یہ بھی مثل میرے ناواقف ہوا تو دفعتہً اپنا حال ظاہر کرنا مصلحت وقت نہین ہی صبر کرو دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی سعدی فرماتے ہین مصرعہ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد۔ ادر یہان موخر شاہ کے دل مین یہ خیال ہوا کہ عقیلہ سیم اندام کا عقد امیرزادۂ سیف الدین سے کردینا بہتر ہی لیکن عقیلہ کا بھی راضی ہونا شرط ہی بلکہ عصیب خرد پرور وزیر اعظم زیادہ تر اس مقدمہ مین مشیر تھا بادشاہ محل سرا مین آئے اور سنجیدہ بانو سے فرمایا کہ تم عقیلہ کو رضامند کرو کیونکہ امیرزادۂ سیف الدین سے بہتر کوئی شخص دلاور میسر نہ آئیگا سنجیدہ بانو بولی کہ مین نے گل اندام کنیز خاص ملکہ عقیلہ سے سُنا ہی کہ عقیلہ نے بجاے خود ایک سوال تجویز کیا ہی اور کہتی ہی ہرچہ باشد جو کوئی اس سوال کا جواب شافی دیگا مین اُس سے عقد کرونگی بادشاہ نے پوچھا وہ کیا سوال ہی ملکہ سنجیدہ بانو نے کہا مین دریافت کرکے کہدونگی غرض سنجیدہ نے گل اندام کو بلا کر کہا کہ تو ملکہ سے حال سوال کا دریافت کرکے مجھسے بیان کر گل اندام عقیلہ کے پاس گئی اور کہا آپکی والدہ نے پوچھا ہی کہ وہ سوال کیا ہی عقیلہ نے اس سوال کو نظم کرکے ملکہ سنجیدہ بانو کے پاس بھیجدیا ملکہ سنجیدہ بانو نے حضور مین بادشاہ کے گذرانا بادشاہ اس سوال کو لیکے دربار عام مین تشریف لایا اُسوقت عصیب خرد پرور وزیر اور اکثر عقلا حاضر تھے بادشاہ نے اول دانشوران روزگار کے آگے وہ سوال رکھدیا اور فرمایا کہ اس معمہ لاحل کا ہمین جواب دو سب ارکین سلطنت و حاضرین دربار بہت دیر تک فکر اور غور مین رہے لیکن کوئی شخص مغز سخن کو نہ پہونچا اور جسنے کوئی جواب طبعی دیا بھی تو وہ لایق پسند کے نہ تھا اس عرصہ مین امیرزادہ نے بھی سوال کو ملاحظہ کیا اور دل مین کہا کہ عقیلہ نے یہ بندوبست خیالی باندھا ہی اتفاقاً ایک روز بادشاہ عقیلہ کے محل مین گیا تھا اور کسی کام کے واسطے امیرزادہ کو بلایا تھا اُسوقت شراب کا نشہ ازحد تھا بادشاہ امیرزادہ کے زانو پہ سر رکھکے سو گیا ملکہ نے جو سُنا کہ بادشاہ زانو پر امیرزادہ کے سر رکھے آرام کر رہا ہی دل مین آیا کہ چلکے نزدیک سے امیرزادہ کو دیکھیے آخر چند خواص خاص کو جو کہ محرم راز تھین ہمراہ لیکے وہان آئی اور امیرزادہ کو دیکھکر چلی گئی اتفاق سے امیرزادہ نے بھی عقیلہ کو دیکھ لیا اور ہزار جان سے عاشق و شیدا ہو گیا جب عقیلہ محل مین آئی اُسنے گل اندام کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ تمھین ہمارا کچھ بھی عشق ہی تو تم ہمارے سوال کا جواب دو ورنہ اس بوالہوسی کا سواے بدنامی کے اور کوئی نتیجہ نہین ہی امیرزادہ نے گل اندام کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اس عرصہ مین بادشاہ بیدار ہوا اور باہر آیا امیرزادہ بھی باہر آیا مگر اس فکر مین تھا کہ کسی طرح سوال عقیلہ کا جواب دینا چاہیے کہ ایک دن امیرزادہ نے سُنا کہ جبل سیاہ جو عجم مین ہی اُسپر ایک درویش زاہد خدا رسیدہ رہتا ہی اور اکثر حاجتمند وہان جاتے ہین اور بمراد وہان سے آتے ہین امیرزادہ بھی دوسرے روز صبح کو سوار ہوکر درویش کے پاس پہونچا درویش نہایت تواضع و تعظیم سے پیش آیا بعد ازان پوچھا تم کس کام کو یہان آئے ہو امیرزادہ نے سب حال دست بستہ بیان کیا

اُس خداشناس نے کہ بورق زاہد نام تھا کہا ای امیر مین تجھین ایک اسم بتاتا ہون تم ایک ہفتہ اسے پڑھو بروز ہشتم ایک اجنبی پیدا ہوگا جیسا وہ کہے موافق اُسکے حکم کے تعمیل کرنا یقین ہی کہ اپنے مطلب دلی کو پہونچو امیرزادہ نے درویش کے حق مین دعاے خیر کی اور خود اوراد اسم مین مشغول ہوا روز ہشتم صبح کو ایک شخص حسین امیرزادہ کے پاس آیا اور کہا چل مین تجکو منزل مقصود تک پہونچا دون لیکن موخر شاہ سے چھ ماہ کی رخصت لو بعد چھ مہینے کے سوال کا جواب دونگا امیرزادہ نے بادشاہ سے رخصت چھ ماہ طلب کی بادشاہ نے بخوشی اجازت دی امیرزادہ نے محل مین جاکے بعد انفراغ طعام آرام کیا جب صبح کو آنکھ کھلی دیکھا کہ صحراے لق ودق ہی اور وہ جوان بھی سامنے موجود ہی امیرزادہ نے پوچھا ای عزیز اب تیرا کیا قصد ہی وہ جوان بولا کہ تجھین منزل مقصود تک پہونچاتا ہی امیرزادہ نے کہا اول اپنے نام سے آگاہ کر بعد اسکے سوال ہی اسکا جواب دے پھر منزل مقصود کو پہونچا تا اُس جوان نے کہا تجھین دلیل سے کیا حاصل خاموش میرے ہمراہ چلے آؤ جو ہوگا وہ خود ظہور مین آویگا امیرزادہ متحیر اُسکے ہمراہ چلا جاتا تھا لیکن وہ صحرا مثل صحراے دنیا کے نہ معلوم ہوتا تھا کہ ناگاہ ایک طرف زاغ اور کبوتر مین باہم جنگ دیکھی اور قریب تھا کہ زاغ کبوتر کو ہلاک کرے پس اُس جوان نے کہا ای امیرزادہ تم خوب وقت پر پہونچے جلد ایک تیر مارو کہ زاغ کا بازو چھید جائے پس یہی مقدمہ تمھارے فتح الباب کا ہی امیرزادہ نے فوراً ایک تیر مارا بمجرد اس عمل کے ایک طوفان عظیم برپا ہوا کہ جہان تیرہ وتار ہوگیا بعد دفع ہونے اس طوفان کے امیرزادہ پھر اُسکے ہمراہ چلا راہ مین دیکھا کہ ایک درخت کلان ہی کہ ہر برگ اور شاخ سے اُسکے پانی جاری ہی اور بیچ درخت سے ایک آواز غمناک اس درد کی آتی ہی کہ دل کو بے اختیار کیے دیتی ہی اُس جوان نے امیرزادہ سے پوچھا وہ تیر جو تمنے زاغ کو مارا تھا کہان ہی امیرزادہ نے کہا موجود ہی جوان نے کہا اُس تیر کو درخت کے قریب لیجاکے کھوکھلا سا موندرانا پھر تم عنقریب اپنے مسکن پر جاؤگے خاطر جمع رکھو مین یہ تیر گواہی کو لایا ہون تاکہ تمکو میری بات کا اعتقاد ہو یہ کہکے تیر کو درخت کی جڑ مین رکھدینا اور چلے آنا امیرزادہ نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ ای جوان نام اپنا بتا اور کام کا انجام بیان کر جوان بولا نام میرا بشیرون ہی اور ابھی جلدی کیا ہی وہ بھی بتا دونگا الغرض بعد تھوڑی دیر کے ایک شہر نظر آیا بشیرون امیرزادہ کو بیرون شہر لیگیا اور وہان ایک شی یاقوت رنگ بغل سے نکالکر آگ مین جلائی جب رنگ اُسکا کبود ہوگیا اُسکو پیسا اور سرمہ بناکر امیرزادہ کی آنکھ مین لگا دیا بمجرد لگانے سرمہ کے ایک عالم دنیا سے علیحدہ یعنی اشکال عجیب وغریب مختلف رنگ مہیب صورت کی دیکھین کہ ہوش جاتے رہے بشیرون نے کہا خوف نہ کرو تمکو اسسے صدمہ نہ پہونچیگا اب جو شہر مین آئے بازار صاف راہ بہت شفاف لیکن ساکنان شہر کے بصورت آدمی نہین بشیرون نے امیرزادہ کو ایک بارگاہ کے دروازے پر لاکر ایک گوشہ مین کھڑا کردیا بعد ایک ساعت کے صاحبخانہ اندر سے باہر برآمد ہوا بشیرون نے امیرزادہ سے کہا اسکو سلام کرو کہ یہ تمھارے کسی وقت مین کام آویگا امیرزادہ نے کہ بشیرون کا تابع تھا بمجبوری مودب سلام کیا اب جو بغور

دیکھا تو تمام بدن اُسکا مثل دم طاؤس داغدار ہی اور چہرہ نہایت سفید کہ نظر کام نہ کرتی تھی وہ مرد باشوق تمام امیرزادہ سے بغلگیر
ہوا بعد اسکے ملازمون کو حکم دیا کہ مہمان ہدیہ خدا کو فلان مکان مین اُتارو اور خدمتگزاری مین کسی طرح کا قصور
نہ کرنا مین بھی بعد فراغت دربار کے آتا ہون ملازمون نے حسب الحکم امیر کے از حد خدمتگزاری کی امیرزادہ نے
اس مکان کو نہایت آراستہ دیکھا بشیرون سے شہر اور صاحب مکان کا نام پوچھا بشیرون نے کہا یہ شہر سبطلیہ
قوم اجنہ کا ہی اور شہریار یہان کا سبطل شاہ جنی ہی اور صاحب خانہ کہ نام اُسکا سرطون وجیہہ جنی ہی فرزند رشید
بادشاہ کا ہی ای امیر سیف الدین وہ جو تمنے کبوتر اور زاغ کو جنگ کرتے دیکھا تھا وہ کبوتر یہی جوان سرطون وجیہہ
تھا اور وہ زاغ سیاہ ایک جنیہ خبیثہ سکلوس ساحرہ نامے تھی امیرزادہ سیف الدین نے باعث نزاع کا پوچھا
بشیرون نے کہا سکلوس ساحرہ مدت مدید عرصہ بعید سے شاہزادہ پر عاشق تھی لیکن قابو نہ پاتا تھا کہ شاہزادہ
کو لیجاے اتفاق سے ایک روز سرطون مکتب مین بیٹھا تھا کہ وہ مردار بزور سحر مکتب سے لیگئی اور عرصہ تک بجوف
سبطل شاہ اسکو پوشیدہ رکھا بعد اسکے اپنا اظہار مطلب کیا سرطون نے عذر کیا کہ مین بدون مرضی والدین
کے کوئی امر نہین کرسکتا جب وہ ساحرہ مایوس ہوئی تب اُسنے شاہزادے کو کبوتر بنایا اور آپ زاغ بنی اور چاہا
کہ اپنا مقصد دلی حاصل کرے اس اثنا مین تم پہونچے اور تمنے اُسکو قتل کیا اور شاہزادہ کو چنگل موت سے نجات دی
اور دوسرے وہ درخت کہ جسکی جڑ مین تمنے تیر رکھا تھا وہ قیدخانہ ساموس دانا معلم اور اتالیق شاہزادہ کا تھا
جبکہ شاہزادہ مکتب سے غائب ہوا اس جرم مین بادشاہ نے معلم کو اُسی درخت کی جڑ مین قید کیا تھا کہ وہ مجلس اجنہ
ذی آبرو کا ہی ساموس بیچارہ بے گناہ اس بلاے سخت مین گرفتار تھا شب و روز درگاہ خدا مین اپنی رہائی کے
واسطے دعا کرتا تھا اور اس درد سے روتا تھا کہ سُنا نہ جاتا تھا اور وہ پانی جو درخت سے جاری تھا وہ پانی نہ تھا
بلکہ آنسو اُسی معلم کے تھے اور جو مین نے وہ تیر درخت کی جڑ مین تمسے رکھوا دیا اُسکا یہی منشا تھا کہ معلم شاہزادہ کی
رہائی سے آگاہ ہو اور اگر خدا نے چاہا تو یہ پیر دانا بھی تمہارے معاملہ مین ضرور کوشش کریگا ای امیرزادہ سیف الدین
جب سرطون تمسے پوچھے کہ تم یہان کس مطلب کے واسطے آئے ہو تو تم کہنا کہ مین مطلب اپنا حضور مین بادشاہ کے عرض
کرونگا ہر چند وہ کہیگا کہ جو تمکو زر و مال یا جس شی کی احتیاج ہو بیان کرو مین وہ سب مہیا کردونگا تو پھر بادشاہ سے
کہنا کیا ضرور ہی تم اپنی بات پر قائم رہنا پھر وہ تمکو بادشاہ کے پاس لیجائیگا اور جو تمنے احسان کیا ہی وہ بھی بادشاہ سے
کہیگا جب بادشاہ یہ سُن لیگا تو تمسے کہیگا کہ ای جوان ہماری یہ خوشی ہی کہ تم کچھ اپنا مطلب ہمسے بیان کرو تاکہ ہم بھی
تمہارے بار احسان سے سبکدوش ہون پہلے بادشاہ سے اقرار اور عہد کرا لینا بعدہ کہنا کہ فرمان حدیقۃ العجائب
دفتر شاہی سے مرحمت ہو اسوقت سبطل شاہ پوچھیگا کہ سوا اسکے اور بھی کوئی عرض ہی تم کہنا کہ اور کوئی مطلب
نہین ہی اسوقت تمہارا سب مطلب پورا ہو جائیگا لیکن امیرزادہ دل مین کہتا تھا کہ میرا کیا مطلب اس سے نکلیگا

کیونکہ بشیرون تو میرے مطلب دلی سے آگاہ بھی نہین ہی پھر کیا ہوگا غرض شاہزادہ اول امیرزادہ سیف الدین
کے پاس آیا اور خاصہ طلب کیا امیرزادہ کے ساتھ کھانا نوش فرمایا جب اکل و شرب سے فارغ ہوئے امیرزادہ
کو سیر و تماشا دکھایا امیرزادہ نے ایسے خوش قطع اور نئی نئی وضع کے مکان دیکھے کبھی خواب مین نہ دیکھے تھے بعد
اسکے سرطون نے کہا اے جوان تیرا احسان ہمارے خاندان پر ایسا ہی کہ ہم مدت العمر اسکا شکریہ ادا نہین کر سکتے
خداوند کریم تیرے اس احسان سے ہمکو سبکدوش کرے جو مطلب کہ تو رکھتا ہی وہ بیان کر تاکہ وہ خدمت ہم بجالاوین
امیرزادہ سیف الدین نے کہا ایک مطلب میرا ہی لیکن مین بادشاہ سے کہونگا سرطون نے کہا ایسا مطلب کیا ہی
کہ جو مجھسے نہین ہوسکتا امیرزادہ نے کہا جب مین بیان کرونگا اگر تمسے ہوسکیگا تم ہی کر دینا یا بادشاہ مطلب میرا
پورا کر دیگا دوسرے روز سرطون امیرزادہ کو بادشاہ کے پاس لیگیا اور کہا اے شہریار یہ وہی جوان عالیشان ہی
جسنے میری جان اسوقت چنگل اجل سے بچائی کہ بجز خدا کے اور کوئی نہ تھا اور میری ہلاکت مین کچھ باقی نہ تھا سبطل شاہ
امیرزادہ سے باعزاز پیش آیا اور شکر و احسان ادا کیا اور تخت پر برابر بٹھانا چاہا مگر امیرزادہ خود ایک کرسی زرنگار
پر متمکن ہوا بعد ازان شاہ نے فرمایا اے جوان عالی مقام ہم تمھارے احسان سے کسی طرح باہر نہین ہوسکتے مگر تم بھی
جو کام کہ ہمارے لایق ہو ہمسے بیان کرو کہ ہم اسے بخوشی تمام انجام دین امیرزادہ نے کہا کہ خداوند کریم حضور کو
باین قدردانی و رتبہ شناسی تا دیرگاہ سلامت باکرامت رکھے یہ تھوڑا آپ نے خلق و مروت کو کام فرمایا اس سے
زیادہ اور کیا ہوگا کہ حضور مجھ ایسے کم رتبہ سے باین خوش اخلاقی پیش آئے ورنہ من آنم کہ من دانم اس سے زیادہ
صلۂ احسان اور کیا ہوگا لیکن میرا ایک مطلب ہی اگر حکم ہو تو عرض کرون سبطل شاہ نے کہا ضرور اظہار کیجیے امیرزادہ
نے کہا مجھے اندیشہ ہی کہ مین جو عرض کرون آپ اسمین مضائقہ فرمائین بادشاہ نے بقسم حضرت سلیمان ع کہا ہرگز ایسا
نہوگا جسقدر میرے قبضۂ قدرت مین ہی ہرگز دریغ نہ کرونگا امیرزادہ سیف الدین نے کہا مین ایک فرمان حدیقۃ العجائب
کا دفتر شاہی سے چاہتا ہون بادشاہ اس سوال سے تا دیر فکر مین رہا اور کہا اے محسن تو نے وہ شی طلب کی کہ جو ہمارے
اختیار سے باہر ہی مگر آج معاف کر انشاء اللہ تعالیٰ کل ضرور جواب دینگے غرض امیرزادہ رخصت ہو کر سرطون کے
ہمراہ مکان پر آیا سرطون نے کہا اے برادر عجب سخت سوال تو نے بادشاہ سے کیا امیرزادہ نے کہا مین اسیواسطے
آیا ہون ورنہ خداوند کریم نے مجھے سب کچھ دیا ہی غرض سرطون محل مین گیا اور آرام کیا امیرزادہ بھی سو رہا
صبح کو بشیرون نے کہا اب تمھارے مطلب کا وقت قریب آیا یعنی فرمان حکومت حدیقۃ العجائب تمکو ملنے والا
ہی امیرزادہ نے کہا سوال دیگر اور جواب دیگر اس فرمان سے میرا کیا کام نکلیگا میرا کیا مطلب ہی اور تم کیا حکایت
بیان کرتے ہو بشیرون نے کہا شاید مین تمھارے مطلب سے آگاہ نہین کہ بار بار تم حیران ہو کر مجھسے پوچھتے ہو
یہ سب اسباب تمھارے ہی مطلب سے ہین کہ بدون زینہ کے بام پر جانا محال ہی امیرزادہ نے کہا دوسرا مطلب

کیا ہی بشیرون بولا کہ دو مطلب تمھارے یہ ہین کہ ایک پہلو مین تمھارے مطلوب عقیلہ ہوگی اور دوسرے پہلو مین دختر شاہ جن کی ہوگی امیرزادہ نے کہا کہ مجھسے صاف صاف کہو یہ معمہ اچھا نہین بشیرون نے کہا سن حدیقۃ العجائب سبطل شاہ کی بیٹی ملکہ قمرا سے حور پیکر کا باغ ہی اور اصطلاح اجنہ مین طالب باغ ہونا گویا خواستگاری اُسی پری پیکر کی کرنا ہی اور جو سوال کہ تمسے عقیلہ بانو نے کیا وہ اصل مطلب نکاح قمرا سے حور پیکر سے ہی جب یہ مطلب تمھارا سبطل شاہ نے کر دیا پھر مین مفصل اُسکی تفصیل بیان کر دونگا قصہ کوتاہ دوسرے روز جب امیرزادہ دربار مین گیا بادشاہ نے امیرزادہ کی نہایت توقیر کی اور ساموں دانا وزیر کو بلا کے کہا تمنے اس مقدمہ مین کیا فکر کی وزیر نے عرض کی کہ فدوی خدمت مین ملکہ کے گیا اور عرض کی اُس شخص نے تمھارے بھائی کو پنجۂ اجل سے بچایا ہی اور بادشاہ نے اُسکی رواے حاجت مین قسم شدید کھائی ہی تمکو چاہیے کہ تم بھی اپنی فیض صحبت سے اُسے سرافراز کرو ملکہ نے کہا آدمی خاکی ہم آتشی خاک اور آتش سے کیا مناسبت اگر آتشی ہوتا تو مضایقہ نہ تھا مین نے عرض کی خاک تو آتش کو ضرر نہین پہونچا سکتی اور سواے اسکے آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت بلقیس علیہا السلام کا کہ خلقت اُنکی آتشی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام سے عقد ہوا ملکہ نے پھر اس جوان کا قیافہ پوچھا مین نے قیافہ بیان کیا ملکہ نے فرمایا مین نے کتب سماوی مین ایک عبارت دیکھی ہی اور مین نے عقلاً اُسکی شرح کی ہی اگر میرے موافق فہم کے اُس جوان نے جواب دیا تو تمھارا کہنا منظور کرونگی ورنہ میرے وصال کی دوسری صورت نہوگی سبطل شاہ نے امیرزادہ سیف الدین سے کہا تمنے سنا ساموں نے کیا کہا اسی سے مین نے کہا تھا کہ یہ مطلب تمھارا میرے قبضۂ اختیار سے باہر ہی اب یقین ہی کہ تمھاری سمجھ مین بھی آگیا ہوگا امیرزادہ نے کہا حضور خاطر جمع فرماوین ملکہ عالم کے سوال کا مین حسب دلخواہ جواب دونگا جب ملکہ کو اس بات کی خبر ہوئی کہ وہ جوان جواب دینے کا اقرار کرتا ہی تب ملکہ نے حدیقۃ العجائب کی آراستگی کا حکم دیا سبطل شاہ امیرزادہ کو ہمراہ لیکے باغ مین گیا اور ایک کرسی زرنگار پر مقابل صندلی ملکہ قمرا حور پیکر کے امیرزادہ کو بٹھایا اور خود تخت پر جلوہ آرا ہوا جب صحبت گرم ہوئی ملکہ نے کہا اے جوان عالی شان سوال میرا یہ ہی کہ ایک صحبت جسمین فقط اہل صحبت تھے اور کوئی دوسرا نہ تھا اور اول اس صحبت سے سات شخص باہر آئے اور اُنھون نے بالاتفاق چار عورتون سے نکاح کیا مگر دو عورتین بھی باہم ذی مرتبہ تھین یعنی ایک دوسری سے درجۂ اعلی رکھتی تھی امیرزادہ نے کہا پہلے تم اسی کا جواب سنو پھر اور حال بیان کرنا ملکہ نے کہا بہتر فرمائیے امیرزادہ نے کہا وہ محفل ممکنات سے عبارت ہی اور وہ ساتون شخص بموافق ممکنات کی مجلس مین موجود تھے یعنے علم اور ارادہ مین واجب الوجود کے داخل تھے جسکو بالقوہ کہتے ہین اور اس صورت مین موجود نہ تھے کہ وجود خاص مین کہ بالفعل مشہور ہی موجود ہونا اُنکا شمار مین نہین آتا تھا بلکہ علم و ارادہ مین آفرینندہ جہان کے داخل تھے اُسکی مشیت مین تھا کہ ہم پیدا کرینگے اور ایسے موجودات کو حکما ماہیات ممکنہ اور صوفیہ عالمیان ثابتہ کہتے ہین اور اُن سات شخصون سے افلاک ہفتگانہ مراد ہی

کہ بمجرد امر کن کے تمام خلقت سے اول سات فلک وجود مین آئے ہین جنکو اہل حکمت آبائے علوی کہتے ہین اور اُنکی بے علمی کی دلیل یہ ہی کہ قدرت قادر حقیقی سے کوئی ماہر نہین ہی کہ کیا ہوگا ہو عالم السر والخفیات اسکا شاہد ہی اور وہ چارون عورتین اربعہ عناصر ہین جنکو اُمہات سفلی سے خطاب دیتے ہین پس تفریق مرتبہ آپسمین جو ہی وہ ظاہر ہی کہ کرۂ آتش بالاتر کرۂ ہوا سے ہی اور کرۂ ہوا بالاتر کرۂ آب سے اور کرۂ آب بالاتر کرۂ خاک سے ہی ملکہ نے بنظر محبت امیرزادہ کو دیکھا اور کہا للہ درک آفرین خوب جواب معقول دیا ای جوان ذیشان اُن عورتون سے بہیئت مجموعی تین فرزند پیدا ہوئے اُنمین ایک سخت دل اور سست طبع تھا دوسرا سبز بخت اور سرکش اور فرزند سوم مین علاوہ خواص مذکورہ بھائیون کے ایک روانی زیادہ تھی اس سبب سے وہ فرزند لاولد رہا اور دوسرے فرزند سے طرح طرح کی اولاد پیدا ہوئی اور تیسرے فرزند سے عجیب قسم اور صورت کی اولاد ہوئی بعد اسکے بھائی لاولد اور اولاد دوسرے بھائی کی تیسرے بھائی کی اولاد کی خدمت کو مقرر ہوئی امیرزادہ نے کہا ای ملکہ جب اُن عورتون یعنے اربعہ عناصر نے ترکیب پائی اور ہیئت مجموعی بہم پہونچائی اُن سے تین لڑکے پیدا ہوئے اور وہ لڑکے موالید ثلثہ سے عبارت ہی اور نام اُنکے جمادات و نباتات و حیوانات ہین پتھر سخت و سست ہی کہ اپنی جگہ سے حرکت نہین کرسکتا اور سلسلہ توالد و تناسل بھی قطع ہی تو یہ وجہ لاولدی کی ہوئی اور نباتات بھی سخت ہین الا نمو اُسکا سرکش اور اُنمین سلسلہ تناسل بھی جاری ہی یعنے تخم بوتے ہین اور اُس سے درخت پیدا ہوتے ہین اور اُن درختون سے پھل پیدا ہوتے ہین وکذا الم اجرا اور تیسرے بھائی کی اولاد سے حیوانات ہین کہ جو نمو اور سرکشی و حیات و سبز بختی مین نباتات کے شریک ہین اور سختی الطبع اور سستی مزاج مین بھی شریک ہین اور جمادات کی نسبت ایک جز و روانی کی فضیلت رکھتے ہین دونون بھائیون پر یعنی حرکت بالارادہ کرتے ہین بخلاف نباتات اور جمادات کے کہ وہ اس مرتبہ سے بے نصیب محض ہین بعد اسکے خداوند کریم کی حکمت اور مشیئت نے جمادات و نباتات کو حیوانات کا مطیع فرمایا تاکہ وہ انکے وسیلہ سے معاش پیدا کرین اور معاش سبب اطمینان واسطے عبادت معبود کے ہی پس یانوجہ جمادات و نباتات کے واسطے اطاعت حیوانات کی دلیل ہی ملکہ نے فرمایا ای جوان ذیشان تیسرے بھائی کی اولاد مین ایک قسم کی نہایت فضیلت ہی امیرزادہ نے کہا وہ نوع انسان ہی جسکو اشرف المخلوقات خدا نے کیا ہی ملکہ قمر ا رخ ور پیکر نے کہا جس وقت اُس نوع فاضل کے درمیان ایک شمع روشن غیب سے آئی بعض روشنی مین شمع کے اپنی مادر بلند مرتبہ سے ہم آغوش ہوئے اور مان باپ نے اُنکو اپنی جنسیت سے خارج کردیا اور بعض دو مادر کے درمیان حفظ اور امان مین رہے اور بعض نے جو مادر ادنیٰ کی پیروی کی اُنکا حال کسی کو معلوم نہوا امیرزادہ نے کہا ای ملکہ آفاق وہ شمع عقل ہی جو حق تعالیٰ نے انسان کو عنایت رمائی اور اُس عقل کی روشنی مین شناخت حیوانات کی ہوئی اگرچہ مراد اعضاء افراد انسان سے ہی بقول سعدیؒ شعر

بنی آدم اعضائے یکدیگراند کہ در آفرینش ز یک جوہراند

لیکن انمین بعض احکام رسول کے مقلد نہوئے اور اُنھون نے ہم آغوشی مادر بلند مرتبہ یعنی آتش کی کی جنکی شان مین یہ آیہ انک لاتہدی من احببت ولکن یہدی من یشاء نازل ہوئی اور وہ کافر ہوئے کہ جنکا اخترت النار بالعار قول ہی کسواسطے کہ کافر کوئی دوست دار نہوگا جسطرح فما بکت علیہم السماء قرآن مجید مین خدا تعالی فرماتا ہی اور جو مقلد رسول مقبول ہوئے وہ مرتبۂ یقین کو پہونچے یعنی جو اُنھون نے دیکھا وہ کسی نے نہین دیکھا اور جو اُنھون نے پایا وہ کسی کو نہین ملا اور وہ جو سمجھے کوئی نہین سمجھا اور نہ فہم مین آیا اور جو دو مادر درمیانہ کے یعنے آب اور ہوا سے وصل ہوئے وہ روح وریحان بہشت مشہور ہین اُنکو مومنان حقیقی کہتے ہین جنکی شان مین جنت عدن تجری من تحتہا الانہار نازل ہوا اور بعض نے اُنمین مادر ادنی یعنے خاک کی ہم آغوشی اختیار کی اُنکو مومنان حقیقی سے پست مرتبہ ملا کسواسطے کہ وہ اہل شک سے ہین اُنکا ایمان لانا اور برخلاف ہونا یکسان ہی اسواسطے اُنکو مستضعفین خطاب دیا پس اُنکے ثواب وعذاب کا خدا کو اختیار ہی اگر لائق جنت ہین اُنھین جنت ملیگی اور جو جہنم کا کام کریگا وہ داخل نار ہوگا ملکہ نے جب یہ سنا خاموش ہو رہی پھر کچھ نہ پوچھا تمام حضار محفل نے امیرزادہ سیف الدین کو تحسین وآفرین کی ملک سلسبیل شاہ نے اسیوقت امیرزادہ کی انگوٹھی ملکہ کو اور ملکہ کی خاتم امیرزادہ کو پہنا دی اور سامان عروسی کے تیار ہونیکا حکم دیا بشیرون نے ایک مصور ہوشیار ملازمان سرکار سے بلاکر کہا کہ ایک تصویر مع باغ حدیقۃ العجائب کے ایسی کھینچ دو کہ امیرزادہ اور ملکہ قمرای حور پیکر مقابل بیٹھے باہم سوال وجواب کرتے ہون مصورنے دو روز مین وہ ورق تصویر دلپذیر تیار کر دیا بعد اسکے بشیرون نے امیرزادہ سے کہا اب تم بادشاہ سے چھ ماہ کی رخصت لو امیرزادہ نے سلسبیل شاہ سے کہا امیدوار ہون کہ مجھے رخصت چھ مہینہ کی مرحمت ہو کہ مجھکو ایک کار اہم درپیش ہی انشاء اللہ تعالے بعد انجام اُس کام کے حاضر ہونگا ملک سلسبیل شاہ نے پوچھا ایسا کیا کام ہی کہ جسکے واسطے ہمکو تمکی مفارقت گوارا کرتے ہو ادھر ملکہ بھی اس امر سے مطلع ہوئی کہ امیرزادہ رخصت چاہتا ہی ملکہ نے کہلا بھیجا کہ بقول میر حسن

ہمارے بزرگون نے سچ ہی کہا ۔۔۔ کہ ہین آدمی زاد کل بیوفا

اہ جو ابن آدم زاد بیوفائی تمھاری خلقت مین ہی پس تیرے ایفاے وعدہ پر کیا امید کیجائے اگر تم نہ آسکے تو انتظار مین تمھارے سواے مرگ کے کیا چارہ ہی تاوقتیکہ جس کام کو تم جاتے ہو مفصل نہ بیان کروگے ہم تمکو اجازت جانے کی نہ دینگے بشیرون نے کہا ای امیر شعر

راستی موجب رضاے خداست ۔۔۔ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اسواسطے کہ حال ملکہ عقیلہ بانو کا کسی طرح پوشیدہ رہ نہین سکتا لہذا مناسب ہی کہ خود ہی بیان کر دو کہ ہر فرد بشر کو سچ بولنا ہی علی الخصوص اس فرقہ اجنا کو جھوٹ سے نفرت ہی آخر امیرزادہ نے کل احوال اپنا از اول تا آخر بیان کیا اور یہ دو شعر سوال نظم ملکہ عقیلہ بانو کے پڑھے رباعی

ہفت کس با چار زن کردہ نکاح | وان نکاح آمد بملت ہا مباح | آمد از ایشان سہ کس اندر وجود | صورت ہر یک جدا در وضع بود

ملکہ کو اول ایک نوع کا ملال ہوا آخر دل مین سوچی کہ القضاۃ شرط ہی امیرزادہ سیف الدین اور عقیلہ مرتبہ عاشقی و معشوقی کا رکھتے ہین اگر امیرزادہ کو سودائے عشق ملکہ عقیلہ بانو کا نہوتا تو ہمارے دام تزویر مین کیونکر آتا لہذا اس امر مین حارج ہونا مناسب نہین ہی بلکہ رخصت عنایت کرنا چاہیے یہ کہکے چند نفر جن کار آزمودہ اور قوی ہیکل واسطے استحفار کے امیرزادہ کے ہمراہ کر دیے اور رخصت کیا بشیرون امیرزادہ کو سرحد نخاعیین لایا اور موخر شاہ کو مطلع کیا بادشاہ اسیوقت مع ارکین سلطنت واسطے استقبال کے آیا اور امیرزادہ کو لے گیا بادشاہ امیرزادہ سے بغلگیر ہوا اور پوچھا اسقدر عرصہ کہان کیا کہ ہم تمھارے صدمہ مفارقت مین گرفتار ہوئے اب یہ بیان کرو کہ جس مطلب کو تم گئے تھے اور اتنی صعوبت سفر اٹھائی وہ بھی مطلب حاصل ہوا امیرزادہ نے

کہا ای شہریاران ربی سمیع الدعا آپ نے سنا ہوگا شعر

ہر کار کہ ہمت بستہ گردد | اگر خارے بود گلدستہ گردد

بعدہ موخر شاہ امیرزادہ کو دولت سرا مین لایا دایہ ملکہ عقیلہ سیم اندام امیرزادہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ ای جوان عالیشان ملکہ نے پوچھا ہی کہ اس سفر مین دُر مقصود ہاتھ آیا یا ناحق گرداب بلا مین اپنے کو پھنسایا امیرزادہ نے کہا ای دایہ صاحبہ تم ملکہ عقیلہ سے بعد سلام کے یہ کہنا کہ کوئی ذی روح جن و انسان مجھے ایسا ممکن نہوا کہ جو تمھارے معمے کو سمجھتا اور اس عقدۂ لاحل کو حل کرتا ہان ایک ورق تصویر آپکی نظر کو لایا ہون مصرعہ گر قبول افتد زہی عز و شرف ؛ امید کہ بعد ملاحظہ کے میری عرق ریزی اور جان فشانی کی داد عنایت ہو یہ کہکے وہ ورق تصویر حدیقۃ العجائب دایہ کو دیا دایہ نے پیغام زبانی ملکہ عقیلہ بانو سے کہکے اور وہ ورق تصویر پیش کیا ملکہ عقیلہ بانو نے وہ نقشہ دیکھا ایسا صدمۂ جان گزا ہوا کہ بیہوش ہوگئی امیرزادہ کو بھی ایک جن نے اس حال کی خبر دی بشیرون نے حکم دیا کہ ایک جن فورًا امیرزادہ سیف الدین کو سبطل شاہ کے ملک مین پہونچا دے اور چار جن اخبار ملکہ عقیلہ بانو پر مقرر کیے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ نگران رہین تاکہ ملکہ عقیلہ بانو ہلاک نہ ہو جائے جب عقیلہ بانو ہوش مین آئی دایہ سے کہا تو جا کر اس جوان غارتگر دین و ایمان و دشمن جان سے پوچھ کہ یہ تصویر کہان سے دستیاب ہوئی دایہ جو آئی امیرزادہ کو نپایا ملازمون سے دریافت کیا ملازمون نے کہا ابھی ایک ساعت ہوئی باہر تشریف لیگئے مگر یہ نہین معلوم کہ کہان گئے دایہ نے ملکہ عقیلہ سے اطلاع کی آخر موخر شاہ کو خبر ہوئی کہ امیرزادہ کہین چلا گیا بادشاہ نے ہر چہار طرف مخبر روانہ کیے جب کہین نشان نہ ملا تب عصیب خرد پرور سے کہا مین خود حیرت مین ہون کہ امیرزادہ کہان گیا کہ یہ آنا اور بلا اطلاع چلے جانا عقل مین نہین آتا جب ملکہ عقیلہ بانو کو یقین ہوا کہ امیرزادہ غائب ہوگیا اور کہین پتہ و نشان بھی نہین ہی گریبان چاک کیا اور اس قدر نالہ و زاری کی کہ قریب

ہلاکت پہونچی اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ امیرزادہ سیف الدین نہ آیا تو کنیز کی زندگی نہو گی بادشاہ نے جواب
مین کہا کہ خاطر جمع رکھو مین نے ہر چہار طرف آدمی روانہ کیے ہین یقین ہو کہ خبر صحیح آجاوے آخر ایک شب
ملکہ عقیلہ بانو سوداے خیال جانان مین سیر باغ کو گئی اور خواصون سے پوشیدہ یکہ و تنہا حالت بیخودی مین
ایک طرف روانہ ہوئی قضاے کار اتفاق روزگار سے صبح کو ایسے ایک صحراے پرخار مین پہونچی کہ کف پا آبلہ دار سے
فگار ہوے اور تکلیف پیادہ پائی سے تھک کر زمین پر گر کے بیہوش ہو گئی اور جب کچھ ہوش آیا تو یہ اشعار پڑھے

تپ جدائی سے اسطرح اب نزار ہون مین	اجل کے منہ سے بھی غالب ہو شرمسار ہون مین
کیا ہے رنج جدائی نے ایسا کاہیدہ	کہ سبکی آنکھو مین کھٹکا کیا وہ خار ہون مین

اور زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگی اور کہا افسوس ہزار افسوس بقول میان جرأت شعر

لگا یا روگ جوانی مین کیون میان جرأت	ابھی تو کھیل تماشہ کے تھے تمھارے دن

اور یہان امیرزادہ سیف الدین اسوقت ملکہ قمر ارحور پیکر سے راز و نیاز کی باتین کر رہا تھا کہ ایک جن نے
اس حال پر اختلال ملکہ عقیلہ بانو سے امیرزادہ کو خبر کی پس سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے رنگ چہرہ کا متغیر
ہو گیا ملکہ قمر ارحور پیکر نے جو یہ حال دیکھا اول خوب ہنسی اور کہا تمھارا بشرا گواہی دیتا ہے کہ تمھین ملکہ عقیلہ بانو کا
نہایت صدمہ ہوا مگر اس حساب سے یہ صدمہ تمھارا بجا ہے کسواسطے کہ اگر تم متحمل اُسکے صدمۂ جدائی کے نہوتے تو کیون
اُسکا یہ حال ہوتا اور جو کسی وجہ سے اُسکے پہلو سے اُٹھے تھے پھر کرب اور اضطراب بیجا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ تمھاری
جدائی مین اس مصیبت اور شدائد مین گرفتار ہو اور تمھارا یہ حال ہو وگرنہ وہ کہان اور یہ آوارگی صحرا اور بیابان گردی
کہان امیرزادہ نے کہا ہان محبت اور عداوت دوسری شے ہے مگر بشر کو بشر کی تکلیف کا خیال ہوتا ہے جسوقت سبطیل شاہ
نے عقیلہ کا حال سُنا کہا اول ملکہ عقیلہ بانو کا عقد ہو بعد ہماری بیٹی کا اور اُسیوقت اُسی حالت بیہوشی مین ملکہ عقیلہ بانو
کو اُٹھوا منگوایا اور اُسی باغ حدیقۃ العجائب مین پہونچوا دیا خواصون نے تلوے سہلائے اور عرق گلاب بید مشک سے
منھ دُھلایا جب ہوش آیا ملکہ قمر ار نے ملکہ عقیلہ بانو کو برابر تخت پر بٹھا لیا اور کہا اے خواہر عالی قدر تو نہایت عالی فہم
اور دانشمند ہے مین نے تجھے یہان اسواسطے بلایا ہے کہ تو میرے ایک سوال کا جواب دے ملکہ عقیلہ بانو نے متغیر
ہو کے سوال پوچھا ملکہ قمر ار نے وہی سوال مذکور الصدر بیان کیا عقیلہ نے کچھ جواب ندیا اور مارے شرم کے سرنگون
ہوئی اس عرصہ مین امیرزادہ سیف الدین موجود ہوا اور دونون کے بیچ مین بیٹھ گیا ملکہ عقیلہ بانو نے جو
ملکہ قمر ار اور امیرزادہ سیف الدین کو ایک جا دیکھا صاف خواب کی تعبیر آنکھون مین پھر گئی اور کہا صد شکر کہ
مین نے اسوقت تعبیر خواب کی صحیح پائی امیرزادہ نے ملکہ عقیلہ کے سامنے سوال ملکہ قمر ار کا جواب دیا ملکہ قمر ار
نے دعوت کا سامان کیا اور بعد دعوت کے بشیرون نے ملکہ عقیلہ کو شہر نخاعیہ کی طرف روانہ کر دیا اور امیرزادہ

نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین جلد آتا ہون وہان موخر شاہ اور ملکہ سنجیدہ بانو کا ملکہ عقیلہ بانو کی مفارقت مین عجیب حال ہو رہا تھا کہ یکایک پریزادون نے تخت ملکہ عقیلہ بانو کا صحن محل سرا مین رکھدیا اور رسید لیکر روانہ ہوئین ایک کنیز نے ملکہ کو دیکھکے بے اختیار غل مچایا کہ تمام اہل محل جمع ہو گئے ملکہ کی مان کو خبر ہوئی اور بادشاہ اسیوقت داخل محل ہوا اور بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور بہت رویا پھر حال پوچھا ملکہ عقیلہ بانو نے سرگذشت اپنی بیان کی یہان امیرزادہ نے بشیرون سے کہا کہ ای ہادی طریق جادہ مشکل اب کیا قصد ہے بشیرون نے کہا اب ساز و سامان سفر مع فوج سبطل شاہ سے لو اور تجمل شاہانہ روانہ ہوا اور نخاعیہ مین پہونچکر عقد ملکہ عقیلہ بانو سے فرصت کرو بعد اسکے یہان آکر اس ملکہ سے عقد کرلو امیرزادہ نے یہ حال سبطل شاہ سے بیان کیا سبطل شاہ نے کہا یہان سب سامان موجود ہے غرض ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے مع جن و پریزاد نخاعیہ کی جانب روانہ ہوئے جسوقت قریب نخاعیہ کے پہونچے موخر شاہ استقبال خسروانہ کرکے امیرزادہ کو لے گیا اور دوسرے روز سامان کتخدائی و جشن عروسی شروع ہو گیا اور اس شعر سے سامان جشن تصور کرنا چاہیے شعر

دران جشن از بذل اموالہا　||　گدا گشت سلطان و سلطان گدا

القصہ قاضی شہر نے دونون کا عقد پڑھا شعر

دو مشتاق بیدل پس از مدتے　||　گرفتند از وصل ہم لذتے

بعد ایک ہفتہ کے امیرزادہ سیف الدین موخر شاہ سے رخصت ہوکے مع ملکہ عقیلہ بانو کے ملک سبطلیہ کی طرف روانہ ہوئے جب قریب شہر پہونچے سبطل شاہ استقبال کرکے بعزت تمام امیرزادہ کو شہر مین لیگیا امیرزادہ نے دوسرے روز معرفت بشیرون کے پیغام شادی کا سبطل شاہ کو دیا سبطل شاہ نے اسی روز جشن عروسی کا حکم دیا کہ جلد تیار ہو جبکہ اجنہ کے مال و دولت کی انتہا نہین تو سامان بھی علی قدر مراتب ہونا چاہیے لہذا حوالہ قصہ خوان کیا گیا القصہ جب امیرزادہ سیف الدین کا ملکہ قمر ارحور پیکر سے بھی عقد ہو چکا دونون کو حدیقۃ العجائب مین لایا اور شب و روز عیش و عشرت مین مشغول ہوا بشیرون نے بعد عقد ملکہ قمر ارحور پیکر کے امیرزادہ سیف الدین کو نصیحت کی کہ خبردار و زینہار ایک غسل سے ملکہ قمرار اور ملکہ عقیلہ بانو کو تصرف مین نہ لانا نہین تو پشیمان ہوگے یعنے جب ایک نازنین کے پاس شب باش ہونا تو بغیر غسل دوسری سے صحبت نہ کرنا ۵

منت انچہ حق بود گفتم تمام　||　تو دانی دگر بعد ازین والسلام

امیرزادہ ایک مدت تک پابند نصائح بشیرون رہا لیکن بحکم اذا تم شئی وہو اما لقصد شعر

بر مراد دل چو شد کاری تمام　||　میکند نقصانش سوی خود زمام

ایک شب ملکہ قمرار حور پیکر سے صحبت کرچکا تھا کہ سبطل شاہ نے کسی کار ضروری کو ملکہ قمرار کو بلایا یہان امیرزادہ

تنہا پریشان ہوکر ملکہ عقیلہ گرم تنور کے پاس پہونچا اور نصیحت بشیرون کا خیال نہ رہا ملکہ عقیلہ بانو کے پاس آرام کیا کہ فوراً ایک آتش سوزان دونون زن و مرد کے جسم مین روشن ہوگئی اسقدر بیقرار ہوئے کہ کسی پہلو آرام نہ تھا فریاد و الغیاث ایسا مچایا کہ آسمان ہفتم تک صدا بلند ہوئی اس عرصہ مین بشیرون آیا اور کہا اے ظالم تونے میری نصیحت کو بھلا دیا اور بیہودہ سمجھا اور شکر اس نعمت کا نہ کیا خیر مرضی خدا یونہی تھی اب جلد تم دونون چشمہ عین الشفا مین غسل کرو ورنہ زندگی نہوگی امیرزادہ نے گھبرا کے پوچھا عین الشفا کہان ہے بشیرون نے کہا عین الشفا ایک چشمہ اُس کوہ پر ہے جہان بورق زاہد رہتا ہے سبطل شاہ نے چند نفر اجنہ کو حکم دیا کہ جلد امیرزادہ اور عقیلہ بانو کو کوہ سیاہ پر پہونچا دُ بشیرون بھی ہمراہ ہوا جب بورق زاہد کی خدمت مین پہونچے اُس درویش نے کہا اے سیف الدین تم طلسم مین اسیر ہوئے خیر خداے تعالی حافظ ہے اب تم جلد جاکے اس گنبد کے عقب مین جو چشمہ ہے اسمین غسل کرو بشیرون اُن دونون کو چشمہ پر لایا اول عقیلہ بانو نے غسل کیا اور باہر نکل آئی امیرزادہ نے جو دیکھا تو اول سے زیادہ حسن و جمال مین پایا پھر خود چشمہ مین داخل ہوا ابھی غوطہ نہ کھایا تھا کہ بشیرون نے کہا اے سیف الدین مین تیرے برج اقبال کا ستارہ تھا کہ بصورت انسان عالم طلسم مین مددگار رہا امیرزادہ سیف الدین نے آواز بشیرون کی سُنی مگر جواب کی نوبت نہ آئی تھی کہ تحت الثری کو پہونچا جب زمین کو پانون لگے آنکھ کھولی تو دیکھا بعینہ فیض مکان تقدیس حکیم صاحب سامنے ہے اُسوقت امیرزادہ سیف الدین نے بے اختیاری مین یہ رباعی جناب مرزا صاحب مرحوم کی پڑھی رباعی

دنیا کا عجب کارخانہ دیکھا
کس کس کا نہ یان ہمنے زمانہ دیکھا
برسون رہا جنکے سر پر چتر زرین
تربت پہ نہ اُنکے شامیانہ دیکھا

اب داستان اعجاز بیان امیر خلیل و امیر سلطان دونون برادر حقیقی کی بیان ہوتی ہے کہ یہ دونون کسطرح داخل طلسم ہوئے

راوی کہتا ہی کہ ابھی امیر خلیل نے دروازہ کے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ امیر سلطان بھی پہونچے ہرچند کہ یہ امر طلسم کے خلاف ہی کہ دو شخص باہم داخل طلسم ہون الغرض جب یہ دروازہ طلسم مین گئے پھر دروازہ غائب ہو گیا بعد چند قدم کے شاہراہ عام پر پہونچے اور اُس جگہ کثرت سے سایہ دار درخت دیکھے اور وہان کے لوگ اپنے اپنے کام مین مصروف تھے امیر سلطان نے کہا ای برادر ہمنے جو حال جوہر کی زبانی سُنا تھا اُسکا تو کوئی اثر نہین دیکھا امیر خلیل نے کہا یہ جای شکر ہی نہ جای شکایت مصرعہ کارہا آسان شود اما بصبر ٭ رفتہ رفتہ دونون برادر باتین کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا ایک درخت عالیشان ہی اُسکے سایہ مین لوگ جمع ہین اور سامان خورد و نوش سب مہیا ہی امیر خلیل نے ایک مرد سے پوچھا اس شہر کا اور یہان کے بادشاہ کا کیا نام ہی اُسنے کہا نام اس ملک کا ارض الجدید ہی اور دو بادشاہ بنی عم یہان کے فرمانروا ہین اور ایک قطعہ اس زمین کا جو کہ قطب جنوب کی طرف واقع ہی وہ جنوبیہ مشہور ہی اور دارالسلطنت کا نام عشرت نگار ہی اور بادشاہ اُسکا عبدالمومن ملک الجنوب ہی اور جو قطب شمال کیطرف واقع ہی اُسکو شمالیہ کہتے ہین وہان کے دارالخلافت کا نام جمعیت حصار ہی اور والی وہان کا عبدالمہیمن ملک الشمال ہی اور تم جہان وارد ہو یہ ملک شمالیہ کی سرحد ہی اور شہر جمعیت حصار بھی یہان سے قریب ہی اس گفتگو کے بعد امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا ہمارے واسطے لفظ جمعیت فال نیک ہی وہان سے آگے چلے شام کو شہر جمعیت حصار کے دروازہ پر پہونچے وہ شب تو باہر شہر کے کاروانسرا مین بسر کی صبح کو شہر مین داخل ہوئے وہان امیر سلطان نے ایک شخص سے پوچھا اسطرف کیا مقدمہ ہی جو لوگ رنجیدہ پھرتے ہین وہ بولا خود جا کر دیکھا پوچھنے کی کیا حاجت ہی یہ دونون بھی اُس طرف گئے دیکھا کہ ایک دیوار پر تصویر کسی شاہزادہ کی نہایت حسین و شکیل ہی کہ آنکھ اُسپر نہین ٹھہرتی خلائق اُس تصویر کو دیکھکے روتی ہی امیرون کو یہ حال دیکھکے ایک حیرت ہوئی کہ یہ روتے کیون ہین بلاشک اسمین کوئی بھید ہی ناگاہ دوسری دیوار پر مقابل مین اُسکے ایک تصویر نازنین صاحب جمال بلکہ بیمثال نظر آئی امیر سلطان امیر خلیل سے کمسن تھا اُس تصویر پر عاشق ہو گیا امیر خلیل نے سمجھایا کہ ای برادر یہ وقت عشق و عاشقی کا نہین ہی کہ ملک بیگانہ ہی اور ہم مسافرانہ وارد ہین امیر سلطان نے کہا کہ عشق کے واسطے کوئی وقت معین نہین ہی اور عشق کسی کے اختیار مین نہین ہی امیر خلیل نے کہا سچ ہی لیکن تا ممکن انسان کو خودداری بھی ضرور ہی جہان تک ہوسکے امیر سلطان نے کہا یہ بات آپ میری نسبت نہ فرمایئے کہ اب مین اُس درجہ سے گذر گیا آپکا سمجھانا کارگر نہ ہوگا شعر

از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب | دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

پس اگر کسی تدبیر سے اس صاحب تصویر کا وصال ممکن ہو تو بہتر ہی کسواسطے کہ شعر

جیسے مریض عشق کو جز شربت وصال | نسخہ کی احتیاج نہ حاجت دوائی ہی

امیر خلیل نے دیکھا کہ جنون امیر سلطان کا حد سے گذر گیا اب بجز وصال معشوق دوا محال ہی امیر خلیل نے
ایک مرد سے پوچھا یہ تصویرین کس کی ہین اُسنے اول کہا کہ تم مسافر تازہ وارد معلوم ہوتے ہوا امیر خلیل نے کہا
ہان بعد اسکے اُسنے کہا کہ یہ بادشاہ کے بیٹے اور بیٹی کی تصویرین ہین امیر خلیل نے کہا پھر خلق کے رونے کی کیا وجہ
ہی اُسنے کہا اصل حال یہ ہی کہ ملک شاہ بن ملک شمال ایک روز شکار کو گیا وہان ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا
ہرن ایک غار مین شاہزادہ کو لے گیا پھر جب سے ابتک شاہزادہ شمال کا نشان نہین ملا بادشاہ کو کمال رنج و
صدمہ ہوا ایک منجم نے کہا کہ شاہزادہ ابھی زندہ و سلامت ہی اور حضور سے ملاقات کریگا بادشاہ کو یقین نہ آیا
منجم نے کہا کہ ایک طرف شہر کے دروازہ پر شاہزادہ کی تصویر اور دوسری جانب اُسکی خواہر کی تصویر لگائی جائے
اور حکم ہو کہ جو شاہزادہ کا پتا لگا دیگا ہم اُسکے ساتھ ملکہ روشن بدن کا نکاح کر دینگے خواہ کوئی ہو اگر خدا نے چاہا تو
اس صورت سے شاہزادۂ ملک شاہ کا سُراغ جلد پیدا ہو جائیگا امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا تمنے سُنا
یہ شخص کیا بیان کرتا ہی امیر سلطان نے کہا مین کیا جانون کہ کیا کہتا ہی مجھ مین اتنے حواس کہا کہ مین سمجھون غرض
امیر سلطان کو ہر روز صبح سے تا شام وہان جانا اور تصویر کو دیکھنا اور چلے آنا امیر خلیل نے جب امیر سلطان کو
زیادہ تر مبتلا دیکھا کہا بار خدایا جس لیے ہم حال شہر عمرانیہ یا شہر افریقیہ کو پوچھتے ہین وہ کہتا ہی ہمنے نام بھی نہین
سُنا اور ہم یہان غریب الوطن ہین کیا کرین اور اس عرصہ مین عشق امیر سلطان ہر کوچہ و بازار مین مشہور ہو گیا
اتفاقاً ایک شخص چور سرا مین آیا اور بازو بند جواہر نگار اور انگوٹھی مرصع نگار طلائی اور اشرفیان وغیرہ نقد و جنس
امیر خلیل کا صاف چُرا لیگیا صبح کو امیر خلیل کو معلوم ہوا کمال رنج و ملال ہوا اور کہا خدایا میرا دست حاجت
کسی کے آگے نہین پھیلا ہی تو ہی میری شرم رکھیگا اب مین کیا کرون کہ میرے پاس ایک حبہ باقی نہین رہا اور
علاوہ اسکے امیر سلطان مجنون ہو گیا ہی اسے کچھ پرواہ نہین اُسکو صبح جانا اور شام کو آنا غرض امیر خلیل ایک
عالم پریشانی مین شہر سے باہر نکلا دیکھا کہ لب چشمہ ایک درخت ہی اُسکے سایہ مین ایک مرد بیٹھا ہی اور ایک تختی
اور قرعہ آگے رکھا ہی امیر خلیل نے بحکم الغریق یتشبث بکل حشیش رمال پاس جا کر اپنے مال کا حال کہا رمال
نے زائچہ دیکھا اور کہا چور نے تمھارا مال ایک درخت ببول کے نیچے دفن کر دیا تم خاطر جمع رکھو عنقریب پیدا ہو جائیگا
امیر خلیل وہان سے شہر مین آیا اور شاہراہ عام سے کنارہ کنارہ چلا جاتا تھا ناگاہ ایک درخت کے نیچے
سنگ سیاہ رکھا ہوا دیکھا اُسوقت قلب کا حال موافق قلب المومن مرأۃ کا ہوا امیر کی طبیعت مین خطرہ گذرا
کہ اکثر چور واسطے نشان کے کچھ نشانی رکھدیتے ہین کیا بعید ہی کہ یہان بھی چوری کا مال دفن ہو پھر کہا کہ وہ چور
کہان اور یہ جاے دفن کہان دو چار قدم آگے گیا تھا کہ پھر یہ خیال گذرا کہ لاؤ دیکھین تو یہ خیال کر کے چھُری سے
زمین جو کھودی تمام اسباب مع اور شے زائد کے ملا امیر نے شکر پروردگار کیا اور سرا مین آ کے اب اُس مال کو نہایت

احتیاط سے رکھا اور کچھ زر نقد لیکر رمال کے پاس گیا اور اُسکو دیا رمال نے پوچھا تمھارا مال بھی ملا یا نہین امیر نے کہا ہان ملا لیکن مین ایسی مصیبت مین مبتلا ہون کہ جسکا چارۂ کار میرے اختیار سے باہر ہی رمال نے پوچھا وہ کیا مصیبت ہی امیر خلیل نے حال امیر سلطان کا بیان کیا رمال نے پھر زائچہ دیکھا اور کہا تمھارے بھائی کا کام تمھاری کوشش سے ہوگا امیر خلیل نے کہا مین کیا کوشش کرون رمال نے کہا تم مابین غرب و شمال کے جاؤ تمھارا مطلب بخوبی ہو جائیگا امیر خلیل سرا مین آیا اور دوسرے روز ایک گھوڑا برق رفتار خرید کیا اور سب سامان درست کرکے بادشاہ کے در دولت پر آیا اور پہرہ چوکی والون سے کہا بادشاہ سے اطلاع کردو کہ ایک حاجتمند حاضر ہوا ہی درگہ سالار نے حضور مین بادشاہ کے اطلاع کی سلطان عبد المہیمن ملک الشمال نے امیر خلیل کو طلب کیا امیر خلیل نے بطریق اہل اسلام سلام کیا تمام ارا کین سلطنت نے جواب سلام دیا اور اس شان و شوکت کا جوان پہلوان باشکوہ دیکھا کہ جسکی پیشانی نورانی سے آثار ریاست و شجاعت کے ظاہر تھے ایک کرسی زرنگار مرحمت ہوئی اور پوچھا کہ کس مطلب کیواسطے آئے ہو امیر خلیل نے کہا ای شہریار حسب اتفاق ہم دو بھائی حقیقی حضور کے ملک مین وارد ہوئے ہین بادشاہ نے براہ مہربانی فرمایا کہ جو تمھارا مطلب ہی اُسکو بیان کرو امیر خلیل نے کہا ای شہریار نامدار میرے بھائی امیر سلطان نے ایک تصویر کسی نازنین ماہ جبین کی دیکھی اور اُسپر عاشق ہو گیا ہی اور ایسا خود رفتہ ہی کہ اُسے دین و دنیا کا ہوش نہین ہی ہر چند مین نے سمجھایا لیکن اُسے موثر نہ ہوا جب مین نے حال اُس تصویر کا اہل شہر سے پوچھا اُنھون نے شاہزادہ کا شکار کے پیچھے جانا اور غائب ہو جانا اور رمال کا حکم لگانا اور بعہد اُس امر کا کہ جو اُسکا پتا لگا دیگا اُسکے ساتھ عقد شاہزادی کا ہوگا سب بیان کیا بعد بجا آوری احکام شرط کے اگر حضور ایفا کا وعدہ فرمائین تو فدوی کوشش کرے بادشاہ نے فرمایا جو تمنے سُنا ہی سچ ہی اور وہ تصویر اُسی کی ہمشیرہ کی ہی اور جہانتک کہ حق تلاش تھا کیا گیا لیکن شاہزادۂ ملک شاہ کا کہین سراغ نہ ملا پھر کہون خراب و سرگردان ہو گئے امیر خلیل نے کہا مجھے بشارت ہوئی ہی خدا نے چاہا تو مین شاہزادہ کو لاؤنگا یہ گفتگو تھی کہ وہ منجم دربار مین آیا بادشاہ نے منجم سے کہا ای ابو الماہر یہ جوان اقرار کرتا ہی کہ مین شاہزادہ ملک شاہ کو لاؤنگا منجم نے اول امیر کا قیافہ دیکھا بعد اُسکے زائچہ کیا اور کہا ای شہریار یقین ہی کہ اس جوان کی کوشش کارگر ہو بادشاہ نے فرمایا ای جوان ذیشان بسم اللہ روانہ ہو اور اپنے بھائی کے کام سے مطمئن رہو بقول اس مصرعہ کے مصرعہ تمنا میری برآئے تمھارا حوصلہ نکلے۔ امیر خلیل بادشاہ سے رخصت ہوا اور بھائی کے پاس آیا اور کہا ای امیر سلطان تمھارا خدا نگہبان ہی ہم تمھارے کام کو جاتے ہین مگر اس بات کا خیال رہے کہ کوئی ایسی حرکت نہو کہ ہماری شرافت مین دھبا لگے اور موجب نا رضامندی بادشاہ ہو اور اگر ممکن ہو تو دونون وقت بادشاہ کو بھی سلام کرنا ضرور ہی امیر سلطان نے باوجود دیوانگی کے کہا مجھے آپ کی مفارقت گوارا نہین ہی کسواسطے کہ مین تو متحمل شدائد کا ہو گیا پھر آپ کیون اپنے

بلکہ اس سب سے یہ بہتر ہی کہ تصویر میری معشوقہ کی مجھے دلوادو پھر
سفر کو کہ جسکا انجام معلوم نہین اختیار فرما دین
مین بھی ہمراہ ہون امیر نے کہا کہ مقصود تو اس سفر کا یہی ہی پر تمھارا رہنا یہان مناسب ہی انشاء اللہ تعالی مین بہت جلد
آتا ہون آخر الامر امیر خلیل اپنے بھائی امیر سلطان کو بادشاہ کی ملازمت کیواسطے لیگیا بادشاہ امیر خلیل کو دیکھکے
بہت خوش ہوا اور باعلان دربار مین کہا کہ اگر امیر خلیل شاہزادہ کی خبر لایا تو ہم بلاشبہہ ملکہ روشن بدن کا عقد
امیر سلطان سے کردینگے اہل دربار نے کہا حضور یہ جوان بھی بے مثل لایق اسی کے ہی بادشاہ نے خلعت شاہانہ
امیر سلطان کو عنایت فرمایا اور ایک مکان پرتکلف رہنے کو دیا امیر وہان سے رخصت ہو کر روانہ ہوا بقول حسن شعر

نہ شدہ مبدمہ کی لی اور نہ منگل کی بی بی	نکل گھر سے بس راہ جنگل کی لی

امیر خلیل بموجب نشان دہی رمال کے چلا جاتا تھا بعد پندرہ روز کے ایک شہر نہایت آباد ملا اہل شہر سے پوچھا
کہ اس شہر کا نام اور والی شہر کا نام کیا ہی اُسنے کہا شہر کا نام بہار ہی اور والی اسکا نعمان شاہ ہی امیر
کاروان سرا مین آیا ہاتھ منھ دھویا دم لیا صبح کو وہان سے روانہ ہوا دیکھا کہ دروازہ شہر پناہ بند ہی امیر سمجھا کہ
شاید یہان دروازہ دیر کو کھولا جاتا ہی کہ ناگاہ تمام خلایق شہر مضطر و پریشان مسلح شہر سے نکلی امیر نے ایک سے پوچھا
کہ تم مسلح اور ایسے مضطرب کہان جاتے ہو اُسنے کہا ای جوان مسافر رخشید خان نامے ملازم بادشاہ حاکم ایک ملک کا
تھا مخبر نے اُسکی خبر بادشاہ سے یہ بیان کی کہ رخشید خان نمکحرام و خائن ہی بادشاہ نے اُسکی تادیب و گوشمالی چاہی
کسی نے اُس سے خبر کردی وہ بھی ہوشیار ہو گیا اور اُسنے بھی مردمان بیرونی کے جمع کرنے مین کوشش کی مگر چند روز
مثل سابق کے سلطان کی اطاعت بدستور کی جب اُسکے پاس سپاہ معقول فراہم ہو گئی تب اُسنے بادشاہ پر فوج کشی
کی اور بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ رخشید خان قریب شہر آگیا آخر دروازہ شہر کا بند کرا دیا گیا اور ہمکو واسطے
بند و بست شہر کے بھیجا ہی امیر خلیل نے کہا بھلا کوئی صورت ایسی بتاؤ کہ ہم شہر سے باہر چلے جاوین اُسنے کہا
ممکن نہین جب تک یہ مقدمہ یکسو نہ ہووے دروازہ شہر کا ہرگز نہین کھل سکتا امیر نے پوچھا رخشید خان برخلاف
کیون ہو گیا اُسنے کہا کہ رخشید خان نے پیام بھیجا کہ بادشاہ اپنی بیٹی کا عقد مجھسے کردین اور نصف ملک اپنا جہیز مین
دین تو خیر ورنہ تمھارے شہر کا زن و بچہ ایک نچھوڑونگا سبکو قتل کرونگا امیر نے کہا رخشید خان بلاشک نمکحرام ہی
اور ناچار ہو کے شہر مین واپس آیا اور یہان رخشید خان سے ہر روز بازار حرب و ضرب گرم رہتا تھا اب اہل شہر
کو یقین ہوا کہ دو ایک روز مین شہر فتح ہو جائیگا اسواسطے کہ دروازہ شہر پناہ کا مستحکم نہ تھا قصہ مختصر تیسرے روز
امیر خلیل نے اُسی مرد سے کہا کہ تمھارا کوئی آشنا ایسا ہی کہ جو ہمکو اس شہر سے باہر نکالدے اُسنے کہا کہ ایک مصاحب
بادشاہ سے اور مجھسے ملاقات ہی الا اس ہنگامہ مین اُنکا بھی کوئی اختیار معلوم نہین ہوتا امیر نے کہا خیر ہماری
ملاقات کرادو وہ مرد امیر کو لیے ہوئے اُس مصاحب شاہی کے پاس آیا ملاقات کرائی امیر خلیل نے کہا اے خدا

کسی تدبیر سے مجھے آپ اس شہر سے باہر نکلوا دین مین کچھ زر نقد پیشکش کرونگا مصاحب شاہ نے بادشاہ سے ناچاری
امیر کا حال بیان کیا بادشاہ نے امیر خلیل کو باہر شہر کے نکلوا دیا اتفاقاً وہان لوگ رخشید خان کے موجود تھے اُنھون نے
امیر خلیل کو گرفتار کرلیا امیر نے کہا مجھے کیون ناحق گرفتار کرتے ہو مین ایک پیغام بادشاہ کا رخشید خان کے پاس
لیے جاتا ہون وہ امیر خلیل کو رخشید خان کے پاس لیگئے اور کہا یہ پیغام شاہ لایا ہی رخشید خان نے امیر کو بلایا اور
پوچھا تو باشندہ کہان کا ہی امیر نے کہا مین بادشاہ کا نوملازم ہون اور فلان قصبہ کا رہنے والا ہون رخشید خان نے
پوچھا پیغام کیا لایا ہی امیر نے کہا خانصاحب بادشاہ نے بعد دعا و سلام کے فرمایا ہی کہ تم جو ہمسے اس طرح مدعیانہ
پیش آئے ہو تو شاید مقتضائے محبت و دوستی قدیمانہ کا یہی چاہیے کہ ہمسے جنگ وجدل کرو اور صدہا بندگان خدا
کا ناحق خون کرو خیر الماضی لا یذکر اگر تمکو یہی منظور ہی تو ہمکو چندروز کی مہلت دو کہ ہم بجاے خود نیک و بد کو بخوبی
تمام دریافت کرلین اُسوقت جیسا مصلحت وقت ہوگا عمل مین آویگا رخشید خان خوب ہنسا اور کہا کہ اے جوان ہماری
طرف سے بادشاہ کو یہ جواب دینا کہ الملک لمن غلب آپ نے نہین سُنا اور یہ شعر بادشاہ کے سامنے پڑھ دینا شعر

عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ	کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

یعنے ہمارے آپ کے جو سلسلہ دوستی و محبت تھا وہ اب اس تیغ آبدار نے قطع کردیا امور ملکی مین دوستی کا م نہین کرتی
محبت کو دخل نہین بعد اسکے امیر خلیل کو رخصت کیا امیر نے خیمہ سے نکل کے کہا کہ گوشت خر دندان سگ مین نے نجات
پائی لیکن بعد رخصت کرنے امیر خلیل کے رخشید خان کو یہ خیال آیا کہ یہ جوان لائق رفاقت معلوم ہوتا ہی اسے اپنے
پاس رکھنا چاہیے یہ سوچ کے امیر خلیل کو پھر بُلایا امیر کو رخشید خان کے دوبارہ بُلانے سے خوف پیدا ہوا کہ اس
حرامزادے کے دل مین کچھ فساد پیدا ہوا جب امیر رخشید خان کے سامنے گیا اُسنے کہا اے جوان ہم یہ چاہتے ہین
کہ تم تا فیصلۂ جنگ ہمارے پاس رہو پھر ہم عہدۂ رفاقت تمھین دینگے امیر نے دل مین کہا یک نہ شد دو شد این گل
دیگر شگفت ہرچند حیلہ و حوالہ کیا جب کوئی عذر پیش رفت نہ گیا اُسوقت کہا کہ خانصاحب مین شاہزادی کیطرف سے
بھی تمھارے واسطے ایک پیام لایا ہون الاخلوت مین کہونگا رخشید خان نے دل مین کہا شاید ذکیہ سیمتن نے اپنے
خاوند سے پوشیدہ اپنی بیٹی کی نسبت کا پیام دیا ہوگا یہ تصور کرکے کہا تم کان مین کہدو امیر نے اول رخشید خان کا
خنجر اپنے قبضہ مین کیا بعدہ کان مین کہا او نمکحرام ولد الزنا ملکہ عالم نے کہا ہی او نالائق پاجی شاہزادیان تیرے لائق
ہین بعد اسکے وہی خنجر اس زور سے مارا کہ پہلو توڑکر نکل گیا ملازمان رخشید خان نے جو دیکھا سر و پا برہنہ چلاتے
باہر خیمہ کے نکل آئے اتنے مین امیر کو سب نے گھیر لیا اور حملے ہونے لگے امیر نے کہ شجاع زمانہ بہادر یگانہ تھا تھوڑے
عرصہ مین صدہا آدمی قتل کیے اور بہت زخمی ہوئے اس عرصہ مین ہواخواہان نعمان شاہ نے در شہر پناہ پر آکے
کہا کہ دروازہ شہر کا جلد کھولو کہ اُس جوان رستم زمان نے کام رخشید خان کا تمام کیا دربانون نے بادشاہ کو

اطلاع دی بادشاہ فوراً با فوج جرار بیرون قلعہ آیا سرداران لشکر مخالف دست بستہ حاضر ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہوئے بادشاہ نے حسب ایما امیر کے قصور معاف کیا اور چند خوان زر سرخ تصدق کیے اور کہا کہ ای امیر تمھاری شجاعت مثل آفتاب زیر ابر ہمیر پوشیدہ تھی اب اپنے حال سے آگاہ کرو امیر نے کہا ای شہریار مین بھی ایک بندہ کم مرتبہ اُس خدا ے قہار کا ہون کہ جسنے ایک لفظ کُن مین اس عالم موجودات کو باین زیب و زینت مزین کیا اور جسکے دفتر حکومت سے فرمان بادشاہی بطغراے انتباہ الملک ظاہر و مزین ہوتا ہی شعر

	سر بادشاہان گردن فراز	بدرگاہ او بر زمین نیاز

نعمان شاہ اس بلاغت نظام سے سمجھا کہ یہ بلاشک کسی سلاطین یا امراے شرافت قرین کے خاندان سے ہی آخر نعمان شاہ نے محفل عیش و نشاط کی آراستگی کا حکم دیا اور باحترام تمام اس عالیمقام کی مہمانداری کی اور وزیر سے مشورہ کیا کہ ہماری راے مین یہ آیا ہی کہ شاہزادی کا اس جوان سے عقد کر دین وزیر نے کہا جو راے حضور ہی وہ بہت مناسب ہی راوی بیان کرتا ہی کہ ملک نعمان شاہ کی ایک بیٹی ایسی حسین قمر پیکر حور لقا تھی کہ شاید کوئی اور عورات اسکے مقابلہ مین خلق نہوئی ہونگی شعر

	چو خورشید تابندہ براوج حسن	ز رخسارہ اش جوش زن موج حسن

اور اُس ماہ لقا کا حال موافق اس آیہ کے الاسماء تتنزل من السماء ملکہ گوہر افروز نام تھا نعمان شاہ نے روشن خرد وزیر سے کہا کہ تم جا کر امیر کا استمزاج لو روشن خرد وزیر امیر خلیل کے پاس آیا اور کہا کہ ای جوان عالیشان بادشاہ کا یہ قصد ہی امیر خلیل نے کہا میرا سن قریب پچاس برس کے پہونچ گیا ہی اب مین لائق کتخدائی کے نہین ہون لیکن فرمانا بادشاہ کا بسر و چشم قبول و منظور ہی وزیر نے عرض کی کہ شاید سن شریف قریب چالیس کے ہو اور آئینہ مقابل کیا اب جو امیر نے آئینہ مین دیکھا تو ایک بال سفید ریش مین نہ تھا کمال حیرت ہوئی اور کہا خداوندا تو مین نے کوئی دوا کھائی اور نہ خضاب کیا پھر کیا وجہ ہوئی کہ جو بال ریش مین سفید تھے وہ سیاہ ہوگئے آخر الامر امیر نے کہا کہ بعد اس شرط کے کہ جب مین ایک کام سے فراغت کر لونگا تب نکاح کرونگا روشن خرد وزیر نے پوچھا وہ کام کیا ہی امیر خلیل نے حال امیر سلطان کا بیان کیا وزیر نعمان شاہ نے بادشاہ سے اس امر کی اطلاع کی شاہ نے فرمایا کہ عذر امیر کا بجا ہی دیکھا جائیگا دوسرے روز امیر شہر بہاریہ سے بموجب نشاندہی رمال رد؛ نہ ہوا بعد اکیس روز کے ایک پہاڑ عظیم الشان کے دامنہ مین پہونچا دیکھا کہ خلق ہر چہار طرف سے چلی آتی ہی اور جمع ہوتی جاتی ہی امیر نے ایک مرد سے پوچھا اس کثرت خلائق کی کیا وجہ ہی اُسنے کہا کہ ای جوان تھوڑے دنون سے یہ جو غار ہی اسکے اندر ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہی کہ فیض اُسکا سُننے والے کو ہوتا ہی اور دیکھنے والے بے نصیب رہتے ہین امیر نے کہا یہ میری سمجھ مین نہین آیا مفصل بیان کرو اُسنے کہا ہر مہینہ مین اس غار سے بہت سازون کی ایسی

آواز آتی ہی کہ لوگ محو ہو جاتے ہین اور کسی ساز معروف کی آواز مفہوم نہین ہوتی اور نغمہ سرائی ایسی ہوتی ہی کہ آدمی کیا جانوران صحرائی بھی جمع ہو جاتے ہین اور اکثر استادان علم موسیقی واسطے افادۂ تعلیم کے یہان آتے ہین اور انکو علم موافق اُنکے مرتبہ کے حاصل ہوتا ہی اور نغمہ اور سرود دو گھڑی رات گئے شروع ہوتا ہی اور تا طلوع آفتاب رہتا ہی امیر نے کہا کوئی اندر غار کے بھی کبھی گیا ہی اُسنے کہا دو برس ہوئے دو آدمی غار مین گئے تھے پھر نہین معلوم کہ کیا ہوا جب سے کوئی نہین گیا امیر خلیل نے گھوڑے کو درخت سے باندھا اور آپ آرام کیا جب دو گھڑی رات گئی آواز دف و قرنا و قانون و رباب و چنگ و بین و ارغنون و بربط وغیرہ کی غار سے آئی بعد اسکے ایسا نغمۂ دلکش شروع ہوا کہ جسکو گوش فلک نے باین سن و سالگی نہ سنا ہوگا تا صبح یہی راگ رنگ رہا جب گانا موقوف ہوا سب خلائق شہر اپنے گھرون کو چلی گئی امیر خلیل بھی شہر مین آیا شہر اور والی شہر کا نام پوچھا معلوم ہوا کہ نام شہر کا وقاریہ اور بادشاہ کو موقر شاہ کہتے ہین جسطرح نعمان شاہ خراج گزار سلطان عبد المہیمن ملک الشمال کا ہی اسیطرح موخر شاہ خراج گزار سلطان عبد المومن ملک جنوب کا ہی امیر خلیل نے پوچھا تجھے شاہزادہ ملک شاہ بن ملک الشمال کی بھی خبر ہی اُسنے کہا ہمنے آجتک اُس ملک کا نام بھی نہین سنا امیر نے کہا خیر اب غار مین چلکے اول حال کو دریافت کرلین پھر دیکھا جائیگا کہ یہ نغمہ و ساز کی کیا ترکیب ہی امیر خلیل دوسرے روز غار مین داخل ہوا وہان ایسی تاریکی کہ خود اپنی صورت آپ نہ دکھائی دیتی تھی امیر نے چقماق سے آگ نکال کے فتیلہ روشن کیا قصہ کوتاہ چالیس روز کے بعد اس ظلمت سے باہر آیا دیکھا کہ ایسا وہ میدان پُر بہار و سبزہ زار ہی کہ کوئی جگہ سبزہ و گل سے خالی نہین ہی اور ہر جا نہرین و چشمہ و چشمۂ آب شیرین کے جاری ہین اور صحرا مین ایک قصر وسیع نہایت پُر تکلف بنا ہی امیر اُس قصر مین گیا دیکھا کہ ایک باغ رشک فردوس غیرت ارم ہی اور چبوترہ پر صحن مین ایک تخت زرنگار بچھا ہی اُسپر نازنین صاحب حسن و جمال آفت روزگار بیٹھی ہی کہ اُسکے نور چہرہ سے تمام مکان روشن ہی امیر خلیل اُس نازنین قمر جبین پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اُس نازنین نے بآواز بلند کہا کہ اے جوان تو بلا خوف و خطر مکان غیر مین چلا آیا نہین جانتا کہ یہ جگہ نہایت سخت و پُر فساد ہی یہان انسان کی مجال نہین کہ آسکے اور جو کوئی اجل رسیدہ آگیا تو زندہ و سلامت نہ رہا پیارے خدا تو جلد یہان سے چلا جا کیون مفت جان شیرین کو تلف کرتا ہی تو بڑا خوش نصیب تھا جو ایسے وقت آیا کہ مالک مکان نہین ہی امیر نے کہا اے ملکہ آفاق مین تمام جہان مین سرگشتہ و آوارہ ہوتا ہوا بہزار محنت و مشقت یہان پہونچا اور تیرا جمال جہان آرا دیکھکر شیدا ہو گیا اب برائے خدا تو ہی میرے حال زار کو بچشم انصاف ملاحظہ فرما کہ مین مسافر غریب الوطن لائق رحم ہون کہان جاؤن اور کسی طرح یہ دل ناصبور تیری مفارقت گوارا نہین کرتا اور دو چار شعر اس غزل کے پڑھے

اشعار

لگی ہی آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہی | خبر دیتا ہی بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہی
خدارا جلد لے آکر خبر ای عیسیٰ دوران | ترے بیمار کا اب کوئی دم مین دم نکلتا ہی
ملین مہندی وہ خوش ہوکر اُنھین ہی کیا خبر اُسکی | کوئی ناشاد حسرت سے کف افسوس ملتا ہی
بجز غمہاے بیتابی نہ مونس ہی نہ ہمدم ہی | مگر ہان ای خیال یار تجھسے دل بہلتا ہی

ہرچہ باداباد اگر یون ہی نوشتہ تقدیر اور موت گلوگیر ہی رضینا بقضاے الٰہی مصرعہ پیش آئیگا وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی اُس نازنین زہرہ جبین نے کہا بخداے عزوجل مین نے بھی جسوقت سے تجھے دیکھا ہی تیری محبت میرے دل مین اثر کرگئی ہی الا اس امر کا تاسف ہی کہ میری محبت کے سبب سے تو کسی آفت و بلا مین مبتلا ہو جائیگا کہ قبل اس سے تین آدمی باغ مین آئے تھے اُنمین ایک نے سخت کلامی کی وہ قتل ہوا دوسرا نکالا گیا تیسرا شخص کہ وہ خوش آواز نغمہ سرا ہی اس وجہ سے قید ہی امیر خلیل نے کہا کہ کل مین نے ایسا گانا اس غار مین سے سُنا کہ دل بیتاب ہوگیا زبان نہین جو تعریف کرون ملکہ نے کہا جو تونے گانا سُنا وہ پہنزادون کا گانا تھا اور یہ مرد آدمزاد ہی امیر نے کہا تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ تم کس وجہ سے یہان ہو اور یہ مقام کیا ہی اور مالک مکان کا کون ہی اُسنے کہا کہ مین سلطان عبدالمومن ملک الجنوب کی بیٹی ہون اور باپ میرا ایک لاکھ فوج کا مالک ہی اور بجز میرے اور کوئی فرزند نہین رکھتا اتفاقاً ایک روز مین نے خواب پریشان دیکھا صبح کو غسل کیا اور کوٹھے پر اپنے بال سکھلا رہی تھی کہ ایک پنجہ غیب مجھے اوج ہوا پر لیگیا مین بیہوش ہوگئی جب ہوش ہوا دیکھا تو اس باغ مین ہون اور ایک جوان خوبصورت میری بالین پر بیٹھا ہی ہرچند اُسنے مجھسے راز و نیاز کی باتین کین لیکن مین نے شرم سے جواب بند دیا اور زار زار اپنی مصیبت و تنہائی پر رویا کی اُسنے مجھسے کہا کہ ای نازنین تو اگر مفارقت والدین مین روتی ہی خاطر جمع رکھ کہ تیری ملاقات ہونا اب اُنسے دشوار ہی مین نے پوچھا تو کون بلا ہی وہ بولا شتار رنگ میرا نام ہی اور میری بہن شرنگان جگر خوار ہی اور ہم اُسکی نسل مین ہین جسنے گوسالہ طلا کو گویا کیا تھا یعنے وہ سامری تھا اور یہ باغ و عمارت سحر کا ہی یہ سُنکے مین نے کہا او شتار رنگ تو مجھسے کسی نوع کی امید نہ رکھنا شعر

گفتم ار خون بریزی از تن من | نرسد دست تو بدامن من

میری یہ بات اُس ساحر کو نہایت ناگوار گذری پھر مین نے کہا کہ اگر سحر سے توبہ کر اور مسلمان ہو تو خیر مضائقہ نہین ورنہ میرا وصل ممکن نہین شتار رنگ بولا کہ مین ابھی توبہ کرتا ہون لیکن یہ قدرت و اقتدار کہان رہیگا اور بعد توبہ کے میری صورت بھی تمکو دیکھنا گوارا نہو گی کیونکہ مین ایک مرد کریہ منظر ہون بسبب عمل سحر کے یہ شکل و شمایل میری ہی مین نے کہا کہ بھلا مین صورت اصلی تو تیری دیکھون جادوگر حجرے مین گیا بعد ایک ساعت کے جو دیکھا تو ایک مرد نہایت بدصورت کریہ منظر سیاہ رو شتر لب حجرے سے نکل کے میرے روبرو بیٹھ گیا پھر حجرے مین گیا

اب جو آیا تو پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوا پھر مین نے کہا ای شتار زنگ جادو اگر تجکو میرا قتل کرنا منظور
ہو تو جلد قتل کر دیر کیا ضرور ہی بلکہ مین تیری شکر گذار ہونگی وہ بولا تجھے ہلاک کرنے سے کیا فائدہ مین نے کہا
کہ تو مجھسے متوقع وصال ہوگا اور وہ محال ہی آخر تو دشمنی کریگا کہ وہ موجب ہلاکت کا ہوگا پس مین ہر روز کے
رنج و ملال سے بچونگی ایک مرتبہ مرجانا خوب ہی وہ بولا مین فقط تجھکو دیکھ لیا کرونگا اور تجھے کچھ کام نہین ہی اپس بھی
تین روز تک برابر مین بے آب و دانہ روتی رہی روز چہارم ایک مرد بزرگ نے عالم رویا مین فرمایا ای جمیلہ
تو کیون ہلاک ہوتی ہی پروردگار چارہ ساز عالم ہی تجھے جلد عذاب سے نجات دیگا تو کھانا کھا اور خدا کو یاد کر
مین نے موافق فرمودۂ اُس بزرگ کے کھانا کھایا اور توکل بخدا کیا اب وہی شتار زنگ جادو ہر روز ہزار ہزار
طرح کی میری دلجوئی کرتا ہی اور مین چپ رہتی ہون جواب کیسا بات تک نہین کرتی اور ایک لطیفہ یہ ہوا کہ ایک روز
صبح کو جادوگر بھی موجود تھا ناگاہ بدبو دماغ مین آئی کہ دل بیچین ہوگیا اتنے مین ایک عورت عفریتیہ کریہ منظر
تخت پر سوار آسمان سے صحن مکان مین آئی اور ایک جوان خوشرو تاج سر پر رکھے پہلو مین بیٹھا تھا مین نے
شتار زنگ سے پوچھا یہ کون ہی اُسنے کہا شرنگان جگرخوار میری خواہر بیجا ہی جب دونون بھائی بہن نے
شراب زہر مار کی اور بدمست ہوئے تو بہن نے بھائی سے کہا ای بھائی دیکھ میرا معشوق کس شان و شوکت
کا ہی بھائی نے بھی اُسکی تعریف کی لیکن اُس جوان کو کمال نفرت اُس ساحرہ سے تھی کہ بات بھی اچھی طرح نہ کرتا تھا
شرنگان نے شتار زنگ سے کہا کہ یہ شاہزادہ اپنے غرور حسن و جمال مین مجکو بدتر از سگ و خوک جانتا ہی اور
مین خون جگر پیتی ہون شاید یہ نہین جانتا کہ مین بادشاہان ہفت اقلیم کی کچھ حقیقت نہین جانتی اور وہ میری
صحبت کو اپنا فخر جانتے ہین خیر مین نے ابھی کوئی ایذا اسے نہین دی ہی لیکن اب بُری طرح سے پیش آؤنگی
شتار زنگ نے میری شکایت بھی بہن سے کی تمام دن وہ باغ مین رہے شام کو روانہ ہوگئے امیر خلیل
نے ملکہ سے نام پوچھا ملکہ نے کہا مجھے جمیلہ عالم افروز کہتے ہین امیر نے پوچھا کہ شتار زنگ کہان ہی مزاج کا کیسا ہی
ملکہ نے کہا خوش آمد طلب ہی تعریف اُسکی جو کرے نہایت خوش ہوتا ہی پھر جمیلہ بولی اب اُس جادوگر کے آنے کا
وقت ہی امیر اور کچھ کہا چاہتا تھا کہ ایک آندھی آئی اور وہ سبزہ کہ پژمردہ تھا سرسبز ہوگیا اور مرغان چمن چہکنے
لگے ملکہ نے کہا جلد کسی گوشہ مین چھپ جا کہ جادوگر آ پہونچا امیر ایک گوشہ مین پوشیدہ ہوگیا کہ شتار زنگ
تخت پر سوار آسمان سے اُترا اور پہلو مین جمیلہ کے بیٹھ گیا جمیلہ کو چین بجبین دیکھا کہا ای ملکہ مجھے تیرا چپکا رہنا
کمال ناگوار ہی تو سست کیون ہی کہ مین تیرا پاس و لحاظ کیے جاتا ہون آخر تا کی ایک روز ایسی سزا سے سخت
دونگا کہ مدت العمر یاد کروگی کہ کوئی خاطر و مدارات تیرے خیال مین نہین آتی اور تیرا غرور نہین جاتا جمیلہ نے
یہ بھی نہ جانا کہ کیا بکتا ہی کہ یکایک امیر خلیل حجرے سے باہر نکل کے جادوگر کے سامنے آیا اور کمال ادب سے

سلام کیا شتار رنگ کو امیر خلیل کی اس جرأت پر کمال حیرت ہوئی اور نہایت غضب سے کہا ای بدبخت برگشتہ تقدیر
تو کون ہی اور کس طرح پہونچا تو نہین جانتا کہ جو انسان اس مکان وحشت نشان مین آتا ہی اُسے بجز گور کے
وطن نصیب نہین ہوتا امیر نے کہا ای سلطان جادوان جو انسان موت سے ڈرتا ہی اُسکا یہان کیا کام ہی شعر

قدم وہ محفل جانان مین بیخوف وخطر رکھے	ہتیلی پر جو رکھے شمع کے مانند سر پہلے

مین ایک بزرگ کا فرستادہ آیا ہون شتار رنگ نے پوچھا تجھے کس نے بھیجا ہی امیر نے کہا خدا جانے وہ کون
تھا جادوگر خوب ہنسا امیر نے کہا اصل یہ بات ہی کہ مین نے ایک روز خواب مین دیکھا کہ ایک شخص گوسالہ
طلائی پر سوار مجھسے فرماتا ہی کہ تو شہر وقاریہ مین جا وہان ایک غار نشاط ہی تو اُس غار مین بیخوف چلا جا یقین ہی
کہ میرے فرزند شتار رنگ جادو کے پاس پہونچیگا پھر تجھکو کچھ فکر نہ رہیگی تمام عمر عیش مین رہیگا اور حکومت
سب پر کریگا مین بہزار مصیبت بموجب حکم اُس بزرگ کے شہر وقاریہ مین پہونچا اور وہان سے بدشواری تمام
جان بچکر یہان آیا ہون شتار رنگ نے جو یہ نقل بے اصل سُنی کہا ای جوان وہ سوار گوسالہ طلائی میرا جد کلان ہی
فی الواقع اب تیرے واسطے تمام دنیا کی نعمتین یہان موجود ہین اُس روز سے امیر بےخوف وخطر سیر وتماشہ
باغ کا کرتا تھا لیکن جادوگر بخوف جمیلہ امیر کو زنجیر طلا مین باندھکر جاتا تھا الغرض ایک مہینہ کے عرصہ مین
حسب معمول وہ پریزادین ماہ وش ومہ جبین دلکش باغ مین جمع ہوئین اور اُنھون نے تمام شب ہنگامہ
نغمہ وسرود گرم کیا امیر نے بھی اُسی شب شر نگانہ جگر خوار بہن شتار رنگ جادوگر کو دیکھا اور اُس شاہزادہ
کو بھی دیکھا امیر نے کہا ای شتار رنگ اگر حکم دو تو مین اس آدم زاد سے کہ یہ میری جنس سے ہی کچھ کلمہ وکلام کرون
شتار رنگ نے شر نگانہ سے پوچھا کہ ای خواہر یہ جوان مرسلہ سامری تیرے معشوق سے باتین کرنے کی اجازت
چاہتا ہی شر نگانہ نے کہا کیا مضائقہ امیر خلیل شاہزادہ کے پاس گیا پوچھا ای جوان نامدار تو کس ملک کا شاہزادہ
ہی اور کیا نام ہی اُس بیچارہ نے کہا مین ملک شاہ ہون اور باپ میرا سلطان عبدالمہیمن ملک الشمال ہی اور
جمعیت حصار کا رہنے والا ہون ای برادر ایک روز مین شہر سے شکار کو گیا آہوے تیر خوردہ کے پیچھے غار کوہ
مین چلا گیا ناگاہ ایک عورت کوزہ پشت سیاہ رو بدخو میرے پاس آئی اور مجھسے اپنا عشق بیان کیا مین نے کہا
اپنا حال بتا کہ تو کون بلا ہی اُسنے مجھے کچھ جواب نہ دیا اور مجھے بغل مین دبا کر اپنے مکان مین لے آئی چنانچہ وہ یہی
شر نگانہ ملعونہ ہی اب ہر روز مجھے دھمکاتی ہی اور اپنا وصل چاہتی ہی اور وہ میری نظر مین ملک الموت معلوم
ہوتی ہی اب ایک سال کی مہلت دی ہی کہ اگر اس عرصہ مین تو مجھسے ہم صحبت نہوا تو اس عذاب سخت سے
ہلاک کرونگی کہ طائران ہوائی تیرے حال پر افسوس کرینگے امیر نے کہا کہ بجاے خود بھی تمنے اس امر مین کچھ مشورہ
کیا ہی شاہزادہ نے کہا مجبور ہون کہ مجھے ایک لمحہ کی صحبت اس محبّہ کی بدتر قید ہزار سالہ سے معلوم ہوتی ہی پھر

امیر خلیل نے تمام سرگذشت اپنی کہی یعنی آوارہ ہونے کی اور امیر سلطان کا عاشق ہونا ملکہ زہرہ روشن بدن پر بتفصیل ملک شاہ سے بیان کیا ملک شاہ نے کہا ظاہرا مجھے کوئی صورت نجات کی یہان سے معلوم نہین ہوتی بلکہ یقین ہی کہ یہ عمر میری اسی زندان خانہ ابدی مین تمام ہوگی اور قدمبوسی والدین سے بے نصیب رہونگا خیر جو مرضی خدا کی الغرض دوسرے روز وہ پریزادین جو نغمہ و سرود مین سرگرم تھین اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوگئین شر لگانہ بھی مع شاہزادہ کے روانہ ہوئی پھر شتار رنگ جادو بھی حسب معمول ظلمات مین گیا امیر خلیل باوجودیکہ زنجیر سحر مین مسلسل تھا لیکن ملکہ جمیلہ سے ہم کلام ہوا کرتا تھا ایک روز امیر خلیل نے پوچھا جو پریزادین گانے ناچنے آتی ہین یہ کون ہین اور کہان سے آتی ہین ملکہ نے کہا یہ سب تابع شرر انگیز کی ہین اور شرر انگیز طراق جنی کی دختر ہی اور طراق جنی ایک شیطان زبردست موکل سحر شتار رنگ کا ہی اسی کے حکم سے یہ سب پریزادین ہر ماہ مین ایک روز شام کو پردۂ قاف سے آکر باغ مین جمع ہوتی ہین اور تمام رات رقص و سرود مین مشغول رہتی ہین صبح کو چلی جاتی ہین امیر نے کہا ہان مین نے بھی سنا ہی کہ اجنہ کفار ساحرون کے تابع ہوتے ہین ایک روز جو شتار رنگ ظلمات سے آیا ایک نازنین مہجبین شعر

برس پندرہ ایک کا سن و سال ۔ نہایت حسین اور صاحب جمال

اپنے ہمراہ لیے آیا اور امیر خلیل سے کہا ای جوان مین تیری فکر مین تھا کہ کوئی ہمجنس تیرے دل بہلانے کو لاؤن چنانچہ آج مین ایک سمت جاتا تھا کہ یہ مہجبین اپنے باغ مین پھول چنتی تھی مجھے اُسکی صورت اچھی معلوم ہوئی لہذا مین لیتا آیا ہون امیر نے بظاہر جادوگر کا شکریہ ادا کیا اور دل مین کہا خدا دین و دُنیا مین مُنھ تیرا کالا کرے اور ناموس خلائق کو تجھسے محفوظ رکھے وہ نازنین شرم سے سکوت مین بیٹھی تھی اور زار زار روتی تھی ملکہ جمیلہ کو اُسپر رحم آیا اور اُسکو دیکھ کے اپنا رنج بھول گئی سر اُسکا سینہ سے لگا کے کہا ای بہن ہم بھی تمھاری طرح قیدی ہین اور مدت سے اس بلا مین گرفتار ہین لیکن بجز شکر خدا کے کیا چارہ ہی تم شکر اُس چارہ ساز کا کرو کہ تمکو اس خوش رو و خوش خو کیواسطے لایا ہی مجھکو تو وہ کمبخت اپنے واسطے لایا ہی اُس نازنین نے ملکہ جمیلہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا کہ اتنے مین شتار رنگ جادو موافق معمول کے ملکہ جمیلہ کے پاس آیا اور پھر ظلمات کو روانہ ہوا گو کہ امیر کو شکل و صورت اُس نازنین کی پسند آئی لیکن بخوف ملکہ جمیلہ کے بات نہ کرتا تھا جمیلہ بھی قیاس سے سمجھ گئی کہ امیر خلیل کو میرا لحاظ مانع ہی آخر امیر سے کہا اگر منظور اتھی ہی تو ہم بھی تمھاری دولت وصل سے کامیاب ہونگے مگر اب ہم برضا و رغبت تمکو اجازت دیتے ہین کہ تم اس نازنین سے محبت و اخلاص پیش آؤ تاکہ تم دونون کا دل بہلے اور تمھارا خوش رہنا باعث ہماری خوشی کا ہی امیر جمیلہ کے کہنے سے اُس نازنین کی طرف مخاطب ہوا اُس نازنین نے کہا ای جوان اگر تو نے گستاخی کو کلام فرمایا تو بلا

مین اپنے کو ہلاک کرونگی اور میرا خون تیری گردن پر ہوگا ملکہ جمیلہ نے کہا ای خواہر تو نے اس جوان مین کیا عیب
دیکھا کہ اسقدر احتیاط کرتی ہی نازنین بولی کوئی عیب نہین ہی بلکہ اوصاف حمیدہ و خصایل پسندیدہ رکھتا ہی
جمیلہ نے کہا پھر کون امر مانع ہی مین بخوشی کہتی ہون صلاح سمرقندی نہین کرتی مگر اکثر عورات کا قاعدہ ہوتا ہی کہ
جب تک اقرار شدید نہ کروالین راضی نہون جب جمیلہ سے اس طعن و تشنیع کا کلام سُنا وہ نازنین ظلم رسیدہ
رونے لگی اور کہا ای ملکہ آپ ناحق یہ خطاب باعتاب فرماتی ہین میرے باپ نے مجھے ایک مرد سے نامزد کردیا
ہی اور وہ ابھی زندہ ہی پھر مجھے لائق ہی کہ مین لذت نفسانی کے واسطے غیر مرد سے اسطرح کی بے شرمی سے
پیش آؤن صاحبان عفت و عصمت کبھی اس امر کو گوارا نہ کرینگی اور میرے خاندان کے یہ امر نہایت خلاف ہی
لہذا مین مجبور ہون ملکہ جمیلہ نے کہا افسوس تمنے اب تک ہمکو اپنے نام اور خاندان سے واقف نہ کیا خیر اب
بیان کرو کہ نام تمھارا کیا ہی اور کون سے خاندان سے ہو اور تم کس سے نامزد ہوئی ہو وہ بولی کہ نام میرا
گوہر افروز بنت نعمان شاہ ہی اور ملک ہمارا بہار یہ ہی ہم خراج گزار عبد المہیمن ملک الشمال کے ہین
اور میرے باپ نے مجھکو ایسے ایک جوان رستم خصال سے نامزد کیا ہی کہ جو سام و نریمان کو مثل ایک
پیرزال کے جانتا ہی اور سوا اسکے اُس نامدار نے میرے باپ پر ایک ایسا احسان کیا ہی کہ تا دم زیست
اُسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا اور میری بھی یہی دعا ہی کہ خداوند کریم مجھے اُسکی کنیزون مین شمار کرے ملکہ جمیلہ نے
پوچھا کہ اُس جوان کا کیا نام ہی کہ جسکی مدح و ثنا مین ایسا مبالغہ کیا گیا گوہر افروز نے تمام قصہ رخشید خان کا
بیان کیا ملکہ جمیلہ چونکہ اس حال کو زبانی امیر کے سُن چکی تھی اب گوہر افروز کے بیان سے زیادہ تر خوش ہوئی
جمیلہ نے کہا ای بہن اگر ہم اُس جوان سے تمھین ملوا دین تو ہمکو تم رونمائی مین کیا دوگی گوہر افروز بولی میرے
پاس یہان بجز جان کے اور کیا ہی جمیلہ نے امیر خلیل کو مبارکباد دی اور کہا ای امیر یہ وہی نازنین ہی جس کے
باپ سے تم وعدہ کر آئے ہو مصرع بچھڑے ملجاتے ہین جب فضل خدا ہوتا ہی ؎ شعر

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظاری	بامیدے رسد امیدواری

امیر خلیل کو اتفاقات زمانہ اور موافقت چرخ بیوفا سے کمال حیرت ہوئی اور گوہر افروز کو درجہ یقین کا ہوا کہ
یہ وہی امیر زادہ ہی پس سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات بجالائی اور کہا خدایا تو نے اپنے کرم سے حق حقدار کو
پہونچایا غرض امیر خلیل شب و روز ملکہ گوہر افروز اور جمیلہ سے بوسہ و کنار مین مصروف رہتا تھا اور شتار نگ
کی جب امیر سے خاطر جمع ہوئی تو بند سحر سے اُسکو رہا کردیا اس اثنا مین دو چار مرتبہ شیر نگانہ اپنے بھائی کی
ملاقات کو آئی اور شاہزادہ ملک شاہ کو بھی اپنے ہمراہ لائی حسب اتفاق ایک روز شیر نگانہ کو طرز کلام ملکہ
جمیلہ اور امیر خلیل کا دگرگون معلوم ہوا اشتار نگ سے کہا ای برادر اس جوان کے تیور بد معلوم ہوتے ہین

شتارنگ نے کہا مین گوہر افروز کو محض اسی واسطے لایا ہون کہ یہ جوان ملکہ جمیلہ کی طرف مائل نہو دوم جسکو کہ خود سامری بھیجے پھر اس سے کوئی حرکت بد سرزد ہو یہ امر خلاف اعتقاد و بعید از قیاس ہی لیکن شتارنگ کے کہنے سے شک گذرا ایک روز مرغ بنکے ایک درخت پر بیٹھ رہا کیا دیکھتا ہی کہ ملکہ جمیلہ کو امیر خلیل نے سینہ سے لگا کے بوسے لیے پس بمجرد دیکھنے اس حرکت کے جادوگر کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور غصے مین امیر کو پکڑ کے اوج آسمان پر لیگیا اور وہان سے چھوڑ دیا پھر ملکہ جمیلہ کے پاس آیا اور کہا او عورت مغرور مین نے رقیب کو تو اس طرح ہلاک کیا اب تجھے دائم الحبس کرونگا اور گوہر افروز کہ وہ بے گناہ ہی اسے اُسکے باپ کے پاس پہونچا دونگا

اب حال پر ملال امیر خلیل کا بیان ہوتا ہی

راوی کہتا ہی کہ شتارنگ جادو نے جو امیر کو آسمان سے پھینکا قدرت خدا سے امیر ایک دریا مین گرا دریا اُسوقت مد مین تھا جب جزر ہوا تو امیر خلیل خشکی مین کنارے پر آگیا اُسوقت امیر نے شاہزادہ معز الدین وغیرہ کو یاد کیا اور مفارقت مین یہ شعر پڑھا شعر

خندہ بر بخت زنم یا بوفاداری دوست　　گریہ بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

اور یہ غزل ہندی کی پڑھی غزل

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو　　نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اٹھا مرا غبار　　ایسا کوئی کسی کی نظر سے گرا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال　　دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

کھینچی تھی تیغ پر نہ نزاکت سے کھینچ سکی　　قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو　　پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ تو آنسو بہا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تری نگاہ　　قسمہ کوئی گلے مین لگا رکھیا نہو

بے جرم بے گناہ نہ عاشق کو قتل کر　　کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو

جو ہو سکے وہ مجھسے کرو بیوفائیان　　تا پھر کسی کو تجھ سے امید وفا نہو

غرض امیرزادہ ایک سمت کو روانہ ہوا سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا جو ہوا پہاڑ سے آتی تھی طراوت بخش دل و دماغ ہوتی تھی جب امیر خلیل بالائے کوہ گیا ایک قلعہ درختون کا دیکھا کہ کبھی سنا بھی نہ تھا کہ بروج و فصائل قلعہ درخت ہی کے تھے امیر خلیل حیرت زدہ دیکھ رہا تھا کہ عمارات سنگین و یا خشتی دیکھی تھین مگر درخت کا قلعہ نہ دیکھا تھا جب اُس قلعہ مین گیا وہان بھی مکانات اسی ترکیب کے دیکھے اور در و دیوار مین گلہائے مختلف رنگ دیکھے اور چشمہ ہائے شیرین ہر طرف جاری طرح طرح کے میوے کہ جسکی تعریف مین زبان کلک دو زبان لال ہو بلکہ عاری اور وسط مین قلعہ کے ایک گنبد نہایت عالیشان نظر آیا امیر گنبد کے اندر گیا وہان دیکھا کہ ایک بزرگ خدا رسیدہ خضر صورت الیاس سیرت سر بسجدہ عبادت پر ہمہ تن یاد الٰہی مین مشغول ہی اور اُسکے شعلہ جمال سے تمام گنبد منور و روشن ہی امیر کا دل جسقدر کہ حوادث روزگار سے مکدر

ہو رہا تھا زیارت سے اس بندۂ خاص کی مثل آئینہ کے روشن و مصفی ہو گیا امیر نے سلام کیا اور قدمبوس ہوا
فقیر نے جواب سلام دیا اور حال پرسی کی امیر خلیل نے دست بستہ تمام سرگذشت اپنی سنائی فقیر نے ابتدا سے
انتہا تک امیر کا قصہ سنا اور فرمایا کہ ای جوان خاطر جمع رکھ اب تم ایسی جا پہونچے ہو کہ بفضل خدا کوئی مشکل تمھاری
نہین رہنے کی امیر نے کہا حضور اپنا اسم مبارک اور اس عمارت کے بھید سے آگاہ فرمائین درویش نے کہا
معظم الدین سبز بخت تسخیری میرا نام ہی اور ابتدا سے مجھے باغات کا نہایت شوق تھا جب مین اسمار الٰہی
کی دعوت سے فارغ ہوا تو اکثر موکلان زبردست میرے مسخر ہوئے اور ہر موکل کے دس جن اور ہر جن کے
دس شیاطین محکوم ہین مین نے باوصف اس قدرت کے ایک گوشہ عبادت کردگار کیواسطے اختیار کیا اور
موکلون کو حکم دیا کہ ایک مقام تفریح اس ترکیب سے بناؤ موکلون نے عرصۂ قلیل مین یہ قلعہ اور مکان بنایا کہ جسکے
دیکھنے سے عقل بشر حیران ہوتی ہی امیر نے کہا بیشک بشر کی کیا طاقت جو سمجھ سکے بنانا تو شی دیگر ہی درویش نے
امیر کی تکلف سے دعوت کی بعد ایک ہفتہ کے امیر نے کہا کہ اگرچہ رہنا یہان کا باعث افتخار کونین ہی الا مجھے
امیر سلطان کا اسقدر خیال ہی کہ کسی وقت آرام نہین درویش نے کہا خیر جو تمھاری خوشی بعد ازان کہا کہ مین
تمکو ایک اسم بتاتا ہون یعنی تین روز اسم یا غالب کا باین ترکیب ورد کرو تا دشمن پر غلبہ نصیب ہو روز چہارم
بروز پنجشنبہ رخصت کرونگا امیر خلیل نے حسب ہدایت درویش اس اسم کا ورد کیا

اب حال شتارنگ جادو کا بیان ہوتا ہی

راوی کہتا ہی کہ ایک شیطان جو اخبار عالم پر شتارنگ کی جانب سے مقرر تھا اُسنے خبر دی کہ جس جوان کو تونے
غرق کرنا چاہا تھا وہ بسلامت شیخ معظم الدین تسخیری کے پاس کوہ فائز پر پہونچا اور شیخ ہمہ تن اُسکا کفیل حال
ہوا ہی کیا عجب ہی کہ وہ آدم زاد شیری غارتگری کو امروز فردا مین یہان آوے اس خبر وحشت اثر نے شتارنگ
کے ہوش وحواس گم کردیے اور چند نفر ساحر جو کہ اپنے کام مین یعنی فن سحر مین کامل بلکہ اکمل تھے ظلمات سے
مدد کے لیے بُلائے اور شر نگاشہ کو بھی طلب کیا اُنمین سے ایک آتشباز جادو نام نے شتارنگ سے کہا مین تمھارے
تمام ملک کو آتش سے روشن کردونگا کہ پھر کسی جن و بشر کو مجال داخل ہونے کی نہو گی دوسرے جگر دلن
جادوگر نے کہا کہ مین تمام ملک کو دریا سے مواج کردونگا اسی طرح شتارنگ و شر نگاشہ نے بھی ایک دشت
ماران سیاہ کا تیار کیا بعد ازان مستعد مقابلہ ہو کر باطمینان تمام بیٹھے پنجشنبہ کو شیخ معظم الدین نے ایک موکل کو واسطے
خبر شتارنگ کے بھیجا موکل نے بعد دریافت شیخ کو شتارنگ کے حال کی خبر کی شیخ معظم الدین نے تین موکل
و تین جن کہ جو تین سو شیاطین کے حاکم تھے امیر خلیل کے ہمراہ کیے اور شتارنگ کی سرحد کو روانہ کیا اور کہا

کہ بعد فتح میرے پاس پھر آنا دوم جو جادوگر اپنے عمل پر نفرین کرے اور مسلمان ہو اسکو امان دینا امیر خلیل درویش
سے رخصت ہوا شتار رنگ کی سرحد مین پہونچا دیکھا کہ دشت مین ہر چہار طرف آتش مشتعل ہے اور شعلہ آتش کرہ
اثیر تک پہونچتے ہین موکلون نے ایک اسم امیر کو بتایا اور گرد لشکر کے ایک حصار کھینچا اور نورائیل موکل امیر کے
پاس سے غائب ہو گیا ایک ساعت کے بعد ایک آواز دہشت ناک آسمان سے آئی اور ابر سرخ آسمان سے پیدا ہوا
بعد ازان ایسی بارش ہوئی کہ آتش سحر بالکل سرد ہو گئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی موکلون نے کہا کہ اب آتش بار جادو
جنگ کو ضرور آئیگا تم اپنے وظائف سے غافل نہ رہنا کہ آفات سحر سے محفوظ رہو گے اس عرصہ مین آتش بار جادو
مثل دیو بلند قامت میدان مین آیا امیر خلیل اسم الہی کا ورد کرتا ہوا پہونچا جادوگر نے کوئی عمل سحر سے باقی نہ رکھا
مگر کسی سحر نے اثر نہ کیا بلکہ خود جو بصورت خوفناک بنا تھا وہ بھی زائل ہو گئی الغرض وہ ساحر امیر کے ہاتھ سے مارا گیا
بعد قتل آتش بار کے نورائیل موکل امیر کی خدمت مین حاضر ہوا امیر خلیل وہان سے پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا
بعد چند قدم کے ایک دریاے زخار طوفان خیز معلوم ہوا امیر اُسکے کنارہ پہونچا اُسکے پانی مین اسقدر زور و شور
تھا کہ دل پریشان ہوا جاتا تھا امیر نے وہان کوئی کشتی بھی نہ دیکھی ریحائیل موکل نے کہا اے امیر شاید کشتی تم تلاش
کرتے ہو امیر نے کہا ہان ریحائیل نے ایک برگ سبز اُس دریاے متلاطم مین ڈالدیا اور کہا تم اس پتی کا حال دیکھو
کہ پانی کے زور سے اسکی کیا شکل ہوتی ہے امیر نے دیکھا کہ وہ برگ پرزہ پرزہ ہو گیا ریحائیل نے کہا دیکھا تم نے کہ
کشتی کا اس دریاے سحر مین سالم رہنا دشوار ہے پھر ریحائیل نے ایک اسم اور امیر خلیل کو بتایا اور اُسی طرح گرد
لشکر کے دائرہ کشتی کی بعد اُسکے غائب ہو گیا پھر وہی آواز مہیب و ہولناک آسمان سے آئی اور اس زور شور سے ایک
طوفان آیا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا باوجودیکہ امیر خلیل داخل دائرہ تھے لیکن اُس آواز سے جگر شق ہوا جاتا تھا
الغرض چار ساعت کے بعد مطلع صاف ہوا دیکھا تو دریا خشک تھا جب یہ سحر بھی باطل ہوا تو بحرون با سلاح جنگ
موجود ہوا امیر نے بقوت بازو و ببرکت اسم اعظم بحرون کو بھی جہنم واصل کیا پھر ریحائیل امیر کے پاس آیا اور کہا
آپ اب دشت ماران مین چلیے موکلون کے ہمراہ امیر دشت ماران مین آئے وہ حد شتار رنگ و شرنگا نہ کی تھی
وہان چند اژدہے آتش فشان اس صورت کے نظر آئے کہ کبھی نہ دیکھے تھے فنخائیل بھی اُسی طرح ایک اسم امیر
خلیل کو بتا کے غائب ہو گیا امیر نے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ فوج طاؤس آسمان سے زمین پر آئی اور ہر طاؤس
نے ایک ایک سانپ چونچ مین دبا لیا اور طرفہ یہ امر تھا کہ جسقدر سانپ کلان ہوتا تھا طاؤس بھی اُسی قدر کلان
ہو جاتا تھا کہ سانپ کو کھا جانے پر قادر رہے آخر ایک ساعت مین طاؤس وہ سب سانپ نگل گئے اور میدان
صاف ہو گیا جب مرحلہ سوم کا بھی سحر باطل ہو گیا تب شتار رنگ جادو میدان مین آیا اور آواز بلند کہا کہ اے حرام
ناحق شناس تو نے میری خدمت و مدارات کا یہی عوض دیا کہ میری معشوقہ سے بوسہ و کنار کیا اور مجھسے مقابلہ کو آیا ہے

اب یاد رکھ کہ مین تجھے ایسی سزا ے سخت دونگا کہ تمام عمر یاد کریگا یہ کہا اور افسون سحر پڑھنا شروع کیا جب کوئی سحر کارگر نہوا تلوار میان سے لی اور امیر پر حملہ کیا امیر نے حربہ اسکا رد کرکے ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ مین اُسکو فی النار کیا شعر

جہان از وجود چنین پاک بہ	تنی آنچنان در تہ خاک بہ

شرنگانہ ملعونہ نے جو یہ صفائی دیکھی دست بستہ امیر کے پاس حاضر ہوئی اور اپنے عمل بد سے توبہ کی امیر نے حسب ہدایت شیخ شرنگانہ کو امان دی پھر ملک شاہ اور ملکہ جمیلہ عالم افروز کو زندان سے بُلوایا وہ باغ و مکان کہ محض بزور سحر بنا ہوا تھا فوراً معدوم ہوگیا اور جسقدر کہ اصلی مکان تھے باقی رہ گئے اور اسقدر جواہر بیشمار و بیش قرار وہان سے ہاتھ آیا کہ جسکا حساب نہوسکا پھر امیر خلیل اور شاہزادہ ملک شاہ اور ملکہ جمیلہ عالم افروز تخت پر سوار ہوکے درویش بزرگ کی خدمت مین پہونچے امیر خلیل اور ملک شاہ نے سعادت قدمبوسی حاصل کی درویش نے امیر سے پوچھا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہے امیر نے کہا اول شاہزادہ کا پہونچانا ضرور ہے کہ اسکے والدین انکی مفارقت مین پریشان ہین دوسرے امیر سلطان کا مطلب شاہزادہ کے پہونچنے پر موقوف ہے زاہد نے موکلون کو حکم دیا کہ ملک شاہ کو جمعیت حصار مین پہونچا کر رسید لاؤ بعد انکے جانے کے ملکہ جمیلہ عالم افروز سے پوچھا اب تمھاری کیا مرضی ہے وہ بولی کہ مجھے بھی میرے والدین کی خدمت مین پہونچا دو بعد ازان خود آکے مجھسے عقد کرو اُسکے بعد شرنگانہ کو بلا کر پوچھا تیرا کیا قصد ہے شرنگانہ نے کہا مین قربانبردار ہون شیخ نے کہا کہ علامت اسلام تیرے قیافہ سے معلوم نہین ہوتی لیکن ہمنے بجیلہ شرعی تجھے آزاد کیا خداوند کریم تیرے شر و فساد سے امیر کو بچائے شرنگانہ آداب بجالا کر وہان سے روانہ ہوئی دیکھیے کہ بار دیگر یہ قحبہ کیا فساد برپا کرتی ہے بعد اسکے امیر خلیل سے فرمایا اے فرزند تجھے بعد ایک ہفتہ کے رخصت کرونگا کہ ایک کام میرا تجھسے متعلق ہے امیر نے بظاہر قبول کیا الا دلمین کہا الٰہی اب فقیر صاحب کیا فرمایش کرینگے

راوی یہان یہ قصہ موقوف رکھکے حال امیر سلطان کا بیان کرتا ہے

امیر سلطان بعد روانہ ہونے امیر خلیل کے ہفتہ مین دو بار عبد المہیمن ملک الشمال کے پاس جاتا تھا اور شب و روز اپنی معشوقہ کے تصور مین رہتا تھا اور ملک الشمال روز بروز عزت افزائی کرتا تھا اور وزیر سے کہتا تھا کہ یہ دونون بھائی بڑے عالی مرتبہ و عالی خاندان سے ہین اگر خدانخواستہ امیر خلیل خالی پھرا اور ملک شاہ کا کہین پتہ نہ لگا تو مین امیر سلطان کو بجاے شاہزادہ سمجھونگا اور عقد ملکہ روشن بدن کا بلا عذر اُسکے ساتھ کردونگا وزیر بھی تدبیر کہتا تھا کہ حضور سچ فرماتے ہین امیر سلطان سے بہتر کوئی شاہزادہ نہ ملیگا یہ خوش اقبالی حضور کی ہے کہ اسطرح کا شاہزادہ عالی حسب و عالی نسب صاحب حسن و جمال رستم وقت تہور شعار باین قدرت و اقتدار خود وارد شہر ہوا بقول سخنے شعر

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے	بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے

غلام کے نزدیک اب عقد مین درنگ مناسب نہین ہی بادشاہ نے فرمایا مجھے امیر خلیل کا انتظار ہی اس عرصہ مین امیر سلطان نے بادشاہ سے کہا آپکا اگر حکم ہو تو مین شکار کو جاؤن ذرا دل بہلاؤن بادشاہ نے فرمایا ای فرزند ہمارے ملک مین یہان سے بارہ فرسخ ایک دشت لالہ زار ہی کہ وہ ہمیشہ فصل و غیر فصل مین شگفتہ رہتا ہی اور شکار چرند و پرند بھی وہان بکثرت ہی وہان جاؤ سیر و تماشا دیکھو کوسون تک بجز گل و لالہ کے اور کچھ نظر نہین آتا غرضکہ چند قراول امیر سلطان کے ہمراہ کیے امیر دوسرے تیسرے اُس دشت مین جاتا تھا اور تا شام شکار کھیل کر پھر آتا تھا قصہ کوتاہ ایک ہفتہ اسی طرح صید و شکار مین گذرا روز ہشتم ایک آہو نظر آیا اُسکے عقب مین گھوڑا اڈالا آہو ایک درۂ کوہ مین فوڑا چلا گیا امیر سلطان بھی پیچھے آہو کے ہو لیا

اب راوی نازک خیال امیر سلطان کو صید و شکار مین سرگرم رکھکے ملکہ زہرہ روشن بدن بنت ملک شاہ کا حال گذارش کرتا ہی

سخن سنج دانای شیرین کلام	شعر	چنین داد این داستان را نظام	

کہ ملکہ زہرہ روشن بدن گاہ گاہ واسطے سیر و تماشہ کے باغ کو آتی تھی اور دو چار روز رہتی تھی پھر چلی جاتی تھی حسب دستور انھین ایام مسرت توامان مین ملکہ باغ مین آئی اور چار شب و روز رہی پانچوین دن صبح کو بیدار ہوئی ایک شبدیز صبا رفتار پر سوار ہو کر چوگان بازی کرتی زیر دیوار باغ پہونچی وہان ایک برج بلند اور وسیع مین کہ فرش وغیرہ سے آراستہ تھا تشریف لاکے خواصون کو حکم دیا کہ تم باغ سے میوے کھاؤ ہم تماشہ دیکھین خواصین حسب الحکم ملکہ کے ایک دوسری پر سبقت کرتی آپسمین ہنستی بولتی چھینا جھپٹی کرتی میوہ توڑتی کھاتی پھرتی تھین ملکہ کبھی فضای صحرا اور کبھی باغ مین اُنکی ہشت وشت کا سیر و تماشہ دیکھ رہی تھی ناگاہ ایک آہوی خوردہ درہ کوہ سے باہر آیا اور پیچھے اُسکے ایک شہسوار سمند رفتار چلا آتا تھا وہ آہو سے زخمی زیر دیوار باغ آکر بیٹھ گیا وہ سوار بھی زیر برج آیا ملکہ نے اس شکل و شمائل کا جوان ذیشان دیکھا کہ شعاع حسن کے آگے مہر درخشان بھی بے نور تھا اُس جوان نے اس آہو کو کمند سے باندھا اور لیگیا ملکہ زہرہ روشن بدن بمشاہدہ اُس ماجرای حیرت افزا کے ششدر رہگئی اور تیر عشق اُس جوان رعنا ابرو کمان کا سینۂ بے کینہ ملکہ سے دو سار ہوا ملکہ نے بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئی خواص جو پس پشت ملکہ کے مگس رانی کرتی تھی یہ حال ملکہ کا دیکھکر حیران ہوئی اور بہرہ دربانو دایہ سے اطلاع کی دایہ افتان و خیزان ملکہ کے پاس آئی اور کہا بلا لون یہ کیا حال ہی ملکہ نے دایہ کو جواب نہ دیا دایہ ملکہ کو دوسرے مکان مین لائی اور تعویذ وغیرہ باندھے ملکہ دایہ کی عقل پر ہنسی اور فرمایا تو دیوانی ہوئی ہی شعر

کیون عبث پھرتی ہی دایہ تو مری تدبیر مین	لکھ لے ہونا ہی وہی لکھا ہی جو تقدیر مین

تو شاید اور کسی خیال مین ہی شعر

یقین میدان کہ این کارے پری نیست	عجب کاریست کارے سرسری نیست

یہ کہا اور تعویذ کھول کے زمین پر پھینکدیے دایہ بولی واری خدا کے لیے اپنی طبیعت کا حال مفصل بیان کرو کہ مجھے تمھارا حال بے طور معلوم ہوتا ہی ملکہ نے فرمایا اے دایہ کیا پوچھتی ہی مسدس

خدا جانے کہ مجھپر کیا بلاے ناگہان آئی	کہ یکبارگی ہوئی ہون کھو کے عقل و ہوش سودائی
نہ مجھکو تاب و طاقت ہی نہ ہی صبر و شکیبائی	اگر مین چپ رہون تو موت ہی بولون تو رسوائی
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

دایہ نے کہا مین یہ شعر و سخن کیا سمجھون واری تمھارے بیہوش ہو جانے نے مجھے بے حواس کر دیا عقل کے طوطے اُڑ گئے براے خدا مجھسے دل کا حال بیان کرو کہ بیٹھے بٹھائے دفعۃً دلپر کیا صدمہ گذرا جو یہ حالت ہو گئی ملکہ نے کہا اے دایہ ایک جوان سفاک تیر کیطرح درۂ کوہ سے ہرن کے پیچھے میری دیوار کے نیچے آیا اور مجھے اسوقت اُس آفت ناگہانی مین مبتلا کر گیا دایہ نے کہا کسوقت کا ذکر ہی وہ موا جادوگر آ کے افسون سازی کر گیا اور کوئی اُسوقت مرتا جیتا نہ تھا جو اُس کمبخت بدنصیب کو گرفتار کرتا پھر ملکہ نے فرمایا کہ تم اور سب خواصین غارتگری باغ مین مصروف تھین جسوقت وہ میرے دل و جگر کو غارت و پامال کر گیا دایہ نے ملکہ کی تشفی کی اور کہا خاطر جمع رکھو مین اپنے فرزند محسن کو نہایت تاکید کرتی ہون وہ ضرور اُس جوان کا سراغ لگائیگا یہ کہکر ملکہ کو محل مین لے گئی لیکن ملکہ کو اُس جوان ذیشان کے خیال مین کسی پہلو قرار و آرام نہ تھا ہر دم یہ شعر زبان زد تھا شعر

کس سے کہین ہم آہ بُرائی نصیب کی	دل لگتے ہی فلک نے جدائی نصیب کی

دایہ نے محسن اپنے بیٹے یعنی ملکہ کے کوکا سے یہ سرگذشت بیان کر کے کہا اگر تو اُس جوان کا کہین سُراغ لگا دیگا ملکہ تجھسے نہایت خوش ہوگی محسن امیر سلطان کی تلاش مین روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ عہد [illegible] ملک شاہ کا ایک حکیم دانا ابو النجم ملازم تھا اور اُسنے ملکہ زہرہ روشن بدن کو سات برس تک پرورش کیا تھا اسوجہ سے ملکہ کے مزاج مین نہایت دخیل تھا وہ بادشاہ سے رخصت ہو کے واسطے حج کے گیا تھا اور بعد سات برس کے سفر سے پھر آیا تھا بادشاہ نے کمال عزت و تکریم سے حکیم کو دربار مین بلایا بعد ملازمت شاہ کے حکیم خاص اسکے دروازے پر آیا ملکہ کو اطلاع ہوئی باوجود اسکے کہ ملکہ زہرہ روشن بدن کو امیر سلطان کے سوداے عشق مین سر و پا کا ہوش نہ تھا لیکن حکیم ابو النجم کے آنے سے بہت خوش ہوئی اندر بلایا حال سفر پوچھا حکیم نے سرگذشت بھی بیان کی اور کہا سواے ثواب حج کے ایک چشمہ دولت بھی مجھکو خدانے دیا ملکہ نے پوچھا وہ کیا ہی حکیم صاحب نے

کہا ایک کتاب تصنیفات سے حکیم بقراط کی جو حکیم افلاطون کا استاد تھا میرے ہاتھ آئی ہی اسمین عجیب ترکیب کے نسخے مجرب لکھے ہین ملکہ نے حکیم کو خلعت دیا اور اپنی نبض دکھائی حکیم نے کہا ای ملکہ اسوقت کی نبض سے ایک یبوست و حرارت تمھارے مزاج مین ایسی پائی جاتی ہی کہ عقل مین نہین آتی یہ امر دو حال سے خالی نہین ہی یا تو سات برس کے بعد مجھے نبض دیکھنے کا اتفاق ہوا اس عرصہ مین مزاج آپکا بدل گیا یا کوئی اور باعث مخفی ہی جسکا اظہار آپ نہین کر سکتین خیر آج زہرہ مہرہ خطائی اور عرق بید مشک یا شربت فواکہ نوش فرمائیے کل پھر نبض دیکھونگا حکیم یہ کہکے رخصت ہوا ادھر ملکہ نے حسب رائے حکیم وہ نسخہ استعمال کیا دوسرے روز پھر حکیم آیا اور نبض دیکھی اور کہا ای ملکہ عالم یہ کیا یبوست اور خشکی مزاج کل سے آج نبض مین زیادہ ہی اگرچہ بوجوہات چند خدانخواستہ تپ دق نہین ہی لیکن کوئی مرض روحانی ضرور ہی اس صورت مین حال مزاج بیان کرنا چاہیے ورنہ خوف جان ہی ملکہ نے ناچار حال دل بیقرار بذریعہ دایہ محرم اسرار حکیم ابو النجم سے بیان کیا حکیم نے کہا تم خاطر جمع رکھو آخر وہ شخص باشندہ اسی دیار کا ہوگا ہم تلاش کرتے ہین الغرض حکیم نے امیر سلطان کا حال سنا کہ بادشاہ نے امیر سلطان کو اجازت شکار دشت لالہ زار کی انھین ایام مین دی تھی دل مین خیال کیا کہ ہو نہو یہی جوان ہوا اس عرصہ مین محسن فرزند دایہ بھی یہی خبر لایا بس حکیم کو یقین ہو گیا کہ وہ شخص جسکے عشق نے ملکہ کی یہ صورت بنادی امیر سلطان ہی اور کوئی نہین ملکہ نے محسن سے کہا تو جا اور امیر سلطان سے ملاقات پیدا کر محسن گیا اور امیر سلطان سے ملاقات پیدا کی اور ہر روز امیر کے اخلاق کی ملکہ سے تعریف کرتا تھا ایک روز ملکہ زہرہ روشن بدن نے ایک مطلع حسب حال اپنے تصنیف کیا اور محسن سے فرمایا تو یہ مطلع امیر سلطان کے پاس لیجا اور کہنا کہ ہماری ملکہ نے موزون کیا ہی اور جواب اس مطلع کا مانگا ہی امیر سلطان کہ نہایت فہیم اور صاحب عقل و فراست ہی ضرور سمجھ جائیگا ورنہ خیر محسن امیر سلطان کے پاس گیا اور کہا ای امیر ہماری ملکہ نے ایک مطلع کہا ہی اور جواب مانگا ہی امیر سلطان نے کہا وہ کیا مطلع ہی محسن نے یہ مطلع پڑھا شعر

شکار افگن ز دشت لالہ آمد برق جولانی	کہ در سوداے او دارم بدل داغ نمایانی

امیر سلطان مطلع سنتے ہی دلمین سمجھ گیا کہ اُسدن جو زیر دیوار باغ آہو کا شکار کیا تھا شاید ملکہ نے مجھے دیکھا اور اب دریافت کرتی ہی کہ یہ وہی ہی یا کوئی اور اب مجھے جواب معقول دینا چاہیے محسن سے کہا کہ ملکہ کو ہمارا اسلام کہنا اور یہ پڑھو دو

منم آنکہ ز راز حسن و عشق اما چنین دانم	شعر	کہ زلف او سرے دارد بحال من پریشانی

محسن نے جو یہ مطلع ملکہ کے روبرو پڑھا ملکہ کمال خوش ہوئی اور یقین ہوا کہ غارتگر کشور دل و جان یہی امیر سلطان عالیشان ہی اور یہ بھی سنا تھا کہ امیر سلطان میری تصویر دیکھ کے مجھپر عاشق ہوا ہی اور بھائی اُسکا بیچارہ بوجہ اپنے بھائی کے میرے بھائی کی تلاش مین گیا ہی اور بادشاہ بھی امیر کو مثل اپنے فرزندون کے چاہتا ہی جب

محسن سے امیر سلطان کے خلق و محبت کی حد سے زیادہ تعریف سنی تو دل مین آیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ امیر سلطان سے ملاقات کرین اور کچھ اس دل مشتاق کی آرزو نکالین آخر یہ کیفیت ملکہ نے حکیم صاحب سے بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا کہ وقت وصال تک تمھارے واسطے ایک ایسا نسخہ تجویز کرتا ہون کہ سوا مرض وصال کے کوئی اور شکایت تمکو نہ رہیگی مگر اے فرزند اس نسخہ مسکن قلب و جگر کو اسطرح استعمال مین لانا کہ کسی کو مطلق خبر نہو شعر

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو	اجل بجھے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو

غرض حکیم ابو النجم نے بپاس خاطر ملکہ اُس کتاب سے جو حکیم بقراط کی تصنیف سے تھی ایک نسخہ سفوف کا اور دو نسخہ روغن کے ملکہ کو دیے اور کہا کہ یہ روغن چہرہ کو مبدل کر دیتا ہے اور دوسرا روغن رخسارہ پر ملنا کہ اُس سے سبزہ آغاز ہوگا اور سفوف کے استعمال سے آواز مردانی ہو جائیگی کہ کسی کو مطلق تمیز نہو گی اور مین نقب زن کو بلا کر اپنے مکان کے حجرے سے تمھارے حجرہ خاص تک نقب تیار کراتا ہون پھر تم نقب کی راہ سے امیر سلطان کے پاس جانا اور بیخوف و خطر ملاقات کرنا ملکہ شکر احسان حکیم صاحب کا بجا لائی اور کہا شعر

برین مژدہ گر جان فشانم رواست	کہ این مژدہ آسایش جان ماست

غرض نقب تیار ہوئی حکیم صاحب نے ملکہ کو براہ نقب اپنے مکان پر بُلایا اور کہا اے فرزند میرا کام ختم ہوا اب تجھے اختیار ہے تو دانی و کار تو ملکہ بعد استعمال سفوف و مالش روغن وضع کو تبدیل کر کے محسن کے ہمراہ امیر سلطان کے پاس پہونچی محسن سے کہہ دیا تھا کہ شاید امیر سلطان پوچھین تو کہہ دینا کہ یہ میرا بھائی نادر الجمال نام ہے جبکہ امیر سلطان نے نادر الجمال سے ملاقات کی اور بغور دیکھا تو تمام سراپا و ترکیب اعضا ملکہ زہرہ روشن بدن سے مشابہ پائی محسن سے کہا تم ملکہ کے بھائی ہو مین تمھین اپنا برادر عزیز جانتا ہون تم اپنے بھائی نادر الجمال کو تاکید کردو کہ ایک بار ہر روز ایک لحظہ کیواسطے میرے پاس ہو جایا کرے کہ اسکی صورت [illegible] محسن نے کہا کہ یہ مرد سوداوی مزاج ہے کہ سوا ملکہ زہرہ روشن بدن کے بادشاہ کی بھی [illegible] لیکن مین اسنے یہان روز آنے کے لیے بتاکید کہہ دونگا القصہ ملکہ نادر الجمال کے نام سے روز امیر سلطان کے پاس آنے لگی رفتہ رفتہ باہم یہ صحبت گرم ہوئی کہ ایک کو بغیر دوسرے کے آرام نہ آتا تھا اس عرصہ مین کئی پیغام اشتیاقیہ امیر سلطان نے ملکہ کو نادر الجمال کی معرفت بھیجے چونکہ خود ملکہ پیامی تھی لہذا جواب شافی دیتی ایک روز امیر سلطان نے ایک مطلع تصنیف کر کے نادر الجمال کو دیا اور کہا کہ ملکہ کو سُنا دینا نادر الجمال نے کہا ملکہ کے سُننے کی کچھ حاجت نہین ہے تم پڑھو ملکہ نے بھی ایک مطلع اُسی قافیہ و بحر مین کہا ہے مطلع امیر

کمند زلف مشکینت برہ افگندہ چون دامم	اسیری پاے بند محنتم بے صبر و آرامم

ملکہ زہرہ روشن بدن نے جواب مین کہا شعر

شب ہجرت فلک بس دور میدارد ز آرامم	خوشا روزے کہ مہر وصل تابد از لب بامم

غرض اسی طرح صحبت شعر و سخن و لطائف و ظرائف مین گذرتی تھی لیکن امیر سلطان نادر الجمال کے خط و خال پر
نظر کرتا تھا اور حیران ہوتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ مرد بالکل ملکہ کی صورت ہے سر مو فرق نہین ہے اگر آغاز خط نہوتا
تو مین کہتا کہ ملکہ بلباس مردانہ میرے پاس آتی ہے اتفاقاً ایک روز ملکہ امیر سلطان کی صحبت مین موجود تھی کہ مؤکل
تخت شاہزادہ ملک شاہ دیوان عام مین لائے ملک شاہ نے بعد ملازمت قصہ اپنا بادشاہ سے بیان کیا اور
امیر سلطان کو پوچھا بادشاہ نے فرمایا بفضل الٰہی سے اچھے ہین فلان مکان مین رہتے ہین ملک شاہ بنظر
حق شناسی و احسان امیر خلیل کے اول امیر سلطان کے پاس آیا یہان امیر سلطان اور نادر الجمال باہم
حرف و حکایات مین مشغول تھے ملک شاہ نے سلام مین سبقت کی امیر سلطان سرو قد تعظیم کو اٹھا اور بغلگیر ہوا
بھائی کو دیکھ کے نادر الجمال کے ہوش جاتے رہے کچھ دم نہ مارا ملک شاہ نے تمام سرگذشت اپنی اور حال
امیر خلیل کا اور احسانات امیر خلیل کے امیر سلطان سے بیان کیے ناگاہ اس گفتگو مین نظر شاہزادہ کی جو
نادر الجمال پر پڑی دیکھا کہ گویا بہن اسکی بلباس مردانہ بیٹھی ہے امیر سلطان سے پوچھا یہ کون ہے امیر سلطان نے
کہا آپ کی بہن کا برادر رضاعی نادر الجمال ہے ملک شاہ کو اور حیرت زیادہ ہوئی اور دل مین کہا ملکہ کا برادر
رضاعی بجز محسن کے اور کوئی نہ تھا یہ چند روز مین اور کہان سے پیدا ہو گیا پھر ملک شاہ نے پوچھا تم سے
اس سے کیونکر ملاقات ہوئی امیر سلطان نے کہا اسکا بھائی محسن اسکو میرے پاس لایا تھا ملک شاہ نے
کہا محسن کو بلاؤ جب محسن آیا ملک شاہ نے پوچھا اے محسن بعد وفات تیرے باپ کے یہ فرزند کس طرح پیدا
ہوا محسن نے کہا اے شہریار یہ میرا خالہ زاد بھائی ہے تھوڑے دن ہوئے کہ عشرت نگار سے آیا ہے مین اسکو بادشاہ
کی ملازمت کے لیے ابھی تک نہین لیگیا ملک شاہ یہ سنکے چپ ہو رہا لیکن ہر بار نادر الجمال کی صورت دیکھکر دل مین
کہتا تھا کہ اگر اس شخص کے چہرہ پر خط نہوتا تو مجھے کچھ اور گمان ہوتا بعد اسکے امیر سلطان سے رخصت ہو کر محل سرا کو
روانہ ہوا ملکہ زہرہ روشن بدن بہ تعجیل تمام حکیم ابو النجم کے مکان مین آئی اور آب دوا سے خوب چہرہ کو صاف کیا
اور براہ نقب اپنے مکان مین آئی اتنے مین شاہزادہ بھی محل مین پہونچا اور والدہ سے قدمبوس ہوا زکیہ سیمتن
نے بھی بیٹے کی بلائین لین ملک شاہ نے بہن کا حال پوچھا کہ کہان ہے ملکہ زکیہ سیمتن نے کہا چند عرصہ سے ایسی علیل
ہے کہ آٹھ پہر مین ایک دو ساعت کو حجرے سے باہر نکلتی ہے شاہزادہ در حجرہ پر آیا بہن کو آواز دی ملکہ زہرہ روشن بدن
حجرے سے نکل کے بھائی کی قدمبوس ہوئی ملک شاہ نے پیشانی پر بوسہ دیا یہان امیر سلطان کو بیان سے
محسن کے شک گذرا کہ ہمیشہ تو محسن نادر الجمال کو اپنا حقیقی بھائی کہتا تھا آج برادر خالہ زاد بتایا اس امر مین
کچھ بھید ہے علاوہ اسکے شاہزادہ بھی نادر الجمال سے آگاہ نہین بہر حال اس امر کو محسن سے دریافت کرنا ضرور ہے

جب شب گذری صبح کو دایہ ملکہ کی گریان و نالان ملک شاہ کے پاس آئی اور کہا ای شاہزادۂ عالیقدر آپنے خدا جانے شب کو میرے خواہرزادہ کو کیا کہا کہ وہ اُسی وقت سے غائب ہی اب مین اُسکی مادر بیوہ کو کیا جواب دونگی شاہزادہ نے کہا بخدا مین نے کوئی کلمہ سخت نہین کہا ہان حال البتہ پوچھا ای دایہ تم فکرمند نہو مین اُسے تلاش کردونگا بعد اسکے شاہزادہ والدہ کے پاس آیا اور والدہ سے کہا کل شب کو عجب تماشا دیکھا کہ اُسوقت سے ابتک مجکو حیرت ہی یعنے دایہ کا خواہرزادہ ملکہ زہرہ روشن بدن سے ایسا مشابہ ہی کہ سرمو فرق نہین ہی اگر وہ ملگیا تو مین آپکو دکھا دونگا کہ ایسا بھی تشابہ ہوتے نہین دیکھا ملکہ زکیہ سیمتن نے کہا کیا ہوا یہ کچھ عجب نہین ہی بعد اسکے دایہ سے کہا بھانجا تیرا کب آیا تھا تو نے ہمسے تو کہا ہوتا دایہ نے جواب دیا مین اسی فکر مین تھی کہ حضور کی ملازمت کراکے کوئی عہدہ سرکار شاہی سے اُسے دلواؤن لیکن وہ بچہ ایسا بدمزاج ہی کہ ذراسی بات پر اپنی مادر سے بگڑکے میرے پاس آیا اور اب یہان سے بھی غائب ہوگیا مین نے محسن کو تلاش کیواسطے بھیجا ہی خدا کرے وہ ملجائے قصہ کوتاہ امیر خلیل نے ملک شاہ سے تاکید کردی تھی کہ نکاح مین امیر سلطان کے تم دیر نہ کرنا اور میرے موجود ہونے پر منحصر نہ رکھنا اور ایک عرضی بھی بادشاہ کو لکھدی تھی ملک شاہ نے وہ عرضی امیر خلیل کی حضور مین بادشاہ کے گذرانی بادشاہ کو خود منظور تھا اُسی روز سے سامان عروسی کا وزیر کو حکم دیا الغرض تمامی شہر کو آئینہ بند کیا بادشاہ نے ایک ماہ تمام اہل شہر کی مہمانی کی ہر محلہ مین ایک ایک باورچی خانہ مقرر کیا اور حکم عام ہوا کہ خلائق شہر تا اختتام ہنگامہ شادی بجز عیش و عشرت کے دوسرا کام نہ کرے غرضکہ ساعت سعید مین ملکہ زہرہ روشن بدن کا امیر سلطان سے عقد ہوا اور فضل الٰہی سے دونون عاشق و معشوق مراد دلی سے کامیاب ہوئے ناگاہ شب چہارم امیر سلطان نے خواب مین دیکھا کہ امیر خلیل کسی بلاے سخت مین گرفتار ہو گیا ہی بے اختیار آنکھ کھل گئی تمام شب اُسی تصور مین گذری آخر وقت صباح ملک الشمال سے عرض کیا کہ ای شہریار فدوی کو رخصت مرحمت ہو کہ مین تلاش امیر خلیل مین جاؤنگا اسواسطے کہ مین نے شب گذشتہ کو ایک خواب پریشان دیکھا ہی لہذا مجھے جانا واجب ہی اگر حضور رخصت نہ فرمائینگے مین بلا رخصت چلا جاؤنگا آخر الامر دوسرے روز ایک مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکر موافق نشاندہی ملک شاہ کے وقاریہ کیطرف روانہ ہوا

اب راوی معظم الدین زاہد اور امیر خلیل کا حال بیان کرتا ہی

واضح ہو کہ شیخ معظم الدین زاہد نے جو امیر خلیل کو ٹھہرا لیا تھا اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجشنبہ کو زاہد نے غسل کیا اور لباس پاکیزہ پہنا پھر امیر خلیل سے فرمایا کہ ایک حق عظیم تمہارے ذمہ رکھتا ہون اب منظور الٰہی یہ ہی کہ تم میرے بار احسان سے سبکدوش ہو امیر نے کہا وہ حق کیا ہی زاہد نے کہا تم ہمارے برادر ایمانی ہو آج شب کو

اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف ہمارا کوچ ہی لہذا ہم تمکو وصیت کرتے ہین کہ تم ہمکو بطہارت تمام غسل وکفن دینا اور فلان جگہ پر دفن کردینا امیر نے جب یہ سُنا آبدیدہ ہوکے کہا مجھے بھی آپ کچھ تلقین فرمائیے جو میرے حق مین مفید ہو اور کام آئے زاہد بولا اگر مین تمھین کوئی اسم بتاتا ہون تو وہ تمھارے کام نہ آویگا کہ معاملہ تمھارا دوسرے عالم سے متعلق ہی مگر ایک نصیحت یہ ہی اسے یاد رکھنا کہ مدت العمر کو کافی ووافی ہوگی قطعہ

پرستیدن ایزدی پیشہ کن	ز روز گذر کردن اندیشہ کن	بترس از خدا و میازار کس	رہ رستگاری ہمین است وبس

امیر خلیل نے کہا کہ اب مین اپنے بھائی امیر سلطان کے پاس کیونکر جاؤن زاہد بولا جسنے یہان پہونچایا ہی وہ قادر ہی وہان بھی پہونچائیگا مگر راہ مین ایک خطرہ عظیم ہی خدا حافظ ہی تو کیا غم ہی غرض شب جمعہ کو بعد فراغت اوراد کلمہ طیبہ پڑھا اور روح قابض ارواح کو سپرد کی امیر خلیل نے حسب وصیت تجہیز وتکفین سے فراغت پائی اور تمام موکل وشیاطین بعد وفات زاہد کے متفرق ہوگئے امیر بھی ناچار حیرت مین مبتلا زیر دامن کوہ ایکجانب کو روانہ ہوا

اب شرنگانہ ملعونہ کا مآل کار گذارش ہوتا ہی

کہ جسوقت شیخ کی رحلت اُسنے سُنی پھر از سر نو عمل سحر شروع کیا اور یہ فکر کی کہ امیر خلیل قاتل شتارنگ کو تلاش کرنا چاہیے آخر ایک روز امیر کو کنارۂ دریا دیکھا پس بقوت سحر اُسکے ہاتھ پانوؤن باندھ کے باغ شتارنگ جادو مین لائی اور کہا ای خراب کن خاندان ساحران تو اُسوقت شیخ کے سبب سے بچ گیا تھا اب تجھے اس عذاب سخت سے ہلاک کرونگی کہ نشان تک کسی کو نہ ملیگا بعد اسکے قید کیا اور نان خشک اور ایک کوزہ پانی کا ایک وقت مقرر کیا امیر پر وہ شب شب اول گور کیطرح گذری دوسرے روز امیر خلیل کو بلا کے کہا ای جوان ایک صورت تیری زندگی کی ہی جو مین کہون وہ کرو گر نہ تمام عمر اسی قید سخت مین رہیگا امیر نے کہا او تجھے دیوانی ہوئی ہی جسسے کسی فعل کی توقع نہ رکھنا شرنگانہ بولی کہ شاید تو زندگی سے سیر ہوگیا ہی دیکھ اب بھی کہتی ہون کہ ایسا معشوق دلوائے جسکے قبضہ قدرت مین ایک عالم ہی میسر نہین آنے کا امیر خلیل نے کہا دور ہو سامنے سے مجھے تیری صورت ملک الموت سے بدتر معلوم ہوتی ہی شرنگانہ نے پھر امیر کو زندان خانہ مین بھیجدیا

اب راوی بار دگر حال امیر سلطان کا بیان کرتا ہی

جب امیر سلطان تلاش امیر خلیل مین جمعیت حصار سے تنہا روانہ ہوا تو بعد چند روز کے نواح ملک نعمان شاہ مین پہونچا اُسوقت نعمان شاہ شکار مین مشغول تھا امیر سلطان نے بھی اُسی شکارگاہ سے ایک ہرن کا شکار لیا قراولون نے جو امیر کو ایک مرد غیر دیکھا چاہا کہ گرفتہ حضور شاہ مین لیجائین امیر نے چند قراولون کو جان سے

مارا اکثرون کو زخمی کیا جب نعمان شاہ نے سُنا تو سرداران لشکر کو حکم دیا کہ اُس جوان کو ہمارے پاس بُلا لاؤ سردار بمنت سماجت امیر کو بادشاہ کے پاس لیگئے نعمان شاہ نے جو امیر سلطان کو دیکھا امیر خلیل کی صورت آنکھون مین پھر گئی پوچھا اے جوان دلاور تیرا کیا نام ہے اُنھون نے کہا مجھے امیر سلطان کہتے ہین بادشاہ امیر خلیل کی زبانی حال امیر سلطان سُن چکا تھا کمال عزت و توقیر سے پیش آیا اور حال امیر خلیل کا مفصل بیان کیا پھر پوچھا اب تمھارا کیا قصد ہے امیر سلطان نے کہا کہ امیر خلیل کی تلاش مین آیا ہون نعمان شاہ نے امیر سلطان کی شاہانہ دعوت کی اور نہایت عزت و تکریم سے مہمان کیا گوہر افروز نے حال امیر سلطان کا سُنکے ایک آدم معتمد کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ جب تم اپنے بھائی سے ملنا تو مجھ کشتہ فراق و مشتاق دیدار کیطرف سے بھی بکمال اشتیاق سلام پہونچانا اور کہنا شعر

یا دم نمیکنی و زیادم نمے روی عمرت دراز باد فراموش کار من
دور جسدن سے ہوئی تجھ چمن حسن سے مین نہ مجھے باغ خوش آتا ہے نہ گلشن نہ چمن
ہر گھڑی آہ کی تو نبی سے بجاتی ہون صدا دیکھیے کون سے دن ہے ہمین دیکھے درشن

اور ایک اشتیاق نامہ بھی امیر سلطان کو دیکے کہا اے برادر یہ بھی دیدینا امیر سلطان وہان سے وقار بین پہونچا دیکھا کہ ایک نہر آب محل شاہی کے مقابل مین جاری ہے امیر سلطان نے گھوڑے کو پانی پلایا اور بغور محل کو دیکھا راوی کہتا ہے کہ شکیلہ گیتی آرا دختر ثانی موقر شاہ نہایت حسین مہ جبین صاحب جمال اور فہم و فراست مین اپنا نظیر نہ رکھتی تھی اُسوقت محل سے دوربین لگائے سیر صحرا و دریا دیکھ رہی تھی ناگاہ نظر اُس زہرہ جبین کی امیر سلطان پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہوگئی بجوفنداایہ کہ وہ بھی موجود تھی دم نہ مارا بہزار دشواری خودداری کو کام فرمایا لیکن آنکھون مین دنیا اندھیر ہوگئی کسی محرم راز کو نہ پایا کہ احوال سُناتی ناچار تھر درویش برجان درویش خاموش ہو رہی لیکن یہ چند شعر اس غزل کے پڑھے اشعار

دل و جان دین و ایمان ہے جو لینا ہو صنم لیلو کرینگے عذر دینے مین نہ ہم اسکی قسم لیلو
تم آئے عین گرمی مین نکلکر دل سے اے ہمکو کوئی دم نخل مژگان کے ذرا سایہ مین دم لیلو
ہمارا منھ کہان لین بوسہ بے اُنکی رضامندی کہین جب تک نہ وہ مُنھ سے کہ ہان راضی ہین ہم لیلو
نہین ہے حضرت دل عشق کی بازار مین سودا اگر لینا ہو اپنے واسطے تم ہو دل غم لیلو
نہین ہے اعتبار اُنکا وہ کہکر ہین مکر جاتے نوشتہ اُنکے ہاتھون کا ظفر تم یک قلم لیلو

یہان امیر سلطان کا روانسرا مین فروکش ہوا اور حال امیر خلیل کا ہر ایک سے پوچھا مگر کسی نے جواب شافی نہ دیا لاعلمی بیان کی امیر سلطان سہ پہر کو جو گیا ایک مرد کی زبان سے سُنا کہ پہاڑ پر بابا اسحاق کوہستانی کا مزار ہے جو کوئی مراد مند جاتا ہے اور تین روز مزار پر بصدق دل شب بیداری کرتا ہے تو مشکل اُسکی حل ہو جاتی ہے لیکن وہان

پہونچنا دشوار ہی کہ دو شیر ببر شب و روز مزار کی نگہبانی کرتے ہین اور کوئی خادم و مجاور بھی نہین ہی لیکن عرس کے روز کچھ لوگ جمع ہوجاتے ہین شیر ہٹ جاتے ہین اُسوقت زیارت بخوبی ہوتی ہی امیر سلطان نے پوچھا وہ عرس کب ہوتا ہی اُسنے کہا کہ کل عرس ہوگا امیر سلطان بھی دوسرے روز خلقت کے ہمراہ پہاڑ پر گیا دیکھا کہ اُس مرقد کے دیکھنے سے روح کو تازگی ہوتی ہی اور دل گواہی دیتا ہی کہ ضرور مطلب برآری ہوگی غرضکہ بعد ختم ہونے عرس کے امیر تین شب بیدار رہا

اب حال شکیلہ گیتی آرا کا سنو

کہ شدت خفقان سے اسقدر بیقرار ہوئی کہ کسی طرح قرار و آرام نہ آیا وحشت مین سیر باغ کو چلی اور دل سے کہا کہ مزار بابا اسحاقؒ کو چلو اور دعاے وصال جانان مانگو دایہ سے کہا تمھارا بیٹا کسطرح اپنی مراد کو پہونچا بیان کرو دایہ نے کہا چند سال ہوئے کہ فرزند میرا سفر مین ایک یہودیہ پر عاشق ہوا اور باپ اُسکا ملک وقار یہ مین رہتا تھا جب مین اس حال سے آگاہ ہوئی کہ میرا بچہ اُسکے عشق مین قریب بہ ہلاکت پہونچا مین نے تمھارے والد یعنی شاہ کو آگاہ کیا لیکن وہ یہودی ایسا مغرور تھا کہ بادشاہ کو پیغام نسبت بھیجنے مین تامل ہوا اور فرزند میرا ناچار ہوا کوئی صورت کار برآری کی نہ ہوئی جان سے ہاتھ دھو کر بابا اسحاق کے مزار پر گیا اور تین شب وہان بیدار رہا تیسری شب بشارت ہوئی کہ جا کام تیرا ہوگیا حسب اتفاق وہ یہودیہ ایسی بیمار ہوئی کہ حکماے جواب دیدیا یہودی نے منجم سے رجوع کی منجم نے زائچہ دیکھکے کہا ہمکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مسلمان تیری بیٹی پر عاشق ہوا ہی اور وہ بھی اسکے فراق مین قریب مرگ ہی اگر تو اسکا عقد اُسکے ساتھ کردیگا تو اسکی جان بچ جائیگی ورنہ موت دامنگیر ہی بس صبح کو وہ یہودی مع اہل و عیال کے مسلمان ہوا اور میرے بیٹے سے عقد اپنی بیٹی کا کردیا اور اسی طرح اکثر لوگ اُسی مزار کے فیض سے کامیاب ہوئے ہین ملکہ نے کہا ای دایہ تجھے یاد ہوگا کہ جب بادشاہ بہت علیل ہوگئے تھے تو مین نے اُنکی صحت کیلیے نذرین مانی تھین ازانجملہ یہ بھی کہا تھا کہ بابا اسحاق کے مزار پر بھی نذر چڑھاؤنگی مگر آجتک یہ نذر نہ ادا ہوئی اسکا بار میری گردن پر رہا اور مین بخوف والدین کے اظہار نہ کرسکی دایہ نے کہا بادشاہ سے اجازت لو وہ حفاظت کو لشکر ساتھ کرینگے چلکے زیارت کرو تنہا بے سر و پا جانا مناسب نہین ہی ملکہ نے کہا سبحان اللہ فوج ہمراہ لیکر مزار پر جانا اپنا اظہار مراتب کرنا ہی یا کہ محتاج مرادمندون کے مانند جانا بہتر ہی آج تو یوم عرس ہی پھر یہ وقت کب ہاتھ آئیگا آخر ملکہ شکیلہ بلباس مردانہ گھوڑے پر سوار ہوئی ایک دایہ اور دو خواصین معتمد کو ہمراہ لیکے روانہ ہوئی جب قریب مزار پہونچی دایہ نے خواصون کو حکم دیا کہ تم دور دور کھڑی رہو ملکہ مقبرہ مین داخل ہوئی یہان پہلوے مزار مین امیر سلطان عبادت الٰہی مین مصروف تھا کہ ناگاہ آنکھ بند ہوئی اور دیدۂ باطن کھلے دیکھا مزار سے ایک مرد حضرت نہایت بزرگ باہر آیا اور امیر سلطان سے کہا ای جوان جو درخت زیر دیوار ہمارے مزار کے ہی

تم اسکی جڑ کھودو وہان سے ایک صندوق مقفل برآمد ہوگا اسمین ایک کمان اور دو تیر ہین وہ لیکے غار نشاط مین جانا تاریکی غار سے جب باہر نکلوگے ساحرون کے باغ مین پہونچوگے وہان شمشیر نگانہ خواہر شنتار زنگ جادو نے تمھارے بھائی کو بامید وصال قید کیا ہی نہین تو ابتک مار ڈالتی وقت زوال روز بیخوف وخطر اُس باغ مین جانا وہ وقت جادوگرون کے ظلمات جانے کا ہی باغ خالی ہوگا جب باغ کے بیچ مین پہونچنا تیر سبز کو ایک دیوار پہ مارنا تیر ضرب دیوار سے پھر تمھارے پاس آجائیگا پھر اسی تیر کو دوسری طرف مارنا غرض اسیطرح چارون طرف تیر لگانا جب تیر سمت چہارم سے پھر نہ آئے باغ مین سیر کرنا امید ہی کہ بسبب تیر افشانی کے ساحرون کی نظر سے غائب ہو اس عرصہ مین شمشیر نگانہ ملعونہ بھی چالیس نفر ساحرون سے آئیگی اور امیر خلیل کو بلا کر اپنا اظہار مطلب کریگی جب امیر خلیل گالیان دیگا پھر اُسے زندان بھیجیگی اور خود اُن چالیس نفر کے ساتھ شراب وکباب مین مصروف ہوگی جبکہ وہ سب جادوگر نشہ مین مست وبیہوش ہوگے ہر ایک شمشیر نگانہ سے صحبت کریگا اسوقت تم تیر دوم جیسکا ہر خانہ سرخ ہی شمشیر نگانہ کو اس قوت سے لگانا کہ حلق سے باہر نکلجائے اور وہ جہنم واصل ہو پھر وہ جادوگر خود بخوف جان بھاگ جائینگے اور اُنکو سحر بھی فراموش ہوگا کہین راہ فرار نہ ملیگی پھر تم تیغ بیدریغ سے سب کو قتل کرنا اور امیر خلیل کو زندان سے نکالکر یہان لے آنا اور ایک عورت حاجتمند ہمارے مزار پر آئی ہی اور وہ تمھاری خواہش رکھتی ہی خبردار اُسکی خاطرداری ودلجوئی مین کوئی مرتبہ فرو گذاشت نہ کرنا کہ وہ ہمکو نہایت عزیز ہی جسوقت کہ امیر سلطان کی خواب سے آنکھ کھلی دیکھا کہ چند عورتین گرد مزار موجود ہین امیر سلطان نے جانا کہ وہ عورت حاجتمند ان مین سے ہی کہ یکایک امیر سلطان کو شکیلہ نے بھی دیکھا اور مزار کے تصدق ہوئی دایہ سے کہا تو نے دیکھا کرامت اسے کہتے ہین کیا جلد ظہور مین آئی اس کلمہ سے دایہ سمجھی کہ ملکہ اسی جوان کی خواہش مین یہان آئی ہی اب ملکہ نے دایہ سے حال مفصل بیان کیا اور کہا شعر

	دل کی جو امید تھی بر آگئی	صورت محبوب نظر آگئی	

دایہ چپ ہو رہی جب ملکہ وامیر سے صحبت گرم ہوئی ہر ایک نے حال اپنا بیان کیا اور تا صبح حرف وحکایات مین گذرا امیر سلطان نے وقت رخصت ملکہ سے کہا کہ بھائی کی ملاقات کے بعد مین ضرور تمسے نکاح کرونگا ملکہ اس عہد وپیمان کے بعد اپنے باغ مین گئی اور امیر سلطان تیر وکمان لیکر غار نشاط مین داخل ہوا قصہ مختصر حسب ہدایت بابا اسحاق شمشیر نگانہ کو مع جادوگرون کے فی النار کرکے شکر خداوند دوجہان بجالایا اور امیر خلیل کو زندان سے نکال کے بغلگیر ہوا اور ہر ایک نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی امیر سلطان نے رقعہ گوہر افروز کا دیا اور حال رہائی بھی کہا اور قصہ شکیلہ کا بھی بھائی سے کہدیا جب یہ دونون بھائی غار سے باہر نکلے خلائق وقاریہ نے پوچھا کہ اس غار سے تو کوئی زندہ نہین نکلا تم کیونکر زندہ بچے اُنھون نے کہا خداوند توانا ہر امر پر قادر ہی ہمین ہر بلا سے محفوظ رکھا اس عرصہ مین موفر شاہ کو خبر ہوئی اُسنے نہایت انکساری سے امیر خلیل وامیر سلطان کو بلایا اور کہا نہایت حیرت کی جا ہی

کہ تم اس آفت سے بچکر یہان آئے اسکی کیفیت مفصل بیان کرو کہ اس غار سے ایک نغمہ کی ایسی آواز آتی تھی کہ دل کو
بیچین کرتی تھی پھر موقوف ہوگئی پھر جاری ہوئی امیر خلیل نے کہا ای شاہ میرے بھائی امیر سلطان نے اب بالکل
وہ آواز بند کردی پھر حقیقت اپنی اور غار کی موقر شاہ سے بیان کی موقر شاہ نے جو سنا کہ امیر سلطان ملک الشمال
کا داماد ہی اور بڑا بھائی امیر سلطان کا امیر خلیل ہی نہایت تواضع سے پیش آیا اور دعوت شاہانہ کی اتفاقاً اسی شب کو
عالم خواب مین موقر شاہ سے بابا اسحاق نے فرمایا کہ تیری بیٹی کا عقد امیر سلطان سے مقرر ہوچکا ہی لہذا مین بھی
چاہتا ہون صبح کو بادشاہ نے حال خواب وزیر دانا سے بیان کیا وزیر بولا آپ اپنے حق مین یہ کلام بھی وحی سمجھیے
یہ امور غیبی ہین بادشاہ نے کہا مین شکیلہ کی بابت امیر سے کہون اور وہ بوجہ دامادی ملک الشمال کے قبول
نہ کرے تو مفت ندامت ہوگی وزیر نے کہا اسطرح کے خواب غلط نہین ہوتے ہین امیر سلطان کا استمزاج لیتا ہون
غرض وزیر نے امیر خلیل سے کہا اس معاملہ مین آپ کیا ارشاد فرماتے ہین امیر خلیل نے جواب دیا اگرچہ
امیر سلطان کو اس امر مین تامل ہوگا لیکن مین بپاس خاطر بادشاہ جسطرح ہوگا امیر سلطان کو راضی کردونگا تم
سامان شادی تیار کرو وزیر نیک تدبیر خوش و خرم بادشاہ کے پاس آیا اور کہا امیر نے سامان شادی کا حکم
دیا ہی یہان امیر خلیل نے امیر سلطان کو عقد کی مبارکبادی دی امیر سلطان نے کہا اول آپ ملکہ گوہرافروز
سے عقد کرین بعد اسکے مین عقد کرونگا امیر خلیل نے کہا تاوقتیکہ مقدمہ جمیلہ درست ہوگا مین گوہرافروز سے نکاح
نکرونگا کہ جمیلہ سے مین شرمندہ ہونگا امیر نے کہا انشاء اللہ یہ بھی قریب ہی قصہ مختصر موقر شاہ نے جشن عروسی شروع
کردیا تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا آخر کار بہ آئین شاہانہ و قواعد خسروانہ شکیلہ کا نکاح امیر سلطان سے ہوا
بعد چند روز کے امیر سلطان و امیر خلیل وقاریہ سے نعمان شاہ کے ملک مین آئے نعمان شاہ کو اطلاع ہوئی
استقبال کے لیے آیا اور بڑے کروفر سے شہر بہاریہ مین لیگیا اور اسی طرح نعمان شاہ نے بھی بڑے تزک و احتشام
سے گوہرافروز کی شادی امیر خلیل سے کردی امیر عالی تدبیر اب بہاریہ سے جمعیت حصار کی جانب روانہ ہوئے
لیکن گوہرافروز و ملکہ شکیلہ کو میکے مین چھوڑ گئے اور کہا کہ ہم جلد بلا لینگے جب جمعیت حصار کے قریب پہونچے ایک
قاصد ملک الشمال کو روانہ کیا ملک الشمال بمجرد پہونچنے قاصد کے خود استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے
شہر مین لے گیا ملکہ روشن بدن امیر کے آنے سے اسقدر خوش ہوئی کہ جس کا بیان نہین ہوسکتا امیر سلطان نے
ایک روز ملک الشمال سے رخصت ملک جنوبیہ طلب کی ملک الشمال نے کہا خیر تو ہی اب طبیعت مین جوش پیدا ہوا
امیر سلطان نے امیر خلیل اور جمیلہ عالم افروز کی باہم رسم کی کیفیت بیان کی ملک الشمال نے کہا ای فرزند
جبکہ حق عظیم امیر خلیل رکھتا ہی ملک الجنوب بھی یقین ہی کہ انکار نہ کرے

ہماے اوج سعادت بدام آمدہ است	نگین دولت و عزت بکام آمدہ است

پس ملک الشمال نے اُسیوقت ایک نامہ باین مضمون ملک الجنوب کو لکھا کہ ای نیر برج اوج وکمال واہ مہر سپہر
حشمت واجلال آگاہ ہو کہ امیر خلیل کا احسان تمام عمر ہماری تمھاری گردنون پر رہیگا اور ہم شکر یہ اُسکا ادا
نہین کرسکتے چنانچہ حق السعی مین اس احسان کے تمھاری برادر زادی ملکہ روشن بدن سے امیر خلیل کے چھوٹے
بھائی امیر سلطان کا عقد کردیا اور اپنا باعث شرف وافتخار سمجھا لہذا تمکو بھی لازم بلکہ الزم ہی کہ ملکہ جمیلہ عالم افروز
کا امیر خلیل سے بلا حجت وعذر نکاح کردو اور اُسکے احسان سے سبکدوش ہو یہ خیر خواہ بھی تمھارا ممنون ومشکور ہوگا
والسلام جب یہ نامہ ملک الجنوب کو پہونچا جواب مین لکھا کہ الحق احسان اُسکا ہمارے اوپر ایسا ہی کہ اگر ہمارا
ہر موے تن زبان ہو تو تمام شکریہ ادا نہو سکے الا وہ خود اگر درخواست کرے تو ہمین بھی کوئی عذر نہین کہ ایسا ذی ہمہ
محسن کہان ملیگا دوسرے ہم رائے بادشاہ کو بمراتب بہتر سمجھتے ہین بقول شخصے آنچہ مرضی مولی از ہمہ اولی خلاصہ کلام
یہ ہی کہ جو جمیلہ کے حق مین بہتر وانسب ہوگا ہمین بھی منظور رہی ملک الشمال نے جواب نامہ امیر سلطان کو معائنہ
کرادیا القصہ جمعیت حصار سے ملک عشرت نگار بیس منزل ہی حکم شاہ صادر ہوا کہ ہمارے ملک سے تا ملک الجنوب
دورویہ روشنی کیجائے اور ملک الشمال نے بھی اپنے کارندون کو یہی حکم دیا جب کارپردازان ممالک طرفین نے
اس روشنی وآرایش سے فرصت پائی امیر سلطان وامیر خلیل ارض الجنوب کو روانہ ہوئے تمام روز تو آرام وعیش
کرتے تھے اور شب کو آرایش وروشنی کی سیر کرتے جاتے تھے جبکہ ملک عشرت نگار کے قریب پہونچے ملک الجنوب باستقبال شاہانہ
امراے ذی حشمت واجلال کو مع ملک الشمال کے شہر مین لیگیا اور تین ماہ دعوت ومہمانی کی اور امیر کی تعریف مین یہ شعر پڑھا

توصیف کمال تو شنیدم	چون دیدم ازان زیادہ دیدم

تاریخ سعید براے عقد تجویز ہوئی قاضی القضات نے ملکہ جمیلہ کا عقد پڑھا عاشق ومعشوق مقاصد دلی کو پہونچے
ملک الشمال امیر خلیل سے مرخص ہوا امیر خلیل نے کہا حضور تشریف لیجائین لیکن امیر سلطان بعد چند روز کے
حاضر ہونگے ملک الشمال نے کہا بہتر ہی مگر ملکہ زہرہ روشن بدن البتہ ہمراہ جائیگی قصہ مختصر بعد رخصت ملک الشمال
کے امیر سلطان عشرت نگار مین ایک ماہ تک مقیم رہا بعد ازان جمعیت حصار کو روانہ ہوا اور دو منزل امیر خلیل
نے بھائی کی مشایعت کی اور یہ امر قرار پایا کہ تین ماہ بہار کے عشرت نگار اور جمعیت حصار مین بسیر وتماشا بسر کرین
راوی کہتا ہی کہ امیر سلطان جمعیت حصار کی طرف جاتا تھا کہ بعد چار منزل کے ایک دوراہا ملا امیر نے
پوچھا یہ راہ کہان کو گئی ہی اُنھون نے بالاتفاق کہا کہ ہم نہین جانتے کہ یکایک ایک ہواے خوشگوار معنبر ومعطر ایسی
دماغ مین آئی کہ تمام لشکر کا دماغ معطر ہوگیا اور ہزارون جانوران شکاری اُس صحراے پُر بہار مین نظر آئے
امیر سلطان نے مصاحبون سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ شاید کوئی ملک گرد وپیش واقع ہی اور یہ راہ اُسیطرف گئی ہی
ہم بھی صید وشکار کرتے ہوئے اُسیطرف سے چلینگے آخر شاہراہ عام کو چھوڑکر اُسیطرف روانہ ہوئے درحقیقت

جسقدر آگے جاتے تھے ایسا صحراے پر بہار نظر آتا تھا کہ باغات شہر کو کیا مناسبت ہے امیر سلطان سیر کرتا شکار کھیلتا ایک ایسے دشت پر بہار مین پہونچا کہ جسکی ہر نسیم خوشگوار تازہ کن دل و دماغ و قوت بخش روح تھی اور ایک قطار درختان خرما کی ایسی گنجان تھی کہ اُن درختون سے کوئی جانور خرد یعنی خرگوش تک باہر نہ جا سکتا تھا اور جہانتک نظر کام کرتی تھی وہی درخت معلوم ہوتے تھے اور بلندی بھی اُن درختون کی حد سے زیادہ تھی اور ہزارہا جانور ہر شاخ درخت پر ایسے نظر آئے کہ جنکا قد برابر طاؤس کے اور پر و بال سفید مثل نقرہ کے روشن و منور تھے اور ثمر درخت مثل یاقوت سرخ کے چمکتے تھے جب اُن جانورون نے گروہ انسان کو دیکھا ایک قہقہہ مارا امیر متحیر اُن درختون اور جانورون کو تا دیر دیکھا کیا اور مصاحبین سے کہا ایسا تماشا تو کہین نظر سے نہ گذرا ہوگا مصاحبین بولے حضور دیکھنا کیسا کبھی سُنا بھی نہین اب سب کے سب حیران و پریشان کوئی انسان نہ حیوان کس سے پوچھا کیا کرین آخر یہ تدبیر ہوئی کہ ایک شتر سوار روانہ کرین کہ وہ حد اشجار بھی دیکھ آئے اور جو کوئی آدمی ملے تو اُسے لے آئے کہ اُس سے حال پوچھا جائے امیر نے ایک شتر سوار برق رفتار کو حکم دیا کہ تم جاکے دیکھ آؤ کہ حد ان درختون کی کہان ختم ہوئی ہے اور جو کوئی آدمی ملے تو اُسے لیتے آنا کہ ہم اُس سے ملک وغیرہ کا حال پوچھین غرض ایک شتر سوار دست راست اور دوسرا دست چپ کیطرف روانہ کیا اور آپ وہین خیمہ زن ہوئے شام کو وہ جانوران درخت غائب ہو گئے جب ایک ساعت رات گذری اُن درختون سے آواز نغمہ و ساز جانگداز آنے لگی اور انواع اقسام کی آتشبازی ایسی چھوٹی کہ تمام صحرا روشن ہو گیا امیر سلطان اول ہی حیرت زدہ تھا اب زیادہ حیران ہوا آخر تمام رات اسی حیرانی مین گذری صبح کیوقت شکار کو گیا جب وقت سہ پہر ہوا پھر جانور درخت پر بدستور موجود ہو گئے اس عرصہ مین وہ شتر سوار بھی آئے اور کہا کہ ہم چالیس فرسخ گئے لیکن درخت تمام نہ ہوئے نہین معلوم کہ یہ کہان ختم ہوئے ہین امیر نے کہا ہم بدون دریافت حال یہان سے آگے نہ جاینگے ایک ملازم نے کہا حضور یہان سے قریب ایک گاؤن ہے اگر حکم ہو تو وہان سے ایک آدمی کو بلا لائین حضور دریافت فرمائین امیر نے کہا ہان جلد جاؤ غرض وہ مرد گاؤن مین گیا ایک آدمی کو لے آیا امیر نے اُس مرد سے اُن درختون کا حال پوچھا اُسنے کہا ہم نہین جانتے لیکن ایک شخص شیخ الحرم نامے کہ سن اُسکا سو برس کا ہے شاید وہ جانتا ہو کہ ہم سب اُسی کی اولاد مین ہین لیکن بسبب ضعیفی کے اُسکا یہانتک آنا دشوار ہے امیر خود سوار ہو کر اُس گاؤن مین گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت بلند ہے اُسمین وہ بڈھا مثل مضغہ گوشت کے پڑا ہے کسی وقت وہ کوئی بات کرتا ہے وہ بھی بمشکل بشعر

ز دوران از مہر بن موج بے شیرے	ز پیری پیکرش مشت خمیدے

امیر جب اُسکے پاس گیا تو اُسکے لڑکون نے زور سے کہا یا جدا ایک بادشاہ تمھاری ملاقات کو تشریف لایا ہے بڈھا اُنکی آواز سے ہوشیار ہوا اور معجون کی ڈبیا مانگی تھوڑی معجون کھائی دماغ گرم ہوا چارون طرف دیکھکے

امیر سلطان کو سلام کیا اور اپنا عذر ضعیفی کرکے پوچھا کہ آپ نے کیون تکلیف فرمائی امیر نے کہا ان درختون اور
جانورون کا حال پوچھنا چاہتا ہون بڈھے نے کہا اسے آپ نہ پوچھین مجھے معاف فرمائین کسواسطے کہ جب آپکو
حال اس مکان حیرت نشان کا معلوم ہوگا پھر شوق دید بھی ہوگا اور دیکھنے مین ہزارون خرابیان ہونگی اور
جب تک اس عالم سے دوسرے عالم مین جانا نہو دیکھنا اسکا ممکن نہین ہی جب ہم اس عالم مین انتقال کرینگے تو
آپ کے تابعین ہماری قوم کو ہلاک کرینگے اس سے بہتر یہی ہی کہ آپ تحقیق نخلستان نہ فرماوین اور جان کو غنیمت جانکر
خاموش ہو رہین امیر کو اس بیان سے زیادہ شوق ہوا اور کہا مجھے فقط دریافت کرنا منظور ہی بڈھا چُپکا ہو رہا
جواب نہ دیا امیر نے کہا مین تجھے عذاب سخت سے مارونگا ورنہ بتلا کیا حال ہی لڑکون نے بڈھے سے کہا تمکو
اس نصیحت سے کیا کام جو حال ہی بیان کر دو پس بڈھے نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا خیر سُنیئے جو مرضی خدا کی
مجھے معلوم ہوا کہ عمر میری آخر ہوئی اور گانؤن بھی ویران ہوا ای شہریار بحالی وقار چھ فرسخ نخلستان کے آگے
ایک قلعہ نہایت بلند وسیع عبرت نگار نام ہی پیشتر اسکو عشرت نگار کہتے تھے دو سو برس کا قصہ ہی کہ شاہزادہ
اس دیار کے بادشاہ کا نہایت حسین و جوان تماشا دیکھتا قلعہ مین داخل ہوا پھر نہ پھرا بادشاہ نے اسی روز سے
عشرت کو عبرت سے بدل دیا جب سے عبرت نگار نام ہو گیا اور یہان سے پانچ منزل پر ایک قلعہ شہرت نگار اور
آباد کیا اور ابتک اسی بادشاہ کے خاندان مین ریاست چلی آتی ہی اور یہ درخت خرما اسی وجہ سے اپنے کنہان
دریاے شور کی حد تک اس بادشاہ نے لگائے تاکہ کوئی شخص مسافر اُن درختون سے اُدھر نہ جاسکے تا کہ بلاے
طلسم مین گرفتار نہو جائے امیر نے پوچھا یہ جانور عجیب الخلقت کیسے ہین بڈھے نے کہا کہ مین اپنی عمر سے یہی تماشا
دیکھتا ہون کہ صبح کو جانور آتے ہین اور شام کو قلعہ مین چلے جاتے ہین مگر ظاہرا وہ طلسم کے معلوم ہوتے ہین کہ ان
حد طلسم سے پرواز نہین کرسکتے امیر نے کہا کہ اندر قلعہ کے کیا حال ہی بڈھے نے کہا کہ حال اندر قلعہ کا تو حضور
کی بدولت دیکھونگا مگر حال بیرون قلعہ کا بیان کرتا ہون کہ نخلستان کے آگے دو درخت چنار چالیس قدم کے
فاصلہ پر ہین قلعہ وہان سے نظر آتا ہی اور وہی گویا دروازہ قلعہ کا ہی جو انسان درختون سے اُس طرف گذرتا
ہی پھر وہ نہین پھرتا اور جب کوئی درخت چنار سے گذرتا ہی تو دروازہ قلعہ خود بخود کھُل جاتا ہی اور چند آدمی باساز و
سامان باہر آتے ہین اور اُسکو اندر قلعہ کے لیجاتے ہین پھر نہین معلوم کہ وہ کس بلا مین گرفتار ہوتا ہی کہ پھر نہین نکلتا
چنانچہ اسیطرح بادشاہزادہ بھی جب آیا تو چند امیر تخت روان مرصع کار پر سوار مع نوبت و نقارہ سلطانی قلعہ
سے نکلے اور بہ توقیر تمام شاہزادہ کو قلعہ مین لیگئے اس دن سے آجتک شاہزادہ کا نشان نہ ملا جانورون کا حال
معلوم نہین اسیوجہ سے درخت خرما کی دیوار بنوادی گئی تاکہ کوئی اُسطرف کا قصد نہ کرے اور یہ گانؤن بھی خاص
اسی نگہبانی کے لیے ہی شاید مردمان طلسمی ہین کہ اس شکل سے مشکل ہین امیر نے کہا کہ ہم قلعہ کو دور سے دیکھین

بڈھے نے کہا جبتک کہ دو چار درخت خرما قطع نہون کوئی جا نہین سکتا اور درخت بدون حکم حاکم قطع ہو نہین سکتے
امیر نے اسیوقت تبردار کو حکم دیا کہ درخت گرا کے بیلدار راہ درست کر دین ہرچند بڈھا اور چند مصاحبین اس امر کو
منع کرتے رہے لیکن امیر نے ایک کی نہ سُنی پس بمجرد قطع ہونے درخت کے وہ جانور قہقہہ مار کر ہنسے اور پرواز کر گئے
امیر سلطان و پیر دہقان درخت چنار تک آئے امیر نے قلعہ کو دیکھا واقعی فصائل و بروج اُسکے ہمسر فلک تھے
بعد قلعہ کا کیا مذکور امیر نے ملازمون سے فرمایا کوئی ایسا بہادر ہے کہ اپنی جان فروشی کر کے ہمین راز قلعہ سے آگاہ
کرے ہم انعام معقول دینگے ایک دھوبی جذامی لشکر کا دو ہزار تومان امیر سے لیکر قلعہ کو روانہ ہوا جب حد چنار
سے گذرا تو دروازہ قلعہ کا کھلا اور اندر سے ایک غل اور شور بلند ہوا بعد اُسکے چند دھوبی بلباس زعفرانی
بینڈ نوش بجاتے قلعہ سے باہر آئے اور ایک بیل بھی ساتھ لائے اُنھون نے دھوبی کو بیل پر سوار کیا اور باساز و
سامان قلعہ مین لیگئے امیر نے باواز بلند کہا او دھوبی چلا آ اب ہمین حال معلوم ہوگیا دھوبی نے مطلق خیال نہ کیا
جب دروازہ قلعہ کا بند ہوگیا امیر نے اُسی جا مقام کیا بڈھے نے کہا ابھی تک خیر ہے اب آپ پھر چلیے ورنہ خدا جانے
انجام اسکا کیا ہو امیر نے کہا مین دیوانہ نہین ہون بڈھا چپ ہو رہا صبحکو امیر پھر اُن درختون کے پاس آیا اور
ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ قلعہ مین جاکر ہمین اُسکے حال سے آگاہ کرے ایک مرد اور حد چنار سے آگے بڑھا بدستور
در قلعہ وا ہوا چند نفر سپاہی مسلح ایک گھوڑا باساز نقرہ ہمراہ لیے قلعہ سے باہر آئے اور اُسیطرح نقارہ بجاتے
اُس شخص کو اندر لیگئے امیر اُس روز بھی وہین رہا شیخ دہیہ نے کہا آپ چلیے بس جو دیکھنا تھا دیکھ چکے امیر نے
کہا آج اور دیکھتا ہون کل چلونگا بڈھے نے کہا یہ قاعدہ طلسم ہے کہ آدمی خود اپنے کو گرفتار کرا دیتا ہے ضبط نہین
ہو سکتا امیر نے کہا تجھے خیر ہے کوئی اپنے کو دیدہ و دانستہ آفت مین پھنسا دیتا ہے شعر

کوئی خود آگ مین گرتا نہین جلنے کے لیے	آنکھین اللہ نے دین دیکھکے چلنے کے لیے

بڈھے نے کہا اُسوقت خیال نہین رہتا جو غلام عرض کرتا ہے وہی ظہور مین آئیگا غرض تیسرے روز پھر امیر نے
باواز بلند کہا کہ کوئی ایسا مرد ہے جو اُن دونون آدمیون کی خبر لادے بڈھے نے کہا معلوم ہوا کہ آپ ضرور جائینگے
خیر مین تمسے پیشتر جاتا ہون یا قسمت یا نصیب یہ کہکر شیخ دہر روانہ ہوا جب درخت چنار سے آگے گیا بدستور
در قلعہ کھلا چند نفر دہقانی ایک بڑا ساگدھا لیے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے اور شیخ کو سوار کر لیگئے اب بعد جانے شیخ
کے امیر سے ضبط نہو سکا اور خود چلا جب حد درخت چنار سے گذرا اہل لشکر نے ہرچند فریاد کی لیکن کون سُنتا ہے
اور قلعہ سے شور و غل کی آواز آئی دروازہ قلعہ کا کھلا چند امرا اعظام مع سامان شاہی و جلوس ملوکانہ قلعہ سے
باہر آئے اور تخت زرنگار پر امیر کو سوار کیا اور داخل قلعہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بدستور بند ہوگیا یہان اہل لشکر
باحال پریشان گریان و نالان چاک گریبان امیر خلیل کے پاس پہونچے اور تمام سرگذشت بیان کی امیر خلیل نے

بمجرد سُننے اس خبر وحشت کے خود بھی گریبان چاک کیا اور ایک نعرہ آہ کا مار کے غش ہو گیا بعد اسکے امیر خلیل ملک الجنوب کے پاس گیا اور امیر سلطان کا حال بیان کرکے کہا مین بھی وہان جاکر درخت چہار دیکھونگا ملک الجنوب نے کہا کچھ خبر ہی تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ امیر سلطان سے ملاقات ہوگی یہ بخبیر ہی اس بات کا کبھی دل مین خیال تک نہ لانا اب تم کہان اور امیر سلطان کہان بس اب تم امیر سلطان سے دست بردار ہو اور اپنی جان کو غنیمت سمجھو امیر خلیل نے کہا ہرچہ بادا باد اب بغیر دیکھے اُن درختون کے مجھے آرام کہان الغرض امیر خلیل ملک الجنوب سے بخیر رخصت ہوکر نخلستان کی طرف روانہ ہوا اور حال شیخ دہریہ کا پوچھا شیخ کی اولاد نے سب حقیقت بیان کی امیر خلیل درختان چہار کے پاس گیا اور کہا ہم قلعہ کا حال دریافت کرینگے ایک حلاج حسب الحکم پیشتر روانہ ہوا موافق معمول اوسکی سواری کو ایک پایا اور چند نفر اسی قوم کے قلعہ سے نکلے اور حلاج کو لیگئے امیر خلیل نے ہمراہیون سے فرمایا یارو درحالیکہ میرا بھائی امیر سلطان موجود نہو پھر عیش و عشرت مین زندگانی بسر کرنا مجھکو بدتر از مرگ ہی آخر گھوڑے سے اُترکے حد چہار سے آگے بڑھا اہل قلعہ جس جلوس و تزک سے امیر سلطان کو لیگئے تھے اوسی جلوس سے امیر خلیل کو بھی قلعہ مین لیگئے سب رفقا و سپاہ گریان و پریشان ملک الجنوب کے پاس آئے اور حال امیر کا بیان کیا ملکہ جمیلہ عالم افروز نے جو گم ہونا امیر خلیل کا سُنا اُسیوقت لباس سیاہ پہنا اور سینہ و سر اسقدر پیٹا کہ بیہوش ہوگئی ماں باپ نے ملکہ جمیلہ کو ہرچند سمجھایا لیکن اُس فراق دیدہ مہاجرت کشیدہ کو کسی طرح قرار و آرام نہ تھا اور یہ شعر وردِ زبان تھا شعر

فراق یار مین کس طرح سے دل کو قرار آئے
کوئی بیٹھا ہوا سینہ مین دل ہاتھون سے ملتا ہی

جب کسی طرح دل کو سکون نہوا تو باپ سے کہلا بھیجا کہ مجھے اجازت نخلستان جانے کی دیجیے ورنہ مین امیر خلیل کی مفارقت مین ہلاک ہوجاؤنگی ملک الجنوب نے ملکہ کو بمشکل اجازت دی جب یہ خبر جمعیت حصار مین پہونچی ملکہ زہرہ روشن بدن نے بھی گریبان چاک کیا اور ملکہ جمیلہ کو اس مضمون کا ایک رقعہ لکھا کہ اے خواہر عزیزتر از جان تمنے امیر خلیل کے پاس جانے کا قصد مصمم کیا ہی تو میرے آنے تک صبر کرو کہ مین بھی تمھاری ہمسفر ہونگی القصہ ملکہ زہرہ روشن بدن بھی ملک الشمال سے رخصت لیکر روانہ ملک عشرت نگار ہوئی رفتہ رفتہ یہ خبر بہار ہی اور وقاریہ مین پہونچی گوہر افروز اور ملکہ شکیلہ گیتی آرا نے سُنا کہ امیر سلطان و امیر خلیل دونون بھائی طلسم مین گئے اور ملکہ زہرہ روشن بدن اور جمیلہ عالم افروز بھی جایا چاہتی ہین گوہر افروز نے ملکہ جمیلہ عالم افروز کو یہ رقعہ لکھا ہے

من و تو بلبل یک گلزاریم
شاد گشتیم بیک بوی بہم

ہر دو دلخستہ جگر افگاریم
لطف کن رحم نما آخر کار

ہر دو بودیم بیک گل خرم
بہرہ خویش مرا ہم بردار

ملکہ جمیلہ عالم افروز نے اس رقعہ کو اول سے آخر تک پڑھ کے خود بھی ایک ویسا ہی رقعہ گوہر افروز کے نام لکھا اب سنیئے چار دن مہجبین نمگین و حزین یعنی ملکہ جمیلہ عالم افروز اور زہرہ روشن بدن اور گوہر افروز اور شکیلہ گیتی آرا اپنے اپنے والدین سے رخصت ہو کر نخلستان مین پہونچین اور قریب درخت چنار کے کھڑے استادہ ہوئے تمام شب فراق امیر مین اشعار عاشقانہ پڑھتی رہین ایک کہتی تھی ؎

لگی ہی آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہی / خبر دیتا ہی بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہی
خدارا جلد لے آکر خبر اے عیسی دوران / ترے بیمار کا اب کوئی دم مین دم نکلتا ہی

کوئی بیان کر رہی تھی شعر

غضب ہی شام سے تا صبح یاد رو سے روشن مین / مرے سینہ سے شعلہ آہ کا پیہم نکلتا ہی

اور کوئی یہ شعر پڑھ پڑھ کے بے اختیار روتی تھی ؎

ٹھہر جا اے اجل اور انکو دم بھر دیکھ لینے دے ہم / ابھی باقی ہی دل مین حسرت دیدار تھوڑی سی
تمنا ہی کہ جیتے جی بنا لیتا مین قبر اپنی / اگر ملتی زمین کوچۂ دلدار تھوڑی سی

القصہ اسی رنج و غم مین گریبان سحر چاک ہوا یہ چارون چار ناچار اُن درختان چنار سے آگے بڑھیں بدستور غل و شور کی آواز آئی اور در قلعہ کھلا چار خواجہ سرا مع چار محافۂ جواہر نگار حاضر ہوئے جب یہ قریب پہونچین اُن خواجہ سراؤن نے باادب سلام کیا اور کہا اے شاہزادیو اب محافون مین سوار ہو یہ چارون محافون مین سوار ہوئین اور وہ بعزت و حشم و خدم تمام اُنکو قلعہ مین لیگئے

اب راوی نازک خیال حال امیر سلطان گرفتار طلسم اول کا گذارش کرتا ہی

جس وقت امیر سلطان قلعہ عبرت نگار مین پہونچا ایک شہر آباد دیکھا جس کا طول و عرض حد قیاس سے باہر تھا اور اسی طرح قصور و مکانات وغیرہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے غرض تخت بردار امیر کا تخت ایک میدان وسیع مین لائے امیر سلطان نے دیکھا کہ ایک گنبد زمرد فام مینا کار ہی دروازے اُسکے بند ہین سردارون نے تخت امیر کا در گنبد پر رکھدیا کہ ایک پیر مرد باریش سفید آیا اور اُسنے آواز دی کہ اے مرشد عالم ایک جوان غریب الوطن بوضع سلاطین اُس مکان مین آیا ہی اُسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہی گنبد سے آواز آئی کہ جب تک اسکا بھائی نہ آئے اُسوقت تک اُسکو نظربند رکھو لیکن خبردار اسکی عزت و حرمت مین کسی طرح کا فرق نہو اور جب وہ بھی آجائے تو تم ان دونون کو تخت سلطنت پہ بٹھا دینا اور جو لوازم عدل و داد و عیش و نشاط ہین وہ تعلیم کر دینا وہ مرد پیر روشن ضمیر امیر کو ایک مکان شاہی مین لایا اور نازنینان مہجبین و معشوقان حسین خدمت کو مقرر کین

امیر سلطان صدمۂ سخت محبوب اور رنج فراق عزیز و رفیق مین ایسا غمگین تھا کہ کسی نازنین کو آنکھ اُٹھاکر
نہ دیکھا اس عرصہ مین امیر خلیل بھی پہونچا اور پیر مرد نے حسب دستور جو آواز دی تو گنبد سے امیر سلطان کی
بھی طلبی ہوئی پیر مرد امیر سلطان کو بھی در گنبد پہ لے گیا پہلے دونون بھائیون سے ملاقات ہوئی بعدہ پیر مرد
نے کہا یا مرشد دونون جوان حاضر ہین اندر سے آواز آئی کہ ای جوانان عدالت گستر سلطنت اس ملک کی
تمکو مبارک ہو مگر آئین عدل و انصاف ہاتھ سے نہ دینا اور طریقہ حکمرانی کا یہ ہی کہ ایک روز ایک شخص تخت حکومت
پر رہے دوسرا عیش و آرام کرے دوسرے روز دوسرا حکمرانی کرے اور وہ عیش و عشرت مین بسر کرے مگر
خلاف حکم اس پیر مرد کے کہ نائب ہمارا ہی کوئی کام نہو ورنہ پشیمان ہوگے بسم اللہ تشریف لیجاؤ پیر مرد نے اُن
دونون کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا اراکین سلطنت نے مبارکباد دی اور آواز نوبتخانہ و مبارکباد چہار طرف سے بلند
ہوئی شام کو پیر مرد دونون امیرون کو محل مین لے گیا اور رسم عدالت و انصاف بتائی خواتین محل حاضر
ہوئین اور امیر کو آداب بجالائین پیر مرد نے ایک طرف کے مکان امیر سلطان کو اور دوسری طرف کے مکان
امیر خلیل کے رہنے کو دیے اور جو صحن مین مکان تھے وہ دونون کی سیر کیواسطے مقرر کیے امیرون نے وہ باغ
اسطرح کا دلکشا و فرحت افزا دیکھا کہ شاید دوسرا نہوگا ہر جگہ درختان میوہ دار کی قطار تھی جب وسط باغ مین
آئے تو ایک درخت کثیر الفرع دیکھا جسکی شاخین طلاے احمر کی اور برگ مثل زمرد سبز کے اور خوشہاے مروارید
ہر ایک شاخ مین آویزان تھے اور ثمر اُسکے سیب کے برابر مثل یاقوت رمانی خوشرنگ تھے دونون کو وہ درخت
دیکھکے کمال حیرت ہوئی پیر مرد سے نام اُسکا پوچھا اُسنے کہا اس درخت کو شجرۃ الممنوعہ کہتے ہین خبردار تم
اسکا میوہ نہ کھانا ورنہ قوت رجولیت بالکل جاتی رہیگی امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا ای برادر اس جگہ
فقط تمھاری وجہ سے مین آیا تھا مگر تمھارے آنے کی کیا وجہ ہوئی امیر سلطان نے کہا کہ جب مین نے درخت
گرنجان دیکھے مجھے دریافت حال کا شوق پیدا ہوا ہرچند سب نے منع کیا لیکن مین چلا آیا گو کہ سب طرح کا
عیش و آرام یہان موجود ہی لیکن ملکہ جمیلہ اور گوہر افروز کا خیال دل سے نہین جاتا خدا جانے اُن
عورتون کا کیا حال ہوا ہوگا امیر خلیل نے کہا سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی دیکھیے زندگی مین پھر بھی شکیلہ اور
زہرہ روشن بدن سے ملاقات ہوتی ہی یا اسی مقام حیرت مین عمر تمام ہوگی غرض بعد ایک ماہ کے زبانی
خواجہ سراؤن کے معلوم ہوا کہ چار شاہزادیان جلیل القدر اس شہر عجائب نگار مین وارد ہوئی ہین شاید
تمسے کچھ قرابت رکھتی ہین یہان کا قاعدہ یہ ہی کہ قرابت دار کو جدا نہین رکھتے لہذا حکم ہوا ہی کہ اُنکو تمھارے پاس
بھیجدین اس عرصہ مین وہ پیر مرد بھی آیا اور کہا کہ مرشد عالم نے بعد سلام کے فرمایا ہی ای دلاورو تم ان عورتون
کی حد سے زیادہ قدر و منزلت کرنا کہ یہ بیچاریان تمھارے اشتیاق مین یہان آئی ہین انصاف کرو کہ یہ

طریق وفا مین کیسی ثابت قدم ہین کسقدر محنت وکوشش سے تم تک پہونچین اتنے مین دونون امیر جو دیکھتے ہین تو جمیلہ اور گوہر افروز وشکیلہ وزہرہ محافون مین سوار ہین اُنکو نہایت حیرت ہوئی اور حالت خوشی مین ہاتھون ہاتھ اُنکو باغ مین لائے پھر عیش وعشرت مین ہمہ تن مشغول ہوئے اور یہ شعر پڑھنے لگے

وہ نور قمر کب بھلا دیکھتے ہین　　جو حسن رخ پر ضیا دیکھتے ہین
جسے تمنے توڑا تھا یہ دل وہی ہے　　اسے غور سے آپ کیا دیکھتے ہین

لیکن قاعدۂ اول جاری رکھا کہ ایک دن امیر خلیل اور ایک دن امیر سلطان باری باری حکمرانی و عیش وعشرت کرتے تھے قضارا ایک رات دونون امیر مہر تنویر اپنی اپنی معشوقان مہ جبینان سے مشغول عیش تھے کہ ایک ثمر پختہ شجرۃ الممنوعہ سے گرا اور اُسکی بو سے خوشگوار سے تمام باغ کو معطر کردیا جمیلہ عالم افروز اور زہرہ روشن بدن نے امیرون سے دریافت کیا کہ ایسے ثمر لطیف کو کیون نہین کھاتے ہو امیر نے کہا پیر مرد نے منع کردیا ہے گوہر افروز نے کہا نہین معلوم اُس بڈھے نے کیون منع کیا ہے جمیلہ نے کہا تم چپ رہو جب یہ باہر جائین تو تم وہ ثمر اُٹھا لانا ہم تم کھائین گے دیکھین کیا ہوتا ہے اور اُس ثمر مین زمین پر گرنے سے ایک ساعت تو خوشبو رہتی تھی اور پھر جاتی رہتی تھی ایک دن دونون امیر دیوان عام مین تھے کہ گوہر افروز ایک ثمر اُٹھا لائی آپ کھایا اور جمیلہ کو کھلایا اُنکو اُس ثمر نے ایسا ذائقہ دیا کہ کبھی کوئی میوہ اُس مزے کا نہ کھایا تھا اور عرصہ تک سوا خوشبوئے دل و دماغ کے کوئی نقصان ظہور مین نہ آیا پھر یہ ذکر ملکہ زہرہ روشن بدن وشکیلہ سے کیا آخر زہرہ روشن بدن وشکیلہ نے بھی وہ ثمر کھایا اور ہر روز ایک ثمر کھاتی تھین لیکن کوئی نقصان نہ پیدا ہوا آخر ایک روز جمیلہ وہ ثمر کھاکر امیر خلیل کے پاس گئی امیر نے پوچھا آج تمھارے منھ سے یہ بو سے خوشش کیسی آتی ہے ملکہ نے کہا کہ ہم سب کئی روز سے وہ ثمر شجرۃ الممنوعہ کا کھاتے ہین لیکن کوئی نقصان آجتک نہین ہوا یہ خوشبو اُسی کی ہے اور امیر سلطان نے بھی یہی حال ملکہ زہرہ روشن بدن سے سنا آخر دونون امیر بھی یہ سنکے ثمر کھانے کو موجود ہوئے اور کہا سچ ہے کہ پیر مرد نے ہمین اس نعمت سے ناحق باز رکھا اب ہرچہ بادا باد ہم بھی یہ ثمر کھائین گے آخر ایک شب سب عاشق و معشوق جمع تھے کہ ایک پھل درخت ممنوعہ کا گرا زہرہ روشن بدن اسے اُٹھا لائی اور تراش کے امیرون کے سامنے رکھدیا چونکہ زمانہ عیش وعشرت امیرون کا تمام ہوچکا تھا موافق اس آیت کے اذا جاء القضاء عمی البصر اُنھون نے بھی وہ ثمر کھایا ابھی ایک قاش کھائی تھی کہ ناگاہ ہوا سے تند اس زور وشور کی چلی کہ تمام شاخین اُس درخت کی زلزلہ مین آگئین اور ہر پھل

درخت کا مثل شعلہ کے ہوا سے آسمان ہوگیا اور جڑ سے درخت کی آواز آئی الانسان حریص علی مامنع اس اثنا مین وہ پیرمرد بھی اُنکے پاس آیا اور کہا او نا انصاف آخر میرا کہنا نہ مانا اور مجھکو بیہودہ سمجھا اور اپنی معشوقون کے بہکانے سے وہ ثمر کھا لیا معلوم ہوا کہ عیش و آرام طلسم سے سیر ہوگئے خیر شعر

آنچہ نصیب ست بہم میرسد	گر نستانی بستم میرسد

جب صبح ہوئی پیرمرد اسیرون کو مع اُن نازنینون کے در گنبد پر لایا اور کہا کہ اُنھون نے عدول حکمی کی اور ثمر شجرۃ الممنوعہ کا کھا لیا آواز آئی کہ انکو ہمارے پاس روانہ کرو اور انکی بیبیون کو جانور کی صورت بنا دو پیرمرد نے ایک افسون پڑھکے عورتون پر دم کیا اُنکی صورت جانور سفید براق کی ہوگئی اور درخت خرما پر جاکر چہچہے کرنے لگین بعد اُسکے امیر خلیل اور امیر سلطان کو گنبد کے اندر داخل کیا گنبد مین ایسی تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا ایک روز و شب اُسی تاریکی مین چارون طرف حیران و سرگردان رہے لیکن دروازہ نہ ملا دوسرے روز ایک تختہ سرداب کا ہاتھ آگیا تختہ اُٹھایا تو دہنہ نقب معلوم ہوا یہ نقب مین داخل ہوئے جب نقب سے باہر نکلے اُسوقت حال شاہزادے معز الدین کا اور اپنا عجائبات عالیات مین داخل ہونا یاد آیا اور احوال طلسم بطور خواب فراموش ہوگیا وہان سے آگے چلے کہ بقعہ فیض حکیم صاحب کا معلوم ہوا امیر خلیل نے امیر سلطان سے کہا کہ ای بھائی کیا قدرت خدا ہی کہ شعر

سراسر ہیچ مہر و ماہ گردیدیم دنیا را	ندارد منزل آسایشی دیدیم دنیا را

یہ کہتے ہوئے چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ امیر سیف الدین کو دیکھا چلا آتا ہی

اب داستان فرحت بیان شاہزادہ معز الدین ابو تمیم بلند مکان عالیشان و واقعات افسانۂ نادرات کا بیان ہوتا ہی

مورخان سحر بیان اور راویان خوش الحان اس داستان حیرت افزا و قصۂ ہوش ربا کو یون معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب صاحبزادان عالیشان شاہزادۂ گیتی ستان والا قدر معز الدین نامور بعد جانے اپنے ہمراہیون کے خود سیر و تماشاء عجائبات کو روانہ ہوا چاہتا تھا کہ حکیم قسطاس حکمت نے فرمایا کہ ای فرزند دلبند تمنے خود درخواست سیر عجائبات کی وگرنہ مین آپ تمھین واسطے سیر کے بھیجتا اسلیے کہ اب بمشاہدۂ لوح بیضا معلوم ہوا کہ عقد ملکہ شمسیہ تاجدار بغیر فتح طلسم سبعہ سباع ممکن نہین اور فتح طلسم سبعہ سباع منحصر برزحل و مرآۃ الغیب و ذریح صد مثقالی و شیحہ ولوکش پر منحصر ہی اور یہ اشیاے مذکور اس عجائبات مین

موجود ہین جہان تم سیر کو جاؤ گے اور ملکہ شمسہ تاجدار کے شوہر کو زنان پریزاد طلسمی سے بھی
نکاح کرنا ضرور ہی اور وہ ازواج اسی سیرگاہ مین ہین اور یہین نکاح بھی ہوگا ہرچند کہ قیافہ تمھارا
دلالت کرتا ہی کہ تم خوش اقبال و صاحب طالع ہو بلکہ جو صفتین سیار طلسم کو لازم ہین وہ سب تم مین موجود
ہین لیکن اس طلسم مین قسمت آزمائی بھی ضرور ہی انشاء اللہ جب طلسم سے کامیاب ہوکے آوگے
ہم صاحبقران اکبر خطاب دینگے اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار مشہور ہوگے یہ طلسم رفیع البنیان
ایک عجائب کدہ ہی جسکا عدیل و نظیر دنیا مین نہین ہی اور مصر العجائب کے بعد پردۂ دنیا پر بنا
نہین ہوا اور نہ ہوگا اور طلسم مصر العجائب وہ طلسم ہی جسکا سیر و تماشا جد ہفتم ملکہ شمسہ تاجدار
صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش نے دیکھا اور یہ طلسم سراپا اسرار اجرام و اجسام دو حکیمون کی
مدد سے حکیم ارسطوے الہی نے ترتیب دیا ہی اور ایک نام اسکا امہات بھی رکھا ہی اگرچہ نیرنگی و
عجائب مین مرتبہ مصر العجائب کا برتر ہی کسواسطے کہ وہ طلسم بنا کیا ہوا دریاے اول حکیم آغازیمون
مصری کا ہی لیکن اس طلسم کی وسعت و کیفیت کو نہین پہونچتا جب تمام مرحلات طلسمی تمھاری نظر سے
گذرینگے اسوقت نیرنگی زمانہ و بوقلمونی روزگار سے بخوبی واقف ہوگے اور ہر ایک سے بطریق
افسانہ حال اس طلسم کا بیان کروگے یعنی کرۂ خاک سے تا فلک الافلاک حالات عناصر اور گردش

رجعت کواکب و معاملات عالم اسباب سب طلسم مین ظاہر ہونگے بعض کواکب اپنے رنگ
شعلہ سے ظاہر ہین اور بعض فقط بدلائل مفہوم ہوتے ہین اور بعض اسماے بروج دوازدہ گانہ
سے متصل ہین لیکن سیار طلسم کو فہم و ادراک ضرور چاہیے بلکہ اسی طلسم مین سیر ہفت اقلیم بھی
ہوگی حاصل کلام یہ طلسم نمونۂ دارین ہے کیونکہ علم عجیبہ کلیمون نے اس طلسم مین ظاہر کیا ہے اور جو مشکل
اثناء سیر مین پیش ہوگی آخر اسی طلسم مین حل ہوگی اور جو کہ مددگار سیار طلسم کا ہوگا وہ بیرون
طلسم اُسکے ملازمون مین داخل ہوگا اور اسی فرزند اثنائے سیر مین ایک شاہزادہ جلیل القدر
اقبال شاہ سے تم سے ملاقات ہوگی اور ہر امر مین وہ تمھارا شریک ہوگا تم بموجب راے
اُسکی عمل کرنا اور علاوہ ازین ایک اور امر ہے اُسے بھی سن لو کہ بمجرد پہونچنے طلسم کے ایک
نازنین بصورت ملکہ شمسہ تاجدار کے تمھین ملے گی اور تم اُسپر عاشق ہوگے یہان تک کہ
اُسی کی تلاش مین تمام مرحلۂ طلسمی نظر سے گذرینگے بسم اللہ اب جاؤ اور طلسم کی سیر کرو
شاہزادہ بعد دریافت ان حالات کے داخل طلسم ہوا القصہ جب شاہزادہ معز الدین
نے دروازۂ طلسم مین قدم رکھا بعد چند قدم کے ایک میدان لق و دق مین پہونچا دیکھا ایک
شخص مسن بہ لباس فاخرہ جام مے ارغوانی ہاتھ مین لیے کسی کے انتظار مین بیٹھا ہے جب شاہزادہ
قریب گیا اُسنے سلام کیا اور وہ جام شراب شاہزادہ کی نذر کیا شاہزادہ نے کہا مجھے معاف رکھو پیر مرد نے کہا
واہ سبحان اللہ اس نعمت نشاط افزا سے انکار حضور ہی کا کام ہے شاید یہ اشعار غالب دہلوی
کے ملاحظہ مین نہین آئے اشعار

عید است و نشاط و طرب و زمزمہ عام است	می نوش گنہ برمن اگر بادہ حرام است
از روزہ اگر کوفتۂ بادہ دوا گیر	این مسئلہ حل گشتہ ز ساقی کہ امام است
می نوش میندیش ملن شرم کہ در شہر	میخوار بود حاکم و واعظ ز عوام است
عید است صلاے خور و نوش است جہانرا	آن روزہ نباشد کہ درین روز حرام است

اور یہ شراب وہ شراب حرام نہین جس سے حضور کو اسقدر انکار ہے شاہزادہ چپ ہو رہا
کچھ جواب نہ دیا اور وہ جرعہ نوش فرمایا بعد ایک لحظہ کے عجیب قوت تازہ و فرحت بے اندازہ
دل و دماغ مین پائی گئی پیر مرد غائب ہوگیا شاہزادہ آگے بڑھا ایک باغ نظر آیا شاہزادہ
باغ کے اندر گیا دیکھا کہ ایک نمونہ باغ ارم ہے عمارات نہایت صاف خوش قطع دلکشا زمین عنبر آگین
اور باد نشاط انگیز شمیم زلف حوران بہشت کے دل و دماغ کو معطر کیے دیتی ہے شاہزادہ ہر چمن و

خیابان کی سیر کرتا ہوا ایک طرف کو روانہ ہوا ۔ رباعی

ناگہان دید تو شگفتہ گلے	کز شرم رخش گل آب شدہ
ریخت ہر قطرہ کہ از عرقش	رشک صد شیشۂ گلاب شدہ

ایک نازنین مہ جبین کہ شعلۂ حسن اُسکا مثل شعاع آفتاب کے روشن تھا بقول میرحسن

برس پندرہ ایک کا سن وسال نہایت حسین اور صاحب جمال

گوشۂ باغ سے شاہزادہ کے پاس آئی اور نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا حضور کو ملکہ نے سلام کہا ہی اور فرمایا ہی کہ ایک ساعت کے واسطے اگر حضور کو فرصت ہو تو اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس مخلص سراپا اشتیاق کی عزت افزائی فرمائیے بعید از عنایت شاہانہ نہوگا شاہزادہ نے دل مین کہا کہ جس نازنین کی کنیز یہ آفت جان و بلاے ناگہان ہو وہ خود کس غضب کی ہوگی آخر شاہزادہ اُس خادمہ کے ہمراہ ہوا اور وہ ایک مکان عالیشان مین شاہزادہ کو لیگئی جہان صدہا معشوقان مہوش اور نازنینان حوروش پری تمثال صاحب حسن وجمال اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم تھین اور اُنکے حسن وجمال کے پرتو سے تمام باغ روشن و منور ہو رہا تھا از انجملہ ایک نازنین مہ جبین خورشید طلعت زہرہ خصلت تخت مروارید پہ رونق افروز تھی شاہزادہ کی نظر جو اُس نور مجسم پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور یہ غزل پڑھی غزل

اے چہرۂ زیباے تو رشک بتان آذری	ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
تا نقش را بستہ فلک کس را نداده این لقا	حورے ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری
برتر نباید در نظر صورت ز زیبت خوبتر	شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری
تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری	وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

اور کہا کہ بیشک لائق افسری ایسی پریوں کے ایسی ہی پری چاہیے اور شاہزادہ کی فریفتگی کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار تھی سر مو فرق نہ تھا جب ملکہ نے اُس سرو چمن حسن دہ خوبی کو متحیر دیکھا بہ محبت و لطف کہا اے شہریار تاجدار تم کس حیرت سے ہمین دیکھ رہے ہو یہان آؤ شاہزادہ پہلو مین اُس ماہ پیکر کے بیٹھ گیا خواصون نے کشتیان بادۂ ارغوانی کی حاضر کین اور ناچ رنگ شروع ہوا ملکہ نے اول ایک گلاس شراب ارغوانی کا اپنے دست نگارین سے بھر کر شہزادہ کو دیا اور یہ شعر پڑھا شعر

بنوش بادہ کہ ایام وصل جانان ست | درین سرور عجب حظ روح انسانست

شاہزادہ نے بھی کہ کیفیت طلسمی سے سرشار و خود رفتہ ہو رہا تھا گلاس ملکہ کے ہاتھ سے لے لیا اور کہا شعر

گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے | زاہد نہیں مین شیخ نہیں کچھ ولی نہین

اور بے تکلف نوش کیا اور ایک جام خود ملکہ کے پیشکش کیا الغرض جب دو چار دور آپس مین بہم چلے تو پھر کچھ اور ہی ظہور ہوگیا شاہزادہ نے کہا اے جان جہان نام تمھارا کیا ہے اور اس مقام و باغ کی کیفیت سے مطلع کرو ملکہ نے کہا اس کنیز کو نوبہار گلشن افروز کہتے ہین اور ہم باشندے اقلیم چہارم کے ہین اور ہمارے ملک کو ارض الذہب مشہور کرتے ہین دار الخلافت مرصع نگار ہے شاہزادہ نے کہا یہ آپ کا تفرجگاہ ہے ملکہ بولی ہان ابھی دو ساعت ہوئے یہان آئی ہون ہرچند کہ طرز کلام ملکہ نوبہار سے بھی محبت مفہوم ہوتی تھی الا شاہزادہ نہایت دل دادہ ہوگیا کہ اپنے جان و مال کا ہوش نہ رہا ملکہ نے خودداری کو کام فرمایا نہایت استقلال مزاج سے بیٹھی رہی اور شاہزادہ کو افراط محبت سے ایسا رعب حسن غالب ہوا کہ حرف مطلب زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوئی جو بات شاہزادہ کرتا تھا ملکہ نہایت تمکین و وقار و عجب ناز و انداز سے جواب دیتی تھی جب شام ہوئی ہر طرف باغ میں ایسا چراغان کیا کہ رات کا دن کر دیا آخر کار نصف شب صحبت ناچ رنگ اور شراب و کباب مین گذری بعد ازان خاصہ نوش فرمایا ملکہ نے کہا اے شہریار اب آپ آرام فرمائین اور خواصین حاضر ہین ہر طرح کی خدمت بجا لائینگی مین بخوشی دل کہتی ہون کہ جو خدمت اپنے منظور ہو بے تکلف لیجیے شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ تمنے جو حق مہمانی و مسافر نوازی تھا ادا کیا لیکن مین مجبور ہون کہ مجھے بجز تمھارے دیدار فرحت بخش کے اور کوئی ہوس نہین وگرنہ شعر

پریزادون کو ہم تسخیر کر لیتے ہین باتون مین | ملا ہے نقش جب ہمکو بڑے استاد کامل سے

ملکہ نوبہار نے کہا خیر ہمکو مہمان کی خاطر و مدارات سے غرض تھی آگے مہمان کو اپنے فعل کا اختیار ہے بعد اس گفتگو کے ملکہ رخصت ہوگئی شاہزادہ نے خوابگاہ مین آرام فرمایا دوسرے روز کہ یکشنبہ تھا اور یہ دن آفتاب سے تعلق رکھتا ہے لہذا ملکہ نے تمام لباس و زیور طلائی زیب جسم کرکے تخت زرنگار پر جلوس فرمایا شاہزادہ بھی ہم پہلو ملکہ کا ہوگیا آخر الامر ایک ہفتہ تک ملکہ اور شاہزادہ سے صحبت رہی آٹھوین روز جو صبح کو شاہزادہ بیدار ہوا اُن پریزادون سے ایک کو نہ دیکھا سب غائب ہوگئین وہ باغ جو کہ رشک ارم تھا شہر خموشان ہوگیا شاہزادہ اس حیرت مین بتلاش باغ

باہر گیا لیکن کہین سراغ نہ لگا آخر سامنے باغ کے کچھ درخت گنجان پُر فضا تھے شاہزادہ قریب اُن درختون کے گیا وہان ایک نہر نظر آئی کہ جسکا طول معلوم نہین کہ کہان تک ہوگا اور کنارے نہر کے صدہا مکانات خوش قطع نہایت عمدہ بنے تھے لیکن دروازے سب کے بند تھے اور ہر مکان کے آگے ایک ایک درخت سایہ دار تھا اور اُسی پر جانور عجائب و غرائب خوشرنگ چہچہے کر رہے تھے لیکن ہر جانور کا رنگ علیحدہ علیحدہ یعنے کوئی زرد کوئی سُرخ کوئی سبز کوئی کبود تھا لیکن ایک درخت پر کئی جانور جمع تھے اور ایک جانور سب سے بلند تر بیٹھا تھا گویا وہ سب جانورون کا سردار تھا اور جانور سردار کا رنگ نہایت صاف و براق تھا شاہزادہ کو جانورون کے دیکھنے سے زیادہ حیرت ہوئی پھر شاہزادہ نے چاہا کہ دروازہ کھولے ہرچند کوشش کی مگر کوئی دروازہ نہ کھلا آخر مجبور ہوکے ایک دروازے کے سایہ مین آرام کیا اور جانور اُس درخت کے کہ رنگ اُنکا خاکستری تھا گرد و پیش شاہزادہ کے آکر جمع ہوگئے مگر وہ جانور ایسے خوش تھے کہ جیسے کوئی مہمان کے آنے سے خوش ہوتا ہی چنانچہ اُن جانورون نے میوہ طرح طرح کا لاکر شاہزادہ کے آگے رکھا شاہزادہ اس بات سے زیادہ حیرت زدہ تھا کہ یہ جانور آدمی سے مطلق وحشت نہین کرتے بلکہ دعوت کرتے ہین لیکن باوجود ان امور کے ملکہ نوبہار کسی وقت نہ بھولتی تھی بعد اسکے شاہزادہ دوسرے درخت کے سایہ مین گیا جانور درخت اول کے شور و غل مچاتے شاہزادہ کے پاس گئے اور چونچ سے دامن شاہزادہ کا پکڑ کے کھینچ لائے شاہزادہ درخت اول کے سایہ مین بیٹھ گیا وہ جانور بھی خاموش ہو رہے قصہ کوتاہ چار مرتبہ شاہزادہ دوسرے درخت کے سایہ مین گیا لیکن وہ جانور پکڑ پکڑ لائے اور ہرگز دوسرے درخت کیطرف جانے نہ دیا جب عصر کا وقت آیا نہر نے جوش کھایا اور ایک موج بلند ہوئی تمام جانورون نے نہر مین غوطہ مارا بعد اسکے ایک ستارہ روشن آسمان سے نازل ہوکر نہر مین غرق ہوگیا پس فوراً شاہزادہ کی آنکھین بند ہوگئین اور ایک حالت مستی طاری ہوئی بعد اسکے صدائے نغمہ و ساز چارون طرف سے کان مین آنے لگی شاہزادہ نے جو غور کیا تو جانور ایک بھی درخت پر نہ تھا اور ہر دروازہ مکان پر ایک نازنین کو تخت پہ بیٹھا دیکھا اور گرد و پیش اُسکے اور نازنینین موجود تھین اکثر اُنمین سے اپنے دروازے پر روشنی کر رہی تھین اور جس درخت کے سایہ مین شاہزادہ بیٹھا تھا اُس مکان کی نازنین تخت نشین شاہزادہ کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے مکان مین لیگئی اور اپنے پہلو مین تخت پر بٹھایا بعد ازان ارباب نشاط کو حکم دیا کہ آج کوئی درجہ نغمہ سرائی مین باقی نہ رکھنا اسواسطے کہ بعد مدت کے ایک مہمان کے نور جمال سے یہ دشت تاریک روشن و منور ہوا ہی پھر اُسکی تواضع و تکریم جہانتک ہو ہمکو بدل کرنا چاہیے شاہزادہ ایسا متحیر تھا کہ سوا دیکھنے عجائبات کے کچھ بات نہ کرتا تھا اس اثنا مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کا خیال آیا بے اختیار مثل ابر نوبہار اشک آنکھون سے

جاری ہو گئے صاحب خانہ نے پوچھا کہ حضور کو کیا ملال گذرا شاہزادہ نے جواب نہ دیا بعد نصف شب کے
خاصہ نوش فرمایا بعد ازان وہ نازنین شاہزادہ کو بالا خانہ پر لیگئی اور عرض کی حضور پلنگ پر آرام فرمائین
مین حاضر ہوتی ہون شاہزادہ پلنگ پر لیٹا بعد ایک لحظہ کے وہ نازنین آئی اور پلنگ کے نیچے بیٹھ گئی
شاہزادہ کو کچھ خیال نہوا جب اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ ملتفت نہین ہوتا بولی کہ اے نا انصاف مین نے تمھاری
خاطر و مدارات مین کوئی درجہ باقی نہین رکھا اور تم ایسے مغرور و سنگدل ہو کہ جواب تک نہین دیتے اسکا
کیا سبب ہے شاہزادہ نے فرمایا اول تم اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہ مکان حیرت نشان کسکا ہے اور اصل حقیقت
اپنی بیان کرو کہ نام تمھارا کیا ہے اور خود مختار ہو یا کسی کی تابع ہو اور حاکم یہان کا کون ہے اور یہ جانور کسکے ہین
اور وہ ستارہ جو کہ آسمان سے نہر مین غرق ہوا کیا شے ہے اور بانی اس اسرار کا کون ہے ملکہ نے کہا اے جوان
بلند مکان مجھکو گلعذار کہتے ہین اور یہ مکان مشکوے حیرت ہے اور ہم چودہ نازنینین اپنے حاکم کے حسب الحکم
مشکوے حیرت کے ہر مکان مین مکین ہین اور ہم محض مہمان کی خاطر و مدارات کیواسطے معین ہین لیکن سوا
تمھارے اور کوئی مہمان آج تک وارد نہین ہوا اول جو آپ میرے سایۂ درخت مین آئے گویا میرے مہمان
ہوئے اور جو مین آپ کو دوسری جگہ جانے دیتی تو اپنے مالک کی قصوروار ہوتی اور بناء عمارت و حال
ستارہ سے مین آگاہ نہین ہون شاہزادہ نے فرمایا اور کوئی نازنین اس راز سے آگاہ ہے گلعذار نے
کہا نادرہ رازدار میری بہن کہ چودھوین گھر کی مالک ہے وہ آگاہ ہے اور اُسکے آگاہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ
مرغ اسرار کہ لقب اُسکا نسر برزخ بھی ہے چالیسوین دن نادرہ کے مکان مین نازل ہوتا ہے اور نادرہ
اُس سے حال طلسم دریافت کرتی ہے شاہزادہ نے کہا مرغ اسرار کیا ہے گلعذار نے کہا مین نہین جانتی
اتنا معلوم ہے کہ ہم بسبب مرغ اسرار کے روز جانور ہوتے ہین اور پھر بشکل انسانی ہو جاتے ہین شاہزادہ
نے فرمایا اب میرا حال سُنو کہ مین پہلے ایک باغ رشک ارم مین آیا وہان ایک مہجبین نازنین پر عاشق
ہوا وہ ایک ہفتہ نہایت اخلاق سے پیش آئی آٹھوین روز نہین معلوم کہ وہ بے مروت کہان غائب ہو گئی
خدا جانے کہ اُسکا قاعدہ و رسم یہی تھا یا مجھسے ناراض ہو گئی گلعذار نے پوچھا نام اُسکا کیا تھا شاہزادہ
نے کہا ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملک کا ارض الذہب اور دار السلطنت کا مرصع نگار نام ہے
اور اقلیم چہارم کی باشندہ ہے گلعذار نے کہا ہم واقف نہین ہین شاہزادہ نے کہا ہم ملکہ نادرہ رازدار
سے پوچھینگے گلعذار نے کہا اگر وہ بھی واقف نہو تو مرغ اسرار سے یہ عقدہ حل ہوگا شاہزادہ نے
کہا کہ وہان کیونکر جاؤن گلعذار نے کہا اسی طرح ہر مکان مین ہر روز مہمان رہیے جب چودھوین
مکان مین پہونچیے گا تو وہان نادرہ سے اور مرغ اسرار سے سب حال دریافت ہو جائیگا لیکن یہ

وعدہ کیجیے کہ پھر بھی بعد ملاقات اپنی معشوقہ کے اس کنیز کو سرفراز فرمایئے گا شاہزادہ نے فرمایا
ضرور آؤنگا بعدازان شاہزادہ نے پوچھا کہ نہر کا پانی کہان سے آتا ہی اور چہ دھوین مکان کے بعد کیا ہی
گلعذار نے کہا ایک دیوار بہت بلند ہی اور پانی نہر مین دیوار کے پیچھے سے آتا ہی دیوار اسطرف کا
حال معلوم نہین اسوجہ سے کہ ہمنے سنا ہی جو کوئی دیوار کے اسطرف جائیگا بال و پر اسکے جل جاینگے
اس خوف سے کسی کو جرأت نہین ہوتی دوسرے جس کام پر کہ ہم مامور ہین اس سے کب فرصت ہوتی ہی
جو اور کو دیکھین شاہزادہ نے پوچھا مان باپ تمھارے زندہ ہین گلعذار نے کہا کیا معلوم کسواسطے کہ ہم
جبسے ہوش مین آئے اپنی یہی حالت دیکھی نہ مان دیکھی نہ باپ شاہزادہ نے آرام کیا جب صبح ہوئی
بیدار ہوئے تو اپنے کو خانۂ دوم منزل آبی مین دیکھا اول مکان غائب تھا مگر ہر امر و ہر مقام مثل مکان
اول کے تھا لیکن وضع و قطع مکان دوم عمارت اول سے خلاف تھی اور رنگ جا نوردن کا آبی تھا قصہ مختصر
یہان بھی مثل خانۂ اول کے مہمانداری وغیرہ کی گئی اور وہی حال نہر و ستارہ کا دیکھا لیکن یہان فرش وغیرہ
سب زربفتی تھا اور ایک نازنین مہجبین تخت پر بیٹھی تھی اس نے بہ تعظیم و تکریم شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا اور
پوچھا کہ ای شہسوار شب مشکوے حیرت مین کسطرح گذری شاہزادہ نے کہا کیا پوچھتی ہو مصرع ہر بسر
فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ۔ اس نازنین نے کہ جسکا گلرخسار نام تھا کہا ای تاجدار کشور حسن تم کسی نازنین
مہجبین پر عاشق معلوم ہوتے ہو مگر یہ کہو کہ تمنے مشکوے حیرت مین اپنی معشوقہ کو دیکھا ہی کہ جو اسکی تلاش
مین یہان آنا ہوا یا نہ شاہزادہ نے اپنا حال بیان کیا گلرخسار بولی مین تمھاری معشوقہ کا نام جانتی
تو نشان دیتی لیکن مرغ اسرار سے سب عقدہ حل ہو جائیگا شاہزادہ نے کہا خدا جانے مرغ اسرار
کیا شئی ہی کہ منزل اول مین بھی نام سنا اور معلوم نہوا کہ اصل اسکی کیا ہی گلرخسار بولی یہ وہی ستارہ ہی جسکو
ہر روز دیکھتے ہو شاہزادہ نے کہا این گل دیگر شگفت جب کہ دیکھنے کی تاب نہین ہی پھر مطلب کیونکر حل
ہوگا گلرخسار نے کہا نادرہ رازدار کے مکان پر جب جاؤگے اس سے سب حال دریافت ہو جائیگا
کہ چالیس دن مین ایک مرتبہ وہان آتا ہی اور ہم سب نازنینین بھی وہان جمع ہوتی ہین اور کلمات پند
نصائح زبان سے مرغ اسرار کی سنتی ہین اس وقت تم بھی اپنا مطلب مرغ اسرار سے بیان کرنا وہ
حسب دلخواہ جواب دیگا شاہزادہ نے کہا اگر تم مجھے نادرہ کے مکان مین پہونچا دیتین تو مین نہایت
احسانمند ہوتا گلرخسار بولی یہ میرے امکان مین نہین ہی ورنہ مین بسر و چشم فرمانا آپ کا بجا لاتی آپ
بدون ہر جگہ مہمان رہے ہرگز نہین جا سکتے پھر شاہزادہ کو حسب معمول گودے پر لیگئی کھانا کھلایا شاہزادہ
نے بعد کھانا کھانے کے آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوا اس مکان اور مکین کا نشان نہ ملا دیکھا کہ ایک

مکان و باغ دلکشا و فرحت افزا مین بیٹھا ہون لیکن کسی ذی روح کا نشان نہین ہی شاہزادہ سیر کرتا ہوا
ایک برج مین گیا دیکھا کہ ایک دریا زیر دیوار باغ زور شور سے بہ رہا ہی جب زیر برج آیا وہان نہ وہ باغ تھا
نہ دریا تیسرا درخت اور مکان موجود ہی یہ قصر ہوائی منزل سوم ہی شاہزادہ سایہ درخت سوم مین گیا دیکھا
جانور سبز جمع ہین اُنھون نے بھی موافق قاعدہ کے میوہ سے تواضع کی شاہزادہ نے بعد کھانے کے آرام کیا
جب عصر کے وقت بیدار ہوا اُسیطرح آب نہر موجزن ہوا اور وہ ستارہ پانی مین غرق ہوا شاہزادہ کی
آنکھ بند ہوگئی اور ایک حالت مستی پیدا ہوئی نغمہ و سرود کی آواز سے آنکھ کھلی دیکھا ہجوم نازنینان
ماہ رویان ہی اور ایک پری پیکر رشک بدر غیرت ہلال ملکہ نسیم غبغب ماہ پیکر نام نے نہایت اعزاز
سے شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا بعد ازان ناچ گانا شروع ہوا شاہزادہ نے حسب معمول اپنا حال
ملکہ نسیم غبغب ماہ پیکر سے کہا اس ملکہ نے بخلاف اُن لوگون کے یہ کہا کہ مُرغ اسرار اکثر عنقاے بزرگ
کی خدمت مین حاضر رہتا ہی اور حسب الحکم اُسکے ہر روز یہان آتا ہی شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا حال پوچھا وہ بولی مین واقف نہین پھر اُسیطرح کوٹھے پر گیا کھانا کھایا آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوئے
ایک کو نہ پایا ناچار باہر آئے دیکھا ایک گھوڑا عربی بازین و لگام جواہر نگار موجود ہی شاہزادہ اُس گھوڑے
پر سوار ہوا گھوڑا ہوا سے آسمان ہوگیا جو جو وہ گھوڑا بلند ہوتا تھا زمین بھی ساتھ گھوڑے کے بلند ہوتی جاتی
تھی اور ہزارہا باغ و مکانات عمدہ و تحفہ کہ کبھی روے زمین پر نظر سے نہ گذرے تھے معلوم ہوتے تھے
اور غرفے اُن مکانون کے کھلتے تھے اُسمین سے نازنینین شاہزادہ کو بلاتی تھین اس عرصہ مین وہ گھوڑا
اوج آسمان سے زمین پر آیا جب شاہزادہ پُشت زین سے اُترا دیکھا کہ درخت چہارم و مکان چہارم
کے پاس موجود ہون اس امر سے اور زیادہ حیرت ہوئی یہ منزل آتشی ہی جانور یہان کے آتشی رنگ تھے
مکانات بھی اسیطرح کے قیاس کرنے چاہئین شاہزادہ دل مین کہتا تھا کہ ہر روز کے قصہ کو کس سے
دریافت کرون غرض سایۂ درخت چہارم مین آرام کیا جب بوقت عصر آنکھ کھلی وہی سامان گذشتہ دیکھا
ملکہ آتشین رخسار سے ملاقات کی ملکہ سے حال اپنا کہا ملکہ نے کہا اتنا مین جانتی ہون کہ عنقاے بزرگ
مدینۃ الحکمت مین رہتا ہی غرض شاہزادہ نے بعد کھانا کھانے کے آرام فرمایا بعد نصف شب کے جو
شاہزادہ کی آنکھ کھلی کیا دیکھا کہ ایک سڑک صاف و مصفا ہی اور دونون طرف اُس سڑک کے چبوترے
بنے ہین اور اُنپر پری رویان ماہ پارہ ناچ گا رہی ہین لیکن سب سُرخ پوش ہین شاہزادہ اُٹھا اور سیر
کرتا ہوا باہر گیا اس صفہ سے اُس صفہ تک نہ جا سکا تھک کے ایک جگہ آرام کیا صبح کو جب آنکھ کھلی اپنے کو
مکان پنجم مین درخت پنجم کے نیچے دیکھا یہ طلسم قمر تھا قصہ مختصر یہان کے جانور سبز رنگ تھے بعد غرق ہونے

ستارہ کے شاہزادہ نے قمر طلعت سے پوچھا قمر طلعت نے کہا کہ اس درخت کو جو آپ کے سامنے ہی
ملاحظہ فرمائیے شاہزادہ نے دیکھا ایک برگ مثل ستارہ کے چمکتا نظر آیا شاہزادہ نے کہا اس درخت
مین ایک برگ چمکتا نظر آتا ہی ملکہ بولی کہ یہ دلیل آپکے حصول مطلب کی ہی کسواسطے کہ جب ہمکو کوئی کام
اہم پیش آتا ہی تو ہم تفاول کرتے ہین اگر یہ علامت برگ کی معلوم ہوئی تو خوش ہوئے کہ اب مطلب ہو جائیگا
وگرنہ خیر شاہزادہ چپ ہو رہا پھر کوٹھے پر گیا کھانا کھایا آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوا تو اپنے کو ایک
مکان عالیشان مین دیکھا کہ سب در و دیوار اُسکے مینا کار ہین شاہزادہ سیر کرتا کوٹھے پر گیا وہان دیکھا
کہ ایک دھوبی لادی سر پر رکھے چلا آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہی وہ بولا دھوبی ہون یہان کے
رہنے والون کے کپڑے دھونے والا ہون شاہزادہ نے کہا باشندہ یہان کا کون ہی اُسنے کہا ملکہ قمر طلعت
پھر پوچھا اب تو کہان جاتا ہی اُسنے کہا تم میرا حال کیون پوچھتے ہو اپنا مطلب کہو شاہزادہ نے کہا نادرہ رازدار
کے قصر کو جاینگے دھوبی نے کہا جب منزل ہشتم مین جائیے گا آپ معلوم ہو جائیگا اور جو راستہ پوچھتے ہو
تو اس زینہ پر جاؤ شاہزادہ زینہ پر گیا دیکھا ایک ترہ فروش چلا آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہی کہان
سے آتا ہی وہ بولا مین ترہ فروش قمر طلعت کا ہون شاہزادہ نے کہا نادرہ رازدار کے قصر کا پتا بتا ترہ فروش
نے ایک اور زینہ بتلا دیا شاہزادہ عشق مین مجنون تھا اُس زینہ پر چلا دیکھا ایک قاصد نامہ سر پر رکھے
آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا کہ قمر طلعت کا قاصد ہون مجھکو عطارد فطرتون کے پاس بھیجا ہی
شاہزادہ نے قاصد سے راہ پوچھی اُسنے بھی ایک زینہ بتا دیا آخر اسیطرح رفتہ رفتہ ایک حوض وسیع کے
کنارہ پہونچا وہان دیکھا گرد حوض ہزارون ماہ پیکر حور نژاد قمر صورت لُنگ باندھے بیٹھی ہین اور آپس مین
خوش فعلیان کر رہی ہین جسوقت شاہزادہ کو دیکھا ایک چیخ ماری اور حجرے مین چھپ گئین شاہزادہ
بھی حجرے مین چلا گیا وہان عورتون کا نشان نہ ملا اور چھٹا قصر و درخت سامنے موجود پایا شاہزادہ
دل مین کہتا تھا کہ مین عجب حیرت مین مبتلا ہو گیا نہ جسکا آغاز معلوم ہوتا ہی نہ انجام دیکھیے کیا ہوتا ہی القصہ
شاہزادہ چھٹے درخت کے سایہ مین آیا اور مثل سابق کے ستارہ وغیرہ دیکھا پھر شام کو ملکہ خرد آرا بانو
خاتون قصر ششم سے ملاقات کی خرد آرا بانو نے کہا ای شہریار نامدار حضور اپنے حال فرخ فال سے کنیز کو
مطلع فرمائین شاہزادہ نے فرمایا ای خرد آرا عجب اسرار مین گرفتار ہون جس قصر مین جاتا ہون وہان ایک
نئی کیفیت دکھلائی دیتی ہی اور ہر جگہ نیا تماشا نظر آتا ہی خدا جانے یہ کیا بھید ہی خرد آرا بولی یہان کی
مفصل خبر حضور کو مرغ اسرار سے معلوم ہوگی ہم نہین جانتے اب حضور ناچ ملاحظہ فرمائین شاہزادہ نے
بعد سیر و تماشے کے کھانا کھایا ملکہ خرد آرا نے شاہزادہ سے کہا وعدہ کیجیے کہ ایک بار پھر آئینگے شاہزادہ نے

وعدہ کیا اور آرام کیا اب جو صبح کو آنکھ کھلی تو ایک صحراے لق و دق مین اپنے کو دیکھا کہ گوسون تختہ نافرمان و
لالہ کے کھلے ہین اور سبزہ نہایت پُر بہار ہی اور وسط مین اُس مرغزار کے ایک گنبد کبودی نظر آیا شاہزادہ
اندر گنبد کے جو گیا دیکھا گنبد اندر سے نہایت وسیع تھا اور تمام میدان گنبد کا روشنی کبودی سے منور تھا
اور چھت گنبد مین ایک ستارہ روشن نظر آیا کہ تمام گنبد اُسی کی روشنی مین منور تھا جب شاہزادہ زینہ سے
بالاے گنبد گیا تو اپنے کو ایک تہ خانہ مین دیکھا اور وہان ایسی تاریکی تھی کہ نظر نہ کام کرتی تھی شاہزادہ ایک سمت
روانہ ہوا غرض بہزار مشکل ایک دروازہ معلوم ہوا جب دروازہ سے باہر آیا دیکھا اُسی صحن گنبد مین ہے
قصہ کوتاہ چند بار شاہزادہ زینہ ہاے مختلف کی راہ سے گنبد پر گیا اور پھر اُسی تہ خانۂ تاریک مین جا پہونچا
قضارا اثناے تلاش مین ایک دروازہ تہ خانہ کا دیکھا شاہزادہ نے کہا خیر ذرا اسکو بھی دیکھ لین ابھی دروازہ
مین تہ خانہ کے قدم رکھا تھا کہ وہان روشنی معلوم ہوئی اور اپنے کو اوپر گنبد کے دیکھا کہا سبحان اللہ کیا تماشے
کی بات ہی کہ جب اوپر جائین تحت الثریٰ کو جاتے ہین اور جب نیچے کا قصد کرین تو فلک پر پہونچتے ہین اسیطرح
درجۂ سوم مین گنبد کے گئے وہان دیکھا کہ ایک بزرگ بہ لباس کبودی تخت زبرجد پر بیٹھا ہوا ہی اور دوات
قلم آگے رکھے لکھنے پڑھنے مین مصروف ہی اور دو آدمی عجیب الخلقت داہنے بائین کھڑے ہین شاہزادہ نے
جو بغور دیکھا تو نصف جسم عرض مین عورت کا اور نصف مرد کا تھا اور دوسرے مرد کے سر پر خوشۂ گندم سے
شاہزادہ کو نہایت تعجب و حیرت ہوئی شاہزادہ نے اُس بزرگ کو سلام کیا اُس پیر مرد نے جواب سلام دیا
اور پوچھا تم کون ہو شاہزادہ نے اپنا حال بیان کیا پیر مرد نے کہا یہان آنے سے تمھارا کیا مطلب ہی شاہزادہ
نے کہا مین اپنی معشوقہ کا نشان تمسے پوچھتا ہون پیر مرد نے کہا جسوقت نادرہ کے مکان مین پہونچو گے
معلوم ہو جائیگا اور تمام مشکلین بھی مرغ اسرار سے حل ہو جائینگی شاہزادہ نے پوچھا کہ حضرت اِس گنبد
مین کس کام پر مقرر ہین پیر مرد بولا مین مالک گنبد ہون اور تمام کارخانے یہان کے میری ذات پر منحصر ہین
شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ دونون مرد عجیب الخلقت کیسے ہین پیر مرد نے کہا یہ میرے گھوڑے ہین شاہزادہ
نے فرمایا کہ یہ کلمہ سمجھ مین نہ آیا پیر مرد نے کہا کہ انکی خلقت کی شرح دقت طلب ہی جب وہ وقت آئیگا خود بخود
آگاہ ہو جاؤ گے شاہزادہ نے فرمایا تھوڑا آب سرد درکار ہی کہ مین اسوقت نہایت تشنہ لب ہون پیر مرد
نے دستک دی اور کہا اے فطرت اِس مسافر پُر حیرت کو پانی ٹھنڈا پلا دے یہ کہتے ہی ایک نازنین مہ جبین جام
آب کبودی دست نگارین مین لیے حاضر ہوئی اور شاہزادہ کو دیا شاہزادہ نے جو اُس آفت جان کے
قیافہ کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا عقل مجسم ہی الغرض آب سرد نوش فرمایا اور پیر مرد سے کہا براے خدا اپنے مرکبون
کے بھی راز سے آگاہ فرمائیے پیر مرد نے کہا اے شہریار ہم سات بھائی حقیقی ہین اور بارہ مرکب ہماری

سواری مین ابتدا سے چلے آتے ہین اگرچہ ہم مین سے پانچ بھائیون کے دو دو مرکب ہین اور دو بھائی ایک ایک
مرکب کے مالک ہین لیکن بالاتفاق دفعۃً دفعۃً تمام مرکبون پر سوار ہوتے ہین اور ہر ایک بھائی کے سوار ہونیکی
تفصیل یہ ہی کہ برادر بزرگ ہمارا تیس برس مین سواری سے تمام مرکبون کی فارغ ہو جاتا ہی اور اُس سے چھوٹا
بارہ برس مین اور اُس سے چھوٹا دو برس اور چھ ماہ مین اور اُس سے چھوٹا جسکی ذات سے امور سلطنت
متعلق ہین دو سال اور اُس سے چھوٹا ایک سال اور ایک ماہ مین اور کبھی اس سے کمتر اور جو مین اُس سے
چھوٹا ہون نو ماہ مین اور جو یہان ہم سب بھائیون سے زیادہ چھوٹا ہی وہ وزیر ہی وہ بسبب جلدی مزاج کے
ایک ماہ مین اپنی مدت کو تمام کرتا ہی پس یہ کیفیت مرکبون کی ہی شاہزادہ نے کہا کہ جبتک صاف صاف
یہ تفصیل نہ بیان کروگے ہماری سمجھ مین نہ آئیگا پیر مرد نے کہا تفصیل مرغ اسرار بیان کریگا شاہزادہ
نے کہا اتنی مہربانی فرمائیے کہ مجھے نادرہ رازدار کے قصر تک پہونچا دیجیے پیر مرد نے کہا یہ ہو سکتا ہی پھر
پیر مرد نے اُسی نازنین کو آواز دی جب وہ فطرت نام نازنین آئی پیر مرد نے کہا کہ اس مسافر جلد باز کو
مہمان خانۂ ہفتم کی راہ بتادے فطرت نے اشارہ سے کہا بسم اللہ تشریف لیچلو شاہزادہ اُسکے ہمراہ ہولیا
فطرت ایک حجرہ مین لائی وہان شاہزادہ نے ایک دریچہ دیکھا اور دریچہ مین ایک کشتی بھی موجود تھی فطرت
نے کہا یہان ٹھہریے تمھاری نذر کو ایک تحفہ لاتی ہون ایک ساعت نہ گذری تھی کہ فطرت نے ایک قاب مین
سات پھول سات رنگ کے سامنے شاہزادہ کے رکھدیے اُسمین ایک گل نیلوفر تھا شاہزادہ نے کہا یہ گل
کس کام مین آتے ہین فطرت بولی کہ گل نیلوفر تمکو عنایت ہوا ہی اور باقی گل نذر جناب عالی کیواسطے لیے جاتی ہون
شاہزادہ نے کہا تو تمسخر کرتی ہی فطرت نے کہا تمسخر کیا معنی شاہزادہ نے کہا کہ مجھکو حکم راہ بتانے کا ہوا ہی یا
پھول لانے کا اور کہتی ہی کہ گل نیلوفر تمکو عنایت ہوا ہی فطرت نے اول پھولون سے ایک پھول شاہزادہ کو
دیکر کہا سونگھو شاہزادہ نے جو گل نیلوفر سونگھا بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک گلستان جنت نشان ہی
اور وہان بجز اُن پھولون کے اور کوئی پھول نظر نہین آتا اور وسط مین اُس گلستان کے ایک نہر ہی اور ایکطرف
کنارۂ نہر کے صدہا نازنان گل رخسار اور دوسری جانب طفلان قمر صورت خوشگوار عجیب و غریب حرکات معشوقانہ
کررہے ہین اُن زن و مرد نے شاہزادہ کو کشتی مین سوار کرکے تمام گلستان کی سیر کرائی اور پھر وہین پہونچا دیا
جہان فطرت تھی الحاصل شاہزادہ نے ایک ایک گل ہر قسم کا سونگھا اور پھر اُسی گلستان مین آیا اور باغ کو
اسیطرح کے گلون سے بھرا ہوا پایا بعد ازان فطرت کے مکان مین پہونچ گیا جسوقت گل نیلوفر کو سونگھا ایسا غافل
ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جب ہوش مین آیا اپنے تئین درخت ہفتم کے مقابل پایا اور وہ سب کیفیت
سابقہ نظر سے غائب ہوگئی طلسم زہرہ درخت ہفتم کے جانور سفید رنگ اسقدر براق تھے کہ ہیرے کے مانند

سب پروبال معلوم ہوتے تھے شاہزادہ تمام روز زیر درخت رہا عصر کے وقت اُس موج وستارہ کو دیکھا
جو مرغ اسرار اور نسر طائر طلسم بھی مشہور تھا جب ساز کی آواز سے آنکھ کھلی اُسیطرح ہر جانب نازنینان
زہرہ جبین جوق جوق پھرتی نظر آئین اور ہر ایک کار و خدمت مین سرگرم تھین ناہید طلعت ملکہ قصر ہفتم نے
شاہزادہ فلک مقام کو تخت پر بٹھایا اور زیر درخت آپ مؤدب بیٹھی شاہزادہ نے حسب عادت
ملکہ نوبہار کا حال پوچھا ناہید نے کہا کہ یہ عقدہ نادرہ رازدار اور مرغ اسرار کے سوا کسی سے نہ حل ہوگا
شاہزادہ نے کہا مین جس قصر مین جاتا ہون صبح کو غائب ہو جاتا ہے اور دوسرے مکان مین خود بخود پہونچ جاتا ہون
ناہید طلعت نے کہا اب حضور ناچ دیکھین کل انشاء اللہ تعالے آپ خانۂ امید مین تشریف فرما ہونگے
اور فدویہ کو اس سوال بعید از قیاس سے معاف فرمائیے شاہزادہ نے جو نغمہ وسرود یہان کا سُنا
کسی مکان مین نہ سُنا تھا الغرض بعد ختم ہونے محفل رقص کے خاصہ نوش فرمایا اور بالاخانہ پر آرام فرمایا
جب صبح کو بیدار ہوا ایک دشت وسیع الفضاء پُر از کیفیت دیکھا کہ جسکے بیان مین زبان قاصر ہے رباعی

چون چمن چون یاسمین یا مثل نسرین سر بسر	بود صحرا اے پر از گل سیر سیدے تا نظر
رنگ ہر گل بود براق وگلے بے بو نہ بود	سیر ہر یک روشنی در چشم ناظر می فزود

شاہزادہ نے تمام روز اُس صحرا ے بہشت سواد مین بسر کی اور شام کو ایک میدان وسیع مین پہونچا کہ زمین
جسکی نقرہ خالص کی ایسی جھلی تھی کہ نظر کام نہ کرتی تھی اور چودہ موضع اس تفصیل سے واقع تھے کہ چار موضع دست راست اور دست چپ
چار موضع اور تین تین پس وپیش تھے شاہزادہ وسط میدان مین منزل گزین ہوا کہ یکایک ایک نسیم خوشگوار ایسی
آئی کہ شاہزادہ بے اختیار سو گیا چند ساعت کے بعد جو آنکھ کھلی تو ایک گنبد بلور کا ایک ڈال ڈھلا ہوا
نظر آیا جسمین چودہ دروازہ سیمین گرداگرد تھے اتنے مین ہر موضع سے ارباب نشاط زن ومرد آکر گرد گنبد کے
جمع ہوئے شاہزادہ نے ایک پیرمرد سے پوچھا اس مقام کا نام کیا ہے اور تم کس قسم کے لوگ ہو وہ پیرمرد بولا
یہ مقام استاد المقامات مشہور ہے اور ہم لوگ فقط فیض تربیت کے لیے جمع ہوتے ہین کہ یکایک گنبد مثل
مہتاب کے روشن ومنور ہو گیا کہ عکس اُسکا ایک فرسخ تک جاتا تھا اور دروازے گنبد کے کھل گئے اور ہر دروازہ سے گروہ کی گروہ نازنین
پری وش باہر نکلین اور ایک نازنین زہرہ جبین تخت جواہر نگار پر سوار میدان مین آئی اور گنبد کے سامنے
رونق افروز ہوئی مگر نازنین تخت نشین کی پیشانی ایسی چمکتی تھی کہ گویا الماس جڑا ہے باقی کُل نازنینین گرد وپیش
تخت کے دست بستہ استادہ ہو گئین استاد علم موسیقی نے علیٰ قدر مراتب سب کو درس راگ ورنگ کا دیا
جب تعلیم سے فارغ ہوئین خود اس لہجہ وخوش الحانی سے گایا اور سرود بجایا کہ تمام وحوش وطیور میدان مین
جمع ہو گئے بعد ازان رقص شروع ہوا ملکہ کے ہمراہ تمام خواصین رقص مین مصروف ہوئین اُسوقت ایک دھکا

عالم تھا کہ در و دیوار چرند و پرند سب مست ہو گئے تھے آخر شاہزادہ بھی ایسا محو ہوا کہ دین و دُنیا کی خبر نہ رہی
جب صبح کو بیدار ہوا تو درخت ہشتم و مکان سیمین دیکھا اور ہنگامہ شب کا مطلق نشان نہ تھا یہ طلسم آفتاب تھا اِس
درخت کے جانور زردی مائل تھے شاہزادہ نے وقت عصر وہی فوج مخروطی دیکھی اور وہی ستارہ وہ روشن
نہر مین غرق ہوا اور اُسیطرح ضیاے ستارہ سے آنکھ بند ہو گئی جب ہوش بجا ہوئے ہر طرف نازنینان مہ جبین
بہ لباس زعفرانی ہر کام مین مصروف نظر آئین اور اُنکی مالک تاج جواہر نگار پہنے تھی اور تاج مین ایک یاقوت
زرد ایسا نصب تھا کہ جسکی شعاع سے معلوم ہوتا تھا کہ روز روشن ہو گیا اُس نازنین تخت نشین نے شاہزادہ
کو پہلو مین تخت پر بٹھا لیا شاہزادہ نے کہا اے خورشید جبین مین نے ہر ایک سے ان حیرت انگیز باتون کو دریافت
کیا لیکن کسی نے جواب شافی نہ دیا خورشید جبین چُپ ہو رہی اور شاہزادہ کو بالاخانہ پر لائی یہان عجب تکلف کا
مکان آراستہ سب سے علیحدہ پایا شاہزادہ کو خاصہ نوش فرمانے کو کہا شاہزادہ بولا مجھے معاف رکھو خورشید جبین
بولی میرا قصور جو حضور اِس خاصہ سے انکار فرماتے ہین شاہزادہ نے کہا تم سب کی افسر ہو اور حال مشکوے حیرت
سے ماہر ہو پس میری معشوقہ کا حال مجھسے بیان کرو کہ مین اُس سے کیونکر ملاقات کرون ملکہ نے کہا اے شہریار
تم یقین جانو کہ سیار مشکوے حیرت اپنے مقاصد دلی کو ضرور پہونچیگا لیکن ہر امر کی ایک مدت ہوتی ہے اور
اُس کو مین بیان نہین کرسکتی شاہزادہ نے فرمایا یہ تو سب کہہ سکتی ہین اور سب نے کہا لیکن تم مین خصوصیت
کیا ہے یہ سُنکے خورشید جبین ناچار ہوئی اور ایک خواص کے کان مین کچھ کہا خواص نے ایک کاغذ طلائی لا کے
ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا مشکل ہے کہ آپ قبل از وقت حال دریافت فرماتے ہین اور خاطر شکنی مہمان کسی حال مین
جائز نہین ہے مجبور ہون ورنہ جواب صاف دیدیتی یہ کہا اور اُس کاغذ طلائی پر سوار ہو کر چھت کو دیکھا چھت
شق ہوئی خورشید جبین اُس درز مین غائب ہو گئی شاہزادہ یہ حال دیکھ کے متحیر ہوا اور دلمین کہا جو کرشمہ
جہان دیکھا عجیب دیکھا کہ عقل کام نہین کرتی غرض ملکہ خورشید جبین بعد ایک ساعت کے اُسی شگاف سے
آئی اور شاہزادہ سے کہا کہ قسم ہے حضور کے مراتب کی جسقدر مجھے دریافت ہوا ہے عرض کرونگی لیکن آپ زیادہ
اصرار و تکرار نہ فرمائین بعد ازان کہا آگاہ ہو کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز حضور کی معشوقہ ہے اور شمسون بن
قیصر نوس جنی کی بیٹی ہے کہ وہ قلعۂ چہارم کوہ قاف مین پانچ لاکھ دیو و جن کی جمعیت سے حکمرانی کرتا ہے اور
ملک اُسکا ارض الذہب اور دار الخلافت مرصع نگار ہے اور والدہ اُسکی او قیہ ماہ رخسار سلطان
بلتا نوس جنی کی بیٹی ہے اور بلتا نوس جنی قلعۂ پنجم قاف مین بادشاہی کرتا ہے لیکن وہانتک پہونچنا کسی انسان
کا بدون اعانت غیبی کے محال و دشوار ہے شاہزادہ نے کہا کہ یہان بجز تمھارے کون اعانت کریگا تمکو چاہیے
کہ جہانتک تمسے ممکن ہو دریغ نہ کرو خورشید جبین نے کہا اے شاہزادہ جب وقت کشود مہمات آئیگا سب سامان

درست ہو جائیگا مدد غیبی بھی موجود ہوگی ؎

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست ۔ سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست

آخر شاہزادہ نے بہ منت سماجت خورشید جبین کے خاصہ نوش فرمایا اور تخت یاقوت نگار پر آرام فرمایا ملکہ خورشید جبین نے دست بستہ عرض کی کہ اے شاہزادہ کامگار کنیز کا حق خدمت حضور کے ذمہ جو ہی وہ بروقت رفع تشویش اور ظفر پانے کے گذارش کرونگی آپ وعدہ فرمائیے کہ ایک بار اور اس کاشانۂ تاریک کو نور جمال بیمثال سے روشن و منور فرمائیے گا شاہزادہ نے فرمایا یہ وعدہ سب نے لیا ہی نہیں معلوم کہ اسمین کیا بھید ہی لیکن انشاء اللہ مین ضرور آؤنگا خورشید جبین رخصت ہو کے اپنے مقام پر چلی گئی شاہزادہ وقت پر بیدار ہوا دیکھا کہ ایک قصر عالیشان مرصع نگار ہی اسمین چار سو حجرہ ہائے طلا کار ہین اور درمیان مکان کے ایک گنبد زرنگار ایسا مصیقل و مجلی ہی کہ نگاہ نہین ٹھہرتی شاہزادہ نے ایک در حجرہ کا وا کیا دیکھا کہ ایک شیر نر زنجیر طلائی مین بندھا ہی وہ شاہزادہ کو دیکھکے ایسا آواز مہیب سے غرایا کہ شاہزادہ نے خوف سے در بند کر دیا بعد اُسکے دوسرا در کھولا وہان بھی وہی شیر دیکھا وہ بھی بند کر دیا اس عرصہ مین در گنبد وا ہوا اُسمین سے ایک شیر سب سے زیادہ کلان باہر نکلا اور ایک سیہ گوش بھی ساتھ تھا اور طرفہ یہ امر تھا کہ شیر افشانی طلائی تھا اور ہودج زرین پشت شیر پر بندھا ہوا تھا شاہزادہ کو خوف طاری ہوا سیہ گوش بزبان فصیح بولا اے شاہزادہ والا قدر آپ کیون ڈرتے ہین کہ جتنے سکنائے مشکوئے شہر ہین سب آپ کے مطیع ہین اور یہ شیر آفاق شاہ کا گھوڑا ہی آپ کی سواری کو آیا ہی یہ آپ کو دربار ملکہ صبح دلکشا مین پہونچا دیگا شاہزادہ کو اس حیوان کے ہمکلام ہونے سے نہایت حیرت ہوئی اور پوچھا ملکہ صبح دلکشا کون ہی سیہ گوش نے کہا سرحد دار ممالک آفاق ہی اور شہر بیداردلان ملکہ صبح دلکشا کا دار الخلافت ہی شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ مثنوی

از تماشائے عجائب اینجا ۔ ہر زمان حیرت دیگر دارم

طرفہ رازیست کہ نہ بگنجد در دل ۔ رازہا بسکہ گرو شد نفس

تا کجا گام طلب بردارم ۔ ہمہ بسر رشتہ گہر دارم

القصہ شاہزادہ قریب شیر آیا شیر بیٹھ گیا شاہزادہ سوار ہوا شیر مع سیہ گوش گنبد مین داخل ہوا جب گنبد سے باہر نکلے دور سے ایک شہر اس شان و شوکت کا نظر آیا کہ جسکے فصائل و بروج طلائے احمر کے تھے جسکی شعاع کئی فرسخ تک جاتی تھی صبح کو شاہزادہ داخل شہر ہوا دیکھا در شہر پناہ سے تا دیوان عام دونون طرف جوانان خوش جمال صف بہ صف تاج شاہی بر سر کھڑے تھے جیسے کسی کے انتظار مین کوئی ہوتا ہی بمجرد پہونچنے شاہزادہ کے سب نے آداب و مجرا کیا اور جلو مین ہمراہ ہو گئے اور ایک شخص نے

بہ لباس ملوکانہ آکر دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار نامدار یہ خادم ملک سقلاب کا حکمران تھا مگر چچازاد بھائی نے مجھپر جبر کرکے نام میرا دفتر شاہی سے خارج کردیا ہی اور خود بادشاہ بن بیٹھا ہی لہذا فدوی اس آستان ہدایت نشان پر حاضر ہوکر دادخواہ ہوا ہی کہ مین داد کو پہونچون بندگان عالی سے امیدوار ہون کہ حضور اس غلام کی نسبت ملکہ صبح دلکشا سے زبان مبارک سے سفارش فرمائین کہ بدستور سابق فرمان حکومت دفتر سلطانی سے بنام فدوی جاری ہوجائے بعید از غلام نوازی و بندہ پروری نہوگا شاہزادہ سکوت مین تھا کہ کیا جواب دیا جائے کہ سیہ گوش نے عرض کیا حضور فرماوین کہ ہم سفارش ملکہ سے کردینگے شاہزادہ نے سقلاب شاہ کو یہی جواب دیا وہ آداب بجالاکر داخل جلوس ہوگیا بعد ازان ایک اور بادشاہ نے عرض کیا کہ مین شاہ کجکلاہ ملک ارمن کا شاہ ہون میرے وزیر نے بعد فوت جنت آرامگاہ کے ایک محل سے مخفی رسم کرکے مجھے سوتے مین باندھکر ایک صندوق مین بند کیا اور دریا مین پھینکدیا لیکن پیمانۂ عمر لبریز نہ ہوا تھا مین کنارہ پر دریا کے زندہ و سلامت نکل آیا لہذا غلام بھی امیدوار پرورش ہی کہ حضور کے تصدق سے مین اپنے حق کو پہونچون شاہزادہ نے فرمایا اچھا ہم تمھاری بھی سفارش کرینگے شاہزادہ ہر کوچہ و بازار کا سیر و تماشا کرتا چلا جاتا تھا کہ سب دوکانین جواہر نگار مینا کار اور خلائق تونگر و آسودہ تھی قصہ کوتاہ دولتخانۂ شاہی پر پہونچا کہ ایک طفل بارہ برس کا حاضر ہوا اور عرض کی کہ ای شہریار باپ میرا کشور چین کا بادشاہ تھا اُسنے اپنی حیات مین مجھکو تاج شاہی دیدیا تھا اور خود ایک غار مین کسی پہاڑ کے عبادت خدا مین مشغول ہوا مین نو مہینہ تک فرمانروا رہا کہ ایک محرر دیوانی نے تغلب کیا وہ میرے باپ کے وقت کا ملازم قدیم تھا مین خاموش ہو رہا اُس نمکحرام نے جو سُنا کہ بادشاہ کو خبر ہوگئی اور بادشاہ نے دانستہ سکوت کیا اُسنے شاہ ماچین سے نوشت و خواند شروع کی بادشاہ ماچین بالشکر جرار چڑھ آیا چونکہ خدمت اخبار بھی اُسی کو تھی اُسنے مجھے خبر نہ کی اور چند سواران لشکر کا بھی غنیم سے ساز کردیا مجھے اُسوقت خبر ہوئی کہ جب لشکر غنیم دار السلطنت مین پہونچگیا فدوی دست پاچہ ہوا مگر ایک نقب کہ دہانہ اُسکا باہر شہر کے ایک غار مین نکلا تھا اُسی راہ سے مین والدہ کو لیکر بھاگ آیا جب سے اسی غار مین بسر کرتا ہون بادشاہ ماچین نے ہرچند تلاش کیا لیکن مجھکو نہ پایا اب حضور کو اس حال مین ہماری دستگیری لازم و واجب ہی شاہزادہ نے اس طفل کی خاطر جمع کی بعد اسکے دولتخانۂ شاہی مین تشریف لایا وہان دیکھا کہ تخت یاقوت نگار پر ایک نازنین مہر تمکین بہ تمام عزو وقار رونق افروز ہی الا ایک ستارہ مثل ستارہ صبح اُسکی پیشانی مین روشن دیکھا اور خواصین حور وش پری تمثال چپ و راست دست بستہ کھڑی تھین جسوقت شاہزادہ نے ملکہ کو دیکھا تمام نازنینین نظر سے گر گئین مگر ملکہ صبح دلکشا نے مطلق شاہزادہ کی تعظیم نہ کی اور کہا ای معز الدین

سلام علیکم قلبی لدیکم شاہزادہ نے جواب سلام دیا ملکہ کے پہلو مین تخت پر جا بیٹھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا
ای معز الدین مین جسطرح تجھسے پیش آئی ہون کسی سلاطین عالم کو یہ مرتبہ میسر نہین ہوا بلکہ اکثر شاہزادے اسی
تمنا و آرزو مین زیر خاک پنہان ہوگئے شاہزادہ نے دل مین بہ نظر انصاف جو غور کیا کہا یہ ملکہ سچ کہتی ہے کسواسطے
کہ اسکے در دولت پر کسقدر شاہان ذیمرتبہ حاضر رہتے ہین اور مجال باریابی نہین اس سے زیادہ رتبہ کیا ہوگا
اور حُسن و جمال بھی بے مثال خداوند عالم نے عنایت فرمایا ہے رباعی

دل را از و سرور بود دیدہ را ضیا ... ہر جا ست نام او کہ بود صبح دلکشا
گر نو بہار حسن شدہ خوبان عالمی ... این را اگر وزیر بخوانم بود بجا

اور کہا سبحان اللہ نازنینان مشکو سے حیرت میری مہمانی کی تمنا رکھتی تھین یہان برعکس ہوا مین خود ہی خواہش
کرتا ہون کہ بعد ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ملکہ صبح دلکشا میرے عقد مین آئے پس شاہزادہ کے اس
خیال کرنے پر ملکہ صبح دلکشا نے قہقہہ مارا اور کہا جو وسوسہ خیال اقدس مین گذرا اُسے گرہ مین
باندھ رکھیے کہ اظہار اُسکا مناسب نہین ہے عصمت بخاری

این نہ کعبہ است کہ بے پا و سر آئی بطواف ... یا نہ مسجد کہ درو بے ادب آئی بخروش
این خرابات مغان ست درو مستانند ... از دم صبح ازل تا بہ قیامت مدہوش

بعد اُسکے خواصون کو حکم دیا کہ غرفون کو کھول دو جب غرفے کھلے شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے
اور اُسمین بے شمار آدمی سر و پا برہنہ کھڑے حرکات مجنونانہ کرتے ہین پس جسوقت ملکہ صبح دلکشا کی صورت
دیکھی ایک آہ دل پُر درد سے کھینچی اور ہر ایک دور سے تصدق ہونے لگا اور بعض مشتاق دیدار رقص کرنے لگے
ملکہ نے شاہزادہ سے کہا دیکھو یہ سب شاہ و شہریار ہین اور یہ حال اُنکا فقط میرے سودائے وصال مین ہوا ہے
شاہزادہ یہ حال دیکھ کے متعجب ہوا اور کچھ جواب نہ دیسکا الغرض اول سقلاب شاہ کا قصہ ملکہ نسے کہا
ملکہ صبح دلکشا نے کہا وقت مراجعت سقلاب شاہ سے کہنا کہ تونے بھی فلان امیر کی رخصت کے بعد حق پدری
اُسکے فرزند کو نہ دیا تھا اور وہ یتیم ایک درویش کی خدمت مین حیران و پریشان پہونچا اُسکی خدمت بجا لایا اُس
درویش کی نفرین سے تیرا یہ حال ہوا خیر اب تو فلان پہاڑ پر جا اور اُس یتیم سے اپنا عفو تقصیر کرا اور اُسکے ہمراہ
دشت قبچاق مین جا وہان اُس طفل کے خویش و اقربا ہین اُنسے ملاقات کرا اور بہ مدارات پیش آ بعد ازان
ہمراہ اُنکے دامنہ کوہ سرخ مین جا وہان زیر کوہ ایک درخت چنار کا ہے اور اُسکی جڑ مین خزانہ جمع ہے بافضل
بن اغلبی کا وہ خزانہ ہے تو لینا اور فوج ترک نوکر رکھنا اور اپنے ملک پر جانا جب تو فتحیاب ہوگا تو اُس
طفل کے بھی مال کو دینا تاکہ حق حقدار کو پہونچے پھر شاہزادہ نے اُسکی سفارش کی جسسے دریاے مازندران مین

بہادیا تھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا اُسکو یہ جواب دینا کہ تیرا بھائی چھ برس کا تھا اُسکو تیرے باپ نے صندوق مین بند کر کے دریا مین بہادیا لیکن وہ بچہ فضل آلہی سے ساحل نجات پر پہونچا رئیس ملک گیلان نے وہ صندوق دریا سے نکلوا لیا اور بچہ کو پرورش کیا اگر تو عہد کرے کہ بعد فتحیابی حصۂ سوم اپنی ریاست مین سے اُس طفل کو دونگا تو یقین ہی کہ سبحانہ تعالیٰ تجھے تیرا حصہ بھی عطا فرمائے اور اب تو گیلان مین جا تیرا چچا وہان کا حاکم ہی اُس سے اپنا حال بیان کر وہ پوچھے گا کہ تمنے کیون تکلیف کی تو اپنی سرگذشت بیان کرنا اور تم سوداگر بنکے لشکر کو قافلہ تجار مشہور کرنا اور آپ قافلہ سالار ہونا جب باین سامان ملک ارمن مین پہونچوگے وزیر خبر سُنکے بلائیگا تم پہلوانون کو مسلح صندوق مین بجاے اجناس بند کر کے دربار مین لیجانا جب وزیر اسباب دیکھنے کا حکم دے تم صندوقون کو کھول دینا سب جوان بآسانی نکلکر وزیر کو گرفتار کر لینگے تم اُسکو قتل کرنا بعد ازان حصہ سوم ملک کا اپنے چچا کو دینا اور بقیہ عمر بہ عدل و داد بسر کرنا پھر شاہزادہ نے حقیقت اُس بچہ کی کہ دربار مین پر موجود تھا ملکہ صبح دلکشا کے سامنے بیان کی ملکہ صبح دلکشا نے سیہ گوش سے یہ حال پوچھا سیہ گوش نے عرض کی کہ اے ملکہ دوران محرر کے باپ کو اس طفل کے باپ نے اپنے ایام سلطنت مین بیگناہ قتل کرایا اس وجہ سے وہ محرر نمکحرامی کا مرتکب ہوا ملکہ نے کہا اگر یہی بات تھی تو پاس نمک ملازم کو ضرور چاہیے بلکہ واجب ہی سیہ گوش نے کہا اگر مرضی مبارک مین یہ ہی تو یہ طفل اپنے باپ کے ہوا خواہون اور نمکخوارون سے ملکر اُنکے روبرو حقیقت اپنی بیان کرے تو وہ اُس کو اپنے ہمراہ ملک بلغار کی طرف لیجائینگے جب نواح بلغار مین پہونچینگے وہان یہ سامان نظر آئیگا کہ ایک شیر ببر پہ شاہ بلغار سوار ہوگا یہ طفل ایک تیر جانستان شیر کو ایسا لگائیگا کہ شیر مر جائیگا اور بادشاہ کو پنجۂ موت سے نجات ہوگی وہ بادشاہ شکریہ مین اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیگا یہ سرگذشت اپنی بیان کرے بادشاہ فوج و لشکر دیگا یہ اُس فوج کو وہی غار مین پنہان رکھے اور جب وہ بادشاہ ماچین پر فوج کشی کرے تو محرر کو وہ اپنا نائب کر کے ماچین کو ضرور جائیگا پس بلغاریہ سے نکلکر محاصرہ کر کے شہر کو غارت کرکے محرر کا قصور معاف کرے بلکہ اُسے عہدۂ دیوانی پر مقرر کرے پھر یقین ہی کہ آئندہ کوئی حرکت نمکحرامی کی اُس سے ظہور مین نہ آئے شاہزادہ نے کہا ایک اور بیچارہ کچھ حال اپنا کہا چاہتا تھا شیر کے نعرہ سے چپ ہو رہا ملکہ نے کہا وہ مردک مرشدک ملعون کی اولاد مین ہی اور اُسنے حسب شریعت مرشد کی اپنی دختر سے زنا کیا اس سبب سے عادل حقیقی کا اُس ملعون پہ ایسا غضب نازل ہوا کہ تاج و تخت سے بے نصیب ہو گیا ادبار سے اقبال بدل گیا اب پھر نہین سکتا شاہزادہ نے کہا تمنے جو شاہزادۂ ماچین کے مقدمہ کو سیہ گوش سے پوچھا اسکا کیا سبب ہی سیہ گوش کو امور سلطنت مین کیا دخل ہی ملکہ صبح دلکشا نے کہا اسکا جواب صریح اسرار سے لینا مین نہین جانتی شاہزادہ نے کہا اس شہر کو

بیدار دلان کیون قرار دیا ہی ملکہ نے کہا ہمارے ملک مین سونا حرام ہی اگر کوئی سہواً بھی سو رہے وہ بھی
غضب سلطانی مین داخل ہوتا ہی شاہزادہ نے پوچھا تمھارے باپ کا نام کیا ہی ملکہ نے کہا آفاق شاہ یقین
ہی وہ بھی دو ایک ساعت مین تشریف لائین شاہزادہ بولا خوب بات ہی مین بھی ملاقات کر کے جاؤنگا ملکہ
بولی یہ خیال خام ہی دل سے اسے دور رکھیے کوئی آفاق شاہ کی ملاقات کی تاب نہین لاسکتا شاہزادہ نے
کہا سبحان اللہ اگر ایسا جلال ہی تو پھر تم کیونکر دیکھ سکتی ہو ملکہ نے کہا ہرچند کہ مین اُنھین کے نطفہ سے پیدا ہون
الا آج تک مین نے صورت نہین دیکھی کہ ناگاہ ایک شاطر نے عرض کی کہ ای ملکہ آفاق شاہ ظلمات سے
برآمد ہوا ہی اور شعاع اُسکے علمہا ے زرین کی پہاڑون پر نمایان ہوئی ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ بلاشک
شعاع علم پہاڑون پر نظر آئی لیکن ملکہ صبح دلکشا کو پہلو مین نہ دیکھا اِس اثنا مین ایک شاطر اور آیا اور
اُسنے کہا ای شاہزادہ تم متحیر کیون ہو ملکہ اپنے مقام اصلی کو روانہ ہوئی اب تم اس گھوڑے پر سوار ہوکر
دیوان عام کے باہر نکلجاؤ اور اُن بادشاہون کو جواب دو کہ وہ تمھارے انتظار مین ہین ورنہ ملازمان
آفاق شاہ تمکو ایذا دینگے شاہزادہ متعجب و حیران مرکب پر سوار ہوا اور اُسوقت مشرق سے
ایسا غل اور شور اُٹھا تھا کہ مغز پریشان ہوا جاتا تھا آخر بہ تعجیل تمام قلعہ سے نکلکر اُن بادشاہون کو
جواب دیا مگر اُسوقت کوئی بشر وہان موجود نہ تھا شاطر شاہزادہ کو پھر اُسی گنبد طلائی کے دروازہ پر
لایا اور کہا کہ مرکب سے اُتر کے گنبد مین داخل ہو اپنی منزل اصلی کو جا پہونچوگے شاہزادہ نے کہا تیرا
کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے مہتر شعاع کہتے ہین شاہزادہ نے پوچھا ای مہتر صبح دلکشا کہان غائب ہوگئی
مہتر نے کہا جسوقت تم علمون کی طرف متوجہ تھے وہ اپنے مقام کو چلی گئین اسواسطے کہ آفاق شاہ کا
سامنا نہین ہو سکتا شاہزادہ نے کہا صاف کہ کہ سمجھ مین آئے مہتر بولا مرغ اسرار بیان کریگا یہ کہا
اور غائب ہو گیا شاہزادہ مجبور تنہا داخل گنبد ہوا جب باہر نکلا درخت نہم اور مکان موجود تھا طلسم مرغ
ناچار درخت نہم کے سایہ مین آیا اور سر نگون بیٹھ گیا جانور اس درخت کے سُرخ تھے حسب معمول
عصر کے وقت اُسکی ستارۂ روشن سنے نہر مین غوطہ مارا اور وہی لذت روحانی حاصل ہوئی جب آنکھ
کھلی دیکھا ایک نازنین بہ لباس گلنار تاج یاقوت سر پر رکھے تخت یاقوت نگار پر بیٹھی ہی اور خواصین ہر کام پر
حاضر ہین مگر چہرے سے اُس نازنین کے کمال تکبر و استغنا پایا جاتا ہی اُس نازنین نے مثل کنیزون کے شاہزادہ
کو سلام کر کے تخت پر بٹھا لیا شاہزادہ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی وہ بولی حمراے خونخوار گلگون پوش
شاہزادہ نے فرمایا کہ لقب خونخواری کا کیا سبب ہی کہا ای شہریار ہمارے رب النوع کے حکم سے میرے
روز ولادت مین ہزارہا آدمی قتل ہوئے تھے اور تین قطرے خون کے بطور شگون میرے حلق مین بھی

ٹپکائے گئے تھے یہ وجہ لقب ہی شاہزادہ نے رب النوع کو پوچھا حمرا نے کہا رب النوع سے واقف نہین نام
سُنا ہی لیکن شاہزادہ نے وہان ہر کنیز و ہر خواص کو مسلح دیکھا اور حمرا کے روبرو بھی تخت پر تیر و کمان
رکھا ہوا تھا شاہزادہ نے مسلح رہنے کی وجہ پوچھی حمرا نے کہا یہان کی رسم یہی ہی پھر صحبت شراب و کباب
کی گرم ہوئی رقص و سرود شروع ہوا کہ ایک خواص نے دوسری خواص کے خنجر مارا اور باہم کشت و خون
ہونے لگا جب تین چار خواصین قتل ہوئین شاہزادہ نے کہا ای حمرا تم منع نہین کرتین حمرا نے ایک قہقہہ
مارا اور کہا حضور اندیشہ نہ فرمائین یہ ابھی خود زندہ ہو جائینگی یہ اپنا ہنر دکھلاتی ہین شاہزادہ نے کہا لعنت
ایسے ہنر پر جو ناگوار ہو ملکہ نے خواص سے کہا کہ چند پتے درخت کے لا جب پتے آئے ملکہ نے سرون کو
جسم سے ملا کر عرق اُن پتون کا ٹپکا دیا سب زندہ ہو گئین شاہزادہ یہ دیکھکے نہایت خوش ہوا جب نصف شب
ہوئی ملکہ حمرا سے سُرخ پوش شاہزادہ کو بالا ے قصر لیگئی اور نہایت عمدگی سے کھانا کھلایا مگر در و دیوار
مع ظروف کلی سُرخ تھے آخر آرام فرمایا جب صبح کو آنکھ کھُلی دیکھا کہ ایک لالہ زار ہی کہ حد نظر سے باہر ہی شاہزادہ
تماشا دیکھتا ہوا ایک کوہ سُرخ یاقوت رنگ کے دامنہ مین پہونچا کہ جسکے ہر چہار طرف بوے خون
پھیلی ہوئی تھی اور ایسا صحرا ے ہولناک تھا کہ خود بخود ایک وحشت ہوتی تھی چند قدم آگے گیا دیکھا کہ
ایک میدان وسیع ہی اور چارون طرف چار قلعہ سنگ سُرخ کے بنے ہین اور وسط میدان مین ایک مینار
بلند ہی اور اُس مینار پر ایک برج نہایت خوش قطع بنا ہی شاہزادہ زیر مینار آکے بیٹھ گیا کہ یکایک دروازہ
برج مینار کا کھُلا اور ایک نازنین سُرخ پوش نے غرفہ سے سر باہر نکالا اور بنظر قہر آلود چہار طرف میدان کو
دیکھا اُن چارون قلعہ کے بھی دروازے کھُلے اور ہر قلعہ سے ایک بادشاہ سُرخ پوش مع فوج جرار
و لشکر آتشبار باہر نکلکر ایک طرف میدان مین صف آرا ہوا اور اُس نازنین مینار نشین نے ایک نظر
سب بادشاہون کو دیکھا وہ سب باری باری زیر مینار آئے اور اپنا اظہار عشق کیا اُس عورت نے کہا کہ
مین ایک عورت ضعیفہ تم چار مرد قوی ہیکل سے کیونکر سربراہ ہونگی تم سب ایک کو تجویز کرو تو مین بہ صلاح
تمھاری ایک مرد کو قبول کرون ایک بادشاہ نے کہا ای جان جہان مجھسے زیادہ اور کوئی تیرے وصل کا
مستحق نہین ہی کہ مین ایک مدت سے تیری آتش فراق مین جلتا ہون اور خون جگر پیتا ہون آج میری خوش نصیبی
تھی جو تمنے بات بھی کی دوسرے بادشاہ نے بادشاہ اول سے کہا او بیوقوف اپنے تئین دیکھ اور اُس شعلہ رو
کو دیکھ تو بھی اس لائق ہوا کہ اس محبوب لاثانی کا عشق ظاہر کرے خبردار اب کوئی حرف اسطرح کا زبان پر
نہ آوے ورنہ سزا پائیگا جبتک کہ مجھ مین دم ہی کیا مجال کہ افراسیاب بھی بنظر محبت اُسکی طرف دیکھ سکے
بادشاہ اول نے کہا عشق مین تمیز کہین نہین سُنی تجھے سخت کلامی بادشاہ سے لائق نہین بادشاہ سوم نے

ان دونون سے پوچھا آپسمین کیون فساد کرتے ہو اُنھون نے اپنی اپنی حقیقت بیان کی یہ بولا تم دونون سے زیادہ احمق وبیہودہ گوجہان مین نہوگا تم کیا خاک کار سلطنت کرتے تھے تم نہین جانتے کہ مین عاشق زار ملکہ کا ہون اوروہ بھی مجھے چاہتی ہی اور فوج وحشمت بھی تمسے زیادہ رکھتا ہون اور پھر تم میرے سامنے اپنا عشق ملکہ کی نسبت ظاہر کرتے ہو اور تمکو کچھ خوف اپنی جان ومال کا نہین ان دونون بادشاہون نے بھی جواب ترکی ترکی مین دیا اس حیص وبیص مین بادشاہ چہارم آیا اور کہا اے بیوقوفو آدمی کو اپنے رتبہ کے لائق کام کرنا چاہیے ورنہ پشیمان ہوتا ہی بچشم انصاف دیکھو تم سن رسیدہ ضعیف یہ نازنین جوان صاحب جمال پھر کس صورت سے تمھین قبول کرے پس تم اس خیال محال سے باز آؤ جان کو غنیمت سمجھو چلے جاؤ بادشاہ اول کہ مُسن تھا اُسنے جواب دیا کہ اے جوان اعتراض تیرا بجا ہی الاسہ

عاشقی را چہ جوان چہ پیر مرد　　　عشق در ہر دل کہ زد تاثیر کرد
اسکا افسانہ ہین دنیا مین بہت طول طویل　　　اس کا بیمار پڑا رہتا ہی بستر پہ علیل

اورمین سودائے محبت مین اس شعلہ روکے تمام عمر اشک خونی رویا ہون آج نصیب نے یاوری کی کہ جو اس نازنین نے بخندہ پیشانی بات کی اب تمکو لازم ہی کہ تم برضامندی ہمارے ساتھ اسکا عقد کردو کہ زندگی بھر شکر احسان تمھارا ادا کرونگا بادشاہ جوان نے کہا او مردک تو نے ہمین قرمساق بنایا ہی تجھے شرم نہین آتی کہ یہ ملکہ تیری نواسی معلوم ہوتی ہی باین ریش فش خبردار بار دگر اس طرح کے کلام کیے تو تو جائیگا یہ سُنکے شاہ مُسن پر ایسا غضب وطیش طاری ہوا کہ ایک تیغ بیدریغ شاہ کے سر پر ماری شاہ جوان نے ضرب تیغ دفع کرکے ایک خنجر ایسا مارا کہ شاہ پیر کے سینہ سے پار ہوگیا شاہ پیر قتل ہوگیا نازنین نے قہقہہ مارا اور خوش ہوئی شاہزادہ نے ملکہ کے خوش ہونے پر لعنت ملامت کی اور فرمایا تو نہایت سنگدل اور بیرحم ہی کہ وہ بیچارہ اسی کے واسطے مارا گیا اور تو ہنستی ہی قصہ کوتاہ شاہ جوان بعد قتل شاہ پیر کے اُن دونون سے پاس آیا اور کہا تمنے اس پیر نابالغ کا حال دیکھا اب تم بھی اس خیال خام سے باز آؤ ورنہ تمھارا بھی یہی حال ہوگا یہ دونون باہم شاہ جوان پر چلا آور ہوئے اور اُس جوان کو قتل کیا بعد اسکے ان دونون مین بھی باہم نزاع ہوئی دونون لڑکے مارے گئے پھر لشکرون مین جنگ شروع ہوئی کہ سوا آواز بزن وبکش کے اور کچھ نہ سُنائی دیتا تھا شاہزادہ حیران تھا کہ وہ چار بادشاہ ناحق ایک امر بے اصل پر مارے گئے اب لشکرون کا خون ہوتا ہی عجب حیرت کی بات ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ مینار تالاب خشک مین واقع تھا اور چہار طرف زمین بلند تھی اسوجہ سے خون زیر مینار آکر جمع ہوجاتا تھا یہانتک کہ وہ تالاب خون سے لبریز ہوگیا شاہزادہ حیران ہوکے زینہ اول مینار پر جا بیٹھا خون بھی اس درجہ تک پہونچگیا ناچار شاہزادہ

وہان سے درجۂ دوم پر چلا گیا جب خون وہان بھی پہونچا اور طغیانی خون کو زیادہ دیکھا شاہزادہ نے فرمایا یا الٰہا ایک درجہ مینار کا اور باقی ہی اگر یہ خون وہان بھی پہونچا پھر زندگی کہان آخر یہی ہوا کہ جب شاہزادہ درجۂ سوم مین گیا خون وہان بھی پہونچا قصہ کوتاہ مینار خون مین غرق ہو گیا اور شاہزادہ غوطے کھانے لگا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ اے جوان دریاے خون مین غوطہ لگا انجام بخیر ہوگا شاہزادہ نے آواز غیب پر عمل کیا اور غوطہ لگایا جب آنکھ کھلی قصر دہم مین تھے اور درخت دہم سامنے تھا سجدۂ شکر بدرگاہ عالم پناہ بجا لایا اور درخت دہم کے سایہ مین تا عصر بسر کی طلسم مشتری جانور اسکے صندلی اور بعض مشتری رنگ و بادامی تھے یہ جانور بدستور تصدق ہوئے اور میوہ تناول کیا بعد مشاہدۂ مرغ اسرار سعادت بانو ملکہ قصر دہم سے ملاقات ہوئی سعادت بانو شاہزادہ کو حسب معمول نصف شب کو بالاے بام لائی اور کھانا کھلایا مگر سعادت بانو کو بہ نسبت اور نازنینون کے فہمیدہ و سنجیدہ پایا اور ذی علم بھی تھی اور اکثر تسبیح و تہلیل مین مشغول رہتی تھی اور مکانات مع ساز و سامان سرخ صندلی رنگ کے تھے بعد آرام کے جب آنکھ کھلی ایک صحراے پر فضا مین درختان صندلی رنگ کے سوا دوسرا رنگ نہ دیکھا شاہزادہ کو دو پہر دشت گردی مین بسر ہوئے سہ پہر کو ایک شہر معلوم ہوا اور بیرون شہر ایک تکیہ فقیر کا تھا اُس تکیہ مین ایک جوان بہ لباس درویشی نحیف و زار سرنگون دم بخود بیٹھا تھا اور ہاے کا نعرہ مار رہا تھا اور چند ملازم و خدمتگار دست بستہ کھڑے تھے شاہزادہ نے سلام کیا بعد جواب سلام وہ تعظیم کو سرو قد اُٹھا اور خدمتگار کو قہوہ لانے کا حکم دیا اور کھانا رنگ برنگ کا طلب کیا شاہزادہ نے کہا جبتک کہ تمھارے حال سے مطلع نہونگا ہرگز کھانا نہ کھاؤنگا اُسنے کہا اے جوان تو مسافر ہی یہ ماحضر نوش کر اور اپنی راہ لے تجھے میرے حال سے کیا سروکار عوض کھانے کے اگر تیر و تفنگ کھاؤن تو بہتر ہی بلکہ مین شب و روز مین دو چار تیر آتش کے پیتا ہون شاہزادہ نے کہا وجہ بیان کر وہ پس وہ زار زار مثل ابر نو بہار رویا اور کہا اے جوان و لاور اگر مین حال تجھسے کہونگا تو تو کمال مکدر ہوگا بقول سرور ؎

در منزل خود راہ مدہ ہیچ منی را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را
ای کہ راحت طلبی درد دل ما مشنو	جگر از بسکہ بمژگان کشد افسانۂ ما

جب مبالغہ زیادہ ہوا اُسنے کہا اے جوان والا شان مین ہرامیہ کا بادشاہ ہون اور بہرام شرح ہیامیرا نام ہی اور قوم ترک سے ہون ایک روز مین شکار کھیلتا ہوا اس نواح مین آنکلا پوچھا یہ کون شہر ہی لوگون نے کہا سعد اشیر اور بادشاہ یہان کا سعدان شاہ ہی اور اُسکو قاضی الملک بھی کہتے ہین مین شہر مین تماشا دیکھتا مکانات شاہی کی طرف آنکلا دیکھا کہ ملکہ شرف افزا نہا کر بال سکھا رہی ہی مین اُس فتنہ عالم سوز کی صورت دیکھکر ایسا مبتلا ہوا کہ اپنی جان و مال کی خبر نہ رہی لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آفت جہان

برباد کن دین و ایمان دختر سعدان شاہ کی ہی بہزار خرابی وہ شب سعدانیہ مین گذری دوسرے روز
اپنے شہر کو چلا آیا ملازمون نے اس حال کی بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے اُسی وقت قاضی الملک کو پیغام
شرف افزا سے نسبت کا بھیجا قاضی الملک نے جواب لکھا مجھے اُسکی نسبت کا اختیار نہین وہ خود مختار ہی
لیکن اُسنے بجاے خود چند سوال مقرر کیے ہین جو کوئی اُن سوالون کا جواب دیگا وہ اُس سے عقد کریگی اسمین شاہ ہو
یا گدا بادشاہ نے شرف افزا کے سوال طلب کیے قاضی الملک نے جواب لکھا کہ جس مرد کو شرف افزا سے
عقد کرنا منظور ہو وہ زیر غرفۂ محل حاضر ہو سوال اول کا جواب حسب مراد دے پھر دوسرے سوال کی نوبت
آئیگی دوم سوال کے جواب کو ایک ہفتہ کی مدت مقرر ہی اور جو اُس مدت مین جواب نہ دیا پھر صورت اپنی
شرف افزا نہ دکھلائیگی بادشاہ یہ سُنکے برہم ہوا سعدانیہ پر فوج کشی کا حکم دیا اور کہا کہ شرف افزا کو
بقوت تلوار لینگے اکابران سلطنت مانع ہوئے سرداران فوج نے بھی عرض کیا کہ یہ مصلحت وقت نہین ہی مین نے بھی
کہا مین اُسکا عاشق ہون عاشق کو معشوق کی رضامندی ضرور ہی حضور میری راے پر اس مقدمہ کو چھوڑ دین
غرض بادشاہ نے کہا تو دانی و کار تو ہم اب اِس مقدمہ مین دخل نہ دینگے پس مین سعدانیہ مین آیا قاضی الملک
نے میرا آنا سُنکے استقبال کیا اور مجھے بڑی عزت سے لیگیا اُسوقت ملکہ شرف افزا غرفہ مین بیٹھی تھی مین نے
جو اس مرتبہ ملکہ شرف افزا کی صورت بخوبی دیکھی قریب تھا کہ جان قالب سے نکلجاے آخر بہزار دشواری
طبیعت کو قائم کیا اور زیر غرفہ پہونچا اُسوقت اُسنے باواز بلند کہا اے بہرام مین سوال اول تجھسے کرتی ہون
اُسکا جواب معقول دینا مین نے کہا فرمائیے سوال اول ملکہ شرف افزا نے پوچھا وہ دو حیوان کون تھے جو
رسول خدا کے رسول ہوئے اور اُنمین ایک مورد لعن ہوا اور دوسرے کو خلعت آفرین و تحسین ملا اور اُسوقت
آفتاب نہ زمین کو دیکھتا تھا اور نہ زیر زمین تھا پس اسکا جواب دو بعد ازان سر غرفہ سے اندر کرلیا مین
مکان پر چلا آیا دوسرے روز پھر زیر غرفہ گیا شرف افزا نے پوچھا جواب لایا مین خاموش ہو رہا اسیطرح ایک
ہفتہ گذر گیا آٹھوین روز رفیقون نے کہا آپ اسی حیلہ و حوالہ مین رہینگے اور ایام جواب گذر جائینگے پھر آپ کو
صورت بھی شرف افزا کی دیکھنا نصیب نہو گی پس لازم ہی کہ سوال کا جواب دو یا اس خیال سے دست بردار
ہو مین نے ہر چند اہل شہر سے پوچھا کسی نے جواب نہ دیا آخر ناچار ہو کر اب صحرا نوردی اختیار کی ایک روز
ایک آدمی آیا اور رقعہ مجھے دیا مین نے پوچھا یہ رقعہ کسکا ہی اُسنے کہا دایہ ملکہ شرف افزا نے بھیجا ہی مین نے
رقعہ پڑھا اُسمین لکھا تھا اے بہرام تو دریافت جواب سوال کو ہرگز کہین نہ جانا کہ تمام عقدہ او رمسائل علمی تو
اس ملک مین حل ہوتے ہین آگاہ ہو کہ یہان سے بارہ فرسخ پر ایک دار العلم ہی اور وہان پانچ مدرسہ اس
طریق سے واقع ہین یعنی چار طرف چار ہین اور وسط مین ایک ہی اور ہر مدرسہ مین تین سو ساٹھ حجرے ہین

اور ہر حجرے مین ایک طالبعلم رہتا ہی تم وہان جاؤ اور ہر طالب علم سے سوال کا جواب پوچھنا جو جسطرح تمھارے
سوال کا جواب دے اُسکو یاد رکھنا مجھے تمھاری والدہ سے ایک طرح کی محبت ہی اور تمھاری جوانی کا بھی خیال
آیا کہ مُفت برباد ہو جائیگی اسوجہ سے تمھین اطلاع کی مین نے اُسے دعاے خیر دی اور دار العلم مین آیا وہان
ہر ایک شخص سے بیان کیا کسی نے جواب نہ دیا آخر ایک شخص نے کہا کہ ہم جواب بتا دینگے مگر تم ہر روز ہمکو شہر سے
ایک درہم کا روغن اکیس روز تک لا دیا کرو مین نے کہا بارہ فرسخ ہر روز جانا آنا نہین ہو سکتا مین آپ کو اسقدر
روغن لا دون کہ سال بھر کو کافی ہو وہ طالب علم نہایت خفا ہوا اور کہا اگر نہین ہو سکتا تو جا ہمسے بھی نہین ہو سکتا
آخر مین نے مجبور ہو کر قبول کیا ہر روز جاتا تھا اور روغن لاتا تھا دو تین روز مین میرے پاؤن مین چھالے
پڑ گئے آخر اُسے رحم آیا مجھے ایک شتر سواری کو دیا مین نے شکر کیا اور اکیس روز برابر تیل لایا کیا اور ایک
پارچہ نان وہ مجھے دیتا تھا مین کھا کر شکر کردگار کرتا تھا اور وہین شب کو بسر کرتا تھا بائیسوین روز وہ ایک کرسی
پر بیٹھا اور مجھسے کہا تو سامنے کھڑا ہو کر سوال کر مین دست بستہ کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ وہ کون دو رسول
رسول خدا کے تھے جو ایک مورد لعن ہوا اور دوسرا سزاوار تحسین ہوا اُسوقت آفتاب نہ زیر زمین
تھا نہ زمین کو دیکھتا تھا طالب علم نے جواب دیا کہ وہ رسول خدا حضرت نوح علیہ السلام تھے یعنی جسوقت
حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو بہ دعاے بد یاد فرمایا غضب الٰہی اُس اُمت پر نازل ہوا اور
ایک طوفان شدید آیا کہ تمام عالم غرق آب ہو گیا حضرت نوح علیہ السلام حسب احکام ایزدی اسّی نفر کو
ساتھ لیکے ایک کشتی مین سوار ہوئے اور ایک ایک جوڑا تمام حیوانات کا بھی اُس کشتی مین رکھ لیا ہرچند
کہ آفتاب اُس وقت خط استوا کے مقابل تھا لیکن طوفان کی شدت سے زمین کو نہ دیکھتا تھا جس وقت
رفع عذاب ہوا تب حضرت نوح علیہ السلام نے واسطے دریافت حال طوفان کے ایک کوّے کو حکم دیا کہ
تو جا کر خبر لا کہ کوئی موضع زمین کا پانی سے نکلا یا نہین اسواسطے کوّے کو رسول خدا کا رسول خطاب کرتے ہین
یعنی رسول کے بھیجی فرستادہ کے ہین کوّا مردارخواری مین مشغول ہو گیا اسوجہ سے مورد لعن ہوا پھر آپ نے
کبوتر کو روانہ کیا کبوتر خبر لایا اور مورد تحسین ہوا اس سبب سے یہ دونون یہ رسول خطاب کیے گئے اور چونکہ بسبب
طوفان کے کوئی زمین باقی نہ تھی اسوجہ سے آفتاب نے زمین کو نہ دیکھا اور نہ زیر زمین گیا یہ جواب تیرے
سوال کا ہی مین وہان سے رخصت ہوا اور شہر مین آیا زیر غرفہ پہونچا ملکہ نے پوچھا جواب لایا مین نے جواب
بیان کیا ملکہ نے کہا درست ہی سوال دوسرا یہ ہی کہ وہ کون موضع ہی جسے خدا و ند باطل نے بحکم اپنے نمونہ جہنم
کیا اور خداے برحق نے اُسے بہشت عنبر سرشت کیا ہی جوان مین اسکا بھی جواب نہ دیسکا اُسنے در غرفہ بند کیا
مین اپنے گھر آیا اور دایہ کو رقعہ لکھا دایہ نے جواب دیا اب مدرسہ جنوبی مین جا وہان سے جواب حاصل کر

مین مدرسۂ جنوبی مین گیا اور ہر طالب علم سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا تب حجرۂ آخر مین ایک طالب علم نے کہا
اگر تو پانچ ہفتہ ہماری بکریون اور بھیڑون کو صحرا سے چرا کر دانہ وغیرہ دے تو ہم جواب بتا دینگے مین نے قبول کیا
صبح کو اُس طالب علم نے مجھے ایک نان جو دی اور کہا خبردار اسکے سوا اور کچھ نہ کھانا مین خوب جانتا ہون تو
شاہزادہ ہی اور ریوڑ گوسفند مجکو حوالہ کیے مین نے نان جوین پر اکتفا کی اور پانچ ہفتہ طوعًا و کرہًا بسر کی بعد ختم
مدت وعدہ اُسنے سب طلبا کی دعوت بہ تکلف کی بعدہ مجھسے سوال پوچھا مین نے سوال بیان کیا اُسنے فرمایا یہ نقل
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی یعنے جب نمرود نے اپنے کو خدا کہلوایا اور انا احی و امیت زبان سے کہلوایا
اور حضرت ابراہیمؑ کو آتش مین ڈالا خداے برحق نے اُس نار کو گلزار کر دیا وہ موضع زمین شام مین موجود ہی
اور حضرت محفوظ رہے مین بعد حاصل ہونے جواب کے وہان سے رخصت ہو کر شہر مین آیا اور زیر غرفہ پہونچا
ملکہ شرف افزا نے پوچھا جواب لایا مین نے وہی جواب دیا ملکہ بولی درست ہی اب تیسرا سوال سُن
وہ یہ ہی کہ وہ کون جانور ہی جو بہرت سے یعنی سونا چاندی لوہا تانبا وغیرہ کو ایک جا کرنے سے بہرت ہوتا ہی بنایا گیا
اور تین لاکھ آدمی کے قریب اُسکے باعث قتل ہوئے مین اپنے مکان پر آیا اور دایہ کو اطلاع دی دایہ نے
مدرسہ غربی کا حکم دیا مین وہان گیا اُسی طرح ہر ایک سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا سب کے آخر مین
ایک مولوی نے کہا سات ہفتہ ہمارے واسطے آتش بنا یا کر تو ہم جواب دینگے مین نے بخوشی قبول کیا کہ
صحرا گردی سے بچے قصہ مختصر جب وعدہ پورا ہوا تب اُس مولوی نے سب طلبا کو جمع کیا اور مجھسے سوال پوچھا
مین نے وہی سوال بیان کیا اُسنے کہا کہ یہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہی جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر تشریف
لیگئے تو حضرت ہارون اپنے بھائی کو اپنا نائب کر گئے سامری نے حضرت کی غیبت مین بنی اسرائیل کے
زیور طلائی سے گوسالہ بنایا اور روح الامین کے زیر قدم کی خاک اُسکے حلق مین ڈالی اُس خاک کی برکت سے
وہ جانور گویا ہوا اور بنی اسرائیل نے اُسکی پرستش کی جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے تشریف لائے اور اس
معرکہ سے آگاہ ہوئے حضرت ہارون پر خفا ہوئے سامری بھاگ گیا گوسالہ جلا یا گیا بنی اسرائیل نے اپنی
حرکت سے انکار کیا حضرت موسیٰؑ نے خداوند کریم سے عرض کی کہ یہ فعل بد سے انکار کرتے ہین حکم ہوا کہ
خاک گوسالہ سوختہ کو دریا مین ملا دو اور وہ پانی اُس قوم کو پلا دو حضرت نے موافق حکم کے تعمیل کی جب
پانی اُن لوگون نے پیا فورًا ایک نقطۂ طلا زبان پر گوسالہ پرستون کی نکلا حضرت موسیٰ نے بموجب حکم خدا
اولاً یوسف کو حکم قتل کا دیا جب تعداد مقتولون کی تین لاکھ کے قریب پہونچی اُسوقت حضرت موسیٰؑ نے
اُنکی جان بخشی کی جب یہ جواب مین نے پایا وہان سے مکان پر آیا اور دوسرے روز زیر غرفہ گیا ملکہ کو
یہی جواب دیا ملکہ شرف افزا نے سوال چہارم بیان کیا کہ وہ کون حیوان تھا جو دو جزو سے خلق ہوا

جب جزو سوم اُسکا خلق ہین نہ ہوگا مرتبہ چار عنصری کو نہوگا تو کیونکر مرتبۂ چار عنصری کو پہونچیگا مین مکان پر
آیا اور مدرسۂ شمالی کو گیا حسب معمول سب طلبا سے سوال کیا کسی نے جواب نہ دیا آخر طالب علم درجۂ آخر نے کہا کہ
اگر تم ایک لباس میرا ہر روز نہر سے دھولا یا کرو تو مین جواب دونگا مین نے قبول کیا جب ایام وعدہ پورے
ہوگئے اُسنے سب طلبا کی دعوت کی اور کہا یہ قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
ایک جانور خاک و آب سے بنایا بعد اسکے بجاے باد اپنا نفس اُسکے مُنھ مین پھونکا بحکم الٰہی وہ جانور زندہ ہوکے
اُڑ گیا اور اُس جانور کو مُرغ عیسیٰ کہتے ہین اور بعض چمگادڑ کہتے ہین بعد اُسکے مین وہان سے آیا اور جو
سُنا تھا ملکہ سے کہا شرف افزا نے کہا ای بہرام سوال پنجم یہ ہی کہ وہ کون جانور ہی کہ جسنے جرم سنگ سے
پیدا ہوکر ایک قوم کو بزبان فصیح ہدایت کی مین مدرسۂ پنجم مین جو وسط مین سب مدرسون کے ہی گیا اور حجرہ
آخر کے ایک طالب علم نے کہا کہ یہ مدرس المدارس ہی اگر تم خوان کھانے کا بارہ ہفتہ تک ہر ایک طالبعلم کو
پہونچا دیا کرو تو مین جواب دون مین نے بمجبوری قبول کیا جب وعدہ پورا ہوا مدرس نے ایک تخت بچھوایا
اور مجھے ایک کُرسی مرحمت کی پھر سوال پوچھا مین نے بیان کیا اُسنے کہا یہ معجزہ حضرت سرور کائنات خاتم المرسلین
محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہی یعنی چند کفار عرب نے حضرت سے کہا کہ ہم آپ کی رسالت کے جب مقر ہونگے
کہ سنگ سے ایک درخت مرصع نگار پیدا ہو اور اُسپر ایک جانور بیٹھا ہو اور وہ جانور بہ زبان فصیح آپ کی
نبوت کا اقرار کرے حضرت نے دعا کی اُسی وقت پتھر سے درخت جواہر نگار پیدا ہوا اور ایک جانور کہ
چونچ اُسکی زمرد سبز کی تھی شاخ درخت پر بزبان فصیح گویا ہوا اور کہا کہ اشہدان لا الٰہ الا اللہ و اشہدان محمدا
عبدہ و رسولہ پس اکثر قریش مسلمان ہوئے پس تمھارے سوال کا جواب یہ ہی بعد اسکے اُس مولوی نے
ایک خلعت فاخرہ مجھے دیا مین وہان سے ملکہ شرف افزا کے پاس آیا اور یہ جواب دیا راوی کہتا ہی کہ
ایک روایت یہ بھی ہی کہ ملکہ نے یہ سوال کیا کہ دو حیوان ایک زور آور اور دوسرا کمزور تھا کمزور زبردست
سے بھاگا اور حیوان قوی پیچھے دوڑا حیوان ضعیف ایک مکان مین داخل ہوگیا حیوان قوی بخوف
صاحب خانہ اندر نہ جا سکا اتفاقاً وہان دو شخص صاحب خانہ کے دشمن مخفی بیٹھے تھے وہ یہ امر دیکھ کے متعجب
ہوئے حیوان قوی بہ زبان فصیح گویا ہوا کہ تم ہمارے حال پر کیا متعجب ہو ہم تمھارے حال پر افسوس کرتے ہین
کہ مالک مکان تمکو فہمایش بحق کرتا ہی کہ جس سے تمھارا دین و دُنیا درست ہو اور تم اسکے قول کو خیال مین
نہین لاتے اور اپنے کو ضلالت مین ڈالتے ہو جب مین نے یہ روایت طلبا و مدرس المدارس سے بیان کی
اُسنے کہا یہ حضرت رسالت مآب کے وقت کا ذکر ہی کہ ایک روز حضرت بیت الحرم مین زینت بخش تھے اور
ابوسفیان و ابن نوفل بھی حاضر تھے کہ ایک بھیڑیا ہرن کا پیچھا کیے چلا آتا تھا ہرن بیت الحرم مین داخل ہوگیا

بھیڑیا نہ آسکا ان دونون کو تعجب ہوا تب بھیڑیے نے بہ زبان فصیح ابو سفیان اور ابن نوفل سے کہا کہ ای دشمنان خدا تم ہمپر کیا تعجب کرتے ہو ہم تمپر تاسف کرتے ہین کہ محبوب خدا تمکو اپنی رسالت کے باب مین ہدایت کرتے ہین اور تم رسالت سے انحراف کرتے ہو ؎

ای خسرو اقلیم عجم شاہ عرب	ایجاد دو کون را وجود تو سبب	بکشاد اگر گرگ بہ وصف تو زبان	نبود ز کمال معجزات تو عجب

جب یہ جواب بہرام نے دیا شرف افزا نے کہا ای بہرام یہ پانچون سوال جنکا جواب تو لایا یہ صفائی سے تھے اب مین ایک سوال ذاتی کرتی ہون اگر تو اسکا بھی جواب معقول دیگا تو پھر مجھے کچھ عذر نہوگا و گرنہ تمام محنت و کوشش تیری ضائع ہو گی یہ کہکے ایک کاغذ منظوم مجھے دیا مین وہ کاغذ لیکر تمام مدرسون مین پھرا مگر کسی نے جواب نہ دیا مین مایوس ہوکر شہر مین آیا اور دایہ کو رقعہ لکھا دایہ نے بھی کہا توکل بخدا کر خداوند کریم کوئی شکل پیدا کر دیگا مین بکمال مایوسی و بے اختیاری بعد سرگردانی و حیرانی کے ناچار و مجبور ہو گیا اور یہ دل مین آیا کہ اس سے تو آستانۂ یار پر مرنا بہتر ہی ای جوان ذیشان یہ کہکر تصور یار مین جو آنکھین بند ہوئین تو عالم واقعہ مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ای بہرام تو ناامید ہوتا ہی خداوند کریم چارہ ساز عالم ہی خاطر جمع رکھ مطلب اسی جا سے حاصل ہوگا خبردار تو کہین نہ جانا پس فرط سرور سے آنکھ کھلگئی مین نے خرچ گھر سے منگوا کر یہ تکیہ بنوایا اور جب سے یہین بیٹھا ہون دیکھیے کب اس خواب کا ظہور ہوتا ہی لیکن ہر ماہ مین ایک مرتبہ اسکے دیدار سے دل کو نور حاصل ہوا کرتا ہی اور یہ دو چار شعر پڑھا کرتا ہون ؎

مرغ دل را گلشنی بہتر ز کوی یار نیست
گرچہ آن منصور باشد محرم اسرار نیست
گفتم از عشق بتان ای دل چہ حاصل کردۂ
پیش اہل دیدہ فرقی در گل و رخسار نیست

طالب دیدار را ذوق گل و گلزار نیست
گرچہ سرتاپای من در دست او بستہ را
گفت ما را حاصلی جز نالہ ہای زار نیست
لذت در محبت را ز بیدردان مپرس

ہر کرا در پای دل زنجیر از زلف تو نیست
مشکل درد ہجر از درد دگر آزار نیست
از شادی شاد باشم فی زغم آزردہ ام
قدر محبت را نداند ہر کہ او بیمار نیست

شاہزادہ معز الدین کو بہرام کی خستہ حالی و جگر افگاری پر کمال رحم آیا اور خیال کیا کہ اسکے سوال کا جواب بہم پہونچانا چاہیے بعد ازان شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بہرام سے بیان کی اور کہا وہ سوال کیا ہی بہرام نے ایک کاغذ شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ یہ دستخط خاص ملکہ شرف افزا کے ہین شاہزادہ نے جو دیکھا تو یہ اشعار لکھے تھے ؎

چہ گوہریست کہ او را بزیر ہفتم بام
بخلق حسن و ملاحت ازو شدہ است اعیان
ازان بعلم نشاید نسبت ناسش

ز لطف روز ازل بادشاہ داد کان
ہمیشہ در سفر است لیس از دو از دہ سال
کہ عالمان برا ینند طفل ابجد خوان
بلند پایۂ دوم کشش دہند نشان

بکمال روشن او ہست لیک گندم رنگ
بشرطیکہ رود بیشہ گذار در ان
کہش خطاب نمایند نیک و نیک بزرگ

شاہزادہ بعد دیکھنے کاغذ کے اپنا رنج والم بھول گیا اور فکر جواب مین تادیر سرنگون رہا قضارا شاہزادہ کو یاد آیا کہ حکیم قسطاس الحکمت نے حل مشکلات کے بارے مین ایک اسم بتایا تھا اور فرمایا تھا بوقت مشکل اس اسم کو ورد کرنا انشاء اللہ مشکل آسان ہو جائیگی شاہزادہ نے تین بار وہ اسم معظم پڑھا تھا کہ آنکھ بند ہوئی اور حکیم صاحب کو ایک باغ مین لب حوض کرسی زرنگار پر بیٹھا دیکھا کہ حکما کو درس دے رہے ہین شاہزادہ نے اول دست بوسی کی بعدازان سب سرگذشت اپنی اور قصہ بہرام کا بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند سوال ملکہ شرف افزا کا مشتری ہی کہ مقام اس ستارہ کا چھٹا فلک ہی اور بارہ برس مین اسکا دورہ تمام ہوتا ہی یعنی جس برج سے یہ روان ہوتا ہی بعد بارہ برس کے پھر اسی برج مین آتا ہی اور رنگ اسکا صندلی اور گندمی ہی اور اسے سعد اکبر و نیک و بزرگ خطاب کرتے ہین اور بلند پایۂ دوم اس دلیل سے ہی کہ زحل و مشتری علویین ہین یعنے زحل پایۂ اول و مشتری دوم پس اسی دلیل سے شرف افزا نے یہ مسئلہ ذاتی قرار دیا ہی تم بہرام کو سمجھا دینا بہرام شرف افزا کی خاطر جمع کردیگا شاہزادہ نے ملکہ نوبہار کا قصہ چھیڑا حکیم صاحب نے فرمایا وہ وقت پر موقوف ہی اتنے مین آنکھ کھل گئی اور صبح ہوئی شاہزادہ بعد فراغ نماز و وظائف بہرام کے پاس تشریف لایا اور فرمایا معشوق تجھے مبارک ہو بہرام نے جو یہ مژدہ جانفزا سنا سات مرتبہ تصدق ہوا شاہزادہ نے وہ عبارت بہرام کو سمجھا دی اور کہا کہ سوال منظوم کا جواب بھی نظم ہو تو بہتر ہی بہرام نے عرض کی کہ فدوی معذور ہی کہ علم نہین رکھتا شاہزادہ نے بپاس خاطر بہرام یہ رباعی نظم کی

رباعی

ای مشتری از دل و از جان بہرام　　وز یاد تو در جان و دل او آرام
این مسئلہ کز بندہ خود پرسیدی　　باشد صفت مشتری چرخ مقام

بہرام نے شاہزادہ کے حق مین دعاے خیر کی الغرض دوسرے روز شاہزادہ و بہرام زیر قصر شرف افزا آئے بہرام نے خواجہ سرا کی معرفت اطلاع کرائی شرف افزا غرفہ مین آئی اور کہا بیان کرکیا جواب ہی بہرام نے یہ رباعی پڑھی بعد سننے اس رباعی کے ملکہ شرف افزا نے سعدان شاہ سے کہلا بھیجا کہ ہماری شرط اس شخص نے پوری کی اب سامان عروسی تیار ہو جب یہ خبر بہرام کے باپ کو پہونچی وہ بھی باسامان فراوان و جلوس خسروانہ سعدانیہ مین نہایت کر و فر سے آیا آخرالامر بہرام کا عقد ملکہ شرف افزا سے ہو گیا اور بعد مدت مدید کے عاشق و معشوق مطلب دلی و آرزوے قلبی کو پہونچے ملک سعدانیہ مین یہ رسم قدیم سے تھی کہ عروس و داماد زیارت بیت الشرف کو جاتے تھے اور بیت الشرف ایک مکان چار فرسخ پر سعدانیہ سے تھا جب بہرام و شرف افزا حسب معمول و رسم قدیم وہان جانے پر تیار ہوئے بہرام نے شاہزادہ کو بھی ہمراہ لیا اور روانہ ہوا الغرض ایک درہ کوہ مین پہونچے شاہزادہ نے اس درہ مین مساجد و معابد بہت دیکھے اور در و دیوار مرواریدنگار پائے جب درہ ختم ہوا ایک دروازہ بشکل خرچنگ یعنی سرطان جسے کیکڑا کہتے ہین معلوم ہوا

اور طرفہ یہ ماجرا دیکھا کہ جسوقت وہ اپنا مُنھ کھولتا تھا دروازہ معلوم ہوتا تھا اور جب وہ مُنھ بند کر لیتا تھا دروازہ نہین معلوم ہوتا تھا غرضکہ شرف افزا و بہرام قریب دروازہ کے پہونچے دیکھا کہ لب خرچنگ وا ہوا اور دروازہ بھی کھُلا ہوا معلوم ہوا شرف افزا و بہرام و شاہزادہ خرامان خرامان اندر دروازہ کے داخل ہوے دروازہ پھر بند ہو گیا اور وہان ایسی تاریکی معلوم ہوئی کہ ایک کو ایک نہ دکھائی دیتا تھا اس تاریکی مین شاہزادہ جسطرف راہ پاتا تھا چلا جاتا تھا آخر بہزار مشکل و حیرانی باہر آیا وہان کسی کا نشان نہ ملا اور گیارھوان قصر و درخت نظر آیا ایک حالت حیرت و عالم استعجاب مین درخت کے سایہ مین آئے یہ طلسم زحل ہی اور اس درخت کے جانور نسیم تھے شام کو وہ ستارہ و موج دریا دیکھی بعد ازان نازنینان ماہ جبین نظر آئین ملکہ سوداوہ مشکین طرہ نے بعزت تمام تخت پر شاہزادہ کو بٹھایا اور دعوت و مہمانداری مین مصروف ہوئی شاہزادہ نے شراب مشک افزا و عنبر شہب نوش فرمائی اور پریزادون کا تماشا دیکھا جب نصف شب آئی ملکہ سوداوہ بالاے قصر لیگئی اور رنگ رنگ کا خاصہ چنا گیا شاہزادہ نے نوش فرمایا اور آرام کیا جب آنکھ کھُلی دیکھا کہ رات ہی روشنی طلب کی کسی نے جواب نہ دیا آخر ناچار تاریکی مین باہر آیا کسی آدمی کا نشان نہ پایا وہان سے ایک سمت روانہ ہوا کہ ایک صحراے پُر وحشت دیکھا آگے بڑھا ایک مرد کریہ منظر سیہ فام پستہ قد بلباس سیاہ نظر آیا اُسنے بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا اور زار زار رویا شاہزادہ نے پوچھا ای شخص تو کیون روتا ہی اُس نے کہا مین عرض حال پھر کرونگا اول حضور فرمائین کہ حضور اس بیابان غریب مین کس تقریب سے تشریف لائے شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بیان کی وہ شخص زیادہ تر رویا اور کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک جزیرۂ رقار ہی مین وہان کا شاہزادہ ہون ایک روز شکار کھیلتا ہوا ایک جزیرہ مین پہونچا وہان کی خلقت نہایت حسین و صاحب جمال تھی مین نے پوچھا اس جزیرہ کا نام کیا ہی اور حاکم کون ہی ایک مرد نے کہا جزیرۂ گلزار یہ اسکا نام ہی اور فرمانروا یہان کی سمن بانو نیز ملکہ نوبہار گلشن افروز کی ہی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز ملک ارض الذہب کی شاہزادی ہی مین یہ سنتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور بہزار دقت و جانفشانی سمن بانو کے پاس پہونچا اور رسم پیدا کی شاہزادہ نے کہا میری معشوقہ کا نام بھی یہی ہی اُسنے کہا بلاشک یہ ملکہ نوبہار گلشن افروز حضور کی معشوقہ ہی اگر آپ عہد وا ثق فرمائین کہ مین بعد ملاقات ملکہ کے تیرا عقد سمن بانو سے کرا دونگا تو مین حضور کو ابھی ملک گلزار مین پہونچا دون پھر وہان سے سمن بانو کی معرفت ملکہ کے پاس پہونچنا کیا دشوار ہی شاہزادہ نے فرمایا ای شخص تو میرے حق مین مسیحا ہی مین بقسم شرعی کہتا ہون کہ اول تیرا کام کرونگا بعد اپنا لیکن تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا میرا نام بہتان شاہ ہی شاہزادہ نے کہا ایسا نام سوا تیرے کسی کا نہین سنا بہتان شاہ نے کہا حضور میرے باپ کی کوئی اولاد نہ جیتی تھی ایک منجم نے کہا اگر آپ کی کوئی اولاد ہو تو اُسکا نام اُسی طرح رکھنا کہ دُنیا مین

کوئی نہ رکھے قدرت خدا سے مین پیدا ہوا پس میرا نام بہتان شاہ رکھا گیا شاہزادہ نے کہا مجھے اس سے
کیا غرض مجھے جزیرۂ گلزار مین پہونچا دے بہتان شاہ شاہزادہ کو ایک شہر مین لایا شاہزادہ نے کہا تو
اسی شہر کا شاہزادہ ہی بہتان شاہ بولا نہین جب حضور شہر مین پہونچینگے خلائق شہر خود بیان کریگی اس عرصہ
مین خلقت شہر جمع ہو گئی اور غل و شور مچایا کہ وہ بھاگا ہوا غلام پھر آیا بلکہ ایک غلام اور ساتھ لایا شاہزادہ نے
کہا ای بہتان یہ خلائق تجھے کیا کہتی ہی بہتان بولا آپ بکنے دیجیے میرے ساتھ چپکے چلے آئیے اور کچھ جواب
نہ دیجیے میرا جھوٹ سچ تھوڑی دیر مین معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے کہا اہل شہر تجھے غلام کہتے ہین بہتان
نے کہا یہان کی رسم یہی ہی بادشاہ کو یہان یہی خطاب دیا جاتا ہی شاہزادہ حیران و متعجب بہتان شاہ کے
ساتھ چلا جاتا تھا کہ دیوان شاہی مین پہونچے شاہزادہ نے تمام اہل شہر کو سیاہ و بدصورت دیکھا یہان تک
کہ بادشاہ بھی سیاہ فام تھا جسوقت بادشاہ نے بہتان شاہ کو دیکھا کہا کہ او غلام تو اپنے ذوق سے بھاگا اور
پھر اپنے شوق سے آیا اسکا کیا سبب مگر یہ جو مرد تیرے ساتھ ہی ہمین اس کا م کا معلوم ہوتا ہی بہتان شاہ نے
بادشاہ کے کان مین کچھ کہا بادشاہ اول کچھ سوچا پھر حکم دیا کہ اس غلام تازہ کو حمام مین لیجاؤ
اور موافق رسم شہر کے پوشاک پہناؤ ہم اسے ولیعہد اپنا کرینگے شاہزادہ نے بہتان شاہ سے کہا او دروغگو
تو نے کیا وعدہ کیا اور کہان لایا بہتان شاہ نے چپکے سے کان مین کہا کہ ای شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
خود یہان آئیگی یہ آپ کی خوش نصیبی کا باعث ہی کہ شاہ غلامان نے آپ کو اپنی فرزندی مین لیا ہی اور داماد
اپنا قرار دیا ہی شاہزادہ اس بیان سراسر بہتان پر خوب ہنسا اور فرمایا اسی وجہ سے نام تیرا بہتان رکھا گیا
کہ ہر ایک بندۂ خدا پر افترا بندی اور بہتان کرے ای بیوقوف ارض الذہب کی شاہزادی کی کیا شامت ہی
جو ایسے روسیاہ کی فرزندی اختیار کریگی بہتان نے کہا ابھی تو میرا جھوٹ سچ معلوم ہوا جاتا ہی آپ حمام مین
غسل تو کیجیے شاہزادہ نے کہا خیر غسل کا کچھ مضائقہ نہین لیکن کتخدا ہونا میرا ممکن نہین کہ تیری دروغگوئی ظاہر
ہو گئی وہ جزیرۂ گلزار کہان ہی جسکا تو نے اقرار کیا تھا بہتان نے کہا آپ کو جزیرۂ گلزار یہین ہو جائیگا آپکو
میوہ کھانے سے غرض ہی یا درخت گننے سے شاہزادہ ناچار حمام مین گیا خدمتگاران سیاہ رو لباس سیاہ
شاہزادہ کیواسطے لائے اور انگوٹھی سوا دنگار ہاتھ مین پہنائی پھر شاہ غلامان کی دامادی کی مبارکباد دی شاہزادہ
نے انکو برا بھلا کہا اور کہا تم دیوانے ہو مین مرد آزاد ہون مین نکاح ہرگز نہ کرونگا ملازمون نے مع بہتان کہا
ای جوان اگر برضا و رغبت فرمان ہمارے بادشاہ کا قبول نہ کریگا تو ہم اسی وقت گوشت و پوست تیرا مقراض
سے پرزے پرزے کر دینگے جسکی تلاش مین تو سرگشتہ و حیران ہی یہ وہی تو ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی پھر تجھے
انکار سے کیا فائدہ چنانچہ ان لوگون نے اس امر کو بقسم بیان کیا شاہزادہ کو یقین ہوا کہ شاید ایسا ہی ہونا چار

خاموش ہو رہا جب لباس کی نوبت آئی شاہزادہ نے پوچھا سیاہ پوشی کی کیا وجہ ہی وہ بولے یہان
داماد کو یہی لباس پہناتے ہین شاہزادہ نے جبراً و قہراً لباس سیاہ پہنا بہتان شاہزادہ کو شاہ غلامان
کے پاس لایا اس مرتبہ شاہ نے سرو قد تعظیم کی اور اپنے پہلو مین تخت پر جگہہ دی پھر قاضی کو حکم دیا کہ تم عقد
اس غلام کا ہماری دختر مرغولہ سے پڑھ دو قاضی نے بلا ایجاب و قبول خود وکیل طرفین ہو کے تمام رسوم عقد
طی کر دیے شاہزادہ حیران تھا کہ عجب معاملہ ہی کہ جسکا آغاز و انجام مطلق معلوم نہین ہوتا آخر کہا او بہتان لعین
یہ بتا کہ مرغولہ کون چڑیل ہی جس سے بغیر میری رضامندی کے قاضی مردود نے نکاح کر دیا بہتان نے کہا
ای شہریار مرغولہ دختر شاہ غلامان کی تھی جب وہ مرگئی تو بادشاہ نے بمحبت ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بھی
یہی نام رکھا ہی میرے بیان مین ایک حرف دروغ نہین ہی کسواسطے کہ مین کبھی جھوٹ نہین بولتا بادشاہ
نے بھی بہ قسم کہا کہ بہتان جو کہتا ہی سچ ہی اب شاہزادہ کو خواجہ سرا محل مین لیگئے جسوقت شاہزادہ
نے اندر محل کے قدم رکھا ایک ہجوم کنیزان پیچیدہ مو و مشکین رو کا واسطے استقبال کے آیا اور شاہزادہ
کو لیجا کر پہلو مین عروس کے بٹھا دیا اور سب عورتین محل کی ہٹ گئین شاہزادہ نے جو بخیال ملکہ نوبہار گلشن افروز
نقاب چہرہ سے دور کی ایسی صورت کریہ و زشت نظر آئی کہ خواب مین بھی کوئی دیکھتا تو چونک پڑتا شعر

تو گوئی تا قیامت زشت روئی | بر و ختم ست بر یوسف نکوئی

جب کہ شاہزادہ نے ایک عورت بست سالہ سیاہ رو قتیلہ مو بد ہیبت دیکھی بے اختیار نعرہ آہ کا مارا اور کہا سبحان اللہ

بامید گل آمدم خار دیدم | بجاے پری دیو غدار دیدم

لعنت خدا شاہ و سپاہ پر کس قدر دروغگو اور مفتری ہین خداوند کریم اُنکے شر و فساد سے بچائے دیکھیے
کیا معاملہ پیش آتا ہی اس رنج و ملال مین علیحدہ تخت پر سو رہا بعد نصف شب کے خلخال پا کی آواز آئی آنکھ
کھول کے دیکھا کہ مرغولہ تخت سے اُتر کر صحن مکان مین آئی شاہزادہ بھی پوشیدہ اُسکے عقب مین گیا دیکھا
کہ مرغولہ آہستہ زیر دیوار محل کے گئی اور کمند کے ذریعہ سے اُتر گئی وہان ایک حبشی کا مکان تھا شاہزادہ
بھی ایک گوشہ مین مخفی کھڑا ہو رہا وہ حبشی ایک مرد مجرد بیباک بلا قید تھا اُسنے مرغولہ کو گلے سے لگا لیا اور
پوچھا ای جان من کیا شوہر تیرا نامرد ہی جو تو اُسکو چھوڑ کر یہان آئی ہی مرغولہ بولی ای یار غار محرم راز ایک
عیب ہی کہ رنگ اُسکا سرخ و سفید ہی دوسرے مین تیرے شوق وصل مین ایسی بیچین تھی کہ مجھے کسی
پہلو آرام و قرار نہ تھا جب وہ سو رہا تو مین تیرے پاس چلی آئی شاہزادہ کو اس بات سے مرغولہ کی بہت
غصہ آیا اور کہا کہ مین اس ملعونہ سے کسی طرح کی غرض نہین رکھتا لیکن ان دونون کو زندہ رکھنا مقتضاے غیرت
نہین ہی اتفاق سے زنگی پیشاب کو پاخانہ مین گیا وہان ایک چور تھا اُسنے اُسے مار ڈالا بعد اسکے وہ چور

ہرغولہ کے پاس آیا اور پوچھا تو کون ہی ہرغولہ نے جو چور کو ایک جوان زبردست دیکھا ہٹ گئی اور کہا مین عورت
عیش پرست ہون اور مرد توانا کی عاشق ہون چور نے کہا میرے ساتھ چل ہرغولہ بولی یہ مکان میرا انواع واقسام
کے تکلفات سے آراستہ ہی یہین آرام کر چور بولا یہ مکان غیر کا ہی اسمین مجھے خوف معلوم ہوتا ہی صحرا مین چل کسی
درخت کے نیچے تجھے سیراب کر دونگا ہرغولہ راضی ہو گئی چور گھوڑے پر سوار ہوا ہرغولہ کو پیچھے بٹھایا اور
شہر سے باہر نکلا شاہزادہ بھی ایک عالم غیظ و غضب مین پیچھے چلا صبح کے وقت وہ دونون ایک خرابے مین
پہونچے چاہتے تھے کہ عیش مین مشغول ہون شاہزادہ نے ایک تیر ایسا مارا کہ دونون کے پار ہو گیا اور دونون
اسی حالت مین جہنم واصل ہوئے اور آپ خود اسی چور کے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک طرف روانہ ہوا
اور دل مین ہزار ہزار شکر پروردگار کا کیا کہ تو نے بہ حفظ آبروے بہستان و شاہ غلامان سے نکالا دو فرسخ
راہ طی کی تھی کہ دور سے کچھ سوار مسلح آتے نظر آئے کہ تیز اتیز اسی طرف چلے آتے ہین جب قریب پہونچے
اُن سوارون نے آواز دی کہ ای جوان تو نے ہمارے بھائی کو بے گناہ قتل کیا اب تو ہمارے ہاتھ سے
بچ کے کہان جائیگا یہ کہا اور چارون طرف سے گھیر لیا شاہزادہ نے چار جوانون کو تیر سے مارا اور گھوڑے کو
ایسا دوڑایا کہ پتہ نہ لگا وہ چور بھی پیچھا کیے چلے آتے تھے جب قریب آتے تھے شاہزادہ دو چار کو تیر سے
مارتا تھا اور پھر آگے بڑھتا تھا اسی طرح پچیس چور مارے گئے باقیماندہ بھاگ گئے شاہزادہ وہان سے
ایک صحراے پُر بہار مین پہونچا دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ شکار کھیل رہا ہی اُسنے شاہزادہ کو اپنے پاس
بلایا اور استفسار حال کیا شاہزادہ نے کہا کہ پہلے اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور یہ مقام کون ہی وہ بولا
اِسے بہستان کہتے ہین اور سب باشندے یہان کے کاشتکار ہین بعدہ شاہزادہ نے کہا کہ مین ایک مرد
مسافر غریب الوطن آفت کا مارا ہون اتفاق سے ادھر آنکلا پھر شاہزادے نے اُس جوان سبزہ رنگ سے پوچھا آپ کا
کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے شاہزادہ سبز بخت نوجوان کہتے ہین اور اسم مبارک والد ماجد کا ہزار میخ شاہ ہی
اگر غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیے تو چندے صحبت حضور سے یہ خادم بھی فیض یاب ہو شاہزادہ اُسکے ہمراہ
ایک گانون مین آیا وہ گانون خوش آب و ہوا تھا شاہزادہ سبز بخت نے دعوت کی شاہزادہ نے چند روز
وہان قیام کیا باہم جو اب رشتۂ محبت بڑھا تو دونون شاہزادہ ہمراہ شکار کو جایا کرتے تھے ایک روز اُن
چورون مین سے چار آدمیون نے شاہزادہ کا سُراغ لگایا اور اُسکے قتل پر کمر باندھے وہان پہونچے شاہزادہ
اُسوقت چوکی پر گیا تھا اُن چورون نے شاہزادہ کے شبہہ مین شاہزادہ سبز بخت کو قتل کیا جب شاہزادہ
بیت الخلا سے باہر آیا اور یہ واقعہ دیکھا اُسوقت شعلۂ آتش شجاعت شاہزادہ کا مشتعل ہوا اُن چارون
چورون کو قتل کیا صبح کے وقت ہزار میخ شاہ کو جو ہین اس سانحۂ غم فزا و حال جانکاہ کی خبر ہوئی اُسنے

دونون ہاتھون سے سینہ و سر کو پیٹ لیا اور زار زار رونے لگا جب شدت رقت سے کچھ افاقہ ہوا شاہزادہ سے تمام حال پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی مزارع شاہ نے کہا کہ میرا فرزند تمھاری وجہ سے قتل ہوا گو کہ قاتل اُسکے مارے گئے لیکن میرے دل کی سوزش کسی طرح کم نہین ہوتی خیر بوجہ بیگناہی کے مین تمھین قتل تو نہ کرونگا الا ایسی سزا دونگا کہ میرے دل کو سکون ہو اور تم بھی مدت العمر یاد کرو یہ کہکے ملازمون کو حکم دیا کہ اسے کشتی مین سوار کرکے ایک ہفتہ کی خوراک رکھکے کشتی دریا مین بہا دو جو اسکا نوشتۂ تقدیر ہوگا پیش آئیگا ملازمون نے حسب الحکم بادشاہ کے اُسے اُسی طرح کشتی پر بٹھا کے بہا دیا شاہزادہ کشتی پر سوار یاس و حسرت کرتا دریا مین ڈوبتا تیرتا چلا جاتا تھا مگر ملکہ نوبہار گلشن افروز کی یاد سے غافل نہ تھا غرضکہ پانچ روز اسی کیفیت سے گذرے چھٹے روز دور سے ایک کشتی نظر آئی جب وہ کشتی قریب آئی تو اُسکے لوگون نے شاہزادہ کو اپنی کشتی مین سوار کرلیا اور حال پوچھا شاہزادہ نے کہا کہ ایک مرد ناانصاف نے بیگناہ مجھے یہ ایذا دی ہی اُن لوگون نے شاہزادہ کی خاطر جمعی کی اور کہا جہان تم کہوگے ہم تمکو پہونچا دینگے شاہزادہ نے اُسی کشتی مین ایک جوان خوشرو کو دیکھا کہ ایک مہ جبین کی لاش پر اس درد سے روتا ہی کہ کلیجہ مُنھ کو آتا ہی شاہزادہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون مرد ہی اور یہ زن مُردہ کون ہی اُسنے کہا یہ مرد قولک نام شالک ملک صاحب کشتی کا بیٹا ہی اور شالک ملک زمین نیک کا رئیس ہی اور یہ عورت مُردہ قولک کی زوجہ ہی اور رشتہ مین چچا کی بیٹی ہی قبل اسکے اس جوان نے اسپر عاشق ہوکر بصد شوق و آرزو اس عورت کے ساتھ شادی کی ہنوز نوبت وصل کی نہ آئی تھی کہ اس عورت کو ایک سانپ نے کاٹا یہ عورت فوراً مر گئی جب سے یہ مرد دیوانون کی طرح حیران و پریشان رویا کرتا ہی کوئی دم گریہ و زاری اسکی موقوف نہین ہوتی اور دیوانہ ہو گیا ہی شاہزادہ نے کہا خیر جو ہونا تھا سو ہوگیا اب اسکو دفن کرنا چاہیے وہ بولے ہماری قوم مین ایک علاج اسکا معین ہی ہم اُسی کی تلاش مین سرگردان ہین شاہزادہ نے پوچھا وہ علاج کیا ہی اُسنے کہا آذرکیوان نامے ایک بزرگوار نہایت پرہیزگار و نماز گذار جزیرۂ دریاے محیط مین نظر خلائق سے پوشیدہ رہتے ہین جو کوئی سانپ کا کاٹا مرتا ہی اعزا اُسکے کشتی مین لاش کو لیکر طواف دریا کرتے ہین اگر حیات اُسکی باقی ہوتی ہی تو آذر سے ملاقات ہوتی ہی اور میت کے عزیز و اقارب اُسکی منت و سماجت کرتے ہین وہ ایک افسون سے اچھا کر دیتا ہی اور سانپ کا زہر دفع ہوجاتا ہی اور وہ اپنی ہیئت اصلی پر آجاتا ہی اور یہ بھی سُنا ہی کہ آذرکیوان پردہ دار شہر کرسی کا ہمیشہ ہوتا آیا ہی شاہزادہ نے پوچھا پردہ دار شہر کرسی کیا چیز ہی اُنھون نے کہا سُنا ہی کہ کوئی شہر ہی اور وہان کا پردہ دار کیوان آذر ہی شاہزادہ کو شہر کرسی کے دیکھنے کا از حد شوق پیدا ہوا غرض جب وہ کشتی روانہ ہوئی تو جس جزیرے مین کشتی جاتی تھی اہل کشتی وہان کی زینت سو دیکھتے تھے رفتہ رفتہ ایک شہر

پر فضا مین وارد ہوئے معلم کشتی نے زمین سونگھی اور بآواز بلند کہا شکر ہی کہ ہملوگ بہ فضل خدا اپنی منزل مقصود پر پہونچے اہل کشتی وہان اُترے اور ایک ہفتہ تک افسون اور دعا کا ورد کیا جب نماز اور دعا سے فراغت ہوئی سب نے فریاد کرنا شروع کی کہ یا آذرکیوان اس مظلومہ کی جان بچاؤ تین مرتبہ یہ لفظ کہے اور آنکھین بند کرلین ناگاہ ایک مرد کوتاہ قد سیاہ فام سفید ریش نمودار ہوا تمام معلم واہل کشتی اُس سے قدمبوس ہوئے اور تعظیم کی بعد حال اُس عورت مردہ کا بیان کرکے لاش سامنے رکھدی آذرکیوان نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا ای بیوقوفو تم جو سانپ کا زہر مجھسے دور کرواتے ہو اس سے کیا فائدہ کہ فقط پانچ ساعت اسکی حیات مین اور باقی ہین اُسکے شوہر نے کہا ای بزرگ اگر ایسا ہوا تو اس صدمۂ جانکاہ سے میری زندگی بھی محال ہی واسطے خدا کے میرے حال زار پر آپ رحم فرمایئے آذرکیوان نے فرمایا کہ اگر تو نصف عمر اپنی اسے بخش دے تو بیشک اسکا زندہ ہونا ممکن ہی توتلک نے کہا مین نے بخوشی دل نصف عمر اپنی اسے بخشی آذرکیوان بولا ای احمق تو نے تو نصف عمر اپنی بخشی لیکن قضاے الٰہی کہین رُک سکتی ہی مگر تیری نالہ وزاری سے مین علاج کرتا ہون آیندہ جو امر ہوگا ظاہر ہو جائیگا الغرض آذرکیوان نے اُس لاش پر ایک ایسا افسون پڑھکے دم کیا کہ تمام بدن سے اُس مُردہ کے عرق سیاہ جاری ہوا بعد ایک دم کے وہ اپنی ہیئت اصلی پر آکے زندہ ہوگئی شالک وغیرہ آذرکیوان کو دعائین دیتے ہوئے وہان سے روانہ ہوئے بعد اسکے شاہزادہ نے آذرکیوان سے عرض کی ای حضرت مجھے شہر کرسی کا نہایت اشتیاق ہی آذرکیوان بولا کیا شہر کرسی تمھارے دیکھنے کو بنایا گیا ہی لیکن خیر بالفعل دریا کے کنارہ کنارہ ان اہل کشتی کے ساتھ تم جاؤ یہ ایک رات دامنہ سبزکوہ مین مقام کرینگے رات کیوقت فلان درخت کے سایہ مین تم چھپکے اُنکی حرکتین دیکھنا شاہزادہ نے کہا پھر حضرت سے کیونکر ملاقات ہوگی اُسنے کہا کل ہفتہ کے شہر مہان آؤنگا اور جو تمکو دیر ہو جائیگی تو پھر مین آٹھوین روز یہین ملونگا شاہزادہ آذرکیوان سے رخصت ہوکر اہل کشتی کے ہمراہ ہولیا جب دامنہ سبزکوہ مین پہونچا یہان یہ قافلہ سے دور ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ رہا بعد چار گھڑی رات گذرنے کے وہ تمام روسیاہ باہم فعل بد مین مشغول ہوئے شاہزادہ نے آنکھین بند کرلین توتلک کی زوجہ نے شوہر کو اُس حرکت مین مبتلا دیکھا فوراً اپنے پھوپھی زاد بھائی کے پاس کہ آشناے قدیم اُسکا تھا آئی وہ بولا جب تک تیرا خاوند زندہ ہی مین تجھسے کوئی حرکت نہ کرونگا عورت نے جوش مستی مین شوہر کو زہر دیدیا شعر

چونکہ زہر از گلو درون آمد	جان شیرین زتن برون آمد

ادھر یار کو اپنے اس کار نمایان کی اطلاع دی اُسنے کہا او قحبہ فاحشہ جسنے محبت سے آدھی عمر اپنی تجھے دی اسکو تو نے مار ڈالا مجھسے تو کیا سلوک کریگی یہ کہکے اُسکو مار ڈالا ایک ملازم نے شالک کو خبر کی کہ اُس عروس کو تیرے ہمشیرہ زادے نے ہلاک کیا شالک ملک نے بغیر تحقیق اپنے بھتیجے کو قتل کیا اس عرصہ مین ایک اژدہا پیدا ہوا

اُسنے سب قافلہ کو کھالیا شاہزادہ کو یہ دیکھ کے نہایت عبرت ہوئی اور اسی افسوس مین سو رہا علی الصباح
آذرکیوان کی خدمت مین روانہ ہوا کہ اثناء راہ مین ایک روشنی معلوم ہوئی اور غائب ہو گئی بعد چند قدم
کے دوسری طرف پھر وہی روشنی معلوم ہوئی شاہزادہ نے جو غور سے دیکھا تو ایک دولاب نہایت بزرگ
معلوم ہوا کہ بلندی مین آسمان تک اور عرض مین جنوب سے شمال تک احاطہ کیے تھا اور کبھی نظر آتا اور کبھی
غائب ہو جاتا تھا اور ہر یک روشنی ایسی اُسمین سے ظاہر ہوتی تھی کہ محسوس نہوتی تھی کہ کس شی کی ہی شاہزادہ
متحیر تھا کہ ایسی عجیب شی کسی طلسم مین بھی نہین دیکھی اور وہ دولاب کبھی مغرب اور کبھی مشرق مین ایسا جلد جلد پھرتا تھا کہ
آنکھ نہ ٹھہرتی تھی جب خوب غور کیا تو دولاب کے بیچ مین ایک قلعہ جسکے بارہ برج ایسے چمکتے تھے کہ بیان نہین
ہوسکتا دوسرے دولاب ایک طرف گردش مین تھا اور قلعہ برعکس اُسکے پھرتا تھا اسیطرح بروج بھی ایک
دوسرے کے خلاف پھرتے تھے شاہزادہ عرصہ تک یہ تماشا دیکھا کیا اور ایسا محو ہو گیا کہ آذرکیوان کا وقت
ملاقات گذر گیا آخر دوسرے ہفتہ کو موافق فرمانے آذرکیوان کے پھر گیا دیکھا آذرکیوان اپنے وعدہ پر موجود
ہی شاہزادہ نے سلام کیا اور کیفیت قافلہ کی بیان کی آذرکیوان نے کہا مین نے کہا تھا کہ جو امر تقدیری ہی وہ
کسیطرح رد نہین ہوسکتا مجھے تمام حال آیندہ معلوم تھا لیکن اظہار کرنے کا حکم نہ تھا شاہزادہ نے دولاب کی
کیفیت پوچھی آذرکیوان نے کہا یہ طلسم اجرام و اجسام چار عنصر نہ فلک کا حساب ہی اور طلسم سازون نے چودہ
منزلین قرار دی ہین اُنمین سے گیارہ منزلین مین نے دیکھی ہین تین منزلین اور باقی ہین اول طلسم فلک البروج
دوم طلسم فلک معدل النہار جسے فلک اطلس و فلک اعظم بھی کہتے ہین سوم قصر نادرہ رازدار ہی کہ منزل اعلی
و قصر اسرار مشہور ہی اور طلسم فلک البروج کرسی کو کہتے ہین اور وہ دولاب جو تمنے دیکھا ہی فلک نہم کی مثال ہی
کہ جو اپنے بیچ مین تمام افلاک کو لیے ہوئے گردش دیتا ہی شاہزادہ نے فرمایا حضرت ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے تصور کے سوا کسی کے کہنے سننے کی کیفیت ذہن نشین نہین ہوتی آذرکیوان نے کہا جبتک نیرنگی لیل و نہار
نہ دیکھو گے باریک رنگ تک پہونچنا دشوار ہی لیکن اب یہ حال سن لو کہ وہ درخت و قصر اور نہر وغیرہ جو سامان
تمھاری نظر سے گذرا ختم ہوا اسواسطے کہ وہ قصر و اشجار ہفت کواکب سے متعلق تھے اور طلسم فلک البروج دوسری
شکل سے واقع ہوا ہی شاہزادہ نے کہا حضرت اُس سے بھی مجھے آگاہ فرمائیے آذرکیوان نے کہا پہلے
اس چشمہ مین غسل کیجیے پھر مین تمکو طلسم کرسی کا نشان بتاؤنگا شاہزادہ نے حسب ارشاد آذرکیوان
پاس زحل یعنی سیاہ اُتار چشمہ مین کودا مگر ایسا پانی سرد تھا کہ غوطہ کی جرأت نہوئی آذرکیوان نے کہا اے
شاہزادہ اگر ایسی ہی جان عزیز کرو گے تو شہر کرسی کا تماشا کیونکر دیکھو گے شاہزادہ نے ناچار غوطہ مارا
جون ہی سر پانی سے باہر نکالا آذرکیوان کو نہ پایا

اب شاہزادہ کا شہر کرسی مین تشریف لیجانا اور فلک البروج کے طلسم کا حال معرض بیان مین آتا ہی

جسوقت کہ شاہزادہ چشمہ سے باہر آیا پوشاک شاہزادہ کی کنارہ چشمہ سے غائب ہو گئی اور سوا ایک لنگی کے اور کوئی کپڑا نہ رہا اس عرصہ مین ایک مرد مسن دست بقچہ لیے حاضر ہوا اور وہ بقچہ شاہزادہ کے آگے رکھدیا اور خود غائب ہوگیا جب بقچہ شاہزادہ نے کھولا دیکھا کہ دستار و جامہ و کمر بند زرین مغرق زردوزی جسمین کہ ریزہ ہاے الماس جڑے تھے رکھا ہی الغرض شاہزادہ نے وہ لباس پُر تکلف زیب جسم کیا اور براہ راست روانہ ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک باغیچہ معلوم ہوا جب وہان سے آگے بڑھے ایک قلعہ دیکھا جسکے برج فلک ہفتمی سے بھی بڑھے ہوسے تھے اور ہر ایک بُرج کا فاصلہ دو دو منزل کا تھا اور بعض کا فاصلہ اڑھائی منزل کا تھا اور ہر گنبد پر ایسا جواہرات خوش آب و گران بہا نصب تھا کہ اُسکے سبب سے ایک شکل دیکھنے مین نہ آتی تھی اور ایک گنبد کی شکل گوسفند قوی الجثہ کی تھی اور دوسرے کی ہیئت گاو کلان کی اور تیسرے گنبد کی صورت نصف مرد اور نصف عورت کی تھی باقی احوال عنقریب بر وقت موقع و محل کے بیان ہونگے الغرض جب شاہزادہ نے قلعہ کو غور سے دیکھا اُسمین ایک دروازہ معلوم ہوا اور زیر بُرج حمل دو منازل یعنے شرطین و بطین جسکو ہندی مین اشنی و بھرنی نچھتر کہتے ہین نظر آئے اور اُن منازل مین بجاے ستارہ کے سات ٹکڑے ہیرے کے نصب تھے اور ہر ٹکڑا ہیرے کا مثل ایک سنگ کلان کے تھا اسی طرح برج حمل جسے ہندی مین میکھ کہتے ہین ایک ستارہ سُرخ رنگ دیکھا وہ مالک برج حمل مریخ تھا اور خلائق شہر نہایت حسین اور خوبصورت نظر آئی لیکن سب اپنے اپنے کاروبار مین مصروف تھے شاہزادہ دروازہ شہر مین داخل ہوا چاہتے تھے کہ یکایک پتھر کی چوٹ ایسی انگشت پا مین آئی کہ بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے تو قلعہ دروازہ کا نشان نہ پایا ایک صحرا لق و دق مین مضطر و حیران اپنے کو کھڑا دیکھا آخر ایک طرف روانہ ہوئے تمام دن راہ چلنے مین گذری شب کو ایک جگہ آرام کیا رات کے وقت ذرا آنکھ جو کھلی تو وہی قلعہ نظر آیا اور قلعہ کے اندر بڑے بڑے درخت اس کثرت سے دیکھے کہ شمار مین نہ آتے تھے اور پتے اُن درختون کے مثل ستارون کے چمکتے تھے اور جب ہوا سے اُن درختون کو جنبش ہوتی تھی تو پتے اُنکے مثل جگنو کے قلعہ مین جابجا اُڑتے پھرتے تھے عجیب سمان تھا اتفاقاً اُن درختون مین ایک درخت سیب کا بھی تھا ہوا کے جھونکون سے اُسمین سے ایک سیب ٹوٹ کے شاہزادہ کے دامن مین آگرا شاہزادہ نے وہ سیب نوش فرمایا اور پانی پیکے پھر آرام فرمایا صبح کو جو آنکھ کھلی وہ قلعہ نظر نہ آیا شاہزادہ نے لباس شب اپنے جسم مین نہ پایا حیران پریشان اپنے دل مین کہ رہا تھا کہ واہ یہ کیا خوب تماشا ہی کہ کپڑے بھی بدن سے غائب ہو گئے پھر چشمہ آب مین تفریحاً غسل کیا دیکھا کہ ایک مرد پیر ہاتھ مین بقچہ اور ایک قاب مین کھانا لیے سامنے سے آیا اور اُس مرد پیر نے وہ بقچہ پوشاک اور قاب کھانے کی شاہزادہ کے آگے رکھدی اور

خود غائب ہو گیا غرض شاہزادہ نے کپڑے پہنے اور کھانا کھایا جب درختون سے آگے بڑھا وہی قلعہ
اور وہی شہر دیکھا لیکن ابکی مرتبہ دروازہ شہر کا باب الثور تھا جسے ہندی مین برکھ کہتے ہین یعنی گاؤ کی شکل تھا
اور جو منازل برج ثور سے متعلق تھے اُنکے اشکال ظاہر نہین تھے شاہزادہ کو وہان بھی ایسی بیہوشی طاری
ہوئی کہ اندر دروازہ کے داخل نہو سکا اور پھر اُسی صحرا مین پہونچا اور وہی حال شب اول کا یہان بھی ہوا
آخر آرام فرمایا جب بیدار ہوئے غسل کیا اور چشمہ سے باہر آئے لباس جسم اور خاصہ موجود پایا مگر کھانا اور لباس
کالا نیو الانظر نہ آیا غرض کھانا نوش فرمایا اور پوشاک زیب جسم فرمائی اور اُن درختون سے آگے بڑھا اب
باب الجوزا تھا جسے ہندی مین متھن کہتے ہین نصف مرد اور نصف عورت اور برج جوزا سے جو ستارے تعلق رکھتے ہین
وہ بھی موجود تھے شاہزادہ نے دل مین کہا بار خدایا مین ہر روز شہر دیکھتا ہون اور شہر مین نہین جا سکتا اس
اثنا مین ایک ہوا ایسی سرد و خوشگوار آئی کہ شاہزادہ نے آرام فرمایا جب بیدار ہوئے وہی صحرا دیکھا
اور بدستور غسل کیا جب پانی سے باہر آئے لباس اور کھانا کنارہ پر چشمہ کے رکھا دیکھا لباس پہنا اور کھانا نوش
فرمایا اور اُن درختون سے آگے بڑھے اب باب السرطان جسے ہندی مین کرکھ کہتے ہین ملا بہ شکل خرچنگ تھا یعنی
کیکڑا اور جو منازل کہ اس برج سے متعلق تھے وہ بھی موجود تھے اسی طرح باب الاسد جسے ہندی مین سنگھ کہتے
ہین باب السنبلہ جسے ہندی مین کنیان کہتے ہین باب العقرب جسے ہندی مین برچھیک کہتے ہین اور
باب الجدی جسے ہندی مین مکر کہتے ہین اور باب الدلو جسے ہندی مین کنبھ کہتے ہین اور باب المیزان جسے
ہندی مین تلا کہتے ہین باب القوس جسے ہندی مین دھن کہتے ہین اور ان برجون کے منازل بھی جو تھے
وہ دیکھے مگر قلعہ مین داخل نہو سکے باب الحوت جسے ہندی مین مین کہتے ہین وہان پہونچا تو ایک مرد کھانا
اور کچھ کپڑون کا لیے موجود تھا شاہزادہ نے اُس مرد کا دامن پکڑا اور فرمایا جب تک کہ تو میری بات کا
جواب باصواب نہ دیگا مین تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا اور کھانا و پوشاک کچھ نہ لونگا کہ آج بارہ روز سے صحرا مین سرگردان
پھرتا ہون اور شہر مین نہین جا سکتا اُس مرد نے اشارہ سے کہا پہلے کھانا کھالو پھر یہ عقدہ بھی حل ہو جائیگا شاہزادہ
نے کہا مین اشارہ نہین سمجھتا تو خدا جانے کیا کہتا ہے جب اُسنے بہ قسم کہا کہ اگر آج تمھارے عقدے نہ حل ہو جائین
تو تم مجھے لعنت ملامت کرنا شاہزادہ نے خاصہ نوش فرمایا جب کھانے سے فارغ ہوئے بدستور وہ مرد غائب
ہو گیا لیکن جیب قبا سے ایک کاغذ نکلا اُسمین لکھا تھا اے شاہزادہ معز الدین اگر تمھین شہر کرسی دیکھنا منظور ہے
اور شوق تماشائے طلسم منظور ہے تو ان درختون مین جاؤ جو سامنے نظر آتے ہین وہان سات درخت جدا جدا ہین
جو چھٹے درخت کے سایہ مین ایک لمحہ توقف کرنا اور قلعہ کے دروازہ کو بغور دیکھنا جب خوب نظر قائم ہو جائیگی
تو ایک خط مستقیم سپید مثل خط شعاع در قلعہ سے تا بیخ درخت نظر آئیگا جسکو خط استوا کہتے ہین اُس خط پر بہوشیاری تمام

قدم رکھنا کہ پاؤن کو لغزش نہو اور روانہ ہوجانا جب دروازۂ قلعہ مین پہونچیگا ایک پردہ زنگاری پڑا ہوگا تم اُس پردہ کے اندر داخل ہونا وہان ایک شاہ نشین ہین داروغہ شہر کرسی جسکا نام رفیع کرسی نشین ہی کرسی زرنگار پر بیٹھا ہوگا اُسے سلام کرنا اور یہ کاغذ دینا اور زبانی کہنا کہ مین شہر کرسی کے تماشے کا مشتاق ہون وہ تمکو بخوبی تمام سیر شہر کرسی کی کرادیگا والسلام

آب داخل ہونا شاہزادہ کا شہر کرسی مین اور ملاقات کرنا رفیع کرسی نشین داروغہ شہر کرسی سے

القصہ شاہزادۂ عالیجاہ بموجب ہدایت رقعہ خط استوا سے رفیع کرسی نشین کے پاس پہونچا اور وہ کاغذ حسب ہدایت دیا اور کہا مین شہر کرسی کا تماشا دیکھا چاہتا ہون رفیع کرسی نشین نے وہ رقعہ آنکھون سے لگایا اور شاہزادہ کو بہ نہایت عزت و توقیر سے شہر کرسی مین لیگیا شاہزادہ نے مکانات نہایت خوش قطع دیکھے اور ہر مکان مین ایک پردہ زنگاری پڑا ہوا تھا شاہزادہ نے پوچھا اس پردہ مین کیا شی ہی رفیع کرسی نشین نے کہا حال پردون کا حضور کو معلوم ہوجائیگا اور غلامون کو حکم دیا کہ پردے باندھ دو پردون کا بلند ہونا تھا کہ ہر پردے سے غول کے غول گروہ کے گروہ نازنینان ماہ جبین کی آمد شروع ہوئی اور ایک آن مین محفل نشاط جمع ہوگئی صراحی اور جام آیا رفیع کرسی نشین نے ایک جام شراب ارغوانی کا شاہزادہ کو دیا اور کہا ای جوان یہ جام ہاتھ سے مجھ غلام کے نوش فرمایئے اور قدرت خدا کا تماشا دیکھیے کہ نام اس کا شراب طہورا المثال ہی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا ہان پینے سے حال معلوم ہوگا شاہزادہ نے وہ جام شراب نوش کیا واقعی ایک ہی جام مین کسل راہ دور ہوگیا اور قوت دل و دماغ عود کرآئی اور یاد ملکۂ نوبہار گلشن افروز دل مین پیدا ہوئی حتی کہ تین روز و شب یہی صحبت رہی چوتھے روز شاہزادہ نے کہا کہ نادرہ رازدار اور مرغ اسرار کی ملاقات کا مشتاق ہون رفیع کرسی نشین نے کہا جبتک کہ بہ تفصیل تمام مقامات شہر کرسی بخوبی نہ دیکھ لوگے اور تماشائے فلک معدل النہار نظر سے نہ گذریگا نادرہ رازدار کے قصر مین پہونچنا دشوار ہی یہان سے پہلے مرحلات فلک البروج طی کیجیے بعدہ فلک اطلس کو تشریف لیجائیے کہ عمدہ ترین تماشاگاہ اس شہر مین پانچ مقام ہین اول بارہ بروج اور اٹھائیس منازل جنکی خدمت اس غلام سے متعلق ہی اور میرے گیارہ نائب ہین کہ وہ شہر کے ہر دروازے پر معین ہین اور ہر نائب سے ایک یا دو دو منازل متعلق ہین ابھی آپ نے ایک برج کی بھی پوری سیر نہین کی پھر فلک اطلس پر کسطرح جایئے گا ابھی یہ منزل شرطین مین آپ وارد ہین منزل بطین باقی ہی مگر ہان اگر آپ کا دل چاہے تو ایک روز مین سیر کیجیے خواہ ایک ماہ مین یہ آپ کو اختیار ہی اگر بسرعت تمام کام فرمایئے گا سیارہ قمر رفتار خطاب ہوگا اور اگر تساہل و درنگ کروگے تو سیارہ زحل صفت

لقب ہوگا غرضکہ موافق سرعت وتیزی ہونے کو اکب کے خطاب دیا جائیگا دوم قصر مربع جسکے چار طبقے ہین اور تماشاگاہ سوم قصر مثمن ہی دیکھا دونون قصرون کا نہایت مسعد ہی سعید لوحدار داروغہ ہی اور سعید فدوی سے مرتبہ مین زیادہ تر ہی گو فدوی امیر الامرا ہی اور تماشاگاہ چہارم حصہ چہارم مثلثہ ہی جسکی کلید محفوظ قلمدار کے پاس ہی اور محفوظ سعید سے کہین ذی مرتبہ ہی یعنی مزید اعظم ہی پنجم بہترین سیرگاہ منزل خاص ہی جسکا تعلق خاص بادشاہ کی ذات سے ہی کہ ہم مین سے کوئی عہدہ دار اُسکی ماہیت سے واقف نہین ہی شاہزادہ نے جو یہ حال سُنا ایک اور اشتیاق اسکے دیکھنے کا دل مین پیدا ہوا اور نام بادشاہ کا پوچھا رفیع کرسی نشین نے کہا غلام کی کیا مجال جو نام بادشاہ کا لے سکے اگر طالع یاور و مددگار آپ کا ہی تو نام سے بھی آگاہ ہو جائیے گا خیر اب ہمراہ غلام کے چلیے آپ کو منزل الطین دکھاؤن شاہزادہ رفیع کرسی نشین کے ہمراہ پیادہ پا روانہ ہوا ایک پردہ بلند دیکھا وہان ایک قصر رنگین معلوم ہوا کہ ہزار درجہ مکان اول سے منقش و آراستہ و پیراستہ پر ضیا تھا شاہزادہ وہ دن اور ساری رات وہان رہا خوب عیش کیا دوسرے روز رفیع کرسی نشین کے پاس تشریف لائے رفیع کرسی نشین نے ایک گھوڑا صبا رفتار منگوایا اور کہا حضور سوار ہو کر سیر برج ثور ملاحظہ فرماوین شاہزادہ نے گھوڑا گلدار کہ گل اُسکے جسم پر مثل ستارہ کے درخشان تھے دیکھا جب گھوڑے پر سوار ہو چار سو بازار مین گیا دیکھا کہ دوکانین زر پختہ و سیم خام کی ہین اور جتنے آدمی دیکھے سب حسین اور خوبصورت دیکھے وہ گھوڑا شاہزادہ کو برج ثور مین لایا نائب رفیع کرسی نشین حسب الحکم منیب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسنے ثریا اور دیران دونون منازلون کی سیر کروائی شاہزادہ نے ایک منزل کو دوسری منزل سے بہتر و خوشتر دیکھا اور وہان کی نازنینون سے رقص اور سرود مین بھی کمال کیفیت حاصل ہوئی قصہ مختصر باب الجوزا مین ہقعہ و ہنعہ نظر سے گذرین اور باب السرطان مین ذراع اور نثرہ و طرفہ اور باب الاسد مین جبہہ دوم زہرہ سوم صرفہ اور باب السنبلہ مین عوّ و سماک اور باب المیزان مین غفرہ و زبانہ اور باب العقرب مین اکلیل و قلب اور باب القوس مین شعلہ اور نعایم و بلدہ اور باب الجدی مین ذابح و بلع اور باب الدلو مین سعود و اجنیہ اور باب الحوت مین مقدم و موخر اور رشا کا سیر و تماشا دیکھا نائب رفیع کا شاہزادہ کو ایک برج سے دوسرے برج مین اسیطرح لیجاتا تھا اور ہر مکان کا دریچہ کھولدیتا تھا اور شاہزادہ کو دریچون سے باغہاے دلکشا و فرحت افزا نہایت وسیع الفضا عجیب کیفیت و خوش قطع دکھاتا تھا کہ نمونہ فردوس اُسے کہیے تو بجا تھا الغرض شاہزادہ دلدادہ سیر کرسی سے بارہ برجون کی بخوبی مثل مہر و ماہ کے جب کر چکا تو رفیع کرسی نشین کے پاس آیا رفیع کرسی نشین نے کہا ای شہریار عالم غلام حضور کو سعید لوحدار کے پاس روانہ کرتا ہی وہ داروغہ ہر مربع دشمن کا ہی آخر رقعہ لکھی اور گھوڑا برق رفتار شاہزادہ نامدار کو دیکر روانہ کیا شاہزادہ رفیع کرسی نشین سے رخصت ہوکر روانہ ہوا راہ مین صدہا مکانات خوش قطع و مرغوب طبع

اور بازار خوب اجناس مرغوب ہر دوکان خوش اسلوب نظر سے گذری قصہ کوتاہ وہ اسپ فلک سیر شہزادہ کو
تھوڑی دیر مین ایک مکان عظیم الشان کے دروازہ پر پہونچا کر ٹھہر گیا شاہزادہ گھوڑے سے اُترا اندر مکان
کے داخل ہوا دربانون نے پوچھا اے جوان ذیشان کہان سے آنا ہوا اور کہان جائیے گا شاہزادہ نے فرمایا
رفیع کرسی نشین کے پاس سے آیا ہون اور سعید لوحدار کے پاس جاؤنگا دربان سعید کے پاس
شاہزادہ کو لائے شاہزادہ نے سعید لوحدار کو دیکھا ایک مرد سفید ریش نورانی شکل صحن مین مسند زرنگار
پر بیٹھا ہے اور غلامان ماہرو و عنبر بو پری پیکر زرین کمر دست بستہ گرد و پیش استادہ ہین شاہزادہ نے
سلام کیا اور رقعہ دیا سعید لوحدار نے شاہزادہ کو بکمال توقیر و تکریم ایک مکان مین اُتارا اور کہا آج نان خشک
یہین نوش فرمائیے کل دیکھا جائیگا یہان شاہزادہ نے کنیزان رشک پری غیرت حور بے شمار ہر ایک
اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم تیار دیکھین سعید لوحدار نے کہا حضور بعد اسکے اور تخت پر اجلاس فرمائین
اور آواز دی کہ اے فرزند منطقہ زرین کمر مہمان کی خاطر و مدارات کرنا ضرور ہے اندر سے آواز آئی کہ اے پدر
والا قدر حاضر ہوئی اور شاہزادہ سے عرض کی کہ غلام کو بوجہ پیری کے طاقت ادائے لوازم مہمانی نہین ہے
لہذا دختر کو خدمت عالی مین دے کر امیدوار رخصت ہون امید کہ حضور غلام کو معاف فرمائین شاہزادہ نے
فرمایا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے اور آرام کیجیے سعید لوحدار آداب عرض کرکے رخصت ہوا یہان
منطقہ زرین کمر بعوض باپ کے خدمتگزاری مین حاضر ہوئی شاہزادہ نے اُس رات صحبت ناچ و رنگ
موقوف رکھی اور منطقہ زرین کمر سے حرف و حکایات مین وہ رات گذاری منطقہ زرین کمر ایسی لطیف مزاج
و ظریف و شیرین بیان تھی کہ شاہزادہ نہایت محظوظ ہوا خواصین خاصہ لائین شاہزادہ نے خاصہ تناول
فرمایا اور آرام فرمایا منطقہ زرین کمر بھی اپنی خوابگاہ مین گئی شاہزادہ نے ابھی آرام نہ فرمایا تھا کہ
ایک آواز دردناک کان مین آئی شاہزادہ تاب ضبط نہ لا سکا اور اُس آواز پر جا پہونچا دیکھا کہ منطقہ
زرین کمر بکمال گریہ و زاری درگاہ باری مین مناجات کر رہی ہے کہ بار خدایا حفیظ کو میرے ضعیف باپ
کے حال پر مہربان کر کہ مین سوزش باطنی روزمرہ سے نجات پاؤن شاہزادہ کے خیال مین آیا کہ یہ
عورت کسی پر فریفتہ ہے کہ منطقہ نے شاہزادہ کو دیکھ لیا اور شرم زدہ رہ گئی شاہزادہ منطقہ کو اپنے
آرامگاہ مین لے آیا اور بقسم نہایت شفقت سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے منطقہ نے کہا کہ ہمارا شریک کار
محفوظ قلمدار کا بیٹا حفیظ ثریا مکان ہے کہ نہایت رشید و جوان ہے اور میرا حال سنکے غائبانہ عاشق ہوگیا ہے
جب محفوظ اس امر سے آگاہ ہوا اُسنے میرے باپ سے پیغام شادی کا دیا میرے باپ نے ایک لوح سیمین
اُسکو بھیجدی کہ اسپر تصویر اُسکی ہمین بھیجدو کہ ہم اُسکے قیافہ سے حال بخوبی دریافت کرلین تو پھر جواب

مناسب دینگے محفوظ قلمدار نے حفیظ کی تصویر لوح پر کھینچکے بھیجدی میرے باپ نے تین روز خوب اُس تصویر
کو دیکھا اور پسند کیا اور رضامندی کا پیغام بھیجا چاہتا تھا کہ کسی بدخواہ و بدگو نے کہا کہ محفوظ اپنی صحبت مین
علانیہ یہ کہتا تھا کہ سعید جو اسقدر تحقیق مین کوشش کرتا ہے شاید جہیز مین گوہر سہیل دیگا یہ کلمہ طنز یہ میرے باپ
کو ناگوار معلوم ہوا اور محفوظ کو لکھا کہ ہم یہ نسبت جب منظور کرینگے کہ جب تم گوہر سہیل عروس کے مہر مین دوگے
اور اگر یہ تم سے نہ ہو سکے تو تم اب ہرگز ہمین پیغام نسبت کا نہ بھیجنا ہرچند کہ محفوظ اپنے قول بیہودہ سے
پشیمان ہوا لیکن کدورت طرفین کے دل مین پیدا ہو گئی اور اس غبار خاطر طرفین سے یہ نتیجہ ہوا کہ ستارہ اوج
حفیظ پست ہو گیا اور ادبار ایسا بلند ہوا کہ تخت دولت و اقبال خاک مذلت مین ملکر برباد ہو گیا اب سُنا ہے
کہ حفیظ کو دو دو دن تین تین دن فاقہ کشی مین گذرتے ہین اور اس تکلیف سے افاقہ نہین ہوتا اور رات و
دن نالہ وزاری و بیقراری مین بسر ہوتی ہے مجھے بھی اُسکے حزن و ملال سے کمال ملال ہوتا ہے اور ایک شعلۂ
آتش جگر و سینہ مین مشتعل ہوتا ہے مگر لاچار قہر درویش بر جان درویش مجھکو کچھ بن نہین آتی شاہزادہ نے
کہا کہ مین مسافر ہون مجھے فرصت کہان ورنہ مین کوئی نہ کوئی صورت تم دونون عاشق و معشوق کے مواصلت
کی نکالتا اور تمھارے درد کا ضرور شریک ہوتا غرض تمام رات اسی قصہ و افسانہ مین گذری صبح کو سعید لوحدار
شاہزادہ نامدار کے پاس آیا اور دروازہ قصر مربع پر لیگیا شاہزادہ نے وہ قصر چوگوشیہ دیکھا اور ہر گوشہ کا
رنگ علیحدہ پایا یعنی اول طبقے کا رنگ آتشی اور ادنی طبقہ کا رنگ خاکستری اور اوسط کا رنگ سفید و سبز معلوم
ہوتا تھا جب اندر باغ کے داخل ہوا تو باغ عجیب پُر بہار و فرحت افزا دیکھا زمین اُسکی سیم خام کی تھی اور
در و دیوار طلائی جس مین کہ یاقوت و زمرد وغیرہ کی پچی کاری کی ہوئی تھی شاہزادہ سیر کرتا تماشا دیکھتا
ایک بارہ دری مین گیا وہان ہجوم ماہرویان و ہنگامہ ناچ و رنگ برپا دیکھا اور ایک شاہ نشین پر پردہ
زنبوری زرنگار مرصع کار پڑا تھا لیکن اندر اُسکے تاریکی از حد تھی اور چند نازنین ماہ جبین چپ و راست
پردہ کے موافق مرتبہ اپنے اپنے کے داہنے بائین کھڑی تھین اور کچھ بیٹھی تھین اور ایک نازنین زہرہ جبین
باحسن و جمال آگے پردہ کے کرسی زرنگار پر نہایت تکبر و تجمل سے بیٹھی ہوئی تھی لیکن سب کا خیال ہمہ تن
پردہ کی جانب تھا کہ گویا کوئی اندر سے کلام کرتا ہو اور یہ جواب دیتی ہوئی اُسکے مخاطب معلوم نہ ہوتی تھین
شاہزادہ کو صورت آشنا وہ مہ جبینان معلوم ہوئین لیکن یہ خیال مین نہ آیا کہ کہان دیکھا تھا تمام دن سیر باغ
مین گذرا وقت شب محفل رقص مین گیا نازنین کرسی نشین نے اول شاہزادہ کو دیکھ کے کچھ پردہ کیا تب
کہا بعد اسکے بہ تعظیم و تکریم پیش آئی اور سامان دعوت و مہمانداری کا مہیا کیا شاہزادہ نے ناچ دیکھا اور سرود و
نغمہ سُنا اور طعام نوش فرمایا پھر آرام فرمایا جب صبح ہوئی شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا کہ مین دوسرے مکان

ہین ہون اور یہان بھی ایک شاہ نشین اور پردۂ زرنگاری ہی لیکن کوئی اور نظر نہ آیا الاتمام دیوار و در تصویرون سے
بھرا تھا اور قدآدم تصویرین ایسی باحسن وجمال تھین کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی شاہزادہ تمام دن تصویرین دیکھا کیا
یہان تک کہ وقت کھانے کا آیا اور کھانا بھی نوش نہ فرمایا جب اشتہا ہوئی کچھ میوہ باغ سے کھا لیا جب
شام ہوئی ہر ایک تصویر بصورت انسان ہوگئی اور ناچ وگانا شروع کر دیا اور شاہزادہ کی دعوت کی
جب شاہزادہ نے حال شاہ نشین پوچھا اُنھون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ ہی الغرض پہلے مکان مین تصویرین
خاکی تھین اور دوسرے مکان مین تصویر آبی اور تیسرے مکان مین تصویرین بادی اور چوتھے مکان مین آتشی
تصویرین تھین اسیطرح چار شبانہ روز یہی کیفیت رہی کہ دن کو تصویر اور شب کو نازنین ہر تصویر کا ناچ و رنگ
سرود و نغمہ رہتا تھا اور جب پوچھا کہ پردہ کے اندر کیا ہی کہا کہ ہمارا بادشاہ ہی اور روز پنجم سعید لوحدار کے
مکان مین اپنے کو پایا سعید لوحدار سے شاہزادہ نے سب حال بیان کیا سعید لوحدار نے کہا اے شہریار
یہ تصویرین قصر مربع کی ہین یہ طلسم عنصری مین ہی اور جو آپ نے طلسم افلاک مین ملاحظہ فرمایا وہ قصر مثمن مین مشاہدہ
صورت ہوگا شاہزادہ نے کہا پردہ کے اندر کیا اسرار ہی سعید لوحدار نے کہا
کہ حقیقت قصر مثمن اور قصر مربع کی مفصل حضور کو منزل خاص مین معلوم ہوگی اور حضور قصر
مثمن مین تشریف لے چلین اور وہان کا بھی سیر و تماشا دیکھین شاہزادہ سعید لوحدار
کے ہمراہ قصر مثمن پر پہونچا یہ قصر ہشت پہل تھا شاہزادہ نے آٹھ روز مین آٹھون پہلون کی
سیر کی اور جو کنیزین کہ راہ مین دیکھی تھین اُن سے ملاقات ہوتی گئی اور اُسی طرح شاہ نشین اور
پردہ بدستور ہر مکان مین دیکھا شاہزادہ نے جب یہان کسی کو نہ دیکھا تو دل مین آیا کہ اب
شاہ نشین مین دیکھنا چاہیے کہ کیا ہی جب پردۂ شاہ نشین اُٹھایا وہان ایک مکان نہایت عمدہ
پرتکلف دیکھا اور ایک دیوار پر تصویر ملکۂ نوبہار گلشن افروز کی دیکھی پس بمجرد دیکھنے تصویر معشوقہ کے
ایک نعرہ ہاے کا مارا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا دیکھا کہ شب ہوگئی اور محفل عیش گرم ہی اور اُس
نازنین نے جو کرسی پر بعہدۂ وزارت برابر پردہ کے بیٹھی تھی شاہزادہ کو اپنے برابر ایک کرسی زرنگار پر بٹھا لیا
شاہزادہ ایسا اشتیاق ملکہ مین تھا کہ سوا پردہ کے اور کسی جانب خیال تک نہ کرتا تھا اور ہر مرتبہ یہی
قصد کرتا تھا کہ پردہ اُٹھا کے اندر چلیے اور معشوقہ کے خیال سے دل کو خوش کیجیے اور یہ شعر پڑھتا تھا

در پردۂ نشست نباشد نواے تو | عالم پرست از تو و خالیست جاے تو

آجتک جلوہ نہ دیکھا برق روے یار کا
جذبۂ دل توڑ دیگا رخنہ اُس دیوار کا

ایک ہی جینا نہ جینا ناتوان و زار کا
نور ہی پیش نظر آنکھون کی خواہش ہی یہی

چھپے سے باہر نہین آتے نہ آئین شوق سے
شوق اپنے کان رکھتے ہین تری گفتار کا

کیا عجب حلقہ ہماری چشم کا ہالہ بنے | ہی تصور رات دن اُس چاند کے رخسار کا
دیدۂ تصویر کی صورت کھلی رہتی ہی آنکھ | اب یہ نقشہ ہی تمھارے طالب دیدار کا

وہ نازنینین سب مانع ہوئمین اور کہا اے جوان تیری جرأت سے یہ خوف ہی کہ ہملوگون پر کوئی بلا نازل ہو شاہزادہ نے اصلا اُنکی بات کا جواب نہ دیا اور بے تکلف پردہ اُٹھا دیا شعر

اُس پردہ مین اک نور کا جلوہ نظر آیا | اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

دیکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کس نازوانداز سے تخت جواہر نگار پر بیٹھی ہی جبکہ آنکھین ملکہ کی شاہزادہ سے چار ہوئمین ملکہ نے تبسم کیا اور مسکرا کر کہا کہ اے جوان چالاک تجھے ملکہ صبح دلکشا کی ملاقات مبارک ہو ہمکو سب حال تجھ بی شنا ہی کہ تو جس لطف تکلف سے طلسم آفتاب اور شہر بیدار دلان مین گیا اور تیری ملاقات ملکہ صبح دلکشا سے ہوئی تجھ یقین ہی کہ اسوقت بھی تو نے اُسی کے خیال اور تصور مین پردہ اُٹھا دیا یہ خیال تیرا محض غلط نکلا ملکہ صبح دلکشا یہان کہان اگر وہ یہان ہوتی تو ہم تجھسے تجھ بی ملاقات کرا دیتے اور تیرے قلب سوختہ فراق کو آب وصال سے اُسکے سرد کرا دیتے شاہزادہ نے جو یہ کلمہ زبان معجز بیان ملکہ سے سُنا یہ شعر پڑھا شعر

دل کی جو امید تھی بر آگئی | صورت محبوب نظر آگئی

لیکن روح جسم سے نکلگئی آئینہ وار حیران ہوا گویا سکتہ ہوگیا اور ملکہ کی صورت دیکھا کیا پس ایک مرتبہ چیخ کر ابیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا اپنے کو سعید لوحدار کے مکان مین دیکھا سعید نے کہا اے شہریار یہ تمھارا حال کیا ہوا چہرہ کو نصیب اعدا تغیر کیون ہی شاید کوئی تماشا تازہ دیکھا شاہزادہ نے سعید سے فرمایا کہ تم کیا حال پوچھتے ہو میرا پس نہایت مہربانی کرو جو ایکبار اس قصر مثمن مین مجھے اور پہونچا دو اور اپنی سرگذشت بیان کی سعید نے کہا اس امر کا مین مجاز نہین ہون کہ ایک مکان مین دوسری بار تمھیں بھیج سکون مین مجبور ہون کہ یہ خلاف قاعدہ ہی مگر خاطر جمع رکھو خدا نے چاہا تو جلد مطلب سے کامیاب ہوگے اب مین تمھین محفوظ قلمدار کے پاس بھیجتا ہون تم اُس سے حصہ چہار مثلثہ کی سیر کو کہنا کیا عجب کہ وہان بھی صورت دلدار نظر آئے شاہزادہ نے کہا بدون تمھاری کوشش کے میرا وہان پہونچنا محال ہی سعید بولا کہ ہرچند میرے اُسکے ایک صورت کشیدگی کی ہوگئی تھی لیکن مین تمکو وہان ضرور پہونچا دونگا پھر سعید نے ملازمون کو حکم دیا فلان صندوقچہ لاؤ جب صندوقچہ آیا اُسمین سے ایک لوح یاقوت لالی کی نکالی جو پانچ بالشت کی مربع تھی اور اُسپر کچھ بخط سبز لکھا تھا سعید نے ایک کاغذ سفید اُس لوح پر رکھا تھوڑا دیر حروف سبز رنگ کاغذ پر ہو گئے پھر اپنی مُہر کی اور وہ کاغذ شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ جب آپ یہان سے روانہ ہونگے تھوڑی دور پر ایک کنوان ملیگا جسے فارسی مین چاہ زنان اور عربی مین بیر النسوان کہتے ہین وہان عورات شکیل و جمیلہ بارہ بارہ برس کی پانی بھرنے آئینگی اُنمین ایک نازنین گھڑا سونے کا مینا کار لیے ہوگی تم اُسکے ساتھ چلے جانا

وہ تمکو محفوظ کے گھر کا پتہ بتا دیگی جب وہان پہونچیگا تو اندر جانا دربان سے کہنا کہ مین محفوظ کے پاس جاؤنگا
وہ تمکو وہان پہونچا دیگا محفوظ تمسے پوچھے گا کہ آپ نے تکلیف کہان کی بس تم یہ رقعہ دیدینا القصہ شاہزادہ سعید سے
رخصت ہوکر چاہ کی طرف چلا جب چاہ پر پہونچا دیکھا کہ ہزارہا ماہرو و سنبل مو پانی کو آتی جاتی ہین جب وہ عورت
بارہ برس کی گھڑا سونے کا مینا کار سر پر رکھ روانہ ہوئی شاہزادہ بھی ہمراہ ہو لیا وہ ایک بارگاہ عالیشان پر پہونچی
اور ایک ساعت کے بعد اُسنے اپنے مکان کی راہ لی شاہزادہ دروازہ پر حیران کھڑا رہ گیا دربان نے پوچھا
تم کون ہو شاہزادہ نے فرمایا مین محفوظ کے پاس جانا چاہتا ہون دربان نے محفوظ کو اطلاع دی محفوظ نے
اندر بلایا لیکن کمال بے التفاتی سے پیش آیا یہانتک کہ بیٹھنے کا بھی حکم نہ دیا شاہزادہ نے ایک مرد ریش سفید
پچاس برس کا سن ضعیف خوش قیافہ دیکھا کہ کرسی زرنگار پر بحشمت و اجلال بیٹھا ہی اور لوگ دست بستہ گرد کھڑے ہین
محفوظ نے کہا اے جوان تو کون ہی اور تیرا کیا مطلب ہی شاہزادہ نے بہ اکراہ تمام وہ رقعہ سعید کا دیا محفوظ نے
بمجرد دیکھنے رقعہ کے سرو قد تعظیم دی اور کرسی زرنگار پر بیٹھایا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور غلام کا قصور معاف
فرمائین کہ مین ایک ایسے رنج مین ہون کہ آنکھون مین دین و دُنیا اندھیر معلوم ہوتی ہی اپنے جامہ سے باہر ہون
شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ عذر بدتر از گناہ ہی کسواسطے کہ مہمان سے کوئی شخص ایسی کج خلقی سے پیش نہین آتا جیسا
کہ تمنے کیا محفوظ نے کہا آپ ہمارے ولی نعمت ہین ہماری مجال ہی کہ ہم آپ سے کسی طرح کی گستاخی کرسکین اور
ملازمون کو حکم دیا کہ آج ہمارے آقا نے اس غریب خانہ کو اپنے نور جمال سے منور کیا لہذا سامان دعوت جلد مہیا
کرو خادمون نے ایک چشم زدن مین سب سامان شاہانہ جمع کر دیا جب دسترخوان آیا اور رنگ برنگ کا کھانا چُنا گیا
تب شاہزادہ نے کہا مین بے تمھارے کھلائے کھانا نہ کھاؤنگا محفوظ سکوت مین گیا شاہزادہ کو شک واقع ہوا
کہ کوئی اسمین بھید ہی بعد اسکے محفوظ نے عرض کیا حضور نوش فرمائین میرا کھانا ابھی تیار نہین ہوا شاہزادہ نے
فرمایا شاید تمھاری غذا اس کھانے کے علاوہ اور کوئی شی ہی کہ اس عرصہ مین ایک کاسہ چینی خدمتگار نے لاکر دسترخوان
پر رکھدیا محفوظ بولا حضور فدوی کا رزق بھی آگیا شاہزادہ نے جو دیکھا تو اُسمین آش جو کے تھے شاہزادہ نے فرمایا
اسکا کیا سبب ہی محفوظ بولا اے شہریار حفیظ کا حال عاشقی اس نوبت کو پہونچا ہی کہ صبح سے شہر کو نکل جاتا ہی جب
ملازم از حد کہتے ہین کہ مان باپ تمھارے مرجاینگے تو یہ آش جو کچھ کھا لیتا ہی جو اُس سے بچتا ہی وہ مین کھاتا ہون
اور جس روز وہ نہین کھاتا مین اور والدہ اُسکی بھی نہین کھاتی شاہزادہ نے کہا تمکو اُسکا علاج کرنا اچھا ہی ورنہ
وہ ضایع ہو جائیگا محفوظ نے کہا جناب عالی جبتک سہیل دستیاب نہوگا اُسکا اچھا ہونا غیر ممکن ہی [illegible] سہیل
زیور شاہی سے ہی بھلا کسطرح سے مل سکیگا شاہزادہ نے کہا حفیظ کہان ہی محفوظ نے کہا پہاڑ پر مجنون [illegible] ہو گیا
اگر ہم قید کرتے ہین تو وہ ہلاکت کا اپنے قصد کرتا ہی شاہزادہ کو از حد رنج ہوا لیکن کوئی صورت سواے محفوظ [illegible]

کی ذہن مین نہ آئی آخر محفوظ سے فرمایا ہمارے نزدیک اول تم باہم صفائی کرلو بعد اسکے تم دونون باہم بادشاہ سے گوہر سہیل مانگ لو محفوظ بولا ای شہریار ہماری کیا حقیقت ہی اچھے اچھے معزز ملازم گوہر سہیل شاہ سے طلب کر نہین سکتے اور یہ ایک ادنیٰ خادم کیا قدرت رکھتا ہی شاہزادہ نے کہا پھر عرض و معروض کی کیا صورت ہی محفوظ نے کہا یہان جو ایک طرح سے طرز حکومت قانونی سابق سے چلا آتا ہی اُسمین کم و زیادہ نہین ہوتا نوبت حکم احکام کی نہین آتی یہانتک کہ ہم باوجود اس عہدہ کے کبھی صورت سے بادشاہ کی واقف نہین ہان ہر سال ایک مرتبہ منزل خاص مین حاضر ہونا ہوتا ہی وہان سرنگون کھڑا ہونا ہوتا ہی اگر احیاناً کسی کی حاضران دربار سے آنکھ اونچی ہوگئی تو فوراً ایک تیغ برق غیب سے گرتی ہی کہ سر اُسکا جُدا ہوجاتا ہی شاہزادہ نے کہا یہ رسم قدیم ہی یا اب تمھارے بادشاہ نے اختیار کی ہی محفوظ نے کہا ہمارے ہوش سے یہی قاعدہ چلا آتا ہی شاہزادہ نے پوچھا نام تمھارے شاہ کا کیا ہی محفوظ بولا کہ باوجودیکہ کنجی قصر مثمن اور قصر مربع کی میرے اور سعید کے پاس ہی لیکن آج تک ہمنے یا سعید نے کبھی اپنی آنکھو سے بھی نہین دیکھا کہ وہ قصر کیسے ہین اور نہ نام بادشاہ سے واقف ہین مگر یہ جانتے ہین کہ تمام کارخانہ طلسم اجرام و اجسام مین ایک بادشاہ ہی اور ہر جا ایک ایک نائب اُسکا ہی شاہزادہ نے کہا یہ بات عقل مین نہین آتی کہ باوجود کلید برداری قصر کے اور پھر قصر کو نہ دیکھے تو اُس قصر کا کام کسطرح سے کریگا ممکن نہین کہ سعید نے یہ مقام نہ دیکھے ہون محفوظ نے کہا خداوند نعمت دیکھنا ان مقامون کا اجازت بادشاہ پر موقوف ہی شاہزادہ نے کہا اجازت بادشاہ کوئی امر دشوار نہین ہی محفوظ نے کہا حضور بادشاہ بھی تو ایک ذات قدسی البرکات کا محکوم حکم ہی جسکو طلسم عناصر مین عنقاے بزرگ حکمت کہتے ہین اور ساکنان طلسم کواکب مین دُرّی دانش مشہور ہی اور طلسم شہر کرسی و فلک البروج مین گوہر ... اُسکا نام ہی اور طلسم فلک اطلس مین شاید کوئی اور نام ہوگا کہ اُس سے ہم واقف نہین حاصل کلام یہ کہ کل کائنات عجائبات کا بادشاہ عالیجاہ بالاستقلال وہی ذات بابرکات ہی شاہزادہ نے کہا تمنے اُسے دیکھا ہی محفوظ نے کہا حاشا ہماری مجال کہان جو نظارہ اُسکا کرین شاہزادہ کو کمال حیرت ہوئی اور فرمایا شعر

نہ زین رشتہ سر میتوان تافتن	نہ سر رشتہ را میتوان یافتن

غرضکہ دوسرے دن محفوظ نے شاہزادہ کو شہر سے باہر لایا اور کہا ذرا آنکھون کو بند کیجیے شاہزادہ نے آنکھون کو بند کیا پھر سات قدم چلنے کے بعد کہا آنکھون کو کھولدو شاہزادہ نے ایک حصار سنگ کبودی کا دیکھا جسکے ہر گوشہ مین ایک برج اتنا بڑا تھا کہ شمار انسانی سے باہر ہی لیکن دروازہ معلوم نہین دیتا تھا محفوظ نے کہا حصار مثلثہ یہی ہی شاہزادہ نے کہا دروازہ اسکا کہان ہی محفوظ نے کہا ان درختون مین حضور تشریف لیچلین وہان دروازہ کا بھی پتہ لگ جائیگا جب درختون مین پہونچے وہان ایک مسجد دیکھی کہ در و دیوار حصار و بروج اُسکے سب طلائی تھے محفوظ نے کہا حضور نے ایسی مسجد بھی کہین دیکھی ہی شاہزادہ نے کہا دیکھنا کیسا سُنا بھی نہین محفوظ نے کہا یہ مسجد عالم طلسم مین

بیت المعمور مشہور ہی اور یہی دروازہ حصار مثلثہ کا ہی اب ایک اسم مین عرض کرتا ہون اُسے شروع کیجیے لیکن
ہنگام اسم خوانی اقسام اقسام کے اشکال مہیب و خوفناک وغیرہ دیکھیے گا لیکن آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجیے گا اور
پڑھے جائیے گا بعد ایک ساعت کے آنکھین بند ہو جائینگی اور خواب مین جتنے مراتب کہ سیر حصار مثلثہ کے ہین وہ سب
یاد کر لیجیے گا جو آپ کو ہدایت ہوگی موافق اُسی ہدایت کے کام کیجیے گا یہ کہکے محفوظ رخصت ہوگیا شاہزادہ تمام دن
اُس مسجد مین رہا لیکن جب کھانا میسر نہ آیا ناچار فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یہ پڑھنا شروع کیا ناگاہ ایک
حجرہ مین سے مسجد کے دیگ و کفگیر کی آواز آئی اور دروازہ حجرے کا کھلا پھر آواز آئی کہ ای مہمان خدا کھانا حجرہ مین موجود
ہی شاہزادہ حجرہ مین گیا دیکھا دسترخوان پُر تکلف بچھا کھانا اقسام اقسام کا چُنا اور ایک گلاس بلور مین پانی سرد موجود
ہی غرض شاہزادہ نے خاصہ تناول فرمایا پانی نوش کیا اتنے مین وقت نماز عشا آیا نماز ادا کی اور اسم پڑھنا شروع
کیا ابھی چار ہی پانچ بار اسم پڑھا تھا کہ اشکال خوفناک دکھائی دینا شروع ہوئے لیکن شاہزادہ باطمینان تمام
پڑھے گیا خوف کو خیال مین نہ لایا اسم تمام کرکے آرام فرمایا رات کو جس وقت آنکھ کھلی ساری مسجد مین فرش زربفت و
مخمل کا بچھا دیکھا اور فانوس بچھا ہے ہانڈیان و قمقمے لٹکین جواہر نگار روشن دیکھین یعنی قندیل ہر در مین زمرد و
یاقوت کی اور ہر صحن مسجد مین چہل چراغ روشن تھا تمام مسجد روشن و منور تھی اور ایک ایک منبر ہر در کے مقابل تھا
اب لوگون کا آنا شروع ہوا اور آٹھ مولوی زاہد و ابرار ہر منبر پر جا بیٹھے اور وعظ شروع کر دیا شاہزادہ نے
ایک سے پوچھا کہ یہ واعظ کون ہین اور یہ لوگ کہان سے آئے ہین اُسنے کہا تمھین انکے حال دریافت کرنے سے
کیا فائدہ شاہزادہ نے کہا مجھے راہ حصار مثلثہ پوچھنی ہی اُسنے کہا اگر تمھین راہ کا دریافت کرنا منظور ہی تو واعظ
اُٹھینگے اُنکے پاس جاؤ کہ وہ بوجہ احسن راہ بتا دینگے باقی اور واعظ طلسمات افلاک سبعہ کی خبر دیتے ہین شاہزادہ
پھر اب آٹھوین کے واعظ کے پاس گیا واعظ نے کہا ای شخص سیاح طلسم اجرام و اجسام اگر تم سیر حصار چار مثلثی کی چاہتے ہو
تو سُن لو کہ اس حصار کے چار طرف بادشاہ جلیل القدر سلطنت کرتے ہین تمھین ہر ایک کے ملک مین جانا چاہیے
اسی طرح منزل خاص مین بھی پہونچ جائیے گا جو کہ خاص مقام شاہ ہی اور مینار مسجد مین راہ حصار کی ہی پس شاہزادہ
پر ایسا نوم غالب ہوا کہ بے خبر سو گیا جب صبح کو آنکھ کھلی کسی کا نشان نہ پایا شاہزادہ نے کہا یہ خواب تھا کہ بیداری
لیکن جب ارشاد واعظ زینہ مینار پر گئے دیکھا نہ مسجد ہی نہ وہ مینار ہی ایک صحراے لق و دق کف دست میدان ہی
آگے بڑھے چند قدم کے بعد ایک گرد نظر آئی جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک نوجوان با تاج مرصع نگار عربی گھوڑے
پر سوار فوج دریا موج کو ہمراہ لیے چلا آتا ہی جب شاہزادہ کے قریب پہونچا کہا ای جوان ذی شان آپ کسطرح
یہان وارد ہوئے اور کہان جائیے گا شاہزادہ نے جو جوان عالی شان آفتاب مثال صاحب جمال جوانمرد
تہور شعار دیکھا فرمایا ای برادر پہلے تم اپنے اسم گرامی سے آگاہ فرماؤ پھر مین اپنی سرگذشت بیان کرونگا اُسنے کہا

نام میرا اقبال شاہ بن آذر الزمان شاہ ہی میرا کام یہی ہی کہ مین ہر دردمند کا شریک حال رہتا ہون اور جو کار سخت کسی کو لاحق ہوتا ہی مین اُسے اُسپر آسان کرتا ہون شاہزادہ معز الدین نے کہا کہ مین بھی کبھی ایک ملک کا شاہزادہ تھا مگر اب تو بقول اس غزل کے غزل

زلف شبگون کا ہمارے سر کو سودا ہوگیا　　دیر مسجد ہوگئی کعبہ کلیسا ہوگیا
کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہوگیا　　بیٹھے بٹھلائے ہمارے دلکو یہ کیا ہوگیا
ایک بُت کافر پہ دل اپنا جو شیدا ہوگیا　　وہ اُٹھے پہلو سے دل مین درد پیدا ہوگیا
خاک چھانی کو بکو ایسی تلاش یار مین　　جامۂ ہستی ہمارے تن پہ میلا ہوگیا

ایک نازنین کی زلف مین دل ایسا گرفتار ہوگیا ہی کہ اُسکی تلاش مین پیچ و تاب کھاتا عجائبات کے اندر آوارہ دشت و دیار مین پھرتا ہون اور کہین وہ صورت زیبا نظر نہین آتی بلکہ شعر

شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہی　　صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی

اور جو کبھی نشان بھی ملا تو اُسکا اعتماد نہین اقبال شاہ نے کہا تم میرے ساتھ چلو مین تمکو تمھاری معشوقہ کے پاس بخوبی پہونچا دونگا شاہزادہ نے پوچھا اب تمھارا کہان جانا ہوگا اقبال شاہ بولا مین شہر سرکشان مین جاؤنگا شاہزادہ نے کہا اس حصار مین کوئی شہر بھی ہی اقبال شاہ نے کہا ہان گو کہ حصار معلوم ہوتا ہی لیکن ہر گوشۂ حصار مین ایک شہر عظیم ہی اور ہر ملک مین ایک بادشاہ ہی یعنی جو شہر کہ مشرق کی طرف واقع ہی اُسے شہر سرکشان اور جو ملک مثلثۂ آتشی مشہور رہی وہان کی خلق صفراوی المزاج ہی اور نام بادشاہ کا طافی شاہ ہی اور سمت جنوب شہر سودائیان اور شہر بیچارگان ہی اور اُسے ملک مثلثۂ خاکی بھی کہتے ہین وہان کی خلائق سوداوی مزاج ہوتی ہی اور نام بادشاہ کا راسب شاہ سوم شمال کی طرف مثلثۂ ہوائی واقع ہی اور شہر کا نام شہر عاقلان ہی وہان کے لوگ دموی مزاج ہوتے ہین اور بادشاہ وہان کا عادل شاہ ہی چہارم جو ملک مغرب سے منسوب ہی وہ مثلثۂ آبی ہی دار الملک اُسکا شہر سفیہان ہی اور شکنا سے شہر بلغمی مزاج چھوٹے بڑے قد کے ہوتے ہین اور وہان کے بادشاہ کا نام مرطوب شاہ ہی اور یہ مملکت شرقیہ و غربیہ و شمالیہ و جنوبیہ بھی مشہور رہی اور یہ چارون بادشاہ ایک شہنشاہ عالیجاہ کے خراج گذار ہین اور ملک اُس شہنشاہ کا وسط مین ان چارون بادشاہون کے واقع ہوا ہی اور عرصۂ چند سال سے آپس مین بادشاہانہ چارگانہ مین نفاق بالاتفاق ہوا ہی ازین جہت سب نے شہنشاہ سے بغاوت و تمردی پر کمر باندھی ہی اور رئیس اعظم کا مدار و مدار حیات و ممات کا اُن چارون کی فقط اطاعت ان چارون سلاطین پر ہی لہذا ہر وقت اسی فکر مین غلطان و پیچان رہتا ہون کہ کسی طرح آپس مین اتفاق ہو جائے اور میری اعانت ترک نہ کرین کہ دوسرے اطراف و جوانب کے لوگ مجھپر خروج کرینگے تو مین بے دست و پا کیا کرونگا اسی رنج و الم مین نوبت بہلاکت پہونچیگی اور حکما نے بھی یہی تجویز کیا ہی کہ جب تک ان چارون بادشاہون مین صلح نہ ہوگی ان کا

اچھا ہونا غیر ممکن ہی جب شاہنشاہ مجبور و مایوس ہوا تو اپنی بیٹی ناطقہ روشن بیان کا عقد باین شرط مشروط کیا کہ
جو کوئی اِن چارون مین صلح کرا دے تو ہم اُسکا عقد ملکہ سے کر دینگے اب تم بھی آگاہ ہو کہ ہمارا ایک مرشد و ہادی ہی
اور ہم اُس مرشد کے دو مرید ہین ایک اقبال شاہ دوسرا مقبل لیکن مین مقبل سے ایک نوع کا رتبہ زیادہ رکھتا ہون
مرشد نے روز ازل سے اُسکی تمام امورات دنیاوی کی کفالت میرے پاے نام کی ہی اور فرمایا ہی کہ ہر وقت و ہر ساعت
مقبل کا حال دیکھتے رہنا حسب الفاق مقبل کسی تقریب سے ناطقہ روشن بیان پر عاشق ہو گیا جب مجھے اس
کیفیت سے اطلاع ہوئی ہین کوہ خفا اپنے دار القرار خاص سے واسطے عقدہ کشائی مقبل کے اُس ملک کو چلا کہ
یہان تم ملے تو تم بھی شاہزادہ بلند اقبال اور اپنی وضع و شمائل مین عدیم المثال ہو اور مقبل سے اتحاد کامل رکھتے ہو
اسی وجہ سے مین کہتا ہون کہ ایک ہی ضمن مین تمھارا کام بھی ہو جائے شاہزادہ کو اس بیان سے کمال حیرت
ہوئی پھر ناطقہ روشن بیان کے باپ کو پوچھا اقبال شاہ نے کہا نام اُسکا سلطان روح الملک ہی اور اُسکو
ظہورستان بھی کہتے ہین شاہزادہ نے پوچھا کوہ خفا تمھارے ملک سے اور مقبل کے مکان سے کتنے فاصلہ پر ہی اقبال شاہ
نے کہا کوہ خفا اور ملک مقبل برابر مقابل ہین ہی آخر الامر شاہزادہ معز الدین اقبال شاہ کے ساتھ گیا اور چالیس
روز مین قریب شہر سر کشتان کے پہونچا اور ایک نامہ باین مضمون طاقی شاہ کو لکھا کہ اگر دانند و گرندانند بدانند
کہ تم چارون سلاطین باہم صلح کر کے بالاتفاق و بہ صفائی دل سلطان روح الملک کی خدمت مین حاضر ہو ورنہ
اس امر نافذہ سے جو سر تابی کریگا تو سم اسپان لشکر فیروزی اثر سے ملک و مال اُسکا تاراج کر دیا جائیگا اور
ہر رئیس اپنی شامت اعمال کو پہونچیگا والسلام بعد اسکے نامہ زوبہ آور خان امراے نامدار لشکر کے ہاتھ
طاقی شاہ کو روانہ کیا اور یہ بھی روح الملک سے منحرف اور باغی تھا وہ اس تہدید اقبال شاہ کو مطلق خیال مین
نلایا اور کہلا بھیجا کہ صفائی قلبی ہم رؤسا سے اب غیر ممکن ہی جب جواب صاف ملا دوسرے روز بارستان کو
کوچ کیا ادھر طاقی شاہ بھی حرب گاہ تیار کر کے باہر آیا اقبال شاہ نے دوسرا نامہ نصیحت آمیز رفعت عیار
کے ہاتھ بھیجا کہ ہمکو تمھارے طرز کلام اور انداز تحریر سے معلوم ہوا کہ تم راہ راست پر نہ آؤ گے تم جانو اور تمھارا کام
مگر یہ محض جہالت ہی اور رکار جہل خراب کُن انسانیت ہی فقط لیکن ما بدولت و اقبال بدون جنگ مغلوبہ ایک
متنفس کو حکم جنگ نہ دینگے لہذا تمھین لائق ہی کہ تم خون بندگان خدا سے باز آؤ اور بہ نفس نفیس خود ہمارے اور
تمھارے مقابلہ ہو آیندہ فتح اور شکست خدا کے ہاتھ ہی طاقی شاہ نے جواب مین لکھا مجھے تمھارے قول سے کیا کام
مجھکو ایسی ضرورت نہین کہ جو زرنگار خان و کراشت خان سپہ سالار لشکر کے ہوتے جو ہر ایک رستم وقت و
اسفندیار زمانہ ہین خود حرب و پیکار کرون اور حال جو اکثر دمی ان پہلوانون کا عرصۂ کارزار مین تجھ بی معلوم ہو جائیگا
اقبال شاہ چپ ہو رہا لیکن دلاوران لشکر نے کہا حضور خود نہ تکلیف فرمائین مردمان لشکر کو حکم دین کہ وہ

مقابلہ کرین اقبال شاہ نے کہا جب کہ طاقت دست و پا مین نہ پاؤنگا خود چلا آؤنگا غرض رات کو طاقی شاہ نے
طبل جنگ بجوا دیا صبح کو بعد تسویہ صفوف عساکر طرفین کراش خان مردار خوار میدان جنگ مین آیا اسطرف اقبال شاہ
شاہزادہ معز الدین سے اجازت لیکر میدان وغا مین پہونچا دونون پہلوان بعد فنون سپہگری زور کشتی مین
مصروف ہوئے تا غروب آفتاب خوب زور ہوا کیے شام کو اپنے اپنے لشکرون مین چلے آئے تا اینکہ تین روز
اُنھین کی حرب وضرب مین گذرے چوتھے روز نماز کے وقت کراش خان کو اقبال شاہ کمند مین بستہ و گرفتہ
اپنے لشکر مین لے آیا طاقی شاہ کراش خان کے گرفتار ہونے سے ایسا گھبرایا اور بدحواس ہوا کہ قلعہ بند ہو گیا
لیکن زرنگار خان نے جب بہت کچھ کہا کہ ایک پہلوان کے دستگیر ہونے سے ایسا بدحواس نہ ہونا چاہیے تم
میرے نام پر طبل جنگ بجوا دو تب آخرش لاچار ہو کر زرنگار خان کے نام طبل جنگ بجوا دیا تمام رات سامان
کارزار مین گذری صبح کو صفوف لشکر آراستہ ہوئین اور زرنگار خان اجازت میدان لیکر رزمگاہ مین آیا
ادھر شاہزادہ معز الدین نے کہا ای برادر آج ہمکو اجازت حرب ملے اقبال شاہ نے کہا ابھی ایسا امر نہین ہی
کہ جو مین تمکو تکلیف دون مگر ہان ایک وقت ایسا ہوگا کہ بدون تمھارے عقدہ حل نہوگا شاہزادہ چُپ ہو رہا
اور اقبال شاہ حرب گاہ مین آیا قصہ کوتاہ ایک ہفتہ تک برابر زور ہوا کیے آٹھوین روز زرنگار خان نے کہا
کہ اب زور میرا ٹوٹ گیا ہی لہذا تم ایک ہفتہ کی مہلت لو آخر طاقی شاہ نے دس روز کی مہلت شاہزادہ سے لی
جب چند روز جنگ وجدل موقوف رہی قزاولون نے عرض کی ای شہریار یہان شکار خوب ہی اقبال شاہ نے کہا
مجھے فرصت خوف دشمن سے نہین ہی شاہزادہ معز الدین نے کہ شوقین شکار تھے کہا اچھا تم لشکر مین رہو ہم دو تین
روز شکار کھیلین اقبال شاہ نے کہا بہتر جائیے مگر جلد تشریف لائیے گا شاہزادہ قزاولون کو لیکر روانہ ہوا
یہان طاقی شاہ کو خوف اقبال شاہ از حد تھا رات دن اسی تردد مین رہتا تھا کہ ایک روز ادبار نامے
ایک عیار طاقی شاہ نے جو اپنے مالک کو متردد دیکھا کہا کہ آپ کیون اسقدر فکر مین ہین مین آج جسطرح سے
کہ ہوگا اقبال شاہ کو گرفتہ وبستہ حاضر کرونگا طاقی شاہ نے ادبار کو انعام بہت دیا ادبار عیار لباس شب روی
سے آراستہ ہو کر لشکر اقبال شاہ مین پہونچا رفتہ رفتہ خیمۂ خاص اقبال شاہ مین در آیا اقبال شاہ نصف رات
کو دربار سے اپنے آرام گاہ مین آکر سو رہا ادبار نے اول تمام چوکیدارون کو بیہوش کیا پھر دارو بیہوشی دماغ
اقبال شاہ مین پھونکی جب ادبار نے بخوبی اطمینان کر لیا تب اقبال شاہ کو چادر عیاری مین باندھ لشکر سے نکلگیا اتفاقاً
طلایہ دار لشکر اقبال شاہ خبردار و ہوشیار تھا ادبار نے خوف سے طلایہ دار کے پہاڑ کا راستہ لیا مگر غلطی راہ وہان
ادبار کو لائی جہان شاہزادہ شکار مین تھا اور مقبول عیار اقبال شاہ شاہزادہ کے ساتھ آیا تھا وہ اُسوقت
بالادوی کو چوگیا درۂ کوہ سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک شخص عیار وضع پوشاک شب روی پہنے پشتارہ دوش پر رکھے

خیز اخیز چلا جاتا ہی مقبول سد راہ ہوا اور پوچھا تو کون ہی اور پشتارہ تیرے دوش پر یہ کیسا ہی ادبار بولا مین مرد مفلس رہنے والا گانؤن کا ہون مقبول نے کہا مین پشتارہ کو پوچھتا ہون تو سکونت بیان کرتا ہی ادبار نے کہا پشتارے مین میری جورو ہی مقبول بولا اگر تیری جورو ہی پھر اسطرح کیون لیے جاتا ہی ادبار نے کہا اے جوان اصل حقیقت یہ ہی کہ اس عورت کو مین اسقدر چاہتا ہون کہ ایک دم جدا نہین رہ سکتا پس کل یہ مجھسے آزردہ ہوکر اپنے میکے چلی گئی تھی اور اقربا اسکے روپیہ والے ہین مین جبر سے نہ لاسکا اور وہ لوگ منت و سماجت کو خیال مین نہ لائے آخر نا چار سب قریبون سے پوشیدہ اسطرح لیے جاتا ہون مقبول بولا تو کہتا ہی مین غریب ہون اور پوشاک تو اسقدر بھاری پہنے ہی کہ یہ امیرون کو بھی میسر نہین آتی تو بیشک عیار ہی اور پشتارے مین کسی کو لیے جاتا ہی تو ایک نظر مجھے دکھلا دے مین دیکھون وہ کیسی عورت ہی جسکے عشق کا تو یہ قصہ بیان کرتا ہی ادبار بولا اور جو خدمت کہو مین بجا لاؤن لیکن یہ دل قبول نہین کرتا مقبول بولا سبحان اللہ ایک غریب ذلیل عورت کے دکھلانے مین تو عذر کرتا ہی یہ نہین جانتا کہ بوقت ضرورت بادشاہزادیان بھی پردہ نہین کرتین دوسرے یہ کہ آجتک ہمنے نگاہ بد سے کسی عورت کو نہین دیکھا خصوصاً عورت شوہردار کو مین اپنی مان بہن جانتا ہون بہرحال پشتارہ کھول اور دکھلا جب ادبار نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین مانتا تب اسنے ایک یاقوت بیش قیمت بغل سے نکال مقبول کو دیا اور کہا یہ تحفہ قبول کرو اور برائے خدا اس خیال محال سے درگذر کرو کسواسطے کہ میرے مذہب مین اگر کوئی مرد غیر کسی کی عورت کو قصداً دیکھ لیتا ہی پھر وہ عورت شوہر پر اپنے حرام مطلق ہو جاتی ہی مقبول نے یاقوت لیکر اُسے چھوڑ دیا ادبار ہوا ہو گیا بعد جانے ادبار کے مقبول کو خیال آیا کہ بلاشبہہ یہ عیار ہی اور یہ عبارت ادبار نے سب غلط بیان کی بہرطور پشتارہ دیکھنا ضرور ہی آخر پھر ادبار کو جا لیا اور کہا اے عزیز دل میرا گواہی دیتا ہی کہ تو عیار ہی بغیر دیکھے پشتارہ کے تجھے جانے نہ دونگا ادبار نے پھر وہی تقریر مذہبی نکالی مقبول نے کہا ہم ایسے مذہب کو نہین مانتے کہ ایک نظر دیکھنے سے بی بی شوہر پر حرام ہو جاوے پس یہ مذہب باطل ہی اور تو جھوٹا ہی ادبار نے دیکھا کہ کسی طرح یہ نہین مانتا پشتارہ زمین پر رکھ دیا اور خنجر نکال کر اس پھرتی سے مارا کہ اگر مقبول غافل ہوتا تو قبول ہی کر لیتا پھر کام تمام تھا مقبول نے وار خنجر رد کیا اور خود ایک خنجر مارا اس عرصہ مین ملازم شاہزادہ کے آن پہونچے اور ادبار کو گرفتار کر لیا جب پشتارہ کھولا دیکھا اقبال شاہ بیہوش ہی مقبول نے ادبار سے کہا او مادر بخطا سخت حرمزدگی تو نے کی تھی بارے خدا نے اپنا فضل کیا پھر تو ادبار کو مارتے پیٹتے شاہزادہ معزالدین کے پاس لائے اور حال گذشتہ بیان کیا شاہزادہ نے دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی کہ عجب بلا سے بدسے اقبال شاہ کو تو نے بچایا جب اقبال شاہ ہوش مین آیا ادبار کو قید کیا اور دوسرے روز اپنے لشکر کو روانہ ہو گیا شاہزادہ نے کہا اے برادر والاقدر مصرعہ رسیدہ بود بلا سے

وائے بخیر گذشت ٭ راوی کہتا ہے کہ ایک گانؤن طاقی شاہ نے اپنے شرابدار کو معافی مین دیا تھا اور نام اُسکا
فریب تھا اور وہ فریب اپنے گانؤن مین بہ رخصت آیا تھا اتفاقاً اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین شاہ اُس طرف
سے نکلے اور فریب نے ادبار کو مقید دیکھا ادبار نے بہ رمز و کنایہ کہا اے بھائی تو دیکھتا ہے کہ مین کس بلا مین
گرفتار ہو گیا اگر تجھسے ہو سکے تو کسی طرح سے میری جان بچا قضارا فریب کے گانؤن مین ادبار کی مان ملعونہ
نحوست نام بھی رہتی تھی اُسوقت فریب سے سوا اسکے اور کچھ نہو سکا کہ ادبار کے حال سے اُسکو خبر کر دے
کہ وہ غدارہ جہان کوئی شکل اپنے بیٹے کی رہائی کی نکال لیگی آخر فریب نے حال ادبار نحوست سے
بیان کیا نحوست نے جو یہ سُنا ایک عورت عابدہ کی شکل بنکر اور چند خوان نقل و میوہ کے لیکر فریب کے
ہمراہ اقبال شاہ کے پاس لشکر مین آئی اور خیمہ کی پہرہ والون سے کہا کہ میری اطلاع شاہزادون سے کر دو
مقبول نے اقبال شاہ سے کہا ایک عورت معمر بایں شکل و لباس در دولت پر حاضر ہے اقبال شاہ نے
کہا بُلالو نحوست نے اول دست بستہ شاہزادہ کو آداب و تسلیمات عرض کیا اور کہا کہ مین ایک عورت
رانڈ قائم اللیل و صائم النہار ہون شب گذشتہ مین مجھکو بشارت ہوئی ہے اور یہ حال معلوم ہوا کہ جو تیرے
گانؤن کی طرف شاہزادگان تشریف لائے ہین کُل عملداری اُنھین کی ہو جائیگی لہذا مین اسواسطے حاضر
ہوئی ہون کہ بعد تسخیر ملک میرے قصبہ کو تاراجی سے محفوظ رکھیے گا بلکہ ایسا فرمان واجب الاذعان اس کنیز کو
مرحمت ہو جائے کہ اُس دار و گیر مین قصبہ میرا آفات لشکر ظفر پیکر سے محفوظ رہے اقبال شاہ کو طرز گفتگو
نحوست کی نہایت پسند آئی اور ایک فرمان اُسکو عنایت فرمایا نحوست تمام شب حکایات عجیب و قصص
غریب و افسانۂ شیرین بیان کیا کی صبح کو اُس غدارہ نے عرض کی کہ حضور براہ غربا پروری و شرفا نوازی
اس ادنی غریبہ کی نان و نمک قبول فرما دین تو زہے عز و شرف میری تمام زمیندارون مین عزت و آبرو
بڑھ جائیگی اور خداوند تعالی نے آپ کو آفتاب عالمتاب کیا ہے آپ کی روشنی ہر جگہ موجود ہے اقبال شاہ کی
مرضی نہ تھی مگر شاہزادہ معزالدین کے اصرار سے قبول کیا نحوست بخوشی تمام اپنے قصبہ مین چلی آئی اور
کھانے انواع اقسام کے نہایت عمدہ و تحفہ تیار کرائے اور سب مین داروے بیہوشی ملائی دوسرے روز
شاہزادۂ معزالدین و اقبال شاہ مع لشکر نحوست کے گھر آئے اور باطمینان تمام کھانا کھایا ایک ساعت
کے بعد تمام خدمتگار اور ملازم مع شاہزادہ و اقبال شاہ بیہوش ہو گئے نحوست نے خوب مضبوط شاہزادون
کے لوگون کے ہاتھ پاؤن باندھے اور ادبار کو رہا کیا بعد اسکے تمام اسیرون کو عرابون پر لاد چار سو نفر سوار و
پیادہ کی جمعیت ہمراہ کر شہر سرکشان کو روانہ کیا فریب اور ادبار کو اسیرون کا قافلہ سالار کیا جب
اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین ایک منزل کے بعد ہوشیار ہوئے اپنے کو دام قضا مین گرفتار پایا

درگاہ پروردگار مین مناجات کی ادبار نابکار ہر روز اُن اُمرا کو ایذاے سخت دیتا تھا اور کلمات درشت کہتا تھا
فریب ادبار کو سمجھاتا تھا کہ یہ شاہزادے ہین تجھے اُنھین سخت کلمہ کہنا زیبا نہین ہی مگر وہ کب سُنتا تھا آخر
قریب شہر سرکشان کے پہونچا کہ ناگاہ ایک گرد گوشۂ بیابان سے پیدا ہوئی اور اُس گرد سے ایک لشکر چار سو
سوار و پیادہ کا نمودار ہوا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ سعادت بانو خواہر اقبال شاہ اپنے باپ نورالزمان شاہ
سے رخصت لیکر زیارت بیت المعمور کو گئی تھی اور بعد زیارت کے اپنے وطن کو پھری جاتی تھی اور یہ شاہراہ عام تھا
لہذا حسب اتفاق اسی راہ سے گذر ہوا اور اہل لشکر نے اقبال شاہ کو زنجیر و سلاسل مین مسلسل عرابون پر
سوار دیکھا ملکہ سعادت بانو سے اطلاع کی اُسنے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ چار طرف سے ان گوارون پر حملہ کرو
اور ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑنا لشکر اُسی طرح اُس گروہ متفرق و بے خبر پر حملہ آور ہوا اور طرفۃ العین مین
اُنھین قتل و غارت کرکے اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین کو خیمہ ملکہ سعادت بانو مین لاکر پہونچا دیا لیکن
فریب بدشواری تمام نکل گیا اقبال شاہ نے اپنی ہمشیرہ سے ملاقات کرکے اپنی سرگذشت بیان کی دوسرے روز
ملکہ اپنے مکان پر گئی یہ اپنے لشکر مین داخل ہوئے یہان فریب بحال خراب افتان و خیزان طاقی شاہ کے پاس
پہونچا اور تمام حقیقت بیان کی یہان زرنگار خان بھی اچھا ہو چکا تھا اُسنے کہا اے بادشاہ جبتک اقبال شاہ
اپنے لشکر مین نہ آئے اُسکے لشکر کو قتل و غارت کرنا چاہیے طاقی شاہ نے صبح کو طبل جنگ بجوایا صف آرائی ہوئی
زرنگار خان طاقی شاہ سے رخصت لیکر حرب گاہ مین آیا اس طرف اقبال شاہ مقابلہ حریف کو آیا قصہ مختصر
اقبال شاہ نے بعد رد و بدل و فنون سپہ گری مثل کراش خان کے زرنگار خان کو بھی قید کر لیا اور کہا اگر تو
آتش پرستی کو ترک کرے اور اسلام کو قبول کرے تو جان کو امان ہی زرنگار خان نے قبول نہ کیا اور بہت سخت کلامی
کی اقبال شاہ نے دونون پہلوانون یعنی کراش خان و زرنگار خان کو قتل کیا طاقی شاہ نے جب دونون جوانون کو
قتل ہوتے دیکھا آنکھون مین تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا آخر لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا ہرچند کہ لشکر اقبال شاہ
قلیل تھا لیکن ایسی جرأت و جانفشانی و سرفروشی سے داد مردانگی دی کہ طاقی شاہ کے لشکر کو شہر بند کر دیا جب
محاصرہ کو عرصہ گذرا طاقی شاہ نے اقبال شاہ کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اصل مطلب جو آپ کا ہو سمجھے
فرمائیے کہ ہم اسکی تعمیل کرین اقبال شاہ نے یہ مصرعہ لکھا مصرعہ بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم ٭ مین چارون طرف
سے صلح چاہتا ہون اور اطاعت سلطان روح الملک بدل منظور ہی پس طاقی شاہ نے دوسرے روز دروازے
شہر کے کھلوا دیے اور خود اقبال شاہ کی ملاقات کو حاضر ہوا اقبال شاہ نے طاقی شاہ کی نہایت تعظیم و تکریم
سے ملاقات کی اور حال پوچھا طاقی شاہ نے کہا اے شہریار آپ نے ایسا مطلب سخت و دشوار ارشاد فرمایا ہی کہ خواہ مخواہ
مجھے آپ سے ملاقات کرنا واجب ہوئی اقبال شاہ نے کہا فرمائیے وہ کیا امر ہی طاقی شاہ نے کہا سر زمین

حصار چار مثلثہ ایک شہنشاہ کے قبضۂ قدرت مین ہی کہ جسکی شان و عظمت بیان نہین ہو سکتی اور اُس بادشاہ عالم پناہ کو جاودان شاہ کہتے ہین دوم ہم بزرگون سے بھی یہی سُنتے چلے آتے ہین کہ وہ ہمیشہ زندہ ہی اور فنا اُسکو نہین ہی اور جب اُسکو آبادی سرزمین حصار منظور ہوئی تو چار شخص اپنے معتمدان خاص سے چار سمت سرزمین حصار مین معین و مقرر فرمائے اور چارون کو فرمان حکومت چارون سرحدون کا دیا ازانجملہ سرحد مشرقی میرے بزرگون کو مرحمت ہوئی بعد اسکے ملک وسط ظہورستان سلطان روح الملک کو بخشا اور ہم چارون کو سلطان کا مطیع و فرمانبردار اور ممد و معاون کیا اور ہر وقت حاضری خدمت سلطان کا حکم دیا مگر سلطان روح الملک جسوقت ارکان سلطنت مین سے کسی کو انعام و اکرام زیادہ دیتا ہی وہی اُس سے باغی ہو جاتا ہی اور عالم انحراف مین مردمان اطراف و جوانب اُسکے پاس جمع ہو جاتے ہین تاہم تینون رئیس باہم اتفاق کرکے اصلاح فساد کرا دیتے ہین لیکن ایکی مرتبہ سلطان ہر ایک سے ایسی سخت کلامی سے پیش آیا کہ چارون آزردہ خاطر اپنے اپنے ملک کو چلے گئے چنانچہ اسیطرح زمانہ سابق مین بھی ہوا تھا تو شاہ ظہورستان کی زوجہ خونخوار آدم خوار نے روح الملک کے باپ کو ہلاک کر ڈالا تھا بعد اسکے چارون رئیس بھی ہلاک ہوگئے اسواسطے کہ تنہا کوئی رئیس اُس زن سفاک کا مقابلہ نہین کر سکتا بدون چارون کے یکدل ہوئے وہ زیر نہین ہوتی اقبال شاہ نے پوچھا نام اُسکا کیا ہی طاقی شاہ نے کہا منیہ آدمخوار اور دار السلطنت منیہ کا کوہ ... ہی بعد اسکے روح الملک کا بیٹا روح الملک کے تخت پر بیٹھا اور ہم بھی چارون اپنی اپنی ریاست پر اپنے باپ کی جگہہ مقرر ہوئے اور روح الملک ثانی کے تابع رہے چنانچہ پھر اب وہی معاملہ ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ منیہ آدمخوار روح الملک پر خروج کریگی اور سلطان ملک ... ہوگا اور ہم چارون بھی ہلاک ہونگے شاہزادہ معز الدین نے پوچھا نام تمھارے باپ کا کیا تھا طاقی شاہ نے کہا طاقی شاہ شاہزادہ نے کہا یہ کیا تم بھی طاقی وہ بھی طاقی یہ بولے کہ یہ قدیم سے دستور چلا آتا ہی کہ پدر کے نام پر پسر کا نام ہوتا ہی اقبال شاہ نے کہا کہ منیہ نے آجتک خروج کیون نہ کیا طاقی شاہ بولا وہ خروج پر موجود ہی الا اُسنے مخبرون سے سُنا کہ اقبال شاہ برائے اصلاح چارون رؤسا کے آئے ہین لہذا چندے عزم جنگ ... موقوف رکھا اگر یہ امر طے نہوا اور آپ چلے گئے تو وہ خروج کریگی اقبال شاہ نے کہا کہ دختر روح الملک کے عشق ... ہمارے بھائی مقبل کا حال ابتر ہی اور روح الملک نے بھی یہی شرط عقد اپنی بیٹی کی مقرر کی ہی لہذا ہم کو تمھارا ابھی جانا اُسکے پاس واجب ہی کہ بدون اُسکے پاس جائے چارہ نہین ہی طاقی شاہ نے کہا مین بھی اسی واسطے حاضر ہوا ہون کہ اول عذر کرون اگر آپ عذر نہ قبول کرین تو ہلاک ہو جاؤن اور میرا ہلاک ہونا اُن تینون رئیسون کا ہلاک ہونا ہی شاہزادہ معز الدین نے کہا یہ بات قیاس سے باہر ہی کہ تم ہلاک ہو تو وہ بھی چارون ہلاک ہو جائین طاقی شاہ نے کہا حضور اسکی

یہ وجہ ہی کہ ہم چارون رئیسون کی فنا ایک ہی دن مقرر ہوئی ہی اور ایک ہی ساعت
مین ولادت بھی مقرر ہی پھر کیا روح الملک کو منیہ ایک ہی ساعت مین روانہ سرحد ملک عدم کردیگی شاہزادہ
معزالدین نے کہا سرحد عدم کیا شی ہی طافی شاہ نے کہا سرحد عدم ایک قلعہ ہی جسے حصار اسرار کہتے ہین کہ جو
انسان اُس قلعہ مین محبوس ہوا وہ تا قیامت وہین رہا شاہزادہ نے کہا اگر یہی قاعدہ مقرر ہی تو تم کیون روح الملک
سے خلاف ہو تم لوگون کو خود تابع حکم روح الملک رہنا چاہیے طافی شاہ نے کہا ای شہریار مخالفت ونفاق
ہمیشہ بادشاہ کی جانب سے ہوتا آیا ہی ہمارا قصور نہین ہی اقبال شاہ نے کہا اس سے ہمین کچھ غرض نہین ہی
ہم زمین کا حال کہتے ہین تم آسمان کی کیفیت بیان کرتے ہو آخر طافی شاہ نے ایک کتاب اقبال شاہ کو
دی اور کہا کہ پہلے حضور اس کتاب کو ملاحظہ فرمالین پھر جو ارشاد ہوگا اُسکو ہم عمل مین لائینگے اقبال شاہ نے
کہا یہ کیسی کتاب ہی طافی شاہ بولا یہ کتاب ہمارے بزرگون کا وصیت نامہ ہی بطور امانت ہمارے پاس
پشت در پشت سے چلی آتی ہی اور حکم ہی کہ جب کوئی مشکل سخت ہو تو اسے دیکھو اور بموجب اسکے عمل مین لاؤ
چنانچہ مین اسوقت جو متردد ہوا تو مین نے کتاب دیکھی یہ عبارت نکلی کہ ایام مخالفت مین تم چارون رئیسون کے
فلان تاریخ اور فلان روز شاہزادہ کوہ خفا کا برادر اقبال شاہ بقصد اصلاح وصلح تمھارے ملک پر فوج کشی
کریگا اور تم اقبال شاہ سے مغلوب اور عاجز ہوگے تو کہنا کہ پروانۂ مہری ارباب مثلثۂ آتشی کا در باب
طاعت وفرمانبرداری روح الملک کے تم لادو پھر ہم بہر صورت تمھارے مطیع اور فرمانبردار رہینگے ورنہ
درصورت دیگر ہمکو ہلاک ہونا اپنا منظور ہی لیکن تمھارے ساتھ ہم نجائینگے شاہزادہ معزالدین نے کہا
ایک لنشد دو شد این گل دیگر شگفت وہ ارباب مثلثہ کون ہین طافی شاہ نے کہا مین اُنھین نہین جانتا اور نہ
کبھی صورت سے آشنا ہوا ہون مگر یہ سُنا ہی کہ اس درہ کوہ مین جو سامنے نظر آتا ہی اور ایک بڑی نہر
جاری ہی اور اُس پار نہر کے تین گنبد عالیشان برابر برابر واقع ہین اگر کوئی انسان اُن گنبدون کے پاس
جانے کا قصد کرے پہلے نہر کے کنارے ہاتھ پاؤن دھوئے اور دیکھے کہ کون سے گنبد کا دروازہ کھلتا ہی
اگر خوش نصیب ہوا تو دروازہ گنبد سوم کا کھلا دیکھے گا پھر بلا خوف وخطر اُس طرف نہر سے گذر جائیگا اور جو
دروازہ گنبد دوم کا کھلا دیکھے تو جسقدر بھاگا جائے بھاگے کہین دم نہ لے ورنہ ایک جوان سُرخ چشم مریخ صولت
سُرخ پوش گینڈے پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے گنبد سے نکلکر اُسکو قتل کریگا اور اُسکی حرب کا یہ حال ہی کہ
ذراسی حرکت دست مین لاکھون آدمیون کے سر تن سے جُدا ہو جاتے ہین مگر دروازہ گنبد کے کھُلنے کا نہر سے
ہاتھ دھونے پر موقوف ہی اقبال شاہ نے کہا یہ کتاب تمھارے بزرگون کا وصیت نامہ ہو اور ارباب مثلثہ
تمھارے مربی وپشت پناہ ہین پھر تم خود ہی نہ جاکر کاغذ پر مُہرین کرا لو طافی شاہ نے کہا مجھے قوت

گنبد کے سوار کی تلوار کا ذکر ہی اقبال شاہ نے کہا ہمین بیان تمھارا سراسر جھوٹ معلوم ہوتا ہی اور کتاب بھی
کیا عجب ہی ایسی ہی ہو طاقی شاہ نے کہا مین اپنے صداقت قول کو نہر تک ضرور چلونگا اور جو کچھ کہ مین نے
عرض کیا ہی وہ سب دکھا دونگا آخر دوسرے روز اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین و طاقی شاہ سب
درہ کوہ مین داخل ہوئے جب وسط درہ مین پہونچے وہان ایک نہر نظر آئی اور وہی تینون گنبد عالیشان بھی
دیکھے اقبال شاہ و معز الدین کنارہ نہر کے ٹھہرے اور چند آدمی قیدی جو کہ واجب القتل تھے اُن کو حکم دیا کہ
تم نہر مین ہاتھ منھ دھوؤ وہ بیچارے ہاتھ بھی تر کرنے نہ پائے تھے کہ یکایک دروازہ گنبد دوم کا کھلا اور ایک جوان
سرخ پوش قوج دشتی پر سوار گنبد سے باہر نکلا اور آدھی تلوار میان سے کھینچی کہ سر اُن مظلومون کے تن سے اُتر گئے
پھر وہ سوار اُسی گنبد مین چلا گیا طاقی شاہ نے کہا حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ میرا قول و کتاب دونون سچی ہین یا کہ
افسانہ ہی اقبال شاہ نے کہا بیشک سچ ہی اب تم شہر کو جاؤ ہم کوئی صورت اور نکالینگے طاقی شاہ کو رخصت کیا
اقبال شاہ نے تمام شب یاد الٰہی مین وہان بسر کی اور وقت صبح شاہزادہ معز الدین سے کہا اے برادر اگر تم
کسی بندۂ خدا کے کام آؤگے خدا تمھاری مشکل بھی آسان کریگا اگرچہ مین نے تمھین کسی طرح کی تکلیف نہین دی لیکن
بالفعل بمجبوری تمسے کہتا ہون کہ بدون تمھاری ذات کے وہ کام اور کسی سے ممکن نہین کہ حل ہو شاہزادہ نے
کہا وہ کیا کام ہی اقبال شاہ نے کہا کہ مین رات کو جو سویا تو اپنے مرشد کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتے ہین کہ یہان
ملکۂ ناطقہ روشن بیان کے عاشق کا ہونا ضرور ہی یا جو انسان اُسکی صورت سے مشابہ ہو ورنہ یہ عقدہ حل نہوگا
اور کل مقبل کا خط بھی آیا ہی اُسمین لکھا تھا کہ آج کل مین ایک ایسے مرض سخت مین مبتلا ہو گیا ہون کہ وہان میرا
آنا ممکن نہین ہی اور دوسرے شکل تمھاری اُسکی صورت سے مشابہ ہی اور سوا تمھارے اور کوئی مجھے نظر نہین آتا
ورنہ تمکو تکلیف نہ دیتا اس وجہ سے لازم ہی کہ جو مین عرض کرون وہ قبول ہو انشاء اللہ تعالیٰ اسی مقبل کی
ذیل مین تمھارا بھی کام جلد تر انجام کو پہونچیگا شاہزادہ معز الدین نے کہا شعر

بہر کار رضا تابع ہادی ایم	بہر چیز فرمان کنی راضی ایم

مین بہر نہج موجود ہون بسر و چشم بجا لاؤنگا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار بعد ایک گھڑی رات گئے تم دو فرسخ نہر
کے کنارہ کنارہ جانا وہان ایک ماہی کلان خاک مین غلطان نظر آئیگی تم بعد سلام کہنا اے سمکۃ القعر تو آبی جانور ہی
تیرا خاک مین کیا کام ہی وہ جواب دیگی کہ مجھے ایک بچھو نے ڈنک مارا ہی اس سے مین اس روز بد کو پہونچی تم
پوچھنا کہ بھلا تجھ سے بچھو کو کیا عداوت تھی وہ کہیگی کہ شعر

نیش عقرب نہ از پی کین ست	مقتضائے طبیعتش اینست

پھر تم پوچھنا کہ کسی تدبیر سے تو اچھی بھی ہو سکتی ہی وہ کہیگی ہان یہان سے تین فرسخ پر فلان غار ہی اور اُس غار مین دو

درخت ہین ایک کے پتے سبز ہین اور دوسرے کے زرد اگر کوئی بندۂ خدا رحم دل وہان سے پتے اُن درختون کے لاکے
اور سبز پتون کا عرق مجھے پلادے تو مین اچھی ہوجاؤن اور زرد پتے کا عرق اُس پانی مین کہ جہان وہ بچھو رہتا ہے
ملادے تو بچھو مرجائیگا پھر تم پوچھنا کہ اس خدمت کا عوض کیا ہے وہ کہیگی جو فرمائیے تم کہنا کہ تو اپنی پشت پر مجھکو سوار
کرکے نہر کے پار اُتار دے وہ سمکت القعر منظور کریگی تم وہ پتے لاکر سمکت القعر کو اچھا کرنا اور بچھو کو مار ڈالنا بعد اسکے
اُسکی پشت پر سوار ہونا وہ تمھین پار نہر کے پہونچادیگی جب نہر کے پار ہوجاؤ گے فوراً گنبد اول و دوم کا دروازہ
کھلجائیگا تم چھپ جانا اور اس اسم کو پڑھنا گنبد دوم سے وہی قوج کا سوار صحرا کیطرف روانہ ہوگا بعد اسکے
گنبد اول سے ایک شیر سوار باوقار تاج یاقوت نگار سر پر رکھے قوج سوار کے عقب مین روانہ ہوگا تم اُس وقت
اسم دوم کا ورد کرنا مگر شیر سوار کے تاج کی ایسی روشنی ہوگی کہ شعاع اُسکی کوسون جائیگی اور تمام صحرا سونر دکھلائی دیگا
جب وہ روشنی دور ہوجائے تم گنبد سوم کے در پر اس اسم سوم کو پڑھنا برکت اسم سے دروازہ گنبد سوم کا کھل جائیگا
پھر تم شوق سے اندر گنبد سوم کے جانا وہان ازحد تاریکی معلوم ہوگی کہ کوئی شے نظر نہ آئیگی مگر تم اسم سوم کو پڑھتے جانا
قدرت خدا سے بعد چند قدم کے وہ گنبد روشن ہوجائیگا اُس روشنی مین گنبد کی چھت مین ایک کمان دیکھو گے کہ
مثل قوس قزح کے ہوگی اور وسط کمان مین ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوگا تم اُسکو بہ ادب سلام کرنا اور کہنا اے
سید الارباب مین خدمت سمکت القعر کی بخوبی بجالایا اور اُسی کی پیٹھ پر سوار ہوکر آپ کی خدمت باسعادت مین پہونچا
وہ بزرگ یہ کہیگا تو کس لیے یہان آیا کہنا کہ مطلب میرا یہ ہے کہ آپ ایک فرمان ملک ارباب کا طائی شاہ کے
نام ایسا لکھوادین کہ وہ بلا عذر میرے ساتھ ملک ظہورستان کو جائے اور روح الملک کی خدمت مین حاضر
ہو کہ میرا ایک مطلب عظیم وہان درپیش ہے وہ برآوے بہ برکت اُس اسم پاک کے اُسی وقت وہ اپنے ہاتھ سے فرمان
لکھکر مُہر کردیگا جب شیر سوار اور قوج سوار گنبد سید الارباب مین داخل ہونگے وہی بزرگ مُہر شیر سوار کی پیشانی پر
فرمان کی کردیگا اور پھر قوج سوار کی مُہر آخر مین کرکے کاغذ تمکو دیدے گا تم فرمان لیکر پھر نہر کے کنارہ جانا
وہان کشتیان بے حد جمع ہونگی اور ہر کشتی والا چاہیگا کہ تم ہماری کشتی پر سوار ہو لیکن تم اُس کشتی پر سوار ہونا
کہ جسمین بوے صندل آتی ہو وہ کشتی تمھین نہر کے پار پہونچا دیگی پھر مطلب تمھارا خدا کے فضل سے حاصل ہوجائیگا
شاہزادہ معز الدین نے کہا یہ عجب قصہ دلچسپ ہے کہ مجھے اس راہ خوفناک و پُر خطر مین برآمد کار کو اپنے بھیجتا ہے
اور خود نہین جاتا اب اگر گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل کسواسطے کہ جانے مین خوف جان اور عذر مین خلاف وضع وہمت
مردان ہے آخر شاہزادہ نے کہا خیر اگر تمھاری کاربرآری قرار واقعی ہو تو مین حاضر ہون اقبال شاہ نے کہا
برادر ہمارا اور تمھارا دونون کا مطلب ایک ہی ہے جدا نہین ہے الغرض شاہزادہ معز الدین یوم چہار شنبہ کو بعد
ایک ساعت رات گئے توکل بخدا کرکے روانہ ہوئے اور برگ درخت سے سمکت القعر کو اچھا کیا بچھو کو جان سے مارا

سمک القمر نے شاہزادہ کو نہر کے پار پہونچا دیا دروازہ گنبد دوم کا کھلا قوج سوار بہ شکل مہیب نکلکر روانہ ہوا بعدہ
گنبد اول سے شیر سوار بصلابت تمام برآمد ہوا اور عقب گینڈے سوار کے چلا اور وہ روشنی لعل تاج شیر سوار
جب گم ہوئی اور در گنبد سوم وا ہوا شاہزادہ اسم پڑھتا ہوا اندر گنبد کے داخل ہوا وہان ایک بزرگ کو دیکھا
تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ نے سلام کیا بعد اسکے حال اپنا بیان کیا اُس بزرگ نے بغور شاہزادہ کو دیکھا پھر
کتاب مین کچھ دیکھ کے کتاب کو رکھدیا اور ایک کاغذ صندلی لیکر فرمان لکھا اور حاشیہ پر مُہر کی اس اثنا مین شیر سوار
اور قوج سوار دونون آگئے اور سید الارباب کے گنبد مین داخل ہوئے سید الارباب نے شاہزادہ سے
فرمایا تم کہین چھپ جاؤ شاہزادہ گوشہ مین پوشیدہ ہو گیا جب شیر سوار اور قوج سوار ایک جا جمع ہوئے تو
سید الارباب نے ملک ارباب یعنی شیر سوار سے کہا کہ ایک جوان آفتاب مثال باحسن و جمال بخواستۂ خدا
طالع ہو کر ذرہ وار یہان پہونچا ہی اور ہماری مہرون کا فرمان پر طالب ہی بہرکیف مطلب اُسکا روا کرنا لازم ہی یہ
کہکے اُس فرمان کو پیش کیا پھر شاہزادہ کو بُلایا شاہزادہ حسب الطلب سید الارباب کے آیا ملک الارباب
نے بھی از سر تا پا شاہزادہ کو بغور دیکھا پھر مہر پیشانی فرمان شاہزادہ پر کر دی اور قوج سوار نے جو کہ ترک الارباب
تھا آخر فرمان مین مُہر کی جب فرمان مسجل ہو گیا شاہزادہ کو حوالہ کیا اور رخصت کیا شاہزادہ جس وقت
وہان سے رخصت ہو کر کنارۂ نہر پہونچا دیکھا کہ کنارۂ نہر روشنی چراغان ہو رہی ہی اور ہزارہا کشتیان جمع ہین شاہزادہ
حسب ہدایت اقبال شاہ جس کشتی مین بوے صندل آتی تھی اُس کشتی مین سوار ہو کر پار پہونچا دوسرے روز
لشکر مین تشریف لایا اقبال شاہ بغلگیر ہوا اور وہان کا حال پوچھا شاہزادہ نے سب ماجرا وہان کا بیان کیا
پھر اقبال شاہ مع شاہزادہ طاقی شاہ کے پاس آئے اور وہ فرمان دکھایا طاقی شاہ نے فرمان کو آنکھون سے
لگایا اور کہا اب مین تابع فرمان ہون لیکن یہ فرمان مرحمت ہو کہ مین اسے دستآویز اپنی کر دانونگا اقبال شاہ
نے کہا یہ فرمان ہم ابھی نہین دیسکتے کہ ہمین اور سرحدارون کو دکھلانا ہی اور تمکو بھی ہمارے ہمراہ چلنے کا سامان
کرنا چاہیے طاقی شاہ نے کہا کہ جس حال مین کہ مین آپکا مطیع اور فرمانبردار ہو چکا تو پھر ابھی میرے جانیکی کیا ضرورت
ہی جب آپ ظہورستان مین تشریف لیجائیے گا مین وہان مع اہل و عیال حاضر ہو جاؤنگا اقبال شاہ طاقی شاہ
سے ظہورستان مین حاضر ہونے کا ایک اقرار نامہ لکھا کر دوسرے روز وہان سے روانہ ہوا

راوی یہ داستان یہان موقوف رکھکر دو کلمہ حال اُن دونون عاشق و معشوق یعنی
حفیظ ثریا مکان پسر محفوظ قلمدار اور منطقۂ زرین کمر دختر بلند اختر سعید لوحدار کا گذارش کرتا ہی

اول یہ بیان ہوا ہی کہ حفیظ ثریا مکان شورش عشق و سودائے محبت منطقۂ زرین کمر مین دیوانہ وار بیابان و

کوہسار اور دشت ادبار مین لیل و نہار سرگردان و حیران و پریشان پھرتا ہی ملازم محفوظ کو تلاش کرکے ہزار حیلہ و
بہانہ لاتے ہین اور اُسکو آش وغیرہ کھلاتے ہین شہر کرسی مین عالیہ خاتون حقیقی خالہ حفیظ کی رہتی تھی قضارا
ایک روز عالیہ خاتون سیر باغ کو گئی تھی اور تمام شب وہین رہی کہ یکایک نصف شب کو ایک طرف سے آواز
غل و شور پیدا ہوئی اور عالیہ خاتون نے اُس آواز دردناک کو سُنکے ملازمون سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ غل کیسا ہی
ملازمون نے دریافت کرکے کہا یہ آواز تمھارے خواہرزادے حفیظ ثریا مکان کی ہی عالیہ خاتون اِس خبر کو
سُنکے زار زار روئی اور خواجہ سرا سے فرمایا ای یاقوت جسطرح ہو حفیظ ثریا مکان کو بُلا لا یاقوت حفیظ کے پاس
گیا اور کہا ای صاحبزادے تمکو تمھاری خالہ صاحبہ نے یاد کیا ہی اگر تم نہ جاؤگے تو وہ خود سر و پا برہنہ یہان چلی آئیگی
اسمین تمھارے واسطے موجب بدنامی کا ہوگا حفیظ ناچار خواجہ سرا کے ساتھ چلا آیا عالیہ خاتون نے حفیظ کو
گلے سے لگا لیا اور خوب روئی حفیظ بھی رویا بعد اسکے حفیظ سے پوچھا ای فرزند کوئی علاج بھی تیرے درد کا بہم
پہونچا یا نہین حفیظ نے کہا امور تقدیری سے کچھ بس نہین چلتا عالیہ خاتون حفیظ کو لیکر اُسکی والدہ کے پاس آئی
اور کہا شاید تم اپنے فرزند کے تمام فرائض سے ادا ہو گئی ہو جو تمکو اُسکی آوارگی کا کچھ خیال نہین ہی بخدا یہ مظلوم
ایسی مصیبت مین گرفتار ہی کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے روز قیامت تم خدا کو کیا جواب دوگی پھر رات کا سارا حال
بیان کیا یہ حال سُنکے سب عورات محل اسقدر روئین کہ وہ گھر ماتم سرا ہو گیا عالیہ خاتون نے حفیظ سے کہا اگر
تین چار روز فقط زیارت معشوق کر لے اور قائم مزاج رہ تو ایک تدبیر معقول میرے خیال مین آئی ہی مین اُس
تدبیر کو تجھسے بیان کرون کیا عجب ہی کہ اُس تدبیر سے تیری کار برآری ہو جائے اس خبر خوش سے حفیظ کے
ہوش و حواس درست ہو گئے اور کہا ای خالہ جان جو آپ فرمائینگی مین بدل جان اُسکو بجا لاؤنگا عالیہ خاتون
نے کہا بعد چار روز کے ملکہ منطقہ کی سالگرہ ہی مین تمکو بلباس زنانہ اپنی خواصون کے ساتھ سعید لوحدار کے
یہان لیچلونگی پھر وہان تم بدلجمعی تمام منطقہ کو دیکھ لینا مگر خبردار ایسا نہو کہ وہان تمسے ضبط نہ ہو سکے تو
پردہ فاش ہو جائے اور مین تمام محلسرا مین رسوا ہو جاؤن حفیظ نے کہا کیا مجال میری طرف سے آپ خاطر جمع رہین
اور یہ احسان آپ کا تا زیست مین نہ بھولونگا عالیہ خاتون حفیظ کو اپنے گھر لائی اور خط و خال سب درست کیا
بروز سالگرہ محل مین سعید کے حفیظ ثریا مکان کو لیگئی کوکبہ خاتون سعید کی بی بی نے عالیہ خاتون کی نہایت
تعظیم و تکریم کی جب دونون یعنی صاحب خانہ و عالیہ خاتون مسند پر بیٹھین اور حفیظ ثریا مکان بھی پس پشت بیٹھ کے
مگس رانی کرنے لگا کوکبہ نے عالیہ خاتون سے پوچھا کہ یہ کنیز تمنے کب مول لی عالیہ خاتون نے کہا چند دن ہوئے
کہ پانچ ہزار دینار سُرخ کو مین نے خرید کیا ہی کوکبہ بولی دس ہزار کو بھی یہ کنیز ارزان ہی کیونکہ آدمی خوبرو
اور قطعہ دار نہین ملتا ای خواہر عزیز اگر تم آزردہ نہو تو مین بھی کچھ کہون عالیہ خاتون نے کہا نہین آپ فرمائیے

کوکبہ نے کہا مین چاہتی ہون کہ مین اس تمھاری کنیز نوخرید کو منطقہ کی خدمت کے واسطے لون کہ وہ آج کل نہایت پریشان مزاج رہتی ہی کیا عجب ہی کہ اس کنیز سے اُسکا دل بہلے عالیہ خاتون بولی کہ باوجود اس دولت وحشمت کے منطقہ بیدماغ وپریشان خاطر رہے یہ خلاف قیاس ہی کوکبہ بولی خدا جانے کس خیال وفکر مین مبتلا رہتی ہی مجھے خود حیرت ہی کہ خدا کی عنایت سے اُسے کسی چیز کے تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہی سب موجود ہی لیکن روز بروز اُداس ہی رہتی ہی اور تحلیل ہوئی جاتی ہی عالیہ خاتون نے کہا بلاؤ تو منطقہ کو مین تو دیکھون کیا حال ہی کوکبہ نے منطقہ کو کنیز سے بلوا بھیجا کہ تمھاری خالہ تمھارے دیکھنے کی مشتاق ہین اور یہان حفیظ کی یہی دعا تھی کہ عالیہ خاتون مجھے کوکبہ کو دیدالین کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا اس عرصہ مین منطقہ آئی اور تسلیم کی اور سروقد تعظیم دی مگر حفیظ بیخود دیکھا ضبط نہوسکا ایک نعرہ ہاے کا مارا اور بیہوش ہوگیا منطقہ نے جو صدا ے نعرہ سُنی اور حفیظ کو دیکھا فوراً سمجھ گئی کہ یہ کنیز نہین ہی حفیظ ہی اور عالیہ خاتون کے ساتھ محل مین آیا ہی اور چونکہ عشق صادق تھا جذب کامل ہوا حال منطقہ کا بھی غیر ہوگیا مگر شرم وحیا کے سبب نہایت ضبط کیا اور طبیعت کو قائم کرکے خاموش ہورہی لیکن تغیر حال منطقہ کا ایسا ہوگیا کہ سب کو ایک حیرت ہوگئی اور ایک شور محل بھر مین ہوگیا اور ہر ایک علاج مین منطقہ کے مصروف ہوا عالیہ خاتون نے کہ نہایت عاقلہ تھی کوکبہ سے کہا مین اسی وجہ سے اس کنیز کو تمکو نہ دیسکی کہ کبھی کبھی اُسکا ایسا ہی حال ہوجایا کرتا ہی پھر کنیزون سے کہا جلد اسے یہان سے لیجاؤ کہ راز افشا نہ ہونے پائے کوکبہ بولی تم کیون ایسا تردد کرتی ہو اسے یہین رہنے دو یہان علاج ہوجائے گا عالیہ خاتون نے کہا ای بہن اُسکا اب گھر ہی مین جانا بہتر ہی آخر اُسی حالت بیہوشی مین حفیظ کو گھر روانہ کردیا یہان سب عورتین محل کی گرد وپیش منطقہ زرین کمر کے جمع تھین اور موافق اپنے اپنے ذہن کے باتین کررہی تھین عالیہ خاتون نے کہا تم نہایت عبث وسواس کرتی ہو اُس کنیز کو جو دفعۃً غش آگیا منطقہ کہ ابھی بچہ ہی اُسے دیکھنے کی تاب نہ آئی سہم گئی کوکبہ نے کہا تم درست کہتی ہو یہی بات ہی منطقہ جب اپنے محل خاص مین گئی عالیہ خاتون نے کہا اب مین بھی رخصت ہوتی ہون کوکبہ نے کہا کہ تم دو تین روز اور رہو اس غریب کو سرافراز کرو بعد دو تین دن کی چلی جانا اور مجھے تمسے کچھ حال بھی دریافت کرنا ہی عالیہ خاتون نے کہا بہتر آخر وقت شب تخلیہ مین عالیہ خاتون سے کوکبہ نے پوچھا کہ تم کو محفوظ کی بھی کچھ خبر ہی اور حفیظ کا کیا حال ہی عالیہ خاتون نے بچشم پُرآب ایک آہ دردناک کھینچی اور کہا ای خواہر تمام خویش واقربا ے محفوظ بفضل الٰہی اچھے اور خوش وخرم ہین الا حال حفیظ کا عشق منطقہ مین ایسا بد ہوگیا ہی کہ دیکھا نہین جاتا ابیات

گاہ گریان ہی گاہ حیران ہی
اُسکے رونے پر رو رہے ہین سب

کبھی کچھ آپ ہی آپ خندان ہی
کیا خبر دون مین چاک دامان کی

تنگ ہمسایہ ہو رہے ہین سب
دھجیان اڑتی ہین گریبان کی

کوئی کہتا ہی اسپہ سایہ ہی
کہتا ہی ہاے اس جوان کے نصیب
سبز مگین چشم پرپا ہی یہ

کوئی کہتا ہی سوانگ لایا ہی
مرض اسکو ہی درد فرقت کا
کسی بے درد پر فدا ہی یہ
زندگی اور کوئی دن کی ہے

دیکھتا ہی جو اسکا حال عجیب
اس مرض کی بھلا دوا ہی کیا
گر یہی حال ہی تو پھر تا کے

اے خواہر یہ جو مین نے کہا ہی اسکی کچھ حقیقت نہین ہی عنقریب اب تم سُن لینا کہ حفیظ خدا نخواستہ مرگیا خلاصہ یہ ہی بعد اسکے اور حال اُسکی سرشاری اور صحرا نوردی کا بھی بیان کیا کوکبہ بھی حال حفیظ کا سُن کے بے اختیار رونے لگی اور کہا کہ اے خواہر یہ مین فقط حفیظ کے حال پر نہین روئی بلکہ مین منطقہ کے حال کو بھی ہر روز دیکھتی ہون اور کہتی ہون دیکھیے اسکا انجام کار کیا ہوتا ہی اگرچہ وہ بوجہ شرم وحیا کے کچھ منھ سے نہین نکالتی الا مجھے یقین کامل ہی کہ منطقہ کو بھی محبت دلی حفیظ سے ہی اور زیادہ تر پریشان اس امر سے مین بھی ہون کہ کوئی صورت صفائی طرفین کی نظر نہین آتی یعنی سعید کے دل مین محفوظ کی طرف سے ایسا غبار کدورت آگیا ہی کہ اُسکا جانا دشوار ہی لیکن ایک تدبیر میرے خیال مین آئی ہی اگر خدا راست لاوے بلکہ مین حفیظ کی مان کو یہ پیغام بھیجا چاہتی تھی کہ تمھارا آنا عین وقت پر ہوگیا عالیہ خاتون نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہی کوکبہ نے کہا ایک روز کا ذکر ہی کہ مین بیٹھی تھی اور سعید لوح ادرلوح کو ہمہ تن غور سے دیکھ رہا تھا مین نے پوچھا کون ایسا امر دشوار ہی کہ جسے تم اس غور سے دیکھ رہے ہو سعید نے کہا ہان ایک اسم ہی کہ جو کوئی شخص زیارت بیت المعمور کو جائے اور پہلے حوض مسجد مین غسل کرے اور تا بہ گردن پانی مین غرق رہے اور اس اسم پاک کو پڑھے پھر کیسی ہی مشکل سخت تر ہو وہ سہل سے سہل ہوجائیگی اور جو عامل عمل کے سر سے پانی اونچا ہوگیا تو پھر عامل اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرجائے گا مین نے کہا وہ اسم کیا ہی سعید نے یہ اسم بتایا یَا مُحَوِّلَ الْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالَنَا اِلٰی اَحْسَنِ الْحَالِ تو تم یہ اسم والدہ کو حفیظ کی کہلا بھیجنا وہ حفیظ کو بتادینگی حفیظ بیت المعمور مین جاکر اور اسی ترکیب مذکورہ سے اسم پڑھے کیا عجب ہی کہ برکت سے اِس اسم پاک کے اپنی مراد کو پہونچے عالیہ خاتون نے کہا مین اسی وقت محل مین جاکر حفیظ کی مان کو سمجھائے دیتی ہون اتفاقاً ایک کنیز خاص منطقہ کی موجود تھی اُسنے بھی سُنا اور منطقہ سے مفصل یہ سب ماجرا بیان کیا اور نام اس کنیز کا ذکا تھا اور یہ بھی کہا کہ برکت اس اسم سے دعا جلد قبول ہوتی ہی منطقہ یہ سُنکے چُپ ہو رہی مگر دل مین عہد کیا کہ ایک بار زیارت بیت المعمور کو ضرور جانا چاہیے یہی شکل مواصلت حفیظ کی خوب ہی قصہ کوتاہ دوسرے روز عالیہ خاتون وہان سے محفل محفوظ مین آئی اور بی بی سے محفوظ کی حال بیان کیا محفوظ کی زوجہ نے کہا اے خواہر جب تمنے حفیظ کو یہان بھیجا دو تین دن تو وہ بیہوش رہا بعد اسکے ہوش مین آیا اور اُسی طرح دیوانہ وار صحرا کو چلا گیا کئی آدمی اُسکے ساتھ کردیے تھے کہ یہ ہلاک نہو حفیظ نے

اُن لوگون سے کہا اگر تم میرے ساتھ رہوگے تو مین اپنے کو ہلاک کر دونگا آخر لاچار ہوکر وہ سب چلے آئے اب نہین معلوم وہ کہان چلا گیا ہی زندہ بھی ہی و یا خدا نخواستہ مان بندی ہلاک ہوگئی عالیہ خاتون نے کہا افسوس ہی کہ اسکی ایک شکل نکلی تھی سو وہ معلوم نہین کہان ہی مرضی خدا کی یو نہین تھی پھر عالیہ خاتون نے ذکر اسم کا محفوظ اور حفیظ کی مان سے کیا محفوظ نے پھر ملازمون کو بتلاش حفیظ بھیجا بعد ایک ہفتہ کے وہ ملازم چلے آئے اور جواب دیا کہ حفیظ کا کہین نشان نہ ملا اب حقیقت منطقہ زرین کمر کی سُنو کہ ایک روز منطقہ نے دایہ سے کہا ای دایہ جان تم اپنی طرف سے ایک رقعہ باین مضمون عالیہ خاتون کو لکھو کہ تمنے اُس بلاکش غریب از خود گم کردہ یعنے حفیظ کو کار معلومہ کیواسطے بھی بھیجا یا نہین دایہ نے رقعہ عالیہ خاتون کو لکھا عالیہ خاتون نے جواب لکھا کہ مین فقط اسی کام کو وہان گئی تھی لیکن قبل میرے جانے کے حفیظ تمھارے سوزش عشق مین سر و پا برہنہ نہین معلوم کہ کس طرف نکل گیا کہ ہر چند تلاش کیا لیکن کہین پتہ نہین لگا دایہ نے جواب نامہ منطقہ کو دکھا دیا منطقہ بہت روئی اور کہا مین باپ سے باغ جانے کی رخصت لیتی ہون پھر وہان سے تمکو اور ذکا کو ہمراہ لے کے زیارت بیت المعمور کو جاؤنگی کہ وہ باغ بیت المعمور سے نزدیک ہی الغرض جب سعید لوحدار محل مین آیا منطقہ نے کہا ای پدر بزرگوار مین نے فلان باغ کی آپ کے نہایت تعریف سُنی ہی سو مدت سے اُسکے دیکھنے کی مشتاق ہون اول تو سعید لوحدار نے منع کیا جب منطقہ نے اصرار کیا تو کہا مین لوح سے استخارہ کرلون اگر اجازت لوح ہوئی تو تم جانا منطقہ چین بجبین ہوئی اور کہا آپ نے لوح شاہی کو کھیل مقرر کیا ہی کہ ذری ذری سے کام کو استخارہ دیکھا جاتا ہی خیر مین سمجھی کہ تمکو میری تفریح منظور نہین ہی سعید کو جو پاس بیٹی کا زیادہ تھا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا خفا نہو جاؤ مینے بخوشی و رضا اجازت دی لیکن زیادہ نہ رہنا منطقہ نے کہا آج جاؤنگی اور کل چلی آؤنگی سعید نے چند ملازم معتمد ہمراہ کیے منطقہ پہلے باغ مین گئی تمام دن سیر باغ کی شب کو تمام ملازمون کو پہرے چوکی پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ کوئی آنے نہ پائے ملکہ شب مہتاب مین سیر صحرا کرینگی اور آپ اور ذکا کنیز ملکہ کو پا پیادہ بیت المعمور کو لیگئی راوی کہتا ہی کہ راہ مین ایک درہ کوہ تھا وہان درندے جانور از حد تھے اور شیر و چیتے وغیرہ کے بھی مسکن تھے کہ انسان کا گذر ہونا وہان سے دشوار بلکہ ممکن نہ تھا مگر شاہزادہ معزالدین کو جو محفوظ اُس راہ سے لیگیا اور جانوران موذیہ ایذا نہ پہونچا سکے اُسکا سبب یہ تھا کہ ایک اسم شاہزادہ پر حفیظ نے دم کر دیا تھا برکت سے اُس اسم اعظم کے شاہزادہ محفوظ رہا الغرض منطقہ مع دایہ اور ذکا کنیز کے جب داخل درۂ کوہ ہوئی دایہ نے کہا ای ملکہ مین نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب بھی کہتی ہون کہ یہ راہ نہایت پر خطر ہی اسمین جانور موذیہ بہت ہین برائے خدا تم اس قصد سے درگذرو منطقہ نے کہا ای دایہ شعر

قدم وہ محفل جانان مین بیخوف وخطر رکھے
ہتھیلی پر جو رکھ لے شمع کے مانند سر اپنا

تم کیا کہتی ہو سوختۂ آتش عشق کو کوئی ایذا نہین پہونچا سکتا اور وعدہ برابر آگیا ہی تو کسی کے روکے سے رُک بھی نہین سکتا اس کش مکش و جان کنی سے تو مرجانا بہتر ہی کہ یہ کسی نے سچ کہا ہی شعر

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو　　دم نکلجائے بلا سے پہ یہ آزار نہو

بعد اسکے ایک اسم منطقہ نے ذکا و دایہ پر پڑھکے دم کر دیا اور توکل بخدا زندہ و سلامت درۂ کوہ سے نکلگئی و اقعی بحکم ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کوئی بھی درندہ سد راہ نہوا اور یہ تینون عورتین بیت المعمور مین داخل ہوئین اسقدر در و دیوار مسجد مین جواہرات بیش بہا نصب تھا کہ جسکا شمار نہو سکتا تھا منطقہ یہ دیکھکے دنگ ہو گئی کہا سبحان اللہ کیا قدرت صاحب البیت ہی دایہ نے کہا واری چونکہ رات تھی وہ جانور نہ ملے مگر اب دن کو جانا دشوار ہوگا منطقہ نے کہا شاید یہ آیہ وافی ہدایہ لا تحزن ان اللہ معنا تو نے نہین سُنی جو کہ تو ہر بار نصیحت بیجا کرتی ہی دایہ نے کہا اور یہ کیسی رسوائی ہی کہ دن کو پا پیادہ یہان سے چلینگی منطقہ نے کہا اے دایہ مسدس

دل کا آجانا حقیقت مین ہی اک قہر خدا　　آبرو جائے کہ عزت نہین اصلا پروا
دین و دنیا مین بشر کا نہین لگتا ہی پتا　　چھوٹے ذلت سے اگر موت کی ایذا سہ جائے
کچھ نہین سوجھتا آنکھون سے کہ کرتا ہون کیا　　منھ کفن مین جو چھپالے تو یہ پردہ رہجائے

اے دایہ اور یہ مخمسہ حسب حال پڑھا مخمسہ

دل کا جو حال ہی مین کسے کہون کیا دایہ　　مین بھی ہون آدمی حیوان نہین اے دایہ
کس مصیبت مین پڑی ہی ہائے غضب اے دایہ　　دل کے بہلانے کو کسطرح نہ باہر آتی
کب تلک صورت تصویر رہون چپ دایہ　　اپنا دم گھوٹ کے اس قید مین کیا مرجاتی

اس زندگی سے وہ رسوائی کہین بہتر ہی کہ مین مفارقت مین حفیظ کے خون جگر کھاتی ہون دایہ خاموش ہو رہی منطقہ پوشاک اُتار حوض مین کود دی اور اسم کو شروع کیا اب کا رہنمائی جذبۂ عشق بلاخیز و آفت انگیز کی غور فرمایئے کہ حفیظ بھی آوارہ و سرگشتہ دیوانہ در کا نعرہ مارتا ہوا دیوانہ و بیقرار بہ تلاش دلدار بیت المعمور مین پہونچا اور یہ چند شعر پڑھنے لگا

سودا ہی سنبلہ کو دو گیسوے یار کا
شہرہ ہی آسمان تلک روے یار کا
نرگس ہی کیا نشان ہی جادوے یار کا
رکھا ہی نام نکہت گل بوے یار کا
گہ مثل مشک نافۂ آہو مین رہ گیا
چھوٹون بھی وہ اگر لب معجز نما ہلاسے
دم نکلے سامری کا مسیحا کی جان جائے

بندہ ہی ماہ عارض گل روے یار کا
تعویذ آفتاب ہی گیسوے یار کا
شمشاد بندہ ہی قد دلجوے یار کا
بن کر ہلال گہ خم ابرو مین رہ گیا
دیکھی جو آنکھ کو چہ گیسو مین رہ گیا
دم مین ہزار ایک تماشا سے جان مین جان آگئے
اعجاز ہی یہ نرگس جادوے یار کا

مفتون ہلال ہو گیا ابروے یار کا
سنبل ہی کیا خطاب ہی گیسوے یار کا
گل ہی لقب جہان مین گل روے یار کا
پھنس کر اندھیری رات کے قابو مین رہ گیا
صحرا ختن ہی وحشی آہوے یار کا
تیغ نگاہ یار جو وان رخنہ کرنے پاے
گہہ تکرنہ مثل لالہ ہو سینہ مین میرے داغ

نہ وصل ہی نصیب نہ اس غم سے انفراغ
دیوانہ ہون مین نکہت گیسوے یار کا
جز شربت وصال دوا اُسکی کچھ نہین
آیا وہ ماہرو جو پس مدت مدید

آنکھون مین مثل خار کھلا ہوے جبکہ داغ
کہدے یہ اُس مسیح سے جاکر کوئی قرین
سرسام عشق مجکو ہی جوش جنون نہین
اک نور دیکھا قمقمۂ دل نے یہ جدید

موج نسیم سے نہ پریشان ہو کیون دماغ
آیا ہی اب قریب مرا وقت واپسین
لازم ہی لخلخۂ عرق روے یار کا
غل تھا کہ دیکھون قدرت باری ہوئی پدید

خورشید حشر پر نظر آیا ہلال عید
پرتو پڑا جو حوض مین ابروے یار کا

یہ کشش جذبۂ دل منطقہ تھی جسنے حفیظ کو کشان کشان بیت المعمور مین پہونچایا جسوقت کہ عاشق و معشوق اور محب و محبوب کی آنکھین چار ہوئین منطقہ تو غرق بحر شرم ہوئی غوطہ لگاگئی یعنی چادر آب مین اُس تن نازک و صاف کو چھپا دیا اور سعید نے کہ اس ترکیب سے اور اداسم مین قطعی غوطہ کو منع کیا تھا اور کہا تھا کہ عامل عمل کو ضرور ہی کہ پانی سر سے بلند نہو وگرنہ دوسرے عالم مین جا پہونچے گا الغرض حفیظ منطقہ کو حوض مین دیکھکر خود بھی کود پڑا اور غوطہ کھایا اور اسی طرح ذکا و دایہ بھی بخوف سعید حوض مین کود دین اور پھر کوئی حوض سے باہر نہ آیا

اب دیکھیے کہ یہ غریق بحر محبت یعنی حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر اور دایہ اور ذکا کنیز کہان نکلتی ہین اور انکے سر پر کیا راحت و مصیبت گذرتی ہی انشاءاللہ تعالے عند الذکر حال انکا بیان کیا جائیگا اور بار دگر احوال شاہزادہ معزالدین بیان کیا جاتا ہی

جب طاقی شاہ نے اقبال شاہ کی اطاعت قبول کی اور اقرار نامہ لکھدیا کہ جب تم ظہورستان مین پہونچوگے مین بلا عذر خدمت مین سلطان روح الملک کے حاضر ہونگا اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین مثلثۂ خاکی کیطرف روانہ ہوئے جو شہر سودائیان اور ملک ترابستان اور جستجو بیہ بھی مشہور ہی اور اقبال شاہ نے پروانۂ مُہری بطریق سند اپنے پاس رکھا تھا اور طاقی شاہ نے بھی ایک منزل مشایعت اقبال شاہ کی کی اور کہا اے شہریار دو مرحلہ سخت و دشوار راہ مین واقع ہونگے تم نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے اُن مرحلون کو طی کرنا پہلا مرحلہ دشت گاوان بلند شاخ ہی کہ ہر گاؤ مثل فیل کے کلان ہی دوسرا مرحلہ شہر کے نزدیک مزرعۂ گندم آدم سد راہ ہوگا اگرچہ ایک طرف شہر کے دشت گوسفندان فیل زور ہین لیکن وہ سد راہ نہین ہوتین جب ان مرحلون کو طی کرلوگے تو بادشاہ سودائیان یعنی راسب شاہ تمھاری اطاعت قبول کریگا پھر کوئی عذر باقی نہین رہیگا اقبال شاہ نے فرمایا خدا ہمارا کفیل حال ہوگا تو ہمکو کچھ خوف نہین ہی یہ کہکے آگے چلے کہ ایک درۂ کوہ نظر آیا اور دامنۂ کوہ مین ایک صحراے پُر فضا معلوم ہوا کہ ہر جا پر نہر اور چشمہ ہاے شیرین جاری تھے

الغرض جہانتک نظر کام کرتی تھی سواے گل وریحان و آب شیرین و سبزہ کے اور کچھ معلوم نہ ہوتا تھا اقبال شاہ نے وہان مقام کیا اور مردمان لشکر براے سیر صحرا روانہ ہوئے ناگاہ قریب سنو گاؤ کے کہ سینگ اُنکے مثل نیزہ تھے درۂ کوہ سے باہر نکلین اور مردمان لشکر پر حملہ آور ہوئین چند آدمی ہلاک ہوئے باقی لشکر کو بھگا دیا اور یہ گاوان اپنے چراگاہ کو روانہ ہوئین جب شام ہوئی ہزارہا وہی گاوان سینگ بلند پہاڑ سے نیچے اُترین اور سب نے ایسا شور مچایا کہ تمام لشکر کے کان بہرے ہوگئے لیکن شاہزادہ کو سوداے عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ایسا تھا کہ کچھ خبر نہ معلوم ہوئی اور یہ اشعار زبان زد تھے اشعار

کے شود یارب کہ سر در پاے آن دلبر نہم
دمبدم از اشک خود در دامنش گوہر نہم

در تلاش او نخواہم داشتم خود را معاف
یا بصحراے عدم در ہر بیابان سر نہم

اے سیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے
کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

الغرض تھوڑے عرصہ مین وہ گائین خونخوار زیادہ حد و شمار سے ہوگئین اور مردمان لشکر کو زخمی و ہلاک کرنا شروع کیا صبح کو اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا اے شہریار اگر اس آفت ناگہانی کا تدارک نہ ہوگا تو تھوڑے عرصہ مین سارا لشکر پائمال ہو جائیگا اور دعا کی شعر

سعی کن در کار خلق اے کردگار
تا کند کار تو ہم پروردگار

اے شاہزادہ مطلب میرا یہ ہے کہ یہ کام بھی تمھاری ذات ستودہ صفات سے متعلق ہے اسواسطے مین نے گذارش کیا کہ اس مثلثۂ خاکی مین بھی تمھاری ہی توجہ سے مطلب برآری ہوگی شاہزادہ نے کہا کہ صاف صاف کہو کہ میری سمجھ مین آوے اقبال شاہ نے کہا وہ مثلثۂ آتشی تھا جو تمنے فتح کیا اور کواکب مثلثۂ آتشی مریخ و آفتاب و مشتری تھے اور وہ پیر مرد کمان نشین مشتری کے موکل کی شکل تھا اور شیر سوار موکل آفتاب اور قوچ سوار موکل مریخ اسی طرح وہ نائب مثلثۂ خاکی زہرہ و عطارد و زحل ہین آج شب کو مین نے طرف مرشد کے رجوع کی حکم ہوا کہ یہان بھی مقبل کا ہونا یا جو اُسکی شکل سے مشابہ ہو اُسکا ہونا ضرور ہے اور مقبل کا یہان آنا کسی طرح سے ممکن نہین ہو سکتا اور مشابہ اُسکا سوا حضور کے اور کوئی نہین ہے یہی وجہ تمھاری تکلیف دہی کی ہے کہ آپ یہ کاغذ لیکر درۂ کوہ مین تشریف لیجائیے وہان پہونچکر دیکھنا اور بموجب حکم کاغذ کے عمل کرنا بلکہ وہ فرمان مہری آتشی بھی لیتے جانا کہ شاید کہین اُسکی احتیاج ہو شاہزادہ معز الدین نے کہا اے جوانمرد تو مجھے اسی واسطے لیے پھرتا ہے کہ اپنے عوض مجھے حوالہ دیدے اقبال شاہ نے کہا نہین واللہ مین مصلحتاً کہتا ہون غرض شاہزادہ روز سہ شنبہ کو بساعت سوم کہ زہرہ سے متعلق تھی روانہ ہوا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار یہ فرمان مثلثۂ آتشی سر پر باندھو اور کاغذ میرا دست راست مین لو جسوقت کوئی مشکل پیش آئے

اسکو دیکھ لیا کرنا انشاءاللہ تعالے آسان ہوجائیگی اور برکت سے فرمان کے کوئی ضرر اور آسیب تمکو نہین پہونچے گا
یہ سنکر شاہزادۂ معزالدین نے درۂ کوہ مین قدم رکھا تھا کہ چارطرف سے وہی گاوان جنگی سینگین مثل نیزے کے
تھین بیشمار جمع ہوگئین اور شوروغل بے حد وحساب مچایا لیکن شاہزادہ نے فرمان سربستہ کو دکھایا پھر کوئی گاؤ
آگے نہ بڑھی شاہزادہ نے کاغذ کو دیکھا اُسمین یہ عبارت دیکھی کہ اے وارد درگاوان آگاہ ہو کہ یہ برج ثور ہے
جب تو درگاوان بلند شاخ پر پہونچے اور گاوان سد راہ ہون تو فرمان مثلثۂ آتشی اُنکو دکھانا گائین تیرے
روبرو سے بھاگینگی اور تو اُنکا پیچھا کرنا وہ ایک ساعت مین درخت عظیم الشان کے قریب پہونچینگی وہان ایک چشمہ
پانی کا ہوگا اور کوسون تک سبزہ زار نظر آئیگا اور کنارہ چشمہ کے ایک گائے سُرخ سوتی ہوگی ان گاوان کے
شوروغل سے اُسکی آنکھ کھل جائیگی تم پھر وہی فرمان اُسکو دکھانا پھر گاوان وہان سے بھی بھاگینگی لیکن وہ سُرخ
گاؤ وہین رہجائیگی اُسکے آگے جاکر کہنا اے بقرۃ الحمراء واسطے اُس گاؤ کے جسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
زمانہ مین عامیل کی گواہی دی تھی اپنی پُشت پر مجھے سوار کرا اور قصبہ مین عین الثور کے پہونچا دے جب
بقرۃ الحمراء تجھے عین الثور کے قصبہ مین پہونچا دے اور عین الثور تیرے مقابل ہو اُس وقت پھر یہی کاغذ دیکھنا
اور موافق احکام کاغذ عمل مین لانا قصہ مختصر شاہزادہ بقرۃ الحمراء کی پشت پر سوار ہوکر قصبہ عین الثور مین پہونچا
ایک لحظہ کے بعد فوج گاؤ سوارون کی دیہہ کے باہر نکل میدان مین صف آرا ہوئی شاہزادہ نے اُس
فوج مین ایک مرد بعینہ شکل گاؤ کا دیکھا لیکن تمام جسم اُس گاؤ کا انسانی تھا اور مثل آئینہ کے چمکتا تھا اور گاؤ
مرد صورت چارون طرف دیکھ رہا تھا باقی تمام گاؤ سوار گرد وپیش اُس مرد عجیب الخلقت کے صف بستہ
کھڑے تھے اسی اثنا مین چہرۂ گاؤ سامنے شاہزادہ کے آیا اور بآواز بلند کہا او بقرۃ الحمراء تو میری سواری
کا ہوکر تو نے ایک شخص غیر کو اپنی پُشت پر سوار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معاملہ سخت تجھے پیش آیا ہے
وہ بولا کہ مین مجبور ہون کہ طالع اس جوان فرد کا زائد النور ہے عین الثور نے یہ کلمہ سنکے گاؤ سوارون کو حکم دیا
کہ یہ جوان نام اپنا صد شکن رکھا چاہتا ہے خبردار یہ زندہ وسلامت یہان سے نہ جانے پائے کہ یہ اسنے
انتہا کی گستاخی وبے ادبی کی ہے کہ میرے مرکب خاص پر یہ سوار ہوا اور اسے کچھ خوف نہ آیا پس بمجرد سُننے
اس حکم کے وہ گاؤ سوار گرز گران سر لیے چار طرف سے حملہ آور ہوئے اور کہا کہ اگر اپنی سلامتی جان چاہتا ہے
تو فرمان کو سر سے کھولکر سامنے رکھدے پھر ہم تجھے قتل نہ کرینگے پس یہ لفظ سُنکے شاہزادہ کی ہمت نے جوش
مارا اور شمشیر خون آشام غلاف سے نکالی اور مانند رستم واسفندیار کے جنگ مین مشغول ہوا مگر شاہزادہ کی
تلوار جبس گاؤ سوار کی گردن پر پڑی سر تن سے اُڑ گیا لیکن جسم پر اُس گاؤ سوار کے کارگر نہوتی تھی اور طرفہ
یہ معاملہ تھا کہ سر قلم شدہ کو اور جسم مقتول کو جب عین الثور اپنا جسم آئینہ کی طرح دکھاتا تھا تو جسم عین الثور کے

جسم کا عکس پڑتا تھا پس وہ سر دھڑ سے ملجاتا تھا اور زندہ ہو کر پھر جنگ کرنے لگتا تھا
مگر شاہزادہ کو بھی بہ برکت فرمان سربستہ کے کسی طرح کا آسیب نہ پہونچتا تھا آخر کار جب
شاہزادہ کے دست و بازو مین طاقت نہ رہی بوجہ کثرت جنگ کے اور یقین تھا کہ غش کھا کر گرپڑے کہ
درگاہ خدا مین دعا کی بمجرد دعا کے ایک سوار نقابدار سبز پوش کیو دگھوڑے پر سوار پردۂ غیب سے پیدا ہوا
اور شاہزادہ کا بازو پکڑ کر علحدہ کر دیا اور کہا اے جوان کاغذ کا دیکھنا بھولگیا کہ اس عذاب مہلک مین پھنسا
خیر اب جلد کاغذ کو دیکھ تاکہ ان لعینون کے ہاتھ سے نجات ہو شاہزادہ نے دست جیب سے کاغذ کو دیکھا
اُسمین لکھا تھا کہ جس وقت گاؤ عین الثور کے پاس جا تا پہلے کاغذ دیکھنا اور جو دیکھنا کاغذ کا فراموش
ہوگیا ہو تو بروقت ہجوم گاؤ سوارون کے ضرور دیکھنا اور کچھ خوف نہ کرنا کہ برکت فرمان سے تجھے مطلق آسیب
نہ پہونچیگا اور جو شاید کسی وجہ سے نوبت تلوار و گشت و خون کی پہونچے تو اُنکے ہاتھ سے زندہ رہنا دشوار ہے
اور مدد اقبال دوسرا امر ہے ورنہ علاج اُسکا یہ ہے کہ اُس فرمان کو اس ترکیب سے بند کرنا کہ مہر فقط قوچ یعنی
گینڈے سوار کی کہ آخر مین ہے کھلی رہے اور وہی فرمان مثل تلوار کے اُن پر مارنا اور ایک نعرہ اُحُبُّ یامریخ
کا مارنا یقین ہے کہ ایک ہی وار مین چہارم حصہ لشکر عین الثور کا بے سر ہو جائے بار دیگر ایک بار پھر ایسی
حرکت دینا جب تین حصہ لشکر بے سر ہو جائیگا عین الثور پاس تمھارے آئیگا اور بہ نہایت عجز و انکسار پوچھیگا
کہ تیرا مطلب ہمارے قتل سے کیا ہے کہنا کہ مجھے باغ مین ملکہ زہرۃ المثال کے پہونچا دے وہ کہیگا میری
کیا مجال و قدرت کہ مین قدم باغ مین ملکہ کے رکھ سکون اور اگر پہونچا ہی دیا تو پھر میری زندگی محال ہے
تو کہنا خیر مجھے دروازہ تک پہونچا دے آیندہ پھر مجھے اختیار ہے عین الثور راضی ہو جائیگا تم فرمان
مثلثۂ آتشی بدستور بغل جیب مین رکھ لینا اور کاغذ ہاتھ مین لینا جسوقت دروازہ پر باغ کے پہونچو پہلے کاغذ
دیکھنا بعد ازان باغ مین داخل ہونا ورنہ پشیمان ہوگے آخر جب عین الثور تین حصہ قتل ہو چکا اُسنے شاہزادہ
سے مطلب پوچھا شاہزادہ نے مطلب بیان کیا عین الثور نے اپنی پشت پر سوار کر کے بال و پر پرواز کی
اور شاہزادہ کو ایک باغ فرحت افزا کے دروازہ پر پہونچا دیا اور شاہزادہ سے کہا اے جوان عالیشان
برائے خدا میرے حال پُر ملال کو ملاحظہ کر کہ مین ایک عذاب سخت مین پھنس گیا ہون شاہزادہ نے
عین الثور کی صورت دیکھی تو وہ جسم جو اُسکا روشن و صاف تھا سیاہ ہوگیا تھا پوچھا کہ یہ حال تیرا کس وجہ سے
ہوا عین الثور نے کہا بوجہ تیرے حکم بجا لانے کے خیر بروقت ملاقات ملکہ زہرۃ المثال کے میری اور
بقرۃ الحمرا کی سفارش ضرور کرنا کہ ہم اپنی صورت اصلی پر آجائین شاہزادہ نے کہا خاطر جمع رکھ انشاء اللہ
مین ضرور تیرا کام کرونگا پھر کاغذ دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ جب تو باغ مین داخل ہوگا ہر چمن مین نازنینین

ماہ جبین پھرتی ہوئی ملینگی اور تجھے برا بھلا کہتی ہوئی ملکہ زہرۃ المثال کے سامنے لیجائینگی ملکہ زہرۃ المثال
تیرا حال پوچھینگی کہنا بندہ ایزد غفار شاہزادہ عالی وقار عاشق ملکہ نوبہار ہے سُنکے زہرۃ المثال ایک
قہقہہ با آواز بلند ماریگی کہ تمام گل باغ شگفتہ ہوجائینگے اور طاؤسان باغ رقص کرنے لگین گے پھر پوچھیگی کہ
یہان کیونکر پہونچا کہنا بہ تائید ذوالجلال وہ کہیگی غلط تو جھوٹ کہتا ہے تجھے بقرۃ الحمرا اور عین الثور نے پہونچایا ہے
تو کہنا مین اُنھین نہین جانتا خدا جانے وہ کون جانور ہین زہرۃ المثال اس قیل و قال سے غضب ہوجائیگی
اور اُسکے غضب ہونے سے برگ درختہاے باغ گرجائینگے اور شاخہاے درخت تلوار آبدار نظر آئینگی پھر تجھے
کنیزان حبشیہ و ترکیہ سے حکم قتل دیگی وہ کنیزین تجھے قتل گاہ مین لیجائینگی جب جلاد تیرے سر پہ تلوار علم کریگا ملکہ
زہرۃ المثال پھر تجھے اپنے پاس بُلاکر وہی سوال کریگی تو پھر وہی جواب دینا وہ پھر قتل گاہ مین بھیجدے گی اور
کنیزان ملکہ زہرۃ المثال دھمکائینگی کہ اگر تو جواب معقول نہ دیگا تو ہم تجھے مقراض سے پُرزے پُرزے کرینگے
تو جواب کچھ نہ دینا تیسری بار پھر زہرۃ المثال تجھے بُلاکر بقسم شرعی پوچھیگی کہ تو یہان کس طرح آیا اب کہنا کہ مین
بہدایت سعد اکبر آیا ہون ملکہ زہرۃ المثال کہیگی کہ اگر تو صادق ہے تو سعد اکبر کے بھائیون کے حال سے
مطلع کر تو نے جو تماشا مثلثہ آتشی مین دیکھا ہے بہ تفصیل بیان کرنا ملکہ زہرۃ المثال بعد دریافت کرنے حال کے
بہ تکلف تمام تیری دعوت کریگی اور پوچھیگی کہ آپ نے کس مطلب سے اس غریب خانہ کو سرفراز فرمایا کہنا کہ تم
ایک فرمان راسب شاہ بادشاہ ملک جنوبیہ کے نام اس مضمون کا لکھدو کہ وہ اول اپنے بھائیون سے
صلح کرے اور خدمت مین سلطان روح الملک کے حاضر ہو ملکہ زہرۃ المثال کہیگی یہ کام بے رشوت کے
ممکن نہین ہے یہ فرمان مثلثہ اُسکے حوالہ کردینا وہ فرمان اپنے پاس رکھ لیگی اور دوسرا فرمان مُہری عوض مین
اسکے تیرے حوالہ کریگی بعد لینے فرمان کے کہنا اے ملکہ مین بڑی محنت شاقہ اُٹھاکر یہان آیا ہون لیکن تمنے بطریق
یادگار کوئی شی مجھے نہ دی ملکہ زہرۃ المثال تمام دنیا کے تحفہ تمھارے سامنے رکھیگی تم کہنا مین اسکا مستحق نہین ہون
اگر لوح الماس عنایت فرماؤ تو لیلون ملکہ زہرۃ المثال بمجبوری لوح الماس تیری تواضع کریگی تم لوح کو بازو پر
باندھکر جنکی سفارش منظور ہو ملکہ زہرۃ المثال سے کرنا مگر جس وقت بستر خواب پر جانا اپنے جسم سے نہایت
ہوشیار رہنا اور جو کوئی امر تازہ پیش آئے تو ایک بار پھر کاغذ کو دیکھنا والسلام القصہ شاہزادہ نے موافق
حکم کاغذ کے فرمان مُہری مع لوح الماس زہرۃ المثال سے حاصل کیا بعد ازان بقرۃ الحمرا اور عین الثور
کی سفارش کی ملکہ زہرۃ المثال نے بقرۃ الحمرا اور عین الثور کو حوض خاص مین غسل دلوایا وہ اُسی وقت
درست ہوگئے شاہزادہ نے بعد محفل رقص و سرود کے آرام فرمایا ابھی ہنوز آرام نہ فرمایا تھا کہ ایک نازنین
مہ جبین وہان آئی شاہزادہ نے جو غور سے ملاحظہ کیا تو ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے لیکن کس ناز و انداز سے

چلی آئی ہی کہ شاہزادہ نے بے اختیار پلنگ سے اُتر کر سینہ سے لگا لیا اُس نازنین نے کہا اے شہریار تمنے میری مفارقت مین کیا کیا شدائد اُٹھائے اور کہان کہان آوارہ و سرگشتہ صحرا بصحرا پھرے شاہزادہ نے فرمایا خیر آیندہ را یاد و گذشتہ را صلواۃ لیکن تم جسوقت سے جُدا ہوئین پھر تمکو مین نے نہ دیکھا اور گاہ بگاہ دیکھا تو عجب طرح سے دیکھا لیکن کلمہ و کلام کی نوبت نہ آئی اب کس شغل مین ہو ملکہ نے شاہزادہ کی بات کا جواب نہ دیا شاہزادہ خاموش ہو رہا اس نازنین نے کہا وہ جو لوح الماس ملکہ زہرۃ المثال نے تمکو دی ہی ہم بھی اُسکے دیکھنے کے مشتاق ہین شاہزادہ نے کہا اے آرام روح و جان لوح حاضر ہی مجھے تمسے عزیز نہین ہی مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی کاغذ کو دیکھنا چاہیے آخر کاغذ کو دیکھا لکھا تھا کہ کوئی نازنین بصورت ملکہ نوبہار اگر لوح مانگے فورًا اُسکے گلے مین ڈال دینا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا شاہزادہ نے حکم کی تعمیل کی یعنے لوح گردن مین اُس نازنین کے ڈال دی بمجرد لوح گلے مین پڑنے کے وہ نازنین ایک عورت کریہ منظر نظر آئی جلدی سے شاہزادہ نے بچالاکی تمام اُس حبشیہ کے گلے سے وہ لوح اُتار کے اپنے بازو پر باندھ لی اور آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوا اور کاغذ کو نہ پایا متعجب ایک سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ لشکر اقبال شاہ چلا آتا ہی اس عرصہ مین اقبال شاہ درۂ کوہ تک استقبال کو آیا اور بعد ملاقات کے مبارکباد فرمان کے دستیاب ہونے کی دی شاہزادہ نے جو جو کہ تماشا طلسم زہرہ مین دیکھا تھا بیان کیا اور فرمان مع لوح روبرو اقبال شاہ کے رکھدیا اقبال شاہ نے کہا یہ لوح و فرمان دونون آپ بحفاظت تمام اپنے پاس رکھیے کہ یہ ایک وقت مین آپ کے کام آوینگے اور دوسرے روز جنوبیہ حصار اور شہر سودائیون کیطرف کو روانہ ہوئے

اب راوی انکو حصار و شہر جنوبیہ مین چھوڑتا ہی اور دو کلمہ حال پُرملال منطقۂ زرین کمر گذارش کرتا ہے

یہ جملہ بیان ہوا ہی کہ سعید نے کو کبۂ خاتون سے تاکیدًا منع کیا ہی کہ عمل خوانی مین پانی حوض کا سر سے بلند نہو ورنہ اکثر قباحت عامل کو ضرور ہی منطقۂ کو رُعب و داب و شرم حیا محبت حفیظ ثریا مکان کی ایسی غالب ہوئی کہ نصیحت سعید کا مطلق خیال نہ رہا اور حوض مین غوطہ زن ہوئی اور تحت الثریٰ کو پہونچی جب آنکھ کھلی دیکھا نہ وہ مکان ہی نہ وہ مسجد ہی نہ وہ حوض ہی فقط ایک قصبہ سامنے ہی لیکن وہ قصبہ آتش پرستون کا تھا اور اتفاقًا اُنکے یہان وہ روز عید کا تھا اور وہ موافق اپنے رسم کے صحرا مین آگ جلارہے تھے اور اُس آگ کے گرد سب قصباتی و شہری افسون پڑھتے تھے اور ایک قاعدہ یہ تھا کہ بعد فراغ اوراد افسون ایک

لڑکی نا کتخدا کو لباس سرخ پہنا کر خداوند آتش کی نذر کرتے تھے چنانچہ اُس روز رئیس قصبہ کی لڑکی کی نوبت تھی اور وہ رئیس نذر دینے مین لڑکی کے عذر کرتا تھا لیکن اہل قصبہ بجز اُس لڑکی کے اور کسی کو سرخ لباس نہ پہناتے تھے کہ یکایک اُن مین سے ایک نے منطقہ زرین کمر کو دیکھا کہ ایک عورت نا کتخدا بالغہ صحرا مین رو رہی ہی اُسنے رئیس کو اس حال سے اطلاع کی کہ تیری لڑکی کے عوض خداوند آتش نے ایک اور لڑکی بھیجدی ہی رئیس نے یہ سُنکے ملازمون کو حکم دیا کہ ہان اُس نازنین کو جلد لاؤ ملازم منطقہ زرین کمر کو پکڑ لیگئے رئیس نے بلا دریافت حال منطقہ زرین کمر کو وہ لباس سرخ پہنایا اور کہا کہ اے نازنین تیری خوبی قسمت تھی کہ جو ایسے وقت مین یہان آئی خاطر جمع رکھ کہ چند ساعت مین جسم خاکی تیرا خداوند آتش سے وصل ہو جائیگا اور تو مرتبۂ اعلےٰ کو پہونچے گی منطقہ زرین کمر چُپ ہو رہی کچھ جواب نہ دیا اور دل مین کہا کہ یہ مردود کیسے سنگدل ہین کہ مطلق خوف خدا نہین کرتے اور کیسا انکا مذہب ہی کہ اس عرصہ مین رئیس کی بی بی بھی وہان آئی اور منطقہ کو دیکھا گلے لگایا قربان ہوئی اور کہا اے عطیۂ خداوند آتش تو ہماری لڑکی کی فدیہ ہی لہذا ہم کو بھی تیرے قربان ہونا چاہیے منطقہ نے کہا اے عورت اگر تو اپنی لڑکی کے فدیہ پر فدا ہی تو خداوند آتش پر خود کیون فدا نہین ہوتی تو خداوند آتش تجھے اجر عظیم دیتا اس بات سے منطقہ زرین کمر کی تمام عورتین خوب ہنسین اور وہ ملعونہ منفعل ہوئی آخر کنیزون نے منطقہ کو کرسی زرنگار پہ بٹھایا اور چند افسون بزبان گبری دم کیے رئیس نے ایک گلاب کا پھول منطقہ زرین کمر کے ہاتھ مین دیا اور ماتھے پر ٹیکا سیندور کا لگایا پھر سب نے پاؤن کو بوسہ دیا جب رسم سب ادا کر چکین رئیس نے حکم دیا کہ تخت موصل لاؤ کہ ایک گبر ایک پنجرہ کاٹھ کا کلان لایا کہ چارون طرف اُسکے چھید تھے اور ایک پیچ ایسا لگا تھا کہ جب اُسے گردش دین تو وہ ایک حد معینہ تک جا پہونچے اسی وجہ سے اُسے تخت موصل کہتے تھے کہ وہ آگ سے وصل ہو جاتا تھا الغرض منطقہ زرین کمر کے ہاتھ پاؤن مین مہندی لگائی اور ہر ایک نے اپنے اپنے مطلب خداوند آتش سے کہلا بھیجے کہ ہماری طرف سے یہ کہنا اور یہ کہنا اور اُس قفس مین بند کیا اور اُس پیچ کو حرکت دی وہ پنجرا فوراً آگ مین داخل ہوا اُسوقت منطقہ زرین کمر نے یہ اشعار پڑھے

اشعار

نگہدار یارب مرا زین بلا | بحق محمد شفیع الورا
ز آفات کس را چو محفوظ دار | مراد دل مستمندان برآر
نہ آتش ربا ید نہ آتش بسوزد | چراغ مراد دلش برفروزد

بقول سعدی ع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ہست پس قدرت کاملۂ خداوند قادر سے ایک ابر آسمان پر پیدا ہوا اور اس شدت سے بارش ہوئی کہ تمام آگ ایک لحظہ مین بجھ گئی لیکن آنکھین منطقہ زرین کمر کی بند تھین کہ ناگاہ اثنائے بارش مین ایک برق خاطف اُن گبرون پر گری کہ کوئی مرد و زن اُنمین سے

زندہ وسلامت نہ رہا منطقہ زرین کمر بھی قفس اجل مین سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوئی اور شکر منتقم حقیقی کا بجالائی بعد چند قدم کے دو مرد قزاق وضع دور سے آتے معلوم ہوئے منطقہ زرین کمر بخوف اُنکے ایک درخت کے سایہ مین چھپ رہی وہ دزد منطقہ زرین کمر کے پاس آئے اور اُنھون نے جو پوشاک سُرخ و زیور بیشمار دیکھا عاشق ہوگئے اور اُن دونون مین یہ گفتگو ہوئی کہ ایک شخص زیور لے اور دوسرا اس نازنین کو لیلے آخر دونون مین اسقدر بحث ہوئی کہ نوبت مارپیٹ کی پہونچی اس عرصہ مین اور دو قزاق آئے اور بعد دریافت حال منطقہ زرین کمر کو مع اُن دونون قزاقون کے شامیل کہ جو افسر قزاقون کا تھا اُسکے پاس لیگئے شامیل نے زیور منطقہ زرین کمر کا چارون کو تقسیم کردیا اور منطقہ زرین کمر کو اپنے پاس رکھ لیا آخر دوسرے روز نشۂ شراب مین شامیل نے وہ سوال منطقہ زرین کمر سے کیے کہ دفعۃً دزد دل اُس کُشتۂ فراق کو ایسا عارض ہوا کہ حالت غیر ہوگئی شامیل نے اپنے رفقا سے کہا کہ یہ عورت عالی خاندان معلوم ہوتی ہی جبتک کہ یہ حقیقت مفصل اپنی نہ بیان کریگی مین اس سے سروکار نہ رکھونگا راوی کہتا ہی کہ یہ مقام سرحد مین طاقی شاہ کے واقع تھا اور طاقی شاہ کو ان قزاقون کی بڑی تلاش تھی کئی آدمی شب و روز تجسس مین حیران و پریشان پھرتے تھے ایک روز جاسوس نے فوجدار طاقی شاہ کو خبر دی اور وہ فوجدار بالشکر جرار اُن قزاقون کے مکان پر اُسوقت پہونچا کہ شامیل وغیرہ سب خواب غفلت مین مبتلا تھے فوجدار نے سب کو قتل کیا بعدہ روشنی مشعل سے دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جبین گوشۂ مکان مین بیٹھی زار زار مانند ابر نوبہار رو رہی ہی فوجدار منطقہ زرین کمر کو اپنے مکان پر لایا اور سب کو منع کردیا کہ اسکا کوئی ذکر نہ کرے اور تمام مال و اسباب شامیل کا مع اور قزاقون کے طاقی شاہ کے حضور مین گذرانا بادشاہ نے فوجدار کو خلعت بیش بہا عنایت فرمایا فوجدار جب اپنے مکان پر آیا منطقہ کو بُلایا اور کہا کہ اگر تو راضی ہو تو مین تجھسے نکاح کرون منطقہ زرین کمر نے کہا مین مظلومہ آفت رسیدہ فلک زدہ وطن آوارہ مجھے آپ معاف فرمائین فوجدار بولا باوجودیکہ تم ایسی مصیبت و تکلیف مین ہو مگر ہماری صحبت سے انکار کرتی ہو کیا وہ قزاق شکل و شمائل مین مجھسے بہتر تھا کہ اُس سے روز و شب خلط ملط رہتی تھی خاطر جمع رکھ مین تجھے کسی سوداگر عمدہ کے ہاتھ بیچ ڈالونگا آخر حسب اتفاق اُنھین دنون مین ایک سوداگر بھی خواجہ سیار نامے وہان وارد ہوا فوجدار نے ہزار اشرفی طلا کو جو دس ہزار اشرفی طلائی کے برابر ہوتی ہین اُس تاجر کے ہاتھ منطقہ زرین کمر کو بیچا اور بعد چند روز کے ناصح الملک وزیر طاقی شاہ نے منطقہ زرین کمر کو دو ہزار اشرفی کو مول لیا اور حکم دیا کہ اس کنیز کو حمام کراکے پوشاک عروسانہ پہناؤ منطقہ زرین کمر نے کہا اگر دستور معظم مین لیاقت پہننے پوشاک عروسی کی نہین رکھتی مگر اور جو کوئی کام ہو اُسے مین بجالاؤن لیکن ازخا ذخاتونی مین نہین چاہتی لوگون نے جواب دیا کہ او بیوقوف عورت اور عورتین اس بات کی آرزو کرتی ہین اور تو انکار کرتی ہی اتنی بڑی نعمت و

دولت کو غنیمت نہین سمجھتی منطقہ زرین کمر نے جواب دیا کہ یہ امر تقدیری ہی کسواسطے کہ اگر مین رتبۂ خاتونی کو
پہونچنے والی ہوتی تو کنیزی مین کیون آتی القصہ رفتہ رفتہ یہ خبر کافیہ خاتون وزیر اعظم کی بی بی کو پہونچی کہ ایک
کنیز نو خرید نے وزیر اعظم سے ایسے جواب وسوال کیے کہ وزیر کو ساکت کر دیا کافیہ خاتون کو منطقہ
زرین کمر کا انکار کرنا بدل پسند آیا اور اُسکو بُلا کر اپنے پاس رکھا اور پوچھا کہ ای عورت تو نے وزیر اعظم کا کہنا کیون نہ
قبول کیا کہ تجھکو بھی بوجہ زوجیت وزیر اعظم کے ایک رتبۂ عظیم ملتا منطقہ زرین کمر نے کہا ای خاتون انسان کو اپنی آبرو کا
خیال کرنا ضرور ہی وگرنہ انجام اُسکا خراب ہوتا ہی اور یہ بات شیوۂ شرافت وانسانیت سے نہایت بعید ہی کہ مین وزیر اعظم
کے کہنے سے آپ کو اپنا رقیب گردانون اس امر سے مجھے آپ کی خدمت کرنا منظور ہی لیکن وزیر اعظم کی خوشی
منظور نہین مجھے یہ کنیزی خاتونی سے پسند ہی کافیہ خاتون نے منطقہ زرین کمر کو گلے سے لگا لیا اور وزیر اعظم یعنی
اپنے شوہر سے کہلا بھیجا کہ ایسی مظلومہ ستم دیدہ آفت رسیدہ کو کہ جسے اپنے تن بدن کا ہوش نہین خدا جانے کہ
کہان کہان سے حیران وپریشان ودل خستہ ہوتی ہوئی اس ملک مین پہونچی تم ستاتے اور ارادہ فاسد رکھتے ہو
خوف خدا نہین کرتے یہ عبرت کا مقام ہی کہ وہ تو فلک کی ستائی اپنے گھر سے آوارہ وسرگردان عزیز واقارب سے
چھوٹی کنیزی مین آئی اُسے زمانہ اندھیر معلوم ہوتا ہی تمھین شادی ونکاح سوجھتا ہی دوسرے یہ کہ خواصون کو تمنے
سرافراز کیا اپنے کام مین لائے مین خاموش ہو رہی لیکن اس بیچاری کی مین تمسے سفارش کرتی ہون کہ تم اپنے ارادہ
سے باز آؤ اور مجھے اسکو واسطے خدمت کے حوالہ کر دو ورنہ مین تمسے ناراض ہونگی وزیر اعظم نے اُس وقت
بی بی کے خوف سے کچھ نہ کہا لیکن درپے رہا کہ توقت بیوقت ضرور اُسے خدمت مین لاؤنگا کافیہ خاتون ملکہ حمرا
علائی شاہ کی بی بی سے بھی سلسلہ ملازمت رکھتی تھی اُسنے ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ وزیر نے ایک کنیز کسی
سوداگر سے خرید کی ہی اور وہ نہایت صاحب حسن وجمال ہی کہ تعریف اُسکی مجھسے نہین ہو سکتی بلکہ مجھے وہ نجیب الطرفین
و رئیس زادی معلوم ہوتی ہی اور ابھی اُس سرو گلشن خوبی کو ہوائے حوادثات زمانہ نہین لگی اور نخل قامت اُسکا
ثمر مراد سے بارور نہین ہوا ہی یعنی ابھی ناکتخدا ہی اور مرد کے نام سے اُسکو نفرت کلی ہی کہ آپ کے وزیر نے ہرچند
چاہا لیکن اُسنے جواب سخت دیا اور کہا اگر کوئی جبر کریگا تو مین اپنے کو ہلاک کرونگی جب مین نے یہ سُنا اُسے
وزیر سے منگوا لیا اسواسطے کہ آپ نے بارہا مجھسے فرمایش کی تھی کہ کوئی شریف زادی حسین وعقیل وصاحب فہم
لگے تو ہم فرزندی مین لین اگرچہ یہ کنیز چودہ برس کی ہی الا آثار نجابت وشرافت وعقلمندی اُسکے چہرۂ زیبا سے ظاہر ہین
اور نوشت وخواند مین بھی بہت خوب لائق وفائق ہی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یا تو کسی بادشاہ کی بیٹی ہی یا کوئی امیر زادی
ہی میرے نزدیک یہ لڑکی لائق فرزندی کے ہی اور اگر میری گذارش کا یقین نہو تو حضور اپنے وزیر سے طلب فرماکر
ملاحظہ فرمائین تو میرا جھوٹ سچ کھل جائیگا ملکہ نے بعد ملاحظۂ عرضی کے اُسی وقت روشن خرد خواجہ سرا کے ہاتھ

ناصح الملک وزیر سے کہلا بھیجا کہ کل محل میں ہمارے جادوان شاہ کی نذر ہے تم اپنی بی بی کو محل میں بھیجدو اور کافیہ خاتون سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے ساتھ اُس کنیز کو ضرور لانا ناصح الملک وزیر نے بمجبوری اپنی بی بی کو محل میں بھیجدیا کافیہ خاتون ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور وہ کنیز ملکہ کو نذر دی ملکہ حمرا منطقہ کو دیکھ کے بے اختیار عاشق ہو گئی اور ایسی محبت دلی ہوئی کہ مثل اپنی دختر حقیقی کے سمجھنے لگی اور وزیر سے کہلا بھیجا کہ خوشا نصیب تمھارے کہ جو تمھاری کنیز تو خرید ہماری فرزندی مین داخل ہوئی وزیر نے کہا فدوی نے یہ کنیز محض حضور ہی کے واسطے خرید کی تھی شکر خدا کہ حضور نے بھی قبول فرمائی بعد چند روز کے ملکہ حمرا نے ملکہ منطقہ زرین کمر سے بکمال مہربانی و دلداری پوچھا کہ ای دختر حال واقعی اپنا بیان کر کہ تو کس خاندان سے ہی اور کس ملک کی باشندہ ہی اور کیا وجہ تیری کنیزی مین آنے کی ہوئی منطقہ زرین کمر نے ابتدا سے انتہا تک اپنا کُل حال بیان کیا ملکہ نے حال منطقہ زرین کمر سُنکے ایک نعرہ آہ کا مارا اور کہا سچ ہی شعر

اگر بہر سر مویت ہنر دو صد باشد ۔ ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

مگر حال حوض بیت المعمور کو کہا کہ یہ امر ہماری عقل گوارا نہین کرتی منطقہ زرین کمر نے کہا مین ایک حرف زاید خدمت مین عرض نہین کرتی درحقیقت یہی معاملہ پیش آیا جو مین نے گذارش کیا ملکہ نے کہا کہ ہمنے شہر کرسی کا نام بھی نہین سُنا مگر بیت المعمور کی تعریف تو بیشک سُنی ہی کہ بہت بڑی معبد گاہ ہی لیکن کوئی شخص بدون حکم جاودان شاہ کے وہان نہین جا سکتا طاقی شاہ محل مین آیا ملکہ حمرا نے کہا ای بادشاہ مجھے تمنا تھی کہ کوئی دختر عاقلہ حسینہ و نجیبہ ایسی سلے کہ مین فرزندی مین لون خداوند کریم نے وہ آرزو میری پوری کی کہ یہ لڑکی عاقلہ و بالغہ مجھے عنایت فرمائی لیکن مظلومہ اپنی عجیب و غریب حکایات بیان کرتی ہی کہ فہم مین نہین آتی طاقی شاہ نے جو منطقہ زرین کمر کو دیکھا قیافہ سے اُسکے نجابت و شرافت دریافت کی اور وہی حال منطقہ زرین کمر کی زبانی سُنا طاقی شاہ نے کہا یہ بیان اسکا کہ حوض مین غوطہ مارا اور یہان نکلی درست ہی کہ ایک روز مین نے ایک کتاب مین یہ عبارت دیکھی کہ سوا سر زمین حصار ایک اور طلسم ہی بیت المعمور حصار چار مثلثہ اُس طلسم کے درمیان واقع ہوا ہی بلکہ ایک راہ پوشیدہ بیت المعمور مین سے بھی آئی ہی شاید وہ یہی راہ ہو جو کہ منطقہ زرین کمر بیان کرتی ہی پھر منطقہ زرین کمر نے کہا عجب حیرت کی بات ہی کہ ساکنان شہر کرسی حصار چار مثلثہ کو طلسم کہتے ہین اور باشندگان حصار کے زعم مین شہر کرسی طلسم ہی طاقی شاہ نے کہا ای دختر جو تکلیف کہ تمنے اُٹھائی یہ امر تقدیری تھا اب بآرام تمام یہان بسر اوقات کرو اگر خدا نے چاہا تو حفیظ ثریا مکان کا بھی پتہ ملجائیگا اور جہانتک ہو گا ہم ضرور تلاش کرائینگے

راوی منطقہ کو محلسرا مین طاقی شاہ کے لطیفہ غیبی کا منتظر رکھتا ہی اور بار دگر داستان

ندرت بیان شاہزادۂ معز الدین اور اقبال شاہ کی بیان کرتا ہی

اول یہ گذارش ہوا ہی کہ وقت روانگی طاقی شاہ نے اقبال شاہ سے کہا تھا کہ اثنائے راہ مین شہر سود ائیون کے دو مرحلے سخت ہین ایک دشت گاوان بلند شاخ دوم مزرعۂ گندم آدم اگرچہ دشت گوسفندان فیل زور بھی شہر کے ایک سمت ہی لیکن وہ سد راہ نہین ہوتی ہین کہ جو شمال کی جانب سے شہر سودائیون کو جاوے از انجملہ طلسم دشت گاوان شاہزادۂ معز الدین نے فتح کیا جیسا کہ اول ذکر ہوا ہی اب یہ دو مرحلے اور باقی رہے ہین القصہ اقبال شاہ اور شاہزادۂ معز الدین وہان سے ملک جنوبیہ کی طرف روانہ ہوے راوی کہتا ہی کہ اقبال شاہ کا ایک جوان نامدار مسعود شاہ نام جو ہراول لشکر ہی کہ وہ ہمیشہ تین منزل پیشتر لشکر سے روانہ ہوتا ہی اور سات ہزار سوار جرار ہمراہ رکاب اُسکے رہتے ہین قضارا مسعود شاہ تیسرے روز ایک کشت زار پر پہونچا کہ وہان سواے گیہون کے اور کوئی درخت نہ تھا اور وہ گیہون ان گیہون سے دس حصہ زیادہ بڑے تھے ملازمون نے چند بالیان گیہون کی لاکر سامنے رکھدین مسعود شاہ نے جو دیکھا کہ گیہون پختہ اور رطب کلان کے برابر ہین اور اسقدر شاداب تھے کہ شیرہ ہاتھ مین مسعود شاہ کے بھر گیا مسعود شاہ نے جو تھوڑا شیرہ چکھا عجب طرح کا ذائقہ پایا کہ تمام عمر کوئی چیز اس ذائقہ کی نہ کھائی تھی رفقا سے کہا کہ بظاہر تو یہ گیہون ہین مگر مزہ گیہون کا نہین ہی کوئی شیرہ دار میوہ اسکے ذائقہ کو نہین پہونچتا اسکو تحقیق کرو اگر کوئی مالک اسکا ہو تو ہم تھوڑی بالیان مول لین کہ یہ ایک عجیب چیز ہی رفقا نے ہر چند تلاش کیا لیکن کسی مالک کو نہ پایا مسعود شاہ نے وہین خیمہ استادکرایا اور لشکر کو حکم دیا کہ فاصلہ سے خیمہ زن ہو ایک لمحہ کے بعد ایک ایسی ہوا آئی کہ ہر شخص کو نہایت بھوک معلوم ہوئی اور مسعود شاہ کو بھی از حد اشتہا کا غلبہ ہوا مسعود شاہ نے کھانا مانگا بکاول نے جو دیگین دیکھین تو جو دیگین پُر از طعام تھین اُنمین کرم رنگا رنگ کے پڑ گئے تھے بلکہ نان کلچہ مین بھی ایسا ہی کچھ نظر آیا یہ حقیقت بکاول نے مسعود شاہ سے بیان کی مسعود شاہ نے تمام کھانا پھکوادیا اور کہا کوئی اور چیز ہمارے واسطے لاؤ لوگ ہر چہار طرف میوہ صحرائی کی تلاش مین گئے لیکن میوہ کہین نہ ہاتھ آیا اور نہ کوئی آبادی ملی اور نہ درخت میوہ دار ملا لیکن ایک جگہ چند درخت انجیر کے دستیاب ہوے اہل لشکر نے بھی خوب کھائے اور مسعود شاہ کیواسطے بھی لائے الا اشتہا دفع نہوئی جب مسعود شاہ کا حال گرسنگی سے غیر ہوا مجبور ہی دو چار دانہ گیہون کی بالی مین سے لیکے کھائے اور جو رفیق کہ موجود تھے اُنھون نے بھی کھائے تا اینکہ چار ہزار آدمیون نے وہ خوشۂ گندم کھائے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ہر ایک اپنے اپنے لباس پارہ پارہ کرکے مثل دیوانون کے گرد مزرع کے پھرنے لگے اور جنھون نے کہ وہ گیہون نہ کھایا تھا وہ اُنکا تماشا دیکھ رہے تھے اور بجیرت کہتے تھے کہ خدایا دم بھر مین یہ انکی کیا کیفیت ہو گئی کہ دفعتہً سب کے سب از خود رفتہ ہو گئے مع افسر

پیادہ گرد مزرع کے چرخ لگا رہے ہین اور یا حضرت آدم مدد کیجیے کہتے جاتے ہین اور مسعود شاہ تمام جماعت کے آگے تھا اور یہی کلمہ زبان زد تھا جب اسکو عرصہ گذرا اور مزاج اصلاح پر نہ آیا اور جو لوگ نصیحت کرتے تھے اُنکا مآل کار یہ ہوا کہ دو چار دیوانون نے زبردستی ناصحون کو زمین پر گرا دیا اور منھ مین اُنکے وہی شیرۂ گندم ٹپکا دیا پھر کسی کو جرأت نصیحت کی نہوئی اور وہ رات اسی کیفیت مین گذری جب صبح ہوئی دیوانون کو بھوک کا غلبہ ہوا سب لوگ صف بستہ گرد مزرع کے جا کھڑے ہوئے اور مسعود شاہ اُسیقدر دانہ ہائے گیہون سب کو دیتا تھا جسقدر کہ روز اول کھایا تھا اور جب پیاسے ہوتے تھے وہان سے سمت جنوب روانہ ہو جاتے تھے اور لشکری جو واسطے دریافت حال کے اُنکے پیچھے جاتے تھے کیا دیکھتے ہین کہ کنارہ ایک آبجو کے سب دیوانے گئے اور جتنے دانے گیہون کے جسنے کھائے تھے اُس نے اُتنے ہی چلو پانی کے بھی پیے پھر وہان سے مزرع مین آئے اور اپنے شغل مین مشغول ہوئے اسی طرح رات دن مین ایک بار گیہون کھاتے ہین اور جے دانے کھاتے ہین اُتنے ہی چلو پانی پیتے ہین اہل لشکر نے جب بخوبی یہ حال دیکھا اقبال شاہ کو اس مضمون کی ایک عرضی روانہ کی اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین فوراً بمجرد سننے اس خبر کے مع لشکر روانہ ہوئے جب ایک فرسخ وہ مزرع رہا تب خیمہ و خرگاہ لشکر کے وہین برپا کر دیے اور حکم مقام کا دیا اور خود مع شہزادہ معز الدین کنارہ مزرع کے آیا عجیب تماشا دیکھا کہ مسعود چار ہزار دیوانون کے ساتھ مزرع کے گرد شلنگ لگا رہا ہی اور ہر ایک دیوانہ باواز بلند کہتا ہی کہ یا حضرت آدم مدد کیجیے اقبال شاہ نے اول ایک نگاہ حیرت سے اُنکو دیکھا بعد اُسکے ایک افسون پڑھا شاہزادہ معز الدین نے کہا ای برادر والاقدر رباعی

بازاین چہ طور تازہ در آمد بچشم ما	بازاین چہ ماجراست دربنجا شدہ بپا
آہ این چہ گندم ست کہ آدم زخوردنش	خود را باین وتیرہ فگندست در بلا

اقبال شاہ نے کہا سبب اسکا تمھین بھی معلوم ہو جائیگا ابراہیم دانا مسعود کا چچا باجازت اقبال شاہ مسعود شاہ کے پاس گیا اور اُسنے باتین نصیحت کی کین دیوانون نے حسب قاعدہ ابراہیم کو بھی زمین پر گرا کے شیرۂ گندم زبردستی منھ مین نچوڑ دیا وہ بیچارہ بھی باوجود عقلمندی کے اُنکا شریک حال ہو گیا تب اقبال شاہ نے عبادت گاہ استادہ کرائی اور اپنے رہنما کی خدمت مین رجوع کی صبح کو شاہزادہ معز الدین نے کہا کہ چار ہزار بندگان خدا کس بلا سے جانکاہ مین مبتلا ہین انسان کو چاہیے کہ اگر کسی کو کسی بلا مین گرفتار دیکھے تو لازم ہی کہ جہانتک ہو سکے اُسکی رہائی مین کوشش کرے اور اُسکی مدد سے غافل نہو اقبال شاہ نے کہا رحمت خدا جو ایسی نیت کریگا خداوند کریم اُسکی بھی کوئی غرض باقی نہ رکھے گا حاجت اُسکی روا کر دیگا اور ناصر حقیقی اُسے مظفر و منصور کر دیگا میری بھی یہی غرض تھی کہ ان دیوانون کا اچھا ہونا

فقط تمھاری ذات پر موقوف ہی شعر

مشکل ز توجہ تو آسان | آسان ز تغافل تو مشکل

اب مین بار دیگر تمکو تکلیف دیتا ہون اسواسطے کہ بدون تمھارے انکا چھوٹنا غیر ممکن ہی شاہزادہ نے فرمایا ہم جوانمرد ہین اور کام جوانمردون کا یہی ہی کہ جو مُنھ سے کہتے ہین وہی کرتے ہین اور جسکی رفاقت کرتے ہین ہر حال مین اُسکے شریک رہتے ہین جس وقت کہ ہمنے روز اول تمھاری رفاقت قبول کی تو اب جو تم کہوگے بسر و چشم بجا لائینگے مگر پہلے یہ کہو کہ اگر مین نہوتا تو تم کسکو اس کام پر بھیجتے یہ کلمہ سُنکے اقبال شاہ نے کہا اس امر کا فرخ اسرار جواب دیگا مجھے معلوم نہین شاہزادہ نے بعد مدت کے نام فرخ اسرار کا سُنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کا خیال آیا اور ہاے کا نعرہ مارا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار تحمّل امر مرہون باوقات ہی آپ خاطر جمع فرمائین انشاء اللہ تعالی بہت جلد عروس مراد پہلوے طالب مین جلوہ گر ہونیوالی ہی آگاہ ہو کہ شب کو عالم رویا مین مجھسے میرے مرشد نے کہا کہ شہزادے سے کہدے کہ لوح الماس او فطرت زہرۃ المثال لیکر تیسری ساعت شب پنجشنبہ کو کہ عطارد سے متعلق ہی تنہا مزرع گندم مین جانا اور نصف شب کو جب ستارہ کبودی برآمد ہوا ور دیوانے پانی پینے کو جوے ہلیون کو روانہ ہون وہ رات نہایت تیرہ و تار ہوگی اُس وقت لوح الماس کو کف دست پر رکھ لینا اُسکی روشنی سے تمام کشت زار روشن ہو جائینگے تم اُس روشنی مین وسط مزرع مین جانا وہان ایک درخت گندم صورت آدم کے گیاہ دیکھوگے جسے اہل عرب بیروج الصنم کہتے ہین تم اُس گھاس کے گرد و پیش کی بالیان تین تین گز کاٹ لینا اور ایک جگہ رکھکر برجوع قلب کہنا اے قبول کنندۂ توبۂ آدم مجھے اس وقت ایسا زور عنایت فرما کہ اس درخت کو جڑ سے کھینچ لون قدرت الٰہی سے اُس درخت گیاہ کو تم بزور قوت بازو جڑ سے نکال لوگے پس وہان ایک غار نمایان ہوگا اور اُس غار مین دو زینہ ہونگے تم بلا خوف و خطر اُن زینون سے چلے جانا رفتہ رفتہ ایک مکان مین پہونچوگے وہان ایک صندوقچہ رکھا ہوگا اور اُس صندوقچہ پر ایک سانپ کبود رنگ بیٹھا ہوگا جب وہ سانپ تمکو دیکھے تم کہنا کہ اے ارزاق صندوقچہ کے پاس سے چلے جاؤ تا مین اپنی امانت لیلون کہ مجھے ایک کام درپیش ہی اور عوض مین اُس امانت کے یہ لوح الماس صندوقچہ مین رکھدونگا افعی تمھین غور سے دیکھیگا تم لوح الماس دکھانا وہ صندوقچہ چھوڑدیگا تم دلیرانہ قفل صندوقچہ کا کھول کے لوح زبرجد نکال لینا اور لوح الماس رکھدینا پھر بحکم لوح کاربند ہونا مگر درخت گندم قبل آنے دیوانون کے کندہ کرنا ورنہ وہ مانع ہونگے اور زیادہ مشکل یہ ہی کہ کوئی حربہ اُنپر کارگر نہین ہوتا الغرض شاہزادہ اقبال شاہ سے رخصت ہوکر مزرع گندم مین پہونچا ابھی دیوانے پانی پینے نہ گئے تھے جب بعد ایک ساعت کے دیوانے جوے ہلیون کو روانہ ہوئے شاہزادہ نے مزرع مین قدم رکھا وہان ایسی تاریکی دیکھی کہ خدا نہ دکھلائے کسی کو زمین و آسمان نہ معلوم ہوتا تھا

جب شاہزادہ نے موافق وصیت اقبال شاہ کے لوح الماس کو ہاتھ پر رکھا تو تمام مزرع گندم روشن ہوگیا
اور وہ درخت آدم گیاہ بھی نظر آیا شاہزادہ نے اول تین تین گز بالیان درخت کے چار طرف سے کاٹکر
ایک جا انبار کردین بعد اُسکے درخت پر زور کیا اور آنکھون کو بند کرکے یہ کلمہ پڑھا یا قابِلَ التَّوبَۃ مِنۡ آدَمَ ہَبۡ لِی
قُوَّتَ لاَ یَنۡبَغِیۡ لِاَمۡرِ خدا کی قدرت سے درخت زمین سے نکل آیا اور ایک غار عمیق وہان ہوگیا شاہزادہ اندر غار
کے داخل ہوا لوح الماس سانپ کو دکھائی سانپ لوح کو دیکھ کے ہٹ گیا شاہزادہ نے صندوقچہ مین سے
لوح زبرجد لی اور لوح الماس اُسمین رکھدی جب لوح زبرجد کو مطالعہ کیا تو یہ عبارت نظر آئی کہ اے فاتح طلسم
دست راست تیرے ایک مقفل دروازہ ہی لوح زبرجد کو قفل پر مل قفل کھلجائیگا دروازہ کے اندر جانا وہان ایک
نقب ہی روشنی مین لوح کے نقب کو طی کرنا جوے ہلیون پر نکلے گا پھر جوے ہلیون کے کنارہ پر اس اسم کو پڑھنا
ایک کشتی پانی سے باہر آئیگی اور ایک مرد ضعیف ملاح ہوگا تو اُسکو سلام کرنا وہ تجھسے مطلب پوچھیگا کہنا مجھے شہر
سنبلستان مین پہونچا دے مین فیروزہ پوش سے ملاقات کیا چاہتا ہون وہ بڈھا تجھے کشتی مین سوار کرکے
راہ مین چند در چند کلمہ فیلسو فانہ کریگا تو کچھ جواب نہ دینا اور اسم پڑھے جانا جب کشتی قریب شہر پہونچے تو اُترکر شہر مین
داخل ہونا لوح کو دیکھکر جیسا وہ حکم دے کرنا مگر خبردار بدون دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا وگرنہ کسی بلاے تازہ مین
پھنس جائیگا قصہ کوتاہ شاہزادہ حسب تحریر لوح دروازہ کھول کے نقب مین گیا اور نقب سے جوے ہلیون کے
کنارہ پر نکل کے کشتی پر سوار ہوا جب وہ کشتی زیر فصیل ایک شہر کے پہونچی شاہزادہ نے اس شہر باغبان کلانی
کو زیب و زینت سے کمال آراستہ و پیراستہ دیکھا رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا ایک قصر رفیع الشان کے قریب پہونچا کہ رنگ
اُسکا کبودی تھا اور بلندی مین فلک چہارم سے ہمسری کرتا تھا اور تمام در و دیوار ایسے منبت بانقش نگار تھے کہ
قابل دید تھا شاہزادہ نے ایک مرد سے پوچھا کہ یہ کیا مقام ہی اور کس نے اسے تعمیر کرایا ہی والی یہان کا کون ہی
اُسنے کہا تو شاید یہان کبھی نہین آیا شاہزادہ بولا مین تازہ وارد ہون اُس مرد نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور غل مچایا
کہ اے سکناے سنبلستان یہ مرد مسافر تمھارے شہر مین تازہ وارد ہی جلد اسکی مہمانی کا سامان کرو یہ سُنتے ہی
ساکنان شہر باتیغہاے عریان شاہزادہ کے گرد جمع ہوگئے شاہزادہ نے جلدی سے لوح کو دیکھا معلوم ہوا
کہ جب تو ایسے مخمسے مین پھنسے تو کہنا یہ مرد مجھپر بہتان کرتا ہی مین ایک بار اور اس شہر مین آیا تھا خلائق تیرے آنیکا
نشان پوچھیگی تو کہنا کہ مین بنیاد محل سے بخوبی واقف ہون کہ یہ محل ملکہ کبودان ماہ منظر کا ہی اور فیروز شاہ
فیروزہ پوش نے سالگذشتہ مین اپنی بیٹی کے واسطے بنوایا ہی اس بیان سے خلق اُس مرد کو قتل کریگی جسنے
تیرے حق مین وہ کلمہ کہا تھا آدھی رات تک شہر کا سیر و تماشا کرنا اور جب بھوکا ہو تا کچھ بازار سے لیکر کھا لینا
اگر اور کوئی معاملہ درپیش ہو پھر لوح کو دیکھنا شاہزادہ نے ویسا ہی کیا کہ اُن لوگون سے کہا مین ایکبار تب

اور بھی یہان آیا تھا یہ محل ملکہ کبودان ماہ منظر کا ہی اور سال گذشتہ مین فیروزشاہ فیروزہ پوش نے اپنی بیٹی کے لیے بنوایا تھا یہ سُنکے اُن سب نے اُس مرد کو قتل کیا شاہزادہ آدھی رات تک سیر دیکھتا رہا بعد اُسکے بیرون شہر گیا کیا دیکھتا ہی کہ ایک مرد سیاہ پوش محل کی طرف سے چلا آتا ہی شاہزادہ سمجھا شاید یہ وہ مرد تازہ جسکی لوح نے خبر دی تھی نہو پھر لوح دیکھی معلوم ہوا کہ تو بھی اُس سیاہ پوش کے عقب مین جانا کہ یہ ملکہ کبودان ماہ منظر کا عاشق شاروف نوجوان ہی اور شاہ فیروز کے وزیر کا بیٹا ہی جدھر سے محل مین یہ جائے تو بھی چلا جانا جب عاشق و معشوق بہم ہون اور صحبت گرم ہو لوح کو بازو پر باندھ لینا پھر مردمان محل کو نظر نہ آئیگا پھر اُنکی صحبت کا تماشا دیکھنا جب شاروف محل سے نکلے تو بھی نکلنا قصہ مختصر شاہزادہ نے ویسا ہی کیا کہ شاروف کے ہمراہ ہوا شاروف ایک کنوئین مین اُتر گیا شاہزادہ بھی پہونچا زیر چاہ ایک نقب تھی وہ جوان و شاہزادہ نقب کی راہ سے داخل محل ہوا دیکھا تو ایک بزم عیش آراستہ اور ایک نازنین مہ جبین صاحب حُسن و جمال رشک بدر غیرت ہلال تخت فیروزہ پر بہ تجمل تمام بیٹھی ہی اور صدہا نازنینان زہرہ جبین اور حور وشان مہر تمکین اپنے اپنے عہدہ پر سرگرم خدمت ہین ملکہ کبودان نے شاروف نوجوان کو تخت پر اپنے پہلو مین بٹھا لیا شاہزادہ بھی برابر بیٹھ گیا جب صحبت گرم ہوئی شاروف نے ملکہ کبودان سے کہا کہ ای ملکہ اب میرا دل صحبت مصاحبت سے سیر نہین ہوتا برائے خدا کوئی صورت وصل پیدا کرو ورنہ تمام عمر اسی تمنا مین گذر جائیگی ملکہ کبودان نے شرم سے مُسکرا کے کہا امید بجدا رکھو کہ وہ جمیع مرادمندون کی آرزو پوری کرتا ہی آج کل ایک وسیلہ تیری حصول مراد کا پیدا ہوا ہی اگر تو کوشش کر تو مین بیان کرون شاروف نے پوچھا وہ کیا وسیلہ ہی ملکہ کبودان نے کہا کہ لوح زبرجد کہ جسکی حفاظت آبائی ہمارے خاندان مین چلی آتی ہی وہ گم ہو گئی ہی اور فیروزشاہ کو رات دن اُسی کی تلاش مین گذرتا ہی اگر تو اُس لوح کو بحفاظت میرے باپ کو لادے تو فیروزشاہ بلاشک میرا عقد عوض مین اس خدمت کے تجھسے کر دیگا کیونکہ مدار سلطنت کا ہمارے خاندان مین حفاظت لوح زبرجد پر ہی اور تو نے یہ بھی سُنا ہوگا کہ شاموس جِنی نے بادشاہ کو میری نسبت کا پیام دیا تھا لیکن بادشاہ نے قبول نہ کیا اب خود شاموس جِنی کو درخواست دی ہی کہ اگر تم لوح زبرجد پیدا کر دو تو ہم ملکہ کبودان کا عقد تمسے کر دین تو اس صورت مین اگر تجھسے یہ کام ہو تو گویا حق حقدار کو پہونچا نہایت عمدہ بات ہو جائے شاروف نے کہا کہ ای ملکہ مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک؛ یہ جاے غور ہی کہ لوح کا لیجانا کسی ایسے ویسے کا کام نہین اور پھیر اُنسے لے لینا بشر کی مجال نہین ہی ایک حال تازہ سُنو کہ آج ایک جوان عالیشان پریزاد صاحب جمال کو زیر قصر تمھارے خلائق شہر نے بعلت اس بیان کے کہ مین مسافر ہون قتل کرنا چاہا تھا پھر اُسنے کہا کہ یہ قصر میرے سامنے بنا ہی اور مین باشندہ یہان کا ہون تب جان اُسکی بچی ملکہ کبودان نے کہا پس بیشک وہی جوان صاحب لوح ہی کسواسطے کہ مین نے اپنے اُستاد سے

طفولیت مین سُنا تھا کہ اسیطرح کا جوان صاحب لوح ہوگا شاروف نے کہا اگر مجھکو ملجائے تو مین ہزار حیلہ و حوالہ لوح اُس سے لیلاون ملکہ کیوان بنے کہا بفریب یا زبردستی اُس سے کوئی جہان مین نہین لے سکتا تو بھلا کیا چیز ہی ہان اگر بہنت ملجائے تو عجب نہین ہی الغرض صبح کو شاروف ملکہ سے رخصت ہوکر اُسی چاہ سے باہر آیا شاہزادہ بھی چلا آیا بعد اُسکے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ شاروف تیری دعوت کریگا اور لوح کا طالب ہوگا تو کہنا کہ تجھے لوح درکار ہی یا کوئی کام مطلوب ہی وہ کہیگا کہ اصل مدعا میرا وصال ملکہ کیوان ہی تم کہنا کہ انگوٹھی خزینۃ السلاطین تیری دادی کے ہاتھ مین ہی جب جمعہ کو غسل کے لیے وہ انگوٹھی اُتار کر کسی خواص کو دے تو آنکھ بچا کر اُٹھا لا تبھی مین مدعا تیرا پورا کرونگا جب شاروف وہ انگشتری لادے پھر لوح کو دیکھنا غرض دوسرے روز شاروف نے شاہزادہ کو در مسجد پر بیٹھے دیکھا وہ گھوڑے سے اُترکے باادب سلام بجالایا پھر دست بستہ کہا حضور نان خشک غریبون کی بھی قبول فرمائین کہ میرا باعث افتخار ہو الغرض شاہزادہ شاروف کے مکان پر آیا شاروف نے نہایت تکلف سے دعوت ملوکانہ کی بعد فراغ اکل و شرب شاروف نے ایک نعرہ آہ کا مارا اور یہ شعر پڑھا ؎

کاش اس زندگی سے موت آئے ۔ یا خدا شکل تیری دکھلائے

اور زار زار رونا شروع کیا شاہزادہ نے پوچھا خیر ہی شاروف نے عرض کی اے پیر و مرشد شعر

کیا پوچھتے ہو حالت اس جسم ناتوان کی ۔ رگ رگ مین نیش غم ہے کہیے کہان کہان کی

مین اُس درد بے درمان مین مبتلا ہون کہ جسکا کوئی چارہ کار نہین ہی اور حال میرا موافق قول شاعر کے ہی ؎

دوستو حال مرا قابل اظہار نہین ۔ کیا کہون تمسے بھلا
دیکھکر نبض مری کہتا ہی ہر ایک طبیب ۔ نہ بچیگا یہ مریض
دل ہی مجروح یہ ظاہر کوئی آزار نہین ۔ کیا کرون اسکی دوا
کشتۂ ہجر غم یار ہی بیمار نہین ۔ وصل ہی اسکی دوا

علاج اس درد لاعلاج کا فقط توجہ حضور پر موقوف ہی شاہزادہ نے فرمایا مفصل بیان کرو تو مین جواب دون پھر شاروف نے قصہ اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ نے وہ انگشتری خزینۃ السلاطین کی طلب کی شاروف نے بروز جمعہ جب دادی اُسکی غسل مین مصروف ہوئی انگوٹھی لادی شاہزادہ نے دیکھا تو انگوٹھی فیروزہ کی نہایت خوشرنگ تھی اور نگینہ کندہ تھا پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ بازار مین جاکر اور بکریون کے دل بہت سے خریدکر اور شاروف کو ہمراہ لیکے جانب جنوب صحرا کو روانہ ہو جب تو دس فرسخ پہونچیگا تو ایک کوہ بلند ملیگا اُس کوہ پر جانا وہان کوّے بہت جمع ہونگے اور ہر کوّے کی چونچ مین ایک ایک خوشہ ہوگا تو وہ دل بکریون کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہر کوّے کے آگے رکھدینا کوّے بوٹی لے لینگے اور خوشہ رکھدینگے مگر ایک کوّا خوشہ نچھوڑیگا تو وہ انگوٹھی اُسے دکھانا وہ انگوٹھی کو دیکھکے خوشہ چھوڑ دیگا اور انگوٹھی لیکر پرواز کریگا تو پہلے

خوشہ کو اپنے پاس رکھ لینا بعدہ ایک تیر کوّے کو مارنا اور انگوٹھی لے لینا تمام کوّے گوشت اُس کوّے کا
کھا لینگے اور رخصت ہو جائینگے تو مع شاروف ایک سمت کو روانہ ہونا چند قدم کے بعد ایک حجرہ مقفل ملیگا تو
اُس خوشۂ زاغ کو قفل پر ملنا دروازہ حجرے کا کھلجائیگا تم دونون اندر حجرے کے داخل ہونا وہان چھت مین
ایک تابوت لٹکا ہوگا اور ایک ہاتھ تابوت سے باہر ہوگا تم انگوٹھی اُس ہاتھ مین پہنا دینا وہ مُردہ فوراً زندہ
باہر تابوت سے نکل آئیگا شاروف اُسے سلام کرے اور کہے یاجد ایک کام سخت درپیش ہی وگرنہ مین آپ کو
تکلیف نہ دیتا یعنی یہ جوان میری کارروائی کا اقرار کرتا ہی اور کتاب ہفت ورق مجھسے مانگتا ہی اگر آپ کتاب
ہفت ورق عنایت فرمائین تو مین اپنی مراد کو پہونچون وہ مردہ کتاب شاروف کو دیدیگا پھر تم باہر چلے آنا
اور لوح کو دیکھنا الغرض شاہزادہ شاروف کو لیکے پہاڑ پر گیا اور کتاب ہفت ورق لی پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ نیچے پہاڑ کے چار درخت بید کے ہین سایہ مین اُن درختون کے دوسرے ورق کتاب ہفت ورق کے دیکھنا بعد
ایک ساعت کے ایک قلعہ کبود دی نظر آئیگا کتاب کو اُسیطرح کھلا رکھنا اور ایک دائرہ کھینچنا پھر مع شاروف
اندر قلعہ کے جانا وہان در قلعہ پر ایک بڈھا نگہبان کبود ریش بیٹھا ہوگا اُسے سلام کرنا اور کہنا کہ بادشاہ کو خبر کرو
ایک شخص اسرار شاہ کا بھیجا ہوا آیا ہی بادشاہ تمکو بلا لیگا تم دونون شاہ زبرجد پوش کو سلام کرنا اور کہنا کہ
ہمین اسرار شاہ نے تمھارے پاس بھیجا ہی بادشاہ پوچھیگا کہ کیا مطلب ہی کہنا کہ دو مطلب تم سے ہین اول یہ کہ
شاروف مستحق سلطنت ہی اور آپ غاصب سلطنت کی بیٹی پر عاشق ہین اگر انگوٹھی فیروزہ اُسکے پاس ہوتی
تو کام اُسکا کل خراب ہو جاتا پھر کسی صورت سے اپنی مراد کو نہ پہونچتا اسرار شاہ کی یاوری اقبال سے شاروف
انگشتری فیروزہ لایا اور اُسنے اسود حیلہ گر کو ہلاک کیا جو کہ کوّے کی شکل سے بنا ہوا ہمیشہ پوشیدہ رہتا تھا اور پشت پناہ
غاصب حال کا تھا بعد اسکے وہی انگوٹھی اُنگلی مین فیروز شاہ اول کے پہنائی جد جد کلان شاروف نوجوان کا
ہی فیروز شاہ نے ایک کتاب ہفت ورق شاروف کو دی شاروف مع اُس کتاب کے آپکے پاس
حاضر ہوا اب آپکو بھی شاروف کی مدد کرنا ضرور ہی دوسرے زہرۃ المثال نے ایک فرمان مُہری رہب بادشاہ
بادشاہ جنوبیہ کے نام اس مضمون کا لکھا ہی کہ خدمت مین سلطان روح الملک کے حاضر ہو لہذا حضرت بھی
اُس فرمان پر اپنی مُہر کرین تاکہ شاہ ظہورستان کہ آج کل خلیفۃ الرحمن ہی بالاستقلال و دلجمعی تمام فرمانروائی کرے
اور آفات لشکر سے تنبیہ آدم خوار کے محفوظ رہے شاہ زبرجد پوش حسب درخواست تمھارے مُہر فرمان پر
کر دیگا اور شاروف نوجوان کے مقدمہ مین کہیگا کہ ہمنے اسکے نیک و بد کا تمھین مختار کیا بعد حاصل ہونے جواب کے
قلعہ سے باہر آنا باقی والسلام قصہ مختصر شاہزادہ نے موافق حکم لوح کتاب ہفت ورق کو اُسی جا کھلا رکھا اور خود
شاروف کے ساتھ قلعہ کبود ان مین داخل ہوا اور معرفت صاحب ریش کبود کے خدمت تیران شاہ مین پہونچا

جوکہ بادشاہ قلعہ دوم اور رب دوم مثلثہ خاکی کا تھا بعدازان تمام قصہ تیران شاہ سے بیان کیا تیران شاہ نے صاحب کبود ریش سے فرمایا کہ دو روز مہمانی آپ کی کرو تیسرے روز رخصت کردو صاحب کبود ریش نے حسب الحکم دو روز مہمانی کی اور روز سوم بعد مُہر کردینے کے کہا اے جوان ہمارے بادشاہ نے فرمایا ہی کہ ہمنے شاروف کے مقدمہ کا تمھین مختار کردیا جو امر اُسکے حق مین مناسب ہو کرنا جس حال مین آئینہ خبر دہندہ تمھارے پاس موجود ہی پھر ہماری مدد کی کیا ضرورت ہی شاہزادہ نے کہا اے صاحب کبود ریش بادشاہ نے تمھارے سب ارکین طلسم کے خلاف مجھے اپنی فیض صحبت سے محروم رکھا فقط ایک ملاقات سرسری کے بعد رخصت کیا یہ کیا بات ہی دربان نے کہا تیران شاہ نے حضور سے اس سبب سے ملاقات نہ کی کہ وہ اکثر اوقات زرین شاہ کی خدمت مین حاضر رہتا ہی باقی تمھارے سوال کا مُرغ اسرار جواب دیگا شاہزادہ نے فرمایا خدا جانے مرغ اسرار کیا اسرار ہی کہ تمام عجائبات مین کوئی جگہ ایسی نہین کہ جہان پر تو اُسکا نہو یہان جا سے دم زدن نہین ہی اور زرین شاہ کون ہی دربان نے کہا سبحان اللہ آپ اُسے ہر روز دیکھتے ہین اور ہر حال مین پوچھتے ہین شاہزادہ نے فرمایا واللہ مین زرین شاہ سے آگاہ نہین دربان بولا اسے بھی مرغ اسرار کے حوالہ کیجیے اور آپ تشریف لیجائین شاہزادہ وہان سے روانہ ہوا

اُب یہ قصہ یہان موقوف رکھا جاتا ہی اور حال شاموس جنی کا بیان کیا جاتا ہی

راوی کہتا ہی کہ جس وقت شاموس جنی کو فیروز شاہ کا پیام پہونچا کہ بشرط پیدا ہونے لوح زبرجد کے ملکہ کبودان سے تیرا عقد کردینگے وہ اس مژدۂ جان بخش سے گویا شادی مرگ کے قریب ہوگیا اور سالوس جنی اپنے وزیر کو بلاکر لوح کے باب مین مشورہ کیا سالوس بولا جو مرد غیبی کہ لوح لیگئے ہین اُن سے لوح کا ملنا خارج از قیاس ہی مگر ایک تدبیر ہی شاید اس فریب سے عقد ملکہ کبودان تمھارے ساتھ ہوجائے شاموس نے کہا وہ کیا تدبیر ہی سالوس نے کہا بالفعل بالشکر جرار مع ساز و سامان عروسی فیروزہ حصار کو چلو اور فیروز شاہ کو باین مضمون نامہ لکھو کہ ہم حسب طلب تمھارے باساز و سامان عروسی یہان آئے ہین پہلے تم ملکہ کبودان کا ہمسے عقد کردو بعد ہم اور تم بالاتفاق لوح کو تلاش کرین بقول شاعر شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ پراگندگی آرد انبوہ را ؛ اور اگر تمکو کوئی عذر درپیش ہوگا تو ہم اُسکا دفعیہ بجنگ کرینگے اب ہم بے حصول مراد یہان سے پھر کر نہ جاینگے کسواسطے کہ جب ہم اس قصد سے تمھارے ملک مین آئے اور تمنے ہمین پھیر دیا تو ہمین اپنے ہم چشمون مین کسقدر شرمندگی ہوگی پھر ہمین اُس وقت بجز جان دینے اور دوسرے کی جان لینے کے کچھ بن نہ آویگا اور ہماری جان کے ساتھ ایک عالم کی جان ہی یقین ہی کہ اس تہدید و فکر لوح کے تردد مین فیروز شاہ سے کچھ نہ بن آوے

اور خواہ مخواہ عقد ملکہ کا تمھارے ساتھ کردے اور مدعا تمھارا بے کدوکوشش برآوے اور ایسے ترددات مین ارکین سلطنت بھی یہی راے دینگے کہ عقد ہوجاوے کہ نوبت بہ فساد نہ پہونچے شاموس کو مشورہ سالوس حبشی کا نہایت پسند آیا آخر بالشکر جرار مع سامان عروسی فیروزہ حصار مین پہونچا جب فیروزشاہ کو شاموس کے آنے کی خبر پہونچی فیروزشاہ نے کہلا بھیجا کہ شاید تمکو لوح دستیاب ہوگئی کہ جو یہان کا قصد کیا شاموس نے حسب فرمایش سالوس کے فیروزشاہ کو وہی جواب کہلا بھیجا فیروزشاہ خاموش ہو رہا اور اُس وقت بجز عقد کردینے کے کوئی صورت مفر نظر نہ آئی جبراً و قہراً سامان عروسی شروع کر دیا تمام شہر مین آئینہ بندی کرائی اور شاموس نے بھی اپنے لشکر سے تا شہر فیروزحصار دونون طرف چراغان کی آرایش کرا دی لیکن ملکہ کبودان کو شاروف نوجوان سے تعلق تھا شب و روز درگاہ خدا مین دعا کرتی تھی کہ بارالٰہا میری عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی شرم رکھیگا کہ تمام مردمان عالم کو سوا شاروف کے مین حرام مطلق جانتی ہون

اب حال شاہزادہ معزالدین اور شاروف کا سنو

کہ جسوقت وہ قلعۂ کبود سے باہر نکلے شاہزادہ نے لوح مین دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے اُسی حجرے مین جا کر کتاب ہفت ورق حرقل شاروف کے جبد کلان کو دیدینا بعد ازان انگوٹھی فیروزہ اُسکی انگلی سے اُتار لینا وہ اُسی وقت اپنی ہیئت اصلی پر آجائیگا پھر تم دونون وہان سے کوہ زاغان پر جا کر باآواز بلند کہنا ای قطران قطران بجہر دکھاری فریاد کے ایک زاغ وہان آئیگا تم وہ خوشہ اسود حیلہ گر کا زاغ کو دیدینا اور کہنا ای قطران اس دربند کو نہایت نگہبانی و ہوشیاری سے اپنے پاس رکھنا اور خبردار اسود کی طرح خیانت و مکر نہ کرنا ورنہ ویساہی نتیجہ ہوگا جیسا کہ تونے دیکھا ہی جب اس کام سے فارغ ہوناپھر فیروزحصار مین آنا اور باغ مین فیروزشاہ کے فروکش ہونا اور لوح کے مطالعہ پر کام کرنا قصہ کوتاہ شاہزادہ معزالدین نے تمام مقدمات مذکورہ بالا حسب ہدایت لوح زبرجد کے تمام کیے اور باغ فیروزشاہ مین قیام کیا شاروف نے عرض کی ای شہریار والا تبار اگر حکم ہو تو مین بھی ایک نظر شہر کو دیکھ آؤن شاہزادہ نے فرمایا بہتر شاروف جو شہر مین آیا دیکھا کہ ہنگامۂ شادی چارطرف گرم ہی اور ایک لشکر جرار مثل مور و ملخ کے بیرون شہر مقیم ہی اور دروازہ شہر سے تا لشکر چراغان کی روشنی کا سامان ہو رہا ہی اور تمام خلائق بلباس تکلف ہر ایک کام مین مصروف ہی شاروف نے ایک شخص سے پوچھا یہ کیسا ہنگامہ ہی اُس نے کہا آج ملکہ کبودان ماہ منظر کا عقد شاموس حبشی بادشاہ قلعۂ دوم سے ہوگا شاروف نے جو یہ سُنا زمین و آسمان نظر مین سیاہ ہوگیا اور شاہزادہ کے پاس آکر ایک نعرہ آہ کا مارا اور غش کھا کر گر پڑا جب ہوشیار ہوا شاہزادہ نے پوچھا خیر ہی شاروف نے حقیقت شاموس کی بیان کی اور زار زار رونے لگا شاہزادہ نے فرمایا خاطر جمع رکھ نکاح ملکہ کبودان کا

بجز تیرے اور کسی مرد سے نہین ہوگا بعد اسکے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ نصف شب کو لوح بازو پر باندھ تاکہ خلائق کی نگاہ سے پوشیدہ ہو جا پھر محلسرا مین عروس کے پاس جا کہ وہ بموجب قاعدہ کے تنہا حجرے مین ہوگی یعنی انکی قوم کا قاعدہ ہی کہ قبل عقد کے عروس کو حجرہ خالی مین بند کرتے ہین اور کچھ اسم واسطے سازگاری کے پڑھتے ہین اُسوقت تو بھی عروس کے ہمراہ حجرے مین ہونا جب عورات عروس کو چھوڑکر باہر نکل آئین اور دروازہ اندر سے بند کردین تو لوح بازو سے کھول کر وہان ظاہر ہونا ملکہ کبودان پوچھیگی تو کون ہی اور یہان کیونکر آیا تو کہنا ای ملکہ اگر شاروف سے کچھ محبت اور رغبت ہو تو میرے ساتھ چل مین تجھے شاروف کے پاس پہونچا دون ملکہ کبودان تیرے ہمراہ ہولیگی اُسکو باغ مین شاروف کے پاس پہونچا دینا مگر یہ بھی کہدینا کہ تیرے جانے کے بعد شاموس جنی فیروزشاہ کو قتل کریگا شاہزادہ موافق ہدایت لوح کے تنہا فیروزشاہ کی محلسرا مین آیا دیکھا کہ ملکہ کبودان زانو پر سر رکھے اندوہناک بیٹھی ہی اور آنکھون سے آنسو جاری ہین تمام عورات محل گرد و پیش جمع ہین شاہزادہ سمجھا کہ بلاشبہہ ملکہ کبودان کو خیال شاروف کا ضرور ہی جب عقد کا وقت آیا عورات نے ملکہ کبودان کو حجرۂ خاص مین لیجا کر اسم و دعا کا ورد کروایا اور کہا ای ملکہ تم یہان ٹھہرو ہم دولھا کو بھی لاتے ہین یہ کہکر حجرہ سے باہر نکل آئین اور دروازہ حجرہ کا بند کردیا ملکہ کبودان نے بچشم پرآب یہ دعا کی کہ خدایا بحق خاصان درگاہ مجھے وصل شاروف سے مشرف کر شاہزادہ بھی حجرہ مین پہونچا اور اپنے کو ظاہر کیا ملکہ کبودان خوف زدہ ہوئی شاہزادہ نے دلاسا دیا اور فرمایا کہ مین فقط تیرے لیجانے کو یہان آیا ہون اگر تیری مرضی ہو تو مین تجھے شاروف کے پاس پہونچا دون لیکن تیرا باپ ضرور قتل ہو جائیگا ملکہ کبودان پہلے خاموش ہو رہی بعدازان کہا ای جوان دلاور خیر ہرچہ بادا باد میرا دل کسی طرح شاروف کی مفارقت گوارا نہین کرتا شاہزادہ نے فرمایا میرے ساتھ چل ملکہ کبودان نے کہا ایک لمحہ توقف کرو مین آتی ہون راوی کہتا ہی کہ ملکہ کبودان کی ایک دایہ پیر فرطوت ایسی قطامہ تھی کہ ہمیشہ شاروف کی ملاقات سے سرزنش کیا کرتی تھی اور کہتی تھی ای دختر شاروف کو محل مین نہ بلا ورنہ مین تمھارے باپ سے کہدونگی اسی وجہ سے ملکہ کو اُس دایہ سے عداوت قلبی ہوگئی تھی الغرض اُسوقت ملکہ کبودان کی خاطر مین خوش طبعی گذری اور کہا کہ ای دایہ اگر تجھکو میرا سلوک داماد سے منظور ہی تو جو مین کہون وہ قبول کر دایہ نے کہا بسر و چشم ملکہ کبودان نے کہا کہ تم میری پوشاک عروسی اپنے جسم پر آراستہ کرو اور میری جگہ پر خاموش بیٹھ جاؤ جب داماد تمھارے پاس آئے اور ہاتھ تمھاری پُشت ناپاک پر رکھے تم دونون ہاتھون سے اُسکے فوطہ خوب مضبوط پکڑ لینا اور جب تک مین نہ آؤن تم بآواز بلند یہ اسم پڑھتے جانا یا قوی الغضب بحق شیخ حبیب بکشا مرا نصیب ہرچند داماد شور و غل مچائے لیکن خبردار تم اپنی حرکت سے باز نہ آنا اور پڑھتے جانا

جب مین خود اُسکو تمھارے ہاتھ سے نجات دونگی پھر وہ تا قیامت میرا تابعدار و فرمانبردار رہیگا دایہ نے کہا اے بیٹی
تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اس عمل سے باہم یہ سلوک ہوتا ہی ملکہ کبودان نے کہا تم نہین جانتین کہ معلم میرا منجم اور
طالع شناس تھا اُسنے ایک روز مجھ سے کہا تھا کہ اس اسم کی برکت سے داماد تمام عمر فرمانبردار رہتا ہی لیکن یہ
اسم یا ماں عروس کی پڑھے یا دایہ اسی وجہ سے مین نے تمکو تکلیف دی کہ تم بجاے میری والدہ کے ہو سوا اسکے
والدہ سے یہ بات بے شرمی کی ہونا ممکن نہین اور نہ مین اُنھین بتا سکتی ہون دایہ نے کہا یہ کیا مشکل ہی ہمکو
تمھاری سازگاری درکار ہی ملکہ کبودان نے لباس عروسی دایہ کو دیا اور وہ قحبہ پہنکر حجرہ مین بیٹھی اور ملکہ کبودان
خود حجرے سے باہر آئی شاہزادہ نے بطور عیاری کے ملکہ کبودان کو ایک چادر عیاری مین باندھ کے شاروف
کے پاس پہونچا دیا شاروف شاہزادہ کے تصدق ہوا اور نہایت شکر گذار ہوا کہا اے شہریار تمھارے صدقے
مین یہ روز مبارک مین نے دیکھا شاہزادہ نے کہا تم اپنی معشوقہ سے گرم صحبت رہو مین ابھی بعد ایک ساعت کے
آتا ہون الغرض شاہزادہ فیروزشاہ کی محلسرا مین پہونچا اور ایک گوشہ مین چھپکا بیٹھ رہا اس اثنا مین قاضی نے
عروس اور داماد کا عقد پڑھا خواجہ سراے محل شاموس کو محلسرا مین لائے خادمان محل نے شاموس کو
اُسی حجرے مین پہونچا دیا جہان وہ قحبہ بیٹھی تھی شاموس ایک حالت شوق اور اشتیاق مین حجرے کے اندر آیا اور
دروازہ حجرے کا اندر سے بند کر لیا وہان کیا دیکھا کہ ملکہ کبودان سرنگون بیٹھی ہی اور اُسکے لباس کی خوشبو سے
تمام حجرہ معطر ہو رہا ہی شاموس نے بہزار شوق پشت عروس پر ہاتھ رکھا وہان بجاے طاؤس ایک اژدہا
آتش فشان بیٹھا تھا کہ ناگاہ ددا فروز نے موافق فہمایش ملکہ کبودان کے آہستہ آہستہ ہاتھ اپنا زیر دامن شاموس
کے لیگئی اور کمال چالاکی سے دونون فوطہ معلق پکڑ لیے بعد ازان بآواز فصیح جس طرح مُردہ صد سالہ کفن سے
فریاد کرتا ہی پکارنا شروع کیا یا قوی القضیب بحق شیخ جبیب بکشا مرا نصیب شاموس نے بے اختیار نعرہ
ہاے کا مارا اور زمین پر لوٹ گیا الا وہ قحبہ اسی طرح سے عضو تناسل اُسکا مضبوط پکڑے ہوئے اپنے ذکر مین
مصروف رہی شاہزادہ معز الدین ہنسی کے مارے لوٹ لوٹ گیا یہان تک کہ شاموس کے فریاد و نالہ
کی آواز حد سے گذر گئی جو خواصین کہ در حجرہ پر فریاد عروس کی منتظر تھین اُنکو حیرت ہوئی کہ یا الٰہی یہ کیا ہوا
عروس کی فریاد کیوقت دولھا فریاد کرتا ہی آخر اُنھون نے ملکہ کبودان کی مان کو خبر دی کہ اے ملکہ عالم
طرفہ تماشا ہی کہ برعکس صداے عروس کے داماد کے شور و فریاد کی آواز حجرہ سے آتی ہی خدا جانے
وہان کیا معاملہ گذرا والدہ ملکہ کبودان کی حجرہ کے در پر آئی فی الواقع اُسنے بھی وہی صدا سُنی اس عرصہ مین
تمام عورات محل جمع ہو گئین یہان ددا قحبہ نے دیکھا کہ ملکہ کبودان نہین آتی ناچار پکاری اے دختر شاید
ساعت مقرری تیری ختم نہین ہوئی عورتون نے جو دروازہ کے باہر سے ددا کی آواز سُنی دروازہ حجرہ کا

کھول کے اندر گھس گیئن وہان یہ تماشا دیکھا کہ ددا دونون ہاتھون سے فوطے داماد کے مضبوط پکڑے ہی کسیطرح نہین چھوڑتی اور وہ بیچارہ فرش پر مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہی خواصون نے بمشکل تمام ددا سے شاموس کو نجات دلوائی بعدازان اس حرکت کا باعث پوچھا ددا نے کہا مین نے یہ عمل ملکہ کبودان کے کہنے سے کیا ہی اُنھون نے پوچھا ملکہ کبودان کہان ہی ددا نے کہا مجھے کیا معلوم خدا جانے کہان غائب ہوگئی ملکہ کبودان کو تمام محلسرا مین ڈھونڈھا جب کہین نشان نہ ملا ایک شور قیامت برپا ہوگیا تا اینکہ فیروز شاہ کو خبر ہوئی وہ بھی افتان وخیزان وہان پہونچا شاموس جنی جو مطلق العنان ہوا اول اُسنے ددا فرتوتہ کو جان سے مارا بعدازان تمام مستورات محل کو درہم وبرہم کردیا عورات بیچاری ہر طرف بھاگی بھاگی پھرتی تھین اور کسی طرح مفر نہ ملتا تھا کہ اُس ہنگامہ مین فیروز شاہ آیا اور کہا او نامرد یہ کیا حرکت بیہودہ کرتا ہی شاموس نے ایک تلوار اس زور سے فیروز شاہ کے سر پر لگائی کہ تا بہ ناف اُتر آئی وہ بیگناہ دار العدم کو روانہ ہوا شاہزادہ نے لوح کو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ اب شاروف کو جلد بلا اور انگوٹھی اُسکی اُنگلی مین پہنا اور شاموس کے مقابلہ کا حکم دے کہ اجل شاموس کی شاروف کے ہاتھ ہی اور اشرف وزیر شاروف کا باپ شاموس کے لشکر کو قتل وغارت کرے جب ان کامون سے فارغ ہونا تو شاروف کو بجاے فیروز شاہ کے تخت پر بٹھادینا اور عقد ملکہ کبودان کا شاروف سے کردینا اگرچہ طلسم سنبلہ تمام ہوا الا لوح زبرجد ہنوز تیسرے کام آئیگی قصہ کوتاہ شاہزادہ نے بعد فیصل ہونے ان مقدمات کے شاروف کا ملکہ کبودان سے عقد کردیا شاروف اور اشرف باپ بیٹے شکر واحسان شاہزادہ والاجاہ کا بجالائے اور دو روز تک دعوت شاہانہ شاہزادہ کی کی تیسرے دن جو خواب راحت سے شاہزادہ کی آنکھ کھلی نہ وہ تہ خانہ تھا نہ لوح زبرجد اور نہ مزرع نہ وہ دیوانے روبرو لشکر اقبال شاہ موجود پایا شاہزادہ لشکر مین تشریف لایا اور اقبال شاہ سے ملاقات کی پھر دیوانون کا حال پوچھا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار کل بعد زوال آفتاب دیوانون نے آبجو سے پانی پیا اور وہ درہ کوہ مین چلے گئے پھر ہمکو معلوم نہین کیا ہوئے القصہ دوسرے دن اقبال شاہ او شاہزادہ معز الدین اُسی درہ کوہ مین داخل ہوئے اور ملک جنون بیہوشہر سودائیان کو روانہ ہوئے

اب گروہ مجنونون کا بھی حال گذارش کرنا ضرور ہی

راوی بیان کرتا ہی کہ جب چار ہزار نفر دیوانون نے مزرع کی قید سے رہائی پائی شہر سودائیان تک کہین دم نہ لیا اور سرحد شہر مین پہونچے وہان جو کچھ کہ میسر آیا اُنھون نے کھایا لیکن الجوع الجوع کی دیوانون مین صدا بلند تھی اہل شہر نے جو بیرون شہر یہ ہنگامہ برپا دیکھا دروازے شہر کے بند کرلیے لیکن یہ دیوانے اُن دروازون کو

کب خیال مین لاتے ہین سب نے ملکے وہ زور کیا کہ دروازے اور قفل سب توڑکر پھینک دیے اور شہر مین درانہ چلے آئے راسب شاہ بادشاہ نے حکم دیا کہ انکو قرار واقعی گوشمالی دو خلائق شہر نے پہلے چوب وچماق سے خوب خبر لی جب دیکھا کہ یہ دیوانے چوب وچماق کی ضرب کو خیال بھی نہین کرتے ناچار تلوار و خنجر ہر طرف سے لیکر حملہ آور ہوئے جب دیکھا کہ تلوار بھی اُنکے بدن پر اثر نہین کرتی اور دیوانے آدمیون کے غل اور ہنگامہ سے تنگ آئے اور ایک ایک دیوانے نے دو دو آدمیون کو پکڑ پکڑ کے ایسا آپسمین ٹکرایا کہ اُنکے مغز سر نکل پڑے غرض از صبح تا شام یہی ہنگامہ برپا رہا جب راسب شاہ نے واسطے تنبیہ وتادیب دیوانون کے لشکر کثیر بھیجا دیوانے انبوہ خلائق دیکھ کے باہر شہر کے چلے گئے اور صحرا کی راہ لی یہان اہل شہر اور سپاہ نے چلا جانا انکا غنیمت جانا تعاقب نہ کیا راسب شاہ نے مخترق الملک وزیر اعظم سے بُلاکر پوچھا کہ آیا تم اس بلاے آسمانی اور آفت ناگہانی سے واقف ہو کہ یکایک یہ دیوانے کہان سے پیدا ہوگئے اور اب کہان غائب ہوگئے مخترق الملک وزیر نے کہ اہل شہر سے سوختہ و برشتہ تھا عرض کیا غلام انکی ماہیت سے لاعلم ہے نہ مین نے کبھی ایسے آدمی دیکھے نہ ایسی حرکت دیکھی بلکہ سُنی بھی نہین اب سُنا کہ یہ دیوانے یہان سے جاکے شام کو قلعہ داغ کے پاس پہونچے تمام شب وہان رہے صبح جب تک کہ اہل قلعہ کو خبر ہو یہ قلعہ مین داخل ہوگئے اور جہان جہان اشیاء خوردنی پائی بے خوف و خطر مفت بے اجازت مالک کے صرف مین لائے یہان تک کہ محروق داغی کے باورچیخانہ مین کہ جو راسب شاہ قلعہ دار یعنی جنو بہیہ قدیم کا حاکم تھا وہان جسقدر رکھا باورچیون نے پخت کی تھی مع پختہ وخام سب کھالی اور جو مانع ہوا اُسکو ہلاک کیا عملہ نے محروق شاہ کے محروق شاہ سے اطلاع کی محروق نے لشکر سے دیوانون کا محاصرہ کیا اور بگیر اور بزن کا حکم دیا جب کوئی حربہ اُن دیوانون پر کارگر نہوا اور اُنھون نے قیامت برپا کی محروق کو سوا بھاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑا آخر مع اہل وعیال قلعہ سے نکل کے شہر سودائیون کیطرف روانہ ہوا خلائق شہر بھی بھاگ گئی قلعہ داغ خالی ہوگیا دیوانون نے قبضہ کرلیا محروق بحال خراب راسب شاہ کے پاس آیا اور تمام کیفیت بیان کی راسب شاہ نے مخترق الملک وزیر سے کہا کہ ان دیوانون کی کچھ تدبیر کرنی چاہیے وزیر نے عرض کیا حضور شکر کرین کہ اُنھون نے فقط قلعہ داغ پر اکتفا کی دار الخلافت کی طرف توجہ نہ کی ورنہ مشکل سخت کا سامنا ہوتا غور فرمائیے جسکے بدن پر کوئی حربہ کارگر نہو اُسکو کیونکر کوئی دفع کرسکتا ہے اور اُس مین فکر کو کیا دخل ہے غرض ایک ہفتہ قلعہ مین دیوانے غلہ وغیرہ خوب کھا گئے جب کوئی چیز باقی نہ رہی پھر ہر طرف کھانے کی فکر مین مصروف ہوئے قضارا ایک روز ملکہ سوداوہ سیہ نقاب بنت راسب شاہ کی سواری باغ سے شہر کو جاتی تھی دیوانے سمجھے اسمین کھانیکی کوئی چیز ہے جب تک ہمردمان ہمراہی ہوشیار ہون دیوانون نے خوب مارپیٹ کی اور جو سامان کھانے کا تھا سب کھالیا

ملکہ سوداوہ نے محافہ سے نکل کے ایک تیر جان ستان مسعود کو مارا لیکن تیر نے کچھ اثر نہ کیا اتفاقاً بند نقاب ملکہ کا ایک طرف سے جو کھل گیا اور صورت دلپذیر مثال ماہ منیر ملکہ کی مسعود نے دیکھی بے اختیار با وجود دیوانگی و مجنونی کے عاشق زار ہو گیا اور یہ واسوخت حسب حال پڑھا واسوخت

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو
تا بمقدور محبت نہ کرے بہتر ہی
دم نکلجائے بلا سے پہ یہ آزار نہو
زہر کھا جائے کہین ڈوب مرے بہتر ہی

بوجھ اسکا نہ کسی شخص پہ ڈالے اللہ
خرمن عمر کو اک پل مین کرے خاک سیاہ
یہ وہ آسیب ہی سینہ جو کرے دیو کا شق
یہ ہی وہ بھوت سیانون کو جو سمجھے احمق
کوہ پر سایہ پڑے اسکا تو ہو صورت کاہ
یہ وہ تجلی ہی فلک آگے سے جسکے ہٹ جائے
سایہ پریون پہ پڑے اسکا تو منھ غم سے ہو فق
نقش و تعویذ سے آسیب ہی مارا جاتا
یہ وہ پرکالۂ آتش ہی کہ خالق کی پناہ
برق پہ برق گرے رعد کی چھاتی پھٹ جائے
اسکی ہین صورتین وہ جان کو ہو جس سے قلق
یہ وہ جن ہی کہ نہین سر سے اُتارا جاتا

غرض سوداوہ کو مسعود بغل مین لیکے داخل قلعہ داغ ہوا اور تمام دیوانے بھی قلعہ مین آ گئے ہر چند ملازمون نے ملکہ کے چھڑانے کی تدبیر کی لیکن کوئی صورت کارگر نہوئی آخر داد بیداد الغیاث و فریاد کرتے روتے پیٹتے راسب شاہ کے پاس پہونچے اور ساری حقیقت بیان کی اس واقعہ ہوش ربا سے راسب شاہ بدحواس ہو گیا اور کوئی شکل عافیت کی نظر نہ آئی یہان ملکہ سوداوہ نے جو اپنے تئین بلائے ناگہانی مین مبتلا دیکھا مسعود سے کہا اے جوان مجنون اگر مجھے تو دوست رکھتا ہی تو خبردار قلعہ سے باہر نہ جانا اور کسی کو ایذا نہ دینا مین تمکو کھانا یہین منگا دونگی بعد ازان ملکہ نے چند خواصون کو بُلا لیا اور دایہ سے کہا کہ میرے باپ کو اس مضمون کی عرضی لکھو کہ حضور میری طرف سے غافل ہو جائین اور ہزار من غلہ اور ہزار گوسفند ہر روز واسطے دیوانون کے مقرر کر دیجیے تاکہ ملک اور رعایا شہر کی محفوظ رہے اور تھوڑا زہر ہلاہل بھی بھیج دیجیے کہ مین وقت فرصت اُنکو ہلاک کرونگی جب وہ عرضی راسب شاہ کو پہونچی محترق وزیر سے کہا کہ یہ معاملہ خدا کی طرف سے پیدا ہوا کہ ملکہ سوداوہ قید مین دیوانون کے گرفتار ہوئی والا دیوانون سے نجات ملنا اور اُنکا ہلاک ہونا ممکن نہ تھا غرض راسب شاہ نے ہزار من غلہ اور ہزار گوسفند کا روزینہ راتب مقرر کیا

اب راوی مسعود نا مجو اور ملکہ سوداوہ کو قلعہ داغ مین باہم گرم صحبت رکھتا ہی اور حال حفیظ ثریا مکان بن محفوظ قلمدار کا جو سودائے محبت منطقہ زرین کمر مین بسبب اُسکے حوض مین غرق ہوا بیان کیا جاتا ہی

اولی گذارش ہوا ہی کہ جسوقت منطقہ نے لحاظ سے حفیظ کے حوض مین غوطہ لگایا اور حفیظ نے منطقہ کو حوض مین

دیکھا وہ بھی اُسی حوض مین کو واجب تہ کو پہونچا آنکھ کھلی اور اہل طلسم نے پردۂ غفلت چہرہ سے اُسکے دور
کیا تو اپنے کو دریاے محیط کے کنارہ پہ دیکھا اور منطقۂ زرین کمر کا نشان نہ ملا حفیظ نے ایک نعرۂ آہ
ایسا مارا کہ اُسکی آواز دردناک سے ساکنان بحر و بر کے دل ہل گئے آخر یہ بیچارہ آفت کا مارا حیران
پریشان یہ شعر پڑھتا دریا کے کنارہ کنارہ روانہ ہوا اور یہ کہتا جاتا تھا شعر

کوئی نہین جو یار کی لادے خبر مجھے ۔ اے سیل اشک تو ہی بہادے اُدھر مجھے

چند قدم چلا تھا کہ ایک قافلہ کنارۂ دریا فروکش نظر آیا لیکن سامان روانگی مین اہل قافلہ سرگرم تھے حفیظ نے
اہل قافلہ سے پوچھا کہ یہ قافلہ کہان سے آیا ہی اور اب کہان جائیگا اور قافلہ باشی کا نام کیا ہی اتفاق سے وہ
مرد ملک التجار کا غلام تھا اُسنے کہا اے جوان سردار قافلہ خواجہ قوام الدین رفیق القلب ہی یعنی مالک قافلہ
بسیار رحم دل و خدا ترس ہی کہ اُسے اس نام سے مشہور کرتے ہین اور اہل قافلہ شمالیہ حصار شہر کا قلمان کا رہنے والا
ہی اور اب قصد غزنیہ حصار اور شہر ابلہون کا رکھتا ہی حفیظ نے پوچھا کہ شاید ان ملکون مین ہر شخص عاقل و
احمق ہوتا ہی اُسنے کہا اگرچہ یہ امر کلیہ نہین ہی مگر شہر شمالیہ مین اکثر انسان ذیعقل و صاحب فہم ہوتے ہین اور
ملک غزنیہ مین بوجہ مرطوب ہونے ملک کے اکثر بے وقوف ہین بعد اسکے غلام نے اپنے آقا سے حقیقت حفیظ کی
بیان کی کہ ایک جوان خوشرو صاحب حسن و جمال وطن آوارہ اس شکل سے قافلہ مین وارد ہوا ہی کہ آثار نجابت
و شرافت اُسکے چہرہ سے آشکار و ہویدا ہین خواجہ نے اُسی وقت حفیظ کو اپنے پاس بلا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہی
اور کہان سے آیا ہی حفیظ نے کہا مین کیا حال بیان کرون کہ گردش گردون دون نے مجھے ایسا منقلب الحال
کر دیا ہی کہ مجھے مطلق معلوم نہین کہ مین کس طرح یہان تک پہونچا اور کہان سے آیا خواجہ قوام الدین نے
پوچھا کہ اب کہان جانے کا قصد ہی حفیظ نے کہا ارادہ میرا خدا پر روشن ہی خواجہ نے کہا ہمارے ساتھ غزنیہ حصار
کو چلو ہم تمھاری خدمت بوجہ احسن کرینگے حفیظ نے کہا شعر

رشتہ در گردنم افگندہ دوست ۔ میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اے خواجہ مین ایسی سخت مصیبت مین گرفتار ہوا ہون کہ انجام اُسکا نظر نہین آتا اور مجھے دُنیا و مافیہا کی
خبر نہین خواجہ نے کچھ زر نقد دیا اور اپنے ساتھ کشتی مین سوار کر لیا قضاے کار از اتفاق روزگار بعد ایک ہفتہ کے
جہاز فرنگیان جو دشمن مسافران دریا کے تھے نمودار ہوا اور جنگ طرفین سے ہونے لگی اور فرنگی کشتیون پر
غالب آگئے اور تمام کشتیون پر قبضہ کر لیا اُسمین سے چند کشتیان بقدرت خدا صحیح و سلامت اُنکے قبضہ سے
نکل گئین لیکن حفیظ اسیرون مین رہ گیا سردار فرنگیون کو کہ جسکا نام کیسی جوان تھا اُسکو حفیظ کی شکل و صورت
دلپذیر پسند آئی وہ اپنے وطن بندر ترسا کو لیگیا چند روز مین اُسے خیال آیا کہ یہ جوان شکیل ہی اسکو ملک

فرمانوس کے ہاتھ بیچنا چاہیے آخر حفیظ کو ملک فرنگ مین لایا اور معرفت ایک مصاحب ملک فرمانوس کے حفیظ کے
حسن وجمال کی نہایت تعریف کی بادشاہ فرنگ نے باشتیاق تمام حفیظ کو کیسی جوان سے خرید کر کے ایک
خدمت لائق دی حفیظ نے چند روز کے بعد اپنے حسن خدمت سے ایسا رتبہ بہم پہونچایا کہ مقرب خاص بادشاہ
کا ہوگیا راوی کہتا ہی کہ بادشاہ فرنگ کو تصویرات سے کمال شوق تھا چنانچہ اسی واسطے خاص شہر مین
ایک مکان خاص نہایت تحفہ بنایا تھا اور نام اُس مکان کا نگارستان فرنگ رکھا تھا بلکہ اکثر تجار سوداگرون
کو روپیہ واسطے تصویرات خرید کرنے کے دیا گیا تھا کہ جہان کوئی تصویر خوش ترکیب ملے خرید کر لادین لیکن
شرط یہ تھی کہ تصویر خیالی نہو اور جو کوئی تصویر چھوٹی لاتا تھا تو بادشاہ اُسے بڑھا کر فریم کلان مین لگاتا تھا کہ اُسکے
تمام مکان مین تصاویر قد آدم لگی تھین اور ایسا اُس مکان کو آراستہ و پیراستہ کیا تھا کہ لوگ دور و دراز سے
اُسکے دیکھنے کو آتے تھے اور ہفتہ مین ایک روز جلسۂ عام بطور میلہ کے مقرر کیا تھا کہ تمام خلائق شہر مشتاق دید
ہو کر واسطے دیکھنے اُن تصویرات و مکان کی آرایش وزینت کے آتے تھے اور دوکانات ہر قسم کے سودے کی
لگاتے تھے یہ روز گویا نہایت اژدہام کا ہوتا تھا لیکن رات کو اُس مکان تصویرات مین رہنے کا حکم نہ تھا کہ جو
شب کو وہان رہے صبح کو قتل کیا جاوے اتفاقاً ایک روز حفیظ جو واسطے سیر و تماشے کے بازار مین گیا اور
دروازۂ نگارستان پر پہونچا وہان اژدہام خلائق دیکھا حفیظ کو بھی دید نگارستان کا شوق پیدا ہوا
اور تنہا نگارستان مین داخل ہوا اور ہر ایک درجہ کو خوب بغور دیکھا کیا مگر کسی تصویر کو موافق اعضاے
منطقہ زرین کمر کے نہ پایا اور جو کوئی تصویر مشابہ دیکھتا تھا روتا تھا کہ درجۂ سوم مین پہونچا کہ وہ تمام درجون سے
بلند تر تھا وہان ایک جانب دیوار پر منطقہ زرین کمر کی تصویر لگی ہوئی تھی بس اُسے دیکھ کے ایک نعرہ آہ کا
مارا اور بیہوش ہوگیا جب وقت برخاست نگارستان ہوا تمام تماشائی باہر نکل گئے مگر حفیظ درجۂ سوم مین
بیہوش رہ گیا خادمون نے نگارستان کے بدستور تین بار پکار دیا کہ اب دروازہ نگارستان کا بند ہوتا ہی
کوئی تماشائی نہ رہے سب باہر نکل جاؤ حفیظ کہ بیہوش تھا اُسکے کان تک آواز نہ گئی اور دروازہ نگارستان
کا بند ہوگیا حسب اتفاق دوسرے روز صبح کو ملکہ فرنگ سلطان مرصع کمر رشک قمر پری پیکر ملک فرمانوس کی
دختر معشوقان فرنگ کی سر دفتر سیر کو نگارستان کے آئی اور اُس روز بخوبی نگارستان کا بند و بست
ہوا تھا یہانتک کہ وہ ملکہ جہان سیر کرتی ہوئی تماشا دیکھتی درجۂ بالا پر پہونچی جہان کہ یہ غمزدہ تفتیدہ جگر مضطر حیران و
پریشان حفیظ ثریا مکان از خود رفتہ افتادہ تھا دیکھا کہ ایک جوان خورشید رو پریزاد صاحب حسن وجمال
باشوکت وجلال ایک گوشہ حجرہ مین بیہوش پڑا ہی اور سراپا سے اُسکے ضعف ناتوانی ظاہر ہی اگرچہ طبیعت
ملکہ فرنگ کی اُسپر مائل ہوئی لیکن بخوف دایہ اور کنیزون کے دم نہ مارا خواصون نے حفیظ کو دیکھ کر شور و غل

سمجھا یا کہ یہ مرد کون شخص ہی اور کس وجہ سے یہان خلاف حکم رہ گیا کنیزون کے غل سے حفیظ بھی چونکا اور بمشکل تمام حجرہ سے باہر آیا خواصون نے گرفتار کر کے دربانون کے حوالہ کیا دربان حفیظ کو بادشاہ فرنگ کے پاس لیگئے اور کیفیت ساری بیان کی ہرچند کہ بادشاہ فرنگ حفیظ کو عزیز رکھتا تھا لیکن بوجہ عدول حکمی کے شعلہ غضب شاہ مشتعل ہوا اور کہا او غلام بد انجام تیرا یہ حوصلہ ہوا کہ تونے ہمارے حکم کی مطلق پابندی نہ کی تمام شب نگارستان مین رہا حفیظ نے جو بوجہ تصور ملکہ منطقہ زرین کمر کے از خود رفتہ تھا یہ بھی نہ سُنا کہ بادشاہ کیا کہتا ہی اور کس سے کہتا ہی بادشاہ کو اس خاموشی سے اور غصہ زیادہ ہوا اور حکم قتل کا دیا اتفاقاً اُس وقت پادری جاروس ایک معلم قوم نصارا کا دربار مین موجود تھا اُسنے کہا ای بادشاہ ہماری راے مین یہ آتا ہی کہ اسکو بروز عید عیدگاہ مین قتل کرانا چاہیے تاکہ جملہ خلائق کو بھی رُعب شاہ زیادہ ہو تا آیندہ کوئی ایسی حرکت ناجائز نہ کرے بادشاہ کو پادری کا کلام پسند آیا یہان ملکہ فرنگ سوداے عشق و محبت مین حفیظ کے ایسی بیقرار ہو رہی تھی کہ کسی پہلو قرار نہ آتا تھا بقول سعدی مصرعہ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ؛؛ اور جو کوئی ہمراز پوچھتی تھی کہ ملکہ کیسا مزاج ہی یہ کیا ماجرا ہی تو کہتی تھی شعر

کیا کہون دل مائل زلف دوتا کیونکر ہوا	یہ بھلا چنگا گرفتار بلا کیونکر ہوا

کہ اس عرصہ مین ملکہ نے سُنا کہ وہ بیچارہ مظلوم بیگناہ بہ جرم حکم عدولی شاہ قتل کیا جاتا ہی ایک خدمتگار معتمد کے ہاتھ پادری جاروس سے کہلا بھیجا کہ وہ غلام عجمی حفیظ نام کہ جو میرے باعث سے بیجرم و بے گناہ قتل کیا جاتا ہی اگر تمسے کسی تدبیر سے جان اُسکی بچ سکے تو ہزار اشرفی مروج مین تمھاری نواضع کرونگی پادری نے کہلا بھیجا کہ تم خاطر جمع رکھو مین تا بہ مقدور اُسے قتل ہونے دونگا آخر ایک روز پادری نے نشہ مین شراب کے بادشاہ کو پاکر کہا کہ یہ غلام عجمی جو بعلت شب باشی نگارستان گرفتار ہوا ہی حضور اُسکے خون ناحق سے درگذرین وگرنہ کوئی آفت آسمانی اس ملک پر نازل ہوگی بلکہ شب کو مین نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ای جاروس اپنے بادشاہ کو سمجھا کہ اپنے تھوڑے سے قصور پر بڑا گناہ کرنا یعنی ایک بندۂ خدا کو بے گناہ قتل کرنا اچھا نہین ہی لہذا خون ناحق سے باز آ کہ تو غضب الٰہی سے نہین ڈرتا خصوصاً جو عجم ولایت کا باشندہ ناواقف ہو وہ مہمانی کے مستوجب ہی کہ لائق قتل ہی اور مہمان ہدیۂ خدا کہلاتا ہی بادشاہ جو اُس وقت نشہ مین مخمور تھا فہمایش پادری کام کر گئی فوراً رہا کیا اور کہا کہ ہمارے ملک سے نکلوا دو پادری نے اُسی وقت حفیظ کو محبس سے بلا کر کچھ زر نقد دیکر رخصت کیا اور کہا خبردار بار دگر اس شہر مین نہ آنا حفیظ ایک عالم محویت مین وہان سے روانہ ہوا یہان ملکہ فرنگ نے حکم دیا تھا کہ جس وقت وہ قیدی رہا ہو فوراً ہمارے پاس لاؤ حسب الحکم حفیظ کو ملازمان ملکہ فرنگ ملکہ کے پاس لیگئے ملکہ نے حفیظ کو نہایت حفاظت سے

باغ مین ایک جاے محفوظ مین مخفی رکھا اور نگہبانان باغ کو تاکید کی کہ تم ہر وقت اسکے نگران حال رہنا خبردار
باغ سے یہ باہر نہ جانے پائے اب جو بادشاہ نشہ سے ہوش مین آیا پادری سے پوچھا کہ تمنے اُس غلام کے
حق مین کیا کیا پادری نے کہا اے شہریار فدوی نے اُسی وقت حفیظ کو حسب الحکم حضور حضور کی سرحد سے باہر
نکلوا دیا بادشاہ نے فرمایا ہمنے فقط بوجہ عدول حکمی کے حکم قتل دیا تھا ورنہ وہ آدمی لائق سزا نہ تھا تم جلد
تلاش کرو کہ ہم اُسے پھر وہی خدمت مرحمت کرینگے پادری نے کہا اب اُسکا ملنا دشوار ہے خدا جانے کہ وہ کہان
چلا گیا ملک فرنگ چپ ہو رہا ایک روز ملکہ فرنگ سلطان اُسی باغ مین آئی جہان حفیظ نظر بند تھا اور
اپنا اظہار عشق حفیظ کی نسبت دایہ سے ظاہر کیا دایہ نے حفیظ سے کہا اے جوان تجھی طالع بلند تیرا فلک اقبال پہ
چمکا نصیبا جاگا ملکہ فرنگ تجھ ایسے ضعیف و ناتوان پر عاشق ہوئی اور ملکہ وہ نازنین شہرۂ آفاق ہے کہ جسکے
حسن و جمال کی تمام ممالک فرنگ مثال دیتے ہین حفیظ نے یہ بھی نہ سُنا کہ دایہ بکتی کیا ہے جسطرح کہ سکوت مین
بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا مطلق جنبش نہ کی دایہ نے کہا اے ملکہ مین نے سب طرح تیرا اظہار محبت اُس جوان سے
کیا لیکن وہ خبر بھی نہوا نہ کچھ جواب دیا تم اُسے اپنے پاس بُلا کر بہ تشفی و دلاسا اُسکا حال پوچھو کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ
وہ مثل مجنون کے کیون ہو رہا ہے اپنے ہوش مین نہین ہے ملکہ نے حفیظ کو اپنی صحبت مین بُلایا اور پوچھا کہ تو
کس ملک کا باشندہ ہے اور یہان کیونکر آیا حفیظ نے ملکہ کی بات کا بھی جواب نہ دیا ملکہ نے فرمایا اے دایہ مجھے
یہ مرد آسیب زدہ معلوم ہوتا ہے کہ زبان اسکی بند ہے دایہ نے کہا بلا لون آسیب زدہ نہین ہے یہ کسی پر عاشق ہے کہ
اُسی کے تصور مین رات و دن غرق رہتا ہے رنگ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد حواس گم صم بکم یہ ساری
علامتین حضرت عشق کی ہین واری بقول اس شعر کے شعر

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن		دل بدست دگرے دادن و حیران بودن

ملکہ نے فرمایا یہ میری خرابی کا باعث سب سے زیادہ ہے یعنی مین اسکی عاشق یہ دوسرے پر مائل یہ بھی خدا کا دیا
سر پر لیا اول مجھے اسکی معشوقہ کو تلاش کرنا پڑا بعد ازان اپنا اظہار مطلب ہو تو شاید کوئی صورت مطلب براری
کی ہو لیکن یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ کس پر عاشق ہے دایہ نے کہا یہ امر سہل ہے تم ایک بار پھر سیر نگارستان کو چلو اس
عقدے کو پھر مین حل کر دونگی ملکہ فرنگ سلطان دوسرے روز پھر سیر نگارستان کو مع دایہ کے گئی دایہ
نے خواصون سے پوچھا کہ یہ جوان کہان غش مین بیہوش پڑا تھا خواصون نے وہ حجرہ بتا دیا کہ جہان ایک
تختہ پر چھ تصویرین لگی تھین دایہ نے ایک مصورہ کہ وہ نہایت شوخ مزاج و تیز فہم ہوشیار فن تصویر کشی مین
کامل ہمراہ ملکہ فرنگ کے حاضر تھی اُسکو حکم دیا کہ چربہ ہر ایک تصویر کا جُدا جُدا تیار کرو کہ مثل اصل تصویر کے ہو
سر مو فرق نہو پس بموجب اس حکم کے مصورہ نے ایک روز مین وہ چھون تصویرین تیار کر دین دایہ نے یہ کام کیا کہ

اپنی راے سے محلسرا ے ملکہ مین جدا جدا موقع و محل دیکھ کے برمحل وہ چھوٹی تصویرین لگادین اور حفیظ کو وہان
لیگئی جب ملکہ منطقہ روشن بیان کی تصویر حفیظ نے دیکھی فوراً ایک نعرہ آہ کا مارا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش مین
آیا ہزار ہزار بار اُس تصویر کی بلائین لین اور تصدق ہوا دایہ اور ملکہ فرنگ اس حرکت سے سمجھ گئین کہ بلاشک
یہ شخص اسی صاحب تصویر پر عاشق ہی آخر ایک روز وقت شب ملکہ فرنگ سلطان نے صحبت شراب وکباب
گرم کی اور عالم سرور مین حفیظ سے کہا ای جوان عجمی آیا یہ بھی تو کچھ جانتا ہی کہ مین تجھے چاہتی ہون اور تو اُس
صاحب تصویر پر عاشق ہی مگر مین نے عہد کیا ہی کہ جب تک تیری معشوقہ کو مین پیدا نہ کرلونگی اپنے مطلب دلی سے
تمکو آگاہ نہ کرونگی بلکہ باز رہونگی اب تو رنج وغم نہ کھا خاطر جمع رکھ اور عیش و عشرت مین بسر کر مین انشاء اللہ
بہت جلد اسکا سامان کرتی ہون ملکہ نے ایسے کلمات دلجوئی و دلاسے کے کہے کہ حفیظ کے ہوش وحواس جمع ہوئے
اور ملکہ کی ہمت و وفا پر آفرین کی اتفاقاً تھوڑے روز مین ملک فرنگ یعنی سلطان قرناتوس نے قضا کی ارکین
سلطنت نے ملکہ فرنگ سلطان کے سر پر تاج شاہی رکھا اور تخت نشین کیا ملکہ باوجود بند وبست ملکی کے
ہمہ تن معشوقہ حفیظ کے تجسس مین سرگردان رہتی تھی غرضکہ ایک روز ملکہ نے کرناروس منجم کو تخلیہ مین بلاکر مافی الضمیر
اپنے سے سوال کیا منجم نے بعد زائچہ کرنے کے عرض کی کہ ای ملکہ آفاق حضور غربیہ حصار کو نہضت فرماوین وہان
چند عاشق ومعشوق ہر طرف سے سرگردان وپریشان حال جمع ہوئے ہین یقین ہی کہ اُس ذیل مین اُس جوان
کی بھی معشوقہ کا پتہ ملجائیگا ملکہ فرنگ سلطان نے وزیر اعظم کو بلاکر ملک فرنگ کا نائب کیا اور خود چالیس ہزار
زنگی جرار کی جمعیت سے مع عیاران چابک دست وہوشیار تیز رفتار اور حفیظ ثریا مکان کے روانہ ہوئی
یعنی ملک غربیہ حصار کو گئی

راوی داستان ملکہ فرنگ سلطان کو جست وجوے معشوقہ حفیظ ثریا مکان کی موقوف رکھکر بار دگر حال سرگردانی شاہزادہ معزالدین بلند قدر کا بیان کرتا ہی

جب شاہزادہ معزالدین نے طلسم سنبلہ کو فتح کیا جو کہ برج دوم مثلثہ خاکی کا تھا اور اُن دیوانون نے
بید سے مزرع گندم کے نجات پائی اور قلعہ داغ مین پہونچے بعد اسکے شاہزادہ نے اقبال شاہ سے
ملاقات کی اقبال شاہ نے کہا ای شہریار کامگار پھر تم لوح زبرجد کو مطالعہ کرو دیکھو کہ اب کیا ہدایت ہوتی
شاہزادہ نے لوح کو دیکھا یہ مشورہ پایا کہ ای شکنندۂ طلسم سنبلہ وہ ریشہاے درخت گندم جو تمنے تین تین گز
[illegible]ع گئے ہین اپنے ہمراہ لو اور نہایت حفاظت سے رکھو کہ وقت ضرورت کے کام آوینگے اور لوح زبرجد کو بھی
[illegible]س رہنے دو کہ یہ لوح بھی بطریق لوح الماس کے عوض لوح جدید کے جاننا شاہزادہ نے یہ عبارت لوح

اقبال شاہ سے بیان کی اقبال شاہ نے کہا اے شہریار جب تک ہم شہر ظہورستان مین پہونچینگے مرکردگی امورات ظاہری تجھسے متعلق ہوسکے گی اور امورات باطن طلسم کو تم خود انتظام کرو اور جو مین کہون اُسکو عمل مین لاؤ شاہزادہ نے کہا بیان کرو اُسکو کہ وہ کیا ہے اقبال شاہ نے کہا کہ جب ہم ملک جنوبیہ اور شہر سودائیون کے قریب پہونچین تم بطریق رسالت شاہ کے پاس جاکر نامہ میرا اُسے دو اور زبانی بھی کہنا کہ تجھے شاہ کی خدمت مین حاضر ہونا ضرور چاہیے کسواسطے کہ اب کوئی جاے عذر باقی نہین ہے اور جو وہ کوئی صورت عذر پیش کریگا تو ہم بھی بُری طرح پیش آئینگے اور تجھکو بجبر ملک ظہورستان کو لے چلینگے راسب شاہ جواب دیگا کہ اول اُن دیوانون کا بندوبست کرو جنھون نے تمام بندگان خدا کو عاجز کر رکھا ہے اور خلائق کو انواع انواع طرح کی تکلیف وایذا دیتے ہین اور بعد ختم ہونے اس کام کے جو ارشاد ہوگا عمل مین لاؤنگا اور بسر وچشم قبول کرونگا تم لوح زبرجد کو دیکھنا جیسا وہ ہدایت کرے عمل مین لانا اور مین بھی بعد آپ کے یہان سے روانہ ہونے کے جاتا ہون شاہزادہ نے کہا اے برادر جو کہ تمنے حکم دیا مین نے اُسکی تعمیل کی مگر تمکو میرے حال سے کچھ مطلق خبر نہین ہے کہ شب وروز ہم کس حال پُر ملال وخیال مین مبتلا رہتے ہین اقبال شاہ نے کہا مین فقط تمھارے ہی حصول مطلب کی تدبیر مین جاتا ہون شاہزادہ نے کہا شعر

کردہ ام پاے طلب در دامن صبر استوار | تا چہ پیش آید مرا در عشق یار از روزگار

القصہ اقبال شاہ نے شاہزادہ کو جمعیت ہزار سوار خود اسپی بعہدۂ رسالت جنوبیہ حصار کو روانہ کیا اور خود بھی بعد تین دن کے روانہ ہوا شاہزادہ معز الدین چند روز مین قریب شہر سودائیون کے پہونچے اور باہر شہر کے خیمہ زن ہوئے جب ایلچی کے ورود کی خبر راسب شاہ کو پہونچی محترق الملک وزیر کو واسطے استقبال ایلچی کے بھیجا اور بعد تحفہ وہدایہ بھیجنے کے شاہزادہ سے ملاقات کی شاہزادہ نے نامہ اقبال شاہ کا دیا اُس نامہ کا یہ مضمون تھا کہ اے راسب شاہ اول تم چارون رئیس باہم صلح کرو بعد اسکے سلطان روح الملک کی خدمت مین حاضر ہو راسب شاہ نے محترق الملک سے اس بارے مین صلاح کی محترق الملک کو حشم وخدم سے اقبال شاہ کے بخوبی آگاہی تھی اور یہ خبر بھی عام ہوگئی تھی کہ شہر آتشی فتح ہوگیا اور طافی شاہ دائرۂ اسلام مین داخل ہوا اور اطاعت بجان ودل قبول ومنظور کی اُسنے عرض کی اے بادشاہ تم ایلچی کو یہ جواب دو کہ آج کل ہم ایسی بلا مین مبتلا ہین کہ جسکا علاج احاطۂ قدرت سے باہر ہے اور اُس سے ہمین کسی طرح نجات معلوم نہین ہوتی اگر آپ ہمکو اس آفت ناگہانی سے بچالین تو ہم جو ارشاد ہوگا بدل وجان قبول کرینگے راسب شاہ نے یہی عذر شاہزادہ سے کیا یعنی ایک فرقہ ہماری سرحد مین نازل ہے کہ الجوع الجوع کہتا ہے اور تمام عالم کو تکلیف دے رہا ہے ہر چند کہ جسقدر اشیا

بہت کم ہی لیکن ہم باوجود اس کثرت سپاہ کے اُن سے عہدہ برا نہین ہوسکتے کہ اُن پر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا
اب وہ قلعۂ داغ مین مقیم ہین ہزار من غلہ اور ہزار راس بکریان اور بھیڑ اُنکے واسطے مقرر کردی ہین جب
ذرا صورت امن کی ہوئی ہی اور طرفہ تماشا اور عجب طرح کی مشکل سخت یہ ہی کہ ملکہ سوداوہ کو بھی گرفتار کرلیا ہی
ہم کسی صورت سے ملکہ سوداوہ کو ان سودائیون سے چھڑا نہین سکتے پھر راسب شاہ نے وہ رقعہ
شاہزادہ کو دکھایا جسمین کہ حال زہر دینے کو ملکہ سوداوہ نے لکھا تھا شاہزادہ نے کہا کل ہم جواب دینگے
راسب شاہ نے لازمہ سامان دعوت و مہمانداری کا شاہزادہ کو بھیجا اور ایک باغ واسطے قیام کے
دیا شاہزادہ نے لوح زبرجد مثب کو دیکھی اُسنے یہ ہدایت کی کہ اے سیر کنندۂ عجائب روزگار و محرم راز
ہر جلی و خفی و واقف اسرار جب راسب شاہ تجھسے شکایت دیوانون کی کرے تم وہ خوشہ ہاے گندم
جو کہ تمھارے پاس جمع ہین اُس مین سے تھوڑے گندم اس گیہون کے آٹے مین ملاکر روٹی خمیری پکواؤ
اور اُنھین سودائیون کو کھلاؤ فوراً وہ دیوانگی زائل ہوجائیگی شاہزادہ نے صبح کو راسب شاہ کے
پاس جاکر پوچھا کہ تمھارے یہان سے راتب دیوانون کا کون لیجاتا ہی اور کسوقت بھیجتے ہو راسب شاہ نے
کہا اگر غلہ چاشت کے وقت وہان نہ پہونچے تو تمام شہر وہ غارت کردین لہذا باین خوف وہ راتب فلان ملازم
وزیر قبل آپ کے تشریف لانے کے لیگیا ہی شاہزادہ نے فرمایا خیر کل بغیر اجازت ہماری راتب ہرگز
بھیجا نہ جائے بلکہ بہتر یہ ہی کہ کل راتب ہماری سرکار سے لیکے بھیجا جائے وزیر و بادشاہ دونون حیران ہوئے
کہ دیکھیے ایلچی کیا تدبیر کرتا ہی غرض شاہزادہ نے چند نان پز بُلا کر روٹی خمیری اور گوشت کی یخنی تیار کرواکر
خوانون مین چنوا کر دیگچہ ہاے یخنی ہمراہ لے خود قلعۂ داغ مین تشریف لیگیا اور محترق الملک وزیر کو بھی ساتھ لیا

اب راوی کو فی الجملہ حال ملکہ سوداوہ سیہ نقاب بنت راسب شاہ کا بھی ضرور بیان کرنا بلکہ واجب و لازم ہی

رقعہ کا حال معلوم ہوا کہ ملکہ سوداوہ اول زہر دینے کو موجود و مستعد تھی لیکن جب سوداوہ کو
چار روز مسعود کی صحبت مین گذرے اور اُسنے بنظر خریداری مسعود کو دیکھا ہزار جان سے عاشق
ہوگئی اور اپنے ارادے سے نہایت پشیمان ہوئی بلکہ اکثر راسب شاہ نے لکھا کہ کار معلوم ہین کیون تاخیر کی
ملکہ نے یہی جواب دیا کہ پکانے غلہ سے فرصت نہین ملتی انشاء اللہ بوقت فرصت اس کام کا سرانجام ہوگا
آپ میری عصمت سے خاطر جمع فرمائین جب شاہزادہ معز الدین قلعہ داغ کے قریب پہونچے سایۂ درخت
مین وہ خوان کھانے کے رکھوا دیے بعد اسکے حصہ ہر دیوانے کا ایک ظرف مین نکلوا کر دسترخوان پر رکھا

اور ایک ایک دست بقچہ لباس بھی برابر دسترخوان کے رکھدیا جب دیوانے وقت معمول پر کھانے کو آئے
اور دماغ مین یخنی اور روٹی کی بو گئی جو کہ مدت سے جو وغیرہ اور گوشت خام کھا رہے تھے کہ یکایک یہ بوے خوش
کھانے کی اُن دیوانون کے دماغ مین پہونچی چنانچہ بمجرد اس خوشبو کے پہونچنے کے ہر دیوانہ آپ سے گذر گیا
اور ناچنے لگا اور نہایت خوشی خوشی گرد دسترخوان کے بیٹھ گئے اُنکے بعد مسعود نام جوکہ سردار تھا وہ بھی چند
دیوانون کے ساتھ قلعہ سے باہر آیا اور اُسنے بھی یخنی کے ساتھ روٹی کھانا شروع کی ملکہ سوداوہ ایک برج
سے اُنکے کھانے کا تماشا دیکھ رہی تھی کہ دیوانے عجیب و غریب خوش فعلیان کرتے جاتے تھے اور کھانا کھاتے
جاتے تھے آخر اُنھون نے ایک ایک روٹے سے زیادہ نہ کھائی تھی کہ یکایک سب بیہوش ہوگئے بعد ایک
ساعت کے جو مسعود ہوش مین آیا اور اُسنے اپنی عریانی دیکھی وہ لباس بے تکلف پہن لیا اسی طرح
ہر ایک شخص نے اپنے اپنے لباس پہنے اور ہوش مین آئے پھر سب نے شاہزادہ کو سلام کیا جب
مسعود کے بخوبی ہوش درست ہوئے شاہزادہ نے پوچھا ای مسعود یہ تیرا کیا حال ہی اور یہان کسطرح آیا
مسعود نے عرض کی ای شہریار بس اسقدر ہوش مجھے ہی کہ مین ایک مزرعۂ گندم پر پہونچا اور چند دانہ گندم
کے مین نے کھائے پھر کچھ معلوم نہین کہ کیا ہوا شاہزادہ نے بھی حال گذشتہ مسعود سے بیان کیا پھر
مسعود کو ہمراہ لیکر راسب شاہ کے پاس آیا اس عرصہ مین اقبال شاہ بھی پہونچا شاہزادہ نے
اقبال شاہ سے ملاقات کی اور دیوانون کی تندرستی کا حال بیان کیا راسب شاہ نے سُنا کہ دیوانے اچھے ہوگئے
ملکہ سوداوہ کو قلعہ سے محلسرا مین بلوا لیا اور دوسرے روز خود شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوکر شکریہ
احسان بجالایا پھر اقبال شاہ نے راسب شاہ کی دعوت کی راسب شاہ نے مسعود وغیرہ کے
دیوانے ہونے کا حال پوچھا اقبال شاہ نے مزرعۂ گندم کی حقیقت اور کیفیت فتح ہونے طلسم کی شاہزادہ
کے ہاتھ سے مفصل بیان کی راسب شاہ نے پوچھا شاہزادہ معز الدین کون صاحب باشوکت و اقبال ہین
اقبال شاہ نے کہا میرے آقاے نامدار ہین مگر از راہ مہربانی مجھے بھائی کہتے ہین شاہزادہ نے کہا
ای راسب شاہ یہ جو اقبال شاہ بیان فرماتے ہین گویا مین کہتا ہون یعنی یہ میرے مربی و سرپرست
ہین اور مین انکو پشت پناہ اپنا جانتا ہون بعد اس گفتگو کے اقبال شاہ نے کہا اب کہو تمکو کیا منظور رہی
یعنی تمکو فرمانبرداری مین سلطان روح الملک کے کیا عذر ہی راسب شاہ نے کہا ای شہریار
طافی شاہ نے کیفیت اسکی ضرور بیان کی ہوگی کہ ہر سرحددار چار مثلثہ کے بجاے خود ایک طلسم کا حکم رکھتے ہین
اور ہر ایک طلسم مین ایک حاکم ہی اور ہر حاکم کا حکم ہم چارون سرحدارون پر یکسان جاری ہی اصل صورت یہ ہین
جس طرح طافی شاہ نے بعد حصول اجازت ارباب مثلثہ کے تمھاری اطاعت قبول کی مین بھی وہی اپنے

ارباب مثلثہ کی اجازت چاہتا ہون اقبال شاہ نے وہ مُہری فرمان موکل برج سنبلہ کا راسب شاہ کو دکھایا راسب شاہ نے قبول و تصدیق کیا اور کہا کہ مُہر حاکم مختوم طلسم مثلثۂ خاکی کی نہین ہوئی وہ بھی ہو جائے تو مین حاضر ہون پھر مجھے کسی نوع کا عذر نہوگا اقبال شاہ نے پوچھا کہ تمھارے حاکم سوم کا مقام کہان ہی ہمکو نشان دو کہ ہم وہ بھی بفضلہ طے کرین راسب شاہ نے کہا کہ مین نہین واقف ہون اور نہ کبھی وہان گیا اقبال شاہ نے کہا کہ نہ تم اپنے حاکمون سے واقف اور نہ اُنکی کبھی صورت دیکھی پھر معاملات سلطنت کس طرح طے ہوتے ہین راسب شاہ نے کہا ای شہریار یہ سلطنت جس طرح سے کہ واضعون نے وضع کر دی تھی اُسی طرح سے برابر چلی آتی ہی کوئی امر جدید نہین ہوا کہ جو ہمکو رجوع بحاکم کرنا ہو یا اجازت کی حاجت پڑے اور ہمین سے اگر کسی نے کوئی امر خلاف حکم کیا پس وہ قتل کیا گیا یا معزول ہوا دوسرے ہمارے بزرگون کو ایک کتاب جاودان شاہ سے مرحمت ہوئی ہی کہ وہ ہمارے خاندان مین پشتہا پشت سے چلی آتی ہی جو کوئی کام اہم پیش آتا ہی تو اُس کتاب کو دیکھ لیا اور موافق حکم و ہدایت اُسکے کام کیا چنانچہ جب آپ وارد طلسم ہوئے ہمنے کتاب کو دیکھا تھا معلوم ہوا کہ بدون اجازت ارباب مثلثہ کے اقبال شاہ کے ساتھ ظہورستان کو نہ جانا اور وہ کتاب اقبال شاہ کے سامنے رکھدی اور کہا کہ یہ وہی کتاب ہدایت ہی حضور ملاحظہ فرمائین اقبال شاہ نے فرمایا تم اول حال جاودان شاہ سے ہمکو مطلع کرو کہ وہ کیا شخص ہی ہرچند کہ ہمنے طافی شاہ سے بھی سُنا تھا لیکن ہماری سمجھ مین نہین آیا عجب حیرت کی بات ہی کہ تم اپنے حاکمون کے مقام تک سے واقف نہین اور نہ نام جانتے ہو فقط ایک داستان بے اصل بیان کر دیتے ہو یہ نہین معلوم کہ کیا بات ہی راسب شاہ نے کہا ای شہریار ہملوگ اس اسرار سے آگاہ نہین ہین اور بعد اسکے راسب شاہ نے کہا ای شہریار اس شہر سے چار فرسخ ایک صحراے لق و دق ہی جسکو دشت سواد کہتے ہین وہان سے ہر سال گاہے گاہے ایک برزکوہی اس ہیئت سے خوفناک آواز دیتی ہی کہ خلائق شہر کا زہرہ آب ہو جاتا ہی اس دلیل سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید حاکم سوم کا وہی مقام ہوگا اقبال شاہ نے کہا خیر توکلت علی اللہ ہم اب آپ جاتے ہین اور جسطرح سے ہوتا ہی ہم یہ عقدہ بھی حل کیے لاتے ہین یہ کہکے اقبال شاہ اُس صحرا کی طرف روانہ ہوئے راسب شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا ای شہریار اقبال شاہ وہان تشریف فرما ہوئے اب تم بھی لوح زبرجد کو ملاحظہ کرو جیسا کہ لوح سے ہدایت ہو عمل مین لاؤ شاہزادہ نے جو لوح دیکھی لکھا دیکھا کہ ای جوان مُہر سوم برج جدی سے متعلق ہی اور اُسکی خبر دہندہ لوح جدید ہی اور بے لوح جدید بدون جائے دشت سواد کے دستیاب نہوگی اور وہان ایک برزکوہی اس شکل کی ایسی نظر آئیگی جسکی ایک شاخ زمین مین ہی اور ایک شاخ آسمان پر تو تم اُس برزکوہی کو یہ لوح زبرجد دکھانا اور کہنا یا راس الجدی مجھے لوح جدید چاہیے اور یہ لوح زبرجدی

برائے نشان لایا ہون وہ اسقدر شور وغل کریگی کہ طرفۃ العین مین تمام بزہاے صحرائی وہان جمع ہوجائینگی اور اُن مین ایک بُز سیاہ گول سر راس الجدی کی اس سرعت سے چرخ ماریگی جسطرح چاک کمھار کا پھرتا ہی راس الجدی اشارہ اُس سے کریگی وہ بُز وہان سے روان ہوجائیگی تم بھی پیچھے اُسکے چلے جانا وہ ایک درخت عظیم الشان کے قریب جاکر تھوڑی دیر مین سب پتے اُس درخت کے چر جائیگی بعد اُسکے ایک ٹکر اس زور سے درخت پر ماریگی کہ درخت زمین پر گر پڑیگا اور اُسی وقت دوسرا درخت وہان پیدا ہوجائیگا اور اُس درخت مین سات لوح بجاے پتے کے آویزان ہونگی تو تم لوح زبرجد کو ہاتھ پر رکھکر اس اسم کو کہ دعوت زحل ہی اُنیس ۱۹ مرتبہ پڑھنا لوح تمھارے ہاتھ سے درخت مین جاکر لٹک جائیگی اور لوح جدید تمھارے ہاتھ مین آجائیگی پھر جو معاملہ درپیش ہوگا اُس مین دیکھنا والسلام القصہ شاہزادہ نے لوح جدید اسی صورت سے حاصل کی پس فوراً وہ صحرا بدل گیا اور مثل صحراے اول کے ہوگیا اور ہر چہار طرف سے بوے مشک ایسی آئی کہ دماغ معطر ہوگیا پھر شاہزادہ نے جو غور سے دیکھا تو اپنے تئین ایک دائرہ ہفت رنگ پر پایا کہ خط پہلا ۱ اسکا سیاہ دوسرا ۲ صندلی تیسرا ۳ سُرخ چوتھا ۴ زرد پانچوان ۵ سپید چھٹا ۶ کبود ساتوان ۷ سبز تھا شاہزادہ نے لوح جدید کو دیکھا اُس مین لکھا تھا اے طالب اسرار الٰہی وسیار عجائبات نامتناہی یہ دائرۂ دعوت کواکب زحل ہی جسکو سبعہ سیارہ کہتے ہین اگر تجھے مُہر سوم ارباب مثلثہ خاکی فرمان پر اپنے مطلوب ہی تو سات روز دائرۂ سیاہ مین تسخیر موکل برج جدی کے مشغول ہو لیکن سواے برگ درخت سیاہ جو کنارۂ صفہ کے ہی اور کچھ نہ کھانا اور اُس اسم بزرگ کو باین تعداد پڑھنا روز ہفتم ایک مرد فیل سوار بلباس سیاہ بشکل مہیب نظر آئیگا وہ فرمان اُسے دینا وہ مُہر کردیگا لیکن ہنگام اوراد عجیب وغریب اشکال خوفناک پیدا ہونگی تم خوف نہ کرنا اور نہ قدم دائرہ کے باہر رکھنا ورنہ سرگردان ہوگے آخر شاہزادہ نے حسب ہدایت لوح اوراد عمل زحل کیا اور اشکال خوفناک نے کوئی درجہ ڈرانے کا باقی نہ رکھا آخر روز یعنی ساتوین روز دیکھا ایک عورت جمیلہ چار برس کا لڑکا بغل مین دبائے اور پیچھے اُسکے ایک مرد سیاہ رنگ مسلح خیز اخیز بھاگا چلا آتا ہی جب وہ عورت و مرد قریب دائرہ پہونچے ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گئے بعد ایک ساعت کے اُس مرد نے خنجر پتھر پر تیز کرنا شروع کیا اور وہ عورت بہ آواز دردناک و باچشم پُرآب اُس مرد سے بولی اے مرد ناانصاف تو نے میرے مان باپ و شوہر کو تو قتل کیا اور اب اس بچۂ بے گناہ سے باز آ مین بہرصورت تیری تابع فرمان ہون اُس مرد نے کہا کہ جب تک مین تیرے تمام خُرد و کلان کو قتل نہ کرونگا مجھے قرار نہوگا اسیواسطے خنجر تیز کررہا ہون کہ بچہ کو ذبح سے تکلیف نہو پھر اُس عورت نے بہ نگاہ حسرت شاہزادہ کو دیکھا اور کہا اے جوانمرد تم میرا حال سُنو کہ مین کیسی آفت مین گرفتار ہون اس ظالم ناخداشناس کو سمجھا دو کہ شاید تمھارے کہنے سے اس ظلم صریح سے باز آوے مین رئیس ہراد کی بیٹی ہون

اور رئیس مراد ایک قصبہ کا باشندہ ہی اتفاقات سے یہ مرد میری صورت دیکھ کے عاشق ہوا اور مجھے پیام بھیجا
کہ اگر تو مجھسے عقد کرے تو مین تیرا تمام عمر تابع فرمان رہونگا چونکہ شوہر میرا زندہ تھا مین نے جواب صاف دیا
پس ایک روز آدھی رات کو یہ میرے مکان مین آکر پوشیدہ ہو گیا میرے بھائی نے اسکو دیکھکر آواز دی تو کون ہی
اسنے اُسے قتل کیا اتنے مین میرے باپ کی آنکھ کھلی اسنے اُسے بھی مارا غرض اس مردود نے ماں باپ
بھائی شوہر سب کو بیگناہ قتل کیا اور مجھسے کہا اب تو تجھے کوئی عذر باقی نہین ہی جب کہ میرا کوئی وارث باقی
نہ رہا تب مین ناچار اس بچہ کو لیکر سر و پا برہنہ بھاگی یہ بھی میرے پیچھے ہو لیا کہ یہان تک نوبت پہونچی اب مین
اس ظالم سے کہتی ہون کہ مین تجھسے نکاح کرونگی اس بچہ کو تو چھوڑ دے یہ میری منت و زاری پر بھی نہین مانتا اور یہی
کہتا ہی کہ جب تک اس بچہ کو بھی قتل نہ کر لونگا ہرگز دست بردار نہونگا ابھی وہ مظلومہ شاہزادہ سے کل حال بیان
نہ کر چکی تھی کہ اُس مرد نے بچہ کو زبردستی بغل سے عورت کے چھین لینے کا قصد کیا اور وہ عورت اُٹھکر ایسی بدحواس
بھاگی کہ قریب دائرہ کے آکر گر پڑی اور بہ آواز دردناک رونے لگی شاہزادہ نے اُس مرد زنگی کو سمجھایا کہ ای
ظالم ناانصاف تجھے قتل کرنے سے اس بچۂ بیگناہ کے کیا فائدہ بہتر یہ ہی کہ تو اسکے خون سے درگذر زنگی بولا تو ہمارا
حاکم ہی جو انصاف کرتا ہی شاہزادہ کو اس کلام سخت سے ایسا غیظ و غضب طاری ہوا کہ بے تکلف دائرہ کے
باہر نکل آیا پس بمجرد نکلنے کے دائرہ سے ایک آندھی ایسی آئی اور طوفان سیاہ اُٹھا کہ تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا
جب تاریکی دفع ہوئی نہ وہ قصبہ تھا اور نہ وہ دائرہ نہ عورت نہ مرد شاہزادہ حیران و پریشان خود کردہ پشیمان
ایک جنگل ویران مین اپنے کو کھڑا دیکھتا تھا اُسوقت لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای مرد ناتجربہ کار تجھسے یہ عجب غلطی
فاش ہوئی کہ تو فریب مین شیاطین طلسم کے آگیا اور کام اپنا آپ خراب کیا اب عوض مین اس خطا کے تیری یہ
سزا ہی کہ تو ایک سال حیران و سرگردان رہے جو کچھ کہ ہوا سو ہوا خبردار خبردار اب بے دیکھے لوح کے کوئی
کام نہ کرنا ورنہ اور کسی بلا مین گرفتار ہو جائیگا شاہزادہ دل دادہ تین روز تک اطراف و جوانب مین پریشان
خراب و خستہ سرگردان رہا اور ہر ہر قدم اپنے پر نفرین کرتا رہا لیکن کوئی بستی نظر نہ آئی اور جو کوئی گانون ملا بھی
تو باشندے وہان کے ایسے حیوان خصلت تھے کہ اُن سے صحرا بہتر تھا آخر الامر شاہزادہ چھ مہینے کامل اسیطرح
آوارہ و سرگردان حیران و پریشان پھرا کیا ایک روز ایک شہر دور سے نظر آیا جب شہر مین داخل ہوا
دیکھا کہ ہر فرد بشر کے پاس ایک ایک بکری ضرور ہی کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکے پاس بکری نہو شاہزادہ سیر کرتا ہوا
چاندنی چوک مین پہونچا وہان بھی ہر دوکاندار کے پاس بکری دیکھی شاہزادہ حیرت زدہ کہتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی
کہ کوئی شخص ایسا نہین کہ جسکے پاس بکری نہو کوئی انسان از کہتا مہ بے بکری نہین ہی غرض ایک مرد سے پوچھا
کہ نام اس شہر کا کیا ہی اور حاکم وقت یہان کا کون ہی اُسنے کہا کہ اس شہر کو شہر بازیگران کہتے ہین اور بادشاہ

یہان کا چند روز ہوئے کہ مرگیا اب اُسکی بیٹی لاعبہ بازی گوش ہے اور وہی حکم رانی کرتی ہے شاہزادہ نے کہا اس شہر مین بکری کو بہت عزیز رکھتے ہین اور انسان کی کوئی قدر نہین کرتا یعنی جب سے مین یہان آیا ہون کسی نے نہ پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا جب تک کہ تو کسی بکری والے کی نوکری نہ کریگا اُس وقت تک کھانا پانی میسر نہ آئیگا شاہزادہ نے پوچھا کہ نوکری کو کہان جاؤن مجھے بجز بکری والون کے کوئی شریف معلوم نہین ہوتا اُس نے کہا عصر کے وقت معرکہ مین جاؤ وہان کوئی شکل نوکری کی نکل آئیگی شاہزادہ بولا معرکہ کیا چیز ہے اُسنے کہا مصرع آنچہ کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ٭ یعنی عیان کو کیا مین بیان کرون خود تم جاکر یہ ہنگامہ دیکھ لوگے ہم کیا بتائین شاہزادہ تین پہر کامل تشنہ و گرسنہ شہر مین سرگردان رہا جب عصر کا وقت آیا خلائق شہر چار طرف سے اپنی اپنی بکریان لیکر بازار کی طرف روانہ ہوئے شاہزادہ سب کے ساتھ چلا دیکھا کہ خلائق ہر طرف سے آتی ہے اور ایک میدان وسیع مین جمع ہوتی جاتی ہے الا کوئی شخص بے بکری کے نہ تھا شاہزادہ نے اُس میدان مین ایک مکان کھپرون سفال سبز کا بنا ہوا دیکھا اور اُسمین ایک شاہ نشین بطور رہان بنا کے ایسی بنی تھی کہ جس سے کل بازار کا تماشا بخوبی دکھائی دے اور اُس شاہ نشین مین چھت پر دے اور شیشہ آلات سجا ہوا تھا نوکر چاکر اپنی اپنی خدمت پر موجود تھے اس اثنا مین ایک ڈھول نواز اُس معرکہ مین آیا اور اُسنے دہل کو خوب بجایا کہ تمام خلائق اُس شاہ نشین کی طرف متوجہ ہوئی شاہزادہ بھی دیکھنے لگا پھر دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین تاج مرصع نگار سر پر رکھے ہوئے بالاے قصر تشریف لائی بقول میر حسن شعر

برس پندرہ ایک کا سن و سال　　نہایت حسین اور صاحب جمال

بقول امانت ؎

غور سے مین نے جو وہ نور کی صورت دیکھی　　جلوہ حسن مین اللہ کی قدرت دیکھی　　ٹکٹکی بندھ گئی میری ہوئی حالت جو تباہ
مسکرانے لگا منھ پھیر کے وہ غیرت ماہ　　کی لگاوٹ سے پھر اُسنے مری جانب جو نگاہ　　کرگئی ذبح مجھے تیغ نظر خاطر خواہ

حسن کی چار طرف جلوہ گری کو دیکھا　　تخت پر صحن مین اس رشک پری کو دیکھا

جامی فرماتے ہین اور یہ ابیات اسی کی گویا صفت مین ہین ابیات

چاردہ سالہ بتی برلب بام　　چون مہ چاردہ در حسن تمام　　بر سر از ناز کلہ گوشہ شکست
ہر گل از سنبل تر سلسلہ بست　　او فروزان چو مہ کردہ ہجوم　　بردر و بامش اسیران چو نجوم

جب وہ نازنین شمع رخسار آفت جان عاشق زار تخت جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئی ایک خواجہ سرانے باواز بلند اُس قصر پر سے کہا کہ اے طالبان امور سلطنت و عاشقان ملکہ ماہ طلعت جس کسی کی بکری اپنے ہنر و فن مین تیار ہو معرکہ مین لائے کہ جلوہ گاہ انصاف گرم ہے خلائق نے اول طبلہ بجایا بعدہ چند بانے

لکڑی کے تلے اوپر مثل بندر والون کے رکھے جیسے کہ بندر والے تماشے کے وقت تلے اوپر پائے رکھکر بکرے کو
کھڑا کرتے ہین اُسی طرح ہر ایکنے اپنی بکری کو کھڑا کیا الغرض کسی کی بکری پانچ پانوُن پر کھڑی ہوئی اور
بعض کی سات پانوُن پر اور کسی کی بکری نو پانوُن پر اس سے زیادہ کسی کی بکری کھڑی نہوسکی اور جو بکری کہ اس
تماشے کو کرتی تھی اسکو فندی کہتے تھے تو اُسی وقت ڈھول بجاتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ جانم فندی
واہ قربانت شوم شاہزادہ اس تماشاے حیرت افزا سے نہایت متحیر تھا اور کہتا تھا کہ اسطرح کا تماشا بھی
کبھی نہین دیکھا اور وہ سب شریف قوم معلوم ہوتے تھے کوئی پاجی اور بد قوم نظر نہ آیا بلکہ ہاتھی نشین اور
پالکی نشین تھے جب اہل شہر یہ تماشا کر چکے تو ملکہ لاعبہ بازی گوش خود ایک بکری سیاہ ابلق جسکے سینگ
طلائی مرصع نگار تھے لیکر صحن مین تشریف لائی اور خود آپ وہی پایہ تلے اوپر رکھے اور بکری کو اُس پر چڑھایا
اور چارون طرف سے محل کے عجیب وغریب باجے بجنے لگے اور تمام کنیزین اور خواصین خوش گلوئی سے
جانم فندی قطعۂ دیگر کہتی تھین کہ کسی اہل معرکہ مین جان باقی نہ رہی تھی الغرض ملکہ کی بکری چودہ پائے
پر گئی اور بکریون سے بہت زیادہ قائم رہی جب آفتاب عالمتاب قریب غروب ہوا اُسی خواجہ سرا نے
ندا دی کہ اب سب رخصت ہون اور کوئی بکری ایسی پیدا کرے کہ جو ملکہ کی بکری سے زیادہ بڑھ جائے خلائق
وہان سے اپنے اپنے مکان کو گئی فقط شاہزادہ رہ گیا مگر اب بھوک کی شدت نہایت ہوئی کہ حال غیر ہونے لگا
شاہزادہ نے کہا خدایا اب مین کہان جاؤن اور کسکے در پر کھانا جاکر مانگون ناچار لوح کو دیکھا یہ ہدایت ہوئی
کہ ای جوان سر راہ ایک مرد مُسن بالباس سفید عمامہ سبز سر پر رکھے تجھے ملیگا اور ایک لڑکا اُنیس برس کا
زرد پوش اُسکے ساتھ ہوگا تم بھی اُسکے ہمراہ ہوجانا جب وہ اپنے مکان پر پہونچین اُنسے بیان کرنا کہ مین غریب
مسافر ہون یقین ہی کہ وہ تجھے نوکر رکھ لے اور یہ شہر کہ برج جدی کے منسوبات سے ہی یہان زہرہ اور زحل
کے قران کا نمونہ نظر آتا ہی یہی وجہ ہی جو خلائق یہان کی فن بازیگری اور بکریون کو معزز و ممتاز سمجھتی ہی غرض
شاہزادہ نے اُس پیر مرد سے ملاقات کی اور اُسکے ہمراہ مکان مین گیا جب وہان صحبت گرم ہوئی تو فرمایا
ای بزرگ مین مسافر ہون اور کوئی صورت معاش شہر مین مجھے نظر نہین آتی اُس بڈھے نے چار بکریان
شاہزادہ کو حوالہ کین اور کہا انکے دانے پانی کی خبر لینا پس یہی تمھاری نوکری ہی شاہزادہ نے دل مین
کہا واہ سبحان اللہ کبھی بکریان نہ چرائین تھین سو یہان یہ خدمت بھی کرنی پڑی جو نوشتۂ تقدیر ہو وہ رد نہین
ہوسکتا چارو ناچار وہ خدمت قبول کی بڈھے نے شاہزادہ کو حمام مین بھیجا اور لباس شاہانہ دیا اور کہا
ای جوان اس خدمت سے آزردہ نہونا کہ یہان کوئی مرتبہ اس سے زیادہ معزز نہین ہی کہ تو [illegible] آپ دیکھ چکا
ہی کہ ہر امیر وغریب یہی کام کرتا ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ لڑکا زرد پوش ہر وقت آہ کرتا ہی پوچھا ای عزیز

تیرا کیا حال ہی اُسنے کہا اِی جوان مین شاہزادہ اسی شہر کا ہون اور یہ لاعبہ نازنین جو بادشاہی اس ملک کی
کرتی ہی میرے چچا کی بیٹی ہی اور یہان کی بادشاہت اس شرط پہ ہی کہ جسکی بکری چودہ پایہ پر سوار ہوجاوے
وہ بادشاہ ہوگا چنانچہ ملکہ لاعبہ بازی گوش بعد انتقال اپنے باپ کے بادشاہ ہوئی کہ بکری اُسکی چودہ پایہ
پر سوار ہوتی ہی اور مین مدت دراز سے ملکہ لاعبہ پر عاشق ہون اور رات دن اُسکے ہجر مین بیقرار رہتا ہون
ہر چند مین نے ہزار بکریان فقط اس نظر سے تعلیم کی ہین کہ شاید کوئی بکری ملکہ کی بکری سے زیادہ ہو لیکن اجتک
ممکن نہوئی بلکہ اور اور بھی اُمرازادے اسی فکر مین ہین جیساکہ تو نے دیکھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ بڈھا
تیرا کون ہی اُسنے کہا میرا پدر بزرگوار ہی اور بادشاہ مرحوم کا بھائی حقیقی ہی شاہزادہ کو اسکے حال پر نہایت رحم آیا

یہان شاہزادہ کو خدمت بکریون مین مشغول رکھکر داستان صفوانہ دایہ اور منطقہ زرین کمر کی بیان کیجاتی ہی

راوی کہتا ہی کہ جسوقت دایہ صفوانہ نے بنظر محبت منطقہ زرین کمر کے اور بخوف سعید لوحدار کے
بیت المعمور کے حوض مین غوطہ مارا اسکو اپنے حال کی کچھ خبر نہ رہی اور چند ساعت بیہوش رہی
بعد اسکے جسوقت کہ ہوش مین آئی کیا دیکھا کہ صحراے لق و دق ہی اور اُس مین درخت سایہ دار کثرت سے
ہین اور ہر درخت کے سایہ مین عورات نازنین جمع ہین لیکن کہین جانے کی تیاری پائی جاتی ہی دایہ صفوانہ
نے قریب جاکر اُنکی گفتگو سُنی تو ایک عورت نے دوسری سے کہا مین بوا ابکی مرتبہ اپنی مراد کو عبادت خانۂ عظمی مین
جاؤنگی دوسری نے کہا مین اپنے بیٹے کے بیاہ کی دعا مانگونگی دایہ صفوانہ سمجھ گئی کہ یہ عورات کسی معبدگاہ
مین جائینگی آخر دایہ صفوانہ نے اُنسے پوچھا کہ تم کہان جاؤگی اور یہ کون ملک ہی اُنھون نے کہا کہ یہ ملک
طرابستان ہی اور شہر جنبوبیہ بھی اسے کہتے ہین اور شہر سودائیان بھی نام ہی اور یہان ایک مقبرہ
حضرت حوا علیہ السلام کا ہی اور نام اُسکا معبد بزرگ ہی مرادمند وہان ہر سال جمع ہوکر اپنی مراد بذریعہ
اُس صاحب مقبرہ کے درگاہ مجیب الدعوات سے دعا مانگتے ہین اور خداوند کریم اُسکی برکت سے مقصد ہر ایک کا
حسب دلخواہ برلاتا ہی اگر تیری کوئی مراد ہو تو ہمارے ساتھ چل دایہ صفوانہ اُنکے ہمراہ روانہ ہوئی الغرض
پانچوین روز شہر جنبوبیہ مین پہونچی دایہ صفوانہ نے ایک جانب لشکر قاہرہ کو خیمہ زن دیکھا جب دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر اقبال شہنشاہ کا ہی موسم زیارت مین سب کاروان سرا زنانے ہو جایا کرتے ہین کہ
عورات وہان اُترتی ہین دایہ صفوانہ بھی مع اپنے ہمراہیون کے ایک سرا مین مقیم ہوئی دوسرے روز
شیرینی اور پھول اور شمع لیکر معبد بزرگ مین گئی دایہ صفوانہ نے گنبد عالیشان سنگ یشب کا دیکھا اور

انواع انواع طرح کے پتھر کی پچی کاری بڑی تیاری سے تھی اور نہایت پر تکلف بنا تھا اور اسقدر ہجوم عورات نظر آیا کہ کوئی جگہ خالی نہ تھی کہ جہان عورات کے غٹ کے غٹ اور گروہ کے گروہ نہ تھے آخر دفعہ تمام عورات معبد بزرگ مین جاتین اور نذر و نیاز کرتی تھین

اب راوی کو حال ملکہ سوداوہ سیہ نقاب کا بھی ضرور بیان کرنا ہی

واضح ہو کہ مسعود نام جو ملکہ سوداوہ کو ایک عالم جنون مین قلعہ داغ مین لیگیا تھا یہ حرکت اوسکی مجنونانہ تھی بلکہ طرفہ یہ تھا کہ جب سے ہوش مین آیا تھا پھر کبھی نام سوداوہ کا زبان پر نہ لاتا تھا عشق و عاشقی تو چیز دیگر ہی مگر سوداوہ کو ایسا سودا سے عشق مسعود نا مجو کا ہوا تھا کہ ایک لحظہ قرار و آرام اوسکو نہین آتا تھا یہی وجہ اسکی تھی کہ جو اوسنے واسطے مراد دلی کے معبد عظمی کا مقصد کیا تھا اور اپنی مراد اوسنے صاحب ادلیہ سے طلب کی تھی جب زیارت سے فارغ ہوئی تو سر راہ ایک کمرے پر براے سیر آیند و روند بیٹھ رہی خواصین اکثر عورات مفلسہ کی کچھ اعانت کرتی تھین اور کہتی تھین کہ تم دعا کرو کہ خداوند تعالی ہماری ملکہ کو بھی مراد دلی عطا کرے اتفاقاً صفوانہ بھی اودھر سے گذری تو خواصون نے صفوانہ کو بھی کچھ دیا اور دعا کی فرمایش کی صفوانہ نے کہا تم کیون مجھے دیتی ہو کہ مین کبھی یہ دعا نہین کرونگی ملکہ نے صفوانہ کو بلا کر پوچھا کہ ای ضعیفہ تو کیون دعا نہین مانگتی صفوانہ نے کہا ای ملکہ آفاق مین تمھاری دشمن نہین ہون کہ جو دعا نمانگون اسوجہ سے عذر کرتی ہون کسواسطے کہ درگاہ باری مین وہ دعا مستجاب ہوتی ہی کہ جو شخص اول بندہاے خدا کے حق مین دعاے خیر کرے بعدہٗ انکے طفیل مین اپنے واسطے دعا مانگے تو خداوند کریم اوسکی دعا جلد مستجاب کرتا ہی ملکہ کو یہ بات صفوانہ کی پسند آئی اور پوچھا تم کہان کی باشندہ ہو صفوانہ نے کہا قصہ باثبت سنو میرا قصہ ایک داستان طول و طویل ہی اور یہان اسقدر فرصت نہین کہ جو مین اپنا حال گذارش کرون ملکہ نے کہا اگر تیرا جی چاہے تو میرے پاس رہ مین تجھکو نہایت عزت سے رکھونگی صفوانہ نے کہا مین اقرار ہمیشگی کا نہین کرسکتی البتہ چندے کے واسطے مضائقہ نہین ہی مین حاضر ہون ملکہ صفوانہ کو محل مین لیگئی صفوانہ جو منطقہ زرین کمر کی دایہ تھی چند روز مین ایسی مصاحبت کی کہ ملکہ سوداوہ کو ایک لحظہ بدون صفوانہ کے قرار و آرام نہ تھا ایک روز ملکہ سوداوہ نے فرمایا کہ ای صفوانہ تو نے اقرار کیا تھا کہ مین وقت فرصت کے حال اپنا بیان کرونگی اب بیان کر کہ وطن تیرا کہان ہی اور حال کیا ہی صفوانہ نے ابتدا سے انتہا تک حال گذشتہ اپنا بیان کیا یعنی قصہ منطقہ زرین کمر اور حفیظ ثریا مکان اور حوض بیت المعمور مین داخل ہوکر غائب ہو جانا کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ملکہ سوداوہ کہ خود دردمند و دردرسیدہ تھی وہ بھی رونی کچھ سبب اپنی حقیقت اور مسعود کے عشق کی بیان کی اور کہا مین نے اسی کے واسطے تجھے تکلیف دی تھی کہ تو دعا کر

صفوانہ نے پوچھا کہ اے ملکہ اب مطلوب تمھارا کہان ہے سوداوہ بولی کہ مطلوب میرا لشکر کا ہراول ہے جو تُو نے بیرون شہر دیکھا اور سردار لشکر اقبال شاہ جو میرے باپ سے ملازمت روح الملک کا درپے ہے اور اُسکا بھائی شاہزادہ معز الدین واسطے اجازت ارباب مثلثہ خاکی کے طلسم جدی مین گیا ہے تاکہ باپ کو میرے کوئی حیلہ باقی نہ رہے دایہ نے کہا شاہزادہ معز الدین سے تو مین بھی واقف ہون الا تم یہ کہو کہ مطلوب تمھارا تم سے کچھ ملتفت ہے یا نہین ملکہ سوداوہ بولی اے صفوانہ ہم اور وہ ایک مدت تک ایک جا رہے ہے لیکن اُس بے مروت کی آنکھ مین مطلق نور محبت نہین ہے صفوانہ بولی اُس زمانہ مین مسعود کے ہوش کب درست تھے یقین ہے کہ اُس نے تمھاری صورت بھی بدیدہ ہوش نہ دیکھی ہو اگر اب وہ تمکو دیکھے تو ضرور تم پر فریفتہ ہو جائے جس طرح سے کہ ممکن ہو تم ایک بار اُس سے ملاقات کرو ملکہ نے کہا یہ عقدہ بجز تیری ذات کے حل نہو گا اور یہ اشعار پڑھے

اشعار

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد	در آید جلوۂ حسن از در گوش
زجان آرام برباید ز دل ہوش	ز دیدن ہیچ اثرے درمیانہ	کند عاشق کسان را غائبانہ

صفوانہ نے کہا خاطر جمع رکھو مین مسعود کے پاس جا کر استمزاج لیتی ہون لیکن دربانون کو حکم دیدو کہ مین جسوقت آؤن کوئی متعرض حال نہو صفوانہ بلباس فقیرانہ محلسرا سے نکل عابدہ نام اپنا بیان کرکے تمام شہر مین پھرتی ہوئی لشکر اقبال شاہ مین پہونچی اور دو ایک روز مین خدمتگارون سے مسعود کے ایسی ملی اور آشنائی پیدا کی کہ وہ مرید ہو گئے قضارا ایک روز مسعود واسطے سیر باغ کے آیا تھا صفوانہ بھی وہان پہونچی اور ایک مصاحب سے مسعود کے کہا کہ مین تمھارے صاحب سے ملاقات کیا چاہتی ہون مصاحب نے مسعود سے کہا کہ ایک زن عابدہ نام خدارسیدہ آپ سے ملاقات کو کہتی ہے اور وہ ایسی باصفت ہے کہ زبان اُسکی تعریف سے قاصر ہے کبھی کبھی وہ ہمارے لشکر مین بھی آتی ہے مسعود نے باشتیاق تمام صفوانہ کو بُلایا چونکہ خدا نے شان نسوان مین انّ کیدکنّ عظیم فرقان مین فرمایا ہے صفوانہ نے بانداز تمام و تمکنت مالاکلام مسعود سے ملاقات کی مسعود نے کہا اے زاہدہ صاحبہ تم گاہے گاہے ہمارے غریب خانہ کو بھی سرفراز فرمایا کرو صفوانہ نے کہا اگرچہ فقیر کا شیوہ یہ نہین کہ کسی کی صحبت مین جائے مگر ہان بنظر اخلاق تمھارے وقت فرصت کبھی آجایا کرونگی الغرض چند صحبتون مین صفوانہ مسعود کی ایسی مصاحب خاص ہوئی کہ مسعود کو بغیر صفوانہ ایک دم قرار نہ آتا تھا آخر ایک روز صفوانہ نے خلوت مین مسعود سے کہا اے فرزند تو نے کبھی کسی سے محبت بھی کی تھی یا اسی طرح اوقات لڑائی بھڑائی مین گذرانی مسعود نے کہا مین محبت کا نام بھی نہین جانتا کہ کیسا ہوتا ہے اور یہ چہ جا کہ عشق مین نہین جانتا کہ کیا چیز و بلا ہے بد ہے صفوانہ نے کہا قول بزرگون کا یہی ہے

گر عشق نہ بودی بخدا کس نرسیدی — این جام محبت بجہان کس نچشیدی
محبت مسبب محبت سبب — محبت سے ہوتا ہے کار عجب

افسوس ہزار افسوس اور حیف کی جا ہے کہ جسے ایام جوانی خداوند تعالے نے عطا فرمائے وہ نعمت و لذت دُنیا سے محروم رہے اور محبت کا کبھی دل مین خیال بھی نہ آئے کہ حدیث وآیہ ہے المجاز قنطرۃ الحقیقہ تونے سُنا ہوگا کہ خداشناسی خاص عشق مجازی سے ہے پھر صفوانہ نے مسعود کے روبرو ملکہ سوداوہ سیم نقاب کا ذکر چھیڑا اور اسقدر تعریف کی کہ دل نادیدہ کو مشتاق ملاقات کا کردیا مسعود نے کہا اے عابدہ مجھے اور ملکہ سوداوہ سے ایک عالم بے خودی مین یکجائی رہی لیکن مجھ مین ایسے حواس نہ تھے کہ جو مجھے تشکل ملکہ سوداوہ کی یاد رہتی عابدہ نے کہا کہ اگر تجھکو ملکہ سوداوہ کا دیکھنا منظور ہو تو میرے ساتھ بحیلہ شکار فلان کوچہ پر چل کہ وہان ایک باغ ملکہ سوداوہ کا ہے اور آٹھوین روز وہ وہان آتی ہے مین تجھے دور سے ایک نظر دکھا دونگی پھر تو جانیگا کہ ایسا بھی حُسن جہان سوز دنیا مین ہوتا ہے مسعود کہ عین شباب مین تھا عابدہ کے کہنے سے بے قرار ایسا ہوا کہ تاب ضبط کی نہ لا سکا آخر اقبال شاہ سے رخصت شکار لیکر صفوانہ کے ساتھ باغ پر پہونچا اور صفوانہ ملکہ سوداوہ کے پاس گئی اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ سوداوہ مبارک ہو مین تیرے شکار کو لگا لائی ہون اور جو تیاری مسعود کی ملکہ سوداوہ سے بیان کی ملکہ سوداوہ بھی اُسی وقت سوار ہوکر باغ مین آئی اور تین سمت چق کی پردہ رکھا ایک طرف واسطے سیر و تماشے کی خالی رکھا جب نصف شب گذری صفوانہ مسعود کے پاس آئی اور کہا چلیے دیکھیے کہ کیا قدرت صانع نظر آتی ہے مسعود تنہا صفوانہ کے ہمراہ ہوا یہان ملکہ سوداوہ نے بیچ باغ مین ایک چبوترہ پر فرش مکلف بچھوایا اور ہر چہار طرف روشنی کروائی صفوانہ نے مسعود کو ایک غنچہ درخت مین لاکر کھڑا کردیا اور کہا کہ نظر غور سے دیکھ وہ ملکہ سوداوہ بیٹھی ہے مسعود نے جو ملکہ سوداوہ کو دیکھا کہ ایسی ایک نازنین خوبصورت شمع رخسار پری پیکر مہروش باحسن و جمال ہے کہ اگر فرشتہ بھی دیکھتا تو پرواز آسمانی بھول کر گرپڑتا اور مصاحبت ہاروت و ماروت مین چاہ بابل کو چلا جاتا پس مسعود بے اختیار اُس صورت دلفریب و ماہ طلعت عابد فریب و زاہد کش پر عاشق زار ہوگیا اور نشۂ بے خودی مین ایسا از خود رفتہ ہوا کہ مطلق خبر دنیا مافیہا کی نہ رہی جب ذرا ہوش آیا اُسوقت سے صبح تک اُسی کی صورت دیکھتا رہا اور یہ شعر پڑھا کیا شعر

کاش کہ خصلت آئینہ مین پیدا کرتا — وہ مجھے دیکھتا اور مین اُسے دیکھا کرتا

اب صفوانہ کا یہ حال ہوا کہ کبھی مسعود کے پاس اور کبھی ملکہ سوداوہ کے پاس آتی تھی ملکہ سوداوہ بولی اے صفوانہ تو مسعود کو میرے پاس کیون نہین لاتی صفوانہ نے کہا ایسا نہو کہ مسعود اس حرکت سے گستاخ ہوکر تمھارے عزو وقار مین کسی طرح کا فرق لائے دوسرے ہر شے کا ایک وقت اور موقع ہوا کرتا ہے آیندہ جو حکم ہو

مین بسر و چشم بجا لاؤن ملکہ سوداوہ چپ ہو رہی اور کچھ جواب نہ دیا غرض صبح کو صفوانہ نے بجبر مسعود کو باغ
سے باہر نکالا مسعود نے ایک ہفتہ صفوانہ کا انتظار کیا بعدہٗ ملازمون کو حکم تلاش عابدہ کا دیا کہ جہان عابدہ کو
پاؤ ہمارے پاس بلا لاؤ ملازمین ہر چہار طرف سرگردان پھرے لیکن صفوانہ کا کہین نشان نہ پایا اور بعد
دو ایک ہفتہ کے خود عابدہ لشکر مین آئی ملازمون نے جو دیکھا کہا کہ ای عابدہ تم کہان چلی گئی تھین ہمارے
آقا نے تمھین ہر چند تلاش کرایا لیکن تمھارا پتہ نہ لگا ہر روز تمھاری یاد رہتی ہے عابدہ بولی کہ ایک کار ضروری
آج کل مجھے ایسا درپیش تھا جس سے مین نہین آئی ملازم فوراً صفوانہ کو مسعود کے پاس لیگئے مسعود بولا ای مشفقہ

غم دادی و غمخواری نکردی	دلم بردی و دلداری نکردی

اور اس غزل کے چند شعر پڑھے

غزل

مرا آتش زدی با جان چہ کردی
چہ کردی خانہ آبادان چہ کردی
نمک بر زخمہاے دل فشانی
خزان با بلبل نالان چہ کردی
بمشت خون کہ آن را دل لقب بود

بدشمن ساختی جانان چہ کردی
نمودی خاطر ما را پریشان
دگر درد مرا درمان چہ کردی
زدی در جیب صبرم چاک چون گل
سراپا آتش سوزان چہ کردی
چہ کردی آہ ای نادان چہ کردی

وفا را خاک انسان برباد دادی
شمیم زلف مشک افشان چہ کردی
پریشان ساختی اوراق گل را
بہارستان مشتاقان چہ کردی
سپردی دل بآن بے باک سینے

سبحان اللہ تمنے ایک مجھ بیچارے غربت زدہ آوارہ و ناتجربہ کار کو دام اجل مین گرفتار کر دیا اور آپ
الگ ہو گئین شاید دنیا مین شیوہ مروت اسی کا نام ہے غور کرو کہ مین تمھارے فرمانے سے باغ مین گیا اور
ایک بلاے ناگہانی مین پھنس گیا اور تم جو اُس روز سے غائب ہوئین تو پھر پتہ نہ لگا آج صورت دکھائی دی
اب حیران ہون کہ انجام کار ہمارا کیا ہوگا صفوانہ نے کہا ای صاحب مین نے ایک تماشا تمکو دکھا دیا الا یہ قرار
تو نہین کیا تھا کہ مین ایک بادشاہ کی بیٹی سے تمھین ملا دونگی آخر میری بھی آبرو ہے یا نہین اگر کوئی دیکھے یا سنے گا
تو کیا کہیگا کہ یہ عورت عابدہ کاہے کو ہے بلکہ مشاطہ اور مکارہ ہے اور بر تقدیر اگر حال تمھارا ایسا ہی نحیف و زار ہوگا
تو ایک بار اور تمکو لیجا کر ملکہ سوداوہ سے ملاقات کرا دونگی آیندہ تم جانو اور تمھارا کام اور یا وہ معشوقہ گلفام
مسعود بولا کہ میری بھی یہی راے ہے کہ ایک بار صورت اُس مایۂ فساد آفت جان و بلاے بے درمان یعنے ملکہ
سوداوہ کی اور دیکھ لون کہ اس دل مشتاق دیدار کو تسکین ہو جس طرح سے کہ ماہی بے آب تڑپ رہا ہے
کسی طرح قرار نہین لیتا صفوانہ ملکہ سوداوہ کے پاس آئی اور اُسنے مسعود کی بیقراری کا حال بیان کیا
ملکہ سوداوہ بولی کہ مین باغ مین جاتی ہون تم مسعود کو بلا لاؤ صفوانہ مسعود کے پاس آئی اور ملکہ کے

باغ مین جانے کا حال بیان کیا مسعود شکار کے حیلہ سے باغ مین پہونچا اُس روز ملکہ سوداوہ دو چار خواصین ہمراز فقط ہمراہ لائی تھی اور کوئی غیر نہ تھا صفوانہ سے مسعود کو بُلایا اور تمام شب عاشق و معشوق باہم صحبت عیش و عشرت مین رہے صبح کو مسعود ملکہ سوداوہ سے رخصت ہوکر لشکر مین آیا اور ملکہ سوداوہ باغ مین اشتیاق مسعود مین رہی اور مسعود ہر روز آیا کیا مگر سوائے بوس و کنار اور نوبت بوجہ پابندی شرع کے نہ آئی فقط

عاشق و معشوق کو یہان عیش و عشرت مین مشغول رکھا جاتا ہی اور بار دیگر داستان شاہزادہ معزالدین والامکان کی پھر شروع کیجاتی ہی

اول یہ قصہ یہان تک گذارش ہوا ہی کہ شاہزادہ معزالدین شہر بازیگرون مین بکریون کی پرورش کرتا ہی اور بڈھا یعنی سالوط چچا ملکہ لاعبہ کا اور فرزند اُسکا کالوط زردپوش نہانی مین شاہزادہ کی مصروف رہتا ہی اب شاہزادہ نے پھر لوح کو دیکھا لوح مین یہ عبارت نکلی کہ شہر سے پندرہ فرسخ پر ایک قصبہ ہی کہ وہان ایک بڑھیا سمنانہ نام رہتی ہی اُسکی بکری نے شب گذشتہ کو دو بچے دیے ہین ایک سیاہ ابلق اور دوسرا سیاہ مطلق تو قصبہ مین جاکر وہ بچہ سیاہ مطلق جتنے کو دے خرید کر لا جب وہ بچہ دودھ پینا ترک کرے تو چیارہ اُس درخت کا جو پادشاہی باغ مین ہی اور پنج برگا یعنی پانچ پتے اُس کی ہر شاخ مین ہین اور نام اُسکا درخت ناشناس ہی یعنی اصل خدا جانے کیا نام ہی اور رات اُس بکری کا وہ تل جو کہ تیس برس کے ہون وہ کھلانا کہ اُن تلون پر ایک دورہ زحل کا گذر گیا ہوگا اور سات روز یہ اسم جو حاشیہ لوح پر کندہ ہی اُن سیاہ تلون پر پڑھنا جب وہ بچہ دو مہینے کا ہو تب اُسے تعلیم دینا یقین ہی کہ وہ ایک ہی ہفتہ مین اکیس پایون پر چڑھ جائے پھر بعد شرط جیتنے کے کالوط زردپوش کا ملکہ لاعبہ سے عقد کر دینا پھر اُس روز سے بجائے لاعبہ کے کالوط بادشاہی کریگا اور کوتوالی شہر تھوڑے دنون کے واسطے تو لے لینا اور ہر دمان شہر کو خوب غور سے دیکھنا ساتوین روز کوتوالی سے ایک لڑکا چار برس کا خانمان آوارہ پیادے کوتوالی کے تیرے پاس لاوینگے تو اُس بچہ کو اپنے پاس رکھنا اور شہر مین منادی سے ندا کرا دینا کہ جس کا بچہ چار برس کا گم ہو گیا ہو وہ خود آکر لیجائے اکثر آدمی بیان کرینگے کہ یہ بچہ ہمارا ہی تو اُنسے نام پوچھنا جس وقت نام اصلی بچہ کا شنگال کوئی بیان کرے اور یقین ہی کہ تو بھی اُنسے سنا سا ہو اُس وقت تو اُس عورت کو علیحدہ لیجا کر کہنا کہ منجملہ شوہر اور پسر تیرے کے ہمکو ایک آدمی درکار ہی وہ سبب پوچھیگی اُس وقت تم کہنا کہ آج کل بادشاہ کا جگر ضعیف ہو گیا ہی چنانچہ حکیمون نے تیرے شوہر یا لڑکے کا جگر واسطے دوا کے تجویز کیا ہی وہ عورت بہت شور و غل مچائیگی اور کہے گی کہ آج تک کسی نے اپنے شوہر یا بچہ کو بخوشی قتل کرایا ہی جو مین واسطے قتل کرنیکے دون

اُس وقت تو کہنا کہ ای مُردار تجھے یاد ہوگا کہ تو نے اور تیرے خاوند نے لاعبہ بازی گوش کے باپ کا دل اور جگر کس مزے سے کھایا تھا اور فلان جا بے کفن اُسکو دفن کیا تھا وہ عورت ایک لمحہ چُپ ہوگی بعد اسکے کہیگی کہ خاوند مجھکو بہت عزیز ہی بچہ کو مین دے سکتی ہون تم کہنا ای مُجیبہ خاوند تیرا فلان درخت کے سائے مین اسی بچہ کو ذبح کرتا تھا تو ہرگز راضی نہوتی تھی بلکہ تو نے میری پناہ لی تھی اور مجھے دائرۂ محفوظ سے باہر نکلوا دیا تھا اور مین ایک سال کامل تیرے سبب سے جنگل بیجنگل صحرا بصحرا حیران و پریشان سرگردان پھرا اب آج کیسی محبت خاوند کی ہوگئی کہ بچہ کو خاوند کے عوض قتل کرنے کو دیتی ہی پھر اُس ملعونہ کو قتل کرنا اور کلیجہ اُسکا کہ سیاہ ہوگا اُسے آگ مین جلانا جب وہ خاک ہوجائے اُسے آنکھون مین لگانا آیندہ جو معاملہ غیب کا درپیش ہو اُسے لوح مین دیکھنا قصہ مختصر شاہزادہ معزالدین کالوط سے رخصت ہوکر قصبہ مین پہونچا اور اُس بڑھیا سے ملاقات کی وہ بڑھیا نہایت ضعیف تھی **شعر**

رواں از ہر تن موجے تغیرے	زہی ہیکرش مشت خمیرے

اور فی الحقیقت ایک بکری بھی سمنانہ کے پاس اُسی صورت کی دیکھی کہ تمام شہر مین کسی کے پاس نہ تھی اور اُسنے دو بچے بھی اُسی رنگ کے دیے تھے سمنانہ نے شاہزادہ معزالدین سے پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی شاہزادہ نے فرمایا مین تمھارا مہمان ہون سمنانہ نے کہا بسر و چشم آئیے اتنے مین سمنون بن سمنانہ آیا سمنانہ بولی ای جان مادر آج ہمارے غریب خانہ مین ایک مہمان سے قدم رنجہ فرمایا ہی تمکو اسکی مہمانداری لازم ہی سمنون دعوت مین شاہزادہ کی مصروف ہوا شاہزادہ شب کو وہان رہا صبح کو سمنانہ سے فرمایا خدا تمکو زندہ و سلامت رکھے مین تمسے ایک چیز طلب کیا چاہتا ہون اگر انکار نہ کرو تو مین کہون سمنانہ بولی کہ سوا اس بچہ سیاہ بکری کے اور جو چیز چاہو حاضر ہی شاہزادہ نے فرمایا ای مادر مہربان مین نے تو اسی بچہ کیواسطے تمھین تکلیف دی تھی وگرنہ میرا یہان کیا کام تھا اور مین بقیمت چاہتا ہون جو تم کہو مین قیمت بچہ بکری کی دینے کو حاضر ہون سمنانہ بولی کہ تمسے اس بچہ بکری کی قیمت نہ دیجائیگی شاہزادہ نے کہا ایسی کیا قیمت ہی معلوم تو ہو سمنانہ نے کہا کسی زمانہ مین ہمارے گھر مین گلہ گوسپند کا تھا جب وقت انتقال سمنون کے باپ کا پہونچا اُسنے کہا بعد ہمارے یہ سب بکریان تباہ و غارت ہوجائینگی لیکن ایک بکری حاملہ فقط باقی رہیگی تو اُسے بہوشیاری تمام رکھنا اُسکے دو بچے ایک ابلق دوسرا سیاہ مطلق ہوگا اور اُسی زمانہ مین ایک شاہزادہ بخواہش بچہ بکری سیاہ کے آئیگا کہ اُس بچہ سے اُسے سلطنت ملیگی تو جسوقت تک اُسکی خواہر سے اپنے بیٹے کی شادی کا اقرار نہ کرلینا اُس وقت تک ہرگز بچہ نہ دینا شاہزادہ اِس بیان سے ضعیفہ کے چُپ ہو رہا اور لوح کو دیکھا لوح سے ہدایت ہوئی کہ جو کچھ ضعیفہ کے قبول کرنا شاہزادہ وہان سے سالوط کے پاس آیا اور فرمایا ای بزرگ

دیکھنے لگی اور اس چالاکی سے ایک خنجر شاہزادہ کو مارا کہ اگر غافل ہوتا تو کام تمام کر دیا تھا شاہزادہ نے
وہی خنجر ہاتھ سے چھین کر عورت کا پیٹ چاک کرکے اور کلیجہ نکال کے دیکھا تو واقعی جگر اُسکا روسیاہ کا سیاہ تھا
پھر بہ ہدایت لوح اُس زنگی کا بھی جگر نکال لیا ہرچند کہ زنگی نے بھی حملہ شمشیر کا خاطر خواہ شاہزادہ پر کیا
لیکن خدا کے فضل سے کارگر نہوا بعد اسکے پھر لوح دیکھی تو لوح مین یہ لکھا تھا کہ جو جگر سیاہ ہو اُسکا سرمہ بنانا
اور جگر زنگی کا لیکر صحرا کو جانا وہان بزکوہی یعنی راس الجدی ملیگی وہ جگر اُسکے آگے رکھدینا وہ جگر کو لیکر غائب
ہو جائیگی تو یہ سرمہ اُسی وقت آنکھون مین لگا لینا پھر اُسی دائرہ مین جا پہونچیگا پھر اوراد باقی کو تمام کرنا
بعد ختم ہونے اسم کے ایک مرد فیل سوار موکل برج جدی بلباس سیاہ نہایت حشم و خدم سے قریب دائرہ کے
آئیگا فرمان اُسے دینا وہ مہر اُس فرمان پر کر دیگا قصہ مختصر شاہزادہ نے موافق ہدایت لوح کے عمل کیا
اور فرمان پر مہر کرالی یہان پر بعض مورخ نے لکھا ہے کہ بجائے فیل کے وہ شخص بکری پر سوار تھا پھر شاہزادہ نے
لوح دیکھی معلوم ہوا کہ طلسم جدی ختم ہوا اب تم اپنے مقام کو روانہ ہو جاؤ کہ یار و آشنا تمھارے انتظار مین ہین
شاہزادہ وہان سے روانہ ہوا بعد دو روز کے ایک تکیہ فقیر کا ملا دیکھا کہ صدہا مرد و زن وہان جمع ہین لیکن سبکے
سب شیرینی واسطے نذر و نیاز کے ہاتھون مین لیے تھے اس طرح سے کہ گویا کسی کے انتظار مین ہین کہ ناگاہ
حجرے سے ایک فقیر عمامہ سفید سر پر رکھے باریش ابلق یعنی کچھ سفید اور کچھ سیاہ باہر آیا تمام خلائق اُس فقیر کے
قدمبوس ہوئی اور نذر و نیاز گذرانی فقیر نے نذر لیکر لوگون کو تقسیم کر دی اور پھر اُسی حجرے مین داخل ہوا بعد
تھوڑی دیر کے اور ایک فقیر بے ریش حجرے سے باہر آیا لیکن قد و قامت اور شکل و شمائل مین فقیر اول سے نہایت
مشابہ تھا شاہزادہ سمجھا کہ شاید یہ دونون فقیر برادر حقیقی ہین و یا توام پیدا ہوے ہون سب لوگ اُسکے بھی
قدمبوس ہوئے درویش نے اشارہ کیا کہ سب لوگ حجرے کے اندر جا کر دیکھیں اکثر لوگ حجرہ مین گئے
شاہزادہ بھی اندر گیا اور چار طرف جو بنظر غور دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پھر سب کے سب حجرے سے باہر
نکل آئے اور صاحب تکیہ کے قدمبوس ہوئے درویش پھر حجرے مین داخل ہوا اور اب جو وہ فقیر حجرے سے
باہر آیا تو ریش دراز اُسکی دیکھی خلائق نے پھر حجرہ دیکھا کہین کوئی طاق وغیرہ بھی نظر نہ آیا شاہزادہ نے بھی
خوب دیکھا مگر وہان کوئی دریچہ وغیرہ بھی نہ دیکھا دل مین کہا یہ عجب شعبدہ ہے دیا سحر ہے سوا اسکے اور کیا
تصور کیا جائے آخر ایک مرد سے پوچھا کہ یہ دونون فقیر جو حجرہ سے باہر نکلے شاید باہم دونون بھائی ہین
اُسنے کہا یہ دو فقیر نہین ہین بلکہ ایک ہی فقیر ہے اور یہان کا یہ قطب اعظم ہے اور یہ صاحب کرامات ہین جو
تمنے دیکھا شاہزادہ نے کہا شان فقرا مین جو کہا جائے وہ سچ ہے علاوہ اسکے تکیہ مین ایک درخت انار دیکھا
کہ اُسمین چار شاخین ہین دو شاخون مین پتے زبرجد کے ہین شاہزادہ نے کہا ایسا درخت بھی نظر سے نہین گذرا

جب قریب درخت کے گیا دیکھا کہ ایک سانپ کالا درخت کو حلقہ مین لیے بیٹھا ہی شاہزادہ نے دلمین کہا
اس حال کو دریافت کرنا ضرور ہی دوسرے روز جو لوح کو دیکھا تو ایک حرف نظر نہ آیا شاہزادہ قطب اعظم کا
مرید ہوا قطب اعظم نے کچھ کلمات وحدت وجود کے تلقین کیے اتفاق سے ایک روز کچھ آنکھ مین خارشت ہوئی سرمہ
تو موجود تھا شاہزادہ نے سرمہ آنکھون مین لگا یا لیکن اُسکے خواص سے ماہر نہ تھا کہ سرمہ لگانیوالا نظر خلائق سے
گم ہو جاتا ہی مرشد کے پاس جاکر باواز بلند سلام کیا مرشد کو آواز معلوم ہوئی اور کوئی آدمی نظر نہ آیا اور مریدون
سے پوچھا کہ یہ کسکی آواز ہی مرید مرشد سے زیادہ حیران ہوئے شاہزادہ سمجھ گیا کہ مین سرمہ کی جہت سے اُنھین نظر
نہ آیا فوراً سرمہ دھوکر مرشد کے پاس پہونچا مرشد نے کہا ابھی ایک آواز بالکل تمھاری آواز کے مشابہ آئی تھی شاہزادہ
نے فرمایا اے قطب زمانہ واقعی آواز اسی مرید خاص کی تھی مین بوجہ صفائی باطن کے حضرت کو نظر نہ آیا ظاہرا بعد آپکے
میرے سوا کون مرتبہ خلافت کا رکھتا ہی درویش کو یہ کلمہ شاہزادہ کا سخت ناگوار معلوم ہوا اور خاموش ہو رہا
دوسرے روز درویش بزرگ کی جو زیارت کو خلائق آئی اور بعض اُن مین تازہ وارد تھے درویش جو بخاطر اُنکے
حجرے مین گیا شاہزادہ بھی بعجلت تمام سرمہ لگاکر حجرے مین داخل ہوا دیکھا کہ درویش نے ایک برگ درخت انار
کھایا بمجرد کھانے اُس پتے کے ڈاڑھی ایسی غائب ہوگئی کہ اصلا نشان بالون کی جڑ تک کا باقی نہ رہا پھر حجرے سے
باہر نکل آیا خلائق بدستور دست بوس ہوئی اور نذر و نیاز گذرانی فقیر نذر قبول کرکے پھر حجرے مین گیا اس مرتبہ
ایک پتی سبز کھائی پھر ویسی ہی داڑھی ہوگئی شاہزادہ نے کہا واہ عجیب و غریب ترکیب ہی واہ اے قطب اعظم
اب حال معلوم ہوا یہ ساری کرامات درخت کی پتیان دکھاتی ہین پھر شاہزادہ چند پتے درخت کے لینے کی ترکیب
مین تھا اور دل مین کہتا تھا کہ کیا فکر کرین جو پتے اس درخت انار سے لیتے چلین قضائے کار درویش کو حاجت پتون
کی ہوئی درویش نے سب کو ایک بہانہ سے تکیہ کے باہر کر دیا شاہزادہ فقط بوجہ نظر نہ آنے کے کہ سرمہ
لگائے ہوئے تھا رہ گیا درویش نے ایک لکڑی مارچوبہ ہاتھ مین لیکر اول ادھر اُدھر دیکھا جب کہ تکیہ مین کوئی آدمی
نظر نہ آیا درخت کے پاس گیا اور لکڑی سے سانپ کو مارا واضح ہو کہ مارچوبہ ایک لکڑی ہی کہ اُسکو جب سانپ
دیکھتا ہی وہ بھاگ جاتا ہی چھوٹا بڑا کوئی ہو پاس نہین آتا غرض جب وہ سانپ باغ مین بھاگ گیا درویش اور شاہزادہ
نے بخوبی وہ پتے توڑ لیے اور علیحدہ دونون نے پتون کو رکھ لیا پھر درویش تکیہ مین اور شاہزادہ مریدون کے پاس
آیا شاہزادہ نے جب دیکھا کہ سب مرید جمع ہین اُس وقت درویش سے کہا کہ اے قطب دوران اب مجھے
آپ یہ اجازت دیکر رخصت کرین کہ مین بھی کسی شہر مین جاکر دوکانداری کو آپ کی جاری کرکے رونق آپ کی
مریدی کو دون درویش اس کلمہ سے نہایت خفا ہوا اور کہا اے فقیر سراپا حقیر تجھکو ایک ہفتہ مین یہ مرتبہ حاصل ہوگیا
کہ ہماری خلافت کا دعویٰ کرتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ آپ تو ایک ہفتہ کو فرماتے ہین اور مین یہ کہتا ہون کہ مین

شخص کو آپ کا جی چاہے ایک آن مین سب کرامات بخشدین یہ فقط آپ کی نظر عنایت و مرحمت کا سبب ہی جو
مجھے آپ نے ایک ہفتہ مین اتنی بڑی کرامت عنایت فرمائی حضور چاہین امتحان فرمالین اور جس مرید پر حکم ہو
وہ عمل حسب ہدایت حضرت کے بجالائے اور آپ بچشم خود ملاحظہ فرمالین کہ آیا عمل درست ہی یا نہین علاوہ اسکے
بروقت تعلیم اس عمل کے حضرت نے وعدہ کیا تھا کہ مین تمام مریدون سے پہلے پگڑی فضیلت کی تیرے سر پر رکھونگا
مین نہین جانتا کہ اب انکار مین آپ کی کیا مصلحت ہی اور اگر آپ کو پوشیدہ کرنا منظور تھا تو مجھکو اس امر سے منع فرمایا ہوتا
تو مین سب کے سامنے یہ کلمہ کبھی نہ کہتا درویش کو ایسے کلمات سے زیادہ تر غصہ آیا اور کہا او دغاباز جھوٹے مکار
ہمنے عمل بزرگ تجھے بتایا ہی تو ایک مرید صاحب ریش پر ہمارے عمل کر ہم بھی دیکھین کسطرح عمل کرتا ہی شاہزادہ
نے فرمایا ہان آپنے یہ بھی تعلیم کیا تھا کہ غیر آزمایش کوئی مرید مرشد کا قائل نہو اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ حضور کی خفگی محض واسطے
امتحان کے تھی خیر مین حکم آپ کا بسروچشم بجالاتا ہون لیکن حضرت بھی بنظر انصاف ملاحظہ فرمادین راوی کہتا ہی کہ جس
روز شاہزادہ نے دعوائے خلافت درویش سے کیا تھا اول دو کلچہ پکائے تھے اور ایک مین برگ سبز جس سے داڑھی
نکل آتی ہی اور دوسرے مین برگ زرد جس سے داڑھی بالکل دور و غائب ہو جاتی ہی ملا کر لایا تھا قصہ کوتاہ سب
مریدون کے آگے ایک مرید ریش دراز کو کلچہ برگ زرد کھلایا بس ایک ہی لحظہ مین داڑھی اُسکی غائب ہوگئی بعد اسکے
دوسرا کلچہ شیرینی والا کھلایا بدستور فورًا لنبی داڑھی موجود ہوگئی درویش نیرنگ ساز نے جو یہ تماشا دیکھا ہوش اُڑ گئے
اور حواس جاتے رہے اور تمام مرید اس امر عجیب سے درویش نیرنگ ساز کے بھڑک گئے بلکہ بدگمان ہوگئے اور
یقین ہوا کہ یہ درویش مکار و جعل ساز ہی کہ مرید جدید کو تو عمل فورًا بتایا اور ہم لوگ اتنے دنون سے خدمت کرتے ہین
ہمکو نہ بتایا آخر ایک مرید نے نہایت برہم ہوکے طنز یہ کہا سبحان اللہ ہم اس مدت سے خدمتگذاری مین ہین اور
ایک حرف بھی ہمکو نہ بتایا خدا جانے اس مرید نو وارد کے کیا حقوق خدمت حضور پر ثابت ہوئے کہ جو مرشد نے
تمام مریدون پر اسکو فضیلت دیدی اور کرامت باطنی بھی بخش دی بلاشبہہ یہ فقیر منافق و مکار ہی دوسرے مرید کہ جنکو
کچھ اعتقاد تھا اُنھون نے کہا ایسے کلمات سخت و کریہ مرشد کو نہ کہنا چاہیے اے احمق راندۂ درگاہ مرشد کے حق مین
یہ بےادبی مناسب نہین مرشد نے جسکو لائق و مناسب سمجھا اپنی نعمت بخشدی اگر تجھ مین یہ لیاقت ہوتی تو تجھے بھی
دیتا اسمین مرشد کا کیا قصور ہی تیسرے نے جو کہ آتش حسد مین جل بھُن کے کباب ہوگیا تھا اُسنے اُس ناصح اور مرشد
دونون کو خوب گالیان دین اور ایک گھونسا زور سے کلہ پر ناصح کے مارا کہ منہ اُسکا ٹیڑھا ہوگیا اور مرید سوم نے بھی
جواب ترکی بترکی دیا بعد اُسکے خوب مارپیٹ اور داڑھی نچول ہوئی جو لوگ کہ زیارت کو آئے تھے اُنھون نے
ہرچند سمجھایا لیکن فقیر باز نہ آئے آخر آدھے ایک سمت اور آدھے ایک طرف ہوئے خوب چوب چماق چلی جب
درویش نے یہ فساد اور ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا سمجھا کہ بعد اس جنگ کے پھر مجھ تک بھی نوبت ضرور ہی آئیگی پس

ایک حجرے مین جاکر دروازہ حجرے کا اندر سے بند کرلیا اور دل مین کہتا تھا کہ افسوس نہ مین اسکو مرید کرتا نہ اس
بلا مین گرفتار ہوتا شاہزادہ بھی سرمہ آنکھون مین لگائے جنگ وجدل کا تماشا دیکھ رہا تھا اور اُنکے حرکات
مارپیٹ پر ہنستا تھا یہان تک کہ سب لوگ اُس جنگ وجدل سے زخمی ہوکر اپنے اپنے بستر پر بیٹھ رہے شاہزادہ
در حجرے پر آیا اور کہا اے قطب اعظم اب اپنے مرید خاص کے حق مین کیا ارشاد ہوتا ہے درویش نے حجرہ کے اندر
سے کہا اے درویش مین خود ہی تیرا مرید ہوا اور تو میرا مرشد ہے اب جو کچھ کہ تو کہے مین منظور کرون لیکن اسوقت
ان مریدون مرتدون سے میری جان و آبرو بچا نہین تو یہ مردود مجھے بعذاب سخت ہلاک کرینگے شاہزادہ نے
کہا آپ خاطر جمع فرمائین مین ایک دم مین یہ فساد مٹائے دیتا ہون درویش بولا جتنی جلدی کیجیے بہتر ہے شاہزادہ
سرمہ دھوکر مریدون کے پاس گیا مریدون نے تعظیم دی شاہزادہ نے فرمایا قطب اعظم فرماتے ہین کہ اب
شر و فساد بیکار ہے جسوقت کہ تیر کمان سے گذر گیا پھر کمان مین نہین آتا اب تم صبر کرو بعد ایک سال کے تمھین سے
کسی کو یہ دولت اور نعمت ضرور بخشدونگا کسواسطے کہ اگر مین یہ نہ کرتا تو میرے ہاتھ سے یہ دولت جاتی رہتی اور کسی کے
کام نہ آتی اب میرے خیال مین یہ ہے کہ بسال آیندہ سے ہر ملک مین ایک مرید کو سجادہ نشین اپنا کرونگا اور ہر سال
ایک ایک کو اپنا فیض باطنی بخشونگا مریدون نے جو یہ شاہزادہ کی زبانی سنا اپنے افعال سے منفعل ہوکر شاہزادہ
سے کہنے لگے کہ اب ہم آپ کو اپنے مرشد سے زیادہ تصور کرتے ہین آپ کسی طرح سے ہمارا قصور مرشد سے معاف
کرادین شاہزادہ اُنھین تشفی دیکر حجرے کے در پر لایا اور اُنکی خطا معاف کرائی درویش بعد گفت وشنید کے حجرہ سے
باہر آیا اور چار و ناچار دستار اور جبہ اپنا شاہزادہ کو دیا شاہزادہ جبہ و دستار لیکر وہان سے جنوبیہ حصار کو روانہ ہوا

اب راوی شاہزادہ کو راہ مین سرگرم رفتار رکھتا ہے اور بار دیگر حال مسعود نامجو اور ملکہ سوداوہ سیہ نقاب کا بیان کرتا ہے

راوی کہتا ہے کہ جس وقت ملکہ سوداوہ باغ مین آتی تھی مسعود بھی ضرور جاتا تھا ایک روز مسعود ملکہ سوداوہ کے
پاس گیا تھا یہان لشکر مین اقبال شاہ نے دریافت کیا لوگون نے کہا مسعود شکار کھیلنے گیا ہے اقبال شاہ نے کہا
روز شکار کو مسعود کا جانا خالی از علت نہین معلوم ہوتا ہے ایک دراندازنے کہا کہ حضور مسعود راسب شاہ کی
بیٹی پر عاشق ہوا ہے اور وہان ہر روز بحیلۂ شکار جایا کرتا ہے اگر راسب شاہ اس حال سے آگاہ ہوگیا تو پھر
کار مرجوعہ مین فرق پڑجائیگا بلکہ کیا عجب ہے کہ ظہورستان جانے مین بھی عذر کرے اقبال شاہ نے کہا تم
کیا کہتے ہو عشق کوئی امر اختیاری نہین ہے مسعود کو پوشیدہ جانے سے کیا حاصل ہم راسب شاہ کو خود اُسکی
نسبت کا پیام دینگے دوسرے روز جو مسعود سلام کو گیا اقبال شاہ نے کہا ہے مسعود پوشیدہ تمھارا جانا

اچھا نہین ہی کہ اسمین راسب شاہ کی بدنامی ہی دوم اس امر کا زیادہ تر لحاظ رکھنا چاہیے کہ مبادا وہان کسی علت مین گرفتار نہو جاؤ خاطر جمع رکھو ہم جب تک ملکہ سوداوہ سے تمھارا عقد نہ کرینگے ہرگز یہان سے نہ جاینگے دوسرے روز راسب شاہ کو اقبال شاہ نے اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ مسعود نامجو ایک دلاور دوران اور بہادر زمان پہلوان ہمارے لشکر کا ہی اور حسب و نسب کا بھی اپنے نجیب الطرفین ہی بلکہ مین اُسکو اپنا بھائی اور قوت بازو جانتا ہون لہذا تم اُس گوہر صدف عصمت یعنی ملکہ سوداوہ کا حسب آئین شرع متین مسعود سے عقد کر دو تاکہ سلسلۂ اتحاد و محبت و دادنی مابین ہمارے ساتھ رہے کسواسطے کہ مسعود اور ملکہ سوداوہ عرصۂ دراز تک ایک جگہ رہیے ہین اب اُنکا باہم رہنا ہی ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہی والسلام راسب شاہ نے بی بی سے کہا اور محترق الملک وزیر سے مشورہ لیا آخر یہ جواب راسب شاہ نے دیا کہ ہنوز وہ امر جسکے واسطے شاہزادہ معزالدین تشریف فرما ہوئے ہین وہ طی نہین ہوا جب وہ تشریف لاوینگے تو انشاءاللہ تعالی جیسا ارشاد ہوگا ہم بجالاوینگے اقبال شاہ چُپ ہو رہا مگر ملکہ سوداوہ کو تو عشق مسعود چڑھا ہوا تھا اتنا صبر کہا **شعر**

اُٹھتے ہی یار کے ہوئی اس درجہ بیکلی
کیا کیا گھمنڈ تھے ہمین صبر و قرار کے

تاب ضبط مفارقت مسعود نہ لاسکی صفوانہ سے مسعود کو بُلا بھیجا کہ ہم فلان روز باغ مین آئینگے تم بھی آنا یہ تو کہتی ہی پھرتی تھی **شعر**

کس سے کہین ہم آہ بُرائی نصیب کی
دل لگتے ہی فلک نے جُدائی نصیب کی

اور سچ تو یہ ہی کہ بقول کسی شاعر کے **شعر**

یارب کسی پری کا کوئی آشنا نہو
اور آشنا بھی ہو تو کبھی وہ جُدا نہو

پس یہ تو صدمۂ مہاجرت سے بیتاب ہو رہا تھا کہ **ابیات**

اے شفیق و رفیق عاشق زار
تو ہی گویا زبان عاشق ہے

مہربان میرے قاصد غمخوار
غنچۂ دل کو بس نسیم ہے تو

تو ہی روح روان عاشق ہے
مرض عشق کا حکیم ہے تو

یہ کہکے بدون اجازت اقبال شاہ پوشیدہ صفوانہ کے ساتھ باغ مین ملکہ سوداوہ کے پاس پہونچا اور عاشق و معشوق باہم گرم صحبت ہوے کہ قضائے کار و اتفاق روزگار راسب شاہ بھی اُسی ایام مین شکار کو گیا تھا اور چار نفر خواجہ سرا بھی ہمراہ تھے شب مہتاب مین سیر کرتا ہوا ایک باغ مین گیا کہ وہ باغ قریب باغ ملکہ سوداوہ کے تھا کہ ناگاہ راسب شاہ نے آواز سرود کی سُنی پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہی خواجہ سرا بولا ملکہ سوداوہ کا باغ ہی راسب شاہ نے یاقوت خواجہ سرا سے کہا کہ ہم اسطرح ملکہ سوداوہ کے پاس جاینگے کہ کسی کو ہماری خبر نہو یہ کہکے دیوار باغ پر چڑھ خواجہ سرا اُن کے ساتھ باغ مین آیا اتفاقاً ایک کنیز کسی کام کو

باہر جو آئی اُسنے جو پانچ چار شخص کو مسلح دیکھا کہ دیوار باغ پر آتے ہین اُسیوقت ملکہ سوداوہ کو اطلاع کی ملکہ سوداوہ بمجرد سُننے اس خبر کے ایک حجرہ مین پوشیدہ ہو گئی اور مسعود عالم اضطرار مین وہان آیا جہان راسب شاہ باغ مین کھڑا تھا کہ اُن خواجہ سراؤن نے بخیال چور کے مسعود کو گرفتار کر لیا مسعود نے بخیال ناموس اپنی معشوقہ کے دم نہ مارا اور گرفتار ہو گیا راسب شاہ نے تاریکی مین مسعود کو پہچانا نہین اور یاقوت کو حکم دیا کہ اس چور کو سرہنگون کے حوالہ کر دو اور کہدو کہ اسی وقت کوتوال شہر کے سپرد کر دے کل ہم صبح کو دربار عام مین سزا دینگے یاقوت نے حسب الحکم بادشاہ مسعود کو سرہنگ مجاہد کے حوالہ کر دیا مجاہد نے حمید دلاور کوتوال کے پاس بھیجدیا صفوانہ نے جو یہ دیکھا کہ مسعود گرفتار ہو گیا اُسی وقت باغ سے باہر نکل اور گھوڑے پر سوار ہو بہ جلدی تمام لشکر مین اقبال شاہ کے پہونچی اور دربانون سے کہا کہ مجھے اس وقت شاہزادہ اقبال شاہ سے ایک کار ضروری ہے تم جلد اطلاع کردو دربانون نے اطلاع کی اقبال شاہ نے صفوانہ کو بُلا لیا صفوانہ نے بعد تسلیم کے کہا کہ مجھے تخلیہ مین کچھ عرض کرنا منظور ہے اقبال شاہ صفوانہ کو ایک مکان مین لیگیا وہان صفوانہ نے تمام حقیقت حال اقبال شاہ سے بیان کی اور کہا اگر اسی دوپہر رات مین مسعود کے رہائی کی تدبیر ہو گئی تو بہتر ہے والّا اگر راسب شاہ کو حال معلوم ہو گیا تو پھر کوئی تدبیر پیش رفت نجائیگی اور کیا عجب ہے کہ بیٹی کو بھی اپنی قتل کرے مین نے حضور کو آگاہ کر دیا آیندہ حضور کو اختیار ہے اقبال شاہ نے پوچھا اب مسعود کہان ہے صفوانہ نے کہا کہ بحکم شاہ کوتوالی مین قید ہے اقبال شاہ نے کہا افسوس مین نے اُس بیوقوف کو اکثر منع کیا لیکن اُسنے میری فہمایش نہ مانی آخر اپنے اعمال کی سزا کو پہونچا

اب یہ قصہ یہان پر چھوڑا جاتا ہے اور پھر حال شاہزادہ معزالدین کا بیان کیا جاتا ہے

القصہ جب شاہزادہ درویش سے جبہ اور دستار لیکر تکیہ سے باہر آیا درویش نے بیس آدمی مرید اپنے جو کہ فن سپہ گری کا دعویٰ رکھتے تھے اُنھین شاہزادہ کے پیچھے روانہ کیا اور کہا مین تم مین سے ہر ایک کو قطب زمانہ کردونگا الّا کہ تم اُس فقیر کو دست و پا بستہ میرے پاس لاؤ یا اُسکا سر لاؤ یہ فقیر سیاہ پیشہ شاہزادہ کے تعاقب مین بے خوف و اندیشہ روانہ ہوئے اور تیسری منزل مین شاہزادہ سے ملاقات کی شاہزادہ نے دل مین کہا کہ یہ نیرنگیان نیرنگ شاہ کی ہین جو اُنھین میرے قتل کو بھیجا ہے اس عرصہ مین وہ فقیر بھی شاہزادہ کے پاس آن ہی پہونچے اور ہر چہار طرف سے شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ نے تین چار کو جھٹ پٹ جان سے مارا باقی سمجھ گئے کہ شاہزادہ سے جنگ مین ہم سر بر نہونگے اب مکر و فریب سے کام نکالنا چاہیے آخر بالاتفاق سب فقیرون نے کہا اے جوان ہمین بجز اسکے اور کوئی کام نہین ہے کہ مرشد نے تمھین بُلایا ہے بخوشی تمام تم

ہمارے ساتھ چلو شاہزادہ نے کہا آج تم یہان رہو کل مین تمھارے ہمراہ چلونگا فقیر چُپ ہو رہے حسب اتفاق اُن فقیرون مین آدھے فقیر داڑھی والے تھے اور آدھے بے داڑھی کے شاہزادہ شام کو ایک کاروان سرا مین اُترا اور روٹی خمیری فقیرون کے واسطے پکوائی اور یخنی لیکن آدھے خمیر مین پتے زرد ملا دیے اور آدھے مین پتے سبز جب کھانا تیار ہوا شاہزادہ نے داڑھی والون کے آگے زرد پتے والی روٹی رکھی اور بے داڑھی والون کے آگے سبز پتے کی بعد اسکے خود سُرمہ آنکھون مین لگا کر وہان سے روانہ ہوا فقیرون نے جو وہ روٹی کھائی جنکی داڑھی تھی وہ غائب ہو گئی اور جنکی داڑھی نہ تھی اُنکے داڑھی موجود ہو گئی تمام فقیر اس حرکت سے منفعل ہوے اور اُسی شکل سے مرشد کے پاس پہونچے مرشد نے پوچھا کہ خیر ہی یہ کیا شکل ہی فقیرون نے کہا یا مرشد آپ ہر سال ایک مرید کو کرامت بخشتے تھے اُس مرد نے تمام فقیرون کو ایک ساعت مین قطب زمانہ کر دیا یہان شاہزادہ اقبال شاہ کے لشکر مین داخل ہو گیا اور وہ وہ وقت تھا کہ اقبال شاہ صفوانہ سے باتین کر رہا تھا جب اقبال شاہ کو شاہزادہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تا بہ در واسطے استقبال شاہزادہ کے گیا شاہزادہ نے وہ فرمان مُہری ارباب مثلثۂ خاکی کا اقبال شاہ کو دیا اور پوچھا کہ مین اسوقت تمھین فکر مین پاتا ہون اور یہ ضعیفہ کون ہی اقبال شاہ نے حقیقت مسعود کے گرفتار ہونے کی بیان کی اور کہا یہی فکر مجھے اسوقت تھی کہ کسی صورت سے وہ مسعود احمق چھوٹ آئے یہ ضعیفہ سچ کہتی ہی کہ اگر اسی شب مین وہ چھوٹتا تو بہتر ہی ورنہ مسعود اور ملکہ سوداوہ دونون ضایع ہوونگے اور مُفت خون ناحق دونون کا ہوگا شاہزادہ نے کہا مین حاضر ہون جو کہو بجا لاؤن اتفاقًا اقبال شاہ نے آب خاصہ مانگا آبدار آب خاصہ لایا اور صفوانہ نے آبدار کی صورت دیکھی اقبال شاہ سے کہا ای شہریار تمھارے آبدار کی صورت یاقوت سے ایسی مشابہ ہی کہ گویا وہی بعینہٖ ہی دونون بھائی حقیقی معلوم ہوتے ہین پس یہ فرق ہی کہ وہ بے داڑھی ہی اور یہ باریش شاہزادہ معز الدین نے پوچھا اب کسقدر رات باقی ہوگی اقبال شاہ نے کہا کہ دو پہر ایک بجا ہی شاہزادہ نے کہا تم فکر نہ کرو مین ابھی مسعود کو کوتوالی سے بلوائے لیتا ہون بعد اسکے سب کے سامنے وہ برگ سبز آبدار کو کھلایا بمجرد کھانے برگ کے داڑھی معلوم نہوئی کہ کہان گئی الغرض صفوانہ آبدار کو لیکر وہان سے روانہ ہوئی آبدار نے موافق تعلیم صفوانہ کے دروازہ پر شہر کے جاکر دربانون سے کہا کہ یاقوت ناظر بادشاہ کا واسطے کسی کام ضروری کے کوتوال کے پاس جاتا ہی تم دروازہ کھولدو دربانون نے دروازہ کھولدیا یاقوت عملی کوتوال کے پاس آیا اور کہا کہ بادشاہ نے اُس چور کو اسی وقت طلب کیا ہی کوتوال نے کہا ای ناظر صاحب سرہنگ مجاہد نے تمھارے ہی زبانی ہمین حکم دیا ہی کہ اس چور کو باحتیاط تمام قید رکھو اب آپ یہ فرماتے ہین یاقوت عملی نے کہا ای مردک تو کیا شاید دیوانہ ہوا ہی کہ معاملات شاہی مین دخل دیتا ہی خدا جانے بادشاہ نے اس وقت کیا سوچا اور جب کیا سمجھا تھا یہ چور باغ سے گرفتار ہوا ہی بادشاہ کو اسکا افشا منظور نہین ہی کوتوال

مارے خوف کے چپ ہو رہا اور مسعود کو حوالہ کر دیا مسعود شبا شب اقبال شاہ کے پاس پہونچا اقبال شاہ نے فرمایا ای مسعود آخر تمنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا اور خود اپنے کو بلا مین گرفتار کرایا تھا اگر شاہزادہ اس وقت نہ آجاتا پھر تیری جان و آبرو دونون جاتی رہتین مسعود نے ہاتھ شاہزادہ کے آنکھون سے لگائے اور کہا

ای شہریار کامگار سہ

بود بدست تو گویا کشاد مشکل ہا — کہ شد ز آمدنت حل عقدۂ دلہا
برای واشدن غنچہ دلم چو نسیم — چہ خوب آمدۂ طی نمودہ منزلہا

پھر اقبال شاہ نے شاہزادہ کیواسطے محفل عیش و نشاط تیار و آراستہ ہونے کا حکم دیا الغرض تین روز تک تمام لشکر مین ہنگامہ عشرت و نشاط برپا رہا چوتھے روز اقبال شاہ نے مسعود کے ہاتھ پیغام راسب شاہ کو بھیجا کہ الحمد للہ اب تمام کام حسب دلخواہ دوستون کے پورے ہوئے یعنی شاہزادہ معز الدین نصرت قرین بھی دشت سوادسے بخوشی تمام مراجعت فرماکر شب کو داخل لشکر ظفر پیکر ہوئے اب تمکو بھی کوئی عذر و حیلہ یقین ہو کہ باقی نہ رہا ہو یہان راسب شاہ بعد گرفتار کرنے مسعود کے ملکہ سوداوہ کے پاس گیا اور کہا ای جان پدر مینے تمکو بارہا نصیحت کی کہ جس روز باغ مین رات کو رہو چارون طرف قرار واقعی باغ کا بندوبست کروالیا کرو تمنے دیکھا کہ آج ایک چور مینے تمھارے باغ مین گرفتار کیا ملکہ نے بادشاہ کی بات کا مطلق جواب نہ دیا اور چپ ہو رہی راسب شاہ وہان سے شہر مین آیا اور صبح کو کوتوال سے چور کو طلب کیا کوتوال نے عرض کیا کہ میان یاقوت ناظر اسی وقت شب کو چور حسب الطلب حضور کے خود آکر لیگئے بادشاہ کو بیان سے کوتوال کے غصہ آیا اور فرمایا او بے وقوف یاقوت ناظر تمام شب ہمارے پاس سے جدا نہین ہوا حاضر رہا اور تو کہتا ہو کہ یاقوت چور کو خود لیگئے کوتوال نے بادشاہ کے سر کی قسم کھائی اور تمام عملہ کوتوالی نے کوتوال کے صداقت کی گواہی دی بادشاہ کو ہرگز اعتماد نہوا اور قریب تھا کہ سزا سے چور کو توال کو دیجائے اتنے مین محترق الملک وزیر پہونچا اور اُسنے بعد دریافت مقدمہ کے عرض کیا کہ ای شہریار حضور غور فرماوین کہ کوتوال کو غلط بیانی سے کیا حاصل میرے نزدیک اسمین کوئی بھید ہو یقین ہو کہ دو ایک روز مین حضور پر ظاہر ہو جائیگا کہ درگہ سالار نے اطلاع کی کہ ایلچی اقبال شاہ کا دربارگاہ پر موجود ہی اور حضور کی اجازت چاہتا ہو راسب شاہ نے مسعود کو اندر بُلایا مسعود نے پیام اقبال شاہ دیا راسب شاہ نے محترق الملک وزیر سے فرمایا واقعی اب اسمین کوئی حجت شرعی باقی نہین ہی محترق الملک نے کہا اول حضور اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین کی دعوت فرمائیے بعد اسکے مُہر فرمان کو اپنے کاغذ سے مطابق کیجیے اگر وہ مُہر مطابق ہو جائے پھر آپ کو اختیار ہو کہ ہمراہ تشریف لیجائیے خواہ وعدہ فرمائیے کہ بروقت ظہور رستان مین ہم بھی حاضر ہونگے راسب شاہ نے کہا البتہ یہ رائے تمھاری نہایت انسب ہی اور ملکہ سوداوہ کے مقدمہ مین بھی یہی

جواب کافی و وافی ہی محترق الملک نے کہا یہ امر تو شدنی ہی کسواسطے کہ عورت کو خدانے واسطے مرد کے پیدا کیا ہی اور مسعود ایسا داماد ملنا آپ کو مشکل ہی کیونکہ وہ نہایت لائق و فائق ہی پس راسب شاہ نے اقبال شاہ اور شاہزادۂ معز الدین کی دعوت کی اور مُہرہاے فرمان کو اپنی کتاب کی مُہرون سے ملایا اور اقبال شاہ سے کہا کہ اب مجھے تمھاری فرمانبرداری مین کسی طرح کا عذر نہین ہی جب تم مثلثۂ آبی و ہوائی کو طی کروگے مین بھی طافی شاہ کے ہمراہ بلا عذر حاضر ہونگا اقبال شاہ نے فرمایا کہ خیر اُسی وقت ہم بُلا لینگے لیکن ملکہ سوداوہ کے باب مین کیا جواب ہی راسب شاہ نے کہا جبتک ہم سلطان روح الملک سے خلاف تھے ہر فعل کا ہمین اختیار تھا اور اب ہم بدون حکم اُنکے کوئی امر نہین کرسکتے کیونکہ پابند اطاعت اُنکے ہوگئے ہین لیکن ملکہ سوداوہ کو بھی ہمراہ لیتا آؤنگا پھر وہان سلطان جس طرح حکم دینگے بجالاؤنگا پھر اقبال شاہ نے پوچھا کہ تمھارے مُلک سے شمالیہ حصار یعنی شہر عاقلان کتنی دور ہی راسب شاہ نے کہا کہ چھ مہینے مین براہ راست پہونچیےگا اور دوسری راہ دشت بادانگیز کیطرف سے ہی الا اس راہ سے انسان کا گذر نہین ہی اور ہمکو نہین معلوم کہ کسقدر فاصلہ ہی بلکہ طلسم مثلثۂ ہوائی اُس دشت پُرخطر اور پُرخوف سے عبارت ہی کہ بدون وہان جائے ارباب مثلثۂ ہوائی مین نہین پہونچوگے پس لامحالا وہان جانا حضور کو ضرور ہوگا اقبال شاہ نے کہا اب ہمکو اُس دشت پُرہول مین جانا لازم ہی

اب جانا اقبال شاہ کا مع شاہزادۂ معز الدین دشت بادانگیز کی راہ سے شمالیہ حصار کو بیان کیا جاتا ہی

دوسرے روز اقبال شاہ اور شاہزادۂ معز الدین ملک شمالیہ کو روانہ ہوئے راسب شاہ بھی جہانتک کہ دوریا واقع تھا بمشایعت ہمراہ گیا اقبال شاہ نے لشکر ظفر پیکر کو دشت بادانگیز کی راہ سے روانہ فرمایا اور راسب شاہ سے رخصت ہوکر خود بھی روانہ ہوا چھٹے روز قریب شام ایک مقام مین پہونچے اور وہان مقام کیا کہ یکایک بائین ہاتھ کیطرف ایک روشنی نظر آئی کہ گویا صدہا مشعلین روشن ہین کچھ لوگ روشنی کو دیکھنے لگے جب قریب روشنی کے گئے روشنی غائب ہوگئی وہان سے چلے آئے پھر بعد اسکے روشنی ہوگئی صبح لشکر کا کوچ ہوا پھر بعد قطع مسافت قریب شام لب چشمہ خیمہ زن ہوئے یہان بھی وہی معرکہ روشنی کا معلوم ہوا تیسرے روز پھر جسوقت منزل پر پہونچے وہی روشنی اور وہی چشمہ اور وہی درخت نظر آئے اقبال شاہ اور شاہزادۂ معز الدین اس علامت اور آثار سے یہ سمجھے کہ ہم روز چلتے ہین لیکن پھر اسی جگہ پر مقام ہوتا ہی جہان سے کہ کوچ کرتے ہین آخر شب کو اقبال شاہ نے اپنے مرشد ہادی الہدایت کی خدمت مین رجوع کی ہادی الہدایت نے اصل کیفیت سے

آگاہ کیا اقبال شاہ صبح کو مسرور و خندہ پیشانی بیدار ہوئے اور خیمہ شاہزادہ معز الدین مین آئے اور کہا
ای برادر والا قدر مجھے بشارت ہوئی کہ لوح جدید جو تمھارے پاس ہی وہ ہمارے کوچ کی مانع ہوتی ہی اگر آج کی
شب بھی روشنی نظر آئے تو تم روشنی کیطرف جانا وہان ایک درخت عظیم الشان ملیگا اسمین بجاے پتی کے الواح
لٹکتی ہونگی تم لوح کو جس طرح سے لائے ہو پہونچا دینا شاہزادہ بعد نماز عشا روشنی کیطرف روانہ ہوا جب
قریب پہونچا ایک درخت مین لوحین آویزان دیکھین شاہزادہ نے لوح جدید کو ہاتھ پر رکھا لوح خود بجاے
برگ درخت مین لٹک گئی بعد ازان درخت غائب ہوگیا شاہزادہ لشکر مین واپس آیا اور اقبال شاہ سے
یہ کیفیت بیان کی اور پانچوین روز صبح کو کوچ کیا ہی چاہتے تھے کہ یک بیک شمال کی طرف سے ایک طوفان ایسا
شدید پیدا ہوا کہ اگر طوفان عاد کہیے تو بجا ہی کہ تمام زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا اور تمام بار جانورون کا
زمین پر گر پڑا اور جانور صحرا کو بھاگ گئے جب ہوا کم ہوئی اہل لشکر جانور رہے بار برداری کو بدشواری تمام
جنگل سے پکڑ لائے اور بار کرکے روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ پھر وہی طوفان شدید ہوا بلکہ اول سے بھی
زیادہ بڑھ گیا اقبال شاہ نے کہا شاید دشت باد انگیز و صحراے پر خوف و خطر یہی ہی آخر وہین مقام کردیا
اور رات کو پھر ہادی الہدایت سے رجوع کی صبح کو اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا
بسم اللہ آپ میرے ساتھ چلیے کہ مجھے جو مرشد نے بشارت دی ہی مین تمکو سمجھا دون پھر سعید سلطان بہادر
کو سالار لشکر کا کیا اور ایک اسم بتا دیا کہ بعد ہر نماز کے ستر مرتبہ پڑھا کرنا کہ یہ اعداد اسم جوڑا کے ہین اور
تمام لشکر پر دم کرنا اور کوئی شخص تا آنے ہمارے لشکر مین نہ آنے پائے اور نہ کوئی فعل بد کرنے پائے اور حلقہ
سے باہر نہ جائے ورنہ آفات طلسمی مین گرفتار ہو جائیگا بعد اس فہمایش کے اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین
پا پیادہ و جان دادہ ایک سمت کو روانہ ہوئے دن مسافت مین گذرا شام کو دامنہ کوہ عالیشان مین پہونچے
رات کو وہان رہے صبح کو بدقت تمام اوپر پہاڑ کے گئے شاہزادہ کی طاقت رفتار طاق ہوگئی اقبال شاہ سے کہا ای برادر شعر

دم اُلجھتا ہی دم بدم میرا | کیا کرون ٹھہرے جسمین دم میرا

اقبال شاہ نے کہا ای برادر والا قدر تم ابھی سے گھبرائے اور اتنی ہی سی بات مین پریشان ہوگئے جمال
معشوقہ دلدار بے خلش خار جگر افگار اور وصال محبوبہ طرحدار بے مصیبت و بلاے جانگداز ایسا کیا
منھ کا نوالہ ہی یہ دولت کہین میسر آتی ہی شعر

قدم وہ محفل جانان مین بیخوف و خطر رکھے | ہتھیلی پر جو رکھ لے شمع کے مانند سر پہلے

خاطر جمع رکھو اب جو قدم کہ رکھوگے گویا منزل مقصود کے قریب پہونچوگے شاہزادہ نے فرمایا جو کچھ فرماتے
سب درست و راست ہی الغرض بدشواری تمام بالاے کوہ پہونچے وہان سواے میوہ سیب کے کچھ میسر نہ آیا

ناچار وہی کھایا اور تاشام رو اروی مین چلے گئے ایک جا قیام کیا وہان دیکھا کہ ایک پتھر دس گز سے دس گز مکسر مربع مین ہی اور تمام صفحہ پر انواع انواع طرح کے سنگ رنگ برنگ کے ایسے جڑے ہوے ہین کہ گویا قالین بنا ہوا تھا اور بیچ مین صفہ کے ایک تصویر از سر تا پا نصف مرد اور نصف عورت کی بنی ہوئی تھی اور طرفہ یہ تھا کہ ایک نتھنے سے ناک کے اُس تصویر کے ہوا آہستہ آہستہ آنا شروع ہوئی اور اسقدر وہ ہوا تند ہوئی کہ نوبت طوفان کی پہونچی شاہزادہ اس تماشاے عجیب و غریب سے نہایت متعجب ہوا اقبال شاہ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی اور یہ تصویر نہ عورت کی نہ مرد کی ہی پھر یہ کیا چیز ہی اقبال شاہ نے کہا یہ تصویر سنگین برج جوزا کی ہی جو برج اول مثلثہ خاکی کا ہی اور مآل کار ہمارا اسی صورت سے ہی اب تمکو ایک اسم بزرگ بتاتا ہون ایک طرف تم پڑھو دوسری جانب مین جب اسم تمام ہوگا وہ تصویر خود بخود گویا ہوگی اگر دست راست سے گویا ہوگی تو فتح طلسم تمکو مبارک ہوا اور شاید اسکے برعکس ہووے تو پھر جو مراحل طلسم مین ہین وہ طے کرنا ہونگے شاہزادہ بولا اول پتھر کی تصویر کا بولنا فہم مین نہین آتا اور اگر شاید ایسا ہی ہو تو پھر مین کیا جواب دون اقبال شاہ نے کہا کہ تم کہنا دو مطلب ہمارے ہین اول یہ کہ روح الملک کا نفاق سرحدارون کی وجہ سے سخت مصیبت مین گرفتار ہون کہ چند روز مین منیہ آدمخوار اُسے نوش کر جائیگی دوم مین شاہ ظہورستان کی دختر پر عاشق ہون اور بادشاہ نے عقد کو صلح پر اُن چارون رئیسون کے قرار دیا ہی پس بہ برکت اس اسم کے جو برج جوزا سے متعلق ہی تم بھی ارباب مثلثہ آتشی و خاکی کے مثل ایک فرمان مُہری ارباب مثلثہ ہوائی کا دو تاکہ ملک عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار خدمت مین روح الملک کے حاضر ہو پس یہی ارشاد مرشد تھا جو کہ مین نے تمکو تعلیم کیا قصہ کوتاہ دست راست سے شاہزادہ نے اور دست چپ سے اقبال شاہ نے اسم بزرگ شروع کیا جب تین روز و شب متواتر اوراد خوانی مین گذرے چوتھے روز یک بیک وہی طوفان برپا ہونا شروع ہوا اور آواز مہیب و خوفناک اُس تصویر سے آئی شاہزادہ نے خوف سے آنکھین بند کرلین بعد ایک لحظہ کے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ وہ تصویر سنگین داہنی طرف سے مجسم ہوگئی اور باواز مہیب کہا کہ اے وارد طلسم جوزا بیان کرکہ مطلب تیرا کیا ہی شاہزادہ نے دونون مطلب حسب تعلیم اقبال شاہ بیان کیے اُس تصویر نے کہا کہ اے جوان فتح جوزا وہ کرے کہ جسکے پاس سرمۂ زحل ہو وہ شخص سرمہ آنکھون مین لگاکر زیر کوہ جائے بعد چند قدم کے شہر ہیجر دون کا ملیگا تمام روز شہر مین رہنا اور سیر و تماشا کرتا اور رات کو ہر ایک مکان اور ہر ایک محلہ مین پھرنا جس جگہ دو آدمی باتین یا نقل کرتے ہین اُن باتون کو تم بگوش دل سُننا اگر نقل کنندہ مرد ہی تو ذکر صاحب مطلب کا ضرور آئیگا بلکہ اُسی کی وجہ سے مظہر موکل برج جوزا کی حاصل ہوگی اور اگر وہ عورت ہی تو بھی بغور سُننا خالی از اسرار نہوگا جب تک کہ کوئی ایسی صورت نہ دیکھے پھرتا رہے اور صبح کو چشمۂ عطار دمین غسل کرے جو شہر کے بیچ مین ہی اور شب کو گشت مین

رہے دوم وہ شہر کہ مخنثون کا ہی لا محالا علامت اُناس و ذکور آبی ہونگی یہ وجہ ہی کہ زن و شوہر مین شہر کے اتفاق ہی
اور جب وہ مرد مجلس مین دبیر بادشاہ کے جائیے اور فرمان رسول جوزا کی ظاہر ہو جائے پھر وہ مرد دبیر طلسم
سیزان سے یہ بھی پوچھے کہ اُسکی فتح کا کیا طریقہ ہی دبیر اُسکو شہر زنان کی طرف کی راہ بتا دیگا شاہزادہ نے جو یہ جملہ
سُننا ہوش جاتے رہے اور حواس بجا نرہے اور اقبال شاہ سے فرمایا سبحان اللہ عجیب و غریب معاملات
جانستان در پیش ہوتے ہین خدا خیر کرے جبتک کہ یہ عقدے حل نہونگے منزل مقصود کو پہونچنا دشوار ہی

اقبال شاہ نے کہا واقعی بقول سعدی

بدریا در منافع بے شمار ست	اگر خواہی سلامت بر کنار ست

بقول ناسخ مصرعہ بعد روزون کے ہمیشہ غمزدہ ہی شوال کا ؎ خدمت سے عظمت رنج سے راحت زحمت سے
حشمت ہی آخر جتنے کہ عاشق گذرے ہین مجنون و فرہاد و وامق و زلیخا یہ سب مصیبت جانکاہ مین ایسے
رہے کہ سب آگاہ ہین کچھ حاجت شرح اور بیان کی نہین یہان تو ابھی تک کوئی امر ایک شمہ بھی مثل اُن لوگون
کے نہین گذرا سوا اسکے مجھ ایسا خادم راہبر آپ کے ساتھ سراسر کمربستہ خدمت مین حاضر ہی اور ہر مشکل مین
سینہ سپر کرنے کو موجود ہی پھر آپ کو کیا ڈر ہی شاہزادہ نے فرمایا الملک للہ و الملک للہادی مین حسب ہدایت
تصویر سنگین کے جاتا ہون آیندہ جو نوشتہ تقدیر ہی مصرعہ پیش آئی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی ؎ مگر یہ تو مجھے بتا دو کہ
اکل و شرب کی کیا صورت ہوگی اقبال شاہ نے کہا کہ یہ امر بھی اُسی تصویر سے پوچھنا چاہیے شاہزادہ نے
تصویر سے سوال کیا کہ کھانے وغیرہ کی کیا صورت ہوگی اُس پیکر سنگین سے آواز آئی کہ اے جوان وہان یعنی شہر
مخنثان مین جو شئی کہ ہو وہ تجھے حلال ہی جو چاہنا کھانا مگر سرمہ سے غافل نہونا پھر شاہزادہ نے اقبال شاہ
سے پوچھا کہ سرمہ زحل کیا شئی ہی اقبال شاہ نے کہا واہ خوب بھولے سرمہ زحل وہ ہی جسکی بدولت جبہ دستار
شیر ناک شاہ سے لیا اور مسعود کو قید سے رہا کرایا شاہزادہ نے کہا اب یاد ہوا شاہزادہ زیر کوہ روانہ ہوا
اور اقبال شاہ لشکر مین آیا چند قدم شاہزادہ معزالدین نے طے کیے تھے کہ دور سے ایک شہر نظر آیا حسب اتفاق
سرمہ شاہزادہ لگانا بھول گیا جب در شہر پناہ پر پہونچا ایک مخنث صاحب ثروت نے نہایت ادب سے سلام
کیا اور قدمبوس ہوا اور اپنے مکان پر بہ منت لیگیا اور بکمال تکلف سے دعوت کی شاہزادہ نے کہ از حد بھوکا تھا خوب
سیر ہو کر کھانا نوش فرمایا اور اُس ہیجڑے نے عجیب و غریب نقلین اور حرکتین کرنی شروع کین اور خدمت بھائی
بخوبی بجا لایا لیکن اُسکے طرز کلام سے ایسا کچھ مترشح ہوتا تھا کہ جیسے کوئی عورت ناز و نیاز سے اپنے خاوند و یا معشوق
سے باتین کرتی ہی شاہزادہ نے دل مین کہا خدا خیر کرے دیکھیے یہ امر کس ترکیب سے پیش آتا ہی جب شام ہوئی تب
وہ ہیجڑا ایک کوٹھری مین گیا اور لباس نو مع زیور بیش بہا جواہر نگار پہنا اور پہلو مین شاہزادہ کے آکر بیٹھ گیا

شاہزادہ نے کہا کہ اے مشفق اول تم حال اپنا مجھسے بیان کرو تاکہ مین اُسکا سبب خواہش تمھارے سامان کرون
وہ ہیجڑا بولا کہ اس شہر کا نام شہر مخنثان ہی یہان صورت مرد کی نظر نہین آتی جو لوگ کہ امیر ہین اُنکے پاس ایک
عورت اور ایک مرد ہی اور باقی خواجہ سرا عورت مرد باہم ہین یعنی کبھی عورت ملتی ہی اور کبھی مرد غرض ان دو صورتون
سے کوئی خالی نہین ہی اگرچہ میرے پاس بھی دو نفر شوہر و زن ہین لیکن تھوڑے دنون سے میری بی بی اپنے
عزیزون مین گئی ہی اور شوہر بھی میرا سفر مین ہی اس وجہ سے بلاے خواہش نفسانی نے دونون کی مجھے
اسقدر تنگ کیا ہی کہ ایک لحظہ قرار نہین آتا اتفاق سے جو آج مین نے تمکو پایا تو گویا نعمت عظمی پائی اور اسی
تمنا مین مین تمکو یہان لائی کہ تمسے صحبت کراؤنگی شاہزادہ نے جو یہ سُنا کہا واہ واہ خوب پھنسے خوب شد کہ بیل بود
یعنی اسکو اگر عورت کی خواہش ہوتی تو بڑا غضب ہوتا خدا نے اپنا بڑا فضل کیا ورنہ مجھے کام عورت کا دینا پڑتا آخر
شاہزادہ نے ہر چند کہا کہ مین تمھارے کام کا آدمی نہین ہون تم کوئی اور مرد ہیجڑا تلاش کر لو لیکن وہ کب سُنتا تھا
کہا مجھے کچھ رغبت نہین ہی تمھین اب سوا تیرے اور کس سے اپنے مرض کا علاج کرون اور کہان تلاش کرتا پھرون
ادھر آ حالا کے گذارم کہ از دست من مفت سلم بدر روی اور اختلاط شروع کر دیا شاہزادہ نے کہا یا الٰہی
عجب بلا مین گرفتار ہوئے کہ جسکا درمان نہین ہوتا چار بتلاش تمام ایک میخ کلان چار پہلو اُس مکان مین سے
لاکر ہاتھ پیر اُس ہیجڑے کے رسی سے باندھے ہیجڑے نے کہا یہ کیا حرکت کرتا ہی شاہزادہ نے کہا ہمارے
ملک کا یہی قاعدہ ہی اور اسی طرح علاج مخنث کا کرتے ہین ہیجڑا سمجھا کہ شاید سچ ہی اُسی طرح کرتے ہونگے چپ ہو رہا
شاہزادہ نے ہاتھ پانون ہیجڑے کے خوب مضبوط باندھ کے بس ایکبارگی وہ میخ اُس گیدی کے مقام مقصود سے
سر زمین زور سے کردی بعد اُسکے سیر ہو کر آنکھون مین روانہ ہوا اور ہیجڑے نے شور و غل مچانا شروع کیا آخر
ملازمون نے بمشکل وہ میخ نکالی اور اُسکی جان بچائی شاہزادہ وہان سے اور مکان مین گیا وہان ایک ہیجڑہ زنانی پوشاک
اور زیور پہنے بیٹھا تھا ایک لحظہ کے بعد اُسنے دستک دی بس اُسی صورت کا ایک مرد بھی حجرہ سے نکل اُس زنانہ سے حرکت
ناسزا کرنے لگا اور بعد فراغ پھر حجرہ مین چلا گیا اور یہ ہیجڑہ آب سرد سے بدن دھو کر مسند زرنگار پر مردانہ لباس پہنکر
بیٹھا اور دست چپ کی طرف دستک دی کہ حجرہ سے ایک ہیجڑہ مستعد و جوان لباس زنانہ پہنے باہر نکلا اور اُس ہیجڑہ
مسند نشین کے پہلو مین بیٹھ گیا اُسنے اُس سے صحبت کر کے تھوڑی دیر مین جبر و نقصان برابر کر دیا شاہزادہ نے
اُن بے حیاؤن کے آئین پر لعنت کی اور وہان سے اور مکان پہ پہونچا مگر کہین حرف مطلب نظر نہ آیا اسی طرح تمام شب
خانہ بخانہ پھرتا رہا اور صبح کو ایک مکان بلند پر سو رہا اتفاقاً وہ مکان ممریج شاہ بادشاہ جلیل القدر مخنثون کا تھا
جب شاہزادہ کی آنکھ کھلی اور بھوک معلوم ہوئی باورچیخانہ سے امیر کے ایک قاب پُر از پلاؤ کوٹھے پر لاکر خوب
نوش جان فرمائی اور رکابی صاحب مکان کے سر پہ ماری اس امر سے وہ شور و غل مچا کہ جسکی حد نہین ملازمان

اوس بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا بلا ہی کہ جسنے قیامت برپا کر رکھی ہی ملازمون نے کہا کہ ہم نہین جانتے شاید کوئی جن زبردست وارد ہوا ہے کہ اوسنے یہ تہلکہ مچا رکھا ہی اسکا علاج کرنا چاہیے شاہزادہ وہان سے باہر آیا اور تمام شب سرگردان رہا جب صداے مطلوب کان مین نہ آئی تب اور مکان مین ایک سردار کے بیٹھ رہا اور آرام کیا صبح کو بعد کھانا کھانے کے قاب کو پھینک دیا تمام شہر اور ہر محلہ مین یہی غوغا مچا کہ واقعی کوئی دیو نازل ہوا ہی مگر سوا کھانے اور توڑنے قاب کے اور امن ہی اس بات کو بھی غنیمت جانا شاہزادہ اونکی گفتگو سے نہایت خوش ہوتا تھا ایک روز ایک ملازم امیر نے کہا کہ ایک شخص صاحب تسخیر ملا آدمی ہی اگر حکم ہو تو بلالاؤن سردار نے کہا کہ جلد لا ملازم ایک ملا کو کہ کتاب بغل مین دبائے تھا بلا لایا شاہزادہ نے دلمین کہا کہ اس ملا کا تماشا دیکھیے کہ یہ کیا کرتا ہی ملا نے کتاب کھول کر یہ اسم یا بکنا نوس شروع کیا شاہزادہ کے دل مین اوس وقت جو خوش مزاجی آئی تو پگڑی ملا کے سر سے اوتار صاحب خانہ کے سر پر رکھدی اور چیرہ صاحب خانہ کا ملا کے سر پر رکھدیا اس امر سے سب اہل محفل قہقہہ مار کر ہنسے ایک مخنث ظریف نے کہا کہ دیو نے ملا کو پگڑی بدل بھائی دینی کر دیا اب تم برابر مال تقسیم کر لو اور صاحب خانہ چیرہ اوتروائی دیو دیگا کہ اوسکا چیرہ اوتارا ہی آخر وہ روز بھی اسی واہیات مین گذرا ایک روز شاہزادہ ایک شخص کے گھر آیا کہ وہ خلاف دستور ایک بوریہ پر اپنے پر مع ایک عورت کے بیٹھا تھا شاہزادہ کو گمان ہوا کہ شاید یہان مطلب براری ہو آخر اس مکان کے ایک گوشہ مین چپ و خاموش بیٹھ رہا بعد ایک ساعت کے عورت بولی کہ ای طالقوس تو شہر مین اتنا بڑا منجم اور حکیم مشہور ہی لیکن تجھے یہ نہین معلوم کہ شہر مین آج کل دیو یا جن کا ایسا شور مچا ہی کہ جس سے ہر شخص حیران ہو رہا ہی آخر بتلا کہ اسکی اصل کیا ہی مرد نے جواب دیا کہ ای نجمہ عاقلہ مین تجھے حال اصلی سے آگاہ کرونگا جو تو مجھے پہلے نقل پریزادون کی سنا دے نجمہ عاقلہ نے کہا نقل بیان کرنے مین مجھے عذر نہین ہی لیکن اس شدت سے بھوکی ہون کہ زبان میری اختیار مین نہین ہی اگر ایک ٹکڑا روٹی کا کہین سے لا دے تو مین کہا کر شکر خدا کرون طالقوس نے کہا شعر

دل خوردن ست قسمت کاس کہ ماہ نو | روزی خورد ز پہلوے خود چون تمام شد

ای خاتون اس شہر مین مردون کو خدا نے کم رزق پیدا کیا ہی اور دنیا مین دولت و نعمت نامردون کو دی ہی شاہزادہ دل مین سوچا کہ شہر مین ایسا کوئی زن و مرد نہ دیکھا کہ جیسے یہ عورت و مرد نیک معلوم ہوتے ہین طالقوس بولا ای نجمہ عاقلہ تو خاطر جمع رکھ ایک موکل کی معرفت رزق ہمین پہونچیگا کہ ہم اوسکے قدم مبارک کے انتظار مین ہین شاہزادہ نے دل مین کہا دیکھیے وہ موکل کون ہی جسکا اونھین انتظار ہی اونکے واسطے کھانا لانا چاہیے شاہزادہ نے ایک امیر کے باورچیخانہ سے جسقدر کھانا دستیاب ہوا نہایت تحفہ لاکر اونکے مکان کے گوشہ مین رکھدیا نجمہ عاقلہ کے دماغ مین بو کھانے کی گئی طالقوس سے کہا آج خلاف دستور کھانے کی بو آتی ہی طالقوس بولا دیکھو شاید موکل

کھانا لایا ہو نجمہ عاقلہ نے جو دیکھا تو واقعی کھانا طرح طرح کا دسترخوان پر رکھا ہی اُسنے طالقوس کو اطلاع کی
طالقوس نے خوان کھانے کا دیکھکر موکل کو دعا دے پھر کہا نقل پریزادون کی مجھے سُنا نجمہ عاقلہ نے کہا تم بھی
شریک کھانے مین ہو طالقوس بولا کہ مین بھی کھاؤنگا کہ یہ رزق مجھے اور آورندۂ رزق کو حلال ہی آخر نجمہ عاقلہ
اور طالقوس نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور شاہزادہ بھی مشتاق حال پریزادان ہو رہا تھا دل مین
کہتا تھا یقین ہی کہ اُس تصویر سنگین نے مجھسے اُنھین عورت اور مرد کا حال بیان کیا ہوگا جب دونون کھانے سے
فارغ ہوے موکل رزق کو دعا دی طالقوس نے نجمہ عاقلہ سے کہا اب پریزادون کے حال کا بیان ضرور ہی
کہ موکل بھی ضرور یہان ہوگا وہ بھی سُنے

تصویر نجمہ عاقلہ بیان کنندۂ حال پریزادان اور طالقوس کی اور شاہزادہ معزالدین کا
سُننا متوجہ ہوکر

اب نقل کرنا نجمہ عاقلہ کا داستان شاہزادہ شمسون مہر طلعت کی جو ملکہ نوبہار
گلشن افروز کا پدر بزرگوار ہی اور استماع فرمانا شاہزادہ معزالدین کا اس نقل عجیب و غریب کو

قصہ کوتاہ نجمہ عاقلہ نے کہا اے طالقوس یہ نقل میری مادر مرحومہ نے اسطرح بیان کی تھی اور مان نے ہمارے نانا سے اس داستان کو نجومیون سے سُنا تھا کہ قلعۂ چہارم مین کوہ قاف کے ایک ملک ارض الفضہ نام ہے اور دار الملک اُسکا عجائب نگار مشہور ہے وہان ایک ملکہ بالقیس ثانی ملکہ شرقیہ گل اندام نام ستر ہزار دیواور پریزادون کی جمعیت سے فرمانروائی کرتی ہے اور سامان دولت وحشمت اور شوکت سلطنت اُسکے پاس اسقدر موجود ہے کہ جسکا حساب وہم وگمان محاسب مین نہین آسکتا اور شوہر ملکہ شرقیہ گل اندام کا سلطان یکتانوس ہے طالقوس نے کہا اے خاتون مین تمھاری بات قطع کرکے کہتا ہون کہ یہ جو تمنے باوجود شوہر ہونے کے نقل ملکہ کے نام سے شروع کی اسکا سبب کیا ہے نجمہ عاقلہ نے جواب دیا کہ پریزادون کی نقل اکثر عورات کے نام سے شروع کیجاتی ہے اسواسطے کہ پردۂ قاف مین شوہر عورت کا تابعدار ہوتا ہے طالقوس نے کہا خوب جواب دیا واہ آفرین نجمہ عاقلہ نے کہا اے طالقوس اگرچہ ملکہ شرقیہ کی سرکار مین دولت وحشمت بے قیاس تھی لیکن روشنی شمع چراغ خانہ دباعث اقبال کاشانہ نہ تھا اور نخل مراد ثمر لطف حیات سے باروَر نہ تھا یعنی نعمت فرزندی سے بے نصیب محض تھی اور رات ودن اسی آرزو مین مبتلا رہتی تھی جبکہ ملکہ شرقیہ گل اندام کی عمر قریب چالیس برس کے پہونچی ایک روز اُسنے بچشم پرآب بادل کباب شوہر سے کہا اے یکتانوس افسوس صد ہزار افسوس کہ ہم ضعیف ہوے اور نخل حیات ہمارا ثمر مراد فرزندی سے باروَر نہوا بس اب مین تاج سلطنت تجھے دیکر گوشۂ عبادت اختیار کرنا چاہتی ہون یکتانوس اور تمام اراکین سلطنت نے ملکہ کو سمجھایا کہ درگاہ خدا سے مایوس نہونا چاہیے اور اُسکی درگاہ مین رجوع کرنا چاہیے یقین ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تمھاری دعا کو قبول فرماوے اور فرزند عطا فرماوے ملکہ نے کچھ نصیحت پر خیال نہ کیا اور ایک غار جبل فیروزہ مین

جو عجائب نگار سے قریب تھا گوشہ نشین ہوئی اور تاج وسلطنت شوہر کو دیدیا ادھر طالقوس ایک دیو فرشنگ مردارخوار
کہ دشمن جان ملکہ شرقیہ گل اندام کا تھا اسواسطے کہ اُسکے گھربار کو ملکہ نے بارہا برباد کیا تھا اب جو فرشنگ نے سُنا کہ
ملکہ شرقیہ گل اندام گوشہ نشین تنہائی ہوئی ہی یہ سُنکر باچند مصاحبون کے غار مین پہونچا اور ملکہ کو وہان سے لے اُڑا
اثنا راہ مین ایک مکان قدیم مکانون سے تھا فرشنگ مع مصاحبون کے اُس مکان مین آیا قدرت کاملہ خدا وتقدیر
سے اُسوقت بارش ایسی شروع ہوئی کہ سب ایک جا بیٹھے فرشنگ نے کہا کہ اس دشمن قوی کو کس عذاب بہ سخت
سے ہلاک کرون بعض نے کہا قتل کرو بعض نے کہا دریا مین ڈبو دو فرشنگ نے کہا مین اسطرح ہلاک کرونگا کہ خون ناحق
بھی ذمہ میرے نہو اور یہ خود ہلاک ہوجائے مصاحبون نے کہا وہ کیا ترکیب ہی فرشنگ نے کہا مین اسے درخت مین
باندھے دیتا ہون کہ یہ عنصر آتشی سے ہی اور دشمن قوی اسکا پانی ہی لا محالا چند ساعت مین بارش سے آپ ہی
ہلاک ہوجاویگی اور ہمین اسکے خون سے بچونگا مصاحبون نے کہا واقعی یہ خوب بات آپنے تجویز کی ہی ہم سبنے آخر
فرشنگ ملکہ شرقیہ گل اندام کو ایک درخت سے باندھکر آپ تماشا دیکھتا رہا حسب اتفاق وہ درخت سفرجل یعنے
بہی کا تھا اور حضرت آصف بن برخیا زوجہ مطہرہ صفیہ پاک طینت کے ہاتھ کا بویا ہوا تھا اسی وجہ سے نام اُس
درخت کا سفرجل نجات مشہور تھا جس طرح درخت سیب آصف بن برخیا کا لگایا ہوا ہی اور اُسکا نام سیب مراد
رکھا ہی بروقت موقع ومحل اُسکا بیان ہوگا الغرض پاکان وصالحان دین وصاحبان یقین نے برسون عبادت الٰہی
اس درخت کے نیچے کی تھی کہ برکت عبادت سے وہ درخت نظر کردہ باری ہوگیا تھا جب ملکہ شرقیہ گل اندام نے
یہ حال پُر ملال اپنا دیکھا نہایت رجوع قلب سے درگاہ باری مین بالحاح وزاری اپنی نجات کے لیے دعا کی منتقم حقیقی
نے اپنی قدرت کاملہ سے دعا اُس مظلومہ کی قبول کی یعنی وہ عمارت مستحکم ہزار سالہ اُن ملعونون کے اوپر گر پڑی کہ
ایک ظالم زندہ وسلامت نہ بچا پس ملکہ شرقیہ گل اندام شکر خدا بجا لائی اور سجدہ مین ایسی محو ہوئی کہ اپنے حال سے
اصلا خبر نہ رہی اور اُسی حالت مین آواز ہاتف غیب کان مین آئی کہ ای شرقیہ جاہیے تجھے ایک دختر رشک قمر
صاحب حُسن وجمال باپیرہن وسال عطا کی کہ جسکا نظیر جن وبشر مین کوئی پردہ دُنیا پر نہین ہی اور نہوگا ایک بہی اسی
درخت سے کھا اور شوہر کے پاس جا اور جب اُس اختر برج شرف کا شرف عروج ہو تو جو شخص خواہ انسان یا پریزاد
سیب مراد لادے بلا دریافت حال بے عذر و تکرار اُسکے ساتھ اُسکا عقد کر دینا اور چالیس شتر مروارید بیش قیمت کی
لینا اور نام اسکا سلطان او قمر ماہ رخسار رکھنا اور لانے والا سیب مراد کا شوہر اس دختر پری پیکر کا ہوگا
ملکہ شرقیہ گل اندام ہوش مین آئی اول سجدۂ شکر بجا لائی اور اس مژدۂ جانفزا اور راحت افزا کو سُنکے مارے خوشی
کے پیراہن مین نہ سماتی تھی اور سب مصیبت اپنی بھول گئی اور ایک بہی اُسی درخت سے لیکر تناول فرمائی یہان سلطان
بکناتوس نے جو ملکہ شرقیہ گل اندام کو غار مین نہ پایا نہایت پریشان اور بدحواس ہوا اور ہر چہار طرف

پریزادان تیز پرواز کو بتلاش ملکہ شرقیہ گل اندام روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو ملکہ شرقیہ گل اندام کا پتہ لگائیگا مین اُسکے پر جواہر بے بہا سے لگا دونگا اور یہ اشعار قلق اس قلق مین پڑھے اشعار

اے شفیق و رفیق عاشق زار | مہربان میرے قاصد غمخوار
پہلے تو اپنی چشم تر کرنا | میرے رونے کی پھر خبر کرنا
میرے قاصد تجھے خدا کی قسم | جلد ہو تو روانہ سوے صنم

اب بیقراری سلطان بکتانوس کی جستجو سے اس گم گشتۂ یار غمگسار مین قابل تحریر نہین اور شرح سوز قلب و جگر اُس جویاے خبر کی اسقدر ترقی پر تھی کہ قابل بیان سکے نہین ہی اور سوداے عشق ملکہ شرقیہ گل اندام مین یہ اشعار پڑھے

کئی دن ہوے جب نپائی خبر | تو اندھیر آنکھون مین چھایا ادھر
لگا کہنے سب سے یہ کیا ہوگیا | نصیبا مرا جاگ کے سوگیا
گئے اُسپہ جب دن کئی اور بھی | تو بگڑا یہان حال کچھ اور بھی
دیوانہ سا ہر طرف پھرنے لگا | پہاڑون مین جا جا کے گرنے لگا
بڑھا ہجر مین اسقدر اضطراب | خور و خواب چھوٹا بجال خراب

اور کبھی کہتا تھا شعر

فلک نے تو ایسا ہنسایا نہ تھا | کہ جسکے عوض یون رُلانے لگا

اس عرصہ مین ملکہ شرقیہ گل اندام خود شہر مین پہونچگئی اور تمام سرگذشت اپنی اپنے شوہر سے بیان کی سلطان بکتانوس کو کمال حیرت ہوئی اور سجدۂ شکر پروردگار عالم بجا لایا قدرت الٰہی سے اُسی روز ملکہ شرقیہ گل اندام حاملہ ہوئی اور بعد انقضاے مدت حمل کے وضع حمل ہوا اور ایک دختر بلند اختر اس شکل و شمائل کی پیدا ہوئی کہ آنکھین دیکھنے والون کی خیرہ ہوئی جاتی تھین ملکہ شرقیہ گل اندام نے حسب بشارت سلطان اوقیہ ماہ رخسار نام رکھا جب اُس دختر رشک قمر کا سن تمیز کو پہونچا اور بجمیع صفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ کے شہرۂ آفاق ہوئی تا اینکہ پردۂ قاف مین ہر ایک شخص اُسکی عقل و شعور اور فہم و ذکا کی مثال دیتا تھا اور اکثر سلاطین زادگان ملک قاف ہواے وصل اور شوق وصال اُس یگانۂ آفاق مین تخت سلطنت سے خاک مذلت مین ملگئے مگر بوجہ عقد شرطیہ کے جو کہ کمال سختی سے مشروط تھا کسی سلاطین قاف کو بجز بیابان گردی و خاک نشینی کے اور کچھ حاصل نہوا جب اوقیہ ماہ رخسار ۱۵ پندرہ برس کی ہوئی عالم خواب مین اُسی مقدسہ نے ملکہ شرقیہ گل اندام سے فرمایا کہ تم ایک قصر دلکشا عالیشان فرحت افزا اوقیہ ماہ رخسار کے لیے بنواؤ اور بیچ مین اُسکے ایک برج نہایت بلند تیار کرا دو اور نام اُس برج کا برج طلعت رکھو اور چودھوین تاریخ ہر ماہ کو ملکہ اوقیہ ماہ رُخسار اپنے نور جمال جہان آرا سے دیدہ ہاے خلائق شہر کو روشن و منور کیا کرے اور جو شخص کہ درخواست نسبت کی کرے تم وہی شرط کہدیا کرو کہ چالیس بار شتر مروارید اور ایک سیب مراد جو لاوے وہ عقد کرے اور جو کوئی نشان و پتہ اُس سیب مراد کا پوچھے تو کہنا کہ سیب مراد یاقوت درخشان کے مانند باغ امید و گلشن طالع مین پیدا ہوتا ہی ملکہ شرقیہ گل اندام نے صبح کو سلطان بکتانوس سے

خواب بیان کیا سلطان بلکنا قوس نے اُسی وقت تعمیر قصر اور برج کا حکم دیا کہ چند روز مین وہ سب عمارت تیار ہو گئی
اور ملکہ اوقیہ ماہ رُخسار حسب ہدایت و بشارت چودھوین تاریخ طلع کو برج طلعت مین آکر اجلاس کرتی تھی
اور اپنے حسن و جمال کا وہ شمع رخسار و غیرت حور خلائق کو جلوہ دکھلاتی تھی اور اکثر شاہزادگان اطراف و جوانب
بشوق زیارت جمال اُس ماہ تمثال کے آتے تھے اور جو ایکبار اُس گلعذار شعلہ رخسار کا حُسن دلفریب دیکھتا تھا زندگی
سے بے صبر ہو جان کھوتا تھا جب نجمہ عاقلہ نے یہان تک داستان کو بیان کیا طالقوس سے کہا کہ اب اس قصہ
کو موقوف رکھکر وہ قصہ دوسری جا کے بیان کرتی ہون جو کہ شمال کی طرف ارض الفضہ اور ایک سرزمین ارض الذہب
نام واقع ہوئی ہے اور دار الخلافت اُسکا شہر مرصع نگار دامنہ کوہ یاقوت ہے کہ عجائب نگار سے وہ زیادہ تر آباد
ہے وہان ایک بادشاہ عظیم الشان و عالیجاہ سلطان قیصر نوس قمر رکاب و آسمان جاہ ایک لاکھ دیو و پریزاد کی
جمعیت سے حکمرانی کرتا ہے اور سلطان بلکنا قوس کی حشمت کو خیال مین بھی نہین لاتا کہ کیا چیز ہے شاہزادہ یہ سنکے
نہایت خوش ہوا کہ ملک و دیار یار کا ذکر اب ہو گا غرضکہ نجمہ عاقلہ نے کہا کہ اے طالقوس سلطان قیصر نوس
کا ایک فرزند ارجمند غیرت قمر رشک بدر خورشید انور ایسا صاحب حُسن و جمال ہے کہ آفتاب عالم تاب اُسکے پرتو
حُسن و شعلہ رُخسار سے عرق خجالت مین ڈوب جاتا ہے اور اُس شاہزادۂ والا قدر کو شمسون مہر طلعت سے
خطاب کرتے ہین ہر چند کہ ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے حُسن و جمال کا شہرہ ہفت قلمہ قاف مین تھا لیکن شمسون
مہر طلعت اپنے غرور حُسن اور مرتبہ و جاہ مین ایسا مستغنی تھا کہ ملکہ کی طرف ایک ذرہ التفات نہ کرتا تھا بلکہ جو کوئی
کہتا بھی تھا تو اُسے سُنتا نہ تھا اتفاقاً ایک روز شمسون شکار کو افواج مین ارض الفضہ کے پہونچا وہان مغارات
پہاڑ مین اکثر شاہزادگان قاف کو پریشان حال فقیرانہ لباس گوشہ نشین دیکھا شاہزادہ نے مصاحبین سے پوچھا کہ
یہ کون لوگ ہین اُنھون نے عرض کی کہ سلطان زادے پردۂ قاف کے سودا سے فراق ملکہ اوقیہ ماہ رخسار مین
اس درجہ کو پہونچے ہین شاہزادہ شمسون مہر طلعت نے فرمایا کیا انھین اپنے ملک مین کوئی عورت حسین میسر نہ آئی
ہے اُنھون نے اپنی سلطنت ترک کر کے گدائی اختیار کی کیا بے عقل ہین جو ایسی حماقت مین گرفتار ہین کہ جنکو اپنے نیک و بد
کا بھی خیال نہین ہے جبکہ اُن شاہزادون خاک نشینون نے سُنا پہلے تو خوب روئے بعدہ یہ شعر پڑھے ابیات

مکن ملامت این فرقہ ای بخود مغرور	ترا کہ نیست ز احوال ہیچکس خبرے	ہزار مرتبہ بدتر شوی ز حالت ما
اگر بطلعت آن ماہ رو کنی نظرے	شوی بآتش حُسنش دوچار گر یکبار	دگر بجائے نماند ز ہستیت اثرے

شاہزادہ شمسون کو اُنکے کلام سے ایسا غصہ آیا کہ منہ سُرخ ہو گیا اور چاہا کہ تلوار آبدار سے جواب دے لیکن
عقل دانشمندی مانع ہوئی آخر خاموش ہو رہا اور کہا کہ پہلے ایک نظر ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کو دیکھ لون تو ان
لوگون حماقت مآب کو ضرور جواب دون بعد اسکے مصاحبین سے پوچھا کہ شہر ارض الفضہ یہان سے کتنی دور ہے

اُنھون نے عرض کیا کہ یہان سے دو منزل ہی لیکن ملکہ او قیہ ماہ رُخسار چودھوین تاریخ ہر ماہ کو برج طلعت مین اجلاس کرتی ہی حضور تا زمانہ تاریخ جلوۂ ملکہ شکار کھیلین تیرھوین تاریخ کو جا کر ملکہ او قیہ ماہ رُخسار کا حُسن و جمال ملاحظہ فرمائین شاہزادہ کو یہ راے پسند آئی آخر بارھوین تاریخ تک صید و شکار مین مشغول رہے اور تیرھوین کو روانہ ہوے سلطان بکتاقوس نے جو سُنا کہ شاہزادۂ شمسون ملک عجائب نگار مین تشریف لایا ہی اُسنے سامان ضیافت نہایت تکلف اور بڑی دھوم سے شاہزادۂ شمسون کا کیا اور خود بھی ملاقات کو آیا شاہزادۂ شمسون نے سلطان بکتاقوس سے فرمایا کہ تمنے یہ کیا امر خلاف ذی شان سلاطین کے اختیار کیا ہی کہ اپنی دختر کو بازار عام مین ایک قصر خاص مین بٹھاتے ہو تمھین شرم نہین آتی ہمارے نزدیک یہ امر نہایت خراب اور باعث کسر شان سلاطین کے ہی اس سے تمھارے واسطے دُنیا مین بڑی بدنامی کا باعث ہو گا سلطان بکتاقوس نے کہا ملکہ او قیہ ماہ رُخسار کے مقدمہ مین اُسکی مان کو اختیار ہی مجھے کچھ دخل نہین ہی بعد اسکے ملکہ او قیہ ماہ رُخسار کی پیدایش کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا شاہزادۂ شمسون چُپ ہو رہا اور سمجھا کہ یہ مکر و فریب عورات کے جیسے ہوا کرتے ہین ویسے ہی ہوے ہین پھر کہا کہ ہم بھی یک نظر ملکہ او قیہ ماہ رُخسار کو دیکھینگے سلطان بکتاقوس نے کہا بہتر ہی قصہ کوتاہ جب ملکہ او قیہ ماہ رُخسار دوسرے روز موافق قاعدۂ معینہ کے برج طلعت مین جلوہ گر ہوئی شاہزادہ شمسون بھی زیر قصر گیا دیکھا کہ چہار طرف تماشائیون کا ہجوم ہی اور بیشتر وہی شاہزادے اور اُمرا زادے جو کہ سوداے عشق ملکہ او قیہ ماہ رُخسار مین گرفتار تھے ہر طرف دیوانہ وار نعرے ہاے ہاے کے مارتے پھرتے ہین کہ یک بیک برق چمکی اور تمام تماشائی بے خود و بے ہوش ہو گئے شاہزادۂ شمسون نے بھی متحیر ہو کر نظر اپنی بلند کی اور ملکہ او قیہ ماہ رُخسار کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور حواس بجا نہ رہے ایک عالم حیرت مین تا دیر چُپ سکتے مین رہا اور اُس آئینہ رُخسار کو بغور دیکھا کیا شعر

اُس حور کا جس وقت کہ چہرہ نظر آیا ۔ بس قدرت اللہ کا جلوہ نظر آیا

اور پھر شاہزادۂ شمسون نے کہا کہ شعر

عالم مین دھوم حُسن رُخ دلربا کی ہی ۔ ہی عالم شباب کہ قدرت خدا کی ہی

بیاست حال مین عاشق ہونے شاہزادۂ شمسون کے اور جواب اُسکا جو کہ شاہزادگان کشتہ فراق سے طنز یہ کلام کیے تھے ابیات

دید شہزادہ چون منظر او ۔ ہوش پرواز کرد از سر او
سر آن نازنین مہر رخسار ۔ کرد از دور ہوش و صبر و قرار
ن چو اسنے کہ شاہزادہ باو ۔ بردہ بودی بیقرار تشنہ ی خو

پرورش تیر عشق او چو رسید ۔ ہیچو بسمل بخاک و خون غلطید
ہیچو دیوانہ گفتگو میکرد ۔ در رہ وصل جستجو میکرد
دید شہزادہ را چو با آن حال ۔ ہیچو گل برشگفت و کرد سوال

کے شہنشاہ کشور خوبی	ماہ تابان اوج محبوبی	این تغیر بگو مجالت چیست	ہمچو دیوانہ قیل و قالت چیست
دل تو دزد چون کشید آخر	نالہ ات بر فلک رسید آخر	وزآن گفتگو کہ می سفتی	خاطرت ہست اینچہ می گفتی
این زمان حال خود چہ می بینی	از فلک فال خود چہ می بینی	گفت شہزادہ حرفہاست بجاست	عشق در گفتگو نیاید راست

ارکان دولت نے جو یہ حال شاہزادہ شمسون کا دیکھا صلاح کی کہ بکتانوس سے اضطرابی قلب شاہزادہ شمسون
کی کہنا چاہیے آخر قویل دانا وزیرزادہ نے عالم خلوت مین سلطان بکتانوس سے کہا کہ تم شوکت و اجلال
سلطان قیصر نوس سے بخوبی واقف ہوئے حاجت شرح و بیان کی نہین اس صورت مین اگر علاج شاہزادہ شمسون
کا ہو گیا تو بہتر ہے کہ ایک طریقہ محبت و اتحاد کا دوسرا پیدا ہو جائیگا ورنہ جیسا ہونا ہوگا وہ ہوگا سلطان بکتانوس نے
کہا او قویل دانا مین اول ہی سے شاہزادہ شمسون کی خدمت مین عرض کر چکا تھا کہ مین ملکہ او قیہ ماہ رخسار کے
عقد مین مجبور ہون اُسکی والدہ کو اختیار ہے جو اصل مین اس ملک کی بادشاہ ہے بلکہ وہ بھی ایک شرط سے مشروط ہے جسکا
ذکر کبھی سنا ہوگا اور اُس شرط مین لحاظ کسی ادنی اور اعلی کا نہین ہے کوئی ہو خواہ شاہ یا گدا یا پریزاد یا انسان
مگر بجا آوری شرط ضرور ہے کسی کی سفارش اور سعی کی کیا ضرورت ہے جسے منظور ہو وہ سیب مراد لادے اور چالیس بار شتر
گوہر آبدار کے دیوے تو ملکہ او قیہ ماہ رخسار کو لیوے قویل نے کہا کیا بیہودہ بات خلاف رسم بے اصل تمنے
اختیار کی ہے سلطان بکتانوس بولا جو امر واقعی تھا وہ تم سے کہا اب تم چاہو مانو یا نہ مانو قویل دانا وہان سے شاہزادہ
شمسون کے پاس آیا اور سب حال جو کہ سلطان بکتانوس سے سنا تھا وہ عرض کیا شاہزادہ شمسون نے کہا
کہ خدا ہی جانے سیب مراد کس چیز کو کہتے ہین مین اُس سے واقف بھی نہین مصاحبون نے کہا حضور یہ حیلہ سازی ہے
آپ تشریف لے چلیے سلطان قیصر نوس کے پاس وہ خط سلطان بکتانوس کو لکھینگے پھر سلطان بکتانوس کا کوئی
عذر بادشاہ سے پیش رفت نہ جائیگا اور بر تقدیر اگر عذر کیا تو پھر بقول اسکے ایک مصرع کارے کہ بصلح بر نیاید دیوانگی در وباید
بزور قوت بازو سلطان بکتانوس کو تنبیہ واقعی گوشمالی دیکر ملکہ او قیہ ماہ رخسار کو لینگے غرض شاہزادہ شمسون
مہر طلعت ملک عجائب نگار سے ملک ارض الذہب کو روانہ ہوا جب اپنے شہر مین پہونچے قویل دانا وزیرزادہ
خوش تدبیر نے خلوت مین سلطان قیصر نوس سے تمام قصہ گذشتہ بیان کیا قیصر نوس نے کہا کہ ہمنے بھی سُنا ہے
کہ سلطان بکتانوس نے بجائے خود ایک ہنگامہ برپا کر رکھا ہے سلطان بکتانوس کو ایک نامہ اس مضمون کا
لکھا کہ بعد اظہار محبت و اخلاص کے سلطان بکتانوس کو معلوم ہو کہ اپنی دختر بلند اختر کا ہمارے فرزند بخت بلند سے
عقد کر دو تو بہتر ہے والسلام یہ محبت نامہ سلطان بکتانوس کو پہونچا اُسنے ملکہ شمر قیہ گل اندام کو دکھلایا ملکہ
شمر قیہ گل اندام نے بعد لوازم آداب شاہی وہی شرط عقد مفصل جواب نامہ مین لکھی سلطان قیصر نوس نے
بار دگر اس جواب کے جواب مین لکھا کہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ تمہین خبر اپنی ملک و مال اور دولت و اقبال کا زوال مد نظر ہے

جو تم ایسے عذر بیجا پیش کرتے ہو پس بجاے سیب مراد زنخدان ہمارے فرزند ارجمند کی کہ عین نونہال باغ مراد ہے
اور بجاے چالیس ہزار شتر مروارید کے ہماری قرابت کو سمجھو بلکہ اور اپنا افتخار جانو اور اگر تمکو پاس قول عہد ہے
تو ایک چیز یعنی چالیس بار شتر گوہر کو لینا منظور ہو تو خیر گوہر لیلو اور سیب مراد کو معاف کرو وگرنہ تمہارے حق میں بہتر
نہوگا زیادہ زیادہ جب یہ جواب نامہ سلطان بکتانوس کو پہونچا تب ملکہ شرقیہ گل اندام نے خود بدستخط خاص
لکھا کہ اگر یہ بادی ہمارے ملک کی پیش نہاد ہمت بلند حضور کے ہے خیر مبارک الا عقد ملکہ او قیہ ماہ رخسار کا بدون
ادا سے دونون شرطون کے ممکن نہین ہے سلطان قیصر نوس نے جواب نامہ کا شاہزادہ شمسون کو دکھایا شاہزادہ
شمسون نے عرض کی کہ اے شہریار زنہار حضور قصد جنگ نہ فرمائین اسواسطے کہ جب ملکہ او قیہ ماہ رخسار زندہ
نہ رہیگی پھر کوشش بیکار ہے خیر مین تلاش سیب مراد کو جاتا ہون اگر اجل نے مہلت دی اور سیب مراد ملگیا تو ہو المراد
ورنہ مصرع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد ۔ جیسا مناسب وقت ہوگا کیجیے گا شعر

هر دم یک چند روزے صبر پیدا میکنم
باز یادش می روم یا در دلش جا میکنم

غرض شاہزادہ شمسون مع قوتیل دانا وزیر زادہ اور ہزار سوار نہایت ہوشیار و آزمودہ کار کی جمعیت سے روانہ
ملک عجائب نگار ہوا جب نواح مین ملک عجائب نگار کے پہونچا دیکھا کہ ایک لشکر جرار بے شمار ہر چہار طرف ملک
عجائب نگار کے سرحد پر مثل مور و ملخ کے یورش کر رہا ہے اور سلطان بکتانوس بیچارہ شہر بند ہے اور ایک دیو کوہ پیکر
قوی ہیکل نہایت عظیم الشان درخت کو دوش ناپاک پر رکھے ہوے لشکر کے آگے آگے قریب دروازہ شہر کے پہونچگیا ہے
اور چاہتا ہے کہ اندر شہر کے داخل ہو اور تمام خلائق شہر کی سر و پا برہنہ دعا و مناجات پروردگار عالم سے کر رہی ہے
شاہزادہ شمسون نے ایک دیو سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے وہ بولا اے جوان پری زاد چند روز کا ذکر ہے کہ دیو فرشنگ
مردار خوار ملکہ شرقیہ گل اندام کے سبب سے مع مصاحبین اپنے کے ہلاک ہوگیا ہے اب جو خواہر فرشنگ مردار خوار
کی فرشانہ گندہ دہن ہے اُسنے اپنے بھائی کے خون کے دعوے مین اپنے شوہر سمر دنگ کوہ شگاف کو جمعیت
ایک لاکھ دیو کے یہان بھیجا ہے اور چند پہلوان سلطان بکتانوس کے سمر دنگ کوہ شگاف کے ہاتھ سے
ہلاک ہو چکے ہین جب سلطان بکتانوس نے اپنے مین طاقت مقابلہ کی نہ دیکھی تو ناچار قلعہ بند ہوگیا جب نجمہ عاقلہ
نے یہانتک داستان بیان کی طالقوس نے کہا کہ مجھے اس جگہ ایک شبہ گذرا ہے اُسکا جواب دیدو پھر آگے اور
حال بیان کرنا نجمہ عاقلہ نے کہا وہ شبہ کیا ہے بیان کرو طالقوس نے کہا کہ خداوند تعالے نے دیو اور پریزادون کو
طاقت پرواز کی بھی عنایت کی ہے پھر اُنکے ہاتھ سے قلعہ بند ہونا قیاس قبول نہین کرتا نجمہ عاقلہ نے کہا اے طالقوس
مینے اکثر متقدمین سے سُنا ہے کہ قوم آتشی کو خدا نے ایک حد پرواز معین کی ہے کہ وہ اُس حد سے زیادہ پرواز نہین کر سکتے
ہین جسطرح کہ انسان اپنی جاے امن بناتے ہین اُسی طرح اگر وہ بھی اپنی جاے پناہ بناتے ہون تو کیا عجب ہے

دسہرے ایک بند طلسم بھی ہوتا ہی کہ کوئی دیو یا پری بدون اجازت مالک مکان کے اُس طلسم سے گذر نہین سکتا اور
وکسی صورت سے وہ داخل بھی ہوجائے تو بال و پر فوراً جل جاتے ہین طالقوس نے کہا کہ جواب تو تمنے خوب دیا
فرین بسم اللہ اب قصہ شروع کرو بخجمہ عاقلہ نے کہا ای طالقوس شاہزادہ شمسون نے جو یہ حال سُنا عرق حمیت
نے جوش مارا اور محبوبہ کو اس صدمہ مین دیکھا نہ گیا آخر شمشیر دیوکش جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے
میراث مین چلی آتی تھی میان سے کھینچی اور نعرۂ مردانہ و دلیرانہ کرتا چلا سمردنگ کوہ شگاف ہنوز شاہزادہ شمسون
کی طرف متوجہ ہوا تھا کہ قویل دانا وزیرزادہ نے پس پشت سے ایک قارورۂ آتش سمردنگ کوہ شگاف کو مارا اور
دھر شاہزادہ شمسون نے وہ ضرب سخت تلوار آہن شکن لگائی کہ سمردنگ کوہ شگاف کے تا بہ سینہ اُتر آئی
درروانہ جہنم کردیا اور لشکر سمردنگ کوہ شگاف ہر چہار طرف سے حملہ آور ہوا اور وہ ہزار سوار بہادر و تہور شعار
فت روزگار با تیغ و تیر و خنجر لشکر حریف پر مانند قہر دا ور گرے لیکن بوجہ قلت لشکر شاہزادہ شمسون کے سخت
لڑائی ہوئی عرصہ جنگ تنگ ہوا چاہتا تھا کہ سلطان بکتانوس بھی کمک کو شاہزادہ شمسون کے مع فوج کثیر و
جم غفیر کے نکلکر پہونچگیا پس ایک آن واحد مین کشتون سے پشتے بھر دیے فرشانہ مردار خوار شوہر کی لاش لیکر
میدان جنگ سے فرار ہوگئی پھر تو بھگدڑ پڑگئی سلطان بکتانوس نے کئی خوان جواہر سر مبارک شاہزادہ شمسون
نثار کیے اور کہا تعریف تمھاری بہادری و جوانمردی کی کس زبان سے ادا کرون اور شکریہ احسان تمھارا کہانتک
بجالاؤن اگر ہر موے تن میرا زبان ہو تو بھی نہین بیان ہوسکتا اب حضور غریب خانہ حقیر کو روشنی نور قدم سے اپنے
نور فرماوین قویل دانا نے کہا ای بکتانوس ہمارا شہر مین لیجانا اچھا نہین ہی ایک امر زاید کو راہ نہ دو کسواسطے
کہ شاہزادہ شمسون بھی بقول تمھارے کس آفت و مصیبت مین مبتلا ہوگیا باوجودیکہ لاکھ سوار اور پیادہ کے لشکر پر
ہزار سوار کی کچھ اصل اور حقیقت نہین اگر وہ ادھر سے بھاگتے بھی تو ہم پامال ہوجاتے مگر واہ شاباش و ہزار آفرین اس
ہمت و جرأت پر شاہزادہ رستم زمان پر فوق لیگیا اور کیا کام بہادرانہ اور دلیرانہ کیا کیا مجال ہی کسی کی کہ جو تعریف بھی
کرسکے اور اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ کیا اور تمھارا احسان نہ دیکھ سکا اور سلاطین زادے دلدادے سے کوئی نہ آیا
مرتم دیدہ و دانستہ اُس سے عجیب و غریب حکایتین بیان کرتے ہو سلطان بکتانوس بولا کہ ای قویل دانا تمکو
خیال ہی کہ ہمکو بالطبع شاہزادہ شمسون سے نسبت کرنا منظور نہین ہی واللہ یہ گمان تمھارا غلط ہی کسواسطے کہ اگر ہم
قد بلا ادا سے شرط کردین تو اسی وقت کوئی بلا یا آفت غیبی ہمارے سر پر نازل ہو کہ پھر اُسکا علاج غیر ممکن ہو جسوقت
قویل دانا نے شاہزادہ شمسون کی خدمت مین یہ جملہ عرض کیا شاہزادہ شمسون نے سکوت کیا اور ہمراہ سلطان
بکتانوس کے شہر مین تشریف لایا سلطان بکتانوس نے کہا کہ حضور تخت پر جلوس فرماوین شاہزادہ شمسون نے
کہا کہ تخت تمھارا تمکو مبارک ہو مگر ہان جب خداوند کریم مجھے تخت نشینی کے لائق کریگا اُسوقت مضائقہ نہین ہی سلطان

بکتانوس نے بہ آئین شاہانہ وسامان ملوکانہ دعوت شاہزادۂ شمسون کی کی اور تحفہ وتحائف ملکی بھی پیش کش کیے
شاہزادۂ شمسون نے قویل دانا سے کہا ایک بار اور تم ذکر نسبت کا سلطان بکتانوس سے کرو دیکھو کہ کیا جواب
دیتا ہی قویل دانا نے حسب الحکم شاہزادۂ شمسون کے پھر نسبت کا ذکر سلطان بکتانوس سے کیا سلطان بکتانوس
ملکہ شرقیہ گل اندام کے پاس گیا اور کہا کہ ای شرقیہ خاتون احسان شاہزادۂ شمسون کا ہم پر جو کہ ہی اُسکا ہم شکریہ
ادا نہین کرسکتے اور عوض تو چیز دیگر ہی اس صورت مین جواب صاف صاف دینا کمال بے شرمی اور خلاف انسانیت
کے ہی شرقیہ خاتون نے کہا واقعی تمھارا کہنا بہت درست ہی اور شرط آدمیت یہی چاہتی ہی لیکن کیا کرون کہ مجبور ہون
کوئی صورت ایسی خیال مین نہین آتی کہ اس احسان شاہزادہ سے سبکدوش ہون مگر ہان آجکی شب کو مین پھر بپاس
خاطر شاہزادہ کے اسم بزرگ کو پڑھتی ہون خدا کرے کہ اجازت عقد ملکہ اوقیہ ماہ رخسار ہوجاوے کہ مجھے بھی
شاہزادۂ شمسون کی دامادی بدل منظور ہی غرض شب کو بعد اوراد اسم کے ملکہ شرقیہ گل اندام جو سوئی عالم خواب
مین وہی بزرگ تشریف لائے اور کہا ای شرقیہ گل اندام بیان کر کہ کیا تیرا مدعا ہی ملکہ شرقیہ گل اندام نے یہ قصہ شاہزادۂ
شمسون کا بیان کیا اُس خدا رسیدہ نے فرمایا یہ سفارش تیری محض بیجا و بے سود ہی عقد ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کا
بدون سیب مراد کے لائے کسی طرح ممکن نہین تم اُس خواستگار سے کہو کہ سیب مراد مین چند خاصیت ہین اول یہ کہ
درخت سیب مراد آتش سوزان مین خود بخود سرسبز ہوجاتا ہی اور بقدرت خداوند قدیر بارور ہوتا ہی دوم یہ کہ
رکھنے والا اُسکا عزیز خلائق ہوتا ہی اور جس سے کہ مفارقت ہوگئی ہو وہ ملجاتا ہی سوم یہ کہ بو اُسکی نابینا کو بینا کرتی ہی
چہارم یہ کہ کھانیوالے کے فرزند حسن وجمال مین بے مثال پیدا ہوتا ہی پنجم یہ کہ رنگ سیب مراد کا بعینہ یاقوت رمانی سا
ہوتا ہی یہ کہکر وہ مقدس غائب ہوگئے صبح کو ملکہ شرقیہ گل اندام نے سلطان بکتانوس سے یہ خواب بیان کیا اور
شاہزادۂ شمسون کو محل مین طلب کیا اور خود ہی حال خواب کا بیان کیا اتفاقاً شاہزادۂ شمسون نے بھی اُسی شب کو
عالم رویا مین اُسی مقدس کو دیکھا تھا کہ وہ فرماتے ہین ای شاہزادۂ شمسون مضطرب اور پریشان ہونا شرط ہمت
اور مردانگی سے بہت بعید ہی شاید تو نے من طلب شیئاً و وجد و اجداً نہین سُنا شعر

سہل سمجھے تھے مریجان لگانا دل کا	سخت مشکل ہی کسی حور پہ آنا دل کا

بس ایک شرط سیب مراد نہ ادا کرسکے اسی حوصلہ پر عشق کا دم بھرتے ہو کیون عشق کو بدنام کرتے ہو ایسے عشق کو
عشق نہین کہتے بلکہ خود غرض کہیے تو بجا ہی اور بوالہوس کہنا تو عین سزا ہی طالب وصال جانان کو کمر ہمت چُست
کرنا چاہیے فرہاد کو دیکھو کہ پہاڑ خارا کا کاٹنا نہر کا لانا بشر کا کام نہ تھا اور مجنون کو دیکھو کہ ایک مشت گوشت
کے لیے تمام بدن کا گوشت کاٹ کر بھیجدیا اس گمان پر کہ خدا جانے کس جگہ کا گوشت معشوق نے طلب کیا ہو اور چارہ سازعاشق
کی بندہ پروری کو دیکھو کہ فرہاد سمندر کو اُلچ کر گوہر مراد کو لایا جو وہم وخیال مین بھی نہین آتا ہی وہ ہمت اُسکی تھی

اور عنایت اُس پروردگار عالم کی کہ جو چارہ ساز دو عالم ہے پس دیکھیے عاشق زار کو اور اُسکی دلیری و ہمت کو تم بھی جو کمر ہمت مضبوط باندھوگے تو خداوند قدیر سیب مراد کیا چیز ہے بلکہ ثمر مراد عطا فرمائیگا غرض شاہزادۂ شمسون گھبرا کر خواب سے بیدار ہوا اور اُسیوقت ملکہ شرقیہ گل اندام نے جو خواب دیکھا تھا شاہزادۂ شمسون عالیجاہ سے بیان کیا مگر ملکہ شرقیہ گل اندام نے جو صورت دلپذیر شاہزادۂ بے نظیر کی دیکھی عاشق و فریفتہ ہوگئی اور درگاہ جناب باری مین یہ دعا کی کہ یا بارالٰہا واسطہ اپنی وحدانیت کا مجھے بجز شاہزادۂ شمسون کے اور کوئی داماد نہ دینا اور شاہزادۂ شمسون سے کہا کہ اے جوان کوئی بیٹی کو جہان مین بیٹا نہین رکھتا اور سوا اسکے آپکے جو کہ احسانات ہین اُنکا کیا بیان ہو لیکن ہمت و شجاعت و شرافت و لیاقت دولت و حشمت و صورت و سیرت مین کوئی تمسا جہان مین اگر ہزار برس فلک چرخ مارے اور ہم مشعل آفتاب عالمتاب تمام جہان مین تلاش کرین تو ہمکو ممکن نہوگا اور ہماری بھی عین تمناے دلی یہی ہے کہ ہم ملکہ او قیہ ماہ رخسار کی نسبت آپ سے کرین کہ ہمارا باعث فخر و مباہات کا ہے چہ جا کہ آپ سا جوان خود درخواست نسبت فرماوے اور ہم مضائقہ کرین مگر افسوس ہزار افسوس کہ ہمارا اس امر مین کچھ اختیار نہین ہے مجبور محض ہین کیا کرین شعر

زمین سخت اور آسمان دور ہے	غرض بندہ ہر طرح مجبور ہے

شاہزادۂ شمسون نے فرمایا کہ آپ کا کہنا مجھے دریاے عرق انفعال مین ڈبوئے دیتا ہے آج شب کو مین نے بھی عجیب واقعہ عالم رویا مین دیکھا کہ قابل بیان کے نہین مگر ہرچہ باداباد توکلت علی اللہ اب مجھے بدون لائے سیب مراد کے قرار و آرام کہان جو نوشتۂ تقدیر ہے وہ پیش آئیگا مصرعہ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید ملکہ شرقیہ گل اندام نے چند خوان جواہر بطور نذر کے پیشکش کیے شاہزادۂ شمسون نے کہا اسکے قبول کا وقت جب آئیگا دیکھا جائیگا اب مین فقط رخصت اور دعاے خیر کا امیدوار ہون اس عرصہ مین ملکہ او قیہ ماہ رخسار نے بھی محل کے جھروکے سے وہ شکل دلپذیر شاہزادۂ آفاق گیر کی دیکھی بہزار دل و جان عاشق و فریفتہ و شیدا ہوگئی اور کہا مصرعہ ایسے بھی بندے ہوتے ہین قدرت خدا کی ہے پس سواے خاموشی و ضبط طبیعت کے اور کوئی چارہ گر نہوا لاچار یہ شعر مرزا محمد عباس خلف الصدق جناب ناظم صاحب بہادر کا زبان پر آیا شعر

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہین کرتا	پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا

شاہزادۂ شمسون لشکر مین داخل ہوا اور حکم دیا کہ تم سب صاحب وطن کو روانہ ہو جاؤ ہم تن تنہا اس جادۂ عشق کو طے کرینگے مصاحبین والاتمکین نے بالاتفاق کہا کہ اے شہریار والاتبار پروردگار عالم ہمکو وہ روز بد نہ دکھلائے کہ ہم اپنی حیات مین حضور کے قدم سے جدا ہون اور یہ ہمسے ہرگز نہوگا کہ ہم دامن دولت حضور کو چھوڑ دین کیونکہ ہم لوگ سرفروش اور جان نثار شہریار مشہور ہین شاہزادۂ شمسون نے فرمایا کہ اگر جنگ و پیکار کا معاملہ ہوتا تو یہ کلمہ تمھارا بجا تھا یہ راہ عشق ہے اسمین

اپنے جسم کی پوشاک بھی بار خاطر ہوتی ہی مگر چونکہ خلش خار بیکار نہو اسواسطے کہ شعر

مانع دشت نوردی پانوٗن کی ایذا نہین || دل دکھا دیتا ہی لیکن ٹوٹ جانا خار کا

پس حق تعالےٰ میری تنہائی وجفاکشی پر زیادہ رحم فرمائیگا **قویل دانا** نے کہا کہ مقدمہ ملازمین تو جدا ہی مگر مین بجز ذات والا صفات کے جہان مین کوئی نہین رکھتا اس صورت مین حضور مجھے قتل فرمائین ورنہ فدوی سایہ وار ہمراہ اپنے آقاے نامدار کے موجود رہیگا آخر کار ناچار شاہزادۂ **شمسون** نے **قویل دانا** کو ہمراہ لیا اور تبدیل لباس کرا ایک طرف کو روانہ ہوا اور بعد مدت مدید وعرصۂ بعید کے شاہزادۂ دل دادہ اور وزیرزادہ پاپیادہ دشت وصحرا مین حیران ومضطر آوارہ وسرگردان پھرتے پھرتے چند روز مین ایک باغ مین پہونچا وہان بجز درختان سیب کے اور کوئی درخت ثمردار اور بے ثمر نظر نہ آیا شاہزادۂ **شمسون** نے **قویل دانا** سے فرمایا کہ کیا عجب ہی کہ نشان سیب مراد اسی باغ مین ہو رفتہ رفتہ درمیان مین باغ کے پہونچے تو ایک گنبد عالی شان دیکھا شاہزادۂ **شمسون** مع **قویل دانا** اندر گنبد کے گیا وہان ایک زاہد کو دیکھا کہ سجادۂ عبادت پر سرنگون یاد خدا مین بیٹھا ہی شاہزادۂ **شمسون** نے سلام کیا اور حال باغ دریافت کیا درویش نے باغ سیب نام بتایا اور کہا کہ حضرت **سلیمان** علیہ السلام کیوقت سے یہ قاعدہ ہی کہ سیب اس باغ کے بادشاہ **قاف** کو ہر سال بطور تحفہ کے جایا کرتے ہین اور میرے نام داروغگی اس باغ کی ہی اور نام میرا **ارطوس** زاہد ہی شاہزادۂ **شمسون** نے پوچھا کہ اِی حضرت سیب مراد بھی یہان پیدا ہوتا ہی درویش بولا کہ اِی شاہزادے آپنے سیب مراد کا نام کسی انسان یا پریزاد سے سُنا ہی یا دل سے یہ مضمون تراشا ہی اُسوقت شاہزادۂ **شمسون** نے اپنی سب حقیقت بیان کی درویش نے کہا یہ تو مین نے بھی سُنا ہی کہ ایک درخت سیب **آصف** نے اپنے دست مبارک سے لگایا ہی اور گرد اُسکے بند طلسم سے باندھا ہی اور ثمر اُسکا سوختہ آتش کو بہت نفع دیتا ہی یہی وجہ اُسکے سیب مراد کہنے کی ہی نہین معلوم کہ سچ ہی یا جھوٹ پس شاہزادۂ **شمسون** اور **قویل دانا** دونون درویش سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے شب کو ایک دشت پُرخار مین پہونچے اسوقت وہ دشت طوفان گرد سے تیرہ وتاریک ایسا ہوا تھا کہ تمام دشت آنکھون مین سیاہ ہوگیا تھا اور وہ سیاہی اسقدر پھیلی کہ **قویل دانا** ساتھ سے شاہزادۂ **شمسون** کے چھوٹ گیا جب وہ سیاہی دفع ہوئی شاہزادۂ **شمسون** کو **قویل دانا** کا پتہ نہ ملا اسکا الم اپنی تنہائی کا غم اُسوقت کا عالم قابل لحاظ ہی پس اپنی بیکسی اور تنہائی کے حال پر ایسا زار زار مانند ابر نو بہار کے شاہزادۂ **شمسون** رویا کہ جسکے بیان سے جگر اہل درد کا شق ہوجائے اور اسی یاس اور ہراس مین بلا وسواس مثل شتر بے مہار ایک سمت کو روانہ ہوا بعد چند روز کے ایک شہر ملا کہ تمام خلائق وہان کی زرد پوش نظر آئی ایک مرد سے شاہزادۂ **شمسون** نے پوچھا کہ یہ شہر کون ہی اور حاکم یہان کا کون ہی اُسنے کہا کہ ہمارے ملک مین یہ لباس ماتمی ہی شاہزادۂ **شمسون** نے سبب ماتم داری کا پوچھا اُسنے بیان کیا کہ اِی جوان یہان کے بادشاہ کی ایک دختر ماہ پیکر تھی اُسپر **شترقول دیو** عاشق ہوا اور اُسنے اپنی نسبت کا اُس دختر

ماہ پیکر سے پیام بادشاہ کو بھیجا بادشاہ نے نسبت دیو بچہ کی نامنظور کی آخر نوبت مجادلہ و مقاتلہ کی آئی اور اُس
دیو کو شکست ہوئی آخر وہ بھاگ گیا اور اُسکی مان ملعونہ نے ایک سرمہ بحیلہ سرمہ فروشی محلسرا مین بادشاہ کے پہونچا
اُس دختر ماہ پیکر کی آنکھون مین ایسا لگا دیا کہ دونون آنکھین اُس نور نظر شہریار کی جاتی رہین اور وہ قحبہ بھاگ گئی
جب بادشاہ نے دیکھا کہ بیٹی اندھی ہوگئی اُس وقت بادشاہ نے اشرف نوجوان کو حکم دیا کہ شرفول دیو
کو مع اُسکی مان کے گرفتار کر لاؤ یا قتل کرو اشرف نے اُس دیو کو ایسا تنگ کیا کہ وہ خوف سے چشمہ گہر ریز
مین غرق ہوگیا اشرف بھی ساتھی اُسکے چشمہ مین داخل ہوا پھر اُن دونون کا پتہ و نشان نہ لگا خدا جانے
کہ وہ کہان غائب ہوگئے حریم شاہ بادشاہ والی ملک اِس شہر کا اس صدمۂ جانکاہ سے نہایت پریشان ہوا
اور چاہا کہ مین بھی اُسی چشمہ مین ڈوب جاؤن کہ اس زندگی سے مرنا کہین بہتر ہی اراکین سلطنت نے سمجھایا کہ یہ چشمہ
طلسم ہی وہان سے جاکر واپس آنا بہت دشوار ہی آخرش کہنے سے سرداروں کے چپ ہو رہا لیکن مفارقت مین اپنے
فرزند کی ایسا رویا کہ آنکھون سے معذور ہوگیا اور اُسکی بی بی کا بھی یہی حال ہوگیا ہی اور نام اپنا جب سے محروم
زردپوش رکھا ہی وزیر اعظم نے جب یہ حال دیکھا چھوٹے بیٹے کو حریم شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھا دیا
شاہزادہ شمسون دوسرے روز وہان سے بھی روانہ ہوا چند روز کے بعد اور ایک شہر مین پہونچا وہان کے
حاکم کا دیو نازیل ارزق چشم نام تھا نازیل کو فرقہ خداپرست سے عداوت قلبی تھی اُسنے حکم دیا تھا کہ جہان
خداپرست دیکھو میرے پاس لے آؤ اہل شہر شاہزادہ شمسون کو بوضع خداپرست دیکھکر گرفتہ و بستہ
دیو نازیل کے پاس لیگئے دیو نازیل نے اُسی وقت حکم قتل کا دیا قضارا فرشانہ ملعونہ فرشنگ دیو کی بہن
کہ نازیل دیو سے رابطہ برادری رکھتی تھی اور دیو نازیل کی بہن بھی ہوتی تھی اور اُسوقت واسطے ملاقات دیو نازیل
کے آئی تھی اُسنے جو شاہزادہ شمسون کو دیکھا دل مین نہایت خوش ہوئی اور دیو نازیل سے کہا کہ ای برادر
یہی جوان میرے شوہر کا قاتل ہی تم از راہ مہربانی مجھے دیدو تو گویا جہان کی سلطنت تمنے دیدی مین اسیوقت اسکو
لیجاکر قتل کرونگی تاکہ دل میرا ٹھنڈا ہو اور اس ضعیفہ نے اس خوشامد سے کہا کہ نازیل نے شاہزادہ شمسون کو حوالہ
فرشانہ کے کیا فرشانہ اپنی خوشدامن کے پاس لائی اُس ملعونہ نے کہا کہ اس قاتل سمرونگ کو اسیوقت ہلاک
کرنا چاہیے فرشانہ نے پوچھا کس عذاب سخت سے اسے ہلاک کرون وہ بولی کہ مین ایک باغ مین گئی تھی وہان مین نے
تمام درخت باغ کے خشک دیکھے ہین تم اُسی باغ مین اسے لیجاکر ایک درخت سے باندھکر چارون طرف سے آگ
لگادو کہ یہ جلے اور ہم تماشا دور سے دیکھین آخر الامر جو دیو کہ حاضر تھے اُنھون نے از راہ ظلم و زبردستی کے شاہزادہ
شمسون کو باغ مین لاکر ایک درخت خشک مین باندھکر ہر چہار طرف سے آگ لگادی تمام درخت خشک ایک
طرفۃ العین مین مانند مشعل کے جلنے لگے اور حرارت اُسکی جسم شاہزادہ شمسون کو محسوس نہوئی خاموش بیٹھا رہا جب

اُس آگ نے کچھ اذیت نہ پہونچائی شاہزادۂ شمسون نے دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بخضوع و خشوع کی اور کہا
کہ بارالٰہا خلیل کیطرح مجھے بھی اس آگ سے نجات دے کہ آگ واسطے کفار کے ہی نہ واسطے مومن کے اور
مین تو تیری واحدانیت اور تیرے رسول کی رسالت کا قایل ہون کہ ناگاہ ایک درخت اُس جلتی آگ مین سے
سرسبز ہوگیا اور اُسیوقت اُس مین بلا تاخیر ثمر آیا شاہزادۂ شمسون نے غور سے دیکھا تو وہ درخت سیب کا تھا
اور شاہزادہ بھی از خود کھل گیا اور درخت سیب کے سایہ مین تشریف لایا اور آتش مطلق محسوس نہوئی بعد
چند ساعت کے اُس شاخ درخت مین ایک پھل سیب کا مثل یاقوت کے ایسا مجلی نظر آیا کہ آنکھ خیرگی کرتی تھی اور
اُسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوگیا تھا شاہزادۂ شمسون نے سیب کی طرف ہاتھ دوڑایا سیب خود بخود دامن مین
آگیا پھر یہ دیکھا کہ چند دیو فریاد کرتے ہوے اُس آگ مین گر پڑے اور جلکر کوئلہ ہوگئے قصہ مختصر اسی طرح سے سب دیو
جسقدر کہ دیوار پر واسطے دیکھنے تماشے کے کھڑے تھے سب دیوار پر سے خود بخود آگ مین گر پڑے اور جلکر خاک
ہوگئے یہانتک کہ فرشانہ گندہ دہن اور اُسکی ساس ملعونہ بھی وہان فریاد کرتی دوڑی اور آگ مین گر پڑی اور
فی النار ہوگئی شاہزادۂ شمسون اس تماشاے عجیب سے حیرت مین تھا اور کہتا تھا کہ کیا تیری قدرت ہی کسطرح
تو نے دشمن کے ہاتھ سے نجات دیکر کفارون کو داخل جہنم کیا اس عرصہ مین ایسا پانی برسا کہ سب آگ سرد ہوگئی
جب دھوین اور غبار کی تاریکی دفع ہوگئی اور مطلع صاف ہوا چند پریزادین ایک تخت زرنگار لیکر حاضر ہوئین اور
دست بستہ شاہزادۂ شمسون سے عرض کیا کہ حضور سوار ہون اور تشریف لیچلین ہمارا بادشاہ حضور کی ملاقات کا
مشتاق ہی شاہزادۂ شمسون تخت پر سوار ہوا اور سیب مراد جیب مین رکھ لیا اور پریزاد شاہزادۂ شمسون کو
ایک بادشاہ عظیم الشان کے پاس لیگئے کہ وہ تخت یاقوت نگار پر تاج شاہی سر پر رکھے بشوکت تمام متمکن تھا اور
تمام ارکین سلطنت صف بصف اپنے اپنے قرینہ سے کرسیون زرنگار اور دنگل پر بیٹھے تھے کہ بادشاہ تخت نشین
سروقد واسطے تعظیم شاہزادۂ شمسون کے اُٹھا اور تعظیم دیکر اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور بعد رسم ملاقات کے کہا
کہ اے عالی ہمت و بلند مرتبہ ہمکو تمہارا احال بخوبی معلوم ہوا کہ تم پر عشق مین کیسے کیسے شدائد اور مصائب گذرے
کہ جسکا حد و حساب نہین ہی لیکن ہمت مردان و مدد خدا اب حصول مدعا کا وقت موجود ہی شاہزادۂ شمسون نے
پوچھا کہ اسم مبارک حضور کا کیا ہی اُسنے کہا یاستم شاہ اس حقیر کو کہتے ہین اور یہ ملک پریزادون کا ہی اور ملک
شقوکیہ کا بادشاہ ہون اور ملک شقوکیہ دار السلطنت خاص قلعہ پنجم پردۂ قاف کا مین بادشاہ ہون مگر اسوقت
میرے آنے اور مدد کرنے کی یہ وجہ ہی کہ درخت سیب مراد آصف برخیا نے اپنے دست خاص سے لگایا اور
گرد اُسکے بزور علم جفر و نیرنجات طلسم بندی کر کے مجھے داروغہ کردیا تھا اور یہ داروغگی پشتین سے میرے نام چلی آتی
ہی اور ایک کتاب وصیت نامہ خاندانی میرے پاس موجود ہی اور اس مین لکھا ہی کہ جو انسان وہ یا پریزاد اس سیب مراد کا

مدد اور ملعون ذبون کو داخل جہنم کیا اور نام مالک سیب مراد کا **شمسون** ہوگا اور نام اُسکی معشوقہ کا **اوقیہ ماہ رخسار** ہی شاہزادۂ **شمسون** کو اس بیان **بالستم شاہ** سے زیادہ تر حیرت ہوئی اور کہا باوجود اسقدر مسافت کے آپ کو کیونکر اطلاع ہوئی کہ آپ اس عجلت سے شریک مدد ہوئے **بالستم شاہ** نے کہا ای شہریار کامگار ایک درخت سیب میرے بھی مکان خاص مین اُسی وقت کا موجود ہی اور تاثیر طلسمی سے ہروقت اُسمین ایک سیب تیار رہتا ہی پس یہ حکم ہی کہ جسوقت سیب مراد درخت سے گرے اُسی وقت مدد کو روانہ ہونا چنانچہ جیسے ہی وہ سیب زمین پر گرا مین اُسیوقت اپنے مکان سے روانہ ہوا اور یہان آکر یہ تماشا دیکھا کہ لشکر **فرشانہ** نے چہار طرف سے باغ کو گھیر لیا تھا اور آگ لگا دی تھی اور آپ بیچ مین کھڑے تھے مین نے اُنھین اُسی آگ مین جلا دیا اور تمکو اُس آتش سے نجات دی شاہزادۂ **شمسون** نے پوچھا وہ کیا امانت ہی جو تمھارے پاس رکھی ہی **بالستم شاہ** بولا ایک صندوقچہ سربمہر ہی نہین معلوم اُس مین کیا شی بند ہی آخر شاہزادۂ **شمسون مہر طلعت** شہر شوکتیہ مین مع **بالستم شاہ** کے تشریف لایا اور **بالستم شاہ** نے پہلے دعوت و مہمانی کی بعد اُسکے وہ صندوقچہ سربمہر حوالہ کیا شاہزادۂ **شمسون** نے قفل صندوقچہ کا کھول کر دیکھا اُس مین ایک لوح اور کاغذ نکلا اُس کاغذ مین یہ عبارت تھی کہ ای **شمسون بن قیصر نوس** فتح طلسم چشمہ گہر ریز اور عقد اس **اوقیہ ماہ رخسار** بنت **شرقیہ سلطان** کا روز ازل سے تیرے نام مقدر ہی اور لوح راز دار طلسم لیکر طلسم مین جاؤ اور شاہزادۂ **اشرف بن حریم شاہ** کو قید طلسم سے نجات دو دوسرے ملکہ **اوقیہ ماہ رخسار** کی ایک دختر صاحب حُسن و جمال **رشک خورشید** پیدا ہوگی اور عقد اُس گوہر بحر شرافت کا قوم سادات مین ایک سلاطین زادے سے کیا جائیگا جب لوح کے مطالعہ سے فارغ ہوے **بالستم شاہ** سے شاہزادۂ **شمسون** نے رخصت طلب کی **بالستم شاہ** نے کہا تا پہونچنے وطن مالوف کے اور فارغ ہونے امورات دنیوی سے خدمت بابرکت مین حاضر رہونگا بعد اسکے باجازت آپکے اپنے مکان پر جاؤنگا شاہزادۂ **شمسون بالستم شاہ** کے ہمراہ پہلے ملک **دیونا زیل** مین تشریف لایا وہان خواص اور تاثیر سیب مراد سے وہ دیونا بکار مع تیغ و کفن کے حاضر ہوا اور فرمانبرداری شاہزادۂ **شمسون** کی اختیار کرکے ہمراہ ہوا شاہزادۂ **شمسون** وہان سے ملک **حریم شاہ** مین آیا بادشاہ نے جو تشریف لانا شاہزادہ باشوکت و ذی جاہ کا سُنا وزیر سے دریافت کیا کہ تو بھی جانتا ہی کہ یہ شاہزادہ کس قصد سے یہان تشریف فرما ہوا ہی وزیر نے کہا اگر حکم ہو تو مین تحفہ و تحائف لیجاکر دریافت کر آؤن **حریم شاہ** نے اجازت دی وزیر خوش تدبیر شاہزادۂ **شمسون** کی خدمت مین حاضر ہوا اور تحفہ گذرانا شاہزادۂ **شمسون** نے فرمایا کہ ای برادر وزیر اعظم میری طرف سے بعد سلام کے **حریم شاہ** سے کہنا کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو مین شاہزادۂ **اشرف** کو چشمۂ طلسم گہر ریز سے نکالنے آیا ہون

اورجو آپ آنکھون سے معذور ہوگئے ہین بفضل خدا آنکھین روشن و منور ہو جائینگی وزیر نہایت مسرور وخوش حریم شاہ کے پاس آیا اور یہ قصہ بیان کیا حریم شاہ اُسی وقت سوار ہوکر شاہزادہ شمسون کی خدمت مین پہونچا شاہزادہ شمسون نے بطور بزرگانہ حریم شاہ کی ملاقات کی بلکہ یہ کلمہ کہا کہ مین تمکو اپنا عم نامدار سمجھتا ہون حریم شاہ نے شاہزادہ شمسون کی دعوت نہایت دھوم اور تزک سے کی شاہزادہ شمسون نے وہ سیب مراد حریم شاہ کو دیا کہ تم بو اسکی سونگھو بس جیسے ہی حریم شاہ نے بو سونگھی فوراً آنکھین روشن ہوگئین حریم شاہ شکریہ احسان بجالایا بعد اسکے حریم شاہ کی بی بی اور لڑکی کی بھی آنکھین روشن ہوگئین حریم شاہ نے فرمایا کہ اے شہریار ذی اقتدار جیسے آپ نے حریمہ گل رخسار کو از سر نو حیات تازہ بخشی اُسی طرح اُسکے عقد کا بھی حضور کو اختیار ہے جس سے حضور چاہین فوراً بلا عذر کر دین شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ یہ مقدمہ وقت پر معین ہے اب چشمۂ گہر ریز پر جاؤ اور اُسکی علامت بتاؤ حریم شاہ نے کہا پیر مرشد چشمۂ گہر ریز یہان سے تین روز کے فاصلہ پر ہے مگر براہ دیو و پری کے اور علامت یہ ہے کہ جو شخص اُس چشمہ مین قدم رکھتا ہے ایک آواز اندر چشمہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اپنے شوق سے گور مین آیا اور تلاطم پانی مین پیدا ہوتا ہے اور موتی چھوٹے بڑے کنارہ چشمہ پر جمع ہو جاتے ہین اور کوئی غیب سے کہتا ہے کہ یہ مروارید اس بحر غریق کے وارثون کا حصہ ہے غرض دوسرے روز شاہزادہ شمسون اور حریم شاہ اور بالستر شاہ کنارہ چشمۂ گہر ریز کے آئے شاہزادہ شمسون نے دیکھا کہ وہ چشمہ تیس گز سے تیس گز عادوراہے شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ تم کسی شخص واجب القتل کو چشمہ مین داخل کرو تاکہ ہم دیکھین اگر طلسم فتح ہو گیا تو وہ زندہ نکلے گا ورنہ خیر اتنے مین ایک بڈھا جسنے اشرف شاہزادہ بن حریم شاہ کو پرورش کیا تھا اُسنے شاہزادہ شمسون سے کہا کہ مجھے اپنی زندگی مفارقت شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ سے بدتر مرگ سے ہے اگر حکم ہو تو مین جاؤن شاہزادہ شمسون نے کہا تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے پس یہ سنتے ہی وہ بڈھا داخل چشمہ ہوا حسب معمول وہی صدا آئی کہ اپنے شوق سے گور مین آیا اور ایک ساعت کے بعد گویا کسی نے چھوٹے موتی کنارہ پر رکھدیے شاہزادہ شمسون نے فرمایا واہ اہل طلسم نے بھی غریب اور امیر مین امتیاز رکھا ہے دیکھو کہ شاہزادہ اشرف بن حریم شاہ کے موتی بڑے تھے اور یہ موتی اُس بڈھے بیچارے کے حصہ مین چھوٹے ہین

داخل ہونا شاہزادہ شمسون مہر طلعت کا چشمۂ گہر ریز مین بیان

قصہ مختصر شب کو بعد عبادت کردگار شاہزادہ شمسون نے لوح کو دیکھا اُس مین یہ عبارت لکھی تھی کہ ای
بدست آرندۂ لوح طلسم گہر ریز صبح کو سامنے جانا ایک درخت زیتون کا ملیگا اُسپر ایک جانور عجیب الخلقت
بزبان خوش الحان بولتا ہوگا تم تیر سے اُسے مارنا اور خون اسکا جلدی سے ایک پیالہ بلوری مین لیکر پانی چشمہ مین
ملا دینا چشمہ مین تلاطم شدید پیدا ہوگا اور ایک کشتی مدور پانی سے باہر آئیگی تم اُس کشتی مین جا بیٹھنا وہ کشتی پھر
چشمہ مین داخل اور غرق ہوجائیگی پھر جہان پہونچنا موافق حکم لوح کے کام کرنا شاہزادہ شمسون نے
حسب ہدایت لوح کے خون اُس جانور کا چشمہ کے پانی مین ملایا فوراً اُس چشمہ سے ایک کشتی نکلی شاہزادہ شمسون
اُس کشتی مین سوار ہوا پھر کشتی غرق ہوگئی شاہزادہ شمسون نے خوف سے آنکھین بند کرلی تھین جب
آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک قلعہ بلور کا ہی اور زیر فصیل قلعہ پر ایک دریاے زخار نہایت زور و شور سے بہتا ہی کہ
کشتی موج دریا پر اسقدر بلند ہوئی کہ فصیل پر پہونچی شاہزادہ شمسون نے ایک شہر بارونق ایسا ملاحظہ کیا کہ جسکے
مکانات کل صدف و گوہر کے تھے اسی طرح آراستگی بازار اور نقش و نگار ہر در و دیوار کے قیاس کرنا چاہیے اور
درمیان شہر کے ایک عمارت عالیشان دولتخانۂ شاہی صدف خالص کا اور اندر محل کے ایک باغ رشک ارم

کمال فرحت فزا اور اُس باغ مین ایک صفہ مربع پر صد ہا نازنین قمرطلعت مروارید و جواہر نگار کے زیور سے آراستہ اور مروارید پوش ایک ملکہ تخت نشین ہر اُسکے آگے عجیب لطف سے نغمہ و سرود ہو رہا ہی شاہزادۂ شمسون نے جو ملکۂ تخت نشین کو غور سے دیکھا تو سر سے پا تک جسم مین اُسکے بجز زیور مروارید کے دوسری چیز نہ دیکھی اور ملکہ کے چوگرد کنیز و خادمہ جسطرح سے گرد ماہ کے ستارے ہوتے ہین اُس محفل بہشت منزل مین نظر آئین اور اسقدر مروارید کی کثرت تھی کہ درخت کو بھی بدون گوہر شبنم کے نہ دیکھا اور پہلو مین دیوان عام کے ایک بادشاہ مروارید پوش تخت مروارید نگار پر بشوکت تمام بیٹھا تھا اور تمام اراکین سلطنت حاضر تھے کہ یکایک کشتی غرق ہوئی اور تحت الثری کو پہونچی وہان شاہزادہ نے زندان خانہ دیکھا اور چند نفر دیو و پری زندان مین محبوس زنجیر آہنی مین مسلسل تھے اُس مین ایک دیو بچہ ایک جوان صاحب جمال سے کچھ تکرار کر رہا تھا اور وہ جوان ہر لحظہ کہتا تھا کہ او مادر بخطا نامرد باوجود اس دون ہمتی کے تو میرا مقابلہ کرتا ہی اور مجھے بھی زندان خانہ مین گرفتار کرا دیا شاہزادۂ شمسون سمجھ گیا کہ یہ اشرف بن حریم شاہ ہی غرض جب موج دریا کشتی کو بلند کرتی تھی تماشا قلعہ اور باغ کا معلوم ہوتا تھا اور جب تحت مین وہ کشتی پہونچتی تھی تو نزاع لفظی دیو بچہ اور اشرف کی سُنائی دیتی تھی بموجب اس آیہ کے ذلک تقدیر العزیز العلیم آخر لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جسوقت موج دریا قلعہ کے برابر کشتی کو لائے تو دیوان عام مین داہنے ہاتھ بادشاہ کے ایک مرد کرسی نشین صندلی پوش کتاب کا مطالعہ کرتا ہوگا جب وہ پیر بزرگ تجھکو دیکھے اسوقت تم پشت لوح اُسے دکھا دینا اسی طرح ایک نازنین بنفشہ پوش پیر زال پہلو مین ملکہ کرسی نشین کے مطالعہ کتاب مین ہوگی اُسے بھی پشت لوح دکھانا جب وہ مرد و زن لوح کو دیکھینگے بادشاہ اول مروارید پوش کو سلطنت سے معزول کرینگے اور اُسکی جا پر تمکو مقرر کرینگے بعد اُسکے جو ہدایت لوح سے ہوگی اُسپر عمل کرنا غرض چند بار کشتی قلعہ کے برابر آئی لیکن شاہزادۂ شمسون کی طرف اُن مرد و زن نے نہ دیکھا ناچار شاہزادۂ شمسون نے پھر لوح مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ قلعہ کی فصیل پر وزہ نام اسیرون کے واسطے ہر روز کھانا پکاتی ہی تم اُس سے کہنا کہ نصف حصہ اشرف بن حریم شاہ کا مجکو دے کیونکہ مین مستحق ہون فرزہ کہیگی علامت دوم جبتک مین نہ دیکھونگی اعتماد نہ کرونگی تم لوح اسے دکھا دینا وہ ایک کاسہ شیربرنج کا فصیل قلعہ پر لاکر رکھدیگی تم وہ شیربرنج نوش فرمانا پھر کام مین مصروف ہوجانا شاہزادۂ شمسون نے تین روز اسیطرح بسر کی چوتھے روز صبح کو عورتون کی محفل مین اُس بنفش پوش نے شاہزادۂ شمسون کو دیکھا شاہزادۂ شمسون نے پشت لوح دکھائی وہ سرنگون ہوے پھر بڈھے صندلی پوش نے دیکھا اُسکو شاہزادۂ شمسون نے روے لوح دکھایا وہ بھی چپ ہو رہا جب تین مرتبہ ایسا ہی کیا گیا تو [illegible] عورات مین اس صندلی پوش نے دربار مین بادشاہ کے پگڑی اور جامہ سر سے اُتار لی اور ایک چرخ مارا اور فریاد کی معشر الجنیات بدانید و آگاہ باشید کہ صدف جبینی سلطنت سے معزول کیا گیا اور کاروبار طلسم صاحب سیف مراد کے سپرد ہوا بعد آواز فریاد کے بادشاہ سبز پوش

تخت سے اُترا اور شاہزادۂ شمسون کو باعزت تمام کشتی سے دیوان عام مین لاکر تخت شاہی پر بٹھادیا اور مبارکباد دی جب شاہزادۂ شمسون تخت حکومت پر اجلاس فرما چکا سب ارا کین سلطنت معرفت اُس بزرگ صندلی پوش کے ملازمت شاہزادۂ شمسون بجالائے شاہزادۂ عالیجاہ نے تمام دن عدل اور داد رعایاے شہر مین مصروف رہا شام کو اُس پیر بزرگ نے آکر عرض کیا کہ ای شہریار دولت مدار ملکۂ شبنم گوہر پوش ملازمت عالی کی مشتاق ہی شاہزادۂ شمسون نے پوچھا کہ ملکۂ شبنم گوہر پوش کون ہی اُس پیر بزرگ نے کہا کہ بادشاہ زادی شاہ معزول کی زوجہ مطلقہ ہی شاہزادۂ شمسون نے کہا کہ مین کسی کی زوجہ مطلقہ سے سروکار نہین رکھتا دوسرے یہ کہ صدف پوش نے کیون طلاق دی صندلی پوش نے کہا کہ اس طلسم کا قاعدہ قدیم سے یہی ہی کہ جو حاکم وقت ہو وہ بادشاہ معزول کی ملکہ سے نکاح کرے اور حاکم معزول طلاق دے شاہزادۂ شمسون نے فرمایا کہ اس عورت کے کتنے نکاح ہوے ہین پیر مرد بولا چودہ شاہزادے نے کہا اچھا سمجھ کے اسکا جواب دیا جائیگا پھر شاہزادۂ شمسون نے لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوا ملکۂ شبنم گوہر پوش کے سب عورات تمکو مباح ہین اور جب وہ ملکہ تمسے نہایت منت و سماجت سے پیش آئے تو پھر لوح دیکھنا اور جو حکم لوح ہو وہ عمل مین لانا شعر

کہ ہمان روز روز رخصت تست
درمیان بہر عیش فرصت تست

اب تم دیوان عام مین اسیران طلسم کو بُلا کر فیصلہ کردیعنی جو دو مدعی کہ باہم نزاع رکھتے ہون انھین اجازت دو دہ باہم فیصلہ کرین جو اُن مین غالب ہو وہ تمھارا عزیز ہی اور جو وطن کو جائے اُسے بعزت تمام رخصت کرو شاہزادہ شمسون بموجب حکم لوح کے تمام روز امورات سلطنت مین رہا شام کو محل مین تشریف لایا ملکۂ شبنم گوہر پوش مثل طاؤس طناز بہزاران ناز و عشوہ و انداز حاضر ہوئی شاہزادۂ شمسون نے تمام نازنینان محل سے ملکہ شبنم گوہر پوش کو باحسن و جمال پایا اور ہر ایک عضو اُسکا پرتکلف دیکھا شاہزادۂ شمسون بھی باختلاط و گرمجوشی سے پیش آیا اور آدھی رات تک حرف و حکایات مین گذری بعد اُسکے ملکہ کو رخصت کیا ملکہ ایک مایوسی کے عالم مین مجبورا نہ چلی گئی شاہزادۂ شمسون نے دوسرے روز اسیران طلسم کو بُلایا پیر صندلی پوش رکن سلطنت نے چودہ نفر اسیر پیش کیے اُنہین ایک جوان خوبرو زنجیر طلا مین مسلسل تھا اور کچھ صورت آشنا بھی معلوم ہوا اور دیو بچہ زنجیر آہنی مین جکڑا تھا شاہزادۂ شمسون نے کہا کہ آج اشرف اور شترقول کی روبکاری کرونگا پھر اشرف سے پوچھا کہ ای عزیز تو دیدہ و دانستہ کیون قید طلسم مین پھنسا اشرف نے عرض کی کہ ای آزاد کنندۂ بیچارگان مجھے اسی دیو بچہ نے گرفتار کرادیا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی پھر شترقول سے فرمایا او مردود جو تو قابل مقابلہ نہ تھا پھر کسواسطے مقابلہ کیا دیو بچہ بولا ای شاہ طلسم جب اشرف کے باپ نے اپنی بیٹی مجھے نہ دی مجھکو سوا اسکے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا اسواسطے کہ یہ قید دائمی مین گرفتار رہو لیکن جبتک مین گرفتار نہوتا یہ اشرف قید نہ کیا جاتا لہذا مین نے

اشرف شاہزادہ کو خود پھنس کے قید کرایا پھر شاہزادہ شمسون نے فرمایا تم دونون ہمارے سامنے زور کرو
تو ہم دیکھین کہ تم دونون مین سے کون زبردست ہی شرقول نے عرض کیا یہ پریزاد کسیطرح میرا مقابلہ نہین کرسکتا
شاہزادہ شمسون نے اشرف سے فرمایا کہ سُنا تمنے شرقول کیا کہتا ہی اشرف بولا غلام کو اس قید سے
حضور آزاد فرماوین تو پھر تماشا دیکھین کہ مین اس حرام زادہ کے ساتھ کیا کرتا ہون یہ تابعدار فقط حکم کا منتظر ہی
شاہزادہ شمسون نے خود دونون کے بند طلسم کھول دیے اور دونون اُسیوقت حرب وضرب مین مشغول ہوے
آخر شاہزادہ شمسون نے شرقول کو قتل کرکے آگ مین لاش اُسکی جلوادی اور اشرف کو کرسی خاص مرحمت کی
شاہزادہ شمسون نے کہا مین تیری رہائی کیواسطے فقط یہان آیا ہون بعد اسکے کل حقیقت اپنی بیان کی اشرف
نے دست شاہزادہ شمسون پر بوسہ دیا اور حال نابینا ہوجانے والدین کا سُنا اور یہ بھی سُنا کہ شاہزادہ
عالیجاہ نے آنکھین بھی بدستور کردین پس مجرد سُننے اس حال کے نہایت خوش ہوا شاہزادہ شمسون نے
فرمایا اب اپنا حال بیان کر اشرف نے عرض کی کہ جب مین چشمہ مین کودا اور تحت الثرے کو پہونچا جبکہ مجھے ہوش
ہوا دیکھا کہ دیوان عام مین بیٹھا ہون پیر صندلی پوش نے مجھے حمام کرایا اور لباس شاہانہ پہنایا اور تخت شاہی پر
بٹھادیا بادشاہ اول گوہرپوش نے نذر دی اور مثل ملازمون کے حاضر رہا مین نے تمام روز حکمرانی کی اور شب کو
محلسرا مین ایک نازنین گوہرپوش سے بے اختیاری مین صحبت کی وہ صحبت نہ تھی بلکہ قیامت تھی کہ مین بیہوش ہوگیا
جب ہوش مین آیا اپنے کو اُسی دیوان عام مین مقید پایا اور وہی بادشاہ اول گوہرپوش تخت نشین ہوگیا
اور حکم تعزیر مقررہ سلاطین مجھے ہوا اُس صندلی پوش نے چند چھڑیان پھول کی مجھے مارین اور موتی برابر بیضہ
گنجشک کے دکھائے کہ یہ تیرے عوض مین ہم تیرے وارثون کو دیتے ہین مین چپ ہورہا پھر مجھے تہخانہ مین قید کیا
اور دو کاسۂ شیر برنج کے غذا مقرر کی یسنکر شاہزادہ شمسون نے اشرف کو ایک محل مین رہنے کا حکم دیا اور چند
پریزادین خدمت کو مقرر کین دوسرے روز پیر بزرگ سے کہا کہ ایک اسیر کو لاؤ پھر مرد اول ایک مرد ضعیف کو لایا
شاہزادہ شمسون نے اُس سے بھی حال پوچھا اُسنے بعد دعا اور ثنا کے عرض کیا کہ مین کوہ کبود کا بادشاہ ہون
جس زمانہ مین ہیکل شاہ جنی باپ میرا زندہ تھا اور عمر میری پچیس سال کی تھی ایک روز جو مین شکار کو گیا اور اس
چشمہ پر پہونچا اور حاضری کھائی ایک مصاحب نے کہا کہ اے شاہزادہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی کہ یہ چشمہ طلسم ہی
مجھے یہ خیال بیہودہ شامت اعمال سے پیدا ہوا کہ اسکے اندر کا حال دیکھنا چاہیے مین نے بخواہش دل قفطیان جنی
اپنے معلم سے اس کیفیت کو بیان کیا معلم نے کہا کہ ایک کتاب پشت نامہ کے طور سے ہمارے خاندان مین چلی آتی
ہی اور اُس کتاب مین چند نقش ہین اور اُنکی یہ صفت لکھی ہی کہ جو اس نقش کو بازو پر باندھکر جس طلسم مین جاوے
اُسے کسی نوع کا آسیب نہ پہونچیگا مین ایک نقش کو بازو پر باندھکر چشمہ مین داخل ہوا قصہ کوتاہ اول مین بادشاہ ہوا

اور شب کو ملکہ شبنم گوہر پوش ایک نازنین سے ہم صحبت ہوا پس قیامت ہو گئی اور زندان مین قید ہو گیا مجھے چالیس برس قید مین گذرے ہین کہ مین اور وزیر میرا قید ہین شاہزادہ شمسون نے قربل بن ہیکل شاہ جنی کو مع وزیر کے خلعت مروارید عنایت فرمایا اور موکلان طلسم کو حکم دیا کہ اسکو اسکے وطن مین بآرام تمام پہونچا دو بعد اسکے اور اسیر طلسم کو بلایا اور حال پوچھا اُسنے عرض کی کہ اے شہریار ابد قرار غلام سرخون شاطر ہی اور زمین الکہ خاکریز کے بادشاہ کا عیار ہون قضارا ایک روز میرے آقا نے مجھے ایک کام کو بھیجا مجھے راہ مین یہ چشمہ ملا مین بوجہ کسل راہ کے اُس چشمہ پر واسطے آرام کے بیٹھ گیا وہان دیکھا تو سفید پتھر پر یہ شعر لکھا ہی شعر

درین چشمہ مردے کہ زد غوطہ چست	بہ بخشش نشانند رہ روز نخست

مین دل مین فال نیک سمجھکر چشمہ مین واسطے غسل کے اُترا کہ مرتبہ شاہی لینا چاہیے جیسے ہی مین نے غوطہ مارا مثل اور اسیرون کے مین بھی قید ہو گیا شاہزادہ شمسون نے کہا کہ مین تجھے تیرے وطن کو روانہ کردون سرخون شاطر بولا کہ اب مین یہ چند نفس حضور کے زیر قدم بسر کرونگا شاہزادہ شمسون نے اُسے اپنی خدمت مین رکھا پھر اسیر چہارم آیا وہ مرد ضعیف و زار و نحیف تھا پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین بادشاہ مینا نگار کا بیٹا ہون جو مضافات قلعہ پنجم قاف کا ہی ایک روز میرے ہم صحبت نے ملکہ سرو بالا پری بادشاہ قلعہ ششم کی بیٹی کی ایسی تعریف کی کہ مین نادیدہ اسکا عاشق ہو گیا اور باپ ملکہ کا میرے باپ سے کہ مرتبہ مین زیادہ تھا اسوجہ سے میرے باپ کو جرأت پیغام نسبت کی نہوئی آخرکار سودائے عشق مین اُسکے نوبت قریب بجنون پہونچی مین دیوانہ وار زیبا سواد شہر مین نکل گیا وہان تمام دن کوچہ گردی مین گذرانا اور شام کو زیر قصر اُس گلعذار کے فقیرانہ بسر کرتا رہا یہ داستان میرے سودائے عشق کی اسقدر مشہور ہوئی کہ ملکہ کو بھی خبر ہو گئی جب ملک ارشون ملکہ سرو بالا کے باپ کو خبر پہونچی اُسنے چاہا کہ اس فساد کو رفع دفع کردون کہ شاید بادشاہ چہارم اس قصہ کو سُنے اور نوبت فساد کی پہونچے کیونکہ قلعہ چہارم کے بیٹے سے ملکہ کی نسبت ہو چکی ہی اور یہ باعث بڑی بدنامی کا ہوگا آخر ایک روز ملک ارشون نے ایک ملازم کے ہاتھ میرے پاس پیام بھیجا کہ اگر ملکہ سرو بالا سے عقد چاہتا ہی تو طلسم گہر ریز سے تھوڑے موتی آبدار لادے تاکہ زیور عروسی تیار ہو یہی مہر ملکہ کا ہی مین نے ملازم سے پوچھا کہ طلسم گہر ریز کہان ہی اُس ملازم نے مجھے اس چشمہ پر لاکر کھڑا کر دیا اور کہا اسمین غوطہ مار یہان سے یقین ہی کہ تیری مراد بر آئیگی مین بوجہ خود رفتگی کے چشمہ مین کود اپھر یہی مصیبت مجھ پر بھی گذری جو کہ حضور نے اور اسیرون سے سُنی پھر اے شہریار چند روز کے بعد ایک جوان مہ جبین خورشید طلعت کو جو مین نے قید مین دیکھا مجھے خود بخود محبت اُسکی پیدا ہو گئی مین نے پوچھا اے جوان تو کون ہی اُسنے بیان کیا کہ مین ملک ارشون کی بیٹی ہون اور نہایت آبدیدہ ہو کے نام سرو بالا بتایا مین ایک عالم تحیر مین ہو گیا اور کہا کہ سبحان اللہ تیری قدرت کہ اس قید خانہ مین اور سرو بالا خود پہونچے پھر

مین سنے پوچھا کہ ای جان جہان تو کیونکر یہان آئی اُسنے کہا کہ جب تجھکو میرے باپ نے فریب سے طلسم مین گرفتار کرا دیا
مین نے سُنا کہ تیرے سودائے عشق مین اُس عاشق رنجور کا یہ حال ہوا مجھے بھی ایک ولولہ دلی پیدا ہوا کہ
جس طرح ممکن ہو تو بھی اپنے کو اپنے عاشق کے پاس پہونچا اور یہ دو چار شعر میر کے حسب حال اپنے پڑھے سو

تھکنے یہ حال زار عاشق زار
خاطر افگار خار خار ہوئی

بستر خاک پر گری اکبار
جان تمنا کش نگار ہوئی
رفتہ رفتہ سخن ہوسکے نالے

طیش غم نے ہی گھر دیا بیکار
دل نہ سمجھا دو اضطراب کیا
لگی آنسو نے جھگڑ کے پیر کالے

درد کا گھر ہوا دل بیمار
آتش شوق نے کباب کیا

پس اسقدر رتبۂ مفارقت و مہاجرت سے حال درہم برہم ہوا کہ جسکی وجہ سے صاف شپ مہرقہ کا وہم ہوا اور ہوش و
حواس نے بھی جواب دیا اور ننگ و ناموس کا شیرازہ بکھر چلا پس مین جب یہ ہونے لگے دوست دشمن ہمارے
ہونے لگے ایک ہمراز ہماری دمساز نے کہا کہ ای ملکہ کیون جان شیرین مفت برباد کرتی ہی اور کس کی اُلفت کا دم
بھرتی ہی یہ خیال محال اپنے دل سے نکالڈالو اور زورق زندگانی سفینۂ نوجوانی دیدہ و دانستہ ورطۂ ہلاکت مین
نہ ڈالو اور دل خود رفتہ اپنا سنبھالو شعر

سہل سمجھے ہو کہ آسان لگانا دل کا
جان لیتا ہی میری جان لگانا دل کا

پس مین آخرکار اپنے اور بیگانے سے پوشیدہ محل سے نکل چشمہ مین داخل ہوئی اور تیری رفاقت مین پہونچی مین نے
جب یہ حال اُس سرو بالا کا سُنا خوب رویا اور شکر پروردگار کیا کہ خدا نے زندہ معشوقہ سے ملایا الغرض ہم تین برس
سے قید ہین اور ابتک کوئی صورت نجات کی نظر نہین آتی شاہزادۂ شمسون نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ حسان پریزاد
غلام کو کہتے ہین شاہزادۂ شمسون نے فرمایا اگر مرضی ہو تو تجھکو مع ملکہ سرو بالا کے وطن مین پہونچا دون
حسان پریزاد بولا کہ ای شہریار نامدار مین اب حضور کو چھوڑکر کہان جاؤنگا غرض ایک محل حسان پریزاد کو بھی
عنایت ہوا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی کتخدائی تمھاری بعنوان شائستہ کرینگے چندے تم دونون عاشق و معشوق
صحبت پاکبازی مین رہو پھر اسیر پنجم کو طلب کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا ای بادشاہ جم جاہ طلسم میرا حال میرے بھائی
بڑے سے دریافت فرمایئے غرض بھائی کو اُسکے بُلاکر پوچھا تو اُسکا ایک اور بھائی بزرگ تھا اُسنے کہا کہ مین بھی
نہین جانتا میرا بڑا بھائی جانتا ہی پھر تیسرے بھائی کو بُلایا اُسنے بھی یہی کہا جب وہ چارون بھائی ایک جا ہوے
تب شاہزادۂ شمسون کے دل مین خود بخود محبت اُن چارون شخصون کی پیدا ہوئی کہ بدون دریافت حال اُنکا ان
اُنکو رحمت فرمایا اور فرمایا کہ آج مین ان چارون کی مہمانی کرونگا پھر قیدی دوسرا طلب کیا اس مرتبہ ایک عورت
بڑھیا کریہ منظر کوزہ پشت وزشت رو ازرق چشم سراپا خراب حال حاضر ہوئی شاہزادۂ شمسون نے بکمال
کراہت فرمایا کہ تو کون بلا ہی اُسوقت اُن چارون بھائیون نے اُس مکارۂ و غدارہ کو دیکھکے ایک شور و غل مچایا

اور کہا کہ ای شہریار فلک اقتدار عدالت شعار ہم چارون بہائی اسی مکارہ غدارہ کے سبب سے اس بلائے طلسم مین مبتلا ہوے اسی ملعونہ نے وطن سے ہمکو آوارہ کیا اور تخت عزت کو ہمارے خاک مذلت مین ملا دیا شاہزادہ شمسون نے فرمایا ای جوانان ودلاوران برائے خدا اب تم اپنا قصہ بیان کرو

بیان کرنا بڑے بہائی کا اُن چارون بہائیون مین سے قصہ اپنا شاہزادہ شمسون کے روبرو

بڑے بہائی نے شاہزادہ شمسون کی خدمت بابرکت مین عرض کیا کہ ای شہریار والاتبار ہمکو یہ خوف ہو کہ قصہ ہمارا نہایت طول وطویل ہو ایسا نہو کہ حضور کو تکدر خاطر ہو شاہزادہ شمسون نے فرمایا تم کہو کہ مجھے خود تمھارے حال حیرت انگیز کے سننے کا کمال اشتیاق ہو بعدہ بڑے بہائی نے قصہ اپنا بیان کرنا شروع کردیا اور کہا کہ ای شہریار کامگار ہم چارون بہائی حقیقی بادشاہ ارض الذہب سلطان قیصر نوس کے فرزند ہین ایک مان باپ سے اور ہم چارون آپس مین ایسی محبت رکھتے ہین کہ ہمین ایک دم کی جدائی شاق تھی اور کبھی علیحدہ نہین رہے ایک روز ہمنے اپنے باپ سے رخصت شکار طلب کی اور صحرا کو روانہ ہوے شاہزادہ شمسون کو یہ بات سن کے کمال حیرت ہوئی اور دل مین کہا کہ بادشاہ ارض الذہب کا سوا میرے اور کوئی فرزند مین نے سنا بھی نہین دیکھنا کیسا شاید ہمنام کوئی اور ملک وبادشاہ ہوگا خیر سننا چاہیے ہم چارون بہائی دار الخلافت مرجع نگار سے

چار سو فرسخ نکل گئے کہ ایک ہرن جسکی نقرئی و طلائی جواہر نگار کی سنگوٹیان جڑین اور جھول زربفت کی پڑی
گھنگرو پہنے چوکڑیان بھرتا سامنے سے آتا نظر آیا ہر چند ہمنے قصد گرفتار کرنے کا کیا لیکن گرفتار نہو سکا اسقدر
حیران و سرگردان ہوے کہ گھوڑے بھی ہلاک ہوے اور ہم بھی نہایت خستہ ہو گئے اور وہ ہرن غائب ہو گیا
ہم جو نہایت خراب و خستہ و حیران و پریشان ہو گئے تھے اس وجہ سے جاے سکونت ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ
ایک باغ مین پہونچے وہان ایک مکان عالیشان دیکھا کہ جہان صدہا نازنین پریزاد دلکش زاہد فریب عابد کش
ماہ رو جمع ہیں اور ایک خورشید رو صاحب حسن و جمال حور تمثال باجاہ و جلال تخت نشین ہی اور سامنے اُسکے
ناچ گانا ہو رہا ہی ہملوگ تماشے مین اُن پریزادون کے ایسے محو ہوے کہ ہمکو مطلق خبر نہ رہی اور اپنی خرابی و حیرانی و
پریشانی سب بھول گئے ملکہ نے ہمین نہایت عزت و احترام سے بلایا اور تخت پر اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور شراب و
کباب کی صحبت گرم ہوئی اور اُس عالم بے خودی کے نشہ مین ہر ایک بھائی کو شوق وصال پیدا ہوا لیکن شرم و
حجاب سے کوئی اظہار مطلب نہ کر سکا جب آدھی رات آئی ہم چارون بھائیون کے لیے علٰحدہ علٰحدہ مکان واسطے
آرام کے فرش و فروش سے آراستہ ہوے اور کنیزان ماہ رو ہر ایک کی خدمت کیواسطے معین ہوئین مگر ہم شوق
وصال ملکہ مین ایسے محو ہو گئے تھے کہ اپنے حال کی مطلق خبر نہ رہی شاہزادہ شمسون نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ نام
ہمارا قمرون اور جو مجھسے چھوٹا بھائی ہی اُسکو نجمون کہتے ہین اور اُس سے چھوٹا بھائی جو ہی اُسکو قمرون
اور اُس سے چھوٹا جو ہی اُسکو بدرون کہتے ہین اور اسیطرح ہر ایک مین ایک سال کی چھوٹائی بڑائی ہی قصہ کوتاہ
ہم تو خیال وصال ملکہ مین تھے ہی آخر خوص خدمتی جو بیٹھی تھی رو کشادہ سے کہا کہ میرا دل بشوق وصل تمھاری ملکہ مین
تڑپتا ہی اُسنے کہا کہ ہان یہ امر ممکن ہی الا کبھی کبھی تو میرے کام بھی آ و گے مین نے رو کشادہ کا کہنا قبول کیا وہ
کنیز میرے پاس سے چلی گئی اور بعد ایک لحظے کے پھر آئی اور کہا کہ مین نے بڑی مشکل سے ملکہ کو راضی کیا ہی مگر
خبردار اس بات کا خیال رکھنا کہ جو ملکہ عالم فرمائے اُسکو بدل و جان قبول کرنا کیونکہ ہماری ملکہ فقط اطاعت
چاہتی ہی مین یہ سُنکے رو کشادہ کے ساتھ بشوق تمام چلا رو کشادہ نے مجھے ملکہ کے پاس پہونچا دیا اور سرگوشی
کرکے روانہ ہو گئی مین ملکہ کے پہلو مین بیٹھ گیا اور عجز و نیاز کی باتین کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین ولولۂ شوق
سے ایک بوسہ بھی لے لیا ملکہ کے منھہ سے ایسی بو سے بد آئی کہ دماغ پریشان ہو گیا اور یقین تھا کہ قے ہو جاوے
اور نشہ بالکل جاتا رہا اور نوبت غشی کی آ گئی ملکہ نے جو مجھے متنفر دیکھا رو کشادہ سے کچھ اشارہ کیا رو کشادہ
نے مجھ سے علٰحدہ نفرت کا باعث پوچھا مین نے کہا کہ تمھاری ملکہ کے منھہ مین ایسی بدبو آتی ہی کہ میری جان
نکل گئی ہوتی رو کشادہ نے کہا کہ ای جوان یہ نازنین حکیم وسواس کی بیٹی ہی اُس حکیم نے کسی وجہ سے اسکا کسی سے
عقد نہ کیا پس یہ ناکتخدا رہ گئی مگر جب طعن و تشنیع خلائق سے عاجز آیا اُسوقت اُسنے ایک عطر ایسا بنایا کہ جسکی بو سے

مرد عورت کی طرف رغبت نہ کرے اور تمام عمر عورت سر بہر رہے آخر وہ عطر اپنی بیٹی کے جسم مین ملا اور کہا کہ ہمنے اجازت دی تو جسکے پاس چاہے جا مین نے جو یہ داستان سراپا بہتان سنی حکیم وسواس کو لعنت و ملامت کی اور پوچھا کہ بھلا اسکے دفع ہونے کا بھی کوئی علاج ہے روکشادہ نے کہا ای جوان جب والدۂ ملکہ اپنی بیٹی کے حال سے آگاہ ہوئی کمال رنج و الم ہوا کیونکہ عورت کو بیٹی کے عقد سے زیادہ تر خوشی ہوتی ہے اُسنے حکیم وسواس شوہر سے اپنے کہا کہ او ظالم اس عطر کی مالش سے تو یہ بہتر ہے کہ تو اپنی بیٹی کو ہلاک کرتا تو اس سے اچھا تھا کہ یہ بیچاری مظلومہ تمام عمر اس عذاب الیم سے نجات پاتی افسوس کہ اس حسینہ کو تمام عمر لذت نفسانی سے محروم و بے نصیب رکھا حکیم وسواس منت سے بی بی کے بولا کہ تم جس مرد کا اس سے نکاح کرو اول یہ روغن ملنا بعد اُسکے اسی چشمہ مین غسل کرانا کہ اسکا پانی زمین کے اوپر اُبلتا ہے یقین ہے کہ بعد غسل کے پھر بو مشک و عنبر سے زیادہ تر ہو جائیگی اب اجل میری قریب ہے کہ جو مین نے یہ علاج بتا دیا ورنہ ہرگز زبان سے نہ نکالتا اور ای شہریار واقعی بعد گذرنے چار روز کے وہ حکیم رحلت کر گیا مین نے روکشادہ سے کہا کہ برائے خدا مجھے وہ روغن دے اور وہ چشمہ بتا دے مین تمام عمر تیرا شکر گذار رہونگا روکشادہ نے ایک شیشی مین روغن دیا اور اسیوقت یہ چشمہ بتا دیا مین نے وہ روغن اپنے جسم مین خوب ملا اور اندر چشمہ کے داخل ہوا اور غوطہ مارا غرض پھر دام غوطہ کے گرفتار ہو کر قید ہوا اور چند ساعت کے بعد میرے آگے پیچھے قمرون و بدرون و نجمون بھی طلسم مین آئے اور قید ہو گئے اسی طرح ہم چارون بھائی قید طلسم مین گرفتار ہوے ہمین آئے دو روز کا عرصہ ہوا تھا کہ نگہبانان طلسم نے اس ملعونہ کو بھی زندان قید مین بھیجی یا ہمنے جو اسکو دیکھا ہرگز صورت سے واقف نہوے آخر ایک روز ہمسے اسنے کہا کہ ای جوان دلاورو تم مجھسے بھی واقف ہو کہ مین کون ہون ہمنے بالاتفاق جواب دیا کہ خدا نہ کرے کہ ہم تیرے حال سے واقف ہون خدا جانے تو کون بلا ہے بد ہم اُسنے کہا کہ مین وہی نازنین صاحب باغ ہون جسکے شوق وصل مین تم گرفتار ہوے تھے اصل صورت میری یہی ہے اور وہ شکل زیبا جو تمنے باغ مین دیکھی تھی وہ عارضی تھی اب یہ ملعونہ بھی حضور مین حاضر ہے شاہزادہ شمسون نے فرمایا ای ضعیفہ تو نے سنا کہ شاہزادون نے تیری نسبت کیا بیان کیا وہ بولی ای شہریار یہ مقام طلسم ہے مین سچ کہونگی اصل پیشہ میرا ساحری ہے اور شعلہ ساحرہ میرا نام ہے مین نے یہان بوجہ آب و ہواے خوش کے ایک باغ نہایت وسیع و پر فضا بنوایا اور بیس برس اوقات اپنی یہان بسر کی اور خوب عیش و آرام کیا اس عرصہ مین جو جوان خوش جمال نظر آیا مین نے کسی نہ کسی بہانہ سے بلا کر جبتک اُسمین طاقت رہی کام لیا بعد اُسکے اور مرد کی تلاش رہی اور جب سنتے کہ بو سے دہن سے میرے نفرت کی اُسکو مین نے اسی چشمہ مین ڈبوا دیا اسیطرح بیس برس گذر گئے حسب اتفاق یہ بھی چارون بھائی آئے انسے بھی مین نے اپنا اظہار مطلب کیا اور جب انکو متنفر دیکھا تو کنیزون سے کہدیا کہ انکو چشمہ مین غوطہ دیدو کنیزون نے ایک داستان بے سر و پا بیان کرکے انھین مشتاق کیا

کہ یہ خود غوطہ کھاگئے شاہزادہ شمسون نے کہا پھر تو کسطرح چشمہ مین آئی شعلہ نے کہا اے شہریار بعد گرفتار ہونے
ان چارون جوانان نامدار کے ایک مرد بزرگ سبز پوش عصائے سبز ہاتھ مین لیے ہوے باغ مین تشریف لائے
اور مجھسے فرمایا کہ اب جا تو خراب کنندہ سلاطین قاف کب تک تو بندگان خدا کو فریب و مکر سے قید طلسم مین گرفتار
کرائیگی اور روسیاہی دین و دنیا کی محض لذت نفس شوم کیواسطے اختیار کیا کبھی آیا تو یہ نہین جانتی کہ ان کونہالان
چمن اقبال کی جدائی مین مان باپ کا ان نوجوانون کے کیا حال ہوا ہوگا اگر خداوند تعالے انکی حفظ جان نہ کرتا تو تونے
کوئی دقیقہ انکی جان جانے مین باقی نہ رکھا تھا یہ کہکے وہی عصائے سبز میرے سر پر مارا پس فوراً میرا علم و عمل رخصت
ہو گیا اور حسب الحکم اُسکے مین بھی چشمہ مین داخل ہوئی یہ کنیز کی حقیقت ہے شاہزادہ شمسون نے پوچھا بھلا کسقدر تونے
آدمی چشمہ مین قید کرائے ہونگے شعلہ بولی کہ سوا اُنکے سات مرد اور خوش جمالون کو مین نے قید طلسم مین پھنسایا ہے
شاہزادہ بولا اب جو تو چھوٹے تو کہان جائیگی شعلہ بولی کہ اب مین ضریح اقدس پر جاکر باقی عمر اپنی توبہ و استغفار مین
گذرانونگی شاہزادہ نے کہا ضریح مقدس کس سے مراد ہے شعلہ نے کہا مزار حضرت آصف بن برخیا علیہ السلام سے
مراد ہے کہ گناہگاران خلق کا وہی مقام ہے شاہزادہ شمسون نے موکلان طلسم کو حکم دیا کہ شعلہ کو پہونچا دو اور چارون بھائیون
سے کہا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہے وہ بولے ہم خدمت عالی مین حاضر رہینگے شاہزادہ شمسون نے اُنکے رہنے کو ایک بارگاہ
عالی شان عنایت فرمائی اور اسیر گیارھوین کو بلایا یہ وہی بڈھا اشرف کا خدمتگذار تھا اور وہ دیوانگی کی وجہ سے کچھ نہ
کہسکا شاہزادہ شمسون نے اُسے رہنے دیا اور ملکہ سرو بالا پری کو بلایا اور حقیقت پوچھی اُسنے عرض کی کہ اے شہریار نامدار
مین بلباس مردانہ چشمہ مین داخل ہوئی اہالیان طلسم نے اول مجھے تخت پر بٹھایا اور رات کو محل مین لے گئے اسوقت ملکہ
گوہر پوش بناز معشوقانہ میرے پاس آئی اور مجھسے اظہار مطلب کیا مین خوب ہنسی جب ملکہ گوہر پوش میرے حال سے
آگاہ ہوئی فوراً مجھکو زندان خانہ مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ خبردار بدون تحقیق کے کسی اسیر کو ہمارے پاس نہ لانا پس مین
محفوظ رہی شاہزادہ شمسون بعد استفسار حال اسیرون کے دیوان عام مین تشریف لایا اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو کرسی
زرنگار مرحمت فرمائی تا نصف شب صحبت ناچ و رنگ رہی اُسکے بعد ایک پری کو ہمبستری کیواسطے بُلایا اور ملکہ شبنم
گوہر پوش کو رخصت کیا ملکہ کو یہ امر ناگوار گذرا لیکن داب و رعب شاہزادہ سے دم نہ مارا غرض اسیطرح
چند روز بسر ہوے کہ دن کو دربار کرتا اور رات کو عیش و عشرت مین رہتا ملکہ شبنم گوہر پوش آتش فراق مین جلتی تھی
آخر ایک روز ملکہ نے سب پریون پر قدغن کی کہ خبردار کوئی پری شاہزادہ کے بُلانے سے ہرگز نہ جائے جب
شاہزادہ محل مین آیا حسب معمول ایک خواص کو طلب کیا وہ کام کے حیلے سے ٹل گئی آخر جس خواص کو بُلایا سب نے
بہانہ کیا آخر ایک خواص سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ جب مین کسی کنیز کو بُلاتا ہون وہ چلی جاتی ہے میرے پاس
نہین آتی اُسنے اشارہ سے کہا کہ ہمکو ملکہ شبنم گوہر پوش نے منع کیا ہے شاہزادہ سمجھا کہ خود ملکہ آئیگی آخر چند ساعت

تنہائی مین کاٹین مگر جب پلنگ پر گیا نیند نہ آئی یہ بھی قاعدہ طلسم کا تھا کہ بدون عورت کے قرار و آرام نہ آتا تھا
دوسرے شاہزادہ شمسون کا عین شباب تھا آخرش ملکہ شبنم گوہر پوش بصد اعزاز شاہزادہ شمسون کے پاس
آئی اور کہا اے مرد بے مروت میرا کیا قصور اور خطا تھی کہ جو تمنے مجھکو آتش فراق مین جلایا اور طرہ یہ کہ خواصون کو
مجھ پر فوق دیا جائے انصاف ہی کہ مین کبتک ضبط کرون اور خون جگر کھاؤن واللہ اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا اور
میرا ہاتھ اور حضور کا گریبان ہوگا جبتک کہ مقاصد دلی میرا حاصل نہو گا کبھی ہاتھ گریبان سے جدا نہو گا شاہزادہ
شمسون نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو گلے سے لگایا اور بوسے لب و رخسار کے لیے اور خواہش دل نے ولولہ شوق
ذوق کو دونا کیا تھا کہ خیال آیا کہ حکم لوح کا یہ ہی کہ بدون دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی بلائے
تازہ مین گرفتار ہو جاؤن اور ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہا کہ ایک لحظہ توقف کرو مین بعد انفراغ حاجت سے
آتا ہون ملکہ شبنم گوہر پوش خاموش ہو رہی شاہزادہ نے ایک گوشہ مین جاکر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ جب
ملکہ شبنم گوہر پوش حد سے زیادہ مبالغہ کرے تو تم کہنا کہ مین مشغول اور واردان طلسم کے نہین ہون مین اس شرط
سے تمھارے پاس رہتا ہون کہ مجھکو مع میرے رفقا کے مقبرۂ مسافران مین پہونچا دے اور وہان جو قبر
روز ازل سے میرے واسطے مقرر ہی اسکا نشان بتادے ملکہ شبنم گوہر پوش اس فرمایش سے آزردہ ہوکر
چلی جائیگی اور مدت تک تیرے پاس نہ آویگی تو بھی خبر نہ ہونا اور رات دن عیش و عشرت مین اوقات اپنی بسر کرنا
پھر آخر ایک شب عالم مستی مین عام خواصون کی نظر بچاکر پوشیدہ تیرے پاس آکر کہیگی کہ علاوہ اس امر کے اور
جو تو فرمائے مین بسر و چشم بجا لاؤن مگر یہ بات میرے قبضۂ قدرت مین نہین ہی مگر تم اپنی بات پر قائم رہنا اور یہ
کہنا میرا ایک ہی قول ہی ملکہ شبنم گوہر پوش کہیگی کہ قہر درویش بجان درویش اگر آپکو تنہا چلنا ہو تو میرے ساتھ
چلیے تم کہنا کہ مین بغیر رفیقون کے ہرگز جا نہین سکتا پھر ملکہ شبنم گوہر پوش کہیگی کہ اول میری حاجت روائی کرو تم کہنا
کہ مین اول مقبرہ مین جاؤنگا ملکہ شبنم گوہر پوش پھر خفا ہو جائیگی پھر تم بروز سہ شنبہ کو کنارہ کنارہ دریا کے روانہ ہونا
چند فرسخ کے بعد ایک فقیر ہندی کے پاس پہونچیگا اور وہ خوبصورت جوگی کے ہوگا پھر تو جوگی کو سلام کرنا اور خاموش
چپ بیٹھے رہنا جوگی پوچھے گا اے بادشاہ طلسم گہر ریز تیرا کیا مطلب ہی تم کہنا اے گرو مقدمہ یہان تک طے ہوا ہی اور
اب جو رہا ہونا اسکا فقط تمھاری مہربانی پر باقی ہی آیندہ جو جوگی کہے عمل مین لانا القصہ شاہزادہ سہ شنبہ کو
پربت ناتھ جوگی کے پاس پہونچا اور اسکے روبرو کل حقیقت اپنی بیان کی پربت ناتھ نے کہا اے بادشاہ طلسم
تیرا عمل جوگ سے متعلق ہی شاہزادہ شمسون نے کہا مین عمل جوگ سے واقف نہین جوگی بولا اہل ہند کے
فرقہ مین ایک کوک شاستر ہی اسمین اکثر جا پر لکھا ہی کام دیو ایک جاندار چیز ہی بحساب تتھ ہندی کے ایک موضع مین
رہتی ہی جو اسوقت صاحب علم اس اعضائے عورت کو کہ جہان وہ اس روز ہی حرکت دے تو فوراً عورت خود بخود

سبر تم ہوجاؤگی تم اول ملکہ شبنم گوہرپوش سے عہد کرلینا کہ نصف تیرا کام آج کرونگا اور پورا کام تیرا مین اُس روز
کرونگا جس روز مقبرۂ مسافران مین پہونچادیگی بعد اسکے جس اعضا مین کہ اُسکے اُس روز کام دیو ہوا اُس جا پر
یہ نرمی تمام ہاتھ پھیرنا یقین ہر کہ تجھسے کچھ راضی ہوجائیگی اور آیندہ کی امید وار رہیگی قصہ کوتاہ شاہزادۂ
شمسون پربت ناتھ سے رخصت ہوکر ملکہ شبنم گوہرپوش کے پاس آیا اور بعد عہد و پیمان کے ملکہ شبنم گوہرپوش
سے وہی عمل مذکور کیا ملکہ شبنم گوہرپوش کچھ راضی ہوئی اب راوی ذی ہوش گذارش کرتا ہی
کہ نجمہ عاقلہ نے یہ داستان یہانتک بیان کی اور شاہزادۂ معز الدین سرمۂ زحل آنکھون مین لگاے
ہوے سن رہے تھے طالفوس سے کہا کہ ہمنے سُنا ہی کہ عمل جوگ اور علم کوک خاکیون کے واسطے مخصوص ہو اور
وہ جوگی پربت ناتھ پردۂ قاف مین تھا اور قاف ملک پریزادون کا ہی اسوجہ سے مجھے شبہہ واقع ہوا کہ اگر پربت ناتھ
خاکی تھا تو پردۂ قاف مین کیونکر پہونچا اور جو قوم جنات سے تھا تو علم خاکیون کا کیونکر اخص کیا طالفوس نے کہا
ای خاتون چونکہ زمانہ اہل ہند کا بہت قدیم سے ہی کیا عجب کہ اُس زمانہ مین قوم آتشی اور خاکیون سے رابطہ ہوا اور وہ
پربت ناتھ کو پردۂ قاف مین لیگئے ہون اور بزور علم سحر جوگی نے پریزادون کو تسخیر کیا ہو دوم یہ احتمال قوی ہی کہ
جوگی خود صاحب علم آتشی تھا جسطرح طہمورث دیو بند کو دیوان قاف نے عوض خون سیامک کے نوشت و
خواند کی تعلیم کی جسکا حال تاریخ عجم مین مفصل لکھا ہی نجمہ عاقلہ نے کہا شاباش آفرین خوب جواب دیا اور معقول کردیا
خیر اب سُنو کہ جب شاہزادۂ شمسون مہر طلعت سے ملکہ شبنم گوہرپوش راضی ہوئی اور اُسنے وعدہ کیا کہ مین تمکو
مع رفقا کے مقبرۂ مسافران طلسم مین پہونچادونگی لیکن تعین روز نہین کرتی اسوجہ سے کہ شریک دار میرے راضی
نہین ہین آخر جب ملکہ شبنم گوہرپوش کو موقع ملا اُسنے شاہزادۂ شمسون کو اطلاع دی شاہزادہ نے اشرف
بن حکیم اور سرخون شاطر اور حسان پریزاد اور بہروز اور قمرون اور نجمون اور بدرون اور ملکہ
سرو بالا پری وغیرہ رفقا کو ہمراہ لیا ملکہ شبنم گوہرپوش نے کہا کہ مین خوف سے شرکا کے راہ مشہورہ سے
تمکو نہ لیجاؤنگی آخر نقب کی راہ سے مقبرہ مین لائی شاہزادۂ شمسون نے مقبرہ چار فرسخ مربع مین دیکھا کہ
قبور بے شمار تھین لیکن کسی پر لوح تھی اور کسی قبر پر نہ تھی اور ایک دروازہ تھا شاہزادۂ شمسون نے لوح مزار
کا حال پوچھا ملکہ شبنم گوہرپوش نے کہا جو قبور کہ لوح مزار رکھتی ہین وہ واردان طلسم کی قبرین ہین اور جو
بے لوح قبرین ہین وہ خالی ہین اُسمین آپ دفن کیے جائینگے شاہزادۂ شمسون نے جو لوح کو دیکھا واقعی یہی
لکھا تھا کہ فلان شخص فلان تاریخ داخل طلسم ہوا اور اتنے روز طلسم مین رہا اور فلان تاریخ انتقال کیا شاہزادۂ
شمسون نے فرمایا کہ میری قبر اور میرے رفقا کی قبرون کا نشان بتا ملکہ شبنم گوہرپوش نے نشان بتایا کہ یہ تمھاری
قبر اور وہ تمھارے رفقا کی قبرین ہین کہ ایک گنبد سیب کا نظر آیا شاہزادۂ شمسون نے پوچھا کہ اس گنبد کا کیا قصہ ہی

ملکہ شبنم گوہر پوش بولی کہ اسکا حال مجھکو نہین معلوم اور نہ بتاؤنگی شاہزادۂ شمسون نے پھر لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک انار اور توجوگی پاس جا اور رنگ خواب ملکہ شبنم گوہر پوش کو دریافت کرنا جب یہ سمجھ مین بخوبی آجائے اُسوقت سب کو رفقا کو حکم دینا کہ سب قریب منتظر آواز کے رہین اور تم رنگ خواب ملکہ شبنم گوہر پوش کو خوب ملنا جب وہ بیہوش ہوجائے اُسوقت چادر عیاری مین اُسے باندھکر اپنے رفیقون کو آواز دینا کہ سب جمع ہوجائین اور وہ پشتارہ اپنے کندھے پر لیکر براہ نقب روانہ ہونا جب قبرستان مین پہونچوگے ہر ایک رفیق اپنی اپنی قبر مین داخل ہوجائین اُسوقت تم بھی مع اپنے پشتارہ کے اپنی قبر مین چلے جانا اور رفقا پر تاکید رہے کہ جبتک طاقت رہے چلے جانا کہین دم نہ لینا صبح کو تم سب ایک جا جمع ہوجاؤگے اُسوقت ایک لشکر عجیب و غریب صورت کا تمھارا پیچھا کریگا اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو تمسے مانگیگا تم اُس سے جنگ مردانہ کرتے ہوے چلے جانا اور اُنکو جواب نہ دینا اور جو شاید کوئی رفیق بھی زخمی ہوجائے تو کچھ خوف نہ کرنا اور خیال مین نہ لانا کہ وہ زخم مہلک نہ ہوگا ظہر کے وقت وہی گنبد جو قبرستان مین دیکھا تھا نظر آئیگا اُسوقت پشتارہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا شاہزادۂ مہرون کو دیکر لڑتے بھڑتے سایۂ گنبد مین پناہ لینا جب وہان جاؤگے اُسوقت سردار تمسے پیغام دینگے کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمین دیدو تم خاموش رہنا اور شام کو ایک پیر مرد کم خم گنبد سے نکلکر تمسے لشکر کی سفارش کریگا تم کہنا کہ مین ایک شرط سے صلح کرتا ہون کہ چالیس بار شتر گوہر مجھے دو دوسرے دروازہ طلسم کا کہ جسکو چشمۂ گھر ریز کہتے ہین اُسکو اسطرف سے بند کرین اور ظلمات کی طرف کھولدین تا کہ کسی بندۂ خدا کو آسیب طلسم نہ پہونچے ہرچند کہ وہ بڈھا فریب دے لیکن تم فریب مین نہ آنا اور اپنے قول پر مستحکم رہنا وہ پیر مرد سرداران طلسم کو بلائیگا وہ چار شخص ہونگے اُنمین ایک ملکہ شبنم گوہر پوش بھی ہے دوم بادشاہ گوہر پوش ہے جو تخت شاہی سے معزول ہوا تھا سوم پیر صندلی پوش وزیر اُسکا چہارم کبود پوش بڈھا جب یہ تینون ارکان طلسم تمھارے پاس آئین اور کہین کہ ہمین آپکا حکم بجان و دل قبول و منظور ہے تو تم پہلے حضرت آصف بن برخیا کی قسم لینا بعدہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو حوالہ کردینا آخر شاہزادۂ شمسون مہر طلعت نے حسب الحکم لوح کے سرداران طلسم سے صلح کی سرداران طلسم انکو گنبد مین لیگئے بادشاہ گوہر پوش نے شاہزادۂ شمسون کی دعوت شاہانہ کی شاہزادۂ شمسون نے بعد تناول فرمانے خاصہ کے آرام فرمایا صبح کو جب بیدار ہوا نہ وہ گنبد تھا نہ وہ سردار فقط شاہزادہ اور رفیق ایک عالم تحیر مین ایک طرف روانہ ہوے رفتہ رفتہ ایک جا پر پہونچے کہ زمین وہان کی بالکل سیپ مجلی کی تھی اور ایک قلعہ عظیم الشان کہ جسکے بروج و فصائل بھی سیپ کے تھے کہ ناگاہ جلوس و سامان شاہی قلعہ سے برآمد ہوا جسوقت قریب شاہزادہ کے وہ سامان پہونچا تو دیکھا کہ وہی سرداران طلسم ہین اُنھون نے آداب عرض کیا اور شاہزادہ کو تخت پر سوار کراسکے مع جلوس بکمال جاہ و حشمت شہر مین لائے کہ جسکی تمام عمارت اور دوکانین سیپ کی تھین اور موتی بجائے دام و درم فقط صرف مین تھے اور ریوڑ سیاہ اور عباسی

اور شاہی اور محمدی وہزار دیناری اور اشرفی طلائی تا آخر مہرہ یہ کچھ نہین تھا فقط موتی ہی کا لین دین تھا اور تمام اہلکار شاہی دو ہفتہ تک دعوت مین مصروف رہے شاہزادہ نے عین صحبت عیش وعشرت مین ملکہ شبنم گوہر پوش اور سرداران طلسم سے فرمایا اگرچہ یہ صحبت مغتنمات سے ہو الا تشنۂ وصال محبت کو بدون دیدار یار کے قرار وآرام کہان بقول شخصیکہ شعر

دل اپنا وان لگے کہ جہان اپنا یار ہو	لاکھون طرح کا سیر وتماشا بہار ہو

مین ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کا عاشق صادق ہون اور اُسکی مفارقت مین کوئی لحظہ مجھے ہوش نہین گذرتا پس مجھے جسقدر جلد رخصت کرو عین احسان ہی اور تمھارا شکر گذار ہونگا سرداران طلسم نے کہا اے شہریار نامدار ہمنے اُسی روز ہرمی موس پرہیزگار کو آپکے کام کیواسطے روانہ کیا ہی لیکن وہ ہنوز نہین آیا فقط اُسی کا انتظار ہی شاہزادہ شمسون نے پوچھا ہرمی موس کون بزرگ ہی اور میرا مطلب کیا ہی جسکے واسطے تمنے اُسے بھیجا ہی اُنھون نے کہا ہرمی موس وہ شخص ہی جسنے ہمارے اور آپکے صلح کراکے باہم فیصلہ کرا دیا اور کام آپ کا یہ ہی کہ چالیس بار شتر موتیون کے اور وہ گوہر بغیر پائے غربال گہر بیز کے ممکن نہین ہین اور وہ غربال

تصویر ہرمی موس پرہیزگار و غربال گہر بیز اور دیو شنگال سخت دندان کی ۞

حضرت آصف نے شنکال سخت دندان نام ایک دیو زبردست کی تحویل مین رکھی ہی اسواسطے
ہری موس پرہیزگار کو شنکال دیو کے پاس بھیجا ہی اور چھلنی طلب کی ہی جبتک کہ اُس چھلنی سے پانی
نہ چھانا جائیگا موتی حسب خواہش تمھارے نہ ہاتھ آوینگے انشاء اللہ تعالی عنقریب یہ تماشاے عجیب و غریب حضور
کی نظر سے گذریگا شاہزادہ شمسون کو اس کیفیت سے نہایت حیرت ہوئی آخر دوسرے روز ہری موس پرہیزگار
آگیا اور ارکین سلطنت نے بعزت تمام ہری موس پرہیزگار کی دعوت کی اور حال غربال کا ہری موس سے پوچھا
ہری موس نے کہا آجکل اسیر دیو ابلیس پرست شنکال کا ایسا دوست جانی و محب روحانی ہو رہا ہی کہ بغیر
اُسکے ایکدم اُسکو قرار و آرام نہین اور اُسی دیو نابکار کے ورغلانے سے شنکال دیو نے وصیت نامہ آصفی
کو طاق نسیان پر رکھدیا اور جواب صاف دیا کہ غربال میرے پاس موجود نہین اور اگر ہوتی بھی تو ہرگز نہ دیتا
مین نے بہت سمجھایا لیکن اُس پلید نے نہ مانا اور جواب بھی نہ دیا ملکہ شبنم گوہر پوش اور سب سرداران طلسم
بیان ہری موس سے تا دیر سر نگون رہے آخر کہا کہ ای شہریار بجز جنگ و جدل کے شنکال سے کوئی علاج
اور نظر نہین آتا شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ کوئی جگہ تردد کی نہین ہی تم خاطر جمع رکھو ہم اسکی تدبیر کرتے ہین آخر
بعد نماز عصر کے لوح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک تلوار برق خارا شگاف امانت ہری موس کے خاندان مین
چلی آتی ہی تم اس سے لیکر شنکال دیو پر لشکر کشی کرو کہ اجل اُس دیو کی اُسی شمشیر برق خارا شگاف پر منحصر ہی
شاہزادہ شمسون نے دوسرے روز ہری موس سے فرمایا کہ تم شمشیر برق خارا شگاف مجھے لا دو کہ مین اُسی سے
شنکال دیو کو قتل کرونگا ہری موس نے دست شاہزادہ شمسون کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ درست فرماتے ہین اور وہ شمشیر خارا شگاف
لا کر نذر شاہزادہ شمسون کے کی شاہزادہ وہ تلوار زیب کمر کرکے دوسرے روز با لشکر جرار شنکال دیو کیطرف روانہ ہوا اور چند روز مین
لشکر طلسم دامنہ مین کوہ سخنام کے جا پہونچا جو کہ مسکن شنکال دیو بد فرجام کا تھا شنکال دیو نے جو سُنا کہ اہل طلسم مقابلہ کو آئے ہین اُسنے بھی لشکر
اپنا تیار کرکے اُتارا شاہزادہ شمسون نے لوح کو ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ جبتک ملکہ شبنم گوہر پوش خود میدان کا قصد
نہ کرے تم تماشا دیکھنا بعد اسکے ملکہ شبنم گوہر پوش کو باز رکھنا اور خود جاکر جنگ کرنا اور شمشیر خارا شگاف سے
اُسکو قتل کرنا کہ بجز اس تلوار کے اور کوئی حربہ اُسکے جسم پر کارگر نہوگا شاہزادہ شمسون دوسرے روز صبح کو باجمعیت
سرداران طلسم میدان جنگ مین صف آرا ہوا شنکال نے جو اپنے کو تمام سرداران طلسم پر غالب دیکھا خود میدان
مین آیا چنانچہ ایک دیو نامی شنکال دیو کے مقابل ہوا شنکال نے زخمی کیا اور پانچ روز مین تمام دیوان لشکر طلسم کو
قتل اور مجروح کیا آخر چھٹے روز خود ملکہ شبنم گوہر پوش مستعد میدان جنگ ہوئی شاہزادہ شمسون نے کہا ای ملکہ
شبنم گوہر پوش تم بیٹھو ہم جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش چپ ہو رہی اور شاہزادہ شمسون میدان جنگ مین آیا
شنکال دیو نے جو شمشیر خارا شگاف شاہزادہ کے ہاتھ مین دیکھی بھاگا اور کوہ سخنام مین جاکے دم لیا

ہر چند اہل طلسم نے للکارا اور لعنت ملامت کی لیکن اُسنے کچھ خیال نہ کیا جب وہان بھی جاے امن نظر نہ آئی تو شباشب
وہان سے بھی مع اپنی عیال کے کوہ امن مین پہونچا اور وہان پناہ لی شاہزادہ شمسون نے کوہ سحنام کو فتح کرکے
ضمیمۂ خاص حضرت آصف کو لیا اور وہان سے روانہ کوہ امن کو ہوا شنکال تمام راہین اور رخنہ بند کرکے
باطمینان تمام قلعہ مین جاکر بیٹھ رہا شاہزادہ شمسون بھی پہونچا اور ہر چند کوشش کی لیکن کوئی صورت فتحیابی کی
نظر نہ آئی آخر ناچار ہوکر لوح کو دیکھا اُسمین بھی بجز اسکے کہ قلعہ فتح ہو جائیگا اور کوئی تدبیر نہ معلوم ہوئی شاہزادہ نے
قلعہ کا محاصرہ کرکے ہر چہار طرف راہ کو بنظر غور دیکھا سرخون عیار نے جو شاہزادہ کو فکرمند دیکھا وہ اس خیال
مین ہوا کہ کسیطرح شنکال دیو کو شاہزادہ شمسون کے مقابل کرنا چاہیے آخر ایک روز گرد کوہ کے پیش روی
کرتا ہوا اور اطراف کو دیکھتا ہوا چلا اتفاق سے چند نفر نگہبانان دیو شنکال کے دکھائی دیے اور سردار اُنکا
بلہان کج فہم کہ نہایت اپنی قوم مین بیوقوف اور احمق تھا دکھائی دیا سرخون نے غار کوہ مین جا ایک دیونی کیصورت
نہایت حسین اور خوش جمال مقوہ کی بنا اور خول مین اُسکے آتشی قارورہ اور روغن نفت وغیرہ سامان عیاری جابجا
نصب کرایسا ایک روغن ملاکر اصلی صورت مین ملادیا کہ سر مو فرق نہ رہا بعد اسکے خود اندر پیکر کے داخل ہوا اور
رفتہ رفتہ اُس جا پہونچا جہان وہ نگہبان متعین تھے اور نغمہ سرائی شروع کی بلہان وغیرہ پاسبانون نے جو یہ صداے
خوش سُنی بیقرار ہوگئے اور زیر کوہ نظر کی دیکھا کہ ایک دیونی نہایت خوبصورت عالم شوق مین نغمہ سرائی کر رہی ہی
بلہان اُسکے جمال جہان آرا پر بصد جان و دل عاشق و مبتلا ہو گیا اور اپنے ملازم سے کہا کہ تو جا کر اس سے پوچھ
کہ تم کون ہو اور یہان تمھارا کسطرح سے آنا ہوا ایک دیو نے کہا یہ دیونی شاید لشکر حریف کی ہو دوسرے نے کہا کہ اگر
یہ لشکر حریف کی دیونی ہوتی تو یہان ہرگز نہ آتی اور وہ دیو حسب الحکم بلہان کے زیر کوہ آیا اور اُسنے سرخون سے
کہا کہ اے نازنین ہمارے سردار کج فہم پوچھتے ہین کہ تم باین حسن و جمال اس کوہ ویران مین کیونکر آئین یہان سے
لشکر حریف کا قریب ہی ایسا نہو کہ وہ تمھین کسی طرح کی تکلیف و ایذا دے سرخون عیار نے اُس پیکر سے جواب دیا
کہ اے مرد تو کیا بکتا ہی اور تیرا سردار احمق کیون ہو گیا ہی جو ہمکو یہ پیام بھیجا ہی کیا مجال کسی دیو یا پری کی کہ مجھ پر نظر کج سے
مجھے دیکھ سکے یا بدون مرضی میرے پاس آسکے سُن لے ذرا گوش دل سے کہ مین نظر کردۂ ابلیس علیہ اللعنتہ کی ہون
بلکہ تعلیم علم موسیقی کی خود مجھے ابلیس نے دی ہی اسلیے سے شوہر کی مقید بھی نہین ہون اور مین خود صاحب اختیار ہون
مگر مرد صاحب حُسن و جمال کے آگے نغمہ سرائی ضرور کرتی ہون کیونکہ طبیعت میری حُسن پرستی پر نہایت مائل ہی لہذا
تمھارے سردار بلہان کی بھی صورت اچھی معلوم ہوئی اور موافق قاعدہ طبعی کے میرے دل نے کہا کہ چند ساعت
اسکی صحبت بھی ضرور ہی دیو نے یہ سب ماجرا بلہان سے جاکر بیان کیا بلہان زیادہ مشتاق ہوا یہان سرخون نے
اُس پیکر کو غار مین پوشیدہ کر دیا اور خود خدمت شاہزادہ شمسون مین حاضر ہوا شاہزادہ نے پوچھا کہ اے سرخون

تم کہان چلے گئے تھے سرخون بولا ای شہریار غلام نے ایک جال و مکر پھیلایا ہی یقین ہی کہ ایک دو روز مین قلعہ فتح ہو جائے پھر ساری حقیقت بیان کی شاہزادہ شمسون نے سرخون کو خلعت اور انعام مرحمت فرمایا سرخون دوسرے روز پھر غار مین پہونچا اور نغمہ سرائی شروع کی بلہان نے ایک دیو کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ای آرام جان اگر آپ چند ساعت ہمارے پاس قدم رنجہ فرمائین تو آپ کے مشتاق فیض صحبت سے مسرور ہو جائین سرخون نے جواب سخت دیا کہ خبردار پھر اس امر کا ہمارے سامنے ذکر نہ آئے ورنہ ہم یہان سے چلے جائینگے او بیوقوف ہم بیان کر چکے ہین کہ ہم صاحب شوق ہین ہمین کسی کی فرمایش گوارا نہین اوس دیو نے بلہان سے یہ جواب بیان کیا اور کہا وہ نازنین ماہ جبین نہایت تند خو اور نازک مزاج ہی اور ہمارے کہنے کو خیال بھی نہین کرتی شاید تمھاری منت و سماجت سے چلی آئے تو عجب نہین غرض سرخون تین روز برابر صبح کو غار مین نغمہ سرائی کرتا رہا یہان سب دیو آپس مین کہتے تھے کہ بلاشبہہ یہ نازنین نظرکردۂ ابلیس ہی کسواسطے کہ ایسا حسن اور نغمہ دلکش بغیر عنایت و پرورش ابلیس کے حاصل نہین ہوتا آخر روز چہارم جو سرخون وہان گیا اوس روز بلہان بھی زیرکوہ آیا اور دست بستہ ہو کر منت عرض کیا کہ واسطے ابلیس لعین کے اوپر تشریف لے چلیے کہ ہم آپکی مہمانی بجا لائینگے سرخون بولا بائین شرط کہ جو مین کہون وہ قبول کر کیونکہ تیری صورت دیکھکر مجھے بھی ایک نوع کی تجھسے محبت ہوگئی ہی اور مین بھی ڈھونڈھتی تھی کہ کوئی شخص خوبصورت وجیہہ موافق طبع میری کے ملجائے تو مین اوس سے عقد کر لون کہ یہ چند روز عیش و آرام مین ساتھ اطمینان کے گذرین کہ مین نے تجھے دور سے دیکھا اور پسند کیا اور دل نے بھی گواہی دی کہ اس مرد سے بہتر کوئی شخص نہ ملیگا اب تو بیان کر کہ آیا تجھے مجھسے عقد کرنا منظور رہی یا فقط صحبت آزادانہ گرم کرنا ہی بلہان بولا فربانت شوم زہے قسمت زہے نصیب کہ جو مین ایسی نازنین ماہ جبین کہ جسکا عدیل و نظیر نہین اور نظرکردۂ ابلیس ہو اوس سے پیوند ہون شعر

یہ بندہ پروری یہ عنایت خدا کی ہی	مجھسے حقیر کو دیا معشوق نازنین

سرخون بولا کہ اب مجھے تیری اُلفت کا یقین ہوا اب مین اپنے رسوم نکاح کو بیان کرتی ہون کہ شریعت ابلیس مین یہ رسم ہمارے یہان مقرر ہی کہ بوقت عقد تمام حاضرین محفل کے ہاتھ سے نوشاہ کے ایک روغن خوشبو ملا جاتا ہی دوم ایک ہزار دیو ہنگام عقد عروس و داماد کے گرد و پیش حلقہ کرتے رہین اور عروس اور داماد کو ایک عالم سرور و خوشی مین کہ وہ عالم وجد کا ہوتا ہی نغمہ سرود کرتے ہوے تمام شہر مین گشت کراتے ہین بلہان نے کہا کہ سات سو دیو میرے پاس موجود ہین باقی تین سو دیو اور سردار مغربی سے لیلونگا آخر ایک شب عقد مقرر ہوئی اور وہان سے سرخون اپنے لشکر مین آیا اور شاہزادہ شمسون کی خدمت مین عرض کیا کہ ای شہریار اب آپ بجمعیت ہزار نفر دیو کے تشریف لے چلیے اور جہان مین عرض کرون وہان تشریف رکھیے

لیکن پوشیدہ جسپر وہ واسطے عقدر کے زیر کوہ آوین آپ اُنکے مقامون کو دیکھکر بندوبست کرلین فی الفور شاہزادہ شمسون ہزار دیو کی جمعیت سے سرخون کے ہمراہ چلا سرخون نے سب کو جابجا پوشیدہ کر دیا اور یہان بلہان نے خود مورچۂ مغربی کے سردار پاس جاکر سب حقیقت اپنی بیان کی اور کہا کہ تین سو دیو سے آپ بحشمت و اجلال وقت عقدر کے غریب خانہ کو سرفراز فرمائیے کہ باعث سربلندی اس خاکسار کا ہوگا وہ بولا کہ اگر شنگال کو خبر ہوگی تو کیا علاج ہوگا بلہان نے کہا کہ وہ جنگ وجدل حریف مین ایسا مصروف ہو کہ اُسکو اپنے حال و مال کی خبر نہین اُسے کون اطلاع دیگا غرض شب عروسی کو سرخون ایک شمع روشن کرکے غار مین گیا بلہان وغیرہ دیو کہ اُسیوقت کے منتظر تھے زیر کوہ آئے اور پیکر عملی کے گرد وپیش سب جمع ہوگئے سرخون نے پہلے وہ روغن نفت تمام دیوؤن کے بدن پر ملا اور عرصہ تک اُنسے حرف وحکایات مین مشغول رہا جب دیکھ لیا کہ شاہزادہ شمسون کا لشکر کمین گاہ سے مورچال پر پہونچگیا اور اب باطمینان ہمارا تماشا دیکھ رہا ہی بلہان سے کہا کہ اب تم تال دیتے ہوے ہمارے ہمراہ چلو تاکہ ہمکو ایک حالت وجد حاصل ہو اور مین نغمہ سرائی شروع کرتی ہون دیو ملعون کہ اُس روز مارے خوشی کے شراب بے حد پی گئے تھے ایسے مست اور از خود رفتہ ہوگئے تھے کہ اپنے سر و پا کی خبر اور ہوش نہ تھا آخر بموجب حکم سرخون کے ناچتے اور گاتے ہوے ہمراہ عروس اور داماد کے روانہ ہوے سرخون نے کہا یارو یہ شب وصل ہی اب حالت خوشی مین ایک شعلۂ عشق میرے سینے سے نکلیگا جسے اہل ہند راگ دیپک کہتے ہین خبردار اُسوقت کوئی مجھسے جدا نہو نا تاکہ مین ایک ولولۂ ذوق شوق مین ہر ایک سے گلے ملونگی بعد اُسکے وہ شمع روشن قالب کے اندر لیگیا اور یک بیک اُن قاروره ہاے آتشی اور آتش بازی کو آگ دیدی کہ ایک شعلہ آتش پیکر کے اندر سے نکلکر فلک اول تک پہونچا سرخون نے اُسوقت ہر ایک دیو سے بلاسبب درمان ہوکر بغلگیر ہونا شروع کیا جسطرح سے کہ چراغ سے چراغ روشن کرتے ہین جس دیو سے ملا وہ دیو مثل خشک لکڑی کے جلنا شروع ہوا اور جو دیو کہ اُسکو پکڑنے یا چارہ جوئی کو گیا وہ بھی بوجہ اُس روغن کے جلنا شروع ہوا قصہ مختصر چند ساعت مین سب دیو مثل سرو چراغان کے روشن ہوگئے اور اُدھر سے شاہزادہ شمسون نے تیر و تفنگ کا مینھ برسانا شروع کیا زیر کوہ ایسی قیامت برپا ہوئی کہ ہنگامۂ حشر بپا ہوگیا اس اثنا مین شاہزادۂ نامدار بالشکر جرار نعرۂ مردانہ وار مارتا ہوا برابر قلعہ کے پہونچگیا اور دیوؤن کو بجز اپنے اور کسی کے حال کی خبر نہ رہی کہ اس شور وغل سے اہل قلعہ کو خبر ہوئی اُنھون نے شنگال کو اطلاع دی شنگال افتان وخیزان معرکۂ گیرودار مین آیا اور یہان اُسنے یہ ہنگامہ برپا دیکھا شاہزادہ سے کہا اے پریزاد ضعیف البنیاد تجھ مین یہ قدرت وجرأت ہوئی کہ تو ہمارے مقابلہ کو آیا اب مجھے بھی تیرا قتل کرنا واجب ہوا دیکھون کہ تجھکو کس پر گھمنڈ ہی شاہزادہ شمسون نے وہی شمشیر برق خارا شگاف نیام سے لی شنگال بولا سوا اس تلوار کے اور کوئی حربہ تیرے پاس نہین ہی شاہزادہ

بولا او ملعون گریز پا تیرے واسطے یہی کافی ہے آخر شنکال ملعون قتل ہوا باقی دیو حلقۂ اطاعت مین آئے
کہ لشکر طلسم بھی پہونچا اور ہر ایک نے مبارکباد دی اور خزانہ دار نے غربال گہر بیز نذر شاہزادۂ والا تبار کی وہ
چھلنی بارہ گز کی تھی اور ہر چہار طرف اسمار الٰہی اُسمین کندہ تھے شاہزادہ نے عقل و فہم حکماے سابق پر آفرین
فرمائی اور بکمال معرفت صنعت ہوا پھر نوشاہ مروارید پوش اور ملکہ شبنم گوہر پوش اور پیر صندلی پوش
اور زال کبود پوش اور ہری موس پرہیزگار سرداران طلسم نے عرض کی کہ اب حضور بدولت و اقبال کنارہ
چشمۂ گہر ریز کے تشریف لیچلین شاہزادۂ شمسون اُنکے ہمراہ چشمہ پر آیا یہان حریم شاہ انتظار مین شاہزادہ کے
مع اہل و عیال مقیم تھا کہ ناگاہ وقت صبح حریم شاہ کو ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ جواہر نگار نظر آیا کہ جسکے برج و کنگورہ
ایسے درخشان تھے کہ نظر کام نہین کرتی تھی حریم شاہ بحیرت قلعہ کو نگران تھا کہ جلوس شاہی قلعہ سے باہر آنا شروع
ہوا بعد اسکے ایک بادشاہ باشوکت و جاہ تخت مروارید پر سوار کنارہ چشمہ کے تشریف لایا جب حریم شاہ کو معلوم
ہوا کہ یہ شاہزادۂ شمسون مہر طلعت ہے سر و پا برہنہ ملازمت کیواسطے حاضر ہوا شاہزادۂ اشرف نے باپ کو
سلام کیا حریم شاہ نے بعد پانچ برس کے فرزند کے دیدار سے مسرور ہو کر فرزند کو گلے سے لگا لیا اور خوب رویا
شاہزادۂ شمسون نے بلحاظ بزرگی حریم شاہ سے بتوقیر تمام ملاقات کی حریم شاہ بھی دست ادب بستہ شکریہ احسان
بجالایا بعد ازان سرداران طلسم شاہزادۂ شمسون کو کنارہ پر چشمہ کے لیگئے شاہزادہ نے ہزار ہا سوراخ چھلنی
مین مثل بیضۂ کبوتر کے ملاحظہ فرمائے اور وہ روز جمعہ کا تھا ملکہ شبنم گوہر پوش اور ہری موس پرہیزگار نے
پانچوین ساعت مشتری مین ایک ظرف بہت بڑے سے پانی چشمہ کا چھلنی مین ڈالنا شروع کیا اور اہل طلسم کچھ پڑھنے
لگے بقدرت ملک زمانی و ببرکت اسماے سبحانی پانی چشمہ کا منجمد ہو کر موتی چھلنی سے نکلنا شروع ہوے یہانتک
کہ موتی چالیس بار شتر کے جمع ہو گئے اہل طلسم نے وہ شاہزادۂ شمسون کے تواضع کیے شاہزادۂ سجدۂ شکر
بجالایا اور اہالی طلسم نے ایک مٹھی خاک قلعہ گوہر نگار کی اپنے ہاتھ سے پانی مین چشمہ گہر ریز کے ملا دی بمجرد ڈالنے
اُس خاک کے چشمہ غائب ہو گیا اور بعد فراغ جملہ کامون کے اہالیان طلسم نے شاہزادہ سے رخصت طلب کی
شاہزادہ نے بعد مطالعہ لوح کے اہالیان طلسم کو رخصت کیا حریم شاہ نے محفل نشاط آراستہ کی اور شاہزادہ
سے باطن طلسم کا حال پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی اُسکے سُننے سے اہل محفل کو نہایت حیرت
ہوئی حریم شاہ نے کہا وہ چشمہ اب کیا ہو گیا شاہزادہ نے کہا وہ طلسم کا دروازہ تھا چنانچہ ظلمات کی طرف کھولدیا گیا
اور ادھر بند کرادیا گیا پھر دوسرے روز شاہزادہ نے رفقا کو بُلا کر کہا کہ اب جو تمکو منظور ہو تو اپنے اپنے وطن کو جاؤ
اور جو یہان رہو تو مین بھی تمھاری خدمت کو حاضر ہون شاہزادہ مہرون وغیرہ نے عرض کی ہر چند کہ حضور کی
مفارقت ہم پر نہایت شاق و دشوار ہے لیکن عرصۂ دراز سے کچھ حال مان باپ سے آگاہ نہین کہ اُنکا صدمۂ مفارقت

ہمارے کیا حال ہوا ہوگا اور حقوق والدین کا بھی ایک امر فرایضات مین سے ہی انشاء اللہ تعالی ہم چند روز کے بعد بدلجمعی تمام خدمت عالی مین حضور کے حاضر ہونگے شاہزادہ نے اُن چارون بھائیون کو با تحفہ ہاے لایق و فایق ہزار پریزاد کی جمعیت ہمراہ کر کے رخصت فرمایا اب شاہزادہ نے چاہا کہ ملکہ سرو بالا پری کا حسان سے عقد کردے جب ملکہ سرو بالا نے سُنا عرض کیا کہ ای شہریار کامگار ہرچند کہ ہم زن و مرد ایک جا رہے ہیں لیکن شادی بدون اجازت والدین کے مناسب وقت نہین ہی اب ہم اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوں بعد ازان حسان میرے باپ سے میری خواستگاری کرے کہ اس صورت مین آبرو طرفین کی رہتی ہی حسان بولا کہ یہ راے تیری نہایت اولی و انسب ہی مگر مجھکو یہ اندیشہ ہی کہ تیری نسبت پہلی شاہزادہ قلعہ چہارم سے ہوئی ہی یقین یہ ہی کہ تیرا باپ میری نسبت تجھے قبول نہ کریگا ملکہ سرو بالا نے کہا ای صاحب تین برس کا عرصہ ہوا اب تک کیا وہ نسبت رکھی ہی اور سوا اسکے اب مین بجز تیرے تمام جہان کے مردون کو اپنے اوپر حرام جانتی ہوں شاہزادہ نے بہ آبروے تمام و بحفاظت ملکہ سرو بالا پری کو بھی رخصت کیا اور ایک نامہ سفارشی حسان کے بارے مین ملک ارشون ملکہ سرو بالا کے باپ کو لکھا بعد اسکے حسان پریزاد بھی اپنے شہر مینانگار کو روانہ ہوا حریم شاہ نے عرض کی کہ حضور اب شہر مین رونق افروز ہون اور چند روز دعوت میری قبول فرماوین شاہزادہ شمسون شہر مین تشریف لایا اور ایک ہفتہ تک حریم شاہ دعوت مین شاہزادہ کی مصروف رہا لیکن قویل دانا وزیرزادہ کا کہین نشان نہ ملا شاہزادہ نے کہا خدا جانے وہ بیچارا کس بلا مین گرفتار ہو گیا زندہ بھی ہی یا مرگیا

اب راوی حال قویل دانا وزیرزادہ کا بیان کرتا ہی

قویل دانا جو بوجہ تاریکی کے شاہزادۂ شمسون سے جدا ہوا تو ایک مدت دراز مین وہ مصیبت بے شمار کے بعد ملک مین حریم شاہ کے وارد ہوا اور یہ وہ وقت تھا کہ شاہزادۂ شمسون چشمہ گہر ریز مین داخل ہو چکا تھا اور یہ شدت گرمی اور حرارت آفتاب کی وجہ سے ایک باغ مین واسطے آرام کے گیا اتفاقاً وہ باغ حریمۂ گل رخسار بنت حریم شاہ کا تھا اور قریب شہر کے بھی تھا یہ اُسی باغ مین ایک درخت کے سایہ مین سو رہا اور اُسی روز حریمۂ گل رخسار بھی باغ مین آئی تھی اور سیر و تماشائے چمن مین مشغول تھی کہ یکایک وہ سیر کرتی ہوئی اُسی درخت کے پاس پہونچی جہان قویل دانا سوتا تھا حریمۂ گل رخسار نے جو غیر مرد کو باغ مین دیکھا غصہ سے چہرہ اُسکا سرخ ہو گیا اور چاہا کہ خود اُسے اُسی وقت قتل کرے راوی کہتا ہے کہ جو پریزادِ سکنۂ پردۂ قاف مین اُنکے پاس ہوا اور حربہ کے گوے آتشین ایک حربہ ہر وقت پاس موجود رہتا ہے اور وہ گوے آتشین چند پارہ ہاے سنگ اور آتش سے مرکب ہے اور وہ گیند کی شکل بنا کر اوپر سے اسقدر گلہاے خوشبودار اور رنگین لگائے جاتے ہین کہ اصل جسم اُسکا نظر نہین آتا پس جس پر وہ حربہ لگاتے ہین تو ہر پارۂ سنگ سے آگ کا شعلہ نکلکر طرفۃ العین مین جسم کو جلا دیتا ہے اور اُسکی پناہ نہین ہے مگر بوجہ نایابی پتھر اور گرانی قیمت کے پردۂ قاف مین ہر ایک کو یہ حربہ میسر نہین آتا حریمۂ گل رخسار کی ایک کنیز سرو ناز نام ہے اُس سے فرمایا کہ تو اس جوان برگشتہ تقدیر و خوابیدہ بخت کو میرے پاس بُلا لا تاکہ یہ اپنی شامت اعمال کی سزا پائے اور گوے آتشین کے مزے کو چکھے سرو ناز قویل دانا کے پاس آئی اور اُس بیچارہ کو انگشت پا سے جگا کر کہا کہ اے شوریدۂ بخت جلد بیدار ہو کہ تجھے تیری اجل نے بُلایا ہے قویل دانا جو بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین سرو قامت سرو پا قیامت بالین سر کھڑی ہے قویل دانا نے ہنسی سے کہا ہان صاحب سچ ہے بُلانا کیسا اجل خود مجھسے ہم کلام ہے اور یہ شعر پڑھا شعر

لایق قتل ہین اور قابل تلوار ہین ہم	ہان میان سچ ہے کہ ایسے ہی گنہگار ہین ہم

اب جو سرو ناز نے بنظر غور دیکھا بے ساختہ زبان سے فتبارک اللہ احسن الخالقین نکل گیا اور بآہ سرد دل پُر درد سے کہا افسوس کہ یہ ایسا جوان رعنا باقامت زیبا مسافر ملک عدم کا ہوگا خدا اس عمر کا درخت بھی قطع نہ کرے لیکن ناچار ملکہ حریمۂ گل رخسار کے پاس لائی ملکہ نے جو وہ صورت باشوکت و حسن و جمال زاہد کش و آدم فریب دیکھی ہلاک کرنا کیسا خود ہی کا بچنا محال ہوا اور عقل و خرد و ہوش و حواس کا زوال ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی قویل دانا کی بلا رد ہوئی وہ حملہ گوے آتشین ہاتھ سے چھوٹ گیا اور دل ملکۂ حریمہ گل رخسار کا دریاے عشق مین ڈوب گیا اب بہانہ سوچنے لگی وہی سرو ناز جو ملکہ کی دمساز و محرم راز اور مزاج دان تھی اُس نے دو چار کلمہ بطریق سفارش قویل دانا کی طرف سے خدمت مین ملکہ کے عرض کیے ملکہ نے فرمایا اے سرو ناز تو اسکو میرے سامنے تو لائی لیکن پہلے اس سے یہ تو پوچھ کہ تو کیونکر یہان آیا یقین ہے کہ

اسکو میرے آنے کی خبر ہوگی ورنہ یہ دانستہ اس عذاب مہلک مین گرفتار ہوتا جب قویل دانا ملکہ حریمہ گل رخسار کے سامنے گیا ملکہ نے بچشم شرم آگین پوچھا کہ ای جوانمرد تو کون ہی اور کہان کا باشندہ ہی قویل دانا نے کہا مسافر ہون غلطی راہ سے تمھارے ملک مین آگیا ہون اور اسوقت دھوپ کی شدت سے خیال مین آیا کہ کسی باغ مین چلکر دو گھڑی آرام کیجیے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس باغ کی تم مالک ہو تو مین ہرگز نہ آتا ملکہ حریمہ گل رخسار نے دایہ اور سرو ناز سے فرمایا کہ واقعی یہ شخص بیگناہ محض ہی افسوس کہ اس غیظ و غضب مین مین ناحق خون ناحق مین مبتلا ہوئی تھی بارے بخیر گذشت اب ہمین اسکی خاطر اور مہمانی لازم بلکہ واجب ہوئی اسواسطے کہ مہمان ہدیۂ خدا مشہور ہی اور مہمانی طریقہ ارباب کرم کا ہی آخر ملکہ قویل دانا کو وہان سے مکان مین لائی اور حال مفصل پوچھا قویل دانا نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی ملکہ نے حکم دیا کہ شراب ارغوانی لاؤ خواصین شیشۂ شراب ناب حاضر لائین ملکہ نے ایک گلاس اپنے دست نگارین سے لبریز بادۂ روح بخش کا قویل دانا کو دیا پھر قویل دانا نے بھی گلاس پُراز بادۂ ارغوانی ملکہ کو دیا اسیطرح سے پے درپے دو تین جام گردش مین آئے اور پردۂ حجاب و شرم درمیان سے اُٹھ گیا دایہ نے ملکہ کو خفا ہوکے کہا کہ ایک مرد اجنبی سے صحبت بے تکلفانہ دفعۃً لازم نہین ہر کام کو سلیقہ چاہیے عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دایہ خاموش ہو رہی آخر ایک ہفتہ اسیطرح صحبت رہی آٹھوین روز ایک خواص نے خبر دی کہ بادشاہ اُس شاہزادۂ عالیقدر کو شہر مین لائے ہین جس نے تمھارے برادر عالیقدر کو قید طلسم سے چھڑایا ہی ملکہ حریمہ گل رخسار نے سجدہ شکر ادا کیا اور قویل دانا سے کہا کہ تم یہان باغ مین آرام کرو مین اپنے بھائی سے ملنے جاتی ہون کہ بھائی کو میرے خدا نے از سر نو عمر تازہ بخشی ہی انشاءاللہ تعالے دو روز کے بعد پھر آؤنگی قویل دانا نے پوچھا بھائی تمھارا کس وجہ سے طلسم مین گرفتار ہو گیا تھا حریمہ گل رخسار نے تمام حقیقت شرقول دیو بچہ کے جنگ و محاربہ کی اور اپنے نابینا ہونے کی قویل دانا سے بیان کی اور کہا کہ ایک شاہزادۂ والاقدر نے میرے بھائی کو عرصۂ دراز کے بعد طلسم سے نکالا ہی قویل دانا نے پوچھا نام اُس شاہزادہ کا کیا ہی حریمہ نے کہا نام مجھکو یاد نہین ہی قویل دانا بھی تو اپنے حال مین مبتلا تھا خاموش ہو رہا اور اچھی طرح سے نہ پوچھا حریم شاہ نے شاہزادۂ شمسون کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور تخت پر اجلاس فرماوین شاہزادہ نے فرمایا تخت تمھارا تمکو مبارک رہے شاہزادۂ اشرف نے محلسرا مین جاکر اپنی مان اور بہن سے ملاقات کی حریمہ گل رخسار دو روز کے بعد پھر قویل دانا کے پاس باغ مین گئی اور عین صحبت مین جو حال باطن طلسم کا یہان شہزادے سے سُنا تھا وہ سب مفصل بیان کیا قویل دانا نے کہا آخر نام اس شاہزادہ کا کیا ہی ملکہ حریمہ گل رخسار نے کہا نام اُسکا کچھ آفتاب سے مشابہ ہی قویل دانا خاموش ہو رہا

اب حقیقت سرو ناز کی سنو جو کنیز ملکہ حریمہ گل رخسار کی ہی

سرو ناز سودائے محبت قویل دانا مین شب و روز ایسی بیقرار رہتی تھی کہ کسی وقت آرام و قرار نہ تھا مگر
کوئی وقت فرصت نہ پائی تھی کہ اپنے حال مضطر سے قویل دانا کو مطلع کرے اتفاقاً ایک روز قویل دانا تنہا باغ مین
سیر کرتا تھا کہ سرو ناز بھی وہان آئی اور کہا ای جوان دلاور تجھے کچھ معلوم ہی کہ مین تیرے تصور و خیال مین رات و دن
حیران و پریشان رہتی ہون قویل دانا نے کہا یہ تجھے زبان سے کہنا مناسب نہین ہی کہ دیوار ہم گوش دارد اگر
ملکہ حریمہ گل رخسار سن پاویگی پھر خدا جانے تیرا کیا حال کریگی حسب اتفاق ایک کنیز خرد سال تیز ہوش نام سوال و جواب
قویل دانا اور سرو ناز کا سنتی تھی اُسنے اُسیوقت ملکہ حریمہ گل رخسار کو اس امر کی اطلاع کر دی ہرچند ملکہ
حریمہ گل رخسار نے مصلحتاً اُسوقت کچھ نہ کہا الا باطن مین درپے آزار ہو گئی کہ کسی روز سرو ناز کو سزائے بد
دینی چاہیے آخر ایک روز کسی کام کے بہانہ سے خوب مارا اور ایک عالم غضب مین بے اختیار یہ زبان سے نکل گیا
کہ ای مردار پلشت شاید یہ لقمہ لطیف تیرے دہن ناپاک کے لائق تھا اور تو ایسی دلیر و شیر ہوئی کہ تجھے ہمارا بھی خیال و
خوف مطلق نہ رہا اچھا دیکھ لیا جائیگا سرو ناز نے دم نہ مارا مگر جسوقت ملکہ حریمہ محل مین تشریف لائی اُسنے خلوت مین
حریم شاہ سے تمام حال قویل دانا اور حریمہ گل رخسار کا باہم رہنا اور عشق و عاشقی کا سب بیان کیا اور کہا
کہ دونون رات و دن محفل عیش و عشرت گرم کرتے ہین اور ہر وقت بے تکلف شراب و کباب کا دور چلتا ہی حریم شاہ
نے جو یہ حال سنا آتش غیرت سینہ مین مشتعل ہوئی اور کہا کہ افسوس ہزار افسوس مجھ ایسے بادشاہ کی بیٹی ناکتخدا
ایک مرد غیر مجہول النسب سے بجائے خود عشق پیدا کرے اور اپنے ننگ و ناموس کا کچھ خیال نہ کرے ای سرو ناز
تو سچ کہدے کہ یہ صحبت پاکیزانہ گرم ہوتی ہی یا کوئی اور امر بھی وقوع مین آیا سرو ناز نے کہا ای شہریار ابھی کہ

عصمت ملکہ قائم ہی مین نے اسی واسطے حضور مین عرض کیا کہ مبادا ایسا نہو کہ فانوس عصمت سنگ نشہ شراب سے چور ہوجائے
کہا خیر ابکی جو وہ گیسو بریدہ باغ مین گئی تو مین بھی مخفی ضرور جاکر دیکھونگا تو اسکا خیال رکھنا اگر اُس بیحیا نے کسی حجرے مین
اس مرد کو بند کردیا تو تو قفل لگانا مین بآسانی گرفتار کرلونگا آخر دوسرے روز موافق معمول کے ملکہ حریمہ گل رخسار
باغ مین گئی اور عاشق و معشوق دونون باہم گرم صحبت تھے کہ حریم شاہ آدھی رات کو مع باچند ملازمون کے
سر پر پہونچگیا اور ملکہ کو اُسوقت خبر ہوئی جب بادشاہ قریب آگئے اور وہ صحبت عیش و نشاط چشم زدن مین
درہم و برہم ہوگئی اور کنیزین بخوف جان بھاگ گئین ملکہ حریمہ گل رخسار نے اُس یاس و ہراس مین دایہ
سے کہا کہ برائے خدا تو قویل دانا کو کسی مکان محفوظ مین چھپا دے وگرنہ جان اسکی مفت جائیگی استنے مین
حریم شاہ بھی پہونچگیا اور قویل دانا کو گرفتار کرلیا قویل بیچارہ جو دام بلا مین پھنسا اپنے حال زار پر خوب
رویا اور کہا کہ افسوس یہ جان عزیز یہان مفت ضایع ہوئی اور قدمبوسی شاہزادہ کی میسر نہوئی خیر جو نوشتۂ تقدیر
اب افسوس سے کیا فائدہ حریم شاہ نے مع قویل دانا باہر شہر کے ایک میدان مین شب گذاری اور حکم دیا
کہ ابھی ایک دار کھڑی کردو تاکہ ہم صبح کو اس چور کو سزا دینگے اور بعد سزا دینے کے شہر مین جائینگے اُسیوقت دار
کھڑی ہوئی اور صبح کو قویل بیچارہ کو دار کے نیچے لائے یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ بادشاہ نے شب کو باغ مین اپنی
بیٹی کے ایک چور جوان گرفتار کیا ہی سو وہ اسوقت تیرباران کیا جائیگا تمام خلائق شہر تماشے کیواسطے جمع ہوئی لیکن
جسنے قویل دانا کو دیکھا نہایت افسوس کیا اور کہا سبحان اللہ یہ چور کس درجہ کا صاحب جمال ہی خدا جانے
کس تقریب مین یہ باغ کو گیا ہوگا کہ بلاسے ناگہانی مین گرفتار ہوا راوی گذارش کرتا ہی کہ شاہزادہ شمسون کا
قاعدہ تھا کہ ایک روز خود ملاقات کو حریم شاہ کی جاتا تھا اور ایک روز حریم شاہ حاضر ہوتا تھا اتفاق سے وہ
روز حریم شاہ کے آنے کا تھا جب حریم شاہ کو عرصہ ہوا شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ آج حریم شاہ ہمارے
پاس نہین آیا ملازمون نے عرض کیا کہ ای شہریار رات کو حریم شاہ نے اپنی بیٹی کے باغ سے ایک چور جوان
گرفتار کیا ہی اور اسوقت وہ سزایاب ہوگا شاہزادہ نے فرمایا کہ ایسے چور دلیر کو ہم بھی دیکھینگے یہ کہکے
اُسی وقت دار الامارۃ مین تشریف لایا یہان تیرانداز تیر کو لیس کیے ہوے حکم ثانی کے منتظر تھے کہ شاہزادہ شمسون
وہان پہونچا اور حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ اس چور کو ہم دیکھ لین کوتوالی والے قویل دانا کو شاہزادہ کے پاس لائے شاہزادہ
نے جو اُس بلاکش وادی فراق کو دیکھا ایک نعرہ آہ کا مارا اور خود بغلگیر ہوا اور اس آواز دردناک سے رویا کہ
تمام حاضرین معرکہ کا قلب ہل گیا حریم شاہ نے دل مین کہا کہ یا بارخدا یہ کیا اسرار ہی مگر بعض سمجھ گئے کہ یہ شاید
وزیر ہی القصہ شاہزادہ شمسون نے قویل دانا کو کرسی زرنگار پر اپنے بائین پہلو مین بٹھایا اور حریم شاہ سے کہا
یہی جوان دلاور میرا یار جانی اور دوست روحانی ہی کہ جسکی یاد مین مجھے ایک ساعت خوش نہ گذرتی تھی

حریم شاہ اپنے دل مین نہایت منفعل ہوا اور سمجھا کہ ملکہ حریمہ گل رخسار کا اسی جوان سے عقد مقدر ہوا ہوگا شاہزادہ شمسون وہان سے شہر مین آیا اور قویل دانا سے روداد پوچھی قویل نے کہا اے شہریار با وقار غلام اُس طوفان تاریک مین خدمت عالی سے جدا ہوکر شہر مین دیوان زنگی کے پہونچا جو ایسے کالے ہین کہ حبشی مشہور ہوگئے ہین بلکہ ستارہ اُنکے ملک کا بھی وہی ستارہ بلاد البرج کا ہے وہ ملعون خدا پرستون کے دشمن جانی ہین اُنھون نے مجھے بھی اسی علت مین قید کیا اور بعد مدت کے بیٹی زنگول بادشاہ کی نجات کی باعث ہوئی یعنی اس مادہ دیو نے کسی تقریب مین میری صورت دیکھ کے ایک روز وقت فرصت پاکر عیار بچہ کو بھیجکر زندان سے مجھے باغ مین بُلایا اور کہا کہ اے جوان مین تیری صورت دلپذیر پر فریفتہ اور شیفتہ ہون اگر مجھے تو اپنے وصل سے کامیاب کریگا تو مین تجھے آرام تمام اپنے پاس رکھونگی مین نے کہا کہ بالفعل مین بوجہ تکلیف قید کے ایسا ضعیف اور ناتوان ہوگیا ہون کہ تمام اعضا میرے محض بیکار ہوگئے ہین پھر اُس دیونی نے مجھے باغ مین اپنے نظر بند کیا اور ایک ہفتہ مین دو مرتبہ آیا کرتی تھی اور پریشان حال ہوتی تھی کہ اب طاقت ہاتھ پیرون مین آئی یا ابھی نہین مین بھی بظاہر نہایت خوشامد کرتا تھا اور کوئی عذر اور حیلہ کردیا کرتا تھا مگر اسی فکر مین تھا کہ جب فرصت ملے نکل جاؤن اس عرصہ مین اُسکے بھائی کی شادی پھیلی مین دل مین نہایت خوش ہوا کہ اب یہ دیونی میرے پاس نہ آئیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک ہفتہ اُس شادی سے اسکو فرصت نہوئی مین باغ سے ایسا بھاگا کہ کہین دم نہ لیا آخر کار بہزار محنت وخرابی اس ملک مین پہونچا آیندہ جو یہان ہوا وہ تو حضور پر روشن و ہویدا ہے شاہزادہ شمسون نے فرمایا کہ اگر ایک لمحہ بھی دیر ہوتی تو اس عشق کی بدولت تیری جان ضایع ہوئی بارے خدا نے اپنا فضل کیا کہ مین بروقت پہونچگیا نوشتۂ تقدیر بہرحال ہوا چاہیے اب ملکہ حریمۂ گل رخسار کو تو اپنے پہلو مین جان پھر شاہزادہ نے اپنی تمام سرگذشت قویل دانا سے بیان کی قویل دانا نے عرض کیا کہ حضور کی زیارت اور قدمبوسی قسمت مین تھی ورنہ کوئی صورت زندگی کی نہ تھی شاہزادہ نے دوسرے روز حریم شاہ سے فرمایا کہ اے بادشاہ ہمارے نزدیک ملکہ حریمۂ گل رخسار کا عقد قویل سے کردینا مناسب ہے حریم شاہ نے فرمایا پیرومرشد آپ میری جان اور مال اور زن و فرزند سب کے مالک ہین جیسا کہ مناسب ہو حکم فرمائین کوئی عذر نہین کرسکتا بلکہ مجھسے تو پوچھنے کی کیا حاجت ہے قویل نے عرض کی کہ اول حضور اپنے کام سے فارغ ہولین بعد اسکے اس غلام کی سرپرستی فرمائین شاہزادہ نے فرمایا خیر جو تیری مرضی الحاصل ایک روز شاہزادہ شمسون کو ایک پریزاد نے ایک کاغذ سربمہر دیا شاہزادہ نے وہ کاغذ ملاحظہ فرمایا اُسمین لکھا تھا کہ اے نجات بخش بیچارگان و دادرس دادخواہان مظلوم نواز رفیق پرور فی الواقع کنیز سے ایسی خطا سرزد ہوئی ہے کہ ملکہ حریمۂ گل رخسار جس عذاب سے چاہے ہلاک کرے حق بجانب ہے لیکن مین خدا کو شاہد کرتی ہون کہ بیگناہ مجھسے ایک عالم بے اختیاری مین

سرزد ہو گیا اب بجز دامن دولت کے مجھے کہین پناہ نہین ہو لہذا مین حضور سے امیدوار ہون کہ میری
جان ملکہ کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ مین دو ایک روز مین اس دار فانی سے فنا ہو جاؤنگی شاہزادہ نے وہ عرضی
قویل کو دکھائی قویل نے عرض کی کہ اگرچہ سرو ناز کنیز واجب القتل ہوا بوجہ معذرت و منفعلی کے ہلاکت
سے بچ جائے تو انسب ہو سرخون عیار نے عرض کی کہ مین محلسرا کی طرف ابھی گیا تھا تو وہان بھی یہی ذکر تھا کہ
سرو ناز کا ملکہ کے ہاتھ سے زندہ رہنا مشکل ہو شاہزادہ کے خیال مین آیا کہ سرو ناز کا عقد اگر
سرخون عیار سے ہو جائے تو نہایت خوب بات ہو سرخون سے شاہزادہ نے فرمایا کہ اے سرخون تم بلباس
عیاری آج محلسرائے ملکہ مین جا کر دیکھ تو آؤ کہ سرو ناز کس شکل و شمائل کی عورت ہو لیکن اے مہتر تم اسکی تقصیر اور گناہ پر
ہرگز لحاظ نہ کرنا کیونکہ جامۂ بشریت ہر وقت خطا سے مملو ہوا کرتا ہو اور پریزاد کیا فرشتہ بھی خطا سے نہین بچا دوسرے
جو قصور کہ سرو ناز سے ہوا وہ اکثر عورتون سے جو کہ صاحب شرم و حیا ہین سرزد ہوا کرتا ہو یہ آتش رشک سے کوئی جا خالی
نہین ہو گی بُری ہوتی ہو سرخون حسب الحکم بلباس شب اردی محل ملکہ حریمہ مین گیا دیکھا کہ چند خواصین ملکہ حریمہ کی آپس مین باتین کر رہی ہین
سرخون نے سُنا کہ ایک خواص نے دوسری خواص سے کہا کہ اے طرہ کچھ بات کرو طرہ نے کہا اے سمین بو
کیا بات کرون کہ سرو ناز کو ہر وقت ایک رنج اور فکر مین دیکھتی ہون تو نہایت دل پر قلق ہوتا ہو تیسری
نے کہا سچ تو ہو سرو ناز سی عورت خوبصورت و صاحب جمال کہین پیدا ہوتی ہو پھر چوتھی بولی کہ حیف کی بات ہو
کہ ایسی دانا اور عقلمند ہو کر ایسی حرکت بُری کرے مصرعہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ سب بولین تو
سچ کہتی ہو لیکن اگر لذت عاشقی اور معشوقی چکھے ہوئے ہوتی اور ذائقۂ محبت سے آگاہ ہوتی تو یہ کلمہ ہرگز نہ کہتی
قدر عافیت آن داند کہ بمصیبتے گرفتار آید یہ گفتگو تھی کہ سرو ناز بھی وہان آئی سب خواصون نے پہلے اُسکی
تعظیم دی بعد ازان پوچھا اے خواہر سرو ناز اب تمھارے اور ملکہ کے درمیان کیا امر قرار پایا ہو سرو ناز نے کہا
میرا اور ملکہ کا کیا امر پوچھتی ہو بس یہ تصور کرو کہ گاے اور قصاب ذکارد بہ استخوان کا معاملہ ہو خواصون نے
سرو ناز کے حق مین دعاے خیر کی سرخون عیار نے بنظر خریداری سرو ناز کو دیکھا بے اختیار عاشق زار ہو گیا
اور ایسا بے خود ہوا کہ وہان سے نکلنا دشوار ہو گیا آخر بمشکل تمام وہان سے خدمت مین شاہزادہ کے
پہونچا شاہزادہ نے کہا کہ اے مہتر کہو تمنے کیا تماشا دیکھا سرخون نے عرض کی کہ پیر و مرشد حضور نے مجھے ایسی جگہ
بھیجا تھا کہ زندہ آنا دشوار ہوا بعد ازان سرو ناز کی تعریف بہت کی شاہزادہ نے فرمایا اگر مرضی ہو تو ہم تیرا
عقد سرو ناز سے کر دین سرخون شاہزادۂ شمسون کے سات بار تصدق ہوا اور کہا شعر

برین مژدہ گر جان فشانم رواست	کہ این مژدہ آسایش جان ماست

دوسرے روز شاہزادہ نے حریم شاہ سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ مہتر سرخون کا سرو ناز سے عقد کر دین

اس امر مین تقاری کیا راسے ہی حریم شاہ نے عرض کی کہ مین نے تو خدمت عالی مین پہلے ہی عرض کیا ہی کہ میری جان اور مال کا حضور کو اختیار ہی شاہزادہ نے اُسی روز سرو ناز کا عقد سرخون سے کر دیا اور خود ارض الفضہ کی طرف روانہ ہوا اشرف بن حریم شاہ اور دیو نازیل خونخوار اور بایستر شاہ بادشاہ شوکتیہ بھی بہ جمعیت و حشمت و جاہ ایک لاکھ سوار اور پیادہ کے انبوہ سے اور وہی مرد دیوانہ مجہول الاحوال اُسی شکل سے کہ جسطرح شاہزادہ کے ہمراہ تھا اور موافق اپنی عادت کے ایک روز کے بعد کچھ قلیل سا کھا لیا کرتا تھا اور اُس عرصہ مین ہرچند شاہزادہ نے اُسکا حال پوچھا لیکن اُسنے مطلق بات نہ کی اور اُسیطرح حیرت زدہ ایک ایک کا مُنھ دیکھتا تھا جب یہ داستان یہان تک پہونچی نجمہ عاقلہ نے طالقوس سے کہا کہ اب شاہزادہ شمسون کی داستان موقوف رکھکر دو کلمہ حال اُن چارون شاہزادگان عالیقدر مہرون و بدرون و نجمون و قمرون کا بیان کرتی ہون شاہزادہ معز الدین سرمۂ ذحل آنکھون مین لگائے ہوے اُسی گوشہ سے نجمہ کی داستان سُن رہا تھا

داستان اُن چارون شاہزادون کی جو کہ شاہزادہ شمسون سے رُخصت ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہوے ہین

القصہ نجم عاقلہ نے کہا کہ وہ چارون شاہزادہ عالیقدر شاہزادہ شمسون مہر طلعت کے حقیقی بھائی
تھے ان چارون شاہزادون کے گم ہونے کے تین برس کے بعد شاہزادہ شمسون پیدا ہوے
تھے اور یہ پانچون فرزند ارجمند سلطان قیصر نوس کے ہین ایک منجم نے جو زائچہ کرکے طالع دیکھے
تو سلطان کی خدمت مین عرض کی کہ ای شہریار ان چارون شاہزادون کے حال سے یہ شاہزادہ
آگاہ نہ ہونے پاوے اسی سبب سے بادشاہ نے حکم مطلق دیدیا تھا کہ خبردار کوئی اس شاہزادہ سے
اسکے بھائیون کی خبر نہ کہے پس یہی وجہ ہوئی کہ جو شاہزادہ شمسون اپنے بھائیون کے حال سے
مطلق خبردار نہ تھا طالقوس نے کہا کہ انکا قصہ بیان کرو کہ وہ لوگ قید سے چھوٹ کر کس طرف کو
روانہ ہوے نجم عاقلہ نے کہا کہ جب یہ چارون شاہزادہ شمسون سے رخصت ہوکر
روانہ ہوے شہزادہ مین باہم یہ صلاح کی کہ بیس برس کے بعد جو ہم گھر جاوینگے تو کوئی لیاقت ملکی و مالی
اس مین ایسی بہم پہونچانا چاہیے کہ جس سے ہمین لوگ دیکھ کے خوش ہون اور ارکان سلطنت کی
نظرون مین ہم حقیر معلوم نہ ہون گو ظاہر کسی نے نہ کہا لیکن دلون مین ضرور کہینگے کہ یہ شاہزادہ
بیس برس تک نہین معلوم کہ کہان رہے دریوزہ گری کیا کیے اگر صاحب اقبال ہوتے تو کوئی تو
شوکت شاہانہ ضرور پیدا کرتے اسواسطے کوئی شکل اپنی ترقی جاہ و حشمت شاہی کی پہلے پیدا
کرلین بعدہ وطن کو چلین ورنہ بدون اسکے ہم کسی کو منھ کیا دکھاوینگے شاہزادہ مہرون کہ سب مین
بڑا بھائی تھا وہ بولا کہ اگر ہم بیس برس قید طلسم مین نہ رہتے تو تمام عالم مین کوس لمن الملکی بجاتے
اب سر دست کوئی صورت نام اور نشان و اقبال بلندی کی بظاہر نظر نہین آتی چھوٹا بھائی کہ نجمون
تھا وہ بولا کہ ای بھائی کمر ہمت مضبوط باندھو دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے جو جب اس مثل کے

شعر
ہمت مردان مدد خدا

ہر کار کہ ہمت بستہ گردد	اگر خار بود گلدستہ گردد

خدا کی ذات سے بندہ کو مایوس ہونا نہ چاہیے قصہ کوتاہ دن بھر تو صید و شکار مین مشغول رہتے
تھے اور شب کو ایک جا جہان آب و ہوا مرغوب طبع پاتے آرام کرتے ایک روز جو شکار کو گئے
تمام دن سرگردان و حیران جنگل بجنگل صحرا بصحرا تلاش شکار مین پھرتے رہے اور کہین شکار ہاتھ
نہ آیا خستہ و برگشتہ تھکے ماندے شام کو ایک میدان دلکشا مین پہونچے وہان ہر چہار طرف [illegible]
مین سرو چراغان اور مشعل کی روشنی ہو رہی تھی اس روشنی و تغیر سے اسکے خیال مین یہ آیا کہ شاید
ہم راہ بھول گئے جب قریب روشنی کے پہونچے دیکھا کہ ایک دروازہ عالیشان ہے [illegible]

پریزاد سرگرم نگہبانی و پاسبانی ہین آخر شاہزادون نے ایک سپاہی زادے سے فرمایا کہ ہم بھی سردارزادے ہین راہ بھول گئے ادھر آنکلے تم ہمین کچھ اسباب ضروری کسی سے منگوادو تاکہ ہم یہ شب یہین بسر کرین صبح کو چلے جاوینگے سردار دربانون نے کہا اے صاحب زادے زرکی تو کچھ ضرورت نہین مگر جو آپ فرمائین وہ حاضر ہوسکتا ہی اور ایک دربان سے کہا جو شے کھانے پینے کی آپ فرمائین وہ لادے اور ایک مکان معقول شاہون کے رہنے کے لایق بتادیا شاہزادۂ مہرون نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اور مالک یہان کا کون ہی افسر دربانون نے عرض کی کہ اسکو ملک درخشانیہ کہتے ہین اور بادشاہ اس ملک کا فرتوت درخشندہ تاج ہی اور پچاس ہزار دیو و پریزاد کی جمعیت سے فرمانروائی کرتا ہی اور اس میدان کا نام میدان زیبا ہی اس وجہ سے کہ اس میدان کے چارون گوشون پر چار باغ چار شاہزادیون کے واقع ہین شاہزادۂ مہرون نے پوچھا شاہزادیون کا نام کیا ہی اسنے کہا کہ ایک کا نام زیبا نگار ہی اور دوسری کا زیبا طلعت اور تیسری کا زیبا قامت اور چوتھی کا زیبا طراز نام ہی اور یہ چارون شاہزادیان آج یہان واسطے سیر باغ کے تشریف لائی ہین ان شاہزادون نے جو یہ سنا ہر ایک کو شوق ملاقات شاہزادیون کا پیدا ہوا آخر باہم یہ صلاح ہوئی کہ ہر ایک بھائی اپنی طالع آزمائی کرے اور ہر ایک شاہزادہ موافق اپنے مرتبہ اور سن و سال کے ہر ایک شاہزادی کے باغ مین جاکر پوشیدہ ہورہے اور محفل کا تماشا دیکھے پھر جیسا کہ مناسب ہوگا کیا جائیگا لیکن پہلے باہم عہد کرنا چاہیے کہ خدانخواستہ جو کوئی بھائی کسی مصیبت مین گرفتار ہوجائے تو دوسرا بھائی اسکی مدد کو پہونچے شاہزادۂ بدرون نے کہا کہ اگر ہم چارون بھائی کسی بلا مین گرفتار ہوگئے تو کیا صلاح کیا جائیگا شاہزادۂ قمرون نے کہا جس خدا نے قید طلسم سے ہمکو نجات دی ہی وہی ہر آفت اور ہر بلا سے ہمکو نجات دینے والا ہی اور دیگا قصہ کوتاہ جب شاہزادہ آب اور طعام سے فارغ ہوے دربانون سے نشان اور پتہ ہر شاہزادی کے باغ کا پوچھکر شاہزادۂ کلان یعنی شاہزادۂ مہرون زیبا نگار کے باغ کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادۂ نجمون طرف زیبا طلعت کے اور شاہزادہ بدرون شاہزادی زیبا قامت کیطرف اور شاہزادۂ قمرون زیبا طراز کیطرف روانہ ہو چونکہ کشش عشق کو کشش قوی خدا نے بخشی ہی لامحالہ طبیعت عاشق اور معشوق کی مثل کاہ و کہربا و آہن و مقناطیس کے جذب اور خود بخود کشش کرتی ہی

اب راوی کو فی الجملہ حال شاہزادیون کا بھی بیان کرنا واجب ہی

الغرض چارون شاہزادیان تین برس پہلے اس معاملہ کے ہمراہ اپنی والدۂ مہربان روشن پری کے تقریب شادی مین ملک صیقلیہ مین گئی تھین کہ صیقل پری حاکم ملک صیقلیہ ان شاہزادیون کی حقیقی خالہ ہی بعد فرصت شادی کے وقت مراجعت باغ مین شعلہ ساحرہ کے بھی گذر ہوا تھا اور ایک مقام بھی کیا تھا اور شعلہ ساحرہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جو مرد شاہزادگان قاف سے اس سے ملتفت ہوتا تھا وہ اُسے چشمۂ گوہر ریز مین غرق کرا دیتی تھی اور ایک تصویر اُسکی اپنے مکان خاص مین لگا رکھتی تھی اور اُسے رات و دن بنظر حسرت دیکھا کرتی تھی چنانچہ ان چارون شاہزادون کی بھی تصویرین دیوار مکان مین لگی ہوئی تھین جب ملکہ روشن پری ان چارون شاہزادیون کی والدہ شعلۂ ساحرہ کے باغ مین آئین دیکھا کہ تمام باغ ویران و برباد ہو گیا ہی لیکن وہ چار چمن باغ مین سرسبز و شاداب ہین روشن پری نے کہا کہ آج ہم یہین مقام کرینگے اور شاہزادیان بھی

مثل شاہزادون کے نہایت کمسن تھین آخروہ شاہزادیان آپسمین کھیلتی سیرباغ کرتی ہوئین جو اُس مکان مین آئین کہ جہان وہ تصویرین شاہزادون کی لگی ہوئین تھین پس بمجرد دیکھنے اُن شاہزادون کی تصویرون کے عاشق وشیدا ہوگئین لیکن بوجہ شرم وحیا کے اپنی دائیون سے بھی کسی نے اس امر کا ذکر نہ کیا مگر ایک مصورہ بانو کہ وہ نہایت ہوشیار اور عاقل تھی اور فن تصویر کشی مین بھی مشاق تھی وہ محرم راز ان شاہزادیون کے ساتھ تھی پس شاہزادیون نے مصورہ بانو سے فرمایا کہ ان تصویرون کا چربہ نہایت صحیح کھینچکے سے کھینچ لانا مگر کسی کو خبر نہو خبردار جسوقت کہ مصورہ بانو نے اُن چارون شاہزادون کی تصویرین کھینچ کے شاہزادیون کی خدمت مین حاضر کین پس ان شاہزادیون نے اپنے اپنے معشوق کی تصویر اپنے اپنے پاس مثل تعویذ جان کے رکھلین اور دوسرے روز وہان سے روانہ ہوئین جب اپنے مکان مین پہونچین اور جسوقت کہ یاد دلدار مین بہت بیقرار ہوتی تھین تو اُن تصویرون کو نکالکر دیکھ لیتی تھین اور ہر وقت یہی دعا رہتی تھی کہ بارخدایا ہمین ان صاحب تصویر کا وصل جلد نصیب ہو قضارا ایک روز جو اُسی تصویر کے خیال مین سو گئین تو عالم رویا مین دیکھا کہ ایک بزرگ خضر صورت نورانی شکل تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کل اپنے باغ کو صحبت غیر سے خالی کر رکھنا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے دلدار کا دیدار نظر آئیگا صبح ہوتے ہی ایک نے ایک سے حال خواب کا بیان کیا اور یقین ہوگیا کہ اس خواب کی تعبیر حسب دلخواہ ہمارے ضرور ہوگی آخر ہر ایک شاہزادی نے اپنے اپنے باغ کو آراستہ کرنے کا حکم دیا اور چند خواصین جو کہ محرم راز تھین اور دایہ کو رہنے دیا اور باقی کو رخصت کر دیا

اب راوی شیرین بیان پہلے شاہزادۂ مہرون کا حال گذارش کرتا ہی

کہ شاہزادۂ مہروَن لباس عیّاری زیب جسم کیے ہوے شاہزادی کلان کے باغ مین آیا اور رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا وہان پہونچا جہان ملکہ زیبا نگار منتظر دیدار یار تھی کہ یکایک آواز پا نون کی کان مین ملکہ زیبا نگار کے آئی پس بمجرد سُننے آواز پا کے ملکۂ زیبا نگار خود گھبرا کے بیتابانہ باہر مکان کے چلی آئی اور دیکھا کہ ایک جوان ذی شان جسکے چہرہ سے شان وشوکت نمایان ہی سامنے خرامان خرامان ٹہلتا سیر کرتا چلا آتا ہی مگر بنظر حیرت ہر چہار طرف نگران ہی ملکہ زیبا نگار نے جو ہین شاہزادہ مہروَن کے جمال جہان آرا کو دیکھا تو یہ کہا کہ

اے جوان بلند مکان مین اپنے دلمین کہتی تھی کہ شعر

سب بے سبب کیونکر کھون ہر گل ہی خندان باغ مین | کچھ تو دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین

بعد اسکے ہاتھ شاہزادۂ مہروَن کا پکڑ لیا اور کہا شعر

پھیرو چھُری گلے پہ کہ ہم ہین عذاب مین | تعجیل چاہیے تمھین کار ثواب مین

اور مکان خلوت مین لا مسند زرنگار پر بٹھایا شاہزادہ ایک عالم حیرت مین مسند پر بیٹھ گیا ملکہ زیبا نگار نے چپکے سے دایہ کو بلایا اور کہا وہ مرقع جو ہمارے صندوقچہ مین رکھا ہے لے آؤ دایہ مرقع لائی ملکہ زیبا نگار نے اُس مرقع کو شاہزادہ کی صورت سے ملایا تو مشابہ تام نکلا بلکہ ایک سر مو فرق نہ پایا بعد ازان دل سے مشورہ کیا کہ اب اس سے اسکا حال پوچھنا چاہیے مگر جذبۂ دل یہی کہتا تھا **ابیات**

ببین کہ زلف کج و چشم سرمہ سا اینجاست | ہر انچہ می طلبی حاجت از خدا اینجاست
دل گواہی میدہد کین دلبری جانی بود | لیک چشم از کم سوادی وز غلط خوانی بود

پھر ملکہ زیبا نگار نے جام و صراحی طلب کی اور چند جام شراب ارغوانی **شاہزادہ** کو اپنے دست نگارین سے متواتر پلائے جب دماغ **شاہزادہ** کا نشۂ بادۂ سرجوش سے گرم ہوا اُسوقت ملکہ **زیبا نگار** نے کہا کہ اے نونہال چمن خوبی و سرو بوستان دلبری و محبوبی ہر چند کہ عالی مرتبتی تیری تیرے چہرہ سے ہویدا اور شان کشورستائی تیرے حشمت و اجلال سے پیدا ہے لیکن اب وجہ نزول اجلال اس باغ سراپا زوال کی ارشاد ہو کہ باعث تردد و دفع حیرت ہو کہ حضرت **شیخ سعدی** علیہ الرحمۃ فرماتے ہین **شعر**

تا مرد سخن نگفتہ باشد | عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ابیات

ہوش ربا ستمگرا ماہ لقا تو کون ہے | صبر و قرار لیگیا سچ تو بتا تو کون ہے | دیکھتے ہی پھڑک گیا پہلو مین مرغ دل مرا
حور ہے یا پری ہے تو مرد خدا تو کون ہے | بھید تو اپنا دے بتا محسن خستہ حال کو | پردہ مین دل لگے بن کہے بول اُٹھا تو کون ہے

شاہزادہ نے بھی ایک عالم سرور مین فرمایا **ابیات**

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے | بھٹک کر راہ ہم کس وادی پُرخار مین آئے | اُٹھا کر بار عشق اس عالم غدار مین آگئے
کہان سے ہم کہان پکڑے ہوئے بیگار مین آئے | نہ دی بو ایک نے اے گلبدن تیرے پسینے کی | ہزارون عطر کھچکر طبلۂ عطار مین آگئے
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا | سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

بعد اسکے فرمایا اے ملکہ ہم چار بھائی حقیقی **سلطان قیصر نوس ملک ارض الذہب** کے فرزند ہین حسب اتفاق ہم شکار کو اپنے ملک سے جو نکلے اور شکار کھیلتے ہوے باغ مین **شعلہ ساحرہ** کے پہونچے اُسنے ہم چارون کو ایک طلسم مین گرفتار کرا دیا ہم ایک مدت تک وہان قید رہے آخر ایک شاہزادۂ عالیقدر نے ہمکو اُس بلاے طلسمی سے رہا کیا اب ہم اپنے ملک کو جاتے تھے کہ راہ بھول کے اس تمھارے ملک مین آنکلے اور یہان آکر سنا کہ اس شہر کے سلطان کی چار بیٹیان ہین اور وہ چارون شاہزادیان آج اپنے اپنے باغ مین جلوہ آرا ہونگی ہمارے دل مین خود بخود تمھارا اشتیاق ملاقات ایسا پیدا ہوا کہ کچھ خیال انجام کا بھی نہ کیا اور بیباکانہ یہان

چلے آئے پھر ملکہ زیبانگار نے پوچھا کہ باغ شعلہ ساحرہ کس نواح مین ہی شاہزادہ نے کہا کہ نام اُس نواح کا
بہین فراموش ہو گیا الا نقشہ عمارت باغ کا البتہ معلوم ہی اب ملکہ زیبانگار کو یقین کامل ہوا کہ بلا شبہہ و شک
وہ تصویر دلپذیر اسی ماہ منیر کی ہی پھر ملکہ زیبانگار نے وہ ورق تصویر شاہزادہ کو دکھایا اور کہا کہ آپ بغور
ملاحظہ فرمائین کہ یہ کسکی تصویر ہی شاہزادہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ اس تصویر سے میری تصویر عالم طفولیت کی
نہایت مشابہ ہی بلکہ ایک سر مو کا فرق نہین ہی ملکہ زیبانگار سے ضبط نہ ہو سکا اور اُسیوقت اُٹھی اور سراپا
شاہزادہ کے تصدق ہوئی شاہزادہ نے کہا کہ یہ کام تو ہمارا ہی تم کیون تصدق ہوتی ہو خیر اب اپنے حال سے مجھے
آگاہ کرو کہ آپ نے اسقدر مسافر نوازی اور مہربانی مجھ ایک حقیر ناآشنا کے حال پر فرمائی اسکا کیا باعث ہی

ملکہ زیبانگار نے کہا شعر

ہمنشینی کہ پیشت عرض حال خود کنم	نقل رنگینی برات از ماہ و سال خود کنم

بعد ازین کیفیت اپنی بہنون کی ابتداے سفر صقلیہ سے تا مراجعت اور شعلہ ساحرہ کے باغ مین اُترنا اور شاہزادون
کی تصویرین دیکھکر عاشق ہونا ہر ایک کا ہر ایک تصویر پر مفصل بیان کیا اور آج جو ہمنے تمھارے آنیکی خوش خبری
سُنی آراستگی باغ کی گئی اور منتظر بیٹھے تھے اسکا یہ سبب ہی کہ ایک بزرگ نے عالم رویا مین مجھے فرمایا کہ کل فلان
شاہزادہ جو کہ تمکو مطلوب ہی باغ مین تشریف لائیگا تم باغ کو غیر شخص سے خالی کر رکھنا سو الحمد للہ کہ حسب بشارت اُس
بزرگ کے ہم اپنے مقصد دلی کو پہونچے شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ ہمکو اپنے بھائیون کے حال سے اصلا خبر نہین ہی
کہ وہ کہان ہین لہذا ہمکو ایک طرح کا از حد تردد ہی ملکہ زیبانگار نے کہا کہ مین بھی اسی فکر مین ہون کہ خدا جانے میری
بہنین کسطرح شاہزادون سے پیش آئی ہونگی اگر حضور تشریف لیچلین تو شاہزادون کا حال بخوبی دریافت ہو جائیگا
شاہزادہ نے فرمایا بہت مناسب ہی غرض شاہزادہ ملکہ زیبانگار کے ساتھ ملکہ زیبا طلعت کے باغ کیطرف
روانہ ہوا جب قریب باغ پہونچے تو دیکھا کہ اُسطرف سے تین چار آدمی لطیفہ بازی کرتے ہوے چلے آتے ہین جب
قریب تر پہونچے تو دیکھا کہ ملکہ زیبا طلعت و شاہزادہ قمرون تشریف لاتے ہین الغرض دونون بھائیون مین باہم
ملاقات ہوئی اور ایک نے دوسرے کا حال پوچھا شاہزادہ قمرون اول شکر پروردگار بجالایا اور کہا کہ واسطے
دریافت حال آپکے جاتے تھے پھر وہان سے ملکہ زیبا قامت کے باغ کو روانہ ہوے جب باغ مین پہونچے ملکہ
زیبا قامت کو باغ مین نہ پایا خواصون نے کہا کہ ملکہ زیبا قامت شاہزادہ بدرون کے ہمراہ اپنی چھوٹی بہن
کی ملاقات کو گئی ہین یہ سُنکے یہ بھی وہین اپنی بہن کی ملاقات کو روانہ ہوئین اثناے راہ مین دیکھا تو ملکہ زیبا قامت
اور ملکہ زیبا طراز شاہزادہ شمعون و بدرون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اُنکے پاس آتی تھین جب آپسمین باہم
ملاقات ہوئی ملکہ زیبانگار اور زیبا طلعت نے ملکہ زیبا طراز اور ملکہ زیبا قامت سے کہا کہ ای بہن قد وجدنا

ربنا حقاً فہل وجدتم ما وعدربکم حقاً قالوا نعم رباعی

گفتند از نشاط بزرگان بکوچکان کاے خواہران بداده حق شاکریم ما
آیا شما ہر انچہ مراد ست یافتید ہرچند شامل است بما نیز این عطا

بعد اسکے شاہزادیان اور شاہزادے صبح تک اسی صحبت بادہ نوشی مین سرگرم و مشغول رہے اور نظارۂ جمال جہان آرا سے ایک دوسرے کے محظوظ و خوش خرم رہے صبح کو شاہزادیون نے ان شاہزادون سے کہا کہ تم چند روز مہمان تشریف رکھو اور لشکر کو بھی اپنے بُلا لو پھر ملک درخشندہ تاج کو ہماری نسبتون کا پیام بھیجو دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتا ہی آخر شاہزادے سات روز وہان مہمان اسطرح رہے کہ دن بھر تو قلات کوہستان مین رہتے تھے اور شب کو شاہزادیون سے صحبت عیش گرم کرتے تھے آخر آٹھوین روز شاہزادے اپنے لشکر مین آئے نوبہین پریزاد کہ وہ لشکر کا سردار تھا اور انکی مفارقت مین قریب بہلاکت پہونچگیا تھا اور ہر روز صحرا اور کوہستان مین شاہزادون کو تلاش کرتا پھرتا تھا جب شاہزادون سے ملاقات ہوئی تو گویا قالب بیجان مین جان آگئی یا چمن خزان دیدہ بہار آگئی نوبہین پریزاد نے کہا ای شہزادو واسطے خدا اسکے تمہارا تنہا جانا بے اطلاع ہم جان نثارون کے شکار کو کسی طرح مناسب نہین ہی اگر خدانخواستہ کوئی زخم چشم تمکو پہونچے تو پھر مین اپنے آقا کو کیا جواب دونگا شاہزادے نوبہین پریزاد کی خاطر جمع کرکے مع لشکر وہان سے شہر درخشانیہ کیجانب روانہ ہوے جب سرحد مین کوہ درخشانیہ کے پہونچے ایک جاے خوش آب و ہوا مین خیمہ زن ہوے اور خلوت مین نوبہین پریزاد کو بُلاکر پوچھا کہ ای نوبہین پریزاد تجھے شاہزادۂ شمسون نے تمام کام و خدمت کیواسطے ہمارے ساتھ کیا ہی یا فقط وطن مین پہونچا دو اور کسی حال مین شریک نہو نوبہین نے کہا مین حاضر ہون مجھے کسی کام مین حضور کے عذر نہین ہی بہرحال تمھارے حکم کا تابع فرمان ہون جو فرماؤ بدل و جان بجالاؤن شاہزادون نے فرمایا ہم امروز فردا مین تمھین بصیغۂ رسالت ملک فرقوت شاہ بادشاہ کے پاس بھیجا چاہتے ہین نوبہین پریزاد نے کہا کہ مین حاضر ہون بسر و چشم جاؤنگا پھر شاہزادون نے ملک فرقوت درخشندہ تاج کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد از حمد خداے جہان و نعت پیغمبران ای شاہ دلاوران ہمنے سُنا ہی کہ خداوند تعالے نے چار بیٹیان تمکو عنایت فرمائی ہین اور ہم چار بھائی حقیقی شاہزادگان ملک ارض الذہب حسب اتفاق تمھارے ملک مین وارد ہوے ہین اور اب ہمارا قصد ہی کہ اُن چارون گوہر شہر یاری کو اپنے رشتۂ سلک ازدواج عقد شرعی مین منسلک کرین پس آپکو بھی مناسب ہی کہ ایسی نسبت کو باعث اپنی حیات و لطف زیست کا سمجھکر تعمیل احکام شریعت بجالاؤ کہ خداوند کریم نے آپکو گوہر مقصود دلی و دُر مراد مطلوبی گھر بیٹھے صدف تمنا مین دیا

اور پھر ایسی نسبت اگر چراغ لیکے ڈھونڈھو گے تو تمکو میسر نہ آئیگی کہ چارون شاہزادیان ایک ہی جا پر بآرام تمام
محفوظ و مسرور رہینگی باقی والسلام نوبہین پریزاد نامۂ عالی لیکر شہر درخشانیہ مین آیا اور بارگاہ سلطانی مین ملک
فرتوت درخشندہ تاج کے پہونچا قضارا نوبہین پریزاد کے وارد ہونے سے پہلے ایک ایلچی سودال نامے
بادشاہ زنگبار قاف کا دیو زنگول کی طرف سے اس مضمون کا نامہ لایا تھا کہ تم دو بیٹیان اپنی سودال کے
ہاتھ ہمکو بھیجدو کہ ایک کا ہم اپنے ساتھ اور دوسری کا اپنے بیٹے کے ساتھ عقد کردین اور باقی ماندہ دو لڑکیان
بعد کو بھیجدینا کہ ایک کا وزیر زادہ کے ساتھ اور دوسری کا وزیر کے ساتھ عقد کردینگے اور مہر گردان دونون
شاہزادیون کے بھیجنے مین توقف نہ کرنا تا رسم محبت و اخلاص آپسمین جاری رہے ملک فرتوت درخشندہ تاج
کی نظر سے جو یہ نامہ گذرا بس مارے دم بریدہ کیطرح سے پیچ و تاب کھاکر چپ ہو رہا اور بنظر کثرت فوج اور شرارت
ذاتی زنگول کے دم نہ مارا اور یہ بھی ایک باعث تھا کہ یہ ملک فرتوت مسلمان خداپرست تھا اور وہ کافر
ابلیس پرست تھا اور کنارہ پر کوہ قاف کے ایک زمین طویل زنگبار قاف کے نام سے مشہور ہے اور جو دیو
اس سرزمین مین پیدا ہوتا ہی رنگ اسکا سیاہ ہوتا ہی اور سب دیوؤن سے قوی تر ہوتا ہی اس وجہ سے
وہان کے لوگ زنگی خطاب سے پکارے جاتے ہین دوسرے ستارہ بھی اُنکے ملک کا بلاد الطریخ و بلاد السودان ہی
اور بادشاہ وہان کا قدیم سے زنگول کے خطاب سے چلا آتا ہی اب آمدیم بر سر مطلب کہ نوبہین پریزاد
نے نامہ شاہزادون کا بھی ملک فرتوت درخشندہ تاج کو دیا بادشاہ نے ملاحظہ فرماکر وزیر کو دیا اور کہا
یک نشد دو شد یعنی این گل دیگر شگفت وزیر نے عرض کی کہ جناب عالی غلام کے نزدیک یہ نسبت شاہزادگان
نہین ہی بلکہ یہ حضور کو ایک وسیلۂ غیبی ہاتھ آیا ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی ملک فرتوت درخشندہ تاج نے کہا
خیر اب اس ایلچی زنگول کو کیا جواب دینا چاہیے یہ باتین تو ہو رہی تھین کہ سودال بداعمال نے وزیر کے
ہاتھ سے وہ نامہ شاہزادون کا چھین لیا اور دیکھکے آگ ہوگیا اور نوبہین پریزاد سے کہا کہ اے مردک
شامت زدہ تیرے شاہزادہ انھین پریزاد دیو کی جمعیت سے زنگول سے مقابلہ کرینگے جو نی زمانہ تمام دشت
قاف کا بادشاہ ہی اور ایک لاکھ دیو خونخوار و آزمودہ کار ہر وقت اُسکے ہمراہ رکاب موجود رہتے ہین اور
ہرچند کہ تیرے شاہزادے بیچارہ نادانست ہین مگر تو اپنی چشم کور سے نہین دیکھتا کہ سفیر بادشاہ زنگبار
دربار مین موجود ہی اور تجھے اتنی جرأت نامہ گذرانیکی کیا ہوئی اور تو نے کچھ خوف نہ کیا پس اس تیری حرکت
بیہودہ سے صاف ظاہر ہی کہ تو اپنے شاہزادون کا خیرخواہ نہین ہی اور جان و مال اُن بیچارون کا مفت اپنے
بادشاہ جلیل القدر کے ہاتھ سے برباد کرایا چاہتا ہی اور یہ قدرت یاد رکھ کہ جسوقت زنگول کو خبر اس امر کی ہوگی
فوراً تیرے شاہزادون کو مثل ایک حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے مٹا دیگا کہ نام و نشان بھی کسی کو نہ ملے گا

نوبین پریزاد کے اس سخت کلامی سے کبھی کان بھی آشنا نہ تھے کمال غضب کے ساتھ یہ جواب دیا کہ او روسیاہ دیو دراصل تو پاجی بلکہ اتیج ہی اور تیرا آقا بھی کہ جسنے تجھ ایسے حرام خور دریدہ دہن کو عہدۂ رسالت دیکر خدمت مین بادشاہون کے بھیجا ہی آگاہ ہو و بگوش سُن کہ جب نوبت تلوار پہونچتی ہی اُسوقت ہزار پر ایک جوان بھاری ہوتا ہی اور ان ہزار سوار پر کیا موقوف ہی اگرچہ مین ایک جزو ضعیف ہون مگر جسوقت کہ ارادہ کرون تو فوج واشکر دیو پری تمام عالم بھر دون پھر ہمارے شاہزادون کی برابری وہمچشمی اُس کا فرمردار خوار راندۂ درگاہ حضرت سلیمانؑ سے کہ جسکو تو اپنا سردار قرار دیتا ہی کرنا ننگ وعار ہی پس تمام اہل دربار نے روبرو ملک فرتوت درخشندہ تاج کے نوبین کی حسن تقریر اور شیرین بیانی پر تحسین وآفرین کی اور کہا کہ خوب دندان شکن جواب دیا سودال بدبال نے کہ نوبین سے کہین قوی تر تھا ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ نوبین بیہوش ہوگیا اہل دربار نے بمنت نوبین کو اس بدآئین سے نجات دلوائی جب نوبین ہوش مین آیا سودال نے اُسکو ایک ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور کہا کہ ای پریزاد ضعیف البنیاد تو نے اپنی سخت کلامی کی سزا پائی یا ابھی باقی ہی نوبین بولا ای ملعون اگر تلوار کی نوبت آتی تو مین تجھے بتاتا کہ پریزاد ضعیف الخلقت ایسے ہوتے ہین عقاب کے غائب ہوجانے سے بہادری شہباز کی جاتی نہین رہتی سودال قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ مین تیری سخت زبانی و نزاکت بیانی سے خود ہی قتل ہوگیا اور یہ شعر کسی نے تیرے ہی حسب حال شاید کہا ہی شعر

خود گلا کاٹون اگر خنجر عنایت کیجیے
دیکھیے دُکھ جائیگی نازک کلائی آپکی

اور وہان جب شاہزادون کو نوبین کے حال کی خبر ہوئی ہر ایک نے سودال کی گوشمالی کا قصد کیا مگر نجمون کہ سب سے چھوٹا بھائی تھا سوار ہوکر بارگاہ مین ملک فرتوت درخشندہ تاج کے تشریف لایا اور نوبین کو ستون سے کھول دیا پھر سودال سے فرمایا کہ او حرامزادے مغرور مصرعہ بیاتا چہ داری زمردی نشان؛ سودال نے چاہا کہ ہاتھ بڑھاکے گریبان شاہزادہ کا لے کہ شاہزادۂ نجمون نے خنجر سے ہاتھ اُسکا قطع کردیا سودال نے دوسرے ہاتھ سے وار شمشیر کا سر پر شاہزادہ کے کیا شاہزادہ نے اُسکا وار رد کرکے ایک ہی ضرب شمشیر مین اُسکو جہنم واصل کیا بس تمام دیو ہمراہی اُس مادر بخطا کے شاہزادہ پر ہر چہار طرف سے گھیر کے حملہ آور ہوے شاہزادۂ نجمون اور نوبین پریزاد نے جنگ رستمانہ ایسی کی کہ تھوڑے عرصہ مین پچاس دیوؤن کو داخل جہنم کیا اور باقی لاش سودال کو لیکر قاف کو روانہ ہوے ملک فرتوت نے بتعظیم وتکریم تمام شاہزادہ کو اپنے پہلو مین جگہ دی اور نہایت مدارات سے پیش آیا اس عرصہ مین یہ تینون شاہزادے بھی داخل بارگاہ ہوے ملک فرتوت نے محفل نشاط آراستہ کی اشعار

مغنی گلرنگ درمیان آمد — بربط وچنگ درفغان آمد
خندہ جام وگریۂ مینا — شست گرد ملال از دلہا

ملک فرتوت درخشندہ تاج نے شاہزادہ مہرون سے پوچھا کہ اے دلاورو تم نے آپنے غریب خانہ کو اپنے قدم فرخندہ شیم سے روشن و منور فرماکے اس خاکسار کو سرفراز فرمایا اور مجھے ممنون و مشکور کیا لیکن باعث ان عنایات و اشفاق کا معلوم نہوا شاہزادہ مہرون نے کہا اے شہریار ذی اقتدار ہم چارون بھائی حقیقی سلطان قیصر نوس بادشاہ ارض الذہب کے فرزند ہین اور بیس برس ہوے کہ ہم زیارت والدین سے بوجوہات چند در چند محروم رہے اب ہم بشوق زیارت والدین جاتے تھے کہ اثنائے راہ مین ہمنے سُنا کہ یہان کے فرمانروا کی بھی چار دختر بلند اختر ہین ہمنے صلاح کی کہ ظاہر اسباب ایسی نسبت اور کہین میسر نہ آئیگی کہ ہم چارون بھائی اور وہ چارون بہنین ایک ہی خاندان کی ہین اسیواسطے تمکو پیام بھیجا ملک فرتوت درخشندہ تاج نے کہا کہ مجھے بھی تمھاری نسبتین بدل قبول و منظور ہین بلکہ اپنا فخر جانتا ہون لیکن تمنے اس بلاے بے درمان کو مثل خانۂ زنبور کے چھیڑ دیا ہی خدا خیر کرے کسواسطے کہ مین تاب مقابلہ اُنکا نہین لاسکتا شاہزادہ مہرون نے فرمایا کہ بعد نسبت تمھارے قبول کرنے کے وہ زنگیان جنھین تم بلاے بے درمان اور فوج کو اُسکی خانۂ زنبور جانتے ہو اُنکا مطالبہ ہمارے ذمہ ہی تم کچھ خوف نہ کرو ملک فرتوت نے کہا تم پریزادہ وہ دیوزاد غول صحرائی تمھارا اور اُنکا مقابلہ کیونکر ہوسکتا ہی شاہزادہ مہرون نے فرمایا کہ ایک تھوڑی مدد بھی اگر تم دو تو ہم اُنکی ایسی گوشمالی قرار واقعی کرین کہ وہ مدت العمر یاد کرین ملک فرتوت نے کہا کہ جان و مال سے جس طرح کہو مین حاضر ہون شاہزادون نے فرمایا کہ خیر اب ہم جب تک کہ یہ معاملۂ جنگ ایک سو نہ کرلینگے اسوقت تک تمھارے یہان عقد بھی نہ کرینگے ملک فرتوت نے پھر ایک بارگاہ عالیشان فرش و فروش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کرائی اور شاہزادون کی دعوت شاہانہ کی اور وہی مقام آرامگاہ قرار دیا شاہزادے دن بھر تو حرف و حکایات مین رہتے تھے اور شب کو اپنی اپنی معشوقون کے پاس عیش کرتے تھے

اب ملک زنگبار کا حال گذارش ہوتا ہی

کہ جب دیوون نے لاش سودال کی ملک زنگول کے پاس پہونچائی اور تمام کیفیت بیان کی پس زنگول کا یہ سُننا تھا کہ آتش غضب سر سے تا پا ایسی مشتعل ہوئی کہ دُھوان سینہ اور دماغ کے پار نکلگیا اور اُسی وقت افسران فوج کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اسیوقت ہمارا لشکر ظفر پیکر تیار ہو اور پیش خیمہ بیرون شہر استادہ کیا جائے غرض اسّی ہزار دیوان آزمودہ کار سے مثل زنگال فیل سر اور رانایک خوک پیشانی اور دیو سماریت رعد آواز اور سہمگین بن خا فیل اور عزیو شتر دندان کو روانہ شہر درخشانیہ کیا جب آمد لشکر زنگول ملک فرتوت نے سُنی اُسنے بھی آراستگی کا لشکر کو حکم دیا

تصویر شاہزادہ بہمن کا معرکہ جنگ مین آنا اور مارا جانا زنگول کا اور ملک فرتوت کا فتح یاب ہونا

اس عرصہ مین لشکر شرارت اثر زنگول بدسیر کا قریب شہر کے پہونچ گیا ملک فرتوت نے باہر شہر کے ایک میدان وسیع مین اپنا لشکر آراستہ کیا تھا زنگول نے پہلے ایک دیو چرب زبان کو ملک فرتوت کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ ہم معاملہ گذشتہ سے درگذرے اور ہمکو کسیطرح کا فتور منظور نہین ہے الا تمکو مناسب ہے کہ اب بھی تم اپنی دو بیٹیان بلا عذر ہمارے پاس بھیجدو تاکہ تم صدمۂ لشکر قیامت اثر سے محفوظ رہو آیندہ تمکو اختیار ہے شعر

سنت انچہ حق بود گفتم تمام	تو دانی دگر بعد ازین والسلام

ملک فرتوت درخشندہ تاج خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا لیکن شاہزادون نے اس پیام کا جواب سخت دیا کہ طرفین سے صف آرائی شروع ہوئی اور زنگول فیل سر میدان مین آیا اور اس طرف سے

دیو شہرنگ سپہ سالار ملک فرتوت مقابل ہوا اور ایک ہی ضرب دار شمشاد سے زنگول کو زخمی کیا کہ
شانہ زنگول کا بیکار ہو گیا اُسکے بعد ارناہک خوک پیشانی کے ہاتھ سے پانچ دیو ملک فرتوت کے قتل
و زخمی ہوے دوسرے روز عزیو شتر دندان معرکہ آرا ہوا اسطرف شاہزادہ بجمون جنگ گاہ مین تشریف
لایا اور عزیو کو قتل کیا قصہ کوتاہ پانچ سردار لشکر زنگبار کے پی در پی مقابلہ پر شاہزادۂ بجمون کے آئے دو
زخمی ہوے باقی قتل ہوے زنگول نے دیکھا کہ ایک ایک دیو ان شہزادون کا مقابلہ نہین کر سکتا تب جنگ
مغلوبہ کا حکم دیا دونون لشکر بایکدگر باہم وصل ہو گئے اور تیر تبر و شمشیر و گرز و نیزہ و پیکان ایسے چلنے لگے
کہ اپنے اور بیگانے کی تمیز نہ ہوئی شاہزادۂ مہرون نے ارناہک کو قتل کیا اور اسی طرح شاہزادۂ بدرون
اور شاہزادۂ قمرون نے بھی چند پہلوان نامی و گرامی کو قتل کیا اور اب ہجوم دیوان شاہزادہ بجمون پر زیادہ
ہوا اور شاہزادہ بھی بڑی مردانگی سے لڑا لیکن بوجہ کثرت فوج زنگول کے لشکر مین گرفتار ہو گیا اور زنگول
نے اسیوقت شاہزادۂ بجمون کو اپنے عیار کے ہاتھ قاف کو روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ کوئی اس امر کی اطلاع
نہ کرے آخر تین روز اسی صورت سے جنگ و پیکار رہی اور کشت و خون اس کثرت سے ہوا کہ ایک قیامت کبریٰ
برپا ہو گئی اور کشتون کے پشتے اور سرون کے انبار اور خون کے دریا جاری ہو گئے تھے چوتھے روز بوق
بازگشت کی آواز حرب گاہ سے بلند ہوئی اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے شاہزادون نے جو شاہزادۂ
بجمون کو نہ دیکھا تمام قتل گاہ مین تلاش کیا لیکن کہین پتا نہ پایا ایسا صدمہ سخت ہوا کہ تینون بھائیون نے
گریبان اپنا از سر تا پا چاک کیا اور نوبت بجنون پہونچی اور اس حال سے ملکہ زیباطراز شاہزادۂ بجمون
کی معشوقہ کو جو خبر پہونچی اُسکو بھی ایسا اپنے معشوق کے گم ہونے کا صدمۂ جانکاہ ہوا کہ غش کھا کے زمین پر
گر پڑی اور بیہوش ہو گئی جب ہوش مین آئی تو اپنے آپے مین نہ تھی جب زنگول نے فہرست مقتولان لشکر کی
اپنے دیکھی تو دو حصہ لشکر اپنا قتل اور زخمی پایا اور جنگ کی اپنے مین طاقت نہ پائی دوسرے روز مع اپنے لشکر
کے فرار ہو گیا اور اثناے راہ مین سرداران لشکر سے اپنے کہا کہ ایک جوان رستم توان ایسا ہمارے
ہاتھ آیا ہی کہ ہمین لشکر کے قتل و غارت ہونے کا کچھ غم نہین ہوا مگر افسوس کی بات ہی کہ اُن جوانان باقی کا
ہمسے کچھ تدارک نہو سکا تنجار گندہ دہن عیار نے زنگول سے کہا کہ ای بادشاہ تم ناحق تردد کرتے ہو مین
دو روز کے عرصہ مین اُن تینون جوانون کو بھی گرفتہ و بستہ تمھارے پاس لاکر حاضر کر دونگا زنگول نے کہا اگر
ایسا تو کریگا تو مین تجھکو انعام بے حد و شمار اسقدر دونگا کہ تجھے مال دنیا سے بے نیاز کر دونگا وہ حرامزادہ
تین نفر دیو ہمراہ لیکر کوہ درخشانیہ کو روانہ ہوا اور یہان گم ہونے سے شاہزادۂ بجمون کے ایسی
پریشانی ہوئی کہ کسی کو کسیکی خبر نہ رہی آخر شاہزادون نے قنطور کلنگ پرواز عیار کو ملک فرتوت درخشندہ تاج

کے لشکر مین براے تلاش بھیجا کہ شاہزادہ مجنون کو تلاش کرکے پتا لگاے قنطور کلنگ پردازعیار جو
ملک زنگبار مین گیا اُسنے شاہزادہ کا کہین مذکور بھی نہ سُنا مجبور ہوکر شاہزادون کے پاس واپس آیا اور
کہا کہ زنگول کے لشکر مین سے کسی کی زبانی شاہزادہ مجنون کا ذکر بھی نہین سُنا اس خبر وحشت اثر کے
بیان سے اور زیادہ تر تشویش ہوئی اور ملکہ زیبا طراز معشوقہ شاہزادہ مجنون غلبۂ جنون و سوداے
عشق سے ایسی از خود رفتہ ہوئی کہ دین و دُنیا اندھیر ہوگئی تھی آخر ایک روز جوش سوداے عشق مین ایسی
بیخود ہوئی کہ بے اطلاع ایک طرف کو نکل گئی تو بین پریزاد عرصۂ دراز تک اسکے چلنے کا منتظر رہا آخر کار ناچار
وہ بھی شاہزادہ شمسون مہر طلعت کیخدمت مین روانہ ہوگیا

اب راوی تنجار گندہ دہن عیار کا حال بیان کرتا ہی

کہ وہ عیار نابکار مع تینون نفر دیو اشرار کے کوہ درخشانیہ مین آیا وہان اُسنے سُنا کہ شاہزادے
اپنے بھائی کی تلاش مین نکل گئے تنجار بلباس فقیرانہ کوہستان کی راہ سے روانہ ہوا بعد ایک ہفتہ کے ایک
تکیۂ فقیر مین وارد ہوا اتفاقاً شاہزادے بھی حیران و پریشان سرگردان ہوتے ہوے اُسی تکیہ مین پہونچے
تنجار اور دیوؤن نے جو شاہزادون کو دیکھا اُسوقت چھپکے ہو رہے رات کو بیہوشی سے اُن آوارگان دشت ادبا

کو بیہوش کیا اور جُدا جُدا پشتارہ باندھکر وہ طرف قاف زنگبار روانہ ہوئے اور ادھر نوبین پریزاد بعد چند روز کے شہر استبرقیہ کے قریب لشکر ظفر پیکر شاہزادۂ شمسون مہر طلعت دلاور مین پہونچا اور بعد ملازمت کے تمام سرگذشت شاہزادون کی شاہزادۂ شمسون سے بیان کی شاہزادہ نے جو یہ خبر جگر خراش سُنی خون نے جوش مارا آنکھون مین زمین و آسمان تاریک ہوگیا اور کمال درجہ ملال طبع نازک پر گذرا قویل دانا سے کہ یہ وزیر زادہ فن نجوم مین یکتائے روزگار تھا احوال شاہزادون کا پوچھا قویل دانا وزیر زادہ نے قرعہ پھینکا اور حال سب دریافت کرکے شاہزادہ شمسون سے بیان کیا اور کہا کہ ای شہریار غلام کو معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادے ملک زنگبار مین نہایت قید سخت مین گرفتار ہین اتنے مین قنطور کلنگ پرواز عیار ملک فرتوت کا بھی معرفت نوبین پریزاد کے خدمت مین شاہزادۂ شمسون کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ ملک فرتوت درخشندہ تاج نے مجھے واسطے دریافت حال شاہزادۂ نجمون کے بھیجا تھا ای شہریار غلام نے اکثر لوگون کی زبانی سُنا کہ شاہزادۂ نجمون نہایت سخت مصیبت مین گرفتار ہین بلکہ زنگول نے شاہزادۂ نجمون کو قتل کا حکم دیا تھا لیکن شاقول بن زنگول نے منع کیا اور اپنے باپ کو اس حرکت سے ابھی تک باز رکھا اور کہا کہ ای شہریار تنجار عیار اسکے اُن تینون بھائیون کو لے آوے تو چارون بھائیون کو ایک ہی بار قتل کرنا چاہیے چنانچہ زادہ یہ سُنکے وہان سے روانہ ہوا اثنائے راہ مین کیا دیکھتا ہون کہ تنجار عیار اُن تینون شاہزادون کا بھی پشتارہ باندھے خیزا خیز لیے چلا جاتا ہے اور تین نفر دیو بھی اُسکے ساتھ تھے غلام سے بوجہ تنہائی کے کچھ علاج نہ ہوسکا آخر مجبور و مایوس وہان سے بجلدی تمام آکر غلام نے اپنے آقا سے اس خبر کو بیان کیا آقا نے فوراً حضور کی خدمت مین روانہ کیا اور کہا کہ اسیوقت جا اور جسقدر جلد ہوسکے جلد اسکی اطلاع حضور سے کر شاہزادۂ شمسون نے نازیل دیو قوی ہیکل کو پچاس ہزار دیو کی جمعیت سے کہ ہر ایک اُن مین اپنے وقت کا رستم و اسفندیار نہایت ہوشیار و کارگذار جنگ آزما چالاک تھا ملک زنگبار قاف کو روانہ کیا اور نہایت تاکید کی کہ خبردار بہت جلد پہونچنا اور جس طرح سے کہ ہوسکے جان لڑا دینا اور شاہزادون کو اُن نابکارون کے ہاتھ سے چھین لینا خبردار یہی وقت جانبازی اور سر فروشی کا ہے کہ یہ وقت و معرکہ بھی یادگار زمانہ ہوجائیگا اور لوگ جو کہ صاحب ہمت اور قدردان ہین وہ تواریخون مین آب زر سے اس معرکہ کو لکھین گے پس بمجرد دینے اس حکم کے فوراً فوج مین نقارہ کوچ کا بجگیا اور کمربندی ہوگئی اور نازیل دیو اُسیوقت مع فوج کے روانہ ہوا دوسری عرضی حسان پریزاد کی اس مضمون کی گذری کہ ای بادشاہ جمجاہ

غلام اپنے ملک مین آیا اور مین نے سُنا کہ قمران بن شہر وم نے اس عرصہ مین دوسری جگہ نکاح کیا اب سرو بالا پری سے اُسکو کسی طرح کی غرض نہین ہی مین باسامان عروسی شہر حریرہ مین پہونچا کہ وہ دار السلطنت ملک ارشون ہی ملک ارشون نے دوسرے روز بتزک تمام سرو بالا سے میرا عقد کر دیا اور بعد چند روز کے مین ملک حریرہ سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو مع عروس کے روانہ ہوا کسی در اندازنے قمران کو خبر دی کہ تمہاری نامزد کو فلان شخص لیے جاتا ہی قمران فوراً بمجرد سُننے اس خبر کے چالیس ہزار دیو و پری کی جمعیت سے اثناء راہ مین ہمارا سدّ راہ ہوا ہمنے پہلے نرم زبانی ومنت وسماجت کی جب ہماری انکساری کو وہ خیال مین نہ لایا آخر ناچار نوبت حرب وضرب کی پہونچی اور طرفین سے کشت وخون بہت ہوا تا اینکہ فدوی بھی ہاتھ سے قمران کے زخمی ہوگیا اور لشکر بھی میرا پسپا ہو گیا اور مجھکو چند رفقا ایک غار کوہ مین لیگئے اور وہان لیجا کر پوشیدہ کر دیا اور اب میرا وہین علاج ہوتا ہی اور قمران سرو بالا کو اپنے مکان مین لے گیا غلام نے بھی ایک مخبر معتمد کو واسطے استخبار حال کے روانہ کیا تھا اُسکی زبانی یہ معلوم ہوا کہ راہ مین قمران نے سرو بالا سے پوچھا کہ اب تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا کہ جو نوشتۂ تقدیر تھا وہ ہوچکا قمران نے کہا سچ ہی مجھے بھی اب تیری خواہش نہین رہی لیکن مین تجھے ایسی قید سخت مین بھیجونگا کہ تو اپنی زندگی کو بدتر از مرگ سمجھے گی یہ کہکے جب اپنے ملک مین پہونچا تو سرو بالا کو ایک حجرۂ تنگ وتاریک مین قید کیا اور ایک وقت کھانے کو دیتا ہی اور اُسکی جور وایسی محیط ہی کہ اُسکی وجہ سے سرو بالا کا نام بھی نہین لے سکتا اور فدوی بھی اب اچھا ہوچکا ہی انشاء اللہ تعالے عنقریب باجمعیت قلیل حاضر خدمت ہوتا ہی یہ فقط اطلاعاً حال گذارش خدمت کیا ہی اور ملک ارشون آپ کے خسر نے بھی پوشیدہ کچھ فوج میرے ہمراہ کر دی ہی امیدوار ہون کہ حضور بھی اس غلام خاص کو بمدد وامداد یاد فرماوین شاہزادہ شمسون نے فرمایا کیا خوب شعر

	ہردم زمانہ داغ غمم برجگر نہد		یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

مین خود شاہزادون کے حال مین متردد ہون یہ قصہ دوسرا روبکار ہوا حیران ہون کہ کسکو واسطے مدد حسان کے بھیجون کہ شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ نے دست بستہ عرض کی کہ فدوی اس خدمت کے لایق ہی شاہزادہ شمسون مہر طلعت نے خلعت شاہانہ شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ کو دے کے اُسیوقت چالیس ہزار دیو وپری کی جمعیت سے واسطے امداد حسان پریزاد کے روانہ کیا

اَب دو کلمہ حال شاہزادہ نجمون کا گذارش ہوتا ہی
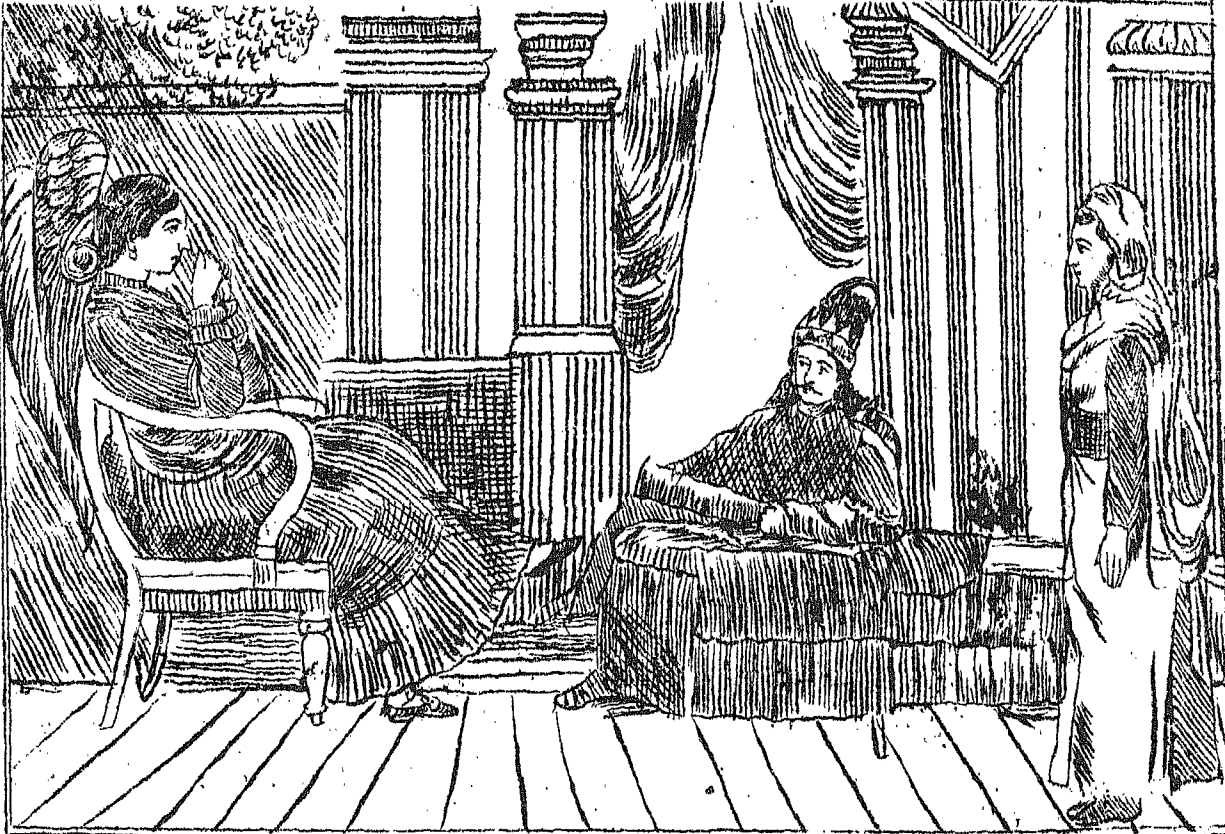
بیا ای بریشم زن طرفہ رود | کہ ہم طرفہ رود وہم طرفہ گود
بیک نغمہ دلکشم بندہ کن | ز جنبش بکش در لبم زندہ کن

راوی کہتا ہی کہ جب زنگول دیو نے شاہزادہ نجمون کو کوہ درخشان سے ملک زنگبار کو روانہ کیا اور خود داخل شہر ہوا تو اُسکی بیٹی زنگولہ فتیلہ مو نے کسی تقریب سے شاہزادہ نجمون کو دیکھ لیا اور بے اختیار اُسکے عشق مین مبتلا ہو گئی آخر ایک مرد معتمد کی معرفت زندان مین شاہزادہ کو یہ پیام بھیجا کہ ای جوان پریزاد اگر تو مجھسے ہم صحبت ہو تو مین تیری رہائی مین کوشش کرون نہین تو کوئی صورت تیری رہائی اور جان بری کی نظر نہین آتی شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا آخر تنجار عیار اُن تینون شاہزادون کو بھی لے آیا اور زنگول نے حکم دیا کہ جلد چار دارین بازار چوک مین استادہ ہون کہ مین دشمنان جان و تشنہ خونون کو اپنے تیرباران کرونگا شاقول بن زنگول کہ یہ بھی پریزادے ہی اسوجہ سے ایک گونہ پریزادون سے میلان طبع رکھتا تھا اُسنے باپ سے کہا کہ ای پدر بزرگوار اُنکے قتل مین اسقدر تعجیل کیا ضرور ہی بلکہ انکو الگ الگ بازارون کے چوراہے پر قتل کرنا چاہیے تاکہ اور لوگ بھی دیکھین اور دوسرون کو رعب و عبرت ہو اور زنگولہ فتیلہ مو نے

پھر اپنے عیار بچے سرگین بن تنجار کو شاہزادۂ نجمون کے پاس بھیجا اور کہا ای بیوقوف آخر تونے اپنی ہلاکت
قبول کی اور میرے کہنے کو ٹال دیا خیر اب بھی باغ مین جو میرے پاس پہونچ جا تو پھر مین سمجھ لونگی شاہزادۂ نجمون
ناچار عیار بچے کے ساتھ بحفاظت تمام زندان خانہ سے زنگولہ کے پاس پہونچا شاہزادہ نے زنگولہ کو حد سے
زیادہ سیاہ فام دیکھا لیکن چہرہ پر نمک و شوخی حد سے زیادہ پائی کہ گویا شوخی ہر رگ و پے مین کوٹ کوٹ کے
بھری تھی ہر ایک ریشہ ریشہ سے شرارت ظاہر ہوتی تھی زنگولہ فتیلہ مو نے نہایت خاطر و مدارات شاہزادہ
کی کی شاہزادۂ نجمون بھی بظاہرداری تمام خوش اختلاطی و خوش مزاجی و گرمجوشی سے پیش آیا اور کہا ای
زنگولہ فتیلہ مو اگر تجھکو میری خوشی منظور ہی تو میرے بھائیون کو بھی اسیطرح باغ مین اپنے پاس بلالے زنگولہ فتیلہ مو
نے کہا کہ صبر کرو کل مین انکو بھی بلوالونگی جب صبح ہوئی نگہبانان نے رپورٹ داروغۂ زندان سے کیا کہ شاہزادۂ
نجمون خودبخود زندان سے غائب ہوگیا اور دروازے زندان خانہ کے سب بدستور مقفل رہے داروغہ نے
بادشاہ زنگول سے عرض کی کہ شاہزادۂ نجمون خودبخود زندان سے غائب ہوگیا اور طرفہ یہ تماشا ہی کہ
دروازے زندان کے ہنوز مقفل موجود ہین زنگول نے تنجار عیار سے کہا کہ او مادر بخطا جسطرح ممکن ہو جلد
اس جوان کو پیدا کرو ورنہ تو عوض مین اسکے قتل کیا جائیگا اور حکم دیا کہ ان تینون شاہزادون کو ہمارے پاس
لاؤ اور تیرانداز کرو مبادا ایسا نہو کہ یہ بھی اسیطرح غائب ہوجائین اتفاق سے شاقول اسوقت دربار مین
نہ تھا کہ بسفارش پیش آتا آخر جلاد نے شاہزادون کو لاکر زیر دار کھڑا کیا اور منتظر حکم کے تھے کہ سرگین عیار بچہ
نے شاہزادۂ نجمون اور زنگولہ فتیلہ مو کو اس حال سے اطلاع دی کہ اسوقت تینون شاہزادے تیرباران
ہونے کو آئے ہین شاہزادۂ نجمون نے زنگولہ فتیلہ مو سے کہا کہ میرے ہتھیار جلد منگوا دے کہ مین تیرا کمال
ممنون و احسان مند ہونگا اور اگر زندہ رہا تو بصحت و عافیت ابھی تیرے پاس آیا وگرنہ میرے حق مین دعاے
خیر کرنا زنگولہ نے کہا کہ ای جوان دلاور ہتھیار تیرے اول ہی سرگین عیار لے آیا ہی اور وہ حاضر ہین میری
دانست مین تیرا وہان جانا مصلحت نہین ہی شاہزادہ بجبر زنگولہ سے رخصت ہوکر مثل شیر ژیان باغ سے نکلکر
زیر دیوار تشریف لایا اور وہان دیکھا کہ شاہزادۂ مہرون اور قمرون اور بدرون پابجولان طوق و زنجیر
مین مسلسل سرنگون چپ و خاموش کھڑے ہین اور جلاد تلوار علم کیے پیچھے منتظر حکم شاہ کھڑا ہی اور ہر چہار طرف بحیرت
نگران ہی شاہزادۂ نجمون نے اول سنگ اندازون و جلاد کو قتل کیا اور زنجیر انکی اسی تلوار آبدار سے قلم کرکے
اپنے بھائیون کو رہا کیا کہ اتنے مین تمام محافظان و نگہبانان زندان نے شاہزادون کو چار طرف سے گھیر لیا
اور حملہ آور ہوے شاہزادون نے بھی زنگیون کو قتل کیا اور کچھ زخمی ہوے اس ہنگامہ مین زنگول بھی آیا
اور اسنے عجب حشر برپا دیکھا کہ ہر چہار طرف سے صداے بکش و بزن آرہی ہی اور کسی دیو یا پریزاد کو اپنے

بیگانہ کا ہوش نہین ہوا آخر تا وقت زوال یہ معرکہ جدال و قتال گرم رہا کہ تلوارین آرہ ہو گئین اور دست و پا مین
طاقت نہ رہی ناچار ہوا ایک عالم مایوسی مین شاہزادون نے طرف آسمان کے دیکھکر دعا کی کہ خدایا تو ہی محافظ
جان و آبرو ہے ابھی پوری دعا تمامی کو نہ پہونچی تھی کہ خداوند چارہ ساز دو عالم کی یہ قدرت ظاہر ہوئی کہ اُسیوقت
نازیل دیو قوی ہیکل معرکہ جنگ مین پہونچا اور یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر حملہ آور ہوا تو ایک دم واحد مین تمام
زنگیان روسیاہون کو خاک مذلت مین ملا دیا اور زنگول بھی شاہزادہ مہرون کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا
جب زنگول قتل ہو چکا تو باقی ماندہ نے امان مانگی شاہزادون نے شاقول بن زنگول کی خطا معاف فرمائی
اور تخت سلطنت زنگول کا اُسی کو بخشا شاقول نے ایک ہفتہ تمام لشکر کی مہانداری کی اتفاقاً دیو نازیل نے
زنگولہ قتیلہ مو کے حسن و جمال کی تعریف سُنی اور شاہزادون سے عرض کیا کہ غلام نے زنگولہ قتیلہ مو کی تعریف
از حد سُنی ہے امیدوار ہون کہ اُسکا عقد میرے ساتھ حضور کرا دین شاہزادہ مہرون نے شاقول سے کہا
شاقول نے اُسیوقت بلا عذر اپنی بہن کا عقد دیو نازیل سے کر دیا وہ بیچاری بعد مدت دراز کے اپنی
آرزوے دلی کو پہونچی اور بعد طے ہونے ان مرحلہ جات کے شاہزادے وہان سے ملک درخشانیہ مین آئے
اور دیو نازیل نے رخصت طلب کی شاہزادون نے فرمایا کہ ہم بعد جشن کتخدائی کے تمکو رخصت کرینگے یہ کہکر روانہ
ہوے جب ملک فرتوت درخشندہ تاج نے سُنا کہ شاہزادے کامیاب تشریف لاتے ہین برسم استقبال
تا در شہر پناہ آیا اور بڑی عزت و کر و فر سے زر سُرخ شاہزادون پر سے نثار کرتا ہوا اندر شہر کے لیگیا اور شاہزادیان
اس مژدۂ جان بخش کے سُننے سے نہایت مسرور ہوئین اور سجدۂ شکر پروردگار عالم کا بجا لائین قصہ مختصر ملک
فرتوت نے کتخدائی شاہزادیون کی ایسی دھوم سے کی کہ اگر سامان اُسکا لکھا جائے تو ایک دفتر ہو لہذا حوالہ قصہ خوان
کیا گیا خلاصہ یہ کہ ملک فرتوت نے جتنے حاجتمند کہ اُسکے ملک مین تھے سبکی حاجت بعنوان شایستہ پوری کردی
اور عام فقرا و مساکین کے کاسۂ طمع کو زر و جواہر سے بھر دیا اور غنی کر دیا ابیات

حریفان از مدام لالہ گون مست ز مستی چون سبو گردن بدست
سہ ماہی پے بہ پے ساغر کشیدند دران بزم اہل دانش برنشستند
ز سامان جہان عشرت گزیدند دو گوہر سپار نوبت عقد بستند

شاہزادے بعد اداے رسوم عقد ایک ماہ کامل ملک فرتوت درخشندہ تاج کے یہان مہمان رہے بعد ازان
پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے بسامان ملوکانہ روانہ ملک ارض الذہب ہوے اور اپنی اپنی عروسون
سے کہا کہ جسوقت ہم سعادت قدمبوسی والدین سے مشرف ہونگے بعدہ تمکو بلا لینگے خاطر جمع رکھنا اور کسی طرح کا
اندیشہ نہ کرنا ملک فرتوت درخشندہ تاج ایک منزل تک دامادون کو رخصت کرنے گیا بعد اسکے شاہزادے
مصلحتاً نقاب پوش ہوے اور نام اپنا تہمتنان قاف مشہور کیا اسواسطے کہ قریب خطا ستوا پہردۂ قاف مین ایک

شہر شہر استو اہی وہان کے چار شاہزادے بڑے بہادر ہین کہ اہل **قاف** اُنکو پہلوانان قاف سے مشہور کرتے ہین اور اس پردہ مین یہ چارون شاہزادے بڑے کروفر سے اپنے پدر بزرگوار یعنی سلطان قیصر نوس ملک ارض الذہب کی خدمت مین روانہ ہوے

اب راوی داستان ان چارون شاہزادون کی پھر بیان کریگا اب پہلے دو کلمہ حال اشرف بن حریم شاہ کا گذارش کرتا ہی جو بمدد حستان پریزادے کے روانہ ہوا ہے

القصہ شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ حسب الحکم شاہزادۂ شمسون مہر طلعت بہ جمعیت چالیس ہزار دیوان و پریزادان کے کہ ہر ایک اُنمین خونخوار و دشمن شکار دلاور آزمودہ کار تھا ملک شہر ومیہ کو روانہ ہوا اور شہر ومیہ طبقۂ سوم و قلۂ چہارم قاف کا دارالسلطنت ہی جب شاہزادۂ اشرف شہر شہر ومیہ مین پہونچا ملک ارشون سرو بالا پری کا باپ باستقبال تمام شاہزادۂ اشرف کے پاس آیا شاہزادۂ اشرف نے کہا کہ ای بادشاہ بڑی شرم کی جا ہی کہ تمھاری بیٹی کو قران بن شہروم بجبر لیجاے اور داماد تمھارا شکست کھائے اور تم اُسکی امداد نہ کرو اور چشم پوشی اور تغافل شعاری کو کام فرماؤ ہمارے نزدیک یہ حرکت آئین ریاست اور طریقۂ مردی سے نہایت بعید ہی ملک ارشون نے کہا کہ ای شاہزادۂ والا جاہ خوف جان سے کہ وہ بلاے بے درمان ہی باین لحاظ مین اس سے مقابلہ نہ کر سکا اسوجہ سے مین نے تغافل

چشم پوشی کو اختیار کیا مگر مین نے کچھ فوج اپنی خفیہ طور پر حسان کے ہمراہ کر دی ہی اور مین مقابلہ ملک شہر دم کا بظاہر نہین کر سکتا کہ وہ مجھسے کہین زبردست ہی شاہزادۂ اشرف نے کہا کہ جب مخالف ہوا تو پھر تھوڑے اور بہت سے کیا کام پھر تو سب یکسان ہین اب تم میرے ساتھ چلو ملک ارشون اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا بسم اللہ مین حاضر ہون

اب دو کلمہ حالات مین حسان پریزاد کے واجب البیان ہین

راوی کہتا ہی کہ جب حسان پریزاد شہر و سیہ مین پہونچا اُسنے ملک شہر دم کو باین مضمون نامہ لکھا کہ ای بادشاہ جمجاہ مقبول کردگار عدالت شعار شاید طریقۂ عدل و انصاف مین یہی ہی کہ جو تمھارے فرزند ارجمند نے کیا خیر انچہ گذشت گذشت الماضی لا یذکر اب تمکو لازم و مناسب بلکہ واجب ہی کہ سرو بالا پری کو کہ وہ عقد مین ہمارے ہی بحفاظت تمام ہمارے پاس بھیجدو کہ ذلیل و خوار کرنا ناحق کو کسی کا اچھا نہین ہوتا ہی اور غضب الٰہی سے کیا تم نہین ڈرتے یہ امر خلاف شان بادشاہان عادل کے ہی کہ کسی کی جورو کو بجبر لے لینا کسی مذہب و ملت مین جائز نہین ہی بلکہ تمکو اس جگہ عدل نوشیروانی کرنا ضرور ہی کہ باعث خوشنودی خدا و رسول ہی ورنہ ہم مشتاق جنگ مردانہ کے قہران نامرد سے ہین اگر ہم قہران بدآئین کے ہاتھ سے مارے گئے تو درجۂ شہادت اور مرتبۂ اعلی کے درگاہ خداوند کریم سے مستحق ہونگے اور جو قتل کیا تو وہ سزایاب اور ہم غازیون مین شمار کیے جاینگے والسلام ملک شہر دم نے وہ نامہ حسان کا قہران کو دکھا کر کہا کہ او نا انصاف و ناحق شناس یہ تو نے کیا حرکت نالایق

خلاف آئین شاہزادگان سے کی کہ ہمکو باعث خجالت خلایق کا کیا اب لوگ ہمین کیا کہینگے مصرعہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؎ جب ہم ایسا جبر بیہودہ کرینگے تو مابین خلایق کیا انصاف اور عدل کرینگے پس مناسب یہ ہی کہ تو جلد اسیوقت سرو بالا پری کو حسان کے پاس بھیجدے کہ خدا و بندہاے خدا سب تجھسے راضی ہون قمران نے جواب دیا کہ ای شہریار مجھے سرو بالا پری سے کسی طرح کا سروکار نہین ہی اور نہ اُسکے بھیجنے مین کسی طرح کا عذر ہی لیکن حسان نے جو یہ لکھا ہی کہ مجھے قمران سے آرزوے جنگ مردانہ ہی اب مین جبتک کہ اُسکی آرزو پوری نہ کرلونگا ہرگز سرو بالا پری کو نہ دونگا اور حضور کو اس مقدمہ مین اصرار و تکرار کرنا نہ چاہیے ملک شہروم چُپ ہو رہا اور قمران نے طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر کو شہر کے باہر نکالا جب صبح ہوئی قمران خود میدان جنگ مین آیا اور کہلا بھیجا کہ مین تمہارا منتظر ہون حسّان بھی بشوکت تمام بمقابلۂ قمران میدان مصاف مین آیا آخر بعد امتحان جنگ و سپاہ گری کے حسّان نے ایک ضرب تیغ بیدریغ سر پر قمران کے اس زور سے ماری کہ اگر دستانہ فولادی سے نہ روکتا تا بہ سینہ دو پارہ ہو جاتا تاہم وہ تلوار چار انگشت کاسۂ سر مین در آئی قمران نے فورًا اپنے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا چونکہ لشکر حسّان پریزاد کا کمتر تھا ناچار فرار ہونا پڑا اور ایک کوہ کے دامنہ مین پناہ لی قمران نے تمام کوہ کا محاصرہ کرلیا اور تین روز تک طرفین سے تیر و تفنگ چلا کیے چوتھے روز قریب تھا کہ لشکر حسّان پریزاد کا مع حسّان کے قتل ہو جائے کہ ناگاہ گوشۂ بیابان سے ایک تتق گرد نمایان ہوا جب دامن گرد چاک ہوا تو احسن شاہ حسّان پریزاد کا باپ بیس ہزار پریزاد کی جمعیت سے جلوریز قمران کے لشکر پر آگرا اور اسطرف شہروم نے بھی کمک بے حد اپنے فرزند قمران کو بھیجی اور فوج قمران نے چار و نطرف سے یورش کیا اور لشکر کو احسن شاہ کے بھی شکست فاش ہوئی آخر احسن شاہ بھی اُسی کوہ کے دامنہ مین داخل ہو گیا اور لشکر قمران نے اُسی طرح محاصرہ کرلیا اور سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جبتک ہم اپنی زخمداری سے فرصت نہ کرلین تم محاصرہ رکھنا بروقت صحت ہم جنگ و محاربہ کرینگے راوی کہتا ہی کہ حسّان پریزاد کا ایک عیار قنطار تیز رفتار تھا اُسنے ایک روز حسّان سے کہا کہ ای شاہزادۂ عالم مجھے اندیشہ ہی کہ سرو بالا پری کو قمران بحالت غیظ و غضب کے ہلاک نہ کرڈالے اگر مجھے حکم دو تو مین سرو بالا پری کو لے آؤن پھر جو مقتضاے وقت ہوگا وہ کرنا حسّان نے کہا بہتر ہی مجھکو بھی اس بات کا خوف ہی بلکہ دن رات اسی خیال مین رہتا ہون آخر قنطار عیار حسان سے رخصت ہوا اور ایک زن عابدہ کی شکل اپنی بنا کے شہر مین آیا اور رفتہ رفتہ معرفت ایک ملازم خاص کے محل مین گلرخ پری کے جو کہ بی بی قمران کی تھی پہونچا اور ایسا مصاحب تھوڑی ہی عرصہ مین گلرخ پری کا ہو گیا کہ ایک لمحہ بغیر قنطار کے گلرخ پری کو قرار و آرام نہ آتا تھا ایک روز فرصت پاکر گلرخ پری سے کہا کہ ای ملکہ ایک ایسا اسم مجھے یاد ہی کہ مین خواب مین صفیہ خاتون پاک حضرت آصف کی بی بی سے

ملاقات کرتی ہون اور جس حال کو اُن سے دریافت کرتی ہون وہ بتا دیتی ہین گلرخ پری نے کہا کہ اے عابدہ
صاحبہ تم ایک روز میری خاطر سے اُن مقدسہ کو عالم خواب مین بُلا کر پوچھو کہ یہ لشکر جو بمقابلۂ میرے شوہر کے
آیا ہی اُسکا انجام کار کیا ہوگا قنطار عیار نے کہا خاطر جمع رکھو مین آجکی شب یہ عقدہ تمھارا حل کر دونگی آخر
دوسرے روز قنطار عیار نے گلرخ پری سے کہا کہ اے ملکہ اُن عذار رسیدہ نے فرمایا ہی کہ جبتک سرو بالا پری
تمھاری قید مین رہیگی یہ آفت سخت شہر سے ہرگز نہ جائیگی مناسب ہی کہ تم سرو بالا پری کو محل سے نکالدو گلرخ پری
نے کہا کہ یہ بدون اطلاع قمران کے کیونکر ہوسکتا ہی اگر وہ طلب کرے تو مین کیا جواب دونگی قنطار عیار نے
کہا تم جانو حکم یہی ہی کہ شوہر کو اپنے اس حال سے ہرگز آگاہ نہ کرو ورنہ وہ سرو بالا پری کو قتل کریگا اور یہ زیادہ تر
باعث غضب الٰہی کا ہوگا گلرخ پری بولی پھر کیا علاج کرنا چاہیے قنطار عیار نے کہا کہ اے ملکہ پشت کوہ پر ایک
قصبہ ہی سرو بالا پری کو مین وہان پوشیدہ چھوڑ دو جب وہ قصبہ مین چلی جائیگی تو گویا وہ اپنے لشکر مین چلی گئی
پھر کوئی دعوے نہ کریگا پھر تمکو اُسکے ہلاک کرنے نہ کرنے کا اختیار ہی قنطار عیار کے اس کہنے نے ایسی تاثیر کی
کہ فوراً گلرخ پری نے سرو بالا پری کو قنطار عیار کے حوالہ کر دیا قنطار عیار سرو بالا پری کو اپنے لشکر
مین لے آیا اثنائے راہ مین سرو بالا پری نے پوچھا کہ اے ماما تو کون ہی اور مجھے کہان لیے جاتی ہی قنطار نے
جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم تمھارے شوہر کا عیار ہون اور قنطار میرا نام ہی اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی
سرو بالا پری خوش و خرم ہمراہ قنطار عیار کے اپنے لشکر مین آئی جب حسان کو سرو بالا پری کے آنیکی
خبر ہوئی ملسر اُسکے خیمہ مین آیا اور طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا قنطار عیار نے کہا پیر و مرشد ہنوز اس مقدمہ کا حال
مذبذب رکھنا چاہیے مناسب و مصلحت وقت یہی ہی دیکھیے کہ انجام کار اسکا کیا ہوتا ہی یہان قمران کا قصد ہوا کہ
اب قصہ سرو بالا پری کا تمام کر دینا چاہیے تاکہ مقصود دشمن کا حاصل نہو آخر سرو بالا پری کو اپنی زوجہ سے
طلب کیا گلرخ پری کو بجز راست بیانی کے اور مفر نہوا اُسنے صاف صاف اپنے شوہر سے بیان کر دیا کہ مین نے
ایام زخمداری مین تمھارے بامین نذر سرو بالا کو قتل کروایا تاکہ تم جلد تندرست ہوجاؤ قمران نے پوچھا کسکے
مشورہ سے تو نے یہ حرکت کی گلرخ پری نے کہا کہ ایک عابدہ محل مین آئی تھی اُسنے مجھسے کہا تا وقتیکہ سرو بالا
قتل نہوگی حریف کے ہاتھ سے نجات کا ہونا نہایت دشوار ہی ہرگز نجات نہوگی مین نے بے تکلف سرو بالا کو اُسی
عابدہ کے حوالہ کر دیا کہ تمکو اسکی مرگ و زیست کا اختیار ہی قمران نے کہا عابدہ کو بُلاؤ مین اُس سے پوچھون کہ
تو نے سرو بالا کو کیا کیا گلرخ پری نے ملازمون کو حکم دیا کہ عابدہ کو جہان دیکھنا میرے پاس بُلا لانا ملازمون نے
بعد دو روز کے جواب دیا کہ عابدہ نہین معلوم کہان چلی گئی ہمکو نہین ملتی قمران گلرخ پری اپنی زوجہ پر نہایت
غصہ ہوا اور کوس حربی بجانے کا اُسی غیظ و غضب مین حکم دیا اور صبح کو خود میدان مین آیا اور ادھر احسن شاہ

مقابلہ کو گیا احسن شاہ قمران کے ہاتھ سے زخمی ہوکر اپنے لشکر مین چلا آیا تا اینکہ شام تک پانچ نفر پہلوانان نامی
وگرامی حسان کے لشکر کے قتل و زخمی ہوے قصہ مختصر چار روز مین کوئی پہلوان لایق مقابلہ کے لشکر مین
حسان کے باقی نرہا اور قمران خود میدان مین آیا اور بآواز بلند نعرہ مارتا تھا کہ اگر کوئی مرد مقابل تمھارے
لشکر مین ہو تو مقابلہ کو آوے ورنہ جنگ یکسو کرون اب ایسا خراب حال و تباہی لشکر حسان و احسن شاہ کا
ہوا کہ نوبت بدعا پہونچی کہ یکایک گوشۂ بیابان سے ایک طوفان گرد تیرۂ و تار ایسا اٹھا کہ تمام عالم سیاہ ہوگیا
اور اُس گرد سے ستر علم زرنگار مع ستر ہزار فوج جرار و لشکر آتشبار کے نمودار ہوے احسن شاہ نے قنطار عیار
کو واسطے خبر کے روانہ کیا قنطار خبر لایا کہ سردار اس لشکر قیامت اثر کا ایک ملک ارشون سرو بالاپری
کا باپ دوسرا شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ ہین اور تمھاری مدد و امداد کیواسطے یہان آئے ہین احسن شاہ
اور حسان پریزاد اس خبر فرحت اثر سے نہایت خوش ہوے ملک ارشون باوجود ضعیفی و ناتوانی کے اُسیوقت
میدان مصاف مین گیا اور قمران نے ملک ارشون سے کہا کہ اے ملک شاید سلاطین کا قاعدہ یہی ہوتا ہے
کہ ایک کے نامزد کا دوسرے سے نکاح کردین اور اپنی حرکت سے نادم نہون ملک ارشون نے جواب دیا
کہ اے قمران تمنے خود ہمین اسقدر ذلیل و نالایق سمجھا کہ دوسری جگہ نسبت کرلی تمھین لازم تھا کہ اول اپنے قصد
سے ہمین اطلاع دیتے پھر اپنے قول و فعل کے مختار تھے دوسرے حسان پریزاد خدا جانے کس وجہ سے
سرو بالاپری پر عاشق ہوگیا اور اپنی جان کا کچھ خوف نہ کیا اور طلسم مین چلا گیا سرو بالا بھی اُسکی وفاداری و
محبت پر آپ بھی طلسم مین پہونچی پھر تم خود انصاف کرو کہ میرا اسمین کیا گناہ لازم آتا ہے اور خیر تمھارے قول کو بھی
تسلیم کیا لیکن اب شکوہ و شکایت کا کیا محل رہ گیا جو نوشتۂ تقدیر تھا بہر حال ظہور مین آیا اب ہمارے اور تمھارے
بیچ مین انصاف کرنیوالی یہ تلوار آبدار ہے سوا اسکے اور کوئی چارہ کار نہین ہے آخر طرفین سے حرب و ضرب کی نوبت
پہونچی قمران کے ہاتھ سے ایک زخم ملک ارشون کے سر پہ پہونچا شاہزادۂ اشرف نے ملک ارشون کو
لشکر مین روانہ کیا اور خود واسطے مقابلہ قمران کے گیا الغرض ایسی جد و جہد ہوئی کہ شاہزادۂ اشرف نے
قمران کے ہاتھ سے نیزہ زمین پر گرا دیا اور چاہتا تھا کہ قمران کو قاش زین سے اُٹھا لے کہ ملک شہروم نے
طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر چلے گئے رات کو ملک شہروم نے اپنے بیٹے قمران سے
پوچھا کہ کسقدر حریف تیرے زبردست ہے قمران نے کہا زبردست تو ہے مگر نہ ایسا کہ جو مین اُس سے کسیطرح دب جاتا
آپ نے ناحق طبل بازگشت بجوا دیا ملک شہروم بولا اچھا ابکی مرتبہ ہی یار زندہ و صحبت باقی تم چند روز اور
ورزش کرلو تجھے حریف زبردست معلوم ہوتا ہے قمران نے موافق حکم باپ کے دو روز معرکہ جنگ موقوف رکھا
تیسرے روز ایک نامہ باین مضمون آیا کہ اے ملک شہروم اول تم اس حرکت قبیح سے اپنے فرزند کو تنبیہ و تادیب کرو

دوسرے ملکہ سرو بالا کو ہمارے پاس بھیجدو تاکہ تمھارا قتل اور رعایا کی بربادی نہو وگرنہ ہم بموجب حکم شاہزادۂ شمسون مہرطلعت کے تمھارا استیصال اور تمھارے شہر کو بے چراغ کر دینگے آیندہ تمکو اختیار ہی قنطار عیار نامہ لیکر ملک شہروم کے پاس پہونچا اور نامہ دیا ملک شہروم نے کہ دبدبۂ شوکت وجاہ شاہزادۂ شمسون سے بخوبی واقف تھا اور مطیع ہونا دیو نا ذیل قوی ہیکل کا خود دیکھ چکا تھا قمران کو بلا کر کہا کہ ای نالایق فرزند نااہل تونے ایسی حرکت بیہودہ کی ہی کہ مدت العمر ہمارے خاندان سے نجائیگی حالانکہ تجھے خود بھی سرو بالا پری سے کسی طرح کا سروکار نہین ہی فقط بوجہ تعصب صدہا بندگان خدا کا خون ناحق کرواتا ہی ہماری رائے مین اب مصلحت یہی ہی کہ سرو بالا کو دیدے تاکہ یہ بلاے اجل ناگہانی ہمارے سر سے رفع دفع ہوجائے قمران نے کہا ای شہریار قسم ہی آپ کے حق کی ایک ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ سرو بالا خود بخود محلسرا سے غائب ہوگئی ورنہ مجھے حکم عالی سے کچھ عذر نہ تھا ملک شہروم نے جو یہ حال سُنا خاموش ہو رہا اور کوئی تدبیر بجز جنگ کے نظر نہ آئی آخر دوسرے روز پھر وہی معرکۂ کارزار گرم ہوا قصہ مختصر سات پہلوان لشکر قمران سے میدان جنگ مین گئے مگر اُنمین سے دو قتل ہوے اور پانچ زخمی ہوے بعدہ ملک شہروم نے طبل بازگشت بجوا دیا اور پہر رات کو قمران کو لعنت و ملامت کی قمران نے پھر اپنے نام طبل جنگ بجوایا

روز دیگر کین جہان پرغرور | یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آمد باین زرین سپر | زنگی شب را بہ تیغ افگند سر

صبح کو قمران میدان جنگ مین آیا ادھر شاہزادۂ اشرف مقابلہ مین موجود ہوا اور بعد جنگ شمشیر و تیر کے کمربند قمران مین ہاتھ ڈال کر صدر زین سے بلند کیا قضارا کمربند قمران کا صدمہ سے لنگر کے ٹوٹ گیا اور وہ زمین پر گرا ھیاران لشکر قمران کو لشکر مین لے گئے اور پھر چند روز معرکۂ حرب و ضرب موقوف رہا لیکن باوجود مغلوب ہونے کے شاہزادۂ اشرف نے مصلحتاً پھر واسطے طلب سرو بالا پری کے ملک شہروم کو پیام بھیجا اور کہا کہ خدا جانے تم اپنے نزدیک کیا سمجھتے ہو ملک شہروم نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ اگر سرو بالا پری زندہ ہوتی تو ہمین دیدینے مین کچھ عذر نہ تھا اور نہ اب عذر کرتا ہون الا مجبور ہون کہ اُسنے قضاے الہی سے رحلت کی شاہزادۂ اشرف نے بعد حصول جواب طبل جنگ کا حکم دیا جب صبح طرفین سے صف آرائی ہوئی اور ایک سردار نامدار لشکر سے شاہزادۂ اشرف کے میدان مین آیا اور حریف کی طرف سے کسی واحد نے میدان کی جرأت نہ کی اور ملک شہروم بیچارہ بے یار و مددگار خاموش و حیران عالم یاس و ہراس مین چارون طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک گرد مختصر صحرا سے اُٹھی اور اُس گرد سے ایک نقابدار گلگون پوش نکلا اور اُسنے طرفۃ العین مین سردار شاہزادۂ اشرف کو چند زخم کاری لگائے دوسرا پہلوان آیا وہ بھی اسیطرح زخمی ہوا اسیطرح تاشام چند پہلوان نقابدار کے ہاتھ سے قتل و زخمی ہوے بعد ازان جدھر سے وہ آیا تھا چلا گیا دونون لشکر اس

معاملۂ نقابدار سے حیران و متحیر تھے اور کہتے تھے کہ شاید یہ کوئی فرشتۂ آسمانی ہی کہ مثل بلاے ناگہانی کے آتا ہی اور پہلوانان لشکر حریف کو قتل کرکے چلا جاتا ہی آخر دوسرے روز پھر نقابدار میدان جنگ مین آیا اور حسان پریزاد کو زخمی کیا تیسرے روز شاہزادۂ اشرف نقابدار سے مقابل ہوا اور تا غروب آفتاب رد و بدل رہی آخر بمشکل تمام نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے زمین پر گرا دیا نقابدار بولا کہ اے جوان دلاور اب شام ہو گئی کل بشرط حیات پھر حاضر ہونگا یہ کہا اور مثل تیر شہاب روانہ ہو گیا چوتھے روز شاہزادۂ اشرف پھر میدان مصاف مین آیا اور نقابدار کی راہ دیکھنے لگا لیکن وہ نقابدار نہ آیا اور قہران کی طرف سے بھی کوئی پہلوان لشکر سے نہ نکلا آخر شاہزادۂ اشرف نے پھر نامہ لکھا کہ تا کجا ہم اپنی اوقات خراب کرین نہ تم سرو بالا پری کو بھیجدیتے ہو اور نہ مقدمۂ جنگ یکسو کرتے ہو یہ کیا خیال خام دل سے پیدا کرتے ہو ملک شہرو م نے جواب نامہ کا یہ لکھا کہ جو اصل کیفیت تھی وہ ہمنے گذارش خدمت کر دی اور جنگ و صلح کا ایک ہفتہ مین جواب دینگے شاہزادۂ اشرف نے ناچار قبول اور منظور کیا ایک روز شاہزادۂ اشرف مع مصاحبین آپس مین کچھ ذکر و اذکار کر رہے تھے کہ ایک پریزاد ناآشنا ایک رقعہ سربستہ لایا اور شاہزادہ کو دیا شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا اسمین یہ مضمون لکھا تھا کہ نقابدار گلگون پوش کیطرف سے شاہزادۂ اشرف بن حریم شاہ کو معلوم ہو کہ جو تمکو تصفیہ جنگ منظور رہی تو فلان پہاڑ کے دامنہ مین بطریق صید و شکار تشریف لائیے ہم بھی آپکا انتظار کرینگے مگر شرط یہ ہی کہ اس راز سے کسی کو اطلاع نہو ہمنے دلاوروجوانمرد تمکو سمجھکر یہ پیام بھیجا ہی شاہزادۂ اشرف نے دل مین کہا کہ اگر تنہا نہین جاتا تو نقابدار کہیگا کہ میرے خوف سے نہ آیا اور جو جاتا ہون تو خدا جانے وہان کیا معاملہ درپیش ہو آخر دوسرے روز پوشیدہ شکار کھیلتا ہوا اُسیطرف کو روانہ ہوا اور وہان پہونچا دیکھا کہ نقابدار منتظر بیٹھا ہی نقابدار نے جونہین شاہزادہ کو دیکھا ایک نیزہ سینۂ شاہزادہ پر مارا شاہزادۂ اشرف نے وہ ضرب نیزہ رد کی بعد ازان نیزہ بازی ہونے لگی جب نیزے بیکار ہو گئے تو دونون نے دونون نیزے زمین پر پھینک دیے اور زور آزمائی ہونے لگا تا شام اسی کشمکش و کوشش مین رہے آخر شاہزادۂ اشرف نے بین العصر و مغرب نقابدار کو صدر زین سے بلند کر کے نقش زمین کرنا چاہا تھا کہ نقابدار نے ایک طرف کا گوشۂ نقاب اُٹھا دیا شاہزادۂ اشرف کو معلوم ہوا کہ جس طرح سے ایک برق چمک جاتی ہی چمک گئی بس بے ساختہ آنکھ شاہزادہ کی بند ہو گئی اس حسن و جمال بے مثال کی نازنین ماہ جبین خورشید طلعت نظر آئی کہ اُسکے شعلۂ رخسار انور سے آفتاب کو حجاب آئے اور زلف مشکین و پرخم سے

سُنبل پیچ و تاب کھائے میر حسن سہ

برس پندرہ ایک کا سن و سال
پھسلتی ہی نگاہ ایسی یہ گالون کی صفائی ہی

نہایت حسین اور صاحب جمال
نہین ہین بال چوٹی کے گل رخسار جانان پر

خدا نے اُس حسین کی نور کی صورت بنائی ہی
تماشا ہی گلستان مین گھٹا گھنگھور چھائی ہی

بقول خسرو

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری	ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر	شمسے ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

شاہزادۂ اشرف نے آہستہ سے اُس رشک قمر کو زمین پر رکھدیا اور کہا ای جان جہان و آفت جان عاشقان تو کون ہی وہ نازنین بولی کہ تو میرے ساتھ چل تو مین اپنی کیفیت مفصل تجھسے بیان کرون شاہزادہ مجبور ہو کر ساتھ اُس ماہ رخسار کے چلا وہ نازنین شاہزادۂ اشرف کو ایک مکان دلکشا مین لائی اور محفل نشاط آراستہ کی شعر

محفل آراستند و مے خوردند	از آواز چنگ و نے خوردند

جب بادۂ گلگون سے مست و لایعقل ہوے تب اُس گلعذار ماہ رخسار نے کہا کہ ای شاہزادۂ عالی وقار مین اس دیار نامدار کے بادشاہ کی بیٹی ہون فرزانہ پری اس کنیز کو کہتے ہین لیکن سن طفولیت سے مجھے علم و فنون سپہ گری سے ایک شوق ایسا پیدا ہوا ہی کہ تمام عمر مین نے اسی فن اور ورزش مین بسر کی تا اینکہ مین اپنے بھائی قمران پر اکثر غالب آئی جب بھائی میرا تمسے زیر ہو گیا اور مقابل نہو سکا تب لاچار مین اپنے باپ سے اجازت لیکر نقاب سے مُنھ کو چھپا میدان حرب مین آئی اور تمسے مقابل ہوئی تمھاری شکل و شمایل ایسی کچھ میرے دل کو پسند آئی کہ خود کمند عشق مین تمھارے گرفتار ہو گئی آخر اس حیلہ سے تمکو بُلایا کہ ہوس اس دل خانہ خراب کی جو سیماب وار سودا سے عشق مین تمھارے بے قرار ہی تمسے نکالون اب آپ حال اپنا بیان کیجیے کہ آخر مقصد اصلی آپ کا کیا ہی شاہزادۂ اشرف نے فرمایا کہ ای جان جہان برہم کن گبر و مسلمان اول مین سرو بالا پری کو چاہتا ہون دوسرے اب جسوقت سے تمھاری صورت زیبا کو دیکھا ہی اپنے تن و بدن کا ہوش نہین اور دُنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہین ہی لہذا یہی دل پر کھٹی ہی کہ ہر چہ بادا باد خواستگاری تمھاری ملک شہر دم سے اپنے ذمہ واجب گردانی ہی فرزانہ نے کہا ای شہریار والا تبار بخدا سرو بالا پری کی بابت مختلف روایتین سُننے مین آئی ہین کوئی کہتا ہی کہ محل سے عابدہ خاتون کوئی عورت لیگئی کوئی کہتا ہی کہ مار ڈالی گئی مگر مین یہ جانتی ہون کہ کوئی عیار حسان پریزاد کا محل سے بعیاری سرو بالا پری کو لیگیا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم کچھ نہین جانتے ہم جب تک کہ تمھارے باپ سے سرو بالا پری کو نہ لینگے اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے فرزانہ بولی چہ خوش جو معاملہ کہ اصل تھا مین نے عرض کر دیا آیندہ آپکو یقین کرنے نہ کرنے کا اختیار ہی شاہزادہ نے تمام شب بصحبت فرزانہ پری مین گذرانی صبح کو رخصت ہوا اور کہا کہ جب آپ ہمکو یاد کرینگی مین حاضر ہونگا ملکہ بولی کہ میری یاد کو ایسا نہو کہ فراموش تصور کرو شاہزادے نے کہا خیر کل مین آؤنگا یہ کہکے شاہزادہ لشکر مین آیا حسان پریزاد نے کہا کہ تمام رات ہمکو تمھارے فراق مین شب اول گور سے بدتر گذری اور تمام لشکر حضور کی تلاش مین سرگردان رہا آپ کہان تنہا تشریف

لیگئے تھے مین یہ خیال کرتا تھا کہ ملک بیگانہ ہر ایک سے معاملہ حریفانہ تن تنہا اپنا نہ بیگانہ خدا نخواستہ اگر کوئی معاملہ سخت پیش آتا تو پھر ہمسے اُسکا کیا علاج ہو سکتا شاہزادۂ اشرف نے کہا خاطر جمع رکھو کچھ اندیشہ کی جا نہین ہے فضل الٰہی شامل حال چاہیے اب تم اپنے مقصد سے مجھے آگاہ کرو کہ تمکو اب کیا منظور ہے حسان پریزاد نے کہا کہ مدعا ہمارا سرو بالا پری سے تھا سو وہ تمھارے اقبال سے ہمارے پاس موجود ہے ملک ارشون سرو بالا پری کے باپ نے کہا اے شہریار دولتمند اب تمنے تو اپنے کام سے فرصت پائی لیکن مجھے تشویش ہی مین مبتلا رکھا شاہزادہ نے کہا کیا بات ہے فرمائیے ملک ارشون نے کہا کہ آپ پر بخوبی روشن ہے کہ ہمارے ملک کی سرحد ملک شہر دم کے ملک سے قریب بلکہ ملی ہوئی ہے اور فوج ہمارے پاس ایسی نہین ہے کہ جو ہم مقابلہ ملک شہر دم کا کر سکین پھر فرمائیے کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے ملک شہر دم ہمارے ساتھ کیا صورت پیدا کریگا اس سے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے روبرو اس ہمارے مقدمہ کو بھی فیصل کر دیجیے تو بہتر ہے شاہزادۂ اشرف نے کہا سوا اسکے ایک مطلب اور در پیش ہے پھر اپنا اور فرزانہ کا حال تمام و کمال بیان کیا ملک ارشون اور حسان پریزاد نے جو یہ حال سُنا نہایت خوش ہوے اور شکر خدا کا کیا کہ اب کسی طرح کا دغدغہ باقی نہ رہا قصہ مختصر یہ کہ رات کو فرزانہ پری کے پاس جاتا تھا اور تمام روز صید و شکار مین اپنی اوقات گذرانتا تھا ایک روز اشرف نے عالم سرور مین فرزانہ پری سے کہا کہ اب مین تیرے وصال حقیقی کی کیا تدبیر کرون رباعی

ای دل غم زلف تو مرا کرد اسیر	اکنون چہ کنم بہر وصالت تدبیر	گفتہ کہ بخواہش عقدم ز پدر	لولوے سخن آر بسلک تحریر

شاہزادۂ اشرف نے کہا

کبتک سہون فراق کی تدبیر کیجیے اسمین حال وصل کا تحریر کیجیے	للہ کوئی وصل کی تدبیر کیجیے باطل حرف نوشتۂ تقدیر کیجیے غمگین غم و الم مین رہین کبتلک اسیر	آئینہ نہین دل عاشق ہے ای حضور بندون پہ ظلم کرتا ہے خوف خدا نہین امداد اب تو حضرت شبیر کیجیے	حیران نہ اسکو صورت تصویر کیجیے کیا شکوہ تیرا ای بت بے پیر کیجیے

فرزانہ پری بولی کہ مین خود خواہش وصال تمسے بجان و دل رکھتی ہون لیکن کیا کرون کہ مجھے اس معاملہ مین اصلا دخل نہین ہے ہان تم بادشاہ کو پیام نسبت کسی آدمی معقول کی معرفت بھیجو دیکھو کہ کیا جواب وہان سے حاصل ہوتا ہے شاہزادۂ اشرف نے دوسرے روز بخواستگاری فرزانہ پری رقعہ لکھوا کر احسن شاہ پریزاد کے ہاتھ ملک شہر دم کو بھیجا ملک شہر دم نے جو رقعہ شاہزادہ کا دیکھا تو مضمون اُسکا یہ تھا کہ جو امر شدنی تھا وہ ہوا اب ناحق تم اپنے تئین زحمت مین ڈالتے ہو تمکو مناسب یہ ہے کہ ہمسے دو شرطین کرو کہ انکو مین بخوشی دل منظور کرونگا اور سرو بالا پری کی تشویش نہ کرو کہ وہ زندہ و سلامت ہمارے پاس موجود ہے شرط اول یہ ہے کہ تم اپنی بیٹی فرزانہ پری کا ہمسے عقد شرعی کر دو اور شرط ثانی یہ ہے کہ ملک ارشون سے ملجاؤ اور آپس مین

طریقۂ محبت و اتحاد جاری رکھو باقی والسلام ملک شہرودم تو اس امر کا منتظر ہی تھا لہذا ملک شہرودم نے نہایت
تکلف سے دعوت کی اور جواب مین لکھا کہ ہمین عقد ملکہ فرزانہ کا بدل و جان شاہزادہ سے منظور ہی لیکن شرط ایجاب
و قبول بھی ایک امر شرعًا واجب ہی لہذا ملکہ فرزانہ سے بھی اس امر کا دریافت کر لینا ضرور ہی مگر یہ خیال ہی کہ اُسکا
مزاج تند و سرکش حد سے زیادہ واقع ہوا ہی دیکھیے کیا کہے اور اس امر کا جواب کیا دے ورنہ مصرعہ در کار خیر حاجت
ہیچ استخارہ نیست ؎ اور شاہزادہ کے اخلاق و حسن اشفاق و جمال بے مثال کی حد سے زیادہ تعریف کرتا رہا ملک
شہرودم نے اُس روز تو احسن شاہ کو مہمان رکھا اور کہا کہ کل مین جواب اسکا دونگا غرض رات کو ملک شہرودم
محل مین گیا اور دردانہ پری اپنی بی بی سے اس کیفیت اور گفتگو کا ذکر کیا دردانہ نے کہا کہ مین ملکہ فرزانہ کو
راضی کر لونگی تم اس نسبت کو قبول کر لو ملک شہرودم نے صبح کو احسن شاہ سے کہا کہ تم میری طرف سے شاہزادہ
اشرف کو دعاے درازی عمر و ترقی جاہ و حشمت دینا اور کہنا کہ مین اس قرابت کو تمھاری باعث اپنا فخر
جانتا ہون بسم اللہ سامان عروسی تیار کرتا ہون احسن شاہ نے شاہزادہ اشرف کو اطلاع اور مبارکباد دی
شاہزادۂ اشرف نے کہا کہ تم پھر جاؤ اور میری طرف سے ملک شہرودم سے کہو کہ بالفعل مجھے فقط رسم
نامزدگی منظور ہی باقی شادی انشاء اللہ تعالی بعد عقد شاہزادۂ شمسون مہرطلعت کے حسب خواہش دل مین کرونگا
کہ بدون شرکت اپنے آقاے نامدار کے لطف شادی نہین ہی اور خلاف حمیت و انسانیت بلکہ خلاف آدمیت و
محبت کے ہی ملک شہرودم کہ جو حال سے شاہزادۂ شمسون مہرطلعت کے بخوبی واقف تھا اُسنے بخوشی دل یہ
عذر قبول کیا اور کہا کہ ہم اس امر سے نہایت خوش ہوے کہ جو تمنے یہ کام جوانمردی کا فرمایا القصہ بعد ایک ہفتہ
کے جب شاہزادۂ اشرف رخصت ہونے لگا ملک شہرودم نے کہا کہ مین بھی کمال مشتاق ملازمت شاہزادہ
شمسون مہرطلعت کا تھا اب خدا نے تمھارا ذریعہ نہایت خوب پیدا کر دیا مین بھی مع عیال و اطفال ہمراہ تمھارے
چلتا ہون الغرض شاہزادۂ اشرف مع ملک شہرودم ملک شہرودمیہ سے نہایت تجمل و حشمت کے ساتھ روانہ ہوے
نجمہ عاقلہ نے کہا کہ

یہ داستان یہان پر موقوف رکھی جاتی ہی اور حال اُن چارون شاہزادگان والاشان عالی خاندان والا دودمان یعنی شاہزادۂ مہرون و قمرون و بدرون و نجمون کا بیان ہوتا ہی

اول یہان تک بیان ہو چکا ہی کہ چارون شاہزادون نے نام اپنا پہلوانان قاف قرار دیکر نقاب پوشی
اختیار کر کے ملک ارض الذہب کو روانہ ہوے اور تمام لشکر کو حکم مطلق دیا کہ کوئی ہماری حقیقت حال کو

دیوار ہم گوش دارد کسی سے بیان نہ کرے بلکہ کسی کی زبان پر ذکر و چرچا بھی اس بات کا ہرگز آنے نہ پائے کہ القصہ جب شاہزادے نواح ارض الذہب مین داخل ہوے اُسوقت سلطان قیصر نوس کو لکھا کہ اسقدر نقد و جواہر مع باژگاہ قیصر نوسی بطریق ہدیہ ہمین جلد بھیجو کہ ہم بربادی و غارت سے تمھارے ملک کی دست بردار رہینگے اور کسی اور سمت کو چلے جاینگے ورنہ درصورت دیگر سامان جنگ جلد تیار کرو اور ہمین وہان پہونچا جانو اے طالفوس اس امر سے شاہزادون کو یہ منظور تھا کہ اکابران دولت و اراکین سلطنت کوئی دقیقہ ہماری تعظیم و تکریم کا فروگذاشت نہ کرینگے بلکہ رعب و داب ہمارا واجب جان کے عمل مین لاوینگے کہ ہم مدت مدید و عرصہ بعید کے بعد اپنے ملک مین آئے ہین غرض وہ نامہ سلطان قیصر نوس کی نظر انور سے گذرا سلطان نے اُسیوقت پیش خیمہ باہر شہر کے نکلوا دیا اور تیاری جنگ کا حکم دیا دوسرے روز خود بھی مع لشکر ظفر پیکر کے باہر شہر کے آکر خیمہ زن ہوا اس عرصہ مین شاہزادے بھی قریب شہر کے آپہونچے اب دونون لشکر میدان دھنکوہ کے قریب فروکش ہوے اور نامہ و پیام سے اصلاح نہوئی آخر نوبت بہ صف آرائی لشکر پہونچی سلطان کیجانب سے سنطور پریزاد سپہ سالار لشکر میدان جنگ مین آیا اور تا غروب آفتاب معرکہ جنگ گرم رہا آخر شاہزادہ مجنون کے ہاتھ سے زخمی ہوا دوسرے روز شاہور پریزاد کو بھی شاہزادہ قمرون نے زخمی کیا قصہ مختصر ایک ہفتہ مین تمام پہلوان نامی و گرامی لشکر سلطان قیصر نوس کے شاہزادون کے ہاتھ سے زخمی و مجروح و گرفتار ہوے اب چند روز معرکہ جنگ موقوف رہا

اب راوی ذی ہوش معرکہ آرائی شاہزادگان کو موقوف رکھا چاہتا ہے اور داستان سحر بیان شاہزادہ سلطان شمسون مہر طلعت حیطۂ بیان مین لاتا ہے

واضح ہو کہ جس روز شاہزادہ شمسون نواح استبرقیہ مین وارد ہوا اُسی روز دیو نازیل قوی ہیکل سپہ سالار لشکر ظفر پیکر نے بھی خدمت مین شاہزادہ کے حاضر ہو کر بعد ادائے مراتب قدمبوسی از ابتدا تا انتہا سرگذشت شاہزادون کی بیان کی شاہزادہ نے دیو نازیل کو بعد عطائے خلعت و نعمت بے بہا نہایت عہدہ جلیل پر مامور فرمایا اس عرصہ مین شاہزادہ اشرف اور احسن شاہ اور حسان پریزاد اور ملک ارشون اور ملک شہردم بھی داخل لشکر شاہی ہوے شاہزادہ شمسون نے ان سب شاہون اور شاہزادون کا نہایت اعزاز کیا اور ہر ایک کو حسب مراتب دربار مین جگہ کرسیان و دنگل عطا فرمائین اور خلعت شاہانہ و انعامات خسروانہ سے سرفراز فرمایا دوسرے روز وہان سے کوچ کیا اور شہر استبرقیہ خاص مین پہونچا استبرق پری حاکم شہر کچھ تحفہ و ہدیہ ہمراہ لیکر ملازمت کو حاضر ہوئی شاہزادہ نے بھی محفل جشن آراستہ کی استبرق پری نے

اثنائے مکالمہ مین حال طلسم گوہر ریز کا پوچھا شاہزادہ نے تمام سرگذشت من وعن بیان فرمائی اور کہا کہ
ایک اسیر طلسم ایسا میرے ساتھ ہی کہ وہ کسی سے بات نہین کرتا اور عجیب وغریب حرکات اُس سے سرزد ہوتے
ہین کہ فہم کام نہین کرتی استبرق پری نے کہا حضور اُسکو بُلائین کہ مین بھی دیکھون شاہزادہ نے تیرھوین
قیدی طلسم کو یاد فرمایا استبرق پری تا دیر اُسکو از سر تا پا بغور دیکھا کی پھر عرض کی کہ اس مسلوب الحواس
کی صورت آشنا مین بھی ہون کل انشاء اللہ تعالے مفصل حال اسکا حضور مین عرض کرونگی شاہزادہ نے فرمایا
ہان اگر یہ عقدہ تونے حل کر دیا تو بیشک کارے کردی کیونکہ کچھ اصل کیفیت اسکی معلوم نہین ہوتی کہ یہ کس
بلا مین مبتلا ہی ہم بھی تیرے شکرگذار ہونگے جب وہ صحبت برخاست ہوئی اور استبرق پری اپنے مکان پر
واپس آئی دوسرے روز ایک مرد بزرگ کو ہمراہ اپنے خدمت مین شاہزادہ کے لیجا کر عرض کی حضور اُس دیوانہ
کو بلائین پھر مین اس پیر مرد کا حال بھی گذارش کرونگی جب وہ سوختۂ فراق محبوب بارگاہ مین آیا اور پیر مرد نے اُسکو
دیکھا بے اختیار بآواز بلند ہائے کا نعرہ مارا اور زار زار مانند ابر نوبہار کے رونے لگا شاہزادہ نے پوچھا
ای عزیز یہ شخص تیرا کون ہی اُسنے عرض کیا کہ خداوند یہ بندہ زادہ ہی آج غلام نے پانچ برس کے بعد حضور کی بدولت
اسکی صورت دیکھی خداوند عالم حضور کو سر پر ہم عاجزون اور مجبورون کے تا صد وسی سال سلامت باکرامت رکھے
کہ آپ کے قدمون کی بدولت یہ دولت گم گشتہ پائی کہ میری ساری عمر کی کمائی تھی اور حضور کے صدقہ مین مدت
کے بعد آج مجھکو اپنے پسر کا دیدار میسر ہوا شاہزادہ نے ملکہ سے کہا ای ملکہ تمنے پیر مرد سے کچھ اس نوجوان کی
گرفتاری کا بھی حال پوچھا کہ یہ دیوانہ گرفتار طلسم کیونکر ہوا استبرق پری بولی ای شہریار یہ پیر مرد تحویلدار
جواہرخانہ کشترین کا ہی اور حسب ونسب مین سلسلہ اسکا ارض الطیب بادشاہون سے ملتا ہی مگر بوجہ گردش
گردون دون وکجی سپہر واژگون سے سلطنت اسکی جاتی رہی اب فقط نام نامی انکا رہ گیا ہی ایکروز برسر تذکرہ
اس بزرگ سے مین نے یہ سُنا کہ المع نوجوان فرزند دلبند میرا رات کو اکثر باہر نکلجاتا تھا اور دو دو پہر غائب
رہتا تھا ایک روز اسیطرح سے غائب ہو گیا کہ جو آجتک اُسکا نشان نہ ملا پھر مین نے غائب ہونے کی کیفیت پوچھی
اُسنے بیان کیا کہ یہ المع تمھارے وزیر کی بیٹی پر عاشق ہوا تھا اُسکے عشق وولولہ شوق مین کہین نکل گیا اب اُسکے
زیست ومرگ کی کچھ خبر نہین ہی شاہزادہ نے کہا وزیر کی بی بی سے المع کا حال پوچھنا چاہیے کہ وہ بخوبی واقف ہوگی
استبرق پری اپنے محل مین آئی اور وزیر کی بی بی سے بُلا کر فرمایا کہ ای حاملہ پری مین نے سُنا ہی کہ تیری بیٹی
حد بلوغ کو پہونچی اور تجھے کچھ اسکے عقد ونکاح کی کچھ فکر نہین حاملہ آبدیدہ ہو کر بولی کہ ای ملکۂ عالم چار پانچ برس
سے وہ نامراد لڑکی ایسے سودے مین گرفتار ہی کہ کبھی آپ ہی آپ ہنستی ہی اور کبھی دو دو تین تین روز تک ایک
عالم سکوت مین رہتی ہی ہر چند مین نے ملا سیانے حکیم طبیب دعا تعویذ سب کچھ کیا مگر ایک کارگر نہوا اب چند روز سے

اسکا ایسا حال بد ہی کہ دیواروں سے سر ٹکراتی پھرتی ہی اور شب و روز روتی رہتی ہی مین حیران ہون کہ کن آنکھون سے
یہ حال اُسکا دیکھون کہ دیکھنے والون کا کلیجہ شق ہوا جاتا ہی میرا تو کھانا پانی حرام ہو گیا ہی جب زیادہ قلق ہوتا ہی تو
کہتی ہون آیا انجام اس لڑکی کی کتخدائی کا کیا ہو گا استبرق پری نے پوچھا کہ ابتدا اس مرض کی کیا ہی حاملہ نے
کہا مجھے معلوم نہین خدا جانے کیا ہوا استبرق پری بولی ظاہرا یہ ثابت ہوتا ہی کہ کوئی حرکت سبب ایسی ہوئی
کہ جسکے وبال مین یہ لڑکی تیری اس حال کو پہونچی اگر اب بھی سچ سچ اسکا حال مجھسے بیان کر دے تو مین تیری لڑکی
کے علاج مین ایسی کوشش کرون کہ مزاج اُسکا اصلاح پر آجائے حاملہ پری نے کہا اے ملکۂ آفاق اصل حقیقت
تو یون ہی کہ المع نامے ایک نوجوان تمھارے جواہر خانہ کے داروغہ کا بیٹا اس شامت زدہ پر عاشق ہوا اور
یہ گیسو بریدہ بھی اُس سے محبت باطنی رکھتی تھی آخر المع نے ایک عورت دلالہ کی معرفت اسکے پاس پوشیدہ
آنا جانا شروع کیا جب مین نے سُنا تو بوجہ ننگ و ناموس کے یہ چاہا کہ المع کسی طرح ہلاک ہو کہ اسکا چھپا چھپے
اور رہم بدنامی سے بچین کہ کنواری بیٹی کے واسطے یہ ستم ہی اسی فکر مین دن رات رہتی تھی کہ اتفاق سے ایک
عورت اجنبی میرے پاس آئی مین نے اُس سے یہ ذکر کیا اُسنے کہا کہ اے خاتون آپ فکر نہ کرین خاطر جمع رکھین
مین اپنے خاوند سے تمھارے اس رنج و فکر کا بخوبی علاج کرا دونگی کہ وہ خاص اسی کام کا اُستاد زمانہ ہی
مین یہ سُنکے خوش ہوئی اور کچھ روپیہ اُسکو دیا اور اُسکی خاطر داری بہت سی کی وہ عورت دوسرے روز پھر آئی
اور کہا اے ملکہ میرے خاوند نے تمھارے دشمن ناموس کو چشمۂ طلسم گہر ریز مین غرق کر دیا اب آپ اُسکو کبھی
نہ دیکھیے گا بلکہ نام بھی اُسکا نہ سُنیے گا پس اے ملکہ واقعی اُس روز سے المع کی پھر شکل اس شہر مین کسی جا نہ دیکھی
جسوقت اس لڑکی خانہ خراب نے یہ حال سُنا کہ المع کسی طرف نکل گیا اُسکے رنج و الم مین ایسی مبتلا ہوئی کہ
دو مہینے کامل نہ کھانا کھایا اور نہ کسی سے بات کی آخر کہانتک بیان کرون کہ اُسکے عشق مین یہ اس نوبت کو
پہونچی اب مجھے یہ امر ایسا شاق و دشوار ہی کہ قابل بیان کے نہین اگر گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل بقول کسی کے

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
آہ کرون تو جگ سُنے اور چھپکے لاگے گھاؤ	ایسی کٹھن پریت کو کس بت کرون اوپاؤ

اب یہ عارضہ لا علاج ہو گیا کہ وہ دفتر ہی گاؤ خورد و گاؤ را قصاب برد ہوا اب کہنے سے اس حال کے کیا فائدہ
لیکن آپ نے جو ارشاد فرمایا مین نے تعمیل حکم کیا استبرق پری نے کہا اچھا اگر المع نوجوان از سر نو پیدا ہو
تو تم اپنی لڑکی کا عقد اُسکے ساتھ کر دو گی یا نہین حاملہ پری نے کہا عقد کیسا جو کہو گی بسر و چشم بجا لاؤنگی استبرق پری
بولی تم خاطر جمع رکھو المع نوجوان زندہ و سلامت ہی بعد ازان یہ قصہ شاہزادہ شمسون مہر طلعت کا سب
بیان کیا حاملہ پری نے کہا مجھے شاہزادہ کی خدمت مین لیچلو استبرق پری و حاملہ پری ہمراہ شاہزادہ

شمسون مہر طلعت کی خدمت بابرکت مین آئین اور تمام و کمال حال بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا اب
معلوم ہوا کہ المع غریق بحر عشق ہی یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ حاضر بارگاہ نے اطلاع دی کہ ایک بڑھیا حضوری کی
امیدوار ہی شاہزادہ نے فرمایا آنے دو جب وہ پیرزن آئی اُسنے پایۂ تخت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے جو
بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ شعلہ ساحرہ ہی شاہزادہ نے فرمایا ای شعلہ تو اسوقت کہان سے آئی شعلہ نے
عرض کی ای شہریار کامگار مین حضور سے رخصت ہو کر سیدھی حضرت آصف بن برخیا کی ضریح اقدس پر
پہونچی اور ایک ماہ کامل وہان مین نے توبہ و استغفار کی چالیس روز کے بعد حضرت آصف نے عالم واقعہ
مین مجھسے فرمایا کہ ای شعلہ تھوڑی خاک میری تربت کی لیکر شہر استبرق مین جا وہان شاہزادہ شمسون
ایک فکر سخت مین گرفتار ہی شاہزادہ کو یہ خاک دینا اور کہنا کہ تھوڑی المع نوجوان کو کھلادو اثر سحر اُسکا بالکل
زائل ہو جائیگا اور آج سے ہمنے شاہزادہ شمسون مہر طلعت کو شاہزادۂ مراد بخش خطاب دیا لازم ہی کہ تمام
اہل لشکر کو اس خطاب سے آگاہ کر دے شاہزادہ ضریح مقدس کی طرف آداب و تسلیمات بجالایا اور دو رکعت
نماز شکریہ ادا کی بعد ازان خاک تربت المع کو کھلائی فوڑا خاک کا حلق سے اُترنا تھا کہ ہوش مین آگیا اب جو المع
نے وہ بارگاہ فلک اشتباہ دیکھی اور اپنے والد ماجد کو بھی موجود پایا پس المع گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور استبرق پری کو
بادب سلام کیا شاہزادہ کے حضور مین استبرق پری المع کو لے آئی شاہزادہ نے نہایت شفقت و عنایت
سے المع سے پوچھا کہ تجھے اپنا حال کچھ معلوم ہی کہ تو کہان تھا المع نے عرض کی ای شہریار دولت مدار جس زمانہ مین
مین گلرخسار پری بنت حاملہ پری پر عاشق ہوا تھا ایک مرد غیر میرے پاس آیا اور اُسنے مجھے ایک چیز ایسی
کھلائی کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے بعد اسکے مجھسے کہا کہ چل مین تجھے ایک چشمہ مین غسل کروادون پھر
تمام مطلب تیرے حاصل ہو جائینگے مین حالت بیخودی مین اُسکے ہمراہ ہو لیا وہ مجھے کنارہ ایک چشمہ کے لایا اور
ایک افسون میرے اوپر دم کرکے مجھسے کہا تو اس چشمہ مین جا اور غوطہ مار مین نے موافق اُسکے کہنے کے چشمہ مین
غوطہ مارا پھر مجھے بطور خواب اتنا معلوم ہوا کہ مین کسی شہر مین گیا اور وہان ایک بادشاہ مروارید پوش نے مجھے
قید کیا بس پھر مین ایسا بیہوش ہو گیا کہ مجھے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا پھر نہین جانتا کہ کیا ہوا باقی حال شاہزادہ نے
المع کا المع سے بیان کیا المع نے شاہزادہ کا ہاتھ چوما شاہزادے نے گلرخسار پری کا المع سے نکاح کر دیا
اور دوسرے روز وہان سے ارض الذہب کو روانہ ہوا جب شہر عجائب نگار قریب رہ گیا ملکہ شرقیہ و
سلطان بکتانوس کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ ما بدولت نے سُنا ہی کہ تمنے اپنی لخت جگر رشک قمر ملکہ اوقیہ ماہ رخسار
کا عقد اس شرط پر موقوف رکھا ہی کہ جو سیب مراد اور چالیس شتر مروارید لادے اُسکے ساتھ کرینگے لہذا القوت
قادر حقیقی ہم دونون امر مہیا کر لائے ہین اب بمجرد دیکھنے اس نامۂ نامی کے سامان عروسی تیار کرو والسلام

نعمان اسلم

عنوان نامہ پر شاہزادۂ مراد بخش کا نام لکھا اور شاہزادۂ اشرف بن حریم شفاہ کے ہاتھ روانہ کیا شاہزادۂ
اشرف بر جاہ و تجمل ملوکانہ عجائب نگار کو روانہ ہوا اور بعد دو روز کے شہر عجائب نگار مین داخل ہوا سلطان
یکتا نوس و ملکہ شرقیہ کو خبر ہوئی کہ ایک ایلچی کسی کا بڑے جاہ و حشم سے آیا ہی یکتا نوس نے غلمان خرد افروز
وزیر کو واسطے استقبال کے بھیجا غلمان وزیر شاہزادۂ اشرف کو نہایت عزت و تکریم سے شہر مین لایا اور
ایک قصر عالیشان مین فروکش کرادیا اور خود یکتا نوس اور ملکہ اوقیہ سے کہا کہ اب تمکو جاے عذر وجہت شرعی
باقی نہین ہی شرقیہ نے کہا اے غلمان ہمین افسوس اُس بیچارہ شاہزادۂ شمسون مہر طلعت کے حال پر
آتا ہی کہ خدا جانے کس صحراے پُر بلا مین سرگشتہ و حیران پھرتا ہوگا ہزار افسوس کہ اُس کشتۂ محبت نے کسقدر
اوقیہ ماہ رخسار کے عشق مین جانفشانی کی اور اس نعمت سے محروم رہا خیر جو مرضی خدا کی کیا چارہ عقد ملکہ کا
شاہزادۂ مراد بخش سے کاتب تقدیر نے مقدر کیا تھا جب شاہزادۂ اشرف دربار مین آیا یکتا نوس نے
سیب مراد اور گنج و گوہر کا حال پوچھا شاہزادۂ اشرف نے کہا کہ سیب مراد تو باغ مین شاہزادۂ اشرف مراد بخش
کے پیدا ہوا اور گنج مروارید اُس عالی گوہر کے خزانۂ عامرہ مین موجود تھا اور ایسی تعریف سخاوت و ہمت شاہزادہ
کی بیان کی کہ حاضرین دربار کے ہوش جاتے رہے راوی کہتا ہی کہ جس روز شاہزادۂ شمسون تلاش مین
سیب مراد کے روانہ ہوا تھا اُسی شب کو ملکہ شرقیہ نے خواب مین دیکھا تھا کہ اب تم قصر نشینی اوقیہ کی ترک کرو اور
گوشہ نشین ہو پس بمجرد دیکھنے اس خواب کے شرقیہ نے اوقیہ ماہ رخسار کا برج طلعت مین جانا ترک کردیا تھا
آخر آپسمین یکتا نوس و شرقیہ کی یہ راے قرار پائی کہ غلمان خرد افروز وزیر کو مع ہدیہ و تحفہ شاہزادۂ مراد بخش
کی خدمت مین روانہ کرین کہ وہ بچشم خود وضع و طریقہ شاہزادہ کا دیکھ آئے بعد اسکے جو مصلحت وقت ہوگا عمل مین
آویگا القصہ غلمان وزیر اور چار شخص ارکین و مدبران سلطنت کو مع تحفہ و ہدایہ واسطے ملازمت شاہزادۂ
مراد بخش کے روانہ کیا جب لشکر فیروزی اثر کے قریب پہونچے شاہزادۂ اشرف نے شاہزادۂ مراد بخش
کو اطلاع دی کہ غلمان خرد افروز وزیر مع چند مردمان مشیران سلطنت یکتا نوس حضور کی ملازمت کو حاضر
ہوا چاہتے ہین شاہزادہ نے آراستگی بارگاہ آصفی کا حکم دیا جابجا بارگاہ مین کرسیہاے نقرئی و طلائی و جواہرنگار
و مرصع کار و دنگل و صندلی وغیرہ کو قرینے سے بچھوایا اور فوج کو لباسہاے نو سے مزین کیا اور افسران فوج کو
تمغہاے طلائی سے پیراستہ کرکے خود نقاب چہرہ پر ڈال کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور رقویل دانا وزیر
کو بھی نقاب پوش کردیا غلمان خرد افروز جب بارگاہ عرش اشتباہ مین آیا تو یہان کا سامان کہ جو اسکے
فرشتون نے بھی نہ دیکھا تھا دیکھکر ہوش باختہ ہوگئے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ یہ خواب ہی یا عالم بیداری
یہ بارگاہ ہی کہ قدرت باری یہان یکتا نوس کی کیا حقیقت ہی یکتا نوس ایسے صدہا ملازم شاہزادہ کے ہین

شاہزادہ نے کرسی غلمان کی اسقدر فاصلہ پر بچھوائی تھی کہ آواز اسکے کان تک نہ پہونچے غلمان نے دو تحفہ
پیش کش کیا شاہزادے نے عمدہ پیام و سلام کا شاہزادۂ اشرف کو مرحمت فرمایا اول پیام دیا کہ غلمان
کس ارادہ سے آیا ہی یہان سے جواب ہوا کہ غلام واسطے زیارت جمال باکمال حضور کے حاضر ہوا دوسرا
پیام دیا کہ یکتانوس کو اب عقد کرنے مین اپنی دختر کے کیا عذر ہی غلمان نے عرض کیا کہ عذر کیا وہ اپنا باعث
فخر و افتخار جانتا ہی پھر یہان سے سیب مراد وزیر کو دکھایا گیا غلمان نے عرض کیا کہ رنگ سیب کا وہی ہی جو کہ
ہم سنتے تھے لیکن خواص بروقت امتحان معلوم ہونگے شاہزادہ نے پوچھا خواص اسمین کیا ہین غلمان نے
عرض کیا کہ ایک تو یہ خواص ہی کہ درخت خشک سیب مراد کا آگ سے خود بخود سبز ہو جاتا ہی دوسرے اسکی خوشبو سے
نابینا بینا ہوتا ہی شاہزادہ نے فرمایا تمھارے شہر مین اندھے تو یقین ہی بہت ہونگے تم انھین حاضر کرو اسیوقت
معلوم ہو جائیگا بعد اسکے گنج گوہر دکھایا غلمان گنج گوہر بار سے تاب نہ لایا دیکھکر بہت متعجب ہوا پھر شاہزادے نے
ایک خلعت گران بہا غلمان کو دیا کہ یکتانوس نے کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا پھر غلمان نے نقاب پوشی کا
باعث پوچھا شاہزادۂ اشرف نے کہا اے وزیر بادشاہ ظل اللہ کو چاہیے کہ کسو ناکس سے پوشیدہ رہے
اور رسم نقاب پوشی قدیم سے ملک گوہر نگار مین ہی پھر غلمان خرد افروز پیر شاہزادہ سے رخصت ہوکر
یکتانوس کی خدمت مین آیا اور اسقدر عظمت و شان شاہزادہ کی بیان کی کہ یکتانوس اور ملکہ شرقیہ
کے بھی ہوش منتشر ہوگئے یکتانوس نے کہا سامان عروسی جلد تیار ہو ملکہ شرقیہ نے کہا مین نے بھی یہی خواب
دیکھا ہی لیکن میرا دل اسکی جانفشانی و صحرا نوردی پر مشتاق ہوا جاتا ہی دوسری شب کو وہی مقدسہ شرقیہ کو [illegible]
عالم خواب مین نظر آئین اور فرمایا کہ اے شرقیہ جو تیری شرط پوری کرے اسمین کیا مضائقہ ہی تو ملکہ کا عقد
بے تکلف کر دے صبح کو ملکہ شرقیہ نے حال خواب شوہر سے بیان کیا یکتانوس نے سامان عروسی تیار کرایا اور
حکم آئینہ بندی شہر کا دیا اور شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ شعر

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

شاہزادہ شمسون وہان سے کوچ کرکے شہر مین داخل ہوا جب ملکہ زادی قمر پارہ رخشا نے سنا کہ ایک شاہزادہ
مراد بخش نامے ملک گوہر نگار کا گنج گوہر اور سیب مراد لیے ہوے واسطے عقد کے آیا ہی یہ خبر سنکر انتہا سے
درجہ غمگین و ملول ہوگئی اور دایہ کو بلا کر کہا کہ اے مادر مہربان مجھکو عجب ایک تشویش لاحق حال ہوئی ہی دیکھیے انجام
اسکا کیا ہوتا ہی سکوت مین خدشۂ جان اظہار مین باعث کسر شان خاندان ہی اگر گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل بقول
کسی شاعر کے شعر

پاس ناموس جنون در سرم مکتوم داد است	گوش کن گوش کہ خاموشی من فریاد است

یہ کہا اور زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی یہ حال دیکھکر دایہ کے ہوش جاتے رہے بد حواس ہوکر کھڑی ہو گئی اور بلائین لیکر کہا ہان ہان اے ملکہ صدقے ہو جاؤن یہ کیا حال ہی کچھ فرماؤ تو میرے جیتے جی تمکو صدمہ گذرے اور مین دیکھون کیا تشویش ہی ارشاد فرماؤ ملکہ نے فرمایا شعر

آنکہ دارد آرزوے خطۂ من دیگر است	وانکہ خواہد از جمالش دیدن روشن دیگر است

اے دایہ خدا جانے طالب و ہم مطلب میرا کس صحراے وحشتناک مین با دل غمناک و جگر چاک آشفتہ خاطر حیران و پریشان و سرگردان پھرتا ہوگا اور یہ شاہزادہ مراد بخش جسکے حال و افعال سے مطلق ہم آگاہ نہین ہین وہ میری خواستگاری کو یہان آیا اس صورت مین سوا اسکے کہ مین ابھی اپنی جان دیدون اور کوئی علاج نظر نہین آتا دایہ نے کہا اے سرمایۂ حیات والدین و اے شمع محفل زینت و زین تیرا طالع اقبال اس درجہ بلند ہی کہ سواے فضل پروردگار کے کوئی آسیب روزگار تجھپر موثر نہوگا تم خود ستمر بان جاؤن صاحب ادراک ہو اور لوگون کو سمجھاؤ راہ نیک بتاؤ نہ یہ کہ خود ہی نادان ہو جاؤ چشم انصاف سے دیکھو کہ خداوند کریم نے ایسا عقیل و فہیم و صاحب تاج و دیہیم و سعادتمند و صاحب اقبال و فرخندہ فال شوہر عطا فرمایا ہی کہ جسکے باغ مین سیب مراد پیدا ہوا اور خزانہ عامرہ مین جواہر خانہ ایسا ہی کہ جس سے چالیس شتر مروارید بار کرکے اداے شرط کو لایا ہی اسکا مقابلہ دنیا مین کوئی شہنشاہ نہین کرسکتا دوسرے امر عقد و منا کحت تقدیر سے متعلق ہی تقدیر کسی کے قبضۂ اختیار مین نہین ہوتی ہی جو امر تقدیری ہی ضرور ہوگا بقول شاعر شعر

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو	سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

تیسرے یہ کہ شاہزادۂ ممسولن عالی مقام مبتلاے رنج و آلام اس مدت کی مصیبت و عشرت مین خدا جانے زندہ بھی ہی یا دشمن اسکے ہلاک ہو گئے ہین درندے کھا گئے یا پیوند خاک ہو گیا اس امر موہوم پر تکیہ کرنا عقل سے بعید ہی اور اسی آوارۂ دشت مصیبت کا بانیل مراد واپس آنا عقل سے بعید ہی پس بے وصال یار حیات مستعار محض بیکار ہی زن مصلحت وقت یہ ہی کہ اب تم اس خیال بیجا سے درگذرو اور صبر کرو مصرعہ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد چوتھے یہ امر ہی کہ شرط مین شاہ و گدا برابر ہین پہلے ہی اسکا خیال کرنا تھا کہ جہان سیب مراد و چالیس بار شتر تھے وہان یہ بھی ہوتا کہ اداکنندۂ شرط بھی فلان خاندان سے اس شکل و شمایل اور اس طور کا ہو یہ خدا کی دین ہی اگر وہ پروردگار عالم ایسا چاہتا کو یہ رتبہ عنایت فرماتا کہ وہ تمھاری شرط اداکرکے تمھاری خواستگاری کرتا کیا چارہ تھا کچھ بن نہ پڑتا یہ تو محض نادانی کی بات ہی کیونکہ غریب کا تو حسب و نسب پوشیدہ نہین رہتا بھلا شاہون کا حسب و نسب کب چھپ سکتا ہی دریافت ضرور ہوا ہوگا تمکو معلوم نہین تم کیون حیران ہوتی ہو ہان ایک ایسی بات یاد آئی ہی کہ جس سے بالکل تمھارا رنج و ملال دفع ہو جائیگا مگر یہ بتاؤ کہ عوض مین یہ دایہ کیا پائیگی ملکہ نے کہا جسے اسوقت

تمھاری یہ باتین بنانیین بڑی معلوم ہوتی ہین کہ میرے حواس ٹھکانے نہین ہین بس مختصر یہ جانتی ہون کہ جو مین خوش ہونگی تو تم بھی خوش ہوگی دایہ نے کہا دو امر ہین ایک تو یہ کہ شاہزادہ کا نام ہی مراد بخش ہی یا واقعی مراد بخشی کرتا ہی اگر نام ہی مراد بخش ہی تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ نام تم اپنا بدل ڈالو نام کا بدلنا سہل بات نہین ہی یہ سُنکے صبح کو شاہزادہ غائب ہوجائیگا اور سب مال و متاع یہین رہ جائیگا اور اگر واقعی مراد بخش ہی تو فہو المراد مطلب ہمارا حاصل ہی اور دوسرے یہ کہ سیب مراد کی بھی یہی خاصیت ہی کہ جسوقت صاحب سیب مراد کی صورت دیکھو گی ایکباری وحشت مزاج کی کلیۃً دفع ہوجائیگی پس ملکہ اوقیہ بانو غمگین و رنجیدہ بیٹھی تھی کہ یہ سُنتے ہی بے اختیار ہنس پڑی اور کہا ای دایہ عشق صادق یہی تاثیر رکھتا ہی دایہ بولی واری تم خود پڑھی لکھی ہو خدا کے فضل سے تمھاری چار آنکھین ہین ہم ناخواندہ اندھے ہین لیکن کچھ نیک و بد اپنا ضرور سمجھتے ہین اگر شاہزادہ شمسون کو تمھارا عشق صادق ہی تو ضرور وہ تمھارا شوہر ہوگا اور کسی کی کیا مجال جو تمھارے محل مین قدم رکھ سکے ملکہ نے کہا ای دایہ ابھی تھوڑے ہی روز کا ذکر ہی کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہی اُسکی تعبیر ٹھیک یہی ہی کہ ملاقات سے شاہزادہ شمسون کے جلد مسرور ہونگی لیکن برعکس اُسکے یہ ظہور مین آیا کہ دفعۃً شاہزادہ مراد بخش نہین معلوم کہ کہان سے پیدا ہو گیا کہ جسکے نام سے ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شاید یہ وہی شاہزادہ شمسون ہی اُسنے مصلحتاً یہ نام اپنا رکھا ہی دایہ نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین اپنے فرزند لمعہ عیار سے کہتی ہون وہ مفصل حال شاہزادہ مراد بخش کا دریافت کرلائیگا ملکہ نے فرمایا میری طرف سے لمعہ کو کہنا کہ اگر تو میرے اس عقدے کو طی کرلائیگا تو مین تیرے مرتبہ سے زیادہ انعام دونگی غرض کہ لمعہ کو دایہ نے واسطے دریافت حال شاہزادے کے روانہ کیا لمعہ بلباس عیاری تبدیل صورت کرکے اُسیوقت لشکر ظفر پیکر مین گیا اور بعد آدھی رات کے خوابگاہ شاہزادہ مین پہونچا اور تمام محلہ و فضلہ کو بیہوش کیا اور چاہا کہ نورجمال شاہزادے کو دیکھے کہ سرخون عیار کو شاہزادے نے کسی کار ضروری کو بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ جس حال مین ہون مجھے جواب دینا تھا سرخون عیار اُسیوقت پہونچا اور روزانہ خوابگاہ مین چلا آیا اور یہان تماشا دیکھا کہ سب نگہبان چوکی پہرے کے بیہوش ہین اور شمعین وغیرہ بھی گل ہین چارون طرف اندھیرا ایسا ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین معلوم ہوتا سرخون حیرت زدہ ہوکر بولا کہ بار الہا یہ کیا معاملہ ہی روشنی کا گل ہونا لوگون کا بیہوش ہونا یہ خالی از حالت نہین ہی جب قریب پلنگ شاہزادے کے پہونچا دیکھا کہ ایک مرد سیاہ پوش چہرے کو شاہزادے کے بغور دیکھ رہا ہی سرخون وضع و لباس لمعہ کو دیکھ کے سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی اور ارادہ اسکا بد معلوم ہوتا ہی سرخون نے لمعہ کو گرفتار کرنے کا قصد کیا اور لمعہ نے جو روشنی مین عکس اُسکا دیکھا فوراً ایک خنجر کا وار کیا سرخون نے بچالا کی ایسی ایک جست کی کہ اسکا وار خالی گیا ورنہ خنجر سینہ کے پار ہو جاتا لمعہ جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے روانہ ہوا سرخون نے اُسکا تعاقب کیا اور کہا باش او مادر بخطا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون سرخون کی

آوازسے شاہزادہ کی بھی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ سرخون ایک مرد سیاہ پوش کا پیچھا کیے چلا آتا ہی شاہزادہ
بھی پیچھے پیچھے سرخون کے روانہ ہوا ہرچند لمعہ دوا دو بھاگا جاتا تھا لیکن سرخون آگے بڑھکے سد راہ ہوا
دونون عیار باہم خنجربازی مین مشغول ہوے اس عرصہ مین شاہزادہ بھی پہونچگیا لمعہ نے جو شاہزادہ کو دیکھا
سمجھا کہ کوئی اور عیار بامداد سرخون آگیا آخر سرخون سے کہا کہ ای عیار دلاور تنہا سے دو شخصون کا مقابلہ
خلاف مردانگی ہی سرخون نے پس پشت دیکھا کہ کون آتا ہی اس عرصہ مین لمعہ مثل برق چمک کے نکل گیا سرخون نے
کہا ای شہریار آپ ناحق تشریف لائے حضور نے تکلیف فرمائی مین جبتک اس عیار کی حقیقت دریافت نہ کرلونگا
ہرگز اس سے دست بردار نہونگا آخر سرخون عیار لمعہ کے پیچھے دوڑا قضارا شہر کے باہر ایک باغ ملکہ
اوقیہ ماہ رخسار کا تھا اور لشکر شاہزادہ سے دو فرسخ کا فاصلہ تھا اتفاقاً ملکہ اوقیہ ماہ رخسار واسطے سیر باغ
کے تشریف لائی تھی اور لمعہ کو اس امر کی خبر نہ تھی کہ ملکہ باغ مین ہین یہ اپنی پشت پناہ سمجھ کے باغ مین آیا دیکھا
کہ ملکہ اوقیہ ماہ رخسار ایک کمرہ مین نازنینان مہوش کا ناچ دیکھ رہی ہین لمعہ نے اپنی ماں کو آواز دی دایہ
بمجرد سننے آواز کے باہر نکل آئی اور کہا ای جان مادر خیر ہی لمعہ بولا کہ مجھے بات کرنے کی فرصت نہین موت
قریب معلوم ہوتی ہی دایہ نے کہا آخر مفصل بیان کر لمعہ نے کہا عیار شاہزادہ گوہرنگار کا میری گرفتاری کو
ضرور آئیگا دایہ نے ملکہ کو اس حال سے مطلع کیا ملکہ نے فرمایا کہ لمعہ سے کہدو کہ اس عیار کو باغ مین آنے دے ہم
سمجھ لینگے یہان سرخون عیار نے دیکھا کہ عیار باغ مین گیا پس اسی راہ سے سرخون بھی باغ مین پہونچا لیکن
نہایت ہوشیاری سے چارون طرف دیکھتا جاتا تھا لمعہ نے چمن مین حلقہ کمند بچھا کر خاک سے پوشیدہ کردیے
اور اپنی مان سے کہا کہ جسوقت وہ عیار حلقہ کمند پر پاؤن دھرے تم اسے باتون مین لگانا مین باسانی گرفتار کرلونگا
آخر یہی معاملہ پیش آیا کہ جب سرخون عیار نے قدم حلقۂ کمند پر رکھا دایہ نے سرخون سے کہا ای مرد تو کون ہی جو
ہمارے باغ مین بیباکانہ چلا آیا سرخون دایہ کیطرف مخاطب ہوا کہ لمعہ نے فوراً گرفتار کرکے سرخون کو ستون
بارہ دری سے باندھ دیا جب نجم عاقلہ اس حال تک پہونچی طالفوس نے کہا ای نجم بھلا مین پوچھتا ہون کہ جب
وہ دونون عیار بقول تیرے پریزاد تھے پھر انکو عیاری سے باغ مین جانا اور دیوار پر چڑھنا کیا مشکل تھا
نجم نے کہا ای طالفوس جن و پریزاد آدم کی تقلید کرتے ہین کسواسطے کہ آدم اشرف المخلوقات ہی جسطرح
عیار آدمزاد عیاری بالقوت و بازو کرتے ہین اسیطرح جن و پریزاد بھی قوت بشریہ سے کاربند ہوتے ہین
اور بال و پرون کو اپنے تکلیف نہین دیتے طالفوس نے کہا مرحبا خوب جواب دیا اب بیان کر کیا ہوا نجم نے کہا
کہ جب سرخون ستون سے بندھ گیا لمعہ نے سرخون سے پوچھا کہ ای بہتر سرہنگان اب تم کیا قصد رکھتے ہو
سرخون نے غصہ سے کچھ جواب نہ دیا جب شاہزادہ شمسون نے دیکھا کہ دونون عیار اس باغ مین جاکر غائب ہوگئے

اور جذبۂ عشق نے بھی تاثیر کی کشش محبت نے شاہزادہ کو کشان کشان اُسی راہ سے باغ مین پہونچا یا لمعہ
یہ خیال کہ دوسرا عیار باغ مین بامداد اس عیار کے نہ آجاوے زیر دیوار باغ گیا اور چاہتا تھا کہ اُسکا بھی
انتظام کرے کہ یہ بھی واجب ہی مگر لمعہ کے خیال و فکر کرتے کرتے شاہزادہ باغ مین داخل ہو گیا اب جو
لمعہ نے نظر کی دیکھا شاہزادہ خود تشریف لایا ہی فوراً ملکہ کو اطلاع دی اور کہا ای ملکہ عالم شاہزادۂ والاجاہ خود
بنفس نفیس تنہا و پیادہ و دل از دست دادہ بعد عیار طرار تمھارے باغ مین تشریف لایا ہی یہ اس خبر مسرت نمط
سے اول ملکہ سیماب وار بیقرار ہو گئی اور خواب شب گذشتہ کی تعبیر برابر ہو گئی دایہ سے فرمایا مین نے بعد اشب کو
یہی خواب دیکھا تھا کہ شاہزادۂ شمشون سے اسی باغ مین مجھسے ملاقات ہو رہی ہی تم لمعہ سے کہدو کہ شاہزادہ کو
نہایت عزت و تکریم سے مسند زرنگار پر بٹھائے اگر ہمارا مطلوب ہی فہو المراد ورنہ اُسکے عیار کو حوالہ کر دینا آخر
شاہزادۂ شمشون مہر طلعت خوف زدہ متحیر ہر ایک مکان کو دیکھتا چلا جاتا تھا کہ لمعہ عیار نے با دب تمام
آداب و سلام کیا اور عرض کی کہ ای شاہنشاہ سلاطین آفاق حضور نے کسکی تلاش مین اس چمن پر خار کو اپنے پرتو
جمال سے رشک لالہ زار فرمایا اگر اپنے عیار طرار کی تلاش ہی تو یہ جان نثار اُسکو حاضر کرے اگرچہ شاہزادہ بھی
شجاعت و جوانمردی مین یکتا سے روزگار و شہرۂ آفاق تھا مگر اُسوقت خود بخود جسم مبارک مین ایسا لرزہ ہوا کہ
مثل بید کانپنے لگا لمعہ سے پوچھا تو کون ہی کہ اسطرح ہمکلام ہوتا ہی شاید سرخون ہمارے عیار کو تو ہی اِس
باغ مین لایا ہی لمعہ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور دو چار قدم اور تکلیف فرمائین جو معاملہ واقعی ہی خانہ زاد
عرض کریگا شاہزادہ لمعہ کے ہمراہ سرخون عیار جہان درسے بندھا ہوا تھا وہان آیا لمعہ نے بجلدی تمام
سرخون کو ستون سے کھولدیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ حضور تخت پر اجلاس فرمائین چونکہ جس حجرے مین
ملکہ او قیہ ماہ رخسار تھی وہ حجرہ مشرق رو تھا اسوجہ سے صورت آئینہ اسکی در حجرہ سے بخوبی معلوم ہوتی تھی
اور اتفاق سے اُسوقت شاہزادہ بے نقاب تھا پس نظر ملکہ شاہزادہ پہ پڑتے ہی ملکہ پہچان گئی کہ یہ وہی شاہزادۂ
شمشون مہر طلعت ہی پس فوراً سجدۂ شکر پروردگار بجا لائی اور دایہ سے چپکے سے فرمایا کہ تجھے میرے خواب کی
تعبیر دیکھی کیا جلد ظہور مین آئی ادھر شاہزادہ سے کو بھی قرینہ سے دریافت ہو گیا کہ ضرور معشوقہ میری اسی حجرے
مین ہی پس یکبارگی ولولۂ شوق نے جوش مارا بے ساختہ یہ اشعار پڑھے اشعار

یاد ہی ہر دم کسی کے عارض پرنور کی	داغ دل سے لو نکلتی ہی چراغ طور کی	خون دل پیتا ہون یاد چشم مست یار مین
ہی لفظیون مین مرے ہر زخم کے انگور کی	دیکھتا ہون راہ یارب کس سراپا نور کی	ہو عیان پتھرائی آنکھون مین تجلی نور کی
تیرہ بختی کو کھینچے کیونکر قیامت تک نہ طول	ہو خدا شیر سحر یا رشب دیجور کی	وصل کی شب مین جدا ہوگا اگر وہ جان جان
ہو سفیدی مین سحر کی آئینگی کافور کی	آتش سوزندہ ہین جلسے منصور کا علم	کھینچے گر تصویر عاشق کے تن مجروح کی

ملکہ نے دایہ سے بظاہر برہم ہوکر کہا کہ اس مرد بیہودہ وارفتہ مزاج سے کہو کہ باغ مین بادشاہون کے دراز نہ چلے آنا اور کلمات گستاخانہ زبان پر لانا اچھا نہین ہے معلوم ہوا کہ تو زندگی سے اپنی سیر ہے جو ایسی بیہودہ گوئی کرتا ہے اپنے خون مین آپ ہاتھ بھرتا ہے مجھے خوف خدا آتا ہے ورنہ ایک اشارۂ چشم مین خاک سیاہ ہو جائیگا یہ سارا نشہ ہرن ہو جائیگا شاہزادہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ خوبان روزگار و مرہم زخم دل داغدار اشعار

جز وصال یار مطلب عاشقون کو کچھ نہین
بے گل روے صنم انکو تماشا کچھ نہین

کسکی حسرت کے سوا دل مین تمنا کچھ نہین
لوگ کہتے ہین کہ عالم مین بہت چیزین ہین خوب

سیر ہمنے بھی بہت کی بوستان دہر کی
آنکھ اٹھا کر ہمنے جب دیکھا تو اچھا کچھ نہین

آگاہ ہو کہ یہ مسافر ملک عدم مبتلاے رنج و غم و آوارہ و سرگشتہ و دل سوختہ و خاطر آشفتہ وہی تمھارا عاشق صادق الوعد ہے کہ جو پہلے تمھاری خدمت عالی مین حاضر ہوا تھا اور دوسری بار بحکم والا تبار بطلب سیب مراد آوارۂ بیابان و کوہسار ہوا تھا آخرکار بقدرت قادر لم یزلی یہ عاجز و مجبور مراد دلی سے کامیاب ہوا سیب مراد دستیاب ہوا اور چالیس شتر گوہر بار سے بھی سیکبار ہوا شب عجائبات دہر کی سیر کرکے یہ شعر پڑھتا ہوا قریب دیار یار کے پہونچا شعر

یارب دل محزون کا یہ ارمان نکلجاے
سر زانو پہ اس بت کے ہو اور جان نکلجاے

اب اپنے قیام گاہ سے کشش جذب محبت سے بہزار حیلہ و بہانہ در جانان تک پہونچا دیا تاثیر عشق نے کاہ و کہربا کا عالم دکھا دیا ملکہ نے متفکر ہو کر دایہ سے فرمایا کہ اس مرد افسون ساز سے کہو کہ اب اپنی چرب زبانی و شیرین بیانی و طلاقت لسانی کو موقوف کرکے پہلے نام و نسب اپنا اظہار کیجیے بعد اسکے مطلب بیان کیجیے گا ہمکو آپکے قول کا اعتبار نہین مرد غیر کا یہان ٹھہرنا ہمکو ناگوار ہے اور ہمکلام ہونا نامحرم سے عار ہے شاہزادہ نے حال زار اپنا دایہ سے بیان کیا اور کہا اے دایہ میری طرف سے دست بستہ کہنا کہ یہ محنت کشیدہ اتنا چاہتا ہے کہ نور جمال سے اپنے دیدۂ بے نور کو روشن کرے دایہ نے ملکہ سے باچشم پرآب اس حال خراب شاہزادۂ دل کباب کو بیان کیا اور خود بھی سفارش کی ملکہ نے کہا اے دایہ کچھ خیر ہے تنے دھوپ مین بال سفید کیے ہین یا شاید سیب مراد نے تم پر اثر کیا کہ تم اس مرد افسون ساز کی باتون مین آگئین مجھے اسطرح کی فرمایش بیہودہ خوش نہین آتی ایسی باتون سے نفرت ہے خداوند تعالی نے ہر کام کے لیے ایک وقت تعین کیا ہے دوسرے مرد نامحرم کے روبرو جانا جائز نہین دایہ نے کہا اے جان مادر تم بہت درست کہتی ہو لیکن اپنے عاشق زار صادق الاقرار کیواسطے کیا وقت درکار ہے بنظر انصاف سے ملاحظہ فرماؤ اس سمجھنے کی باتون کو جانے دو دیکھو ایک شخص نے تمھاری خوشی کیواسطے اپنی حکومت و ثروت عیش و عشرت کو ترک کیا غریب الوطنی و صحرا نوردی قبول کی پھرا بھرا تمھاری شرط پوری کی کیسی کیسی مصیبتین تکلیفین اٹھائین سیب مراد لایا اب تمکو بھی اسکے شکستہ دل کی دلجوئی مناسب ہے مصرع خدا سے تو سے آشنا نہین باشد ملکہ نے کہا کہ کیونکر یقین ہوا کہ یہ سچ کہتا ہے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی شعر تھا ایک گواہ پر فیصلہ نہین ہوسکتے بلا گواہ فیصلہ

کردیا فی الواقع اگر وہ مالک سبب مراد ہی تو ہو مجھے کیا میرا مالک تو نہین ہی کہ جو مین خواہ مخواہ دست بستہ حاضر ہون خبردار دایہ اب ایسی عبث گفتگو نہ کرنا اُس سے کہدو کہ اپنی جان سلامت لیجائے خدا جانے کس وجہ سے طرح دی شعر

کہو بلبل سے لیجائے چمن سے آشیان اپنا ۔ بیٹھے گر صد ہزار افسون نہو گا باغبان اپنا

دایہ نے اشارہ سے کہا اہو شہریار تم خود اسوقت جرأت فرماکر داخل حجرہ ہو تمکو کسی غیر کی سفارش کیا ضرور ہی شاہزادہ تو خود ہی اس بات کا منتظر تھا دایہ کا اشارہ کافی ہوگیا اور بے تکلف اندر حجرے کے داخل ہوا اور کہا بیت

دہان دہان سے لڑے اور زبان زبان سے لڑے ۔ جو حکم ہوئے تو بندہ فرشتہ خان سے لڑے

اب کیا حکم ہوتا ہی شعر

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمین ۔ دیکھنا ایک نظر تمکو ہی منظور ہمین

اور سوا اسکے شعر

شتاب آکہ تری دید تک میسر ہو ۔ یہ دم لبون پہ ہی اب دیکھیے رہے نہ رہے

ملکہ نے بظاہر بہایت بدمزاج ہوکر کہا ہان ہان ارے کیا اندھیر ہی دایہ تم بھی منع نہین کرتین یہ کون ہمارے پاس بے حجاب چلا آیا یہ کہکے ایک گوشہ مسند کا خالی کردیا شاہزادہ نے چار برس کے بعد جو اس رشک قمر پری پیکر کو دیکھا درگاہ مسبب الاسباب مین سجدۂ شکر بجالایا دایہ نے ارباب نشاط طلب کرکے حکم مبارکباد گانے کا دیا قصہ کوتاہ پھر تو صحبت عاشق و معشوق تا وقت سحر گرم رہی مگر ملکہ کا یہ حال تھا کہ بار بار شاہزادۂ عالی وقار کو گوشہ چشم سے دیکھتی تھی اور ہزار ہزار شکر پروردگار کرتی تھی شعر

سعدین را قرین شدہ در خانۂ شرف ۔ کم دیدہ این چنین نظر چشم روزگار

اس اثنا مین سرخون عیار نے ملکہ اوقیہ سے کہا تم شاہزادہ کی خدمت مین عرض کردو کہ حضور یہان تشریف شریف کو ارزانی فرمائین انشاء اللہ یار زندہ او صحبت باقی شاہزادہ نے دایہ سے فرمایا کہ مین کل والدین ملکہ سے اپنی کیفیت کہونگا یہ کہکر سرخون ولمعہ عیار کے ہمراہ روانہ ہوا اثنائے راہ مین قویل دانا وزیر سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا حضور کہان تشریف لے گئے تھے شاہزادہ نے فرمایا بر سر موقع بیان کیا جائیگا جب لشکر مین پہونچا ایک مصور کو بُلاکر تصویر اپنی کھنچوائی قویل دانا نے کہا کہ ایک تصویر حضور کی میرے پاس موجود ہی شاہزادہ نے قویل دانا سے وہ تصویر لیکر ملاحظہ فرمائی اور قویل کو حکم دیا کہ تو نقاب چہرہ پر ڈالکر یہ تصویر یکتا نوس کے پاس لیجا اور کہہ کہ ہمارے شاہزادے نے ایک تحفہ تمکو بھیجا ہی لیکن جسوقت ملکہ شرقیہ اور علمان وزیر نکتہ دان جمع ہون تو یہ تحفہ پیش کرنا اور کہنا کہ صاحب تصویر ہمارے شاہزادہ کا دوست جانی و مصاحب جاودانی تھا اگر تم اُسکے حال سے واقف ہو تو ہمکو نشان بتادو قویل دانا حسب ارشاد شہر مین آیا یکتا نوس نے سُنا کہ شاہزادہ کے

پاس سے ایک نقابدار آیا ہی اُسنے اپنے دربار کو آراستہ و پیراستہ کیا اور قویل کو نہایت اعزاز و اکرام سے
دربار مین بُلایا قویل دانانے کہا ای سلطان میرے آقانے ایک تحفہ تمکو بھیجا ہی لیکن شرط یہ ہی کہ جبتک شرقیہ سلطان
اور علمان نکتہ دان وزیر ایک جا ہونگے اس تحفہ کا دیکھنا محال ہی بکتانوس نے ملکہ شرقیہ کو اطلاع دی ملکہ شرقیہ
نے قویل کو اندر محل کے بُلالیا اور علمان نکتہ دان وزیر بھی ہمراہ قویل کے گیا حسب اتفاق اس روز سمن جان
پری قویل دانا کی مان جو علمان کی حقیقی بہن تھی واسطے ملاقات شرقیہ کے آئی اور جلسہ مین موجود تھی
قویل دانانے کہا ای شہریار ہمارے آقانے پوچھا ہی کہ تمکو سامان عروسی سے فرصت ہوئی یا نہین بکتانوس
نے جواب دیا کہ ہم شب و روز اسی فکر مین ہین قویل نے وہ تصویر بکتانوس کو دی اور کہا یہ جوان عالیشان
صاحب تصویر ہمارے شاہزادہ کا دوست قدیم ہی اگر تمکو اسکے حال سے اطلاع ہو تو ہمکو نشان دو کہ شاہزادہ
ہمارا اسکی ملاقات کا کمال مشتاق ہی بکتانوس نے وہ تصویر خود دیکھی اور سب کو دکھائی اور پوچھا کہ تم سب کے
خیال مین یہ تصویر کسکی ہی سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ تصویر شاہزادۂ شمسون مہر طلعت کی ہی سمن جان پری نے
جو وہ تصویر دیکھی بے اختیار روئی اور ملکہ شرقیہ گل اندام سے کہا ای ملکۂ عالم خدا جانے کہ شاہزادۂ
شمسون مہر طلعت کس جانب نکل گیا ہی کہ اُسکی مان یعنی ملکہ روشن گہر کا اُسکے فراق مین ایسا حال بد ہی کہ
دیکھنے والون کو افسوس آتا ہی اور اسقدر روئی کہ آنکھون کی بصارت جاتی رہی بکتانوس اور ملکہ شرقیہ و وزیر
علمان نکتہ دان اس کلام سے آبدیدہ ہوگئے اور قویل دانانے جو اپنی مان کی آواز سُنی نہایت بیقرار ہوگیا
اتفاق سے قویل کی گردن کا خال اُسکی مان نے دیکھ لیا اُسکے خون نے جوش مارا اور اُسی اضطراب مین دروازہ
سے باہر نکل پڑی اور نقاب چہرے سے قویل کے اُتار کے گلے سے لگا لیا اور زار زار رونے لگی پھر تو علمان نے بھی
بھانجے سے ملاقات کی تمام مردمان محل کو از سر نو خوشی تازہ ہوئی گویا دولت بے اندازہ ملی اور آواز محل سے
بلند ہوئی کہ الحمد للہ الذی اقام الحق فی مرکزہ بعد اسکے بکتانوس اور قویل دانا شاہزادے کے پاس آئے
شاہزادے نے بکتانوس کو برابر تخت کے جگہ دیکر پوچھا اسوقت کیا باعث کہ آپ تشریف لائے بکتانوس
نے کہا ای شہریار مین تمھارے حال سے نہایت متحیر تھا مگر اسوقت تمھارا حال سُنکے سجدۂ شکر بجا لایا اور براے
تہنیت خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا شاہزادۂ شمسون نے بکتانوس کی دعوت شاہانہ کی اور کہا کہ
ہماری راے یہ ہی کہ تم چندروز شادی کو موقوف رکھو کہ یہ رسم اگر بمصلحت والدین ہو تو نہایت مناسب ہی
بکتانوس نے جواب دیا کہ ای شاہزادۂ نامدار ع

جان و مال و ملک و فرزند انچہ ہست — بہر نذر شاہ خود دارم بدست
خواہ شہ اکنون ستاند خواہ باز — لطف می باید ز شہ از ما نیاز

آخر دوسرے روز شاہزادۂ عالی تبار نے بساعت سعید و فال نیک ارض الذہب کیطرف کوچ کیا پہلے خدمت مین گذارش ہوچکا ہی کہ بنی جان اکثر معاملات مین آدم کے مقلد ہوتے ہین اور بحکم و کفٰے کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ تمام کار انسانی عمل مین لاتے ہین اسی وجہ سے شاہزادۂ شمسون مہر طلعت نے بھی دیو نازیل قوی ہیکل اور اشرف بن حریم شاہ پریزاد اور ملک ارشون اور ملک شہروم اور بالیسم شاہ بادشاہ شوکتیہ وغیرہ کو حکم دیا کہ تم مع لشکر کر و فر شوکت وحشمت سے طرف ارض الذہب کے روانہ ہو تاکہ جو دیکھے حیرت زدہ ہو اس تجمل کا لشکر جن و انس مین سے کسی کو نصیب نہین شعر تو گوئی سلیمان قاف از شکوہ ٭ روان شد کہ با او ہست چندین گروہ ٭ جسوقت یہ لشکر مثل موج دریا قریب ارض الذہب کے پہونچا شاہزادہ نے پہاڑ کے دامنہ مین خیام فلک احتشام برپا کروائے اور شب بھر جلسہ رہا صبح پرچہ نویس نے خبر دی کہ پہلوانان قاف نے سلطان قیصر نوس کے مقابلہ مین صف آرائی کی ہی اور زر کثیر اور جواہرات مع بارگاہ قیصر نوسی طلب کرتے ہین شاہزادہ کو اس خبر وحشت اثر سے کمال غیظ آیا اور جوش شجاعت مین رفقا سے فرمایا کہ ان پہلوانان قاف کے ایام بد آگئے ہین کہ بارگاہ قیصر نوسی سلطان سے اور زر و جواہر طلب کرتے ہین

جب شامت آنے کو ہوتی ہی تو ایسی ہی سوجھتی ہی ع

چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمان میکند کس نباید بکار

شدہ شدہ یہ خبر شاہزادۂ مہرون وغیرہ نے بھی سُنی کہ بعد ہمارے گم ہونے کے ایک فرزند شمسون نام اور بھی خداوند کریم نے سلطان قیصر نوس کو مرحمت فرمایا تھا اور وہ بتلاش سیب مراد عشق مین ملکہ اوقیہ ماہ رخسار کے کسی طرف نکل گیا تھا اب بعد مدت دراز کے باقبال شوکت وحشمت پھر اپنے ملک کی طرف آتا ہی پس بمجرد اسکے یہ خیال آیا کہ وہ شاہزادۂ والا جاہ وہی ہی جسنے ہمکو طلسم گہر ریز سے نجات دی تھی اور جان ہماری بچائی ورنہ تاقیامت رہائی ممکن نہ تھی سب شاہزادون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک بار تو ضرور امتحان قوت شاہزادۂ شمسون واجب و لازم ہی پھر دیکھا جائیگا شاہزادۂ قمرون نے کہا وہ صاحبقران روزگار ہی اُس سے مقابلہ کرنا دشوار ہی آخر ایک روز یہ چارون شاہزادے نقاب چہرہ پر ڈال تھوڑی فوج سے شاہزادۂ شمسون کے لشکر کیطرف روانہ ہوے اور اُسی شب کو عالم واقعہ مین شاہزادۂ شمسون نے دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ای شاہزادۂ شمسون کل صبح کو تیرے چارون بھائی حقیقی کہ جنکو تمنے قید طلسم گہر ریز سے نکالا تھا برا ے امتحان تمھارے پاس آئینگے لوح طلسم گہر ریز بازو پر باندھنا اور اُن سے کہنا کہ ہمکو تمسے کچھ حاجت حرب و پیکار نہین سب بیکار ہی تم فقط مجھسے پنجہ اور کلائی کرو تمکو غالب و مغلوبی کا بخوبی امتحان ہوجائیگا جو مغلوب ہو وہ واجب التعظیم و اطاعت ہوگا جب وہ راضی ہون تو تم کہنا کہ تم چارون اس ستون بارگاہ کو بلند کرو جب تم زور کر چکوگے تو پھر مین زور کرونگا پس اُنسے

ستون جنبش نہ کھائیگا اور تم بفضل قادر بیچون و ببرکت لوح و بقوت صاحبقرانی بآسانی ستون کو بلند کر لوگے پھر اپنے بھائیون سے بسلوک و مدارات پیش آنا کہ تمھارے بڑے بھائی حقیقی ہین شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا بعد فراغ حوائج ضروری انتظار مین بھائیون کے بارگاہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھا اس عرصہ مین درگاہ سالار سے اُن شاہزادون نے آکر کہا کہ تم اپنے بادشاہ کو ہمارے آنے کی اطلاع دو درگاہ سالار نے شاہزادہ کی خدمت مین عرض کی کہ چار جوان نقابدار واسطے ملازمت حضور کے حاضر ہین شاہزادے نے اُنکو اندر بارگاہ کے بُلا لیا اور بعد ادائے رسم سلام مثل اہل اسلام کرسی جواہرنگار ہر ایک کو مرحمت فرمائی اور استفسار کیا کہ آپنے کس غرض سے اس کاشانۂ فقیر کو سرفراز فرمایا شاہزادۂ مہرون نے کہا اے شہریار ہمارے اور بادشاہ ارض الذہب کے فی مابین نزاع واقع ہی اور فی الحال سُنا کہ سلطان قیصر نوس کا ایک فرزند ارجمند رشید دوران وحید زمان کہ وہ آپکی ذات والا سے مراد ہی بعد عرصہ کے اپنے ملک کو جاتا ہی اسواسطے اس قصد سے آپکے پاس آئے ہین کہ ایک بار آپ سے بھی امتحان زور و فنون سپہ گری کرین اگر آپ ہم چارون بھائیون پر غالب ہوے تو ہم بدل و جان آپکے مطیع و فرمانبردار ہونگے ورنہ یہ فتح ہمارے نام ہی شاہزادے نے فرمایا بہت مناسب تھوڑی دیر توقف کیجیے بندہ حاضر ہی ناگاہ سلطان قیصر نوس بھی شاہزادۂ شمسون کی خبر سُنکے اُسیوقت عقیل خرد پرور وزیر کو ہمراہ لیکے واسطے ملاقات اپنے فرزند دلبند لخت جگر نور بصر کے روانہ ہوا اور قریب بارگاہ کے پہونچا تھا اثنائے راہ مین یہ سُنا کہ وہی پہلوانان قاف واسطے آزمایش زور و قوت کے شاہزادۂ شمسون مہر طلعت کے پاس بارگاہ مین آئے ہین غرض شاہزادون نے جب اصرار حد سے زیادہ کیا تو شاہزادۂ شمسون مہر طلعت نے پوچھا تم کس چیز کا امتحان مجھسے چاہتے ہو شاہزادون نے جواب دیا کہ آلات حرب سے خوف جراحت ہی چونکہ ہمکو فقط امتحان طاقت منظور ہی لہذا زور و قوت دست بازو کافی ہی آیندہ جو رائے اقدس ہو ہم عمل مین لاوین شاہزادہ نے فرمایا مین سب طرح سے موجود ہون مجھے کسیطرح کسی امر مین عذر نہین ہی مگر میری رائے یہ ہی کہ تم چارون بالاتفاق اس ستون بارگاہ پر زور کرکے بلند کرو اگر تمھاری قوت سے اس ستون نے دو چار انگشت بھی زمین چھوڑدی تو مین فرمانبرداری تمھاری قبول کرونگا اور اگر تمسے اس ستون نے جگہ نہ چھوڑی تو پھر مین زور کرونگا شاہزادے اس شرط پر راضی ہوے اور چارون بھائیون نے متفق ہوکر ستون بارگاہ پر حد سے زیادہ زور کیا لیکن ستون نے جنبش نہ کی شاہزادۂ شمسون نے کہا کہ ابھی تم چارون اس ستون کو نہ چھوڑنا اب مین زور کرتا ہون پس یہ سُنتے ہی چارون جوان لپٹ گئے اور لنگر اپنا سنگین کیا اور شاہزادۂ شمسون نے ستون کو بغل مین دباکر الا اللہ زبان سے کہکے زور کیا تو تائید الٰہی اور قوت صاحبقرانی سے ستون مع اُن چارون شاہزادون کے چار بالشت زمین سے بلند کرلیا اس اثنا مین سلطان قیصر نوس بھی بارگاہ مین تشریف لائے اور اُس زور و قوت کو شاہزادۂ شمسون کی ملاحظہ فرمایا تمام حاضرین بارگاہ بھی اُسی تماشے مین مشغول تھے اور کسی کو سلطان قیصر نوس کے آنے کی خبر نہ ہوئی شاہزادون

نے بعد امتحان شاہزادۂ شمسون مہر طلعت سے کہا ای شہریار للہ الحمد جو ہمکو منظور تھا وہ بخوبی ہو گیا اب ہم رخصت
ہوتے ہین شاہزادۂ شمسون نے فرمایا ابھی کیا جلدی ہی ایک لمحہ اور توقف کرو بعد اسکے شاہزادۂ شمسون
باپ کے قدمون پر گرا بادشاہ نے فرزند کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا شاہزادۂ شمسون نے بادشاہ کو
تخت پر بیٹھایا اور بھائیون کی کرسیان دست راست بچھوادین اور آپ بائین طرف تخت پر بیٹھا بادشاہ نے فرمایا
ای نور دیدہ و آرام جان ہمکو تیرا بائین جانب بیٹھنا ناگوار ہی اسکا کیا سبب ہی بیان کر شاہزادۂ شمسون نے عرض کی
پیر و مرشد تمام حال حضور کو ایک لحظہ مین معلوم ہو جائیگا بادشاہ خاموش ہو رہے جب صحبت گرم ہوئی شاہزادہ نے
فرمایا غلام حضور کے واسطے ایک تحفہ لایا ہی کہ شاید کوئی فرزند اپنے والدین کے واسطے نہ لایا ہوگا بادشاہ نے فرمایا
اس دُنیا مین اولاد سے بہتر خدا کا نام ہی باقی والسّلام شاہزادے نے عرض کی مین اُس تحفہ کو عرض کرتا ہون کہ
جسکی آرزو مین حضور کی نصف عمر گذر گئی بادشاہ نے فرمایا ہم تمھارے مغز سخن کو نہین پہونچے شاہزادہ نے فرمایا کہ
بجز اس خانہ زاد کے اور بھی کوئی فرزند حضور کا تھا بادشاہ یہ سُنکے تا دیر سکوت مین رہا اور نہایت متعجب ہوا فرمایا ای فرزند اب دل و جگر
دونون میرے اختیار سے باہر ہین جلد بیان کرو کہ یہ کیا اسرار ہی شاہزادہ نے عرض کی حضور کے نور نظر یہ چار
جوان دلاور نقابدار ہین کہ ایک ایک ان مین رستم و اسفندیار روزگار ہی جو حضور کے روبرو کرسیون پر بیٹھے ہین
بادشاہ نے فرمایا شاید تمھارے مزاج مین اس سفر وسیلۃ الظفر سے تھوڑی خوش طبعی زیادہ بڑھگئی ہی مین ان نقابدارون
کے حال سے مطلع نہین ہون ای فرزند ان نقابدارون نے سارے میرے لشکر کے سردارون کو زخمی و گرفتار
کر لیا ہی اور بارگاہ قیصر بوسی کی خواہش رکھتے ہین شاہزادے نے اپنے دست مبارک سے شاہزادۂ مہرون
کے چہرے سے نقاب دور کی اور فرمایا کہ ای برادر والا قدر حجاب تا کی اب محل شکر الٰہی ہی نہ ہنگام نقابداری آگاہ ہو
کہ یہ زور و قوت میرا داد الٰہی ہی کہ جو مین تمپر غالب ہوا ورنہ ہم تم تو برادر ہین پس وہ چارون شاہزادے بادشاہ
کے قدمبوس ہوے اور بادشاہ نے سر اُنکا سینہ سے لگایا لیکن نہایت حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی شاہزادۂ شمسون
نے بادشاہ کی خدمت مین تمام و کمال قصہ اُنکا مفصل بہ تصریح بیان کیا بادشاہ نے فرمایا ای فرزند دلبند مین نے
یہ روز فرخ و مبارک فقط تیرے طفیل دیکھا بعد اسکے بادشاہ نے چارون فرزندون کو سینہ سے لگایا اور خوب رویا
شاہزادۂ شمسون نے عرض کی اب حضور بدولت و اقبال شہر مین تشریف لیچلین تا کہ فدوی یہ تحفہ بلکہ دولت
غیر مترقبہ خدمت مین جناب والدہ ماجدہ مدظلہا کے گذرانے بادشاہ مع اُن شاہزادون کے داخل محلسرا ے
خاص ہوا شاہزادۂ شمسون نے مان کے قدمون کو بوسہ دیا اور دیکھا کہ نور بصارت بالکل جاتا رہا ہی مان نے
بصد شوق بیٹے کو چھاتی سے لگایا شاہزادہ نے وہ سیب مراد اپنی والدہ کو دیا اور کہا کہ حضور اسکو سونگھین بس
ملکہ نے جیسے ہی اُس سیب کو سونگھا بمجرد اُسکی خوشبو دماغ مین پہونچنے کے آنکھون مین روشنی ہو گئی ملکہ نے فوراً

نماز شکریہ ادا کی بعد اُسکے فرزندون کے تصدق ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ تینون لشکر ایک جا جمع ہون اور شہر مرصع نگار سے تا کوہ سبز رنگ دو رویہ ہماری سرکار سے آراستہ و پیراستہ کیا جاوے اور کوہ سبز رنگ سے تا ملک عجائب نگار آرایش سلطان بکتا نوس کرین اور تمام سلاطین قاف کو اس جشن و شادی مین رقعے طلائی مرصع کار بھیجے جاوین خلاصہ یہ کہ یہ جشن شادی شاہزادۂ شمسون اس زیب و زینت سے تین مہینے تک ایسا دھوم سے کیا گیا کہ پھر کبھی چشم فلک نے نہ دیکھا یعنی غرۂ فروردین سے تا آخر خورداد ہنگامہ عیش و نشاط برپا رہا کہ ملک ارض الذہب اور ملک عجائب نگار ایک ہو گئے تھے اور یہان سے وہان تک ہر خاص و عام کو ہر جگہہ سامان عیش و نشاط مہیا تھا اور روشنی کا یہ عالم تھا کہ رات و دن مین فرق نہ تھا غرض کہ قاضی قضات نے شاہزادۂ شمسون کا عقد صیغہ ملکہ اوقیہ ماہ رخسار سے بعد خطبہ طولانی پڑھا پھر اُن چارون شاہزادون کا بھی نہایت تجمل و شان سے عقد ہوا پھر شاہزادۂ شمسون نے اپنے رفقا یعنی حسان پریزاد اور شاہزادۂ اشرف اور دیو نازیل وغیرہ کی اُنکے مطلوبون کے ساتھ بڑے تزک اور شان سے شادیان کین اور یہ سب رفقا بھی شکریہ احسان شاہزادہ کا بسر و چشم بجا لائے اگر اُنمین سے ایک جشن عروسی کا بھی مفصل حال لکھا جائے تو ایک عمر نوح چاہیے اور پھر مطلب رہ جائے اور مطلب اصلی تک نہ پہونچے لہذا اسے حوالہ قصہ خوان سخن ساز کے کیا گیا کہ وہ آب و تاب کے ساتھ بلطف شیرین بیانی سامعین کے روبرو بیان کرین اور اس خاکسار نے اشہب مشک بار خامہ کو میدان طلب کے صفحہ مین یون جولان کیا کہ جب بعد ادائے رسومات کتخدائی شاہزادۂ شمسون مہر طلعت ملکہ اوقیہ ماہ رخسار سے ہمبستر ہوا شب زفاف ہی کو ملکہ حاملہ ہوئی اور بعد انقضائے مدت حمل ایک دختر بلند اختر پیدا ہوئی کہ جو اپنے ماں باپ کے حسن و جمال سے بدرجہا حسین تھی گویا صانع حقیقی نے نور کے سانچہ مین ڈھالا تھا سوائے مادہ ذاتی والدین خواص اُس ایک سیب مراد کا نرالا تھا یعنی خاصیت سیب مراد کی آگے بیان ہو چکی ہی کہ جو کوئی کھائیگا اُسکی اولاد حسن و جمال مین بے مثال ہوگی کہ جسکا نظیر و عدیل پردۂ دنیا پر نہو گا غرضکہ شادی تولد دختر بھی اُسی کر و فر سے ہوئی کہ تمام سلاطین قاف جمع ہوے اور نام اُس ماہ برج شرف کا ملکہ نوبہار گلشن افروز رکھا جبکہ اس ہنگامہ عیش و نشاط سے فرصت پائی شاہزادۂ شمسون کبھی سسرال اور گاہے اپنے گھر مین بخوشی و خرمی بسر کرنے لگا اسطرف شاہزادۂ معز الدین خاموش ایک گوشہ مین یہ داستان فرحت نشان سن رہا تھا جب اُسنے منجم کی زبان سے اپنی معشوقہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا نام سنا چاہتا تھا کہ نعرۂ آہ کھینچے مگر ضبط کو کام فرمایا اور دل مین کہا کہ اس نقل کو آخر تک سن لینا چاہیے دیکھو کہ انجام کار اُسکا کیا ہوتا ہی اس اثنا مین منجم نے کہا ای طالقوس نوع انسان مین ایک حکیم عالی خاندان والا دودمان مجمع علوم و فنون علامۂ عصر عالم علم سیر نجات حاکم رموز طلسمات حکیم قسطاس الحکمت دالانزا دکہ بخدمت مین شاہزادۂ شمسون کو ابتدائے طفولیت سے ایک طرح کا وثوق تھا وہ اُس دختر پری پیکر رشک قمر کو

حکیم صاحب کی خدمت مین لیگیا حکیم صاحب عالی منزلت نے بکمال شفقت و مہربانی دست حق پرست اپنا
ملکہ نوبہار کی پشت پر رکھا اور فرمایا ای شمسون اس نونہال سرو چمن خوبی کو ہم اپنا لخت جگر و نور بصر سمجھین گے
بعد اسکے طالع ولادت کا زائچہ کرکے دیکھا اور فرمایا کہ از روے علم نجوم ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی آدمزاد صحیح النسب
سادات کے ساتھ اس عالی گوہر کا عقد ہوگا اگرچہ یہ امر شاہزادے کے خلاف طبع تھا لیکن بخوف حکیم صاحب
کچھ جواب نہ دیا چپ ہو رہا جب ملکہ نوبہار سن تمیز کو پہونچی حکیم صاحب نے ملکہ کو اپنے عجائبات و طلسمات کا
بادشاہ کردیا اور شاہ یکتانوس و سلطان قیصرنوس نے اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور اُن چارون
بھائیون نے بھی ریاست اور سلطنت ارض الذہب اپنی برضا و رغبت شاہزادہ شمسون کو سپرد کردی
اور خود بقیہ عمر اپنی سلطنت ملک فرتوت درخشندہ تاج مین کہ جو سسرال تھی بسر کی فقط سلطان شمسون والد ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے باقی ہین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز محکوم حکیم قسطاس الحکمت ہی لیکن خود حاکم طلسمات و
عجائبات ہی یہ قصہ یہان تک تو مجھے یاد تھا مین نے بیان کیا اب تم کہو کہ مآل کار ملکہ نوبہار گلشن افروز کا کیا ہوا
آیا کسی آدم نیک نہاد کے ساتھ عقد ہوا یا نہین طالقوس نے کہا **شعر**

نوبت بمن افتاد بگو شید کہ دوران	آرا سیتے از تو بلند مسند جم را

ای خاتون معظم مین چہارشنبہ کو اول چشمہ عطارد مین غسل کرلون تو نوبت بیان آئیگی کسواسطے کہ بدون اس
عمل کے مجھ مین لیاقت فہمید داستان کی نہ ہوگی شاہزادہ معزالدین کہ سرمۂ زحل آنکھون مین لگائے
یہ داستان نجمہ سے سن رہا تھا بس جب طالقوس کے کہنے سے خیال آیا کہ مجھے بھی تو ہدایت پیکر جوزا کی تھی
بس صبح کو شاہزادے نے چشمہ عطارد مین غسل کیا دن تو سیر بازار مین گذارا اور شب کو کھانا نہایت نفیس
بادشاہ و امرا کے باورچیخانہ سے نوش فرمایا اور نجمہ و طالقوس کیواسطے لایا اور خود اُسی گوشہ مین پوشیدہ ہوگیا
نجمہ نے کہا ای طالقوس آج دو دن سے خداوند کریم بے منت خلق ایسی غذاے لطیف کھلواتا ہی کہ اُسکا شکر
ادا نہین ہوسکتا اب جلد تم کھانا کھالو تو داستان بیان کرو کہ مین نہایت مشتاق ہون طالقوس نے کہا ای نجمہ
مغرب مین ایک بادشاہ سلطان اسمعیل المنصور بقوۃ اللہ ہی خداوند تعالےٰ نے اُسے سلطان معزالدین
ابوتمیم نام ایک فرزند ارجمند عنایت فرمایا ہی شاہزادہ نے کہا سبحان اللہ یہ تو میرا نسب نامہ بیان کرتا ہی
ناظرین داستان سحر بیان کو واضح ہو کہ شاہزادہ معزالدین تاثیر طلسم سے ایسا محو ہو رہا ہی کہ اُسے
سواے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے اور کچھ خیال نہین بقول شاعر **شعر**

مطلب ہی لامکان سے نہ کچھ کائنات سے	مجھکو فقط امید ہی تیری ہی ذات سے

نشۂ عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز ایسا چرایا ہوا ہی کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہین ہی قصہ مختصر طالقوس نے

ابتداے عاشقی شاہزادہ سے یہان تک بیان کیا کہ اب وہ شاہزادہ گوشہ مین پوشیدہ موجود ہی اور ابو الحسن جوہر
کا روانہ کرنا اور حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات جوہری کی ہونا اور سیر و تماشا عجائبات کا دیکھنا اور وارد ہونا
طلسم جوزا مین اور خود سرمۂ زحل آنکھون مین لگائے ہوے فلان گوشہ مین تشریف رکھتا ہی اور ہماری داستان
سن رہا ہی یہانتک کے حالات بیان کیے اور بآواز بلند کہا اے شاہزادۂ معز الدین اب کسطرح تم پوشیدہ ہو سکتے
ہو اب تم نکل آؤ کہ یہی مناسب وقت ہی اور ہم انشاء اللہ تمکو تمھاری منزل مقصود کو پہونچا دینگے اگر فرمان ہی
تمھارے ارباب اول مثلثہ ہوائی کی مہر ہو جائے تو پھر عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کو تمھاری اطاعت مین
کسی طرح کا عذر نہوگا شاہزادہ سرمۂ زحل آنکھون سے دور کرکے بموجب ہدایت طالقوس کے پاس
تشریف لایا طالقوس نے سلام کیا اور کہا اے شہریار یہ خیر اندیش عرصہ سے حضور کے قدوم میمنت لزوم کا منتظر
تھا للہ الحمد کہ آج زیارت جمال باکمال سے مشرف ہوا شاہزادہ نے فرمایا اب آپ اس کشتۂ فراق کے باب مین
کیا ارشاد فرماتے ہین طالقوس نے کہا کہ آج چہارشنبہ ہی وقت عصر مخنثون کے معرکہ مین تمکو لیجاؤنگا اور حصول
مدعا کی تدبیر کرونگا وقت عصر طالقوس شاہزادہ کو ایک میدان وسیع مین لیگیا جہان مجمع عظیم مخنثون کا تھا
اور مرد کا نام نہ تھا گوشۂ میدان مین بادشاہ مخنثون کا تخت پر بیٹھا تھا اور آگے اُسکے تمام مخنث تالیان بجاتے
اور مٹکتے تھے شاہزادے نے طالقوس سے اُسکا نام پوچھا طالقوس نے کہا اُسکا نام مہرج شاہ ہی الغرض
جب سب امیر و غریب اُس فعل سے فارغ ہوے ایک پیر مرد دوات و قلم اور کاغذ لے کر معرکہ مین آیا
حکیم طالقوس نے کہا اے شہریار اسی پیر نویسندہ کاغذ سے کام ہمارا متعلق ہی شاہزادہ نے
کہا نام اسکا کیا ہی طالقوس نے کہا شادان واقعہ نگار اُسکا نام ہی اور یہ ہر ایک کیفیت کو لکھا کرتا ہی ہمکو بھی
ان فردون سے ایک فرد کی ضرورت ہوگی یکایک ایسی ایک ہوا ے تند چلی کہ تمام فردین پریشان و ابتر ہوگئین
اور ایک فرد اُن فردون سے خود اُڑکر شاہزادہ کی گود مین آگئی شاہزادہ نے وہ فرد جیب مین ڈال لی بعد اسکے
اُس پیر مرد نے وہ سب فردین اُٹھا لین غروب آفتاب تک وہ ہنگامہ موقوف ہو گیا اور وہ سب مخنث شہر مین
روانہ ہوگئے اور وہ مرد بھی پہاڑ پر چلا گیا بعد اسکے طالقوس شاہزادہ کو قریب پہاڑ اُس قصبہ مین جہان
نویسندۂ افراد کا مکان تھا لیگیا طالقوس نے پیر مرد کو سلام کیا پیر مرد نے جواب سلام دیا اور کہا اے نجومی
تم یہان کہان طالقوس نے کہا اے حضرت وعدہ آپ کا گذر گیا جس مولود کے ہم اور آپ منتظر تھے وہ
یہان تشریف لایا ہی اب جو امانت اُسکی تمھارے پاس موجود ہی دیدینی چاہیے کہ وہ اپنی مراد سے کامیاب ہو
پیر مرد نے کہا ابھی مجھے حکم نہین پہونچا طالقوس نے کہا کیا مین تمسے جھوٹ کہتا ہون پیر مرد نے کہا مین بدون
اجازت کے نہین دیسکتا شاہزادہ اُنکے جواب و سوال سے حیران تھا کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا طالقوس نے کہا

دینے نہ دینے کا تمکو اختیار ہی مگر اپنی فرد بین تو دیکھو پیر مرد نے کہا جبتک مجھے حکم نہ ہوپہنچے مین فردین کیا دیکھون
طالقوس نے کہا اگر تم نہین دیکھتے ہو مجھے ایک بار دکھا دو مین دیکھ لونگا کہ وہ فرد مطلب اُن فردون مین ہی
یا نہین پیر مرد نے طالقوس کی اس تکرار سے فردون کو دیکھا اُسمین بادشاہ کے حال کی فرد نہ ملی اُسنے خوب
غور سے شاہزادے کو دیکھا اور کہا ای شہریار نامدار سبحان اللہ فرد مطلب خود بخود تمھارے پاس پہوچگئی
اور مین وقت بھول گیا برائے خدا میری خطا معاف کرو کسواسطے کہ مجھے بھی حکم تھا کہ جسوقت یہ فرد جسکے پاس
پہونچ جائے وہی شخص صاحب مطلب ہی شاہزادے نے وہ فرد جیب سے نکال کے پیر مرد کو حوالہ کی پیر مرد
بولا آج آپ میری دعوت نوش فرماوین کل انشاء اللہ آپ کو منزل مقصود پر پہونچا دونگا شاہزادے نے قبول
کیا بعد فراغت اکل و شرب جب تھوڑی رات باقی رہی وہ پیر مرد شاہزادے کو ایک درہ کوہ مین لیگیا اور
کہا تم اس فرد کو ایک پتھر پر رکھدو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو شاہزادے نے اُس فرد کو ایک پتھر پر رکھدیا
پھر دیکھنے اُس فرد کے ایک ہوا ے تند ایسی چلی کہ اُس فرد کو لیگئی پیر مرد نے رخصت طلب کی اور کہا بعد ایک
لمحے کے ایک بوریا آسمان سے اُڑتا ہوا آئیگا تم اُسپر بے خوف و خطر بیٹھنا وہ تمکو دربار مین ایک بادشاہ کے
پہونچا دیگا تم اُس سے کہنا کہ مجھے شادان وقایع نگار نے تمھارے پاس بھیجا ہی بعد اسکے اپنا مطلب اظہار کرنا
وہ بادشاہ سوال کریگا کہ وہ سات قصر پست و بلند کون ہین جنمین چھ قصر کا رنگ صاحبان قصر کے رنگ سے خلاف ہی
اور ایک قصر صاحب قصر کے رنگ سے مشابہ تر ہی تم جواب دینا کہ سات قصرون سے مراد ساتون فلک ہین اور
از روے نجوم کے سات ستارہ بھی ہین اور منجمون کی اصلاح ہین بحسب رویت ہر فلک کے رنگ کو کبودی قرار دیا ہی
اور کوکب عطارد کو بھی برنگ کبودی قرار دیتے ہین اسوجہ سے اُسکو مشابہ برنگ فلک بیان کرتے ہین اور افلاک
اپنے اپنے کواکب کے رنگ سے خلاف رنگ ہین پس بادشاہ بعد حصول جواب فرمان پر تمھارے اپنی مہر کردیگا
یہ کلمہ کہکر پیر مرد روانہ ہوگیا طالقوس نے کہا ای شہریار مجھے بھی رخصت کرو انشاء اللہ تعالے مین اُسی شہر مین تم سے
ملاقات کرونگا قصہ کوتاہ شاہزادہ اُسی حصیر پر سوار ہوکر بادشاہ کی مجلس مین پہونچا اور وہی جواب وسوال باہم ہوے
بادشاہ نے تین روز مہمانی کی چوتھے روز شاہزادے کو اپنے ساتھ ایک گنبد کلان فلک نشان مین لے گیا
شاہزادے نے دیکھا اندر گنبد کے ایک تخت فیروزہ رنگ پر ایک پیر مرد بیٹھا ہی لیکن صورت اُسکی بالکل اُسی
پیکر سنگین کی ہی کہ جو برج جوزا کی شکل تھی مگر اسقدر فرق ہی کہ وہ تصویر سنگین تھی اور یہ انسان ہی بادشاہ نے اُس پیر مرد
تمنت سے دست بستہ عرض کی کہ ای بزرگ یہ جوان اپنے فرمان پر تمھاری مہر چاہتا ہی پیر مرد نے بادشاہ کو مہر کی اجازت
دی بادشاہ نے فرمان پر مہر کردی شاہزادے نے وہ فرمان لیکے آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر اُس بادشاہ و
گنبد کا نشان نہ پایا بلکہ دیکھا تو ایک دشت پرخوف تھا اور اسقدر آندھی تیز چل رہی تھی کہ قدم زمین سے اُٹھے جاتے تھے

آخر بمشکل تمام ایک جانب روانہ ہوا اس عرصہ مین طالقوس بھی موجود ہوا شاہزادے نے طالقوس سے فرمایا ای عالم رموز غیب و دانندۂ کواکب افلاک تا کجا اس دشت ہولناک مین خراب و سرگردان وحیران رہونگا بیت

بغیر یار بسر مے بریم عمر شریف	بہ تنگ عیشی ما ہیچکس بعالم نیست

طالقوس نے کہا حضور کسی نوع کا آسیب اندیشہ نہ فرمائین کہ وقت مواصلت و ہنگام عشرت قریب تر آیا ایک مرحلہ طی ہو گیا ہے دو اور باقی ہین بفضل ایزدی وہ بھی طی ہوے جاتے ہین شاہزادے نے پوچھا وہ مرحلات باقی ماندہ کون ہین طالقوس نے کہا ایک شہر زنان جہان صورت مرد کی نایاب ہے دوم بیر العمیق جو دروازہ خروج دشت باد انگیز کا ہے مین تمھارے ہمراہ بقالون کے قصبہ تک حاضر ہون وہان پھر زایچہ کر کے دیکھونگا شاہزادہ یہ سنکے طالقوس کے ہمراہ روانہ ہوا ہوا سے تند کی وہی شدت تھی اور راہ مین بجز اخروٹ اور بادام و نارجیل کے اور کچھ نہ تھا طالقوس سے شاہزادے نے کہا اس دشت مین سوا اس میوہ نفاخ کے اور کچھ نہین ہوتا طالقوس نے کہا کہ جو میوے برج میزان سے متعلق ہین اس دشت مین پیدا ہوتے ہین آخر اکیس روز کے عرصہ مین رفتہ رفتہ بعد طی منازل و قطع مراحل ایک قصبہ مین پہونچے کہ تمام مکانات اُس قصبہ کے سفید و پختہ گچ کے نہایت خوش وضع و خوش قطع بنے تھے لیکن بجز بقالون کے اور کوئی قوم وہان نہ تھی اور سواے روغن زیتون اور گھی کے کسی جنس کی خرید و فروخت نہ ہوتی تھی شاہزادہ نے حال اُس قصبہ کا اور خرید و فروخت کی وجہ پوچھی طالقوس نے کہا یہ قصبہ برج میزان سے منسوب ہے اب تھوڑی دور یہان سے شہر زنان ہے یہان کے بقال شہر زنان مین روغن لیجاتے ہین اور وہان سے عوض مین نقرۂ خام لاتے ہین شاہزادہ سیر کرتا ہوا ہمراہ طالقوس کے بازار مین گیا دیکھا کہ ہر دوکان پر ایک ترازو لٹک رہی ہے اور ہر شخص اُسکی پرستش کرتا ہے ایک جا مجمع خلایق دیکھا شاہزادہ جو وہان گیا تو یہ چرچا سُنا کہ ایک بنیے کا داماد سفر کو گیا تھا اور اُسکی بی بی نے اُسکے بعد اپنے چچا کے بیٹے سے زنا کیا تھا اور اب وہ انکار کرتی ہے کہ یہ مجھپر گھر والے تہمت لیتے ہین حاکم نے حکم دیا کہ یہ مقدمہ یہان فیصل نہین ہوگا مدعی و مدعا علیہ کو میزان العدل مین لیجاؤ وہان فیصلہ ہوگا طرفین راضی ہوے اُسکو وہان لائے ہین شاہزادہ نے طالقوس سے میزان العدل کی کیفیت پوچھی طالقوس نے کہا ای شہریار ذی وقار میزان العدل کو تم خود دیکھ لینا میرے بیان کی کچھ ضرورت نہین ہے مگر پرستش ترازو کی یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ برج میزان نقلی کو بجاے اصلی کے پوجتے ہین اب تم شہر زنان مین تشریف لیچلو اور جو کہون اُسپر عمل کرو کہ اپنی مراد دلی کو پہونچو پہلے تم سُرمہ زحل آنکھون مین لگاؤ دیکھنا کہ شہر زنان مین نازنینان ارباب نشاط و طرب ایسی صاحب حُسن و جمال ہین کہ ایسا حُسن تمھاری نظر سے نہ گذرا ہوگا اور ہر وقت رات و دن عیش و نغمہ و سرود مین گذراتی ہین تمکو کوئی نہ دیکھیگی تم جہان چاہنا عیش کرنا اور جو مرغوب طبع ہو کھانا کوئی تمھارا مزاحم حال نہو گا غرۂ ربیع الثانی کے جمعۂ اول کو تمام زنان شہر

اپنی ملکہ کے ہمراہ شہر سے باہر پہاڑ پر جمع ہونگی وہان ایک ترازو آدہ کوس کے فاصلہ پر آویزان ہو کہ ایک پلہ اُسکا آسمان پر اوڑا ایک پلہ زمین پر رکھا ہو اُسی کو میزان العدل کہتے ہین اور تمام اہل شہر اپنے اپنے اعمال ایک کاغذ پر لکھتے ہین اور وہ کاغذ پلۂ بلند پر رکھتے ہین اور پلۂ زیرین پر خود بیٹھتے ہین اگر اعمال اُنکے نیک ہین پلہ اُنکا زمین سے بلند ہو جاتا ہو اور بد کا پلہ زمین پر آجاتا ہو اور جو کسی عورت کا پلہ بلند نہوا وہ اُسیوقت اپنی مرشدہ حُسنہ کو وہ کاغذ اعمال نامہ دکھاتی ہو وہ مرشدہ اُسکو اُسکے اعمال سے آگاہ کرتی ہو کہ تجھسے فلان خطا سرزد ہوئی ایک برس تو صوم و صلوٰۃ کر سواے عبادت کے اور دوسرا کام نہ کرنا ہر وقت توبہ و استغفار مین مشغول رہنا دل مین نادم و پشیمان ہونا اور جو مدعی و مدعا علیہ فیصلے کو جاتے ہین وہ دونون پلۂ میزان پر بیٹھتے ہین سچے کا پلہ بلند ہو جاتا ہو اور جھوٹے کا پلہ اُسکو زیر کوہ پھینک دیتا ہو پس یہ قاعدہ مقررہ ہو شاہزادے نے کہا جب یہان کوئی مرد نہین ہو تو پھر توالد و تناسل کسطرح ہوتا ہو طالقوس نے کہا اے شہریار جب کسی عورت کی زندگی مین تیرہ برس باقی رہتے ہین آثار حمل خود بخود ظاہر ہوتے ہین جب وہ مرجاتی ہو تو اُسے دفن کردیتے ہین بقدرت قادر مطلق بعد دو برس کے اُسکی قبر سے ایک عورت جوان اُسی عورت مُردہ کی شکل کی ظاہر ہوتی ہو اور وہ اپنی مان کی قایم مقام ہوتی ہو شاہزادے کو اس حکایت عجیب سے کمال حیرت ہوئی اور فرمایا سُبحان اللہ سُبحان مَن لہٗ فی مخلوقاتہٖ عجایبًا کثیرۃ خیر یہ قصہ تو سُنا اب کوئی صورت کشود کار کی مجھے بتاؤ طالقوس نے کہا تم ایک ہفتہ یہان کی سیر کرو بعد اسکے مین ایک اسم بزرگ بتادونگا تم شب جمعہ سے اُسکو پڑھنا اور ایک پلۂ میزان مین سوار ہونا جب میعاد پوری ہو جائیگی یعنی جمعہ جمادی الاول کو ایک نازنین زہرہ جبین تمھاری خدمت مین حاضر ہوکر پوچھیگی کہ تمنے کس کام کو بلایا ہو تم کہنا کہ مین برج دوم مثلثہ ہوائی کی فرمان پر مہر چاہتا ہون وہ تمکو پلۂ دوم میزان العدل مین سوار کریگی پلہ میزان یک بیک زمین سے اسقدر بلند ہو جائیگا کہ تمام عالم مثل ایک شہر مختصر کے نظر آئیگا اُسوقت کسی طرح کا خوف و وسواس نہ کرنا اور اسی اسم کو پڑھے جانا ایک ساعت کے بعد نازنین دوم نازنین اول سے زیادہ تر حسین و خوبصورت آکر باواز ناز تمسے مطلب دریافت کریگی تم وہی مطلب اُس سے بھی بیان کرنا پس نازنین دوم ایسی پلہ کو گردش دیگی کہ تم مثل سنگ منجنیق یعنی جسکو گوپھن ہندی مین کہتے ہین پلہ سے جدا ہوکر زمین پر گروگے اور بدحواس ہو جاؤگے جب ہوش درست ہونگے تو ایک باغ جنت نشان پُر فضا مین اپنے کو پاؤگے کہ تمام باغ کے مکانات آئینہ وار روشن و صاف ہونگے اور تمام میوہ جات گرم و تر شیرین ہونگے اور اُسکی بوے خوش ایسی دماغ کو معطر کردیگی کہ سالہاے دراز تک اُسکی خوشبو دماغ سے نہ جائیگی اس اثنا مین ایک سمت سے آواز نغمہ دلسوز اور ندائے سرود دلکشا آئیگی کہ دل کو بیچین کردیگی تم اُسی آواز پر چلے جانا وہان ایک مکان عالیشان کے اندر صدہا نازنینان زہرہ جبین و پری رویان مہ جبین سرو قامت سراسر قیامت جمع ہونگی اُنمین سے ایک نازنین حور پیکر تاج مرصع نگار برسر

بشوکت تمام تخت مروارید نگار پر جلوہ گر ہوگی کہ جسکی شعاع حسن سے تمام باغ و مکان روشن ہوگا اور اُسکے آگے
ایک کرسی زرنگار بچھی ہوگی تم اُس کرسی زرنگار پر بےخوف و خطر بیٹھ جانا اور اُس محفل عشرت منزل کا تماشا دیکھنا
اور کھانا بھی اُنھین محوشان کے ساتھ کھانا بعد ایک شب کے ہزارہا جانور خوش رنگ و خوش الحان شاخہاے درخت
پر جمع ہوکر اس آواز خوش اور نغمات دلکش سے زمزمہ کرینگے کہ تمام عمر ایسے چہچہے کسی ہزار داستان کے نہ سُنے ہونگے
بلکہ اس شکل و شمایل کے جانور بھی نہ دیکھے ہونگے اور اُن جانورون مین ایک جانور اُلّو کی آواز سے فریاد و شور
کریگا تم تیر و کمان پوشیدہ لیکر اُس جانور کو تیر سے مارنا اور دو قطرہ خون اُسکے اپنی آنکھون مین لگا لینا پھر اُن نازنینون
کو تم بخوبی نظر آؤگے اور اثر سحر زحل کا بالکل زائل ہوجائیگا اور وہ ملکہ تخت نشین تمکو پہلو مین بٹھا لیگی تم اُس سے
کہنا کہ اے ملکہ مین فقط اسواسطے تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ تم بھی بمہربانی میرے فرمان پر مُہر کردو وہ جواب
دیگی کہ جبتک کوئی دستاویز مکمل نہ دیکھونگی مہر نہین کرونگی تم مہر پیکر جوزائی اُسکو دکھا دینا پھر وہ بلا حجت و تکرار مہر
کردیگی پھر بعد اسکے مہر سوم ارباب مثلثہ ہوائی کی اس فرمان پر باقی رہ جائیگی مگر اُس مہر کا ہونا پہونچنے پر بیر العمیق
کے موقوف ہے جسے زبان عجم مین چاہ درفش کہتے ہین انشاء اللہ وہان بھی مین تمھاری مدد کرونگا لیکن تم یہ اسم بزرگ
شب جمعہ کو ساعت اول مین زہرہ کی شروع کرنا کہ اُسوقت ستارہ زہرہ کبودی فلک مین پہونچیگا قصہ مختصر بعد اس
فہمایش کے طالقوس شاہزادہ کو شہر زنان کی طرف روانہ کرکے آپ دوسری طرف چلا گیا شاہزادہ سرمہ زحل
آنکھون مین لگائے ہوے شہر زنان مین پہونچا شہر کو کمال آسودہ و آباد و بارونق دیکھا ساکنان شہر سپید رنگ نہایت حسین
و خوش جمال و کشادہ ابرو و سیاہ چشم شوخ مزاج صاحب کرشمہ و ناز و معشوقانہ انداز تھے شاہزادہ جہان چاہتا سو رہتا
تھا اور جسکے ساتھ چاہتا کھانا کھاتا تھا اور جب وہ نازنینین کھانا صرف ہوتے دیکھتین اور کھانے والا نہ دیکھتین نہایت
متعجب ہوتی تھین حسب اتفاق شاہزادے نے زکیہ سپیدپوش ملکۂ شہر کے ہمراہ کھانا کھایا ملکہ نے دایہ سے کہا
اے دایہ دیکھتی ہو کہ کوئی موکل میرے ساتھ کھانا کھاتا ہے دایہ نے کہا قربان جاؤن میری عقل بھی کچھ کام نہین کرتی کہ یہ
کیا عقدہ ہے غرض کہ شاہزادہ جس جگہہ کھانا کھاتا تھا لوگون کو سواے حیرت و استعجاب کے پتہ نشان نہ معلوم ہوتا تھا
اس عرصہ مین غرۂ ربیع الثانی کا آیا تمام زنان شہر مع ملکہ زکیہ سفیدپوش پہاڑ پر میزان العدل کے پاس جمع ہوئین
بعدہ ہر ایک نے نامۂ اعمال اپنا پلۂ بلند پر رکھا اور خود پلۂ دوم مین سوار ہوئین قصہ کوتاہ دو عورتون کے سوا اور سب
عورتین پسندیدۂ اعمال ہوئین اور اُن دونون نے اُسیوقت لباس سپید اُتار کر لباس سیاہ پہنا اور سینہ پیٹتی اور نالہ و
زاری کرتی ہوئین حسنہ مرشدہ کی خدمت مین پہونچین شاہزادہ بھی اُنکے ساتھ ہوا یہ عورتین شہر کے بازار مین قصر سپید
کے دروازہ پر آئین اور دق الباب کیا اندر سے آواز آئی تم کون ہو اُنھون نے کہا گنہگار برائے استغفار آئے ہین
دروازہ کھُلا یہ عورتین اندر گئین شاہزادہ بھی پیچھے پیچھے گیا کیا دیکھا کہ ایک عورت ضعیفہ زاہدہ تسبیح ہزار دانہ سے

سجادۂ عبادت پر نماز مین مشغول ہین ان عورتون نے اپنا اپنا کا غذ پیش کیا زاہدہ نے غور سے دیکھا ایک سے کہا کہ تو نے فلان روز ترک عبادت کی اور قضا کو ادا نہ کیا اسوجہ سے درگاہ خدا مین معتوب ہوئی اور دوسری سے کہا کہ تو نے فلان روز خیال کیا تھا کہ مین بھی مردمان عالم ناسوت کے مانند اگر صاحب شوہر ہوتی تو کیا خوب اوقات بسر ہوتی اب تم دونون عوض مین اسکے دو مہینے روزے رکھو اور شب و روز نغمہ و سرود مین بسر کرو ورنہ زیادہ تر گنہگار ہو گی یہ تو خبر شدہ کو نذر دیکر باہر آئین اور ایک پہاڑ کے غار مین غائب ہو گئین شاہزادہ وہان سے میزان العدل مین پہونچا اور زنان شہر کے اعمال کی سیر دیکھا کیا اتنے مین وہ عورت ہمراہ اپنے مع دیگر عورات کے آئی اور ملکہ زکیہ سفید پوش سے حقیقت بیان کی مگر شاہزادہ کو پاکدامنی کا حال بنیے کی لڑکی کا بخوبی معلوم ہو گیا تھا غرض ملکہ زکیہ نے سب عورتون کا اظہار لیا اُس لڑکی نے کہا اے ملکہ مین ہرگز واقف نہین یہ میری ساس ناحق مجھکو متہم کرتی ہے ضعیفہ نے کہا اب انکار سے کیا ہوتا ہے مین نے خود دیکھا ہے کہ تم مرد و عورت باہم ایک جا پر تھے اول ملکہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم دونون آپس مین فیصلہ کرو ورنہ میزان العدل کے فیصلہ مین ایک نہ ایک جان سے جائیگی بقال کی لڑکی نے کہا کہ مجھے ہرگز ملکہ کے کہنے سے انکار نہین ہے لیکن وہ ضعیفہ راضی نہوئی آخر ملکہ زکیہ نے پہلے بقال کی بیٹی کو پلہ میزان مین بٹھایا چونکہ وہ بیچاری علت زنا سے پاک تھی پلہ اُسکا بلند ہو گیا بعد اسکے ضعیفہ سے کہا اب تو سوار ہو ہرچند کہ اُسنے عذر کیا ملکہ نے ایک کو بھی سماعت نہ کیا اور بجبر اُس قحبہ کو پلۂ میزان مین بٹھا دیا پلہ نے ایسا چرخ کھایا کہ وہ ضعیفہ فوراً پلہ سے زمین پر گری اگرچہ جان بچی لیکن آنکھین جاتی رہین شاہزادے کو اس تماشائے عجیب سے کمال حیرت ہوئی القصہ تمام مہینہ ربیع الثانی کا اسی سیر اعمال عورات مین گذرا بعد اسکے سب شہر مین چلی آئین اور دروازۂ شہر بند ہو گیا اب پہاڑ پر سوائے شاہزادے کے اور کوئی نہ رہا شاہزادہ موافق تعلیم حکیم طالقوس کے پلہ میزان مین جا بیٹھا اور وہ اسم پاک شروع کیا الغرض نازنین اول نے شاہزادہ کا حال پوچھا اور نازنین دوم نے جس طرح زبانی طالقوس کے سنا تھا شاہزادے کو باغ مین زہرۃ النشاط کے پہونچا دیا زہرۃ النشاط نے بعد ادائے رسم مہمانی دعوت فرمان پر مہر کر دی شاہزادہ جوشش محبت و سودائے عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز مین ایسا محو و خود غلط ہو رہا تھا کہ کسی ماہ جبین پریزاد کی طرف آنکھ اُٹھا کے نہ دیکھا اور تن تنہا آرام کیا رات کو جب آنکھ کھلی ایک دروازۂ باغ مین دیکھا شاہزادہ دروازہ سے باہر آیا دیکھا کہ ایک دشت پر وحشت سنسان و ویران ہے گویا

ز ہر سو بادے آید دمادم	گزد برہم شدی احوال عالم	تو گوئی کوہ نیز از مرکز خاک	با سمانی رسیدہ تا بہ افلاک

شاہزادہ حیران و پریشان درماندہ و دل دادہ ایک طرف روانہ ہوا مگر ہوا کے جھکڑ نے پھر اُسے اُسی جا پہونچا دیا جہان سے روانہ ہوا تھا غرض بمشکل تمام تا قریب شام دامن کوہ مین پہونچا اور اُس پہاڑ پر ایک قلعہ نظر آیا کہ جسکے برج سب آہنی تھے اور ساکنان قلعہ نہایت کریہ منظر و سیاہ فام نظر آئے اور ہر ایک کے سر پر ایک شاخ بلند

دیکھی جب اُن روسیاہون نے شاہزادے کو دیکھا نیچے پہاڑ کے آئے اور دست بستہ کہا کہ حضور قلعہ مین تشریف لیچلین شاہزادے نے فرمایا میرا قلعہ مین کیا کام ہی وہ بولے کہ ہم لایق اپنے مقدور کے حضور کی دعوت و مہمانی کرین گے شاہزادے نے فرمایا مجھے معاف رکھو اُن ملعونون نے دیکھا کہ یہ شخص کسیطرح قلعہ مین نہین جاتا زنگ آلود ایک تلوار غلاف سے نکالکر کہا کہ خیر اسی مین ہی کہ قلعہ مین چلو ورنہ ہم یہین تمھاری دعوت کرینگے شاہزادے نے فرمایا مجھے قلعہ مین لیجانے سے کیا فایدہ اُنھون نے کہا کہ ہماری خوشی یہی ہی کہ ہم تم آج پہلو بہ پہلو کھانا کھائین اور وقت صبح تمکو رخصت کردینگے اور تمھارے حال سے عزائم بنگے شاہزادے نے کہا کہ خدایا اب مین کیا کرون اگر انکا کہنا نہین کرتا ہون یہ ملعون کثرت سے ہین مجھے ہلاک کرینگے بقول شیخ سعدی سہ

مورچگان را چو بود اتفاق	شیر ژیان را بدر آنند پوست

مجبور ہوکر شب قلعہ مین بسر کرنی پڑیگی دیکھا چاہیے کیا معاملہ پیش آتا ہی آخر کار لاچار شاہزادہ اُنکے ہمراہ ہوا وہ جوان از دست رفتہ زادہ روانہ ہوا اثناے راہ مین شاہزادے نے اُنسے پوچھا تمھارا مذہب کیا ہی وہ بولے جو طریق تمھارا ہی شاہزادے نے فرمایا مین تو مسلمان ہون وہ بولے ہم بھی مسلمان ہین جب شاہزادہ قلعہ مین گیا اُنھون نے شاہزادے کو ایسے مکان تنگ و تاریک مین اُتارا کہ ہر گوشہ سے مکان کے بدبو آتی تھی شاہزادے نے پوچھا کہ تمھارے یہان مکان دعوت ایسا ہی ہوتا ہی اُنھون نے کہا اے جوان ہم مکان تکلف و پاکیزہ مہمان کو دیتے ہین تو دیکھ کہ اس سے زیادہ کوئی مکان عمدہ دوسرا قلعہ مین نہین ہی شاہزادے نے کہا سبحان اللہ پاکیزہ اسی کا نام ہی خیر قہر درویش بر جان درویش اب بجز سکوت کے کیا چارہ تھوڑی دیر کے بعد ماش پلاؤ تیل و نمک شور مین پکا ہوا شاہزادے کے آگے لاکے حاضر کیا اور کہا اے جوان والا درجہ جیساکہ مکان ہی ویسا ہی دعوت کا سامان ہی اسے نوش کرو اور طعام چیزی کا انجام دو شاہزادے نے دو لقمہ بضرورت اُس کھانے کے کھائے دسترخوان برخاست کیا پانی مانگا صاحب خانہ کی لڑکی سیاہ مٹی کے پیالہ مین پانی لائی شاہزادہ نے باکراہ تمام اُس پانی سے ہاتھ دھویا اُس مخبر نے کہا اس وقت رومال موجود نہین ہی میرے دامن سے ہاتھ منھ پونچھ لو آخر اُسی کے دامن سے ہاتھ پاک کیا بعد تھوڑی دیر کے چند آدمی ایک ڈہل کہنہ پھٹا ہوا اور ایک جھنجھنا دفرنا لیکر وہان آئے اور گرد شاہزادے کے بیٹھ گئے شاہزادے نے فرمایا ظاہرا یہ ساز و سامان واسطے تفریح مہمان کے ہوا ہی اس حرکت پر شاہزادے کو نہایت ہنسی آئی اور کہا سہ

شکوہ از دہر کنم یا ز ستمگاری دوست	گلہ از چرخ کنم یا ز جفاکاری دوست
خندہ بر بخت زنم یا بوفاداری دوست	از پی دل بروم یا بطلبگاری دوست

گریہ بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

غرض اُن سیاہ درون و سیاہ رویون نے متفق ہوکر گانا بجانا شروع کیا صدا سے خلاف آہنگ ہر ایک کی

بلند ہوئی یکایک ایک مرد بصورت قاضی محفل مین آیا اور اُسنے لڑکی جہود کا دامن شاہزادے کے دامن سے
باندھ دیا شاہزادہ حیرت زدہ قاضی سے پوچھنے لگا کہ قاضی صاحب یہ گرہ کیون بندھتی ہی قاضی نے کہا تمنے
اس عورت کے دامن سے ہاتھ پوچھا تھا اب دوسرے مرد پر یہ حرام ہوگئی اسواسطے ہم اسکا نکاح تجھسے کیے دیتے
ہین شاہزادے نے کہا یہ بھی قسمت کا لکھا پورا ہوا مین جانتا تو کیون اسکے دامن سے ہاتھ پاک کرتا یہ ملکہ نوبہار
گلشن افروز کا معاوضہ ہی بعد اسکے شاہزادے نے کہا یار دین تو تمھارا مہمان ہون تم اس عورت کا نکاح اور کسی
سے کردو اُنھون نے کہا اے جوان یہ تونے کیا کہا اب ہمارا ہاتھ تیرے گریبان پہونچ سکتا ہی یہ جاے شکر ہی ورنہ
ہم حشر مین تیرے دامنگیر ہونگے شاہزادہ چپ ہو رہا خدا کی قدرت نحوست برج دلو کی ایسی ہوئی کہ شاہزادے
کو سرمۂ زحل مطلق یاد نہ آیا غرض آدھی رات تک بک بک رہی بعد اسکے شاہزادے کو اور اُس عورت کو
ایک مکان تاریک مین بند کرکے قفل دیدیا شاہزادے کے اُس تاریکی اور تنگی نفس سے ہوش جاتے رہے
اُن روسیاہون نے صبح کو عروس کو اندر سے نکال کر حال شب کا پوچھا وہ بولی مین اُسیطرح سر بمہر ہون مجھسے
یہ مرد مخاطب بھی نہوا وہ ملعون پھر سب جمع ہوے اور قاضی کو بُلاکر حال شب کا بیان کیا قاضی نے فتوی دیا کہ مرد
نا انصاف کو قتل کرو اور عورت کو اختیار ہی کہ جس کسی مرد کو وہ پسند کرے اُس سے وہ اپنی شادی کرلے باپ
عروس کا اُس شہریار نامدار کو گرفتار کرکے باہر قلعہ کے ایک میدان وسیع مین کہ مذبح جانوران تھا لایا اور
وہان کا رسم بھی یہی تھا کہ جو مرد یا زن بیمار ہوتا تھا اُسکو وہان لیجاکر ذبح کرتے تھے اور نصف گوشت اُسکا چیلون کو
دیتے تھے اور نصف گوشت کو باہم تقسیم کرلیتے تھے شاہزادے کو اُسوقت بجز دعا اور مناجات کے کچھ بن نہ پڑا
جب تربیع زحل ساتھ مریخ کے واقع ہوئی یعنی زحل دلو کے درجۂ اول مین تھا اور مریخ درجۂ آخر مین حمل کے
شاہزادے کو وہ شب و روز عجب طرح کے شداید و تکلیف و رنج مین گذرے جب ساعت نحس ختم ہوئی تیر دعا
شاہزادے کا ہدف اجابت پر پہونچا طالقوس اُسیوقت مسلخ مین پہونچا اور شاہزادے کو اُس مصیبت مین
دیکھا ایک مرد سے پوچھا کہ تم اُس جوان کو کس علت مین قتل کرتے ہو اُسنے سب حقیقت گذشتہ بیان کی طالقوس
نے اُس جہود صاحب دختر سے کہا تم قاضی کو بُلاؤ مین اُس سے چند سوال کرونگا اتفاق سے قاضی بھی وہان موجود
تھا طالقوس نے قاضی سے کہا کہ اے قاضی باہم زن و شوہر کے کیا نسبت ہی قاضی نے کہا جو زمین و آسمان مین
نسبت ہی طالقوس نے کہا جبکہ شوہر کو بہر نوع عورت پر فضیلت ہی تو لازم ہوا کہ رسم شوہر کو بھی رسم زن پر فضیلت ہو
قاضی نے کہا بیشک یہ بات سچ ہی طالقوس نے کہا قاضی صاحب جسطرح کے رسم تمھارے ہین ہمارے یہان بھی
یہ رسم قدیم ہی کہ جبتک کوئی بزرگ داماد کی جانب سے وقت عقد موجود نہو وہ نکاح درست نہین اسی وجہ سے
میرا بھائی مرتکب حرام کا نہوا قاضی نے کہا اگر یہ شخص رسم خاندان اپنا بیان کرتا تو ہرگز فتواے قتل نہ دیتا مین

یہ سمجھا کہ شاید اسکو زوجہ سے نفرت ہی اسوجہ سے یہ لایق سزا ہی اب جو یہ تمھاری زبان سے سُنا تو ہم بھی اسکے قتل سے درگذرے الغرض وہ ملعون شاہزادہ کو پھر قلعہ مین لائے طالقوس نے کہا اب تم میرے سامنے پھر صیغۂ عقد پڑھو مین دیکھون کہ بھائی میر اکسطرح انکار کرتا ہی لیکن سپہلے مین اپنے یہان کی رسم سے آگاہ کرلون اُنھون نے کہا بہتر ہی طالقوس نے شاہزادہ کو ایک گوشہ مین لیجا کر کہا تم کسطرح یہان آئے اور اگر آئے تھے تو سُرمۂ زحل لگا لیا ہوتا شاہزادے نے کہا کہ ای بزرگ مجھے سُرمۂ زحل مطلق یاد نہ رہا تھا اب تمھارے کہنے سے یاد آیا بہرحال یہ تقدیر کا لکھا پیش آیا جاے شکوہ نہین یہ فقط تمھارے موجود نہونے سے ہوا طالقوس نے کہا کہ نجمۂ عاقلہ نے انتقال کیا مین اُسکی تجہیز و تکفین مین تھا اسوجہ سے دیر ہوئی شاہزادے نے کہا اب ان ملعونون کو اس حرکت کی سزا دینی چاہیے طالقوس نے کہا اس قاضی کی خطا ہی اسکی زندگی کے دن پورے ہو گئے ہین اسی نالایق نے فتوی تمھارے قتل کا دیا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ تنہا قاضی کے قتل سے تسکین نہین ہوگی طالقوس نے کہا کہ ابھی انکی ہلاکت کا وقت نہین آیا کہ منسوبات برج دلو اسکے زبردست ہین شاہزادے نے کہا پھر جو تم کہو عمل مین لاؤن طالقوس نے کہا کہ ابھی تمکو اس عورت کے ساتھ حجرے مین بند کرینگے تم سُرمۂ زحل آنکھون مین لگا لینا اور یہ پاؤن گدھے کا جو مین تمکو دیتا ہون اسکو پہلو مین عروس کے رکھدینا اور ایک پرچہ کاغذ مین یہ لکھنا کہ یہ دست خر ازالہ بکر عروس کو کافی ہی بعد اسکے وہان سے نکلکر قاضی کے خوابگاہ مین جانا اور بآواز بلند سلام کرنا قاضی متعجب ہو کر پوچھیگا ای مرد تو کون ہی تم کہنا مین فرشتہ رحمت ہون قاضی کہیگا میرے گھر مین فرشتہ رحمت کا کیا کام ہی تم کہنا کہ تمھاری عبادت قبول ہوئی اور اب تمکو عالم بالا پر بُلایا ہی خاطر جمع رکھو کہ وہان مرتبۂ اعلےٰ تمکو ملیگا اس خوشخبری سے قاضی اکیلا تمھارے ساتھ ہو لیگا پھر اُسکو تم مسلخ مین لیجا کر پہلے اُسکا لباس اُتروانا بعد اسکے ہاتھ پاؤن باندھ کے مسلخ مین چھوڑ دینا یقین ہی کہ تا صبح گوشت پوست اُسکا گیدڑ اور سیار کھا جاوینگے جب اس کام سے فارغ ہونا پھر مین تمھین اپنے ساتھ ایسی جگہہ لیجاونگا جہان تمھارے فرمان پر مہر سوم ارباب مثلثہ ہوائی کی ہوگی القصہ دوسری مرتبہ اُن روسیاہون نے عقد شاہزادہ کا باندھا اور حسب معمول اُسی حجرے مین عروس کے ساتھ بند کر دیا طالقوس نے عروس کے باپ سے رخصت طلب کی اور کہا کہ مجھے ایک ضرورت ہی یہ کہکر وہان سے روانہ ہوا یہان شاہزادے نے سُرمہ آنکھون مین لگایا اور عروس کے ساتھ لیٹ رہا عروس نے پہلو بدلا شوہر کو نہ پایا وہ سمجھی کہ کسی گوشہ مین شاید چھپ رہا ہوگا جب کہین نشان نہ ملا ناچار غل مچایا اُسکی مان کو اُسکے شور سے گمان گذرا کہ زفاف خوب درست ہوا وہ در حجرہ پر آئی اور کہا او لکاتہ یہ وقت عیش و عشرت کا ہی یا ہنگام نوحہ زاری کا عروس نے جواب دیا کہ اگر عیش ہی ہوتا تو مین دیوانی تھی جو غل مچاتی مجھے معلوم ہوتا ہی کہ وہ یہان سے غائب ہو گیا اور شاہزادہ معزالدین کونے مین کھڑا یہ سب سُن رہا تھا آخر دروازہ حجرے کا کھولکر روشنی کر کے

تلاش کیا لیکن شاہزادہ کا پتا نہ پایا اس اثنا مین اُسکا پدر ملعون بھی آیا شاہزادے نے وہی دست خنجر اُس مردود کے سر پر لگایا کہ مغز سر سے نکل آیا بعد اسکے شاہزادہ قاضی کے خوابگاہ مین آیا قاضی کو خواب مرگ مین پاکر ایک لات ماری قاضی بیدار ہوا حیرت زدہ چارون طرف دیکھتا تھا جب کوئی نظر نہ آیا شاہزادے نے باآواز بلند سلام علیک کی قاضی نے کہا تو کون ہی شاہزادے نے کہا مین فرشتۂ رحمت ہون جلد اُٹھ میرے ساتھ چل کہ مین تجھکو مرتبۂ اعلی کو پہونچاؤن قاضی اس بات کو صحیح سمجھا شاہزادے کے ہمراہ ہوا جب مسلخ مین پہونچا قاضی نے کہا اے فرشتۂ رحمت تو نے مجھسے کیا اقرار کیا اور کہان لایا شاہزادے نے کہا یہین سے مرتبۂ اعلی ملتا ہی اس عرصہ مین طالقوس بھی وہان پر آگیا اور کہا اے قاضی مین تیری نگہبانی لباس کو آیا ہون قاضی نے کہا یہان کیا حمام ہی کہ تم غسل کراؤگے طالقوس نے کہا ہان جب تو برہنہ ہوگا حمام نظر آئیگا لیکن خبردار تو یہان کے اسرار کا کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ سزاوار عقوبت ہوگا قاضی نے لباس اُتارا چونکہ آفتاب دلو مین تھا اُسوقت ہوا مین اسقدر سردی تھی کہ تمام بدن قاضی کا سرد ہوگیا اُسوقت دلمین کہا افسوس بڑی خطا کی کہ اس فرشتۂ رحمت کیساتھ چلا آیا طالقوس نے کہا کیون قاضی جی حمام نظر آیا یا ابھی نہین قاضی بولا مجھے سردی سے جان بچانا مشکل ہی حمام کیسا شاہزادے نے فرمایا تو نہایت سخت دل معلوم ہوتا ہی اب تجھکو بارگنہ سے سبکدوش کیے دیتے ہین بعد اسکے طالقوس اور شاہزادے نے قاضی کے ہاتھ اور پاؤن خوب مضبوط باندھے اور مسلخ مین چھوڑکر طالقوس شاہزادے کو ایسی جگہ لایا کہ وہ جگہ نہایت تنگ و تاریک تھی شاہزادے نے پوچھا اے طالقوس یہ کیا جگہ ہی طالقوس نے کہا بیرالعمیق یہی ہی اب تم میرا دامن پکڑے چلے آؤ ورنہ مجھسے جدا ہوجاؤگے اُدھر قاضی کو جانوران صحرائی نوش جان کرگئے الغرض شاہزادہ طالقوس کے ہمراہ چلا جاتا تھا بعد ایک ہفتہ کے دو پہاڑ سر بفلک کشیدہ دکھائی دیے اور یہ دونون اُس تاریکی سے باہر آئے اور درمیان اُن دونون پہاڑون کے ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُس دروازہ مین آیا درمیان مین اُن پہاڑون کے ایک کنوان دیکھا کہ چالیس گز کا دور اُسکا تھا عمق کا حال نہین معلوم کسقدر تھا اور ایک ڈول بڑا بھاری رسی مین بندھا رکھا تھا اور کنوئین مین ڈول خود بخود جاتا تھا اور گاہ باہر آتا تھا لیکن رسی کا سرا معلوم نہوتا تھا اور ہر وقت برآمد ہونے ڈول کے ایسی آواز خوش الحان آتی تھی کہ آدمی کو خود ایک عالم وجد ہوجاتا تھا اور ہزارہا مردمان صحرائی سیہ فام کریہ منظر درویشی لباس پہنے ہوے بیٹھے تھے اور اُسکی خوش الحانی پرست ہورہے تھے اور یہ شعر دلچسپ پڑھتے تھے شعر

کسانیکہ یزدان پرستی کنند	بآواز دولاب مستی کنند

شاہزادے نے دیکھا کہ یہ آواز درہ کوہ مین پہونچتی ہی اور بعض درویش اُسی عالم مستی مین اپنے کو اُسی چاہ مین گرادینا چاہتے ہین اور وہ ڈول پھر اُنکو کنارہ پر پہونچا دیتا ہی اور تمام درویش اُسکے دست بوس ہوتے ہین اور پاؤن کو

آنکھون سے لگاتے ہین شاہزادہ اس تماشاے عجیب وغریب سے متحیر تھا طالقوس سے کہا کہ ای منجم یہ کیا ماجرا ہی
اور سرا اس رسی کا کہان ہی اور کھینچنے والا ڈول کا کون ہی اور یہ کنوان کیسا ہی طالقوس نے کہا ای شہریار یہ طلسم
برج دلو ہی تمکو بھی واسطے مہر کے اس چاہ مین جانا ہوگا اور یہ مشایخین اسی برج کے ہین اور کھینچنے والا ڈول
کا نہین معلوم کہ کون ہی اور ابتداے رسن کی بھی خبر نہین ہی کہ کہان سے شروع ہوئی ہی مگر جب تم مع الخیر
نادرۂ رازدار کے مکان مین پہونچوگے تو مرغ اسرار سے یہ راز بستہ کھل جائیگا شاہزادے نے فرمایا
یہ طرفہ بات ہی کہ ہر جگہہ ہر طلسم مین مرغ اسرار کو دخل ہی دیکھا چاہیے کہ اُس مرغ اسرار سے کب ملاقات
میسر ہوگی طالقوس نے کہا خاطر جمع رکھیے اب تھوڑا عرصہ باقی ہی تمام منازل تکلیفات طی ہوچکے ہین اب ایام
عیش ونشاط قریب ہین شاہزادے نے فرمایا شعر

رشتہ در گردنم افگندہ دوست		می بردہر جا کہ خاطر خواہ اوست	

طالقوس نے کہا ان خیالات سے کیا فائدہ فکر حصول مقاصد دلی چاہیے شاہزادے نے فرمایا اب جو کچھ ارشاد ہو
بجا لاؤن طالقوس نے کہا یہ مشک وشکر سرخ اور اشیاے بخورات دعوت زحل تمکو دیتا ہون ایک جگہہ
تین روز لاینقطع کا ورد کرو چوتھے روز ڈول سے آواز آئیگی کہ تسخیر کنندہ کوکب زحل چاہ مین داخل ہو جب تین بار
آواز آئے تو تم کنارہ چاہ کے جانا ڈول کنارہ پر خود بخود آجائیگا تم اُس مین سوار ہونا وہ تمکو ایک جاے تاریک مین
پہونچا دیگا تم شمع مومی اپنے ہمراہ لیتے جانا وہان روشن کرلینا اُس روشنی مین صدہا مشایخ باریش سفید جمع ہونگے
اُنمین ایک شخص لباس فاخرہ وتاج مرصع وجواہر نگار پہنے تخت پر بیٹھا ہوگا تم بے تکلف اُس محفل مین جانا وہ درویش تمکو دیکھ کے
ایک نعرۂ مستانہ بالاتفاق مارینگے اور وہ نعرہ مثل شعلہ کے مُنہ سے نکلیگا اور جو قندیلین اور فانوس چھت مین اور
دیوارون مین لٹکتی ہین اُس شعلہ سے روشن ہوجائینگی پھر چند قوال خوش حال باریش سفید حاضر ہونگے اور گانا
شروع کرینگے ہر ایک درویش حال وقال مین مصروف ہوگا اور اُنپر ایک عالم وجد طاری ہوگا اور آنکھین سُرخ ہوجائینگی
پس اُسی حالت وجد وبیخودی مین وہ درویش تخت نشین وتاجدار تمھارے پاس آئیگا اور تمسے مطلب کو باشارہ
پوچھیگا تم وہ فرمان اپنا جسپر پیکر جوزا اور زہرۃ النشاط کی مہرین ہین درویش کو دکھانا وہ درویش اُسیوقت
اپنی مہر فرمان پر کردیگا پس بمجرد مہر ہونے کے تمکو دوران سر عارض ہوگا اور پھر اپنے حال کی خبر نہ رہیگی جب
ہوش مین آؤگے اپنے کو پھر اُسی جا دیکھوگے جہان سے روانہ ہوے تھے بس اب مین رخصت ہوتا ہون کہ
مجھے اسیقدر تمھاری خدمت وہدایت کا حکم تھا شاہزادے نے فرمایا پھر بھی تمسے ملاقات ہوگی طالقوس
نے کہا انشاء اللہ مین وعدہ نہین کرسکتا شاہزادے نے باچشم پُرآب طالقوس کو رخصت کیا اور آپ
دعوت ہوکل برج دلو شروع کی قصہ کوتاہ چوتھے روز شاہزادہ درویش تخت نشین کے پاس گیا اور

حسب ہدایت طالقوس عہر فرمان پر کرالی مگر دوران سر ایسا پیدا ہوا کہ اپنے حال کی خبر نہ رہی جب ہوش آیا
اپنے کو ایک بیابان سرسبز و پُر بہار لالہ زار مین پایا لیکن ہر ایک میدان ہر رنگ کا دیکھا جیسا کہ طلسم جوزا اور
طلسم میزان اور طلسم دلو مین نظر سے گذرا تھا اس اثنا مین ایک گرد تیرہ و تار ایک بیابان پُر خار سے بلند
ہوئی اور اُس دامن گرد سے ایک لشکر نمودار ہوا جب وہ لشکر قریب پہونچا معلوم ہوا کہ لشکر اقبال شاہ کا ہی
غرضکہ اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے ملاقات کی اور باہم بغلگیر ہوئے بعد اسکے تمام سرداران
لشکر نے شاہزادہ معز الدین کو نذرین دین اقبال شاہ نے وہین صحبت جشن بسبب ملاقات ہونے
شاہزادہ معز الدین کے منعقد کی اور اس صحبت مین شاہزادے کا حال واقعات پوچھا شاہزادے
نے ابتدا سے انتہا تک سب حقیقت حال بیان کی بعد اسکے اقبال شاہ سے پوچھا تمکو کسطرح میرے یہان
آنے کی خبر ہوئی اقبال شاہ نے کہا اے شہریار نامدار جسوقت تمھارے فرمان پر پیکر جوزا کی مُہر ہوئی
وہ ہوا ایسے تند چلی کہ جسنے تمام عالم کو پریشان کر دیا تھا جب موقوف ہوگئی ہمنے موافق ہدایت ہادی کے وہان
کو کوچ کیا تین منزل راہ طی ہوئی تھی اور اُسوقت آفتاب برج جوزا مین تھا یکایک پھر ویسا ہی طوفان اُٹھا
اور ہوا ایسی چلنے لگی اور تمام جانور پردار جلنے لگے ہم بھی مجبوری اُسی جا مقیم ہوئے بعد چند روز کے طوفان مین کمی
ہوئی اور ہمکو مرشد سے حکم کوچ کا ہوا الغرض ایک مہینہ راہ مین گذرا جب آفتاب میزان مین آیا پھر ویسی ہی
آندھی چلنا شروع ہوئی کہ ایک قدم چلنا دشوار ہو گیا مجبور ہو کر وہین خیمہ زن ہوئے تینتیس روز مقام کیا اس
عرصہ مین جتنے دن برج دلو کی قربانت پر بسر کرائی ہمکو پھر حکم کوچ کا ہوا ہم مجبور ہو کے چلے یکایک تمسے ملاقات
ہوئی غرض تین روز جشن رہا بعد تین روز کے چوتھے روز اقبال شاہ نے مقبول عیار سے شمالیہ حصار
ملک عادل شاہ کی مسافت راہ پوچھی مقبول عیار نے عرض کی حضور یہان سے دو فرسخ ایک قصبہ ہی
غلام نے اُن قصباتیون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شہر شمالیہ حصار یہان سے تین منزل ہی اور راہ صاف ہی
کسی طرح کا خوف و خطر نہین ہی اقبال شاہ نے کہا تو جا اور وہان کے بادشاہ و رعایا کا حال بچشم خود
دیکھ اور دریافت کر کے جلد ہمکو مطلع کر مقبول عیار دوسرے روز شہر شمالیہ حصار مین گیا خلایق شہر کو
بنظر عیاری دیکھتا ہوا عادل شاہ کے دیوان عام مین آیا اسطرف اقبال شاہ و معز الدین شاہ
والاجاہ روز تین فرسخ کوچ کرتے ہوئے دامنہ کوہ مین پہونچے اور وہان بوجہ لطافت آب و ہوا کے مقام کیا
کہ یکایک نصف شب کو ایک آواز دردناک اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین کے کان مین آئی شاہزادہ
معز الدین کو تمام شب نیند نہ آئی آخر صبح کو یہ امر اقبال شاہ سے بیان کیا اقبال شاہ نے کہا اے برادر
مین نے بھی سُنا تھا اگر رائے عالی ہو تو ہم تم پہاڑ پر چلین وہان دریافت کرینگے

اب ذکر ہی شاہزادۂ اصفر بن طافی شاہ کے عشق و عاشقی کا اور رحم کرنا دونون شاہزادون کا اُسکے حال پُر اختلال پر

القصہ اقبال شاہ و شاہزادۂ معز الدین دونون شاہزادگان عالیقدر راہم پہاڑ پر قشر ایجنسے لیگئے وہان دیکھا کہ ایک جوان رعنا بلباس درویشی پتھر پر درخت انار کے سایہ مین سر نیچے کیے بیٹھا ہی اور بآواز دردناک ہائے ہائے کر رہا ہی شاہزادے اُسکے قریب آئے اور بکمال شفقت پوچھا ای شخص تو کون ہی اور حال تیرا کیا ہی اُس نے باچشم اشکبار کہا کہ ای دلاور مین طافی شاہ بادشاہ مشرق نگار کا بیٹا ہون اصفر میرا نام ہی اتفاقاً ایک روز میرے مصاحبون نے ملکہ حمرا سے گلرنگ بنت عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کا ذکر کیا اور ایسی تعریف کی کہ مین نادیدہ عاشق ہوگیا شعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

تا اینکہ چار زنان مصورہ کو بھیج کے ملکہ حمرا سے گلرنگ کی تصویر کھنچوا منگائی اور بمجرد دیکھنے اُس تصویر دلپذیر کے میرے ہوش و حواس بجا نہ رہے مین نے اپنے باپ کو اس حال سے اطلاع دی والد بزرگوار نے نہایت تشفی کی اور کہا کہ ہم کوئی تدبیر تمھارے عقد کی کر دینگے ای جوان دلاور باپ میرا رئیسان حصار چہار مشلثہ سلطان السلاطین یعنی سلطان روح الملک کی خدمت مین حاضر رہتا تھا اب پیام نسبت میرا عادل شاہ کے پاس بھیجا چاہتا تھا کہ یکایک زشتی طالع اور تیرہ بختی قسمت سے عادل شاہ اور میرے باپ مین فساد ہوگیا اور وہ مقدمہ نسبت کا رہ گیا اقبال شاہ نے کہا وہ مقدمہ کیا تھا جسپر فساد ہوا اصفر نے کہا کہ ایک روز سلطان روح الملک نے مرطوب شاہ بادشاہ غربیہ حصار کے حال زار پر مہربانی فرمائی اور انعام کثیر دیا میرے باپ کو بوجہ نازک مزاجی کے یہ امر مرطوب شاہ کا ناگوار گذرا حتی کہ سلطان کو بھی اُسوقت سخت و سست کہا عادل شاہ نے میرے باپ سے کہا کہ تیرا منصب بادشاہ سے گستاخ کرنے کا نہین ہی باپ نے میرے عادل شاہ کو بھی برا کہا بلکہ نوبت دشنام کی آگئی اگرچہ عادل شاہ میرے باپ کا نہایت دوست اور ہر امر مین ممد و مددگار تھا لیکن اُسوقت اُسکو بھی ناگوار معلوم ہوا اور خود بھی آزردہ ہوگیا اور عادل شاہ کی جانبداری مرطوب شاہ نے بھی کی اسپر باپ شاہ نے کہا تجھے تمھاری آپس کی نزاع اور قصہ مین کچھ دخل نہین ہی تم آپ ہی فساد کرتے ہو اور آپ ہی صلح آخر سلطان روح الملک چارون رئیسان اعظم پر غضبناک ہو کر اول بادشاہ سے کشیدہ خاطر ہوا بعدہٗ اُن مین بھی باہم فساد پیدا ہوا وہ سب اپنے اپنے ملک کو چلے گئے اب سلطان روح الملک بھی اپنی حرکت پر نادم و پشیمان ہی اور اس فکر مین مبتلا رہتا ہی کہ بدون مدد

اُن رؤساے چارگانہ کے دشمن جانی یعنے منیہ آدم خوار سے کیونکر نجات ہوگی اور ظاہرا کوئی صورت صلح کی نظر
نہین آتی ادھر مین نے مایوس ہوکر بحیلہ شکار پیادہ پا ملک شمالیہ حصار کی راہ لی بحسب اتفاق راہ مین ایک قافلہ
شمالیہ حصار کو جاتا تھا اہل قافلہ نے مجھے ایک ٹکڑا روٹی کا دیا اور حال پرسی کی مین نے کہا کہ مین سوداگرزادہ ہون
مال و اسباب میرا طوفان مین غرق ہوگیا مین ایک تختہ پر بہتا ہوا یہان پہونچا ایک شب قزاقون نے شبخون
مارا مین نے اُس ہنگامہ مین جانبازی کی اہل قافلہ نے میری بہادری سے میری عزت و توقیر کی مین چند روز
قافلہ مین رہا بعد ازان شہر مین پہونچا جب یہان کوئی صورت حصول مدعا کی نظر نہ آئی مجبور ہوکر اس پہاڑ پر آیا
اور یہان سکونت اختیار کی اقبال شاہ نے پوچھا یہان رہنے سے کیا حاصل اصغر بولا اے شہریار یہان
ہر سال ایک مرتبہ ملکہ حمراے گلرنگ واسطے زیارت کے اس درخت انار کے سایہ مین آتی ہے مین شکر گذار ہون
اُس قادر مطلق کا کہ ہر سال مین ایک بار صورت ہی معشوقہ کی دیکھ لیتا ہون شاہزادہ معز الدین اور اقبال شاہ
کو اُسکے حال پر نہایت افسوس ہوا اور کہا کہ ملکہ کے آنے سے اور کیا ہوتا ہے اصغر نے کہا اس پہاڑ پر کالے
سانپ اس کثرت سے ہین کہ اُنکی وجہ سے کوئی یہان ٹھہر نہین سکتا مگر جب روز آمد ملکہ ہوتا ہے تو وہ سب
سانپ اپنی بانبی مین چلے جاتے ہین اور گرد اُس درخت انار کے قناتین اور سراچے لگ جاتے ہین پھر
ملکہ حمراے گلرنگ اُس پردہ مین واسطے زیارت درخت انار کے آتی ہین اور قدرت خدا سے شاخ درخت
سے ایک انار تازہ ملکہ کے ہاتھ مین آجاتا ہے ملکہ بکمال فخر و مباہات انار کو شہر مین لیجاتی ہے اور یہ بھی مشہور رہا ہے کہ
کوئی شہید مرد زبردست زیر درخت انار دفن ہین ایک روز مین اپنے خیال رزق مین زیر سایہ درخت بیٹھا تھا
کہ ناگاہ مار سیاہ بیشمار میری ایذا رسانی کو آئے مجھے بجز دعا کے کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آئی اس عرصہ مین
ایک افعی سیاہ ایک بالشت کا آیا اور ایک پتھر مثل مہرے کے میرے روبرو رکھکے چلا گیا مین نے وہ
مہرہ بازو پر باندھ لیا بعد اُس مہرہ کے باندھنے کے وہ سب سانپ غائب ہوگئے پھر اُس روز سے
کوئی سانپ میرے پاس نہ آیا اور میرے رزق کی یہ صورت ہے کہ ایک انار خود بخود میرے دامن مین
آجاتا ہے مین اُسے کھاکر شکر خدا کرتا ہون ملکہ حمراے گلرنگ آتی ہے اور خواصین ملکہ کی مجھے اس درخت
انار کا مجاور سمجھ کے میری خاطر حد سے زیادہ کرتی ہین بلکہ مجھے صاحب کشف جانتی ہین اس خیال سے کہ یہ شخص
ایسا خدا رسیدہ ہے کہ کوئی سانپ اسکو ایذا نہین پہونچا سکتا اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مین اپنے حال مین
ایسا غلطان و پیچان ہون کہ کسیطرف آنکھ اُٹھاکر نہین دیکھتا حالانکہ ملکہ جب زیارت کو آتی ہے بعد اداے
رسم زیارت مجھے خوب بچشم غور دیکھتی ہے ایک روز مجھے تاب ضبط نہ رہی بے اختیار مین رو دیا ملکہ نے
میرے رونے پر کچھ خیال نہ کیا اور بعد ایک ساعت کے روانہ ہوگئی جب اہل شہر نے میری سکونت اس پہاڑ پر

سُنی سب متعجب ہوے اور ولی اللہ مجھے کہنے لگے لیکن کوئی میرے پاس نہ آتا تھا غرض دوسرے سال ملکہ حمراے گلرنگ پھر زیارت کو آئی اور اُس روز بکمال مہربانی مجھسے فرمایا کہ ای جوان ہمکو تو عاشق وضع معلوم ہوتا ہی سچ بیان کر کہ تو کون ہی اور جلاے وطنی اور ترک دنیا کا کیا سبب ہی مین نے کچھ حال اپنی آوارگی کا بیان کیا ملکہ نے کہا جاودان شاہ تیرا مدعاے دلی برلائیگا ہمکو اختیار نہین یہ کلمے کہکے روانہ ہوگئی اب عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ پھر ملکہ حمراے گلرنگ آئی اور مجھسے کہا ای جوان ہمنے کل رات کو ایک خواب دیکھا ہی کہ بالکل تیرے حصول مدعا کی صورت اُسکی تعبیر سے ظاہر ہوتی ہی مین چاہتا تھا کہ خواب کو پوچھون کہ خواصون نے ملکہ حمراے گلرنگ سے کہا جلد تشریف لے چلیے کہ یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہی ملکہ خواصون کے کہنے سے روانہ ہوگئی پس خلاصہ یہ کیفیت اس حقیر کی ہی اقبال شاہ نے اصفر کو گلے سے لگایا اور فرمایا ای اصفر اگر تو رفاقت ہماری قبول کرے تو انشاء اللہ تعالےٰ بحسن وخوبی ہم تیرا عقد ملکہ حمراے گلرنگ سے کر دینگے اور شاہزادہ معز الدین نے بھی فرمایا کہ ہم بھی اقرار کرتے ہین کہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا اصفر شاہزادون کے ہمراہ لشکر مین آیا اور سُنا کہ اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین ارباب مثلثہ آتشی کی مہرین حاصل کر چکے ہین اور سب باب طاقی شاہ نے بھی اطاعت و فرمانبرداری اُنکی قبول کی اور واسطے حاضر ہونے سر پراے حلے کے اقرار مکمل ہوگیا اور اسیطرح راسب شاہ بادشاہ جنوبیہ اور اقبال شاہ وعادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار بھی دائرۂ اطاعت مین آگئے ہین ان اخبار فرحت آثار سے اصفر نوجوان کو بھی اپنی حصول مراد کا یقین کامل ہوا

اب حال مقبول عیار کا بیان ہوتا ہی

کہ وہ عیار طرار دیوان عام شاہی مین پہونچا اور اُسنے شاہ وسپاہ کو بنظر غور دیکھا ناگاہ ایک جاسوس نے عادل شاہ کی خدمت مین عرض کیا ای شہریار فلک اقتدار شاہزادہ کوہ خفا یعنی بھائی اقبال شاہ کا جو سلطان السلاطین روح الملک بادشاہ ظہورستان کی دختر پر عاشق ہی پہلے ملک سرکشان مین گیا اور اُسنے طاقی شاہ کو نامہ لکھا کہ تم چارون رئیسان اعظم باہم صلح کرو بعد اسکے سلطان روح الملک کے پاس حاضر ہو طاقی شاہ پہلے بجنگ و مقابلہ پیش آیا جب وہ مغلوب ہوا عذر کیا کہ ہم بے اجازت ارباب مثلثہ کے صلح نہین کر سکتے اقبال شاہ نے حسب درخواست طاقی شاہ کے مہرین ارباب مثلثہ آتشی کی اپنے فرمان پر کرالین طاقی شاہ نے بدل اطاعت اقبال شاہ کی قبول کی اور ایک اس مضمون کا نوشتہ لکھدیا کہ جب تم ملک ظہورستان کو پہونچو گے مین بلا حجت و تکرار وہان خود حاضر ہونگا اسی طرح

اقبال شاہ نے راسب شاہ بادشاہ جنوبیہ حصار کو بھی مغلوب کرکے نوشتہ لکھا لیا اور اب اقبال شاہ
دشت باد انگیز کی راہ سے اس ملک مین تشریف لایا ہی اور دامنہ کوہ ماران مین خیام فلک احتشام لشکر ظفر پیکر
کے برپا ہین بلکہ یہ بھی خبر مشہور ہی کہ فرمان مہری ارباب مثلثہ ہوائی بھی حاصل ہو گیا ہی اور یقین ہی کہ آجکل
مین کسی سردار لشکر کو حضور کی خدمت مین بھیجے عادل شاہ نے بعد سُننے اس حال کے سرداران لشکر سے کہا
کہ ہمکو بجز اطاعت و فرمانبرداری کے اور کچھ چارہ نہین ہی دوسرے جنگ کا بھی اُنسے چونکہ نظر یافتہ ارباب نشاط
ہون کب یارا ہی محض جان و آبرو برباد کرنا ہی آخر عاقل الملک وزیر کو اقبال شاہ کی خدمت مین بھیجا
اور کہا مین ہر کیف آپکی اطاعت قبول و منظور کرتا ہون اگرچہ تمام اراکین سلطنت کو مع وزیر کے یہ راے
بادشاہ کی پسند آئی لیکن دو سردار نامدار سپہ سالار لشکر عادل شاہ کے ملک منقش گندہ بغل دوسرا
اقتم تیرہ فام نہایت ناراض ہوے اور کہا کہ ہماری دانست مین بزدلی و نامردی بتپر ختم ہی اور ابھی کوئی معاملہ
سخت درپیش نہین ہی مگر تمھارے ہوش و حواس جاتے رہے خیر تمکو اختیار ہی لیکن ہم صلح مین تمھارے
شریک حال نہین ہین کہ ہمکو خداوند تعالےٰ نے محض واسطے جنگ و ستیز کے پیدا کیا ہی نہ واسطے صلح و اطاعت
کے آخر اُسی غیظ و غضب مین بلا اجازت لشکر سے نکل گئے اور ایک میدان وسیع مین خیمہ زن ہوے اور طبل جنگ
بطور بغاوت بجا دیا کہ نہ ہم تمھارے ملازم نہ تم ہمارے بادشاہ فقط تم ہماری لڑائی کا تماشا دیکھو بعد اسکے جیساکہ
حکم ہوگا تعمیل کرینگے مقبول عیار نے عادل شاہ اور اُن سرداروں کے باہم نزاع و نمک حرامی کا حال
من و عن اقبال شاہ کی خدمت مین آکر بیان کیا اقبال شاہ نے عادل شاہ کے باب مین کہا کہ وہ نہایت
مرد فہمیدہ معلوم ہوتا ہی اور اُسکی فرمانبرداری سے نہایت خوش ہوا دوسرے روز عاقل الملک بھی مع نامہ
عادل شاہ خدمت مین اقبال شاہ کے حاضر ہوا اور جو تحفہ تحایف کہ لایا تھا پیش کش کیا بعد اسکے عادل شاہ
کا پیام فرمانبرداری و حال گذشتہ بیان کیا اقبال شاہ نے فرمایا اے عاقل الملک ہمنے بھی سُنا ہی کہ دو سردار
تمھارے لشکر کے نمک حرامی و سرکشی پر آمادہ ہین بلکہ باغی ہو گئے ہین عاقل الملک وزیر نے کہا پیر و مرشد
اپنی سزا کو پہونچینگے چاہ کندہ را چاہ در پیش اقبال شاہ نے فرمان مہری ارباب مثلثہ ہوائی کا
عاقل الملک وزیر کو دکھایا اور فرمایا دیکھو یہ مُہرین صحیح ہین یا غلط وزیر نے کہا مہرون کے صحیح ہونے مین
کیا شک ہی اقبال شاہ نے کہا یہ فقط بیامردی بھائی شاہزادہ معز الدین کے حاصل ہوئی ہین بعد اسکے
خلعت گران بہا عاقل الملک وزیر کو مرحمت فرمایا وزیر رخصت ہوکر اپنے بادشاہ کے پاس آیا یہان
اقبال شاہ نے پھر مقبول عیار کو عادل کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ عادل شاہ اور اُن سردارون
کے حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آنا اور دوسرے روز خود کوچ کیا جب قریب شہر کے پہونچا تو مقبول عیار

نے خدمت اقبال شاہ مین آکر عرض کیا کہ قریب شہر آپکی تشریف آوری کی خبر سُنکر عادل شاہ حضور کے
استقبال کو آیا چاہتا تھا کہ اُن دونون سردارون نے سد راہ ہو کر مقابلہ کیا اور چند سردار لشکر کے زخمی و
قتل کیے اور ابتک ہنگامۂ حرب و ضرب گرم کیے ہین اقبال شاہ نے کہا وہ بڑے سرکش و نمکحرام ہین آخر
اُسیوقت اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین مع لشکر ظفر پیکر کے معرکۂ جنگ مین پہونچے وہان دیکھا واقعی
جنگ مغلوبہ واقع ہو اور وہ نمک حرام حد سے زیادہ ظلم برپا کر رہے ہین اقبال شاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ ان
نمک حرامون کو چارون طرف سے گھیر لو اور خود متقن کندہ بغل کو واسطے مقابلہ کے بلایا قصہ کوتاہ متقن
کندہ بغل اقبال شاہ کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اور شاہزادہ معزالدین نے افہم تیرہ فام کو قتل کیا
بقیہ اُن لوگون نے امان مانگی شاہزادہ نے امان دی عادل شاہ بھی بمجرد تشریف آوری شاہزادہ کے
حاضر ہوا اور شاہزادون کو نہایت عزت و تکریم سے شہر مین لیگیا اور عرض کی کہ حضور تخت پر جلوس فرمائین
اقبال شاہ نے کہا مین لیاقت تخت نشینی کی نہین رکھتا شاہزادہ معزالدین لایق تخت و تاج ہی جسنے تمام مراحل
طلسم کا سیر و تماشا دیکھا اور خدمت مین صاحب مثلثہ ہوائی کے پہونچا آخر تینون شاہزادے ایک ہی مسند پر
بیٹھے عادل شاہ نے محفل رقص و سرود گرم کی اقبال شاہ نے عادل شاہ سے پوچھا کہ شہر ابلہان اور
ملک سفہان تمھارے ملک سے کی منزل ہی عادل شاہ نے کہا اے شہریار عالی جاہ شہر بیم حصار اور ملک
ابلہان کی دو راہین ہین خشکی کی راہ سے آدمی کم از کم دو برس مین پہونچتا ہی اور براہ دریا اگر بحر طوفان خیز
مانع نہو تو چالیس روز مین پہونچتا ہی اقبال شاہ نے کہا بحر طوفان خیز کیا چیز ہی عادل شاہ نے کہا بحر طوفان خیز
خاص دروازہ طلسم مثلثہ آبی کا ہی اقبال شاہ نے فرمایا یقین ہی کہ مرطوب شاہ بھی تمھاری طرح فرمان مثلثہ آبی کا ہمسے طلب
کریگا عادل شاہ نے کہا اسمین کچھ شک نہین کیونکہ حل عقدہ ہم چارون بادشاہان حصار کا فقط حکم پر اپنے اپنے ارباب مثلثہ کے موقوف و
منحصر ہی خصوصًا طاعت و بغاوت مین شاہ ظہورستان کے اے شہریار اگر کوئی غیر بادشاہ بزور فوج و لشکر سلطان روح الملک
سے اور ہمسے صلح و اصلاح کرانے کا قصد کرے تو غیر ممکن ہی جب تک کہ ارباب مثلثات کی ہمین اجازت نہ لادے ہم اُسکے
قول کو ہرگز معتمد نہ سمجھینگے اقبال شاہ نے کہا جب مرطوب شاہ بھی ہمسے یہی عذر پیش کریگا پھر ہمارا خشکی سے
جانا محض بیکار ہی اور دریا کی راہ سے دو مطلب نکلینگے اول فرمان مہری حاصل کرنا ارباب مثلثہ آبی کا دوسرے
قطع کرنا راہ نزدیک کا مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ۔ اب تم کہو کہ دریا تمھارے شہر سے کتنی دور ہی
اور وہان کشتیان اتنی ملسکتی ہین کہ ہمارے لشکر کو کافی ہون جب عادل شاہ نے کشتیون کا نام سُنا بے اختیار
آنکھون سے آنسو جاری ہوے اقبال شاہ نے کہا کہ اے عادل شاہ یہ کیا بات ہی کہ ہمنے کشتیون کا ذکر کیا
اور تم آبدیدہ ہوے عادل شاہ نے کہا اے شہریار یہ عجیب قصۂ جان گزا و فسانۂ حیرت افزا ہی کہ زبان سے

بیان نہین ہوسکتا اقبال شاہ نے کہا ہم بھی سُنین کیا معاملہ ہی عادل شاہ نے کہا ای شہریار اس مخلص کا ایک
پسر رشید احمر نوجوان گلگون قبا نامے کہ وہ پندرہ برس کی عمر مین علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوا تھا اور
اکثر واسطے شکار مچھلی کے کنارہ دریا جایا کرتا تھا اور صبح سے تا شام اُسے وہی شغل رہتا تھا قضارا ایک روز
دریا مین احمر نوجوان کو ایک کشتی نہایت آراستہ و مکلف دور سے نظر آئی جب وہ کشتی نزدیک پہونچی احمر
نوجوان نے دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین حورصورت کشتی مین سوار ہی مگر وہ پریوش کسی ایسی فکر مین بیہوش تھی
کہ ذرا اپنے حال وقال کی خبر نہ تھی احمر نوجوان بمجرد دیکھنے اُس بلاے روزگار و آفت جان کے دل وجان سے
فریفتہ و شیفتہ ہوگیا اس اثنا مین اُس غیرت حور و رشک پری کی بھی نظر احمر نوجوان پر پڑی اُسنے فرمایش کی کہ ای جوان
ایک کشتی تحفہ ہماری سواری کیواسطے تیار کرا دے یہ کہکے نظر سے غائب ہوگئی بعد اُسکے جانے کے احمر کا حال دگرگون
ہوگیا تا اینکہ نوبت بجنون پہونچی لیکن احمر نے عمدہ کاریگر شہر سے بُلا کے حکم دیا کہ انواع اقسام کی کشتیان چھوٹی بڑی
تیار کرو اور کنارہ دریا ایک جنگل مین کہ درخت خشک کثرت سے تھے وہان ایک مکان عالیشان اپنے سیر و تماشے
کیواسطے علیحدہ بنوایا اور تیاری کشتیون مین مشغول رہا جب مجھکو احمر نوجوان کے حال سے خبر ہوئی مین نے
احمر کو بُلا کے حال پوچھا اُسنے مثل دیوانون کے بکنا شروع کیا لیکن اُسکے رفقا سے حال مفصل معلوم ہوا مین نے
عاقل الملک وزیر سے اسکا مشورہ کیا وزیر نے کہا پہلے تحقیق ہو کہ وہ عورت کون ہی اور کس خاندان سے ہی
بعد ازان اُسکی تدبیر کیجاوے مین نے بہت آدمی واسطے دریافت حال نازنین کے بھیجے یہان اس عرصہ مین
ہزار کشتیان تیار ہوگئین احمر نے اُن سب کشتیون کو کنارہ دریا کے رکھوا دیا اور رات دن انتظار مین اُس
پری پیکر کے کنارہ دریا منتظر رہا قضارا بعد دو ماہ کے پھر وہی نازنین کشتی نشین موج دریا سے تیز و تند کنارے
دریا کے آئی احمر نے بآواز بلند کہا ای نازنین بفرمایش حضور یہ کشتیان حاضر ہین اُسنے پہلے بنگاہ غور احمر کو دیکھا
اور جواب دیا کہ ان کشتیون سے بھی بہتر اور خوش قطع کشتی ہمین چاہیے بعد اسکے پھر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف
روانہ ہوگئی احمر پھر کشتیون کی تیاری مین مصروف ہوا اس عرصہ مین وہ آدمی جو واسطے دریافت حال کے روانہ
کیے گئے تھے وہ بھی آ گئے اُنھون نے بیان کیا کہ وہ نازنین رُقانہ دُردندان ملک ارمن جزیرہ نشین کی
بیٹی ہی اور ملک ارمن یہان سے بارہ منزل ہی اور یہ بھی کہا کہ اسی شہر کے تجار اجناس متفرق کشتیون مین جزیرہ
ارمن کو لیجاتے ہین اور وہان سے عوض مین اُسکے عقاقیر و جوز وغیرہ لاتے ہین اور جیسا انار وہان ہوتا ہی
پردہ دنیا پر کہین نہین پیدا ہوتا یہی وجہ ہی کہ جزیرہ کا انارستان نام رکھا ہی اور حاکم جزیرہ صاحب فوج اسقدر
نہین ہی لیکن مکان کے تین طرف عظیم الشان پہاڑ واقع ہین اور ایک طرف دریا ہی اسوجہ سے وہ مکان بمنزلہ
قلعہ کے ہی اور غنیم کے شر و فساد سے محفوظ ہی لیکن وہان کے باشندون کو شوق سواری کشتی بہت ہی لہذا رُقانہ کو بھی

برای تفریح طبع کشتی پر ادھر اُدھر نکلجاتی ہی یہ سُنکر ایک نامہ ملک ارمن کو رُقّانہ دُرِّ دندان کی نسبت کا عادل شاہ نے روانہ کیا اور اُسمین یہ بھی لکھا کہ احمر نوجوان اُسپر فریفتہ ہی اور رُقّانہ کا آنا بھی اُس نامہ مین مندرج کیا جب نامہ ملک ارمن کو پہونچا اُسنے اپنی بی بی سے لڑکی کا حال کہا اور یہ جواب لکھا کہ ای عادل شاہ بخدا مجھے اُس لڑکی کے باب مین اختیار نہین ہی بلکہ بپاس خاطر تمھارے حتی المقدور مین نے بھی کوشش کی ہی مگر رُقّانہ کو غرور فہم و شعور اور عقل و دانش نے انسانیت سے خارج کر دیا ہی جب مین نے بموجب تحریر عالی کے حال آمد و رفت رُقّانہ سے دریافت کیا رُقّانہ نے یہ بیان کیا کہ ایک روز مین نے شاہزادۂ احمر سے کشتی بنانے کی فرمایش کی تھی سوقت مجھے فکر تھی کہ ایک کشتی خوش قطع بنوانا چاہیے اس اثنا مین احمر نوجوان کو دیکھا مجھے گمان گذرا کہ یہ مرد کوئی قوم نجار سے ہی پس بلا دریافت میرے مُنھ سے بے ساختہ یہ نکل گیا کہ ایک کشتی ہماری سواری کو چاہیے دوسری مرتبہ جو مین آئی احمر نوجوان نے مجھسے کہا کہ حسب الحکم تمھارے کشتیان تیار ہین مجھے کچھ یاد بھی نہ تھا مگر جب خوب خیال کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی ہمنے اُسی سے فرمایش کشتی کی کی تھی پھر بطور خوش طبعی کے یہ کہا تھا کہ ہم ان کشتیون سے زیادہ تر خوش وضع کشتی چاہتے ہین ای عادل شاہ جب ہمنے رُقّانہ کی زبانی یہ کیفیت سُنی اُسکو بہت سمجھایا کہ احمر نوجوان عادل شاہ کا فرزند تیرے عشق مین مجنون ہو رہا ہی تو اُسکے ساتھ عقد کرلے ورنہ وہ بیچارہ ہلاک ہو جائیگا رُقّانہ نے دایہ کے ہاتھ ایک کاغذ بعبارت منظوم بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین احمر کے حسب و نسب سے واقف ہون مگر یہ مجھے معلوم ہی کہ اُسمین کچھ عقل و فہم نہین باین خیال یہ مسئلہ منظوم تمھارے پاس بھیجتی ہون کہ تم احمر سے جواب معقول لیکے ہمارے پاس بھیجو اگر اُسنے میرے سوال کا جواب معقول دیا تو مین بے تکلف اُس سے نکاح کرلونگی ورنہ اُس سے کہنا کہ تو اس خیال خام سے درگذر اور وصال رُقّانہ سے دست بردار ہو مین وہ سوال رُقّانہ کا تمھارے پاس روانہ کرتا ہون تم احمر نوجوان سے کہدینا کہ ای فرزند دلبند خواہ بقدرت خود یا کسی کی راے سے اس سوال کا جواب جب دوگے تب وصال محبوب ممکن ہی ورنہ کوئی شکل حصول مقصود کی تمھارے ممکن نہین مین خود حیران ہون کہ اُس علامہ عالی فطرت نے کیا اپنی فکر طبع سے اختراع کیا ہی اور مآل اُسکا کیا ہی ای شہریار روزگار جب وہ کاغذ میرے پاس آیا تو مین نے خود بھی دیکھا اور فکر کی اور اکثر علماے شہر کو بھی دکھلایا لیکن کسی سے یہ معمہ حل نہوا احمر آجتک اسی خیال خام مین دل دارفتہ ہو رہا ہی اور ہزارہا روز کشتیان تیار ہو رہی ہین شاہزادہ معز الدین نے فرمایا ای عادل شاہ وہ سوال منظوم ہمکو بھی ایک نظر دکھا دو عادل شاہ نے کہا حاضر ہی حضور ملاحظہ فرمائین شاہزادہ نے وہ کاغذ دیکھا اُسمین یہ اشعار تحریر تھے ابیات

زیر این ہفت گنبد افلاک
ہر کہ جاندار بود در عالم

کشتی خلق کردہ ایزد پاک
جنس حیوان و نوع انسان ہم

کہ دران خلق اول و آخر
ہمہ گشتند بر سفینہ سوار

بر نشستند باطن [illegible]
وہ چہ کشتی سپہر [illegible]

غیر ہشتاد و یک از ایشان	بود باقی بہ پشت ملاحان پیش حق ہر کہ ارجمند بود	گرچہ اکنون بہ ہر کشتی نیست از سوارش بہرہ مند بود	تا قیامت نمونہ اش باقیست

شاہزادہ معز الدین نے دل مین کہا کہ کسیطرح رُمّانہ کے سوال کا جواب پہونچنا چاہیے کہ احمر بیچارہ کامیاب ہو اقبال شاہ نے عادل شاہ سے کہا جس دشت مین احمر نوجوان رہتا ہی یہان سے کتنی دور ہی عادل شاہ نے کہا تین منزل اقبال شاہ نے شاہزادہ معز الدین سے کہا ای برادر والاقدر چلو ہم بھی احمر نوجوان کو دیکھین صبح کو دونون شاہزادے کنارۂ دریا تشریف لائے دیکھا تو وہی احمر نوجوان اُسی خبط مین مبتلا ہی سوا ے کشتی سازی کے اور دوسرا خیال نہین عادل شاہ نے کہا ای فرزند ان دونون شاہزادون کے قدمبوس ہو کہ یہ ہمارے حاکم و مالک ہین احمر نے یہ بھی نہ جانا کہ کوئی کیا کہتا ہی عادل شاہ اس حال بیخودی پر اپنے فرزند کے خوب رویا اقبال شاہ نے عادل شاہ کی تشفی خاطر کی اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ یہ اچھا ہو جائیگا اصفر بن طاقی شاہ کہ وہ بھی غرق دریاے عشق تھا احمر کو دیکھ کے آنکھون مین آنسو بھر لایا اقبال شاہ سے عادل شاہ نے پوچھا یہ جوان کون ہی اقبال شاہ نے فرمایا یہ بھی ایک مرد آفت رسیدہ و مصیبت زدہ ہی لیکن اسکے درد کی دوا محض تمھاری ذات پر منحصر ہی عادل شاہ نے کہا حضور صاف صاف ارشاد فرماوین کہ مین سمجھون اقبال شاہ نے فرمایا اچھا وقت پر سمجھا جائیگا اس رات کو شاہزادہ معز الدین خیال سوال رُمّانہ مین سو رہا عالم خواب مین دیکھا کہ حکیم فسطاس الحکمت تشریف لائے اور فرمایا ای فرزند تو سوال رُمّانہ مین متفکر کیون ہی آگاہ ہو کہ وہ کشتی حضرت نوح علیٰ نبینا علیہم السّلام کی ہی وقت طوفان مرد و زن اُسی کشتی مین سوار تھے اور اقسام پرندے بھی ایک ایک جفت حضرت نے رکھ لیا تھا باقی تمام مخلوق غرق بحر فنا ہو گئی اور ملاحون سے حضرت نوح اور انکی اولاد مراد ہی کہ جنکا حضرت سام اور حضرت حام اور حضرت یافث نام تھا اور سوال دوسرا کہ علاوہ اسّی آدمیون کے جو پشت مین ملاحون کے تھے اُسکی شرح یہ ہی کہ سوا ے اسّی نفر کے اور کوئی زندہ نہ بچا لیکن ہر ایک انسان اُنھین کی نسل سے ہی اور آیندہ بھی اُنھین کی نسل سے ہونگے اور پشت صلب سے مراد ہی یہی وجہ ظاہر و باطن کی ہے کہ ظاہر تو فقط اسّی نفر تھے اور باطن گویا تمام خلایق کشتی مین تھی اور یہ جو کہا ہی کہ نمونہ کشتی تا قیامت باقی رہیگا وہ نمونہ مراد اہل بیت علیہ السّلام سے ہی یعنی حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے زبان معجز بیان سے فرمایا ہی اَہلُ بَیتِی کَسَفِینَۃِ نُوحٍ مَن رَکِبَہَا نَجیٰ وَمَن تَخَلَّفَ عَنہَا غَرِقَ القصہ بعد تعلیم کرنے اس معمے کے حکیم صاحب نظر سے غائب ہو گئے اور شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا اور اقبال شاہ سے کہا ای برادر الحمد للہ کہ رُمّانہ کے سوال کا جواب باصواب مجھے حاصل ہوا اب مین

احمر کو آگاہ کرتا ہون بشرطیکہ عادل شاہ اپنی بیٹی کا اصفر نوجوان سے عقد کردے اقبال شاہ نے کہا
مین پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ یہ عقدہ بغیر ذات جناب کے حل نہو گا اب عادل شاہ کی کیا قدرت کہ جو اصفر کی
نسبت مین کسی طرح کا عذر کرے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ عادل شاہ بھی وہان آیا اقبال شاہ نے پہلے
اصفر نوجوان کی نسبت کا عہد لے لیا بعد اسکے کہا مبارک ہو سمجھئے کہ شاہزادہ معز الدین نے عقدۂ سخت
تمھارے فرزند احمر نوجوان کا حل کیا عادل شاہ شاہزادہ معز الدین کے تصدق ہوا اور کہا کہ
ہر بن مو اگر زبان ہو تو حضور کا شکریۂ احسان ادا نہین کرسکتا بعد اسکے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین
اور عادل شاہ احمر نوجوان کے پاس آئے اب جو احمر نوجوان نے شاہزادہ معز الدین کی
صورت دیکھی بے اختیار ہاتھون کو بوسہ دیا اور کہا ای شہریار عالی وقار اسوقت حضور کے جسم مبارک سے
بوے مقصود آتی ہی اسکا کیا سبب ہی شاہزادہ معز الدین نے فرمایا ای احمر تیری محبوبہ و مطلوبہ نے
ایک سوال کیا ہی اور یہ شرط کی ہی کہ اگر تم اسکا جواب باصواب دوگے تو مین تمسے عقد کرونگی اور وہ کاغذ
منظوم احمر کو دیا احمر نے کہا مین یہ کاغذ کیا کرون حضور جیسا جواب مناسب ہو آپ ہی ارشاد فرما دیجیے
شاہزادے نے وہی مضمون جو خواب مین حکیم صاحب نے فرمایا تھا بیان کیا بعد اسکے اصفر بن
طاقی شاہ کی سفارش کی عادل شاہ نے کہا کہ ای شہریار نامدار جبکہ ہم آپکے تابع فرمان ہین پھر جو
فرمائیے گا بدل وبجان قبول و منظور کرینگے انکار تو کسیطرح ہم کر ہی نہین سکتے اور باپ اصفر کا ایسا بدمزاج
ہی کہ اگر حضور کا درمیان نہوتا تو مین ہرگز یہ نسبت قبول نکرتا بعد اسکے عادل شاہ نے احمر کی نسبت کے
باب مین اسیوقت ملک ارمن کو نامہ لکھا اور اسمین یہ بھی لکھا کہ تمھارے سوال کا جواب بھی موجود ہی
بریدخان ایک سردار عادل شاہ کے لشکر کا نامہ لیکر جزیرۂ ارمن کیطرف روانہ ہوا عادل شاہ
نے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین کی نہایت تکلف سے دعوت کی شاہزادہ گاہ گاہ صید و
شکار مین مصروف رہتا تھا ایک روز شاہزادہ کے دل مین یہ آیا کہ سرمۂ زحل احمر و اصفر کو دین تاکہ
وہ اپنی معشوقہ و مطلوبہ کو دیکھ آوین اصفر سے کہا کہ ایک چیز ہم تجھے دین کہ تو اپنی معشوقہ کو دیکھ آوے اور
تجھکو کوئی نہ دیکھے اصفر نے کہا ای شہریار اگر حضور مجھکو ایسی چیز دیوین تو گویا کہ سلطنت کونین دیدی شاہزادہ
نے سرمہ کی ایک سلائی اصفر کو دی اور اس سرمۂ طلسم کی کیفیت سب بیان کی کہ جسوقت تو سرمہ آنکھون مین
لگا لیگا پھر تجھکو کوئی نہ دیکھے گا اور تو سب کو دیکھے گا بیتکلف محل مین ملکہ کے جانا جبتک جی چاہے اپنی
محبوبہ کو دیکھنا پھر چلے آنا اصفر بموجب ارشاد شاہزادے کے سرمۂ زحل آنکھون مین لگا کے اور ایک
نیمچہ بغل مین دبائے ملکہ حمراے گلرنگ کی محلسرا کیطرف روانہ ہوا مگر یہ زیادہ تر لطف کی بات ہی کہ حمر کو

یقین کامل تھا کہ مجھے کوئی نہین دیکھتا ہی اور اصل مین ساری خلقت اسکو دیکھتی تھی اُسکی یہ وجہ تھی کہ خاص
سُرمۂ زحل واسطے باطن طلسم کے تھا اور یہ مقام باطن طلسم نہین ہی بلکہ خارج طلسم ہی اور شاہزادہ اس
خواص خاص سُرمۂ زحل سے واقف نہ تھا ورنہ اصفر کو کیون دیتا وہ تو یہی جانتا تھا کہ طلسم مین تاثیر سرمہ
کی برابر ہے اب ناظرین قصۂ عجائب نگار کو یہ بھی واضح رہے کہ شاہزادۂ معز الدین دروازۂ اول
سے عجائبات کی سیر کرتا ہوا جاتا ہی لہذا جبتک کہ شاہزادہ طلسم سے نہ نکلے گا اور حکیم صاحب سے
بار دگر ملاقات نہو گی تمام عالم مین ہر مقام اُسکو طلسم ہی لیکن وہ مقامات جہان شاہزادہ واسطے مہر کرنے
فرمان پر ارباب مثلثۂ خاکی و آبی و آتشی و ہوائی کے گیا وہ سب باطن طلسم تصور کیا جائیگا بلکہ
سکنائے حصار چار مثلثہ اُن مقامات کو بجائے خود طلسم جانتے ہین غرض اس بیان سے یہ معلوم ہوا
کہ ان مقامات مذکورۂ بالا مین تاثیر سُرمۂ زحل ہوتی ہی ورنہ ہر جا نہین ہوتی اور شاہزادے کو اس
حال سے خبر نہ تھی ورنہ سُرمہ اصفر کو کیون دیتا اور اصفر کو فرمانا شاہزادے کا اصلاً و نقلاً مثل حدیث
تھا لہذا نہایت خوشی و خرمی سے سُرمہ لگائے ملکہ حمرائے گلرنگ کی محلسرا کے دروازہ پر پہونچا اور
دروازہ کے اندر قدم رکھا قدرت خدا سے وہ وقت اطمینان کا تھا یعنی جسطرح کہ پاسبان شب کو بہت
بیداری و ہوشیاری سے پہرہ دیتے ہین اور جب صبح ہوتی ہی تب بیفکر ہو جاتے ہین کہ اب صبح ہی اسیطرح
ہر شخص اپنے اپنے حوائج ضروری کو چلا گیا تھا اور سب پاسبان بے خبر سوتے تھے اور جو کوئی جاگتا بھی تھا
تو اُسے نیند مین یاقوت خواجہ سرا کا گمان گذرا کہ یاقوت کے بھی ہر وقت ایک دوشالہ زرد دوش پر
پڑا رہتا تھا اور اتفاق سے اصفر بھی زرد دوشالہ اوڑھے تھا پس اسوجہ سے اور بھی پاسبانون کو یاقوت
کا خیال ہوا غرض اصفر نوجوان اس دلجمعی تمام و اطمینان سے محلسرا مین گیا جسطرح کوئی اپنے مکان مین
جاتا ہی اور اتفاق کی بات یہ تھی کہ اسوقت ملکہ حمرائے گلرنگ بھی ایک کرسی زرنگار پر بیٹھی تھی اُسنے
اصفر کو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہی جسے مینے کوہ ماران پر دیکھا تھا نہایت تعجب ہی کہ اسقدر
پہرہ چوکی مین یہ یہان کیونکر آیا آخر ملکہ نے اصفر سے اشارہ کیا کہ یہان سے چلا جا ورنہ جان تیری مفت جائیگی
اس اثنا مین کنیزان محل آکر جمع ہو گئین اور اصفر کو چار طرف سے گھیر لیا اور غل و شور مچایا اصفر نے جب
یہ ہنگامہ برپا دیکھا دلمین کہا خدایا یہ عجب طرح کا معاملہ ہوا پھر خیال آیا کہ شاید یہ بھی سُرمۂ زحل لگائے ہین
بہرحال اپنی حرکت سے نہایت پشیمان ہوا اور کہا اگر مین جانتا کہ محل والون کی نظرون سے پوشیدہ نہونگا
تو ہرگز محل مین نہ آتا اس عرصہ مین حبشنین اور ترکنین اور خواجہ سرا جمع ہو گئے اور چاہا کہ اصفر کو گرفتار
کرلین ملکہ حمرائے گلرنگ دور سے تماشا دیکھ رہی تھی اور کہتی تھی کہ اس بیچارے کی مفت جان گئی اصفر

نے جب دیکھا کہ اب گرفتار ہوا چاہتا ہوں تو دوشالہ کو کمر سے باندھ نیچہ کو مع غلاف ہلانا شروع کیا تا کہ یہ مجمع پراگندہ
ہو جائے سب گرد و پیش سے دور ہو جاویں میں نکل جاؤں آخر سب نے پوچھا کہ ای شخص تو کون بلا ہے زبان
ہے کسطرح آیا اصغر نے کہا اول تم کہو کہ تمنے مجھے کسطرح دیکھا کہ میری آنکھوں میں سرمۂ زحل لگا ہوا تھا اس
گفتگوے اصغر سے تمام کنیزیں اور خواجہ سرا بحث کرنے لگے اور کہا بیشک یہ مجنون ہی کسی نے کہا دیوانوں کی
وضع تو معلوم نہیں ہوتی ایک نے کہا اگر دیوانہ نہوتا تو اپنے کو دیدہ و دانستہ ہلاکت میں کیوں ڈالتا اس
شور و غل سے عادل شاہ بھی بیدار ہوا پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی خواجہ سرانے اصغر کی کیفیت بیان کی
عادل شاہ سر و پا برہنہ وہان آیا ملکہ حمرا ے گلرنگ بادشاہ کو دیکھ کے دوسرے مکان میں چلی گئی
اور اصغر کے حال زار پر نہایت متاسف تھی جب عادل شاہ معرکہ میں پہونچا اور اصغر کو دیکھا سمجھا
یہ وہی طاقی شاہ کا بیٹا ہی پس باواز بلند کہا یہ لوگ کیسے بے شرم بے حیا ہیں کہ اپنا خیال تو کجا اور کسی
کے بھی ننگ و ناموس کا خیال نہیں ہی کوئی بدنام و رسوا ہو تو بلا سے جبکہ ہمنے اس ناشدنی کی نسبت
قبول کرلی پھر کیا اضطراب و بیقراری تھی بعد اسکے ان کنیزوں اور خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ ہٹ جاؤ اور
اس روسیاہ کو جانے دو لیکن بخوف شاہزادہ معزالدین و اقبال شاہ اُسنے دم نہ مارا جب اصغر
محلسرا سے باہر آیا پاسبان سد راہ ہوے اصغر پانچ چار کو قتل کرکے آپ صاف نکل گیا ادھر شاہزادے نے
جو حال پر اصغر کے مہربانی فرمائی تھی اقبال شاہ سے بیان کی اقبال شاہ نے جب سُنا زانو پر ہاتھ
دے مارا اور کہا بڑا غضب ہوا جلد اصغر کو بُلاؤ اس اثنا میں ایک ملازم نے کہا اصغر دو پہر کو بناؤ سنگار کرکے
براے سیر بازار گیا ہی اقبال شاہ سمجھ گیا کہ بلاشبہہ و شک اصغر محل میں پہونچا اور خدا جانے کس مصیبت میں
پڑا شاہزادے نے فرمایا ای برادر تم متردد نہو اصغر آتا ہوگا اقبال شاہ نے کہا مجھے اُسکی جان ہی بچنے
میں شک ہی اور اگر زندہ بھی بچا تو نہیں معلوم کیا صورت بنکے آوے شاہزادہ معزالدین نے کہا میں نہیں
سمجھا کہ تمنے یہ کیا کہا اقبال شاہ نے کہا تمنے اس خیال سے اصغر کو سرمہ دیا ہی کہ وہ کسی کو نظر نہ آوے
مگر یہ خیال نہ کیا کہ سرمۂ زحل خارج قسمت طلسم میں کام نہیں آتا بالکل بیکار محض و بے اصل ہو جاتا ہی
شاہزادے نے جب یہ جملہ سُنا حال اُسکا دگرگون ہو گیا بدحواس ہوکر ایک ملازم کو بتلاش اصغر بھیجا
اس اثنا میں اصغر بھی بحال خراب لشکر میں آیا شاہزادے نے فرمایا مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ؎
سجدۂ شکر کیا اقبال شاہ نے کہا ای شہریار تمنے اصغر کو قتل کرا ڈالنے میں قصور نہ کیا تھا مگر اُسکی زندگی تھی
جو بچگیا جب اصغر شاہزادوں کی خدمت میں گیا اُسنے شاہزادہ معزالدین سے کہا واہ پیر و مرشد
خوب حضور نے سرمۂ زحل عنایت فرمایا تھا کہ میری جان مفت گئی ہوتی براے خدا ایسا کیا گناہ بندے سے

حضور مین ہوا تھا جسکی حضور نے ایسی سزاے معقول دی کہ عمر بھر یاد رہیگی شاہزادہ نے فرمایا اے بھائی
بخدا مجھے اسکی خبر نہ تھی کہ سرمۂ زحل خارج طلسم مین بیکار ہو جاتا ہی ورنہ مین ہرگز تمھین نہ دیتا خدا نے فضل کیا
اقبال شاہ نے پوچھا ای اصفر یہ تو بتاؤ کہ تم پر کیا گذری اصفر نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی شاہزادے
سنتے سنتے غش کر گئے دوسرے روز عادل شاہ آیا اور اُسنے اصفر کی کمال شکایت کی کہ مین نے پہلے ہی
خدمت عالی مین عرض کیا تھا کہ یہ شخص انسانیت سے خارج ہی اسکے قول و فعل کا اعتماد نہ کرنا چاہیے آپنے دیکھا
کہ اس ناشدنی نے کیا بیہودہ حرکت کی واللہ مین حضور کے لحاظ سے چپ ہو رہا ورنہ ایسی بُری طرح پیش آتا
کہ یہ بھی یاد کرتا اقبال شاہ اور شاہزادۂ معزالدین نے کہا ای عادل شاہ اصفر بیچارہ بے گناہ ہی یہ قصور
ہمارا ہی بعدہ خاصیت سُرمۂ زحل عادل شاہ سے بیان کی عادل شاہ خاموش ہو گیا قصہ کوتاہ ایکروز اقبال شاہ
اور شاہزادۂ معزالدین اور اصفر نوجوان وغیرہ موجود تھے اور باہم صحبت گرم تھی کہ ایک سوداگر عجم حصار
کا آیا اور اُسنے ہر قسم کا اسباب تجارت شاہزادہ کی خدمت مین پیش کیا اور شاہزادۂ معزالدین ہر ملک کا
حال اُس سوداگر سے پوچھ رہے تھے اور سوداگر ہر ایک ملک کی کیفیت بیان کر رہا تھا کہ اُس ذکر مین سوداگر
نے یہ کہا کہ ای شہریار نامدار آج کل غلام نے ایک لونڈی گیارہ برس کی بہت خوبصورت صاحب حُسن و جمال
مول لی ہی اور سواے حُسن و جمال کے عقل و فراست مین بھی بے مثل ہی لیکن افسوس کہ مجھسے اُسکو مطلق
رغبت نہین ہی ورنہ مین اُسکو مثل جان کے عزیز رکھتا اور ایکدم جدا نہ کرتا جس شخص سے مین نے خرید کی ہی
وہ بھی یہی شکایت کرتا تھا شاہزادۂ معزالدین نے فرمایا تمنے اُس عورت سے یہ بھی پوچھا تھا کہ آخر تیرا منشا
کیا ہی سوداگر نے کہا پیر و مرشد دن رات مجھسے ہر بار وہ یہی کہتی ہی کہ مجھے کسی بادشاہ کے ہاتھ بقیمت معقول
بیچ ڈالو اسلیے مین آپکی خدمت مین لایا ہون شاہزادۂ معزالدین نے فرمایا اچھا ہم اُسے ایک نظر دیکھ لین اگر ہماری
پسند ہوگی تو لیلینگے اور جو قیمت کہوگے دیدینگے خواجہ سلیم سوداگر اُسیوقت لونڈی کو لے آیا شاہزادے نے
جو اُسکو دیکھا تو وہ نظر مین کچھ شناسا سی معلوم ہوئی مگر یہ خیال نہ آیا کہ کہان دیکھا تھا شاہزادہ اسی فکر مین تھا کہ دفعتہً
وہ کنیز بولی ای شہریار فلک مدار حضور ناحق اسقدر تشویش مین ہین بندگان عالی کو یاد ہوگا کہ جسوقت حضور محل مین
سعید لوحدار کے رونق افروز ہوے تھے جو شہر کرسی کا بخشی تھا تو یہ لونڈی بھی حاضر ہوئی تھی اور آپ اُسوقت
قصر مربع و قصر مثمن کی سیر کو سعید سے فرماتے تھے شاہزادے نے اُسے آگے بُلایا اور بشفقت فرمایا کہ تو اپنی
کیفیت مفصل بیان کر اور نام تیرا کیا ہی اُس کنیز نے عرض کیا نام میرا ذکا ہی اور مین ملکہ منطقہ زرین کمر کی کنیز خاص
ہون پھر اپنی تمام داستان شاہزادہ کے روبرو بیان کی اور حفیظ ثریا مکان اور منطقۂ زرین کمر کی عاشقی و
معشوقی کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا بعدازان کہا کہ ہم چارون عورت و مرد نے جسوقت صحن مسجد کے

حوض مین غوطہ مارا پھر ایک کو دوسرے کی خبر نہی کہ ہم کہان اور دوسرا کہان ہی خدا جانے وہ زندہ بھی ہین یا اس
دار فانی سے رحلت کر گئے اور شاید زندہ بھی ہین تو نہین معلوم کہ کس بلاے ناگہانی مین گرفتار ہوگئے مگر ای شہریار
مجھپر یہ گذری کہ جو مین بیان کرتی ہون کہ جب مین اپنے ہوش مین آئی دیکھا کہ مین دامنہ کوہ مین ہون اور چند
قزاق پہاڑ پر نظر آئے اُنمین سے ایک قزاق مجھے دیکھکے زیر کوہ آیا اور مجھے پہاڑ پر لیگیا وہان جو دیکھا
تو دس قزاق تھے اُسمین دو بھائی حقیقی تھے کہ وہ سردار تھے باقی نوکر و چاکر وہ سب مجھے دیکھکے عاشق
ہوگئے اور ہر ایک مین مکالمہ سے نوبت مجادلہ کی آئی پہلے اصلاح کنندہ قتل ہوے اور بعدہ چھ آدمی مع
سردار مارے گئے صرف ایک حاکم دوسرا محکوم باقی بچے لیکن وہ سردار غم مین اپنے بھائی اور رفقا کے
ہمیشہ روتا تھا اور مجھسے کہتا تھا کہ ای نازنین تیری وجہ سے میرے رفیق و آشنا سب تلف ہوے لیکن جب مین
تجھکو دیکھتا ہون اُنکا غم والم بھول جاتا ہون مگر مین خدا کی درگاہ مین یہی دعا کرتی تھی کہ بارالہا تو ہی میرے
پردہ ناموس کا نگہبان ہی آخر ایک روز مین نے کہا ای مرد مین تیری مفارقت مین رات و دن جلتی ہون
لیکن تیرے سردار کے خوف سے دم نہین مار سکتی وہ چور بولا کہ جو تو مجھے اپنے عقد مین قبول کرے تو مین
ابھی سردار کو ہلاک کرتا ہون مین نے کہا اس کام کو جلد کر دیر مناسب نہین اُس چور نے دوسرے روز
اُس سردار کو زہر ہلاہل دیدیا بعد اسکے مجھسے پوچھا کہ اب تیرا کیا ارادہ ہی مین نے کہا کہ میرے کہنے پر
عمل کر ورنہ پشیمان ہوگا وہ چور بولا مین تیرا تابع فرمان ہون جو حکم کر بجالاؤن مین نے کہا اب تو مجھے اپنے ہاتھ سے
قتل کر یا اپنے ارادہ سے ہاتھ اُٹھا وہ چور بولا او بے مروت عورت یہ کیا کہتی ہی مین نے کہا کہ مین سچ کہتی ہون
وہ مرد ایک لحظہ چپ ہو رہا بعد ازان کہا کہ مین تجھے ناحق کیون ہلاک کرون اور اپنی جان بھی عزیز ہی ورنہ خود
ہلاک ہوجاتا اگر تیری مرضی ہو تو مین تجھے کسی سوداگر کے ہاتھ بقیمت معقول بیچ ڈالون کہ ہم اور تم دونون ہلاکت سے
بچین آخر اس سوداگر کے ہاتھ پچاس ہزار دینار کو بیچ کیا مین نے سوداگر سے بھی یہی کہا کہ ای خواجہ
مین تمھارے پاس نہین رہونگی تمکو مناسب ہی کہ مجھے کسی شاہ و شہریار کے ہاتھ بیچ ڈالو ورنہ مین ہلاک ہوجاؤنگی
خواجہ ہرچند کہ مجھپر مائل تھا لیکن بخوف اسکے کہ مین نے ہلاک ہونے کو کہا تھا مجھسے جبر نہوا اور میری
غرض اس گفتگو سے یہ تھی کہ مین کسیطرح دایہ صفوا نبیر یا منطقہ زرین کمر کے پاس پہونچون شاہزادے نے
فرمایا ای ذکا حفیظ اور منطقہ بھی اسی شہر مین ہونگے ہم اُنکو ضرور تلاش کرینگے کہین نہ کہین پتہ مل ہی جائیگا
بعد اسکے شاہزادے نے خواجہ سلیم سوداگر کو پچاس ہزار دینار قیمت دیکے ذکا کو اپنے پاس رکھا

اب راوی حال بریدخان کا بیان کرتا ہی جو نامہ عادل شاہ بادشاہ کا

ملک ارمن جزیرہ نشین کے پاس لے گیا ہی

القصہ بُرید خان نے نامہ عادل شاہ کا ملک ارمن کو پہونچایا ملک ارمن نے بی بی کو پہونچا دیا اُسنے اپنی دختر
رُمّانہ کو دکھایا رُمّانہ نے نامہ دیکھتے ہی والدین سے کہا کہ جلد تر ساز و سامان سفر شمالیہ حصار کا تیار کرو
مین خود عادل شاہ کے ملک مین جاکر اپنے سوال کا جواب لونگی دیکھون کہ احمر بن عادل شاہ نے کیا جواب
تجویز کیا ہی ملک ارمن دوسرے روز مع زن و فرزند تھوڑے سے آدمی ہمراہ لے کشتی مین سوار ہوکر
شمالیہ حصار کو روانہ ہوا بُرید خان نے قبل روانگی ملک ارمن کے عادل شاہ و اقبال شاہ اور شاہزادہ
معز الدین اور احمر و اصغر تمام سردار جمع ہوے اور ایک میدان صاف مین خیمے برپا ہوے
بعد چند روز کے ملک ارمن بھی پہونچا اقبال شاہ نے خلعت گران بہا ملک ارمن کو عنایت فرمایا اور وہین پر
جلسہ سوال و جواب بھی مقرر کیا گیا اور ایک طرف ایک خیمہ زنانہ بھی رُمّانہ دردندان کیواسطے
برپا ہوا اسمین سب عورات جمع ہوگئین اور باہر پردہ کے عادل شاہ و شاہزادہ معز الدین اور اقبال شاہ اور
ملک ارمن وغیرہ بادشاہ اور شاہزادے جمع ہوے اور صحبت گرم ہوئی پردہ مین سے ایک خواجہ سرا
نے نکلکر احمر نوجوان سے کہا اے جوان ملکہ ہماری پس پردہ تشریف رکھتی ہین اور جواب اپنے سوال کا طلب کرتی ہین احمر
نے بفصاحت تمام وہ عبارت سامنے سب حاضرین محفل کے بیان کی اور اہل محفل نے بھی بالاتفاق کہا
واقعی اس سوال کا جواب یہی ہی ملکہ رُمّانہ دُردندان نے بھی اپنے باپ سے کہا کہ مین نے اپنے سوال کا جواب
حسب دلخواہ پایا اب تمکو میرے رسم کتخدائی کا اختیار ہی جب چاہو ادا کرو مجھے قبول و منظور ہی احمر
نوجوان نے جو شاہزادے کے حال عشق سے آگاہ تھا عرض کی کہ اے شہریار دولتمدار مین اپنے مطالب دلی کو
حضور کی بدولت پہونچا اب مین چاہتا ہون کہ حضور کے عقد کے بعد میرا عقد ملک ظہورستان
مین ہو تو بہتر ہی کہ تابع فرمان سبقت نہین کرسکتا کہ یہ باعث گستاخی ہی شاہزادے نے فرمایا ہمین بہرحال تیری خوشی
منظور ہی مگر بالفعل اصغر کا عقد ہونا مصلحت سے ہی اصغر نے کہا حضور احمر کا عقد ملک ظہورستان
مین ہوگا پس میرے عقد کی کیا جلدی ہی اقبال شاہ نے ملک ارمن کو حکم دیا کہ مع قبائل ملک ظہورستان
مین حاضر ہونا عادل شاہ بھی ہمراہ ہمارے جاوینگے شاہزادہ معز الدین نے ذکا کنیز کو واسطے
خدمتگذاری ملکہ حمراے گلرنگ کے مقرر کیا اور کہا کہ خبردار اسے کسی طرح کی تکلیف نہو بعد اسکے ملک ارمن
سے فرمایا کہ بحر طوفان خیز کی علامت کیا ہی اور تمھارے ملک سے دریا کتنی دور ہی ملک ارمن نے
کہا اے شہریار ہمارے شہر سے دو منزل تک دریا مین کوئی خطرہ نہین ہی مگر جب آگے وہان سے کشتیان جاتی ہین
تو ایک موج اور ہواے تند ایسی آتی ہی کہ کشتیان وہین آجاتی ہین جہان سے روانہ ہوتی ہین اگر کوئی کشتی

اور طرف بھی نکل گئی تو پھر چند قدم کے فاصلہ سے ایسا صدمہ طوفان کا پہونچتا ہی کہ وہ کشتی سلامت نہین رہتی اقبال شاہ نے کہا کہ تم کشتیان جمع کرو ہم خود وہان جاکر تماشا طوفان کا دیکھینگے القصہ شاہزادۂ معز الدین و اقبال شاہ و عادل شاہ و احمر نوجوان و اصفر نوجوان و حمراے گلرنگ بنت عادل شاہ یہ تمام مردوزن کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوے اور چند روز مین ملک ارمن مین جا پہونچے ملک ارمن نے دو روز دعوت ملوکانہ بتجمل تمام کی اور تحفہ اپنے ملک کا پیش کش کیا اقبال شاہ و شاہزادۂ معز الدین ملک ارمن سے رخصت ہوکر روانہ ہوے دو روز بعافیت تمام چلے گئے تیسرے روز دریا مین ایک موجہ سر بفلک کشیدہ متلاطم ایسا پیدا ہوا کہ تمام کشتیان سرحد ملک ارمن مین پہونچگئین جب تین بار ایسا ہی وقوع مین آیا رات کو اقبال شاہ نے اپنے مرشد کو یاد کیا

اب روانہ ہونا شاہزادۂ معز الدین و اقبال شاہ کا مثلثہ آبی کی طرف حسب الارشاد جناب ہادی الہدایت بیان ہوتا ہی

راوی اخبار عجائب رقم و حاکی حکایات غرائب شیم اس داستان سحر بیان کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ وہ شب اقبال شاہ نے عبادت قاضی الحاجات مین گذاری اور صبح کو شاہزادۂ معز الدین سے کہا ای تاجدار ہفت اقلیم ہمت و مروت مثلثہ آبی ہماری تمھاری منزل مقصود کا سد راہ ہوا ہی اور حل اس کار مشکل کا تمھاری ہی ذات بابرکات پر موقوف ہی جبتک تم متحمل شدائد عظیمہ کے نہوگے وصل دلدار یعنی سرآنا مشکل ہی اور میرے بھائی عاقل کا کام بھی معطل و ناتمام رہیگا لہذا لازم یہ ہی کہ کمر ہمت کو چست کرو اور تعلیم اس اپنے خادم قدیم کی عمل مین لاؤ کہ شیوۂ مردان دین و آئین شاہان صاحب یقین یہی ہی شاہزادۂ معز الدین نے جواب دیا ای برادر بجان برابر بلکہ از جان بہتر و خوشتر یہ آپ کیا فرماتے ہین جس کسی بندۂ خدا کا کام میری کوشش و سعی سے نکلے ہرگز مجھکو دریغ و افسوس نہین بلکہ ہزار کام اپنے حرج کرون اور اسکا کام بجان و دل بجا لاؤن اسواسطے کہ حاجت برآری برادر ایمانی کی موجب خوشنودی خدا و رسول ہی ؎

ہمہ چیز فرمان کنی راضی ایم	گر بسعی من برآید کارکس	ہمہ کار ما تابع ہادی ایم	کی کنم تقصیر یا دارم نفس

شاید اس سبب سے ایزد پاک میرے حال زار پر مہربان ہو جائے اقبال شاہ نے آفرین کی اور کہا آگاہ ہو کہ مرشد نے میرے وقت شب یہ ہدایت کی ہی کہ بحر طوفان خیز در بند خرچنگ سے پیدا ہوتا ہی مین وقت شب تمھارے ہمراہ چلونگا اور اپنے روبرو تمکو روانہ کردونگا مگر تم آج ہین الصلوتین اس اسم بزرگ کا موافق اعداد قمر اور سرطان کے کہ جو چھ سو ساٹھ ہین ورد کرو اور بخورات قمری بھی کرتے جاؤ اور لباس سبز

زیب بدن کرو اور عطر بدن و لباس مین ملو جب فارغ ہو اُسکے ختم سے تو مین تمکو رخصت کرونگا غرض حسب ہدایت اقبال شاہ شاہزادہ
اور اد اسم سے فارغ ہوا تو اقبال شاہ رات کو شاہزادہ معز الدین کو کنارۂ دریا لایا اور ایک کشتی خرد مین سوار ہوا
جب ماہ کامل سمت الراس مین پہونچا اقبال شاہ نے ایک روغن سبز کے تین چار قطرے دریا مین ڈالدیے
بمجرد قطرے ڈالنے کے ایک جوش تلاطم پیدا ہوا اور بعد ایک گھڑی کے ایک کشتی چھوٹی دریا سے نکلی اُسمین
تین ملاح تھے ملاحون نے شاہزادۂ معز الدین کو سوار کیا اقبال شاہ نے کہا اے شہریار آپ سوار ہون
اور جہان یہ ملاح لیجائین بلا تکلف چلے جائیے گا اور یہ جو مین نامہ سر بمہر تمکو دیتا ہون اپنے پاس رکھنا جب
کوئی قاصد تمھارے پاس آوے نامہ قاصد کو دیدینا اور جواب کے منتظر رہنا بعد دو گھڑی کے دو شاطر چالاک
ایک اسپ نقرہ لے آئینگے تم اُسپر سوار ہونا وہ شاطر تمکو پیر سبز پوش کے پاس پہونچا دینگے تم اُس بزرگ کو
سلام کرنا وہ تمسے مطلب پوچھیگا تم کہنا کہ مین بتلاش لوح طلسم برج سرطان آیا ہون آیندہ جو وہ بزرگ
فرمائے تم عمل مین لانا القصہ شاہزادۂ معز الدین موافق ہدایات اقبال شاہ کے نقرہ گھوڑے پر سوار ہوکر
پیر سبز پوش کے پاس گیا اور اُس بزرگ سے لوح طلسم سرطان مانگی پیر مرد نے پوچھا تم یہان کیونکر آئے
شاہزادے نے کہا ہم کشتی پر آئے وہان ایک قاصد کو نامہ دیا وہان سے اس اسپ نقرہ پر سوار ہوکر
یہان آئے اُس پیر مرد نے شاہزادے کے بیان پر ایک قہقہہ مارا شاہزادے کو اس خندہ بے محل پر
حیرت ہوئی پھر خدمتگارون نے دسترخوان بچھایا اور طعام رنگارنگ چُنا اور میوہ گوناگون شاہزادے کے
روبرو لگایا جب اکل و شرب سے فارغ ہوے شاہزادے نے پھر وہی سوال کیا پیر مرد نے سوال کے
جواب مین کہا یہان تم کس طریق سے آئے شاہزادے نے پھر وہی جواب دیا پیر مرد یہ سُنکے اور زیادہ
ہنسا شاہزادے نے دل مین کہا کہ عجب مرد بیہودہ سے پالا پڑا ہے خدا خیر کرے آخر تیسری مرتبہ شاہزادے
نے پھر لوح طلسم طلب کی پیر مرد نے پھر وہی سوال کیا شاہزادے نے تنگ ہوکر جواب دیا اے پیر مرد کبتک
تم یہی پوچھے جاؤگے پس تم یہ سمجھو کہ خدا نے یہانتک پہونچایا تب تو پیر مرد نے شاہزادے کو سینہ سے لگایا
اور فرمایا اے شہریار اب تمنے جواب معقول دیا اب تمھارا مطلب بھی بر آئیگا یہ انگوٹھی میری لیکر اس غار مین
جاؤ شام کو قصبہ بزازان مین پہونچوگے اور وہان بزازون کی لڑکی کا جشن عقد ہوگا تم بھی ایک گوشہ مین تماشا
دیکھنا جب عقد کا وقت آئے اور نکاح نامہ تحریر ہو عزیز و اقارب دُلھن کے واسطے مہر نکاح نامہ کے ہر اہل محفل
کے سامنے لائینگے جب تمھاری نوبت آئے تم اُنسے کہنا کہ میرے پاس مہر موجود نہین ہر اہل مجلس کہینگے کہ یہ انگوٹھی
زمرد کی موجود تو ہے تم کہنا کہ اس انگوٹھی کا نقش کاغذ پر نہو گا جب وہ بحث زیادہ کرین کہنا کہ مین تمسے براہ بخل
نہین کہتا مہر حاضر ہے تم اپنے ہاتھ سے کاغذ پر کرلو میرا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا جب اُنکے ہاتھ سے مہر نہ کھلیگی

قاضی باآواز بلند کہیگا ایہاالناس اگر حاضرین محفل سے ایک کی بھی مہر اس نکاح نامہ پر ہوگی نکاح ناجایز ہوگا
باپ عروس کا تمھاری نہایت خوشامد و منت کریگا اور کہیگا ای جوان ذی شان اگرچہ مہمان ناخوانده ہو پر خدا
مشہور ہی لیکن تیرے تشریف لانے سے ہمارے کام مین خرابی واقع ہوئی تم کہنا کہ اگر کاغذ دریائی پر نکاح نامہ
لکھا جائے تو مین مہر کردون اہل مجلس تمام قصبہ مین کاغذ دریائی ڈھونڈھینگے کاغذ دریائی نہ ملیگا پھر تمھارے
پاس آئینگے اور کہینگے کہ کاغذ دریائی ہمارے قصبہ مین نہین ہی اور کاغذ فروش کہتے ہین کہ ہمنے آج تک نام بھی
کاغذ دریائی کا نہین سُنا تم کہنا کہ سچ ہی لیکن تم کاغذ فروشون کے قصبہ مین جاکر تلاش کرو کہ آبی کاغذ دریائی
ہوتا ہی اس علامت سے ملیگا وہ سب وہان جاکر تلاش کرینگے وہان بھی نہ پاینگے تم کہنا مین چلتا ہون تم
ساتھ میرے چلو مین تلاش کر دونگا جب تم قصبہ مین کاغذیون کے پہونچوگے چوک مین جانا وہان ایک لڑکا
سبزہ آغاز و سبز رنگ قرطاس نام دوکان پر بیٹھا ہوگا تم قرطاس سے کاغذ آبی طلب کرنا وہ ایک دستہ کاغذ
تمھارے سامنے رکھدیگا تم اُس انگوٹھی کو ہر کاغذ پر آزمایش کرنا جو کاغذ کہ نقش انگشتری کا قبول کرلے وہ کاغذ لیکر
بحفاظت تمام اپنے پاس رکھنا اور اہل محفل کو اور کاغذ دیدینا وہ نکاح نامہ اُس کاغذ پر لکھینگے پھر تم بھی اپنی
مہر نکاح نامہ پر کردینا یقین ہی کہ پھر مہر تمھاری بہ برکت اُس کاغذ کے ہوجاویگی اہل قریہ اُسکے شکریہ مین تمھاری
دعوت کرینگے اور کچھ تحفہ مثل سوغات کے بھی تمھاری نظر کرینگے تم وہ جنس نہ لینا اور کہنا یہ میرے کام کی نہین
اگر کوئی چیز قدیم لاؤ تو مین اُسمین سے کچھ لیلون وہ کہینگے قدیم و جدید ہم نہین سمجھتے تم کہنا کہ تمھارے قصبہ مین ایک
پیرزن بدرہ رہتی ہی اُسکے پاس ایک جامہ وار پشتین سے چلی آتی ہی کہ اُسکے متن مین کچھ نام بزرگون کے
لکھے ہین تم اُس پیرزن سے جس قیمت کو ہو لے دو پھر مین تمھاری نذر لیلون جب وہ لوگ بدرہ سے قیمت
جامہ وار پوچھینگے وہ کہیگی قیمت اُس جامہ وار کی یہ ہی کہ سردار بزازون کا میری بیٹی سے اپنے فرزند کا عقد
کردے اور مین وہ جامہ وار جہیز مین دونگی بزاز یہ امر بپاس خاطر تمھارے قبول کرلینگے اور جامہ وار اُس
بدرہ سے لیکر تمکو دیدینگے تم اُنسے قصبہ خیاطون کا دریافت کرنا جب قصبہ مین خیاطون کے پہونچنا وہان
ادریس نامے ایک درزی بھی رہتا ہی تم ادریس کو جامہ وار دیدینا اور کہنا کہ راتون رات اس جامہ وار کا
جامہ تیار کردے ادریس کہیگا کہ مزدوری کیا دوگے تم کہنا ایک درم سے ہزار درہم تک جو تم مانگوگے دینگے
ادریس کہیگا کہ اسکی مزدوری مین ایک مشکل سخت و دشوار مین ہم گرفتار ہین وہ مشکل میری حل کردو تم یہ
جواب دینا کہ اگر تو میرے ساتھ چل تو مین تیری مشکل کو حل کردون ادریس تمھارے ہمراہ ہوگا اور اُسی رات کو
جامہ وار کا جامہ تیار کردیگا تم ادریس کو مع جامہ میرے پاس لے آنا جسوقت اُس جامہ کو زیب جسم کروگے
تب لیاقت لوح سرطان حاصل ہوگی غرض شاہزادہ زمرد کی انگوٹھی پیرمرد سے لیکر رخصت ہوا پہلے

قصبہ مین بزازون کے گیا اور بعدہٗ بدرہ پیرزن کے قصبہ مین پہونچا اور اُس سے جامہ وار لیکر ادریس درزی کے پاس گیا ادریس نے جب وہ جامہ وار دیکھی شاہزادے کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ مین مدت مدید سے تمھارے قدوم میمنت لزوم کا امیدوار تھا فقط تمھارے واسطے مین نے یہ پیشہ خیاطی اختیار کیا الحمد للہ کہ آج وہ امر ظہور مین آیا اب حضور ارشاد فرماوین کہ یہ تھان جامہ وار خاص حضرت آصف کے توشہ خانہ کا ہی اور جامہ وار آصفی اسکا نام ہی اسکی اجرت مجھے کیا دیجیے گا شاہزادے نے کہا جو تجھے منظور ہو ادریس نے کہا پیر و مرشد اجرت اسکی یہ ہی کہ مین ایک مصیبت سخت مین گرفتار ہون حضور مجھے اُس سے نجات دلاوین شاہزادے نے کہا کہ وہ مشکل کیا ہی ادریس نے کہا آج حضور میری دعوت قبول فرماوین شب کو مین اپنا حال مفصل بیان کرونگا شاہزادے نے ادریس کو ایک جوان خوش جمال ایسا دیکھا کہ آثار نجابت و شرافت اُسکی پیشانی سے ظاہر تھے جب اکل و شرب سے فرصت پائی ادریس نے داستان اپنی شروع کی

بیان کرنا ادریس نوجوان کا قصہ اپنا خدمت مین شاہزادہٗ معزالدین والا گہر کے

مین ملک نیم روز کا وزیرزادہ ہون ادریس نوجوان میرا نام ہی اکثر مین صید و شکار کو جایا کرتا تھا اتفاقاً ایک روز مین ایک کوہ کے دامنہ مین پہونچا ملازمون نے میرے کہا کہ اسکا کوہ تماشا نام ہی مین نے پوچھا آخر کوہ تماشا کی کچھ وجہ تسمیہ بھی ہی اُنھون نے کہا ہمنے اکثر آدمیون کی زبان سے سُنا ہی کہ جو تماشائی پہاڑ پر جاتا ہی خدا جانے وہ کہان جاتا ہی کہ پھرنا اُسے نصیب نہین ہوتا اسی سبب سے اسے کوہ تماشا کہتے ہین اتفاقاً میرے رفیقون کے دل مین خود بخود ایسا شوق پیدا ہوا کہ روز و شب سوا اس خیال کے دوسرا کام نہین تھا آخر ایک روز جو مین شکار کو گیا دامنہ کوہ مین مقام کیا اور سب کی نظر سے پوشیدہ نصف شب کو تنہا پہاڑ پر چلا گیا وہان بجز تاریکی یا پتھرون کے اور کچھ نظر نہ آیا دل مین مین نے کہا کہ افسوس اسقدر مصیبت اُٹھا کر یہان آیا اور یہان کچھ نظر نہ آیا اس عرصہ مین ماہتاب نکلا اور دور سے اُس چاندنی مین ایک چار دیواری نظر آئی جب قریب چار دیواری کے پہونچا ایک باغ دیکھا اور اُس باغ سے آواز نغمہ و ساز کی ایسی خوش آیند و جان گداز آتی تھی کہ دل بیچین ہوا جاتا تھا مگر دروازہ باغ کا اندر سے بند تھا ناچار حالت یاس و ناامیدی مین دروازہ پر باغ کے بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت نے کچھ میوے کے چھلکے وغیرہ اندرون باغ سے پھینکے وہ میرے آگے زمین پر گرے مین نے کہا اے بندۂ خدا ہزار افسوس اس تکلیف و محنت سے یہان مین آیا کوئی تماشا بجز چھلکون کے نظر نہ آیا بعد ایک لحظہ کے کسی نے ایک خوان رسی مین بندھا ہوا دیوار پر سے نکالا اور آواز آئی کہ اے مشتاق تماشا اس خوان پر سوار ہو تو ہم باغ مین پہونچا دین مین بخوشی تمام اُس خوان مین

بیٹھ گیا اُس عورت حبشیہ نے دیوار پر سے کھینچکر مجھے باغ مین پہونچا دیا ای شہریار عالم شب مہتاب کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی زبان سے بیان نہین ہو سکتا بس گویا بہشت کو پردۂ دنیا پر دیکھا اور اُسمین ایک قصر عالیشان تھا اُسکے کوٹھے پر صدہا نازنین ومہ جبین و پری پیکر خورشید رو ماہ طلعت طرح طرح کی پوشاکین و زیور جواہرات مرصع نگار پہنے اس شکل و شمایل سے جمع تھین کہ اگر ہر ایک کو حوران بہشتی سے کہیے تو بجا ہی اُس مکان مین گویا عالم پرستان کا تھا جب مین نے اُن نازنینون کو بغور دیکھا تو اُنمین ایک شاہزادی روم اور ایک شاہزادی ایران کی تھی اور جسقدر کہ عربی و عجمی پوشاک مین فرق تھا اُسیقدر حسن وجمال مین بھی ہر ایک کے تفاوت و فرق تھا شعر

ہجوم ماہرویان اسقدر تھا ـ سبھے بھی دل کے پس جانیکا ڈر تھا

ازانجملہ ایک نازنین زہرہ جبین ہندی لباس اس درجہ صاحب حسن وجمال دلکش و زاہد فریب تھی کہ بے اختیار اُسکی صورت و ناز و ادا پر مین بصورت پروانہ دیوانہ و عاشق بلکہ از خود رفتہ ہو گیا وہ تمام پریزادین مجھسے بکمال تعظیم و تکریم پیش آئین اور بے تکلف ہر ایک نے مجھے پہلو مین اپنے بٹھا لیا خواصون نے جام یاقوت نگار و مینا کار و لبلبو مع شیشہ ہاے شراب گلفام کی کشتیان حاضر کین اور ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ وگانا شروع ہوا اُسوقت کا آجتک آنکھون مین سمان سمایا ہوا ہی اور عشق دل پر اُس پری پیکر کا چھایا ہوا ہی بعد ازان ہر ایک نازنین نے بادۂ گلرنگ کا جام اُس گل سے ہاتھون مین لیکر بآئین دلبری و اداہاے شیرین دفعہ دفعہ سب نے ساقی گری کی اور تمام اہل محفل کو جام مۓ ناب و گزک و کباب سے سیراب کر دیا اور جب نوبت ساقی گری اُس صنم حور شیم آفت جان شیخ و برہمن یعنی معشوقہ ہندی کی اُس انجمن مینہ پہونچی مین اُسوقت کا اپنا حال عرض نہین کر سکتا کہ دُنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی بقول میر سوز

ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون ـ پر یہ خبر نہین ہی مین کون ہون کہان ہون
نوبت ساقی گری چو آن بت بیدین رسید ـ ہمچو زلف او جہان را چشم من تاریک دید

مین نے ہاتھ سے اُسکے جام شراب لے لیا اور کچھ توقف کیا کہ ذرا قریب سے صورت زیبا اُس بت دلربا کی دیکھون اور یہ رباعی پڑھی رباعی

ای نظر با نگہت ہم می و ہم میخانہ ـ چشم مخمور تو ہم ساقی و ہم پیمانہ
ہم مسلمان ز تو حاجت طلبد ہم کافر ـ طاق ابروے تو ہم کعبہ و ہم بتخانہ

اُس نازنینان باغ کو میری اس وحشت و طرز کلام سے میرا عاشق ہونا معلوم ہو گیا پھر تو مین ایسا نشہ مین مخمور ہو گیا کہ مطلق حواس باقی نہ رہا مین نے اُس سبز پوش کا نام پوچھا اُسنے کہا کہ نام میرا رانی چندر مان ہی اور رانجہ اُلم چندر کی

مین بیٹی ہون روپ نگر اُسکا راج ہی ملک سراندیپ کہ دریاے شور سے قریب تر ہی وہ مکان ہمارا ہی اور آپ تشریف لیجائیے انصاف کو کام فرمائیے دل کو سمجھائیے اور کسی کی امانت دیکھ کے پیر نہ پھیلائیے ذرا دل مین غور فرمائیے اِن باتون سے جو کہ بے سود ہین باز آئیے بھلا ہم آپ سے کہتے ہین کہ کہین بھی قوم برہمن کا اہل اسلام سے پیوند ہوا ہی مین نے جواب دیا کہ ای جان جہان شعر

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست	ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

اُس نازنین ماہ جبین نے دوسرا جام مے ناب سے لبریز بھرا اور بکمال عشوہ و ناز میرے سامنے لائی اور یہ شعر پڑھا بیت

بنوش جام مے و چہرہ ارغوانی کن	بہار آمدہ سامان شادمانی کن

مین نے وہ جام بھی بصد تمناے دلی پیا اُن ماہرویان جلسہ نے التفات طبع میرا اُس رانی سے زیادہ پاکے خدمت ساقی گری اُسیکو دی مجھے اور اُس گلفام سے دورہ جام کا چلتا رہا تھوڑی دیر مین مین بدمست ہوکر بیہوش ہوگیا بعدہ جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ باغ تھا نہ وہ ماہرویان تھین بلکہ ایک دشت بیابان بلاخیز مین اپنے کو پایا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی بجز صحراے پر خار و بیابان کوہسار اور کچھ نظر نہ آتا تھا مین اس حالت حیرت مین سرگردان و حیران ہر چہار طرف پھرتا رہا ابیات

چو قیس و چو فرہاد دور از گروہ ز ملک و ز ملت ز خویش و تبار	سگے دشت پیمودم و گاہ کوہ نماندہ بخاطر مرا غیر یار	بیابان بیابان ہمی تاختم بہر سوے با نالہ ہمچون جرس	زہر دیدہ صد جوروان ساختم ہمین داشتم جستن یار و بس

آخرکار رات کو بہزار محنت و مشقت دامنہ مین ایک پہاڑ کے پہونچا اور بخیال حفاظت جان اور خوف سے جانوران موذیہ کے ایک غار مین چھپ رہا مگر یہ رباعی برزبان تھی رباعی

اول تو مرا بعشق راضی کردی من در دل تو وفا ندیدم ہرگز	لطف و کرم و بندہ نوازی کردی ای دوست بما زمانہ سازی کردی

الغرض صبح کو بحال خراب وہان سے ایک سمت روانہ ہوا اور بعد دو روز کے رات کو ایک آبادی مین پہونچا باہر شہر کے ایک تکیہ تھا اُسمین ایک مرد پیر بصورت فقیر و زاہد کو ایک سنگ مربع پر بیٹھا دیکھکر مین نے سلام کیا اُسنے بعد رد سلام میری کمال تعظیم کی اس عرصہ مین چند آدمی ہندو تکیہ مین آئے اور اُنھون نے انواع اقسام کی پوریان کچوریان جیسے ہندیان پکوان کہتے ہین میری تواضع کین وہ فقیر بیراگی تھا مگر اتفاقیہ میری زبان سے کچھ آشنا تھا مین نے اُس سے پوچھا کہ اس ملک کو کیا کہتے ہین اور فرمانروا یہان کا کون ہی فقیر نے کہا کہ یہ ہندوستان ہی نام اسکا روپ نگر ہی اور حاکم یہان کا راجہ اتم چندر ہی اور یہان سب قوم برہمن رہتے ہین

مین کمال خوش ہوا کہ نام میرے معشوق کے شہر کا بھی یہی ہی مین نے پوچھا کہ اس راجہ کا کوئی فرزند بھی ہی فقیر نے کہا کہ اس راجہ کا کوئی فرزند تو نہین ہی لیکن ایک بیٹی رانی چندر رمان ہی مین اور زیادہ خوش ہوا کہ ہزار شکر اُس قادر حقیقی کا کہ جسنے مجھے بعد حیرانی دیار یار مین پہونچایا اب یقین ہی کہ کوئی صورت ملاقات اُس ماہ پیکر کی نکل آوے وہ رات مجھے اسی فکر مین گذری دن کو بیراگی نے کہا ای جوان کل سوموار ہی وہ رانی چندر رمان فلان کنوئین پر پانی بھرنے گھڑا سونے کا لیکر آویگی مین نے کہا کہ ای مرشد رانی کو پانی بھرنے سے کیا علاقہ بیراگی نے کہا بابا کل دوشنبہ ہی جسے ہندی مین سوموار کہتے ہین اور سوموار قمر کو کہتے ہین اور اس فرقہ ہنود مین سوموار کو پانی کنوئین کا اس نیت سے گھر مین لاتے ہین کہ شرع خانہ داری مین اس عبادت سے زیادہ کوئی عبادت نہین ہی اس عمل سے کوئی مہان خالی نہین ہی اسیطرح ہفتہ مین ایک روز رانی چندر رمان کنوئین پر آتی ہی اور وہ کنوان اس تکیہ سے قریب ہی مین نے پوچھا کہ کسی سے پردہ تو نہین ہی فقیر نے کہا کہ ایک نقاب باریک منھ پر البتہ رہتی ہی اور کنیزین بھی آپ کشتی مین ہمراہ رہتی ہین مین نے جب یہ حال فقیر سے سنا دل مین بہت خوش ہوا بقول کسی شاعر کے شعر

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

دل مین یہی خیال تھا کہ بے شبہہ رانی چندر رمان سے ضرور ملاقات کرونگی کہ شب کو نہایت محبت سے پیش آئی تھی غرض اس خیال مین تمام شب نیند نہ آئی جیسے ہی صبح ہوئی سب سے پہلے کنوئین پر پہونچا تھوڑی دیر کے بعد وہ نازنین خورشید جبین ایک گھڑا سونے کا سر پر رکھے عجیب ناز و انداز سے آئی اور صدہا کنیزان زرین کمر ہمراہ تھین لیکن اور سب کنیزون کے سر پر گھڑے نقرئی تھے قطعہ

یون وہ رخ تھا نقاب مین روشن
ماہ ہو جون سحاب مین روشن
ناک مین اُسکی وہ بلاق نہین
شمع ہی ماہتاب مین روشن

پہچانا کہ یہ وہی آفت جان و بلاے جہان ہی جسکی صحبت مین رات کو ہم تھے مگر جب مین آگے گیا کہ وہ بھی سمجھے پہچانے اُسنے مطلق خیال نہ کیا دل مین میرے یہ خیال آیا کہ شاید اُسکی نظر نہین پڑی آخرکار مین نے ان حرکات سے اُسکے ایسا مضحکہ کیا کہ وہ سہیلیان اور رانی چندر رمان مجھسے مخاطب ہوئین اور خوب بنظر غور مجھکو دیکھا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا پھر مین سمجھا کہ شاید اسوقت از دحام خلایق و ہجوم سے کنیزون کے بوجہ شرم کے نہین بولی کوئی آدمی تیرے پاس ضرور بھیجیگی غرض اسی انتظار مین چھ مہینے گذرے اور ہر مہینہ پیر کو کنوئین پر جاتا اور جمال محبوب مرغوب سے دل شاد کرتا لیکن بد التفاتی و کج خلقی سے نہایت حیران تھا اور کہتا تھا بیت

کیونکر کہون کہ وصل کی تدبیر کیجیے
اللہ کیا شکایت تقدیر کیجیے

مگر اُسکی صورت ہی کو ایک مرتبہ ہفتہ مین دیکھ لینا غنیمت جانتا تھا اب قضاے کار و اتفاق روزگار اتوار کو یعنے
شب دوشنبہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور کرب مین گذری آخر صبح کو مین اُسکی چاہ مین چاہ پر گیا اور زوال آفتاب تک
وہان رہا لیکن رانی چندرمان نہ آئی دوسرے دوشنبہ کو بھی نہ آئی آخر مجبور و لاچار وہان سے تکیہ پر چلا آیا
یہانتک کہ دو تین شنبہ گذر گئے اور اُس ماہ کی شکل نہ دکھلائی دی آخر تکیہ مین آیا اور کہا شعر

این راز کہ جویم و بن غصہ بکہ گویم — حیرانم و درمانم در قدرت ربانی

اب میرا یہ حال ہوا کہ کھانا پینا سونا بالکل چھوٹ گیا اور ہر روز تحلیل ہونا شروع ہوا بیت

نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم — دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

آخر ایک روز یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل رانی چندرمان پانی بھرنے کنوین پر جائیگی اور پھر جانا اُسکا کنوین پر موقوف ہوگا
مین نے بیراگی سے یہ خبر کہی اُسنے کہا کہ کل دوشنبہ کو چندرمان اور برسپت برج کرک مین جائینگے یعنی قران ہوگا
کہ سرطان محل شریف یعنی سعد اکبر کا ہی اور روز دوشنبہ کوکب قمر سے منسوب ہی جبکہ طالع مین چندرمان کے بھی قمر
داخل ہی اسی سبب سے چندرمان رانی پانی کو جائیگی مگر اور حال مجھے معلوم نہین ہی شاید دوج بیاس کو معلوم ہوگا
مین نے پوچھا دوج بیاس کون شخص ہی بیراگی نے کہا اس شہر کے اپرہت یعنی تمام پنڈتون کے مالک اُسکو بیاس ثانی
کہتے ہین اور اسکی وجہ یہ ہی کہ زمان سابق مین ایک شخص بیاس نام پنڈت بڑا عالم مترجم وید کا گذرا ہی اور
اُس پنڈت نے بھی اپنے علم مین نہایت دستگاہ حاصل کی ہی لہذا راجہ نے اُسے بیاس ثانی خطاب دیا ہی مین
یہ سُنکے چپ ہو رہا جب صبح ہوئی تو مین اُسی چاہ پر اُسکی چاہ مین گیا دیکھا تو وہ ماہرو اُسی ناز و انداز سے گھڑا سر پر
رکھے ہوئے اور زیادہ اُس روز سے خلاف معمول یہ تھا کہ چند تھال مٹھائی کے بھی ہمراہ اُسکے تھے کنوین پر آئی
جب پانی بھر چکی تب وہ مٹھائی اپنے ہاتھ سے حسب مراتب ہر شخص کو تقسیم کرنے لگی مین نے دلمین کہا کہ جب مجھے
مٹھائی دینے لگے گی تو مین اپنا حال زار ضرور اُسکے روبرو کہونگا جب ازدحام خلق کم ہوا اور میری نوبت آئی مین نے
مٹھائی کیواسطے ہاتھ پھیلایا اور آنکھ سے آنکھ لڑائی وہ آفت جان جہان و فتنۂ آشوب دوران برہم کن گبر و مسلمان
غارتگر دین و ایمان اس میری حرکت سے نہایت برہم ہوئی اور اپنی زبان سے کلمات سخت مجھے کہے اور توہین سمجھ
مگر مواد دیوانہ میری سمجھ مین آیا اور وہ خواصین کہ جو اُسکی چیری تھین اُنھون نے ہزارہا گالیان مجھے دین مین
رانی چندرمان کی کج خلقی سے مایوس مطلق ہوگیا اور کہا کہ عقلا نے سچ کہا ہی مصرع اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید
لیکن پھر اُس روز سے اُسکی صورت کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی پھر مین نے دوج بیاس پنڈت سے رسم و راہ پیدا کی
اور اُسکی صحبت سے مین زبان ہندی سے بھی آگاہ ہوگیا آخر ایک روز دوج بیاس پنڈت سے مین نے کہا کہ ای
دقیقہ شناس وید برہمنان مین تم سے ایک سوال کیا چاہتا ہون جواب معقول دو لیکن تمکو نرنکار کی دُہائی کہ تم کوئی امر

پوشیدہ نہ رکھنا دوج بیاس پنڈت نے کہا وہ کیا سوال ہی مین نے کہا کہ رانی چندر رمان
نے پانی کنوین کا بھرنا کہ یہ کار رہبن ہی کیون موقوف کیا دوج بیاس نے مجھے خوب غور سے دیکھکر کہا کہ تجھے
اس کے دریافت سے کیا فائدہ مین نے کہا کہ مجھے فقط اس نظر سے کہ ایک امر نیک کہ جسکو ہر کس و ناکس کرتا ہی
بلکہ عبادت مین داخل ہی اسکو کوئی ترک نہین کرتا ہان کوئی ایسی ہی بات ہو کہ جسکا چارہ کار نہو تو البتہ ترک کرنا
مضائقہ نہین ہی اور راجہ کو کہ وہ حاکم وقت ہی اُسکو کسی کا خوف نہین دوج بیاس پنڈت نے کہا کہ ای جوان
ایک روز راجہ نے مجھسے رانی چندر رمان کا زائچہ کرایا اور اُسکے طالع سے حال آیندہ پوچھا مجھکو از روئے
نجوم معلوم ہوا کہ رانی چندر رمان کا عقد کسی مسلمان سے ہوگا مین نے وہی راجہ اتم چندر سے کہدیا راجہ
اتم چندر نے اُسی روز سے حکم دیا کہ یہ ناشدنی غارت کن دین و ایمان آج سے پانی بھرنے کو نہ جانے کہ نہ باہر
جائیگی نہ فساد پیدا ہوگا بلکہ شب و روز معبد مین تشہیر کرے مین نے جب یہ جملہ سُنا میرے حواس جاتے رہے
حیران و پریشان اشتیاق مواصلت دلدار مین پھر اکیا آخر ایک روز دلمین یہ آئی کہ حیف اس زیست پر
چلو اُس چاہ مین اپنی معشوقہ کے ڈوب مرین پس یہ دل پر ٹھان کے اُس کنوین پر گیا اور چاہتا تھا کہ کنوین مین
گرون اور یہ شعر کسی شاعر کا پڑھا **شعر**

حیف ایسی زندگی پہ ہم کہین اور تم کہین	چھوٹ جاؤن غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین

یکایک ایک مرد بزرگ پوشاک سبز زیب جسم نقاب پوش نیزہ ہاتھ مین اسپ برق وش پر سوار سامنے سے نمودار
ہوا اور آواز دی کہ باش او جوانمرد یہ کیا غضب کرتا ہی پس بمجرد اُس آواز کے مین حیرت زدہ چپ ہو گیا اور
دلمین کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اور یہ سوار نہین معلوم مجھسے کیا سلوک کریگا کہ وہ بزرگ اور میرے قریب
تشریف لائے اور مجھسے فرمایا تو نہین جانتا کہ خودکشی مرگ حرام کو کہتے ہین اور اس موت کا مرنے والا تا قیامت
عذاب الٰہی مین گرفتار رہیگا اور حشر مین اپنے خون کا آپ ذمہ دار ہوگا تو ہراسان نہو میرے ساتھ چل مین تیرے
حصول مطالب کی ایسی ایک تدبیر بتا دون کہ تیرا کشود کار ہو جاوے مین خاموش ایک عالم محویت مین اُس بزرگ
کے ہمراہ چلا راہ مین مجھسے فرمایا کہ نام تیرا ادریس ہی تجھکو فن خیاطی مین دخل ہی مین نے عرض کی ای حضرت
مین سینا نہین جانتا یہ سُنکے وہ بزرگ خوب ہنسا اور میری پشت پر دست شفقت رکھا اور فرمایا کہ پھر اب کسیطرح
تم کار خیاطی ضرور سیکھو اور اس قصبہ مین دوکان رکھو کہ ایک روز ایک شاہزادہ والا جاہ جامہ وار آصفی تیرے پاس
واسطے تیاری جامہ کے لائیگا تو اپنی سرگذشت تمام و کمال اُس سے بیان کرنا یقین ہی کہ وہ شاہزادہ عالی تبار
بمدد پروردگار تیری اعانت کریگا بعد اسکے اُس بزرگ نے ڈورا دیا اور سوزن بھی اپنے پاس سے دی اور
درزی کا کام مجھے خود تعلیم کیا اب مین اُسکی برکت تعلیم سے اس فن مین کامل ہو گیا مین سترہ مہینے سے اس قصبہ مین

حضور کا مشتاق زیارت تھا الحمد للہ کہ آج یہ دیدے دیدار کے ندیدے دیدے سے حضور کی سیر ہوئے اور جامہ وار
آصفی کی بھی زیارت میسر آئی شاہزادے نے فرمایا ای ادریس تیرا قصہ بھی عجیب و غریب ہی کہ مین جسکو سُنکے
اپنی سرگذشت بھی بھول گیا مگر اب جلد یہ جامہ تیار کر لو کہ مین بھی تمھین ایک مرد بزرگ سبز پوش کی خدمت مین
لیچلونگا ادریس نے راتون رات وہ جامہ تیار کیا اور صبح کو شاہزادے کے ساتھ اُس مرد بزرگ سبز پوش کیخدمت
مین روانہ ہوا اور راہ مین اسطرح اپنا قصہ بیان کرنے لگا کہ ای شاہزادے جب روپ نگر مین مجھکو اُس بزرگ سے آپکی
بشارت ہوئی تو مین حیران تھا کہ اب مکان کیسے پہونچونگا اتنے مین ایک شخص آپ ہی کی صورت کا سامنے آتا نظر آیا مین نے
اُسکو فرشتہ غیبی سمجھکر اُس سے اپنا سب حال بیان کیا اُسنے رحم کھا کر مجھے ایک اونٹ پر سوار کیا اور خود گھوڑے پر سوار
ہوا ہم دونون تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے کچھ آبادی معلوم ہوئی جب آبادی مین پہونچے اب جو مین نے
ادھر خیال کیا تو اُس شخص کو نہ پایا حیران ہوا کہ اب مین کیا کرون غرض کہ مین نے مہار شتر کی چھوڑ دی پس وہ
شتر بے مہار چلا اور ایک مکان پر کہ وہ نہایت خوش قطع بنا ہوا تھا اور اُسمین کچھ پھلواری بھی تھی وہ اونٹ وہان
جا کر ٹھہر گیا مین اونٹ سے اُترنے ہی کو تھا اونٹ بے تکلف غار مین کو د اُس مکان مین چلا گیا وہان دیکھا تو تخت کے
چوکے پر ایک بزرگ با ریش سفید نورانی شکل بیٹھا عبادت پروردگار مین مشغول ہی مین اُسکے سامنے جا کر نہایت
ادب سے دست بستہ کھڑا ہوا بعد ایک ساعت کے اُس بزرگ نے آنکھ کھول کر مجھے دیکھا مین نے سلام کیا
اُسنے جواب سلام دیا اور مجھسے پوچھا کہ ای ادریس تو کسطرح سے یہان آیا مین نے جسطرح سے آیا تھا بیان کیا
وہ بزرگ خوب ہنسا اور پھر مجھسے پوچھا ای ادریس تو یہان کسطرح آیا پھر مین نے وہی جواب دیا جو کہ پہلے
کہا تھا پھر وہ بزرگ اور زیادہ ہنسا جبکہ تیسری مرتبہ مین نے یہ کہا کہ خداوند قادر و توانا نے مجھے جسطرح لایا مین آیا
تب اُس بزرگ نے میری خاطر کی اور کہا کہ مرحبا بعد ازان مجھسے پوچھا کہ آخر تمھارا یہان آنے کا کیا باعث ہوا
مین نے اپنی سرگذشت از اول تا آخر سب بیان کی بعد سُننے اس حال کے مجھے دلاسا دیا اور کہا کہ خاطر جمع رکھ
خداوند عالم بڑا کارساز ہی تمھارا سب کام پورا کریگا اور مجھکو اسطرف روانہ کیا اس اثنا مین دو شاطر بچے شاہزادے
کے پاس آئے اور کہا کہ حضور گھوڑے پر سوار ہون اور اونٹ پر ادریس کو حکم سواری دیجیے شاہزادہ اور ادریس
غار کی راہ سے پیر سبز پوش کی خدمت مین پہونچے اُسوقت وہ پیر بزرگ کرسی زرنگار پر تشریف رکھتا تھا ادریس نے
دیکھتے ہی کہا ای شہریار یہ وہی بزرگ ہین جنھون نے مجھے حرام موت سے بچا کر فن خیاطی تعلیم فرمایا تھا شاہزادے
نے فرمایا ہان پھر شاہزادہ اور ادریس نے سلام کیا اُس بزرگ نے بعد جواب سلام ادریس سے پوچھا کہ
کسطرح ہمارے پاس آیا ادریس نے بموجب تعلیم شاہزادہ کے کہا خدا نے مجھے یہان پہونچایا پھر پیر مرد نے
کہا آفرین تیرے تعلیم کنندہ پر پھر ایک کرسی شاہزادے کو دی اور ادریس کو قالین پر بٹھایا بعد ایک گھڑی کے

ملازمان صاف باطن ایک شیشہ مین شراب گلرنگ مع جام بلورین لائے شاہزادے اورادریس نے
شراب نوش فرمائی اور کھانا عمدہ و تحفہ تناول فرمایا جب تین روز اسی اکل و شرب مین گذرے چوتھے روز
شاہزادے نے درخواست مطلب کی اُس پیر روشن ضمیر نے ایک شیشہ روغن سبز کا شاہزادے کو دیا اور
کہا یہ پہاڑ جو سامنے تمھارے ہی اسکے پیچھے ایک تالاب ہی تم لب تالاب اس اسم کو پڑھو جب اسم ختم ہو
انگشت سبابہ سے پانی تالاب کا شگافتہ کرکے یہ کلمہ کہنا کہ ای خضر بحق خداے بزرگ و برتر جسنے بحرنیل کو شگافتہ کیا
اور حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اپنے مطلب کو پہونچے اس عبد ذلیل کو بھی راہ دے پانی تالاب کا جوش کھاکر
درمیان سے جدا ہوجائیگا اور ایک مکان مقفل نظر آئیگا تم وہ قفل کھولکر اندر جانا صحن مکان مین ایک درخت بلند
ہتنا اور دیکھوگے اُس درخت کے نیچے اس اسم کو پڑھنا وہ درخت بھی نیچے سے شگافتہ ہوجائیگا اور اُسکے اندر سے
ایک مرد باریش و بہ لباس سفید باہر آئیگا اور گلے مین اُسکے ایک ہیکل بھی ہوگی تم اُسکو سلام کرنا وہ تمسے مطلب پوچھیگا
تم کہنا کہ مجھے لوح طلسم سرطان چاہیے وہ مرد ہیکل گلے کی تمکو دیگا اور کہیگا کہ اسمین سے لوح لیلو ہیکل مین بہت
لوحین ہونگی تم اُنمین سے لوح سیمین جو بخط سبز لکھی ہو نکال لینا وہ مرد پھر اُسی درخت مین چلا جائیگا تم بھی وہان سے
چلے آنا بعد اُسکے وہی روغن سبز پانی مین ملا دینا جب شگاف پانی کا برابر ہوجائے تم مع لوح میرے پاس
تشریف لانا پھر مین تمھین منزل مقصود کو روانہ کردونگا الغرض شاہزادے نے حسب فہمایش و تعلیم پیر روشنضمیر
لوح سرطان حاصل کی اور خدمت مین اُس پیر بزرگ کے حاضر ہوا پیر بزرگ نے لوح کے ملنے کی مبارکباد
دی جب صحبت گرم ہوئی شاہزادے نے فرمایا کہ ای حضرت مین نے سُنا ہی کہ ہنگام عمل صاحب عمل کو ترک
حیوانات کرنا چاہیے مگر یہ عجیب عمل خوانی ہی کہ جہان شراب تک کی ممانعت نہین ہی پیر بزرگ نے کہا ای شہریار تمنے
جو شراب طلسم مین نوش فرمائی اور نوش فرماؤگے وہ شراب حکم شراب کا نہین رکھتی اسے دار وے طلسم سے
شراب کرتے ہین شاہزادے نے فرمایا ای جناب عالی مین اس ادریس کے قصہ مین ایسا متحیر ہون کہ کچھ
عرض نہین کرسکتا کجا ملک نیمروز اور کہان ملک روپ نگر آبادی برہمنون کی اور سوا اسکے وہ ہندو مذہب
رانی چندر رمان راجہ اگم چندر کی بیٹی اور سیر کوہ اور ادریس سے وہ گرمجوشی کی صحبت رات بھر رانی
چندر رمان سے رہی گر اپنے ملک مین اُسنے یہ بھی نہ جانا کہ ادریس کو کہین بھی دیکھا تھا شناسائی کیسی حضور
اس معمہ کو بھی ارشاد فرمادین تاکہ میری حیرت دفع ہو پیر سبز پوش نے فرمایا کہ ای فرزند یہ رازہاے طلسمی ہین
مین تمکو اس نظر سے آگاہ کرتا ہون کہ تم سیاح طلسم آسمان عجائبات ہو آگاہ ہو کہ کوہ قاف مین ایک پردہ ہی
جسے پردہ شعبدہ کہتے ہین اور اُس پردہ کا شہر مشعبد نگار نام ہی اور مشعبد نگار کی پریزادین کمال شعبدہ باز
ہین آدم زاد کو اکثر حیران و پریشان کرتی ہین یعنی ایک جاسے دوسری جا پہونچادیتی ہین

اب قصہ ادریس نوجوان کا سنو

کہ وہ پریزادان شعبدہ باز ملک نیمروز مین کوہ تماشا پر کبھی کبھی جمع ہو کر اقسام اقسام کی شکل سے باہم صحبتین اور محفلین عیش و نشاط کی گرم کرتی ہین قضارا اُس شب کو اُن پریزادون نے صورت اپنی روم کے بادشاہ کی بیٹی کی اور پھر اُنکے شاہزادے کی اور پھر ہندوستان کی رانی کی بنائی جب ادریس کو چندر مکان رانی کیطرف راغب دیکھا تب ادریس کو خواب مین اپنے کاندھے پر سوار کر کے ملک روپ نگر مین پہونچا دیا ادریس کے طالع کی بلندی کو دیکھو اور یاوری اقبال ایسا ہوا کہ اتفاق سے اُن پریزادان شعبدہ باز مین سے ایک پری کا اِدھر گذر ہوا اُسکو ادریس کے حال پر رحم آگیا آخر اُسنے ادریس کو اپنے وطن مین پہونچا دیا اب تم غور فرماؤ کہ اگر قدم مبارک تمھارا درمیان مین نہوتا تو اُس بندہ خدا ادریس کی جان مفت گئی تھی شاہزادے نے کہا پیر و مرشد اب فرمائیے کہ مین کیا عمل مین لاؤن پیر بزرگ نے کہا پہلے اُس شہر یعنی روپ نگر مین جا کر ادریس بیچارہ کی مخلصی کرا دو شاہزادہ نے فرمایا یہ تو میرا بھی جی چاہتا ہی لیکن اگر حکم ہو تو لوح سے مشورہ لون پیر بزرگ نے کہا لوح مقدمات طلسم سے متعلق ہی اور شہر برہمنون کا خارج طلسم ہی وہان حشمت ظاہری و فوج و لشکر درکار ہوگا اسواسطے کہ اول برہمن تمسے بجنگ پیش آئینگے اور مقابلہ کرینگے جب مغلوب ہونگے دین اسلام قبول کرینگے شاہزادے نے فرمایا کہ یہ کلمہ حضرت خوش طبعی سے فرماتے ہین پیر مرد نے کہا ہم خوش طبعی نہین کرتے شاہزادے نے فرمایا پھر مین تن تنہا وہان کیا کرونگا خوش طبعی نہین تو کیا تصور کیا جائیے پیر بزرگ نے کہا خاطر جمع رکھو خدا مالک ہی کل صبح کو ادریس کو شتر اعرابی پر سوار کر دو اور آپ اُسی گھوڑے پر سوار ہو یہ پیک بیچے تمکو دریاے محیط کے کنارہ پر پہونچا دیوینگے وہان ایک سوداگر خواجہ ماہیار تھوڑا سا لشکر ہمراہ لیے حسب بشارت ایک مرد غریب کا منتظر ہوگا کہ اُسکا بدر رہجان نامے فرزند طلسم سرطان مین غائب ہو گیا ہی لشکر مین جا کر خواجہ ماہیار سے ملاقات کرنا اور کہنا اے ماہیار اگر موافق میرے کہنے کے تو عمل مین لاویگا تو مین تیرے فرزند کو طلسم سرطان سے نجات دونگا خواجہ ماہیار کو تمھارے قول کا اعتماد نہوگا تم لوح اُسے دکھا دینا جب خواجہ ماہیار کو تمھارے قدم مبارک کی بشارت ہوگی اور بعد دیکھنے لوح کے بدل و جان فرمانبرداری قبول کریگا اُس سے جسقدر مال و زر مہم برہمنون کے لیے درکار ہوگا قرض لیکر فوج کو نوکر رکھنا بعد ازان روپ نگر پر لشکر کشی کرنا غرض دوسرے روز شاہزادہ ادریس نوجوان کو ساتھ لے روانہ ہوا وہ دونون شاطر بیچے بھی حسب الحکم پیر سبز پوش کے ہمراہ ہو لیے دو ہفتہ کے بعد کنارہ پر بحر محیط کے پہونچے اور خواجہ ماہیار سوداگر سے ملاقات کی جب صحبت گرم ہوئی شاہزادے نے پوچھا تم کس خیال سے یہان مقیم ہو خواجہ ماہیار نے کہا اے جوان دلاور میرا فرزند جوان و رشید بدر رہجان نامے سفر دریا مین میرے ہمراہ تھا جب ہم بندر رخر چینگ کے قریب پہونچے جو سرحد طلسم ہی

ایک موج تند اس زور و شور سے دریا مین پیدا ہوئی کہ کشتیون کو ہماری تہ و بالا کر دیا نزدیک تھا کہ کشتیان آپس مین ٹکرا کر
ٹوٹ جائین وہ غلام زادہ جدا کشتی مین سوار تھا اُسنے بخوف طوفان بلاخیز کے لنگر ڈالدیا اور دعا و اسم پڑھے لیکن
اُس تلاطم نے لنگر کو توڑ ڈالا اور وہ کشتی بدر جہان کی پُرزے پُرزے ہو گئی قدرت خدا سے سب رفقاے بدر جہان
زندہ بچے لیکن بدر جہان کا نشان نہ ملا مین غم مفارقت فرزند مین چاہتا تھا کہ غرق ہو جاؤن کہ ناگاہ ایک بزرگ
سبز پوش غیب سے وہان پیدا ہوے اور مجھے اُس حرام موت سے بچایا اور فرمایا ای خواجہ ماہیار کنارہ دریا کے
تو مقیم رہ چند روز کے بعد ایک شاہزادۂ عالیقدر یہان تشریف لائیگا اور تیرے فرزند بدر جہان کو طلسم سرطان
سے نجات دیگا مین اُس روز سے یہین مقیم ہون اور رات و دن اُسی شاہزادے کے انتظار مین گذرتا ہے شاہزادے
نے کہا مین ایک شرط سے تیرے فرزند کو نجات دونگا کہ چند روز تو میرے پاس رہ اور میری اطاعت قبول کر خواجہ
ماہیار بولا چند روز کیسا جبتک کہ زندہ رہونگا تیرا بندہ ہون لیکن مجھے کیونکر یقین ہو کہ شاہزادۂ مراد بخش آپہی
ہین شاہزادے نے لوح طلسم دکھا دی اور فرمایا کہ دیکھو یہی علامت ہے یا اور کچھ خواجہ ماہیار نے شاہزادے
کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ اب غلام کو یقین کامل ہوا کہ مشکل میری آپ ہی سے حل ہوگی شاہزادے نے
خواجہ ماہیار سے پوچھا کہ خزانہ و لشکر کسقدر تمھارے پاس ہے خواجہ ماہیار نے عرض کیا کہ ایک ہزار سوار
جرار اور تین ہزار پیادے برق انداز و آتشبار میرے ہمراہ ہین اور زر و خزانہ خداے یگانہ نے بیشمار دیا ہے
شاہزادے نے فرمایا ہم بقدر ضرورت کچھ زر نقد تمسے قرض لینگے تاکہ فوج نوکر رکھین اور ملک روپ نگر
پر لشکر کشی کرین انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح پانے ملک روپ نگر کے زر قرضہ تمھارا ایک مشت ادا کر دینگے بعد اسکے
قصہ ادریس نوجوان کا خواجہ ماہیار سے بیان کیا ماہیار نے کہا کہ غلام کی جان و مال حضور پر سے تصدق ہے
شاہزادے نے فرمایا الحمد للہ خزانہ کیطرف سے خاطر جمع ہوئی اس عرصہ مین اُن شاطر بچون نے عرض کی یہانسے
تین فرسخ پر گاؤن بہت ہین اور باشندے وہان کے روزگار پیشہ ہین اور اکثر روم و حلب و فرنگ مین ملازم
ہین اگر حضور وہان تشریف لیچلین اور نگہداشت فرمائین تو بہت جلد لشکر کثیر تیار ہو جائیگا شاہزادہ بمجرد سُننے
اس خبر کے گاؤن مین تشریف لیگیا اور نگہداشت شروع کی عرصۂ قلیل مین بیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے
ملازم ہوے شاہزادہ باین حشمت و جلال وہان سے روانہ ہوا اور ملک روپ نگر کیطرف کوچ کیا جب راجہ
اتم چند رکو اطلاع ہوئی کہ ایک لشکر جرار اہل اسلام کا مثل مور و ملخ کے بقصد جنگ یہان آتا ہے اُسنے بھی فراہمی
لشکر کا حکم دیا شاہزادے نے خواجہ ماہیار سوداگر کو واسطے پیغام و سلام کے بصیغہ سفارت راجہ اتم چند ر
کے پاس بھیجا کہ ہم دو مقدمون کے واسطے تمھارے ملک مین آئے ہین اول یہ کہ تمکو دین متین اسلام قبول کرنا ہوگا
دوم رانی چندر مان اپنی دختر بلند اختر کا عقد ہمارے برادر عزیز القدر ادریس نوجوان سے حسب شریعت محمدی

کردینا ہوگا راجہ اتم چند رنے مشورہ سے دوج بیاس کے جواب دیا کہ یہ دونون شرطین تمھاری کسیطرح
منظور و قبول نہین ہوسکتی ہین آخر طرفین سے لشکر صف آرا ہوے راجہ اتم چند رکیطرف سے بھیم سنگھ اور
ارجن سنگھ سپہ سالار لشکر باری باری میدان مین آئے ادریس نوجوان نے بھیم سنگھ کو قتل کیا اور ارجن سنگھ
شاہزادے کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوگیا بعد قتل و گرفتاری اُن دونون سردارون کے جنگ مغلوبہ واقع ہوئی
آخر لشکر اتم چند رکو شکست ہوئی اور فرار ہوکر داخل شہر ہوگیا اتم چند رنے دروازہ شہر کا بند کرلیا شاہزادے
نے شہر کا محاصرہ کرلیا ابھی محاصرہ کی نوبت بخوبی نہ آئی تھی کہ پیغام صلح آیا راجہ اتم چند رنے کہلا بھیجا کہ ہماری
جان کے ضایع کرنے سے کیا فائدہ تم ہمسے حسب شریعت اپنی جزیہ لیکر چلے جاؤ اور اُن شرطون سے دست بردار
ہو شاہزادے نے فرمایا کہ زر و مال تمھارا تمکو مبارک رہے اگر تمکو صلح کرنا گوارا تھا تو پہلے ہی گوارا کیا ہوتا
نوبت جنگ کی کیون آتی اب ہم بدون اداے شرایط کے ممکن نہین کہ اس مقدمہ کو واگذار کرین اسی واسطے
ہمنے اول بہ سہولت کہلا بھیجا تھا اور جنگ مین اسیوجہ سے تامل کیا گیا تھا مصرعہ کردنی خویش آمدنی ہست کہ می آید پیش
راجہ اتم چند رجواب شاہزادے سے خاموش رہا مگر شاہزادہ کو یہ خیال تھا کہ پیر بزرگ نے فرمایا ہو کہ
راجہ اتم چند رکو بسہولت مسلمان کرنا اب کیا کرنا چاہیے یہ تردد تھا کہ اُن شاطر بچون نے عرض کی کہ حضور
تردد نہ فرمائین پیر روشن ضمیر نے بوقت رخصت ایک رقعہ سربمہر غلامون کو دیا ہی اور کہا ہو کہ جب شاہزادے
کو متردد دیکھنا یہ رقعہ دیدینا حضور ملاحظہ فرمائین شاہزادۂ معز الدین نے وہ رقعہ دیکھا اُسمین یہ مضمون
تحریر تھا کہ جسوقت راجہ روپ نگر محصور ہو اور پیام عاجزانہ بھیجے تم کہنا کہ ہم تمکو بجبر مسلمان نہین کرتے اگر
خود تمھاری کتاب دین و مذہب ہمارے پیغمبر رسالت کی گواہی دے اور ہم ہی تمھاری کتاب مین دکھلا دین
پھر اُسوقت تو تمکو کچھ عذر نہوگا اور اگر یہ مضمون تمھاری کتاب مین نہو تو ہم پھر جائینگے اور کچھ تمسے تعرض نہ کرینگے
لہذا تم ایک مجلس سوال و جواب کی مقرر کرو علما و فضلا جمع ہون اور دربار عام کا حکم دو اُن سب کے سامنے
کتاب نکلے اور مقابلہ ہو قایلی و معقولی کیجائے پھر جو معقول ہو وہ اداے شرط کرے جب وہ مجلس مقرر ہوگی
اور برہمن کتب و پوتھیان متعدد لائینگے اُن کتابون مین ایک کتاب اتھرون بید ہی اُس کتاب مین ہنسواین
اور تیسرے سطر اور پانچوین ورق مین بزبان شاستر یہ عبارت لکھی ہوگی کہ پانچ سو برس بعد بکرماجیت کے
زمین عرب مین ایک شخص محمد نام پیدا ہونگے اور دعوے نبوت کرینگے اور اُن سے معجزات ظہور مین آئینگے
ازانجملہ ایک معجزہ شق القمر بھی ہی یعنے چاند کا دو ٹکڑے کرنا جس سے عبارت ہی پس جو سعادتمند دین و مذہب
اُس برگزیدۂ داور کا قبول کریگا اور اُسکے قول و فعل کو صادق سمجھیگا وہی ایماندار ہوگا دوج بیاس
بعد دیکھنے اس عبارت کے تمسے سوال کریگا کہ معجزہ شق القمر کس صورت سے ہوا تھا اسوقت تم معجزہ نبوی

فصاحت و بلاغت سے بدلیل و برہان اُنکے روبرو بیان کرنا اکثر کا اُسی روز عقیدہ برگشتہ ہو جائیگا لیکن دوج بیاس
اور اتم چندر خاموش ہو رہینگے جواب نہ دینگے تم اُنسے کہنا کہ ایسی دلیلون پر بھی تمکو ایک نوع کا شک باقی ہے
خیر تم سب شب جمعہ کو بصدق دل یہ نیت کرو اور سور ہو کہ ہم رسالت آب کے اُس حال مین مقر ہونگے کہ جب عالم خواب
مین معجزہ شق القمر کا دیکھین بفضلہ خواب مین شب کو وہ معجزہ دیکھ لینگے پھر کوئی عذر و حیلہ اُنکو باقی نہ رہیگا تم بعد
طے ہونے اس مقدمہ کے ادریس کا عقد اُس گل ریحان چمن حسن و خوبی یعنی رانی چندر مان سے کر دینا
شاہزادہ اُس ہدایت اور تحریر دلپذیر رقعہ سے نہایت خوش ہوا بعد ازان ایک پیک بچہ کے ہاتھ کہ نام اُسکا
سہام شاطر تھا راجہ اتم چندر اور دوج بیاس کو پیام بھیجا دوج بیاس نے سوال اول مین تا دیر
سکوت کیا آخر تمام مراتب تحریر قبول کیے اور راجہ اتم چندر نے بمشورۂ دوج بیاس کے باہر شہر کے
اُسی کنوین پر جہان رانی چندر مان پانی کیواسطے جاتی تھی ایک میدان وسیع مین خیمہ برپا کرایا اور دوشنبہ کو
تقریب محفل قرار دی اور تمام مرد و زن وہان جمع ہوے راجہ اتم چندر نے چار طرف قنات و سراچہ کھچوا دیے
تاکہ مستورات بھی پردہ سے یہ روایت سنین اور باقی تمام رئیسان شہر و ملازمان سرکاری جمع ہوے اسی عرصہ مین
شاہزادۂ عالی وقار اور ادریس نامدار اور خواجہ ماہیار ملک التجار محفل مین تشریف لائے راجہ اتم چندر
اور دوج بیاس نے شاہزادے کو مسند زرنگار پر کمال عزت و تکریم سے بٹھایا جب محفل خوب گرم ہوئی
پہلے دوج بیاس نے کھڑے ہوکر بعد اختتام مدح بآواز بلند کہا اے قوم برہمنان آگاہ ہو یہ شاہزادہ فرماتا ہے
کہ مین کسی انسان پر جبر و تعدی نہین کرتا اگر ہمارے پیغمبر کی رسالت کی خبر تمھارے کتب شریعت مین بھی درج ہو
تو تم دین و اسلام قبول کرو ورنہ خیر ملتوی رکھو آیا تمھاری اس مقدمہ مین کیا راے ہے تمام خلایق نے بالاتفاق
جواب دیا کہ ہم بہرحال اپنے پیشوا کے محکوم حکم ہین جو راے تمھاری دوج بیاس یہ کلمہ بآواز بلند کہا چاہتا
ہوا قضارا اُس روز مجمع خلایق مین پردۂ زنبور سے رانی چندر مان نے اُس نوجوان کو دیکھا کہ یہ وہی جوان
دیوانہ ہے جو ہر دوشنبہ کو کنوین پر آیا کرتا تھا اور عجیب و غریب حرکتین کرتا تھا آج شاہزادے کے پہلو مین کس شان و
شوکت سے بیٹھا ہے مجھے اب معلوم ہوا کہ یہ غریب میرے ہی عشق مین دو سال تک یہان پڑا رہا اور کوئی دقیقہ میرے ملنے
کے لیے اُٹھا نرکھا الغرض دوج بیاس نے اپنے طول کلام سے فرصت پاکے شاہزادے سے کہا کہ اے شہریار دولتمدار ہماری
کتاب موجود ہے اب حضور ہمکو وہ عبارت دکھلا دین شاہزادے نے اتھرون بید کتاب سے بیس جزو اور
تین ورق کے بعد وہ عبارت کہ جو نامہ مین پیر سبزپوش کے لکھی تھی دوج بیاس کو دکھائی دوج بیاس نے
جو دیکھا اور عبارت پڑھی رنگ چہرے کا کافور ہوگیا حواس جاتے رہے تمام بدن مین رعشہ ہوگیا اور کہا تمھارے
پیغمبر نے کس زمانہ مین معجزۂ شق القمر کیا تھا اگر یہ امر واقعی ہوتا تو مندرج کتب تواریخ ضرور ہوتا شاہزادے نے

فرمایا ای دوج بیاس تمھارے بزرگ علمانے ضرور لکھا ہوگا لیکن متاخرین نے کہ اُنکو بغض وعناد زیادہ تھا لہذا اس امر کو پوشیدہ رکھا دوج بیاس نے کہا کہ اچھا آپ بتفصیل ارشاد فرماوین کہ اس معجزہ کی کیا صورت واقع ہوئی شاہزادے نے فرمایا ای دوج بیاس چند مشرکین عرب نے مشورہ کیا کہ ایسا سوال کرنا چاہیے کہ جسمین یہ پیغمبر عاجز ہوا اور ہم بطلان رسالت کرین آخر یہ راے قرار پائی کہ چاند کے دو ٹکڑے کرنے کو کہین کہ یہ امر نہایت دشوار ہی کبھی نہوگا اس بات کو قرار دیکر خدمت مین رسالت پناہ کی آئے اور کہا کہ ہم جب آپکی رسالت کو برحق جانینگے کہ آپ چاند کے دو حصہ کردین پس اُس سردار کائنات نے باجازت جبرئیل علیہ السّلام قبول فرمایا اور جسوقت کہ وسط آسمان پر ماہتاب پہونچا حضرت نے باشارہ انگشت سبابہ چاند کیطرف اشارہ فرمایا پس بمجرد اشارہ فرمانے کے نصف چاند آسمان پر قائم رہا اور نصف کوہ بو قبیس مین کہ جو پشت پر مکہ معظمہ کے واقع ہی پوشیدہ ہوگیا اُسوقت حاضرین کی زبان پر یہ رباعی جاری ہوئی رباعی

شاہا بجہان در نبوت بستی | وز معجزہ جان دشمنان را خستی
شاہا مہ دو ہفتہ کردی دو نیم | مردانہ مصاف بدر را بشکستی

اس بیان سے شاہزادے کے رانی چندر مان اور چند اشخاص کچھ ملائم ہوے لیکن راجہ اتم چندر و دوج بیاس خاموش ہو رہے شاہزادے نے فرمایا ای دوج بیاس ہم سمجھے کہ تمکو یقین کامل نہین ہوا اور تمھاری تشفی خاطر قرار واقعی نہین ہوئی لہذا ہم کہتے ہین کہ آج شب دوشنبہ کو تم بصدق دل یہ نیت کرو کہ یا الٰہی اگر یہ امر سچ اور حق ہی تو ہمکو آجکی شب ہماری آنکھ سے دکھادے اور اگر تمنے نہ دیکھا تو ہمکو تمسے کچھ دعوی نہین اور جو تمنے اپنی آنکھ سے دیکھا تو پھر تم مسلمان ہو اور اس دین باطل کو چھوڑو اس شرط پر سب بخوشی راضی ہوے اور شہر مین اپنے اپنے گھر چلے گئے اور یہ کہا کہ لعنت خدا اُسپر کہ جو آنکھ سے یہ معجزہ دیکھے اور یقین نہ لائے القصہ شب کو جس بشر نے کہ صدق دل سے نیت کی صاف معجزۂ شق القمر دیکھا اور صبح کو راجہ اتم چندر و دوج بیاس مع اپنی قوم کے بصدق دل مسلمان ہوے شاہزادے نے راجہ کو قمر دین کے خطاب سے مخطوب کیا اور دوج بیاس کو عالم الہدی خطاب دیا اور رانی چندر مان کو ملکہ ماہ لقا روشن رخسار خطاب دیا راجہ اتم چندر نے دعوت شاہزادے کی نہایت تکلف سے کی شاہزادے نے حال گذشتہ ادریس نوجوان کا راجہ اتم چندر سے بیان کیا حاضرین صحبت کو نہایت تعجب ہوا اور راجہ اتم چندر نے نہایت آرایش و احتشام شاہانہ سے ملکہ ماہ لقا روشن رخسار یعنی رانی چندر مان کا عقد ادریس نوجوان کے ساتھ کردیا اور عاشق و معشوق دونون شربت وصل سے سیراب ہوے جب شاہزادے نے ان امورات سے فراغت پائی مع رانی چندر مان اور ادریس نوجوان کے طلسم برج سرطان کی طرف روانہ ہوے بعد قطع منازل وطی مراحل لشکر ظفر پیکر مع خواجہ ماہیار سوداگر کے داخل طلسم برج سرطان ہوا

اور موافق حکم پیر روشنضمیر کے ادریس نوجوان اور رانی چندر مان کو شاطر بچون کے ہمراہ روانہ خدمت
کیا اور ایک ایک ماہ کا سپاہ نو ملازم کو انعام دیکے رخصت کیا اور شب جمعہ کی اول ساعت سے دعوت اسم
برج سرطان شروع کی چودھوین شہر جمادی الاول کو جب سات گھنٹے رات آئی صداہاے خوش کان مین
آئین شاہزادے نے دیکھا کہ روشنی مثل روشنی ماہتاب کے سامنے سے چلی آتی ہی ہرچند کہ روشنی بہت دور
تھی لیکن پرتو اسکا شاہزادے کے پاس تھا شاہزادے نے اُس روشنی مین لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین
یہ مضمون تھا کہ ای شہریار وقت اسم خوانی ایک کشتی نیرہ نام مثل ماہتاب کے روشن آئیگی جب چالیس گز کے
فاصلہ پر رہے تم سرمۂ زحل آنکھون مین لگا کر زنگ شاطرون کا پاؤن مین باندھکر ایک ایسی جست کرنا کہ
کشتی مین جا پہونچو وہان ایک مرد سبزہ آغاز کرسی مرواریدنگار پر بیٹھا ہوگا تم پس پشت اُسکے کھڑے رہنا وہ کشتی
طرفۃ العین مین حد خرچنگ سے گذر جائیگی پھر لوح دیکھنا جیسی ہدایت ہو عمل مین لانا شاہزادے نے فرمایا
اور سب ہو سکتا ہی مگر زنگ شاطر کہان سے آئیگا ناگاہ پس پشت سے آواز آئی کہ ای شہریار یہ غلام مع زنگ
حاضر ہی شاہزادے نے شاطر بچے سے زنگ لیا اور پوچھا کہ ای سہام تجھے کسطرح سے معلوم ہوا کہ زنگ کی
ہمکو ضرورت ہی سہام نے کہا کہ پیر و مرشد سے پیر سبزپوش نے پہلے ہی کہدیا تھا ہم بڑی دیر سے یہان
حاضر ہین شاہزادے نے سہام سے وہ زنگ لیکر پیر سبزپوش کو بدعاے خیر یاد کیا سہام نے کہا غلام
رخصت ہوتا ہی کہ میرا کام تمام ہوا شاہزادے نے کہا میرا سلام پیر روشنضمیر کی خدمت مین عرض کردینا سہام
اُدھر روانہ ہوا یہان بعد روشنی معلوم ہونے کے کشتی موجود ہوئی شاہزادہ نے بتعجیل تمام سرمۂ زحل آنکھون مین
لگایا دیکھا کہ صدہا ماہرویان باسازہاے ہندی اُس کشتی مین موجود ہین اور اس خوش آوازی سے صداے
ساز آئی کہ شاہزادہ نہایت محظوظ ہوا اور اُس کشتی کا وہ عالم تھا جیسے ماہ چاردہ زمین پر اُتر آیا ہی اور چند
جوان نوخیز آپسمین خوش فعلیان کرتے ہین اور درمیان کشتی کے ایک کرسی بلوری بچھی ہی اُس کرسی پر ایک
جوان خوش جمال حسین و خوبصورت مرغولہ مو نرم اندام بلباس ہندی بغرور تمام عجب تجمل و شان سے بیٹھا ہی
اور ایک شمع مانند قندیل یا قمقمہ گلے مین ہی کہ اُسکی روشنی تمام دریا کو روشن و منور کررہی ہی شاہزادے سے
فرمایا کیا اُسکی قدرت ہی کہ ہر جا ہر ایک طرح کا تماشا نیا دکھلائی دیتا ہی جب چالیس گز کا فاصلہ رہا نس اُچک کر
شاہزادہ کشتی مین آیا اور پیچھے اُس کرسی نشین کے کھڑا ہوا اُس طفل کرسی نشین نے جس جا شاہزادہ
مشغول اسم خوانی تھا ایک تیر اس زور سے مارا کہ سارا تیر زمین مین غرق ہوگیا لیکن وہ کشتی جسطرح تیر جاتا ہی
نکل گئی اور وہان پہونچی کہ جہان سے طوفان اُٹھتا تھا شاہزادے نے ایک جانور بلند قد ایسا دیکھا کہ تمام
پاؤن اور ہاتھ اُسکے گرداگرد تھے جب بغور دیکھا تو خرچنگ نہایت قوی الجثہ نظر آیا کہ جسوقت وہ دم کھینچتا تھا

آدھا پانی دریا کا کھچ آتا تھا اور جب چھوڑتا تھا دریا جوش مارتا تھا دریا مین جذر و مد کی کیفیت اُسکے نفس کے
آمد و شد سے پیدا ہوتی تھی یکا یک اُس خرچنگ نے مُنھ مثل ایک غار کے کھولا وہ کشتی اُسکے مُنھ مین چلی گئی شاہزادہ
نے بسبب خوف کے آنکھین بند کرلین اور دلمین کہا کہ اب دابۃ البحر کے لقمہ ہوے نوشتہ تقدیر یونہین تھا
غرض عرصہ تک ایسی تاریکی رہی جب تاریکی دفع ہوئی شاہزادے کی آنکھ کھلی دریا مین ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ آبگینہ کا نظر آیا اور کنگرے اُسکے آسمان چہارم سے ہمسری کرتے تھے اہل کشتی قلعہ کیطرف
مع شاہزادہ روانہ ہوے جب دروازے پر قلعہ کے پہونچے شاہزادے کو خیال آیا کہ لوح کو دیکھکر
قلعہ مین جانا چاہیے آخر لوح کو دیکھا تو یہ ظاہر ہوا کہ جب اے سیاح طلسم برج سرطان قلعۂ آبگینہ پر پہونچو
جو خاص طلسم سرطان ہے تو تمہارا اہل کشتی کے ساتھ قلعہ مین نہ جانا چند قدم کے بعد داہنے ہاتھ قلعہ کے
ایک درخت عظیم الشان ہے اُسمین بجاے ثمر صدہا گیند نقرئی آویزان ہونگے لوح طلسم اُس درخت کو دکھانا
اور کہنا کہ اے شجرۂ طریق ایک لڑکا اپنا مجھے دے کہ سیر طلسم مین میرے ساتھ رہے ایک گیند چاندی کا تمہارے
دامن مین آجائیگا تم اُس گیند کو جیب مین رکھکر قلعہ مین جانا اور جو کوئی راہ مین ملے اُس سے قمران بن طریق
کا مکان دریافت کرنا جب قمران کے مکان پر پہونچو اور ملاقات ہو کہنا اے قمران تیرے باپ نے طلسم مین
مجھے میرا مددگار کیا ہے قمران کہیگا کہ یہ بات کس سند سے آپ فرماتے ہین تم وہ گیند نقرئی قمران کو دکھا دینا
پس قمران اُس گیند کو دیکھکر تمہارے ساتھ ہوگا اور پوچھیگا آپکا کیا کام ہے کہنا کہ مہر اول مثلثۂ آبی کی اپنے
فرمان پر چاہتا ہون بعد ازان قمران جو کہے وہ عمل مین لانا اور لوح کو دیکھنا قصہ کوتاہ شاہزادے نے
قمران سے بعد تلاش ملاقات کی قمران نے پوچھا حضور کس مطلب سے تشریف لائے ہین شاہزادے نے
فرمایا مین فرمان پر مہر ارباب اول مثلثۂ آبی چاہتا ہون بعد اسکے مرطوب شاہ بادشاہ غربیہ حصار
کو پاس ملک ظہورستان کے لیجاؤنگا قمران نے کہا لکھنے والا فرمان کا تو غلام ہی ہے لیکن کاغذ آبی چاہیے ہے
پھر دکھنے کے کاغذ آبی شاہزادے نے دیدیا قمران نے کہا حضور آج نان خشک یہین تناول فرمائین کل
حضور سے ملاقات بادشاہ کی بھی کرا دونگا اور اُنھین کی اجازت سے مہر بھی کرادونگا شاہزادے نے فرمایا
اے قمران وہ درخت کیا شے ہے اور جو اُسمین گیند نقرئی ہین وہ کیا چیز ہین قمران نے کہا آپکو میوہ خوری سے
کام ہے درخت شماری سے کیا کام ہے غرض رات کو قمران نے شاہزادہ کی دعوت کی شاہزادے نے
قمران کو نہایت تیز طبع و ظریف پایا صبح کو قمران ایک گھوڑا شاہزادے کے واسطے مع شاطران بے شمار
ہمراہ رکاب لایا شاہزادے نے اہل شہر کو بلباس سفید و سبز دیکھا لیکن نہایت تیز قدم و زود رو شاہزادے
کو سیر و تماشاے شہر دکھاتا ہوا دربار بادشاہی مین لایا وہان کرسی نقرۂ و طلائی جا بجا بچھی تھین اور ایک تخت

فیروزہ رنگ جواہر نگار بچھا تھا اُسپر ایک مرد سفید ریش بلباس مروارید با شوکت شاہانہ بیٹھا ہوا تھا قمران
بولا ای شہریار آپ یہین توقف فرمایئے مین حاضر ہوتا ہون قمران نے کان مین بادشاہ کے کچھ کہا بادشاہ
نے فرمایا بہتر ہی قمران شاہزادے کو وہان سے ایک گوشہ مین لے گیا اور کاغذ آبی پر فرمان لکھ کے
شاہزادے کو دیا اور کہا کہ بس میرا کام ختم ہوا اب حضور لوح سے مشورہ لین لوح مین یہ مضمون دیکھا کہ
ایک چشمہ عین السرطان ہی قمران سے کہو وہ تمھین اس چشمہ تک پہونچا دے شاہزادے نے قمران سے
فرمایا کہ ای برادر مجھے چشمہ عین السرطان تک پہونچا دے قمران نے شاہزادے کو کنارہ چشمہ عین السرطان
کے پہونچا دیا دیکھا کہ جوش وخروش خرچنگان سے پانی چشمہ کا متلاطم ہی پانی زیادتی جانورون سے چھپا ہوا تھا
نظر نہ آتا تھا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ ان خرچنگون مین ایک خرچنگ سفید رنگ ہوگا تم
یہ فرمان اُسے دکھانا اور کہنا کہ ای سرطان الابیض مین فرمان میرا اپنے موکل برج سرطان کی مہر چاہتا ہون
اس کہنے سے وہ کیکڑا غل مچائیگا تمام کیکڑے اُسکے ساتھ شور مچائینگے اور غائب ہو جائینگے اور پانی مین چشمہ کے
تلاطم برپا ہوگا تم اس اسم کو جو لوح مین مرقوم ہی پڑھنا اور وہین کھڑے رہنا جب پانی گردن تک پہونچے تم
غوطہ مارنا اور پھر لوح کو دیکھنا شاہزادے نے تعمیل حکم لوح کی اور غوطہ مارا جب آنکھ کھلی ایک صحرا سے
سبز پُر فضا نظر آیا شاہزادہ ایک طرف روانہ ہو گیا بعد اسکے ایک میدان دلکشا مین پہونچا وہان دیکھا کہ
معرکہ پیکون کا ہو رہا ہی اور ایک پیک شلنگ لگا رہا ہی شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قمران
کے آنے کا انتظار کرو جب قمران آئے قمران سے پیک کو بلوانا جو شلنگ لگا رہا ہی جب وہ پیک آجاوے
یہ زنگ شاطران اُسکو دکھا دینا وہ اُس زنگ کی تعریف کریگا اور تمسے مانگیگا تم کہنا اس شرط سے تجھے دیتا ہون
کہ بدرجہان بن ماہیار کو کہ گرفتار طلسم ہی میرے پاس بلا لا اور ایک گھوڑا بھی لانا پیک بدرجہان کو مع اسپ
تمھارے پاس پہونچا دیگا تم اُسی پیک سے کہنا کہ اسے خواجہ ماہیار کے پاس پہونچا دے پھر زنگ اُسکو
دینا اور تم وہان سے روانہ ہو جانا بعد اسکے ایک گنبد مقفل نظر آئیگا اُسمین خزانہ بیحد ہی تم قمران سے قفل
کھلوا کر اندر گنبد کے جانا اور وہان سے جسقدر مال و زر خواجہ ماہیار سے قرض لیا ہی ادا کرنا اور رسید
قمران سے لیلینا غرض شاہزادے نے بدرجہان کو معرفت پیک کے اُسکے باپ کے پاس روانہ کیا
اور گنبد سے زر لیکر قمران سے فرمایا کہ تم یہ زر قرضہ خواجہ ماہیار کو پہونچا کر رسید لا دو قمران نے کہا مین
یہان باربرداری کہان سے لاؤن شاہزادے نے کہا حسب الحکم لوح کے یہ مین نے کہا ہی قمران نے
کہا مین نے فقط بجوش طبعی واسطے امتحان لوح کے عرض کیا تھا حضور کا زر مرسلہ خواجہ ماہیار کو پہونچائے دیتا ہون
قصہ مختصر قمران وہ روپیہ لیکر روانہ ہوا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا یہ ہدایت ہوئی کہ اب انتظار قمران

کی کچھ ضرورت نہین ہی داہنے جانب تم روانہ ہوا ایک باغ فردوس برین و بہشت آئین مین پہونچوگے وہان
جو کچھ معاملہ پیش آئے پھر لوح مین دیکھنا شاہزادہ حسب الحکم لوح کے باغ مین آیا وہ باغ ایسا دلکشا و
پرفضا تھا کہ خودبخود دل کو تفریح ہوتی تھی اور صدہا پریزادین مثل شاطران طناز کے جست وخیز کرہی تھین
یعنی ایک حجرے سے دوسرے حجرے مین جاتی تھین اور پھر باہر نکل آتی تھین شاہزادہ تا دیر اُنکی حرکتین
دیکھتا رہا آخرالامر وہان سے بھی روانہ ہوا تھوڑی دور کے بعد ایک دروازہ عالیشان دیکھا کہ وہ پینتیس ۳۵
گز زمین سے بلند تھا شاہزادہ زینہ سے اُس دروازہ پر گیا وہان ایک باغ اس باغ سے بھی زیادہ
فرحناک نظر آیا لیکن کوئی انسان یا حیوان اُسمین نہ تھا اور بیچ مین ایک گنبد ایسا بلند دیکھا کہ جسکی بلندی پر
نظر کام نہین کرتی تھی اور در و دیوار اُس باغ کے ایسے مجلی و روشن تھے کہ عقل کام نہین کرتی تھی اور عکس اُن
درختان باغ کا اُس گنبد مین صاف نظر آتا تھا اور چند قندیلین بلوری الماس تراش اُس گنبد مین روشن تھین
اور باہستہ حرکت کرتی تھین اور ایک قندیل گاہے گاہے اس سرعت سے پھرتی تھی کہ نظر اُسپر قائم نہ ہوسکتی تھی
اور دروازہ گنبد کا معلوم نہ ہوتا تھا اور گنبد سے آواز خوش آتی تھی اور کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی رئیس کی
سواری جاتی ہی کبھی آواز گانے کی اور اہل حرفہ مثل سقہ و نانبائی وغیرہ کی آتی تھی شاہزادے نے جو یہ
تماشاے عجیب و غریب دیکھا اور سُنا دلمین کہا کہ عجائبات طلسم ایسے ہی ہوتے ہین کہ عقل و فہم مین نہین آتے
غرض پھر لوح دیکھی نظر آیا کہ اے سیاح طلسم عجائبات اس گنبد کا نام گنبد بے در ہی بعد نصف شب کے اس گنبد
سے ایک ستارہ روشن آسمان کی طرف روانہ ہوگا اور ایک درخت مین آکر غروب ہوجائیگا تم اُس درخت کے
قریب جاکر باواز بلند کہنا اے سدرۃ المراد اُس لوح کی برکت سے جو میرے ہاتھ مین ہی مجھے راہ دے تاکہ مین
اپنی مراد کو پہونچون وہ درخت بیچ سے دور ہوجائیگا تم اُس کے اندر چلا جانا وہان ایک نقب ہی اُس نقب مین
بیخوف داخل ہونا جب نقب طی ہوگی خودبخود گنبد کے اندر پہونچ جاؤگے شاہزادہ موافق ہدایت لوح کے
نقب مین پہونچا وہان تاریکی ازحد تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا جب لوح کف دست پر رکھلی برکت لوح سے
روشنی مثل چراغ کے ہوگئی راستہ نظر آنے لگا شاہزادے نے اُس روشنی مین دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی
گنبد ہی گنبد معلوم ہوتا تھا بلکہ ایک بات نئی دیکھی کہ ہر گنبد کے گوشہ مین ایک صحرا سے پُربہار و وسیع دکھائی دیتا تھا
عقل کام نہ کرتی تھی کہ کیا اسرار تھا اور ہر طرف چشمہ ہاے شیرین جاری تھے اس عرصہ مین شاہزادہ کنارے
ایک دریا کے پہونچا وہان دھوبی کپڑے دھورہے تھے شاہزادہ وہان سے آگے بڑھا ایک دھوبی چھینٹا
شاہزادے نے توقف کیا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا یہ ہدایت ہوئی کہ ان دھوبیون مین سے جو دھوبی کہ ریش سفید
ہو اس سے کہنا کہ اپنے بادشاہ سے میرے آنے کی اطلاع کردے مین اسکے عوض مین تیرے لڑکے کا جو شاطرون کی

لڑکی پر عاشق ہوا ہی نکاح کرا دونگا وہ دھوبی پوچھیگا کہ مین تمھاری طرف سے کیا خبر کرون تم کہنا کہ تو یہ کہدے
کہ صاحب لوح طلسم برج سرطان آیا ہی شاہزادے نے دلمین کہا کہ واہ سبحان اللہ اب انجام کار یہ ہوا
کہ پاجیون سے مقدمۂ عرض و معروض کی نوبت آئی خیر ہرچہ بادا باد حکم لوح کی تعمیل کرنا چاہیے آخر شاہزادے
نے ایک دھوبی کو کہ بریش سفید نہایت مسن تھا سلام کیا اور مزاج پوچھا دھوبی بولا ای جوان میرا مزاج اچھا ہی
یا نہین تجھے اس سے کیا شاہزادے نے دلمین کہا واہ کیا پاجی ہی کہ ہم تو کس غربت سے مزاج پوچھتے ہین
اور وہ کیا جواب دیتا ہی پھر شاہزادے نے پوچھا ای دھوبی تم کپڑے اسی دریا مین دھوتے ہو وہ بولا
تو شاید قاضی ہی جو ہمسے ہر امر کو دریافت کرتا ہی شاہزادے نے فرمایا اس حکم لوح کے قربان عجب خرناشخص
سے پالا پڑا ہی پھر شاہزادے نے فرمایا تم بادشاہی دھوبی ہو یا اور خلایق کے کپڑے دھوتے ہو وہ بولا
کہ عجب ایک بلاے ناگہانی مین گرفتار ہوا ہون دیکھیے اس سے کب نجات ہوگی یہ کہکر سب دھوبیون کو بلایا
اور کہا یارو یہ حساب تم لوگون سے نیا پوچھنے والا پیدا ہوا ہی تم سب روزمرہ کا حساب اسکو بتاتے جاؤ وہ سب
دھوبی بولے ای شخص تجھے اس دھوبی سے کیا کام ہی شاہزادے نے فرمایا میرا مطلب اس قرم ساق سے
یہ ہی کہ مین اسکے فرزند نطفہ ناتحقیق کا مقصد دلی حاصل کردونگا دھوبی نے جو یہ سنا کنارہ پر دریا کے فرش سفید
بچھا دیا اور آپ عرض کرنے لگا کہ ای جوانمرد اس غلام زادے کا کیا مقصد ہی شاہزادے نے کہا صدق رسول اللہ
کلموا الناس علی قدر عقولہم مین نے پہلے ہی اس گیدی سے اس قبیل کے کلام کیے ہوتے تو کیون سخت کلامی سنتا
اب کیسا منت و سماجت کرتا ہی شاہزادے نے فرمایا ای قرم ساق شاید تو نہین جانتا کہ تیرا وہ فرزند نالایق احمق
ناتحقیق پیکون کے سردار کی لڑکی پر عاشق ہی دھوبی نے کہا حضور نے کمال عنایت و شفقت فرمائی کہ آپ تکلیف
فرماکر یہان تشریف لائے اب حضور ارشاد فرمائین کہ آپکا کیا مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا جب پوشاک بادشاہ
کی لیجانا کہدینا کہ صاحب لوح طلسم برج سرطان یہان آیا ہی اس عرصہ مین ہاتھی اور گھوڑے مع جلوس شاہی
کنارے پر دریا کے آئے شاہزادے نے دلمین کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہان پاجی پروری بہت ہوتی ہی وہ دھوبی
بشوکت و تجمل سوار ہوکر شہر کو روانہ ہوا شاہزادے نے اسی بددماغی مین لوح دیکھی معلوم ہوا کہ ای جوان
طلسم کشا برج سرطان قمر سے متعلق ہی اور جوتش کی راہ سے برہمن اسکو تیج کا ستارہ شمار کرتے ہین اسواسطے اسکے
لوازمات بھی اسی قبیل کے ہونا چاہیے اسیوجہ سے اس شہر مین عرض بیگی شاہی دھوبی ہوتا ہی اب یقین ہی کہ
تمھارے واسطے بھی سواری آتی ہوگی بعد ایک لحظہ کے چند امراے نامدار مع جلوس و سواری حاضر ہوے اور
شاہزادہ کو بعزت تمام شہر مین لیگئے شاہزادے نے شہر کو آباد اور خلایق کو سفید پوش باریک اندام بادام چشم
دیکھا شاہزادے نے پھر لوح دیکھی معلوم ہوا کہ ای جوان بادشاہ کا جب سامنا ہو لوح کو دکھا دینا اور بادشاہ کو

تخت سے اُتار دینا اور کہنا تو کرسی وزارت پر بیٹھ اور خود تخت پر اجلاس کرنا بس بادشاہ کرسی پر بیٹھیگا کہ موافق رسم
اس ملک کے تخت نشین کا وزیر الملک خطاب ہوتا ہی جب وزیر الملک پوچھے کہ تم کس مطلب سے یہان آئے
تو کہنا کہ مین مہر اول مثلثہ آبی کی چاہتا ہون کہ میرے فرمان پر ثبت ہو جب شاہزادہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا
بادشاہ کو بھی دروازہ گنبد بلور پر موجود پایا اور سردار پیکان بھی حاضر تھا شاہزادے نے حسب الحکم لوح کرسی
وزارت وزیر الملک کو عنایت فرمائی اور آپ تخت پر اجلاس فرمایا وزیر الملک نے عرض کیا کہ حضور کس
مطلب کو تشریف لائے ہین شاہزادے نے فرمایا واسطے حاصل کرنے مہر موکل برج سرطان کے وزیر الملک
نے ایک ہفتہ شاہزادے کی مہمانی کی اور محفل عیش و سرور گرم رہی شاہزادے نے فرمایا مین نے باغ اول
مین کچھ عورتون کو اس صورت سے دیکھا کہ مثل شاطرون کے جست و خیز کر رہی تھین اور ایک مکان سے دوسرے
مکان مین جاتی تھین یہ کیا اسرار تھا وزیر الملک نے عرض کی اے شہریار عالم طلسم سرطان کے مالک کہ پاکیزہ ذات و
صفات و تیز و چست ہین اسی سبب سے وہ نازنین بعض مکان طلسم جردی ہین القصہ بعد ایک ہفتہ کے وزیر الملک
شاہزادے کو بیرون شہر میدان لق و دق مین لایا اور تمام میدان مین فرش پر تکلف پاکیزہ بچھوایا بعد ازان
علمائے شہر جمع ہوئے اور اسم محر شروع ہوا تین روز اسم خوانی کی گئی روز چہارم اوج ہوا سے ایک مرد نقابدار
مجمع مین آیا اور وزیر الملک سے پوچھا کہ ہمین کیون بُلایا ہی وزیر نے کہا کہ یہ جوان نامدار فرمان پر مہر چاہتا ہی
نقابدار نے مہر ہاتھ سے اُتار کے وزیر کو دیدی وزیر نے فرمان پر مُہر کرلی اور انگوٹھی نقابدار کو حوالہ کی کہ یک بیک
آسمان و زمین تیرہ و تار ہو گیا اور وہ نقابدار بھی مثل ایک شعلہ کے روانہ آسمان ہوا مگر چہرہ نقابدار کا ایسا روشن تھا
کہ نقاب سے شعاع اُسکی باہر مثل شعاع آفتاب کے نمایان تھی وزیر الملک شاہزادے کو پھر شہر مین لایا اور
کُنجیان خزانون کی شاہزادے کے آگے رکھدین شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسمین ہدایت ہوئی
کہ ان اجناس سے جو چیز چاہو لیلو ورنہ مطلب تمھارا حاصل ہی اگر سیر کرنا منظور ہو تو مضایقہ نہین شاہزادے نے
تحایف طلسم سے ایک خنجر جسکا قبضہ زمردنگار تھا پسند کیا اور تین روز قیام کیا بعد اسکے وزیر الملک کو تخت شاہی پر
بٹھا کر خود روانہ ہوا اور وہی اسپ نقرہ جسپر سوار ہو کر پیر روشنضمیر کی خدمت بابرکت مین گیا تھا واسطے لینے
شاہزادے کے آیا اور تمام دھوبی جلو مین ہوئے اثنائے راہ مین وہی دھوبی حاضر ہوا اور عرض کی اے شہریار
اب اس غلام کا بھی وعدہ ایفا فرمائیے شاہزادے نے حسب الحکم لوح اُس لڑکے کا نکاح پیکون کی لڑکی سے
کردیا اور شہر سے باہر چلا یکایک قمران بھی راہ مین ملا اور اُسنے رسید خواجہ ماہیار کی شاہزادے کو
حوالہ کی شاہزادہ وہان سے چند قدم روانہ ہوا تھا کہ ایک دروازۂ عالیشان نظر آیا شاہزادے نے پوچھا یہ
کون مکان ہی قمران نے کہا یہ اُسی گنبد بیدر کا دروازہ ہی حضور اندر تشریف لیچلین شاہزادے نے قدم

اندر رکھا دفعتہً دروازہ غائب ہوگیا شاہزادہ وہان سے باغ مین اُن نازنینان دونده کے پہونچا اس مرتبہ جو
اُن نازنینون نے شاہزادے کو دیکھا سب خدمت مین شاہزادے کے حاضر ہوئین اور آداب و تسلیمات
بجا لائین اور عرض کی کہ حضور دعوت ہماری قبول فرمائین شاہزادہ ایک رات دعوت مین اُنکی رہا گو کہ اُن
ماہوش پری رخسارون مین نمک نہ تھا لیکن شاہزادہ اُنکی شوخ مزاجی اور حسن سلیقہ محفل سے کمال محظوظ ہوا
بعدہ وہان سے گنبد مین تشریف فرما ہوا جہان خزانہ تھا ایک جوان نے گنبد سے نکلکر سلام کیا کہ وہ داروغہ خزانہ
طلسم تھا داروغہ خزانہ نے شاہزادہ کی دعوت کا سامان شاہانہ کیا اور شہزادہ سے

رقص را دید شاہ و نغمہ شنید		چیز را خورد و تا سحر خوابید	صبح دم شد سوار و گشت روان		تا کہ آید بہ مسکن پیکان

غرض جب شہر مین پیکون کے پہونچا سردارون نے پیکون کے بھی مہمانی کی شاہزادے نے وہ رات عیش و
عشرت مین بسر کی اور صبح کو سر عمان سردار مع نورالعین حاضر نہ تھا قمران سے شاہزادے نے پوچھا
ای برادر سر عمان پیک نہین آیا قمران نے کہا ای شہریار شاید بادشاہ عجائبات کا یہان وارد ہوا ہی جسکے
تمام شاہان طلسم محکوم اور خراج گذار ہین یہ پیک سب اُسکے استقبال کو گئے ہین شاہزادے نے پوچھا
کہ بادشاہ طلسم کون شخص ہی جسکا یہ شاطر ہی قمران بولا غلام نے سُنا ہی کہ بادشاہان طلسم حصار چار مثلثہ بلکہ
تمام اہالی طلسم ایک ایک بادشاہ کے فرمان بردار ہین اور روح الملک بھی اُس سے سرتابی نہین کرسکتا
لیکن اس بادشاہ کا ممالک طلسم مین کوئی مکان معین نہین ہمیشہ سیر و تماشے مین رہتا ہی اور کبھی کبھی ملک ظہورستان
مین تشریف لیجاتا ہی اور قوم پریزادے سے ہی اہل طلسم سے نہین ہی اسی سبب سے ہمنے اُسکی صورت نہین دیکھی
فقط اسیقدر حال سُنا ہی جو حضور مین گذارش کیا اور یہ شاطر بادشاہ کا دو سال کے بعد شہر مین پیکون کے آتا ہی
فقط واسطے تحصیل خراج کے شاہزادے نے پوچھا کیا یہ شاطر بھی قوم آتشی سے ہی قمران نے کہا مجھے نہین معلوم
پھر شاہزادے نے فرمایا کہ صورت اُس شاطر کی کیسی ہی قمران نے کہا شاید آج حضور کی بدولت مین بھی زیارت
کرلونگا مجھے اپنے کام سے فرصت نہین اس سے کبھی یہان آنے کا اتفاق نہین ہوا شاہزادے
کو بیان پر قمران کے کلمہ مجمہ مقلہ کا یاد آیا کہ طالفوس نے طلسم جوزا مین بیان کیا تھا کہ شاہزادہ
شمسون مہر طلعت اور ملکہ ادفیہ ماہ رخسار کو خداوند کریم نے ایسی دختر رشک قمر عطا
فرمائی ہی اور حکیم قسطاس الحکمت نے اُسکو اپنی فرزندی مین لے کر سلطنت
کل عجائبات کی اُسے دی پس یقین ہی کہ یہ وہی ماہ پیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کل
طلسمات کی بادشاہ ہوگی اور یہ شاطر بھی اُسی کی طرف سے تحصیل خراج کو آتا ہوگا اس عرصہ مین وہ سب پیک ایک
شاطر نقابدار کو ساتھ لائے شاہزادے نے جب شاطر کو بغور دیکھا ایسا ایک جوان برق رفتار نظر آیا کہ تیزی

اُسکے سراپا سے ظاہر تھی جب وہ شاطر دربار مین آیا سب اہل دربار سے بالا دست بیٹھا مگر شاہزادے سے پائین لیکن آزردہ زنانی محسوس ہوتی تھی سرعان بیک نے عرض کی ای شہریار عالی وقار یہی شاطر نقابدار بادشاہ کی طرف سے ہمارا حاکم ہی شاہزادے نے پوچھا نام اسکا کیا ہی سرعان بیک نے کہا ہماری کیا مجال ہی کہ جو ہم نام لین اتنے مین خود وہ شاطر بولا ای شہریار میرا نام برق بریق ہی شاہزادے نے فرمایا واہ اسم بامسمی ہوا اب بتاؤ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی جو کہ شہنشاہ ممالک طلسم مشہور ہی برق بریق نے جواب دیا کہ نام اُس شاہ والا مقام کا ایسا نہین ہی کہ ہر جا و ہر محل پر لیا جائے شعر

گرایا را کہ با آن احترامش
برد در ہر مکان بے صرفہ نامش

شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ اظہار نام مین کیا گناہ ہی برق بریق بولا ہم مجبور ہین کہ ہمین ہر جا پر اظہار نام کا حکم نہین شاہزادے کو اظہار نام سے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی کیفیت دریافت کرنی منظور تھی کہ بادشاہی اُسی کے نام ہوگی اور پتہ ملجائیگا جب برق بریق نے نام بادشاہ کا نہ بتایا شاہزادے نے سرعان سے پوچھا کہ تو نے کبھی شکل بھی اس شاطر کی دیکھی ہی سرعان نے عرض کیا کہ ہمنے نام تک نہین سُنا صورت دیکھنا کیسا آج خدا جانے کیا بات تھی کہ حضور سے ملاقات کی اور ابتک موجود بھی ہی نقابدار نے کہا شاید حضور کو میری صورت دیکھنے کا بہت شوق ہی خیر آپ مہمان ہین اور مہمان کی خاطر داری ہر طرح لازم و واجب ہوتی ہی ورنہ شہر کے باشندون نے بھی میری صورت کبھی نہین دیکھی بعد ازان نقابدار نے نقاب چہرے سے اُٹھا دی اور کہا حضور بغور ملاحظہ فرمائین شاہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہی کہ شعلہ حسن جسکا آنکھون کو خیرہ کیے دیتا تھا اور سن بھی قریب بیس سال کے ہوگا لیکن صورت سے اُسکی عیاری و طراری ظاہر تھی خیال ہوا کہ اسکو کہین دیکھا ہی برق بریق بولی حضور جو اس غور سے دیکھ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ کچھ شبہہ واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا ہان مین نے کہین تمکو دیکھا ہی برق بریق بولی کہ جب حضور دروازۂ عجائبات مین تشریف لے گئے تھے تو یہ کنیز بھی سیر باغ عشرت کو گئی تھی شاہزادے نے کہا ہان اب یاد آیا تمھین نے عجائبات مین ملکہ نو بہار گلشن افروز سے ملاقات کرائی تھی فوراً شاہزادے کے خیال مین آیا کہ اب اسکو جانے نہ دینا چاہیے کہ یہ ملکہ سے ملاقات کرا دیگی پس ہاتھ بڑھا کے دامن اُسکا پکڑنا چاہا ہو نہو تاثیر طلسم سے بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا اُس نازنین کا پتا بھی نہ پایا سرعان نے پیک سے پوچھا برق بریق کہان ہی سرعان بولا حضور جسوقت آپکو غفلت ہوئی وہ اُسی وقت سے غائب ہی شاہزادہ تصور ملکہ نو بہار گلشن افروز مین زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگا اور سب حاضرین بھی چشم پُر آب ہوے الغرض شاہزادہ روتا ہوا وہان سے روانہ ہوا اور چشمۂ عین السرطان پر پہونچا وہان دیکھا تو خیمہ وغیرہ کثرت سے برپا ہین قمران سے پوچھا یہ خیمے کسکے ہین قمران نے عرض کی جناب عالی عینون داروغہ

چشمہ خرچنگ ملازمت والا کا امیدوار ہی اور مہمانی بھی حضور کی کیا چاہتا ہی شاہزادہ نے پوچھا کہ عہدۂ داروغگی
چشمۂ سرطان کیا چیز ہی قمران نے کہا پیرو مرشد خدمت آب رسانی قلعہ بلور کی محض عیشون کی ذات پر موقوف ہی
گنہگار کو ایک قطرہ پانی مطلق میسر نہین آتا اور صورت عفو گناہ اسمار الٰہی پڑھنے پر مقرر ہی شاہزادہ عیشون کا ایک
شب مہمان رہا اور جو تحفہ کہ پیش کیا اُسمین سے ایک تسبیح مروارید لے لی بعد اُسکے قلعہ مروارید مین تشریف لے گیا
حاکم قلعہ ابرق سپید قبا واسطے استقبال کے آیا اور شاہزادے کی مہمانی حسب لیاقت کی شاہزادے
نے ابرق سپید قبا کے تحایف مین سے ایک تلوار آبدار قبول فرمائی پھر وہان سے پاس اُس درخت گیند دار
کے پہونچا قمران نے عرض کی کہ اب حضور اس غلام کی دعوت قبول فرمائین شاہزادے نے فرمایا بہت مناسب
پھر شاہزادے کو سایہ مین اُس درخت کے لایا کہ ناگاہ اس شجرۃ الطریق سے آواز آئی کہ ای شہریار
سلام علیک شاہزادے نے جواب سلام دیا لیکن متحیر تھا کہ آواز کدھر سے آئی قمران نے زین پوش بچھا کر
عرض کی کہ حضور تشریف رکھین شاہزادے نے دلمین کہا اس شخص کی مہمانی فقط اسکے فرش سے ظاہر ہی
خدا جانے کھانے مین کیا تکلف ہوگا مصرعہ سالے کہ نکوست از بہارش پیداست ؛ قمران حضور مین
شاہزادے کے بیٹھ گیا اور اُسنے حکایات رنگین و آیات و احادیث بیان کرنا شروع کین اب شاہزادے
نے دیکھا کہ کسیطرف کھانے وغیرہ کا کچھ سامان نہین ہی کہ یکایک ہوا سے سرد چلنا شروع ہوئی قمران نے کہا اگر
تشنگی ہو تو غلام آب سرد حاضر کرے شاہزادے نے فرمایا بہتر عوض مین کھانیکے پانی ہی سہی قمران نے کہا
حضور ابھی کھانے مین عرصہ ہی جبتک کچھ فواکہات نوش فرمادین شاہزادے نے فرمایا کیا مضایقہ قمران نے
درخت کیطرف کچھ اشارے سے کہا کہ خوان میوہ ہاے انواع و اقسام موجود ہوگئے گویا کسی نے زمین پر رکھدیا
شاہزادے کو اس معاملہ سے حیرت ہوئی اور فرمایا ای قمران شاید تیری دعوت کے لیے اسباب ظاہری
ضرور نہین ہین کیونکہ طلسم یہی درخت ہی جسکو تیرا باب مشہور کرتے ہین قمران نے کہا پیرو مرشد مصرعہ فکر ہر کس
بقدر ہمت اوست ؛ جب وقت شام ہوا شاہزادے نے دیکھا کہ دفعتًہ تنہ درخت شگافتہ ہوا اور اُسکے
اندر سے غلامان پری پیکر اور خدمتگاران زرین کمر نکلے اور اُس دشت کو مصفا کیا اور پانچ فرسخ تک فرش
پر تکلف بچھایا کہ بادشاہان ماسلف کو میسر نہ آیا تھا اور جب شام ہوئی وہ گیند ہاے سیمین درخت سے زمین پر
آئے اور مثل تیر شہاب کے آسمان کو روانہ ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ آواز خلخال کان مین آئی اور گروہ
گروہ نازنینان زہرہ جبین درخت کے نیچے آکے جمع ہوئین بعد اسکے ایک بزرگ نورانی صورت فرشتہ خصلت
باریش سفید و لباس پاکیزہ و عمامہ زیب سر درخت سے ظاہر ہوا اور تخت زمردنگار بچھوایا اور شاہزادے
کو باعزت تمام تخت پر بٹھایا اور ارباب نشاط کو طلب کرکے حکم دیا کہ ناچ گانا شروع ہو پھر تو لالہ رخان ماہرو

دماہو شان عنبر بو مع جام و شراب گلفام حاضر ہوئین پہلے اس بزرگ نے اپنے دست حق پرست سے
جام شراب فرحت بخش لبریز کرکے شاہزادے کو دیا اور کہا کہ بعد نوش فرمانے اس شراب خوشگوار کے
حضور کو کیفیت معلوم ہوگی شاہزادے نے چند جام شراب نوش فرمائے جب سرور آنکھون مین ہوا تصویر
یار دلدار ملکہ نوبہار گلشن افروز دلمین آیا زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور یہ شعر متواتر زبان پر لایا شعر

لاکھون طرح کا سیر و تماشا بہار ہو
دل اپنا وان لگے کہ جہان اپنا یار ہو

اُس پیر خجستہ خصال نے کہا کہ ای صاحب اجلال و اقبال اضطراب کو کام نہ فرمایئے اب زمانہ موا صلت دلدار
قریب تر آیا ہی سر اُٹھا کر ذرا دیکھو کہ قدرت خدا نظر آتی ہی شاہزادے نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ از زمین تا آسمان
مشعلہاے نور و فانوسان بلور روشن ہین اور تخت زمرد نگار پر ایک نازنین مہ جبین تاج مرصع نگار سر پر
رکھے ہوے اور پریزادان پری پیکر گرد و پیش مجمع ہی شاہزادے نے خوب غور سے ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ
ملکہ نوبہار گلشن افروز بہزار ناز و انداز جلوہ گر ہی شاہزادے کو یارائے ضبط کہان تھا بے اختیار ایک
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا پھر وہ سامان روح افزا نظر نہ آیا پیر بزرگ نے
پوچھا خیر تو ہی رنگ چہرۂ مبارک کا کیون متغیر ہوا شاہزادے نے فرمایا ای بزرگوار آپ میرے اضطرار و
بیقراری جان زار کو کیا پوچھتے ہین مین جسکے شوق مین تباہ و سرگردان و حیران و پریشان جنگل جنگل اور
بیابان بیابان پھرتا رہا اُس آفت جان و دشمن دین و ایمان کو ابھی دیکھا اور پھر چشم زدن مین آنکھون سے
نہان ہو گئی آپ برائے خدا اُسکا مقام بتا دیجیے یا مجھے وہان تک اگر ممکن ہو پہونچا دیجیے تا دم مرگ احسان مند
رہونگا پیر بزرگ نے کہا ای شہریار قسم ہی اُس پاک پروردگار کی مین اُسکا مقام نہین جانتا اور نہ یہ قدرت ہی کہ
اُس تک تمکو پہونچا دون مگر اتنا مجھے خوب معلوم ہی کہ ایک بار پھر تمسے تمھاری معشوقہ سے ملاقات ہو گی لیکن یہ
نہین جانتا کہ کب ہو گی پھر دوسرے روز شاہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قمران کو رخصت کرو اور
خود وہان سے روانہ ہو خواجہ ماہیار سے ملاقات ہو گی اُسے بھی رخصت کرنا بعد اسکے وہی شاطر اور اسپ لقرہ
آئیگا اور تمھین پیر سبز پوش پاس پہونچا دیگا پھر جو امر مصلحت وقت ہو گا وہ تمھین سمجھا دینگے کہ یہ طلسم برج سرطان
اول مثلثہ آبی کا تھا تمام ہوا والسلام شاہزادہ حسب الحکم لوح کے ایک لحظہ کے بعد لشکر خواجہ ماہیار مین
پہونچ گیا شاہزادے کو کمال حیرت ہوئی کہ اسقدر عرصہ مین کہان کہان کیسی کیسی مصیبت مین پڑا اور کہان آ گیا
لیکن قلعہ بلور وغیرہ کہین نہ ملا یہان خواجہ ماہیار سوداگر منتظر تھا بمجرد تشریف لانے شاہزادے کے خواجہ ماہیار
مع اپنے فرزند دلبند کے قدمبوس ہوا اور دعوت بڑی دھوم سے کی شاہزادے نے خواجہ ماہیار سوداگر
سے پوچھا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہی خواجہ ماہیار بولا حضور مین اب اپنے وطن سمندر یہ کو جاؤنگا استے مین

شاطر بچہ اسپ نقرہ لیکر حاضر ہوا شاہزادہ خواجہ ماہیار سوداگر کو رخصت کرکے آپ گھوڑے پر سوار ہوکے روانہ ہوا القصہ بعد چند لمحہ کے پیر روشنضمیر کی خدمت مین پہونچا اُس روشنضمیر نے فتح طلسم و حصول مہر رب اول مثلثہ آبی کی مبارکباد دی بعد ازان فرمایا ای شہریار آپ کا عزم بالجزم کیا ہی شاہزادے نے فرمایا جو میرے دل مین ہی آپکی زبان پر ہی ابھی دو مہرین فرمان پر اور باقی ہین اُسکے بارے مین جیسا ارشاد ہوگا عمل مین آویگا لیکن میرا مطلب دلی طلب وصال ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی کہ جسکی وجہ سے کوئی ایسی تکلیف نہین جو مین نے نہ اُٹھائی ہو مگر یہ بھی مجھے خوب یقین ہی کہ مین جبتک کہ ملک ظہورستان مین نجاؤنگا ملکہ سے ملاقات دشوار ہی اور ملک ظہورستان کا جانا بغیر متابعت رئیسان اربعہ کی غیر ممکن ہی جبتک فرمان پر سب کی مہرین نہون اور مہرون کا ہونا آپکی ذات بابرکات پر منحصر ہی لہذا آپکو میرے حال پر توجہ فرمانا ضرور ہی کہ مین اپنے مدعاے دلی سے کامیاب ہون پیر بزرگ نے فرمایا کہ ای شہریار یہ دونون مہرین باقی ماندہ جب تمھین حاصل ہونگی کہ تم اپنے قلب کو جفاکشی و مصیبت کا متحمل کروگے اور امورات پُرخطر سے خاطر کو پراگندہ نہونے دوگے شاہزادے نے فرمایا کہ ای بزرگ یہ مثل حضور نے شاید نہین سُنی چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست پیرمرد نے کہا خیر جو مرضی تمھاری اب لوح زمردین جہان سے لائے ہو وہان پہونچادو اور اب لوح نحاس کی تلاش مین جاؤ جو طلسم عقرب کی خبر دہندہ ہی شاہزادے نے حسب الحکم پیر سبزپوش کے لوح اُسی مقام پر پہونچادی اور پھر پیر سبزپوش کی خدمت مین حاضر ہوا پیر سبزپوش نے بعد اداے رسم دعوت و مہمانداری کے ایک انگشتری دی اور کہا تم کنارے کنارے دریا کے چلے جانا وہان تمکو پانی سُرخ رنگ مثل خون معلوم ہوگا تم اس اسم کو تین سو ستائیس ۳۲۷ مرتبہ پڑھنا یہی تعداد طلسم عقرب کی ہی بعد ختم ہونے اسم کے ایک سنگ پشت دریا سے نکلیگا تم کہنا ای دابۃ البحر بحق موکل عقرب یعنی سیفائیل مجھے اپنی پشت پر سوار کرکے جزیرۂ ترکون مین پہونچادے وہ کچھوا تمکو وہان پہونچادیگا تم شہر مین جاکر میرے چھوٹے بھائی صارم شیردل کو تلاش کرنا جب صارم سے ملاقات ہو انگشتری میری اُسکو دیکر سلام کہنا یقین ہی کہ وہ بھی تمھاری مدد بدل کریگا لیکن حلیہ صارم کا یہ ہی کہ بلند قامت گندم رنگ سُرخ چشم پیوستہ ابرو اور ہر وقت مسلح و مکمل رہتا ہی جب اس صورت کا جوان خوش رو خندہ پیشانی دیکھنا پہچان لینا کہ صارم شیردل یہی ہی

روانہ ہونا شاہزادۂ نامدار کا طلسم عقرب کیطرف اور فتح کرنا اس طلسم کا بمدد صارم شیردل کے

القصہ شاہزادۂ معزالدین پیر سبزپوش سے رخصت ہوکر کنارے پر دریاے احمر کے روانہ ہوے اور آب سرخ رنگ تک پہونچے دابۃ البحر یعنی کچھوے نے جزیرۂ ترکون مین پہونچایا جب داخل شہر ہوے شہر تنگ اور خلایق شہر ازرق چشم بلند قامت مہیب صورت نظر آئی لیکن وہ لوگ نہایت بہروستاخانہ جنگ شریر و بدذات

وغریب آزار سے شاہزادہ سیر کرتا اور تلاش صارم شیر دل مین کوچہ بکوچہ پھرتا تھا مگر کہین صارم شیر دل کا پتا نہ لگا آخر ایک مرد نے شاہزادے سے پوچھا اے جوان دلاور بظاہر تو مرد مسافر معلوم ہوتا ہی کیا کہین کوئی مکان واسطے قیام کے میسر نہین آیا کہ جو تو پریشان پھرتا ہی میرے غریب خانہ پر چل مین بخوبی تمام خدمت مہمانی بجالاؤنگا شاہزادے نے کہا مجبور ہون دلمین خیال کیا کہ مصرعہ باہمین مردمان بہ باید ساخت ؛ ہرچند کہ قیافہ سے اُسکی کوئی صورت انسانیت کی ظاہر نہین ہی لیکن خیر یہ شخص بہ التفات پیش آیا ہی اگر نہ چلوگے تو اسکی دلشکنی ہوگی افوض امری الی اللہ کہا اور ہمراہ ہوا اُس مرد نے شاہزادے سے راہ مین پوچھا اے شخص تو کون ہی اور کہان کا رہنے والا ہی اور یہان کس وجہ سے آنا ہوا شاہزادے نے کہا مین صارم شیر دل کی تلاش مین آیا ہون اُسنے کہا صارم شیر دل کے نام کا اس شہر مین کوئی مرد نہین ہی یا تو مین واقف نہین الغرض وہ ترک کہ نام اُسکا کیوس خان تھا شاہزادے کو اپنے مکان پر لایا اور یخنی روٹی تیار کراکے شاہزادے کے آگے حاضر کی شاہزادے نے جب کیوس خان کو مفلوک الحال دیکھا چند دینار سُرخ عنایت فرمائے اور تین روز وہان رہا اور ہر روز تلاش مین صارم شیر دل کے سرگردان پھرتا تھا اور ہر کس وناکس سے جویاے صارم شیر دل تھا جب کہین نشان صارم شیر دل کا نہ ملا کہا افسوس اب کہان تلاش کردن کہ سواے بازار کے اور کسی مکان کا پتہ پیر سبز پوش نے نہ دیا کہ وہان بھی جاتا اب سخت مشکل مین پھنسے دیکھیے کب صارم شیر دل ملین اور اپنی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ شعر

کنی مانند طفلان خالبازی	دلا تا کے درین کاخ مجازی

لیکن کیوس خان ہر وقت اس فکر مین تھا کہ کسیطرح اسکے ہتھیار چُرانا چاہیے اور قاعدہ کلیہ اس شہر کا یہ ہی کہ بظاہر تو مسافر کی خاطر و مدارات ازحد کرتے ہین اور باطن مین تکلیف و ایذا کے درپے ہوتے ہین کیوس خان بھی چاہتا تھا کہ جسطرح ممکن ہو خواہ بحیلہ یا زبردستی سلاح ضرور لیجیے آخر ایک روز شاہزادے سے کہا اے جوان ذیشان ہمارے شہر مین ایک عورت مطربہ مستان آغا نام نہایت حسین و خوبصورت ہی اگر حکم ہو بہ تفریح طبع بُلاؤن شاہزادے نے فرمایا مجھے اس سے رغبت نہین ہان تو صارم شیر دل کو اگر تلاش کرلا تو مین انعام بے حد تجھے دونگا کیوس خان نے دیکھا یہ شاہزادہ اس دام مکر مین گرفتار نہین ہوتا دو چار روز کے بعد پھر کہا کہ سواے حسن و جمال کے وہ عورت نہایت خوش وضع و لطیفہ گو اور حاضر جواب ہی شاہزادے نے فرمایا خیر اگر تیری یہی مرضی ہی جا بُلا لا دیکھین کیسی وہ عورت ہی کیوس خان نے کہا اگر حضور وہین تشریف لیچلین تو نہایت مناسب ہی شاہزادہ کیوس خان کے ساتھ مکان پر مستان آغا کے آیا دیکھا تو واقعی وہ عورت مطربہ ازرق چشم زرد مو ایسی ہی کہ خواہ مخواہ اُسکی صورت سے ہنسی آتی ہی اُس عورت نے شاہزادے کی تعظیم و تکریم بہت کی اور ایک شیشہ شراب لالہ فام کا لاکر روبرو رکھا اور ایسے سخنان مضحکہ شروع کیے کہ باوجود ملال

خاطر اقدس شاہزادہ نہایت خوش و محظوظ ہوا غرضکہ حالت نشہ مین ہتھیار رکھو لکر شاہزادہ پیشاب کو گیا اب جو آکر دیکھا ہتھیار ندارد کیوس خان سے کہا ای مرد ہتھیار ہمارے تو نے کہان رکھے ہین کیوس خان نے کہا مین نے ہتھیار تمھارے آنکھون سے بھی نہین دیکھے خدا جانے کیا کہتے ہو شاہزادے نے مستان آغا سے فرمایا کہ شاید تو نے ہنسی مجھسے کی ہو وہ قحبہ بولی ای جوانمرد مین خود چار پیسے کے لیے کسب کرتی ہون تو عجب طرح کا تماش بین ہی کہ ہمارے گھر مین آیا ہو اور ہمین کو چوری کی تہمت لگاتا ہی شاہزادے نے کیوس خان سے فرمایا کہ ای مردک تیرے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ میرے پاس سلاح نہ تھے کیوس خان نے کہا ہونگے لیکن ہمنے نہین دیکھے اس بحث مین اور ایک حرامخور اُسی قبیل کا وہان آیا اور اُسنے نزاع لفظی کی وجہ پوچھی شاہزادے نے فرمایا ای عزیز اس مکار نے میرے سلاح چُرا لیے ہین اور اب انکار صریح کرتا ہی اُسنے کیوس خان سے کہا یہ جوان کیا کہتا ہی کیوس خان نے کہا غلط کہتا ہی ہم سلاح کی صورت سے بھی واقف نہین اُس مرد نے شاہزادے سے کہا ای جوان شہر مین دروازہ عدل و انصاف کا وا ہی قاضی شہر کے پاس جاکر اسباب گم گشتہ کا دعوے کر جو امر حق ہوگا قاضی فیصلہ کر دیگا شاہزادے نے دلمین کہا دیکھیے قاضی صاحب کیا انصاف کرتے ہین الغرض عدالت مین گیا دیکھا کہ قاضی بسطح مسند عدالت پر بیٹھا خلایق شہر کا انصاف کر رہا ہی جب قاضی کو مقدمات پیشی عدالت سے فرصت ہوئی شاہزادے کا حال پوچھا شاہزادے نے مفصل کیفیت بیان کی قاضی نے کہا تیرے دعوی کا کوئی زن و مرد گواہ بھی ہی شاہزادے نے فرمایا تمام مردمان خانہ کیوس خان نے میرے پاس سلاح دیکھے ہین اگر آپ گواہی نہ دین تو یہ بات دوسری ہی قاضی نے کیوس خان کو مع اُس عورت مستان آغا کے عدالت قضا مین بُلایا کیوس خان کے مع ہمراہیون کے یہی اظہار گزرے کہ ہم ہرگز واقف نہین یہ مرد ناحق تہمت دھرتا ہی قاضی نے مستان آغا اور کیوس خان سے کہا تم دونون زن و مرد قسم کھاؤ کہ ہم اس مسافر کے ہتھیارون سے واقف نہین اُن ملعونون نے حلفاً قسم کھائی قاضی نے شاہزادے سے کہا بلاشبہہ تو نے دعوے غلط کیا ہی خبردار آیندہ پھر کسی پر اسطرح کا اتہام نہ کرنا ورنہ تجھے سزا بے بدملیگی شاہزادے نے فرمایا واقعی خوب انصاف ہوا اور اپنی داد کو پہونچا مستان آغا نے کہا ای قاضی صاحب اب میرا حق محنت اس سے دلوا دو کہ مین نے تمام شب اسکے روبرو نغمہ سرائی کی ہی قاضی نے شاہزادے سے کہا ای جوان اول تجھے اس عورت ناچنے والی کو بہر صورت راضی کرنا چاہیے تھا ہرگاہ تو نے اسکی اجرت نہ دی اور عدالت تک نوبت پہونچی تو اب جو یہ مانگے گی تجھکو دینا پڑیگا غرضکہ اس قحبہ نے جبتک تمام نقد و جنس و اسباب شاہزادے کا نہ لے لیا کسیطرح راضی نہ ہوئی شاہزادہ بیک بینی و دو گوش قاضی کے محکمہ سے باہر نکلا اور اُسوقت یہ اشعار پڑھتا تھا اشعار

صبا بیار مکن عرض حال زار مرا
بہار خاطر آشفتہ نو بہار مرا
کہ ہر قدم برہ عشقت ای گل رعنا
برنگ سنبل تو عقدہاست کار مرا

اور کبھی کہتا تھا اس ترک رہگیر نے کیا فیلسوفی کی بڑا مکار و فریبی ہے اور اُس عورت قحبہ مستان آغا نے کیا چالاکی
سے سیم و زر و جواہر لے لیا اور قاضی نے بھی خوب عدالت کی یہ نحوست کوکب مریخ کی ہے کہ جو طلسم عقرب مین
پیش آئی ناگاہ سرمۂ زحل یاد آیا شاہزادے نے سرمۂ زحل آنکھون مین لگایا اور کہا دیکھیے یہان بھی سرمہ کا عمل پورا
ہوتا ہے یا مثل اصغر نوجوان کے مین بھی ذلیل و خوار ہونگا قصہ کوتاہ صبح کو بازار گیا جب چوک مین پہونچا دوکان
نان بائی سے دو تین شیرمالین اٹھالین نان پز نے جو غائب ہوتے شیرمالون کو دیکھا بے اختیار سلام کیا اور شور و
غل مچایا کہ دیکھو یارو شیرمالین میری دوکان کی خود بخود چلی جاتی ہین شاید میری دوکان پر پیر غیب کا قدم مبارک
آیا ہے یہ سُنکے تمام دوکاندار جمع ہوگئے اور اُنھون نے بھی یہ تماشا دیکھا اتفاقاً کیوس خان بھی اُسیوقت واسطے
پکوانے روٹی کے دوکان نانبائی پر آیا اور دو قمری دیکر پنیر روٹی نان بائی سے لی اور حسب اتفاق اُس دوکان پر
نانبائی کے پانچ اشرفیان اور تین انگوٹھیان سونے کی ایک کونے مین رکھی تھین شاہزادے نے چپکے سے
وہ اشرفیان اور انگوٹھیان اٹھالین اور جیب مین کیوس خان کے رکھدین اور کیوس خان اپنے مکان کو
روانہ ہوا جب نان پز نے دوکان بڑھائی اور اشرفیان و انگوٹھیان نہ پائین اس عرصہ مین شاہزادہ جلدی سے
سرمہ دھوکر دوکان پر نان پز کے آگیا اور کہا کہ اشرفیان اور انگوٹھیان تمھاری فلان شخص جو کہ روٹی و پنیر لینے آیا تھا
لے گیا اور اُسکی جیب مین مین نے بچشم خود دور سے دیکھی ہین نانبائی یہ سُنکے فوراً دوڑا اور راہ مین اُسنے کیوس خان
کو گرفتار کیا اور کہا تو نے میری اشرفیان اور انگوٹھیان چرائی ہین کیوس خان نے کہا کیا بکتا ہے مین اشرفیان
کیا جانون مین نے آنکھ سے بھی نہین دیکھین نانبائی نے کہا مین تیری تلاشی لونگا کیوس خان نے چونکہ چرائی
نہ تھین کہا بسم اللہ دیکھ لے نانبائی نے جیسے ہی جیب مین ہاتھ ڈالا اشرفیان و انگوٹھیان دونون جیب سے
نکال لین اور کیوس خان کو کھینچتا ہوا بازار مین لے آیا سب دوکانداروں نے ملکر اُسکو ایسا مارا کہ بیدم کر دیا
راہ گیرون نے جان کیوس خان کی بچائی کیوس خان زخمی و کوفتی خراب و خستہ مستان آغا کے مکان پر
آیا شاہزادہ سرمہ لگا کر پہونچا ادھر چند اوباشون نے حال سُنکر کیوس خان سے کیفیت پوچھی کیوس خان نے
سرگذشت بیان کی اکثرون کو کیوس خان پر افسوس آیا اور بعض کو یقین نہوا مستان آغا نے کہا مین اس
حرامزادے کے افعال سے خوب واقف ہون بیشک اسنے اشرفیان چرائی ہونگی اب انکار کرتا ہے کیوس خان
نے بقسم کہا کہ مین سچ کہتا ہون کہ مین ہرگز واقف نہین ہون غرض شب کو سب اوباش باہم شراب کے نشہ مین خوب
سرشار ہوے شاہزادے نے ایک دھول کیوس خان کے سر پر لگائی کیوس خان کو شبہہ گذرا کہ جو پہلو مین
شخص بیٹھا ہے اُسنے دھول لگائی کیوس خان نے بھی ایک مکہ اُسکی گردن پر لگایا پھر تو باہم دونون مین لات
گھونسہ چلنے لگا آپسمین آدھے اوباش ایک طرف ہوے اور آدھے ایک طرف شاہزادے نے ایک کی

پگڑی اُتار کے دوسرے کے سر پر رکھدی وہ بدمعاش نشہ مین سمجھے یہ انھین لوگون کا کام ہی آخر اسقدر فتنہ و
فساد ہوا کہ چند نفر جان سے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے باقی وہان سے بھاگے کیوس خان بھی بھاگا
اور مستان آغا بھی بخوف حاکم ایک مکان مین ہمسایے کے چھپ رہی شاہزادہ بخاطر جمع تمام کل مال و جواہر
اپنا مستان آغا کے گھر سے لیکر چلا آیا اور فکر مین رہا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ کیوس خان اپنی سزاے اعمال کو
پہونچے کیوس خان حرامزادے نے چند اوباشون سے ملکر ایک رات قاضی کے گھر مین چوری کی اور وہ مال کچھ
نشانی کے طور سے ایک عورت عفیفہ و صالحہ کے گھر رکھ آیا اور دوسرے روز آپ قاضی کے پاس گیا اور کہا
فلان عورت کہ جو ہمارے ہمسایہ مین رہتی ہی اُسکے گھر اکثر مال چوری کا آتا ہی یقین ہی کہ آپکا مال بھی شاید وہان
آیا ہو اگر آپ کسی آدمی کو میرے ساتھ کر دیجیے تو مین آپکا مال منگوا دون قاضی نے چند پیادے کوتوالی کیوس خان
کے ساتھ کر دیے کیوس خان اُس بیچاری ضعیفہ کے مکان مین مع پیادون کے گھُس گیا اور پیادون سے کہا کہ
فلان جگہہ مال قاضی کا رکھا ہی وہ ضعیفہ نماز مین مشغول تھی کہ پیادے مشکین اُس بیچاری عورت کی باندھ کے کھینچتے
ہوے قاضی پاس لائے قاضی مردود نے بلا تحقیق اُس عورت صالحہ کو دُرّے لگائے اور قید کیا ہر چند کہ اُس
مظلومہ نے کہا کہ مین بے قصور ہون نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سُنتا ہی جب کیوس خان وغیرہ
حرامخورون کی خاطر جمعی و اطمینان ہوا تو وہ مال قاضی کا آپسمین تقسیم کر لیا کیوس خان قرساق نے اپنے حصہ کا
مال اپنے مکان مین دفن کر دیا اور اُسی جا شاہزادے کے ہتھیار بھی دفن تھے شاہزادے نے فرمایا اب
ظلم اس حرامزادے کا حد سے گذر گیا ہی یقین ہی کہ جلد تر اپنی سزاے اعمال کو پہونچے دوسرے روز شاہزادے
نے قاضی پاس جا کر پوچھا ای قاضی صاحب تمھارے مال کا بھی کہین پتا لگا قاضی نے کہا ایک ضعیفہ کو ہمنے چوری کی
علت مین گرفتار کیا ہی لیکن ہنوز اُسنے اقرار اپنے فعل کا نہین ہی شاہزادے نے فرمایا مال تمھارا اُس شخص کے مکانمین
دفن ہی کہ جسکے مکان مین ہمارے بھی ہتھیار چوری گئے ہین قاضی نے کہا ای جوان مہربان اگر تجھے علم ہی تو پھر کیون
توقف کرتا ہی جلد ہمارے آدمیون کو لیجا کر اپنے سلاح اور ہمارا مال مع چور کے گرفتار کر لا شاہزادہ بجمعیت چند نفر
کوتوالی کیوس خان کے مکان پر گیا اور ایک پیادے سے کہا کہ کیوس خان کو آواز دے جیسے ہی پیادے نے
آواز دی کیوس خان باہر آیا شاہزادے نے حکم دیا کہ اب یہ اندر مکان کے نہ جانے پائے اور اس سے کہو
کہ یہین سے کہدے کہ عورتین پردہ نشین پردہ کر لین کیوس خان نے جب شاہزادے کو دیکھا اور یہ حکم سُنا
کہا ای مسافر کچھ خیر ہی دو روز ہوے کہ مین نے مال قاضی کا مع نشان چوری گرفتار کرایا ہی آج تو میرے سر پر ناحق
یہ آفت ناگہانی لایا چاہتا ہی چل مین قاضی سے روبکاری کر لونگا شاہزادے نے فرمایا پہلے ہمارا تعمیل حکم ہو لے
پھر قاضی کے سامنے روبکاری ہو گی ہر چند کہ اُس مردود نے حیلہ و حوالہ کیے لیکن اُس عالیجاہ نے ایک نہ سُنی

آخر ناچار کیوس خان نے پردہ کرایا شاہزادہ مع پیادہ کوتوالی داخل مکان ہوا اور جہان مال وسلاح دفن
تھا کھدوایا وہ مال مع سلاح برآمد ہوا پیادہا ے کوتوالی کیوس خان کو مشکین کسے مارتے پیٹتے مع مال قاضی صاحب
کے پاس لائے قاضی صاحب نے اُس ضعیفہ مظلومہ بیچاری کو رہا کیا اور اُس مردود کو داخل زندان کیا شاہزادہ
اُس ضعیفہ کے ساتھ اُسکے مکان پر آیا اور اس سے اُسکی کیفیت دریافت کی اُس مظلومہ آفت رسیدہ نے کہا اے
شہریار پروردگار تیرے مقاصد دلی بر لائے اور آسیب و بلاے ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے کہ میری اسوقت
مین ایسی مدد کی حال میرا یہ ہے کہ مین خواجہ ابراہیم سوداگر ایرانی کی زوجہ ہون اور سات اولادین خداوند کریم نے
مرحمت فرمائین لیکن زندہ کوئی نہ رہی آخر مین نے غم اولادین ترک دنیا کی اور عبادت پروردگار شب و روز اختیار
کی اور باجازت اپنے شوہر کے مین اپنے والدین کی خدمت مین آرہی یہان سامان تجارت درست کرکے مین
ملک روم سے فرنگ کو کشتی پر جاتی تھی اثناے راہ مین کجی بخت و نحوست طالع سخت سے کشتی ہماری صدمہ بادتند
سے سرگردان ہوئی ہوئی اس ملک ترکان مین پہونچی اور ترکون نے ہمکو گرفتار کیا اور شوہر نے بھی قضا کی اور
تمام مال واسباب ہمارا لوٹ لیا اس عالم ہراس مین ایک جوان ناآشنا مجھے اپنے مکان مین لایا اور مجھسے کہا
اے مادر مہربان فضل الٰہی سے کیا چارہ اب تم صبر کرو اور یہان جسطرح ہو سکے اپنی بسر اوقات کرو تمھین کسی امر کی
تکلیف نہوگی اور چالیس روز کے کھانے کا سامان مجھے لادیا اور کہا مین واسطے عبادت خدا کے فلان پہاڑ پر
جاتا ہون اسواسطے یہ چالیس روز کا سامان تمھین مہیا کردیا ہے کہ تاآنے میرے تمکو تکلیف نہو مین بعد چالیس روز کے
آؤنگا مین نے اُس مرد حق آگاہ کے حق مین دعاے خیر کی وہ پہاڑ پر گیا مین دروازہ بند کرکے عبادت معبود برحق مین
مشغول ہوئی اب اُسکے وعدہ مین تین روز اور باقی ہین شاہزادے نے فرمایا نام اُس جوان کا کیا ہے ضعیفہ بولی
نام مجھے معلوم نہین لیکن وہ اس شکل و شمایل کا ہے شاہزادے نے جب غور فرمایا معلوم ہوا کہ یہ حلیہ بالکل صارم شیر دل
کا حسب فرمان پیر سبز پوش معلوم ہوتا ہے الغرض بعد تین روز کے چوتھے روز وہ جوان ضعیفہ کے پاس آیا شاہزادے
نے سلام کرکے پیام پیر سبز پوش کا بیان کیا اور وہ انگوٹھی دی صارم شیر دل نے کہا شاہزادہ معز الدین شاید
تمھارا ہی اسم گرامی ہے شاہزادے نے فرمایا ہان مشہور تو یہ نہین ہے صارم شیر دل نے مصافحہ کیا اور پوچھا
ایسا کیا امر مہم در پیش ہوا کہ جو حضور نے خاکسار و جان نثار کو سرفراز باین تکلیف شاقہ فرمایا شاہزادے نے
کیفیت گذشتہ اپنی بیان کی اور کہا اب لوح طلسم عقرب کی جستجو مین آیا ہون صارم شیر دل نے کہا اے جوان
لوح عقرب کے حاصل کرنے کو پتھر کا جگر چاہیے بشر کا کام نہین شاہزادے نے فرمایا ہان خدا آسان کریگا
تم خاطر جمع رکھو شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود ۔ مرد باید کہ ہراسان نشود

اور جو یہ تمنے کہا کہ بشر کا کام نہین بشر کو خداوند جلیل نے افضل المخلوقات پیدا کیا ہی مصرعہ انسان تو وہ ہی کہ گیا
لامکان تلک ۞ صارم شیر دل نے کہا اچھا اگر یہ نہین مرضی مبارک مین ہی تو کل روز سہ شنبہ ہی جسکو فارسی مین کیوان و
مریخ بھی کہتے ہین تم قصابون مین جاؤ وہان ایک مرد سنگدل نام رہتا ہی وہ اسم بامسمی ہی اوسکا قاعدہ یہ ہی کہ روز
ایک آدمی کو واسطے خاصہ بادشاہ شہر کے ذبح کرتا ہی لیکن سرمہ زحل بھی تمھارے پاس ہی شاہزادے نے فرمایا
موجود ہی اگر سرمہ نہوتا میری زندگی اس شہر مین دشوار تھی بعد ازان حال گذشتہ اپنا بیان کیا صارم شیر دل نے
کہا سرمہ زحل آنکھون مین لگاؤ اور خوابگاہ مین اس ثانی ضحاک بادشاہ شہر کے جاؤ اور انگوٹھی پیر سبزپوش کی اوسکی
اونگلی مین پہناؤ جب وہ بیہوش ہوجائے اوسے چادر عیاری مین باندھکر قصاب کے پاس لیجاؤ جب وہ تمسے پوچھے
کہ یہ کیا شی ہی تم کہنا کہ بحکم شاہ تو اس آدمی کو ذبح کردے اور دل و جگر نکال دے کہ مین کباب گزک بادشاہ کیواسطے
تیار کرون وہ سنگدل دل و جگر بادشاہ کا تمکو نکال دیگا تم وہ دل و جگر لیکے داہنی طرف کو روانہ ہونا تھوڑی دیر کے
بعد ایک عالیشان پہاڑ ملیگا اوس پہاڑ پر ایک پتھر سرخ پاؤگے جگر کو اس سرخ سنگ پر رکھدینا پس وہ پتھر فوراً ٹکڑے
ٹکڑے ہوجائیگا اور ہر ٹکڑا مثل شعلہ کے ہوا سے آسمان ہوگا بعد ایک ساعت کے ایک مار سرخ یاقوت رنگ پتھر کے
نیچے سے باہر آکر وہ جگر کھا لیگا اور اوسکے عوض مین لوح مسی اوگل دیگا جب تم لوح مسی کے لینے کا قصد کروگے ایک
عقاب اوس لوح کو پنجہ مین دباکر لیجائیگا تم باواز بلند کہنا اے عقاب اپنا حصہ لے اور لوح مجھے دے پس تم اوس دلکو
اوسے دکھانا وہ لوح تمکو دیگا تم اوسے دل دینا وہ دلکو پنجہ مین پکڑ کر روانہ آسمان ہوگا پھر تم مع لوح یہان تشریف لانا
مگر سرمہ زحل سے غافل نہونا قصہ کوتاہ شاہزادے نے موافق ہدایت و تعلیم صارم شیر دل عمل کیا اور جگر بادشاہ کا
سنگ سرخ پر رکھا ایک مار سرخ زہر آلود اوس سنگ سرخ سے باہر آیا کہ جسے دیکھکر روح انسان کی قالب سے
نکل جائے غرض اوس آفت و مصیبت سے لوح مسی لیکر روانہ شہر ہوا جب قریب شہر پہونچا دیکھا سارا شہر مسلح و مکمل
تیر و کمان ہاتھون مین لیے جنگ پر تلے ہوے ہین اور کوئی فرقہ ایسا نہین ہی کہ جو ہتھیار بند نہو اور چوک مین
دو رویہ سپاہ شاہی سرخ کپڑے پہنے صف بستہ کھڑی ہی لیکن آدھی خلقت ایک طرف تھی اور آدھی ایک طرف
شاہزادے نے جو ایک ہنگامہ قیامت برپا دیکھا خیال مین آیا کہ سرمہ دھوکر کسی سے اس حال کو پوچھنا چاہیے
پھر دلمین کہا صارم شیر دل نے سرمہ کی تاکید کی تھی آخر اوس ضعیفہ کے مکان مین پہونچا یہان صارم شیر دل
منتظر تھا شاہزادے نے صارم کو سلام کیا صارم نے بعد جواب سلام کہا اے صاحب لوح و سرمہ ہم بہت مشتاق
تمھارے تھے شاہزادہ سرمہ دھوکے صارم کے پاس آیا صارم شیر دل نے حصول لوح کی مبارکباد دی اور
پوچھا تمنے لوح مین کوئی مطلب بھی دیکھا شاہزادے نے کہا دیکھا سب کچھ مگر مجھکو کوئی حرف نہ دکھلائی دیا
صارم شیر دل بولا حرف بھی بوقت ضرورت سب ظاہر ہوجائینگے تم لوح ذرا مجھکو دو شاہزادے نے لوح

حوالہ کی صارم شیر دل نے پہلے لوح کو چارون طرف مکان کے دکھایا بعد اسکے کوٹھے پر فرش بچھوایا اور کہا
اب تم بآرام تمام سیر جنگ ان ترکون کی یہان سے دیکھو شاہزادے نے پوچھا یہ قصہ و فساد کیسا ہی صارم شیر دل
بولا بوجہ قتل ہونے بادشاہ کے یہ فساد پیدا ہوا ہی بلکہ اور زیادہ ہوگا شاہزادے نے فرمایا آخر وجہ اسکی کیا ہی
صارم شیر دل نے کہا پیر و مرشد یہ ترک فلک کے منسوبات سے ہین اور طلسم عقرب اسکا نام ہی جبتک کہ ساکنان شہر
طریقہ شریعت و انصاف و عدالت پر قائم رہتے ہین کوئی صورت فساد کی پیدا نہین ہوتی اور نہ کوئی آفت آتی ہی اور
کل خلقت یہان کی آب ظلم سے خمیر کی گئی ہی لامحالہ ڈھائی برس کے بعد مریخ کے دورہ کامل مین اہل شہر جادۂ اعتدال
سے منحرف ہوکر ظلم و جور از حد اختیار کرتے ہین آخر خود اُسی وبال ظلم مین جہنم واصل ہوتے ہین اور جبتک خلاف
شرع کوئی امر واقع نہین ہوتا وہ محفوظ رہتے ہین اور بقدرت کاملہ اس کثرت سے پیدایش اولاد ہوتی ہی کہ شہر آباد
ہو جاتا ہی لیکن اس مرتبہ جو آپنے یہ صورت ملاحظہ فرمائی یہ بیس برس کے بعد ظہور مین آئی اس وجہ سے کہ
قِرانِ النحسین برج عقرب مین واقع ہوا ہی اور ظلم و ستم ان لوگون کا حد سے زیادہ ہو گیا ہی اور یہ آیہ متبرکہ پڑھی
وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّھْلِکَ قَرْیَۃً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْھَا فَفَسَقُوْا فِیْھَا فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰھَا تَدْمِیْرًا ای شہریار حالانکہ ظلم و جور بادشاہ
کا آگے بھی تھا کہ بے گناہون کو ناحق قتل کرواتا اور قافلون کو لوٹ لیتا اور مسافرون کو ایذا پہونچاتا تھا لیکن اب
جو کیوس خان نے اس عورت صالحہ و عفیفہ کو چوری کی علت مین متہم کرایا اور قاضی مردود نے بلا تحقیقات
دُرّے لگوائے اور بادشاہ نے تحقیق ہونے پر قاضی کو سزا نہ دی غضب ہو گیا شاہزادے نے فرمایا
سبحان اللہ الملک المستقیم الجبار ای برادر اہل شہر جو یہ خون کرتے ہین اسکا کیا انجام ہوگا صارم شیر دل نے کہا
جب بادشاہ قتل ہوا تو قاضی و وزیر مین واسطے ریاست کے جھگڑا ہوا آدھے لوگ اُدھر ہوے آدھے اِدھر
ہوے اب جبتک ہزارہا آدمی طرفین کے قتل ہونگے یہ مقدمہ یکسو نہوگا بعدہ قاضی و وزیر دونون مع خلایق شہر
بحر احمر پر جاکر رب النوع سے اپنا استحقاق ثابت کرینگے اور طلب حق کرینگے شاہزادے نے پوچھا رب النوع
انکا کون ہی صارم شیر دل نے کہا مریخ جلاد فلک کہ اُسی کے منسوبات سے یہ ہین شاہزادے نے فرمایا مریخ
کیونکر تصدیق حق کریگا عقل مین نہین آتا صارم شیر دل نے کہا یہ امر لایق بیان نہین ہی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی
انشاء اللہ تعالی اب آپ خود دیکھ لینگے کہ یہ سب معرکہ بھی آپکے روبرو گذریگا اسواسطے کہ رب النوع فقط تصدیق
حق ہی نہین کرتا بلکہ موافق ہر گناہ کے ہر شخص کو سزا سے عارضہ ملتی ہی ہر گناہگار اپنے کردار کی سزا پاتا ہی ابیات

گنگی و کوری و کری و جذام
فالج و لقوہ سوزش اندام
ہر قدر شان گناہ خواہد بود
غالب آید بہ پیکر ایشان
حالت شان تباہ خواہد بود
خار ریزد بہ بستر ایشان

اسی خوف سے لوگ وہان نہین جاتے جب مجبور ہوتے ہین اور کوئی صورت صفائی کی نہین نظر مین آتی اُسوقت جاتا ہی

پڑتا ہی اور سوا اسکے انکے لیے اُس قادر قدرت نے بھی یونہین مقدر کیا ہی کہ اُسکو اس قوم کا خود ہلاک کرنا منظور ہی شاہزادے نے فرمایا انکو تاہم صلح کرنا چاہیے صارم نے کہا پیر و مرشد مقدرات الٰہی کی کوئی اصلاح کر سکتا ہی نہ انکو جنگ ہی کا اختیار ہی نہ صلح کا یہان تو دفعتہً بلواے عام ہو جاتا ہی اور پھر لاکھ کوشش کرین وہ ہنگامہ دفع نہین ہوتا شاہزادے کو نہایت تحیر ہوا صارم شیر دل نے کہا اب آپ تماشاے جنگ ملاحظہ فرمائین ناحق فکر کیون فرماتے ہین کہ خود کردہ را علاجے نیست اور کردنی خویش و آمدنی پیش کا معاملہ ہی دیکھیے کسقدر بہادری و مردانگی سے لڑ رہے ہین شاہزادے نے دیکھا تو واقعی جہانتک نظر کام کرتی تھی ایک دریا سے خون جوش مار رہا تھا لیکن صارم شیر دل نے چونکہ پہلے لوح چارون طرف گھر کے دکھادی تھی لهذا برکت سے اسکی گولی و تیرون سے یہ مکان محفوظ تھا شاہزادہ اُنکی جنگ مغلوبہ دیکھ رہا تھا اور تعریف دل مین کر رہا تھا جب نوبت طرفین مین دو چار ہزار آدمیون کے قتل کی پہونچی ایک آدمی نے بیچ میدان مین آکر چادر امان ہلائی اور ایک آواز احقاق الحق کی بلند کی پس مثل طبل بازگشت کے دفعتہً وہ ہنگامہ موقوف ہو گیا اور تمام خلایق نے قصد بحر الاحمر کا کیا کہ بروز سہ شنبہ کل امیر و فقیر صغیر و کبیر کنارے پر دریاے بحر الاحمر کے جمع ہونگے صارم شیر دل نے عرض کی کہ اب حضور تماشاے عدالت ملاحظہ فرمائین شاہزادے نے کنارے پر دریا کے ایک محل عالیشان دیکھا کہ اُسکے در و دیوار سر سے پاتک یاقوت احمر کے سنے وزیر مع اپنے آدمیون کے داہنی طرف محل کے صف بستہ کھڑا ہوا اور قاضی شہر بائین طرف اور تمام خلایق عورت و مرد پیچھے قاضی کے خاموش کھڑی تھی عاملون نے طرفین کے ساعت اول مین دعوت مریخ شروع کی جب وہ دعوت ختم کر چکے تب اُنھون نے خلایق کی طرف متوجہ ہو کر اشارتاً کچھ کہا تمام خلایق نے بآواز بلند ایک مرتبہ احقاق الحق کہا یکایک از زمین تا آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور اُس اندھیرے مین برج عقرب کی شکل نمودار ہوئی اور دریا مین ایسا تلاطم پیدا ہوا کہ بے اختیار سب کی آنکھین بند ہو گئین بعد اسکے ایک شکل عجیب الخلقت اس ہیئت کی دریا سے پیدا ہوئی کہ جس سے زہرۂ رستم پانی ہو جائے شاہزادے نے کبھی کسی طلسم مین اسطرح کی مہیب شکل نہ دیکھی تھی حالانکہ بازو پر لوح نحاس بھی بندھی تھی اُسپر بھی خوف سے شاہزادے کے ہوش و حواس بجا نہ رہے اور تمام بدن مثل بید کانپ رہا تھا کہ اس اثنا مین ایک بچھو اسقدر لنبا چوڑا قریب ہزار گز کے طویل اور پانچ سو گز کا چوڑا اور دم بارہ سو گز بلند سر پر مثل چھتر کے اور نیش اُسکا مثل شعلہ جوالہ کے معلوم ہوتا تھا دریا سے پیدا ہوا اور پشت پر اُس بچھو کے ایک مرد سیاہ فام خونخوار پر ہیبت سوار تمام بدن اُسکا مثل آفتاب کے درخشان اور ناخون کی جگہ خنجر برّان تھے اور وقت چلنے کے پانی مین آگ لگ جاتی تھی جب تمام خلایق نے عقرب پر عقرب سوار کو دیکھا عاملون نے چارون طرف سے الحق الحق کا شور کیا اور خلایق مین گویا جان نہ تھی کہ حق کو پکارتے پس ایک خنجر اور

سفر ارۂ آتشی نے عقرب اور سوار عقرب سے جدا ہوکر جسم کو گناہگارون کے مبتلاے عوارض برودت وحرارت
کیا اور بے گناہ محفوظ رہے اور ارکان سلطنت نے بخشی خان کو جو وزیر تھا تخت فرماندہی پر بٹھادیا بعد اسکے
تمام خلایق شہر مین چلی آئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی دیکھا قاضی جلکر راکھ ہو گیا تھا اور ہمراہی بھی اسکے ایک حصہ
جہنم مین پہونچے تین حصہ امراض مختلف مین مبتلا ہوے باقی بیگناہ محفوظ رہے شاہزادہ صارم شیردل کے
ہمراہ ضعیفہ کے مکان پر آیا صارم شیردل نے کہا اے شہریار ایسا تماشا یقین ہے کہ کبھی چشم مبارک سے نہ گذرا ہو
شاہزادے نے کہا معاذ اللہ خدا نہ دکھلائے مدت العمر یہ ہنگامہ بھی یاد رہیگا صارم شیردل نے کہا حضور کو ابھی
اس عقرب سوار کے پاس واسطے مہرب دوم مثلثہ آبی کے ضرور جانا ہوگا شاہزادے نے فرمایا اگر یہی
امر ہے تو اب دیر کیون ہو جہانتک کہ جلدی اس کام مین ہو بہتر ہے غرض دوسرے روز چہارشنبہ کی صبح کو صارم شیردل
نے شاہزادے سے کہا کہ دریاے احمر پر جاکر قریب محل پانچوین ساعت مین دریا کے پانی کو بغور دیکھیگا
پانی وہان کا پیچ دار ہوگا اور اسکی لہرون سے ایک عبارت پیدا ہوگی تم اس عبارت کو یاد کرنا اور اسی جا اس
تعداد سے پڑھنا بعد اسکے سات مرتبہ لوح کو پانی مین غوطہ دینا پھر جو سوال لوح سے کروگے جواب شافی حاصل
ہوگا قصہ کوتاہ شاہزادہ صارم شیردل سے رخصت ہوکر کنارۂ دریا زیر محل پہونچا اور موافق تعلیم صارم شیردل
کے دریا مین لوح کو مشغول کیا پھر جو دیکھا مطلب ظاہر ہوا کہ اے طالب سیر طلسم عقرب اس لوح کو آفتاب کے
مقابل رکھ عکس لوح سے محل کا دروازہ معلوم ہوگا محل کے اندر جانا وہا جو امر ہو لوح سے دریافت کرنا شاہزادہ
حسب الحکم محل کے اندر گیا وہان کسی جانور تک کو نہ دیکھا آدمی و پریزاد کیسا ناچار سیر کرتا تماشا دیکھتا محل کے
دوسرے دروازے سے باہر گیا اور بعد چند قدم کے ایک پہاڑ سرخ رنگ کا نظر آیا اور پہاڑ پر ایک مکان عالیشان
سرخ رنگ کا بنا ہوا دیکھا شاہزادہ اس مکان مین گیا وہان ایک باغیچہ تھا اور اسی باغیچہ مین چند قطعہ مکان تھے
اور ایک مکان مین ایک نازنین مہ جبین سرخ پوشاک پہنے ہوے تخت یاقوت پر غمگین وملول بیٹھی تھی شاہزادے
نے پوچھا یہ کون مکان ہے اور تیری یہ کیا کیفیت ہے اس شعلہ رو نے کہا اے جوان یہان سے نزدیک ایک شہر شوکت نگار
ہے وہان کے بادشاہ کی بیٹی ہون نام میرا ملکہ گلگونہ ہے اور میرے باپ کا نام حشمت شاہ ہے اور اس پہاڑ پر
ایک مکان ہے کہ اسمین ایک سو تینتیس ۱۳۳ چور رہتے ہین انمین انتیس نفر سردار ہین اور باقی نوکر اور یہ نابکار راہزنی
مین نہایت طاق ہین دوسرے ایسے بدفعل ہین کہ رات ودن فاعلی و مفعولی مین مشغول رہتے ہین ایک روز
از راہ مذاق آپسمین کہا کہ کسیطرح اس شہر کے بادشاہ کی بیٹی چوری سے یا زبردستی یہان لے آئین غرض چار
چور انمین سے مستعد ہوے اور مجھے سوتے مین یہان اسطرح اٹھا لائے کہ مجھکو مطلق خبر نہوئی اور اس پہاڑ پر
ایک جانور سرخ رنگ مثل بچھو کے رہتا ہے مگر بچھو کی آنکھین ظاہر نہین اسکی ایک آنکھ مثل بیل کے ہے اور سرخ ہے

یہ چور اُس جانور کو تیر سے مارتے ہین اور چربی اُسکی نکال کے اپنے جسم مین ملتے ہین پھر کوئی حربہ تیر و تبر و تیغ جسم پر
موثر نہین ہوتا اور ایک بار کی مالش اُس چربی کی ایک سال کو کافی ہوتی ہو یہی سبب ہو کہ روئین تن کہلاتے
ہین جب مین یہان بیدار ہوئی تو سب نے ملکر کہا کہ اے ملکہ ہمکو اور کسی بات سے غرض نہین ہو لیکن صرف تم
ہمارے واسطے کھانا تحفہ پکا دیا کرو مین درگاہ خدا مین شکرگذار ہوئی کہ خیر باعفت و عصمت تو رہی اس عرصہ مین
میرے باپ نے ان چورون پر فوج کشی کی لیکن کوئی صورت میری رہائی کی نہوئی لاچار ہوکر خاموش ہو رہا تم
نادانستہ یہان چلے آئے ہو اور وہ چور بھی ابھی نہین آئے ہین لہذا اب تم چلے جاؤ ورنہ اُنکی صورت ہی تمھارے
ہلاک ہونے کو کافی ہو کیونکہ آدمی کی صورت سے اُنکی صورت خلاف ہو قد اُنکا نو گز کا ہو اور ایک آنکھ سُرخ مثل
شعلہ آتش کے پیشانی پہ ہو اور ایک زخم جسطرح کہ تلوار لگی ہو ہر ایک نفر کے گال پہ پیدا ہیٔ ہو شاہزادہ حیران
ہوا اور ملکہ گلگونہ سے فرمایا تو نے عجیب جملہ بیان کیا ملکہ گلگونہ نے کہا یہ ملعون غول ہین اور تھوڑے دنون سے
یہان رہتے ہین نہین معلوم کہ ملک انکا کہان ہو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ملعون آپہونچے اور جبتک شاہزادہ خبردار ہو
چند نفر نے شاہزادے کو پکڑکر ایک طاق پر کہ زمین سے دس گز بلند تھا بٹھا دیا اور ملکہ گلگونہ سے کہا اے پریزاد
تو نے ہمارے واسطے خوب شکار پیدا کر رکھا ہو ہم مدت سے ایسی لذت کے کھانے کی تلاش مین تھے کہ یہان کے
آدمی بے نمک اور بدمزہ ہوتے ہین شاہزادے نے دلمین کہا کہ واقعی ایسا مفت کا شکار کہان ملیگا اور مین
تمھارے لئے ہی کیواسطے آیا ہون ملکہ گلگونہ حال پر شاہزادے کے نہایت افسوس مین تھی اور کہتی تھی
خدا جانے یہ بیچارہ کس مطلب کو یہان آیا تھا اور کس بلا سے ناگہانی مین پھنسا غرض اُن ملعونون نے ملکہ گلگونہ
سے کہا اے ملکہ آج تم اس شکار غیبی کے گوشت کے کباب لگاؤ کہ ہمارا نہایت جی چاہتا ہو ملکہ گلگونہ نے کہا ابھی تو
یہ دُبلا لاغر ہو تم چندے صبر کرو جب خوب تیار ہو تو کباب خوب پکینگے وہ چپ ہو رہے اور جو شکار کہ لائے تھے اُسکا
گوشت کھایا اور پھر اغلام مین مشغول ہوگئے ملکہ گلگونہ نے شرم سے آنکھین بند کرلین شاہزادے نے اُن کے
افعال بد پر لعنت کی اور لوح کو دیکھا اُسمین یہ ہدایت ہوئی کہ یہ مریخ و عقرب کے منسوبات ہین تم سُرمۂ زحل آنکھونمین
لگاکر شہر حشمت نگار مین جاؤ وہان بقالون مین ایک عبید بقال رہتا ہو اُسکی دوکان پر سنگ وزن کے بہت ہین
اُسمین ایک پتھر ہو کہ جس پر سات بادشاہون کی سات مہرین ہین وہ تمکو جس قیمت کو دے تم خرید لو اور محلہ مین لوہارون
کے جاؤ وہان ایک بہرام لوہار رہتا ہو اُس سے کہو کہ اسکی مجھے ایک تلوار بنا دے جو مزدوری وہ مانگے دیکر تلوار
اس لوہے کی اُس سے بنوا کر حشمت شاہ بادشاہ عالیجاہ کے پاس جاؤ وہ پوچھیگا تم کس مطلب سے یہان آئے ہو
تم کہنا مین تمھاری صاحبزادی کو اُن یک چشم چورون سے چھڑا لاؤن تو عوض اُسکا مجھے کیا دوگے حشمت شاہ
نہایت تمھاری تعظیم کریگا اور کہیگا جو میرے قبضۂ قدرت مین ہو وہ سب حاضر ہو تم حشمت شاہ سے فوج لے کر

ایک چشم چورون کے مقابلہ کو جانا اور لوح کو بازو پر باندھنا کہ برکت سے لوح کے کوئی حربہ چورون کا تم پر کارگر نہوگا اور چورون پر بھی سوا اس تیغ خانہ ساز کے اور حربہ موثر نہوگا بعد فتح ہونے کے اسد بن بہرام لوہار کے ساتھ ملکہ گلگونہ کا عقد کردینا کیونکہ پشتون سے سپہ سالار اس ملک کی فوج کا ہی اور اصل مین لوہار کی نسل سے ہی باقی کیفیت وہ اپنی آپ تمسے بیان کریگا اور اگر حشمت شاہ تمھارے قول کا یقین نہ کرے تو یہ شمشیر خانہ ساز اُسے دکھلا دینا اور بہرام سے بھی کہنا کہ تجھے بھی عوض مین اس عقد کے کچھ سلوک کرنا چاہیے وہ کہیگا جو ارشاد ہو تم کہنا کہ عمل حدید اور دعاے سیفی ہمکو بتا دے بہرام عمل حدید اور دعاے سیفی اس ملک کی بتا دیگا تم بعد حصول عمل حدید پھر لوح کو دیکھنا قصہ کوتاہ وہ ملعون تو اُس روسیاہی مین مشغول تھے شاہزادہ سُرمہ لگاکر غائب ہوا چورون نے جو طاق خالی پایا ملکہ گلگونہ سے کہا اے نازنین تونے ہمکو ایسے گوشت لذیذ سے محروم رکھا ملکہ گلگونہ نے جواب نہ دیا شاہزادہ شہر شوکت نگار مین پہونچا اور وہ سہ منا بقیمت ایک اشرفی کے عبید بقال سے مول لیکر بہرام لوہار کے پاس آیا بہرام نے باادب سلام کیا اور شاہزادے کا حال پوچھا شاہزادے نے فرمایا مین مسافر ہون ایک کام کو آیا ہون بہرام نے پوچھا کیا کام ہی فرمائیے کہ آپ ایسے کرمفرما کا کام کرنا عین سعادت ہی شاہزادے نے وہ سہ منا ہفت دھری دیا اور کہا ایک تلوار ہمین بنادو بہرام بولا تلوار اس لوہیکی نہایت دشواری سے تیار ہوگی مزدوری اسکی دیسکتے ہو شاہزادے نے فرمایا کیا ایسی اجرت ہی بیان کر بہرام نے کہا آج آپ غریب خانہ کو سرفراز فرمائین کل مین عرض کرونگا شاہزادہ بہرام کے مکان آیا بہرام نے سامان دعوت شاہزادے کیواسطے مہیا کیا لیکن کھانا شور خر نمک و بدمزہ ایسا تھا کہ کھایا نہ گیا

بیان کرنا بہرام کا اپنے قصہ کو شاہزادہ معزالدین عالی وقار کے روبرو

غرضکہ رات کو شاہزادے نے آرام فرمایا صبح کو بہرام نے یون قصہ اپنا شروع کیا کہ مین کاوہ لوہار کی قوم سے ہون اور آباؤ اجداد میرے اس شہر کے حکمران ہوتے آتے ہین بلکہ مین سپہ سالار بادشاہ حشمت شاہ کا تھا آجکل مجھسے اور شاہ سے ایک نوع کی کشیدگی ہو گئی اور وجہ کشیدگی کی یہ ہی کہ ایک فرزند دلبند میرا بہادر زمان شجیع دوران اسد نوجوان نامے ہی قضاے کار اتفاق روزگار شاہزادی ملکہ گلگونہ براے سیر باغ کو گئی ہوئی تھی اور وہ بندہ زادہ بھی شکار کو گیا تھا وقت واپسی شکار کے اتفاقاً اسکا اُسکی طرف سے گذر ہوا اور ملکہ ایک چمن مین پھول کھڑی توڑ رہی تھی کہ اسد نوجوان و ملکہ گلگونہ دوچار ہوے نظر سے نظر لڑی برچھی عشق کی جگر کے پار ہوئی اسکو تو ایک عشق ساطاری ہوا اور وہ معشوقہ وہان سے ایک مکان مین پوشیدہ ہو گئی اسد وہان سے بحال خراب و با دل پُر اضطراب اپنے گھر آیا اُس روز سے وحشت عشق نے ہوش و حواس اُسکے کھو دیے کاروبار چھوٹ گیا

خواب خور سے بالکل ناکام ہو گیا جب مین اُسکے حال سے آگاہ ہوا شب و روز اس فکر مین آلودہ رہتا تھا کہ کیا تدبیر
کرون جو اسکی جان بچے آخر یہ صلاح ہوئی کہ پیام نسبت بادشاہ کو بھیجنا چاہیے بعض لوگون نے پیام نسبت سے
پہلے اُسکی عاشقی کا حال نہایت بے عنوانی کے ساتھ بادشاہ سے کہدیا بادشاہ آگاہ ہوتے ہی ایسا غضبناک ہوا
کہ میری تمام املاک ضبط کر لی اور عہدہ سے بھی معزول کیا اور کہا کہ اگر تیرے حقوق خدمت ہمارے ذمہ نہوتے
تو ہم تجھکو مع تیرے فرزند نالایق کے قتل کرتے اُس مردک نے مطلق ہمارا پاس و لحاظ نہ کیا خیر اب یہی سزا تیرے
حق مین کافی ہی کہ تو ایک دوکان بازار آہنگران مین لے اور کاروبار سلح خانہ بادشاہی کا انجام دیا کر بقدرت
قادر حقیقی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ ملکہ گلگونہ سرخ پوش شاہزادی کو دزدان یک چشم کہ جنکو نسناس عقربی کہتے ہین
محل مین سے اُٹھا لیگئے اور اسد بھی مجنون ہو کر ملکہ گلگونہ سرخ پوش کے عشق مین کوہ بکوہ سرگردان و حیران و
پریشان پھرتا رہا ای دلاور دوران ہم اُسکے فراق مین زندہ درگور ہو گئے ہین اور اُسکی مان کا حال دیکھنے سے
تعلق رکھتا ہی ابھی ہفتہ عشرہ گذرا ہوگا کہ اسد نوجوان آیا اور کہا ای والد بزرگوار کل خواب مین ایک بزرگ نے
فرمایا ہی کہ ای اسد تو خاطر جمع رکھ عنقریب تیرا مقصد دلی پورا ہوا چاہتا ہی اور تو اس عارضہ مفارقت سے
چھوٹا چاہتا ہی مین اس خواب کی تعبیر کو دلمین پیغام مرگ سمجھکر حاضر ہوا ہون کہ ایک بار اور آپکی زیارت باسعادت
سے کامیاب ہون کیونکہ کون ایسا میرا ساعی و مددگار زبردست ہی کہ جو بادشاہ کو بزور زیر کرکے میرے مقصد کو
برلا دیگا اس وجہ سے مجھکو بجز مرگ کے اور کوئی تعبیر اسکی معلوم نہوئی مگر جب اُس بزرگ نے یہ کہا کہ ایک شاہزادہ
کہ اُسکے ہمراہ ایک سنگ وزن پر سات بادشاہون کی مہرین ہونگی تیرے باپ کے پاس تشریف لائیگا اور اُسکی
تلوار بنوائیگا اور اُسکی عنایت و مدد سے تیرا بھی مدعا بر آویگا پس اس بشارت سے دل شاد شاد ہوا اور انتظار مین
حضور کے شب و روز ہمہ تن چشم انتظار اور گوش بر آواز رہا کہ دیکھیے کس روز خداوند کریم حضور کے قدم دکھلاتا ہی
الحمد للہ کہ آج تعبیر خواب ظہور مین آئی کہ حسب بشارت صورت زیبا حضور کی خدا نے دکھائی شاہزادہ یہ داستان
اسد نوجوان کی سنکے آبدیدہ ہوا اور فرمایا تم بخاطر جمعی کام ہمارا بناؤ انشاءاللہ تعالی جو معاملہ ہوگا تم بچشم خود
دیکھ لوگے بہرام شاہزادے کے گرد سات مرتبہ پھرا اور سات روز کے عرصہ مین تلوار تیار کر دی اور ساتون
مہرون کو بھی قایم رکھا ایسی اُستادی کو کام فرمایا کہ مہرون مین سر مو فرق نہ آیا شاہزادہ بہت خوش ہوا اور
ایک قبضہ جواہر نگار و مرصع کار اُس تیغ آبدار مین جڑا دوسرے روز حشمت شاہ بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ
نے پوچھا ای جوانمرد کس مطلب سے اس شہر مین تیرا ورود ہوا شاہزادے نے فرمایا قصہ میرا طول و طویل ہی
پھر کبھی بیان ہوگا بالفعل میرا مطلب یہ ہی کہ ملکہ گلگونہ سرخ پوش کو قید سے دزدان یک چشم کے نجات دون
بادشاہ نے بنگاہ حیرت شاہزادے کو دیکھ کے کہا ای جوان باین قد و قامت تیرا یہ دعوی محض لاف زنی ہی

دلالت کرتا ہی اسوجہ سے کہ مین با فوج و لشکر اُن سے مقابلہ نہ کر سکا اور تم تن تنہا کیا کام کر سکو گے شاہزادے
نے ہفت مہری تلوار دکھائی حشمت شاہ دیکھتے ہی تلوار کے قدمبوس ہوا اور کہا شاید شاہزادہ معزالدین
مراد بخش تو ہی ہی جسکے انتظار مین اتنی مدت گذری شاہزادے نے فرمایا تم میرا نام کیا جانو بادشاہ نے کہا
مجھے بشارت ہوئی تھی کہ شاہزادہ معزالدین تیری بیٹی کو قید دزدان یک چشم سے چھڑا دیگا اور ایک شمشیر
ہفت مہری اُسکے پاس ہوگی وہ جو کچھ فرمائے عمل مین لانا شاہزادے نے فرمایا تم تیار ہوا ور فوج ہمراہ لیکر
میرے ساتھ چلو حشمت شاہ مثل تابعدار کے با فوج بیشمار و لشکر جرار شاہزادۂ عالی وقار کے ہمراہ رکاب
روانہ ہوا جب اُن غولان بدشعار کو لشکرہاے جرار کی خبر ہوئی ایک میدان وسیع مین آکر صف آرا ہوے اور
تیر و کمان و نیزہ و پیکان چلنا شروع ہوا قصہ مختصر یہ کہ تین روز مین چورون کا خاتمہ بالخیر ہوا شاہزادے کو
بجلوس شاہانہ و اعزاز خسروانہ بادشاہ حشمت شاہ قصر شاہی مین لایا اور نہایت تجمل سے دعوت کی شاہزادے
نے اُسی صحبت مین حشمت شاہ بادشاہ سے فرمایا کہ بہرام لوہار تمھاری سرکار کا نمکخوار قدیم ہی اور نہایت
بہادر و شجاع و خیر خواہ و ہوا خواہ ہی اُسے تمنے معزول کیا اور بیٹا اُسکا صدمۂ فراق و ولولہ عشق ملکہ گلگونہ سرخ پوش
مین دیوانہ وار کوہسار و بیابان مین سرگردان ہی تمکو مناسب ہی کہ بہرام کو پھر وہی منصب مرحمت کرو اور اُسکے
بیٹے اسد نوجوان ذیشان کو بصیغۂ دامادی منسوب کرو پس بمجرد فرمانے شاہزادے کے حشمت شاہ نے
بہرام کو طلب کرکے خلعت سرداری عنایت فرمایا اور ملکہ گلگونہ کا عقد اسد نوجوان سے کر دیا جب جشن
عروسی سے فرصت ہوئی شاہزادے نے فرمایا ای بہرام شکر ہی اُس پروردگار عالم کا کہ کام تمھارا
حسب دلخواہ ہوگیا اب ہماری محنت کا بھی کچھ عوض چاہیے بہرام نے دست بستہ عرض کی بچشم کل غلام کو بھی
بشارت ہو چکی ہی اب حضور فلان سرداب مین تشریف لے چلین اور عمل حدید و دعاے سیفی یاد کر لین شاہزادہ
بہرام کے ساتھ سرداب مین گیا اور دو روز کے عرصہ مین عمل کو یاد کیا بعد حصول عمل حدید شاہزادے نے
لوح ملاحظہ فرمائی اُسمین یہ ہدایت ہوئی کہ جگہ اوراد دعاے سیفی کی وہی قصر ہی جہان ملکہ گلگونہ سرخ پوش
قید دزدان یک چشم مین تھی شاہزادے نے بموجب بشارت لوح ایک ہزار تلوار و خنجر وغیرہ جمع کیے اور اُنکو
گرد اپنے زمین پر گاڑا اسطرح پر کہ سر اُنکے باہر رہے اور قبضہ اُنکے زمین مین اور اوراد مین سیفی کے مشغول ہوا
ابھی دوسرا روز تھا کہ شیر اور چیتے اور خوک صحرائی وغیرہ جانوران درندہ ہر چہار طرف اُس قصر مین جمع ہوگئے
شاہزادہ اُنکو دیکھکر نہایت خوفناک ہوا پھر لوح کو بازو پر باندھ لیا اور کچھ خیال نہ کیا چوتھے روز اسقدر ہاتھی
سرخ رنگ کے جمع ہوے کہ جسکا شمار نہ تھا اور گھڑی بھر مین اُنھون نے تمام قصر کو کھود کر گرا دیا فقط حصار بھر
بچ رہا لیکن شاہزادہ اسم خوانی کیے گیا پانچوین روز وہ ہاتھی اپنے سونڈون کو اُن ہتھیارون سے جو زمین پر

کھڑے ہوئے گر گر کے پھٹنے لگے اور اسقدر خون اُنکی سونڈون سے جاری ہوا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی ایک دریاے خون نظر آتا تھا تھوڑی دیر مین سواے حصار کے کل خون ہو گیا پھر اُس دریاے خون مین کشتیان سُرخ پیدا ہوئین اور اُن کشتیون مین جلوس شاہی اور سامان بادشاہی موجود تھا بعد اسکے ایک کشتی صندل سُرخ کی پیدا ہوئی اُسمین ایک عورت سُرخ پوش مریخ صورت ہیبت ناک سوار تھی جسے دیکھ کے زہرۂ انسان آب ہو جائے جب وہ کشتی قریب آئی دیکھا تو وہ عورت اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہے اُسنے ایک آواز خوفناک و صداے مہیب سے پوچھا اے جوان تو نے ہمین کیون یاد کیا ہے شاہزادے نے حسب ہدایت وہ فرمان اُسکو دیا اور کہا اس فرمان پر مہر رب دوم ارباب مثلثہ آبی چاہتا ہون وہ عورت یہ سُنکے تا دیر آسمان کو دیکھتی رہی شاہزادے نے جو سر اُٹھایا تو عجب سامان نظر آیا یعنی مابین زمین و آسمان ایک پیکر سُرخ پوش ہے کہ جسکے ہر بن موسے شرارہاے آتش نکلتے تھے اور یہ ہیبت تھی کہ دیکھا نہ جاتا تھا اور خون کے دریا کو ایک جوش و خروش و تلاطم تھا کہ پناہ بذات خدا شاہزادے نے جب بغور دیکھا تو وہی سوار عقرب ہے جو ربّ النوع اُن برجون کا تھا جب اُس عورت کشتی سوار نے اُس عقرب سوار سے اجازت مہر چاہی اُسنے فوراً حکم مہر دیا اُس عورت نے آب دہن سے مہر اُس فرمان پر کر حوالہ شاہزادہ کیا شاہزادے نے دوسرے روز وہ ہتھیار کہ جسنے حصار کیا تھا زمین سے نکال لیے تھوڑی دیر مین وہ کارخانہ درہم و برہم ہو گیا نہ وہ کشتی نہ وہ دریا نہ کچھ سامان رہا مگر ایک صداے مہیب ایسی آسمان سے آئی کہ شاہزادہ بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا دیکھا تو اپنے کو اُس قصر اول مین بیٹھا پایا اور جوق جوق پریزاد سُرخ پوش وہان جمع ہین گویا وہ کسی کی منتظر ہین مگر خیمہاے سُرخ پوش نے کہ ملکہ اُن شعلہ رخسارون کی تھی باادب تمام شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے لوح کو دیکھا ہدایت ہوئی کہ یہ پریزادین سرحد دار طلسم شہرتبہا ہین جبتک دل چاہے یہان بعیش و آرام رہو اور کلفت سفر مٹاؤ مہمانی و دعوت کھاؤ شاہزادہ پانچ روز وہان مہمان رہا بعد اسکے ایک روز جب خواب سے بیدار ہوا کنارہ بحر احمر کا نظر آیا اور دیکھا کہ چند آدمی شہر ترکان سے ایک جنازہ لیے آتے ہین اور صارم شیر دل بھی ساتھ ہے شاہزادے نے جب صارم شیر دل سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُسی ضعیفہ کا جنازہ ہے شاہزادے نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہا اور خود بھی بمشایعت ہمراہ ہوا بعد دفن اُس مرحومہ کے صارم شیر دل شاہزادے کو اپنے مکان پر لایا اور حال پوچھا شاہزادے نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی صارم شیر دل نے کہا الحمد للہ کہ مقصود حضور حسب دلخواہ برآیا شاہزادے نے فرمایا ابھی مہر رب سوم ارباب مثلثہ آبی باقی ہے جب وہ بھی ہو جائیگی تب نوبت ملاقات ملکہ نوبہار گلشن افروز کی آئیگی صارم شیر دل نے کہا اب فرمائیے کہ آپکا کیا عزم بالجزم ہے شاہزادے نے فرمایا کہ عیان را چہ بیان جو کچھ کہ کہنا تھا کہہ چکے صارم شیر دل نے کہا مہر سوم برج حوت سے متعلق ہے تم وہ انگوٹھی پیر سبزپوش کی مجھے دو

اور اُسکے عوض مین انگشتری یاقوت مجھسے لو اور لوح کو جہان سے لائے تھے وہان پہونچا دو شاہزادہ لوح کو
کوہ شرخ پر لے گیا وہ سانپ گویا منتظر ہی تھا شاہزادے نے لوح اُسے دی وہ لوح لیکر غائب ہوگیا شاہزادہ
صارم شیر دل کے پاس آیا صارم شیر دل نے دعوت کی اور صبح کو کہا ای شہریار عالی وقار آپ کنارے دریاے
احمر کے روانہ ہون جہان کا پانی غبار آلودہ ہی انگوٹھی کو پانی مین ڈھونا ایک کشتی فورًا پیدا ہوگی آپ سوار ہوکر فرمائیےگا
ای سفینۃ السعادت مجھے گرداب ماہیان مین پہونچا دے کشتی گرداب ماہیان مین جاکر غرق ہوگی آپ
آنکھون کو بند کر لیجیےگا جب تہ پر پہونچیےگا ایک شہر دیکھیےگا کہ نام اُسکا گوہر آویز ہو اور اُسمین شہر کے بارہ
دروازے ہونگے اور ہر در مین ایک موتی بیضہ مرغ کے برابر لٹکتا ہوگا اسی وجہ سے نام اُس شہر کا گوہر آویز مشہور
ہوا ہی آپ داخل ہوکے ابو المحاسن معلم کا مکان دریافت کیجیےگا اور وقت ملاقات یہ انگوٹھی میری دکھا کر سلام
میرا کہنا پس شاہزادہ صارم شیر دل سے رخصت ہوکر مرحلہ مثلثہ آبی کیطرف روانہ ہوا

روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین کا طلسم برج حوت کیطرف واسطے فرمان مثلثہ آبی کے مرحلہ سوم مین

راویان روایات صحیحہ وحاکیان حکایات نفیسہ و مورخان اخبار رنگین طراز و کاتبان مطالب افسانہ نو اعجاز اشہب کلک
تیز رفتار کو میدان صفحہ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ شاہزادہ عالی وقار حسب ہدایت صارم شیر دل
یار غمگسار کنارے کنارے دریاے احمر کے بے خوف و خطر روانہ ہوا اور ہر لحمہ و ہر لحظہ پانی دریا کا دیکھتا چلا جاتا تھا
تھوڑی دیر مین ایک درخت صندل کا ملا لیکن بوے صندل اُسمین نہ تھی بلکہ ایسی بوے خوش اُس درخت مین تھی کہ
تمام صحرا معطر تھا شاہزادے نے تھوڑا پانی دریا سے چکھا تو نہایت شیرین و معطر پایا سمجھا کہ اب سرحد طلسم حوت
مین پہونچے انگشتری یاقوت کو دریا مین غوطہ دیا پھر دریا سے ایک کشتی ہویدا ہوئی شاہزادہ اُس کشتی مین سوار ہوا
لیکن کشتی جگہ سے نہ ہلی شاہزادے نے کہا ای سفینۂ سعادت بخداے بحر و بر مجھے گرداب ماہیان مین پہونچا دے
پس وہ کشتی مثل خدنگ روان ہوئی اور بطرفۃ العین مین گرداب ماہیان مین پہونچگئی اور فورًا غرق ہوئی شاہزادے
نے آنکھون کو بند کر لیا جب کشتی کو سکون ہوا آنکھ کھولی شہر کا دروازہ دیکھا کہ اُسمین ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے
آویزان تھا اس نشان سے سمجھا کہ شہر گوہر آویز یہی ہی شاہزادے نے ایک اہل شہر سے پوچھا کہ ابو المحاسن
معلم کا مکان کہان ہی اُسنے کہا ای جوان ابو المحاسن سعدان شاہ بادشاہ شہر کا اُستاد ہی اور مجتہد عصر بھی ہی
بادشاہی مدرسہ مین رہتا ہی اور درس و تدریس مشغلہ ہی شاہزادہ مدرسہ مین تشریف لایا دیکھا کہ ایک شخص پر غرور
مسند پر بیٹھا ہی اور گرد اُسکے طالبعلم جمع ہین شاہزادہ بہزار مشکل طلبا کو ہٹاکے قریب معلم پہونچا اور سلام کیا معلم نے
لاپرواہی سے رد سلام کیا شاہزادے کو ناگوار ہوا دل مین کہا کہ ارباب کمال علی الخصوص عالم کو ایسا غرور روا

تمکنت نہ چاہیے خدا خیر کرے آخر کار بتوقف بسیار جب درس سے فرصت پائی شاہزادے نے اُسی ازدحام خلایق مین مولانا سے کہا کہ صارم شیر دل نے آپکو سلام کہا ہی اور یہ انگوٹھی دی ہی مولانا نے کہ اُسکی شان مین کمثل الحمار یحمل اسفارًا عائد ہی جواب نہ دیا اور اپنے مکان مین بغرور وتکبر داخل ہوا شاہزادہ افسردہ خاطر ہوکر ایک گوشہ مین جا بیٹھا اور کبھی گردش لیل ونہار وزمانہ ناہنجار پر ہنستا تھا اور گاہ یاد دلدار وشتیاق وصال یار مین روتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھیے اب پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اس عرصہ مین وقت تقسیم کھانے کا طلبا کے آیا خادمان مدرسہ شاہزادے کیواسطے بھی کھانا لائے شاہزادے نے کھانا نوش فرمایا اور اُس رات کو آرام کیا دوسرے روز سہ شنبہ کو پھر معلم اپنے خانہ خس سے باہر آئے اور مسند غرور پر اجلاس فرمایا شاہزادہ بھی معلم کے پاس آیا لیکن معلم نے پھر بات نہ کی اور نہ مخاطب ہوا قصہ کوتاہ اسیطرح ایک ہفتہ گذرا اتفاقًا قریب سکونت شاہزادہ ایک حجرہ تھا اور اُسمین ایک پیر صندلی پوش رہتا تھا دن ورات مین ایک مرتبہ واسطے رفع حاجت کے نکلتا تھا آخر ایک شب شاہزادے کے پاس آیا اور اُسنے سلام سلام کے بعد مزاج پرسی کے کہا ای جوان مین آپکو عجیب حال مین دیکھتا ہون آپ کون ہین اور یہان آنے کا کیا باعث ہی شاہزادے نے جو اُسکا اس دلجوئی سے حال پوچھنا دیکھا فرمایا ای مرد خداترس حیرت یہ ہی کہ تمام مدرسہ مین تو ایک حق شناس معلوم ہوا شاید تو مستفیضان مولانا سے نہین وہ مرد شاہزادے کو حجرے مین لے گیا اور کہا آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے شاہزادے نے ازابتدا تا انتہا حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ مجھے صارم شیر دل نے معلم کے پاس بھیجا ہی اُس مرد نے کہ شہاب جون نام تھا کہا صارم شیر دل نے اس مکار کے پاس آپکو بھیجا ہی یا حکیم ابو المحاسن کے پاس بھیجا ہی کیونکہ زمانہ سابق مین یہ دار التعلیم اُسی حکیم والامرتبت کے نام سے رونق پذیر تھا اور یہ خادم بھی تعلیم یافتہ اُنھین صاحب علوم کا ہی ایک روز کا ذکر ہی کہ شاہزادۂ شہر سہم السعادت سعد النشاط کی بیٹی پر عاشق ہوا اور پیام نسبت اپنے پدر بزرگوار ملک سعیدون شاہ کی معرفت بھیجا سعدان شاہ کو عقد کرنا چونکہ منظور نہ تھا حکیم ابو المحاسن سے صلاح کی حکیم صاحب نے فرمایا ہمارے نزدیک بہتر ہی سعدان شاہ نے کہا حکیم صاحب سعیدون شاہ ہمارا ہم رتبہ نہین ہی حکیم صاحب کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ مرتبہ مین واقعی سعیدون شاہ تمھارے برابر نہین ہی بلکہ تمسے زیادہ ہی اور سوا اسکے کاتب قدرت نے یونہین اُسکی تقدیر مین لکھا ہی عذر تمھارا محض بیجا ہی سعدان شاہ کو یہ کلمہ حکیم صاحب کا ناگوار ہوا اور کہا علم غیب بشر کو نہین ہو سکتا حکیم صاحب اُسی روز سعدان شاہ سے ناراض ہوکر شہر سے چلے گئے اور دامن کوہ مین عبادت پروردگار کرتے ہین سوا میرے کوئی اُنکی عبادت گاہ سے واقف نہین یہان پھر بعد تشریف لیجانے حکیم صاحب کے سعیدون شاہ نے اپنی شاہزادے دری مشتری طلعت کی نسبت کا سعدان شاہ کو پیام بھیجا سعدان شاہ کو یہ فکر ہوئی کہ حیلہ معقول سے یہ نسبت قبول نہ کرون

سعیدون شاہ کو جواب صاف دو دن آخر اس معلم حال نے جسکا نام غادی دانا ہی اور اسی حکیم والاجاہ کا
شاگرد بھی ہی سعدان شاہ سے کہا کہ بادشاہ سہیم السعادت سے کہلا بھیجو کہ اگر قصر قرآن السعدین سے مرآت الغیب
لاؤ تو البتہ ہم نسبت کو منظور کرتے ہین عذر نہین اور قرآن السعدین سے مرآت الغیب کا ملنا دشوار ہی پھر سعیدون شاہ
تمکو کبھی پیام نسبت نہ بھیجیگا مطلب تمہارا بے لڑے بھڑے سہل مین حاصل ہی سعدان شاہ نے یہ بات نہایت پسند
کی اور ایسا خوش ہوا کہ اسیوقت غادی دانا کو خطاب ابو المحاسن دیا اور مسند تعلیم عنایت ہوئی بعد اسکے
سعیدون شاہ کو وہی جواب پیام نسبت کے بابت لکھا شاہزادہ بہادر مشتری طلعت بن سعیدون شاہ
نے جب صورت مراد نہ دیکھی ناچار لشکر کشی کی ہنگامۂ جدال و قتال برپا رہا ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوا حتی کہ
شاہزادہ مشتری طلعت بھی صولت شعار سپہ سالار سعدان شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور لشکر بھی اسکا شکست
کھا گیا شاہزادہ مشتری طلعت اسی حالت زخمداری مین بھاگ کر ایک پہاڑ مین چھپ رہا حکیم ابو المحاسن تشریف
لایے اور شاہزادہ مشتری طلعت کے زخم کا علاج کیا جب فضل الہی سے صحت ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند
ان پہاڑون کے ایک کوہ جبل مراد ہی وہان تم جاؤ اور چندے قیام کرو مین ایک تحریر بھیجونگا تم موافق اسکے
عمل مین لانا شاہزادہ مشتری طلعت حسب ہدایت اس حکیم عالی منزلت کے آجتک اسی پہاڑ جبل مراد پر منتظر
تحریر دلپذیر مین اس حکیم روشن ضمیر کے قیام پذیر ہی دیکھیے مآل کار اس شاہزادہ عالی وقار کا گردش زمانہ ناہنجار
و نیرنگی لیل و نہار سے کیا ظہور مین آتا ہی شاہزادہ معز الدین نے فرمایا ای برادر شہر سہیم السعادت شہر گوہر آگین
سے کس جانب اور کتنے فاصلے پر ہوگا اور سعدان شاہ کس وجہ سے نسبت قبول نہین کرتا اور مرآۃ الغیب کیا چیز ہی
شہاب نوجوان نے کہا ای شہریار شہر سہیم السعادت یہان سے شمال کیطرف تین مہینے کی راہ ہی اور بادشاہ
شہر سہیم السعادت سعیدون شاہ نجابت و اقتدار مین سعدان شاہ سے ہزار درجہ بڑھا ہوا ہی بلکہ کسی
زمانے مین بزرگ سعدان شاہ کا بادشاہ سعیدون شاہ کا ملازم تھا لیکن اس قصہ کو پانچ پشت ہی اور
ملازمی بھی سپہ سالاری کی تھی اور کوئی عہدہ نہ تھا اب کہ سعدان شاہ کو ایسی حشمت و قدرت بہم پہنچی کہ حق نمک
سعیدون شاہ کا بالاے طاق رکھا اور بجنگ پیش آیا اور کارخانہ قضا و قدر سے سعیدون شاہ ہزیمت اٹھاکر
فرار ہوا اور لشکر پراگندہ ہوگیا ارکان سلطنت نے شہر گوہر آگین سے چند ممالک جنوبی سعیدون شاہ کے بزرگ کو
دلواکر صلح کرادی لیکن ملکون پر قبضہ نہ کیا خراج گزاری پر معاملہ ہوگیا بعد چند روز کے یہ خراج بھی موقوف ہوگیا
اور اولاد سعدان شاہ بلا شرکت غیرے اس ملک پر فرمانروائی کرتی چلی آئی اور اب کوکب بلندی اقبال پر ہی کہ
سعیدون شاہ کو سعدان شاہ کے حشمت و اقتدار کی نسبت کچھ رتبہ نہین ہی پس یہ وجہ ہی کہ جو سعدان شاہ
نسبت شاہزادہ مشتری طلعت کی قبول نہین کرتا کہ سعیدون شاہ چونکہ دونون ملک کا بادشاہ ہی ایسا نہو کہ

تیری سلطنت مین کسی طرح کا فتور پیدا ہوا اور مین ریاست سے معزول ہو جاؤن اور قصر قرآن السعدین مین ایک مکان طلسم ہو اُسکے حال سے کسی کو واقفیت نہین ہو اور مرآۃ الغیب ایک آئینہ کا نام ہو کہ حکماے متقدمین نے وہ آئینہ اُسی طلسم مین امانت رکھا ہو اور خواص اُسکے از حد ہین چنانچہ ایک اُنمین سے یہ بھی ہو کہ جب حال غیب پوچھو تو وہ جواب دیتا ہو اور کیا عجب ہو کہ اُسے آئینہ جہان نما بھی کہتے ہون اور ایک روایت خارجا سعدان شاہ کی نسبت سُنی جاتی ہو لیکن اُسکے اظہار سے کیا حاصل شاہزادہ نے فرمایا مین تو مسافر ہون اور مین کسی سے کیا کہتا پھرونگا وہ بھی بیان کر شہاب نوجوان نے کہا اے شاہزادہ بلند اقبال ملک سعدان شاہ ابتدا مین مذہب برہمنی کا معتقد تھا اور بعد شریعت زردشتی پر عمل رہا اب چند روز سے خادی دانا کے اغوا سے مزدکی ہو گیا اسواسطے کہ یہ خادی ملعون اولاد خاص مزدک کی ہو جبکہ دین مزدکی مین بہن اور بیٹی مباح ہو اسواسطے سعدان شاہ اپنی دختر با کرہ سے ارادہ بد رکھتا ہو مگر بخوف خلایق خاموش ہو کچھ دم نہین مار سکتا شاہزادہ معز الدین نے جو یہ سُنا فرمایا لعنت خدا سعدان شاہ کے دین و آئین پر بہرحال ہر مسلمان کو تا بقدر طاقت ایسے بیدین شاہ اور شاہزادہ دری مشتری کی مدد کرنا لازم و واجب ہو اور اُس کا فریبی سعدان شاہ کو جلد داخل کرنا ضرور ہو شہاب نوجوان نے کہا اُسکے ادبار کا زمانہ قریب ہو شاہزادے معز الدین نے فرمایا اے برادر مین نہایت ہی مشتاق ملاقات حکیم ابوالمحاسن کا ہون مجھے اُنکے پاس پہونچا دے شہاب نوجوان نے کہا مین تو اُسی خدمت کیواسطے مدرسہ مین مقرر ہون اور ایک مدت سے تمھاری تشریف آوری کا منتظر تھا شاہزادے نے فرمایا اے بے انصاف ذرا آنکھ لیکہ شیر ابھی کام تھا اور تو بیان یہی کرتا ہو کہ مین منتظر تھا تو اس سے تا بستا یہ ہوا کہ تو نے دانستہ مجھسے ملاقات نہ کی اور ناحق مجھے خادی ملعون کی کج خلقی سے ذلیل کروایا شہاب نوجوان نے کہا مین میری خطا نہین مجھے حکم تو یہی تھا کہ فلان تاریخ اسوقت اس صورت کا ایک شاہزادہ مدرسہ مین وارد ہوگا جبتک کہ خادی کی بے اعتنائی سے رنجیدہ خاطر نہو وے اُس سے ملاقات نہ کرنا بعدہ اُسے میرے پاس لے آنا اے شہریار احکام قضا و قدر اسیطرح جاری ہوتے ہین کہ انسان کو بغیر ایذا پہونچے راحت نہین ہوتی غرضکہ دوسرے روز صبح کو شہاب نوجوان شاہزادہ معز الدین کو باہر شہر کے لیگیا شاہزادے نے وہان ایک گنبد بہار کا دیکھا کہ دروازے اُسکے چوب صندل کے تھے اور آگے دروازے کے ایک شیر بر صندلی رنگ مہیب شکل بیٹھا تھا شیر نے جو شہاب نوجوان و شاہزادے کو دیکھا تو ایک خوفناک نعرہ مارا شہاب نوجوان نے کہا یا لیث الجبل بحکم حکیم صاحب یہ جوان یہان تشریف لایا ہو تو ہٹ جا کہ ہم داخل گنبد ہون شیر ہٹ گیا شہاب اور شاہزادہ داخل گنبد ہوے دیکھا تو ایک مرد بزرگ سجادہ عبادت پر مصروف عبادت ہو اور نور جمال سے اُسکے تمام گنبد روشن اور منور ہو جب حکیم صاحب نے شاہزادہ کے چہرۂ بے مثال با حسن و جمال کو ملاحظہ فرمایا شاہزادے نے با ادب سلام کیا حکیم صاحب نے جواب سلام دیکر فرمایا اے معز الدین الحمد للہ کہ تم تشریف لائے مین تمھارا منتظر تھا شاہزادے نے کہا صارم شیر دل نے حضور کو سلام کہا ہو اور یہ انگوٹھی دی ہو حکیم صاحب نے صارم شیر دل کا حال پوچھا

شاہزادے نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب حضور کی خدمت مین واسطے مہر رب سوم مثلثہ آبی کے بھیجا ہی
حضرت توجہ وعنایت فرماکر اس کام کو انجام تک پہونچا دیوین حکیم صاحب نے فرمایا تم راہ دور دراز سے آتے ہو
آجکی شب آرام کرو دو چار روز مین تمھارے کام کے انجام کے لیے تمکو روانہ کرونگا شاہزادے نے فرمایا بہت خوب
غرض شام کو حکیم صاحب نے ایک پانؤن زمین پر مارا بمجرد مارنے کے زمین شق ہوئی اور غول کے غول نازنینان
مہوشان ماہرو وعنبر بو خوش جمال و بے مثال بالباس زرین برنگ صندلی وزیور جواہر نگار مرصع کار مع سامان
طرب واسباب عشرت اُس شگاف زمین سے باہر آئین اور گنبد کے گرداگرد فرش قاقم وسنجاف سے آراستہ وپیراستہ
کیا اور طرح طرح کے میوہ ہاے تر وخشک وغذا ہاے لطیف وصاف ہر قسم کے ظروف چینی وبلورین مین زیب
دستر خوان کیے شاہزادے نے بخواہش تمام نوش فرمایا شب کو پریزادان کا ناچ وگانا سُنا صبح کو حکیم صاحب
سے طالب مطلب ہوا اور کہا ای گنجینہ اسرار معانی وای عالم علم نکتہ دانی آپ میرے حالات دل تردد منزل سے
بخوبی واقف ہین جیسا کہ ہین شوق دیدار ملکہ نو بہار گلشن افروز مین بیقرار و دیوانہ وار ہو رہا ہون مجھے ایک
لمحہ اُسکی مفارقت مین ایک سال کے برابر ہی ایسی حالت مین جسقدر حضرت عجلت فرماینگے میرے حال پُر ملال پر
عین مہربانی ہوگی حکیم صاحب نے فرمایا خیر مرضی تمھاری اب تم مہر رب سوم مثلثہ آبی کے لیے قصر قران السعدین
مین تشریف لیجاؤ وہان گوشہ مین قصر کے ایک ہفتہ دعوت مشتری کرو جب دعوت ختم ہوگی تسخیر سعد اکبر کی حاصل ہوگی
تب مہر تمھارے فرمان پر ہوگی اور دعوت مین مشتری کے اشکال خوفناک دکھلائی دینگی تم خوف کسیطرح کا نہ کرنا
حکیم صاحب نے ایک کاغذ شاہزادے کو دیا اور فرمایا کہ بارہ منزل مغرب کیطرف تم جاؤ وہان ایک کوہ جبل مراد
ہی اور اُس پہاڑ پر ایک قصر عالیشان ہی اور دروازے پر اُسکے سوار اور کچھ پیادے پاسبانی کرتے ہین تم بے تکلف
اندر اُس قصر کے چلے جانا اگر کوئی مانع ہو تو کہنا کہ ہم تمھارے شاہزادے کی معشوقہ کا پیام لائے ہین تم اپنے
شاہزادے کو اطلاع دو شاہزادہ فوراً تمکو بلائیگا تم میرا سلام کہنا وہ پوچھیگا تم کیا پیام لائے ہو تم کہنا تمھارے
سلاح خانہ مین ایک صندوق ہی اُسمین زرہ ودرع الحفاظ بطور امانت پشتون سے تمھارے خاندان مین چلی آتی ہی
اُس صندوق کو منگوا کر ہمین دکھلا دو جب وہ صندوق تمھارے پاس آوے تم اُسمین سے وہ زرہ نکال لینا اُسکے
گریبان مین ایک حلقہ ماہی کی صورت کا ہوگا وہ حلقہ نکال کر اپنے پاس رکھنا بعد اُسکے کاغذ کو دیکھ کے موافق اُسکی
تحریر کے کام کرنا ورنہ یہ دوسرا رقعہ مہری شاہزادہ مشتری طلعت کو دیدینا پھر وہ بجان ودل تمھارا فرمانبردار
ہو جائیگا شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہوکر بارہ روز مین کوہ مراد پر پہونچا وہان تھوڑی فوج دروازے
قصر پر دیکھی اور اندر سے اس قصر کے آواز دردناک آرہی تھی دربان شاہزادے کو دیکھ کے اپنے سردار
کے پاس لیگئے سردار نے پوچھا کہ ای جوان والاشان ہمنے جب سے کہ یہان ایک آفت مین مبتلا ہین کسی انسان کی

صورت نہین دیکھی تم کسطرح تن تنہا اس کوہ نامراد پر آئے شاہزادے نے فرمایا مین تمھین اپنے حال سے آگاہ کرونگا پہلے تم کہو کہ اس مقام پرخوف مین کیون پڑے ہو اور اس قصر مین کون بندۂ خدا اس درد سے نالہ و بکا کر رہا ہی کہ اُسکی آواز سے دل بیچین ہو رہا ہی اُس سردار نے باچشم پُر آب کہا ای جوان نامدار مین کیا حال زار اپنا بیان کرون یہ آواز دردناک شاہزادۂ مشتری طلعت کی ہی جو شہر سہیم السعادت کا بادشاہ ہی جب سے کہ وہ عاشق دشیدا سعدان شاہ بادشاہ گوہر آویز کی بیٹی پر ہوا اور امید کامیابی و مواصلت دلربا سے مایوس ہوا ناچار سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہوکر اس کوہ مراد پر پہونچا اور اس قصر غم مین رات و دن گریہ و زاری مین بسر کرتا ہی کوئی لحظہ آرام نہین کرتا شاہزادے نے فرمایا شاہزادۂ مشتری طلعت کی اس کوہ مراد پر سکونت سے کیا مراد ہی اُس پیرمرد نے کہا اتنا تو مین جانتا ہون کہ بعد فوج کشی و شکست فاش کھانے کے شاہزادۂ مشتری طلعت سے ایک عرصہ تک خدا جانے کہان کہان سرگردان و پریشان مفقود الخبر رہا جب مجھے شاہزادے کی خبر ہوئی مین بھی دیوانہ وار اسکی محبت مین بیقرار ہوکر سینہ زنان نوحہ کنان خاک بسر پھرتا رہا کہ ایک روز ایک مرد بزرگ نورانی صورت خضر سیرت مجھے نظر آئے اور وہ مجھے یہان پہونچا گئے اور فرمایا جا تیرا شاہزادہ یہان ہی مگر اُسکے دخل دینا سمجھانا لیکن شہر سہیم السعادت کیطرف ہرگز نہ جانے دینا جب مین قصر مین داخل ہوا شاہزادۂ مشتری طلعت کو ایک کاغذ کے دیکھنے مین مشغول پایا قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کاغذ مین تصویر اُسکی معشوقہ کی ہی مین اس غرفے سے جو کہ سامنے ہی کھانا پہونچا دیتا ہون اگر خواہش ہوئی تو کچھ کھا لیا ورنہ واپس دیا اور رفتہ رفتہ یہ چار سو نفر یہان آکر جمع ہو گئے اور مین ہر وقت دست بدعا رہتا ہون کہ خداوند کریم کوئی صورت ایسی کرے کہ شاہزادہ ہمارا اپنے ملک کو جاوے اور گاہ بگاہ اُسکے حال سے اُسکے والد یعنی ملک سعیدون شاہ کو بھی اطلاع کر دیتا ہون شاہزادے نے پوچھا تم اُسکے کون ہو وہ بولا مین نے اسے طفولیت سے پرورش کیا ہی یہ فقط مجھکو اسکے پالنے کی محبت ہی ای جوان ذی شان وائے برحال مادر و پدر کے کہ مجھسے اُنکا حال بیقراری کا بیان نہین ہو سکتا بلکہ ایک مرتبہ بموجب میرے لکھنے کے اسکے والد بزرگوار یہان تشریف لائے اور چاہا کہ اندر قصر کے جاکر اپنے نور دیدہ کے دیدار سے مسرور ہو اور اپنے فرزند دلبند لخت جگر کو سینہ سے لگائے تاکہ دل کو سرور ہو کہ مشتری طلعت نے اندر قصر سے کہا اگر آپکو میری حیات منظور ہی تو آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دین ورنہ مین اپنے کو خود ہلاک کر ڈالونگا سعیدون شاہ ناچار پژمردہ خاطر ہوکر اپنے ملک کو روانہ ہو گیا شاہزادے نے فرمایا اوقت کھانے کا کون ہی پیرمرد بولا اب لیے جاتا ہون شاہزادے نے فرمایا تم اپنے شاہزادے سے کہنا ایک شخص پیغام وصل دلدار لایا ہی اور حکیم ابو المحاسن کا سلام کہتا ہی اس پیرمرد ابو الوفا نام نے جو نام حکیم ابو المحاسن کا سُنا نہایت شاد ہو گیا اور شاہزادۂ مشتری طلعت کو اطلاع دی شاہزادے مشتری طلعت نے بمجرد سُننے اس کلام کے

شاہزادہ معز الدین کو بلایا شاہزادہ معز الدین نے شاہزادہ مشتری طلعت کو ایک جوان نہایت خوش رو
اور صاحب جمال دیکھا الا چہرہ زرد منھ فق دل مین درد شاہزادے نے رقعہ حکیم صاحب کا دیا شاہزادہ مشتری طلعت
نے وہ رقعہ آنکھون سے لگایا پڑھا مضمون رقعہ یہ تھا کہ یہ شاہزادہ عالیجاہ برآرندہ مدعا تیرا ہو لہذا اپنے حاکم و
فرمانروا کے بھیجا ہے تمکو چاہیے کہ جو یہ حکم دے فوراً تعمیل کرو اور تابع فرمان اسکے رہو شاہزادہ مشتری طلعت
نے سرو قد تعظیم دی اور بغلگیر ہوا شاہزادے نے فرمایا اے برادر تمھارے والد ماجد کے سلاح خانہ مین ایک
صندوق ہے اسمین ایک زرہ درع الحفاظ پشتون سے امانت رکھی ہے اسکو منگوانا چاہیے شاہزادہ مشتری طلعت
نے اسیوقت ابو الوفا کو اپنے باپ کے پاس واسطے اُس صندوق زرہ درع الحفاظ کے روانہ کیا اور بعد چندے روز کے
ابو الوفا شہر سہیم السعادت مین پہونچا اور اُسنے بیٹے کا آداب و تسلیمات کہا ملک سعیدون شاہ نے داروغۂ سلاح خانہ
کو بلایا اور حال زرہ درع الحفاظ کا پوچھا داروغہ نے عرض کی غلام نے یہ نام بھی نہین سُنا لیکن مین سلاح خانہ مین
تلاش کرتا ہون آخر داروغہ نے جائزہ سلاح خانہ کا لینا شروع کیا بعد ختم ہونے کل سلاح کے ایک حجرے مین ایک صندوق
تھا اُسپر پانچوین پشت کی مہر تھی داروغہ نے وہ صندوق بادشاہ کی نظر سے گذرانا بادشاہ نے بجنسہ ابو الوفا کے
ہمراہ روانہ کیا ابو الوفا صندوق لیے ہوے شاہزادہ مشتری طلعت کے پاس آیا شاہزادہ مشتری طلعت نے
ہرچند قفل صندوق کھولا جب کسی طرح وہ قفل نہ کھلا تو شاہزادہ معز الدین نے قفل کھولکر صندوق مین سے زرہ نکال کے
اُسکے گریبان سے حلقہ نکالا کہ اسمین زرہ درع الحفاظ لکھا تھا اور اسماء الٰہی بھی کندہ تھے اور گریبان مچھلی کیطرح علیحدہ
تھا حلقہ لیکے جیب مین رکھ لیا بعد اسکے کاغذ حکیم صاحب کا دیکھا حکم کاغذ یہ تھا کہ حلقہ زرہ کو شاہزادہ مشتری طلعت
کو دینا اور تاکید کرنا کہ زرہ کو بدن سے جدا نہ کرنا پھر پنجشنبہ کو غرہ ماہ اسفندیار اور اول طلوع برج حوت ہوگا
ساعت مشتری مین تم دونون جوان ہمراہ نیچے پہاڑ کے جانا سات فرسخ پر دریاے محیط ہے شاہزادہ معز الدین
اس اسم بزرگ کا ورد کرے ایک ساعت مین وہان ہزارہا مچھلیان جمع ہو جائینگی حلقہ پر زرہ کے جو کا آٹا لگا کر
دریا مین ڈالنا تمام مچھلیان آٹے کی بو سے دور بھاگ جائینگی اور ایک مچھلی کلان وہان ٹھہری رہیگی مگر اس صورت کی
مچھلی کبھی نظر سے نہ گذری ہوگی یعنی از سر تا پا آدمی ہوگی جب وہ مچھلی حلقہ کو نگلجاے تم بقوت تمام مچھلی کو کھینچ لانا
اُسکی آنکھ سے مہرہ نکال لینا اور مچھلی کو دریا مین چھوڑ دینا اور کہنا اے ماہی یوشع علیہ السلام مجھے ایک کام اہم درپیش
ہے اسی سبب سے مین نے تجھے تکلیف دی واسطے حضرت یوشع علیہ السلام کے قصور معاف کر کہ مین اپنی اصل مراد
کو پہونچون اور بعد طے ہو جانے کام کے مین امانت تیری تجھکو پہونچا دونگا یہ کلمہ سُنکے مچھلی فریاد و زاری نہ کریگی اور تلاطم
دریا بھی نہوگا بعد ازان پھر کاغذ دیکھنا جو تحریر ہو عمل مین لانا شاہزادہ معز الدین اور شاہزادہ مشتری طلعت
کنارہ دریاے محیط پر پہونچے اور شاہزادے نے مہرہ مچھلی سے لیا اور مچھلی نے فریاد کی کہ دریا مین ایک

شور و طوفان برپا ہوا شاہزادے کے ہوش جاتے رہے اور شاہزادہ مشتری طلعت ایسا حواس باختہ ہوا کہ مثل بید کانپنے لگا جب شاہزادے نے کلمات مسطور مچھلی سے کہے تب وہ شور و غل موقوف ہوا اور طوفان برطرف ہوا بعد اسکے شاہزادہ معزالدین نے کاغذ دیکھا اُسمین یہ ہدایت تھی کہ بعد حاصل ہونے مہرے کے کنارے کنارے دریا کے جانا بعد تین روز کے ایک چاہ عمیق ملیگا کہ دن کو پانی دریا کا اُسمین داخل ہوگا اور نصف شبکو کنوین مین سے ایک پھول کنول چھ بالشت کا کہ جسکو گل نیلوفر کہتے ہین مثل حوضہ اندر سے کنوین کے نکلے گا تم پہلے مہرہ دیکھنا اور خود بے خوف و خطر اُسمین جا بیٹھنا کہ اصل مین وہ دروازہ طلسم ہروہ تمھین قصر قرآن السعدین مین پہونچا دیگا مگر شاہزادہ مشتری طلعت سے کہنا کہ تا آنے میرے تم اس اسم کو ترک نہ کرنا پڑھے جانا اور کنوین سے علٰحدہ نہونا اگرچہ بباعث برکت درع الحفاظ کے آسیب سے محفوظ رہوگے لیکن تاہم احتیاط شرط ہو ایسا نہو کہ کسی آسیب مین گرفتار ہو جاؤ شاہزادہ معزالدین نے تمام مراتب مذکورہ شاہزادہ مشتری طلعت سے بخوبی کہدیے اور سمجھا دیے اور خود کنوین مین داخل ہوا۔

اب یہ داستان یہان موقوف رکھکے چند کلمہ حال سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کے گذارش ہوتے ہین

راوی صادق البیان اس داستان رنگین بیان کو اسطرح بیان کرتا ہر کہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو بھی یقین واثق ہوا کہ باپ میرا میری نسبت ارادہ فاسد باغواے شادی دانا کے رکھتا ہر اسی سبب سے ہر وقت

عجیب و غریب خیالات فاسدہ مین مبتلا رہتی تھی کہ کوئی موقع ایسا ملے کہ مین کسیطرف کو نکل جاؤن اور کسی سے اس
حال کا کہنا منظور نہ تھا اور چونکہ کسی خواص محل سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ شاہزادہ سہیم السعادت کا مشتری طلعت
میرے عشق مین مجنون و دیوانہ وار ہو کر دشت و کوہسار مین خراب و خستہ پھرتا ہی یہ اور بھی سبب پریشان حالی
کا تھا کہ بالفعل اندازسخن ملک سعدان شاہ اپنے باپ کا خلاف وضع دیکھا یقین ہو گیا کہ بلاشبہہ یہ کج بخت میری
حرمت و عصمت کو ضرور برباد کریگا آخر الامر بجاے خود عزم بالجزم کیا کہ باغ کی سیر کے بہانے سے شہر سے نکل چلیے
پھر جو مصلحت وقت ہوگا دیکھا جائیگا الغرض دوسرے روز ملکہ باغ مین سوار ہو کے گئی اور کنیزان خاص و ہمرازو دمساز
کو خلوت مین بُلا کر ایک کاسہ زہر ہلاہل سامنے رکھا اُن کنیزون نے جو کہ اپنی حیات سے ملکہ کی خوشی و ملال کو افضل
و اولا جانتی تھین اُنھون نے پوچھا کہ کاسہ زہر کا سامنے رکھنے سے کیا منشا ہی ملکہ نے اپنے پدر بد گہر بانی فساد و شر کی
کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ تمھین بتاؤ کہ اب مجھے بجز اسکے کہ آبرو کے عوض مین جان دون کیا چارہ ہی سوا اسکے
اور کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی تم سب میری پاکدامنی اور عصمت کی گواہ رہنا اور خدا کو شاہد کرتی ہون کہ
مین مذہب اور ملت مین بھی باپ کی شریک نہین ہون کسواسطے کہ اس مردود نے دین مرتدگی جو بدترین مذاہب ہی
اختیار کیا ہی جسطرح کہ قباد ثانی نوشیروان کے باپ نے فقط لذت نفسانی کے لیے مذہب سراپا ذلت مرتدگی
اختیار کیا تھا افسوس کہ والدہ نے میری قضا کی ورنہ کیا مجال تھی کہ یہ اکفر کافر کسیطرح نظر بد سے میری طرف دیکھ سکتا
یہ کہا اور آبدیدہ ہو کر کاسہ زہر اُٹھا لب ناز نین سے لگایا اور چاہا کہ نوش فرمائے دایہ نے ہاتھ سے وہ جام لے لیا
اور کہا اے ملکہ آفاق یہ کیا قیامت ہی خدا اُس روز کو ہمین پیوند خاک کرے ہم کس آنکھ سے آپکا یہ روز بد دیکھین گے
اور اُن خواصون نے بھی کہا قربانت شوم پہلے ہمین حضور قتل کر لیوین اُسوقت تو حضور کو اختیار ہی اور ہمارے جیتے جی
تو یہ بھلا کا ہیکو ہوگا کہ دشمن تمھارے ہون اور ہم رہین دایہ بولی کہ بلا لون اس حرام موت مرنے سے تو تن بہ تقدیر
لباس مردانہ توکل بخدا کر کے کسیطرف نکل چلو کہ تم مظلوم ہو خدا تمپر ضرور رحم فرمائیگا اور کسی جاے امن مین ایسی پہونچو گی
کہ جان و آبرو دونون محفوظ رہینگی ملکہ نے دایہ کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے دایہ میرا بھی یہی ارادہ تھا لیکن بدون تمھاری
راے کے کوئی بات نہین کر سکتی ہون الا نہین معلوم کہ حکیم ابو المحاسن جسکی فیض صحبت سے مین دائرہ اسلام مین
داخل ہوئی کہان تشریف رکھتے ہین کہ بدون اُنکے کوئی میرا پرسان حال نہین دایہ نے کہا کہ باپ نے جو تمھارے اس
عالی منزلت کے حق مین کلمہ سخت کہا وہ آزردہ ہو کر شہر سے نکل گئے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہی کہ وہ عالی مرتبت کبھی تمھارے
حال سے غافل نہو گا حیات شرط ہی کبھی نہ کبھی ہم تمکو دکھا دینگے غرضکہ دو روز مین دس عدد لباس مردانہ تیار کروائے کہ کسی
عورت و مرد کو خبر نہوئی بعد اسکے داروغہ دواب کو حکم دیا کہ ملکہ چوگان بازی کریگی دس بارہ گھوڑے چالاک تیز رفتار
مع ساز و سامان دروازے پر باغ کے تیار رکھنا اور خود چلے جانا اب سب سامان سفر تیار ہو گیا آدھی رات کو

ملکہ سعیدہ اور دایہ اور دس خواصین جو ہر ایک فن تیراندازی مین بے مثل تھین گھوڑون پر سوار ہو کر ایک طرف
روانہ ہوئین جاڑے کی رات تھی اور گھوڑے بھی چالاک تھے نصف شب مین دور نکل گئین صبح کو ملکہ نے دایہ سے کہا
کسی رہرو سے پوچھا چاہیے کہ ملک سہیم السعادت کس طرف ہے کیونکہ ہمکو بجز وہان کے اور کہین آرام نہ ملے گا دایہ سمجھ گئی
کہ ملکہ کی طبیعت شاہزادۂ مشتری طلعت پر مائل ہے خداوند کریم انجام بخیر کرے اور مراد دلی اسکی بر لاوے ناگاہ اُس
جنگل مین کچھ خیمہ استادہ معلوم ہوے دریافت ہوا کہ ایک سوداگر بخوف قزاقون کے مقیم ہے کہ وہان چالیس قزاق
راہ زنی کرتے تھے اور اُس سوداگر کے ساتھ کل بیس سوار تھے لہذا اس امید مین ہین کہ کوئی اور قافلہ آوے تو ہم اُسکے ساتھ
چلین الغرض سوداگر نے جب یہ بارہ سوار مسلح و مکمل گھوڑے بھی اُنکے چالاک اور تیز دیکھے خوش ہوا کہ خدا نے غیب سے میری
مدد کیواسطے یہ سوار بھیجے ورنہ ایسے جنگل مین ایسے سوار کہان اب ان قزاقون کا مزاج بخوبی پوچھ لینگے آخر ایک آدمی
کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اگر تم لوگ بتلاش روزگار نکلے ہو تو جو مشاہرہ مانگو گے ہم دینگے بلکہ بوقت پہونچنے کے آبادی مین جو
تمہاری احتیاج ہوگی وہ بھی ہم تا بمقدور روانہ کرینگے یہان سواے ملکہ سعیدہ تمام خواصین بے نقاب تھین اُس آدمی نے
پیام سوداگر دایہ کو دیا دایہ نے ملکہ سے کہا کہ اے فرزند اس امر کو تم منجانب اللہ سمجھو کہ واقف راہ نہ تھین ہمراہی کیواسطے
خدا نے ایک راہ بر پیدا کر دیا ملکہ بولی جو امر کہ مقتضاے وقت اور مصلحت سمجھو کرو دایہ نے اُس آدمی سے سوداگر کے کہا
ہم روزگار پر راضی ہین اُس مرد نے جا کر سوداگر سے کہا کہ وہ سوار روزگار پر راضی ہین مگر عجیب سوار ہین کہ سبکے مُنھ پر
ایک بال نہین ہے اور بظاہر سب ہمسن اور کم عمر ہین مگر ایک اُنمین مسن ہے سوداگر نے کہا ہمکو اپنے کام سے کام ہے اُنکی ڈاڑھی
مونچھون سے کچھ غرض نہین دایہ سوداگر کے پاس آئی اور کہا ہم دو شرط سے روزگار کرتے ہین اول یہ کہ ہم خال و خط
نہ لکھوائینگے دوسرے تمہارے قافلہ سے دور اُترا کرینگے سوداگر نے کہا ہمین منظور ہے بعد اسکے رات کو کھانا انواع
اقسام کا اُنکو بھیجا بعد فراغ کھانے کے دایہ واسطے اداے شکریہ کے سوداگر کے پاس آئی اور دو ساعت بہ تبدیل آواز
کلام کرتی رہی چونکہ دایہ قوم قلماق سے تھی ڈاڑھی نہونے نے پردہ فاش نہونے دیا جب وہان سے ملکہ کے پاس آئی
کہا اے ملکہ مین نے سوداگر کو نہایت مشوش پایا قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی دشمن سخت سوداگر کا سد راہ ہے
ملکہ نے کہا درست ہے ہماری زیادہ تر خوشامد کا بھی یہی باعث ہے کہ دو ایک روز مین نوبت بجنگ آویگی دایہ نے کہا
خدا نہ کرے تم ایسی فال بد نہ نکالو کہ ہم بارہ عورتون مین کسی نے ایک چوہا بھی نہین مارا لڑائی بھڑائی تو امر دوسرا ہے
ہرچند کہ دو خواصین تمہاری تیرانداز بے بدل ہین لیکن جنگ غنیم مین دل و جگر چاہیے عورتون کو خداوند کریم نے
فقط واسطے خانہ داری و زینت مکان و آرام جان مردمان کیواسطے پیدا کیا ہے ملکہ نے فرمایا اب چپ رہو ایسی
باتین بزدلی و پست ہمتی کی مجھکو پسند نہین آتین آگے وہ کیسی عورتین تھین کہ جنھون نے کارہاے مردانہ کیے ہین
شاید تمنے ملکہ شیرزن ملک سعیدہ دن شاہ بزرگ کی دختر کا حال نہین سُنا سوسن ایک کنیز گستاخ و نہایت چرب زبان

تھی اُسنے کہا حضور اُسکا حال بیان فرمائین کہ یہ کنیز نہایت مشتاق ہی ملکہ نے کہا ای سوسن جس زمانہ مین کہ ملک سعیدون بزرگ کی سلطنت مستقل ہوئی تھی اور وہ ہمیشہ اس سرزمین پر سرکشون سے معرکہ آرا رہا کرتا تھا کہ ایک زمیندار پر فوج کشی کی دہنہ پہاڑ پر کہ نام اُسکا کوہ سعادت تھا لشکر کا قیام ہوا ناگاہ ایک مفسد عوسج خان نام نے براہ غیر متعارف سے لشکر پر شبخون مارا اور نہفت خان سپہ سالار لشکر بادشاہ بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا اور لشکر کی نوبت بفرار ہی پہونچی ملکہ شیرزن بنت سعیدون شاہ آپ نقاب مُنھ پر ڈال کے مسلح و مکمل چند خواصون کی جمعیت سے عوسج خان سے مقابل ہوئی لشکریان دل دادہ نے جو ملکہ کو مقابلہ مین حریف کے دیکھا سب شریک ملکہ ہوگئے عوسج خان خود اس ہنگامہ مین بھی ملکہ کے سامنے گیا اور کہا ای ملکہ کیا تمھارے لشکر مین کوئی مرد باقی نہین ہی کہ تمنے خود تکلیف حرب کی عوسج خان کے منھ سے یہ کلمہ پورا نہ نکلا تھا کہ ملکہ نے ایک تیر جانگزا ایسا مارا کہ عوسج خان کے حلق کے پار ہوگیا اور عوسج خان اُسی جگہہ گھوڑے سے گرا اُسوقت ایک منجم نے زائچہ کیا اور دیکھا تو طالع وقت سہیم السعادت کو وتد الارض مین پایا جسکو چوتھے خانہ سے تعلق ہی اور زبان عرب مین سہیم کہتے ہین تیر کو ملک سعیدون شاہ نے تلاش کیا جس جگہہ کہ ملکہ کا تیر گرا تھا وہین ایک شہر آباد کیا اور نام اُسکا سہیم السعادت رکھا اور اُس روز سے اپنی بیٹی کو ملکہ شیرزن شیر زبان خطاب دیا ای دایہ عورتین ایسی جوانمرد ہوتی ہین اور خواصین بھی کیسی رفیق و دمساز تھین خواصون نے ملکہ سعیدہ سے جو یہ حال سُنا سب نے عرض کی ای ملکہ خوبان روزگار ہم حضور کے جان نثار و فرمانبردار ہین ہرچند کہ ہمکو آجتک کوئی ساتھہ ایسا روبکار نہین ہوا لیکن کیا کوئی مان کے پیٹ سے تھوڑی لڑتا ہوا پیدا ہوتا ہی یون ہی ہم آزمودہ کار ہوجاتے ہین انشاء اللہ دیکھیے گا کہ ہم بھی مثل پروانون کے حضور کے شمع رخسار پر جان نثار کرینگے ملکہ نے خواصون کو آفرین و تحسین فرمائی اس اثنا مین وہی مرد یعنی خادم سوداگر کچھہ روپیہ واسطے خرچ ضروری کے لایا دایہ نے بحکم ملکہ وہ روپیہ واپس کیا اور کہا کہ جب ہمارا حق خدمت خواجہ عالم کے اوپر ثابت ہوگا اُسوقت جو کچھہ دینگے ہمکو قبول و منظور ہوگا اور ابھی ہمارے پاس خرچ موجود ہی ہمکو ضرورت نہین قصہ کوتاہ وہ تمام رات ان عورتون کی صفائی و درستی آلات حرب مین گذری صبح کو سوداگر نے کوچ کیا چھہ فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ وہ قزاق سرقان تیغ باز چالیس نفر کی جمعیت سے قافلہ کا سد راہ ہوا اور سوداگر سے کہا کہ مال و اسباب اپنا ہمکو دیدو اور جان کو اپنی سلامت لیجاؤ سوداگر نے کہا جب تک کہ ہمارے دم مین دم ہی ہم حبّہ نہ دینگے آخر فریق ثانی نے جو چالیس نفر تھے چار حصہ ہوکر قافلہ کا محاصرہ کرلیا سوداگر نے ایک سمت سواران نو ملازم یعنی ملکہ کو مع خواصون کے مقرر کیا اور تین طرف اپنے سواران قدیم کو متعین کیا اور بازار حرب و ضرب گرم ہوا اور پیام قضا تیران جفا نے پہونچانا شروع کیے دایہ نے ملکہ سے کہا ای فرزند ابھی تک کوئی شخص طرفین کا ہمارے حال سے واقف نہین ہوا

اب مناسب ہی کہ تم کسی طرف نکل چلو دیکھانہ جو مین نے کہا تھا وہی امر پیش آیا یاد رکھو عورتین محض واسطے امور خانہ داری
کے ہین نہ واسطے جنگ و جدل کے چنانچہ خدا فرماتا ہی اسکنوہن من حیث سکنتم ملکہ نے فرمایا دور ہو سامنے سے اگر
حق خدمت تمھارا میرے ذمہ نہوتا تو تمکو اسیوقت اس کلمہ کی ایسی سزا دیتی کہ تم یاد کرتین ای نالایق پہلے مجھے زہر
نہ کھانے دیا تمنے اور اب ان قزاقون کے ہاتھ سے میری پردہ دری کراؤگی دایہ خاموش ہو گئی ملکہ نے کمر ہمت
چست باندھ کے ان قزاقون سے مقابلہ کیا جو مورچہ کہ ملکہ کے سپرد ہوا تھا وہین سے ملکہ نے مع خواصون کے
تیر مارنا شروع کیے تا اینکہ نو نفر کو ملکہ اور ملکہ کی خواصون نے جہنم واصل کیا اور دو خواصین ملکہ کی شہید ہوئین اور
اُن قزاقان باقیماندہ نے بہزار دقت اُن قزاقون مین پہونچکر حال خرابی اور مارا جانا نو نفر کا بیان کیا وہ قزاق یہ سُن کے
ہر چہار طرف سے ملکہ پر حملہ آور ہوے سوداگر نے بھی اپنے سوارون کو ملکہ کی مدد کا حکم دیا اور کہا کہ ایسا نہو کہ قزاقون کے
ہاتھ سے یہ جوان ضایع ہون استنے مین سرقان تیغ باز خود ملکہ کے مقابل آیا ملکہ نے اپنے حفظ ناموس کا خیال کر کے
ایک تیر سرقان تیغ باز کے گھوڑی کی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اس مرتبہ وہ پیادہ پا ملکہ کے
سامنے آیا ملکہ نے ایسی بدحواسی سے تیر مارا کہ گوشہ کمان نقاب پر لگا اور بند نقاب ٹوٹ گیا سرقان تیغ باز کی نگاہ
چہرۂ انور ملکہ پر پڑی بے اختیار عاشق و شیدا ہو گیا ادھر سواران سوداگر اور خواصان ملکہ نے ایسی تیر باری کی کہ کل
پانچ نفر چالیس قزاقون مین باقی رہ گئے اور سب جہنم واصل ہوے سرقان تیغ باز نے اُن پانچون قزاقون سے کہا
کہ تم اپنی جان لیکر بھاگو اور زندگی کو غنیمت جانو اور خود بھی بھاگ گیا سوداگر نے اُنکے فرار ہونے کو غنیمت جانا اور
اُنکا پیچھا نہ کیا جب شام کو خیمون مین آئے تو سوداگر نے زر کثیر اور جواہر اسکے علاج کو بھیجا ملکہ سعیدہ بدستور لشکر سے
علحدہ خیمہ زن ہوئی اور اُن دو کنیزون کو اُسی لباس مردانہ مین دفن کیا مگر سرقان تیغ باز کا تصور مین ملکہ کے

عجب حال ہو گیا تھا آخر سرقان نے اُن پانچون نفر باقیماندہ سے کہا یا رو ہزار افسوس کہ تمام رفیق اور یار میرے جرار و آزمودہ کار مفت ہلاک ہوے کہ اب ایسے رفیق ملنا دشوار ہین اُن رفیقون نے کہا کہ ہم تمہارا زندہ رہنا غنیمت جانتے ہین کہ اگر تم زندہ ہو تو ہزارون رفیق و یار ملجاینگے سرقان تیغ باز نے کہا مجھے رفیقون کا تو کچھ ایسا خیال نہین ہی مین تو ایک اور ہی غم مین مبتلا ہو گیا یہ ایسی بلاے ناگہانی ہی کہ اُسکا کسیطرح چارہ کار نظر نہین آتا وہ بولے کہ ہمکو تمہارے دل کی کیا خبر سرقان تیغ باز نے کہا وہ جوان تھا بدار جو کہ رستم و اسفندیار کے مانند جنگ کر رہا تھا تمکو معلوم ہی کہ وہ کون آفت روزگار و بلاے جان دل آزار تھا اُنھون نے کہا وہ وقت ایسا تھا کہ ہمین اپنے حال کی خبر مطلق نہ تھی سرقان تیغ باز نے کہا وہ ایک نازنین مہ جبین تھی جوان نہ تھا جس نے میرے خرمن ہستی کو اپنے شعلہ حسن سے جلا کر خاک کر دیا اب میرا جینا کجا بقول اس شعر کے شعر

بے تو غم تلخ و شادمانی ہم
مرگ ہم بے تو تلخ بود زندگانی ہم

وہ پانچون قزاق بولے جو امر کہ شدنی تھا وہ ہوا اب اس بیقراری و اضطرابی سے کیا فائدہ سرقان تیغ باز بولا کہ اگر تمکو میری جان عزیز ہی تو کسی تدبیر سے اس دشمن جان و ایمان کو میرے پاس پہونچا دو ورنہ مجھے بھی تم مرا ہوا سمجھو قزاقون نے کہا یہ ہم مین قدرت کہان کہ ہم اسے لا سکین سرقان تیغ باز نے کہا جو مین حکمت بتاؤن وہ تم کرو اُنھون نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہی سرقان تیغ باز حرامی کہ عیار پیشہ بھی تھا اُسنے ایک روغن ایک شاگرد کے چہرے پر ملا کہ صورت اُسکی بدل گئی اور اُسنے کہا کہ فلان مقام پر ایک کنوان شیرین ہی مین بصورت فقیر وہان مقیم ہونگا تو ہمکر قافلہ کو وہان پہونچانا شاگرد بولا اس تدبیر سے تو قافلہ وہان نہین آسکتا سرقان تیغ باز نے دوسرے شاگرد کی بھی صورت بدلی اور کہا تم دونون زخمی ہو کر قافلہ سالار کے پاس جاؤ اور کہو کہ سرقان تیغ باز قزاق سو نفر سواران کی جمعیت سے فلان جا قافلہ کا انتظار کر رہا ہی بلکہ مجھے بھی قافلہ کا آدمی سمجھکر زخمی کیا ہی پھر دوسرا آدمی بھی جا کر یہی بیان کرے اہالیان قافلہ پہلے ہی سے خایف ہین اب تمہارے بیان سے اور بھی اُنپر خوف غالب ہو جائیگا پھر مین تیسرا شاگرد بھیجونگا تم دونون اُس سے پوچھنا کہ تو کہان سے آتا ہی وہ بیان کریگا کہ اس راہ مین پانی شیرین ہی اور بے خوف جگہ ہی فلان تکیہ مین فقیر کے مسافر کو آرام بہت ملتا ہی پھر آگے وہان سے دو منزل تک پانی شیرین میسر نہین آتا یقین ہی کہ اس تقریر و تدبیر سے قافلہ تکیہ مین آئے اور میرا مطلب دلی بھی بر آئے القصہ سرقان مکار نے اس مکاری سے قافلہ کو تکیہ مین فقیر کے بلوایا اور اپنے کو عابد و زاہد مشہور کیا قافلے والون کو اُس حرامزادے کا اعتقاد ہو گیا آخر شب کو دارو بیہوشی پلا کر سب کو غافل کیا اور ملکہ سعیدہ کو عالم بیہوشی مین لے بھاگا اور وہ چارون قزاق سوسن اور دو کنیزون کو چادر عیاری مین باندھ اور جسقدر مال و زر و اسباب تھا لیکر روانہ ہوے جب صبح ہوئی سردار قافلہ نے سُنا کہ سردار نو ملازم کو مع چار نفر سوارون کے کوئی عیار سرقان تیغ باز کا

لیگیا سوداگر کو نہایت قلق ہوا اور باقیماندہ خواصون سے کہ جنکی بنفشہ افسر تھی سوداگر کے پاس جاکر کہا کہ ہم تخلیہ مین کچھ کہینگے آخر تخلیہ مین بنفشہ نے ابتدا سے انتہا تک سب حقیقت ملکہ سعیدہ کی سوداگر سے بیان کی سوداگر نے جو سُنا کہ یہ ملکہ سعدان شاہ بادشاہ ملک گوہر آویز کی بیٹی ہے غضب شاہی سے مانند بید کانپنے لگا اور کہا یہ کیا قیامت ہوئی اگر سعدان شاہ اس ماجرے کو سُنیگا تخم تجارت کو جہان سے ناپید کردیگا آخر سوداگر نے یہ صلاح کی کہ یہان کے حاکم کو اس امر کی اطلاع کرنا مناسب ہے تاکہ مین الزام سے بچون الغرض دوسرے روز سوداگر وہان سے روانہ ہوا اور چوتھے روز شہر ہیکلیہ مین پہونچا جو شہر گوہر آویز کی سرحد مین تھا اور ابطال قوی ہیکل ایک سردار سعدان شاہ کیطرف سے صوبہ دار تھا سوداگر نے وہ رات کاروان سرا مین بسر کی اور صبح کو ابطال قوی ہیکل کے پاس گیا ابطال اُسوقت فرمان شاہی دیکھ رہا تھا اور اُس فرمان مین یہ لکھا تھا کہ بارہ کنیزین محل خاص سے گھوڑون پر سوار ہوکر کسیطرف نکل گئین ہین اُنکو تلاش کرکے اور گرفتار کرکے حضور معلی مین جلد روانہ کرو نامہ پڑھکے سوداگر سے مخاطب ہوا سوداگر نے خلوت مین ابطال سے سب ماجرا بیان کیا اور پانچون خواصون کو بھی حوالہ کردیا ابطال قوی ہیکل کو بیان سے سوداگر کے معلوم ہوا کہ یہ کام بجز سرقان تیغ باز قزاق کے اور کسی کا نہین ہے وہی ملکہ کو لیگیا ابطال نے اُسی وقت چار سردار سَو سَو سوارون کی جمعیت سے چار طرف روانہ کیے اور اُن سے تاکید کردی کہ جہان سرقان ملے زندہ میرے پاس لانا ہلاک ہونے پائے

اب حال ملکہ سعیدہ قمر طلعت اور سرقان تیغ باز قزاق کا بیان ہوتا ہے

کہ سرقان تیغ باز ملکہ سعیدہ کو تکیہ سے ایک گھاٹی مین پہاڑ کی لے گیا اور وہان جاکر فتیلہ رفع بیہوشی ملکہ اور خواصون کو سنگھا کے ہوش مین لایا اور ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا اور کہا اے نازنین تجھے کچھ معلوم ہے کہ میرے سب رفیق و یار وفادار تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوے ورنہ سوداگر کی کیا مجال تھی جو ہمسے مقابلہ کرتا اور جو کام کہ تو نے اور تیری خواصون نے رستمانہ کیا وہ افراسیاب و اسفندیار سے بھی نہین ہو سکتا مین اُس خداوند کریم کارساز کا شکر گذار ہون کہ تو میرے ہاتھ آئی گویا مین نے دولت کونین پائی اور ایک عرصہ سے اسی تلاش مین تھا کہ کوئی نازنین مہ جبین صاحب حسن و جمال ملے تو مین اس سے عقد کرون اب وہ دعا میری خدا نے مستجاب فرمائی اور تجھ ایسی خورشید رو پری پیکر مجھے عنایت فرمائی اب تم یہان بعیش و آرام تمام رہو دنیا کی نعمت فضل خدا سے موجود ہے نوش فرمائیے اور ان چارون کنیزون کا میرے رفیقون کے ساتھ نکاح کردو اور سبکو تم اپنا خدمت گزار و تابعدار و فرمانبردار سمجھو ملکہ سعیدہ نے دلمین کہا کہ خدایا ایک بلاے آسمانی سے بمشکل جان بچائی یہ دوسری بلاے ناگہانی کہان سے آئی اس سے دیکھیے کسطرح نجات ہوتی ہے اگر اس قزاق سے

بے اعتنائی کرتی ہون تو ابھی ناموس مین فرق آتا ہی آخر ملکہ نے سرقان تیغ باز سے کہا کہ خیر جو نوشتہ تقدیر تھا ظہور مین آیا مگر چندے توقف ضرور ہی کہ مین بھی بجاے خود مشورہ کرلون سرقان تیغ باز نہایت خوش ہوا اور اپنے رفیقون سے کہا خبردار کسی طرح کی ان عورات کو تکلیف نہونے پائے یہ جو حکم دین بجان و دل بجالاناوہ چور بہمہ تن انکی خاطرداری مین سرگرم ہوے ایک روز دایہ نے بایماے ملکہ سرقان تیغ باز کو مطلع کیا کہ اے سرقان آیا یہ بھی تو جانتا ہی کہ یہ ملکہ خوبان عالم کس خاندان عالیشان سے ہی اور تو کمال خوش قسمت ہی سرقان تیغ باز بولا واقعی میرا ایسا طالع کہان تھا جو ایسی معشوقہ مجھکو میسر آئی دایہ نے کہا اے شخص یہ ملکہ سعدان شاہ بادشاہ کی بیٹی ہماری شاہزادی ہی سرقان تیغ باز یہ سنتے ہی دلمین نہایت شاد ہوا دایہ نے کہا ہماری ملکہ نے فرمایا ہی کہ غلہ وغیرہ کا جلد بند و بست کردے ہم اب یہان خاصہ تیار کرائینگے کہ یہ کام عورات کا ہی مرد سے نہین ہوسکتا سرقان تیغ باز نے تمام سامان خورد و نوش دایہ کے حوالہ کردیا خواصون نے ملکہ کی ایسا طعام لذیذ پکایا کہ سرقان نے کبھی آنکھون سے بھی نہ دیکھا تھا کھانا کیسا مگر چونکہ وہ خود بھی فریبی اور قزاق تھا ہزارون کو مکر سے مار چکا تھا اسوجہ سے پہلے وہ کھانا کسی کتے کو کھلاتا پھر آپ زہر مار کرتا تھا اور اگر وہ کتا نہ کھاتا تھا تو خود بھی نہ کھاتا تھا اور ایک کتے کو ایسا تعلیم کیا تھا کہ طعام زہر آلود کی بو سے کمال غل و شور مچاتا تھا ملکہ کتے کی خصلت سے آگاہ ہوگئی تھی دایہ سے کہا خبردار کھانے مین کوئی امر ایسا نہو کہ یہ قزاق ہمارے راز سے آگاہ ہوجاوین ایک روز سرقان تیغ باز نے دایہ سے کہا اے دایہ جبکہ ملکہ عالم کے ہم غلام ہین تو پھر جسقدر ہمکو اپنی خلوت سے جلد سرفراز فرمائین عین احسان انکا ہی کہ مین شوق وصل مین ملکہ کے دن رات مرتا ہون اور انکے ہجر مفارقت سے حال روز بروز میرا بدتر ہوجاتا ہی دایہ نے ملکہ سعیدہ سے کہا کہ اے فرزند اب مجھے نیت اس حرامزادے کی فاسد معلوم ہوتی ہی ملکہ نے فرمایا ابھی اسکو رسم کتخدائی مین مصروف کرو دیکھو کیا منظور خدا ہوتا ہی دایہ نے سرقان تیغ باز کو سات روز ہر ایک طرح کے رسم مین مشغول رکھا آخر سرقان تیغ باز بولا اے دایہ رسومات شادی کی کچھ انتہا بھی ہی دایہ نے کہا کیا سہل ہی شادی کا کرلینا بادشاہون کے مراسم ہین انکو بلا شبہہ عرصہ چاہیے سرقان تیغ باز بولا کہ مجھے اب ایک ساعت برابر ایک برس کے معلوم ہوتی ہی آجکی رات ضرور ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوکر زفاف سے کامیاب ہونگا میری طرف سے ملکہ کی خدمت مین عرض کردینا کہ بھلا جبتک رسومات کتخدائی تمام ہون بوس و کنار تو ہوتا کہ گونہ میرے دل کو تسکین ہو ورنہ مشکل ہوگی دایہ نے ملکہ کو اطلاع دی ملکہ نے فرمایا سرقان تیغ باز سے کہدو کہ خیر دو روز کے بعد تیرا کہنا قبول ہوگا سرقان تیغ باز خاموش ہو رہا ملکہ نے دایہ اور سوسن وغیرہ خواصون کو اپنے پاس بلاکر کہا اے دایہ اگر اس روز مین زہر کھالیتی تو آج اس مصیبت مین کیون گرفتار ہوتی مگر تیرا کیا قصور اتنی زندگی اور ہماری باقی تھی خیرتن بہ تقدیر جو ہونا ہوگا وہ تو ضرور ہی ہوگا بہر حال شکر کردگار کرنا چاہیے یہ کہکے

انگوٹھی ہیرے کی سوسن کو دی کہ اسے پیس لا اجل ہماری یونہی مقدر ہوئی تھی اور خواصون سے کہا کہ ہمنے تمھین
بخوشی آزاد کیا جہان تمھارا جی چاہے چلی جاؤ اگر ہر ایک اپنا اپنا قزاق سے نکاح کرے تو بھی بہتر ہی کہ زندگی تمھاری
اچھی طرح گذر جائیگی خواصون نے جواب دیا ای ملکہ آفاق اتنا ہیرا ہم سب کے لیے کافی ووافی ہی پہلے آپ ہمکو
عنایت فرمائین جب ہماری تجہیز وتکفین سے فراغت ہو پھر آپکو اختیار ہی ملکہ سعیدہ اس جواب سے خواصون کے
چپ ہو رہی الغرض جب سوسن نے نگینہ ہیرے کا جدا کیا اُسمین سے کچھ شی سرخ رنگ نکلی سوسن وہ شی ملکہ کے
پاس لے آئی اور اُس شی کو دکھلایا ملکہ بولی خدا نے اب اپنا فضل کیا اب ہمین ہیرے کی بھی ضرورت نہ رہی
ای سوسن یہ انگوٹھی فلان سرحدار نے والد کو دی تھی مجھکو قطع اسکی پسند آئی مین نے بادشاہ سے لیلی لیکن
بروقت انگوٹھی دینے کے یہ کہا تھا کہ ای فرزند آگاہ ہو کہ اس انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے ایک شی ایسی ہی کہ اگر اسکی
ہوا بھی کسی کو لگ جائے تو وہ خاک ہو جائے اور جو روغن زیتون ہاتھ مین لگالے تو ضرر کم ہو جاتا ہی یہ تحفہ مجھے
ایک سرحدار نے دیا تھا اور اُسکے خواص سے بھی آگاہ کیا اور کہا تھا کہ مین تجھے اس سے بہتر انگوٹھی منگوا دونگا
یہ نہ لو مین نے کہا تھا کہ مین یہی انگوٹھی لونگی بادشاہ نے مجھے دیدی سوسن نے کہا مجھے ایک تدبیر یاد آئی ہی اگر
حضور بھی پسند فرمائین ملکہ نے فرمایا وہ کیا تدبیر ہی بیان کر سوسن نے کہا کہ تھوڑے عطر مین اسکو ملا کر دایہ سے
سرقان تیغ باز کو یہان بلا کر اُسکے بدن پر ملین کہ داماد کے حالت عروسی مین عطر و روغن بدن پر ملتے ہین
جب وہ ملعون یہان آئیگا وہ سگ مردارخوار بھی ساتھ آئینگے ہم یہان سے کھانا زہر آلود بھیجین گے لامحالہ وہ
رفیق زہر مار کرینگے اور ہلاک ہونگے اور ہم یہان سے اس موذی کا کام تمام کر دینگے ملکہ سعیدہ کو یہ راے سوسن
کی پسند آئی غرض اُن عورتون نے اسی تدبیر سے اُن قزاقون کو مار ڈالا ملکہ سعیدہ نے شکر پروردگار ادا کیا اور
سوسن کو اُس روز سے خواہر جان بخش خطاب دیا بعد اسکے ملکہ اور دونون خواصین اور دایہ بلباس مردانہ
گھوڑون پر سوار ہوئین اور جسقدر زر و جواہر و اشرفیان لیگئین لین اور باقی غار مین پوشیدہ کر دین اس سگ کو
جبتک اپنے آقا کی زندگی کا خیال رہا بطریق اُسکے سگے کے موجود رہا سوسن نے ہرچند بلایا لیکن وہ کتا نہ آیا اور
کسی طرف کو چلا گیا یقین ہی کہ داستان اس کتے کی پھر بیان کیجائیگی الغرض ملکہ سعیدہ نے غار سے نکل ایک سمت کی
راہ لی یکایک دور سے چند سوار نظر آئے جنکو ابطال قوی ہیکل نے بتلاش ملکہ سعیدہ روانہ کیا تھا اور اُن
سوارون نے چار طرف سے اُن پانچون عورتون کو گھیر لیا اور پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آتی ہو اور کہان کا قصد
ہی اور سوداگر نے بھی واسطے شناخت کے دو چار آدمی ہمراہ کر دیے تھے اُنھون نے سوارون سے کہا کہ ملکہ یہی
نقاب پوش سوار ہی سردارون نے کہا ملکۂ عالم اب تمھارا روپوش ہونا ناحق ہی ہمنے اب پہچان لیا اب آپ کو چلنا
ابطال قوی ہیکل کے پاس مناسب ہی کہ وہ آپکو بحفاظت تمام آپ کے والد ماجد کے پاس پہونچا دیگا ہم سرقان تیغ باز

ملکہ سعیدہ اور سوسن نے یقین ہی کہ تمنے اوس کافر کو ضرور مار ڈالا ہوگا
کی تلاش مین شب و روز سرگردان پھرتے تھے
پہلے چند تیر سواروں کو مارے لیکن اونکو کچھ ضرر نہ پہونچا آخر مجبور ہو کر سواروں سے کہا تم ہمارے پاس نہ آنا ہم
تمھارے ساتھ چلتے ہین سوار دور دور محاصرہ کیے ہوے ہمراہ ہولیے جب شہر ہیکلیہ کے قریب پہونچے سواروں نے
ابطال قوی ہیکل کو اطلاع دی ابطال ایک محافہ زرنگار لاکر نہایت عزت سے ملکہ کو شہر مین لے گیا اور دوسرے
روز اوسنے اپنے بیٹے ارجال سے کہا اے فرزند ہزار سوار کی جمعیت سے ملکہ کو بمحافظت تمام بادشاہ کے پاس پہونچا دو
تاکہ ہم مستحق انعامات شاہی کے ہون ارجال اوسی روز ملکہ کو لیکر شہر گوہر آویز کی طرف روانہ ہوا ملکہ کو سوائے
گریہ و بکا کے اور کام نہ تھا خواصون سے ملکہ نے کہا کہ تمنے دیکھا کہ کس پریشانی و حیرانی مین گرفتار ہین اور وہی
بے آبروئی کا سامنا پھر ہی اب دیکھیے اوس ظالم اظلم و بے دین کے پنجہ سے کسطرح رہائی ہوتی ہی جو مرضی اسکی
دوسری منزل مین ملکہ نے ارجال قوی بازو کو بلا بھیجا ارجال چونکہ جوان تھا سمجھا کہ شاید ملکہ کچھ نیت بد میری
جانب رکھتی ہی فوراً حاضر ہوا ملکہ نے پوچھا شہر گوہر آویز کتنی دور ہی ارجال قوی بازو نے عرض کی کہ سات منزل ہی
پھر ملکہ نے پوچھا کہ تیری شادی بھی ہوئی ہی ارجال نے کہا اے ملکہ مین وہان اب عقد کرونگا جہان میرا خود جی چاہے گا
ملکہ نے پردہ محمل کا اونچا کر دیا اور اس حیلہ سے اپنی صورت دکھائی ارجال قوی بازو نے نور جمال ملکہ کو جو دیکھا کلیجہ
منھ کو آگیا نزدیک تھا کہ قالب سے جان نکل جائے ملکہ نے اوسکو عطر و پان دیکر رخصت کیا ارجال قوی بازو وہان سے
بد شواری تمام اپنے خیمہ مین آیا اور رات بھر بیقرار مثل مرغ بسمل تڑپا کیا ملکہ نے حکم دیا کہ ہمارا مزاج بدمزہ ہو گیا ہی ہم دو مقام
یہان کرینگے اور دوسرے روز پھر ارجال کو طلب کیا اور فرمایا تو مجھکو میرے باپ کے پاس لیے جاتا ہی خدا کو کیا جواب دیگا
شاید تو نیت بد سے اوسکی آگاہ نہین ہی بعد اسکے ساری کیفیت اوس سے بیان کی ارجال قوی بازو نے کہا قربانت شوم مین
تمھارا تابعدار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا بس خدمت میری یہی ہی کہ مجھے کسیطرف تو لے چل پھر مین تجھسے عقد کرونگی

ارجال قوی بازو چونکہ اسی بات کا خواستگار تھا دوسرے روز مع ملکہ کے ایک طرف روانہ ہوا پانچ سو سوار جو خاص ارجال سے تعلق رکھتے تھے وہ ارجال کے ہمراہ ہوے باقیماندہ لوگون نے ارجال سے کہا کہ انجام اسکا اچھا نہوگا ارجال نے کہا کہ تم جاؤ اپنا کام کرو وہ ہیکلیہ کو روانہ ہوے ارجال نے اُن پانچ سو سوارون پر شبخون مارا اُنمین سے جو چند سوار زندہ بچے بحال خراب ہزیمت خوردہ خراب خستہ ہیکلیہ مین پہونچے اور اُنھون نے تمام حقیقت ارجال قوی بازو کی ابطال قوی ہیکل سے بیان کی ابطال اس خبر وحشت اثر سے ایسا غیظ وغضب مین آیا کہ اُسیوقت دو ہزار سوار کی جمعیت سے ارجال قوی بازو کا تعاقب کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کو روانہ کی کہ نمکحرام ارجال مادر بخطا بدانجام امانت شاہی مین بخیانت پیش آیا لہذا یہ غلام واسطے تادیب وگوشمالی ارجال کے روانہ ہوا ہی باقبال شاہی عنقریب اُسی برگشتہ بخت کو باندھکر حضور معلی مین روانہ کرتا ہون

اب ابطال وارجال کو اپنے حال مین مصروف رکھا جاتا ہی اور رحال حکیم ابو المحاسن اور شہاب نوجوان کا گذارش کیا جاتا ہے

شہاب نوجوان اصل مین مرد شریف تھا اور باپ اُسکا قطب الدین ارباب ایک مرد عابد وزاہد تھا اور نہایت معزز ومعمر ارباب طلسم مین تھا جب شہاب الدین واسطے تحصیل علم کے شہر گوہر آویز مین حکیم ابو المحاسن کے پاس آیا حکیم صاحب نے فرمایا ای شہاب نوجوان مین اس شرط سے تجھکو درس مین شریک کرتا ہون کہ صید وشکار موقوف کر اور تن تنہا ایک حجرے مین قیام کر پھر مین تجھے خود اجازت شکار دونگا شہاب نوجوان نے فرمانا حکیم صاحب کا بدل قبول کیا اور تحصیل علم مین ہمہ تن مصروف رہا یہان تک کہ علم رسمیہ سے تھوڑے عرصہ مین فارغ ہوا حکیم صاحب نے فرمایا اب سیر وشکار کیا کر شہاب نے تمام سامان ظاہری واسباب ضروری اپنے بادشاہ سے جسکا طیہیہ نام تھا طلب کیا اور شہر گوہر آویز مین رہنا اختیار کیا اور ہفتہ مین ایک مرتبہ حکیم صاحب کی خدمت مین جاتا قضارا ایک شب شہاب نوجوان ایک مرغزار مین پہونچا دیکھا ایک طرف سواے سوسن خودرو کے اور کچھ نظر نہین آتا شہاب نوجوان باغ سوسن مین جاکر سو رہا ناگاہ عالم خواب مین عجیب تماشا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین رشک قمر پری پیکر ایک پھول سوسن کا ہاتھ مین لیے ہوے گشت کر رہی ہی اور صورت پُرضیا اُسکی ایسی مصفا وجلی ہی کہ نظر کام نہین کرتی شہاب نوجوان بہزار دل وجان اُس پری پیکر پر عاشق ہوگیا اتنے مین وہ نازنین خرامان خرامان خود شہاب نوجوان کے پاس آئی اور بیٹھ گئی شہاب نوجوان نے بعجز پوچھا کہ ای سرو چمن خوبی وگل گلزار محبوبی اپنے نام ونسب سے بھی اس خاکسار کو آگاہ کر اُسنے کہا ای جوان نام میرا سوسن جان بخش ہی اور مین بادشاہ کی بیٹی کی خواہر خطابی ہون اگر تجھکو مجھسے کسی طرح کا میلان طبع ہو تو کوہ مراد پر جا اور حق خدمت اپنا میری بہن پہ

ثابت کر شاید تیرے حُسن خدمت سے مقصد تیرا حاصل ہو بعد اس جملے کے نظر سے دفعۃً غائب ہو گئی جب شہاب نوجوان بیدار ہوا اپنے کو عجیب حال بدبین پایا اور وہان سے بدشواری تمام شہر مین پہونچا اور اُسنے ایک آدمی سے پوچھا کہ ملک سعدان شاہ کی بیٹی کوئی بہن خطابی بھی رکھتی تھی اُنھون نے کہا ملک سعدان شاہ کی ایک بیٹی ہی وہ بھی چند روز ہوے کہ کہین چلی گئی ہی شہاب نوجوان بعد ایک ہفتہ کے حسب معمول حکیم صاحب کی خدمت مین گیا حکیم صاحب نے فرمایا ای شہاب نوجوان آج مین تجھے عجیب حال مین مبتلا دیکھتا ہون سچ بتا کہ یہ کیا بات ہی شہاب نوجوان نے حکیم صاحب کی دست بوسی کی بعدہ خواب بیان کیا حکیم صاحب نے شہاب نوجوان کے خواب کی تعبیر بحساب ستارۂ فلکی و تاثیرات کواکب کے استخراج کر کے کہا ای فرزند ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت ملک سعدان شاہ کی ایک کنیز خاص دمساز و ہمراز ہی اُسکو پروردگار عالم نے نجابت و شرافت و فہم و ذکا از حد عطا فرمایا ہی اور آجکل ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے اُسکی خدمت کے صلہ مین خواہر جان بخش اُسکو خطاب دیا ہی تم بہرحال خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالیٰ قریب تر تو اپنے مدعاے دلی کو پہونچیگا شہاب نوجوان کو ارشاد سے حکیم صاحب کے فی الجملہ اطمینان ہوا باقی احوال شہاب نوجوان کا ضمن مین قصہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے بیان کیا جائیگا

اب عنان اشہب مشکین طرف میدان صفحہ حال ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے پھرتی ہی

کدھر ہی تو ای ساقی بے خبر
خوشی سے مجھے رنج مرغوب ہی
نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر
یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہی
طپش سے تڑپ سے تو کر دے بہم
یہی ساتھ دیتا شب و روز ہی
کہ لکھتا ہون مین داستان الم
یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہی

غرض ارجال بن ابطال قوی ہیکل ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو لیکر روانہ ہوا ملکہ شکر پروردگار عالم بجالائی کہ خداوندا تو نے اس ظالم اظلم پدر بدسیر کے ہاتھ سے نجات دی آیندہ جو کاتب تقدیر نے تحریر کیا ہی وہ ضرور ہوگا چوتھی منزل تھی کہ پشت سے ایک گرد نمایان ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا معلوم ہوا کہ ابطال قوی بازو آتا ہی ارجال نے جانا کہ باپ میرا واسطے تنبیہ کے آپہونچا اُسنے ایک آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ تم یہان کس ارادے سے آتے ہو اگر تمنے واسطے ملکہ کے تکلیف کی ہی تو مین ہرگز تاحیات اپنی ملکہ کو کبھی نہ دونگا کہ خداوند زردشت نے ملکہ کو خاص میرے ہی واسطے خلق کیا ہی سو مجھ تک وہ بہزار خرابی پہونچی اب آپکو مناسب ہی کہ آپ واپس جائین ابطال کو یہ کلمہ ارجال کا ایسا بُرا معلوم ہوا کہ اُس آدمی کو ابطال نے اُسی غیظ و غضب مین قتل کیا بعد اسکے ایک رقعہ لکھا کہ او مادر بخطا نمکحرام بادشاہ کے حرم محترم خاص مین خیانت کرنا گویا اپنے خون مین آپ شریک ہوتا ہی دوسرے مجھے تیری محبت مین اپنا ملک و مال و جان و آبرو ہرگز دینا منظور نہین ہی تجھکو چاہیے کہ اپنی خطا پر نادم ہوا و قصد

باطل سے درگذرا اور ملکہ کو میرے ملازمون کو دیدے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا ارجال نے برہم ہوکے پیام آور کو قتل کیا ابطال نے اپنے لشکر کو حکم جنگ مغلوبہ دیا ادھر ارجال نے بھی اون پانچ سو سوار سے باپ کے لشکر پہ حملہ کیا اوس ہنگامہ جدال و قتال مین ملکہ نے فرصت غنیمت جانی اور فوراً محافہ سے نکل گھوڑے پر سوار ہو مع خوصون کے اول چند تیر ابطال قوی ہیکل کے لشکر پر مارے اور خود ایک طرف مثل برق کے چمک کر نکل گئی یہان ایک شبانہ روز ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا ہرچند کہ ارجال کے پاس فوج قلیل تھی لیکن کمال شجاعت و بہادری سے لڑا ناگاہ اوس شور مین ابطال و ارجال کا مقابلہ ہوگیا بیٹے نے ایک تیر باپ کی پیشانی پر مارا باپ نے بھی ایک نیزہ جگر شگاف قریب سے سینہ پر بیٹے کے مارا تیر سے باپ مجروح ہوا اور ضرب نیزے سے بیٹا گھوڑے سے زمین پر گرا اور فوراً باپ نے سر بیٹے کا اپنے ہاتھ سے قلم کیا بعد قتل ہونے ارجال کے لشکر اوسکا پراگندہ ہوگیا جب ابطال محافہ کے پاس آیا ملکہ کو محافہ مین نہ پایا اہل لشکر سے پوچھا اونھون نے کہا کہ ہنگام رزم ملکہ گھوڑے پر سوار تیراندازی مین مشغول تھی پھر ہمین نہین معلوم ابطال نے دونون ہاتھ زانو پر مارے اور سینہ و سر پیٹنے لگا اور کہا افسوس جسکے واسطے مین نے اپنے لخت جگر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا وہی سلامت جان بچاکر نکل گئی آخر ابطال نشان سم اسپان بادرفتار پر روانہ ہوا ملکہ سعیدہ بھی بخوبی چالاکی سے راہ طے کرتی چلی جاتی تھی حتی کہ تین روز برابر رات و دن چلی چوتھے روز جب غشی کی نوبت پہونچی کنیزون نے کہا اے ملکہ آفاق ایک دو ساعت آرام کرو ایسا نہو کہ دشمنون کی طبیعت علیل ہوجائے ملکہ ناچار سایہ مین ایک درخت کے سو رہی سوسن کی بھی آنکھ لگ گئی باقی خواصین گھوڑون سے اوتر زین پوش بچھا بیٹھ گئین ملکہ سعیدہ نے خواب مین دیکھا کہ ایک کنوان نہایت گہرا ہے لب دریا اور جگت پر اوس کنوین کے ایک جوان عالی شان باشوکت و شان سبزہ آغاز کچھ اوراد مین مشغول ہے ملکہ نے اوس جوان سے پوچھا نام و نسب تیرا کیا ہے اور اس بیابان ویران مین تنہا بیٹھا کیا پڑھتا ہے اسنے جواب دیا کہ مین نے محض تیرے سودائے عشق مین مبتلا ہوکر خانمان کو ترک کیا اور تمھارے شوق وصلت مین اس حال کو پہونچا ہون نام میرا شاہزادہ [illegible] ابن سعیدون شاہ بادشاہ شہر سہیم السعادت ہے ملکہ کچھ اور پوچھا چاہتی تھی کہ یکایک دایہ نے پکارا اے فرزند جلد اوٹھ سوار ہو کہ فوج دشمن آپہونچی ملکہ کی آنکھ کھل گئی مگر چہرہ نہایت متغیر تھا خواب کے خیال مین تیر عشق دل پہ کھائے ہوے دوسرے خوف دشمن مین مبتلا بے اختیار ایک نعرہ آہ کا نکل گیا اور دریائے اشک تھا کہ آنکھون سے جاری ہوگیا بلکہ اسوقت سوسن کا بھی یہی حال تھا کہ زار زار مثل ابر نو بہار روتی تھی اور صورت ملکہ سعیدہ کی ایک عالم حسرت و یاس مین دیکھتی جاتی تھی یاسمن وغیرہ خواصین ملکہ کا حال دیکھ کے حیران تھین اور کہتی تھین کہ خداوندا ابھی تو یہ اچھی سوئی تھین دفعتاً انکا ایسا حال ہوجانا قیاس مین نہین آتا مگر [illegible] دم زدن کی نہ تھی کہ فوج حریف سر پر تھی ناچار بادل داغدار اون گھوڑون تھکے ماندون پر سوار ہوکر [illegible]

روانہ ہوئین ملکہ نے دایہ سے کہا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ ابطال بدقتل ارجال ہمارے تعاقب مین آیا ہی دایہ
نے کہا واری تمھارا کہنا بجا ہی کہ ناگاہ دور سے ایک کوہ نظر آیا بلندی مین اسکو ہم رتبہ فلک چہارم پایا عورتین
اُفتان وخیزان باحال پریشان خوفناک نیچے اُس پہاڑ کے پہونچین دیکھا تو چارطرف سے وہ پہاڑ ایسا بلند ہی
کہ پرندہ بھی پہونچ نہین سکتا اور ایک طرف راہ خارستان وہ بھی تنگ ایسی کہ ایک سوار بصد دشواری گذرے
اتنے مین وہ گرد قریب تر آگئی ملکہ نے دایہ سے کہا کہ اب اسی خارستان مین پناہ لینی چاہیے اور مصلحت وقت بھی
یہی ہی یہ کہکے اُس خارستان مین داخل ہوئین دایہ نے کہا یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ورنہ دشمن کے ہاتھ گرفتار
ہوجائینگے بہتر یہ ہی کہ بالاے کوہ تشریف لیچلیے ملکہ کو راے دایہ کی پسند آئی اور ایک فرسخ کی بلندی پر بمشکل تمام
تشریف لائین اتنے مین وہ فوج حریف اور قریب آئی ابطال نے دیکھا کہ پانچ چار سوار پہاڑ پر چڑھے چلے آتے ہین
سمجھا کہ بیشک یہ وہی ملکہ سعیدہ بنت سعدان شاہ ہی اُسنے سرداران لشکر سے کہا یارو جن عورتون کی کہ مجھے
تلاش تھی یہ وہی عورتین لباس مردانہ پہنے پہاڑ پر جاتی ہین خبردار ہرگز اب یہ جانے نہ پائین گرفتار کرلو یہ کہکے
ابطال بدافعال نے خود ملکہ کے عقب مین گھوڑا اُٹھایا اور فوج قلیل بھی ہمراہ اس بدافعال کے پہونچگئی انمین سے
پچاس سوار پہاڑ پر پہونچے ملکہ نے خواصون کو حکم دیا کہ اسی جگہ گھوڑے چھوڑ دو اور علیحدہ علیحدہ پس وپیش بیٹھ جاؤ
خواصین حسب الحکم ملکہ پس وپیش بیٹھ گئین اور تیر وکمان لیکر تیر مارنا شروع کیے اسطرف بوجہ تنگی راہ ایک ایک سوار
آگے پیچھے روانہ ہوا جب قریب تیر کی زد کے پہونچے سوسن نے چند سوارون کو ناوک جان ستان سے خاک مین
ملا دیا جب وہ تھک گئی یاسمن نے تیر مارنا شروع کیے اسنے بھی بہت سے سوار جان سے مارے قصہ مختصر منجملہ
پچاس سوار کے دس سوار زندہ بچے اور سب راہی ملک عدم ہوے سو وہ بھی فرار ہوکر لشکر مین اپنے پہونچے
اور ابطال سے یہ ماجرا کہا ابطال نے کہا لعنت ہی تمھاری اس مردی ومردانگی پر کہ دس عورتون سے پچاس مرد
عہدہ برا نہو سکے اُنھون نے کہا کہ راہ ایسی تنگ وتاریک ہی کہ بجز ایک سوار کے دوسرا جا نہین سکتا وہ بھی اُن
عورتون نے مسدود کر رکھی ہی اور عورتین بھی ایسی قدر انداز ہین کہ ہمنے اپنی عمر مین ایسی تیر انداز عورتین نہین دیکھین
ابطال خاموش ہو رہا اور شام کو حکم دیا کہ کل سب فوج جمع ہو جائے ہم چارطرف سے پہاڑ کو گھیر لینگے دیکھین تو کہانتک
ان عورتون کے تیر مارنے سے لوگ ہلاک ہوتے ہین اب یہین مقام کرو اور صبح کو دوسری راہ بھی ڈھونڈھ لینگے
ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے دیکھا کہ لشکر ابطال قوی ہیکل زیر کوہ مقیم ہوا خواصون کو حکم دیا کہ گھوڑون کو چھوڑ دو اور
آگ روشن کردو تا کہ گمان ہو کہ یہین یہ بھی مقیم وموجود ہین اور ہم تم پیادہ پا بالاے کوہ چلین آخرکار یہ مظلومہ و
آفت رسیدہ ناچار خراب وخستہ تمام رات راہ چلین صبح کو پہاڑ کی چوٹی پر پہونچین اتفاق سے یہ پہاڑ وہی پہاڑ ہی
جسے لوگ کوہ مراد کہتے ہین جہان ابوالوفا چار سو سوار وپیادے کی جمعیت سے انتظار مین شاہزادہ مشتری طلعت کے

مقیم ہی اور شاہزادۂ مشتری طلعت ہمراہ شاہزادۂ معز الدین کے طلسم قصر قرآن السعدین کی طرف روانہ ہوا ہی
الغرض مردمان لشکر ابو الوفا نے جب ان عورات کو دیکھا انکے پاس آکر پرسان حال ہوے ملکہ نے فرمایا سبحان اللہ
مصرع بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا است ؛ یہان بھی ہمارے پوچھنے والے پیدا ہوے کُئی کس کس سے اپنا حال زار
بیان کیجیے اور کہان جائیے ابو الوفا نے جو سُنا کہ دس نقابدار بالا سے کوہ وارد ہوے ہین خود انکے پاس آیا اور
کہا ای جوانان ذیشان و بلند مکان ہرچند کہ تم اسوقت بظاہر گرفتار مصیبت و آلام ہو لیکن ہمارے نزدیک تم
عالیمقام ہو اب تمکو لازم ہی کہ تم اپنے حال پر ملال سے ہمکو بھی آگاہ کرو شاید تمھاری راست گوئی سے پروردگار عالم
تمھارے حال پر مہربان ہو اور کوئی صورت رفع ملال کی پیدا ہو جائے سوسن نے ابو الوفا سے کہا ای پیر وفاکیش و
صاحب مروّت و نیک اندیش ہمکو بھی تمھاری پیشانی نورانی سے آثار نیکی ظاہر ہوتے ہین ایسی حالت مین دلجوئی
و مدارات ہماری مثل وارد و صادر کے تمپر لازم ہی کیونکہ دُنیا معرض زوال و انتقال مین ہی وقت کو بقا نہین ہی اور
بات رہ جاتی ہی پہلے تم اپنے حال فرخندہ مآل بیان کرو کہ وجہ سکونت اس کوہ ویران کی کیا ہی اور نام و نسب
تمھارا کیا ہی بعد ازان ہم بھی اپنا حال راز مع افکار روزگار بیان کرینگے ابو الوفا نے کہا شاہزادۂ مشتری طلعت
بن سعیدون شاہ کا مین غلام ہون اور نام میرا ابو الوفا ہی اور ہمارا شاہزادہ ایک مدت سے اس قصر کے
اندر اپنی معشوقہ و مطلوبہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کے عشق مین شب و روز آہ و زاری و نالہ و
بیقراری مین بسر کرتا تھا اب تھوڑے دن ہوے کہ ایک شاہزادۂ گمنام اپنے ہمراہ شاہزادۂ مشتری طلعت کو
قصر قرآن السعدین کی طرف لیگیا ہی اور ہمارے شاہزادے سے یہ وعدہ واثق فرمایا ہی کہ مین تمھاری معشوقہ
کے پاس تمکو پہونچا دونگا اب مین فقط اپنے شاہزادۂ عالی وقار کے انتظار مین ہون ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے
جو یہ حال فرخندہ فال ابو الوفا کی زبانی سُنا فرط خوشی سے چہرے کا رنگ سُرخ ہو گیا اور رنج سفر دور ہو گیا تمام
مصیبت و غم و الم مبدل بسرور ہو گیا سوسن نے ابو الوفا سے پوچھا کہ آپکو سعیدہ قمر طلعت کے حال کی بھی کچھ خبر ہی
ابو الوفا نے کہا ہان اسقدر سُنا ہی کہ کسی وجہ سے ملکہ سعیدہ قمر طلعت اپنے محل سے مع بارہ خواصون کے فرار
ہو گئی ہی سوسن نے کہا کہ ایک مکان واسطے آرام کے دو کہ ہم بعد دفع ہونے کسل راہ کے اپنا حال مفصل تمسے
گذارش کرینگے ابو الوفا نے ملکہ کو اُسی قصر مین اُتارا اور اُنکی خاطر و مدارات مین مصروف ہوا اور کہا تم بدلجمعی تمام
یہان آرام کرو یقین ہی کہ عنقریب ہمارا شاہزادہ بھی تشریف لاتا ہی

اب حال ابطال بدمآل کا سُنو

کہ جب تمام و کمال لشکر راتون رات جمع ہو گیا صبح کو اُسنے پہاڑ پر یورش کیا ابو الوفا نے بھی کمر بندی کا حکم دیا اور کہا

کہ اپنے سامان حرب وضرب سے سب ہوشیار ہو جاؤ سرداران لشکر ابطال نے جب دیکھا کہ یہان چار سو سوار و
پیادے باساز و سامان جنگ باتیر و تفنگ موجود ہین ابطال کو اس حال کی اطلاع کی ابطال نے نیچے پہاڑ کے
جاکر باواز بلند کہا کہ ای اہل کوہ تمنے مہمان سعدان شاہ کو پناہ دی ہی شاید اپنی جان و آبرو سے بیزار ہوے ہو
ابوالوفا نے کہا ای ناقص العقل و نامرد و تف ہی تمھاری اس سپہ گری پر کہ دو چار عورتون مصیبت زدہ کو اتنے بڑے
لشکر سے گھیرتے ہو تمکو شرم نہین آتی لعنت ہی تمھارے دین و مذہب اور تمھارے بادشاہ پست ہمت پر جبکہ
تمھارے بادشاہ سے دو چار عورتون کا بند و بست نہو سکا تو کاروبار سلطنت کسطرح ہوتا ہوگا اور تمسے کسی مرد کا
مقابلہ کسطرح کیا جائیگا ابطال نے کہا ای پیر مرخرف تو اسی جمعیت چند مردمان مفلوک اور قلب جگہ ہونے پر
مغرور ہی یاد رکھ کہ اس حرکت کا بجز ہلاکت و ندامت کچھ نتیجہ حاصل نہوگا اگرچہ ابھی ہمارے پاس لشکر قلیل ہی لیکن ہمارے
شاہ کو جو خبر ہوگی تو قیامت کبری برپا ہو جائیگی اور یہ پہاڑ مانند تودہ خاک کے ہواے سم اسپان سے برباد
ہو جائیگا لہذا مناسب ہی کہ اس جہالت کو موقوف کرو اور اپنی جان و عزت کو غنیمت جان آیندہ تجھے اپنے فعل کا
اختیار ہی ابوالوفا نے کہا ہرچہ بادا باد جسنے ہمسے پناہ مانگی اسکو دشمنون کے حوالہ کر دینا اس سے زیادہ بزدلی و
نامردی کیا ہوگی دوسرے خوشنودی خدا و رسول کو ہم واجب و لازم جانتے ہین تمھارے اور تمھارے بادشاہ کی
خوشی و ناراضی سے ہمکو کیا کیر مگس چہ خفتہ وچہ بیدار جب ابطال قوی بازو نے دیکھا کہ یہ مرد جاہل کسی صورت سے
نہین سمجھتا ناچار لشکر کو حکم دیا کہ اس پہاڑ کا راستہ اور کسی طرف سے بھی ہی یا نہین لشکریون نے خوب تلاش کیا
جب اور راہ نہ ملی ناچار ہو کر اوسی راہ قلب و دشوار گذار سے یورش کیا اور ہر متنفس سے کہتا تھا کہ یارو یہ کام بادشاہی
ہی معاوضہ مین اسکے منصب جلیل ملیگا جہان تک ہوسکے کوشش مردانہ کرو جو کوئی انمین سے ضایع ہوگا اسکی
اولاد کو وظیفہ سرکار شاہی سے ملیگا ان چند مردمان مفلوک کو مار لینا کتنی بڑی بات ہی اور پسپا ہونا اس جگہ
سے بڑی شرم کی بات ہی اسطرف پہاڑ والے جنگ مردانہ مین مشغول تھے الغرض تمام روز بازار موت گرم رہا
اور تا شام چار سو آدمی لشکر ابطال کے زخمی و ہلاک ہوے شام کو طبل بازگشت بجا ابطال قوی بازو نہایت
غمگین و شرمسار اپنے خیمہ مین آیا اوس روز ابطال کے لشکر مین غلہ مطلق نہ تھا اسیوجہ سے دوسرے روز جنگ
موقوف رہی ملکہ سعیدہ اور سوسن جان بخش اور دایہ حمیدہ غرفہ محل سے سیر جنگ دیکھ رہی تھین اور مرزا ابوالوفا
کی جرأت و بہادری دیکھ کر تحسین و آفرین کرتی تھین دایہ حمیدہ نے ملکہ سے کہا قربانت شوم اگرچہ ایذاے
سفر و غریب الوطنی اور حریف سے جنگ و جدل اور خوف آبرو و جان یہ سب امورات باعث اضمحلال طبیعت ہین
لیکن جب سے کہ تم اس درخت کے سایہ مین سو کر بیدار ہوئی ہو تمھارا چہرہ نہایت متغیر ہو رہا ہی اور نالہ و زاری
بھی زیادہ پاتی ہون اور تمسے زیادہ سوسن کا حال ابتر ہو گیا ہی کہ کبھی مین نے اسطرح کے رنج و ملال مین مبتلا

نہین دیکھا ملکہ نے جو خواب دیکھا تھا دایہ سے بیان کیا دایہ کو کمال حیرت ہوئی اور کہا سبحان اللہ عجیب عجیب معاملات پیش آتے ہین دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی دوسرے روز صدائے کوس حربی لشکر ابطال سے بلند ہوئی اور ابطال نے عہد کیا کہ آج جسطرح سے ممکن ہوگا پہاڑ پر چلینگے اور اگر آج ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو گرفتار نہ کیا تو کچھ بھی کام نہ کیا ادھر ابو الوفا اور سب اُسکے ہمراہی جان لڑا رہے تھے یہانتک عرصہ قلیل مین بہت سے دلاوران لشکر ابطال کو زخمی و ہلاک کیا لیکن مردمان لشکر ابطال نے ابطال کی ترغیب سے ایسی کوشش و محنت کی کہ نیچے پہاڑ کے پہونچ گئے اُس روز اہل کوہ کو بھی یقین کامل ہوگیا کہ یہ مردود آج بند و بست ہمارا توڑ دینگے انھون نے ابو الوفا کو اطلاع دی ابو الوفا خود برسر کوہ آیا اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت سے کہلا بھیجا کہ درگاہ خدا مین دعا کرو آج کثرت افواج سے اُن ملعونون کے انتظام کوہ رہتا نظر نہین آتا ملکہ سعیدہ نے ایک غرفہ سے محل کے اس یورش کا تماشا دیکھا اور نہایت عجز و زاری سے مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین کی جب اہل کوہ کا حال نہایت سقیم ہوا یکایک دامن صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور دامن گرد سے ایک نقابدار سُرخ پوش اسپ ابلق تندخرام پر سوار کمان کیانی کاندھے پر شمشیر مرصع نگار حمایل کیے سپر فولادی سے پشت کی پناہ کیے نیزہ خطی ہاتھ مین لیے مثل برق جہندہ کے لشکر ابطال مین داخل ہوا مگر نیزہ اُسکا بعینہ مثل چرخ کلان کے گردش کھا رہا تھا اور جو نیزے کے روبرو آتا تھا سیدھا جہنم کو چلا جاتا تھا غرض وہ نقابدار اُس نیزے سے سپر اور تلوار دونون کا کام لے رہا تھا تھوڑے عرصہ مین چند پہلوان لشکر ابطال کے ہلاک کیے ابطال نے مجبوری طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنے خیمہ مین چلا آیا

اب راوی تازہ خیال انکو سرگرم جنگ و جدال رکھتا ہی اور حال ملکہ سعیدہ قمر طلعت اور سوسن وغیرہ کا بیان کرتا ہی

ملکہ سعیدہ قمر طلعت دایہ حمیدہ اور سوسن جان بخش اور یاسمن وغیرہ خواصین کو ہمراہ لیے غرفون سے
محل کے عجز اہل کوہ اور غلبہ ابطالیون کا دیکھ رہی تھی اس اثنا مین وہ سوار نقابدار معرکہ جنگ مین آیا سوسن نے
جو نقابدار کو دیکھا ہوش جاتے رہے اور بے اختیار ایک نعرۂ آہ مارا کہ تمام خواصین مع ملکہ متحیر ہوئین ملکہ نے
حیران ہو کر کہا یا الٰہی اس نقابدار سرخ پوش کے دیکھنے سے یک بیک سوسن کا کیا حال ہو گیا جب دو چار ساعت
کے بعد سوسن کو ہوش آیا ملکہ نے حال پوچھا سوسن نے کچھ جواب نہ دیا اور ایک نگاہ حسرت سے میدان جنگ کو
دیکھ رہی تھی اور جسم مثل بید کانپ رہا تھا وہ نقابدار بعد قتل کرنے چند پہلوانون کے لشکر ابطال سے سلامت
نکل گیا کسی اہل لشکر ابطال نے بخوف جان اسکا پیچھا نہ کیا یہان سوسن بھی ملکہ کے ساتھ سے دوسرے غرفہ مین چلی گئی
یاسمن بھی پیچھے سوسن کے گئی کیا دیکھتی ہی کہ سوسن تو غرفہ مین بیٹھی ہی اور نقابدار زیر کوہ کھڑا ہی اور قصر کو بنظر غور
دیکھ رہا ہی جب نقابدار نے یاسمن کو دیکھا مثل شرارۂ آتش نظر سے غائب ہو گیا یاسمن نے یہ معاملہ ملکہ سعیدہ
سے آکر بیان کیا ملکہ فوراً سوسن کے پاس آئی سوسن کو اُسیطرح بیہوش پایا جب سوسن کو ہوش آیا ملکہ نے
اپنے سر کی قسم دی اور فرمایا اے سوسن تو اپنا حال مفصل مجھسے بیان کر سوسن نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق میرا حال
لایق بیان نہین ہین آپ سے کیا عرض کرون اور آبدیدہ ہو گئی ملکہ نے فرمایا آخر ہم بھی سُنین سوسن نے کہا اُسی
سایہ درخت مین جہان حضور نے شاہزادۂ مشتری طلعت کو خواب مین دیکھا تھا مجھے بھی عالم واقعہ مین عجیب
سامان نظر آیا اور تعبیر بھی اُس خواب کی جلد ظہور مین آئی ملکہ نے پوچھا کیسا خواب تھا سوسن نے کہا مین نے دیکھا کہ مین
اسی غرفہ مین جہان اب ہون جنگ کا تماشا دیکھ رہی ہون اور یہی جوان سُرخ پوش بعد ختم جنگ زیر غرفہ آیا اور مین
اُسکی صورت پر عاشق زار ہو گئی ملکہ نے دایہ سے کہا کچھ سُنا سوسن کا کلام کیا کہتی ہی دایہ نے کہا مجھے خود حیرت ہی
کہ ایک معاملہ ختم نہین ہوا کہ دوسرا اور درپیش ہو گیا خدا انجام بخیر کرے غرض دو روز معرکہ جنگ موقوف رہا ابطال
نے جاسوس و عیار واسطے دریافت حال نقابدار کے روانہ کیے جب کسی کو نقابدار کا نشان نہ ملا تیسرے روز ابطال
نے پھر کوہ پر یورش کیا پھر نقابدار سُرخ پوش آیا اور چند پہلوانان لشکر کو قتل و ہلاک کیا ایک پہلوان لشکر ابطال نے
نقابدار سے کہا اے جوان عجیب طرح سے تو نے طریقہ جنگ اختیار کیا ہی کہ دلمین بہادرون کی حسرت و آرزو رہجاتی
ہی اگر کچھ مردانگی رکھتا ہی تو ایک لحظہ نیزہ پھرانا موقوف رکھ تاکہ ہم تم باہم امتحان ہنر سپہ گری کرین نقابدار نے
نیزہ گردانی موقوف کی اُس پہلوان نے جسکا غولان غول پیکر نام تھا نہایت زور سے ایک تلوار سر پر نقابدار
کے لگائی نقابدار نے بعد رد کرنے کے اُسی نیزۂ خطی سے غولان غول پیکر کو قتل کیا بعد اسکے روانہ ہو گیا قصہ
کوتاہ جب ابطال کوہ پر یورش کرتا تھا نقابدار کے ہاتھ سے ہزیمت پاتا تھا یہان ملکہ سعیدہ قمر طلعت اور ابوالوفا
حیرت مین تھے کہ خدایا نقابدار کو ہمارے ساتھ کہانکی دوستی تھی جو ایسے وقت مین شریک ہوا اور ابطال کے ساتھ

کیا دشمنی کی وجہ ہی القصہ جب ابطال بدافعال نے دیکھا کہ فتح ہونا کوہ کا بوجہ نقابدار کے مشکل ہی ناچار عرضی سرگذشت
کی سعدان شاہ کو روانہ کی اور یہ عرضی مین لکھا کہ جبتک حضور بدولت و اقبال مدد فدوی کی نہ فرماینگے کار زار کا
یکسو ہونا دشوار ہی سعدان شاہ نے بمجرد پہونچنے اس عرضی کے غادی سوفسطانی کو ہمراہی افواج بیشمار روانہ کیا
دوسرے روز ابوالوفا نے بھی ایک عرضی سعیدون شاہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی اور اُسنے تمام حقیقت کوہ
مراد کی اور جانا شاہزادہ مشتری طلعت کا شاہزادہ معز الدین کے ساتھ طلسم قصر قرآن السعدین کی جانب
اور قصر مراد مین ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ کا وارد ہوتا اور تعاقب کرنا ابطال قوی بازو کا
اور حمایت کرنی اپنی ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی بپاس ناموس شاہزادہ مشتری طلعت کے اور ہر روز حملہ آور ہونا کوہ
مراد پر ابطال قوی بازو کا لکھا سعیدون شاہ نے عرضی کو ملاحظہ فرمایا وہ بھی بالشکر جرار و پہلوانان نامدار روانہ
بسوے کوہ مراد ہوے یہان ابطال قوی بازو نے سعدان شاہ کے پہونچنے تک جنگ موقوف رکھی راوی
کہتا ہی کہ سوسن کو ایک روز قصر مراد مین ایک دروازہ نظر آیا سوسن عالم وحشت مین دروازہ کھول کے اندر گئی
وہان ایسا اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھلائی دیتا تھا سوسن نے شمع روشن کرکے جو دیکھا تو نقب معلوم ہوئی وہ
انتہاے نقب پر پہونچی وہان بھی ایک دروازہ پرانا دیکھا اور دروازے مین سوراخ تھا اُس سوراخ مین آدمی
معلوم ہوے جب بغور دیکھا تو دروازے کے آگے ایک سنگ مربع پر ایک مرد بزرگ بیٹھا ہی اور ایک درخت
انار بھی سایہ دار ہی سوسن سمجھی کہ خدا جانے یہ بزرگ کون ہی اور یہ مقام کیا ہی یکایک ایک جوان خوبصورت صاحب
جمال سبزہ آغاز وہان آیا اور اُسے بادب سلام کیا پیر مرد نے فرمایا اے فرزند شہاب کوئی اخبار تازہ ہمسے
بیان کر اُس جوان نے کہا اے مخزن اسرار کبریائی آجکل مشہور ہی کہ ابطال قوی بازو نے اپنی مدد کیواسطے ملک
سعدان شاہ کو یہان بُلایا ہی پیر مرد نے فرمایا ہمین گردش فلکی سے معلوم ہوتا ہی کہ دامنہ کوہ مین خونریزی بہت
ہوگی سوسن نے جو غور سے دیکھا تو وہ وہی جوان نامدار صاحب نقاب و سُرخ پوش ہی جسکو پہلے خواب مین دیکھا تھا
اور پھر معرکہ جنگ مین زیر غرفہ آیا تھا سوسن نے پھر اُسیطرح نعرہ ہاے کا مارا اور بیہوش ہوگئی یہان محل مین جب
تلاش ہوئی سوسن نظر نہ آئی خواصین ہر ایک جا تلاش کرکے شمع روشن کیے ہوے مع یاسمن اور سمن بو قریب
نقب پہونچین وہان سوسن کو غش مین پایا یاسمن و سمن بو نے آپسمین صلاح کی کہ ہم مین سے ایک یہان نگہبانی
کرے اور ایک ملکہ کو اس حال سے خبر کردے سمن بو نے ملکہ سے اطلاع کی ملکہ سعیدہ قمر طلعت چند خواصون کو
ہمراہ لے وہان پہونچی سوسن کو وہان از خود رفتہ و بیہوش دیکھا جب سوسن کے ہوش بجا ہوے ملکہ نے حال
پوچھا سوسن نے زبان سے تو کچھ جواب نہ دیا مگر نقب کیطرف اشارہ کیا ملکہ نے جب سوراخ در سے ملاحظہ فرمایا
دیکھا ایک بزرگ ہی اور آگے اُسکے ایک نوجوان صاحب حسن و جمال دست بستہ بادب تمام کھڑا ہی ملکہ کو اُسکی

ترکیب لباس سے گمان ہوا کہ مطلوب سوسن یہی جوان ہی پھر ملکہ نے اُس بزرگ کی صورت بغور دیکھی اور فرمایا
ای دایہ تم بھی دیکھو کہ یہ بزرگ کون ہین دایہ نے دیکھ کے کہا ملکہ عالم صورت اس بزرگ کی میرے نزدیک شناسا
معلوم ہوتی ہی لیکن بوجہ اختلال حواس کے عرض نہین کرسکتی ملکہ نے فرمایا یہ تو میرے اُستاد حکیم ابو المحاسن معلوم ہوتے ہین

دایہ بولی ہان آفرین تیری عقل وفہم کو خوب پہچانا وہی تو ہین اس اثنا مین حکیم صاحب سے شہاب نوجوان نے
کہا ای حضرت خلاف معمول دسترخوان پر حضور کے آج بارہ حصے رکھے ہین حکیم صاحب نے فرمایا یہ حال بھی تجھے
عنقریب ظاہر ہو جائیگا مگر پہلے جو مین پوچھون جواب صاف دینا شہاب نے کہا جو ارشاد ہو حکیم صاحب نے فرمایا
ای فرزند بارہؔ برس کامل مین نے تجھے علم نجوم بتایا ہی اب تو یہ بتا کہ اسوقت تیری معشوقہ اور ملکہ کہان ہی شہاب نے
زایچہ کرکے عرض کیا پیر و مرشد غلام کو از روے حساب معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت ملکہ اسی مکان مین موجود ہی
حکیم صاحب نے شہاب کو ایک کونے مین چھپادیا اور آپ قریب نقب تشریف لائے اور فرمایا ملکہ سعیدہ اب
باہر نکل آ ملکہ سعیدہ نے خواصون سے کہا دیکھا مین نہ کہتی تھی اب جلد دروازہ کھولو غرضکہ دروازے سے باہر آئی
حکیم صاحب نے ملکہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پوچھا کہ اس چند روز مین کیا کیا مصیبتین تجھپر گذرین اور کیسے کیسے سخت
معاملہ پیش آئے ملکہ نے روزگار کج رفتار اور اپنے والد نابکار کا حال مفصلاً حکیم صاحب کی خدمت مین بیان کیا
حکیم صاحب نے فرمایا اب خاطر جمع رکھ عنقریب زمانہ حسب مراد آیا چاہتا ہی اور غم والم شادی و خوشی سے مبدل
ہوا چاہتا ہی پھر سوسن سے فرمایا ای سوسن ہماری خوشی یہ ہی کہ تو شہاب نوجوان کے پاس جا تاکہ ایک دو ساعت
عاشق و معشوق بہم ہو جائین سوسن بشرم و لحاظ سر جھکائے رہی حکیم صاحب خود سوسن کا ہاتھ پکڑ کے شہاب
کے پاس لائے اور فرمایا ای شہاب یہ کنیز ملکہ کی زرخرید نہین ہی اور حسب و نسب مین تیرے ہم مرتبہ ہی تجھے بھی

اسکی قدر و منزلت قرار واقعی کرنی چاہیے قصہ سوسن کا کسی وقت ہم تجھسے بیان کرینگے شہاب نوجوان خلوت مین
سوسن کے صدقے ہوا سوسن بعد ایک ساعت کے وہان سے چلی آئی ملکہ نے حکیم صاحب سے شاہزادہ مشتری طلعت
کا حال پوچھا کہ اب کس صحرا مین سرگشتہ و آوارہ پھرتا ہی حکیم صاحب نے بعد ملاحظہ کرنے زائچہ کے فرمایا سبحان اللہ عجیب وقت
تمنے شاہزادہ مشتری طلعت کا حال پوچھا کہ اب وہ بیچارہ ایک بلاے سخت مین گرفتار ہی شاہزادہ معز الدین ادر
دری مشتری طلعت دونون دروازہ تک قصر قرآن السعدین کے بخوبی پہونچے بعدازان شاہزادہ مشتری طلعت
سے شاہزادہ معز الدین نے کہا اے برادر کنوین پر تم اسم پڑھو اور خبردار نیچے جگت سے کنوین کے پانون نہ اتارنا
ورنہ کسی بلاے طلسم مین گرفتار ہو جاؤگے اور خود فہمایش کے بعد طلسم مین داخل ہو گیا ناگہان ایک رات کو عالم واقعہ
مین شاہزادہ مشتری طلعت نے تیری صورت دیکھی جب آنکھ کھلی بیتابی شوق مین اُسے اپنے حال کی کچھ خبر نہ رہی
پس اُس خوشی مین دائرہ محفوظ کے باہر چلا گیا وہان شیاطین طلسم فکر گرفتاری مین رہتے ہی تھے اُسکو گرفتار کر کے مکان مین
لے آئے اور حسب اتفاق اُس روز کیدانہ ملعونہ ملاقات کو اُس شیطان کے آئی تھی اُسنے جو شاہزادہ مشتری طلعت
کو دیکھا عاشق زار ہو گئی اُسنے حال مشتری طلعت کا اُس شیطان سے دریافت کیا اُسنے کہا یہ گرفتار طلسم ہی کیدانہ
نے کہا اگر گرفتار طلسم ہی تو اسکو مجھے دیدو مین بہت حفاظت سے رکھونگی شیطان نے شاہزادہ مشتری طلعت کو کیدانہ
کے حوالہ کیا کیدانہ شاہزادہ مشتری طلعت کو وہان سے اپنے ملک مین لے آئی ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے پوچھا
کیدانہ کا ملک کہان ہی حکیم صاحب نے فرمایا کیدانہ کا ایک بھائی اشرار جادو چالیس ہزار جادوگرون کا افسر ہی اور
اُسنے درمیان دشت قبچاق اور ظلمات کے ایک شہر شرر نگار نام آباد کیا ہی وہ کیدانہ ساحرہ بھی اُسی شہر مین اپنے
بھائی کے پاس بحکومت بسر کرتی ہی ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے زار زار مثل ابر نوبہار کے رونا شروع کیا اور کہا افسوس
ہزار افسوس میری اسقدر پریشانی و سرگردانی مفت ضایع ہوئی مجھے اب بجز حرام موت کے اور کوئی صورت نجات
کی نظر نہین آتی مین خدا کو شاہد کرتی ہون کہ مین فقط امید وصال مین شاہزادہ مشتری طلعت کے ابتک زندہ رہی
ورنہ جب میرے پدر خانہ خراب نے مجھسے ارادہ بد کیا تھا اُسیوقت مین اپنے کو ہلاک کر ڈالتی حکیم صاحب نے بہت
دلاسا و تشفی سے فرمایا اے فرزند اسی قصر مراد مین تم عاشق و معشوق باہم عیش و آرام کروگے گھبراؤ نہین کسی کی محنت
رایگان نہین ہوتی نیت بخیر چاہیے مصرعہ بعد روزون کے ہمیشہ غرہ ہی شوال کا ٭ مین ابھی کسی آدمی کو واسطے رہائی
شاہزادہ مشتری طلعت کے روانہ کرتا ہون اور خود بھی قصر قرآن السعدین مین جاؤنگا کہ مجھے مدد شاہزادہ
معز الدین کی ضرور ہی کسواسطے کہ وہ کارخانہ عجائبات کا مہمان ہی ملکہ سعیدہ قمر طلعت حکیم صاحب سے رخصت ہوکر
اُسی نقب سے محل مین آئی بعد اسکے حکیم صاحب نے ایک نگینہ عقیق کا کہ اُسپر اسماء الٰہی کندہ تھے بازو پر شہاب نوجوان
کے باندھکر فرمایا کہ اس عقیق منقوش کو خداے بزرگ و برتر نے یہ کرامت و خاصیت عنایت فرمائی ہی کہ صاحب

اس نگینہ عقیق کا کسی بلاے ارضی و سماوی مین گرفتار نہین ہوتا اب تو عوض مہر مین سوسن کے شاہزادہ مشتری طلعت کو قید طلسم سے کیدانہ ساحرہ کے چھڑالا شہاب نوجوان نے عرض کیا مین بہر نوع آپکا فرمانبردار ہون مجھے جو حکم ہو بجالاؤن غلام کو کسی کام مین عذر نہین حکیم صاحب نے فرمایا یہان سے مغرب و شمال کے درمیان روانہ ہو بعد ایک ہفتہ کے ایک لشکر ملیگا کہ سردار اُس لشکر کا ضرغام شاہ بادشاہ ہے وہ بھی اُسی جادوگر کے ہاتھ سے تنگ ہو رہا ہے اور بستم رسیدہ ہے تم ضرغام شاہ سے ملاقات کرنا اور اُس سے اُسکا حال دریافت کرنا وہ اپنی کیفیت سب بیان کریگا تم کہنا کہ اے ضرغام شاہ اگر تم میرے ساتھ چلو مین اس جادوگر کو قتل کرکے تمھین منزل مقصود کو پہونچا دونگا ضرغام شاہ مثل ملازمون کے تمھارے ساتھ ہوگا جہان تم درماندہ و عاجز ہونا اس اسم کو جو کہ اس نگینہ مین کندہ ہے تین مرتبہ پڑھنا پس فوراً آنکھین تمھاری بند ہو جائینگی اور عالم رویا مین ایک جوان نقابدار جو ہدایت کرے موافق اُسکے عمل کرنا شہاب نوجوان حکیمصاحب سے رخصت ہوکے روانہ ہوا

داستان شہاب نوجوان کے روانہ ہونیکی واسطے رہائی شاہزادہ دری مشتری طلعت گرفتار طلسم کے

شہاب نوجوان حسب الحکم حکیم صاحب کے روانہ ہوا اور سات روز کے بعد آکر لشکر ضرغام شاہ مین پہونچا کہ وہ ملک ضرغامیہ کا فرمانروا تھا بتیس ہزار سوار کی جمعیت سے شہر شررنگار کو جاتا تھا شہاب نوجوان نے قریب بارگاہ کے جاکر حاجبان شاہی سے کہا تم اپنے بادشاہ کو اطلاع دو کہ ایک بندۂ خدا مسافر راہ دور دراز سے باشتیاق ملازمت حاضر ہوا ہے درگاہ سالار نے بادشاہ کو اطلاع دی ضرغام شاہ نے شہاب نوجوان کو اندر بلالیا شہاب نوجوان نے برسم اسلام سلام کیا ضرغام شاہ نے جواب سلام دیا اور کرسی پر پہلو مین بٹھایا اور پوچھا اے جوان دلاور اپنے حسب و نسب اور قصد سے آگاہ کر شہاب نوجوان نے کہا اول اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے ضرغام شاہ نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا تمنے اہل لشکر کی زبانی جو سُنا ہے وہی بجا ہے دوبارہ حاجت بیان نہین دوسرے غریب خانے مین تشریف لیچلیے کسل راہ دفع کیجیے نان خشک قبول فرمائیے پھر جو حال زار ہے بتوجہ سُنئیے کہ آپ نے اتنی مسافت اُٹھاکر اس نالایق کو سرفراز فرمایا ہے بعید از انسانیت ہے کہ مین آپکی مہمانی نہ بجالاؤن بلکہ بعوض مدارات کے غمگین و منغض کرون آدمیت کے خلاف ہے شہاب نوجوان نے کہا ایسا کوئی بشر جہان مین نہین ہے کہ رنج و اعلام مین حوادثات زمانے کے مبتلا نہوا البتہ وہ ذات موصوف بہمہ صفات اُس خالق جل و علی کی ہے کہ جو تمام علایق سے پاک ہے اور قادر ہے تمام امورات پر ضرغام شاہ نے کہا خیر تمھاری مرضی اگر یہی ہے بسم اللہ دوسرے خیمہ مین تشریف لیچلیے اول کچھ ماحضر نوش فرمائیے بعدہ میری سرگذشت کو ملاحظہ فرمائیے شہاب نوجوان ضرغام شاہ کے ہمراہ خیمے خاص مین آیا وہ خیمہ نہایت پرتکلف مثل مکان کے آراستہ تھا ضرغام شاہ نے خاصہ طلب فرمایا ملازمان بارگاہ ایک قاب مین

کباب مرغ اور کاسہ مین شیر برنج لائے ضرغام شاہ اُس کباب و شیر برنج کو دیکھکر بہت رویا اس عرصہ مین ایک پیرزال پردے سے باہر آئی اور کباب و شیر برنج اُٹھا لیگئی بعد اسکے دسترخوان بچھا اور ہر قسم کا کھانا عمدہ و تحفہ چینا گیا ضرغام شاہ نے فقط آش جو پر اکتفا کیا اور شہاب نوجوان سے کہا بسم اللہ نوش فرمائیے شہاب نوجوان نے کہا جبتک کہ مین اس سانحے کو سُن نہ لونگا کبھی کھانا نہ کھاؤنگا باینہمہ نعمت فقط آش جو پر آپکا اکتفا کرنا کیا معنی ضرغام شاہ نے کہا اول طعام بعدہ کلام

قصہ ضرغام روبروے شہاب نوجوان عالی مقام بزبانی خود

ضرغام شاہ کو جب کھانے سے فراغت ہوئی شہاب سے کہا اے جوان عالی مقام ایک عورت ضعیفہ شہر نظیرستان کی عمدہ پرداستان گوئی کے ملازم ہماری سرکار مین تھی اور مین کبھی کبھی افسانہ زمانہ اُس سے سُنا کرتا تھا ایک روز مین ایک تصویر دیکھ رہا تھا اور جو خواصین اسوقت حاضر تھین اُنکو دکھا رہا تھا اور وہ ضعیفہ واسطہ بانو قصہ خوان بھی موجود تھی تب مین نے وہی تصویر کہ نہایت عمدہ تھی واسطہ بانو کو دکھائی واسطہ بانو نے تصویر کی کچھ تعریف نہ کی خاموش بیٹھی رہی میری زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ شاید تو نے کوئی صورت اس تصویر سے بھی بہتر دیکھی ہے کہ تعریف نہ کی واسطہ بانو نے جواب دیا کہ بیشک اے بادشاہ سلامت ہمارے ملک کی شاہزادی ایسی پری پیکر صاحب حسن و جمال ہے کہ اس تصویر کو اُس سے کچھ مناسبت نہین اور مین نے اُسے چار برس کے سن مین دیکھا تھا نرگس شہلا اُسکا نام ہے اور مجھے وہان سے آئے سات برس کا عرصہ ہوا ہے اب یقین ہے کہ نام خدا اُسے گیارھوان برس ہوگا اگر آفت زمانہ سے وہ محفوظ رہی ہے تو ایسی حسین و شکیل صاحب حُسن و جمال ہوئی ہوگی کہ جسکے آگے آفتاب عالمتاب کی روشنی ماند ہوگی کہ جس خانہ تاریک مین وہ رہتی تھی حاجت شمع کی نہ ہوتی تھی مین اس کلام واسطہ بانو سے ایسا بیقرار ہوگیا کہ جسکی حد نہین آخر واسطہ بانو سے کہا برائے خدا تو نظیرستان کو جا اور اُس شاہزادی نرگس شہلا سے میرا حال بیان کر بلکہ تصویر بھی لیتی جا ایک نظر اُسکو دکھا دینا اور اُسکی تصویر مجھے لادے مین تمام عمر تیرا شکر گذار ہونگا واسطہ بانو حسب فہمایش میری نظیرستان کو گئی اور میری تصویر نرگس شہلا کو دکھائی اور زبانی بھی میری تعریف بہت کی کہ نرگس شہلا میری ملاقات کی مشتاق ہوئی اور واسطہ بانو نے نرگس شہلا کی تصویر مجھے لادی مین پہلے ہی سے نرگس شہلا کے عشق مین مبتلا تھا تصویر کے دیکھنے سے بالکل از خود رفتہ ہوگیا الا واسطہ بانو نے یہ بھی کہا تھا کہ ہر سال نرگس شہلا کی سالگرہ ہوتی ہے اور اُس روز ایک صورت مہیب و خوفناک دکھلائی دیتی ہے اور وہ نرگس شہلا سے اپنا اظہار محبت کیا کرتی ہے اُس انوشہ سے خالہ زاد بھائی سے نرگس شہلا منسوب تھی بلکہ شکم مادر ہی مین نامزد کی گئی تھی مگر اب شوہر سے نسبت ترک ہوگئی مین اس خبر کو جھوٹ سمجھا جب والدین اس امر سے خبردار ہوے اُنھون نے کہا سوا نرگس شہلا کے اور بھائی کہتے

عقد کر دین کیونکہ یہان تیری جان کا خوف ہی مین نے کہا سوا سے نرگس شہلا کے اور تمام جہان کی عورتین مین حرام مطلق
جانتا ہون اس عرصہ مین والد ماجد نے قضا کی اور مین صاحب حکومت ہوا جب تمام امورات ملکی و مالی سے فرصت
ہوئی ایک روز مین نے والدہ سے کہا کہ اگر آپکو میری زندگی منظور ہی تو میرا عقد نرگس شہلا سے کر دیجیے وہ سُنکے
خاموش ہو رہین میرے دلمین خیال آیا کہ شکل ہیبت ناک کا دکھلائی دینا تو خلاف قیاس ہی اور اگر یہ امر واقعی سچ بھی
ہی تو برکت دعا و تعویذ سے دفع ہو جائیگا آخر مین نے انظار شاہ سے نسبت کا پیام بھیجا انظار شاہ نے بصدق دل
قبول کیا مین بسامان عروسی نظیرستان مین پہونچا اور وہان میرا عقد بآئین شاہانہ ہوا جب نرگس شہلا کو مین اپنے
شہر مین لایا والدہ نے مجھے اور نرگس شہلا کو بٹھا کر ایک دسترخوان پر باعتبار رسوم شیر برنج اور کباب وغیرہ چُنے
ہنوز نرگس شہلا نے دو لقمہ نہ کھائے تھے کہ یک بیک حال اُسکا غیر ہو گیا اور چلائی کہ یہی بلا ہے بدبخت مجھے ہر سال نظر
آتی ہی دفعتًہ ایک پنجہ بلا آسمان سے پیدا ہوا اور نرگس شہلا کو لیگیا بعد ازان کسی نے بآواز خوفناک پکار کے کہا
ای ضرغام یہ لقمہ لطیف تیرے دہان ناپاک کے لایق نہین مین نے مدت دراز سے اس نازنین کو پرورش کیا ہی اب
اپنی امانت لیے جاتا ہون مجھے اُس آواز سے ایسا خوف پیدا ہوا کہ مین بیہوش ہو گیا والدہ نے میری عزیمت خوانون
کو بلوایا اور علاج کرایا جب ہوش مین آیا وہ دن مجھے نالہ و فریاد مین گذرا ایک روز چند ملازمون نے ایک منجم کی
تعریف کی اور اُسکو بلا لائے مین نے منجم سے پوچھا اُسنے زایچہ کیا اور ایک ہفتہ برابر غور و فکر کرکے کہا کہ ایک
جادوگر قوم مین آدم سے نرگس شہلا کو لیگیا ہی اور نام اُسکا اشرار جادو ہی مین نے پوچھا کہ جادوگر اُڑتے بھی ہین منجم
نے کہا ساحر بقوت سحر پرواز کرتے ہین مین نے ہر ایک وارد و صادر سے اشرار جادوگر کو دریافت کرنا شروع کیا آخر
ایک شخص سیاح سے معلوم ہوا کہ اشرار جادو شہر زنگار کا بادشاہ ہی اور چالیس ہزار جادوگرون کا سردار ہی اور شہر
شہر زنگار دشت قبچاق و ظلمات کے درمیان مین واقع ہی واسطہ بانو یہ سُنکر بشکل زن عابدہ پیادہ پا ملک شہر زنگار
مین پہونچی اور وہان اُسنے مشہور کیا کہ مین اگر کوئی عورت یا معشوق کسی سے ناراض ہو راضی کر دیتی ہون شدہ
شدہ یہ خبر اشرار جادو نے سُنی واسطہ بانو کو بُلا کر کہا ای ضعیفہ ایک نازنین میری محبوبہ و مطلوبہ ہی اور وہ کسی صورت سے
مجھسے راضی نہین ہوتی تو اُسے ایک نظر دیکھ اور ایسی تدبیر کر کہ جو مین کہون وہ منظور کرے واسطہ بانو کو اشرار جادو
اپنے ہمراہ نرگس شہلا کے پاس لیگیا نرگس شہلا نے جو واسطہ بانو کو دیکھا اشرار جادو کو سامنے سے ہٹا دیا اور کہا
کہ مین اس ضعیفہ سے کچھ باتین کرونگی اشرار جادو وہان سے باہر چلا گیا نرگس شہلا نے واسطہ بانو سے پوچھا کہ یہان تم
کیونکر پہونچین واسطہ بانو نے کہا پہلے تم اپنی کیفیت بیان کرو پھر مین بھی کہونگی نرگس شہلا نے کہا کہ مجھے ملک الموت کا
انتظار ہی واسطہ بانو نے کہا تم کسیطرح دو برس کی مہلت اشرار جادو سے لو اگر اس عرصہ مین تیری کوئی صورت
رہائی کی نکل آئی تو خیر ہی ورنہ تمکو اپنی زیست و مرگ کا اختیار ہی نرگس شہلا نے کہا بہتر ہے

ہم کلام ہونا اشرار جادو کا نرگس شہلا سے

غرض ایک روز اشرار جادو نے نرگس شہلا سے کہا اے جان جہان مین تیری خدمت و مدارات مین کوئی دقیقہ باقی
نہین رکھتا لیکن تو مجھسے شگفتہ ہوکر کبھی خندہ پیشانی سے بات بھی نہین کرتی اب مین بھی تجھے ایسی ایسی تکلیف دونگا
کہ تو بھی یاد کریگی نرگس شہلا نے کہا اے اشرار جادو تجھے معلوم ہے کہ مین کتخدا ہوگئی ہون اور تو مجھے میرے شوہر کے
گھر سے لے آیا ہے اور ہماری قوم و مذہب مین جبتک کہ شوہر زندہ ہو تو عدت دو برس کی واجب ہے اگر تجھسے دو سال کا
صبر ہوسکے تو خیر مین تجھے قبول کرونگی ورنہ میری جان مفت جائیگی اور تجھے کچھ حاصل نہوگا اشرار جادو بولا اسبات کا
مضایقہ نہین ہے یہ عذر تمھارا لایق قبول ہے واسطہ بانو شہر سنگار سے پھر میرے پاس آئی اور اسنے کہا کہ اے بادشاہ
اتنا کام تو مین کر آئی ہون کہ دو برس تک تو نرگس شہلا کی عصمت مین کسیطرح کا فتور نہ آئیگا اس عرصہ مین جو آپ سے
رہائی کی تدبیر ہوسکے کیجیے ورنہ بعد اسکے اس گرفتار پنجۂ بلا کی جان مفت جائیگی اور باقی خیریت ہے اُسکو دن رات
حضور ہی کا خیال ہے اور یہ شعر کہا ہے شعر

یہ الفت ہوئی یار جانی تمھاری		وظیفہ ہے میرا کہانی تمھاری	

جب مین نے یہ حال نرگس شہلا کا واسطہ بانو سے سُنا اُسکو بہت انعام دیا اور اُس روز سے اسی فکر مین ہون کہ کیا تدبیر کرون

جو نرگس شہلا قید طلسم سے رہا ہوا اور جو ساحر کہ یہان آیا یا کہین سراغ ملا ہین نے اُسے بُلایا اور ملاقات کی اشرار جادو کا حال سُنکر سب کانون پر ہاتھ رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمسے اُسکا مقابلہ نہوگا آخر جب مین مجبور و مایوس مطلق ہوا ناچار یہ قصد کیا کہ ہرچہ بادا باد زیر قصر معشوق جان ناتوان اپنی دینی بہتر ہی کہ اُسکے درد فراق مین زندہ در گور رہین اس عزم بالجزم سے اپنے ملک کو ترک کرکے یہان پہونچا اور چند جاسوس واسطے خبر اشرار جادو کے بھیجے کہ دیکھو اشرار جادو کہان ہی وہ جاسوس خبر لائے کہ یہان سے تین منزل پر ایک نہر عمیق ہی اور اُسمین ایسی آگ سحر کی روشن ہی کہ طایر کا گذر نہین ہوسکتا انسان کا ذکر کیا اور جو شاید کوئی انسان اُسطرف نہر کے گذر بھی جائے تو لقمہ اجل ہو جائے بلکہ چار نفر جاسوس بھی جلکر خاک ہو گئے بس یہ سُنکے مین ناامید ہو گیا رات کو عالم واقعہ مین دیکھا کہ ایک بزرگ نے مجھسے فرمایا ای ضرغام شاہ اسی جگہ تم خیمہ زن ہو کہ ایک مرد کشندہ اشرار جادو تمھارے پاس آئیگا تم اُسکی فرمانبرداری اختیار کرنا مین حسب بشارت اُس جوان عالیشان کا منتظر ہون شہاب نوجوان نے کہا کہ ای ضرغام شاہ مین محض واسطے قتل اشرار جادو اور رہائی ملکہ نرگس شہلا کے یہان آیا ہون ضرغام شاہ نے کہا ای جوان عالیشان قاتل اشرار جادو کے پاس ایک علامت بھی ہونی شرط ہی شہاب نوجوان نے کہا نگینہ عقیق کندہ تو نہین ہی ضرغام شاہ نے کہا یہی مجھسے اُس بزرگ نے بھی فرمایا تھا شہاب نوجوان نے وہ عقیق سُرخ و کندہ ضرغام شاہ کو دکھایا اور کہا دیکھو وہ علامت یہی ہی ضرغام شاہ نے شہاب نوجوان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا ای خضر راہ گم کردگان و مسیحا ی دردمہجوران مین کس زبان سے تیرا شکریہ احسان تشریف آوری بیان کرون پس اب تم تخت سلطنت پر جلوس فرماؤ اور مجھے ایک خادم خاص اپنا تصور فرماؤ شہاب نوجوان نے کہا تخت تمکو تمھارا مبارک رہے لیکن لشکر کی سپہ سالاری چاہتا ہون الغرض دوسرے روز شہاب نوجوان اور ضرغام شاہ عالیشان مُلک شررنگار کی جانب روانہ ہوے

اب راوی یہ داستان عجائب یہان موقوف رکھتا ہی اور حال شاہزادہ معزالدین بلند اقبال کا گذارش کرتا ہے

ناظرین پر تمکین کو یاد ہوگا کہ شاہزادہ معزالدین نامدار چاہ نیلوفر کے کنارے جو خاص دروازہ طلسم قصر قران السعدین ہی شاہزادہ دری مشتری طلعت کو اسم خوانی مین مشغول رکھ کے آپ واسطے حصول مہرب سوم ارباب مثلثہ آبی چاہ کے اندر داخل ہوا تھا باقی حال شاہزادہ مشتری طلعت کا ضمن مین قصہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے حکیم ابوالمحاسن کی زبانی بیان ہو چکا ہی دوبارہ بیان کی حاجت نہین ہی الغرض شاہزادہ معزالدین موافق ہدایت کاغذ حکیم صاحب کے گل نیلوفر مین سوار ہوا وہ پھول نیلوفر کا مثل کشتی کے پانی مین روان ہوا تھا یکایک اُس

گل نیلوفر نے چیکر کھایا شاہزادے نے کاغذ ملاحظہ فرمایا اُسمین یہ ہدایت تھی کہ جہان خوف جانوران ہو مہرہ
چشم ماہی ہاتھ مین لیکر باآواز بلند کہنا کہ اے جانوران بحر عمیق مین مالک مہرہ ہون یاد رکھنا کہ تمکو تمھارے عہدہ سے
معزول کردونگا اس کلمہ سے وہ جانور غائب ہو جاینگے اور جو کاغذ مین تحریر ہی پہلے اسپنے اوپر دم کرنا اور کہنا کہ اے
کشتی بحر مجھے قصر قرآن السعدین مین پہونچا دے کشتی ایک آن واحد مین ایک باغ مین پہونچا دیگی پھر بوقت ضرورت
کاغذ کو ملاحظہ فرمانا اور موافق نوشتہ عمل مین لانا بعد اسکے شاہزادہ ایسی جگہ پہونچا جہان پانی سر سے بلند ہو جاتا تھا
اور گل بھی اونچا ہو جاتا تھا شاہزادے کو وہان روشنی اور ایک دروازہ نظر آیا کشتی نے ایسی حرکت کی کہ شاہزادہ
خود بخود دروازے کے اندر داخل ہو گیا چند قدم کے بعد ایک باغ مین جو مثل باغ ارم تھا پہونچا وہان دیکھا کہ درو
دیوار و مکانات باغ کے اسقدر بلند ہین کہ نظر کام نہین کرتی اور بیچ مین باغ کے ایک صفہ سطح آدھے فرسخ کا مربع ہی
اور اُس صفہ مین ایک مینار ہی کہ اُسمین چھہ درجہ بہت بلند ہین اور نیچے مینار کے ایک پیر مرد قرعہ و تختی لیے بیٹھا کچھ
حساب مین مشغول ہی شاہزادے نے جاکر اُس پیر بزرگ کو سلام کیا پیر مرد جواب سلام دیکر خاموش ہو رہا لیکن قرعہ اندازی
کرتا رہا شاہزادے نے پوچھا اے بزرگ آپ کون ہین اور یہ زایچہ کسکا ہی جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہین پیر بزرگ نے پھر
جواب نہ دیا اس عرصہ مین وقت ظہر آیا اُس پیر بزرگ نے آب نہر سے وضو کیا اور نماز مین مشغول ہو گیا شاہزادہ
مقتدی ہوا ابھی رکعت اول تمام نہوئی تھی کہ ایک عورت مینار پر آئی اور آواز دی کہ اے والد بزرگوار کھانا تیار رہی
پیر مرد پھر سنتے آواز کے نماز کو توڑ صفہ پر سے نیچے اُتر درختون مین غائب ہو گیا شاہزادے نے بعد ختم نماز
پیر مرد کو درجہ سوم مینار مین دیکھا کہ کچھ کھا رہا ہی اور ایک نازنین مہ جبین بہ حُسن ملیح ناکتخدا مگس رانی کر رہی ہی پیر مرد
نے مینار پر سے اشارہ کیا کہ آپ بھی نوش فرمائین شاہزادے نے کہا یہ اشارہ ہمارے فہم مین نہین آیا زبان سے
کہو کہ سمجھ مین آوے پیر مرد چپ ہو رہا اور شاہزادے کو اُسوقت ایسی بھوک تھی کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا آخر
صفہ سے اُترکر درختون مین گیا جب راہ نہ ملی مجبور باغ کا میوہ کھایا اور سیر و تماشے مین مشغول ہوا جب عصر کا
وقت آیا زیر مینار پھر آیا پیر مرد کو پھر اُسیطرح زایچہ مین مصروف پایا شاہزادے نے کہا اے پیر روشنضمیر افسوس
اس صلاحیت و تقوی پر ایسی خوش طبعی مزاج مین واقع ہی پیر مرد نے اشارے سے کہا صبر کرو اس عرصہ مین مغرب کا
وقت آیا پیر مرد نے بعد ادائے نماز مغرب فرمایا کہ مین نے بوجہ روزے کے تجھسے بات نہین کی شاہزادے نے
دلمین کہا کہ اس بڈھے نے میرے سامنے کھانا کھایا ہی اور اب بیان کرتا ہی کہ مین روزے دار ہون کہا اے بزرگ
ہمارے سامنے آپ نے کھانا کھایا اور پھر دعوی روزہ داری کرتے ہو یہ کس ملت و مذہب مین ہی پیر مرد نے کہا شعر

ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف	اگر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا

خلاق کونین نے چند قطرون کو وصل ہونیکے واسطے اصل دریا مین اور یہی سواے طریقہ شریعت کے منزل مقصود سے کے

پہونچنے کے لیے اور راہین بھی پیدا کی ہین ہر فرقہ مین بجاے خود روزے کی قسمین ہین اُنمین سے ایک روزہ عام ہی
اور ایک روزہ خاص شاہزادے نے فرمایا مجمل میرے فہم مین نہین آتا تصریح فرمائیے پیرمرد نے کہا روزہ عام وہ
ہی کہ تمامی اعضاے بدن سے ہو بلکہ اُسکو روزہ تام بھی کہتے ہین اور روزہ خاص ایک عضو خاص سے متعلق ہی جیسے
کہ آنکھ اور زبان وغیرہ غرضکہ مین نے ایک ہفتہ روزۂ زبان رکھا تھا آج تمہارے سامنے افطار کیا اور تمامی ہفتہ مین
بجز دعا و نماز کے کسی سے بات نہین کی اور بقدر تسکین کچھ کھانا کھالیا جو اس روزہ مین جسکا صوم الصمت نام ہی ممنوع نہین
شاہزادہ کو فصاحت بیانی مین پیرمرد کی عنایت و لطف معلوم ہوا بعد ازان پوچھا کہ اسم مبارک حضرت کا کیا ہی اور
یہان کب سے نزول اجلال ہوا اور اس مقام کا کیا نام ہی اور کیا یہ بھی داخل طلسم ہی پیرمرد نے کہا میرا نام نجیبدین عالم
رمال ہی چار سو برس سے یہان رہتا ہون اور یہ باغ و مینار مرحلات طلسم مین داخل ہی اور حکما بروقت درستی طلسم
عجائبات کے بنی آدم اور قوم جن دو فرقون کو جمع کرتے ہین اور فرقۂ اول کو ابرار لقب دیتے ہین اسوجہ سے کہ
اُسمین زاہد اور رمال و منجم وغیرہ انسان ذی لیاقت داخل ہین اور فرقۂ دوم اشرار جادوگر اور کاہن سے مراد ہی
الغرض جادوگر وغیرہ اشرار طلسم فقط ایذا رسانی کے لیے مقرر ہین اور فرقۂ ابرار طلسم واسطے نجات دینے بیچارگان کے
معین ہین لیکن جو خاکی و آتشی مراسم دنیاداری ترک کرتا ہی اور گوشۂ عبادت مین عمر بسر کرتا ہی وہی طلسم مین داخل ہوتا ہی
الا اُس شخص مذکور کو تعلیم پاس انفاس بھی ہونا ضرور رہی کہ عمر اُسکی بڑی ہو اسیوجہ سے بنی آدم طلسم مین کم رہتے ہین اور
قوم جن کا فرپہ کیا موقوف صاحب اسلام بھی بیشتر رہتے ہین دیکھو یہ کہ بانی طلسم صاحب تسخیر ضرور ہوتا ہی اور قوم آتشی
پر دستگاہ و قدرت رکھنے کا یہی ذریعہ ہی شاہزادہ نے پوچھا بانی اس طلسم کا کون ہی پیرمرد نے کہا حکیم الحکما عدیم المثال
اشرف الناس حکیم قسطاس الحکمت شاہزادہ کو حکیم قسطاس الحکمت کا نام سنتے ہی فوراً یاد آیا کہ ہم بھی پہونچے ہوے
اُس حکیم عظمت مآب کے ہین مگر کیفیت طلسمی نے بھلا دیا اور بالکل غافل کردیا پھر شاہزادہ نے پوچھا وہ حکیم عالیجاہ
اب بھی کہین موجود ہی پیرمرد نے کہا ہان اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوتُون شاہزادہ نے فرمایا یہ نازنین جو منارہ پر ہی
کون ہی جسنے تمھین کھانے کو بلایا تھا پیرمرد نے کہا وہ ملاحت پری نام گل افروز شمالی پریزادون کے بادشاہ کی
بیٹی ہی اور میری فرزند اور شاگرد ہی کہ مین اُسکو قرآن شریف پڑھاتا ہون اور وہ میرے واسطے کھانا لاتی ہی شاہزادہ
نے کہا تم ان درختون مین غائب ہوکر منارہ پر ظاہر ہوے یہ کیا رمز ہی پیرمرد نے کہا تھوڑے عرصہ مین تمھین یہ بھی معلوم
ہوجائیگا پھر شاہزادہ نے کہا قرعہ اندازی اور زائچہ نویسی یہ کس کے واسطے ہی پیرمرد نے کہا کل دو سائل آئے تھے
اُنکے واسطے استخراج احکام کر رہا تھا شاہزادہ نے فرمایا اے دانائے روزگار و دانندۂ اسرار نہایت حیرت ہی کہ
مین ایسی راہ دشوار گذار سے آیا ہون کہ بشر یہان کسیطرح نہین آسکتا بلکہ وہم و خیال بھی کام نہین کرتا اور آپ
فرماتے ہین کہ کل دو سائل آئے تھے معلوم نہین وہ کس راہ سے اور کیونکر یہان پہونچے پیرمرد نے کہا اے عالیجاہ

ہر طلسم کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہی اور صفت ظاہر و باطن کی یہ ہی کہ ظاہر مثل عمارات حصار کے ہوا اور باطن طلسم بطور قلعہ کے ہوتا ہی اور بعض طلسم کا ظاہر و باطن ایک ہی چنانچہ اس طلسم کا ظاہر و باطن دونون ہین ظاہر تو یہ ہی جہان سے آپ وارد ہوے بلکہ شہر گوہر آویز و شہر سہیم السعادت بھی اسی ظاہر طلسم مین ہین اور ظاہر دوم اس چاہ نیلوفر سے عبارت ہی جہان سے آپ تشریف لاے غرض ظاہر طلسم مین دنیا کی خلایق ہی اور باطن طلسم مین خلاف اُسکے مگر ظاہر اول بہت بڑا ظاہر دوم سے اور ظاہر دوم زیادہ تر ظاہر سوم سے ہوتا ہی اسی طرح اس پردے مین بھی شہر ہین جیسے شہر آبگینہ حصار نام ہی اور بادشاہ عالی سلطان وہان کا حکمران ہی وہ دونون سائل واسطے دریافت اپنے حال کے کل علحدہ علحدہ میرے پاس آئے تھے اور سوال کر گئے تھے ہر چند کہ وہ دونون رئیس و حکمران ہین لیکن ایک فقیرزادہ ہی دوسرا شاہزادہ شاہزادہ معزالدین نے پوچھا اُنکا مطلب کیا ہی پیر مرد نے کہا ظاہر اُنکے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ باہم ایک دوسرے کی بہن سے مقاربت کرنا چاہتا ہی شاہزادہ نے دلمین کہا واہ ایسا صاحب کمال ہو کر فحش منھ سے کہنا چاہیے تھا پیر مرد فوراً طبیعت شاہزادہ سے آگاہ ہو گیا اور کہا مین نے فحش نہین کہا بلکہ موافق خواہش دل کے اُنکے کہا شاہزادہ نے کہا کل آپ نماز کو توڑ کر کھانے کو چلے گئے یہ کیا سبب ہی پیر مرد نے کہا نماز مین تمام کر چکا تھا دعا مانگتا تھا صاحب خواہش دعا آواز آئی مین دعا کو چھوڑ کر چلا گیا نماز نہین قطع کی اب آپ اپنا حال فرمائیے کہ کس غرض سے آپ نے تکلیف کی شاہزادہ نے قصہ اپنا بیان کیا یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز کا حال اور ملاقات اقبال شاہ سے اور ملنا ارباب مثلثہ کی مہرون کا اور کہا کہ اب حکیم ابو المحاسن کے کاغذ کے ذریعہ سے بتلاش مہر دوازدہم رب سوم ارباب مثلثہ آپکے یہان آیا ہون پیر مرد نے کہا تمنے یہان آکر کاغذ کو بھی دیکھا یا نہین شاہزادہ نے فرمایا آپکی باتون مین ایسا مصروف ہوا کہ کاغذ کا دیکھنا یاد نہ رہا عبیدون عابد نے کہا تمنے خطا کی شاید مفسدان طلسم کاغذ تمھارے پاس سے لیگئے ہونگے شاہزادہ نے جو بغل مین دیکھا واقعی کاغذ گم تھا عبیدون عابد نے کہا مین نے پہلے ہی خدمت شریف مین عرض کیا کہ آپنے خطا کی شاہزادہ نے فرمایا خدا تمھارے ملیار وغیرہ کو غارت کرے جسکے تماشے نے میرا کاغذ گم کروایا عبیدون عابد نے کہا شاید وغیرہ مین حضور مجھے بھی داخل کرتے ہین سبحان اللہ ایسے رہنما کو پاس رکھنا اور ایسے غافل ہو جانا یہ امر تم ایسے عقلمند سے بعید ہی شاہزادہ نے فرمایا مشیت خدا کو کیا کرین امر شدنی نہین ٹلتا ہی اب کوئی فکر ایسی فرمائیے کہ کاغذ پھر ملے پیر مرد نے کہا کاغذ کہان رکھا تھا شاہزادہ نے فرمایا بغل مین تھا شاید وضو کرنے مین گرا ہو عبیدون نے کہا اب تمھارے واسطے بھی زائچہ کرنا پڑا مگر افسوس مین بھی تمھارے ہمراہ باغ سے نکلوایا گیا یہ شیاطین مجھے اب یہان نہ رہنے دینگے خیر اب مینار پر تشریف لیچلو ورنہ شیاطین تمکو گرفتار کر لینگے اور تمھاری وجہ سے مجھے بھی ایذا دینگے شاہزادہ نے فرمایا شیاطین مینار پر نہین جا سکتے پیر مرد نے کہا نہین سبب اسکے گرد مینار اسماء الٰہی لکھے ہین لہذا وہان اُنکا دخل نہین ہو سکتا شاہزادہ ناچار عبیدون عابد کے ساتھ ہوا عبیدون عابد شاہزادہ کو درختون مین

لیگیا اور درخت کو زمین سے اُکھاڑا اُسکی جڑ مین نقب بنی اُس نقب مین گیا اور مینار پر پہونچا وہان زینہ تھا زینہ پر سے
درجہ سوم مینار پر پہونچا اور کہا اے والاجاہ یہی مقام میرا ہی یہان سے آگے نہین جا سکتا شاہزادہ نے اسکا سبب پوچھا
پیر مرد نے کہا تاریخ طلسم مین لکھا ہی کہ ان چھہ درجون کا تماشا وہ دیکھیگا جسکے پاس حضرت یوشع علیہ السلام کی مچھلی کی
آنکھہ کا مہرہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا وہ مہرہ میرے پاس ہی عبیدون عابد نے کہا اگر آپ صاحب مہرہ ہین شوق سے
اوپر جاکر تماشا ملاحظہ فرمائیے ابھی عبیدون عابد شاہزادہ سے یہ باتین کر رہا تھا کہ باغ مین دفعۃً ایک روشنی ایسی
ہوئی کہ تمام باغ روشن ہوگیا اور ایک دیو ہاتھی کا قد بصورت انسان گرز ہاتھ مین نیچے مینار کے آیا اور پانچ شیاطین اُسکے
ساتھ تھے اُسنے باواز خوفناک کہا اے عبیدون عابد تو نہین جانتا کہ طلسم مین ہر شخص بجاے خود اپنے اپنے کام اور
خدمت پر معین ہی اور اپنے کام کی رونق چاہتا ہی اور مدت سے حکومت طلسم تمھارے پاس رہی اب ہماری نوبت آئی
لہذا تمھارا نکالنا طلسم سے ہمکو لازم ہی اور ہم تم ایک ہی ہین لہذا اصلاح وقت یہی ہی کہ تم اس جوان کو ہمکو دیدو اور اسکی
کمک نہ کرو تو تمکو شریک سلطنت طلسم رکھینگے اور اپنا تمھارا معاملہ ایک سمجھینگے اور یہ ہم فقط التماساً کہتے ہین براہ دوستی قدیم

ورنہ کہنے کی حاجت نہ تھی عبیدون عابد نے شاہزادہ سے کہا جو تمکو اسم یاد دعا یاد ہو اسوقت پڑھو اُس شیطان نے کہا
اے عبیدون عابد ہمکو ثابت ہوا کہ تو اس جوان کو ہمکو نہ دیگا خیر ہم بھی تمھاری خاطر سے چھوڑے دیتے ہین لیکن وہ
مہرہ ماہی اس سے لیکر ہمکو دیدو ہم عہد کرتے ہین کہ جہان یہ کہیگا پہونچا دینگے اور ہر وقت اسکی حفاظت کرینگے عبیدون عابد
نے چپکے سے کہا ہان ایک مہرہ اس بیچارہ کے پاس رہ گیا ہی وہ بھی تمھین مین دیدون کہ مطلب تمھارا حاصل ہو شاہزادہ
نے کہا یہ مرد عجیب التماقت کون ہی کہ جو میرے درپے ہی عبیدون عابد نے کہا اسکو محکوم شیطان شبدروس آتش دہن

کہتے ہین اے شہریار جو کہ آتشی مسلمان ہی اُسکو جن کہتے ہین اور کافر کو شیطان کہتے ہین اس طلسم کا بادشاہ شیاطین شمیدروس
آتش دہن ہی اور بادشاہ اجنہ مسلمان سلطان ارقیموس ہی اب تم اس حال سے بھی واقف ہو کہ مسلمان یا کافر
دو صورت سے داخل طلسم ہوتا ہی یا خود یا بحفاظت محافظین طلسم کے اگر شخص مسلمان ہی اور اہالیان طلسم کی معرفت آیا ہی تو بعد سیر
درجات طلسم پھر اُسکو طلسم سے باہر کر دینگے اور اگر وہ کسی غفلت سے کفار طلسم کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا تو وہ اُسکو اقسام اقسام
کی ایذا اور شدائد دینگے لیکن جان سے نہین مار سکتے اسواسطے کہ بانیان طلسم اکثر حکماے خداپرست سے ہوتے ہین اور
جو معرفت کفار طلسم کے آیا اور خود بھی کافر ہی تو بلاشبہ اُسکو مسلمانان طلسم قتل کر ڈالینگے شاہزادہ نے پوچھا اسکی کیا وجہ ہی
عبیدون عابد نے کہا کفاران طلسم کو ایسا اختیار نہین دیا جاتا کہ وہ صاحب اسلام پر غالب ہون اور اُنکو طلسم سے
نکالدین ورنہ تمام طلسم کفرستان ہو جاوے اور اگر بانی طلسم ساحر ہی تو اُسکے مصالح جن اور انسان جادوگر ہوتے ہین
اور تمام احکام طلسم برعکس ہوتے لیکن یہان دونون فرقہ موجود ہین اور آپسمین عداوت بھی ہی جب تم عمدۃ طلسم کے ارکانون
کے معرفت طلسم مین آئے اور اُسنے ایک کاغذ بھی مثل سند تمکو دیدیا تو وہ تمھارے پاس سے جاتا رہا اور شیاطین طلسم
درپے ہو رہے ہین اور خدانخواستہ بہرہ بھی لے لین پھر تمام اجنہ مسلمان کو طلسم سے نکالدین اور بے شرکت غیرے
تمام مرحلات طلسم پر قابض ہو جائین آگاہ ہو کہ تم سا مرد جلیل القدر آجتک طلسم مین داخل نہین ہوا جسکے پاس حکیم ابوالحسان
عمدۃ الاراکین طلسم کی دستاویز موجود ہو یہی مجھے حیرت ہی کہ چراغ طلسم جو چہرہ ماہی حضرت یوشع علیہ السلام سے مراد ہی
تمھارے پاس رہگیا اور کاغذ حکیم صاحب کا گم ہو گیا خیر یہ امر شدنی تھا تمھارا کچھ قصور نہین اب مین صبح کو تمھارا زائچہ کرونگا
اور حال آیندہ دیکھونگا حالانکہ مین خوب جانتا ہون کہ فضل الٰہی سے انجام کار اچھا ہی لیکن پھر بھی دل بے دیکھے نہین مانتا
غرض تمام شب جوق جوق شیاطین مع اُنکے ہمراہی باغ مین آئے اور شور و غل مچایا کیے اور عبیدون عابد کو خوب خوب
نصیحت کیا کیے لیکن عابد نے ایک نہ سُنی اور جواب بھی نہ دیا اور اسماء الٰہی کا ورد کیا آخر صبح کو شیاطین غائب ہو گئے شاہزادہ
نے بعد نماز صبح کے عبیدون عابد سے پوچھا کہ اب وہ شیاطین کیا ہوے عبیدون عابد نے کہا اور شیاطین کی اطلاع
کو گئے ہین کہ یہ اپنی قوم مین کم طاقت ہین کسیطرح انکو قدرت نہین ہی اب جو کہ زبردست ہین اُنکو خبر دینگے شاہزادہ
نے کہا مین مینار پر جا کر تماشا دیکھون اگر اجازت ہو اور آپ جبتک زائچہ درست کرین عبیدون عابد نے کہا بسم اللہ شاہزادہ
درجہ چہارم مین گیا وہان سے ایک شہر خوب آباد دیکھا پھر پانچوین درجہ پر گیا وہان ایک باغ بہت عالیشان نہایت پر فضا
دیکھا جب چھٹے درجہ پر گیا ایک محل صندلی رنگ اس صورت کا دیکھا کہ جسکی روشنی مانند آفتاب کے تھی بلکہ حرارت اسکی اتنی
دور سے شاہزادہ کے جسم مین محسوس ہوتی تھی شاہزادہ عقلیہ سمجھ گیا کہ قصر قرآن السعدین یہی ہی دیر تک تماشا دیکھا کیا
بعد اسکے عبیدون عابد کے پاس چلا آیا دیکھا کہ ملاحت پری بھی موجود ہی ملاحت پری نے شاہزادہ کو سلام کیا
شاہزادہ کو ملاحت پری کا وہ چہرہ نمکین نہایت پسند آیا بعد اُسکے جو تماشا کہ دیکھا تھا عبیدون عابد سے بیان کیا

پھر عبیدون عابد سے روشنی قصر قرآن السعدین کو پوچھا عبیدون عابد نے کہا وہ روشنی مرآت الغیب کی ہی
جو دیوار قصر پر شرق کی جانب نصب ہی اور ایک خواص اُس آئینہ مین یہ بھی ہی کہ جو شخص مخاطب ہو کر اُس آئینہ سے کہے
کہ ای مرآۃ الغیب عن رجال الغیب اگر کام میرا ہونے والا ہی تو صورت مطلوب کی میرے آئینہ مین دکھلا دے تو
صورت مطلوب ضرور آئینہ مین نظر آئیگی دوسرے یہ بھی صفت ہی کہ کسی انسان کا چہرہ آئینہ مین ظاہر نہین ہوتا مگر جو مالک
آئینہ ہی اُسکی صورت ضرور آئینہ مین دکھلائی دیگی مگر یہ نہین معلوم کہ کون ہی شاہزادے نے کہا افسوس ای بزرگ
کلید دریعنی کاغذ حکیم صاحب کا میری غفلت سے گم ہو گیا اب تمکو براہ ہمدردی اسلام میری مدد واجب و لازم ہی عبیدون
عابد نے کہا ای شہریار والا قدر سوا اسے ہم مذہبی کے تم میرے مہمان بھی ہو اور مہمان کی خدمت واجب و لازم ہی اور مجھے
زائچہ سے بھی معلوم ہو چکا ہی کہ تمھارے طالع مین شکل نصرت الدین کی موجود ہی اور یہ شکل برج حوت سے متعلق ہی
جب اور شکلین بھی موافق ہین تو بلا شک و شبہہ تمام کام تمھارے بوجہ احسن اتمام کو پہونچینگے لیکن تمکو قصر قرآن السعدین
مین تشریف لیجانا پر ضرور ہی دوسرے یہ بھی مجھے گمان ہی کہ جو بزرگ تمھارا مددگار ہی وہ اس طلسم مین بھی تمھاری امداد
ضرور کریگا کہ تم طالع بہت زبردست رکھتے ہو اور مین بہر نہج تمھارا رفیق بدل و جان ہون جہانتک مجھسے ہو سکیگا تمھاری
معاونت مین حاضر ہون شاہزادہ نے فرمایا مین راہ سے قصر کی ناواقف شخص ہون عبیدون عابد نے کہا مین تو
حاضر ہون مگر راہ مین یہ خوف ہی کہ شیاطین طلسم تمکو کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچائین شاہزادہ نے پوچھا اُنکو کسطرح کی
ایذا رسانی کا اختیار ہی عبیدون عابد نے کہا پہلے تو جیسا تمنے رات کو دیکھا تھا ہدایت کرینگے بعدہ با اشکال خوفناک
مع حربہاے زبردست تمھارے سامنے آئینگے اس صورت مین اندیشہ ہی اور اسطرح بھی اگر تم نہ ڈرے تو انسان کی
صورت ہو کر تمسے لڑینگے پھر فتح اور شکست خدا کے اختیار ہی شاہزادہ نے فرمایا خدا کا فضل شامل حال ہونا چاہیے
انشاء اللہ مشکل آسان ہو جائیگی شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

اور مین نے زبانی حکیم صاحب کے یہ بھی سُنا ہی کہ مالک مہرہ ماہی کو کسی طرح کا آسیب نہ پہونچیگا اور اگر بوجہ غفلت کے نوبت
جنگ کی پہونچے تو اُس مہرہ ماہی کو زمین پر رکھدینے سے اُسکی شعاع کا حلقہ گرد ہو جاتا ہی پھر کسی شیطان کا اُس حلقہ مین گذر
نہین ہو سکتا اور شاید کوئی قریب حلقہ گیا بھی تو زندہ نہین رہتا بلکہ جلجاتا ہی عبیدون عابد نے کہا تم مہرہ تو لائے لیکن
خواص سے بھی اسکے واقف ہو بہر حال یہ مین خوب جانتا ہون کہ آیندہ تمھارا مقصد دلی ضرور حاصل ہوگا بہر کیف تمکو
خاطر جمعی رکھنا چاہیے پھر عبیدون عابد نے ملاحت پری کو بُلایا اور کہا ای فرزند شاہزادہ کی خاطر و مدارات
تجھے بھی واجب ہی ملاحت پری نے کہا بسر و چشم جو حکم ہو عبیدون عابد نے کہا ابھی تو اتنا کام کر کہ جسقدر یہان
مسلمان ہین سب سے حال شاہزادہ کا بیان کر یقین ہی کہ حال شاہزادہ کا سُنکے وہ فرستادہ حکیم ابو المحاسن اور

صاحب مہرہ ہی ضرور کمک اور عنایت کرینگے مجھے از روے علم رمل خوب معلوم ہوچکا ہی کہ اس سال اجنہ مسلم اور شیاطین کفار مین جنگ عظیم برپا ہوگی دیکھیے کسکی فتح ہو اور دوسرا کام یہ ہی کہ مجھے بھی اب میرے مکان مین پہونچا دے کہ میرا یہان رہنا کسیطرح مناسب نہین ہی لیکن پہلے شاہزادے کو باغ سے لیجاکر کسی جا پہونچا دے بعد اُسکے عبیدون عابد نے شاہزادہ سے کہا اے شہریار جب ملاحت پری کہین لیجائے تو تم دو پہر تک مشرق سے مغرب کو جانا اور بعد زوال آفتاب کے مغرب سے پھر مشرق کو جانا اس عرصہ مین جہان رات ہو جائے شب کو تم اُسی جا رہنا اور ایک قدم آگے قصد نہ کرنا ورنہ راہ بھول جاؤگے شاہزادہ نے کہا واہ اس آمد و رفت سے کیا فائدہ عبیدون عابد نے کہا یہ سب راز کی باتین ہین جو آپکو مرغ اسرار سے معلوم ہونگی شاہزادہ نے فرمایا صدہا اسرار ہین کہانتک مرغ اسرار بیان کریگا عبیدون عابد نے کہا جو مرغ اسرار نہ بیان کرسکیگا وہ اصل کار سے حل ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا اصل کار کوئی اور شخص ہی عبیدون عابد نے کہا جب تم مرآۃ الغیب سے اصل کار کو دریافت کروگے تو آپکو معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا این گل دیگر شگفت غرض ملاحت پری نے شاہزادہ کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے جس مکان کا عبیدون عابد نے پتہ دیا تھا وہان پہونچا دیا اور عرض کی کہ اے شہریار باوقار مین آپکی فرمانبردار ہون جاکر سب مسلمانان طلسم کو آپکی مدد کیواسطے روانہ کرتی ہون لیکن حق خدمت کا صلہ بعد طی ہونے مقدمہ طلسم کے کنیز بھی ضرور پائے شاہزادہ نے فرمایا تو خاطر جمع رکھ ایسا ہی ہوگا ملاحت پری اُدھر روانہ ہوئی اور شاہزادہ نے حسب ہدایت عبیدون عابد آمد و رفت مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کو شروع کی ابھی چند قدم طی نہ کیے تھے کہ پشت سے آواز ہولناک آئی کہ باش او آدم زاد مغرور آخر تو مرحلات طلسمی آتشی و خاکی و بادی طی کرچکا اور اب طلسم بارھوین مین پہونچا جو برج حوت سے متعلق ہی دیکھون تو کسطرح سے زندہ و سلامت یہان سے جاتا ہی شاہزادہ حیرت زدہ ہرطرف دیکھنے لگا لیکن کوئی آواز دہندہ نظر نہ آیا یکایک گرد آگے سے نمودار ہوئی اور اُس گرد سے ایک لشکر فیل سوار سر برہنہ گرزفیلین سر ہاتھون مین لیے برآمد ہوا شاہزادہ اسماء الٰہی پڑھنے لگا اور مہرۂ ماہی کو خوب حفاظت سے رکھا جب فوج نزدیک آئی تھوڑے اُنمین سے داہنے اور تھوڑے بائین ہوگئے سب کے بعد ایک مرد ہاتھی کی سونڈ پر سوار شاہزادہ عالی وقار کے سامنے آیا اور کہا اے جوان ذی شان مناسب یہ ہی کہ مہرہ ماہی مجھے حوالہ کر وہ کاغذ جو تیرا ہم لیگئے ہین اور یہ مہرہ دونون دروازہ طلسم پر لٹکا دینگے اور جو جن یا انسان یا دیو تجھسے لڑیگا اُس سے ہم لڑینگے اور تیری حفاظت کرینگے شاہزادہ نے پوچھا نام تیرا کیا ہی اور تو کسطرح کاغذ ہمارا لیگیا اُسنے کہا میرا نجوم شعبدہ باز شیطان نام ہی جب آپ نے وضو کے لیے باغمین کمر کھولی کاغذ کمر سے گر پڑا جبتک کہ تمھارے سایہ مین رہا ہم نہین لے سکے جب تمھارے سایہ سے جدا ہوا ہمنے اُٹھا لیا لیکن ہمکو اُس کاغذ سے کچھ حاصل نہوا ہان اگر مہرہ بھی ہمکو ملتا تو البتہ کچھ کام بر آتا اسلیے ہم عہد کرتے ہین کہ ہر وقت ہم تیرے شریک حال رہینگے شاہزادہ نے فرمایا مہرہ ہمارے پاس ہی اگر تمسے لیا جائے لیلو اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ فریب مین نہ آئیگا اور نہ یہ خوف کریگا آخر گرز فیلین سر اُٹھا کے حملہ کیا شاہزادہ نے جو غور سے

گرز کو دیکھا تو ایک شاخ درخت انار ہی اور اُسمین ایک انار لگا ہی مگر دور سے وہ گرز معلوم ہوتا ہی شاہزادہ سمجھا کہ یہ برکت مہرہ سے کارخانۂ طلسم صاف معلوم ہوتا ہی اور بہ زیادہ تر لطف دیکھا کہ سخوم شعبدہ باز جو کہ ہاتھی کی سونڈ پر سوار معلوم ہوتا تھا وہ ایک فیل مرغ کے مضغہ منقار پر سوار ہی اور فیل مرغ کی سواری کے موافق اُسکا بھی قد ہی اس تماشے کو دیکھ کے خوب ہنسا سخوم شعبدہ باز نے وہ شاخ زمین پر پھینک دی اور وہ سمجھ گیا کہ میری قلعی کھل گئی آخر بھاگ گیا اس عرصہ مین دوپہر ہو گئی اب شاہزادہ مغرب سے مشرق کو روانہ ہوا کہ اثناء راہ مین وہ دوسری صورت سے آکر مانع راہ ہوا اور ہر طرح سے چاہا کہ شاہزادہ خوفناک ہو مگر شاہزادہ ہرگز خیال مین نہ لایا اور اُسی طرح اپنی راہ چلا گیا سخوم شعبدہ باز شیطان بشکل انسان سر سے پانک مسلح و مکمل شاہزادہ کے روبرو آیا اور کہا ای آدم سخت دل کسیطرح تو ہمارا خوف نہین کرتا خوب کسی اُستاد کامل کا پڑھایا ہوا ہے تو سامنے آ مین دیکھون کہ کسطرح مقابلہ کرتا ہی اور کیسا فن سپہ گری رکھتا ہی اس آواز سے شاہزادہ برہم ہو کر آمادۂ جنگ ہوا ہرچند شیاطین نے فن نیزہ بازی رجم شہاب ثاقب سے تعلیم پائی تھی لیکن شاہزادہ نے برکت مُہرہ چشم ماہی کے نیزہ سخوم شعبدہ باز کا اپنی ضرب نیزہ سے زمین پر گرا دیا جب تلوار کی نوبت پہنچی برکت سے مُہرہ کے سخوم شعبدہ باز کی تلوار شاہزادہ پر کارگر ہوتی تھی اور بوجہ جسم لطیف کے تلوار شاہزادہ کی بھی سخوم شعبدہ باز پر کارگر ہوتی تھی غرض سب شیاطین ہر چہار طرف سے ہاے ہاے کر کے شاہزادہ سے لڑنے لگے اور حملہ کرنے لگے ہرچند کہ شیاطین کا بھی کوئی حملہ شاہزادہ پر اثر نکرتا تھا لیکن اُنکے شور و غل اور گرد و غبار سے شاہزادہ گھبرا گیا اس اثنا مین ملاحت پری با جمعیت تیس نفر جن مسلمان کے پہونچگئی اور وہ جن باشمشیر دشمن فگار اُس ہجوم شیاطین مین در آئے تھوڑی ہی دیر مین بہت شیاطین مارے گئے اور باقی بھاگ گئے اور ایک تلوار اُن اجنہ نے شاہزادہ کو دی اور کہا کہ حضور اس تلوار سے ان شیاطین کو قتل کرین شاہزادہ نے سخوم شعبدہ باز وغیرہ شیاطین کو قتل کیا بعد قتل ہونے سخوم شعبدہ باز کے سب شیاطین غائب ہو گئے ملاحت پری افلون جنی کو کہ وہ سردار جنون کا تھا شاہزادہ کے پاس واسطے ملازمت کے لائی افلون جنی نے بعد ملازمت شاہزادہ سے عرض کی کہ ای شہریار با اقتدار خداوند غفار نے آدم زاد کو کرامت عظیم عطا فرمائی ہی اسلیے انکی فضیلت اور بہادری کو کوئی نہین پہونچ سکتا حضور نے ایسی شکست ان شیاطین ملعونون کو دی ہی ورنہ کیا مجال تھی اور کسی کی جو انسے سر بر ہو سکتا بعد دفع ہونے شیاطین کے شاہزادہ پھر جانب مشرق روانہ ہوا شام کو ایک باغ مین پہونچا جسکا دروازہ عالیشان تھا شاہزادہ باغ مین گیا ایک سیل بیچ مین باغ کے دیکھا موافق ہدایت عبیدون عابد زیر سیل شاہزادہ نے آرام کیا لیکن ایسا وہ باغ باغ اول سے مشابہ تھا کہ شاہزادہ کو یقین ہوا کہ مین شاید باغ اول مین ہون اتنے مین وقت نماز آگیا شاہزادہ نے وضو کیا بعد ادا ے نماز کے کچھ میوہ باغ کا کھایا اور زیر سیل توقف کیا بعد ایک لحظہ کے روشنی نمودار ہوئی جب وہ روشنی قریب آئی دیکھا تو ملاحت پری مشعل کی روشنی مین ایک خوان کھانے کا لیے آتی ہی شاہزادہ ازبسکہ گرسنہ تھا خوان کے آنے سے بہت خوش ہوا ملاحت پری نے شاہزادے

کے آگے خوان رکھدیا اور کہا اے شہریار یہ کھانا مین حضور کے واسطے لائی ہون شاہزادہ نے قصد کیا کہ کھانا نوش فرمائے آواز
آئی اے شہریار یہ کھانا تمام غلیظ ہے نہ کھانا شاہزادہ نے سکوت کیا اور ہر چہار طرف متوحش ہوکر دیکھنے لگا جب کوئی نظر نہ آیا
پھر چاہا کہ لقمہ اُٹھا وے کہ پھر آواز آئی اے شاہزادے ہرگز ہرگز یہ کھانا نہ کھانا شاہزادہ متحیر تھا کہ آواز تو آتی ہے مگر صاحب آواز
معلوم نہین ہوتا یہ کیا معاملہ ہے اس عرصہ مین قریب سے آواز آئی کہ اے شہریار تمنے کاغذ کو تو کھو یا کیا اب اپنی جان کے بھی دشمن
ہوے ہو شاہزادہ نے ہاتھ روک لیا وہ عورت پریزاد کھانا رکھکے چلی گئی اور کہتی جاتی تھی کہو کون بے انصاف ہے کہ کھانا شاہزادہ
کو کھانے نہین دیتا اُسکے بعد ملاحت پری اصل شاہزادہ کے پاس آئی اور اُسنے کہا اے شہریار تمنے ستم کیا تھا اگر ایک بھی لقمہ
اس کھانے کا کھا لیتے پھر تا قیامت ایک ہی شکل پر رہتے شاہزادہ نے فرمایا واہ کیا طرفہ بات ہے کہ یہی کھانا لائی اور کھلانے پر
آمادہ ہوئی اور یہی کہتی ہے کہ خوب کیا نہ کھایا یہ کیا بات ہے ملاحت پری نے کہا وہ اجنہ باغ کے سرحددار آپکے واسطے کھانا
لائے تھے حضور اس کھانے کو ملاحظہ فرمائیے تو کیفیت معلوم ہو شاہزادہ نے جب وہ کھانا دیکھا تو واقعی ہر ایک رکابی مین بجا
کھانے کے کرم اور غلیظ تھا ملاحت پری نے کہا حضور یہ ایک کرم دس آدمی کے ہلاک کرنے کو کافی ہے شاہزادے نے کہا
شکر ہے خدا کا کہ مین اس فریب سے بچ گیا اور وہ کھانا کہ ملاحت پری لائی تھی نوش فرمایا بعد اُسکے زیر میل آرام فرمایا ملاحت پری
نے شاہزادہ کے ہاتھ پاؤن دبائے تاکہ چندان راحت ملے صبح کو جب شاہزادہ بیدار ہوا موافق ہدایت عبیدون عابد
کے مغرب کی طرف روانہ ہوا اراہ مین دفعۃً بگولہ گرد ظاہر ہوا اور اُس گرد سے ہزار شیاطین باصورت مہیب نکلے اور ان شیاطین
نے کوئی دقیقہ شاہزادہ کے دھمکانے مین باقی نہ رکھا لیکن شاہزادہ نے مطلق خیال نہ کیا اور بجاے خود قایم رہا

اَب حال اُن شیاطین کا سُنو جو سخوم شیطان کے ہمراہ تھے

جب سخوم شیطان کو شاہزادہ نے قتل کیا لشکر نے سخوم کے شدید روس آتش دہن بادشاہ شیاطین کو اطلاع دی
کہ ایک آدم زاد مع دستاویز کاغذ حکیم ابو المحاسن کے جو عمدۃ الاراکین ظاہر طلسم کا ہے ظاہر دوم مین طلسم کے یعنی عبیدون عابد
کے باغ مین پہونچا الا وہ کاغذ شیاطین طلسم نے بمکر و فریب لیلیا ورنہ ابتک اُسنے طلسم مین مطالب اپنا حاصل کیا ہوتا اور اب
رہنمائی سے عبیدون عابد کے ہر روز ایک منزل منازل طلسم سے طے کرتا ہے بلکہ سخوم شیطان کو بھی جو باغ کا سرحددار تھا
اُسی آدم زاد نے قتل کیا شدید روس بادشاہ شیاطین نے پوچھا کہ شمشیر نے آدم زاد کی سخوم شیطان کے جسم پر کسطرح اثر کیا
اُنھون نے کہا اکثر جن مسلمان اُسکے رفیق ہوے اور ایک تلوار اُنھون نے اپنے پاس سے دی اور اصل مین تمام فتنہ برپا کیا ہوا
عبیدون عابد کا ہے شدید روس بادشاہ شیاطین نے کہا علاوہ کاغذ حکیم ابو المحاسن کے شاید اور کوئی شی بھی اُس آدم زاد
کے پاس ہے جس وجہ سے عبیدون عابد حرمت اور عزت کرتا ہے ایک شیطان نے کہا ہان مُہرہ بھی حضرت یوشع علیہ السلام
کا ہے اور اُسیکے باعث سے وہ آدمی حفظ و امان مین رہا جب یہ سُنا تو شدید روس آتش دہن کے ہوش جاتے رہے اور

مصاحبون سے کہا کہ بلاشبہہ صاحب مہرہ کسی جن وانس سے مغلوب نہین ہوتا مگر وہ شیطان کیا جسمین شیطنت نہو جہان تک ہوسکیگا ہم اپنی حرکتون سے باز نہ آوینگے آخر خرتوس بدقیافہ کو ہزار شیاطین کی جمعیت سے واسطے ہلاکی شاہزادہ کے بھیجا اور حکم محکم دیا کہ خبردار آدمزادے مقابلہ پر غائب نہونا بلکہ رات کو بھی تم مقابل رہنا آخر خرتوس بدقیافہ نے آکر چارطرف سے شاہزادہ کو گھیر لیا اور حملہ کرنا شروع کیا شاہزادہ نے افلون جنی کی تلوار سے صدہا شیاطین کو جہنم واصل کیا اور خود برکت مہرہ ماہی کے محفوظ رہا جب کثرت شیاطین سے شاہزادہ عاجز آیا درگاہ الٰہی مین دعا کی کہ اے مجیب الدعوات تو ان بلیات سے نجات دے پس بمجرد دعا کرنے کے فوراً اسقلان جنی وہان آیا اور شیاطین سے حرب وضرب مین مشغول ہوا خرتوس بدقیافہ نے اوس جنگ مین ایک ضرب شمشیر افلون کے سر پر ایسی لگائی کہ درجہ شہادت پر فائز ہوا مرتے وقت شاہزادہ سے عرض کی کہ اے شہریار کامگار یہ تلوار جو مین نے حضور کو دی ہے اسے حضور اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا آیندہ اسکا حال آپکو معلوم ہوگا اور قصاص میرے خون کا اس خرتوس حرامزادے سے لیجیے گا اور مین حضور کے سر پر سے تصدق ہوا یہ کہا اور جان بحق تسلیم ہوا چند جنون نے نعش افلون کی مقبرہ حضرت آصف بن برخیا مین دفن کی اور تمام رفیق افلون کے بوجہ قلت فوج شیطانون کے ہاتھ سے قتل ہوئے لاچار شاہزادہ نے مناجات درگاہ رب العزت مین کی ناگاہ ملاحت پری بجمعیت چار سو اجنہ قوی ہیکل کے معرکہ رزم مین پہونچی اور اس لشکر فتح پیکر کا سپہ سالار فرمانوس جنی افلون جنی کا خالو تھا فرمانوس نے ہر چہار طرف سے شیاطین کے لشکر کو گھیر کر حملہ کرنا شروع کیا شاہزادہ فرصت پاکے مغرب کی طرف سے روانہ مشرق ہوا اور شام کو موافق معمول کے ایک باغ مین پہونچا وہان اوسی طرح کا ایک میل بیچ مین باغ کے تھا جیسا کہ اور باغ مین تھا شاہزادہ نے زیر میل آرام کیا یکایک ملاحت پری کھانا لائی اور چند جن خدمتگذاری مین حاضر رہے اور روشنی بھی افراط سے تھی شاہزادہ نے ملاحت پری سے حال روشنی دریافت فرمایا ملاحت پری نے عرض کی کہ اے شہریار کامگار داہنی طرف حضور کے اجنہ اہل اسلام سے ہین اور بائین کو لشکر اجنہ کفار ہے اوس روز ہزار نفر سے خرطوم ابلیس منش اپنے لشکر نکبت اثر مین داخل ہوا اور ہنگامہ کارزار در پیش ہوا آخر خرطوم کے ہاتھ سے خرتوس زخمی ہوا اور شاہزادہ نے خرطوم کو جہنم واصل کیا اس عرصہ مین ارقیمان درست یقین ایک جن مسلمان باشوکت وشان مدد اہل اسلام کو آیا خرطوم نے چند زخم سر و گردن پر کھائے اور آپ بھی شاہزادہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا جب شاہزادہ غلبہ شیاطین کی کثرت سے تنگ آتا تھا مہرہ ماہی زمین پر رکھ دیتا تھا تمام جن اوس مہرہ کی نور شعاع مین بیٹھ جاتے تھے کسی شیطان کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ قریب اوسکے آسکے الغرض اسی جنگ وجدل مین شام ہوگئی شاہزادہ کو حسب معمول باغ نظر آیا شاہزادہ نے زیر میل بسر کی صبح کو شاہزادہ سے ملاحت پری نے عرض کی کہ آج بادشاہ اجنہ شید روس کے آنے کی خبر ہے یکایک شید روس آتش دہن بعد زوال آفتاب اپنے لشکر مین داخل ہوا اوس روز ملاحت پری نے ایک جاے بلند پر شاہزادہ کو ٹھہرایا تھوڑی دیر کے بعد اون شیاطین اور لشکر اسلام سے جنگ شروع ہوگئی اور شاہزادہ اونکی حرب وضرب کا تماشا دیکھ رہا تھا اور طرفین کی

تعریف کرتا تھا لیکن جو شاہزادہ پر حملہ کرتا تھا شاہزادہ اُسے قتل کرتا تھا ملاحت پری نے کہا حضور یہین تشریف رکھین
کہ غلبہ کفار نابکار زیادہ ہی اور مسلمان نہایت قلیل ہین مجھے سخت حیرت ہی کہ سلطان ارقیموس ملک الجن باوجود آگاہی
کے معرکہ جنگ مین نہین آیا اور یہ وہ وقت تھا کہ ملک الموت کو فرصت حساب و کتاب کی نہ تھی بعد ازان شاہزادہ نے آوازہ
اللہ اکبر اس زور و شور سے بلند کیا کہ تمام میدان قتال لرز گیا اور خود قلب مین لشکر کفار کے مثل شیر غران در آیا اور اُن
شیاطین کو تیغ آبدار سے مثل خیار دو اور دو کو چار کرتا تھا جب شیدروس ملک الشیاطین نے شاہزادہ کو حرب و ضرب
مین مصروف دیکھا خناس عیار سے اپنے کہا ای خناس عیار مین اس آدم زاد سے برسر مقابلہ ہوتا ہون تو کمین سے ایک
ضرب اسکے ہاتھ اور پانوٗن پر ایسی لگا کہ مہرہ کا ڈورہ کٹ جاوے اور مہرہ زمین پر گرے پھر قتل کرنا اسکا کچھ مشکل نہین ہی یہ کہکر
شاہزادہ کے آگے آیا اور کہا او آدم زاد خاکی وضعیف الخلقت تونے تمام شیاطین طلسم کا صفحہ ہستی سے مٹا دیا اب دیکھون کہ
تو میرے ہاتھ سے کہان سلامت جاتا ہی ملاحت پری نے اشارہ سے کہا ای شہریار یہی شیدروس ملک الشیاطین ملعون ہی
شیدروس نے ایک وار تلوار کا کیا شاہزادہ نے وہ ضرب دفع کی کہ خناس ملعون نے کمین سے بازوے شاہزادہ پر
ایک تلوار لگائی شاہزادہ باقبال صاحبقرانی کمین کمینہ سے آگاہ ہو گیا تھا کہ خناس ولد الحرام نے حملہ کیا شاہزادہ نے وہی
تیغ یمانی پہلے شیدروس کو دکھائی اور خناس پر لگائی وہ تلوار خناس کے تا بہ سینہ اُتر آئی بجرد قتل ہوتے خناس کے
شیدروس نے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ سب ایک بار باہم ہو کے اس آدم زاد کو زندہ پکڑ لو اس حکم سے تمام شیاطین نے
شاہزادہ کو گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا مگر جو قریب آتا تھا شاہزادہ اُسے قتل کرتا تھا جب شاہزادہ کے ہاتھون
مین طاقت نہ رہی ملاحت پری کو یقین ہوا کہ اب شاہزادہ شیاطین کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائیگا پس درگاہ قاضی الحاجات
مین کی کہ ای چارہ ساز عالمیان و مجیب الدعوات دردمندان تو ہی حافظ و نگہبان اس شاہزادہ مہمان کی جان و آبرو
کا ہی یکایک دامن صحرا سے ایک گرد نمایان ہوئی اور اُس دامن گرد سے ایک لشکر جرار و خونخوار نمودار ہوا جسے دیکھ کے
شیدروس کے حواس باختہ ہو گئے ادھر سے ملاحت پری اُدھر سے وسواس بن خناس عیار شیدروس
روانہ ہوا پہلے وسواس خبر لایا کہ بادشاہ سلطان ارقیموس شاہ اجنہ اہل اسلام چالیس ہزار کی جمعیت سے
واسطے کمک شاہزادہ نامدار کے آیا ہی اور حکیم ابو المحاسن بھی ہمراہ لشکر ہین اس خبر وحشت اثر سے شیاطین کے
لشکر کی روح قالب سے نکل گئی اور شاہزادہ کے پاس سے ہٹ گئے شاہزادہ فرصت ملتے ہی مہرہ زمین پر
رکھکے اُسکی روشنی مین بیٹھ گیا اس عرصہ مین ملاحت پری نے شاہزادہ کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ ای شہریار
مبارک ہو کہ حاکم پردہ ظاہر اول طلسم حکیم ابو المحاسن تشریف شریف لائے ہین شاہزادہ کو اس خبر فرحت اثر
سے نہایت خوشی حاصل ہوئی گویا قالب بیجان مین جان آگئی اور وہان میدان کارزار مین جنگ و پیکار ہونے لگی
اور ارقیموس شاہ بادشاہ جن نے شیدروس شاہ ملک الشیاطین کو قتل کیا اور تمام لشکر کو اُسکے قتل و زخمی ایسا کیا کہ

باقی ماندہ تاب لشکر اسلام نہ لاسکے اور بھاگ گئے اور بقیۃ السیف نے دین اسلام قبول کیا شاہزادہ دایرۂ نورھرہ مین
بیٹھا تھا حکیم ابوالمحاسن واسطے ملاقات شاہزادہ کے تشریف لائے شاہزادہ حکیم صاحب سے بغلگیر ہوا حکیم صاحب
نے فرمایا ای شہریار عالیمقدار آپ نے ایسی غفلت کو باوجود فہمایش کے کام فرمایا کہ کاغذ کو ہمارے کھودیا شاہزادہ نے
فرمایا کہ اگر کاغذ گم نہوتا تو مین اتنا جلد آپکو کب پاتا اس سعادت ملازمت سے محروم رہتا حکیم صاحب نے فرمایا خوب جواب
دیا لیکن یہ صاحبان ذی ہوش کی شان سے بعید ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ جو مشیت ایزدی مین گذرتا ہی ضرور ظہور مین آتا ہی
حکیم صاحب نے فرمایا خیر مصرعہ رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ؁ اب آپ اپنی مصیبت گذشتہ بیان فرمائیے شاہزادہ
نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت اپنی بیان کی الغرض بعد قتل ہونے شدید روس ملک الشیاطین کے بادشاہی ظاہر دو
طلسم کی بلا شرکت غیرے سلطان ارقیموس جنی کے حصہ مین آئی اور داروغہ جواہر خانہ شدید روس نے وہ کاغذ حکیم ابوالمحاسن
جو شاہزادہ سے گم ہوگیا تھا سلطان ارقیموس کی خدمت مین گذرانا ارقیموس نے حکیم صاحب کو دیا حکیم صاحب

نے شاہزادہ سے فرمایا کہ کیا کاغذ گم شدہ آپکا یہی ہی شاہزادہ نے فرمایا ہان کاغذ یہی ہی لیکن جب صاحب کاغذ موجود
ہو تو کاغذ کی کیا احتیاج مثل مشہور ہی کہ آب آمد تیمم برخاست ؃ ملاحت پری حکیم صاحب کی خدمت بابرکت سے
شرف یاب ہوئی شاہزادہ نے فرمایا حضور کی وجہ رونق افروزی اتفاقی ہی یا بارادہ حکیم صاحب نے فرمایا اے شہریار
عالی تبار آپکا احوال روزمرہ زائچہ مین بطور روزنامچہ کے ہمکو معلوم ہوا کرتا تھا تمسے جو خطاے فاحش راہ طلسم مین واقع ہوئی
ہین اُسیوقت کوہ مراد پر گیا وہان سے شہاب نوجوان کو شہر رنگار کی طرف روانہ کیا اُسمین مطلب اُس جوان کا یہ تھا
کہ معشوقہ شاہزادہ مشتری طلعت ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت ملک سعدان شاہ کوہ مراد سے براہ نقب
میرے پاس آئی اور اُسنے اپنے مطلوب شاہزادہ دری مشتری طلعت کا حال بہ تفصیل مجھسے دریافت کیا اور حسب اتفاق
شاہزادہ دری مشتری طلعت کو چند شیاطین طلسم نے گرفتار کرکے ایک ساحرہ کی قید مین مقید کردیا تھا مین شہاب نوجوان
کو حکم رہائی اُس مشتری طلعت کا دیکر اسیطرف تمھارے پاس روانہ ہوا جب پردہ دوم وظاہر دوم مین پہونچا وہان یہ سُنا
کہ کاغذ میرا تمسے شیاطین طلسم لے گئے اور عبیدون عابد تمھارے واسطے کوشش مین ہی اور جنگ عظیم برپا ہی تو سلطان
ارقیموس جنی کے پاس گیا جو کہ پردہ دوم اجنۂ اسلام کا بادشاہ ہی وہان سے ارقیمان درست یقین کو بامداد تمھارے
بھیجا آخر خود سلطان ارقیموس جنی کے ساتھ خدمت مین تمھارے حاضر ہوا شاہزادہ نے فرمایا آپکی عنایات مربیانہ سے
مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند؃ کا اطمینان ہی لیکن دیدار ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ابتک محروم ہون اب
فرمائیے کہ انتظار دلدار مین کسقدر سختیان پیش آنیوالی ہین حکیم ابوالمحاسن نے فرمایا صبر کرو اور خدا پر شاکر رہو خاطر جمع فرماؤ
اب سب سہل ہی انشاء اللہ کل امورات طے ہو گئے اور بقیہ بھی قریب اختتام ہین قصہ کوتاہ وہ شب اُسی صحرا مین بعیش گذری
دوسرے روز ارقیموس جنی رخصت ہوا اور حکومت شیدروس آتش دہن کی ارقیمان درست یقین کو حاصل
ہوئی بعد اسکے ملاحت پری کو حکم ہوا کہ عبیدون عابد کو اُسی جا باغ مین پہونچادے حکیم ابوالمحاسن کو حکومت عطا
فرمانیکی وجہ یہ ہی کہ حاکم ظاہر اول طلسم کا طلسم ظاہر دوم پر بھی حاکم و متصرف ہو سکتا ہی غرض بعد فارغ ہونے ان امورات
اہم کے حکیم ابوالمحاسن شاہزادہ کو لیکر طلسم قران السعدین کی طرف روانہ ہوے

اب حکیم ابوالمحاسن اور شاہزادہ معزالدین کو متوجہ طلسم رکھا جاتا ہی اور داستان ظاہر اوّل طلسم کی گذارش ہوتی ہی

راوی تازہ خیال گذارش کرتا ہی کہ ظاہر اول مین اس طلسم عجیب وغریب کی دو طرح پر داستان بیان ہوئی ہی ایک داستان
کوہ مراد کی اور دوسرے قصہ شہاب نوجوان کا

اب سعدان روسیاہ کا حال بیان ہوتا ہے

کہ وہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے لینے کو روانہ ہوا جب ابطال بدافعال نے کیفیت گذشتہ کوہ مراد کی ملک سعدان شاہ
کو لکھی ملک سعدان شاہ نے غادی دانا کو بلا کر کہا اے غادی دانا اس نوبت کو تو نے مجھے پہونچایا کہ تمام دنیا مین رسوا
و فضیحت ہوا غادی دانا نے کہا آپ اپنی حرکات سے رسوا ہوے میرا اسمین کیا قصور اب آپ کوہ مراد پر چلیے اور اپنی
دختر نیک اختر کیلیے آئیے ملک سعدان شاہ پچاس ہزار سواران جرار و پیادگان آتش بار کی جمعیت سے کوہ مراد کو
روانہ ہوا اور القوم فیل قوت و ملقوم فیل زور اور سردوم کشتی گیر و غیظ تند خو اور ساہول بہمن سینہ اور شارق
گردن کش وغیرہ سرداران قوی ہیکل ہمراہ رکاب تھے چند روز مین قریب کوہ مراد پہونچے اور وہین خیمہ زن ہوے
ابطال قوی ہیکل حاضر خدمت ملک سعدان شاہ ہوا اور تمام کیفیت فساد و جدال و قتال کی بیان کی ملک
سعدان شاہ نے اس فساد کو سُنکے راس تیز پا عیار کی زبانی ابوالوفا سے کہلا بھیجا کہ اُس گیسو بریدہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت
کو اسیوقت ہمارے پاس لیکر حاضر ہوا ورنہ ملازم ہمارے وہان کا بندوبست کرینگے ورنہ اگر توقف کیا تو فوراً پہاڑ کو گرز بہادر
رستم شعار سے پرزے پرزے کر کے سبکو خاک سیاہ کر دونگا کہ پھر مجال گریز نہ رہیگی راجل تیز پا نے پہاڑ کے قریب
جا کر یہی پیام بعینہ باواز بلند کہا عوض مین جواب کے چار پانچ تیر آئے راجل بھاگا اور ملک سعدان شاہ سے
حال بیان کیا ملک سعدان شاہ اور حد سے زیادہ غضبناک ہوا اُدھر ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے جو سُنا کہ پدر بد اختر
با فوج و لشکر میرے لینے کو آیا ہے سوسن سے فرمایا اے خواہر بجان برابر اگرچہ بعنایت پروردگار عالم کسی طرح کا اندیشہ
نہین ہے لیکن دیکھیے تقدیر اپنا ضرور تماشا دکھائیگی دایہ حمیدہ اور سوسن نے عرض کی حضور بجا ارشاد فرماتی ہین دوسرے
روز ملک سعدان شاہ نے خواجہ فیروز کو ملکہ سعیدہ کے پاس بھیجا خواجہ نے بھی پیچھے پہاڑ کے آکر باواز بلند
کہا کہ مجھے بادشاہ نے ملکہ کے پاس بھیجا ہے اور کچھ پیام بھی فرمایا ہے ابوالوفا نے ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو خبر کی ملکہ نے
خواجہ کو پہاڑ پر بلایا خواجہ نے ملکہ کو نقاب پوش رونق افروز تخت پر دیکھا کمال متحیر ہوا اور عرض کی کہ اے ملکہ عالم آپ
خوب واقف ہین کہ مین نے آپکو گود یون مین کھلایا ہے اور حضور نے مجھ سے پردہ فرمایا نہایت تعجب ہے شاید آپ نے
مجھے اپنا خدمت گذار نہ سمجھا ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے جواب دیا اے خواجہ فیروز اب مین دوسرے کے اختیار مین
ہون لہذا بے اجازت اُسکی غیر مرد کے سامنے کسطرح ہو سکتی ہون نافرمانی مالک مجازی کی عین عدول حکمی مالک حقیقی کی
ہوتی ہے خواجہ فیروز نے عرض کی کہ کسکی آپ تابع ہین ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے فرمایا وہ مظلوم شاہزادہ مشتری طلعت
ہے کیا تو نہین جانتا کہ وہ میرے سودا سے محبت مین اپنے گھر کی دولت و عیش و آرام چھوڑ کر خاک مذلت مین مبتلا خراب و
خستہ آوارہ و سرگردان صحرا بصحرا در بدر خاک بسر پھر رہا ہے خواجہ فیروز نے کہا آپ اپنے فعل کی مختار ہین لیکن آپکے
والد بزرگوار نے فرمایا ہے کہ جو فرزند اپنے والدین کی اطاعت نہ کرے اور بلکہ رسوائی خلائق کرے وہ روز قیامت

خداوند کریم کو کیا جواب دیگا ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے فرمایا ای خواجہ فیروز میری طرف سے یہ جواب دینا کہ ای ظالم
بیدین ولعین تیری بات کا جواب مذہب مزدکی مین ہوگا اور نیز جو تیری اولاد رشید یعنی غادی ملعون ہی وہی دیگا
ہمنے تجھے فضیحت کیا کہ تیرے اطوار تجھکو رسوا و فضیحت کرتے ہین جب مین نے دیکھا کہ تیرے ہاتھ سے ناموس وعزت کا
بچنا ممکن نہین ہی آخر بلا چاری بخوف عزت مین نے یہ حرکت کی اور حافظ حقیقی نے میری عصمت و ناچاری پر رحم
فرماکر مجھے بجاے محفوظ پہونچا دیا مین اُسکا شکر ادا کرتی ہون اور حاشا مجھے تجھسے کسی طرح کا سروکار نہین جب خواجہ
فیروز نے ملکہ سعیدہ قمر طلعت سے یہ جواب پایا ملکہ سے رخصت ہوکر ملک سعدان شاہ کے پاس آیا اور جواب
ملکہ صاف لفظ بہ لفظ کہدیا ملک سعدان شاہ نے یہ سُنکے مثل مار کوفتنی پیچ و تاب کھایا اور خواجہ فیروز سے کہا
او مردک اجل گرفتہ تو نے سامنے سب کے یہ کیون کہا کہ بادشاہ نے مجھے اپنی دختر کے پاس بھیجا تھا ہر چند کہ تو جانتا تھا کہ
مین راز کو پوشیدہ سب سے رکھتا ہون بعد اسکے خواجہ فیروز کو چند ضرب تازیانہ خود مارے خواجہ فیروز نے کہا آپ
پوشیدہ رکھا کرین لیکن یہ معاملہ اب تمام خدائی مین طشت از بام ہوگیا ہی یہ کہکے اپنے مکان پر آیا اور دل سے مشورہ کیا
کہ اب اس کافر بے ایمان کے پاس رہنا اچھا نہین ہی اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے پاس چلنا ضرور ہی دوسرے روز
ملک سعدان شاہ گرد پہاڑ کے خوب پھرا اور راہ اوپر جانیکی تلاش کی مگر کوئی راہ بجز خارستان کے نہ ملی شاقول گردن کش
کو بہمراہی پانچ ہزار سوار کے حکم دیا کہ جاکر یورش کرے شاقول گردن کش پہلے زیر کوہ آیا اور چند کلمہ صلح آمیز نصیحتاً کہے
اہل کوہ نے جواب کے عوض مین تیر مارے کہ چند ہمراہی شاقول کے زخمی ہوے شاقول گردن کش دلیرانہ ومردانہ
آہستہ آہستہ لڑتا ہوا اوپر پہاڑ کے پہونچا اور سپر آہنی سے اپنی پناہ کیے ہوے تھا اور سب کے آگے آگے تھا اور دو
مرحلہ بھی فتح کیے تھے کہ ابوالوفا نے ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو اطلاع کی کہ آج انتظام کوہ دشوار ہی کہ دو مرحلہ شاقول
نے طی کیے اور برابر چلا آتا ہی ملکہ بحالت اضطراب نقاب سے چہرہ کو چھپائے کنارہ پہاڑ کے آئی اور شاقول گردن کش
پر ایک تیر ایسا مارا کہ سپر فولادی کو توڑکر نشانے پر پہونچکر خود و کاسہ سر کو پرماتا ہوا نکل گیا اہل لشکر شاقول گردن کش
کے مارے جانے سے بدحواس ہوکر شاقول کی لاش زیر کوہ لیگئے اور طبل بازگشت بجوا دیا شاقول کہ سردار ذی عزت
تھا ملک سعدان شاہ خود تعزیت کو خیمہ مین شاقول کے آیا اور اُسکے خسر کو اُسکا عہدہ دیا اور اُسکے رنج مین
چند روز معرکہ رزم موقوف رہا ایک شب راجل عیار تیز پا نے ملک سعدان شاہ کو متردد بہت دیکھا اس
حرامزادہ نے یہ فکر کی کہ کسی تدبیر سے ملکہ کو کوہ مراد سے لائے تاکہ فکر بادشاہ کی جاتی رہے اسنے یہ کام کیا کہ ایک
میخ آہنی گاڑی اور اُسپر چڑھا دوسری میخ گاڑی اُسپر چڑھا قصہ کوتاہ اس شکل سے میخ کے اوپر میخ گاڑتا ہوا بالاے
قصر پہونچا وہان سے کمند پھینک محل مین آیا دیکھا کہ ایک مسند زرنگار پر کوئی عورت بے خبر آرام کرتی ہی راجل کو مسند
مکلف دیکھکر گمان ہوا کہ ملکہ سعیدہ یہی ہی اور دراصل وہ سوسن تھی راجل نے سوسن کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین

ندھ محل سے باہر نکل گیا اور اُس پشتارہ کو کمند مین باندھ آہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے پہونچادیا اور خود بھی کوہ سے اُتر آیا
در نہایت خوش وخرم لشکر کی طرف روانہ ہوا قضاے کار و اتفاق روزگار خواجہ فیروز ملک سعدان شاہ سے
آزردہ خاطر ہو دو غلام ہمراہ لیے یابو پر سوار ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی خدمت مین کوہ کی طرف جاتا تھا خواجہ فیروز
نے دیکھا کہ اندھیری رات مین ایک پیادہ سیاہ پوش پشتارہ بدوش خیزاخیز بھاگا جاتا ہی خواجہ فیروز نے راجل
کو آواز دی کہ کون جاتا ہی راجل آواز فیروز کی پہچان کر بولا کہ مین راجل عیار بادشاہ ہون تم اسوقت رات کو
کہان جاتے ہو خواجہ فیروز نے پوچھا اس پشتارے مین کیا ہی راجل نے کہا بڑی دقت و دشواری سے جان پیچ کے ملکہ سعیدہ قمر طلعت
کو لایا ہون کہ بادشاہ کی طبع نازک سے رنج ملال و دفع تردد ہو فیروز نے غلامون سے کہا راجل عیار کو گرفتار کر لو کہ مین

پشتارے کو دیکھون غلامون نے راجل کو گرفتار کیا راجل نے کہا خواجہ صاحب مجھے بے قصور کیون گرفتار کیا
خواجہ فیروز نے کہا ای راجل بادشاہ تیرا ظالم و بے ایمان و مردود درگاہ ایزد سبحان ہی کہ غادی ملعون مرتد کی مذہب
کے اغواسے اپنی دختر کیطرف ارادۂ فاسد رکھتا ہی معاذ اللہ ایسے گمراہ کافر کی رفاقت و خدمت سے پرہیز واجب ہی
راجل بولا اگر مین ایسا جانتا تو ملکہ کو کوہ مراد سے کبھی نہ لاتا میرے ہاتھ پانون کھلواؤ کہ مین بھی تمھارے ہمراہ کوہ مراد
پر چلون جو حال تمھارا وہی حال میرا بھی ہوگا خواجہ فیروز نے راجل کو بند قید سے رہا کردیا وہ حرامزادہ منافق جب
مطلق العنان ہوا ایک غلام کو خنجر مار کر آپ صاف نکل گیا اور چاہا کہ فوج طلایہ کو بمدد لاؤن مگر پشتارہ نہ لیجا سکا فیروز
نے کافور غلام دوم سے کہا ای کافور اب کیا علاج اسکا کیا جائے کافور نے کہا کہ اب یہ تدبیر ہی کہ زیر کوہ چل کر شور و
غل مچائین کہ ہم تمھارے خیرخواہ ہین شاید تمھاری راست بیانی سے وہ تمکو پہاڑ پر بلالین سوا اسکے اور کوئی علاج
نہین ہی خواجہ فیروز نے کہا یہی بہتر ہی چلو زیر کوہ پاسبانون کو خبر کرین آخر زیر کوہ جا کر آواز دی پاسبانان مرحلہ اول نے

پوچھا تم کون ہو کافور نے کہا ہم دوستدار ملکہ ہین ہمین اوپر آنے دو تو ہم اسپنے حال سے تمکو آگاہ کرین پاسبانون نے مرحلہ اول کے حاکم ابوالوفا سے کہا کہ تین آدمی اسوقت رات کو اوپر کوہ کے آنیکی اجازت چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ خیرخواہ ملکہ کے ہین ابوالوفا نے خواجہ فیروز کو بُلایا فیروز نے وہ پشتارہ سوسن کا ابوالوفا کے روبرو رکھدیا اور ساری کیفیت بیان کی ابوالوفا نے سلامتی جان ملکہ کا سجدہ شکر کیا اتفاق سے ملکہ بھی اُسوقت بیدار تھین خواجہ فیروز نے محل کے دروازہ پر جاکر اطلاع دی سرو ناز دروازہ پر آئی اور کہا خیر ہی اسوقت تم کہان خواجہ فیروز نے تمام قصہ سرو ناز سے بیان کیا سرو ناز نے ملکہ سے عرض کیا اس اثنا مین سوسن کو بھی ہوش آیا اور خود آپ وہ اندر محل کے گئی ملکہ نے کہا شکر خدا تو نے عجیب دام قضا سے نجات پائی اسے تائید غیبی کہتے ہین بعد اسکے ملکہ نے خواجہ فیروز کو خدمت محل خاص کی مرحمت فرمائی یہان راجل دوا دولشکر کے طلایہ مین پہونچا اور حال خواجہ فیروز کا بیان کرکے طلایہ دار کو ہمراہ لیکر وہان آیا جہانکہ خواجہ فیروز کو چھوڑ گیا تھا وہان خواجہ فیروز کو نہ پایا جب خواجہ کا نشان نہ ملا اُسوقت سعدان شاہ سے تمام حقیقت بیان کی ملک سعدان شاہ نے صبح کو ساہول بہن سینہ کے نام طبل جنگ بجوایا ساہول بہن سینہ اہل کوہ پر حملہ آور ہوا اور بڑی کوشش کی لیکن بہت لشکر کام آیا اور کوئی کام ظہور مین نہ آیا آخر خود پیدل اوپر پہاڑ کے جانے کا قصد کیا تمام سردار بھی پیدل ہمراہ ہوے ادھر ابوالوفا نے بوجہ قلت لشکر مضطر ہوکر دعا مانگنا شروع کی کہ خداوندا ملکہ کی آبرو کا تو ہی شریک ہی ناگاہ ایک تتق گرد گوشہ بیابان سے بلند ہوا اور گرد سے ایک لشکر جرار آتش بار باہر نکلا جب قریب آیا معلوم ہوا کہ ملک سعیدون شاہ مشتری جاہ دو لاکھ سوار کی جمیعت سے بامداد ابوالوفا و ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے تشریف لایا ہی اور تمام سرداران نامدار و پہلوانان آزمودہ کار مثل فارس خان شیر شکار و رائض خان و فادار اور ضمار خان یکہ سوار و قوروم خان ترک اور سر دیوان بیگ ترک اور بہت پہلوان ہمراہ رکاب فیض انتساب ملک سعیدون شاہ ہین ایک جانب پہاڑ کے یہ تمام سردار مع فوج جرار آمادۂ کارزار ہوے سرعت آہو قدم عیار نے ملک سعیدون مشتری جاہ کی خدمت مین عرض کی کہ اے شہریار کامگار اسوقت ساہول بہن سینہ کوہ پر حملے متواتر کر رہا ہی اور دو مرحلون پر قبضہ بھی کرچکا ہی ملک سعیدون شاہ نے سر دیوان بیگ ترک کو پانچہزار سوار سے واسطے امداد اہالیان کوہ کے روانہ کیا سر دیوان بیگ نے پائین کوہ جو فوج جمع تھی اُن پر حملہ کیا سب پراگندہ ہو گئے کچھ زخمی اور قتل ہوے ساہول بہن سینہ نے جو یہ ہنگامہ زیر کوہ دیکھا وہان کا ہنگامہ ترک کر زیر کوہ آیا اور باہم جنگ و جدل شروع ہوئی تا اینکہ ساہول بہن سینہ کو سر دیوان بیگ نے قتل کیا اس حادثہ سے ملک سعدان شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا ملک سعیدون شاہ کا خیمہ و خرگاہ ایک طرف پہاڑ کے برپا ہوا دوسرے روز سعدان شاہ نے ملک سعیدون شاہ کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ اے شاہ فلک اشتباہ ہم واسطے گرفتاری چند مستورات گریختہ کے جو ہمارے محل سے بھاگ گئی تھین اور یہان اُنکو امن ملی ہی آئے ہین پہلے ہمنے اہل کوہ سے اُنکو

طلب کیا جب اہل کوہ باغی ہوکر ہمسے بر سر مقابلہ پیش آئے تب ہم بلا چاری اہل کوہ کی گوشمالی اور اُن عورات کی گرفتاری
کو یہان آئے تھے مگر تم یہان آکر معلوم نہین کہ کس وجہ سے بے سبب و بے وجہ بر سر جنگ ہوے اور کتنے ہمارے پہلوانان
نامی کو قتل کروا ڈالا عوض دوستی و اتحاد کے عداوت و دشمنی ظاہر کی شاید تمکو ہمارے بزرگون کی تلوار آبدار یاد
نہین رہی جو تم اس بد سلوکی سے پیش آئے خیر گذشتہ را صلواۃ ابھی تک خیر ہی جو تمکو اپنی عافیت منظور ہی اور دوستی
ہماری رکھنی ہی تو بمجرد دیکھنے اس تحریر کے یہان سے بلا تاخیر روانہ ہوجاؤ اور بندگان خدا کے خون سے ہاتھ اُٹھاؤ اور
رعایا و برایا کے مال و آبرو کو بچاؤ ورنہ تمھارے حق مین خوب نہو گا اطلاعًا ہم تمکو آگاہ کیے دیتے ہین آیندہ تمکو اختیار ہی
غیظ تندخو کہ ایک سردار لشکر تھا اُسکے ہاتھ وہ نامہ روانہ کیا جب **ملک سعیدون شاہ** کو خبر ہوئی اُسنے دربار
عام مین نامہ بر کو بلا کر نامہ طلب کیا **غیظ تندخو** نے نامہ دیا منشی کو نامہ دیکر حکم ہوا کہ با آواز بلند ہمکو سنا دے منشی نے
وہ نامہ پڑھا اتفاقًا **سحاب تندطبع** ایک مرد بہادر حاضر دربار تھا اُسنے جو اس طرح کے خلاف تہذیب کلمات سُنے کہا
سبحان اللہ تمکو اران قدیم کو یہ رتبہ ہوا کہ ان خاندان عالیشان کے حق مین ایسے الفاظ سخت لکھین اُنکو شرم نہ آئی
اور اپنے ولی نعمت کی شان مین ایسے گستاخانہ کلمات حوالہ قلم کیے گئے کہ تمھارے حق مین بہتر نہو گا **غیظ تندخو** نے
سحاب تندطبع سے کہا باش او پاجی بے ادب تجھکو معاملات شاہی مین کیا دخل ہی **مصرعہ** امور مملکت خویش
خسروان دانند پنفرون کو دخل در معقولات دینا نہایت داب سلطنت کے خلاف ہی **سحاب** نے کہا ای خیرخواہ نمکحرام و
ملازم ناحق شناس وہ آقا تیرا مثل تیرے پاجی ہی جسنے اپنے ولی نعمت کو ایسا لکھا اور کچھ خوف و لحاظ نہ آیا **غیظ تندخو**
نے ایک وار تلوار آبدار کا ایسا **سحاب** کے سر پر لگایا کہ وہ بیچارہ کشتہ ہوگیا اس حرکت سے تمام اہل دربار پیچ و تاب کھاکر
چاہتے تھے کہ قصاص خون **سحاب** کا لین بادشاہ نے منع فرمایا کہ اس سگ نامعقول نے حرکت ایسی ہی کی ہی کہ اسیوقت
اُسکو سزا دیجائے لیکن ہلاک کرنا ایلچی کا کسی آئین مین جائز نہین ہی معرکہ جنگ مین اسکا عوض ہو جائیگا تمام سردار
خون جگر پیکر خاموش ہو رہے **ملک مشتری جاہ** نے جواب مین اس نامہ کے یہ لکھا کہ ای **سعدان شاہ** اگر تم اپنی
دختر کے لینے کو یہان آئے ہو تو ہم حفاظت کو اپنی عروس کے آئے ہین کیونکہ تمھاری دختر ہماری عروس ہی ہمارے
تمھارے سلسلۂ دوستی کب تھا جو اب خیال اُسکے قطع کا ہوتا ہان تمھارے آبا و اجداد نے ہمارے بزرگون کے
کارنمایان کیے اور ہمراہ رکاب رہے اس سبب سے اُنھون نے نام و نشان پایا اب کہ تمنے کورنمکی پر کمر باندھی اور
اپنے بزرگون کے ریاض و نام کے مٹانیکی فکر کی خیر خداوند عالم منتقم حقیقی ہی جلد اپنی سزاے اعمال کو پہونچوگے اب
وقت تمھارے استیصال اور زوال کا قریب تر ہی کہ تم دین حق سے پھر گئے اور مذہب باطل اختیار کیا پس یہی
علامت ہی کہ نام و نشان تمھارے خاندان کا باقی نہ رہیگا بعد ازان نامہ کا جواب **غیظ تندخو** کو دیکر فرمایا ای مردک
تیری اس حرکت سے ہم خاموش رہے لیکن منتقم حقیقی تجھے تیری حرکت کی سزا ضرور دیگا کہ تونے خون ناحق کیا **غیظ تندخو**

جواب نامہ لیکے ملک سعدان شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا سرعت آہو قدم عیار بھی بہ تبدیل صورت و وضع حاضر
تھا غیظ تندخو نے جواب نامہ ملک سعدان شاہ کو دیا اور جرأت و دلاوری اپنی بیان کی ملک سعدان شاہ نے
اس حرکت و کارنمایان کے صلہ مین ایک خلعت گران بہا غیظ تندخو کو دیا اور کہا ای غیظ تندخو کمال تعجب ہی کہ کسی
بہادر نے ملک سعیدون شاہ کے تجھے کچھ نہ کہا کہ تو سلامت نکل آیا ایک نے کہا کہ یہ امر باعث سفارت کے درگذر
کیا غیظ تندخو بولا ای بادشاہ رعب میرا ایسا غالب ہوا کہ کسی کو جرأت انتقام نہوئی سرعت کو یہ کلمہ غیظ کا ناگوار
ہوا اور ایک خنجر مارا کہ غیظ کا پہلو توڑکر باہر نکل گیا بعد اسکے کہا ای سعدان شاہ فقط ایلچی سمجھ کے سکوت کیا ورنہ دیکھا
تم نے ہلاک کرنا اس مردود کا کیا بات تھی ملک سعدان شاہ نے حکم دیا خبردار اس عیار کو زندہ نہ جانے دینا تمام
مردمان بارگاہ نے سرعت کو چارطرف سے گھیر لیا سرعت نے تھوڑی دیر مین کچھ لوگون کو قتل کیا اور کچھ زخمی ہوے
اور ملک سعدان شاہ سے کہا ای بادشاہ تم جانتے ہو کہ مین کس مرتبہ کا عیار ہون اور پھر میری گرفتاری کا حکم دیتے ہو
یہ کہکر مثل برق کے بارگاہ سے نکل گیا اتفاق سے راجل عیار کہ وہ بالادوی کو گیا تھا وقت جانے سرعت کے
راہ مین دوچار ہو گیا سرعت نے ایک زخم کاری شانہ پر راجل کے بھی دیا اور اپنے لشکر کی راہ لی دوسرے روز
ملک سعدان شاہ نے القوم فیل قوت کے نام طبل جنگ بجوایا صبح کو بعد صف آرائی صفوف لشکر طرفین
القوم فیل قوت میدان جنگ مین آیا ملک سعیدون شاہ کی طرف سے رائض خان وفادار مقابلہ کو آیا
القوم فیل قوت نے رائض خان وفادار کو زخمی کیا مضمار خان یکہ سوار نے القوم فیل قوت کو مارا
ملک سعدان شاہ نے فقط بعد قتل ہونے ایک ہی پہلوان کے طبل بازگشت بجوا دیا بعد ازان رات کو مشورہ کیا
کہ آدھی رات کو سرود دم کشتی گیر با فوج کثیر کوہ پر یورش کرے اور قتل سے اہل کوہ کے دست بردار نہو ایسی حالت مین
اگر وہ گیسو بریدہ بھی آجائے تو قتل ہو جائے کچھ فکر کی بات نہین ہی بلکہ ہماری عین خوشی ہی آخر رات کو تمام فوج جانب
کوہ روانہ ہوئی اور تھوڑا لشکر سعیدون شاہ کے لشکر کا سد راہ ہوا تاکہ کمک اہل کوہ کی نہ کرسکین سرود دم کشتی گیر
نے جبتک کہ اہل کوہ کو خبر ہو تین مرحلہ فتح کر لیے اسوقت آواز بزن و بکش کی بلند ہوئی ملک سعیدون شاہ کو
ہنگامہ کی خبر ہوئی ملک سعیدون شاہ نے چند مہتابین روشن کرا دین کہ رات کا دن ہو گیا اور اُس روشنی مین
سرود دم کشتی گیر کے حملون کو ملک سعیدون شاہ نے دیکھ کے قورم خان بیگ ترک کو نصف فوج سے کہ
ایک لاکھ کی جمعیت سے واسطے گوشمالی سرود دم کشتی گیر کے روانہ کیا قورم خان بیگ ترک چلا اُسوقت جو
راہ مین فوج پڑی تھی مانع ہوئی قورم خان نے چشم زدن مین سب کو پراگندہ و متفرق کر دیا ملک سعدان شاہ
بھی آپہونچا ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کسی کو اپنے اور بیگانہ کی خبر نہ رہی قورم خان نے دیکھا کہ تین مرحلہ اسنے اس
اہل کوہ سے لے لیے ہین اور یہ مردود پہاڑ پر چلا ہی آتا ہی قورم خان بیگ ترک نے ایک نعرہ مردانہ مارا

اور روانہ کوہ ہوا تا اینکہ دونون لشکرون مین مجادلہ ومقاتلہ ہونے لگا اور مہتابین طرفین کی روشن ہوگئین اسوقت یہ
ہنگامہ برپا تھا کہ اہل کوہ نے گویا تمام پہاڑ سر پر اٹھالیا اور زیر کوہ بھی قیامت برپا تھی آخر قورم خان نے دونون
پانون سرودم کے قلم کردیے ادھر ایک تیر پہاڑ پر سے آیا کہ سرودم کو بیکار کرکے جہنم داخل کیا اب نوبت دونون
بادشاہون کی آئی ملک سعدان شاہ نے ایک نیزہ ملک سعیدون شاہ کی پیشانی پر لگایا ملک سعیدون شاہ
نے زخمی ہوکر اسکا کمربند پکڑکے اسکو پشت زین سے اٹھالیا مگر کمربند ٹوٹ گیا اور منھ کے بھل زمین پر گرا ارجل عیار
ملک سعدان شاہ کو لشکر مین لے بھاگا بعد ازان طبل بازگشت لشکرون مین بجا سب اپنے اپنے مقام پر چلے آئے
لیکن ملک سعدان شاہ نے ایسی شکست فاش کھائی کہ بسبب شرمندگی کے تین دن محل سے باہر نہ نکلا چوتھے روز
سرداران لشکر نے غادی سے کہا کہ ای حکیم صاحب یہ تو بڑی بدنامی کی بات ہی کہ بادشاہ محل سے باہر تشریف نہین لاتے
حریفون کو نہایت جرأت اور خوشی ہوگی اور لشکر بھی مایوس وہراسان ہو اس حال مین آپ کوئی فکر معقول فرمائیے
غادی دانا یہ سنکے ملک سعدان شاہ کے پاس گیا سعدان نے غادی سے اپنے بخت ناساز کی شکایت کی
اور کہا کہ جبتک حکیم ابو المحاسن میرے کاروبار مین شریک رہے کوئی آفت ارضی وسماوی سامنے نہ آئی اب مین
ایسے مخمصہ مین پھنسا ہون کہ دم نہین مار سکتا پہلے اس دختر بداختر کمبخت نے آوارہ وسرگردان ہوکر تمام عالم مین
رسوا کیا دوسرے یہ امر کہ نفس کمبخت کیواسطے دین مرشد کی اختیار کیا وہ بھی راس نہ آیا اور دخترکش جہان مین نام مشہور
ہوگیا اور ہزارہا بندگان خدا کا خون میری وجہ سے ہوا خدا جانے آل کار میرا کیا ہوگا غرض کہ اب بجز ہلاک ہونے کے
اور کچھ بن نہین آتا غادی دانا کہ سوفسطائی اور معلم الملکوت سلطنت ملک سعدان شاہ مین مشہور تھا کہا ای بادشاہ
دو ہفتہ کی ملک سعیدون شاہ بادشاہ سے مہلت لو تو مین ایک تدبیر معقول بتادون ملک سعدان شاہ
نے کہا اگر طرف ثانی مہلت نہ دے غادی نے کہا خاطر جمع رکھو جبتک تم جنگ طلب نہ کروگے اہل اسلام بھی جنگ
نہ کرینگے سعدان شاہ چپ ہو رہا غادی سوفسطائی اسی دن سامان نیرنجات وآلات طلسمات لیکر ایک غار مین
گیا اور ایک غلام ہمراز تھا وہ تمام رات و دن مین ایک مرتبہ غادی دانا کے پاس جاتا تھا اور کوئی لشکری اس سے
آگاہ نہوا تھا دوسرے روز ملک سعیدون شاہ نے ملک سعدان شاہ کو پیام بھیجا کہ یا تو تم کسیطرف چلے جاؤ
یا سامان جنگ کرو ملک سعدان شاہ نے جواب مین کہا کہ بعد دو ہفتہ کے جواب اسکا ہم دینگے یہان غادی ملعون
بعد دو ہفتہ کے غار سے نکلا اور ایک لوح تانبے کی کہ اسپر شکلین شیاطین کی کندہ تھین ملک سعدان شاہ کو دی
ملک سعدان شاہ نے پوچھا کہ اسکا خواص بتاؤ غادی دانا نے کہا یہ لوح جسکے بازو پر باندھی جائیگی اسپر کوئی
حربہ کارگر نہوگا کیونکہ مین نے بروقت ترتیب اس لوح کے تمام نام پہلوانان لشکر مع ملک سعیدون شاہ کے دم
کردیے ہین اسوجہ سے ان لوگون کا حربہ کارگر نہوگا لہذا ہر پہلوان بے خوف وخطر جنگ کرے اور دیکھ لینا کسطرح سے

پہلوانان لشکر ملک سعیدون شاہ گرفتار ہوکے تمھارے پاس آتے ہین اب کسی کے بازو پر یہ لوح باندھی جائے ملک سعیدون شاہ نے غادی دانا کے ہاتھ آنکھون سے لگائے اور کہا حکیم صاحب جو کہ انمین سے بہادر اور پہلوان اور اس کام کے لائق ہو اُسکے بازو پر باندھ دو اُسوقت تمام پہلوانان لشکر بھی حاضر تھے غادی دانا نے ہر ایک پہلوان سے کہا کہ اگر لوح کو مین تمھارے بازو پر باندھ دون اور کوئی عیار لوح کے لینے مین کد و کوشش کرے تو تم کیا کروگے ہر ایک نے حسب راے اپنی تدبیر بتائی جب ابطال قوی ہیکل کی نوبت پہونچی کہ یہ لشکر مین بڑا سرکش مشہور تھا اُسنے کہا کہ حکیم صاحب میرا بازو چیر کے یہ لوح رکھدیجیے تو خوب ہی زخم مرہم سے اچھا ہوجائیگا پھر دیکھین کون عیار لیجاتا ہی غادی دانا نے کہا تیرے سوا کوئی اس کام کی لیاقت نہین رکھتا آخر لوح غادی دانا نے ابطال قوی ہیکل کا بازو چیر کے رکھی اور بخیہ کر دیا جب ابطال قوی ہیکل کا زخم اچھا ہوگیا تب اُسنے اپنے نام کا طبل جنگ بجوایا صبح کو طرفین کے لشکر جمع ہوے غادی دانا نے بعد عطاے جام شراب ابطال قوی ہیکل کو اجازت حرب دی ابطال بکر و فر حربگاہ مین آیا ملک سعیدون شاہ کی طرف سے سمطور خان دلاور دوران مقابلہ کو آیا ابطال قوی ہیکل نے سمطور خان کو فوراً قتل کیا اسیطرح اُس روز دو پہلوان اور ابطال قوی ہیکل کے ہاتھ سے قتل ہوے شام کو طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقامون مین گئے ملک سعدان شاہ نے زر کثیر ابطال قوی ہیکل کے سر پر نثار کیا اسیطرح ہر روز ابطال لشکر اسلام کے دلاوران نامور شعار کو قتل و گرفتار کرتا تھا

راوی یہان ان بادشاہون کو سرگرم رزم رکھتا ہی اور اب حال شہاب الدین دلاور کا بیان کرتا ہی

کہ جب شہاب نوجوان نے سپہ سالاری ضرغام کی اختیار کی دوسرے روز واسطے استیصال اشرار سحر کار کے ملک شررنگار کی جانب روانہ ہوا جب پانچ منزلین طی کین دیکھا تمام جنگل جل رہا ہی اور جہانتک کہ نظر کام کرتی ہی آگ معلوم ہوتی ہی ہر چہار طرف شعلہ ہاے آتش بلند ہو رہے ہین اور ایک نہر آگ کی جاری ہی شہاب نوجوان سمجھ گیا کہ یہ جملہ کارخانہ سحر ہی پس وہین خیمہ برپا کیا اور شب کو بعد انفراغ امورات ضروری کے وظیفہ اسم [illegible] حسب ہدایت حکیم صاحب کے شروع کیا اور بعد اختتام اسم کے سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نقاب پوش فرماتے ہین کہ شہاب نوجوان ایک ظرف مین مٹی یا تانبے کے نہر کا پانی لے اور اسم کو چالیس مرتبہ پڑھ کے دم کر پھر تو نہر کے اُسطرف جا انشاء اللہ آتش سحر تجھکو ضرر نہ پہونچائیگی اور جب قریب نہر کے پہونچنا تو یہ دم کیا ہوا پانی تھوڑا نہر مین چھڑک دینا بمجرد کرنے اس عمل کے ایک فرسخ تک آگ ہٹ جائیگی اور جہان پہلے آگ تھی وہان تو خیمہ برپا کرانا بلکہ اشرار جادو کے پہونچنے تک یہی عمل کرنا اس عرصہ مین اشرار جادو اور اُسکے پہلوانان لشکر آتش سحر تجھ سے

مقابلہ کرینگے جب وہ اپنے سحر کو بیکار دیکھینگے اور دلیری اور شجاعت و پہلوانی بھی بیکار ہو جائیگی پھر تمھارے سامنے سے
بھاگ جاوینگے یا قتل ہونگے جب وہ بھاگ جائین تو حسب معمول اس آگ کو تم اُسی عمل سے پیچھے ہٹا دینا اور خود
اُسی جگہ قیام کرنا اسیطرح بعد ایک ہفتہ کے ملک شفر زنگار مین جا پہونچوگے ہرچند کہ سحر ساحرون کا تمپر اثر نہ کریگا لیکن
قوت و پہلوانی مین تمکو اختیار ہے الغرض صبح کو شہاب الدین دلاور جب بیدار ہوا اور حسب بشارت خواب پانی
مہر کا ایک ظرف مین لیکر اسم پڑھا اور قریب آگ کے پہونچا آگ آگے نہ بڑھی اور وہ جاسوس جو کہ پہلے خبر کو گئے تھے
اور طلسم آتش نہ ہوسکے آگ کے نہ بڑھنے سے متحیر ہوئے اور تمام لشکر ضرغام شاہ مین یہ خبر عام ہوئی کہ یہ جوان
ملا ایک سے ہے کہ اسکو آتش طلسم ضرر نہین پہونچا سکتی شہاب نے دو چار قطرہ آب سے آتش سحر کو پس پا کر دیا
اور وہین لشکر کو اپنے حکم قیام دیا ایک جادوگر نے اشرار جادو کو خبر دی کہ ایک جوان اسطرح کا آیا ہے کہ جسنے تیری
آتش سحر کو ایک فرسخ ملک شفر زنگار کیطرف پس پا کر دیا اس خبر وحشت اثر سے اشرار جادو کے ہوش جاتے رہے
اور آتش دست جادو کو بجمعیت ہزار جادوگرون کے مقابلہ مین شہاب نوجوان کے روانہ کیا یہان
شہاب نوجوان نے پھر ایک فرسخ اور پیچھے اُس آتش طلسم کو ہٹا دیا تیسرے روز آتش دست جادو اور ایک
جادوگر کہ وہ پہلوان بھی تھا اپنے لشکر سے میدان کی اجازت لیکر نکلا ادھر سے بھی ایک جوان مرد دلاور میدان مین آیا

جادوگر نے بزور سحر اُس جوان کو کمند سے گرفتار کیا اسیطرح چار پانچ نفر لشکر ضرغام شاہ کے گرفتار ہوگئے شہاب نوجوان
کو نہایت حیرت و افسوس ہوا اسی رنج مین بعد وظیفہ کے جب شب کو سو یا اُسی لقا بدار نے عالم رویا مین ہدایت کی کہ
چند پہلوان تیرے لشکر کے جادو سے گرفتار ہوے ہین اب تو خود کیون نہین جاتا اور اُسکو قتل کیون نہین کرتا شہاب نوجوان
دوسرے روز میدان مین گیا اور آتش دست جادو نے ایک ساحر کو کہ علم و عمل سحر مین کامل تھا مقابلہ کو شہاب کے بھیجا
شہاب نوجوان نے فوراً اُسکو قتل کیا پھر آتش دست جادو خود میدان مین آیا اور پہلے جادو خوب کیا جب دیکھا کہ
جادو کا اثر مطلق نہین ہوتا مجبور ہو کر مخاطب بجنگ ہوا آخر شہاب نوجوان نے اُسے بھی قتل کیا لشکر اسلام مین طبل
شادی بجے باقی تمام جادوگر بخوف جان ملک شرر نگار کی جانب روانہ ہوگئے بعد اُنکے بھاگنے کے پھر آتش سحر پیدا ہوئی
شہاب نوجوان نے موافق اُسی قاعدہ کے پانی چھڑک کے ایک فرسخ اور ہٹا دیا اور آپ مع لشکر وہین قیام کیا دوسرے
روز اہل لشکر کو طرح طرح کے عارضے ہونے لگے تا اینکہ ضرغام شاہ بھی درد سر مین مبتلا ہوا شہاب نوجوان پھر
بعد وظائف فکر مین سو گیا کہ نقابدار نے بشارت دی کہ اے شہاب نوجوان اشرار جادو نے ماہیار نامے جادوگر
کو تمھارے مقابلہ کو بھیجا ہے اُسکے جادو سے تمھارے لشکر مین عارضہ پھیلا ہے تم اُسی نگینہ عقیق کندہ کو آب نہر مین غوطہ دیکر
سب کو پلادو فوراً صحت ہو جائیگی غرض صبح کو شہاب نوجوان نے اُسی نگینہ کا پانی تمام لشکر کو پلایا بفضل خدا سب کا مرض
فوراً دفع ہو گیا دوسرے روز ماہیار جادوگر میدان مین آیا ادھر سے شہاب نوجوان بھی با شکوہ و شان میدان مین
پہونچا ماہیار کے ہوش گم ہوگئے اور بغیر مقابلہ بھاگ گیا اور فوج بھی اُسکی متفرق ہوگئی جب شہاب نوجوان نے پانی
آتش سحر پر چھڑکا اُس آگ نے ماہیار جادوگر کو راہ مین لقمہ کیا ضرغام شاہ نے بجاے آتش مقام کیا اب دو فرسخ
ملک شرر نگار کل باقی رہ گیا اور آتش سحر کی شہر مین پہونچی اہل شہر نے اشرار جادوگر سے فریاد کی اور کہا اے شاہ ساحران
فریاد ہے کہ ہم غریبون پر آتش سحر ہاتھ صاف کر رہی ہے اور حریف سے بھاگتی ہے اگر ابھی وہ جوان آگے بڑھا تو آگ ہم سبکو جلا کر
خاک سیاہ کر دیگی اشرار جادو یہ سُنکے دم بخود ہو گیا اور رات کو اپنے مصاحبون سے کہا کہ یارو مین نے محتال وزیر کی محبت
مین یہ آتش سحر واسطے محافظت کے روشن کی تھی لیکن حریف ایسا زبردست ہے کہ اسنے میرا حربہ مجھی پر کیا اور اُسکو اُس
آگ نے مطلق ایذا نہ دی اب اسکے دفع کرنیکو بھی تین روز کامل چاہیے ہین اور سوا میرے یا محتال کے اور کسی سے یہ
آگ بجھ نہین سکتی اور یہ بھی خیال ہے کہ ہمین ہمارے بعد شہر پر اور کوئی بلا نازل ہو خلائق شہر نے کہا ہمین تیرے بیان سے
ثابت ہوا کہ ہم اپنا مال و اسباب آتش سحر کے نذر کرین تنہا یک بینی و دو گوش شہر کو چھوڑ دین اشرار جادو نے
کہا تم خاطر جمع رکھو مین جنوبی دروازہ سے شہر کے مقابلہ حریف مین جاؤنگا کیونکہ حریف کو فقط مجھسے غرض ہے تمسے کیا
واسطہ تم محفوظ رہوگے آخر اشرار جادو درجنوبی سے شہر کے نکل کے ایک جگہ خیمہ زن ہوا اور رمیال چرکین پوش
جادو [illegible] اس مضمون کا نامہ ضرغام شاہ [illegible] ملک پر کسواسطے فوج کشی کی اور

آپکو خرابی و بربادی ملک سے کیا حاصل ہوگا اور جو آپکو حرب و ضرب ہی درکار ہی تو فلان جگہ مین مقیم ہون آپ بھی
بمقابلہ وہان تشریف لائیے اتفاقاً شہاب نوجوان بھی نامۂ ضرغام شاہ لیے ہوے جادوگرون کے پاس
جاتے تھے اثناے راہ مین رمیال نامہ بردار اشرار جادو سے ملاقات ہوئی رمیال نے پوچھا اے جوان تم
کہان جاتے ہو شہاب نوجوان نے کہا مین ضرغام شاہ کا سفیر ہون لشکر مین جادوگرون کے جاتا ہون رمیال
نے کہا مین بھی ایلچی جادوگرون کا ہون اور آپ کے پاس جاتا ہون شہاب نے کہا تیرا لشکر اسلام مین کیا کام ہی
میرے ساتھ تو چل جو سوال تیرا سردار مجھسے کریگا مین جواب دونگا رمیال نے کہا اے دلاور ہمارے لشکر مین
جادوگر ایسے ہین کہ سراسر جہالت مین مبتلا ہین ایسا نہو کہ تمکو کسی طرح کی ایذا اُنسے پہونچے شہاب نے کہا یہ اندیشہ
تو نہ کر اور میرے ساتھ چل آخر اسی رد و بدل مین نوبت ہتھیار کی آئی رمیال نے جادو شروع کیا جب کچھ اثر نہ ہوا
ایک ضرب تلوار سر پر شہاب نوجوان کے لگائی شہاب نوجوان نے تلوار کو سپر پر روک کے ایک ہی ضرب تیغ
سے کام رمیال کا تمام کیا اشرار کو خبر ہوئی کہ سفیر یزدان پرست نے رمیال جادو کو واصل جہنم کیا اور آپ خود
تنہا میرے پاس آیا چاہتا ہی بلکہ دروازہ پر بارگاہ کے کھڑا ہی اشرار جادو نے بارگاہ مین بُلایا شہاب نوجوان
نے بنام خدا اسلام کیا اور بالادست جادوگرون کی کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا مین سفیر ضرغام شاہ ہون اشرار جادو
نے پوچھا کون ضرغام شاہ شہاب نوجوان نے کہا ضرغام شاہ مظلوم اشرار جادو نے کہا کس ظالم نے اُنپر ظلم کیا
شہاب نوجوان نے کہا تو نے اُسنے کہا مین نے کیا ظلم کیا شہاب نوجوان نے کہا نرگس شہلا کو جبر اُسکے پہلو سے
لے آیا اور اس سے کیا زیادہ ظلم ہوگا اشرار جادو نے نامہ طلب کیا شہاب نوجوان نے کہا ہمارے یہان نامہ
خود ایلچی پڑھتا ہی مصرعہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ۔ اشرار جادو بولا تمہین پڑھو شہاب نوجوان نے
باواز بلند کہا کہ اے اشرار جادو ہمین خوب معلوم ہی کہ خدا نے نرگس شہلا کو ابھی تک تیرے شر و فساد سے محفوظ رکھا ہی
لازم ہی کہ اب نرگس شہلا کو ہمارے پاس بحفاظت تمام پہونچوا دے دوسرے کیدانہ ملعونہ خواہر تیری شاہزادہ
مشتری طلعت کو بظلم یہان سے لے آئی ہی اور اپنا معشوق قرار دیتی ہی اُسکو بھی اپنی خواہر سے لیکر نرگس شہلا کیساتھ
بھیجدے تیسرے یہ کہ تو مع اپنی ہمشیرہ اور تمامی خلائق شہر کے اسلام بخوشی دل قبول کرکے مسلمان ہو اور اس جادوگری
سے توبہ کر ورنہ عنقریب اپنی سزاے اعمال کو پہونچیگا اشرار جادو نے کہا اے جوان دلاور ضرغام شاہ کی بھی یہ حقیقت
ہوئی کہ اس مضمون کا نامہ لکھے ابتدائے کیا مجال اور تاب و طاقت تھی کہ بات کر سکتا قضارا ایک جادوگر نے اُن
جادوگرون سے کہ اُسنے شہاب نوجوان کو میدان جنگ مین دیکھا تھا اشرار جادو سے کہا اے شاہ جادوان
ضرغام شاہ نے اسی جوان کی قوت پر فوج کشی کی ہی بلکہ تمام کار سلطنت بھی یہی انجام دیتے ہین صمصال وزیر نے
کان مین اشرار جادو سے کہا کہ پھر آپکو ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا جسطرح ممکن ہو فوراً اس جوان مایۂ فساد کو گرفتار کرلو

اشرار جادو بولا سچ کہتا ہی جب مین دستک دون حاضرین دربار سب ملکے یکبارگی اسے دستگیر کرلین خدا کی قدرت سے شہاب نوجوان کو بھی اس مشورہ کی خبر ہوگئی اشرار جادو نے پوچھا ای جوان تو نے میرے ایلچی کو کیون قتل کیا شہاب نوجوان نے جواب دیا اجل اوسکی آگئی تھی میرا کیا قصور ہر چند مین نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنے لشکر مین اوس اجل گرفتہ نے میرا کہا نہ مانا اور بمقابلہ پیش آیا اشرار جادو نے کہا ہمین کمال حیرت ہی کہ اسوقت تمام حاضرین دربار سحر کرتے ہین اور تجھ پر مطلق اثر نہین ہوتا شہاب نوجوان نے کہا تم اپنے عمل مین کمال کو نہین پہونچے اس سوال وجواب کے بعد اشرار جادو نے مشرق دستک ہاتھ مارا کہ بھر دستک دینے کے سب اہل دربار نے چارون طرف سے شہاب نوجوان کو گھیر لیا اور چاہا کہ گرفتار کرلین شہاب نوجوان دو چار جادوگرون کو قتل کرکے اپنے گھوڑے پر سوار ہو روانہ ہوگیا اشرار جادو نے حکم دیا کہ خبردار یہ جوان جانے نہ پائے ہزارہا سوار و پیادے شہاب نوجوان کے تعاقب مین چلے شہاب نوجوان لڑتا ہوا داد و اپنے لشکر کیطرف چلا جاتا تھا جب ہجوم جادوگرون کا زیادہ دیکھتا تھا دو چار ہاتھ تلوار و نیزہ کے مارکر دس پانچ کو قتل و زخمی کرکے سب کو متفرق کردیتا تھا ناگاہ آتش سحر سامنے سے نمودار ہوئی اور قریب پہونچی مگر بوجہ نگینہ عقیق کندہ کے کچھ اثر نہوا شہاب نوجوان اوس آگ سے مثل تیر شہاب نکل گیا اور چند قطرے اوسی آب نہر کے چھڑکے وہ آگ حسب قاعدہ اوسیطرف روان ہوئی اور وہ جادوگر سوار و پیادے جو عقب مین شہاب نوجوان کے آتے تھے سب لقمۂ آتش ہوے شہاب نوجوان صحیح و سالم اپنے لشکر مین پہونچے اور ضرغام شاہ سے سب کیفیت بیان کی ضرغام شاہ نے چند خوان جواہر شہاب نوجوان پر سے نثار کیے اور سجدۂ شکر سلامتی درگاہ پروردگار مین بجالائے یہان اشرار جادو نے کیدانہ اپنی خواہر کو بلاکر کہا ای خواہر ہمین معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان بلاشبہہ موید من الحکیم ہی یعنی جس شخص سے کوئی کام زیادہ از قدرت انسانی ظہور مین آتا تھا اوسے اہل طلسم موید من الحکیم سے خطاب کرتے تھے مگر ملک سعدان شاہ بدبخت روسیاہ بحکم اذا جاء القضا عمی البصر حکیم عالیشان کے مرتبہ سے واقف نہوا سعدی بیت

	چو تیرہ شود مرد را روزگار		ہمہ آن کند کس نیاید بکار

باوجود اوسکے کہ حکیم ابو المحاسن سعدان شاہ کا مدار المہام بھی تھا اور خود بھی مقر اس بات کا ہی کہ جب سے حکیم چلے گئے طرح طرح کے آلام و افکار مین پھنس گیا ہون اور جب تک وہ کفیل رہے اسوقت تک بے فکر رہا اب ناظرین کتاب آگاہ ہون کہ قصر قران السعدین شہر گوہر آویز کے مقامات مین واقع ہی اور طلسم حوت مین اس قصر سے زیادہ کوئی جا معتبر نہین اس سبب سے متصدی کو ظاہرا اوسی شہر گوہر آویز مین سکونت واجب تھی کہ حکیم باوجود ذمہ الام کے اس شہر مین تھے غرض کیدانہ نے اشرار جادو اپنے بھائی سے کہا ای برادر اگر شہاب نوجوان موید من الحکیم ہی تو تمکو بہر حال اوسکی فرمانبرداری واجب ہی اشرار جادو نے کہا کہ شہاب نوجوان اس مضمون کا نامہ ضرغام شاہ کو

لایا تھا کہ نرگس شہلا اور شاہزادۂ مشتری طلعت کو بھیجدو اور خود مع خلائق شہر مسلمان ہو لیکن میرے نزدیک جب شاہزادۂ
مشتری طلعت کو شہاب نوجوان کو دیدینگے تو پھر نرگس شہلا سے کیا غرض رہیگی اور یقین ہی کہ ہمارے دین و مذہب
سے بھی وہ مزاحمت نہ کرے کس لیے کہ نرگس شہلا ضرغام شاہ کی جورو ہی شہاب نوجوان کو اُس سے کچھ غرض نہین
ہی کیدانہ دل مین سوچی کہ اس مردک نے اپنی معشوقہ کو بچا یا اور میرے معشوق کو حوالہ کرتا ہی کہا ای اشرار جادو تیرا کیا
خیال خام ہی شہاب نوجوان بغیر لینے نرگس شہلا اور شاہزادۂ مشتری طلعت کے راضی نہوگا اور یاد رکھ کہ مسلمان
بھی کریگا اشرار جادو نے کہا کچھ ہو ہر چہ بادا باد نرگس شہلا میری جان کے ساتھ ہی مین زندگی مین نہین دونگا اسی
اثنا مین ایک جادوگر نے خبر دی کہ لشکر اسلام تمھاری درخواست کے موافق فلان جا خیمہ زن ہوا اشرار جادو نے کہا
آتش سحر اب کہان ہی وہ جادوگر بولا کہ تمھارے داہنی طرف اور لشکر اسلام کے بائین طرف ہی یہ سنکے اشرار جادو اور
محتال وزیر اور کیدانہ یہ تینون عورت و مرد سکوت مین تا دیر رہے اور بعد صلاح و مشورہ کے اشرار جادو نے
محتال سے کہا کہ مین نے آتش سحر دشمن کیواسطے پیدا کی تھی اُسکے برعکس ہوا کہ وہ مجھی کو ایذا پہونچاتی ہی اتفاق سے
اُسوقت ایک خداترس بھی بیٹھا تھا اور نام اُسکا درست پیمان تھا لیکن تقیہ کیے تھا اُسنے اشرار جادو سے کہا

اے شاہ جادوان رباعی

چونکہ آتش نیز مخلوق خداست	حکم خالق ہر دم او را رہنما است
از پے برخے فروزان مے شود	بر سر بعضے گلستان مے شود

اشرار جادو نے کہا ای درست پیمان آتش سحر بغیر تین دن کے بجھ نہین سکتی اسواسطے کہ جو کچھ زمین مین دفن ہی
وہ جب نکالا جائے تو آگ بجھے محتال نے کہا ای شہریار جادوان میرے پاس ایک زرہ درع المحافظ نام ہی اور
بجز شاہزادۂ مشتری طلعت کے اور کوئی اُسکا مالک نہین ہو سکتا اور اُسمین یہ صفت ہی کہ کوئی حربہ اُسپر کارگر
نہین ہوتا تم وہ زرہ شاہزادۂ مشتری طلعت کی اجازت سے لو اور کسی پہلوان کو دو کہ وہ پہنکر میدان جنگ
مین جاوے یقین ہی کہ وہ کسی پہلوان لشکر ضرغام شاہ سے مغلوب نہوگا مگر بے اجازت شاہزادۂ مشتری طلعت
کے کچھ نہوگا اور یہ سوال کرو کہ اس آگ کو جو بجھا دیگا ہم اُسکی فرمانبرداری بجا لائینگے پس جب تک وہ دفینہ نہ نکلیگا
ہرگز نہ بجھیگی اور دفینہ سے کوئی ماہر نہین یہ تدبیر بہت معقول ہی اشرار جادو اُچھل پڑا اور کہا واہ کیا تدبیر
معقول سوچی ہی لیکن شاہزادۂ مشتری طلعت بدل اجازت دے یہ قیاس مین نہین آتا محتال نے کہا
اگر ملکہ کیدانہ کو ناگوار نہو تو مین اسوقت زرہ لے آؤن ملکہ کیدانہ نے کہا میرا زرہ لینے مین کیا نقصان محتال
وزیر نے کہا مجھے فقط تمھاری آزردگی کا خیال ہی ورنہ مین دم بھر مین اُسکو سمجھا بجھا کر زرہ اُس سے لے سکتا ہون اچھا مین اپنی
تدبیر تو کرتا ہون اب آپ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی

اب حال شاہزادۂ مشتری طلعت کا سنیے

کہ کیدانہ ملعونہ نے شاہزادۂ مشتری طلعت کو ایک مکان عالیشان مین نظربند کیا تھا اور روز طرح طرح کی خاطر و مدارات و دلجوئی کرتی تھی مگر شاہزادۂ مشتری طلعت تصور ملکہ سعیدہ مین ایسا محو تھا کہ اُسے دُنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی علی الخصوص جسوقت سے کہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو چاہ نیلوفر کے کنارہ عالم خواب مین دیکھا تھا اور آنکھ کھلی اُسوقت سے ایکدم کسیطرح قرار نہ پڑتا تھا اور کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا لیکن شاہزادۂ مشتری طلعت کے پاس ایک تصویر ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی تھی اور اوپر تصویر کے ملکہ سعیدہ کا نام لکھا تھا وہ تصویر کو دیکھ کے ہر وقت روتا تھا اور مجنونانہ اُس تصویر سے باتین کرتا تھا اتفاقًا وہ تصویر محتال نے دیکھ لی اُس سے سمجھ گیا تھا کہ شاہزادۂ مشتری طلعت اس صاحب تصویر پر عاشق ہے غرض محتال نے شاہزادۂ مشتری طلعت سے کہا کہ اے شاہزادۂ عالی وقار مین تمھین تمھاری معشوقہ کے پاس پہونچا دونگا اس شرط پر کہ یہ زرہ بخوشی دل بخش دیجیے شاہزادۂ مشتری طلعت کہ غلبۂ عشق مین ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے از خود رفتہ تھا وہ زرہ برضا و رغبت حوالہ کر دی محتال نے کہا آپ میرے دوش پر سوار ہو جیے مین ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے پاس پہونچا دونگا شاہزادۂ مشتری طلعت محتال کے کاندھے پر سوار ہوا محتال شاہزادۂ مشتری طلعت کو ایک محل عالیشان مین کہ کسی بادشاہ کا بنوایا ہوا تھا لیگیا اور کہا کہ اے شاہزادۂ والا جاہ مین آپکی معشوقہ کی صورت سے آگاہ نہین اگر مجھکو آپ تصویر دیجیے تو مین تلاش کر کے لے آؤن اور تا واپسی میرے آپ یہین بآرام تمام تشریف رکھیے شاہزادۂ مشتری طلعت نے کہا اے مرد خدا تو کب آویگا محتال نے کہا مجھے تین روز کی مہلت دیجیے اور تین دن کا کھانا مین آپکو دیے جاتا ہون شاہزادۂ مشتری طلعت نے محتال کو اپنا بڑا دوست جانی سمجھ کر بے تکلف تصویر ملکہ سعیدہ قمر طلعت حوالہ محتال کر دی محتال تصویر اور زرہ درع الحفاظ لیے ہوے کیدانہ کے پاس آیا اور وہ تصویر کیدانہ کو دکھائی کیدانہ نے پوچھا یہ کسکی تصویر ہے محتال نے کہا یہ تیرے معشوق کی معشوقہ کی تصویر ہے دیکھ مین کس فریب سے یہ تصویر اور زرہ لایا ہون پھر محتال نے تمام قصہ بیان کیا کیدانہ نے کہا مین مطلق آگاہ نہ تھی کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہے خدا جانے تجھے اُسنے اس راز سے کیونکر آگاہ کیا محتال نے کہا جب تو شاہزادہ کو لائی تھی اور مین تجھ سے اجازت لیکر شاہزادۂ مشتری طلعت کے پاس گیا تھا اسوقت شاہزادۂ مشتری طلعت عالم تنہائی مین اس تصویر کو دیکھ رہا تھا اور اُس تصویر سے دیوانون کی طرح باتین کر رہا تھا اور رو رہا تھا مین سمجھ گیا کہ یہ اسی صاحب تصویر پر عاشق ہے اور جب غور کر کے دیکھا تو پیشانی پر تصویر کے نام ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت سعدان شاہ لکھا تھا اُسوقت مین چُپ ہو رہا تمکو بھی خبر نہ کی آج وہ امر کام آیا کیدانہ نے کہا اب شاہزادۂ مشتری طلعت کہان ہے محتال نے کہا مین اُسکو قصر الجبال مین چھوڑ کر تین روز کا وعدہ کر آیا اور اسقدر کھانے کو دے آیا کہ اُسے تکلیف نہو کیدانہ نے کہا اگر وہان شاہزادہ کو کوئی صدمہ پہونچا تو مین کیا کرونگی محتال نے کہا دیوانی ہے

اس امر مین تمھارا بھی مطلب دلی حاصل ہوگا تم اپنی صورت کو بزور علم سحر مثل اس تصویر کے بناؤ شاہزادہ مشتری طلعت
تمھین اپنی محبوبہ جانے گا اور جو کہوگی وہ منظور کریگا کیدانہ نے کہا مین اکثر اسکے روبرو خوبصورت بنکے گئی لیکن اُسنے خیال بھی
نہ کیا محتال یہ تو کیا کہتا ہی مین سب کچھ کر چکی مگر ہان یہ ترکیب معقول ہی شاید بن پڑے لیکن مجھے یقین نہین آتا کیونکہ
میری قسمت بھلا ایسی کہان ہی جو ایسے نوجوان سے پہلو گرم کرون عمر بھر اسی حسرت مین رہونگی محتال نے کہا اس
بات کا ضرور خیال رہے کہ تو اپنی طرف سے کسی امر مین پیش قدمی نہ کرنا بلکہ ایک مرتبہ شاہزادہ مشتری طلعت بھی
اگر خواہش کرے تو تم ٹال دینا کیدانہ نے کہا مین خود چاہتی ہون کہ چند روز اُسے اشتیاق مین رکھون مگر مجھے چار
کنیزین خدمت کیواسطے لا دے غرض محتال اور کیدانہ بقوت سحر قصر الجبال مین آئے محتال حرامزادہ نے
کیدانہ کو ایک حجرے مین پوشیدہ کر دیا اور خود شاہزادہ کے پاس آیا شاہزادہ مشتری طلعت نے پوچھا ای شفیق
مہربان میرے واسطے تمنے کیا تجویز کیا محتال نے کہا ای شہریار آپ نے اپنی معشوقہ کا پتہ شہر گوہر آویز مین دیا تھا
اور مین نے ملکہ کو شہر کے باہر ایک باغ مین دیکھا اب وہان سے اس مکان مین لے آیا ہون لیکن معلوم نہین یہ وہی
نازنین ہی یا اور کوئی اُسکی ہم شکل ہی شاہزادہ مشتری طلعت محتال کا شکرگذار ہوا اور فرمایا سچ کہ کہ ملکہ کو کہان رکھا ہی
محتال نے کہا فلان حجرے مین تشریف لے چلیے ایک نظر دیکھ کے پھر آئیے جب وہ رضامند ہو جائیگی پھر آپکو اختیار ہی
شاہزادہ مشتری طلعت بموافق کہنے محتال کے دروازہ کی دراز سے ملکہ سعیدہ کو دیکھنے لگا وہان کیدانہ ملعونہ
نے اپنی صورت بنائی کہ اصل کو نقل سے ملا دیا پس بے اختیار نعرہ آہ کا مارا اور بیہوش ہو گیا محتال نے برمزو کنایہ کیدانہ
کو مبارکباد دی جب شاہزادہ کو ہوش آیا در حجرہ کھول کر کے دست بستہ کہا ای جان جہان تم اتنی مدت کہان
تھین یہ آوارہ و سرگردان تیری تلاش مین کہان کہان سر و پا برہنہ پھرا کیا اور طرح طرح کے صدمات مین مبتلا
رہا مگر ہان بیت

	مرگ ہم تلخ و زندگانی ہم تلخ		بے تو غم تلخ و شادمانی ہم تلخ	

بارے خداوند کریم نے اس مرد آشنا کو میرے حال زار پر مہربان فرمایا کہ یہ تمھین یہان لایا اور مین نور جمال
خورشید مثال تمھارے سے مسرور ہوا ورنہ مصرعہ صلاح کار کجا و من خراب کجا ۞ بعد اسکے شاہزادہ مشتری طلعت
اندر حجرے کے گیا کیدانہ ملعونہ نے غل مچایا کہ ای جوان اگر تو نے حجرے مین قدم رکھا تو مین اپنے کو ہلاک کرونگی مین تیری
صورت سے بھی واقف نہین خدا جانے تو کون بلا ہی اور یہ کافر یہان مجھے کسواسطے لایا اور محتال کو بہت سخت و سست
کہا محتال نے کہا ای ملکہ آفاق یہ افسردگی طبیعت اُسوقت شایان تھی کہ جو مین کسی جادوگر کی صحبت کیواسطے تمھین
لایا ہوتا یہ جوان ذیشان عالی خاندان ملک سہیل السعادت کا شاہزادہ ہی اور عرصہ سے تمھاری شورش عشق مین آوارہ
ہو رہا ہی اور تمھاری تلاش مین یہان آیا ہی اب اگر تم اپنے عاشق صادق سے تھوڑی دیر صحبت گرم کرلو تو کچھ مضایقہ نہین ہی

اور نہ کچھ گناہ ہی یہ بیچارہ ایک زرہ مایہ و بساط مین رکھتا تھا وہ بھی اشتیاق دیدار تمھارے مین دیدی
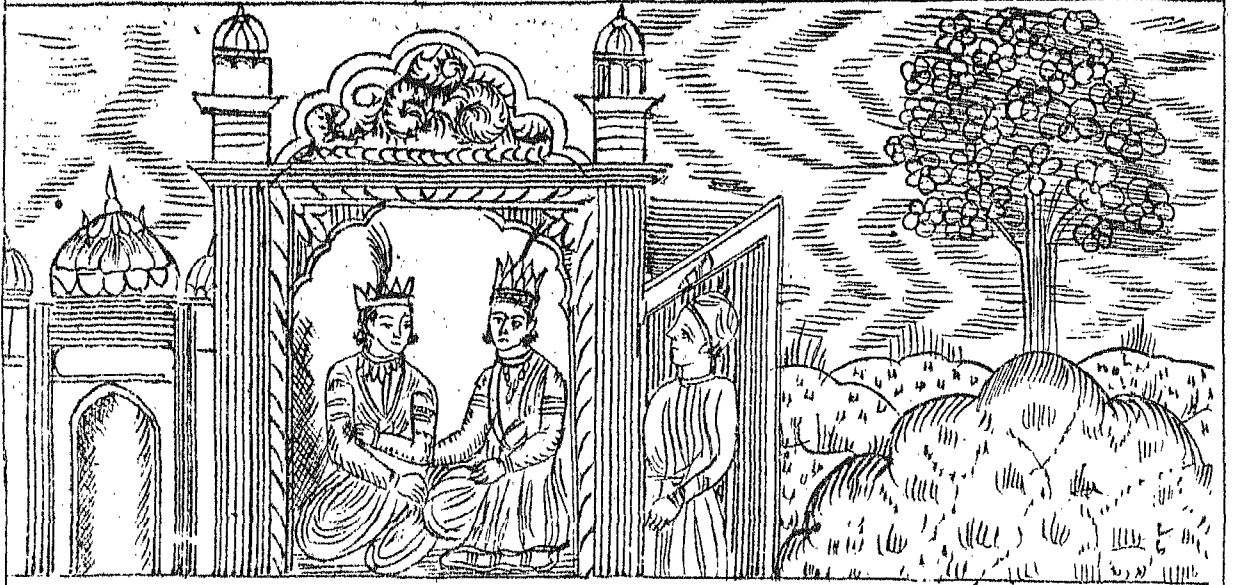
پھر محتال نے شاہزادۂ مشتری طلعت سے کہا اے شہریار آزردہ خاطر نہو آہستہ آہستہ مزاج ملکہ کا راہ پر آجائیگا اب
مین خواصین ملکہ کی خدمت کیواسطے لاتا ہون آخر دو ساعت مین چار پانچ خواصین لایا اور مینائے شراب بھی لایا
شاہزادۂ مشتری طلعت نے کہا مین کہانتک کس کس امر کا شکر تیرا ادا کرون محتال نے کہا کہ بغیر شراب و کباب
لطف صحبت معشوق نہین ہی تھوڑی شراب حجرے مین ملکہ کے لیجاؤ جب شراب تم دونون صاحب نوش فرماؤ گے
اُسکا غصہ اور تمھارا رنج دور ہو جائیگا اور پردۂ حجاب بھی درمیان سے اُٹھ جائیگا مگر خبردار کیدانہ اس حال سے آگاہ
نہو ورنہ مجھے زندہ نچھوڑیگی شاہزادۂ مشتری طلعت نے کہا کیدانہ کہان ہی محتال نے کہا اپنے برادر نابکار کے
پاس گئی ہو گئی مشق سحر کی غرض سے یقین ہی کہ عرصہ تک نہ آوے جبتک تم بے غل و غش عیش و عشرت مین بسر کرو
شاہزادہ نے محتال کو دعاے خیر دی اور چند جام شراب نوش فرمائے راوی کہتا ہی کہ محتال بد افعال کو اس
شراب خواری سے یہ مفاد تھا کہ شراب کے نشہ مین بوسے دہن کیدانہ نہ معلوم ہو گی اور جوش مستی مین یہ کیدانہ سے
ضرور بے خود ہو کر صحبت کریگا الغرض وہ درع الحفاظ محتال نے اشرار جادو کو دیدی اشرار جادو کا قصد ہوا
کہ خود میدان جنگ مین اُسے پہن کر جاوے اور ضرغام شاہ سے مبارز طلب ہو کسواسطے کہ خوب واقف
تھا کہ اُسپر شہاب نوجوان کی وجہ سے سحر اثر نہین کریگا اور بہ برکت درع الحفاظ ضرغام شاہ کا حربہ بھی
مجھ پہ کارگر نہوگا اس حال مین بزور بازو حرب و ضرب ضرور ہی آخر رات کو اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور صبح کو میدان
جنگ مین آکر ضرغام شاہ سے مبارز طلب ہوا اور ایسے کلمات بد کہے کہ ضرغام شاہ کو بہت بُرا معلوم ہوا اور

شہاب نوجوان سے کہا ای برادر سُنتے ہو کہ یہ کافر بد زبانی کر رہا ہی اب میرا میدان مین جانا مناسب ہی ورنہ اہل لشکر کے آگے مین ذلیل ہونگا اور سب مجھکو نامرد و بے غیرت کہینگے شہاب نوجوان نے عقیق منقوش کا پانی ضرغام شاہ کو پلاکر میدان کی اجازت دی ضرغام شاہ باغیظ و غضب میدان مین آیا اشرار جادو نے پہلے بقوت جادو ضرغام شاہ کو دستگیر کرنے کا ارادہ کیا جب دیکھا کہ جادو اثر نہین کرتا تلوار کی نوبت آئی اشرار جادو نے ایک ضرب شمشیر آبدار ایسی ضرغام شاہ پر لگائی کہ چار انگل کاسۂ سر مین اُتر گئی عیاران لشکر اسلام بہزار مشکل ضرغام شاہ کو میدان سے اپنے لشکر مین لے آئے شہاب نوجوان اس حال سے مطلق آگاہ نہ تھا کہ زرہ الحفاظ کا یہ فعل ہی دوسرے روز ایک سردار اور میدان مین گیا اشرار جادو نے اُسے بھی فوراً گرفتار کر لیا اور دو پہلوانون کو قتل کیا شہاب نوجوان کو نہایت حیرت ہوئی اور کہا خدایا اشرار جادو اعمال سحر اگر ہزار کرتا لیکن ممکن نہ تھا کہ برکت اس نقش معظم کی جاتی رہتی یہ کیا معاملہ ہی کہ فہم مین نہین آتا آخر دوسرے روز خود شہاب نوجوان اُسکے مقابلہ کو گیا اشرار جادو سے تا شام حرب و ضرب رہی لیکن کوئی دونون مین سر برنہ ہوا اپنے اپنے خیمون مین چلے گئے شہاب نوجوان اور ضرغام شاہ اور نجم الدین بہادر اور اسد نامدار وغیرہ یہ سب سرداران فوج آپسمین حیرت زدہ تھے کہ یہ اشرار جادو کافر پہلوانان لشکر اسلام کو قتل و زخمی ہر روز کرتا ہی اسکا سبب معلوم نہین ہوتا کیا علاج اسکا کرین کیونکہ جس لشکر مین یہ نگینہ منقوش ہوتا ہی وہان سحر اثر نہین کرتا مگر اب یہان اُسکے خلاف ظہور مین آتا ہی کہ ہمارے سردار برابر قتل و مجروح ہوتے چلے جاتے ہین نہین معلوم یہ کیا اسرار ہی سب سردار متفق اللفظ بولے کہ ہمین بھی یہی حیرت ہی رات کو شہاب نوجوان بعد ختم وظیفہ جب سویا خواب مین نقابدار تشریف لائے اور یہ حال قتل سرداران لشکر بیان کیا گیا اور یہان اشرار جادو نے بھی اپنے مصاحبون سے کہا کہ یارو معلوم ہوتا ہی کہ شہاب نوجوان کے پاس بھی کوئی ایسی شی ہی کہ جس سے درع الحفاظ کا اثر جاتا رہا بلاشبہہ اسکا مددگار حکیم داروغہ ہی یعنی باصطلاح جادوگران طلسم حکیم داروغہ حکیم ابوالمحاسن کو کہتے ہین اور جو شخص کہ حکیم صاحب سے مستفیض ہوا ہے اُسے موید من الحکیم خطاب کرتے ہین جادوگر ہون یا اہل طلسم ہون بعد اسکے اشرار جادو نے کیدانہ اور محتال کا حال اہل صحبت سے پوچھا کہ نہین معلوم وہ اب کس شغل مین ہین چند روز سے معلوم نہین ہوتے مگر محتال نے یہ بہت بڑا کام کیا کہ شاہزادہ مشتری طلعت سے زرہ لایا اور لطف یہ کہ برضا و رغبت لایا ورنہ نہایت مشکل تھی اب مجھے جادو سے کچھ غرض نہین رہی مین حریف کو ضرور پست کرونگا اشرار جادو نے پوچھا ای سردار جادوان اس آگ کے بجھانے مین کتنا عرصہ چاہیے اشرار جادو نے کہا مین اور محتال تین روز محنت کرون تو یہ آتش سحر خاموش ہو مگر محتال یہان نہین ہی مین ناچار ہون اور حریف سے مہلت ملے تو ایک ہفتہ مین محنت تنہا کرکے آتش سحر کو بجھا سکتا ہون اشرار جادو نے کہا اب تم اور شہاب نوجوان جسکا بڑا خوف تھا برابر رہے اگر تم اہل اسلام سے مہلت ایک ہفتہ کی طلب کرو

کہ اس عرصہ مین ہم اور تم دونون آرام کرلین تو کیا عجب ہی کہ مہلت حریف سے ملجائے اسواسطے کہ اُنکو بھی صدمہ پر صدمہ
پہونچا ہی اشرار جادو کو یہ مشورہ اترار کا پسند آیا اور کہا کہ ای اترار یہ کام تجھی سے ہوگا اور کسی جادوگر مین یہ لیاقت نہین
معلوم ہوتی اترار حسب اقرار صبح کو لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا یہان رات کو شہاب نوجوان سے نقابدار عالی وقار
نے عالم خواب مین فرمایا کہ ای شہاب نوجوان ایک زرہ الحفاظ ہی کہ اُسکے گلو پر اسم اعظم کندہ ہین اُسکی برکت سے
کوئی حربہ صاحب زرہ پر کارگر نہوگا اور وہ زرہ ملک مین شاہزادہ مشتری طلعت کے ہی اور جسکو کہ شاہزادہ مشتری طلعت
پہننے کی اجازت دیگا وہی پہنے گا اور اُسی پر یہ اثر مترتب ہوگا ورنہ بیکار ہوگا کہ بے اجازت ایک لمحہ جسم پر نہین رہ سکتی
اور آجکل محتال جادو وزیر اشرار جادو زرہ بمکر و فریب شاہزادہ مشتری طلعت سے لایا ہی اور تمھارے سرداران
لشکر کو ہلاک کرتا ہی اور محتال زشت اعمال شاہزادہ مشتری کو قطر الجبال مین لیگیا ہی اور وہان رات دن اس
فکر مین ہی کہ کسیطرح کمیدانہ ملعونہ کا شاہزادہ مشتری طلعت سے وصل کرادے اور کمیدانہ نے اپنی صورت نحس کو
بزور علم جادو بعینہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی شکل بنائی ہی شہاب نوجوان نے پوچھا ای حضرت قصر الجبال کسطرف ہی
نقابدار نے کہا تمھارے لشکر سے داہنے کو بیس فرسخ کے فاصلہ پر ہی اور کل اترار جادو تمھارے پاس ایک ہفتہ کی
مہلت مانگنے آئیگا تم مہلت دیدینا اشرار جادو ان ایام مہلت مین آتش سحر بجھا دیگا شہاب نوجوان نے پوچھا
پیر و مرشد یہ آتش سحر کیونکر بجھیگی نقابدار نے کہا اشرار جادو اور محتال نے ایک اسم سحر بیس روز پڑھکے ایک چراغ پر
دم کیا ہی اور وہ چراغ زمین مین دفن کیا اور ایک جانور سمندر کہ سرخاب کے برابر ہوتا ہی اُسکی نگہبانی پر مقرر کیا ہی بس
یہ آتش سحر وہی ہی اب پھر اشرار جادو دوسرا اسم پڑھیگا اور اُس چراغ پر دم کریگا وہ چراغ بجھ جائیگا اور سمندر مر جائیگا
اُسوقت یہ اثر آتش موقوف ہوگا لیکن تمھین بھی اسقدر مہلت درکار ہی کہ نرگس شہلا اور شاہزادہ مشتری طلعت کو
اشرار جادو اور کمیدانہ ملعونہ کی قید سے نجات دلاؤ شہاب نوجوان نے کہا جسطرح حضور فرمائین اُسی طرح سے
سامان اُنکی رہائی کا کیا جائے نقابدار نے فرمایا کل قبل طلوع آفتاب طرف مشرق کے روانہ ہونا جب حوض کے کنارہ پہونچو
وہان یہ اسم اکیسوان جو چالیسوان حصہ اسم اعظم کا ہی موافق عدد برج حوت کہ چھ ہزار نو سو اُنیس ہوتے ہین پڑھنا بعد ختم اسم کے
ایک اژدہائے شعلہ فشان حوض سے سر باہر نکالیگا تم بے خوف و خطر بلا تامل اُسکے مُنھ مین چلے جانا بعد تھوڑی دیر کے
دروازہ قلعہ کا معلوم ہوگا تم یا مفتح الابواب ہزار مرتبہ پڑھ دروازہ قلعہ پر دم کرنا ایک مور اُڑتا ہوا آسمان سے آئیگا اور
کنگرہ قلعہ پر بیٹھ کر غل و شور مچائیگا تم اُس مور کو تیر سے مارنا اور خون اُسکا در قلعہ پر چھڑکنا بس وہ دروازہ کھل جائیگا اندر
قلعہ کے جانا وہان جوق جوق عورات بازاری و پیشہ ور اپنے اپنے کام مین سرگرم پھرتی ہونگی اُسکی وجہ یہ ہی کہ جب
نرگس شہلا نے ایک سال کی اشرار جادو سے مہلت لی ہی تو محتال نے نرگس شہلا کو اس قلعہ طلسم مین قید کیا ہی
اوران عورتون کو خدمت نرگس شہلا مین مقرر کیا ہی اور خود بھی آٹھوین دسوین آتا ہی جب تم بازار مین پہونچو گے وہ

عورات بازاری تمہین دیکھکر بے تحاشا شور وغل مچائینگی اور ایک آواز آویگی جو مثابہ آواز کتّے اور گدھے اور شیر اور چیتے اور چیل اور کوّے اور اُلو وغیرہ کے ہوگی اور اُس آواز سے سب جانوران چرند و پرند وہان جمع ہوجائینگے درندون مین سے شیر اور پرندون مین سے عقاب کو تم ہلاک کرنا پس تمام جانور غائب ہوجاوینگے بعد اُسکے ایک بڑھیا خسرانہ اشرار جادو کی مان ملعونہ لباس پرتکلف پہنے اور زیور مرصع و جواہر سے آراستہ تمھارے پاس آویگی اور تمسے مطلب پوچھیگی تم جواب دینا کہ مین مجرد ہون اور ایک عورت واسطے رفع حاجت کے چاہتا ہون خسرانہ کہیگی کہ ان عورتون مین کونسی تمھارے پسند نہین تم کہنا جسکے پاس زیور زیادہ ہو وہ مجھے بہت مرغوب ہے وہ کہیگی ای جوان زیور زیادہ عورت سن رسیدہ کے پاس ہوتا ہے تم کہنا اس سے کچھ غرض نہین ہے ہمارے نزدیک جوان بڑھیا دونون برابر ہین جسکے پاس زیور زیادہ دیکھتا ہون پس بے اختیار ہوجاتا ہون خسرانہ بہت خوش ہوگی اور تمھین مکان خلوت مین پہونچائیگی جب تمسے قصد وصال کرے تم کہنا کہ ای خسرانہ مین تو ہر چند وصال چاہتا ہون لیکن مجھے تجھسے رغبت نہین ہوتی اگر تو مجھے سرخ گھاس لادے تو شاید مجھے جرأت ہو وہ کہیگی سرخ گھاس کیا شے ہے کہنا کہ وہ گھاس خریطہ مین اشرار جادو کے موجود ہے خسرانہ اُسیوقت گھاس سرخ لادیگی تم وہ گھاس لیکر پہلے خسرانہ کو سونگھانا جب وہ بیہوش ہوجائے تو تم اُس گھاس کو اُسکے مُنہ مین رکھکے جلا دینا پس اُس آگ کی گرمی سے ایک کیڑا بالشت بھر کا نکلیگا تم فوراً اُس کیڑے کو جوتے سے مارڈالنا پس فوراً خسرانہ بھی اُس کیڑے کے ساتھ فی النار ہوجاویگی اور طلسم کا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا فقط ایک محل رہ جائیگا جس مین کہ نرگس شہلا اور چند خواصین قید ہین تم نرگس شہلا سے جاکر کیفیت ضرغام شاہ کی بیان کرنا اور اُسکو اپنے لشکر مین لے آنا بعد اسکے پھر ہم جیسا مناسب ہوگا مشورہ دینگے والسلام الغرض جب شہاب نوجوان کی خواب سے آنکھ کھلی اُسنے اشرار جادو کو مہلت ایک ہفتہ کی دی اور خود موافق ہدایت نقابدار کے طلسم اشرار جادو کو توڑکر نرگس شہلا کو ہمراہ لیے ہوے اُس پہاڑ پر پہونچا جہان سے ملک شہر زنگار معلوم ہوتا تھا دیکھا ایک طرف شہر شہر زنگار ہے اور دوسری طرف لشکر ضرغام شاہ اور تیسری طرف آتش سحر ہے لیکن وہ تیزی آگ مین معلوم نہین ہوتی سمجھا کہ اشرار جادو بجھانیکی فکر کررہا ہے آخر دن بھر سیر پہاڑ کی کی اور رات کو مع نرگس شہلا اور خواصون کے لشکر مین داخل ہوا شہاب نوجوان نے نرگس شہلا کو اپنے خیمہ مین بآرام تمام جگہ دی اور آپ ضرغام شاہ کے پاس گیا ضرغام شاہ نے کہا ای سر دفتر بہادران و سرکوب جادوگران آپ تین روز سے کہان تشریف فرما تھے کہ ہم مفارقت مین کمال بے چین تھے شہاب نوجوان نے کہا ای برادر والاقدر مین شکار پر تھا ضرغام شاہ نے کہا کچھ شکار ہاتھ آیا شہاب نوجوان نے کہا ہان ایک شکار بہت بھاری لایا ہون تم وہ خیمہ جسمین تمنے پہلے روز مجھے کھانا کھلایا تھا اور آپ شام کو تشریف لائیگا آج آپکی دعوت ہے ضرغام شاہ نے وہ خیمہ شہاب نوجوان کے پاس بھیجدیا اور شام کو خود بھی موجود ہوا راوی کہتا ہے کہ یہ خیمہ وہ ہے جسمین کہ ضرغام شاہ نے شیر برنج اور کباب مرغ تناول فرمائے تھے اور وہین سے اشرار جادو نرگس شہلا کو

لیگیا تھا یہی وجہ تھی کہ ضرغام شاہ وہ خیمہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا القصہ شہاب نوجوان نے نرگس شہلا کو پوشیدہ کردیا
اور ضرغام شاہ کو بٹھایا جب کھانے کا وقت آیا تو ضعیفہ کو جو ہمیشہ ضرغام شاہ کیواسطے شیر برنج اور کباب مرغ لاتی تھی
فہمایش کی کہ آج تو جسوقت ضرغام شاہ کے لیے شیر برنج لائے اور وہ اُسے دیکھکے نالہ و زاری کرے تو تو نرگس شہلا کو
اُس خیمہ مین بلالینا یہ کہکے آپ خیمہ سے باہر چلے آئے ضرغام شاہ نے حسب عادت اپنے وہ شیر برنج اور کباب دیکھ کے
فریاد والغیاث کرنی شروع کی نرگس شہلا نے جو یہ حال ضرغام شاہ کا خیمہ سے دیکھا بے اختیار ایک آہ کی کہ ضرغام شاہ
نے وہ آواز آہ کی سُن لی اتنے مین اُس ضعیفہ نے پردہ خیمہ کا بلند کردیا اور عاشق و معشوق سے باہم ملاقات ہوگئی نرگس شہلا
اور ضرغام شاہ دونون ولولۂ شوق و ذوق مین ہم بغل ہوسے اور بیہوش ہوگئے ہرچند ضعیفہ نے علاج کیا ہوش نہ آیا
اب جو بغور دیکھا تو دونون کو شادی مرگ ہوگئی اس واقعۂ جان گزا سے شہاب نوجوان کو خبر کی شہاب نوجوان
کے ہوش جاتے رہے اور متحیر ہوگیا آخر شب کو عالم واقعہ مین شہاب نوجوان نے نقابدار سے یہ کیفیت بیان کی
نقابدار نے کہا ایسی کوئی حرکت کرتا ہی کہ جو عاشق و معشوق کہ مدہوش سرگشتہ بادیۂ فراق ہون دفعتہً اُنسے ملاقات
کرادینا گویا مار ڈالنا ہی اور شادی مرگ اسی کا نام ہی تمھین پہلے حال سے خبر کرنی تھی بعد اسکے باہم ملاقات کرانا تھا
خیر جو ہونا تھا وہ ہوا مگر اب دیکھو اگر لعاب دماغ سے اُنکے جاری ہی تو البتہ صورت زندگی کی ہی ابھی ہلاک نہین ہوے
جذبۂ اشتیاق طرفین از حد تھا اور عین عالم یاس مین کہ جسکا ہونا ممکن تھا یکایک ملاقات ہوگئی ایک عالم استعجاب اُنکو
ہوا اور گرمی عشق نے دماغ کیطرف صعود کیا جسکی وجہ سے مسامات بند ہوگئے اب جلد اُنکے دماغ پر پچھنے لگائے جاین
اور لعاب دہن ایک کا دوسرے کے دماغ مین ٹپکایا جاوے بعد اسکے ایک ہی پلنگ پر دونون کو سلایا جائے
تو یقین ہی کہ تندرست ہوجاوین اور جو لعاب اُنکے دماغ کا خشک ہوگیا تو بقاے زندگی کو پہونچے شہاب نوجوان
عالم خواب سے بیدار ہوا فوراً دوڑا اور اُن دونون کو دیکھا تو لعاب دماغ سے جاری تھا شکر خدا کیا اور حسب ہدایت
علاج کیا گیا غرض فوراً دونون عاشق و معشوق ایک ساعت مین ہوش مین آئے ضرغام شاہ شکر پروردگار عالم بجالایا
اور شہاب نوجوان سے کہا اے دلاور دوران آپ حکیم حاذق عشق عاشقان اور معالج قالب بیجان ہین مین بندہ
بے زر آپکا ہوگیا اور نرگس شہلا کنیز خاص آپکی ہوگئی کسواسطے کہ آپنے وہ احسان ہم دونون پر کیا ہی کہ آپکے احسان کا اگر
ہر مو بجاے زبان کے ہون تو بھی تا زیست شکریہ نہ ادا ہو اب آپ محلسرا مین تشریف فرما ہون شہاب نوجوان نرگس شہلا
کے پاس آیا اور کہا آپ سب صاحب میرے حق مین دعاے خیر فرمائیے نرگس شہلا اور ضرغام شاہ نے شہاب نوجوان
کے لیے دعاے خیر کی شہاب نوجوان وہان سے اپنے خیمہ مین آیا اور بعد ختم اسم معظم سو رہا نقابدار عین عالم واقعہ مین
تشریف لائے اور فرمایا اے شہاب نوجوان ایلچم فکر رہائی شاہزادہ مشتری طلعت مین کل صبح کو قطب شمالی کیطرف ضرور
جاؤ تین فرسخ کے بعد پہاڑ ملیگا وہان ایک مکان قصر الجبال ہی اُسمین محتال جادو اور کیدانہ ملعونہ شاہزادہ

مشتری طلعت کو شراب پلایا چاہتے ہونگے اسواسطے کہ کیدانہ ملعونہ کا مدعائے دل پورا ہو یعنی مستی شراب مین بوے دہن کیدانہ ملعونہ دماغ مین نہ آئے اور عجیب و غریب راز و نیاز کی باتین معشوقانہ کیدانہ ملعونہ دور سے شاہزادہ مشتری طلعت سے کر رہی ہوگی اور خود بزور سحر ملکہ سعیدہ کی ہمشکل بنی ہوئی ہوگی جسوقت کہ تم وہان پہونچو گے برکت سے اس نگینہ عقیق کے جادو محتال کا باطل ہو جائیگا اور یہ کچھ نقاب دار صاحب اسرار نے شاہزادہ مشتری طلعت کے باب مین ہدایت کی ہی آگے بیان ہوگی

القصہ صبح کو شہاب نوجوان بمجرد بیدار ہونے کے بطرف کوہ شمال روانہ ہوا اور جب قصر الجبال مین پہونچا ایک مکان عالیشان سنگ یشب کا نہایت دلکشا و فرحت افزا دیکھا شہاب نوجوان سیر کرتا وہان پہونچا جہانکہ محتال جادو اور کیدانہ بیٹھے تھے اور شراب کا چرچہ شروع تھا اور شاہزادہ مشتری طلعت بھی کیدانہ کو اپنی معشوقہ راحت جان سمجھ کے جذبہ شوق مین خواہان وصال تھا دفعۃً محتال بدمآل کی نگاہ شہاب نوجوان با اقبال پر پڑ گئی ہوش اُس موذی کے جاتے رہے اور نشہ ہرن ہو گیا جب شہاب نوجوان اور قریب آئے محتال نے للکارا کہ اے دشمن جان جادوان تم کسطرح یہان آئے اور کس مخبر نے یہ خبر دی شہاب نوجوان نے جواب دیا او ملعون بعلم اللہ الجلیل ہمکو خبر ہوئی محتال نے تیغ آبدار لیکے حملہ کیا اور ایک ساعت جنگ خوب رہی آخرکار شہاب نوجوان نے اُسکو قتل کیا مصرعہ نکو شد کہ خس کم جہان پاک شد ٭ بعد قتل محتال شہاب نوجوان داخل حجرہ ہوے دیکھا شاہزادہ دری مشتری طلعت اور کیدانہ کی صحبت گرم ہے کیدانہ پر جو ہین سایۂ نقش معظم پڑا برکت سے اُس نگینہ کے سحر کیدانہ باطل ہو گیا اور اپنی صورت اصلی پر آگئی اور بوے بد اُس ملعونہ کے دہن ناپاک سے ایسی پھیلی کہ تمام حجرہ متعفن ہو گیا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے دیکھا کہ ایک عورت خبیثہ و بدصورت پہلو مین بیٹھی ہے اور بنظر غور مجھے دیکھ رہی ہے شاہزادہ دری مشتری طلعت متحیر ہو کر کیدانہ کے پاس سے ہٹ گیا اور اُس بوے بد سے ناک بند کر لی بعد اُسکے پوچھا او ملعونہ تو کون بلا ہے کہ

مثل گرگٹ رنگ بدلتی ہی کیدانہ نے جواب نہ دیا اور سحر کرنا شروع کیا کہ شہاب نوجوان سامنے آیا اور شاہزادہ دری مشتری طلعت کو سلام کیا شاہزادہ مشتری طلعت نے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان خوش آمدی بیت

بیا بیا کہ خوش آمدم از آمدنت	ہزار جان گرامی فدائے بر قدمت

شہاب نوجوان نے کیدانہ کو حجرے سے باہر لا کے ستون سے باندھ دیا شاہزادہ دری مشتری طلعت حجرہ سے باہر آیا دیکھا کہ مشفق و مہربان اپنا یعنی محتال مقتول پڑا ہی شہاب نوجوان سے کہا ای برادر برائے خدا یہ فرمائیے کہ آپ یہان کیونکر تشریف لائے اور نام آپکا کیا ہی شہاب نوجواب نے فرمایا ای شاہزادہ مین اس کافر ملعونہ سے فرصت کر لون تو کیفیت اپنی بیان کرون آخر کیدانہ کو بھی قتل کیا اور اپنی سرگذشت شاہزادہ دری مشتری طلعت سے بیان کی شاہزادہ دری مشتری طلعت نے شہاب نوجوان کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا ای برادر تمنے بڑا احسان کیا مین تمھارے بار احسان سے تمام عمر سر نہ اُٹھا سکونگا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے کہا اب کیا ارادہ ہی شہاب نوجوان نے کہا حسب ارشاد و ہدایت نقابدار صاحب اسرار کے جبل الخیل کو جاؤنگا کہ عالم رویا مین حکم ہوا ہی کہ قصر الجبال جبل الخیل ستر فرسخ داہنی طرف ہی وہان چند دیو خدا پرست گھوڑے کی صورت بروز شنبہ آتے ہین وہ حضرت سلیمان علیہ السلام عصر کے وقت اُن گھوڑون کو دیکھکر ایسے تماشے مین محو ہوے کہ نماز عصر قضا ہوگئی حضرت سلیمان ع نے فرمایا اِنِّیۤ اَحۡبَبۡتُ حُبَّ الۡخَیۡرِ عَنۡ ذِکۡرِ رَبِّیۡ حَتّٰی تَوَارَتۡ بِالۡحِجَابِ اُسوقت اُن گھوڑون کو راہ خدا مین قربانی کیا فوراً آفتاب نے رجعت کی یعنی پھر طلوع ہوا حضرت نے نماز عصر ادا کی اور اسیطرح ایک مرتبہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی جہاد مین نماز عصر قضا ہوگئی تھی تو دعاے یوشع بن نون ع سے آفتاب نے رجعت کی اور دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت مین کہ جب وہ حضرت درہ کوہ سے منزل صہیبا مین تشریف لائے اور اُس مقام مین کہ جہان وحی نازل ہوئی اور یہ آیہ کہ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی حضرت سر مبارک اپنا زانوے حضرت شاہ ولایت حیدر کرار غیر فرار پر رکھ کے وحی مین مخاطب ہوے اور جب کلام راز و نیاز بے نیاز سے فارغ ہوے آفتاب غروب ہو چکا تھا پس حضرت نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا یا علی ع تمنے نماز عصر ادا نہین کی فرمایا خدا اور رسول خدا پر ظاہر ہی کہ مجھے فرصت نہین ملی چونکہ حضرت کی نماز کبھی قضا نہین ہوئی تھی لہذا آفتاب بدعاے حضرت رسالت مآب ص طلوع ہوا اور امیر المومنین ع نے نماز عصر ادا کی اور جو تھے بعد وفات خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جب شاہ ولایت وصی حضرت رسالت مآب علیہما السلام جنگ نہروان سے فارغ ہوکے طرف کوفہ متوجہ ہوے اور زمین بابل مین پہونچے جو جاے عذاب الٰہی تھی حضرت نے وہان حکم مقام فرمایا تو جویریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین بھی حاضر تھا اور میرا قصد بھی تھا کہ مین اپنے امام کے ہمراہ نماز ادا کرونگا جب پُل جرسوری نام سے گذرے تو آفتاب غروب ہو گیا تھا مین نے دلمین کہا کہ وصی پیغمبر کی نماز کا قضا ہونا تعجب کا مقام ہی

حضرت میرے اس خطرہ پر مطلع ہوئے اور مجھ سے فرمایا ای جوہریہ شاید طبیعت مین تیری کچھ اندیشہ پیدا ہوا مین نے جو دلمین خیال کیا تھا حضرت سے عرض کیا حضرت ولایت مآب نے اُسوقت کچھ کلمات ایسے فرمائے کہ میرے فہم مین نہ آئے بمجرد ارشاد کے ایک آواز تکبیر آسمان سے آئی اور آفتاب طالع ہوا حضرت نے نماز ادا کی مین بھی مقتدی ہوا اور نماز پڑھی اور کہا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَحَبَّۃَ اَھْلِ بَیْتِ حَبِیْبِکَ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلَیْہِ الغرض شاہزادہ مشتری طلعت نے کیفیت اُن گھوڑون کی سُنکر شہاب نوجوان سے کہا ای برادر والاقدر اب جو فرمائیے عمل مین آوے شہاب نوجوان نے کہا تمکو جبل الخیل پر لیجا کے جو اسم کہ مجھکو تعلیم ہوا ہی مین تمکو تعلیم کرونگا تم اُسکو تعداد معینہ سے پڑھنا ایک گھوڑا مشکی ادہم وہان آئیگا تم بعد ختم تین مرتبہ باآواز بلند یہ کہنا کہ ای ادہم بحق حضرت سلیمان علیہ السلام چندروز تو میرے پاس حاضر رہ اور جبتک کہ مین تجھے رخصت نہ کرون تو اپنی شکل تبدیل نہ کرنا ادہم تمہارا حکم بجالائیگا پھر وہان سے ہم مہم اشرار جادو کو جاوینگے قصہ کوتاہ شاہزادہ دری مشتری طلعت شہاب نوجوان کے ساتھ روانہ ہوے اور عصر کے وقت جبل الخیل پر پہونچے وہ پہاڑ از حد بلند تھا کہ نظر کام نہ کرتی تھی اور اشجار میوہ دار و آبشار شیرین و خوشگوار و سبزہ زار کو وہان کے دیکھا اور بیچ مین ایک چٹان سنگ مرمر کی ہموار تھی شہاب نوجوان اور شاہزادہ دری مشتری طلعت رات کو وہین رہے صبح کو وہ اسم شروع کیا تیسرے پہر کو ایک آندھی ایسی اُٹھی کہ تمام گرد باد ہوگیا اور ہزارہا گھوڑے پریزاد سامنے سے نمودار ہوے شہاب نوجوان ایک جگہ پوشیدہ ہوگیا شاہزادہ دری مشتری طلعت بعد ختم اسم پاک کے اُن گھوڑون کے چراگاہ مین آیا اور تماشا گھوڑون کا دیکھ رہا تھا کہ دیکھا ادہم مشکی بھی سر پر کلغی مرصع و جواہر نگار مثل تاج ساتھ سب گھوڑون کے چرتا پھرتا ہی غرضکہ سب گھوڑے پانی پیکر اُڑ گئے جب نوبت ادہم مشکی کی آئی شاہزادہ مشتری طلعت نے حسب تعلیم شہاب نوجوان اُس سنگ مرمر پر کھڑے ہوکر وہی کلمہ باآواز بلند کہا ادہم نے پہلے بہ نظر غیظ شاہزادہ مشتری کو دیکھا بعد اُسکے قریب آیا شہاب نوجوان بولا جلد اسپر سوار ہو اور اسکو تین بار پڑھو سبحان الذی سخر لنا ھذا غرضکہ شاہزادہ مشتری طلعت نے تین مرتبہ پڑھکر گھوڑے پر دم کیا فوراً تمام پروبال ادہم کے معدوم ہوگئے اور وہ مثل اور گھوڑون کے ہوگیا شہاب نوجوان نے کہا ای شہریار خاطر جمع رکھو جب ضرورت ہوگی خودبخود پروبال ادہم کے پیدا ہوجائینگے شاہزادہ مشتری طلعت ادہم پر سوار ہوکر لشکر کو روانہ ہوا

اب کمیت خامہ طرف پردۂ دوم طلسم کے جولان ہوتا ہی اور باقی حال فرخندہ فال شاہزادہ معزالدین والاتمکین کا بیان کیا جاتا ہی

یہانتک حال بیان ہوچکا ہی کہ خورشید فلک شوکت و وقار و نونہال گلستان ہمیشہ بہار واجب التعظیم و تکریم یعنی شاہزادہ معزالدین نے پردۂ دوم منزل چہارم قصر قرآن السعدین مین حکیم ابوالمحاسن سے ملاقات کی اور ملک الشیاطین یعنی شغید روس آتش دہن کو ملک الحق سلطان ارقیموس نے قتل کیا اور شاہزادہ معزالدین نے حکیم صاحب سے

فرمایا کہ ای آفتاب فلک اسرار تا کجا فراق یار و ہجر دلدار مین لاچار و دیوانہ وار رہون اب آپ جلد تر مجھکو قصر قرآن السعدین مین پہونچا دیجیے
حکیمصاحب نے فرمایا صبر کرو کہ وہ قصر اب ایک میل سے زیادہ دور نہین ہی بعد اسکے حکیمصاحب اور شاہزادہ دلدادہ پیادہ قصر
قرآن السعدین کو روانہ ہوے شاہزادے نے فرمایا حکیمصاحب آپ حاکم طلسم جلیل القدر و صاحب اختیار ہین باوجود ان اختیارات
کے اتنی پیادہ روی کیون اختیار کی حکیمصاحب نے فرمایا یہ حضور کی بدولت ہی اگر آپ کاغذ نہ گم کر دیتے تو ہم تکلیف پیادہ پائی کیون
اوٹھاتے اب اس خطا کے عوض ہر ایک تکلیف تسلیم کرنی پڑی تاکہ حصول مقصد مین فرق نہو اور مین بوجہ آپکی حرمت و پاس خاطر کے
سوار نہین ہو سکتا القصہ بعد دو پہر حکیمصاحب نے بھی رجعت کو کام فرمایا یعنی مغرب سے مشرق کو پھرے شاہزادے نے حال
رجعت کا استفسار کیا حکیمصاحب نے فرمایا ای فرزند طلسم کے قواعد اکثر خلاف واقع ہوتے ہین کسواسطے کہ یہ طلسم برج حوت ہی اور جب آفتاب
برج جوزا مین جاتا ہی تو برج حوت بالاے آسمان طلوع کرتا ہی اور توجہ اوسکی مشرق سے مغرب کیطرف ہوتی ہی اور جب زوال کے وقت
حوت غروب ہو جاتا ہی پھر موافق حرکت فلکی کے زیر زمین مغرب سے مشرق کی سمت حرکت کرتا ہی اوسوقت ضرور ہی کہ متوجہ طلسم بھی موافق
رفتار حرکت اسکی کے راہ قطع کرے اگرچہ سیاح طلسم اپنی عادت پر مراجعت کرتا ہی لیکن یہ امر دراصل نہین ہی جو وہ سمجھا بلکہ بانیان طلسم نے راہ
طلسم حوت اسی طرح مقرر کی ہی شاہزادے نے فرمایا مین نے کسی طلسم کی اسطرح راہ قطع نہین کی حکیمصاحب نے فرمایا کہ یہ لازم نہین ہی کہ
طریقہ سب طلسم کا ایک ہی ہو یہ طریقہ فقط برج حوت کے لیے مقرر ہی بعد اس سوال و جواب کے قریب شام حکیمصاحب و شاہزادۂ
معز الدین ایک درۂ کوہ مین داخل ہوے اور جب اوس درہ سے نکلے تو ایک دریاے قہار ناپیدا کنار نظر آیا اور بیچ مین اوس دریا کے
ایک قصر سبز رنگ بادامی نظر آیا اور دیوار شرقی قصر مین ایک آئینہ ایسا نصب تھا کہ اوسکے عکس سے تمام دریا روشن تھا حکیمصاحب نے وہ
رات دریا کے کنارے پر بسر کی ملاحت پری طعام انواع و اقسام کے لائی دونون صاحبون نے نوش فرمایا صبح کو حکیمصاحب شاہزادے
کو کنارے دریا کے لائے وہان دیکھا کہ دو مرد پشت بہ پشت بیٹھے چوب تر کا بیڑہ بنا رہے ہین مگر مابین ان دونون کے اتنا فاصلہ ہی
کہ ایک کی صورت دوسرے کو اچھی طرح محسوس نہین ہوتی شاہزادے نے حکیمصاحب سے پوچھا یہ دونون مرد کون ہین اور
کنارۂ دریا پر کیا کام بناتے ہین حکیمصاحب نے کہا تم خود جا کر پوچھو شاہزادہ ایک مرد کے پاس گیا اور پوچھا ای جوان تیرا نام کیا ہی اور
یہ بیڑا کیون بناتا ہی اوسنے کہا آپکو ہمارا حال دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادہ نے فرمایا شاید ہم تمھارے کام آوین اوسنے کہا مین
بندۂ خدا شہر آبگینہ حصار سے ہون اور مجھے ایک امر دشوار درپیش ہی کہ کسی صورت سے وہ معاملہ حل نہین ہو سکتا لہذا مین یہان مراۃ الغیب
سے اپنے مطلب کا سوال کرنے آیا ہون اگر جواب باصواب حاصل ہوا تو خیر ورنہ جان اپنی ہلاک کرونگا لیکن جب مین اس بیڑے پر سوار ہو کر
اوس پار جانے کا قصد کرتا ہون ایک ہواے تند و برخلاف ایسی چلتی ہی کہ مین پھر اسی پار آجاتا ہون اور وہ بیڑہ بھی پانی کے زور و شور
سے ٹوٹ جاتا ہی مین پھر صبح اسے چوب تر لا کر بیڑا تیار کرتا ہون شاہزادہ نے کہا ناحق تو اسقدر محنت کرتا ہی یہ بیڑا پھر اسیطرح ٹوٹ جائیگا
اوسنے کہا ٹوٹ جائے مین تا قیامت یونہین بنایا کرونگا اس سے دست بردار نہونگا شاہزادے نے پوچھا اوس دوسرے مرد سے بھی تو
واقف ہی اوسنے جواب دیا کہ مین اپنے ہی حال سے واقف نہین دوسرے کو کیا جانون تم خود اوس سے پوچھو شاہزادہ دوسرے کے پاس

گیا دیکھا کہ وہ بھی پتھر ابنار ہا ہی شاہزادے نے اُسکا حال پوچھا اُسنے بھی یہی کہا کہ مین شہر آبگینہ حصار کا رہنے والا ہون ایک مطلب کیواسطے یہان آیا ہون شاہزادے نے پوچھا وہ دوسرا مرد کون ہی اُسنے جوابدیا بیت

چو از من شور لیلی در سرم ہست ... کجا پروائے کار دیگرم ہست

شاہزادے نے جواب دیا رباعی

کہ مگر عاشقی ای شیفتہ مرد ... کہ بدینگونہ شدے لاغر و زرد
گفت آرے بسرم شور کسی است ... کس چو من عاشق رنجور بسی ست

پھر شاہزادے نے استفسار کیا تو نے کسقدر یہ پتھرے بنائے اُسنے کہا یہ تیسرا ہی شاہزادے نے کہا کہ جب تیرا پتھر اتلاطم موج کا تحمل نہین ہی تو کیون اسقدر محنت کرتا ہی اُسنے کہا سوا اسکے اور کوئی تدبیر مجھے معلوم نہین اس امید پر محنت کر رہا ہون کہ شاید ابکی بار اُس پار پہونچ جاؤن شاہزادے نے کہا شاید تیری معشوقہ اس قصر مین ہی جو تو اسقدر مشقت کر رہا ہی اُسنے کہا مین اپنا حال مفصل نہین کہہ سکتا کہ شاید آپ افشا کر دین اور مین کسی بلائے ناگہانی مین پھنس جاؤن شاہزادے نے وہ تمام کیفیت حکیمصاحب سے بیان کی حکیمصاحب نے فرمایا آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کون ہین اگرچہ آپ صورت آشنا نہونگے لیکن عبیدون عابد سے سُنا ہوگا کہ دو شخص زایچہ کرانے میرے پاس آئے تھے اور وہ آپسمین قرابت کرنا چاہتے تھے اب پھر دوبارہ مجھ سے سُنیے کہ شہر آبگینہ حصار مین ایک بادشاہ عالی سلطان اور دوسرا درویش صاحب خانقاہ اس رتبہ کا ہی کہ تمام خلائق شہر اُسے اپنا ہادی اور رہنما جانتی ہی لیکن اُس شہر مین نسبت غیر سے کرنا کمال معیوب جانتے ہین آپسمین شادی کرتے ہین تا اینکہ اگر بادشاہ فقیر سے نسبت چاہیگا تو فقیر بادشاہ کو ذلیل جانکر ہرگز راضی نہوگا اتفاق روزگار معالی سلطان بن عالی سلطان دختر فقیر صاحب خانقاہ پر جسکا کرشمہ خاتون نام ہی عاشق ہوا اور قدرت قادر حقیقی سے اُس درویش کا بھی فرزند نوجوان جمیل عرفان بادشاہ کی دختر بلند اختر یعنی معالی کی ہمشیرہ پر عاشق و فریفتہ ہو گیا لیکن یہ دونون بخوف اپنے بزرگون اور رسم شہر کے اس امر کو کسی سے ظاہر نہ کرسکے آخر ناچار ہوکر عبیدون عابد کے پاس اس غرض سے گئے کہ وہ علم رمل سے دریافت کر دے کہ انجام کار اس امر دشوار کا کیا ہوگا آیا ممکن ہی یا نہ عبیدون نے اُنکو دوسرے روز بُلایا یہ حسب وعدہ دوسرے روز عبیدون عابد کے پاس گئے وہان عبیدون عابد کو نہ پایا آخر کار عالم یاس و ہراس مین اُداس بیٹھے تھے یکا یک شاہ و گدا دونون کے خیال مین آیا کہ مطلب اپنا مرآۃ الغیب سے بیان کرنا چاہیے دیکھین وہان کیا جواب ملتا ہی شاہزادہ نے فرمایا یہ حال مجمل سمجھہ مین نہین آتا آپ مفصل بتصریح بیان فرمائیے کہ یہ دونون عاشق کسطرح ہوے حکیمصاحب نے فرمایا کہ ایک روز کرشمہ خاتون فقیر خانقاہ کی دختر نیک اختر محل عالی سلطان مین مہمان گئی اور وہان معالی سلطان نے اُسے دیکھ لیا پس دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور کرشمہ کو بھی معالی سے محبت دلی ہو گئی معالی پہلے عبیدون عابد کے پاس گیا جب عبیدون عابد باغ مین نہ ملا دوسرے روز وحشت مزاج و شورش عشق مین بیتاب ہوکر دیوانہ وار شکار کے بہانہ سے صحرا کی طرف نکلگیا یکایک ایک ہرن نظر آیا معالی نے کمند ہاتھ مین لیکر دل مین کہا مین اس نیت سے کمند اس ہرن پر مارتا ہون کہ جو یہ ہرن زندہ گرفتار ہوگیا

تو یقین ہی کہ میری معشوقہ بھی کمند عشق مین میرے آجائیگی اُس ہرن نے تین روز و شب اسقدر حیران و سرگردان کیا کہ گھوڑا بھی پست ہوگیا اور ہرن ہاتھ نہ آیا چوتھے روز معالی خستہ و ماندہ ایک درخت کے سایہ مین سو گیا اُس عالم واقعہ مین کرشمہ خاتون بکمال ناز و انداز معالی کے پاس آئی معالی نے کمال عجز سے کہا ای جان جہان اگرچہ تو مرشد عالم کی بیٹی ہی اور کرشمہ نام رکھتی ہی مگر افسوس ہزار افسوس کہ اپنے عاشق زار کے حال سے واقف نہین کرشمہ خاتون نے جواب دیا کہ ای معالی مصرعہ عاشق نشد کہ یار بحالش نظر نہ کرد۔ معالی نے کہا خیر اب مجھے کوئی تدبیر وصال بتاؤ ورنہ میرا خون تمھاری مفارقت مین ہوگا کرشمہ خاتون نے کہا کہ قصر قرآن السعدین مین جا کر مرآۃ الغیب سے اپنے حصول مدعا کا سوال کر معالی سلطان جب خواب سے بیدار ہوا بخط مستقیم طلسم قرآن السعدین کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا حکیمصاحب آپنے معالی سلطان کا حال اسطرح بیان فرمایا کہ گویا دیدہ تھا حکیمصاحب نے فرمایا مین احوال طلسم برج حوت کے اصل الاصول سے آگاہ ہون بلکہ ماہیت کل طلسمات سے جہان جہان آپنے تماشا دیکھا ہی شاہزادہ نے پوچھا اصل الاصول کیا شی ہی حکیمصاحب نے فرمایا عبیدون عابد نے تم سے ضرور تذکرہ مرآۃ الغیب کا بیان کیا ہوگا کہ مرآۃ الغیب ایک آئینۂ طلسم ہی اُسمین اصل الاصول کی صورت نظر آتی ہی الا اُس شخص کو کہ جو آخر مین اُس آئینہ کا مالک ہو شاہزادے نے فرمایا مین بھی مرآۃ الغیب سے ضرور اصل الاصول کا سوال کرونگا حکیمصاحب نے کہا اب آپ جمیل عرفان بن مرشد عالم کا بھی حال سُنیئے کہ جس روز معالی سلطان کرشمہ خاتون پر عاشق ہوا تھا اُسی روز علیا ے بلند ابرو خواہر معالی سلطان ایک غرفہ مین محل کے بیٹھی سیر دریا کر رہی تھی اتفاقاً جمیل عرفان بھی اُسطرف آنکلا اُسکی علیا ے بلند ابرو سے آنکھین چار ہوگئین فوراً نظر کے نیزے دونون کے دل کے پار ہوگئے اور برچھیان عشق کی باہم دوسار ہوگئین بیت

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

جب جمیل کو کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا گھبرایا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر

شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہی	صورت یاس بھی بن بنکے بگڑ جاتی ہی

پس اُسی روز بعد عصر عبیدون عابد کے پاس آیا عبیدون عابد نے جمیل کو بھی دوسرے روز بلایا جمیل حسب اقرار دوسرے روز جب آیا باغ مین بجز خار گل امید کو نہ پایا یعنے عبیدون عابد نظر نہ آیا مضطرب الحال ہوا اور گھبرایا اس عرصہ مین جمیل کے باپ نے بھی یہ حال اپنے پسر نوجوان کا سُنا اُسنے بیٹے کو خلوت مین بلایا بہت سمجھایا اور کہا ~~~~

گھر خوبون مین وفا کا پاس نہین	جو رنگ کاغذی مین باس نہین	کیجیے مفت دل بھی اپنا نثار	ہاے تو بھی اُنھین میاس نہین
منہ پھرایا ہی ہر سا مجھسے	بیوفائی کا کچھ قیاس نہین	شکوہ ابناے جنس کا ہی عبث	پنج انگشت ایک راس نہین

جمیل نے اپنے والد سے دست بستہ عرض کی کہ فدوی کو حضور کے ارشاد مین کچھ عذر نہین ہی لیکن مین کیا کرون کہ دل پر میرا اختیار نہین ہی بقول اسکے کہ بیت

آنکھ نے دیکھا تھا اُسکا واسطے زاری مین ہی	دل نے کیا دیکھا تھا بن دیکھے گرفتاری مین ہی

جب کوئی امر پند و نصیحت کا کارگر نہوا تو کہا اے فرزند دلبند عاقل و ہوشمند تو نے بڑے شکار کا ارادہ کیا اپنے منھ سے لقمہ ہزار چند زیادہ چاہا بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے بہرحال اب بہتر یہ ہے کہ تو تن تنہا دشت مغیلان کی راہ لے اور قصر قرآن السعدین میں پناہ لے اگر تیرا مقسوم یاور و مددگار ہے تو یار ہمکنار ہے ورنہ تجھے اپنی مرگ و زیست کا اختیار ہے لیکن بے نیل مرام تو نہ پھرنا اور مجھے صورت اپنی نہ دکھانا بس جا خدا حافظ اور اللہ نگہبان ہے یہ سنکے جمیل باپ سے رخصت ہوا اور کہا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے عنقا نے چاہا تو یہی ہوگا اور قصر قرآن السعدین کو روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ یہ دونوں جوان مایوس حیران و پریشان ایک دن اور پانچ ساعت کے تفاوت سے جلاے وطن ہوے اور بعد روانہ ہونے کے بادشاہ جمجاہ نے مرشد عالم پاک دامن سے بلا کر حال فرزند پوچھا مرشد نے جواب میں کہا کہ اے بادشاہ مجھ سے آپ کیا پوچھتے ہیں مصرعہ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند شہ میر ادلبند بھی کل سے غائب ہو گیا ہے شاہزادہ معزالدین نے فرمایا حکیمصاحب آیا معالی و جمیل کا مطلب بھی حاصل ہوگا یا نہیں حکیمصاحب نے فرمایا ہان **بیت**

درین فال بیشک شوی بہرہ ور	ولیکن بد شوار ہی سخت تر

شاہزادے نے فرمایا پھر اگر یہ دونوں آپس میں فیصلہ کرلیں تو بہتر ہے حکیم صاحب نے فرمایا مانع عقد وہی رسم شہر ہے کہ غیر کفو میں نسبت مطلق منع ہے اور کفو یہان قوم سے مراد ہے شہر آبگینہ حصار کی خلایق کا بموجب اس آیہ کریمہ کے عمل ہے کل حزب بما لدیہم فرحون اسی وجہ سے فقیر بھی بادشاہ کو خیال میں نہین لاتے شاہزادہ نے فرمایا اے رازدار اسرار خفی و جلی ہرچند کہ یہ رہنے والے ایک ہی شہر کے ہین لیکن آپس میں صورت آشنا نہین حکیمصاحب نے فرمایا کہ اول تو یہ اپنے کو پوشیدہ کیے ہین ہیئت بدلے ہوے ہین دوسرے باہم اپنے حال میں ایسے خود رفتہ ہین کہ اپنے حال سے خود آگاہ نہین تیسرے یہ بھی خیال ہے کہ اگر میں کسی سے حال پوچھونگا تو وہ بھی مجھ سے دریافت کریگا اور افشاے راز میں خرابی ہوگی مگر تم جا کر انسے کہو کہ حکیم ابو المحاسن آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر تم ابکی مرتبہ اس پٹرے پر سوار ہوے تو ساتھ ہی اس پٹرے کے تمھارے اعضا بھی ٹوٹ کر پرزے پرزے ہوجائینگے اور کہنا کہ تمکو بلایا ہے شاہزادہ پہلے معالی سلطان کے پاس گیا اور کہا اے شخص تیرے بخت نے یاوری کی جلد چل کہ حکیم ابو المحاسن نے بلایا ہے معالی سمجھ گیا کہ بدون اظہار نام کے اسنے میرا نام لیا بیشک یہ مرد بزرگ ہے غرض شاہزادہ معالی اور جمیل کو لیکر حکیمصاحب کے پاس تشریف لایا حکیمصاحب نے ہر ایک کا حال جداگانہ دریافت کیا بعد ازان کہا اے شہریار وہ مہرۂ ماہی حضرت یوشعؑ دریا کو دکھاؤ شاہزادے نے وہ مہرہ ماہی دریا کو دکھایا یکایک آب دریا نے جوش کھایا اور بعد ایک ساعت کے ایک مچھلی نہایت بڑی دریا سے ابھر کے کنارے پر آئی اور منھ اپنا کھولا شاہزادے نے حسب الحکم حکیمصاحب وہ مہرہ ماہی دہان ماہی مین ڈال دیا ماہی غائب ہوگئی ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ ایک کشتی دریا سے باہر نکلی اسپر ایک نازنین اپنے ہاتھ سے کشتی کو کھیتی ہوئی آئی اور حکیمصاحب و شاہزادہ معزالدین و معالی سلطان و جمیل کو سوار کرکے پار پہونچا دیا اور مہرہ شاہزادہ معزالدین کے حوالے کیا اور خود دریا مین غائب ہوگئی شاہزادے نے اس قصر بادامی کو بہت تکلف کا پایا اور آگے اس قصر کے ایک میدان وسیع دیکھا اور اس میدان مین شعاع آئینہ مثل شعاع آفتاب پرتو فگن تھی شاہزادہ نے جو بغور ملاحظہ فرمایا تو آفتاب کا کہین نشان نہ تھا فقط وہ آئینہ ایسا روشن تھا کہ عکس سے وہ تمام مقام پر نور تھا

علاوہ اسکے وہ آئینہ مثل آفتاب کے طلوع وغروب ہوتا تھا شاہزادے نے حکیمصاحب سے اُس آئینہ کا حال پوچھا حکیمصاحب نے
فرمایا پہلے اِن بیچارون کو کہ خانخان آوارہ ہوکر بامید حصول مراد یہان آئے ہین اجازت دو کہ آئینہ مین اپنے معشوقون کو دیکھین تاکہ انکا
مقصد دلی حاصل ہو کیونکہ تمھارے طفیل مین اکثر مرادمند اپنی مراد کو پہونچے ہین شاہزادے نے فرمایا یہ خوب بات ہی اورونکی حاجت براری
ہو اور مین ناکام رہون حکیمصاحب نے فرمایا کریم کی یہی صفت ہی کہ غیر کے کام کو اپنے کام پر مقدم جانے بعد اسکے معالی سلطان کو ایک
اسم بتایا اور کہا کہ زیر قصر آئینہ کے مقابل آنکھین بند کرکے پڑھو اور آئینہ کو دیکھو اور کہو کہ ای مرآۃ الغیب بحق علام الغیوب میری محبوبہ
کی صورت آئینہ مین دکھادے اگر وصال جانان تقدیر مین مقدر ہوا ہی تو ضرور معشوقہ کی صورت آئینہ مین نظر آئیگی لیکن اسم کو بعد سات بار
کے آنکھین کھول کے پڑھنا معالی سلطان نے کہا بہت خوب بعد ازان حکیمصاحب نے جمیل عرفان کو بھی اسیطرح تعلیم کیا جمیل
نے کہا یا حضرت بعد معالی سلطان کے مین شروع کرون کہ معالی سلطان اپنی ہمشیرہ کو نہ دیکھے کہ مجھے برا بھلا کہیگا حکیمصاحب نے
فرمایا کہ جب تم دونون ایک ساعت اور ایک وقت مین عاشق ہوے اور تمھاری بہن پر وہ عاشق ہوے اور اُسکی بہن پر تم
پس تمھارا اُنکا مرتبہ مساوی ہی اگر وہ کچھ کہینگے تو تم بھی کہنا جواب ترکی بترکی ہو بعد فیصل ہونے اس امر کے پھر تمھارا اُنکا فیصلہ کرادیا جائیگا
جمیل بھی عقب مین معالی سلطان کے گیا اور اسم شروع کیا اور حکیمصاحب نے شاہزادے سے کہا کہ اب آپ بھی تشریف لیجائیے
اور ورد اوراد خوانی کا ان دونون کی تماشا دیکھین شاہزادہ اور حکیمصاحب زیر دیوار قصر تشریف لائے اور آئینہ کو نزدیک سے
دیکھا تو اُسمین مثل عام آئینون کے کسی کا عکس معلوم نہوتا تھا اور ایسا صاف مثل برق کے تھا کہ کسی کی نظر کام نہ کرتی تھی اور یہ دونون
معالی سلطان اور جمیل اسم خوانی مین مشغول تھے لیکن بوجہ ورد وظائف جمیل کو مہارت زیادہ تھی اُسنے معالی سلطان سے
پہلے اسم تمام کیا اور علیاے بلند ابرو بہزار ناز و انداز آئینہ مین جلوہ گر ہوئی اور اُسنے ایسی باتین باندازِ معشوقانہ محبت آمیز
اشارہ مین کین کہ جمیل محو طاق ہو گیا اس عرصہ مین معالی سلطان نے بھی اسم ختم کیا دیکھا کہ ہمشیرہ علیاے بلند ابرو بے تکلف
آئینہ مین موجود ہی اس تماشاے حیرت افزا سے معالی سلطان کے ہوش جاتے رہے اور کہا واہ کیسا یہ آئینہ ہی کہ جسمین مان بہن مین
فرق و امتیاز نہین ہی یعنی معشوقہ کی جگہ ہمشیرہ کو دکھاتا ہی خیر سات مرتبہ اور بھی آنکھین کھول کے پڑھنا باقی ہی وہ تمام کرلون تو جیسا ہوگا
دیکھا جائیگا الغرض بعد اتمام باقی ماندہ اسم کے معالی سلطان نے بکمال بدماغی پھر آئینہ کو دیکھا اور اپنے مطلب کی درخواست کی لیکن پھر سے
جو دیکھا تو جمیل علیاے بلند ابرو کے بالا گردان ہو رہا ہی تو سمجھا کہ علیاے بلند ابرو جمیل کی معشوقہ ہی یہ امر نہایت شاق و دشوار گذرا
اور ایک حالت غیظ و کمال غضب مین جمیل سے کہا او گدازادے صدقہ خور اس پیشہ دریوزہ گری سے اس رتبہ کو پہونچا کہ بادشاہ زادیون پر
عاشق ہونے لگا اور اپنی قدر و منزلت کو بھول گیا شاید سلسلۂ درویشی اپنے خاندان کا خاک و خون مین ملانا چاہتا ہی جمیل اُسوقت لطف و دیدار
معشوق مین ایسا غرق تھا کہ یہ بھی نہ جانا کہ معالی سلطان نے کیا کہا اور کسکو کہا ناگاہ کرشمہ خاتون کی صورت آئینہ مین نمودار ہوئی جمیل نے
جو اپنی بہن کو آئینہ مین دیکھا وہ سمجھا کہ معالی سلطان کرشمہ خاتون پر عاشق ہوا ہی اور اُسوقت بترش روئی معالی سلطان سے کہا او سگ دنیا
اس سبب سے کہ چار مفلوک تجھے سلام کرتے ہین ایسا مغرور و خود رفتہ ہو گیا ہی کہ عارف خداشناس بلکہ وہ جو تم سب کے پیشوا ہین اُنکی دختر کو

وہ تمھاری مرشد زادی ہوئی اس سے یہ رسم و راہ محبت پیدا کرتا ہی اور رطلق درویشی او پیشوائی کا لحاظ نہین کرتا ہی یہ حرکت قبیح باعث

روسیاہی کی ہی معالی سلطان نے کہا یہ تو کسوجہ سے کہتا ہی جمیل نے کہا جسوجہ سے تو کہتا ہی معالی سلطان نے جو آئینہ کی طرف دیکھا تو کرشمہ خاتون نظر آئی بس بمجرد دیکھنے کے بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو دونون کو انفعال ہوا اور دیر تک اپنی اپنی معشوقون کو دیکھتے رہے بعد ایک ساعت کے آئینہ دیوار قصر مین غروب ہو گیا غرض حکیمصاحب نے معالی سلطان و جمیل مین صلح کرادی بیت

ہر دو خجل ز روے ہم ہر دو نہ ہم مراد جو	خواہر او نگار این خواہر این نگار او

شاہزادۂ معزالدین کو ان دونون کی گفتگو پر کمال ہنسی آئی معالی و جمیل نے حکیمصاحب سے عرض کی کہ ای عالیجناب یہ تو آپکی بدولت ہوا لیکن اب ہم والدین سے کیا کہینگے کیونکہ پدر بزرگوار ہمکو ضرور سرزنش فرمائینگے حکیمصاحب نے فرمایا جب شاہزادہ معزالدین سیر طلسم سے فرصت کرینگے اور فرمان پر بھی بارھوین مُہر ہو جائیگی تو پہلے آبگینہ حصار مین تمھارے ہی عقدہ کو حل فرمائینگے بعد اسکے پردۂ اول طلسم مین تشریف فرما ہونگے جبتک تمکو صبر کرنا ضرور ہی بعد اسکے حکیمصاحب نے فرمایا اب آپ اسم زیر دیوار قصر شروع کیجیے شاہزادے نے دوسرے روز صبح کو اسم شروع کیا جب اسم ختم کر چکے تو فرمایا بیت

سبھے شکل محبوب کی تو دکھا	نہین تو مرا جی ٹھکانے لگا

پس بموجب دستور نہال قامت ملکہ نو بہار گلشن افروز دکھلائی دیا کہ ملکہ عجیب ناز و کرشمہ و انداز سے بالب خندان جلوہ افروز ہین شاہزادے نے چونکہ بعد مدت دراز ملاحظہ فرمایا عرصۂ دراز تک تحیر رہا بعد ایک ساعت کے وہ آئینہ پس دیوار قصر غائب ہو گیا پھر وہ صورت کہان شاہزادے نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا حکیمصاحب سے فرمایا ایکبار اور وہ صورت مجھے اگر دکھادیجیے تو بڑا احسان فرمائیے حکیمصاحب نے فرمایا آپنے پہلے بھی سُنا ہی کہ تجلی کو کسی صورت تکرار نہین ہوتی یہان اور جو کوئی امر سوا اسکے ہو تو ارشاد فرمائیے مین بجان و دل بجا لاؤن مگر ایک یہ امر میری قدرت سے خارج ہی کہ جسطرح جو بات مُنھ سے نکلگئی پھر مُنھ مین نہین آسکتی شاہزادے نے فرمایا اصل الاصول یہی ہی کہ صورت دکھادی لیکن مین نے جبیدون عابد سے سُنا ہی کہ آئینہ مین صورت

اصل کار کی نظر آتی ہے مین بھی دیکھون کہ وہ کیا شے ہے حکیم صاحب نے فرمایا درانحالیکہ عجائبات خاص آپکے اور آپکی معشوقہ کیواسطے بنا ہوا ہے پھر آئینہ
کا بھی سوائے تمھارے کون مالک ہو سکتا ہے لہذا جو مرضی مبارک مین ہو آئینہ سے فرمائش کیجیے **شاہزادے** نے دوسرے روز بعد ختم اسم آئینہ سے
کہا اصل کار کی صورت دکھا یکایک حکیم **قسطاس الحکمت** کے جمال باکمال نفع اللہ بہ الناس کا **مرآۃ الغیب** مین ظہور ہوا بمجرد مشاہدہ کرنے
صورت حکیمصاحب کے تمام قصہ گذشتہ یاد آیا یعنی اپنا نسب نامہ اور پہونچنا سیر عجائبات کو حکیمصاحب نے مخاطب ہو کر فرمایا سبحان اللہ
اب لوگون کو جامۂ بشریت مین یہ کمال عنایت ہوا ہے کہ اوصاف ملکوتی سے متصف ہین اب فرمائیے کہ مین کیا کرون حکیمصاحب نے معالی سلطان
اور **جمیل عرفان** کو وہین رہنے کا حکم دیا اور خود مع شاہزادہ **معز الدین** نیچے قصر کے تشریف لائے **شاہزادے** نے بجز دیوار کے اور کوئی
چیز نہین دیکھی حکیمصاحب نے فرمایا اے شہریار ایک ساعت رات باقی ہے آپ زیر دیوار تشریف لیجائیں وہان روشنی ملیگی روشنی مین خندق
ہے تم اُس خندق کے قریب توقف کرنا ایک حبشی شمشیر آبدار برہنہ لیے خندق سے باہر آئیگا تم چستی و چالاکی ایسی ایک تلوار اُسے مارنا کہ سر
تو باہر خندق کے اور دھڑ اندر خندق کے گرے بعد اُسکے تم بشوق تمام اندر خندق کے جانا تھوڑی دیر مین قصر دکھائی دیگا اور مین بھی
حد معینہ تک تمھارے ساتھ ہون **شاہزادہ** موافق ہدایت حکیمصاحب کے کاربند ہوا اور زیر دیوار قصر پہونچکے حبشی کو قتل کیا اور خندق
مین داخل ہوا جب خندق سے باہر آیا حکیم صاحب کو موجود پایا چند قدم کے بعد ایک قلعہ تانبے کا معلوم ہوا کہ اُسمین اکیس برج تھے
چار چار جانب قلعہ کے اور ایک برج بڑا بیچ قلعہ مین اور ایک مکان صندلی رنگ دور مین برج کے اور وسط مین اتنا بلند تھا کہ
باہر قلعہ کے بخوبی دکھلائی دیتا تھا اور اُن اکیس برجون مین دو دو صورتین عنبر ملکر ایک تخت پر عجیب و غریب شکل سے نظر آتی تھین
یعنے برج اول مین ایک زنگی قوی ہیکل کی صورت ایک ہاتھ مین برہنہ تلوار اور انگیٹھی آگ کی آگے رکھے ہوئے اور دوسرا مرد داڑھی
سفید مصلاے عبادت پر بیٹھا ہوا تسبیح پڑھتا تھا اور حمائل گردن مین حمائل کیے اور دوسری طرف اصطرلاب رکھا ہوا باساز و سامان زنگی
کے برابر وہ بھی تخت پر بیٹھا تھا اسی طرح دوسرے برج مین وہی زنگی سیہ فام ایک مرد سپاہی سُرخ پوش کے پہلو مین اس شان سے
بیٹھا تھا کہ ایک ہاتھ مین اُسکے سر بریدہ تھا اور دوسرے ہاتھ مین تلوار برہنہ اور خونچکان تھی مگر زنگی مرد سُرخ پوش سے قد و قامت مین
زیادہ تر تھا بلکہ اور برجون مین بھی یہی قیاس کر لینا چاہیے کہ تمام مردمان تخت نشین سے زنگی زبردست زیادہ ہین الغرض برج سوم مین
وہی زنگی ایک مرد تاجدار زرین لباس کے ہمراہ تھا اور برج چہارم مین بھی ایک نازنین جمیلہ کے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا **شاہزادے**
نے نازنین تخت نشین کی صورت بغور دیکھی معلوم ہوا کہ اسوقت کسی عارضے کے سبب سے رنگ چہرے کا سیاہ ہو گیا ہے لیکن چنگ و رباب
شراب و کباب تمام سامان عیش و طرب گرد و پیش اُس نازنین کے جمع ہے اور برج پنجم مین وہی حبشی ہمراہ ایک مرد سیاہ قدان متصدی کبود پوش
کے تھا اور برج ششم مین اُسی زنگی کو ایک ایسے مرد جوان توانا کے پہلو مین دیکھا جسکے از سر تا پا چالاکی و چستی قیافہ سے نمایان تھی اور لباس
زرہ پہنے تھا اسی صورت سے برج ہفتم مین ایک مرد صندلی پوش سپاہی سُرخ پوش کے ساتھ تخت نشین تھا اور برج ہشتم مین وہ صندلی پوش
اور بادشاہ ایک جگہ تھے اور ایک دوسرے کو نظر تجسس سے نگران تھا اور برج نہم مین صندلی پوش اُسی نازنین حسینہ جمیلہ کے ساتھ تھا
لیکن اس برج مین صورت نازنین پاک و صاف تھی اور برج دہم مین صندلی پوش اور مرد کبود پوش تھے اور برج یازدہم مین صندلی پوش کے

پہلو مین وہی جوان امرد شاطری لباس سے تخت نشین تھا اور بارھوین برج مین وہ سپاہی سُرخ پوش بادشاہ کے ساتھ تھا تیرھوین برج
مین سپاہی اور وہ نازنین حسینہ وجمیلہ ایک ہی جگہ تھے اور چودھوین برج مین ترک سُرخ پوش متصدی کبود پوش کے پاس تھا اور پندرھوین
برج مین سُرخ پوش اور وہ جوان امرد شاطری لباس ایک جگہ تھے سولھوین برج مین بادشاہ نازنین جمیلہ کے ساتھ تھا اور سترھوین برج
مین بادشاہ کے ساتھ مصر کبود پوش تخت پر جلوہ گر تھا اور اٹھارھوین برج مین بادشاہ ووزیر بالباس شاطری ایک مقام مین تھے اور
اُنیسوین برج مین وہ نازنین متصدی کبود پوش کے پہلو مین تھی اور بیسوین برج مین وزیر شاطر لباس تھا اور اکیسوین برج مین کبود پوش
متصدی وزیر کے ہمراہ تھا مگر ان صورتون کی حرکت معلوم ہوتی تھی لیکن ایک برج سے دوسرے برج مین نہین جاتے تھے اور وہ برج کہ جو
قصر صندلی کے بیچ مین واقع تھا اسکی راہ سب برجون سے تھی کہ ہر ایک اپنے اپنے برجون سے آتے تھے اور پھر اُسی برج مین جاتے تھے اور
اُس تخت مین پہیے لگے تھے جسطرح گاڑی مین ہوتے ہین سوا اسکے یہ طرفہ تماشا تھا کہ وہ صورتین کبھی رونق وزینت پیدا کرتی تھین اور گاہ
رونق اُنکی اول سے زیادہ تر ہو جاتی تھی اور جب ایسا تغیر ہوتا تھا تو قلعہ سے نقارہ وساز وغیرہ کی آواز آتی تھی اور تمام صورتین مشک نافہ اور
اخروٹ باہر قلعہ کے اسطرح پھینکتی تھین کہ زمین پر گرکے وہ ٹوٹ جاتے تھے اور اُنسے خوشبو کوسون پھیل جاتی تھی اور دو صورتین برج صندلی
مین جو کہ بیچ مین واقع تھا قائم ہو جاتی تھین اور جب وہ صورتین دوسرے برج مین حرکت کرتی تھین یہ سب سامان موقوف ہو جاتا تھا
ہر چند کہ شاہزادہ گرد قلعہ کے پھرا لیکن اور کوئی سیر نہ تھی سوا اسکے کہ دوسرے برج کے برابر جاتا تھا تو وہی صورتین مکرر دکھلائی دیتی
تھین اور دوسری طرف جانے سے غائب ہو جاتی تھین شاہزادہ سبحان الذی خلق الازواج کلہا کہتا تھا یعنی کیا قدرت اُسکی ہے جسنے
جوڑے خلق کیے اور حکیم صاحب سے کہا کہ ایسا تماشا کبھی نہین دیکھا تھا حکیم صاحب نے فرمایا جو حالات اور عجائبات آپنے دیکھے وہ تمام گزشتہ
علم انسانی وحرکات فلکی وہیئت کواکب سے خبر دیتے تھے اور یہ طلسم قران السعدین ہے کہ ہر برج مین اس قلعہ کے دو ستارون کا قران
ہوتا ہے کہ برج اول مین زحل ومشتری کی صورت ہے کہ اُسکو علوئین کہتے ہین اور دوسرے برج مین زحل اور مریخ اور تیسرے برج مین
زحل اور آفتاب اور چوتھے برج مین زحل و زہرہ اور پانچوین برج مین زحل وعطارد و چھٹے برج مین زحل و قمر ہے اسی طرح بروج باقیہ
مین سب ستارون کا قران ہوتا چلا آیا ہے اب آپ کو اس طلسم کے صاحب تاریخ سے ملاقی کیے دیتا ہون کہ وہ موافق ہدایت کتاب تاریخ
تمکو سمجھا دیگا غرض حکیم ابو المحاسن شاہزادے کو قلعہ کی داہنی طرف کنارہ چشمہ کے لیگیا اور ایک اسم چشمہ پر دم کیا معًا ایک جوش
پانی مین پیدا ہوا اور پانی سارا چشمہ کا ساکت ہو کر جمگیا بعد اسکے ایک طوفان عظیم ایسا آیا کہ تمام آب تیرہ وتار ہو گیا جب وہ تاریکی دفع
ہوئی تو بجاے آب ایک گنبد بلور نظر آیا حکیم صاحب شاہزادے کو گنبد مین لیگئے وہان ایک مرد بزرگ باریش سفید وپیشانی نورانی
بیٹھا تھا اور کتاب تقویم آگے اُسکے رکھی تھی اور کچھ حساب مین مشغول تھا حکیم صاحب نے کہا سلام علیک اے برجیس صاحب اُس بزرگ
نے جواب سلام دیا حکیم صاحب نے کہا مین شاہزادہ معز الدین کو تمھاری ملاقات کے واسطے لایا ہون تم اُنکے حال سے بھی واقف ہو
کہ یہ کون عالی قدر ہین برجیس نے پہلے شاہزادہ والاقدر کا بشرہ دیکھا اور کہا مرحبا اے باحشم وخدم خورشید علم تمھارے ہی واسطے
مادۂ کائنات طلسم ترتیب دیا گیا ہے اور اسی قدم ہمایون حشم کی بدولت عاشقان خستہ جگر ودردمندان بے بال وپر اپنی مراد مقاصد دلی کو پہنچینگے

اے مالک مرآۃ الغیب اس غریب خانہ کو اپنے نور قدم سے کیون منور فرمایا شاہزادہ نے حکیم صاحب کو دیکھا حکیم صاحب نے فرمان
مہری ارباب مثلثہ کا آبی حکیم برجیس محاسب کے آگے رکھدیا اور کہا اے بزرگ عیان راجہ بیان موکل برج حوت کی مہر چاہتا ہون
برجیس نے پوچھا مہرہ ماہی حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے پاس ہے شاہزادہ معز الدین نے فرمایا میرے پاس موجود ہے برجیس نے
ایک کتاب شاہزادہ کی خدمت مین حاضر کی اور کہا عبارت صفحہ پانسو چوہتر ملاحظہ فرماکر ازبر کیجیے غالبًا آیندہ اُسکا بھی بیان آئیگا حکیم صاحب
نے فرمایا کہ مین یہین ہون آپ قلعہ مین تشریف لیجائین شاہزادہ طرف قلعہ کے تشریف لیگیا مگر دروازہ نہ پایا مضمون کتاب یاد آیا پانی
چشمہ کا اُس برج کے آگے جہان وہ پیر صندلی پوش اور نازنین سفید پوش تھے پھینکا بمجرد پھینکنے کے دروازہ فورًا ظاہر ہوگیا لیکن بند تھا
پھر شاہزادے نے تھوڑی خاک اُس پانی مین ملائی اور غلہ بناکر زور سے دروازہ پر مارا اور دروازہ فورًا کھل گیا اور شاہزادہ
داخل قلعہ ہوا اور کتاب کو دیکھا لکھا تھا اے جوان ذی شان بلند مکان اس قلعہ مین بیس دیوان عام ہین اور دیوان خاص اکیسوین
برج سے متعلق ہے اور اکیس بازار ہین نہایت وسیع شاہزادہ بازار اول مین پہونچا وہان چوک مین ایک نہر جاری دیکھی وہان بازاری
و دوکاندار سب حبشی تھے اور دوسری طرف جوانان ذیشان و حسین سبز پوش اپنے اپنے کام مین مصروف تھے شاہزادہ بازار سبز پوش
مین گیا یکایک ایک حبشی نے شاہزادے کو بغل مین زبردستی دبا اپنے بازار مین پہونچا دیا اور کہا اے جوان ہمارے بازار سے
کیا قصور کیا کہ وہان سے چلا آیا شاہزادہ مجبور بازار زنگیان مین چلا گیا اس اثنا مین دو شاطر سبز پوش آئے اور ہاتھون ہاتھ اپنے
بازار مین لیگئے غرض تین بار یہی معاملہ ہوا کہ کبھی سبز پوش لیگئے اور کبھی زنگی لیگئے تو شاہزادے نے کہا عجب مخمصہ مین پڑے اس اثنا مین
برجیس نے جو اسم تعلیم کیا تھا یاد آیا کہ بروقت قلعہ مین جانے کے کہا تھا کہ جب مضمون کتاب بھولنا تو اس اسم کو پڑھنا تمام مضامین
کتاب یاد آجائینگے غرض شاہزادے نے وہ اسم شروع کیا مضمون کتاب یاد آگیا حسب ہدایت کتاب مہرہ ماہی حضرت یوشع نہر کو
دکھایا دفعۃً ایک کشتی پیدا ہوئی شاہزادہ سوار ہوا تھوڑی دیر مین دیوان عام مین پہونچا شاہزادہ نے ایک حبشی اور ایک
سبز پوش کو تخت حکومت پر بیٹھا دیکھا اور وہ دربار نصف حبشیون اور نصف سبز پوشون سے بھرا تھا لیکن جب تک شاہزادہ کشتی سے
نہ اُترا باہم زنگیون و سبز پوشون مین جنگ و فساد رہا جب شاہزادہ قریب تخت گیا بادشاہ زنگی نے کہا یہ ہمارا چہرہ ہے اسکو قتل کرینگے
سبز پوش نے کہا غلط کہتا ہے ہمارا مہمان ہے ہم اسکی تعظیم و تکریم کرینگے آخر دونون بادشاہون مین باہم نزاع لفظی شروع ہوئی شاہزادے
نے حکم کتاب سے تمام اہل دربار کو مہرہ ماہی دکھایا بمجرد دیکھنے مہرہ کے زنگی کافور ہوگیا مگر سبز پوش موجود رہا بادشاہ سبز پوش نے
شاہزادے کو پہلو مین جگہ دی اور اسباب دعوت مہیا کیا شاہزادے نے طعام لطیف و شراب ریحانی کو نوش فرمایا اور رات بھر
ناچ دیکھا صبح کو جب بیدار ہوئے تو شاہزادے نے اپنے کو دوسرے بازار مین پایا وہی نہر جو اس بازار مین تھی یہان بھی جاری تھی
اور ایک طرف بازار سبز پوشون کا تھا اور دوسری طرف صندلی پوش تھے اور ہر ایک کی یہی درخواست تھی کہ ہمارے بازار مین چلو لیکن
شاہزادہ حسب ہدایت مضمون کتاب عمل مین لاتا تھا غرض موافق ہدایت کتاب اُسنے کہا کہ تخت روان سواری کے واسطے لائو
فورًا اُن دونون فریق کے بادشاہون نے دعوت شاہزادے کی باہم بڑی دھوم سے کی اور خود تمام شب حاضر رہے شاہزادہ نے

نصف شب تک ناچ دیکھکر آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوئے تو بازار سبز پوش و سرخ پوش نظر آیا آخرانکے آپسمین ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ تمام پانی نہر کا سرخ ہو گیا پھر شاہزادہ ایک سبزہ اسپ پر سوار ہو کر دیوان سوم مین تشریف لایا بادشاہ سبز پوش نے کہا کہ ہم اس شاہزادۂ والاقدر کی دعوت کرینگے شاہ سرخ پوش نے کہا کہ ہم اسکے گوشت کے کباب شراب کے ساتھ کھائینگے اور گزک بنائینگے بادشاہ سبز پوش نے کہا لعنت خدا تمھاری دعوت پر ہیں یہ سنتے ہی سرخ پوش نے شمشیر آبدار سبز پوش کے سر پر ماری سبز پوش نے چستی و چالاکی تمام وہ ضرب دفع کی اور آپسمین لڑائی ہونے لگی شاہزادے نے بحکم مضمون کتاب ایک حوض مین غوطہ مارا جب حوض سے باہر آئے سرخ پوشون کا پتہ بھی نہ ملا بادشاہ سبز پوش نے دعوت شاہانہ شاہزادہ کی کی شاہزادہ نے سبز پوش سے کہا کہ مین تین روز سے ایک بازار نیا دیکھتا ہون اور آپسمین کشت و خون ہوتا ہے اسکا کیا سبب ہے سبز پوش نے کہا کہ چھ روز تک آپ ہمارے مہمان ہونگے بعد اسکے اور قوم مین آپ تشریف لیجائینگے پس اتنا ہمین معلوم ہے اور باقی اسرار سے ہمکو اطلاع نہین ہے مرغ اسرار یا نادرہ رازدار آگاہ ہونگے و یا او رسردار و مالک جانتے ہونگے شاہزادہ نے کہا مرغ اسرار و نادرہ رازدار کا بھی کوئی مالک ہے سبز پوش نے عرض کی اے شہریار کوئی ایسا جہان مین ہے کہ بے مالک ہو چنانچہ یہ آیہ کریمہ شاہد ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ الغرض اسیطرح سبز پوش کے ساتھ کبھی زرد پوش تھے مگر اب سبز پوش کے سر پر پیچ مرصع نگار دیکھا اور زرد پوش کے سر پر تاج یاقوت نگار دیکھا یہ بھی دونون فریق کمال شفقت سے شاہزادے کو لائے اور دعوت کی پھر جو بیدار ہوا تو سفید پوش اور سبز پوش ملے یہان ایک نازنین زہرہ جبین تخت پر جلوہ افروز تھی اور سامان عیش سب مہیا تھا شاہزادہ بخوشی تمام وہان عیش مین رہا اور دعوت نوش فرمائی

اب ناظرین کتاب پر حال کواکب نحس و سعد بھی حالی کرنا ضرور ہے اسواسطے مع لوازم و خواص بیان کیا جاتا ہے

کہ زحل سیاہ مطلق اور نحس اکبر ہے جسے ہندی مین سنیچر کہتے ہین اور اُسکے منسوبات سے دیہات و صحرا و مشائخ و خونی و قزاق و بدکار ہوتے ہین اور تمام پھل درختون کے بدمزہ و تلخ پیدا ہوتے ہین اور مشتری کہ جسکو ہندی مین برہسپت کہتے ہین یہ سعد اکبر ہے اور رنگ اسکا صندلی و بادامی و جوزی و نخودی قرار دیا گیا ہے اور منسوبات اسکے زاہد و عابد و سادات و علما و فضلا ہین اور پھر درختون کے شیرین و بامزہ ہین اور مریخ جسے ہندی مین منگل کہتے ہین سرخ رنگ سیاہی مائل جلاد فلک ہے منسوبات مین اُسکے سپاہ پیشہ اور مردمان سنگدل ہین اور میوہ ہاے ترش و تلخ ہین اور آفتاب جسکو ہندی مین سورج کہتے ہین یہ افسر ہے تمام کواکب کا رنگ اسکا زرد و سرخی مائل ہے منسوبات اسکے بادشاہ و سردار و عابدین ہین اور میوہ ترش و خوش ذائقہ شراب وغیرہ کا باعث تولید ہے زہرہ جسکو ہندی مین سکر کہتے ہین رنگ اُسکا سفید و براق اور منسوبات اسکے زنان حسین و خوش جمال اور گانے بجانے والے ارباب عیش و طرب و جوانان خوش عین ہین اور عطارد جسکو ہندی مین بدھ کہتے ہین نیلا رنگ اور منسوبات اُسکے ہیجڑے و نامرد ہین اور قمر اصفر و سبز رنگ اور منسوبات اُسکے شاطر اور دھوبی اور کنجڑے وغیرہ ہین بس اب قران السعدین و قران النحسین کو ملاحظہ فرمائیے

داخل ہونا شاہزادۂ عالی قدر کا قصر قران النحسین اور قصر قران السعدین مین

راوی کہتا ہی کہ جب شاہزادہ معز الدین خواب عیش سے بیدار ہوا تو اپنے کو ایک بازار مین دیکھا کہ بیچ مین اُس بازار کے ایک نہر جاری تھی اور پانی نہر کا آدھا سیاہ مطلق اور آدھا سرخ مثل خون کبوتر تھا اور سیاہ پانی مین جانوران آبی سیاہ تھے اور سرخ پانی مین سرخ رنگ کے اور ایک طرف کنارہ نہر کے حبشی کوئلے والون کی دوکانین تھین اور دوسری طرف قصاب وغیرہ کی اور دونون طرف نہر کے دار بین نصب ہو رہی تھین کیونکہ وہان خفیف قصور پر عالیشان دار پر کھینچ دیا جاتا تھا شاہزادے کے سامنے بھی کئی آدمیون کو فقط ایک کلمۂ فحش پر او پیشاب نہر کے کنارے کرنے پر سولی دے دی شاہزادہ نے کتاب عجیب کو دیکھا خدا کی شان کہ ایک حرف بھی اسم کا شاہزادہ کو یاد نہ رہا کہ جس سے مضمون کتاب خیال مین آتا ناچار مقتولون کا تماشا دیکھ رہا تھا اس اثنا مین کئی قصائی آئے اور گوشت لاشون کا صاف کیا اور باہم خرید لیگئے باقی خلق خدا نے خرید لیا شاہزادہ اور زیادہ حیران ہو کر وہان سے روانہ ہوا ناگاہ ایک عورت نہایت بدصورت سیاہ رو کالے کپڑے پہنے ہوئے آئی اور شاہزادہ سے کہنے لگی اے جوان جیسا کہ تو ظاہر اچھا ہی یقین ہی باطن کا بھی درست ہوگا مین ایک حاجت تیرے پاس لائی ہون شاہزادے نے کہا بیان کر اُس عورت نے کہا مین نے اپنی دختر کا ایک شخص سے عقد کر دیا تھا اب شوہر اُسکا میرے گھر آنے نہین دیتا اور کہتا ہی کہ تو اگر کسی مرد معقول کی ضمانت دے تو تیری دختر کو تیرے گھر جانے دونگا برائے خدا میری غریبی کو بھی لحاظ فرما اور میرے ساتھ چلکے میری ضمانت کرے کہ مین اپنی دختر کو گھر مین لے آؤن شاہزادہ یہ بیان اُسکا سنکے خوب ہنسا اور فرمایا اے نیک بخت اس شہر مین تیرا کوئی عزیز نہین ہی کہ جو مجھ شخص غیر سے ضمانت کو کہتی ہی عورت نے جواب دیا کہ خویش و اقربا بہت ہین لیکن شوہر اُسکا ضمانت شہری کی قبول نہین کرتا لہذا تم مسافر ہو شاید تمھاری ضمانت قبول کرے شاہزادے نے کہا جا اپنا کام کر مجھے کیا مطلب تیری ضمانت کرنے سے وہ عورت بولی آپ سچ فرماتے ہین الغرض مجنون میری غرض مجکو دیوانی کیے ہو آپ مجھے عقلمند معلوم ہوے اس سے مین نے عرض کی شاہزادہ نے کہا ضمانت کیسی مین اس شہر کی [illegible] سے کچھ سروکار ہی نہین رکھتا اُسنے کہا اگر تمکو سروکار یہان سے نہ تھا پھر کیون آئے شاہزادے نے فرمایا آپ سے نہین آیا اُسنے کہا اگر اسی طرح مجھ ستم رسیدہ کی بھی ضمانت کر دوگے تو کیا گناہ ہی شاہزادے نے کہا شاید تیری دختر فاحشہ ہی جو شوہر کو اُسکا اعتبار نہین ہی وہ عورت بولی معاذ اللہ فاحشہ وہ ہی جو غیر مرد کے پاس جائے وہ سوا اپنے مرغ خانگی کے اور کسی مرد غیر سے واقف نہین شاہزادے نے فرمایا لعنت خدا تیرے اور اُسکے قول و فعل پر او قحبہ دور ہو سامنے سے اُس عورت نے شاہزادہ کی [illegible] سے منھ پھیر لیا اور کہا اب تو اپنی غرض سے مین نے گالیان بھی کھائین اور بموجب آپکے حکم کے پشت بھی کر لی اب آپکو جس طرح ہو میرے ساتھ چلنا ضرور ہی شاہزادے کو پیچھا چھوڑانا دشوار ہوا آخر ناچار ہو کر فرمایا اے نیک بخت تو مجھے معاف کر مین لائق ضمانت نہین ہون یہ کہکے وہان سے روانہ ہوئے عورت نے دوڑ کر گریبان مین ہاتھ ڈالا اور فریاد کرنا شروع کی

کہ یہ مسافر مجھپر ظلم کرتا ہی شاہزادہ متحیر ہوا کہ اب کیا کرون اس اثنا مین خلائق شہر نے ہجوم کر لیا اور حال پوچھا عورت نے کہا مین اپنی
حاجت اس جوان کے آگے لائی پہلے تو اقرار کیا اور اب انکار کرتا ہی شاہزادے نے فرمایا او قطامہ مین نے اقرار تیری حاجت روائی
کا کب کیا تھا عورت نے کہا پھر تمنے میری حاجت کیون پوچھی مین سمجھی تم حاجت روائی کروگے جب قصہ کو طول ہوا سب نے
کہا یہ معاملہ بدون قاضی کے فیصل نہوگا آخر وہ ملعونہ شاہزادے کو زبردستی محکمۂ قضا مین لائی شاہزادے نے دیکھا کہ قاضی
سیاہ فام بدہیئت سفید پگڑی سر پر باندھے برہنہ مسند قضا پر بیٹھا ہی اور تسبیح عقیق البحر کی ہاتھ مین ہی اور کباب گوشت
سور کے کھا رہا ہی شاہزادہ نے کہا واہ لعنت ہی اس کباب پر اور اسکے کھانے والے پر اس عورت نے اپنی کیفیت اس
قاضی ملعون و مردود سے بیان کی قاضی نے شاہزادہ سے کہا ای جوان اس عورت کا حق بجانب ہی تمنے ناحق حاجت پوچھی
ہمارے شہر مین یہ دستور ہی کہ اگر کوئی کسی سے حاجت کو اپنی کہے یا وہ اس سے پوچھے کہ تیری کیا حاجت ہی تو وہ اسکی
حاجت روائی کا مستحق ہو جاتا ہی جب تمنے اس عورت کی حاجت کو پوچھا تو اب واجب ہوگیا کہ تم ضمانت کرکے اس عورت
کی دختر کو اسکے شوہر سے دلا دو شاہزادے نے کہا حکم آپکا بسر و چشم لیکن یہ آپ کس حرکت مین مشغول ہین قاضی نے کہا ای
جوان اہل شہر قاضی کے بول کو عروس اور داماد کو پلاتے ہین کہ اس سے زیادہ کوئی رسم عمدہ نہین بلکہ اس شہر پر موقوف نہین
ہی یہ طریقہ منزلون تک ہی شاہزادہ لعنت کرتا ہوا وہان سے پھرا اہل شہر شاہزادے کو اس عورت کے داماد کے پاس لیگئے
اور بجبر ضمانت دلوا کر اسکی دختر دلوا دی اور وہ شخص یعنے داماد عورت کا تمام روز شاہزادہ کی خاطرداری کرتا رہا جب
شام ہوئی اسنے کہا ای ضامن اب تم کوئی عورت واسطے شراب پلانے کے لاؤ ورنہ مین تمھین قتل کرونگا شاہزادے نے
جواب مین ایک مکا اس زور سے اسکے سر پر مارا کہ بھیجا اسکا ناک سے نکلگیا پھر خیال آیا کہ اب دیکھیے اسکے عزیز و اقارب
کیا کرتے ہین جس طرح سے ہو یہان سے بھاگو جب قصد باہر نکلنے کا کیا دیکھا دروازہ مین باہر سے قفل ہی ناچار ایک کونے
مین خاموش بیٹھ رہے آخر صبح کو وہی عورت آئی اور اپنے داماد کو مردہ پایا شاہزادے کو گرفتار کرلیا اور قاضی کے پاس لیگئی
قاضی صاحب تمام خلائق کے سامنے کباب سور کھا رہے تھے جب یہ قصہ سنا حکم دیا کہ اس زن بیوہ کو اسکے شوہر کے
قاتل کو حوالہ کردو شاہزادہ نے پوچھا آج یہ آپ کیا نوش کر رہے ہین قاضی نے جواب دیا یہ غذاے لطیف ہی جو مین
کھا رہا ہون بعد اسکے چند لوگون نے زبردستی بیوہ کا دامن شاہزادے کے دامن سے باندھ دیا اور کہا
جو ہنر کہ تمکو آتا ہو اس سے معاش پیدا کرو اور جورو کو اپنی دو بعد اسکے اس عورت کی مان نے یعنی اس ملعونہ نے
کوئی چیز کاغذ مین لپٹی ہوئی شاہزادے کو دی شاہزادے نے پوچھا یہ کیا ہی وہ بولی تبرک ہی یعنی بول قاضی صاحب کا شاہزادے نے
کہا یہ تبرک اپنے حلق مین اتار لے یا قاضی مردک کو زہر مار کرادے اس قطامہ نے غل مچایا کہ واہ یہ داماد تو ایسی عمدہ رسم سے
انکار کرتا ہی جب قصہ و فساد زیادہ ہوا اہل محلہ نے عورت کو سمجھایا کہ یہ رسم رئیس شہر کو چاہیے یا ہر ایک دختر کے عقد اول مین
یہ تو دوسرا نکاح ہی اور یہ مرد بھی مسافر ہی غرض سب کے سمجھانے سے چپ ہو رہی شاہزادہ عروس کو لیے ہوئے باہر آیا

چونکہ کوئی ہنر نہ آتا تھا تمام روز فاقہ مین بسر کی کسی نے ایک ٹکڑا روٹی نہ دیا اور وہ عورت بار بار روٹی کپڑے کا تقاضا کرنے لگی شاہزادہ
نے جواب نہ دیا اور حیران ہوا کہ کس مصیبت مین گرفتار ہوے تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت باہر گئی اور ایک مرد توانا کو بلا لائی
اور کچھ کھانا بھی اُسکے پاس تھا اُن دونون عورت اور مرد نے شاہزادے کے سامنے بے تکلف کھانا کھایا اور وہ عورت کو بہن کہتا تھا
اور یہ عورت اُسکو بھائی جب کھانا کھا چکے تو ایک مکان علحدہ مین دونون چلے گئے شاہزادے کو شک گذرا کہ خدا جانے یہ دونون
علحدہ تخلیہ مین کیا کرتے ہین جب وہان گئے تو دیکھا وہ مرد اس عورت کے بوسے لیتا ہے اگرچہ شاہزادہ کو اس فاحشہ سے کچھ غرض نہ تھی
لیکن اسقدر آشفتہ خاطر ہوا کہ ایک ہی ضرب مین دونون کا کام تمام کیا اُنکے وہان سے بھاگے اہل محلہ کو خبر ہوئی اُنھون نے قصد
کیا کہ شاہزادہ کو چلکر پکڑ لائین جب قریب پہونچے شاہزادے نے شمشیر سے دو چار کو قتل کیا اور پھر اپنی راہ لی یہان تک کہ
صدہا لعین جمع ہوگئے شاہزادہ بمشکل تمام تا صبح نہر کے کنارے پہونچا جو بازار کے بیچ مین جاری تھی اور بخوف خلائق جست
کرکے سنج پانی مین داخل ہوگیا بجبر دگرنے کے سرخ پوشون نے شاہزادے کو نکال لیا اور سب سرخ پوش حامی و مددگار ہوئے
تا اینکہ آپسمین سیاہ پوش اور سرخ پوشون مین نوبت فساد عظیم کی آئی اُنمین سے ایک سرخ پوش نے شاہزادے کو تلوار دیکر کہا اے
جوان ذی شان دو سال اور چھ مہینے دورہ سرخ باقی ہے تم اس تلوار کو باندھو مین اپنی دختر گلنار خونخوار کا تمسے عقد کرونگا شاہزادہ
نے فرمایا مجھے اس امر سے معاف فرمائیے اُسنے کہا پہلے اُسکی صورت دیکھ لو تو پھر کہو بعد اُسکے سرخ پوش نے شلیط نام اپنی
خواہر سے کہا کہ گلنار خونخوار کو با آرایش و زینت تمام یہان لے آ بعد ایک لمحہ کے شاہزادے نے دیکھا ایک عورت تیس برس
کی لباس گلنار پہنے تلوار کمر مین حمائل کیے تیر و کمان بر دوش اور زیور آہنی خار دار پہنے گرد اُسکے خار مثل پیکان تھے گول ہوئی
سامنے سے آئی اور بجاے سلام فوراً ایک ضرب تلوار کی شاہزادے کے سر پر لگائی شاہزادے نے وہ ضرب بچائی تمام دفع
کی پھر وہ ملعونہ تیر مارنا چاہتی تھی کہ اُسکے باپ نے منع کیا اور کہا جان پدر یہ مرد مسافر ہے تیرے ناز و اداے شیرین سے واقف
نہین ہے شاہزادے نے کہا سبحان اللہ جس نالائق کی اداے شیرین ایسی ہے اُسکا غیظ و غضب کیسا ہوگا ناچار وہ تلوار کمر مین
باندھ سرخ پوش کے ساتھ ہوا لیکن دل مین نحوست قران النحسین کا خیال تھا کہ ہرچند فکر کرتا ہون اسم یاد نہین آتا اور
سرخ دال بھی سر مین پڑگیا غرض تیسرے پہر کو وہ ترک جسکا اولدی خان نام تھا شاہزادے کو مکان پر لے گیا پھیری
اولدی خان کے ہمراہ بازار مین پہونچا بازار کو نہایت آراستہ و آباد دیکھا جا بجا سامان فسق و فجور جمع تھا اور دوکانین
شراب کی بکثرت تھین اور ہزارہا بدمعاش ہر دوکان پر جمع تھے شاہزادہ بھی اولدی خان کے ساتھ سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ بیچ
چوک مین ایک عورت فاحشہ کی بابت دو مردون مین باہم قصہ ہوا اور دس بارہ آدمی قتل ہوئے کسی کو یہ بھی خبر نہوئی کہ کیا ہوا
اولدی خان ایک شراب خانہ مین گیا اور ساتھ مین اوباشون کے شرابخواری مین مصروف ہوا اور شاہزادے سے کہ دی شراب پلانا
چاہا شاہزادے نے انکار کیا اولدی خان نے نشہ مین شراب کے اُن بدمعاشون سے کہا کہ مین آج فلان شخص کی ناموس سے
بدفعلی کرونگا تمنے بھی کہین وعدہ ہوا ہے ہر ایک نے اپنے اپنے وعدے بیان کیے کہ ہم فلان جا جائینگے جب شراب پی چکے

اولدی خان مع شاہزادہ اُس شخص کے مکان مین آیا جہان کا وعدہ تھا اور ایک شخص کی ناموس سے فعل بد کرنے لگا اُس
عورت نے عین صحبت مین شاہزادے کا استفسار حال کیا اولدی خان نے کہا بندہ کا یہ داماد ہے مین اسسے ایک دم جدا
نہین کرتا پھر اولدی خان نے پوچھا شوہر تیرا کہان ہے اُسنے کہا جسطرح تو یہان آیا ہے وہ بھی کہین گیا ہوگا شاہزادے نے اپنے دل
مین کہا اس شہر مین معلوم ہوتا ہے یہی رسم آپسمین جاری ہے اولدی خان بعد فراغت وہان سے نکلتا تھا کہ اُسکا شوہر آگیا غرض
اولدی خان اور اُسمین تلوار چلنے لگی اولدی خان نے ایک ہی ضرب مین تلوار کی اُسکا کام تمام کیا اور اپنے گھر چلا آیا یہان
ایک مرد آزاد کو بی بی کے پاس ہم بغل دیکھا اُس مرد نے اولدی خان کو قتل کیا گلنار نے اپنے باپ کے قاتل کو مارا صبح کو
شاہزادے نے سُنا پچاس آدمی سوائے اُن مردمان اوباش کے جنکا شرابخانہ مین مجمع تھا جہنم واصل ہوئے اہل محلہ نے شاہزادے
کی خاطرجمع کی اور کہا اگر ایک تمھارا مددگار مرگیا تو کیا فکر ہے ہم سب آپکی مدد کو موجود ہین چند روز کے بعد دختر گلنار خونخوار
بنت اولدی خان سے آپکا نکاح کر دینگے آپ کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجیے اور اسطرف تمام سیہ پوش اُس عورت ملعونہ کے
ساتھ جسکی دختر کو شاہزادے نے قتل کیا تھا ہر روز قاضی کے پاس دعوی خون کرتے تھے کہ یہ جوان ہمارا مجرم ہے ہمکو ملے سرخ پوش
جواب دیتے تھے کہ جب وہ اب سرخ پوشون مین داخل ہوا ہمارا مہمان ہے مہمان کو ہم کسطرح دشمنون کو دیدین اگر وہ تم سیاہ پوشون
مین ہوتا اسوقت تمھارا مجرم تھا پھر ہمکو کچھ دخل نہ تھا قاضی طرفین اپنے اپنے طور پر فتوے لگاتے تھے اور ہزارون آدمی طرفین
کے اسی قصہ و فساد مین قتل ہوتے تھے شاہزادہ نے دل مین کہا خدایا عجیب و غریب معاملہ درپیش ہے کہ کسی طرح فیصل نہین ہوتا
خدا جانے مآل کار اسکا کیا ہوگا جب قاضیون سے طرفین کے یہ مقدمہ طے نہوا بادشاہون تک نوبت پہونچی شاہزادہ نے
دیکھا دو بادشاہ سیاہ پوش و سرخ پوش ایک تخت پر پہلو بہ پہلو جلوہ افروز ہین لیکن ہر ایک بادشاہ کو اپنی اپنی قوم کی جانبداری
مدنظر ہے القصہ بعد اختتام بحث کے بادشاہون نے حکم دیا کہ اس جوان کو آج کی رات فلان مکان مین رکھو کہ جو لب نہر ہے اور
کسی سرحد مین داخل نہین ہے ہم صبح کو اپنے سامنے پھر ایکبار اس سے جست کرائینگے اگر اب یہ آب سیاہ مین گرا تو سیاہ پوشون
کا مہمان ہے اور جو آب سرخ مین گرا تو سرخ پوش لیجائین آخر اسی مضمون کا ایک نوشتہ تیار ہوا اور سب ارکین اور معززین کی مہرین ہوئین
قاضیون نے طرفین کے شاہزادے کو قسم دی کہ تمکو قسم ہے اُسی کی جسکی تلاش مین تم سرگشتہ و حیران کہان کہان پھرے اور طلسمات و تمام
مرسلات طلسم طے کیے خبردار تم جست کرنے مین کسی کی طرفداری نکرنا جسقدر کہ تم مین قوت ہو سب خرچ کرنا شاہزادے نے بھی اس قسم سے
دل مین عہد و اتفاق کیا کہ مین ہرگز رعایت کسی کی نکرونگا جو نوشتہ تقدیر ہوگا پیش آئیگا شعر گر وہ ام پاے طلب در دامن صبر استوار
تا چہ پیش آید مرا از جنبہاے روزگار ۔ الغرض کچھ دن وہان شاہی شاہزادے کو مکان مذکور مین لائے بعد ایک لمحہ کے ایک شخص نے
رقعہ شاہزادے کو دیا شاہزادہ اُس رقعہ کے مضمون سے مطلع ہوا اُسمین لکھا تھا اے جوان دلاور تم کسی طرح خیال و اندیشہ دل مین
نہ لانا اگر ہزار آدمی تم قتل کروگے ہمکو منظور ہے کہ تم بہر نہج ہمارے مہمان ہو اور اب اس مقدمہ خاص کی بادشاہون تک نوبت
پہونچی اور ناموس کا نام بھی ظاہر ہوا اب آپکو لازم ہے کہ آپ ایسی قوت و جوانمردی کو کام فرمائیے کہ آب سیاہ مین داخل

ہو جاتا ہے ہم قسم رمل اکبر کی کھا کر کہتے ہین کہ بدطنی ہونے اس مقدمہ کے ہم اپنی دختر زنگولہ کا تمھارے ساتھ نکاح کر دینگے اور حکومت شہر کی بھی تمھارے پاس نام کر دینگے تھوڑی دیر مین اسی مضمون کا دوسرا نامہ آیا وہ رقعہ بادشاہ سرخ پوش کا تھا شاہزادہ حیران تھا کہ خداوندا کوئی مرد آدمی نظر نہین آتا کہ جس سے کچھ مشورہ کرون کیا کرون بیت

سیاہ و سرخ زہم بدترانند حیرانم	کہ گفتہ اند کہ کژ راست گو گرا دانم
مگر کہ حسن بہ دلبر مرا نجات دہد	کہ ہمچو کاکل او سر بسر پریشانم

جب صبح کو سیاہ پوش و سرخ پوش دونون کنارۂ نہر صفت آرا ہوئے اور خلائق شہر کا ہجوم اسقدر ہوا کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی بجز آدمیون کے اور کچھ معلوم نہوتا تھا دونون بادشاہون نے کہا اے جوان بسم اللہ جست کیجیے شاہزادے نے دامن گردان کے خدا کو یاد کیا اور دل مین کہا کہ مین بلا رو و رعایت فقط اپنے دلبر کی قسم پر جست کرتا ہون یہ کہا اور بقوت تمام کنارہ پر سے نہر کے ایک جست کی بقدرت قادر مطلق بیچ مین نہر کے سطح پہونچا کہ ایک طرف سے لباس سرخ ہوگیا اور ایک طرف سیاہ پس دونون بادشاہ گھوڑون سے اتر پڑے اور کہا کہ اب یہ جوان مستحق اس امر کا ہے کہ ہم دونون اپنی اپنی دختر کا اس سے عقد کر دین اور رقعون کی نوشت و خواند کا بھی آپسمین اظہار ہوگیا شاہزادے نے کہا مین اس شرط سے نکاح کرتا ہون کہ وہ رسم عدہ کہ قاضی کے بول سے عبارت ہو درمیان مین نہ آئے بادشاہون نے کہا اے جوان دلاور خاطر جمع رکھو ہم تمکو یہ تکلیف نہ دینگے کیونکہ تم مسافر ہو آخر ایک ساعت مین زنگولہ و مرغولہ کا نکاح شاہزادہ سے کر دیا اور وہی قصر جو کہ بیچ مین سرحدون کے تھا وہ واسطے عیش کے دیا شاہزادے نے دونون عروس کو دیکھا تو ایک سیاہ اور دوسری سرخ تھی اور عورتین مخض بے نمک تھا چار عروسون سے چالیس روز کی مہلت لی اور فرمایا ہمارے ملک کی رسم یہی ہے کہ بعد چالیس روز کے رسم دنیا ادا کرتے ہین انھون نے بھی منظور کیا اتفاقًا دختر سیاہ پوش اپنے فن سحر مین کامل تھی اور دختر بادشاہ سرخ پوشان نہایت جرار و بہادر تھی کہ ہر وقت تیر اندازی و شمشیر زنی کے سوا کچھ کام نکرتی تھی قصہ کوتاہ دونون شاہزادیون کو یہ فکر ہوئی کہ ایک دوسری کو مار ڈالے تاکہ بلا شرکت شاہزادہ سے عیش کرین زنگولہ ساحرہ نے سحر سے ایک صورت مٹی کی بنائی اور تیر و کمان ہاتھ مین اس تصویر کے دیا اور ایک افسون پڑھکر ایسا دم کیا کہ جسکے نام پر وہ پڑھا جاوے وہ شخص کہین ہو ہلاک ہو جاوے اور یہان مرغولہ کو یہ فکر تھی کہ جب تنہائی مین زنگولہ ملے تو ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارون کہ اسکا کام تمام ہو جاوے آخر ایک رات کو شراب کے نشہ مین مرغولہ زنگولہ کے مکان پر تلوار برہنہ لیے پہونچی اور اسنے دم لینے کی فرصت نہ دی ایک ہی ضرب مین زنگولہ کو دو ٹکڑے کیا اور زنگولہ نے بھی سحر تیار کر رکھا تھا یعنے تیر تصویر کے ہاتھ مین دیکھی تھی کہ وہ کمان سے چھوٹا اور جگر مرغولہ کو توڑ کر نکلگیا مرغولہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور جان بحق تسلیم ہوئی اسی وقت کنیزون نے بادشاہون کو خبر دی دوسرے روز قاضی پھر دربار مین آیا اور ارکین سلطنت جمع ہوئے بادشاہون نے قاضی سے پوچھا کہ جسکی نحوست قدم سے دو شاہزادیان مرجائین اسکی سزا کیا ہے قاضی سرخ پوش نے فتوی دیا کہ ایسے مجرم کو کسی جاے بلند پر قتل کرانا چاہیے اور قاضی سیاہ پوش نے کہا ہمارے نزدیک ایسے جرم مین مجرم زہر افعی سے ہلاک کیا جائے تو مناسب ہے بادشاہون نے حکم دیا کہ مجرم کو شہر کے

باہر فلان برج پر لیجا کر پہلے سانپ سے کٹواؤ جب اثر زہر سے سیاہ ہو جاے تو پھر جلاد سر اُسکا جدا کرے پس شاہزادہ کو اسیر کر کے
شہر کے باہر لیچلے تمام خلائق شہر تماشا دیکھتی ہوئی ہمراہ چلی ہر چند کہ خلائق از حد بیرحم و نا انصاف تھی لیکن بموجب آیہ کریمہ خلق الانسان
من تفاوت لیعنے شاہزادے کے حسن وجمال پر روتے تھے آخر با حال خستہ دشوار شاہزادہ والا تبار کو برج پر لیگئے اور وہ لوگ
بادشاہ بھی مع لشکر ہمراہ آئے سانپ والے نے پہلے سانپ کو تین مرتبہ سارے خلائق کو دکھایا شاہزادہ مضطر و حیران سکوت مین تھا
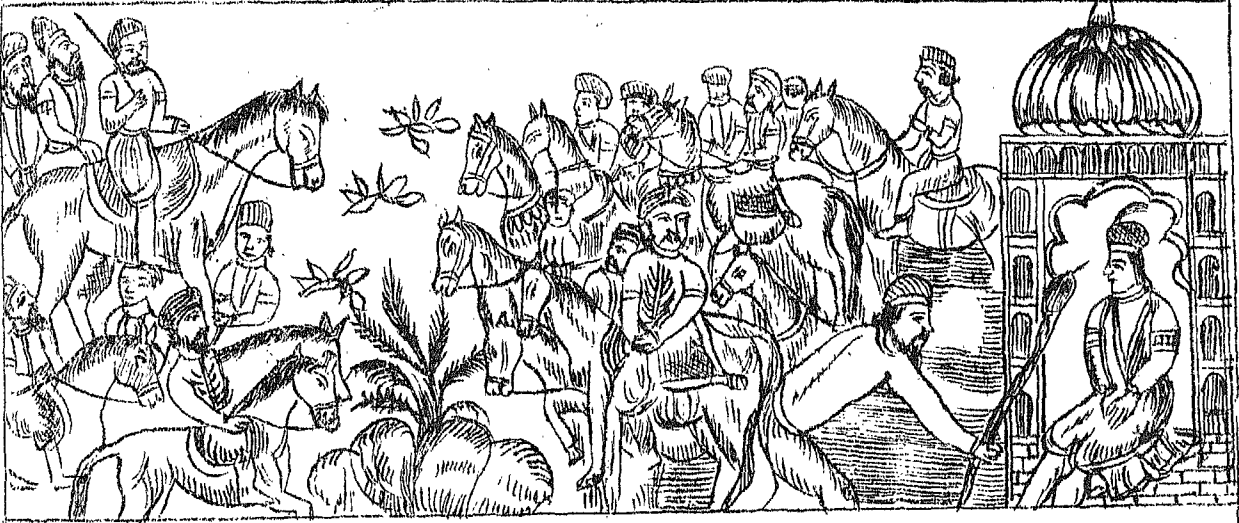
کر خدایا عجیب مصیبت مین گرفتار ہون اس حالت یاس مین مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین کی کہ خدایا اس وقت ملکہ
نوبہار گلشن افروز کو یہان پہونچا دے کہ مین ایک مرتبہ اور اُسکو دیکھ لون بقدرت کاملہ اُسوقت وہ اسم یاد آگیا ہنوز تین مرتبہ
نہ پڑھا تھا ایک دست غیب آسمان سے پیدا ہوا اور شاہزادہ کو پنجہ مین دبا کے لیگیا شاہزادہ بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا دیکھا کہ مین
ایک مکان عالیشان مین کھڑا ہون اور وہ مکان جنت نشان اسقدر بلند ہو کہ وہ قلعہ بھی دکھائی دیتا ہو لیکن وہ صورتین پر جون مین
دکھتین اور آواز گانے کی ہر گوشہ مکان سے آتی تھی اس اثنا مین ایک جوان پری پیکر نمایان ہوا شاہزادہ نے پوچھا تو کون ہو اور یہ
کسکا مکان ہو اُسنے عرض کی مین سچ دوست کا موکل ہون اور مین ہی حضور کو یہان لایا ہون خاقیل میرا نام ہو شاہزادہ نے
کہا میرے ساتھ تو نے کہان کی دوستی ختم کی اُسنے کہا مین آپکی حفاظت کے لیے مقرر ہون شاہزادے نے فرمایا عجیب طرح کی
حفاظت و مدد ہو کہ مین ہر طرح کی مصیبت مین پھنسا اور تو خبر نہوا خاقیل نے کہا میرا کیا قصور جب حضور نے یاد فرمایا مین حاضر ہوا
اس اسم کا پڑھنا گویا مجکو طلب کرنا ہو اور دوسرے نحوست قران النحسین کی بھی تھی وہ نحوست زائل ہوگئی اب کچھ فرشتہ مصیبت
کے اور کچھ نہوگا اب حضور قلعہ مین تشریف لیچلین اور جو مین عرض کرون عمل مین لائین شاہزادے نے فرمایا اس قلعہ مین پھر نہ
جاؤن جہان ایسے صدمات اُٹھائے اور خدا خدا کر کے جان بچی خاقیل نے کہا حضور وہ دن گئے اب مہر آپکے فرمان پر
ہوگی شاہزادے نے پوچھا میرے مخلص و مہربان حکیم ابوالمحاسن کہان ہین خاقیل نے کہا بعد مہر ہو جانے کے

سب ملیا کینگیے شاہزادہ خاقیل کے ساتھ داخل قلعہ ہوا قلعہ سے ایک ہوا ایسی فرحت افزا آئی کہ طبیعت شاہزادے کی شگفتہ ہوئی
اور ایک شہر نہایت دلچسپ و آباد نظر آیا اور وہ نہر بھی موجود تھی لیکن اب وہ نہر شہد اور دودھ سے مملو تھی اور تمام خلقت
صندلی پوش وخوش رو و متقی و پرہیزگار اور ہر ایک اپنے کام مین مصروف اور ہر مردمان سپید پوش و زنان بادلہ پوش الامردکم
عورات زیادہ اور سب پیادہ کنارہ نہر استادہ اور اسباب عیش وعشرت مہیا تھا اُن زنان ومردمان نے شاہزادہ کو تخت جواہرنگار
پر سوار کیا اور قلعہ مین لیچلے راہ مین دیکھا ایک طرف مکانات صندلی مطلا و منقش اور دوسری طرف نہر کے شاداب سپید ایسی کہ
نگاہ خیرگی کرتی تھی غرض انھون نے شاہزادے کے تخت کو ایک جگہ رکھکے آپ رقص کرنا شروع کیا شاہزادہ بھی اُنکے ناچ سے
ایسا خوش ومحظوظ ہوا کہ ساری کلفت ومصیبت بھول گیا الغرض وہ حمال تخت اسی طرح ناچتے اور گاتے خوش ومحظوظ چھ روز سکھ سے
مین بیچ قلعہ مین گئے جب چھٹے روز دیوان خاص مین پہونچے دیکھا کہ وہان بھی وہ بادشاہ ایک تخت پر حکمران ہین انمین ایک مرد
مسن سپید ریش صندلی پوش تاج شاہی سر پر لباس پرتکلف در بر اور گرد وپیش تمام ملازم وخادم تسبیح وتہلیل مین مصروف تھے دوسرے
ایک نازنین مہ جبین پری پیکر الماس پوش بلباس شاہانہ تخت پر متمکن تھی اور ہزارہا مہوش تاج اور رنگ مین سرگرم تھین اُن مرد وزن
تخت نشین نے سروقد شاہزادے کی تعظیم کی اور صدر مین تخت کے بٹھا لیا بعد اُسکے جشن جمشیدی کا حکم دیا شاہزادے نے عام زن ومرد
کو وہان کے از حد خوش اخلاق وخوش طبع پایا جب صحبت گرم ہوئی شاہزادہ نے فرمایا صاحبو عجب حیرت کی بات ہے مین نے ایکس
وضع کی خلائق دیکھی انمین سے ایک قسم کی ایسی بدخلقت دیکھی کہ جسکے سایہ سے مجکو نہایت تکلیف ہوئی اور پھر اسکا نشان مطلق نہ پایا
بادشاہ صندلی پوش نے کہا اے شہریار ذی وقار یہ کرشمہ بادشاہی ہین کہ ایک لمحہ مین سامان بے قیاس جمع ہوجاتے ہین اور دفعۃً کچھ نہین [illegible]

بیک لمحہ بیک ساعت بیکدم … دگرگون مے شود احوال عالم

اب وقت کو غنیمت سمجھیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے مصرعہ کین کیمیائے ہستی قارون کند گدارا ۔ اے شہریار والا تبار اگر آپ اس ملکہ سپید پوش
کا گانا سنیے تو آپ کو تعجب ہو کہ دنیا مین ایسی بھی گانے والے خوش گلو پیدا ہوئے ہین شاہزادہ چونکہ عالم محو مین تھا یہ سنکے خاموش ہو رہا
پانچ روز اسی طرح عیش وطرب مین گذرے چھٹے روز رات کو جب ہوش آیا نازنین تخت نشین سے فرمایا اے ملکہ آفاق شاید تمہارے
یہان مہمانداری کا یہی طریق ہوتا ہے کہ خاطر مہمان نہین کرتے بلکہ آزردہ کرتے ہین اور اپنے جوہر ذاتی سے مطلع نہین کرتے ملکہ نے کہا جو امر ہے
ابھی ظاہر ہوا چاہتا ہے آخر چنگ کو ہاتھ مین اُٹھا اسطرح بجایا کہ ساری محفل دنگ ہوگئی کسی مین ہوش مین باقی نہ رہا بعد اسکے ملکہ حسن
مین آئی اور منہ طرف آسمان کے کرکے چنگ بجانا شروع کیا ایک ساعت مین ایک ستارہ آسمان سے نازل ہوا اور منہ مین اُس
نازنین کے داخل ہوا بمجرد ستارہ منہ مین جانے کے وہ ایسی آواز سے گائی کہ دیوار ودر ششدر ہوگئے اور ساری محفل بیہوش ہوگئی اور
ملکہ خود بھی بیہوش ہوگئی اور اسی عالم غفلت مین ستارہ اُسکے منہ سے نکلکے آسمان کیطرف روانہ ہوگیا شاہزادے کو بھی اسوقت
اسطرح کا ایک عالم محویت طاری ہوا کہ تا صبح ہوش نہ آیا جب صبح کو بیدار ہوا تو آپ کو بیچ مین برج کے پایا وہان سب سامان
ملوکانہ تھا اور بوے خوش سے دماغ معطر ہوگیا لیکن کوئی ذی حیات وہان نہ پایا شاہزادے کو باوجود اس آرائش کے کسی

نہ دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا اس اثنا مین خاقیل موکل بھی وہان آیا شاہزادہ نے پوچھا ای برادر کہان غائب ہوگئے تھے خاقیل نے کہا ای شہریار عالیوقار یہی مکان فیض نشان تمھارا منزل مقصود ہی اب آپ بدولت و اقبال تشریف رکھیے اور دعوت مشتری شروع کیجیے بعد ختم دعوت موکلان عالم بالا آپکے پاس آئینگے اور قربان پر آپکے مہر کرینگے بعد اسکے آپ سے دریافت کرینگے کہ سوا مہر کے اور کوئی مطلب بھی ہی آپ کہیے گا مین ایک ساعت اقتران السعدین اپنے حال مین دیکھا چاہتا ہون پھر اُسوقت ملاحظہ فرمائیے گا کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی شاہزادہ نے حسب تعلیم خاقیل دعوت مشتری شروع کی ہنوز دعوت ختم نہوئی تھی کہ چھٹے روز سارا آسمان موکلون کی آمد سے پوشیدہ ہوگیا اُنھین ایک موکل نہایت حسین وجیہ و خوش جمال تخت جواہر نگار پر سوار شاہزادہ عالی وقار کے پاس آیا اور آتے ہی پوچھا ای جوان تو نے ہمین کس مطلب کے واسطے طلب کیا ہی شاہزادہ نے قربان اُسکے آگے رکھدیا موکل نے خود مہر بارھوین کردی اور پوچھا اور کوئی مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا ہان ایک ساعت اقتران السعدین اپنے حال مین دیکھنا منظور ہی اُس موکل نے خاقیل سے حکم کیا کہ جو یہ جوان اپنا مطلب بیان فرمائے تم بجا لانا اسواسطے کہ آپ کی شان مین یہ آیہ مبارک نازل ہوئی ہی خلق الانسان من عجل یہ کہا اور روانہ ہوگیا خاقیل نے کہا اے حضور یہان با آرام تمام تشریف رکھیں مین ارشاد آپکا بسر و چشم بجا لاتا ہون شاہزادہ کو اس امر مین بھی ایک طرح کی حیرانی تھی کہ یہ شخص کیونکر مجھے خوش کریگا ناگاہ تمام مکان مع دیوار و در روشن و منور ہوگیا اور سواری اُس شمع شبستان انجمن افروز یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز کی نمودار ہوئی اور پریزادین تخت روان ملکہ کا پہلوے شاہزادہ مین رکھکر خود ہٹ گئین اور وہان اتفاق سے اُسوقت کوئی رفیق و جلیس و خدمتگزار حاضر نہ تھا شاہزادہ کی نظر جونہین چہرہ معشوقہ پر پڑی فوراً بیہوش ہوگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ حال دیکھکر گھبراگئی اور چارون طرف بغور دیکھا جب کوئی چارہ نہ آیا سامنے حوض سے گلاب لیا اور طاق سے شیشہ بیدمشک اُتارا دونون عرق آمیز کرکے چہرہ پر شاہزادہ کے چھڑکا اور سر شاہزادہ فرش سے اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا اور دامن سے پنکھا اُسکے ہوا دینا شروع کیا جب دیر ہوئی اور شاہزادہ کو ہوش نہ آیا بے اختیار آنسو ملکہ کے رخ پر شاہزادے کے ٹپک پڑے شاہزادے نے آنکھین کھولکر ملکہ کو دیکھا ملکہ نے بسبب شرم کے زانو اپنا ہٹالیا اُس عالم شوق مین یہ اشعار شاہزادے کی زبان پر جاری ہوئے

ابیات

زہی قران بخت مرا خوش یاوری ست
این توئی ای مہر اوج دلبری

یارب این خوابست یا بیداری ست
با خیالم کردہ این صورت گری
طالعم اکنون بمن دریا وریست

این توئی ای سرو برتو ناظرم
این توئی ای میوۂ باغ امید
یا یک طالع آفتاب خاوریست

یا بجستم گشتہ شوق خاطرم
یا چو دل چشمم تر از شوق دید

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بہزار غمزہ و ناز فرمایا ای شہریار قسم ہی جاودان شاہ کی کہ مین ہزار درجہ زیادہ تر تجھسے تیری ملاقات کی مشتاق تھی اور یہ ایام ہجر ایسے شاق تھے کہ اگر اب بھی آپ کا جمال باکمال ندیکھتی تو یقین تھا کہ کسی عارضہ جانگزا مین مبتلا ہوجاتی کیونکہ کوئی لحظہ تمھاری مفارقت مین قرار و آرام نہ تھا لیکن کیا کرتی زمین سخت اور آسمان دور غرض بندہ ہر طرح مجبور ہی کلام ہون

باوقاتنہا خداکے فضل سے سب مدارج طے ہوچکے سہل قصہ باقی ہی انشاء اللہ اب اچھی طرح ملاقات میسر آئیگی دوسرے مجھے چند امور کا گلہ جو وقت پر ذکر کیا جائیگا شاہزادے نے جب یہ کلمہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کی زبان سے سنا سر اپنا زانو پر ملکہ کے رکھدیا اور دست بستہ کہا اے ملکہ خوبان روزگار وہ کیا گلہ ہی جو مجھ کشتہ فراق سے کیا چاہتی ہو مین تمہارے شوق مواصلت مین کہان کہان حیران و پریشان و آوارہ پھرا اور تم فرماتی ہو کہ مجھے کئی باتون کا گلہ ہی ملکہ نو بہار گلشن فروز نے سر کو شاہزادے کے بکمال ذوق و شوق زانو پر رکھ لیا شاہزادے نے جب تخلیہ صحبت اغیار سے پایا ولمین جوش محبت اور ولولۂ عشق نے زور کیا چند بوسے لب شیرین دجان بخش کے لیے لیکن وہ بوسے نہ تھے گویا دارو بے ہوشی تھا بس پھر بیہوش ہوگیا اور اپنے حال کی خبر نہ رہی جب ہوش آیا وہ ایک ساعت کی مدت تمام ہوگئی چونکہ شاہزادے نے فقط درخواست ایک ساعت کی تھی پھر دیکھا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے باصد کرشمہ و ناز تخت پر سوار ہوکر کہا اے شاہزادہ کشتہ فراق وای سیر کنندۂ عجائبات اب مین رخصت ہوتی ہون اب انشاء اللہ الرحمن اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر ملاقات ہوجائیگی اور ہمین مدعاے خیر یاد فرمانا اب جو شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا تو وہ تخت روان ہوا شاہزادہ ملکہ کی تاب مفارقت نہ لا سکا سیماب وار بیقرار ہوکر بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ قلعہ ہی نہ برج اور نہ وہ مکان شاہزادے نے ایک کوہ بلند پر دیکھا کہ کھڑا ہون اور پائین کوہ ایک دریاے ناپیداکنار موج مار رہا ہی اور سامنے حکیم ابو المحاسن اور معالی سلطان اور جمیل عرفان بھی موجود ہین حکیم صاحب نے شاہزادے کو پہلے طلسمات اربعہ کی مبارکباد دی بعد اسکے مرآت الغیب نذر کیا اور کہا کہ یہ حکماے پیشین کا تحفہ خاص تمہارے واسطے تھا کہ جسوقت تمکو کسی طرح کا رنج و ملال لاحق حال ہو آئینہ مین دیکھ لینا اور کہنا اے مرآت الغیب بحق مردان غیب یاران گم شدہ کے حال سے خبر دے یقین ہی کہ ہر ایک کا حال بخوبی دریافت ہو جائیگا اور یہ آئینہ تجسے جدا نہوگا تا وصال حقیقی معشوقہ تمہارے پاس رہیگا شاہزادے نے وہ آئینہ ہشت پہل دیکھا کہ ہر گوشہ الماس کا صاف شفاف تھا اور چارون طرف اُس آئینہ کے بخط خفی اسماء الٰہی کندہ تھے لیکن بزبان عبرانی ایسی کتابت تھی کہ فہم کام نکرتی تھی تیسرے اسقدر چھوٹا تھا کہ گریبان مین شاہزادے کے آگیا پھر حکیم صاحب نے ملاحت پری سے فرمایا کہ سلطان ارقیموس جنی کو بلا لا جب سلطان ارقیموس آیا حکیم صاحب اور شاہزادہ معز الدین تخت روان پر سوار ہوئے اور ایک تخت پر معالی سلطان اور جمیل عرفان کو سوار کرایا اور آبگینہ حصار مین تشریف لائے عالی شاہ معالی سلطان کے والد اور مرشد عالم خانقاہ ملازمت مین حکیم صاحب کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضرت کے قدم کی بدولت اپنے فرزندون کو دیکھ کے آنکھون مین نور آگیا اور سینہ کو سرور ہوا ورنہ ہمکو امید انکی زیست سے قطع ہوگئی تھی حکیم صاحب نے جمیل عرفان کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا یہ شخص ایک غرض آپسے رکھتا ہی عالی شاہ نے جمیل عرفان سے پوچھا کیا مطلب ہی بیان کر جمیل نے دست بستہ عرض کی بیت

	رسم نویست الفت شاہ و گدا بہم		عجز من و غرور تو شد آشنا بہم	

عالی شاہ نے حیران ہوکر کہا کہ مطلب اس شعر سے معلوم نہوا حکیم صاحب نے معالی سلطان اور جمیل عرفان کا حال بیان کیا عالی شاہ نے عرض کی حکیم صاحب یہان کے رسم و طریق سے آپ واقف ہین کچھ حاجت بیان نہین کہ سواے ہم کفو کے دوسرے

الفو مین نسبت کا معاملہ ہو نہین سکتا حکیم صاحب نے فرمایا مقدرات الٰہی مین کسی کو کیا دخل ہی عالی شاہ نے کہا حضرت حکم الٰہی مین بیشک کسکی مجال ہی جو دم مار سکے آخرکار بڑی دھوم دھام سے کرشمہ خاتون بنت مرشد عالم کا شاہزادہ معالی سلطان سے عقد ہوا اور علیا بلند ابر وجمیل عرفان سے باہتمام تمام منعقد کی گئی حکیم اور شاہزادۂ معزالدین عالی ایک ہفتہ تک شہر آبگینہ حصار مین مہمان رہے اور یہ پردہ شیاطین و کافران سے پاک ہوگیا اور حکمرانی یہان کی حکیم ابو المحاسن نے سلطان ارقیموس ملک الجن کو مرحمت فرمائی اور خود مع شاہزادہ معزالدین تخت روان پر سوار ہو کر کوہ مراد کو روانہ ہوا جب تخت شاہزادے کا اوج ہوا پر پہونچا شاہزادے نے حکیم صاحب سے فرمایا کہ آپ راہ چاہ نیلوفر کی طرف سے کوہ مراد پر تشریف لیچلیے تاکہ ہم شاہزادۂ دری مشتری طلعت کو بھی ہمراہ لیلین حکیم صاحب نے کہا آپ کو شاہزادہ دری مشتری طلعت کے حال سے بھی آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ بیچارہ کس مصیبت مین گرفتار ہی بعد اسکے تمام قصہ شاہزادہ دری مشتری طلعت کا سنکر شاہزادے نے کہا پہلے ملک شرر نگار مین چلنا چاہیے حکیم صاحب نے کہا شاہزادہ دری مشتری طلعت خود کوہ مراد پر آجائیگا وہان چلنے کی ضرورت نہین بعدہ حکیم صاحب و شاہزادہ معزالدین کوہ مراد پر پہونچے ابوالوفا اور اُسکے ہمراہی وہین ایک جا جمع تھے کہ ناگاہ آسمان سے ایک تخت پہاڑ پر نازل ہوا ابوالوفا پہلے متحیر ہوا جب شاہزادہ معزالدین کو دیکھا پھر تو خوشی سے جامہ مین نہ سماتا تھا لیکن شاہزادہ دری مشتری طلعت کو نہ دیکھکر بہت گھبرایا پوچھا کہ میرا شاہزادہ کہان ہی حکیم صاحب نے ابوالوفا کی تسلی و تشفی کی اور فرمایا کہ عنقریب شاہزادۂ دری مشتری طلعت بھی آیا چاہتا ہی جبکہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت کو حکیم صاحب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی اُسنے حکیم صاحب کو محلسرا مین بلا کر بلاتا تھا کی حکیم صاحب نے ملکہ سے فرمایا اے فرزند آج کل مین شاہزادہ دری مشتری طلعت بھی ضرور آئیگا ابوالوفا نے شاہزادہ معزالدین کو ایک مکان پاکیزہ و نفیس مین اُتارا اور تمام عورت و مرد خدمت مین مصروف ہوے

اب حال پہاڑ کے نیچے کا بیان کیا جاتا ہی

پہلے داستان یہان تک گذارش ہوئی ہی کہ ابطال قوی ہیکل بد افعال ہر روز میدان جنگ مین جاتا تھا اور لوح طلسم کے اثر سے جو غادی ملعون نے اُسکے بازو کے اندر رکھدی تھی اکثر بہادران لشکر اسلام کو قتل و زخمی کرتا تھا اور مشتری جاہ یعنے ملک سعیدون شاہ اور سرداران لشکر حال سے لوح سحر کے مطلق آگاہ نہ تھے اب جس روز کہ شاہزادۂ معزالدین اور حکیم صاحب کوہ مراد پر پہونچے دوسرے روز بدستور طرفین مین صف آرائی ہوئی ملک سعیدون کے لشکر سے مضمار خان دلاور واسطے مقابلہ ابطال قوی ہیکل کے گیا ابطال قوی ہیکل نے اُسکو بھی زخمی کیا فارس خان نے میدان جنگ مین جا کر ابطال قوی ہیکل کے مرکب کو نیزہ مارا بعدہ دونون پہلوان باہم پیادہ یا زور و قوت مین دست و بازو کے مشغول ہوئے اور دو روز و شب انکو اسی کشش و کوشش مین گذرے آخرکار روز چہارم ابطال قوی ہیکل لوح سحر کے باعث فارس خان کو بھی رشتۂ کمند سے باندھکر اپنے لشکر مین لے آیا شاہزادہ معزالدین کوہ پر بیٹھے یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ کافر اہل اسلام کو شہید

وگرفتار کرتے ہین شاہزادے نے حکیم صاحب سے پوچھا کہ کیون حضرت خلائق بنین ملک گوہر آویز کے چند مدت سے دین زردشتی شائع ہی آپ کس وجہ سے انکی تعریف کرتے تھے حکیم صاحب نے فرمایا اے شہریار تین سو برس قبل اس معاملہ کے ملک سعیدون بزرگ زمین عرب سے یہان آیا تھا اور سعدان بزرگ جسطرح تمنے قصہ سُنا سعیدون بزرگ کا ملازم تھا جب سو برس کا زمانہ گذرا سعدان شاہ شہر گوہر آویز مین ایک مرد مرتد کے اغوا سے زردشتی ہو گیا پھر اُس زمانہ سے آج تک شہر گوہر آویز مین دین زردشتی رائج رہا مگر مین طلسم قران السعدین کا قدیم الایام سے داروغہ ہوتا آیا ہون اسی باعث سے مسکن میرا بھی شہر گوہر آویز مقرر رہا اور یہان کی خلائق کا ہر مصیبت و راحت مین شریک حال تھا جب مین نے خلائق شہر کو دین خدا پرستی سے برگشتہ دیکھا ایک روز درگاہ جناب احدیت مین انکی اعانت اور غیر اعانت کی استدعا کی حکم ہوا کہ اسوقت ظاہری مین انکی مدد کر واور جب بادشاہ و رعایا حد اعتدال سے گذر جائین اُسوقت عبادت کا گوشہ علیحدہ بنانا اور استیصال اُنکا حوالہ بخدا کرنا مین نے حسب ہدایت عمل کیا جب مین نے ملک سعدان شاہ کی نیت ملکہ سعیدہ قمر طلعت کیطرف بد دیکھی تو مجھ سے ضبط نہو سکا اسی روز شہر سے باہر نکل گیا شاہزادے نے کہا یہ طلسم کسنے بنایا ہی اور داروغگی آپ کو کسنے دی اور مین آپکا سو برس سے زیادہ ہی یا کم حکیم صاحب نے کہا یہ طلسم ہمارے استاد جام اجلال نے ترتیب دیا ہی اور عمر ہماری چار سو برس سے زیادہ ہی اور ہمارے اُستاد کا سن سات سو برس کا ہی شاہزادے نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ کا ارشاد ہی کہ اکثر اعمار اُمتی بین الستین و السبعین حکیم صاحب نے فرمایا اے شاہزادہ عمر انسان کی خداوند کریم نے بعد و شمار نفس مقرر کی ہی نہ سال و ماہ پر پس جو شخص کہ حبس دم کریگا عمر اُسکی ضرور زیادہ ہو گی چنانچہ بعض حکما اس عمل کے عامل ملک یونان مین اب تک موجود ہین اور اکثر ہندوستان مین ہین کہ اُنکو جوگی کہتے ہین چنانچہ ایک حضرت سلیمان فارسی امت مین ہمارے پیغمبر کے تھے کہ عمر اُنکی بغیر حبس دم کے تین سو برس کی تھی بالاتفاق مورخین لکھتے ہین مگر یہ عمر اکثر یہ ہی کلیہ نہین ہی قصہ مختصر دوسرے روز البطال بد اعمال نے میدان مین جا کر طرقوس خان ایک پہلوان لشکر سعیدون شاہ کو قتل کیا شاہزادے کو طرقوس خان کے قتل ہونے سے ایسا غیظ آیا کہ بیتاب ہو خود میدان کا قصد کیا حکیم صاحب نے کہا آپکا تکلیف کرنا عبث ہی اس ملعون کی قضا آپ کے ہاتھ مقدر نہین ہوئی مین طالع دیکھ چکا ہون اور عمر اس نابکار و ناہنجار کی قریب اختتام ہی انشاء اللہ پردہ غیب سے اسکا قاتل ظاہر ہوگا اس عرصہ مین جن پہلوانون کی اجل اسکے ہاتھ سے ہی انکو قتل ہونا چاہیے

یہ قصہ جنگ و جدل یہان موقوف رکھا جاتا ہی اور داستان شاہزادہ دری مشتری طلعت اور شہاب نوجوان کی بیان ہوتی ہی

کہ شہاب نوجوان اور شاہزادہ دری مشتری طلعت جبل الخیل سے جو کہ کوہ اسپان مشہور ہی اسپ ادہم کو لے ملک شہر نگار کو روانہ ہوے یہان اشرار بدکردار نے بھی آتش سحر فرو کی اور خود واسطے دیکھنے نرگس شہلا کے طلسم مین گیا وہان طلسم کا نشان تک نظر نہ آیا اور نہ نرگس شہلا کو پایا سمجھا کہ یہ کام سوائے خدا پرست کے دوسرے کا نہین ہی ساتھ ہی اس خیال کے اسکی آتش غضب

مشتعل ہوئی اور اسی حالت غیظ مین کہا قسم ہی مجھے اپنے دین باطل کی جب تک مین لشکر اسلام کو قرار واقعی غارت نہ کرونگا قرار و
آرام نہ لونگا اور وہان سے اپنے لشکر مین آیا تمام جادوگر استقبال کو آئے اشرار جادو نے ہر ایک جادوگر سے یہ معرکہ گذشتہ
بیان کیا اور کوس حربی بجانے کا حکم دیا سب جادوگر بانغ ہوے اور کہارات کو کوس حربی بجایا جاے صبح کو معرکہ جنگ گرم ہو
کیونکہ ابھی شہاب نوجوان سپہ سالار لشکر اسلام لشکر مین موجود نہین ہی نہین معلوم کہان اور کس فکر مین گیا ہی اشرار جادو
نے کہا مین خود چاہتا ہون کہ شہاب نوجوان میرے مقابل ہو بلکہ مین سوائے شہاب نوجوان کے اور کسی سے مبارز طلب
نہونگا کہ سوائے اُسکے اور کوئی کیا مال ہی جو میرے آگے آئیگا ادھر ضرغام شاہ کے طبل جنگ کی آواز سُنکے ہوش اڑگئے کہا
شہاب نوجوان لشکر مین تشریف نہین رکھتا اور زخم سے اچھا نہین ہوا علاوہ برین مجھسے عالم صحت مین کیا ہوا جواب حالت
زخم مین ہوگا مگر بمجبوری فرمایے رزمی کا حکم دیا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوئے اشرار جادو نے میدان مین ایک آواز دی کہ جسکو
جان اپنی دشوار ہو وہ آئے ضرغام شاہ نے داہنے اور بائین اپنے بہ نظر یاس و حسرت دیکھا کسی متنفس کو لشکر اسلام مین جرأت
مقابلہ اشرار سے نہوئی اور تمام پہلوان اور سردار سر اپنا جھکا کر مثل تصویر صم و بکم ہوگئے ضرغام شاہ لشکر سے نا امید ہو کر
آبدیدہ ہوگیا اتفاقاً ملک فائز نام ایک سردار مسن و جہاندیدہ لشکر مین موجود تھا اُسنے جوانی مین صدہا کارنمایان کیے
تھے اُسنے جب ضرغام شاہ کو رنج مین مبتلا دیکھا عرض کی اے بادشاہ جمجاہ آپ کیون ملول ہین مجھے اجازت جنگ کی مرحمت فرمایئے
کہ لشکر کی آبرو مین فرق آتا ہی اور یہ بڑی شرم کی جا ہی ضرغام شاہ نے فرمایا بابا اب کوئی لشکر مین نہین ہی جو تمہاری نوبت پہونچی
ملک فائز نے کہا اب مصلحت وقت یہی ہی کیونکہ جادوگر کافر میدان مین لاف و گزاف بک رہا ہی اور کوئی جواب نہین دیتا
ضرغام شاہ نے ملک فائز کو بمجبوری اجازت میدان دی ملک فائز نے بمجرد پہونچنے کے تیر سے کا وار اشرار نابکار پر کیا
اشرار جادو نے ایک ہی وار مین اُس مومن پاک کو شہید کیا شام کو لشکر طرفین کے اپنی اپنی جا پر دا پس آئے ضرغام شاہ
کو ملک فائز کے قتل ہونے کا کمال صدمہ ہوا کہ اُس روز کھانا نہ کھایا اور نہ محل سے برآمد ہوا ملکہ نرگس شہلا نے کہا نہین معلوم
کہ شہاب نوجوان نے کہان دیر لگائی لیکن میرا دل گواہی دیتا ہی کہ کل ضرور شہاب الدین سے معانقہ ہوگا کیونکہ آج بائین
آنکھ میری پھڑکتی ہی اور تعبیر اسکی یہی ہی کہ شوہر یا برادر سے ملاقات ہو ضرغام شاہ نے کہا اے نرگس شہلا خدا ایسا ہی کرے
کہ فال تمہاری مطابق ہوا اور ہمکو اس درد و الم سے نجات ملے صبح کو ضرغام شاہ محل سے برآمد ہوا تمام ارکین سلطنت و سرداران
لشکر حاضر ہوئے دفعتاً لشکر حریف سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی ضرغام شاہ نے آواز طبل سنکے کہا اب مجھے بجز دعا کرنے کے
درگاہ مسبب الاسباب مین اور کوئی چارہ کار نظر نہین آتا تم سب سردار بھی میرے ساتھ آمین کہو شاید خداوند کریم تم بیکسون
پر رحم کرے اور ہمکو اس بلا سے محفوظ رکھے آخر ضرغام شاہ نے نہایت عجز و نیاز و زاری سے اپنی نجات کی دعا کی یہ خبر
اشرار جادو کو پہونچی اشرار جادو نے ایک عیار طرار کے ہاتھ ضرغام نیک انجام سے کہلا بھیجا کہ اے ضرغام شاہ بس آج تک در
تمہاری زندگی ہی جس طرح سے چاہو یہ شب بسر کر لو یہان ابھی دعا ختم نہوئی تھی کہ شاہزادہ دری مشتری طلعت اور

شہاب الدین مُتح قرین سرکوب دشمنان دین بارگاہ شاہی مین داخل ہوئے ضرغام شاہ نے نہایت خوش ہوکے سجدہ شکر درگاہ رب العزت مین ادا کیا شہاب الدین نوجوان نے شاہزادۂ دری مشتری طلعت سے کہا کہ ضرغام شاہ کا قدمبوس ہو اور ضرغام شاہ سے کہا یہ ملک سعیدون کا فرزند ارجمند ہی آپ بغلگیر ہون بعد اسکے نرگس شہلا کو بھی آمد شہاب نوجوان سے اطلاع ہوئی نرگس شہلا نے شہاب نوجوان کو محلسرا مین بلایا ضرغام شاہ شاہزادۂ دری مشتری طلعت سے بغلگیر ہوا اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی اور صحبت شراب و کباب گرم ہوئی ضرغام شاہ نے حالت وجد مین یہ رباعی پڑھی

شادی مین نہ لطف ہی نہ ستم مین کچھ ہی | راحت مین نہ کچھ ہی نہ غم مین کچھ ہی
یان رنگ زمانے کا دگرگون دیکھا | دم مین کچھ ہی تو ایک دم مین کچھ ہی

اس اثنا مین عیار اشرار نابکار نے پیام اپنے آقا کا ضرغام شاہ کو دیا شہاب نوجوان نے کہا اے مردود اشرار جادو کو ہماری طرف سے اس پیام کا یہ جواب دینا بیت

گر فرود آچو مہر از افق سر زند | بہ بیستم کہ ابر زمین بر زند

عیار نے اشرار جادو سے کہا اے شاہ جادوان آپ کے پیام کا یہ جواب شہاب نوجوان نے دیا ہی اشرار جادو کے ہوش شہاب نوجوان کا نام سنتے ہی پران ہوئے مگر چونکہ طبل جنگ بجا چکا تھا موقوف نہ کر سکا اب جس طرح کی ناچاری لشکر اسلام مین تھی اُس سے بدتر اشرار جادو کے لشکر مین ہو گئی ضرغام شاہ نے تمام سرگذشت اپنی شہاب نوجوان سے بیان کی شہاب نوجوان کو فائز کے شہید ہونے کا کمال تاسف ہوا رات کو شہاب نوجوان نے بعد اسم خوانی آرام کیا وہی نقابدار عالم رویا مین تشریف لائے اور فرمایا اے شہاب نوجوان اب یہ لڑائی آخری ہی جو کچھ تمھین پوچھنا ہو پوچھ لو پھر مجھے نہ پاؤگے اور چند باتین مین کہتا ہون اُنھین بگوش ہوش سن لو فراموش نہون اوّل یہ کہ اب میدان شاہزادۂ دری مشتری طلعت کے ہاتھ ہی تم اُنکو سمجھا دو کہ جب اشرار جادو سے مقابلہ ہو تم اُسوقت زرہ الحفاظ کی طرف متوجہ ہو کر آہستہ کہنا کہ اے زرہ الحفاظ اگر حسب ارث تو میری ملک مین ہی پس میرے علم سے اس جادوگر ملعون کی چشم مین سنگین ہو کہ یہ ملعون مجھ سے دغا و فریب سے لے گیا ہی پس اسکے کہنے سے وہ زرہ اشرار جادو کے جسم مین ایسی گران و تنگ ہوگی کہ وہ اُتار کر میدان مین رکھدیگا اور اپنے لوگون سے کہیگا کہ یہ زرہ شاہزادہ دری مشتری طلعت کو پہونچا دو جب وہ ملازم بھی نہ اُٹھا سکین اُسوقت شاہزادہ دری مشتری طلعت باواز بلند اشرار جادو سے کہے اے ملعون ہمارا مال دغا سے لیجانا سہل سمجھا تھا اب ہم اپنا مال واپس لیتے ہین بعد اسکے زرہ اپنے ملازم سے منگا کر پہنے اور اسپ ادہم پر سوار ہو کر اشرار جادو کے مقابلہ کو جائے پھر نہ کوئی حربہ کارگر ہوگا اور نہ سحر اثر کریگا تب وہ شقی ازلی یعنی اشرار جادو آسمان پر بزور سحر پرواز کریگا اُسوقت شاہزادہ دری مشتری طلعت لگام گھوڑے کی بلند کرے ادہم بھی جادوگر کے پیچھے روانہ ہوگا اشرار جادو اُسے دیکھکر پریشان و حیران ہوتا ہوا اُس سرزمین پر وارد ہوگا کہ جہان سے جہنم کی راہ سیدھی ہی پس وہان راہی ملک عدم ہوگا کہ جسکی شان مین یہ آیہ کریمہ

دماتدری نفس بامی ارض تموت صادق آتا ہی بلکہ وہان اور اور مردود بھی ہلاک ہونگے شاہزادہ دری مشتری کو فہمائش کر دینا کہ ایک کوڑہ ہاتھہ مین رکھے کہ وقت پرواز جب اشرار جادو قریب آئے تو وہ کوڑہ مارے جب شاہزادہ دری مشتری طلعت اور اشرار جادو تمھاری نظر سے غائب ہوجائین تم لشکر اشرار جادو پر حملہ کرکے قتل شروع کرنا اور جو مسلمان ہو اُسے امان دینا اور ملک شرزنگار کا نام اسلام نگار رکھنا اور وہانکی فرمانروائی بھی کسی انسان باایمان و فاضل کو دینا بعد اُسکے کوہ مراد کو روانہ ہونا کہ وہان دوست و آشنا تمھارے انتظار مین ہین شہاب نے کہا حضرت مین آپ کے جمال باکمال کا مشتاق ہون نقاب چہرہ سے ہٹائیے اب جو شہاب نوجوان نے دیکھا تو حکیم ابو المحاسن ہین پس فوراً غائب ہوگئے صبح کو شہاب نوجوان نے شاہزادہ دری مشتری طلعت سے حال خواب بیان کیا اور تمام ارشاد حکیم صاحب سُنا دیا اس عرصہ مین لشکر طرفین کے آراستہ ہوئے اور اشرار جادو لرزان و ترسان خائف و ہراسان میدان مین آیا مگر دل مین کہتا تھا شہاب لدین دلاور میرے مقابلے مین نہین آئیگا ناگاہ شاہزادہ دری مشتری طلعت گھوڑا جمکاتا ہوا میدان جنگ مین آیا اور زرہ کلمات زرہ الحفاظ سے مخاطب ہوکر بیان کیے فوراً زرہ اُس جسم ناپاک پر اسقدر بھاری ہوئی کہ گھوڑا بوجھ اُسکا نہ اُٹھا سکا اور زمین پر بیٹھ گیا اشرار جادو نے گھوڑا بدلنا چاہا لیکن ایسا لنگڑہ گیا کہ خود ہل نہ سکا لاچار ہوکر زرہ اُتار کے زمین پر رکھدی اس اثنا مین جو جادوگر کہ محتال و کیداد کو پہونچانے گئے تھے وہ قصر الجبال سے واپس آئے اُنھون نے سر اُن ملعونون کے اشرار جادو کے آگے رکھدیے اور ساری کیفیت بیان کی اشرار جادو دونون ہاتھون سے سر پیٹنے لگا اور کہا کہ اب میرے لیے بجز چھوڑنے ملک و مال کے کوئی صورت صفر کی نہین ہی خیر اب مصلحت وقت یہ ہی کہ جان کا بچانا ضرور ہی یکایک شاہزادہ دری مشتری طلعت نے مردانہ و دلیرانہ آواز سے کہا او اشرار جادو خبردار ملعون تو کیا ہنر سپاہگری کے اور حوصلہ مردانگی و سحر و ساحری کا رکھتا ہی اور کوڑا دکھاکر کہا تجھ ایسے اشرار نابکار کو بس یہ کوڑا کافی ہی اور تیرے خون ناپاک سے تلوار کو کیون خراب کرون اور زرہ کا حال تو کہہ پہنے کیون نہ رہا اشرار جادو نے کہا زرہ زنگ آلودہ ہوگئی ہی مین دوسری زرہ پہنونگا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے کہا ای ملعون تیرا دل بھی تو زنگ کفر سے بھرا ہی خاطر جمع رکھہ مین اُسے بھی پاک کیے دیتا ہون او ملعون تیرے نوکر نالائق دغابازی مکر اور جعلسازی کرکے میری زرہ لیگئے تھے ورنہ تیری یہ مجال تھی کہ تو بغیر اجازت میری ایک لحظہ زرہ کو اپنے نحس جسم پر رکھہ سکتا اب چشم کور سے دیکھہ کہ کس طرح اپنا مال دشمن سے واپس لیتے ہین آخر شاہزادہ دری مشتری طلعت نے گھوڑے سے خم ہوکر زرہ زیب جسم کی پہلوانان و سرداران لشکر طرفین کے متحیر ہوگئے اور اشرار جادو متوحش و دیوانہ وار ہر چہار طرف گھبرایا ہوا دیکھ رہا تھا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے کہا ای ملعون تیرے حواس ابھی سے جاتے رہے اس سے کیا ہوگا ادھر وہ سامنے آبس اشرار جادو نے ایک نیزہ سینۂ بے کینہ پر شاہزادہ دری مشتری طلعت کے مارا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے وہ نیزہ اس مردود سے چھین لیا اور تلوار کی ایک اوجھڑ ایسی دی کہ تلوار اُسکی زمین پر گر پڑی جب اشرار جادو نے دیکھا کہ نہ زور مین سر بر ہونگا اور نہ سحر کارگر ہوتا ہی آخر بزور سحر آسمان کی طرف پرواز کی شاہزادہ دری مشتری طلعت ادہم پر سوار ہوا اور کہا کہ

تجھے قسم ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی تو بھی بال و پر نکال اور اس جادوگر کو لے جانے نہ پاوے پس بہروز اس کلمہ کے ادہم بھی غضبناک
ہوا اور عقب مین اشرار جادو کے دوڑا لشکر طرفین کے تماشا دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کہ ایسا گھوڑا بھی ہوتا ہی کہ مثل جانور پرواز کرتا
ہی شاہزادہ دری مشتری طلعت نے قریب اشرار جاکر بقوت تمام ایک کوڑہ پشت پر ایسا مارا کہ اشرار جادو بے اختیار تلملا گیا
اور غل مچانے لگا آخر اشرار جادو اور شاہزادہ دری مشتری طلعت دونون لشکر کی نظر سے غائب ہوگئے اور شہاب نوجوان
دلاور اشرار جادو کے لشکر نکبت اثر پر حملہ آور ہوے اور تمام لشکر کو جادوگرون کے تباہ و غارت کر دیا جب کوئی متنفس لائق
جنگ و جدل نرہا تب شہاب نوجوان داخل شہر ہوا اور اہل شہر کو بشرط قبول اسلام امان دی اور کفارون کو قتل کیا اور نام
شہر کا اسلام نگار رکھا اور حکومت شہر ایمان درست بیان کو بخشی کہ یہ درست بیان سلاطین زادہ تھا جب شہاب
نوجوان نے تمام امورات ملکی سے فرصت پائی کوہ مراد کی طرف چلے دوسرے روز ایک دوراہا ملا وہان سے ایک راہ طبرستان
کو گئی تھی شہاب نوجوان نے ضرغام شاہ سے کہا ای برادر اب آپ اپنے وطن کو تشریف لیجائیے ہم اپنے وطن مالوف کو
روانہ ہونگے ضرغام شاہ نے کہا یہ نہوگا کہ مین تمکو چھوڑ دون غرضکہ شہاب نوجوان کے ہمراہ ہوا

اب راوی انکو اثناے راہ مین رکھتا ہی اور پھر حال کوہ مراد کا بیان کرتا ہی

کہ جب ابطال بدافعال چند پہلوان ملک سعیدون شاہ کے لشکر کے قتل کر چکا اسوقت ملک سعیدون شاہ نے
ملک سعدان شاہ سے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی اسواسطے کہ اس عرصہ مین ہمارے یہان کے زخمی بھی صحیح و سالم ہو جائینگے
ملک سعدان شاہ کو اگرچہ منظور نہ تھا لیکن غادی دانا کے کہنے سے بشکل مہلت دی جب ہفتہ گذر گیا ابطال قوی ہیکل
حرامزادہ نے نشہ مین شراب کے رات کو طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو بکروفر تمام میدان جنگ مین آیا ادھر بعض سردار جو کہ لشکر مین
نیم جان تھے میدان مین گئے اور ابطال قوی ہیکل کے ہاتھ سے شہید ہوگئے اب کوئی سردار قابل مقابلہ فوج اشرار کے لشکر مین
باقی نرہا اور ادھر وہ کافر اکفر لاف و گزاف بک رہا تھا یہان ملک سعیدون شاہ کو بجز دعا و مناجات کے کچھ اختیار نرہا
آخر اس روز ابطال قوی ہیکل نے قسم کھائی کہ آج تا شام انتظار مقابل کرونگا اور بعد اسکے جنگ مغلوبہ کرونگا

اب حال بدمآل اشرار جادو نابکار اور شاہزادہ دری مشتری طلعت عالی وقار کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ اشرار جادو قوت سحر سے بھاگا جاتا تھا اور ادہم گھوڑا بھی پیچھا کیے جاتا تھا اس دوا دوش مین جب شاہزادہ دری مشتری طلعت
اور اشرار جادو قریب ہو جاتے تھے شاہزادہ دری مشتری طلعت ایک کوڑا اشرار جادو کی پشت پر زور سے مارتا تھا کہ
اشرار جادو بلبلا جاتا تھا آخر اسی بدحواسی مین اشرار جادو کے خیال مین آیا کہ ظلمات مین چلنا چاہیے پس وہ ملعون

ومردود شقی ازلی اُس دامنۂ کوہ مین ہو کیا کہ جہان دونون لشکر پڑے ہوئے تھے اور ابطال قوی ہیکل لشکر اسلام کو تخت شکست
کہہ رہا تھا یکایک شاہزادہ دری مشتری طلعت نے ایک اور تازیانہ اشرار جادو کی پشت کے دور سے مارا کہ نوک کوڑے
کی گدی کو توڑ کے پیشانی سے نکل گئی اور مثل فوارہ کے خون جاری ہوا اشرار جادو اُسوقت ایسا چلایا کہ آواز اُسکی دونون لشکرون
نے سُنی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے تو ایک آدمی دراز قد ہوا پر معلق نظر آیا اور دوسرا ایک جوان عالیشان گھوڑے پر سوار
اُسکو کوڑے مار رہا ہی اور اس مار پیٹ مین اشرار جادو سحر بھول گیا اب زمین کی طرف چلا اور یہان اُس روز ملکہ
سعیدہ قمر طلعت کو حکیم ابو المحاسن نے مژدہ ملاقات دیا تھا اور شاہزادہ معز الدین سے فرمایا تھا کہ تم بھی آج غرفۂ محل
سے تماشاے جنگ دیکھو کہ اب پیمانۂ عمر ابطال پورا ہو چکا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے تمام مرد و زن و اہل کوہ تماشاے
جنگ دیکھ رہے تھے اور اُس آواز سے سبھونکی نظر آسمان کی طرف تھی اور اشرار اُسوقت زمین کی طرف چلا آتا تھا
ابطال قوی ہیکل بد افعال نے جب یہ کرشمہ دیکھا حیران ہوا دفعتًا اشرار جادو برابر سر ابطال قوی ہیکل کے آ پہنچا
جب تک ابطال قوی ہیکل ہوشیار ہو اشرار جادو ایسا مع موزہ آہنی ابطال قوی ہیکل کے سر پر گرا کہ کاسہ سر چور ہو گیا قطعہ

ہمان لحظہ آن کافر کینہ خواہ — بدوزخ رسیدہ بحال تباہ
طلسمکہ غادی نادان بہ بست — خداوند دانا بیک دم شکست

ملائکہ آسمان نے اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ غادی نادان اور سعیدان شاہ کو با آواز بلند سُنایا
اور وہ گھوڑا پتلیان جا کر اشرار جادو پر ایسا گرا کہ اُس لعین کے بدن کے سب جوڑ اور بند ٹوٹ گئے اور سیدھا جہنم کو گیا
دونون لشکرون کو اس حال عجیب تماشاے غریب کے دیکھنے سے کمال حیرت ہوئی گویا گھوڑا نہ تھا بلکہ موت مجسم اُس نابکار کے
واسطے تصور کرنا چاہیے ملک سعیدون شاہ کے لشکر مین نوبت خوشی کی بجی اور آواز مبارکباد بلند ہوئی اور لشکر کفار مین فریاد
الغیاث کی صدا تھی ملک سعدان شاہ نے تاج سر زمین پر دے مارا اور طبل بازگشت بجوا دیا لیکن ملک سعیدون شاہ
بھی محو حیرت تھا کہ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہی جو ظہور مین آیا ایسا کام بشر سے قیاس مین نہین آتا یہ کوئی فرشتہ یا موکل ہو کہ جس سے
ایسا کام نمایان ہوا سرعت عیار کہ اُسوقت میدان جنگ مین موجود تھا جب اُسنے شاہزادہ دری مشتری طلعت
کو باین شان و عظمت دیکھا یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے گھبرا کر اور تو کچھ نہ کہہ سکا قدمون پر شاہزادہ دری مشتری طلعت
کے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا شاہزادے نے سرعت کو اُٹھایا وہ ہوش مین آیا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے سرعت عیار کو
سینہ سے لگایا سرعت نے فوراً ملک سعیدون شاہ کو شاہزادہ دری مشتری طلعت کے آنے کی خبر دی ملک سعیدون شاہ
اُسی وقت بیتابانہ پیادہ پا فرزند دلبند کے دیکھنے کو تشریف لایا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے باپ کے قدمون پر سر جھکا
بادشاہ نے فرزند کو گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے ہمراہ فرزند کو لشکر مین لایا تمام لشکر مین ایسی خوشی ہوئی گویا اُس دن
عید تھی اور ویسا ہی رنج لشکر کفار مین ہوا حکیم ابو المحاسن اور شاہزادہ معز الدین بھی زیر کوہ آئے حکیم صاحب نے شاہزادا

معزالدین سے فرمایا ای شہریار دولت مدار اشرار جادو کا جگر نکال کر اپنے پاس رکھ لیجیے کہ کسی وقت پر کام آ دیگا یعنے آپنے جو کسی سے وعدہ کیا ہی اُسے بھی ایفا کرنا ضرور ہوگا شاہزادہ معزالدین نے بموجب ارشاد حکیم صاحب کے جگر اشرار خونخوار کا بکمال احتیاط نکال کر حکم دیا کہ اسے بحفاظت تمام رکھنا خبردار ضائع نہونے پائے جب ہم مانگین دینا اور شاہزادہ دری مشتری طلعت سے ملاقات کی شاہزادہ دری مشتری طلعت نے ہاتھ حکیم صاحب کے آنکھون سے لگائے ملک سعیدون شاہ نے بھی بعد دست بوسی کہا حکیم صاحب ہمین آپ نے گویا دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا کہ ہماری روح و جگر و جان کو ہمسے ملایا ہم شکریہ احسان ادا نہین کرسکتے حکیم صاحب نے فرمایا ای شفیق ہمکو فقط گوہر آویزے سے مطلب تھا ملک سعدان شاہ سے ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے جب سُنا کہ حکیم صاحب تشریف لائے فوراً خوان زر و جواہر تصدق کو بھیجے اور دو رکعت نماز شکر یہ ادا کی دوسرے روز ملک سعیدون شاہ نے بمشورہ حکیم صاحب ملک سعدان شاہ کو ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے عقد کا پیام بھیجا ملک سعدان شاہ نے جواب دیا کہ تم مرات الغیب بھی قمر قران السعدین سے لائے جو ہماری شرط تھی ملک سعیدون شاہ نے کہلا بھیجا تم اُسکے خواص سے بھی آگاہ ہو جو ہر بار طلب کرتے ہو اور جو بر تقدیر وہ آئینہ آتا بھی تو تمکو اُس سے کیا فائدہ ہوتا ملک سعدان شاہ چپ ہو رہا اور چاہا غادی دانا سے پوچھے کہ اس بات کا کیا جواب دیا جائے ادھر غادی دانا بمجرد داخل ہونے حکیم صاحب کے لشکر سے غائب ہوگیا تھا ملک سعدان شاہ نے جب غائب ہونے کا حال غادی کے سُنا نہایت صدمہ ہوا آخر یہ جواب دیا کہ آپ مسلمان ہین زردشتی مذہب مین تقریب شادی کیونکر ہوسکتی ہی ملک سعیدون شاہ نے کہلا بھیجا کہ تم تاریخ اعظم مین دیکھو کہ تمھارا جد اعلےٰ سعدان بزرگ مسلمان تھا کہ زردشتی دوسرے یہ پیام ہمنے براہ انسانیت دخیشی بھیجا ہی ورنہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت خود ہمارے پاس موجود ہی اور وہ اپنے دین قدیم پر مستحکم ہی اُسنے تمھاری طرح دین آبائی اپنا ترک نہین کیا اور وہ اسی سبب سے ہمارے پاس نہایت خوشی سے پہونچی ہی اور تم خود جانتے ہو کہنے کی ہمارے کیا حاجت ہی بہرحال اب تمکو بھی لازم ہی کہ تم دین حق اپنا قدیم بصدق دل اختیار کرو اور اس ملت و مذہب کو لعنت کرو تا عقد ملکہ سعیدہ قمر طلعت کا تمھاری خوشی سے ہو ملک سعدان شاہ نے تین روز کی مہلت مانگی کہ بعد تین روز کے جواب دیا جائیگا ملک سعیدون شاہ نے تین روز کی مہلت قبول کی رات کو چند سردار ملک سعدان شاہ کے آئے اور کہا ای بادشاہ ہماری راے بھی یہی ہی کہ آپ عقد ملکہ سعیدہ قمر طلعت کا شاہزادہ دری مشتری طلعت سے کردین مصلحت وقت یہی ہی ملک سعدان شاہ نے کہا میرا یہ دل و جگر کہان کہ جیتے جی ملکہ کے عقد کو اپنی زبان سے اپنی حیات مین کہون ہان مصرعہ بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد مگر اب کوئی شکل ایسی جس سے کہ ان لوگونسے جان بری ہوئے معلوم نہین ہوتی اس عرصہ مین ایک شخص غیر آیا اور ایک رقعہ ملک سعدان شاہ کو دیکر روانہ ہوا ملک سعدان شاہ نے رقعہ کا مضمون دیکھا غادی دانا نے لکھا تھا کہ ای ملک سعدان شاہ مین فقط بخوف حکیم صاحب روپوش ہون لیکن ایک چیز ایسی تحفہ میرے ہاتھ آئی ہی کہ اگر اُسکا وار چلجائے تو

تمھارا مطلب دلی بر آوے وہ یہ ہی کہ کوہستان مین ایک چشمہ عین السموم ہی اُسمین چانول پیدا ہوتے ہین اگر اُن چانولون سے دو چانول دوسرے چانول خالص مین پکین تو وہ سب چانول زہر ہلاہل ہوجاوینگے اور وہ زہر بھی ایسا قاتل ہوگا کہ کوئی زہر اسکے مقابل نہین ہوگا کیونکہ دو چار چانول بھی ایک آدمی کو کافی و وافی ہین اسی واسطے پانچ سیر وہ چانول تمھارے پاس بھیجے ہین کہ اُنکے ذریعہ سے تم اپنے دشمن جان و ایمان کو ہلاک کر دتا یہ فتنہ و فساد مٹجائے اور پھر ہم تم بعیش بسر کرین ملک سعدان شاہ نہایت خوش ہوا اور دوسرے روز واسطے ملاقات ملک سعیدون شاہ کے لشکر سے چلا اور ملک سعیدون شاہ نے سنا کہ سعدان شاہ صلاح کو آتا ہی تا در بارگاہ استقبال کو آیا اور نہایت اعزاز سے لشکر مین لے گیا اور دل مین بہت خوش تھا کہ اب ملکہ سعیدہ قمر طلعت اپنے باپ کی خوشی سے منعقد ہوگی اور حکیم صاحب آج کل عبادت الٰہی مین ایسے مشغول ہین کہ ملک سعیدون شاہ کے پاس کم آتے ہین غرض جب ملک سعدان شاہ و ملک سعیدون شاہ کے باہم ملاقات ہوئی ملک سعدان شاہ نے اسلام قبول کیا اور کہا کہ مین عقد ملکہ کا بھی برضا و رغبت شاہزادہ دری مشتری طلعت سے کیے دیتا ہون ملک سعیدون شاہ پھر اُٹھا اور بغلگیر ہوا ملک سعدان شاہ وہان سے اپنے لشکر کو پھر آیا صبح کو اُس منافق ملعون نے بہت سے چانول اور گوشت اور میدہ اور گھی مصالح وغیرہ تمام سامان تیار کیا اور تھوڑے چانول مسموم اُن چانولون مین ملاکر ملک سعیدون شاہ کو بھیجدیے اور ایک رقعہ لکھا کہ مین نے یہ رسم جدید پیدا کی ہی یہ تو اتحاد جدید کی دعوت طعام ہی اُنکی دعوت پختہ ہوگی آج آپ مع سب اہل لشکر اسکو پکوا کر تناول فرمائین والسلام ملک سعیدون شاہ نے حکم دیا کہ دو چار ملازم معتمد ملک سعدان شاہ بھی حاضر رہین ہم اُنکے سامنے یہ دعوت کھائینگے اور حکیم صاحب سے کہا یہ جگہ متعفن ہی اور جہان مناسب ہو وہان خیمہ برپا کیا جاے حکیم صاحب نے اُسی غار مین حکم دیا کہ یہین خیمہ و خرگاہ برپا کرائے جاوین یعنے قریب اپنے اور وہین سے شہاب نوجوان کو واسطے جنگ ابطال قوی ہیکل کے روانہ کیا تھا ملک سعیدون شاہ اور شاہزادہ دری مشتری طلعت مع چند مقرب خاص کے وہان تشریف لائے اور حکم دیا تھوڑا سا سامان دعوت کا یہان بھی آئے کہ ہم خود اپنے سامنے پکوا کر کھائینگے اور باقی اسباب و سامان باورچیخانہ مین بھیجدیا کہ تمام لشکر کو تقسیم کر دیا جاے الغرض چار سو دیگ ورو دیکچے یہان تیار ہوئے اور باقی کھانا لشکر مین پکا اب بیان راوی کا بیان ہی کہ حکیم صاحب ایک مکان مین علحدہ مصلا سے عبادت پڑھتے اور ملک سعیدون شاہ اُس غار مین محفل عیش و نشاط مین تشریف رکھتے تھے

اب حال بالاے کوہ کا بیان ہوتا ہی

کہ ایک روز سوسن نے بطریق خوش طبعی ملکہ سعیدہ قمر طلعت سے کہا اے ملکہ آفاق بفضل چارہ ساز بیچارگان شاہزادہ دری مشتری طلعت بھی تشریف لایا ہی اور ہر ایک طرح کا سامان بھی موجود ہی اب فقط اُسکے حکم کی دیر ہی امیدوار کو چاہیے کہ امید اپنی لگائے رہے ملکہ مسکرا کر بولی تجھے رشک کیون آیا تیری مراد مین کیا دیر ہی سوسن چپ ہو رہی اور ملکہ کے پاس سے چلی گئی

سرو ناز نے سوسن سے کہا اے بہن چلو ہم بھی محفل جشن کا تماشا دیکھین سوسن بولی چلو غرضکہ سرو ناز اور سوسن اُسی نقب مین پہونچین اور دراز سے دروازے کے نظر کی وہان فقط حکیم صاحب کو بوریا سے بے ریا پر دیکھا کہ عبادت الٰہی مین مشغول ہین اس اثنا مین ایک ملازم نے آواز دی کہ حکیم صاحب کھانا تیار ہی حضرت کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی اور ادھر ایک کتے کی آواز سوسن نے سُنی کہ وہ فریاد کر رہا ہی سوسن نے سرو ناز سے کہا بہن اس کتے کی آواز بہن پہچانتی ہون بلکہ یقین ہی کہ یہ وہی گشت سرقان تیغ باز قزاق کا ہی جو طعام زہر آلود کی بو سے شور وغل مچاتا ہی سرو ناز نے کہا سچ ہی یہ وہی کتا معلوم ہوتا ہی سوسن نے کہا جلد جا اور دیکھ کیا معاملہ ہی سرو ناز نے کھڑکی سے دیکھا تو واقعی وہی کتا ہی سرو ناز وہان سے سوسن کے پاس آئی اور کہا بہن وہی ابلق کتا قزاق کا قریب باورچیخانہ کے غل مچا رہا ہی سوسن نے کہا دروازہ پر دستک دے سرو ناز نے ایک پتھر در پر زور سے مارا حکیم صاحب نے برہم ہو کر پوچھا کون ہی سوسن نے کہا حضرت مین سوسن ہون حکیم صاحب نے دروازہ کھولدیا جب سوسن قریب آئی سلام کیا حکیم صاحب نے فرمایا اس حرکت بیہودہ سے کیا حاصل سوسن نے دست بستہ عرض کی کہ کتا سرقان تیغ باز قزاق کا شور وغل باورچیخانہ کے در پر کر رہا ہی اور اُسکا خواص یہ ہی کہ جب طعام زہر آلود کی بو پاتا ہی تو ایسی ہی حرکت کرتا ہی حکیم صاحب نے فرمایا جبکہ ملک سعدان شاہ نے قسم کلام مجید کی پھر مین زہر کا کس طرح خیال وشک ہو سوسن بولی درست ہی لیکن جب تک دشمن کا بخوبی امتحان نہو لے کیا اعتبار اور احتیاط مین کیا مضائقہ ہی حکیم صاحب وہان سے ملک سعیدون شاہ کے پاس آئے اور فرمایا مجھے طعام دعوت مین ایک نوع کا شک پیدا ہوا ہی ملک سعیدون شاہ نے اول دس نفر جو ملک سعدان شاہ کی طرف سے حاضر تھے اور محض لاعلم تھے اُنکو وہ کھانا کھلایا ایک ساعت نگذری تھی کہ وہ سب غریب راہی ملک عدم ہوگئے اور یہ بھی خبر پہونچی کہ دس بارہ نفر باورچیخانہ کے فقط چکھنے ہی مین کام آئے اور چند باورچی اُس کھانے کی بھاپ سے ورم مین آلودہ ہو کر غش مین پڑے ہین بادشاہ نے وہ سب کھانا دفن کرادیا اور منادی لشکر مین کرادی کہ کوئی اس طعام زہر آلود کو نہ کھائے مگر جنکا وعدہ برابر ہوگیا تھا وہ کیونکر نہ مرتے غرضکہ چار سو آدمی اُس طعام کو کھا بہشت عنبر سرشت مین پہونچے اور وہ دغا شعار اُن مظلومون کے خون مین مبتلا ہوا حکیم صاحب نے ملک سعیدون شاہ سے فرمایا شاید پیچ عین السموم ان کچے چانولون مین ملا دیے ہونگے بعد اسکے نقل چشمہ عین السموم بادشاہ سے بیان کی بادشاہ نے کہا کہ سعدان انتہا کا دغا شعار ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ جسنے اپنی بیٹی سے ایسا ارادہ کیا اُس سے جو کچھ ہو تعجب ہی اور اُس سے جو کوئی امید نیکی رکھے خلاف عقل ہی غرضکہ اس اثنا مین شاہزادہ دری مشتری طلعت نے طبل جنگ اپنے نام بجوایا ملک سعدان شاہ کو بھی خبر ہوئی سمجھ گیا کہ میرے مکر وفریب سے یہ سب آگاہ ہوگئے دربار مین باعلان چلا کر رونے لگا سرداران لشکر نے کہا اب رونے سے کیا فائدہ اب بغیر مقابلہ چارہ نہین ہی ناچار ملک سعدان شاہ رزمگاہ مین آیا طرفین کے لشکر جمع ہوئے شاہزادہ دری مشتری طلعت باجازت حکیم صاحب حرب وضرب مین مشغول ہوا ملک سعدان شاہ کی طرف سے القوم فیل قوت مقابلہ کو آیا

شاہزادہ دری مشتری طلعت نے القوم فیل توت کو قتل کیا پھر ملقوم فیل زور میدان مین آیا شاہزادے نے اُسکو بھی قتل کیا اسی طرح دوسرے روز ساحول بہن سیستہ قتل ہوا قصہ مختصر تین روز مین بہت سے پہلوان نامی و گرامی ملک سعدان شاہ کے شاہزادہ دری مشتری طلعت نے جہنم واصل کیے جب کوئی سردار لائق رزم و پیکار لشکرا شرار سعدان شاہ نابکار مین باقی نرہا ملک سعدان شاہ سر و پا برہنہ تھوڑی فوج لیکر بھاگ گیا باقی لشکر نے بعد فرار ہوئے ملک سعدان شاہ کے حاضر ہوکر اپنے مذہب باطل سے توبہ کی ملک سعیدون شاہ نے فرمایا خدا جانے وہ کافر کہان چلا گیا عیاران لشکر کو بلا کے حکم دیا کہ جہان ملک سعدان شاہ ملے ہاتھ پاؤن باندھ کے پکڑ لاؤ حکیم صاحب نے فرمایا اُسکی تلاش کرنی کچھ ضرور نہین وہ خود حاضر ہوگا آخر کار یہی امر ظہور مین آیا کہ بعد پانچ روز کے ملک شہاب الدین دلاور لشکر مین پہونچا اور ملک سعدان شاہ بھی دست و گلو بستہ اُسکے ہمراہ تھا شاہزادہ دری مشتری طلعت کو واسطے استقبال شہاب نوجوان کے گیا تھا دیکھا کہ ملک سعدان شاہ مسلسل بطوق و زنجیر ایک شتر عربی پر سوار ہے اور علاوہ برین ایک نعش کبود رنگ سڑی ہوئی عیار کھینچے لیے آتے ہین شاہزادہ دری مشتری طلعت نے شہاب جوان سے پوچھا اے عالی قدر یہ نعش کسکی ہے شہاب نوجوان نے کہا غادی ملعون کی ہے جو باقی فساد تھا میرے ملازم واسطے سیر کے گئے تھے اُنھون نے دیکھا یہ نعش پڑی ہے اور دو غلام بیٹھے روتے ہین اُنسے پوچھا یہ لاش کسکی ہے اُنھون نے جواب دیا کہ یہ لاش غادی دانا کی ہے غرضکہ وہ غلام بھاگ گئے اور لاش کو وہ لوگ میرے پاس لے آئے دوسرے روز ملک سعدان شاہ سے ملاقات ہوئی اُسنے مقابلہ کیا مین نے اُسکو شکست دے کر گرفتار کر لیا بعد اسکے تمھاری خدمت بابرکت مین حاضر ہوا شاہزادہ دری مشتری طلعت نے شہاب نوجوان کو سینہ سے لگا لیا اور کہا بھائی صاحب خدا نے یہ فتح تمھارے نام مقرر کی تھی اب تمام کام حسب دلخواہ انجام کو پہونچے شہاب نوجوان ملازمت مین سعیدون شاہ کی حاضر ہوا اور حکیم ابوالمحاسن سے بھی مشرف ہوا حکیم صاحب نے دوسرے روز بفتوائے شرع شریف ملک سعدان شاہ بیدین دگراہ کو قتل کرنیکا حکم دیا بیت

چو شد نام گشتہ ش ز اہل جہان کم	فلک گشتہ خندان زمین گشتہ خرم

جب ملکہ سعیدہ قمر طلعت نے خبر قتل پدر بد سیر کی سنی پہلے جوش خون سے آبدیدہ ہوئی اسواسطے کہ یہ کمبخت اگر بیدین نہوتا تو اس نوبت کو کیون پہونچتا بعد اسکے خوش ہوئی اور حکیم صاحب نے حکم واسطے کوہ مراد مین جشن عروسی کا دیا اور خیمہ ہائے سرخ و سبز و طلائی و نقرئی استادہ ہوگئے جنکے قبون پر نظر خیرگی کرتی تھی اور آگے اُسکے اُسی چوب کا نگیرہ جسکی طنابین کلابتون کی تھا زربادلہ و مروارید کی تھی نصب ہوا اور ناچ پر نازان خوش گلو و ماہرویان خوش رو کا شروع ہو گیا محفل شراب و کباب ہر جا گرم ہوئی کدورت سفر بفضلہ تعالی دور ہوئی اور نہایت شان و شوکت ملوکانہ سے عقد ملکہ سعیدہ قمر طلعت کا شاہزادہ دری مشتری طلعت سے ہوا بیان شادی و سامان آبادی بوجہ طول حوالہ قصہ خوان تیز بیان کے کیا گیا کہ وہ بعنوان شایستہ سامعین کو سنائین اور زور طبیعت اپنا اپنا دکھائین اب گفتگوے قصہ سوسن شروع ہوئی شہاب نوجوان نے عرض کیا کہ اس بارہ مین اگر خوشی والدین

کی بھی ہو تو مناسب ہی اسواسطے کہ ہر شخص کو اپنی اولاد کی شادی کی تمنا ہوتی ہی حکیم صاحب بھی اس امر سے خوش ہوئے
ملک نجم الدین ارباب باپ شہاب نوجوان کا ملک گوہر آویز کا حاکم تھا حکیم صاحب نے مع قبایل اسکو کوہ مراد پر
طلب کیا ملک نجم الدین ارباب مفارقت مین اپنے نور بصر و لخت جگر شہاب الدین دلاور کے قریب بمرگ ہو گیا تھا بمجرد
سننے اس امر کے خدمت مین حکیم صاحب کی حاضر ہوا اور اپنے فرزند دلبند کو گلے سے لگا لیا اور حکیم صاحب کی خدمت مین عرض کیا کہ
جناب من ایک ہمشیرہ میری ہزار پرگنہ کی مالک ہی پندرہ برس کا عرصہ ہوا کہ ان بادشاہون کے ہنگامہ مین میری ہمشیرہ کی ایک
لڑکی دولت زینت بخش نامے گم ہو گئی اور میری بہن اسکی فراق مین لب گور ہی اور روتے روتے آنکھونکی بصارت جاتی رہی ہر چند
مین نے سمجھایا کچھ مفید نہوا اور اب مین نے بہت کچھ کہا کہ بھتیجے کی شادی مین شریک ہو لیکن اسنے سوا رونے کے کچھ جواب ندیا بلکہ
یہ کہا کہ آپ میرے درپے شراکت نہون کہ مین کسی تقریب مین جانیکے لائق نہین بقول اس شعر کے بیت

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

اور اسوجہ سے کہ تمامی قوم مین وہ بزرگ قوم ہی اور سوا اسکے میری حقیقی بہن ہی علاوہ برین غمزدہ کا دل نازک زیادہ ہوتا ہی
اگر انکے سکوت پر مین بھی سکوت اختیار کرون تو اور زیادہ انکے لیے سبب ملال ہوگا لہذا بزم شادی بغیر انکے مجھے اچھی نہ معلوم
ہوگی اور بلکہ حضور اگر اس امر مین واسطہ نہوتے تو مین اسکو بغیر انکے جائز نہ رکھتا حکیم صاحب نے فرمایا اس کلام مطول سے کیا
حاصل آپ اصل مطلب بیان کیجیے ملک نجم الدین ارباب نے عرض کیا پیر و مرشد مطلب میرا یہی ہی کہ آپ بعلم نجوم ملاحظہ فرمائیے اگر
کوئی صورت حصول مراد ممکن ہو تو اسکی تدبیر کیجیے ورنہ اس امر موہوم سے نا امید ہو کر چپ رہین حکیم صاحب نے فرمایا ای
ملک نجم الدین ارباب ہمشیرہ زادی تمھاری زندہ تو بیشک ہی لیکن جب تک تمھاری بہن یہان نہ آئیگی مین حال اسکا بیان
نکرونگا اگر تمکو حال مفصل دریافت کرنا منظور ہی تو اپنی ہمشیرہ کو بلا بھیجو ملک نجم الدین ارباب نے اسی وقت اپنی بہن کو رقعہ
لکھا زیبا ملکہ فوراً کوہ مراد پر پہونچی اور بھائی سے کہا جلد مجھے حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچا دو ملک نجم الدین ارباب زیبا ملکہ کو حکیم
صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا حکیم صاحب نے زیبا ملکہ سے فرمایا کہ اگر مین تیری دختر کو یہان بلا دون تو کسطرح اسکو پہچانیگی
زیبا ملکہ بولی حکیم صاحب اب میرا ایسا مقسوم کہان کہ اسکو دیکھون اور سوا اسکے اگر حضور ایسا ہوا بھی تو وہ کیونکر مجھے پہچانیگی اور
میری آنکھین کہان جو پہچانونگی اگر دیدار اسکا میری تقدیر مین ہوتا تو مین اندھی کیون ہوتی حکیم صاحب نے فرمایا ہم تیری آنکھون
کا بھی علاج کر دینگے اگر خدا چاہیگا تو آنکھین تیری روشن ہو جائینگی مگر یہ بتا کہ کوئی ایسی علامت بھی ہی کہ جسکے سبب سے تو اسکو
پہچان سکے زیبا ملکہ نے کہا ہان دو نشانیان قابل پہچاننے کے ہین ایک تو یہ کہ درمیان دونون ابرو کے ایک خال ہی
دوسری نشانی یہ ہی کہ دائی کی غفلت سے اسکے سر مین دروازے کا کنڈا ایسا گڑ گیا تھا کہ اسکی زندگی محال ہو گئی تھی جب وہ
اچھی ہوئی تو اس جگہ بد گوشت نکل آیا تھا یقین ہی کہ وہ بھی موجود ہو حکیم صاحب نے شاہزادہ معز الدین سے فرمایا کہ اس
ضعیفہ کے حال پر تمکو بھی ترحم فرمانا چاہیے شاہزادے نے فرمایا کہ توجہ آپکی ہونا ضرور ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ سرمہ زحل

تھوڑا دو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو شاہزادے نے سرمہ زحل دیا حکیم صاحب نے زیبا ملکہ کی آنکھون مین لگا دیا پس بمجرد
سرمہ لگانے کے آنکھون مین زیبا ملکہ کی روشنی آ گئی حکیم صاحب زیبا ملکہ کو ساتھ لے محل مین تشریف لائے اور فرمایا اے زیبا ملکہ
دیکھ تو اسمین کسی کی شکل تیری دختر کے مشابہ ہو اتفاق سے اسوقت سوسن کسی کام کو گئی تھی زیبا ملکہ نے سب کو بغور دیکھا لیکن
کسی مین وہ نشان نہ پائے اور کہا انمین تو معلوم نہین ہوتی اس اثنا مین سوسن بھی آ گئی زیبا ملکہ کی جو نہین نگاہ سوسن پر
پڑی خود بخود دل مین اضطراب پیدا ہوا جب قریب سے وہ خال دیکھا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور بیہوش ہو گئی
ادھر قلب سوسن کا بھی بیتاب ہوا اور خون نے جوش مارا جب زیبا ملکہ کو ہوش آیا سوسن کو گلے سے لگا لیا اور اس
درد سے روئی کہ تمام حاضرین محفل کے بھی بے اختیار آنسو نکل آئے اور یقین کا مرتبہ ہو گیا کہ بلاشبہ سوسن زیبا ملکہ کی دختر ہے
حکیم صاحب نے فرمایا اے زیبا ملکہ اب حقیقت اپنی دختر کی سن کہ اسپر جو مصیبت گذری ہے جب اس تاراجی و غارت مین تیری
دختر کو ایک لشکر کا پیادہ لے گیا اسنے شہر گوہر آویز مین ایک دلالہ کو برائے پرورش دیا اس عورت نے محل مین بادشاہ کے لیجا کر
ملکہ سعیدہ قمر طلعت کی مادر گرامی یعنے ساعدہ بانو مرحومہ کے ہاتھ عوض مین ایک انگشتری یاقوت اور ہزار دینار سرخ
کے فروخت کر ڈالا اور اتفاق سے اُس روز یہ لباس سوسنی رنگ پہنے تھی اور وہ رنگ اسکو نہایت ہی زیبا تھا پس اسی وجہ
سے ملکہ ساعدہ بانو نے نام اسکا سوسن رکھا زیبا ملکہ نے یہ حقیقت سُنکے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ کے قدم مبارک کی
برکت سے میری آرزوے دلی بر آئی ورنہ مین کہان اور یہ روز برکت و مبارک کہان جب شہاب نوجوان نے یہ کیفیت
سوسن کی سنی نہایت خوش ہوا اور کہا الحمد للہ کہ معشوقہ میری صحیح النسب ہے کنیز نہین ہے مین خیال کرتا تھا کہ بھلا کنیزون مین
یہ فہم و ادراک و حسن و جمال کہان جو اپنی لیاقت خدمت مین ملکہ سعیدہ قمر طلعت کے تقرب حاصل کرے آخرکار بساعت سعید
سوسن خواہر جان بخش کا عقد شہاب نوجوان سے کر دیا اور کئی روز تک بزم عیش مہیا رہی پھر ضرغام شاہ و نرگس شہلا بھی
اپنے ملک کو روانہ ہوئے اور ملک سعیدون شاہ اور شاہزادہ معز الدین اور حکیم ابو المحاسن شہر سہیم السعادت
مین تشریف لائے ملک سعیدون شاہ نے شاہزادہ معز الدین کی دعوت شاہانہ کی اور حکیم ابو المحاسن نے
ملک گوہر آویز کی حکومت شہاب الدین دلاور کو دی اور بعد فراغ ان امورات کے شاہزادہ معز الدین نے وہ مہرہ
اور نصف جگر اشرار جادو کا حسب وعدہ ماہی کو دیا کیونکہ ماہی سے وعدہ کیا تھا کہ مہرہ مع شئ زائد تجھے پہونچا دونگا اور
شئ زائد سے جگر اشرار جادو سے مراد ہے بعد اسکے حکیم صاحب نے فرمایا اے عالیجناب ؎

هر کجے دید در آئینۂ دل روے نگار — غیر من کز غم دلدار بود زار حیران
تا کجا عقدہ بیکار شود از گردش چرخ — چند پرگار صفت باشم از و سر گردان

حکیم صاحب نے کہا اے شہریار جو کریم الطبع اور سخی و شجاع ہین وہ غیر کے کام کو اپنے کام پر مقدم جانتے ہین اور انکے طفیل نامراد
اپنی مراد کو پہونچتے ہین لہذا اب آپ اپنے رفقا و ہمطریق یعنے اقبال شاہ سے ملاقات کیجیے وہ آپ کے منتظر ہونگے شاہزادہ
نے کہا طریق ملاقات ارشاد ہو حکیم صاحب شاہزادہ کو کنارہ دریا لائے اور ایک اسم تعلیم کیا بمجرد پڑھنے اُس اسم کے وہی کشتی

صندلی سفینۃ السعادت جسپر شاہزادہ سوار ہوکر شہر گوہر آویز میں تشریف لیگیا تھا دریا سے برآمد ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا
بسم اللہ کشتی میں سوار ہوجیے جب شاہزادہ سوار ہوچکا حکیم صاحب نے فرمایا ای سفینۃ السعادت شاہزادے کو مقام مقصود پر
پہونچادے کشتی یہ سنتے ہی غرق ہوگئی اور پھر جو پانی پر اُبھری تو کشتیان صدہا اقبال شاہی نظر آئین بعدہ اقبال شاہ عادل شاہ
مع تمام سرداران لشکر ملازمت کو شاہزادے کی حاضر ہوئے اقبال شاہ نے بعد ادائے رسم سلام حال پرسی کی اور بار بردین حضر
ہونے کی شاہزادے کو مبارکباد دی دوسرے روز وہان سے مرطوب شاہ کے ملک کی جانب روانہ ہوئے اور مرطوب شاہ کے
ملک کو شہر غربیہ حصار اور شہر سفیہان اور شہر ابلہان بھی کہتے ہین غرض چند روز کے بعد سواد غربیہ حصار نظر آیا اقبال شاہ
نے اسی جا لشکر کو حکم قیام دیا اور مرطوب شاہ کو بایں مضمون نامہ لکھا کہ ای مرطوب شاہ آگاہ ہو ہم چاہتے ہین کہ تم چارون
رئیسان حصار چار شکلیہ کو ملازمت کے لیے شاہ ظہورستان یعنے روح الملک کے لیجادین اور باہم صلح کرادین لیکن یہ کوئی امر
ملحوظ خاطر ہوا کہ شاید تم لوگ بغیر حکم اپنے ارباب مثلثہ کے نجاؤ اور عذر پیش کرو لہذا ایک فرمان تمام ارباب کی مہرون سے
ہمنے مرتب و مزین کروایا بعد اسکے ہر رئیس کو اپنی ملازمت کے واسطے طلب کیا اسمین بعض بمقابلہ پیش آئے ہمنے بتائید شاہ
جاودان انکو گوشمالی معقول دی جب مغلوب ہوئے تو یہ عذر شرعی پیش کیا کہ ہم بے اجازت ارباب مثلثہ کے آپ کی
اطاعت نہ قبول کرینگے جب ہمنے فرمان مہری ارباب مثلثہ کا دکھلایا اور مہرین انکی کتب قدیمہ سے مقابلہ کرائین تو کوئی
عذر انکو باقی نرہا اور بسر و چشم ہماری فرمان برداری منظور و قبول کی اسی طرح طافی شاہ اور راسب شاہ اور عادل شاہ
نے بھی اطاعت قبول کی اب ہم تمکو بھی آگاہ کرتے ہین کہ مہرین ارباب مثلثہ آپ کی حاصل کرکے ہم تمھارے ملک مین آتے
ہین اب تمکو بھی واجب اللازم ہو کہ بمجرد دیکھنے اس فرمان واجب الاذعان کے غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھکے ملازمت مین
ما بدولت و اقبال کی حاضر ہو مثل عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار کے کہ وہ تمام بادشاہان حصار سے ممتاز ہو تم بھی رکاب
فیض انتساب کے ہمراہ ملک ظہورستان کو چلو یقین واثق ہو کہ اور بھی بادشاہ مثل طافی شاہ اور راسب شاہ کے
موافق اپنے اپنے وعدہ کے حاضر ہونگے باقی والسلام اس نامہ کو مسعود نام لیکر کشتی مین سوار ہوا بعد چند روز کے
ملک غربیہ حصار مین پہونچا جب خبر آمد مسعود نامہ بر کی مرطوب شاہ کو پہونچی مرطوب شاہ نے نہایت اعزاز سے
مسعود کو دربار مین بلایا مسعود نے وہ نامہ مرطوب شاہ کے ہاتھ مین دیا مرطوب شاہ نے اپنے وزیر قریب الدم کو
دکھایا اور پوچھا کہ اس بارہ مین تمھاری کیا صلاح ہو قریب الدم نے عرض کی کہ ای بادشاہ جو انسان کہ عالم غیب سے
مامور ہو اسکی فرمانبرداری ضرور ہو آیندہ جو مرضی مبارک مرطوب شاہ نے قریب الدم کی بات کا کچھ جواب ندیا وہ بادشاہ
سے رخصت ہوا اپنے مکان کو چلاگیا مرطوب شاہ نے بعد جانے وزیر اعظم کے حامض خان و مالح خان سپہ سالاران
لشکر کو بلاکر اس باب مین مشورہ لیا چونکہ وہ لوگ بدنفس تھے اور حضور شاہی کو خیرخواہی جانتے تھے علاوہ برین قریب الدم
وزیر سے بھی ایک طرح کی عداوت رکھتے تھے اُنھون نے بالاتفاق جواب دیا کہ بادشاہ سلامت خود سلطان روح الملک

کی بدنہادی بخوبی جانتے ہین عرض کرنا کیا ضرور ہی اگر سلطان عدل و انصاف ہاتھ سے نہ دیتا کوئی رئیس تم چارون رئیسون
مین سے منحرف نہوتا دیگر یہ کہ اقبال شاہ نے جو طاقی شاہ وغیرہ رؤساے ثلاثہ مین باہم اصلاح و صلح کرائی اور اپنا
اُنکو فرمانبردار کیا یہ حال اُن رئیسون سے دریافت کرنے کے قابل ہی کہ اُنھون نے فقط دُنیا سازی کی یا واقعی بخواہش نفس
اطاعت قبول فرمائی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ اگر طاقی شاہ اور راسب شاہ بدل اطاعت قبول کرتے تو مثل عادل شاہ
اقبال شاہ کے ہمراہ رکاب ہوتے اُس صورت سے ثابت ہی کہ اُنھون نے بمصلحت صلح کی اور اس فساد عظیم کو سر سے ٹالا
اور عادل شاہ کی ہمراہی کی یہ وجہ ہی کہ اُسکے فرزند احمد نوجوان کا اقبال شاہ نے ملک ارمن مالک جزیرہ کی دختر
سے عقد کروا دیا ہی ورنہ وہ بھی ضرور عذر و حیلہ کر دیتا اور غور طلب یہ امر ہی کہ پھر مین بارھون ارباب ثلاثہ کی اقبال شاہ
کے فرمان پر تا قیامت قیاس مین نہین آتا ہی کسواسطے کہ مہر کرنا موکلان طلسم کا فرمان پر کسی صورت نہین ہوسکتا وہ مہرین اسمین معلوم
کہ کس صورت سے ہین اور وہ اپنے نزدیک ارباب ثلاثہ کی مہرین قرار دیتے ہین مرطوب شاہ نے کہا ہم تمھارے قول کو تسلیم کرتے
ہین لیکن اب ہم اُنکو کیا جواب دین حامض خان اور مالح خان نے کہا در انحالیکہ کثرت افواج کے سبب اُنسے جنگ و پیکار
مین سر بر نہین ہوسکتے فریب و مکر سے کام نکالنا مصلحت وقت ہی آپ اپنے سرکاری پیراکون کو حکم دیجیے کہ فلان جا دریا مین حکم
کے منتظر رہین بعد اسکے جواب نامہ اس مضمون کا اقبال شاہ کو لکھو کہ ہمارا قدیم سے یہ دستور العمل ہی کہ ہمین اُس شخص کی فرمانبرداری
منظور ہوتی ہی جو فلان جا دریا مین ہمسے ملاقات کے واسطے جاے معینہ پر تشریف لائے جو اسطرف سے آوینگے باہم بخوبی ملاقات
ہوگی پس ملاحان موافق تمھارے لکھنے کے کشتیون مین سوار ہوکر وہان آوینگے اُس جگہ اپنی کشتیون مین جاکر سوراخ کر دین سب کشتیان
غرق ہو جائینگی اور اگر اقبال شاہ کے موکلان عالم بالا ہمارا مکر و فریب ظاہر کر دینگے تو ہم عذر کرینگے کہ یہ حرکت محض امتحانیہ عمل مین
آئی ہمکو تمھارا حال دریافت کرنا تھا ورنہ ہم تمھارے بلا عذر و تکرار مطیع و فرمانبردار ہین راوی کہتا ہی کہ حماقت طبعی مزاج کی ظاہر ہی
مرطوب شاہ کو سپہ سالارون کی یہ فہمایش نامعقول پسند آئی اور اقبال شاہ کو وہی جواب لکھا کہ جبکہ سب رئیس آپکے
حلقۂ اطاعت مین ہین تو ہم کیا عذر کرسکتے ہین لیکن قاعدہ کلیہ خاندانی سے البتہ کسی قدر مجبور ہین کہ ہر حاکم سے دریا مین ملاقات
کیجاتی ہی کہ یہ ملاقات ہمارے حق مین مبارک ہوتی ہی لہذا آپ فلان جا پر تشریف لائیے اور ہم بھی حاضر ہون انشاء اللہ تعالے
پھر بخوبی ملاقات ہو جاویگی والسلام مسعود جواب نامہ لیکر اقبال شاہ کے پاس آیا اقبال شاہ خوش ہوئے اور فرمایا
کہ مرطوب شاہ نے باوجود حماقت کے مقابلہ نہ کیا یہان بعد جانے جواب نامہ کے مالح خان و حامض خان نے
آب بازان کامل کو بلا کے تمام مراتب اُس مقام کے سمجھائے اور روانہ کیا اور کہا کہ تم نہایت ہوشیاری سے کام کرنا وہ
آب باز اپنے کام پر مستعد و سرگرم ہوئے اور بروز معینہ اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین اور عادل شاہ اور
ملک ارمن وغیرہ تمام سردار کشتیون مین سوار ہوکر اُس مقام مین پہونچے اسطرف سے مرطوب شاہ بھی ہمراہی
فریب الدم وزیر اور مالح خان و حامض خان کشتیون مین آئے اثناے راہ مین سمک عیار نے

مرطوب شاہ سے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ سلطان مرصع کمر بادشاہ ملک فرنگ بالشکر بے قیاس خواستگاری ملاقات

کشتیون مین سوار ہوکر شاہزادہ معزالدین کا آنا واسطے ملاقات مرطوب شاہ کے مع سرداران فوج
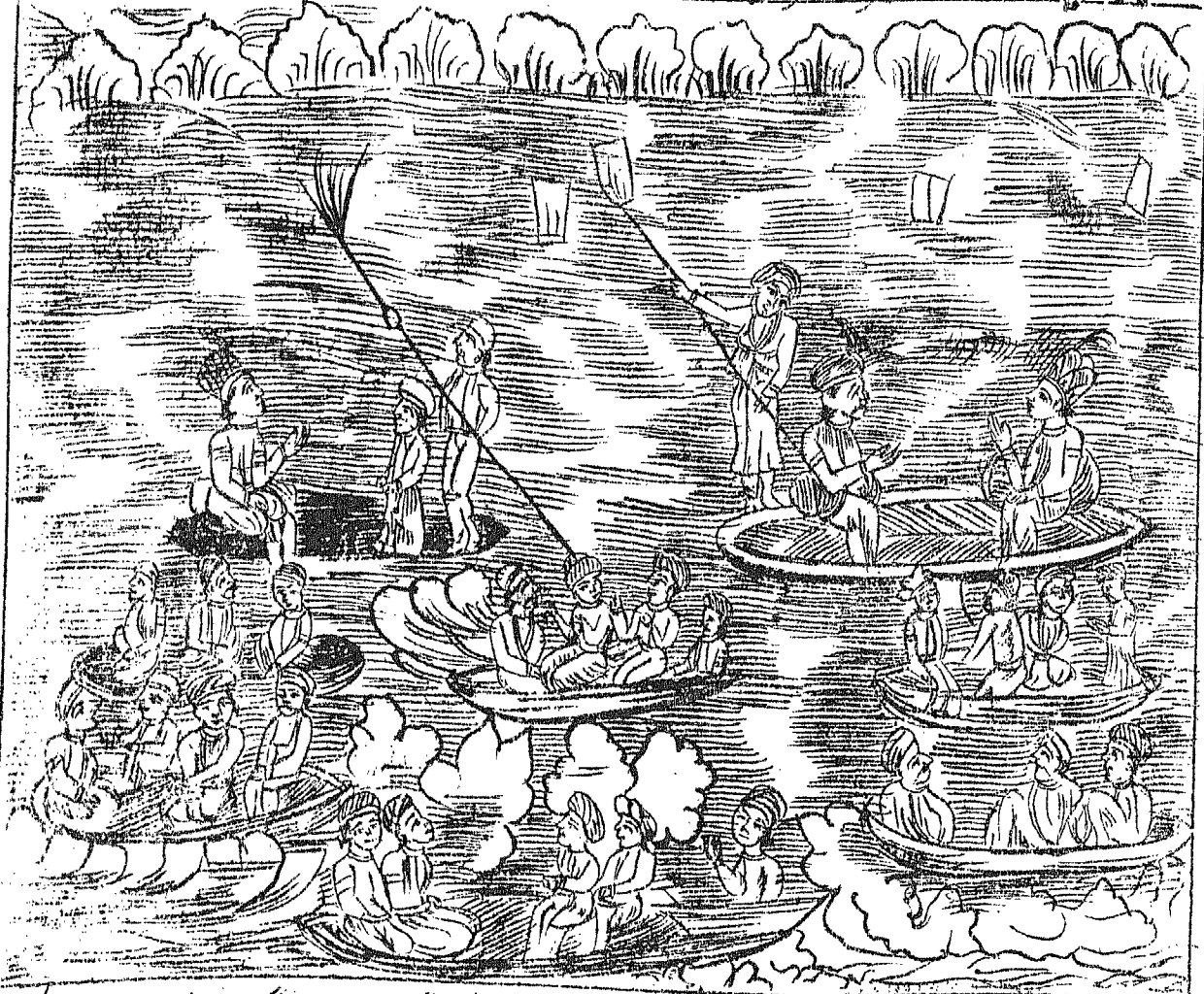
سکے لیے فرنگستان سے یہان آئی مالح خان نے کہا واقعی سچ ہے کہ جب مین سالگذشتہ ملک فرنگ مین گیا تھا تو ملکہ
فرنگ سلطان نے فرمایا تھا کہ ہم ضرور تمھارے بادشاہ کی ملاقات کو آئینگے کہ کمال مشتاق ملاقات ہون اور مین نے بھی حضور
کا اخلاق ملکہ سے بیان کیا اور کمال صفت وثنا کی اگر حکم ہو تو مین ملکہ سلطان کو بہ اعزاز تمام شہر مین لاکر مہمانی کرون
اس ہنگامہ مین ملکہ فرنگ سلطان کا تشریف لانا تائید غیبی تصور کرنا چاہیے اسواسطے کہ ایسے پہلوانان ذیشان بہادر
ملکہ کی سرکار مین ہین کہ پردہ دنیا مین نہونگے مرطوب شاہ نے کہا بہتر تو فقیر تمام تم ملکہ فرنگ سلطان کو شہر مین لیچلو مین بھی
آتا ہون مالح خان نے ملکہ فرنگ سلطان کو شہر مین لاکر قلعہ کے اندر ایک مکان عالیشان مین کہ نہایت پاک پاکیزہ تھا اتارا

اب حال یہان کا سنیے

کہ جب کشتیان اقبال شاہ کی آب بازون کے موضع پر آئین آن حرامزادون نے تمام کشتیون کے پیندے مین سوراخ
کردیے اور کشتیان قریب غرق ہونے لگین اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین دوسری کشتی مین سوار ہوئے مگر اس کشتی
کو بھی اس بلا مین مبتلا پایا آخرکار جس کشتی مین سوار ہوتے تھے یہی معاملہ پیش آتا تھا قدرت خدا دیکھنا چاہیے کہ اس وقت
اقبال شاہ نے خیال کیا کہ شاید یہ شرارت مرطوب شاہ کی ہے یہ سوچکر درگاہ رب العزت مین دعا کی یکایک اس شدت
سے ہوا چلی کہ مرطوب شاہ کی کشتیون کے لنگر ٹوٹ گئے اور بادبان صدمہ ہوا سے پرزہ پرزہ ہوکر اڑ گئے اور وہ کشتیان
اقبال شاہ کی کشتیون سے اسقدر متصل ہوگئین کہ باہم ٹکرا گئین اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین مع سرداران ہمراہی
اپنی کشتیون سے مرطوب شاہ کی کشتیون مین اتر آئے اور مرطوب شاہ کو مع وزیر فریب الدم گرفتار کرلیا بعد اسکے
اپنے لشکر کے غوطہ خورون کو حکم دیا کہ تم غوطہ لگاکر دریا مین دیکھو کہ کیا ماجرا ہے اقبال شاہ کے آب بازون نے دریا مین غوطہ
مارا وہان دیکھا کہ قریب چارسو نفر آب باز کے دریا کے اندر کشتیون کی تہ مین سوراخ کر رہے ہین ایک آب باز نے دریا سے
نکلکے حقیقت انکی بیان کی اقبال شاہ نے اور چند نفر غوطہ خور امداد کے واسطے بھیجے الغرض دریا مین باہم غوطہ خورون
مین خوب لات مکا اور کھونسا چلا اور خنجر و پیش قبض کی نوبت پہونچی تا اینکہ تمام پانی دریا کا خون سے سرخ ہوگیا از بسکہ
اقبال شاہ کا اقبال یاور تھا مرطوب شاہ کے غوطہ خور قتل و گرفتار ہوئے اقبال شاہ نے نجارون کو حکم دیا کہ جلد
کشتیون کی مرمت ہو جو پاس کشتیان کہ شکست ہوگئی تھین فوراً درست کردین بعد اسکے اقبال شاہ نے مرطوب شاہ
سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت تھی او احمق تجھے یہ خیال نہ آیا کہ اس فکر و فریب سے بجز ندامت کے کیا حاصل ہوگا مرطوب شاہ
نے سر نیچا کرلیا اور عرق انفعال پیشانی پر آگیا اور جواب دیا کہ اے شہریار میرا قصور نہین ہے یہ حرامزادے مالح خان و
حامض خان کی شرارت ہے اقبال نے فرمایا حامض خان ہمارے پاس بقضا مین گرفتار ہے انشاء اللہ تعالے
مالح خان کو بھی سزاے معقول ہم دینگے مگر تو نے جو دیدہ و دانستہ حرکت بیہودہ کی وہ باین شرارت پیش آیا اب تیری کیا سزا ہے
مرطوب شاہ نے کہا مجھسے بھی خطا ہوئی مین آپکی تحریر کو اپنا نوشتہ تقدیر نہ سمجھا اور نصیحت و پند کو فریب الدم وزیر نیک تدبیر
کی خیال نہ کیا کیونکہ بارہا اُس وزیر خوش تدبیر نے مجھ بیوقوف کو سمجھایا اور حضور کی اطاعت کے لیے فہمایش کی الا مین اُن
شیاطین کے بہکانے سے مجبور ہوگیا بالذات میرا قصور نہین ہے یہ مفسدہ پردازی انھین ملعونون کی ہے اقبال شاہ نے اُسوقت
مرطوب شاہ کے سامنے حامض خان کو پانی مین ایسے غوطے دلوائے کہ وہ اپنی سزاے اعمال کو پہونچا بعد ہلاک ہونے
حامض خان کے فی الجملہ مرطوب شاہ کے کچھ ہوش درست ہوئے اور خود اشتیاق ملازمت سلطان روح الملک پیدا
ہوا اقبال شاہ نے کشتیان غریبہ حصار کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا جب کشتیان شہر کے نزدیک پہونچین دیکھا دروازے

شہر کے بند تھے اور سامان جنگ بروج وفصائل پر شہر کے آراستہ ہو رہا تھا آخر معلوم ہوا کہ مالح خان بذات خود نے جب مرطوب شاہ کا گرفتار ہونا سنا دروازے شہر کے بند کروا دیے اور اب خود مستعد جنگ ہی یہ حرکت مالح خان کی نہایت ناگوار گذری مرطوب شاہ نے بتبسم کہا کہ میری کچھ خطا نہین بلکہ اُسی وقت مالح خان شوربخت کو کہلا بھیجا کہ اپنے اعمال کا تجھے کچھ خیال نہین ہی اس حرکت ناشائستہ سے باز آ ورنہ تیرے حق مین بہتر نہوگا مالح خان نے خود فصیل پر دروازے پر آکر باواز بلند کہا ای بادشاہ نامراد جب تک کہ مین زندہ ہون شہر وقلعہ مفت ندعیون کے حوالے نہین کرونگا اگر تم اقبال شاہ کے ہاتھ سے زندہ وسلامت بچے تو پھر ہمارے تم بادشاہ ہو اور نہین تو ہمین تمھاری کچھ پروا نہین ہی تمکو بھی اب ہمارے حال سے کچھ مطلب نہ رکھنا چاہیے پھر اقبال شاہ نے ایک نامہ مالح خان کو نہایت سخت لکھا اور حامض خان کی کیفیت بھی لکھی مالح خان نے وہی جواب دیا جو مرطوب شاہ کو دیا تھا اقبال شاہ نے اُسی جا کشتیون کے لنگر قائم کرنیکا حکم دیا شاہزادہ معزالدین نے اقبال شاہ سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کو مرطوب شاہ سے غرض تھی وہ آپ کے پاس موجود ہی اب آپ اُسکو جس طرح سے چاہین ظہورستان لیجیے یہ قلعہ خدا جانے کب فتح ہو اقبال شاہ نے کہا جائے غور ہی خیال کرنا چاہیے کہ تمام طلسمات حصار چار رشلثہ تمھاری برکت قدم اور زور بازو سے فتح ہوئے چنانچہ طاقی شاہ وغیرہ بادشاہان حصار ملازمان عالی مین حاضر ہین اگر اب ہم اس امر سہل کو فروگذاشت کردین کسقدر موجب بدنامی کا ہوگا دوم مرطوب شاہ کو بھی عذر معقول کی گنجائش ہوگی کہ میرے ملک پر ایک شخص غیر قابض ومتصرف ہی کیونکر تمھارے ساتھ چل سکتا ہون تیسرے جبتک مالح خان زندہ ہی فساد ملک ہرگز دفع نہوگا شاہزادہ معزالدین خاموش ہو رہا وہان مالح خان نے ملکہ فرنگ سلطان کو تخت نشین کیا ملکہ فرنگ سلطان نے کہا مین تمھارے یہان مہمان ہون مجھے تخت نشینی سے کیا سروکار ہان اگر ارادہ جنگ کا رکھتے ہو لشکر میرا حاضر ہی مالح خان نے کہا ای ملکہ ہم مقابلہ اقبال شاہ کا کسی طرح نہین کرسکتا لشکر اُنکا ہمارے لشکر سے دس حصہ زیادہ ہی سمک عیار نے مالح خان سے کہا کہ ای پہلوان تم خاطر جمع رکھو مین آج کی شب جس طرح ممکن ہوگا مرطوب شاہ کو بزور عیاری وہان سے لے آؤنگا مالح خان نے کہا ای سمک عیار اگر تو نے یہ کام کیا تو مین انعام تیرے حوصلہ سے زیادہ دونگا سمک عیار نے ایک مشک مین ہوا بھری اور اُسپر سوار ہو کے قلعہ کے بدر رو سے نکل رفتہ رفتہ اقبال شاہ کی کشتیون کے قریب پہونچا قضارا اُس شب اقبال شاہ نے تمام دریا مین روشنی چراغان کی تھی اور آپ مع شاہزادہ معزالدین سیر چراغان مین مشغول تھا سمک عیار کو فرصت ملی اُسنے مرطوب شاہ کو بیہوش کر چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور اس چالاکی سے باہر نکلا کہ کسی کو خبر نہوئی اور وہ پشتارہ مالح خان کے پاس لیجا کر رکھدیا مالح خان نے اُسی وقت مرطوب شاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور نقارۂ شادیانہ بجانے کا حکم دیا ملکہ فرنگ سلطان ہر وقت نقاب پوش رہتی تھی اُسنے اُسی نقاب پوشی مین مرطوب شاہ سے ملاقات کی اور کیفیت اقبال شاہ کی پوچھی مرطوب شاہ نے تمام ماجرائے گذشتہ چارون رئیسان حصار کا اور آزردہ ہوجانا سلطان روح الملک کا اور تشریف لانا

اقبال شاہ کا داسطے اصلاح فساد کے ملک فرنگ سلطان کے روبرو بیان کیا ملکہ کا چونکہ اس ضمن مین ایک مطلب درپیش
تھا مالیخ خان سے کہا ای خانصاحب تم اپنی فساد ونیت سے درگذر رد او نصیحت پر اقبال شاہ کی عمل کرو مرطوب شاہ نے
کہا ای ملکہ میرا بھی یہی ارادہ ہو الا چندے روز منتظر ہون کہ کیا ظہور مین آتا ہو مالیخ خان نے مرطوب شاہ سے کہا خدا نے تمکو دعی
کے چنگل سے چھوڑایا اگر اقبال شاہ بحکم ارباب مشاہدہ تھا ملک مین آن کر متعرض ہوتا تو پھر تمکو انکی قید سے نجات ہونی
مشکل تھی القصہ اقبال شاہ نے شہر طلوع سپیدہ کا محاصرہ کر لیا اور اثنائے محاصرہ مین بار بار اپنے مرشد ہادی الہدایت کی خدمت
مین رجوع کی تا کہ طریق فتح قلعہ ارشاد ہو کوئی حکم صادر نہوا یہی معلوم ہوا کہ اس کام مین توقف ہو راوی کہتا ہو کہ ایک روز احمد بن
عادل شاہ اور اصغر بن خاقی شاہ دونون شاہزادے چند مصاحبون کے ہمراہ کنارہ پر دریا کے ہوا خوشی کر رہے تھے کہ ایک
جوان چھوٹی کشتی پر سوار دور سے نظر آیا اصغر نے احمد سے کہا برادر یہ مرد ظاہر مصیبت زدہ معلوم ہوتا ہو کیونکہ اکیلا بغیر ملاح کے
کشتی مین سوار ہو احمد نے کہا سچ ہو شاید کسی دشمن کے خوف سے بھاگا ہو ناگاہ وہ کشتی دریا کے کنارے پہونچی اور دریا مین غرق
ہوگئی اس جوان نے غوطے کھائے اور مضطرب ہوکر فریاد کی کہ ای بندگان خدا اکرم برائے خدا مجھے گرداب بلا سے نجات دو شاہزادون
نے ملاحون کو حکم دیا کہ جلد اس کشتی کو نکال لاؤ غرض بمشکل تمام ملاحون نے دریا سے نکالا وہ بیچارہ بحال خراب انکے پاس خاموش بیٹھ گیا
شاہزادون نے دیکھا کہ ایک جوان خوش رو عمر مین بیس برس کا ہو مگر رنگ چہرے کا زرد ہو شاہزادون نے پوچھا ای جوان تم کون ہو
اور کس بلا مین مبتلا ہوئے ہو اسنے کہا ای شہریار نامدار مین اسی شہر کا رہنے والا ہون اور باپ میرا سرکار شاہی مین عہدہ جلیل پر
ممتاز ہو اتفاقاً مین دختر مالیخ خان لازجہ بانو پر عاشق ہوگیا جب میرے باپ کو میرے حال کی اطلاع ہوئی اسنے حد سے زیادہ
اس مقدمہ مین فکر کی لیکن کوئی صورت حصول مقصود نہوئی یہان تک کہ آپ لوگ یہان وارد ہوئے تھے مین تنہا کشتی مین سوار
ہوکر جسطرح آج آپ نے ملاحظہ فرمایا ہر روز شہر مین جاتا تھا اور بعد طواف در جانان کے چلا جاتا تھا اس عرصہ مین جب
کبھی وہ سپہر دربا کو غرفہ محل مین آتی تو مین بھی ایک نظر دیکھ لیتا تھا بقول کسیکے یک نظر سے خوش گذرے آج جب میری
صبح کو آنکھ کھلی شوق دیدار مین حد سے زیادہ بیچین ہوا آخر یہ دل مین مقرر کیا کہ آج جو کچھ ہو لیکن جمال دلدار کی زیارت ہو جاوے
تا کہ دل بیقرار کو قرار آوے یہ خیال کرکے زیر محل معشوقہ کشتی لایا یہان بر گشتگی طالع نے کشتی کو بھنور مین ڈال دیا آخر کشتی غرق ہوئی
اور مین بمدد ملاحون کے آپ کی خدمت مین پہونچا شاہزادہ اصغر نے نام پوچھا کہا اس خانہ برباد کو فتراک کہتے ہین شاہزادے کو
کہ رسم عشق و عاشقی سے واقفت تھا اور مدہ مفارقت جھیلے ہوئے تھا حال فتراک پر رحم آگیا اور کہا ای فتراک بعد فتح ہونے
قلعہ کے انشاء اللہ تعالی جسطرح ممکن ہوگا ہم لازجہ بانو کے ساتھ عقد تمہارا کرا دینگے غرضکہ فتراک نے شاہزادون کے حق مین دعائے خیر
دی اور ہر وقت خدمت مین حاضر رہنے لگا اور چونکہ نہایت عقلمند و ہوشیار تھا اور مدارج خدمتگزاری سے بخوبی واقف تھا
تھوڑے ہی عرصہ مین تمام امورات خدمات شاہزادون کے اپنے ذمے لیے تا انکے خلوت و جلوت مین بھی شریک حال
رہنے لگا ایک روز فتراک نے شاہزادہ اصغر سے کہا کہ ای شہریار کامگار ایک کشتی چھوٹی مرحمت ہو کہ فدوی آج اپنی معشوقہ کو

ایک نظر دیکھ آوے اصغر نے کہا ایک بار دیدار معشوقہ نے وہ مزہ چکھایا کہ غریق رحمت ہوا چاہتے تھے اب پھر غرق ہونے کا ارادہ ہے یہ کہا اور ایک کشتی عنایت فرمائی اور کہا اگر کشتی غرق نہ ہوئی تو کدھر سے شہر مین داخل ہوتے اور کشتی پر کس راہ سے آتے فتراک نے کہا پیر و مرشد قلعہ کی کھڑکی کے نگہبان کو انعام دے کر اپنا کام نکال لیتا ہون جس وقت چاہتا ہون دربان دروازہ کھول دیتے ہین مین اندر شہر کے چلا جاتا ہون شاہزادہ اصغر نے ملاح اپنی طرف سے فتراک کے ساتھ کیا کہ راہ قلعہ کو بخوبی دیکھ کے بیان کرے ملاح چارون طرف قلعہ کے دیکھتا ہوا چلا جب دروازہ پر پہونچا فتراک نے کہا خوبی قسمت ہو جو آج نگہبان یہان نہین ہے خیر جو مرضی خدا یہ کہکے لشکر کی طرف چلا چند قدم راہ طے کی ہوگی کہ کنارہ دریا کے ایک مکان نہایت عمدہ پسند خاطر ملاح ہوا ملاح نے فتراک سے کہا تو بھی اس مکان کو دیکھ کہ نہایت خوش قطع بنا ہے فتراک نے مکان کو دیکھکر ملاح سے کہا عجیب اتفاق ہے کہ مین بارہا ادھر سے آیا ہون لیکن یہ مکان نہین دیکھا چلو اندر بھی ایک نظر دیکھ لین ملاح نے کہا ایسا نہو کہ کوئی تعرض کرے اور دربان شاہی ہمکو گرفتار کرے فتراک نے کہا ہر طوب شاہ کے ملازم بخوف اقبال شاہ قلعہ بند ہے اسکا شہر کے باہر نکلنا معلوم نہین ہوتا ملاح نے کشتی ایک درخت سے باندھ دیا اور فتراک کے ساتھ داخل مکان ہوا مکان کو دیکھا تو واقعی مکان کیا ایک نمونہ جنت تھا فتراک نے کہا اے یار تمہاری بدولت ایسا مکان خوشنما و فرحت افزا ہمنے دیکھا اگر تم نہوتے تو ہمکو کاہے کو دیکھنا نصیب ہوتا آگے بڑھے تو دیکھا صحن مکان چوکور ہے اور تین طرف صحن کے حاطہ ہے اور ایک جانب مکان عالیشان منقش و مذہب نہایت پاکیزہ بنا ہوا ہے اور تمام صحن مین گلہاے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین اور درختان میوہ دار جھوم رہے ہین اور نہرین اور کیاریان سب آراستہ و صفا اور تمام در و دیوار مین نقش و نگار مینا کار ایسے عجائبات روزگار قطعدار و خوشگوار ہین جنکے دیکھنے سے دل کو فرحت ہوتی ہے اور پشت پر بالا خانہ کے ایک بنگلہ کمال خوش وضع بنا ہوا ہے اور اسمین ایک نازنین زہرہ جبین با ساز ہندی مشغول گریہ ہے جسکی آواز سے بے اختیار دل بیقرار ہوا جاتا ہے اور نیچے اس بنگلہ کے ایک حوض بشکل گل نیلوفر اور بشکل حوض مثل کنول کے پھول کے خود بخود شگفتہ ہوتے ہین کبھی تو مثل غنچہ اور گاہ مانند گل کے شگفتہ ہو جاتے ہین اور آگے مکان کے ایک صفہ پر مسطح صاف شفاف ہے اسپر ایک عورت عابدہ دہر پہنے سر بسجدہ ہے اور شہزادہ کہتے ہین کہ عبادت الٰہی مین مشغول ہے فتراک اور ملاح نے عابدہ کو بکمال ادب سلام کیا عابدہ نے جواب سلام دیا اور محویت مین عبادت کیا کی مگر ملاح کہ اسنے اس نازنین کو ساز چھیڑتے بنگلہ مین دیکھا تھا اور علاوہ ساز نوازی کے خوشنویسی بھی ہو رہی تھی حالانکہ بڈھا تھا مگر عاشق زار ہو گیا کبھی مکان کو طلسم تصور کرتا تھا اور کبھی بانی مبانی طلسم اس عورت عابدہ کو جانتا تھا اور کبھی دل سے کہتا تھا کہ خدا جانے مین کہان آنکلا اور یہ تماشائے روح افزا کیسا ہے فتراک نے ملاح سے کہا اب جلد تر یہان سے لشکر کو چلو کہ شام قریب ہے ملاح نے کہا اے فتراک ایسا تماشا ہمنے دیکھا ہے کہ ہمارا دل چاہتا ہے اور تمام عمر یادگار رہیگا فتراک نے کہا سچ ہے مین بھی اس مکان اور صاحب مکان کو دیکھکر محو ہو گیا ہون اور تمنا یہ ہے کہ ایکبار پھر تمہارے ساتھ آکر خوب تماشا دیکھین مگر کسی لشکری سے اسکا ذکر نہ کرنا غرض قریب شام بادل ناکام فتراک اور ملاح لشکر میں چلے گئے اور فتراک تو خاموش رہا لیکن ملاح نے باوجود منع کرنے کے اپنے دوستون سے یہ حال مفصل بیان کر دیا اور دوسرے روز فتراک کو پھر گھیرا

اور کہا کہ چلو وہان ابکی مرتبہ وہ ملاح اور ہمراہ ہولیے اور اُس مکان عالیشان کی عرصہ تک کیفیت دیکھا کیے اور ذہن مین آیا کہ بنگلہ
پر جاکر نازنین ساز نواز کو دیکھین لیکن زینہ نملا فتراک نے اُس زن عابدہ سے کہا کہ اس بنگلہ کا زینہ کہان ہی اُس زن عابدہ
نے جواب ندیا فتراک نے کہا اس خاموشی سے معلوم ہوا کہ تمکو ہمارا بنگلہ پر جانا منظور نہین ہی خیر تم ہمین اپنا نام بتا دو کہ ہم
نام ہی سُن لین عابدہ نے ترش رو ہوکے کہا نام میرا ازرقہ ہی اور پھر اپنے وظیفہ مین مصروف ہوگئی پھر شام کو ملاح و فتراک اپنے لشکر
مین چلے آئے الغرض رفتہ رفتہ یہ خبر ملاحون مین مشہور ہوئی اور ملاحون سے اہل لشکر نے سُنا اہل لشکر بھی پہونچے قصہ مختصر یہ قصہ
شاہزادہ احمر نے بھی سُنا اور صبح کو بے اطلاع اقبال شاہ کے مع چند ملازم و خدمتگار احمر و اصفر دونون شاہزادے اُس
مکان عالیشان مین پہونچے دیکھا واقعی مکان ہی کہ ایک طلسم ہی قدرت خدا معلوم ہوتی ہی آخر اُس نازنین ماہ جبین کو بھی دیکھا
کہ بنگلہ پر شراب چل رہی ہی اور ساز چھڑ رہا ہی پھر ایک پیر و جوان کے دل مین شوق ملاقات اُس پریزاد کا پیدا ہوا لیکن زینہ
کا پتہ نہین ملتا فتراک نے کہا ای شاہزادہ عالی وقار یہ عورت عابدہ یہان کے حال سے ضرور واقف ہوگی اس سے چلکے پوچھے
احمر و اصفر دونون عابدہ کے پاس آئے اور نہایت خوشامد و عاجزی سے راہ اُس بنگلہ کی پوچھی عابدہ نے موافق معمول کے
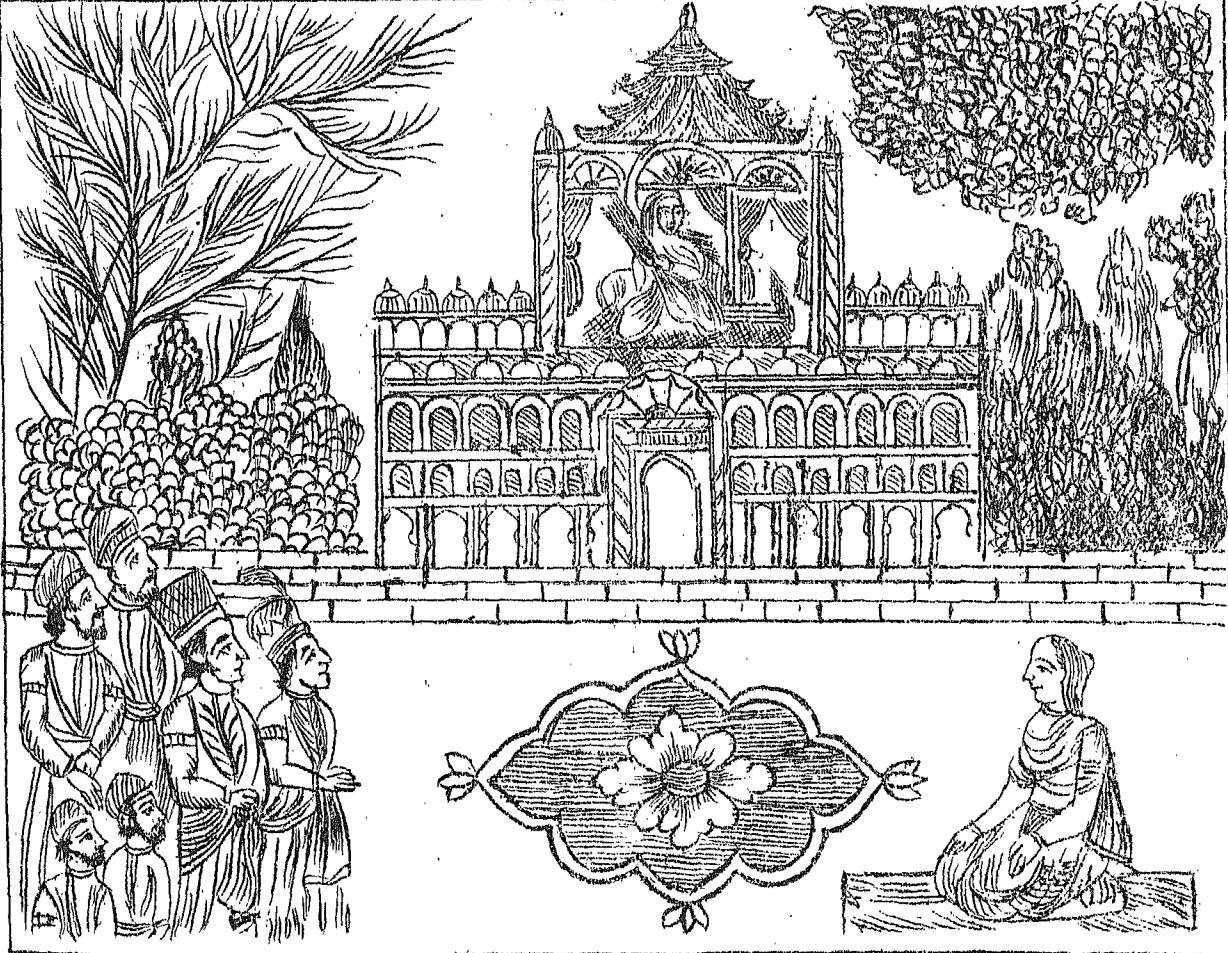
کچھ جواب نہ دیا جب اِن دونون صاحبون نے اصرار حد سے زیادہ کیا ناچار عابدہ چپکے سے بولی تم ناحق مجھے ستاتے ہو میرے وظیفہ مین خلل ہوتا ہی اس تکلیف دینے سے تمکو کیا حاصل اصغر نے کہا ہماری یہی آرزو ہی کہ اس بنگلہ مین جائین اور ہمین بتا دو عابدہ بولی راہ اس بنگلہ کی اس حوض مین سے ہی پس اس سے زیادہ مجکو معلوم نہین ہی فتراک نے کہا حضور تماشا دیکھین اوّل مین جاتا ہون جو حال ہوگا معلوم ہو جائیگا اگر مین کسی بلا مین گرفتار ہو گیا تو حضور میری مدد کرین اور جسطرح ہو سکے مجھے ضرور یہان سے نکالین شاہزادون نے فتراک سے کہا خدانے چاہا تو ہم ضرور تیری مدد کرینگے آخر فتراک نے عابدہ سے پوچھا ای عابدہ صاحبہ مع لباس یا برہنہ حوض مین جاؤن عابدہ نے کہا یہ اختیار ہی لیکن برہنہ حوض مین کودنا خلاف ہی فتراک نے حوض مین غوطہ لگایا احمر اور اصغر دونون دیکھا کیے کہ بعد غوطہ کھانے فتراک کے برگ حوض جو گل نیلوفر کی شکل تھی وہ سب ایک جا جمع ہو گئی اور حوض پوشیدہ ہو گیا اور پانی کے خالی ہونے کی صدا سب کے کان مین آئی بعد ایک ساعت کے فتراک بنگلے مین پہونچا اور اُس نازنین کے پاس بیٹھ گیا اور پکار کے فتراک نے کہا ای یارو مین یہان سے عجیب وغریب تماشا دیکھ رہا ہون کہ قابل بیان کے نہین ہی پس ایک قدرت خدا نظر آتی ہی یہ کہا اور اُس نازنین کے ساتھ بیہوشی مین مصروف ہو گیا احمر اور اصغر جو تشنہ شوق لقاے محبوب مین از خود رفتہ ہو رہے تھے اُنسے ضبط نہو سکا اور بلا تحاشا پیچھے پیچھے حوض مین داخل ہوئے پھر اسی طرح دہانہ حوض کا تپیون سے پوشیدہ ہو گیا اور پانی حوض کا روان ہو گیا لوگون نے دیکھا کہ یہی فتراک کے مانند بنگلے مین پہونچے اور مع نازنین مہ جبین بیہوشی مین مشغول ہو گئے غرضکہ یہ چودہ آدمی ایک کے بعد ایک حوض مین کود کے نازنین کے سامنے صف بستہ بیٹھ گئے اور احمر و اصغر نے اپنے ملازمین کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ یہین رہو وہان ازدحام ہو جائیگا اس وجہ سے تمام ملازمین کنارہ حوض کے جمع ہو رہے اور تماشا دیکھا کیے کہ جسوقت یہ چودہ سردار بنگلے مین آئے فتراک وہان سے چلا آیا یہ لوگ کنارہ حوض منتظر تھے کہ فتراک ہمارے پاس آتا ہی جب فتراک نیچے نہ آیا اور شام ہو گئی خدمتگارون نے کہا اب حضور کو لشکر مین چلنا مناسب ہی تشریف لائیے اور دوسرے یہ ملک دشمن کا ہی خدا جانے کیا اتفاق ہو اگر ایسا ہی ہی تو کل پھر تشریف لائیے گا بنگلے سے کچھ جواب نہ ملا یہان سب ایک عالم محویت مین مشغول رہے اور طرفہ حیرت یہ تھی کہ تمام سردار اور شاہزادے اُس نازنین کے پاس اس طرح سکوت مین بیٹھے تھے کہ مطلق ہاتھ پاؤن مین حس و حرکت معلوم نہوتی تھی دست بستہ مثل تصویر کے سامنے بیٹھے تھے اس امر سے خدمتگارون کو زیادہ حیرت ہوئی انھون نے پھر آواز بلند سے کہا لیکن کون سنتا ہی کسی نے جواب نہ دیا آخر ناچار ہو کر آپس مین یہ صلاح ہوئی کہ ایک آدمی ہم مین سے بنگلے مین جائے اور شاہزادون کو لے آئے اور وہانکی کیفیت بھی دریافت کرتا آئے کہ یہ کیا معاملہ ہی غرض ایک آدمی حوض مین گیا غوطہ مار کے بنگلے مین پہونچا باقی انتظار مین اُسکے رہے جب وہ بنگلے مین گیا اور واپس نہ آیا تب پھر دوسرا آدمی گیا اسی طرح وہ گیا اُسکی خبر نہ ملی کہ کیا ہو گیا پھر کسی کو جرأت حوض مین کودنے کی نہوئی ناچار ہو کر عابدہ کے پاس آئے اور کہا کہ ای عابدہ تمھاری تیرہ حالی سے ہمارے سردار اور شاہزادے حوض سے بنگلے پر پہونچے اب وہ اُس نازنین سازنواز کی صحبت مین اسقدر بیہوش ہین کہ انکو اپنے جامہ کا

ہوش نہین ہی بلکہ ہرچند ہمنے یہان سے غل مچایا لیکن وہان سے کوئی جواب نہین دیتا واسطے خدا کے تم اُنکو کسی طرح ہم تک
پہونچا دو کہ ہم اُنکو لشکر مین لیجائین ورنہ ہم تمھارے دست بگریبان ہونگے عابدہ نے کہا ای نامعقولو تمنے اپنا وقت مفت ضائع
کیا اب ہمکو کسواسطے ستاتے ہو جبکہ یہان جس طرح سے تم آئے ہین ہمبھی آئی پھر مجھے کیا معلوم کہ وہ لوگ کہان گئے اور کس بلا مین
مبتلا ہوئے خدمتگارون نے کہا تم کس صورت سے یہان آئین عابدہ نے کہا میرا قصہ طول و طویل ہی اور فرصت قلیل ہی کیا بیان
کرون خدمتگارون نے کہا ہم بھی سنین عابدہ نے کہا میرا حال پر اختلال یہ ہی کہ ایک فرزند میرا بیس برس کا نہایت متقی و پرہیزگار میرے
ہمراہ واسطے زیارت بیت المعمور کے جاتا تھا بعد چند روز کے جہاز ہمارا اس مکان کے قریب پہونچا مین نے ناخدا سے کہکے جہاز کو
لنگر کرایا اور ہم اس مکان کے دیکھنے کو یہان آئے جب وقت نماز مغرب آیا مین نے اور اصلح نوجوان میرے فرزند نے اسی
حوض کے پانی سے وضو کیا اور نماز مغرب ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے دیکھا کہ اصلح نوجوان نہین ہی مین جہاز مین گئی اور
وہان تلاش کیا کہین پتہ نہ لگا وہ تمام رات مجھے روتے اور پیٹتے گذری جب صبح ہوئی سو گئی عالم رویا مین ایک بزرگ نے مجھسے
فرمایا ای زہرا تو اندیشہ نہ کر تیرے فرزند نے حوض سے وضو کیا سو کلان طلسم اُسکو لے گئے ہین اور قید خانہ مین قید کیا ہی جب
بارہ برس ہو جائینگے اور عمر اس طلسم کی تمام ہو جائیگی اصلح نوجوان تیرا فرزند صحیح و سالم طلسم سے نکلیگا اب تو ان اسباب
اپنا راہ خدا مین دے اور بارہ برس یہان عبادت پروردگار عالم کر کہ خداوند نے تیری حج و زیارت کو یہین سے قبول فرمایا
اب تو نہ جا تیرے جانے کی ضرورت نہین ہی اور بقدر تیری قوت کے خداوند عالم رزق یہان بھی پہونچائیگا کہ وہ رزاق مطلق
ہی ایک فرشتہ تجھے روز کھانا پہونچایا کریگا مین نے پوچھا یا حضرت آپکا اسم شریف کیا ہی اور مجھے یہان کسطرح معلوم ہوگا کہ
بارہ برس کب گذرے اور اصلح نوجوان کب نکلیگا بزرگ نے فرمایا کہ مدت ختم طلسم کی نشانی یہ ہی کہ جب بارہ برس ختم
ہونے لگینگے تو چند سردار اور شاہزادے بتائید ایزدی موکلان ارباب مثلثہ آبی کے یہان وارد ہونگے اور اس طلسم مین
وہ گرفتار ہو جائینگے پھر انکی کوشش و سعی سے طلسم فتح ہوگا اور تیرا فرزند اصلح نوجوان بھی سلامت نکلے گا مین اس
بشارت سے نہایت خوش ہوئی اور اُس روز سے آج تک اُس امر غیبی کے انتظار مین عبادت پروردگار کرتی رہی اب جو
مین نے حساب کیا تو بلا شبہہ وہ سال موعود یہی بارھوان سال ہی اور یہ علامت آمد و گرفتاری شاہزادگان بموجب
ارشاد اُس بزرگ کے ہی چنانچہ اسی وجہ سے مین نے شاہزادون کو حوض مین جانے سے منع نہین کیا بلکہ اور راہ بتا دی ورنہ
وہ بھی نکلنے مین نہ جاسکتے یہ برکت قدم اُنکے مین بھی اپنی مراد کو پہونچونگی تمکو چاہیے کہ تم اپنے شاہزادون کے نجات کی شکل پیدا کرو
اور مجھ آفت رسیدہ و ستم دیدہ کو یاد الٰہی مین رہنے دو تکلیف نہ دو بس یہ کیفیت ہماری ہی وہ ملازم بیچارے یہ سُنکے خاموش لشکر
مین آئے اور شاہزادہ معز الدین و اقبال شاہ سے من وعن یہ سب کیفیت بیان کی اقبال شاہ نے جو یہ سنا ملازمون
کو بہت زجر و توبیخ کی اور فرمایا تم بے اجازت ہماری اور بدون اطلاع کسواسطے وہان گئے اُنھون نے عرض کیا ہمارا کیا قصور
ہم اُنکے ملازم تھے کسطرح اُنکے ہمراہ نجاتے اُنکی اطلاع کا ہمین کیا منصب تھا اقبال شاہ نے کہا کل ہم خود جاکر وہان

اس مکان طلسم کو دیکھینگے غرض شب کو اقبال شاہ نے اپنے مرشد کی خدمت مین بدل رجوع کی مرشد نے کشود کار کی تدبیر
بخوبی ارشاد فرمائی صبح کو اقبال شاہ مع شاہزادہ معزالدین وہان تشریف لایا جہان وہ مکان عالی شان فردوس
نشان اس عالم امکان مین واقع تھا جب وہ مکان اس عالی خاندان والا دودمان نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا محو حیرت ہوگیا
زبان مین راوی خوش بیان کی ایسی طاقت کہان ہی جو شمہ اس مکان طلسمات کا حال بیان کرسکے غرضکہ اقبال شاہ اُن
سرداروں کی طرف دیکھہ کے خوب ہنسے جو بنگلے مین صحبت ساز نواز مین تھے اور شاہزادہ معزالدین سے کہا اے برادر عزیز القدر
اب یہ اشخاص بے اجازت یہان آئے اور نافرمانی کو کام مین لائے انکی سزاے اعمال یہ ہو کہ پہلے اصفر بن طافی شاہ کو یہان
سے تیر مارو شاہزادہ معزالدین نے فرمایا حاشا مجھسے یہ امر کبھی ممکن ہی سبحان اللہ ایک تو وہ بیچارہ وطن آوارہ تمھاری حضوری
مین بامید مطلب حاضر ہوا ہی اور ہنوز مواصلت معشوق سے بے نصیب و محروم ہی اور اب بے گناہ ہلاک کیا جائے کیا شرط
انصاف ہی اقبال شاہ نے کہا آپ لیل نفرمائین جو مین کہون عمل مین لائین شاہزادہ معزالدین نے فرمایا وہ امر جسمین
بدنامی ہو کیونکر گوارا کیا جاے یہ مظلوم دردمند اسی واسطے تمھارے ہمراہ ہوے ہین کہ ایک ادنی گناہ پر ایسی سزاے سخت
جو شرعاً و عرفاً خلاف ہو دیجاے اے برادر جو شخص کہ اپنے ہمراہ ہو اُسکی مصیبت مین مدد کرنا لازم ہی اقبال شاہ نے کہا خیر آپکی
خاطر سے مین اصفر کی خطا سے درگذرا ورنہ اس خفتہ بخت کی یہی سزا تھی جب شاہزادہ معزالدین دوسری طرف مخاطب تھے
اقبال شاہ نے ایک تیر جانستان شاہزادہ کی نظر بچاکر مارا کہ اصفر بن طافی شاہ کے سینہ سے گذر گیا اور آواز ایسی آئی کہ جیسے
خشک لکڑی پر کسی نے تیر مارا شاہزادہ معزالدین بسبب ہلاک ہونے اصفر کے زار زار رونے لگے اور اقبال شاہ سے
فرمایا باللہ تمھاری اس قساوت قلبی اور سنگین دلی سے رشتۂ امید میرا بالکل قطع ہوگیا جب تمسا کریم دعا مع اخلاق وعالی طبع
ایسی حرکت کرے پھر دوسرے سے کیا امید رکھی جائے اقبال شاہ نے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے شہریار میرا اسمین قصور نہین
اجل اصفر کی یونہین مقدر تھی لیکن آپنے یہ بھی دیکھا کہ ایسی آواز آئی جیسے چوب خشک پر تیر پڑا آپ خوب تصور فرماوین کہ یہ
دونون اصفر اور احمر میری نافرمانی سے مسخ ہوگئے اور اپنی نوع سے دوسری نوع مین داخل ہوگئے شاہزادہ معزالدین
چپ ہو رہے بعد ازان اقبال شاہ نے ملازمون کو حکم دیا کہ اس زن عابدہ کو گرفتار کر لاؤ مجھے کچھ حال دریافت کرنا ہی
شاہزادہ معزالدین کو کہ حال زرقا کا مفصل سن چکے تھے کہ فرزند اسکا بارہ برس سے گم ہوگیا ہی اور یہ بیچاری ہمارے آنے کی
انتظار مین تھی زرقا کے حال پر کمال رحم آیا اقبال شاہ سے فرمایا کہ تمکو اس سفاکی اور بیرحمی کا عوض روز جزا ملیگا ایک کو یہ گت
مارا اور دوسری بیچاری کو اس ذلت سے کھنچوا منگوایا خدا جانے تم کیا سوچے ہو خدا کو کیا جواب دوگے مین تمکو ایسا سخت دل نہ جانتا تھا ورنہ
واللہ تمھاری رفاقت ہرگز نہ قبول کرتا افسوس ہزار افسوس کہ ہماری محنت و مشقت مفت برباد ہوگئی اور تمنے میرے حق خدمت کا خیال نہ کیا
اقبال شاہ نے کہا مین بعد ایک لمحہ کے اس بات کا جواب دونگا غرضکہ جب ملازم شاہی عابدہ کو دست بستہ اقبال شاہ کے روبرو لائے وہ بنظر حسرت
چارون طرف دیکھنے لگی اور شفاعت اپنی ہر ایک سے چاہتی تھی شاہزادہ معزالدین نے جو تہہ سے دیکھا ضبط نہو سکا بے اختیار با چشم پرآب اقبال شاہ

کو دیکھنے لگے اقبال شاہ نے شاہزادہ کو سینہ سے لگایا اور کہا ای شاہزادہ عالیجاہ معدلت پناہ جب تم اصل سے اس قصہ کی آگاہ نہین ہو
جو اعتراض کرو بجا ہی میری طرف مخاطب ہوجیے اور حال مفصل سُنیے ای برادر عزیز القدر رات کو مین مرشد کی خدمت مین پہونچا
اور مرشد نے مجھے تعلیم کی اور اس زرفا کے حال سے بھی آگاہ کیا اور فتح قلعہ کو بھی چند تدابیر سے فرمایا اب انشاء اللہ تعالی دو ایک
روز مین قلعہ فتح ہوا جاتا ہی اور صالح خان بھی اپنی سزاے اعمال کو پہونچتا ہی اور ملکہ فرنگ سلطان جو آجکل مرطوب شاہ
کے یہان آئی ہین اور بدذاتی مالح خان سے ناحق بند ہین ہم انھین ملکہ صاحبہ کی ایک عیارہ زرفا نہایت حسین و صاحب جمال
فن عیاری و نجاری مین بینظیر ہی اور وہ زرفا عیارہ یہی ہی جو تمھارے سامنے کھڑی ہی اور آپ اسکے شفاعت خواہ ہین خال
و خط و حسن و جمال روغن عیاری سے تبدیل کروا لا ہی کہ مطلق پہچانی نہین جاتی اور جو قصہ اصلح کا اُسنے بیان کیا محض غلط ہی یہ
مکاری اسکی ہی اور حوض و مکان کی بانی بھی یہی مکارہ ہی شاہزادہ نے فرمایا خلاصہ فرمائیے کہ ہماری سمجھ مین آوے اقبال شاہ نے
کہا ای شہریار حسب اتفاق سمک عیار مرطوب شاہ زرفا پر عاشق ہوا اور کہا کہ ہمکو اقبال شاہ وغیرہ دشمنون کے ہاتھ سے
کوئی شکل ایسی نظر نہین آتی کہ ہماری جان بچے تو دیکھتی ہی کہ ہم کس بلا مین مبتلا ہین زرفا نے کہا ای مہتر عیاران مین فن عیاری ایسی
ہون کہ کیا مجال جو کوئی میرے دامن کو چھو جائے اور علم نجاری اور نقاشی بھی جانتی ہون کہ شائد کوئی دوسرا عیار اس صنعت کا
دُنیا مین ہو منجملہ ان سب کے ایک فن نقاشی ہی کہ میرا مقابلہ مانی و بہزاد نہین کرسکتا اور ایک نسخہ عیاری ایسا مجھے یاد ہی کہ ایک روز
مین تمام پہلوانان و سرداران اقبال شاہ کو گرفتار کرلون بشرطیکہ جو مین کہون وہ تو کرے اُسنے کہا یہ میری عین تمنا ہی زرفا نے کہا
مصالح اور سامان مجھے جمع کردے پھر دیکھ کہ مین کیا صناعی کر دکھاتی ہون سمک عیار نے کہا جو تو کہے وہ مین موجود کردون زرفا
نے کہا پہلے مرقع سرداران لشکر اقبال شاہ کا مع نام و عہدہ کے لا تاکہ مین موافق اُنکی لکڑی کے پتلے تراش کے روغن وغیرہ
سے ایسے درست کرون کہ مطلق اصل و نقل مین فرق نہو اور ایک حوض کہ جسکے اوپر گل نیلوفر کے پتے ہون ایسا بناؤن کہ کوئی
انسان اُس حوض مین سے جا نہ سکے اور ادھر وہ پھول کے پتے کھل کر ایک جا ہو جائین دوسری تہ مین حوض کے ایک سوراخ
ایسا ہوگا کہ بالکل پانی حوض کا اُس سوراخ سے نکلجاے اور مرد غوطہ مارنیوالا جلد گرفتار ہو جاے سمک عیار نے کہا مفصل
بیان کر کہ میری سمجھ مین آوے زرفا نے کہا چند کشتیون کو دریا کے تختہ بند کردونگی اور اُن کشتیون پر ایک عمارت چوبی
بناؤنگی اور اُسکی چھت پر ایک بنگلہ نہایت خوش ترکیب و دلچسپ ہوگا اور بنگلہ کے اندر ایک نازنین پری تمثال اس کیفیت
و نزاکت سے ساز ہندی بجاتی ہوگی کہ سُننے والے بیقرار ہوجاوینگے اور نیچے بنگلہ کے وہی حوض ہوگا جسکا تونے ذکر سُنا اور
اُسکے نیچے کے درجہ مین ایسی وسعت ہوگی کہ اُسمین چند نفر پوشیدہ رہین کہ جیسے ہی پہلوان وہان آئین فوراً گرفتار کرلیے جاوین
دہ نفر وہان پوشیدہ رہینگے اور تہ مین حوض کی ایک تختہ اس ترکیب سے لگایا جائیگا کہ جو شخص اُس حوض پر قدم رکھے فوراً وہ
لوگ خبردار ہو جاوین کہ کوئی حوض مین آگیا ہی بس اُس تختہ کو علیحدہ کرکے اُس آدمی کو گرفتار کرلین اور قلعہ مین داخل کردین
اور مین اب ایک جگہ بصورت زن عابدہ عبادت الٰہی مین مشغول ہونگی اور جو آئیگا اُسکے سامنے ایک نقل بے اصل بیان کرودنگی

اور تم کوئی عیار ہوشیار نہایت آزمودہ کار ایسا مقرر کرو کہ وہ اقبال شاہ کے سرداروں کو کسی نہ کسی صورت سے وہاں لائے
پھر گرفتار کر لینا انکا کچھ مشکل نہیں ہے اور تو خود دیکھ لینا کہ وہ تصاویر سرداران لشکر اقبال شاہ جو صف بستہ بٹھائی جاوینگی کس
لطف سے متحرک ہوتی ہیں اور گانا و بجانا ہوتا ہے کہ مطلق کوئی نہ پہچان سکے اور کاٹھ کے پتلے کس ناز و گرما گرمی سے ساز چھیڑتے
ہیں کہ ہرگز تمیز نہو گی بلکہ یہی گمان ہوگا کہ یہ سب سردار نازنین ساز نواز کی صحبت میں جمع ہیں اور دورہ شراب ناب کا پیہم
چل رہا ہے اور ساز بج رہا ہے اور عالم محویت ہر ایک کو حاصل ہے اگرچہ ان تدبیر سے سب سرداروں کا گرفتار ہونا معلوم الا اکثر گرفتار
ہو جائینگے پھر تمکو انکی قید و ہلاکت کا اختیار ہے سمک عیار نے جب زرقا سے یہ تدبیر سنی نہایت خوش ہوا اور مالح خان
کو اس کیفیت سے آگاہ کیا مالح خان نے مرطوب شاہ سے کہا کہ زرقا عیارہ ملکہ فرنگ سلطان کا قصد ہے کہ اس
عیاری سے سرداران لشکر اقبال شاہ کو قید کریں لیکن اپنی ملکہ سے اجازت خواہ ہے مرطوب شاہ نے تحسین رائے زرقا پر
آفرین کی اور اسکے کمال سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ میں بہرحال تیری خاتون سے اجازت دلوا دونگا آخر کار مرطوب شاہ
نے ملکہ فرنگ سلطان سے کہا ملکہ فرنگ سلطان نے زرقا کو لعنت و ملامت کی اور کہا او مردودہ تو یہ نہیں جانتی
کہ میں مہمان یہاں آئی ہوں پھر کسی مہمان کو گرفتار کرانا یا ہلاک کرانا مناسب ہے اور اس امر سے تجھے کیا سروکار ہے یہ جانیں
اور انکا کام جانے جو نوشتہ تقدیرات ہوگا بہرحال ظہور میں آویگا ہماری مدد و امداد سے کیا ہوگا زرقا ملکہ فرنگ سلطان
کے خفا ہونے سے چپ ہو رہی اور اپنی حرکت سے منفعل و پشیمان ہوئی مالح خان نے ملکہ فرنگ سلطان سے زرقا کی
سفارش کی ملکہ فرنگ سلطان نے ناچار کہنے سے مالح خان کے زرقا کو اجازت دی الغرض زرقا اور سمک عیار اس
کام میں مصروف ہوئے یہانتک کہ چالیس روز کے عرصہ میں جس طرح تمنے ملاحظہ فرمایا یہ مکان انھوں نے بنایا اور صحن مکان میں
گلہائے متعارف اصلی و نقلی ہزار ہا رنگ کے لگائے اور پیشانی پر دروازہ کے بخط جلی عجوبۃ المنازل لکھا جب مکان تیار
ہوگیا مرطوب شاہ اور مالح خان اور ملکہ فرنگ سلطان بھی واسطے سیر و تماشے کے یہاں آئے اثنائے سیر میں ملکہ
فرنگ سلطان نے زرقا سے کہا او ناپاک مردار ایسا مکان تو نے بنایا ہے کہ دونوں ہاتھ تیرے قلم کرا دیے جائیں تو بہتر ہے
بعد اسکے زرقا عیارہ بشکل زن عابدہ مقدسہ تسبیح ہاتھ میں لیکر عبادت ربانی میں مشغول ہوئی اور سمک عیار نے اپنے ایک
شاگرد رشید فتراک کو ہمارے لشکر میں مقرر کیا تا کہ وہ سرداروں کو بمکر و فریب یہاں لائے فتراک ایک کشتی شکستہ میں بعد العصر
سوار ہوا اور عمداً کشتی کو غرق کر دیا اور خود فریاد کرنے لگا احمر و اصفر نے اسکو دریا سے نکلوایا اور اپنے پاس رکھا پھر فتراک
نے دو چار روز کے بعد احمر و اصفر کو مع سرداران جنگجو یہاں لا کر حوض میں گرفتار کروا دیا چنانچہ یہ صورتیں احمر و اصفر
دونوں کی مع اور دلاوروں کے جو تمکو گرد و پیش نازنین ساز نواز کے جمع معلوم ہوتی ہیں وہ سب تصویریں کاٹھ کی ہیں اور اسی
بدبخت زرقا کی دستکاری ہے کہ پہلے اسنے چوب خشک سے تراشیں بعد اسکے روغن ملا اور پوشاک پہنا کے گرد بٹھا دیا کہ اصلی
اور نقلی میں مطلق تمیز نہیں ہوتی میں نے تمہاری آگاہی کے واسطے اصفر کو تیر مارا اور تمنے دیکھا کہ جس وقت تیر سینہ پر اصفر کے لگا

معلوم ہوا کہ گویا کسی چوب خشک پر ضرب لگی بس اب حضور کی سمجھ میں آیا اور بے دریافت حال جو کچھ کہ آپ عتاب فرمائیں بجا ہی
شاہزادے نے جب یہ قصہ سنا اصغر نوجوان کی طرف سے خاطر جمع ہوئی اور صنعت و کارسازی زرفا کی نہایت تعریف کی اور
اقبال شاہ کی زبانی جو حال مفصل سنا یقین ہوا کہ شاہزادہ بلاشک تائید یافتہ ارباب طلسم کا ہو ورنہ بے دیکھے کسی کا حال
کوئی کیا جانے زرفا نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار نامدار آپکی نسبت تائید غیبی ہوتی ہو کسی طرح کا شک نہیں ہو کہ جو اصل
حال تھا آپنے بیان کردیا اور سر مو فرق نہیں ہو اب برائے خدا اس کنیز سراپا تقصیر کا گناہ معاف فرمایا جاوے ہرچند میرے
لیے سزا ایسے قصور کی نسبت جو فرمائیے کم اندکم ہو لیکن بنظر اشفاق و پرورش خسروانہ و الطاف کریمانہ امیدوار بخشش و عفو
ہوں انشاء اللہ تعالے آیندہ ایسی کوئی خدمت لائق مجھسے ظہور میں آئیگی کہ اس قصور کی تلافی ہوجائیگی شاہزادہ نے بھی زرفا
کی سفارش کی اقبال شاہ نے بپاس خاطر شاہزادۂ معزالدین زرفا کا قصور معاف فرمایا اور زرفا
کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر میں آئے اور مقبول عیار حسب الحکم اقبال شاہ وہاں گیا دیکھا واقعی ایک مچھلی مری ہوئی پڑی ہو کہ جسکا
وزن قریب ہزار من پختہ کے ہوگا مقبول نے کہا افسوس یہ زندہ نہوئی ورنہ گوشت اسکا تمام لشکر کو کافی و وافی تھا نہیں معلوم
کہ اقبال شاہ نے کس کام کے واسطے طلب کی ہو جب وہ مچھلی اقبال شاہ نے دیکھی لشکر سے نجاروں کو بلایا اور حکم دیا کہ ایسی مچھلی
ایک لکڑی کی جلد تر بناؤ اور چھلکے اُس ماہی مردہ کے اس چوبی مچھلی پر لگا دو اور ایسا روغن ملو کہ اصلی اور عملی میں فرق مطلق
نہ معلوم ہو اور بو ایسی ہو کہ جانوران موذی اسکے قریب نہ آویں اور شاہزادۂ معزالدین کو بلاکر کہا ای برادر عنقریب آپ
ملاحظہ فرمائینگے کہ قلعہ فتح ہوا جاتا ہو اور احمد و اصغر بھی قید سے رہا ہوئے جاتے ہیں میں نے یہ ماہی چوبی اسواسطے بنوائی
ہو شاہزادہ معزالدین نے پوچھا کہ اس ماہی مردہ کا انجام کیا ہوگا اقبال شاہ نے کہا ای شہریار مرشد نے مجھے آگاہ کیا ہو
اور فرمایا ہو کہ تین روز سے مانح خان اور مرطوب شاہ اور ملکہ فرنگ سلطان فلاں برج میں قلعہ کے مچھلی کا شکار
کھیل رہے ہیں اور بڑی بڑی مچھلیاں ہر روز گرفتار کرتے ہیں لیکن بوجہ گرانی کے کانٹا شست کا ٹوٹ جاتا ہو بقدرت
خدا ایک مچھلی فلاں جگہ کنارہ پر دریا کے مردہ پڑی ہو اسے منگوا کے ویسی ہی مچھلی چوبی تیار کراؤ اور بیچ میں اُسکے ایسی جگہ ہو
کہ تین چار آدمی بیٹھ رہیں اور ایسی ترکیب اُس مچھلی میں ہو کہ تم اندر سے اُسکے شناوری کرسکو اور روزن اُسمیں ایسی ترکیب سے
ہوں کہ تم اُن روزنوں سے دیکھتے رہو لیکن کوئی تمکو نہ دیکھے جب زیر برج اُس ماہی مصنوعی کو شنا کرتے لاؤگے وہ لوگ جو
مشتاق شکار برج میں بیٹھے ہیں ضرور کانٹا پھینکینگے تم پہلے مچھلی ادھر اُدھر پہنچانا تاکہ مصنوعی ثبوت نہو بعد اسکے وہ کانٹا منہ میں
دبا لینا جب وہ اوپر برج میں کھینچ لیجاویں تم تڑپنا لیکن وقت کا لحاظ رکھنا جب موقع ملے فوراً اندر سے مچھلی کے نکل کے جیسا مناسب
وقت ہو عمل میں لانا اور ایک افسون بھی تعلیم فرمایا کہ اسکو پڑھتے جانا اور ماہی چوبی پر دم کرنا کہ نظروں میں خلائق کی وہ مچھلی
اصلی معلوم ہوگی اور کوئی انسان اُسکے راز سے مطلق آگاہ نہوگا شاہزادہ معزالدین اور مقبول عیار اس بیان و حکمت سے
حیران ہوگئے اور کہا باوجود اسکے کہ ہمارا یہ پیشہ ہو لیکن باین عیاری ہمکو مطلق ایسی عقل نہ آئی سچ ہو خداوند عالم بڑے آدمی کو

عقل بھی بڑی عنایت فرماتا ہے الغرض چار پانچ روز مین نجارون نے نہایت صناعی سے وہ مچھلی تیار کی کہ اصل و نقل مین سر مو
فرق نہ رہا اور روغن کے ملنے سے بعینہٖ مچھلی ہوگئی اقبال شاہ نے اُن کاریگرون کو انعام کثیر عنایت فرمایا اور جو اُنھون
مرشد نے بتایا تھا مچھلی پر دم کیا بعد اسکے اقبال شاہ اور شاہزادۂ معز الدین اور عادل شاہ اور مقبول عیار وغیرہ
سات نفر جوانان دلاور جوف مین مچھلی کے داخل ہوئے اور اُس آلہ کو حرکت دی جس سے مچھلی دریا مین روان ہوئی تھی اقبال شاہ
نے ایک روغن اور اکسیر ملا شاہزادۂ معز الدین نے پوچھا اب روغن کیون ملا اقبال شاہ نے کہا اس روغن کی بو سے جانوران ہونے
دریا کے پاس اسکے نہ آوینگے قصہ مختصر وہ مچھلی رفتہ رفتہ عصر کے وقت زیر برج پہونچی حسب اتفاق اسوقت مرطوب شاہ اور
مالح خان اور ملکہ فرنگ سلطان شست ہاتھ مین لیے ہوئے صید ماہی مین مشغول تھے ناگاہ وہ مچھلی چوبی انکو نظر آئی

اُنھون نے کانٹا مضبوط و زبردست دریا مین پھینکا اُس مچھلی نے پہلے اِدھر اُدھر جھکائی دی آخر وہ کانٹا منھ مین لے لیا
اور ایک غوطہ مارا مرطوب شاہ اور مالح خان وغیرہ تمام حاضرین مجلس متفق ہوکر بمشکل تمام مچھلی کو اوپر برج کے کھینچ لائے
مالح خان نے کہا ای شہریار مینے اسوقت فال دیکھی تھی کہ جو ہم اِس مچھلی کو شکار کر لائے تو سب کام ہمارے درست ہوجائینگے
الحمد للہ کہ فال ہماری درست آئی ناگاہ سمک عیار داد و بیداد کرتا ہوا مرطوب شاہ کے پاس آیا اور اُسنے کہا ای
بادشاہ افسوس ہزار افسوس زررفا ملکہ فرنگ سلطان کی عیارہ مدعیون مین گرفتار ہوگئی اور مین وہان سے جان بچاکر
بھاگ آیا ہون ورنہ مین بھی قید ہوجاتا مالح خان نے پوچھا کہ زررفا کی گرفتاری کی صورت کیا ہوئی سمک عیار نے کہا
اقبال شاہ بذات خود اُس مکان مین تشریف لایا اور اُسنے زررفا کو دستگیر کرلیا بعد ازان اس مکان کا حال معلوم نہین کہ کیا ہوا
لیکن زررفا کے گرفتار ہونے سے یقین ہوا کہ اقبال شاہ وغیرہ ارباب مثلثۂ آبی کے تائید یافتہ ہین مالح خان نے کہا

ای احمق تجھے عیاری مین دخل ہی کہ امورات سلطنت مین ہمکو نصیحت و پند کرتا ہی دیکھ ہمارا اقبال کہ ہمنے آج اسی نیت سے اس مچھلی کا شکار کیا تھا کہ اگر ہمنے اس مچھلی کو پکڑ لیا تو سب کام حسب مراد حاصل ہونگے خدا تعالی نے فال نیک ہماری ظاہر کی اور مچھلی کو گرفتار کرلیا سماک عیار کو یہ کلمہ مالیح خان کا ناگوار معلوم ہوا اور اُسنے جواب دیا کہ خانصاحب مجھپر کیون آپ خفا ہوتے ہین جو امر ہی وہ خود ہی ظاہر ہوا جاتا ہی مرطوب شاہ نے کہا ای سماک تو ہمیشہ کہتا تھا کہ مین کباب مچھلی کے تحفہ پکاتا ہون اب اس مچھلی کو باورچیخانہ مین لیجا اور جلد ہمارے واسطے کباب تیار کر کہ آج ہم مچھ کباب ماہی اور کچھ نہ کھائینگے سماک عیار نے عملہ کو باورچیخانہ کے بلاکر باورچیون کو وہ مچھلی سپرد کی باورچی بمشکل تمام اُس مچھلی کو باورچیخانہ مین لیگئے اور صاف کرنے کا سامان درست کیا اقبال شاہ نے مقبول عیار سے کہا کیا دیر ہی آب کل کو دبا کہ شکم مچھلی کا کھلے اور ہم باہر آوین مقبول عیار نے فوراً حلقہ دبایا یک بیک شکم مچھلی کا مثل ایک غار کے کھلگیا اور باورچی شور و غل مچانے لگے یہ طرفہ بات ہی کہ ماہی مردہ شکم کھولتی ہی اس تماشے سے تمام باورچی گرد آکر جمع ہوگئے اس اثنا مین مقبول عیار اور اقبال شاہ وغیرہ سرداروں نے نکلکر چند نیچے فرنگی باورچیون کو مارے تین چار نفر باورچی اُنمین سے مارے گئے باقی بھاگے اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین اور عادل شاہ جو پیٹ سے ماہی کے باہر نکلے پہلے باورچیخانہ کا دروازہ بند کروا دیا بعد اسکے سماک عیار کو گرفتار کیا اور باقی دلاوروں نے کچھ نفر باورچی مارے باقی نے امان مانگی اقبال شاہ نے امان دی پھر سماک عیار سے پوچھا کہ تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا مین حضور کا فرمانبردار ہون اور زرقا کو آزاد فرماؤ مین غلام بھی حاضر ہی اگر زرقا قتل ہوئی تو فدوی کو بھی قتل فرمائیے اور مین حضور کو موید من اللہ جانتا ہون اقبال شاہ نے فرمایا آفرین اب تو بتا کہ ہم کیا عمل کرین کہ قیدی اپنے چھوڑالین سماک عیار نے عرض کی ای شہریار غلام کی رائے مین یہ ہی کہ حضور توقف فرمائین مین خاصہ تیار کرکے جب مالیح خان و مرطوب شاہ وغیرہ کے واسطے لیجاؤنگا وہان کا مجمع کم ہوجائیگا حضور وہان جاکر مالیح خان و مرطوب شاہ وغیرہ کو گرفتار کرلین بعدہ باطمینان تمام اپنے قیدیون کو چھڑا لیجیے وہ تہ خانہ مین قید ہین اقبال شاہ نے کہا کہ مجھے تیری گفتگو سے بوے صدق آتی ہی اگر یہ بات سچ ہی تو بیان کر ہم اقرار کرتے ہین کہ جو تیرا مطلب ہوگا اُسکو بر لائینگے سماک عیار نے کہا ای شہریار غلام کا سوا اسکے اور کوئی مطلب نہین ہی شاہزادہ معز الدین نے بھی سماک عیار کی سفارش کی اقبال شاہ کو مشورہ سماک عیار کا پسند آیا سماک عیار نے عملہ کو باورچیخانہ کے خوب فہمائش کردی کہ تمھاری زندگی اسی مین ہی کہ جس طرح مین کہون عمل مین لاؤ اور اس امر کا افشا نکرنا کہ تمھاری مرگ و زندگی انھین جوانان دلاور کے ہاتھون مین ہی اور خاصہ نہایت عمدہ و تحفہ تیار کرو اور جلد ان سب صاحبون کو کھلاؤ باورچی انواع اقسام کا کھانا عمدہ و تحفہ لائے اُنھون نے خوب سیر ہوکر نوش فرمایا اور باورچیخانہ مین آرام کیا اور سماک عیار چند خوان کھانے کے مرطوب شاہ کے واسطے لیگیا مرطوب شاہ نے کہا سماک تو نے بہت جلد کھانا تیار کرایا اور کباب بھی مچھلی کے بہت جلد تیار ہوئے سماک نے کہا حضور آج کباب مچھلی کے تیار ہونا بہت مشکل تھے لہذا آج پر موقوف رکھیے ملکہ سلطان فرنگ نے کہا سچ کہتا ہی اتنی بڑی مچھلی کا صاف کرنا مشکل ہی سماک عیار نے جو کھانا مالیح خان کے سامنے لگایا اُسمین بیہوشی بھی آمیز تھی مالیح خان

نے دو چار لقمہ کھا کر کہا کہ میرا سر پھرنے لگا نے لگا اگر حکم ہو تو دو چار ساعت سو رہوں مرطوب شاہ نے کہا کیا مضائقہ مالح خان
تو اپنی خوابگاہ کو گیا اور مرطوب شاہ و ملکہ فرنگ سلطان بھی اپنی اپنی خوابگاہ میں داخل ہو گئے سمک عیار وہان سے
پھرا اور اقبال شاہ سے کہا بسم اللہ اب میدان خالی ہے تشریف لے چلیے اقبال شاہ اور شاہزادہ معز الدین دلاور وغیرہ
سمک عیار کے ہمراہ خوابگاہ مالح خان میں گئے مالح خان کو مع ملازمان مفسدہ پرداز کے باندھ لیا بعد اسکے شمع روشن
کر کے سمک عیار آگے آگے اور پیچھے پیچھے سب صاحب تہ خانہ میں داخل ہوئے احمد و اصغر وغیرہ نے جو اقبال شاہ کو دیکھا
عالم استعجاب میں پوچھا اے حضرت آپ کہان اقبال شاہ نے تمام سرگذشت بیان کی بعد اسکے اُن سب کو قید خانہ سے باہر لائے
اور آتے ہی حقیقت پوچھی اُنھون نے کہا اے شہریار خدا جانے وہ نازنین ساز نواز کون ساحرہ تھی کہ جسوقت ہمنے دیکھا ہمکو ہوش
نرہا اور بشوق مواصلت حوض میں غوطہ مارا وہان اندھیرا تھا کچھ معلوم نہ ہوا یکایک وہ تختہ پیر کے نیچے سے نکلگیا ہنوز قدم ہمارا
ٹھہرا نہ تھا کہ چند آدمیون نے ہمکو قید کر لیا اور قید خانہ میں بھیج دیا اقبال شاہ نے سمک عیار سے کہا کہ تو مالح خان کی رفع
بیہوشی کر سمک عیار نے فتیلۂ رفع بیہوشی دماغ میں دیا جب وہ ہوش میں آیا دیکھا کہ چند سردار اور سمک عیار میرے
پلنگ کے گرد ہین مالح خان نے خوف سے آنکھیں بند کر لین سمک عیار نے کہا خانصاحب یہ خواب ہے کہ بیداری کچھ یاد ہے
کل آپ نے کیا فرمایا تھا مجھ غریب پر ناحق ناراض ہوئے تھے اب آنکھ کھول کر ملاحظ فرمائیے اپنی حرکت بد کا نتیجہ دیکھیے مالح خان
خاموش ہو رہا جواب نہ دیا اقبال شاہ نے مالح خان کو عادل شاہ کے حوالہ کیا عادل شاہ اُسکو باد رچیخانہ میں لے آیا بعد
اسکے اقبال شاہ نے اصغر شاہ اور احمد شاہ کو مع تمام سردارون کے دروازہ قلعہ پر بھیجا اور تاکید کی کہ صبح کو جو مقابلہ پیش
آئے فوراً قتل کرنا اور فوج شاہی کو اندر قلعہ کے بلا لینا مقبول عیار شاہزادہ معز الدین کو ملکہ فرنگ سلطان کی خوابگاہ
میں لایا اور سمک عیار اقبال شاہ کے ہمراہ مرطوب شاہ کے محل میں پہونچا اور اسنے مرطوب شاہ کو خواب غفلت
سے جگایا مرطوب شاہ کی جب آنکھ کھلی اور اُسنے اقبال شاہ کو دیکھا سمک عیار سے پوچھا یہ جوان کون ہے اور اسکو تو
میرے پاس کسواسطے لایا سمک عیار نے کہا اے بادشاہ یہ جوان عالی قدر خیر خواہ تمھارا اور تمھاری رعایا و ملک کا شاہزادہ
اقبال شاہ ہے بعد ازان تمام حقیقت گذشتہ بیان کی مرطوب شاہ نے جب سنا کہ مالح خان گرفتار ہو گیا طبیعت اسکی
خود بخود اصلاح پر آگئی اور اقبال شاہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور عرض کی مجھے آپکی فرمان برداری سے کچھ عذر نہیں ہے حال
میں آپکا مطیع ہون راوی گذارش کرتا ہے کہ روایت صحیح یہ ہے کہ جسوقت وہ ماہی چوبی برج میں پہونچی اُسی وقت اقبال شاہ اور
عادل شاہ سوارون نے مچھلی کے شکم سے نکلکے مرطوب شاہ و مالح خان کو گرفتار کر لیا بعد ازان تمام شہر و قلعہ پر متصرف ہوئے
اور مقبول عیار اور شاہزادہ معز الدین بخط مستقیم ملکہ فرنگ سلطان کے محل میں آئے اور دیکھا کہ ایک شہ نشین میں پردہ پڑا
ہے اندر سے پردہ کے ایسی آواز دردناک آئی کہ شاہزادہ بے چین ہو گیا جب بغور آواز سنی معلوم ہوا کہ ملکہ فرنگ سلطان کسی سے
سے خطاب کر کے کہتی ہے کہ اے جوان مجھکو کب تک تو دیوانگی میں گرفتار رہیگا اب بھی اپنے حال سے آگاہ کر کہ تو کس نازنین پر عاشق ہے

اور یہ تصویر کسکی ہو کہ جسکو رات دن دیکھا کرتا ہو اگر تیری معشوقہ کا نام معلوم ہوتا تو ہم کچھ فکر کرتے اور تجکو اُسکے پاس پہونچا دیتے شاہزادہ
معزالدین نے آہستہ پردے مین سے دیکھا کہ فرنگ سلطان ایک جوان نا توان سے یہ باتین کر رہی ہو اور وہ کہتا ہو کہ اے ملکہ
کشور غریب پرور خداوند کریم تمھاری عمر و دولت مین ترقی دے کہ تمنے میرے ساتھ ایسی دستگیری اور غربت نوازی کو کام فرمایا
کہ جہان مین کوئی کسی کے ساتھ شاید ایسا کرتا ہو حاتم کا قصہ سُنا ہو لیکن آپ کو دیکھا مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ نازنین صاحب
تصویر اس ملک کی باشندہ نہین ہو جو مین آپکو بتاؤن اور آپ اُسکو تجسس فرمادین ایک شہر کرسی ہو وہانکے لوہار کی دختر بلند اختر ہو ملکہ
فرنگ سلطان نے پوچھا نام اُسکا کیا ہو اور تمھارا کیا نام ہو اُسنے کہا مجھے حفیظ کہتے ہین اور وہ منطقہ زرین کمر بنت
سعید لوح دار مشہور ہوا ہو ملکہ عالم حسب اتفاق منطقہ زرین کمر مع دایہ اور ایک کنیز میرے ساتھ حوض مین بیت المعمور ثانی
کے داخل ہوئی جب مین نے پانی سے سر نکالا تمھارے ملک مین اپنے کو پایا اور اُن عورتون کا حال نہین معلوم کہ کہان پہونچین
اور کیا ہوئین کسی مصیبت مین پھنسین یا عیش مین ہین زندہ بھی ہین یا نہین ملکہ فرنگ سلطان نے کہا اے حفیظ آج کی شب یہ کچھ
معلوم ہوتی ہو کہ تونے اپنی سرگذشت ہمکو سنائی معلوم ہوتا ہو کہ کسی بندہ برگزیدہ خدا کا قدم مبارک یہان آیا ہو اُسکی یہ برکت
ہو یا میرے بدبخت کی یاوری ہو مقبول عیار باہر پردہ کے کھڑا سُن رہا تھا اُسنے بلند آواز سے کہا اے ملکہ فرنگ سلطان
تُمنے سچ ارشاد فرمایا کہ اندھیری رات مین یہ وقت مبارک صرف یہ برکت قدم شہنشاہ عالم و فخر بنی آدم و تابع احکام شریعت
زیب دہ تخت و تاج سلطنت واجب التعظیم یعنے شاہزادہ معزالدین ابو تمیم نصیب ہوا اب تمکو واجب و لازم ہو کہ جلد تر حاضر ہوکر
سعادت قدمبوسی حاصل کرو پس بمجرد سُننے اس آواز کے ملکہ فرنگ سلطان اور حفیظ ثریا مکان کمال متحیر ہوے اور کہا
خداوندا یہ کیا امر ہو اس عرصہ مین شاہزادہ بدولت و اقبال اندر پردہ کے داخل ہوا ملکہ فرنگ سلطان نے گھبرا کے نقاب
چہرہ پر ڈال لی اور جمال باکمال شاہزادہ صاحب اقبال کا بخوبی دیکھا بقول جامی بیت

جمالے دیدار از حد بشر دور	ندیدہ از پری نشنیدہ از حور

علاوہ جمال بیمثال کے اُس نونہال گلشن لایزال کا رعب عظمت و جلال ایسا تھا کہ ملکہ و حفیظ ثریا مکان کے ہوش بجا
نرہے بیساختہ تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور باادب تمام سلام کیا اور مسند زرنگار خالی کر دی اور خود سرنگون مودب دور بیٹھے بیت

یکے در خموشی یکے در سکوت	بفرمان حے الذی لا یموت

شاہزادہ معزالدین نے فرمایا اے ملکہ فرنگ سلطان تم کیون حیران ہو شاید آج کے قصہ کی تمکو خبر نہین ہو غرضکہ مالک خان
اور مرطوب شاہ کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ مین شکرگزار اُس خالق کا ہون کہ تمکو مین نے اپنا ہمدرد پایا اگرچہ مین منطقہ زرین کمر
اور حفیظ کے حال سے بخوبی واقف تھا لیکن تمسے اب ملاقات ہوئی حفیظ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اس غلام کے حال سے
کیا آگاہ ہین شاہزادے نے فرمایا اے حفیظ ہرچند کہ تو فی الحال نشۂ محبت مین سرشار تھا لیکن تونے ضرور سُنا ہوگا کہ کوئی شخص
مشتاق سیر قصر هر پیکر دشمن کا شہر کرسی سے آیا ہو حفیظ نے جو نہین یہ سُنا شاہزادہ کے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا سبحان اللہ

اس مملکت طلسم مین کوئی ایسا نہین کہ جو حضور سے واقف و آگاہ نہین ملکہ فرنگ سلطان نے کہا کہ ہان مین نے بھی اپنے پادری سے سنا ہی کہ اس ایام فرخندہ فرجام مین ایک شاہزادہ عالیجاہ کائنات طلسم مین وارد ہوا ہی اور تمام اہالیان طلسم کو اسکی حرمت و عزت کا خیال واجب و لازم ہی اور جو کوئی تعظیم و تکریم مین کسی نہج کا فرق کریگا مجرم سرکار ہوگا الحمد للہ کہ یہ خادمہ بھی اس حیلہ سے قدمبوس ہوئی یہان یہ گفتگو تھی کہ ایک ملازم مرطوب شاہ کا بطلب ملکہ آیا اور کہا ای ملکہ فرنگ سلطان آپ کو مرطوب شاہ نے یاد کیا ہی ملکہ نے کہا تو جا تھوڑی دیر مین مین آتی ہون اور فوراً ایک اپنے ملازم کو واسطے دریافت مرطوب شاہ کے بھیجا ملازمہ نے آکے بیان کیا کہ مرطوب شاہ اقبال شاہ کے پاس ایک ہی مسند پر جلوہ افروز ہی ملکہ فرنگ سلطان نے شاہزادے سے رخصت چاہی اور اپنی حفظ آبرو کے لیے عرض کیا شاہزادے نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو اور ہرچند کہ حفیظ ثریا مکان مجھے بھی بخاطر عزیز ہی اور جب یا تم اسکی فریاد رسی مین مصروف ہوئین تو مجھے اور زیادہ تر اسکا پاس ہوا اور وہ تینون عورتین جو حفیظ کے ساتھ بیت المعمور ثانی کے حوض مین غرق ہوئی ہین اسمین ایک کا نام ذکا ہی وہ میرے پاس موجود ہی اسی طرح اور رفتہ رفتہ دایہ صفوانہ اور منطقۂ زرین کمر وغیرہ بھی مل جاتی ہین اور مین عقد منطقہ زرین کمر کا تمھارے حفیظ ثریا مکان کے ساتھ کر دونگا ملکہ فرنگ سلطان کو یہ سنکر ایسی حیا و شرم دامنگیر ہوئی کہ کچھ جواب ندیا اور چپکی وہان سے روانہ ہوگئی جب مرطوب شاہ کے پاس آئی مرطوب شاہ و اقبال شاہ نے سروقد تعظیم دی ملکہ فرنگ سلطان نے مرطوب شاہ سے پوچھا کہ آج شب کیسی گذری مرطوب شاہ نے کہا ای ملکہ اقبال شاہ کے موید من الارباب ہونے مین کچھ شک نہین ہی مین نے اپنے اعمال گذشتہ سے اب توبہ کی اور اطاعت اقبال شاہ کی بدل و جان قبول کی کل یقین ہی کہ مالح خان بھی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے ملکہ فرنگ سلطان نے بھی اقبال شاہ سے مصافحہ کیا اور کہا مجھے بھی اپنی کنیزان خاص مین تصور فرمائیے گا اتنے مین شاہزادہ معز الدین حفیظ کو ہمراہ لیکے وہان تشریف لایا اقبال شاہ نے حفیظ ثریا مکان کا حال پوچھا شاہزادہ نے فرمایا یہ بھی میرے متوسلان قدیم سے ہی اقبال شاہ نے کہا ایسا ضعیف و ناتوان یہ جوان کون ہی شاہزادے نے فرمایا عاشقونکی علامت یہی ہوتی ہی اقبال شاہ نے کہا شاید یہ ساکنان شہر کرسی سے ہی شاہزادہ بولا ہان واقعی یہ قلمدار کا فرزند ارجمند ہی غرض وہ رات اسی مکالمہ مین گذری صبح کو احمر نوجوان اور اصفر بن طاقی شاہ نے دربانون سے کہا شہر کا دروازہ کھول دو دربانون نے دروازہ کھولنے مین تامل کیا فوراً حکم مرطوب شاہ بھی واسطے کھولدینے دروازے کے پہونچا احمر اور اصفر دونون مع لشکر ظفر پیکر داخل شہر ہوئے ادھر عادل شاہ باورچیخانہ سے مالح خان کو دست و پابستہ دیوان عام مین لائے چونکہ عادل شاہ اور مرطوب شاہ باہم قرابت رکھتے تھے لہذا مرطوب شاہ کو عادل شاہ نے لعنت و ملامت نافرمانی کرنے سے کی مرطوب شاہ نے عذر کیا بعد ازان صحبت گرم ہوئی ساقیان باہوش مع جام و مئے ارغوانی حاضر ہوئے اور رقص مہوشان شروع ہوا طبلہ پر تھاپ پڑی ساز بجنے لگے دورۂ شراب گردش مین آیا ؎

بصد ساز نو محفل آراستند | می و عود و رامشگران خواستند
شدہ رشک افلاک آن بارگاہ | بگردش در و جام ...

مرطوب شاہ نے عین صحبت مین فریب الدم وزیر اعظم سے پوچھا اس مالح خان مفسد ناپاک کی کیا سزا ہو وزیر اعظم نے عرض کی کہ حسب قاعدہ قدیم مالح خان کو غرق چاہ نمک کردینا چاہیے اقبال شاہ نے کہا چاہ نمک کیا شی ہو فریب الدم نے کہا پیر مرشد بیرون شہر ایک کھاری کنوان ہو اسمین مجرم شاہی بحکم شاہ ہویا بفتوائے قاضی اسی کنوئین مین غرق کیا جاتا ہو بمجرد غرق ہونے کے تمام گوشت و پوست کنوئین مین رہجاتا ہو اور ہڈیان نکل آتی ہین اقبال شاہ نے اسی وقت تمامی خلائق کے سامنے مالح خان شوریدہ بخت کو اسی کنوئین مین غرق کروادیا اور وہ اپنی سزائے اعمال کو پہونچا بموجب اس آیہ کے فذاقت وبال امرہ وکان عاقبۃ امرہا خسرا بعد ازان دوسرے روز اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین اور مرطوب شاہ و عادل شاہ وغیرہ ملک ظہورستان کی طرف روانہ ہوئے ملکہ فرنگ سلطان بھی بامید مقصد دلی ہمراہ رکاب ہوئی بعد ایک ہفتہ کے کشتیان ساحل مراد پر پہونچین اثنائے راہ مین طاقی شاہ بادشاہ شہر سرکشان یعنی بادشاہ مثلثۂ آتشی شرقیہ حصار اور دراسب شاہ بادشاہ مثلثۂ خاکی شہر سودائیان جسکا نام ملک جنوبیہ اور قرابستان بھی مشہور ہو موافق وعدہ کے لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوئے اور یہ بادشاہان عالیشان یعنی عادل شاہ بادشاہ شمالیہ حصار طلسم مثلثۂ ہوائی و شہر عاقلان اور مرطوب شاہ بادشاہ غربیہ حصار طلسم مثلثۂ آبی و شہر ابلہان اور ملک ارمن جزیرہ نشین و احمر بن عادل شاہ و اصفر بن طاقی شاہ اور ملکہ فرنگ سلطان مع کمرو وغیرہ مع اپنی اپنی فوج و لشکر کے اول ہی خدمت بابرکت مین حاضر تھے شاہزادہ معزالدین نے جب یہ حشمت و ثروت و کثرت اپنے ہمراہ رکاب دیکھی دل مین کہا سبحان اللہ باوجود اس اقتدار کے ہنوز وصال جان جہان آرا میسر نہوا اور مذکور لی حصرت حضرت مشکلکشا نظر آتی ہو اور نہ اقبال شاہ کو ہماری فکر ہو کہ اس کشتہ غم فراق پر کیا گذرتی ہو ہرچند کہ اسوقت رتبہ شاہنشاہی حاصل ہو لیکن بقول کسی کے سارے جہان کی شاہی سے کوے جانان کی گدائی بہتر ہو بیت

بہ زینکہ شاہ باشم و نبود نگار من | باشم گدا و یار بود در کنار من
بہ از شاہی با چنین کرّ و فر | گدا باشم و یار باشد ببر

اقبال شاہ شاہزادے کو مکدر دیکھکر قریب آگئے اور کہا ای برادر گرامی قدر ہرگاہ آپ کو بخوبی معلوم ہی اور یقین واثق ہی کہ آپکا مقصد دلی بر آئیگا پھر خیال محال کیون فرمایئے آپ خود بچشم الضاف ملاحظہ فرمایئے کہ سوائے وقت موعود کے کوئی بشر اپنے مطالب کو پہونچتا ہی ہر ایک امر کیواسطے ایک امر مقرر ہی واضح ہو کہ شاہزادۂ معزالدین کو بعد داخل ہونے عجائبات کے خیال والدین اور احباب وطن ضرور آتا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد بسبب حالت طلسمی کے وہ سب محو ہو جاتا تھا چنانچہ اب بھی بعد داخل ہونے قصر قران السعدین کے ہر روز ایک مرتبہ خیال آتا ہی کہ مین کون ہون اور کسو جہ سے یہان وارد ہوا ہون اور دفعۃً تصور ملکہ نوبہار گلشن افروز ہر ایک خیال سے غافل کر دیتا تھا رباعی

ہر لحظہ ز من روایتی می شنوی | در قصہ من شکایتی می شنوی
سوز دل من فسانہ می پنداری | من مردم و تو حکایتی می شنوی

اوّل گذارش ہوا ہی کہ سلطان روح الملک کی ایک زن خونخوار منیہ آدمخوار دشمن قوی اور عدوے جانی ہی اور وقت مخالفت رئیسان حصار چار شلشہ سے ہر وقت و ہر ساعت استیصال خاندان سلطانی کی فکر مین رہتی ہی اور سلطان روح الملک بغیر اعانت و مدد رئیسان مذکور کے خود اُس بلاے جان کا کسی طرح مقابلہ نہین کر سکتا اور سرحد ملک اُس منیہ آدمخوار کی ایک بیابان صحراے عدم نام وسیع ہی اور اُس صحراے عدم مین ایک پہاڑ بہت بڑا جبل التعاقب ہی اور وہی منیہ آدمخوار کا خاص دار الخلافت ہی اگر کوئی اہل لشکر سلطان کا منیہ آدمخوار کے ہاتھ گرفتار ہو جاتا ہی پھر تا قیامت وہان سے نجات نہین پاتا اور سطرف جبل التعاقب کے ایک صحراے لق و دق و بیابان ہولناک ہی کہ جسے بیابان استقام کہتے ہین وہانکی خلائق مردم آزار و بدخلق و کج فہم و ناہموار ہی اور یہی سب منیہ آدمخوار کے تابع حکم ہین جب منیہ آدمخوار کو خبر پہونچتی ہی کہ چارون رئیس سلطان روح الملک سے ناراض ہوکر اپنے ملک کو چلے گئے بس وہ ایک زبردست دیو خصلت سردار کو بیابان استقام سے با ساز و سامان جنگ ملک ظہورستان کو روانہ کرتی ہی یہان اگر سلطان روح الملک قلعہ بند ہو گیا تو وہ بیقت خود ملک ظہورستان مین پہونچے گی اور سلطان کو گرفتار کرکے جبل التعاقب و صحراے عدم کو روانہ کریگی قصہ مختصر جبتک منیہ ظالمہ کو سلطان روح الملک کے قلعہ بندی کی خبر نہین پہونچتی ایک سردار کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا یونہین پے در پے بہونچا یا کرتی ہی اور اگر اس عرصہ مین چارون رئیسون مین اتفاق ہو گیا تو سب ملکے اسکو شکست فاش دینگے اور اب فرمانبرداری سلطان روح الملک سے انحراف کرتے ہین غرض آمدم بر سر مطلب جب بذریعہ اخبار رئیسان ہر چار گانہ کے فساد کی خبر منیہ آدمخوار کو پہونچی لقوات کج گردن کو با فوج کثیر صد سر و سیری سے بیابان استقام کی شہر ظہورستان کو روانہ کیا پہلے قلعہ وجہ کا محاصرہ کیا جو کہ سرحد سے ظہورستان کے ملحق تھا اور حاکم وجہ کا وریدخان لقوات کے ہاتھ سے تنگ آیا تھا بعد ازان نقروس درشت انگشت بغرض تسخیر قلعہ عصبیہ کے آیا اور عراق بن لتا نے قلعہ سابقہ پر قبضہ کیا اُسکے بعد حدگرم سیری سے بیابان استقام کے حماے تن درست نے افواج بیشمار سے خاص شہر کا محاصرہ کر لیا اور لشکر کو اپنے حکم دیا کہ چارون طرف سے حملہ آور ہون اب اس درجہ یورش لشکر و

وکثرت جنگ ہوئی کہ عنقریب سلطان روح الملک محصور ہونے کو تھا کہ ناگاہ اُس عالم یاس و ہراس میں ہرکاروں نے
خبر دی کہ چار دن رئیس اعظم آپکے مطیع ہیں اور واسطے عذر کے آتے ہیں اور شاہزادہ اقبال شاہ کسی کو اپنے ہمراہ حضور کی ملازمت
کے واسطے لیے آتے ہیں اس خبر فرحت اثر و فرزدہ جان بخش سے ہوش و حواس سلطان روح الملک کے بجا ہوئے اور
اُسی وقت عاقل روشن تدبیر وزیر کو واسطے استقبال اقبال شاہ کے روانہ کیا ایک نامہ بھی مع بیاد ظلم اعدا لکھ بھیجا
عاقل روشن تدبیر نے ملک ظہورستان کے قریب اقبال شاہ سے ملاقات کی اور سب رئیسان اربع بھی وزیر اعظم سے
بکمال خوش خلقی و اخلاص پیش آئے اقبال شاہ نے عاقل روشن تدبیر کی تبکلف تمام دعوت کی اور حال سلطان کا دریافت
کیا وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ شہریار اگرچہ سرداران حد سرد سیری کا قلعہ ہائے سرحد شہر پر ہر روز یورش ہوتا ہے اور
پہلوانان باغی حملہ آور ہوتے ہیں لیکن کوئی حملہ کارگر نہیں ہوتا اور دریدخان وغیرہ حاکم قلات نہایت مردی و مردانگی سے لڑ رہے
ہیں لیکن جبسے کہ حمامے آتش دست خاص شہر میں آیا ہے خلائق شہر نہایت ہراسان ہے اور امید حیات قطع ہوگئی ہے اور ہر ایک
شخص اپنے خیال میں گرفتار ہے اور جبسے کہ زرنگار خان اور کراث خان سپہ سالار لشکر طافی شاہ ہلاک ہوئے
حمامے آتش دست کو بھی یقین ہوا کہ یہاں کے فیصلے میں توقف ہے بعد غارت و تاراج کرنے قدرے شہر کے محاصرہ شہر سے
دست بردار ہوا اور بیچ راہ میں خیمہ و خرگاہ برپا کرائے ہیں جب راسب شاہ کے مفسدان ملک امرض قتل میں آ گئے تین مردان
سرد سیری بھی شکست ہو گئے مگر قلعوں کے محاصرہ سے دست بردار نہوئے جس وقت سے عادل شاہ اور مرطوب شاہ کے مطیع
ہونے کی خبر مشہور ہوئی دو چار سردار نامی تھوڑی فوج سے رہ گئی باقی فوج کو رخصت کر دیا اسواسطے کہ رسد نہیں پہنچتی اور اب تو یقین ہے
فوراً حضور کے آمد کی خبر سنکے فراری ہو جائیں یا شاید ایک دو مقابلہ کی نوبت آئے طافی شاہ وغیرہ نے عاقل وزیر روشن تدبیر
سے کہا کہ جب تک ہم اپنے دشمنوں کا فیصلہ نکر لینگے سلطان کی ملازمت نکرینگے بلکہ سرہائے بریدہ اسقامیوں کے بطریق تحفہ نذر
سلطان کو لائینگے راوی کہتا ہے کہ چار طرف حصار چار مثلثہ کے ایک بیابان وسیع ہے اور ہر میدان سے ہر تین کا ملک ملحق
ہے اور نام اس میدان کا خارستان ہے ہر چند کہ مردمان خارستان بدشکل ہیں لیکن ایسے بہادر و دلیر و شجاع ہیں کہ ان مفسدان
اسقام سے بجز انکے اور کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اسی واسطے رئیسان اربع اکثر مردان خارستان کو ملازم رکھتے ہیں بلکہ ہر جا پر رئیس
کے ساتھ فوج بیابان خارستان کی رہتی ہے القصہ طافی شاہ و عادل شاہ نے بجمعیت افواج خارستان وغیرہ براہ راست
قلعہ وجہ کی طرف روانہ ہوکر لقوات کج گردن کو ہلاک کیا لقوین بن لقوات لاش باپ کی لیکر بیابان اسقام کو روانہ ہوگیا
خلائق نے دست ظلم سے اُس موذی کے نجات پائی بعد اسکے طافی شاہ نے نقروس درشت انگشت اور نقراس بن نقروس
کو بھی زدہ زدہ بیابان اسقام میں بھگا دیا عادل شاہ نے عراق بن نسان کو قتل کیا اور قلعہ سابقہ چھین لیا اسی طرح
راسب شاہ و مرطوب شاہ نے لشکر حمامے آتش دست پر شبخون مارا اور حمامے آتش دست کو زندہ گرفتار کر لیا اور
اُسے اُسی وقت آگ میں جلوا دیا اور دختر اُسکی حمی بن حمامے آتش دست بنظر خردسالی و بیگناہی آزاد کی گئی اور لشکر حمی کا ہزیمت

خوردہ بیابان استقام کو روانہ ہوگیا بعد اسکے اخنوق شریر کو گرفتار کرلیا کہ یہ بھی ایک بہت بڑا مفسد تھا اور اُسنے قلعہ حلقو سیہ کا محاصرہ کرلیا تھا جب ملک ظلورستان اُنکے ظلم و ستم سے پاک ہوگیا اور میدان صاف ہوا چارون رئیس سرہاے بریدہ کفاران بیابان استقام لیکر واسطے نذر سلطان روح الملک کے روانہ ہوئے جب منبیہ آدمخوار نے خبر شکست لشکر نکبت اثر اپنے کی سُنی چار رجامہ گھوڑے سے اُتروا دیا اور کہا اب ہم چند روز کی مہلت دیتے ہین پھر دیکھا جائیگا اسطرف سے سلطان بھی واسطے استقبال اقبال شاہ کے شہر سے نکلا غرض بیابان خرم مین جو شکارگاہ خاص سلطان تھا وہان اقبال شاہ اور شاہزادہ معزالدین کی سلطان روح الملک سے ملاقات ہوئی روساے اربع بھی ملازمت سلطان روح الملک کی بجا لائے اقبال شاہ نے گناہ و قصور اُنکا سلطان سے معاف کرایا بعد اسکے ہر رئیس نے اپنا اپنا کارنمایان جو محاربہ مین استقامیہ کے واقع ہوا تھا سلطان روح الملک سے عرض کیا سلطان نے اقبال شاہ سے کہا کہ ہر ایک رئیس کی علی قدر مراتب تواضع کرنا ضرور ہی اور شاہزادہ والا جاہ عالم پناہ یعنی شاہزادہ معزالدین کا حال اقبال شاہ سے دریافت کیا اقبال شاہ نے کہا یہ شاہزادہ بلند اقبال میرا برادر عزیز از جان اور آپکا غلام ہی سلطان نے شاہزادے کو سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے برابر بٹھا لیا اور اقبال شاہ کے کان مین آہستہ کچھ کہا اقبال شاہ نے کہا درست شاہزادہ معزالدین نے خیال کیا کہ سلطان نے نہین معلوم میرے حق مین اقبال شاہ سے کیا کہا بہت گھبرایا جب وہ دربار برخاست ہوا اقبال شاہ و شاہزادہ معزالدین ایک جا ہوکے اُسوقت شاہزادے نے اقبال شاہ سے پوچھا کہ سلطان نے جو تمسے پوشیدہ کہا ہمارے سُنانے کے قابل نہین ہی اقبال شاہ نے کہا آپ سے کوئی امر پوشیدہ نہین ہی شاہزادہ جب مصر ہوا اقبال شاہ نے کہا ای برادر جب مین نے تمھارا حال بیان کیا تو سلطان روح الملک نے کہا یہ وہی عالیجاہ ہی کہ جس سے میری دختر بلند اختر ناطقہ روشن بیان کی نسبت قرار پائی ہی مین نے کہا کہ ہان وہی شاہزادہ نامدار ہی شاہزادہ معزالدین نے کہا اس دروغگوئی سے کیا فائدہ اقبال شاہ نے کہا یہ دروغ مصلحت آمیز ہی اسواسطے کہ اگر مین سلطان سے بیان نہ کرتا کہ یہ وہی شاہزادہ ہی لیکن ضرور وہ اس مقدمہ کو موجود ہونے پر مقبل کے موقوف رکھتا اور ممکن تھا کہ سلطان اپنے عہد و وعدہ سے برگشتہ ہو جاتا اور ثانی الحال خدا جانے کیا معاملہ پیش آتا اب غور فرمائیے کہ مقابلہ مین ہم سلطان سے ہرگز سر نہین کھینچ سکتے بلکہ عدول حکمی مین سلطان کی خوف جان ہی اس لحاظ سے مین نے اقرار کیا کہ یہ شاہزادہ مقبل ہی شاہزادہ معزالدین نے فرمایا کہ تمنے جواب معقول دے دیا لیکن انجام بہتر نظر نہین آتا اقبال شاہ نے کہا مین نے ایک خبر سُنی ہی اگر یہ خبر واقعی ہی تو پھر یہان مقبل کا آنا مشکل ہی شاہزادے نے پوچھا وہ کیا خبر ہی اقبال شاہ نے کہا مین بخوبی تحقیق کرکے بیان کرونگا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا بروقت عقد کے کہوگے اقبال شاہ نے کہا ہم بخوشی تمھارا نکاح ناطقہ روشن بیان سے کرینگے شاہزادہ خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا مگر سلطان روح الملک ہر روز بنظر دامادی شاہزادہ معزالدین کی عزت و توقیر کرتا تھا اور شاہزادہ شرم سے منفعل ہوتا تھا اور کہتا تھا خدا خیر کرے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آخرکار طرفین مین سامان عروسی

تیار ہونا شروع ہوا اور خیمہ وغیرہ اقبال شاہ کے دشت خرم میں برپا ہوئے سلطان نے تمام شہر میں آئینہ بندی کا حکم دیا
اور خزانے کھولدیے طافی شاہ اور اصغر نوجوان اور مرطوب شاہ لشکر میں اقبال شاہ کے رہے اور عادل شاہ
اور حمراے گلنار پوش و زر اسپ شاہ اور ملکہ سوداوہ سیہ نقاب مسعود ناجو کی معشوقہ یہ سب سلطان روح الملک
کے ہمراہ شہر میں چلے آئے الغرض دشت خرم سے تا قلعہ بادشاہی دو طرفہ بازار آراستہ تھا اور بارہ فرسخ تک شہر سے روشنی تھی
سلطان روح الملک نے حکم دیا کہ پہلے مسعود ناجو کی شادی ہو بعد اسکے اصغر بن طافی شاہ کی اسکے بعد
احمر نوجوان بن عادل شاہ کا عقد ملک ارمن جزیرہ نشین کی دختر سے کیا جائے بعدہ اقبال شاہ کے بھائی شاہزادہ
معز الدین کی شادی ہونا چاہیے اتفاق سے ایک روز اقبال شاہ و شاہزادہ معز الدین ایک جا موجود تھے کہ سمک عیار
مرطوب شاہ کا حاضر ہوا اور اسنے چند حکایتیں مضحک بیان کیں شاہزادوں نے پوچھا اے مہتر کیوں آئے ہو سمک عیار نے
عرض کی اے شہریار نامدار الکریم اذا وعد وفا اب غلام بھی حضور کے تصدق میں اپنے مقصد دلی کو پہونچے اقبال شاہ نے
فرمایا بہتر ہے جبتک سلطان ساز و سامان عروسی سے فارغ ہوں ہم یہی شغل کرینگے بعدازاں شاہزادہ معز الدین سے کہا اے برادر
عالی قدر تم ملکہ فرنگ سلطان کو زرفا عیارہ کے عقد کا پیام بھیجو شاہزادہ اسی وقت خود ملکہ فرنگ سلطان کے پاس
تشریف لایا اور فرمایا اے ملکہ ہمیں زرفا کا سمک عیار سے عقد کر دینا منظور ہے ملکہ فرنگ سلطان نے عرض کی کہ اے شاہزادہ
بلند اقبال اس امر میں مجھ سے ضرورت استفسار کی کیا ہے میں بھی کنیز حضور کی ہوں اور زرفا بھی کنیز حضور کی ہے غرضکہ زرفا کا نکاح سمک عیار
سے کیا گیا اور سمک شکر احسان شاہزادے کا بجالایا اب اس خادم کی خدمت ادب سے شوق میں گذارش ہے کہ اگر جداگانہ ہر ایک شادی
کے لوازم تحریر کروں تو طول کلام ہو اور یہ منظور نہیں لہذا اصغر بن طافی شاہ کا عقد ملکہ حمراے گلرنگ سے ہوا اور
احمر و اصغر اور مسعود ناجو کی بھی شادی بآرائش تمام و زینت مالا کلام وقوع میں آئی راوی کہتا ہے کہ فوکا زرین کمر کی
لونڈی تھی اور شاہزادہ کے حکم سے ملکہ حمراے گلرنگ بنت عادل شاہ کی خدمت میں رہتی تھی
اور بعد شادی ملکہ جبکہ ملکہ حمراے گلرنگ کے آئی تھی جب فوکا محل طافی شاہ میں آئی یہاں اسنے منطقہ زرین کمر کو خاموش
ایک گوشہ میں بیٹھا دیکھا فوکا پانوں پر منطقہ زرین کمر کے گر پڑی اور زار زار رونے لگی منطقہ زرین کمر نے سر فوکا کا سینہ سے لگایا اور
آپ بھی رونے لگی تا اینکہ دونوں بیہوش ہو گئیں تمام عورتیں محل کی ان دونوں کے رونے سے متحیر ہوئیں جب ہوش میں آئیں طافی شاہ
کی بی بی حسنہ منطقہ زرین کمر سے کہا اے فرزند میں تمہاری بجاے ماں کے ہوں تم اپنے اس رونے کا حال بیان کرو اور یہ دوسری عورت
کون ہے منطقہ زرین کمر نے فوکا کا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواتین محل سب اس حال کو سنکر آبدیدہ ہوئیں دوسرے روز
فوکا نے کسی سے سنا کہ حفیظ نام ایک جوان ملکہ فرنگ سلطان کے ساتھ آیا اسکو گمان گذرا کہ بلاشک یہی شخص ہماری بی بی کا
مطلوب ہے اسکا حال شاہزادہ معز الدین سے دریافت کرنا ضرور ہے اور یہ رسم قدیم ہے کہ حرم سلطان روح الملک اس شخص سے
جو کہ رئیسوں اور سلطان سے صلح کرائے یا جو ملک طلسم میں مہمان ہوتے تھے پردہ نہ کرتی تھیں اسی وجہ سے اقبال شاہ

اور شاہزادہ معزالدین جسوقت گھبراتے تھے جس رئیس کے محل مین چاہتے تھے چلے جاتے تھے اور بیبیان محل کی مثل کنیزون کے حاضر رہتی تھین لیکن شاہزادۂ معزالدین کو کسی محل مین جانے کا اتفاق نہوا تھا اقبال شاہ بضرورت ایک دو بار بعض محل مین رو سا کے گئے تھے ایک روز ذکا نے منطقہ زرین کمر سے ایک عرضی اس مضمون کی لکھوا کے شاہزادۂ معزالدین کی خدمت مین خفیہ روانہ کی کہ اس کنیز کو جمال مبارک کی زیارت کا کمال اشتیاق ہی امیدوار ہون کہ ایک لمحہ کیواسطے حضور محلسرائے طاقی شاہ مین قدم رنجہ فرمائین تاکہ یہ کنیز قدمبوسی سے بہرہ یاب ہو بعید از بندہ نوازی نہوگا شاہزادہ معزالدین نے جب وہ تحریر ملاحظہ کی فرمایا سبحان اللہ مجھے آجتک نہ کسی خاتون محل نے بلایا اور نہ مین کبھی گیا اس کنیز کو کیا ایسا شوق ملاقات ہی مگر پھر خیال کیا کہ چلنا چاہیے دیکھین کیا معاملہ درپیش ہی اقبال شاہ سے بھی ذکر کیا کہ ای برادر سنتے ہو کہ مجھے ذکا نے طاقی شاہ کے محل مین بلایا ہی اقبال شاہ نے کہا ؎

ای باعث حصول مقاصد برائے خلق	حاصل ز مقدم تو ہمہ مدعائے خلق		چون از تو این مراد دل خویش یافتم	حاصل شود مراد تو ہم از دعائے خلق

ضرور تشریف لیجائو نہین معلوم اُس بیچاری کا کیا مدعائے دلی ہی کہ اُسنے اتنی بڑی جرأت کرکے آپ کو بلایا ہی اگر آپ تشریف نہ لیجائیے گا تو اُسکی کمال دلشکنی ہوگی شاہزادے نے فرمایا مین ابھی جاتا ہون مجھے کسی کی دلشکنی منظور نہین ہی اقبال شاہ نے کہلا بھیجا کہ آج شاہزادہ والا جاہ تمھاری محلسرا مین رونق افروز ہوگا خبردار اُسکی تکریم مین قصور نکرنا طاقی شاہ نے حکم آراستگی محلسرا مین پہونچا دیا اور فرش اور لباس وغیرہ سے سبکو ہوشیار کردیا بعد انتظام اور بندوبست عام کے بی بی طاقی شاہ کی خود چنور دست نگارین مین لے واسطے مگس رانی کے حاضر ہوئی منطقہ زرین کمر نے جب یہ سامان و اہتمام دیکھا دل مین کہا یا الٰہی یہ کس مرتبہ کا مہمان ہی جسکے لیے یہ سامان ہو رہا ہی پھر کہا مجھے کیا سروکار مین اپنے حال مین مبتلا ہون دوسرے کے حال کو کیا جانون اور ماوراسکے مین اس ملک کی باشندہ نہین جو یہان کے باشندے ہون اُنپر مہمانداری واجب ہی سوا اسکے وہ شاہزادہ بھی جوان ہی ایسا نہو کہ اپنی صحبت کے واسطے مجھے پسند کرے مجھ غریب الوطن و بے وارث کی کون مدد کریگا اور مجھے سوا چلے جانے کے اور کچھ چارہ کار نہوگا ہرچند کہ شاہ و شہریار کا مخاطب ہونا ایک نعمت غیر مترقبہ ہی اور لونڈی کو مرتبہ اعلیٰ نصیب ہوتا ہی لیکن میرے دل کا حال خدا جانتا ہی کہ مین بجز حفیظ ثریا مکان کے کسی فرشتہ آسمان کی بھی حقیقت نہین جانتی اور بشر کیا چیز ہی آخر منطقہ زرین کمر نے ذکا کو بلا کر اپنی طبیعت کے خیالات اور دور اندیشیان بیان کین ذکا خوب ہنسی اور کہا یہ خیال تمھارا درست ہی تم بڑی خیر اندیش ہو عقلمند کا کیا کہنا منطقہ زرین کمر نے کہا تو دیوانی ہوگئی ہی آجکل مصاحبت بادشاہ نے تیرا فراج بگاڑ دیا ذکا نے کہا ای ملکہ تم اپنے دل مین یہ خیال و توہمات بے اصل جمع کررہی ہو جنکا عدم و وجود یکسان ہی اس سے کیا فائدہ مین نے شب کو خواب دیکھا ہی کہ تمنے بڑے اخلاص و شوق سے شاہزادہ مہمان کے پاؤن پر سر رکھ دیا ہی اور اُسنے تمکو سینہ سے لگا کر کمال دلجوئی تمھارے حال کو پوچھا ہی اور تمکو نہایت رسوخ اُسکی خدمت مین ہوا ہی منطقہ زرین کمر نے کہا او مردار کیا بکتی ہی ہم تو اپنا درد دل بیان کرتے ہین تو قہقہے لگاتی ہی ذکا نے کہا اگر یہ شاہزادہ تمھارے درد دل کے علاج پر قادر ہو اور خوف خدا کرکے تمپر مہربان ہوجاوے اور تمھارا مدعا برآوے تو تم بتاؤ کیا انعام دوگی منطقہ زرین کمر نے کہا اگر تو واقف راز ہی تو پھر مفصل کیون نہین بیان کرتی ناحق پریشان ہو اور پریشان کرتی ذکا بولی اتنی دیر مین تم آپ کچھ لوگی کہنے کی ضرورت ہی کیا ہی بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ مصرعہ شنیدہ کی بود مانند دیدہ منطقہ زرین کمر نے کہا مجھے

کیا غرض کہ نامحرم مرد کی صورت دیکھون ذکا نے کہا بالفرض اگر شاہزادے نے خود تمھارا حال دریافت کرنے کو بلایا اسوقت کیا عذر
کرو گی منطقہ زرین کمر نے کہا میرا ذکر کرنے والا کون ہی ذکا بولی اسوقت ہم سلام کرینگے جب ذکر کرنیوالا اور پوچھنے والا پیدا ہوگا اس
اثنا مین خواجہ سرا نے پکارا خبردار ہوجاؤ شاہزادہ مہمان محلسرا مین داخل ہوا اپنے اپنے منصب و مرتبہ کا خیال رکھو بمجرد سننے اس صدا
کے ملکہ سوداوہ مشکین نقاب اور ریانہ دردندان اور حمراے گلگون پوش وغیرہ خواتین محل صف بستہ استادہ ہوگئین لیکن
منطقہ زرین کمر جس گوشے مین بیٹھی تھی بیٹھی رہگئی جب شاہزادہ عالی مقدار بصد جاہ و حشم داخل حرم ہوا پہلے طاقی شاہ کی بی بی بلاگردان
ہوئی بعد اسکے ملکہ سوداوہ و حمرا و ریانہ وغیرہ نو عروسون کو ملازمت سے سرفراز فرمایا شاہزادے نے دست شفقت و عنایت اسکے
سر و پشت پر رکھا اور فرمایا خداوند کریم تمھاری عمر دراز کرے اسوقت ذکا جلو مین حاضر تھی اسفر نوجوان کی دایہ نے زوجہ طاقی شاہ
سے کہا کہ منطقہ زرین کمر بیچاری گوشہ مین تنہا بیٹھی ہی وہ نہین آئی زوجہ طاقی شاہ بولی وہ اپنی طبیعت کی مختار ہی بنا بر اسیر اختیار نہین
جو مین بجبر ملازمت شاہزادے کو بلاؤن سوا اسکے تم جانتی ہو کہ وہ کسقدر بد مزاج ہی دایہ نے کہا یہ سب مین جانتی ہون لیکن میری غرض فقط
اطلاع حال سے تھی غرض جب شاہزادہ تخت پر جلوہ گر ہوا سب خواتین محل اپنے اپنے قرینہ سے گرد و پیش بیٹھ گئین اور باقی اپنے اپنے عہدے
پر حاضر رہین اور ذکا مگس رانی کرنے لگی اکثر عورتون نے کہا اے منطقہ زرین کمر تم حجاب مین ہو اور کنیز تمھاری بکشادہ پیشانی شاہزادے کی
مصاحبت مین ہو اسمین کیا اسرار ہی سچ بتا کہ یہ نئی بات ہی منطقہ زرین کمر نے کہا مجھے ایسی غرض نہین کہ جو مین ایک مرد نامحرم سے سامنا کرون
ذکا سے کہین کی شناسائی ہوگی جو آج وہ مصاحب ہوگئی وہ یہ سنکے خاموش ہو رہین اس اثنا مین ساقیان ماہوش و نامان حور پیکر
زرین کمر حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا جام مے ناب گردش مین آیا جب شاہزادے کو سرور ہوا خیال وغیرہ دل سے دور ہوا ذکا نے کان
مین شاہزادے کے عرض کیا اے شہریار باوقار وہ عریضہ نیاز کنیز خاص نے خدمت مین ملازمان عالی کے ارسال کیا تھا اور مکاشفت خاطر اقدس ہوئی
تھی بے ادبی و گستاخی معاف ہو اگر جان کی امان پائے تو یہ کنیز کوئی حرف زبان پر لائے شاہزادے نے فرمایا ہم ابر کرم ہین ہمین کس و ناکس
کی دستگیری و فریادرسی کرنا اپنی ذات پر مقدم ہی بیان کر کیا کہا ہی ذکا نے عرض کیا کہ جناب عالی کی ذات مراد بخش عالم ہی اے حضور
حفیظ ثریا مکان ایک جوان جو سابق مین ملک فرنگ سلطان کی خدمت مین تھا اور اب وہ حضور کے ہمراہ رکاب ہی وہ کون شخص
ہی شاہزادے نے فرمایا یہ وہی حفیظ ثریا مکان ہی جسکے سوداے عشق مین تیری خاتون ملکہ منطقہ زرین کمر ایک عالم سے دوسرے
عالم مین گرفتار ہوئی ان چارون آدمیون مین سے جو حوض مین بیت المعمور کے غرق ہوئی ایک تو دوسرا حفیظ ثریا مکان دستیاب
ہوئے منطقہ زرین کمر اور صوان دایہ کا پتہ نہین ہی خواتین محل کو نہایت تحیر ہوا کہ یہ کنیز نہایت شاہزادے کی محرم راز ہی اور سبب اس
سرگوشی کا اور مصاحبت کا اسکی بی بی ہوگی یقین ہی کہ اسی کا ذکر چپکے چپکے کر رہی ہی آخر اس بات کا ایسا چرچا ہوا کہ منطقہ زرین کمر
نے بھی سنا منطقہ زرین کمر کو بھی یہ سنکے ایک وسوسہ پیدا ہوا کہ ضرور اس مردار نے میری شکل و شمائل کا ذکر کیا ہی اور یہی ذریعہ اپنے فروغ
کا نکالا ہی اب خدا ہی حافظ ہی یہین تک زندگی تھی ظاہر اسباب بجز مرگ حرام کے اور کوئی چارہ کار خیال مین نہین آتا مین پہلے ہی کہتی تھی
کہ اسکا ہنسنا خالی از علت نہین ہی آخر اسکا مآل یہ ہوا اگر افسوس ہزار افسوس کہ ہماری مفت جان گئی اور اس دشمن دین و ایمان

کہ خبر بھی نہوگی کہ کوئی اپنی عفت وعصمت کا خیال کرکے فقط میری ہی مفارقت مین جان بحق تسلیم ہوئی شعر من وچہ خیالم وفلک وچہ خیال
کار یکہ خدا کرد فلک را چہ مجال ۔ یہ کہکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی یہان جب ذکانے زبانی شاہزادے کے سُنا کہ یہ جوان
وہی حفیظ ثریا مکان میری بی بی کا مطلوب ہی فرط خوشی سے باغ باغ ہوگئی اور تمام سرگذشت منطقہ زرین کمر کی شاہزادے
سے بیان کی اور اسیطرح نرگس رائی کیا کی شاہزادہ معز الدین نے بعد ایک ساعت کے طاق شاہ کی زوجہ کو بلاکر فرمایا ای خاتون
ہمنے سُنا ہی کہ ایک دختر انقلاب زمانہ سے منطقہ زرین کمر نام شہر کرسی کی حسب اتفاق تمھارے شہر مین آئی ہی اور تمنے اُسے بکمال محبت
بجاے فرزند کے اپنے پاس رکھا ہی مگر نہین معلوم کہ وہ ہمارے پاس کیون نہین آئی اُسکو بلاؤ ہم بھی ایک نظر دیکھینگے اور اُس سے
احوال اُسکا پوچھینگے طاق شاہ کی بی بی نے پہلے نگاہ قہر ذکا کو دیکھا اور اُسکو یقین ہوا کہ اسی مردار نے سرگوشی مین منطقہ کا
حال شہزادے سے بیان کیا ورنہ منطقہ کو شاہزادہ کیا جانتے پھر کہا ای شہریار وہ عورت بیدیار اپنے حال زار مین مبتلا ہی اور
میری محکوم نہین ہی جو مین بجبر بلاؤن اور خدمت عالی مین حاضر کرون البتہ مین تعمیل حکم کرتی ہون اگر وہ بخوشی آئی تو لاتی ہون
ورنہ حضور کو اختیار ہی بندی ہیچ مجبور ولاچار ہی آخر وہ بی بی منطقہ کے پاس تشریف لائی اور کہا ای فرزند سمجھ کہ میرا کچھ قصور
نہین یہ فتنہ تیری کنیز ذکا نے برپا کیا ہی اب تجکو بھی شاہزادہ مہمان کی خاطر ضرور ہی بہرکیف میرے ساتھ چل کہ اُسنے یاد
فرمایا ہی مین اقرار کرتی ہون کہ بعد ملازمت وعالم پرسی کے تجھے اسی جا پہونچا دونگی اور تو مطمئن رہ کہ شاہزادے کا طریق ایسا نہین
ہی کہ کسی عورت کو بنظر خریداری دیکھے یا کسی کو اُنکی ذات سے ایذا پہونچے اور تو خود دیکھ لے کہ تمام خواتین محل ایک سے ایک حسین وجوان
موجود ہین لیکن وہ کسی کی طرف نظر التفات سے بھی نہین دیکھتا اور یہی سہی اگر کسی نہج پر اُسکی طبیعت تیری طرف راغب بھی ہوئی تو
اسمین کچھ گناہ نہین ہی بلکہ اسکی تمنا لوگ رکھتے ہین اور درگاہ خدا مین شکر کرنا چاہیے کہ ایسے جلیل القدر مرد کے ساتھ منسوب ہوگی
جسنے تمام کائنات طلسم کی سیر کی اور سوکلان عالم بالا اُسکے مطیع حکم ہین علاوہ اسکے جبکے شورش عشق مین تمام جہان مین آوارہ وسرگشتہ
پھری ہنوز اُسکا پتہ ونشان بھی نہ ملا خدا جانے وہ زندہ بھی ہی یا مرگیا منطقہ زرین کمر نے دونون ہاتھون سے اپنا سینہ وسر پیٹا اور
کہا ای خاتون معظم آپ ایسا کلمہ فرماتی ہین مین اس رتبہ وسلطنت کو بدتر از خاک کوچہ جانان سمجھتی ہون مجھے اپنے پروردگار عالم سے
یہی امید ہی کہ وہ مجھے سواے میرے مطلوب کی اور کسی کی صورت نہ دکھلائے اب آپ چاہتی ہین کہ میری عقبی بھی خراب
ہوجائے بی بی نے کہا نہین صاحب مجھے ہرگز جبر نہین منظور ہی تو جان اور تیرا کام ہمکو پیغام شاہزادیکا دینا تھا دیکھے اور جو حق تمھارا
تھا سمجھا دیا آیندہ تمکو اختیار ہی جس طرح سے تم کہو مین تمھارا پیغام شاہزادے کی خدمت مین پہونچا دون لیکن مجھے جو مناسب معلوم
ہی اگر میرے نزدیک یہی مناسب ہی کہ تم چلکر اپنے حال سے شاہزادے کو آگاہ کرکے چلی آنا اسمین کچھ قباحت نہین ہی منطقہ زرین کمر
خاموش ہو رہی اس اثنا مین ذکا بھی پہونچی اور اُسنے کہا ای ملکہ عجب تماشے کی بات ہی کہ شاہزادہ عالیجاہ تمکو یاد فرماتا ہی اور
تم عذر وانکار کررہی ہو یہ حرکت تمکو شایان نہین ہی منطقہ اپنی زندگی سے عاجز بیٹھی تھی اور یہ بھی اُسے خیال تھا کہ سارا فساد ذکا
کا ہی بس یہ کلمہ ذکا کا سُنتے ہی آگ ہوگئی اور عالم غیظ وغضب مین ایک تھپڑ ایسا منہ پر ذکا کے مارا کہ ذکا کو بجز جاسکے اور کچھ

نہ بن آیا وہ اسنے شاہزادے کے پاس چلی آئی اور آہستہ کھڑی ہو رہی آخر منطقہ یہ سوچی کہ یہبھی تو بجاے حاکم حقیقی ایک حاکم مجازی ہی
اسمین کوئی گناہ لازم نہین آتا اگر وہ اور طرح نہ پیش آیا تو اپنا حال کہکے چلی آؤنگی ورنہ پھر درویش بر جان درویش غرضکہ شبگل
تمام ایک طرف طافی شاہ کی بی بی دوسری طرف عادل شاہ کی بی بی منطقہ زرین کمر کو لیے ہوئے شاہزادے کی خدمت مین
لائین شاہزادے نے فرمایا اے منطقہ جو میری صورت سے واقف نہ تھین وہ باین تواضع وتعظیم پیش آئین او افسوس تو باوجود
واقفیت کے اسطرح کی بیگانگی کرتی ہی کہ گویا ہمکو جانتی نہین ہی نہ ہماری صورت سے آشنا ہی منطقہ زرین کمر کے کان مین جو نہین
شہزادہ کی آواز آئی اور اسنے وہ صورت قمر طلعت مثل آفتاب جہانتاب کے دیکھی پہچانا کہ یہ وہی شاہزادہ عالیقدر ہی کہ جو تمام رات
ہمارے یہان مہمان رہا تھا اور باپ نے ہمارے ہمکو اسی کی خدمت پر متعین کیا تھا اور اسکی دعوت شاہانہ ہوئی تھی اور مین نے
حفیظ ثریا مکان کا حال انھین کے روبرو بیان کیا تھا پس دوڑ کر سر اپنا قدم مبارک پر شاہزادے کے رکھدیا اور چلا کر بے اختیار رو دی کہ
تمام خواتین محل مین ایک کہرام ہوگیا شاہزادے نے سر منطقہ کا اٹھا کر سینہ سے لگا لیا اور آنسو آنکھونسے اپنے ہاتھ سے پاک کیے اور فرمایا اب
حال اپنا بیان کرو کہ تم پر کیا مصیبت گذری منطقہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے عالیجاہ کیا عرض کرون کہ حضور کو بھی ملال ہوگا شاہزادے
نے کہا ہر چہ بادا باد تو بیان کر ہم مشتاق ہین کسواسطے کہ صاحب درد حال دل دردمند خوب سنتا ہی منطقہ نے حکایت گذشتہ اپنی بیان کی
کہ تمام خواتین محل دلگداز و چشم پر آب ہوگئین شاہزادے نے فرمایا اب خاطر جمع رکھو کہ حفیظ ثریا مکان بھی ہمارے ساتھ ہی بس منطقہ زرین کمر
یہ کلمہ شاہزادے کی زبان مبارک سے سن کے سات مرتبہ تصدق ہوگئی اور غش کھا کر گر پڑی جب ہوش آیا ذکا سے کہا اے ملکہ میرا اسلام
ہی اب فرمایئے میرا خواب کیسا تھا منطقہ زرین کمر بولی اے مردار تو بڑی شریر ہی اگر تو پہلے مجھے شاہزادے کے نام سے آگاہ کر دیتی تو
اسقدر طول کیون ہوتا اور ایسے تخیلات فاسدہ میرے خیال مین کیون آتے ذکا نے کہا اگر مین کہدیتی تو طمانچہ کیون کھاتی آپکو کیونکر
یقین آتا یہ سب صاحب کیون آپکو سمجھاتے شاہزادے نے کہا کہ مین ذکا کو عقلمند جانتا ہون یہ نہایت ذی شعور و فہمیدہ ہی اہل محفل
نے بھی ذکا کی وفاداری و ثابت قدمی کی تعریف کی اور منطقہ کی بھی عفت و عصمت پر اور عاشق صادق ہونے پر تحسین و آفرین کی
قضاے کار اتفاق روزگار صفوانہ دایہ بھی منطقہ زرین کمر کی ملکہ سوداوہ مشکین نقاب بنت راسب شاہ کے ساتھ اسی روز
طافی شاہ کے محل مین آئی تھی اور نگہبانی مکان کیواسطے بیٹھی تھی مگر اسکو منطقہ اور ذکا کی خبر نہ تھی اتفاقاً اسوقت خود بخود دل صفوانہ
کا گھبرایا وہ بھی بطریق سیر شاہزادے کے دیکھنے کو آنکلی یہان منطقہ کو دست بستہ روبرو شاہزادہ کے کھڑا دیکھا کہ حقیقت اپنی بیان
کر رہی ہی بس صفوانہ کے منھ سے بے اختیار ایک آہ سرد نکلگئی او بیہوش ہو کر گر پڑی جب ہوش آیا دوڑ کر منطقہ کے لپٹ گئی اور مثل
ابر نوبہار رونے لگی منطقہ نے صفوانہ کو گلے سے لگایا بعد اسکے صفوانہ شاہزادے کی بلا گردان ہوئی شاہزادے نے صفوانہ کا حال پوچھا
اقبال شاہ نے کہا اے شہریار نامدار مین نے بارہا عرض کیا ہی کہ اکثر مرادمند تمھاری برکت قدم سے اپنے مقاصد دلی کو پاتے ہین اور
اس سرکار دولتمدار سے کامیاب ہو جاتے ہین جب طافی شاہ نے سنا کہ اب منطقہ بھی بفضل باری کامیاب ہوگئی یعنے مطلوب اسکا
حاضر ہی بہت خوش ہوا اور عرض کی اے شہریار ذیوقار دراصل یہ منطقہ میرے بجاے فرزند کے ہی لہذا امیدوار ہون کہ اسکے سامان

عروسی کا مجھے حکم ہو جائے مرطوب شاہ نے عرض کی پیر و مرشد بندگان عالی کو خوب روشن ہو کہ میں اس دولت اولاد سے بے نصیب ہون نخل امید ثمر مراد سے بارور نہوا اسی حسرت میں عمر عزیز ضائع ہوئی لہذا امیدوار ہون کہ حفیظ ثریا مکان کی بزم شادی کا سرانجام میرے سپرد کیا جائے اور اس تقریب میں اپنے بھائیوں کا شریک ہون شاہزادے نے دونون بادشاہون کو بخوشی ولی اجازت دی ملکہ فرنگ سلطان نے نصف سے زیادہ مصارف شادی حفیظ ثریا مکان اپنے ذمہ لیا اور مرطوب شاہ کی شریک حال ہوئی القصہ نہایت آرایش سے حفیظ کی برات کا سامان ہوا لیکن ایک طرفہ واقعہ ہوا کہ باوجود اسکے کہ اس شادی میں دو بادشاہ اور ملکہ سرگرم اہتمام تھے اور دو مرتبہ برات بھی واقع ہوئی مگر وصل حقیقی اسوجہ سے نہیں ہوا کہ جب شب عروسی منطقہ کو حمام میں لیگئے اور عورتون نے پوشاک آتارنے کا قصد کیا دفعۃً ایک آواز مہیب آئی کہ سب خوفناک ہوگئین یعنی ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون اور بعض عورتون کو غش آگیا جب ہوش آیا تو منطقہ اور فرخا کنیز وصفورا نہ وایہ حمام سے غائب تھین کہین نشان نہ تھا سب نے یہ ماجرا طائق شاہ کی بی بی سے بیان کیا اُسنے حال سُنکے اپنا گریبان چاک کیا بلکہ تمام محلسرا کہ جو عشرت فضا تھی ماتم سرا ہوگئی شاہزادہ معزالدین اور اقبال شاہ اور سلطان روح الملک وغیرہ نے بھی یہ حال سُنا سب چشم پر آب افسوس کرنے لگے اور یہ قطعہ ہر فرد بشر کے وردزبان تھا قطعہ

تکیہ بر گنبد گردون نہ کنے کین دولاب
کاندران سان کہ دلست خواست جہان ساز گردد

آسیا ہست کہ از خون عزیزان گردد
بہرہ زان کار دل خون شدہ نگرفتہ ہنوز

خود گرفتم کہ لیس از سعی و تلاش بسیار
آفت تازہ ز افلاک نمایان گردد

حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہین شعر مند دل بر ین دہر ناپایدار ٭ ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار ٭ غرض کوئی عورت اور مرد ایسا نہ تھا کہ جسکو اس امر کا تاسف و افسوس نہ تھا اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو اس غم سے افسردہ نہ تھا اور جب حفیظ ثریا مکان نے یہ حال سُنا دو روز کامل مثل تصویر کے حیران و بیجان بیحس وحرکت بستر غم پر پڑا رہا کسی سے بات نہ کی آخر تیسرے روز ہوش آیا تو گریبان چاک کرکے عالم بیخودی مین صحرا نورد ہوا اور ہر وقت یہ شعر وردزبان تھا اور سوے آسمان نگران تھا بیت کیا ہوا جرم ای خدا مجھسے ٭ ہو بت بھی ہوگئی خفا مجھسے ٭ مگر اس حالت دیوانگی مین یہ قوت رفتار حفیظ ثریا مکان کو میسر ہوگئی تھی کہ مثل ہوا صحرا کی طرف چلا جاتا تھا اور عقب مین شاہزادہ معزالدین اور اقبال شاہ تاسف کرتے چلے جاتے تھے ایک بیابان مین پہونچے کہ وہان ہجوم خلائق از حد تھا اور حفیظ ثریا مکان ایک طرف خلقت سے جدا وہی شعر پڑھتا ہوا اُسطرف دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا یکایک ایک بگولا گرد کا تیرہ و تار ایسا آیا کہ سب ششدر ہوگئے اور وہ بگولا حفیظ کے گرد محیط ہوگیا جب وہ گرد برطرف ہوئی حفیظ بھی غائب ہوگیا بعد اس واقعہ کے تمام خلائق نہایت مغموم نوحہ و بکا کرتی شہر مین چلی آئی شاہزادہ معزالدین بھی دو روز حفیظ ثریا مکان کے اس رنج و الم مین کھانا بھی تناول نفرمایا اور ملکہ فرنگ سلطان سیاہ پوش ہوکے دوسرے روز شاہزادہ سے رخصت ہوکے اپنے ملک قیصریہ فرنگ کو روانہ ہوئی وقت شب اقبال شاہ نے شاہزادہ معزالدین سے کہا ای شہریار خداوندکریم تمکو غم حفیظ ثریا مکان مین صبر عنایت فرمائے جس حال مین کہ انکی مرگ یقینی نہین ہے تو پھر خدا نے چاہا تو آپ سے آملینگے لیکن عقدہ ملکہ ناطقہ روشن جہان بہت سلطان روح الملک

مین توقف لازم نہین ہی کر بفضل ایزد متعال تمام سامان و لوازمات موجود ہین شاہزادے نے فرمایا ای برادر مین تجسے کیا حال بیان کرون کہ مین شب و روز کس کس تصور و خیالات مین آلودہ رہتا ہون اور تم ہر بار تقاضا کرتے ہو کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد کرلو اور بغیر سواصلت ملکہ نوبہار کے ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد کرنا بڑے شرم کی بات ہی اقبال شاہ نے کہا کہ دیوار ہم گوش دارد خاموش ہو رہو ایسے الفاظ آپکو منہ سے نکالنے لازم نہین مبادا کوئی درانداز سلطان سے خبر کردے پھر اصلاح مزاج طرفین مشکل ہوگی بین اس امر مین آپکو تکلیف دہ نہوتا لیکن مجبور ہون کہ برادر مقبل کا آنا یہان ممکن نہین شاہزادے نے کہا کہ مقبل تمہارا بھائی حقیقی ہی اقبال شاہ نے کہا ہان برادر روحی جو قریب تر حقیقی سے ہی یعنی میرا اور مقبل کا مرشد ایک ہی اور پیر کو پدر روحی کہتے ہین لیکن چونکہ مقبل مجھسے چھوٹا ہی اسواسطے مرشد نے انکے تمام امورات دنیوی میرے متعلق کردیے ہین القصہ جب ایک ہفتہ حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر کو گم ہوئے گذرا از سر نو سامان عیش و عشرت اور لوازمہ عروسی شروع ہوا

کتخدا ہونا شاہزادہ عالم کا دختر سلطان روح الملک یعنی ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بیان ہوتا ہی

قصہ مختصر یہ کہ دشت خرم سے تا شہر ظہورستان دو رویہ آرائش چراغان ہوئی اور حنا بندی بڑی دہوم سے ہوئی تیسرے روز بہ تجمل و جلوس شاہانہ اقبال شاہ مع ریئسان اربعہ شاہزادے کے ہمراہ رکاب بیاہنے کو روانہ ہوئے لیکن شاہزادہ متحیر تھا کہ دیکھیے انجام اس شادی کا کیا ہوتا ہی کیونکہ مین ایک شخص غیر کے عوض جاتا ہون آخر راہ مین اقبال شاہ سے شاہزادہ نے کہا ای برادر ہم عروس کو لاکر کہان رکھینگے دوسرے قاضی کا بھی ساتھ ہونا اسوقت ضرور ہی کہ قاضی کے سامنے عروس کو طلاق دون اقبال شاہ نے کہا یہان رسم ہی کہ ایک ہفتہ داماد کو عروس کی صورت نہین دکھاتے اور نہ رخصت کرتے ہین شاہزادے نے اقبال شاہ سے کچھ اور پوچھا اقبال شاہ نے کہا مجکو اور نہین معلوم جو معاملہ پیش آئیگا آپ خود ملاحظہ فرمالیجیے کہ شاہزادہ محفل عقد مین تشریف لایا سلطان روح الملک بھی موجود تھے تھوڑی دیر کے بعد موافق قرارداد سابق کہ جو اقبال شاہ سے گفتگو طے پائی تھی قاضی نے شاہزادے کا ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد پڑھا سلطان روح الملک نے اقبال شاہ سے پوچھا کہ مرآت الغیب کہان ہی جو بجائے مصحف و آئینہ عروس و داماد کے روبرو رکھا جائے اقبال شاہ نے شاہزادے سے مرآت الغیب لیکے سلطان روح الملک کو دیا سلطان نے بلکہ تمام حاضرین محفل نے باتفاق گواہی دی کہ یہ وہی آئینہ ہی بعد ازان شاہزادے کو محل مین لائے امارہ خاتون جو وکیل سلطنت اندرون و بیرون تھی ملازمت کو حاضر ہوئی اور ہر ایک نے اپنے حال سے شاہزادہ معز الدین کو مطلع کیا شاہزادے نے بدولت و اقبال تخت کامرانی پر جلوس فرمایا مگر عروس کو نہ دیکھا خاتون سے پوچھا کہ عروس کہان ہی امارہ خاتون نے کہا ای شہریار ایک ہفتہ آپ ہمارے مہمان ہین بعد ایک ہفتہ کے بساعت سعید عروس کو آپکے حوالہ کردونگی اور جب تک کہ ساعت سعید نہو گی البتہ توقف ہوگا شاہزادے نے فرمایا یہ طرفہ رسم ہی کہ صیغہ عقد تو اب واقع ہوا اور رخصت عروس مین ساعت سعد دیکھی جائے امارہ خاتون بولی حضور یہ ملکی رسم ہے شاہزادے نے دل مین کہا کہ مجھے جب عروس سے کچھ غرض نہین تو دلیل زائدہ بیفائدہ ہی ہان توقف مین

کام کا البتہ ہرج ہوگا پہر شہزادے نے فرمایا جبکہ عروس موجود نہو پہر مین آئینہ مین کسکا منھ دیکھونگا امارہ خاتون نے کہا ای حضرت باوجودیکہ تم خود صاحب آئینہ ہو پہر سے کیا حال دریافت فرماتے ہو یہ نہین جانتے کہ مقابل ہوتا کسی انسان کا آئینہ مین لازم نہین ہی اسی وجہ سے نام اسکا مرآت الغیب پڑگیا ہی آپ مخاطب ہوکر فرمائیے کہ ای مرآۃ الغیب بحق مردان غیب میری منکوحہ کی صورت مجھے دکھادے شاہزادے نے موافق تعلیم امارہ خاتون کے آئینہ کی جانب مخاطب ہوکے وہی کلمہ کہا تاگاہ اُس آئینہ مین اسطرح کی ایک شکل روشن وزیبا باحسن وجمال نظر آئی کہ تمام مکان روشن ومنور ہوگیا شاہزادے نے جو نظر امتیاز سے دیکھا تو ملکہ نوبہار گلشن افروز با ہزاران ہزار غمزہ وشوخی سطح آئینہ مین جلوہ گر ہی بس بے اختیار دیوانہ وار آہ سرد دل پرورد سے کھینچی اور عالم محویت مین اسوقت یہ شعر زبان پر جاری ہوا بیت ای نامودہ رخ تو چہ بسیار بودہ + در ہر چہ بنگرم تو نمودار بودہ + پھر کہتے تھے قطعہ

محو کن نقش دوئی از ورق سینۂ ما
ہمچو رنگ از رخ عارفت دل از سینۂ ما

اے نگاہت الف صیقل آئینۂ ما
چہ تماشاست ز خود رفتہ خویشت بودن

وقت تاراج غمت چہ پیدا چہ نہان
صورت ناشد عکس تو در آئینۂ ما

ایک لمحہ کے بعد اُس خورشید روے نے پھر آئینہ مین اپنے کو ظاہر کیا اور شاہزادہ پر بعد غائب ہوجانے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ایسی خودرفتگی کا غلبہ ہوا کہ بیہوش ہوگیا دوبارہ پردہ کی طرف دیکھکے یہ اشعار غالب پڑھنے لگا اشعار

بردند دل بہ اداے کہ کس گمان نبرد
بے پردہ روے خود را چون آفتاب بنما

فغان ز پردہ نشینان کہ پردہ دار اند
از صد گذشتہ شوقم در دل نماندہ صبرم

در پردہ چند باشے اے ماہ عالم آرا
بر لب رسیدہ جانم رحمے بکن خدا را

آنانکہ خاک راہ ترا کیمیا کنند
بے پردہ گر بچشم درآئی چہا کنند

شاہزادہ نے مخدارسے فرمایا ای مخدار یہ ہوسکتا ہی کہ قبل ساعت معینہ کے تم ہمکو ایک نظر صورت عروس کی دکھادو کہ مین ایک مدت دراز سے اسی صورت دلپذیر وقد رعنا کی تلاش وتجسس مین تمام جہان مین آوارہ وسرگشتہ خاک چھانتا پھرا ہون امارہ خاتون نے کہا ای حضرت یہ امر کسی صورت سے ممکن نہین اسواسطے کہ یہان خلاف ضابطہ کوئی کام نہین ہوسکتا شاہزادہ مجبور خاموش ہورہا اور اسی تصور مین آرام کیا جب بیدار ہوا تو تخت اپنا دلکشا باغ مین پایا امارہ خاتون سے فرمایا کیا ماجرا ہی یہ باغ کیسا ہی امارہ خاتون نے کہا ای شہریار جب آپنے آرام فرمایا ہمکو حکم آیا کہ شاہزادے کا تخت اسطرح باہستگی باغ مین پہونچا دو کہ اصلا خبر نہونے پاے آپ کو مع تخت اس باغ مین پہونچا دیا اسواسطے کہ یہ مکان وباغ بطریق جہان خانہ محض تمہارے واسطے مقرر کیا گیا ہی اب یہان ایک ہفتہ عیش وعشرت مین اوقات بسر کرو اگر جی چاہے تو اقبال شاہ کو بھی بلا لیجیے ورنہ یہ سات کنجیان لیکے ہفت سیرگاہ کی ایک ایک روز سیر کرو کہ یہ مدت گذرکے نوبت وصال جانان آجاے شاہزادہ با جاے امارہ خاتون وہان سے اقبال شاہ کے پاس آیا سلطان روح الملک نے اقبال شاہ کو بھی ایک مکان مکلف قریب باغ رہنے کو دیا تھا لیکن شاہزادہ کو ہر وقت و ہر لحظہ یہی خیال آتا تھا کہ الہی یہ کیا اسرار ہی کہ مرآت الغیب مین بھی بجاے صورت ملکہ ناطقہ روشن بیان ملکہ نوبہار گلشن افروز کی صورت ہی اول تو اگرچہ اس طلسم سراپا نیرنگ مین جو تماشا نظر سے گذرا عقل بشری سے خلاف ہی سمجھ مین نہین آتا دوسرے یہ اگر

ناطقہ روشن بیان بجاے ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی یا صورت مین مشابہ تر ہی لا محالا دعوی مقبل کو خارج کرنا ہوگا کہ مین خواہان
اسی صورت کا ہون اور انفعال لازم آئیگا تو اقبال شاہ کو میان مقبل کی صورت سے بھی واقف نہین غرض اسی طرح کے خیالات
و وسواس خاطر عالی مین گذرتے تھے بعدہ اقبال شاہ کے پاس تشریف لائے اقبال شاہ نے حال مزاج پوچھا شاہزادے نے
قصہ گذشتہ بیان کیا بعد ازان فرمایا ای برادر سخت مشکل مین گرفتار ہون برائے خدا اس مشکل کو میری حل کرو اقبال شاہ نے کہا
فرمائیے نصیب عدا وہ کیا ایسی سخت مشکل پیش آئی شاہزادے نے فرمایا ای برادر عجب اتفاق و ماجراے غریب ہی کہ مین جسکی تلاش
مین آوارہ دشت ادبار و حیران و پریشان دیوانہ وار رہا اور آسایش وطن کو چھوڑا اسیر یار ہوا اور طلسمات و عجائبات مین گرفتار
ہوا اور ابھی تک اسی فکر مین مبتلا ہون شب گذشتہ اسکی صورت مرآت الغیب مین بجاے عروس نظر آئی یعنے ناطقہ روشن بیان
کے عوض ملکہ نوبہار گلشن افروز اس آئینہ مین جلوہ افروز ہوئی پس بمجرد دیکھنے کے مجکو حیرت ہوئی کہ یا الہی یہ کیا اسرار ہی
مرآت الغیب مین تو خاص صورت ملکہ نوبہار گلشن افروز نمودار تھی اور سب سے زیادہ یہ موجب تشا ہی اول تو میرا اس
شمع انجمن خوبی سے عقد نہین ہوا دوسرے ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بھی بطور رسم فرضی نکاح واقع ہوا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان
اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ایسا ہمشکل ہونا یہ بھی امر عجیب ہی یہ نیا معاملہ و طرفہ مقدمہ ہی اقبال شاہ نے جواب دیا ای شہریار
با وقار خیال تمہارا دو حال سے خالی نہین ہی اول یہ کہ تم ملکہ نوبہار گلشن افروز کو نہایت عزیز رکھتے ہو اور ہر وقت اسی کا
خیال و تصور مد نظر رہتا ہی شاید تمنے اسی تصور مین آئینہ دیکھا ہوگا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ہمہ تن خیال ہوگا دوسرے
خدا تعالی نے قوم پریزاد کو جز و لطیف سے خلق کیا ہی اور انکو قدرت ایسی عنایت فرمائی ہی جسکی صورت سے وہ چاہین ہمشکل ہو جاتین
جیسا کہ انکی تعریف مین فلسفی بیان کرتے ہین ہو جسم ناری متشکل باشکال مختلفہ کیا عجب ہی کہ جو ملکہ نوبہار گلشن افروز کو
جذب دل کا اثر ہوا ہو اور اسکا جی دیکھنے اور دکھانے کو چاہا ہو تو صورت دکھلانے کا موقع پا کر ملکہ ناطقہ روشن بیان
کی صورت کو اپنی صورت سے بدل کے آپ کو دکھا دیا ہو تیسرے یہ کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا ہمشکل ہونا کچھ تعجب نہین ہی اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی آیندہ واللہ اعلم بحقائق الامور میرا ذہن ناقص تو یہی کہتا ہی
آیندہ جو امر غیب در اصل ہو غیب کا حال عالم الغیب جانے شاہزادہ نے پوچھا کہ تمھارے بھائی مقبل کی بھی کچھ خبر معلوم ہوئی
اقبال شاہ نے کہا مین بعد تین روز کے انشاء اللہ حال مفصل مقبل کا عرض کرونگا شاہزادہ نے فرمایا برادر ایک ہفتہ اس
باغ مین مہمان رہنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ کوئی امر ہو قید کے ساتھ طبیعت کو نہایت شاق گذرتا ہی
ایسی مہمانی سے کاش تمھارے پاس رہنا ہو تو بہر سبب بہتر ہی اقبال شاہ نے کہا آپ خاطر جمع فرمائیے اور مجھے اپنے ہی
پاس تصور فرمائیے مگر بالفعل کوئی امر خلاف آئین و رسم اس ملک کے کرنا مناسب نہین ہی لہذا جہان اور تکلیفین ہین اور
آپنے انکو بخوشی گوارا کیا اسکو بھی اسی طرح گوارا کیجیے شاہزادہ بمجبوری اقبال شاہ کی خاطر سے پھر اسی باغ مین تشریف
لے آیا اور بعد تناول خاصہ آرام فرمایا جب بیدار ہوا بعد فراغت ظہرین امارہ خاتون محلدار وہ کنجیان لیے ہوے

حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اگر حضور کو کسل نہو تو سیر گاہ مین تشریف فرما ہون شاہزادے نے فرمایا اچھا سیر مین کچھ گناہ نہین ہی
امارہ خاتون مخلدار شاہزادے کو ایک دروازۂ سبز رنگ پر لائی اور قفل کھول کے شاہزادہ سے کہا بسم اللہ حضور تشریف لیچلین
شاہزادہ جو وہان گیا تو ایک باغ نہایت پاکیزہ و پر فضا نظر آیا بیچ مین اُس باغ کے ایک محل عالیشان تھا اُسکے چبوترے پر
ایک تخت طلائی جواہر نگار بچھا تھا اور اُسپر ایک نازنین زہرہ جبین قمر صورت سبز لباس پر تکلف پہنے زیور سے آراستہ بیٹھی ہی اور گرد
خواصین اپنے اپنے عہدون پر کھڑی ہین اور ایک نازنین پشت پر چنور ہلا رہی ہی دو چار مہ جبین پہنے بائین مودب بیٹھی ہین لیکن
سب سبز پوش تھین امارہ خاتون نے کہا اے ماہ پیکر بدر عالم یہ شاہزادہ والا مقام سرتاج عالم تمھارے مکان مین رونق افروز ہوا ہی
جلد آداب تسلیمات بجا لاؤ یہ سنکے پری پیکر نے سرو قد تعظیم کی سلام کیا اور تخت پر بٹھایا اور آپ مودب دست بستہ سامنے تخت کے
بیٹھ گئی شاہزادے نے اُس ماہ پیکر کو کچھ صورت آشنا پایا فرمایا اے نازنین ہمنے تمھین کہین دیکھا ہی ماہ پیکر نے عرض کی اے شہریار طلسم قمر
مین حضور کی ملازمت عالی سے بہرہ اندوز ہوئی ہون اور حضور نے اس کنیز سے کچھ وعدہ بھی فرمایا تھا شاہزادہ نے فرمایا واقعی اب
مجھے یاد آیا امارہ خاتون مخلدار نے عرض کیا حضور نے کیا وعدہ فرمایا تھا شاہزادے نے فرمایا مین نے کہا تھا کہ بعد مواصلت
ملکہ نوبہار گلشن افروز مین ایکبار تیرے مکان مین ضرور آؤنگا مخلدار نے کہا اب حضور کو ایفاے وعدہ واجب ہو گیا کہ
فضل الٰہی سے عقد بھی وقوع مین آگیا اور مواصلت مین ظاہرا چند روز باقی ہین شاہزادے نے فرمایا اے مخلدار بیت

در خاطر آشفتہ من جائے کسی نیست | جز حلقۂ زلفش کہ بدل ریشہ دوانند
بے او ز بیابانم سر پروائے کسی نیست | جز یار دلم منزل و ماوائے کسے نیست

امارہ خاتون یہ سنکے خاموش ہو رہی شاہزادہ بعد سیر وہان سے باہر تشریف لایا اور راہ مین امارہ خاتون مخلدار سے پوچھا
کہ باشندۂ طلسم قمر تمھارے شہر مین کیونکر آئی امارہ خاتون مخلدار نے کہا ہمارے بادشاہ نے انھین کے واسطے یہ سیر گاہ قرار دی ہی
یہی وجہ ہی کہ ہر طلسم کی نازنینین واسطے سیر کے یہان آتی ہین انھین کی سکونت کے لیے یہ مکان تعمیر ہوا ہی شاہزادہ اپنے باغ مین آیا
بعد خاصہ نوش فرمانے کے آرام فرمایا جب خواب استراحت سے بیدار ہوا موافق معمول کے اپنے وطن و دوست و احباب
عزیز و اقارب کو یاد کیا دل مین کہا مین یہان کیونکر آیا اور طلسم مین کیونکر پھنسا اول گذارش ہو چکا ہی کہ شاہزادہ کو قبل طلوع آفتاب
و قریب غروب آفتاب یاد وطن ضرور آتی تھی اسی طرح حسب عادت اب بھی یاد آئی آئینہ مرآت الغیب کو سامنے رکھکے
فرمایا اے مرآت الغیب بحق مردان غیب مجھے حال یاران و رفقا سے آگاہ کردے کہ اُنپر عجائبات مین کیا کیا مصیبت
و راحت گذری اول ابوالحسن جوہر کی صورت نظر آئی ابوالحسن جوہر نے سلام کیا شاہزادے کو آواز سلام
ابوالحسن جوہر سے حیرت ہوئی فرمایا پہلے تو فقط صورت معلوم ہوتی تھی اب آواز بھی آتی ہی الغرض جوہر
نے تمام سرگذشت بیان کی اور تا غروب آفتاب آئینہ مین موجود رہا بعدہ غائب ہو گیا اِس عرصہ
مین امارہ خاتون آئی اور عرض کیا حضور سیر گاہ مین تشریف لے چلین کہ وہ خالی از لطف نہین ہی
شاہزادہ امارہ خاتون کے ساتھ سیر گاہ دوم مین تشریف لایا یہان سامان طلسم عطارد نظر انور سے گذرا

اور ملکہ طلسم عطارد نے بھی حسب قاعدہ سابق مودب سلام کیا و تعظیم و تکریم پیش آئی اور کہا ای شہریار ایفاے وعدہ اب ضرور ہی شاہزادے نے ماہ پیکر سے جو کہا تھا اُسے بھی وہی جواب دیا بعد اسکے آرام گاہ مین تشریف لاکر بعد تناول خاصہ آرام فرمایا جب دوسرے روز صبح کو بیدار ہوا حسب معمول تمام و کمال قصہ امیر جلال الدین فیروز بینی کا آئینہ مرآت الغیب مین سُنا اور شام کو بعد فراغ وظائف موافق معمول کے سیرگاہ سوم مین پہونچا وہان طلسم زہرہ کی حاکم حسب ضابطہ تعظیم و تکریم پیش آئی اور اپنے ایفاے وعدہ کی درخواست کی شاہزادہ نے پھر وہی جواب دیا امارہ خاتون نے کہا ای شہریار اب آپ ناحق خودداری کو کام فرماتے ہین معلوم ہوا کہ حضور کو اس عیش خداداد کی قدر نہین ہی شاہزادہ نے فرمایا ای امارہ خاتون مجبور ہون کہ طبیعت میری کسی طرف راغب نہین ہوتی امارہ خاتون بولی خیر آپ کو اختیار ہی شاہزادہ وہان سے آرام گاہ مین تشریف لایا اور بعد غذا آرام فرمایا چاہتا تھا کہ ایک خواص نے عرض کیا کہ اقبال شاہ نے حضور کو بُلایا ہی شاہزادہ اقبال شاہ کے پاس گیا اور فرمایا ای برادر مین دو تین روز اسواسطے تمھارے پاس نہین آیا کہ مجھے اپنے رفقا کی خبر دریافت کرنی تھی اسمین مصروف تھا فرصت نہین ملی بعد اسکے حال سیرگاہ و مرآت الغیب کی کیفیت بیان کی اقبال شاہ نے کہا ای شہریار آپ ہر روز سیرگاہ مین سیر فرماتے ہین لیکن امارہ خاتون محلدار کے کہنے مکر و فریب مین نہ آجانا نہایت ہوشیار رہنا کہ یہ عورت کسی جگہ آپ کو دھوکا نہ دے دوسرے مجھے ایک کام ضروری ہی لہذا مین آپ سے رخصت چاہتا ہون شاہزادہ لفظ رخصت سُنکے نہایت متاسف ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لاکے فرمایا ای برادر کیا ایسا کام ہی کہ تم اپنے بھائی مقبل کی بھی عروس کو میرے حوالے کیے جاتے ہو اقبال شاہ نے کہا اب یہ عروس آپکو مبارک ہو کہ مقبل کو اس سے کسی طرح کا سروکار نہین ہی شاہزادہ بولا سبحان اللہ جس مطلب کے لیے ہم حصار چار مثلثہ کو ہمنے فتح کیا اور بادشاہان عالیشان تمھارے فرمانبردار ہوئے اور مین نے تمھاری بدولت نیرنگی زمانہ سے جفائین جھیلین جب صبح امید عیان ہوئی تو اب تم دست بردار ہوتے ہو یہ امر خلاف قیاس ہمارے خیال مین نہین آتا اقبال شاہ نے کہا جو مرتبہ کہ مقبل کو حاصل ہوا ہی اگر تمکو حاصل ہوتا تو تم بھی بلاشک و شبہہ اس دُنیا سے دون کے تعلقات سے بے تکلف دست بردار ہو جاتے کبھی اس مردار دنیا ناپائدار سے تعلق نرکھتے شاہزادہ نے فرمایا اُس مرتبہ کو بیان کرو تو مین جواب دون اقبال شاہ نے کہا ای شہریار نامدار میرے مرشد ہادی طریقت کو گاہ گاہ ایک طرح کا جوش ہوتا ہی اور اُس بیخودی مین کف منھ سے جاری ہوتا ہی اگر وہ کف کوئی مرید حاضرین سے بطور تبرک کھائے تو وہ تارک الدنیا ہو جاتا ہی اور جب تعلق دنیوی نرہا تو کچھ عالم اسباب کی ضرورت نہین رہتی بس جامہ بشری تو ہوتا ہی لیکن خواص و عادات ملکوتی ہو جاتے ہین چنانچہ مین نے سُنا ہی کہ تائید بخت سعید مقبل مرشد کی خدمت مین حاضر تھا اتفاقاً حالت وجد مرشد پر طاری ہوئی بس مقبل نے وہ کف خود بھی کھایا اور قدرے میرے واسطے بھی بتبرک رکھا اسواسطے مین تعجیل کرتا ہون کہ جلد پہونچون اور اس نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ مند ہون ایسا نہو کہ وہ دولت بے قیاس میری غفلت و دیری سے ضائع ہو جاے شاہزادہ نے فرمایا کہ شاید یہ دولت دہشت کہ جو آپکو اسوقت میسر ہی اس سے وہ لعاب دہن افضل ہی اقبال شاہ نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا بجا ہی اور بہت درست ہی کہ دینے والا ایک ہی ہی لیکن مجھے لذات نفسانی کا اصل مین شوق نہین

کرنے اقتدار و حشمت و وقار ظاہری کا پابند ہون ہان یہ البتہ ہی کہ ابتداے ہوش سے جب کسی کو افکار و آلام روزگار مین مبتلا دیکھتا ہون صبر نہین آتا بیچین ہوجاتا ہون اور جسطرح سے کہ ہوسکتا ہی ہمہ تن اُسکا شریک ہو کر جہان تک کہ مجھہ مین قدرت ہی اُنہین کوشش کرتا ہون پھر مجھے اپنے آغاز و انجام کا خیال نہین رہتا صدہا بندگان خدا کے کام مجھسے نکلے ہونگے مین اسی کو اپنا فخر جانتا ہون شاہزادہ نے کہا ہان بجز میرے اور سب کا کام جیسے نکلا الا نہین نکلا تو میرا کام اقبال شاہ نے کہا گستاخی معاف یہ آپ غلط فرماتے ہین جبکہ مقبل کو ملکہ ناطقہ روشن بیان سے واسطہ نرہا اور جتنے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو اپنی معشوقہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہمشکل پایا پھر یہ محنت و مشقت کسکے واسطے ہوئی بلکہ یہ فرمایئے کہ مین نے جتنی سعی و کوشش کی وہ فقط آپ کے واسطے تھی شاہزادہ یہ سنکے خاموش ہو رہا اور یقین ہوا کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہمصورت ہی یا شاید یہی نام ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ہو اور اگر یہ امر ہوا تو اور زیادہ باعث محبت کا ہوگا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز قسم پریزادے سے ہی اور بفضل خدا ہی کہ مقبل اس امر سے دست بردار ہوا اور نہ مشکل امر تھا خداوند عالم چارہ ساز عالم ہی اسیطرح مشیت مین گذرا وہ جو کرتا ہی اپنے بندے کے حق مین بہتر کرتا ہی پھر فرمایا ہی برادر اب تم بھی وہ کف مرشد کا کھاکے دُنیا سے کنارہ کش ہو جاؤ گے پھر ہمسے ملاقات کجا بقول اسکے مصرعہ صلاح کار کجا و من خراب کجا۔ مین گرفتار دنیاے ناپایدار تم اس سے دست بردار ہان ایک امر سے البتہ امید پائی جاتی ہی کہ عادت جبلی کسی کی خواہ کسی حال مین ہو نہین جاتی علی الخصوص نیک دوسرے یہ کہ جتنی نعمتین خداوند کریم نے پیدا کی ہین وہ سب اپنے بندون کے لیے بلکہ گناہگارون کیواسطے او سا یفاے وعدہ شرطیہ ہی اور وعدہ وہ شی ہی کہ اُسکا ایفا واجبات مین داخل ہی اس سے ہمکو امید قوی ہی کہ تمسے ضروری ملاقات ہوگی کیونکہ تمنے وعدہ واثق کیا ہی کہ ہم تمکو تمھاری معشوقہ کی منزل تک پہونچا دینگے اقبال شاہ نے کہا وہ وعدہ تو ختم ہوا یعنی تم بخیریت تمام اپنی معشوقہ و محبوبہ کی منزل خاص مین پہونچے یہان تک کہ عقد بھی ہوگیا اب خلوت رہی وہ بھی بفضل خداے قدیر چندروز مین میسر ہو جائیگی اب اس راز کو یہین تک رہنے دیجیے زیادہ تر دلیل و برہان کی ضرورت نہین بخاموشی یہ ایام مہاجرت گذار و لیکن مرآت الغیب کو ایک آن اپنے سے جدا نکرنا ورنہ پشیمان ہوگے غفلت کو ہرگز پاس نہ آنے دینا مگر وہ جملہ ہماری سمجھہ مین نہ آیا جو آپنے فرمایا کہ کل نعمتین خداوند کریم نے اپنے بندون کے لیے خلق کی ہین بلکہ اکثر بندگان خاطی کے واسطے کیا بندگان صالح کے واسطے نہین ہین شاہزادے نے جواب دیا کہ مین نے اس معنی سے کہا کہ خداوند کریم کلام مجید مین اپنے پیغمبر آخر الزمان کی نسبت فرماتا کہ پیغمبرون کو واسطے ہدایت خلق کے پیدا کیا ہی اور ہدایت ہی واسطے خاطی و گمراہ کے پس اگر نہوتے پیغمبر تو یہ آسمان و زمین خدا نہ پیدا کرتا اسی طرح اگر سب بندے صالح ہوتے تو ہادی کی ضرورت کیا تھی غرض بعد اس سوال و جواب کے اقبال شاہ شاہزادے سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور بوقت رخصت یہ کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین انشاء اللہ تعالی بعد الرخصت ایک مرتبہ پھر ملاقات ہوگی شاہزادہ کو وہ شب کمال رنج و الم مین گذری اور یہ رباعی ورد زبان تھی رباعی

اگرہ ہیچ کاکل او سر بسر پریشانم	اگر کہ جذبۂ دلبر مرا نجات دہد	کہ گفتہ کہ کمر راست گو کرا دانم	سیاہ و سرخ ز سہم بہ تراند حیرانم

ہنوز طلوع آفتاب نہوا تھا اور شاہزادہ بھی وظیفہ سے فارغ نہوا تھا کہ امارہ خاتون محلدار حاضر ہوئی اور کہا کہ سیرگاہ چہار دری شاہزادے

سکے آگے جانماز پر رکھدی اور کہا بسم اللہ تشریف لیجلیے اے شہریار آج عجیب وغریب تماشا ملاحظہ فرمائیے گا شاہزادہ ہمراہ اس کے
لیکے محلدار کے ساتھ سیرگاہ چہارم میں پہونچا اور ملکہ طلسم آفتاب خدمت مین حاضر ہوئی موافق قاعدے کے بعد تسلیم بقصد تعظیم وتکریم
وہی درخواست اپنے ایفاے وعدہ کی کی امارہ خاتون محلدار نے بھی شاہزادے سے کہا افسوس اس عشرتکدہ مین ایسی
نازنینون سے التفات نکرنا اور اپنے مشتاق کی آزردے دلی کو خیال نکرنا یہ کون شرط انصاف ہے شاہزادے نے وہی جواب یہان
بھی دیکے پوچھا کہ جب ہر طلسم کی رہنے والی یہان آتی ہے تو یقین ہے کہ ملکہ صبح دلکشا بھی ضرور سیر تماشے کو یہان آتی ہوگی کیونکہ وہ بھی
تو طلسم آفتاب سے متعلق ہے امارہ خاتون نے عرض کیا کہ ایک باغچہ مختصر دوسری جانب ہے وہان ملکہ صبح دلکشا تشریف
رکھتی ہے یہ سب نازنین اسکی ندیم ومصاحبین ہین شاہزادہ نے فرمایا جسطرح ہو ایک نظر ملکہ صبح دلکشا کو بھی دیکھنا پر ضرور ہے
امارہ خاتون شاہزادے کو داہنی طرف اس باغ کے ایک مکان مین لائی اور وہ وقت شب کا تھا وہ فضا اسکے نظر آیا اور تمام فرش اور
سامان مکان کا مکانات گذشتہ سے نہایت تحفہ اور عمدہ و پرتکلف نظر آیا بلکہ ہر در و دیوار سے مکان کے ایک تجلی دکھائی دیتی تھی کہ
قلب کو ایک طرح کی تفریح معلوم ہوتی تھی آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک قصر عالیشان ہے اور صحن مکان مین ایک تخت یاقوت نگار پہ
ملکہ صبح دلکشا نہایت عظمت وشان سے بیٹھی ہے کنیزان زرین کمر اور خواصان پری پیکر گرد وپیش جمع ہین راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ
کو بھی کسی قدر میلان طبع ملکہ صبح دلکشا کی جانب تھا اور طلسم آفتاب مین ملکہ صبح دلکشا سے بوس وکنار بھی ہو چکا تھا مگر اس
عرصہ مین ملکہ کا باپ یعنی خاورشاہ وہان تنہا تھا اور وہ بخوف اپنے باپ کے اپنے دار الامارہ کو روانہ ہوگئی تھی اب جو اس مکان مین
شاہزادے نے ملکہ صبح دلکشا کو عالم تنہائی مین دیکھا بے اختیار ایک ولولہ جوش پیدا ہوا یہان تک کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا عشق فراموش ہوگیا اور کچھ خیال نرہا بس جذبۂ دل نے یہی کہا کہ کچھ ہو مگر ایک دو ساعت ملکہ صبح دلکشا سے اختلاط کیجیے بعد دیکھا
جائیگا لیکن ملکہ صبح دلکشا نے شاہزادے کی مطلق تعظیم وتکریم نکی فقط سلام کیا وہ بھی باکراہ تمام اور تخت پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا
شاہزادہ کو یہ کج ادائی اور غمزہ ملکہ کا سخت ناگوار معلوم ہوا امارہ خاتون محلدار سے فرمایا اے امارہ خاتون تو نے کج خلقی اس
نازنین کی دیکھی کہ مجھ سے کس بے اعتنائی سے پیش آئی امارہ خاتون نے کہا اے شہریار مرتبہ صبح دلکشا کا نہایت بڑا ہے کہ ہماری ملکہ
بھی اس سے بعزت پیش آتی ہین اور نہایت توقیر فرماتی ہین شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ جو نازنین کہ بخدمت خادمانہ پیش آئین انسے
تو مین نے التفات ترک کیا اور جسکی صحبت کو دل چاہتا ہے وہ شرم وحیا سے کچھ بات نہین کرتی امارہ خاتون نے کہا عورت وہی
خوب ہے کہ صاحب شرم ولحاظ ہو نہ کہ خود مرد سے آنکھین چار کرکے باتین کرے مین ہٹی جاتی ہون آپ تخلیہ مین بے تکلف ملکہ سے
بوس وکنار شروع کریں شاہزادہ نے فرمایا اگر خدانخواستہ اس حرکت سے کسی بلاے ناگہانی مین گرفتار ہو جاؤن پھر مین کیا علاج کرونگا
امارہ خاتون نے کہا اے شہریار تم بادشاہ ہو اور بادشاہون کو ایسے امورات کا خیال انکی شان سے بعید ہے دوسرے جو لوگ کہ
عالم تجرد مین ہوتے ہین انکو اپنے انجام کار پر ہرگز لحاظ نہین رہتا اور آپ تو مدت مدید وعرصہ بعید سے عجائبات وطلسمات کا سیر تماشہ
دیکھ رہے ہین اور ہنوز کسی فعل کے مرتکب نہین ہوئے آپ ناحق اپنے کو بیوجہ وبے سبب لذت دنیا سے محروم رکھتے ہین اگر یہان

ایک دو لحظہ آرزوے دل نکال لیجیے گا تو کیا ہوگا آخر امارہ خاتون نے تمام خواصون کو اشارہ کرکے ہٹا دیا اور خود بھی ایکطرف ہٹ گئی جب تخلیہ کامل ہوگیا شاہزادے نے اُسوقت جرأت کی اور ملکہ صبح دلکشا کو سینہ سے لگاکے چند بوسے لیے راوی کہتا ہو کہ باغ عشرت مین روز اوّل بروقت ملاقات ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ایک ورق تصویر اپنا بطور یادگار شاہزادہ والاتبار کو دیا تھا اور شاہزادہ نے بھی مثل تعویذ جان اُس تصویر کو اپنے بازو پر باندھا تھا قضارا اُس کشمکش طرفین مین وہ تصویر خود بخود بازو سے کھلکر تخت پر گر پڑی شاہزادے نے جو ملکہ کی تصویر کو دیکھا اور آنکھ ملائی بے اختیار شرم آئی ملکہ صبح دلکشا نے بنظر قہر شاہزادہ کو دیکھا اور ایک ایسا قہقہہ مارا معلوم ہوا کہ چھت اُس مکان کی اُڑ گئی اور ہر در و دیوار مکان سے ایک شعلہ آتش پیدا ہوا اور مانند بجلی کے چمک ہونے لگی شاہزادے نے مارے خوف کے آنکھین بند کرلین اور ایک عالم غشی طاری ہوا جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا ملکہ صبح دلکشا کا وہان نشان تک نہ ملا اس سانحہ حیرت افزا سے متحیر ہوا اور دل مین کہا خدایا ان شعلہاے آتشین کا در و دیوار سے پیدا ہونا کیا بھید تھا اور فوراً غائب ہوجانا ملکہ صبح دلکشا کا یہان سے عجب کا مقام ہو اس حال کو کس سے دریافت کرون غرض اسی جستجو مین تمام باغ کو چھان ڈالا لیکن کسی کا پتہ نہ لگا ناچار اپنی خوابگاہ کی طرف روانہ ہوا راہ مین ایک اور دروازہ دیکھا اُسپر پردۂ زرنگاری پڑا تھا شاہزادے نے دروازہ مین قدم رکھا وہان بجز تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا اور وہ دروازہ بھی غائب ہوگیا شاہزادہ اُس تاریکی مین حیران و پریشان ہر طرف پھرتا تھا اور کوئی راہ نکلنے کی نہ ملتی تھی ناگاہ ایک طرف روشنی معلوم ہوئی جب وہ روشنی کے قریب پہونچے ایک زینہ دکھائی دیا اور وہ زینہ اوپر کے جانے کا تھا شاہزادہ تلاش مین ملکہ صبح دلکشا کی اوپر گیا وہان عجب تماشا نظر سے گذرا کہ جہانتک نظر جاتی تھی ایک صحراے لق و دق ناپیدا کنار اور بیابان ویران نظر آتا تھا جسمین برگ و شجر کا کیا ذکر گھاس تک نہ تھی شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ

گہے در گلشن عزت نشینم	گہے این دشت پر وحشت به بینم	گہے سلطان گہے شہزادہ باشم	گہے بر تعب آمادہ باشم
گہے شاہ و گہے درویش گردم	گہے حیران کار خویش گردم	بحکم نفس امّارہ چنین شد	کہ غمہا با دل محزون قرین شد
خطا کردم گناہے شد ز دستم	کہ جز دلبر نظر بر غیر بستم	ز صبح دلکشا شاہ جدا بود	کہ از وے قسمت من این نبود
	ندانم تا چہ باشد آخر کار	گرفتارم گرفتارم گرفتار	

لیکن با اینہمہ بیکسی و تنہائی مرآت الغیب کو بغل مین مثل جان کے لیے تھے مگر وہ تصویر ملکہ نوبہار گلشن افروز کی البتہ گم ہوگئی تھی شاہزادہ سمجھ گیا کہ مین جو ملکہ صبح دلکشا سے باختلاط پیش آیا نتیجہ اُسی کا پایا کہ سیرگاہ سے نکالا گیا اور صحراے پر آفت مین گرفتار ہوا اب بجز صبر کے اور کیا چارہ ہو آخرالامر حدت آفتاب سے نہایت بیچین چارون طرف تشنہ و گرسنہ پھرتا رہا لیکن کوئی نتیجہ نیک نہ پیدا ہوا آخر شام کے وقت دور سے کچھ درخت گنجان معلوم ہوئے جب وہان گیا دیکھا ایک تکیہ فقیر کا ہو اور اُس تکیہ مین فقیر بیٹھا ہو شاہزادے نے فقیر کو سلام کیا فقیر نے جواب سلام دیا شاہزادہ خاموش بیٹھ گیا فقیر نے شاہزادے کا بشرہ دیکھ کے ایک روٹی خشک شاہزادہ کے تواضع کی شاہزادہ نے شکر پروردگار کرکے وہ نان خشک نوش فرمائی بعد اسکے فقیر سے پوچھا تم یہان کب سے ہو اور نام تمھارا کیا ہو درویش نے نام اپنا درویش بیابانی بتایا اور کہا باپ بھی میرا درویش تھا بعد اُسکے مین سجادہ نشین ہوا

لیکن اس مدت مین مین نے آبادی نہین دیکھی اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیون یہان آئے اور کون ہوا ور تمھارے باعث سے آج مین بھوکا رہا کہ جو مجکو غیب سے قوت ملتا تھا وہ تمکو دیدیا شاہزادے نے کہا پھر تمنے کیون دیا اور جو دیا تو پھر اس احسان کا ذکر کرنا کیا ضرور تھا درویش نے کہا کیا کرون کہ مہمان کی مدارات بھی ضرور تھی شاہزادے نے جو مہمان کا نام فقیر سے سُنا مہمانی حصار چار مثلثہ یاد آئی اور زار زار رونے لگا فقیر بولا بابا اب رونے سے کیا فائدہ اپنی کیفیت بیان کر دشاہزادے نے فرمایا غالب

حال من بنگر داز عاقبت کار مپرس ۔۔ عمر خود کشتم و در غصہ بپایان رفتم
ستی دریا بہا ہائی ہنود غیر فنا ۔۔ وود آہ ہے شدم از رہ فرن بدان رفتم

ای درویش مین بھی ایک ملک کا بادشاہ ہون واسطے ایک پریزاد ماہ رو کے تمام معلات طلسم طی کیے اس تلاش مین خدا جانے کسقدر تماشے و عجائبات دیکھے اور انواع انواع اقسام کے مصائب کا متحمل ہونا پڑا اور کس کس طرح کی حیرانی و پریشانی مین آوارہ پھرا اور ابھی تک ہون لیکن ہنوز صورت وصل دلدار میسر نہین ہوئی درویش نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ تمسے کوئی امر خلاف مزاج دلدار واقع ہوا کہ جسکے مواخذہ مین تم آوارہ دشت ادبار کیے گئے ورنہ اتنا طول نہوتا شاہزادے نے کہا ہان یہ قصور ضرور مجھسے وقوع ہوا اور مین خود اپنی خطا پر نادم و پشیمان ہون اور وہ قصور یہ ہو کہ مین ہر ایک سیرگاہ سلطانی مین ہر روز سیر کو جاتا تھا اتفاق سے سیرگاہ چہارم مین نازنین ملکہ صبیح دلکشا نام سے ملاقات ہوئی اور وہان بہکانے سے امارہ خاتون ایک دلالہ کے مین اس نازنین سے مخاطب باختلاط ہوا ورنہ صدہا نازنینان حور خصائل و پریرویان مہر تمثال میری نظر سے گذر گئین اور مین نے نظر اُٹھا کے بھی نہین دیکھا کہ یہ کیا مال ہین درویش نے کہا اے مرد خدا حق بجانب تمھاری معشوقہ کے ہو آپ خود غور کیجیے کہ ہنوز مواصلت حقیقی معشوقہ سے محروم ہوا اور باغواے ایک زن دلالہ کے کسی غیر عورت کو بجاے اپنی معشوقہ کے تصور کیا [illegible]

دو جا غیرت کند زور آزماے ۔۔ چنان غیرت کز و نتوان رہاے
یکے جائیکہ چشم عاشق زار ۔۔ ببیند باز خود را پیش اغیار
دوم آنجا کہ معشوق وفا کیش ۔۔ ببیند زو گلے با بلبل خویش

شاہزادہ نے فرمایا یہ سب تو بجا ہو اب یہ بیان کرو کہ نتیجہ اسکا کیا ہو مین خود احتیاط کرتا تھا مگر امورات تقدیری سے مجبور ہون کہ نوشتہ تقدیر یون ہی تھا وہ کسطرح مٹتا شعر چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ✣ سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے ✣ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا لیکن اب آپ فرمائیے کہ اس سرزمین مین کہین آبادی بھی ہو یا مثل مجھ خانہ برباد کے تمام جہان ویران ہو درویش نے کہا مین نے اپنے والد مرحوم سے سُنا ہو کہ جو پہاڑ سامنے نظر آتا ہو اُسکی گھاٹی مین ایک ہیبت ناک خندق ہو اگر کوئی اُس غار مین جائے تو بعد مسافت چالیس روز کے ایک بستی مین پہونچے اور راہ مین اکثر میوہ جات و آب شیرین میسر آتا ہو شاہزادہ دہان سے اُٹھا اور درویش کی نشاندہی پر روانہ ہوا جب پہاڑ کے قریب پہونچا تو واقعی ایک درہ پہاڑ نظر آیا شاہزادہ بعد داخل ہونے اُس درے کے چالیس روز مین بعد قطع منازل و مراحل قریب آبادی کے پہونچا دل مین خیال آیا کہ حال ملکہ نوبہار گلشن افروز آئینہ مرآت الغیبات دریافت کرنا چاہیے کہ دیدار جمال محبوب بھی میسر ہوگا اور اُسکی آزردگی بھی معلوم ہو جائیگی یہ خیال کرکے آئینہ کو مقابل کرکے کہا یا مرآت الغیب بحق مردان غیب میری محبوبہ کی صورت مجھے دکھا دے بمجرد اس کلام کے بجاے ملکہ نوبہار گلشن افروز

ملکہ صبح دلکشا کی صورت دکھائی دی وہ بھی نہایت مکدر و پریشان اب شاہزادہ کو یقین ہوا کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز و آئندہ دہ نظام ورنہ صورت ملکہ صبح دلکشا آئینہ میں نظر نہ آتی پس آئینہ زمین پر رکھدیا اور ایک عالم جنون میں دیوانہ وار یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا ! بیات

بحکم نفس امارہ گراے دلبر خطا کردم
بجرم اینکہ با غیر تو او را آشنا کردم
بجانت راحت ازبس ہیچ نقش پاشدم یکسان

ترحم کن بحال من کہ من برخود جفا کردم
صدائے من کنون از ضعف در گوشم نمے آید
بچشم جادہ گر آید بدست خود عصا کردم
بخون دیدہ در ہر جا کہ بنشستم دوا کردم

ز دیدہ از ندامت خون دل ہر لحظہ می بارم
ترا ازبس درین کہسار در دا فزا اندا کردہ
باین درد یکہ از تو شد دل بیچارہ را عارض

بس با چشم خونچکان و دل در سینہ طپان وہانسے روانہ ہوا جب چالیسوین روز غار سے نکلا دور سے چند مینار یا قوت زرد کے دکھائی دیے بمشکل تمام قریب اُس مکان کے پہونچے دیکھا تو بیت المعمور ثانی ہے اور اسقدر اژدحام خلائق ہے کہ جسکی حد نہین ہے شاہزادہ دل مین خوش ہوا کہ خدا نے پھر مجھے شہر کرسی مین پہونچا دیا اب پہلے زیارت بیت اللہ تو کرلون یہ دل مین خیال کرکے دروازہ پر آیا وہان اژدحام خلائق سے راہ مسدود تھی غرض بمشکل اندر داخل ہوا اور بدستور طواف و زیارت کے بعد در مسجد پر آیا وہان ایک جوان صاحب حسن و جمال نظر آیا جسکے ساتھ خادم و ملازم بکثرت تھے شاہزادہ نے بغور دیکھا تو حفیظ تھا یا مکان تھا حفیظ گھوڑے سے اُترکے شاہزادے کے قدمبوس ہوا شاہزادے نے حفیظ کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا شکر ہے خدا کا کہ مین نے تمھین زندہ پایا مین تمھاری اور منطقہ زرین کمر کی مفارقت مین بیقرار تھا خیر بیان کرو کہ یہان کیونکر آنا ہوا حفیظ نے کہا مین کیفیت اپنی بیان کرونگا لیکن اب فرمایئے کہ زیارت سے آپ مشرف ہوئے یا نہین شاہزادے نے فرمایا کہ زیارت سے مین مشرف ہوچکا حفیظ نے عرض کی حضور ایک لمحہ یہین توقف فرمائین مین ابھی حاضر ہوتا ہون اور میرے حاضر ہونے تک تشریف نہ لیجایئے گا شاہزادہ نے فرمایا بہتر حفیظ اندر مسجد کے گیا اور بعد حصول زیارت باہر آکے شاہزادے کو اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور آپ دوسرے گھوڑے پر سوار ہوا تیسرے روز جب قریب شہر کرسی پہونچا راہ مین سواری محفوظ قلمدار و سعید بوحدار و رفیع کرسی نشین کی ملی وہ واسطے زیارت بیت المعمور ثانی کے جاتے تھے حفیظ نے کیفیت ورود شاہزادے کی بیان کی وہ بھی دور سے آداب و تسلیمات بجا لائے اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور غریب خانہ کو تشریف لیچلین ہم بھی بہت جلد حاضر ہوتے ہین شاہزادے نے شہر سے تا مسجد اسقدر خلقت کا اژدحام دیکھا اگر تفریحاً قلمبند کیا جائے تو ایک دفتر چاہیے اور مقصد معرض فوت مین آجائے کاندھے سے کاندھا چھلتا تھا باد صبا کو راستہ نہ ملتا تھا حفیظ سے پوچھا ای برادر آج کیا ہے کہ اسقدر انبوہ خلائق ہے حفیظ نے عرض کیا اے حضرت یہان کی خلائق ہر سال ایک مرتبہ زیارت بیت المعمور کو جاتی ہے اسواسطے کہ ایام زیارت مین خوف و خطر جانوران درندہ نہین ہوتا اور خلاف وقت مین یہ راہ حیوانات موذی سے مملو رہتی ہے مگر جسکو کوئی حاجت یا خلل دماغ بقول اسکے کہ المعرض مجنون انکو کچھ اندیشہ نہین وہ خلاف راہ بھی بلا خوف جاتے ہین اگر حیات مستعار ہوئی تو پہونچے اور زیارت کی اور اپنی حاجت براری کی دعا کی اور چلے آئے ورنہ خیر شاہزادے نے پوچھا کبھی بادشاہ حصار چار شلشہ کے بھی واسطے زیارت کے آتے ہین حفیظ نے کہا غلام کے ہوش مین ایک مرتبہ ملکہ سعادت با قوت نور الزمان شاہ آئی تھین پھر جب سے کسی کو آتے نہین سنا اور حصار چار شلشہ یہان سے

ایک سال کی راہ ہی اور بہت سخت و دشوار ہی کہ صدہا کوہ و بیابان اور نشیب و فراز درمیان مین حائل ہین کہ سوا دن تک گھاس بھی
نظر نہین آتی اور پانی تو نایاب ہی اور جو راہ قریب کی ہی وہ بسبب طلسم کے پوشیدہ ہی شاہزادے نے کہا تم تو مع منطقہ زرین کمر
حوض مسجد سے ایک غوطہ مین حصار مین پہونچے اور اب یہ قصہ بیان کرتے ہو حفیظ نے کہا ای عالیجاہ یہ تائید ایزدی تھا جو ہمارے اوپر
گذرا کہ ایک ہی غوطہ مین حصار مین جا پہونچے جسطرح حضور بینار کی راہ سے حصار مین داخل ہوئے ورنہ یہ دونون امر خلاف عقل ہین
شاہزادے نے پوچھا تم شہر کرسی مین کیونکر پہونچے حفیظ نے کہا اگر منطقہ نہوتی تو حضور مجھکو بھی زندہ نپاتے اب حضور سے غریبخانہ پر حال
مفصل عرض کرونگا شاہزادہ حفیظ کے ساتھ شہر کرسی کا تماشا دیکھتا اور سیر کرتا مکان پر تشریف لایا حفیظ نے منطقہ کو تشریف آوری شاہزادہ
کی خبر کی منطقہ زرین کمر نے چند خوان زر سرخ تصدق کو بھیجے جب محفوظ قلمدار بیت المعمور سے واپس آیا حفیظ باپ کی اجازت سے
شاہزادہ کو محلسرا مین لے گیا اور منطقہ زرین کمر کو شاہزادہ کی ملازمت سے سرفراز کرایا شاہزادہ نے فرمایا مین تمھاری کیفیت سننے کا
بہت مشتاق ہون منطقہ نے عرض کیا جناب عالی حال میرا یہ ہی کہ جب صدمہ آواز خوفناک سے مین بیہوش ہوگئی اور پھر ہوش آیا تو مین نے
اپنے کو اور دکا صفوانہ دایہ کو اسی حوض مسجد بیت المعمور ثانی پر پایا اور جو لباس کہ اتار کے ہمنے غوطہ لگایا تھا بجنسہ کنارہ حوض پر
ملا اور پانی کو حوض کے البتہ تلاطم تھا ہم تینون نے اپنا لباس پہنا بعد اسکے یہ فکر ہوئی کہ اب گھر چلین قدرت خدا سے وہ چاند ذی الحجہ
کا تھا جسمین حج ہوتا ہی ہم لوگ حجرہ مین مسجد کے پوشیدہ ہوگئے لیکن صفوانہ نے ایک شخص متعارف سے ہماری اطلاع سعید لوحدار
سے کرا بھیجی سعید لوحدار بمجرد اطلاع کے فوراً خود مسجد مین آیا اور مجھے شہر مین لے گیا حفیظ ثریا مکان نے عرض کیا حضور مین جو
بگولہ گرد مین غائب ہوا تو تین روز کے بعد کسی مرد غیب نے معلق مجھے کنارہ پر اسی حوض کے کھڑا کردیا مین وہان سے شہر مین آیا اور تمام
اپنے بیگانون سے ملا سعید لوحدار منطقہ زرین کمر کا باپ اپنی حرکات سے اسقدر نادم ہوا کہ اسیوقت میرا عقد منطقہ سے کردیا
اب ہم باقبال حضور بآرام تمام اوقات بسر کرتے ہین اور دن رات حضور کو دعا دیتے ہین دوسرے روز سعید لوحدار و محفوظ قلمدار
در فیض کرسی نشین ملازمت سے بہرہ مند ہوئے اور بتعظیم و تکریم پیش آئے شاہزادے نے محفوظ و سعید سے فرمایا کہ تمنے کہا تھا
منزل خاص بادشاہ کی حصار چار شعلہ مین ہی اس تمھارے بیان کا ہمنے کچھ نشان نہ پایا کہ حصار چار شعلہ مین مین نے خوب
سیر کی لیکن مین نے تمھارے بادشاہ کو نہ دیکھا اور نہ کسی مکان کا منزل خاص خطاب سنا محفوظ نے کہا اب حضور اپنی سیر کا حال بیان
فرمائین کہ آپ نے کیا کیا ملاحظہ فرمایا اور کہان کہان تشریف لیگئے کیا کیا تماشا حصار چار شعلہ کا نظر انور سے گذرا تو مین عرض کرون
شاہزادے نے از ابتدا تا انتہا داخل ہونا اپنا حصار چار شعلہ مین سب بیان کیا جب شہر ظہورستان کی نوبت آئی ہفت سیرگاہ کا
قصہ شروع ہوا محفوظ نے کہا سیر و شکار وہی باغ منزل خاص بادشاہی ہی شاید حضور کے ملاحظہ مین نہین آیا جب شاہزادے
نے حکایت ختم کی محفوظ نے کہا ہمین آپکے بیان سے ظاہر ہوا کہ ایسی کوئی خطاے فاحش سرزد ہوئی کہ جو آپ منزل خاص تک
نہ پہونچے شاہزادہ دل مین منفعل و معقول ہوا کہ اس سے زیادہ اور کیا خطا ہوگی جو مجھ سے ملکہ صبح دلکشا کی نسبت وقوع مین آئی
بعد اسکے محفوظ سے پوچھا کہ دار الحکومت وہی منزل خاص تمھارے بادشاہ کی ملک ظہورستان مین ہی یا کوئی مہمان خانہ

سلطان روح الملک کی طرف سے بادشاہ نے تعین کیا ہی کہ جسکا منزل خاص خطاب ہی محفوظ نے کہا غلام اس حال سے آگاہ نہین
شاید سعید لوحدار واقف ہو پس اسقدر مجھے معلوم ہی کہ ملک ظہورستان مین بادشاہ کا خاص ایک مکان ہی جسکو تمام اہل طلسم منزل
خاص کہتے ہین سعید نے کہا ای شہریار مین نے ایک روز لوح مین دیکھا تھا کہ وہ مکان ملک ظہورستان مین بطور مہمانخانہ کے ہی اور
سلطان روح الملک کو ہمارا بادشاہ اپنے سے بزرگ سمجھتا ہی اور دولت و حشمت و قدرت ہمارے بادشاہ کی سلطان روح الملک
سے زیادہ معلوم ہوتی ہی شاہزادہ نے محفوظ سے پوچھا تم کس کام پر معین ہو اور سعید لوحدار کیا کام کرتے ہین اور رفیع کرسی نشین
کو کیا خدمت سپرد ہی محفوظ نے جواب دیا کہ فدوی کو قلمداری کی خدمت سپرد ہی شاہزادے نے فرمایا قلمداری کی خدمت کا کیا
طریق ہی محفوظ نے کہا میرے پاس ایک صندوقچہ ہی جب کوئی حکم ہوتا ہی وہ صندوقچہ خود میرے پاس آتا ہی اور خود ہی اسمین
ایک قلم ہی کہ وہ میرے سامنے زمین پر خود بخود روان ہوتا ہی اور اس روانی مین جو نقش قلم سے زمین پر بنجاتے ہین یعنی خود بخود تحریر
زمین پر ہو جاتی ہی موافق اُس تحریر کے مین کاغذ مین لکھ کے جاری کر دیتا ہون خلائق شہر میرے حکم کو حکم شاہ جانتی ہی کسی شہری کی
کیا طاقت جو میرے حکم کی تعمیل نہ کرے سعید نے کہا مین پندرھوین شعبان معظم کو ہر سال لوح کا مطالعہ کرتا ہون اور اسمین سے
احکام آیندہ سال بھر کے ظاہر ہوتے ہین موافق اُن احکام کے رفیع کرسی نشین کو آگاہ کر دیتا ہون رفیع چونکہ ناظم شہر ہی
اُس حکم کے موافق شہر کا بندوبست کرتا ہی اور جو شاید کوئی اور امر ہوا تو اُسکا پھر لوح سے سوال کیا جسطرح بعد گم ہونے محفوظ اور
منطقہ کے مین نے سوال کیا تھا جواب باصواب پایا جو اب تک زندہ رہا شاہزادے نے فرمایا کہ یہ بھی تو سُنا ہی کہ سال مین ایکمرتبہ
بادشاہ تمہارا شہر کرسی مین وارد ہوتا ہی اور دیوان خاص مین جلوس فرماتا ہی اور تمام رؤساے شہر دربار مین حاضر ہوتے ہین
لیکن کیا مجال ہی جو کوئی نظر بلند کرکے دیکھ سکے اور جسکی کہ نظر اونچی ہو گئی پس ایک تلوار مثل برق پردہ غیب سے پیدا ہو کے سر اسکا تن
سے جدا کر دیتی ہی محفوظ نے کہا حضور درست فرماتے ہین اب بعد ایک ہفتہ کے تاریخ اٹھارھوین ذیحجہ کی ہی بادشاہ کا ضرور
اجلاس ہوگا شاہزادہ نے فرمایا اُس روز مین بھی تمہارے ساتھ دربار مین چلونگا کہ مین بھی تمہارے بادشاہ مہمان نواز کو ایک نظر
دیکھون سعید و محفوظ دونون نے کہا ای حضور یہ امر ہماری قدرت سے باہر ہی جب خود ہمین کو آجتک بادشاہ کی صورت دیکھنا
نصیب نہین ہوئی پھر حضور سے ہم کسطرح وعدہ کر سکتے ہین شاہزادہ نے فرمایا بادشاہ کی صورت دیکھنا کیا مشکل ہی بقول سعدی
ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید اگر نوشتہ تقدیر یہی ہی تو چارہ کیا ہی بادشاہ کو تو دیکھینگے بعدہ جو کچھ ہو خوف کیا ہی
ہم بھی عذاب دُنیا سے چھوٹ جائینگے اور تمہارے بادشاہ کی مہمان نوازی بھی معلوم ہو جائیگی محفوظ نے کہا حضور بجا فرماتے ہین مجھے
ایک امر کا خیال ہی شاہزادہ نے فرمایا وہ کیا امر ہی محفوظ نے کہا پہلے جب حضور تشریف لائے تھے تو دو روز قبل ہمین ایک سفیر
کی معرفت حکم مدارات و تواضع کا بکمال عزت و توقیر ہو چکا تھا اور ہمنے بھی کوئی دقیقہ حضرت کی خاطر و مدارات مین باقی نہین رکھا تھا
تا اینکہ قصر مربع و قصر مثمن و حصار چار شلتہ کا تماشا بھی دکھایا اور تعجب کی بات ہی کہ آج کل خود بادشاہ موجود ہوا اور کوئی حکم آپکے
بارہ مین صادر نہین ہوا خدا جانے یہ کیا امر ہی اور ہم بوجہ اسکے کہ حضور کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے باین خدمت پیش آئے اور آپ کے

حسن و اخلاق کے ہم ممنون و مشکور ہین کہ آپ پرورش فرماتے ہین مگر ہان ہمکو صدور حکم ثانی کا ضرور خیال ہی شاہزادے نے دل مین
کہا یہ نتیجہ اسی آزردگی خاطر کا ہی جو مین نے ملکہ صبح دلکشا سے اختلاط کیا تھا بعد اسکے فرمایا تمھارا بادشاہ کتنے عرصہ سے شہر مین وارد
ہی محفوظ نے کہا کل شہر مین داخل ہوا ہی شاہزادہ نے کہا تعجب ہی کہ ہمین ورود بادشاہ کی خبر نہوئی محفوظ نے کہا کسی اہل شہر کو ورود
بادشاہ کی خبر نہین ہوئی لیکن جب دروازہ محلسرا کا کھلیگا تمام خلائق کو خبر ہوجائیگی شاہزادہ نے کہا کب تک بادشاہ کا مقام یہان رہیگا
محفوظ نے کہا بظاہر ایک ہفتہ اور بعد ایک ہفتہ کے دیوان خاص کے دوسرے ملک کو نہضت فرمائینگے شاہزادہ نے فرمایا تم بھی
اس عرصہ مین جاؤگے محفوظ نے کہا مین اور سعید اور رفیع تینون ارکان شہر ہر روز عصر کے وقت زیر غرفہ حاضر رہتے ہین
اگر کوئی حکم صادر ہوا اسکی تعمیل کرتے ہین ورنہ بعد ایکساعت کے رخصت ہو آتے ہین اور آواز پردہ سے آتی ہی ہم نہین جانتے کہ
خود بادشاہ حکم دیتا ہی یا اور کوئی کہتا ہی بقول غالب آواز شنیدیم و ندیدیم ہمانا + معشوقہ تو انیست کہ از پردہ برآید + بلکہ آج بھی
زیر غرفہ حسب معمول حاضر ہونگے شاہزادہ نے فرمایا یہ بھی ممکن ہی کہ خود میری اطلاع کردو اور شوق ملازمت بیان کرو محفوظ و سعید
نے کہا شعر کرا یارا کہ گوید این سخن را + مگر در خون نشاند خویشتن را + شاہزادہ چپ ہو رہا جب سعید رخصت ہوا شاہزادے نے
وہی مطلب محفوظ کے سامنے بیان کیا اور منطقہ زرین کمر اور حفیظ ثریا مکان نے بھی محفوظ سے کہا کہ اے بزرگوار تم قلمدار شاہی
ہو اگر شاہزادہ کی طرف سے تحریک کرو تو مضائقہ نہین محفوظ نے کہا اے حفیظ یہ راز شاہی ہی اسمین مجال کلام و شان لازم آتا ہی یا دایا بادشاہ
فرمائین ورنہ لیکن ہمنے تمھین ایک بار حکم دیا اور وہ ابھی ملک مین موجود ہی پھر حکم ثانی کی کیا ضرورت تھی دوسرے شاید بادشاہ یہ فرمائے کہ ہم خود غافل نہین جو تم
مکرر عرض کرتے ہو وہ حکم منسوخ نہین ہوا جو تم غافل ہوگئے اور اگر ایسے جوابات بادشاہ نے دیے تو سوائے خفت کے اور کیا چارہ ہی شاہزادہ آبدیدہ ہوا اور فرمایا
خیر میرا تمپر کیا اختیار ہی محفوظ کو شاہزادہ کے حال پر رحم آیا اور کہا اے شہریار تم خاطر جمع رکھو افسردہ نہو مین اس خصوص مین سعی کرتا ہون دیکھو کیا ہوتا ہی شاہزادہ نے
کہا مین بھی ممنون ہون تم کیا تمہید پیدا کروگے محفوظ بولا مین عرض کرونگا کہ ایک جوان مہمان بیت المعمور ثانی سے وارد شہر ہوا ہی ہم اسکی حقیقت سے واقف
نہین کہ وہی شاہزادہ مہمان ہی جسکی خدمت کو ہم مقرر کیے گئے تھے یا کوئی اور شاہزادہ ہی اختلاف وضع سے ظاہرا ہمکو محسوس نہین ہوتا
شاہزادہ نے فرمایا جیسی مصلحت دیکھو کہو کہ میرا یہان کوئی آشنا نہین ہی آخر الامر عصر کے وقت محفوظ اور سعید اور رفیع حضور معلی مین
روانہ ہوئے شاہزادہ بھی وحشت زدہ ایکطرف چلا گیا اور کنارہ دریا پہونچا وہان سیر و تماشے مین مصروف ہوا دیکھا کہ ایک آدمی
بیہوش پڑا ہی اور تمام بدن اسکا زرد ہوگیا ہی شاہزادہ اس شخص کو دو مزدورون سے اٹھوا کے حفیظ کے مکان مین لے آیا اور منطقہ
سے فرمایا اے خاتون آج مین ایک شخص بیمار کو لایا ہون کوئی جگہ علحدہ اسکی تیمارداری کو بتادو منطقہ زرین کمر نے ایک مکان
مناسب بتلا دیا شاہزادے نے بیمار کو وہان رکھا اس عرصہ مین محفوظ و سعید دربار سے آئے شاہزادہ نے کیفیت دربار پوچھی
محفوظ نے کہا جناب عالی آج بادشاہ سے ملازمت نہین ہوئی شاہزادہ نے کہا اسکا کیا باعث ہی کچھ معلوم ہوتا ہی محفوظ نے کہا ہر وقت
تشریف آوری شاہ کے صدائے زنگ آتی ہی قاعدہ ہی کہ دروازہ پر زنگ لٹکے رکھے ہین پھر آواز زنگ اول سب دروازون کے
زنگ بجتے ہین پس ان سبکی آواز ملکے ایک بڑی آواز ایسی ہوجاتی ہی کہ سارے شہر کو اطلاع ہوتی ہی سب مطلع ہو جاتے ہین کہ جلال

شاہ ہوا مگر آج نہین معلوم کہ کیا اتفاق ہوا کہ وہ آ وازہ نہین آئی معلوم ہوا کہ بادشاہ نے طلوع نہین فرمایا ہاں لوگ تا وقت معین حاضر رہتے بعدہ چلے آئے شاہزادہ نے اُس بیمار کی کیفیت محفوظا سے بھی کہی اور علاج و معالجہ کو بھی پوچھا محفوظا نے کہا تھوڑا روغن کہ وہ روغن تیل میں ملا کر اُسکے جسم مین مالش ہو یقین ہے کہ تھوڑے عرصہ مین رو بصحت ہو جائے شاہزادہ نے شفقت غریب نوازی کو کام فرما کے خود دست مبارک سے اپنے بیمار کے جسم پر روغن ملنے کا ارادہ کیا حفیظا نے کہا حضور ناحق تکلیف فرماتے ہین ہم خدمتگار حاضر ہین شاہزادہ نے فرمایا مین اسوجہ سے خدمت کرتا ہون کہ شاید خداوند کریم مجھ پر بھی عنایت فرمائے مگر جب لباس جسم سے بیمار کے دور کیا معلوم ہوا کہ وہ مریض عورت ہے حفیظا سے کہا کہ اپنی دو کنیزون سے کہدو کہ اسکی خدمت کریں کہ اسکے جسم کو نامحرم کا ہاتھ لگنا مناسب نہین ہے حفیظا نے منطقہ کی دو کنیزین واسطے خدمت مریضہ کے مقرر کین کہ وہ روغن وغیرہ ملین اور خدمت کرین بعد دو روز کے وہ ہوش مین آئی اور آنکھ کھولی شاہزادہ نے پوچھا ای خاتون تیرا کیا حال ہے اُسنے باواز ضعیف و دردناک کہا ای جوان دلاور خداوند عالم تمھین جزائے خیر دے کہ تمنے اس حال مین مجھ بیکس غمدیدہ پر رحم کیا یہ کہا اور پھر بیہوش ہوگئی بعد ایک ساعت کے پھر ہوش مین آئی شاہزادہ نے شوربا پیکر پلایا الغرض دو روز مین گو نہ قوت ایسی آئی کہ بات کرنے لگی اور ادھر دو روز تک بادشاہ کی ملازمت نہوئی شاہزادہ نے فرمایا ای محفوظ ایسا نہو کہ بادشاہ تمھارا بغیر اجلاس فرمائے بیرون شہر روانہ ہو جائے محفوظ نے کہا ایسا نہوگا آپ خاطر جمع رکھین ابھی پانچ روز بادشاہ کے جانے مین باقی ہین اس عرصہ مین کبھی تو متوقع عرض حال ہوگا اور مین جانتا ہون کہ خود بادشاہ آپکی حالپرسی فرمائینگے شاہزادہ نے فرمایا مین تمھارے بادشاہ کی بے اعتنائی خوب جانتا ہون تمکو یہ راز معلوم نہین ہم بھی دیکھتے ہین کہ یہ برہمی مزاج کب تک رہیگی محفوظا نے کہا ہم ملازمون کو بادشاہون کے کارخانہ مین کیا دخل ہے مصرعہ امور مملکت خویش خسروان دانند حضور درست فرماتے ہین شاہزادہ وہان سے مریضہ پاس آیا اور بفضل الہی بہ نسبت سابق اسکو تندرست و توانا پایا اُسنے شاہزادے سے عرض کی کہ ای شہریار کامگار امیدوار ہون کہ بجز حضور والا اور ان دونون کنیزون کے اور کوئی مرد یا عورت میرے جسم کو ہاتھ نہ لگائے کہ مین حضور کو اپنے باپ اور مان سے زیادہ جانتی ہون جب حضور تشریف لیجائین تو دروازہ حجرے کا بند کر دیا کرین شاہزادہ نے فرمایا ای خاتون آج فی الجملہ تم تندرست ہو اگر زبان گویائی دے تو حقیقت اپنی کچھ بیان کرو وہ مریضہ پلنگ سے نیچے اُتری پہلے سلام کیا بعد اسکے خوب بنظر غور شاہزادے کو دیکھا شاہزادے نے کہا تم مجھے غور سے کیا دیکھتی ہو اُسنے کہا مین نے یہ دیکھا اور شکر پروردگار عالم کیا کہ کسی نامحرم نے میرے جسم کو ہاتھ نہین لگایا بلکہ میرے قبلہ و کعبہ نے میرا معالجہ کیا شاہزادہ نے متعجب ہوکر فرمایا کہ یہ کلمہ کسوجہ سے تمنے کہا اُسنے کہا اے بادشاہ والا جاہ مین کنیز خاص آپ کی یعنی ملکہ فرنگ سلطان ہون مجھے حضور نے گوشہ دل سے اپنے فراموش فرمایا شاہزادہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ تو ملکہ فرنگ سلطان ہے ای بہن یہ تیرا کیا حال ہے تو کس مصیبت مین گرفتار ہوگئی ابیات

کجا رفت آن شکوہ و دولت تو چسان شد دور آن جاہ و جلالت	چہ شد آن لشکر و آن حشمت تو چگونہ شد قرین با دل ملالت مرا از حال زار خود خبر بخش	چگونہ لشکرت از دست افتاد بدل شد جمال دلفریبت نہال این تمنا را ثمر بخش	چسان بخت بجاہ ذلت افتاد بخاطر ہم غم شکیبت

ملکہ فرنگ سلطان نے با دیدۂ گریان و دل بریان اسطرح بیان کیا کہ ای شاہزادۂ عالیجاہ جب شہر ظہورستان مین حفیظ مبتلاے بلا
ہوا مین کمال حالت یاس و ہراس مین اپنے ملک کو روانہ ہوئی اور بدستور حکمرانی کرنے لگی لیکن دلکو میرے ایک طرح کا اضطراب ہا
قرار نہ آیا ایک منجم نے کہ نام اُسکا ماروس تھا وہ میرے پاس قدیم سے آتا تھا بلکہ میری سرکار مین ملازم تھا مین کوئی راز اپنا اُس سے
پوشیدہ نکرتی تھی بلکہ پہلے بھی اُسی نجومی کے حکم سے مین ملک ظہورستان مین تلاش مین حفیظ کے گئی ایک روز مین نے منجم سے کہا ای ماروس
ایکمرتبہ اور تو زائچہ کھینچکے میرے طالع کو دیکھکر تقدیر مین میری ملاقات حفیظ کی شدنی ہی یا نہین اور اگر شاید نہو تو اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی
منجم نے بعد زائچہ کرنے کے کہا ای ملکہ آجکل جانا تمھارا شہر کرسی کو ضرور ہی کہ مصلحت وقت یہی ہی وہان تمھارا مطلب حسب دلخواہ ضرور ہوگا
اتفاق سے خواجہ پائیس ایک سوداگر ہمیشہ سے میرے ملک کو آیا جایا کرتا تھا اور ہر ملک کے تحفے اکثر اُس سے لیتی تھی ایک روز سوداگر
سے پوچھا کہ تم شہر کرسی مین بھی گئے ہو خواجہ پائیس سوداگر نے کہا وہان ایک مرتبہ گیا تھا پر بسبب سختی راہ کے نہین گیا مین نے کہا وہانکی
راہ مین کیا تکلیف ہوتی ہی سوداگر نے کہا کہ علاوہ جانوران موذیہ کے جزائر زنگیان آدمخوار اکثر سدراہ ہوتے ہین اُنسے بچنا مشکل ہوتا ہی مین نے
کہا تم کیونکر اُنکے ہاتھ سے بچے تھے خواجہ پائیس نے کہا مجھے نصف مال دینا پڑا اور کبھی چوتھائی حصہ اور کہین دسوان حصہ اس سبب سے بمشکل بیری
جان بچی مین نے کہا ای خواجہ میرا بھی دل چاہتا ہی کہ ایکبار مین بھی تمھارے ہمراہ چلکر شہر کرسی کو دیکھون سوداگر نے کہا ای ملکہ تم سے تکلیف
نہ اُٹھائی جائیگی تم نہایت پریشان ہوگی مین نے کہا مجھے کمال شوق ہی اسی سفر مین بیت المعمور ثانی کی بھی زیارت مجھے میسر آئیگی
سوداگر نے انکار کیا اور کہا کہ مجھمین اتنی قدرت نہین کہ اتنے بڑے سفر کا متحمل ہون خلاصہ یہ کہ بہزار دقت سوداگر چلنے کو راضی ہوا مین نے
وزیر اعظم کو نائب سلطنت کیا اور زر و مال بے قیاس ہمراہ لیکر خواجہ پائیس کے ساتھ کشتی مین سوار ہوئی تمام ملازمان ہمراہی کو
تاکید کی کہ مجھے کوئی بادشاہ نہ کہے راہ مین چند جزائر سدراہ ہوئے سوداگر نمک حرام نے بطریق دہائی اور پانچوین حصہ کے تمام مال حاکمان
جزائر کو دیدیا اور اپنے مال سے ایک حبہ نہ دیا یہانتک کہ اب نوبت کنیز و غلام کی آئی مین نے ذوق ملاقات حفیظ مین کچھ خیال نہ کیا کہ
اگر قسمت مین وصلت حفیظ ہی تو مال کیا چیز ہی پھر ہو جائیگا اور کنیز و غلام بھی ملجائینگے جب میرے پاس کچھ نرہا خواجہ پائیس نالائق
نے مجکو ایسا تنگ کیا کہ روزمرہ کا بھی خرچ باقی نرہا اب قرض سوداگر سے لیکر کھانے لگی سوا اسکے اُسکا ارادہ میری نسبت بد معلوم ہونے لگا
لیکن میری تندی مزاج سے اظہار نکر سکا القرض ایک رات ملاح نے دوسرے ملاح سے تذکرتاً ذکر کیا کہ ایک دو روز مین اگر ہوا بمراد
ملی تو ہم جزیرۃ الغیب مین پہونچینگے جہان کا مارقوس زنگی حاکم ہی پھر وہان سے شہر کرسی تین روز کی راہ رہجائیگا مین نے جب
ملاح سے یہ سنا دل مین نہایت خوش ہوئی کہ مال و زر جان کا صدقہ ہی سوداگر سے کچھ قرض لیکر سامان اپنا درست کرلونگی جب
جزیرۃ الغیب مین پہونچے سوداگر نے مارقوس زنگی سے ملاقات کی زنگی نے نصف مال طلب کیا میرا مال و اسباب تو کچھ باقی نہ تھا
سوداگر نے اپنے مال کی حفاظت کے لیے مارقوس سے میری صورت کی از حد تعریف کی اور مجھے فروخت کرڈالا جب مجکو خبر ہوئی مین
فریاد و زاری کرنے لگی اسوقت میری فریاد بیکار تھی مارقوس مجکو اپنے مکان مین لیگیا اور رات کو بہ تکلف تمام نہایت ذوق و شوق
سے بارادہ شب باشی میرے پاس آیا مین نے جب اُسکی نیت فاسد دیکھی دل مین کہا ای ملکہ اب بغیر مکر و فریب کے آبرو بچنی محال ہی

مارقوس سے کہا کہ اگر تجھے میری خاطر منظور ہی اور صحبت گرم کیا چاہتا ہی تو جو مین کہون عمل مین لا ورنہ مین اپنے کو اسی وقت ہلاک کرونگی مارقوس نے کہا مین بہرحال تیرا فرمانبردار ہون مین نے کہا لب دریا ایک برج مین سامان عیش مہیا کر مگر وہان بجز میرے اور تیرے اور کوئی نہو پھر اُس تخلیہ مین باہم صحبت ہونیکا مضایقہ نہین مارقوس نے کہ وہ مجھپر فریفتہ تھا قبول کیا قصہ کوتاہ بروقت شرابخواری مین نے شراب کم پی اور اُسکو شراب خوب پلائی جب دور آخری ہوا اُسمین زہر قاتل دیدیا جب زہر نے اپنا اثر بخوبی کر لیا اور حواس سے گذر گیا مین زیر برج آئی وہان کنارہ دریا بقدرت خدا ایک تختہ لگا ہوا تھا اور دو حلقے آہنی لگے تھے مین بلباس مردانہ اُس تختہ پر سوار ہوئی اور رسی کو مضبوط اپنی کمر مین باندھکے قلابون مین باندھ دیا اور تختہ کو توکل بخدا چھوڑ دیا تین روز تک مجھے مین ہوش رہا چوتھی روز ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ مجھے کچھ اپنا خیال نرہا نہین معلوم کہ وہ تختہ کب یہان آیا اور حضور کب مجھے لائے شاہزادہ نے بعد سننے اس حال کے فرمایا اے ملکہ فرنگ سلطان تو محض عشق حفیظ مین اپنا ملک و مال برباد کرکے اس مصیبت جانکاہ مین گرفتار ہوئی ملکہ فرنگ سلطان نے کہا اے شہریار شعر محبت است کہ دل راہمی دہد آرام ۔ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد ۔ شاہزادہ نے جو نام محبت سُنا تصور ملکہ زہبار گلشن افروز مین زار زار بے اختیار رونے لگا شعر تصور بندھ گیا جب اُس صنم کا ۔ لگا ٹپکا ٹپکنے چشم نم کا ۔ ملکہ فرنگ سلطان نے پوچھا آخر حضور نے بھی کہین نشان اپنی معشوقہ کا پایا یا ہنوز تلاش ہی ہی شاہزادہ نے فرمایا قصہ میرا طول و طویل ہی بوقت فرصت کے بیان کیا جائیگا ملکہ فرنگ سلطان بولی خدا آپکا مقصد دلی برلائے کہ ہم بھی آپکے تصدق مین اپنی مراد کو پہونچین شاہزادہ وہان سے منطقہ اور حفیظ کے پاس تشریف لایا اور فرمایا اے حفیظ ثریا مکان آجکل تم دونون بفضل الٰہی عیش مین بسر کرتے ہو آیا تمکو ملکہ فرنگ سلطان کا بھی کچھ خیال ہی حفیظ نے لحاظ سے منطقہ کے جواب ندیا مگر منطقہ زرین کمر نے کہا اے شہریار جب سے حال ملکہ فرنگ سلطان کا مین نے حفیظ کی زبانی سے سُنا ہی بے اختیار ہی دل چاہتا ہی کہ مین خود ملکہ فرنگ سلطان سے ملاقات کرون اور بخوشی دل اُسکا عقد حفیظ سے کردون کہ وہ بیچاری حفیظ کے سودائے عشق مین اسقدر آوارہ و سرگردان ہوئی ہی کہ جسکی انتہا نہین شاہزادہ نے فرمایا اے منطقہ جس مریضہ کو مین کنارہ دریا سے لایا ہون اب تجکو معلوم ہوا کہ یہ وہی ملکہ فرنگ سلطان ہی بعد اسکے تمام قصہ جو زبانی ملکہ کے سُنا تھا بیان کیا حفیظ و منطقہ دونون زن و شوہر اس حال پر اختلال ملکہ فرنگ سلطان پر آبدیدہ ہوئے اور فوراً ملکہ سلطان کے پاس آئے ملکہ فرنگ سلطان نے منطقہ سے ملاقات ساوی کی جب وہ رات گذر گئی دوسرے روز حفیظ نے حال ملکہ فرنگ سلطان کا محفوظ سے سعید کے روبرو بیان کرایا اُن دونون کو بھی اس اتفاق سے کمال حیرت ہوئی آخر سب نے مشورہ کیا اور یہ امر قرار پایا کہ رفیع کرسی نشین ملکہ فرنگ کو اپنی دختر نسبتی قرار دیکر محلسرا مین لیجائے اور بادشاہ سے اس حال کو گذارش کرے جیسا وہ حکم صادر فرماوے مطابق اُسکے عمل مین لاوے علاوہ اسکے خواجہ بائیس سوداگر کا بھی کچھ علاج کرنا ضرور چاہیے آخر چوتھے روز بوقت معینہ محفوظ و سعید اور رفیع اور حفیظ ثریا مکان زیر غرفہ حاضر ہوئے بعد ایک ساعت کے پردہ سے آواز بلند ہوئی محفوظ قلمدار جو زیادہ مقرب ارکین سلطنت سے تھا قریب پردہ گیا اندر سے آواز آئی اے قلمدار شاہنشاہ جو عرض کرنا ہو کر محفوظ نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا اے ظل اللہ جس زمانہ مین خانہ زادے حفیظ ثریا مکان طلسم حصار چار شکلہ مین گیا وہان اسپر ملکہ فرنگ سلطان عاشق ہوئی
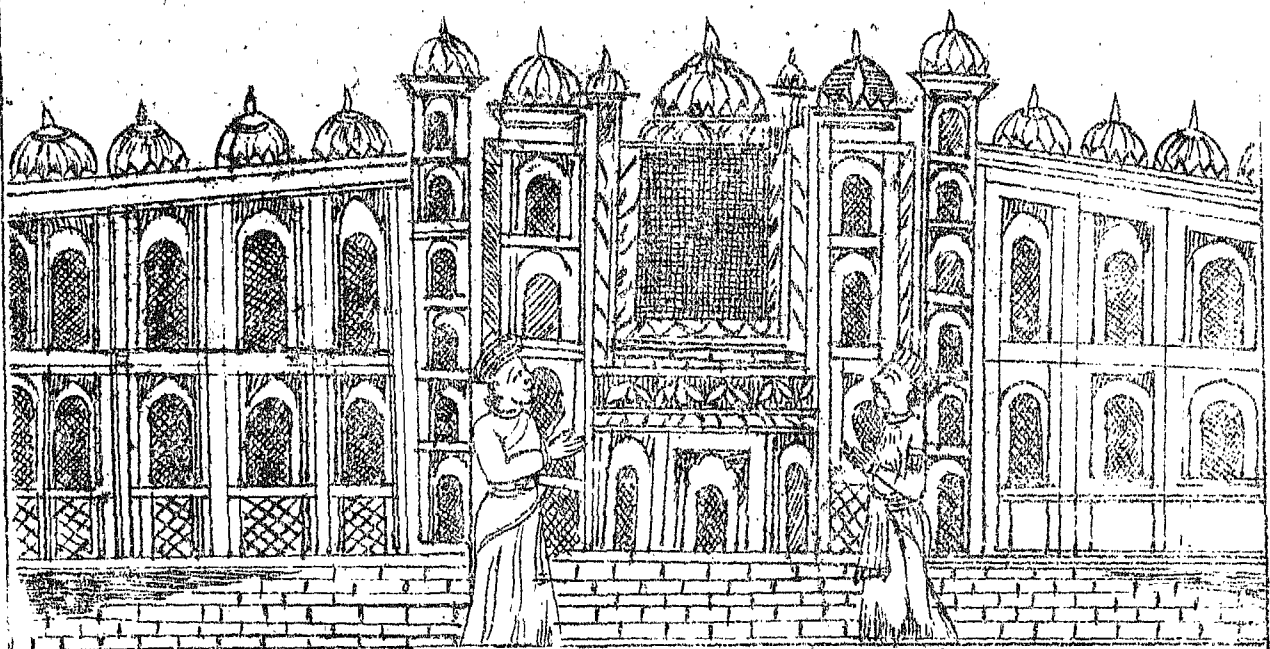
کوشش سے اپنی مراد دلی کو پہونچے رخصت فدا تقصیر ہو کہ تم اپنے کام مین نہایت ہوشیار و مستعد ہو یہی وجہ ہو کہ ما بدولت و اقبال نے
بھی بخشش اجرت و انعام مین ایسے کار نمایان کے یہ عنایت فرمائی کہ خاص اپنی زبان سے تمھین جواب دیا و الا تم اس اعزاز کے لائق نہ تھے
بلکہ سوا اسکے ملازمت کے اور جو تمھین منظور ہو ہم وہ حاجت بھی روا کر سکتے ہین اس امر کا اقرار کیا جاتا ہو کہ جسقدر اس ملک مین عمائد و رُوسا
ہین سوا ہماری سرکار خاص کے جہان کہین صورت دلالی ہوگی یعنے تقرری مناکحت وغیرہ وہ بجز تمھارے اور کسی کو خدمت
عطا نہوگی بیشک تمھین طلب کیا جائیگا بلکہ زمین کی خطر نشت سے تمھین واسطہ ہوگے دوسرے کو مطلق دخل نہوگا چونکہ تمکو پیشہ دلالی
مین کمال ہی یہ بھی رعایت کیجائیگی کہ جو کچھ رسوم سرکاری بطریق محصول پیشہ وری کا ہوتا ہو وہ بھی معاف کر دیا جائیگا سوا اسکے
سابق مین ایک مہمان اطراف بلاد سے ہمارے ملک مین وارد ہوا تھا ہمنے اسکی بہبودگی پر خیال کیا تو چند امور خیانت و بوالہوسی
کے ایسے ملاحظہ مین آئے کہ جس سے یہ عہد کرنا پڑا کہ کسی مہمان ناخواندہ کو بغیر امتحان ہرگز اپنی محفل خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ
بسلوک ملاقات پیش آئینگے ہان اس امر مین مجبور محض ہین کہ ہمارے یہان مہمانداری سے زیادہ عمدہ کوئی کام نہین ہو اسیوجہ سے جو کوئی
وارد و صادر ہو اُسے مہمان سمجھنا واجب ہوتا ہو اور مہمان کی مدارات و تواضع نکرنا یہ شیوہ مروت و انسانیت کے خلاف ہو خصوصًا
رئیس کا کوئی کام بدتر اس سے زیادہ نہین ہو کہ کچھ بدخلقی مہمان سے کرے اور تحفظ نظر تم دیکھو کہ باین تقرب حق خدمت ارکین سلطنت کو
کبھی پرتو انوار جمال ہمارا میسر نہین آیا پھر یہ مہمان کیا چیز ہو جو یہ خواہش ملازمت رکھتا ہو اور خیر ہم اسکو بھی گوارا کرتے لیکن
اُس مہمان اوّل نے جسنے کم ظرفی کو کام فرمایا اور ہمارے مرتبے کی قدر نکی اور صبح و شام کو نادانی سے یکسان سمجھا ہمنے اس قول پر
عمل کیا سعدی شیرازی بیت

چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت باشد نہ مہ را

پس اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمنے قطعاً ملوک ملاقات ہر ایک مہمان سے ترک کر دیا محفوظ اور سعید در رفیع کرسی نشین بعد حصول جواب رخصت ہو گئے اور ارشاد بادشاہ جہانپناہ شاہزادہ سے بیان کیا شاہزادہ اس جواب طعن آمیز سے سمجھا کہ شہر کرسی کی بادشاہ یہی ملکہ لعو بہار گلشن افروز ہی مگر جب خوب غور کیا تو بجز اپنے اور کسی کو ان اوصاف سے موصوف نپایا کہ سوا میرے کون طلسم مین آیا اور کسنے خیانت کی کہ جو اس دلربا و آفت جان نے اسکو بجاے سند لکھ رکھا ہی اور سراسر غلط مضامین طعن طبیعت سے پیدا کرتی ہی مین نے سولے ملکہ صبیح و لکشا سے ملتفت ہونے کے اور کیا گناہ کیا یہ البتہ اسکو ناگوار گذرنے کی بات ہی مین نے حفیظ ثریا مکان و منطقہ زرین کمر کو اس نظر سے کہ یہ بندۂ خدا ناحق ہلاک ہوتے ہین اور انکے ساتھ انکے والدین کا بھی خون مفت ہوگا یہ خیال کرکے بخوف خدا یہ کام کیا تو اسکا خطاب لال ہمکو ملا کیا کرون مجبور ہون کہ اسوقت مین موجود نتھا ورنہ اسکا جواب دیتا مگر خیر

نہین پروا ہمارے قتل سے گر انکو نفرت ہو
بہت ملجائینگے قاتل جو سر اپنا سلامت ہو

القصہ محفوظ اور سعید نے حسب الحکم بادشاہ کے ملکہ فرنگ سلطان کا حفیظ ثریا مکان سے عقد کر دیا اور خواجہ یاقیس سود اگر کو تو قتل کیا لیکن باوجود اس شادی و خوشی کے حفیظ ثریا مکان اور سلطان فرنگ بعد مدت مدید کے اپنے مقصد دلی کو پہونچے اور ہر وقت شاہزادہ کے بارہ مین دست بدعا رہتے تھے اس اثنا مین دوسرے روز بادشاہ نے تخت شاہی پر اجلاس فرمایا اور اہل دربار کو حکم طلب پہونچا یا مجرئی سلام سے بہرہ یاب ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل بعد اجلاس ایوان خاص کے بادشاہ منزل اعلی کو نہضت فرمائینگے شاہزادہ نے محفوظ سے پوچھا کہ منزل اعلی کون جا ہی انھون نے کہا نام تو سنا ہی لیکن ہم واقف نہین اتنا جانتے ہین کہ تمام طلسم مین وہ مقام اعلی تر ہی اور زمین بھی اس ملک کی سب ملکون کی زمین سے بلند تر واقع ہوئی ہی اسیواسطے اسے منزل اعلی کہتے ہین دوسرے بادشاہ کا مقام دار السلطنت وہی ہی اور وہین رہتے ہین اور بطور دورہ کے اور ملکون مین مسافرانہ تشریف لیجاتے ہین شاہزادہ نے فرمایا ای ظلمدار تمھارے بادشاہ کو بادشاہ کہتے کو دل گوارا نہین کرتا کسواسطے کہ بادشاہ مین عمدہ صفت انصاف کی ہی ساتھ بردباری کے چنانچہ عدالت و انصاف یہان جانتے ہی نہین کہ کسے کہتے ہین اور خصائل کا کیا ذکر ہی محفوظ نے کہا استغفر اللہ بادشاہ ہمارا کسی پر ظلم نہین کرتا حضور ناحق یہ کلمہ ارشاد فرماتے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ جسکو مین سمجھا ہون اگر یہ وہی بادشاہ ہی تو بلا شبہہ ایسا جفا پیشہ قاتل و بیدرد و بیرحم جہان مین شاید دوسرا ہو بلکہ نہوگا تم خود منصف ہوکر اس سے زیادہ اور کیا ظلم ہوگا کہ اسنے مجھے اپنی مجلس مین آنیکا حکم دیا اور عوض منت و سماجت کے کلمات سخت و ثقیل کہلا بھیجے یہی شرط مہمان نوازی و خاطر و مدارات ہی سعید نے کہا ای حضرت اب آپ خاموش ہو رہین ایسے الفاظ گستاخانہ بادشاہ کی نسبت کہنا مناسب نہین ہین آپ غور فرمائین کہ ہم لوگ بادشاہ کے گویا ہاتھ ہین اور کل امور مالی اور ملکی کے ہم مختار ہین لیکن آجتک ہم نہین جانتے کہ جمال چہرۂ مبارک کیسا ہی آواز البتہ سنی ہی اور نہ یہ معلوم کہ بادشاہ خود ہم کلام ہوتے ہین یا کوئی متوسط ہی شاہزادہ نے فرمایا میرے اور تمھارے معاملہ مین فرق ہی اسواسطے کہ مین مہمان ہون اور تم ملازم ہو تمکو دعوی برابری کسی طرح لازم نہین محفوظ نے کہا ملازم کیسا بلکہ غلام شاہزادہ نے فرمایا اس سے مجھے کچھ غرض نہین ہی کہ تم ملازم ہو یا غلام مین یہ کہتا ہون کہ

بادشاہ کو مہمان سے ایسی کج خلقی لازم نہین ہی محفوظ نے کہا بادشاہ کے طرز کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی مہمان نے اُنسے کوئی حرکت ایسی لغو کی ہی کہ جس سے طبع نازک کو ملال ہوا ہی اس جہت سے اُنھون نے یہ کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ تمنے اُسوقت نہ پوچھا کہ وہ مہمان کون تھا اور اُسنے کیا قصور کیا اور کیا سبب ہی کہ ایک گناہ کرے سب گناہگار ہوجائین محفوظ نے کہا ہماری کیا مجال ہی ہم جبتک وہان رہتے ہین امید و بیم مین گذرتی ہی شاہزادہ نے کہا اگر ایسے ہی بادشاہ سے خائف ہو تو مجھے تمھارے مکان پر رہنا مناسب نہین ہی شاید میری وجہ سے تم کسی بلا مین مبتلا ہوجاؤ آخر افسوس کرتا ہوا محفوظ کے مکان سے چلا آیا حفیظ نے عرض کی ای شہریار ہم غریبون سے ناراض ہونا حضور کا ناحق ہی ہم آپکے فرمان بردار ہین اور اُنکے ملازم ہین ہمکو بہر نہج دونون صاحبون کی طاعت واجب و لازم ہی شاہزادہ نے فرمایا و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ پھر ہر چند سب نے بمنت کہا لیکن شاہزادہ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور کہا جو امر تقدیری ہی وہ ہوگا وہانسے آکر بازار مین ایک دوکان پر بیٹھ گیا مالک دوکان بھی بحسن سلوک و مدارات پیش آیا اور ما حضر پیش کیا شاہزادہ نے کچھ نوش فرمایا اور پھر غم دلدار و فراق یار مین نالہ و زاری کرنے لگا جب چار گھڑی رات آئی حفیظ شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا برائے خدا حضور غریب خانہ کو سرفراز فرمائین شاہزادہ نے فرمایا اول یہ کہو کہ جب بادشاہ تمھارا دیوان خاص مین اجلاس کریگا تو کسقدر لوگ ہونگے حفیظ ثریا مکان نے عرض کی قریب چار سو آدمی کے ہونگے اُنکا نام فہرست مین مندرج ہی شاہزادہ نے کہا جو کچھ ہونا ہی وہ ہوگا مین ضرور جاؤنگا اگر شمشیر طلسم ہمارے ہی واسطے ہی تو خیر کچھ مضائقہ نہین بیت

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی اوست
موجب شہرت و بیباکی و خودکامی اوست

حفیظ ثریا مکان سنکر کچھ جواب ندیا بعد اسکے اپنے مکان پر چلا آیا شاہزادہ دوسرے روز در قلعہ پر پہونچا تمام عمائد شہر آکر جمع ہوئے اور سب نے باادب سلام کیا اور بعض نے نصیحتاً شاہزادہ کو سمجھایا کہ بے اجازت قلعہ مین تشریف لیجانا آپکا مناسب نہین ہی شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اُنکے ہمراہ ہوا وہ سب بعد طی کرنے ساٹھ دروازون کے ایک مکان تاریک مین پہونچے اور دونون طرف صف باندھکے دست بستہ کھڑے ہوے شاہزادہ نے دل مین کہا دیکھیے اندھیرے مین صورت بادشاہ کی کیونکر دکھائی دیتی ہی یکایک ایک روشنی خود بخود پیدا ہوئی اور سارا مکان تاریک منور و معطر ہوگیا سب حاضرین دربار نے اپنا اپنا سر نیچا کر لیا شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو وہان تخت ناز پر باوقار بیٹھے دیکھا اور ملکہ صبح دلکشا کو مکس رانی کرتے ملاحظہ فرمایا اور ایک لعل شب چراغ ایسا درخشندہ سر پر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ضو دے رہا تھا کہ اُسکی شعاع سے تمام مکان روشن تھا شاہزادہ بمجرد دیکھنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے دوسرے سے بلا گردان ہوا اور تیغ طلسم کا بھی خیال نرہا ملکہ نوبہار گلشن افروز چین بجبین ہوکر بولی ای صبح دلکشا

بہ تخت فیض خاص خود بہ سم خویشتن رفتم
تجلی در میان آمد تو باش تنہا کہ من رفتم

ملکہ صبح دلکشا نے جواب دیا ای ملکہ آفاق اگر مخل ہی تمھارا مہمان عزیز ہی اور اگر آیا ہی رحمت ہی تمھاری کشان مین نازل ہی

مجھے اس سے کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا الحق مجھے کچھ خبر نہیں ہے مگر وہ تیری طرف بالطبع راغب و مائل ہے شاہزادہ نے
سوال و جواب ملکہ صبح دلکشا کا سُنا اور دفعتاً وہ تخت غائب ہو گیا اور وہ مکان اول سے زیادہ تاریک ہو گیا شاہزادہ نے
ایک آہ کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو مکان محفوظ میں اپنے کو پایا بہت گھبرایا محفوظ اور رفیع کرسی نشین
بھی موجود تھے شاہزادہ بے اختیار اس درد سے رویا کہ سب بیچین ہو گئے اور فرمایا اب ہمیں معلوم ہوا کہ تمہاری بادشاہ ملکہ
نوبہار گلشن افروز ہے اور طرز کلام سے اُسکے ثابت ہوتا تھا کہ مجھ سے کشیدہ خاطر ہے خیر خداوند عالم اُس ظالم کو یہ توفیق عنایت
فرمائے کہ وہ میری خطاسے درگذرے ورنہ انجام مجھے اپنا اچھا نہیں معلوم ہوتا محفوظ و سعید نے عرض کیا کہ ای شہریار بخدا ہم
ایسے عاجز و مجبور ولا علم ہیں کہ ہماری فہم میں آپکی ایک بات بھی نہیں آتی واللہ اعلم نوبہار کسکا نام ہے اور عجائبات کیا شی ہے
شاہزادہ نے کہا ہم تم میں کسطرح پہونچے محفوظ نے کہا جب آپ دربار میں بیہوش ہو گئے ہم آپکو وہاں سے لے آئے
شاہزادہ نے کہا بادشاہ نے کسطرف تشریف لیگئے محفوظ نے کہا ہمارے بادشاہ کے ٹھیرا ہا مکان و مقام ہیں جہاں چاہا وہاں
تشریف لیگئے شاید بموجب مشہور کے منزل اعلیٰ میں گئے ہوں تو عجب نہیں ہے جسکو منزل گردان کہتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا
منزل گردان کہاں ہے محفوظ نے کہا صاحب ہمنے دیکھا ہو تو کہیں شاہزادہ نے قلمدارے کہا تمکو ہماری پریشانی کا مطلق خیال
نہیں ہے کہ ہم کیسی سخت مصیبت میں مبتلا ہیں بیت

	ڈھونڈھوں کہاں میں جاکے دوا اس بخار کی		چھکتا ہوں رات دن شب فرقت میں یار کی

محفوظ نے کہا ہم بہر کیف فرمانبردار ہیں جو آپنے فرمایا ہے بجا لائیں شاہزادہ نے فرمایا اول یہ بیان کرو کہ تمہارے بادشاہ کے
دل میں کینہ رہتا ہے یا جلد اصلاح پر مزاج آجاتا ہے اس سوال سے محفوظ اور سعید خوب ہنسے اور عرض کیا ای شہریار ہم اول ہی
خدمت شریف میں التماس کر چکا ہوں کہ بادشاہ کو فدوی نے کبھی نہیں دیکھا اور حضور ہر مرتبہ حال بادشاہ کا پوچھتے ہیں آیا حضور
براہ خوش طبعی فرماتے ہیں یا واقعی شاہزادہ نے فرمایا یہ جھوٹ تھا ہمارے قیاس میں نہیں آتا جس مکان میں تم تمام بھی موجود تھے
ہاں دیکھنے کے مقدمہ میں عذر تمہارا درست ہے کہ سرنگون استادہ تھے شاید نہ دیکھا ہو گا مگر کانوں سے ضرور سنا ہو گا کہ جب ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے ملکہ صبح دلکشا سے کہا اور صبح دلکشا نے جواب دیا محفوظ نے کہا حاشا ہمیں اس حال سے مطلق آگاہی
نہیں ہے اور نہ کوئی صدا ہمارے کان میں آئی شاہزادہ نے فرمایا خیر اب مفصل اپنے بادشاہ کے ممالک میرے آگے بیان کرو سعید
نے کہا ای شہریار عالیجاہ اس سرزمین کے ممالک مثل باختر کے بے حساب ہیں شاہزادہ نے پوچھا زمین باختر کہاں ہے سعید
نے کہا لفظ باختر لغت میں جانب مغرب کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک ملک وسیع ہے کہ اُسکے شہروں کا حساب شمار
نہیں ہو سکتا یعنی جو کتاب زمین باختر کے حال میں نظر سے گذری اُسمیں نام مختلف شہر و بلاد کے لکھے ہیں اور کسی کتاب
میں اُن شہروں کا نام مکرر نہیں ہے اسی وجہ سے غلام نے عرض کیا اس سرزمین کے بھی شہر زمین باختر کیطرح بیشمار ہیں شاہزادہ نے
پوچھا تاریخ باختر میں کیا تحریر ہے سعید نے کہا باختر دوسری جلد ایک تاریخ کی ہے اسمیں حالات تاریخی اس ملک کے بادشاہوں

کے ترقیم ہین اور عوام اُسکو رموز حمزہ بھی کہتے ہین شاہزادہ نے فرمایا شاید قصۂ حمزہ واقعی ہی سعید نے کہا جو بات کہ زبان زد خلایق ہو اُسکے بیان کی ضرورت کیا ہی اسیطرح اب غور فرمائیے کہ آپنے جو کیا بات کا کیا کیا تماشا دیکھا اُسکا جواب دوسری جانب تھا اور وہ معاملات نظرا قدس سے گذرے ہین کہ اگر آپ کسی سے بیان فرمائین تو اُسکو یقین نہ آئیگا اور آپنے واقعی ملاحظہ فرمایا ہی شاہزادہ نے فرمایا درست کہتے ہو بعدہ وہان سے سعید لوحدار کے مکان پر آئے اور لوحدار سے فرمایا ای یار میری خاطر سے پھر دیکھو کہ مجکو بھی کبھی وصل ملکہ گلشن افروز میسر ہوگا یا نہین اور جو ملال کہ ملکہ کے دل مین میری طرف سے ہی وہ کبھی برطرف ہوگا یا نہین سعید نے کہا پیر و مرشد مین نے لوح دیکھی ہو نہایت ضرور ہوگی الا بعد دفع ملال اور بغیر اسکے وصال ملکہ بہت دشوار معلوم ہوتا ہی شاہزادے نے کہا کہ دفع ملال کا علاج غیر ممکن ہی ع

	از یار علاج دل شیدا شدنی نیست		جلاد جفا پیشہ مسیحا شدنی نیست	

خیر اب اس مقدمہ کو حوالہ بخدا کرو اور ایک التجا قبول کرو کہ وہ دعا جو حوض مین بیت المعمور ثانی کے ورد کرتے ہو مجھے تعلیم کرو کہ اُسکی برکت سے انجاح مرام ہوتا ہی شاید مجھ پر وہ چارہ ساز عالم اپنا رحم فرمائے کہ میری بھی تمنائے دلی بر آئے شاہزادہ کے اس عاجزانہ کلام سے سعید آبدیدہ ہوگیا اور کہا ای شہریار آپکو خداوند جہان مقاصد دلی کو پہونچائے غلام فرمان بردار ہی دعا کیا میری جان حضور پر سے نثار ہی الا آجکل راہ بیت المعمور بہت سخت و دشوار گذار ہی کیونکہ جانوران صحرائی مثل شیر وغیرہ کے اس فصل مین سدراہ ہوتے ہین اس دشت پرخار سے تنہا جانا حضور کا مناسب نہین ہی تا زمان حج آپکو صبر ضرور ہی کہ انسان کو حفظ جان بھی ضرور ہی شاہزادہ نے فرمایا ای برادر اگر ہم ایسی ہی پابندی کرتے تو آجتک نہین معلوم کہان ہوتے اور اس نوبت کو نہ پہونچتے طلسمات سے زیادہ یہ راہ نہین دشوار ہی تم اگر دعا بتاؤ تو خیر ورنہ خدا حافظ شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا سعید سمجھا اب انکا قیام غیر ممکن ہی کہا بہت خوب بسم اللہ وہ اسم پاک یہ ہی اسے یاد فرمائیے شاہزادہ وہ اسم یاد کرکے وہان سے روانہ ہوا دیکھا تو واقعی گرگ شیر و عقرب و مار اس راہ مین بکثرت ہین لیکن شاہزادہ کو کوئی صدمہ نہ پہونچا شاہزادہ نے تیسرے روز بخیر و عافیت تمام بیت المعمور مین داخل ہوکے مقام کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کرکے داخل حوض ہوا بعدہ اسم شروع کیا ہنوز اعداد اسم تمام ہوسے تھے کہ دروازے مسجد کے وا ہوے اور ایک جوان صاحب جمال درویش صفت مسجد مین آیا اور شاہزادہ کو بکمال شفقت و محبت سلام کیا شاہزادہ نے بعد جواب سلام غور سے دیکھا تو اقبال شاہ عالیجاہ ہی شاہزادہ بعد ختم اسم اقبال شاہ سے بغلگیر ہوا بعد ازان اقبال شاہ سے تبدیل لباس کو پوچھا اقبال شاہ نے کہا مین آپ سے رخصت ہوکر براہ راست اپنے مرشد کے مقام پر پہونچا مقبل کو خبر ہوئی مقبل نے وہ کفن مرشد کا جسکا ذکر مین نے حضور سے کیا تھا ہر چند آپسمین مریدون سے نہایت فساد ہوا کہ ہر ایک کو اُسکی خواہش بجان و دل تھی جب مین پہونچا چونکہ میری قسمت مین تھا مجھکو ملا مین نے کہا لیا بعد ایک لحظہ کے حالت میری خود بخود غیر ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے سکون ہوا اور دل میرا بحال ہوگیا پردے حجاب کے اُٹھ گئے اور عالم ملکوتی نظر آنے لگا اب تمام جہان پیش نظر ہی ہر شخص کے حال ظاہری و باطنی سے آگاہی ہی جہان جی چاہتا ہی بلا مشقت چلا جاتا ہون گویا تمام دنیا اس بدعرین خلایق کی سیرگاہ ہی اور حاضر و غائب ہوجانیکا اختیار حاصل ہی جب یہ مرتبہ حاصل ہوا ایک روز خدمت

مین مرشدکے آپکا حال مفصل عرض کیا اور اپنے وعدہ کو بھی کہا کہ مین نے شاہزادہ معزالدین کو منزل مقصود پر وعدہ پہونچانے کا کیا ہو اُسکا ایفا اب ضرور ہو مرشد نے فرمایا کیا مضائقہ ہو جا اور بیت المعمور سے شاہزادہ کو منزل مقصود پر پہونچا لہذا حسب الحکم مرشد کے تمھارے پاس آیا ہون شاہزادہ نے فرمایا خوشا حال تمھارا کہ تم اس مرتبہ عالی کو پہونچے لیکن حیرت کی بات ہو کہ مقبل کا تمنہ باوجود اس کوشش وسعی وجانفشانی کے عقد تو دختر سلطان روح الملک سے کردیا لیکن عروس کی صورت سے وہ بیچارہ آشنا نہوا یہ امر بند سب ہی رہگیا اور جو کچھ مصیبت کہ بعد تمھارے نبیہ گذری قابل سُننے کے ہو اور نہایت حیرت انگیز ہو اقبال شاہ نے کہا بیان کرو وہ کیا سرگذشت ہو شاہزادہ نے ملاقات کرنا ملکہ صبح دلکشا سے اور آوارہ دشت ادبار ہونا اپنا بیان کیا اب راوی گذارش کرتا ہو کہ بوجہ اسکے کہ اقبال شاہ نے شاہی دُنیا کو ترک کرکے خرقہ فقیری اختیار کیا ہو کہ شاہی آخرت ہو بنا برآنکے اب نام مین بھی علامت کچھ ہونا چاہیے تاکہ شناخت مراتب ہو لہذا اقبال شاہ کے نام کی شاہی جو کہ آخر مین تھی وہ اوّل مین آئی یعنے شاہ اقبال ہوگا اور سامان سلطنت دُنیا کی شاہی آخر مین تصور ہونا چاہیے فقط القصہ شاہزادہ اپنی کیفیت اقبال شاہ سے کہچکا تب قبال شاہ نے کہا ای شہریار بلکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک اور مقبل میرے بھائی کی حکایت عجیب وغریب ہو جب تمکو اس حال سے اطلاع ہوگی تم خود سمجھوگے کہ جس واسطے کوشش مین نے طلسم مین کی وہ سب گویا خاص اپنے ہی واسطے تھی مقبل کو کچھ اس سے سروکار نہ تھا یقین ہو کہ یہ حال عنقریب تم پر حالی ہوجائے اور میرے بیان کی ضرورت نہ آئے بلکہ یہ آیہ کافی ہو یہی گواہ ہو وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری لیکن شکر کرتا ہون مین اس بات کا کہ تمکو معلوم ہوگیا کہ محبوبہ تمھاری تمامی عجائبات کی بادشاہ ہو اور تمھارے بیان سے ثابت ہو کہ وہ کسی وجہ سے تمسے کشیدہ خاطر ہو اور مجھے معاملہ راز دنیا ز مین کچھ دخل نہین نہ مجکو یہ قدرت ہو کہ مین جبراً تعدی ایسی [illegible] معشوقہ تمھارے حال پر مہربان ہوجائے بیت

	کہ اکا تبین را ہم خبر نیست		میان عاشق ومعشوق رمز یست	

مگر یہ رنجش جو بر ہمی مزاج باعتبار رشک معشوقی کے ہو انشاءاللہ تعالیٰ ایک وقت ایسا آئیگا کہ خود بخود وہ تمسے صاف ہوجائیگی اسواسطے کہ ہر امر کا ایک وقت معین ہو لیکن اب تصور فرمائیے کہ بارہ مرحلات طلسم اعظم کی سیر آپ نے کی اُن مین چار طلسم عناصر اور آٹھ طلسم فلکی اور طلسم نہم کی بھی سیر کی نوبت پہونچی ہو جسکو قصر نادرہ راز دار کہتے ہین اور نادرہ راز دار تمھاری سالی یعنی تمھاری معشوقہ کی رضاعی بہن ہو جب نادرہ کے قصر مین پہونچوگے تو وہان چند اشیا کی حقیقت معلوم ہوگی اب مین اسواسطے حاضر ہوا ہون کہ طلسم نہم مین آپ کو پہونچا دون شاہزادہ نے فرمایا ای برادر گرامی قدر جسقدر اس امر مین جلدی کروگے مجھ پر احسان ہو اقبال شاہ نے پوچھا جب پہلے تم واسطے سیر چہار مثلثہ کے اس مسجد مین آئے تھے تو تمنے یہان کیا تماشا دیکھا تھا شاہزادہ نے کہا عالم واقعہ مین دیکھا کہ ہر محراب مین ایک منبر زرنگار رکھا ہو اور ہر منبر پر ایک واعظ وعظ کہرہا ہو دوسرے یہ کہ شمار مین نو منبر تھے لیکن نوین منبر پر کوئی واعظ نہ تھا مین نے پوچھا کہ نوان منبر کیون خالی ہو ایک شخص نے

جواب دیا کہ واعظ منبر نہم ابھی نہین آیا اقبال شاہ نے کہا اسوقت تمکو منبر ہشتم سے کام تھا یعنی راہ حصار چار مثلثہ کی پوچھتا
تھا اور اب کی کام منبر نہم سے متعلق ہی آج تم اس تسبیح کو پڑھو کہ یہ وظیفہ عرش اعظم کا ہی اور جو کیفیت کہ پہلے نظر آئی تھی وہی
آج بھی دیکھوگے لیکن جب واعظ منبر نہم پر جلوہ گر ہو تم اسکو سلام کرنا وہ تمسے پوچھیگا تم کون ہو کہنا کہ ہم کائنات طلسم کے
مہمان ہین پھر وہ سوال مطلب کریگا کہنا کہ سیر منزل اعلیٰ کا قصد ہی پھر جو وہ فرمائے عمل مین لانا پس اب مین رخصت ہوتا ہون
جب تمکو پھر کوئی کام پیش آئیگا حاضر ہونگا شاہزادہ نے کہا اب یہان سے کہان کا قصد ہی اقبال شاہ نے کہا کوئی جائے
معینہ جانے کی نہین ہی کہ مین بیان کرون ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست		میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	

پس شاہزادہ اور کچھ کہنے کو تھا کہ اقبال شاہ آنکھون سے غائب ہوگیا شاہزادہ متحیر رہگیا غرض مابین عصر و مغرب
موافق ارشاد اقبال شاہ کے وہ اسم شروع کیا ایک ساعت نگذری تھی کہ ہزارون جانور ہر رنگ کے آسمان سے آنے شروع
ہوے اور حوض مین غوطہ مارا اور انسان ہوگئے اور بلباس فاخرہ سب نے وضو کیا ایک نے اذان دی دوسرا امام ہوا
سب نے بجماعت نماز ادا کی بعد فراغ نماز سب وہی تسبیح جو کہ شاہزادہ پڑھ رہا تھا پڑھنے لگے جب تسبیح ختم ہوئی آٹھ شخص
آٹھون منبرون پر جاکر ذکر حق و تعریف و توصیف خالق بیان کرنے لگے بعد اسکے وہ شخص جو امام سب کا ہوا تھا نوین منبر پر
گیا اور وعظ شروع کی شاہزادہ نے جو رونق کہ اوّل مسجد مین دیکھی تھی اب اُس سے ہزار درجہ زیادہ پائی یعنی ہزارہا قندیلین
یاقوتی و زمردی و الماسی و پکھراجی ایسی روشن تھین کہ نظر کام نہ کرتی تھی اور تمام مسجد منور تھی اسی طرح اسباب و فرش
وغیرہ کو بھی خیال کرنا چاہیے شاہزادہ نے ہر منبر کے واعظ کے جب کلمات سُنے تو ہر ایک مصداق اس قول مشہور کا تھا
ہوالطبع الاشباع بجواہر لفظ و یقرع الاسماع بزواجر واعظ غرضکہ شاہزادہ کو کلام اُن بزرگون کے نہایت پسند آئے دیر تک
سُنا کیا بعد اسکے حصول مطلب کے لیے اُس منبر کے پاس پہونچا اور سلام کیا واعظ نے بعد جواب سلام پوچھا تم کون ہو اور کیا
مطلب ہی شاہزادہ نے کہا مین مہمان کائنات طلسم ہون واعظ نے سر و قد تعظیم کی شاہزادہ نے فرمایا ای خدا آگاہ ؎

خواہم از لطف تو جا در منزل اعلیٰ کنم		در قد و دلدار سیر عالم بالا کنم	

واعظ نے کہا اگر آپکا یہ قصد ہی تو اوّل یا علی الاعلیٰ کہو اور اوّل زینہ منبر پر قدم رکھو جونہین شاہزادہ نے زینہ پر
قدم رکھا وہ زینہ اسقدر بلند ہوا کہ قریب آسمان اوّل پہونچا واعظ نے کہا دہنے اور بائین ملاحظہ ہو کہ قدرت قادر حقیقی کا
تماشا ہی شاہزادہ نے جب غور کیا دیکھا تو تمام عالم نور قمر سے منور ہی اور ایک خلقت سبز پوش صاحب جمال ذکر
پروردگار لایزال مین مشغول ہی اور مکانات بھی سبز ہین اور غرفہ مکانات سے ہزارہا نازنین باہوش جامہ سبز پہنے عجب
ناز و انداز سے بیٹھی ہین اور ہر ایک کا اشارہ طلب ہی واعظ نے کہا ای جوان ذیشان اب زینۂ دوم پر آ شاہزادہ
زینۂ دوم پر گیا وہ زینہ پہلے سے بھی زیادہ بلند دیکھا اور ایک ستارہ کبود رنگ زینہ سے نکل آسمان پر پہونچا اور اسکے

نور سے تمام جہان روشن ہوگیا بعد ازان زینۂ سوم پر قدم رکھا وہان سے بھی ایک ستارہ سپید رنگ چمکتا ہوا آسمان پر روانہ ہوا
اُسکی روشنی تمام مکانات پر نظر آئی اور ہر ایک نازنین زہرہ جبین اپنے اپنے مکان مین جدا جدا یا د الٰہی کرتی نظر آئین جب زینۂ
چہارم پر گئے وہان آفتاب عالم تاب کو روشن پایا اور جو شی دیکھی وہ زرد و صاف و شفاف تھی قصہ کوتاہ زینۂ پنجم مین ستارۂ
سُرخ رنگ اور زینۂ ششم مین ستارہ صندلی رنگ اور زینۂ ہفتم مین ستارہ سیاہ رنگ لیکن یہ سب نورانی نظر آئے اور منبر سے
جدا ہوکر آسمان پر پہونچے اور سبز رنگ ستارہ نے اپنے رنگ کے نور سے جہان کو ایسا روشن کیا کہ تمام اشیا اُسی کے رنگ سے ہمرنگ
نظر آتی تھین شاہزادہ قیاساً سمجھا کہ یہان کی سیر بھی ہیئت مجموعی معلوم ہوتی ہی خلاف سیر گذشتہ کے کہ وہ افرادی طور
سے مفصل تھی اسکے بعد بموجب حکم واعظ زینۂ ہشتم پر قدم رکھا اس زینہ سے کوئی ستارہ پیدا نہوا بلکہ مختلف ستارے رنگا رنگ
معلوم ہوئے اور شہر کرسی وغیرہ تمام شہر حصار چار مثلثہ کے پیش نظر تھے علاوہ ازین فلک قمر سے تا فلک زحل زینہ کے نشیب
مین معلوم ہوئے مگر نشیب سہر فلک کا موافق ہیئت افلاک تصور کرنا چاہیے اب واعظ نے بلند آواز سے کہا ای جہان عزیز
اب زینۂ نہم پر تشریف لاؤ تاکہ مین تمسے ملاقات کرون شاہزادہ نے زینۂ نہم پر قدم رکھا واعظ نے پہلو مین بٹھا لیا
اور کہا ای جوان ہمکو تمہارا زرد رنگ بسبب عارضۂ عشق کے ثابت ہوتا ہی حال اپنا سچ سچ بیان کرو کہ عشق حقیقی ہی یا مجازی جسکو
خیال محض تصور کرتے ہین شاہزادہ نے تامل کیا کہ اس سوال کا جواب لحاظ طلب ہی یہان کیا جواب دینا چاہیے اگر حقیقی کہتا ہون
تو حقیقت یون نہین ہی اور اگر مجازی بیان کرتا ہون تو واعظ سمجھے گا کہ یہ شخص بوالہوس ہی جسنے خواہش نفسانی کے سبب عشق مجازی
اختیار کیا مگر ساتھ ہی عقل دور اندیش نے ہدایت کی کہ اس دلیل سے حقیقی بھی کہنا لایق ہی یعنی یہ طلسم بارہ گانہ بحساب اعداد
کرہ ہاے آب و آتش اور افلاک ہشت گانہ بعینہٖ عالم اسباب کا نمونہ ہین اور معشوقہ میری ملکہ نوبہار گلشن افروز تمام عجائبات
کی بادشاہ ہی اور میرے دل کی لوح مین بجز خیال اُس کے برگزیدۂ بنی آدم کے نہین پیدا ہوا نہ کسی عورت کو تا امروز بنظر بد دیکھا
دوسرے باعتبار المجاز قنطرۃ الحقیقہ جو زینہ پر قدم رکھتا ہی بے تکلف پشت بام پر جا پہونچتا ہی غرض ان وجوہات کو دلیل اور
برہان قرار دیکر عشق اپنا حقیقی بیان کرون تو کیا عیب کی بات ہی آخر شاہزادہ نے واعظ کو یہی جواب دیا کہ عشق میرا
حقیقی ہی واعظ نے کہا آفرین نہایت دلیل معقول سے جواب دیا اب مجھے اصل حقیقت سے بھی آگاہ کیجیے کہ عشق کسطرح ہوا
شاہزادہ نے از ابتدا تا انتہا تمام سرگذشت بیان کی واعظ نے جسکا نام نوران تھا کہا ای جوان کرد بیت

	کرداند بدین شاہدی عذر خواست		کسے را نظر سوے شاہد رواست	

لیکن جب شاہزادہ پہلو سے واعظ مین بیٹھا اُسوقت منبر اپنی ہیئت پر تھا یعنی نہ وہ سیڑھی تھی اور نہ بلندی نہ وسعت واعظ
سے فرمایا ای بزرگ مین جب زینہ پر قدم رکھتا تھا تو عجیب غریب تماشا دیکھتا تھا اور اب کچھ نظر نہین آتا یہ کیا امر ہی نوران نے
کہا اگر انسان کسی وقت عجیب و غریب کیفیت دیکھتا ہی اور کبھی کچھ نظر نہین آتا مثل خواب کے شاہزادہ نے فرمایا خیر اب مجھے منزل مقصود
کی ہدایت کیجیے واعظ منبر پر کھڑا ہوا اور قبلہ اور قطب جنوبی کیطرف پشت کی اور ایک اسم چھ مرتبہ پڑھکر چھ طرف دم کیا بعد اسکے

شاہزادہ سے کہا اب بنظر غور آپ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا نظر آتا ہی شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ عجب طرح کی درازی
و وسعت منبر مین نظر آتی ہی کہ ایک زینہ گویا ایک فلک ہو سوا اسکے جو تماشا پہلے نظر سے گذرا وہ بھی صاف ہر زینہ مین موجود ہی
ناگاہ منبر کے مقابل وہی چرخ دولابی شکل نظر آیا جو آخر طلسم افلاک مین فلک زحل کے اندر منزل آذر کیوان مین دیکھا تھا
اور بیچ مین اُسکے تمام عالم نظر آتا تھا اُسے یہان بھی دیکھا کہ مشرق سے مغرب کو اسقدر تیز روی سے حرکت کرتا تھا کہ
تمام اجزا چرخ کے ہرگز محسوس نہوتے تھے اور شہر کرسی وغیرہ حصار چار شلثہ اسکے بیچ مین موجود تھے شاہزادہ
نظر حیرت سے چرخ کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دروازہ نہایت عظیم الشان اس شکل کا چرخ مین نظر آیا کہ کبھی وہ دروازہ نیچا ہوتا تھا
اور گاہ اوپر مقابل منبر کے آجاتا تھا نوران واعظ نے کہا اے جوان جہان جب دروازہ منبر کے مقابل ہو تم بے تکلف
جست کرکے اُس دروازہ مین داخل ہوجانا یقین ہی کہ منزل اعلی مین جا پہونچو شاہزادہ نے چند مرتبہ دروازہ مین داخل
ہونے کا قصد کیا لیکن بخوف ممکن نہوا نوران واعظ نے کہا ظاہرا تم خوف جان سے دروازہ مین جا نہین سکتے اب یہ اسم
تین مرتبہ پڑھکے دم کرلو بس برکت سے اس اسم کے ایسی ایک شکل دلپذیر و طلعت ماہ منیر نظر آجائیگی کہ خوف بالکل
جاتا رہیگا شاہزادہ نے وہ اسم تین مرتبہ پڑھا اور اپنے اوپر دم کیا ناگاہ سواری ملکہ نوبہار گلشن افروز کی اندر
دروازہ کے نمودار ہوئی اور پریزادان زرین کمر جلو مین تھین

داخل ہونا شاہزادہ عالی مقام کا طلسم فلک اعظم یعنی فلک اطلس مین اور دیکھنا منزل اول مین چند معاملات دنیا کو

القصہ جب شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی صورت دیکھی پھر ضبط نہوسکا اور دروازہ مین داخل ہوگیا
فوراً ملکہ نوبہار گلشن افروز غائب ہوگئی مگر رنگ اُس سرزمین کا معلوم نہوتا تھا اور درخت مثل درختان طلسم سابق کے
نہ تھے بلکہ اول سے خوب تر تھے شاہزادہ نے دل مین تصور کیا کہ دوسرے جہان مین ہم ہین دیکھیے کہ یہان کیا ہوتا ہی اتفاق
سے ایک ہرن روبرو سے آیا کہ اُسپر جھول زر بفتی تھی سینگوٹیان نقرئی و طلائی جواہر نگار تھین شاہزادہ از بسکہ بھوکھا
تھا ہرن کا قصد شکار کیا وہ ہرن خود شاہزادہ کے پاس آیا اور بزبان انسانی کہا اے جوان نصیب عدا میری نسبت کیا
خیال مین گذرا شاہزادہ نے کہا مین نے شکار کا قصد کیا ہی ہرن بولا پھر موقوف کیون رکھا شاہزادہ نے فرمایا
جمال ظاہری تیرا مانع ہوا ورنہ ضرور شکار کرتا اب زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہون ہرن بولا میرا شکار و گرفتار ہونا ایک
امر محال ہی بلکہ کسیطرح سے ممکن نہین ہان اگر طریقہ گرفتاری میرا تمکو یاد ہو تو شاید ہوسکتا ہی شاہزادہ نے فرمایا
وہ طریق کیا ہی ہرن نے کہا مین دیوانہ نہین جو آپ اپنا علاج بتاؤن اس امر کو اپنے اُستاد سے پوچھنا وہ بتادیگا
شاہزادہ نے پوچھا میرا اُستاد کون ہی آہو نے کہا میرے غریب خانہ مین چلو مین وہان تمھاری کمال تکلف سے

دعوت کرونگا اوسکا باپ اُستاد کا نام بھی بتا دونگا مین نے اکثر آدمیون کی دعوت کی ہی اُسی طرح تمھاری بھی دعوت کرونگا شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ ہمنے کبھی حیوانون کی دعوت نہین کھائی اب تیری دعوت ضرور قبول کرونگا وہ ہرن شاہزادہ کو ایک کنوین پر لایا اور خود کنوین مین داخل ہوگیا شاہزادہ نے جو چاہ کے اندر دیکھا طرفہ تماشا نظر آیا کہ ہوش جاتے رہے کمال وحشت ہوئی یعنی چاہ کے اندر ایک طرف دیوار پر ایک درخت چھوٹا سا جھربیری کا ہی اور ایک مرد دونون ہاتھون سے مضبوط اُسکو پکڑے ہوے دانتون سے بیر کھا رہا ہی اور جہان اس مرد کے دونون پاؤن ہین وہان چار سانپ موذی مختلف رنگ سُرخ و زرد و سفید و سیاہ ہر ساعت اُسکی ہلاکت کا قصد کررہے ہین علاوہ اسکے دو چوہے سیاہ و سفید دانتون سے درخت کی جڑ کاٹ رہے ہین اور بیچ مین کنوین کے ایک اژدہا سے آتش فشان نہایت خوفناک مُنھ کھولے ہوے اس انتظار مین بیٹھا ہی کہ جسوقت وہ مرد بیر کھاکے گرے مین اُسکو نگل جاؤن اس تماشا سے ہوش رُبا سے تمام بدن شاہزادہ کا مثل بید کے کانپنے لگا اُس مرد بیر کھانے والے نے پوچھا ای جوان کیا تو بحیرت دیکھ رہا ہی شاہزادہ نے کہا مجھے حیرت ہی کہ اس جنگلی بیر کے کھانے سے تجھے کیا فائدہ جسکے واسطے اسقدر تونے اپنے اوپر مشقت گوارہ کی اور اگر کچھ حاصل بھی ہوا تو لعنت ہی ایسے کھانے پر کہ ادھر تو کانٹے جسم مین گڑے جاتے ہین دوسرے تھوڑی دیر مین چوہے جڑ درخت کی کاٹ کر گرا دینگے اور تو مع درخت نیچے گریگا وہان اژدہا تجھکو نگل جائیگا اور اگر درخت کے گرنے مین عرصہ ہوا تو وہ سانپ تجھے ہلاک کرڈالینگے پس یہ سب سامان مرگ تیرے موجود ہین اور تو خدا جانے کیا سمجھا ہی کہ اس ادنی چیز کو اسقدر مشقت سے کھا رہا ہی اُس مرد نے جواب دیا ؎

کای جوان گر چشم دل را واکنی | در حساب خود تو ہم شاغل منی
ہر یکے را بہر کارے ساختند | حب آن را در دلش انداختند

اب حال اپنا بیان کرو کہ اس چاہ کے کنارے کس چاہ مین آئے شاہزادہ نے فرمایا مجھے ایک ہرن لایا ہی اُسنے کہا وہی ہرن ہر ایک انسان کو ورغلا کے یہان لاتا ہی اور اس چاہ مین گرفتار کراتا ہی شاہزادہ نے فرمایا معاذ اللہ مین دیوانہ نہین کہ خود دیدہ و دانستہ چاہ مین گرفتار ہو جاؤن اُس مرد نے کہا تم تو ایسے چاہ مین گرفتار ہو کہ رہائی جسکی اس چاہ سے بھی کہین دشوار ہی جو عذاب کہ مجھ پر ہی اسکی کچھ حقیقت نہین ہی اب جسطرح سے ہوسکے جلد یہان سے روانہ ہو جاؤ ایسا نہو کہ مبادا کسی علت مین گرفتار ہو جاؤ شاہزادہ خوف زدہ وہان سے روانہ ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ عجیب و غریب تماشا دیکھنے مین آیا کہ قیاس سے باہر ہی رفتہ رفتہ اسی خیال مین ایک کشت زار مین پہونچا دیکھا ایک مرد دہقانی وہان آیا اور اُسنے ایک مشت گندم کھیت مین ڈالدیے اُنمین سے چند دانہ کنارے پر کھیت کے گرے اور چند دانے ایک پتھر پر اُس گنوار نے آسمان کیطرف دیکھکر کچھ دعا کی ایک ابر آیا اور وہ برسا لیکن اُن دانون تک پانی نہ پہونچا جو کہ کنارے پر کھیت کے گرے تھے اس اثنا مین کچھ جانور آئے اور وہ دانے چر گئے اور جو دانے کہ پتھر پر تھے بوجہ خاک کے وہ روئیدہ ہوگئے بعد اسکے خشک ہوگئے اور جو بیج کھیت مین پڑے تھے اُن مین تھوڑے جا بے پر خار مین پڑے مگر جب وہ خوشہ نکلنے کے

قریب پہونچے وہ خار خارج ہوئے اور اسیوجہ سے ناتمام رہے اور جو اچھی زمین پر پڑے تھے اُسیوقت روئیدہ ہوگئے اور اُن مین
خوشے آئے دہقان نے وہ خوشے اپنے ہاتھ سے صاف و پاک کیے بعد اسکے شاہزادہ کے سامنے رکھے شاہزادہ نے پوچھا یہ کیا ہی
دہقان نے کہا اے جوان مہمان یہ خوشۂ گندم تمھارے واسطے لایا ہون اسے کھائیے شاہزادہ نے وہ گیہون کی بالیان لے لین
مگر کھانے مین تامل کیا دہقان بولا سبحان اللہ اُس نقش فانی کو بنظر توجہ دیکھنا اور اس دولت و نعمت باقی کے کھانے مین تامل کرنا
یہ شیوۂ انصاف سے بعید ہی شاہزادہ کے دل مین اُس گنوار کے کہنے نے ایسی تاثیر کی کہ وہ گیہون فوراً کھائے واقعی وہ نہایت خوش ذائقہ
کے تھے اور اسی قدر گندم سے شاہزادہ سیر ہوگیا بعد اسکے اُس گنوار سے کہا اے مرد مین پیاسا ہون اُسنے کہا وہ سامنے درختون
کے غنچہ مین چشمہ شیرین ہی شاہزادہ نے جو درختون کیطرف دیکھا اُدھر گنوار غائب ہوگیا جب قریب غنچہ پہونچا ایک دریاے
بے پایان موج زن پایا پانی نہایت صاف و لطیف نظر آیا شاہزادہ نے ہنوز پانی نہ پیا تھا کہ ایک جانور آسمان سے آیا
اور اُسنے ایک قطرہ اپنی چونچ مین لیکر مشرق کیطرف پھینک دیا بلکہ اسی صورت سے چارون طرف وہ پانی پھینکا اور ایک قطرہ دریا
مین سے لیکر پھر دریا مین ملا دیا شاہزادہ کو اس امر سے اور زیادہ حیرت ہوئی ناگاہ ایک مرد بہیا وضع شاہزادہ کے
پاس آیا اور اُسنے کہا اے جوان کس فکر بیجا مین مبتلا ہو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر نے بھی یہی تماشا دیکھا اور اصل کیفیت سے آگاہ
نہوے تم کس شمار مین ہو شاہزادہ تو پانی پیکر پیشتر روانہ ہوا چند قدم کے بعد دور سے سواد شہر نظر آیا شاہزادہ نے بیرون شہر
ایک مرد سے حال شہر دریافت کیا اُسنے پہلے شاہزادہ کو بنظر غور دیکھا بعد ازان کہا اے مرد بجز تمھارے آج تک کوئی مسافر
اس شہر مین وارد نہین ہوا شاید تم وہی مہمان ہو جسکا نام تمام شہر مین مشہور ہو رہا ہی شاہزادہ نے کہا اپنی حقیقت مین تیرے
سامنے کیا بیان کرون پہلے تو بیان کر کہ اس شہر کا کیا نام ہی اور بادشاہ یہان کا کون عالیمقام ہی اور نام مہمان کس طرح
شہرت پذیر ہی اُس مرد نے کہا اے جوان ذیشان اس ملک کو مقام حیرت کہتے ہین اور اس آبادی کو شہر صورت پرستان مشہور
کرتے ہین اور اگر زیادہ تر حال شہر تمکو پوچھنا ہی آگے جاؤ در شہر پناہ پر داروغہ شہر ملک ارفع موجود ہی اُس سے
دریافت کر لینا شاہزادہ مہمان کی تشریف آوری کا وہ منتظر ہی لیکن وہ کلمہ بطور نصیحت اگر جی چاہے تو مجھ سے سُن لو یقین ہی کہ تمھارے
مفید مطلب ہونگے شاہزادہ اُس سے بغلگیر ہوا اور فرمایا اے مشفق فرمائیے وہ کلمۂ نصیحت کون ہین اُسنے کہا اے جوان مسافر
روز گذشتہ شہر مین بادشاہ کیطرف سے منادی ہوئی ہی کہ جو انسان عشق و عاشقی یا محبت والفت کا ذکر کریگا بادشاہ کی ملازمت
سے آزاد کیا جائیگا شاہزادہ نے پوچھا آزادگی کس شے سے مراد ہی اُسنے کہا بیرون شہر ایک پہاڑ ہی سر بفلک کشیدہ اور اُسطرف پہاڑ
کے بجز دھوین اور تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا جب کوئی آدمی بادشاہ کی نافرمانی کرتا ہی اُسکو یہ سزا دیجاتی ہی کہ پہاڑ سے وہ
مغاک تاریک مین پھینک دیا جاتا ہی جس حال مین تم غریب الوطن مسافر ہو اور پہلے مجھ سے ملاقات ہوئی اسواسطے بادشاہ
کے حکم سے مین نے تمھین مطلع کر دیا تاکہ تم نادانستہ ہوا ایسا نہو کہ تمھاری زبان سے کوئی بات عشق و محبت کی نکلجائے تو اسوقت
مجھے آپ نفرین کرین کہ عجب ایک مرد نالائق سے ملاقات ہوئی جسنے مجھے اس امر سے آگاہ نکر دیا آیندہ آپکو اپنے قول و فعل کا

اختیار ہی شاہزادہ نے فرمایا ای عزیز حکم بادشاہ کا بلا موزن کے واسطے ہی یا مہمان کے لیے میری نسبت ایسا حکم جاری نہین ہوسکتا بہرحال شاید حاکم شہر ملکہ نوبہار گلشن افروز ہوا سی نکے یہ حکم جاری کیا ہو کچھ عجب نہین ہی اس مرد کی نصیحت پر عمل کرنا کیا گناہ ہی بالذ واجب ہی لیکن براہ خوش طبعی کہا کہ ای مرد ہم تو سمجھتے تھے کہ تو خضر راہ ہی لیکن تو شیطان سے بھی بدتر نکلا یعنی ایسی خبر خوفناک تونے بیان کی کہ مین متحیر ہوگیا ایسا کوئی عاشق جہان مین ہی کہ جو بخوف جان اظہار محبت نکرے ؎

	جز قصہ محبت دیگر خبر ندارد		نشنیدہ کہ عاشق پروائے سر ندارد	

آیا یہ بھی تمھین معلوم ہی کہ کس وجہ سے بادشاہ نے عشق و عاشقی کے اظہار کو منع کیا ہی اور اس منادی سے بادشاہ کو کیا منظور ہی اُسنے کہا مجھے بادشاہون کے امور مین کیا دخل ہی مین نے جو سُنا تھا اُس سے اطلاع کردی قبول کرنے نکرنے کا تمھین اختیار ہی شاہزادہ وہانسے روانہ ہوا

داخل ہونا شاہزادہ کا مقام حیرت اور شہر صورت پرستان مین

ایک ساعت روز باقی تھا کہ شاہزادہ در شہر پناہ پر پہونچا وہان ایک مرد سفید ریش بعظمت تمام وسط دروازے مین بیٹھا تھا اور غلامان و خادمان زرین کمر گرد و پیش دست بستہ کھڑے تھے اور آیندہ و روندہ شہر اُسکو سلام کرتے تھے شاہزادہ سمجھا کہ ارفع داروغہ شہر شاید یہی بزرگ ہی شاہزادے نے بھی داروغہ کو سلام کیا ارفع نے بعد جواب سلام نظر غور سے دیکھا اور دوسری نظر دیوار پر کی بعد ازان سرو قد تعظیم دی اور کہا ای عالی قدر شاہزادہ مہمان آپ ہی ہین جسکی خدمت کے لیے ہم مدت سے مشتاق تھے اور شب و روز تمھارے انتظار مین گذرتا تھا شاہزادہ نے فرمایا ای داروغہ صاحب اول تمنے دیوار کی طرف دیکھا اور پھر مجھکو دیکھکے متوجہ ہوئے یہ کیا بات ہی ارفع نے کہا جو مین نے دیکھا حضور بھی ملاحظہ فرمالین شاہزادہ نے دیوار پر ایک تصویر بعینہ اپنی صورت سے مشابہ پائی آخرالامر عالم استعجاب مین ارفع سے پوچھا کہ یہ تصویر میری تمنے دیوار پر کیون لگائی ہی ارفع نے کہا ہماری کیا مجال یہ خاص حضور معلّے سے آئی ہی ہمنے حسب الحکم دیوار پر لگا دی شاہزادہ نے پوچھا تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی ارفع نے کہا نام بادشاہ کا بادشاہ ہی زیادہ اس سے حال ہمکو معلوم نہین شاہزادہ نے پوچھا کہ تمھارا بادشاہ کبھی دربار عام بھی کرتا ہی کہ رعیت بارگاہ مین باریاب ہو ارفع نے کہا کہ خلایق شہر نے کبھی بادشاہ کی صورت نہین دیکھی یہان یہ قاعدہ مقرر ہی کہ ہفتہ مین ایک بار تمام اہل شہر دارالخلافہ دیوان عام مین جمع ہوتے ہین اور ملکہ عشرت افروز بانو دایہ بادشاہ کی تشریف لاتی ہی اور تمام مشتاقون کو تصویر بادشاہ کی دکھا جاتی ہی اہل شہر اُسی تصویر کو بادشاہ سمجھتے ہین اور با ادب سلام و مجرا کرتے ہین دوسرے کوئی امر تازہ یا معاملہ جدید یہان روبکار نہین ہوتا کہ جو خلایق شہر کی استغاثہ ہو حضور بادشاہ تک جاوے اور شہر یار اس شہر مین ایک مصور بہزاد ہی بادشاہ کیطرف سے وہ بھی ایک رکن اعظم ہی جو کوئی شخص بہزاد کو رضامند کرتا ہی بہزاد ایک ورق تصویر بادشاہ اُسکو دیتا ہی پھر وہ صبح و شام بجاے بادشاہ

اسی تصویر کی زیارت کرتا ہی بلکہ اُس روز سے تمام اہل شہر صاحب تصویر کو معزز و مقرب سلطان خطاب کرتے ہین شاہزادہ نے پوچھا روز زیارت کون مقرر ہی ارفع نے کہا یوم جمعہ اب حضور غریب خانہ کو تشریف لیچلین اور نان خشک خانہ زادگی قبول فرمادین شاہزادہ ارفع کے مکان پر تشریف لے گیا وہان دیکھا تو ایک جوان ضعیف ولاغر نہایت ناتوان ہاے ہاے کر رہا ہی ارفع سے پوچھا یہ جوان دردمند کون ہی ارفع نے جواب نہ دیا شاہزادہ نے کہا ای ارفع ہمنے تمسے کیا کہا ارفع نے کہا غلام نے سُنا لیکن مین چاہتا ہون کہ یہ رمز مین بیان نکرون اسواسطے کہ آجکل آپکے سامنے زبان سے نکلنا مناسب نہین شہر مین میرا بند و لبست ہی شاہزادہ نے فرمایا آخر کچھ تو کہو ارفع نے کہا چند روز کا ذکر ہی کہ یہ غلام زادہ رافع اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا اور چچا اسکا مرفوع مقام مثال کا حاکم ہی جب مین نے یہ حال سُنا ملک مرفوع کی دختر کا اُس سے عقد کر دیا لیکن وہ عقد نہ تھا گویا بلاے آسمانی تھی پس اُسی روز سے اسکا حال روز بروز بدتر ہوتا گیا اور کسی طرح اچھا نہوا اور مین اسی رنج و فکر مین شب و روز مبتلا رہتا ہون ای شہریار اس ملک و دیار کا یہ رسم ہی کہ تمام عروسین فصل سرما سے موسم بہار تک اپنے شوہر کے یہان رہتی ہین اور گرمی اور برسات مین اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہین چنانچہ بموجب اسی رسم کے رافع کی بی بی بھی عمل مین لاتی ہی لیکن ہنگام وصل بندہ زادہ ایسا بدحواس ہو جاتا ہی کہ اُسکو سر و پا کا ہوش نہین رہتا اور ایام مفارقت مین زیادہ تر بیقرار ہوتا ہی تکلیف مفارقت کا متحمل نہین ہو سکتا جب بی بی کے آنیکا قریب زمانہ ہوتا ہی تو مزاج درست ہو جاتا ہی اور وقت قربت افراط محبت سے ایسا سست پا ہوتا ہی کہ کسی کام کا نہین رہتا اکثر مین نے سمجھایا اور بہت تسلی و دلاسا دیا لیکن کچھ مفید نہوا واللہ اعلم کیا خیالات دل مین پیدا ہوتے ہین کہ بالکل سقوط باز ہو جاتا ہی بلکہ قبل از نکاح دس بارہ کنیزین اُسکی خدمت مین تھین اور یہ ہر ایک سے ہم صحبت ہوتا تھا اگر یہ اس کام کا نہوتا تو ہم عقد کیون کرتے اسی حیرت مین مبتلا ہون اور کچھ تدبیر بن نہین آتی بقول جامی کہ وہ اپنی مثنوی سبحۃ الابرار مین ذوالنون مصری کا قصہ نظم فرماتے ہین پس حضور ملاحظہ فرمائین بعینہ اس خادم کا حال مثل اُسکے ہی شاہزادہ نے فرمایا یہ مثنوی مثنوی ملا جامی ذوالنون مصری کے حال مین ہے

والی مصر ولایت ذوالنون	آن باسرار حقیقت مشحون	گفت در کعبہ مجاور بودم	در حرم ناظر حاضر بودم
تاکہ آشفتہ جوانی دیدم	چہ جوان سوختہ جانی دیدم	لاغر و زرد شدہ ہمچو ہلال	کردم از وی ز سر مہر سوال
کہ مگر عاشقی ای آشفتہ مرد	کہ بدین گونہ شدے لاغر و زرد	گفت آرے بسرم شور یست	کس چو من عاشق دلخستہ بہیست
گفتمش یار تو نزدیک ست	یا شب دوری او تاریک است	گفت در خانہ اویم ہمہ عمر	خاک کاشانہ اویم ہمہ عمر
گفتمش یکدل و یکدست بتو	یا ستمگار و جفا جوست بتو	گفت ہستیم بہر شام و سحر	بہم آمیختہ چون شیر و شکر
گفتمش یار تو ای فرزانہ	با تو ہموارہ بود در خانہ	ہست فرمان بر تو در ہمہ کار	بر مراد تو بود سا رگذار
لاغر و زرد شدہ بہر چہ	سر بسر زرد شدہ بہر چہ	گفت رو رو کہ عجب بیخبرے	بہ کہ زین گونہ سخن درگذرے

محنت قرب بعد افزون است	جگر از ہیبت قربم خونست	ہست در قرب ہمہ بیم زوال	نیست در بعد جز امید وصال
شاہزادہ سخن او چو شنید	لرزہ افتاد بر اعضاش چو بید	گفت اگر عشق چنین می باید	در جہان کم ز کسے می آید

الغرض شاہزادہ نے ارفع سے فرمایا اے ارفع تم سچ کہتے ہو مین نے یہ حال کسی کا نہین دیکھا مگر ہان عشق حقیقی اسی سے مراد ہی لیکن ارفع میری راے مین فقط وصل حقیقی کا محتاج ہی بس وصل ہوا اور یہ سب امر دفع ہو جائینگے ارفع نے عرض کیا خدا جانے کہ وصل حقیقی کا کب موقع ہو مین نے بارہا اُس نابشاد کو سمجھایا کہ جو لوگ عاشق ہوتے ہین کیا دیگر عورات سے وہ ہمبستر نہین ہوتے تو کیون نہین جرأت کرتا وہ ہنس کے دم بخود ہو جاتا ہی کچھ جواب بھی نہین دیتا شاہزادہ نے دل مین کہا اُن لوگون مین ارفع نے مجھے داخل کیا اور یہ کنایہ میری طرف کیا غرض وہ تمام رات ملکہ نوبہار گلشن افروز کی یاد مین گذری صبح کو سیر بازار کو نکلا شہر کو کمال آباد و مسرور پایا اور خلایق شہر کو صاحب حسن و جمال دیکھا کہ کسی طلسم مین ایسے حسین نہ دیکھے تھے شام تک سب بازارون کا سیر و تماشا کرتا ہوا مکان پر آیا ارفع دوسرے روز شاہزادہ کو بہزاد مصور کے پاس لے گیا جب بہزاد مصور کو شاہزادہ کے آنے کی خبر ہوئی تا در خانہ واسطے استقبال کے آیا اور باکرام تمام مسند پر بٹھایا بعد ازان سامان عیش و عشرت و طرب حاضر کیا شاہزادہ ایک روز وہان مہمان رہا دوسرے روز پھر ارفع کے مکان پر تشریف لایا اس عرصہ مین شب جمعہ بھی آئی تمام خلایق شہر نے لوازمہ شادی و سامان خوشی ہر ایک جا پر مہیا کیا اور ہر کوچہ و بازار مین شہرت ہوئی کہ کل تصویر بادشاہ کی دکھائی جائیگی اور ہر طرف شہر کے نوبت و نقارہ کی صدا بلند ہوئی اور سب اہل شہر حمام مین گئے اور پوشاک پر تکلف زیب جسم کی اور تمام شہر مین رات بھر دکانین کھلی رہین اور سب باشتیاق دیدار تصویر بیدار رہے جب تھوڑی رات باقی رہی ارفع نے عرض کیا کہ حضور کو بھی ایک لحظہ آرام فرمانا ضرور ہی مبادا طبع مبارک پر گرانی نہ گذرے شاہزادہ ارفع کے کہنے سے سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا حسب معمول بہروا در اور ملازم و آشنا یاد آئے اور یہ بھی خیال آیا کہ مجھے حکیم قسطاس الحکمت نے سیر عجائبات کے واسطے بھیجا ہی اور مین عجائبات مین ملکہ نوبہار گلشن افروز نام ایک پریزاد پر عاشق ہو گیا ہون اول ملکہ شمسہ تاجدار کے اشتیاق مین وطن سے نکلا تھا سبحان اللہ کیا حیرت کی بات ہی کہ وطن سے کسی کے اشتیاق مین نکلا اور راہ مین دوسرے کی محبت مین گرفتار ہو گیا اس خیال مین تھا کہ آفتاب طلوع ہوا اور شاہزادہ کی پھر وہی حالت سابقہ ہو گئی یعنی کیفیت طلسمی نے غافل کر دیا وہ خیالات طبیعت سے جاتے رہے الغرض اُس حالت مین ارفع نے شاہزادہ کے پاس آکر کہا کہ اگر حضور کو زیارت بادشاہ کا ارادہ ہو تو بسم اللہ تشریف لے چلیے شاہزادہ نے فرمایا کہ وہان بادشاہ بھی تشریف لائیگا یا فقط تصویر ہی کی زیارت ہوگی ارفع نے کہا پیر و مرشد ہم اُسی تصویر کو بادشاہ جانتے ہین اور اس ادب و لحاظ سے سلام و مجرا بجا لاتے ہین کہ گویا بادشاہ کے حضور مین موجود ہین اور یقین ہی کہ بادشاہ بنظر خود ہماری طرف نگران ہی شاہزادہ نے دل مین کہا جس اعتقاد سے یہان کی خلایق اپنے بادشاہ کی بندگی کرتی ہی اگر کوئی اسطرح اپنے آقاے برحق کی عبادت کرے تو بلا شک مرتبہ ولایت اُسے حاصل ہو جسطرح کہ

حضرت کی زبان مبارک سے ابوذر غفاری کے نسبت جاری ہوا ہی یعنی یا اباعبداللہ کانک تراہ وان کنت لا تراہ فانہ یراک
بعد ازان رافع سے فرمایا کہ تیرے باپ نے مجھ سے نہ کہا کہ تم بھی واسطے دیکھنے بادشاہ کے چلو رافع بولا حضور
جب ہم ہی اس کام مین مامور ہین نہ ممنوع پھر آپ کو کیون تکلیف دیتے اور مین نے یہ جملہ محض اسواسطے کہا کہ آپ ہمارے
حال پر شفقت مربیانہ فرماتے ہین شاہزادہ نے فرمایا خیر ہم ضرور تمھارے ساتھ چلینگے رافع پیادہ پا ہمراہ رکاب شاہزادۂ
عالی جناب روانہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہ گو قلعہ دور نہین ہی لیکن تمھارا پیادہ جانا مناسب نہین موجب حقارت ہی رافع
نے کہا آج کے روز تمام ادنیٰ و اعلیٰ پیادہ پا قلعہ تک جاتے ہین ورنہ بادشاہ کی بندگی سے آزاد کیے جائین شاہزادہ سمجھا کہ
آزاد کرنا اس مرد نے جو بیان کیا تھا اسی سے عذاب مراد ہی مگر رافع سے پوچھا کہ آزاد ہونا کیا شی ہی رافع نے عرض کیا
ای شہریار گناہگار کو پہاڑ سے دریا یہ دخان مین پھینک دیتے ہین اور وہ پہاڑ جبل العذاب مشہور ہی شاہزادہ نے
فرمایا کہ یہ بندوبست ہی رافع نے عرض کی ای شہریار جسقدر کہ ملک ہمارے بادشاہ کے قلمرو مین ہین ہر ایک کا ایک
اسم اور حکم جدا جاری ہی اور بادشاہ کی بندگی و زیارت اور گناہگارون کے واسطے عذاب بھی جداگانہ ہی لیکن آجتک مین نے
نہین سنا کہ کوئی شخص عذاب مین مبتلا ہوا ہو یا کوئی قصور کسی سے سرزد ہوا ہو اور یہان کی خلایق سے تو کبھی قصور ہوتا ہی نہین کسواسطے
کہ بادشاہ کو ظل اللہ کہتے ہین پس جسطرح کہ خداوند عالم کی شان مین فرشتون کی زبان پر لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یومرون
جاری ہی اسی طرح بلا تشبیہ ہمارے بادشاہ کا بھی حکم تصور کرنا چاہیے شاہزادہ نے فرمایا سچ ہی اسمین کچھ شک نہین رافع
نے کہا ہمارے بادشاہ کا اس عالم سے علیحدہ ایک اور عالم ہی جہان سے کہ بادشاہ نے نشو و نما پایا اور اس عالم کو عالم اسباب
کہتے ہین اور اسی عالم اسباب مین اکثر لوگون سے قصور بھی واقع ہوا ہی اور اس عالم عجائبات مین گرد گناہ بھی تا دامن خلایق نہین
پہونچتی شاہزادہ کو اس بیان سے کمال تعجب ہوا اور فرمایا واقعی علم کے یہی معنی ہین جو بادشاہ عجائبات کو حاصل ہی مگر دل مین کہا
کہ بظاہر بادشاہ یہان کا بھی وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی بعد اسکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی رافع نے پوچھا کہ شاید
حضور کو درد سر کی شدت ہی شاہزادہ نے فرمایا شاید تمکو کسی مرد آدمی سے صحبت نہین ہوئی ہین درد سر مین نہین بلکہ درد دل
مین گرفتار ہون رافع یہ سنکے خاموش ہو گیا شاہزادہ نے فرمایا کہ مین تمسے جو سوال کرتا ہون تم اسکا جواب نہین دیتے مآل
میرے بیان کا یہ ہی کہ مین ایک نازنین کے عشق مین کہان کہان سرگشتہ و حیران پھرا لیکن کسی جا اسکا پتہ و نشان نہ ملا رافع بولا
پیر و مرشد ایسی گفتگو سے کیا حاصل آپ خود واقف ہین کہ اس شہر پر آشوب مین ایسے ذکر کا قرار واقعی بندوبست ہی جابجا
منادی ندا کر چکا ہی اسیوجہ سے غلام نے حضور کی بات کا جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا حکم بادشاہ کا غلام و رعیت کو
مبارک رہے مجھے کیا رافع نے کہا شاید آپ غلام ہمارے بادشاہ کے نہین ہین ورنہ ایسی دلیل نکرتے شاہزادہ نے فرمایا
اگر تمھارا بادشاہ جسکو مین سمجھتا ہون واقعی وہی بلاے روزگار ہی تو مین اسکے غلام سے بدتر ہون کیا معنی کہ غلام کو نسبت
عاشق کے ایک طرح کی وقعت ہی بقول خسرو بیت

محمود غزنوی کہ ہزاران غلام داشت | عشقش چنان گرفت غلام غلام شد

مگر ایسا مجبور ہون کہ مجہ سے اپنے دل مضطر کا علاج کچہ ہو نہین سکتا اور بوجہ اس دل بیقرار کے بے اختیار رہون خدا جانے اس عالم بے اختیاری مین کیا کیا منہ سے نکل جاتا ہی بیت

نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان برکشم | دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

رافع نے عرض کیا کہ ان باتون کا یہ وقت نہین ہی اب حضور قلعہ مین تشریف لیچلین جب شاہزادہ قلعہ مین پہونچا وہان ایک عمارت مختصر مثل بارہ دری کے بنی تھی اور ہر در مین پردۂ مروارید پڑا تھا اور صحن دروازہ سے تا مکان اسقدر ہجوم خلائق تھا کہ نظر کا م نکرتی تھی شاہزادہ نے رافع سے پوچھا اس کشاکش خلایق مین تصویر بادشاہ کیونکر نظر آئیگی رافع نے کہا حضور ایک لمحہ توقف فرمائین جو حال ہوگا خود ظہور مین آئیگا شاہزادہ نے فرمایا ع

عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل | وہ کام تو کہتا ہی جو آتا نہین مجہکو

شیخ سعدی فرماتے ہین بیت

قرار در کف آزادگان نگیرد مال | نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

مگر اُس وقت شاہزادہ کو رافع کا اتنا کہنا نہایت ناگوار خاطر گذرا اور فرمایا ع

مائی نہیم تمثیل و دلیل | عشق ما را ساختہ اینجا ذلیل
عاشق دل خستہ مستعجل بود | عاشقان را صبر کی حاصل بود
دل مجہ از درد و زیانم پر گلہ | درد سر سودا و در پا آبلہ
از برای آن نگار تند خو | از زمین تا عرش کردم جستجو
گرد درمین رہ سوی ہم شتافتیم | بوی زلف عنبرینش یافتیم
ہمچو ذات اقدس پروردگار | جلوہ اش دیدم بہر جا آشکار
لیک میدانم کہ با من در عتاب | آمد آن برج شرف را آفتاب
مہربان کن ای خدا اورا بمن | تا نماید روی نیکو را بمن

رافع نے عرض کی کہ ان باتون سے حضور کا تو کچہ نقصان نہوگا لیکن ہم غریبون پر مفت آفت نازل ہوگی خیر اب تک سوا غلام کے کسی غیر نے نہین سُنا بہرحال آپ خاموش رہین شاہزادہ نے فرمایا ابیات

آمد از عشقم چو دریا دل بجوش | تا کجا باشد زبان من خموش
من اگر ساکت شوم دل خون شود | درد و غم در سینہ ام افزون شود
شد ازین فرقت خموشی گر ضرور | چشمم از گریہ نخواہد بود دور
شمع سان آہستہ باشم اشک ریز | تا کسی با من نباشد در ستیز

اس عرصہ مین آواز چنگ و رباب ہر مکان سے آنے لگی بعد اسکے ایک خواجہ سرانے باواز بلند پکارا ای حاضرین دربار ہمہ تن چشم ہو جاؤ اور تصویر بادشاہ کیطرف متوجہ ہو معلوم نہین کہ ہفتۂ آئندہ کوئی زندہ رہے یا نرہے بمجرد اس آواز کے نظر سبکی اُس آواز کی طرف گئی یکایک پردے سب ردزن سے اُٹھے شاہزادہ نے اُس مکان بارہ دری مین ایک صندوق کلان چوکور رکھا ہوا دیکھا اور گرد اس صندوق کے تصویرین لگی تھین ہرچند کہ شاہزادہ قریب تھا لیکن بخوبی معلوم نہوا کہ تصویرین کسکی تھین آخر شاہزادہ نے جو دیکھا تو عام خلایق سجدہ و سلام مین مصروف ہی اور ایک شور ہی کہ زدنا کرمنا یعنی ہمارے اوپر

زیادہ کرم کر اس اثنا مین ایک عورت تیس برس کی زیور جواہر نگار پہنے بالباس فاخرہ وہان آئی اور ایک گوہر شب چراغ بغل سے نکال کے صندوق مین رکھدیا اُسکی شعاع سے اسقدر روشنی ہوئی کہ چارون تصویرین بخوبی تمام نظر آنے لگین بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ تصویرین سب کے قریب کھڑی ہین اب جو شاہزادہ نے دیکھا تو وہ تصویرین ملکہ نوبہار گلشن افروز کی ہین شاہزادہ نے اُسی حالت مین نعرہ ہائے کا مارا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا تو اپنے کو ملک ارفع کے مکان مین پایا اور رافع بھی موجود تھا شاہزادہ اضطراب قلب سے مثل ابر نوبہار زار زار رویا رافع نے عرض کی حضور خیر ہی آج حضور کو زیادہ تغیر معلوم ہوتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ میرا حال کیا پوچھتے ہو خدا جانے کس رنج و غم مین مبتلا ہون بیت

کیا پوچھتے ہو یارو مجھ جسم ناتوان کی ۔ رگ رگ مین بس گئی غم ہی کہیے کہان کہانکی

رافع نے کہا کہ حضور کو کیا مرض ہی شاہزادہ نے فرمایا بیت

دارم تنے چنانکہ سر انگشت رطبیب ۔ بر داشت تا نبض من اندر دہان گرفت

رافع نے کہا اگر مرضی مبارک ہو تو کسی طبیب حاذق کو حاضر کرون شاہزادہ نے فرمایا ؎

طبیب عشق را دوکان کدام است ۔ علاج جان کند دوا چہ نام است

ای رافع مین خوب جانتا ہون کہ تو دیدہ و دانستہ اغماض کرتا ہی لیکن تیرا اغماض ہمکو سخت ناگوار گذرتا ہی اور یہ اشعار پڑھے اشعار

بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم ۔ کہ من گمشدہ این رہ نہ بخود می پویم
جلوہ دیدہ ام اول نگلے در باغے ۔ کہ از و خار براہ روشنی زہر سویم
جلوۂ معنی از و جلوۂ صورت ہم ازوست ۔ کہ بہر دم ز غمش چہرہ بخون می شویم

رافع نے کہا کہ حضور ایسے کلمات خلاف وضع فرماتے ہین کہ ہمسے ہرگز سنے نہین جاتے اگر میرے باپ تک اُسکی خبر ہوگی تو وہ مجھ سے ازحد ناراض ہوگا کہ تو نے باوجود امتناع کسواسطے اسطرح کے کلمات سُنے شاہزادہ نے فرمایا مین تمھاری تاکید سے ہرچند اپنا انتظام کرتا ہون لیکن ممکن نہین ہوسکتا بلکہ منع کرنے سے زیادہ دل کو انقلاب پیدا ہوتا ہی پہلے یہ بیان کرو کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے خلایق شہر کو عشق و عاشقی کی گفتگو سے کسواسطے منع کیا رافع نے کہا پیرومرشد ایک کنیز خاص شرف افروز بانو کی گاہے گاہے میری محلسرا مین آتی ہی میری بی بی نے جو یہ حال اُس سے پوچھا اُسنے کہا کہ ہماری ملکہ نے ایک مرد کو عشق و محبت مین بوالہوس پایا اسی وجہ سے شہر مین منادی کرادی کہ خبردار کوئی اہل شہر عشق و عاشقی کا نام زبان سے نہ نکالے شاہزادہ دل مین معقول ہوا کہ یہ اشارہ بوالہوسی بجز میرے دوسرے شخص پر عاید نہین ہوسکتا القصہ وہان سے رافع داروغہ کے پاس تشریف لایا اور فرمایا داروغہ صاحب آفرین جو حق خدمت مہمان نوازی تھا تمنے ادا کیا اب مین تمکو یہ تکلیف دیتا ہون کہ میرا بازو بند یاقوتی بازار سے بیچ لادو اور اُسکی قیمت مین مجھے اسباب نفیس اور جنس پاکیزہ خرید کردو کہ مین واسطے نذر بہزاد مصور کے لیجاؤنگا اور اُس سے ایک ورق تصویر بادشاہ کا لونگا مین نے سُنا ہی کہ بدون حق سعی کے بہزاد مصور تصویر بادشاہ نہین دیتا ملک ارفع خوب ہنسا بعد اسکے چند خوان اجناس نفیسہ کے شاہزادہ کے سامنے رکھدیے

شاہزادہ نے پوچھا یہ کیا شی ہی رافع نے عرض کیا یہ تحفہ ہی جسکو حضور چاہین دین اور بازو بند بازوے مبارک پر باندھیے اور یقین ہی کہ حضور سے بہزاد مصور بھی کسی شی کا طالب نہو لیکن بادشاہ سے اجازت ضرور لیگا اسواسطے کہ بغیر اجازت کسی کو تصویر نہین دیتا اگر بادشاہ کی اجازت ہوئی تو ضرور تصویر دیگا شاہزادہ دہ خوان اجناس لیکر رافع بن ارقع کے ہمراہ بہزاد مصور کے مکان پر تشریف لے گیا بہزاد نے اُسی طرح باعزاز و افتخار شاہزادہ کو مسند زرنگار پر بٹھایا اور خود ملازمون کے مانند روبرو ہاتھ باندھکے بیٹھا شاہزادہ نے دہ خوان بہزاد کے روبرو رکھدیے بہزاد نے پوچھا کیا چیز ہی رافع نے کہا اے بہزاد شاہزادہ تمھارے واسطے یہ تحفہ لایا ہی اور تجسے تصویر بادشاہ طلب کرتا ہی بہزاد بولا مجھے حضور کو تصویر دینے مین کیا عذر ہی فقط اجازت بادشاہ ضرور ہی مین ابھی عرضی حضور مین بادشاہ کے روانہ کرتا ہون اگر اجازت آگئی تو ایسی نادر تصویر حضور مین گذرانونگا کہ حضور نہایت خوش ہونگے شاہزادہ نے پوچھا کہ تمھاری عرضی کا جواب کب تک آئیگا بہزاد مصور نے کہا کہ تین روز مین جواب آجائیگا حضور غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمائین وہ عرضی دستخطی حضور کو معاینہ کرادونگا شاہزادہ نے فرمایا اچھا مین ضرور آؤنگا بہزاد نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کمترین بھی خدمت عالی مین حاضر رہے شاہزادہ نے فرمایا تمھارے تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی میرے شغل و اشغال کے واسطے رافع وارقع کافی ہین غرض شاہزادہ باغچے دیوان خانہ مین آیا رافع نے عرض کیا حضور محلسرا مین تشریف لیچلین شاہزادہ نے فرمایا محلسرا مین تمھاری مستورات مجھسے پردہ کرینگی رافع نے کہا حضرت جس مرد کا مہمان خطاب ہوتا ہی اُس سے تمام شہر کی عورتین پردہ نہین کرتین شاہزادہ نے کہا یہی رسم شہر کرسی اور حصار چار مثلثہ مین مین نے دیکھی ہی جب شاہزادہ محلسرا مین داخل ہوا تمام خواتین محل خدمت مین حاضر ہوئین شاہزادہ نے رافع کی بی بی رافعہ بانو کو نہایت صاحب حسن و جمال دیکھا لیکن وہ رنج شوہر مین مبتلا تھی شاہزادہ نے دونون شوہر و زن کے حق مین دعاے خیر کی بعد ازان رافع سے فرمایا ای رافع حیف ہی کہ تمکو اپنی بی بی جمیلہ سے مطلق رغبت نہین رافع نے کہا حضور جب مین بی بی کے پاس جاتا ہون میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جاتے ہین کہ مین مطلق کسی کام کا نہین رہتا نہین معلوم کہ یہ کیا بھید ہی شاہزادہ نے کہا یہ رباعی تمھارے حسب حال ہی رباعی

چو خواہم با تو راز دل بگویم جا نمی یابم
ترا تنہا اگر یابم و جائے ہم شود پیدا
اگر جائے شود پیدا ترا تنہا نمی یابم
ز شادی دست و پا گم میکنم خود را نمی یابم

بعد اسکے فرمایا ای رافع ہمین تجھ سے یہ گلہ ہی کہ ہر روز جمعہ کو تصویر بادشاہ کی دیکھتا ہی اور یہ بھی جانتا ہی کہ بادشاہ عورت ہی مرد نہین ہی مگر تو نے ہمسے اسکا ذکر کبھی نہین کیا رافع نے جواب دیا ای حضرت ہم صورت پر بادشاہ کے فقط اپنا مالک سمجھ کے نظر کرتے ہین ہمین عورت و مرد ہونے سے کچھ غرض نہین ہی مگر تم ممالک طلسم مین مہمان و صاحب اختیار مشہور ہو جو چاہو فرماؤ ہمارا کوئی بندوبست کرنیوالا نہین بلکہ ہمین زیادہ تر اسی بات کی حیرت ہی کہ بادشاہ کے اور تمھارے درمیان خدا جانے کیا راہ و رسم جاری ہی باوجود اس امتناع شدید کے چند بار ذکر عشق و عاشقی کا زبان پر لائے ہو اور پھر کوئی حکم سخت

بادشاہ کا تمھاری نسبت صادر ہوا شاہزادہ نے فرمایا شاید تجھے منظور ہی کہ بادشاہ مجھے بھی مثل اور گناہگارون کے دریاے دخان مین غرق کروادے رافع نے کہا معاذ اللہ خداوند عالم نے تمکو وہ مرتبہ بخشا ہی کہ تمھارے حق مین اس طرح کا حکم جاری نہین ہوسکتا شاہزادہ نے فرمایا مین خلوت مین ایک راز پوشیدہ اپنا تجسے بیان کرونگا رافع نے کہا بہتر ہی آخر علیحدہ مکان مین شاہزادہ نے حقیقت اپنے التفات کی ملکہ صبح دلکشا کی جانب رافع کے روبرو بیان کی اور یہ بھی کہا کہ بادشاہ تمھارا فقط اسی سبب سے آزردہ ہی ورنہ باغ عشرت مین روز و شب میرے اور تمھارے بادشاہ کی عجیب لطف سے گذری اور خدا جانے کیا کیا عہد و پیمان باہم واقع ہوے چنانچہ اُسی امید مین اسوقت تک مین طلسم بطلسم آوارہ و سرگشتہ پھر رہا ہون اور اس عرصہ مین جو کسی نے تدبیر بتائی منظور کی اور ایک ورق تصویر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بطریق یادگار مجھے دیا تھا اُسکو مین اپنی جان کے برابر رکھتا تھا اتفاق کا روقضاے کردگار سیرگاہ چارم مین بہکانے سے ایک زن ضعیفہ امارہ خاتون نام کے مین نے ملکہ صبح دلکشا سے ملاقات کی اور بالتفات پیش آیا اور کچھ میلان طبع بھی ہوا پس فوراً وہ تصویر خود بخود میرے پاس سے گم ہوگئی اسی واسطے اب مین بہزاد مصور سے دوسری تصویر چاہتا ہون بس یہ واقعہ میرا ہی رافع نے عرض کی اے شہریار ہم فقط اپنی خلوص عقیدت و نیک نیتی کے سبب خدمت شریف مین گذارش کرتے ہین کہ براے خدا بار بار اس قصہ کو نہ بیان فرمایئے اسواسطے کہ مخبر بادشاہ کے ہمیشہ ہر جا پھرتے ہین مبادا خدانخواستہ کوئی آفت تازہ حضور کے سبب سے شہر پر نازل ہوئے تو پھر ہمین زیارت جمال بھی میسر نہوگی کہ مین حضور کو اس خانۂ تاریک کا نور جانتا ہون شاہزادہ نے فرمایا آفرین پھر بجیلہ دحوالہ ہماری زبان بند کرتے ہوا اور اپنے بادشاہ کے حکم کا لحاظ رکھتے ہو قصہ کوتاہ چوتھے روز شاہزادہ بہزاد مصور کے پاس تشریف لے گیا اور حال عرضی کے جواب کا پوچھا بہزاد مصور نے بجنسہ شاہزادہ کو وہ عرضی حوالہ کی اور کہا حضور ملاحظہ فرمائین کہ پیشانی عرضی پر کیا دستخط ہی شاہزادہ نے عرضی کو پہلے آنکھون سے لگایا اور پھر کھول کر دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ اُس مہمان ناخواندہ کیواسطے حضور معلےٰ سے تصویر ارسال ہوتی ہی شاہزادہ دل مین کمال خوش ہوا اور اُسوقت یہ گمان گذرا کہ شاید وہ قصور و خطا میری معاف ہوئی ورنہ ملکہ نوبہار گلشن افروز ورق تصویر کیون بھیجتی آخر وقت رخصت بہزاد مصور سے پوچھا وہ تصویر کب تک آجائیگی بہزاد مصور نے کہا خداوند نعمت مین یہ نہین عرض کرسکتا کہ کب آئیگی مگر ہان یقین ہی کہ جلد آجاتی یہ سُنکے شاہزادہ پھر اُسنے رخصت ہوا اثناے راہ مین رافع سے کہا اے برادر دیکھا تمنے اب وہ ملال ملکہ نوبہار گلشن افروز کے دل سے دفع ہوا اور کیونکر نہ دفع ہوتا اگر وہ بادشاہ طلسم ہی تو ہم بھی مغرب و شام کے بادشاہزادے ہین ملک افریقیہ سے تا جزایر خالدات تمام ممالک میرے دائرۂ دولت مین داخل ہین دوسرے حسب و نسب و صورت و سیرت مین کم نہین ہون اور بحسب ظاہر و باطن اُس ناانصاف سے کسی طرح کم رتبہ نہین ہون **ابیات**

گر او ماہ است من ہم آفتابم　　گر او لعل است من در خوش آبم
گر او شاہ است من ہم شہریارم　　شہریاب او بقدر ما ندانم

گراو نجم است من چون ماہ انور | گر او زہرہ است من چون سعد اکبر | گر او ماہیست تو من ہم ہلالم | گر او شمشاد من ہم نو نہالم

بنے جانم گر او را برگزیدند | مرا ہم شاہ قوم خویش دانند

رافع نے عرض کیا ہم بیچارون کو معاملات راز و نیاز مین کیا دخل جو حضور بار بار ہمکو قصہ اپنا سناتے ہین القصہ شاہزادہ شب جمعہ تک تصویر کا منتظر رہا یہانتک کہ شب جمعہ دوم آئی اب شاہزادہ نے دل مین خیال کیا کہ تصویر نہ ملی تو کیا مضائقہ ہو اب صاحب تصویر کو دیکھینگے لیکن اُس جمعہ کو جسطرح کا کہ سامان پیشتر دیکھا تھا ویسی دھوم دھام نتھی رافع سے فرمایا ای برادر آج وہ سامان نظر نہین آتا رافع نے کہا ای شہریار ملکہ شرف افروز کے آنے کی پیشتر سے خبر ہو جاتی تھی مگر تعجب ہی کہ آج ابھی تک کوئی حکم نہین آیا خدا جانے کیا معاملہ ہی مصرعہ اسور مملکت خویش خسروان دانند ٭ دوسرے جو دسوسے اور خیالات آپکی طبیعت مین پیدا ہوتے ہین آپ ہی اُنکو خوب سمجھتے ہین شاہزادہ کو تمام رات اختر شماری مین گذری صبح کو بہزاد مصور کا خدمتگار آیا اور کہا کہ بہزاد نے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کیا ہی کہ تصویر حضور کی میرے پاس آگئی ہی حضور قدم رنجہ فرمائین اور اپنی تصویر لیجائین شاہزادہ اُسی وقت ملک ارفع کے ہمراہ بہزاد مصور کے مکان پر گیا بہزاد مصور نے بعد ادائے تسلیم کے ورق تصویر شاہزادہ کو دیا اور عرض کیا ای شہریار رہین نے اس تصویر کو نہین دیکھا کسو اسطے کہ جو شی حضور ملنے سے آئی ہی ہماری مجال نہین کہ ہم اُسے دیکھ سکین

دیکھنا شاہزادہ کا بجاے تصویر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے تصویر ملکہ صبح دلکشا کی اور دیوانہ ہو جانا فراق دلدار مین جوش وحشت سے اور ملاقات کرنا ملکہ شرف افروز بانو سے اور آوارہ ہونا بیابان وحشت مین

القصہ جسوقت شاہزادہ نے عالم شوق مین اُس ورق تصویر کو دیکھا اسطرح کا تماشاے عجیب نظر آیا کہ ہوش جاتے رہے یعنی اُس ورق مین ایک طرف تصویر ملکہ صبح دلکشا کی تھی اور مقابل مین شاہزادہ کی تصویر کہ پیشانی پر ملکہ صبح دلکشا کی تصویر کے فقط لفظ صبح لکھا تھا اور شاہزادہ کی تصویر پر لفظ کاذب جسکے جمع کرنے سے صبح کاذب حاصل ہوتا تھا شاہزادہ نے وہ ورق تصویر مع اپنے گریبان کے چاک کیا اور اس زور سے ایک آہ کی کہ جسکی آواز آسمان تک گئی اور سر و پا برہنہ بہزاد مصور کے مکان سے نکل کے کوچہ و بازار مین دیوانہ وار یہ بیت پڑھتا ہوا روانہ ہوا بیت

گاہ از خاک درت مرہم بزخم پا ببند | این چنین بگذار مارا یار ہا کن پا ببند

ملا ظہوری ابیات

زغم مردہ ام زندہ ام چیستم | ستم چند بیچارہ کیستم | شکایت ندارد جفا ہا بجاست | کہ گوید جفا محض مہر و وفاست

دل تیرہ ام را صفائی بدہ | اگر صاف حیف ست لائی مدہ

اور کبھی دونون ہاتھون سے سر کو پیٹتا تھا اور کہتا تھا **بیت**

دستے کہ بجز یار رود جانب غیرے | اہنیست سزائیش کہ بسر میزنم اورا

مخلص کاشی بیت

میلتوان گاسے ملوم رو بمن | ای گل رعنا فگن یکرہ و بمن

رافع اور بہزاد نے یہ حال دیکھ کے کہا حضور لباس پہنین یہ کیا وضع اختیار کی ہی شاہزادہ نے فرمایا

بر تنم تشریف فرمائی خوش ست | خوب می افتد نگاہ او بمن

الغرض اسی طرح کے کلمات وحشت بکتا ہوا عالم بیخودی مین دیوانہ وار ہر طرف پھرتا تھا اور جو دل مین آتا تھا بکتا تھا مگر تمام خلایق اسی طرح عزت و تکریم کرتی تھی شاہزادہ کسی طرف مخاطب نہوتا تھا اور جو کوئی رحم کھاکے ٹکڑا روٹی کا یا میوہ دیدیتا تھا تو کھالیتا تھا رافع اور رافع اور بہزاد مصور یہ تینون شخص نہایت منت وسماجت کرتے تھے اور کہتے تھے برائے خدا حضور کو ایسی خلاف وضع حرکتین لایق نہین ہین غریب خانہ مین تشریف لیچلیے جو حضور فرمائینگے ہم بسر وچشم بجا لائینگے شاہزادہ یہ جواب دیتا تھا **قطعہ**

سنگ وخشت از مسجد ویرانہ می آرم بشہر | خانۂ در کوے ترسایان عمارت میکنم
کردہ ام ایمان خود را دست مزد خویشتن | می تراشم پیکر از سنگ و عبادت میکنم

اب میرا تمھارے گھر مین کیا کام ہی اور نہ تمکو میرے حال سے معترض ہونا چاہیے مین جبتک بادیہ پیمائی ودشت نوردی نکرونگا اس دل بیقرار کو آرام کہان آخر ایک روز اسی وحشت وجنون مین شہر کے باہر نکل گیا خلایق شہر حسب لیاقت کھانا اور لباس لیکر عقب مین شاہزادہ کے روانہ ہوئی شاہزادہ نے کہا ای یارو **بیت**

دیوانہ براہے رود وطفل براہے | ای قوم مگر شہر شما سنگ ندارد

خلایق جواب دیتی تھی بیت

مامثل تو دیوانہ بجز آنکہ تو دانی | در کشور ما ہیچ کسے جنگ ندارد

آخر الامر اسی وحشت وجنون مین روز وشب صحرا نوردی کرتے گذری اس حالت گرسنگی مین اگر کچھ میوہ صحرائی پاگیا تو کھالیا والا اسکی بھی پروا نہین آخر چوتھے روز شاہزادہ کا ایک بیابان مین گذر ہوا وہان ایک جگہ خیمہ برپا دیکھا اور رفیع کو بھی استادہ پایا اور ازدحام خلایق از حد دیکھا شاہزادہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہان پر مجمع لوگون کا کیون ہی اسنے پہلے تو غور سے شاہزادہ کو دیکھا بعد ازان سمجھا کہ جوان تم وہی شاہزادہ مہان ہو الحمد للہ کہ اب تم اپنے جامہ مین ہو اس عرصہ مین رافع اور بہزاد مصور کی بھی سواری آئی اور انھون نے گھوڑون سے اتر کے شاہزادہ کو سلام کیا بعد اسکے عرض کیا کہ

اے شاہزادۂ عالم یہ کیا طریقہ حضرت نے اختیار کیا ہے برائے خدا ان امورات سے باز آؤ اور شہر مین تشریف لیجاؤ ہم تمامی شہر کی زنان نا کتخدا ایک سے ایک حسین و طرحدار صاحب حسن و جمال آپ کو ملاحظہ کرائینگے اُنمین سے جو پسند ہوگی حاضر کرینگے اور اگر سلطنت کی طرف طبع مبارک مائل ہو وہ بھی حاضر ہے ہم دیوان شاہی سے فرمان سلطنت تمھارے نام لکھوا دینگے لیکن للہ اس دیوانگی سے باز آؤ اور کلمات لاحاصل ترک کرو یہان چند باغ جنت نشان نہایت فرحت افزا و دلکشا ہین ہر روز ایک باغ کی سیر دیکھیے اور دل کو بہلائیے ورنہ ہمکو جان کا خوف ہے شاہزادہ نے کہا کہ یہ آپکی خیرخواہی اور دلسوزی آپ کے آقا کیواسطے کافی ہے

باغریبان را تماشائے چمن در کار نیست — کار عاشق جز تماشائے جمال یار نیست
از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب — دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست
باشم گدا و یار بود در کنار من — زین بہ کہ شاہ باشم و نبود نگار من
گل خار لالہ داغ نماید بدیدہ ام — در گلشنے کہ نیست در و نو بہار من
گر فی المثل بہر قدمے مہ رخے بود — خورشید من چو نیست نیاید بکار من
خواہم کہ نقش خویش نشانم بکوے یار — چیند انکہ بعد مرگ نخیزد غبار من
رنجیدہ طبع نازک او گر زمن چہ باک — افزون شود بدیدہ من اعتبار من
گر التفات و لطف بمن کرد یا نکرد — بیگانہ را چہ کار کہ آید بکار من

رافع اور ارفع نے عرض کیا کہ ہر امر کو ایک وقت چاہیے ہے اور وہ وقت بفضلہٖ تعالیٰ عنقریب آتا ہے شاہزادہ نے پوچھا آج انبوہ خلائق کیا ہے ملک ارفع نے کہا اے شہریار ہر ماہ مین ایک بار یہان عدالت ہوتی ہے اور قاضی اکبر ایک بزرگ مسند قضا پر جلوہ افروز ہوتے ہین اگر کسی شخص پر کوئی دعوی کرے تو وہ محکمہ قضا مین بمقابلہ مدعی و مدعا علیہ کے فیصل کر دیا جاتا ہے لیکن یہ حکم اُسوقت ہوتا ہے کہ جب جمعہ کو شرف افروز تشریف نہین لاتین اور تصویر بادشاہ خلائق کو نہین دکھاتین تو خلائق شہر کو خیال گذرتا ہے کہ ہمسے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے کہ ہم زیارت بادشاہ سے محروم رہے چنانچہ آج وہی ہنگامہ برپا ہے شاہزادہ نے فرمایا اے رافع ہمارے ملک مین یہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی شخص ملازم و رعایا مین سے بادشاہ پر بھی نالشی ہو تو قاضی شہر بادشاہ و صاحب دعوی کو ایک جا کھڑا کرتے ہین آیا یہان بھی یہ دستور ہے یا نہین رافع نے کہا کہ آجتک یہان کسی کمبخت نے بادشاہ پر دعوی نہین کیا اور اگر کبھی ایسا واقعہ وقوع مین آئے تو شاید ملکہ شرف افروز بالو وکالت بادشاہ کیطرف سے جواب دعوی داخل کرے اسواسطے کہ رواج ملک اور رسم عدالت موافق شریعت اور ملکون کے اس ملک مین زیادہ تر ہے شاہزادہ خاموش ہو رہا جب ازدحام خاص و عام زیادہ ہوا ایک مرد سپید ریش بلباس سفید کتاب بغل مین دبائے ایک جانب سے وہان آیا اور مسند قضا پر بیٹھ گیا شاہزادہ نے پوچھا شاید قاضی یہی ہے رافع نے عرض کیا

ہان یہی بزرگ ہین شاہزادہ نے فرمایا مین نے اس قاضی کو تمھارے شہر مین کبھی نہین دیکھا رافع نے کہا یہ بسبب اتقا و پرہیزگاری کے اکثر مغارات کوہ مین عبادت الٰہی کیا کرتے ہین بلکہ ایک قصبہ اکبر یہ آباد کردہ انھین کا ہی اسی قصبہ مین عیال انکی رہتی ہی ہر چند کہ یہ صاحب دولت ہین لیکن وضع فقیری مین بسر کرتے ہین غرض جب قاضی اکبر مسند عدالت پر بیٹھ چکے حکم دیا کہ جسکو جسکسی پر دعوی ہو پیش کرے کوئی مدعی پیدا نہوا شاہزادہ رافع کی نظر سے پوشیدہ آکر سامنے گیا اور فرمایا ای قاضی صاحب مین تمھارے بادشاہ کی نسبت ایک دعوی رکھتا ہون وہ تمکو فیصل کرنا ہوگا قاضی اکبر نے کہا ای جوان دلاور ہمین تمھاری جرائت و دلاوری سے معلوم ہوتا ہی کہ تم کوئی دعوی سخت کروگے ہم بذات خود فیصل کرنے کا اقرار نہین کرتے ہان بذریعہ تحریر کے اس حال سے بادشاہ کو اطلاع کرینگے شرف افروز بانو وکیل سلطنت عدالت مین تشریف لاکر تمھارے دعوی کا جواب باصواب دیگی آخر الامر قاضی نے اسیوقت شاہزادے کے روبرو ایک عرضی اسی مضمون کی بادشاہ کی خدمت مین ارسال کی بعد ازان وقت برخاست عدالت شاہزادہ سے کہا کل صبح کو پھر عدالت مین حاضر ہونا دعوی تمھارا بخوبی فیصل ہوگا شاہزادہ وہان سے ارفع کے مکان پر آیا ارفع نے کہا ای شہریار برای خدا ہمین بھی آگاہ فرمائیے کہ آپ نے کیا دعوی کیا شاہزادہ نے فرمایا کل خود تم سن لوگے میرے بیان کی کیا ضرورت ہی القصہ دوسرے روز بعد طلوع آفتاب شاہزادہ بلباس فاخرہ ارفع اور رافع اور بہزاد مصور کے ہمراہ عدالت مین تشریف لایا یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ شاہزادہ مہمان نے بادشاہ پر نالش کی ہی ادنیٰ اور اعلیٰ رئیسان شہر سب محکمہ مین آکر جمع ہوے شاہزادہ علحدہ ایک گوشہ مین خاموش بیٹھ رہا جب قاضی اکبر آئے اور شاہزادہ کو دیکھا اُسنے کہا ای جوان تمنے خوب کیا کہ بے طلب حاضر ہوے آب سواری شرف افروز بانو کی بھی آتی ہی یکایک گوشہ بیابان سے گرد بلند ہوئی اور اُس گرد سے جلوس شاہی نمودار ہوا اور ایک تخت زرنگار پر سوار ملکہ شرف افروز بانو براہ راست عدالت مین آئی اور اُسکے ہمراہ رکاب جوانان صاحب جمال نازنینان پری تمثال اس کثرت سے تھین کہ جسکا حساب کاتب قدرت کے سوا کوئی نہین کرسکتا شاہزادہ نے جب یہ شوکت و شان ملکہ شرف افروز بانو کی دیکھی کہا سبحان اللہ میری معشوقہ کا کسقدر اقبال و اقتدار ہی کاش وہ روز سیاہ نہوتا کہ جس روز باغ عشرت مین مین نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیکھا اور جمال باکمال پر بصد جان و دل فریفتہ ہوگیا اگر اُس روز ملاقات نہوئی ہوتی تو مین اس مصیبت مین کیون گرفتار ہوتا مگر یہ حیرت ہی کہ

آنکھ نے دیکھا تھا اسکو اسلیئے زاری مین ہی
دل نے کیا دیکھا جو مین دیکھے گرفتاری مین ہی

جب شاہزادہ نے قریب سے دیکھا تو بتیس برس کی عمر اُس عورت کی پائی گئی مگر عقل و دانش و فہم و ذکا اُسکی پیشانی سے ہویدا ارفع اور رافع اور بہزاد مصور نے باادب ملکہ شرف افروز بانو کو سلام کیا ملکہ شرف افروز بانو کرسی زرنگار پر داہنی طرف بیٹھی بعد ازان قاضی سے پوچھا کہ وہ جوان دریدہ زبان موجود ہی جسنے باین جرات اس مہمان خانہ

فلک آستانہ مین قدم رکھا اور ایسے بادشاہ جمجاہ عدالت پناہ ہر کہ جو حکمران وحش و طیر ممالک عجائبات ہی دعوی بے بنیاد کیا ہو قاضی نے شاہزادہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ مدعی یہ ہین شاہزادہ بھی ملکہ شرف افروز بانو کے برابر آیا شرف افروز بانو نے تعظیم کی اور مؤدب آداب بجالائی اور دوسری کرسی مرصع دست راست شاہزادہ کے واسطے بچھی شاہزادہ اسپر بیٹھا ملکہ شرف افروز بانو نے پوچھا وطن حضور کا کہان ہی قطعہ

نخستین بازگفتش ازکجائی | بگفت از دار ملک آشنائی
بگفت آنجا بصنعت درچہ کوشند | بگفت اندہ خرند و جان فروشند

بعد اسکے کہا جو دعوی ہو پیش کیجیے اسمین قاضی اکبر کو مداخلت نہین ہی آگاہ ہوئین وکیل سلطنت ہون تاکہ تمہارے دعوی کا جواب دون لیکن پہلے اقرار یہ کرو کہ اگر دعوی مین غلطی ہو تو کیا سزا دیجائے شاہزادہ نے کہا جو تعذیر ایسے گناہ کی تمہارے یہان مقرر ہو مجھے اُس سے انکار نہین ملکہ شرف افروز بانو نے کہا سخن مردان جان دارد شاہزادہ نے فرمایا بجشم تمام اہل شہر شیخ و شاب ادنی اور اعلی حیران تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ہمنے تمام عمر ایسا مقدمہ نہ دیکھا نہ سنا ملکہ شرف افروز بانو نے شاہزادہ سے کہا ای جوان آپ دعوی اپنا بیان کیجیے شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ شرف افروز بانو تم خدمت مین اپنے بادشاہ کی عرض کرو کہ مشتاق جمال بیزوال وسوختہ آتش فراق عرض کرتا ہی مخمس

مسکہ با طوق وفا بندگیت راکردم | کمن آزاد کہ آوارہ ازین باغ شوم
خود بگو تا بکجا در رہ شفقت پویم | قمری رنجیتہ بالم بہ پناہی گردم
تابکی سرکشی ای سرو خرامان ازمن

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ای جوان آیا کوئی گواہ بھی رکھتے ہو یا فقط زبان آوری پر یہ دعوی بنی ہی شاہزادہ نے فرمایا تم کس قدر گواہ چاہتی ہو ملکہ شرف افروز بانو نے کہا بموجب شرع محمدی دو گواہ کافی ہین شاہزادہ نے فرمایا تم دو گواہ کہتی ہو اور ہم اپنی صداقت دعوی پر چھ گواہ رکھتے ہین انمین تین گواہ پردہ نشین ہین انکا بیان پردہ مین ہوگا جب یہ شاہزادہ نے فرمایا رافع وارفع اور بہزاد مصور یہ سنتے ہی زرد ہوگئے اور خون خشک ہوگیا باہم تینون شخصون نے کہا خدا خیر کرے ایسا نہو کہ شاہزادہ ہمین گواہ قرار دے ورنہ مشکل ہوگی بہزاد مصور نے کہا سچ ہی ای رافع شاہزادہ ہمین ضرور گواہی مین طلب کریگا اور یقین ہی کہ ہماری عورتین بھی بلوائی جائینگی آئندہ حکم سے بادشاہ کے جو دربارۂ عشق و عاشقی جاری ہی اُس سے آپ خوب واقف ہین علاوہ اسکے جس امر سے ہم آگاہ نہین اُسکی کیا گواہی دینگے ارفع نے کہا سچ تو یہ ہی کہ یہ دیوانہ مہمان ہمارے سر پر ایک نہ ایک بلا ضرور نازل کرائیگا کاش ہم ملاقات ہی شاہزادہ کی نکرتے مگر اسمین بھی مجبور تھے کیونکہ ہمین خاص حضور معلی سے حکم پہونچا تھا کہ خبردار شاہزادہ مہمان کی خاطر و مدارات مین کوئی امر فروگذاشت نکرنا بہزاد مصور نے کہا تمکو تو حکم پہونچا تھا میری کیا شامت تھی کہ مین نے بے سبب بے وجہ ملاقات کی اگر تصویر کی خواہش تھی تو ایک تصویر دینے سے کیا جانتا تھا کہ مین غضب مین ناحق گرفتار ہو جاؤنگا ارفع نے کہا کہ امر شدنی سے کچھ بس نہین چلتا خیر چپ رہو جو ہونا ہوگا وہ ہوگا اب شاہزادہ کی

ہ دبکاری سنو القصہ شاہزادہ نے گواہون کا نشان دیا ملکہ شرف افروز بانو نے پوچھا تمھارے گواہ کہان ہین حاضر
کرو شاہزادہ نے فرمایا حاضر ہین بلکہ رات اور دن مین کسی ساعت مجھ سے جدا نہین ہوتے بلکہ ایسے ایسے شدائد مین مدد
کرتے ہین کہ مین اُنکا شکریۂ احسان ادا نہین کرسکتا ملکہ شرف افروز بانو نے کہا بلاؤ ہم دیکھین کہ کیسے وہ گواہ ہین
شاہزادہ نے فرمایا ای شرف افروز نادان عاشق صادق کے گواہ ہر وقت آستین مین موجود رہتے ہین آگاہ ہو
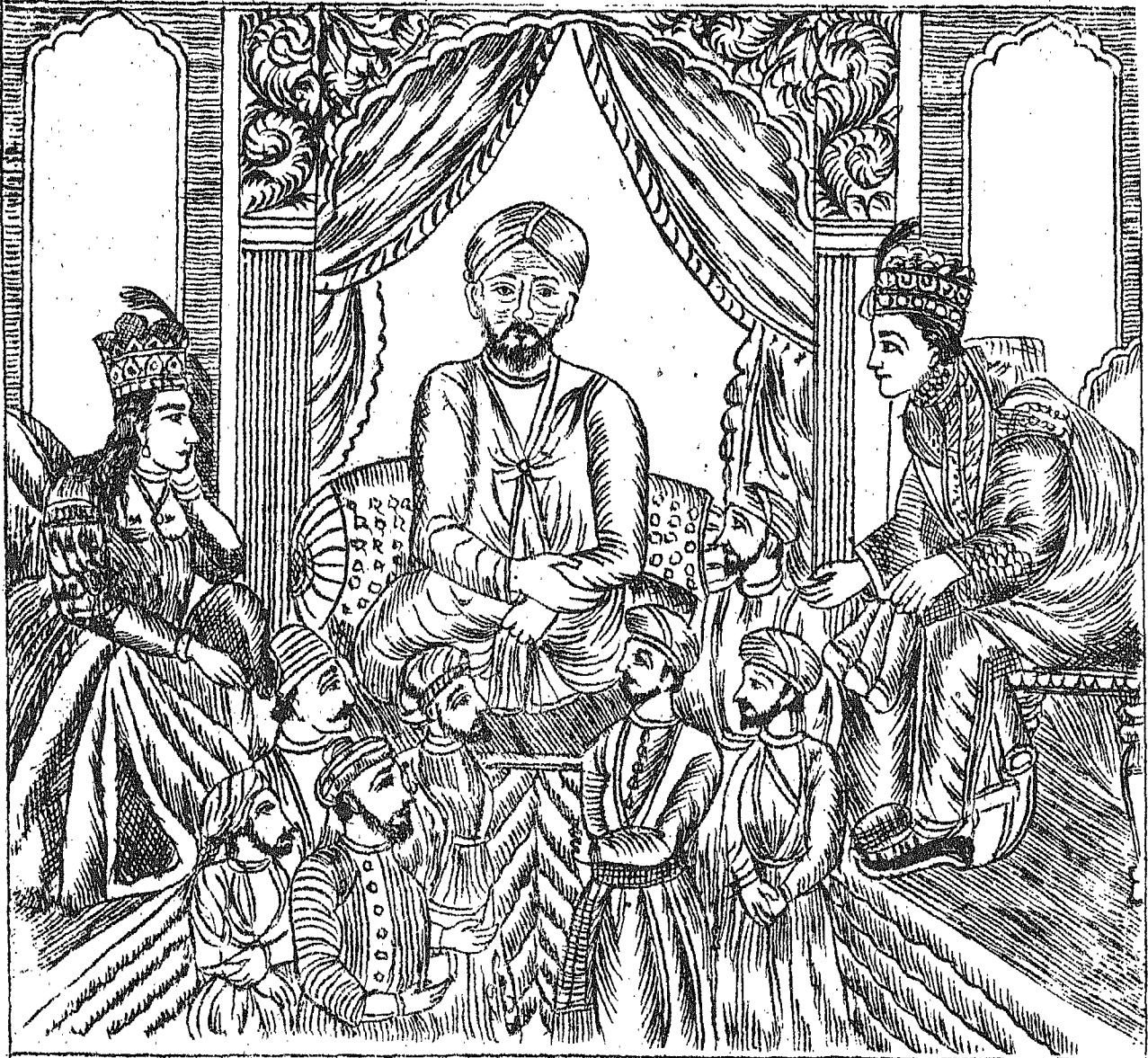
گواہ اوّل دل محزون گواہ ثانی جگر پر خون گواہ ثالث سینۂ پر غم یہ شاہدان پردہ دار ہین اور گواہ ظاہری چشم پرنم آہ سرد
رنگ زرد ہین بس یہ چھ گواہ رفیق و ہمدم ہین ملکہ شرف افروز بانو نے سرنیچا کرلیا اور دل مین شاہزادہ پہ ہزار ہزار

آفرین کی رافع اور ارفع اور بہزاد نے جب نام گواہون کے سُنے سبکی خاطرجمع ہوئی ورنہ عجب حال بدین گرفتار تھے ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ای جوان ذی شان دعوی تمھارا سچا اور گواہ تمھارے صادق و معتبر جانین یا جن لوگون نے تمھاری نسبت بوالہوسی و خیانت کی تہمت لگائی اُنکو یا یۂ اعتبار مین لائین اب تمکو بیان کرنا چاہیے کہ تمنے ہمارے بادشاہ کو کہان دیکھا ہی اور مفتون ہونے کی علت بتاؤ ہرچند کہ خلائق شہر نے عشق و عاشقی سے منع کیا اُسپر بھی تم اپنی حرکت دیوانگی سے باز نہ آئے اور عالم وحشت وجنون مین بادشاہ عالیجاہ کو کہان کہان بدنام کیا اگر لفظ مہانی تمھاری شان مین عاید نہوتی تو ایسے شخص رسوا کنندہ کا ہر پارچہ جسم ہر در شہر پناہ پر لٹکا یا جاتا فقط بنظر مہانی ہمنے مزاحمت نہین اور اب تک کوئی صورت صدق کلامی کی تمھارے بیان سے ظاہر نہین ہوئی شاہزادہ نے ناچار سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک ملکہ شرف افروز بانو سے بیان کی ملکہ شرف افروز بانو نے کہا کہ سب کہانی موقوف کرو فقط حال سیر چہارم کا بیان کرو کہ وہان کیا معاملہ پیش آیا شاہزادہ نے دل مین کہا کہ ملکہ شرف افروز بانو کو فقط حال ملکہ صبح دلکشا دریافت کرنا منظور ہی آخر الامر شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ شرف افروز بانو بیشک مجھسے یہ خطا ہوئی اور اپنی خطا سے منفعل ہون کسواسطے کہ بیت

چو تیرہ شود مرد را روزگار		ہمہ آن کند کش نیاید بکار

اب لللہ میری طرف سے اُس سرو چمن محبوبی سے عرض کرو کہ وہ بیچارہ کہتا ہی ابیات

نگہ این گنہ کرد خویش بہل سن از غیر تو روے بر تافتم	چہ شد جرم این خستہ بیچارہ دل ز جرمے کہ کردم سزا یافتم گناہم ببخشاے بہر خدا	نظر بار این سنگ برداشتہ ز ناز تو خون شد دل و جان من مرا باز مپسند از خود جدا	بحال تو کز دل خبر داشتہ ز افلاک بگذشت افغان من

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا اب ہم مجبور ہین کہ تم خود اقرار گناہ کرتے ہو بہر حال سزاے سخت تمکو دینا چاہیے شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ شرف افروز بانو رُباعی

ما ہمانیم و ہمہ مستی ہر روز ہمان مست بیا نہ بیان استم بگذار	نہ شب جمعہ شناسیم و نہ ماہ رمضان منکہ مستم چہ شناسیم حدیث بیان

الغرض اگر تمکو مجھے سزا دینا منظور ہی تو بس ۵

تعزیر منست آنکہ سرم بر دارند	از یار خودم لیک جدا نگذارند

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا عیاذًا باللہ تم ایسے صاحب آئینہ و بلند مکان کو ایسی تعزیر نہین ہوسکتی مگر ہان بیابان وحشت کو ضرور جانا ہوگا تاکہ اپنی سزاے اعمال کو پہونچو اور تھوڑا سا سرگردانی و پریشانی کا بھی مزا پاؤ شاہزادہ نے فرمایا مقامات مشکوے حیرت سے تا این مقام کیا کم ہی بدتر سے بدتر ہی مگر انصاف شرط ہی ملکہ شرف افروز بانو نے

کہا وہ مقام تمام مقامات گذشتہ سے جدا ہی جب وہان پہونچوگے تب معلوم ہوگا کہ کیا رنگ ہی شاہزادہ کو یقین ہوا کہ ملکہ شرف افروز بانو کو راہ بیابان وحشت سے مجھے نکالنا منظور ہی پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ملاقات کہان آخر ضبط نہو سکا بے اختیار رو دیا ملکہ شرف افروز بانو نے اُسیوقت اُس حالت گریہ مین شاہزادہ کو تخت پر سوار کرکے حکم دیا کہ اُنھین بیابان وحشت مین پہونچا دو حمالون نے تخت پر شاہزادہ کو سوار کیا اور روانہ ہوے یہانتک کہ کنارے بیابان وحشت کے لیجاکر تخت رکھدیا ملکہ شرف افروز بانو بھی ساتھ تھی شاہزادہ کو سمجھاتی تھی کہ اے شہریار کچھ معاملات چند در چند ایسے ہین کہ مفصل مین خدمت عالی مین گذارش نہین کرسکتی آپ بجاے خود غور فرمائیے کہ طریقہ محبت مین ایسی خطاے فاش تمسے ہوئی ہی جسکے عوض جو سزا سے سخت تمکو دیجاے بجا ہی کہ خداوند کریم بھی مجرم کو جبتک سزاے جرم نہین دیتا بہشت نہین عنایت فرماتا شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ شرف افروز بانو

لایق قتل ہین اور قابل تلوار ہین ہم	ہان میان سچ ہی کہ ایسے ہی گنہگار ہین ہم

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا فضل خدا شامل حال چاہیے آپ گھبرائیے نہین انشاء اللہ تعالی عنقریب آپ اپنے مدعاے دلی کو پہونچیگا اور رو دے مقصود آئینۂ مراد مین جلوہ گر دیکھیے گا ہمارے بادشاہ نے کہ ظل اللہ ہی تمکو بیابان وحشت مین بھیجا ہی تاکہ تمھارے رگ و پے سے جرم و گناہ صاف ہوجائین اور سوا اسکے اور ایک یہ حال ہی کہ مین زبان سے نہین کہ سکتی بلکہ یہ آیۂ کریمہ دال ہی وان منکم الا واردہا ہر حال فریاد و فغان کو موقوف کیجیے اور رضاے الٰہی پر شاکر رہیے دیکھیے پروانہ کو کہ عشق شمع مین کسطرح خاموش جل جاتا ہی کہ آواز بھی نہین نکلتی بس بیت

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو	جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو

مخمس

فغان بجرم این انجمن نمی شاید
نشست چشم تعلق ز کاینات بپوش

صد از گذشتہ این تیغ بر نمی آید
چو گشت دست تہی از دامن ہوس کوتاہ
چو یافتی بسر ایردہ تجلی راہ

اگر شراب وصالت بکام دل باید
بیا بعشق رسی در حریم خلوت شاہ
جمال یار ببین شراب وصل بنوش

اگرت ہواست کہ ساقی جمال بنماید
دلت ز جلوۂ معشوق چونکہ شد آگاہ

سوا اسکے آپ کیون اسطرح کوشش کرنے کو بدل و جان مین بھی موجود ہون آپ مطمئن رہین شاہزادہ نے ملکہ شرف افروز بانو کے حق مین دعاے خیر کی اور کہا اے ملکہ شرف افروز بانو واللہ جو امر کہ مجھسے سرزد ہوا محض بے اختیاری سے ہوا میرا قصور کچھ اسمین نہین ہی آیندہ تمھارے بادشاہ کو میری ہلاکت اور تکلیف کا اختیار ہی بیت

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے

بعد ازان ملکہ شرف افروز بانو رخصت ہوئی اور شاہزادہ معز الدین بیابان وحشت مین داخل ہوا

راوی یہان داستان شاہزادۂ معز الدین کی موقوف رکھتا ہی اور حال

ملکہ نوبہار گلشن افروز بنت سلطان شمسون مہر طلعت گذارش کرتا ہی

واضح ہو کہ معشوقہ شاہزادہ معزالدین ملکہ نوبہار گلشن افروز بنت سلطان شمسون مہر طلعت پریزاد حکیم قسطاس الحکمت کے عجائبات کی بادشاہ ہی اور سلطان شمسون مہر طلعت بن سلطان قیصر نوس جنی پردہ قاف مین ایک بادشاہ عالیجاہ صاحب حشمت و اقتدار ہی جیسا کہ حال اسکا برج جوزا مین نجمۂ عاقلہ کی زبانی سنا ہی جبکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز ملکہ ادقیہ ماہ رخسار کے بطن سے پیدا ہوئی سلطان شمسون مہر طلعت ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت مین لے گیا کہ حکیم کو تمام پریزاد بوجہ علم و عمل کے اپنا ہادی و پیشوا جانتے ہین بنا بر اسکے کہ من کان للہ حکیم ہزارہا جن علم و حکمت مین شاگرد ہین انھین مین سلطان قیصر نوس جنی و شاہزادہ شمسون مہر طلعت اور وہ چارون بھائی حقیقی شاہزادہ شمسون مہر طلعت کے شاہزادہ مہرون وغیرہ بھی حکیم صاحب کے شاگرد ہین بقدرت خداوند قدیم محبت ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خود بخود حکیم صاحب کے دل مین ایسی پیدا ہوگئی کہ حکیم صاحب نے فرزند اپنا قرار دیکر جب طالع اسکے دیکھے معلوم ہوا کہ ایسے طالع کسی خاکی و آتشی کے نظر سے نگذرے اور تزویج مین برج جدی و مشتری کو نہایت قوی پایا اس شکل سے یقین ہوا کہ یہ دختر پریزاد کسی آدم زاد قوم سادات صاحب تیغ و علم سے منعقد ہوگی کیونکہ برج جدی خاکی ہی وہ دلیل قوی ہی غرضکہ حکیم صاحب نے سلطان شمسون کو اس امر سے آگاہ کیا کہ اس لڑکی کا کسی آدم زاد عالی خاندان و والا نسب سے نکاح ہوگا بلکہ شاہزادہ شمسون مہر طلعت کو اپنی دختر کا عقد غیر جنس مین ہونا بالطبع ناگوار گذرا جب حکیم صاحب نے اس آدم زاد یعنی زوج ملکہ کی عالی خاندانی اور فضیلت و علم و دانش کا تذکرہ کیا بس سلطان شمسون مہر طلعت کی خاطر جمع ہوئی القصہ جب ملکہ نوبہار گلشن افروز سن تمیز کو پہونچی حکیم صاحب نے خود تمام علوم و کارگذاری کا درس دیا چند روز مین وہ ماہ زاید النور تیزی فہم و ذکا مین کمال طاق بلکہ شہرۂ آفاق ہوئی اور تلاوت قرآن مجید اس لہجہ سے کرتی تھی کہ اکثر پریزادان قاف مشتاق ہوکر آتی تھین اور قرآن سنتی تھین حکیم صاحب نے جب طبیعت ملکہ کو مائل بسیر باغ دیکھا طلسم قدیم مین ارسطو کے آگے کہ جیسکے خود دارو غہ تھے اسسے بادشاہ کیا لیکن قدیم و جدید طلسم کا حال جس وقت شاہزادہ نادرہ راز دار کے قصر مین پہونچے گا مرغ اسرار کی زبانی معلوم ہوگا یہان بیان کی کیا ضرورت ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز فلک اعظم مین جو شہر علیین مشہور ہی اور اسکے قلعہ کو عریضہ کہتے ہین فرمانروائی کرتی ہی ملکہ کا وہی شہر علیین دار السلطنت بنی ہی اس عرصہ مین شاہزادہ معزالدین نے حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات کی حکیم صاحب نے جو علامتین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے شوہر کے طالع مین دیکھی تھین وہ سب شاہزادہ معزالدین مین پائین انکو یقین واثق ہوگیا کہ یہی مرد زوج ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ہے شوہر ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ شمسہ تاجدار کا ہمشکل ہونا یہ ایک امر اتفاقی ہی جب شاہزادہ معزالدین مرحلہ اول

طلسم یعنی باغ عشرت مین داخل ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حسب الحکم شاہزادہ سے ملاقات کی اور شاہزادہ بسبب کیفیت
طلسمی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے عشق مین ایسا مبتلا ہوا کہ مطلق ہوش نرہا اگرچہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بھی طبیعت کا
ایسا ہی کچھ حال ہوا کیونکہ شاہزادہ بھی حسن وجمال مین سحر سامری کا نمونہ تھا لیکن اُسنے بوجہ شرم وحیا کے خودداری
کو کام فرمایا بعد ایک ہفتہ کے حسب ایما حکیم صاحب کے باغ سے بے اطلاع چلی آئی مگر حکیم صاحب کا منشاء اس امر سے
یہ تھا کہ شاہزادہ بسبب ملکہ کے تلاش ملکہ مین تمام مرحلات طلسم دیکھیگا اور ہیئت افلاک سے باخبر ہوگا دوسرے اس
ضمن تلاش مین شاہزادہ کی ہمت عالی وثابت قدمی بھی معلوم ہوجائیگی ناگاہ طلسم آفتاب مین میلان طبیعت
شاہزادہ کا ملکہ صبح دلکشا سے پایا گیا جب یہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سُنا اُسکو سخت ناگوار گذرا حتی کہ اُسی
برہمی مزاج کے سبب سے ایک حیلہ وبہانہ پیدا کیا اور باین محبت والفت طریقہ شوخی وناز کو شاہزادہ کے ساتھ برتتی
تھی ہرچند کہ شاہزادہ سے زیادہ تر درد مفارقت مین بیقرار رہتی تھی اور بحکم ملکہ تھا کہ کوئی اہل صحبت بجز ذکر شاہزادہ
کے دوسرا ذکر ہمارے سامنے نکرے لیکن پھر مصلحتاً بحسب ظاہر کوئی علامت محبت والفت کی چہرہ سے ظاہر نہوتی تھی
اسیوجہ سے ملکہ نے واسطے دفع ملال اور امتحان طبیعت شاہزادہ کے بیابان وحشت مین شاہزادہ کو بھیجا اور دو نفر
جن واسطے دریافت کرنے حالات مخفی کے مقرر کیے کہ وہ مثل کراماً کاتبین کے خبر ملکہ کو دیتے ہین القصہ ایک روز ملکہ
نوبہار گلشن افروز اپنے محل مین مسند زرنگار پر رونق افروز تھی اور اُسوقت پریزادان صاحب جمال مثل نادرہ زمانہ
اور شرف افروز بانو دایۂ ملکۂ عالم اور بدیع الجمال وعدیم المثال وروح افزا ومحفل افروز وانجمن آرا وماہ طلعت
وماہ پیکر وحورَوش وحورلقا وغیرہ کے حاضر تھین اور ان تمام نازنینان مذکور کو علی قدر مراتب خدمت مین ملکہ کے
اور پریزادون کی نسبت مراتب قرب زیادہ تر حاصل ہے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے ملک کی پردۂ قاف مین سے شاہزادی
ہے ناگاہ اُس گرمی صحبت مین شاہزادہ معزالدین کا ذکر درمیان آیا شرف افروز ملکہ کی دایہ نے شاہزادہ کے
کمال وجمال وجرأت وہمت کی حد سے زیادہ تعریف کی اہل محفل کو بھی تعریف آدمزاد کی جرات ہوئی اتفاقاً اُسوقت چھوٹا
بھائی ملکہ نوبہار گلشن افروز کا شارون بن شمسون بھی بہن کی ملاقات کو آیا تھا اُسنے جب حال شاہزادہ کی بہادر
اور دلاوری کا سُنا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا اے خواہر اگرچہ آدم زاد کے دلیر وشجاع ہونے مین شک نہین ہے
مگر نہ اسقدر کہ بعض انسانون نے دیو یا غول کو ہلاک کیا یہ امر کسی طرح قیاس مین نہین آتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
ملکہ شرف افروز بانو سے فرمایا اے دایہ شارون سچ کہتا ہے البتہ مجھے بھی آدم زاد کے دلیر ہونے مین شک ہے بہر کیف شاہزادہ
کا امتحان کرنا چاہیے شرف افروز نے کہا حضور کو اختیار ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سات نفر دیو واجب القتل
زندان خانہ سے بلواکر فرمایا کہ مجھے ایک آدم زاد کی شجاعت کا امتحان منظور ہے تم جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیسا بہادر دلیر ہے اور
بھی کچھ اُنکے کان مین چپکے سے کہا اور دو پریزادون کو انکے ہمراہ کیا وہ دیو ایک طرف روانہ ہوے

بالفعل حال شاہزادہ معزالدین کا بیان کرنا ضرور ہی

کہ اُس گرفتار جام محبت کو جو دشت دہشت مین بھیجا تو اُسپر کیا مصیبت گذری ہرچند باطن مین شعلۂ محبت شاہزادہ کا سینہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہر روز مشتعل ہوتا جاتا ہی الا اظہار حال دل اپنا کسی محرم راز سے بیان نہین کرتی قصہ کوتاہ جب شاہزادہ نے بیابان دہشت مین قدم رکھا چند قدم کے بعد ایک دفعت بلاخیز نظر آیا شاہزادہ نے جب وہ صحراے پُرآفت دیکھا تمام جسم مثل بید لرزنے لگا اور ہوش و حواس کہان رہے لیکن تہ درویش بجان درویش بغیر کیے چارہ کار نظر نہ آیا بہرحال راہ دشوارگذار کو طی کرتا تھا اور کہتا تھا ؎

آخر ترحمے کن دیوانہ بلا کم	ای خار دشت محنت ما ہم برہنہ پایم

آخر بعد چند قدم کے تشنگی کا غلبہ ہوا بہزار محنت و مشقت کشان کشان ایک چشمہ پر پہونچا لیکن پانی اس چشمہ کا نہایت غلیظ و سیاہ تھا شاہزادہ نے باوجود اس تشنگی کے وہ پانی نہ پیا اور آگے بڑھا جب کہین پانی صاف بہم نہ آیا آخر بمجبوری چاہا کہ اُسی آب غلیظ سے رفع تشنگی کرے کہ دفعتہً شاہزادہ از خود رفتہ ہوگیا اور ایک کھیت پر پہونچا کہ اُسمین بیگن پھلے تھے شاہزادہ نے اُس عالم جنون مین اُسمین سے دو چار بیگن کچے توڑ کر کھائے بوقت عصر چند زنگی سیاہ رو ایک طرف سے وہان آئے اور شاہزادہ سے کہا کہ یہ بیگن ہمارے کھیت سے بے اجازت تونے کیون توڑے شاہزادہ نے عالم محویت مین ایک لکڑی سے اُنکو ایسا مارا کہ دس حبشی جان سے مرگئے اور باقی بھاگ گئے شاہزادہ کو پھر غلبہ تشنگی کا ہوا اور تلاش مین پانی کے شام تک سرگردان رہا آخر شام کو ایک چشمہ ملا کہ پانی اُسکا نہایت صاف شیرین تھا شاہزادہ نے خوب پانی پیا اور کنارہ اُس چشمہ کے آرام کیا بعد ایک ساعت کے خود بخود مزاج اصلاح پر آگیا دل مین کہا کہ خداوندا یہ کیا خواب تھا کہ جسمین بیگن کھائے اور حبشیون سے لڑائی ہوئی اور پھر کچھ نہین اگر بیہوشی مین یہ ہوتا تو ہاتھ پاؤن مین ضرور کسل ہوتا مگر اب تمام اعضا مین آگے سے زیادہ طاقت ہی واقعی یہ بیابان آفت خیز و وحشت انگیز ہی لیکن تعجب کا مقام ہی کہ ہمکو براے امتحان یہان بھیجا مگر خیر مصرعہ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد۔ آخر تمام روز اسی حال مین گذارا رات کو ایک طرف سے چند مشعلین روشن آتی معلوم ہوئین جب قریب وہ روشنی پہونچی دیکھا ایک لڑکا گیارہ بارہ برس کا تخت پر سوار آیا اور ایک صفہ پر اُس چشمہ کے فرش شاہانہ بچھوا کے وہ لڑکا بیٹھا اور چند رقاص وغیرہ بھی حاضر ہوئے آخر اُس لڑکے نے حکم ناچ ہونے کا دیا شاہزادہ پوشیدہ تماشا دیکھ رہا تھا اور کہتا تھا اس صحراے ویران مین یہ سامان کہان سے آیا اور یہ لڑکا کون ہی آخر جب وہ ناچ گانا موقوف ہوا اور ملازمون نے دسترخوان بچھایا اُس لڑکے نے پہلے چارون طرف بغور دیکھا اور ملازمون سے کہا اس کھانے مین مہمان کی بو آتی ہی تلاش کرو کہ کوئی مہمان اس بیابان مین ضرور ہی ملازمون نے بعد تلاش بسیار شاہزادہ کو دیکھا اور آقا کے سامنے لے گئے اُس طفل نے

شاہزادہ کو مؤدب سلام کیا اور کہا ای شہریار آپ یہان تشریف رکھین اور ہمسے ملاقات نہو یہ خلاف شان اخلاق حضور سے ہی شاہزادہ نے فرمایا ای برادر مین تمھارے حال سے واقف نہین کہ تم کون ہو دوسرے مہمان ناخواندہ خدا کے گھر مین کبھی نہین جاتا اُس طفل نے کہا مین آپکا ملازم ہون آپ اپنے حال خیریت مآل سے آگاہ فرمایئے کہ آپ یہان کیونکر تشریف لائے شاہزادہ نے فرمایا اگر میرا نسب دریافت کرتے ہو تو مین ممالک مغرب کا شاہزادہ ہون اور اگر شغل اوقات کو پوچھتے ہو تو مین خود اپنے حال مین ایسا مبتلا ہون کہ دُنیا و مافیہا کی خبر نہین بعد استفسار بسیار اپنی حقیقت گذشتہ اُس طفل سے بیان کی اسنے کہا کہ ای شہریار شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ شاہزادہ نے پوچھا تم کون ہو اسنے کہا کہ قوم پری نژاد کا بادشاہ ہون لیکن ہم بموجب اپنی رسم کے ابتداے ملاقات مین حال اپنا بیان نہین کرتے آیندہ جب ملاقات ہوگی تو ہم کیفیت بیان کرینگے شاہزادہ خاموش ہو رہا الغرض شاہزادہ نے اُس طفل کے ساتھ کھانا کھایا اور رات شغل مےنوشی مین گذری قریب صبح شاہزادہ نے آرام فرمایا اور طفل اپنے خوابگاہ مین گیا صبح کو جب شاہزادہ بیدار ہوا تو کسی کا نشان نہ ملا صرف وہی بیابان ویران نظر آیا اور پھر تشنگی کا غلبہ ہوا جب کنارہ چشمہ کے گیا تو پانی کہ پاک و صاف تھا اُسے پھر سیاہ و غلیظ دیکھا آخر لاچار بقدر ضرورت کچھ پانی پیا اور پھر وہی نوبت جنون کی آئی یکایک ایک ہرن مثل گھوڑے کے سامنے سے نظر آیا شاہزادہ نے کہا واہ کیا خوب گھوڑا خدا نے دیا ہے مین اسپر آج ضرور سوار ہونگا جب ہرن قریب آیا شاہزادہ بےتکلف سوار ہو گیا ہرن نے دو تین ساعت کے عرصہ مین تیس فرسخ راہ طی کی اور شاہزادہ کو مطلق تکان معلوم نہوئی غرض عصر کے وقت وہ ہرن ایک مقام پر پہونچا کہ زمین وہان کی نہایت صاف اور مدور تھی اور چند فقرا جمع تھے شاہزادہ بھی پشت ہرن سے اُترا اور اس مجمع فقرا مین گیا دیکھا تو ایک شخص بلباس درویشی ایک پتھر پر تکیہ کیے بیٹھا ہے اور باقی فقر اگرد و پیش جمع ہین اور کھانا کھا رہے ہین اور ایک محافہ بھی رکھا ہے اور ایک جوان ہاتھون مین مہندی لگائے قریب محافہ کے بیٹھا ہے شاہزادہ نے بآواز بلند اُن فقیرون کو سلام کیا کسی فقیر نے سلام کا جواب تک نہ دیا شاہزادہ کو اس وجہ سے کہ اُن لوگون نے جواب سلام ندیا نہایت غصہ آیا اور اُن فقیرون کو لکڑیان مارین افسر درویشون کا شاہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی ای دلاور ہمسے تمھارا کیا مطلب ہے شاہزادہ نے فرمایا بھوکے ہین اور سوا اسکے جواب سلام ندینا کس مذہب مین ہے وہ درویش چپ ہو رہا اور سب فقیر کھانے سے دست بردار ہوئے شاہزادہ نے دس فقیرون کا کھانا بخوشی تمام نوش فرمایا بعد اسکے اُس مرشد سے پوچھا کہ تمھاری کیا قوم ہے اور یہان کسواسطے جمع ہوے ہو اور محافہ مین کون ہے درویش نے کہا ای جوان مرد یہ بات کہنا دشوار ہے جب ہمارے تکیہ مین تشریف لیچلیےگا تو ہم اپنی حقیقت بیان کرینگے شاہزادہ نے کہا مین تمھارے ساتھ کیون جاؤن جو تمکو کہنا ہو یہین کہو درویش نے کہا ای جوان یہ سامنے جو پہاڑ نظر آتا ہے اُسپر ایک دیو خونخوار رہتا ہے ہم اُسکے خوف سے اپنا حال نہین بیان کرسکتے شاہزادہ نے کہا اگر پہاڑ پر دیو رہتا ہے تو پھر کسواسطے یہان آئے

اور جب یہان آگئے ہو تو پھر خوف کرنا ناحق ہی فقیر نے کہا حسب ضرورت ہم یہان آئے ہین شاہزادہ نے فرمایا کیا ضرورت ہی
بیان کرو درویش نے کہا ای جوان نام میرا درویش مدش ہی شاہزادہ نے چونکہ ایسا نام اپنے ہوش مین کبھی نہین سنا تھا فرمایا
یہ نام ہمکو پسند آیا لہذا یہ نام ہمکو دے اور اپنا اور نام رکھ لے درویش بیچارہ خاموش ہو رہا شاہزادہ نے ایک تپانچہ
گلے پر فقیر کے مارا اور کہا او مردک تو نے کیون میری بات کا جواب نہ دیا درویش نے کہا یہی جواب ہی کہ نام اپنا ہم اور
رکھ لینگے شاہزادہ نے فرمایا یہ نہ بتایا کہ یہان کسواسطے آنا ہوا درویش نے کہا ہمارے یہان کا یہ رسم ہی کہ نکاح اسی جا
ہوتا ہی اور کہین نکاح درست نہین ہی لیکن اب ہمارا یہان رہنا زیادہ تر خرابی کا باعث ہی اور وقت مقررہ سے دو تین
ساعتین زیادہ گذر گئین اب یقین ہی کہ دیو ناپاک عروس کو لیجائیگا اور خدا جانے اسکا کیا حال کریگا اسی واسطے ہم نکاح مین
جلدی کر رہے ہین کہ قبل وقت مقررہ حد سے اُس دیو کی نکلجائین الانتظار آنے سے ہمارے کام مین عرصہ ہو گیا شاہزادہ
نے فرمایا بارک اللہ پہلے عروس کو ایک نظر مجھے دکھا دے پھر اپنے فعل کا اختیار ہی درویش نے کہا یہ دستور کس ملت و مذہب
مین ہی کہ عورتین غیر مرد کے سامنے ہو جائین شاہزادہ نے فرمایا جبکہ ہنوز عقد نہین ہوا پھر اُسے سامنے ہونے مین کیا تکلف
ہی اور اگر تم بخوشی نہ دکھاؤ گے تو مین جبر سے دیکھ لونگا بعد ازان پھر ایک نفر کو بھی تم مین سے زندہ نہین رکھونگا اور
اُس وقت شاہزادہ کو ایسا اپنی قوت پر گمان تھا کہ رستم و افراسیاب کو بھی ہیچ و پوچ سمجھتا تھا درویش سمجھا کہ یہ دیوانہ
ہی کسی صورت سے باز نہ آویگا ناچار پردہ محافہ کا اُلٹ دیا اور صورت عروس کی دکھا دی شاہزادہ نے جب عروس
کو دیکھا کہ نہایت ہی سیاہ ہی کہا کہ اس عروس سے ہم خلوت ابھی کرینگے درویش بولا ای جوان ہم داماد کو اپنے کیا جواب دینگے
شاہزادہ نے کہا تیرا داماد کون ہی درویش نے کہا جسکے ہاتھون مین مہندی لگی ہی شاہزادہ نے درویش کے داماد سے پوچھا
تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجنون شاہزادہ نے اُس مرشد فقیر سے کہا تیرا نام ہمنے تجھے دیدیا اب ہم تیرے داماد کا نام رکھینگے
بعد اسکے درویش کے داماد سے کہا ای مرد ہم اور تو باہم زور اور قوت مین امتحان کرین جو غالب ہو وہ عروس کو لے آخرکار
لکڑی لیکر داماد فقیر پر حملہ کیا درویش یعنی عروس کا باپ درمیان مین آگیا اور اُسنے بمنت وزاری دست بستہ کہا ای جوان
برائے خدا اس خیال بیہودہ سے باز آؤ شاہزادہ نے فرمایا ہرگز شدنی نہین کہ مین عروس سے دست بردار ہون ناگاہ
اوج ہوا سے اُس دیو نے آواز دی کہ ای برگشتہ بدقسمتو تمنے اسقدر توقف کیا کہ ساعت مقررہ گذر گئی یہ کہکر عروس کو مع محافہ
پہاڑ پر اُٹھا لیگیا تمام درویش بالاتفاق نوحہ وزاری کرنے لگے شاہزادہ نے اُنکی تشفی خاطر کی اور فرمایا مین اسیوقت
عروس کو قید سے دیو پلید کے نجات دیتا ہون آخر وہی لکڑی ہاتھ مین لیکر کوہ کی جانب روانہ ہوا فقیر بھی روتا ہوا ہمراہ
ہو لیا جب زیر کوہ پہونچا درویش نے کہا ای جوان فقط اس لکڑی سے دیو کا مقابلہ کیونکر کریگا شاہزادہ نے فرمایا
تماشا دیکھو کہ خدا کیا کرتا ہی کہ ناگاہ دیو نے بھی پہاڑ پر سے دیکھا کہ تمام خویش و اقارب عروس کے زیر کوہ جمع ہین آخر دیو
باحربہ دار شمشاد زیر کوہ آیا اور کہا او فقیرو تم ایسے جری ہوے کہ میرے مقابلہ کے واسطے آئے بعد اسکے وہی دار شمشاد سر

شاہزادہ کے لگائی شاہزادہ نے بچالا کی ضرب دیو کی بچا کے وہی لکڑی دیو کے سر پر ماری کہ دیو کا بھیجا ناک سے گر پڑا
اور واصل جہنم ہوا بس شاہزادہ کا یہ کار نمایان دیکھہ کے سب اُسکے قدمون پہ گرے اور کہا کہ ای جوان بے شُبہہ تو کوئی ملایک
سے ہی شاہزادہ نے عروس کے باپ سے کہا کہ اب تجھے کیا عذر باقی رہا مناسب ہی کہ اب جلد اپنی دختر کا مجھہ سے عقد کر دے
تاکہ تیرے ہی سامنے زفاف ہو جائے درویش نے کہا ای جوان شوہر عروس کا میرے بھائی کا فرزند ہی اور مدت سے
اس عورت کا عاشق ہی آپ حال پر اسکے رحم کیجیے اور عروس سے دست بردار ہو جیے ورنہ یہ اس غم مین جان سے گذر جائیگا اور
لڑکی الگ مر جائیگی آپکے ہاتھ کچھہ نہ آئیگا اور اگر خدا ترسی سے چھوڑ دیجیے گا تو یہ مظلوم آپکے حق مین دعاے خیر کریگا بعد ازان میرے ساتھ تکیہ
پر چلیے وہان عروس کی اور ایک بہن نہایت خوبصورت ہی مین آپ کا اس سے عقد کر دونگا شاہزادہ نے فرمایا اُسکا
اپنے داماد کے ساتھ عقد کر دینا مین اسی عورت کا خواہان ہون اس گفتگو مین وقت نماز عصر آگیا اور وہی تشنگی موافق معمول کے
معلوم ہوئی شاہزادہ نے درویش سے پانی مانگا درویش نے کہا کہ آب شیرین پہاڑ پر ہی شاہزادہ تلاش مین پانی کے پہاڑ
پر تشریف لے گیا فقیرون نے جب فرصت پائی بخوف جان بے تحاشا بھاگے شاہزادہ نے ایک چشمہ آب شیرین نہایت
صاف و پاک پاکر پانی نوش فرمایا بمجرد پانی پینے کے وہ حالت دیوانگی فوراً جاتی رہی اور حالت روز گذشتہ یاد آنے لگی
اپنے حرکات پر نہایت منفعل ہوئے اور فرمایا استغفر اللہ اُن بیچارون فقیرون نے میرا کیا کیا تھا کہ مین نے اُنکو مارا
اور خداوند کریم نے تجھے اُس عورت سے خوب بچایا ورنہ جب مجھے ہوش آتا ضرور مین اپنے کو ہلاک کرتا شکر خداوند کارساز
کا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا کوئی ملازم موجود نہ تھا اور اُس روز کھانا کس قدر مین کھا گیا اور پھر پیٹ نہ بھرا خیر جو ہوا
سو ہوا مگر اب ایسے حرکات ناشایستہ کا خیال رکھنا ضرور ہی اس اثنا مین پہاڑ پر ایک طرف کو ایک دروازہ پتھر کا دکھائی دیا
شاہزادہ اُس دروازہ مین داخل ہوا وہان ایک باغیچہ چھوٹا مثل پائین باغ کے دیکھا اور چند مکان بھی خوش ترکیب
وہان تھے شاہزادہ کو اُس وقت اشتہا خوب تھی کچھہ میوہ اُس باغ کا نوش فرمایا ناگاہ ایک حجرے سے آواز درد ناک
آئی کہ کوئی بندۂ خدا ہاے ہاے کر رہا ہی شاہزادہ اُس حجرے مین گیا دیکھا ایک نازنین پریزاد چھت مین لٹکتی ہی کسی نے
بالون کو اُسکے باندھہ کے لٹکا دیا ہی اور وہ بے اختیار نالہ و زاری کر رہی ہی شاہزادہ اُس مظلومہ کو وہان سے کھول لایا اور
اُس سے کہا کہ اپنی حقیقت بیان کر اُسنے کہا ای جوان والا شان مین پریزاد ہون نام میرا مرجانہ پری اور مان میری
ملک ریحان نگار کی بادشاہ ہی جو کہ قلعہ دوم قاف کے مضافات سے ہی قضاے کردگار مین ایک روز اپنے ملک سے
واسطے شکار کے نکلی یہ دیو مردود زبردستی مجھے اس باغ مین لے آیا شاہزادہ نے پوچھا دیو کا نام کیا ہی مرجانہ پری نے کہا
نام اُسکا قشوار خنزیر دندان اور عرف سیلاب ہی ایک روز عالم اختلاط مین دیو نے کہا ای نازنین مین تجھ سے ہم بستر ہونا
مین نے جواب صاف دیا اُس ولد الزنا نے دیکھا کہ یہ پریزاد راضی نہین ہوتی مجھے حجرے کی چھت مین باندھکر لٹکا دیا
اور طرح طرح کی ایذائین دینا شروع کین شاہزادہ نے فرمایا ای مرجانہ پری ایک دیو کو مین نے ہلاک کیا اُسکو

یہ نشانی اور علامت ہو مگر معلوم نہین کہ وہ سیلاب تھا یا اور کوئی مرجانہ نے کہا بلاشبہہ وہی ملعون تھا اب حضور اس مکان مین بآرام تمام تشریف رکھین اور چند کنیزین بھی موجود ہین الغرض وہ گئی اور دو چار ساعت کے بعد مع سامان شراب وکباب ورقص وسرود حاضر ہوئی جب شاہزادہ کا دماغ بادۂ ارغوانی سے گرم ہوا مرجانہ پری سے فرمایا ای مرجانہ پری بغیر موجود ہوئے اُس دل آرام کے یہ نشہ شراب ارغوانی میرے حق مین صدمہ روحانی ہی یہ کہا اور تصور ملکہ نوبہار گلشن افروز بندھا اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور کہا ؎

اگرچہ خنجر تو سے مرا علاج الم	خدا بہ تیغ تو خون مرا حرام کند
ہے تو بہار جلوۂ باغ و بہار حیف	گل خندہ رو بہ بیکسی ما ہزار حیف

اسی خیال مین تمام شب بسر کی قریب صبح گونہ غنودگی آگئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو زیر کوہ پایا اور اُس باغ وچشمہ کا کہین پتہ نہ ملا اور اُسی طرح پیاس کی شدت ہوئی بعد چند قدم کے پھر اُسی چشمہ سیاہ وغلیظ پر پہونچے اور حسب ضرورت بلا چارہ وہی پانی پیا اور وہی دیوانہ پن عود کر آیا یکایک دور سے چند درخت گنجان نظر آئے شاہزادہ وہان پہونچا مگر دل مین معًا خیال آیا کہ اس صحراے پرآفت و وحشت ناک مین سوائے ببول یا اندراین کے ایسے درختون کا ہونا عجب کا مقام ہو شاید کسی فقیر کا تکیہ ہوگا

نکلنا شاہزادہ کا بیابان وحشت سے اور پہونچنا میخانہ ہوش ربا مین

القصہ جب شاہزادہ قریب درختون کے پہونچا وہان ایک عمارت مختصر نہایت خوش قطع وفرحت افزا دیکھی اور اندر سے مکان کے اسطرح کی بوے خوش ومفرح دل ودماغ مین آئی کہ خود دماغ معطر ہوگیا اور ہزارہا زن ومرد شراب کے نشہ مین باہم خوش فعلیون مین مشغول تھے شاہزادہ نے ایک مرد سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہو اُسنے کہا اس مقام کو مے خانہ ہوش ربا کہتے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ مین بھی اس میخانہ مین جاؤن اُسنے کہا تجھکو کسنے منع کیا ہو شاہزادہ نے اولاً میخانہ مین قدم رکھا دیکھا ایک مکان دلچسپ وفرحت افزا آراستہ وپیراستہ ہو کہ جس کے در و دیوار سے بوے مشک وعنبر آرہی ہو اور سامنے دروازہ کے شاہ نشین ہو اُسمین تخت جواہر نگار پر ایک بڑھیا مرصع پوش بڑی عظمت وشان سے بیٹھی ہو اور داہنے بائین تخت کے چند طفلان خورشید طلعت ونازنینان ہوش ربا کہ جنکی عمرین زیادہ سے زیادہ چودہ یا پندرہ سال کی ہین لباسہاے نوزا اور زیورہاے گونہ گون سے آراستہ وپیراستہ اور جام ہاے بلورین اور شیشہ ہاے رنگین لیے ہوے صف بصف کرسی ہاے زرنگار ومرصع کار پر ہزار ہزار ناز وانداز سے بیٹھے ہوئے مے نوشی مین مشغول کر رہے ہین اور اُس بڑھیا کے آگے بھی چند صراحیان مے ارغوانی کی رکھی ہین جب اُس بڑھیا نے شاہزادہ کو دیکھا تخت سے کھڑی ہوگئی اور کہا ای مہمان عالی قدر تشریف لائیے اور دو ایک

جام مے گلفام کے نوش فرمایئے تاکہ کلفت راہ دور ہو اور آنکھون مین سرور ہو اور وہ آپ کثیف کہ حضور کی رگ
مین ہے دفع ہو شاہزادہ نے اُن نازنینون کی طرف بنظر غور دیکھا اور دل اشتیاق منزل مین یہ خیال گذرا کہ اگر
یہان کوئی مزاحم نہو تو ان نازنینون سے ایک دو نازنین زہرہ جبین کو واسطے خدمت و آرام جان کے ہمراہ لینا
ہے اس اثنا مین اُس ضعیفہ نے خود پوچھا کہ اے شہریار آیا انہین سے کوئی نازنین حضور کے منظور نظر ہے شاہزادہ نے
جواب دیا اے مادر مہربان ؎

اسیر عشقم و ہر کس مرا غلام کند — بگوش حلقہ دم از حلقہاے دام کند

اس بات سے شاہزادہ کی وہ نازنین خوب ہنسی ضعیفہ نے کہا ای جوانمرد تم میری صحبت کے لایق ہو شاہزادہ نے فرمایا خدا نکرے جو مین تیری صحبت کے لایق ہون ضعیفہ نے کہا مجھکو اس نظر حقارت سے نہ دیکھیے شاید آپ اس حال سے واقف نہین ہین ~~

چون نشینی پیش من این جملہ خدمت میکنند ‖ ور بگوئی بہر تو سامان عشرت سازند

شاہزادہ تخت پر پہلو مین اُس ضعیفہ کے جا بیٹھا اور فرمایا مادر مہربان مین تو تمھارا مہمان ہون جسقدر میری خاطرداری و مہمانی کروگی عین مہمان نوازی ہے ضعیفہ نے ایک جام شراب سوسنی رنگ شاہزادہ کو دیا شاہزادہ نے فرمایا عجب رنگ کی شراب ہے ضعیفہ نے کہا اس شراب کا کلفت انداز تام ہے جب حضور دو چار جام نوش فرمائینگے تب کیفیت سے اسکی مطلع ہونگے شاہزادہ نے چند جام نوش فرمائے اور اُس نشۂ شراب مین ہر ایک نازنین کو بہ نگاہ خریداری ملاحظہ فرمانے لگے اُس ضعیفہ کو جو یہ حال معلوم ہوا وہ وہان سے اور ایک مکان مین چلی گئی اور جاتے وقت کہا ای جوان ذی شان یہ سب آپکی کنیزین حاضر ہین جو خدمت فرمائیے گا بسرو چشم بجا لائینگی اور وہ لڑکے بھی ہمراہ ضعیفہ چلے گئے جب شاہزادہ اور پریزادین تنہا ہوئے شاہزادہ نے ایک کو بخواہش نفس اپنے پاس بلایا اُسنے عرض کی کہ مین ایک کار ضروری سے فارغ ہو کر حاضر ہوتی ہون شاہزادہ نے دوسری سے ارادہ کیا اُسنے بھی یہی عذر کیا جب زیادہ تر مصر ہوا ان نازنینون نے متفق اللفظ کہا ای جوان ہم آپکے پاس موجود ہین آپ اسقدر کیون اضطراب فرماتے ہین دن واسطے صحبت کے ہے اور رات عیش کے لیے شاہزادہ اُنکے کہنے سے خاموش ہو رہا مگر اُسوقت تقاضاے خواہش نفس سے حال غیر ہو گیا تھا آخر بہزار مشکل وہ دن تمام ہوا اور رات ہوئی وہ لڑکے شمع و چراغ مینا نہین مصروف ہوئے بعد روشنی کرنے کے چلے گئے جب چار گھڑی رات آئی اُن نازنینون نے بہ تکلف تمام دسترخوان بچھا کر شاہزادہ کو کھانا کھلایا اور ہر طرح کی خدمت بجا لائین شاہزادہ نے بعد انفراغ اکل و شرب پھر وہی تقاضاے خواہش نفس کیا اور فرمایا کہ اب تو رات ہے تم باوجود میری تکلیف و بیقراری کے جواب صاف نہین دیتی ہو حیلہ حوالہ کرتی ہو کہ ایکنے دوسری کو دیکھا اور زور سے قہقہہ مارا شاہزادہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہو گئین آخر ایک عورت سے دست درازی شروع کی ابھی فقط ہاتھ پائی کی نوبت آئی تھی کہ دوسری عورت پکاری آئی عودان تجھے یاد بھی ہے کہ تو نے مجھ سے کس چیز کا وعدہ کیا تھا واہ واہ بہت جلد بھولی عودان نے شاہزادہ سے کہا ای جوان مہمان میری خوشی ہے کہ پہلے اس عورت بے صبری کو لے کہ اس سے ایک دو لحظہ کا صبر نہین ہوتا بعد اسکے مین حاضر ہون شاہزادہ نے فرمایا مین پہلے پیچھے نہین جانتا عودان بولی مین نے جب تم یہان آئے ہو اس عورت بے صبری سے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ جوان خواہش کریگا تو مین بعوض اپنے اُسکو تجھے دونگی پس نصیبہ اسکا زبردست تھا جو اول حضور مجھ سے مخاطب ہوے لہذا مجھے ایفاے وعدہ کرنا واجب ہوا شاہزادہ کو اس حالت مستی مین یہ تمہید عودان کی سخت گران گذری لیکن جبراً و قہراً جدا ہو گیا اور دوسری نازنین سے صحبت کا قصد کیا کہ

اسی طرح اور ایک عورت ہو گی ای عجائب عودان نے تو اپنے قول کی وفاکی پر تجھے بھی اپنے قول کا کچھ خیال ہی یا نہین عجائب بولی ای بہن تمنے سچ کہا خاطر جمع رکھو ایسا نہین کہ مین تم سے خلاف عہد کرون ضرور وعدہ وفا کرونگی بعد اسکے شاہزادہ سے کہا ای جوان مجھے قسم ہی تیرے سر عزیز کی مین نے بھی یہی وعدہ اس عورت سے کیا ہی کہ مین اپنا حق تجھکو دونگی شاہزادہ نے فرمایا عجب تماشے کی بات ہی کہ مین تو اپنے حال مین گرفتار ہون اور تم مجھے ایک دوسرے کے حوالہ کرتی ہو عجائب نے کہا کہ جب تمھارے نزدیک ہم سب برابر ہین پھر تمکو کیا عذر ہی مین نہ سہی وہ سہی شاہزادہ منت سماجت سے عجائب کی چپ ہو رہا جب نازنین سوم سے عشرت کی نوبت آئی اُسنے بھی یہی فرمایش شاہزادہ سے کی اور کہا ای شاہزادہ برائے خدا میرے عوض جمعیت کے پاس تشریف لیجائیے ورنہ مین اپنی ہچشمون مین ذلیل ہونگی شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھ پریشان روزگار کو جمعیت سے کیا کام دوسرے مین کب تک ایک کو چھوڑون دوسری کو پکڑون اور اس کشمکش مین گرفتار رہون آخر ہزار دشواری شاہزادہ نے جب چاہا کہ اختلاط کرون تو اُس عورت نے دونون لاتین اس زور سے مارین کہ شاہزادہ معز الدین گر پڑا اور بیہوش ہو گیا

نکلنا شاہزادہ کشور کشا کا مینخانۂ ہوش رُبا سے اور داخل ہونا مقام مثال و شہر آئینہ داران مین

راویان اخبار شیرین بیان اس داستان حیرت نشان کو سماعت مین نکتہ سنجان ذی ہوش ودقیقہ رسان ہمہ تن گوش کے یون پہونچاتے ہین کہ جب شاہزادہ ہوش مین آیا اور مینخانہ ہوش رُبا کا نشان نہ پایا اور اپنے کو ایک صحرائے لق ودق مین ایک پل پر کھڑا پایا اور وہ پل مثل پل صراط دیکھا کہ دونون طرف اُس پل کے نشیب ہی کہ جسکا کہین پتہ نہین اور غار مین آگ کے شعلہ ایسے اُٹھتے ہین کہ فلک تک پہونچتے ہین اور تمام جہان کے سانپ اور بچھو وغیرہ جانوران موذی اُس آگ مین جلتے ہین اور وہ پل اسقدر تنگ ہی کہ ایک پاؤن کے سوا دوسرے کی گنجایش نہین اور طرفہ حیرت کی بات ہی کہ شاہزادہ بیچ مین پل کے تھا کہ جسقدر آگے جانے مین وقت تھی اُسی قدر واپس آنے مین وقت تھی شاہزادہ نے جب یہ تماشا دیکھا ایسا خوف غالب ہوا کہ آنکھین بند کر کے بیٹھ گیا اور بدن مثل بید کے کانپنے لگا اور کہا کہ خدا کا غضب نازل ہوا اُسپر جسنے مجھے اس بلا مین مبتلا کیا الٰہی تیری پناہ مصرعہ رُخ خار نیرزد بیچ درد سر ہم بیکایک اُس غار سے صدائے عجیب وحہیب کان مین آئی شاہزادہ نے جب بغور غار مین دیکھا تو کیا دیکھا کہ گراف خان اور زرنگار خان اور مثن گندہ بغل اور حامض خان وغیرہ پہلوان وسردار جو رُوسائے ارس کے محاربات مین اقبال شاہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوے تھے آتش سوزان مین جل رہے ہین اور ایسی فریاد دُہکار کرتے ہین کہ آواز رونے کی آسمان تک جاتی ہی شاہزادہ کو کمال تعجب ہوا آخر کار انکے شعلۂ آتش سے جسم مبارک شاہزادہ کو بھی گزند پہونچی اور اسکی حرارت سے ایک عرق سیاہ از سرتا پا جاری ہوا اور اُس پاس وہراس مین وہی آہو با فریب مرصع نگار شاہزادہ کے پاس آکر

موجود ہوگیا اور اشارہ کیا کہ میری پشت پر سوار ہو جیسے شاہزادہ فوراً پشت آہو پر سوار ہوا وہ ہرن چشم زدن مین بل کی
حد سے باہر ہوگیا اور ایک صحراے پربہار مین پہونچا شاہزادہ پشت آہو سے اُترکے سجدۂ شکر پروردگار بجا لایا اور
دل مین کہتا تھا کہ چند تماشے ایسے نظر سے گذرے ہین کہ تمام عمر یاد رہینگے مگر تکلیف بھی ایسی اُٹھائی ہی کہ تا دم مرگ نہ بھولیگی

بعد مردن زجفاے تو اگر یاد کنم ۔۔ از کفن دست برون آرم و فریاد کنم

لیکن خیر یہ بھی سب سہل ہی اگر ملال خاطر اُس ماہ کامل کا برطرف ہوا القصہ شکوہ و شکایت بیان کرتا ہوا طرف شہر روانہ
ہوا قریب شام دور سے سواد شہر معلوم ہوا شاہزادہ در شہر پناہ پر پہونچا اور چونکہ خستہ ہوگیا تھا اُسی مین بیٹھ گیا ایک شخص
باشندگان شہر سے شاہزادہ کے پاس آیا اور کہا اے شخص مجھے تیرے بشرے سے ثابت ہوتا ہی کہ تو غریب الوطن ہی کیا یہ
میرا گمان سچ ہی شاہزادہ نے فرمایا سچ ہی پس اُسنے مصافحہ کیا اور کہا دہ کیا خدا بسم اللہ میرے غریبخانہ کو نور قدم سے
منور کر شاہزادہ اُسکے ساتھ ہوا وہ مرد صالح اپنے مکان پر شاہزادہ کو لایا شاہزادہ نے مکان اُسکا نہایت صاف
آراستہ دیکھا جب شام ہوئی روشنی وغیرہ ہوئی مگر پیشانی اُس شخص کی ایسی روشن و تجلی تھی کہ مثل آئینہ کے اُسمین انسان کا
شبیہ معلوم ہوتا تھا بلکہ اُس شہر کے باشندے سب ایسے ہی تھے یہی سبب تھا کہ اُس شہر کے انسانون کو تمام خلایق پر فضیلت
دیتے تھے شاہزادہ نے نام شہر کا پوچھا اُسنے کہا اس مقام کو مقام مثال کہتے ہین اور اس شہر کو شہر آئینہ داران مشہور
کرتے ہین اور داروغہ بیان کا مرفوع بلند مکان ہی شاہزادہ نے پوچھا والی شہر کون ہی اُسنے کہا جو شہر کرسی اور رکن عجایبات
کا والی ہی وہی یہان کا بھی حکمران ہی اور مین ملک مرفوع کے خزانہ کا ارشد تحویلدار ہون شاہزادہ نے وہان جسکو دیکھا اُسکی
پیشانی آئینہ سان منور تھی شاہزادہ متحیر تھا اور کہتا تھا یخلق ما یشاء الغرض جب آدھی رات گذری اور اکل و شرب
سے فارغ ہوے ارشد نے تذکرہ کیا کہ پرسون خلایق شہر جلوہ گاہ خاص مین جمع ہونگے اگر آپکو بھی تماشا دیکھنا ہو تو میرے
ساتھ تشریف لیچلیے گا شاہزادہ نے کہا اول بیان کرو کہ جلوہ گاہ خاص و عام کون مقام ہی اور اُسمین کیا ہوتا ہی ارشد
نے کہا پیر و مرشد شہر سے تین فرسخ پر ایک میدان وسیع ہی اور اُسمین دو قطعہ مکان عالیشان بنے ہوے ہین اُنمین سے
ایک مکان شیشہ کا ہی اُسمین تمام رئیس و شریف شہر جمع ہوتے ہین اور ایک ساعت آنکھین بند کرکے اس دعا کو پڑھتے ہین

سبحان الذی بدیع السموات سبحان اللہ خالق العجائبات سبحان اللہ من ابدع ہذا النفس الغریب سبحان من خلق ہذا
الصورت العجیب

جب یہ دعا تمام ہوتی ہی آئینہ خانہ مین ہر ایک کو صورت بادشاہ کی نظر آتی ہی اور جو دیکھتا ہی وہ
بیہوش ہو جاتا ہی جب ہوش آتا ہی تو پھر آئینہ مین شکل بادشاہ کی بخوبی دیکھتا ہی اور ایک ساعت کے بعد سب اپنے اپنے مکان
کو چلے جاتے ہین پس یہ مکان جلوہ گاہ عام ہی اور ایک جلوہ گاہ خاص ہی اُسمین متعدد حجرے ہین اور ہر حجرے مین بقدر
قد آدم ایک آئینہ نصب ہی اور دروازہ پر ملکہ شرف افروز بانو ہاتھ مین فرد لیے کرسی پر بیٹھی ہی جس شخص کا نام
فرد مین ہوتا ہی اُسے آواز دیتی ہی وہ شخص جس حجرے پر اپنا نام لکھا دیکھتا ہی پس اُسکے اندر داخل ہوتا ہی اور اُس

آئینہ مین صورت بادشاہ کی بالمشافہ دیکھتا ہی لیکن بوقت مشاہدہ جمال شاہ آنکھین خود بخود بند ہو جاتی ہین اور بجز ذکر الٰہی کے اور کوئی ذکر نہین ہوتا بعدہ ہر شخص کے کان مین آواز رخصت آتی ہو سب باہر نکلتے ہین غرض ایک ساعت سے زیادہ وہان حکم قیام نہین ہوتا اور اسی کو مرتبۂ خاص کہتے ہین اور جسنے عبادت اور بندگی بادشاہ زیادہ کی ہوگی اسے جلوہ گاہ خاص کی زیارت نصیب ہوگی اور جلوہ گاہ عام ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو معمور رہتا ہی اور جلوہ گاہ خاص مین ممتازان شہر سال شمسی کے جمعہ اوّل کو جمع ہوتے ہین اور قدرت خدا سے اس مرتبہ یہ اتفاق ہوا ہی کہ کل غرۂ رجب اور جمعہ اول نوروز کا دونون مطابق ہونگے اور یہ بھی ایک قاعدہ ہی کہ علاوہ باریابان قدیم کے تین چار سو آدمی اُسکے دوست و عزیز وغیرہ بھی زیارت شاہ سے بہرہ مند ہوتے ہین شاہزادہ نے کہا خوب سیر ہی ہم بھی ضرور چلینگے غرضکہ ارشد اپنے محل مین گیا مگر شاہزادہ کو اشتیاق دیدار ملکہ نوبہار گلشن افروز مین تمام رات نیند نہ آئی گھبراکر آسمان کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا ؎

از دست تو دل کباب تا کے		جان در طلبت خراب تا کے

بس ہمہ تن یہی خیال شاہزادہ کو رہا کہ شہر کرسی و مقام حیرت کیطرح اس شہر کی بھی بادشاہ ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی مدت کے بعد وہ صورت دلپذیر معشوقۂ بےنظیر آئینہ مین نظر آئیگی اور اس دل مضطر کی کچھ تو فی الجملہ تسکین ہو جائیگی الغرض تمام رات اسی بیقراری و اختر شماری مین گذری اور صبح کو ارشد تحویلدار کے ساتھ جلوہ گاہ کو روانہ ہوا واقعی جسکو دیکھا اسکی پیشانی مجلی مثل آئنہ کے تھی جب خاص دروازہ پر جلوہ گاہ عام کے پہونچے شاہزادہ کو تمام در و دیوار قصر بلور صاف کے نظر آئے اور قصر ایسا وسیع کہ ہزار آدمی ایک وقت مین داخل ہون اور کشمکش ہو ارشد شاہزادہ کو مکان مین لیگیا وہان ایک میدان لق و دق تھا اور بیچ مین اُس میدان کے ایک محل عالیشان تھا اسمین بقدر قد آدم چارون طرف آئینہ نصب تھے اور خلایق شہر آنکھین بند کیے وہی دعا پڑھ رہی تھی شاہزادہ بھی ارشد کے ساتھ دعا مین مشغول ہوا الا آنکھون کو بند نہ کیا بعد ایک لمحہ کے تمام خلایق کو جلوہ بادشاہ نظر آیا لیکن شاہزادہ محروم رہا گھبراکر ارشد سے کہا اے برادر ہمکو کچھ نظر نہ آیا شاید تمنے میری تشفی خاطر کو وہ عبارت غلط بیان کی ارشد نے کہا حضور نے آنکھین نہ بند کی ہونگی بقول صائب ؎

در چشم بستن است تماشاے ہر دو کون		این کورباطنان ز تماشا چہ دیدہ اند

شاہزادہ نے پھر آنکھین بند کرکے دعا کو پڑھا اور بعد ختم کے آنکھین بند کین دیکھا کہ آئینہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز چین بر جبین بیٹھی ہی بعد ایک لمحہ کے وہ صورت دلپذیر آئینہ سے غائب ہو گئی شاہزادہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا بقول کسی شاعر کے ؎

ہنوز آن کینہ دیرینہ دارد	ہنوز از من بخاطر کینہ دارد	ہنوز آن گرہ در ابروان ست	ہنوز آن چین پیشانی عیان ست

ارشد تجویلدار شاہزادہ کا یہ حال دیکھ کے فوراً باہر آیا اور دست بستہ عرض کی کہ مقصود نے اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاک کرایا ہوتا آپ نے وہان کیا ملاحظہ فرمایا کہ جو نصیب اعدا اسطرح حالت غیر ہوگئی شاہزادہ نے فرمایا اے ارشد قصہ میرا جگر سوز و دل دوز ہی مین مدت مدید سے اس صورت زیبا پر عاشق و فریفتہ ہون اور اسی کی جستجو و تلاش مین شہر بشہر وصحرا بصحرا آوارہ و خاک بسر با حال مضطر پھر رہا ہون جہان دیکھا عجیب طرح سے دیکھا چنانچہ آج جو دیکھا معلوم ہوا کہ تمھارے بادشاہ کی ہمصورت ہی ارشد نے کہا آپ درست فرماتے ہین لیکن آئینہ مین کیسی صورت دیکھی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا آئینہ مین ایک صورت کئی طرح نظر آتی ہی ارشد نے کہا ہمارے بادشاہ کو یہ قدرت ہی کہ انسان کو ہر صورت دکھائی دیتی ہی شاہزادہ نے پوچھا تمنے کس صورت سے دیکھا ارشد نے کہا مین نے ایک مرد کمسن سبزپوش دیکھا شاہزادہ نے فرمایا مجھے بلباس سرخ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی صورت نظر آئی بلکہ زیور بھی [illegible] یاقوت کا تھا آخر شاہزادہ نے اور لوگون سے پوچھا ہر ایک نے نئی طرح اور ہر رنگ کے لباس سے بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا یہ دوسرا معمہ ہی خیر میرا جو شخص منظور نظر تھا اور جسکی صورت زیبا کا مین مشتاق تھا اسکی شکل کو آئینہ مین دیکھ لیا بعد ازان ارشد سے فرمایا اب جلوہ گاہ خاص کو چلو وہان بھی ایک نظر دیکھ لین ارشد نے کہا میری لیاقت جلوہ گاہ خاص مین جانے کی نہین ہی کہ وہان عابد متقی و پرہیزگار جاتے ہین میرا منصب جہان کا تھا مین نے آپ کو دکھا دیا آپ کو مہمان عزیز از جان سمجھ کے اور یہ عشق و عاشقی کا جو حال آپ باواز بلند فرماتے ہین اسمین مجھے کیا دخل ہی وہ سامنے دروازہ جلوہ گاہ خاص کا ہی بسم اللہ تشریف لیجائیے مین بھی تا در بارگاہ حضور کو پہونچا دونگا شاہزادہ نے فرمایا خیر اسی قدر مہمانی تمھاری کافی ہی مصرع عطا اگرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ آخر الامر شاہزادہ اور ارشد در جلوہ گاہ خاص پر پہونچے وہان دروازہ مین ایک مرد بزرگ با ریش سفید کرسی پر غمگین و ملول سرنگون بیٹھا دیکھا شاہزادہ نے ارشد سے پوچھا کہ یہ کون مرد بزرگ ہی ارشد نے کہا مرفوع بلند مکان داروغہ شہر ہی اور ملکہ شورش افروز کا اوسکا نائب ہی شاہزادہ نے فرمایا کچھ ملول و غمگین معلوم ہوتا ہی ارشد نے کہا اسکو ایک غم سخت درپیش ہی اسی کے عالم مین گرفتار رہتا ہی شاہزادہ نے فرمایا وہ کیا غم ہی ارشد نے کہا اسکی ایک دختر ماہ پیکر رافعہ نام [illegible] تھی اسکا نکاح رافع بن ارفع سے ہوا تھا اور ارفع شہر صورت پرستان کا داروغہ ہی اور [illegible] زن و شوہر مین اتفاق رہا کہ قابل بیان نہین جب رافع کو جنون ہوگیا اور مرفوع کو بھی اطلاع ہوئی مرفوع نے صحت و تندرستی داماد کی دعا کی آخر بعد چند روز کے یہ ہوا کہ ایک روز صحرا مین رافع گیا اور وہان ایک چشمہ تھا اسمین غسل کیا پھر وہان سے خدا جانے کہان غائب ہوگیا پھر نہ نکلا اور طرفہ تر یہ تھا کہ پانی اوس چشمہ مین ایک قد آدم سے زیادہ نہ تھا ہر چند ملازمون نے تمام پانی چھانا لیکن کہین پتہ نہ لگا مرفوع غم داماد مین اس حال کو پہونچا بلکہ زیادہ تر اسکو یہ افسوس ہی کہ مجھ سے کونسا ایسا گناہ ہوا کہ جو میری دعا نے برخلاف اثر کیا شاہزادہ کو چونکہ رافع اور ارفع سے

محبت کمال تھی اور اُسکے قصے سے بھی واقف تھا یہ جو سُنا اور زیادہ تر ملال ہوگیا ٥

چو از بس شور لیلی در سرم ہست | کجا پروائے کار دیگرم ہست

شاہزادہ خاموش ہو رہا اور دروازہ پر جلوہ گاہ خاص کے تشریف لایا اور بے تکلف اندر داخل ہونیکا قصد کیا نگہبانان دروازہ مانع ہوے اور کہا یہان بے اجازت مالک مکان کے فرشتہ کی مجال نہین جو آگے قدم رکھے تم کون ہو کہ بے اجازت اس جرأت کو کام فرماتے ہو شاید تمنے جادون شاہ سے زیادہ عبادت کی ہی جو ایسے متکبر و پر غرور ہو ایک لمحہ توقف کرو کہ ہم ملکہ شرف افروز بانو سے اطلاع کر لین وہ فرد مین نام تمھارا دیکھکر جب تمکو بلاوینگی تب تم جانا شاہزادہ نے فرمایا مین نے صاحب جلوہ گاہ کی اسقدر بندگی کی ہی کہ دل کو دو منزل مین میرے بجز نقش صورت اسکے اور دوسرا نقش نہین ہی دربانون نے شاہزادہ کے حال سے مرفوع کو اطلاع کی مرفوع نے شاہزادہ کو اپنے پاس بُلایا اور بکمال عزت و توقیر اپنے پہلو مین بٹھایا بعد اسکے کہا حضور اپنے حال سے اس غلام کو آگاہ فرمائین شاہزادہ نے باچشم پُر آب فرمایا اے مرفوع ٥

چہ می پرسی زحال ناتوانے | اسیر ہجر جانان خستہ جانے | زیک جلوہ کہ از صیاد دیدہ | بخون خویش چون بسمل طپیدہ
بآن حالت مراحل طی نمودہ | بہر منزل بغم مقصد فزودہ | دل خود را تہی از غیر کردہ | عجائب ہاے عالم سیر کردہ
بزندان مشقت ہا گرفتار | بجان درد محبت را خریدار | بہر جا یافت از جانان نشانے | رسانید آنجا بمحنت نیم جانے

بعد ازان کچھ حال مرفوع سے اپنا اور بھی بیان کیا اس عرصہ مین ایک ملازم ملکہ شرف افروز بانو کا آیا مرفوع سے کہا اے داروغہ صاحب آپسے ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ہی کہ جن صاحبون کا نام مندرج طومار الابرار ہی انکو قصر مین جانے کی اجازت دیجیے مرفوع نے ملازم سے پوچھا کہ ملکہ شرف افروز بانو کہان ہین اُسنے کہا دوسرے دروازہ پر قصر کے تشریف رکھتی ہین مرفوع نے شاہزادہ سے کہا حضور ایک لمحہ یہین توقف فرمائین مین حاضر ہوتا ہون شاہزادہ ناچار وہین بیٹھا رہا اور مرفوع ملکہ شرف افروز بانو کے پاس گیا اور بعد ایک لمحہ کے وہی ملازم ایک کاغذ طول و طویل لایا اور اُسنے نام اہل فرد کے لیے سو اسم امرازادے اور عابدون کے تھے وہ جلوہ گاہ مین داخل ہوئے شاہزادہ نے جب دیکھا کہ سب جاتے ہین اور مین یہین رہا جاتا ہون نہایت برہم ہوا اور اُن جانے والون سے کہا خبردار جبتک کہ ہم نہ جائینگے ہم ایک کو جانے نہ دینگے کیا خوب ہم تو یہین رہین اور تم چلے جاؤ یہ ہرگز نہ ہوگا اور ایسا غیظ و غضب طاری ہوا کہ حافظ اللہ دربانون نے کہا حضور توقف فرمائین برہم نہون ادہر مرفوع سے کہا کہ وہ جوان کسی کو آنے نہین دیتا سبکو روکے کھڑا ہی مرفوع نے شاہزادہ کو بلایا شاہزادہ تشریف لے گیا ملکہ شرف افروز بانو نے سرو قد تعظیم کی اور کرسی خاص اپنی حاضر کی اور آپ ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہوئی اور عرض کیا اے عالی جناب فلک انتساب ہم جانتے ہین شاید آپنے عبادت و طاعت جادوان شاہ کی از حد کی ہی جو ان اہل عبادت سے اس سلوک سے پیش آتے ہو شاہزادہ نے جواب دیا ٥

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ نہ ہوا تو کیا

ندارم احتیاج مسجد و محراب در طاعت
بود کافی برائے سجدۂ من طاق ابروے

ملکہ شرف افروز بانو نے کہا الحمد للہ والمنۃ حضور بیابان وحشت سے سلامت نکلے جو شہر آئینہ داران میں پہونچے
شاہزادہ نے فرمایا

منم محو جمال او نمیدانم کجا بودم
شدم غرق وصال او نمیدانم کجا بودم

خیر جو کچھ گذری بہتر گذری مگر ہنوز روے مقصود نظر نہیں آتا اور اے شرف افروز بانو اس مرتبہ تو تمنے ہماری بڑی عزت و توقیر کی اور کرسی ہمکو دی اور خود مثل کنیزون کے کھڑی ہوگئین بڑے حیرت کی بات ہی کہ دربانون نے ہمکو جلوہ گاہ مین نہ جانے دیا ملکہ شرف افروز بانو نے کہا ہم عزت تمھاری فقط بنظر غریب الوطنی اور مہمان سمجھکے کرتے ہین اور ذلت و سزا کا آپکی بادشاہ کو اختیار ہی اور جیسی حرکت آپ نے اہل ریاضت سے کی اگر کوئی اس ملک کا کرتا تو ہر جزو بدن اُسکا در شہر پناہ پر لٹکا ہوا ہوتا یہ فقط لحاظ مہمانی کا ہی جو آپکو ہم کچھ نہین کہہ سکتے بلکہ برعکس اسکے آپ سے بخلق و تواضع پیش آتے ہین خیر پہلے حال آپکا مرفوع سے دریافت کرکے پھر بادشاہ کی خدمت مین عرضی ارسال کرتی ہون آپ تا حصول جواب عرضی مرفوعہ کے مہمان رہین وہان حضور کی بخوبی مہمانی ہو گی اور بعد حصول اجازت اول حضور جلوہ گاہ مین تشریف لیجائینگے بعد ازان اور لوگ جائینگے مرفوع حسب الحکم ملکہ شرف افروز بانو کے شاہزادہ کو اپنے مکان مین لایا اور بزم نشاط آراستہ کی اثناے صحبت مین معشوقان رقاص و مطربان خوش آواز نے شاہزادہ کے سامنے یہ غزل گائی غزل

مشکل توان رسید بناز و نیاز عشق
سازیست بس بزرگ درین پردہ ساز عشق

آسان چگونہ فہم توان کرد راز عشق
سوز و گداز شمع بشبہا معین است

ہر زخمہ اش زند بجگر زخم تازہ
یکدم ز سینہ صاحب سوز و گداز عشق

الغرض دوسرے روز حضور سے بادشاہ کے ملکہ شرف افروز بانو کی عرضی کا جواب یہ آیا کہ جس حجرے کی پیشانی پر مہمان اپنا نام لکھا دیکھے اُسین داخل ہو جاوے ملکہ شرف افروز بانو نے شاہزادہ کو حکم بادشاہ سے اطلاع دی شاہزادہ نے اندر قصر کے جاکر سب حجرون پر بنظر غور دیکھا لیکن کہین نام اپنا نپایا الا ایک حجرے پر یہ بیت لکھی تھی بیت

بیا کز زلف کج و چشم سرمہ سا اینجا ست
ہر آنچہ می طلبیدی تو از خدا اینجا ست

شاہزادہ قیاس سے سمجھ گیا کہ یہ شعر میرے ہی باب مین لکھا گیا اسی حجرے مین جانا چاہیے آخر شاہزادہ پردہ اُٹھاکے داخل حجرہ ہوا دیکھا کہ ایک آئینہ قد آدم دیوار حجرے مین نصب ہی اور دو عورتین حسین و خوش جمال و خورشید مثال اُس آئینہ مین معلوم ہوتی ہین کہ کبھی ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر آتی جاتی ہین لیکن آئینہ مین تو عکس انسان معلوم ہوتا ہی بخلاف اس آئینہ کے یہان خود آدمی معلوم ہوتا ہی اب جو شاہزادہ نے قریب سے آئینہ کے جاکر غور کیا

تو وہ ایک ملکہ نوبہار گلشن افروز اور دوسری ملکہ صبح دلکشا ہے لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز نے صبح دلکشا کو زبردستی شاہزادہ کے سامنے کر دیا اور ایک بارگی دونون ہاتھ اسکی لپشت پر ایسے مارے کہ وہ اور آگے شاہزادے کے بڑھ آئی اور خود اشارے سے شاہزادہ کو اسکی طرف اس طرح بتایا کہ جیسے کوئی کسی کو معشوقہ کو دکھاتا ہے اور کہا ای جوان تم جسکی جستجو تلاش مین یہان آئے ہو وہ یہی ہے شاہزادہ کو عالم محو نے گھیر لیا اور کہا بقول کسی شاعر کے ابیات

بسر چون نزد بے جالت نگاه
ہمہ ہفتہ ہفتہ ہمہ ماہ ماہ
زا درا دخوانی زبان کام یافت
مبادا ازین ظلم بر چشم من
کہ شہر شنائے تو در کام یافت
برا انصاف حسن تو آید سخن

بعد اسکے ایک دوران سر ہوا کہ شاہزادہ بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا دیکھا کہ مین مرفوع کے مکان مین بیٹھا ہون مرفوع سے پوچھا ای برادر مجھے یہان کون لایا مرفوع نے کہا خدا و ندنعمت آپکے بیہوش ہونے کے بعد شرف افروز بانو کو

خبر ہوئی اور جلوہ گاہ بھی برخاست ہوا مجھے حکم دیا کہ تم مہمان کو اپنے یہان سے لیجاؤ اور جو خدمت فرماییے بجان و دل بجالاؤ
مین تمکو اُسی عالم بیہوشی مین لے آیا اب آپ آرام فرمائین اور سب کو اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھین شاہزادہ نے فرمایا مجھے
تمھاری اور خلایق کی اطاعت سے کچھ فائدہ نہین ہو ہان اگر یہ تم سے ہوسکے کہ ایک بار اور مجھے اپنے بادشاہ کے پاس
پہونچاؤ تو اِس خدمت کو تمھاری تمام دُنیا کی خاطر و مدارات سے زیادہ سمجھونگا مرفوع نے کہا پیر و مرشد بھلا یہ میری مجال ہو
کہ مین آپکو جلوہ گاہ شاہ مین پہونچادون لیکن نادرہ رازدار اور اُسکی مان شرف افروز بانو اگر چاہین تو البتہ ہوسکتا
ہو شاہزادہ نے فرمایا نادرہ رازدار کے مکان کا نشان دو مرفوع نے کہا بخدا مین نہین جانتا ورنہ مین حضور کے ساتھ
جاکر پہونچا آتا مگر اسقدر سُنا ہو کہ مکان نادرہ رازدار مرغ اسرار کا محل نزول ہوگیا ہو شاہزادہ نے پوچھا نادرہ رازدار
کے مکان مین کیونکر جاؤن مرفوع نے کہا جسطرح کہ آپنے اور طلسم کی سیر کی اسی طرح خود بخود کوئی نہ کوئی وجہ ایسی ہوگی
کہ آپ وہان جا پہونچینگے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اُس شہر مین بھی کہ جو ہمارے بادشاہ کا خاص دار السلطنت ہو پہونچینگے حافظ

ما بدان منزل اعلی نتوانیم رسید
هان اگر لطف شما پیش نهد گامی چند

اس بات سے مرفوع کی شاہزادہ کو تسلین ہوئی بعد اسکے فرمایا ای مرفوع مین نے سُنا ہو کہ رافع نے ایک چشمہ مین غوطہ مارا
اور پھر غائب ہوگیا یہ کیا ماجرا ہو مرفوع نے کہا غلام کو بھی یہی حیرت ہو شاید خدا نے اُسکی اجل اسی طرح مقرر کی ہو لیکن اس
دلیل سے معلوم ہوتا ہو کہ رافع زندہ ہو یعنی ایک روز مین رافع کے غم مین روتے روتے سوگیا تو عالم خواب مین ایک
بزرگ نے فرمایا ای مرفوع اگر تجھکو مرآت الغیب پیدا ہو تو پھر تو خود حال رافع اپنی آنکھ سے دیکھنا تجھے انکشاف ہوجائیگا
شاہزادہ نے مرآت الغیب کا نام جو سُنا قبل مین دیکھا تو بغل دل کے آئینہ موجود تھا آخر مرآت الغیب سے رافع بن
الرفیع کا حال پوچھا رافع نے کہا ای شہریار نامدار وہ حالت کہ جو حضور نے ملاحظہ فرمائی تھی وہ اس سبب سے تھی کہ
فدوی اپنے ہوش مین نہ تھا اسی کیفیت مین دل پر غالب ہوتا تھا اور پاؤن میرے سُست و ضعیف ہوجاتے تھے اور بعد
اسکے مفارقت مین بیقرار ہوجاتا تھا اس مین صبر تھا مصیبت نے تاب و تحمل دارو نے طاقت جدائی بخشی چھارق آتا تھا جب
مرفوع میرے غم مین درگاہ الٰہی مین میری صحت کی دعا کی خداوند کریم نے دعا اُسکی مستجاب کی جب مین نے غسل چشمہ
مین کیا اسی وقت موکل آتشی مجھے شفا خانہ شفیقان مین لے گئے اور وہ شفا خانہ حضرت سلیمان علیہ السلام
کے وزیر آصف کا بنایا ہوا ہو اور وہان ایک حکیم طیطوس نامی بادشاہ کیطرف سے واسطے علاج
بیمارون کے مقرر ہو اور انھون نے فصد لی بعد ازان آب برگ نرگس ... مرض لا علاج کہتے ہین میرے تمام جسم کو دھویا
اور پھر ... فضل الٰہی سے صحت ہو یقین ہو کہ بعد فضل صحت ... بادشاہ کا میرے واسطے ہو تعمیل ہوگا حضور
میری صحت کی خبر میرے والدین سے فرماوین اور مرفوع کو کہ وہ میرے غم مین نہایت پریشان ہین اُنھین سمجھا دیجے گا تاکہ
میرے غم سے ہلاک نہون اور خدا نے چاہا تو مین بہت جلد خدمت عالی مین حاضر ہوتا ہون بعد اسکے رافع نظر سے غائب ہوگیا

شاہزادہ نے مرفوع کو صورت رافع کی آئینہ میں دکھادی اور جو کہ کیفیت اُسنے بیان کی تھی وہ بھی سُنادی مرفوع
نے جب صورت داماد کی دیکھی اور حال سُنا شکر الٰہی بجالایا اور شاہزادہ کے تصدق ہوا اور ایک زرہ صد مثقالی اور
ایک نیمچہ دیوکش عوض اس احسان کے شاہزادہ کی نذر کیا شاہزادہ نے پوچھا یہ زرہ کیسی ہے مرفوع نے کہا غلام کے
پاس یہ زرہ اور نیمچہ نہایت تحفہ اور نادر ہے حکمائے پیشین نے ان دونون کو واسطے حضرت آصف بن برخیا کے
تیار کیا تھا اور وزن اُسکا سو مثقال ہے اسی وجہ سے نام اسکا زرہ صد مثقالی رکھا گیا دوسری صفت یہ ہے کہ کوئی حربہ آتشی و
خاکی پہننے والے پر اسکے اثر نہین کرتا اور اسی طرح یہ نیمچہ دیوکش ہے کہ یہ بھی اسی زرہ کے ساتھ بنایا گیا ہے کہ دیو یا غول روئین تن
وغیرہ اُسکی ضرب سے ہرگز جان بر نہین ہوسکتے حضور نے مجھے دیدار رافع سے مسرور فرمایا غلام نے یہ دو تحفہ کہ نادرات زمانہ سے
تھے حضور کی نذر کیے شاہزادہ نے فرمایا یہ تمنے میری نذر کی اور مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ میرے بکار آمد ہونگے لیکن یہ بھی
ایک قاعدہ ہے کہ پہلے علاج حیات کرنا چاہیے کہ بے زندگی سب بیکار ہین مثلاً اگر کوئی تمام دُنیا کی دولت تمکو دیدیتا تو وہ بغیر
رافع کے خاک تھی اور اب معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہے اور عنقریب آیا چاہتا ہے پس اب جو ملے خوب ہے اسی طرح میرا
دل بھی میرے اختیار مین نہین ہے اور زندگی بے یار دشوار ہے اوّل اُس راحت جان و مایۂ حیات جاودان سے
وصل و صحبت ہونے کی تدبیر بتاؤ پھر امید زندگی ہو تو یہ سب چیزین کام کی ہو جائینگی مرفوع نے کہا پہلے ہی حضور
مین گذارش کرچکا ہون کہ مین اس امر خاص مین مجبور ہون بلکہ تمام اہالیان طلسم حضور کو یہی جواب دینگے ہان
ایک امر غلام کی خاطر مین آیا ہے کہ اگر مین ایک اسم متبرک کا ایک ہفتہ اس ترکیب سے ورد کرون تو خدا کی ذات
سے امید قوی ہے کہ ایک برس کا کام ایک ہفتہ مین ہو جاوے شاہزادہ اس مژدہ جان فزا سے نہایت خوش ہوا
اور فرمایا کہ وہ ترکیب اور اوراد کیا ہے مرفوع نے عرض کیا کہ ترکیب اسم خوانی یہ ہے کہ تین روزہ بلافصل رکھے اس طرح
کہ روزہ اوّل تین روز کا اور روزہ دوم چار روز کا اور روزہ سوم سات روز کا ہو اور افطار مین کھانا پیٹ بھر کے
نہین کھانا چاہیے یعنی تین روز کے روزہ مین افطار تین بادام ہین اور چار روز کے روزہ مین چار بادام اور سات روز
کے روزہ مین سات بادام کھائے جاتے ہین اور اسی طرح پانی بھی موافق اُنھین بادامون کے پینا چاہیے جب اسم
بزرگ ختم ہوتا ہے تو سال بھر کا کام دو ہفتہ مین تمام ہوتا ہے اب مین حضور کے واسطے یہ عمل شروع کرتا ہون شاہزادہ
نے فرمایا تم کیون یہ تکلیف شاقہ اُٹھاؤ مجھے بتادو کہ مین ایسے امورات کا خوگر ہون مجھی کو پڑھنے دو مرفوع نے کہا
کہ ہمارے یہان مہمان کو کسی طرح کی تکلیف نہین دیتے کہ یہ امر طریقہ مہمانی کے خلاف ہے آپ رات دن یہان عیش
مین بسر فرمائین اور جب دم گھبرائے باغ کی سیر کیجیے دل بہلائیے اور جسقدر یہان کنیز و غلام حضور کی خدمت مین
حاضر ہین اُنسے کام لیجیے بعد ازان مرفوع شاہزادہ کو اندر محلسرا کے لے گیا اور رافعہ بلند پیشانی دختر مرفوع
حاضر ہوئی اور اُسنے بھی اپنے شوہر کی خیریت سنی شکر یہ ادا کیا شاہزادہ نے رافعہ بلند پیشانی کو بھی اسکے شوہر

مورت مرأت الغیب مین دکھادی غرض مرفوع نے اقرار کیا کہ پنجشنبہ سے مین اسم پاک شروع کرونگا شاہزادہ
پوچھا ای مرفوع یہ زرہ اور نیمچہ تمھارے پاس کسطرح سے آیا مرفوع نے کہا چونکہ یہ مال آصف بن برخیا کا ہی
مین آصف کی اولاد مین ہون لہذا مجھکو میراث مین یہ تحفہ ملا تھا شاہزادہ تین روز محلسرا مین رہا مرفوع نے
شنبہ سے اسم شروع کیا شاہزادہ نے زرہ صد مثقالی زیب جسم کی او نیمچہ دیوکش کمر مین لگایا اور تن تنہا برا سے سیر
روانہ ہوا اسی طرح ہر روز ولولہ عشق مین بیابان اور کوہستان مین آوارہ و سرگردان پھرتا تھا

وہی یہان شاہزادہ معز الدین کو سیر و تماشے مین مشغول رکھتا ہی اور حال اُن ہات نفر دیوان ملعون کا بیان کرتا ہی جنکو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے واسطے امتحان شجاعت وجوانمردی شاہزادہ کے روانہ کیا تھا

ض اُن دیوؤن مین سے ایک دیو سیلاب تھا اور چھ دیو اُسکے فرزند تھے اور پردۂ قاف مین تعلقۂ زمینداری رکھتے تھے
ہ نو بہار گلشن افروز نے اُنکو فقط عدم ادائے مالگذاری اور رہزنی کی علت مین قید کیا تھا بلکہ اسی علت مین واجب القتل
ہے الغرض اُس روز ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اُنکو بلاکر حکم دیا کہ مین تمکو واسطے امتحان ایک آدمزاد کے بھیجتی ہون
جو آدمزاد واجب التعظیم عجائبات ہی تم ایک ایک نفر اُس آدمزاد سے مقابلہ کرنا اگر وہ تمسے قوت مین کم ہو تو تم طرح
پنا اور اگر کوئی تم مین سے اُسکے ہاتھ سے قتل ہو تو مضائقہ نہین کہ تم واجب القتل ہو لیکن اس امر کا لحاظ رکھنا کہ خبردار
سکے جسم نازنین پر کوئی تمھارے ہاتھ سے صدمہ نہ پہونچے ورنہ مین تمھاری کل قوم و برادری کو قتل کرونگی اور مین بعد اس
متحان کے تمکو آزاد کر دونگی بلکہ انعام کثیر بھی دونگی دیو حکم ملکہ بسر و چشم قبول کرکے ایک طرف روانہ ہوے اور ملکہ نے چند
بنہ خفیہ مخبر انکی نگاہداشت کو علاحدہ مقرر کیے کہ وہ ہر وقت ہر امر کی خبر دیتے رہین اور پوشیدہ شاہزادہ اور اُن
یوون کا مقابلہ دیکھین اور شاہزادہ کو کوئی آسیب ان دیوؤن سے نہ پہونچے یہ اُسکی حفاظت کرین
ب حال اُن دیوان مردود کا سنو کہ سرگروہ دیوان یعنی سیلاب تندخو کو اس حال سے مفصل اطلاع تھی
رے شاہزادہ تمھان ضرور مرحلات طلسم کی بالتفصیل سیر دیکھیگا اسواسطے بیابان وحشت مین بھی اُسکا گذر ہوگا
ی وجہ سے بیابان وحشت مین اُس پہاڑ پر ایک باغ و مکان بنایا اور ایک پریزاد کو کہین سے اپنی صحبت کے
اسطے لے آیا تھا کہ اس اثنا مین شاہزادہ بھی بیابان وحشت مین پہونچا اور اُسنے زنگیون کو جان سے مارا جو کھانے
ت بنگیون کے مانع ہوئے تھے وہ زنگی قوم شیاطین سے تھے حسب مصلحت طلسم حکماے عالیقدر نے اُنکو بیابان وحشت مین
باد کیا تھا بلکہ وہ فقراے صفہ نشین بھی شیاطین تھے اور عقد و نکاح انکی قوم کا حسب سررشتۂ طلسمی صفہ پر موافق گردش اُس
ستارہ کے قدیم سے چلا آتا تھا کہ جو ستارہ بیابان وحشت کا تھا القصہ جب دیو سیلاب نے حسب الحکم ملکہ نو بہار گلشن افروز

کے پہاڑ پر مکان بنایا اور اُن فقیرون کو حکم دیا کہ اگر تم تقریب نکاح مین اپنی ساعت مقرری سے زیادہ عرصہ کروگے تمھاری عروس کو لیجاؤنگا اور جبتک عروس کے عوض کچھ قسم طعام سے ہمکو ندوگے عروس کو ہرگز نہ دونگا اد حصر شاہزادہ سے اور سیلاب سے ملاقات ہوگئی اور شاہزادہ سے سیلاب برسر مقابلہ ہوا تمام اجنہ منتظر حفاظت رہے کہ شاہزادہ مغلوب ہو تو ہم مدد کرین مگر شاہزادہ نے فقط اپنی شجاعت ذاتی سے سیلاب کو قتل کیا اجنہ نگہبان بعد قتل ہونے سیلاب تندخو کے مع نیلاب اور باغلہ اور شاغلہ اور سردیول اور اردیول سیلاب کے بیٹے ملکہ کے پاس گئے اور تمام سرگذشت بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فقط اسی امتحان پر اُن دیوون کو تصدق مین شاہزادہ کے آزاد کیا اور جو کہ زر مالگذاری اُنکے ذمہ باقی تھا وہ بھی بعد تو بہ کروانے رہزنی اور قزاقی کے معاف کیا وہ دیو بچے اپنی مادر ملعونہ زاغانہ کے پاس آئے اور اُنھون نے اپنے باپ کے قتل ہونے کا حال بیان کیا زاغانہ نے جب سُنا کہ ایک آدم زاد ضعیف الخلقت نے میرے شوہر سیلاب کو قتل کیا اور یہ دیو بچے اُسکے تصدق مین آزاد کیے گئے اُسنے دونون ہاتھ اپنے سر پر مارے اور کہا نابکارو ملعونو تم چلّو بھر پانی مین ڈوب مرو بڑے شرم کی بات ہو کہ تم سات تھے تاہم ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کے ہاتھ سے باپ کو قتل کروا یا اور تمسے کچھ نہو سکا یہ ننگ ہمیشہ ہمارے واسطے رہا ہر ایک دیو کو بجاے خود یہ بات ضرب المثل ہوگی کہ ایک آدم زاد حقیر نے سیلاب دیو کو قتل کیا اب تمکو لازم ہو کہ یا اُس آدم زاد کو بھی قتل کر دیا مجھے بھی سیلاب کے ساتھ جہنم مین پہونچاؤ کہ ہر روز کی سوزش باطنی سے نجات پاؤن نیلاب اور قیلاب وغیرہ نے کہا ہو مادر گرامی دیوانی ہوئی ہو آدم زاد کا ہلاک کرنا ہمارے مقدور سے خارج ہو کیونکہ وہ معشوق شاہ وقت ہی اور اہل طلسم کا مہمان واجب التعظیم ہو جس مقام طلسم مین وہ جاتا ہو باشندے وہان کے خدمت و مدارات ہی کرتے ہین زاغانہ نے کہا کیا بکتا ہو جو اپنی حیات کو سمجھے پھر دوسرے کا کیا خوف کرے دوسرے مجھے تمھاری ہلاکت اس بے غیرتی کی زندگانی سے بہتر ہو اور تم چھ نفر ہوا اور دیو کے بچے ہوا اور وہ ایک آدم زاد ہی وہ بھی ضعیف الجثہ اگر تم ڈر کر اسپر اپنے کو گرادو تو بھی وہ دب کر سرمہ ہو جاے مقابلہ کیسا غرض اُس دیونی نے ایسی لعنت و ملامت کی کہ وہ عاجز آکر دوسرے روز تبلاش شاہزادہ مقام مثال مین اس کوہ پر پہونچے جہان شاہزادہ صید و شکار مین مصروف تھا اُنمین سے سردیول اور باغلہ دو دیو بچے شکار کو صحرا مین گئے باقی چارون بھائی پہاڑ پر ایک جا موجود رہے اور افسردہ انگوری زہر مار کرنے لگے ناگاہ شاہزادہ عالیجاہ اُن دیو بچون کے روبرو سے گذرا اُن حرامزادون نے جب شاہزادہ کو دیکھا نہایت خوش ہوئے کہ اس وقت ہمارے باپ کا قاتل تنہا ملگیا پھر ایسا وقت نہ ملیگا بہر حال اسکو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ طعن و تشنیع سے مادر کی نجات ہو علاوہ اسکے اس حال سے کسی پری یا جن کو خبر نہوگی آخر یہ چارون دیو بچے اپنا اپنا حربہ لیکر ہاہا کرتے غل مچاتے شاہزادہ کے قریب پہونچے اور بہ آواز مہیب للکا

ا ای آدمزاد مایۂ فساد تو نے ہمارے باپ کو بے گناہ قتل کیا اب تو ہمارے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ کہکر ایک آرہ پشت نہنگ
رشاہزادہ والا تبار کے مارا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نے دو جنات ایک طیران دوسرا سیران خفیہ نویس واسطے
فت حال شاہزادہ کے تعین کیے تھے کہ وہ ہر وقت کیفیت حال شاہزادہ کی خدمت مین ملکہ نوبہار گلشن افروز
عرض کیا کرتے تھے اور انکو اپنے اظہار کا حکم نہ تھا پس جب انھون نے یہ ہنگامہ محاربہ دیکھا خود بخود دیوان ایک
شہ مین تماشاے جنگ دیکھ رہے تھے اور وجہ پوشیدگی کی یہ تھی کہ پریزادون کی نظر سے بوجہ جنسیت چھپ نہ سکتے تھے
ا پوشیدہ ہوگئے تھے اور تاب مقابلہ بھی دیوون سے نہ رکھتے تھے آخر سیران نے طیران سے کہا تم نگران حال شاہزادہ
رہو اور ہم کسی کو واسطے امداد شاہزادہ کے لاتے ہین طیران نے کہا ای برادر جلد جاؤ اور نہایت جلدی خبر لینا
ران وہان سے روانہ ہوا یہان جو نیلاب نے آرہ پشت نہنگ مارا شاہزادہ نے درگاہ خدا مین بکمال عجز وزاری
کی اور دل مین کہا کہ افسوس وصل جانان سے محروم رہے اور اجل آگئی اب ان دیوون سے بچنا مشکل ہی مگر بوجہ
ہ صد مشتاقی کے آرہ پشت نہنگ نے شاہزادہ پر مطلق اثر نہ کیا اور شاہزادہ نے تیغ دیوکش غلاف سے نکالا اور
سا ضرب نیلاب پر اس قوت سے لگائی کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے برابر ہوگئے اور دریاے خون زمین پر جاری ہوا اور
ردیول چھوٹے بھائی نے اسکے شور وغل مچایا اور کہا خبردار خون نیلاب کا بموجب وصیت مادر ملعونہ کے جاری
نے پاوے یہ کہکے خود دوزانو بیٹھکے خون اپنے بڑے بھائی کا نوش جان کرنا شروع کیا بلکہ شاغلہ و باغلہ یہ
دون بھائی خون نوشی مین شریک ہوگئے اور قیلاب دار شمشاد برہنہ ہاتھ مین لیکر شاہزادہ کے آگے آیا اور کہا ای
م زاد بدبخت یہ حربہ دیوکش تجھے کس نے دیا یہ کہکے وہی دار شمشاد شاہزادہ کے سر پہ مارا شاہزادہ نے بچا لائی و
تی نوک تیغ کی سینہ پر اُس دیو کے ایسی ماری کہ پشت سے باہر نکل آئی اور خون کا فوارہ اُسکے جسم ناپاک سے جاری
ا بمجرد قتل ہونے قیلاب کے شاغلہ نے غوغا مچایا اور شاہزادہ کے مقابل ہوا شاہزادہ نے فوراً اسے بھی جہنم واصل کیا
غلہ نے اردیول کی پشت پر دونون ہاتھ مارے اور کہا ای مادر بخطا بیوقوف تو نے نصیحت مادری کو بھلا دیا ہمین
ت مین ہلاک کروایا اب خون پینا چھوڑ جلد آکہ باہم ہوکر اس آدم زاد کو قتل کرلین اردیول نے کہا جو ہو سو ہو لیکن مین
ن تو اپنے بھائی کا آدمی کے ہاتھ سے زمین پر جاری نہین ہونے دونگا اردیول اُسی طرح خون بھائیون کا کھاتا رہا اس عرصہ
سر دیول بن سیلاب جو پیچھے باغلہ کے آتا تھا یہان تک پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ چار دیو بچے آدم زاد کے
سے قتل ہوچکے اردیول سے کہا ای نالایق چار بھائیون کا خون تو کروا چکا اور ہنوز خون کے کھانے سے باز نہین آتا
ے جواب دیا کہ اگر تمام جہان کا خون ہوجائیگا تو بھی مین اپنی ماں کی وصیت ترک نہین کرنے کا بھائی کیسا ناچار سر دیول
شاہزادہ سے حرب مین مشغول ہوا لیکن دور سے حملہ کرتا تھا قریب نہ آتا تھا شاہزادہ بھی ہوشیاری تمام ضربات دیو
اپنے کو بچا رہا تھا جب تا دیر یہی معاملہ رہا اور سر دیول کسی طرح قریب نزدیک نہ آیا شاہزادہ نے ایک جست کرکے

ران پر اُس دیو بچے کے ایک زخم لگا یا چونکہ ضرب کاری تھی **سردیول** تمام ہوگیا بعدہ **شاہزادہ** جب اُسے مار کر
اُترا تو **اردیول** جو کا ہوا خون اپنے بھائی کا نوش کر رہا تھا پس دونون پانون اُسپر ایسے آئے کہ جیسے کوئی گھوڑے پر
سوار ہو جاتا ہے **اردیول** نے فوراً دونون پانون **شاہزادہ** کے پکڑ لیے اور جانب آسمان اُڑا **طیران** یہ تماشا
دیکھ رہا تھا پس ہائے ہائے کرکے وہ بھی ساتھی پیچھے پیچھے **اردیول** کے روانہ ہوا مگر بخوف نزدیک نہ جاتا تھا کہ مبادا
شاہزادہ کو یہ مردود کسی ایسی جگہ پر پھینک دیے کہ **شاہزادہ** ہلاک ہو جائے **قصہ** کوتاہ جب **اردیول** اوج
ہوا پر پہونچا اور **شاہزادہ** سے کہا اے آدم زاد تو نے میرے باپ اور پانچ بھائیون کو قتل کیا اور مین نے بھی خون
اپنے بھائیون کا زمین پر گرنے نہین دیا لیکن **سردیول** کا خون زمین پر چھوڑکر آیا ہون اب مین تجھے پردۂ دُنیا پر تیری
قوم کے سامنے لیجا کر ذبح کرونگا اور گوشت و پوست **تیرا** پختہ و خام کھاؤنگا یہان **سیران** پر یزادا فتان و خیزان پہلے
مرفوع کے پاس آیا اور اُسنے **مرفوع** کو **شاہزادہ** کے حال سے اطلاع دی **مرفوع** چلہ خانہ سے بحال خراب باہر نکلا
اور چند ملازمون کے ساتھ پہاڑ پر پہونچا موقع واردات پر پانچ لاشین دیوان **کشتہ** کی دیکھین اور **شاہزادہ** کا نشان نہ ملا
تھا سمجھا کہ کوئی دیو اسمین کا بچا ہوا **شاہزادہ** کو یہان سے لیگیا قضارا **سیران** پریزاد کو اثناے تلاش مین چند ملازم
پریزاد **شرف افروز بانو** کے راہ مین ملگئے کہ سردار انکا **عامر پری** تھا **سیران** نے **عامر پری** کو بھی اس حال سے خبر دی
عامر پریزاد اُسی وقت پہاڑ پر پہونچا وہان دیکھا کہ **مرفوع** بحال خراب نالہ وزاری کر رہا ہے اور پانچ لاشین دیوان مقتول
کی پڑی ہین **عامر پری** نے **سیران** سے پوچھا کہ ان دیوؤن کو کس نے قتل کیا ہے **سیران** نے کہا یہ **شاہزادہ** کے مقتول
ہین اور چھٹا دیو **شاہزادہ** کو یہان سے کسی طرف لیگیا **عامر پری** نے زور بازوے **نصرت** قرین پر **شاہزادہ** کی تعریف توصیف
کی بعد ازان تلاش مین **شاہزادہ** کے **سیران** کے ہمراہ ایک طرف روانہ ہوا جب یہ قریب دریاے **محیط** کے پہونچے دیکھا کہ
اردیول دیو **شاہزادہ** کو گردن پر سوار کیے ہوئے لیے جاتا ہے ناگاہ **اردیول** نے بھی ان پریزادون کو دیکھ لیا اور خوف
سے قوت پرواز اُسکی زائل ہوگئی آخرا فج ہوا سے زمین کی طرف متوجہ ہوا **شاہزادہ** بروقت نزول بدحواسی مین گردن سے
اردیول کی جدا ہو کر دریا مین گرا خدا کی قدرت سے ایک مچھلی مردہ بہت بڑی طویل و عریض مثل کشتی کے موج کے طپانچے
کھاتی ہوئی دریا مین چلی جاتی تھی **شاہزادہ** پشت پر اُس مچھلی کے گرا اور جسم نازنین کو کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا بعد اسکے
دیکھا کوئی غیب سے آکر اُس دیو کو باندھ کے کسی سمت لے گئے غائب ہوگیا **شاہزادہ** نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا دیکھیے
مچھلی اب ہمکو کہان پہونچاتی ہے ایک مرکب زندہ تو یہان لایا اب یہ مرکب مردہ دیکھیے کسطرف روان ہو اب جو دیکھا یا تو مچھلی
بموجب ہوا کے جاتی تھی اب یہ برعکس ہوا کے چلنے لگی اور یہ معلوم ہوا کہ گویا مچھلی بطور کشتی کے جاتی ہے اور طرفہ تر یہ
دیکھا کہ تمام سامان کھانے کا بھی موجود ہے **شاہزادہ** کو نہایت استعجاب ہوا اور کہا سبحان اللہ **مصرع**
رزق را روزی رسان پر میدہد ✣ یہ قدرت اُسی قادر حقیقی مین ہے کہ جس جگہ وہ چاہے وہان رزق بندہ کو پہونچا دے

الغرض تھوڑا شاہزادہ نے نوش فرمایا اور ایک ہفتہ تک اُس دریا مین سرگردان رہا اور ہر قسم کے جانوران دریائی دیکھنے مین آئے کہ اگر اُنکو بہ تفصیل لکھون تو طول ہو لہذا موقوف رکھا +

داخل ہونا شاہزادہ نامدار کا شہر حشمت نگارین بروز موجودات اور دیکھنا اپنے دلبر قمر پیکر و مہرا نور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو

واقفانے کہ در سخن سروند … شرح این داستان چنین کردند

کہ آٹھوین روز وہ ماہی مردہ کنارہ پر دریاے ناپیدا کنار کے پہونچی شاہزادہ مچھلی کی پشت پر سے اُترکے ایک طرف کو روانہ ہوا بعد چند قدم کے دور سے سواد شہر نظر آیا جب قریب پہونچے تو ایک تماشاے حیرت افزا دیکھا کہ ہوش جاتے رہے +

چہ دید دید کہ دریاے قصر سلطانی … چمن چمن ہمہ جا نرگس ست گل کردہ
بقصر چون نظر افگند شاہزادہ بدید … ہزار نرگس دیگر شگفتہ در پردہ

راوی کہتا ہی کہ بیرون شہر ایک محل عالی شان تھا اُسکے داہنے بائین ایک تختہ نرگس شہلا نہایت پر بہار و فرحت آثار رہتا کہ جسکی خوشبو سے تمام صحرا مہک رہا تھا اور ہنوز شعاع آفتاب عالمتاب اُس تختہ نرگس تک پہونچی تھی کہ شاہزادہ زیر قصر پہونچا چونکہ کئی دن سے تکلیف اُٹھائی تھی اب کہ ایسی جاے پر بہار و خوشبودار مین پہونچا دماغ معطر ہوگیا شاہزادہ وہان بیٹھ گیا اور اُن گلہاے نرگسی کا تماشا دیکھنے لگا اور یہ شعر پڑھا

اگر فردوس بر روے زمین است … ہمین است و ہمین است و ہمین است

الغرض جب شمیم عنبر بیز اُس گوہر دریاے لطافت کی دماغ مین پہونچی اور یاد کاکل مشکین جانان کا خیال آیا اور اُن چشمان نرگسی سرمہ آلود کا تصور ہوا بس ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور بے اختیار آبدیدہ ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگا

قرار باقی نہین جان زار بن تیرے … ستا رہا ہی دل بیقرار بن تیرے
سرور کشتۂ محبوب خاک سیر کرے … بسر جو کرتا ہی بلبل و نہار بن تیرے

بس یہ شعر پڑھکے اُس تختہ نرگس کی طرف سے منھ پھیر لیا بعد ایک لحظہ کے کیا دیکھتا ہی کہ صدہا چوبدار و عصا بردار عصاے نقرہ و طلائی ہاتھ مین لیے ہوے راست و چپ محل کے صف بستہ کھڑے ہین بلکہ تمام تجمل جلوس شاہانہ موجود ہی پس یہ دیکھکے شاہزادہ کو ایک طرح کا خوف دامن گیر ہوا کہ مبادا مالک باغ مانع ہو پھر یہ دل مین کہا کہ ہم کسی کا نقصان تو کرتے نہین ہمین کیا ڈر ہی بیٹھے رہو سیر دیکھکے جائینگے جو ہو سو ہو بعد اسکے جب عمارت اُسکی دیکھی اور نقش و نگار اُسکے دیکھے کہا سبحان اللہ ایسا قصر لاجورد ابناے روزگار مین کبھی کسی کی نظر سے گذرا ہوگا اور اُس محل کے ایک غرفہ مین پردہ زرنگاری پر زر و مرصع کا پڑا ہوا تھا اور آگے اُسکے ایک نگیرہ مخمل

کا شانی کا زردوزی تھا جسمین جھالر موتیون کی تھی اور چوبین گنگا جمنی اور طنابین اُسکی کلابتون کی کھنچی اور اُس پردہ مین برابر برابر ہزار ہا روزن تھے اور ہر روزن سے اُس پردہ کے ہر ایک چشم فتنہ انگیز و قیامت خیز مثل تختہ نرگس شہلا نگران تھی اور وہ پردہ گویا ہمہ تن چشم معشوقان ناز و عشوہ انداز تھا اور مہوشان نرگس چشم نگران تھین ادھر شاہزادہ عالم تحیر مین پردہ کی طرف دیکھ رہا تھا ناگاہ پردہ مین ایک چشم مخمور ایسی نظر آئی کہ خود بخود شاہزادہ کے دل مین اضطراب پیدا ہوا اور وہ آنکھ گو نہ چشم مین آشنا معلوم ہوئی دل مین شاہزادہ نے خیال کیا کہ یہ وہی آنکھ معلوم ہوتی ہے جسکی چشم نمائی نے مجھے آوارۂ دشت ادبار کر رکھا ہے اور یہ شعر پڑھا شعر آمد آن شوخ بسیر چمن و نرگس مست ✤ دید چشمش سیہش را و سر افگند بہ پیش ✤ آخر اُسی ولولۂ شوق مین بادل بریان یہ شعر پڑھا شعر چشمت بغمزہ کرد ادا حق ناز را ✤ بیمار میکند بہ اشارت نماز را ✤ اور یہ اشعار پڑھے ؎

تا نشۂ می ریختہ در چشم تو رنگے		ہر غمزۂ تو داد بتاراج فرنگے	
تا نگاہے کردۂ عالم ز خود بیگانہ بود		گردش چشم تو گویا گردش پیمانہ بود	

آخر الامر ضبط نہو سکا اور باواز دردناک تصور مین معشوقہ دل آزار کے زار زار مثل ابر نو بہار رونا شروع کیا اس اثنا مین صدائے زنگ پردہ سے پیدا ہوئی بمجرد سُننے اُس آواز کے چوبدار شاہزادہ کے پاس آئے اور کہا ای شخص تو کون ہے جو اس بے ادبی سے دیوانہ وار چمن خاص مین سامنے محل کے بیٹھا ہے شاید تجھے نہین معلوم کہ یہ خاص سیرگاہ شاہی ہے اور یہان اسطرح سے بیٹھا ہے تجھے اپنی جان عزیز کا بھی خوف نہین ہے جلد یہان سے روانہ ہو جاؤ ورنہ تمھارے حق مین بہتر نہوگا ہمنے تمسے اطلاع کر دیجی کہ تم ناواقف تھے اور اسی سبب سے اس فریاد و زاری کی بھی تمکو سزا نہین دیگئی شاہزادہ نے اُسکی بات کا جواب نہ دیا اور اسی طرح پردہ کی طرف دیکھتا رہا جب وہ چوبدار زیادہ اصرار کرنے لگے شاہزادہ نے فرمایا ؎

چشمی کہ نگاہے کند آگاہ نباشم		یک چشم زدن غافل ازان ماہ نباشم	

وہ چوبدار چپ ہو رہے مگر شاہزادہ کو ایک چوبدار نے اپنے دوش پر سوار کر کے دوسرے کو دیا اور دوسرے نے تیسرے کو دیا اسی طرح دوش بدوش شہر کے دروازہ پر پہونچا دیا شاہزادہ جو شہر مین تشریف لایا تو دیکھا کہ شہر نہایت آباد اور با رونق ہے کوئی مفلس و خستہ حال نظر نہین آتا لیکن شاہزادہ سے کسی نے نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو شاہزادہ نے دل مین کہا کہ تمام جہان کی دولت اس ملک مین خداوند کریم نے عنایت فرمائی ہے بخلاف اور شہرون کے کہ جہان شاہزادہ تشریف لیگیا سب امرائے شہر شاہزادہ کی خاطر و مدارات مین حاضر ہوئے الا اس شہر مین کسی نے شاہزادہ کا حال تک نہ پوچھا اس وجہ سے شاہزادہ کو خیال ہوا کہ شاید یہ ملک ملکہ نو بہار گلشن افروز کی عملداری مین نہین ہے جو کسی نے ہمکو نہ پوچھا کہ تم کون ہو ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ قلمرو ملکہ نو بہار گلشن افروز ہو اور ہمکو کوئی نہ پوچھے اور بے اعتنائی و کج خلقی سے پیش آئے مگر کشش و جذبہ دل یہی کہتا تھا کہ اُس پردہ مین ضرور معشوقہ دلربا

فی **الغرض** اسطرح کے خیالات دل مین کرتا ہوا بازار مین پہونچا وہان ایک مرد مجید نام کی معرفت مکان کرایہ کو لیا جب
پوشاک اوتاری تو خیال آیا کہ جب شہر مرفوعیہ مین لباس تبدیل کیا تھا تو جیب مین کچھ اشرفیان پڑی رہگئی تھین وہ
نکلین شاہزادہ نے مجید کے اقربا سے ایک شخص کو واسطے خدمت کے نوکر رکھا اور ہر روز سیر و تماشے کو شہر کے جاتا تھا
جب وضع و طریقہ شہر سے آگاہ ہوا تو معلوم ہوا کہ خلقت اس شہر کی خدا پرست تو ہی لیکن مسافر پروری کی رسم آئین
نہین ہی بلکہ ایک نوع کا اسمین بھی تکلف کرتے ہین شاہزادہ نے بھی اپنے اظہار حسب و نسب مین تامل کیا
اور نام اپنا مرزا دہم مشہور کیا آخر ایک روز مجید سے نام شہر کا پوچھا اور کہا بادشاہ یہان کا کون ہی اور مذہب
اُسکا کیا ہی مجید نے کہا جناب عالی نام اس مقام کا مقام تجمل ہی اور شہر کو حشمت نگار رکھتے ہین اور بادشاہ
یہان کا سلطان والامقام سپہر احتشام ہی اور دین و آئین یہان کا خدا پرستی ہی شاہزادہ نے خیال کیا کہ نام
اُن شہرون کے آئینہ دارا اور مقام مثال تھے اور اسکا نام مقام تجمل ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہان کی بھی
حاکم ملکہ نو بہار گلشن افروز ہی ہوگی مگر بوجہ برہمی طبع کے اس شہر مین ہماری دعوت کا حکم نہین یا خیر
دیکھا جائیگا لیکن یہ مشکل ہی کہ بعد صرف ہونے ان سب اشرفیون کے پھر کیا کیا جائیگا یہ البتہ ایک محل تردد ہی پھر
مجید سے پوچھا کہ شہر رافعہ و مرفوعیہ اسی بادشاہ کی دار الحکومت مین ہین مجید بولا اغلام نے ان شہرون کا نام بھی نہین سنا
ہان اتنا جانتا ہون کہ ہمارے بادشاہ کا لشکر و فوج بے قیاس ہی اور ہمارا بادشاہ نقابدار ہی ہمنے آجتک جمال باکمال بادشاہ کی زیارت
نہین کی اور ایک یہ بھی ہمارے شہر مین قاعدہ ہی کہ ہر سال ایک مرتبہ لشکر کا جائزہ اسطرح ہوتا ہی کہ زیر محل شاہی میدان مین
سپاہ جمع ہوتی ہی اور وہ غرفہ جس پر کہ پردۂ زنگاری پڑا ہی اُس غرفہ کا پردہ خواجہ سرا اُٹھائے رہتا ہی اور بادشاہ سپاہ کو
ملاحظہ فرماتا ہی اور تمام خلایق شہر و لشکر وغیرہ نقابداری مین بادشاہ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہین شاہزادہ نے فرمایا
ہمارے نزدیک تمھارا بادشاہ عورت ہی مرد نہین ہی اگر مرد ہوتا تو ہر وقت نقابدار نہ رہتا کبھی تو بے نقاب کوئی اسکو دیکھتا
مجید نے کہا ظاہر تو تمام لباس مردانہ ہی آیندہ خدا جانے دوم یہ کہ ہم اس راز سربستہ کے اظہار سے ممنوع کیے گئے ہین
شاہزادہ نے پوچھا وہ روز جائزۂ سپاہ کب ہوگا مجید نے کہا چند روز باقی ہین شاہزادہ نے پوچھا سپاہ وغیرہ
کس جگہ جمع ہوتی ہی مجید نے کہا وہ محل جو کنارہ دریا کے ہی اُسی محل مین بادشاہ جلوس فرماتا ہی اور صدہا کشتیان اطراف
و جوانب سے آکر جمع ہو جاتی ہین اور اُنھین کشتیون سے فوج اُتر کر کنارے دریا کے جمع ہوکر مجرہ و سلام کرتی ہی اور اپنے
اپنے ملک کو روانہ ہو جاتی ہی لیکن نہین معلوم کہ وہ فوج کہان جاتی ہی اور کہان سے آتی ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہان
یہ تماشا تو ضرور دیکھنے کے لائق ہی القصہ شاہزادہ نے ہر روز امرائے شہر کی اس خیال سے دعوت کرنا شروع کی کہ جب مین
مفلس ہونگا تو یہ میری تواضع کرینگے آخر چند روز مین شاہزادہ کے پاس ایک حبہ باقی نہ رہا اور شہر مین سے کسی نے
بات تک نہ پوچھی ایک روز شاہزادہ اسی فکر مین متردد بیٹھا تھا کہ مجید آیا شاہزادہ نے پوچھا اے مجید اب جائزہ

لشکر مین کسقدر عرصہ باقی ہی مجیب نے کہا پیرو مرشد تین روز اور باقی ہین شاہزادہ نے کہا اُس روز کوئی اہل شہر غرفہ
کے نزدیک بھی جانے پاتا ہی مجیب نے کہا اس شہر مین ایک درویش شاہ آدم نام ہی اُسکا فرزند شاہ جمال روز جائزہ
اُس غرفہ کے سامنے جو صفہ واقع ہی اُسپر سرنگون آنکھین بند کیے کھڑا ہوکے بزبان فصیح دعا وثنا بادشاہ کی بیان کرتا
ہی اور زر کثیر سرکار شاہی سے عوض مین ثنا خوانی کے پاتا ہی لیکن اُسوقت کوئی بشر بخوف جان نظر اونچی نہین کرسکتا
شاہزادہ نے یہ سنکے زرہ صد مثقالی اور نیمچہ دلوکش و آئینہ مرأت الغیب رکھ لیا اور تمام مال و اسباب جو یہان
خریدا تھا وہ سب راہ خدا مین فقرا کو دیدیا عصر کے وقت شاہزادہ کی ملاقات کو شاہ آدم آئے اور بعد ملاقات کے
کہا کہ مین نے سنا ہی کہ آپ نے ترک لباس کیا ہی چنانچہ مین اسی واسطے آیا ہون کہ آپ کے اوضاع و طریقہ کو بچشم خود دیکھکے
موافق رسم اس شہر کے تمھین بھی مریدون مین اپنے داخل کرون شاہزادہ نے فرمایا کہ اوّل رسم شہر یہان کہدو کیا ہی
شاہ آدم نے کہا کہ یہان یہ رسم ہی کہ جو تازہ فقیر ہوتا ہی اُسکو مین اپنا مرید کرتا ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ مین ایک
شرط سے مرید ہوتا ہون کہ تم مجھکو اپنے بیٹے کی جگہ بروز جائزہ لشکر اُس صفہ پر بادشاہ کے روبرو استادہ کرو شاہ آدم
نے کہا یہ بات ممکن ہی تمکو ثنا خوانی شاہ کی کرنی ہوگی شاہزادہ نے فرمایا مین تمھارے بیٹے سے زیادہ ثنا خوانی مین
قدرت رکھتا ہون شاہ آدم نے کہا بہتر ہی لیکن اگر بادشاہ نے شاہ جمال کو نہ دیکھا اور آپکا استفسار حال کیا تو پھر
کیا جواب دیجیے گا شاہزادہ نے فرمایا جو جواب دونگا تم بھی سُن لینا شاہ آدم نے کہا قبول و منظور ہی آپ میرے ساتھ
تکیہ مین چلیے شاہزادہ شاہ آدم کے ہمراہ تکیہ مین تشریف لایا شاہ آدم سے بیعت کی شاہ آدم نے نہایت عزت و
حرمت سے شاہزادہ کی تواضع و مدارات کی ہرچند کہ بعض مریدان شاہ آدم کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا لیکن بخوف مرشد
دم نہ مارسکے جب شاہ جمال شاہ آدم کے فرزند نے سنا کہ ابکی مرتبہ ایک مرید تازہ ادہم نام بادشاہ کے آگے صفہ پر
کھڑا ہوکر ثنا خوانی بادشاہ کی کریگا اُسنے شاہزادہ سے اُلجھا طریقہ درویشی مین دلیل کی شاہزادہ نے بدلائل جوابات
دیکر شاہ جمال کو معقول کیا شاہ آدم نے فرزند کو لعنت و ملامت کی اور کہا ای احمق درانحالیکہ تو راز و اسرار سے آگاہ
نہین ہی پھر دلیلین تیری سب بیجا و بیکار ہین قصہ کوتاہ دو روز شاہزادہ تکیہ مین شاہ آدم کے پاس مہمان رہا
تیسرے روز صبح کو شاہ آدم نے کہا ای بابا ادہم شاہ بسم اللہ میرے ساتھ چلو شاہزادہ بعد ادا کے فریضہ سحری شاہ آدم
کے ہمراہ روانہ ہوا شاہ آدم نے شاہزادہ کو زیر غرفہ لاکر جہان وہ تختہ نرگس زار کا تھا اُسی صفہ پر کھڑا کردیا اور
یہ فہمائش کی کہ جس وقت آواز زنگ کی پردہ سے تمھارے کان مین آوے بلا تکلف دعا و ثنا بادشاہ کی شروع کردینا
اب جو شاہزادہ نے وہ تختہ نرگس دیکھا حال گذشتہ یاد آیا شاہ آدم سے اپنی تمام کیفیت بیان کی درویش نے کہا
ای بابا یہ اسرار اللہ ہین ہمکو ان امورات مین کیا دخل لیکن جو مین نے کہا ہی اُسکا تم خیال ضرور رکھنا خبردار ثنا خوانی
مین توقف نکرنا ورنہ عوض انعام کے سزا سے بدلیگی یہ کہکر وہان سے رخصت ہوگیا شاہزادہ نے فرمایا ای ہادی طریقت

ب تُسنے کہان ملاقات ہوگی شاہ آدم نے کہاکہ فقیر کی جا تکیہ ہوتا ہی شاہزادہ خاموش ہو صفحہ بیچنے بیٹھ گیا ہے عرصہ مین آفتاب بھی بلند ہوا اور لشکر وسپاہ مثل مور و ملخ کے ہر چہار طرف سے آکر جمع ہونی شروع ہوئی اور ہاتھی و گھوڑے شتر سوار وغیرہ مع سامان وجلوس شاہانہ اسقدر جمع ہوگئے کہ جسکا حصر وحساب نہین ہو سکتا شاہزادہ ابھی یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ صداے زنگ پردہ سے کان مین آئی شاہزادہ بمجرد سُننے آواز کے مودب کھڑا ہوگیا اور باواز بلند یہ اشعار پڑھنے لگا ؎

بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی
کرم کردی الٰہی زندہ باشی
بملک دلبری پاینده باشی
ستم چندان کنی برمن کہ فردا
ز تیغ غمزہ کشتی عاشقان را
میان عاشقان شرمندہ باشی

ناگاہ دوسرا دروازہ کھلا اور ایک خواجہ سرا بلباس فاخرہ ایک عصاے طلاے مرصع نگار ہاتھ مین لیے ہوے برآمد ہوا اور اُسنے باواز بلند کہا اے جوان بادشاہ نے فرمایا ہی کہ یہ فقیر شاہ آدم کا فرزند نہین ہی یہ تازہ وارد اسکی جگہ کون ہی اُس سے دریافت کرو کہ یہ اپنی کیفیت بیان کرے کہ کہان سے آیا ہی شاہزادہ نے کہا اے نواب ناظر میری طرف سے بادشاہ کی خدمت مین بعد سلام شوق کہو کہ اے بادشاہ فرخندہ بخت یہ خاکسار گرفتار اعلاد و افگار شہر محبت آباد سے آیا ہی خواجہ سرا یہ جواب سُنکے روانہ ہوگیا اور بعد ایک لحظہ کے پھر آیا اور پوچھا کہ آپ کس راستے آئے ہین شاہزادہ نے فرمایا بیابان مشقت وصحراے پُر آفت کی راہ سے خواجہ سرانے پوچھا تمھارے شہر مین کیا پیشہ کرتے ہین اور کیا کام ہوتا ہی شاہزادہ نے فرمایا نقد دل دے کے سوداے درد مول لیتے ہین خواجہ سرانے کہا اے فقیر بادشاہ نے تیرا نام پوچھا ہی شاہزادہ نے کہا اصل نام میرا شیفتہ ہی لیکن اس شہر مین مجھے لوگ ادہم کہتے ہین ناظر نے پوچھا یہان آپ نے کس وجہ سے تکلیف فرمائی شاہزادہ نے فرمایا ہمنے سُنا تھا کہ بادشاہ تمھارا ایسا صاحب قدرت وحشمت ہی کہ کوئی سلاطین روزگار سے اسکا ہمسر نہین لیکن اپنے مال کی زکاۃ نہین دیتا پس مین مستحق زکوۃ ہو کر بطلب زکوۃ آیا ہون کہ سوا میرے کوئی زکوۃ پا نہین سکتا خواجہ سرا یہ سُنکے روانہ ہوا اور بعد ایک لمحہ کے پھر آیا اور اُسنے کہا کہ اے فقیر بادشاہ نے فرمایا ہی کہ مال کثیر کی زکوۃ بھی کثیر ہونی چاہیے پس اُس بار گران کا متحمل ہونا بھی شرط ہی شاہزادہ نے فرمایا ایسی زکوۃ کی جا میرے سر وچشم پر ہی خواجہ سرانے کہا خیر اب یہ تقریر لا طایل ہی اسے موقوف کیجیے اور کوئی شے بادشاہ کی جناب سے طلب کیجیے شاہزادہ نے فرمایا ایسا نہو کہ مین کوئی شے بادشاہ سے مانگون اور وہ نہ عنایت ہو خواجہ سرانے کہا کہ یہ گمان محض غلط ہی کوئی ایسی شے دُنیا مین ہی کہ بادشاہ کے امکان مین نہین اے جوان درویش مجھے قسم ہی بادشاہ کے سر نازنین کی کہ اگر بادشاہ تمھارے سوال مین مضایقہ فرماینگا مین بزور دلوا دونگا شاہزادہ نے فرمایا اے خواجہ سرا تمنے اب اپنے بادشاہ کے سر مبارک کی قسم کھائی ہی تو پہلے میری طرف سے ہاتھ باندھکے بادشاہ کی خدمت مین یہ عرض کرو ملا ظہوری ؎

کرو دیگر مکن بر نگاہست جفا
بزنجیر تیرش مصر سانے پا
دل تیرہ ام را صفائی بدہ
اگر صاف حیف ست لالی بدہ

بعدہ کہنا کہ اپنے جمال بے زوال سے مجھے محروم نرکھیے پس اور کسی چیز کا خواستگار نہین مصرعہ در دمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

خواجہ سرا نے جب یہ جملہ سُنا مثل بید لرز گیا لیکن کیا چارہ تھا کہ زیادتی حقوق خدمت کے بھروسے پر عہد واثق کر لیا تھا تا دیر سر گریبان تفکر مین ڈالے سرنگون بیٹھا رہا آخر دل مین کہا تن بہ تقدیر جو ہو سو ہو یہ کہکے حضور مین بادشاہ کے حاضر ہوا اور حال من وعن شاہزادہ کا عرض کیا اور شاہزادہ دل مین کہتا تھا دیکھیے کیا جواب آتا ہی بعد ایک لمحہ کے خواجہ پھر آیا اور کہا اے شیفتہ وعرف اوہم آپکے سوال کا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا یہ تو ہمنے پہلے ہی گذارش کیا تھا لیکن آپنے اصرار کیا بلکہ بادشاہ کے سر کی قسم کھائی اب آپکو بہر نہج اُس اپنے قول کا وفا کرنا ضرور ہی بلکہ وا جب خواجہ سرا نے کہا مجھے نہ معلوم تھا کہ ایسی سخت فرمایش جو میری قدرت و اختیار سے باہر ہی آپ کرینگے ورنہ ہرگز مین اقرار نکرتا مین سمجھا تھا کہ آپ خواہش دولت وحشمت رکھتے ہین اور یہان دولت وحشمت کی کمی نہین ہی مین جسطرح ہوگا بادشاہ سے دلا دونگا بلکہ اب بھی اگر تمام دُنیا کی دولت اور حکومت تمکو درکار ہو تو مین دلا سکتا ہون اور آپ خود بنظر انصاف فرمائیے کہ وہ بادشاہ عالیجاہ اور مین ایک غلام ادنی پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین بادشاہ پر تمھارے مطالب کے واسطے جبر کرون اور مطلب بھی ایسا سخت کہ جسکا ادا ہونا کسی صورت سے ممکن ہی نہین شاہزادہ نے فرمایا اب عذر آپکا بیجا ہی اس عذر کا آپ کو اوّل ہی خیال لازم تھا بقول اس مثل کے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد دوسرے میرا سوال چندان سخت و دشوار نہین ہی اگر تمھارے بادشاہ مین میری روائے حاجت کی قدرت نہو تو مین بھی اپنے سوال سے باز رہونگا ورنہ میرا ہاتھ ہی اور تمھارا دامن جہان آپ جائیے گا وہان یہ دادخواہ بھی ہمراہ رکاب ہوگا خواجہ عنبر کو اُسوقت کوئی صورت بری الذمہ ہونے کی معلوم نہوئی آخر ناچار ومجبور شاہزادہ سے کہا اے فقیر اب تم میرے غریب خانہ مین تشریف لانا جو کچھ کہ مجھسے تمھارے اجراے کار کی تدبیر ہوگی کرونگا اور جہان تک کہ کوشش و تدبیر ہوگی بجان ودل اسمین کسی طرح کا قصور نکرونگا بہر نوع خاطر جمع رکھو کہ عجلت مین کام بنا بگڑتا ہی

بہار آمدہ سامان شادمانی کن	بنوش جام می و چہرہ ارغوانی کن

یہ کہکے خواجہ عنبر پردے کے اندر داخل ہوا اور شاہزادہ سیر افواج شاہی مین مشغول ہوا لیکن لشکر اول سے اور زیادہ تر لشکر باکر وفر کشتیون مین سوار کنارہ دریا کے آگیا اُسمین نصف علم لشکر صندلی تھے اور نصف سُرخ اور ہر علم ہزار سوار کا نشان تھا اور جب وہ لشکر کشتیون سے کنارہ پر آیا تین شخص تاج شاہی مکلل بجواہر سر پر رکھے آگے لشکر کے مجرہ گاہ مین پہونچکر نہایت مودب آداب بجالائے جب شاہزادہ نے بغور ملاحظہ فرمایا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک بہرام سُرخ پوش اور دوسرا قاضی الملک باپ شرف افزا کا ہی جسنے طلسم مشتری مین سات سوال بہرام سے کیے تھے جسکا اول بیان ہو چکا ہی اُنھون نے شاہزادہ کو بھی سلام کیا اور دور ہی سے مزاج پرسی بھی کی شاہزادہ نے بعد جواب سلام اشارہ سے حال پوچھا کہ کسطرح یہان آئے اُنھون نے کہا کہ ہمکو اسوقت مجال سخن نہین ہی شاہزادہ نے تیسرے شخص کو پوچھا کہ یہ کون ہی بہرام نے کہا کہ یہ غلام کے پدر بزرگوار ہین الغرض جب بہرام وغیرہ روانہ ہوگئے تو

اور کشتیان کنارہ پر دریا کے ہین کہ اُنکے علم نقشی تھے اور اُنکے علم کے پھریرے پر کچھ زرین تحریر تابندہ تھی اور چار سرداران لشکر عالی گھوڑون پر سوار تاج مرصع نگار سر پر بطرف غرفہ روانہ ہوئے شاہزادہ نے جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ رفیع کرسی نشین اور سعید لوحدار اور محفوظ قلمدار وحفیظ ثریا مکان چارون تھے اُنھون نے بھی پہلے بادشاہ کو بادب مجرا کیا بعد ازان شاہزادہ سے بر رمز و کنایہ کچھ کہا شاہزادہ نے بھی اُسکا جواب دینا چاہا تھا کہ وہ روانہ ہوگئے شاہزادہ کو کمال حیرت ہوئی اور خیال کیا کہ مین نے کہین ان لوگون کو دیکھا ہے اور کہتا تھا سبحان اللہ خداوند کریم نے اُس نا انصاف کو ایسا مرتبہ عالی عنایت فرمایا ہے کہ جسکے ادنیٰ ادنیٰ غلام بادشاہ اولو العزم ہین اور جب باغ عشرت مین ملکہ کی وہ صحبت یاد کرتا تھا فوراً بیتاب ہو جاتا تھا اور کہتا تھا خداوندا وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ وہ نامہربان مجھ پہ مہربان ہو تیری قدرت سے تو بعید نہین اور میرا کچھ ایسا گناہ بھی نہین ہے اور اگر گناہگار بھی ہون تو گناہ کے لیے عفو بھی ہے بہرحال بیت

کاش اس زندگی سے موت آجاے	یا خدا شکل تیری دکھلا دے

آخر تصور ملکہ مین اس آواز دردناک سے رویا کہ تمام حضار میدان کے بےچین ہوگئے اس اثنا مین وہی خواجہ عنبر شاہزادہ کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ اے فقیر اگر ایسے ہی نازک مزاج اور ناتجربہ کار تھے کہ مفارقت عزیزان وطن کے متحمل ہو سکتے تھے تو ناحق وطن کو چھوڑا کیا کسی نے جبر کیا تھا جو تم احباب وطن کی مفارقت مین اسطرح نالہ و بکا کرتے ہو تمکو معلوم نہین ہے کہ آج لشکر کا جائزہ ہے کہ جسکا نام یوم السرور و یوم الجمال ہے اس خوشی بادشاہی مین جو کوئی آج شہر مین حرف رنج کا زبان پر لاتا ہے تو اُسکے حق مین حکم ناطق ہے کہ زبان اُسکی گدی سے نکال لیجاوے اور اگر آنکھ سے برابر پلک کے بھی آنسو نکل آوے تو اُسے اُسی وقت قتل کرو مگر تم خدا جانے کیسے بے کلیجہ ہو کہ سامنے بادشاہ کے اس آواز سے رو رہے ہو تمکو کسی طرح کا خوف جان نہین ہے اے فقیر حقیر ہم فقط اس وجہ تمہیں تنبیہ نہین کرتے کہ تم اس شہر مین غریب و مسافر ہو ورنہ تمہاری اس حرکت گستاخانہ و بیہودہ کی سزاے معقول دیتے خیر اب بھی خاموش ہو رہو اور لشکر ظفر پیکر کا تماشا دیکھو بعد ختم ہونے اس جائزہ کے تمکو تمہارے عزیزون کے پاس کہ جنکے غم مین تم اسقدر مبتلا ہو بحفاظت تمام پہونچا دینگے شاہزادہ نے باچشم پر آب یہ جواب دیا کہ اے خواجہ صاحب مجھ پریشان روزگار رو بے دیار کا دیار کہان ہے جو پہونچاوگے کسواسطے کہ مصرعہ درویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست علاوہ برین مین اس دنیا مین دوست نہین رکھتا کیونکہ مصرعہ ہے دوست وہ جو دوست کی خاطر جلاے دل مگر ہان ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید جیسا کیا ہے اُسکی سزا لابد ہوگی اور بادشاہان روزگار یقین ہے کہ جبکہ بہمات خاص حال رعایاے شہر سے بخوبی واقف ہوتے ہین تو آیندہ و روندہ کے بھی حال سے واقفیت رکھتے ہونگے اس سبب مجھے معلوم ہے کہ تمھارے بادشاہ میرا حال بخوبی جانتے ہونگے اور اس صدمہ مفارقت و گریہ و بکا سے بھی بخوبی واقف ہین اس سوال و جواب کے بعد وہ خواجہ سرا روانہ ہوگیا اور شاہزادہ لشکر کی آمد و رفت کا تماشا دیکھنے لگا اب جو دیکھا تو [illegible] ہزار با غلام زرد رنگ کا لباس پہنے آتے ہین اور سردار اُنکے طاقی شاہ اور اصفر نوجوان تھے اُنھون نے

بھی حسب قاعدہ بادشاہ کی خدمت مین آداب وتسلیم عرض کیا بعد ازان بخت شاہزادہ بھی دعاے خیر کی اور روانہ
ہو گئے بعد انکے راسب شاہ بھی جمعیت سے لاکھ سوار و پیادہ کی بلباس ہاختیٔ وہان آئے اور سلام و مجرا کیا
اور روانہ ہوئے اُسکے بعد عادل شاہ واحمر نوجوان اور ملک ارمن جزیرہ نشین آئے اور آداب وتسلیمات
بجا لائے اور راہی ہوے مگر ہر شخص نے شاہزادہ کو بھی سلام مؤدب ضرور کیا اور ہر ایک بادشاہ کہتا تھا کہ ہم بیگانہ بادشاہ
حاضر خدمت نہین ہو سکتے بعد اسکے مرطوب شاہ باعلمہاے سفید یراق آئے انکے بعد ایک نقابدار کبود پوش
بجمعیت بیشمار زیر غرفہ آئے اور حسب قاعدہ آداب وکورنشات بجا لائے اور روانہ ہوئے شاہزادہ نے ہر چند
نقابدار کے حال کا تفحص کیا لیکن دریافت نہوا کہ کون تھا یقین ہے کہ عندالذکر معلوم ہو جائیگا بعد اسکے
جلوس شاہی مع نقارخانہ اسپی وشتری وفیلی بکر وفر تمام وہان آیا اور انکے علمہاے لشکر بھی ہر رنگ کے تھے وہ دورویہ
میدان مین صف بستہ کھڑے ہو گئے بعد اسکے ایک بادشاہ عالیجاہ سپید پوش تخت روان پر سوار زیر غرفہ تشریف لایا اور
جب قریب غرفہ پہونچا تو اندر سے غرفہ کے آواز سلام علیک آئی بادشاہ تخت نشین نے سلام کا جواب دیا اور شاہزادہ
سے بھی سلام علیک کی شاہزادہ نہایت متحیر تھا کہ خدایا یہ کون بادشاہ جلیل القدر ہے مگر آواز سے بعینہ معلوم ہوا کہ
ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے اس اثنا مین دو خواجہ سراؤن نے وہ پردہ غرفہ کا اُٹھایا اور بمجرد پردہ اُٹھنے کے تمام
سرداران لشکر گھوڑون پر سے اتر اُتر کے آداب وسلام بجا لائے اور سبنے بادشاہ سلامت کیلئے دعائین دین
شاہزادہ نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین سرو قامت ماہ طلعت باحشمت مع جلالت باجمال خورشید مثال ایک تاج
یاقوت نگار بالاے سر رکھے سروقد واسطے تعظیم بادشاہ تخت نشین کے استادہ ہو گئی اور باعزاز واکرام مزاج پوچھا
اور پشت پر دو لڑکے نہایت حسین خواجہ سرا بال ہما سے مگس رانی کر رہے تھے اب جو شاہزادہ نے بغور وتامل
ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ تخت نشین سلطان روح الملک ہے اور غرفہ مین وہی آفت روزگار قاتل
عاشق زار دشمن دین وایمان برہم زن گبر ومسلمان شاہ شاہان بلاے بے درمان ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے
حسب اتفاق ایک مکھی نقاب کے اندر اُس شیرین لب کے رخسار پر بیٹھی اور خواجہ سرا نے ہر چند باحتیاط تمام گوشہ
نقاب سے مکھی کو دفع کیا مگر پھر بھی پردہ نقاب سے نصف چہرہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بخوبی شاہزادہ نے دیکھا
بے اختیار ایک آہ سینہ بے کینہ سے کھینچی اور اُسی صفہ پر سے کہ زمین سے چار گز بلند تھا گرا اور بیہوش ہو گیا پس جب
ہوش مین آیا تو اپنے کو بحال خراب ودل کباب اُسی چمن نرگس مین پڑا دیکھا ناچار بادل فگار وہان سے نالہ وزاری
کرتا ایک طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین شاہ آدم سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا اے اوہم تمھارا یہ کیا حال ہے
شاہزادہ نے فرمایا اے ہادی اللہ حال لا یطاق شاہ آدم نے کہا خیر اس جھگڑے سے ہمکو کچھ غرض نہین مگر یہ
کہو کہ آج تمکو بادشاہ نے کچھ انعام بھی دیا اسواسطے کہ تمام فقرا تکیہ مین انعام کے انتظار مین ہین شاہزادہ نے

ایا امرشد کچھ نہین خواجہ عنبر ناظر کا مکان مجھے بتلایئے کہان ہی شاہ آدم نے کہا کہ شاہ صاحب اس سے انعام لیجیے گا شاہزادہ
فرمایا ہان شاہ آدم نے کہا پہلے میرے تکیہ مین چلیے وہان خواجہ عنبر ناظر کا مکان بھی معلوم ہو جائیگا شاہزادہ شاہ آدم
کے تکیہ مین تشریف لایا دیکھا تو فقیر جمع ہین اور انتظار انعام کا کر رہے ہین جب سب نے دیکھا کہ یہ فقیر تازہ وارد حضور
خالی ہاتھ آیا سب نے ایک آہ کھینچی اور رہے کی آواز پھر چہار طرف سے بلند ہوئی شاہ جمال بن شاہ آدم نے اسپر
آپ کہا کہ بیگانہ کو یگانہ سمجھنا اسکا نتیجہ یہی ہوتا ہی شاہزادہ نے جب یہ کلمہ طعن سنا ملال کیا اپنے حال مین کہ تھا لیکن بحث دشوار
معلوم ہوا شاہ آدم نے اپنے بیٹے کو مع ان فقرا کے نہایت سخت و سست کہا اور ملامت کی اور کہا یا اسرار اللہ
اپنے اپنے حال پر صبر و شکر کرنا چاہیے فقیرون کو اسقدر طمع نہ چاہیے شاہ خواجہ عنبر ناظر کو انعام ہی کے واسطے
یا ہو کہ ادہر اسکا مکان مجھے دریافت کرتا ہو اس عرصہ مین ایک فقیر نے کہا یا مرشد چوک مین فلان محل عالی شان اسکا
خواجہ عنبر ذی شان کا ہی جب گھڑی بھر رات آئی تو چند مشعلون کی روشنی سامنے معلوم ہوئی وہ فقیر تو بطرف روشنی کے ہوئے
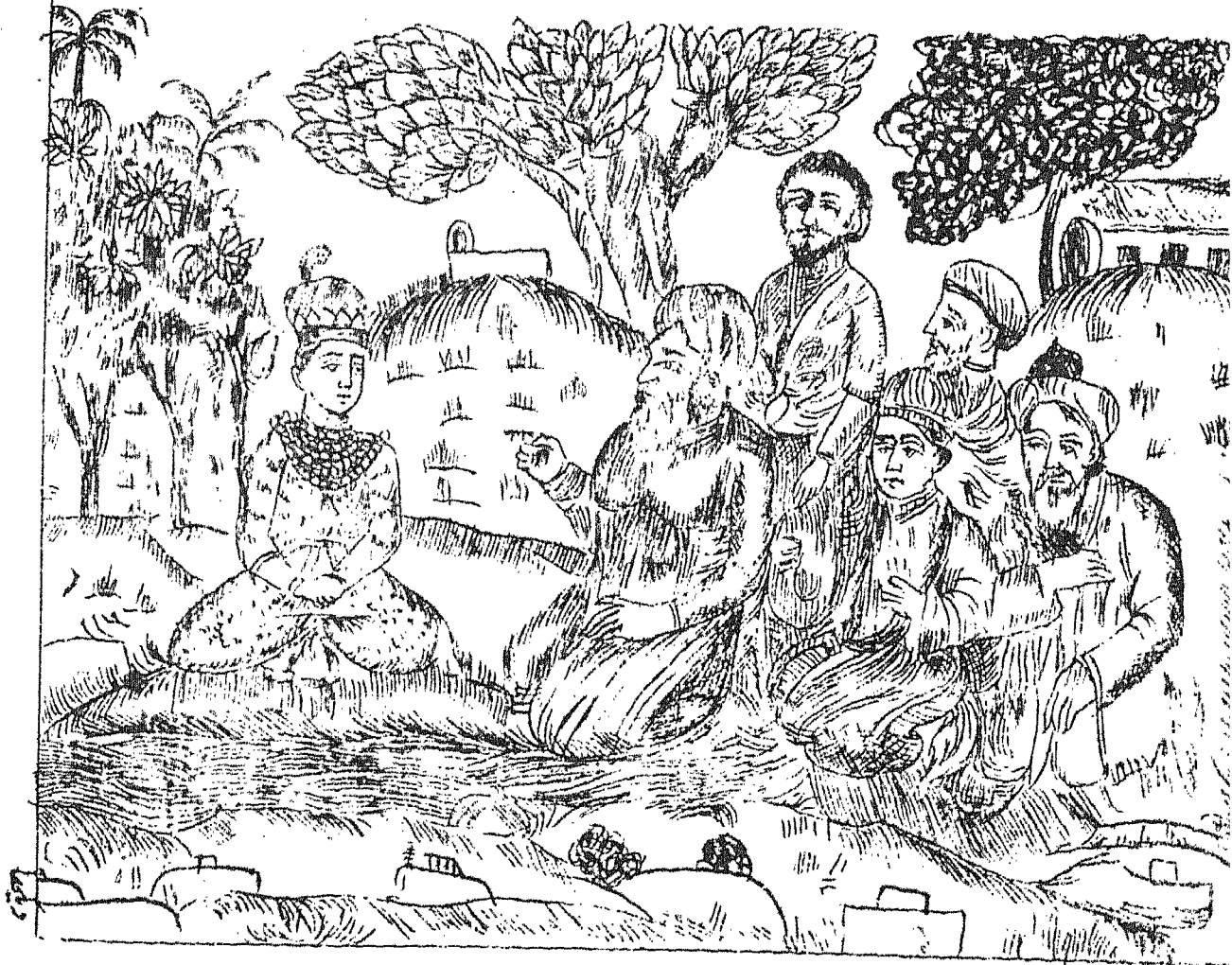
دیکھا ایک خواجہ سرا کمسن یاقوت نام بارہ خوان مزدورون کے سر پر لیے تکیہ مین آیا اور شاہ آدم کو سلام کیا اور یہ قاعدہ
قدیم سے تھا کہ جمال شاہ بن آدم شاہ کو ایک خوان اشرفیون کا سرکار سے بروز جائزہ ثنا خوانی مین ملتا تھا اب جو بارہ
خوان آئے تو فقرا کو گمان ہوا کہ بہ برکت قدم اس تازہ فقیر کے عوض مین اشرفیون کے بادشاہ نے خوان کھانے کے واسطے فقرا
کے بھیجے ہین اس خواجہ سرا نے وہ خوان پر از اشرفی وجواہر شاہ آدم کے آگے رکھدیے اور کہا ای مرشد بادشاہ نے فرمایا ہی
کہ یہ بارہ خوان تمھارے مرید تازہ کی ثنا خوانی کا انعام ہی جسنے بروقت جائزہ لشکر کلام بے ادبانہ وگستاخانہ زبان سے نکالے
خبردار ایسے زبان دراز وبیادہ گو کو کبھی منصب ثنا خوانی نہ دینا ورنہ تم جانوگے ابکی مرتبہ اس نظر سے یہ انعام عطا فرمایا کہ وہ راہ
دور ودراز سے بامید زکوۃ ہمارے ملک مین آیا ہی ورنہ سزاے اعمال اسکی یہ تھی کہ بذلت تمام ہم اپنے ملک وحکومت سے
نکلوا دیتے شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم اپنی سزاے اعمال کو پہونچے کو کر دکہ نیافت بادشاہ تمھارا ناحق ہم پر عتاب کرکے اپنی
طبیعت کو گرم کرتا ہی پھر اُس خواجہ سرا نے کہا اے شاہ آدم مجھکو تمھارے مرید تازہ کے قیافہ سے ہزرہ گردی ثابت ہوتی ہی

ونکہ جسکو فی المجلہ صاحب اقتدار دیکھتا ہی اُسکے سامنے بےتکلف ہاتھ پھیلا دیتا ہی صبر نہین ہی جن فقیرون کو صفت قناعت د
رکل نہو وہ راندۂ درگاہ ہی یہ مرد مکار معلوم ہوتا ہی فقیر نہین ہی اگر ہم شان فقیری اُسمین پاتے تو بلاشبہہ جس امر کی اُسنے
واجہ عنبر سے خواہش کی تھی ہم اُسی وقت اُسے ادا کردیتے ورنہ کسی آنکھہ کو قدرت کب ہی کہ جو جمال باکمال بادشاہون
کا دیکھے اور نہ ہر ایک کے کان کو یہ لیاقت ہی کہ کلمات بادشاہ سُنے شعر نہ ہر چشمی بود لایق کہ بیند جلوۂ جانان + پیدم
ما لہا در انتظارش کور شد باشد + شاہزادہ یہ کلمات اُس خواجہ سرا کی زبانی سُنکے خاموش ہو رہا کچھہ جواب ندیا خواجہ سرا
یہ کہکے شاہ آدم سے رخصت ہوگیا شاہزادہ دوسرے روز خواجہ عنبر ناظر کے مکان پر گیا اور بعد ملاقات کے تمام
سرگذشت اپنی بیان کی خواجہ عنبر نے کہا ای شاہزادۂ عالیجاہ یہ نازنین مہ جبین ایسی آفت روزگار و بلاے بے درمان
ہی کہ ایک ادنی بات پر ملازمان قدیم کو خاک مین ملا دیتی ہی کچھہ خیال قدامت و نمک حلالی نہین کرتی اور جس سے کوئی
بھی حرکت خلاف مزاج واقع ہوتی ہی وہ تمام عمر اُسکے دل سے نہین جاتی مین تمسے ملکہ کی تنک مزاجی و زود رنجی کی ایک
نقل بیان کرتا ہون سُنو عجائبات مین ایک بادشاہ صاحب حشمت و جاہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بھی زیادہ تر عالی مرتبہ
ہی اُسکی بیٹی سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بہناپا کیا اور یہانتک نوبت اتحاد و اخلاص کی آپس مین پہونچی کہ ایک
لحظہ جدا نہوتی تھین ایک روز اثناے صحبت مین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اُس سے کلمۂ راز کہا اور یہ نہ کہا کہ کسی سے نہ کہنا
اُس نیک بخت نے حسب اتفاق کہین اپنی مان سے اُسکا ذکر کردیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب سُنا کہ اُسنے وہ بات
اپنی مان سے کہدی پس اُس روز سے آجتک پھر کبھی اُسکا نام نہ لیا ایسی زود رنج و بے مروت ہی کہ جسکا بیان مشکل ہی حتی کہ
پدر و مادر و دلہوان اُسکے مزاج سے ڈرتے ہین ہان ایک مرد بزرگ کا ضرور خوف اسکو ہی ورنہ خدا جانے کیا آفت برپا کرتی
شاہزادہ نے فرمایا ای خواجہ صاحب آپ سچ کہتے ہین مجھسے بھی ایسا ایک قصور سرزد ہوا ہی کہ مین خود اپنے فعل کا منفعل
ہون اور کہ سکتا میری کسی کے سامنے نہین ہوتی اور ہر وقت اسی خیال مین رہتا ہون کہ اگر خدا نخواستہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
کی ناراضی کو عرصہ گذرا تو میری زندگی دشوار ہوگی بلکہ ہلاک ہوجاؤنگا مگر پھر یہ بھی خیال ہوتا ہی کہ اگر مہربان نہوتی تو ہر شہر مین
میری مہمانداری کا حکم نہ پہونچتا خواجہ عنبر نے کہا کہ مدارات و خاطر مہمان مہربانی مین داخل نہین ہی اول یہ کہ عمائدین زمانہ
سے ہو دوسرے کل کائنات طلسم مین مہمانداری سے زیادہ بہتر کوئی شی نہین ہی بلکہ ہم سب بالفعل اغماض کرنا رسم دعوت مین
ترک گناہ کبیرہ جانتے ہین شاہزادہ نے فرمایا خیر اب تمہارے پاس آیا ہون ہر کیف تمکو بھی میرے حال زار پر رحم فرمانا
ضرور ہی اور اپنے عہد و وعدہ کا خیال فرض واجب ہی خواجہ عنبر نے کہا ہان مین نے بادشاہ کے سر کی قسم کھائی ہی اور تمہارا بھی
خیال مجھے از حد ہی لیکن یقین جانو کہ اگر ملکہ نے یہ میرا عہد و وعدہ سُنا تو مجھکو زندہ کبھی نہ چھوڑیگی شاہزادہ نے کہا کہ
اگر آپ کو خوف جان ہی تو مین ہرگز اپنا مطلب نہین چاہتا آپ تکلیف نفرمائین خواجہ عنبر نے کہا ہرچہ بادا باد
اب جو مین کہون اُسکو بگوش ہوش سنو اور خیال فرماؤ کہ دو فرسخ دریا کے سامنے ایک عبادت خانہ ہی جس کو

منزل جاودان شاہ کہتے ہین وہ مقام ناز و نیاز مشہور ہی وہان بجز بادشاہون اور روساے عالیشان اور مخصوصین کے کسی کو عبادت کرنے کا حکم نہین ہی اور کسی کی کیا مجال جو وہان قدم رکھ سکے اور وہان کی عبادت کا یہ طریقہ ہی کہ ایک اسم بزرگ کے عدد کا ورد کیا جاتا ہی اور تین ساعت مین تمام کیا جاتا ہی اور تمام داخلین سے تا طلوع آفتاب کوئی متنفس باہر نہین آسکتا اور ایک شرط یہ بھی ہی کہ حالت وظیفہ مین کوئی غیر جنس نہ آوے اور اگر اتفاقاً کوئی غیر جنس آبھی جاے تو پھر وہ تا طلوع آفتاب باہر نہین جا سکتا چنانچہ جب بادشاہ عبادت خانہ مین داخل ہوتا ہی تو بہت بڑا بند و بست کیا جاتا ہی بلکہ گرد و پیش عبادت خانہ کے ایک فرسخ تک فوج شاہی کا طلایہ پھرتا ہی اس بیان سے میری غرض یہ ہی کہ اگر تم کسی تدبیر سے اس عبادت خانہ مین پہونچ جاؤ تو پھر بخوبی تمام شب بے نقاب ملکہ کی صورت دیکھو اور کوئی تمسے مزاحم نہین ہوسکتا اور زیادہ تر لطف یہ ہی کہ روپوشی بھی عبادت خانہ مین منع ہی بلکہ بدعت جانتے ہین شاہزادہ نے کہا جسطرح فرمایئے مین عبادت خانہ مین جاؤن خواجہ عنبر نے کہا اسوقت آپ تشریف لیجایئے کل شب کو غریب خانہ پر ضرور تشریف لایئے گا بجاے خود کچھ نہ کچھ ضرور فکر کی جائیگی شاہزادہ نے خواجہ عنبر کو دعاے خیر دی اور رخصت ہو کر تکیہ مین شاہ آدم کے پاس پہونچا تمام فقرا کو بہ تصدق شاہزادہ کے زر کثیر ہاتھ لگا تھا اس سبب سے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے تھے اور بار بار تعریف و ثنا کرتے تھے شہزادہ اس شب وہین رہا

اب داخل ہونا شاہزادہ معزالدین کا عبادت خانہ مین اور ملاقات کرنی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے معرفت خواجہ عنبر کے

سخن سنج دانا ے معنی فریب　　عروس سخن را چنین داد زیب

کہ دوسرے روز بعد نماز مغرب مین شاہزادہ خواجہ عنبر ناظر کے مکان پر تشریف لایا بعد سلام علیک و مزاج پرسی کے خواجہ عنبر نے کہا اے شہریار با وقار مین خوب جانتا ہون کہ تمھاری رفاقت و خیر خواہی مین ضرور کوئی آفت عظیم میرے سر پر آئیگی پروردگار عالم انجام اسکا بخیر کرے شاہزادہ نے فرمایا اے خواجہ صاحب مین اب بھی یہی کہتا ہون کہ اگر آپکے حق مین کوئی امر خلاف ہو یا اندیشہ جان ہو تو مین اپنے مطلب سے باز آیا مجھے ہرگز منظور نہین میرے واسطے ناحق اپنا نقصان کیون کیجیے مصرعہ گذشتم از سر مطلب تمام شد مطلب

میروم گرچہ روزی صبر پیدا میکنم　　باز یادش میروم یا ورد دلش جا میکنم

خواجہ عنبر نے کہا بہرحال جسطرح ہوگا مین تمکو ایک بار ضرور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس پہونچا دونگا آیندہ جو ہو بعد اسکے ایک ملازم سے کہا کہ فتاح ملاح کو بلا لا جب فتاح ملاح آیا خواجہ عنبر ناظر نے کچھ کان مین کہا اور شاہزادہ کو اسکے ہمراہ کر دیا فتاح ملاح جب گھڑی بھر رات گذر گئی شاہزادہ کو کنارہ دریا کے لے گیا اور

ب سو ر شکیبی پر سوار کرکے ایک مقام پر پہونچا دیا وہان ایک مکان بشکل بیت المقدس بنا تھا اور دریا کی طرف دیوار مین
ب بدررو ایسی کشادہ تھی کہ آدمی بخوبی چلا جاوے فتاح ملاح نے شاہزادہ سے کہا ای شہریار یہی مکان ہی یقین ہی اسوقت
دشاہ عبادت مین تنہا مشغول ہوگا آپ اسی بدررو کیطرف سے تشریف لیجائیے بعد طی ہونے اس بدررو کے ایک تختہ
ہنی کہ اسمین خانہ ہین بطور جالی کے لگا ہوا ملیگا یہ سوہن لیتے جاؤ دو تین سلاخین کاٹ کر عبادت خانہ مین داخل ہوجانا آئندہ
یسا مناسب دیکھنا کرنا اب آپ رفاقت خواجہ عنبر ناظر کو ملاحظہ فرمائین کہ اُسنے اپنی جان بیچ کر آپکو یہان پہونچایا
وشاہزادہ حسب ہدایت فتاح ملاح بدررو سے داخل عبادت خانہ ہوا یہان بوجہ ایام سرما تمام مکان مین پردے
پڑے ہوے تھے اور دوسرے شب تار ایسی تھی کہ کوئی شی نظر نہین آتی تھی

اب حال عبادت خانہ سنیے

کہ ایک مکان ملکہ نوبہار گلشن افروز نے واسطے عبادت کے بنوایا تھا اور ہر روز عبادت معینہ کیا کرتی تھی چنانچہ
اُس روز بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز عبادت مین مشغول تھی اور ملکہ صبح دلکشا دنا دردہ راز دار اور ملکہ شرف افروز
بالو دگلر خسار دآئینہ دار پری وغیرہ پریزادین جدا جدا مکانون مین اُسی اسم بزرگ کا وردکر رہی تھین شاہزادہ
معبد کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا چاہتا تھا کہ کوئی نہ دیکھے اور یکایک مکان خلوت مین داخل ہوجاؤن بعد اسکے جو معاملہ پیش
آئیگا دیکھا جائیگا آخر کو ایک چار درخت چنبیلی کے نہایت گنجان نظر آئے اُسکے آگے صحن تھا اور صحن کے
مقابل مکان کا چبوترہ تھا شاہزادہ اُن درختون مین جب گیا کہ پہلے مکان خلوت ملکہ نوبہار گلشن افروز کا تحقیق کرلین
تو آگے بڑھین وہان دو کنیزین کمسن ملکہ نوبہار گلشن افروز کی آپسمین باتین کررہی تھین انمین ایک صباحت اور
دوسری ملاحت تھی ناگاہ صباحت کی نظر درختون پر پڑی وہان اُسکو کچھ سفیدی نظر آئی اُسنے ملاحت سے کہا بوا
دیکھنا یہ سفیدی درختون مین کیسی نظر آتی ہی اگر تو بتا دے تو مین تجھے بڑی عقلمند جانون وہان نرگس نام ایک اور کنیز
تھی اور حال اُسکا یہ تھا کہ فرصت ملی اور سوگئی ملاحت نے کہا شاید نرگس درختون مین سوگئی یہان بخیال اسکے وہ
نہ سوئی کہ جگائی جاؤنگی صباحت نے نرگس کو آواز دی جب نرگس کی آواز نہ آئی انھون نے کہا دیکھو نیند اسے کہتے
ہین کہ کسی طرح آنکھ نہین کھلتی آخر ملاحت نے کہا چلو بہن نزدیک سے نرگس کو جگا دین صباحت نے کہا میری بیزار جگا دے
آئینہ دار پری جو اُسکی خاتون ہی آکر جگاتی ہی بعد ایک لحظہ کے پھر نرگس کو آواز دی اور کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ
تیری قضا سر پر کھیل رہی ہی کہ جگانے پر بھی جواب نہین دیتی اوآفت رسیدہ جلدی اُٹھ ورنہ آج تیری خاتون تجھکو اُلٹا
ٹانگے گی شاہزادہ نے دلمین کہا آج ہمکو خوب خوب خطاب ملے اگرچہ خطاب خداوندکریم مجھکو سزاوار کرے تو مین ان خطابون کو
بطور ان دشنام کے تصور کرونگا جو ہندمین قرب عروسی کو باہم دیجاتی ہین اگر ملکہ سے حسب دلخواہ ملاقات ہوگئی اس عرصہ

مین آئینہ دار پری بھی وظیفہ سے فراغت کرکے آئی اور اسنے بھی نرگس اپنی کنیز کو پکارا از حسب اتفاق نرگس اور ایک مکان تخلیہ مین سو رہی تھی اپنی بی بی کی آواز سنکر دوڑی آئی اب صباحت کو خیال گذرا کہ بلاشبہہ ان درختون کے کنج مین کوئی آسیب ہی اُسنے یہ کیفیت آئینہ دار پری سے کہی آئینہ دار پری نے بغور اُن درختون مین دیکھا اس عرصہ مین نادرہ راز دار بھی آگئی اُسکے ساتھ چند خواصین بھی تھین آئینہ دار پری نے یہ راز نادرہ راز دار سے کہا وہ سمجھی کہ شاید کسی راہ سے شاہزادہ یہان آن پہونچا آخر نادرہ راز دار نے کہا ای شخص تو کون بلا ہی کہ مثل چورون کے یہان پوشیدہ ہی ہم جانتے ہین کہ خدانے آنکھین تجھے نہین عنایت فرمائین اور نہ کان ہین کہ جو ہمارے کہنے کو سُننے یا ہمکو دیکھے شاہزادہ نے سوچا اب خاموشی کا کام نہین ہی ورنہ یہ روشنی لائینگی اور دیکھینگی اب مصلحت یہی ہی کہ چمن سے باہر نکلو اور جواب دو آخر کہا ؎

بیا ای سخن گوے پاکیزہ پوش
چہ باشی ز حال سخن پردہ پوش

قدسی بیت

دارم دلے اما چہ دل صدگونہ حرمان در بغل
چشمی و خون در آستین اشکے و طوفان در بغل

نادرہ راز دار نے جو شاہزادہ عالی وقار کو دیکھا کہا الحمد للہ فال میری مطابق آئی یعنی حضور بدولت و اقبال تشریف لائے مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ سوا حضور کے اور کسی دیو یا جن یا پری کی کیا مجال و قدرت تھی جو یہان قدم رکھتا فرشتون کے یہان پر جلتے ہین یہ وہ مکان عالیشان ہی اس عرصہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی عبادت سے فارغ ہوئی خواصون نے حال شاہزادہ عرض کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بہ تجاہل عارفانہ فرمایا ای نادرہ یہ کون بلا ہی کہ جو ایسے پہرہ اور چوکی مین اپنی جان سے ہاتھ دھو کے یہان آیا اس حرکت سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید مجنون یا مسلوب الحواس ہی نادرہ راز دار نے عرض کی قربانت شوم ایک چور نہایت چالاک مین نے گرفتار کیا ہی حضور مین اُسکو حاضر کرتی ہون حضور ملاحظہ فرمائین مگر طرفہ بے دل و جگر یہ چور ہی کہ ملکہ عالم کی نسبت الزام و دزدی کا لگاتا ہی ملکہ نے فرمایا او شوخ اسوقت خوش طبعی کیسی سچ سچ جو امر ہو بیان کر اس عرصہ مین شاہزادہ خود ہی سامنے تشریف لایا اور ملکہ سے آنکھین ملا کر فرمایا سبحان اللہ بقول کسی شاعر کے ؎

خوشا کہ شب کشی در روز بر سرم آئی
کہ آہ اینچہ کسست کہ کشتہ است این را

ای آفتاب سپہر خوبی اور ای سرو چمن محبوبی یہ ناتوان و بے خانمان فقط تمہاری امید وصال مین کہان کہان آوارہ و دربدر و خاک بسر رہا اور آتش فراق مین شمع سان جلا کیا اور آپ ابتک میرے حال سے واقف نہین کہ اس طرح مثل بیگانون کے پوچھتی ہین ؎

منم بیدلی خستہ و ناتوانے
دل از دست گم کردہ بے خانمانے
چو ریگ روان گشتہ صحرا بصحرا
بہر منزلے ہم بہر کاروانے

بیان کردہ از قصۂ سوز ناکم | بہر گلشن بلبلان داستانے
جفا دیدہ و درد ہجران کشیدہ | یقین ہست کاخر ہلاک تو گردم
بوصلت تو پیوستہ رطب اللسانی | بنا شد مرا گر بہ بہرت گمانے

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب یہ اشعار سنے اور گفتگوے شاہزادہ کو غور فرمایا مثل غنچۂ سربستہ کے شگفتہ ہو کے دل مین نہایت خوش ہوئی لیکن ظاہر مین باندازِ معشوقانہ و نازِ محبوبانہ لبِ معجز بیان سے فرمایا ؎

ستے گل رخسار کے جو چاہنے والے | کیون بلبلِ شیدا کیطرح کرتے ہو نالے
معشوق یہ عاشق کی صورت نہین دیکھی | مرجائیگا چاہت کا مزا آپکو اس روز
اک آپ نظر آئے نئے چاہنے والے | پڑ جاوینگے جس دن کسی بیدرد کے پالے

ور یہ جو آپ اپنا حال محض مکر و فریب سے بیان کرتے ہین کہ مرتا ہون اور جیتا ہون یہ نئی بات نہین ہے بیت

خلق انسان ہوے جی سے گذر جانے کو | پھول اس باغ مین سب کھلے ہین کملانیکو

اور عشق ایسی چیز نہین ہی کہ ہر شخص کرے ع

قدم ز محفل جانان مین بے خوف و خطر رکھے
ہتھیلی پر جو رکھے شمع کے مانند سر پہلے

یہ بھی کوئی بات ہی کہ ہر کس و ناکس نے جسکو چاہا کہدیا کہ ہم فلان پر عاشق ہین نہ خیال کسی کی آبرو کا نہ لحاظ عصمت و عفت کا چاہے کوئی بدنام ہو یا ذلیل اپنے مطلب سے غرض ہی اے نادرہ راز دار ای شرف افروز بانو دریافت کرو کہ کس اجل رسیدہ و شوریدہ بخت نے اس مرد ناتجربہ کار یا وہ گو کو عبادت خانہ مین پہونچایا اور کسکے پہرے مین یہ یہان آیا کیسی نگہبانی ہوتی ہی ہم ابھی وقت سزا ے اعمال دینگے نادرہ راز نے کہا قربانت شوم حضور پر خوب روشن ہی کہ اس مقام مقدس مین کسی مقدمہ کی تحقیق منع ہی دوسرے جو شخص کہ ایسی فوج قاہرہ کی نگہبانی مین یہان پہونچ جائے کہ جہان فرشتہ نہ آسکے وہ بیشک نظر یافتہ و تائید یافتہ جاودان شاہ ہی اور بہر کیف واجب التعظیم ہی سمجھنا چاہیے لہذا آپکو بھی مناسب ہی کہ از راہ کرم و مہمان نوازی کے حضور بھی شاہزادہ سے بعزت و آبرو پیش آئین اس گفتگو مین ملکہ صبح دلکشا بھی وہان آئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ای نادرہ راز دار جبکہ یہ مکان مقدس معبد ہی پھر کسی نامحرم سے ہم کلام ہونا اور مدارات کرنا کیا ضرور ہی نادرہ راز دار نے چونکہ حکیم صاحب سے حسب و نسب شاہزادہ کا سن لیا تھا اسنے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم یہ جو آپ نے فرمایا بجا ہی کسواسطے کہ ناز معشوقانہ اسی کو کہتے ہین خیر آپ نفرمائین مین آپ کی طرف سے وکالتاً شاہزادہ کی خدمت و مہمانداری بجا لاؤنگی اور شاہزادہ سے مخاطب ہوکے کہا ع

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ راز دار کے اس کلام سے نہایت برہم ہوئی اور فرمایا کہ ای نادرہ راز دار اسوقت مین تجھسے عجب کلمات گستاخانہ و بے ادبی کے سنتی ہون خدا خیر کرے شاید تیرے دماغ مین کچھ فتور ہوگیا ہی سمجھے کہا غرض کہ مین ایک مرد نامحرم و بوالہوس جہان گرد سے ہمکلام ہون اور ناحق مدارات و مہمانی کرون ہان ملکہ صبح دلکشا کو یہ کہنا زیبا ہی بقول کسی شاعر کے بیت

خوش آمدی ز کجا میرسی بیا بنشین
بیا کہ سینہ تہمت در و دیدہ جا بنشین

ملکہ صبح دلکشا کو یہ کلمہ طعن کا نہایت ناگوار گذرا اور اسنے چین بجبین ہوکے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ آفاق میرا نام ناحق اس معاملہ مین داخل کرتی ہو یہ آپکی شوخی اچھی نہین ہی واللہ مین اس گفتگو سے طعن آمیز سے یک لخت سلام و مجرا تمھارا ترک کرودنگی آپ نے مجھے کیا مسخرا مقرر کیا ہی کہ ہر امر اور ہر بات مین نام میرا لیتی ہو اب تو مدعی و مدعا علیہ ایک جا قدرت خدا سے جمع ہوگئے آپ از روے حلف دریافت فرمالین کہ شاہزادہ کسکے سوداے محبت مین دیوانہ وار جہان کی خاک چھان رہا تھا اور در بدر خاک بسر پھر رہا تھا شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا ع

ای مہر جہان تاب زنیر نگی عشقت | چون سایہ شدم دربدر و خاک بسرایم

ملکہ صبح دلکشا نے کہا اب آپ ملاحظہ فرمائین کہ شاہزادہ کیا کہتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان بجاے خود اپنے کو الزام سے بچاتا ہی ورنہ اسطرح کہتا مصرعہ ای صبح دلکشا ے زنیر نگی عشقت ؛ نادرہ رازدار نے شاہزادہ سے کہا ای شہریار آپ نے سنا کہ یہ مصرعہ خود ملکہ نے اپنی زبان سے آپکے اور ملکہ صبح دلکشا کے معاملہ مین فرمایا واللہ یہ وہی مثل ہی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہی بیت

گرچہ میخواہم دلم بے اختیار | از زبان غیر میگویم سخن

خیر اب یہان بآرام تمام تشریف رکھو اور دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی شاہزادہ کی تو خود یہ آرزوے دلی تھی بے تکلف ملکہ صبح دلکشا و ملکہ نوبہار گلشن افروز کے بیچ مین بیٹھ گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے محبت باطنی سے گرظاہر غضبناک ہوکر شاہزادے کو صبح دلکشا پر ڈھکیلا دونون ہاتھ شاہزادہ کے لگے ایسی حلاوت حاصل ہوئی کہ جسکا بیان مشکل ہی نادرہ رازدار نے یہ دیکھ کے اہل طرب کی طرف اشارہ کیا اور اہل طرب نے نادرہ رازدار کے اشارہ سے یہ اشعار گانا شروع کیے ؎

شاخ گل درپردہ میل وصل بلبل میکند | راز پنہان محبت بین کہ چون گل میکند | بلبل بیچارہ در صد گلستان آوارہ شد
گل ہنوز از بہر وصل او تامل میکند | باطن بلبل بر نگ لالہ گشتہ داغ داغ | زین گل بے رحم در ظاہر تغافل میکند

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای نادرہ رازدار مجبور ہون کہ تو حکیم صاحب سے توسل رکھتی ہی ورنہ اسیوقت مین تجھے اس چرب زبانی کا ایسا جواب دیتی کہ تو ہمیشہ یاد رکھتی لیکن حکیم صاحب کی خدمت مین ضرور عرض کرونگی کہ حضرت نے نادرہ رازدار کو عہدۂ رازداری دیکے ایسا گستاخ کردیا ہی کہ اسکو ذرا امتیاز و لحاظ باقی نہین رہا جو کچھ چاہتی ہی کہدیتی ہی میری بلا جانے کہ عشق و عاشقی کیا شی ہی اور گل و بلبل کسکو کہتے ہین شاہزادہ نے برہمی مزاج ملکہ نوبہار گلشن افروز دیکھکے سر اپنا زانوے ملکہ پر رکھدیا اور بزبان عجز کہا کہ ای ملکہ خوبان روزگار بیت

خدنگ تو از سینہ زنیسان گذشت | کہ سوفار بر جاے پیکان نشست

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شرم و حیا سے منہ اپنا نقاب مین چھپا لیا لیکن نگاہ ناز سے شاہزادہ کو از خود رفتہ کردیا شاہزادہ نے فرمایا ؎

جانا بگو کہ از من بیدل چہ دیدۂ | کز دام من چو آہوے وحشی رمیدہ

ای جان جہان اب تمکو اس عاشق زار سے اسقدر بیزار ہونا نہ چاہیے کیون مجھ غریب و سرگشتہ کو رنج و غم مین گرفتار کرتی ہو نظم

یاد ایامے کہ در باغ آن نگار | مہربان بودی مرا در حال زار | لطف میکردی و می گفتی سخن | شمع سان بودم عزیز انجمن

این تن مان چون شمع می سوزم مدام | جسم و جانم سوخت در عشقت تمام
رحم کن بر حال زار من ببین | بر من از لطف ای نگار من ببین
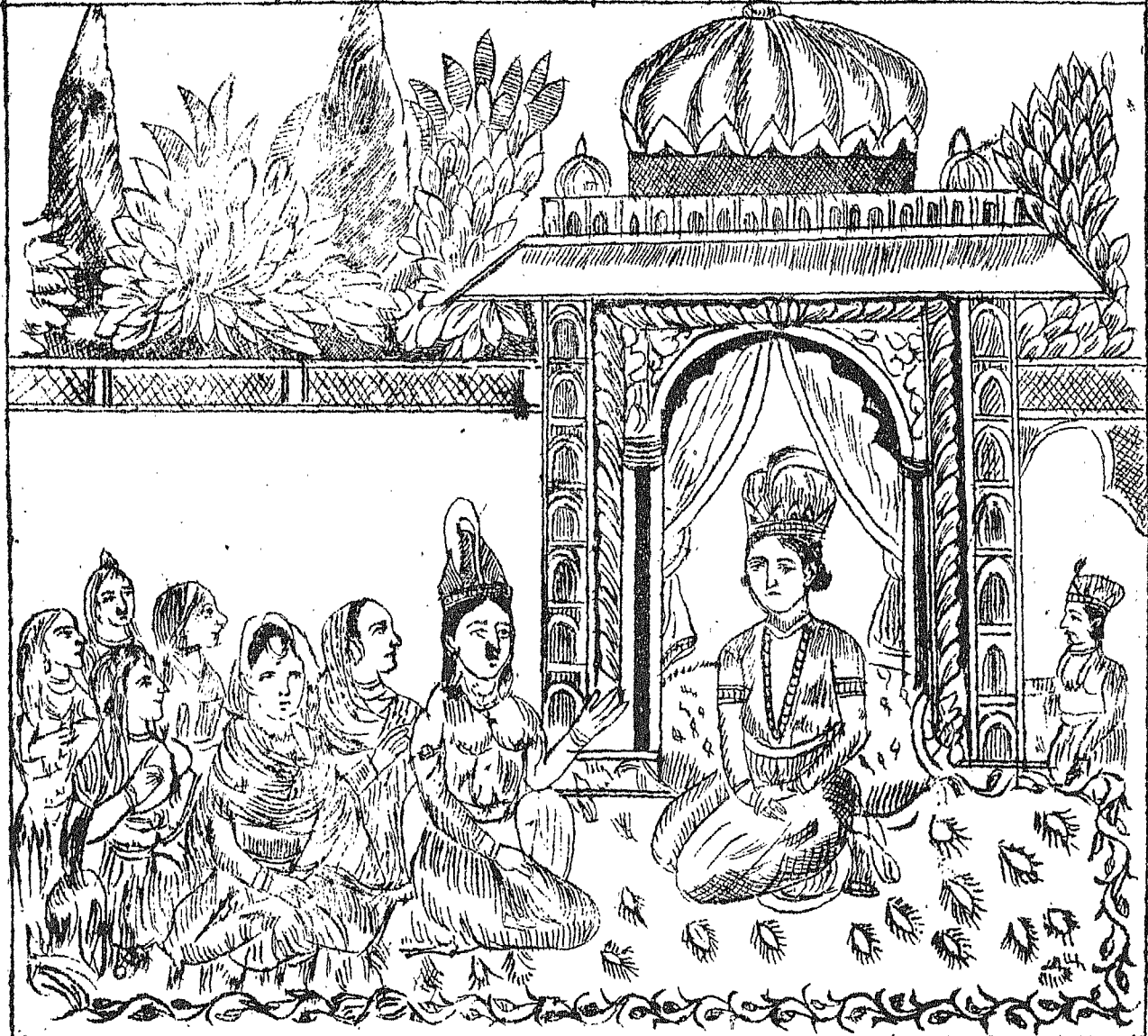
نادرہ رازداز نے کہا ای ملکہ آفاق قسم ہی تمہارے سرناز نین کی شاہزادہ عالیجاہ کلمۂ حق فرماتا ہی مگر تم اسقدر سنگدل و بے رحم ہو کہ تمکو اس جگر سوختہ و ناتوان کے حال زار پر کچھ بھی رحم نہیں آتا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی حسب اتفاق ایک ہوا کا جھونکا ایسا آیا کہ نقاب سے زلف ملکہ باہر نکل آئی ملکہ نے پھر اُسے نقاب سے چھپا لیا پس شاہزادہ نیم جان و رہی بسمل ہو گیا اور بے اختیار یہ مخمس زبان پر جاری ہوا مخمسہ

ای کہ رحمت نہ بود ہیچ بہ بیاری دل | یک طرف نرگست آمادہ بخونخواری دل
طرہ ات صف زدہ یک بجفا کاری دل | ہم زلفت بسے گردام گرفتاری دل
کہ در دسوے نگنجید ز بسیاری دل

نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ہو ملکہ بے وجہ شاہزادہ کے حال پر اب جفا کرتی ہو یہ امر اچھا نہین
یاد رکھو ایک وقت ایسا ہوگا کہ تم خود بخود اس ستم رسیدہ کے حال پر اختلال پر رحم کرو گی اور اسوقت کسی کی سعی وسفارش
کو دخل نہین ہیچ گا اب بہرحال تمکو شاہزادہ کے حال پر مہربانی و نوازش فرمانا چاہئیے تمکو خوب ظاہر وروشن ہو کہ یہ
بیچارہ سوختۂ آتش فراق فقط تمھارے اشتیاق مین کہان سے کہان آیا اور کیسی کیسی مصیبت مین گرفتار ہوا اور کوہ ودشت
مین آوارہ پھرا اُسکی سزا یہ ہو کہ بجنندہ پیشانی اس سے بات تک نہین کیجاتی یہان ہر مہمان خاص وعام کی تواضع وتکریم
بمنزلہ واجبات کے ہو لیکن تمنے اس واجب کو بھی ترک کیا شرط انصاف یہی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہو
نادرہ رازدار مین نے ہزار بار سمجھایا اور منع کیا لیکن تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتی تیرے مزاج سے یہ خوش طبعی
وظرافت بیجا نہین جاتی کہ ایسی باتین کرتی ہو اور بوجہ رازداری کے تجھکو پاس ولحاظ سب اُٹھ گیا مطلق ہمارا خوف ذرا
بھی نہین دیکھتی ہون کہ تو اپنے جامہ مین نہین ہو ذرا اپنے ہوش مین آ ہنسی مین آپس کی بات اچھی ہوتی ہو ہر امر کا ایک موقع ومحل
ہو ہنسی کی بھی ایک حد ہو شاید حکیم صاحب نے بوقت عہدہ دینے کے اس امر کا بھی تجھکو حکم دیا ہو کہ جو جیکو چاہے کہے
آج مین تیرے ہاتھ سے نہایت تنگ ہوئی مگر نہین معلوم کہ مین کس امر کا پاس کرتی ہون ورنہ ایسی سزا معقول
دیتی کہ یہ زبان درازی بھول جاتی ایک تو یہ کہ تو میری ہمشیرہ رضاعی ہو دوسرے حکیم صاحب کی جانب سے
منصب رازداری پر مامور ہو تیسرے اس مکان کا بھی مجھے پاس ہو کہ یہان کسی عورت اور مرد کو تکلیف دینا روا نہین ہو
نادرہ رازدار نے عرض کیا قربانت شوم آپ نے ایک بیچارہ کو دنیا سے اور دین سے کھو دیا نہین کا گھر کیا اور پھر طبیعت
صاف نہین ہو اب اُسکے صبر مین ہم کنیزان خاص مبتلا ہوے ہین آخر کسی بندۂ خدا کا صبر ضایع نہین ہوتا حاکم کے تو
پاپوش پر بھی اثر نہین ہوتا کہ دہان سات ولیون کا سایہ ہو غریب ہی پر وبال انکا ہوگا خداوند کریم ہمپر رحم فرمائے
مگر مجھے آپکی ترکیب مزاج سے خوف آتا ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہو نادرہ رازدار تم چشم انصاف سے دیکھو
کہ سمان مین اور کہان آدم زاد خاکی و آتشی سے کہین نبی پیوند ہوا ہو شاہزادہ نے فرمایا آپ نے شاید ترجمہ اس
آیۂ مبارک کا نہین سنا خلقتنی مین نارٍ وخلقتہٗ مین طینٍ پس یہ کہنا تھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نہایت افروختہ ہوکر
کہنے لگی اب سُنو بس خوش ہوئین اس بندہ خدا نے کیا کہا نادرہ رازدار نے کہا حضور مین تو نہ سمجھی کہ یہ کیا راز ہو
مفصل فرمائیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ کہتے ہین کہ جن آتش سے خلق ہوے اور راندۂ درگاہ خدا خطاب
دیا گیا تو اب مین جواب کیا دون سوا اسکے کہ جب ہم بیچارے عنصر آتش سے خلق ہوکے راندۂ درگاہ معبود ہوے
تو پھر مین خاصان ومقربان بارگاہ صمدیت سے کیا مطلب اور اُس ناآشنا سے کیا مناسبت ہو کہ ہم آدم
خاکی سے ملکر اپنی قوم آتشی کو چھوڑ دین خداوند کریم ایسی غلفت سے جہانتک بچائے اُسکا شکر ہو اور اے
نادرہ رازدار تمنے یہ بھی سُنا ہو ملائکہ مقرب جناب احدیت نے ان بزرگون کے حق مین ایک کلمہ کہا ہو یعنی

جسوقت کہ مشیت الٰہی مین گذرا کہ آدم خلق ہو تو ملائکہ کو حکم ہوا کہ تم خاک لاؤ ملائکہ نے عرض کیا خداوند اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ یہ قوم مفسد ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ ای ملکہ خداوند کریم نے یہ بھی فرمایا ہو اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس آیہ سے یہ ثابت ہی کہ بنی آدم سے خونریزی ازراہ نادانی سرزد ہو گی ورنہ انسے زیادہ کوئی اشرف دنیا مین نہین ہی کہ خداوند عالم فرماتا ہی وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا ہان صاحب سچ ہی اگر اس ترکیب کی خلقت نہوتی تو یہ کاہیکو ہوتا کہ دل مین تصور کچھ اور ظاہر نام دوسرے کا ورد زبان ہی شاہزادہ نے فرمایا

ای شاہ خوبان و جان جہان خداوند قدیر عالم ہی

اگر جدا ز تو می را علال میدانم
چشم تو ربودست ز من ہوش و حواسم

خدا بہ تیغ تو خون مرا حرام کند
بے تابم و بے طاقت و ہم بے خور و خوابم
گر حال دل خستہ بپرسی بہ زبانت

جانا بغم روی تو اندر تب و تابم
ایساقی سرشار بہ بین سوے من زار
نا ید بزبان حرف بجز آہ جوابم

سوز جگرم آہ کشم چشم پر آبم
در آتش غم سوختہ ام طرفہ کبابم

قسم ہی اس خاک پاے نازنین کی جسکو کحل بصر اپنا جانتا ہون اپنے خرمن زندگانی کو تمھارے ہی آتش فراق مین جلا دیا اور تمھارے ہی امید وصال مین مین نے اپنے کو مانند حرف غلط کے اس جریدۂ دنیاے دون سے مٹا دیا اور آج تک بجز اس جمال خورشید مثال کے دوسرا تصور نہین آتا ہے

آفاق را گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیزے دیگرے
ورزہر چہ گویم بہترے حقا عجائب دلبری
تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری

یہ سوال وجواب عرصہ تک رہے اور آپسمین ردوبدل رہی الغرض ہرچند شاہزادہ نے منت وسماجت کی لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کچھ خیال مین نہ لائی مجیب شاہزادہ کی لجاجت مطلق اثر پذیر نہوئی رونے لگا شاہزادہ کے رونے پر تمام حاضرین بھی رونے لگے لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ضبط کیا اور آئینہ داریری کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ عورتون کو بسبب ضعیف القلبی کے صدمہ قلیل مین رونا آجاتا ہی اور مرد اسکو مکر کہتے ہین لیکن آج ہمنے دیکھا کہ مرد بھی فیلسوف ومکار ہوتے ہین کہ جب چاہا رونے لگے گویا آنسو اختیار مین ہین شاہزادہ نے کہا ای ملکہ آفاق مقام تعجب وجاے افسوس ہی کہ تم میری اس گریہ وزاری وبیقراری دلکو مکر وفریب سمجھتی ہو ابتک کدورت طبع کسی طرح دفع نہین ہوئی خیر یہ میری قسمت کا قصور ہی آپکا کوئی قصور نہین یہ میری غلطی فہم تھی کہ مین اپنے حق مین تمکو شفیق ومہربان سمجھنے لگا مگر اب تمھارے اس کلام سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ تم عوض مہربانی کے میری دشمن جانی ہو خیر تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی یہ سُنکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے آہستہ جواب دیا کہ ای نادرہ رازدار اگر کسی سے سہواً خطا ہو تو اسکو اپنی خطا پر نادم ہونا چاہیے یا اور چار آنکھین کرکے دوسرے کو الزام دے یہ بھی کہین ہوسکتا ہی شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ بخدا

یون لاکھ ہون دنیا مین تو کچھ کام نہین ہی ۔۔۔ واللہ کہ تجھ بن مجھے آرام نہین ہی

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا کہ دخل در معقولات یعنی دوسرے کی بات مین بولنا [illegible]
ب ہی اور جو کہ گریہ و بکا کرتا ہو اسکی آواز حلق سے کبھی نہین نکلتی کلمہ و کلام کجا نادرہ رازدار نے کہا اب [illegible]
یا خوش ہو مین یہ کہونگی کہ اب تمکو شاہزادہ کا ستانا نہین اچھا آیندہ تمکو اختیار ہی حکیم صاحب کو تو ایسی [illegible]
ہزادہ کی عزیز ہوئی کہ شاہزادہ کو واسطے سیر عجائبات کے بھیجا اور وہ یہان اسطرح حیران و پریشان ہوا [illegible]
ہزادہ و امرازادے ایسے ہین کہ جنکا سلام تک بھی حکیم صاحب نہین لیتے بار بار [illegible]
ا تھا کہ حکیم صاحب نہایت ہی شاہزادہ کو چاہتے ہین اور پاسداری فرماتے ہین [illegible]
ثل کوئی حسین و صاحب کمال با حشمت و شوکت از ابتدائے آدم تا ایندم نہین پیدا ہوا اور [illegible]
، نہایت مہربانی فرماتے ہین جیسا کچھ تونے بیان کیا تو مین نے بھی حکیم صاحب کی خاطر [illegible]
نداری کے تھے ادا کیے لیکن شاہزادہ کو چاہیے کہ ہمکو ناحق بدنام و رسوا نکرے یہ عاشق و معشوق [illegible]
ہے میری بلا جانے میرے عاشق جن کے مجھکو جہان مین رسوا و بدنام کرتے ہین محبت اسی کو کہتے [illegible]
ے اپسے دنیا و دین دونون سے کھوئے واہ ری محبت ایسی محبت سے تو عداوت بہتر ہو اب [illegible]
اپنی طرف سے تم شاہزادہ کو سمجھاؤ اور فہمایش کرو کہ تمھاری فہمایش کارگر ہوگی شاہزادہ سمجھ جائیگا اور [illegible]
رف سے بھی کہو کہ جسقدر کنیزان خاص ہماری ہین جسکی طرف آپکا میلان خاطر ہو ہم اسی وقت آپکی خدمت مین [illegible]
یہ ہین وہ عمدہ طور سے آپکی خدمت بجا لائیگی اور آیندہ خبردار ہماری نسبت کا ارادہ نکرے ورنہ اسکے حق مین خوب
ین ہوگا ای خواہر تم خود انصاف کرو کہ مین بے فائدہ ایک مرد غیر جنس سے صحبت گرم کرون نا محرم کو اپنے پاس
ون مین کہان سے ایسا جگر لاؤن جو سنیگا وہ مجھے کیا کہیگا جناب حکیم صاحب خوش ہون یا ناخوش نادرہ رازدار
کہا ای ملکہ آفاق ہرچند کہ مین باغ عشرت مین موجود نہ تھی لیکن وہان کی صحبت کا حال مفصل سنا ہی اور خود بھی آپنے
پنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا کہ شاہزادہ سے ایک ہفتہ صحبت رہی اور نہایت عیش و عشرت مین بسر ہوئی [illegible]
یہ لونڈی کیا عرض کرے یہ امر بے دلی کا خیال مین نہین آتا نہ کسی کا جبر ہو اگر آپکو یہی منظور رکھنا تو کیون آپ شاہزادہ
سے بگرم جوشی و اختلاط پیش آئین پہلے آپکو خیال نہوا کہ ہم جو ایک آدمی سے اختلاط کرتے ہین تو اس بیچارہ کا کیا حال ہوگا [illegible]

دلون کے لینے پر آمادہ جو فرمائی ۔۔۔ تو کس بہانہ سے گھر مین بلا بلا کے لیے

حضور نے جو فرمایا کہ میری طبیعت تجھسے الفت کرتی ہی لیکن بسبب ننگ و ناموس کے بالطبع کوئی امر نہین کرسکتی پھر کس طرح
نسبت شاہزادہ کو نہو ہان ایک بات اسوقت کنیز کے خیال مین آئی اگر حکم ہو تو عرض کرون ملکہ نو بہار گلشن افروز
نے فرمایا بیان کرو وہ کیا بات ہی نادرہ رازدار نے کہا اول حضور اقرار فرمائین کہ مین ناراض نہونگی اور عمل مین لاؤنگی

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہم ناراض نہونگے بیان کر نادرہ رازدار نے عرض کیا یہان ہم لوگ چند خواص خاص
ہین اور خاص سے مراد یہی ہی کہ محرم راز ہین اور شرط وفا یہی ہی کہ کوئی امر پوشیدہ بجز اپنے کسی پر ظاہر نہو ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا کہ بے فائدہ باتون سے کیا کام اپنا اصل مطلب بیان کر نادرہ رازدار نے عرض کیا کہ شاہزادہ کو یہان سے
نکلنے دین کیونکہ جاے متبرک ہی یہان کوئی فعل نکرنا چاہیے بعد اسکے ایک گلاس شراب بیہوشی پلا دین جب یہ بیہوش ہوجائے
اسے ایک صندوق مین بند کرکے دریا مین ڈالدین کسی کو معلوم بھی نہوگا کہ کیا ہوا پھر آپکا یہ سب اندیشہ بدنامی و ذلت
و رسوائی جاتا رہیگا کسواسطے کہ بقول کسی شاعر کے بیت

زخمیست زخم عشق کہ مرہم پذیر نیست | زخم محبت ست یکے زخم تیر نیست

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا خوب تمنے میرے ساتھ سلوک کیا واہ کیا خوب بات بتائی اور کیا مشورہ نیک دیا
کہ دُنیا و دین دونون خراب ہون تیرے فحوائے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یا تو مین بے تکلف پردہ ناموس کو چاک
کرون اور شاہزادہ سے بے شرمی پیش آؤن ورنہ اپنے کو خون ناحق مین مبتلا کرون نادرہ رازدار نے کہا کہ
لونڈی کی کیا مجال جو حضور کے ایک ادنی ملازم کی بدخواہ ہو بلکہ مین یہ عرض کرتی ہون کہ حضور بحسب سابق اُس سے
پیش آئین کہ اُس بیچارہ دردمند کی جان بچ جائے اسواسطے کہ جب آدمی اپنے اختیار مین نہو تو جو اُس سے نہو تعجب ہی
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ای نادرہ رازدار تونے جو باغ عشرت کا حال بیان کیا مین نے حکیم صاحب
کے حکم کی تعمیل کی تھی کہ شاہزادہ کے پاس گئی اور جھوٹ سچ جو جی مین اُسوقت آیا بیان کیا اور سُنا نادرہ رازدار نے
کہا یہ تسلیم کیا لیکن آپ فرمائین کہ اب حکیم صاحب کی ممانعت ہوگئی جو آپ اس بدسلوکی سے پیش آئین اگر یہ حکم ہی تو
بسم اللہ پھر آپکا کیا قصور شوق سے ملکہ نے فرمایا افسوس مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ مرد بوالہوس خواہ مخواہ میرے گلے کا ہار
ہوجائیگا اور حال اسکا یہ ہی کہ جہان کوئی صورت نرم و گرم دیکھی بس گرویدہ ہوگئے آدمی کو کچھ تو تحمل و بردباری بھی چاہیے
نادرہ رازدار نے کہا کہ اب عذر و حیلہ سے کچھ فائدہ نہین ان چونچلون کا وقت اور ہی صاف صاف فرمایئے کہ
اوّل میرا میلان طبع تھا مگر جبسے کہ امارہ محلدار خانہ خراب نے ورغلان کے شاہزادہ کو ملکہ صبح دلکشا کی طرف
مائل کیا اُسوقت سے دل میرا بیزار ہوگیا مگر مین بلا رعایت بقسم کہتی ہون کہ شاہزادہ اُسوقت ایسا کیفیت طلسمی
مین مبتلا تھا کہ ہوش و حواس مطلق بجا نہ تھے ورنہ کبھی یہ حرکت ظہور مین نہ آتی اتفاق بھی کوئی چیز ہی جب آدمی
کے ہوش بجا نہون تو اُسکا کیا قصور ملکہ نے فرمایا کہ نادرہ رازدار تجھکو اپنے کام سے کام ہی کوئی بدنام ہو تیری
بلا سے نادرہ رازدار نے کہا خیر حضور ہی کا قول درست ہوگا ہمنے تو کسی مرد کا دل ایک عورت کی محبت
مین گرفتار ہوتے نہین سُنا اگر شاہزادہ نے بخواہش نفس کسی عورت کو بنظر التفات دیکھ لیا تو کیا گناہ کی
بات کی اور وہ بھی ورغلانے سے ایک زن مکارہ کے دوسرے بشر ہر وقت گناہگار رہی درا نحالیکہ وہ فرمان بردار ہی

ہلوگ خیر خواہی کی نظر سے کہینگے جو کچھ کہینگے لیکن آپ کے خطا وار ہین قصہ کوتاہ نادرہ رازدار نے کہا اب آپ
ملال فرمائین اور اُس سوختہ آتش فراق کی تقصیر و خطا سے درگذرین ملکہ نے فرمایا یہ مشاطگی اور دلالہ گری کو
بغل مین رکھیے مجھے کسی کی چاپلوسی و خوشامد خوش نہین آتی اور تو تو دیوانی ہوگئی ہی تیرے حواس بجا نہین رہے تیری
ٹ کا اعتبار کیا اتنی مدت سے تو نے مجھے دیکھا اور آج تک میرا مزاج نہ جانا مین اپنے مزاج سے مجبور ہون ایسا نرم دل
ن سے لاؤن کہ جسکو دیکھا بس فرش ہوگئی حکیم صاحب میری عادت جبلی سے واقف ہین نادرہ رازدار نے کہا جب
پ ظلم سے باز نہین آتین تو ہم نیکی سے کیون باز آئین ہم کلمۂ حق شاہزادہ کی طرف سے عرض کیے جائینگے ملکہ
بہار گلشن افروز وہان سے اُٹھ کے دوسرے مکان مین چلی گئی راوی بیان کرتا ہی کہ وہ مکان نہایت عالیشان
اور اُسکے صحن مین ہر سال چار طرف آتشبازی وغیرہ نصب ہوتی تھی اور بیچ مین ہنڈولہ نصب کیا جاتا تھا اور جب
ہ نوبہار گلشن افروز بعد فراغ عبادت اُس مکان مین جاتی تھی خواصین آتشبازی چھوڑتی تھین اور ملکہ ہنڈولہ مین
لتی تھی اور روشنی کا تماشا دیکھتی تھی اُس مکان کا نام عیش منزل اور سرور سلطانی تھا جب ملکہ اُس مکان مین تشریف لیگئی
صون نے حسب معمول آتشبازی چھوڑنا شروع کی جب شاہزادہ نے یہ ہنگامہ دیکھا وہ بھی اُس مکان کے پردہ تک
ن پہونچا مگر یہ خیال آیا کہ ایسا نہو یہ مکان بھی عبادت خانہ مین داخل ہو اگر مین بے تکلف چلا جاؤن تو ملکہ
بہار گلشن افروز خواص سے اپنی نکلوا دے تو بجز جان دینے کے اور کیا چارہ ہوگا اس سے مناسب یہ ہی
دروازہ سے تماشا دیکھو اگر یہان سے کوئی متعرض ہوا تو پھر اندر چلے جائینگے آخر یہ سوچ کے سر پردہ سے نکال کر
اہ حسرت سے تماشا دیکھنے لگا اس اثنا مین ایک خواص نے نادرہ رازدار کی شاہزادہ کے پاس آکر
ما اے شہریار ہماری بی بی نے کہا ہی کہ آپ دروازہ پر کیون حیران و پریشان کھڑے ہین اندر پردہ کے
تشریف کیون نہین لاتے کوئی آپ سے مزاحم نہین ہو سکتا اور مبارک ہو کہ عنقریب تمھارا ستارہ عروج کیا
ہتا ہی انشاء اللہ تعالی تمکو خوشی ہوا چاہتی ہی شاہزادہ پیام اُس کنیز سے سُنکے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اللہ
دت سے مین نادرہ رازدار کا نام سنتا تھا الحمد للہ کہ اب عین وقت پر خدا نے ملایا مگر واقعی جیسی صفت سُنی تھی
اُس سے زیادہ معائنہ مین آئی کسی دوسرے کی مجال نہ تھی کہ اس طرح کلہ بکلہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہم کلام
ہوتا بعد ازان شاہزادہ نے روشنک کنیز کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
بھی اُسوقت گوشۂ چشم سے دیکھ رہی تھی جسوقت شاہزادہ نے روشنک کنیز کو سینہ سے لگایا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے نادرہ رازدار سے کہا اے نادرہ رازدار شکر خدا کا کہ یہ مقدمہ کیا جلد فیصل ہوگیا نادرہ رازدار نے کہا کیا
ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اشارہ سے کہا او بے وقوف جس نالائق کی تو بڑی طرفدار اور ساعی تھی دیکھ تو اپنے
یدہ کور سے کہ وہ روشنک کنیز سے کیا کر رہا ہی نادرہ رازدار نے جب یہ دیکھا سمجھی کہ شاہزادہ نے محض

افراط خوشی اور میری محبت سے روشناک کنیز کو سینہ سے لگا لیا اور کوئی بات نہین اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا واہ واہ ملکہ آفاق خوب سمجھین اگر ناگوار خاطر اقدس نہو تو جواب اُسکا عرض کردن ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کیا جواب ہی نادرہ رازدار نے کہا نعوذ باللہ خدا نے اس آتش رشک کو کسقدر تیز کیا ہی کہ کسی طرح سے نہین بجھ سکتی آپ خوب جانتی ہین اور سب پر ظاہر ہی کہ جسطرح اور جس سبب سے شاہزادہ نے روشنک کنیز کو گلے سے لگایا لیکن اسپر بھی آپ کو یہ حرکت ناگوار گذری ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ہنسی سے نادرہ رازدار کے رخسار کو چھو لیا اور کہا ای عورت اللہ ری شتاتو اپنی حرکتون سے باز نہ آوے گی نادرہ رازدار نے کہا کہ جب حضور باز نہین آتین تو مین بھی حضور ہی کی ساتھی ہون کسطرح باز آؤن اس عرصہ مین شاہزادہ بھی وہان آگیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اس غضب سے شاہزادہ کو دیکھا کہ شاہزادہ کا خون خشک ہوگیا بعد اسکے ہنڈولہ مین سوار ہوئی اور یہ بھی معمول تھا کہ ہنگام واپسی بطور فال کے ہنڈولہ مین بیٹھ کے پھرایا جاتا تھا اگر حسب دلخواہ وہ ہنڈولہ پھرا تو گویا دعا قبول ہوئی ورنہ کفارہ دیا جاتا تھا اور دوسرے پلہ مین ملکہ نو بہار گلشن افروز کے مقابل ملکہ صبح دلکشا بیٹھتی تھی اُسی طرح ملکہ صبح دلکشا حسب معمول سوار ہوئی ہر چند خواصون نے زور کیا اور چرخ دیا لیکن ہنڈولے نے جنبش نہ کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ای نادرہ رازدار آج یہ ہنڈولہ بھی ہمسے ناراض ہی نادرہ رازدار نے عرض کی کہ ہنڈولہ ایک طرف آپکے کام ایسے ناپسندیدہ ہین کہ ہر ایک کو ناگوار معلوم ہوتے ہین آخر ملکہ نے جس پری کو بٹھایا پلہ نے اصلا حرکت نکی چونکہ قبول عبادت خاص گردش چرخ یعنی ہنڈولہ پر تصور کیا جاتا تھا لہذا طبیعت مین ملکہ کی ایک طرح کا وسوسہ پیدا ہوا آخر نادرہ رازدار سے عالم غصہ مین فرمایا او نادرہ رازدار جلد اس راز کو بیان کر کہ یہ آج چرخ کیون بگڑا ہوا ہی نادرہ رازدار نے عرض کی مجھسے آپ کیا دریافت کرتی ہین آپ پہلے اپنے دل سے کیون نہین پوچھتی ہین اگر آپ میرے ہی کہنے پر عمل فرماتین تو یہ معاملہ کیون پیش آتا نو بہار گلشن افروز نے فرمایا خیر گذشتہ را صلوات اب تو بیان کر نادرہ رازدار نے جواب دیا حضور مین نے ایک روز حکیم صاحب سے سُنا تھا کہ ایک روز عبادت خانہ مین ہم پلہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کا کوئی غیر شخص ہوگا اور اگر نو بہار گلشن افروز امتحاناً کسی پریزاد کو مقابل پلہ کے چرخ مین سوار کرینگی چرخ کو گردش نہوگی اور حکیم صاحب کا فرمانا ایسا نہین ہی کہ خلاف ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا کہ شاید وہ غیر ملکہ صبح دلکشا ہوگی نادرہ رازدار نے کہا ملکہ صبح دلکشا کا یہ مرتبہ ہی کہ ہم پلہ ہو ہر چند کہ آپکی ایک ہمشیرہ خالہ زاد ہی لیکن ہم مرتبہ نہین ہوسکتی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اس سے فرمایا پھر کیا تدبیر کرین نادرہ رازدار نے عرض کی کہ جو جو یہان موجود ہین سب کا امتحان کر لیا جائے ابھی ہم پلہ معلوم ہو جائیگا کہ فلان شخص ملکہ کا ہم پلہ ہی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کہ اچھا ہم اپنے بھائی کو بلا کر بٹھاتین وہ تو ہمارا ہم پلہ ہی نادرہ رازدار نے عرض کی کہ حضور جس شخص سے عقد ہو وہ ہم پلہ ہو سکتا ہی اور کوئی بھائی بہن ہم پلہ نہین ہو سکتا ملکہ نو بہار گلشن افروز نہایت ناراض ہوئی اور کہا ای نادرہ رازدار مبہم بات کیون کرتی ہو صاف صاف کیون

…ہتی نادرہ رازدار نے کہا صاف تو یہی ہے کہ اس بیچارہ خانمان آوارہ کو اپنا ہم پلہ کرو دیکھو کہ امتحان بھی ابھی ہوا جاتا
…لکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا طلسم بندی حکیم صاحب نے جگر شق کر دیا اور کچھ بن نہین آتا دوسرے نادرہ رازدار
…ی زبان درازی نے اور پریشان کیا ہے خدا کرے تو گونگی ہو جائے نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار آپ ان باتون
…کچھ خیال نہ فرمائیے بسم اللہ ہنڈولے مین سوار ہو جیے شاہزادہ نے یہ خیال کیا کہ اس چرخ کا پھرانا بغیر عبادت کے ہو
…قوت کر نہین سکتی اور بجز میرے دوسرے سے یہ چرخ چلیگا بھی نہین پس فرمایا کہ اے نادرہ رازدار یہ باتین زبانی
…بیانات ملکہ یہ مفصل نہ بیان کرین گی کہ انھون نے اپنے بھائی سے مجھے نسبت کیون دی اگر تو یہ [illegible]
…نا یہ چرخ کیسا چرخ فلک پر بھی پاؤن نہ رکھونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے [illegible]
…تی ہوان کہ یہ ساری فتنہ پردازی تیری ہی ہے اب اپنے مہمان ناخواندہ کو دیکھ کہ [illegible]
…ظاہر نہین ہے کہ ہم اپنے بھائی کو ایسے بیہودہ سے نسبت دین اسی سے ہم خود توبہ کرتے [illegible]
…مین آپ شرم آتی ہے یہ بات بھی اسوقت بے ساختہ زبان سے نکل گئی نادرہ رازدار نے کہا [illegible]
…س رتبہ کو منظور نہین کرتا بعد ازان شاہزادہ سے کہا کہ اے شہریار والا تبار آپ نے سنا کہ [illegible]
…ے توجہ کی اب آپ شوق سے چرخ پر سوار ہون اور ان لوگون کو قدرت خدا کا تماشا دکھائین [illegible]
…ور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون ہنڈولہ پر سوار ہوئے اور دونون طرف سے پریزادون نے اس چرخ کو [illegible]
…ہی چرخ پھرنے لگا اور قران السعدین بھی ہوا یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ دونون [illegible]
…س قران سے عجیب وغریب شکلین معلوم ہونے لگین یعنی کبھی تثلیث جو کہ دوستی ومحبت پر محمول ہوا اور گاہ تربیع
…راس سے عتاب سلطانی ظاہر ہوتا ہے اور گاہ مقابلہ کہ عین زندگی کا نتیجہ ہے قصہ کوتاہ شاہزادہ نے بسبب
…بلند وپست و برابر ہونے پلون کے ایسے تماشے و کرشمے اسکی حرکت سے دیکھے کہ جنکی تصریح محال ہے معلوم ہوتا تھا

کہ جان قالب سے نکل جاتی اور پھر قالب مین آجاتی ہے بیت

…ہزادہ چو شمس بود آن مہ چو قمر | بر چرخ فلک منزل شان ساخت قدر
تثلیث و مقابلہ قران و تسدیس | واقع شدہ بایکدیگر [illegible] نظر

…ما وی عرض کرتا ہے کہ شاہزادہ کو چونکہ حسن جمال ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بے چین کر دیا [illegible] خیال آیا کہ اپنے پلہ سے
…اوج کے ملکہ کے پلہ پر پہونچے پھر یہ خیال گذرا ایسا نہو کہ ہنگام جست اگر صفہ بلورین پر گرا تو سر پاش پاش ہو جائے
…آخر گیارھوین گردش مین ایسا جلوہ معشوق نظر آیا کہ پھر ضبط نہو سکا اور عالم محویت مین پلہ سے شاہزادہ نے جست کی اور
…صفہ بلورین پر گرا اور وہ صفہ اصل مین بلور کا نہ تھا بلکہ ایک حوض پانی کا تھا جو صفہ بلور معلوم ہوتا تھا تاثیر طلسمی سے
…سطح پانی بھرا تھا کہ بعینہ بلور کا ایک تختہ معلوم ہوتا تھا الغرض جب شاہزادہ حوض مین گرا اور غوطہ کھایا تمام عورتون
…نے محل کی شور وغل مچانا شروع کیا نادرہ راز نے بمشکل تمام غواصون سے شاہزادہ کو حوض سے باہر نکلوایا بعد اسکے برابر [illegible]

پرہیز او علاج مین شاہزادہ کے مصروف ہوئی چونکہ جھولے کے تکان سے شاہزادہ کو گونہ دردسر لاحق ہوگیا تھا یہی سبب بیہوشی کا بھی تھا نادرہ رازدار وہان سے مکان صدر مین لائی اور شاہزادہ کے گرد وپیش انگیٹھیان آگ کی روشن کرائین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا اگر شاہزادہ خدانخواستہ مرجاتا تو اسکے خون کا وبال کسکی گردن پر ہوتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ اپنے خون مین آپ مبتلا ہوتا کیا کسی نے اُس سے کہا تھا کہ تو جوش جنون کرکے پڑا صبح دلکشا اسکے خون کی ذمہ وار تھی جسکی تلاش مین یہان تک پہونچا صبح دلکشا نے کہا ای ملکہ ناحق تم اپنی بلا اوروں کے گلے لگاتی ہو اور ہمکو گستاخ کرتی ہو اب مین بھی صاف صاف کہونگی تو آپکو ناگوار گذرے گا یہ وبال اُنہی کی گردن پر ہوتا جنسے باغ عشرت مین سات روز تک مجلس شراب وکباب گرم کی اور قصر قران السعدین مین باہم کیا کیا اقرار کیے اور ابتک امتحان ہو رہا ہے لیکن حیلہ و بہانہ اور دن کیواسطے ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو یہ کلمہ صبح دلکشا کا سخت ناگوار ہوا اور نادرہ رازدار کیطرف مخاطب ہوکے فرمایا جو ہوا سو ہوا اب ایسے کلمات لاطائل سے کیا حاصل خدا کرے کہ یہ بیچارہ جس واسطے کہ اپنے وطن سے نکلا او صعوبات مین گرفتار ہوا وہ مراد اُسکی برآوے اور جلد اپنے گھر کو بامراد جاپہونچے اور اپنے والدین سے ملے اس اثنا مین شاہزادہ کو بھی ہوش آگیا اُسنے تمام جواب سوال ملکہ اور صبح دلکشا کے سُنے آنکھ کھولی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فوراً وہ گفتگو محو کردی اور کہا ای نادرہ رازدار جس سے نا فرد شاہزادہ ہوا ہوگا خدا جانے اُس بیچاری کا شاہزادہ کے انتظار مین کیا حال ہوگا خداوند کریم کسی کو مفارقت نصیب نکرے مگر اسکی دعاے سحری نے تاثیر کی اُسی کی تقدیر سے شاہزادہ نے اسقدر تکلیف و محنت شاقہ گوارہ کرکے تماشاے طلسم سے فراغت حاصل کی اب مناسب ہے کہ اپنے وطن مالوف کو خیر و عافیت سے روانہ ہون کہ وہ بیچاری غمدیدہ و مصیبت کشیدہ بھی اپنی مراد کو پہونچے اور شربت وصال سے شاہزادہ کے سیراب ہو شاہزادہ نے جب یہ سُنا سر اپنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے زانو پر رکھدیا اور کہا ابیات

اے شہنشاہ کشور خوبی
دل و دین در رہ تو باختہ ام
ہمگہ در دام تو اسیر شدم

آفتاب سپہر محبوبی
با خیال رخ تو ساختہ ام
کشتہ دیگر بہ ہر نامزدم
کامران جہان جان باشی

پدر و مادرم فدای تو باد
از خدا جز تو نیست مقصد من
جز تو گر نا فرد شود منظور
پسر بندہ مہربان باشی

سر و جان و تنم برای تو باد
طاق ابروی تست معبد من
آن نباشد مرا بغیر از کور

ملکہ نوبہار گلشن افروز خاموش شاہزادہ کے پاس سے دوسرے مکان مین چلی گئی یہان نادرہ رازدار نے سر سے پا تک شاہزادہ کی بلائین لین اور چند خوان زر سرخ سر پر سے نثار کیے بعد ازان بآواز بلند کہا ای خواتین محل مین نے زبانی حکیم صاحب کے سُنا ہے کہ آجکی شب عبادتخانہ مین حاضرین عبادتخانہ شاہزادہ کے ساتھ اسطرح پیش آئینگی جسطرح ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت کرتی ہین اگر خدانخواستہ ملکہ عالم کو ایسا صدمہ شدید پہونچتا تو جتنے خدام و نمک خوار تھے سب تصدق و نذر ملکہ کیواسطے لاتے بلکہ خود بلاگردان ہوتے تمام عورتون نے آپسمین اتفاق کیا اور کہا کہ نادرہ رازدار آپ بہت بجا فرماتی ہین

بر ہ راز دار نے کہا اب تمکو چاہیے کہ جسطرح جسے تم اوگ ملکہ کی اطاعت کرتی ہو اسیطرح شاہزادہ عالی وقار کی بھی اطاعت
د اور بلا گردان ہو تمامی مستورات محل اُسیوقت باتفاق خوان زر تصدق کو لائین اور آپ خود بلا گردانی مین ملکہ نوبہار گلشن افروز
بوٹہ چوکی پر رکھنے کو حکم دیا اور ایک کنیز زکیہ الکن نام صبح دلکشا کی بسبب لکنت زبان کے تتلا کے بولتی تھی اور اُسکی بات ملکہ
بہار گلشن افروز کو اچھی معلوم ہوتی تھی ملکہ اُس سے اکثر ہنستی بھی تھی اور وہ کنیز ملکہ سے کسیقدر گستاخ بھی ہوگئی تھی الغرض ملکہ جب
کی پر تشریف لیگئی تو زکیہ الکن بھی ساتھ گئی وہان ملکہ کے دلمین خیال پیدا ہوا کہ مبادا میرے تصدق نہ پہونچنے سے اور بلا گردان نہونے
ے شاہزادہ کیواسطے یا میرے واسطے کوئی صورت قباحت ہوئے کہ طلسم مین عام شہرا لیطا اد اکرنا واجبات سے ہوتا ہو یہ سوچکر زکیہ الکن
ے ملکہ نے فرمایا کہ تو شاہزادہ کے پاس جا اور دونون ہاتھون سے بلائین لینا مین تجھے انعام دونگی اور دل مین نیت کی کہ
ن زکیہ الکن کو اپنا نائب بنا بھیجتی ہون حسب الحکم ملکہ نوبہار گلشن افروز کے زکیہ الکن شاہزادہ کی خدمت مین پہونچی
ر شاہزادہ اسوقت پوشاک زیب جسم کر رہا تھا اسنے جاتے بے تکلف دونون ہاتھون سے شاہزادہ کی از سرتاپا بلائین
ن ملکہ صبح دلکشا نے جو اپنی کنیز کو شاہزادہ کی بلائین لیتے دیکھا دل مین سوچی کہ اسکا یہ امر میرے ذمہ عائد ہوگا ایک تو
لہ یونہین نوک جھوک کرتی ہین اب بالکل اُنکہین یقین کا درجہ ہو جائیگا کہ صبح دلکشا نے اپنی طرف سے اپنی کنیز کو
بیجا ہوگا بس ضبط نہوا اور زکیہ الکن کو اس زور سے ایک جھڑکی دی کہ وہ سہم کر رہ گئی اور بسبب کم سننے کے ہاتھا نہ
ی طرف دیکھکے توتلی زبان سے کہا اے ملکہ صاحبہ مین تو حضور کے حکم سے شاہزادہ کے تصدق ہوئی میری بی بی ملکہ
بح دلکشا مجھپر ناحق خفا ہوتی ہین اس بات سے زکیہ الکن کے تمام محفل مع شاہزادہ کے خوب ہنسے اس اثنا مین
ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی چوکی سے فارغ ہوکر تشریف لائین اور زکیہ الکن کنیز باوجود کم سُننے کے سمجھ گئی کہ اسمین کوئی بھید ہی
تنا کہا اے حضور مین کیا جانون کہ حضور نے پوشیدہ مجھے بھیجا تھا آپ نے منع کر دیا ہوتا مین کسی کے سامنے نہ کہتی میرا اسمین کیا قصور
سپر دوبارہ لوگ پہلے سے زیادہ ہنسے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے زکیہ الکن تو بڑی حرامزادی ہے اپنی بی بی کی طرف سے
لائین لینے گئی اور اور دن کو ملزم کرتی ہو ہمارے سامنے ملکہ صبح دلکشا نے اشارہ سے کہلے تجھے بھیجا تھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا ہان
صاحب مین ہی تقصیر وار ہون خیر الغرض شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا اے ملکہ تم کیون زکیہ الکن سے خفا
ہوتی ہو اگر زکیہ الکن تمھارے ہی طرف سے میری بلا گردان ہوئی تو کیا عیب کی بات ہے مین ابھی تمھاری بلائین پھیرے دیتا ہون
یہ کہکے شاہزادہ نے سر سے پا تک ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بلائین لین نادرہ راز دار نے ارباب طرب کو حکم دیا کہ مبارکباد
گائین جب ملکہ نوبہار گلشن افروز مسند پر جلوس فرما ہوئی شاہزادہ نے بکمال عجز فرمایا اے ملکہ آفاق برائے خدا اب
عفو تقصیر فرماکے میرے حال زار پر رحم فرمائین کہ اب مجھسے کسی طرح مفارقت کا بار نہین اٹھ سکتا قطعہ

ٹکڑا کے سر کو جان نہ دون مین تو کیا کرون	کب تک فراق یار کے صدمے سہا کرون قابو مین دل کو اپنے نہ پاؤن تو کیا کرون	ہر چند چاہتا ہون نہ بولون مین یار سے

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا ای صاحب ہین پری تم آدم زاد آتشی وخاکی کی کس طرح صحبت برابر ہوگی آپ کو
چاہیے کہ اپنا ہمجنس تلاش کیجیے اور خبردار آئندہ ایسے کلمات یاوہ گوئی کے زبان سے نہ نکالیے کہ آپکی زبان درازی یاوہ گوئی
باعث میری رسوائی کا ہو اگر خدانخواستہ اس حال کی خبر میرے والدین کو پہونچی تو میری توجیسی نفرین ہوگی ہوگی لیکن آپ کے
واسطے بھی قباحت عظیم ہوگی شاہزادہ نے فرمایا اگر میری گستاخی معاف ہو تو عرض کرون حضرت بلقیس بھی تو بروایت مشہور
آپ ہی کے جنس سے تھین پھر کیون اُنکا عقد حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوا سوا اسکے اور بھی پریزادین آدم زاد سے
منسوب ہوئی ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہماری قوم سے آجتک کوئی آدم زاد بے وفا سے منسوب نہین ہوئی
سوا اسکے جو صاحب حکومت ہوتا ہو وہ دوسرے کا محکوم نہین بنتا اس لیے مجھے خود فرمان برداری کسی کی منظور نہین
ہو لہذا آپ اس خیال خام سے باز آئیے اور میری خواصین کہ یہ سب شاہزادیان ہین جسکو تم پسند کرو مین اُسی کے ساتھ
تمھارا عقد کردون ملکہ صبح دلکشا جو تمھاری مطبوع خاطر ہو اور ہماری بھی بہن خالہ زاد ہو اگر تم رضامند ہو تو مین اُسکے
والدین سے تمھاری نسبت کا پیام دون شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ آفاق یہ باتین تمھاری نشتر ہین تم کہو تو ابھی
جگر چاک کرکے تمکو دکھا دون کہ کس قدر تمھارے صدمہ مفارقت نے میرے دل وجگر کو گھائل کیا ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا یہ صرف باتین ہین کسی کو ہمنے دیکھا نہین کہ کوئی اپنا جگر چاک کرے شاہزادہ کو اس کلام سے نہایت غصہ آگیا
فوراً خنجر سینہ پر رکھ لیا اور چاہتا تھا کہ سینہ چاک کرڈالے مگر نادرہ رازدار اور گلرخسار وغیرہ پریزادون نے شاہزادہ
سے خنجر چھین لیا شاہزادہ نے نادرہ رازدار سے کہا ای نادرہ رازدار تم میری مزاحم ہو تمھاری ملکہ نے کسی کا زخم جگر
نہین دیکھا ہو مین دکھائے دیتا ہون درآنحالیکہ اکثر میرا امتحان ہوا ہو یہ بھی امتحان کر لین ملکہ صبح دلکشا اسوقت
وہان موجود نہ تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ملکہ صبح دلکشا کو پکارا کہ ای صبح دلکشا تم کہان چلی گئین بیچارہ
شاہزادہ تمھارے اشتیاق مین جان دیے دیتا ہو شعر جلد آجاؤ کہ ہو جان لبون پر پیاری ۔ بات رہ جائیگی اور وقت
نکل جائیگا ۔ شاہزادہ کو یہ بات ملکہ کی ایسی ناگوار ہوئی کہ از خود رفتہ ہوکر ہاتھون سے اُن پریزادون کے نکل گیا
جب نادرہ رازدار نے دیکھا کہ شاہزادہ قابو سے نکل گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ای ظالم تجھے خوف خدا بھی نہین
اگر خدانخواستہ صدمہ جان گزا شاہزادہ کو پہونچا تو خدا جانے اہل طلسم کے سر پر کیا آفت نازل ہوگی خنجر شاہزادہ
سے لیلو کہ یہ خودکشی نکرنے پائے ہم مجبور ہین ہمارا زور کچھ نہین چل سکتا اور نہ ہمارا کچھ بس ہو کیونکہ عورت کا زور مرد شہ زور
سے چل نہین سکتا ملکہ نوبہار گلشن افروز پہلے شاہزادہ اور خواصون کی کش مکش کا تماشا دیکھا کی جب نادرہ رازدار
نے مجبور ہوکر یہ کلمہ کہا تب سمجھ مین آیا کہ نادرہ رازدار سچ کہتی ہو کیا تعجب ہو گر شاہزادہ جان پر کھیل جاوے آخر
نادرہ رازدار اور خواصون سے کہا تم سب ہٹ جاؤ ہم آپ اس سے سمجھ لیتے ہین دیکھین اس دیوانے مرد کے
کس قدر ہاتھ پاؤن مین قوت وطاقت ہو خواصین ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہٹ کے علحدہ ہوگئین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز

نے دونون ہاتھ شاہزادہ کے اپنے دست حنائی سے پکڑے اور کہا او مکار تو اپنے حرکات سے باز نہ آئیگا جو نہین وہ دست نگارین ہاتھ مین شاہزادہ کے آ دئے گویا جان شاہزادہ کی جان مین آگئی اور نظر کا تیر دل کے پار ہوگیا ہرچند کہ نوبت غشی کی ہو پہنچی تھی مگر شاہزادہ نے ضبط کو کام فرمایا اور جواب دیا اے ملکہ آفاق جب آپ کو میرے قول و فعل کا اعتبار نہین پھر اس ظاہرداری سے کیا حاصل آپ میرے حال سے بیخبر ہون کب تک کوئی اس بے اعتباری کی حالت مین زندگی بسر کرے آج مین اپنی جان پر کھیلونگا جب انسان کی بات ہی نہ رہی تو پھر لطف زندگی کیا آپکو بھی معلوم ہوجائیگا کہ محبت و وفا جہان مین ایسی ہوتی ہے کسواسطے کہ شعر

تمھارے ہاتھ سے تنگ آکے ہین خون اپنا کرتے ہین
مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تیغ مرتے ہین

مین آپکی سنگدلی سے نہایت پریشان ہون حتی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کچھ جواب نہ دیا لیکن خنجر ہاتھ سے چھینتی تھی اور شاہزادہ اس خیال سے خنجر نہ دیتا تھا کہ اگر ملکہ نے خنجر لے لیا تو یہ چلی جائیگی اور مجھے اپنے دیدار سے محروم رکھیگی آخرکار دانستہ شاہزادہ دونون ہاتھون مین خنجر کو داب کر دراز ہوگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی خنجر کے لینے کو شاہزادہ کے سینہ پر سوار ہوگئی نوبت باینجا رسید کہ ایک ہاتھ ملکہ کا شاہزادہ کے گلے مین تھا اور دوسرا ہاتھ خنجر پر اور سینہ سینہ سے شاہزادہ کے وصل تھا اور اسقدر قوت و زور کیا کہ قطرہاے عرق جبین اس نازنین کے

مثل شبنم کے چہرہ پر شاہزادہ کے گرنے لگے اور کاکل مشک بو بھی پریشان ہوکے رخسارون پر آگئی القصہ جب ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھون مین طاقت نہ رہی اسوقت بہ نگاہ غضب شاہزادہ کو دیکھکے فرمایا او بے وقوف و بے حیا تجھے شرم نہین آتی مجھکو اپنی مکاری سے دباتا ہے اور مثل عورتون کے غمزے کرتا ہے بس اب حق مین تیرے

یہی بہتر ہو کہ خنجر ہمین دیدے ورنہ ہمارا بھی اب مزاج دگرگون ہوتا ہی پھر مآل اچھا نہوگا یہ تمھاری ساری وحشت ایک
مین نکالدونگی یہان شاہزادہ کو یہ نصیب کہان تھا صورت بھی دیکھنی نصیب نہوتی تھی افراط حیرت سے مثل تصویر ملکہ کی
صورت دیکھ رہا تھا گویا آپ مین نہ تھا آخرکار زبردستی ملکہ خنجر شاہزادہ کے ہاتھ سے چھین کے اُسی مسند پر جا بیٹھی اور کہا
استغفراللہ آجکی شب عبادتخانہ مین عجیب فضیحت سے گذری دیکھیے کیا ہوتا ہی اے گلرخسار دریافت کر کہ رات کتنی باقی ہی
گلرخسار نے عرض کیا کہ بقدر ایک گھنٹہ کے رات باقی ہی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایسی عذر و معذرت سے پھر بھی غبار آئینۂ دل
کا ملکہ کے دفع نہوا اور ساری رات بیکار محض تمام ہوگئی اور صبح قیامت سر پر آگئی یعنی صبح کو پھر وہی مفارقت منہ دکھلائیگی
پس زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور کہتا تھا ع

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست	موجب شہرت بیباکی و خود کامی تست

ملکہ نوبہار گلشن افروز کے بھی اُسوقت آنسو بھر آئے ہرچند ضبط کیا مگر نہو سکا اور حال ملکہ نوبہار گلشن افروز کا
متغیر ہوگیا اور تمام خواصین بھی ملکہ کی آبدیدہ ہوئین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا آج کی شب ایسی نحس تھی کہ میرے
جسم مین ایک مرد نامحرم و ناآشنا کے ہاتھ بلا سبب لگے اگر اس امر سے مین اپنے کو ہلاک کرتی تو بجا تھا کیون
ناوردہ راز دار سچ کہنا تجھے اپنے ایمان کی قسم باغ عشرت مین کہ وہان صحبت آزادانہ تھی مگر یہ سامان روبکار نہین ہوا جیسا
یہان ہوا غضب ہوگیا طلسم قران السعدین مین اُن موکلان خانہ خراب نے مجھے ملکہ صبح دلکشا کے عوض عالم بیہوشی
مین پہونچا دیا تھا لیکن ہرگز یاد نہین کہ مین نے وہان کیا دیکھا اور کس بلا مین گرفتار ہوئی خدا آجکی شب کو غارت
کرے کہ مجھے ایکدم بھی آرام نصیب نہین ہوا اس اثنا مین صبح ہوئی اور شاہزادہ کو حسب عادت جس طرح اوّل ذکر
ہوا ہی کہ دو وقت اپنی حالت اصلی پر طبیعت آگئی تھی اُسوقت احباب وطن اور محبت والدین یاد کرتا تھا چنانچہ حشمت
وسلطنت یاد آئی اور غرور و تکبر شاہی مزاج عالی مین پیدا ہوگیا پہلے آنسو آنکھون سے پونچھے بعد ازان ملکہ
نوبہار گلشن افروز سے فرمایا اے ملکہ عالم ایسا مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ کسی صورت سے معاف نہین ہوتا اور آپ
جو چاہتی ہین کلمات سخت فرماتی ہین ہماری کچھ آپکے نزدیک حقیقت ہی نہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ
تمھارا کچھ گناہ نہین مین اپنی عادت و خصلت پر آفرین کرتی ہون اور اپنی خلقت سے مجبور ہون شاہزادہ نے دل مین
کہا اب جواب ترکی بترکی دینا چاہیے کیونکہ کوئی درجہ خوشامد و منت کا باقی نہین رہا حتی کہ گریہ و زاری کی نوبت پہونچی
اور پھر بھی ملکہ کو مطلق خیال نہوا آخر شاہزادہ سامنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے دوزانو ہو بیٹھا اور فرمایا اے پریزاد
مغرور و بیرحم تمام رات ہمنے عجز و زاری اپنا حال زار تمکو سنایا لیکن تمھارے دل پر کسی طرح اثر نہوا تمنے مجھے عالم غربت
و بیکسی مین تنہا اہل غرض سمجھ کے ہر ایک طرح کے شداید و تکلیف مین گرفتار کر رکھا ہی ہم بھی اپنے ملک کے
صاحب تخت و تاج تھے افسوس کہ باینہمہ جانفشانی و جانکاہی تمنے کچھ قدر نہ کی بلکہ اُسکے عوض مین الزام دیا

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا آپ یہ ناحق فرماتے ہین مین آپکے حال سے بخوبی تمام آگاہ ہون اگر اجازت ہو تو مین اوّل سے آخر تک حال آپکا سب بیان کر سکتی ہون شاہزادہ نے فرمایا مین بھی سُننا چاہتا ہون ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا اب آپ بگوش ہوش میری طرف مخاطب ہوجیے اور سُنیے اور یہ اشعار کسی کے پڑھے ؎

اولت بود یکے قطرہ آب ۔ کہ از دوشستن تو بست صواب
از شکم تا بہ کنار آمدہ ۔ از رہ بول دو بار آمدہ
آخرش جیفہ افتادہ بخاک ۔ کرد پنہان بہ یکے تیرہ مغاک
پرتو پردہ بقرض ار بدرند ۔ چشم نا بستہ کسان کم گذرند
در میانہ کہ سراپا خوشی ست ۔ روز و شب کار تو گر خوش کنی ست
ظاہر آراستہ با گوہر در ۔ چون شکستہ شکم از سرگین پر
زمن این نکتہ فراموش مکن ۔ در حسن مدح گران گوش مکن

شاہزادہ نے فرمایا آمنا و صدقنا جو کچھ آپ نے فرمایا راست ہو تمام جہان مین نوع کی اسطرح پیدائش ہوتی ہو لیکن یہ آیہ مبارک بھی اسی خلقت کے واسطے نازل ہو لقد کرمنا بنی آدم یہ خاص ہماری شان مین نازل ہو ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جواب دیا واقعی نوع انسان ایسا ہی ممتاز و معزز ہو قضارا یہ گفتگو تمام ہوئی تھی کہ نسیم صبح کا اپنی کیفیت انس مین جھونکا چلا کہ تمام حاضرین مجلس کی آنکھین بند ہوگئین اور شاہزادہ اور ملکہ نو بہار گلشن افروز نے بھی آرام فرمایا صبح کو جو آنکھ کھلی شاہزادہ نے دیکھا کہ عبادتخانہ مین شور محشر برپا ہی شاہزادہ نے حیرت زدہ ہوکر فرمایا ای خداوند کریم یہ کیا انقلاب ہوگیا آخر سر و پا برہنہ معرکہ مین پہونچا وہان دیکھا ایک عظیم الشان درخت کے سایہ مین وہ سرکش ماہ رخسار یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز ملباس کنار تخت یاقوت نگار پر جلوہ گر ہی اور سر و پاستا ایک طرح کا غضب و غیظ ظاہر ہو اُسوقت نادرہ دوران دار اور ملکہ شرف افروز بانو اور جملہ ارکین سلطنت مثل قالب بیجان کے دست بستہ خاموش سرنگون کھڑی ہین اور سب کے بدن مثل بید کانپتے ہین اس اثنا مین کچھ لوگ شاطر پریزاد خواجہ عنبر ناظر کو دست و پا بستہ وہان لائے اور انھون نے زمین پر بٹھا دیا بعد اسکے ایک جلاد شمشیر آبدار برہنہ کیے پشت سر خواجہ عنبر ناظر کے کھڑا ہوا شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ ؎

بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم ۔ دگرگون می شود احوال عالم

شب کو وہ عشرت و دلکشائی اور دن کو یہ شوکت و فرمانروائی یہ کیا اسرار ہی علاوہ برین خواجہ عنبر ناظر سے کیا ایسی خطا واقع ہوئی کہ اسوقت قتل کیا جاتا ہو اس اثنا مین آئینہ دار پری نے جو وکیل سلطنت تھی باواز بلند خواجہ عنبر سے کہا ای خواجہ عنبر تجھے غضب سلطانی کا کچھ خوف نہ آیا تو نے ایک مرد غیر جنس نامحرم کو خاص خلوت سرائے شاہی مین داخل کر دیا خواجہ عنبر نے جواب دیا ای آئینہ دار پری بلاشبہہ انتقام مین ایسے گناہ کے جو سزا دو مین انصاف عدل ہو مگر مین عالم بے اختیاری مین اسطرح کے جرم کا مرتکب ہوا اس آدم زاد ناشاد کے حال زار و نالہ و فریاد پر مجھے رحم البتہ آیا کہ مجھے کچھ خوف غضب سلطانی کا نہ رہا سوا اسکے اور موجودات مین مین نے

بادشاہ کے سر کی قسم بھی کھائی تھی کہ بہر کیف مین تیری رواے حاجت و مقاصد دلی مین کوشش کرونگا ورنہ مجھ ملازم کی کیا قدرت و مجال تھی جو کسی غیر کو خلوت خاص مین داخل کرتا اب بادشاہ کو میرے نیک و بد کا اختیار ہی خواہ جان بخشی کرے خواہ سزا دے آئینہ دار پری نے کہا یہ عذر تیرا قابل سماعت نہین لاریب تجھے سزاے اعمال دیجائیگی تا اور کوئی شخص اسطرح کی دلیری و حرکت گستاخانہ کا مرتکب نہو خواجہ عنبر ناظر بولا خیر جو راے بادشاہ کی ہو مصرعہ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے ✤ آئینہ دار پری نے جلاد کو حکم دیا کہ جلد خواجہ عنبر کا سر تن سے جدا کر شاہزادہ نے فرمایا افسوس یہ ناظر بیچارہ بیگناہ محض میری وجہ سے قتل ہوتا ہی بہر حال کلمۂ حق اس مظلوم کے واسطے کہنا مناسب ہو شاید تیری سفارش سے جان اسکی بچ جائے آخر الامر شاہزادہ فوراً معرکہ مین پہونچا اور ملکہ نو بہار سے فرمایا ای بادشاہ نا انصاف و سفاک تجھے ایک بیگناہ کے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا اگر اس ناظر کے عوض مجھے قتل کا حکم دے تو بدل منظور ہی تا تیرے غم مفارقت اور ہر روز کے جفا و ظلم سے نجات پاؤن ملکہ نو بہار گلشن افروز شاہزادہ کیطرف مطلق مخاطب نہوئی اور حکم شدید جلاد کو ہوا کہ جلد خواجہ عنبر ناظر کو قتل کر جلاد نے بحکم حاکم تیغ بیدریغ علم کی کہ یکایک ایک ہاتھ غیب سے پیدا ہوا اور ایک طمانچہ جلاد کو اس زور سے مارا کہ جلاد زمین پر گر پڑا اور خواجہ عنبر کو وہی پنجہ لیکر غائب ہو گیا بمجرد غائب ہونے خواجہ عنبر کے ملکہ نے پریزادان تیز پر کو حکم دیا جلد جاؤ اور اس حال کو تحقیق کرکے ہمین خبر دو کہ خواجہ عنبر ناظر کو کون لیگیا اور کہان گیا اور جو لیگیا ہو اُسے بھی بکمال ذلت و خواری ہمارے پاس حاضر کرو تاکہ وہ بھی خواجہ عنبر کے ساتھ سزاے اعمال کو اپنی پہونچے پریزادون نے حسب الحکم پرواز کیا بعد ایک لمحہ کے مثل بید کانپتی ہوئی حاضر ہوئین اور عرض کی کہ ای ملکۂ آفاق جب ہم قریب خواجہ عنبر کے پہونچے ایسی ایک آواز خوفناک و جگر شگاف آئی کہ ہمارے پر و بازو مین مطلق طاقت پرواز نرہی سب قوت زائل ہو گئی اور قریب تھا کہ دم نکلجائے اور وہین ہم تھم گئے لیکن قیاساً معلوم ہوتا ہی کہ وہ دست کسی اہل اجرام کا تھا جو خواجہ عنبر ناظر کو لے گیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا کہ تم تو بیان کرو یہ کیا بھید ہی نادرہ رازدار نے عرض کی قربانت شوم سوا حکیم صاحب کے اور کوئی کیا قدرت رکھتا ہی کہ جو خواجہ عنبر ناظر کو اسطرح لیجاتا اسواسطے کہ کل اجرامی اُنکے فرمان بردار ہین ملکہ نو بہار گلشن افروز تخت منگا کے سوار ہوئی اور روانہ ہو گئی بعد ملکہ کے تشریف لیجانے کے کوئی ذی حیات بجز شاہزادہ عالی درجات کے عبادتخانہ مین باقی نرہا شاہزادہ پہلے اپنی تنہائی و بیکسی پر رویا اور بعدہ سیر چمن مین مشغول ہوا اور تمام مکان عبادت خانہ کے ملاحظہ فرمائے جب وہ دن گذر گیا شام ہوئی کچھ میوہ باغ کا کھایا اور بعد الفراغ نافلہ و فریضہ ایک مکان مین جا کر سو رہا مگر پلک سے پلک نہ لگی کیونکہ ہجار پر نہایت سختی سے گذرتی ہی علی الخصوص شاہزادہ کو یہ ہجار عشق ہی ہر بار یہ رباعی ورد زبان تھی رباعی

وے شب وصل ماچنان نوش بہی
اے شب ہجر ماچنین لعب لیے
فریاد کہ مستوفی دیوان قصب
آمد بشبی تو بسہ این ربشبی

آخر صبح کو شاہزادہ کے دل مین یہ آیا کہ اپنے کو دریا مین غرق کر دیجیے یہ سوچکے اُس بدررو کے قریب آیا کہ اب کون

روز روز کے صدمے اور رنج مفارقت اُٹھائے کیسا طالع بد ہی کہ اللہ اکبر کسی طرح کوئی تدبیر نہین بنتی بس اب یہی امر خوب ہی کہ جا نوران دریائی کا رزق ہو جاؤن اس سے پردہ رہجائیگا اور اگر شاید قضا نہ آئی او زندہ رہا تو جہان آب ودانہ لیجائیگا جا پہونچونگا جب بدرروکے اوپر پہونچا دیکھا کہ ایک کالا ناگ نہایت طویل بیٹھا ہی شاہزادہ دیکھکے خوش ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہی کہ چندے اور یہان رہنا ہوگا لیکن اگر قول حکماے راست گو کا درست ہی تو بلاشبہہ وشک وصال معشوق میسر ہوگا ورنہ درصورت دیگر بطرح سے ہو یہ حیات مستعار چند روز مصیبت وتکلیف ہی مین گذر جائیگی یہ سوچکر دل کو تسکین دی اور یہ اشعار پڑہے ؎

جہکتا ہی کہان اقلیم ایمان کی یہ حد ہی
نظر مین اپنے فرش بوریا سلطان کی مسند

دل عارف تو کعبہ ہو سویدا سنگ اسود ہی
حقیقت مین یہ راہین ایک ہین یا دوخدا جانے

او شالے پر شرف تھی ہو کلی ہم فقیرون کی
حرم تو شیخ کا ہی کلیسا اپنا مسجد ہی

کنار یار کی حسرت مین اپنی جان جاتی ہی
یہی دو ایک دن مین مین اور آغوش مرقد ہی

وارد ہونا شاہزادہ کا قصر اسرار اور مقام مین مرغ اسرار کے جسکو ہشت برین بھی کہتے ہین اور ملاقات کرنا نادرہ رازدار سے

راوی شیرین زبان اس داستان سحر بیان کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ ساتوین روز شاہزادہ بالاخانہ پر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے تصور مین کھڑا اسیر دریا کر رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اس عبادتخانہ مین ملکہ سے ملاقات ہوئی اور رات بھر ایک ہی جگہہ کلمہ وکلام مین گذری لیکن طبیعت اُس نا انصاف وسفاک عالم کی کسیطرح صاف نہوئی اور اب یہان سے کوئی شکل خلاصی کی بھی نظر نہین آتی دیکھئے قید غم سے کب خدا مجھکو آزاد کرتا ہی اور نہ کوئی صورت وصل معشوقہ سے کامیاب ہونے کی نظر آتی ہی اس اثنا مین دفعتًا جو شاہزادہ کی نظر بلند ہوگئی ایک کاغذ پیچیدہ خود بخود دامن مین شاہزادہ کے آگیا شاہزادہ نے جو وہ کاغذ ملاحظہ فرمایا تو اُسمین بخط سبز یہ عبارت لکھی تھی کہ اے شاہزادہ معزالدین ؎

آزردہ مباش کاشہ کار
گردد بمراد سپہر غدار

کیون اے نونہال چمن شوکت واقبال اسیقدر مصیبت مین تم گھبرا گئے بیت

مشکلے نیست کہ آسان نشود
مرد باید کہ ہراسان نشود

اس عبادتخانہ مین ایک مکان عالیشان شرق رویہ ہی اُس مکان مین ایک پتھر سبز مدور ہی کل تم روزہ رکھنا اور وقت شب باوضو اس دائرہ سنگ سبز کے اوپر بیٹھکے یہ اسم اس تعداد سے پڑھنا جب اُس اسم سے فارغ ہوگے ایک جانور بہت بڑا زبردست تمھارے پاس آئیگا اور بزبان فصیح کہیگا کہ میری پشت پر سوار ہو تاکہ تمھین منزل مقصود کو پہونچا دون

پس تم بلاخوف وخطر اُس جانور کی پشت پر سوار ہولینا وہ تمھین قصر مین نادرہ رازدار کے پہونچا دیگا کہ وہ مقام اسرار
بھی مشہور ہے وہان تین روز بعافیت تمام بسر اوقات کرنا چوتھے روز نادرہ رازدار سے ملاقات ہوگی بعد ازان
جو نادرہ رازدار کہے عمل مین لانا والسلام قصہ کوتاہ شاہزادہ موافق ہدایت کاغذ پشت پر مرغ اخضر کے
سوار ہوا مرغ اخضر اوج ہوا پر ایسا بلند ہوا کہ تمام جہان مثل ایک بیضہ مرغ کے معلوم ہوتا تھا بعد اسکے اُسنے
شاہزادہ کو ایک مکان عالیشان جنت نشان مین پہونچا دیا اور خود راہی ہوگیا شاہزادہ نے وہ مکان اس مکان کا
دیکھا کہ جسکے در و دیوار زمرد سبز ایک ڈال کے تھے اور حوض سنگ مرمر کا اور تیاری باغ کی بھی اسیطرح قیاس کرنا چاہیے
پس مختصر یہ ہے بعینہ نمونہ فردوس برین کا تھا جب شاہزادہ صحن مکان مین پہونچا ایک درخت اسقدر تناور و بلند دیکھا
کہ جسکے دور مین سو گز ریسمان بھی کافی نہو اور شاخون کی بلندی کا کیا ذکر ہو قیاس بشر سے باہر تھا بلکہ شاہزادہ کو
گمان ہوا کہ طلسم کرہ خاک سے تا طلسم فلک زحل اسی درخت کی شاخین ہر طلسم مین دیکھی تھین حق یہ ہے کہ فردوس برین اگر
طلسم ہے تو یہ درخت طوبی ہے اور برگ درخت مثل زمرد کے آب و تاب مین چمک رہے تھے شاہزادہ مکان کے تکلفات سے
ونہی تھا مگر درخت کو دیکھ کے محو حیرت ہوگیا اور نسیم باغ نے جگر کو ایسی فرحت بخشی کہ دماغ معطر اور دل بشاش ہوا اور
جب شاہزادہ اندر مکان کے تشریف لایا دیکھا کہ تمام مکان مین مخمل کاشانی کا فرش ہے اور طاقون مین انواع اقسام کا ہماد
اور مربہ اچاریون مین اور ڈالیان میوہ ہاے خشک و تر کی جا بجا چنی ہوئی ہین میز و دنگل و کوچ و چھپر کھٹ قرینہ سے لگے
ہوے ہین شاہزادہ سیر کرتا ہوا صحن باغ مین آیا وہان یہ قدرت خدا نظر آئی کہ تین حوض مربع تھے اور انمین فوارہ ہاے
یاقوت و الماس و زبرجد نگار چل رہے تھے اور زیادہ تر تکلف یہ تھا کہ فوارہ یاقوتی سے سرخ پانی اور فوارہ الماسی سے سفید اور
فوارہ زبرجدی سے پانی دھانی اسیطرح ہر ایک فوارہ سے ہر ایک رنگ کا پانی جاری تھا شاہزادہ نے ہر فوارہ کا پانی
چکھا تو ذائقہ سے معلوم ہوا کہ کسی فوارہ مین شراب ناب دو آتشہ اور کسی فوارہ مین بیدمشک اور کسی فوارہ مین شیر و عسل
بھرا ہے دل مین کہا سبحان اللہ خداوند کارساز نے اپنے بندون کو کیا کیا عقل و فراست عنایت فرمائی ہے اور کیسی کیسی
قدرت و دستگاہ عطا فرمائی ہے کہ جنھون نے بزور علم و فن بہشت برین کو پردۂ دُنیا پر بنا دیا اور اصل و نقل کو ایک کر دیا مین بھی
ایک مدت سے نادرہ رازدار اور قصر اسرار کے دیکھنے کا مشتاق تھا الحمد للہ کہ آج بخوبی تمام سیر اس قصر کی میسر ہوئی
شاہزادہ نے دیکھا تو جانور مختلف الرنگ و خوش الحان و بلبلان نغمہ سنج ہر شاخ درخت پر چہچہے کر رہے ہین اور اکثر جانور
مشابہ اُن درختون کے جانورون سے جو کہ مشکوے حیرت مین دیکھے تھے اور وہ انکو درخت پر چہچہے کرتے تھے اور رات کو صورت
انسانی ہو جاتے تھے شاہزادہ نے جو انکی زمزمہ پردازی بغور سُنی تو معلوم ہوا کہ سب جانور بزبان عربی و فارسی و ترکی و
ہندی ذکر الہی کر رہے تھے شاہزادہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سایہ درختون مین آیا کہ وہان سے اُن جانورون کی
آواز سُنے جب شاہزادہ قریب پہونچا تو جانورون نے وہ ذکر تو چھوڑ دیا اور بزبان فصیح بالاتفاق کہا السلام علیکم

یا ایہا السلطان ابن السلطان اہلاً وسہلاً ومرحبا وخیر مقدم خیر الینا کیف الحال ورجال الوصال ایہا السلطان المکرم اقرا من کتاب اللہ سلام علیکم طبتم اذا دخلتم بیوتاً فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ **شاہزادہ** اُن جانورون کی گویائی سے نہایت حیران ہوا اور کہتا تھا کہ عجیب عجیب نادرات وطرح طرح کے واقعات تازہ نظر سے گذرتے ہین پھر وہ جانور بعد اس عبارت کے اسی طرح حمد الٰہی مین مشغول ہوگئے **شاہزادہ** نے اُن جانوران فصیح البیان سے فرمایا ای مرغان رازدار مین تمسے یہ سوال کرتا ہون کہ مکدر خاطر میری معشوقہ کا کب دفع ہوجائیگا اُن جانورون نے کچھ جواب ندیا **شاہزادہ** وہان سے دوسرے درخت کے نیچے تشریف لایا اور اُن جانورون سے بھی وہی سوال کیا اُنھون نے بھی بجز مبارکباد اور ذکر الٰہی کے کچھ جواب نہ دیا **شاہزادہ** نے فرمایا کیا تماشے کی بات ہی کہ تمام جانور میرے آنے کی مبارکباد دیتے ہین اور سوال کا جواب نہین دیتے آخر الامر تین روز سیر و تماشے مین اُس قصر بہشت آئین کے گذرے چوتھے روز دیکھا کہ تمام آسمان کثرت پریزادان زرین کمر مرصع نگار سے بھر گیا اور سواری **نادرہ رازدار** کی قصر اسرار مین داخل ہوئی **شاہزادہ** ایک عالم حیرت مین واسطے استقبال **نادرہ رازدار** کے گیا اور فرمایا ای **نادرہ رازدار** یا تو تم غور کرو کہ مین کس مشقت و تلاش سے تمھارے قصر تک پہونچا ہون **نادرہ رازدار** نے نہایت ادب سے مجرا کیا بعد اسکے دست بستہ عرض کی

ابیات

پردۂ غیب سے مطلب نکل آیا صد شکر	نخل امید ثمر شاخ مین لایا صد شکر
دست نقاش ازل ہی نے کیا دور حجاب	چہرۂ شاہد مقصود دکھایا صد شکر

مولانا غالب فرماتے ہین ؎

زن سر رہ کہ سر آن ہر تماشا گذرند	شور خیزد کہ فلان آمد و ہمسان آمد
ناگہان چون تو بدین حسن خداداد آئے	ہمہ گویند کہ شاہ آمد و سلطان آمد

ای شہریار مکرم حضور کو یاد ہوگا کہ فدویہ نے مکان عبادت مین ملکہ کیطرف سے خدمت عالی مین عرض کیا تھا اور اب بھی گذارش کرتی ہون

ابیات

ہر کار را تابع ہادی ایم	بہر چیز فرمان کسی راضی ایم
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	شنیدیم گر گشتہ خواہیم شد
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست	دگر فتح با شد ریا عاری ایم

اب حضور ارشاد فرمائین کہ اس مکان حیرت نشان مین کسطرح تشریف لائے **شاہزادہ** نے تمام کیفیت بیان کی بعد ازان وہ رقعہ **نادرہ رازدار** کو معاینہ کرایا **نادرہ راز** نے جو رقعہ دیکھا کہا فی الواقع مصرع ع بے زینہ پشت بام ند پیوست ہیکلیں ۔ مجھکو یہ یقین تھا کہ حضور ضرور اس کاشانۂ ویرانہ کو اپنے نور جمال سے منور فرمائینگے اب فرمائیے کہ حضور کا کیا قصد ہی **شاہزادہ** عالیجاہ نے فرمایا ای خواہر مہربان مین اپنے قصد سے اب کیونکر تمکو مطلع کرون ؎

جز وصال یار مطلب عاشقون کا کچھ نہین	اسکی حسرت کے سوا مین تمنا کچھ نہین
گل ہستہ ہین بوستان ریز جلوہ کنان	بے گل روئے صنم اسکا تماشا کچھ نہین

نادرہ رازدار نے عرض کی حضور خاطر مبارک جمع فرمائین مجھسے جسقدر آپ کے مقدمہ مین کوشش و سعی ہو سکے گی دریغ نہ کرونگی آیندہ جو خدا چاہیگا وہ ہوگا ؎

تا در نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست — سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست

شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ رازدار تم سچ کہتی ہو کہ بغیر وقت کوئی کام نہین نکلتا مین بھی ایسا تنگ آگیا ہون کہ میری بھی اب یہی دعا ہو ؎

یارب دل محزون کا یہ ارمان نکلجائے — سر زانو پہ اُسکے ہو اور جان نکلجائے

اور یہان کا یہ قصہ و افسانہ تو یہین پر ہگیا بقول اُس رباعی کے

تا چند بمن تغیر حالات شود — تا کے دل من حریف آفات شود
تا وقت رسد وقت شود تنگ بمن — شاید کہ بفردوس ملاقات شود

نادرہ رازدار نے کہا جہان یار سے ملاقات ہو وہی فردوس اعلیٰ ہو پھر شاہزادہ نے کیفیت اُس درخت اور جانوران باغ کی پوچھی نادرہ رازدار نے کہا اس درخت کا نام شجرۂ طیبہ ہو اور اسی جا پر مرغ اسرار نزول اجلال کرتا ہو اور جانور سب اسی صفت پر موصوف ہین شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ رازدار مین مدت سے مرغ اسرار اور قصر اسرار کا مشتاق تھا شکر اس خدا کا کہ جسنے اتنی مدت کے بعد یہ آرزو پوری کی کیونکہ مین نے بالاتفاق اہل طلسم سے سُنا ہو کہ مرغ اسرار کے چہرہ پر کسی کی نظر نہین ٹھہرتی آیا یہ امر سچ ہو دوسرے حل عقدات طلسمات کل مرغ اسرار کی ذات پر موقوف ہین حیرت کی بات یہ ہو کہ ہر روز ہر منزل طلسم مین شام کو نہر سے ایک موج مثل سونے کے گنبد کی شکل نظر آتی تھی اور ایک ستارہ روشن اوج ہوا سے اُس موج مین داخل ہو جاتا تھا اور جب مین نے پوچھا تو اہل طلسم نے بیان کیا کہ یہ مرغ اسرار ہو مگر ہر چند مین نے غور کیا لیکن اُسکی چمک اور تڑپ ایسی تھی کہ مجھکو سوائے روشنی کے اور کچھ دریافت نہوا نادرہ رازدار نے کہا ہر ایک امر ہر ایک جگہ کیواسطے مخصوص ہو اب جو حضور قصر اسرار مین تشریف لائین تو کوئی مشکل بافضال ایزد منان ایسی نہین ہو کہ جو حل نہو جائے ہر چند کہ اس عالم مین بھی مرغ اسرار کے مربی و مددگار ہونے مین شبہ نہین لیکن حکماے طریقت نے حل مقدمات طلسمی فقط اسی امر پر موقوف رکھا ہو کہ میرے غریب خانہ مین جب حضور بدولت و اقبال تشریف فرما ہون تو مین آپکے عقدے مرغ اسرار کے ذریعہ سے حل کرون شاہزادہ نے پوچھا مرغ اسرار تمھارے یہان کسوقت نازل ہوتا ہو نادرہ رازدار نے کہا سات روز نزول مرغ اسرار مین باقی ہین اور اب یہ فرمائیے کہ وہ نہر جسمین مرغ اسرار غوطہ مارتا تھا آپکے نزدیک اُسکا یہان سے کسقدر فاصلہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا مشکوے حیرت یہان سے چھ مہینے کی راہ ہو نادرہ رازدار خوب ہنسی اور کہا اگر حضور ارشاد فرمائین تو مین ایک لمحہ مین مشکوے حیرت کا آپ کو سیر و تماشا دکھلاؤن شاہزادہ نے فرمایا استغفر اللہ آپ معاف رکھیے کیون مجھے کوہ و دشت مین سرگردان پھراؤگی

میں باز آیا ایسے تماشے سے میں جہاں ہوں وہیں غنیمت ہوں جسقدر فرصت ہو اُسے غنیمت جانتا ہوں نادرہ رازدار
نے کہا اے شہریار مجھے ایک دعا ایسی یاد ہے کہ چند قدم میں گویا وہیں تھے شاہزادہ نے فرمایا اے نادرہ رازدار شاید
اہل طلسم معبود حقیقی کو شاہ جادوان کہتے ہیں جو کہ بادشاہ لایزال ہے نادرہ رازدار نے کہا حضور درست فرماتے ہیں
یہی بات ہے قصہ مختصر وہ روز و شب عیش و نشاط میں کٹی نادرہ رازدار نے عرض کی اب حضور مشکوے حیرت
میں تشریف لے چلیں اور وہاں کا بھی تماشا ملاحظہ فرمائیں شاہزادہ نے فرمایا کہ اے نادرہ رازدار میں فقط
ملکہ نوبہار گلشن افروز کا مشتاق ہوں نادرہ رازدار نے کہا یہ آرزو بھی انشاء اللہ تعالے عنقریب
برآئی جاتی ہے اب کچھ عرصہ باقی نہیں ہے شاہزادہ نادرہ رازدار کے ہمراہ مجبوری ہوا نادرہ رازدار نے
تمام مکانات قصر اخضر کی شاہزادہ کو سیر مفصل کرائی بعد ازان ایک ایسی جا لائی کہ جہاں ایک زینہ
تہ خانہ کا باقی تھا شاہزادہ اس زینہ سے تہ خانہ میں گیا نادرہ رازدار وہان سے ایک دروازہ کھول کر
باہر نکلی شاہزادہ عقب میں نادرہ کے باہر آیا دیکھا تو مکان مشکوے حیرت میں موجود ہوں کمال حیرت
ہوئی اور دیکھا تمام منازل طلسم نظر آرہے ہیں لیکن یہ مکان کبھی نظر سے نہ گذرا تھا آخر نادرہ رازدار سے
پوچھا کہ اس مکان کو میں نے مشکوے حیرت میں نہیں دیکھا نادرہ رازدار نے کہا فی الواقع قصر جہاں بھی
حضور نے ملاحظہ نہیں فرمایا شاہزادہ کو اور حیرت ہوئی اور فرمایا اے نادرہ رازدار اب ہم سمجھے کہ یہ خلاق
انسان کو ناحق بہکاتی ہے تاکہ سرگردان ہوں افسوس کسی نے بھی مجھے ایسا راستہ نزدیک کا نہ بتایا اور مجھکو
ناحق تمام جہان میں حیران پریشان پھرایا نادرہ رازدار نے کہا اگر سرگشتہ نہوتے تو یہ تماشے عجائبات کیونکر
نظر آتے اور جن جن لوگوں کو آپکی ذات سے نفع پہونچا ہے وہ محروم رہجاتے شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ اور
طرفہ بات ہے کہ اور ون کو مجھ سے نفع پہونچے اور میں اپنے مطلب کا محتاج رہوں نادرہ رازدار نے کہا
کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ قافلہ سالار سبکے بعد منزل پر پہونچتا ہے شاہزادہ نے فرمایا کاش میں بھی من قبیل کمترین
ہوتا تو جلد منزل مقصود پر پہونچتا الغرض جب نادرہ رازدار دریا کے کنارہ آئی یکبارگی دروازے سب
مکانون کے از خود کھلگئے اور جو جانور کہ درخت پر بیٹھے تھے آپس میں چہچہے کرنے لگے بعد ایک ساعت کے
خورشید جبین اور گلرخسار پری وغیرہ نازنین اور ملکہ طلسم زحل طرح طرح کی پوشاکیں پہنیں مکانون
سے باہر نکل آئے شاہزادہ عالیجاہ کی قدم بوس ہوئیں بعد ازاں انھوں نے کنارہ پر نہر کے فرش مکلف
بچھایا اور مجلس عشرت گرم کی شاہزادہ نے محلات میں سے مشکوے حیرت کے کنارہ محل اس ترکیب کے
دیکھے تھے کہ ہر بار ایک دروازہ سے دوسرے محل میں داخل ہوتا تھا مگر طلسم فلک البروج میں چشمہ کی راہ
سے موافق ہدایت آذر کیوان کے پہونچا تھا طلسم فلک اعظم میں منبر کے زینہ سے موافق نصیحت نوران واعظ

کے داخل ہوا تھا لیکن کیفیت سے نازنینان قصر یازدہم کے بایں سبب واقف ہوئے کہ انکو منازل قمر مین رفیع کرسی نشین کی معرفت شہر کرسی کے اندر دیکھا تھا اور نام اُنکے مطابق تھے یعنی سرطین وبطین جسکو ہندی مین اسونی بھرنی بحضر کہتے ہین تا آخر زینہ تیرھوین قصر کے نازنینون کو آج ملاحظ فرمایا کہ تمام اطلس پوش تھین اور زیور و جواہر مین بھی انکے نازنینان سابق کے نسبت تکلف ظاہری زیادہ پایا جاتا تھا اور سردار انکی نائنہ خاتون تھی جب نائنہ خاتون واسطے ملازمت شاہزادہ کے حاضر ہوئی شاہزادہ نے پوچھا ای نادرہ رازدار بخلاف اور نازنینون کے نائنہ خاتون کے نام عجائب سنتے مین آئے نادرہ رازدار نے عرض کیا اے شہریار عالی وقار نام اس پریزاد کا دراصل حسن افروز ہی اور نائنہ خاتون نام خطابی ہی کہ اس کنیز کی مان نے دیا تھا اور طلسم فلک اعظم کے چار منازل اقدر ہین اول مقام حیرت ومثال کہ یہ دونون میری مان سے متعلق ہی دوم قصر تیرھوان مشکوے حیرت کا جو شہر آئینہ داران سے مشہور ہی سوم مقام تجلی اور شہر حشمت نگار جہان عبا دتخانہ منزل جاودان شاہ ہی چہارم قصر اسرار جسکو بہشت طلسم اور محل نزول مرغ اسرار بھی کہتے ہین یہ قصر میری ذات خاص سے متعلق ہی اور مین نے اپنی طرف سے عالم افروز پری کو مشکوے حیرت مین نائب کردیا ہی پھر نادرہ رازدار نے عالم افروز کو بھی شاہزادہ کی ملازمت سے سرفراز کروایا اور کہا کہ قصر چودھوان اسی عالم افروز کا مکان ہی اور یہ قصر قصر اسرار کے تعلقات مین ہی لیکن جو راہ باطن مین ہی وہ براہ ظاہر نہین بقول شخصے کہ

پاے استدلالیان چوبین بود
پاے چوبین سخت بے تمکین بود

شاہزادہ کو خوش بیانی نادرہ رازدار کی یہ لطائف نہایت پسند آئی اور فرمایا کہ دیکھیے خداوند کریم مجھے کب راہ باطن سے آگاہ فرماتا ہی قصہ کوتاہ شاہزادہ کو تمام روز کنارہ نہر کے اسی شغل واشغال وگفت وشنید مین گزرا کہ وقت عصر آیا شاہزادہ کو مرغ اسرار کا انتظار تھا جب وہ ستارہ نہ دیکھا نادرہ رازدار سے پوچھا ای خاتون آج بخلاف ان ایام کے مرغ اسرار نے نہر مین غوطہ نہین کھایا نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار مرغ اسرار کا قاعدہ یہ نہین کہ ہر روز نہر مین داخل ہو جب کوئی مہمان تازہ مشکوے حیرت مین داخل ہوتا ہی اسوقت نزول مرغ اسرار بھی ہوتا ہی شاہزادہ نے اسکا سبب پوچھا نادرہ رازدار نے کہا اسکی وجہ سے حکیم کے سوا اور کوئی واقف نہین ہی اس اثنا مین شام ہوگئی نادرہ رازدار نے حکم دیا کہ نہر پر روشنی چراغان ہوا ور ناچ وغیرہ کو تاکید کی کہ جلد محفل نشاط برپا کی جاوے غرض شاہزادہ نے ساری رات روشنی کی کیفیت کو ملاحظہ فرمایا اور گانا وغیرہ سنا بعد اسکے آرام فرمایا نادرہ رازدار بھی ایک مکان مین جاکر سورہی پانچ روز تک یہی جلسہ رہا ایک روز شاہزادہ نے نادرہ رازدار سے پوچھا کہ مرغ اسرار کس جنس سے ہی اور کیا شئی ہی نادرہ رازدار نے کہا آپ ایسا سوال سخت فرماتے ہین کہ جسمین تمام ارکان طلسم عاجز ہین جواب نہین دیسکتے درانحالیکہ ہمکو حالات روزمرہ مرغ اسرار سے اطلاع نہین ہی پھر ہم

سکی خلقت و ماہیت سے کب آگاہ ہوسکتے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ تنے خود مرغ اسرار سے کیون نہ دریافت کیا
نادرہ رازدار نے کہا میری کیا مجال و قدرت جو مین کوئی کلمہ خلاف تہذیب مرغ اسرار کے سامنے کہ سکون یا بجز ضروریات
طلسمی کے اور کلام زبان سے نکال سکون کہ وہ گستاخی مین شمار کیا جائے شاہزادہ نے فرمایا جب تم اسقدر ذیلی ہو تو
پھر میرے سوالون کا جواب کسطرح پوچھوگی سوا اسکے جو شئی کہ مجسم نہو اور نظر بھی نہ آئے اُس سے عقدے کیونکر حل
ہوسکتے ہین نادرہ رازدار نے کہا آپ کو جن سوالات کے جوابات منظور ہون مجھے فرمایئے مین بجاے خود سوال و جواب
اُنکا حاصل کرلونگی کہ مرغ اسرار بذات خود آپ سے ہمکلام نہین ہوگا مگر آپ دور سے اُسکا نور جمال ملاحظہ فرمایئے گا
لیکن درخت کے پاس تشریف لایئے گا ورنہ آپکے سایہ سے وہ رخصت ہوجائیگا اور تمام مطالب رہ جاینگے پھر مجھے آپ
الزام دینگے آیندہ آپکو اختیار ہے مین نے آگاہ کردیا شاہزادہ نے چار روز مین جسقدر امورات بعید از قیاس و عقل
طلسمات مین دیکھے تھے وہ سب نادرہ رازدار سے کہدیے نادرہ رازدار نے بھی وہ سب محفوظ کرلیے جب روز جمعہ
آیا شاہزادہ سے کہا مین پھر عرض کیے دیتی ہون کہ آجکی رات مرغ اسرار شجرہ طیبہ پر ضرور نزول فرمائیگا آپ
کنارۂ حوض سے اُسکو ملاحظہ فرمایئے گا اور خبردار درخت کے قریب نہ تشریف لایئے گا ورنہ اکثر مطالب فوت ہوجاینگے
شاہزادہ نے فرمایا بہتر اس عرصہ مین شاہین زرین منقار آشیانہ مین داخل ہوا یعنی غروب آفتاب ہوا اور
نسر طائر قمر مزرعہ فلک مین واسطے دانہ خوری کے ظاہر ہوا شاہزادہ نے جلد نماز مغرب مین سے فراغت حاصل کی ابھی
سجدۂ شکر ادا نہوا تھا کہ ایک روشنی مثل ستارہ زہرہ کے آسمان کی طرف سے شجرۂ طیبہ پر نازل ہوئی کہ تمام باغ
مکان روشن و منور ہوگیا نادرہ رازدار نے پہلے ہی زیر درخت فرش وغیرہ کا سامان کر رکھا تھا اور بخورات عود و عنبر
واگر طلائی و نقرئی انگیٹھیون مین روشن تھا اور خوشبوئین ہر طرح کی موجود تھین شاہزادہ بھی حوض پر تشریف لاکے
خاموش بیٹھ گیا جب عکس اُس شجرہ طیبہ کا پانی پر پڑا شاہزادہ نے بنظر غور حوض مین دیکھا تو ایک شعلہ نور کہ کسی جا
اُسکو قرار نہین ہے ہر شاخ پر پھرتا معلوم ہوا اس عرصہ مین نادرہ رازدار باادب تمام صفت و ثنا کرتی ہوئی دست بستہ
درخت کے نیچے مرغ اسرار کی خدمت مین گئی اور عرض کیا اے شاہ اتقیا و ابرار و پرہیزگار روا ے مرغ اسرار حسب اتفاق
ایک شاہزادہ عالی وقار مہمان اس مکان عالیشان عجائب نشان مین وارد ہوا ہے اور حسب الحکم حضور فیض گنجور
کے واجب التعظیم و تکریم ہے اُسنے چند سوال کیے ہین اس سبب سے فدویہ بقصد یہ وہ حضور ہوئی ہے کہ ہر چند
تصدیع اوقات شریف ہوئی لیکن جوابات سوالات مہمان ضرور ہین درخت کے اوپر سے آواز آئی کہ اے نادرہ رازدار
بیان کرکہ وہ کیا سوال ہین نادرہ رازدار حسب اجازت قریب گئی اور وہ شعلہ بھی ازخود نزدیک آیا یہان
شاہزادہ نے جسوقت اس مرغ اسرار کی آواز سُنی کچھ کان آشنا معلوم ہوے نہایت متحیر ہوکے درخت کی طرف دیکھا
اور کبھی بحیرت حوض کے پانی مین نظر کی یہان نادرہ رازدار تھوڑی دیر تک مرغ اسرار سے سوال و جواب مین

سرگرم رہی ہر چند کہ شاہزادہ کان اُس طرف لگائے رہا لیکن مطلق پھر آواز ہم کلامی نادرہ رازدار و مرغ اسرار کان مین نہ آئی آخر اضطرابانہ نادرہ رازدار سے پوشیدہ قریب درخت کے پہونچا کہ اب چند قدم سایہ رہ گیا تھا تا آواز آئی کہ اے نادرہ رازدار وہ مہمان عالیشان تمھارا سایہ درخت کے قریب پہونچا آخر صبر نہو سکا کہ انتظار کرتا یہ کلمہ کہا اور وہ نور شعلہ طور درخت پر سے پرواز کر گیا نادرہ رازدار نے شاہزادہ کو کمال ملامت کی اور کہا افسوس تمنے سوالات کا اپنے بھی جواب حاصل نہ کرنے دیا ایسے مضطرب و بد حواس ہو گئے لیکن شاہزادہ نے بغور سُنا تو وہ آواز حکیم قسطاس الحکمت کی معلوم ہوئی شاہزادہ نے نادرہ رازدار سے بیان کیا نادرہ رازدار نے کہا درست ہی مرغ اسرار اور حکیم صاحب کی آواز مین سر مو فرق نہین ہے جب نادرہ رازدار اور شاہزادۂ عالی تبار مکان خلوت مین گئے شاہزادہ نے کہا اے خواہر اب بیان کرو کہ تمنے میرے سوالون کا مرغ اسرار سے کیا جواب حاصل کیا نادرہ رازدار نے کہا ابھی حضور خاصہ نوش فرمائین بعد اسکے تماشا دیکھین گا نُسنین کل بشرط حیات آپکے سوالون کا جواب عرض کرونگی جب وہ رات عیش و نشاط مین گذر گئی اور صبح امید نمایان ہوئی شاہزادہ نے بعد فراغ فرایض کے نادرہ رازدار سے فرمایا

مرحبا ای طوطی شکر شکن	قل فقد اذہب عنی قلب الحزن	الا ای طوطی گویای اسرار	مبادا خالیت شکر ز منقار
	سرت سبز و دولت خوش با دو جاوید	اگر سازی مرا واقف ز اسرار	

نادرہ رازدار نے عرض کیا اب حضور سوال کرین مین اُنکا جواب دون شاہزادہ نے فرمایا کہ اول سوال میرا یہ ہے

من نمیدانم کہ آخر چیستم	روز تا شب در تلاش کیستم	عالمی دیدم ازان عالم برون	از زمین تا آسمان بے ستون
آنچہ وصفش را شنیدم از کتاب	اکثرش دیدم چو روشن آفتاب	آنچہ باشد بر فلک زیر فلک	از تماشا جز کواکب یک بیک
جملہ را دیدم بچشم خود عیان	گرچہ بشنیک برزمین و ار و مکان	رنگہا دیدم ز نیرنگی بدر	گرچہ آن نیرنگ بودہ میسر
باز این نیرنگی دلدار چیست	درین تغافلہا مجال زار چیست	از تو می پرسم سخن ای رازدار	بسکہ واقف دیدہ ست از جوہر
زانکہ شیر دایہ اش را خوردہ ام	سالہا با ادب سہم بردہ	میکند آخر بو صلم کامیاب	یا مدام ہم می پسندم در عذاب
ہجر او خواہد ادادون امان	میشود آخر بحالم مہربان	عمر با من میکند چندان وفا	گر وصال یار یا ہم مدعا
یا بہ تیغ ہجر خواہم شد ہلاک	وز غم جانان بر آید جان پاک	چون توی ای شاہ خوبان رازدار	کشتہ باشی واقف از انجام
	آگہی چون یافتی از حال من	واگو با من ز استقبال من	

بیان کرنا نادرہ رازدار کا حقیقت طلسم کی شاہزادۂ عالی جاہ کے روبرو اور واقف ہونا شاہزادہ کا تمام حقایق طلسم سے

راویان شیرین زبان ومورخان سحر بیان اس داستان شوکت نشان کو صفحۂ قرطاس پر یون رقم کرتے ہین کہ
پہلے شاہزادہ نے نادرہ رازدار سے یہ سوال کیا کہ مجھے اپنے حال مین کمال حیرت ہے

نہ ہندوم نہ مسلمان نہ کافرم نہ یہود	بجیرتم کہ سرانجام من چہ خواہد بود

مین اصل مین کون ہون اور دن رات کسکی تلاش وجستجو مین سرگردان ہون اور اس سرگردانی وصحرانوردی مین ایسے
سوانح وعجائبات نظر سے گذرے کہ جسطرح کتب متقدمین مین حال زمین وآسمان اور عناصر وکواکب وافلاک کا
شرح سے لکھا ہی وہ بچشم خود ہمنے دیکھہ لیا اگرچہ وہ جملہ معاملات نیرنگی طلسم مین داخل تھے لیکن مین انکو واقعی اور اصلی
جانتا تھا دوسرے باانہمہ خرابی وپریشانی ملکہ نوبہار گلشن افروز کی محبت فراق کشیدہ سے بھی کبھی صفائی ہوگی یا
مین اسی رنج وغم مین مرجاؤنگا ای خواہر عزیز تمنے بھی ملکہ کی دایہ کا دودھ پیا ہو ابتداسے آجتک اس مغرور جفاشعار
سے ایک لمحہ جدا نہین ہوئین ضرور اُسکے خواص مزاج سے بھی بخوبی واقف ہوگی لہذا اب تم اُس غفلت شعار کی طرف
سے میری خاطر جمع کردو نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار والا تبار یہ مکان غرایب نشان عالم طلسم اور فن طلسم سے
بنا ہی یعنی حکماے پیشین نے اجزاے سماوی اجزاے ارضی کے ساتھ بساعت سعید موافق حرکات کواکب کے اسطرح ترکیب دیے
ہین کہ صور وہمیہ اور اشکال خیالیہ انواع انواع صورت سے طلسم مین ظاہر ہوتے ہین بلکہ علم نجوم وعلم ہندسہ وعلم رمل اور
علم حساب وعلم سیمیا وریمیا وعلم جفر وغیرہ بدرجہ کمال اس طلسم غریب مین صرف ہوے ہین اسی واسطے نام اس طلسم کا
طلسم اجرام واجسام اور طلسمات امہات وآبا اور طلسمات عناصر وافلاک قرار پایا اور حاکم بالاستقلال اس پردہ نیرنگ
کا حکیم اقسطاس الحکمت بافرہنگ ہی مگر موجودات ومحسوسات عجائبات دوقسم سے ہی اوّل صورت وہمیہ وخیالیہ کہ بزور
علم سیمیا وعلم توسیع الخیال ظاہر ہوتے ہین جنکو عوام مین نظربندی مشہور کرتے ہین اور بعض صورتین اصلی ہین جنکا وجود
غیراز طلسم بھی موجود رہتا ہی لیکن ترتیب دینا اسطرحکے طلسم کا نہایت مشکل دشوار ہی اسوجہ سے کہ اوّل فرمانروائی
ہفت اقلیم حاصل کرے بعد ازان جو طلسم کہ ان دونون قسم کے موجودات کا جامع ہو وہ ترتیب دے بلکہ اقتدار سلطنت کے
سوا عالم وکامل علوم کا بھی ہونا ضرور ہی ورنہ طلسم کا ترتیب دینا مشکل ہی اور جسقدر عجائبات کا حضور نے تماشا دیکھا ہی
وہ ایسا بے مثل وبے نظیر ہی کہ زمانہ اوّل سے تا ایندم کسی جن یا پری وبشر کی نظر سے نہین گذرا جسمین کرۂ خاک سے
تا فلک الافلاک دونون جہان کا نمونہ موجود ہی اب آپ اپنی محبوب ملکہ نوبہار گلشن افروز کا حال سنیے کہ وہ
سلطان شمسون بن سلطان قیصر نوس پریزاد کی دختر بلنداختر ہی اور نواسی ہی سلطان یکتانوس پریزاد کی
لیکن تم جو اغواے امارہ خاتون سے ایسے خود رفتہ ہوگئے کہ اپنے آغاز وانجام کا کچھہ خیال نکرکے ملکہ صبح دلکشا
سے خلت ملت ہوگئے یہ وجہ کشیدگی ملکہ کی ہی کہ وہ تمکو بوالہوس وہیچ مہردگی کہتی ہی اور محبت والفت کو بالاے طاق رکھا
حالانکہ ایک دوسرا امر بھی اُسکے تغیر مزاج وناگوار خاطر کا باعث ہوا جسکے روبرو قصہ ملکہ صبح دلکشا کا محض بے اصل ہی

بلکہ برہمی مزاج کو اُسی امر سے سمجھنا چاہیے شاہزادہ نے پوچھا وہ کیا امر ہی نادرہ رازدار نے کہا جبکہ تم خود نہین جانتے
ہین کیون بیان کرون کہ میرا بیان کرنا عبث ہی شاہزادہ نے فرمایا اے خواہر مین اپنے نزدیک یہی جانتا ہون کہ امارہ خیالات
محلدار کے بہکانے سے ہین بلکہ صبح دلکشا کیطرف ضرور متوجہ ہوا تھا ورنہ اور کوئی گناہ مجھسے نہین سرزد ہوا تھا نادرہ رازدار
نے کہا ہان آپ نہایت چالاک و ہوشیار معلوم ہوتے ہین اور سیر کتب علمیہ بھی نظر اقدس سے گذری ہین یہ امر
طلب ہی کہ جہان طافی شاہ وراسب شاہ سلاطین جن سردار سلطان روح الملک اُن رئیسون کا بادشاہ
پھر نام امارہ حکمت سے کیون خالی ہوگا کہ طافی وراسب خلط سودا و صفرا کی صفت ہو تو لفظ امارہ بھی بجاے
نفس امارہ سمجھنا چاہیے اور اُسکے حکم سے احتراز واجب ہی شاہزادہ نے فرمایا پیغمبران خدا کی شان ہین یہ آیہ
وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء نازل ہوئی پھر مین بیچارہ کس شمار مین ہون بقول شخصیکہ بیت

	ازیشہ لاغری چہ خیزد		جائیکہ عقاب پر بریزد	

نادرہ رازدار نے کہا خیر اس عذر کے جواب کا اور وقت ہی اب آپ دوسرا سوال فرمائیے شاہزادہ نے فرمایا کہ
مشکوے حیرت کیا چیز ہی نادرہ رازدار نے کہا یہ طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کا تصرف ہی شاہزادہ
نے فرمایا یک نشد دو شد قدیم و جدید کیسا اِسکی شرح فرمائیے نادرہ رازدار نے کہا طلسم قدیم معلم اوّل حکیم
ارسطوے الٰہی نے بحکم سکندر ذوالقرنین طیار کیا تھا اور طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کا مشہور ہوا ہی شہرہا
جب سکندر ذوالقرنین بعد طیار کرنے سد یاجوج و ماجوج کے طلسمات سے واپس آیا تو راہ مین ایک جزیرہ ایسا
پر بہار و خوش آب و ہوا ملا کہ اُسکی فضا کا بیان نہین ہوسکتا اور وہ نہایت وسیع بھی تھا سکندر نے وہان قریب
دریا ایک تختہ زمین کا نہایت ہموار و خوش قطعہ ایسا دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی سوا درخت میوہ دار و گلہا
کے کچھ نظر نہ آتا تھا سکندر کو وہ زمین نہایت پسند آئی اور ارسطو سے فرمایا کہ یہ قطعہ زمین اُس زمین سے نہایت
مشابہ ہی جسپر تمھارے اُستاد فلاطون نے ہمارے لیے سیرگاہ تیار کی تھی ارسطو نے کہا بجا ہی سکندر نے فرمایا کہ کیا
تمھارے اُستاد نے علم طلسم بندی تعلیم نہ کیا ہوگا ارسطو نے کہا اگر حکم ہو تو مین بھی ایک طلسم اُسی شکل کا مرتب کرون
کہ اُسمین دونون عالم کا نمونہ ظاہر ہوجائے اور ایسا عجائبات کبھی کسی جن و انس کی نظر سے نہ گذرا ہوگا اور ایک
مدت دراز تک آسیب خزان اس گلشن عجائبات کو نہ پہونچے گا اور نام اُسکا تا قیامت باقی رہیگا سکندر نے فرمایا کہ
حکیم صاحب یہ سبب نام آوری دنیا کا بھی ہوا اور نام بانیان طلسم کا جریدۂ روزگار سے محو نہوگا ارسطو نے چند
اشخاص ذی علم و ہوشیار بذریعہ سکندر واسطے اپنی ہمراہی کے ہر ملک و دیار سے طلب کرائے اور چند اطفال خردسال
اور چند رؤسا و شرفا ہر قوم و ملت کے اور نیز چند نفر گبر وغیرہ بوساطت سکندر مہیا کیے تاکہ طلسم مرتب کیا جاوے
اور علی ہذا چند ساحر و عالم اور بہت سے اجنہ اور شیاطین بھی بغرض مصالح طلسم موجود کیے سکندر نے پوچھا کہ

شیاطین قوم جنی مین داخل نہین ہین جو آپ نے اسمین تفریق کی ارسطو نے کہا قوم جن مین دیو پری محسوب ہین اور
فرقہ شیاطین جدا ہی سوا اسکے زر و جواہر بے حد و شمار تعمیر طلسم مین صرف ہوگا جبکہ یہ سب سامان بکوشش آپ کے
جمع ہو جائیگا ؛ وہین فراہم کرلونگا تو چالیس برس کے عرصہ مین ایسا ایک طلسم ترکیب دونگا کہ اسمین کل رموز غرضی
وسماوی موجود ہونگے سکندر نے فرمایا خیر اب جسطرح ہوسکے ان عجائبات کا تیار کرنا ضرور ہوا جب غرض
اسی وقت سے سکندر نے حسب درخواست ارسطو حکیم بلیناس فرنگی اور حکیم الکیمون خطائی اور حکیم برہمون
ہندی کو ترتیب طلسم مین شریک کیا اور خود کار فرما ہوا حکما نے پہلے باتفاق بزور اسمار باطل ساحرون کی تسخیر کی
بعد ازان دعوت سے اسماء اعظم کے کواکب و موکل اور اجنہ و شیاطین مسخر ہوئے چونکہ اطفال بنی آدم ہر قوم و
مذہب کے سکونت طلسم کے واسطے طلب کیے تھے لہذا جب کل سامان مہیا ہوگیا ارسطو نے اسی جزیرہ پرفضا مین
عجائبات ترتیب دیکے بنی آدم کو بجاے مناسب انکے ساکن کیا چونکہ حکما کو بذریعہ علم نجوم یہ حال بخوبی معلوم تھا کہ
اختلاف قوم اور فساد دین وملت کے باعث لامحالہ ایک قوم دوسری قوم کی دشمن ہوجائیگی انھون نے اجنہ مسلمان
کو بنی آدم مسلمان کا ہر ایک کام مین ممد و معاون کیا اور شیاطین کفار ان ساحر کے مددگار ہوئے اور ظاہر ہی کہ بغیر
موجود ہوتے تمام فرقون کے طلسم یا عجائبات کی ترتیب غیر ممکن تھی تا کہ ایک فرقہ ہر طرح سے دوسرے فرقہ پر غالب
آئے پس ایسی حالت مین انتظام معینہ اور پابندی عجائبات قابل اعتبار نہین لامحالہ چند ہی روز مین ہر طرف فتور ہوگا
اسواسطے حکما نے ہر فریق کو بجاے خود اپنے اپنے محل و موقع پر برقرار رکھا اور قوانین طلسمی تعلیم کیے انمین بعض کو بادشاہ
اور بعض کو امرا اسی طرح ہر ایک کو بجاے خود ہر کام کے واسطے مقرر کرکے دو حصہ کل سلطنت طلسم کے کیے ایک حصہ
پریزادان مسلمان صاحب دیانت و امانت کو تفویض کیا اور دوسرا حصہ آدم اہل اسلام کو عطا کیا اگرچہ اسیقدر کفار
بنی آدم کے حصہ مین آئے مگر انکو حکومت خود ہی دی غرض جب ان کامون سے حکیم فارغ ہوئے تو ہر ایک جن و بشر کی
خصلت طبعی اور عادت جبلی کے بناپر طلسم بندی کی کہ انتظام طلسم کے خلاف کوئی امر نہو بعد اسکے نوع انسان و پریزادان
و مسلمان مین سے جابجا ہر کارخانہ مین ایک مرد عاقل مقرر ہوا کہ جسوقت وہ اپنا عمل یعنی ترتیب صور وہمیہ و خفیہ
شروع کرین اسوقت فوراً عامل بھی موجود ہو تب یہ عجائبات حکماے عالی صفات کی محنت و کوشش کے چالیس
برس کے عرصہ مین مرتب ہو چکے بعدہ حکما نے سکندر ذوالقرنین کو تکلیف سیر و تماشاے طلسم کی دی
سکندر ذوالقرنین نے عجائبات کو بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرمایا ارسطو و حکماے عالی وقار کے علم و کمال
کی حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا بلاشک کمال اپنا دکھا دیا بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت جو کہ شاگرد رشید
تھے اور علم و عمل و تجربہ کی صنعت مین یکتاے روزگار تھے انکو عجائبات کا داروغہ مقرر کیا اور اسکو وصیت یہ کی کہ
جب بارہ برس کا زمانہ تمھارے عہد کا اختتام عمر مین باقی رہیگا ایک عورت سے ایک فرزند ہم عمر تمھارا پیدا ہوگا

نکو اپنا قایم مقام طلسم مین کرنا کہ ہمکو علم نجوم سے دریافت ہوا ہی کہ عہدہ داروغگی اس طلسم کا تمھارے خاندان مین
ہزار برس تک باقی رہیگا اور بعد اسکے سلسلۂ حکومت طلسم تیری اولاد سے قطع ہوگا اور پھر طلسم کا بھی باقی رہنا
مشکل ہی ہر چند کہ تا قیام دنیا طلسم کا بھی قیام ہی مگر نظر خلایق سے مخفی ہو جائیگا اور جو داروغہ طلسم تمھاری اولاد سے
ہوگا اُن سب کا نام ایک ہی ہوگا یعنی خطاب اُسکا قسطاس ہی ہوگا بلکہ نام طلسم بھی عجائبات قسطاس سے مشہور ہوگا
ای شہریار نامدار جو تماشا طلسم مین تمھاری نظر مبارک سے گذرا اُنمین اکثر صورتین خارج طلسم مین بھی موجود ہین اور
بعض بالکل وہمیہ و خیالیہ ہین شاہزادہ نے جب یہ قصہ عجیب و غریب سنا نادرہ رازدار کو سینہ سے لگا لیا
اور فرمایا ای رازدار بارک اللہ اس عجائبات کو خوب تفصیل بیان کیا نادرہ رازدار نے اس حرکت سے
شاہزادہ کی تبسم کیا اور کہا ای عالی جناب اسی حرکت سے تمنے ملکہ صبح دلکشا بیچاری کو معتوب کرا دیا کیا
اب مجھے بھی کسی بلا مین گرفتار کیا چاہتے ہو خدا خیر کرے شاہزادہ نے فرمایا واللہ مین نے تمھین اپنی سالی
سمجھ کے سینہ سے لگا لیا کہ ملکہ کی ہمشیرہ ہو اور سوا اسکے مین تمھین بجاے اپنی ہمشیرہ کے جانتا ہون نادرہ رازدار
نے کہا مین نے یہ فقط خوش طبعی سے خدمت فیض درجت مین گذارش کیا حضور اسکا خیال نہ فرمائین شاہزادہ
نے فرمایا ہان قدیم کی تعریف تو ہو چکی اب جدید کی بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا جب حکیم قسطاس الحکمت
حال اپنے علم و کمال مین بے مثال ہوئے اُنھون نے اپنی طرف سے ہر طلسم ارسطو سے اُنھی مین تصرفات کو
دخل دیا پس اُنھین تصرفات کا نام طلسم جدید رکھا اور طلسم معلم اوّل کو طلسم قدیم مشہور کرتے ہین اور جو
مشکوے حیرت آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ طلسم جدید ہمارے حکیم صاحب کے تصرفات سے ہی اُنھون نے
اپنی طرف سے کسی جا کو ظاہر قرار دیا اور کسی جا کو باطن اور معلم اول نے شہر و عجائبات موافق اعداد فلکی و
بروج و کواکب کے آباد کیے تھے یعنی ہر شہر مین تعلیم طلسم نمونہ ہر فلک و بروج و عنصر کا بنایا چنانچہ مشہور ہی کہ
شہر چین مین ایک مکان کے اندر نگارخانہ تھا اسی طرح تمام شہر کو قیاس کر لینا چاہیے کہ یہان بھی سیاح طلسم
کو اوّل مرتبہ ایک ہیئت مانند فلک کے مع کواکب نظر آتے ہین اور وہ شہر مع تمام ارکین سلطنت بھی
اُسی فلک کے نام سے منسوب ہوتے ہین مثلاً جہان فلک کرسی ہی اُس شہر کا نام شہر کرسی رکھا ہی اسی صورت
سے تمام شہرون کے نامون کو قیاس کرنا چاہیے لیکن روزمرہ طریقہ معاش ہر شہر کے باشندون کا مثل عالم اسباب ہی
جس طرح آپ نے ملاحظہ فرمایا ہی معلم اوّل نے جس جا پر علامت ستارہ و خاصیت کا نمونہ ظاہر کیا تھا
وہان ہمارے حکیم صاحب نے کسی جا ایک ظاہر اور کسی جا ایک باطن اور بعض جا دو باطن اپنی طرف سے
زیادہ تیار کیے اور ہر باطن و ظاہر مین ہر طلسم کی علامت و نشانی ستارہ اور ہیئت افلاک کا دخل رکھا اسیوجہ
سے ہر طلسم کے ظاہر و باطن مین بعض صورتین خیالی اور بعض اصلی ہین اور جو نام و خطاب ہر ایک خدمت کے

ابتدا سے معین ہین وہی اسمار اُنکے فرزندون کے بھی تا زمانۂ حال مقرر چلے آتے ہین جسطرح سلطان روح الملک اور
طافی شاہ و دراسب شاہ و عادل شاہ و مرطوب شاہ وغیرہ ذالک قدیم الایام سے ابتک اسی خطاب
سے مشہور ہوتے چلے آئے ہین اور سلطان روح الملک کہ حکیم قسطاس الحکمت کا فرزند ہی اسوجہ سے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کی اطاعت کرتا ہی آخر شاہزادہ نے پوچھا باغ عشرت بخش کسکو کہتے ہین نادرہ رازدار
نے کہا وہ باغ بھی جدید ہمارے حکیم صاحب کا بنایا ہوا ہی شاہزادہ نے فرمایا مین نے جو نازنینان مشکوے حیرت کا
حال پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ صاحب اختیار ہمارا اور ہمارا پیدا کنندہ یہی ہی اور ہمکو جبسے ہوش آیا اسی طرح سے ہم دنکو
بشکل جانور اور رات کو بصورت انسان ہو جاتے ہین دوسرے یہ کہ جانوران طلسم ہر درخت بے ثمر سے قسم قسم کے میوے
ہمارے دامن مین بھر دیتے تھے یہ بھی خالی از اسرار نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار پندرہ برس قبل خلقت ان
نازنینون کے چھ نفر پریزاد مسلمان پاک اعتقاد جناب حکیم صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور اولاد کی خواہش
حکیم صاحب سے ظاہر کی حکیم صاحب نے ایک ایک سیب ہر شخص کو دیا اور فرمایا کہ سیب دہی تراش
کر دیکھنا جسمین تخم ہو اُسے کھانا اور جو بے تخم ہو اُسے ہرگز نہ کھانا انشاء اللہ تعالے موافق اعداد تخم سیب سے
فرزندان نیک خصال پیدا ہونگے اور بحسب اعداد تخم ہی دختران خوش جمال بمشیت کردگار سیب جسقدر تھے بے تخم
نکلے اور ہر ایک ہی مین سے دو دو تخم نکلے آخر الامر بموجب ارشاد حکیم صاحب اُنکو اُس میوہ سے یہ ثمر ملا کہ ہر ایک کے یہان دو دو
لڑکیان پیدا ہوئین وہ اُنکو حکیم صاحب کے پاس لے آئے حکیم صاحب نے کہا کہ اُنکو لا یق طلسم دیکھا اُنکے مان باپ سے اُنکو لے لیا جب
وہ سن تمیز کو پہونچین تو تمام روز بصورت جانور رہنا اور رات کو صورت اصلی پر آ جانا اور مہمان کی خاطر و مدارات
کرنا باد ب تمام اُنکو تعلیم کیا جب اس کام مین خوب مشاق ہوئین پس اُنکو اپنے عجائبات مین داخل کیا چنانچہ یہی
وجہ ہی کہ اُنھون نے بیان کیا کہ خالق مجازی سردار ہمارے یہی ہین یعنی حکیم صاحب اور حسن افروز و عالم افروز
جنکو آپ نے مشکوے حیرت مین دیکھا تھا وہ میری والدہ کی نائب پردہ قاف کی رئیس زادیان ہین اُن نازنینون مین
نہین ہین چونکہ وہ نازنینین پریزاد ہین اور اُنکو قدرت پرواز حاصل ہی لہذا وہ ہر ایک جا سے اقسام اقسام کے
میوہ جات لاکر آپ کے دامن مین رکھدیتی تھین آپ کیفیت طلسم مین مبتلا تھے سمجھے کہ یہ میوہ میرے دامن مین انھین
درخت بے ثمر سے آ گیا پھر شاہزادہ نے پوچھا کہ وہ روشنی چراغان وغیرہ کہ طلسم چہار عنصر مین نظر آئی وہ کیا شی تھی
نادرہ رازدار نے کہا اُسکو تصور موجودات خیالی باطن طلسم از صورت و اہمہ سمجھنا چاہیے وہ سامان علم سیمیا سے ظاہر
ہوا تھا لیکن وہ طلسم قدیم سے ہی بلکہ موجودات باطن طلسم ملک قمر و موجودات باطن فلک عطارد اور موجودات باطن
فلک زہرہ کا بھی یہی حال سمجھو شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ جبکہ مین طلسم عطارد مین زینہ کی راہ سے گنبد پر گیا تحت الثری
مین پہونچا اور جب تہ خانہ مین گیا تب گنبد پر پہونچا نادرہ رازدار نے کہا یہ مقدمہ تو وسیع الخیالی سے متعلق ہی یعنی

وہان تمھارا خیال منقلب ہوا کہ تمام معاملات برعکس خلاف فہم معلوم ہوئے شاہزادہ نے فرمایا اُسی طلسم عطاردین ایک
بڈھا تھا اور اُسکے سامنے دو آدمی ایسے کھڑے تھے کہ ایک کا نصف جسم مرد کا اور نصف عورت کا اور دوسرے مرد کے تمام
سر پر بجاے بال کے بالیان گیہوں کی تھین ہرچند کہ اس بڈھے نے مجھسے حقیقت بیان کی لیکن میری سمجھ مین نہ آیا نادرہ
رازدار نے کہا آخر اُس بڈھے نے اُنکی کیفیت بیان کی تھی شاہزادہ نے فرمایا جب مین نے حال پوچھا تو اُس بڈھے
نے کہا کہ ہم سات بھائی حقیقی ہین اور بارہ گھوڑے ہماری سواری کے روز ازل سے معین ہین اُنمین پانچ بھائی کے دو دو
گھوڑے ہین اور دو بھائی کے نام ایک ایک گھوڑا ہی اور ہر ایک بھائی ہمارا مدت سواری اپنی زیادہ کم نہین کرتا
اسواسطے کہ جس گھوڑے کی جس قدر سواری مقرر ہی اس سے زیادہ ہو نہین سکتی اسی واسطے
ہر گھوڑے کی سواری کا وقت و مدت معین ہی کہ اُس سے زیادہ ٹھہر نہین سکتا نادرہ رازدار
نے کہا اے شہریار وہ بڈھا بصورت عطارد تھا اُسنے یہ جو آپ سے بیان کیا موافق حرکت
ستارہ کے بیان کیا یعنی سات ستارہ کہ جسکو ستارہ ہفتگانہ کہتے ہین اُن سات ستارون کو سات بھائیون کا
خطاب دیا اور بارہ مرکب جو کہے وہ برج قرار دیے اور اُن سات ستارون نے دو ستارہ شمس و قمر ہین کہ یہ دونون
ایک ایک برج سے تعلق رکھتے ہین یعنی اسد جسے ہندی مین سنگھ کہتے ہین اور سرطان جسے ہندی مین کرک کہتے ہین
باقی حمل و عقرب جسے ہندی مین میکھ و برچھیک کہتے ہین یہ مریخ سے متعلق ہین اور ثور و میزان کہ ہندی مین
برکھ و تُلا کہتے ہین زہرہ سے تعلق رکھتے ہین اور جوزا و سنبلہ جسے ہندی مین متھن و کنیا ن کہتے ہین عطارد سے متعلق
ہی اور قوس و حوت جسے ہندی مین دھن و مین کہتے ہین مشتری سے متعلق ہی اور جو جدی و دلو یعنی مکر و کمبھ ہین
یہ زحل سے متعلق ہین دوسرے یہ حال جو اُس پیر مرد نے کہا کہ ہر ایک بھائی ہمارا مدت معینہ مین بارہ مرکبون
کی سواری سے فرصت پاتا ہی یہ گردش سیارگان اور بارہ بروج سے تعلق ہی اور حرکت کو دورہ کہتے ہین
یعنی ستارہ زحل جسکی ہندی سنیچر ہی بطی السیر ہی یعنی کم استقدر چلتا ہی کہ تیس برس مین دورہ اسکا ختم ہوتا ہی اور ہر برج
مین تیس مہینے رہتا ہی اور مشتری یعنی جسے ہندی مین برھسپت کہتے ہین اُسکا دورہ بارہ برس ہی اور ہر برج مین
ایک برس رہتا ہی اور مریخ جسے منگل کہتے ہین اسکا دورہ بیس مہینے کا ہی اور ہر برج مین دو مہینہ پندرہ یوم رہتا ہی
اور شمس یعنی سورج یہ ایک برس مین دورہ کرتا ہی اور ہر برج مین ایک ماہ رہتا ہی اور عطارد جسے بدھ ہندی مین
کہتے ہین یہ نو مہینے مین دورہ ختم کرتا ہی اور ہر برج مین ساڑھے بائیس یوم رہتا ہی اور زہرہ کہ نام اسکا ہندی مین
سکر ہی اور دورہ اسکا تیرہ مہینے کا ہی اور ہر برج مین ایک مہینہ ڈھائی دن رہتا ہی اور قمر کہ جسے ہندی مین چندرما
کہتے ہین اسکا دورہ اٹھائیس ۲۸ روز کا ہوتا ہی اور یہ برج مین کچھ کم ڈھائی روز رہتا ہی اور سواے شمس و قمر کے اور سب
ستارون کو رجعت معینہ اُسی گردش جسے ہندی مین نکری کہتے ہین ہوتی ہی شاہزادہ نے فرمایا بارک اللہ تمنے مجھے

نجوم سے بھی آگاہ کر دیا نادرہ راز دار نے کہا ای شہریار باطن طلسم زہرہ مین دیہات دزمین نقرئی و گنبد و سطرب و
خاص جو تمہاری نظر سے گذرے وہ تمام وہمی و قدیمی تھے اسی طرح مرحلہ دوم مین طلسم آفتاب کے شہر بیدار دلان و آفاق
شاہ و سلاطین جنکی آپ نے ملکہ صبح دلکشا سے سفارش کی تھی وہ طلسم جدید مین داخل ہین اور صورتین انکی وہمیہ و خیالیہ
نہین اور جو قصہ اُن سلاطین نے تمہارے روبرو بیان کیا تھا بالفعل بعینہ عالم خارج مین گذرا ہی اگر روایت مستقلاب
فرجین اور ارمن سے موافق بیان اُنکے حال دریافت فرمائیے تو آپکو یقین آئے باقی ملکہ صبح دلکشا کے حال سے
خود بخوبی آپ واقف ہین کچھ حاجت بیان کی نہین ہی شاہزادہ نے فرمایا مین کیا جانون صبح کون ہی اور شام کیا چیز
نادرہ راز دار نے کہا ملکہ صبح دلکشا موجودات طلسم سے اصلی و خارجی ہی ملک خاور شاہ باپ ملکہ صبح دلکشا
کا بھی موجودات طلسم سے خارج ہی اور پردۂ قاف مین ملک مشرق نگار کا بادشاہ ہی لیکن مدت سے بحکم حکیم صاحب
طلسم مین رہتا ہی اور وہ بھی ایک رکن طلسم ہی اسی طرح موجودات باطن طلسم مریخ یعنی مثال علم سیمیا کے ظاہر ہوا
تھا اور وہمی تھا غرض اُس نازنین مینا نشین خون فوارہ کے تمامی کارخانہ کو وہان کے ہمیشہ وہمی و خیالی تصور کرنا چاہیے
شاہزادہ نے کہا طلسم مشتری کا حال بیان کرو نادرہ راز دار نے کہا موجودات باطن طلسم فلک مشتری مین بجز بہرام
اور اُسکی معشوقہ شرف افزا اور اُنکے والدین کے باقی تمام شکلین خیالی ہین اور حکماے پیشین نے عقد بہرام اور شرف افزا
کا محض تمہاری ذات پر موقوف رکھا ہی قصہ کوتاہ موجودات طلسم فلک زحل کا بھی یہی حال ہی کہ تمام تماشا وہان کا
وہمی ہی لیکن باطن فلک البروج کی اکثر صورتین اصلی اور اکثر وہمی ہین ازانجملہ رفیع کرسی نشین اور سعید لوحدار
اور منطقہ زرین کمر اور محفوظ قلمدار اور حفیظ ثریا مکان وغیرہ یہ انسان ہین اور مکان طلسم فلک کرسی کی شکل
بیت المعمور ثانی اور حصار چارمثلثہ اصلی و قدیمی ہین شاہزادہ نے پوچھا ای نادرہ راز دار اقبال شاہ
کون شخص ہی جسنے ایک مدت میری فرمان برداری کی اور آخر کو متغیر ہوگیا اور نام اپنا پلٹ دیا یعنی اقبال شاہ
شاہ انبال کر دیا نادرہ راز دار نے کہا کہ اقبال شاہ کو منبع اسرار سے پوچھو گے شاہزادہ نے کہا حال چار مثلثہ
کا بیان کرو نادرہ راز دار نے کہا بجز طافی شاہ اور چند اشخاص کے تمام موجودات طلسم مثلثہ آتشی وہمی و خیالی ہی
اور بانیان طلسم نے ارض طلسم سے ایک قطعہ زمین جداگانہ کرکے پانچ حصہ کیے اور ہر حصہ مین ہر قسم کے انسان آباد کیے
بعد اسکے ہر مسکن کے موجودات مین سے انسان کے موافق خاصیت ہر عنصر کی طلسم بندی کی اور ہر حصہ پنجم کا نام کہ
وسط حقیقی مین تھا باظہار ظہور انسان ظہورستان رکھا اور ایک شخص کو انھین مین سے سلطنت ظہورستان کی بخشی
جب زائچہ طالع سے حال آئندہ اسکا معلوم کیا کہ اس مرد کی اولاد مستقل طور سے انتہاے طلسم تک سلطنت کریگی حکما
نے اُس تخت نشین کو روح الملک خطاب دیا اسی سبب سے حکم سلطان روح الملک کا حصار چار مثلثہ مین
مثل نفس ناطقہ کے جاری ہی اسی طرح چارون سرحدون مین ظہورستان کے جو چار حصے کیے تھے شرقی و غربی و جنوبی

وشمالی مین علم طلسم مین جسم انسان کیطرح چار شہر آباد کیے ہین اور اُن شہرون مین چار شخص معتمد اُسی سرزمین کے زمیندار و رئیس
بمنزلہ چار خلط کے مقرر کیے اور حکومت وہانکی اُنکو عطا فرمائی کیونکہ صفرا بعد ملنے اختلاط کے اور حاصل ہونے مزاج کے
مثل کف تمام اختلاط کے اوپر آجاتا ہی ملک شرقی کے بادشاہ کو طافی شاہ خطاب دیا اس ترکیب سے کہ طافی کو طفو سے
استخراج کیا اور جو شی اوپر رہو اُسکو طفو کہتے ہین مگر زنگاری وگراسی جو صفراے غیر طبعی کی صفت ہی اور موذی بدن بھی ہی اس سبب سے
طافی شاہ کے سپہ سالار اور مفسدان ملک اس لقب سے ملقب ہوے اسی صورت سے راسب سودا کی صفت یعنی رسوب
جوشی کہ تہ نشین ہوا ورسودا بعد امتزاج کامل تہ بتہ بیٹھ جاتا ہی اسوجہ سے ملک جنوبیہ کے رئیس کا نام راسب شاہ رکھا
اور شہر سودائیون کا بادشاہ مقرر ہوا اسی لحاظ سے سرداران راسب شاہ کو سوداے غیر طبعی کے نام سے خطاب دیا
تیسری خلط خون جو متوسط اور غذاے معتدل صفت عدل مین ہی اسواسطے ملک شمالیہ کے رئیس کو عادل شاہ سے
مشہور کیا اور بادشاہ بلغم یعنی رئیس ملک مغرب کو باعتبار رطوبت مرطوب شاہ لقب دیا لیکن حکمانے آب وہوا کو
ہر ملک کی ان چار عنصرون سے بزور علم طلسم ایسی تاثیر بخشی کہ اُسی مزاج کے انسان اُن ملکون مین پیدا ہون اور
ہر انسان کی خلقت مین وہی خلط غالب ہو جہان کے وہ رئیس ہین چنانچہ سرحد مشرق مین تمام انسان صفراوی
مزاج پیدا ہوتے ہین اور سرحد مغرب مین مرطوب مزاج غرض اسی صورت سے پیدایش وخاصیت ہر زمین کی
قیاس کرنی چاہیے حاجت بیان نہین کیونکہ طول ہوگا مگر وہ طلسم ان چارون ملکون کے کہ جہانکی آپنے سیر کی
اور موکل طلسم آتشی وخاکی وغیرہ سے آپنے فرمان پر مہرین کرائین وہ وہمی وخیالی ہین ہر چند کہ ان پانچون
ملکون مین کچھ فاصلہ ومسافت نہین ہی لیکن اثر طلسم سے خیال مین تمھارے ایسا معلوم ہوا کہ چند قدم طے کرنے تو
مسافت بعیدہ معلوم ہوئی یعنی طلسم گاوان وطلسم مزرعہ گندم اور طلسم گوسفندان بھی وہمی تھے اور نام بھی انکے باعتبار
بروج دوازدہ گانہ مقرر کیے جیسا کہ طلسم برج ثور کو گاوان کہا کہ ہندی مین ثور گاے کو کہتے ہین وعربی مین ثور ہی اور
طلسم مزرعہ گندم یہ طلسم برج سنبلہ ہی طلسم گوسپندان برج جدی کو کہتے ہین جو بز کوہی بھی مشہور ہی یہ برج مثلثہ خاکی سے
منسوب ہین حکمانے موافق معانی اسماے ان برجون پر طلسم بندی کی الغرض باطن طلسم سنبلہ مین شاروف نوجوان
اور ملکہ کیودان ماہ منظر معشوقہ شاروف کی مع متعلقات اصلی انسان مین اسیطرح منافہ ہوائی مین عادل شاہ
اور اُسکے توابعین کوا ورملک ارمن اور احمر بن عادل شاہ وغیرہ موجودات طلسم سے اصلی وخارجی مین
اور مرحلہ دوم مین مثلثہ ہوائی کی صورت برج جوزہ کی جو آپنے دیکھی جسکا نصف بدن عورت کا اور نصف مرد کا
تھا اُسکا حال یہ ہی کہ صورت اُس برج کی اسی شکل سے ہی بلکہ شہر مخنثان بھی اُسی برج کے منسوبات سے ہی اور ستارہ اسکا
عطارد ہی اور عطارد کو قصہ وفساد سے نسبت دیتے ہین حکیم صاحب نے ملکہ نوبہار کی نسبت کا حال اور اُسکے
آبا واجداد کا قصہ طلسم عطارد مین آپکو سنوا دیا شاہزادہ نے فرمایا اے نادرہ حکیم طالقدوس منجم وبخمہ عاقلہ کون

نادرہ رازدار نے کہا وہ دونون جن شاگرد حکیم صاحب کے ہین حکیم صاحب نے ایک مدت تک انکو ہر علم کا سبق دیا ہو جب
لیے ہوئے قصہ مختصر میزان العدل در طلسم پیچ دلو اور قلعہ جہدودون کا اور قتل گاہ اور بیر العمیق اور مشائخ یہ سب وہی
لی و قدیمی ہین لیکن مرحلہ اوّل شلشۂ آبی کے پیر سبزپوش اور شاطر بچے اور رادریس نوجوان وزیرزادہ ملک
وزکا جو پردہ نیرنگ کی پریزادون کے ہاتھ گرفتار ہوا تھا آخر تمھاری سعی سے وہ اپنی مراد کو پہونچا یہ سب انسان ہین
قلعہ بلور اور اُسکے مرحلے جہان سے آپ نے بہرین فرمان پر دخل کین اُسکی کچھ اصل نہین ہو اور موجودات طلسم
مقرب ہین سوا صارم شیردل کے کہ وہ بھی شاگرد حکیم صاحب کا ہو اور سب لوازمہ وہانکا بے اصل و بے بنیاد ہو
کہ آپکے مناسبت کوئی تسخیر طلسم مین نہ دیکھین گے مگر فہم و عقل شرط ہو اب حقیقت مرحلہ سوم شلشۂ آبی کی سنیے کہ طلسم
پیچ جو ہین ایک باطن دو دو ظاہر ہین اُسمین شہر گوہر آویز اور شہر سہیم السعادت طلسم قدیم مین شمار کیے جاتے ہین
ام موجودات اُنکے اصلی و خارجی ہین یعنی عشق شاہزادہ دری مشتری طلعت امر واقعی تھا اور حکیم
المحاسن یہ بھی انسان شاگرد رشید حکیم صاحب کے ہین اور شہاب نوجوان یہ حکیم ابو المحاسن کا
فرد ہو شاہزادہ نے پوچھا کہ کفار ان طلسم عجائبات مین کس حکیم نے داخل کیے نادرہ رازدار نے کہا انکو
میمون ہندی نے داخل کیا ہو اور ضرغام شاہ و عالی سلطان اور درویش مرشد عالم یعنی صاحب خانقاہ
رنگ طلسم مین ارسطوے الٰہی کے طلب کیے ہوئے ہین پھر شاہزادہ نے فرمایا اے نادرہ رازدار بیابان آسقام
امکان ہو نادرہ رازدار نے کہا باشندے بیابان آسقام کے کل کا فرو شیاطین ہین اور بانیان طلسم نے انکو
ازمرض اہل اسلام کے مقرر کیا ہو اسیوجہ سے وہ ہر وقت وہر ساعت واسطے جنگ و جدل کے سلطان روح الملک
مستعد و آمادہ رہتے ہین اور نام اُن شیاطین کے اسماے عربی سے نکالے گئے جو کہ ہر زبان سے افضل تر ہو
چہ پیدائش ہمارے پیغمبر کی سکندر ذو القرنین کے زمانہ کے بعد ہوئی لیکن ارسطو نے اکثر جا ولایت عرب کی
سیاحت کی ہو بوجہ نزول اس آیہ مبارک کے اقلب یہودی لی القلب روایت صحیح ہو کہ ایک روز ایک شخص نے
حضرت رسالت پناہ کے سامنے ارسطو کو کچھ ناسزا کہا حضرت نے فرمایا اے شخص خاموش ہو تو واقف نہین کہ کان نبیا
الانبیاء جہلوہ قومہ ارسطو کی شان مین وارد ہوا ہو بعد ازان نادرہ رازدار نے عرض کیا اے شہریار نام اُن شیاطین
بیابان اسقام کے اس ترکیب سے مقرر کیے کہ لقوہ سے لقوات نکالا اور حمی کو تپ سے اور عراق بن حسین عرق النسا
عبارت ہو جو پنڈلی مین انسان کے درد عارض ہوتا ہو اور رخناق سے خنوق اسیطرح اور باقیات ہین بعد ازان مرد
بل اُن شیطانون کے فرمان بیابان خارستان جو اجنہ مسلمان ہین مقرر کیے گئے اور اُنکے نامون کو اسماء
دیہ پر مقرر کیا مثلاً باعود بالائی جبلی اور فرع خان تردست اور فلافل خان تنگ چشم و ملک خیار بن فلوس شنبری
بر خان بن اشہب اصفری و صعیر خان فارسی شاہزادہ نے فرمایا مین نے یہ نام نہین سُنے نادرہ رازدار نے

کہ

کہا ای شہریار مین خلاصہ خدمت عالی مین عرض کرتی ہون کہ یہ طلسم ایک تماشا گاہ ہی جبتک کوئی تماشائی اسمین نہین
آتا حقیقت اصلی اسکی ظاہر نہین ہوتی اگر کوئی داروغہ صاحب کمال بروقت آنے کسی تماشائی کے موجود ہو تو وہ طلسم اُس
صندوقچہ کے مانند ہی کہ جو استادان فرہنگ اصالتًا یا تقلیدًا بناتے ہین اور اُسمین تصویرین کاٹ کے سایہ دار اس ترکیب
سے لگاتے ہین کہ ایک ناچنے والی اور پیچھے اُسکے سازندے اسی طرح باغ اور کنوان اور نہر اور درخت وغیرہ کا نمونہ
ظاہر کیا جاتا ہی بعد ازان جب حلقہ کو پیچ دیتے ہین سب تصویرین خود بخود اپنے اپنے کام مین مصروف ہو جاتی ہین
یعنی جو ناچنے والی ہی وہ ناچتی ہی اور جو بجانے والی ہین وہ بجاتی ہین اور گانے والی گاتی ہین اور پانی کنوین سے نہر مین جاتا ہی
اسی طرح سب کام ہوتے ہین غرض جب حکمانے درستی طلسم سے فراغت پائی اور سکندر ذوالقرنین نے تماشا عجائبات
کا بالتفصیل ملاحظہ کیا پھر حکمانے باہم صلاح یہ کی کہ ترکیب سیارہ اور حرکت فلکی سے یہ امر بھی دریافت کرنا ضرور ہی کہ
کوئی انسان بھی اس تماشے سے کامیاب ہوگا یا نہین جب حال آیندہ دریافت ہوا کہ زمانہ حکیم قسطاس الحکمت کی چوتھی
پشت مین ایک شاہزادہ معزالدین قوم سادات سے عالی نسب فلان سال و فلان تاریخ سکندری اور فلان سنہ ہجری
مین داروغہ طلسم سے ملاقات کریگا اور داروغہ اُس عالیوقار کو مع چند رفقا کے واسطے سیر و تماشے کے عجائبات مین بھیجیگا
ارسطوے الٰہی نہایت خوش و خرم ہوا اور کہا زہے طالع و زہے قسمت اُس طلسم کے جسکا تماشا اولاد رسول کے ملاحظہ مین
آوے بعد اُسکے ارسطو نے حکما سے کہا کہ اب واجب و لازم ہی کہ کوئی شئی بطریق تحفہ و لایق ہدیہ واسطے سیار طلسم کے
امانت ہو ملیناس فرنگی نے ایک آئینہ آہنی جوہر دار ایسا بنایا کہ وہ حال مخفی سے خبر دے اور تاثیر عمل سو برس تک
اُسمین رہے حکیم برہمون ہندی نے کہا مین اِس آئینہ کا عمل تین سو برس سے زیادہ کر سکتا ہون اسی طرح حکیم
ارسطو نے چارسو برس کا اقرار کیا مگر آپ کے داخلہ تک مدت طلسم چارسو برس سے بھی زیادہ تھی حکمانے
نسخہ آیندہ کی ترکیب کا اس خط مین لکھا کہ بجز حکیم قسطاس حال کے دوسرے کے فہم مین نہ آوے بعد ازان وہ
نسخہ مع اسباب و مصالحہ آئینہ سازی ایک صندوقچہ مین رکھکر ایک حجرہ مین طلسم کی امانت رکھدیا جب ہمارے
حکیم صاحب کی نوبت آئی اُنھون نے موافق وصیت حکماے پیشین وہ آئینہ آپکے واسطے تیار کیا اور نام اُسکا
مرآۃ الغیب رکھا وہ اب بفضل الٰہی آپکے صرف مین ہی باقی مخالفت رئیسون کی سلطان روح الملک سے اور
مجبور ہونا سلطان روح الملک کا رئیسون کی فرمان برداری پر اور مدد و عنایت اقبال شاہ کی جسکا حال
ملاقات حکیم صاحب پر موقوف ہی اور مہرون کے کرانے کو روانہ کرنا محض آپکے تماشے کیواسطے منحصر رکھا گیا تھا
کہ تاثیرات ہم کو اب عالم سفلی مین بچشم خود دیکھو اور ایک طرح کی عبرت تمکو حاصل ہو اور محبت عالم علوی کا لطف
آوے جسطرح کہ یہ فرمودہ خداے تعالیٰ ہی اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَار یعنے صنعت الٰہی مین غور کرو
اور اپنے مبدا پر نظر رکھو شاہزادہ نے جو یہ تمہید سنی عرصہ تک بحر حیرت مین غرق رہا اور فرمایا کہ خداوند کریم نے

عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز کے اپنی محبت و اُلفت عطا فرمائی اور آئینہ دل کو میرے غبار غیر سے پاک و صاف کر دیا
درہ رازدار نے کہا حضور مجھے آپکے طرز کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ عشق مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے نہایت مبتلا ہو
ن اسقدر آلودہ ہونا بہتر نہین ہی اسواسطے کہ مجھے رنجش ملکہ کی طبیعت سے بالفعل تمھاری جانب معلوم ہوتی ہی نظاہر اور
ب اسکی اصلاح غیر ممکن ہو یا صفائی طرفین کو عرصہ گذرے اُسکا انجام بھی بخیر معلوم نہین ہوتا بلکہ اندیشہ یہ ہی کہ
انخواستہ اس خیال محال مین آپکی نوبت بہ ہلاکت پہونچے مین یہ کلمہ بطریق خیر خواہی و دلسوزی خدمت مین
ض کرتی ہون ہرچند کہ یہ مصرع ہی حاجت شرح نہین یعنی **بیت** از یار ملاج دل شیدا شدنی نیست ❊ جلا دچفا پیشہ
نا شدنی نیست ❊ پس اس سے انسان کو اپنی حفظ جان اور خود داری بھی ضرور ہی بلکہ کسی شخص نے خوب کہا ہی
بیت نہین پروا ہمارے قتل سے گر انکو نفرت ہی ❊ بہت ملجائینگے قاتل جو سرا پنا سلامت ہی ❊ شاہزادہ جی ہی
بہان ہی شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ رازدار اگر عوض اس خیر خواہی کے ایک خنجر بران مارتین تو واللہ مین تسلیم کرتا
معاف کرو کہ مجھے تمھاری ذات سے کیا کیا امید تھی اس کلمہ سے امید و توقع قطع ہوگئی بالانی فی البواے العذر
مدۃ منی الیک دلو تفعت لم یلم **بیت** ای نصیحت کنندہ در عشقم ❊ گر کنی عدل می شوی ساکت ❊ نادرہ رازدار
کہا مین نے یہ کلمہ کسی اور غرض سے نہین کہا بلکہ بطریق نصیحت کہتی ہون اسواسطے کہ بہت گرویدہ ہونے سے بھی تو آدمی
ہون مین معشوق کے ذلیل ہو جاتا ہی اور جب ذلیل ہوگیا تو اُسکی کچھ حقیقت نہین رہتی انسانیت سے خارج ہو جاتا ہی
جب انسانیت نہ رہی تو صحبت معشوق کہان کہین جنگل مین جھک مارتے ہوگے بقول سحر **شعر** زندگی بھر اسے جنون مین
سے جانان مین رہا ❊ قیس دیوانہ تھا جو جا کر بیابان مین رہا ❊ ای شہریار وہ عشق اور ہی جو کہ لیلی و مجنون یا شیرین فرہاد
وامق و عذرا مین تھا اسواسطے کہ وہ عشق پاک تھا خواہش وصال نہ تھی حضور کا عشق بخواہش وصل ہی اُن
درسامان و لوازمہ کو ہونا چاہیے جسطرح کہ یوسف زلیخا کا ماجرا ہی ہرچند کہ عشق ہوا لیکن حضرت
یوسف نے عذر بھی تو کیا کہ خداوندا یہ تو بڑھیا ہی جب خدا نے اُسے خلعت جوانی و خوبروئی عنایت فرمایا
ب حضرت یوسف نے قبول فرمایا عشق سے کچھ نہوا پس آپ بھی اگر اپنی حیثیت سے گذر جائیے گا تو یہی عذر ہوگا
ب آیندہ آپ خود عاقل و بالغ ہین آپکو نصیحت کرنا حکمت بلقمان آموختن ہی شاہزادہ نے فرمایا مجھے
نصیحت آپکی درکار نہین آپ اس نصائح و پند سے مجھے معاف فرمائین نادرہ رازدار نے کہا مجھے بدل منظور
ہی خیر جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا تا بہ مقدور تمھارے معاملہ مین قصور نکرونگی بعد اسکے شاہزادہ نے
عبیدون عابد اور ملاحت پری کا حال پوچھا نادرہ رازدار نے کہا ملاحت پری و عبیدون عابد
ہر طلسم دوم مین داخل ہین مین نے مرغ اسرار سے اُنکا حال دریافت نہین کیا شاہزادہ نے پوچھا کہ تم بھی
بعد حال عجائبات سے واقف ہو یا مرغ اسرار ہی کی زبانی کچھ سُنا ہی نادرہ رازدار نے کہا کچھ مجھے بھی

مرغ اسرار نے آگاہ کیا تھا اور اکثر اب آپکے سوالات کے ذریعہ سے مرغ اسرار نے مطلع فرمایا لیکن حالات تمام وکمال جزئی وکلی طلسم کے بجز حکیم صاحب کے اور کوئی نہین معلوم کرسکتا شاہزادہ نے فرمایا ملکہ نوبہار گلشن افروز جو حکیم صاحب کی فرزند مشہور ہی البتہ جملہ حال طلسم سے آگاہ ہوگی نادرہ رازدار نے کہا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بجز عیش وعشرت کے کچھ کام نہین بلکہ مجھے بسبب رازداری کے زیادہ تر معلوم ہی شاہزادہ نے فرمایا ای نادرہ رازدار اس شادی کی کیا کیفیت ہی نادرہ رازدار نے کہا شادی بدبخت فرزوک کی اولاد سے ہی اور ساحران طلسم کی معرفت طلسم مین آیا ہی اور شاہ گوہر آویز نے بسبب مذہب زردشتی کے اُسے عزت دی ہی باقی جو حال گوہر آویز کا ہوا آپ نے دیکھا کہ اُسکے ساتھ وہ فرد کی بھی ہلاک ہوا ہی شاہزادہ ساکنان طلسم قدیم وجدید امور جزئیہ مین کچھ دستگاہ نہین رکھتے ہین اس سبب سے کہ معاملات ظاہری اُنکے بدستور مثل باشندگان ربع مسکون کے ہین مگر امور کلی مین جسکا ارکان طلسم کو اختیار ہی محض مجبور ہین کسی کو یہ قدرت نہین ہی کہ طلسم سے باہر جاسکین یا بے اجازت دروفہ کسی غیر کو بلا سکین ہرچند کہ حکیم صاحب کفار طلسم کی اصلاح مین ہمہ تن مستعد رہتے ہین لیکن یہ بدباطن اُس اصلاح سے اُنکو اپنا دشمن جانی سمجھتے ہین شاہزادہ نے فرمایا اب ملکہ فرنگ سلطان کا حال بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا ملکہ فرنگ سلطان بھی موجودات طلسم سے خارجی واصلی ہی اور لباس فرنگی کی وجہ سے طلسم مین داخل کی گئی اور عقد اُسکا بقدرت خدا حفیظ شریا مکان سے ہوا اور بانیان طلسم نے ایک کتاب بطور تواریخ طلسم کی خاص اپنے ہاتھ سے تحریر کی ہی اور طلسم مین امانت رکھدی ہی اُس کتاب مین حال آیندہ یعنی جو ہونے والا ہی تصریح لکھا ہی گویا تمام معاملات طلسمی اُنکی نظر سے گذرے ہین یہانتک کہ تمہارا وارد ہونا اور عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز کا مفصل ومشرح لکھا ہی شاہزادہ نے کہا وہ کتاب کہان ہی نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب کے پاس ہی شاہزادہ نے فرمایا کاش کسی طرح حکیم صاحب سے وہ کتاب ملتی تو انجام کار اپنا دیکھتا نادرہ رازدار نے کہا کہ خط کتاب کا طلسمی ہی آپ سے کب پڑھا جاتا فہم مین کبھی نہ آتا شاہزادہ نے فرمایا اور سب شکوک جس جس امر مین تھے وہ سب تو تمنے صاف کردیے لیکن جس امر سے کہ دل بیقرار ہی اور سیماب وار کسیطرح قرار نہین اُس سے تو مجھے آگاہ کردو کہ صبر آوے نادرہ رازدار نے کہا جو آپکو اتنا ہی صبر ہوتا تو اچھا نہوتا یہ خرابیان کیون واقع ہوتین اگر زیر درخت نہ آتے تو سب معاملے حل ہو جاتے لیکن خیر اب آپ خاطر جمع فرمائین بفضل خدا شامل حال ہونا چاہیے سب مرحلے طی ہو جائینگے شاہزادہ نے کہا کہ اب تم ملکہ نوبہار گلشن افروز سے میری جانب سے یہ عرض کرو بیت

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم	پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

نادرہ رازدار نے کہا بہت خوب جہانتک یارائے گفتار ہی مین کہونگی حضور اس قصر ارم مین آرام فرمائین کنیزان خدمتگذار واسطے خدمت کے حاضر ہین اور مین جاکر ملکہ کو آپکے حال زار سے اطلاع کرتی ہون شاہزادہ نے

یابان اب یہان بجز تمھارے میرے واسطے کوئی وسیلہ عالم طلسم مین نظر آتا نادرہ راز دار نے کہا یہ کلمہ حضور کا براہ محبت
درنہ مین ایک کنیز خاص ہون غرض وہ رات اسی حرف وحکایات مین گذری صبح کو نادرہ راز نے اپنی کنیزون
سے گلعذار اور مشکین خال اور روشنک کو شاہزادہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود تخت ہوا پر سوار ہو
روانہ ہوئی اور شہر علیین مین پہونچی ❊

انہ ہونا نادرہ راز دار کا خدمت مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کی اور سفارش کرنی شاہزادہ
اور قبول نکرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بعد ازان روانہ ہونا شاہزادہ کا حسب الحکم حکیم صاحب کے
مام ابتلا و اعتذار مین جس جگہ کو مقام الامتحان اور آزمایش گاہ عشق و ہوس بھی کہتے ہین
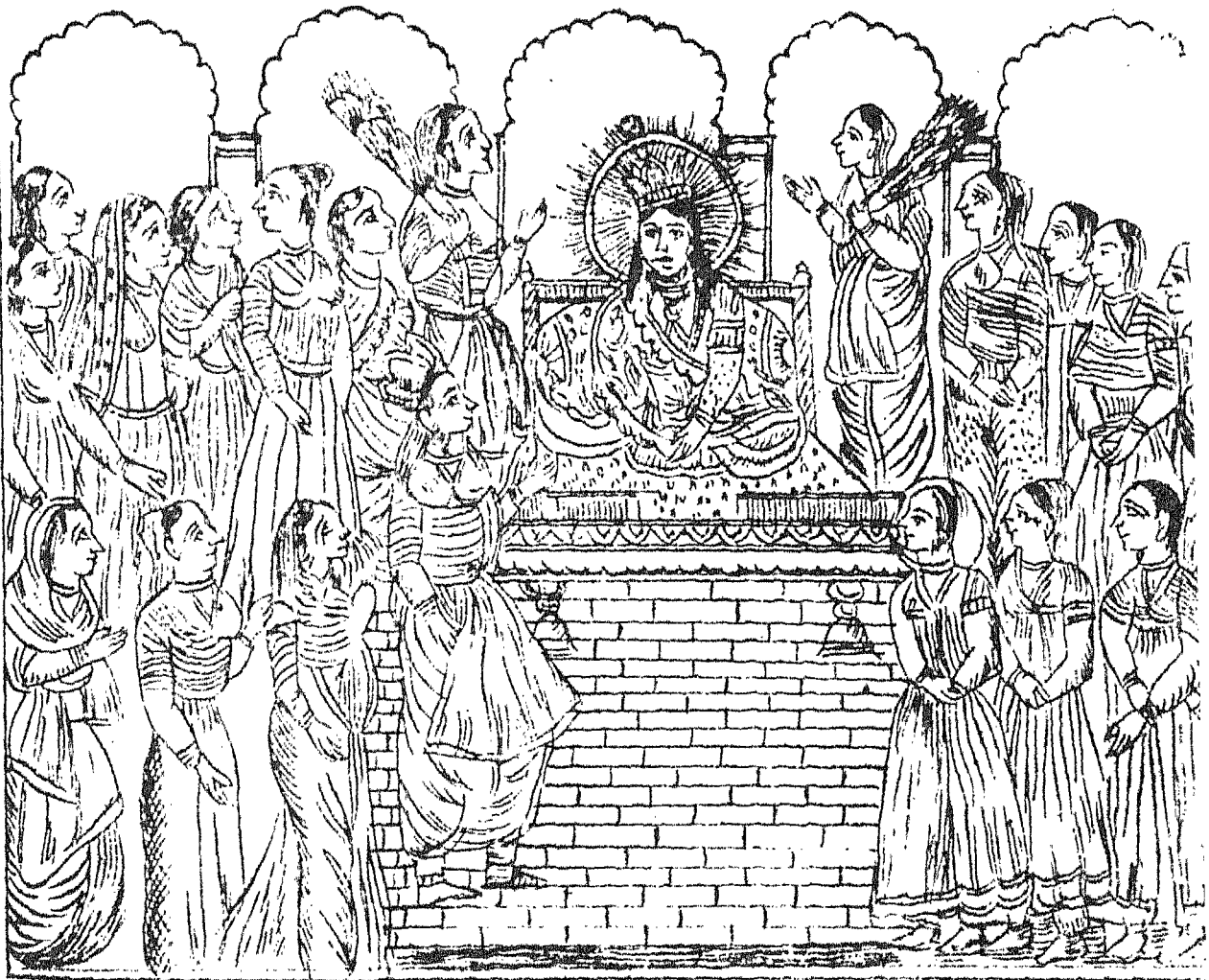
راوی بیان کرتا ہی کہ ایک روز جان جہان زبدۂ اولاد نبی جان کوکب برج عفت وعصمت آفتاب فلک شوکت وحشمت روشنی بخش دیدۂ انتظار تسکین دہ خاطر بیقرار یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز تخت دولت وحشمت پر جلوہ افروز تھی اور تمام کنیزان خوب رو وعنبر بو و خواصان خوش رو ہر چہار طرف صف بستہ حاضر تھین ناگاہ خبر دار نے نادرہ رازدار کے آنے کی خبر دی ملکہ نے حسب قاعدہ عہدۂ رازداری نادرہ رازدار کو حکم دست راست کا دیا اور ملکہ صبح دلکشا کی کرسی دست چپ تھی لیکن صبح دلکشا کہ اُس روز عبادتخانہ سے آزردہ ہوکر پردۂ قاف کو گئی پھر نہین آئی اور یہ قاعدہ مقررہ ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار اور ملکہ صبح دلکشا وحکیم طالقوس وصارم شیر دل وغیرہ یہ چند شخص ارکان طلسم حکیم صاحب کی طرف سے مجاز ہین کہ جبتک چاہین طلسم مین رہین اور جب چاہین اپنے وطن کو چلے جائین بخلاف اور داخلین طلسم کے کہ وہ بغیر اجازت قدم بھی طلسم کے باہر نہین رکھ سکتے اور شاید با اجازت کسی کام کو جائین بھی تو فوراً چلے آئین ورنہ مورد عتاب ہونگے غرض جب نادرہ رازدار حاضر ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہی کرسی منصب رازداری عنایت فرمائی بعد ازان پوچھا کہ ای رازدار عالم طلسم تمنے جمع حال کو مرغ اسرار کی زبان سے کیا اخبار سنا اگر کوئی خبر ہمارے سنانے کے قابل ہو تو بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا قربانت شوم کنیز تخلیہ مین گذارش کریگی ملکہ نوبہار گلشن افروز دربار سے خلوت خانہ مین تشریف لائی نادرہ رازدار نے کہا ای ملکہ عالم وہی شاہزادہ مہمان اب قصر اسرار مین وارد ہی چونکہ حکم ناطق حکیم صاحب کا خدمت کیواسطے اُسکی ہوا فدویہ نے کوئی دقیقہ خدمت گذاری کا اُسکی اُٹھا نہین رکھا یہانتک کہ بپاس خاطر شاہزادہ تمام معاملات طلسمی بھی مرغ اسرار سے دریافت کرکے شاہزادہ سے کہدیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے پوچھا اب وہ شاہزادہ ہرزہ دوست کیا کرتا ہی نادرہ رازدار نے کہا تا حکم ثانی جناب حکیم صاحب قصر اسرار مین مہمان رہیگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اگر اُسکو تو اپنی صورت پر فریفتہ کرلے تا کہ وہ مجھ سے دست بردار ہو تو مین تیرا کمال احسان مانونگی دوسرے تیرے حق مین بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ تجھے شاہزادہ کے حال پر حد سے زیادہ مہربان دیکھتی ہون نادرہ رازدار نے جواب دیا ای ملکہ آفاق یہ کام اُسی امارہ خاتون مخلدار کا تھا ہم ملازمون کو یہ قدرت ومجال کہان کہ جو اپنے ولی نعمت کے ذمہ کسی احسان کو منسوب کرین ہان احسان آقا کا ملازمون کے حق مین البتہ شایان ہی خیر اب یہ خوش طبعی ہو چکی دل لگی موقوف کیجیے اور جو مین عرض کرون اُسکو بغور سنیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہو کیا کہتی ہو مین بھی وہی قصہ سننا چاہتی ہون نادرہ رازدار نے کہا ای ملکہ خدا کے واسطے اب اُس عاشق دل ملول ومہجور کا عفو قصور فرمایے اور بار منت اُسکا اس کنیز خاص کی گردن پر رکھیے کہ وہ بیچارہ آفت کا مارا ستم کشیدہ غم دیدہ زار زار مانند ابر نوبہار روتا ہی اور بار بار یہی کہتا ہی ؎

دل خون شدم خراب شدم دربدر شدم — ہر جا شدم چو لالہ بخونی جگر شدم
گردم اگرچہ سیر عجائب چہ فائدہ — کاندل بعشق یار زخود بیخبر شدم

نوبہار گلشن افروز نے کہا استغفر اللہ مین سمجھی تھی کہ کوئی بات میرے مطلب کی کہیگی مگر تو نے پھر وہی قصہ
شروع کر دیا ای نادرہ راز دار مین پہلے ہی کہہ چکی ہون کہ تمھارے مہمان حسن پرست وجمال دوست نے کل
ذل طلسم کو بخوبی دیکھہ لیا اب انکو اپنے عزیز و اقارب وغیرہ کے پاس بحفاظت پہونچوا دینا مناسب ہی
اسواسطے کہ وہ سب کے خصوصًا مان اور باپ کے زیادہ تر مشتاق زیارت ہین نادرہ راز دار
نے کہا ای ملکۂ عالم مین آپ کے سر مبارک کی قسم کھاکر کہتی ہون مجھے قسم ہی پروردگار عالم کی اب
شاہزادہ تمھارے صدمۂ مفارقت مین اور شوق وصال مین اس حال کو پہونچا ہی کہ نشست و برخاست
کی طاقت نہین ہی دوسرے امتحان کا کوئی بھی درجہ باقی نہین رہا شاہزادہ اسمین بھی بفضل ایزدی ثابت قدم
اور ظاہر ہی اب آپ کو کیا حجت شرعی باقی ہی پس مناسب آپکو یہ ہی کہ آپ بکمال عزت و آبرو شاہزادہ
کو اپنے پاس بلا لین اور جو غبار اسکی طرف سے آپکے آئینۂ دل مین ہی اسکو دھو ڈالیے ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا وہ کیا تماشا ہی کہ ایک شخص کو تو ہرگز ہرگز ملاقات و رسم منظور نہین ہی تم خواہ مخواہ اسکی محبت مجھپر ثابت کرتی
ہو نادرہ راز دار نے سبحان اللہ یہ جامہ نفاق خداوند کریم نے خاص تمھارے ہی جسم کیواسطے قطع کیا ہی
نوبہار گلشن افروز نے فرمایا تیرے تراوش کلام سے صاف مترشح ہی کہ تو باطن مین شاہزادہ کو عزیز
رکھتی ہون اور بظاہر تیرے خوف سے صفائی نہین کرتی خیر یہ حال تو خدا کو معلوم ہی بیان سے کیا حاصل ہی
نادرہ راز دار نے کہا مین یہ پوچھتی ہون کہ باغ عشرت مین جو شاہزادہ سے ملاقات ہوئی اور مدارات تمام سے
پیش آئین اسوقت شاہزادہ مین کیا خوبی تھی اور اب کیا عیب ہی عجیب طرح کے عذر و بہانے بے محل اور
بے موقع ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ باغ عشرت کی حقیقت یہ ہی کہ ایک شقہ جناب حکیم صاحب
کا میرے پاس آیا کہ ہمنے ایک مہمان کو واسطے سیر عجائبات کے بھیجا ہی اسکی مدارات اور مہمانی مین کوئی امر فروگذاشت
نہو تو مین نے بھی ابتدا سے شاہزادہ کی پاسداری اور حفظ مراتب مین کوئی درجہ فروگذاشت نہین کیا اور
ہر وقت خدمت گذاری مین حاضر رہی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اس مہمانداری و مدارات کا وبال میری ہی گردن پر
پڑیگا مصرعہ ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی ✤ اور البتہ ایک طرح سے تیرا کہنا سچ ہو اور تیرا خیال بھی درست ہی
کہ بحسب ظاہر جمال و کمال شاہزادہ مین ایسا ہی تھا اور طبیعت ایک طرح کا تعلق رکھتی تھی لیکن جب مین نے
تم خود چند حرکتین خلاف وضع دیکھین اور سنین بس جسقدر کہ تعلق تھا اس سے زیادہ ایک سخت نفرت ہوئی
ہوا ہی تم خود غور کرو کہ یہ مشہور ہے دل کا ہی اور دل پر کسی کا اختیار نہین اور تم خود میرے مزاج سے بخوبی واقف
ہو نادرہ راز دار نے کہا مین سمجھی اب آپکی طبیعت شاہزادہ سے صاف نہوگی خیر اب مین جاکر صاف صاف
شاہزادہ سے کہے دیتی ہون کہ ملکہ کے دل کا غبار ہرگز نجائیگا تمکو نہین اپنے قول و فعل کا اختیار ہی

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اچھا تمہارے کہنے سے کیا ہوگا جو تم اور شاہزادہ مجھے سیتے تھے دنیا نادرہ راز دا نے کہا تمہارے دشمنون کو کیا ہوگا جو ہوگا وہ اسی کمبخت بدنصیب کو ہوگا جب آدمی مایوس ہوتا ہی تو پھر اس سے جو کچھ ہو تعجب ہی یہ ضرور ہوگا کہ مین نے جسوقت جا کر یہ جواب صاف دیا بس یہ جان تو کہ اسی وقت زہر کھا لیگا یا خنجر سے اپنے کو ہلاک کریگا آگاہ ہو مسدس

عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہو
انتہا سوچکے وارفتہ وخودکام نہو
خاص مین شورش وحشت کی خبر عام نہو
ابتدا عمر مین الفت کا سرانجام نہو
نہ گرفتار قد غیرت شمشاد رہے
سرو کی طرح سے اس باغ آزاد رہے

یاخدا حسن پری کا کوئی دیوانہ نہو
کوئی دل شیفتۂ جلوہ جانانہ نہو
قصۂ عشق صنم خلق کا افسانہ نہو
گل کا بلبل نہ بنے شمع کا پروانہ نہو
تپش آتش حسرت سے تپ دق ہووے
پر کسی رشک مسیحا کا نہ عاشق ہووے

سب جہان مین آسیب پری آسیب محبت عجب
بھوت بن جاتا ہی عاشق نہین سنتا کسی کی جب
ہوتا ہی سایہ یہ جسکو دیو تب نزع جب
تب یہ جاتا ہی انسان کہ جی جان پہ اب
جنکو دعوی ہی دم انکا بھی فنا ہوتا ہی
حسن پریون کا حقیقت مین بلا ہوتا ہی

جان پیاری ہی تو انسان نکرے حسن کو پیار
وصل جانان سے نکلتا ہی کہین دل کا بخار
یہ مرض وہ ہی برا کہتے ہین جسکو آزار
جی تپ ہجر سے ہو جاتا ہی دق آخرکار
تن بدن غم کی حرارت سے جو پھنک جاتا ہی
عشق کے نام سے لرزہ اسے تب آتا ہی

الغرض عشق سے محفوظ رکھے سبکو خدا
اے شہزادہ مصیبت مین یہان آکے پھنسا
اس بلا مین جو پھنسا پھر وہ کہین کا نرہا
عشق کی جان کو ہو تو یہ لگی اسکے بلا
ایک پریزاد نے دیوانہ بنایا اسکو
تلخی مرگ کو فرقت مین چکھایا اسکو

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کیا خوب یہ ہمکو زیر پردہ دھمکاتا ڈراتا ہوا شاید کوئی شی ہمنے کسی سے زبردستی چھین لی یا

کسی امر مین دخل دیا کر وہ اپنی جان کو ضایع کرتا ہی تو تو احمق ہی سمجھتی ہی نہین مین سمجھی وہ مکار اسطرح ہمکو ڈراتا ہی
اور حکومت قبضہ کرنا چاہتا ہی ای خواہر وہ محبت نہین کرتا میرا ابرا اور اپنا مطلب چاہتا جواب تم میری طرف سے کہدینا
مختصر پس تیرے حق مین بہتر و مناسب یہی ہی کہ جس راہ سے یہان طلسم مین آیا ہی اُسی راہ سے اپنے وطن شریف کو تشریف
لیجئے بموجب رسم اپنے ملک کے مہمانی و مدارات کی غریب الوطن سمجھکے خاطر و تواضع کرتے تھے مہمان کو لازم ہی
دو چار روز رہا اور رخصت ہوا نہ کہ چھاؤنی چھائی ایک دو روز کا مہمان پھر گئے ب‍ ایمان ہی مہمان کو فرمایش واہی تباہی
لازم نہین ہی ہان جو خرچ کی ضرورت یا خطر راہ ہو اور اُسکی حفظ چاہتا ہو وہ البتہ ہمپر واجب و لازم ہی کہ ہم
اپنے وطن مالوف کو بحفاظت تمام پہونچا دینگے نادرہ رازدار نے کہا آپ جو چاہین فرمائین مگر شاہزادہ کا کلام یہ ہی
خواہ نزدیک رکھو یا کہ رکھو دور رہین + دیکھنا ایک نظر تمکو ہی منظور رہین + ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا وہ نہین
ہی کچھ تجھی کو اُسکے قول و فعل کا اعتماد ہوگیا ان نہ مان مین تیرا مہمان ای خواہر مین تیری نہایت شکر گذار ہونگی اور جبھی
ری عقلمندی اور کار گذاری جانونگی جب تم بجاے خود اس مرد واہی فراج ہرجائی کو کسی طرح ایسی فہمایش کرد
میرے عشق و محبت کا ذکر بھی زبان پر نہ لائے ای نادرہ رازدار یہ شاہزادہ اگر میری خواہش رکھتا تو ملکہ
صبح دلکشا کو کیون دیکھتا نادرہ رازدار نے کہا ای ملکہ عالم آپ نے خوب فرمایا مگر جاے غور ہی کہ سرگردانی طلسم
بے اعتنائی آپکی کیا کم تنبیہ ہی مگر شاہزادہ اپنے حال سے ہرگز باز نہ آیا اور نہ آدیگا بلکہ مین نے آپ کے فرمانے
پہلے نصیحت و فہمایش کا کوئی درجہ اُٹھا نہین رکھا اور آپکی نازک مزاجی سے بھی بہت ڈرایا بلکہ یہ کہا کہ اب ملکہ تمسے
ہرگز صاف نہونگی کہ خاصہ مزاج ملکہ کا یہی ہی لیکن شاہزادہ نے مجھے یہی جواب دیا ہ

	مردمان منع کنندم کہ چرا دل بتو دادم		باید اول بتو گفتن کہ چنین خوب چرائی

نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہان صبح دلکشا کے عشق مین یہ شعر پڑھتا ہوگا یا تمھارے نادرہ رازدار نے
کیا غضب کی بات ہی کہ اپنی بلا اور بے گناہون کی گردن پر رکھتی ہو ای ملکہ آپ پر خوب روشن ہی کہ شاہزادہ
خواہر کہتا ہو اور ملکہ صبح دلکشا کے نام سے اُسے نفرت ہی جسنے اتنی مدت مین کبھی نام بھی اُسکی زبان سے
نہین سُنا ہو جب سُنا تمھارا ہی ذکر سُنا بقول کسی شخص کے بیت

	یہ الفت ہوئی یار جانی تمھاری		وظیفہ ہی اُسکا کہانی تمھاری

قت و ہر لحظہ بجاے تسبیح زبان پر تمھارا ہی نام رہتا ہی اور اگر تمکو کلمہ حق میرا کہنا ناگوار خاطر ہی خیر آیندہ سے
ہزادہ کی سفارش کیسی ذکر بھی نہین کرونگی اور یہ بھی سچ ہی کہ مجھکو کسی کی خیر خواہی و دل سوزی سے کیا علاقہ
نے خوف خدا کر کے جو حق تھا کہا ورنہ مجھے کیا غرض اب مین جا کر جو آپنے فرمایا ہی شاہزادہ سے کہہ دونگی
آپنی مرگ و زیست کا اختیار ہی تم خود ابھی سمجھ لوگی کہ تمھاری مفارقت نے کیا کیا مین خوردہ نہ بردہ مفت

در دگروہ مین گرفتار ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا شاہزادہ سے تو سوال وجواب بھی بے فائدہ وبیکار ہین
میرے نزدیک پہلے تم جناب حکیم صاحب کی خدمت مین جاؤ اور میری طرف سے عرض کرو کہ ای قبلہ وکعبہ
شاہزادہ مہمان نے مرحلات طلسم مجملاً وتفصیلاً دیکھ لیے اُسکو اپنے وطن مالوف پہونچوا دینا مناسب ہی نادرہ رازدار
نے کہا مین قطع کلام آپکا کرکے کہتی ہون پہلے یہ فرمائیے کہ خواجہ عنبر ناظر کو عبادت خانہ سے کون لیگیا اُسکی کیفیت تو
آجتک معلوم نہین ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا مجھے بھی حیرت ہی یہ گفتگو ہوتی ہی تھی کہ ایک پریزاد
نے رقعہ حکیم صاحب کا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہ رقعہ ملاحظہ فرمایا اُسمین
یہ لکھا تھا ای فرزند خواجہ عنبر ہمارے پاس موجود ہی اب ہم تمھارے پاس بھیجتے ہین بہتر یہ ہی کہ تم بپاس خاطر ہمارے
اُسکی عفو تقصیر کرو اور اُسے خدمت معینہ پر مامور کرو اسواسطے کہ اُسنے یہ کام ہماری اجازت سے کیا ہی نادرہ رازدار
نے کہا مین تو اُسیوقت تمھاری خدمت مین عرض کرچکی تھی کہ بجز حکیم صاحب کے اور کسی کی کہ کیا قدرت ہی جو
خواجہ عنبر ناظر کو عبادت خانہ سے لیجائے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا خیر اب وہ سفارش زبردست لایا
ہی اور معتمد خدمت بھی ہی بہرحال ہمنے اُسکی عفو تقصیر کی نادرہ رازدار نے کہا قربانت شوم یہ وقت عفو قصور کا ہی اگر
خواجہ عنبر کی خطا معاف ہوئی ہی تو جسکی بدولت خواجہ عنبر قصوروار ہوگیا تھا اُسکا بھی قصور معاف ہونا چاہیے کہ
بعید از مسافرنوازی نہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کچھ دیوانی ہوئی ہی مجھے شاہزادہ سے وجہ ناراضی کیا
ہی اور مجھے شاہزادہ کے افعال سے کیا سروکار وہ جانے حکیم صاحب جانین جنھون نے سیر عجائبات کو بھیجا
نادرہ رازدار نے کہا مین جانتی ہون کہ شاہزادہ کے مقدمہ مین حکیم صاحب کی سفارش چاہتی ہو اب مجھے
حکیم صاحب کی خدمت مین تمام وکمال حال شاہزادہ کا بتفصیل بیان کرنا پڑا حالانکہ حکیم صاحب احوال سے
شاہزادہ کے غافل نہین ہین مگر ہمکو عرض کرنا ضرور ہی رادی کا بیان ہی کہ شہر علیین مین ایک مکان حکیم صاحب
نے بنوایا ہی اور اُسمین ایک حوض ہی اور حوض کے پاس پردہ زربفت کا پڑا رہتا ہی اور نام اُسکا منزل حکیم مشہور ہی جب
ملکہ نوبہار گلشن افروز یا نادرہ رازدار کو کوئی کار ضروری درپیش ہوتا ہی تو پردہ کے سامنے جاکر ایک اسم
بتعداد پڑھتی ہین اور بعد ختم اسم کے اُس پردہ کے اندر سے آواز آتی ہی کہ تمھارا کیا مطلب ہی بیان کرو مگر
نادرہ رازدار بوجہ منصب رازداری کے اکثر جاتی ہی اور ملکہ کا ہے گاہے جب کوئی ایسا ہی کار دشوار
ہوا تو گئی مگر اوّل معرفت نادرہ رازدار کے حکیم صاحب کو اطلاع ہوتی ہی جب حکیم صاحب طلب
فرماتے ہین تو ملکہ جاتی ہین اور اگر خود حکیم صاحب کا دل ملکہ کے دیکھنے کو چاہا تو خود تشریف لاتے ہین غرض
نادرہ رازدار کنارہ حوض کے گئی اور وہی اسم پڑھا پردہ کے اندر سے آواز آئی ای نادرہ رازدار کیون
خیر ہی نادرہ رازدار نے تمام حال شاہزادہ کا بیان کیا کہ شاہزادہ نہایت مضطرب وبیقرار ہی اور

بہار گلشن افروز کو غرور و اجتناب ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہم حال شاہزادہ معز الدین سے تمسے زیادہ
آگاہ ہین مگر ای دایہ راز دار مشیت ایزدی یہہ ہے کہ عقد ملکہ نو بہار گلشن افروز کا شاہزادہ معز الدین
سے ضرور ہو لیکن ملکہ نو بہار گلشن افروز جبتک کہ شاہزادہ کا امتحان قرار واقعی نہ کرلے گی راضی نہوگی
دایہ راز دار نے عرض کیا حضرت آپ کوئی صورت صفائی کی مہیا فرما دیجیے حکیم صاحب نے فرمایا ہان
لیکن مجھے سفارش شاہزادہ معز الدین کی کرنا ملکہ نو بہار گلشن افروز سے صاف صاف مناسب
نہین کہ مزاج مین ملکہ نو بہار گلشن افروز سے شاہزادہ کی سفارش کرون یہ میرے شایان نہین ہے مگر
تم تو میری طرف سے اُس تند خو نازک مزاج سے سمجھا دینا کہ اب شاہزادہ معز الدین سے صلح کرلینا مصلحت
وقت ہے اور اُن مقدمات گذشتہ کا خیال نکرو کیونکہ اگر شاہزادہ عالم موجود نہوتا تو تمھارا ہمسر
ہونا مشکل تھا

نبودے گر ان مہر اوج کمال	ترا ہم گیتی نہ بودی ہمال

دایہ راز دار نے جب حکیم صاحب کی زبانی موافق اپنی مرضی کے کلمات سُنے بہت خوش ہوئی
اور وہان سے رخصت ہو کے ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کی طرف سے
جواب دیا کہ اے ملکہ آفاق گستاخی معاف اگرچہ باطن مین آپ مثل غنچہ شگفتہ ہین لیکن بظاہر جو مشیت
ایزدی ہے وہ ہونا ہے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا اے خواہر میری طرف سے بعد تسلیم کے حکیم صاحب
کی خدمت مین عرض کرنا کہ آپکو خوب ظاہر ہے کہ مین تمام عمر عقد و نکاح سے متنفر رہی مگر حضرت مجھے
ایسے ایک مرد غیر جنس و غیر کفو کے ساتھ پیوند کرتے ہین کہ جسکی خلقت مین محبت و وفا کا ذکر بھی
نہین ہے اور طرفہ یہ کہ چند حرکتین بیہودہ اسکی مین نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہین خیر با اینہمہ اگر آپکی یہی
مرضی مبارک ہے تو میری کیا مجال ہے کہ سرتابی کرسکون یہ تو بشکل انسان ہے اگر کسی حیوان مطلق سے
حکم ہو تو بھی بجز قبول و منظوری کے چارہ کیا ہے الغرض دایہ راز دار نے پیام ملکہ نو بہار گلشن افروز کا حکیم صاحب
کی خدمت مین پہونچایا حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہنوز ملکہ نو بہار گلشن افروز کے عقد کی نوبت نہین پہونچی
لیکن عجیب و غریب خفا یات بیان ہونے لگین خدا خیر کرے میری طرف سے یہ جواب دینا کہ اے فرزند جب
اُسنے امارہ محلدار کو حصار چار منزلہ مین بجاے نفس امارہ مقرر کیا پھر کسی وارد طلسم یا اہل طلسم کی کیا
قدرت جو اُسکے خلاف کوئی امر یا حرکت کرسکے سواے اسکے ملکہ صبح دلکشا سے بھی شاہزادہ نے کوئی حرکت
ایسی نہین کی کہ جسکی وجہ سے ناخوش ہو ہان اسوجہ سے کہ عاشق صادق کو خطرہ نازک مزاجی معشوقہ کا ضرور
ہے اسکے واسطے اسقدر آزردگی و بے اعتنائی تیری کافی ہے لیکن اب شاہزادہ کو ستانا بہتر نہین ہے کہ

ہر امر کی انتہا ہی انسان کیواسطے انصاف شرط ہی بعد حصول جواب نادرہ رازدار پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمودۂ حکیم صاحب بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا
خیر جناب عالی کا ارشاد بسر وچشم قبول و بدل منظور لیکن بغیر شاہزادہ کا امتحان لیے میرا دل صاف نہوگا اور
صفائی دل شرعًا و عرفًا ضرور ہی نادرہ رازدار نے کہا سبحان اللہ اگر خدا نخواستہ اس امتحان مین نوبت ہلاکت
شاہزادہ کی پہونچی تو آپکی بیزار سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا تو شاہزادہ کی وکیل ہی جو اسطرح سے
دلائل پیش کرتی ہی نادرہ رازدار نے کہا یہ امر نہین ہی بلکہ مین کلمہ حق کہتی ہون شاہزادہ واقعی واجب الرحم ہی
اور یہ بھی مجھے خوب معلوم ہی کہ آپکو بھی تعلق دلی ہی گو بظاہر یہ سب ناز معشوقانہ ہین لیکن اس کشمکش ناز و انداز مین
عاشق بیچارہ سے بار نہ اٹھ سکا تو اُسکی جان مفت گئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ایسی تقریر بیہودہ سے کیا
فائدہ جو ہم کہتے ہین حکیم صاحب سے کہدو نادرہ رازدار پھر حکیم صاحب کی خدمت مین آئی اور یہ کیفیت
بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا خیر ہم بپاس خاطر ملکہ نوبہار گلشن افروز اقرار کرتے ہین کہ شاہزادہ معزالدین
کا ایسا امتحان کرینگے کہ پھر کوئی وسوسہ خاطر باقی نہ رہیگا بعد اسکے کہا کہ ای نادرہ رازدار ایک مرد جو نہایت
ضعیف الباہ ہو تلاش کرکے ہمارے پاس لے آنا نادرہ رازدار نے عرض کی جناب عالی امتحان شاہزادہ مین
ایسے شخص کی تلاش کا کیا سبب ہی امیدوار ہون کہ اس راز سے آگاہ کیجاؤن اور آپسے بھی بمنصب رازداری امانت
رکھون حکیم صاحب نے فرمایا ای نادرہ رازدار منزل اعلی ایک مقام ہی کہ اُس سے باوجود رازداری
کے تو بھی آگاہ نہین نادرہ رازدار نے عرض کیا کہ اُسکا نام کیا ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ اصل نام مقام الامتحان
ہی اور مقام الابتلا اور مقام الاعتذار اور مقام الاستغفار بھی کہتے ہین اور ایک نام آزمایش گاہ عشق بھی ہی وہان
جو جاتا ہی فورًا سزاے اعمال پاتا ہی اور شاہزادۂ معزالدین بعلت خواہش نفس گناہ بدنظری مین متہم ہی
اُسپر یہ عذاب کیا جائیگا کہ شہوت کی طغیانی ہوگی اور زنان مہر طلعت بے حیا و بے شرم حاضر ہوکر ہر ایک طرح کے
ناز و غمزے کرینگی اور ورغلاوینگی اگر شاہزادہ معزالدین جوش مستی سے محفوظ رہا تو یقین کرنا کہ گناہ سے پاک ہی
اور نہین تو گنہگار رہیگا اسیواسطے مین نے ایک ضعیف الباہ کو بلایا ہی کہ پہلے اُسکو مقام امتحان مین بھیجونگا بعد ازان شاہزادہ
معزالدین کو نادرہ رازدار تم اور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون ایک جا سے پوشیدہ بچشم انصاف ہر ایک عاشق
صادق اور بوالہوس کا تماشا دیکھ کے جھوٹ اور سچ کو دریافت کر لینا نادرہ رازدار نے شرم سے آنکھین نیچی کرلین
جواب نہ دیا مگر دل مین سمجھی سچ ہی اس سے زیادہ اور کیا امتحان ہوگا الغرض حکیم صاحب سے رخصت ہوکر
ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی ملکہ نے پوچھا کہو نادرہ رازدار نے ساری کیفیت بیان کی ملکہ
نوبہار گلشن افروز کمال خوش ہوئی اور فرمایا ای خواہر عالی گہر اب جسطرح ہوسکے کسی پیر ضعیف الباہ کو

مذ تلاش کرنا چاہیے اتفاقاً ایک خواص نیسانہ پری اُسوقت حاضر تھی اُسنے ملکہ کی خدمت مین عرض کیا اے ملکہ آفاق
ں کام کو ارياق نام قصبہ جنگلو کے رئیس سے کوئی بہتر نہین ہے حضور اُسکو بلالین ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا
یون بلاہے نیسانہ پری نے کہا قربانت شوم ارياق ایک مرد ہے بو الہوس و ضعیف الباہ آجکل موافق اپنے
ول کے اپنے ہمسایہ کی دختر شمسہ بنت جمشہ پر عاشق ہے اور وہ عجیب وغریب حرکتین کر رہا ہے یعنی طرفہ نقل یہ ہے
جہان کسی زن خوب صورت کا ذکر سنتا ہے بس اسقدر شوق و ذوق و محبت کا زور ہوتا ہے کہ از خود رفتہ بیخود ہو جاتا
اور پھر اپنے حال کا اُسے ہوش نہین رہتا اور جس طرح ممکن ہوتا ہے اُس سے نکاح کرتا ہے لیکن جز و مردی کا یہ حال ہے
کیا عرض کرون مثل نبض مریض نیم جان کے چلتی ہے کسی عورت پر قادر نہین ہو سکتا اب حال جمشہ و شمسہ کا حضور
ہے وہ بیچاریان ستم رسیدہ مدتہائے مدید سے قصبہ جنگلو کی رئیس و سردار زادیان ہین اور اسی قصبہ مین رہتی
ہین اور کچھ زمین اُنکی اوقات بسری کو سرکار شاہی سے مقرر ہے اور عالم غربت مین وہ اپنی بسر کرتی ہین اور
ارياق کو بقول اُنکے کہ ہمارا ملازم تھا مطلق خیال مین نہین لاتین گو کہ یہ بالفعل حاکم قصبہ ہے ایک روز ارياق نے کسی سے
تعریف حسن شمسہ کی سُنی بے اختیار طبیعت نے اُسکی جوش کھایا آخر نہایت عجز و انکساری سے شمسہ کے عقد کا پیام بھیجا
شمسہ اُسکی مان راضی نہوئی جواب صاف دیا نادرہ رازدار نے کہا ہان مین نے بھی سُنا ہے کہ رئیس قصبہ اُن بیچاریون
کے در پے ایذا رسانی ہو رہا ہے ملکہ مین نے ارياق کے نسبت حکم سخت صادر کیا ہے کہ اگر بار دگر حرکت بیجا کی خبر پہونچی اور
اپنے شیوہ سے باز نآیا تو ریاست قصبہ کی تجھ سے ضبط کر لیجائیگی بلکہ اور بھی سزا دیجائیگی ورنہ اپنے اس شیوہ کو چھوڑ دے
نیسانہ پری نے کہا اے بادشاہ وار خاتون شمسہ و جمشہ دونون مان بیٹیان ملکہ کو ہزار دن دعائین دیتی ہین اور نہایت ہی
شکر گذار ہین اور قربانت شوم آجکل وہان عجب تماشا ہو رہا ہے جسکا بیان نہین ہو سکتا ملکہ نو بہار نے فرمایا کیا تماشا
ہے نیسانہ پری نے کہا اے ملکہ عالم جب ارياق نے دیکھا کہ اب کسی طرح سے میری منت و سماجت کارگر نہین ہوتی اس
مردود نے اُن پر نہایت سختی کی اور طرح طرح کی ایذا دینا شروع کی اور صبح و شام اُنکے مکان کے گرد پھرتا ہے اور نالہ و بکا کرتا
ہے وہ مظلوم ایسی وقت مین پڑی ہین کہ اپنی زندگی سے عاجز ہین اور انھین کچھ بن نہین پڑتا لیکن کیا کرین بخوف عزت و آبرو
دم نہین مارتین ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا بلاشبہہ ارياق سے بہتر کوئی مرد اس وضع کا نہین ملیگا اسکو مع شمسہ
و جمشہ جلد بلواؤ نادرہ رازدار نے اُسیوقت دونون زن و مرد کو پردۂ قاف سے بلوایا جب وہ حاضر ہوئین ملکہ
نو بہار گلشن افروز نے چہرہ و شکل کے ملاحظہ فرمایا دیکھا ارياق ایک مرد ضعیف ستر برس کا ہے اور بوالہوسی
اُسکے قیافہ سے صاف ظاہر ہے لیکن شمسہ ایک نازنین پندرہ برس کی نہایت حسین و صاحب جمال تھی ملکہ نو بہار گلشن افروز
نے پہلے جمشہ سے فرمایا کہ تم اپنی دختر کی شادی رئیس قصبہ سے کسواسطے نہین کرتی ہو یہ تو تمھارے قصبہ کا حاکم ہے
جمشہ نے عرض کیا اے ملکہ آفاق حضور انصاف فرمائین کہ یہ لعل بے بہا سنگ خارا سے کیونکر وصل ہو سکتا ہے اور شاید حضور

حال سے رئیس قصبہ کے واقف نہین ہین کہ جو اسطرح فرماتی ہین پرقرمساق ایسا بوالہوس ہو کہ شاید پردۂ دُنیا پر ایسا خلق
ہوا ہو اس سن ہین جبراً لطمع مال وزر پچاس عورتون سے نکاح کیا ہو اور جسقدر کہ اوّل اُسنے عشق اپنا ظاہر کرکے لایا
اب اُس سے سو حصہ زیادہ اُسنے بے اعتنائی اور زبان درازی کرتا ہو اور حال اُن بیچاریون کا یہی ہے کہ اُنکو سوائے
سوکھی روٹی اور پرانے کپڑے کے کچھ میسر نہین ہو اور جب اُسکو عورتون کی طرف رغبت ہوتی ہو تو سب بی بیون کو
ایک جا جمع کرکے اُنکو ننگا کرتا ہو اور اُنکے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہو وہ بیچاریان جیسی کہ اپنے گھر سے بیاہ آئی تھین ابھی تک
ویسیہی سربمہر ہین اور جب زیادہ کھسیانہ ہوتا ہو تو اُن عورتون کا سینہ بزور ملتا ہو اور گالون کو کاٹ کاٹ کھاتا ہو کہ وہ
بیچاریان زخمی ہوجاتی اور زار زار روتی ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا درحقیقت طرفہ ماجرا ہو حمیشہ نے عرض کیا
کہ ابتدا ہین الماق خان شمسہ کا باپ قصبہ خنگلو کا مالک تھا اور ارباق کو جو کیداری دی تھی ارباق بعد چند روز
کے بدمعاشون سے ملکر ایک جمعیت سے الماق خان اپنے ولی نعمت کا درپے ہلاکت ہوا اور زہر دیکر الماق خان کو
مارڈالا اور سرکاری آدمیون کو رشوت معقول دیکر فرمان ریاست اپنے نام کرالیا اور تمام دولت وحشمت الماق خان
کی ضبط کرلی ایک تھوڑی سی زمین باقی ہو اسمین بسر اوقات کرتی ہون نہ جیتی ہون اور نہ مرتی ہون اور اس دختر ناکتخدا
کی پرورش کرتی ہون اب حضور انصاف فرمائین کہ مین اس نمک حرام بوالہوس سے کیونکر عقد کردون مگر ایسی سخت
مشکل درپیش ہو کہ جسکا دفع ہونا نہایت دشوار ہو اس زندگی سے تو مرنا مین بہتر جانتی ہون اب دل مین سوچتی ہون کہ
ایک روز زہر منگا کر پہلے اس کمبخت بدنصیب کو دون بعد اسکے آپ کھالون کہ ہر روز کے عذاب سے نجات ہو لیکن بخیال
حرام موت کے سکوت کرتی ہون دوسرے ایک یہ امر مانع ہو کہ لوگ مجھی کو بدنام کرینگے کہ کچھ تو ایسی بات تھی کہ جو
اپنی بیٹی کو مارکے آپ بھی مرگئی اور یہ حرامزادہ کبھی دھمکاتا ہو اور کبھی عاجزی کرتا ہو اور پیام نسبت بھیجتا ہو اور تمام رات
دو چار بدمعاشون کو ساتھ لیکر میرے گھر کے گرد پھرتا ہو اور وہ بدمعاش لوگ پکار پکار کہتے ہین کہ ای حمیشہ بہتر یہی ہو
کہ اپنی بیٹی کا نکاح کردے ورنہ اس ذلت سے تجھے ہم اس قصبہ سے نکالینگے کہ بہت یاد کریگی اور اگر رئیس تیری دختر کے
عشق مین ہلاک ہوا تو ہم بھی تجھکو مع تیری لڑکی کے زندہ نہین رکھینگے مگر ہان یہ ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے سمجھانے
کو تو خیال مین نہ لائیگی تو ہم بجبر تیری لڑکی کو لیجاکر رئیس کے ساتھ عقد کردینگے آخر ایک روز مین نے شمسہ سے
پوچھا کہ ای فرزند اگر تیری مرضی ہو تو مین اس ارباق سے تیرا نکاح کردون شمسہ بولی کہ مجھے اس نکاح سے اپنا مرنا
بہتر ہو لیکن مجھکو کسی طرح عقد منظور نہین ہو کسواسطے کہ جن بیچاریون غریبون کو ہزار ہزار عہد و پیمان کرکے بیاہ کر اپنے گھر
لے گیا اب اُنکو ہر ایک طرح کی تکلیف و ایذائین دے رہا ہو تو پھر کس امید پر کوئی قبول کرے ملکہ نے کہا شمسہ بہت
درست کہتی ہو اگر پہلے سے مجھکو معلوم ہوتا تو مین ارباق کو خوب گوشمالی دیتی کہ یاد کرتا خیر اب تو خاطر جمع رکھو خدا نے
چاہا تو اصل مقدمہ ہی ندارد کیے دیتی ہون بعد اسکے ملکہ نے ارباق کو بلایا اور فرمایا کیون ارباق باوجود اس

ن دو سال کے اسقدر عورتین تیرے عقد مین ہین اور پھر تو اپنے ظلم سے باز نہین آتا اریاق نے عرض کیا کہ مین عشق مین شمسہ کے
ایسا مبتلا و خود رفتہ ہو رہا ہون کہ مجھے دین و دنیا کا ہوش نہین ہے ہان اگر شمسہ راضی ہو تو سب بیبیون کو طلاق دیدون
ملکہ نے فرمایا ہمنے سُنا ہے کہ تو نے ہر ایک عورت سے اوّل عشق کیا اور بعد عہد و پیمان کے لایا ہے اور دو روز مین وہ عشق جاتا
رہا پھر دوسرے کو تیرے قول و فعل کا کیونکر اعتبار رہے اریاق نے کہا حضور اُن عورتون کا عشق اسی قابل تھا اور شمسہ
کے عشق نے تو میرے دل و جگر کو کباب کیا ہے اور کسی وقت خیال شمسہ کا دل سے نہین جاتا ملکہ نے فرمایا کہ شمسہ سے تو
درگذر ہم تجھکو اُس سے بہتر اور حسین و جمیل عورت تلاش کر دینگے اریاق نے کہا مین جب شمسہ کا عاشق ہوا تو پھر اور
عورت سے مجھے کیا سروکار ملکہ نے فرمایا خیر ہم تجھے ایسی ایک جا پر بھیجینگے کہ وہان زنان خوش جمال و پری پیکر از حد ہونگی
اگر تو اُنسے مخاطب نہوا تو پھر بے تکلف تیرا عقد شمسہ کے ساتھ کر دیا جائیگا اور جو شاید تو نے وہان اپنا کسی عورت سے کالا
منہ کیا تو اس جرم کے عوض کیا جرمانہ دیگا اریاق اول نہایت خوش ہوا اور دلمین کہا کہ میرے پاس وہ آلہ معصیت
کا نہین ہے جس سے کوئی حرکت سرزد ہوگی خواہ مخواہ محفوظ رہونگا پھر تو ملکہ عقد شمسہ کا مجھسے کر دیگی اور یہ نہین
جانتا تھا کہ کھانا پانی وغیرہ مقام الامتحان کا بعینہ مایۂ شتر اعرابی اور ماہی سقنقور کا خاصہ رکھتا ہے کہ بانیان طلسم نے خاص
اسی امتحان کیواسطے یہ مکان بنایا ہے اریاق نے کہا کہ اے ملکہ آفاق اگر مین نے وہان کوئی حرکت کی تو جسقدر میرے پاس
مال و اسباب ہے مع ریاست قصبہ وہ سب شمسہ کو دیدونگا اور کبھی شمسہ کا نام تک زبان پر نہ لاؤنگا ملکہ نے اریاق سے
اس بات کا نوشتہ لکھا لیا اور جمشہ کی طرف سے یہ اقرار کیا کہ بعد امتحان کے ہم شمسہ کا تجھسے نکاح کر دینگے بعد اسکے
نادرہ رازدار سے فرمایا کہ تو حکیم صاحب کی خدمت مین جا اور حال اریاق کا بیان کرنا درہ رازدار
حکیم صاحب کے پاس گئی اور اریاق کا حال عرض کیا حکیم صاحب نے ایک بوریا پورانا رازدار کو دیا
اور فرمایا کہ یہ بوریہ ملکہ کے پاس لیجا اور میری طرف سے کہنا کہ پہلے اریاق کو بوریہ پر بٹھانا اور اُسکے بعد اس اسم کو
پڑھنا اور اُس بوریہ سے کہنا کہ بحق خداوند عز و جل جسنے تجھے حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کا تابع کیا ہے اریاق
کو مقام امتحان مین پہونچا دے پس وہ بوریہ اریاق کو پہونچا کر تمہارے پاس پھر چلا آئیگا جب وہ چلا آئے پھر اُسپر
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور چار خواصین جو کہ محرم راز ہون اُس بوریہ پر کہ حصیر باد پیما اُسکا نام ہے سوار ہوکر
مقام الامتحان مین چلی جائین اور باغ پر قیام کرین اور روزنون مین سے دروازہ کے وہان کا تماشا دیکھین
جو کچھ کہ وہان واقع ہوگا بخوبی نظر آئیگا اور سامان اکل و شرب پاس ہونا چاہیے کیونکہ میوہ وغیرہ باغ کا محض
طلسم ہے تماشائی کے کھانے کے قابل نہین ہے الا جو داخل طلسم ہو وہ کھا سکتا ہے دوسرے یہ بھی ضرور ہے کہ جو کوئی ہمارے
پاس آوے اُسی بوریہ پر سوار ہو کر آوے اور آیۂ وسلیمن الریح بروقت سواری حصیر پڑھنا چاہیے اور بوریہ کیطرف
خطاب [illegible] کرنا چاہیے فوراً وہ شخص میرے پاس پہونچ جاویگا مگر بعد امتحان اس امر کے کہ اریاق باوجود ضعف کے

تاثیر طلسمی کے سبب بیقرار ہو جائیگا اور شاہزادہ ہر چند کہ جوان ہی لیکن خودداری کو کام فرمائے گا نادرہ رازدار یہ جملہ سُنکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کے ارشاد سے ملکہ کو آگاہ کیا ملکہ نے فرمایا ای نادرہ رازدار اگر شاہزادہ معزالدین اس امتحان مین ثابت قدم رہا تو پھر مجھکو کسی طرح کا شبہہ اُسکی نسبت باقی نہ رہیگا الغرض پہلے ملکہ نے ارباق کو حصیر بادپیما پر سوار ہوکر مقام الامتحان پر پہونچوا دیا بعد اسکے خود ملکہ اور نادرہ رازدار اور نیسانہ پری وغیرہ خواصون کے ساتھ حصیر بادپیما پر سوار ہوکر مقام الامتحان مین پہونچین اور باغ کے دروازہ پر قیام کیا دروازہ کے روزنون مین سے باغ کو دیکھا درحقیقت عجیب کیفیت کا پُرفضا فرحت افزا باغ تھا کہ جسکی تعریف نہین ہوسکتی اور عمارت باغ کی نہایت خوبصورت تھی بلکہ تمامی سامان زینت وغیرہ سے آراستہ تھی اور ارباق غول بیست کے مانند باغ مین سیر کر رہا تھا اور اُسکے چہرہ سے نہایت خوشی و بشاشت ظاہر تھی اور حال یہ تھا کہ کبھی ناچتا تھا اور کبھی مثل شاطر چالاک کے شلنگ مارتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار ارباق کے حرکات دیکھ کے متحیر تھین جب ارباق نے اپنا حال دگرگون دیکھا دل مین کہا کہ ای ارباق آج جیسی تجھے یہان خواہش نفس امارہ ہوئی کبھی اسطرح کا جوش جوانی مین بھی نصیب نہین ہوا اگر اسوقت کوئی تصویر مٹی کی بھی ملجائے تو میرا محفوظ رہنا غیر ممکن ہی ناگاہ ایک زن کریہ منظر بدصورت بدسیرت لیکن جوان ایک جانب سے ظاہر ہوئی ارباق اسی انتظار مین تھا بے اختیار اُسکے پاس دوڑ کے گیا اور اختلاط شروع کر دیا اُس عورت نے پکار کر کہا ای ارباق تجھے شمسہ کا خیال مطلق نہین ایسا نہو کہ کوئی بلا نازل ہو آخر بمشکل جدا ہوا وہ عورت جسطرف سے آئی تھی چلی گئی لیکن ارباق کو بعد اُسکے چلے جانے کے ایسا جوش نفس ہوا کہ تمام باغ آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا اور اپنے اوپر لعنت کی کہ تو نے ناحق اُسے جانے دیا آخر ضبط نہو سکا اُسکی تلاش مین تمام باغ مین پھرنے لگا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار مع خواصون کے یہ تماشا دیکھ رہی تھین اور ہنستی تھین اُس اثنا مین ایک اور عورت اگلی عورت سے کچھ حسین ارباق کے پاس آئی ارباق تو تلاش ہی مین تھا اُسکو مثل کنجشک کے جسطرح باز دبا لیتا ہی ارباق نے دبوچ لیا اور عہد و اقرار وغیرہ کا کچھ ہوش نہ رہا ہر چند اُس عورت نے کہا ارے ارباق دیکھ کیا غضب کرتا ہی پشیمان ہوگا شمسہ پھر تیرے ہاتھ نہ آئیگی ارے مال و اسباب بھی تیرا سرکار مین ضبط ہو جائیگا کون سُنتا ہی بلکہ ارباق نے کہا ای جان من میری جان بھی اسوقت تیرے ناز و غمزہ پر سے تصدق ہی مین کیا جانون کیسی شمسہ اور مال و زر تو مین ایک حبہ کے برابر بھی نہین سمجھتا زندگی شرط ہی پھر پیدا کر لونگا اور یہ دولت اسوقت جو ہاتھ آئی ہی پھر کہان آخر اُس عورت کو ایک مکان مین لیجا کر اپنا مطلب حاصل کیا جب باہر آیا تو خط سیاہ یہ عبارت لوح پیشانی پر لکھی تھی کہ ارباق محض بیہودہ و عہدشکن و دروغگو ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ نے جو وہ نوشتہ تقدیر ارباق کا دیکھا سمجھ گئین کہ اس مردک نے اپنا انتظام نہ کیا ناگاہ ایک پنجۂ غیب ارباق کو نمکہ غائب ہوگیا بعد

ہو جانے ارباق کے نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ آفاق الحمد للہ کہ حرکات ارباق
بشیر اس مقام الامتحان کے بچشم خود دیکھ لین اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ارباق کا عشق صادق نتھا یہ محض جھوٹا تھا
ایک ایسی بدصورت عورت سے نہ بچ سکا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ صرف ارباق کا مین امتحان
پر دل و منظور نہین کر سکتی ہان اگر دو چار شخص اور بھی اسی صفت کے ہوتے اور اس باغ مین محفوظ نہ رہتے تو مین
مانتی اور یقین کامل ہوتا کہ یہ جاے امتحان ہی نادرہ رازدار نے کہا اب مین پردۂ قاف مین جاکر وہان سے
دو چار نادر شخص لاتی ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہان جبتک مین اس مقام کا امتحان بخوبی نہ کر لونگی
ہرگز یہان سے نجاؤنگی نادرہ رازدار اسی وقت حصین بادپیما پر سوار ہوکر پردۂ قاف مین گئی اور تھوڑی
دیر مین چار نفر نادر اپنے ساتھ لیے ہوئے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین پہونچی اور ان چارون کو اُس
مکان مین داخل کیا اور ہر ایک کو سمجھایا کہ خبردار کسی عورت سے ملتفت نہونا ورنہ جان تمھاری جاتی رہیگی ؎

ہرچہ خواہی تو درین باغ بکن	تا قفس سازد و پیشش برخیز
لیکن از صحبت زنہا بگریز	ورنہ برباد رود جان سرت
زن اگر نزد تو بنشیند ہم	تیغ برفرق تو آید چون ریز

ان چارون نادرون نے متفق اللفظ جواب دیا ای خاتون ہم اس کام ہی کے نہین ہین کسطرح فعل بد کر سکتے ہین نادرہ رازدار
نے کہا اگر تم اس کار بد سے محفوظ رہے تو مین تمکو بہت اچھی طرح باعزت و حرمت تمھارے مکان کو پہونچا دونگی
یہ کہکے انکو باغ مین داخل کر دیا اور ایک روز و شب وہان گذرا اور یہی معاملہ پیش آیا جو ارباق سے روبکار ہوا تھا
اور وہی دست غیب انکو بھی بدفعات باغ سے لیگیا اب ملکہ نوبہار گلشن افروز وہان سے اپنے مکان پر
تشریف لائی اور نادرہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچی اور یہ سب حال گذشتہ حکیم صاحب سے
عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا ای نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن سے کہنا کہ اب مین فقط بپاس خاطر
تمھارے شاہزادہ معز الدین کو کہ بجاے میرے فرزند کے ہی اور بوجہ سیادت تمام عالم کا صاحبزادہ ہی
مقام الامتحان مین بھیجتا ہون اور جتنے تاثیرات وہان کے بچشم خود دیکھ لیے کہ کوئی انسان یا جن و پریزاد
کسی طرح نہین بچ سکتا اسی واسطے اُس مقام کا نام بزبان عجم امتحان گاہ عشق و ہوس ہی مگر بعد اس امتحان
کے جو تمنے کسی طرح کی حجت و تکرار یا عذر یا کسی کے بہکانے سے برہمی مزاج کو کام فرمایا تو ہم تمسے نہایت بیزار ہونگے
اور ہماری ناراضی باعث خرابی کا ہوئی یہ تم خوب اپنے دل مین تصور کر لو نادرہ رازدار وہان سے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور حکیم صاحب کا ارشاد ملکہ سے بیان کیا اور خود بھی کہا کہ ای ملکہ آفاق ابکی
حکیم صاحب نے نہایت سختی سے فرمایا ہی دیکھو اس امر کو مشکل اور امور کے سہل نہ تصور کرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل مین سوچی کہ مبادا شاہزادہ بے اختیاری مین مثل ارباق کے کسی عورت سے باختلاط

پیش آیا یا کوئی حرکت کی اور وہ کسی صدمۂ جانکاہ مین پھنسا تو مین جیتے جی ہلاک ہو جاؤنگی اور اگر امتحان کو موقوف
رکھتی ہون تو یہ بھی مشکل ہی اسے کسی حیلہ و حوالہ سے ٹالون بہرکیف اب خداوند کریم ہی میری جان اور شاہزادہ کی
جان کا حافظ ہی وہان سے اُٹھی اور ایک گوشہ مین جا کر پہلے دو رکعت نماز حاجت پڑھی اور نہایت گریہ و زاری
درگاہ پروردگار عالم مین واسطے اپنے محبوب کے کی اور کہا کہ خداوندا تو ہی شرم کا رکھنے والا ہی یہ کہکے پلنگ پر لیٹ
رہی نادرہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچی اور اُسنے حکیم صاحب سے حال زار ملکہ نوبہار گلشن افروز بیان
کیا اور کہا حضور کے ارشاد کا ملکہ نے کچھ جواب نہین دیا خاموش ہو رہی بظاہر یہ خاموشی رضامندی پر دال ہی لیکن
چہرہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا زرد ہو گیا حکیم صاحب نے فرمایا ای نادرہ رازدار شاہزادہ معزالدین کو بھی
اس عہد و اقرار سے مطلع کردے اور کہنا کہ یہ اسم بزرگ بہ ترکیب تعلیم کرتے ہین ہر وقت و ہر لحظہ اسکا ورد رکھنا
یقین ہی کہ برکت سے اس اسم پاک کے محفوظ رہیگا اور کہنا اگر ایک ذرہ بھی احتمال ہوس کا ہوگا تو پھر تمھارا محفوظ رہنا
مشکل ہی اسواسطے کہ اس وظیفہ مین ہزارہا نازنین ماہ جبین خورشید مثال خوش جمال تمھارے پاس آئینگی اور کوئی درجہ
بہکانے کا اُٹھا نہین رکھینگی لیکن خبردار تم اسم پڑھے جانا اور کسی طرف التفات نکرنا تا اینکہ ملکہ صبح دلکشا بھی اگر آئے
اور پیام محبت آمیز بھیجے تو جواب نہ دینا الغرض شاہزادہ معزالدین کو سب امور سمجھا کے دروازہ سے اپنے محل
کے باہر کردینا وہ بخط مستقیم مقام الامتحان مین جا پہونچیگا بعد اسکے نادرہ راز سے فرمایا ارباق حجرۂ دیوان عام
مین قید ہی اب موافق عہد و اقرار کے اُسکو سزا دو نادرہ رازدار نے کہا حضرت اُن چار نفرون کا حال نہین معلوم کیا ہوا
جنھین پردۂ قاف سے لائی تھی حکیم صاحب نے فرمایا وہ اپنے اپنے مکان کو پہونچگئے کیونکہ وہ بیچارے محض
بے قصور تھے نادرہ رازدار حکیم صاحب کے پاس سے رخصت ہو کر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور جو کچھ
کہ حکیم صاحب سے گفتگو ہوئی تھی وہ بیان کی ملکہ نے ارباق کو بلا کر پوچھا کہ اب تجھے کیا عذر ہی ارباق اپنے
فعل سے نادم و پشیمان ہوا ملکہ نے نادرہ رازدار کو حکم دیا کہ مال و اسباب مع ملک ارباق کا ضبط کرلوا دو جمشمہ
و شمسہ کو دیدو اور اس مردود کو یہان سے نکلوا دو جمشمہ نے کہا ای ملکہ عالم مال ارباق سب مال غصب ہی کہ اس
حرام خور نے بظلم و ستم ہر ایک سے لیا ہی فدویہ کو ایسے مال کا لینا منظور نہین ہی آپ اسی کو بخش دین ملکہ اُسکی دیانت
و امانت سے بہت خوش ہوئی اور ایک پریزاد کہ نام اُسکا شمشاد تھا اُسکے ساتھ نکاح شمسہ کا کردیا اور ارباق سے
مچلکہ لیا کہ بار دگر نام شمسہ کا زبان پر نہ لائے القصہ دوسرے روز نادرہ رازدار بطرف قصر اسرار روانہ ہوئی
یہان شاہزادہ نادرہ کا منتظر تھا اور ہر روز روشنک سے پوچھتا تھا کہ دیکھین نادرہ رازدار کب
آتی ہین روشنک کہتی تھی کہ نادرہ رازدار آپ ہی کے کام کو گئی ہی اور کوشش کر رہی ہی انشاء اللہ تعالے
عنقریب آتی ہوگی جبتک حضور یہان سیر فرما دین اور دل بہلائین شاہزادہ نے فرمایا کہ ای روشنک ہر چند

بہتر از قصر اسرار تمام عجائبات مین سے کوئی مقام نہین ہی لیکن ای روشنک مین مفارقت مین ملکہ نوبہار گلشن افروز
ایسا بیقرار ہون کہ کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا روشنک نے کہا حضور خاطر جمع فرمائین عنقریب دولت وصال
وسعت جمال میسر ہوا چاہتی ہی حضور مطمئن رہین یہ گفتگو ختم نہوئی تھی کہ دیدبان گنبد گیتی نما نے نادرہ رازدار
کے آنے کی شاہزادہ کو خبر دی شاہزادہ نے یکایک دیکھا کہ تمام آسمان پروبال سے پریزادون کے رنگین ہوگیا

اور اُس رنگ پروبال سے جابجا خدائی نظر آتا تھا شاہزادہ بطور استقبال نادرہ رازدار کے تا در بارگاہ گیا
کہ نادرہ رازدار وکیل مطلق شاہزادہ کی تھی اور بجان و دل کوشش کر رہی تھی الغرض نادرہ رازدار مع اُن
پریزادون کے شجرۂ طیبہ پر نازل ہوئی اور اُن پریزادون کے چہرے انسانی مصفا و براق اور پروبال رنگ برنگ
کے مثل زمرد و یاقوت و زبرجد و الماس کے تھے اور لباس و زیور مرصع نگار رکھتا شاہزادہ کے دیکھتے ہی ہوش جاتے رہے
اور جو کہ بار آئینا مثلہ قبلہ سُنا تھا جلوہ مین اُن پریزادون کے بچشم خود دیکھا نادرہ رازدار نے آداب و تسلیمات عرض
کیا شاہزادہ نے عالم محویت مین نادرہ رازدار سے فرمایا ؎

ای شفیق و رفیق عاشق زار
غنچۂ دل کو بس نسیم ہی تو
مہربان میرے قاصد غمخوار
مرض عشق کا حکیم ہی تو
قاصدا ہان تجھے خدا کی قسم
تو ہی روح روان عاشق ہی
خبر یار تو ہی لاتا ہی
جلد تو کر بیان حال صنم
تو ہی گویا زبان عاشق ہی
عاشق مردہ کو جلاتا ہی

نادرہ رازدار شہستی ہوئی پاس انداز و ناز سے شاہزادہ کے پاس آئی کہ شاہزادہ بیقرار ہوگیا اور دل مین کہا
کہ اگر خداوند کریم مجھے کامیاب کریگا تو مین نادرہ رازدار کا عقد جوہر سے ضرور کر دونگا کیونکہ جسطرح وہ میرا اور رضاعی

ہی اسیطرح یہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خواہر رضاعی ہی اور یہ دونون زن و مرد باہم مزاج و شکل و خصائل مین بھی اتحاد و کامل رکھتے ہین نہایت ہی مناسب ہوگا لیکن اب حال شاہزادہ کا مشکل حال آئندہ نہین ہی یعنی کہ پہلے یہ کیفیت تھی کہ صبح و شام یاد و خیال وطن و احباب ضرور ہوتا تھا جب سے کہ قصر اسرار مین داخل ہوا اور مرغ اسرار سے حال طلسم سنا وہ سب محو ہوگیا تھا اب منزل اعلی مین جو کہ فلک نہم مشہور ہی بیہودہ ہی حالت ہونے لگی کہ اب ہر وقت کمال اپنا یاد کرنے لگے لیکن اب بجائے شمسہ تاجدار ملکہ نوبہار گلشن افروز کو جانتا ہی اور یہی سمجھتا ہی کہ مجھے ابو المکارم نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی تصویر دکھائی تھی اور مین اسی کے عشق مین وطن سے نکلا ہوا تھا خدا جانے اسمین کیا حکمت ہی کہ جبل اعلی اور قریہ فردوس کا حال موافق کیفیت طلسمی یاد نہین آتا اور دیکھیے کب تک یاد نہین آتا ہی اور جو یاد کبھی آویگا تو انجام کار کیا ہوتا ہی القصہ جب نادرہ رازدار شاہزادہ کے پاس آئی شاہزادہ نے بکمال شفقت و مہربانی پیشانی پر بوسہ دیا نادرہ رازدار بعد آداب و تسلیمات کے دست بستہ سامنے شاہزادہ کے بیٹھ گئی اتفاقاً شاہزادہ نے اُس شب مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کو خواب مین دیکھا تھا اب وہ خواب نادرہ رازدار کے سامنے بیان کیا یعنی فرمایا ای خواہر شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ مین بیمار ہون اور ملکہ نوبہار گلشن افروز میری عیادت کو آئی ہین مگر حال مزاج دریافت کرکے فوراً چلی گئین بعد اسکے یہ چند شعر نادرہ کے سامنے پڑھے

مرحبا ای پیک فرخ فال ما
باز گو آن ماہ دہر آرای ما
آنکہ از پای سیب فشاندہ دست
دل پر از نو سیدی دیدار او
از درم ناگہ درآید بے حجاب
گفت ای شیدا دل مفتون من

مرحبا ای مایۂ اقبال ما
باز گو زان یار بے پروای ما
عہد را ببرید و پیمان را شکست
جان بلب از حسرت گفتار او
لب گزان از رخ برافگندہ نقاب
وے بلاکش عاشق محزون من
یک دو تا بنشست بربالین من

باز گو از نجد و از یاران نجد
از زبان آن نگار تند خو
شب کہ بودم با ہزار اندوہ و درد
کان قیامت قامت پیمان شکن
کاکل مشکین بدوش انداختہ
کیف حال القلب فی نار الفراق
رفت باخود بردعقل و دین من

تا در و دیوار را آرد بوجد
از لب تمکین بس حرفے بگو
سر بزانوے غمش بنشستہ فرد
آفت دوران بلا مرد و زن
وز نگاہے کار ما را ساختہ
گفتمش واللہ حالے لا یطاق

ای نادرہ رازدار محرم اسرار خواب مین مین نے اُس نامہربان کو اپنے حال پر کمال شفیق و مہربان و پرسان حال پایا اب بیان کرو کہ میرے حق مین تمنے کیا صورت نکالی ہی ای نادرہ رازدار یقین کرنا کہ مین اپنی زندگی سے ایسا تنگ آیا ہون کہ قابل بیان نہین ہر وقت و ہر لحظہ مجھے کسی طرح قرار و آرام نہین ہی برائے خدا سچ کہو اگر تمنے کوئی شکل معقول میرے واسطے پیدا کی ہو تو مجھ سے اطلاع کرو کہ فی الجملہ قلب حزین کو قرار آوے دگر نہ مجھے

جواب دیا کہ میرا جو جی چاہے کر گذرون نادرہ رازدار نے عرض کی اے شہریار کامگار شاید سُنے ہو نہ یہ نہین دیکھی اور

یہ شعر تو کلا سیر ہی ہے

مرد باید کہ ہراسان نشود	مشکلے نیست کہ آسان نشود

ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یعنی جمل مختار املکہ نوبہار گلشن افروز سے ایک سنت الٰہی ہے کہ کسی صورت سے تبدیل نہین ہو سکتا مگر ہان ایک وقت پہ موقوف ہے اور یقین ہے کہ وہ وقت بھی قریب ہو بعد اسکے جو گفتگو حکیم صاحب سے ہوئی تھی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو جوابات دیے تھے وہ سب مفصل شاہزادہ سے بیان کیے اور یہ بھی کہا کہ اب آپ کو مقام الامتحان مین جانا ہوگا کہ جو امتحان گاہ عشق و ہوس ہے اگر اُس امتحان مین پورے اُترے تو پھر کوئی بات عذر و حیلہ حوالہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی نہ رہیگی شاہزادہ نے جو کیفیت مقام الامتحان کی نادرہ رازدار سے سُنی حواس جاتے رہے اور ہوش بجا نہ رہے اور کہا اے نادرہ رازدار خدا ہی آبرو رکھے گا کسواسطے کہ بندہ عاجز ہے وہان کیا جانیے کیا معاملات پیش آوین خیر مصرعہ برسد فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد خداوند کریم مالک ہے اور حلال مشکلات میری مدد کریگا نادرہ رازدار نے کہا آپ گھبرائیے نہین مسبب الاسباب سب سامان درست کر دیگا دو چار روز اور غریب خانہ مین آرام فرمائیے بعد ازان مین آپکو مقام الامتحان مین پہونچا دونگی اور خدا نے چاہا تو انجام بخیر ہوگا

روانہ ہونا شاہزادہ عالیجاہ کا مقام الامتحان مین اور دیکھنا بوالعجبی و نیرنگی زمانہ ناہنجار و شعبدہ پردازی اُس مکان غرائب نشان مین اور سننا قصہ ناصر و نصیر کا بسبیل تمثیل کے

واقفانے کہ در سخن فرد اند | شرح این داستان چنین کردند

الغرض جب شاہزادہ معز الدین عالی قدر والا مقدار قصر اسرار سے روانہ ہوا اسطرح کا ایک صحرائے لق و دق دکھا
کہ جسے دیکھ کے رستم کا دل شق ہو جائے اور نیز جسکی ابتدا و انتہا نہ معلوم ہوتی تھی اور اسوقت اسقدر تمازت آفتاب
تھی کہ زمین سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے پاؤن بھنے جاتے تھے آخر شاہزادہ دل دادہ بمشکل تمام تا وقت زوال آفتاب
ایک درخت کے سایہ مین پہونچا وہان ایک چشمۂ آب شیرین کا نظر آیا شاہزادہ نے منہ ہاتھ دھویا اور نماز ظہر ادا
کی بعد انفراغ نماز ایکبارگی جو نظر بلند کی دیکھا کہ ایک رومال بستہ بجائے ثمر اُس درخت کی شاخ مین لٹک رہا ہے چونکہ
شاہزادہ نے ازبسکہ گرسنہ تھا وہ رومال کھولا دیکھا دو روٹیان روغنی اور کباب و بیضۂ مرغ بریان نہایت عمدہ
موجود ہین شاہزادہ نے یہ مصرع پڑھا اور وہ کھانا نوش فرمایا مصرعہ رزق را روزی رسان پر میدہد اور آرام
فرمایا جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک شخص شاہزادہ کا اوش کھا رہا ہے شاہزادہ کو خیال گذرا کہ شاید یہ کھانا اسی کا
تھا میری وجہ سے یہ بیچارہ بھوکا رہا افسوس ناحق تو نے یہ کھانا کھایا یہ شخص اپنے دل مین کیا کہتا ہوگا اُس شخص نے
شاہزادہ کو سلام کیا شاہزادہ نے بعد جواب سلام پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین مقام الامتحان کا نگہبان ہون
اور یہ کھانا مین نے فقط حضور کے واسطے اس درخت پر لٹکا دیا تھا الحمد للہ کہ حضور نے نوش فرمایا شاہزادہ نے
پوچھا تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا نام میرا ہرماس ہے بعد ازان ہرماس نے اپنے مکان پر شاہزادہ کو مہمان رکھکے
دعوت کی شاہزادہ شب کو وہان رہا صبح کو روانہ ہوا اور بموافق معمول بوقت زوال دوپہر ایک جلگہ فروکش
ہوا اور اسی طرح دسترخوان درخت مین بندھا پایا شاہزادہ نے بیتکلف وہ کھانا نوش فرمایا اور آرام کیا
جب بیدار ہوا اسی طرح ایک مرد کو اوش کھاتے دیکھا پوچھا تو کون ہے اور یہان سے مقام امتحان کا کسقدر فاصلہ
ہے اُسنے کہا مین نگہبان راہ ہون اور نام میرا ساہون ہے اور حضور دو روز مین مع الخیر مقام الامتحان مین پہنچ جائینگے
شاہزادہ ساہون کے مکان پر تشریف لایا اور آرام فرمایا ساہون نے عرض کیا کہ حضور خادم کی
مہمانی مع ناچ وغیرہ کے قبول فرمائین شاہزادہ نے فرمایا کہ ہمنے چند روز سے ناچ و رنگ موقوف کیا غرض وہ شب
بھی عالم تنہائی مین گذاری اور صبح کو روانہ ہوا اور اسی قدر مسافت طے کی ہوگی کہ شاہزادہ مین طاقت رفتار باقی
نہ رہی آخر بہزار دقت و خرابی عصر کے وقت ایک باغ فردوس نشان مین پہونچا وہان دیکھا کہ علاوہ آرایش
و کیفیت کے باغ کے تمام طاقون مین طرح طرح کے میوہ تر و خشک چنے ہین اور طعام تحفہ رنگارنگ کے دسترخوانون
پر موجود ہین لیکن کوئی آدم زاد نہ پری زاد خالی مکان تھا شاہزادہ حیران ہوا کہ یہان کوئی نظر نہین آتا یہ سامان کسنے کیا
پھر کہا کہ یہ شعبدہ طلسمی ہو اسکا تعجب کرنا ناحق ہے کہ دفعتاً خواہش نفس کا ایسا غلبہ ہوا کہ شاہزادہ بیقرار ہو گیا پس
اس سے شاہزادہ کو یقین واثق ہوگیا کہ مقام امتحان یہی ہے اور اپنے دل مین نہایت ڈرا کہ کہین ایسی حالت مین مجھسے گناہ

پردہ ہوجاے کہ جو باعث ندامت و پریشانی ہو مگر خیر دیکھیے کہ کیا ہوتا ہی اور اسطرف نادرہ رازدار نے
نوبہار گلشن افروز کو اطلاع کی کہ شاہزادہ مقام الامتحان مین پہونچا اب آپ بھی حصیر بادپیما پر سوار ہوکے
مین تشریف لیجائیے اور اپنے عاشق کی کیفیت و خودداری کو ملاحظہ فرمائیے آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ
دار چند خواصون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئین اور وہان پہونچکر تماشا شاہزادہ کا دیکھنا شروع کیا لیکن شاہزادہ
ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ کے آنے کی مطلق خبر نہین تھی مگر شاہزادہ کو لحظہ بلحظہ شدت شہواتی کی ترقی ہونا
ع ہوئی آخر شاہزادہ نے موافق تعلیم نادرہ رازدار کے وہ اسم پاک شروع کیا چند ساعت کے بعد چند نازنین
خورشید مثال صاحب حسن وجمال نہایت چالاک ایک گوشۂ باغ سے نمودار ہوئین اور شاہزادہ کو نہایت غمزہ وانداز
سے سلام کیا کہ شاہزادہ حد سے زیادہ بیقرار ہوگیا بعد ازان ایک جام بلورین شراب ریحانی کا سامنے لائی اور کہا

	چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند		بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	

شاہزادہ نے فرمایا کیا بکتی ہو ہم لوگ شراب کو حرام مطلق جانتے ہین وہ بولی تمھین کسنے تعلیم کیا ہی اور تم کس خیال مین
ہو مین خوب جانتی ہون کہ میری منت تم نہ مانوگے مین تمکو زبردستی پلاؤنگی کیا معنی کہ آئین محبت مین معشوق کو عاشق پر
لازم ہی یہ کہکے گلاس شراب کا شاہزادہ کے منھ سے لگا دیا ہرچند کہ شاہزادہ کی شدت مستی سے حالت غیر ہوئی
تھی لیکن طبیعت کو قایم رکھا اور فرمایا تو کون ہی جو مجھسے عاشقی و معشوقی کا قصہ نکالا مین کیا جانون کہ تو کون بلا ہی

مجھسے تجھے کیا سروکار ہین تیری صورت سے بھی آگاہ نہین ہے

	ہیچ کسے رد کرد طلبگار رشست		ناز بر آن کن کہ خریدار تست	

نازنین بولی خیر اگر تجھکو میری محبت نہین ہی نہو مجھے تو تیری محبت ہی جبتک کہ میرا مطلب نہ برآئیگا مین یہان سے
نہ ٹلونگی جب شاہزادہ نے دیکھا کہ یہ مردار کسی طرح باز نہین آتی آخرنا چار ایک طپانچہ اس زور سے اسکے منھ پر مارا
اسکے منھ سے جوے خون جاری ہوئی وہ بحال خراب کنارہ حوض کے جاکر بیٹھ گئی اور زار زار رونے لگی شاہزادہ
ایک ستون مکان سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور پھر وہی اسم پڑھنے لگا اتنے مین ایک دوسری نازنین ماہ جبین پری پیکر
نہایت حسین وہان آئی اور اسنے اس نازنین سے پوچھا اے بوا حرمت النسا تجھے کیا ہوا جو تو ایسی روتی ہو
یہ خون کیسا تیرے منھ سے جاری ہی حرمت النسا نے کہا اس بیرحم بے مروت نے بے گناہ مجھے مارکر اس
کو پہونچایا اسنے کہا تو نے کوئی حرکت بیہودہ کی ہوگی جس سے اس [illegible] حرمت النسا نے کہا نا ہرا کوئی
نے ایسی حرکت نہین کی البتہ مین شراب زبردستی پلاتی تھی اسنے مارا وہ تجھ حرامزادی جیسی تو نے حرکت بد
ویسی سزا پائی مین نے تجھے اس جوان کے پاس اسی واسطے بھیجا تھا کہ ایسا امر کرے چل دور ہو سامنے سے
[illegible] بار دگر مین نے تجھے اس باغ مین دیکھا تو ایسی [illegible] کاری کرونگی کہ یاد کریگی حرمت النسا جلد سے

آئی تھی چپکی چلی گئی یہ نازنین مع جام صراحی مرصع نگار شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای جوان ذیشان مین نہایت خوش ہوئی کہ تمنے اُس قحبہ کو اس گستاخی کی سزا دی جب بی بی خود موجود ہو پھر کنیز کو اپنے دل نعمت کیطرف نظر بد سے دیکھنا نہ چاہیے بیت

من انیک بہ پیش تو استادہ ام	تن و جان روحش تبو دادہ ام

شاہزادہ نے فرمایا ای نیک بخت تیرا یہ خیال خام ہی مجھے کیون دم دیتی ہی مین تیرے لایق کار نہین ہون اور جو تو مجھ پر سبقت کریگی تو مین اُس کنیز سے زیادہ تیرا حال بدکرونگا اُسنے کہا ای جوان عالی شان میرا نام عزت ہی اور مجھے تم ایسی ذلت سے جواب صاف دیتے ہو مصرع

بہر کار ما تابع ہادی ایم	بہر چیز فرمان کنی راضی ایم

مین ایک مدت سے آپکی ملاقات کی مشتاق تھی اور بمجرد آپکی خبر تشریف آوری سنکے باغ مین آئی ورنہ میرا یہان کیا کام تھا شاہزادہ خاموش ہو رہا کچھ جواب ندیا عزت النسا بھی بعد دو ساعت کے چلی گئی اور جو جواب وسوال اُن نازنینون اور شاہزادے سے ہوئے تھے ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار وغیرہ نے سُنے آخر ایک اور نازنین خورشید جبین چہاردہ سالہ نہایت خوبصورت باغ سے آئی اور اُسنے از سرتا پا شاہزادہ کی بلائین لین بعد اسکے عرض کیا ای شاہزادہ عاشق تن اگر آپکو باور ہو تو مین کچھ عرض کردن شاہزادہ نے بنگاہ مست اسکو دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ کیا کہتی ہی اُسنے کہا کہ مین عورت بیوہ کی دختر ہون اور آگے مین کافر تھی اتفاقاً کل رات کو مین نے عالم خواب مین حضور کو دیکھا اور آپنے مجھے دولت اسلام عنایت فرمائی بعد اسکے اپنے عقد مین لائے اور وہ دونون عورتین جو پہلے آئین تھین وہ قسم شیاطین سے تھین اور اُنکو منظور تھا کہ مین محروم رہون اپنے حق کو نہ پہونچون بارے خداوند کریم نے خبر کی کہ آپ اُنکے دام مکر مین گرفتار نہوے ورنہ حق حقدار کو نہ پہونچتا اب مین اسی واسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہون شاہزادہ کا دل بھی اُسکے کلمات شیرین و پر افسون پر مائل ہوا مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ ایسا نہو اسیقدر التفات پر کوئی بلاے ارضی و سماوی نازل ہو آخر خاموش ہوکے سو رہا وہ بیچاری بھی مایوس و غمگین وہان سے چلی گئی ناگاہ شام کے وقت چند کنیزین بلباس پر تکلف باغ مین آئین اور اُنھون نے شاہزادہ سے کہا ای شہریار دولت مدار آفرین ہزار آفرین کہ آپ کسی کنیز و خواص سے مختلط نہین ہوئے جب ہی تو آپ کے مزاج کا استقلال ہماری ملکہ کو نہایت پسند آیا اور دل و جان سے آپ پر عاشق ہو گئی ہین اب وہ خود بدولت و اقبال یہان تشریف لاتی ہین خبردار حضور کوئی کلمہ خلاف مزاج اُنکے نفرمایئے گا ورنہ آپ سے دل اشتیاق منزل انکا جیسا کہ شگفتہ ہی اُس سے زیادہ بیزار ہو جائیگا اور

نادرہ رازدار سے کہا ہی نادرہ سنتی ہی حکیم صاحب نے اس مقام کا نام تو کچھ اور ہی بتلایا تھا نادرہ رازدار نے کہا
فقط مقام الامتحان نام ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اس مقام کو قحبہ آباد خطاب دیا جاے تو بہتر ہی اسواسطے
کہ ایک سے ایک بڑھکر قحبہ فاحشہ چلی آتی ہی اور کسی عورت کو جسنے باغیرت و شرم نہین دیکھا اور خوبی اُن حرامزادیون
کی سنو کہ جو آتی ہی وہ شاہزادہ کو وصل کی بشارت دیا کرتی ہی نہین معلوم کہ وہ معشوقہ شاہزادہ کی کون ہی نادرہ رازدار
نے کہا کہ یہ سب سکھاتی ہین اور شاہزادہ کو فریب دیتی ہین دیکھیے اب بعد ایک ساعت کے حکم حکیم صاحب کا پہونچا
چاہتا ہی کہ شاہزادہ سے صفائی کرلو کیونکہ تحقیق قرار واقعی شاہزادہ کا استقلال مزاج دیکھ لیا اور اب جسقدر کہ
مدارج امتحان تھے وہ بھی طی ہوگئے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا تو دیوانی ہوئی ہی زبان کو لگام دے اور ہوش
مین آ اگر خدانخواستہ حکیم صاحب میری نسبت ایسا حکم دینگے تو اسی وقت مین اپنے کو ہلاک کرونگی کیا تو نے
مجھے بھی باغ کی عورتون مین سمجھ لیا ہی نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن افروز کو افروختہ مزاج دیکھکے خوب ہنسی اور چپکے رہی

اب شاہزادہ معزالدین کا حال سنیے

کہ وہ بحال خود حیران تھا اور دل مین کہتا تھا یا الٰہی این گل دیگر شگفت یہ خواصین جو مجھے مژدۂ وصل دیتی ہین معلوم
نہین کہ وہ کون محبوبہ میری ہی اور ایک نظر دیکھنا چاہیے لیکن اکثر خواصین صورت آشنا معلوم ہوتی ہین غرضکہ تمام باغ
کو اُن خواصون نے پاک و صاف کیا اور پانی حوض کا بدلا ناگاہ جلوس شاہانہ نظر آیا اور بعد جلوس کے ایک
نازنین ماہ پیکر تخت زرنگار پر سوار سامنے نمایاں ہوئی شاہزادہ کو بھی خودبخود اشتیاق دید پیدا ہوا کہ وہی خواص
گرتی پڑتی شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا اے شہریار مشتاق لقاے دیدار معشوقہ طرحدار خبردار ہو ملکہ تشریف لاتی ہین
شاہزادہ نے فرمایا کہ تجھے بھی تو معلوم ہو کہ میری معشوقہ کون ہی اُس خواص نے کہا وہ ملکہ آفاق ہی جسکے سبب منزل
خاص سے نکالے گئے اس عرصہ مین وہ نازنین تخت نشین بھی قریب آ پہونچی شاہزادہ نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ
صبح دلکشا یعنی ملکہ ظلمہ آفتاب ہی شاہزادہ کو نہایت تعجب ہوا اور دل مین کہا کہ خدایا ملکہ صبح دلکشا یہان کہان
شاید ملکہ نوبہار گلشن افروز نے صلح قبول نہ کی اسواسطے ملکہ صبح دلکشا کو حکیم صاحب نے میرے پاس بھیجا ہی یہان
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو ملکہ صبح دلکشا کو دیکھا نادرہ رازدار سے پوچھا کیون نادرہ رازدار ملکہ صبح دلکشا
یہان قحبہ خانہ مین کسطرح آئی نادرہ رازدار نے کہا جب آپ کسی طرح سے شہزادے سے راضی نہین تو حکیم صاحب نے لاچار ہوکر
تمھارے عوض ملکہ صبح دلکشا کو بھیجا ہی اب آپکو اب خاموش رہنا لازم ہی کسی امر مین اب دخل دینا مناسب نہین ہی ملکہ
نوبہار گلشن افروز کا یہ سنکے چہرہ متغیر ہوگیا اور ضبط نہوسکا فوراً کہا کہ میری پاپوش دخل دیتی ہی خدا کرے یہ بیچاری
شاہزادہ معزالدین کے وصل سے کامیاب ہو کیونکہ یہ پردہ قاف سے بڑی کوشش اور سفارش سے یہانتک

پہنچی اور شاہزادہ کی بھی بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے آرزوے دلی برآویگی اور میرا بھی شبہہ برطرف ہوجائیگا ایسا
وقت تخلیہ کا پھر کاہیکو ہاتھ آئیگا لیکن یاد رہی رکھنا کہ بعد ختم امتحان ملکہ صبح دلکشا کو اس بیحیائی کی حرکت سے زندہ
مین رکھونگی سبحان اللہ میری بہن ہوکر ایسی بے شرم و بے حیا ہی خدا اس ناشدنی کو زمین کا پیوند کرے کہ پھر مین اسکی
صورت نہ دیکھون ملکہ نوبہار گلشن افروز کا جب نادرہ رازدار نے ایسا غضب کیا ایک قہقہہ مارا ملکہ نوبہار گلشن افروز
کو کمال ناگوار معلوم ہوا اور کہا قسم ہی خدا کی کہ مین تجھے اپنا دوست جانتی تھی لیکن خندہ بےمحل سے یہ معلوم ہوا کہ تو
میری دشمن جانی ہی اور نہین تو مجھے مسخرا بنایا نادرہ رازدار نے کہا ملکہ صبح دلکشا کے حق مین فرماتی ہو کہ مین زندہ
نہین رکھنے کی اُسکے ساتھ مجھے بھی اپنے ہاتھ سے سزا دو اسواسطے کہ مین ملکہ صبح دلکشا کے حال پر ہنسی ای ملکہ اسے کو
آپ عقلمند جانتی ہین مگر میرے نزدیک ابھی بچپنے کے حرکات مزاج عالی سے نہین گئے یہ خیال فرمایئے کہ ملکہ صبح دلکشا
کہان اور یہ مقام کہان یہ سب صورتین خیالی و طلسمی ہین کہ جو بزور علم سیمیا یہان ظاہر ہوتی ہین اس بیان سے نادرہ ازدار
کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خاطر جمع ہوئی اور فرمایا بخدا میرے خیال مین یہ نہ آیا تھا بلکہ مین اسکو حقیقت سمجھی تھی
مجھے ایک طرح کا ایسا خیال آیا کہ طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی نادرہ رازدار نے کہا ہان صاحب رشک جہان مین
عجیب بلا ہی یہان شاہزادہ نے جو ملکہ صبح دلکشا کی صورت دیکھی محبت دیرینہ نے دل مین جوش کھایا اور خیال آیا
کہ استقبال کرنا چاہیے مگر خوف نادرہ رازدار ایسا غالب ہوا کہ چپ ہو رہا اور اسم پڑھنے لگا ملکہ صبح دلکشا حوض
کے کنارے فرش پر بیٹھی اور شاہزادہ کی طرف مطلق التفات نہ کیا مگر کبھی کبھی دزدیدہ نظر سے شاہزادہ کی طرف
دیکھ لیتی تھی جب شاہزادہ کی طرف سے سبقت نہوئی تب ایک خواص خاص کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اسنے
سلام شوق ملکہ صبح دلکشا کی طرف سے کہا اور کہا کہ ہماری ملکہ نے فرمایا ہی کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ جس
مکان مین ہم قید طلسم کے سبب سے مجبور محض تھے وہان تو آپ ہمارے حال پر مہربان تھے اور اب جو یہ صحبت
میسر آئی تو آپ بالکل بیگانہ ہوگئے اور اسقدر بے التفاتی کو کام فرمایا کہ گویا صورت آشنا بھی
نہ تھے ہم تو مشتوق ہوکر بشوق تمام محض آپکی ملاقات کے واسطے یہان آئے ہین اور آپ ہمارے پاس تشریف
نہین لاتے معلوم ہوتا ہی کہ آپکو ہمارا باغ مین آنا ناگوار ہوا یہی بے التفاتی کا باعث ہی شاہزادہ نے
فرمایا میری طرف سے جواب دینا کہ واقعی تمنے اس خاکسار کے حال پر کمال مہربانی فرمائی لیکن مین اسوقت
اسم پڑھتا ہون جبتک یہ اسم تمام نہین ہوتا میرا آنا نہین ہوسکتا بعد ختم اسم حاضر ہونگا اور واضح ہو کہ
نادرہ رازدار نے ایک اسم آیۃ الکرسی ہزار بار مع بسم اللہ شاہزادہ کو تعلیم کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر احیانًا
بھول جانا تو از سر نو پھر شروع کرنا یقین ہی کہ بہ برکت اس اسم پاک کے ہر آفت سے محفوظ رہوگے لیکن
بوقت شروع کرنے اسم پاک کے اکثر وسوسہ شیطانی سے نفس امارہ سرکشی کریگا خبردار تم اپنی جگہ سے

حرکت نہ کرنا جبتک کہ اسم ختم نہو اور دلکو مضبوط رکھنا اور بعد ختم موکل اسم تمکو یہان سے نجات دینگے غرض جب ملکہ صبح دلکشا
کو شاہزادہ کی طرف سے بھی جواب پہونچا ملکہ صبح دلکشا نے اسی خواص سے پھر کہلا بھیجا کہ تمام کرنا اسم کا سہل ہی لیکن آزردہ
کرنا ہمارے دل کا آئین محبت و اخلاص سے نہایت خلاف ہو شاہزادہ نے دل مین کہا یہ وہی ملکہ صبح دلکشا ہی
جسکی وجہ سے آجتک بلاے ناگہانی مین مبتلا ہون ایسا نہو کہ اس پیام وسلام سے کوئی بلاے تازہ مین پھر گرفتار
ہو جاؤن پس اس جگہ سے نقل و حرکت نکرنا چاہیے لیکن خواہش نفس یہی کہتی تھی کہ ایسا وقت فرصت پھر کسکو آئیگا
اور اسطرف ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار تماشا دیکھ رہی تھین اور جب کوئی حرکت شاہزادہ کی ملکہ
کو ناگوار ہوتی تھی اسوقت نادرہ رازدار ملکہ کو سمجھا دیتی تھی کہ اے ملکہ عالم یہ حرکت شاہزادہ کی فقط قوت شہوانی کے
سبب سے ہی اور منشا اسکا ہوس ہی اور ہوس کا مقام نفس امارہ ہی اور جب کوئی حرکت انکار و پرہیز کی سرزد
ہوتی تھی اسوقت نادرہ راز ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہتی تھی کہ یہ قوت روحانی ہی جسکا مبدا عشق ہی اور مقام
عشق دل ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ راز کے کہنے سے خاموش ہو رہتی تھی اور وہ لال خاطر اقدس سے دور ہو جاتا
تھا قصہ کوتاہ ملکہ صبح دلکشا نے ہرچند پیام محبت آمیز بھیجے مگر شاہزادہ نے بخوف نادرہ رازدار جواب دیا
جب ملکہ صبح دلکشا نے دیکھا کہ شاہزادہ پیام سلام سے رجوع نہین ہوتا پریزادان خوش رو کو حکم دیا کہ اگر تمکو
کوئی نقل عجیب و حکایت غریب عشق و عاشقی کے مقدمہ مین یاد ہو تو ہمارے سامنے بیان کرو ہم تمہاری قدر سے
زیادہ انعام دینگے ان پریزادون مین ایک پریزاد شعبدہ پری سیر کردہ تھی اسنے عرض کیا کہ اے ملکۂ آفاق یہ
کنیز حسب الحکم عالی ایسی ایک نقل رنگین حضور کے سامنے بیان کرتی ہی کہ آپنے کبھی نہ سنی ہو لیکن ایک
شرط ہی اگر آپ قبول فرماوین ملکہ صبح دلکشا نے کہا وہ شرط کیا ہی اسنے کہا کہ مین نقل مین آپ کو بھی شریک
کرونگی ایسا نہو کہ اسوقت طبع مبارک مین کسی طرح کا خیال اور گذرے کہ یہ کنیز کیسی حرکت گستاخانہ سے پیش
آئی اور حضور اس سے انکار فرماوین ملکہ صبح دلکشا نے کہا نہین خاطر جمع رکھ جو تو کہیگی مین کرونگی شاہزادہ نے
کبھی یہ سنا کہا دیکھے کیا تماشا ہو شعبدہ پری نے کہا اے ملکہ آفاق مین آپ سے عرض کیے دیتی ہون تاکہ حضور
وقت پر انکار نہ فرماوین کسواسطے کہ ہمارے استاد نے کہا ہی کہ یہ نقل کسی ایسے بادشاہ کے آگے کرنا کہ جسکے
قول و فعل کا اعتبار ہو ورنہ درصورت دیگر یا وہ نقل وہنر اس نقال سے سلب ہو جائیگا اور یا وہ نقل کرنے والا
کسی بلاے سخت مین مبتلا ہوگا ملکہ صبح دلکشا نے کہا بس اب تو ناحق اندیشناک ہی ہمنے تو اقرار ہی کر لیا
بعد اس قول و اقرار کے شعبدہ پری نے ایک شہر چین بنایا اور باشندے بھی فرض کیے اور
انکی شکلین طرح طرح کی بنائین بعد اسکے اس شہر چین کا ایک بادشاہ قرار دیا اسی طرح
امرا و وزرا مقرر کیے

ل بادشاہ چین کی کرمقام الامتحان مین شعبدہ پری نے شاہزادہ معزالدین
نصرت قرین اور ملکہ صبح دلکشا کے روبرو بیان کی

زراو بان سخن پروراین چنین مرویست کرافتخار سخن بہتر از زیادہ رویست

ی زمانہ مین ایک بادشاہ فغفور چین تھا اوسکے دو بھتیجے سلطنت تھے ایک ناصر اور دوسرا نصیر اور آن
شیون مین باہم ایسا ربط واتحاد تھا کہ دونون بھائی حقیقی معلوم ہوتے تھے مگر خدا کی قدرت کاملہ سے
دونون لاولد تھے اور شب وروز دہ رنج وصدمۂ اولاد مین گرفتار رہتے تھے ایک روز اُنھون نے
صیدگاہ سلطانی مین واسطے شکار کے اجازت مانگی بادشاہ نے دس روز کی رخصت فرمائی ناصر ونصیر

ازصبح تا شام شکار کھیلتے تھے اور رات کو کسی درخت کے سایہ مین آرام کرتے تھے اسی طرح ایک روز شکار کھیلتے ہوے دور نکل گئے وہان ایک چشمہ نہایت شیرین و صاف نظر آیا اور وہ صحرا نہایت فرحت افزا و پر بہار تھا کیونکہ جہانتک نظر کام کرتی تھی بجز اشجار گل و ثمر کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا ناصر ونصیر دونون وہین خیمہ زن ہوے اور کباب شکار کے اپنے ہاتھ سے تیار کیے ناگاہ نظر انکی ایک درخت پر گئی دیکھا کہ قریب چشمہ کے ایک درخت پر ایک جانور نے کہ اُسے حرل کہتے ہین بچے دیے ہین اور وہ اپنے بچون کو دانہ بھرا رہا ہو یہ دونون بھائی اُسکے دانہ بھرانے کا تماشا دیکھ رہے تھے اور وہ جانور چلا جاتا تھا اور دانہ کہا کر پھر آتا تھا اور اپنے بچون کو بھراتا تھا اس عرصہ مین ایک اور جانور اُس سے قوی تر آیا اور اُسنے اس جانور بچہ دار سے زبردستی وہ طعمہ چھین لیا اس اثنا مین ایک اور جانور اُس جانور سے بھی زبردست آیا اور اُسنے جانور دوم سے چھین لیا اس رد و بدل مین وہ طعمہ زمین پر گر پڑا یہ جانور اوّل بچہ دار کہ اسی امر کا منتظر تھا اور بمشکل تمام آزوقہ واسطے بچون کے لایا تھا وہ طعمہ لیکے چلا گیا اور اپنے بچون کو دیا ناصر ونصیر کو اس حرکت سے جانور کی بے اختیار رقت قلب حاصل ہوئی اور ایک آہ کی نصیر نے ناصر سے کہا ای بھائی تمنے دیکھا کہ یہ جانور ضعیف الخلقت کس محبت سے بچون کے واسطے طعمہ لایا اور آپ رات بھر بھوکا رہا اس سے معلوم ہوا کہ محبت فرزندی عجیب نعمت خدا داد ہی افسوس ہی کہ ہم اس نعمت سے بے نصیب رہے ناصر نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اتفاقاً اسوقت ایک فقیر باکمال بزرگ صورت تشریف لایا مگر ناصر ونصیر اپنے حال مین ایسے بے خبر تھے کہ اُس درویش کی طرف متوجہ نہوے وہ درویش کہ عارف خدا تھا اُنکے درد باطنی سے آگاہ ہوگیا اور اُسنے کہا سبحان اللہ فرزند موہوم کا رنج اسقدر تمکو ہی کہ تمھارے ہوش بجا نہین ہین کہ تم اپنے برادر موجود کی تواضع و تعظیم کا کچھ خیال کرو ناصر ونصیر نے جب یہ کلمہ فقیر سے سنا پس یقین کامل ہوا کہ یہ درویش باکمال ہی آخر اُنھون نے اپنا عذر تقصیر کیا اور ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا ای خدا آگاہ ہمکو آپکی عنایت و افضال خدا سے سارے جہان کی دولت میسر ہو لیکن دولت اولاد سے دامن خالی ہی اس رنج والم سے کوئی دم خالی نہین فقیر صاحب نے ایک اسم اُن دونون کو علیحدہ ترکیب سے تعلیم کیا اور فرمایا اس اسم کو اس تعداد سے اکیس روز متواتر پڑھو اور ہر شب اپنی اپنی بی بیون سے ہم بستر ہو انشاء اللہ تعالیٰ ساتوین روز فرزند دراز عمر کا تمھارے یہان نطفہ منعقد ہوگا شعبدہ پری نے ہر جگہ موقع محل سے مع نقشہ اشارتاً و کنایتاً یون ادا کیا یعنی اُن جانورون کی صورت اور طعمہ کا نقشہ بنایا اور اُن دونون بھائیون کی صورت اور درویش سے ملنا اور کہنا غرض سب بعینہ معرکہ دیکھا دیا اسواسطے کہ اُنکو قدرت تھی جسکی چاہین صورت بن جائین برخلاف انسان کے کہ انکو یہ قدرت نہین ہی اور فقیر نے قبل از ولادت نام کو بھی بتا دیا کہ بیٹا ہو تو اختر نام رکھنا اور بیٹی ہو تو کوکب نام رکھنا اور درویش رخصت ہوگیا اور بر وقت رخصت کہا کہ اگر خدا نے چاہا

پھر کبھی ہمارا پھرنا ہوگا ہرچند کہ ناصر و نصیر نے درویش سے بہائی کو کہا لیکن درویش نے قبول نہ کیا اور چلا گیا ناصر
نصیر بھی اپنے مکان چلے آئے اور حسب ارشاد فقیر عمل مین لائے قدرت کاملہ خداے تعالی کو دیکھنا چاہیے کہ ناصر کے
ان لڑکا پیدا ہوا اُسنے نام اُسکا حسب ہدایت اختر رکھا اور نصیر کے یہان لڑکی پیدا ہوئی اُسنے اسکا نام کوکب
رکھا اور ناصر و نصیر کی بیبیون مین رابطہ اتحاد زیادہ تھا ایک روز آپس مین کہا کہ اگر یہ دونون جی بچے تو ہم آپسمین
انکا عقد کردینگے آخر ایک روز اُنکے قبائل مین شادی تھی لہذا دونون عورتین مع بچون کے وہان مہمان گئین حسب اتفاق
کوکب و اختر دونون کی دایہ دونون کو لیے تھین اور آپسمین کچھ باتین کررہی تھین دونون بچے بھی باہم مخاطب
ہوگئے دونون کو ہر ایک کی دایہ نے گود سے اتار دیا ان دونون بچون مین ایسی باتین محبت کی ہوئین
سب دیکھنے والے محو حیرت ہوگئے یعنی ایک نے دوسرے کے گلے مین باہین ڈالدین اور اختر کوکب کو
گلے سے لگا کے پیار کرنے لگا اور کوکب بھی اختر کے مُنھ سے مُنھ ملنے لگی اور آپسمین دونون خوب خوش ہوئے
دونون دایہ دیر تک تماشا انکی محبت کا اور آپس کے اختلاط کا دیکھا کین اور دونون لڑکون کی ماؤن سے
اس امر کی اطلاع کی اختر کہ اُسکی مان کا نام شاقیہ خاتون تھا اور کوکب کی مان نبیرہ خاتون دونون
وہان آئین اور اُنھون نے بھی وہی تماشا اپنی آنکھ سے دیکھا تمام محلسرا مین جہان کہ یہ مہمان تھین اس بات
کا چرچہ ہوا دایون نے اُن دونون کو جب جدا کیا وہ دونون ایسے روئے کہ جسکی حد نہین اور کسی صورت سے
چپ نہوتے تھے جب ناچار پھر دونون کو ایک جا کیا تو چپ ہوگئے یہ خبر ناصر و نصیر کو بھی پہونچی اُنھون نے
اختر و کوکب کو بلا کے بچشم خود دیکھا نصیر نے ناصر سے کہا ای بھائی اب مناسب یہی ہو کہ ان دونون کی
نسبت کردیوین ناصر نے کہا بہت خوب ارشاد ہوا یہی مناسب ہو الغرض اختر و کوکب جب دو برس
کے ہوے نصیر و ناصر کو خبر ہوئی کہ وہی درویش جنکا نام شاہ الہام تھا تشریف شریف لائے ہین بس بمجرد
سُننے اس خبر کے دونون بھائی یعنی نصیر و ناصر حاضر خدمت شاہ صاحب ہوئے اور باہم دونون کی
محبت وارتباط کی خبر شاہ صاحب سے بیان کی شاہ صاحب نے یہ حال سُنکے فرمایا کہ تیرہ برس سے اکیس برس تک
طالع مین کوکب بیچاری کے ایک ستارہ سخت ایسا ہو کہ کیا عجب کہ وہ بیچاری کسی وبال مین گرفتار ہو جاوے
اور یقین ہو کہ سب عزیز و اقارب بھی کوکب کے ساتھ گرفتار ہون اور اختر کہ دوست صادق ہو یہ آوارہ دشت و دیار
در بدر ہوگا لیکن وہ ایسے بادشاہ ذی شان کی ملازمت پیدا کریگا جسکے ملک مین آفتاب و ماہتاب کا مطلق دخل
نہوگا اُس بادشاہ سے کوکب کے علاج کی درخواست کرے تو البتہ اس تدبیر سے کوکب اپنی ماہیت اصلی پر
آجائیگی ورنہ اور کوئی شکل اُسکی زیست کی نہین ہو ناصر و نصیر فقیر صاحب کے اس رمز کو نہ سمجھے لیکن اس مضمون
کو بطور معما کے لکھ لیا اور وہ تعویذ بنا کے کوکب کے گلے مین ڈال دیا اور اپکی مرتبہ شاہ صاحب کو یہ دونون بھائی

شہر مین لائے اور دعوت بڑے تکلف سے کی اور ان بچون کا حال شاہ صاحب نے بھی دیکھا اور فرمایا خیر تقدیر الٰہی سے کیا چارہ کہ پھر دہ نہین ہوسکتی مجبوری ہی بعد اسکے دونون کے حق مین دعا ے خیر کر کے روانہ ہوگئے الغرض اختر و کوکب کو بغیر دیکھے ایک دوسرے کے قرار و آرام نہ تھا اُنکے والدین نے حکم دیا کہ دونون بچے ایک ہی جا رہ کے پرورش پائین آخر شدہ شدہ ان بچون کی محبت کا حال بادشاہ کو بھی معلوم ہوا شاہ فغفور نے دونون کو اپنے پاس بلایا اور دونون کا آپسمین اختلاط وارتباط دیکھا اور تا دیر یہی تماشا دیکھا کیا جب دونون لڑکے پندرہ برس کے ہوئے بادشاہ اور ناصر و نصیر نے تیاری شادی کی کی چونکہ شہر چین مین یہ ضابطہ تھا کہ عروس و داماد تا صیغہ نکاح رو پوش رہتے تھے اسواسطے اختر و کوکب مین چالیس روز تک جدائی رہی ان ایام مفارقت مین نہایت تکلیف و بیقراری ہوئی لیکن رسم شہر سے کیا چارہ تھا دونون نے دم نہ مارا شعبدہ نے اپنے علم و فعل سے ایک کو اختر قرار دیا اور دوسرے کو کوکب بنایا اسی طرح ناصر و نصیر وغیرہ ارکان مقرر ہوے شاہزادہ معز الدین حیرت زدہ قصہ کو سُن رہا تھا اور ایسا تماشا نظر آیا تھا کہ جسطرح کتاب مین لکھتے ہین او ربمقام بمقام تصویرین ہوتی ہین الغرض جب شعبدہ پری یہان تک قصہ بیان کر چکی ملکہ صبح دلکشا نے کہا ای شعبدہ پری جو ملک کوہ قاف مین تو لپسند کریگی ہین تجھے دونگی حقیقت مین یہ تو نے طرفہ نقل بیان کی اور اس کیفیت سے بیان کی کہ نقل کو اصل کر دیا شعبدہ پری نے کہا قربانت شوم چالیس روز تک کوکب و اختر جدا رہے باوجودیکہ بعد عقد ہوا صلت باہمی یقینی تھی لیکن کسی صورت سے قرار نہ تھا بلکہ ہر روز رقعہ بازی ہوا کرتی تھی اُسپر بھی رات و دن گریہ وزاری آہ بیقراری مین بسر ہوتی تھی آخر وہ چالیس روز کہ بمنزلہ چالیس ہزار برس کے ہوگئے تھے بمشکل تمام ختم ہوئے اور اکتالیسوین رات کو اختر واسطے نکاح کے بطور شاہانہ سوار ہو کر محفل عقد مین پہونچا اور عروس کو بھی مستورات محل برائے غسل حمام مین لے گئین بعد ایک لمحہ کے پردہ غیب سے ایک آواز ایسی خوفناک و مہیب آئی کہ سب بیہوش ہوگئین جب ہوش آیا اور اپنی صورت کو عروس نے آئینہ مین دیکھا تو کیا دیکھتی ہو کہ وہ چہرہ جو مثل آفتاب کے روشن و منور تھا گردن تک اسقدر سیاہ ہوگیا کہ آنکھ سے دیکھا نہین جاتا اس حادثہ جانکاہ اور واقعہ ہوش ربا سے تمام محل مین دھوم ہوگئی نبیرہ خاتون کوکب کی مان سینہ و سر پیٹتی ہوئی وہان آئی اور اُسنے جو کوکب کو روسیاہ دیکھا زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگی کوکب نے کہا اے والدہ صاحبہ اس آہ وزاری سے کیا حاصل بظاہر میری زندگی ابھی تک تھی اب افسوس نہ کیجیے کیونکہ اب میرا بغیر ہلاکت کوئی علاج نہین ہو میری طرف سے اختر بلاکش و مصیبت زدہ کو کہدینا کہ تجھے خداوند کریم مہر رحمت فرمائے جو اُسکی مشیت مین تھا وہ ہوا ہمارے تمھارے وصل مقدر نہ تھا بلکہ میری تقدیر مین سودہ الماس کھا کر مرجانا تھا نبیرہ خاتون نے وہ ریزہ ہاے الماس کوکب کے ہاتھ سے چھین لیے اور کہا اے فرزند اس حرام موت سے کیا فائدہ تم اب تقدیر پر اپنی شاکر رہو جو خدا سے قدیر نے مقدر کیا ہوگا وہ ضرور ہوگا کوکب نے کہا اے والدہ مہربان

پ ہی انصاف فرمائین کہ اب تک تو ہمنے اس حسن وجمال سے بسر کی اور اب کس صورت مکروہ سے بین اختر کے گھر
بائون حالانکہ اختر بلحاظ وشرم کچھ نہ کہیگا لیکن باطن کا حال خدا ہی کو ظاہر ہی اس صورت بین تکو مانع ہلاکت ہونا
۔چاہیے اس سے کوکب کی وہ محفل عروس ماتم سرا ہوگئی اور کوئی زن ومرد ایسا نہ تھا جو روتا نہوا اختر نے جو یہ
خبر وحشت اثر سنی گریبان تا بہ دامن چاک کیا اور اسقدر رو یا کہ بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو والدین سے
کہا خیر تقدیر الٰہی سے کیا چارہ بین اس امر کا شکر کرتا ہون کہ کوکب زندہ وسلامت تو ہی دوسرے ناموس جلال
جس شکل وہیئت کی خدا نے عطا فرمائی بہر کیف تسلیم کرنا چاہیے جب کوکب نے یہ تقریر اختر سنی کہا کہ اختر بلاشبہہ میرا
محب ہی مجھ سے پرہیز و نفرت نکریگا لیکن بین اپنے دل کا کیا علاج کرون کہ وہ تو سسرال ہی مجھے اپنے گھر بین
بھی تو اس صورت سے زندہ رہنا منظور نہیں ہی جب فرصت پاؤنگی بلا تکلف زہر کھا کر مرجاؤنگی اس عرصہ مین نصیم
کو قول شاہ الہام کا یاد آیا اور اُسنے وہ تعویذ گلے سے کوکب کے کھول کے دیکھا تو اسمین لکھا تھا کہ فلان سال اور
فلان روز اور فلان وقت کوکب کے طالع کو ایسا افتراق ہوگا کہ تمام چہرہ اُسکا تا بہ گردن سیاہ مطلق ہو جائیگا کہ
ہر ایک کو اسکی صورت سے کراہت آئیگی لیکن اُس وقت جو دوست روحانی ومحب جانی کوکب کا ہو وہ شہر بشہر
ودیار بدیار آوارہ وسرگردان پھرے رفتہ رفتہ ایسے کسی بادشاہ کے شہر بین وارد ہوگا کہ جسکے کشور بین نام آفتاب
اہتاب کا دخل نہوگا اُس بادشاہ کی خدمت بین حاضر ہوکر حال کوکب کا بیان کرے بادشاہ التماس اُسکا منظور کریگا اور
حکم دیگا کہ کوکب کو ہمارے پاس لے آؤ کہ ہم کوکب کی صورت اپنی آنکھ سے دیکھ لیں اختر وکوکب بالاتفاق بادشا
کے پاس جائین اور جبکہ مشتری برج حوت بین ہوا اور زہرہ برج سرطان بین وہ بادشاہ خود عریان ہوکر ایک حوض بین غسل
کرے اور اختر وکوکب سے کہے کہ میرے سامنے کنارے حوض کے باہم صحبت کرو اختر وکوکب کو چاہیے کہ حسب الحکم
بادشاہ کے عمل بین لاوین بادشاہ عین صحبت بین تین مرتبہ اپنی کلی کا پانی چہرہ پر کوکب کے زور سے مارے پس فوراً
اس حرکت سے یقین ہی کہ کوکب اپنی صورت اصلی پر آجاوے اور اثر افتراق مطلق باقی نرہے غرض جب مضمون
تعویذ تمام اہل محفل نے سنا قاضی نے کہا یارو قول شاہ صاحب کا مسلم الثبوت ہی لیکن یہ فہم بین نہین آتا وہ کونسا
ملک ہی جسمین آفتاب وماہتاب کا دخل نہو حاضرین نے کہا ہان ہملوگ بھی نہ سمجھے کہ یہ کیا بات ہی شعبدہ پری نے
کہا صورت اس نقل کی ملکہ صبح دلکشا اور شاہزادہ کے موافق ہی شاہزادہ کا محویت سے یہ حال تھا کہ اسم کا پڑھنا
بھول گیا تھا اور کوکب کی حالت بد پر آب دیدہ ہوا کہ افسوس یک آن واحد بین کیا تھا کیا ہو گیا بعد اسکے شعبدہ پری
نے عرض کیا اے ملکۂ آفاق جب اختر مصیبت زدہ مضمون رقعہ سے آگاہ ہوا اُسنے وہ کاغذ اپنے خسر سے لے لیا اور کہا
اے پدر والا قدر آپ اپنی بیٹی سے تین برس کی رخصت مجھے دلوا دیجیے تا کہ بین ایک بار تمام جہان بین تلاش کر کے
نقیر صاحب کے نوشتہ کو نوشتۂ تقدیر سمجھ کے عمل کرون اس عرصہ بین اگر مقصد دلی بر آیا فہو المراد ورنہ میری غیبت

مین کوکب کو اپنی زیست و مرگ کا اختیار رہی ماں باپ نے کوکب کو بہزار منت و سماجت راضی کیا کہ تجھے تین برس صبر کرنا ضرور ہی خدا نے چاہا تو اختر کوئی صورت تمھاری تندرستی کی ضرور پیدا کریگا جب فغفور چین نے یہ سُنا کہ اختر سفر کو جایا چاہتا ہی نصیر و ناصر کو بلاکر کہا ہمنے سُنا ہی کہ اختر سفر کو جاتا ہی ناصر نے عرض کیا اے شہریار غلام کو رنج کوکب کا تھا اب دوسرا رنج اختر کا بھی پیدا ہوا اب دیکھیے اختر زندہ بھی پھرتا ہی یا نہین شاہ چین نے حکم دیا کہ اُن بادشاہون کے نام کی فہرست ہمکو دو جو کہ ہمارے ہمسر ہین دیکھین اس نام کا کوئی بادشاہ ہی یا نہین متصدیون نے حسب الحکم سلاطین کی فہرست بادشاہ کی خدمت مین گذرانی لیکن کچھ حصول مطلب نہوا ایک روز اختر پوشیدہ شکار کے بہانہ سے شہر سے نکلکے ایک سمت روانہ ہوا قصہ کوتاہ کوہ و دشت مین آوارہ پھرتا ہوا چلا جاتا تھا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کہان جائینگے اوّل صدمۂ جدائی احباب وطن دوسرے مفارقت معشوق نازک بدن کے سبب سے اپنے ہوش مین نہ تھا آخر بعد قطع مراحل و طے منازل کے ایک قافلہ مین پہونچا اور گھوڑا بھی مشقت رفتار سے بغیر آب و دانہ کے ہلاک ہوگیا باوجود اور صدمات کے زیادہ پیادہ پائی کا صدمہ تھا یہ اختر پریشان و سرگردان ایک خیمہ کے دروازہ پر تھک کر بیٹھ گیا صاحب خیمہ نے کہ ایک مرد رحم دل و خداترس تھا حال اختر ابتر دیکھا اپنے پاس بلاکر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی اور تیرے نالہ اور فریاد کی کیا وجہ ہی اختر نے کہا مین اپنے حال زار پر اسوجہ سے روتا ہون کہ تمام خویش و اقارب سے مفارقت نصیب ہوئی اور پیادہ پائی سے نہایت تکلیف ہی اُس مرد نے جسکا رحمن نام تھا اختر کی ساری کیفیت خواجہ اکرام قافلہ باشی کے روبرو بیان کی خواجہ باشی نے اختر کو بکمال اعزاز و عزت اپنے پاس رکھا اختر خواجہ اکرام کی عنایت و شفقت اپنے حق مین ایک امر غیبی سمجھا اور اس سبب سے رفاقت خواجہ کی قبول کی کہ تجار لوگ ملک در ملک تجارت کرتے ہین کیا عجب ہی کہ کسی ملک مین میرا مطلب بھی بر آوے آخر بعد ایک سال کے خواجہ اکرام چین سے ملک ختن پہونچا اور وہان خواجہ اکرام سے ایک سوداگر خواجہ ہرساق سے ملاقات ہوئی اور ہرساق کو اُن دنون مین سفر ممالک خاور درپیش تھا اختر نے خواجہ اکرام سے کہا اے خواجہ مین ہرساق کے ساتھ ممالک خاور کو جاؤنگا آپ بخوشی دل مجھے رخصت فرمائیے خواجہ اکرام نے کہا اے جوان ناحق سرگردان ہوتا ہی خاص مطلب اپنا ہمسے بیان کر ہم اسی شہر مین تیرا بندوبست کردینگے اختر نے کہا اے خواجہ بزرگ تم میری سفارش کردو بس یہی آپکی عنایت ہی خواجہ اکرام نے خواجہ ہرساق سے اختر کی سفارش کی اور ہاتھ اختر کا ہرساق کے ہاتھ مین دیا خواجہ ہرساق بعد دو مہینہ کے ایک شہر مین پہونچا جسکو افق خاوران کہتے تھے اختر نے وہ شہر نہایت آباد و خوش و خرم دیکھا مگر بادشاہ شہر ایک ملک فائق شاہ قضائے الٰہی سے مرگیا تھا چونکہ کوئی وارث سلطنت بجز ایک نا کتخدا ملکہ سحر سیما کے نہ تھا ارکان دولت نے ملکہ سحر سیما کو

روشن ضمیر سلطان خطاب دیکر تخت پر بٹھا دیا مگر یہ بات تمام ممالک ختا ومین مشہور تھی کہ ملکہ سحر سما کو علم قیافہ مین
کمال دخل ہی غرض جسوقت اختر شہر افق مین آیا خود طبیعت شگفتہ ہوئی اور دل نے گواہی دی کہ یہان ضرور سراغ
مطلب میرا یہان سے ملجائیگا آخر دوسرے روز سیر بازار کو نکلا اور ہر ایک اہل شہر سے پوچھا کہ یہان بادشاہ کے
کشور مین آفتاب و ماہتاب کا دخل نہوا یا کوئی بادشاہ اس نام کا ہی ہر ایک نے جواب دیا ہم مطلقًا نہین سمجھے
شدہ شدہ یہ خبر روشن ضمیر سلطان کو بھی پہونچی کہ ایک سوداگر ممالک ختن سے تازہ وارد شہر ہوا ہی چونکہ بادشاہ کو
تحائف ملک ختن سے کمال شوق تھا خواجہ ہر ساق کو اپنے پاس دربار مین بلایا اور تمام اسباب تجارت دیکھا
ناگاہ ملکہ سحر سما کی بھی نظر اختر پر پڑی اور عرصہ تک بغور دیکھا کی بعد ازان وقت رخصت خواجہ ہر ساق سے
فرمایا اے خواجہ تم اپنے مکان کو جاؤ ہم اس جوان کو دو چار ساعت کے بعد رخصت کرینگے جب خواجہ ہر ساق رخصت ہوا
ملکہ نے اختر کو ایک مکان خلوت مین بلایا اور فرمایا اے جوان ہمین تیرے قیافہ سے دریافت ہوتا ہی کہ تو کسی مصیبت مین گرفتار
ہی اور کسی امید و توقع پر تو نے اپنا تخت و سلطنت ترک کیا ہی اگر یہ ہمارا گمان سچ ہی تو حقیقت اپنی ہمسے بیان کر اختر نے
باچشم گریان وسینہ بریان تمام سرگذشت ملکہ کی خدمت مین بیان کی ملکہ سحر سما نے بعد سننے اس حال کے فرمایا اے
جوان اصل مین وہ بادشاہ مین ہون یعنی اصل نام میرا سحر ہی اور کشور سحر مین آفتاب و ماہتاب کا دخل غیر ممکن ہی بہر حال
چند ملازم معتمد تیرے ہمراہ کیے دیتی ہون شہر ختن مین جاکر اپنی منکوحہ کو ہمارے پاس لے آ خدا کے فضل سے مدعا تیرا
بوجہ حسن و خوبی کے حاصل ہوگا دوسرے تمھارے ضمن مطلب مین میرا بھی ایک کام ہی ملکہ صبح دلکشا نے پوچھا
اے شعبدہ پری ملکہ سحر سما کا کیا مطلب ہی شعبدہ پری نے عرض کیا اے ملکہ آفاق ملکہ سحر سما نے خواب مین ایک
شاہزادہ مغرب کو دیکھا ہی اور وہ اسیر عاشق و فریفتہ ہی اور ادھر شاہزادہ مغرب بھی کسی وجہ سے ملکہ سحر سما
پر عاشق ہو کر اپنے وطن سے اسکے جذبہ عشق مین نکل گیا ہی اور سارے جہان مین آوارہ پھرتا ہوا ہزار دقت و
جانفشانی اسی سال شہر افق مین پہونچا جس سال کہ اختر و کوکب شہر افق مین پہونچے تھے ہرچند کہ سراغ معشوقہ
کا شہر افق مین ملا لیکن بوجہ سقیم الحال ہونے کے کوئی صورت ملاقات کی بہم نہ پہونچی اور ملکہ سحر سما کو اپنے
عاشق کے آنے کی خبر نہوئی لیکن بقدرت کاملہ خداوند قدیر اسی درویش یعنی شاہ الہام نے کہ جسکی دعا سے ناصر و نصیر
کے یہان فرزند پیدا ہوے تھے عالم واقعہ مین ملکہ سحر سما کو بشارت دی کہ جب اختر و کوکب تمھارے ملک مین
آ پہونچینگے اسی زمانہ مین شاہزادہ مغرب بھی یہان ضرور آئیگا بس یہی وجہ تھی جو ملکہ سحر سما نے اختر کو تاکید کی
کہ اپنی بی بی کو جلد ہمارے پاس لاؤ ملکہ سحر سما کو یقین واثق تھا کہ کوکب کے ساتھ شاہزادہ مغرب بھی یہان
ضرور آئیگا القصہ ملکہ سحر سما کی راست بیانی پر اختر کو یقین ہوا اور وہ شہر ختن مین آیا بعد ازان اسنے ناصر
و نصیر اور مغفورہ کے روبرو حال گذشتہ اپنا بیان کیا آخرکار چند روز کے بعد اختر کوکب کو لے کے

شہر افق کی جانب روانہ ہوا ناصر ونصیر بھی اپنے فرزند کے ہمراہ ہوئے فغفور نے ایک محبت نامہ یعنی خط اشتیاقیہ روشن ضمیر سلطان یعنی ملکہ سحر سما کو اس مضمون کا لکھا کہ اختر وکوکب ہمارے فرزند خاص تمھارے پاس پہونچے ہین تم براہ مہربانی جسقدر کہ انکی پاس داری کروگے گویا وہ احسان ہمپر کیا الغرض چند روز مین یہ قافلہ بعد طی مسافت وقطع مراحل شہر افق مین داخل ہوا

ای ملکۂ عالم اب حال فرخندہ فال ملکہ سحر سما یعنی روشن ضمیر سلطان کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جس روز اختر وکوکب وغیرہ اہالیان ختن شہر افق مین پہونچے اس روز ملکہ سحر سما نقاب افگندہ واسطے شکار کے گئی تھی اور عقب مین ایک زخمی ہرن کے گھوڑا ڈالے ہوئے بے تحاشا چلی جاتی تھی قضائے کار روا تفاق روزگار راہ مین ملکہ سحر سما نے ایک جوان حسین وخوش جمال کو دیکھا کہ کنارہ ایک چشمہ کے بیٹھا ہی لیکن ایسا ضعیف و ناتوان ہی کہ فقط پوست واستخوان باقی ہین اور قریب بہلاکت ہی ملکہ سحر سما نے جب قریب سے دیکھا خود بخود دل ملکہ کا ایسا مضطرب وبیقرار ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے غرض بہزار دشواری ضبط کیا اور قریب آکے پوچھا ای جوان ناکام تو کون ہی کہ خاص اس شکارگاہ سلطانی مین بے خوف وخطر بیٹھا ہی شاید تجھے اپنی جان عزیز نہین ہی اسنے جواب دیا کہ ای نقابدار ورانحالیکہ مین خود بادشاہ کا شکار نیم جان ہون تو میرا خاص مسکن ضرور شکارگاہ ہی لیکن تو مجھے ظاہرا بادشاہ کا مقرب معلوم ہوتا ہی اگر تو واقعی مقربان شاہی سے ہی تو میری طرف سے خدمت شاہ مین عرض کرنا کہ ایک بیچارہ خانمان آوارہ کنارہ چشمہ شکارگاہ بچشم خون بار یہ عرض کرتا ہی کہ برای خدا

گاہے از خاک فرت مرہم بزخم ما بہ بند	ایچنین بگذار یارا یا رہا کن یا بہ بند

ملکہ سحر سما نے کہا ای گدای مفلوک بادشاہ اس کلام گستاخانہ سے تجھے اور تجھے زندہ نہ رکھیگا شاہزادہ مغرب نے کہا زندہ کو ہلاک کرتے ہین مین تو خود کشتہ ہون مجھے ہلاک کرنے کی کیا حاجت ہی ملکہ سحر سما نے کہا اول تو صاف صاف حال زار اپنا بیان کرتا کہ ہمارے فہم مین آوے ورنہ ہم کیا حال تیرا بیان کرینگے شاہزادہ مغرب نے تمام حال از ابتدا تا انتہا اپنے ملکہ سحر سما کی تصویر دیکھکر عاشق ہونا اور نکلنا جوش وحشت مین اپنے ملک سے اور آوارہ پھرنا بالتصریح بیان کیا ملکہ سحر سما یہ سنکے اپنے لشکر مین چلی آئی لیکن یہ سمجھ گئی کہ میرا عاشق ہی مگر شاہزادہ مغرب کو اصلا معلوم نہوا کہ یہ خود ملکہ تھی یا کوئی ملازم شاہ تھا جب شعبدہ پری نے نقل یہانتک بیان کی ملکہ صبح دلکشا نے کہا ای شعبدہ پری اور تو نے سب بیان کیا لیکن شاہزادہ مغرب کا نام کیون نہ لیا کسو اسطے پوشیدہ رکھا شعبدہ پری نے کہا ای ملکہ عالم سچ تو یہ ہی کہ نام شاہزادہ مغرب کا مین خود بھول گئی مجھے یاد نہین ہی لیکن تصویر اسکی میرے پاس موجود ہی بروقت ختم نقل کے خدمت مین حاضر کرونگی ملکہ صبح دلکشا نے کہا پھر کیا ہوا شعبدہ پری

نے عرض کیا اے ملکہ جسوقت ملکہ سحر سما محل مین تشریف لائی ناظر کو حکم دیا کہ ایک جوان اس صورت کا کنارہ چشمہ شکار گاہ
زیر درخت بیٹھا ہے اسکو شہر مین لاکر حمام کراؤ اور پوشاک مکلف پہناؤ علاوہ اسکے اسکی خاطر و مدارات مین کمی نہ کرنا بعد
اسکے جب ہم بلائین ہمارے پاس لے آنا خواجہ سرا حسب الحکم شاہزادہ مغرب کو شہر مین لایا اور ایک مکان پاکیزہ مین
مہمان رکھا دوسرے روز ناصر و نصیر وغیرہ بھی پہونچے اور ملازمت شاہ حاصل کی اور نامہ شفقت و رحمت پیش کیا
سلطان روشن ضمیر نے بعد ملاحظہ کرنے اس خط کے فرمایا اے اختر مین روز جمعہ کو ساعت اول زہرہ مین تمہاری
خاطر سے خلوت خانہ کے حوض مین برہنہ ہوکر غسل کرونگی لیکن پہلے تجھے مجھ سے صیغہ برادری متکلم کرنا ضرور ہے جیسے
شب دلہن عروس کو ہم صحبت اکثر دیکھتی ہین قصہ کوتاہ جمعہ کو بعد پڑھنے صیغہ برادری در خلوت اختر و کوکب گئے
ملکہ سحر سما نے اندر بلایا قضارا خواجہ سرا نے شاہزادہ مغرب کو بھی اسی خلوت خانہ کی طرف ایک مکان مین فروکش
کیا تھا جہان بادشاہ یعنی ملکہ سحر سما نے اپنے لعاب دہن سے سیاہی کوکب کی دور کرنا چاہی تھی بلکہ ایک دروازہ
خلوت خانہ کی طرف بھی تھا اسوقت شاہزادہ مغرب کو خود بخود خیال آیا کہ دروازہ کی درازسے دیکھین کیا معاملہ
درپیش ہے جب شعبدہ پری نے یہ نقل بیان کی اور شکلین کوکب و اختر اور ناصر و نصیر کی بعینہ عالم تقلیب مین دکھائین
شاہزادہ معز الدین اسوقت اسطرح محو حیرت تھا کہ اسم خوانی بھی بھولا نادرہ رازدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا بھی یہی حال تھا جاننا چاہیے کہ وہ بھی بحیرت اس نقل کو سن رہی تھین الغرض بعد بیان کرنے اس جملہ کے شعبدہ پری
نے ملکہ صبح دلکشا سے کہا اے ملکہ عالم اب وقت ایفاے وعدہ کا آگیا ملکہ صبح دلکشا نے کہا کہ اب مجھکو کیا کرنا چاہیے
شعبدہ پری نے کہا آپ برہنہ ہوکر حوض مین غسل کرین بعد ازان تین بار پانی کلی کا کوکب جن کے چہرہ پر چھڑکیے کہ
احتراق اسکا رفع ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے شعبدہ پری یہ حرکت مجھ سے نہوگی اور جو کچھ کہو کرونگی لیکن برہنہ ہوکر
غسل نہین کرنے کی شعبدہ پری نے کہا خیر مرضی تمھاری لیکن قصہ ناقص رہا بلکہ اس بدعہدی سے خدانخواستہ
کوئی آفت آسمانی تمھارے اور ہم مقلدون کے سر پر ضرور نازل ہوگی راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ معز الدین نے
شروع قصہ مین یہ عزم کیا تھا کہ اگر اختر و کوکب اپنے مدعاے دل کو پہونچینگے تو مین بھی ملکہ
صبح دلکشا سے ضرور کام دل حاصل کرونگا آخر اسی خیال مین ملکہ صبح دلکشا سے فرمایا اے ملکہ
جو عہد و اقرار آپسمین ہے وہ بہرکیف ایفا کرنا چاہیے ملکہ صبح دلکشا نے کچھ جواب نہ دیا
شعبدہ پری نے کہا اے ملکہ آفاق اب توقف بہتر نہین جلد تر لباس اوتار کر حوض
مین غسل کرو تاکہ یہ نقل تمام ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا خیر مین تیرے کہنے سے برہنہ
ہونگی لیکن اول بیان کرکہ حالت اصلی پر ہوجانا کوکب کا آب مضمضہ سے ملکہ سحر سما کے
اور حاصل ہونا اختر کے مقصد دلی کا اور پہونچنا اختر کا مع کوکب کے دوبارہ شہر افق مین ملکہ سحر سما

کے پاس اور وارد ہونا شاہزادۂ مغرب کا جو ملکہ سحر سما کے عشق مین سرشار تھا اُسی زمانہ مین یہ کیا معاملہ ہوا اور ملکہ سحر سما
نے کس وجہ سے حال زار پر اختر کے توجہ کی شعبدہ پری نے کہا ای ملکہ آفاق جب فایق شاہ ملکہ سحر سما کے باپ
نے قضا کی اور یہ بادشاہ ہوئی اور آتش عشق شاہزادۂ مغرب کی سینہ مین ملکہ سحر سما کے مدت مدید سے پوشیدہ تھی
اور دل وجگر کو جلائے دیتی تھی یہانتک کہ کاروبار سلطنت سے بیکار کر دیا تھا آخر مجبور ہوکر ملکہ نے منجمون کو جو علم
نجوم مین یکتا ے روزگار تھے بلایا اور تخلیہ مین اُنسے حال اضطرابی دل بیان کیا اور کہا کہ خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا منجمون نے
زایچہ کرکے حال دریافت کیا کہا ای ملکہ آفاق ہمین آثار کواکب سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک زمانہ مین ایک مرد اختر نام
ساکنان ملک چین سے اپنی زوجہ کو ہمراہ لیے بغرض صحت دوبارہ آپکے پاس آئیگا اُنھین ایام مین شاہزادہ مغرب بھی
ضرور داخل شہر ہوگا بلکہ معلوم ایسا ہوتا ہی کہ اختر کا اور آپکا کام ایک ہی روز ہوگا ملکہ سحر سما نے فرمایا کہ اگر اختر
آیا بھی تو میرے پاس کیون آویگا اور مجھ سے کسطرح ملاقات کریگا اور مجھکو کیونکر دریافت ہوگا کہ وہ آیا ہی اور میری
دعا کا وقت آیا ہی منجمون نے عرض کیا ہان ہمین ایسا کچھ معلوم ہوتا ہی کہ اختر کا مطلب آپ سے متعلق ہی بدون آپکے
حصول مطلب اختر کا بالکل غیر ممکن ہی اگر حکم ہو تو ہم ایک تعویذ ایسا تیار کرین کہ بغیر حصول ملازمت آپکے کسی طرح
کام اختر کا نہ نکلے ملکہ سحر سما نے کہا کہ اچھا بہتر ہی کسواسطے کہ یہ باعث نام آوری کا بھی ہوگا دوسرے تمام اہل چین
ہمارے معتقد بھی ہونگے اور ہمارا احسان بھی مانینگے منجمون نے حسب الحکم ملکہ سحر سما بزور علم پہلے نام اختر کی زوجہ کا
اور عارضہ اُسکا دریافت کیا بعد ازان علاج اُسکا معلوم کیا کہ پانی سے ملکہ سحر سما کلی کرین پس یہ حقیقت ہی جو کہ گذارش کی ہی
اب حضور کو بھی کوکب مصنوعی پر کلی کرنا مناسب ہی کہ محترق کو صحت ہو راوی کہتا ہی کہ ما حصل اس فعل کا یہ تھا
کہ شاہزادہ کے سامنے ملکہ صبح دلکشا برہنہ ہوکہ عالم مستی مین شاہزادہ کو تاب ضبط نرہے مثل اندھون کے
ملکہ صبح دلکشا پر جا پڑے القصہ پہلے تو ملکہ صبح دلکشا باندازِ معشوقانہ ناز و نخرے اور عذر بہانے کرتی رہی جب
خوب تکرار کر چکی حیلہ و حوالہ کے بعد آخر لباس اُتار کر حوض مین داخل ہوئی اور تمام بال سر کے پریشان کیے شاہزادہ
معزالدین نے جو ملکہ صبح دلکشا کو برہنہ دیکھا اور جسم بلورین مثل آئینہ کے صاف نظر آیا شاہزادہ معزالدین
بے چین ہوا اور جوش مستی ایسا غالب ہوا کہ آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا لیکن خوف نادرہ رازدار کا ایسا غالب تھا
کہ دم نہ مارا اور برکت اسم پاک کے تحمل کیا ورنہ مثل شیر وشکر کے آمیز ہو جاتا اُدھر ملکہ صبح دلکشا بھی حوض مین
عجیب عجیب طرح کی حرکت کر رہی تھی کہ انسان تو کیا اگر فرشتہ ہوتا تو وہ بھی اُسکے قریب مین آجاتا اور طرفہ امر یہ تھا
کہ اختر کوکب سے صحبت داری کر رہا تھا اسوجہ سے بیقراری شاہزادہ معزالدین کو ہلاک کیے ڈالتی تھی آخر ملکہ
صبح دلکشا نے کلیان کوکب پر اُسی حال مین ڈالین وہ سیاہی چہرہ سے کوکب کے دفع ہوگئی اور اپنی ہیئت
اصلی پر آگئی بعد اسکے شعبدہ پری سے ملکہ صبح دلکشا نے کہا ای شعبدہ پری تو نے کیفیت شاہزادہ مغرب

کی بیان نہین کی شعبدہ پری نے کہا ای ملکہ عالم انجام کار شاہزادہ مغرب اور ملکہ سحر سما کا یہ ہوا اگر گوش ہوش سنیئے
لیکن ایک شرط سے مین بیان کرونگی ملکہ صبح دلکشا نے کہا وہ شرط کیا ہی شعبدہ پری نے کہا ای ملکہ آفاق یہ تصویر
شاہزادہ مغرب کی میرے پاس موجود ہی اسے آپ سینے سے لگا لیجیے اور رخسارہ تصویر پر اپنے رخسارہ کو رکھیے
اور اسکی پیشانی نورانی پر بوسے دیجیے ملکہ صبح دلکشا نے کہا دیوانی ہوئی ہی ہوش مین آ کے بات کیا کر اب مین
اس نقل بے اصل کے شوق مین خصوص اس شاہزادہ کے سامنے جانے واسطے مین پردہ قاف سے آئی ہون ایک مرد
نامحرم کی تصویر کو سینہ سے لگاؤن اور بوسے لون یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا اور مجھ سے ایسی توقع کبھی نہ رکھنا شعبدہ پری
نے کہا آپ غصہ نہون یہ حرکت واہیات سے ہی علاوہ برین تصویر کو سینہ سے لگانا کچھ عیب کی بات نہین ہی
غرضکہ پہلے ملکہ صبح دلکشا نے خوب بنظر غور تصویر کو شاہزادہ مغرب کی دیکھا بعد از ان سینہ سے لگایا و رخسارہ سے
منہ خوب ملا یا شاہزادہ کو یہ حرکت ملکہ صبح دلکشا کی ناگوار معلوم ہوئی اور کہا اس عورت نے کسی مرد شکیل
خوش جمال کی تصویر دیکھی ہی اس سبب سے فریفتہ ہوگئی ہمارا استلزام خیال نہ رہا اس اثنا مین ملکہ صبح دلکشا وہ تصویر
ہاتھ مین لیے ہوئے شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای شہریار تم بھی دیکھو کہ یہ تصویر کس شاہزادہ کی ہی شاہزادہ
وہ تصویر بعینہ اپنی دیکھکے حیران ہوگیا اور فرمایا واہ مین کہا اور یہ تصویر کہا ملکہ صبح دلکشا نے کہا آپ کیون حیران
ہین خداوند کریم نے میری مواصلت آپ سے روز ازل سے مقرر کی ہی اور یہی وجہ میری اور تمھاری یہان ایک جگہ
وارد ہونے کی ہی ورنہ میرا یہان کیا کام تھا جو مین پردہ قاف سے آتی یہ باغ عیش خلوت خانہ ہی کوئی یہان دوسرا
مخل نہین ہی بے تکلف آرزوے دل مشتاق نکالو اور لطف زندگی حاصل کرو مجھے آپ سے کسیطرح کا عذر نہین شاہزادہ
نے جب ملکہ صبح دلکشا سے جو باتین محبت کی سنین دل مین خیال کیا کہ یہ نازنین سچ کہتی ہی اور مقصد دلی لطف زندگی
حاصل کرو یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ ایک آواز غیبی مہیب و خوفناک کان مین آئی کہ ای جوان ناکام خبردار اگر
کسی فعل کا خیال بھی دل مین آیا تو تمام عمر ندامت و انفعال مین گرفتار رہیگا اور کسی صورت سے صفائی نہین
ہوگی اور علاوہ اسکے وہ اسم الٰہی بھی تمنے تمام نہین کیا بلکہ ہر در و دیوار سے اس آیہ و لقد ہمت بہ و ہم بہا لولا ان
رای برہان ربہ کی صدا متواتر صاف آتی ہی شاہزادہ بمجرد سننے اس آواز کے ایسا خائف ہوا کہ پھر ملکہ صبح دلکشا
کی طرف نظر بھی نہ کی ملکہ صبح دلکشا نے دیکھا کہ یہ تدبیر بھی کارگر نہوئی اپنی خواصون سے ایسا ایک اشارہ کیا کہ وہ
دفعتاً منتشر ہوگئین جسطرح کوئی آفت نازل ہونیوالی ہو اور سب سراسیمہ و پریشان ہو جائین شاہزادہ نے ایک
خواص سے پوچھا کہ تم پر کیا ایسی آفت آئی کہ جو تم سب متفرق ہوگئین خواص نے کہا ای شہریار والا تبار ہمارا حال
پراختلال نہ پوچھیے ہم فقط آپکی برکت قدم مبارک سے اس مصیبت سخت مین گرفتار ہوے اور اب بجز مرگ کے
کوئی صورت نجات کی نظر نہین آتی حضور ہماری ملکہ بیچاری کہ جسکے پسینہ پر جان کو قربان کرین وہ چند ساعت

ہین ہلاک ہوا چاہتی ہی کاش آپ باغ مین تشریف نہ لائے ہوتے اور اگر آپ آئے بھی تھے تو ہماری ملکہ کو خبر نہوتی
ہوتی تو خوب تھا اور خوبی تقدیر یہ کہ جس امر کے واسطے آپ نے تکلیف شاقہ اپنے اوپر گوارہ کی وہ
بھی نہوا شاہزادہ نے فرمایا صاف صاف بیان کر کہ سمجھ مین آوے یعنی کیا کام ہی وہ جو نہوا اور کس امر مین ہین بے مروت
ہون خواصون نے کہا ای شہریار اصل امر یہ ہی کہ جب ملکہ صبح دلکشا پوشیدہ حضور کی ملاقات کو باغ مین آئی
کسی جاسوس نے یہان کی صحبت کا مفصل حال ملکہ کے والد بزرگوار یعنی ملک خاورشاہ سے کہدیا ملک
خاورشاہ بمجرد خبر پانے کے شعلہ آتش ہوگیا اور خود آیا چاہتا ہی اس سبب سے ہم لوگون کو نہایت ہراس
ہی اور ملکہ کو بھی اسقدر اضطراب ہی کہ قابل بیان نہین اور کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا کیا عجب ہی کہ خاورشاہ
یہان پہونچتے ہی ملکہ اور خواصون کو قتل کرے شاہزادہ نے فرمایا آخر تمنے بجاے خود کیا تجویز کیا وہ بولین کہ
امر ہی اگر حضور ورد اسم الہی کو واسطے ایک لمحہ کے موقوف کرین اور ہماری ملکہ کو بغل مین لیلین اسواسطے کہ ایسے
وقت نازک کا قطع کرنا جائز ہی چہ جائیکہ وظیفہ بعد اسکے خاورشاہ سے فرما دیجیے گا کہ ای سفاک ہر چند کہ ملکہ صبح دلکشا
مجھ سے معتقد ہوگئی لیکن ہنوز کوئی حرکت خلاف وضع ایسی سرزد نہین ہوئی کہ جسکے عوض یہ مظلومہ قتل کیجائے
پھر کس علت مین اس بے گناہ کا خون اپنی گردن پر لیتا ہی چونکہ آپ کائنات طلسم مین محترم ہین یقین ہی کہ آپکی وجہ
سے خاورشاہ سمجھ جائیگا اور قتل سے ہم لوگون کے باز آئیگا شاہزادہ نے اشارہ سے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو مین
موافق تمھارے ملک خاورشاہ کو ضرور سمجھا دونگا لیکن اسوقت خوف سے آواز غیبی کے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ بجز
اسم خوانی کے کسی طرف مخاطب نہوتا تھا ناگاہ سامان جلوس سلطنت نہایت انتظام و احتشام سے باغ مین داخل
ہوا شاہزادہ نے دیکھا کہ چوبدار وغیرہ عصاے جواہر نگار و مرصع کار ہاتھون مین لیے ہوئے چلے آتے ہین اور
ہزارہا شاطر و عیار گرد و پیش ایک تخت یاقوت نگار کے کہ اسپر ایک بادشاہ عالی وقار سوار ہی باہتمام دورباش آرہے
ہین لیکن بادشاہ کی پیشانی سے ایسا خشم و غضب ظاہر تھا کہ خدا کی پناہ ملکہ صبح دلکشا نے جو ملک خاورشاہ
کو دیکھا حیران و پریشان ہوکر ہر طرف باغ مین گوشہ عافیت تلاش کرنے لگی اس اثنا مین تخت بادشاہ کا
صحن باغ مین رکھا گیا بادشاہ نے باواز بلند و مہیب شاطرون کو حکم دیا کہ اس گیسو بریدہ ناشدنی کو جلد
ہمارے پاس باندھ کر لاؤ چند نفر شاطر ملکہ صبح دلکشا کو کمال ذلت و خواری سے کشان کشان بادشاہ کے سامنے
لے گئے بادشاہ نے ایک طپانچہ اس زور سے ملکہ صبح دلکشا کے مارا کہ خون اسکے رخسار نازنین سے جاری ہو
اور چاہتا تھا کہ خنجر سے سر اسکا جدا کردے ملکہ صبح دلکشا نے باواز دردناک فریاد کی کہ ای شاہزادہ [illegible]
سنگدل و بے رحم مین فقط تمھاری محبت مین مفت قتل ہوتی ہون براے خدا مجھے اس ظالم اظلم سے بچا شاہزادہ
چونکہ رحیم المزاج تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ ملکہ صبح دلکشا میرے عقد مین داخل ہوگی بس بے اختیار آتش غیرت

سینہ مین مشتعل ہوئی اور اسم بھی تمام ہوگیا تھا الغرض حسب درخواست خواصون کے ملک خاورشاہ کو تہدید کرنا
چاہتا تھا کہ پھر ایک آواز پہلے سے بھی زیادہ مہیب نزدیک سے آئی بلکہ شاہزادہ کو گمان ہوا کہ کوئی شخص پشت
سے میرے کہتا ہو کہ او غافل خبردار اپنی جگہ سے حرکت نکرنا شاہزادہ نے پیچھے پھر کے دیکھا کہ ایک مرد سرخ چشم قد دراز
شمشیر خون چکان ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا ہی اور آنکھین اسکی مثل مشعل روشن ہین اور [illegible] ہوئے گردن مین
پڑے ہوئے ہیبت سے دیکھ رہا ہی آخر ایک تلوار اس مرد خونخوار نے ملکہ صبح دلکشا کے ایسی ماری کہ سر اسکا
دھڑ سے گر پڑا اور دریائے خون اس معرکہ مین جاری ہوا بعد اسکے ملک خاورشاہ کو بھی قتل کیا اور جسقدر
زن و مرد وہان تھے سب مار ڈالے گئے اور وہ مرد قاتل بھی غائب ہوگیا اسوقت (بیت) [illegible] تودۂ طوفان بپا
مین تھا کہ زمین و آسمان نظر آتا تھا شاہزادہ بسبب مشاہدہ کرنے اس حادثہ عجیب و غریب کے تمام رات
بیہوش رہا جب ہوش آیا تو اُن مقتولون کی لاش کا نشان نہ معلوم ہوا اور اپنے تئین ایک باغ مین کہ
نمونہ فردوس تھا پایا وہان دیکھا کہ ایک جوان رعنا صاحب حسن و جمال بلباس [illegible] بیٹھا ہی اسنے باادب
تمام شاہزادہ والا مقام کو سلام کیا شاہزادہ نے بعد جواب سلام پوچھا اے عزیز تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہی
اسنے کہا اے شہریار با وقار مبارک ہو کہ آپ مقام الامتحان مین محفوظ و سلامت رہے اور کوئی حرکت بے اعتنائی
کی تمسے ظہور مین نہ آئی اب انشاء اللہ تعالے کام آپ کا درست ہو جائیگا اور مین اس باغ کا داروغہ
ہون نام میرا شکیلیون ہی اور یہ مکان ریاض نشاط ہی شاہزادہ نے فرمایا اے شکیلیون عجب حیرت کی
بات ہی کہ ابھی تو ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا کہ قتل عام ہوا اور پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نہین شکیلیون نے کہا جو کچھ
تماشا آپ نے مقام الامتحان مین دیکھا وہ ایک شعبدہ تھا اسکی کچھ اصل نتھی فقط آپکے ڈرانے کے واسطے
یہ معرکہ آرائی تھی ورنہ ملکہ صبح دلکشا کہان اور مقام الامتحان کہان وہ اس قدر و منزلت کی پریزاد نہین کہ
باین بے شرمی حضور کے پاس باغ مین آئے بلکہ وہ ایسی عالی دماغ و نازک مزاج عورت ہی کہ کسی غیر عورت
سے بات نہین کرتی نہ کہ مرد نامحرم کے آگے ننگی ہوکر حوض مین غسل کرتی بس یہ کام پریزادان شعبدہ باز کا ہی
جو خاص اسی کام کے لیے خلق ہوئی ہین اور ہر طرح انسان کو فریب دیتی ہین اگر آپ اسم پاک سے ایک
لحظہ بھی غافل ہوتے تو خواہ مخواہ آپ فریب مین آجاتے خصوصاً آخر مین کہ جو ملکہ صبح دلکشا نے مصنوعی نے
آپ سے سفارش چاہی تھی اور آپ بھی ملک خاورشاہ سے سوال و جواب کو مستعد ہوگئے تھے اسمین آپکا کچھ
قصور نہین اسواسطے کہ جو رحیم الطبع ہوگا اُسے ضرور ہی خیال آویگا بلکہ دوسرے کو مبتلائے مصیبت دیکھ کے
بیچین ہو جائیگا علاوہ اسکے آپ کو ایک طرح کی محبت باطنی بھی مقتضی اس امر کی تھی کہ آپ سفارش
خاورشاہ سے ملکہ صبح دلکشا کی ضرور کرتے لیکن سفارش مین یہ خرابی واقع ہوتی کہ جو جاسوس ملکہ

نوبہار گلشن افروز کی طرف سے پوشیدہ نگران تھے وہ اسی وقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اطلاع کرتے اور تمام عمر اصلاح مزاج ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کسی طرح ممکن نہوتی خیر طالع اقبال آپکا مددگار تھا اور دعوت اسم پاک بھی تمام ہوگئی تھی جو صبر اسمٰعیل موکل نے آپکو محفوظ رکھا اور ان شعبدہ بازون کو سزاے معقول دی اور وہ آواز مہیب اسی موکل کی تھی جسکے خوف سے آپ بیہوش ہوگئے اور مین اسی حالت بیہوشی مین آپکو یہان لے آیا اب جبتک کوئی حکم نہ آوے آپ یہان بعیش و آرام بسر کیجیے اور مین آپکی خدمت کیواسطے موجود ہون شاہزادہ معز الدین یہ حقیقت ہوش ربا شکیبون سے سنکے شکر الٰہی بجا لایا

اب راوی نازک خیال شاہزادہ فرخ فال کو ریاض نشاط مین مشغول بعیش و آرام و محو سیر و تماشا رکھتا ہی اور حال ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بیان کرتا ہی

قصہ مختصر چوتھے روز صبح کو مقام الامتحان مین نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق شکر اس پروردگار عالم کا کہ جسنے مدارج آزمایش و امتحان کے نہایت خوبی سے طی کرا دیے اور آپنے بچشم خود ملاحظہ بھی فرمایا کہ شاہزادہ والا قدر کسقدر مستقل مزاج و ثابت قدم رہا وگرنہ انسان تو مرکب خطا و نسیان سے ہی اگر فرشتہ بھی ہوتا تو فریب مین شیاطین کے آجاتا اور اگر کسی عورت کی طرف کسی قدر مائل بھی ہوتا تو بیا قابل اعتماد نہ تھا کسواسطے کہ کیفیت طلسمی بہر صورت اپنی تاثیر کرتی ہی پھر شاہزادہ کا کیا قصور تھا غرض اب شاہزادہ کی خطا و تقصیر بھی معاف ہوگی یا نہ اور فرمودہ جناب حکیم صاحب بھی یہی ہی کہ بعد ختم امتحان شاہزادہ اپنے مکان کو چلا آوے مین اسی وجہ سے آپکی خدمت مین التماس کرتی ہون کہ اگر مرضی مبارک ہو تو شاہزادہ کو ہمراہ اپنے حکیم صاحب کی خدمت مین اسی حصہ باد پیما پر سوار کرکے شہر عرشیہ کو لے چلیے یقین ہی کہ حکیم صاحب آپکی اس بات سے نہایت خوش ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ ہمین شاہزادہ کو لیجانے سے کیا سروکار جسطرح سے کہ وہ مقام الامتحان مین آئے ہین اسی طرح چلے جائینگے دوسرے یہ کہ شاہزادہ کے ہمراہ اگر اتفاق سے کسی پریزاد نے دیکھ لیا تو وہ خدمت مین میرے باپ کے ضرور کہیگا پھر سخت مصیبت مین پڑونگی نادرہ رازدار نے کہا ورانحالیکہ تمہارے والدین نے حکیم صاحب کے سپرد کیا اور کہا کہ آپکو اختیار ہی اور حکیم صاحب نے شاہزادہ سے منسوب کرنے کو راضی کیا پھر کسی کا کیا خوف ہی یہ خیال آپکا بیجا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا سچ ہی لیکن اسطرح کی بے شرمی و بیحیائی لائق نہین ہی خیر جو امر تقدیری ہی وہ بہر حال ظہور مین آویگا نادرہ رازدار نے کہا مجھے یہ خیال ہی کہ شاہزاد یہان تنہا رہجائیگا آپ تو تشریف لیجائیے گا وہ کس طرح جا سکتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا جسنے یہان بھیجا ہی وہی اسکا محافظ بھی ہوگا نادرہ رازدار نے کہا شکر ہی خدا کا کہ اب شاہزادہ کی محبت نے آپ کے دل مین تاثیر

کی کہ اسے حفاظت مین جادوان شاہ کے دیتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ مین نے بات کا جواب جیسا کہ تمنے کہا تم جو چاہو سمجھو قصہ کوتاہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور اور پریزادین اسی تخت بادپیما پر سوار ہو اپنے محل مین پہونچین نادرہ رازدار دوسرے روز حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچین اور تمام کیفیات مقام الامتحان کی حکیم صاحب سے بیان کین حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار ہمکو وہان کا حال بخوبی معلوم ہی حاجت تمہارے بیان کی نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا قبلہ و کعبہ میرے نزدیک مصلحت وقت یہ ہی کہ حضور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بلا بھیجین اور دونون کے مزاج کی اصلاح ہو جاوے حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہمکو شاہزادہ کے باب مین گفتگو کرنا مناسب نہین ہی مگر تمکو ہماری طرف سے اجازت ہی ملکہ کا استمزاج مزاج لو دیکھو کہ ملکہ کیا جواب دیتی ہی نادرہ رازدار حسب الارشاد ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور کہا کہ اے ملکہ خوبان روزگار اب اس بیچارہ دل دادہ خاطر آشفتہ کا

مخمس

دیکھو اپنے مریض غم فرقت کو خدا را	ہونٹون پہ ہی دم اور وہ کوئی دم مین ہی مرتا
حسرت سے اسی شعر کو ہر وقت ہو پڑھتا	مردون کو جلا دیتے تھے اے رشک مسیحا

بیمار کو کیون اپنے تم اچھا نہین رکھتے

کیا شاہزادہ معز الدین کے حق مین کیا فرمایا تھا اب تو جھوٹ اور سچ کا بھی امتحان ہو گیا اب کیا عذر و بہانہ باقی ہی جو شاہزادہ کو اپنی محفل خاص مین بلاؤ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب ندیا نادرہ رازدار نے کہا کہ کیا ملکہ ابھی بھی راضی ہونے کی ہی اب شاہزادہ معز الدین کو بلائے لائق ہون اس گفتگو سے بعض خواصون سے جو زیادہ تر مقرب تھین اتفاق کیا حسب اتفاق اسی وقت ایک رقعہ سلطان روح الملک کے محل سے خفیہ نویس ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس مضمون کا لکھا کہ ایک روز ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک نے آپسے خود اپنی صحبت مین ذکر کرتی تھی کہ غمزہ و انداز ملکہ نوبہار گلشن افروز کے جامہ پر ختم ہی سبحان اللہ باطن مین تو شاہزادہ کو اسقدر چاہتی ہین کہ اگر خوف حکیم صاحب نہو تو ایک دم اپنے سے جدا نکرین اور بسبب ظاہر اس مسافر غریب الوطن مہمان کو ایسا پریشان و سرگردان کر رکھا ہی کہ وہ بیچارہ اپنی زندگی سے تنگ آگیا ہی حق یہ ہی کہ ہر شی کی ایک حد ہی مثل مشہور ہی مصرع جو خال حد سے زیادہ بڑھا وہ مسا ہوا ٭ انسان کو چاہیے کہ ایسا بھی دوسرے کو مجبور نکریے اور اسقدر حسن و جمال پر غرور و تکبر خوب نہین ہی نص فضلنا بعضکم علی بعض خدا وند ازل نے علی قدر مراتب ایک سے ایک حسین و خوبصورت پیدا کیا ہی بالفرض تم بادشاہ حسن ہو مگر مصرع اڑ جائینگے ہوا کیطرح دن بہار کے القصہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو جو ناطقہ روشن بیان سے ایک طرح کا ملال دلی تھا جیسا کہ خواجہ عنبر ناظر کی زبانی سنا تھا اب اس رقعہ کے دیکھنے سے زیادہ تر آزردہ ہوئی اور وجہ ملال کی یہ ہی کہ جب شاہزادہ معز الدین کا

عقد ناطقہ روشن بیان سے ظہورستان مین واقع ہوا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو نہایت ناگوار گذرا لیکن چونکہ بحکم حکیم صاحب کے ہوا تھا اسوجہ سے دم نہ مارا اگرچہ ملکہ صبح دلکشا بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خالہ زاد بہن تھی لیکن ہمرتبہ نہین تھی بلکہ ملازمون کے زمرہ مین تھی اور ناطقہ روشن بیان کے آبا و اجداد ارسطو کے وقت سے طلسم کے بادشاہ ہوتے آئے ہین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حکیم صاحب نے بنظر محبت آپ اپنے طلسم کا بادشاہ مقرر کیا بلکہ ایک نوع کی فضیلت سلطان روح الملک کو بھی ہی غرضکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب طعن و تشنیع رقعہ مین ناطقہ روشن بیان کے دیکھی زمین و آسمان نظر مین بسبب غصہ کے سیاہ ہوگیا اور اُسوقت بے اختیار یہ شعر زبان سے نکلا ؎

یا بے شراکت غیر با دلبر باشینم	یا با فراغ خاطر از مدعا نشینم

نادرہ رازدار نے اُسیوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کی آشفتہ مزاجی کا حال حکیم صاحب سے بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا ای نادرہ رازدار میری طرف سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو خوب سمجھا دینا کہ جو خطرہ تیرے دل مین ہی اُسکا نتیجہ بجز پریشانی یا ندامت کے کچھ نہین ہی اور مین قاعدہ پندرہ سو برس کا تمھاری محبت مین موقوف نہین کرسکتا یعنی نسبت ناطقہ روشن بیان کی شاہزادہ معزالدین سے معلم اوّل حکیم ارسطو مقرر کرگئے ہین اور تمھاری نسبت ہمنے قرار دی ہی فقط بنظر محبت فرزندی اور علاوہ اسکے تمھاری علین سعادت ہو کہ ایک عالی نسب سے منعقد کیجاؤ اب خبردار آگاہ ہوکہ اگر اب شاہزادہ سے بصلح و آشتی پیش نہ آؤگی تو واللہ ایسی حالت بدمین گرفتار ہوگی کہ تمام عمر ذایقہ اُسکا زبان پر آئیگا کیونکہ جب مشیت ایزدی مین شاہزادہ معزالدین کی تیرے ساتھ نسبت مقرر ہی تو پھر اس جہل و غرور سے کیا حاصل نادرہ رازدار وہان سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور اُسنے ارشاد حکیم صاحب سے آگاہ کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے غصہ ہوکے کہا کہ جس خدا نے پیدا کیا ہی اُسی کو ناپید کرنے کا بھی اختیار رہی عذر کیا چیز ہی اصل یہ ہی کہ ہمسے بے حقیقت بات کے واسطے جہنم قبول نہین کیا جاتا نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب سے ایسے کلام بیہودہ کہنا لائق نہین ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بس چپ رہ تجھے ہمارے سوال و جواب مین کیا مداخلت ہی نادرہ رازدار خاموش ہورہی پھر کچھ نہ کہا ملکہ نوبہار گلشن افروز ایک مکان خلوت مین چلی آئی اور اسی رنج والم مین تین روز خلوت خانہ سے باہر نہ نکلی

نکلنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کا واسطے شکار کے اور پہونچنا اُردوے قسمت مین اور بجبر عقد ہونا اُسکا شاہزادہ معزالدین سے اور آگاہ نہونا تا ہنگام

عقد ایک دوسرے کے حال سے

راوی گذارش کرتا ہی کہ روز چہارم ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اسی حالت برہمی طبیعت مین واسطے سواری شکار کے حکم دیا فردوسی

بفرمود تا رخش را زین کنند ۔ ہمہ دشت پر باز و شاہین کنند

الغرض بصورت انسانی جو باعتبار ولقد کرمنا بنی آدم بہترین و اشرف ترین مخلوقات سے ہی بلباس مردانہ رہنک مہیکی پیکر پہ سوار ہوکر شکارگاہ کی جانب روانہ ہوئی قدرت خدائے قادر و توانا سے جو صحرا کہ ہمیشہ صید شکار

سے آباد رہتا تھا اُس روز وہان وحوش وطیور کا نشان تک نظر نہ آیا ملکہ تمام روز ہر طرف شکار کی تلاش مین پھرتی رہی جب شام کا وقت ہوا کیا دیکھتی ہو کہ ایک ہرن جھول زربفتی پشت پر سنگوٹیان یاقوت نگار اور طلائی موتیون کا ہار گلے مین پاؤن مین گھنگرو چھم چھم کرتا ہوا صحرا مین چررہا ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بقصد گرفتاری عقب مین ہرن کے گھوڑا ڈالا ہرن نے مثل باد صرصر کے ایک طرف بیابان کی راہ لی ملکہ نے بھی گھوڑے کو ایسا دبایا کہ لشکر سے جدا ہوگئی یہانتک کہ جو پریزاد ہر وقت پروبال کا سایہ ملکہ کے سر پر رکھتی تھی وہ بھی پیچھے رہگئی ملکہ نوبہار گلشن افروز وہین خیز اخیز جلو ریز پیچھے ہرن کے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ آجتک اس جنگل مین اس شکل کا ہرن خوش نما نہین دیکھا ناگاہ اس دواودوش مین دور سے ایک دیوار اور چند درخت سرو کے ایسے نظر آئے کہ ہر سرو درخت خرما کے برابر تھا اور ایسے گنجان تھے کہ جانور بھی انمین داخل نہو سکتا تھا ملکہ نے دل مین کہا کہ آج شکار مین تماشاے عجیب وغریب نظر آیا القصہ ہرن ایک جانب سے سروستان مین داخل ہوا ملکہ بھی اُسی راہ سے اُس باغ مین پہونچی ہرن نے ملکہ سے مخاطب ہوکے کہا اے ملکہ خیر ہو نصیب اعدا اسوقت کیا خیال فاسد طبیعت نازک مین گذرا ظاہر امعلوم ہوتا ہو کہ میری گرفتاری کا قصد رکھتی ہو لیکن تم اب دو نتیجہ تقدیر مین ایسی گرفتار ہوئی ہو کہ یہان سے نکلنا تمھارا محال ہوگا ۝

رسیدہ بمقامے زخود رمیدہ رمیدہ	کہ ہیچ دیدہ چنین جاے بجستجو بہ ندیدہ

یہ کہکے ہرن طرفۃ العین مین غائب ہوگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو ہرن کی گویائی پر کمال حیرت ہوئی بعد اسکے مراجعت کا قصد کیا اور وہان پہونچی کہ جہان سے داخل باغ ہوئی تھی لیکن وہ راہ بند تھی ہرچند تلاش کی راہ نہ ملی اور تمام درخت گنجان ایک صورت کے تھے ناچار گھوڑے کو ایک چابک مارا گھوڑا ابھی بلندی تک درختون کی نہ پہونچا تھا کہ قوت پرواز زائل ہوگئی اور گھوڑا زمین پر گرا ملکہ گھوڑے سے اوتر زین پوش بچھا بیٹھ گئی اور گھوڑا میوہ جو خرجی مین تھا نوش کیا اور وہ شب وہین بسر کی صبح کو پھر گھوڑے پر سوار ہوکے راہ کو تلاش کیا لیکن راہ کا پتہ نہ لگا تمام روز راہ کی تلاش مین سرگردان پھری آخر تھک کر پھر گھوڑے سے اُتری اور گھوڑے کو چراگاہ مین چھوڑ دیا اور آپ کنارے ایک چشمہ کے بیٹھ رہی اس صورت مین کئی مرتبہ چاہا کہ اپنی ہیئت اصلی پر ہوکے پرواز کرجاؤن لیکن نہو سکا بلکہ گھوڑا بھی بصورت چار عنصری ہوگیا اور پرواز نکرسکا جب ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اپنے کو اس بلا مین گرفتار دیکھا اور کسی طرح کی طاقت نہ پائی بچشم پر آب ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے نوبہار اگر حکیم صاحب کے حکم کی تابع رہتی تو کاہے کو یہ روز بد دیکھتی اب اس لاچاری وبے اختیاری مین مین کیا کرون ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ روانہ بیابان مرگ ہونگی اس تیری بد باطنی نے تجھے اس نوبت کو پہونچایا جو تو نے ملکہ ناطقہ بنت روح الملک کو شاہزادہ کی سلسلہ زوجیت سے خارج کروانا چاہا افسوس صد افسوس کہ تم نے

یہان اس مصیبت مین ہلاک ہون اور شاہزادہ ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا سے عیش و آرام کرے مگر
جاے انصاف وغور ہی کہ شاہزادہ نے میرے واسطے کیا کیا تکلیفین اٹھائین اور کیسا کیسا سرگردان وحیران ہوا
لیکن مین نے اسکی قدر نکی اور میرے اس دوروز کی تکلیف مین ہوش وحواس بجا نہ رہے اور ساری سرکشی وشوخی
ایک دوروز مین جاتی رہی سچ ہی مقولہ قدر عافیت آن کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید خداوندا صمدا تو اپنی وحدانیت
کا میرے گناہ وقصور کو معاف کر کہ مین اپنی سزاے اعمال کو پہونچی اب مین عہد کرتی ہون کہ اگر شاہزادہ معزالدین
میرے سامنے ہزار نکاح کرے تو ہرگز رشک نہین کرنے کی فقط اسکے جمال باکمال کی زیارت سے کام رکھونگی اگر پہلے مین نے
ایسی تکلیف اٹھائی ہوتی تو کبھی شاہزادہ کو ہرگز ایسی تکلیفات شاقہ نہ دیتی قصہ مختصر تمام شب ملکہ نوبہار گلشن افروز
اسی افسوس وتاسف مین رہی اور صبح کو وہان سے ایک طرف روانہ ہوئی ناگاہ دور سے ایک برج طلائی نمودار ہوا
جب نزدیک پہونچی تو دیکھا کہ ایک بارگاہ عالیشان ہی اور ایک لشکر ایسا عظیم الشان پڑا ہی کہ بے خیمہ وخرگاہ کی کچھ انتہا
معلوم نہین ہوتی اور اس برج طلائی کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کیے دیتی ہی اور ایک حصار چوبی ہی لیکن کل پر کام
سونے کا بنا ہوا اور چار دروازے تھے اور چارون دروازون پر چار برج مثل بروج فلک بنے ہوے تھے ملکہ کو اس لشکر
سے حیرت ہوئی کہ تمام عمر اس صحرا مین سیر وتماشا دیکھا لیکن یہ مقام کہین نہین دیکھا یقین ہی کہ کسی بادشاہ عظیم الشان
کا لشکر ہوگا اور کبھی یہ خیال مین آیا کہ شاید اپنی زشتی اعمال سے یہ سامان نظر آیا ہو آخر اسی حیرت واستعجاب مین ایک
دروازہ پر حصار کے آئی اور لشکر مین جانے کا قصد کیا دربانون نے پوچھا اے جوان بے ادب تو کون ہی اور کہان سے آیا
ہی اور کہان جائیگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ مسافر ہون قصد ہی کہ چند روز تمھارے لشکر مین رہون
اور سیر وتماشا دیکھون دربانون نے کہا دور ہو یہان سے پھر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا او بے وقوف سیر کا مقام
صحرا وباغ ہی یا لشکر بادشاہون کا یہ جاے ادب وزیارت ہی بس حق مین تیرے یہی بہتر وانسب ہی کہ جہان سے آیا
وہین چلا جا آج تک کوئی جن یا بشر ہمارے لشکر مین سیر وتماشے کو نہین آیا ملکہ نوبہار گلشن افروز سپاہیون کی اس
سخت کلامی سے مایوس وآبدیدہ ہوکر وہان سے چلی آئی اور دل مین کہتی تھی سبحان اللہ کیا قدرت اسکی ہی وہی ملکہ
نوبہار گلشن افروز بادشاہ طلسم ہی کہ جسکی بارگاہ عالی جاہ مین پریزادان زرین کمر وماہرویان پری پیکر کا بھی دخل
نہوتا تھا اور اب یہان دربان دروازہ کے اسطرح سخت زبانی سے مجھ سے پیش آتے اور لشکر مین جانے بھی
نہین دیتے واقعی ہے

انچہ نصیب است بہم میرسد	ورنہ ستانی بستم می رسد

دیکھیے اس ذلت وخواری مین کب تک گرفتار رہتی ہون آخر پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز رات کو اسی چشمہ پر سو رہی
اور صبح کو پھر دوسرے دروازہ پر لشکر کے پہونچی مگر اس روز بھی دربانون نے ویسے ہی جواب وسوال ہوے اور

اس دفعہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سخت کلامی دربانون کی ایسی ناگوار ہوئی کہ یقین تھا اپنے کو ہلاک کرڈالے اور
کہا اس بے شرمی و بیحیائی کے جینے سے مرجانا بہتر ہی مگر پھر اپنی سخت جانی سے بچ گئی اور اُسی یاس و ہراس مین
وہ رات بھی گذری آخر تیسرے دروازہ پر آئی ایک دربان ضعیف العمر نے ملکہ سے کہا ای جوان اگر کوئی دربان
دروازہ کا تجھ سے پوچھے کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور لشکر مین کس ارادہ سے داخل ہوتا ہی تو یہ جواب دینا
کہ مسافر ہون اور بقصد سکونت لشکر مین جایا چاہتا ہون جب یہ کلمہ کہیگا پھر کوئی دربان متعرض نہوگا ورنہ ایسے سوال
و جواب مین عمر گذر جائیگی اور لشکر مین جانا نہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز چوتھے روز دروازۂ چہارم پر قلعہ کے
تشریف لائی حسب ہدایت اُس ضعیف کے سپاہی سے جو دربانون کا سردار تھا یہی جملہ بیان کیا سردار دربانون کا
جسکا لقب حاجب باشی تھا نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا بعد ازان کہا ای جوان مسافر اگر بارادۂ سکونت یہان
آیا ہی لبسر و چشم آ لیکن ہمین تو لباس مردانہ مین ایک نازنین دوشیزہ ناکتخدا معلوم ہوتی ہی اور لشکر کے بادشاہ کا یہ
ضابطہ ہی کہ کسی مرد و زن کو اپنے لشکر مین ناکتخدا نہین رہنے دیتا یقین ہی کہ موافق اپنے دستور العمل کے تجھے بھی
کسی مرد سے ضرور کتخدا کر دیگا مگر خاطر جمع رکھ کہ نکاح تیرا غیر جنس و غیر کفو سے نہین ہوگا بلکہ خود تو اُس نسبت کو
قبول کریگی اسی طرح تیرے آنے سے پہلے چند زن و مرد لشکر مین وارد ہوے تھے اور بادشاہ نے ہمارے باہم اُنکا عقد
کر دیا تھا اب وہ سب بادشاہ کو دعائین دیتے ہین اور اوقات اپنی عیش و آرام مین گذارتے ہین انشاء اللہ تعالی
یہی صورت تیرے معاملہ مین بھی پیش آئیگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب یہ جملہ سُنا حاجب باشی کو سخت و سست
کہا اور وہان سے چلی آئی اور کہتی تھی الٰہی عجب مخمصہ مین پھنسی ہون کہ کوئی صورت نجات کی معلوم نہین ہوتی عجب
حیرت کی بات ہی کہ نہ تو راہ ملتی ہی اور نہ لشکر مین کوئی جانے دیتا ہی دوسرے قوت پرواز میری اور میرے گھوڑے
کی خدا جانے کس وجہ سے زائل ہو گئی خیر تن بہ تقدیر اس جینے سے مرجانا بہتر ہی آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
ایک سرا کمند کا درخت کی شاخ مین باندھا اور دوسرا سرا اپنی گردن مین باندھ کر درخت مین لٹک گئی جب حلق
بند ہوا اور نفس نے تنگی کی قدرت الٰہی سے خود بخود کمند دو ٹکڑے ہو گئی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز بیہوش ہو کے
زمین پر گر پڑی اُسی عالم بیہوشی مین یہ آواز ملکہ کے کان مین آئی کہ ای ملکہ نوبہار گلشن افروز مرگ حرام
تیرا لشکر مین داخل ہونا بہتر تھا کہ وہان نوشتۂ تقدیر پیش آتا جب ملکہ کے ہوش بجا ہوئے پھر اتنی بھی قوت پائی
کہ جو اپنے کو ہلاک کر سکتی القصہ دوسرے روز لشکر کی طرف روانہ ہوئی دروازۂ چہارم پر پہونچی وہی جواب
سوال دربانون سے ہوئے بعد ازان حسب ہدایت بشارت خواب لشکر مین گئی وہ لشکر کمال آراستہ و پیراستہ
دیکھا دل مین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای ملکہ نوبہار جس طرح عجائبات کی تو بادشاہ بھی شاہزادہ
معز الدین کے واسطے وہ مقام حیرت تھا اور تو وہان کے معاملات سے بخوبی آگاہ تھی یہان خداوند کریم نے

تجھے بھی ایسے عجائبات مین پھنسایا ہو کہ اب تو شاہزادہ معزالدین سے زیادہ حیران ہو مگر حشمت و شوکت ہر ایک
کو اس لشکر مین میسر ہو شاید کسی سلاطین عالم کو میسر نہو گی جب چند قدم روانہ ہوئی ایک دربان دروازہ کا ملکہ
کے ساتھ ہوا ملکہ نے دربان سے پوچھا تو کون ہو اور کہان جاتا ہو اُسنے کہا مین تمھارے ساتھ ہون تاکہ تمکو اُس مکان
متعلق مین پہونچا دون ملکہ نے دریافت کیا کہ لشکر کا کیا نام ہو اور یہ خلق خدا کون ہو اور طریقہ اہل لشکر کا کیا ہو دربان نے
کہا نام لشکر کا اصحاب الفوز ہو اور بادشاہ کا نام نصیب سلطان ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا واہ ایسے
نام بھی تمام عمر نہین سُنے سبحان من لایخفی عجائب وہ دربان ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اول چارچوک مین لایا
ملکہ نے دیکھا کہ بیچ مین چوک کے ایک صندلی جڑی ہوئی ہو کہ جسکے جواہر کی قیمت برابر خراج ایک ملک کے
ہوگی اور ایک فرد نقابدار صندلی پر بیٹھا ہو اور خدمتگار دست بستہ گرد و پیش کھڑے ہین دربان نے ملکہ کو
دور استادہ کر دیا اور خود نقابدار صندلی پوش کے پاس گیا اور کان مین نقابدار کے کچھ کہا اُس نقابدار نے خواجہ سرا
کو اشارہ کیا خواجہ سرا نے ملکہ سے کہا بسم اللہ یہان سے آپ بدولت و اقبال تشریف لیجلیے ملکہ نوبہار نے
پوچھا اے ناظر یہ نقابدار کون ہو ناظر نے کہا اے جوان یہ نقابدار ہمارے لشکر کا بادشاہ ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
فرمایا تیرا کیا نام ہو اُسنے کہا ناظر فیروز اور اب بادشاہ نے مجھے آپکا تابع دار کر دیا ہو تمکو لازم ہو کہ جو مین عرض
کرون وہ قبول فرماؤ ملکہ نوبہار گلشن افروز خواجہ سرا کے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوئی خواجہ سرا ملکہ کو ایک خیمہ
عالیشان مین لایا ملکہ نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ قبہ طلائی جو دور سے معلوم ہوتا تھا اسی خیمہ کا کلس تھا اور
آگے اُسکے تھوڑا سا پایین باغ ہو فقط چند درخت روئیدہ ہین اور گرد اسکے ایک حصار چوبی ہو مگر چوب پر سونے
کا کام کیا ہوا اور نقش و نگار عجیب و غریب بنے ہوئے تھے اور صحن مین جا بجا مختصر خوش ترکیب روش مہندی کی
اور اُسمین درخت چھوٹے چھوٹے پھولون کے اور میوہ کے تھے اور حوض طلائی و نقرئی جا بجا رکھے تھے مگر ایسی
صنعت کے جہان جا ہو اپنا اُوا اور اُنمین مچھلیان سرخ و سبز و سفید اور سنہری چھوٹی ہوئی تھین اور خواصان خوبصورت
سنبل بو پری پیکر ملبّس بلباس فاخرہ سر سے پاتک زیور مرصع نگار پہنے ہوئے ہر طرف سے ہر کام مین مستعد و سرگرم تھین
اور ایک تخت جواہر نگار کنارہ پر حوض کے رکھا تھا اور مسند زرنگار نہایت پُر تکلف تخت پر بچھی ہوئی تھی اس
اثنا مین ایک پیرزال دیبا پوش وہان آئی ناظر پیرزال کے کان مین کچھ کہکر خود روانہ ہوا پیرزال نے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کو تخت پر بٹھایا اور خود زیر تخت بیٹھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے مادر مہربان مین تجھسے
پوچھتی ہون کہ یہ لشکر کسکا ہو اور مالک لشکر کون ہو اور تیرا کیا نام ہو پیرزال نے جواب دیا کہ اے ملکہ آفاق مین
حال سے لشکر و بادشاہ کے مطلق آگاہ نہین ہون اور بالفرض اگر آگاہ بھی ہوتی تو بیان نکرتی لیکن تمھاری
وکیل ہون جو خدمت فرماؤ بسر و چشم بجا لاؤن اور جو آئین و سر رشتہ لشکر کا ہو مین خود تمکو تعلیم کرونگی اور نام میرا

نرگس خاتون ہوآپ بدولت و اقبال بخاطر جمع اس بارگاہ فلک اشتباہ مین اوقات گذارین یہان تمام عیش و عشرت کا سامان موجود ہی ملکہ نے پوچھا یہان کا رویہ کیا ہی نرگس خاتون نے کہا ہر روز ایک نازنین تازہ تمہاری ملاقات کیواسطے آینگی موافق میری تعلیم کے اُس سے ملاقات کرنا بعدازان نرگس خاتون نے ارباب نشاط کو حکم دیا کہ ناچ شروع ہو غرض ملکہ ناچ وغیرہ سے کمال محظوظ ہوئی لیکن خیال جدائی خانمان و تصور شاہزادہ کی مفارقت کا کسی طرح دل سے دفع نہوتا تھا نرگس خاتون نے کہا قربانت شوم آزردہ خاطر نہو انشاء اللہ تعالی چند روز مین تمام کام تمہارے حسب دلخواہ حاصل ہو جاینگے اگر میرا کہنا خلاف ہو مجھے نفرین کرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ای نیک بخت میرا مدعا فقط یہ ہی کہ کسی صورت سے حال لشکر کا دریافت ہو کیونکہ مین نے اسطرح کا لشکر و سامان کبھی نہین دیکھا نہ ایسی خلقت نظر آئی نرگس خاتون نے کہا ای ملکہ آفاق ایک نام میرا وکیلہ خاتون بھی ہی اور لشکر کو قسمت آباد اور اُردوے قسمت کہتے ہین چونکہ ہر جا بادشاہ و رعیت کا ہونا لازم و ملزوم ہی اسی طرح یہان بھی قیاس کرنا چاہیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای وکیلہ خاتون اب میرا حال پراختلال سُن کہ مین ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا اُسنے مجھے احاطہ مین سروستان کے پہونچا دیا پھر مین نے ہرچند تجسس کیا اور سرگردان رہی لیکن راہ کا نشان نہ پایا بلکہ قوت پروازبھی میری اور میرے گھوڑے کی زائل ہو گئی آخر ناچار ایک طرف کی راہ لی تھوڑی دور چلی تھی کہ ایک قبہ طلا ملا اور آگے گئی تو لشکر دیکھا جب دروازہ پر بارگاہ کے آئی تو دربانون سے یہ جواب و سوال واقع ہوے وکیلہ خاتون نے کہا ای ملکہ آفاق حال اُس ہرن کا اور زائل ہو جانا تمہارے گھوڑے کی قوت پرواز کا مجھے معلوم نہین بلکہ کسی واحد کو بھی لشکر کے معلوم نہوگا ہان مین فقط اس کام کی ہون کہ جو حکم کرو بسر و چشم بجا لاؤن اور جو جواب و سوال تمسے اور دربانون سے ہوے وہ سب بجا اور درست ہین کہ اس لشکر مین قدیم الایام سے یہی رسم چلی آتی ہی کہ اگر کوئی عورت یا مرد غیر ملک کا وارد ہوتا ہی تو اُسکا نکاح کر دیتے ہین خواہ مرد و عورت راضی ہون یا نہون اس امر مین دونون کا اختیار نہین ہی ہمارے بادشاہ کو اختیار ہی کہ جسکا جس سے چاہین عقد کر دین بلکہ ابھی قبل آپکی تشریف آوری کے چار عورتین نازنین وارد ہوئین اور بعد انکے چار مرد بھی اتفاق سے آگئے بادشاہ نے اُن چارون عورتون کا اُن چارون مردون سے باہم عقد کر دیا حالانکہ وہ ایک دوسرے کے حال سے آگاہ نہ تھے ای ملکہ عالم ہمارے بادشاہ کا یہی قول ہی کہ جو کوئی بندہ خدا میرے لشکر مین وارد ہوتا ہی وہ میرے بجاے فرزند کے ہی اور فرزند کے حق مین مان باپ کو نیک و بد کا اختیار ہی اب وہ چارون زن و شوہر آپسمین راضی و خوش ہین اور بادشاہ کو دعائین دیتے ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو یہ سُنا وہ وہم اور خیال طبیعت سے زائل ہو گیا بلکہ اب یہ خیال آتا تھا کہ شاید اگر بادشاہ کا خود تجھ سے عقد کرنے کا ارادہ ہو تو کیا ہوگا کبھی یہ کہتی تھی کہ اس بادشاہ کو نقاب پوشی سے کیا فائدہ کہ ہر وقت نقاب سے مُنہ چھپائے رہتا ہی

قصہ مختصر تیسرے روز نرگس خاتون نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا آج اُن چار دن نازنینون مین سے جنکا
اب عقد ہوا ہی ایک نازنین تمھاری ملاقات کو آویگی تمھین لازم ہی کہ تم بھی نقاب منھ پر ڈال لو اور جب وہ سلام کرے
تم سیدھے ہاتھ سے جواب سلام دینا اور اسقدر فاصلہ پر کرسی بچھوانا کہ اسکی آواز تمھارے کان تک آوے بعد اسکے کسی خواص کی
معرفت پوچھنا کہ ای واردِ آرزو وے قسمت تیرا کیا حال ہی اور کس طرح تیری بسر ہوئی ہی اور جو کھانے کا وقت
آئے تو تم علیحدہ کھانا کھانا اور اسکو علیحدہ کھلانا اسی طرح سے ناچ وغیرہ کا بھی جلسہ دکھلانا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا اسکی کچھ وجہ بھی ہی نرگس خاتون نے کہا کہ ای ملکہ ہر ملکے و ہر سمتے ہمارے لشکر کی یہی رسم ہی اور یہ حکم بادشاہ
ہی کہ کوئی امر خلاف رسم قدیم عمل مین نہ آوے اور رسم مین کوئی دلیل نہین لیجاتی کیونکہ حکم حاکم کی تعمیل واجب ہے
ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ سنکے چپ ہو رہی لیکن دل مین کہتی تھی کہ یہ سب امور فقط بسبب برہمی مزاج جناب
حکیم صاحب کے ہین ورنہ مجھے ان قصون سے کیا کام تھا اب دیکھیے کہ غبار خاطر حضرت کب دفع ہوا اور کیونکر
مزاج اصلاح پر آئے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ہم عمر بھر یہین ٹکرا ٹکرا کر مر جاینگے ہرچند کہ ہم لوگ آتشی ہین ہمکو خلقت
خاکی یعنی آدمی سے پہلے خبر ہوتی ہی لیکن یہ لشکر عجیب الخلقت خلق ہوا ہی کہ جسکا حال دریافت نہین ہوتا یہ کیا امر
ہی اور کیا اسرار ہی عجب نہین کہ جس طلسم کی مین بادشاہ تھی یہ مقام اُس طلسم مین داخل نہین بلکہ خارج طلسم ہوگا
اس اثنا مین ایک سواری خیمہ مین داخل ہوئی ایک خواص نے ملکہ کی خدمت مین عرض کیا ای ملکہ آفاق
ملکہ سیہ پوش حضور کی ملاقات کیواسطے آئی ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے دیکھا کہ ایک عورت بلباس سیاہ
چند خواصین ہمراہ نہایت کروفر سے بارگاہ مین آئی نرگس خاتون نے کہا ای ملکہ اگر تمنے کوئی امر خلاف رسم
یہان کے کیا یا کوئی شرط موافق شرایط کے نہ بجا لائین تو پھر تمام عمر یہان سے نجات غیر ممکن ہی ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے بلاچاری اسیوقت نقاب چہرہ پر ڈالی اُس نازنین سیاہ پوش نے مجرہ گاہ پرسے
سلام کیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام لیا بعدہ ایک خواص
کے ذریعہ سے پوچھا کہ ای واردِ آرزو وے قسمت تیرا کیا حال ہی اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ ای ملکہ عالم
قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا اگرچہ کمینہ نے اول چند تکلیفین اٹھائین مگر آخر اپنے مدعاے دلی کو پہونچی بلکہ جو ذی حیات
اس آرزو وے قسمت مین داخل ہوتا ہی وہ اپنی مراد کو ضرور پہونچتا ہی اس جواب سے ملکہ بہار گلشن افروز کی کچھ
تسکین ہوئی جب وقت نماز عصر آیا اُس نازنین نے رخصت چاہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ای بہن اگر
رات کو اس غریب الوطن پر نوازش فرماؤ تو عین احسان ہی اُسنے جواب دیا کہ ہمکو حکم بادشاہ شب کو کہین رہنے کا
نہین ہی یہ کہکے وہ چلی گئی نرگس محلدار سے ملکہ نے یہ کیفیت بیان کی اور پوچھا کہ اسکا نام کیا ہی اور مقصد اسکا کیا تھا
اور یہ وارد لشکر کیونکر ہوئی بیان کر نرگس خاتون محلدار نے کہا ای ملکہ آفاق تمام حال لشکر کا بعد تمھارے عقد

ے تمکو معلوم ہو جائیگا ابھی سے ایسے سوالات سے کیا حاصل مجھے معاف فرمائیے اور عیش و آرام مین رہیے الا یہ
خوب جانتی ہون کہ جو اس لشکر مین وارد ہوتا ہی وہ اپنی مراد کو ضرور پہونچتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا
دیکھیے میرا نوشتہ تقدیر کب پورا ہوتا ہی نرگس خاتون محلدار نے کہا اگر فضل الٰہی شامل حال ہی تو آپکا انجام
بھی بخیر ہوگا جب شب تمام ہوگئی صبح ہوئی نرگس خاتون محلدار نے کہا آج نازنین نارنجی پوش آپکی ملازمت
حاصل کریگی لیکن حضور اس سے بھی اسی طرح پیش آئین غرض نارنجی پوش ایک نازنین چند خواصون سے بدستور
سابق آئی اور اُسنے بھی سلام و مجرا عرض کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نہایت تعظیم و تکریم سلام لیا اور مزاج
پوچھا نارنجی پوش نے عرض کیا حضور کی عنایت سے بحمد اللہ اچھی ہون تمام مقاصد دلی میرے بر آگئے غرض وہ
بھی عصر کے وقت رخصت ہوگئی اور تیسرے روز نازنین سرخ پوش آئی اور بعد ادائے شکر تا وقت مقرری
حاضر رہی بعد اسکے روانہ ہوگئی ابکی دفعہ اسقدر فرق ضرور ہوا کہ کرسی نازنین اوّل سے قریب تر بچھوائی اور
سوم کی دوم سے قریب تر الغرض روز چہارم ایک نازنین نقاب دار بنفشی پوش با جمعیت کنیزان نہایت
شوکت و شان سے واسطے ملازمت ملکہ نوبہار گلشن افروز کے آئی نرگس خاتون محلدار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
اس نازنین کے واسطے تم تخت بچھوادو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ ایک تخت ہمارے تخت سے
اسقدر قریب بچھاؤ کہ ہماری بات کی آواز اُسکے کان تک جائے اس عرصہ مین نازنین بنفشی پوش بھی پہونچی
اور بعد رسم سلام کے تخت پر بیٹھ گئی اور اپنے حصول مقصد دلی کا شکریہ ادا کیا ملکہ کو اُسکی آواز سے کان
آشنا معلوم ہوئے کہ کہین سنی ہی جب وہ رخصت ہونے لگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نرگس خاتون محلدار سے
پوچھا ای نرگس اس نازنین بنفشی پوش کی کس وجہ سے اور نازنینون سے قدر و منزلت زیادہ ہی اور اسکی آواز
میرے کان سے آشنا ہی نام اسکا کیا ہی مین کہان تک اس بلائے بے درمان مین گرفتار رہونگی اب حال میرا اچھا
نہین ہی نرگس خاتون محلدار نے کہا خاطر جمع رکھو تمام عقدے تمھارے حل ہوئے جاتے ہین کیون تم پریشان
ہوتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ سنکے خاموش ہو رہی

اب یہ قصہ اس جا پر موقوف رکھا جاتا ہی اور حال شاہزادہ معز الدین ابو تمیم کا گذارش کیا جاتا ہی

سخن سنج دانائے شیرین کلام　چنین داد این داستان را نظام

کہ جب شاہزادہ معز الدین ریاض نشاط مین جو مقام الامتحان سے متصل تھا شکیبون موکل کی

معرفت پہونچا وہان تمام سامان بشری مہیا و موجود پایا دن تو خورد و نوش مین گذرا شب پریزادان شیرین گفتار کی صحبت مین بسر ہوئی لیکن جو ہیجان طبیعت بمقام الامتحان مین تھی وہ بیان نہ پائی گئی قصہ مختصر روز چہارم صبح کو دروازہ سے باغ کے باہر نکلے ابھی ایک فرسخ راہ طے نہ کی تھی کہ دامنہ کوہ سے ایک آواز حزین و غمناک کان مین آئی شاہزادہ وہ آواز سنکے بے چین ہو گیا اور آواز کے نشان پر پہونچا دیکھا کہ وہان ایک جوان صاحب جمال بیس برس کا سن ایک کتاب و اسطرلاب بغل مین لیے نہایت درد سے روتا ہی شاہزادہ نے کہا ای عزیز تو کیون اسقدر بیتاب ہوکے روتا ہی تجھپر ایسی کیا مصیبت پڑی ہی اُسنے با دب تمام شاہزادہ کو سلام کیا اور عرض کیا خداوند تعالے حضور کو سلامت رکھے کہ آپ ایسے وقت مین تشریف لائے اور پرسان حال ہوے اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتے تو مین شدت گریہ سے ہلاک ہو جاتا اب آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ قوم جنات سے ہین یا آدمزاد شاہزادہ نے فرمایا کہ مین آدمزاد ہون لیکن پہلے تم بیان کرو کہ تمپر ایسی کیا مصیبت پڑی ہی کہ ایسی بیقراری سے رو رہے ہو اُسنے کہا ای دلاور دوران مین سعد اللہ منجم کا بیٹا ہون اور نام میرا بدر عالم ہی باپ میرا بادشاہ ملک غور یعنی شہاب الدین غوری کا منجم و مصاحب تھا قضارا اُسے ایک روز مرض الموت عارض ہوا مین نے اپنے باپ کے واسطے کوٹھے پر فرش بچھا دیا اُس وقت بجز میرے کوئی خویش و اقارب سے وہان موجود نہ تھا ناگاہ تین عورتین پریزاد نہایت صاحب حسن و جمال وہان میرے پاس آئین اُسوقت میرے ہوش و حواس بجا نرہے اور اُنکے چہرے کی چمک پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی مین نہایت متحیر ہوا کہ خدایا یہ کون عورتین ہین اور کہان سے آئی ہین اور یہان میرے پاس آنے کا کیا باعث ہی لیکن ایک نازنین اُنمین تھی

بیت

برس پندرہ ایک کا سن و سال	نہایت حسین اور صاحب جمال

اُسکی صورت پر مین مبتلا ہو گیا اور ایسا مدہوش ہوا کہ مجھے اپنے باپ کے جینے مرنے کی خبر نرہی وہ پریزادین میرے باپ کے پلنگ کے پاس آئین باپ کو میرے اُس وقت کچھ تسکین تھی اُنھون نے اُن پریزادون سے پوچھا کہ تمھارا کیا مطلب ہی اور تم کون ہو اور یہان کیونکر آنا ہوا پریزادون نے کہا ہم قوم پریزادین سے ہین اور اسوقت اس غرض سے یہان آئے ہین کہ ہمارے بادشاہ نے تمھارے علم نجوم کی بہت تعریف سُنی ہی لہذا ایک مطلب کے دریافت کیواسطے تمکو بلایا ہی مگر تم ایسے سخت عارضہ مین مبتلا ہو کہ ہم کچھ نہین سکتے میرے باپ نے اُن سے کہا تم میری طرف سے بادشاہ کی خدمت مین بعد تسلیمات کے یہ بات عرض کرنا کہ اگر کچھ بھی افاقہ مجھے ہوا تو مین بسر و چشم حاضر ہونگا لیکن تم میری خبر مرگ و زیست ضرور ہی رکھنا تا مجھے بھی خیال رہے پریزادین یہ سُنکے روانہ ہو گئین اور میرا حال اُسکے عشق مین روز بروز بدتر ہونے لگا اور خواب و خور حرام ہوا

تا اینکہ بعد چار روز کے باپ نے میرے انتقال کیا لیکن مین اپنے حال مین ایسا مبتلا تھا کہ مجھے خبر بھی نہوئی کہ باپ نے کب قضا کی اور کب دفن ہوے مین اُنکی تجہیز و تکفین مین بھی شریک نہوا ایک ہفتہ اُنکے انتقال کو گذرا تھا کہ مین ایک روز عالم مجنونیت مین سیر کرتا ہوا پہاڑ پر چلا جاتا تھا مگر تصور مین اُسی ماہ روکے گریان ناگاہ وہی تینون پریزادین میرے پاس آئین اور کہا اے جوان ہمنے سُنا کہ باپ نے تیرے قضا کی خداوندکریم تجھے اُسکے غم مین صبر عطا فرمائے اور اب ہم تیرے پاس آئے ہین کہ اگر تو بھی مثل اپنے باپ کے علم نجوم مین دستگاہ رکھتا ہو تو ہم تجھی کو بادشاہ کے پاس لیچلین مین نے جواب دیا

بچۂ بط اگرچہ دینہ بود　آب دریاش تا بہ سینہ بود

البتہ علم نجوم مین مجھے بھی بخوبی دخل ہی لیکن اس شرط سے تمھارے ہمراہ مین چلتا ہون کہ اس پریزاد کا مجھ سے عقد کردو کیونکہ مین اسکے عشق مین تمامی کاروبار عالم سے معزول و معطل ہو گیا ہون اُنھون نے جواب دیا کہ اے جوان اگر تو راہ وفا مین ثابت قدم رہے تو ہمکو تیرے ساتھ عقد کردینے مین کیا عذر ہوسکتا ہی مین نے کہا تم اپنی شرائط مجوزہ کے نسبت مجھ سے نوشتہ لیلو تاکہ تمھارا اطمینان کامل ہوجائے اُنھون نے کہا بس اب کچھ نوشتہ کی ضرورت نہین ہی ہمکو فقط تمھارا اقول زبانی نوشتہ ہی آخرکار کتاب احکام اور اسطرلاب لیکر اُنکے ہمراہ ہوا وہ پریزادین باری باری اپنی پشت پر سوار کرکے آسمان کی طرف روانہ ہوئین اور مجھے ثابت ہوا کہ یہ مجھ سے محبت رکھتی ہین آخر مین شب و روز ہمکو راہ مین گذری جب صبح کو جب میری آنکھ کھلی تو وہ پریزادین وہان پہاڑ پر نہ تھین مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ کہین گئی ہین تھوڑی دیر انتظار کرو بعد اسکے واپس ہلو آخر جب نہ آئین تب مین ناچار بحال خراب و چشم پرآب زیر کوہ چلا آیا اور مین دل سے کہتا تھا افسوس ہزار افسوس جسکے عشق مین اس حال کو پہونچا وہ بھی دغا دے گئی کس مصیبت مین پھنسے اور اب کہان جائین اور کس سے کہین رباعی

آہ از عربدہ پردازی بخت سرکش　داد از خانہ براندازی چرخ کجباز
دل در اندیشہ و جان در غم و لب فریاد　خصم مغرور و جہان دشمن و طالع ناساز

کہ اس عرصہ مین حضور میرے پاس تشریف لائے گویا جان آگئی شاہزادہ نے بعد سُننے اس حال کے فرمایا اے بدر عالم تم خاطر جمع رکھو اگر خداوندکریم نے مجھے میرے مطلب دلی پر فایز کیا تو پھر تمھارا مطلب برآنا مشکل نہین ہی بدر عالم نے کہا اے جناب عالی بیت

در بادیہ بر گور غریبان نہ چہ سوزد　آن شمع فروزان کہ بود در خور محفل

پھر حضور آپ اپنی کیفیت سے مجھے مطلع فرمایئے کہ اس بیابان پرخار و دشوار گذار مین کس طرح تشریف لائے اور شاید حضور کو معلوم ہو کہ یہان آبادی بھی ہی یا نہین شاہزادہ نے فرمایا اے بدر عالم مین ملک مغرب کا شاہزادہ

ہون اور معز الدین میرا نام ہی ایک حکیم واجب التعظیم نے مجھے سیر عجائبات کے واسطے بھیجا ہی اتفاق سے ایک پریزاد ملکہ نوبہار گلشن افروز پرمین عاشق ہوگیا ابتدائے صحبت مین اُسکو بھی مجھ سے نہایت انس تھا لیکن کسی بدگو نے اُس سے ایسا کچھ کہا ہی کہ وہ مجھ سے کشیدہ ہوگئی ہی ہرچند کہ مین نے بظاہر کوئی قصور نہین کیا تھا تا ہم حتی الامکان عذر کیا اب نہین معلوم وہ غبار کدورت اُسکے دل سے دفع ہوا یا نہین الغرض اسی تصور و خیال مین ہر طرف آوارہ و سرگشتہ صحرا بصحرا کوہ بکوہ پھرتا ہون لیکن ہنوز کوئی صورت ملاقات نظر نہین آئی ہان خداوند قدیر سے البتہ امید ہی کہ وہ انجام بخیر کرے اور یہ مکان بھی جہان کہ تم وارد ہو داخل طلسم ہی بدر عالم نے دست حق پرست کو شاہزادہ کے بوسہ دیا اور ساتھ ہولیا چونکہ اُس صحرا مین درختان میوہ دار اور چشمہ ہائے شیرین کثرت سے تھے اس وجہ سے کھانے پینے کی تکلیف نہین ہوئی اور تین روز راہ روی مین گذرے چوتھے روز شاہزادہ نے بدر عالم منجم سے فرمایا کہ اے رازدان افلاک کتاب و اسطرلاب بھی تمھارے پاس موجود ہی پھر تم بعلم نجوم دریافت کیون نہین کرتے کہ کسقدر زمانہ تمھارے حصول مطلب مین باقی ہی بدر عالم نے عرض کیا اے حضور ایسا مین اس پریشانی مین مبتلا تھا کہ مطلق اسکا خیال نہ آیا اب حضور نے یاد دہی فرمائی ہی مین زائچہ کرتا ہون اور حال استقبال اپنا اور حضور کا دریافت کرکے عرض کرتا ہون آخر بدر عالم نے اسطرلاب کو آفتاب سے مقابل کیا اور طالع مسئلہ کو خوب نظر غور سے دیکھا اور کہا اے شہریار عالم مدار تاثیرات بروج گردش کواکب سے دریافت ہوتا ہی کہ حضور دس روز کے عرصہ مین بخیر و خوبی اپنی معشوقہ کے وصل سے کامیاب ہونگے اور غلام بھی بدولت حضور کے مقصود دلی کو پہونچیگا جیسا کہ یہ آیہ کریمہ تلک عشرۃ کاملۃ میرے قول کا مصداق ہی آیندہ جو منظور خدا ہی وہ ہوگا بدر عالم کے بیان سے شاہزادہ کی فی الجملہ خاطر جمع ہوئی اس اثنا مین وہی آہو کہ جسنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سروستان مین پہونچایا تھا شاہزادہ کو بھی نظر آیا شاہزادہ نے بھی ہرن کے گرفتار کرنے کا قصد کیا ہرن سوافق قاعدہ کے سروستان مین داخل ہوا شاہزادہ اور بدر عالم منجم بھی عقب مین ہرن کے سروستان مین پہونچے ہرن چند قدم کے بعد غائب ہوگیا بعد غائب ہونے ہرن کے ہرچند شاہزادہ نے چاہا کہ سروستان سے باہر جاؤن لیکن راہ نہ ملی پھر وہی معاملہ پیش آیا یعنی تمام دن سرگردان رہا لیکن راہ کا پتہ نہ ملا شاہزادہ نے بدر عالم سے فرمایا اب بتلاؤ ہماری منزل مقصود پر پہونچنے کی علامت کیا ہی کہ ہم اس سروستان سے کسی طرح نکل نہین سکتے خیر جو منظور خدا الغرض چوتھے دن شاہزادہ کو سواد اُردوے قسمت اور قبہ بارگاہ سلطانی کا نظر آیا بدر عالم نے کہا اے شہریار کامگار ہم راہ کو بھول کر کہان آنکلے دیکھیے یہ بارگاہ وغیرہ کسکی ہی کہ جہان اسقدر لشکر بے قیاس مقیم ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہی بجز خیمہ و خرگاہ کے اور کچھ معلوم نہین ہوتا شاہزادہ نے فرمایا مین تمسے زیادہ حیران ہون

داخل ہونا شاہزادہ کا اُردوے قسمت مین اور عقد ہونا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے
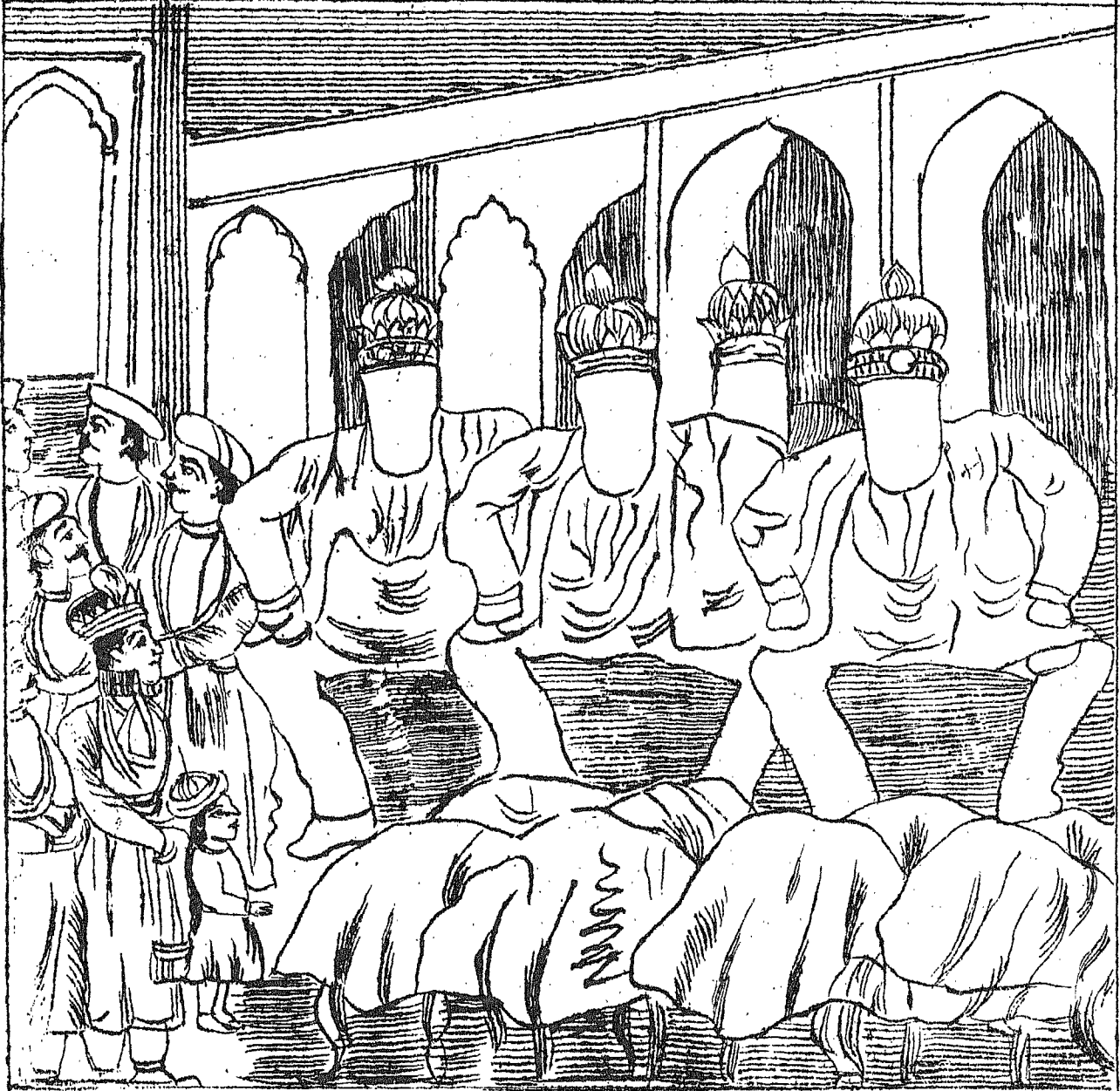
جب دروازہ حصار پر پہونچے اور اندر داخل ہونے کا قصد کیا حسب دستور شاہزادہ نامدار عالم سے دربانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اور بے محابا کہان چلے جاتے ہو شاہزادہ کو پوچھنا دربانون کا از حد ناگوار ہوا اور جواب کے عوض ایک طمانچہ اُسکے گلے پر مارا اور کہا ای بیوقوف تو نہین جانتا کہ مین مہمان عزیز عجائبات کا ہون داروغہ نے جو یہ کلمہ سنا بہ تعظیم و تکریم پیش آیا اور عرض کی کہ ہم نہین جانتے تھے کہ وہ

شاہزادۂ والا تبار حضور ہی ہین جنہے اپنے حاکم سے خطاب آپکا شمس القمرین سُنا ہی اور ہم تو آپکی تشریف آوری کے عرصہ سے منتظر تھے بسم اللہ حضور تشریف لے چلین بدر عالم بولا حضور نے خوب دربانون کو سزا دی اب تمام کام آسان ہوگئے شاہزادہ نے فرمایا ای برادر

کاریکہ بصلح بر نیاید   دیوانگیے درو بباید

الغرض جب شاہزادہ اردوے قسمت مین داخل ہوا داروغہ اردوے قسمت ایک تخت زرنگار واسطے سواری شاہزادۂ نامدار کے لایا اور ایک گھوڑا بھی مع ساز و سامان تخت کے ساتھ تھا شاہزادہ تخت پر سوار ہوا اور بدر عالم کو گھوڑے پر سوار کرکے روان ہوا داروغہ شاہزادہ کو ایک بارگاہ مین لایا کہ جسکے کنگرے کی چوٹ فلک چہارم تک جاتی تھی اور قبہ ہاے بارگاہ بعینہ مثل آفتاب و ماہتاب کے درخشان تھے جب شاہزادہ و بدر عالم دونون اندر بارگاہ کے داخل ہوئے وہان دیکھا تو ہزارہا تخت یاقوت نگار و زمردی جابجا بچھے ہین اور زرنگار کرسی و میز اور کمخواب فرش اور قالین اور مسند اور انواع انواع ساز و سامان سے آراستہ ہی پردون اور قناتون وغیرہ مین اسقدر جواہرات بے بہا ٹکا ہوا تھا کہ جسکا حساب نہین ہوسکتا شاہزادہ نے دل مین خیال کیا کہ اگر یہ بارگاہ ہمارے قبضہ مین ہو تو نہایت عمدہ بات ہی مگر شاہزادہ کو معلوم نہ تھا کہ جبل اعلی مین یہی بارگاہ ملکہ شمسہ تاجدار کے روز عقد برپا ہوگی جب بارگاہ کے اندر گئے ملاحظہ فرمایا کہ ایک نقابدار سفید پوش تخت پر بیٹھا ہی اور چارون گوشون مین بارگاہ کے چار کرسیان زرنگار رکھی ہین اور اُن چار کرسیون پر چار نقابدار سردار سیہ پوش و سُرخ پوش اور سبز پوش و زرد پوش بیٹھے ہین باقی کرسیون پر گرد پوش پڑا ہوا تھا اور خدمتگار و ملازم اپنے اپنے کام مین مصروف تھے جب شاہزادہ قریب پہونچا ہر نقابدار نے سواے سفید پوش کے سلام کیا اور سفید پوش نے ایک خواص کے ہاتھ سلام کہلا بھیجا بعد اسکے ناظر فیروز کو حکم ہوا کہ جناب شاہزادہ شمس القمرین بسبب قسمت منتظرہ کے اُسکو عمالی و دعوت مین رکھو ناظر فیروز شاہزادہ کو وہان سے دوسری بارگاہ مین لایا شاہزادہ نے یہ بارگاہ دیکھی آرایش و زینت مین بارگاہ اولان سے کسی طرح کم نہ دیکھی ناظر فیروزہ نے شاہزادہ کو تخت زرنگار پر بٹھایا اور بدر عالم کو دست راست کرسی عنایت فرمائی بعد ازان سامان عیش و نشاط مہیا کیا ناچ ہونے لگا پریزادان خوب رو انواع و اقسام کی پوشاکین پہنے زیور و جواہرات مین غرق دو رویہ اپنے اپنے ساز لیکر حاضر ہوئین شاہزادہ دل مین کہتا تھا دیکھیے اس بزم و رقص و سرود کا کیا نتیجہ ہوتا ہی اُسکا انجام قیاس سے باہر ہی اسی حالت استعجاب مین بیٹھا تھا مگر ضبط نہو سکا ناظر فیروز سے کہا اگر تم بیان کرسکتا ہی اور یہ نقابدار سپید پوش و سردار سیہ پوش وغیرہ کون ہین اور یہان کا بادشاہ

کون ہی ناظر فیروز نے کہا ای شاہزادہ شمس القمر ین اہل لشکر کو اصحاب الفوز کہتے ہین اورنام بادشاہ سپید پوش ہی جسکو نصیب سلطان کہتے ہین اور باقی حال ہمین خود نہین معلوم کیا عرض کرین شاہزادہ نے فرمایا یہ خطاب شمس القمر ین کیا تمنے مجھے دیا ہی ناظر فیروز نے کہا ہماری کیا مجال و قدرت کہ جو کسی کو خطاب دے سکین ای جناب عالی ارو وے قسمت مین ہر شخص کا موافق اُسکے رتبہ کے بادشاہ کیطرف سے خطاب دیا جاتا ہی شاہزادہ خاموش ہوا اور مشغول بسیر و تماشاے پر نیرا دان ہوا لیکن بار بار گھبرا کے آہ سرد دل پر درد سے کھینچتا تھا اور بدر عالم سے کہتا تھا ای بدر عالم اُن دس روز کی جو تمنے قید لگائی تھی اُسمین کئی دن تو گذرے مگر اس بیقراری دل سے یقین ہی کہ خداوند کریم کوئی صورت ایسی پیدا کریگا کہ جس سے مراد دلی بر آویگی کیونکہ ع

	آتش شوق تیز تر گردد		وعدۂ وصل چون شود نزدیک	

بدر عالم نے جواب دیا کہ ابھی اُن روز معینہ مین سے کل چار روز گذرے ہین اور چھ روز باقی ہین لیکن انشاء اللہ تعالےٰ وہ بھی دن آتا ہی جس دن کی امیدواری ہی ابھی یہ ذکر شاہزادہ و بدر عالم مین تھا کہ فیروز ناظر نے عرض کیا اگر حضور ہمارے بادشاہ سے ملاقات کیا چاہتے ہین تو بسم اللہ تشریف لیچلیے لیکن طریقہ دربار جو یہان کا ہی اسکا لحاظ ضرور چاہیے شاہزادہ نے فرمایا طریقہ دربار یہان کا کیا ہی ناظر فیروز نے کہا کہ کسی اہل دربار سے بات نکرنا شاہزادہ نے فرمایا یہ بلا زمین سرکار و رعایا کو چاہیے کیا مین بھی ملازم تمھارے بادشاہ کا ہون جو خاموش رہون اور دیوانہ وار ایک ایک کی صورت دیکھون ناظر فیروز نے کہا یہ امر ادب مین داخل تو نہین ہی مگر یہان رسم یہانکی اسی طرح واقع ہی لیکن ہمنے رازداران اسرار طلسم سے یہ بھی سُنا ہی کہ ایک ہفتہ مین یہ مراسم سب بدل جاینگے اور ہر واحد بذات خود کلام کریگا در انحالیکہ آپ وارد لشکر ہین اور مہمان ہین تو پھر ایسے سہل امر کیواسطے غالبًا میزبان کے دل کو آزردہ کرنا نامناسب ہی اگر ایک ساعت وہان خاموش رہوگے تو کوئی گناہ لازم نہ آئیگا شاہزادہ نے فرمایا خیر مجھے تمھاری خاطر داری ہر طور منظور ہی جو کہوگے اُسپر عمل کیا جائیگا ناظر فیروز شاہزادہ کو دربار مین لایا تمام اہل دربار نے سروقد تعظیم دی اور بکمال ادب سلام کیا بادشاہ سپید پوش نے اپنے پہلو مین شاہزادہ کو جگہ دی اور بدر عالم کو کرسی دی بعد ایک لمحہ کے خواجہ فیروز ناظر نے ایک ترنج بادشاہ کے ہاتھ مین دیا بادشاہ نے وہ ترنج اس زور سے سینہ پر شاہزادہ کے مارا کہ ریزے ریزے ہوگیا اور ایسی خوشبو اُس سے پیدا ہوئی کہ تمام دربار معطر ہوگیا بعد ازان سواے بادشاہ سپید پوش کے اور تمام اہل بارگاہ نے شاہزادہ کو مبارکباد دی شاہزادہ نے حسب شرایط دربار مین کسی کو جواب نہ دیا اور وہان سے اپنی بارگاہ مین تشریف لے آیا اور خواجہ فیروز سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہی کہ مین تو بموجب کہنے تمھارے کے خاموش رہا مگر تمام مردمان بارگاہ نے بالاتفاق باواز بلند مجھے مبارکباد دی علاوہ اسکے وہ ترنج کیا تھا جو بادشاہ نے میرے سینہ پر مارا

خواجہ فیروز ناظر نے کہا اے شہریار جو عورت یا مرد اُردوے قسمت مین وارد ہوتا ہے وہ بغیر نکاح نہین رہتا
اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ اگر کوئی عورت وارد ہوتی ہے تو بحسب قسمت ایک مرد بھی اُسکے واسطے کسی نہ کسی تقریب سے
ضرور ہی پہونچتا ہے اور باہم اُنکا عقد ہوتا ہے جس طرح سے کہ وہ چارون نقابدار جو کہ دربار مین آپ نے ملاحظہ فرمائے
اوّل وہ دربار مین وارد ہوئے بعد اُنکے چار عورتین بھی آئین ہمارے بادشاہ نے چارون مردون سے فوراً بے دریافت
کے نکاح کردیا کہ کوئی بندۂ خدا لشکر مین ناکتخدا نرہے چنانچہ اب چندروز کا ذکر ہے کہ ایک نازنین خورشید جبین
زہرۃ الریاض اُردوے قسمت مین وارد ہوئی بادشاہ نے ہمارے موافق قسمت عقد آپکا زہرۃ الریاض
سے مقرر فرمایا ہے اسوجہ سے اُس روز وہ ترنج آپ کے سینہ پر مارا اور تمام حاضرین دربار نے مبارکباد دی

پس یہی علامت نسبت کی ہی شاہزادہ نے فرمایا یہ امر خلاف قاعدہ ہی تمھارے بادشاہ کو پہلے ہمسے دریافت فرمانا تھا کہ یہ نسبت تمکو قبول و منظور ہی یا نہین بعد اسکے جیسا امر مقرر ہوتا عمل مین آتا ناظر فیروز نے کہا ہمسے دریافت کی کیا حاجت ہی جبکہ لشکر کا نام اُردوے قسمت ہی پھر قسمت سے کسی کا کیا چارہ ہی شاہزادہ نے فرمایا ای مرد تجھکو شاید معلوم نہین کہ مین ایک مدت سے ایک پریزاد کے عشق مین سرگردان ہو رہا ہون اور وہ کل عجائبات کی بادشاہ ہی مین کسطرح سے کسی غیر عورت سے نکاح کر سکتا ہون چنانچہ صرف ایک مرتبہ ملکہ صبح دلکشا کو باغواے ایک والا کے بنظر التفات دیکھا تھا جسکے مواخذہ مین ابتک گرفتار ہون اور تم میرا یہان نکاح کرواتے ہو اگر اس حال سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو خبر ہوئی تو پھر تمام عمر صفائی مشکل ہی خواجہ فیروز ناظر نے کہا ہمارے بادشاہ کو ان قضیون سے کیا غرض یہان تو بقول النصیب یصیب ولو کان تحت الجبلین کے کاربند ہین زہرۃ الریاض سے نکاح تمھارا ہونا مقدر ہو چکا ہی وہ کسی صورت سے رد نہین ہو سکتا ضرور ہوگا ؎

انچہ نصیب ست ہم میرسد	ورنہ ستانی بستم میرسد

شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر قہر درویش بر جان درویش ؎

ببینم کہ تا کرد گار جہان	درین آشکارا چہ دارد نہان

ای خواجہ فیروز ناظر میرا ایسے کام سے نہایت دل گھبراتا ہی بلکہ کلیجہ منھ کو آتا ہی بار دگر اگر ایسے کلام کروگے تو مین لشکر سے نکل جاؤنگا خواجہ فیروز ناظر نے کہا یہ آپکا خیال خام ہی کیا مجال کہ جو بے نکاح کیے نکل جائیے اور اگر آپکا اختیار ہوتا تو سروستان سے نکل گئے ہوتے یہان کیون تشریف رکھتے شاہزادے نے فرمایا کہ خیر اگر یہان سے نکلنا ممکن نہین ہی تو نہو لیکن انسان کو اپنی ہلاکت کا تو اختیار ہی خواجہ فیروز ناظر نے کہا ہمارے لشکر مین یہ بھی اثر خداوند کریم نے بخشا ہی کہ انسان اپنی جان بے وجہ ضایع نہین کر سکتا فرض کرو کہ اگر زہر کھاؤگے وہ بمنزلہ گل شکر کے ہو جائیگا اگر کسی ہتیار سے خودکشی کرنا چاہوگے تو وہ تمھارے اوپر کارگر نہوگا کیا مجال ہی کہ ضرر پہونچا سکے اور پانی مین ڈوب جانا ممکن نہین ہی شاہزادہ نے کہا خلاصہ یہ ہی کہ یہان کسی طرح کسی بشر یا جن یا پری کا اختیار نہین ہی خواجہ فیروز ناظر نے کہا یہ امر آپکو فرمانا ہرگز مناسب نہین ہی کسواسطے کہ خداوند کریم ہر کام کو ساتھ خیر کے انجام دیتا ہی یہ تو خیال فرمائیے کہ اگر عورت مرد کا اتفاق مقدر مین نہین ہی تو وہ کسطرح اُردوے قسمت مین آسکتا ہی شاہزادہ نے فرمایا خیر جو ہونا ہوگا وہ ہوگا خواجہ فیروز ناظر روانہ ہو گیا شاہزادہ نے بدر عالم سے فرمایا ای منجم تمنے کیا خوب حکم لگایا تھا کہ دس روز مین معشوقہ سے ملاقات ہوگی حق ہی کہ اہل منجم خبر زمین و آسمان کی دیتے ہین مگر کبھی کاہ کی جگہ کوہ بھی تجویز کر لیتے ہین دوسرے ابھی تمھارے مطلب کا کوئی امر ظہور مین نہین آیا بدر عالم نے کہا پیر و مرشد غلام کو جو حال زائچہ مین معلوم ہوا وہ عرض کر دیا آئندہ عالم غیب کو معلوم ہی اس بحث مین خواجہ فیروز ناظر پھر آیا اسنے کچھ عطر اور پھول

بدر عالم کو دیکھکر کہا اے جوان مبارک ہو تو بھی منعقد ہوگا کہ جو عورت تیری تقدیر میں تھی وہ بھی لشکر میں آگئی شاہزادہ نے پوچھا کہ بدر عالم کی منکوحہ کا کیا نام ہے خواجہ فیروز ناظر نے کہا ابھی ہمکو نہیں معلوم کیا معنی کہ جو خطاب تمکو ہمارے بادشاہ نے دیا ہر ایک کو یہ مرتبہ نہیں ملسکتا ہے ہان اُس نقابدار سردار سپید پوش کو تو ہمارے بادشاہ نے البتہ خطاب صاحب المصاحبین دیا ہے باقی سب اپنے اپنے لباسی رنگ سے مشہور ہین جیسے کہ سرخ پوش سبز پوش وغیرہ شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ

نہ زین رشتہ سر میتوان تافتن	نہ سر رشتہ را میتوان یافتن

الغرض جس روز کہ شاہزادہ پردہ ترنج خوشبو بادشاہ نے مارا اُسی روز نرگس خاتون محلدار نے کہ جسکا نام چنبیلی بانو بھی تھا ایک انگوٹھی الماس کی مرصع نگار بطریق نشان کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی انگلی مین پنہائی اور کہا اے ملکہ شاہزادہ شمس القمرین ہوکر روز ازل سے تمہارا شوہر مقرر ہے آرزوے قسمت مین تشریف لایا ہے اور ہمارے بادشاہ نے نسبت تمہاری اُسی شاہزادہ سے مقرر کردی ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو یہ لفظ نرگس خاتون محلدار کی زبانی سُنا فرمایا اے ضعیفہ تو دیوانی ہوگئی ہے شاہزادہ شمس القمرین کون بلا ہے جس سے میرا عقد ہوگا تو نہین جانتی کہ مین بجز ذات ذوالاصفات شاہزادہ عالی درجات کے اور تمام جہان کے مردون کو حرام مطلق جانتی ہون اور ظاہرا مجھے تمہارے بادشاہ کے مزاج مین خفقان معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کا بلا دریافت دوایجاب وقبول بطور خود باہم عقد کردیتا ہے نرگس خاتون محلدار نے عرض کیا قربانت شوم ہمارے لشکر مین ہرگز کسی امر مین اختیار نہین ہے جس طرح سے ہوسکے صبر وشکر کرو اور خدا پر شاکر رہو کہ تمنے آپ ہی خود چارون نازنینان نقابدار کی زبانی اُنکا حال سن لیا کہ وہ اپنے نوشتہ تقدیر پر کسقدر شاکر و رضامند ہین اگر کوئی امر خلاف مرضی اُنکے ہوتا تو وہ بیشک تمسے شکایت کرتین لہذا تمکو بھی اس مقدمہ مین زیادہ تردد نہین کرنی مناسب نہین ہین دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے ہر چند کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نرگس خاتون کی بات کا جواب نہین دیا الا دل مین کہا اے نوبہار گلشن افروز خیر جو مرضی خدا ایام زندگی مین تک کتے نعوذ باللہ من غضب الحلیم سنا تھا یہان غضب الحکیم بچشم خود دیکھا مین نہ جانتی تھی کہ یہ خیمہ خیمہ اجل ہے اور یہ آرزوے قسمت لشکر قضا ہے خیر بہر تقدیر پہلے ایک نظر شاہزادہ شمس القمرین کو کہ جو ہماری تقدیر مین مقدر ہوچکا ہے دیکھ لو بعد ازان اپنا ہلاک کرنا کچھ مشکل نہین ہے آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے یہ قصد اپنے دل مین مقرر کرکے ایک خنجر چھوٹا سا اپنے پاس رکھ لیا کہ جس وقت شاہزادہ کسی طرح کی دست درازی کا قصد کرے پہلے اُسکو ایک خنجر سے ہلاک کرون بعد اپنی جان دونگی خداوند کریم شاہزادہ معز الدین کو زندہ رکھے مجھ سی بہت حسین اور خوبصورت عورتین اُسکو میسر ہونگی ایک مین نہوئی تو کیا القصہ دوسرے روز بادشاہ سپید پوش نے تمام لشکر کو آئینہ بندی کا

حکم دیا اور شب کو روشنی فانوس و چراغان ایسی ہوئی کہ خورشید تابان کی بھی روشنی گرد ہوگئی بقول کسی شاعر کے بیت

ندیدہ چنین جشن چشم سپہر	کہ شمع و چراغش بود ماہ و مہر

جبکہ قران السعدین برج حوت مین واقع ہوا اور خانہ مشتری مین شرف زہرہ ہوا چار عورتین نقابدار آئین اور انھون نے دست و پا مین شاہزادہ کے مہندی لگائی اور انمین سے ایک نے بدر عالم منجم کے بھی دست و پا مین مہندی لگائی شاہزادہ نے دل مین کہا ای معزالدین اگرچہ پہلے بھی دو تین جا ے طلسم مین تیرا عقد ہوا اور پھر خداوند کریم نے وہان سے محفوظ رکھا لیکن یہ سامان اسطرح کا نظر آتا ہی کہ یہان سے بچنا مشکل ہی آخر کار دوسرے روز شب جمعہ کو بادشاہ سپید پوش نے شاہزادہ کو ایک اسپ پری پیکر پر سوار کیا اور تمام لشکر کی اپنے سیر کرائی شاہزادہ نے اسطرح کی صورتین خوفناک اور شکلین عجیب و غریب دیکھین کہ کبھی نظر سے نہ گذری تھین الغرض اسی طرح ہر جگہ گئے اور ہر مکان کی سیر و تماشا دیکھتے ہوے اُسی بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لائے اب جو اسکو دیکھا تو وہ ایسی وسیع بارگاہ پائی کہ چار بارگاہین ویسی ہی ہنین اور آراستگی و رونق کا کیا ذکر کیا جائے اور وہان چالیس نقابدار علاوہ نقابداران اول کے بلباس شاہانہ تخت اور کرسیون پر بیٹھے ہوے تھے شاہزادہ نے خواجہ فیروز ناظر سے پوچھا کہ یہ اسقدر نقابدار اس تھوڑے عرصہ مین کہان سے آگئے خواجہ فیروز ناظر نے جواب دیا کہ بعد عقد کے خود ہی معلوم ہو جائیگا ابھی حضور خاموش رہین اور ناچ دیکھین بیت

ندیدہ نہ بیند دگر آسمان	چنین جشن عالی در اہل جہان

ناگاہ وقت عقد قریب آیا نقابدار سپید پوش تخت نشین ایک طرف گیا اور بعد ایک لمحہ کے دہان سے پھر آیا بعد اسکے نقابدار مروارید پوش سے جو پہلو مین شاہزادہ کے بیٹھا تھا اُس سے کہا ای صاحب حکم جناب عالی ہوکہ ملک و مال کے علاوہ پردۂ سبز نگار کی حکومت اپنی دختر بلند اختر کے جہیز مین دو مروارید پوش نے جواب دیا کہ جناب عالی پر سب حال بخوبی روشن ہو کہ حکومت پردہ سبز نگار میری ملک مین داخل نہین ہی لیکن حاکم وہانکا میرا نوکر ہی نقابدار سپید پوش جواب لیکر روانہ ہوگیا شاہزادہ نے گوشۂ چشم سے دیکھا کہ یہ کہان جاتا ہی دیکھا کہ صحن بارگاہ مین ایک خیمہ نہایت باحشم و خدم استادہ ہی اور در خیمہ پر پردۂ مروارید نگار پڑا ہی اس نقابدار سپید پوش نے جواب نقابدار مروارید پوش وہان جاکر بیان کیا بعد ایک ساعت کے پھر وہان سے آیا اور کہا جناب عالی فرماتے ہین کہ ہمکو خوب معلوم ہی کہ حکومت پردہ سبزہ نگار تیری ملک نہین لیکن حاکم وہان کا بسر و چشم تمھاری بیٹی کے جہیز مین جائیگا مروارید پوش نے کہا اگر یہی اُنکی خوشی ہی تو مین منع نہین کرتا جب شاہزادہ نے یہ کیفیت دیکھی دل مین کہا خداوندا یہ جناب عالی کون بزرگ ہین کہ جنکے نام مین اسقدر ادب کو کام فرمایا جاتا ہی قصہ مختصر ایک نقابدار نے اُنہین سے شاہزادہ شمس القمرین کا ملکہ زہرۃ الریاض سے عقد پڑھا اور بدر عالم کا خوشنوا پری سے نکاح ہوا

ہرچہار طرف مبارکباد بلند ہوئی اور مہر عروس کا ستر ہزار بار شتر درتیم قرار پایا شاہزادہ نے جو آوازین سنین تھین اکثر آوازین گوش آشنا معلوم ہوئین شاہزادہ نے خواجہ فیروز ناظر سے پوچھا کہ یہ کون اشخاص ہین خواجہ فیروز ناظر نے کہا کیون آپ گھبراتے ہین ایک لمحہ مین آپ کو بخوبی معلوم ہو جائیگا بعد اسکے نقابدار سپید پوش نے کہا اے شاہزادہ والا تبار حضور محل مین تشریف فرما ہون اور جمال عروس کا مشاہدہ فرمائین شاہزادہ نے فرمایا اے برادر مین تمھاری آواز بھی پہچانتا ہون مگر اسوقت چند در چند مین ایسے افکار مین ہون کہ میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین کہ بتا سکون کہ مین نے کہان یہ آواز سُنی ہے سپید پوش نے کہا شاید ایسا ہی ہو ادھر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بھی ایسا ہی معاملہ درپیش ہوا کہ محل مین چند عورتین نہایت حسین و جمیل اور وہ چارون عورتین نقاب پوش جو سابق آئی تھین ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کیا کہ اب آپ بھی حمام فرمائین ملکہ نے آہستہ بحسرت کہا کہ غسل عروسی بھی کم از غسل میت نہین ہے نرگس خاتون محلدار نے کہا اے ملکہ آفاق یہ وقت ایسی بات مُنھہ سے نکالنے کا نہین ہے ملکہ نے فرمایا فال بد کا ورد حال بدہے القصہ جب ملکہ نوبہار گلشن افروز غسل عروسی سے فارغ ہوئی اور لباس فاخرہ زیب جسم کیا ایک خنجر بھی پوشیدہ اپنے پاس رکھ لیا نرگس خاتون محلدار متعجب ہوئی اور کہا یہ خنجر آپ نے کیون اپنے پاس رکھا ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ محافظ میری آبرو کا ہے اور ہر وقت میرے پاس رہتا ہے نرگس خاتون محلدار نے کہا قربانت شوم پہلے آپ صورت شوہر کی دیکھ لین بعدہ ہم بہ پوچھینگے کہ حضور کا وہ انکار اور عذر کہان گیا

بیت

درآن حالت کہ بینی روے داماد — یقین دان خنجر از دست تو افتاد
سر خود را بپاے او گذاری — کہ تاب دیدن رویش نداری
چو تصویر آن زبان خاموش گردی — عجب نبود اگر بیہوش گردی
بہوش آئی و بنشینی چو بر تخت — گرفتہ در کنار خود سیہ بخت
ازین صحبت کہ می بینی بیا د آر — چسان گرمست صحبت ہاے دلدار

یہ باتین حسرت و افسوس کی ہو رہی تھین کہ شاہزادہ محفل مین داخل ہوا لیکن چہرہ انور پر بادشاہ سپید پوش نے نقاب ڈال دی شاہزادہ نے فرمایا کہ نقاب پوشی کی یہان کیا وجہ ہے بادشاہ سپید پوش نے کہا کہ یہان کا رسم یہی ہے جب یہ سب نقابدار چہرون سے نقاب دور کرینگے اُسوقت آپ بھی نقاب دور کیجیے گا شاہزادہ بادشاہ سپید پوش کے ہمراہ روان تھا کہ بادشاہ سپید پوش نے شاہزادہ سے کہا حضور نے کچھ ملاحظہ فرمایا شاہزادہ نے فرمایا کہان بادشاہ سپید پوش نے کہا ذرا اوپر نگاہ فرمائیے جیسے ہی شاہزادہ نے سر اونچا کیا دیکھا کہ ہزارہا نقاب پوش تختہاے زرنگار پر لباسہاے رنگ برنگ پہنے معلق ہوا پر قائم ہین اور جہان ملکہ نوبہار گلشن افروز تخت وقار پر رونق افروز

ہے وہان ایک سائبان زربجد کا مرصع نگار پڑا ہوا ہے جب شاہزادہ قریب پہونچا بادشاہ سپید پوش نے وہ
سائبان اُتروا ڈالا تا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی کیفیت نقابدارون کی دیکھے بعد اسکے شاہزادہ سے کہا اے
شہریار یہ فرمائیے کہ پہلے جمال جہان نما عروس کا ملاحظہ فرمائیے گا یا نقابدارون کو دیکھیے گا شاہزادہ نے فرمایا صورت
عروس تو بعد مین دیکھونگا لیکن مین پہلے مشتاق نقابدارونکا ہون خصوصًا مین تمھاری صورت کا سب سے زیادہ
مشتاق ہون کہ تمھاری آواز نے نہایت متحیر کر رکھا ہے بادشاہ سپید پوش نے اپنے چہرہ سے نقاب دور کی بس
شاہزادہ نے دیکھا کہ اقبال شاہ ہین بے اختیار شاہزادہ نے فرمایا اے برادر تم کہان اور سینہ سے لگا لیا اقبال شاہ
نے کہا کہ مین اپنا حال پھر بیان کرونگا بالفعل ان نقابدارون کو ملاحظہ فرمائیے اب جو شاہزادہ نے دیکھا تو تخت
معلق پر حفیظ ثریا مکان اور احمر نوجوان اور مسعود نام جو اور ملکہ فرنگ سلطان اور ملکہ جہرا گلگون پوش
اور ریانہ وردندان اور ملکہ سعد اور سے نقاب اور شہاب نوجوان وغیرہ تمام یہ لوگ تختہائے
طلسمی پر سوار ہین اور علاوہ انکے ہزارہا پریزاد و آدمزاد ایسے جمع تھے کہ جنسے شاہزادہ واقف نہ تھا اور نہ
صورت سے آشنا تھا جب یہ سامان دیکھا تو شاہزادہ نے قیاس کیا عجب نہین کہ معاملہ سب طرح درست ہوا اور
عقد بھی ہمارا حسب دلخواہ ہوا ہو اور ساعت علم بدر عالم منجم بھی قریب ہے بعد اسکے شاہزادہ عروس کی طرف
مخاطب ہوا کہ نقاب چہرہ سے دور کرکے صورت دکھلائیے اتفاقًا ملکہ نوبہار گلشن افروز کی طبیعت مین بھی اُسوقت
یہی خیال آیا آخر ہاتھ شاہزادہ کا نقاب ملکہ پر پڑا اور ہاتھ ملکہ کا نقاب پر شاہزادہ کی پڑا دونون نقابین برابر
چہرون سے دور ہوئین دونون نے بحیرت وحسرت ایکدوسرے کو دیکھا اور فورًا بیہوش ہوگئے

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی	وہ نظر ہی وداع طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
	دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز	رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز	

قصہ کوتاہ جب ملکہ نوبہار گلشن افروز ہوش مین آئی اپنے کو شہر عشقیہ مین تخت سلطنت پر پایا
اور پہلو مین شاہزادہ معزالدین کو دیکھا جب شاہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ معشوقہ سر زانو پر اپنے لیے ہوئے
بنگاہ حسرت دیکھ رہی ہے مگر اب اُس خمار بیہوشی مین شبہہ ہوا کہ یہ کون معشوق ہے نہین معلوم کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
ہے یا کوئی شعبدہ طلسمی ہے آخر نہ ضبط ہوسکا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے سات بار گرد پھرا اور پانون پر
سر رکھدیا ملکہ نوبہار گلشن افروز بحیرت شاہزادہ کی صورت دیکھا کی اور دل مین ہزار ہزار شکر
جامع المتفرقین اور کردگار ارحم الراحمین کی درگاہ مین ادا کیے اور تمام شب اسی صحبت استعجاب مین
گذری صبح کو نادرہ راز داروے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا اے ملکہ عالم ناحق اس حیرت و استعجاب مین
گرفتار ہو بلکہ شکر خداوند دو جہان ادا کرو تم اپنی مراد کو پہونچین شعر خبرت بدہ کہ بستان وست فرن پالے بکوب الحمدللہ کہ زین جا کہ بسیار آمدہ

بعد ہوش بجا ہونے کے پہونچنا شاہزادہ نامدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا شہر عرشیہ مین

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار کو سینہ سے لگا لیا اور کہا ای خواہر عزیز افسوس تمھین میرے حال کی مطلق اطلاع نہین کہ اس زمانہ مین میرے اوپر کیا کیا مصیبت گذری نادرہ رازدار نے کہا ای ملکہ آفاق جس روز عالم بے دماغی مین شکار کے واسطے گئین شام کے وقت ایک پریزاد خواص نے مجھسے کہا کہ ملکہ کا کہین سراغ نہین ملتا اس خبر وحشت اثر سے جہان میری آنکھون مین سیاہ ہو گیا اور کوئی جا ایسی باقی نہ رہی جہان مین نے تمکو تلاش نہین کیا جب کہین نشان نہ ملا ناچار اُسی وقت جناب حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچی اور تمام حال تمھارا بیان کیا حکیم صاحب نے میری نہایت دلجمعی کی اور کہا کہ چند روز مین ملکہ نوبہار گلشن افروز خود بخود محفل مین آ جائیگی ہر چند حکیم صاحب نے میری تسکین کر دی تھی لیکن اسپر بھی کسی طرح دل ناصبور کو صبر نہ آتا تھا ملکہ ابکی جو مین تمھارے فراق مین مضطرب الحال حکیم صاحب کی خدمت مین گئی تو حضرت نے خود مجھسے فرمایا کہ ای نادرہ رازدار ہمنے تمھاری ملکہ کو ایسی جا پر گرفتار کیا ہے کہ تھوڑی تکلیف کے بعد تمام غرور و تکبر اُسکا دفع ہو جائیگا اور شاہزادہ معزالدین کی سرگردانی و جانفشانی کی حقیقت سمجھیگی بلکہ قدر کریگی اور ابکی عقد بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کا شاہزادہ معزالدین سے ہو جائیگا مین نے عرض کیا کہ حضرت مجھے بھی وہان پہونچا دین تاکہ مین بھی اپنی خاتون کے عقد مین شریک ہون حکیم صاحب نے فرمایا یہ عقد طلسمی ہے یہان ضرورت شرکت نہین ہو یان جب نکاح ملکہ

نوبہار گلشن افروز کا بیرون طلسم ہوگا اُس وقت تمھارا ہونا ضرور ہی اب تم بتا ملکہ کے امورات سلطنت کو انجام دو کل تک خدا نے چاہا تو ملکہ نوبہار گلشن افروز ہمراہ شاہزادہ معز الدین کے آجائیگی بعد اسکے جو کیفیت نکاح کی تھی وہ سب بیان کی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مین خود شب عقد کو وہان جاؤنگا اور کل قبائل ملکہ و ساکنین عجائبات بھی حاضر ہونگے اے نادرہ رازدار اقبال شاہ جو کہ شاہزادہ معز الدین کا یار مثلثہ مین مددگار تھا وہ سردار لشکر ہوگا اور اہل لشکر اعلی طبقہ کے جن ہونگے لیکن شاہزادہ معز الدین و ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ ہمارا نکاح کسکے ساتھ ہوگا اور عجائبات از روے قسمت کے انواع انواع طرح کے دیکھینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا سچ ہی ایسی ایسی صورتین اور وہ وہ مصیبتین پیش آئی ہین کہ قابل بیان نہین اور ابھی تک حالات لشکر سے مطلق خبر نہین بلکہ اپنے حال کی بھی خبر نہین کمال تعجب و تحیر ہی بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تمام سرگذشت اپنی نادرہ رازدار سے بیان فرمائی نادرہ رازدار نے کہا وکان امر اللہ قدرا مقدورا شکر اُس خدا کا کہ انجام اسکا حسب دلخواہ تمھارے بخیر ہوا اور کیون نہو مصرع بعد روزون کے ہمیشہ غرہ ہی شوال کا اور جناب حکیم صاحب نے ایک پیغام اور آپکو دیا ہی اسکو خوب طرح سے سُن لو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بیان کرو نادرہ رازدار نے کہا حضرت نے فرمایا ہی کہ شاہزادہ معز الدین سے فقط لطف صحبت رہے خبردار خبردار ابھی بدون اجازت ہمارے وصل حقیقی نہوئے اسواسطے کہ یہ عقد طلسمی ہی اگر خدا نخواستہ یہان عالم طلسم مین جو کوئی امر دوسرا ہوگیا تو تم سے شاہزادہ بالکل منحرف ہو جائیگا اور پھر عمر بھر یکشکل مزاج کی نہ رہیگی اور جسقدر تم یہان اپنی حفاظت کروگی اُسی قدر بیرون طلسم شاہزادہ تمھارا مشتاق رہیگا اور خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالی جبل اعلی مین بعد عقد ملکہ شمسہ تاجدار کے تمھارا ابھی نکاح ضرور ہی ہوگا اور تم بھی مقابل مین ملکہ شمسہ تاجدار کے منکوحہ دوم قرار دیجاؤگی کہ خداوند کریم نے ازل سے چار بیبیان شاہزادہ کی مقرر فرمائی ہین انمین اول ہم قوم ملکہ شمسہ تاجدار دوسری ملکہ ناطقہ روشن بیان تیسری آتشی قوم ملکہ نوبہار گلشن افروز چوتھی ملکہ صبح دلکشا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ملکہ صبح دلکشا بھی عقد مین شاہزادہ معز الدین کے آئیگی نادرہ رازدار نے کہا ہان مجھ سے حکیم صاحب نے یہی فرمایا ہی بلکہ یہ بھی حکم دیا کہ تم اپنی صحبت عیش مین ملکہ صبح دلکشا کو بھی رکھو اور جو کدورت تمھارے دل مین ہو اُسے نکال ڈالو اور شاہزادہ کو سیر و تماشے مین مشغول رکھو مین نے یہ عقد فقط تمھارے اطمینان کے واسطے کر دیا ہی اور چونکہ عقد طلسمی مین غربت نامحرمی باقی نہین رہتی لہذا اختلاط و بوس و کنار اسمین جائز ہی لیکن چند روز مصلحتاً معاملات خانہ داری کو معطل رکھنا مناسب ہی اور اگر شاید شاہزادہ زیادہ تر کسی امر مین مصر ہو اور ضبط نہو سکے تو شاہزادہ کو سیر و تماشائے مشکوے حیرت مین مشغول کر دینا کہ اکثر نازنینان مشکوے حیرت مشتاق لقائے شاہزادہ عالم پناہ

حد سے زیادہ ہین اور شاہزادہ نے بھی اُنسے خود وعدہ ملاقات کیا ہے وہ بھی ایفا ہو جائیگا اور تنفر مزاجی بھی شاہزادہ کی رفع ہو جائیگی اور وہ پریزادین بھی اپنی آرزوے دلی کو پہونچ جائینگی مصرع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار اور اسکا بھی خیال رہے کہ بزم عیش و نشاط مین حکیم صاحب کا دخل ضرور ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا سمعنا و اطعنا قطعہ

کنیزے کہ از حکم آقا برون شد	زمن پرسی کورا دگر جا چون شد
دگر سر نپیچیم ز حکم مربی	ہر چیز گویم ہو الا مر بی

اس اثنا مین شاہزادہ نے ایک خواص خاص کے ذریعہ سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو کہلا بھیجا کہ اے ماہ خوبان جہان معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری طبیعت نازک سے غبار کدورت نہین گیا کہ مجھ سوختہ آتش فراق کو آب چشمہ دیدار خوش گوار کو فرحت آثار سے سرد نکر دگی نادرہ راز دار نے کہا اے ملکہ آفاق شاہزادہ کو بلا لو کیونکہ اب جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بظاہر نادرہ راز دار کے کہنے سے شاہزادہ کو وہین بلا لیا شاہزادہ ملکہ کے پاس تشریف لایا ملکہ نے نہایت اعزاز سے اپنے پہلو مین جگہ دی شاہزادہ نے اُسکے لب جان بخش کے چند بوسہ لیے بعد اسکے شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ آفاق یہ صحبت ہے یا خواب ہم دیکھتے ہین بیت

دست در آغوش یار در رو بر رویش بے حجاب	اینکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

البتہ آپکے فراق مین ایسے صدمے اور تکلیفین اُٹھائین کہ پناہ بذات خدا اور کیا کیا تماشے عجائبات طلسم مین دیکھے مگر مین اپنے حال مین ایسا مبتلا تھا کہ مجھے دین و دنیا کا مطلق ہوش نہ تھا خصوصًا جب یہ معلوم ہوا کہ تم مجھسے آزردہ ہو بس زندگی تلخ ہو گئی اور ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا واقعی یہ درد ہجر و فراق یار ایسی ہی بلا ہے بے درمان ہے کہ خداوند عالم کسی کو نہ دے بقول امانت ع

یہ وہ موذی ہی کہ ایذا مین کھے لیل و نہار | یہ وہ زنبور ہی جو لینے نہ دے دلکو قرار
یہ وہ بجلی ہی فلک آگے سے جسکے ہٹ جاہے | یہ وہ اژدر ہی کہ اک شعلہ مین کر دے فی النار
برق پر برق گرے رعد کی چھاتی پھٹ جاہے | یہ وہ کالا ہی کہ انسان کو دیکھے سے مار

مگر بخیر و فضل الٰہی سے انجام تو بخیر ہوا اب اُن ایام کا خیال کرنا عبث ہی شاہزادہ نے فرمایا اگر تمھارے فراق مین مجنون ہو جاتا یا تمھاری تلاش و جستجو مین کوئی دیو یا غول صحرائی ہلاک کر ڈالتا تو آپکو خوشی تو کمال ہوتی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا تمھارے نحواے کلام سے یہ مترشح ہوتا ہی کہ شاید ہمکو آپسے کچھ تعلق خاطر نہ تھا یہ جاے غور ہی کہ اگر مین تعلق دلی نہ رکھتی ہوتی تو مجھے تمھارے دریافت حال سے کیا غرض تھی دوسرے اکثر امر آپ نے خلاف احکام طلسم کیے تھے ورنہ اور کسی کی بھی قدرت تھی کہ جو ایک ذرہ خلاف کر سکتا اور یہ بھی امر میرے تعلق خاطر کی دلیل ہی کہ ملکہ صبیح دلکشا کی طرف جو آپ نے توجہ فرمائی ہمکو کیونکر خبر ہوئی اور کسی غول یا دیو یا جن کی قدرت و مجال تھی کہ جو آپ سے آنکھ ملا سکتا ہلاک کرنا تو شے دیگر ہی اس وجہ سے کہ مجھے ہر وقت آپکا حال معلوم ہوا کرتا تھا آپ سے غافل نہ تھی بلکہ اسی خوف سے دو پریزاد آپکے ہمراہ کیے تھے کہ ہر وقت و ہر لحظہ کا حال ہمسے بیان کرتے رہین وہی آپکے محافظ و نگہبان بھی تھے نام انکا طیران و سیران ہی اور جناب عالی نے جو فلان پہاڑ پر ارد بول وغیرہ دیو بچون کو قتل کیا اور جس دیو نے آپ کو بغل مین لیکر وہان سے پرواز کی وہ کیونکر گرفتار ہوا اور آپکو کسی طرح کی گزند نہ پہونچی تاہم آفرین اور صد ہزار آفرین بیشک و بشبہہ آپ اپنے وقت کے رستم و افراسیاب ہین جامہ شجاعت و مردانگی خدا نے تمھارے ہی واسطے قطع کیا ہی شاہزادہ نے فرمایا درحقیقت یہ تو کلمات خوش طبعی کے تھے لیکن اگر آپ کو میرا پاس خاطر نہوتا تو پھر یہ دعوت و خاطر و مدارات کا ہونا محال تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے مسکرا کر فرمایا کہ خاطر و مدارات و مہمانی تو محبت مین داخل نہین ہی ہان آپکو فقط واسطے آزمایش کے سرگردان کرنا تھا پس آپکا ثابت قدم رہنا بہر حال ثابت ہو گیا بیشک آپ انتہا کے مستقل مزاج ہین یہ کہکر ہاتھ شاہزادہ کا آنکھون سے لگا لیا اور کہا یہ وہی دست نازنین ہی کہ جس سے وہ دیو بچے قتل ہوئے بس پھر تو شاہزادہ بھی بے تکلف ہو گیا بیت

لبش نوشید و گفتا انگبین است | نشان دادش کہ جاے بوسہ اینست

ناگاہ عنان صبر و تحمل ہاتھ سے شاہزادہ کے چھوٹ گئی اور توسن خواہش انتہا کا گرم ہو گیا ادھر سے دست ہوس بڑھا اُدھر شرم و حیا انگشت بدندان ہوئی اور فرمودہ حکیم صاحب پیش آیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب شاہزادہ کو جوش مستی سے از خود رفتہ دیکھا بحیلہ دوسرے مکان مین چلی گئی اور نادرہ رازدار سے حقیقت حال بیان کی نادرہ رازدار نے کہا ملکہ آپ نے نہایت ہوشیاری کو کام فرمایا جو وہان سے تشریف لے آئین بلکہ آپ کو ہر وقت اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ شاہزادہ تمکو زیر نہ کر سکے ورنہ تمھارے بنائے کچھ نہ بن سکیگا آخر

ایک تخت اور پہلوے ملکہ مین نادرہ رازدار نے شاہزادہ کے واسطے بچھوا دیا ملکہ نے جب کنارہ اختیار کیا شاہزادہ نے دل مین کہا کہ شاید کوئی حرکت گستاخانہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو میری ناگوار ہوئی لیکن بجز سکوت کچھ زبان سے نہ کہا جب شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنے اپنے تخت پر جلوہ گر ہوے نادرہ رازدار نے حکم دیا پریزادان ارباب نشاط کو کہ ناچ گانا شروع ہو شاہزادہ نے جو ایک طرف پریزادان خوب رو کو اور ایک طرف اپنی ماہ رو کو مشاہدہ کیا خوشی سے اپنے جامہ مین نہ سمایا آخر اسی عیش ونشاط مین وہ روز گذرا رات ہوئی خاصہ تناول فرمایا نادرہ رازدار نے شاہزادہ کے واسطے علحدہ مکان مین فرش کر دیا شاہزادہ نے کان مین نادرہ رازدار سے فرمایا ای عزیز از جان میرے لیے تو ہنوز روز اول ہو یعنی شاید ابھی ملکہ نوبہار گلشن افروز میرے حال پر بظاہر مہربان ہو مگر باطن صاف نہین ہو نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار عالم مدار باللہ کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اصلا تمھاری طرف سے غبار نہین رکھتی بلکہ اسقدر خوش ہو کہ گویا دولت کونین حاصل ہوگئی شاہزادہ نے فرمایا اگر تم سچ کہتی ہو تو پھر مجھ آوارہ و سرگشتہ کا مقصد دلی کیون حاصل نہین ہوتا حالانکہ عقد شرعی بھی تو ہوچکا ہی اور حیلہ شرعی بھی نہ رہا یا تو عقد تقدیر نہین ہوا یا بخت ثابت نہین ہو جو اسطرح کا پرہیز ہوتا ہی نادرہ رازدار نے کہا وہ اہل مجلس کہان ہین آپ انکو بلائیے ذرا ہم بھی تو دیکھین آپ کا دعوی حق ہی یا جھوٹ ہی اتنے دن ہوے اس کارخانہ طلسم مین سیر کرتے لیکن ہنوز نسبت کی خبر نہین یہ کارخانہ طلسمی ہی انکی بھی کوئی اصل ہی ہر وقت ایک تماشا تازہ پیدا ہوتا ہی اسی طرح ایک یہ بھی شعبدہ تھا کہ نکاح آپ کا ہوا آپ شکر درگاہ پروردگار مین نہین کرتے کہ پہلے فقط ایک نظر دیکھنے کی آرزو مین تھے اور اب جو صحبت بے تکلفانہ میسر آئی تو آپ کو کچھ اور سوجھا فقط آپ پر کیا موقوف ہی یہ تو قاعدہ کلیہ ہی کہ جب انسان کو حسب دلخواہ عیش و آرام نصیب ہوتا ہی تو وہ اپنے روز بد کو بھول جاتا ہی اب آپ ان خیالات سے باز آئیے اور اس عیش و صحبت یار کو غنیمت سمجھیے جس خدا نے اس امید کو پورا کیا وہ مسبب الاسباب ہی وصل کا بھی کوئی سبب پیدا کر دیگا شاہزادہ نے فرمایا

فصبر جمیل دیکھیے کب تک وہ وقت نصیب ہوتا ہی شعر

ما کار خویش را بخداوند کارساز	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

ای خواہر نامدار یہ تو مین بخوبی سمجھا کہ شعر

بو یار کی سونگھا کے صبا نے اڑائے ہوش	باد مراد نے مری کشتی تباہ کی

مگر مجھے ان مقدمات کا سوال تجھسے کرنا ہو کہ جنسے مین نابلد ہون نادرہ رازدار نے کہا فرمائیے وہ کیا سوال ہین شاہزادہ نے فرمایا پہلے بدر عالم منجم کے حال سے مطلع ہونا چاہیے کہ آیا یہ شعبدہ طلسمی ہی یا اصلی نادرہ رازدار نے کہا بدر عالم بیچارہ بنی آدم ہی اور جو اسنے اپنا حال زار بیان کیا وہ سچ ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ اب وہ کہان ہی

نادرہ رازدار نے کہا شہر عشیہ مین اپنے معشوقہ خوشنواز پری کے ساتھ عیش کرتا ہی بلکہ کل جب حضور تخت فرمانروائی پر اجلاس فرمائینگے بدرعالم بھی واسطے ملازمت کے حاضر ہوگا شاہزادہ نے فرمایا نہین معلوم کہ کس پریزادے نے بدرعالم کو پردہ قاف سے بلایا تھا اور راہ مین تنہا اُسے چھوڑ کے پہاڑ پر گئی تھی نادرہ رازدار نے کہا غریب پرور بدرعالم کو آپ کی عاشق صادق نے واسطے حال پوچھنے کے بلایا تھا کہ بزور علم نجوم بتادے کہ مین بھی لائق صحبت شاہزادہ کے ہون یا نہین خوشنواز پری تمھاری عاشق کی خواہر ہمشیر یعنی کوکہ ہی جبکہ وقت کہ دلنواز و خوشنواز ماں بیٹیان بدرعالم کو بلا کر پہاڑ پر لیگئین شب وہین بسر کی صبح کو جب وہ بیدار ہوئین کیا دیکھتی ہین کہ ایک دیو کوہ پیکر عندیق حرام خوار جو مدت سے خوشنواز پری کا عاشق تھا حسب اتفاق اُس پہاڑ پر موجود ہوا بدرعالم سوتا تھا بس دیو نے دلنواز و خوشنواز کو لیجانے کا قصد کیا دلنواز تو دیو سے بمقابلہ پیش آئی اور خوشنواز وہان سے فوراً بھاگی بقدرت خدائے قادر و توانا افتان و خیزان بخط مستقیم سردستان حیرانی مین پہونچی اور اُدھر اُس ملعون نے دلنواز کو مار ڈالا یقین ہی کہ کل جسوقت بدرعالم فیضیاب خدمت عالی ہو تو خوشنواز پری بھی بدرعالم کے ساتھ آئے اور اپنی ماں کا دعوی خون سرکار عالی مین پیش کرے اور آپ افسران لشکر کو حکم دیجیے گا کہ عندیق حرام خوار قاتل کو سزائے اعمال دیجائے شاہزادہ نے پوچھا کہ وہ جو عاشق میرا ہی نام اُسکا کیا ہی اور وہ کس خاندان سے ہی اور رہنے والا کہان کا ہی نادرہ رازدار نے کہا آپ اُسے خوب جانتے ہین بلکہ اُسنے اکثر جا آپکی مدد اور کمک بھی کی ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ واللہ مجھے اسوقت مطلق خیال نہین آتا کہ وہ کون ہی نادرہ رازدار نے کہا ہزار افسوس کہ اس بیچارہ نامراد و ناشاد نے تمھارے عشق مین جان و آبرو دونون کو برباد کیا اور تمکو ذرا بھی خیال نہین حق یہ ہی کہ تم کیا کرو معشوق کا نام ہی ایسا ہی شاہزادہ نے فرمایا اے خواہر بخدا

بیت

چو از بس شور لیلی در سرم بود	کجا پروائے کار دیگرم بود

مجھے مفارقت ملکہ نوبہار گلشن افروز نے دُنیا سے کھو دیا بقول

عقل و متاع و ہوش جو کچھ تھا وہ کھو چکے	ہم تو بردن کی جان کو پہلے ہی رو چکے

مین اس قابل نہین کہ کسی کا پرسان حال ہون اب مجھے میرے عاشق کے حال سے اطلاع کر و نادرہ رازدار نے کہا کہ جب تمھین نے اُس بیچارہ کو فراموش کیا تو میرے یاد دلانے سے کیا فائدہ

قفس مین برگ گل رکھنے سے اے صیاد کیا حاصل	دلائی پھر اسیرون کو چمن کی یاد کیا حاصل

جب شاہزادہ نے زیادہ اصرار کیا نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار عاشق تمھاری ملاحت پری ہی کہ اُسکے دل مین آتش محبت آپکی مشتعل ہی کسی پہلو قرار و آرام نہین ہوا دیتی ہی

	این رازکہ جویم وابن قصہ بکہ گویم		حیرانم و درماندم در قدرت ربانی	

تا اینکہ محض آپکی محبت مین اُسنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کنیزی اختیار کی شاہزادہ نے نام ملاحت پری کا سُنکے
اُسکے حقوق کو یاد کیا اور کمال محجوب ہوا اور ملامت اپنے اوپر کی اور فرمایا کہ اُس بیچاری نے طلسم برج حوت مین
میری خدمت ایسی کی کہ اُسکا شکریہ مین نہین ادا کر سکتا نہین معلوم کہ وہ کسطرح داخل کنیزون مین ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے ہوئی نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار یہ مسئلہ شرعی تو سب پر حالی ہے کہ چار بیبیون کے علاوہ پانچوین زوجہ
حرام مطلق ہے مگر ہان حرمون اور کنیزون اور خواصون کی کچھ قید نہین ہے اور در حالیکہ چار بیبیان آپکی تجویز ہو چکین
پھر ملاحت پری کا کس صورت سے عقد ممکن تھا شاہزادہ نے فرمایا کہ میری چارون بیبیون کا نام کیا ہے نادرہ رازدار
نے کہا ایک ملکہ نوبہار گلشن افروز دوسری ملکہ صبح دلکشا یہ تو قوم آتشی مین سے ہین اور ایک ملکہ
ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک اور چوتھی منکوحہ سے مین آگاہ نہین ہون ✣ ✣

	اب حال ملاحت پری کا سُنو	

جبکہ صباحت پری ملاحت پری کی مان نے انتقال کیا سلطان شمسون ملکہ نوبہار گلشن افروز کے
والد ماجد نے ملاحت پری کو پردۂ سبز نگار کا حاکم کیا قضارا ملاحت پری کو آپکا عشق ہوا اور آسنے
حال عاشقی عبیدون عابد سے بیان کیا عبیدون عابد نے حکیم ابوالمحاسن سے ملاحت پری کی سفارش
کی حکیم ابوالمحاسن نے حکیم صاحب سے بیان کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ملاحت پری کو بھی صحبت شاہزادہ
کی میسر ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ بجز اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر ایسی نہین ہے کہ ملاحت پری زمرہ مین کنیزون
کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے جہیز مین دیجائے ملاحت پری نے خوشی دل سے قبول کیا یہی سبب تھا
کہ جو بوقت عقد نقابدار سپید پوش نے دوسرے نقابدار مردار ید پوش سے کہا تھا کہ پردۂ سبز نگار کے حاکم کو اپنی دختر
کے جہیز مین دے چنانچہ نام بھی نکاح نامہ مین درج کیا گیا شاہزادہ نے فرمایا خدا جانے چوتھی عورت کا نام میری منکوحہ
کون ہے دوسرے ملکہ صبح دلکشا جسکی بدولت مین نے کیسے کیسے رنج و صدمات اُٹھائے اور کیسی کیسی آفات طلسمی مین
گرفتار ہوا اور پھر وہی محجب منعقد کیجائے حالانکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو ناگوار بھی ہے تیسرے ملکہ ناطقہ روشن بیان
بھی اگرچہ میری منکوحہ ہے اور عقد بھی اُسکا عرصہ ہوا کہ ہوگیا پھر میرے سامنے آنے مین اُسکو کیا عذر باقی رہا مین نے اُسکی
صورت تک نہین دیکھی اور اقبال شاہ کا بیان حصار چار شلثہ مین تھا کہ برادر خورد میرا مقبل ملکہ ناطقہ روشن بیان
پر عاشق ہے اور فقط مقبل کے کام کیواسطے اپنے وطن سے آیا ہون نادرہ رازدار نے کہا مین عذر کر چکی ہون کہ
مجھکو چوتھے محل کا حال نہین معلوم اسواسطے کہ جناب حکیم صاحب نے فرمایا ہے کہ شاہزادہ کے چار محل ہونگے لیکن اُنہین

تین محل کے مفصل نام ارشاد ہوئے اور چوتھے کا نام بیان نہین فرمایا نہین معلوم کہ اس پوشیدگی مین کیا بھید ہی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اب کسی حرکت سے تمھاری آزردہ نہو گی وہ آزردگی کے دن تمام ہوگئے اور ملکہ ناطقہ روشن بیان بخوف ملکہ نوبہار گلشن افروز کے آپکے سامنے نہ آئی لیکن کسی وقت ضرور حاضر خدمت ہوگی اور یقین ہی کہ اقبال شاہ نے مقبل آپ ہی کو خطاب دیا ہو تو کیا عجب کوئی اسمین بھی مصلحت ہوگی ورنہ ایسے خیالات مین آپ مبتلا نہوتے شورش محبت ملکہ نوبہار گلشن افروز مین کوئی آپ سے نکاح کا ذکر بھی کسی غیر عورت سے آپ کے سامنے بیان کرتا تو آپکو ناگوار ہوتا اور اگر آپکے سامنے اقبال شاہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کے نکاح کا تذکرہ بھی کرتے تو یقین تھا کہ آپ اقبال شاہ کی رفاقت ترک کرتے اور یہ عقل مین نہین آتا کیونکہ یہ حرکت خلاف قاعدہ بانیان طلسم کی تھی کہ حکماے متقدمین آپکا عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان سے پہلے ہی مقرر کر گئے ہین اور یہ عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ نوبہار گلشن افروز کا طلسمی ہی اسطور پر کہ جیسے آسمان پر مشیت ایزدی مین گذرتا ہی جسے عالم اسباب اور ہندی مین سن جوگ کہتے ہین بس یہ عقد آسمانی کافی نہین ہوتا وقتیکہ پردہ دنیا پر علی رؤس الاشہاد عمل مین نہ آوے یہی وجہ ہی کہ حکیم صاحب نے یہ تینون عقد نکاح چہارم پر موقوف رکھے ہین کہ جب تک آپکا نکاح چوتھی بی بی بیرون طلسم سے نہو گا یہ عقد طلسمی بے اصل ہین اور عقد طلسمی مین صحبت بوسہ و کنار کو جائز رکھا ہی مباشرت نہین کی شاہزادہ نے فرمایا ای رازدار طلسم حکمت سرستان حیرانی کی کیا اصل ہی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے وہان جانے کی کیا وجہ ہوئی اور ملکہ سوداوہ دردمانہ و حمرا ے گلرنگ وغیرہ نازنین کیونکر اور کس قسمت مین وارد ہوئین اور طرفہ تر یہ کہ انکے شوہر بھی وہان موجود ہین اور سوا اسکے ہزارہا زن و مرد کہ جنکے نام و صورت سے بھی مین واقف نہ تھا وہ بھی وہان تھے تا اینکہ سلطان روح الملک بھی وہین ہین نادرہ رازدار نے کہا ابیات

کہ گیتی ست اہل گیتی بندہ است باد
خراب آن کس کہ آبادت نخواہد

زمانہ سال و مہ فرخندہ است باد
جہالت با جوانی ہم نفس باد

مبادا آنکہ او شادت نخواہد
ہمیشہ با مرادت دسترس باد

ای شاہزادہ والا تبار سرستان حیرانی مقام طلسم جدید بنایا ہوا ہمارے حکیم صاحب کا ہی جبکہ خداوند کریم نے حکیم فیثاغورس الحکمت کو خلعت مرتبت مثل فلاطون و ارسطو اپنے کارخانہ حکمت سے عنایت فرمایا حکیم فیثاغورس الحکمت نے چاہا کہ آپکا عقد ملکہ نوبہار گلشن افروز سے تجویز کرین لیکن علم نجوم سے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے مزاج مین تندی و سرکشی از حد ہی اور یہ طریقہ معشوقان جہان کا ہی بظاہر یہ عذر و بہانہ بہت درمیان مین لائینگی اور ایسا اسکو ناز و غرور حسن پیدا ہوگا کہ یہ پاؤن زمین پر نہ رکھینگی اور شاہزادہ کو تمام جہان مین آوارہ و سرگشتہ پھرا دینگی اسواسطے ملکہ

نوبہار گلشن افروز کو ایسی جا بند کرنا چاہیے کہ جہان کچھ اُسکو بھی تکلیف ہو تاکہ اوسکی بھی تکلیف کو خیال مین لائے پس اُس وقت شاہزادہ کی ملاقات کو غنیمت بلکہ ایک دولت سمجھے گی آخر الامر وہی معاملہ ظہور مین آیا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سروستان حیرانی مین چار روز تک پریشان و سرگردان رہی اور از حد تکلیف اُٹھائی اور باقی نقابدار نارنجی پوش وغیرہ بھی زن و مرد حفیظ ثریا مکان و ملکہ فرنگ سلطان وہین موجود تھے جنکی آواز اپکے کان آشنا معلوم ہوتی تھی اور صورتین بھی ملاحظہ مین آئی تھین شاہزادہ نے پوچھا کہ انکے وہان پہونچنے کا کیا باعث ہوا نادرہ رازدار نے کہا جب آپکا عقد شہر ظہورستان مین ملکہ ناطقہ روشن بیان سے واقع ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو نہایت ناگوار ہوا اور حیلہ وبہانہ چاہتی تھی کہ اُس حیلہ سے رنجش پیدا کرون اس عرصہ مین سیرگاہ چہارم مین باغواے امارہ خاتون محلدار کے ملکہ صبح دلکشا کی طرف آپ مائل ہوئے اور یہ خبر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو پہونچی پس ملکہ نوبہار گلشن افروز کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا مصرع دل ناخواستہ را عذر بسیار۔ پس اس خطا کو تمہاری دلیل گردانا اور تمکو منزل خاص جو کہ شہر ظہورستان مین واقع ہی وہان نکلوا دیا بعد اسکے اُسی غیظ وغضب مین حفیظ ثریا مکان اور منطقہ زرین کمر اور بہرام و ملکہ شرف افراجن جنکا نکاح محض آپ ہی کی کوشش وسعی سے ہوا تھا اور وہ بیچارے بدولت آپکے اپنی مراد کو پہونچے تھے اُنہین ایسی تفرقہ اندازی کی کہ ہر ایک کو صحراے ویران مین پہونچوا دیا وہ ناحق بیچارے ہلاکت مین پھنس گئے اگر جناب حکیم صاحب درپش اور رحم وکرم نفرماتے تو یہ سب بیچارے مفت ناکردہ گناہ ہلاک ہو جاتے آخر حکیم صاحب نے ہر ایک کو سروستان حیرانی مین پہونچا دیا کہ وہان ہر ایک کی ملاقات بھی ہوگئی ہر چند کہ سلطان روح الملک حکیم ارسطو کے وقت سے طلسم کا بادشاہ ہوتا آیا ہی اور اُسکی شاہی آبائی ہی لیکن بخوف حکیم صاحب ملکہ نوبہار گلشن افروز کا تابع حکم ہی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز بوجہ فرزندی حکیم صاحب کے عام بادشاہان طلسم کو اپنا نوکر جانتی ہی اور کسی بادشاہ کی حقیقت نہین سمجھتی اعزاز کرنا کیا چیز ہی

اب حال ملکہ فرنگ سلطان کا سُنیے کہ وہ قابل سننے کے ہی

اے شہریار ذی وقار ایک روز ملکہ فرنگ سلطان اور منطقہ زرین کمر مین باہم کسی ذکر پر نزاع لفظی واقع ہوئی اسواسطے کہ عورتون کا قاعدہ ہی کہ جب چار پانچ مجتمع ہوکے بیٹھتی ہین انواع واقسام کے ذکر ہوتے ہین اور اکثر باہم نزاع کی بھی نوبت آجاتی ہی چنانچہ حفیظ ثریا مکان نے منطقہ زرین کمر کی طرفداری کی ملکہ فرنگ سلطان کو طرفداری حفیظ ثریا مکان کی ایسی ناگوار ہوئی کہ وہان سے اُٹھ کے ایک چھوٹی کشتی مین سوار ہوئی اور ریسمان کشتی کی کاٹ دی قدرت خداے تعالیٰ اور عنایات حکیم صاحب سے وہ کشتی کنارے دریاے آب الارباب کے پہونچی

اور وہان سے بخیر وسلامتی سروستان حیرانی مین داخل ہوگئی جب حفیظ ثریا مکان کو ملکہ فرنگ سلطان کے چلے جانے کی خبر پہونچی وہ اپنی حرکت پر نہایت پشیمان ہوے بعد ازان وہ بھی ایک کشتی مین سوار ہو تلاش مین ملکہ فرنگ سلطان کے روانہ ہوا اتفاقاً کشتی حفیظ کی طوفانی ہوکے پرزہ پرزہ ہوگئی اور حفیظ ثریا مکان ایک تختہ پر معلق چلا قدرت خدا سے سروستان حیرانی مین پہونچ گیا اور اُسنے ملکہ فرنگ سلطان سے عذر گناہ کیا اور اپنی خطا معاف کروائی پھر کوئی صورت ملال باہم درمیان عورت ومرد کے باقی نہ رہی چنانچہ بروقت اجلاس تخت فرمان روائی ہر ایک واسطے مجرے کے حضور مین حاضر ہوگا اور اپنا حال خدمت عالی مین گذارش کریگا شاہزادہ نے فرمایا کہ مین نے اقبال شاہ کے لشکریون کی عجیب وغریب صورتین دیکھی ہین نہین معلوم کہ اُنکی کیا حقیقت ہے نادرہ رازدار نے کہا کہ اوّل تو اُن مین طبقۂ اعلیٰ کے جن تھے اور باقی لشکر حصار چار مثلثہ کا تھا جسنے آپ کے ساتھ ملک گیری کی شاہزادہ نے فرمایا کہ قوم اجنہ مین شاید یہی طریقہ ہے نادرہ رازدار نے کہا غریب پرور اس قوم آتشی مین خداوند عالم نے تین طبقہ خلق فرمائے ہین اوّل طبقۂ اعلیٰ کہ اُسمین اجنہ مسلمان باایمان ہین اور امثال مین مثل فرشتون کے ہین بلکہ موکلان عالم سفلی اُنھین کو مشہور کرتے ہین یعنی سواے خوشبویات کے اور کوئی چیز اُنکی خورش نہین ہے دوم طبقۂ اوسط اور وہ ہماری قوم ہے کہ جب ہم عبادت وریاضت علوی کرین تو مرتبہ اعلیٰ کو پہونچین اور اگر سفلی کی طرف راغب ہون تو آدم زاد سے وصل اور ہم کفو ہون اور اُنھین کی تقلید کرین اور ہماری قوم مین کافر وخدا پرست دونون ہین تیسرا طبقہ ادنیٰ جنسے فرقۂ شیاطین مراد ہے اس فرقہ مین خدا پرست کم ہین اور کافر زیادہ ہین الغرض جو خدا پرست ہین اُنکو جن کہتے ہین اور جو کافر ہین اُنکو شیاطین شاہزادہ نے فرمایا ماشاء اللہ تمنے ایسا مفصل حال بیان کیا کہ میری سمجھ مین بخوبی آگیا نادرہ رازدار نے کہا مین کیا اور میرا بیان کیا لیکن یہ تمام فیضان صحبت حکیم صاحب کا ہے اے شہریار جناب حکیم صاحب نے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور اس خادمہ کو اپنی زبان معجز بیان سے فرزندار شاد فرمایا اور اُنکو بادشاہی طلسم کی مرحمت فرمائی اور اس خاکسار کو بحسب لیاقت یہ عہدہ عنایت فرمایا اور مکان میرا جاے نزول مرغ اسرار قرار دیا اور مرغ اسرار نے تمام حکمت ومقدمات رازداری واسرار طلسم مجھے تعلیم کیے راوی کہتا ہے کہ یہ صحبت تخلیہ کی نادرہ رازدار وشاہزادہ عالی وقار کی باہم اُس وقت ہوئی جبکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز آرام خاص مین گئی اور وہ وقت چار گھڑی رات رہے کا تھا اور اسی گفتگو کے بعد شاہزادہ نے بھی آرام کیا اور ایسا سویا کہ نماز صبح قضا ہوگئی غرض صبح کو حسب الحکم جناب حکیم صاحب کے دیوان تمام علیین از سر نو آراستہ کیا گیا اور تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور جلسہ تمام قرار پایا اعلیٰ وادنیٰ خاص وعام سب جمع ہوے ادھر شاہزادہ ایسا سویا کہ مطلق خبر نہوئی اور دن زیادہ آگیا نادرہ رازدار نے
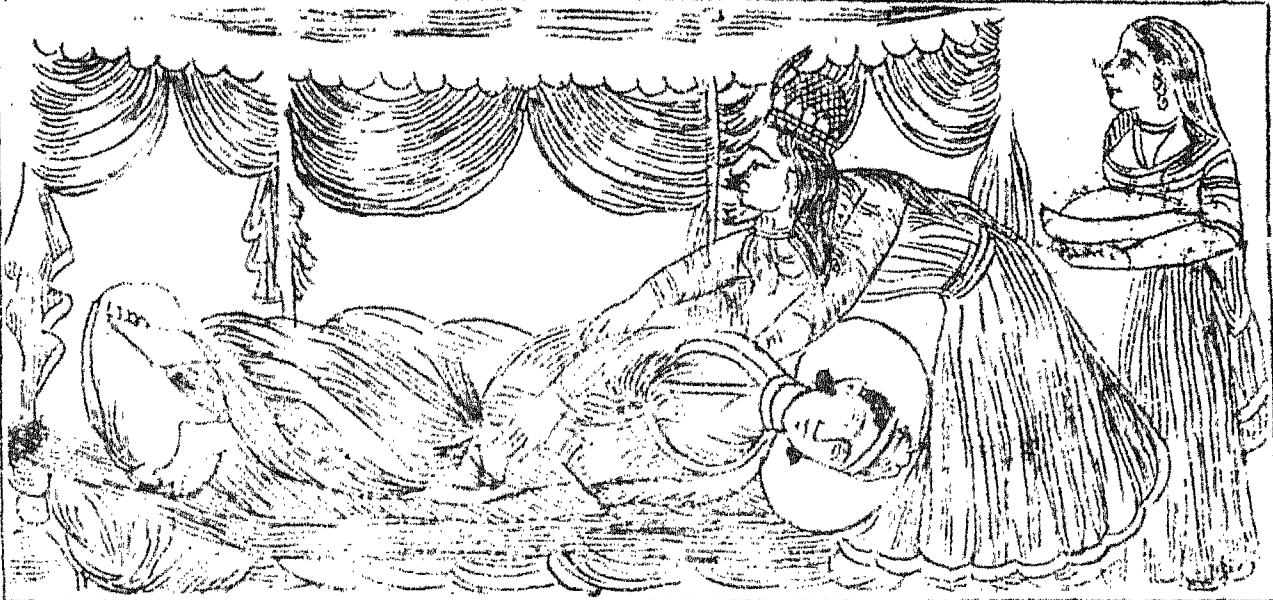
صحبت شب کا حال ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کیا اور کہا کہ آپ تشریف لیجا کر خود شاہزادہ کو خواب راحت سے
بیدار فرمائیے کہ ساعت جلوس تخت قریب آئی غرض ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ نامدار کو بیدار کیا
اور فرمایا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا
الی ضر مسہ بس موافق اسی آیہ کے آپکا حال ہے کیا معنی کہ جبتک آپ بیدے خیال مین مبتلا رہے کبھی نماز صبح قضا
نہین ہوئی مجھسے کیا بے فکر ہوے کہ خدا سے کبھی غافل ہوگئے اور بے غل وغش آرام فرمایا کہاں کی نماز اور کیسا روزہ
شاہزادہ نے فرمایا کہ واقعی اس صبح نے مجھے اسقدر حیران و پریشان کیا تھا کہ مین اسکی صورت دیکھتا ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے کہا فی الحقیقت یہ خواب راست تھا اور کوئی خواب نہ تھا شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز
کو سینہ سے لگایا اور چند بوسہ لب و دہن کے لیے اور جوش و ولولہ ایسا شاہزادہ کی طبیعت مین پیدا ہوا
کہ از خود رفتہ ہوگیا **بیت**

در کنار آنچنان کشیدش تنگ	کہ طبر خون شدش نہال خدنگ

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ کو از خود رفتہ پاکے نادرہ راز دار کو آواز دی نادرہ راز دار اسیوقت
فوراً ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی شاہزادہ بسبب شرم کے خاموش ہورہا نادرہ رازدار نے کہا
ای شہریار آپ ناحق گھبراتے ہین اب خدا نے چاہا تو روز بروز صحبتین اور زیادہ ہونگی آپ کس خیال مین
ہین بسم اللہ حمام فرما کے خلعت زیب بدن فرمائیے اور تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوجیے کہ تمام اہل دربار
حضور کے جمال بے مثال کے مشتاق ہین غرض شاہزادہ حمام مین تشریف لے گیا اور بعد غسل لباس شاہی زیب
جسم کیا اور سرپیچ گوہر بیل جو کہ شاہون کے واسطے مخصوص ہی سر پر باندھ کے محل سے برآمد ہوا حجرہ سے برآمد

ہونے کے ہر چہار طرف سے ندائے ہوشیار باش بلند ہوئی اور نوبت سکندری و سلیمانی کی صدا فلک ہفتم تک پہونچی شاہزادہ
پیادہ خراماں خراماں دیوان عام کیطرف متوجہ ہوا اور بساعت سعید تخت عرشیہ و سریر سلیمانی پر جلوس فرمایا
مجرائیوں کا مجرا ہوا شاہزادہ نے اسقدر کثرت انسان و پریزادون کی دیکھی کہ شمار انکا غیر ممکن تھا جہانتک نگاہ کام
کرتی تھی بجز انسان و پریزادون کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا اور اسطرح کی رونق و زینت دیکھی کہ کبھی نظر سے
نہ گذری تھی پہلے سب سے ایک مرد سفید پوش و خوش جمال نے سلام کیا شاہزادہ نے فرمایا ای جوان تم کون ہو کہ
ہمنے تمھیں کہین دیکھا ہی اُسنے جواب مین کہا کہ غلام رافع بن ارفع ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین نے تمھین مریض و
ناتوان دیکھا تھا اس وجہ سے پہچانا نہین اب اپنا حال بیان کرو کہ اُس مرض سے نجات ہوئی یا ہنوز باقی ہی رافع
نے عرض کی پیر و مرشد جس وقت کہ مرقوع میرے غضنفر نے دعاے شفا میرے واسطے مانگی فوراً تیر بہ ہدف ہوئی اور
جس چشمہ مین مین نے غسل کیا تھا وہان سے مجھے چند اجنہ لیگئے اور لیجاکر شفا خانہ سلیمانی مین پہونچایا جو کہ پردۂ قاف
مین ہی داروغہ شفا خانہ نے کہ جسکا نام طیبیون جنی ہے میری نبض دیکھی اور کہا کہ تمکو مرض محبت ہی یعنی حرارت و یبوست
عشق کی وجہ سے اپنی منکوحہ سے ہم صحبت نہین ہو سکتے اور یہ مرض مرض روحانی کہا جاتا ہی ای شہریار عالی وقار
وہان شفا خانہ مین ایک حوض ہی محض اسواسطے کہ مریض اُسمین اچھے ہوتے ہین پس طبیب نے مجھے اُسی حوض مین
غسل کرایا جب غسل سے فرصت پاکے باہر حوض کے آیا بالکل اچھا تھا وہ مرض بالکل دفع ہو گیا مین نے
طیبیون جنی سے کہا کہ ای بزرگ مجھے خداوند تعالی نے تمھارے قدمون کی برکت سے صحت عنایت فرمائی
اب مجھے رخصت کرنا چاہیے طیبیون جنی نے فرمایا کہ ای جوان مین تمکو ایک اسم معظم ایسا تعلیم کرون کہ تم عالم عجائبات
مین سلطان روح الملک کے نائب عدالت ہو جاؤ اور سبسے پہلے شاہزادہ معزالدین کو سلطنت طلسم کی
مبارکباد دو مین نے حسب ارشاد طیبیون جنی ایک ہفتہ وہ اسم پڑھا آٹھوین روز طیبیون جنی نے مجھے رخصت
کیا اور چند تحفہ پردۂ قاف کے عنایت فرمائے مین براہ راست سلطان روح الملک کی خدمت مین حاضر
ہوا سلطان روح الملک نے فرمایا ای رافع ہم تجھے عہدۂ نیابت شہر عرشیہ کا دیا چاہتے ہین شاہزادہ
معزالدین کو ہماری طرف سے جلوس تخت کی مبارکباد دینا مین نے عرض کی بہت مبارک ہی مین حاضر ہون
سلطان روح الملک نے اُسی وقت خلعت گران قیمت مع ہزار سوار جرار مسلح و مکمل دیکر شہر عرشیہ کو روانہ کیا
اُس روز سے لباس ہمارا مع سوارون کے کبودی مقرر ہوا اور ایک اسپ صبا رفتار سلطانی کہ جو ہمیشہ نائب کے
متعلق رہتا ہی وہ بھی دیا شاہزادہ معزالدین نے فرمایا کہ ہمنے بھی بروز جائزہ لشکر حشمت نگار مین ایک نقابدار
کبود پوش دیکھا تھا مگر ہمکو اُسوقت اُس کیفیت سے اطلاع نہ تھی اب بحمد اللہ تمکو ہمنے خوشحال پایا رافع نے
عرض کیا غلام شب و روز حضور کی دعاے دولت اقبال مین بسر کرتا ہی ابیات

چنین گفت آن سخن گوے کہن زاد — کہ بودش داستان ہاے کہن یاد
کہ چون مہ آمد اندر برج ماہی — معز الدین شد بر تخت شاہی
ز نورش زہرہ در خرچنگ برجیس — سعادت داد از تثلیث و تسدیس
ز پرکار زحل خورشید منظور — بدلو اندر فگندہ پرتوے نور
عطارد کرد زاول خط جوزا — سوے مریخ شیر افگن تماشا
بدین طالع کزو فیروز شد بخت — معز الدین برآمد بر سر تخت
پریزادان مبارکبا د گفتند — بمژگان خاک آن درگاہ رفتند
فلک زانوار از عکس جمالش — زمین را رونق از جاہ و جلالش
بمجلس آدمی زادان نشستند — پریزادان بخدمت دست بستند
بدیوان گرچہ کر بود آدمی زاد — ولے قدرش زیادہ از پریزاد
سلیمان وار شاہنشاہ دوران — نشست بر سر تخت سلیمان
جہان روشن شد از نقش نگینش — ہمین خواہد خدا آفرینش

الغرض جب شاہزادہ معز الدین والا جاہ تخت سلیمین پر جلوہ افروز ہوا تو اسطرح کا افتخار و اقتدار سلیمانی اور قدر و وقار و حشمت و اجلال خسروانی پیدا تھا کہ کبھی کسی جن یا البشر کو خواب مین بھی نصیب نہوا تھا اور پریزادان خوش جمال اپنے پر و بال کا سایہ کیے ہوئے اور پری رویان خورشید مثال بال ہما کے چنور لیے ہوئے ہمین الغرض رافع بن ارفع کے بعد بہرام سرخ قباد اور قاضی الملک اور چارون رئیس حصار چار مثلثہ و سعید لوحدار و محفوظ قلمدار و رفیع کرسی نشین و حفیظ ثریا مکان و حکیم ابو المحاسن و عبیدون عابد و حکیم طالقوس و شہاب نوجوان و عالی سلطان و مشاروف نوجوان وغیرہ اشخاص نے مبارکباد دی مگر جن پریزاد نے کہ طلسم مین شاہزادہ سے ملاقات کی تھی اور خارج طلسم مین موجود تھے وہ سب دیوان عام مین حاضر تھے بعدہ بدر عالم منجم بھی ملازمت عالی مین حاضر ہوا اور آستانہ پایہ تخت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے حال پرسی فرمائی بدر عالم منجم نے عرض کی جناب عالی حضور تو اس شب عقد کو محلسرا مین داخل ہوئے اور غلام کو چند ملازم ایک خیمہ مین لائے وہان مین اپنی معشوقہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوا لیکن متحیر تھا کہ یہ خواب ہے یا بیداری اسی حیرت مین سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا دیکھا تو مین ایک مکان عالی شان مین مع اپنی محبوبہ و مطلوبہ خوشنوا پری کے وارد ہون اس وقت سے بہ تصدق حضور عجب عیش مین بسر ہوتی ہے بیت

خلوت ہے وصل یار ہے بوسہ و کنار ہے — تقدیر اوج پر ہے بخت رسا کی ہے

اور دعاے دولت حضور مین مشغول رہتا ہون لیکن غلام کی منکوحہ دعوی خون اپنی مادر مظلومہ کا عنداق دیو پر کیا چاہتی
ہی کہ اُس ملعون نے بے گناہ اُس بیچاری کو قتل کیا شاہزادہ نے حکم دیا کہ عنداق دیو حرامخوار کو اسی وقت گرفتار
کرلاؤ غرض وہان حکم کی دیر تھی فوراً وہ دیو حرامخوار گرفتار ہوآیا شاہزادہ نے بعد تحقیقات کے اُسکے قتل کا حکم دیا
اور بدر عالم منجم سے فرمایا کہ یہ اشخاص جو حاضر دربار ہین حفیظ ثریا مکان وغیرہ یہ تمام عشق پیشہ تھے اور تلاش مین اپنی
محبوبہ و مطلوبہ کے سرگردان ـــــ تھے ہمنے کس کس جد و جہد سے بفضل خدا انکی مشکلون کو حل کیا اور سب کو انکے مطالب
دلی کو پہونچایا القاسم محروم یہ سب تو اپنی اپنی مراد دلی کو پہونچے لیکن ہمارے لیے ہنوز روز اول ہی اسی امر کو
مین غنیمت جانتا ہون اور شکر کرتا ہون اُس خداے کارساز کا کہ وہ ملال جو کہ دل مین ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے میری طرف سے تھا دفع ہوا بدر عالم منجم نے کہا پیر و مرشد جو امر دشوار و سخت ہوتا ہی وہ اسی دشواری
سے حاصل ہوتا ہی لیکن غلام کو زائچہ کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ حضور کے تمام کام برآوینگے بعدہ شاہزادہ دیوان عام
سے محلسرا مین تشریف لیگیا یہان محل مین نازنینان پری تمثال و ماہوشان خوش جمال و آدم زاد و پریزاد گروہ گروہ
ہر طرف سے چلی آتی تھین اور مبارکباد دیتی تھین اور صدہا پریزادین خوش رو و عنبر بو رنگ برنگ کی پوشاکین
پہنے جواہرات مین غرق عطریات مین بسی ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حلقہ مین لیے ہوے تھین ہرگاہ شاہزادہ
قریب پہونچا شرف افروز اور منطقہ زرین کمر و سودادہ سیہ نقاب حمراے گلگون پوش و کبودان
ماہ منظر و ریانہ دردندان و ملکہ فرنگ سلطان مرصع کمر و سعیدہ قمر طلعت و رانی چندربان کہ جسکا
قمراے حور پیکر لقب تھا اور نرگس شہلا یہ سب نازنینین پہلے تصدق ہوئین بعد ازان سلطنت طلسم کی مبارکباد
دی غرض جسقدر شاہزادہ نے طلسم مین نازنینون کو ملاحظہ فرمایا تھا وہ سب حاضر تھین لیکن ملکہ صبح دلکشا آزردہ
ہوکر عبادت خانہ سے اپنے ملک قاف کو چلی گئی تھی پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس نہین آئی اول یہ کہ وہ
خود بھی عالی دماغ ہی دوسرے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خالہ زاد ہمشیرہ ہم پایہ ہی لہذا حکیم صاحب بھی اُسکا نہایت
پاس و لحاظ فرماتے ہین اور توقیر و عزت سے پیش آتے ہین انشاء اللہ تعالی ملکہ صبح دلکشا کا حال جلد اعلی مین
گذارش ہوگا اور ملاحت پری کو حسب ارشاد حکیم صاحب کے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اپنے پاس بلالیا
قصہ مختصر تین روز شاہزادہ نے اسی طرح بسر کی کہ دن کو دیوان عام مین حکمرانی فرماتا تھا اور شب کو محلسرا مین
پری رویان خوش جمال سے حرف و حکایات مین اوقات صرف کرتا تھا ادھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے
نادرہ راز دار سے کہا اے خواہر گرامی قدر اب میرا جی چاہتا ہی کہ جسقدر مین نے ملال اپنے دل کو دیا ہی اسیقدر
مین عیش و تماشا مین بسر کرون اور صحرا و کوہستان کا تماشا و کیفیت دیکھون تاکہ دل مین کسی طرح کی ہوس باقی
نرہے اے نادرہ راز دار اس شہر عشرت کے مرغزار مین چند صیدگاہ کیفیت کے ہین چاہتی ہون کہ مین اور شاہزادہ

دونون وہان کی سیر سے چندے حظ اُٹھائین بعد اُسکے نہر رشک سلسبیل کو دیکھین اور کنارہ نہر کے لطف چراغان اُٹھائین وہان کبھی شکار گھوڑون پر کرینگے اور گاہ پیدل کر یہ دن درمیان کے کسی طرح جلد تمام ہون کیونکہ اب ایک دن ایک برس کے برابر معلوم ہوتا ہی تا وصل حقیقی بجز ایسے لہو و لعب کے طبیعت کا تھامنا مشکل معلوم ہوتا ہی اور دل آزردہ مند کو بھی گو نہ تسکین ہوگی یہ رشک سلسبیل وہ نہر ہی جو شہر علیئین سے مشکوے حیرت کو گئی ہی اور مرغ اسرار مثل جانوران پردار کے ہر روز اُسمین غوطہ مارتا ہی جیسا کہ اوّل ذکر ہوتا ہی جب نادرہ رازدار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی توجہ طرف شکار وغیرہ کے دیکھی اور لہو و لعب سے دل کا بہلانا سُنا دل مین وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر عالم تنہائی مین مبادا ملکہ نوبہار گلشن افروز خود شکار ہوگئی تو تو خوب تماشہ ہوا کیونکہ اُدھر جوش جوانی مین ولولہ اشتیاق ہی اُدھر آرزوے وصال مین ملکہ مدہوش ہی اور ظاہر عقد بھی ہوگیا ہی گو وہ عقد طلسمی ہی لیکن ایسا لازم کا نہین دوسرے جب انسان کو غلبہ شوق و ذوق ہوتا ہی تو عقل بالکل زائل ہوجاتی ہی اور دین و دُنیا کا خوف جاتا رہتا ہی بہرحال ایسی حالت مین مخل ہونا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی اور اگر پیر دن طلسم شاہزادہ کے دل مین کوئی فتور پیدا ہوا تو دیکھ لیا جائیگا بالفعل اس عیش کا برباد کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا کیونکہ اسکے انجام کار سے یہ پریزاد لاعلم ہی لہذا انجام اس حرکت کا ایسا بد ہوگا کہ تمام عمر کا ریاض ایک لمحہ مین مٹ جائیگا اور پہتا قیامت مبتلاے رنج و الم ہونا ہوگا آخر الامر نادرہ رازدار نے نفرا کہا کہا ای ملکہ آفاق ایک دن وہ تھا کہ تمکو شاہزادہ کے آنے سے عبادتخانہ مین تکلیف ہوئی اور وہ تھوڑی رات دشوار ہوگئی تھی کیونکہ آپ ہر مرتبہ یہی کہتی تھین کہ جلد سحر ہو تو مین یہان سے جاؤن اور جو مین کوئی کلمہ سفارش زبان پر لاتی تھی تو مجھسے آزردہ ہوتی تھین اور آج یہ معاملہ کیا ہی کہ عجیب و غریب ولولے آپکے دل مین پیدا ہوتے ہین اور اُسکے انجام کا کچھ خیال نہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ای خواہر مین تجسے زیادہ کسی کو اپنا دوست و خیرخواہ نہین سمجھتی ہون جو تم مجھے فہمایش کروگی وہ مصلحت وقت ضرور ہی اسی نظر سے جو راز ہوتا ہی وہ مین تجسے بیان کر دیتی ہون نادرہ رازدار نے کہا یہ تو سب آپکی عنایت پرورش ہی لیکن میرے خیال مین یہ آتا ہی کہ پہلے حکیم صاحب سے اس امر خاص کی اطلاع کر لو تو پھر مضائقہ نہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا سچ کہتی ہو مین بھی تمھاری راے سے اتفاق کرتی ہون بس اسی وقت تم حضرت سے جاکر دریافت کر آؤ تاکہ میری تسلی خاطر ہو نادرہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی اور ملکہ کے سوال کو بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا ای نادرہ رازدار ہماری بھی خوشی ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز و شاہزادہ عالی وقار مرغزار شہر علیئین مین جائین اور سیر و تماشا دیکھین جس طرح کہ خسرو شیرین کا واقعہ ملک ارمن مین ہوا تھا اور تو اسوقت بجاے مہین بانو کے ہی جو شیرین کی پھوپی تھی ہر وقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ موجود رہنا نادرہ رازدار نے عرض کیا پیر و مرشد لونڈی نے یہ قصہ سُنا ہی

کہ زمانہ سلف مین شاہزادہ خسرو نام ایک عورت شیرین پر عاشق و فریفتہ ہوا تھا اور باہم عیش و نشاط مین بسر کی لیکن فصل جو نہین سُنا تو خیال مین نہین آیا حکیم صاحب نے کتاب تاریخ خسرو و شیرین نادرہ راز دار کو دی اور فرمایا کہ پہلے تم خوب بغور دیکھنا بعد اسکے بطور افسانہ عام جلسہ مین ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ کو سُنانا اور نتیجہ اُسکا خلاصہ یہ ہی کہ مرد عورت کی ہرچند خواہش کرے لیکن عورت اپنے کو محفوظ رکھے اور گو کہ اُسے بھی غلبہ شوق ہو لیکن وضع کو کام فرمائے ملکہ نو بہار گلشن افروز اس قصہ کو بخوبی سُننے گی اور دل مین خیال کریگی کہ ایک آدم زاد عورت اپنی پھوپی کی نصیحت کو عمل مین لائی اور عشق خسرو سے محفوظ رہی پھر مین تو پریزاد ہون کیا مجھ سے تا ہنگام عقد صحیح اپنی حفاظت نہو سکے گی کمال شرم کی بات ہی نادرہ راز دار نے عرض کی اگر حضور کی راے ہو تو مین یہ کتاب نیسانہ پری کو دیدون کہ وہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کے روبرو بخوبی پڑھیگی حکیم صاحب نے فرمایا کیا مضائقہ ہی القصہ نادرہ راز دار وہ کتاب تاریخ ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس لائی اور فرمانا حکیم صاحب کا بیان کیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے فرمایا امی خواہر صبح کو شاہزادہ سے کہنا کہ حفیظ ثریا مکان اور مسعود تا مجو واحم نوجوان و اصغر بن طاقی شاہ و ارفع بن رافع اور عالی سلطان و ادریس نوجوان و بہرام سرخ کلاہ وغیرہ رفقا کو لے کے مرغزار نشاط انگیز مین تشریف لیجائیے پھر مین بھی اُن نازنینون کے ساتھ آؤنگی لیکن اسباب نشاط مع سامان لہو و لعب موجود رہے اور جا بجا مرغزار مین روشنی فانوس وغیرہ ہوا ور خیمہ ہاے پرتکلف برپا کیے جائین اور دو رویہ کنارے نہر کے چراغان کی روشنی ہو نادرہ راز دار نے شاہزادہ سے پیغام ملکہ کا کہا شاہزادہ دل مین نہایت خوش ہوا کہ اس سبب سے کسی دن بوقت فرصت یقین ہی کہ مطلب دلی بھی حاصل ہوجائے ابیات

سحر گہ کافتاب عالم افروز	سر شب را جدا کرد از تن روز	نہاد از حوصلہ زاغ سیہ پر	ہزیر بال طوطی بیضہ زر
معز الدین شہنشاہ زمانہ	کہ باشد شرح حالش این فسانہ	ادا کردہ نماز بامدادان	برآمد بر سمند از تخت شاہان
سلاطین دگر اندر رکابش	بسان ذرہ دور آفتابش	بدست ہر یکے فرخندہ بازے	کہ بر قصر فلک می کرد نازے
	باین شوکت وان شد جانب دشت	کہ دشت از مقدم او گلستان گشت	

القصہ صبح کو شاہزادہ نامدار بجمعیت بادشاہان کامگار اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکے مرغزار نشاط مین تشریف فرما ہوا وہ صحراے پر بہار ایسا فرحت آثار دیکھا کہ شائد ایسی لطافت بہشت عنبر سرشت مین ہو تو ہوا اور نہر مثل چشمۂ آب حیوان درمیان صحراے پر ضیا کے جاری تھی علاوہ برین جانوران وحوش و طیور کا شکار بھی موجود تھا یہ کیفیت دیکھ کے شاہزادہ بہت خوش ہوا اور مع رفقا و یاران شکار کھیلنا شروع کیا اور سر شام خیمہ مین تشریف لایا رفقا نے شکار کو باورچیخانہ شاہی مین بھیجا وہان طرح طرح اور انواع انواع اقسام کے کباب تیار ہوے شاہزادہ نے فرمایا جو جو شخص کہ جس جس طرح کے گوشت شکاری کے کباب تیار کرے قدرے اپنی اپنی معشوقہ کو بھی کھلا وے ہر ایک نے

اپنی اپنی معشوقہ کو حسب الحکم عالی طرح بطرح کے کباب بطریق تحفہ بھیجے شاہزادہ نے بھی کئی قسم کے کباب ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین روانہ کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے ملکہ کی خدمت مین عرض کرنا کہ آپ کب تشریف فرما ے مرغزار نشاط انگیز ہونگی کیونکہ ہمارا بغیر آپکے نہایت دل گھبراتا ہی جب کباب ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ملاحظہ مین پہونچے اور پیام شاہزادہ کا سنا ملکہ نے فرمایا کہ ہم صبح الخیر صبح کو یہان سے روانہ ہونگے اور خواتین محل کو آواز دی کہ ای بیبیو ہمارے پاس آؤ اور اپنا اپنا حصہ لیجاؤ مشاطہ زرین کمر وغیرہ حاضر ہوئین اور اپنا اپنا حصہ لیگئین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھی مہر کو شاہزادہ کی آنکھون سے لگا کے قدرے کباب نوش فرمائے لیکن نادرہ رازدار کو اُسوقت خیال آیا کہ افسوس ہزار افسوس اگر مجھے کسی مرد سے تعلق ہوتا تو میرے واسطے بھی تحفہ آتا اگرچہ کباب ہر ایک نے نادرہ رازدار کو بھی دے لیکن وہ مزہ کہان آخر اس صدمہ نے ایسا دل کو نادرہ رازدار کے پریشان کیا کہ کوئی صورت دفع ملال کی پیدا نہو سکی بلکہ وقتاً فوقتاً ملال زیادہ ہوتا گیا جب زیادہ بے چین ہوئی شب کو حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچی یکایک اندرون پردہ سے آواز آئی کہ ای نادرہ رازدار خیریت ہی آج تو خلاف وقت کیون آئی نادرہ رازدار نے عرض کیا ای حضرت کیا عرض کرون آج شاہزادہ نے اور انکے رفقا نے کباب شکار کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اور ہر ایک نے اپنی اپنی معشوقون کو بطریق تحفہ بھیجے حکیم صاحب نے فرمایا اسوقت تیرے دل کو مین پر درد پاتا ہون اور بہ کلام سے تیرے رنج ثابت ہوتا ہی نادرہ رازدار نے عرض کی حضور بجا ہان اسوقت مجھے کمال رنج ہی اور یہی وجہ اسوقت میری حاضری کی ہی کہ شاید حضور کے ارشاد سے دل کو گونہ تشفی ہو حکیم صاحب نے فرمایا تو نے بہت خوب کیا جو تو میرے پاس چلی آئی مین تجھے اسوقت بلایا چاہتا تھا ای نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہو کہ تم اپنے نقالان محفل کو حکم دو کہ وہ خسرو و شیرین کی نقل ابتداے عاشقی سے تا انتہا تمھارے سامنے بیان کرین بلکہ اس طرح سے کہ بجاے خسرو شاہزادہ معز الدین کو قرار دین اور بجاے شیرین ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اور تیری والدہ ملکہ شرف افروز مہین بانو شیرین کی پھوپی معین ہوا اور سامان سب تمھاری سرکار مین موجود ہی لیکن ہنگام نقل ایک مرد مصور کی ضرورت ہوگی کہ وہ عیار کامل بھی ہو بلکہ تمام صنائع مین بے مثل ہو جب ایسا مرد کہ جسمین یہ سب صفتین ہون دستیاب ہوگا تو وہ بجاے شاپور قرار دیا جائیگا کہ وہ خسرو کا سرہنگ عیار تھا اور اُسنے بلباس درویشی ملک ارمن مین اور خاص شکارگاہ مین شیرین کے ہر درخت مین تصویر خسرو کی آویزان کی تھی جب شیرین نے تصویر خسرو کی دیکھی فوراً عاشق ہوگئی ای نادرہ رازدار جسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز طرف مرغزار عشرت کے توجہ کرے اُسکے ساتھ کنارہ کنارہ نہر رشک سلسبیل کے جانا جب بارہ فرسخ پر پہونچوگی تو ایک عظیم الشان پہاڑ ملیگا نام اُسکا جبل رفعت ہی وہان ایک جوان عالیشان سے ملاقات ہوگی وہ شاہزادہ کا محرم راز ہی باقی احوال تمکو خود ہی معلوم ہو جائیگا نادرہ رازدار

حکیم صاحب سے رخصت ہوکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور تمام گفتگو حکیم صاحب کی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ جلد اسکی تعمیل بجا لائے نادرہ رازدار صبح ہوتے ہی پہلے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے جبل رفعت کی طرف روانہ ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی بعد روانہ ہونے نادرہ رازدار کے توسن گلفام پر سوار ہو مع تمام نازنینان ہمراہی کے کہ وہ کل دس عورتین تھین اور باقی خواصین تھین کہ ہر ایک فن سپہ گری مین طاق بلکہ شہرہ آفاق تھی روانہ طرف جبل رفعت کے ہوئی گویا یہ اشعار انھین کی شان مین مولوی نظامی نے نظم کیے تھے ابیات

بمردی ہر یکے اسفندیارے کہ گوئے از چنبر گردون در ربودند	بہ تیر انداختن رستم شعارے ہمہ برقع فروہشتند چون ماہ	بچوگان خود چنان چالاک بودند روان گشتند سوئے خدمت شاہ

الغرض تمام پریزادین گھوڑا اڑاتی ہوئی اور شکار کھیلتی ہوئی مع ملکہ نوبہار گلشن افروز مرغزار عشرت مین پہنچین شاہزادہ آمد ملکہ کی خبر سنکے خیمہ سے برآمد ہوا اور خود بنفس نفیس چند قدم استقبال کرکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اپنے خیمہ مین لے گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے فرمایا کہ اے شہریار ہمارا دل چاہتا ہے کہ پہلے تمام زن و مرد آپسمین علاوہ شوہرون کے رشتہ خواہری و برادری جاری کرین تاکہ کسی عورت کو کسی مرد سے غیریت نرہے شاہزادہ نے فرمایا نہایت مناسب ہے آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سب کو ایک جا بلاکے صیغہ خواہری و برادری مستحکم کرا دیا اور پردہ مابین سے ہر ایک کے اٹھا دیا بعد اسکے شاہزادہ سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ اے شہریار فردوسی

ابھرہاے تارخش رازین کنند	دم اندر دم نائے زرین کنند

میری طرف منطقہ زرین کمر وغیرہ عورتین اور تمھاری طرف حفیظ ثریا مکان وغیرہ مرد ہون باہم چوگان بازی کرین دیکھین اس فن مین مرد عورتون پر غالب ہوتے ہین یا عورتین مردون پر شاہزادہ نے فرمایا یہ عورتین تیراندازی یا چوگان بازی سے واقف ہین ضرور سبقت لیجائینگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ یہ عورتین شاہزادیان ہین پھر کیا وجہ کہ یہ صفت انھین نہو بلکہ شاہزادیون کو یہ سب ہنر واجب و لازم ہین چنانچہ ملکہ سعیدہ قمر طلعت بنت ملک سعدان شاہ سے تم خود واقف ہو باقی خواصون کو مین نے آپ خود تعلیم کیا ہے اور مین خود جناب حکیم صاحب کی تعلیم یافتہ ہون شاہزادہ نے فرمایا واہ جو معاملہ مین یہان دیکھتا ہون عجیب و غریب پاتا ہون بلکہ مین خود تمھارے کہنے سے چوگان بازی دیکھنے کا مشتاق ہون

زہر غرض آن شیرین مقالان روان شد ہر یکے چون آفتابے	بہ شہرت سوئے میدان شد شتابان پدید آمد زہر یک عقابے	چو در بازی گہ میدان رسیدند چو سلطان بزکان مرغان بسازد	پریزادان زشادی بر پریدند چمن را تاختند و صید را مار

بدلبر گفت ہان تا اسپ تازیم
ز چوگان گشتہ بے دستان ہمہ را

درین میدان زمانے گوئے بازیم
زمین را بید و صندل سود ہر ماہ
زیک سو ماہ بود و اختر انش

فلک را گوے در چوگان فگندند
بہر گوے کہ بروی مادران بید
زدیگر سو شہ فرمان بر انش

شگرفان شور در میدان فگندند
شکستی در گریبان گوی خورشید

الغرض پہلی مرتبہ اسطرح چوگان بازی ہوئی کہ کوئی اُنمین غالب و مغلوب نہ معلوم ہوا بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ اب ہر ایک اپنے اپنے شوہرون سے جدا جدا چوگان بازی کرین اور مین شاہزادہ سے اس فن مین امتحان کرونگی ابھی معلوم ہوجائیگا کہ کون غالب ہوتا ہی اور کون مغلوب شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ آفاق یہ امر خلاف انصاف معلوم ہوتا ہی کسواسطے کہ آدم زاد سے پریزاد کا مقابلہ کسی طرح ممکن نہین ظاہر اجو پھرتی و چالاکی کہ جوہر لطیف قوم آتشی مین ہی وہ خاکی مین کیا خاک ہوگی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ جو پریزاد اپنی ہیئت اصلی سے جامۂ بشریت مین داخل ہوتا ہی پھر اُس سے بجز کار انسانی کے کوئی کام اپنا اصلی نہین ہوسکتا بدر عالم منجم نے کہا اے ملکۂ عالم مین ایک مرد غریب منجم ہون اگر کوئی مسئلہ نجوم کا حضور دریافت فرمائین تو خیر بوجہ اسکے کہ اس کام مین دستگاہ رکھتا ہون فوراً عرض کرونگا اور چوگان بازی فدوی نے کیا بلکہ میری ہفتاد پشت نے بھی کبھی دیکھی نہوگی کرنا کیسا مین کیونکر اُسے عمل مین لاسکتا ہون مین جانتا ہی نہین کہ چوگان کس چیز کا نام ہی شاہزادہ معز الدین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز عذر بدر عالم منجم سے خوب ہنسے بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سکوت کیا اور کہا خیر راحت پری نے بدر عالم منجم کو بلایا ہی وہی بدر عالم منجم کے عوض چوگان بازی کریگی بعدہ ملکہ قمر اسے حور پیکر نے بھی یہی عذر کیا یعنی رانی خیندرما نے کہ مین برہمن زادی ہون میرے ملک مین

چوگان بازی کا مطلق رواج نہین ہی امیدوار ہون کہ مجھے بھی معاف فرمائیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اچھا تمھارے عوض صارم شیردل ادریس نوجوان سے چوگان بازی کریگا اسواسطے کہ ادریس نوجوان اور رانی چندرما پیر سبزپوش کے متعلقات سے ہین اور صارم شیردل پیر سبزپوش کا فرزند رشید ہی اگرچہ حقیقت صارم شیردل کی مشلشہ آبی مین شاہزادہ کو بھی دریافت نہین ہوئی کہ یہ پیر سبزپوش کا فرزند ہی الا اب اس تقریب سے معلوم ہوگیا آخر نوبت بنوبت آپسمین چوگان بازی شروع ہوئی اور امتحان گاہ مین بعض عورتین مردون پر غالب ہوئین اور بعض مرد عورتون پر بعد اسکے شاہزادہ نامدار مع رفیق دیار رسیدان آزمایش مین تشریف لایا اور اُس طرف ملکہ نوبہار گلشن افروز مع نازنینان آفت روزگار مقابلہ مین آئی اور یہ شعر پڑھے ابیات

زباب سو ماہ بود وا ختر انش — ز دیگر سو شہ فرمانبرانش
گوزن و شیر بازی می نمودند — تدروان باز غالب می ربودند

الغرض ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین عالی تبار مین اسطرح چوگان بازی ہوئی کہ صدائے تحسین و آفرین ہر ایک آدم زاد و پریزاد کی زبان سے بلند ہوئی لیکن کسی کو غالب و مغلوب کی تمیز نہوئی اور یہ شعر کسی اُستاد کا پڑھا بیت

گہے خورشید بروے گوئی گر ماہ — گہے دل برگرد بروے گہے شاہ

جب وہ ہنگامہ چوگان بازی ختم ہوا شاہزادہ نے فرمایا اے ملکہ خوبان جہان اب اسی طرح شکار اندازی مین بھی آزمایش ہو کر ابیات

تعالی اللہ چہ خوش روزے رسیدہ — جہان را تخت فیروزی رسیدہ
بس آن بہتر کہ سوے دشت تازیم — پئے صید افگنی گردن فرازیم
چو کام از گوے چوگان بر گرفتند — طواف گرد میدان در گرفتند
ہنگام پسشبگون گرد میدان — چو روز و شب ہمین گردند جولان
وزا نجا سوے صحرا رُخ نہادند — بصید انداختن بازو کشادند
بخندان صید گوناگون فگندند — کہ در حد حساب آید کہ چندند
بزخم تیرہا ہر نوجوانے — زمین کردہ بگوزان خیستانے
بنوک نیزہ ہر خاتون سوارے — تہی کردہ ز آہو مرغزارے

جب بقصد صید افگنی اُن نازنینان جہان رستم دوران نے صیدہاے مختلف کے عقب مین گھوڑے پھیر لیے شاہزادہ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر ایک نازنین صید افگنی مین بلاے روزگار ہی دل مین کہا اللہ اکبر

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں ‌‌ تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اشعار

ملک زادان بادہ شیران شکارے ‌‌ شگفتی ماند در جیب یک سوارے

کہ ہر یک بود در میدان ہمانے ‌‌ بدیوے گاہ نخچیر اژدہاے

ہر چند کہ شاہزادہ معزالدین نے بھی نفس نفیس پانچ ہرن نیزہ سے مارے اور دو ہرن کمند سے گرفتار کیے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تین آہوان صحرائی کا شمشیر سے شکار کیا اور ایک ہرن کو کمند سے گرفتار کیا لیکن وہ ہرن اس قوت سے تڑپا کر ملکہ مع کمند اسکے پیچھے چلی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے چالاکی سے دو بارہ حلقہ کمند اسکی گردن میں ڈالا مگر وہ ہرن اس زور سے بھاگا کہ دونوں سرے کمند کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ سے چھوٹ گئے اور دست سیمین اُس ریسمان کمند کے صدمہ سے فگار ہو گئے لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اُسوقت بڑی جوانمردی کو کام فرمایا کہ جب وہ ہرن مع کمند کے صحرا کو روانہ ہوا ملکہ نے اسکا تعاقب کیا قدرت خدا سے سر الکمند کا ایک درخت خاردار میں ایسا اُلجھا کہ ہر چند وہ تڑپا اور زور کیا مگر نہ چھوٹ سکا ملکہ نے فوراً گھوڑے سے جست کی اور اُس ہرن کو بچالاکی تمام گرفتار کر لیا اور کشان کشان اپنے خیمہ میں لے آئی شاہزادہ نے دور سے جو یہ کیفیت دیکھی

غزالے بدست شمشیر سے گرفتہ ‌‌ بجائے آہو بہ شیر سے گرفتہ

یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اس ہرن کو زندہ گرفتار کر لائی پس شاہزادے نے جرأت و قوت ملکہ پر آفرین کیا اور فرمایا

کجا چون او دست صید افگن سوارے ‌‌ ز زندہ چون غزالہ بین شکارے

الغرض وہ تمام روز شکار میں بسر ہوئی ابیات

فلک با دل فارغ از درد و غم ‌‌ برافراخت بر چرخ ہفتم علم

گہے باختہ چوگان دگر گوے برد ‌‌ گہے تاختہ صید و گہے بادہ خورد

جب شام کا وقت ہوا شاہزادہ والا جاہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنے خیام فلک احتشام میں داخل ہوئے اور ارباب نشاط حاضر ہوئے صحبت نغمہ و سرود گرم ہوئی شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے پوچھا اے ملکہ نادرہ رازدار کو میں نے نہیں دیکھا وہ چوگان بازی میں بھی شریک نہ تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا شاید حسب الحکم جناب حکیم کے تلاش کسی مرد کے گئی ہو پس شاہزادہ چپ ہو رہا

اب انکو کنارہ نہر شک سلسبیل کے عیش و عشرت اور صید و شکار میں

مصروف رکھا جاتا ہی اور چند کلمہ حال مین خارج طلسم کے گذارش کیے جاتے ہین
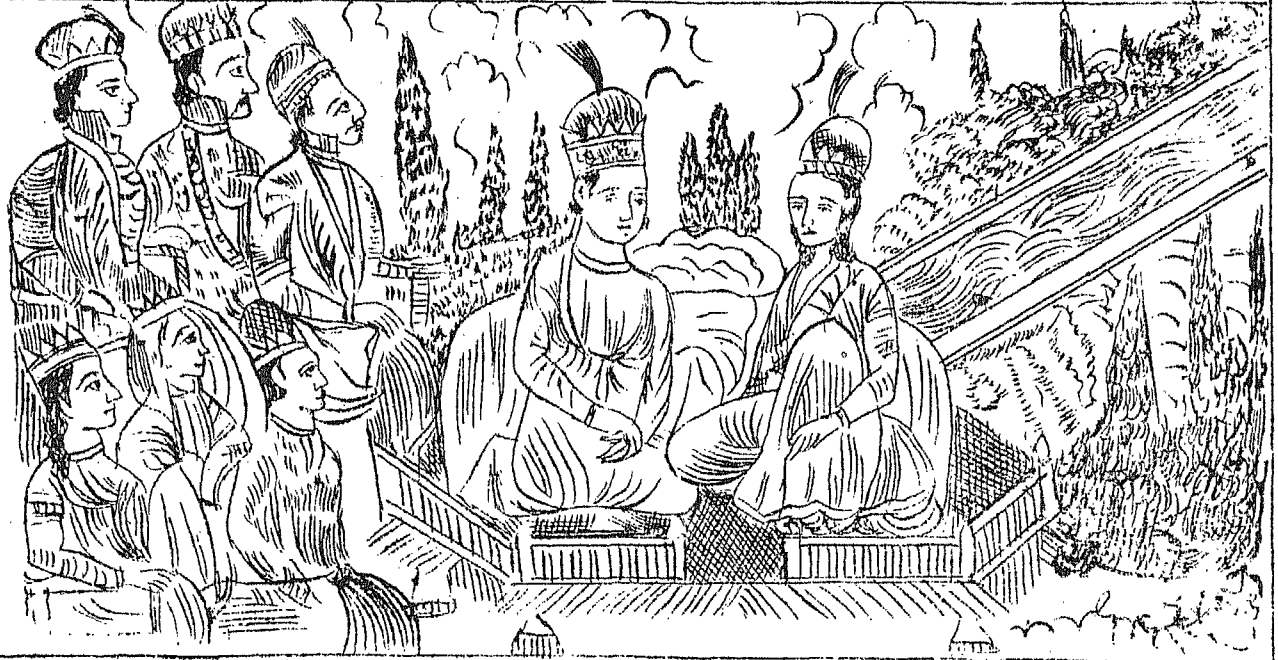
راوی کا بیان ہی کہ جس وقت سے ابوالحسن جوہر اپنے طلسم سے نکلا ہی ہر وقت و ہر ساعت تصور مین شاہزادہ معزالدین کے پریشان رہا کرتا ہی اگرچہ غمزۂ شیرین کار اور بستان افروز پری کا بھی خیال ہی لیکن زیادہ تر شاہزادہ کی یاد مین مضطرب و بیقرار ہی علاوہ اسکے حکیم صاحب نے سہیل کو حکم دیا کہ خبردار چالیس روز تک کوئی شخص دروازہ پر بقعہ فیض کے نہ آوے اسوجہ سے ابوالحسن جوہر اور زیادہ تر حیران تھا بلکہ امیر جلال الدین و امیر خلیل الدین و امیر سلطان وغیرہ بھی مفارقت مین اپنی اپنی معشوقان طلسمی کے ایسے بے چین تھے کہ انکو کسی طرح قرار نہ تھا اور حکیم صاحب کے پاس قطعًا جانا محال تھا اس روز زیادہ ہر ایک پریشان تھا تا گاہ بقعہ فیض سے آواز آئی کہ اے سہیل ابوالحسن جوہر کو جلد ہمارے پاس حاضر کرو سہیل نے اسی وقت ابوالحسن جوہر کو آستانۂ فیض شمامہ پر حاضر کر دیا حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر کو اندر بلایا ابوالحسن جوہر سلام کرکے باادب بیٹھ گیا اور دست مبارک کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے فرمایا اے ابوالحسن جوہر تمھین مین نے اسواسطے بلایا ہی کہ پھر رات رہے تم چار فرسخ پر یہان سے کوہستان مین جانا وہان پہاڑ پر ایک درخت شفتالو کا ہی اور قریب اُس درخت کے چودہ حوض ہین اور ہر حوض کا پانی ہر رنگ کا ہی اور ہر ساعت متبدل ہوتا رہتا ہی تم برہنہ ہو کر اُس حوض مین غسل کرنا یقین ہی کہ وہان سے فوراً ہمارے پاس پہونچو پھر جو ہم کہین اُسے عمل مین لانا ابوالحسن جوہر نے ارشاد حکیم صاحب

بدل وجان قبول ومنظور کیا اور تمام شب اختر شماری مین گذاری جب صبح ہوئی جلد جلد حوائج ضروری سے
فراغت کرکے کمر ہمت کو چست باندھا اور روانہ کوہستان ہوا واقعی ایسا سرسبز پہاڑ کبھی کاہیکو نگاہ سے
گذرا تھا اسکے آگے جبل اعلیٰ کا رتبہ کیا تھا اور درخت شفتالو کے قریب چودہ حوض برنگ مختلف پہلو بہ پہلو
دیکھے اور پانی اُنکا جوش وخروش مین تھا اور ہر ایک حوض دوسرے سے شاید گز گز کے فاصلہ پر ہوگا اور
کنارے اُنکے انواع واقسام کے پتھرون کا فرش تھا ابوالحسن جوہر نے کہا واہ کیا قدرت خدا کا تماشا ہے غرض
حسب الحکم حکیم صاحب ایک حوض مین کودا بعد اسکے پانی مین غوطہ مارکے جب سر باہر نکالا تو دیکھا کہ باہم
ہر ایک حوض دوسرے سے ملحق ہے بلکہ سب کا پانی ایک ہوگیا پھر تو جہان تک نظر نے کام کیا بجز پانی کے اور
کچھ نظر نہ آیا وہ سب ملکے ایک دریاے مواج ہوگئے اور اسمین ایک نہنگ نہایت مہیب منہ اُسکا مثل غار کے
کھلا ہوا نظر آیا ابوالحسن جوہر نے جب اُس نہنگ کو دیکھا کہا انا للہ وانا الیہ راجعون بس زندگی تو تمام ہوئی
یہ ملک الموت کی صورت ہے بعدہ وہ نہنگ قریب آیا ابوالحسن جوہر نے کہا نہین معلوم کہ مجھسے کیا قصور سرزد
ہوا جو حکیم صاحب نے مجھ پر یہ بلا نازل فرمائی یہان مجھے محض ہلاکت کے واسطے بھیجا ہے مین نے تو یہ پانی بہت
صاف دیکھا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ اسمین ملک الموت کا مظہر ہے ایک لحظہ مین یہ آب مصفا بحر ہلاکت ہوگیا ناگاہ وہ
نہنگ قریب تر آگیا ہرچند کوشش کی کہ نکل جاؤن لیکن کچھ کوشش سے فائدہ نہوا سانس لینے کی فرصت نہ دی فوراً وہ نہنگ
ابوالحسن جوہر کو نگل گیا پھر ابوالحسن جوہر کو اپنے حال ومآل کی خبر نرہی جب ہوش آیا تو دیکھا کہ نہ وہ نہنگ ہے نہ وہ دریا
بلکہ مین پہاڑ پر کھڑا ہون ابوالحسن جوہر نے اپنی سلامتی جان کا سجدہ شکر ادا کیا مگر اب سواے ایک لنگی کے
اور کچھ پاس نہین دل مین کہتا تھا کہ کیا کرون جو کوئی دیکھیگا کیا کہیگا واہ جناب حکیم صاحب نے خوب بھیجا غرض
یہی بکتا ہوا ایک درخت کے پاس آیا وہان ایک پیر خضر صورت کو سایہ درخت مین بیٹھا دیکھا اور ایک طرف
ایک خوان پر از طعام مختلف الالوان رکھا ہوا تھا اور ایک بقچہ اسمین کچھ بندھا ہوا رکھا دیکھا اُسوقت دل مین
ابوالحسن جوہر کے خیال آیا کہ یہ بقچہ بہ عیاری اس مرد پیر نے لے لیجیے پھر وہ اس خیال کے وہ پیر مرد خوب ہنسا
اور کہا یہ آپ ہی کے واسطے مین لایا ہون آپ یہ کھانا نوش فرمایئے اور یہ پوشاک زیب جسم کیجیے باقی اور زیادہ
تکلیف کو کیون کام فرمایئے کہ ناحق گناہ کا ہوجیے ابوالحسن جوہر اُسوقت اپنے خیال بیہودہ سے سخت نادم
ہوکے سرنگون بیٹھ گیا جب بقچہ کھول کے دیکھا تو اسمین اپنے کپڑے جو کنارہ حوض اتارے تھے پائے اس امر
سے اور زیادہ حیرت ہوئی اور اپنے دل مین اپنے اوپر نفرین کی کہ ناحق حکیم صاحب کی بھی شکایت بیجا کی غرضکہ
وہ کپڑے پہنے اور پراق عیاری زیب جسم کیا بعد اسکے اُس پیر مرد سے پوچھا کہ حضرت کا اسم مبارک اور اس
مقام کا نام کیا ہے اور میرا اسباب یہان کیونکر آگیا دوسرا عجب یہ ہے کہ مجھے تو ایک نہنگ جانور دریائی نگل گیا تھا پھر

ہین کسطرح زندہ بچا پیر مرد نے کہا نام میرا خضر کوہستانی ہی اور اس پہاڑ کو جبل رفعت کہتے ہین مین مدت العمر
سے مین رہتا ہون جب کوئی عورت یا مرد اس پہاڑ پر وارد ہوتا ہی وہ گویا میرا مہمان ہی یہی وجہ ہی کہ جو مین نے
تمھاری عزت و توقیر کی اور تمھارا اسباب بھی وہان سے منگا دیا اور وہ جو مگر تمکو دکھلائی دیا وہ جانور نہ تھا بلکہ بانیان
طلسم نے راہ ہر طلسم کی خلاف اور غیر مکرر رکھی ہی کہ بعض طلسم کی راہ خوفناک ہی اور بعض کی عجیب و غریب اسیطرح
اس طلسم کی راہ وہان مگر ہی اب خاطر جمع رکھو تمکو تکلیف کسیطرح کی نہوگی غرض ابوالحسن جوہر نے کھانا کھایا اور
شراب نوش کی لیکن بوقت مے نوشی وہ پیر مرد وہان سے چلا گیا ابوالحسن جوہر کو اُس نشہ شراب مین بستان افروز پری
اور غمزہ شیرین کا خیال آیا اُسی تصور مین کچھ اشعار عاشقانہ پڑھے بعدہ کچھ خیال آیا کہ فوراً بقچہ مین سے سامان مصوری
نکالا اور چونکہ فن مصوری مین ابوالحسن جوہر یکتا ے روزگار تھا اُسیوقت ایک تصویر خیالی شاہزادہ معز الدین
کی کھینچی اور حسن اور قبح تصویر کا بنظر اصلاح دیکھنے لگا

یہان ابوالحسن جوہر کو مشاہدہ تصویر مین مشغول رکھا جاتا ہی اور حال نادرہ رازدار کا گذارش کیا جاتا ہی

جس وقت نادرہ رازدار حکیم صاحب کی خدمت سے حسب ہدایت حکیم صاحب کوہ رفعت پر پہونچی رفتہ رفتہ اُس
درخت کے نزدیک آئی جہان ابوالحسن جوہر تصویر خیالی شاہزادہ معز الدین کی دیکھ رہا تھا نادرہ رازدار

نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا نہایت شکیل و جمیل زیر درخت بیٹھا ہی کہ جسکی روشنی حسن سے دھوپ بھی میلی و ماند معلوم ہوتی ہی لیکن کسی کاغذ کی طرف متوجہ ہی نادرہ رازدار بمجرد دیکھنے اُس صورت بے نظیر و دلپذیر ابوالحسن جوہر کے عاشق و فریفتہ ہوگئی ادھر ابوالحسن جوہر ایسا اُس تصویر کے دیکھنے میں مشغول تھا کہ اُسے نادرہ رازدار کے آنے کی مطلق خبر نہوئی نادرہ رازدار نے گھوڑے کو ایک درخت سے باندھ دیا اور آپ برابر ابوالحسن جوہر کے جاکے تصویر کو بغور دیکھنے لگی نادرہ رازدار نے جو بغور دیکھا کہ وہ تصویر بعینہ شاہزادہ معزالدین کی ہی تو نادرہ رازدار او رحیران ہوئی

مبارک آمدہ پرتو بہا این تصویر	کہ من مصور او در اینجا ان پسندیدیم

لیکن چونکہ سامان مصوری تو موجود ہی تھا نادرہ رازدار نے کہ یہ صناعی اسی جوان کی ہی اور اکثر حیات تیز نظمی کر رہا تھا جب نادرہ رازدار کی آواز ابوالحسن جوہر کے کان میں آئی تو پشت دیکھا ایک نازنین ماہ پیکر رشک قمر صاحب جمال بے مثال پشت پر جسکی کھڑی تصویر کو دیکھ رہی ہی اسوقت نادرہ رازدار کی صورت ابوالحسن جوہر کو ایسی حسین معلوم ہوئی کہ گویا صانع حقیقی نے خود اسکو بنایا ہی ابوالحسن جوہر اسکی صورت دیکھتے ہی محو حیرت ہوگیا

ابیات

شب افروزی چو مہتاب جوانی	سیہ چشمے چو آب زندگانی	دو لبہا چون عقیق آب دادہ	دو گیسو چون کمند تاب دادہ
خم گیسوش تاز دل کشیدہ	بیک سو سبزہ بر گل کشیدہ	کشیدہ قامتے چون نخل سیمین	دو زنگی بر سر نخلش رطب چین
نمک دار دلبش و خندہ پیوست	نمک شیرین نباشد لیک در دست	شدہ گرم از نسیم مشک بیزش	دماغ نرگس بیمار خیزش
فسون گر کردہ بر خود چشم خود را	زبان بستہ بافسون چشم بد را	زبس کاورد یاد آن نوش لب را	دہن بر آب شیرین شد رطب را
دو پستان چون دو سیمین نار دن خیز	بدان پستان گلستان ورم ریز	زنش تقویم انجم راز دہ را	نشانہ دستہ خورشید و برماہ
زلعلش بوسہ را پاسخ نخیزد	کہ نقلش گر کشاید در بریزد	[illegible]	بر آب چشم شستہ دانش را
بچشم آہوان آن چشمہ نوش	وہ شیر افگنان از خواب خرگوش	زرشک نرگش مستش خروشان	بیا زار ارم ریحان فروشان
سر انگشت خود را حال خواندہ	شب انجم البتش کتاب فال نماندہ	[illegible]	لب او صد ہزاران بوسہ قند

ابوالحسن جوہر بھی ہزار جان سے نادرہ رازدار پر عاشق و شیدا ہوگیا اور ایسا محو ہوا کہ تمام خیالات گذشتہ کہ جسکے لیے بے چین ہورہا تھا وہ سب دل سے محو ہوئے قریب تھا کہ بیہوش ہوجائے لیکن بہ دشواری اپنے کو سنبھالا اور ضبط کیا اور جو شعر کہ نادرہ رازدار نے پڑھا تھا اُسکا جواب دیا

قربان صورت تو مصور ہزار بار	لیکن تحیرست کہ از ناز تو چون کشد

اور یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا

دردان سینہ من زخم بے نشان زدہ	بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

بعد پڑھنے اس شعر کے ابوالحسن جوہر نے کہا ای بادشاہ کشور خوبی و گوہر بحر محبوبی تمنے کمال اس پریشان حال پر لطف و احسان فرمایا کہ جو اسوقت عالم یاس و ہراس مین مسافر نوازی و غریب پروری کو کام فرمایا اگر دولت خانہ سرکار دولت مدار اسی نواح مین ہو تو اس غریب الوطن بے یار و غمگسار کو مہمان اپنا تصور فرمایئے اور ایک دو ساعت توقف فرمائیے کہ مین اس قلب مضطر و حزین کو آپکے جمال با کمال کے مشاہدہ سے فی الجملہ تسکین دون نادرہ رازدار نے جواب دیا خدا خیر کرے آپ خواہ مخواہ اختلاط گرمی گرم کو کام فرماتے ہین آپ مجھے کیا جانتین جو اس خوشامد سے پیش آتے ہین یا مجھے آپ درپردہ بناتے ہین ابوالحسن جوہر نے کہا یہ تو آپ نے سچ ارشاد فرمایا لیکن مشہور ہو کہ جس ست دنیا مین ملاقات ہوتی ہو اُس سے ازل مین ملاقات مقدر ہو چکتی ہو اس وجہ سے گو کہ مجھے آپکی خدمت مین بظاہر نیاز حاصل نہین ہو لیکن یہ بھی ملاقات ازلی تصور کرنا چاہیے نادرہ رازدار نے کہا خیر فرمایئے کہان بیٹھون ابوالحسن جوہر نے فوراً اپنے پہلو مین جگہ خالی کردی اور کہا ؏

من نمی گویم کہ پا بر دیدہ نہ یا بر زمین		چشم من فرش ست ہر جا ئے نہی پا بر زمین

نادرہ رازدار نے کہا خیر خدا تمکو سلامت رکھے ایسے قدردان کہین پیدا ہوتے ہین یہ کہکے پہلو سے ابوالحسن جوہر مین بیٹھ گئی ابوالحسن جوہر پہلے نادرہ رازدار کے تصدق ہوا بعد اسکے عالم شوق مین یہ شعر پڑھا ؏

یاری آید و من فکر نثارے دارم		یک دم از من مروای دل کہ بکارے دارم

نادرہ رازدار نے شرم سے مسکرا کر کہا ای صاحب وہ تمہارا یار دلدار کہان ہو کہ جسکے آپ منتظر یہان ہین ابوالحسن جوہر نے کہا واقعی مجھے غلطی ہوئی ورنہ مجھے اسطرح کہنا لائق تھا مصرعہ یارمن آمد و من فکر نثارے دارم ۔ نادرہ رازدار نے بناز معشوقانہ کہا ای زبان دراز جو آشنائی تمنے ہمارے ذمہ ثابت کرنا چاہی ہی تو یہ دل سے دور رکھو اور ہوش و حواس اپنے درست کرو ابوالحسن جوہر نے دست بستہ نہایت عجز و انکسار سے کہا کہ ای ماہ دل افروز آپ اپنی زبان معجز بیان سے یہ ارشاد فرماتین کہ آپ کس گلستان خوبی کی ثمر ہین اور کس بحر حسن کی والا گہر ہین نادرہ رازدار نے کہا مین پریزادون کے بادشاہ کی ہمشیرہ ہون اور آجکل ہمارے بادشاہ عالم پناہ کو نقل خسرو و شیرین کی بالتفصیل سننے کا شوق ہوا ہو اور سامان نقل مثل لباس وغیرہ کے ہماری سرکار مین موجود ہو لیکن کوئی نقال شاپور صفت کا جو خسرو کا عیار تھا موجود نہین ہو اُسکی تلاش کو ایک بزرگ نے جو کہ پیشوا ہمارا ہو مجھے کوہ رفعت پر بھیجا ہو لہذا مین اسکی تلاش مین یہان آئی ہون اب جو پردہ غیب سے ظاہر ہوگا اسے دیکھتا ہو بہرحال ایک شخص تلاش کرکے خدمت مین بادشاہ کی بھیجنا ہو تاکہ نقل کامل ہو مین نے تجھکو یہان دیکھا اور خیال ہوا کہ شائد تو ہی اس کام کے لائق ہو کہ اس کمسنی مین تو نے ایسی تصویر خیالی بنائی ابوالحسن جوہر نے کہا کہ ای مایۂ آرام و جان جہان جو کچھ تمنے فرمایا بجا ہو ہرچند کہ حسب الارشاد تمہارے

لیاقت نہین رکھتا اگر چندروز آپ میرے حال پر اختلال پر عنایت فرمائینگی تو کیا عجب ہو کہ یہ حقیر فیضان صحبت سے تمھاری اس مرتبہ کے قابل ہوجائے لیکن تمھارے فحوائے کلام سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ خادم تمھارا بالعہدہ لقائی مقرر کیا جائیگا نادرہ رازدار اس بات سے ابوالحسن جوہر کے خوب ہنسی اور کہا نہین شاہزادے اور شاہزادے ہر ایک فن وہنر سے ماہر ہوتے ہین کیونکہ بے ہنر ہنرمند کی قدر کیا جانے اب بتائیے کہ یہ تصویر جسکا آپ مطالعہ فرماتے ہین اسکو کس نے بنایا ہو اور کسکی تصویر ہو اور اس صاحب تصویر سے تمکو کیا نسبت ہو ابوالحسن جوہر نے کہا سوائے غلامی اور خانہ زادی کے اور کیا نسبت ہو بلکہ جو نسبت تمھارے بادشاہ سے تمکو ہو وہی نسبت میرے بادشاہ عالیجاہ سے مجھکو ہو نادرہ رازدار نے کہا برادر رضاعی مقتین شاہزادہ معزالدین کے ہو ابوالحسن جوہر نے کہا ہان مشہور تو یون ہی ہون نادرہ رازدار نے کہا نام تمھارا ابوالحسن جوہر ہو ابوالحسن جوہر نے کہا ہان یہی نام ہو مگر مجھکو تمھارے اس دریافت کرنے سے یہ ثابت ہو کہ تم گویا میرے نادرست واقف ہو الاصورت کو نہین پہچانتین نادرہ رازدار نے کہا ہان تنے اپنے بزرگون سے سنا تھا کہ ابوالحسن جوہر شاہزادہ معزالدین کا برادر رضاعی ہو ابوالحسن جوہر نے کہا سبحان اللہ عجیب مرتبہ کے تمھارے بزرگ تھے جنھین حالات غیب سے بھی آگاہی تھی یہ علم تو سوائے امام یا مرسل کے اور کسی کو نہین ہوسکتا نادرہ رازدار نے خداوند کریم نے علم کو عجیب رتبہ دیا ہو اور انسان کو عقل ایسی لطیف شئ عنایت فرمائی ہو کہ جس سے ہر امر اہم کے حالات دریافت کرسکتا ہو اور دل مین کہا کہ ہزار شکر اس پروردگار عالم کا کہ جس نے ایسے انسان سے مجھکو مانوس کیا جو شاہزادہ معزالدین کا برادر رضاعی ہو یعنی بعینہ میرے مقابلہ کا ہو نادرہ رازدار نے پوچھا اب شاہزادہ معزالدین کہان ہین ابوالحسن جوہر نے جواب دیا کہ ایک مدت سے حکیم قسطاس الحکمت نے اپنے عجائبات کی سیر کو بھیجا ہو بلکہ مین بھی ایک طلسم مین گرفتار ہوگیا تھا وہان عجیب عجیب تماشے دیکھے اور مشقت و زحمت جھیل کر اب اس طلسم سے نکلا تھا کہ بعد چندروز کے پھر حکیم صاحب نے یہان بھیجدیا ہو مگر مین جانتا ہون کہ شاید یہ سرزمین بھی عجائبات مین داخل ہو نادرہ رازدار نے کہا ہو گی مین کیا معلوم ابوالحسن جوہر نے کہا شاید مثل میرے تم بھی لاعلم ہو نادرہ رازدار نے کہا مین یہ بھی نہین کہہ سکتی کہ میری اصل و حقیقت کیا ہو اور تجھ سے کیا کام متعلق ہو ابوالحسن جوہر کو یہ معلوم ہوا کہ یہ دانستہ مجھسے پوشیدہ کرتی ہو پھر ابوالحسن جوہر نے پوچھا کہ مکان تمھارے بادشاہ کا یہان سے کسطرف ہو اور کسقدر دور ہو نادرہ رازدار نے کہا قریب ہو بعد اسکے ابوالحسن جوہر نے ایک گلاس شراب ارغوانی کا نادرہ رازدار کو دیا اور کہا بیت

بنوش بادہ و دل صاف کن ز دردکشان	بہ تشنگان ز سر لعل چرعہ بخشیان

نادرہ رازدار نے جواب دیا کہ اے صاحب ہمارا دل ہمیشہ سے ایسا صاف ہو کہ کدورت کا ذکر بھی مین آنے پاتا

لیکن وہ گلاس ابوالحسن جوہر سے لیلیا اور نوش کیا پھر ابوالحسن جوہر نے شیشہ و گلاس نادرہ رازدار کے آگے رکھ دیا اور خاموش ہو رہا نادرہ رازدار نے کہا کہ اس حرکت سے کیا حاصل ابوالحسن جوہر نے کہا بقول حضرت حافظ **بیت**

ساقیا برخیز و در دہ جام را　　　خاک بر سر کن غم ایام را

ای حضور آخر یہ غریب بھی تو حضور کا مہمان ہی اور مہمان پروری واجبات سے ہی **مصرع** گذشتہ نوبت ساقی رسید نوبت ما ✧ ایک جام شراب مئے ناب آپ اپنے دست نگین سے بھی عنایت فرمایئے غرض نادرہ رازدار نے ایک جام شراب باین ناز و انداز ابوالحسن جوہر کو دیا کہ وہ بیقرار ہو گیا آخر نوبت چند جام کی آپس میں آئی غرضکہ دونون مست و مدہوش ہو گئے اتفاقاً ایک مکھی لب شیرین پر نادرہ رازدار کے ہر مرتبہ بیٹھتی تھی اور اڑ جاتی تھی اور نادرہ رازدار اسکو ہر مرتبہ دفع کرتی تھی ابوالحسن جوہر نے کہا یہ مکھی بے حیا بے میری مگس رانی کے دفع نہو گی آخر منہ اپنا قریب لب معشوق لے گیا نادرہ رازدار نے جھجھک کے منہ اپنا بلند کر لیا لیکن اس بلند کرنے میں دونون عاشق و معشوق کے منہ ایسے متصل ہو گئے کہ ابوالحسن جوہر نے بے تکلف ایک بوسہ لب نازک کا لیلیا نادرہ رازدار برہم ہوئی اور کہا او مرد نا انصاف شاید تیرے طریقہ میں اسی طرح مگس رانی کرتے ہین **شعر** گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہی موت آئی ہی سر چڑھتا ہی دیوانہ ہوا ہی ✧ ابوالحسن جوہر نے کہا یہ میری خطا نہیں **مثل** مشہور ہی **بیت** ہر کجا چشمہ بود شیرین ✧ مردم و مرغ و مور گرد آیند ✧ اور علاوہ برین اگر ایسی ہی ناراضی ہی تو **بیت**

بوسہ لینے سے خفا ہوتی ہو بوسہ لیلو　　　تم بھی ہو جاؤ برابر ہمیں بدلا لیلو

نادرہ رازدار نے کہا واہ ایسا بھی بیباک و بے شرم انسان کو نہونا چاہیے اگر خدا نخواستہ کوئی میرا آشنا یہان ہوتا اور یہ تمھاری حرکت بیہودہ دیکھتا تو پھر کیا ہوتا ہر کام کے واسطے ایک وقت معین ہی اور جو کام کہ عجلت کے ہین وہ شیطانی ہین ابوالحسن جوہر نے کہا حضور خداوند تعالی قرآن میں فرماتا ہی کہ خلق الانسان عجولا پھر آدمی کی کیا مجال و قدرت ہی کہ خلاف اسکے کر سکے حکم الہی کہیں ٹل سکتا ہی نادرہ رازدار اس تمہید سے اور آشفتہ مزاج ہوئی اور پاس سے ابوالحسن جوہر کے اٹھ کھڑی ہوئی ابوالحسن جوہر دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا قربانت شوم واقعی مجھ سے حرکت بیہودہ ہو گئی اسکی جو سزا مجھے ملے بجا اور درست ہی مگر میں نہ جانتا تھا کہ لب کمبخت میرا عالم بیخودی مین حضور کے لب نازنین سے مس ہو جائیگا نادرہ رازدار نے کہا واہ یہ بے اختیاری کیسی ابوالحسن جوہر نے کہا ای خاتون اصل تو یہ ہی کہ **بیت**

ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان　　　عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

نادرہ رازدار نے کہا شاید یہ آیہ تیری نظر سے قرآن مجید کا نہیں گذرا ان الذین یلحدون فی آیاتنا یدخلون جہنم داخرین تو اپنے کو آپ ملحدون سے تشبیہ دیتا ہی ابوالحسن جوہر نے کہا میں نے حضور کے مصحف رخ سے

کوئی بے ادبی ایسی نہین کی کہ مستوجب جہنم کا ہون اور اگر آپ کو میرا ایک بوسہ لینا ایسا ناگوار گذرا تو خیر ایک

بوسہ بمن دادی ورنجیدۂ — بازستان گر نہ پسندیدہ

بلکہ ایک بوسہ کے عوض دس بوسہ لیلو لیکن برائے خدا آزردہ تو نہو اسواسطے کہ شرع مین عوض خون کے خون ہی جواب ترکی بہ ترکی مشہور ہی نادرہ رازدار کو ابوالحسن جوہر کی اس گفتگو سے ہنسی آئی لیکن ضبط کیا باین خیال کہ زیادہ گستاخی اور بھی پردہ اُٹھادیگی بعد اسکے کہا اے عیار طرار البتہ مین نے آپ کے ایسی ہی کچھ اوصاف حمیدہ وخصائل پسندیدہ سُنے ہین چنانچہ مشاہدہ مین بھی آئے معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنی جگہ پر بعیاری و فیلسوفی ہمارے دل مین بھی راہ پیدا کیا چاہتے ہین اور دل کو ہمارے آپ بجائے خود کوئی مکان تصور کیے ہین کہ جہان نقب یا کمند لگاکر کام نکال لینگے ابوالحسن جوہر نے کہا کہ میرے پاس ایسے آلات ہین کہ میرا کام کسی جا پر بند نہین رہ سکتا دل کیا شی ہی نادرہ رازدار نے پوچھا وہ کیا آلات ہین ہم بھی سُنین ابوالحسن جوہر نے کہا کہ تیشہ آہ اور کمند نالہ وغیرہ سوائے اسکے اور کیا شی مجھ غریب کے پاس ہی

تا جوے خون ز سینہ بناخن روا کنم — با تیشہ کو دکن نکند آنچہ ما کنم

چونکہ غصہ نادرہ رازدار کا بناوٹ کا تھا خاموش ہو رہی ابوالحسن جوہر خاموشی نادرہ رازدار کی نیم رضا سمجھا اور از سر تا پا بلائین لین نادرہ رازدار اس حرکت سے ابوالحسن جوہر کی آگ ہوگئی اور چند گام ناراض ہوکے چلی تھی کہ ابوالحسن جوہر قدمون پر گر پڑا بس نادرہ رازدار ٹھہر گئی

مسدس

دیکھکر اسکو بناوٹ سے وہ بگڑی ایکبار
سر کو ٹھوکر کے یہ کی کہ سے اُسنے گفتار
یہ بھی قدمون پہ رہا اور نہ کچھ کی تکرار
ایسا بیباک زمانہ مین نہوگا زنہار
آبروریزی سے شاید نہین تو ڈرتا ہی
غیر سے یہ حرکت کوئی بھلا کرتا ہی

غصہ جب اُس ستم ایجاد کا کچھ دور ہوا
دل کی بیتابی نے بیاری مجھے ناچار کیا
بیٹھکر پاس تب آہستہ سے اُسنے یہ کہا
تجھپہ سو جان سے تصدق ہون ارے اُٹھ
یا د اشتو مجھے ذلت ہی نہ رسوائی ہی
کشش جذبہ دل کھینچ کے یان لائی ہی

نیم راضی سا جو اس بات پر اسکو پایا
آپ نے لطف کیا مجھپہ کرم فرمایا
بے حجابانہ سخن وہ یہ زبان پر لایا
مجھکو حیرت ہی یہی جی مین مرے کیا آیا

ہاتھ بھی باندھ چکے پانؤن پر سر دھرتے ہین
جو کہ تھا عذر نہین چاہیے ہم کرتے ہین

گو رکھائی سے کیا اُسنے سراسر انکار
دیرتک ردو بدل اُنمین ہی اور تکرار

ایک بھی بات سُنی اُسکی نہ اُسنے زنہار
دل سے دل ملگیا نقشہ یہ ہوا آخرکار

گرد پھر پھر کے فدا اُسپہ وہ دیوانہ ہوا
شمع رخسار پہ وہ صورت پروانہ ہوا

مسکرا کر یہ شرارت سے جواب اُسنے دیا
مرنے جینے سے کسی کے نہین واقف ہلا

مجھکو معلوم ہی کیا حال پرائے دل کا
کوئی بیچین ہو تو جا کے کرے اپنی دوا

مجھسے تدبیر دوا اسکی بھلا کیا ہووے
مردون کو زندہ کرے وہ جو مسیحا ہووے

الغرض اسی حرف و حکایات مین تمام روز دونون رہے اور خوب شراب چلی یہان تک خودرفتگی ہوئی کہ نادرہ رازدار کو ابوالحسن جوہر کا بیجانا حکیم صاحب کی خدمت مین یاد نرہا جب رات ہوگئی تو بابا خضر کوہستانی شمع و فانوس روشن کرکے لائے اور وہ بچھونے لاکے جُدا جُدا بچھا دیے اور خود بھی کنارہ بیٹھ گئے نادرہ رازدار اس وقت شرم و لحاظ سے اُس خضر کوہستانی کے عرق عرق ہوگئی اور ابوالحسن جوہر کو بھی مخل صحبت ہونا خضر کوہستانی کا ناگوار خاطر ہوا بابا خضر کوہستانی نے جب ان دونون زن و مرد کو خاموش دیکھا نادرہ رازدار سے فرمایا ای نادرہ رازدار تم بسبب ظاہر عاقلہ و بالغہ نا کتخدا معلوم ہوتی ہو اور علی ہذا القیاس یہ صاحبزادہ بھی اور اس پہاڑ کا نام کہ جہان تم دونون وارد ہو جبل رفعت ہی لہذا تمھارا باہم نامحرم یہان رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا نادرہ رازدار نے جو یہ سُنا دل مین کہا **مصرع**
سرگاوے زدہ بود ہم سر خر پیدا شد ؎ مین تو اس بڈھے کو خضر راہ سمجھی تھی سو یہ تو شیطان صفت نکلا معاً یہ بھی خیال آیا کہ استغفر اللہ ایک بزرگ نے تو کلمۂ حق بطور اطلاع کہ ہم ناواقف تھے کہا اور تو نے اُسکی نسبت اسطرح کا گمان بد کیا بابا خضر نے کہا ای نادرہ رازدار یہ خیال جو تمھارے دل مین ہی بیجا ہی اسواسطے کہ مجھے تم دونون کی طبیعت باہم فریفتہ معلوم ہوتی ہی بس تمھارے حق مین مناسب یہ ہی کہ تم دونون اسی جگہ زمین و آسمان کو گواہ قرار دیکر میرے ذریعہ سے یہ عقد پڑھوالو تاکہ یہ رات عیش و آرام مین بے تکلفی سے بسر ہو اس بات کو بابا خضر کوہستانی کی سُنکے نادرہ رازدار کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور دل مین بابا خضر کوہستانی کو نہایت سخت و سست کہا مگر ابوالحسن جوہر نے جو یہ کلمہ بابا خضر کوہستانی کی

زبان سے سنکے دونون ہاتھ انکے اپنی آنکھون سے لگائے اور کہا **شعر**

تو دستگیر شو ای خضر پی خجستہ کہ من	پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند

نادرہ راز دار نے کہا ای **ابوالحسن جوہر** خاموش زبان بند کرو کیا مین ایسی بے وارث ہون کہ میرا نکاح ایسے
عالم مجبوری و تنہائی مین ہوگا **باباخضر کوہستانی** نے فرمایا کہ بالغہ و بالغ کو کچھ ضرورت وارث کی نہین ہی
فقط رضامندی طرفین جسکو ایجاب و قبول کہتے ہین کافی ہی **ابوالحسن جوہر** نے کہا حضرت درست ارشاد
فرماتے ہین **نادرہ راز دار** نے کہا بس ایک تم درست کہتے ہو دوسرے حضرت لیکن مجھے حضرت کی بزرگی و
تقدس سے کمال تعجب ہی کہ بلا تحقیقات ایک مرد رومی کی لڑکی کا ایک مرد غیر سے زبردستی نکاح کیے دیتے ہین
باباخضر کوہستانی نے **نادرہ راز دار** کے کان مین آہستہ سے کہا ای **نادرہ راز دار** تم اس حالت خوب
واقف ہوکر باوجود اس دولت و ثروت کے تمھاری ملکہ کا کس عالم بیکسی مین **اردوے قسمت** کے اندر
نکاح ہوا اور تم باوصف رازداری کے وہان نہ پہونچ سکین پھر مین کس وجہ سے تمھاری ملکہ کو تمھارے نکاح
مین بلاؤن **نادرہ راز دار** نے کہا حضرت نے درست فرمایا لیکن مجھے رضامندی جناب عالی کا خیال ہی بابا
خضر کوہستانی نے کہا کہ میرا ذمہ اس امر کا ہی کہ جناب عالی خود تمھارے نکاح نامہ پر اپنی مہر بخوشی کر دینگے
نادرہ راز دار نے کہا اس وقت مین آپکو کہان ڈھونڈھون گی دوسرے عقد ملکہ **نوبہار گلشن افروز** کا
جو شاہزادہ **معز الدین** سے **اردوے قسمت** مین ہوا وہ قابل اعتبار نہین ہی جبتک کہ بیرون طلسم پھر عقد
نہو **باباخضر کوہستانی** نے فرمایا تم عقد کو اپنا کس وجہ سے درست و معتمد سمجھتی ہو تمھین کیا یاد نہین کہ جس وقت
ہر ایک رفیق نے شاہزادہ کے گوشت تکا رکا اپنی معشوقون کو بھیجا تو تم کس قدر ملول ہوئین اور حکیم صاحب
کی خدمت مین گئین اور حال پر ملال اپنا بیان کیا اسی مصلحت سے جناب عالی نے حسب خواہش تمھاری تمکو
اس کوہ رفعت پر بھیجا پس یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر مرضی مبارک نہوتی تو وہ تمھین یہان کیون بھیجتے **نادرہ راز دار**
یہ سنکے خاموش ہو رہی پھر کچھ جواب نہ دیا آخر کار **باباخضر کوہستانی** نے **نادرہ راز دار** اور **ابوالحسن جوہر**
کا نکاح پڑھا بعد اسکے خود وہان سے روانہ ہوگئے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ خدمتگار انواع اقسام کا کھانا اور میوہاے
تازہ و خشک مع شراب وغیرہ لائے اور انھون نے دسترخوان بچھایا **نادرہ راز دار** اور **ابوالحسن جوہر** نے
کھانا نوش کیا بعد فراغ اکل و شراب کے ایک ہی جا آرام کیا **نادرہ راز دار** نے کہا ای **ابوالحسن جوہر**
صدق اللہ العلی العظیم وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی باوجود منصب رازداری کے مجھے معلوم نہین ہوا کہ یہ
بزرگ کون تھا اور کہان سے تشریف لایا تھا **ابوالحسن جوہر** نے کہا جو امر اس بزرگ نے کہا بہت درست تھا
خداوند کریم انکو جزاے خیر دے **نادرہ راز دار** نے کہا کہ ہان ہان تم تو تعریف کیا چاہو کہ انکے طفیل مین تمھارا

عقد حسب دلخواہ ہوا ابو الحسن جوہر نے کہا سچ تو ہی نادرہ رازدار نے کہا غلط ہونے مین کیا شک ہی ابو الحسن جوہر نے کہا سچ کہنا تمھین اپنی ملکہ کے سر اقدس کی قسم کہ تمھین مجھ سے محبت ہی نادرہ رازدار نے کہا خیر قسم سے مین لاچار ہوگئی کلمہ حق تو یہ ہی کہ اگر مجھے محبت نہوتی تو مین اپنی اوقات کیون ضایع کرتی مگر ایسی محبت نہ تھی کہ ایک بڈھا ناآشنا غیب سے پیدا ہوکر میرا تمسے نکاح بجبر کردے دوم رائے حکیم صاحب کی بھی مقدم تھی ؎

ولی و وارث من قبلۂ من ست حلیم	کہ سنر حکم بلندش نمی توانم تافت

ابو الحسن جوہر نے کہا رضامندی تمھاری مقدم ہی بعدہ حکیم صاحب بھی راضی ہوجاینگے نادرہ رازدار نے کہا ای ابو الحسن جوہر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اپنے عاشق کو مدت تک اپنے فراق مین کوہ بکوہ صحرا بصحرا آوارہ و سرگشتہ پھرایا بعد اسکے اسکے حال پر اختلال پر رحم آیا بعد اسکے آپسمین پھر شراب کے دور چلے جبکہ نشہ شراب سے سرشار و بدمست ہوے ابو الحسن جوہر نے نادرہ رازدار کو سینہ سے لگاکر دوچار بوسہ لب و رخسار کے لیے نادرہ رازدار نشہ مین دانستہ غافل ہوگئی سر سے پائون تک دوپٹہ تان کے آنکھین بند کرلین گویا سوگئی اور ابو الحسن جوہر سے کہدیا کہ ہم سوتے ہین ہمین ستانا نہین اور ادھر ابو الحسن جوہر کی ہوس زیادہ ہوئی جب نادرہ رازدار کو ابو الحسن جوہر کے تیور بدمعلوم ہوئے اپنے سر کی قسم دے کے ابو الحسن جوہر سے کہا کہ خبردار اور کسی طرح کا ارادہ نکرنا ابو الحسن جوہر نے جب دیکھا کہ نادرہ رازدار مانع وصل حقیقی ہی بس خود بھی شاہزادہ کے سر مبارک کی قسم کھائی کہ بغیر رضامندی تمھارے مین کوئی حرکت نکرونگا اب تم بے خوف و خطر آرام فرماؤ الغرض نادرہ رازدار اور ابو الحسن جوہر ہم بغل دونون نے براحت تمام آرام کیا اور صبح کو باہم دوگانہ فجر ادا کی بعدہ باباخضر کوہستانی ایک اسپ خوش رفتار نہایت چالاک و طرار لائے اور نادرہ رازدار سے کہا یہ گھوڑا ابو الحسن جوہر کے واسطے موجود ہی ابو الحسن جوہر نے بعد سلام و دست بوسی دعاے خیر سے یاد کیا باباخضر کوہستانی نے نادرہ رازدار کو علحدہ بلاکر چپکے سے کہا ای نادرہ رازدار تم خاطر جمع رکھو کہ نکاح تمھارا حسب ایما حکیم صاحب کے ہوا ہی تم کسی طرح کا اندیشہ نکرنا لیکن پہلے ابو الحسن جوہر کو حکیم صاحب کی خدمت مین لیجانا اور جیسا وہ حکم دین عمل مین لانا نادرہ رازدار نے کہا ای حضرت ہر چند کہ مین عہدۂ رازداری رکھتی ہون لیکن مین اب تک آپکے حال سے آگاہ نہین ہون یہ بھی ایک محل حیرت ہی باباخضر کوہستانی نے کہا کہ مثل ہمارے اکثر خدمت گذار خدمت مین اس حکیم عالی وقار کے شب و روز حاضر رہتے ہین انمین سے ایک مین بھی ہون قصہ مختصر نادرہ رازدار ابو الحسن جوہر کو ساتھ لے اور باباخضر کوہستانی کو رخصت کر ملک حشمت نگار کی راہ سے علحدہ بالا بالا جناب حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچی یکایک پردۂ اسرار الغیب سے آواز آئی کہ ای نادرہ رازدار اب اگر تجھے اپنے بخت سازگار سے کچھ شکایت ہی تو بیان کر نادرہ رازدار سمجھ گئی کہ باباخضر کوہستانی بہت درست کہتے تھے کہ یہ معاملہ بغیر رضاے جناب حکیم صاحب

تصور میں نہیں آیا آخر نادرہ رازدار نے نہایت شرم وحیا سے جواب دیا کہ پیر و مرشد جبکہ حضور پشت و پناہ ہوں اُسے شکایت کسطرح ہوسکتی ہے علی الخصوص یہ کنیز خاص جو تمامی عمر حاضر خدمت رہی حکیم صاحب نے حکم دیا کہ ابوالحسن جوہر کو ہمارے پاس بلا لا نادرہ رازدار حسب الحکم ابوالحسن جوہر کو منزل خاص میں جناب حکیم صاحب کے لائی اور جو طریقہ آداب حضوری جناب حکیم صاحب کے تھے وہ ابوالحسن جوہر کو بخوبی تعلیم کردیے تاکہ کوئی دقیقہ تعظیم وتکریم کا فروگذاشت نہووے غرضکہ ابوالحسن جوہر نے جب وہ عمارت عالیشان دیکھی حیران ہوگیا یعنی اس ترکیب سے ساخت اُسکی تھی کہ قطعات اُسکے بیان نہیں ہوسکتے کیونکہ تمام علم ریاضی اُسمیں صرف کیا تھا وہ مکان گویا ایک طلسم معلوم ہوتا تھا اور بیچ میں اُس مکان کے ایک حوض سنگ مرمر کا تھا اور اُسطرف حوض کے ایک پردہ کا زرنگار و مرصع کار پڑا تھا نادرہ رازدار نے قریب پردہ جاکر پردہ کو حرکت دی پردے کے اندر سے آواز آئی کہ ای ابوالحسن جوہر سلام علیک ابوالحسن جوہر نے آواز کو حکیم صاحب کی پہچان کے جواب سلام دیا اور جس طرح سے طریقہ آداب حضوری جناب حکیم صاحب ابوالحسن جوہر کو تعلیم کیا تھا ابوالحسن جوہر مؤدب اُسی طرح زیارت حسب قاعدہ بجا لایا اور یہ اشعار مدحیہ حکیم صاحب نہایت حسن وخوبی سے پڑھے ابیات

ای درون و برون ز تو معمور — گاہ در پردہ و گہی بظہور
ہمچو سر از کمال رفعت شان — کردہ بر سپہر گرچہ مکان
ہستی از بہر گرمی خواہی — سیر فرما ز ماہ تا ماہی
صبغۃ اللہ قادری کہ انسان را — این کمالات بخشد و شان را
داد حکمت بہر کہ رب قدیر — دارا در از لطف خیر کثیر
تو ئی ای پادشاہ کشور جان — در زمانہ ارسطوے دوران

ذات تو مشکل تا در یکتا — بیتوان یافت در خلا و ملا
بزمین نیز جلوہ ات پیدا — عقل ہر کاملے دین شیدا است
گر بری ذرہ زا بروی سما — گر دہی بزمین سہارا جا
آنکہ داؤد را نبوت داد — ہم بہ لقمان کمال حکمت داد
ہم ز فیضش گرفت گرموئے — شد ز تحصیل علم ارسطوے
عالم از نور تو درخشان باد — آفتاب کمال تابان باد

حکیم صاحب نے بوجہ خواہر رضاعی ہونے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے نادرہ رازدار کی عزت و توقیر فرمائی تھی اور منصب رازداری بھی عنایت فرمایا تھا جب شاہزادہ معزالدین نے تخت سلطنت طلسم پر بجائے ملکہ نوبہار گلشن افروز اجلاس فرمایا تو حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر کو بھی خدمت رازداری مرحمت فرمائی اور نادرہ رازدار کے شریک کیا یہی وجہ ہوئی کہ ابوالحسن جوہر کو خلوت خاص میں بلاکے اپنا محرم راز فرمایا کیونکہ بجز نادرہ رازدار کے اور کوئی اس مکان خاص میں انسان یا پرندہ نہ آسکتا تھا بعد ختم اشعار مدحیہ کے حکیم صاحب نے نادرہ رازدار سے فرمایا کہ اب ابوالحسن جوہر کو حقیقت حال سے مفصل آگاہ کردو نادرہ رازدار نے تمام کیفیت شاہزادہ معزالدین کی از ابتدا تا انتہا ابوالحسن جوہر سے بیان کی اور بعد اُسکے جس کام کے واسطے ابوالحسن جوہر بلایا گیا تھا اُس کام سے بھی یعنی تصویر کشی و نقاشی وغیرہ قصہ خسرو و شیریں سے

کردیا ابوالحسن جوہر نے جو حال شاہزادۂ معزالدین کی موجودگی کا سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز جو کل طلسم عجائبات کی بادشاہ ہی وہ شاہزادۂ عالیجاہ کی معشوقہ ہی اور اب بزم عشرت ونشاط گرم ہوا چاہتی ہی اور اسی واسطے مجھے بھی حکیم صاحب نے یاد فرمایا ہی کہ مین بھی شریک جلسہ کیا جاؤنگا یہ سمجھ کے دل مین نہایت خوش ہوا اور اُسی وقت یہ مضمون دل مین آیا کہ شاہزادہ سے اسطرح ملاقات کیجیے کہ شاہزادہ ہرگز نہ پہچانے اور اہل محفل کو نہایت حظ اُٹھے اور میری ظرافت وخوش طبعی کو سب لوگ مان جائین آخر ابوالحسن جوہر نے جو دل مین تصور کیا تھا حکیم صاحب سے اظہار کردیا حکیم صاحب نے فرمایا جسطرح تمھارا جی چاہے شاہزادہ معزالدین سے ملاقات کرو ہمنے تمکو اجازت دی اور گستاخی تمھاری معاف ہی ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ حضور نادرہ رازدار کو حکم دین کہ تم اور ملکہ نوبہار گلشن افروز ہر کام مین ابوالحسن جوہر کے شریک ومددگار رہنا ابوالحسن جوہر حکیم صاحب سے رخصت ہوکر روانہ ہوا راہ مین نادرہ رازدار نے کہا اے ابوالحسن جوہر وائے عیار طرار مجھ سے تو بیان کر کہ شاہزادہ سے کسطرح ملاقات کریگا ابوالحسن جوہر نے کہا خاموش ادب سے بات کرو کیونکہ حکیم صاحب نے تمکو میرا اتالیق اور مقرر فرمایا ہی یا تعلیم کنندہ کہ تم دخل درمعقولات کرتی ہو یہ اچھا نہین ہی خیر ابکی تو بوجہ ناواقفی معاف کیا مگر آیندہ خبردار کوئی کلمہ بے تہذیبی کا زبان سے نہ نکلے ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا نادرہ رازدار نے یہ بات ابوالحسن جوہر سے سُنکے قہقہہ مارا اور کہا سبحان اللہ واہ اور یہ مسدس کسی اُستاد کا پڑھا مسدس

اسقدر کس لیے کی آپنے اپنی تعریف
ضبط دشوار ہی از بسکہ طبیعت ہی ظریف
آپ تو فضل الٰہی سے ہین آفت شریف
ایک قطعہ مین پڑھون آپ اگر ہون نہ خفیف
منھ نہ کھلوائیے بس آپکا بیجا ہی غرور
اپنے منھ سے میان مٹھو یہ مثل ہی مشہور

کسی نے یہ مصرعہ بھی حضور ہی کی شان مین نظم کیا ہی مصرع روسیاہ کم بہا بین کہ چہ درد ماغ دارد ابوالحسن جوہر نے کہا سیاہ تو غلام کو کہتے ہین مین غلام کسکا ہون جو تمنے میری شان مین یہ مصرعہ پڑھا نادرہ رازدار نے کہا ہمنے خود تمھاری زبان سے اکثر سُنا ہی کہ مین شاہزادۂ معزالدین کا غلام ہون بلکہ خانہ زاد لیکن بوجہ کمال فن وہنر سلطان اسمعیل نے ابوالحسن جوہر خطاب دیا ابوالحسن جوہر نے کہا غلط ہی مین شاہزادہ معزالدین کا برادر رضاعی ہون اور باپ میرا ابوصالح مصری علماے مصر سے تھا اور خطاب بادشاہی اسکا شرع دیقین بلکہ بعد انبیاء علیہم السلام اُنھین معظم ومکرم کا رتبہ ہی مگر ہان تم البتہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کنیز ہو چونکہ تم کاروبار مین ہوشیار تھین لہذا حکیم صاحب نے بتوجہ تمکو منصب رازداری کا عنایت فرمایا پس آپ ہمچنین دیگرے نیست سمجھتی ہین نادرہ رازدار نے کہا اگر مین کنیز ہوتی تو نام بھی میرا گوہر نافضہ ہوتا جس طرح حضور کو جوہر کہتے ہین

ابوالحسن جوہر نے کہا وہ نام جو مان باپ بچپنے مین بوجہ پیار کے پکارتے ہین قابل اعتبار نہین ہو ہان معتبر نام وہ ہی جو مندرج دفتر شاہی ہو یا کندہ مہر ہوا ور چونکہ جوہر کمال مجھہ مین تھا لہذا بادشاہ نے جوہر سے موسوم کیا لیکن دل مین معقول بھی ہوتا جاتا تھا کہ بیشک ایسا نام اکثر غلامون کا ہوتا ہو اور طرفہ یہ تھا کہ بیان ابوالحسن جوہر سے جسقدر نادرہ رازدار ہنستی جاتی تھی اسی قدر ابوالحسن جوہر خفیف ہوتا تھا اور اصل امر یہ تھا کہ حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر کے تمام حالات سے نادرہ رازدار کو آگاہ کر دیا تھا اور ابوالحسن جوہر نادرہ رازدار کی اصل سے ناواقف تھا آخرالامر نادرہ رازدار نے کہا ای ابوالحسن جوہر تمام دُنیا کے تم نظائر و دلایل پیش کرو لیکن میرا شک نہین دفع ہوگا کسواسطے کہ کسی شریف کا نام آجتک جوہر نہین سُنا ابوالحسن جوہر نے مجبور ہوکر کہا خیر مین غلام ہی سہی لیکن تمکو میری شان مین ایسے کلمات تحقیر نہ کہنا چاہیے کہ اب مین تمسے منعقد ہو چکا ہون بلکہ جو اور کوئی کہے اُسکو تم منع کرو نہ کہ تم خود کہو نادرہ رازدار نے کہا ہان یہ کارخانے قضا و قدر کے ہین اسمین جاے دم زدن نہین کسواسطے کہ اکثر بادشاہزادیان اپنی زبونی طالع سے اور شومی بخت کے سبب بے حقیقت لوگون سے منسوب ہو گئی ہین اگر میرا بھی تمسے عقد ہوگیا تو کیا تعجب کی بات ہی بیت

کیون عبث پھرتا ہی اپنے کام کی تدبیرمین	لکھ لے ہوتا ہو وہی لکھا ہو جو تقدیر مین

ابوالحسن جوہر نے نادرہ رازدار کو گلے سے لگا لیا اور کہا واللہ مین غلام نہین ہون نادرہ رازدار نے کہا قسم کھانے سے کیا ہوتا ہی لاعلم تمھاری قسم کا اعتبار کرسکتا ہو اور مجھے تو خوب تمھارا حال ابتدا سے انتہا تک مفصل معلوم ہی ابوالحسن جوہر نے کہا حکیم صاحب کی خدمت مین چلو کہ وہ خوب واقف اسرار غیب ہین اُن سے تصدیق کرلو نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب کے پاس چلنے کی ضرورت کیا ہو عیان را چہ بیان آخر ابوالحسن جوہر کو غصہ آیا اور سلطان اسمٰعیل شاہ کے باپ کو سخت و سست کہنا شروع کیا نادرہ رازدار نے کہا ای بندہ خدا انکو تو کیون نفرین کرتا ہو اُنکا کیا قصور ہو ابوالحسن جوہر نے کہا اُنکی یہ تقصیر ہو کہ انھون نے میرا نام ابوالحسن جوہر کیون رکھا کہ جو مین اس عذاب مین گرفتار ہوگیا اور اب یہ بھی امر بجا ہو اُنکو کیا معلوم تھا کہ ایک روز کسی ناقص العقل سے یہ بحث ہوگی اور وہ تہمت خواہ مخواہ لگائیگی نادرہ رازدار نے دیکھا کہ آنکھون مین جوہر کے آنسو بھر آئے اور واقعی میرا کہنا بُرا معلوم ہوا پہلے آنکھون سے آنسو پاک کیے اور کہا واہ یا مین عیاری طراری تماشو بوے طفولیت باقی ہو ای بے وقوف مین محض خوش طبعی سے کہتی تھی برہم ہونے کی کیا بات ہو تم یہ نہ سمجھے کہ اگر خدا نخواستہ ایسا ہوتا تو حکیم صاحب میرے ساتھ تمھارا عقد کبھی نہ گوارا کرتے خیر گذشتہ را صلواۃ لیکن آپ فرمائیے تو مین سب حال مفصل بیان کردون تمھارے باپ کا قزاقون کے ہاتھون سے شہید ہونا اور سلطان اسمٰعیل کا تمھین اپنے فرزند کے ساتھ پرورش کرنا مجھے سب معلوم ہو ابوالحسن جوہر نے جو یہ حال سُنا خاطر جمع ہوئی اور کہا صدق اللہ ان

کئیدکُنِ عظیم راوی کا بیان یہ ہو کہ جس راہ مین نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر کے باہم یہ گفتگو واقع ہوئی وہ پوشیدہ
حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچنے کی ایک راہ مثل نقب کے ہو اور اُس راہ کو منزل قدس کہتے ہین غرض جب نادرہ رازدار
اپنے مکان پر پہونچی ابوالحسن جوہر کو مسند پر تکلف پر بٹھایا اور خود پہلو مین بیٹھی بعد اسکے جوہر سے کہا کہ مین اب ملکہ
نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین جاتی ہون بعد دو روز کے آؤنگی لیکن اب کہو کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے
کس تقریب کی گفتگو کرون ابوالحسن جوہر نے کہا اوّل یہ بتاؤ کہ تمکو حکیم صاحب نے میرا تابعدار واقعی کیا ہو یا بخاطر
کہدیا ہو نادرہ رازدار نے کہا آخر آپ اپنا مطلب بیان فرمائین ابوالحسن جوہر نے کہا اوّل تو میری خواہش وصل
ہو بعد ازان اور کہونگا نادرہ رازدار نے ایک ہاتھ پشت پر مارا اور کہا سبحان اللہ مصرعہ شتر در خواب بیند
پنبہ دانہ * یہ امر ایک امر پر موقوف ہو ابھی ایسے خیالات لاؤبالی سے باز آئیے دیکھیے شاہزادے نے آپکے
ملکہ کے عشق مین کسقدر مصائب و آفات اُٹھائے اور کہان کہان سرگردان و پریشان پھرا ورہنوز وصل حقیقی نہین
ہوا اور آپ مطلب اپنا شاید بے دردسر نکالا چاہتے ہین شکر خداوند چارہ ساز نہین بجالاتے کہ کسقدر جلد بے مشقت
وہان پہونچنا ہوا جہان شاہزادہ تمھارا المشکل تمام ایک مدت مدید مین پہونچا تھا ابوالحسن جوہر نے کہا مین عیار
ہون اور عیاری ایک پیشہ جلد دستی اور ہر جا کے پہونچ جانے کو بھی کہتے ہین میرا ہر کام بہت جلد وقوع مین آنا
چاہیے اور شاہزادہ چونکہ کوہ تحمل و آسمان وقار ہو اُسکے کام مین اگر عرصہ ہو تو کیا عجب ہو خیر اب اس گفتگو کو
موقوف کرو اور جو کہون اُسپر عمل کرو ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا دران حالیکہ حکیم صاحب نے تمکو میرا مطیع و فرمانبردار
کیا ہو پھر عذر و حیلہ کیا معنی یہ سب ناحق ہو نادرہ رازدار نے کہا کہ مین کسطرح سبقت کرسکتی ہون جس وقت ملکہ
نوبہار گلشن افروز اپنی مراد کو پہونچیگی پھر مجھے بھی کچھ عذر نہوگا انصاف بھی دنیا مین ہو یا فقط خود غرضی ہی بلکہ اس امر
مین تو تمکو بھی تقلید اپنے شاہزادے کی واجب ہو ابوالحسن جوہر نے کہا یہ سب صحیح ہو مگر

جز وصال یار مطلب عاشقون کا کچھ نہین
اصلی حسرت کے سوا دل مین تمنا کچھ نہین

گل بہت ہین بوستان دہر مین جلوہ کنان
بے گل روے صنم اسکا تماشا کچھ نہین

لیکن خیر جو تم کہتی ہو وہی صحیح اور بجاے خود یہ خیال ہوا

جفا کو جان غنیمت کہ ستم نکر
بگڑتے یار سے اے دل نباہئے گا پھر کیا

بعدہٗ ابوالحسن جوہر نے کہا کہ اے نادرہ اب آپ سنیے مین نے شاہزادے کی ملاقات اسطور سے تجویز کی ہو نادرہ رازدار
نے کہا فرمائیے ابوالحسن جوہر نے کہا مین ایک نازنین ماہ جبین کی صورت اپنی بناؤنگا ملکہ نوبہار گلشن افروز
سے جاکر عرض کرو کہ وہ مجھے نہایت آبرو و عزت سے اپنے پاس بلائین اور شاہزادے سے فرمائین کہ فلان ملک کی
شاہزادی میری ملاقات کو آئی ہو لیکن مردمان طلسم سے پردہ کرتی ہو اور بروقت جو مناسب ہوگا کہتا جاؤنگا لیکن

اس صورت سے ملاقات ہوکر شاہزادہ نہایت مشتاق ہوکر ملاقات کرے تاکہ اُسکو ایک طرح کی فریفتگی بھی ہو پھر آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا تماشا ہوتا ہے غرض نادرہ راز دار ابوالحسن جوہر سے رخصت ہوکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی لیکن شاہزادہ شکار کیواسطے گیا تھا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز نہین ؤ گئی تھی خواصون کے ہمراہ جب شام ہوئی شاہزادہ شکار سے واپس آکے خیمہ معلّی مین تشریف لے گیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے تذکرتا فرمایا کہ نادرہ رازدار ابھی تک نہین آئی خدا جانے کہان گئی ہے اور جس کام کو کہ وہ گئی ہے نہین معلوم وہ ہوا یا نہین ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا مجھے بھی حیرت ہے نہین معلوم کیا معاملہ درپیش ہوا جو ابھی تک وہ نہین آئی ہر چند کہ مجھکو نادرہ رازدار کی طرف سے خاطر جمعی ہے مگر بے اُسکے ہماری صحبت کا لطف نہین ہے شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم تم یقین جانو مین نادرہ رازدار کو اپنی ہمشیرہ حقیقی کے برابر جانتا ہون اور عزیز رکھتا ہون اور اُسکے احسانات بھی ایسے ہین کہ شکریہ اُنکا نہین ادا ہوسکتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا درست آپ فرماتے ہین نادرہ رازدار ایسی ہی مرتبہ کی ہے

اب حاضر ہونا نادرہ رازدار کا خدمت مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے اور بیان کرنا احوال ابوالحسن جوہر کا اور پیام حکیم صاحب کا

القصہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ عالی وقار مین ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نادرہ رازدار بھی وہان

پہونچی ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اور شاہزادہ کو باادب سلام کیا شاہزادے نے پوچھا ای نادرہ رازدار تم کہان تھین
واللہ مجھکو کمال انتظار رہا کہ کیا ایسا امر ہی جو نادرہ رازدار نہین آئین بلکہ ابھی تمھارا ہی ذکر ملکہ نوبہار گلشن افروز
سے کر رہا تھا نادرہ رازدار نے کہا حضور جناب حکیم صاحب کو آپکا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا مثل خسرو شیرین
کے عیش و عشرت کرنا منظور ہی چنانچہ اسیواسطے مجھکو بتلاش ایک جوان شاپور صفت کے بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر
ملجائے تو اسکو شاہزادے کی خدمت مین پہونچا دینا مین نے ہرچند پہاڑ پر جاکے تلاش کیا لیکن کہین نملا لاچار ہوکر واپس
آئی اور حکیم صاحب کو اطلاع دی حکیم صاحب نے فرمایا کہ وہ خود آملیگا کچھ تلاش کی ضرورت نہین ہی اسیوجہ سے
مین حاضری خدمت حضور سے معذور رہی شاہزادے نے فرمایا ای نادرہ رازدار جو سیر و تماشا مجھے بدولت
حکیم صاحب کے اس طلسمات مین میسر ہوا شاید کسی بادشاہ کو نصیب ہوا ہو تعجب ہی حالانکہ حکیم صاحب کی کمال
عنایت اور توجہ میرے حال پر ہی لیکن کبھی مجھے یاد نفرمایا اور سعادت قدمبوسی سے ابتک محروم رکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا ای شہریار اسکا حکیم صاحب سے شکوہ ناحق ہی کسواسطے کہ مین انکی فرزند ہون اور کوئی درجہ مہربانی و عنایت کا
میرے واسطے اس جناب نے اٹھا نہین رکھا اور یہ بھی مجھے یقین ہی کہ از حد مجھے چاہتے ہین میری ایذا و تکلیف انکو مطلق
گوارہ نہین ہی الا پھر بھی میری کیا مجال و قدرت کہ جو مین بدون ملت انکے پاس حاضر ہو سکون مگر ہان جب میرا دل
بہت چاہتا ہی نادرہ رازدار سے کہلا بھیجتی ہون اگر مناسب و منظور ہوا تو مجھے بلا لیا ورنہ خود تشریف لائے
غرض سوائے نادرہ رازدار کے کہ وہ منصب رازداری رکھتی ہی اور کوئی اس مکان فیض نشان کا محرم راز نہین ہی
اور اسی کی معرفت کل مقدمات طلسم فیصل ہوتے ہین یہ کہکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آنکھون مین آنسو
بھر لائی اور کہا کہ ای شہریار ایک روز ایسا شدنی ہی کہ تم بھی حکیم صاحب سے ملاقات کروگے شاہزادے نے کہا
ای ملکہ آفاق ایسی آہ سرد بھرنے کی کیا وجہ کیا میری ملاقات حکیم صاحب سے ہونے مین کوئی قباحت ہی کہ تم
چشم پر آب ہوئین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا نہین مجھے اسوقت اپنا زمانہ بچپنے کا یاد آیا کہ حکیم صاحب وہ
شفقت مبذول فرماتے تھے کہ جسکی حد و نہایت نہین غرض جب ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے کے پاس سے
آرام گاہ مین گئی نادرہ رازدار نے وہ ساری حقیقت ابوالحسن جوہری کی بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو سنا
کہ نادرہ رازدار سے ابوالحسن جوہری کی ملاقات ہوگئی تو نادرہ رازدار کو از سر تا پا بنظر غور دیکھا اور واقعی
نادرہ رازدار کے چہرے سے آثار فریفتگی صاف پائے گئے آخر گلے سے لگا لیا اور فرمایا ای خواہر تسیم جناب عالی
کے سر مبارک کی مین ایک عرصہ سے اسی فکر مین تھی کہ کسی شاہزادے سے خواہ آدم زاد یا پریزاد ہو اگر حسب دلخواہ
بہم پہونچے تو اس سے تمھارا عقد کر دون مگر شکر خدا کا کہ تمنے آپ اپنا ایسا کفو ڈھونڈھ لیا کہ اس لیاقت و متانت کا
کوئی شخص میری نظر سے نہین گذرا اور واقعی یہ امر ہی کہ ایسے ذی کمال شخص کا ہاتھ آنا نہایت مشکل ہی کہ ابوالحسن جوہر کے

حال سے مین محض لاعلم تھی وہ تو شاہزادہ عالی وقار کا بھائی ہی جسطرح سے کہ تم میری بہن ہوا ور نہایت لایق وفایق ہو اور شاہزادہ بھی اُسکے نہایت عزیز رکھتا ہی بلکہ اپنا فرزند جانتا ہی نادرہ رازدار نے کہا مین نے تو حال ابوالحسن جوہر کا جناب عالی کی زبانی سُنا ورنہ مین کیا جانون بلکہ اُسکا مجھے تو نکاح بھی ہو گیا جب حضرت نے حکم اظہار فرمایا ورنہ پہلے تو رازمین داخل کیا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا خیر شکر ہی خدا کا اب یہ بیان کرو کہ وہ کس شان وشوکت کا شخص ہی اور تمھارے بھی حسب لخواہ ہی یا نہین اور عقل وفہم مین کیسا ہی اسقدر تو مین جانتی ہون کہ تصویر خوب کھینچتا ہی لیکن اور مین نہین جانتی کہ کس کس صفت سے متصوف ہی نادرہ رازدار نے کہا میری عقل نے جہانتک رسائی کی مین نے تو اُسے ہمہ صفت موصوف پایا بلکہ یہ کہہ سکتی ہون کہ شاید اسطرح کا ظریف وطباع وجامع کمالات ودانا ے روزگار جہان مین خلق نہ ہوا ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای خداوند کارساز ہزار ہزار شکر پھر نادرہ رازدار سے کہا کہ ای خواہر اب یہ بتا وارقیافہ ابوالحسن جوہر کا کیسا دیکھا اگرچہ مردون کا دیکھنا بجز حسب لنسب کے بیکار ہی لیکن مین جانتی ہون کہ ایک تصویر خیالی اُسکی اسوقت مجھے دکھا دے کہ مین ہر ایک عضو کو بتفصیل معلوم کر لون اور یہ امر مین نے اس وجہ سے کہا کہ ابھی کسی اہل طلسم نے ابوالحسن جوہر کو نہین دیکھا مین پہلے تمام حال ابوالحسن جوہر کا دریافت کر لون تو بہتر ہی نادرہ رازدار خاموش ہو گئی شرم سے کوئی جواب نہ دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا یہ شرم عجیب طرح کی ہی ارے احمق کام شرم مین خراب ہوتا ہی یاد ہی کہ تو نے میری ہی شان مین کیسے کیسے الفاظ کہے تھے اور مین جب سو رہی تھی کچھ اچھا بُرا نہ کہا اب وہی بات درپیش ہی نادرہ رازدار نے اور شرم سے سر جھکا لیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اپنے اور جناب عالی کے سر کی قسم دے کے پوچھنا چاہا نادرہ رازدار نے کہا یہ کیا سوالات فضول کرتی ہو بس یہ کافی ہی کہ جو نوشتہ تقدیر تھا وہ ہوا اور تم اپنی جا بہ یہ سمجھتی رہو کہ شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر دونون ایک ہی دودھ سے پرورش ہوے اس سے یقین ہی کہ خو بو ایک ہی ہو ملکہ نے فرمایا دیوانی ہوئی ہی مفصل بیان کر نادرہ رازدار نے کہا اس دریافت امر فضول سے کیا حاصل ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا سبحان اللہ فقط حال بیان کرنے سے ابوالحسن جوہر کے تم اسقدر شرماتی ہو جسوقت بغل گرم کرو گی اُسوقت کیا حال ہوگا نادرہ نے کہا اب آپ کو پریشان کرنا منظور ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ مین مزاحًا دریافت حال نہین کرتی بلکہ فی الحقیقت پوچھتی ہون نادرہ رازدار نے کہا اگر سچ پوچھتی ہو تو سُنو یہ حلیہ ہی کہ ابرو پیوستہ رنگ سُرخ وسپید قد میانہ لب باریک دندان مثل مروارید دست وپا متوسط بینی بلند وباریک ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اسوقت تو منہ مین پانی بھر آیا ہوگا نادرہ رازدار نے کہا مجھے نہین معلوم کسواسطے کہ میری تو ابھی پہلی بسم اللہ ہی جو پُرانی ہو گئی ہین جو اُنکا حال ہوا ہوگا وہی میرا حال

بھی ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا مردار کی شامت آئی ہی پہلے شرم سے بات نکلتی تھی اب خردی و بزرگی سب
بالائے طاق دو ہی دن کی صحبت مین حاضر جواب ہوگئین اب جو خاطر اسکی ہوگی ہماری کجا اس اثنا مین اور چند خواصین
محرم راز آگئین اُنھون نے جو دیکھا کہ بالفعل بیان قصہ تازہ روبکار ہی نادرہ رازدار سے کہا ای رازدار ہمکو تمسے یہ امید
نہ تھی کہ تم کوئی راز اپنا ہمسے پوشیدہ کروگی نادرہ رازدار نے کہا راز میرا کیا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے دریافت
کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تمام قصہ ابوالحسن جوہر اور نادرہ رازدار کا خواصون سے بیان کیا بعد اسکے
نادرہ رازدار نے پیام ابوالحسن جوہر کا بابت ملاقات شاہزادے کے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے عرض کیا
ملکہ نے فرمایا بچشم یقین ہی کہ ایسی ملاقات مین عجب لطف ہوگا غرض ملکہ نے اُسیوقت بہانہ پری کو حکم دیا کہ ابوالحسن جوہر
کو بارہ ہزار پریزاد کی جمعیت سے باحشمت و سامان شاہی فلان پہاڑ پر لیجاؤ یقین ہی کہ مین بھی صبح کو وہان آؤنگی جب
رات گذر گئی صبح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادۂ عالی وقار سے کہا ای شہریار فلان گھاٹی پر کوہ قاف کے ایک
شہر عناصر حصار ہی اور اُس شہر کا عناصر شاہ بادشاہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا اور اسکی دختر ملکہ حسن افروز
بجائے اپنے باپ کے تخت نشین ہوئی اور وہ ایسی حسن و جمال مین یکتائے روزگار ہی بلکہ شہرۂ آفاق ہی کہ یا یدوشاید
اتفاقاً مین بطریق سیر اُسکے ملک مین وارد ہوگئی وہ فوراً میرے استقبال کو آئی اور بکمال شان مجھے شہر مین لیگئی اور بڑی
بڑی دھوم سے دعوت کی اور ایسے حسن و سلوک سے وہ پیش آئی کہ مین نے اُسے اپنی ہمشیرہ قرار دیا بعد دو چار روز کے
پھر مین اپنے ملک کو واپس آئی آجکل ملکہ حسن افروز بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے باحشمت و شوکت میری ملاقات
کیواسطے آئی ہوا اور فلان پہاڑ پر مقیم ہی شاہزادے نے جب ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ملکہ حسن افروز کے حسن و لیاقت
کی تعریف سُنی کمال مشتاق ملاقات ہوا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے پوچھا کہ ملکہ حسن افروز کی شادی ہوگئی یا نہین ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا عقد ہونا اُسکا بقول ایک حکیم کے محالات سے ہی اسوجہ سے وہ ابھی ناکتخدا ہی علاوہ اسکے خود ملکہ حسن افروز
کو بھی نکاح سے نفرت ہی شاہزادے نے پوچھا آخر حکیم صاحب نے کیا تجویز کیا اُسکے نکاح مین کہ غیر ممکن ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا ہان خارجاً سُنا ہی کہ ملکہ حسن افروز کو ایام طفولیت مین ایک مرض عارض ہوا تھا ایک حکیم نے یہ تشخیص کیا
کہ اگر کسی مرد کا بخیال وصل ملکہ حسن افروز کے جسم کو ہاتھ لگ جاویگا تو فوراً قلب ماہیت ہوجائیگی شاہزادے
نے کہا کہ قلب ماہیت کے تو انواع و اقسام کے اشکال ہین اُنمین سے کوئی شکل بیان کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا کہ ہان اسقدر سُنا ہی کہ نزاکت انتہا سے زیادہ ہی وہ متحمل مرد کی نہین ہوسکتی اگر اجازت ہو تو مین بھی اُسکے
استقبال کو جاؤن شاہزادے نے فرمایا بہرحال تمکو جانا لازم بلکہ واجب ہی لیکن وہان سے مراجعت کب تک ہوگی
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا انشاء اللہ تعالٰی بشرط حیات بس ملکہ حسن افروز کو ہمراہ لیا اور چلی آئی شاہزادے
نے کہا جلد تشریف لائیے گا کہ مجھکو ایک ساعت بے آپکے بمنزلہ ایک سال کے معلوم ہوتی ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے

کہا بجائے میرے میری ہمشیرہ نادرہ رازدار تو موجود ہی یہ خدمت مین حاضر ہیگی یہان چونکہ ان امور کی ابو الحسن جوہر نے جناب حکیم صاحب سے اجازت لے لی تھی اسیوجہ سے ملکہ بھی جو ابو الحسن جوہر کہتا تھا وہ کرتی تھی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ پردے وغیرہ کی بھی ضرورت نہین کسواسطے کہ عیار سے پردہ نہین ہوتا دوسرے شاہزادہ کا ہمشیر برادر بھی ہو لہذا اس سے روپوشی مناسب نہین ہو قصہ مختصر دوسرے روز صبح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کوہ خرم کو روانہ ہوئی یہان بعد جانے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے نادرہ رازدار سے شاہزادے نے پوچھا کہ کیون نادرہ رازدار تمنے بھی ملکہ حسن افروز کو دیکھا ہی کس صورت کی وہ عورت ہی نادرہ رازدار نے کہا جیسی ہی حضور خود ہی دیکھ لینگے اب حضور شراب گلفام کا جام نوش فرمائین اور گانا اور ناچ وغیرہ پریزادون کا ملاحظہ فرمائین

اب حال ابو الحسن جوہر کا بیان ہوتا ہی

کہ جب بہانہ پری حسب الحکم ملکہ نوبہار گلشن افروز با حشمت و سامان شوکت ابو الحسن جوہر کے پاس آئی جوہر نے خیمہ مین علیحدہ جاکے بفن عیاری ایسی تبدیل ہیئت کی کہ اگر فرشتے بھی دیکھین تو دام فریب مین گرفتار ہو جائین جب ملکہ نوبہار گلشن افروز خیمہ مین ابو الحسن جوہر کے گئی اور ابو الحسن جوہر کو دیکھا ہرچند کہ مطلع تھی تاہم یہی سمجھی کہ کسی پریزاد لشکری کی دختر ہی اور دیکھکر غش کر گئی اور بے ساختہ سبحان اللہ زبان پر جاری ہوا ادھر ابو الحسن جوہر نے جو ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیکھا بے ساختہ ہنسا اور آداب بجا لایا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ابو الحسن جوہر سے کہا واہ برادر ہرگز مجھکو تمیز نہوئی کہ یہ تمھین ذات پاک ہو بعد اسکے پہلے ابو الحسن جوہر نے صیغہ اخوت ملکہ نے پڑھا تاکہ بہم نامحرمی درمیان سے رفع ہو جب ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ابو الحسن جوہر ہمنشین ہوئے تو ابو الحسن جوہر نے کہا اے ملکہ آفاق ہزار شکر خداوند عالم کا کہ جسنے میرے شاہزادہ والاجاہ کو ، تسا معشوق پری پیکر کہ جسکا جہان مین عدیل و نظیر نہین ہو عطا فرمایا پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھی ابو الحسن جوہر کی تعریف حد سے زیادہ کی بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے برادر جو امر تمنے نادرہ رازدار کی زبانی کہلا بھیجا تھا مین نے اسکی تعمیل بخوبی کر دی ابو الحسن جوہر نے کہا آپنے خوب کیا اب مین نقاب چہرے پر ڈال کے شاہزادے سے ملاقات کرونگا آپ دیکھکر نہایت محظوظ ہونگی دیکھیے گا کہ کیا باغ سبز شاہزادے کو دکھاتا ہون آلغرض دوسرے روز ملکہ نوبہار گلشن افروز ملکہ حسن افروز علی کو ساتھ لیے خیمہ مین شاہزادے کے اسوقت داخل ہوئی کہ جسوقت شاہزادہ نادرہ رازدار سے ملکہ حسن افروز کا حال دریافت کر رہا تھا یکایک خبر ہوئی کہ ملکہ مع مہمان تازہ داخل خیمہ رفعت ہوئی شاہزادہ اسی وقت عالم اشتیاق مین ملکہ حسن افروز کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے پوچھا کہ وہ آپکا مہمان کہان ہی ہم بھی ایک نظر دیکھین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا وہ اس خیمہ زرنگاری مین ہی لیکن وہ کسی غیر مرد کے سامنے

نہین ہوتی اُسکو مرد کی صورت سے نفرت ہی شاہزادے نے فرمایا کہ کوئی عورت طلسمی ہمسے پردہ نہین کرتی اُسکا چھپنا ناحق ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ملکہ حسن افروز طلسم کی باشندہ نہین ہی وہ تو فقط بمحبت میری ملاقات کیواسطے آئی ہی شاہزادے نے فرمایا بالفرض وہ باشندۂ طلسم نہین ہی لیکن وہ تمھاری بہن ہماری سالی تو ہی اگر رشتہ سے سامنے ہوگی تو بھی کچھ گناہ نہین ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کچھ آپ کو خبر ہی خواہ مخواہ وہ ایک مرد نامحرم کے سامنے ہوجاوے یہ شرط واخل دوستی ومحبت نہین ہی اور فرض کیا کہ بوجہ میری دوستی ومحبت کے اُسکو تمسے بھی ایک نوع کی محبت یا انس ہو لیکن محبت مین یہ ضرور نہین ہی کہ وہ تمھارے سامنے ہی ہو جائے اور تمکو اپنی صورت بالمشافہ دکھاوے شاہزادے نے فرمایا کہ ہماری تو یہ غایت ہی کہ ہم بھی یقین کہ حسن اُسکا موافق تمھارے بیان کے ہی یا نہین ایسا بھی ہوتا ہی کہ جسے دل چاہتا ہی وہ تمام دُنیا سے اچھا معلوم ہوتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ ایک دو روز صبر کیجیے کہ وہ بھی تازہ وارد ہی مین کہونگی کہ شاہزادہ بھی تمھاری ملاقات کا مشتاق ہی تمھین چاہیے کہ اب تخلیہ مین نقاب کو چہرہ بے مثال سے اُٹھا دو اور صورت دلپذیر اپنی شاہزادے کو دکھا دو شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو گلے سے لگایا اور کہا خداوند کریم تمکو زندہ وسلامت رکھے اس سن وسال مین یہ ادراک وفہم تمکو خدا نے عنایت فرمایا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی شاہزادے کے مغز سخن کو پہونچگئی اور کہا اب جلدی کیا ہی آج نہین تو کل شاہزادے نے کہا اے ملکہ آفاق مین جو ترکیب کہون وہ عمل مین لاؤ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا فرمائیے وہ کیا ترکیب ہی شاہزادے نے کہا کہ تم اپنے مہمان کو ایک خیمہ مین بٹھاؤ اور در خیمہ پہ ایک پردہ ڈالدو مین دوسرے خیمہ سے پوشیدہ بخوبی اُسکی صورت دیکھ لونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بہت خوب جیسا ارشاد ہوگا مطابق اُسکے بجا لاؤنگی مجھے آپکی خاطر ہر نوع منظور ہی بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز وہان سے ابوالحسن جوہر کے پاس آئی اور یہ تمام سوال وجواب جو کچھ شاہزادے سے ہوے تھے بیان کیے ابوالحسن جوہر نے کہا ہان بہتر ہو میری صورت کسی طرح سے خیمہ مین شاہزادے کو دکھا دو پھر دوسرے روز مین تمھارے شاہزادے کے خیمہ مین چلونگا لیکن خبردار شاہزادہ میرے حال سے ہرگز آگاہ ہونے پاوے ورنہ ساری محنت میری برباد ہوجائیگی اور یہ سب تماشا بگڑجائیگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا تم خاطر جمع رکھو پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے برادر نادرہ رازدار تمھارے پاس آئی یا وہ ابھی نہ آئی ابوالحسن جوہر نے کہا مین نے تو نادرہ رازدار کی صورت بھی نہین دیکھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ایک خواص کو بھیجا کہ نادرہ رازدار کو بلا لا اور کہنا قصر عمیم یا در نجانہ ونوکر وجہان نی گردی ہ وہ خواص نادرہ رازدار کو بلا لائی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا اے عورت تجھے ایک دم بیٹھنا ہمارے برادر عزیز کے پاس ناگوار معلوم ہوتا ہی نادرہ رازدار شرم سے خاموش ہورہی جواب نہ دیا ابوالحسن جوہر نے کہا اے ملکہ آفاق تھے جو فرمایا کہ ایک دم برادر عزیز کے پاس بیٹھنا ناگوار ہی اسوجہ سے انکو لحاظ آیا ابوالحسن جوہر کے اس لطیفے سے ملکہ خوب ہنسی

بعد اسکے باہر چلی آئی نادرہ رازدار بھی ہمراہ ملکہ کے چلی آئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا تو کسواسطے چلی آئی نادرہ رازدار نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین ابوالحسن جوہر سے ہر وقت خایف رہتی ہون کہ مبادا کسی طرح کی بے اعتدالی کو کام نہ فرمائے کسواسطے کہ اُسکو کسی کا خوف ہے اور نہ لحاظ ملکہ نے فرمایا اچھا اگر کوئی حرکت بھی اُسنے کی تو کیا عیب کی بات ہے کیونکہ تمھارا نکاح اُسکے ساتھ تو ہو ہی چکا ہے نادرہ رازدار نے کہا واہ جسوقت تک آپکا مقدمہ فیصل نہو مجھے کوئی حرکت کرنا زیبا و مناسب نہین ہے اور شاہزادہ اس خوف سے کہ ایسا نہو مین پھر کسی بلا مین گرفتار ہو جاؤن دم نہین مارتا اور ابوالحسن جوہر ابھی تازہ وارد ہے اسنے یہان کی کوئی آفت نہین دیکھی ہے اور نہ کوئی مصیبت جھیلی ہے اگر خدانخواستہ تنہائی مین کسی طرح کی حرکت کر گذرے تو مین کیا کرونگی اور کوئی اُسوقت میری فریاد کو نہ پہونچیگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا سچ ہے تمھارا اندیشہ بیجا نہین ہے القصہ دوسرے روز شاہزادہ خیمہ مین چھپ رہا اور دوسرے خیمہ مین ابوالحسن جوہر بیٹھا شاہزادے نے خیمہ مین سے ایک شعلہ نور کا روشن دیکھا بیقرار ہو گیا اور دل مین کہا سبحان اللہ پروردگار عالم نے اس نازنین کو عجیب طرح کا حسن و جمال عنایت فرمایا ہے یکایک ابوالحسن جوہر نے حاضرین محفل سے ایسے کلام شیرین اور نرم کیے کہ سب حیران بلکہ محو ہو گئے اور اس ناز و انداز سے باتین کرتا تھا کہ شاہزادہ بیقرار ہوا جاتا تھا آخرالامر شاہزادہ اس امر پر مستعد ہوا کہ ہرچہ بادا باد اسکے خیمہ مین جاکر ملکہ حسن افروز کا حسن و جمال نزدیک سے دیکھین اور ہمکلام بھی ہون پھر خیال آیا کہ مبادا ملکہ کو یہ حرکت میری ناگوار گذرے مجھے حیرت ہے کہ طلسم مین جو عورت دکھلائی دیتی ہے اسکی صورت دلپذیر ایسی ہی ہوتی ہے خیر اب چاہے ملکہ ناراض ہون یا خوش جسطرح ہوگا مین ملکہ حسن افروز سے نکاح ضرور کرونگا کیونکہ بسبب ملکہ نوبہار گلشن افروز سے وصل حقیقی ہونے مین عرصہ معلوم ہوتا ہے دوسرے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اکثر کہا ہے کہ میری ہمشیرہ ہو اصون مین سے جسکو پسند کرو بے تکلف اپنے صرف مین لاؤ اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز ہو اصون کے عوض مین اسی اپنے مہمان کو دیدین تو کیا لطف کی بات ہے اس عرصہ مین ملکہ حسن افروز دوسرے خیمے مین چلی گئی اور شاہزادہ دن بھر اسی خیال مین رہا قصہ مختصر جب ملکہ حسن افروز بہزار منت و سماجت نقاب چہرے پر ڈال کر محفل شاہزادے مین آئی شاہزادے نے مسند دولت و عزت پر جلوس فرمایا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو داہنی طرف مسند پر بٹھایا اور ملکہ حسن افروز کو بائین طرف بعد ازان ملکہ حسن افروز کو بنگاہ خریداری خوب دیکھا اور ابوالحسن جوہر عالم سکوت مین عجیب و غریب حرکات معشوقانہ کر رہا تھا اور عجیب شیرین زبانی سے باتین کرتا تھا جب شاہزادہ اُسکے حرکات سے زیادہ بیچین ہوا اسی عالم بیقراری مین اُٹھ کے ایک خیمہ مین علحدہ چلا گیا اور نادرہ رازدار کو بلا کر فرمایا اے نادرہ رازدار تمھین وہ قول اپنا یاد ہے نادرہ رازدار نے کہا کیا ارشاد ہوا شاہزادے نے فرمایا تمنے کہا تھا کہ اب ملکہ نوبہار گلشن افروز کو تمھاری

کوئی حرکت نازیبا گو نہین معلوم ہوگی بہر حال وہ تمھاری خوشی کی خواہان ہی علاوہ ازین یہ بھی تمنے بارہا کہا ہی کہ خواصون کو ملکہ
نوبہار گلشن افروز کی اپنے تصرف مین لاؤ نادرہ رازدار مسکرائی اور کہا حضور کی اس بیان طویل وتمہید سے کیا غرض ہی
جو اصل مطلب ہو ارشاد فرمایئے شاہزادہ نے کہا ایک شرط سے مین اپنا راز بیان کرونگا کہ کوئی فساد پیدا نہو نادرہ رازدا
نے کہا فساد کیون ہوگا جو کہنا ہو صاف صاف فرمایئے شاہزادے نے فرمایا ای خواہر اصل مطلب میرا یہ ہی کہ کسی طرح ملکہ
حسن افروز سے نکاح شرعی کروا دے واللہ تمام عمر تیرا مین شکرگذار رہونگا جسوقت سے مین نے صورت ملکہ حسن افروز
کی دیکھی ہی دل میرا بےچین ہو رہا ہی ہرچند مین ضبط کرتا ہون لیکن مصرع بھولتا ہی نہین دل یار کی تصویر کبھی +
نادرہ رازدار نے کہا کہ دو امر ایسے ہین کہ اُنکے سبب سے البتہ عقد نہین ہوسکتا ورنہ یہ بات کوئی مشکل نہ تھی شاہزادے
نے فرمایا وہ دو امر کون ہین نادرہ رازدار نے کہا ایک تو ملکہ حسن افروز کو خود مرد سے نفرت وانکار ہی دوسرے
مین نے حکیم صاحب کی زبانی سُنا ہی کہ شاہزادے کے عقد مین چار بیبیان مقدر ہوچکی ہین جب مین نے نام اُن چار
بیبیون کا پوچھا حضرت نے ایک تو ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بتایا دوسری ملکہ ناطقہ روشن بیان تیسری ملکہ صبح دلکشا
اور چوتھی بی بی کا نام نہین فرمایا کہ وہ بیرون طلسم عقد مین شاہزادے کے آویگی پھر آپ خود فرمائین کہ ملکہ حسن افروز
کس طرح آپکے عقد مین آسکتی ہی شاہزادے نے فرمایا اور جو چوتھی بی بی یہی ملکہ حسن افروز ہو تو کیا عجب ہی اب تم
بخاطر میری پہلے جناب حکیم صاحب کی خدمت مین جاکر دریافت کرو کہ جو اُس حکیم مرد نے ملکہ حسن افروز کے حق مین
یہ کہا ہی کہ مرد کے ہاتھ لگانے سے اُسکی قلب ماہیت ہوجائیگی یہ کیا بات ہی میرے کچھ قیاس مین نہین آتی اور اگر یہ
غلط ہی تو خیر ورنہ حضرت اس مرض کا علاج فہمایش کردیجیے نادرہ رازدار نے کہا اسطرح کے کلمات حضرت کی خدمت
مین مین تو عرض نہین کرسکتی حضور ایک سوال عبث سے ناحق فدویہ کو ذلیل کرادینگے پھر شاہزادے نے فرمایا اگرچہ
پانچوین عورت سے نکاح حرام ہی لیکن متعہ تو جائز ہی اگر نکاح نہوا تو متعہ ملکہ حسن افروز سے کرلونگا نادرہ رازدار نے
کہا واہ ہمکو اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو آپ نے اپنی کنیز مین تصور کیا ہی جو ہم سے آپ اسطرح کی فرمایش کرتے ہین
ہان مین بغرض محبت آپ کے اتنا کرسکتی ہون کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس معاملے مین دخل نہ دینے دونگی اگر
آپ کو یقین نہو تو ابھی آپ کے سامنے مین ملکہ نوبہار گلشن افروز سے اقرار کرادون وہ خود اپنی زبان سے کہدینگی
کہ مجھے شاہزادے اور ملکہ حسن افروز کے معاملے مین حاشا کچھ سروکار نہین ہی مین بخوشی اجازت دیتی ہون شاہزادے کو
اختیار ہی شاہزادے نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی جب ملکہ میرے سامنے اپنی زبان سے اقرار کریگی تو پھر میری
خاطر جمع ہوجائیگی نادرہ رازدار نے اُسی وقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بلا کر شاہزادے کی گفتگو کو سُنا دیا
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای شہریار عاشق تن ہر دل عزیز جناب حکیم صاحب کے سر مبارک کی قسم مین بخوشی دل تمکو
اجازت دیتی ہون اگر ملکہ حسن افروز تمسے راضی ہو بسم اللہ تم شوق سے اپنے تصرف مین لاؤ میرا کیا نقصان ہی مین نے

اس اپنی آزردگی طبیعت کے سبب ایسی سزا کے قابل پائی کہ تمام عمر یاد رہیگی اور ملکہ حسن افروز سے تو مجھے ایسی کچھ محبت ہوگئی
ہی کہ دل یہی چاہتا ہی کہ یہ میرے پاس رہے اگر یہ امر خدا کرے کہ طی ہو جائے تو پھر میرے بھی دل کا گھبرانا جاتا رہیگا اور
کبھی کبھی جو وحشت سی ہو جاتی ہی وہ بھی دفع ہو جائیگی لیکن ملکہ حسن افروز کا قبول کرنا البتہ ایک امر محال ہی
اسواسطے کہ انکو ایک رنج دلی ایسا ہی کہ قابل بیان کے نہین شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ آفاق جسوقت مین
اپنے معاملہ کو تمہیداً ملکہ حسن افروز سے ذکر کرون تو تم اور نادرہ رازدار دونون میری بات کی تائید ضرور کرنا
نادرہ رازدار نے کہا آپ خاطر جمع فرمایئے جہانتک زبان گویا دیگی خدا نے چاہا تو مین قصور نکرونگی شاہزادے
نے فرمایا حیف کی بات ہی کہ تم ایسی شفیق و مہربان ہو اور تمسے اتنا کام نہو سکے یہان پر اگر میرا برادر عزیز از جان یادش بخیر
ابوالحسن جوہر ہوتا تو ابتک کیا مجھے کچھ کہنے کی نوبت آتی ایک ذرا میری توجہ دیکھ لیتا پھر بھلا ملکہ حسن افروز
کی کیا حقیقت ہی اگرچہ راجہ اندر کے بھی اکھاڑے کی کوئی پری ہوتی تو وہ ہمارے پہلو مین پڑی ہوتی اُسکو اسقدر
تاب کہان اور تم تو عورت ہو عورتون سے ایسے کام کا ہونا کیا مشکل ہی عورتون کے کہنے سے عورت کبھی عذر نہین
کر سکتی نادرہ رازدار خاموش ہو رہی پھر جواب نہ دیا جب وہ دن گذر گیا اور شب ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے شاہزادے سے کہا ای شہریار آج مین نے ملکہ حسن افروز کو ایسی لعنت و ملامت کی اور کہا کہ بھلا تجھے یہ زیبا ہی کہ
ہمارے شاہزادے سے پردہ کرے پھر ہمارے اور تمھارے درمیان محبت و اخلاص کہان باقی رہا اور وہ شاہزادہ
کہ جو عالم عجائبات مین جہان مشہور ہی اور کونسی عورت ادنی و اعلی طلسم کی اُس سے آجتک بجز تمھارے روپوش نہین
ہوئی پھر تم مین کیا خصوصیت ہی ملکہ حسن افروز نے جواب دیا کہ مجھے کیا عذر ہی سامنے ہونے مین مین جیسے تمھاری کنیز
ویسے ہی اُنکی بھی خادمہ بے زر ہون لیکن اس امر مین ایک شرط ہی اگر آپ برا نمانین تو مین عرض کرون ای شہریار
مین نے کہا کہ تم شوق سے کہو کسواسطے کہ ہمسے اور تمسے کچھ مغایرت تو ہی نہین جو امر ہو وہ صاف ہو تو بہتر ہی ہم برا
نمانینگے ملکہ حسن افروز نے کہا مین تاہم کہتے ڈرتی ہون کہ شاید آپکو اور اُنکو ناگوار ہو پھر اپنی صاحب سلامت مین بھی
فرق آجاوے مین نے کہا ای ملکہ حسن افروز تو یہ غمزہ اُن مردون سے کر جو تیرے خریدار ہون باقی جنہین تمھاری خریداری
منظور نہوگی وہ کبھی یہ غمزہ بیجا نہ اُٹھا وینگے عرصہ ہوا ایک ذراسی بات کے لیے وہ کسی طرح سے صاف نہین ہوتی
ہزار مرتبہ ہمنے کہا کہ ای نیک بخت بی بی ہم ناراض نہونگے جو تیرے دل مین ہو وہ بیان کر ای شہریار اُسوقت اُسنے یہ کہا
کہ اچھا آپ شاہزادے سے بھی دریافت فرمالین شاید وہ ناراض ہون پھر مین نے کہا نہین اُنکی بھی مین ذمہ دار ہون
کہ وہ بھی ناراض نہونگے کسواسطے کہ اُنکے مزاج مین کسی سے ناراضی کا دخل ہی نہین ہی علی الخصوص تم بیچاری مہمان
سے اُسنے جواب دیا نہین آپ میری خاطر سے شاہزادے کی خدمت مین عرض کیجیے اگر وہ بھی اقرار فرمادین تو مین عرض
کرون شاہزادے نے جب یہ سوال و جواب طرفین کے سماعت فرمائے بیقرار تو ہی رہا تھا اُسوقت ہر چند ضبط کیا

مگر ضبط نہوسکا خود بآواز بلند کہا نہین صاحب مین کبھی ناراض نہونگا مجھسے نوشتہ لیلو ملکہ نوبہار گلشن افروزنے بھی بآواز بلند کہا لو اب تو کہو گی شاہزادہ محلکہ لکھنے کو موجود ہی یا شاید حقیقتًا نوشتہ ہی لے لو گی تب کہو گی ملکہ حسن افروز نے پھر بنہایت ناز سے کہا دیکھیے ملکہ نوبہار گلشن افروز صاحب مین دست بستہ آپ دونون صاحبون کی خدمت مین عرض کرتی ہون کہ پھر آپ صاحب مجھسے خفا نہو جیے گا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اور نادرہ رازدار نے کہا حسن افروز کیسے تحصین غمزے آتے ہین خدا نکرے کہ کوئی مرد تمسے محبت کرے اسکی تو پھر بچ یہ ہی کہ مدت ہی ہو کسو اسطے کہ یہ ایک ادنی بات ہی اسکی کچھ اصل نہین ہی محبت و اتحاد مین بہت بڑی باتین ہو جاتی ہین اور کسی کو کانون خبر نہین ہوتی بس ایک بات کافی ہی اگر منظور نہین ہی سامنے ہونا شاہزادے سے تو صاف کہدو کہ ہم سامنے نہونگے اور اگر محبت کا خیال ہی تو نقاب کو چہرے سے اُتار کے پھینک دو ملکہ حسن افروز نے کہا مین ملکہ کی لونڈی ہون مجھے عذر نہین بھی چاہین وہ بیچ مین اگر مین عذر کرون تو تم سب مجھے نفرین و لعنت کرنا مجھے فقط ناراضی کا خیال ہی نادرہ رازدار نے کہا نہین تم اسکا خیال نکرو کہو ملکہ حسن افروز نے نادرہ رازدار کے کان مین جھک کے یہ کہا اگر شاہزادے صاحب مجھسے رشتۂ برادری و خواہری کرلین تو مجھے کچھ عذر نہین ہی مگر مجھے یہ بھی خیال ہی کہ شاہزادہ اور ملکہ یہ نہ سمجھین کہ یہ بھی ہمسے دعوی برابری رکھتی ہی شاہزادے نے جو یہ جملہ نادرہ رازدار کی زبان سے سُنا دلمین کہا کیا خوب میرا در ارادہ ہی اور ملکہ حسن افروز اور ہی کچھ کہتی ہی ایسی صورت مین تو حصول مطلب محال ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ملکہ حسن افروز کہتی ہی کہ مین اس رسم کی بھی تکلیف دینے کی روادار نہوتی مگر اسکا سبب یہ ہی کہ ایک روز ایک سوداگر نے ایک تصویر میرے نذر کی مین نے جب وہ تصویر دیکھی بے اختیار دل ہاتھ سے جاتا رہا اور اسی بے اختیاری مین زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ اگر مجھکو اپنی قلب ماہیت کا اندیشہ و خوف نہوتا تو مین صاحب تصویر سے ضرور نکاح کرتی اب جو مین نے شاہزادہ کو دیکھا تو اُس تصویر سے مشابہ تر پایا اسی نظر سے احتیاطًا صیغہ برادری و خواہری شاہزادے کے مقابل مین ہونا مناسب جانا بعدہٗ اُنکے سامنے ہونے مین کچھ عذر نہین ہی شاہزادے نے فرمایا وہ تصویر ایک نظر مین تو دیکھون کیسی ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا وہ تصویر ملکہ حسن افروز سے لاکر شاہزادے کو دکھا دو نادرہ رازدار نے کہا ملکہ حسن افروز ایک لحظ تو وہ تصویر جدا نہین کرتی ہان کسی وقت موقع پا کے لے آؤنگی آخر دوسرے روز نادرہ رازدار تصویر لائی اور شاہزادے کو دکھائی شاہزادے نے جو تصویر دیکھی تو بعینہٖ اپنی شکل کے موافق پائی کمال حیران ہوا لیکن دل مین کہا کہ بالفعل ملکہ حسن افروز سے سلسلہ برادری ہی کرنا واجب ہوا جب طرفین مین رضامندی ہو جائیگی پھر منعقد کر لینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا خیر مجھے کہنا تمہاری ہمشیرہ کا قبول و منظور ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ابوالحسن جوہر کو اطلاع دی کہ اب شاہزادے نے وہ بھی قبول کیا ابوالحسن جوہر نے

کہا اے ملکہ آفاق اب ہوشیار ہو جاؤ وقت تماشے کا قریب آیا القصہ دوسرے روز ابو الحسن جوہر اور شاہزادہ دونوں باہم دوگانہ ہوے واضح ہو کہ دوگانہ اصلاح ہو ولایت ہند کی کہ جب عورتیں باہم خواہری یا برادری کرنا چاہتی ہیں تو بادام دو مغز کھاتے ہیں اور دوگانہ مشہور کرتے ہیں یہاں شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر آپس میں دوگانہ ہوے بعد اسکے ملکہ حسن افروز بے نقاب محفل شاہزادے میں آئی جب شاہزادے نے صورت دلفریب ملکہ حسن افروز علی کی دیکھی
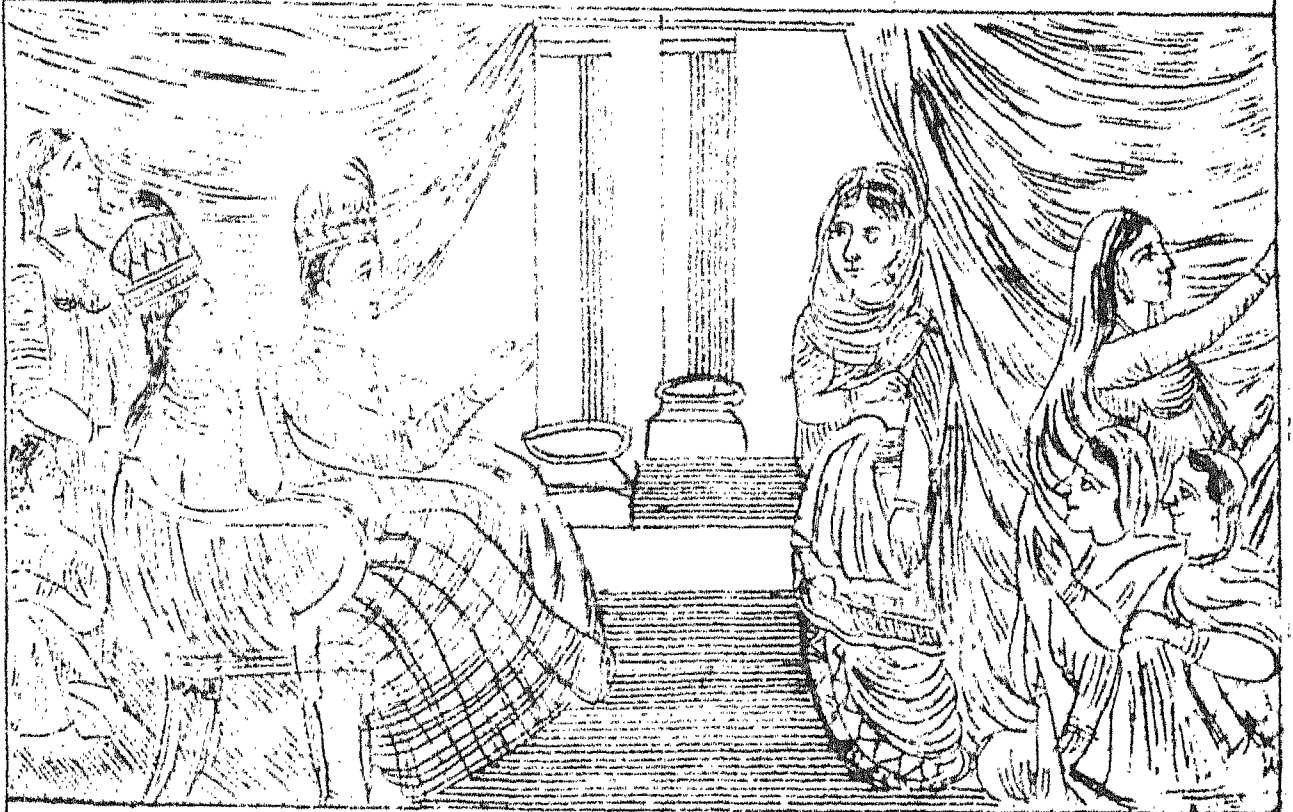
بے ساختہ کہا سبحان اللہ کیا تیری قدرت کاملہ ہے کہ تو نے کیسے کیسے بشر خلق کیے ہیں اب آپس میں شاہزادے اور ملکہ حسن افروز کے کلام بہ لطافت و ظرافت اور نہایت خوش طبعی کے ساتھ ہونے لگے تمام اہل محفل نے اس لطیفہ بازی سے کمال حظ اٹھایا لیکن ملکہ حسن افروز اس ناز و انداز سے شاہزادے سے بات کرتی تھی کہ شاہزادے کا دل بیچین ہوا جاتا تھا نادرہ رازدار اور ملکہ الماس گوہر اور خواتین محل اور توابعین سب خاموش عالم محویت میں بیٹھی ہوئی سیر دیکھ رہی تھیں اور دل عشق ... سے بیتاب ہوئی جاتی تھیں جب اس صحبت کو عرصہ گذرا حسن افروز نے کہا اے شہریار اب میں رخصت ہوتی ہوں انشاء اللہ بشرط صحت و حیات خدمت میں پھر حاضر ہونگی شاہزادے نے نادرہ رازدار سے کہا اے نادرہ رازدار میں نے سیکڑوں بلکہ ہزارہا حسین خوبصورت پریزادیں دیکھیں لیکن یہ گرمی و صورت پر لطافت نظر نہیں دیکھی اور کسی کی طرف میری توجہ ہوئی مگر میں نہیں کہہ سکتا میرے قلب کا کیا حال ہو گیا حسن روز

سے مین نے ملکہ حسن افروز کو دیکھا ہو خود بخود دل بیقرار ہوا جاتا ہو نادرہ رازدار نے کہا ہان ہمکو حضور کے دل کی کیا خبر الا ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہو کہ آپکی نظر توجہ ملکہ حسن افروز پر ضرور ہی اور دل بھی حضور کا از حد مایل معلوم ہوتا ہی قصہ کوتاہ اسی طرح ہر روز ملکہ حسن افروز کا شاہزادے کے پاس آنا اور صحبت گرم کرتا اور چلی جانا ورد رہا اور شاہزادہ تصور مین ملکہ حسن افروز کے کمال پریشان ومضطرب تھا ایک روز ملکہ حسن افروز شاہزادے سے غمزہ وناز کی باتین کر رہی تھی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنے خیمہ مین چلی گئی نادرہ رازدار بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ اُٹھ گئی خواصین بھی دہنے بائین ہوگئین شاہزادے کو ان سب کا چلا جانا غنیمت ہوگیا شاہزادہ ملکہ حسن افروز سے بقدر قریب ہوا کہ شاہزادے کا زانو اور ملکہ حسن افروز کا زانو برابر ہوگیا ملکہ حسن افروز نے اپنا زانو شاہزادے کے زانو پر رکھدیا شاہزادہ سمجھا کہ بخیال ملکہ کے بظاہر تو یہ رشتہ خواہری ظاہر کرتی ہو لیکن باطن مین ضرور میری خواہش رکھتی ہو آخر شاہزادے نے ملکہ حسن افروز کو جھٹ سینے سے لگایا اور کہا ای آرام جان کیا تم نہین جانتین کہ میرا تمھارے بیے کیا حال ہوگیا ہو اور یہ شعر اپنے حسب حال برجستہ زبان پر لایا بیت

	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد		مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	

یہ کہکے شاہزادے نے چاہا کہ بوسہ لون اس جوش و ولولہ مستی مین جسم شاہزادے کا ران مین ملکہ حسن افروز کے لگا بمجرد اس حرکت کے ایک نعرہ ایسا ملکہ حسن افروز نے مارا کہ تمام مجلس اگو بج گئی اور آنکھین ملکہ حسن افروز کی سرخ مثل خون کبوتر ہوگئین اور مُنھ سے کف جاری ہوگیا اور تمام بدن مین لرزہ پیدا ہوا اور فوراً اُٹھکے ایک حجرے مین داخل ہوگئی اور دروازہ حجرے کا بند کرلیا شاہزادے نے جب تغیر ملکہ حسن افروز کا دیکھا ہوش غاتے رہے اور حجرے کی طرف خوف زدہ دیکھا کیا ادھر ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور ملاحت پری اور خواصین دوڑین سب نے پوچھا ای شہریار عالم یہ کیا ماجرا گذرا ملکہ حسن افروز کہان گئی شاہزادے نے تمام حقیقت بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا نہین معلوم کہ تم اپنے افعال سے ہمارے سر پر کیا کیا بلا نازل کراؤگے تمھاری حرکتین ایسی ہین کہ جسکا بیان نہین ایک خواص ملکہ حسن افروز کی بھی موجود تھی اُسنے کہا ای ملکہ نوبہار گلشن افروز حکیم صاحب مرحوم نے یہی علامت ملکہ حسن افروز کے تغیر حال کی بیان کی تھی جیسا کہ شاہزادے نے فرمایا ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار آپ ایسے عقلمند ہوکے ایسی حرکت کرین کمال تعجب ہو شاہزادہ اپنے فعل پر ایسا پشیمان اور منفعل ہوا کہ جسکی کچھ انتہا نہین اور بجز خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا جب اس قصہ کو طول ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا ای نادرہ رازدار بس اب زیادہ ہنسی نہین خوش نہین معلوم ہوتی دیکھتی ہو کہ شاہزادے کا شرم وندامت سے کیا حال ہوا جاتا ہو نادرہ رازدار نے کہا سبحان اللہ آپ شاہزادے کی ایسی دردخواہ ہین کہ ایسی حرکت عظیم پر ایک لمحہ کی آزردگی شاہزادے کی ناگوار ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بس اب آپکو یہ طعن کی باتین زیبا نہین ہین کیونکہ اب آپ کا بھی خریدار

موجود ہوگیا ہی بلکہ یہ روشنی آپ ہی کی تو ہی مگر افسوس یہ ہی کہ شاہزادے کو اس حال سے مطلع نہین کر سکتی اور نہین تو کہتی کہ ملکہ حسن افروز نادرہ رازدار کی بغل گرم کریگی نادرہ رازدار نے کہا کہ کیون ملکہ یہ وہی شاہزادہ ہی جسکی شکل سے آپ بیزار تھین اور بوالہوس و ہرجائی خطاب دیا تھا اور جب مین کوئی کلمہ سفارش کا کہتی تھی تو مجھے کیا کیا زبان مبارک سے فرماتی تھین اب نہین معلوم کہ کیون ہر امر مین طرفداری و حمایت کی جاتی ہی اور شاہزادہ کا حال یہ ہی کہ تیری میری عورتون پر گرے پڑتے ہین اور پھر خوف بھی بہت ہی ملکہ صبح دلکشا ہی نے ایسی خطا کی تھی کہ جسکے واسطے سارے جہان کی خاک چھنوا ڈالی ہر چند کہ وہ تو ایک دلالہ کے بہکانے سے کچھ رغبت ہوگئی تھی یہان تو شاہزادے صاحب قبلہ نما ہوگئے لیکن آپ خفا نہوئین اور الٹے انھین کی حمایت کرنے لگین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا شاہزادے نے میرے سودائے محبت مین کیسی کیسی تکلیفین گوارا کین کہ اگر دوسرا ہوتا تو اس عشق بازی ہی کو لعنت کرتا دوسرے کوئی درجہ محبت کی آزمایش کا نہ تھا جو مین نے اٹھا رکھا جب سب مین ثابت قدم پایا تو مین نے خود اُس سے اب عشق کر لیا اور جب خود عاشق ہوگئی تو پھر کوئی بات معشوق کی ناگوار نہین ہوتی تیسرے مردون کے مکر کا کسی نے بھی انتظام کیا ہی جو مین کرون اور شاہزادے نے جو کیا میری اجازت سے کیا اول تو کیا اُسنے کیا یہ بھی ایک شعبدہ تھا ہمارے والدین کا حال تو تمنے سُنا ہی ہوگا کہ جناب والد ماجد خود عشق مین جناب والدہ صاحبہ کے کہان کہان پھرے اور کیا کیا کچھ کیا مختصر یہ کہ جب سیب مراد لائے تو عقد ہوا لیکن جب سب مقدمے طے ہوگئے پھر دفعتًا خدا جانے وہ محبت کہان گئی اور ایک عقد پر اکتفا نہ کیا یہ مردون انکو سب زیبا ہی بلکہ یہ روایت مشہور ہی کہ عرب مین شاہ عرب یعنی سرور کائنات سے چند عورتون نے نالش کی تھی کہ یا حضرت یہ مرد پاس حق عورت کی نہین کرتے ہمکو کیون آپ نے پابند ایک مرد کا فرمایا ہی ہمکو بھی اجازت ہو کہ ہم بھی پابندی ایک مرد کی چھوڑ دین حضرت نے جواب مین فرمایا کہ اچھا علی آوین تو تمھارے سوال کا جواب دین اس اثنا مین جناب امیر علیہ السلام بھی تشریف لائے حضرت نے اُن عورتون کا مقدمہ پیش کیا اور فرمایا کہ جواب اسکا انکو دو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مرد اگر ایک شب مین جسقدر عورتون کے پاس رہے تو یہ یقین ہی کہ اُتنے ہی لڑکے پیدا ہون اب ہم تم سے پوچھتے ہین کہ تم مین بھی ایسی قدرت ہی کہ جو ایک عورت کئی مردون کے پاس جاوے تو اُتنے ہی لڑکے پیدا ہون سب نے کہا مولا یہ نہین ہو سکتا پھر حضرت نے فرمایا وہ کب ہو سکتا ہی آخر معقول ہوکے چلی گئین بس اسی نظر سے مین بھی نہین روکتی میری اجازت ہی شاہزادے کو بلکہ میری خواصون مین سے جسکو پسند کرے میری خوشی ہی ہر چند کہ اسمین بظاہر ایک یہ بات ہی کہ خواص کو ایک گونہ دعوی برابری کا ہوگا لیکن ہمین کچھ اسکی بھی پروا نہین ہی اور یہ فقط اس نظر سے تھا کہ ابوالحسن جوہری کی ملاقات سے شاہزادہ ازحد خوش ہوگا ورنہ مجھکو ایک دم کا بھی اُسکا آزردہ خاطر کرنا منظور نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا اس کنیز نے بھی حضور سے یہ بات مذاق

سے عرض کی تھی آپ کچھ اور نہ خیال فرمائیے اس گفتگو کے بعد ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار شاہزادہ
والا تبار کی خدمت مین آئین اور انھون نے کہا اے شہریار ملکہ حسن افروز نے در حجرہ اندر سے بند کر لیا ہے لیکن حضور
در ار سے ملاحظہ فرمائین کہ زندہ بھی ہے یا خدا نخواستہ مر گئی شاہزادے نے بمشکل تمام دروازہ حجرے کا کھولا اور دیکھا تو
بجائے ملکہ حسن افروز کے ایک جوان وجیہہ مسلح دو خنجر برہنہ لیے ہاتھون مین بیٹھا ہے اور عیارون کی طرح جیغ لگا رہا ہے
شاہزادے کو اس تماشے سے اور حیرت ہوئی اور فرمایا کہ مین نجانتا تھا کہ حکیم ایسا حاذق ہے کہ جو تجویز و تشخیص کرتا ہے
وہی اصل مین ہو جاتا ہے مین نے خود بچشم دیکھا کہ ملکہ حسن افروز کی قلب ماہیت ہو گئی اور در اصل اب انکے مقابلے مین
رستم و اسفندیار کی بھی حقیقت نہین ہے اور ظرفہ یہ ہے کہ سامان عیاری بھی سب موجود ہے جب خوب بنظر غور دیکھا تو شباہہ
ابوالحسن جوہر کے پایا یکایک ابوالحسن جوہر نے باواز بلند کہا اے فرزند سلطان اسمٰعیل دجگر بند عالیہ خاتون
والے شاہزادہ معز الدین آخر تونے مجھے اس حال کو پہونچایا اور اب بنظر حیرت دیکھ رہا ہے شاہزادے نے فرمایا
کہ اے حسن افروز مین یہ بحیرت دیکھ رہا ہون کہ تو میرے بھائی ابوالحسن جوہر کی بعینہٖ صورت ہے ابوالحسن جوہر
نے کہا کہ جو امر شدنی تھا وہ ظہور مین آیا اب حیرت سے کیا حاصل ہے کَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُولًا دوسرے جب تمنے اپنے
بھائی کے ہمشکل مجھے دیکھا تو اب تمھین چاہیے کہ مجھسے بغلگیر ہو غرض ابوالحسن جوہر نے دونون خنجر غلاف مین کیے
اور خود باہر حجرے کے آکے بغلگیر ہوا شاہزادہ ابوالحسن جوہر سے بغلگیر ہوا مگر خایف اور ایسی تفریح قلب
حاصل ہوئی کہ جیسے بھائی سے بھائی ملتا ہے اور پھر خیال گذرا کہ شاید حکیم صاحب نے طلسم مین ابوالحسن
جوہر کو بھیجا ہو اور نادرہ رازدار لائی ہو اور اسنے اس طرح مجھ سے ملاقات کروائی ہو ورنہ
حسن افروز میرے مان باپ کے نام سے کیونکر واقف ہو سکتی اور ابوالحسن جوہر وہ بلا ہے
کہ جس نے ارتقیل گوش کی فضیحت کی اور بلباس زنانہ ملکہ غلدانہ کے محل مین پہونچا کچھ عجب نہین ہے کہ
وہ یہان بھی اپنی ظرافت سے پہونچا ہو اب ابوالحسن جوہر مسند پر پہلو بہ پہلو شاہزادے کے بیٹھا شاہزادے
نے فرمایا اے حسن افروز ماضی اور ابوالحسن جوہر حال اگر تو میرے بھائی کی صورت سے مشابہ ہے تو یقین ہے کہ
تو میرے لشکر سے بھی آگاہ ہوگا بیان کر کہ میرا بھائی ابوالحسن جوہر کہان ہے جوہر نے جواب دیا کہ اے دوگانہ عالی
و شاہزادۂ معز الدین سرداران لشکر تمھارے بخیر و عافیت ہین لیکن تمھارے مشتاق زیارت ہین اور سلطان
جوہر ابوالحسن کا حال جو میرا ہے وہی حال اُسکا ہے اب شاہزادے سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار جوہر کے
لپٹ گیا اور دونون ایسے باہم لپٹے کہ بیہوش ہو گئے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے فرمایا
اے خواہر دیکھتی کیا ہے گلاب و عرق بید مشک وغیرہ دونون کے منھ پر چھڑک نادرہ رازدار نے کہا ترک ادب
ہے پہلے حضور شاہزادے کے منھ پر عرق چھڑکین پھر مین چھڑکونگی غرضکہ دونون ہوش مین آئے تب شاہزادے

نے فرمایا ای کارساز عجائب یہ تمھارے دل مین کیا آیا کہ مجھے ان پریزادون مین ذلیل کرایا تمام فنون تمنے میرے ہی واسطے جمع کیے تھے خیر شکر یہ ہی کہ اسی ذریعہ سے تمھاری ملاقات میسر ہوئی اور حسن افروز سے بھی تو مجھکو زیادہ عزیز ہی ابیات

دلم بود دایم بیادت قرین
کہ از تو نشد صید یک لحظہ این

ترا دیدم و دیدہ شد نیز روشن
بعیاری از عمر بر دی گرد را

بر اوج کمالات آن شاہ بازے
بہ تصویر شاہ پور در دشت ازمن

ابوالحسن جوہر نے بھی شاہزادے کو دعا دی ؎

کہ ای آفتاب سپہر کمال
بود ہر حسابے کہ ایام را

ترا نیست ہرگز بلیتی زوال
شود صرف عمرت ہمہ ماہ و سال
ز نور جمالت کنون بدر شد

باقبال اسکندر و عمر خضر
ز شوق رخ شکل خورشید تو
رہے قدرت قادر ذوالجلال

دہلیز دولت رونق بے جمال
... پیوستہ ہمچون ہلال

راوی کہتا ہی اس روز منطقہ زرین کمر اور ملکہ شرف افروز اور سوداوہ وغیرہ تمام خواتین محلسرا مین موجود تھین اور انکی ملاقات کا تماشا دیکھا کین شاہزادے نے فرمایا کہ ارباب نشاط کو حکم ہو کہ مبارکباد گائین آج بھائی ابوالحسن جوہر ہمارا قوت بازو ہمسے ملا ابوالحسن جوہر نے عرض کی پیر و مرشد حضور کو ناگوار تو نہین ہوا کہ بدون حکم عالی ملکہ نوبہار گلشن افروز غلام کے سامنے ہو گئین شاہزادے نے فرمایا یہ کیا کہتے ہو ابیات

زن و خواہر و دختر و مادرم
بود دختر و مادر و خواہرت
درین ہر دو قالب و جان یکے

ہمین است عالم ناموس تو
خدا شاہد من اگر باورت

چہ گویم دگر تا شود باورت

ای بھائی قسم ہی پروردگار عالم کی کہ مین اپنے اور تمھارے ناموس کو ایک جانتا ہون فرق نہین سمجھتا بلکہ تمھارے ناموس کو اپنے ناموس پر فوقیت دیتا ہون ابوالحسن جوہر نے کہا یہ جو مین نے عرض کیا احتیاطاً عرض کیا ورنہ حضور سے امید و توقع سب طرح کی رکھتا ہون اور شاہزادے نے ابوالحسن جوہر کی ایسی صفت و ثنا کی کہ نادرہ رازدار کو جامہ جسم مین تنگ ہوا ابوالحسن جوہر نے نادرہ رازدار سے کچھ اشارتاً کہا شاہزادہ اس اشارے سے ابوالحسن جوہر کے سمجھ گیا کہ کچھ انہین سے غرض ہی آخر فرمایا ای برادر یہ نادرہ رازدار قوم پریزاد مین سے اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی دوسرے عقل و فراست مین بھی اپنا جواب نہین رکھتی اور اکثر حرکات و سکنات بھی تمھارے حرکات سے مشابہ پائے جاتے ہین اور میرے ساتھ بھی اسکو نہایت محبت ہی اور مین بھی اسکا اپنی ہمشیر حقیقی سے زیادہ چاہتا ہون ابوالحسن جوہر نے کہا کہ اس بیان سے آپکا کیا مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا میرے کہنے کی وجہ یہ ہی کہ اگر تمکو منظور ہو تو ہم سلسلہ جنبانی کرین ابوالحسن جوہر نے کہا مین بے وجہ کسی کا احسان کیون لون شاہزادے نے کہا تمھین کیا جو احسان ہوگا میرے اوپر ہوگا ابوالحسن جوہر نے کہا حضور تو صلاح سمرقندی کرتے ہین مین بے وجہ ایک امر زاید کے واسطے آپ کو تکلیف

کیون و دن ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای شہریار ابوالحسن جوہر سچ کہتے ہین انکے معاملے مین آپ کی کوشش وسعی
کی کیا ضرورت ہی یعنی جوہر ایسا کب ہی کہ آپ کی سفارش چاہیگا وہ اپنا کام بالا بالا بغیر آپ کے اور ہمارے درست
کرلایا شاہزادے نے کہا بسیار خوب ہم بھی سُنین کہ کسطرح کام درست ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سب
کیفیت بیان کی اور کہا اُسکا نکاح بھی ہوگیا شاہزادے نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیون نہین کہتے کہ ہم بیگانے ہین ہمکو خبر
بھی نکی ہان صاحب اب زمانے کا یہی رنگ ہی خیر خوش رہو مصرع صلاح کار کجا و من خراب کجا ہمین تو فقط
تمھاری خوشی سے غرض ہی خوش رہو بعد اسکے نادرہ راز دار سے کہا کہ ای نادرہ راز دار شوہر مبارک ہو
نادرہ راز دار نے جواب دیا ہان حضور کے تصرف سے بچا تب مجھے نصیب ہوا ورنہ حقدار کو حق ہرگز نہ پہونچتا آپ نے
تو کوئی درجہ میری حق تلفی کا اُٹھا نہین رکھا تھا مگر میرے ایسے ہی طالع قوی تھے جو مجھکو حق پہونچا شاہزادے نے
فرمایا کہ کسقدر نادرہ راز دار تو حاضر جواب ہی کہ کسی جا نہین چوکتی یہ سارے تیرے کرشمے ہین آخر تا صبح اسی حرف و
حکایات عیش و نشاط مین بسر ہوئی اور شراب ناب کے خوب دور ہوے اور یہ شعر کسی استاد کا پڑھا بیت

اوازہ مین خرّم ادا زمین دل شاد		خانۂ چشم شان زہم آباد	

جب دوسرے روز خسرو زرین کلاہ تخت زمردین پر جلوہ گر ہوا شاہزادہ والا جاہ ابوالحسن جوہر کو ہمراہ لیکے
محل سے برآمد ہوا اور دیوان عام مین اورنگ جہانبانی پر بصد شوکت و اجلال متمکن ہوا اور ابوالحسن جوہر کو
دست راست تخت کے کرسی زرنگار مرحمت فرمائی اس عرصہ مین حفیظ ثریا مکان اور بہرام سرخ کلاہ احمر نوجوان
و اصغر بن طاقی شاہ وغیرہ رفیق بالمسمی الغرض مجرا و سلام حاضر ہوے اُن سب کے سامنے بھی شاہزادے نے محض
براہ عزت افزائی تعریف ابوالحسن جوہر کی فرمائی ہر ایک ابوالحسن جوہر سے بغلگیر ہوا اور حسب لیاقت سبھون نے نذر گذرانی بعد
اسکے شراب ناب کا دور شروع ہوگیا اور محفل رقص و سرود گرم ہوئی جب چند دورے شراب کے ہوگئے شاہزادے کو عالم سرور مین خیال آیا
کہ اب کچھ زبانی ابوالحسن جوہر کے بھی گانا سُننا چاہیے غرضکہ ابوالحسن جوہر کو سینے سے لگایا اور فرمایا ای برادر یہ
محفل عیش منزل اپنی ہی یہان غیر کا دخل نہین ہین بہت تمھاری صدا کا مشتاق ہون اور ان پر نیزادون کو بھی معلوم ہو کہ
آدم زاد بھی کچھ علم موسیقی مین دخل رکھتے ہین کیونکہ یہ قوم اپنے گانے بجانے پر بہت نازان ہی چونکہ ابوالحسن جوہر بھی نشہ
مین شراب کے نہایت سرشار تھا بمجرد حکم شاہزادہ والا جاہ کے طنبورہ اُٹھا لیا اور اس لطف سے گایا کہ صدائے آفرین
از زمین تا چرخ ہفتمین بلند ہوئی اور سب محو ہوگئے شاہزادے نے اُسوقت ملبوس خاص مع جواہر بے بہا و سلاح
مرصع کار عنایت فرمایا ابوالحسن جوہر نے وہ خلعت ارباب طرب کو بطریق انعام بخشدیا شاہزادے کو یہ
حرکت ابوالحسن جوہر کی کمال ناگوار معلوم ہوئی اور فرمایا شاید ہمارا لباس تمھارے لایق نہ تھا ابوالحسن جوہر
نے کہا ای شہریار ہر چند کہ مین حضور کا برادر عزیز ہون الّا اُسوقت یہ بخشش میرے حق مین مناسب نہ تھی

لہذا مین نے بے تامل سطر یون کو دیدیا دوم حاضرین محفل کو یہ معلوم ہوکر عیارکہی شاہزادے کا اسقدر عالی ہمت اور صاحب حوصلہ ہو شاہزادے نے فرمایا مین سمجھا تھا کہ تمھین میری بخشش ناگوار گذری بعد ازان شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر محل مین داخل ہوے شاہزادے نے ابوالحسن جوہر کے کانے کی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بہت تعریف کی مانند نوبہار گلشن افروز نے کہا ای برادر مین آپ نے فیض کمالات سے محروم رکھا غرض محل مین بھی ابوالحسن جوہر خوب لطف سے گایا خواتین محل بھی محظوظ ہوئین اور سب نے نادرہ راز دار کو مبارکباد دی اور کہا واہ ری خوش قسمتی خداوند عالم نے تجھکو کیا باکمال شوہر عنایت فرمایا نکتہ سنجان خوبی روایات و خوردہ بینان خوش اسلوبی حکایات سے اب اسطرح سماعت مین پہونچا کہ جب شاہزادہ عالی قدر و اجب التکریم رونق بخش تاج و دیہیم سلطان معز الدین ابوتمیم نے تمام سامان و اسباب عیش و طرب حسب مراتب مناسب جمع دیکھا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سی معشوقہ دلربا کو اور ابوالحسن جوہر سے رفیق و شفیق کو صحبت مین موجود پایا شکر درگاہ قاضی الحاجات مین بجا لایا ابیات

سراسر دید عشرت کہ جہان را	صلاے عیش زد پیر و جوان را	کہ بسبب از پئے ساغر کشیدن	بساط عیش و عشرت تازہ چیدن
ہمہ را رفتن و کردن تماشا رسے	بچوگان بازی و پاے سیاسے	بجز ہر گفت کامی جان برادر	بلند از گوہر شان برادر
بصحرا ایک منظر کن خرمی مین	دران جوش پری و آدمی مین	کز انسان ہر یکے صاحب جمال است	کلان و خورد شان بدر و ہلال است

زمین خاکیست با عنبر سرشته
بیا با هم درآییم از در عیش
که ای تابنده ماهی برج شاهی
توئی امروز ثانی سلیمان
جهان تا هست باشی در جهان شاه
که از اخبار پیشین آگهی داشت
نشاط عمر باشد تا بسی سال
چو شصت آمد نشست آمد بدیوار
در آنجا گر بصد منزل رسانی
خوش آن روز بستان روز جوانی
توای شهزاده سالار جوانی
بخور دمی بے عنا یک جرعه باده
شود کاهیده بدر سحر هر دم
نیاید وصل او از دست دادن
بکن عیش که خسرو هم نکرد است

جهان چون گلشن فردوس گشته
زمانی دور باشیم از ره طیش
بفرمان تو از مه تا بماهی
پری فرمانبرت مانند انسان
بدوران صیت اقبالت فزون باد
در اقلیم سخن شاهنشهی داشت
چو چهل آمد فرو ریزد پر و بال
چو هفتاد آمد اعضا رفت از کار
بود مرگت بصورت زندگانی
گزین عهده که عهد زندگانی
جوانی و عجب خوش دل جوانی
نه بی مطرب شود طبعت گشاده
شود هر لحظه نقد زندگی کم
که آید موسم از پا فتادن
که چوگان تو گو از جمله برد است
اگر شیرین و خسرو زنده گردد

بروی گل شده بلبل غزل خوان
چو چون هرگوش کرد این داستان را
زمین را از قدومت سربلندی
پری و آدمی از جا گرانت
وزیر پیش بچه جو هر گفت با شاه
از آن گفتار من هم مطلع یاد
پس از پنجاه شاید شد بسستی
به هشتاد و نود چون در رسیدی
پس آن بهتر که خود را شاد داری
بهاست آن زندگی بهتر شماری
شود و نیست در اولاد آدم
شمار زندگی هر که چنین است
جوانی را بود پیری بدنبال
همان بهتر که جام باده گیریم
نه خسرو داشته این بخت یاری
درین محفل کنیز و بنده گردند

بشوق دل شده طاؤس رقصان
زمین بوسیده و پاسخ داد آن را
سعادت را ز بخت ارجمندی
شیاطین و تو جن فرمانبرانت
ز شرح آن نظامی گشت آگاه
که رحمت بر روان پاک وی باد
فتد تاب از تنت در پا بسستی
بسا سختی که در پیری کشیدی
در آن شادی خدا را یاد داری
نه چون رفته جوانی روزگاری
جوانی از تو خوش دل تا بعالم
که با هر راحت بهتر قرین است
تغیر میرسد هر دم با حوال
مراد دل ز روی ساده گیریم
نه شیرین داشت جشن نوبهاری

جب شب تمام ہوئی دوسرے روز صبح کو شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا اے ملکہ ایکبار پھر اسی طرح کے سامان عیش و طرب کا حکم دو کہ ہم اب جشن جمشیدی کیا چاہتے ہیں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا جیسا ارشاد ہو سب سامان موجود ہو شاہزادے نے فرمایا کہ اپنے لشکر سے لوگ انتخاب کرو کہ جو عاشق مزاج اور جوان وجیہ اور معزز ہوں اور باقی لشکر کو یہین رہنے دو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے چار ہزار آدم زاد و پریزاد کہ جو جوان و صاحب جمال تھے لشکر سے انتخاب کیے اور طاقی شاہ وغیرہ سرداروں کو اپنے اپنے ملک کو رخصت کیا اور انکے فرزند مع انکی بیبیوں اور بیٹیوں کے یہین مقیم رہے بعد اسکے نادرہ رازدار کو حکم دیا کہ شہر علیین سے مرغزار عشرت تک تمام بیابان کو آئینہ بند کر دو اور تمام درختون کو زربفت و مشجر سے منڈھوا دو اور نہر رشک سلسبیل کے دونون طرف کٹھگھر روشنی کے نصب کیے جائیں اور جھاڑ اور فانوس اور مردنگ اور دوڈالہ اور دیوارگیری وغیرہ سے جہان جیسا مناسب و شایان ہو لگایا جاوے اور کنارے پر ہر قسم کے دیبائے چینی اور پرنیان ختائی اور تاش بادلہ ہندی

اور زربفت و مخمل کاشانی اور بادلہ برہان پوری کا فرش کیا جائے اور چہاروں اطراف جانب مرغزار عشرت کے برابر علمہاے زرین جنکے پھریرے طلائی عمدہ بنے ہوئے ہوں فاصلہ پر دس دس قدم کے نصب ہوں اور آئینہ حلبی کی جوڑیاں اس ترکیب سے لگائی جائیں کہ جہاں سے جو دیکھے سارا جلسہ اسکے ایک جا نظر آئے اور خاک میں مرغزار کے مشک و عنبر ملا دو غرضکہ تین روز کے عرصہ میں اہلکاران سرکار عشق پرور داں جابجا دست نے کہ جنکی شان میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے یعلمون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب و قدور راسیات صادق آتی ہے سب سامان درست کر دیا ابیات

وے گفت این بیہودہ گوئی زرہ جہل گفتیم کہ او منکر اعراض و جواہر	کہ بچنان کہ نوشتہ تو بپا تمثال فرید سید اشتی گر عقل [illegible]	این حشمت و این شوکت و این [illegible] شہ [illegible] ملک [illegible] نشنیدی	باور نکند عقل کہ در روئے زمین بود [illegible] اگر [illegible] بود

اب چوگان بازی کرنا شاہزادے کا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے اور ہر ایک عاشق کا اپنے اپنے معشوق سے گذارش ہوتا ہے

القصہ جب سامان درست ہو گیا شاہزادے نے فرمایا کہ پہلے ابوالحسن جوہر اور نادرہ رازدار سے چوگان بازی ہو کہ یہ دونوں پہلے چوگان بازی میں مشہور تھے غرض حسب الحکم باہم نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر نے مرکبان پری پیکر پر سوار ہو کر چوگان کھیلی اور دونوں برابر رہے بعد اسکے ابوالحسن جوہر نے کہا

ای شہریار اب حضور حکم دین کہ نادرہ رازدار گھوڑے پر ہو اور غلام پیادہ ہو تب لطف چوگان بازی کا ہو ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ای ابوالحسن جوہر تم گھوڑے پر چوگان بازی مین نادرہ رازدار سے برابر
رہے اب پیادہ روی مین کیونکہ پیش رفت ہو گے یہ قیاس سے باہر معلوم ہوتا ہی ابوالحسن جوہر نے
کہا آپ ملاحظہ تو فرمائین کہ مین کیا کام کرتا ہون غرض جب حسب خواہش ابوالحسن جوہر کے چوگان بازی ہوئی
ابوالحسن جوہر نادرہ رازدار پر اسطرح غالب آیا کہ تمام آدم زاد و پریزاد کے ہوش جاتے رہے بعد اسکے
حفیظ ثریا مکان اور بہرام سرخ کلاہ وغیرہ کو حکم چوگان بازی ہوا ہر ایک اپنی اپنی معشوقون کو ہمراہ لیکے
چوگان بازی و شکار کو گئے اور خود شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور ابوالحسن جوہر
ایک سمت کو روانہ ہوے حاصل کلام اُس روز خوب شکار اور شراب خوشگوار اور کباب وغیرہ کا مشغلہ رہا اور
رات کو کنارے نہر سلسبیل کے روشنی چراغان کی سیر ہوئی دوسرے روز شاہزادے نے ایک چمن مین خیمہ
برپا کرایا اور محفل شراب خوب گرم ہوئی تا اینکہ اُس نشہ شراب سے ہوش و حواس مطلق باقی نرہے آخر ملکہ
نوبہار گلشن افروز سے شاہزادہ لپٹ گیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جب شاہزادے کو مدہوش دیکھا
بحیلہ درد جگر فرش پر لوٹ گئی شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے جدا ہو گیا اور فرمایا ای ملکہ آفاق قربانت شوم
خیر ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جوہین فرصت پائی نیسانہ پری کو بلا کے کہا ای نیسانہ پری جلد نقل
خسرو و شیرین شروع کر دے

نقل ہوئی خسرو اور شیرین کی حسب الحکم حکیم صاحب کے شاہزادے کے روبرو

نیسانہ پری نے عرض کیا کہ ای ملکہ آفاق خسرو بن ہرمز بن نوشیروان کا ایام شاہزادگی مین ایک عیار طرار

شاپور مصاحب قدیم تھا اُسنے ایک روز خسرو کے روبرو یہ نقل بیان کی کہ ملک ارمن مین ایک زن پیرزال مہین بانو
نام حکمران ہی اسنے اپنے بھائی کی دختر شیرین کو اپنا قایم مقام مقرر کیا ہو اور شیرین ایسی صاحب حُسن و جمال ہی کہ اُسکے
حُسن کا تمام بلاد مین بطور فسانے کے تذکرہ ہوتا ہی اور ایک گھوڑا شبدیز نام شیرین پاس اس صفت کا ہی کہ اکثر لوگ
اُسکے اشتیاق دید مین آتے ہین خسرو نے جب شیرین کا حال شاپور کی زبانی سُنا نادیدہ عاشق ہو گیا اور ایسا
فریفتہ ہوا کہ بالکل کاروبار دنیوی سے معطل ہو گیا آخر شاپور سے کہا کہ تو جسطرح ممکن ہو ملک ارمن مین جا اور بہر نوع
ایسی کوئی تدبیر کر کہ میری ملاقات شیرین سے ہو ورنہ مین ہلاک ہو جاؤنگا غرض شاپور حسب حکم عازم ملک ارمن کو
روانہ ہوا اور اُسنے وہان پہونچکر یہ کام کیا کہ خسرو کی چند تصویرین خاص سیرگاہ شیرین مین درخت پر آویزان
کر دین جب شیرین سیرگاہ مین آئی اور تصویر خسرو دیکھی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی آخر شیرین نے
شاپور کو بُلوا کے تصویر کا حال پوچھا شاپور عیار نے پہلے بخوف شیرین انکار کیا آخر حال شیفتہ و فریفتہ ہونے
خسرو کا شیرین سے بیان کیا اور کہا اگر حکم ہو تو خسرو کو آپکی خدمت مین حاضر کر دون شیرین نے کہا اچھا جا لیکن
جلدی اس کام مین کر دیر نکرنا شاپور نے کہا مین جاتا ہون اور اگر میرے آنے مین شاید دیر ہو تو آپ مرکب پر سوار ہو کے
بحیلہ شکار مدائن کو روانہ ہو جیے گا یقین ہی کہ مین راہ مین آ ملونگا بلکہ کیا عجب ہی کہ خسرو کو راہ ہی مین آپ دیکھین
مگر علامت مین اُسکی بتائے دیتا ہون جب مرد کو اس وضع سے دیکھنا سمجھ جانا کہ خسرو یہی ہی کرتہ سر سے پانو تک سُرخ
کپڑے پہنے ہوگا بس یہ نشانی شیرین کو بتا کے آپ مدائن مین خسرو کے پاس آیا اور اپنی کار روائی کی خسرو سے
خبر کی اور ادھر بعد جانے شاپور کے شیرین موافق کہے شاپور کے تمام اپنے یگانون سے پوشیدہ روانہ ہوئی جب
خسرو کے باپ نے سُنا کہ خسرو شیرین پر عاشق ہو گیا ہی چاہا کہ خسرو کو قید کرے خسرو نے جب اپنے قید ہونے کی
خبر سُنی فوراً بے سرو پا ملک ارمن کی راہ لی حسب اتفاق خسرو کنارے ایک چشمے کے شاد و خوش بیٹھا تھا کہ
شیرین بھی وہان آن ہی پہونچی لیکن خسرو نے بخوف دشمنون کے لباس اپنا تبدیل کر ڈالا تھا اسوجہ سے
شیرین نے اُسکو نہ پہچانا آخر شیرین تو مدائن کو گئی اور خسرو ملک ارمن مین پہونچا یہان شیرین کے
گم ہونے کی خبر شہر ارمن مین عام ہوئی مہین بانو نے ہر طرف آدمی روانہ کیے اور آپ رنج و غم مین اپنی
دختر کے گریان ہوئی اس عرصہ مین مہین بانو نے سُنا کہ خسرو بن ہرمز خورستان سے ملک ارمن
مین آیا اُسنے یہ سُنکے سامان دعوت مہمانی خسرو کے واسطے مہیا کیا اور خود بھی استقبال کو آئی

اب حال شیرین کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ جب وہ ملک مدائن مین پہونچی خسرو کے ایک رفیق کے ذریعہ سے محل خاص مین داخل ہوئی لیکن خواصون

کے ہاتھ سے نہایت تکلیف پائی اور سُنا کہ خسرو عشق مین شیرین کے ملک ارمن کو روانہ ہوا اس خبر سے
نہایت رنج ہوا اور یہ خیال آیا کہ وہ جو کنارے چشمے کے جوان بیٹھا تھا یقین کامل یہی ہے کہ شاید وہی خسرو تھا
دوسرے روز شیرین نے محلدار سے خسرو کے کہا کہ مجھے آب و ہوا یہانکی موافق نہین آئی مگر خسرو نے بروقت
جانے کے محلدار سے تاکید کی تھی کہ شاید شیرین یہان آجائے تو اُسکو فلان پہاڑ پر ایک مکان مع
ساز و سامان خوش قطع بنوا دینا تاکہ اُسکا دل نہ گھبرائے محلدار نے حسب الحکم اپنے آقائے نامدار کے شیرین
کیواسطے ایک مکان عالیشان نہایت فرحت افزا و دلکشا اُس پہاڑ پر بنوا دیا چنانچہ اب تک وہی قصر
شیرین مشہور ہے جب نیسانہ پری یہانتک نقل بیان کر چکی شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا
کہ تمنے سُنا شیرین عشق خسرو مین کہان سے کہان پہونچی اور ہم باوجود اس لطف و مہربانی کے اب تک مجھسے
صاف نہین ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا صبر کرو اس نقل کو تمام ہونے دو اگر شیرین کا بے عقد کے
خسرو سے وصل حقیقی ہوا ہوگا تو مین بھی حاضر ہون شاہزادے نے فرمایا عقد تو ہو گیا ہے اسکا عذر ناحق ہے
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ عقد طلسمی کافی نہین ہو سکتا عقد صحیح باجازت والدین جب بیرون طلسم
ہو تو البتہ مستند ہے نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار آپ تو بڑے عالی ہمت ہین لیکن حیف کہ آپ سے
اسقدر صبر نہین ہو سکتا شاہزادے نے فرمایا قطعہ

ٹکرا کے سر کو جان نہ دون مین تو کیا کرون　　کب تک فراق یار کے صدمے سہا کرون
ہر چند چاہتا ہون نہ بولون مین یار سے　　قابو مین اپنے دل کو نہ پاؤن تو کیا کرون

ابوالحسن جوہر نے کہا پیر و مرشد صحیح فرماتے ہین لیکن شاہون کا کسی کام مین جلدی کرنا آپکی عصمت و شان
سے نہایت بعید ہے ہان اگر ہم ایسے عیار پیشہ بیچارے اپنے مقدمات مین جلدی کرین تو زیبا ہے اور بجا ہے کیونکہ
اگر چستی و چالاکی نہو تو اس پیشے کے خلاف ہے دوسرے ہمارے کام کی مقدار ہی کیا اُسکا عدم و وجود برابر
ہے کیون نادرہ رازدار مین سچ کہتا ہون یا جھوٹ نادرہ رازدار نے کہا معاذ اللہ آپکے قول کو کون غلط سمجھے
خداوند کریم نے آپکو ایسا ہی مرتبہ عالی عنایت فرمایا ہے اے ابوالحسن جوہر یہ نقل مشہور ہے کہ ایک کتا خارشتی
کسی بادشاہ کے باورچیخانے مین گیا اور اُسنے باورچیون سے کہا کہ مجھے سب مہمانون سے پہلے کھانا دے دو
باورچیون نے پوچھا تجھ مین کیا ایسا وصف ہے جو تو ایسا کلمہ کہتا ہے اُس کتے نے کہا مجھ مین یہ صفت ہے کہ مین
شکاری ہون باورچی نے کہا اگر ہاتھ مین کچھ ہنر ہوتا تو تجھے مین مہمانون سے پہلے کھانا دیتا شاہزادہ اس نقل سے
نادرہ رازدار کی خوب ہنسا بلکہ ابوالحسن جوہر نے بھی اس برجستہ نقل پر تعریف کی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے نیسانہ پری سے کہا ہان پھر کیا ہوا نیسانہ پری نے کہا قربانت شوم جب خسرو ملک ارمن مین

سزا وار قایم مزاجی کا ہون نادرہ رازدار نے ایک دوہتڑ شانے پر ابوالحسن جوہر کے مارے اور کہا ای بیہودہ تو ناحق دخل در معقولات کرتا ہی دروغ گویم بروے تو گر بیابان بین مُنہہ نہین ڈالتا ابوالحسن جوہر نے کہا ای بے ادب زبان کو لگام دے یہ نہین جانتی کہ حضور مین بادشاہون کے کلمۂ گستاخانہ باعث آبروریزی کا ہوتا ہی نادرہ رازدار نے کہا خیر خطا ہوئی معاف فرمائیے مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ آپ بھی شاہون مین داخل ہین شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون ہنس پڑے شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا کیون ہمنے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ اچھا جوڑ ملا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نیسانہ پری سے فرمایا ہان صاحب پھر کیا ہوا نیسانہ پری نے کہا حضور بعد ازین مہین بانو نے شیرین سے کہا ای فرزند سنو ابیات

تو خود دانی کہ وقت سرفرازی — زنان شوئی بہ است از عشق بازی
ولیکن گفت من با این دو رازی — ہمہ بازیست پیش عشق بازی
چو شیرین گوش کرد آن پند چون نوش — نہاد آن پند را چون حلقہ در گوش
بہفت آن در نگار گوش خورد سوگند — بردش نامۂ گیتی خداوند
چہ بانو دید آن سوگند خواری — پدید آمد دلش را استواری
بشرط آنکہ تنہائی بجوید

اگرچہ تو بخیر و مہربانی — من اینک گفتنی گفتم تو دانی
گزین بند ہرا باشی خبردار — نباشی در بلا و غم گرفتار
دلش با این سخن ہمداستان بود — کہ او را نیز در خاطر ہمان بود
کہ گر خون گریم از ذوق جمالش — نخواہم شد بجز جفت حلالش
رضا دادش کہ در میدان و در کاخ — نشنید با ملک گستاخ گستاخ
میان جمع گوید انچہ گوید

حاصل مطلب ان اشعار نصیحت و پند کا یہ ہی کہ جو عورت ایسی صاحب حسن و جمال ہو کہ پردہ دنیا مین اسکا ثانی خلق نہوا ہو اور ہر شہر و دیار مین اُسکے حسن کا شہرہ ہو اور وہ ناکتخدا بھی ہو اور عفت و عصمت بھی رکھتی ہو وہ بوجہ سن و سال کے نیک و بد سے زمانے کے آگاہ نہوگی اور دنیا مین ہزارہا طرح کے مقدمات پیش ہو جاتے ہین پس اُسکو لازم ہی کہ ہر ایک صحبت مین نشست و برخاست اختیار کرے لیکن اپنی وضع کو ہاتھ سے نہ دے خصوص حاکمون اور بادشاہان وقت کو اس بات کا خیال بہ ضرور ہی کسواسطے کہ بغیر نشیب و فراز زمانہ کا دیکھے تجربہ نہین حاصل ہوتا صحبت صیقل انسان ہی پس اثر صحبت نتیجہ یہ دکھلائیگا کہ جب کسی بات مین عقل کو دخل دیگا ممکن نہین کہ بدی کو عقل گوارا کرے القصہ مہین بانو نے شیرین سے یہ کہا کہ ای فرزند جگر بند خسرو پرویز تمھارے عشق مین اپنا ملک چھوڑ کر تنہا یہان آیا ہی اگر تمھارے دام مین گرفتار ہو جائے تو اُس سے بہتر کیا ہی دوسرے یہ بھی ضرور ہی کہ جو کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہی تو معشوق کو بھی اُسکا خیال ہوتا ہی پس ممکن نہین کہ تمھاری طبیعت بھی اُسپر مایل نہوا اسمین چارہ کیا ہی اور اس سلسلہ کو قطع کر دینا بھی نامناسب ہی لیکن عورت کو ہر وقت و ہر لحظہ اس امر کا خیال رکھنا واجب ہی کہ مردون کے حیلے پر ہرگز اعتماد نکرے ورنہ آخر پشیمانی حاصل ہوگی کیونکہ مرد بہر نوع اپنا مطلب اور کار برآری چاہتے ہین اگر خدانخواستہ تمسے کوئی حرکت خلاف وضع ظہور مین آئی تو تمام دنیا مین فضیحت و رسوائی ہوگی کسواسطے

کہ جسقدر جو مشہور ہوتا ہی اُسیقدر بلکہ اُس سے زیادہ اُسکی بدنامی مشہور ہوتی ہی انسان کی بات موتی کی آب گئی ہوئی
پھر نہین آتی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ مرد ہو یا عورت ولولہ و شوق مین خیال مآل نہین رہتا ایسی حالت مین محفوظ رہنا ہر ایک
کا کام نہین ہان تنہائی مین مرد و عورت کبھی نہ بیٹھین تو ایسی آفتون سے بچنا ممکن ہی اور مردون کا خاصہ طبیعت یون
واقع ہوا ہی کہ جبتک رنگ و روغن وغیرہ عورت کا درست ہو وہ کبھی موجود ہین اور جہان کچھ صورت مین نقص آیا
پھر وہ گویا کبھی کے آشنا ہی نہ تھے اے فرزند ہر چند میرا کہنا تمھارے موثر نہوگا کسواسطے کہ نصیحت سبکو بری معلوم
ہوتی ہی لیکن جب وقت ہاتھ سے جاتا رہتا ہی بعد مین فقط افسوس رہجاتا ہی لیکن تجھکو ایکبار حسن و قبح سے آگاہ
کر دینا ضرور ہی تاکہ تم کسی رنج و بلاے زمانہ مین از خود مبتلا نہو آئندہ تم جانو اور کام تمھارا شیرین نے جب یہ کلمات
نصیحت نہین بانو سے سُنے جان و دل سے قبول کیے اور عہد کیا کہ اگر مین جاؤنگی تو ہرگز بغیر عقد کے ہم صحبت نہونگی
نہین بانو نے کہا بس یہی میرا بھی مطلب تھا اب یہ خیال رہے کہ تنہائی مین خسرو سے بے تکلف نہونا ورنہ وہ
قابو پاکر تمکو مجبور کرلیگا اب جاؤ تمکو اجازت ہی کہ تم خسرو سے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو جب یہ نقل بیان پر ختم ہوئی ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے شاہزادے سے کہا کیون آپ نے سُنا کہ شیرین خدا و رسول سے آگاہ نہ تھی بلکہ کافرہ تھی
لیکن کسقدر خود داری کو کام فرمایا کہ جو آجتک نام عفت و عصمت کا اُسکے باقی ہی اور نقدین ہم بحمد اللہ کہ ہم دین حق پر
ہین اور کتاب و احادیث سے بھی واقف ہین اور مرتکب اُس امر کے ہوون کہ جو خلاف شریعت ہو گستاخی
معاف ہو آپ کیسے اولاد رسول ہین کہ حکم خدا و رسول کا خیال نہین اگر ہمت کوئی امر خلاف شرع ہو تو عجب
نہین آپ کو خوب معلوم ہی کہ ہمارا عقد آپ سے ضرور ہوگا اور پھر آپ کو تعجب نہین آپ اس خیال لغو سے باز آؤ
اور عیش و عشرت مین چندے بسر کرو اور اگر ایسا ہی حال ہی کہ ضبط نہین ہوسکتا تو ہماری خواصین حاضر ہین جسے
چاہو اپنے کام مین لاؤ مین واللہ رشک نہین کرونگی شاہزادے نے کہا سبحان اللہ ملکہ صبح دلکشا کو بنظر التفات
دیکھا تھا اُسکا مواخذہ تو آجتک باقی ہی اب مین اس صلاح سمرقندی کو تمھاری کب خیال مین لاتا ہون
دوسرے جب تم سا معشوق بغل مین ہو تو حیف ہی کہ کسی غیر عورت کی طرف ملتفت ہوون ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا کہ جو اصل حال تھا ہمنے کہدیا اب آپکو اپنے فعل کا اختیار ہی ہر چند بظاہر شاہزادہ خاموش ہو رہا لیکن باطناً
اسی فکر مین رہا کہ جسطرح سے ممکن ہو وصل ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہونا چاہیے غرض غرہ فروردین سے
چودھوین تک مرغزار عشرت مین کبھی صید و شکار اور گاہ شراب خوشگوار مین بسر کی قطعہ

گر سیر گہ شکار گہے نہ بجام کرد مانند شمع کہ پیس زخستہ گرد نش	در ہر زمان بوضع دگر گرد عشرتے بردی فلک دری بکشاید ز دولتے

بعد اِسکے شاہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ جہان اب اس مرغزار عشرت سے مرغزار نشاط مین چلنا چاہیے

اور شب اوّل کنارے نہر رشک سلسبیل روشنی چراغان ہو اُسکی سیر دیکھیے کہ وہان شب مہتاب کا لطف ہوتا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا بہت خوب ابیات

شہنشہ شد بسیر مرغزارے
پریزادان چو انجم در رکابش
فلک را سائبان مرحمت یافت
ز سبزہ یافتند آرام گاہے
پریزادان ہمہ رو کرد ظفرگاہ
مغنی ساز و را ایوان کشیدہ

دل افروزش گل چون نوبہارے
بسان ذرہ گرد آفتابش
زمین را بخت گاہے سلطنت یافت
کہ جز سوسن ترست آنجا گیاہے
ثریا وار گرد خرمن ماہ
خروش چنگ کیوان رسیدہ
صراحی ہاے لعل از دست ساقی

آئینش جوہر تابندہ گوہر
ز اقبالش رسیدہ سربلندی
کسے کا سباب دل خواہ باشد
دران صحراے دلکش جاے کردند
نشستہ نوبہار و شہ بیک جا
بوصفت ساقی موزون و دلکش
بخندہ گفت بادا این عیش باقی

ندیمش نادرہ چون ماہ انور
ز بخت سعد و یدہ ارجمندی
ہمہ جا ایش تماشاگاہ باشد
ز اطلس خیمہ ہا برپاے کردند
چو سرو استادہ گلرویان بیکجا
بیک جا جمع کردہ آب و آتش

القصہ شاہزادۂ والا تبار و ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ راز دار اور ابوالحسن جوہر نامدار مرغزار نشاط مین آئے ناگاہ عالم سرور و سرشاری مین شاہزادہ کو پھر جوش ہوا کہ آج شب کو جس طرح بنے ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کام دل نکالیے آخر ابوالحسن جوہر سے اس بات مین مشورہ کیا ابوالحسن جوہر نے کہا حضور یہ بات پوشیدہ نہین ہو کہ یہ پریزاد بغیر حکم حکیم صاحب کوئی کام نہ کرینگی شاہزادے نے کہا کہ تم ابھی انکے حال سے واقف نہین ہو کیونکہ تم تازہ وارد ہوا ور مین خوب جانتا ہون کہ یہ لوگ فریب دیتے ہین اور جھوٹ بولتے ہین اپنی نظر نہین رکھتے اگر انکی فیلسوفی و مکاری کا حال سنو تو ہوش بجا نہ ہین جب امر کو اپنا دل نہین چاہتا حکیم صاحب پر محول ہوتا ہو اور جسکو کہ آپ چاہتی ہین اُسے خود کر گذرتی ہین اے برادر انصاف شرط ہو کہ ایسے امر خلاف کے منع کرنے سے کیا فائدہ اور میری طبیعت کا جو حال ہو اُسکو کیا بیان کرون کہ مجھے ایک دن برابر ایک سال کے معلوم ہوتا ہو اور تمام رات نیند نہین آتی ابوالحسن جوہر نے کہا کہ مین بھی اُسیوقت کا منتظر ہون کہ میری بھی امید بر آئیگی آخر ایک روز شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا کہ آج اسپ شبگون پر تم سوار ہو اور اسپ گلفام پر مین سوار ہوتا ہون میدان مین انکی چالاکی اور دوڑ کا امتحان کرین کہ انمین کون زیادہ دوڑنے والا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بہتر الغرض ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ نامدار دونون نے گھوڑون پر سوار ہوکر باگین اُٹھائین دونون گھوڑے ایسی چالاکی سے دوڑے کہ باد صبا بھی اُنکی گرد کو نہ پہونچی قضا را اُسی دوا دو مین شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز ایسی جا پہونچے کہ وہان چند درخت گنجان اور ایک چشمہ پانی کا تھا شاہزادہ سایہ مین درختون کے تشریف لایا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا کہ ایک ساعت یہان دم لیلو غرضکہ گھوڑون کے زین پوش سایہ درخت مین

بیٹھا کے دونون بیٹھ گئے چونکہ سامان شراب و کباب وغیرہ وہان موجود تھا باہم مے نوشی شروع ہوئی اتنی دو ایک جام کی نوبت آئی تھی یکایک بادہ ارغوانی کا نشہ ہوا اور اس نشہ کے عالم مین جوش جوانی و ولولہ شوق نے زور کیا شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا قربانت شوم یہ کہکے دو چار بوسے لیے اور کہا کہ تو ہمارا دل بیقرار رکھنے سے کیا فائدہ جو ہر مرتبہ حیلہ و حوالہ مین ٹالتی ہو اب مجھ مین طاقت صبر و انتظار باقی نہین ہے اور تم جسقدر انکار کرتی ہو اسیقدر اصرار ہوتا ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای شہریار ع

بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم	کہ من دلشدہ این رہ نہ بخود می پویم
ملکہ ارشاد و زا استاد بہین ہے ہمارا	ورنہ من ہم دل گم گشتہ خود می جویم

شاہزادے نے فرمایا کہ تمھارا یہ عذر بیجا ہے اور غلط کہتی ہو کوئی استاد زن و شوہر کے باب مین کبھی حکم نہین کریگا بقول شخصے

بیت

بہانہ می کنی ای در مکنون	بحکم ناز میداری دلم خون

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا میرا بیان غلط نہین ہے تمھارے فہم کی غلطی ہے کہ تم میری بات کا یقین نہین کرتے ہو شاہزادے نے فرمایا جو کچھ ہو اسوقت میرا حال نہایت ابتر ہو رہا ہے یہ کہا اور ہاتھ پکڑ کر زور سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو کھینچ لیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بہت قسمین دین مگر شاہزادے نے کچھ نہ سنا جب ملکہ نوبہار گلشن افروز نے دیکھا کہ اب میری نالہ و زاری اور بیقراری سے مفر غیر ممکن ہے بس زبان پر لا دی ان گھوڑون سے کچھ کہا بمجرد اس کہنے کے شگون اور گلفام دونون صحرا کو روانہ ہوے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے غل مچایا اور کہا کہ ای شہریار غضب ہوا اسوقت کوئی آدمی نہین کہ گھوڑون کو لاوے بخدا جلد آپ تکلیف فرماوین اور انکو لا دین ورنہ تا پیشگاہ پیادہ پا جانا ہوگا یہ سنتے ہی شاہزادہ کی حالت بیخودی جاتی رہی اور کہا استغفر اللہ یہی وقت ان جانورون کے بھاگنے کا تھا اگر مین اسوقت نہین جاتا ہون تو یہ پریزادین کہینگی کہ جن سے گھوڑے پکڑے نہین جاتے اُنسے اور یہ کیا ہوگا ناچار گھوڑون کے پیچھے شاہزادہ دوڑا ان گھوڑون نے بہت شاہزادے کو حیران و پریشان کیا اور کسی طرح ہاتھ نہ آتے تھے اور نہ نظر سے غائب ہوتے تھے اُنھین درختون کے گرد پھرتے تھے جب شاہزادے کے ہاتھ پاؤن مین طاقت باقی نہ رہی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا اور عالم غیظ و غضب مین فرمایا کہ صاحب یہ گھوڑے کا ہیکو ہین غول بیابانی ہین تمھین انکو بلاؤ میرے ہاتھ نہین آئینگے اور نہ یہ میری زبان سمجھینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز پہلے خوب ہنسی بعد ازان گھوڑون کو کچھ اشارے سے کہا فوراً گھوڑے اپنے مقام پر چلے گئے شاہزادے نے فرمایا اب مین سمجھا کہ یہ حیوان تمھارے اشارے سے بھاگ گئے تھے اور میرے کام مین خلل انداز ہوے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ عالم تنہائی مین آپ اپنا مطلب نکالا چاہتے تھے اب آپ نے

دیکھا کہ جبتک جس کام کا وقت نہین ہو پہنچا کوئی تدبیر بن نہین آتی شاہزادے نے فرمایا مین تمسے زیادہ جانتا ہ
لیکن مجبور ہون کہ دل نہین مانتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے شہریار مجھے اب تمسے کسی طرح کا انکار با
نہین رہا لیکن مین کیا کرون مجبور ہون کہ بغیر حکم جناب حکیم صاحب کے کوئی امر نہین کرسکتی کہ وہ مالک کل مو
طلسم کے ہین خلاف اُنکے کرنے مین آنکا تو کچھ نقصان نہین ہے لیکن مین نہین معلوم کس مصیبت و بلا مین مبتلا ہو
ہو مبادا مصرعہ خود کردہ را علاجے نیست پیش آئے اور جب وہ وقت مناسب آئیگا تو ایک لحہ دیر نہو
خود حکم ہوگا کہان اب دیر خطا ہے شاہزادے نے کہا کہ زن و شوہر کے ایک جا ہونے مین فرمایئے کہ کسی کا کیا نقصا
ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مجھے کیا معلوم ہین البتہ یہ جانتی ہون کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمت اس عرصہ مین
نادرہ رازدار بھی وہان آگئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تمام حالت گذشتہ شاہزادے کی نادرہ رازدار
سنائی بعدہٗ شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز وہان سے سوار ہوکر مرغزار نشاط مین آئے اور شام کیوقت
کنارے نہر شاہ سلسبیل کے آتشبازی اور چراغان کی سیر دیکھی وہان کی روشنی کا کیا بیان کیا جاے بس
معلوم ہوتا تھا کہ از زمین تا چرخ برین منور ہو رہا تھا دن کو اُس روشنی کے روبرو کیا رتبہ تھا شاہزادے کو ا
صحبت مین امیر خلیل و امیر سلطان کا خیال آیا اور فرمایا کہ افسوس ہمارے رفیق ہماری صحبت مین نہو
اب یہان واضح ہو کہ شاہزادے کو خیالات وطن اور احباب وغیرہ یاد آتے ہین لیکن اثر طلسمی ایسا ہے کہ
ملکہ شمسہ تاجدار کا خیال نہین آتا اور دیکھیے اگر یاد آجائے تو کیا ہوتا ہے قصہ کوتاہ شاہزادہ چار گھڑی را
رہے وہان سے چمنستان سمن و یاسمن مین تشریف لایا دیکھا کہ جہان تک نظر کام کرتی ہے اُس شب ماہ
فرش سفید صاف بچھا نظر آتا ہے اور تمام درخت تمامی اور بادلے سے منڈھے ہین اور بہت سے شجر سپید جوا
اور انمین گل و ثمر بھی زمرد و یاقوت و مروارید کے موجود ہین اور بیچ مین اُس چمن کے ایک صفحہ بلورین سوگ
سوگز مربع نہایت خوش قطع ہے اور اُسپر ایک مسند مروارید بچھی ہوئی ہے شاہزادے کامگار اور ملکہ نوبہار گلش
دونون عاشق و معشوق اُس مسند نور پر جلوہ گر ہوے باقی اور تمام پرنیزادین اپنے اپنے قرینے سے بیٹھ گ
ابوالحسن جوہر نے جو یہ سامان اور شب مہتاب کا سامان دیکھا بے اختیار اُسکی زبان سے نکلا سبحان ا
حَیّ لَنا اسبابَ النشاط وَمَهّدَ لنا العیشَ خیرَ بساطٍ جس طرف دیکھتا تھا نور ہی نور نظر آتا تھا شاہزادے نے
نوبہار گلشن افروز سے فرمایا بیت

ای ساقی ستمگر بارے دے کرم کن | بادہ بیا غم ما صاف است بے عشق امشب

اس عرصے مین شراب اور جام وغیرہ اور مطربان خوب رو حاضر ہوے ناچ ہونا شروع ہوا اور دور شرا
کا حرکت مین آیا شاہزادہ نے اُس عالم سرور مین فرمایا افسوس یہ میوۂ جان بخش و روح افزا موجود ہوا ا

یون ترسیین ابوالحسن جوہر نے کہا حضور درست فرماتے ہین مین بھی اسی غضب مین مبتلا ہون افسوس بلکہ ہزار افسوس
یہ ایام جوانی اور اسیر پر ستم معشوق ... ہو اور ... کوئی آرزوے دل نہ نکلے **سے**

ادو می کشد ز با دست ما دامنش ...	داریم ما و دلبر با هم کشاکش امشب

ہرچند کہ یہان حال راز و نیاز کا بیان کرنا باعث طول کا ہو لہذا اختصار سے فقط ان اشعار دون پر اکتفا کی **سے**

شبے از جمعه شبهاے بهاری — سعادت رو نمود و بخت یاری
شده روشن شب چون شب روز — قدح بر داشته ماه شب افروز

دران مهتاب روشن تر ز خورشید — شده باده روان چون سایه بید
صداے مرغ و نوشا نوش ساقی — زدلها برد اندوه فراقی

سهی سروان نشستند در کنارے — ز هر سرو شگفته نوبهاری
یکے بر جست ساغر و دف گرفته — یکے جلاب دان در کف گرفته

حریفان خورده چون خورشید رخشان — بیاے ساغر چون آب حیوان
چو دورے چند گشت از جام روشن — گران شد سر بسر از خواب دوشین

خواصان از نشستن مست گشتند — بدام خوابها پابست گشتند
خمار ساقیان افتاده در تاب — دماغ مطربان پیچیده در تاب

مهیا مجلسے بے گرد اغیار — نیاز و گلگلے بے زحمت خار
شه از باده شکیبائی گند کرد — شکار آرزو را تنگ تر کرد

سر زلف گره گیر دل آرام — بدست آورد و پر خود کرد از دوام
لبش بوسیده گفت اے من غلامت — بده دانه که مرغ آمد بدامت

هر انچه از عمر پیشین رفت گو رو — کنون روز نو است و روزی نو
فزان چندین گره بر زلف خود بند — لصبید لاغر امشب باش خورسند

شب وصل است لب خنده داریم — چراغ عاشقی را زنده داریم
بیا تا از در دولت در آییم — چو دولت خوش در آمد خوش در آییم

یک امشب تازه داریم این نفس را — گر بر فردا و امید نیست کس را
نبقد امشب که با هم سازگاریم — نظر بر نسیه فردا چه داریم

مکن بازی بدان زلف گره گیر — سخن بازی کن امشب ست من گیر
بجان آمد دلم درمان من ساز — کنار خود حصاے جاے من ساز

ز جان شیرین تری اے چشمه نوش — سر د چون گیر مستین جان در آغوش
چو شکر گر لبت بوسم دگر بارے — همه شیرین تر آید جانت از جاے

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو شاہزادے کی طبیعت کا حال دگرگون دیکھا کہا اے صاحب اس بر ہمی مزاج سے کیا حاصل
مین تا کجا بہانہ و حیلہ کرونگی کہ تم بد حظ ہوا **ابیات**

ز منت کنم مقصود آنست — کہ حکم دیگرے بر من روان ست
اگر از حکم او گردن بتابم — دگر خود را بحال خود نیابم

ندانم بر سرم دیگر چه آید — ز جور گنبد اخضر چه آید
معاذ الله که او آزرده گردد — دل زنده ز مهرش مرده گردد

بجوابے که آبم را بریزد — مخواه کاسے که از ما بر نخیزد
گزین مقصود بے مقصود گردم — تو آتش گردی و من عود گردم

جهان بینی ز مهر شاد کامیست — مگر بینی ز مهر نیک نامیست
چه شاید طمع را خود کام کردن — مرا و قوم خود بدنام کردن

جهان بهتر که از خود شرم داریم — بدین شرط از خدا آزرم داریم
من آن شیرین رخست آب داریم — که هم حلوا و هم جلاب داریم

نخست از من قناعت کن بجلاب — که حلوا هم تو خواهد خورد شتاب

کہ شہریار اس امر سے تم خوب واقف ہو کہ میرا عذر و بہانہ ناز معشوقانہ و غرور و تکبر سے نہین ہے بلکہ تمسے زیادہ تر مین

مجبور ہون کہ کسی طرح کی قدرت تجھکو نہین ہی ورنہ مجھکو بجز تمھاری ذات بابرکات کے کوئی پردۂ دنیا پر اچھا نہین ہوتا اگر ابھی سخت مجبور ہون ٥

چسان دل چون تو جانان را نخواہد
ز وصل خود نخواہد داد نش کام
ازین بادہ نمی بخشی چو کام
شگفت از ناز ہم چون گل بخندید
بگفتش نوش کن این جام شیرین

ولے باشند کہ او جان را نخواہد
بلا بہ گفت کا ہی ماہ شب افروز
بدہ بوسہ کہ من سخت تلخ کام
حایل دست خود در گردنش کرد
کہ دورش حلقہ ساز د نام شیرین
بحکم خواب گر دیدند ہمآ غوش

شہنشہ دیدگان ماہ دل آ
شنیم از روئے تو روشن تر از
شکر لب این سخن از شہ چو بش
عقیق خود بلعل شہ در آ
گرفت یکدگر را اندر آغوش

شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ خیر وہ آرزو ہے ولی میری برلانا منظور نہین ہی الا بوس و کنار سے تو محروم چاہیے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اس حرکت کو مین نے کب منع کیا آخر الامر شاہزادہ اور نوبہار گلشن افروز نے نشہ کے عالم مین اسی صفحہ پر آرام فرمایا ؛
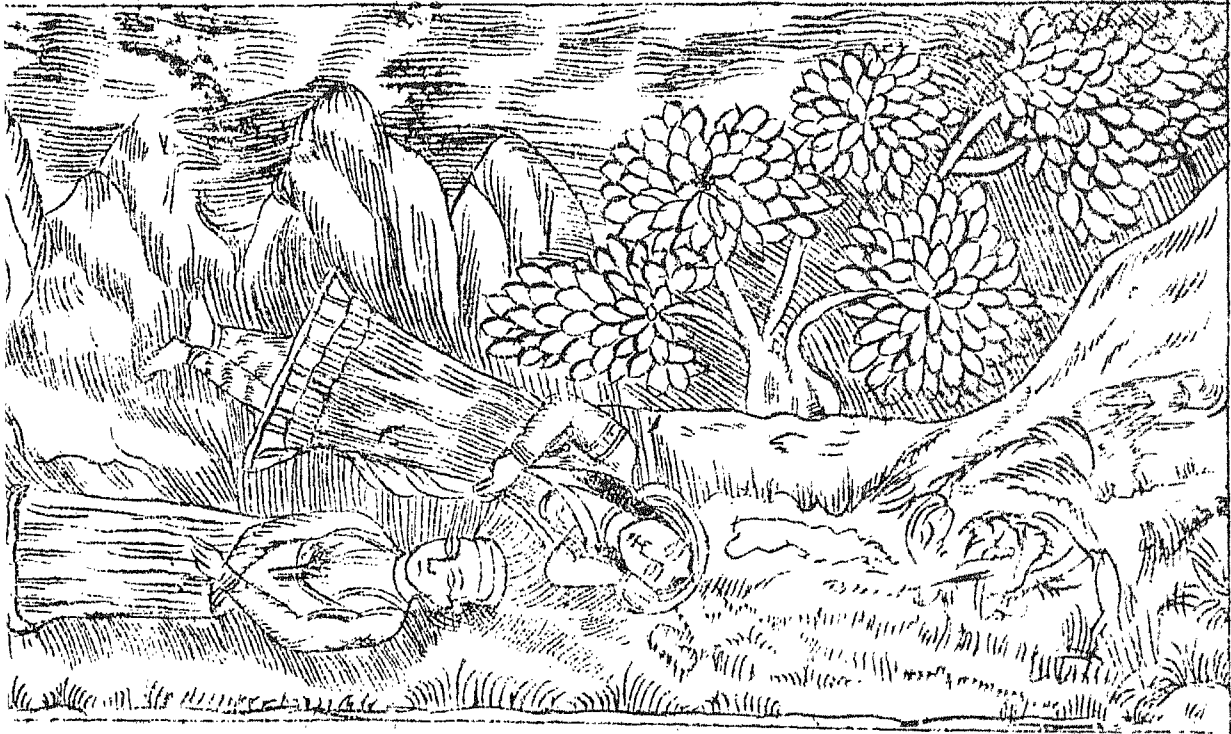
روانہ کرنا ملکہ نوبہار گلشن افروز کا نادرہ رازدار کو خدمت مین جناب حکیم صاحب

اور حال بیقراری اور بے اعتدالی کا شاہزادے کی بیان کرنا اور حکیم صاحب کا شاہزادے کو بلانا واسطے سیر مشکوے حیرت کے

سخن دانے کہ معنی ساز کردہ | سخن را اینچنین آغاز کردہ

کہ جب وہ رات اس عیش میں گذری اور صبح صادق ہوئی شاہزادے نے شراب صبوحی کا شغل شروع کیا قطعہ

دو چیز است پیرایۂ کامرانی | دو چیز است سرمایۂ زندگانی
نشاط شراب و شراب صبوحی | صباح بہار و بہار جوانی

ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے کے پاس سے اٹھی اور نادرہ رازدار کو اشارے سے بلایا اور تخلیہ میں کہا او خواہر تم دیکھتی ہو کہ اس آدم زادے نے کس مصیبت میں مجھے مبتلا کیا ہے کہ کسی حیلہ و بہانہ کو یہ نہیں مانتا اور مجھکو پریشان کرتا ہے اور آپ بھی ہلاک ہوتا ہے اب تک تو جس طرح سے ہو سکا اپنے کو ہر طرح محفوظ رکھا لیکن شاہزادہ ہر وقت و ہر لحظہ اپنی شرارت سے باز نہیں آتا مبادا کوئی حرکت خلاف مزاج جناب عالی کے ہو گئی تو اچھی بات نہیں ہے اور یہ میں خوب سمجھتی ہوں کہ جو مناسب وقت ہے وہی حکیم صاحب میرے حق میں فرماتے ہیں مگر میں اپنے نفس شوم کی شرارت سے خوف زدہ ہوں کہ اگر میرا حال بھی موافق حال شاہزادے کے ہو گیا اور خودداری و حفاظت نہ ہو سکی تو اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہے اب تک تو میں جس طرح سے ہو سکا امور شیطانی سے باز رہی لیکن اب اس آراستگی بزم شراب و کباب سے حفاظت مشکل معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ اب شاہزادے کو میں بدل و جان چاہتی ہوں ایک ذرا سی بھی بے چینی اسکی مجھے شاق معلوم ہوتی ہے تا کجا حیلہ و حوالہ کروں ہر ایک چیز کی ایک حد ہے اب تم جناب حکیم صاحب کے پاس جاؤ میری طرف سے از حد عذر کرنا اور شاہزادے کی منت و سماجت کا حال مفصل بیان کرنا بلکہ اسکے سوا اور جو مناسب جاننا عرض کرنا یقین ہے کہ حضرت کوئی صورت معقول اس امر کی نکالینگے ورنہ کشمکش ہر روزہ سے نوبت بہلاکت پہونچیگی نادرہ رازدار نے کہا اے ملکہ عالم قسم ہے مجھے آپکے سر عزیز کی میں بھی ہر وقت ابوالحسن جوہری کے ہاتھ سے عجیب مصیبت میں گرفتار رہتی ہوں مگر کیا کروں کوئی چارہ کار نہیں اب میں جاتی ہوں امید خدا سے ہے کہ کوئی صورت نکل آوے آپ خاطر جمع رکھیں آخر یہ کہکے نادرہ رازدار پہلے شہر علیین میں آئی بعد اسکے اسی راہ معینہ سے حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچی حکیم صاحب نے فرمایا خیر توہے نادرہ رازدار نے بعد آداب تسلیمات کے تمام حال مفصل بیان کر دیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنی خواصوں میں سے کسی کو اجازت دے کہ وہ شاہزادے کی خدمت میں حاضر رہے تاکہ شاہزادے کو فی الجملہ سکون ہو سوا اسکے اور سہل تدبیر کوئی نہیں ہے نادرہ رازدار نے کہا پیر و مرشد ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بہت کہا

لیکن شاہزادہ قبول نہین کرتا حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار تو اُسی حصیر بادپیما پر سوار ہو اور اُس خزانہ کا بانی
جہان سے مقام الامتحان مین آتا ہے لاؤ اور تمام در و دیوار پر مشکوے حیرت کے چھڑک دو جب اس سے فارغ ہو نا تو
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادے کے روبرو مشکوے حیرت کا ذکر کرنا شاہزادہ تمھارے ہمراہ بوجہ ترغیب تمھاری
کے جائیگا پس ہر قصر کا مشکوے حیرت کے تماشا دکھانا وہ مہمان رہیگا ہمنے پہلے ہی مشکوے حیرت کی نازنینون کو جمع
کرکے ابوالحسن جوہرا اور شاہزادے کی مہمانی کا حکم دیا ہے اس امر سے وہ بیچاریان بھی اپنی مراد دلی کو پہونچینگی اور شاہزادہ
بھی اپنے وعدہ سے فراغت پائیگا اور عہد و اقرار روز اوّل بھی پورا ہو جائیگا نادرہ رازدار نے کہا کہ جناب وہ اقرار
کیا ہے حکیم صاحب نے کہا اے نادرہ رازدار جب ہمنے اُن پریزادون کو رات کو انسان اور دن کو حیوان ہونے کو کہا
تو انھون نے قبول نہ کیا تب ہمنے شاہزادے کی انکو صورت دکھائی اور کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے کو قبول کروگی تو یہ جوان
مہمان ایک ایک شب تمھارے یہان رہیگا اور تم اُسکی دولت وصال سے بہرہ مند ہوگی جب کہ بانیان طلسم نے اس طلسم
محض واسطے سیر شاہزادے کے ترتیب دیا ہے تو اُن نازنینون کا عاشق ہونا بھی ضرور ہے اور کبھی انسان وگاہ حیوان
ہونا بھی اپنا محض اسی امید پر گوارا کیا ہے اس صورت مین شاہزادے کو انکی تسکین خاطر کر دینا ضرور ہوا جس طرح
راضی ہون راضی کرنا اُنکا واجب ہے شاہزادہ ایک شب ہر نازنین کے پاس رہیگا نادرہ رازدار نے کہا جناب عالی
شاہزادہ کیا کل طلسم کی سیر کر چکا یا کوئی مرحلہ باقی ہے حکیم صاحب نے فرمایا ہان ابھی ایک مرحلہ قبۃ المثال
گنبد گیتی نما باقی ہے وہ گنبد بجاے خود ایک طلسم ہے اگر کوئی انسان یا پریزاد اسمین جائے تو تمام ارکان طلسم مین
اُسی وقت زلزلہ پیدا ہو جائے علماے متقدمین سے منقول ہے کہ جب فتح طلسم کا زمانہ قریب ہوگا تو از خود وارد فتح طلسم
کی زبان پر نام گنبد جاری ہوگا شاید اب زمانہ فتح طلسم قریب ہے کہ تمنے مجھ سے پوچھا اور مین نے نام گنبد لیا
نادرہ رازدار کو اس بیان حکیم صاحب سے کمال تاسف ہوا اور کہا اے حکیم صاحب میرے نزدیک تو اُسکا نام لینا
مصلحت نہین ہے حکیم صاحب نے فرمایا تجھے خبط ہو گیا ہے ارے یہ امورات مقدری ہین کہین روکنے سے رُکتے
ہین کہ جو مین اُنکو روکون اب تم جاؤ اور کام کا اپنے بندوبست کرو نادرہ رازدار وہان سے ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی اور جو کچھ حکیم صاحب سے گفتگو ہوئی تھی وہ مفصل بیان کی

اب یہان حال ملکہ صبح دلکشا کا بھی بیان کرنا ضرور ہے

ملکہ صبح دلکشا کو بھی شاہزادہ معز الدین سے محبت قلبی ہے لیکن بظاہر اُسنے اپنی گرفتگی طبیعت کا حال
شاہزادے پر ظاہر نہین کیا ہے

لیکن کیونکہ اگرچہ غلبۂ الفت کی شدت ہے	اُنھین ہے پاس رسوائی کہ مین لوگونکی وحشت ہو

لیکن جب باغبان طلسم کی کیفیت معلوم ہوئی کہ انھون نے میرا عقد بھی شاہزادہ معزالدین سے قرار دیا ہو پھر تو وہ محبت
ہزار درجہ زیادہ ہوگئی تا اینکہ ایک لحظہ بغیر شاہزادے کے قرار و آرام نہ تھا طلسم آفتاب مین شاہزادے سے
ملاقات ہوئی اور بکج خلقی پیش آئی تو وہ بقاعدہ طلسمی یعنے وہان کی رسم کے موجب تھا اور شاہزادے کو بھی ہرچند
ملکہ صبح دلکشا سے محبت تھی لیکن بخوف ملکہ نوبہار گلشن افروز کے دم نہ مارسکتا تھا جبکہ شاہزادہ ظہورستان مین
پہونچا اور وہان بحسب تقدیر ملکہ ناطقہ روشن بیان سے عقد ہوا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان ساتھ شاہزادے
کے نہ آئی اسمین دو سبب تھے اول وجہ تھی کہ یہ امر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس زمانے مین کمال ناگوار گذرا
تھا اور ناگواری ملکہ نوبہار گلشن افروز کی حکیم صاحب کو گوارا نہین تھی دوسرے حکیم صاحب کل امور مین ملکہ
شمسہ تاجدار کو مقدم سمجھتے ہین اور اسی کے عشق مین شاہزادہ اپنا ملک افریقیہ چھوڑ کے حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر
ہوا تھا اور حکیم صاحب نے اپنے طلسم مین داخل کیا تھا خلاصہ اسکا یہ ہو کہ تا وقتیکہ ملکہ شمسہ تاجدار شاہزادے سے منعقد ہو کر
دولت وصل سے کامیاب نہوئیگی تب تک ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا کی نوبت
نہ آئیگی اسواسطے کہ ملکہ شمسہ تاجدار سرخیل ازدواج شاہزادہ ہی ہرچند کہ سلطان روح الملک بخوف حکیم صاحب دم
نہین مارسکتا لیکن شاہزادے کا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ عیش و عشرت مین بسر کرنا باعث سوہان روح ہر
قصہ کوتاہ جسطرح سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے تمام نازنینان مشکوے حیرت سے شاہزادے کے حال کو پوچھا
تھا اسی طرح ملکہ صبح دلکشا سے بھی دریافت کیا تھا ملکہ صبح دلکشا نے خوف سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے جو معاملہ
طلسم آفتاب مین گذرا تھا مفصل بیان کردیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو شاہزادے کا التفات ملکہ صبح دلکشا سے
ناگوار گذرا جب دوسری بار ملکہ صبح دلکشا حکیم صاحب کے ظہورستان کے اندر سیرگاہ چہارم مین آئی ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے ملکہ صبح دلکشا سے تاکیداً فرمایا کہ اگر اس مرتبہ شاہزادے سے ملاقات ہو تو انکی طبیعت کا ضرور امتحان لینا اور دیکھنا
کہ اب کس ڈھنگ پر ہے لیکن خبردار کوئی حرکت خلاف مزاج میرے ہونے پائے ورنہ تا قیامت مین صاف نہونگی
اور میری آزردگی ہزار طرح کی آفت ڈھائیگی ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے ملکہ نوبہار گلشن افروز میری کیا مجال جو مین
خلاف حکم کوئی حرکت کرون سوائے اسکے اے ملکہ دوران مین خود ایسی بے تمیز نہین ہون کہ مجھے تم نصیحت کرتی ہو
چنانچہ سیرگاہ چہارم مین جو امارہ مخلدار کے اغواسے شاہزادے کی ملکہ صبح دلکشا سے ملاقات ہوئی تو ملکہ صبح دلکشا
حسب فرمایش ملکہ نوبہار گلشن افروز کے شاہزادے سے ملتفت نہین ہوئی بلکہ ایک قہقہہ مارکے وہان سے غائب
ہوگئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فقط اتنے ہی شاہزادے کے التفات پر شاہزادے کو بحال خراب ملک ظہورستان
سے نکلوا دیا اور بیابان وحشت مین پہونچوا دیا اور امارہ خاتون مخلدار نے جو مشاطہ گری کی اسکی یہ وجہ تھی کہ
امارہ خاتون مخلدار دایہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کی ہو وہ یہ چاہتی تھی کہ شاہزادہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز

مین ناموافقت ہوتا کہ شاہزادہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بلاشرکت غیری عیش کرے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
اور ملکہ صبح دلکشا سے جو دو چار باتین رمز و کنایہ کی عبادتخانہ مین ہوئین تو ملکہ صبح دلکشا کو نہایت ناگوار گذرین
اور اسی وجہ سے وہ اپنے ملک قاف کو گئی تو پھر نہین آئی لیکن اب جو شاہزادہ معزالدین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے باہم صحبت عیش و عشرت کی خبر مشہور ہوئی اور ملکہ صبح دلکشا نے مفصل سُنا پس ایسا رنج و ملال ہوا کہ چہرہ متغیر ہوگیا
اور آتش رشک و حسد نے ایسا سینہ و جگر کو سوختہ کیا کہ تاب ضبط نلاسکی آخر ایک رقعہ نادرہ رازدار لکھا کہ ای
خواہر عالی قدر مین ملاقات ملکہ ناطقہ روشن بیان کی چاہتی ہون تم جناب حاکم صاحب سے اجازت حاصل کرکے
اطلاع دو نادرہ رازدار نے حسب درخواست ملکہ صبح دلکشا حکیم صاحب سے اجازت لیکر آپ موافق ارشاد
جناب والا مقام الامتحان کو روانہ ہوئی اور ملکہ صبح دلکشا بعد پانے اجازت کے ملک ظہورستان مین آئی ملکہ ناطقہ روشن بیان
نے نہایت عزت و توقیر سے ملکہ صبح دلکشا کو محل مین بلایا ملکہ صبح دلکشا نے پہلے ملکہ روح افزا ملکہ ناطقہ روشن بیان
کی والدہ بزرگوار سے ملاقات کی ملکہ روح افزا نے پوچھا ای ملکہ صبح دلکشا تم بخیر و عافیت تو ہو ہمنے تو ایک مدت
کے بعد تمکو دیکھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا ای ملکہ عالم حضور کے واسطے دعا کرتی ہون ہان اس عرصہ مین حاضر ہونے کا
اتفاق نہین ہوا ملکہ روح افزا نے کہا بارہا ہمارے دل مین خیال آیا کہ تمکو ملوا کر دیکھین مگر پھر یہ خیال آیا کہ شاید تم بھی مثل ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے ہم سے نفرت رکھتی ہو اور نہ آؤ تو رنج اور زیادہ ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا ملکہ نوبہار گلشن افروز اپنے
فعل کی مختار ہین مجھے آپکی آزردگی و نفرت سے کیا سروکار مگر اس نظر سے فرمانا آپکا بھی درست ہے کہ مین کبھی بخوف
ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حضور مین حاضر نہوسکی ای ملکہ آفاق عجب شیوہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اختیار
کیا ہے اور طرفہ مزاج خداوند کریم نے اُسے عطا کیا ہے کہ کسی طرح اصلاح پر آتا ہی نہین شاید آپنے کبھی سُنا ہوگا
جو کہ گفتگو میرے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے باہم عبادتخانہ جادوان شاہ مین ہوئی مین نے اُسی روز سے
اُنکے پاس کا جانا قطعاً موقوف کردیا ملکہ روح افزا نے کہا ہان کچھ مجملاً ہمنے سُنا ہے کہ تم ملکہ نوبہار گلشن افروز
سے کچھ کشیدہ خاطر ہو حیرت کی بات ہے کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کا خود حکیم ارسطو نے عقد کیا مگر انواع انواع
طرح کے رنج و ملال مین گرفتار ہے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز رات دن شاہزادے سے ہمصحبت ہے ملکہ
صبح دلکشا نے کہا ای ملکہ عالم اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حکیم صاحب کا خوف نہوتا تو پھر ملاحظہ فرماتین
کہ یہ پرنیزاد کیا قیامت برپا کرتی اسیواسطے مین آپکے پاس آئی ہون کہ آخر کب تک خاموش رہوگی اور اپنی حق طلبی
نکروگی آگاہ ہو کہ اسی غفلت مین ملکہ ناطقہ روشن بیان کا کام تمام ہوجائیگا پھر کچھ پشیمانی سے کچھ حاصل
نہوگا اور دست تاسف ملکے رہجائیگا ہرچند کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی شاہزادہ معزالدین
کی بی بی ہے لیکن ملکہ ناطقہ روشن بیان کی ہمرتبہ کسی صورت سے نہین ہوسکتی اسواسطے کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان

بلی بی بی ہو اگر اب لاکھ بیبیان شاہزادہ کرے تو اُسکے مقابل کوئی نہین ہوسکتی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا عقد تو حکیم صاحب
نے بباعث محبت فرزندی کے مقرر فرمایا جبتک کہ تم اس مقدمے مین خود حکیم صاحب سے فریاد وزاری نکرو گی ہرگز کوئی
تمہارا پُرسان حال نہوگا اسواسطے کہ وہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو از حد عزیز رکھتے ہین ملکہ روح افزا نے کہا سچ کہتی ہو
ابھی تو چند روز توقف کرتی ہون بعدہ خود اپنے طلب حق مین کوئی دقیقہ باقی نرکھونگی بعد اسکے
ناطقہ روشن بیان ملکہ صبح دلکشا اپنے محل مین لائی اور دعوت شاہانہ بڑی دھوم سے کی جبکہ صبح دلکشا اور
ناطقہ روشن بیان شراب ناب سے خوب سرشار ہوگئین ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا اوبہن صبح دلکشا کیا تماشا
ہوکہ تمہاری بہن ملکہ نوبہار گلشن افروز غیر کے شوہر کو زبردستی اپنا شوہر بنالیتی ہو اور کوئی پوچھنے والا نہین
ہو اور فرض کرو مر کہ وہ بھی بی بی صحیح لیکن ایک بی بی تو فراق شوہر مین خون جگر پیے اور ایک روز و شب بغل گرم کرے
حکیم صاحب نے اسقدر بے انصافی اور عدم توجہی کو کام فرمایا ہو کہ بجز ملکہ نوبہار گلشن افروز دوسرے کے بیان حال کہا
نہین ہوتے مین سچ کہتی ہون کہ اگر اس معاملے مین جناب حکیم صاحب کا قدم درمیان نہوتا تو بچہ تم دیکھتین کہ کیا گل کھلتا
اور اب تو بجز غم کھانے اور خون جگر پینے کے کچھ علاج نہین ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا حکیم صاحب دانستہ تمہارے
مقدمے مین دخل نہین دیتے اور وہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے سوا اور کسی پر لحاظ التفات نہین کرتے بس انصاف بھی
نہین ہر ختم ہو اب تمنے سنا ہوگا کہ حکیم صاحب نے محض ملکہ نوبہار گلشن افروز کے رفع شک کیواسطے شاہزادے کو
مقام الامتحان مین بھیجا کہ عشق و ہوس کی تمیز ہو اور وہان بہت عورتین بفریب شاہزادے کے پاس آئین از انجملہ
ایک جادوگرنی شکل تھی اور اسنے کوئی دقیقہ ناز و انداز کا باقی نرکھا لیکن شاہزادہ ان شیاطین کے فریب مین
نہ آیا اور کمال بہت مردانہ کو کام فرمایا مگر شاید یہی تھا سب جو فضیحت و تضحیک کیواسطے ہوا ہوا اور یہانتک تو ہوا کہ حکیم صاحب
کو خود کلمات تخت ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہے اور اسی وجہ سے خود بھی طلسم مین گرفتار ہوئی اور وہین نکاح شاہزادے
کا ہوا پھر ملکہ صبح دلکشا نے کہا جو کچھ کہ ناگوار خاطر جناب حکیم صاحب ہوا وہ کیا تھا کچھ تمنے بھی سنا ہے یا نہین ملکہ
ناطقہ روشن بیان نے کہا بھلا مجھے مفصل کون سناتا اب تم بیان کرو ملکہ صبح دلکشا نے کہا کہ مجھے یقین ہو کہ
ملکہ نوبہار گلشن افروز کو تمہارا عقد فسخ کرانا منظور تھا کہ بلا شرکت غیرے عیش کرے ملکہ ناطقہ روشن بیان یہ کلمہ
سنتے ہی آگ ہوگئی اور رنگ چہرے کا سرخ ہوگیا اور غمزہ شیرین کا رنگ اُڑا رہ خاتون محلدار کی بیٹی سے کہا
تونے سنا ملکہ صبح دلکشا نے کیا کہا اسیوقت اماجان کی خدمت مین جا کہ یہی طرف سے کہ کر اس مقدمے مین
غفلت واجب نہین ہو ایسا نہو کہ تم غفلت مین امیدوار رہو اور حریف اپنا کام کر جائے غمزہ شیرین کار سے نے ملکہ
روح افزا سے پیغام ملکہ ناطقہ روشن بیان کا کہا ملکہ روح افزا نے کہا مجھے خود تمسے زیادہ فکر ہو تم بخاطر جمعی بیٹھی رہو
چند روز کے بعد کسی معتمد ذوی عقل کو جناب حکیم صاحب کی خدمت مین ضرور روانہ کرتی ہون غرض ملکہ صبح دلکشا

تو رخصت ہوکر اپنے مکان پر چلی گئی ٭

یہ قصہ پھر بیان کیا جائیگا اب حال نادرہ رازدار کا بیان ہوتا ہی

راوی تازہ فکر کا بیان ہی کہ بعد بحث و مباحثہ کے اور سُننے تمام قصہ کے نادرہ رازدار حسب الحکم جناب حکیم صاحب عالی وقار حصیر باد پیما پر سوار ہوکر بمقام الامتحان مین پہونچی اور وہان سے پانی لائی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا کہان گئی تھین نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب کے پاس اور حکم حکیم صاحب ہی کہ شاہزادہ پھر مشکوے حیرت مین تشریف لیجائے اور اُسی ذکر مین قبۃ المثال اور گنبد گیتی نما کا ذکر بھی جس طرح کہ جناب حکیم صاحب کی زبان معجز بیان سے سُنا تھا بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے گنبد گیتی نما کا نام بھی کبھی نہ سُنا تھا ہوش جاتے رہے اور فرمایا ای خواہر یقین ہی کہ گنبد گیتی نما میرے اور شاہزادے کے درمیان باعث مفارقت ہی میرا دل گواہی دیتا ہی یہ کہکے بے اختیار ملکہ نوبہار گلشن افروز مثل ابر نوبہار رونے لگی نادرہ رازدار نے کہا ابھی سے اس گریہ و زاری سے کیا فائدہ جو امر کہ شدنی ہی بہر طور ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین کیا کرون مجبور ہون کہ میرا دل میرے اختیار مین نہین ہی خدا وہ روز بد مجھے نہ دکھائے کہ شاہزادہ مجھ سے جدا ہو نادرہ رازدار نے کہا ای ملکۂ عالم یہ خیال تمھارا ناحق ہی شاہزادے کا عقد جو کہ اصل بی بی ہی اس سے ضرور ہوگا اور وہ بیرون طلسم ہی تو شاہزادہ شہر فردوسیہ کو خواہ مخواہ تشریف لیجائیگا یہی وجہ ہی کہ جو یہ نکاح طلسمی کسی حساب مین نہین ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ حکیم صاحب شاہزادے کا جو تھا محل بھی طلسم مین بلالین تو کیا ممکن نہین ہی کہ چارون ایک ہی جا شریک رہین اور پھر شاہزادے کو بھی طلسم سے نکلنے کا خیال نہوگا کسواسطے کہ ایسی عظمت و شان کی بادشاہی و شوکت و حشمت لشکر ظفر پیکر اور خزانہ جواہر بیشمار کسی سلاطین باوقار کو پردۂ دُنیا پر ممکن نہین جو کہ شاہزادہ عالیجاہ کے دست قدرت مین ہی اور پری زاد و انسان دونون فرمانبردار و تابع حکم ہین جب چاہیگا شاہزادہ اپنے والدین کو بھی یہین بلالے گا شکست طلسم سے کیا فائدہ ہوگا آیندہ جو مشیت ایزدی نادرہ رازدار نے کہا اگر عمر ہی طلسم کی ختم ہوگئی ہو تو پھر اُسکا کیا علاج ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ تم کس دلیل سے کہتی ہو کیا حکیم صاحب نے کچھ تمسے فرمایا ہی نادرہ رازدار نے کہا حکیم صاحب تو نہین کہتے بلکہ مین کہتی ہون کہ ہر شی کیواسطے ایک عمر ہی بقا بجز ذات واحد کے اور کسی کیواسطے نہین ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان یہ تو سچ ہی مگر انسان کو اپنا بندوبست کرنا ضرور ہی اب تم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ گنبد گیتی نما کا ذکر شاہزادہ نہ سُننے پائے کہ نہ شاہزادہ اس حال سے واقف ہوگا نہ حکیم صاحب سے درخواست اُسکے سیر کی کریگا اور ایک مرتبہ تم اور جاکر حکیم صاحب سے میری طرف سے جاکر عرض کرنا کہ حضور ایسا کچھ انتظام فرمائین کہ شاہزادہ سیر گنبد گیتی نما کو نجائے نادرہ رازدار نے کہا تم خاطر جمع رکھو جبتک کہ شاہزادہ خود درخواست سیر گنبد گیتی نما نہ کریگا حکیم صاحب

اجازت کیون دینگے اور جو شاہزادے نے استدعائے سیر کی تو پھر حکیم صاحب کسی کا عذر سماعت نہ فرمائینگے بیشک حکم سیر شاہزادے کو دینگے کسواسطے کہ تمام مرحلات طلسم کی سیر سیار طلسم کیواسطے ضرور ہین یہ بھی محض بخاطر تمھارے ہی کہ جو شاہزادے کی درخواست سے حکیم صاحب اجازت دینگے ورنہ خود سیر گنبد گیتی نما کا حکم دیا جاتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا خیر تن بتقدیر جو ہو لیکن شاہزادے کا آگاہ ہونا گنبد گیتی نما سے اچھا نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا بیبی جو نوشتہ تقدیر ہی وہ تو ضرور ہوگا لیکن مین پانی مقام الامتحان کا لائی ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا البتہ یہ صورت بھی خوب ہی کہ جب جزو حرارت کم ہوگا پھر دلولہ بھی جاتا رہیگا یہ کہکے ملکہ نوبہار گلشن افروز تو شاہزادے کے پاس آئی اور شاہزادے نے نشہ شراب مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے لب و رخسار کے بوسے لیے اور کہا خیر اگر تمسے ہماری آرزدے دلی نہین نکلتی تو تم ساقی گلفام ہماری ہوکر جام شراب ہی ہمکو پلاؤ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بانداز و ناز جام و صراحی اٹھا کر دو چار جام شراب شاہزادے کو دیے جب شاہزادہ خوب نشہ مین سرشار ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے شہریار آپ نے سیر مشکوے حیرت کی بھی ملاحظہ فرمائی ہی شاہزادے نے فرمایا ہان پہلے ہم مشکوے حیرت ہی مین داخل ہوئے تھے اور وہان سیر و تماشا بہت دیکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یونہین سرسری سیر کی ہوگی بخوبی وہان کا سامان نظر انور سے نہ گذرا ہوگا اب حضور بدولت و اقبال تشریف لیچلین اور بدلجمعی تمام سیر وہان کی ملاحظہ فرمائین اور جن جن سے کہ حضور نے وعدہ ملاقات فرمایا ہی اسکا ایفا بھی ضرور ہی کہ وہ بیچاریان نازنین مشتاق لقائے حضور ہونگی شاہزادے نے کہ جو یائے خوبان تماشائے تازہ کا مشتاق رہتا تھا فرمایا اے ملکہ نوبہار گلشن افروز مجکو ان نازنینون سے تو کچھ چندان ملنے کی ضرورت نہین ہی ہان مگر تمھارا حکم بہر طور مجھے قبول و بدل منظور ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حکم دیا کہ کشتیان جلد آدین غرض صبح کو کشتیان حاضر ہوئین ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین و ابو الحسن جو ہم ایک کشتی پر اور کشتیون مین تمام رفیق اور یار مع اپنی اپنی معشوقان با وقار کے سوار ہوکے روانہ مشکوے حیرت ہوئے اور یہان قبل تشریف لیجانے شاہزادے کے نادرہ رازدار مشکوے حیرت مین پہونچی اور اسنے تمام در و دیوار پر ہر قصر کے پانی مقام الامتحان کے حوض کا چھڑکا بعد ازان قصر چہار دہم مین آئی اور رات کو تمام نازنینان مشکوے حیرت نادرہ رازدار کی خدمت مین حاضر ہوئین اور سب نے شکایت کی کہ افسوس اے نادرہ رازدار ہم ہر روز اسی اشتیاق ہی مین رہے کہ کبھی تو ہمکو اپنی محفل عیش مین یاد فرماؤگی لیکن نہ آپ نے ہمکو یاد کیا اور نہ خود تشریف لائین نادرہ رازدار نے کہا مجھے اسقدر فرصت کہان کہ جو مین تمھارے پاس آتی انھون نے کہا سبحان اللہ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین مہمان کے ساتھ کس کس طرح سے عیش کرتی ہو لیکن کبھی ہمکو بھولے سے بھی یاد نہ کیا ہوگا نادرہ رازدار نے کہا واقعی جیسا کہ رشک عورتون کو دنیا مین ہوتا ہی

کسی کو ویسا نہو گا کیا تمکو ہمارا عیش کرنا ناگوار خاطر گذرا کہ جو تمنے ایسا کلمہ زبان سے نکالا انھون نے کہا کہ بھلا ہماری کیا مجال جو ہم کسی طرح کا گمان بھی کر سکین حسد و رشک کیسا نادرہ رازدار نے کہا تم کیا کرو اپنی خلقت سے مجبور ہو خیر خاطر جمع رکھو اب شاہزادے صاحب خود ہی تشریف لاتے ہین انشاء اللہ تعالی تمھاری قرار واقعی خدمت کرونگی نادرہ رازدار کی اس بات کو سُن کے اُن سب نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ آپ ہم خادمون سے نہ ہنسیے نادرہ رازدار نے کہا خیر ہنسی ابھی معلوم ہوئی جاتی ہی وہ نازنینین خاموش ہو رہین نادرہ رازدار وہان سے سوار ہوئی اور سوار ہونے کے وقت حکم دیا کہ ہر ایک اپنے اپنے قصر مین جائین اور آراستگی قصر کا انتظام کرین کہ مین شاہزادے کو لاتی ہون وہ سب اپنے اپنے قصر و مکانون کی آرایش مین مصروف ہوئین اور شاہزادہ مع رفقا تماشاد سیر دریا کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ راہ مین نادرہ رازدار سے بھی ملاقات ہوئی شاہزادے نے فرمایا ای نادرہ رازدا تم کہان غائب ہو جاتی ہو کہ ہماری صحبت بدون تمھارے بے لطف رہتی ہی ابو الحسن جوہر بولا ؎

کجا بودی کہ امشب سوختی از زرہ جانے را	بقدر روز محشر طول دادی ہر زمانے را

نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار نامدار کنیز آپ ہی کے کار ضروری کو گئی تھی باین وجہ حاضر خدمت نہوئی شاہزادے نے فرمایا میرا کام کیا تھا نادرہ رازدار نے کہا وہ یہ کام ہو کہ جب مین نے سُنا کہ حضور سیر مشکوے حیرت کا قصد رکھتے ہین تب مین وہان جاکر سبکو ہوشیار کر آئی اور سامان دعوت اور آرایش مکانات کو حکم دے آئی شاہزادے نے نادرہ رازدا کو بھی اپنے پاس بُلا لیا اور وہان سے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہ نہر بعض مقام پر تو ایسی عریض تھی کہ ایک دریاے قہار معلوم ہوتا تھا اور بعض جا ایسی تنگ کہ ایک کشتی کے سوا دوسری نہ جا سکے اور انتہا کی گہری مگر پانی ایسا صاف کہ باوجود اسقدر عمق کے تہ کے پتھر اور صدف اور موتی وغیرہ بخوبی محسوس ہوتے تھے اور رات کو ایسی ایک روشنی دریا مین ہوتی تھی اور ایسے جانوران عجیب الخلقت رنگین نظر آتے تھے کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا مصرع نہ در تقریر ما گنجد نہ در تحریر ما ٭ شاہزادہ یہ تماشاے عجیب و غریب دیکھکر محو حیرت ہو رہا تھا اور کہتا تھا کہ واہ ری قدرت کاملہ تیری کہ تو نے کیسی کیسی چیزین بحر و بر مین خلق کی ہین کہ جسکا بیان نہین ٭

اب راوی نازک خیال اس حال کو تو یہان موقوف رکھتا ہی اور حال فرخندہ فال ملکہ روح افزا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان کا گذارش کرتا ہی

القصہ جسوقت ملکہ صبح ولکشادہ آتش جان سوز دل و جگر مین ملکہ ناطقہ روشن بیان کے لگا کر اپنے ملک کو روانہ ہوئی ملکہ روح افزا اپنے شوہر سلطان روح الملک کے پاس گئی اور اس بات مین مشورہ کیا کہ کسی شخص معتمد کو جناب حکیم صاحب کی خدمت مین روانہ کرنا چاہیے اور اپنا حق طلب کرنا چاہیے جسطرح کہ نادرہ رازدار ملکہ

نوبہار گلشن افروز کی طرف جواب وسوال کیواسطے مقرر ہی اُسی طرح غمزہ شیرین کار کو بھی ملکہ ناطقہ روشن بیان
کی طرف سے وکیل مطلق کرنا ضرور ہی اور حال غمزہ شیرین کار کا یہ ہی کہ طلسمات ربع یعنے طلسم امیر جلال الدین
وامیرزادہ سیف الدین وامیر خلیل وامیر سلطان اور ابوالحسن جوہر طلسم اجرام واجسام کے پائین باغ
ہین اور بانیان طلسم نے جس طرح کہ عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شاہزادہ معز الدین سے مقرر کیا تھا اسی طرح
ابوالحسن جوہر کا بھی عقد غمزہ شیرین کار سے مقرر ہوا ہی کہ ابوالحسن جوہر برادر رضاعی شاہزادہ معز الدین
ہی اور غمزہ شیرین کار بھی خواہر رضاعی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی ہی اور امارہ خاتون ملکدار کی بیٹی ہی اور
اسی واسطے حکیم صاحب نے انھین باغ اوّل کا مختار کیا تھا کہ اس طلسم مین ابوالحسن جوہر کی ملاقات غمزہ شیرین کار
سے ہو اور ابوالحسن جوہر چونکہ عیار پیشہ تھا لہذا غمزہ شیرین کار بھی اپنی عیاری ابوالحسن جوہر کو دکھا چکی ہی بعد اسکے
بستان افروز پری کے مکان مین کہ وہ بھی تیسری بی بی ابوالحسن جوہر کی طلسمی ہی [illegible] نے عقد
ابوالحسن جوہر کا غمزہ شیرین کار سے کر دیا لیکن ابوالحسن جوہر کا غمزہ شیرین کار سے وصل حقیقی نہین
ہونے پایا جب ابوالحسن جوہر نے خواہش وصل غمزہ شیرین کار سے کی وہ حیلہ کا [illegible] اور ایک زن حبشیہ کو
بشکل اپنی ابوالحسن جوہر کے پاس بھیجدیا اور ابوالحسن جوہر کہ تا پنج طلسمی مین مبتلا تھا اسنے ہرگز تمیز نہ کی کہ
یہ غمزہ شیرین کار ہی یا کوئی اور عورت ہی بس بیہوشی مستی مین اُسی سے ہم صحبت ہوا اور غمزہ شیرین کار فقط
بلحاظ اپنی ملکہ ناطقہ روشن بیان کے کہ جبتک ملکہ ناطقہ روشن بیان کا وصل شاہزادے سے نہوگا ہمارا بھی
ابوالحسن جوہر سے وصل ہونا مناسب نہین ہی محفوظ رہی مگر اس اثنا مین جو غمزہ شیرین کار نے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کا حال شاہزادے سے عیش وعشرت کرنیکا سنا اور عشق وعاشقی کی خبر معلوم ہوئی غمزہ شیرین کار کو
کمال متوحش ہوئی اور صدمہ ورنج حد سے زیادہ ہوا کہ وہ جانتی تھی شاہزادہ فقط ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شوہر
ہی چنانچہ اسی وجہ سے غمزہ شیرین کار نے ابوالحسن جوہر کو بستان افروز سے دست درازی کی تہمت
لگا کے طلسم سے نکلوا دیا اور آپ اپنی خاتون ملکہ ناطقہ روشن بیان کے پاس [illegible] الغرض یہ وہی
غمزہ شیرین کار آفت روزگار عیار طرار بلاے بیدرمان ناطقہ روشن بیان کی روح وجان عہدہ
رازداری مثل نادرہ رازدار کے رکھتی ہی اور حسب الحکم جناب حکیم صاحب کے [illegible] مثل فرمان برداری
ہین ہر وقت حاضر خدمت غمزہ شیرین کار کے رہتے ہین تاکہ حسب ضرورت غمزہ شیرین کار کو جو حکیم صاحب
کی خدمت مین پہونچا دین اب جو سلطان روح الملک اور روح افزا کو یہ ضرورت پیش آئی انھون نے
غمزہ شیرین کار سے کہا کہ اے فرزندم جناب حکیم کی خدمت مین بعد تسلیمات کے عرض کرنا کہ حضور کو بنظر
لطف الطاف کو کام فرمانا ضرور ہی کہ حضور جامع اخلاق ہین بس مالکہ نوبہار گلشن افروز اور

ملکہ ناطقہ روشن بیان کے مقدمے مین دونون کو برابر سمجھنا چاہیے اسکی کیا وجہ ہی کہ حضور ملکہ نو بہار گلشن افروز کو ترجیح فرماتے ہین ملکہ ناطقہ روشن بیان پر حالانکہ بوجہ علم حکیم ارسطوے الٰہی ملکہ ناطقہ روشن بیان کو ہر صورت تقدم حاصل ہی اور ملکہ نو بہار گلشن افروز کا نام بھی حکماے سابق سے کہین سننے مین نہین آیا ہان فقط حضرت کی مہربانی پر توجہ سے اس مرتبہ کو پہونچی کہ شوہر ملکہ ناطقہ روشن بیان سے بے غل وغش عیش و آرام مین مصروف ہی اور ملکہ ناطقہ روشن بیان بلحاظ و شرم حضور کے کہ جو قرینہ صاحب عفت و عصمت ہی دم نہین مارتی لیکن ہر وقت و ہر لحظہ اُسے بھی کوفت ہی اور کوئی لحظہ ایسا نہین ہی کہ اُسکی آنکھ سے آنسو نہ بہتا ہو عجب نہین کہ وہ اسی غم مین ہلاک ہو جائے ہر چند کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کو حضور نے اپنی فرزندی مین لیا ہی تو ملکہ ناطقہ روشن بیان بھی تو حضور سے دعویٰ خانہ زادی کا رکھتی ہی پس بجز حضور کے اور کس سے یہ جا کر فریاد کرے اور اپنے درد دل کو کہے حضور کو ایسی تغافل شعاری کو کام فرمانا زیبا نہین ہی یہ کیا غضب ہی کہ ایک بی بی تو شب و روز شوہر سے عیش کرے اور دوسری بی بی کو شوہر کی صورت بھی دیکھنا نصیب نہو اب حضور کو جسطرح سے ممکن ہو ملکہ ناطقہ روشن بیان پر نظر توجہ بہر حال فرمانا ضرور ہی اور جو اُنکا ہلاک ہو جانا ہی مرکوز خاطر ہو اور اسیطرح مشیت ایزدی مین گذرا ہو کہ وہ غریب اشتیاق شوہر مین آغوش لحد مین آرام کرے تو مجبوری ہی اسکا تو چارا ہی نہین مگر تا وقتیکہ معلوم نہو جاے صبر نہین آتا اور اب اُسکا یہ قول ہی بیت

گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو مہر	این مہر بر کہ افگنم این دل کجا برم
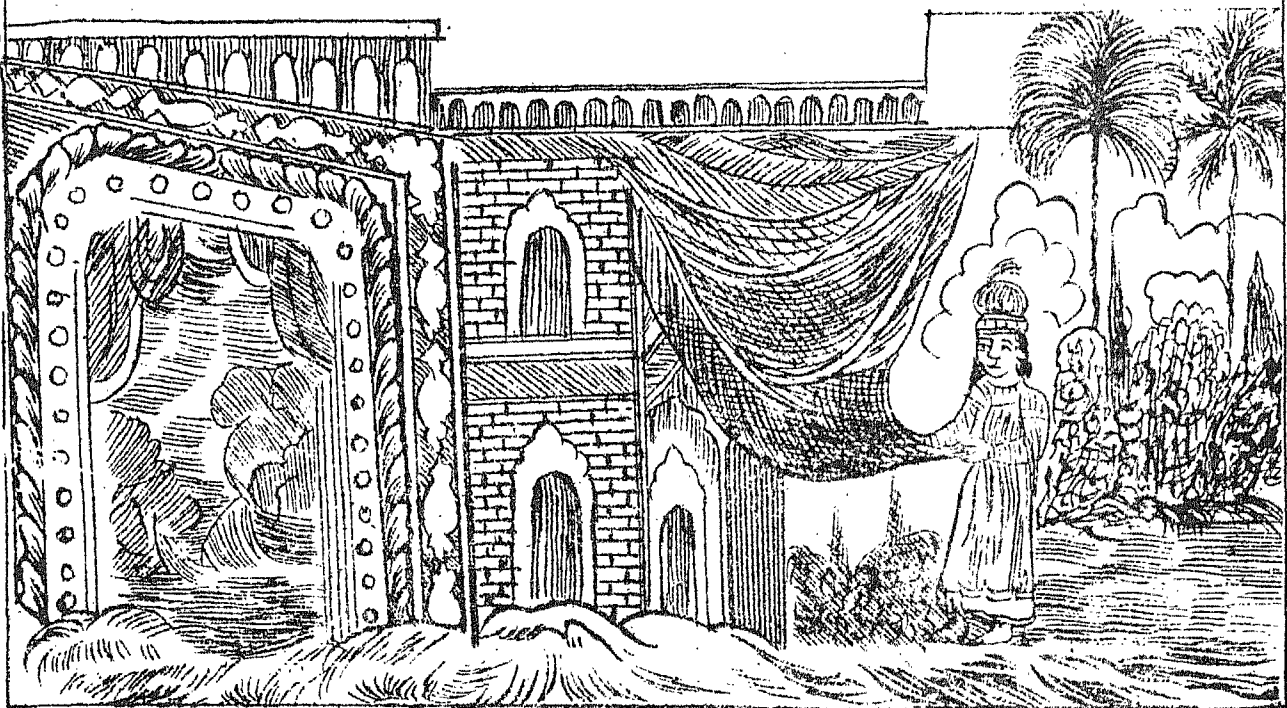
غمزہ شیرین کار نے کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جا کر حضرت سے پیغام حضور کا بیان کرتی ہون آخر ان چار دن دیوون مین
ایک کا نام خیزران حبشی تھا اسکو بلا کر کہا کہ جلد مجھے آستان حکمت پر پہونچا دے خیزران حبشی اپنے دوش پر غمزہ شیرین کار
کو سوار کرکے طرفۃ العین مین آستان حکمت پر پہونچا غمزہ شیرین کار مکان مین گئی اور حسب قاعدہ پردہ ہلایا اندر سے
آواز آئی اے غمزہ شیرین کار آج یہ آنا خلاف دستور ہو کیا کام ایسا تھا غمزہ شیرین کار نے بعد تسلیمات کے پیام
سلطان روح الملک و ملکہ روح افزا مفصل حکیم صاحب کی خدمت مین عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے
غمزہ شیرین کار ملکہ روح افزا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان ہے تحقیق ذرا نہین سبب یہ کام حکماے متقدمین مین عقد
ملکہ ناطقہ روشن بیان کا شاہزادہ معزالدین سے کر دیا بعد اسکے عقد ملکہ نوبہار گلشن افروز کا اور دوسے قسمت مین
واقع ہوا اگر آج تک کوئی عمل در آمد حسب قاعدہ زن و شوہر کے نہین ہوا اور جب تک شاہزادہ طلسم سے باہر ہوئیگا
تبھی ازواج شاہزادے کے ہین بلکہ شاہزادے کے رفقا کے بھی ناموس وصل حقیقی سے محروم رہینگے اسمین ملکہ
نوبہار گلشن افروز ہون یا ملکہ ناطقہ روشن بیان ہون ہان ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اجازت واسطے
صحبت پاک بازانہ کے شاہزادے سے باین خیال دی ہو کہ وہ پریشان نہو اسواسطے کہ مجھے ملکہ نوبہار گلشن افروز
سے ایک طرح کی محبت ہو لہذا ہر حال اسکے آرام کا خواہان ہون اے غمزہ شیرین کار جب تم گوش ہوش بلکہ ہمہ تن گوش
ہو کر سنو کہ گنبد گیتی نما مرحلات طلسم سے ایک مرحلہ ہو اور بنا اس طلسم نے وہی گنبد گیتی نما شاہزادہ معزالدین
کے برآمد ہونے کی راہ مقرر کی ہو بنا بچہ اسی واسطے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بندوبست کیا ہو کہ کوئی شاہزادے
سے گنبد گیتی نما کی خبر نہ کہے تم کوئی ایسا آدمی ہوشیار بہم پہونچاؤ کہ کسی تدبیر سے تنہائی مین شاہزادے کے پاس جا کر حال
گنبد گیتی نما سے آگاہ کر دے جسوقت کہ شاہزادہ نام گنبد گیتی نما سنے تو ممکن نہین کہ نا دردہ راز دار کے ذریعے
سیر گنبد گیتی نما کی اجازت نہ مانگے اور ہرگز ملکہ نوبہار گلشن افروز کی محبت پر نظر نہ کریگا ضرور ہی جاویگا غمزہ شیرین کار
نے عرض کیا اگر مجھے حکم ہو تو مین یہ خدمت بجا لاؤن حکیم صاحب نے فرمایا ہان بغیر تیرے کسی سے یہ کام معقول طرح سے
انجام کو نہ پہونچیگا غمزہ شیرین کار نے عرض کی اے آفتاب سپہر قدر و جلال و اے کوکب برج کمال بے زوال ملکہ ناطقہ روشن بیان
نے بعد آداب کے عرض کیا ہو کہ حضرت سے تو مجال سخن نہین ہو مگر مین پوچھتی ہون جو گستاخی میری ہو وہ معاف فرمائی جاوے
حکیم صاحب نے فرمایا کہو ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کیا کہا ہو غمزہ شیرین کار نے کہا ملکہ ناطقہ روشن بیان نے یہ
عرض کیا ہو کہ کیا یہ فدویہ لایق محبت کے نہ تھی کہ حضور نے غیر جنس کو فرزندی مین لیا ہو مگر ہان یہ بھی خوبی قسمت کہ
ہمارے ہوتے حضور غیر جنس کو اپنی فرزندی مین لین یہ بھی اسکی قدرت کاملہ کا تماشا ہو حکیم صاحب نے فرمایا میری طرف
سے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بعد دعا کے کہنا اے فرزند واقعی بوجہ جنسیت کے تو مین تجھین بمثل فرزند حقیقی کے جانتا ہون
اور ملکہ نوبہار گلشن افروز تو فرزند خواندہ ہو یہی وجہ ہو کہ اگر غیر کی خاطر نہ کرے تو وہ خیال کرتا ہو اسی وجہ سے

مین ہر امر مین پاسداری ملکہ نوبہار گلشن افروز کی کرتا ہون غمزہ شیرین کار نے عرض کیا جناب عالی یہ بھی ملکہ ناطقہ روشن بیان نے عرض کیا ہی کہ میرے وقت ولادت حضرت خود تشریف رکھتے تھے اور آپ نے خود زایچہ میرا بنایا اور حال آیندہ بھی میرا میرے والدین سے فرمایا لیکن بوجہ پاس داری ایک غیر جنس کے اسقدر ذلیل اور حقیر مجھے کردیا کہ مجھے اپنون اور بیگانون مین منھ دکھلانے کی جگہ نہین رہی حکیم صاحب نے فرمایا ای غمزہ شیرین کار ملکہ نوبہار گلشن افروز سے میرے محبت کرنے کی دو وجہین ہین ایک تو اُسکے والدین کا حق خدمت میرے ذمہ تھا دوسرے ملکہ نوبہار گلشن افروز باوجود قوم آتشی ہونے کے اُسکو اس درجہ عقل و فہم ہی کہ خود بخود وہ واجب المحبت ہی ورنہ در اصل تم دونون میری فرزند ہوا ور مین تم دونون کا رتبہ برابر جانتا ہون جسطرح تمھارے نکاح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے عقد پر ترجیح دی اسی طرح عیش چندروزہ کو شاہزادے کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ جایز رکھا حالانکہ عیش طلسمی کوئی چیز نہین ہی محض بے اصل ہی مگر تاہم مسرور فی طبیعت کے واسطے مضائقہ نہین ہی لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس عیش بے فیض کا بھی ایسا صدمہ ہوگا کہ تمام عمر نہ بھولے گی اور ملکہ ناطقہ روشن بیان فضل الٰہی سے سب صدمات سے محفوظ رہیگی غمزہ شیرین کار بعد حاصل کرنے جواب کے حکیم صاحب سے رخصت ہو کر سلطان روح الملک کی خدمت مین آئی اور ملکہ روح افزا کو حکیم صاحب کے ارشاد سے مطلع کیا اور کہا کہ اب ایسے آدمی کی ضرورت ہی کہ شاہزادے سے جا کر گنبد گیتی نما کی کیفیت بیان کرے ناطقہ روشن بیان نے جو یہ غمزہ شیرین کار کی زبان سے سنا بس گلے سے لگالیا اور کہا بجز تیرے اور کسی مین یہ لیاقت نہین دیکھتی جس طرح سے ہوسکے تم اپنی بہن کی بارے مین کوشش کرو غمزہ شیرین کار نے کہا مجھسے جو ہوسکیگا بھلا مین انتظار دیکھونگی بلکہ تم خود اپنی آنکھ سے میری کارگذاری دیکھ لینا بعد اسکے جو کچھ ناطقہ روشن بیان کی طرف سے غمزہ شیرین کار نے حکیم صاحب سے کہا تھا اور حکیم صاحب نے جواب دیا تھا وہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سے غمزہ شیرین کار نے کہا ملکہ ناطقہ روشن بیان بہت خوش ہوئی اور کلمہ آفرین زبان پر لائی اور کہا کہ ہمشیر کو ہمشیر کی نسبت ایسی کرنا واجب ہی اب جس طرح سے ہو جا کر شاہزادے کو حال گنبد گیتی نما سے آگاہ کرو غمزہ شیرین کار نے کہا مجھے یہ بھی خیال ہی کہ شاہزادہ طلسم سے نکلجائیگا اور ایک مدت تک تمسے مفارقت شاہزادے سے رہیگی ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا اب مین کب ہم پیالہ و ہم نوالہ عیش مین شاہزادے سے ہون کہ مجھے شاہزادے سے مفارقت کا قلق ہوگا ہان اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو جدائی کا قلق ہو تو بجا ہی اچھا تو ہی پھر میرا نام کیون لیتی ہی صاف یہ کیون نہین کہتی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی مفارقت شاہزادے سے ہونا مجھے گوارا نہین ہی غمزہ شیرین کار نے کہا آپ برخاستہ کیون ہوتی ہین حاشا مین دُنیا مین تمھارے مقابلہ مین کسی فرشتہ کی بھی تو حقیقت نہین جانتی ملکہ نوبہار گلشن افروز کیا چیز ہی سے

	اگر گل ہست خار و خس نباشد		تو باشی در جہان گو کس نباشد	

مجھے آپکے مقدمہ مین بخدا ایسا خیال ہو کہ مین شب و روز عجب کرب بیتابی سے بسر کرتی ہون اور جبتک اسکا انتظام نہ کرلونگی کسی طرح مجھے قرار و آرام نہوگا اب انشاء اللہ تعالیٰ آپکو دو ایک روز مین معلوم ہوا جاتا ہو

اب راوی نازک خیال ملکہ ناطقہ روشن بیان اور غمزہ شیرین کار کو اُس کار کی فکر واذکار مین مبتلا رکھتا ہی اور بار دگر داستان سحر بیان شاہزادہ معز الدین والا قدر اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ابو الحسن جوہر اور نادرہ راز دار کی گذارش کرتا ہی

کہ شاہزادہ معز الدین نہر رشک سلسبیل کی راہ سے سیر کرتا اور تماشا دیکھتا ہوا مشکوے حیرت کی سرحد مین ہونچا پہلے عالم افروز پری نادرہ راز دار کی نائب مع اپنے ملازمین کے استقبال شاہزادے کو حاضر ہوئی اور بعد ادائے مراسم آداب و قدمبوسی عرض کیا کہ حضور پر نور اپنے نور قدم سے فقیر خانے کو منور فرمائین مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ❊ نادرہ راز دار نے کہا ہی عالم افروز پری انشاء اللہ تعالیٰ بوقت مراجعت شاہزادہ عالی قدر ضرور رونق افروز ہوگا سامان مہمانی تیار رکھنا عالم افروز پری کو رخصت کرکے شاہزادہ تیرھوین قصر کے قریب پہونچا یہان حسن افروز پری مالک قصر سیزدہم بھی استقبال شاہزادے کو حاضر ہوئی اُسنے بھی مثل عالم افروز پری کے رخصت کیا قصہ مختصر اسی طرح رفعت پری خاتون اور مشکین طرہ اور سعادت بانو وغیرہ نازنینان مشکوے حیرت کو رخصت کرتا ہوا اور اُنکو اپنے اپنے قصر کی آراستگی اور چراغان کا حکم دیتا ہوا اور درختون کو بہیئت اصلی ملاحظہ کرتا چلا جاتا تھا لیکن وہ جانور درختون پر نظر نہ آئے آخر شاہزادے نے نادرہ راز دار سے اُن جانورون کا حال پوچھا نادرہ راز دار نے کہا حضور وہ جانور نہ تھے وہ ہی نازنینین تھین دن کو جانور اور رات کو آدمی کی شکل سے متشکل ہو جاتی تھین اب انھون نے وہ پیشہ ترک کردیا کہ وہ سامان محض حضور کے تماشے اور استعجاب کیواسطے تیار ہوا تھا اور وہ جب نظر اقدس سے گذر گیا تو پھر دوسری بار کی کیا ضرورت ہی غرضکہ شاہزادہ کوٹھے پر محل کے تشریف فرما ہوا وہان ایسی سرد و راحت افزا ہوا آئی کہ شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر دونون غلبہ شہوت کے سبب بیچین ہوگئے تاب ضبط نرہی شاہزادے نے دل مین کہا کہ خدا خیر کرے آج کچھ رنگ بیڈھنگ ہی ابو الحسن جوہر سے پوچھا کیون برادر کیا حال ہی ابو الحسن جوہر نے کہا مین حضور سے زیادہ بیچین ہون شاہزادے نے فرمایا کہ ایسی کیفیت سے تو یہان محفوظ رہنا مشکل معلوم ہوتا ہی مین تو ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ضرور ہم صحبت ہونگا

ابوالحسن جوہر نے کہا حضور درست فرماتے ہین اس وقت کی ترکیب سے ہم محفوظ رہ نہین سکتے ایسا نہو کہ کچھ صدمہ روح کو پہونچے شاہزادے نے فرمایا ای ابوالحسن جوہر خبردار بجز نادرہ رازدار کے اور کسی پریزاد سے ملتفت نہونا ہرچند خورشید جبین کی طرف میری طبیعت مائل ہی لیکن یہ لایق نہین کہ سوا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے غیر عورت سے ایسی حرکت کرون کہ اتنے روز کی محنت میری برباد ہو جائیگی ابوالحسن جوہر نے کہا ای حضور ان پریزادون کی وضع اور قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی صورت سے وہ راضی نہونگی پس اس شکل مین شکار کو ہاتھ سے ضایع کر دینا کام عقلمندون کا نہین ہی آیندہ آپکو اختیار ہی اس اثنا مین ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور خورشید جبین اور ماہ پیکر وہان آئین شاہزادے نے جام و صراحی محفل مین طلب کی ۔
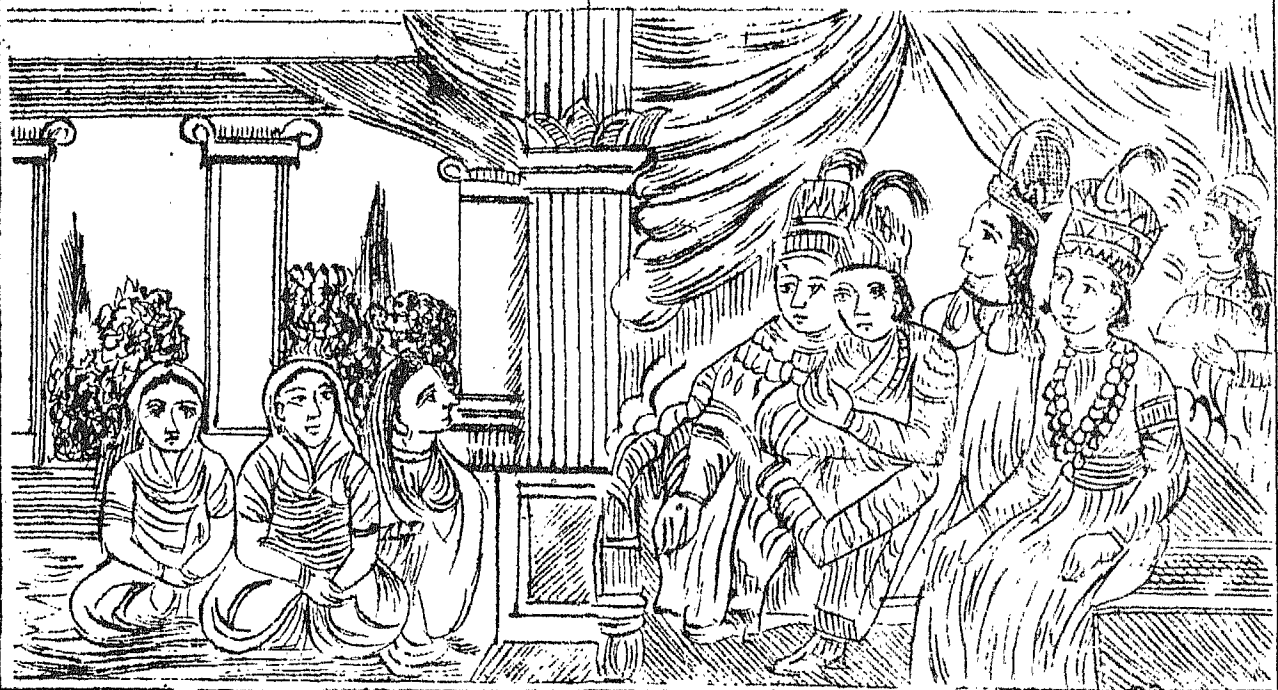
	می باواز چنگ و نے خوردند	مجلس آراستند و می خوردند	

چونکہ مفصل تحریر کیفیت محفل سے طول بہت ہوگا لہذا تمام سامان تفصیلی کی ضرورت نہین فقط یہ کافی ہی کہ اور محفلون سے یہ محفل بدرجہا عمدہ اور بہتر اور پر کیفیت تھی بغرض شام کو شاہزادہ نہر پر روشنی چراغان کا تماشا دیکھتا ہوا محفل مین تشریف لایا جب نصف سے زیادہ رات گذری اور ناچ وغیرہ موقوف ہوا شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا کہ ای ملکہ آفاق اب آج تو کوئی حیلہ و حوالہ نہ کروگی کہ مین نہایت بیچین ہون اب مجھسے ہرگز ضبط نہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ یہ سب تاز نہین اسی واسطے

ہین جو پسند خاطر ہو اپنے کام مین لایئے شاہزادے نے فرمایا اگر مین اس شیوہ کا آدمی ہوتا تو آجتک خودداری
نکرتا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا خیر آج تمام شب اگر خورشید جبین سے کوئی حرکت نکروگے تو کل مین حاضر
ہون کوئی عذر نہوگا شاہزادے نے فرمایا اگر اسبات کا اقرار دو تو البتہ درجہ یقین کا ہونا چاہیے ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا بس یہی قول ہے جو زبان سے کہا شاہزادے نے دل مین کہا اے معز الدین اسقدر مدت تو نے حفاظت کی اس
ایک شب کا گذار دینا کیا مشکل ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے ایک مکان علیحدہ واسطے خوابگاہ شاہزادے کے
فرش وغیرہ سے آراستہ کرایا اور ابوالحسن جوہر کو دوسرے مکان مین مقیم کیا ہنوز شاہزادہ مشغول بخواب نہوا تھا
کہ خورشید جبین صاحب قصر موجود ہوئی اور خورشید جبین کی خواہر رضاعی اور وزیرہ مہ جبین نام ابوالحسن جوہر
کے پاس پہونچی ہرچند شاہزادے کا حال اسوقت جوش جوانی و مجبوری سے دگرگون ہوا لیکن باُمید وصال ملکہ
نوبہار گلشن افروز خورشید جبین کی طرف متوجہ نہوا ادہر ابوالحسن جوہر نے دل مین کہا کہ نادرہ رازدار
بجز روز معین کسی طرح راضی نہوگی پھر ناحق تکلیف گوارا کرنے سے کیا فائدہ آخر ابوالحسن جوہر شب اول ہی
مہ جبین سے بے تکلف ہم صحبت ہوگیا اور تمام شب بآرام تمام عیش وعشرت مین بسر کی لیکن شاہزادے نے ہرگز
توجہ نہ کی حالانکہ نوبت بہ ہلاکت پہونچی پھر شاہزادے کو خیال ہوا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگر مین ہی زندہ
نرہا پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز سے وصل کسکا ہوگا لعنت بھی کروانکے عہد وپیمان پر اب تو جان کا بچانا مقدم ہے
اور خورشید جبین بدصورت بھی نہین ہے غرضکہ عالم بے اختیاری مین خورشید جبین سے ہم صحبت ہوا اور
صبح تک بآسائش تمام آرام فرمایا جب خواب راحت سے بیدار ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادہ والاتبار
کے پاس آئی اور ایک انداز ناز سے سلام کیا اور مسکراکر خاموش پہلو مین بیٹھ گئی شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے سلام کرنے سے کمال محجوب ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز سمجھ گئی کہ یہ اثر آب حوض مقام الامتحان کا ہے ورنہ
شاہزادہ ایسی حرکت کا مرتکب نہوتا آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادے سے کہا خیر عہد شکنی آپنے
کی اب ندامت سے کیا فائدہ بسم اللہ اب حمام فرمایئے اور پوشاک زیب جسم کیجیے کہ پھر اب قصر دوم مین چلیئے
آج گلرخسار پری کے مہمان ہونگے شاہزادے کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ایسے کلام محبت آمیز اور اپنا ایسی
حرکت بد کرنا نہایت متحیر کرتے تھے اور دل مین کہتا تھا کہ ناحق عہد شکنی کی آج پھر عہد کرنا چاہیے تا کہ ملکہ
نوبہار گلشن افروز سے وصل ہو اور ناگوار خاطر نہو القصہ شاہزادہ خوابگاہ سے باہر تشریف لایا اور
ابوالحسن جوہر بھی موجود ہوا اور نادرہ رازدار بھی ابوالحسن جوہر کو دیکھکر بے اختیار ہنسی ابوالحسن جوہر
نے کہا اے عورت اس خندہ بیمحل سے کیا فائدہ اگر کوئی امر مجھسے تمھارے ناگوار ہوا تو آج سے نہ تمکو انکار ہو
نہ ہم کوئی حرکت کرین نادرہ رازدار نے کہا ہان صاحب میری ہی زشتی بخت تھی کہ جو مین ایسی دولت سے

محروم رہی مگر آپ ایسے بیحیا ہین کہ اپنی حرکت سے نادم نہین اور ہمین کو مائل کرتے ہو شاید تمنے یہ قول بزرگون کا نہین سنا بیت

اگر آب چاہ نصرانی نہ پاک ست	یہودی مردہ گر شوید چہ باک ست

ابو الحسن جوہر نے جواب دیا ای صاحب وہ مردہ ایسی ہی تھا جسکے وجود خاص پر تمام جہان کا مدار رہی انشاء اللہ تعالےٰ ایک روز تم بھی اُس مردے کو دیکھو گی تو پھر ہم پوچھینگے کہ اب کہو یہ مردہ ہو کہ زندہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادۂ نامدار اس لطیفہ بازی پر نادرہ رازدار اور ابو الحسن جوہر کے خوب ہنسے اور مسکرا کر نادرہ رازدار کو کہا نادرہ رازدار کھسیانی ہوئی غرض شاہزادہ والا تبار اور ابو الحسن جوہر دونون حمام مین گئے اور دونون نے اپنی اپنی شب کی کیفیت بیان کی شاہزادے نے فرمایا کہ رات ایسی بے لطف گذری کہ کسی طرح آرام و قرار نہ آیا جب خورشید جبین سے ہم صحبت ہوا تو نیند آئی ابو الحسن جوہر نے کہا غلام نے اول ہی عیش کیا اور تمام رات نہایت آرام سے سویا شاہزادے نے کہا مین اپنی حرکت پر ایسا پشیمان ہوا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کسی طرح آنکھین چار نہین ہو سکتین اور اگر مین مرتکب ایسے امر کا نہوتا تو ملکہ نوبہار گلشن افروز ضرور اپنا وعدہ پورا کرتین ابو الحسن جوہر نے کہا مین تو پشیمان نہین ہوا اسواسطے کہ جب کوئی مطلب بغیر وقت کے ممکن نہین ہے تو پھر کیون اُسکے درپے ہون غلام نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ پریزادین کبھی راضی نہین ہونگی بغیر وقت معینہ کے آپ ناحق درپے ہوتے ہین اور اپنا عیش ترک فرماتے ہین آخر آپنے ملاحظہ فرمایا وہی ہوا شاہزادے نے فرمایا آج بھی ضبط کرونگا تاکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو ناگوار نہو لیکن پہلے اقرار واثق کر لونگا کہ اگر آج مین نے ضبط کر لیا تو پھر کل تمکو جائے عذر نہ ہیگی ابو الحسن جوہر بولا حضور کو اختیار ہے الغرض شاہزادے نے بعد غسل پوشاک ہم رنگ قصر زیب جسم فرمائی نادرہ رازدار نے عرض کیا ای شہریار حضور آج تاشام یہان شکار فرمائین شام کو سیر چراغان فرمائیے گا بعد اسکے قصر دوم مین تشریف لیچلیے گا شاہزادے نے فرمایا شکار یہان مرغزار عشرت سے زیادہ نہین ہے بیت

ماہمان بہتر کہ در دریا درآئیم	دستہ با کشتی صہبا درآئیم

نادرہ رازدار نے کہا ہمین حضور سے اطلاع کرنا تھا اب جیسا مناسب جانیئے شاہزادہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے مع رفقا کشتیون مین سوار ہوا اور خورشید جبین صاحب خانہ قصر اول بھی ساتھ کشتی مین سوار ہوئی لیکن شاہزادہ مطلق اُس سے ملتفت نہوا بلکہ ایک طرح کی بیزاری ہوئی کہ اسی کی وجہ سے مین نے عہد شکنی کی ورنہ آج وصل معشوق سے بہرہ مند ہوتا آخر فرمایا ای نیک بخت ہمارے ساتھ تو ناحق تکلیف کرتی ہے بس مشایعت ہو چکی بسم اللہ اب اپنے مکان مین جاؤ آرام کرو ہم بخوشی کہتے ہین خورشید جبین نے باشارۂ ملکہ نوبہار گلشن افروز کہا کہ ای

شہریار عالم ہمارا شاید انصاف و شرط محبت پردہ دنیا سے نیست و نابود ہو فقط غرض آشنائی باقی ہو کہ بات کو تو یہ گرمجوشی اور دون کو گویا صورت آشنا بھی نہ تھے سچ کہتے ہین کہ مرد کا کچھ اعتبار نہین اور بیچاری عورتون کو بیوفا کہتے ہین نادرہ رازدار نے کہا خورشید جبین بہت خوب کہتی ہو واللہ اسوقت کی تمھاری آنکھ پھیر لینے سے اور ایسی بے مروتی سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بھی تقصیر بریہ ہوئی جاتی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ مین نے فقط اس راہ سے کہا کہ مکان انکا وہان خالی پڑا ہوگا ایسا نہو کہ کوئی واردات ہو جاوے تو بیچاری کیون پریشان ہو خورشید جبین نے کہا جو چوری ہونے والی تھی ہوگئی اب اس سے زیادہ نہ چوری ہوگی اور نہ ایسا خالی مرتبہ چور آ دیکھے شاہزادے نے فرمایا جب تو آپ چور کو بلاوے تو اسکا کیا قصور خورشید جبین نے کہا کہ وہ منت و سماجت میری خاطر و مہمانداری اور شرط انسانیت مین داخل تھی نہ اسلیے کہ کوئی میرا خواہان آبرو کا ہو مسافر و مہمان کی خاطرداری کس مذہب مین جائز نہوگی اور اس منت و سماجت سے میری آپ نے کوئی خبر نہین لی بلکہ بنایت و دیانت کو کام فرمایا لیکن کل تو مین نے منت نہین کی تھی کہ براے خدا آپ مجھے سرفراز فرمایئے اگرچہ مجھکو یہ معلوم ہوتا کہ آپ اسطرح آنکھ پھیر لینگے تو وہ وقت ایسا تھا کہ شاید جو مین عرض کرتی حضور اسے بشوق تمام منظور فرماتے نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار خورشید جبین اسی وقت تک اپنے مکان کی مکین تھی کہ جبتک تم وہان تہ توجہ خاص نہ تشریف لے گئے تھے جب وہ حضوری مین سرفراز ہوچکی تو شرط انسانیت سے بعید ہو کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین حاضر نہ رہے شاہزادہ جسپ ہورہا اس گفتگو مین کشتی قصر دوم مین پہونچی اور ملکہ گلرخسار پری واسطے استقبال کے حاضر ہوئی اور عرض کی کہ

ہ

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

شاہزادہ جسطرح سے کہ خورشید جبین سے محبت پیش آیا تھا اسی طرح ملکہ گلرخسار پری سے بھی محبت پیش آیا تا اینکہ ہر وقت اسی کے ناز و نیاز کی طرف متوجہ نگران تھا شاہزادے نے دل مین کہا کہ مین سخت مشکل مین گرفتار ہون کیا کہون نہین معلوم کہ ان نازنینون نے کوئی سحر کیا ہو کہ میرا دل خود بخود مائل اسی طرف ہوا جاتا ہو ورنہ یہ وہی پریزادین ہین کہ جنکی طرف مین آنکھ پھیر کے دیکھتا بھی نہ تھا توجہ کیسی یا اب جہان صورت دیکھی کا دیکھا کا نقشہ ہوگیا اور دل بھی تو مین اسی مشکوے حیرت مین آیا تھا مجھے ہرگز انسے محبت نہ تھی اب کیا ہو کہ شعاع محبت انکا میرے سینے مین روشن ہو جاتا ہو بلکہ مجھ پر کیا موقوف ہو دیکھو نہ یہی حال ابوالحسن جوہر کا بھی ہو نادرہ رازدار نے جو یہ حال شاہزادے کا متغیر دیکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اشارہ کیا کہ ذرا اپنے شوہر کا تو تماشا دیکھو ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے کو دیکھکر خوب ہنسی شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم تم کیا ہنسین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کچھ نہین شاہزادے نے نادرہ رازدار سے پوچھا کہ اے نادرہ رازدار

شاید طلسم مین روغن سحر بھی کسی ترکیب سے بنتا ہی اور وہ روغن زنان طلسم اپنے منھ پر ملتی ہین نادرہ رازدار نے کہا
ای شہریار منزل اعلیٰ مین جسکا قصر سادہ خطاب ہی سحر و ساحری کا دخل نہین ہی لیکن طلسم چار مثلثہ مین تاثیر کواکب
کے باعث بیشتر رواج سحر ہی شاہزادے نے فرمایا اگر سحر نہین ہی تو پھر کیا بلا ہی کہ جسوقت سے مین نے ملکہ
گلرخسار پری کو دیکھا ہی دل بے قرار ہوا جاتا ہی اور اُسکے حسن و جمال کے روبرو کوئی عورت نظر مین نہین سماتی
نادرہ رازدار نے کہا یہ حال اپنے دل سے پوچھو ہمکو کیا معلوم القصہ قصر دوم مین بھی تمام روز عیش مین گذرا اور
تا شام گذار نے پہر کے سیکشتی کی جب آفتاب غروب ہوا نادرہ رازدار سے شاہزادے نے کہا آج
مرغ اسرار نازل نہوا نادرہ رازدار نے کہا جبتک کہ نازنینان مشکوے حیرت اپنی تبدیل ہیئت کرتی
تھین مرغ اسرار کا بھی نزول ہوتا تھا جب اُنکی تبدیل ہیئت موقوف ہوئی نزول مرغ اسرار بھی موقوف ہوگیا
اب یہ مکان مشکوے حیرت آپ کے واسطے قصر نشاط آراستہ کیا گیا ہی شاہزادہ بعد دو گھڑی رات کے بالاخانہ
قصر پر تشریف لیگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی پہلو نشین شاہزادہ ہوئین آج شاہزادہ شب اول سے زیادہ
بیچین ہوا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا ای ملکہ آفاق اب بھی تم میرے حال زار پر رحم
فرماؤ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ تم اپنے عہد و شرط پر قایم نرہے اور پھر وہی تقاضا کرنے لگے بڑے شرم
کی بات ہی شاہزادے نے فرمایا انسان سے خطا ہو ہی جاتی ہی مجھے معاف فرماؤ بلکہ اب پھر اقرار کرالو ملکہ
نوبہار گلشن افروز نے کہا کیا مضائقہ ہی اگر تم ملکہ گلرخسار کے پاس نرہے تو پھر مین حاضر ہون شاہزادے نے
دل مین عہد کیا کہ آج اگر ہلاک بھی ہو جاؤن تو بلا سے لیکن یہ فعل ہرگز نکرونگا جب نصف شب گذری بستر راحت
پر آرام فرمایا یکایک ملکہ گلرخسار پری حاضر ہوئی شاہزادہ ملکہ گلرخسار پری کو دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا مگر ضبط
کرکے اسی حالت بیقراری مین ملکہ گلرخسار پری سے فرمایا کہ ای عورت براے خدا تو یہان سے چلی جا ملکہ گلرخسار
پری نے ناز و انداز سے دست بستہ کہا ای شہریار یہ کنیز اس مکان و صاحب مکان کی خدمت کیواسطے مقرر ہی
مین یہان سے کہان جاؤن غرض ہرچند شاہزادے نے ضبط کیا اور خودداری کو کام فرمایا لیکن کچھ نہوسکا اور
باہم صحبت ہو ہی گئی صبح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز بدستور ہنستی ہوئی شاہزادے کے پاس آئی اور کہا مبارک ہو
فرمائیے کہ یہ شب خیر و عافیت سے گذری یا آج بھی کوئی فتور واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا ہان مجبور تو ہون
مین نہین جانتا کہ یہ کیا اسرار ہی مین ایسا بے خود ہو جاتا ہون کہ مجھے مطلق اپنے حال و استقبال کا ہوش نہین رہتا
ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ ہان جو شخص قریب بہ ہلاکت پہونچے تو اُسکو اس فعل کو نکرنا منع ہی ورنہ اُسکے
لیے باعث ہلاکت ہی اور اپنے خون مین آپ ماخوذ ہونا ہی شاہزادے نے فرمایا ؏

یون لاکھ ہون تم نیا مین تو کچھ کام نہین ہی ۔۔۔ واللہ کہ تجھ بن مجھے آرام نہین ہی

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہاں آمین کیا شک ہے یہ فرمانا بہت درست ہے لیکن جواز جس وقت کے واسطے مقرر ہے وہ
ابھی وقت ہوا نہیں ہے اب تم عبث اس فکر بیہودہ میں گرفتار ہوتے ہو اور اپنے ساتھ اوروں کو بھی پریشان کرتے ہو یہ گفتگو
ہوتی تھی کہ ابوالحسن جوہر بھی مع نادرہ رازدار کے وہاں موجود ہوا اور کہا کہ حضور رات کیسی گذری شاہزادے نے کہا ویسی ہی
جیسی اوّل گذری تھی بعد اسکے وہ دونوں حمام میں گئے اور بعد غسل کے تبدیل پوشاک ہوئی اور قصر سوم کی طرف روانہ ہوئے
جب قصر سوم میں پہونچے ملکہ سیم غبغب مالکہ قصر شاہزادے کی خدمت میں حاضر ہوئی شاہزادہ سب جلوہ تمام
دن بھر سیر و تماشے میں مصروف رہا شب کو شاہزادے نے نادرہ رازدار سے کہا کہ آج جو ملکہ سے میں وعدہ
کرونگا ابوالحسن جوہر نے کہا تو حضرت بے فائدہ آپ عہد فرما کر عہد شکن ہوتے ہیں اگر یہ عہد فرمائیے گا تو کیا
ہوگا اس شعر کے مضمون کو ملاحظہ فرمائیے اور یہ جو نمائش ہیچ ہے بقول کسی استاد کے بیت

کیوں عبث پھرتا ہے اپنے کام کی تدبیر میں	خدا سے ہوتا ہے وہی جو کچھ ہے تقدیر میں

جناب عالی اب یہ خیال خام چھوڑ دیجیے میں تو خدمت میں گستاخانہ عرض کرتا ہوں کہ بیت

کونین سے بڑے ہیں مری سرنوشت تیرہ	ہم یہاں اگر یہاں ہیں تو دونوں بہشت ہیں

قصہ مختصر شاہزادہ اس شب کو ملکہ سیم غبغب کے پاس رہا اور نیز ابوالحسن جوہر مشکین شب ملکہ سیم غبغب
کے پاس شب باش ہوا صبح کو حسب معمول ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے کے قریب آئی ابوالحسن جوہر
نے کہا میں پہلے ہی خدمت عالی میں گذارش کر چکا ہوں کہ آپ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے خیال میں کیوں اپنا
لطف زندگی اور عیش بے وجہ برباد کرتے ہیں جو وہ حکم جناب حکیم صاحب کو نہ اور نہ کریگی اور جناب حکیم صاحب
جب تک وقت نہ آویگا ہرگز اجازت نہ دینگے بیت

ہم نشین جب مرے ایام بھلے آئینگے	بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے

شاہزادے نے کہا سچ ہے میں بھی خوب جانتا ہوں کہ وہی طلسم ہے اور وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے القصہ جب
قصر چہارم میں پہونچے ملکہ آتشین رخسار اور آتش طبع نائب اسکی واسطے استقبال کے آئی شاہزادے نے جو
آتشین رخسار کو دیکھا بے بیقراری ہاتھ باندھے ہوئے حاضر ہوئی غرض اس شب کو بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز
سے وہی عہد ہوا اور حکم ہوا کہ شراب ہماری محفل میں نہ آوے اسواسطے کہ نشہ شراب کا باطل ہے تب نادرہ رازدار
نے عرض کیا کہ خیر شراب نہ سہی عوض شراب کے معجون ہی سہی غرض بعد جلسہ رقص و سرود کے آرام فرمایا بعد ایک
ساعت وہی کیفیت پیدا ہوئی اور ایسی بیقراری ہوئی کہ جسکی حد نہیں لاچار ہوکر ملکہ آتشین رخسار سے ہم خواب
ہوا اور صبح کو بالفعل تمام ابوالحسن جوہر کے ساتھ حمام میں گیا اور غسل و لباس سے فراغت حاصل کرکے قصر میں
تشریف لایا ابوالحسن جوہر نے کہا آج کیا معاملہ پیش آیا شاہزادے نے کہا کیا کہوں کچھ عقل کام نہیں کرتی عجب بات

۴۶

ہو آخر پہلے بھی تو مین شکوے حیرت مین آیا تھا یہ ایکی کیا آفت ہی کہ یہان صورت دیکھی صبر ضبط نہین ہو سکتا ابوالحسن جوہر نے کہا اوّل حضور خیال ملکہ نوبہار گلشن افروز مین ایسے مبتلا تھے کہ اپنے جامہ کی خبر نہ تھی بقول سرور ؎

ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہین	پر یہ خبر نہین ہی ہین کون ہون کہان ہون

اسوجہ سے ان نازنینون کی طرف رغبت نہین ہوئی اور اب خدا کے لئے اطمینان خاطر ہی شاہزادے نے فرمایا درست یہی بات ہو غرض اب قصر پنجم مین شاہزادہ تشریف لایا یہان ملکہ قمر طلعت اور قمر دیدار نائب اُسکی حاضر خدمت ہوئی شاہزادہ موافق دستور کے ملکہ قمر طلعت کا عاشق ہوگیا نادرہ رازدار نے کہا حضور جو حکم فرمائین تعمیل کیا جائے شاہزادے نے فرمایا آج اشیا گرم کھانے مین ہون اور کل طعام بارد اور مضر باہ ہو نادرہ رازدار نے کہا بہت خوب یکایک ملکہ قمر طلعت حاضر خدمت ہوئی اور اس ناز و انداز سے سلام کیا کہ شاہزادہ بیقرار ہوگیا اور بجز اُس سے ہم خواب ہونے کے اور کچھ بن نہ آیا صبح کو ابوالحسن جوہر نے کہا حضور جو آپ فعل کرتے ہین غلام بھی کرتا ہو لیکن اس بے لطفی سے کہ روز ندامت اور انفعال ہو اس سے کیا حاصل شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ حماقت میری دامن گیر ہی کیا کہون یہی دل مین سوچتا ہون مصرع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال ٭ ابوالحسن جوہر نے کہا غلام نے تو عرض کیا ؎

از یار علاج دل شیدا شدنی نیست	جلا و جفا پیشہ مسیحا شدنی نیست

جب وقت اُسکا آئیگا بے تردد وہ کام ہو جائیگا بعد اسکے شاہزادہ قصر ششم مین گیا اور تمام دن حسب معمول سیر و تماشے مین رہا شام کو سجادہ عبادت پر تشریف لائے اور حکم دیا کہ آج ہم عبادت الٰہی مین بسر کرینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا خدا خیر کرے آج شاہزادے کا قصد نام خدا کچھ اور ہو نادرہ رازدار نے کہا آپ خاطر جمع فرمائین مقام الامتحان کا پانی ایسا نہین ہی کہ اُسکا اثر زایل ہو جائیگا یکایک ملکہ خرد آرا با نوبالاک قصر ششم حاضر ہوئی اور خرد افروز نائب اُسکی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار دونون اُسوقت شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر کے پاس سے ہٹ گئین جب تخلیہ ہوگیا شاہزادے کو رکعت کا تمام کرنا مشکل ہوگیا آخر کار ایسا بیقرار ہوا کہ نماز کو قطع کرکے ہم صحبت ہوا صبح کو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے پوچھا بیت

ای مصلی بگو کہ خیر گذشت	با مسجد خیال دیر گذشت

شاہزادے نے جواب دیا ؎

شیطان چو قوی بود مصلی چہ کند	صد حیلہ اگر کند فشلی چہ کند

شاہزادہ نے فرمایا یہ ملکہ خرد آرا بانو ایسی شیطان صفت میرے پاس آئی کہ عبادت مین فتور واقع ہوگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا واہ اس عشرت کدہ مین عبادت کرنا آپ ہی کا کام ہی ہر ایک سے نہین ہو سکتا

قصہ کوتاہ بعد فراغت غسل وغیرہ قصر ہفتم مین تشریف لائے ملکہ ناہید طلعت مالک قصر ہشتم مع نائب زہرہ طلعت حاضر ہوئی اور روشنی چراغان کو کنارے نے حکم دیا شاہزادے نے نادرہ راز دار سے کہا آج کوئی عورت ہمارے پاس نہ آئے آج ہم تنہا آرام کرینگے نادرہ راز دار نے کہا سوائے ملکہ ناہید طلعت کے اور کوئی عورت نہین آئیگی شاہزادہ چپ ہو رہا اور دروازہ مکان اندر سے بند کر لیا جب آدھی رات گذری یکبیک درد شکم ایسا عارض ہوا کہ کسی پہلو قرار نہ تھا آخر مکان سے گھبرا کر باہر تشریف لایا دیکھا کہ ایک خواص قریب دروازہ سوتی ہے اسکے پاس جاکر ہم خواب ہوا اس سے اور زیادہ درد ہوا اور ایک خواص اتفاقاً وہان کسی کام کو گئی تھی اس سے زبردستی مرتکب فعل بد کا ہوا اُسنے ایسا شور و غل مچایا کہ تمام خواصین جاگ اٹھین محل مین ایک ہجوم خواصون کا ہوگیا اور شاہزادے کو اس کثرت سے خواہش تھی کہ مطلق خبر نہوئی ہنوز ایک سے فارغ نہوا تھا کہ دوسری کو پکڑا اور کسی طرح سکون نہوا اور نہ درد مین تخفیف ہوئی اس ہنگامہ شور و غل سے ملکہ ناہید طلعت بھی وہان آئی اور اُسنے کہا ای شہریار افسوس باوجود میرے موجود ہونے کے آپ میری خواصون سے ایسی حرکت نالائق فرماتے ہین یہ آپکی شان سے خلاف ہے آخر شاہزادہ ملکہ ناہید طلعت سے ہم بغل ہوا اور جب چند مرتبہ متواتر خلاص ہوا تب درد سے جان بچی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ راز دار نے شاہزادے کو حالت دیوانگی مین مبتلا دیکھکر ایسا مضحکہ کیا اور قہقہے مارے کہ جسکی حد نہین اور کہا شہریار آجکی رات قرار واقعی آپ نے دوا اچھی کی تھی تو یہ ہے کہ اس سے زیادہ مرتبہ خودداری کا کیا ہوگا جو آپ نے فرمایا شاہزادے نے فرمایا کہ اب مین سمجھا کہ تردد و فکر میری محض بے فائدہ ہے کیا معنی کہ یہ امر محض بے اختیاری کا ہے یہان عقل کو دخل نہین ہے مین تاثیر طلسمی مین مبتلا ہون ابوالحسن جوہر نے سچ کہا تھا خیر اب سہی اب مقلد اس بات مین ابوالحسن جوہر کا ہوا وہ باقی رات اسی لطیفہ و حکایت مین گذری صبح کو بعد غسل و تبدیل پوشاک قصر ہشتم مین داخل ہوا ملکہ خورشید طلعت اور اُسکی نائب مہر آرا حاضر ہوئی اور شرف قدمبوسی شاہزادہ والا جاہ حاصل کیا شاہزادے نے فرمایا ای نادرہ راز دار مین یہان ایک مکان مین سویا صبح کو دیکھا کہ خود بخود دوسرے مکان مین چلا گیا اور سیر و تماشا بھی عجائب و غرائب کا دیکھنے مین آیا مگر اس مرتبہ وہ امر نہین دیکھا نادرہ راز دار نے کہا ای شہریار وہ باطن طلسم محض حضور کے ملاحظے کیواسطے تیار ہوا تھا جب آپ نے ملاحظہ فرمالیا موقوف ہوگیا اسواسطے کہ ایک کو دوبارہ دکھلانے سے کیا فائدہ کہ وہ تجلی باطن طلسم ہے اور طلسم کا باطن حکم تجلی رکھتا ہے اور مشکوے حیرت طلسم کا ظاہر ہے جسکے بانی مبانی ہمارے حکیم صاحب ہین شاہزادے نے فرمایا پہلے طلسم آفتاب کی ملکہ صبح دلکشا مالک تھی اب ملکہ خورشید طلعت ہے نادرہ راز دار نے کہا ملکہ صبح دلکشا اپنے ملک مشرق نگار مین ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای شہریار اس استفسار حال کا سبب ملکہ صبح دلکشا سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہنوز خیال ملکہ صبح دلکشا

خاطر اقدس سے دفع نہین ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہ پوچھنے سے حال کے کچھ گناہ لازم نہین ہوجاتا بعدہٗ شاہزادہ بالاے قصر تشریف لیگیا ملکہ خورشید طلعت سے ہم خواب ہوا اور صبح کو بعد حمام کے پوشاک گلناری زیب جسم کی اور قصر نہم مین تشریف لے گیا ملکہ حمراے خونخوار ملکہ قصر نہم اور گلنار پری نائب اُسکی حاضر ہوئین شاہزادہ نے ملکہ حمراے خونخوار سے فرمایا کہ اے خاتون جو جو تمنے تماشا میرے داخل ہونے کے وقت کیا تھا اب بھی وہ تماشا دکھلاؤ ملکہ حمراے خونخوار نے عرض کیا وہ تماشا محض اسیوقت کے واسطے منحصر تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے پوچھا وہ کیا تماشا تھا شاہزادے نے باہم خنجر بازی اور خونریزی کا حال ملکہ نوبہار گلشن افروز کے سامنے بیان کیا نادرہ راز دار نے کہا وہ سامان جو حضور نے ملاحظہ فرمایا بعینہٖ قیامت کا سامان ہی اب آپکو بجز عیش و آرام کے کسی سیر و تماشے مین مشغول ہونا نہ چاہیے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا قصہ کوتاہ آدھی رات تک تو ملکہ حمراے خونخوار سے ہم خواب ہوا صبح کو بعد غسل لباس زیب جسم کرکے قصر دہم مین تشریف لایا ملکہ سعادت بخش مع نائب اپنی سعیدہ طالع پری کے حاضر ہوئی شاہزادے نے نادرہ راز دار سے پوچھا کہ اے نادرہ راز دار حفیظ ثریا مکان وغیرہ میرے رفقا کہان ہین مین نے چند روز سے انکو نہین دیکھا جب مین مشکوے حیرت مین آیا تھا تو سب میرے ساتھ تھے نادرہ راز دار نے کہا سب رفیق حضور کے حاضر ہین اور اپنی اپنی معشوقون سے شب و روز عیش مین بسر کرتے ہین اگر حضور چاہین اُنکے مکان مین تشریف لیجائین شاہزادے اور ابوالحسن جوہر کو نادرہ راز دار قصر سے باہر لائی وہان سامنے قصر کے ایک دروازہ عالیشان لاجوردی دیکھا نادرہ راز دار سے شاہزادے نے پوچھا کہ یہ دروازہ پہلے ہمنے نہین دیکھا تھا نادرہ راز دار نے کہا یہ قصر دوم کے مضافات ہین بلکہ اسیطرح ہر ایک قصر دوم کے مضافات ہوتے ہین پہلے آپنے خیال نہ فرمایا ہوگا منجملہ ان سب مکانات کے ایک مکان کا دیکھنا کافی ہی شاہزادہ اُس مکان مین داخل ہوا وہان ایک قلعہ دیکھا کہ اُسمین بازار اور باغیچے بہت تھے اور بیچ مین ایک باغ وسیع نہایت آراستہ و پیراستہ تھا اور اُسمین صدہا مکانات نہایت خوش قطع بنے ہوے تھے نادرہ راز دار شاہزادہ کو اُس باغ مین لائی شاہزادے نے تمام رفقا کو اپنے موجود پایا اُنھون نے جو شاہزادے کے آنے کی خبر سُنی سب کے سب حاضر خدمت ہوے اور شاہزادے سے سب نے شکایت کی کہ ہمکو حضور نے کبھی یاد نہ فرمایا شاہزادے نے فرمایا کہ مین ایسی فکر مین مبتلا تھا کہ تمھارا کیا خود مجھے اپنا ہی ہوش نہ تھا جب اُس سے نجات ہوئی تمھارے پاس مین خود ہی آیا حفیظ ثریا مکان و بہرام وغیرہ نے بزم نشاط آراستہ کی اور تمام روز و شب بالاتفاق شراب و کباب اور ناچ وغیرہ مین مشغول رہے اور ملکہ شرف افروز بانو اور بہرام سے پوچھا کہ شاید تمھارا ملک یہان سے قریب اسی سرحد مین واقع ہی نادرہ راز دار نے کہا بہرام کا ملک طلسم ہرمز کے باطن سے متعلق ہی لیکن ملکہ شرف افروز بانو اس قصر کے مضافات سے ہی جسکو مشتری کہتے ہین شاہزادے نے کہا اے نادرہ راز دار تمنے کہا تھا کہ اب باطن مین اثر باقی نہین رہا اور تجلی کو تمکرا

نہین ہوتی پھر یہ رنگ کیونکر قایم ہو نادرہ راز نے کہا یہ شہر حکیم ارسطو کے وقت سے آباد چلا آتا ہو اور موجودات
اسکے خارج طلسم مین بھی ممکن ہین خلاف نیرنجات طلسم کے کہ وہ حکم انجی کا رکھتے ہین اور ایک ساعت مین وہ ہزار
رنگ بدلتے ہین جسطرح آپ نے باطن طلسم مریخ مین ملاحظہ فرمایا تھا کہ وہ چارون بادشاہ با فوج قاہرہ
ایک ساعت مین فنا ہوگئے جب کچھ دن باقی رہا شاہزادہ باغ سے نکلکر واسطے سیر چراغان کے نہر پر
تشریف لایا اور بعد وہان کے براہ قیصریہ قصر دہم مین داخل ہوا نادرہ راز دار نے عرض کی کہ حضور
یہان جو مکان ایسی صورت کے ہین انکو قیصریہ کہتے ہین حضور نے ایک مکان جسمین کہ نقد حضور کے ہین ملاحظہ
فرمایا بس سب اسی طرح کے ہین دوسری راہ قیصریہ کی قصر کے بالا بالا واقع ہے شاہزادے نے بعد فراغ
محفل جشن کے ملکہ سعادت بخش کے پاس آرام فرمایا اور صبح کو بعد غسل و تبدیل لباس کشتی مین سوار ہوگیا یعنی
قصر مین داخل ہوا ملکہ مشکین طرہ اور مشک فام پری دونون نائب و نیب حاضر ہوکر بعد قدمبوسی
کے شاہزادے کو اپنے قصر مین لائین شاہزادہ اُس روز شکار کیواسطے سوار ہوا اور شام کو اپنے محل مین داخل
ہوا اور مع نازنینان پری پیکر روشنی چراغان کی سیر دیکھی اور خاصہ نوش فرمایا منطقہ اور سلطان فرنگ وغیرہ
رخصت ہوئین بعد جانے اسکے کے ایک خواص نے عرض کی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہ آج کل شاہزادے
کو کچھ کسی کی فکر نہین ہر جس عورت سے جی چاہتا ہی ہم بغل ہوتا ہی اگر حکم ہو تو ملاحت پری بھی اپنی مراد دلی
کو پہنچے وہ کیون آرزو مین رہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ کیا قباحت ہو وہ بیچاری بھی اسی قصر کی
کنیزی مین آئی ہو مین اسکو کیون منع کرون یہ شرط انصاف سے بعید ہو مگر چونکہ میری ذات خاص سے تعلق رکھتی ہو
لہذا مین چاہتی ہون کہ اسکو بھی باعزت اور بطریق معقول شاہزادے کی خدمت مین بھیجون تاکہ اسکو بھی معلوم
ہوکہ کنیزی مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کی مجھے یہ رتبہ ملا ملاحت پری نے عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق بیت

دامن وصل تو بدست نگون بخت من	ماہی عشرت آمدہ گشتہ اسیر شست من

یہ کنیز حضور کی بقسم عرض کرتی ہو کہ مین سوائے خوشی مزاج عالی کے اور کسی شی کی طالب نہین ہون قصہ کوتاہ
شاہزادہ اُس شب کو ملکہ مشکین طرہ سے ہمخواب ہوا اور ابو الحسن جوہر مشک فام سے صبح کو بعد غسل
و تبدیل پوشاک روانہ بارھوین قصر مین ہوا اور رفعت پری خاتون ورفیعہ بلند پیشانی یہ دونون مالک
قصر و وزیر شاہزادۂ عالی وقار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین حاضر ہوئین نادرہ رازدار
نے شاہزادے کی خدمت مین عرض کی کہ نواح مین اس قصر کے سب سے زیادہ تر تماشا ہو اور صحرا بھی پربہار
و جانوران شکاری سے مملو ہی اگر حضور فرمائین تو شعر

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف	بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

فردوسی بیت

بفرمائے تا رخش را زین کنند	ہمہ دشت پر باز و شاہین کنند

غرض شاہزادہ شکار کو روانہ ہوا اور پیچھے سب رفیق اور یار بھی ہمراہ رکاب فیض آثار ہوے تمام روز تو شاہزادہ سیر شکار
مین مشغول رہا وقت مراجعت ایک حوض اثناے راہ مین ہزار گز کا مربع دیکھا مگر بے آب تھا اور چارون طرف قلابے
آہنی نہایت پائداری سے نصب کیے ہوے تھے شاہزادے نے اسکی بے آبی پر افسوس کیا بدر عالم منجم نے کہا
حضور مجھے بھی حیرت ہی کہ ایسا حوض اور پانی نہو کمال تعجب ہی قیاس مین نہین آتا اور یہ بھی عقل گوارا نہین کرتی
کہ یہ کبھی لبریز نہوا ہوا اور بظاہر کہین منبع کا بھی نشان معلوم نہین ہوتا اور نہر سلسبیل یہان سے ساٹھ فرسخ ہی
اور پانی نہر کا بھی بستہ ہی روان نہین ہی کہ جو خزانہ حوض انھین تصور کیا جائے ہان شاید بارش کے پانی سے بھرتا ہو
تو عجب نہین ہی نادرہ رازدار نے کہا اگر حضور مجھے فرمائین تو ابھی اس حوض کو پر از آب کر دون شاہزادے نے
کہا ہان اسکی قدرت سے دور نہین ہی ابھی ابر آئے اور حوض کیا چیز ہی دریا کے دریا پر ہو جائین نادرہ رازدار نے کہا
حضور فقط آپکے حکم کی دیر ہی شاہزادے نے کہا کہ ہان تم رازدار جناب حکیم صاحب ہو تمکو معلوم ہوگا شاید اسمین کوئی راز ہوگا
نادرہ رازدار نے کہا حضور تکلف تو یہ ہی کہ اگر حکم ہو تو آب سرد سے حوض پر ہو اور جو فرمایئے تو گرم پانی سے لبریز ہو جائے
شاہزادہ اور بدر عالم منجم کو زیادہ تر حیرت ہوئی اسی اثنا مین ابوالحسن جوہری بھی وہان پہونچا اور اسنے جو یہ حال سنا
شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ ناحق متحیر ہین نادرہ رازدار سچ کہتی ہی شاہزادے نے کہا ہان بھائی صاحب لیلی را
بچشم مجنون باید دید آپ جو تعریف نادرہ رازدار کی فرمائین بجا ہی نادرہ رازدار نے کہا حضور مجھے اس پہاڑ پر جانے
کی اجازت دین بعدہ جس طرح کا پانی بھرنے کا حکم ہو گرم یا سرد اسی طرح کا پانی بھر جائیگا شاہزادے نے فرمایا
اچھا ہم آب گرم حوض مین بھرنا چاہتے ہین نادرہ رازدار شاہزادہ عالی تبار سے رخصت ہو کر پہاڑ پر گئی تھوڑی دیر
مین جو حوض کو دیکھا تو واقعی آب گرم سے لبریز ہو گیا نادرہ رازدار شاہزادہ کے پاس چلی آئی اور کہا حضور نے یہ
تماشا دیکھا شاہزادے نے فرمایا واہ یہ تو خوب کل ہی اب اسکی حقیقت سے آگاہ کرو نادرہ رازدار نے اُن
حلقون مین سے جو کہ چارون طرف حوض کے نصب تھے ایک حلقہ کو پیچ دیا فوراً آب گرم زمین سے اُبلنے لگا
اسی طرح دوسرے قلابے کو پیچ دیا اس سے پانی سرد پیدا ہوا اور حوض پر ہو گیا شاہزادے نے فرمایا خزانہ آب سرد
اور گرم کا کہان ہی نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار سو گز زیر زمین حوض خزانہ آب سرد ہی اور اسی طرح دوسرا خزانہ
آب گرم کا ہی جب قلابہ شرقی کو پیچ دیتے ہین آب سرد خزانے سے آتا ہی اور قلابۂ مغربی کے پیچ دینے سے آب گرم جوش
کھاتا ہی اور یہ دونون قلابے خالی کرنے کے ہین یعنے انکے پیچ دینے سے پانی نہر رشک سلسبیل کو چلا جاتا ہی
مگر اصل یہ ہی آب سرد کا پہاڑ پر ہی کہ ایک چشمہ ہی اور انھین سے آتا ہی اور آب گرم کے خزانہ کی تہ مین ایک چراغ ہی

اُسکی روشنی کے سبب سے پانی گرم ہوجاتا ہی اور وہ چراغ طلسمی ہی شاہزادے نے پوچھا اس حوض کا نام کیا ہی نادرہ رازدار
نے کہا برکۃ الغرایب شاہزادے نے عقل و فراست پر حکماے متقدمین کے آفرین کہی اور وہان سے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا اور تمام حقیقت حوض کی بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا ہان مین نے
بھی یہ حوض دیکھا ہی غرض پھر حسب معمول روشنی نہر کا تماشا دیکھا اور خاصہ نوش فرمایا اور ناچ دیکھا اور ملکہ رفعت خاتون
سے تمام شب صحبت رہی صبح کو بعد غسل کے قصر سیزدہم کی جانب روانہ ہوے وہان ملکہ حسن افروز اور حسن آرا
نائب و منیب دونون حاضر ہوئین شاہزادہ یہان بھی ناچ وغیرہ سے فراغت کر کے ملکہ حسن افروز سے عیش مین
مشغول ہوا اور ابوالحسن جوہر بھی اسی شغل مین حسن آرا سے غرض صبح کو غسل کیا پوشاک بدل کے نادرہ رازدار
نے کہا اس صحراے پر فضا کی بھی آب و ہوا نہایت خوب ہی اور مکانات خوش قطع ہین اور کہسار پہاڑ اور چشمہ آب شیرین
و خوشگوار اور مرغان خوش آواز و نغمہ سرا کو ملاحظہ فرمایئے کہ بیان انکا قلمبند نہین ہوسکتا دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی
الغرض شاہزادہ اس تیرھوین قصر مین بھی مہمان رہا چوتھے روز وہان سے چودھوین قصر مین تشریف لایا یہان ملکہ
عالم افروز اور اسکی نائب حوران وحشت دونون حاضر ہوئین اور شاہزادے کو لے گئین شاہزادہ حسب معمول
بعد فراغت سیر و شکار صحراے بہار مین کہ وہ بہشت عجائبات مشہور ہی اور قصر اسرار بھی اسے کہتے ہین بفراغت تمام
عالم افروز پری سے ہم صحبت رہا اور حوران وحشت ابوالحسن جوہر کے تصرف مین آئی جب دوسرا روز ہوا
تخت دولت و کامرانی پر اجلاس فرمایا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ای ملکہ بیان کرو کوئی اور سیر بھی باقی
ہی یا تمام محلات طلسم ختم ہوے الحمد للہ کہ مشکوے حیرت کا تماشا بھی نظر سے گذرا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے فرمایا ای شہریار جو شخص کہ دار الخلد مین داخل ہوتا ہی اسے سیر کی کیا حاجت ہی یہ قصر اسرار عجائبات کا
دار الفردوس مشہور ہی شاہزادے نے فرمایا فردوس و خلد تو بعد مرنے کے میسر ہوتا ہی پس یہ بہشت طلسم تمھاری
ذات خاص کو مبارک ہو اگر مین خود یہان سے نہ نکل سکونگا تو جان دیکر تو یہان سے نکلنا ہوگا تم غور کرو کہ کب تک
مین ایک جا پر عمر اپنی بسر کرون جبکہ بنیاد عالم کو قرار نہین ہی تو انسان کو قرار کجا اسطرح کی گفتگو سے شاہزادے
کی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہوش جاتے رہے اور سمجھی کہ اب شاہزادے کا قیام مشکل ہی اگر جناب
حکیم صاحب اجازت دین تو شاہزادے سے وصل حقیقی ہوجائے نہین تو یہ امید تا زیست دل مین باقی رہیگی
اور شاہزادہ بھی پراگندہ مزاج ہوگا اور مین ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا کو بھی بلا لونگی آخر جب
شاہزادے کو تین شب و روز اسطرح پریشان حالی مین گذرے چوتھے روز ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اور
نادرہ رازدار سے فرمایا کہ تمنے میرے سوال کا کچھ جواب نہ دیا نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار بجز اسکے اور کیا
جواب ہی کہ بہشت سے زیادہ کوئی عمدہ جگہ نہین ہی جو مین عرض کرون شاہزادے نے کہا کہ بس بہشت دنیا کی سیر ہوچکی

اب دل نہین چاہتا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا علاوہ ان قصرات اور محلات و نازنینان مشکوے حیرت کے تمام خواصین میری جو ہر ایک صاحب جمال اور حسن و صورت مین بے مثال ہین وہ آپ کی خدمت مین حاضر ہین اُنکو آپ تصرف مین لائیے غرض ملکہ نو بہار گلشن افروز کی یہ تھی کہ اس ترغیب نسوان سے شاہزادے کا مزاج بہل جائے اور سیر گنبد گیتی نما کی خواہش نکرے اور یہین کے اشغال اور لہو ولعب مین مشغول رہے لیکن ملکہ نو بہار گلشن افروز کو یہ نہ معلوم تھا کہ شاہزادے کے ولولۂ عشق ملکہ شمسہ تاجدار نے قلب عالی مین رخنہ پردازی شروع کردی اور لطف یہ ہے کہ شاہزادے کو خود اپنے حال دل سے اطلاع نہین مگر ہان خود بخود طبیعت یہان سے اوداس ہوتی جاتی ہے اور دل گھبراتا ہے اور ایک جوش وحشت پیدا ہوتا جاتا ہے ملکہ نو بہار گلشن افروز نے ایک خواص حسین کو لباس پر تکلف و زیور جواہرات سے آراستہ و پیراستہ کیا اور شاہزادۂ والا تبار کی خدمت مین بھیجا اور شاہزادہ اُس سے ہم صحبت ہوا قدرت پروردگار کی دیکھنا چاہیے کہ یہ وہی ملکہ نو بہار گلشن افروز عالی وقار ہے جسنے فقط نظر توجہ سے ملکہ صبح دلکشا کی طرف دیکھنے سے کیسا شاہزادے کو پریشان کیا اور کوہسار مین حیران و سرگردان پھرایا اور اب بھی وہی ملکہ ہے کہ جسنے نازنینان مشکوے حیرت کو خود شاہزادے کے ہم صحبت دیکھا بلکہ اپنی خواہش سے شاہزادے کی خوشی کو مقدم جانا اور اپنی خواص خاص کو ان تکلفات سے آراستہ و پیراستہ کرکے بھیجا کہ کسی طرح شاہزادے کا دل بہلے اور یہان سے نجائے اور شاہزادے کا بھی وہ حال ہوا کہ یا تو بدون دیکھے ملکہ نو بہار گلشن افروز کسی طرح ایک لحظہ آرام و قرار نہ آتا تھا اور از خود فراموش تھا یا یہ کہ اب دم گھبراتا ہے اور خود کنارہ کرتا ہے اور یہان دنیا گوارا ہے مگر طلسم مین رہنا گوارا نہین ہے غرض وہ خواص بڑے ناز و انداز سے شاہزادے کے پاس گئی اور ہم صحبت ہوئی اور کوئی درجہ شاہزادے کی مدارات و خدمت گذاری مین ملکہ نو بہار گلشن افروز نے باقی نہین رکھا مگر ایک روز جو شاہزادہ کی خواب راحت سے آنکھ کھلی بعد ادائے نماز صبح حکم دیا کہ اسپ شبگون کو حاضر کرو ہین واسطے ہوا کھانے کے جاؤنگا اور میرے ساتھ کوئی نجائے فقط ایک سائیس کافی ہے ابو الحسن جوہر نے کہا غلام تو ہمراہ رکاب ضرور ہی ہوگا شاہزادے نے فرمایا کہ بدون تیرے کوئی امر ہوبے لطف ہے ابو الحسن جوہر ساتھ ہوا اور شاہزادہ عالیجاہ سوار ہوا حسب اتفاق اُس روز ملکہ نو بہار گلشن افروز اور نادرہ راز دار ایسی خواب غفلت مین سرشار رہوئین کہ مطلق شاہزادے کے سوار ہونے کی خبر نہوئی جب ملکہ نو بہار گلشن افروز بیدار ہوئی اور سنا کہ شاہزادہ سوار ہوگیا اور تنہا واسطے ہوا خواری کے گیا ہے نادرہ راز دار سے کہا اے خواہر آج خلاف قاعدہ شاہزادہ تنہا گیا یہ خالی از علت نہین ہے نادرہ راز دار نے کہا آپ کیون وسواس کرتی ہین وہ ایک گھڑی مین شاہزادہ آجائیگا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا چند پرندون کو خفیہ واسطے خبر کے ضرور بھیجنا چاہیے نادرہ راز دار نے کہا

کہ ہرچند یہ فقیر کم سن ہی لیکن آثار کرامت و خرق عادات مثل ولیون کے پائے جاتے ہین اور ظاہر بھی بشرہ سے جاہ و جلال سردارانہ پایا جاتا ہی شاہزادے نے فرمایا ہان والاجناب ہیرو نے آپکی زبان معجز بیان سے لفظ اسیر سنا نہین معلوم کہ حضرت نے اس لفظ سے کسکو یاد فرمایا درویش بولا کہ بابا جب اس جوان نے نام تمھارا معز الدین بیان کیا تب مین نے پوچھا کہ شاید اسکا نام اسیر طلسم بھی ہی شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے شاہزادۂ جہان اور شاہزادۂ شمس القمران مردان طلسم کہتے ہین مگر اب یہ خطاب تازہ سرکار سے

مرحمت ہوا درویش نے کہا بخدا مین نے اس نام سے تمکو موسوم نہین کیا بلکہ تمام مخلوق خدا یہی کہتی ہی شاہزادے نے فرمایا ورانحالیکہ مین نے زندان طلسم کی صورت نہین دیکھی پھر مین کیونکر اسیر طلسم ہوا فقیر نے کہا اے جوان عاقل یہ تم خوب سمجھ لو کہ اصل زندان بنیاد طلسم ہی اور دوسری دلیل یہ ہی کہ آپ کو طلسم سے باہر جانے کی کب قدرت ہی تو بس بدتر از زندان ہی مگر ہان جو کہ اسرار و انجام کار سے ماہر ہی اسکو نہین کہ سکتے شاہزادہ دل مین محظوظ ہوا اور فرمایا کہ اے ہادی طریق و استاد شفیق اب حضور اپنے حال سے مطلع فرمائیے کیون یہ پہاڑ آپکا دار القرار ہی غالباً بطریق سیاحی ورود اجلال ہوا ہوگا اور اسم پاک حضور کا کیا ہی فقیر نے کہا بابا اس فقیر مہجور سراپا قصور و وصل جانان سے دور کو ارشاد کہتے ہین اور اب چندے سے بوجہ خوبی آب و ہوا کے یہان بود و باش اختیار کی ہی اور باقی شب و روز سیاحی مین گذرتے ہین شاہزادے نے پوچھا وطن مالوف شریف درویش نے کہا عدم شاہزادے نے کہا کہ عدم سے کس ولایت مین وجود شہود مین آئے درویش نے کہا ولایت بدن مین شاہزادے نے فرمایا ایسا جواب دیجیے کہ ہر فرد بشر سمجھے اور شریک حال ہو

آخروالدین کا حضور کے کیا نام تھا درویش نے کہا افلاک میرے آبا ہین اور عناصر مادر حقیقی شاہزادے نے فرمایا
یہ تو رمز و کنایہ کی باتین ہین جو مین عرض کرتا ہون اُسکا جواب عنایت ہو فقیر نے کہا تمھین فقیر کی حقیقت سے کیا
کام جو اپنا مطلب ہو اُسے پوچھو ہم اپنی حقیقت تجھے کیا بیان کرین اور تمکو اُس سے کیا فائدہ ہوگا مصرع
از ضعف بہر جا کہ نشستیم وطن شد ** شاہزادے نے فرمایا آپ جو اسیر طلسم مجھے ارشاد فرماتے ہین یہ واقعی فرمایا
یا خوش طبعی سے درویش نے کہا اگر واقعی نہوتا تو مخاطب باین خطاب نہوتا اور جو کہنا ہمارا تمکو غلط معلوم ہو تو
طلسم سے نکل کے دیکھ لو اگر اختیار مین تمھارے طلسم سے نکل جانا ہی تو تم اسیر نہین ہو ورنہ بدتر از اسیر ہو ای
جوان عقل ایک جوہر لطیف ہی کہ اُسکے سبب سے معرفت عبد و معبود حاصل ہوتی ہی چنانچہ اسی جوہر سے خداوند کریم
نے انسان کو کل مخلوق پر شرف عنایت فرمایا ہی اور یہ آیہ شاید تمکو نہین معلوم وَاتَّقُوْنِ یَا اُولِی الْاَلْبَابِ ہم تجھے
پوچھتے ہین کہ تم اپنی کیفیت بھولے ہو اور ہماری کیفیت دریافت کرتے ہو آیا تمھارے والدین بھی ہین یا تم بھی منسوبات
طلسمات ہو اور کیا صانع نے تمکو فقط اسی تماشے کیواسطے خلق کیا ہی شاہزادے نے فرمایا ای حضرت مین تو اس طلسم مین ایک پری زاد
پر عاشق ہون جب وصل حقیقی اُس سے حاصل ہو جائیگا پھر طلسم مین نہین رہونگا درویش نے کہا بشرطیکہ وصل حقیقی
میسر ہو اور چاشنی فانیہ طلسمی بھی منزل مقصود کی خارج نہوا سو وقت باختیار خود طلسم سے نکلنا ممکن ہی اور جو عالم
بے اختیاری مین نکالا گیا اور کیفیت طلسمی طبیعت سے محو نہوئی پھر سوائے ندامت اور پشیمانی کے کیا حاصل ہوگا
اور خارج ہونا طلسم سے یہ امر یقینی ہی شاہزادے نے فرمایا کہ پہلے آپ نے اسیر طلسم فرمایا اور اب یہ کہا کہ طلسم سے نکالا
جائیگا یہ کچھ مین نہین سمجھا فقیر نے کہا بابا مین تو اختیار و بے اختیار مین گفتگو کرتا ہون ورنہ یہ بات تو صریح ہی کہ عمر
طلسم اور عمر سیر طلسم اور عمر سیاح طلسم آخر ہو جائیگی اگر قابل و عاقل ہے تو بجائے خود دیکھے اور جیسے تمام مرحلات
کی سیر کرلی یا کچھ باقی ہی آخر کار طلسم سے خارج ہونگا اور منزل مقصود میری عالم طلسم سے خلاف ہی تو البتہ اُس مرد
عقلمند کی نسبت وہ لفظ اسیری عائد نہین ہوتی شاہزادہ نے فرمایا ہان اب مین بخوبی سمجھا کہ واقعی مین طلسم
مین بے اختیار محض ہون ؎

عیشم مدام است از لعل دلخواہ	کارم بکار است الحمد للہ

درویش نے کہا کاش عیش مدام بھی نصیب ہو نہ کہ عیش غیر مدام کیواسطے آدمی اپنے کو ہزار آفت مین گرفتار کرے
یہ کیا عقل کی بات ہوا ای جوان اگر اسی شراب بیہوشی کا استعمال رہا تو نشہ اُسکا تمام معاملات اصلی سے مجھے
بے نصیب محض کرویگا ہر چند کہ یہ جو ہر مردم عیار پیشہ اور ذی علم و ذی فنون ہی لیکن نادیدہ روزگار اور ناتجربہ کار
ہی کہ جو دیکھا اُسکو یاد نہین ابوالحسن جو ہر حرف سے درویش کے ایسا دم بخود ہوا کہ تصویر ہو گیا اور سب
باتین بگوش دل سنا کیا اور دل پر نقش کرلیا بعد اُسکے درویش نے شاہزادے سے کہا ای جوان تمکو ایسی غفلت

زیبا نہین ہی کہ تم بادشاہ ہو اور بادشاہ بھی اُولوالعزم و صاحبقران روزگار جسکی ایسی صفت ہو وہ یون غافل ہو بڑا افسوس ہی اور نہایت شرم کی بات ہی ابو الحسن جوہر نے شاہزادے سے کہا ایسے کلمات با تہذیب مفید و اثر پذیر تمام عمر سُننے مین نہ آئے بیشک و شبہہ یہ درویش با خدا و اہل کمال و کرامات سے ہی شاہزادے نے فرمایا اے ہادی اس سن و سال یقین جو خداوند کریم نے کمال آپ کو مرحمت فرمائے ہین ہمنے تو کسی بشر مین نہین دیکھے براے خدا آپ یہ ارشاد فرمائین کہ اب کوئی اور مرحلہ طلسم ایسا ہی جو کہ میری نظر سے نہین گذرا درویش نے ارشاد فرمایا ایک مرحلہ ایسا ہی کہ تمام مرحلات طلسم کی اُسکے آگے کچھ حقیقت نہین ہی وہ تمھاری نظر سے نہین گذرا اور وہی مرحلہ منزل مقصود کی راہ ہی مگر جبکہ طبیعت درست ہو اور مستقل مزاج ہو کسی کے بہکانے پر عمل نکرو تب وہان تک پہونچوگے ورنہ پہونچنا بہت دشوار ہی شاہزادے نے کہا کہ نام اُس مرحلہ کا کیا ہی اُسے کس طرح سے دیکھین درویش نے کہا نام اُسکا قبۃ المثال و گنبد گیتی نما ہی لیکن وہان کی سیر جب تم دیکھوگے کہ اس عیش طلسم سے دست بردار ہو اور نادرہ رازدار کی معرفت حکیم صاحب سے اجازت منگاؤ جب وہ مقام دیکھنے مین آویگا اُسوقت تم ہمارے قول کو یاد کروگے لیکن یقین ہی کہ محبت ملکہ نوبہار گلشن افروز مانع سیر گنبد گیتی نما ہو مگر خبردار تم اپنے عزم بالجزم پر مستعد رہنا اور کیسی ہی کوئی منت و سماجت کرے تم ایک نہ سُننا ورنہ انتہاے مرتبہ کل ایک سال کی مدت عمر طلسم کی باقی ہی بعد اس مدت کے پھر نہ تم ہوگے اور نہ مرحلہ طلسم بس پشیمانی اور ندامت البتہ ہوگی۔ بیت

من نمی گویم زیان کن یا بفکر سود باش		ای ز فرصت بے خبر در ہرچہ باشی زود باش	

انسان کو ہر کام و ہر امر مین مآل کار کا خیال رکھنا اور انجام پر غور کرنا ضرور بلکہ واجب ہی اور جو ملکہ نوبہار گلشن افروز از حد اصرار کرے تو تم یہ کہنا کہ اچھا میری سیر گنبد گیتی نما وغیرہ اس شرط سے ترک ہوتی ہی کہ اپنے شربت وصل سے مجھکو سیراب کرو بس یہ جواب ایک ہزار جواب پر ترجیح رکھتا ہی اگر وہ وصل قبول کرے تو تم کہنا کہ فقیر دروغ گو تھا لیکن جبتک نفس امارہ کی خواہش کو دفع نکروگے منزل مقصود کو نہ پہونچوگے۔

منت ایچہ حق بود گفتم تمام		تو دانی دگر بعد ازین والسّلام	

شاہزادے نے شاہ ارشاد سے ساز و نغمہ کی فرمایش کی فقیر نے کہا یہ وقت میری عبادت کا ہی اسکو اور کسی وقت پر اُٹھا رکھو انشاء اللہ تعالیٰ یار زندہ و صحبت باقی کبھی ہمارا سانہ بھی سُن لیجیے گا شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر دونون درویش سے رخصت ہو کر روانہ ہوے واضح ہو کہ یہ شاہ ارشاد وہی آفت روزگار غنچہ شیرین کار ہی کہ جسنے ملکہ روح افزا اور ملکہ ناطقہ روشن بیان کا پیغام جناب حکیم صاحب کو پہونچایا تھا اور حسب الحکم حکیم صاحب کے شاہزادے کو گنبد گیتی نما کے نام سے آگاہ کر دیا القصہ شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر وہان سے روانہ ہوے اثناے راہ مین نادرہ رازدار سے ملاقات ہوئی شاہزادہ نے فرمایا

ہی نادرہ رازدار نے منع کیا تھا کہ کوئی واحد ہمارے ہمراہ نہ آوے یہ تھے کسواسطے تکلیف کی نادرہ رازدار
نے عرض کی حضور کو جو زیادہ تر عرصہ ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بعد انتظار بسیار مجھے بھیجا اور ابھی تک
حاضری بھی نوش نہین فرمائی شاہزادے نے فرمایا کہ کیا ہم کسی بلا مین گرفتار ہوگئے تھے واہ فقط شکار کے جانے مین
اسقدر بیقراری نادرہ رازدار نے کہا خیر ہی آج حضور کا مزاج مبارک کچھ برہم پاتی ہون شاہزادے نے کچھ
جواب نہ دیا محل مین تشریف لایا جب مسند پر جلوہ گر ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جام بادۂ ناب شاہزادے
کو دیا شاہزادے نے فرمایا اسوقت شراب پینے کو دل نہین چاہتا ملکہ [illegible] موقوف ہو کہ یہ ناحق کی دماغ خراشی
ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز دم بخود ہوگئی نادرہ رازدار نے کہا کہ شہریار آج حضور کا مزاج کچھ مکدر معلوم
ہوتا ہی خدا نخواستہ کون سا امر خلاف مزاج وہان واقع ہوا شاہزادے نے فرمایا ظاہر ہو کہ مین ایک
مرد سیاح ہون ہر لحظہ ایک تماشائے عجیب و سیرگاہ غریب کا جویان رہتا ہون اور تمھاری ملکہ میرے مطلب مین
اقسام و انواع کے عذر و حیلے کرتی ہی پھر تحقیق انصاف کرو کہ اس دل خواہان وصال کو کب تک سمجھاؤن اور
کیونکر صبر آئے اور کہان تک لہو و لعب مین عمر کو ضایع کرون نادرہ رازدار نے کہا کہ شہریار ملک شرف فزا
کے شہر سے شہر علیین تک برابر شہر و بلاد آراستہ موجود ہین اور ہر شہر مین سواد شہر اور مقامات سیر و تماشا
اور شکار موجود ہین جہان حکم ہو سامان عیش و طرب مہیا ہو جائے شاہزادے نے فرمایا یہ سب مقامات مین
دیکھ چکا ہون نادرہ رازدار نے کہا حضور کا قول یہ ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز عذر و حیلہ کرتی ہین بخدا یہ
خیال آپکا محض غلط ہو یہ تو فرمائیے کہ اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز حضور سے انکار و پرہیز کرینگی پھر
جہان مین وہ کون شخص ہی کہ جس سے رضا مند ہونگی مگر ہان ہر ایک امر کا موقع و محل ہی شاہزادے نے فرمایا
کہ موقع و محل کو مین لیکر کہان رکھون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا تمھاری آزردگی بیجا ہی مین تمسے ہزار بار
کہہ چکی کہ تم خواصون کو اپنے کام مین لاؤ مین بخوشی کہتی ہون شاہزادے نے کہا کہ کہان تک مین اس شغل واہی
مین بسر کرون آخر اسکی کچھ حد بھی ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان صاحب وہ بھول گئے اور وہ
زمانہ اب کہان گیا کہ آپ شب و روز کس پریشانی اور رنج مین گرفتار رہتے تھے اور ہر وقت ایک نظر
میری صورت دیکھنے کے مشتاق و آرزومند رہتے تھے اور جب سختی زمانے سے فرصت پائی اور میری صحبت ملی
اور یہ عجیب و غریب فرمایشین ہونے لگین آپ تو فرماتے تھے کہ مین فقط ایک نظر دیدار کا مشتاق ہون

بلکہ وہ شعر آپکا موجود ہی ؎

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور مجھے
دیکھنا ایک نظر تمکو ہی منظور مجھے

جب آپکو صورت دیکھنا میسر نہ آئی تھی اب دن رات مین شغل فرمانبرداروں کے خدمت مین حاضر رہتی ہون

اور چند سے صبر کرو وہ بھی دن آیا جاتا ہی جسکے تم طالب ہوا ور کیون صاحب

یہی اقرار یہی قول یہی وعدے تھے
غیر سے ملنے کے لکھے تھے جھلا کیسے

عہد پر عہد کیے تھے یہی قسمین کھاکے
یہی ہوتے ہین غرض اہل وفا کے شیوے

وہ محبت وہ عنایت وہ اطاعت کیا تھی
وہ خوشامد وہ لجاجت وہ سماجت کیا تھی

شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ آفاق خلاصہ یہ ہی کہ اگر کوئی سیرگاہ تازہ وتماشاے عجیب وتو میری نظر سے گذرتا رہے تو طبیعت میری پراگندہ نہو ورنہ شب وروز اسی رنج وغم مین مبتلا رہونگا آخرش شب کو شاہزادہ تنہا رہا اور صبح کو دیوان عام مین تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور حفیظ ثریا مکان وغیرہ رفقا دربار مین حاضر ہوے شاہزادہ چند ساعت کے بعد دربار سے پھر محل مین آیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا کہ تمنے میری پریشانی طبیعت کا کچھ علاج نہ کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین از سر نو مرغزار عشرت کی تیاری کراتی ہون شاہزادے نے کہا کہ روضہ بہشت برین کی بھی سیر اچھی معلوم نہین ہوتی مرغزار عشرت کیا چیز ہی خراب مین مفصل حال اپنا بیان کرتا ہون کہ عجائبات مین ایک مقام قبۃ المثال کی گنبد گیتی نما ہی اسکی اگر سیر تمھارے اختیار مین ہو تو تم اجازت دو ورنہ جناب حکیم صاحب سے اجازت منگا دو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو نام گیتی نما کا سنا رنگ چہرے کا فق ہوگیا اور نادرہ رازدار کیطرف دیکھا

نادرہ رازدار کو ملکہ نوبہار گلشن افروز سے زیادہ تر استعجاب ہوا نادرہ رازدار نے اپنے سر کی قسم دی کہ آپ بتائیے کہ یہ آپ سے کسنے کہا اور کون دشمن جانی ہمارا تھا کہ جسنے ہمارے سینے مین آگ لگا دی کہ دل و جگر دونون جل گئے شاہزادے نے فرمایا کہ لفظ دشمنی مین نہین سمجھا مجھے سمجھا دو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا دل تم نام اُسکا بتادو تو پھر حال دشمنی مین بیان کرون شاہزادے نے کہا ایک شرط سے مین کہتا ہون کہ تم میرے تماشے کی مانع نہو ورنہ مین از حد ناراض ہونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین مانع نہین آپ شوق سے تشریف لیجائیں شاہزادے نے کہا اے ملکہ آفاق جس روز مین تنہا سیر کو گیا تھا فلان پہاڑ پر ایک درویش خدارسیدہ کو مین نے دیکھا اور اُسنے مجھے گنبد گیتی نما کے حال سے آگاہ کردیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہان فقیر کا دخل نہین ہے نادرہ رازدار نے کہا مین ابھی جاکر فقیر کا حال دریافت کرتی ہون نادرہ رازدار حسب الحکم ملکہ نوبہار گلشن افروز پہاڑ پر گئی اور تمام پہاڑ چھان ڈالا فقیر کیسا کسی ذی حیات کا بھی نشان نہین ملا لیکن زبانی جلودار کے بھی یہ سُنا جو شاہزادے کے ساتھ گیا تھا کہ آواز نغمہ وساز کی پہاڑ پر سے آتی تھی اور شاہزادہ وابوالحسن جو پہر پہاڑ پر گئے تھے اور چار گھڑی کامل کے بعد وہان سے آئے تھے لیکن یہ نہین جانتا کہ وہ کون تھا اور کیا معاملہ روبکار رہا جب نادرہ رازدار سے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے یہ حال سُنا فرمایا بیشک یہ کام کسی دشمن سخت کا ہے خیر جو کچھ ہوا سو ہوا نادرہ رازدار نے کہا اب اسکی یہی تدبیر ہے کہ شاہزادے کو بہلائے رہو ایسا نہو کہ مجھسے کہے کہ تم جاکر جناب حکیم صاحب سے اجازت لا دو پھر میری مجال نہین کہ جو مین ایک دم تساہل کرسکون ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ ممکن نہین کہ جو شاہزادہ نہ کہے لیکن تو شاہزادے کی درخواست سے پہلے جناب حکیم صاحب کی خدمت مین جا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ اے حضرت شاہزادے نے کسی گمنام فقیر سے گنبد گیتی نما کا نام سُنا ہے اور درخواہان وہ حضور سے ضرور مستدعی سیر گنبد گیتی نما کی کریگا لہذا حضور سے امیدوار ہون کہ حضور از راہ بندہ پروری و نوازش بزرگانہ ایسی تدبیر فرمائین کہ شاہزادے کا جانا ملتوی رہے اور طلسم سے باہر نہ نکلے اور اگر شاید وہ والدین کی زیارت کا مشتاق ہو تو حضرت اُنھین بھی یہین بلوالین دوسرے نام سے بھی اُس فقیر کے آگاہ فرمائین جسنے کہ گنبد گیتی نما کا نام شاہزادۂ عالی جاہ کو بتایا ہے نادرہ رازدار یہ پیام لیکے جناب حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی اور پیام ملکہ نوبہار گلشن افروز کا بیان کیا حکیم صاحب نے فرمایا اے نادرہ رازدار ملکہ کو دعا کہنا اور جواب دینا کہ جو امر مقرر ہوچکا وہ کسی طرح بدل نہین سکتا اور شاہزادے کا طلسم سے باہر جانا یقینی ہے تم ناحق اصرار کرتی ہو کسواسطے کہ اگر شاہزادہ ہزار برس طلسم مین رہیگا تو بھی مطلب دلی طرفین کا حاصل نہوگا اور والدین شاہزادے کے کسی طرح داخل طلسم نہین ہوسکتے کسواسطے کہ بغیر اجازت

بانیان طلسم کوئی واحد داخل طلسم نہین ہوسکتا لیکن خاطر جمع رکھو خدا کا فضل شامل حال ہی انجام کار تمھارا اچھا ہوگا مگر
اب شاہزادے کو بخوشی تمام واسطے سیر گنبد گیتی نما کے جانے دو بعد اسکے جو معاملہ کہ پیش آئیگا آسے بیان کرنا میرے
بیان کرنے کی اولا ہی سے کچھ ضرورت نہین ہی اور اُس فقیر کا حال دریافت کرنے سے بجز بیوقوفی کے اور کیا
حاصل ہونا ہی شاید تمنے ہمکو غماز سمجھا ہی بس وہ دوست و خیر خواہ طرفین ہی جسنے کہ نام گنبد گیتی نما کا بتایا تمکو
شکر گذار رہنا چاہیے کہ اُسنے میری تمھاری خاطر سے سیر گنبد گیتی نما کی شاہزادے سے بیان کی ورنہ مین خود وہان بھیجتا
باقی والسلام نادرہ رازدار وہان سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئی اور جو کیفیت کہ جناب حکیم صاحب
سے سنی تھی بیان کی ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ سنکے بے اختیار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا
زمانہ مفارقت و مہاجرت اب قریب آیا اور دیکھیے آتش فراق شاہزادے مین کب تک جلون خیر مصرع
نوبت او گذشت نوبت ماست ہو نادرہ رازدار نے کہا تمنے بھی تو شاہزادے کو مدت مدید تک اپنے
ہجر و فراق مین انواع و اقسام کی تکلیفین دی ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا
اے خواہر تم شاہزادے کے روبرو کہنا جو شخص گنبد گیتی نما مین جاتا ہی وہ زندہ و سلامت نہین پھرتا شاید وہ بیان سے
سمجھ جائے خوف زدہ ہوجائے اور نہ جائے آخر دوسرے روز پھر شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا کہ شاید تمنے
نادرہ رازدار کو جناب حکیم صاحب کی خدمت مین نہین بھیجا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا نہین معلوم تمکو کیا
ہو گیا ہی بھلا مین تمسے پوچھتی ہون کہ گنبد گیتی نما مین تم کیا تماشا دیکھو گے اے جناب سیر گاہ ہون مین یہان کی ایسا
تماشا ہو کہ اسکے آگے گنبد گیتی نما مثل ایک بیابان ویران کے ہی دوم یہ بھی سننے مین آیا ہی کہ جو شخص سیر گنبد گیتی نما
کو گیا پھر وہان سے نہین پھرا شاہزادے نے کہا کسقدر انسان یا پرنزاد تمھارے زمانے مین گنبد گیتی نما کی سیر کو گئے
ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا میرے زمانے مین تو نہین کوئی گیا اور زمانہ گذشتہ کا حال مین نہین جانتی
شاہزادے نے فرمایا جسے جناب حکیم صاحب بھیجینگے وہ بھلا مصیبت مین گرفتار ہوسکتا ہی تم بہت جلد نادرہ رازدار
کو جناب حکیم صاحب کے پاس واسطے اجازت کے بھیجو اگر انھون نے اجازت نہ دی تو مین البتہ نہین جا سکتا آخر
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار نے کوئی برائی گنبد گیتی نما کی بیان کرنے مین اٹھا نہین رکھی لیکن
شاہزادے نے یہی جواب دیا کہ ایک نظر مین ضرور دیکھونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ مین یہ جانتی ہون
کہ تم میرا کہنا نہ مانوگے اور ضرور جاؤگے مجھے زندہ درگور کروگے خیر بسم اللہ تشریف لیجائیے اب مین بھی زیادہ
اصرار نہین کرتی ہان اگر مناسب ہو تو چھ مہینے اور توقف کرو باقی پھر تمھین اختیار ہی کہ دفعتاً مجھ سے یا مفارقت تمھارا
نہ اٹھیگا شاہزادے نے دل مین تصور کیا کہ شاہ ارشاد کا کہنا راست ہوا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز چھ مہینے کو منع کرتی ہی
اور اسیقدر عمر طلسم باقی ہی پھر آپ سے آپ نکالا جاؤنگا ابھی موقع نکلجانے کا طلسم سے خوب ہی پھر جو طلسم کا عمر

ختم ہوئی تو مدت العمر طلسم ہی مین گرفتار رہے اور یہ جو چند نفس زندگی کے ہین وہ بہین صرف ہونگے آخر نچنے پائی
نادرہ رازدار سے کہا کہ تو خدمت مین جناب حکیم صاحب کے نہین جائیگی مجھے بہر حال اپنی ملاقات نامنظور ہو اور
ہمارے کہنے کا خیال نہین اور ہمارا سارا کام معطل ہو جائے یہی تیری ورنہ تیری ملکہ کی خوشی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز
تو چپ بیٹھنے کو سہی ہین مین اپنے مین طاقت ضبط چہ روزہ بھی نہین دیکھتا اے نادرہ رازدار اگر تو خدمت مین جناب
حکیم صاحب کے بموجب میرے حکم کے نگئی تو تیرے حق مین اچھا نہوگا تو غضب سلطانی سے نہین ڈرتی بس نادرہ
رازدار شاہزادے کے برہم ہونے سے سہم گئی اور ہاتھ جوڑ کے عرض کیا کہ میری کیا مجال جو حکم سے حضور کے کوئی امر
خلاف کرسکون کل انشاء اللہ تعالیٰ ضرور جاؤنگی اور پیغام حضور کا ضرور پہونچاؤنگی شاہزادے نے فرمایا یہی تعمیل
حکم کہ ہم تو حکم دیتے ہین کہ ابھی جا اور تو نالتی ہو اور کہتی ہو کہ کل جاؤنگی بس معلوم ہوا کہ تو تعمیل حکم نہین کرتی فقط
خاطر کا کام کرتی ہو نادرہ رازدار نے کہا مین ابھی روانہ ہوتی ہون یہ کہکے نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی اور کہا اے ملکہ غضب ہوا آخر تمنے بھی شاہزادے سے سخت باتین سنواوین شاہزادے نے غصے مین مجھے حکم دیا
کہ ابھی جا ہر چند مین نے کہا کہ مین کل جاؤنگی ایک نہ مانا اور جو سخن مین آیا وہ کہا اب مین لاچار ہون خدمت
مین جناب حکیم صاحب کے مین ابھی جا کر پیام شاہزادے کا پہونچاتی ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ نادرہ
رازدار سے سنکے چلا کر رونے لگی اور کہا خیر جو مرضی خدا کی نادرہ رازدار نے کہا تم رنج کرتے کرتے ہلاک ہو جاؤگی
اور کچھ فائدہ نہین اس سے مشیت ایزدی پر شاکر رہو جو ہونا ہو وہ تو ہو ہی گا یہ تو خیال کرو کہ جب وہ وقت نرہا
تو یہ کب رہیگا ملکہ نے کہا اے خواہر مجھ مین طاقت تحمل مفارقت شاق معلوم ہوتی ہو میری طرف سے حکیم صاحب
سے پوچھنا کہ کسطرح شاہزادے کے ہمراہ سیر گنبد گیتی نما مین شریک ہوسکتی ہون غرضکہ نادرہ رازدار مجبورانہ
خدمت مین جناب حکیم صاحب کے پہونچی اور پیام شاہزادے کا عرض کیا حکیم صاحب نے ایک لوح ہفت جوش
کہ اسپر نقش کندہ تھے نادرہ رازدار کو دی اور کچھ کان مین کہا واضح ہو کہ اس راز مخفی کو کسی وقت
بیان کرنا ہوگا بعد اسکے نادرہ رازدار نے تذکرہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کا کیا حکیم صاحب نے فرمایا الامان کہنا
تماشا گنبد گیتی نما کا خاص تمہین کہ عنصر خاک شریک ہو وہ دیکھ سکتا ہو یا فاتح طلسم دوسرے کو منصب نہین کہ
جو گنبد گیتی نما مین داخل ہو تم امورات سلطنت مین مشغول رہو بعد چند روز کے بیرون طلسم جو شاہزادے
سے بوجہ احسن ملاقات ہوگی اور اس اضطراب سے کچھ حاصل نہوگا نادرہ رازدار جواب لیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی ملکہ کو تاب ضبط کہاں گفتار نادرہ رازدار سنکے مثل ابر نوبہار زار زار رونے لگی اور یہ شعر پڑھنے لگی

تونے وہ ظلم و ستم ایجاد کیا
نام محبوبی و رعنائی کا برباد کیا
وہ کیا تونے جو ہے ساتھ کسی کے عہد شکن
دل من داند و من دانم و داند دل من

بعد اسکے نادرہ رازدار سے کہا ای خواہر اب مجھے یقین ہی کہ شاہزادہ طلسم سے ضرور نکلجائیگا اور دیکھیے کہ کب تک
اُسکی آتش فراق مین مجھکو جلنا ہوا اور سوا اسکے پھر بھی ملاقات ہویا نہو شاید حکیم صاحب نے میری تشفی کے لیے
یہ کلمے کہے ہون نادرہ رازدار نے کہا باوجود اسکے کہ میرا گمان بھی یہی کہتا ہی کہ جو تم کہتی ہو لیکن ایک گمان ضعیف
یہ ہی کہ شاید شاہزادہ مراجعت فرمائے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا وہ گمان کسوجہ سے ہی نادرہ رازدار نے
کہا کہ جس روز ہم شاہزادہ کے ہمراہ دروازہ گنبد گیتی نما پر پہونچینگے اور شاہزادہ لوح سفت جوش
دکھائیگا فوراً دروازہ گنبد گیتی نما کا کھلے گا اور اندرون گنبد حکیم آتشی جان داروغہ گنبد گیتی نما کا باہر
گنبد سے آکر اول یہ شاہزادے کو فہمایش کریگا کہ جو کوئی انسان مکانات گنبد مین سے دوبارہ جاتا ہی اُسکی حالت
غیر ہوجاتی ہی اُسوقت ہم اور تم شاہزادے کو خایف کرین وہ شاید مکرر کسی مکان مین جانے کا قصد نکرے
تو البتہ اُسکا طلسم سے خارج ہونا محال ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ہان تدبیر تو اچھی ہی مگر موافق آنا
شرط ہی نادرہ رازدار ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس سے شاہزادے کی خدمت مین پہونچی اور عرض کیا ای
شہریار جناب حکیم صاحب نے دعا فرمائی ہی اور اجازت گنبد گیتی نما مین جانے کی دی ہی انشاءاللہ تعالیٰ شنبہ کو
ہم حضور کو ایسی راہ سے لیجائینگے کہ جو شہر عجائبات کے نظر مبارک سے گذرے ہین انکو بار دگر ملاحظہ فرمائیے گا شاہزادے
نے پوچھا کہ گنبد گیتی نما یہان سے کتنی دور ہی نادرہ رازدار نے کہا اگر ہم منزل بمنزل جاوین تو چھ مہینے کی راہ
ہی پریزادون کے دوش پر سوار ہوکر انشاءاللہ شنبہ کو روانہ ہونگے اور جمعہ کو مع الخیر پہونچ جائینگے اور
دوسرے شنبہ کو داخل گنبد گیتی نما ہونگے ادھر تو نادرہ رازدار شاہزادے سے حال گنبد گیتی نما بیان
کررہی تھی اور شاہزادہ والا تبار دریافت کررہا تھا ادھر ملکہ نوبہار گلشن افروز کی آنکھون سے
دو دریا اشک کے جاری تھے اور کبھی حسرت سے نادرہ رازدار کو دیکھتی تھی اور گاہ شاہزادے کو لیکن
شاہزادے کو ایسا شوق گنبد گیتی نما کا پیدا ہوا تھا اور دوسرے وہ اثر دل مین شاہ ارشاد کی نصیحت کا ہوا
تھا کہ شاہزادے کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے رونے کا مطلق خیال نہ تھا بلکہ جب ملکہ نوبہار گلشن افروز
کا خیال آتا تھا تو اپنی مصیبت کو خیال کرتا تھا کہ یہ وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی کہ جسنے مجھے ایسا آوارہ و سرگردان
پھرایا تھا غرض جب یہ خبر عام ہوئی کہ شاہزادہ واسطے سیر گنبد گیتی نما کے تشریف لیجائیگا تمامی زن و مرد
کو ایسا غم ہوا کہ جیسے کوئی کسی کا عزیز مرجاتا ہی اور شاہزادے نے اُس روز سے محفل عیش و عشرت بالکل
ترک کردی اور عبادت الٰہی مین ہر وقت مصروف رہنا شروع کیا اور اپنے رفقا کی خاطرداری بدل کرتا تھا اور
تمام خواتین محل اور نادرہ رازدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ کو نہایت تشفی اور دلاسا دیتا تھا
قصہ کوتاہ سب کو اسی رنج و غم مین تین روز گذرے چوتھے روز شنبہ کو نادرہ رازدار سے کہا ہان آپ جلد

سواری طلب کرنا چاہیے نادرہ رازدار نے ایک تخت روان سواری شاہزادے کے واسطے حاضر کیا شاہزادہ نامدار
اور ابو الحسن جوہر عیار تخت پر سوار ہوے اور لشکر کو حکم دیا کہ شارع عام سے کوہ زمرد کے دامنہ مین پہونچنا اور
ہمارا انتظار کرنا جب لشکر کو روانہ کر لیا تو بعد کو پریزادان پری پیکر تخت روان دوش پر رکھکے سوے آسمان روانہ
ہوئین پہلا مقام مقام الامتحان دسرو ستان مین ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادۂ عالی وقار
نے کیفیت گذشتہ ابو الحسن جوہر سے بیان کی بعد اسکے حشمت نگار اور شہر آئینہ داران مین آئے جب
مرفوع کو خبر ہوئی استقبال کو آیا اور تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کش کیا اور خود بھی ہمراہ ہوا وہان سے شہر
صورت پرستان مین پہونچے بدستور مرفوع وارفع بھی ساتھ ہوے جب شہر ظہورستان مین پہونچے
سلطان روح الملک اور رئیسان اریج مع طاقی شاہ وغیرہ استقبال کو آئے قصہ کوتاہ شہر و بلاد
و عجائبات کی سیر مکرر شاہزادے نے کی اور جسقدر رئیس ہر شہر کے تھے وہ سب ساتھ ہوے شاہزادہ اپنی
مصیبت و پریشانی کا حال ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کرتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کہتی تھی کہ
ہان آپکی مصیبت تو گذر گئی اب ہماری مصیبت کا وقت آیا اور کہتی تھی کہ تم تو دانستہ مصیبت مین گرفتار رہے لیکن ہمکو
دانستہ مصیبت مین گرفتار کرتے ہو اور ذرا بھی خیال نہین اگر تمکو میری ہلاکت کا خیال ہوتا تو ابھی چندے سیر گنبد گیتی نما
موقوف رکھتے کچھ مضائقہ کی بات نہ تھی شاہزادہ فرماتا تھا کہ اے ملکۂ آفاق تم خاطر جمع رکھو مین دو چار ہی
روز مین تمام محلات کی سیر کر کے گنبد گیتی نما کو دیکھ کے پھر تمہارے پاس چلا آتا ہون تم تھوڑا صبر کرو ملکہ
نوبہار گلشن افروز کہتی تھی مصرع عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل ✤ ہر چند شاہزادہ ملکہ
نوبہار گلشن افروز کی تشفی کرتا تھا اور دلاسا دیتا تھا لیکن وہ کہتی تھی ؎

وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی
اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا

یہ کہتی تھی اور زار زار مثل ابر نوبہار روتی تھی اور شاہزادے کے دل سے وہ اثر طلسمی زائل ہوتا جاتا تھا اور
خیال احباب وطن آتا جاتا تھا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی طرف سے دل برداشتہ ہو رہا تھا ظاہرا
اطمینان خاطر کر رہا تھا الغرض بعد ایک ہفتہ کے سفر تمام ہوا بروز جمعہ نشانات کوہ زمرد نظر آئے اور
اثنائے راہ مین حکیم ابو المحاسن اور طالقوس منجم نے بھی شاہزادے سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ
اے شاہزادہ عالم یہ خادم بھی حاضر ہوتا ہے جب شاہزادہ عالیجاہ کوہ زمرد کے دامنہ مین پہونچا ایک مکان
عالیشان و فرحت بخش و دلکشا مین مقیم ہوا اور لشکر کی فرودگاہ جدا قرار دی گئی وہان خیمہ و خرگاہ جنگی برپا
کرا دیے گئے رات کو محلسرا مین شاہزادۂ والا تبار تشریف لایا اور نادرہ رازدار سے پوچھا کہ اب یہان سے
گنبد گیتی نما کسقدر فاصلے پر ہے نادرہ رازدار نے کہا کل انشاء اللہ تعالے نماز ظہر وہین جا کر ادا کرینگے

پھر شاہزادے نے پوچھا کہ لشکر قاہرہ ہمارا سب آگیا یا ابھی کچھ باقی ہے نادرہ رازدار نے عرض کی قربانت شوم
سوائے ارباب مشعلہ طائی نژاد وغیرہ کے اور کل لشکر داخل خیام گاہ ہوگیا شاہزادے نے فرمایا ای نادرہ
رازدار اب کس روز داخل گنبد گیتی نما ہونگے نادرہ رازدار نے کہا یوم السبت یعنی شنبہ کو شاہزادے نے
فرمایا شنبہ تو کل ہی کل کس طرح داخل گنبد گیتی نما ہونگا قیاس میں نہیں آتا نادرہ رازدار نے کہا ایک ہفتہ یہاں
قیام کرنا پڑیگا اس عرصہ میں باقی ماندہ لوگ بھی لشکر میں آجائینگے اور ہم بھی سراپا آپ سے ملاقات کر کے انعام و خلعت
حسب مراتب دینگے پھر جمعہ آئندہ کو انشاء اللہ تعالے یہاں سے روانہ ہونگے آخر کار چہار شنبہ تک شاہزادے
نے دربار عام کیا اور تمام لشکر کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا اور کل حاضرین مع آدم زاد و پری نژاد شاہزادے
کے ثنا خوان ہوئے لیکن کہتے تھے ہمکو یقین ہے کہ کسی مصیبت سخت میں گرفتار ہوں شاہزادہ بھی فرماتا تھا کہ واقعی
اپنے حال میں ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے اور جب محل میں آتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو از حد مضطرب الحال پاتا
تھا اور فرمایا تھا کہ اضطراب کا حال نہیں معلوم ہوتا نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار میں زیادہ تر خوف سیر ہی
کر جوانان و پری نژاد گنبد گیتی نما میں گیا پھر وہاں سے نہیں نکلا شاہزادے نے فرمایا اگر گنبد گیتی نما کی سیر
مہلک ہوتی تو حکیم صاحب مجھے ہرگز سیر کی اجازت نہ دیتے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بلا سے تمہارے
واسطے کوئی صورت خرابی کی نہیں ہے اسکا حال ہمسے پوچھو کہ جسکے اوپر آسمان پھٹ پڑیگا اب یقین ہوا کہ
آپ ہمسے فقط محبت ظاہری رکھتے تھے کہ چاہے ہم مریں یا جئیں لیکن سیر گنبد گیتی نما موقوف نہو ورنہ میں آپکو
پردۂ قاف میں لیجا کر عمارات سلیمانی کا تماشا دکھاتی شاہزادے نے فرمایا کوئی تماشا بھی اس سے بہتر پردۂ دنیا پر
تو نہیں ہے اور قاف کیا چیز ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا الٰہی غضب ٹوٹے اس فقیر کی جان پر جسنے
دوسرا سال نصیب نہو جسنے تمکو یہ پکا سبق پڑھایا ہے کہ بھولتا ہی نہیں اگر میں اسے پاتی تو قیمہ قیمہ کرتی اور زاغ و زغن
کو اسکا گوشت کھلاتی مگر کیا کروں افسوس ہے کہ مجھکو اسکا نشان نہ ملا شاہزادے نے جواب نہ دیا کہ کیا بکتی ہے
اور مجلس سے دیوان عام میں تشریف لایا اور ہر روز یہی معاملہ در پیش رہتا تھا القصہ جمعہ کو شاہزادہ اور ملکہ
نوبہار گلشن افروز گنبد گیتی نما کی طرف روانہ ہوئے اس اثنا میں گنبد گیتی نما کا کلس آفتاب جہان تاب
سے زیادہ روشن معلوم ہوا شاہزادے نے کہا ای نادرہ رازدار اب سے کلسی گنبد گیتی نما کی کس قدر روشن
ہے نادرہ رازدار نے کہا اے شہریار گنبد گیتی نما کے گرد ایک فرسخ ہر چہار طرف ابر محیط رہتا ہے اور کلسی
گنبد گیتی نما کی مثل آفتاب کے رہتی ہے جب شاہزادہ قریب پہونچا دیکھا کہ گرد گنبد کے تمام مکانات وسیع
خوش قطع واقع ہیں اور گنبد گیتی نما مثل آسمان کے بیچ میں ہے اور سو گز کا عرض و طول ہے اور بلندی بھی از حد
ہے کیونکہ نیچے سے اوپر تک سات درجہ شمارین ہیں اور ہر درجے میں سات گنبد معینہ مثل آسمان کے ہیں مگر

ل مین ایک دوسرے سے مختلف یعنی ایک گنبد سیاہ دوسرا صندلی تیسرا سرخ چوتھا زرد پانچوان سپید چھٹا کبود ساتوان
ہر تھا اور آٹھوین گنبد کا رنگ بوجہ بلندی کے ثبوت نہوتا تھا کہ کیسا ہو اور اسمین نو طبقے تھے اور وہ شمسہ روشن بھی
ل آفتاب کے طبقہ چہارم مین نصب تھا شاہزادے نے فرمایا کہ فقط یہ ایک گنبد تمام عجائبات کی سیر سے
نفل معلوم ہوتا ہی سبحان اللہ عجب شان کا گنبد ہی افسوس ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اس تماشا سے حیرت فزا
سے اُنکو محروم رکھتی تھی جب غروب آفتاب ہوا تو دیکھا کہ شمسہ مشعشعہ بھی درجہ چہارم مین گنبد کے غروب ہوگیا اور
جہ اوّل سے ماہتاب کی روشنی طالع ہوئی شاہزادے نے بعد ملاحظہ عجائبات رفتہ رفتہ مراجعت کیا اور خوابگاہ مین
ل ہوا دیکھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو تمام خواصین حلقہ کیے ہوے ہین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز بے اختیار
زار زار رو رہی ہی ملکہ منطقہ زرین کمر و ملکہ فرنگ سلطان نے کہا ای ملکہ عالم ہم سب آپ کے شریک درد والم ہین
ن آخر وجہ کیا ہی کہ حضرت آپ ایسی بے قرار ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کیا وجہ بیان کرون خود بخود دل
ا بیٹھا جاتا ہی خداوند کریم اپنا فضل کرے کہ انجام بخیر ہو اتنے مین شاہزادہ تشریف لایا اور ہر ایک کو مبتلاے
درد والم دیکھ کے خود بھی آبدیدہ ہوا اور یہ قطعہ پڑھا **قطعہ**

دلم بطرفہ تماشا عجب میل نمود — کہ چشم من شدہ بے اختیار خون آلود
میان دیدہ و دل قتل و غارت افتادہ — بخیر ختم کند سر انجام من چہ خواہد بود

راسکے نادرہ رازدار سے فرمایا ای خواہر کل گنبد گیتی نما مین داخل ہونے کی کیا صورت ہوگی کہ اسکا کوئی دروازہ
لوم نہین ہوتا نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار یہ لوح ہفت جوش جو حکیم صاحب نے دی ہی حضور کل صبح
لکر کے لوح کو نزدیک سے گنبد گیتی نما پر مارین پھر در گنبد خود بخود ظاہر ہوگا اور حکیم فرخشی جان داروغہ گنبد
لکر آپ سے ملاقات کرینگے آپ اُنسے سیر گنبد کی فرمائش کیجیے گا شاہزادے نے اُس جا خیمہ عبادت کے آراستہ
نے کا حکم دیا اور فرمایا کہ آج ہم تمام شب عبادت پروردگار عالم بجا لاونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز
ر نادرہ رازدار اور منطقہ زرین کمر وغیرہ سب عورتین محل کی بھی عبادت الٰہی مین مشغول ہوئین اور
لہ نوبہار گلشن افروز نے بعجز و نیاز درگاہ خداوند کریم مین دعا کی کہ ای چارہ ساز بیچارگان مجیب الدعوات
یبت زدگان وای جامع المتفرقین وای رب العالمین اگرچہ مین قدرِ آتشی ہون لیکن تیری مخلوقات سے
ہون صدقہ اپنی وحدانیت کا اور طفیل اپنے رسول مقبول کے ہمارے حرمت کو درمیان سے دور فرما جب شب آخر ہوئی
ر طلوع صبح منتشر ہوئی نادرہ رازدار نے عرض کی ای شہریار بسم اللہ تشریف لے چلیے اور لوح کو دروازے
گنبد کے مارئیے شاہزادہ قریب گنبد آیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بہت سمجھایا کیونکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
پاس مردانہ وہان موجود تھی نادرہ رازدار چالیس قدم گنبد سے شمال کی طرف لے گئی اور کہا اب حضور آنکھین بند

کرکے لوح کو گنبد پر مارین شاہزادے نے موافق ہدایت نادرہ رازدار بقوت تمام لوح کو گنبد پر مارا

نمودار ہونا دروازہ گنبد گیتی نما کا اور ملاقات کرنا شاہزادۂ معزالدین کا وارد شدہ گنبد گیتی نما یعنی حکیم آخشی جان سے
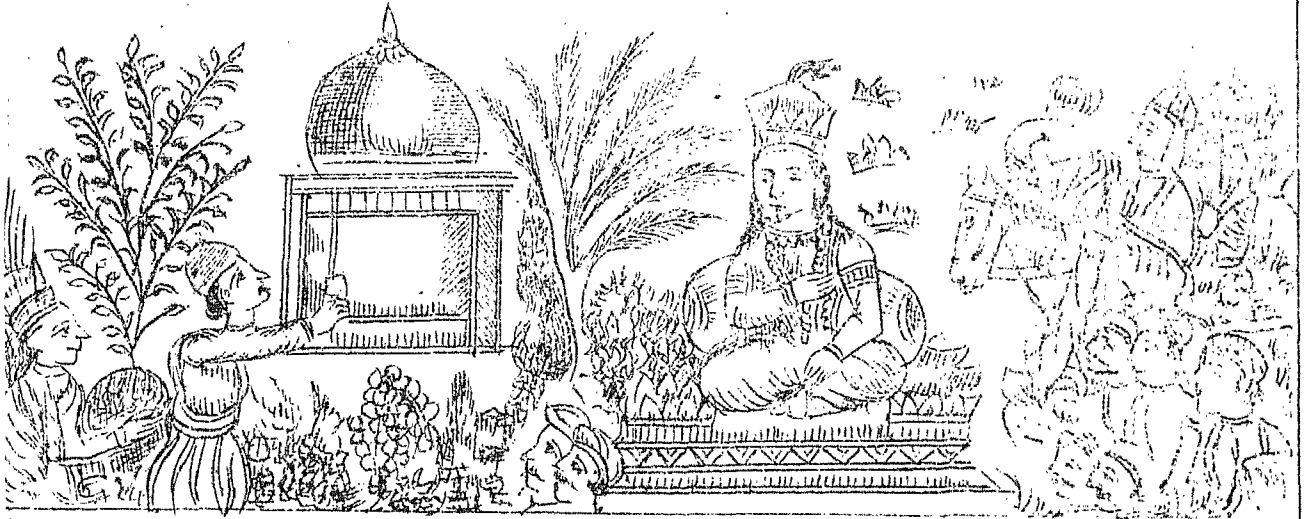
راوی کا بیان یہ ہی کہ جب شاہزادۂ معزالدین نے آنکھ کھولی ایک دروازۂ عظیم الشان مطلا و منقش گنبد بے در سے پیدا ہوا شاہزادہ ابھی متوجہ نقش و نگار دروازہ تھا کہ اندر سے ایک پیرمرد با ریش سفید بر آمد ہوا عمامہ سبز بر سر و عبا و قباے سفید در بر موزہ سیاہ پاؤن مین عصاے مرصع نگار ہاتھ مین انگشتری فیروزہ داہنے ہاتھ مین شاہزادے سے مصافحہ کیا تمام زن و مرد نے سلام کیا پیرمرد نے بعد جواب سلام شاہزادے سے کہا الحمد للہ کہ بعد مدت دیدار فرحت آثار ہمکو میسر آیا بارے مزاج مبارک تو اچھا رہا شاہزادے نے فرمایا آپکی عنایت سے بہر حال شکر گذار پروردگار عالم ہون بعد اسکے زیر دیوار گنبد گیتی نما ایک قالین نہایت عمدہ رنگین بچھا پیرمرد نے شاہزادے سے کہا حضور رونق افروز ہون شاہزادے نے فرمایا آپ بھی توجہ فرمائین غرض دونون صاحب اس غالیچے پر بیٹھے نادرہ رازدار حکیم آخشی جان کے پس پشت دست بستہ کھڑی ہوئی شاہزادے کی مگس رانی کر رہی تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھی قصد وہان آنے کا کیا مگر حکیم صاحب نے اجازت نہ دی غرض دو گھڑی کامل حکیم صاحب بخلوت مین آنکھین بند کیے سرنگون بیٹھے رہے بعد اسکے شاہزادے سے پوچھا آپ نے کس قصد سے یہان تکلیف فرمائی شاہزادے نے کہا آپ سے حال ظاہر کا بیان کرنا فضول ہی کسواسطے کہ آپ پر سب حال روشن ہی مجھے فقط شوق و تمناے سیر گیتی نما البتہ ہی حکیم صاحب نے کہا کہ اول تمکو حقیقت حال سے گنبد گیتی نما کے آگا

ہونا ضروری ہے بعد ازان اختیار ہے شاہزادے نے فرمایا آپ ارشاد فرمائیں حکیم صاحب نے کہا اگر گنبد گیتی نما مین ایک
مکان سے دوسرے مکان مین نکر جانے کا حکم نہین ہے یعنی اگر تم ایک شہر یا گاؤن جا نہین سکو جاؤ گے یا کوئی تمھارے
ساتھ والا کر وہ اون کسی مکان مین گیا ہو پہلو اگر جائیگا تو البتہ متغیر حال ہو جائیگا ہر چند کہ تمھارا وہان جانا تجویز
ہے مگر اس شخص کی ہمراہی کی وجہ سے تمھارے بھی تغیر حال کا احتمال ہے البتہ اسقدر ذوق ضرور ہوگا کہ اسکا حال اخیر لذات
طلسمی کے سبب سے واقع ہوگا اور تمھارا اسکے سبب سے شاہزادے نے فرمایا اس تغیر حال کی تفصیل کیفیت مین
فرمائیے تاکہ معلوم ہو کہ کیا تغیر ہوگا حکیم صاحب نے فرمایا مین نہین جانتا جو پیش آئے گا بعد ازان شاہزادے
نے فرمایا مین بعض رفقا کو بھی اپنے ہمراہ سیر و تماشا کیا چاہتا ہون اسواسطے کہ تنہا سیر کا لطف نہین ملتا جبتک
کہ کوئی دوست و آشنا نہو حکیم اخشتی جان نے پھر مراقبہ کیا اور لب ایک لمحے کے فرمایا مین ایک اسم پڑھتا ہون
بعد تمام ہونے اسم کے ایک جانور بشکل طاؤس آسمان سے گنبد گیتی نما پر آئیگا تم اسکی آواز خوب سننا اگر اسنے
ایک مرتبہ آواز دی تو موافق عدد آواز رفقا کو قیاس کر لینا اور جو وہ خاموش بیٹھا رہے اور پرواز کر گیا تو خود تنہا جانا اور
بروقت پرواز کے اپنے تمام رفقا کو صف باندھکے کھڑا کرنا وہ جانور سب کے سرون پر سے اڑیگا تم اسوقت ہر ایک
کے لباس پر نظر کرنا جسکا لباس سبز ہو اسے ہمراہ لینا شاہزادے نے فرمایا بہتر حکیم اخشتی جان نے اسم شروع کیا
تھا کہ ایک جانور بشکل طاؤس آسمان سے آکر گنبد گیتی نما کے قبہ پر بیٹھا اور تین آوازین متواتر دین شاہزادہ
سمجھا کہ تین رفیقون کی اجازت ہوئی شاہزادے نے حفیظ ثریا مکان اور بہرام تشنہ کلام اور بدیع عالم سجم وصفر
و احمر و ادریس نوجوان وغیرہ کو برابر ایک جا کھڑا کیا وہ جانور پرواز کر کے اڑ گیا وہان پر سے گذرا شاہزادے
نے ہر ایک رفیق کے کپڑون کو دیکھا انمین سے انھین تینون رفیقون کا لباس سبز تھا باقی سب بدستور خود تھے حکیم
اخشتی جان نے کہا کہ آپ محل مین تشریف لیجائین زحل کی ساعت کہ آٹھوین ہے تم یہان آنا اور
گنبد گیتی نما مین داخل ہونا شاہزادہ بموجب حکم حکیم صاحب کے سرا مین آیا اور جو جواب و سوال حکیم
اخشتی جان اور شاہزادے سے ہوئے تھے وہ نادرہ راز دار نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کیے
ملکہ نوبہار گلشن افروز اس درد سے روئی کہ شاہزادے کا بھی دل بے چین ہو گیا اور بے اختیار آنکھون سے
آنسو جاری ہو گئے مگر وہ نصیحت بھی شاہ ارشاد کی فوراً یاد آگئی اور دل مین کہا حق ہے کہ جب تک محبت
ملکہ نوبہار گلشن افروز کی دل سے نہ جاویگی سیر گنبد گیتی نما میسر نہو گی غرض شاہزادی کو کلام فرمایا

ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا اے ملکۂ آفاق بیت

زر دیدار تو ام دوری ضروری بشنود ورنہ ۔۔۔ نخواہد ہیچ موجودی کہ جان از تن جدا باشد

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا

بیک شمشیر یار سر جدا گردان ز دوش من وگرنہ ہجر زمان تیغ تو آرد بر سرم مرگے	اگر قتل من بیچارہ شہ را مدعا باشد ازین بدتر غذائی نیست دل چون مبتلا باشد

اسی طرح ابو الحسن جوہر اور نادرہ رازدار مین بھی شکایات کی باتین ہوئین آخر شاہزادہ بساعت زحل ابو الحسن جوہر اور ادریس اور بدر عالم منجم کے ہمراہ گنبد گیتی نما مین داخل ہوا

داخل ہونا شاہزادۂ معز الدین کا گنبد گیتی نما مین اور دیکھنا تماشا ہفت اقلیم کا عالم مثال مین اور برآمد ہونا عجائبات سے

مخبران اہل دانش وکاتبان قصہ بینش نے یہان اسطرح بیان کیا ہے کہ جب شاہزادہ قبۃ المثال مین مع اپنے رفقا کے پہونچا حکیم آخشتی جان بھی ہمراہ رکاب تھے اب شاہزادے نے جسقدر کہ وسعت باہر سے گنبد گیتی نما کی دیکھی تھی اندر نہ دیکھی اور رنگ ہر دروازے کا بعینہ آسمان سا تھا اور ہر دروازے کی پیشانی پر بخط جلی ہر اقلیم کا نام لکھا تھا یعنی اقلیم اول اور دوم وسوم وچہارم وپنجم وششم وہفتم حکیم آخشتی جان نے شاہزادے سے کہا پہلے ان دروازون کے ایک زینہ ہے اس زینہ سے تشریف لیجائیے وہان عالم علوی وعالم سفلی کا تماشا نظر آتا ہے یعنی صورت اور صولت کا دخل ہے مگر مادہ نہین ہے یعنی حس لا ... محسوس نہین ہوتا چونکہ عالم علوی کو فضیلت ہے لہذا تم بھی اول عالم علوی کا تماشا دیکھو اسی وجہ سے حکمائے اسکا اجرام واجسام نام رکھا ہے کہ یہان دونون عالم کا نمونہ نظر سے گذرتا ہے شاہزادے نے فرمایا اول حضرت زینہ پر قدم رکھین بعد ازان آپکے عقب مین مین آتا ہون غرض حکیم آخشتی جان مقدم ہوے اور شاہزادہ مع رفقا انکے عقب مین روانہ ہوا داہنی طرف ایک دروازہ اور نظر آیا حکیم آخشتی جان نے کہا اس دروازے مین کرہ ہوا کی مثال ہے جس حال مین کہ کرۂ آب وکرۂ خاک باہم ممزوج ہین انکی ہیئت اصلی سے ہفت اقلیم مین آگاہ ہوگے ای شہریار جو تماشا تمنے اول عجائبات مین دیکھا ہے وہ فقط آثار وترکیبات کواکب سے تھا مگر اب شکلین ستارون کی اور ہیئت افلاک کی جو شہر کرسی مین اجمالاً نظر سے گذرین انکو تفصیلاً گنبد گیتی نما مین دیکھو گے پھر حکیم آخشتی جان نے اپنے ہاتھ سے دروازہ کھولا اور شاہزادے کو مع رفقا دروازے کے اندر داخل کیا وہان انکو کوئی شی نظر نہ آئی البتہ ہوا ایسی تند وتیز تھی کہ حواس پراگندہ ہوگئے شاہزادہ جاکر باہر نکل آیا اور کیفیت تندی ہوا کی حکیم آخشتی جان سے پوچھی حکیم آخشتی جان نے کہا یہ کرہ ہوا کی شکل ہے اور جسم ہوا کہ بسیط ہے اس سبب سے نظر نہین آتا بعد اسکے دوسرے زینہ سے دوسرے مکان مین گئے وہان کرۂ آتش کی مثال دیکھی کہ بجائے خود ایک پہاڑ آگ کا روشن ہے لیکن حرارت وسوزش نہ تھی ابو الحسن جوہر اور بدر عالم منجم

حکیم اخشی جان سے سوال کیا کہ یہ حضرت پہلے آپ نے فرمایا کہ نمونہ کرہ ہوا اور صورت افلاک بطور عالم مثال ہے
اسباب مادہ نہیں اور فی الواقع کرہ آتش روشن تھا لیکن حرارت سے سوزش نہ تھی لیکن ٹھنڈی ہوا سے کیوں اسقدر
پریشان کیا یہ کیا بات ہے حکیم اخشی جان نے پوچھا کہ کرہ ہوا میں ہوا بھی تھی یا نہ ابوالحسن جوہر نے کہا البتہ تھی کہ
جسکی ہم شکایت کرتے ہیں حکیم اخشی جان نے فرمایا کہ اے ابوالحسن جوہر جبکہ کسی شے کا خالی ہونا ہوا سے محال ہے وہ ہوا
ملی تھی کہ جسکو حس لامسہ میں محسوس ہوئی دوسرے تم اسوقت کرہ ہوا کے تماشے میں بہت مصروف تھے اس سبب سے
زیادہ تر محسوس ہوئی لیکن کرہ آتش میں آتش حقیقی نہ تھی فقط صورت تھے دیکھی ورنہ حرارت ضرور محسوس ہوتی پھر
حکیم اخشی جان شاہزادے کو اور دروازے پر لائے شاہزادے نے کہا یہ دروازہ کس رنگ پر ہے حکیم اخشی جان
نے کہا خود آپ جا کر اندر ملاحظہ فرمائیے یہ سنکر کیا قدرت خدا کا ظہور ہے شاہزادہ مع رفقا دروازے میں داخل ہوا
یہان چار فلک قد آدم بلند نظر آئے انمیں ایک فلک قمر بھی تھا باقی اور زیر و بالا سے افلاک تھے شاہزادے
نے حکیم اخشی جان سے پوچھا یہ بھی ہیئت افلاک ہے حکیم اخشی جان نے کہا یہ فلک قمر کی مثال ہے شاہزادے نے کہا
فلک قمر تو ایک سنا ہے یہان چار افلاک کیسے نظر آتے ہیں حکیم اخشی جان نے بدر عالم منجم سے کہا تم تو بانی
ہیئت دان ہو شاہزادے کے سوال کا جواب دو بدر عالم منجم نے کہا میری کیا قدرت جو میں آپ کے سامنے جواب
دے سکون حکیم اخشی جان نے کہا اچھا سنو یہ ان چارون افلاک کے نام موافق علم ہیئت کے جدا ہیں یعنی ایک کا
نام ممثل اور دوسرے کا نام فلک خارج مرکز اور تیسرے کا نام فلک تدویر اور فلک چہارم کا نام جوزہر ہے پھر
غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے واسطے حصول علم و ہیئت علم تشریح کے ائمہ معصومین کو حکم دیا
کہ وہ صنعت خداوند جلیل سے آگاہ ہوں اسکا بیان مفصل بیان میں البتہ طول کا خیال ہے اس سبب سے فقط
اسی قدر اشارتاً بیان ہوا صاحب استعداد کو ایک نکتہ کافی ہے القصہ شاہزادے نے بعد دیکھنے ان عجائبات
کے صنعت حکمائے متقدمین کی نہایت مدح کی بعد ازین حکیم اخشی جان کے ساتھ دوسرے دروازے میں داخل
ہوئے وہان بھی پانچ افلاک کی صورت دیکھی انمیں سے ایک فلک میں ایک ستارہ کبودی رنگ بھی تھا اور
وہ سب فلک گردش میں تھے لیکن ایک کی گردش دوسرے کے خلاف تھی مثلاً ایک مشرق سے مغرب کو جاتا تھا
تو دوسرا مغرب سے مشرق کو غرض اسی طرح کی گردش فلک میں تھی شاہزادے نے نام افلاک پوچھے حکیم اخشی جان
نے کہا یہ فلک فلک عطارد کے مثال ہیں اور چار فلک جزوی اسکے تابع ہیں انمیں ایک ممثل ہے اور دو
فلکون کو خارج مرکز کہتے ہیں ایک کو تدویر شاہزادے نے فلک زہرہ کو بھی دیکھا کہ خود کلی ہے اور تین فلک
یعنی ممثل و خارج مرکز اور تدویر یہ ہمراہ تھے اور ایک ستارہ فلک تدویر میں نصب تھا جب دروازہ
چہارم میں داخل ہوئے حکیم اخشی جان نے کہا یہ مثال فلک آفتاب کی ہے جس سے دو فلک جزوی ممثل

و خارج مرکز متعلق ہین اور انمین افلاک مین ایک کا نام تدویر ہی قصہ کوتاہ اسی شکل سے فلک مریخ و
فلک مشتری اور فلک زحل بھی نظر سے گذرے کہ ہر فلک سے افلاک جزوی متعلق تھے جب فلک ہشتم پر پہونچے
خلاف ان ساتون کے کہ کلی تھے اس فلک کو ایک فلک سے زیادہ بنایا اسوجہ سے فلک ہشتم کو مفرد و کلی خطاب
کرتے ہین بعد ازان دروازہ دوم مین داخل ہوے وہان ایک فلک اس ہیئت کا دیکھا جسکے جوف مین تمام
فلک تھے حکیم آخشی جان نے کہا ای شہریار یہ فلک اعظم کی مثال ہو اب بغور دیکھو کہ اسکے جرم مین کوئی ستارہ
نہین ہی یہ سادہ محض ہو اور فلک ہشتم مین تمام ثوابت یعنی اشکال ستارہاے غیر متحرک اور ہیئت بروج و منازل
قمر اور شکل منطقۃ البروج کہ ایک خط فرضی دائرے کے مانند ہی مع تقاطع دائرہ فلک نہم کہ جسکو معدل النہار
کہتے ہین موجود ہین جس وقت علم نجوم و علم ہیئت مین تمام و کمال شاہزادے کی نظر سے گذرے تو بدرجہ عالم منجم اور
ابو الحسن جوہر کا درجہ علم یقین عین الیقین کو پہونچ گیا شاہزادہ جس فلک پر جاتا تھا فلک ماتحت کا جو دیکھتا ہین
فلک اول کے دیکھتا تھا کہ سطح کوزہ پشت فلک تحتانی قعر فلک فوقانی سے متصل ہوتا تھا شاہزادے نے چند
ساعت مین سیر افلاک کلیہ و جزئیہ سے فراغت کی ایک کلی اور دو مفرد اور سات مرکب اور بائیس جزوی تھے اور حکیم
آخشی جان شاہزادے کو وہان سے اور اوپر لیگئے شاہزادے نے پوچھا ای جناب فلک اعظم سے اوپر کوئی
منزل ہی حکیم آخشی جان نے فرمایا جو ہوگا تمھاری نظر سے گذریگا شاہزادے نے وہان سات دروازے دیکھے
جب ان دروازون سے باہر آنے موافق روایت ملت بیضا و شریعت غرا ہیئت افلاک نظر آئی یعنی موافق حدیث
شریف کے بعض افلاک مس اور بعض طلا اور بعض نقرہ و مروارید اور زمرد و یاقوت کے تھے اور ہر فلک پر ملایکہ
و فرشتون کا جوش و خروش تھا اور وہ سب عبادت الٰہی مین مشغول تھے از انجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
فلک چہارم پر مقیم دیکھا غرض شاہزادے کو اس مشاہدہ والے تماشاے عجیب و غریب کے استعجاب ہوتا تھا اور صنعت
حکما کی تعریف کرتا تھا آخر حکیم آخشی جان سے پوچھا کہ یہ بھی عالم مثال ہی حکیم آخشی جان نے فرمایا وہ ہیئت فا
کہ جو تمنے ملاحظہ فرمائی موافق تقسیم حکماے یا ضیہ کے ہو اور انبیا علیہم السلام نے زبان معجز بیان سے فرمایا ہی
اس علم کو بجز انبیا اور ائمہ علیہم السلام کے اور کوئی بشر نہین جان سکتا اور اسکا مدار سماعت پر ہی عقل ناقص بشر
مجال نہین کہ دخل دے سکے مگر تصریح کرنے والے بظاہر عالم مثال کے قایل نہین ہین جو ہر عقل و فہم و ادراک کی نقا
کرتے ہین اور حکماے متقدمین نے جس طرح کہ حقیقت انبیا سے سنی اسی کے موافق ہر فلک کا نمونہ بنایا کہ حکما
متکلمین سب شریعت کے مقلد ہوتے آئے ہین چنانچہ ہمارے استاد حکیم قسطاس الحکمت کا بھی یہی عقیدہ
لیکن رصد بندی و ترتیب طلسم و استخراج مریخ مین علم حکمت کی پابندی ضرور ہی مگر موافق شریعت کے دونون طر
باہم متفق ہین بلکہ کلام انبیا علیہم السلام کا بھی کہ حکماے حقیقی تھے انکے قول کے مطابق ہی اور بیشتر کلام انکا موا

م شی طب کے ہوتا ہے جس طرح وکلموا الناس علی قدر عقولہم تمنے سنا ہے ان گفتگون کو بشر دریافت نہین کرسکتا
لیکن امور شرع مین عقل کو کیا دخل بعد ازان شاہزادے نے پوچھا اے حضرت آپ نے وقت جواب میرے سوال کے
پہلے مراقبہ کیا بعد اسکے جواب دیا حکیم آخشی جان نے کہا مین نے مثل اکثر اقلیمین اپنے استاد کی خدمت مین توجہ کی
تھی جو حکم ہوا عمل مین لایا شاہزادے نے فرمایا شاید حکماے اسلام مین بھی علم مراقبہ جاری ہے حکیم آخشی جان نے
کہا البتہ صوفیہ اس طریقہ کے بہت پابند ہین القصہ آفتاب جب قریب پہنچا حکیم آخشی جان اور شاہزادہ معز الدین
نیچے اتر آئے حکیم آخشی جان نے کہا مکان مین تشریف رکھیے گا یا لشکر مین اور صبح کو انشاء اللہ تعالے لے جیسا ہوگا
کہا جائیگا حضور تشریف لائینگے تو سیر و تماشا ہفت اقلیم کا دکھاؤنگا شاہزادے نے کہا جس حال مین مجھکو آپ نے
ملکہ نو بہار گلشن افروز کے پاس جانے کا حکم دیا ہے پھر غیر جگہ کیون رہون حکیم آخشی جان نے شاہزادے کو
رخصت کیا اور خود گنبد گیتی نما مین داخل ہوا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے جو شاہزادے کو دیکھا بے اختیار ہاے
نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئی جب ہوش مین آئی شاہزادے کو سینے سے لگایا اور بچشم اشکبار کہا بخدا یہ غایت تغیر
رقبہ ہے کہ مین نے پھر تمکو دیکھا ورنہ ہرگز یقین نہ تھا کہ تمکو پھر ملاقات میسر آئیگی شاہزادے نے کہا سچ کہتی ہو
خود اپنے آنے کا یقین نہ تھا خداوند کریم حکیم آخشی جان کی عمر دراز کرے کہ انکی اجازت سے مین تمہارے
س آیا ہون بعد اسکے علم و عمل کی حکیم آخشی جان کے بہت تعریف کی اور کہا میرے نزدیک حکیم قسطاس الحکمت
کے شاگردون مین حکیم آخشی جان اور حکیم ابو المحاسن شاگرد رشید و مقرب ہین اور ہم رتبہ ہین ملکہ
نو بہار گلشن افروز بولی کہ حکیم آخشی جان کا مرتبہ حکیم ابو المحاسن سے کہین زیادہ ہے کیونکہ حکیم
آخشی جان داروغہ گنبد گیتی نما ہین اور حکیم ابو المحاسن کو امورات طلسم تفویض ہین بلکہ حکیم آخشی جان
خلیفہ بزرگ سمجھنا چاہیے اب آپ بیان فرمائیے کہ آج گنبد گیتی نما مین کیا تماشا دیکھا شاہزادے نے تمام
سرگذشت اپنی بیان کی ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا تمنے تمھاری زبانی آج گنبد گیتی نما کی حقیقت سنی
گاہی ہوئی ورنہ ہم باوجود شاہی حرم کے وہان کے حالات سے مطلع نہین ہین مگر خداے تعالی اس سیر و تماشے کا انجام
بخیر کرے جب شاہزادے نے آرام فرمایا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار سے کہا مین جانتی
ہون کہ کل حکیم آخشی جان شاہزادے کے جانے سے پہلے گنبد گیتی نما سے نکلینگے تم حکیم آخشی جان کے پاس
جا کر میری طرف سے سلام کہنا اور پوچھنا کہ اگر شاہزادہ کسی مکان مین بکڑ گیا اور حالت اسکی متغیر ہوگئی پھر
ن میرے پاس آسکتا ہے یا نہین اور یہ بھی چاہتی ہون کہ تمام دن سیر گنبد گیتی نما کرے اور رات میرے
پاس آئے الغرض صبح کو شاہزادہ حلسرا سے برآمد ہوا اور دیوان عام مین آکر حکم دیا کہ سلاطین باوقار
شاہزادگان ذی اقتدار و افسران تہور شعار باریاب دربار ہون جب سب حاضر دربار ہوے

شاہزادے نے تمام حقیقت گنبد گیتی نما کی سب سے بیان کی ادھر نادرہ راز دار قبل برآمد ہونے شاہزادے کے
حکیم اخشی جان کی خدمت مین پہونچی اور اُس نے پیام ملکہ نوبہار گلشن افروز کا گذارش کیا حکیم اخشی جان نے
فرمایا ای نادرہ راز دار اگر شاہزادہ خود یا دوسرے کے ساتھ دوبارہ کسی مکان مین متعلقہ گنبد گیتی نما کے جائیگا
بیشک تغیر حال ہوگا دوسرے یہ بھی شاہزادے کو اختیار ہی کہ ہر روز بعد سیر گنبد گیتی نما کے جہان جی چاہے شب
بسر کرے اور صبح کو پھر داخل گنبد گیتی نما ہو کر سیر کرے نادرہ راز دار جواب لیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز
کے پاس آئی اور جو کہ حکیم اخشی جان نے بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کہا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے نادرہ راز دار سے کہا اب مین ہر شب افسانہ تازہ مذمت گنبد گیتی نما مین شاہزادے سے بیان کرونگی
اسواسطے کہ سیر نکرے آخر شاہزادہ تا طلوع آفتاب عالمتاب رفقا سے گرم صحبت رہا بعد ازان ابو الحسن
جوہری اور ادریس نوجوان و بدر عالم منجم کے ہمراہ دروازے پر گنبد گیتی نما کے تشریف لایا حکیم اخشی جان
انتظار مین شاہزادے کے تھے شاہزادے نے حکیم اخشی جان کو سلام کیا حکیم اخشی جان نے بعد جواب سلام
فرمایا کہ ای شہریار با وقار اب آپ اپنے رفقا کو رخصت فرمائین اور خود میرے ساتھ داخل گنبد گیتی نما ہون
شاہزادے نے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ راز دار اور حفیظ ثریا مکان وغیرہ کو رخصت کیا اور خود
حکیم اخشی جان کے ساتھ داخل گنبد گیتی نما ہوا ابو الحسن جوہری اور ادریس نوجوان اور بدر عالم منجم بھی
ہمراہ شاہزادے کے ہوے شاہزادے نے وہی سات دروازے برابر دیکھے جنکے اوپر نام ہفت اقلیم لکھا تھا
حکیم اخشی جان نے فرمایا کہ پہلے آپ جس دروازے کے اوپر کہ باب الاقلیم لکھا ہی داخل ہون شاہزادہ مع رفقا
حسب اجازت باب الاقلیم مین داخل ہوا وہان ایک سلامت کوچہ مسقف اسقدر وسیع نظر آیا کہ جسکی انتہا
معلوم نہوتی تھی غالبًا عرض اسکا چالیس گز کا تھا اور برابر برابر اُسکے دروازے دونون طرف دور تک صدہا
معلوم ہوے اور ہر دروازے پر پردہ سیاہ رنگ کا پڑا تھا اور ایک کرسی صندلی رنگ کی بچھی تھی اور کرسی
پر گردوپیش ایک پوشش نہایت سکلفت پڑی تھی شاہزادے نے حکیم اخشی جان سے پوچھا کہ یہ کون مقام
اخشی جان نے کہا مقام قیصریہ اقلیم اول ہی یعنی جسقدر شہر کہ اقلیم اول مین ہین وہ سب یہین موجود ہین اور ہر دروازہ ہر شہر کا ہی اور ہر شہر
مین قیصریہ قصبہ و دیہات کو کہتے ہین جب تم ان دروازون مین سے کسی دروازے مین جاؤگے عالم مثال مین اس شہر کے اندر جا پہونچوگے
اور سیر دیہات و قصبہ منظور ہو تو وہ بھی ممکن ہی لیکن خبردار اسکا خیال ضرور رہے کہ دوبارہ کسی مکان یا شہر مین ہرگز نہ جانا ورنہ
تغیر ہوگا شاہزادے نے فرمایا کہ تغیر کیسی حال سے آگاہ فرمائیے حکیم اخشی جان نے کہا یہ اسرار قابل بیان کے نہین ہی خود آپکو
معلوم ہو جائیگا لیکن بفضل کردگار اُس تغیر کا مآل کار اچھا ہوگا اور یقین ہی کہ اسی تغیر مین اپنی منزل مقصود کو پہونچوگے شاہزادے
نے فرمایا تمام ممالک کا دیکھنا مشکل بلکہ محال ہی اور سیر کو بھی اسکی عرصہ چاہیے حکیم اخشی جان نے کہا لوح مین دیکھ لو جو

مصنف پر نجیب تماشیہ کے رکھی ہی انہین کل شہرون کے نام لکھے ہوے ہین بعد ازان تماشا دیکھنا منظور ہو وہان تشریف لیجاؤ شاہزادہ نور ادریس نوجوان اور بدیع عالم نجم نے متفق ہو کر لوح کو دیکھا انہین وہ اقلیم اول کے شہر معلوم ہوے کہ جنکا ذکر تفصیل مندرج لفظ ہی

نقشہ اقلیم اول

بلاد اسوردان	بلاد ازنج	مجسم	حصین بلوده	شرجہ	جبیلہ	دیا رحلی	انفصا	سرین	نجران	صنعا	بشت شداد
صعده	نسیوا	جرش	مارب سبا	حضرموت	زبید	مرباط	قصر النعمان	ریحہ	بلبده	علاقہ کولم	جبال قامرون
جزیرۂ جیلان	جزیرۂ سران	سقوطرہ	جزیرۂ ملک	جزیرۂ سرندیپ	جزیرۂ الامری	جزیرۂ سہراج	مدینۂ غلیا	کوکو جبشہ	جیبی	زغاوہ	بربر
مدینۂ ازرنید	مقدشو	تاہات	معلی	اسنا	باجہ	ثنا القو	ثنا بجہ	جزاد سیمون	بشوس	رامیشر	راج مندر

جو سراندیپ کی راہ مین ہی یہ نقشہ بطور نمونہ کے مختصر لکھا ہی کہ کل اقلیم کے بیان مین طول ہی جاننا چاہیے کہ اقلیم اول مین ایک ہزار تیس شہر ہین انمین سے ہزار شہر چھوٹے اور آٹھ سو پہاڑ بلند ہین اور تیس شہر نہایت بڑے اور آباد ہین اور مضافات ومنسوبات کی حد نہین اور یہ اقلیم کوکب زحل کی جسکو ہندی مین سنیچر کہتے ہین منسوبات مین ہی اور یہان سیاہ رنگ کے لوگ زیادہ ہوتے ہین اور جدول التعلیم وہان سے شروع ہوئی ہی جہان درازی روز کی گھٹنا بارہ ونیم ساعت کی ہی اور درازی شب گیارہ ونیم ساعت کی اور اقلیم کے وسط مین دنکی درازی تیرہ ساعت تک ہو جاتی ہی غرضکہ شرق اقلیم اول کے جزیرہ یاقوت سے شروع ہی اور جنوب بلاد چین اور شمال سراندیپ اور وسط بلاد سند وہند اور سند دکوہ سے گذر کر بحر فارس کو قطع کرتی ہی اور جنوب بلاد عمان اور وسط بلاد یمن

اور رودنیل اور دیار نوبہ اور بربر کو قطع کرتی ہوئی بحر محیط مین منتہی ہی یہ ذکر بھی بطور علم نجوم و علم ہیئت کے کچھ بیان
ہو گیا کہ ہر جگہ کا رنگ مقتضی ہوتا ہی الغرض شاہزادہ نام شہرون کے سُنکے پریشان ہوا اور حکیم آخشی جان سے فرمایا کہ مین
کہانتک شہرون کا تماشا دیکھونگا اب آپ کسی شہر کی کیفیت کا حال بیان فرمائیے کہ مین اُسکا تماشا دیکھون حکیم آخشی جان
نے کہا پہلے بہشت شدادی کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ تمام دُنیا سے بہتر ہی شاہزادے نے فرمایا کہ اول یہ تو حضور بیان
فرمائین کہ ان ہفت اقلیم کو تقسیم کسنے کیا ہی حکیم آخشی جان نے کہا ای شہریار حکماے سابق نے پہلے ایک خط
معدل النہار کے مقابل زمین پر فرض کیا جسکو خط استوا کہتے ہین بعد اسکے اقلیم کی ابتدا خط استوا سے
نوے درجہ تک لگائی جو حصہ چہارم تین سو ساٹھ درجہ کا ہی اور ربع مسکون اُسکا نام رکھا مگر تقسیم اُنکی موافق
علم کے ہی نہ بطور حقیقت جسکی ماہیت کسے عالم الغیب واقف ہی اور وہ حکماے پیشین ایک فریدون فرخ
دوسرا اردشیر فارسی تیسرا اسکندر رومی ہین کہ یہ حکیم بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے انکو اثناے سیر عالم مین
مشرق کی طرف بڑے بڑے پہاڑ اور دریاے تھار بے پایان سد راہ ہوے اور مغرب کی جانب بحر محیط
مانع ہوا اور شمال مین ظلمات یعنی اندھیرا جو کہ نبات النعش کے تحت مین ہی حایل ہوا اس سبب سے ظلمات
مین ہمیشہ سردی رہتی ہی تا انکہ اس برودت کی وجہ سے نباتات وحیوانات کا نشان تک نہین پایا جاتا ہی اور جنوب
کی طرف سہیل کی نظر سے اس شدت سے بادسموم چلتی ہی کہ زمین پر قدم نہین رکھا جاتا نباتات کا پیدا ہونا کیسا غرضکہ
ان بادشاہون کو سیر اقالیم سے بخوبی معلوم ہوا کہ دُنیا حصہ چہارم پر منحصر ہی موافق علم کے نہ بسبب حقیقت اس بیان کے
بعد شاہزادے نے حکیم آخشی جان سے بہشت شدادی کا دروازہ پوچھا حکیم آخشی جان نے کہا پیشانی دروازے
سے دریافت کر لو مگر خبردار کسی دروازے مین داخل نہونا ورنہ باعث خرابی کا ہی بلکہ رفیقون مین سے بھی کوئی شخص
دوبارہ کسی دروازے مکان مین گیا تو اُسکے سبب سے اُن باقی رفقا پر بھی تغیر حال ہوگا کما سبق بعبارۃ آخر تم دو پہر
رات کو نہ رہنا جب نیم ساعت روز باقی رہجاے تم فوراً گنبد گیتی نما مین داخل ہو جانا اور شاید جو کسی قریہ مین ہو گے
تو پھر تم گنبد گیتی نما مین نہو گے اور بانیان طلسم نے پھر آنے کا یہ طریقہ مقرر کیا ہی کہ پھرتے وقت تمکو آپ معلوم ہوگا
شاہزادے نے فرمایا یہ سب مجھکو قبول و منظور ہی آپ نے نہایت مہربانی کی جو مجھے یہ نصیحت فرمائی اب آپ
مجھکو عنایت فرماکر بہشت شدادی کا دروازہ بتا دیجیے حکیم آخشی جان نے ایک دروازہ بتا دیا جسکی پیشانی پر
بہشت شدادی لکھا تھا شاہزادے نے حکیم آخشی جان سے کہا چلیے آپ تشریف لیچلیے حکیم آخشی جان نے فرمایا کہ
میری ہمراہی کی ضرورت نہین ہی کہ ایک ایک نائب و کارندہ میرا ہر جگہ پر حاضر ہی وہ آپکو بخوبی تمام سیر کرا دیگا
اور جو ارشاد ہوگا بجا لائیگا تم بوقت غروب آفتاب اُس سے کہنا کہ مجھے گنبد گیتی نما مین پہونچا دو تمکو پہونچا دیگا
غرض اُس مرد کو بجاے خود اپنے شہر کا مختار سمجھا شاہزادہ حسب الاجازت مع رفقا کے داخل ہوا جب دروازے

سے باہر نکلا ایک صحرائے لق و دق معلوم ہوا شاہزادے نے بدرِ عالم منجم اور ابو الحسن جوہری سے فرمایا عجب
طلسم ہے کہ جسکا آغاز و انجام معلوم نہیں ہوتا اور ہر واقعہ غریب تر دوسرے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے سبحان اللہ
کیا صنعت حکمائے سابق نے رکھی ہے غور فرمایئے کہ دروازے سے نکلتے ہی صحرا میں پہونچے ابو الحسن جوہری نے
کہا ای شہریار حکیم قسطاس الحکمت بھی حکمائے متقدمین سے کم رتبہ نہیں شاہزادے نے کہا میرے نزدیک ان
حکما کو بھی یہ قدرت نہ تھی جو کہ حکیم قسطاس الحکمت کو ہے بلاشبہہ حکما کی عقل کو عقل اول سے قیاس کرنا چاہیے
ابو الحسن جوہری نے کہا ہنوز نائب حکیم اخشی جان نہیں آیا ناگاہ ایک جوان سیاہ پوش سنہرے جبہ پہنے
داہنی طرف سے نظر آیا اور اُسنے شاہزادے کو سلام کیا اور کہا جس شخص کا آپ ذکر فرماتے تھے وہ حاضر ہے جو
حکم ہو بجا لاؤں شاہزادے نے پوچھا نام تمہارا کیا ہے اُسنے کہا عبد اللہ اور مقربان درگاہ خداوند کریم کا فرمانبردار
ہوں شاہزادہ اور ابو الحسن جوہری وغیرہ عبد اللہ کے ہمراہ ہوئے عبد اللہ شاہزادے کو ایک باغ میں لیگیا
کہ وہ مثل فردوس بلکہ رشک ارم تھا اور بارہ فرسخ مربع تھا اور تمام درخت باغ کے بظاہر جواہر و مروارید کے
تھے اور نہروں میں بجائے سنگ ریزہ وغیرہ کے ٹکڑے یاقوت کے تھے کہ وہ مثل شعاع آفتاب کے چمک رہے
تھے علاوہ اسکے ہزارہا مکانات عالیشان وسیع و رفیع پرتکلف و آرایش و زینت کے ایسے دیکھے کہ انکی تعریف سے
زبان قلم عاجز ہے اور جو مکان وسط باغ میں تھا تمام در و دیوار اسکے طلائے احمر کے اور نقرئی بھی تھے اور دیواریں
اُسکی نہایت بلند شاہزادے نے عبد اللہ سے فرمایا کہ واللہ میں نے تمام عجائبات کی سیر میں یہ تکلفات نہیں
دیکھے اور نہ ایسا کوئی باغ مکلف نظر سے گذرا واللہ اعلم کس قدر مدت میں یہ بنا ہوگا عبد اللہ نے کہا کہ لاکھ
نفر مزدور تھے اور چھ سو برس میں تیار ہوا تھا لیکن شداد حضرت ہود علیہ السلام کے کلام کا معتقد نہ تھا
لہذا اُسکو باغ دیکھنا نصیب نہوا جسوقت شداد واسطے دیکھنے باغ کے آیا ایک آواز مہیب و ہولناک ایسی
آسمان سے پیدا ہوئی کہ سو نفر داروغہ اور لاکھ نفر مزدور وغیرہ اور ہزارہا فرماں بادشاہ کے دفعۃً ہلاک ہو گئے ای
شہریار اس باغ میں طرفہ یہ صنعت ہے کہ چالیس فرسخ سے اندر ہی اندر زمین سے نہر میں باغ کے پانی آتا ہے
شاہزادے نے فرمایا کہ اگر ایسے صفات نہوتے تو خداوند کریم اُسکو نظر سے خلایق کے پوشیدہ نہ کرتا ابو الحسن جوہری
نے چند جواہر وہاں سے لینے کا اشتیاقاً قصد کیا لیکن عالم مثال کے سبب کہ وہ مادہ [illegible] ہاتھ نہ آیا شاہزادے
نے بعد سیر اجمالی کے عبد اللہ سے فرمایا کہ ای برادر ہم جس مقام سے یہاں آئے ہیں [illegible] عبد اللہ
نے کہا کہ تم آنکھیں بند کر لو شاہزادہ اور ابو الحسن جوہری وغیرہ نے آنکھیں بند کر لیں جب آنکھ کھولی تو دیکھا تو اپنے
کو قصر یہ اقلیم اول میں پایا لیکن عبد اللہ بھی غائب ہو گیا شاہزادہ اب کی مرتبہ باد نوبہار کی طرف روانہ
ہوا جیسے ہی دروازے میں داخل ہوا چند قدم کے بعد دیکھا کہ مس اور کسکٹ وغیرہ کا زمانہ زیور ڈھیر ہے اور

مقابل اُس زیور کے سونا اور چاندی اور اشرفی اور روپیہ کا بھی انبار ہی شاہزادے نے عبداللہ سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی عبداللہ نے کہا یہ بلاد نوبہ ہی یہان کا قاعدہ یہ ہی کہ جب کوئی سوداگر کسی طرف کا آتا ہی اسباب کا اپنے جسطرح کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا ایک جا انبار کر دیتا ہی اور آپ وہان سے دور جا کر کھڑا ہوتا ہی رات کیوقت باشندگان شہر حرارت آفتاب کے سبب تہ خانون سے نکلکر آتے ہین اور مقابل جنس کے کہ جو انکو خریدنی منظور ہوتی ہی قیمت رکھ دیتے ہین اور پھر شہر مین چلے جاتے ہین اگر صاحب جنس اس قیمت پر راضی ہو گیا تو قیمت لے لی اور جنس کو بجنسہ وہین رہنے دیا اور اگر صاحب مال اُس قیمت پر راضی نہین ہی تو جنس علیحدہ اور قیمت کو علیحدہ رکھدیتا ہی غرضکہ اسی طرح جب تک طرفین راضی نہین ہوتے یہی معاملہ درپیش رہتا ہی سونا چاندی انکے دیس مین بکثرت پیدا ہوتا ہی اسی وجہ سے یہ لوگ بڑے مالدار ہین جب کوئی سوداگر وارد ہوتا ہی آواز طبل سے خلایق نوبہ کو آگاہ کرتا ہی آج تک کسی سوداگر نے اہل نوبہ کی صورت نہین دیکھی ماورائے ازین باب شریعت اور امور سلطنت مین نہایت عادل و باانصاف ہین اگر اقلیم اول کا تمام حال مع انکے شہرون کے بتفصیل لکھا جائے تو کتاب کو طول ہو لہذا جہان کہین سیر عجائبات کا موقع ہوتا ہی وہان کا حال بیان کیا جاتا ہی اور اسی کے ذیل مین کچھ مجملاً اور بھی ذکر کیا جائیگا تاکہ سلسلہ قطع نہو چنانچہ حضرموت ایک شہر ہی وہان گیہون موافق مقدار بیضہ مرغ کے پیدا ہوتا ہی عبداللہ نے کہا ہی شہر پار زمانہ سابق مین حاکم کی عدالت و انصاف کی وجہ سے شہر مین تمام حبوبات اسی قدر کلان پیدا ہوتے تھے جب ظلم مین زیادتی ہوئی حبوبات مین بھی قلت ہوتی گئی آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ شاہزادہ وہان سے شہر سبا مین آیا عبداللہ نے کہا اس شہر مین حشرات الارض کی تولید نہین ہوتی اسیوجہ سے مدینہ طیبہ رب غفور اسکا نام ہی شاہزادے نے کہا شہر صنعان مین ایک قصر عمدہ ایسا ہی کہ اسکے چار ستون ہین اس رنگ کے یعنی ایک زرد ایک سرخ ایک سپید ایک سبز اور ہر ایک ستون پر ایک شیر بنا ہوا ہی جب ہوا کی شدت ہوتی ہی تو اُس شیر مین سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی بعینہ شیر کی سی ایک روایت یہ ہی کہ عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت مین اُس قصر عمدہ کو منہدم کرنے کا حکم دیا ہر چند لوگ مانع ہوے لیکن نہ مانا آخر خود بھی بباعث انہدام قصر کے قتل ہوے حالانکہ کاہنان پیشین نے خبر دی تھی کہ منہدم کرنیوالا اس قصر کا ہلاک ہوگا بعد اُنکی وفات کے بادشاہ دیار بکر نے پھر وہی قصر بنوا دیا شاہزادہ وہان سے بلک چین مین آیا اور ایک قصبہ مین اسکے دیکھا کہ ایک چشمہ مین لوگون نے ایک اسپ بے لگام اُتارا ہی اور لوگ اُسکے باہر آنے کے مانع ہین اور جسقدر کہ اُس گھوڑے کو حیران کرتے ہین اسی قدر بارش ہوتی ہی شاہزادہ اُس روز تا غروب آفتاب اقلیم اول مین رہا اور پچاس شہرون کا تماشا دیکھا اور شام کو موافق معمول کے گنبد گیتی نما مین پہونچ گیا بعد اسکے حکیم اخشی جان سے رخصت ہو کر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نہایت

خوش ہوئی اور حقیقت حال پوچھی شاہزادے نے جو کچھ سیر کی تھی اور تماشا دیکھا تھا بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا دیکھو خبردار کبھی کسی مکان میں مکرر نہ جانا میں نے سنا ہے کہ گنبد گیتی نما کے جو کسی مکان میں بار دگر گیا پھر وہ
قید خانہ دائمی میں گرفتار رہ جاتا ہے یا کسی بدصورت عورت سے صحبت اسکو نصیب ہوتی ہے شاہزادے نے فرمایا کہ
مکرر سیر کیسی ایک ہی بار مشکل ہے صبح کو پھر شاہزادہ گنبد گیتی نما میں داخل ہوا اتنے میں اخشی جان نے کہا کہ اب اقلیم
دوم کا بھی حال مجھ سے معلوم کر شاہزادے نے کہا تجھے آپ ہی فرمانا کافی ہے تب اخشی جان نے کہا یہ اقلیم
کوکب مشتری سے منسوب ہے اور خلقت یہاں کی گندم گون ہے اور طول روز ساڑھے تیرہ ساعت ہے اور رات
ساڑھے دس ساعت اور ابتداے اقلیم مشرق سے شروع ہے اور اوسط ولایت چینی اور شمال سراندیب
اور شہر بلاد ہند و قندھار اور وسط بلاد کابل اور جنوب بلاد کرمان اور بحر فارس اور ولایت عمان
اور وسط بلاد مغرب اور بحر قلزم کو قطع کرتی ہوئی بحر الجہور اور افریقیا نوس میں ختم ہو جاتی ہے اور شہر
اور مواضع متبرکہ اقلیم دوم کے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور جدہ و حجاز و طائف ہیں علاوہ اسکے تین سو
شہر بزرگ ہیں اور دو ہزار شہر چھوٹے اور ستر پہاڑ بہت بلند اور دو سو نہریں بڑی ہیں اب یہاں راوی
کو فقط ذکر مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کا کرنا ضرور و واجب ہے کیونکہ ایک شہر بزرگ ہے اور شان
کعبہ میں یہ قول مشہور ہے الطفل فی ثدی امہ یعنے لپٹا ہے بچہ جو کچھ کہ اسکی ماں کے پستان میں ہوتا
ہے اسی طرح مکہ بھی عصیان کو جذب کرتا ہے اسی سبب سے اسکے نام کا ہوا دوسرے بکہ بباے موحدہ
بھی اسم خانہ کعبہ ہے کہ بک بزبان عربی ازدحام کو کہتے ہیں اور وہاں ازدحام خلائق بہت ہوتا ہے
اللهم ارزقنا وادخلنا فیہا و زدہ لنا تیسرے نام اسکا ام القری بھی مشہور ہے اور خداوند تعالیٰ نے
اول زمین کو مکہ کی کوہ بوقبیس کے تحت میں پیدا کیا ہے اور یہی پہاڑ اول پردۂ دنیا پر پیدا ہوا اور کوہ صفوان
بھی مکہ معظمہ میں واقع ہے لیکن کوہ بوقبیس کی فضیلت زیادہ ہے شاہزادہ معز الدین عالم مثال میں مکہ کے
اندر گیا اور اتفاق سے موسم حج بھی تھا اور کثرت خلائق حد سے زیادہ تھی شاہزادے نے حجر اسود کو بوسہ
دیا اور بعد زیارت مقام ابراہیم و چاہ زمزم کے باہر آیا عبداللہ شاہزادے کو واسطے زیارت
مدینہ منورہ کے لے گیا جب وہاں پہونچے تو عبداللہ نے کہا ایک نام اسکا یثرب تھا جب حضرت
سرور کائنات نے خطاب دیا تب سے مدینہ ہوا اور جانب شمال مدینہ منورہ کے کوہ احد ہے اور
دکھن کی طرف بیر قضا اور بیر اریس یعنی چاہ قضا اور چاہ اریس ہیں ان میں سے ایک چاہ میں
انگوٹھی حضرت کی عثمان کے ہاتھ سے گر پڑی ہر چند ڈھونڈھی گئی مگر نہ ملی اور میں اب تمکو وہاں لیے چلتا
ہوں جہاں ضریح حضرت رسول اللہ کا خانہ مبارک میں ہے اور اسی جا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے

وفات فرمائی ہی بلکہ اسی جا خواب گاہ غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مشہور ہی شاہزادہ
بھی وہان آیا اور سب کی زیارت اور وہ مسجد جو خود حضرت نے بذات خود بنوائی ہی موجود تھی الغرض شاہزادہ
اُس دروازے مین داخل ہوا جہان پیشانی پر ہندوستان لکھا تھا جب وہان آیا ہزارہا بتخانہ دیکھے
اور اژدہام خلایق بکثرت تھا ابوالحسن جوہر سے فرمایا کہ ای ابوالحسن جوہر یہان کی بھی سیر ضروری ہی
جب قریب آئے دیکھا کہ ایک بت برابر قد آدم کے زمین پر کھڑا ہی اور اُس بت سے آواز پیدا ہوتی ہی عبداللہ
نے شاہزادے سے کہا کہ اسکا نام مہارام ہی اور یہ سال بھر ایک پہلو سے زمین مین پڑا رہتا ہی اور ہر سال مین ایک
مرتبہ اسی طرح کھڑا ہوجاتا ہی جس طرح کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اور خلایق اُسکی آواز کو باعث ارزانی غلہ اور
سلامتی خلق تصور کرتی ہی اور اگر سال یا دو سال یہ بت کھڑا نہو تو قحط پڑجاتا ہی اور ساکنان شہر انواع و اقسام
کے امراض مین مبتلا رہتے ہین شاہزادہ وہان سے شہر شیرین مین آیا وہان ایک مینار دیکھا اور مینار پر جام
اور اُسپر ایک جانور سونے کا تھا اور ایک مرد ہر وقت مینار پر جانے کا قصد کرتا تھا جب وہ دو چار زینون پر
مینار کے جاتا تھا جانور طلائی سے ایک آواز خوفناک آتی تھی کہ تمام شہر مین زلزلہ پڑجاتا تھا آخر اُسکو خلق
مینار پر جانے نہ دیتی تھی تو وہ جانور طلائی بھی چپ ہو جاتا تھا شاہزادے نے عبداللہ سے اُس جانور کی
کیفیت پوچھی عبداللہ نے کہا خلایق کو یہ یقین ہی کہ اس مینار پر خزانہ بے حد ہی اسی وجہ سے ہر شخص مینار پر
جانے کا قصد کرتا ہی اور جب ایک یا دو درجہ پر پہونچتا ہی تو یہ جانور طلائی شور کرتا ہی شاہزادہ وہان سے
اور ایک ملک مین ہندوستان کے پہونچا وہان بھی ایسا ہی ایک مینار بلند دیکھا اور اُسپر ایک بط پتھر کی دیکھی
اور نیچے مینار کے ایک چشمہ آب تھا عبداللہ نے کہا اس مینار مین سے ہر سال عاشورے کو پانی اسقدر مترشح
ہوتا ہی کہ چشمہ نہر ہوجاتا ہی اور صرف خلایق شہر اسی چشمہ سے ہی اور نام شہر کا قریہ کلیسا ہی شاہزادے نے
پوچھا یہ بھی کارخانہ طلسم سے ہی عبداللہ نے کہا یہ کارخانۂ طلسم قضا و قدر ہی اب راوی کا بیان ہی کہ شاہزادے
نے چالیس روز مین گنبد گیتی نما کی سیر تمام کی اسطرح کہ دن کو سیر گنبد گیتی نما مین مشغول رہتا اور رات کو
ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آتا تھا اور جو کچھ دیکھتا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کردیتا تھا
آخر شاہزادے نے ہر رفیق کو حکم دیا کہ تم علٰحدہ علٰحدہ جاؤ اور سیر کرو اور جو تماشا و سیر دیکھو مجھ سے بیان کرو
ورنہ سیر ہفت اقلیم کی ایسی نہین ہی کہ اس عمر مین تمام ہو ابوالحسن جوہر نے کہا حضور درست فرماتے ہین
شاہزادہ دل مین ایسا حیران ہوتا تھا کہ قابل بیان کے نہین ہی اسوجہ سے فرماتا تھا کہ نہین معلوم کیا بلائے تازہ
مجھ پر نازل ہوا چاہتی ہی اور کیا مصیبت پیش آنے والی ہی بہرحال تم سب دعا کرو کہ انجام میرا بخیر ہوے

ما کار خویش را بخداوند کارساز — بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

پہونچا اور یہ تماشا دیکھا کہ پہاڑ سے پانی جاری ہے اور ایک جگہ جمع ہو رہا ہے اور جبتک کہ تمام پانی چشمہ کا نکل نہین جاتا
آب تازہ نہین آتا شاہزادہ وہان سے اہرام مصر مین آیا یعنی تین گنبد وہان نہایت بڑے تھے ان مین دو گنبد
نہایت بلند تھے انکا نام ہرمین تھا عبدالصمد نے کہا کہ بانی ان گنبدون کے حضرت ادریس علیہ السلام ہین
ان مین بڑا گنبد چارسو گز کا ہے اور دوسرا گنبد تین سو گز کا ہے شاہزادے نے ان گنبدون مین عجیب صنعت
کے نقش و نگار ملاحظہ فرمائے بعد اسکے دشت ریگستان مین آیا وہان دیکھا ریگ مثل دریا کے روان ہے انتہاے دشت
کے ایک تصویر سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے شاہزادے نے عبدالصمد سے پوچھا یہ کسکی تصویر ہے عبدالصمد نے کہا اس
دیو سنگی کا نام ابوالہول ہے یہ تصویر اسواسطے یہان بنائی گئی کہ ریگ کو روانی سے [illegible] ورنہ ساری دنیا کو
خراب کردیگی شاہزادہ وہان سے شہر سعید مین آیا کہ یہ شہر قریب مصر کے ہے اُس نواح مین ایک غار دیکھا کہ اسمین
لاشین انسانون کی پڑی ہین عبدالصمد نے کہا اے شہریار اس شہر کا رواج یہ ہے کہ ایک روغن لاش پر ملا کے دفن دیا اور
اس غار مین پھینک دیا کہ چمڑا اور گوشت نہ سڑنے پاے اور واقعی ایک مدت تک مردہ اپنی ہیئت اصلی پر
رہتا ہے بلکہ اکثر لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ مومیائی مصر اسی کے جسم سے نکلتی ہے شاہزادے نے کہا کہ یہ بھی اسرار نادرہ
ہے بعد اسکے شاہزادہ عین الشمس مین آیا یہان بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے آتش پرستون نے
آتشخانہ بہت بنوائے تھے ان مین ایک مینار تھا اور اُسپر ایک تصویر تانبے کی بنی ہوئی تھی اور دائین بائین
دو تصویرین اور تھین اور اُس مینار سے پانی اسقدر جاری تھا کہ تمام زمین نیچے مینار کے تر ہو گئی تھی اور کہین
سے خزانہ پانی کا معلوم نہ ہوتا تھا اور مینار ایک سنگ عجیب کا تھا کہ اسمین جو ہر سیاہ تھے مثل خال کے
شاہزادہ وہان سے روانہ ہوا اور شہر حلب مین پہونچا عبدالصمد نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
[illegible]ہ کو دودھ گائے بھینسون کا شہر کے مساکین کو تقسیم فرمایا کرتے تھے اور شیر کو زبان عرب مین حلب کہتے ہین
اور دودھ دوہنے کو بھی کہتے ہین اسی وجہ سے نام شہر کا حلب مشہور ہو گیا شاہزادہ وہان سے شہر دمشق کو
آیا وہان بھی یہی تماشا دیکھا وہان سے انطاکیہ مین پہونچا وہان چوہے کو بلی سے لڑا دیکھا اور بلی سے لڑتے
ہوئے دیکھا بعد اسکے شام کو پھر گنبد گیتی نما مین پہونچ گیا حکیم اخشی جان نے شاہزادے کو محل مین روانہ
کیا اور راہ مین جو دروازے ملتے تھے انکو بتاتے تھے کہ یہ فلان شہر کا دروازہ ہے اور یہ فلان شہر کا دروازہ
لیکن اُس روز کچھ مزاج شاہزادے کا مکدر تھا ناگاہ ایک دروازے کی پیشانی پر شہر افریقیہ کا نام لکھا تھا اُسکے
دیکھتے ہی اس نام کے شاہزادے کو سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اپنے والدین کا خیال آیا بے اختیار
اشک حسرت آنکھون سے جاری ہوئے حکیم اخشی جان نے کہا کہ جب دروازے مین داخل ہوگے ملال تمہارا دفع
ہو جائیگا موافق معمول کے وہی عبدالصمد موکل آیا اور اُسنے دروازے پر شہر افریقیہ کے انکو پہونچا دیا شاہزادہ

۸۰

نے اپنی دانست مین کئی برس کے بعد وطن کی صورت دیکھی نہایت خوش ہوے اور دیوان عام مین چلے آئے
وہان دیکھا جناب والد ماجد سلطان اسمٰعیل تخت حکمرانی پر اجلاس فرمارہے ہین اور مثل خواجہ شمس الدین
وزیر اعظم اور امیر محمد کبیر خان سالار اور امیر نظام الدین دلاور اور امیر ناصر الدین یکہ تاز وغیرہ کے
تمام سردار و امرا دربار مین حاضر ہین حسب اتفاق بادشاہ اسوقت شاہزادہ معز الدین ہی کا سرداران دربار
سے ذکر کر رہے تھے ہرچند عالم مثال مین آواز نہ تھی لیکن بادشاہ نے جو فرمایا برکت سے اسماء الٰہی کے شاہزادے نے
بخوبی سُنا اور وزیر اعظم سے فرمایا اے خواجہ بزرگ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ معز الدین بحیلہ فتح محکمات عالیات
استقرار سفر دور دراز کریگا تو ہرگز ہرگز مین نہ جانے دیتا اب ہم اُسکی کیفیت سے بھی آگاہ نہین ہین خدا جانے
کس عالم مین وہ مبتلا ہوگیا اور کہان ہے خواجہ شمس الدین نے عرض کیا اے شہریار ہمنے سُنا ہے کہ شاہزادہ عالی تبار
ابو عامر فردوسی کی بیٹی پر عاشق ہوگئے اور اسی کے عشق مین اس بہانہ سے گئے ہین فدوی نے اکثر جاسوس
روانہ کیے ہین یقین ہے کہ دو چار روز مین خبر آوے بادشاہ اُس وقت خیال مین اپنے فرزند ارجمند کے آبدیدہ
ہوا شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر قریب تخت واسطے قدمبوسی کے گئے لیکن جب وہان پہونچے بادشاہ کی
صورت نہ دیکھی ناچار اپنے مقام پر چلے آئے اور پھر دیکھا کہ اُسی طرح بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین عبد الصمد نے
کہا اے شہریار آپ کو خبر ہے عالم مثال مین عالم اسباب کی کیفیت دیکھنا چاہتے ہین شاہزادے نے فرمایا مجبور
ہون شوق قدمبوسی والدین بے اقرار کیے دیتا ہے عبد الصمد نے اُس حال کو دیکھکر یہ شعر پڑھا ؎

این قران یار ما بنگر کہ در برج مثال	اختر از مہ خوشہ چین و مہر ز اختر غافل است

ناگاہ ایک عیار دربار مین حاضر ہوا اور اُسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ ابو زید مکتب دار زمانہ سابق مین باغی
و سرکش ہوگیا تھا اب وہ باستقلال تمام طبقہ مغرب مین حکومت کرتا ہے اور شہر و قلعہ کا اُسنے ایسا انتظام کیا ہے
کہ طایر کا بھی گذر نہین ہے اور یقین ہے کہ تھوڑے ہی روز مین وہ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کریگا اسواسطے
کسی کو واسطے تنبیہ و گوشمالی ابو زید کے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ انجام اُسکا بُرا ہوگا ؎

درختے کہ اکنون گرفت است پاے دگر ہمچنان روزگارے ہلی	بہ نیروے مردے برآید ز جاے بگردونش از بیخ برنگسلی

سلطان نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور فرمایا ؎

یکطرف فکر پسر یکسو خیال دشمن است	واز تردد حال من بدتر ز حال دشمن است

امیر ناصر الدین نے کہا حضور ناحق تردد فرماتے ہین انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب حضور مع حال غربت مآل
شاہزادے سے مطلع ہوا چاہتے ہین دوسرے ابو زید کی کیا لیاقت ہے کہ لشکر ظفر پیکر شاہی سے مقابلہ کرے

مگر چند مردمان بے حقیقت کو اس جا مجتمع کیا ہی لہذا بر سر پرخاش ہی اگر حضور اُنکی گوشمالی کا خادم کو حکم فرمائین تو
بس کافی ہی بادشاہ نے فرمایا ہان تم جاؤ اور اس نمکحرام کو اُسکی سرکشی کی سزاے معقول دو امیر ناصر الدین بادشاہ
سے رخصت ہوکر باہر آیا اور بادشاہ محل مین تشریف لیگئے شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر بھی ساتھ بادشاہ کے
محل مین گئے مگر بدر عالم منجم اور ادریس نوجوان اور عبد الصمد موکل باہر رہے شاہزادے نے محل مین جناب
والدہ ماجدہ کو نہایت ملول و غمگین دیکھا تا اینکہ رنج و غم مین شاہزادے کے سیاہ پوشی اختیار کی تھی اور کوئی
لحظہ آنسو آنکھون سے موقوف نہوتے تھے بلکہ یہی حال تھا فیہ با لزا ابو الحسن جوہر کی دایہ کا تھا اب پھر
شاہزادے نے چاہا کہ آگے بڑھکے قدمبوسی سے مشرف ہو ن پھر وہی معاملہ درپیش ہوا کہ قریب جاکر کچھ بھی
نہ دکھائی دیا اس اثنا مین باہر سے عبد الصمد موکل بھی آیا اور کہا ای شہریار یہان توقف زیادہ اچھا
نہین ہی کیونکہ اب شام قریب ہی شاہزادہ مجبور ہوکر محل سے برآمد ہوا عبد الصمد نے براہ قیصریہ اقلیم سوم
مین پہونچا دیا شاہزادہ حکیم آتشی جان سے رخصت ہوکر عالم ہراس و یاس مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے
پاس آیا اور تمام کیفیت گذشتہ بیان کی اور حال مزاج شاہزادے کا عجیب ہوگیا یعنی اپنی گرفتاری طلسم
و مجبوری ثابت ہوگئی کہ فی الحقیقت مین محض بے اختیار ہون ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادے
کا تکدر و ملال دیکھکر سمجھی کہ اب شاہزادے کا ٹھہرنا طلسم مین محال معلوم ہوتا ہی آخر وہ شب بھی شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر
کو آہ و زاری مین گذری اور صبح پھر گنبد گیتی نما مین داخل ہوا اب شاہزادے نے تجویز کیا کہ آج دو دو آدمی
سیر کرین اور اپنا حال ہمسے بیان کرین شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر چوتھی اقلیم مین گئے ادریس نوجوان اور
بدر عالم منجم سیر اقلیم سوم کو روانہ ہوئے جب ادریس نوجوان نے دروازہ ملک نیمروز کا دیکھا اور
مدت دراز کے بعد وطن کا نام دروازے پر لکھا دیکھا بدر عالم منجم سے کہا ای برادر چلیے اپنے مادر و پدر کو
دیکھین جب دروازے مین در آیا موافق معمول کے عبد الصمد سے ملاقات ہوئی وہ شہر نیمروز مین
لے گیا اثناے راہ مین جو شہر کا آدمی ملتا تھا اُسکو بدر عالم منجم اور ادریس نوجوان بتاتے تھے کہ یہ ملازم
شاہی اور یہ شخص فلان ہی آخر دیوان عام مین پہونچے ادریس نوجوان نے ناصر شاہ بادشاہ ملک
نیمروز کو کہ جو منصور بن نوح سامانی کا نائب تھا تخت پر دیکھا اور کرسی وزارت باپ کی اپنے
خالی دیکھی گمان ہوا کہ شاید باپ میرا دربار مین بضرورت نہین آیا چلو محلسرا مین دیکھین آخر بدر عالم
اور عبد الصمد موکل دروازۂ محلسرا پر آئے اور بدر عالم سے کہا تم یہان توقف کرو مین بعد دو گھڑی کے
آتا ہون بدر عالم نے کہا اچھا لیکن جلد آنا عبد الصمد نے کہا ای ادریس نوجوان ایسا نہو کہ آفتاب
غروب ہوجاے اور تم کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤ تو پھر شاہزادے سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہی اور مین شغل

شاہزادہ سے کہ محلسرا سے تمکو بلانے نہ جاؤنگا کسواسطے کہ وہ فاتح طلسم ہی اور سیاح عجائبات ادریس نوجوان نے کہا خاطر جمع رکھو مین نہایت جلد آتا ہون یہ کہکر محلسرا مین داخل ہوا وہان دیکھا کہ باپ بستر بیماری پر پڑا ہی اور تمام اعزا و اقربا چارون طرف پلنگ پر بیٹھے ہوے ہین اور اکثر زمین ہین ادریس نوجوان نے جو باپ کو اس حال مین دیکھا بے اختیار رونے لگا اور چند ساعت اور وہان ٹھہر گیا کہ اب دیکھون انجام کار اسکا کیا ہوتا ہی آخر آفتاب قریب غروب پہونچا بدر عالم منجم نے عبدالصمد سے کہا کہ وقت کم رہگیا ہی تم ادریس نوجوان کو محل سے پکارو عبدالصمد نے کہا اب تم ادریس نوجوان سے دست بردار ہو کہ اب اسکا آنا دشوار ہی اور مین بلانے نہ جاؤنگا بدر عالم منجم نے کہا پھر تم کیون گئے ہم جانتے ہین عبدالصمد نے کہا دیکھو تم بھی ادریس نوجوان کے ساتھ کسی آفت مین نہ مبتلا ہو جاؤ آخر بدر عالم بھی محلسرا مین گیا وہان اسنے دیکھا کہ فیروز کا نزع کا عالم ہی اور ادریس نوجوان باپ کو بحسرت دیکھ رہا ہی بدر عالم منجم نے باواز بلند کہا ای ادریس نوجوان عبدالصمد سوکل بلاتا ہی ادریس نوجوان نے کچھ جواب نہ دیا بدر عالم منجم نے پھر کہا ای ادریس نوجوان تو کس خواب غفلت مین ہی وقت چلنے کا آگیا ادریس نوجوان نے کہا ای بھائی ایک لحظہ توقف کرو مین اپنے باپ کو کہ قریب ہلاکت ہی دیکھ لون ایسے حال مین دل قبول نہین کرتا کہ مین چھوڑکر چلا جاؤن بدر عالم منجم نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہی عالم مثال مین حال نیک و بد دیکھنے سے کیا فائدہ ادریس نوجوان نے کہا پھر جو کچھ ہو باپ کی محبت ایسی نہین ہی کہ مین مفارقت گوارا کرون بدر عالم منجم نے کہا مین سمجھا تم نہ آؤگے خدا حافظ مین جاتا ہون آخر بدر عالم منجم تو باہر چلا آیا اور حال ادریس نوجوان کا عبدالصمد سے بیان کیا عبدالصمد نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ ادریس نوجوان ہرگز نہین آئیگا تم جلد آنکھین بند کرو کہ تمکو تو گنبد گیتی نما مین پہونچا دون غرض عبدالصمد نے بدر عالم منجم کو گنبد گیتی نما مین پہونچا دیا اسی وقت ابوالحسن جوہری اور شاہزادہ معز الدین بھی گنبد گیتی نما مین آئے اور حکیم آخشی جان سے باتین کر رہے تھے کہ بدر عالم منجم نے ادریس نوجوان کا حال بیان کیا شاہزادہ ادریس نوجوان کے حال پر آبدیدہ ہوا اور حکیم آخشی جان سے فرمایا کہ انسان ہر وقت خطا وار ہی اس مرتبہ خطا ادریس نوجوان کی معاف فرمائیے اب ایسی حرکت نہوگی حکیم آخشی جان نے فرمایا سبحان اللہ آپ سمجھتے ہین کہ شاید ادریس نوجوان اس عالم مین پھر بھی آسکتا ہی بس اب آپ اسکے حق مین دعاے خیر فرمائیے اور چپ ہو رہیے

قطعہ

کار سے ز دست رفتہ تدارک پذیر نیست	جان ہم بقید جسم تو دایم اسیر نیست
ہر رشتہ زیست تو تا ہست فرصت ست	بارا اگر گسیخت و گر دستگیر نیست

شاہزادہ دوم مجذوب ہوگیا اور کچھ نہ کہا اور اسی حالت رنج و غم مین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا

ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا آج حضور کا بشرہ مجھے کچھ متغیر معلوم ہوتا ہو شاہزادے نے فرمایا زبانی بدر عالم منجم کے معلوم ہوا کہ ادریس نوجوان گنبد گیتی نما سے غائب ہو گیا ملکہ نو بہار گلشن افروز نے کہا کیا ہوا جو ادریس نوجوان غائب ہو گیا شاہزادے نے فرمایا زبانی بدر عالم منجم کے معلوم ہوا کہ ادریس نوجوان طلوع سے تا غروب آفتاب باہر نہ آیا پھر خدا جانے کیا ہوا رالی چیندرمان یعنی اللہ قمرالے حور پیکر نے ادریس نوجوان کے الم مفارقت مین تا بدامن گریبان چاک کیا اور از سر تو نعش سیاہ پہنا ہر چند ملکہ نو بہار گلشن افروز اور شاہزادہ معز الدین نے ہر ایک طرح سے تسلی و تشفی کی لیکن اُسکے دل کو کسی طرح قرار و آرام نہ آیا ✣

اب راوی ادریس نوجوان کا حال گذارش کرتا ہو

کہ ادریس نوجوان اپنے باپ کو نظر حسرت سے دیکھ رہا تھا جب چار گھڑی رات آئی یکبیک ایسا دوران سر پیدا ہوا کہ بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا اپنے کو باپ کے پلنگ کے پاس دیکھا اور تمام خواتین محل کو اسی طرح گرد پلنگ کے جمع پایا آخر والدہ نے ادریس جوان کی ادریس کو سینے سے لگایا اور پوچھا اے فرزند دلبند آیا تو درحقیقت ادریس ہو یا ہم خواب مین تجھے دیکھتے ہین اور ظیر وز نے بعد ایک مدت کے بیٹے کی صورت دیکھی اسقدر جوش محبت ہوا کہ وہ مرض فوراً جاتا رہا اور صحیح ہو گیا بعدہ سب نے حال ادریس نوجوان سے پوچھا کہ دفعۃً کیونکر تم یہان پہونچ گئے اور سالہا سال سے کہان غائب ہو گئے تھے ادریس نوجوان نے کہا میری سرگذشت ایک فرہی سن لینا پہلے تم یہ بتاؤ کہ مین کسطرح یہان پہونچا اُنھون نے کہا ہم تیرے باپ کے پلنگ کے پاس بیٹھے تھے کہ

ناگاہ ہمارے کان مین ایک آواز آئی کہ جیسے کوئی چیز زمین پر دھم سے گری ہم پہلے تو ڈرے بعد ازان جو بنظر غور دیکھا تو تمکو بیہوش یہان پڑا دیکھا ادریس نوجوان نے والدین سے کہا کہ میری نظر مین ایسے عجائبات گذرے کہ اگر بیان کرون تو آپکو ہرگز باور نہو آخر سارا حال از اوّل تا آخر بیان کیا کہ مین یون رانی چندرمان پر عاشق ہوا اور شاہزادہ معزالدین سے ملاقات ہوئی اُنکی کوشش سے کامیاب ہوا اور رانی چندرمان سے ملاقات میسر ہوئی سب کو اس بیان سے ادریس کے کمال حیرت ہوئی

باقی حال ادریس نوجوان کا جلد سوم مین بیان ہوگا اور اب قصہ شاہزادہ معزالدین کا گذارش ہوتا ہے

غرض دوسرے روز شاہزادہ اقلیم چہارم مین داخل ہوا حکیم اخشی جان نے کہا یہ اقلیم بنہایت دلکشا و فرحت افزا منسوب بہ آفتاب ہے اور خلقت یہان کی اکثر زرد و سُرخ رنگ مائل بہ سفیدی ہوتی ہے اور وسط دنیا مین یہ اقلیم واقع ہے اور حکما کا قول ہے کہ اقلیم چہارم معدن انبیا و اولیا مخزن حکما و علما و ارباب دین و ارباب دولت ہے اور اسکو قلب الاقالیم بھی کہتے ہین یعنی یہ اقلیم اور اقلیمون کا دل ہے اور جو خصلت کہ اس اقلیم کے سکنا کی ہے اور اقلیم کے لوگون کو نصیب نہین ہوتی اور خلایق بلاد الزنج و ملک حبش و عرب بہت سفید و متلون مزاج و بد باطن و طامع ہوتے ہین اور بالکل بندۂ زر ہین ایمان سے بہرہ نہین رکھتے اور سخت قلب ہین شاید ان اقالیم مین کوئی انسان لطیف مزاج خوش خلق و خوبصورت پیدا ہوا ہو یہ امر شاذ ہے کہ ملک عرب کو محض ذات بابرکات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث فضیلت ہوئی ورنہ مردمان عرب سے زیادہ تر کوئی شدید القلب نہین ہے جنکی شان مین یہ آیہ اَلاَعرَابُ اَشَدُّ کُفرًا وَّ نِفَاقًا نازل ہوا چنانچہ یہی وجہ ہوئی کہ خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین عرب مین پیدا کیا کہ جب ایسی قوم شدید القلب اطاعت قبول کریگی پھر کسی قوم کو نافرمانی کی مجال و قدرت نہوگی چنانچہ خداوند قہار عذاب الیم نازل کرے اُس قوم بے حیا پر کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال فرماتے ہی غدر کر دیا اور آل اطہر پیغمبر کو کیسے کیسے رنج پہونچائے اور جسکو پیغمبر سب سے زیادہ چاہتے تھے اُسی کو سب سے زیادہ آزار دیے اور عشرۂ محرم کو اعداے دین نے اپنی دانست مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا تا کہ اس خاندان کا نشان بھی پردۂ دُنیا پر نہ رہے القصہ جدول اقلیم چہارم وہان سے شروع ہوئی ہے جہان سے طول روز ساڑھے چودہ ساعت تک پہونچتا ہے اور ابتدا مشرق سے شمال تک بلاد چین سے بلاد تبت و ختا اور کشمیر و بلاد بدخشان

ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس رہا صبح کو پھر گنبد گیتی نما مین مع رفقا داخل ہوا اور اُس روز سیر و تماشے کو تیر ہوگیا
گیا اثناے سیر مین عبد الجمیل نے کہا ای شہریار تبریز کو زبیدہ خاتون بانوے ہارون رشید نے آباد کیا
اور چند مرتبہ زلزلہ سے خراب و ویران ہو گیا اور پھر اسی صورت سے آباد ہوا جب ابو طاہر منجم طالع مین برج
سرطان کے اس زمانے سے سو برس کے بعد آباد کریگا پھر شہر ویران نہین ہونے کا شاہزادہ وہان سے ملک
خراسان مین آیا اور وہان سے مشہد مقدس کی زیارت بجالایا بعدہٗ نیشاپور مین آیا عبد الجمیل نے کہا
نیشاپور طہمورث دیوبند نے آباد کیا ہو وہان سے ملک ہرات مین آئے عبد الجمیل نے کہا ای شہریار
ملک ہرات کے آباد ہونے کی عجیب نقل ہو یعنی سکندر رومی نے شہر کنندر کی خلایق سے مشورہ کیا کہ ہم
ایک شہر آباد کیا چاہتے ہین اہالیان شہر کنندر سمجھے کہ بادشاہ ہمارے شہر کو اُجاڑکے دوسرا شہر آباد کرنا
چاہتا ہو آخر سب نے کہا کہ ہم آباد کرنا دوسرا شہر نہین چاہتے سکندر کو یہ کہنا کنندر والون کا ناگوار گذرا
رفتہ رفتہ یہ خبر والدہ کو اسکی پہونچی اُس معظمہ نے رقعہ سکندر کو لکھا کہ تھوڑی مٹی کنندر کی ہمکو بھیجدو
سکندر نے حسب الارشاد والدہ ماجدہ کے مٹی کنندر کی لیکر بھیجدی اُس معظمہ نے اُس مٹی کا ایک جگہ پر فرش
کرکے عقلاے شہر کو بلاکے وہان بٹھایا اور سب سے مشورہ کیا کہ فلان سرزمین پر سکندر ایک شہر آباد کیا چاہتا
ہو اس مقدمہ مین تم کیا کہتے ہو بعض نے کہا انسب ہو اور بعض نے کہا یہ صرف بے فائدہ اور زاید معلوم
ہوتا ہو پس سکندر کی والدہ نے وہ مٹی علٰحدہ کردی اور پھر اُنکو بلاکر پھر وہی مشورہ کیا اب سب نے کہا کہ
بادشاہ کو شہر کا آباد کرنا باعث بلندی نام کا ہو پس سکندر کی والدہ نے سکندر کو لکھا کہ تم کنندر کے لوگون
سے شہر کے آباد کرنے کا مشورہ نکرو کہ راے اُنکی صائب نہین بلکہ منقلب ہو سکندر نے بدون مشورہ ساکنان
کنندر کے شہر ہرات کو آباد کیا شاہزادے نے ایک مسجد شہر ہرات مین دیکھی عبد الجمیل نے کہا کہ یہ
مسجد ایک رات مین تیار ہوئی شاہزادے کو یقین نہوا عبد الجمیل نے کہا ای شہریار عبد اللہ بن
ذو الیمینین طاہر کے زمانے مین یہان ایک مسجد تھی اور پہلو مین ایک آتشکدہ تھا لوگ مجوس کے بادشاہ کو
جزیہ دیکر علانیہ پرستش کرتے تھے آخر الامر یہ امر ضعف اسلام سمجھکے ایک شب تمام مسلمان جمع ہوے
اور کلند اور پھاوڑے لیکر اس آتشکدہ کو کھودکر بالکل صاف کردیا اور وہان مسجد راتون رات بنائی
صبح کو مجوس لوگ سب دربار مین عبد اللہ ابن ذو الیمینین کے گئے اور فریاد کی اس طرف چار ہزار
سادات و اہل شہر بہ نیت و قصد جہاد جمع ہوگئے اور دیوان عام مین پہونچے اور سب نے کہا کہ یہ مسجد
قدیمی ہو اور ہمنے اپنی عمر مین یہان کوئی آتشکدہ نہین دیکھا شاہزادے نے مسلمانون پر نہایت آفرین
کی اور فرمایا در و غ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز بعد اسکے شام کو گنبد گیتی نما مین آیا اور ملکہ

نوبہار گلشن افروز کے پاس شب گذاری اور صبح پھر گنبد گیتی نما مین داخل ہوا اور رفتہ رفتہ سیر کرتا ہوا شہر غور مین پہونچا جہان کا بدر عالم منجم باشندہ تھا بدر عالم منجم نے کہا اگر حکم ہو تو مین وطن کو ایک نظر دیکھ آؤن شاہزادے نے فرمایا بہتر بدر عالم منجم اپنے مکان مین گیا اور بجز اپنی والدہ کے اور سب عزیزون کو ہیچ دیکھا غمگین و ملول وہان سے پھرا شاہزادے سے کہا حضور والدہ کو نہین دیکھا نہین معلوم کہ وہ زندہ ہین یا رحلت کر گئین شاہزادے نے کہا کہین مہمان گئی ہونگی آخر شاہزادہ وہان سے بعد فراغت گنبد گیتی نما مین آیا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آرام فرمایا صبح کو پھر گنبد گیتی نما مین داخل ہوا اب ابوالحسن جوہر اور بدر عالم منجم کو حکم دیا کہ تم علیحدہ علیحدہ سیر کو جاؤ اور جو کچھ دیکھو ہمسے بیان کرو اسواسطے کہ اس اقلیم مین شہر و بلاد کثرت سے ہین لیکن خبردار ادریس کی طرح تم نہ کہین شادی کر دینا بدر عالم منجم نے کہا ہم دیوانے نہین ہین جو ایسی حرکت کر کے آپ خرابی مین پڑین قصہ کوتاہ شاہزادہ اور بدر عالم منجم و ابوالحسن جوہر جدا جدا سیر کو روانہ ہوئے بدر عالم منجم پہلے آذربایجان و قم و قزوین وغیرہ مین بعد اسکے پھر شہر غور مین آیا تا کہ والدہ کا اپنی حال دریافت کرے اور وہان بحکم اس آیہ کے اذا جاء القضاء عمی البصر جسوقت آتی ہو قضا اندھی ہو جاتی ہو بصیرت حکیم انگشتی جان کی مطلق یاد نرہی جب قدم دروازے مین رکھا خیال آیا کہ توبہ سے غلطی واقع ہوئی مگر اب کیا ہوتا ہو آخر وہی معاملہ پیش آیا کہ جسوقت بدر عالم منجم نے والدہ کی صورت دیکھی بس ایک دوران سر پیدا ہوا کہ بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا دیکھا کہ سر والدہ کے زانو پر رکھا ہو اور ہنسین چلا چلا کر روتی ہین بدر عالم منجم نے اسی حالت تحیر مین ان سے پوچھا کہ مین کسطرح آیا انھون نے کہا تجھے یہ دیکھا کہ تم ہمارے پاس بیہوش پڑے ہوا اور ہم کچھ نہین جانتے اب اپنی کیفیت بیان کرو بدر عالم منجم نے از اول تا آخر سب حال گذشتہ بیان کیا لیکن جب خیال خوشنواز پری کا آیا بس از خود رفتہ ہو گیا اور قرار و آرام جاتا رہا ایک روز زائچہ کھینچ کے حال آئندہ دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ ملک نیم روز کو جاؤ وہان کوئی شکل پیدا ہو جائیگی بدر عالم منجم اپنی والدہ کے پاس گیا کہ آپ آپ دودھ بخش دیجئے اور رخصت فرمائیے اگر زندہ رہا تو پھر حاضر ہونگا ورنہ ایک فاتحہ خیر یاد فرمائیے گا آخر بجبر والدہ سے رخصت لیکر ملک نیم روز کو روانہ ہوا اب حال بدر عالم منجم کا ادریس نوجوان کے ساتھ بیان ہوگا

اب راوی حال شاہزادہ معزالدین کا بیان کرتا ہی

کہ اس روز بھی شاہزادے نے متعدد شہرون کی سیر ملاحظہ فرمائی اور شام کو گنبد گیتی نما مین تشریف لایا

اس اثنا مین ابو الحسن جوہری بھی آپہونچا اور چند ساعت بدر عالم منجم کی راہ دیکھی موکل سے پوچھا
کہ بدر عالم منجم کو کیا ہوا عبد الجمیل نے شاہزادے سے کہا آپ کس خیال مین ہین وقت تنگ ہی شاید
آپ یہین رہینگے شاہزادہ نے فرمایا کہ مین بدر عالم منجم کا انتظار کرتا ہون عبد الجمیل نے کہا بدر عالم منجم سے
آپ دست بردار ہون اور اپنی فکر کیجیے مجھے اندیشہ ہی کہ خدانخواستہ بدر عالم منجم کی فکر مین شاید کوئی صدمہ سخت
آپ کو نہ ہونچے ابو الحسن جوہری نے کہا حضور بدر عالم منجم کو بھی بچاے اور ادریس نوجوان سمجھین شاہزادہ اور
ابو الحسن جوہری نے آنکھین بند کین اور فوراً گنبد گیتی نما مین داخل ہوگئے حکیم اخشی جان نے فرمایا آج حضور
کے بشرے سے پھر کوئی ملال ظاہر ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ حکیم صاحب ہم چار آدمیون مین سے اب وہی آدمی
رہ گئے اور آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا دیکھیے ہمارا انجام کیا ہوتا ہی عبد الجمیل نے کہا تم خاطر جمع رکھو
اندیشہ نہ کرو خداوند کریم انجام بخیر کریگا ابو الحسن جوہری نے شاہزادہ سے کہا آپنے سُنا کہ حکیم صاحب نے کیا
فرمایا یعنے حکیم صاحب کے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ ہم بھی طلسم سے نکالے جائینگے اور اُس روز یاد ہی کہ
شاہ ارشاد نے فرمایا تھا کہ سیر گنبد گیتی نما کی تمھارے حصول مقاصد کا دروازہ ہی شاہزادے نے فرمایا کہ بیشک
وہ درویش صادق ہی پھر شاہزادہ حکیم اخشی جان سے رخصت ہوکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا
اور بدر عالم منجم کا بھی کھو جانا ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بیان کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین نے پہلے ہی
کہا تھا کہ سیر گنبد گیتی نما کی بد مین ہی آپ نے نہ مانا اب بھی اسکی سیر سے باز آؤ اتنی ہی سیر پر کفایت کرو
شاہزادہ نے فرمایا کہ چار اقلیم کی سیر مین کر چکا تین اقلیمین اور باقی ہین انشاء اللہ تعالی وہ بھی چند روز مین ختم ہوئی
جاتی ہین ای ملکہ نوبہار گلشن افروز معلوم ہوتا ہی کہ ادریس نوجوان اور بدر عالم منجم ایسی کسی جاے فرحت افزا
مین پہونچے ہین کہ انکو ہماری یاد بھی نہ رہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا کہ معشوقین تو انکی یہان ہین پھر
کس جگہہ مین انکو چھوڑ کر گئے ہونگے ابو الحسن جوہری نے کہا شاید دل انکا کہین لگ گیا ہوگا نادرہ رازدار نے
کہا ای ابو الحسن جوہر ادریس نوجوان و بدر عالم منجم تمھاری طرح سے ہرجائی و بیوفائی نہین ہین کہ جو انکے
حق مین یہ کلمہ کہتے ہو ہان اگر تاثیر طلسم سے کوئی حرکت اُن سے ظہور مین آئے تو اُسکا گناہ اُنپر لازم نہین آسکتا ادھر
خوش نواز پری نے جو گم ہونا بدر عالم منجم کا سُنا ایسا سینہ و سر کو پیٹا کہ بیہوش ہوگئی الغرض سب خواتین محل نے
بعد ہوش مین آنے کے خوش نواز پری کو دلاسا اور تشفی دی کہ جو امر تقدیری تھا وہ تو ہوا اب اس گریہ وزاری سے
کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ صبر کرو آخر الامر دو روز مین شاہزادہ نے اقلیم چہارم کی سیر بخوبی کی اور تیسرے روز
اقلیم پنجم مین داخل ہوا حکیم اخشی جان نے کہا ای شہریار یہ اقلیم پنجم کوکب زہرہ سے تعلق رکھتی ہی اور خلق
یہان کی اکثر سپید رنگ ہی اور باریک بدن اور حدود اقلیم پنجم وہان سے شروع ہوئی ہی جہان سے دن

چودہ ساعت اور چند دقیقہ ہو اور بیچ مین اقلیم کے پندرہ ساعت مین پہونچ جاتا ہی غرض یا تقسیم اقلیم پنجم اس طرح واقع ہوئی ہی کہ وسط بلاد ترکستان اور ماوراء النہر و شمال بلاد خراسان و کرمان فارس سے گذرتی ہی اور وسط بلاد ارمنیہ اور روم اور جزیرہ یونان و جنوب جبل الزہرہ اور وسط بلاد اندلس سے گذرتی ہوئی بحر اوقیانوس مین ختم ہوئی ہی پس اس تفصیل کا نقشہ یہ ہی

معد	دعانہ	سلطانیہ	سروشتن	شہرارسن	انگوریہ	عموریہ	قونیہ	اقسرانی	سیواس	[illegible]	قیصریہ
آذربائیجان	موس	اخلاط	بصری	شمکور	تفلیس	بیلقان	گنجہ	سلطانیہ	حیدرفتان	جرباتیہ	خوارزم
گرگنج	ابکزی	زمخشر	نوارست	درغان	بخارا	سمرقند	کسانیہ	اتراق	ساوات	برج	۔

اس اقلیم مین بھی دوسو پندرہ[۳۱۵] شہر چھوٹے بڑے ہین شاہزادہ ملک روم کے دروازہ مین داخل ہوا ابوالحسن چوبدار نے کہا مین آج علیحدہ سیر کرونگا شاہزادہ نے فرمایا بہتر ابوالحسن جو ہی ایک طرف روانہ ہوا جب شاہزادہ نے دروازہ مین قدم رکھا تھا کہ ایک جوان عبدالرؤف نام آیا شاہزادہ کو ملک روم مین لے گیا شاہزادہ نے شہر مین ایک تماشا دیکھا کہ اُسکے دروازہ پر ایک گھوڑا بنا ہوا ہی اور وہ اپنی دم کو دروازہ پر مارتا ہی عبدالرؤف نے کہا یہ گھوڑا پتھر کا ترکیب طلسم سے ہی کوئی اہل آدم اسکی کیفیت سے ماہر نہین ہی شاہزادہ وہان سے شہر اخلاط مین آیا وہان یہ دیکھا کہ ابتداء موسم بہار مین تین روز متواتر جانوران خرد شکل ٹڈی آسمان سے نازل ہوتے ہین اور خلق اللہ اُنھین گرفتار کرتی ہی اور جب تین روز گذر جاتے ہین تو وہ پرواز کر جاتے ہین شاہزادہ نجف اشرف اور کربلاے معلی کو روانہ ہوا اور عالم مثال مین زیارت سے مشرف ہوا بعد ازان قیصر روم مین آیا وہان حکیم بلیناس فرنگی نے ایک حمام بنایا تھا اور طلسم سے یہ صنعت رکھی تھی کہ وہ حمام فقط ایک چراغ سے گرم ہوتا تھا اُسکی نواح مین ایک مقام نظر سے گذرا کہ خلائق وہان واسطے زیارت کے جاتی تھی شاہزادہ سے عبدالرؤف نے بیان کیا کہ یہان محمد حنیف حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فرزند کا مزار مقدس ہی شاہزادہ نے اُس مزار مقدس کی بھی زیارت کی بعد ازان شہر یونان مین آیا مگر یہ بھی خیال تھا کہ ابو المکارم نے کوئی تصویر کسی نازنین کی دکھلائی تھی اور مین اُسکے عشق مین اپنے وطن سے نکلا ہون اور وہ جو ہی کہ میری جنس سے ہی بخلاف ملکہ نوبہار گلشن افروز کے یعنے آدمزاد ہی عبدالرؤف سے اس حال کو پوچھا عبدالرؤف نے کہا مین نہین جانتا شاہزادہ یونان شہر ارمنیہ مین وارد ہوا وہان ایک آتشکدہ دیکھا کہ مجاور پانی حوض سے لیکر اُس آتشکدہ پر چھڑکتے تھے ناگاہ ایک ٹکڑا ابر آسمان سے پیدا ہوا اور اس شدت سے پانی برسا کہ طوفان کی نوبت پہونچی عبدالرؤف نے کہا اے شہریار جس سال شہر ارمنیہ مین خشک سالی

ہوتی ہو یہان کے رہنے والے اس آتشکدہ پر جمع ہوکر فریاد کرتے ہین اور خادم و مجاور آتشکدہ پانی حوض کا ہر چہار طرف چھڑکتے ہین جس طرح اب آپ نے ملاحظہ فرمایا خدا کی قدرت سے بارش کامل ہوتی ہو اور قحط دفع ہوجاتا ہو شاہزادہ ارمینیہ سے اندلس مین پہونچا نواح اندلس مین ایک گھوڑے کی تصویر دیکھی اور رخ سوار کا آبادی کی طرف تھا جب کوئی آدمی سوار کے پاس جانے کا قصد کرتا تھا وہ ہاتھ کے اشارہ سے کہتا تھا کہ میرے پاس نہ آؤ عبد الرؤف نے کہا پشت کی طرف سوار کے صحراے مور چیکان ہو اور ہر ایک چیونٹی مثل کتے کے ہو آدمی کو ایک لحظہ مین ہلاک کرتی ہو اسواسطے وہ سوار اپنے پاس نہین آنے دیتا اور منع کرتا ہو اتفاق سے ابو الحسن جوہر بھی سیر کرتا ہوا اُسی جا پہونچا جہان کہ شاہزادہ تھا شاہزادہ نے پوچھا تمنے کس کس شہر کی سیر کی ابو الحسن جوہر نے کہا مین نے خوارزم اور قوانیہ اور سمرقند کو دیکھا اور توران کے اکثر شہرون کے دروازے مثل خون کبوتر کے سرخ رنگ دیکھے اور اُنکے دیکھنے سے خود بخود وحشت ہوتی تھی مین نے اُس سرخی کو عبد الرؤف سے دریافت کیا اُسنے کہا حکیم اخشی جان سے پوچھنا مجھے معلوم نہین ہو شاہزادہ نے فرمایا درست ہو مین نے بھی ایسی ہی سرخی دیکھی ہو ہرات اور بغداد مین غرض شام کو ابو الحسن جوہر اور شاہزادہ حسب معمول گنبد گیتی نما مین آئے اور بغداد و بخارا وغیرہ شہرون کی سرخی کا حال پوچھا حکیم اخشی جان نے کہا یہ سب حال آیندہ دریافت کرتے ہو وہ یہ ہو کہ تین سو برس بعد اس زمانہ کے ایک بادشاہ چنگیز خان نامے دشت قبچاق مین پیدا ہوگا اور وہ وہان اہل شہرون کو کہ جنکے دروازے سرخ ہین قتل کریگا اُس ہنگامہ سخت مین اکثر خاندان عالیشان خراب و تباہ ہوجائینگے اور اکثر بزرگان خدا آگاہ اور ہر دمان عارف اُسکے دست ظلم سے قتل ہونگے یہان تک کہ سارا جہان تہ و بالا ہوجائیگا شاہزادہ نے فرمایا خداوند کریم اُس ظالم الظلم کے ہاتھ سے محفوظ رکھے بعد اُسکے حکیم اخشی جان سے رخصت ہوکر حسب معمول ملکہ نوبہار رنگا رنگ افروز کے پاس آیا اور ماجراے گذشتہ بیان کیا اور صبح کو پھر گنبد گیتی نما مین داخل ہوا اب سیر اقلیم ششم کی ہو کہ یہ کوکب عطارد سے متعلق ہو اور یہان کی خلایق اکثر سیاہ و سبز ہوتی ہو اور دیگر عجایبات ہین اور ابتدا اس اقلیم کی مشرق سے شروع ہوتی ہو اور شمال مین دیار یاجوج ماجوج اور بلاد خاقان و شتاب اور بعض نواح خوارزم اور پہاڑ ہین اور شمال قسطنطنیہ اور جنوب بحر صقالیہ اور شمال ہیکل الزہرہ اور اندلس سے گذر کے بحر اعظم مین ختم ہوئی ہو چنانچہ نقشہ اقلیم ششم کا یہ ہو

رومیہ	قسطنطنیہ	جسند	باب الابواب	قرینہ طراز	سشالخ	کاشغر	تیرہ	بندقیہ	یرشالوش

قصہ کوتاہ چالیس شہر بڑے اور ہزار شہر چھوٹے اور بائیس پہاڑ بڑے اور بیس نہرین عظیم واقع ہین اب قصہ شہر قسطنطنیہ کا حال بیان ہوتا ہو غرض شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر شہر قسطنطنیہ مین داخل ہوئے دیکھا کہ

دروازہ ہر شہر کا ایک فرسخ کی دوری پر ہو اور ہر ایک شہر کے دروازہ پر ایک تصویر گھوڑے کی سی بنی ہوئی ہو اور ایک سوار بھی اُسی گھوڑے پر اس ہیئت سے ہو کہ ہاتھ مین کوڑہ لیے ہوئے شاہزادہ نے عبد الرحمن سیر فرما سے پوچھا یہ سوار کون ہو عبد الرحمن نے کہا اس سوار نے اس شہر کو آباد کیا ہو اور نام اسکا قسطنطین ہو اور ایک مقام شاہزادہ کی نظر سے ایسا گذرا کہ جسکی دیوار پر ہزارہا تصویرین زن و مرد کی آویزان ہین عبد الرحمن نے کہا اے شہریار جسکو کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہو اس مکان مین وہ جاتا ہو اور جو تصویر کہ اُسکی صورت سے مشابہ ہوتی ہو اپنے عضو مخصوص کو اُس تصویر کے عضو سے مس کرتا ہو قدرت خدا سے وہ اُسی وقت صحت پاتا ہو شاہزادہ نے دو روز مین اُس اقلیم کی سیر کی بعد ازان قیصریہ اقلیم ہفتم مین داخل ہوا خشی جان نے کہا اے شاہزادہ کامگار اقلیم ہفتم کوکب قمر سے منسوب ہو یہان کی خلقت اکثر سپید و سبز رنگ کے درمیان ہوتی ہو اور وسط مین اس اقلیم کے طول روز سولہ ساعت کا ہوتا ہو اور ابتدا مشرق سے شروع ہوتی یعنی بلاد یاجوج و ماجوج اور کیماکس و اللمان شمال بلاد شلنج اور جنوب بلاد ترقان سے گذر کر بحر اعظم مین داخل ہو جاتی ہو اس

اقلیم کے بلاد کا نقشہ یہ ہو

شنشیانقو	صغنجا	طرقو	فرخار	فرقز	صوارق	کفا	کرسی	اتق	صراق	کلب	بلغار	دیار یاجوج ماجوج	سیوار	طبلاس

کہ جو شہر بحر محیط کے کنارہ پر واقع ہو قصہ کوتاہ اس اقلیم مین بھی بہت سے شہر بڑے اور بہت سے شہر چھوٹے اور دو پہاڑ ہین بعد ازان شاہزادہ اور عبد الباری سیر فرماتے سد سکندر اور دیار یاجوج مین پہونچے پہاڑ پر ایک دیوار سفید بلند نظر آئی عبد الباری نے کہا سد سکندر یہی دیوار مشہور ہو درحقیقت ایسی وہ دیوار بلند تھی کہ اگر اُسکی چوٹی پر سے کوئی نیچے دیکھے تو یہ آدمی بقدر ایک بالشت کے معلوم ہوتے ہین اور یہ دیوار تانبے اور کسکٹ وغیرہ کی ہو اور تا قیامت اُسکو بھی قیام ہو اگر یہ دیوار درمیان مین مانع نہوتی تو یاجوج و ماجوج دنیا کو خراب و ویران کر دیتے اُسکی تفصیل یہ ہو کہ یاجوج و ماجوج حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند زادے ہین جسوقت یافث بن نوح کی اولاد دُنیا مین منتشر ہوئی یاجوج و ماجوج بھی سرزمین مشرق مین آباد ہوئے اور اُنکی نسل سے اسقدر مخلوق ہوئی کہ جسکا عدد و حساب نہین ہو چنانچہ اہل تواریخ لکھتے ہین کہ دس حصہ مین نو حصہ اولاد یاجوج و ماجوج ہین اور ایک حصہ مین دوسری قوم ہو اور اسمین دو فرقہ ہین دو بھائیون کی اولاد سے اور ہر فرقہ نو قسمون مین منقسم ہوا ہو سواے اسکے جبتک کہ ایک سے ہزار پیدا نہین ہو لیتے وہ فنا نہین ہوتے اور بسبب خلقت ہر فرقہ کا عرض و طول ایک سو بیس گز کا مربع ہوتا ہو اور بعض کے ایک سر سے چالیس سر تک ہوتے ہین اور ایسے زبردست ہوتے ہین کہ شیر اور ہاتھی اُنسے مقابلہ نہین کر سکتے اور ہمیشہ کملی

اوڑھتے ہین اور جو کوئی اُنمین سے مرتا ہو سب کے سب اُسکو کہا لیتے ہین اور کوئی مذہب اُنکا نہین ہو بعد ازان
شاہزادہ زندان دجال مین آیا دیکھا کہ بزنجیر وسلاسل مین دجال گرفتار ہو مگر ایسا زبردست اُسکو دیکھا کہ کبھی ایسا زبردست
کسی کو نہ دیکھا تھا عبد الرحمٰن سے پوچھا کہ دجال کو کسی نے اس زمانہ مین بھی دیکھا ہو عبد الباری نے کہا
تمیم نام نصرانی کی کشتی طوفانی ہو کر یہان آئی تھی اور دجال اور تمیم سے کچھ سوال و جواب بھی ہوئے تھے بعد اسکے
تمیم حضرت رسالت مآب کی خدمت مین حاضر ہوا اور حال اپنا بیان کیا شاہزادے نے پوچھا کہ تمیم سے دجال نے
کیا سوال کیا اور تمیم نے کیا جواب دیا عبد الباری نے کہا پہلے سوال دجال نے یہ کیا کہ نخل بیان باردرہوتا
ہو یا نہین دوم یہ کہ چشمہ درعہ مین پانی باقی ہو یا خالی ہو گیا سوم یہ کہ شجرہ طیبہ مین برگ و بار آیا یا خزان آ گئی
دجال نے جو سُنا کہ نخل بیان و چشمہ درعہ اور شجرہ طیبہ بحال خود ہین بس غضب مین آیا اور کہا
جسوقت شجرہ طیبہ مین ثمر آئیگا اور چشمہ مین پانی بھر یگا تو مین خروج کرونگا شاہزادہ وہان سے قیصریہ اقلیم ہفتم
مین تشریف فرما ہوا ناگاہ ایک دروازہ جسکی پیشانی پر باب الطلسمات والعجائبات متفرقہ لکھا تھا دیکھا
شاہزادہ نے اُس دروازہ کا حال حکیم اخشی جان سے پوچھا حکیم اخشی جان نے کہا جب دروازہ مین داخل
ہوگے تو تمام دنیا کے عجائبات تمھارے پیش نظر ہونگے اور جسقدر عجائبات مین بلاد کتنے دیکھے پھر وہ دیکھوگے
بعد ازان شاہزادہ شہر کرسی مین گیا تیغ کرسی نشین اور سعید لوہدار اور محفوظ قلمدار کو عالم مثال مین دیکھا
اور حسب اتفاق ذکر شاہزادہ کا کر رہے تھے اسی طرح روسا ے اربع یعنی طاق شاہ و عادل شاہ اور
راسب شاہ و مرطوب شاہ کے ملک مین پہونچے اور وہان سے ملک ظہورستان مین آئے وہان
سلطان روح الملک و روح افزا بھی موجود تھے لیکن ملکہ ناطقہ روشن بیان کو نہ دیکھا ابو الحسن جوہر
نے غمزہ شیرین کار کو دیکھا کہ باغ مین عجیب ناز و انداز سے سیر گلستان کر رہی ہو ابو الحسن جوہر نے پہچانا کہ یہ
نازنین میری منکوحہ ہو مگر عیاری سے نادانستہ حال غمزہ شیرین کار کا پوچھا عبد الباری نے کہا تم خود
واقف ہو کہ یہ امارہ خاتون مخلدار کی بیٹی ہو الغرض شہر کے عجائبات و شہر آئینہ داران و ملک حشمت نگار و
مقام الامتحان اور سروستان حیرانی تا عرشیہ نظر سے گذرے شاہزادہ کو بارہا خیال آتا تھا کہ مین نے
تمام جہان عالم مثال مین دیکھا لیکن اقبال شاہ کو نہین دیکھا شاید اقبال شاہ نے کوئی گوشہ عبادت ایسا
بنایا ہو کہ کوئی بشر وہان نہین پہونچ سکتا یا بانیان طلسم نے اُسکی صورت ظاہر نہین کی خیر حکیم اخشی جان سے معلوم
ہو جائیگا الغرض تمام دن تو شاہزادہ سیر گنبد گیتی نما مین رہتا تھا اور رات کو ملکہ نو بہار گلشن افروز کے
پاس تشریف لاتا تھا ملکہ نو بہار گلشن افروز ہر شب شاہزادہ سے کہتی تھی کہ بس اب سیر گنبد گیتی نما موقوف
کرو کہ ہفت اقلیم کی بھی سیر بخوبی دیکھ لی شاہزادہ جواب دیتا تھا کہ تھوڑے شہر اور باقی ہین وہ بھی تمام

ہوئے جاتے ہین اور اس مین قباحت کیا ہی رات کو تو تمھارے پاس پہونچ جاتے ہین اور اصل مین رات تو تمھاری
ہی تملو دن سے کیا غرض لہذا تم مانع سیر نہو ملکہ نوبہار گلشن افروز کہتی تھی کہ سیر ہفت اقلیم بھی تمام ہی اور آپکا وعدہ
ختم ہوا اب آپ مرغزار عشرت مین تشریف لیچلیے اور وہان عیش و آرام رہیے شاہزادہ نے فرمایا کہ اب دو ہی چار روز کا
بکھیڑا اور ہی پھر تو تم اور ہم تمام عمر جدا نہونگے اگر والدین بھی یہان آ گئے تو نہایت مناسب ہی کیونکہ مین انکی زیارت
کا نہایت مشتاق ہون علی الخصوص جس وقت سے کہ مین نے عالم مثال مین والدین کو اپنے غم مین از حد ملول دیکھا ہی
بس دل کو میرے بھی قرار و آرام نہین ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا تھا خاطر جمع رکھیے مین جناب حکیم قسطاس الحکمت
سے ضرور عرض کرونگی اور بلوا لونگی جب رات گذر گئی تو صبح کو ابو الحسن جوہر اور شاہزادہ داخل گنبد گیتی نما ہوئے
اور شاہزادہ نے چند دروازہ دیکھے ان پر پردے پڑے تھے شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ پردہ دار دروازے کس شہر و بلاد
سے تعلق رکھتے ہین حکیم اخشی جان نے کہا خود جاکر دیکھیے جب شاہزادہ دروازہ کے اندر گیا معلوم ہوا کہ شہر شتالیہ
ہی اور ملکہ مصورہ بانو امیر جلال الدین کی معشوقہ اور تخیل قوی بازو اور مقبل شاہ وغیرہ اشخاص نظر سے
گذرے وہان سے شہر برزخیہ مین آئے عبد الباری نے تمام سرگذشت امیرزادہ سیف الدین کی بیان
کی اور طلسم مین ہر ایک جا کا نشان دیا کہ یہ شہر نخاعیہ ہی اور موخر شاہ ہی اور یہ ملکہ عقیلہ تندخو امیرزادہ
سیف الدین کی محبوبہ ہی اور یہ ملکہ قمرا ہے حور پیکر دوسری بی بی امیرزادہ سیف الدین کی ہی اور جبل عرب
ہی اور یہ جا ہے وہ ہی جہان امیرزادہ سیف الدین نے اژدہے کو مارا ہی اور یہ حدیقۃ العجائب ہی اور یہ سرطون حبیب
بن بطل شاہ جنی ہی ملکہ امیر سلطان و امیر خلیل کے طلسم کا حال بیان کیا اور حال محمود خراسانی نہین بیان کیا
کہ وہ بعد حال طلسم کے بیان کیا جائیگا عبد الباری نے کہا اب اس دروازہ مین تشریف لیجائیے کہ جو پہلو مین ہی
شاہزادہ نے پوچھا یہ دروازہ کس ملک کا ہی عبد الباری نے کہا یہان تمام جہان کے عجائبات کا نمونہ ہی
شاہزادہ مع ابو الحسن جوہر کے اس دروازہ مین گیا اب اگر تفصیل سے یہان کا حال لکھا جائے تو طول ہوگا
لہذا مختصر بیان ہوتا ہی الغرض شاہزادہ نے اس دروازہ مین قدم رکھا جو عجائبات کہ ربع مسکون مین ہین نظر سے
گذرے اور موافق بیان صاحب کتاب حبیب السیر و روضۃ الصفا و عجائب المخلوقات و
عجائب البلدان شاہزادہ نے دیکھا اور ترکستان مین ایک پہاڑ بہت بڑا پرفضا تھا اور نیچے اسکے بہت زن و
مرد مع ساز استطرف کو روانہ تھے شاہزادہ نے عبد الباری سے فرمایا کہ یہ معاملہ کیا ہی بیان کرو عبد الباری
نے کہا اے شہریار جو کوئی انکے گروہ مین بیمار ہوتا ہی وہ ایسے سامان سے پہاڑ پر جاتا ہی اگر وہان پہونچتے ہی بارش
ہوئی تو وہ فوراً تندرست ہو جاتا ہی ورنہ مر جاتا ہی اور آب بارش مین لاش بہ جاتی ہی اور بیابان توپہ مین
ایک سنگ مربع پر تخت پتھر کا رکھا ہی اور اس تخت پر ایک آدمی بے جان و عریان بیٹھا ہوا ہی جو ماجتمند اس سے

حاجت طلب کرتا ہو فوراً برآتی ہو اور نواح مصر مین خلایق غول کا شکار کرتی ہو اور غول وہان کا زبان انسانی سمجھتا
ہو اور اُنسے کہتا ہو کہ تم دعا کرو کہ بارش ہو اور جو بارش نہوئی تو تمکو قتل کرونگا جب وہ علما سب دعا کرتے ہین تو بارش
بخوبی ہوتی ہو اور ہندوستان مین بہت بت پرست ہین کہ ہر سال عید کرتے ہین اور سردار قوم شراب پیتا ہو اور
پیلہ تلوار کا سینہ پر رکھکے اس زور سے دباتا ہو کہ پشت سے پار ہو جاتا ہو اور اُسی حال زخم داری مین حال آیندہ
بیان کردیتا ہو اور جب تلوار نکال لی تو جراح خاک رکھکر باندھ دیتا ہو پس قدرت خدا سے وہ زخم اچھا ہو جاتا ہو اور
ملک چین مین ایک چشمہ ہو کہ ہر مرض کے واسطے مریض کو پانی اُس چشمہ کا دیتے ہین اگر موت اُسکی ہو تو اُسی وقت
مرجاتا ہو اور اگر زندگی ہو تو فوراً اچھا ہو جاتا ہو اور بلاد چین مین ایک مکان مین ایک مردہ کلان پڑا رہتا ہو جب
کوئی قریب جاتا ہو تو اس زور سے طمانچہ اُسکے کلہ پر مارتا ہو کہ وہ فوراً مرجاتا ہو اور کوہ نہاوند مین ایک جوف مثل
بدرو کے ہو جب وہان خشک سالی ہوتی ہو تو خلقت وہان جاتی ہو اور اُس شگاف زمین سے جو مثل بدرو کے
ہو پانی طلب کرتے ہین پس اُس شگاف سے قدرت خدا سے اسقدر پانی آتا ہو کہ پھر حاجت نہین رہتی جب
کہتے ہین کہ ہمین حاجت نہین ہو تو پانی موقوف ہو جاتا ہو کوہ سراندیپ مین حضرت آدم علیہ السّلام کے قدم کی
لنبائی ستر گز کی تخمیناً ہو اور ہر روز پانی برستا ہو اور مشرق کی طرف ایک جزیرہ ہو واق واق نام وہان
اسقدر سونا پیدا ہوتا ہو کہ برتن کھانے پینے کے بھی سونے کے ہین اور زیور عورتون کا دست اور تانبے کا ہوتا
ہو بصرہ اور اہواز کے درمیان ایک حجر ہو کہ اسمین سے ایک آدمی بلند قد نکلتا ہو اور مثل دیو کے ہو اور
صدائے بوق و طبل ہر طرف سے آتی ہو مغرب مین ایک موضع کی زمین ہو کہ اسمین مثل گیاہ کے غول پیدا
ہوتے ہین لیکن اُس مقام پر بجز سکندر اور کوئی نہین گیا ہو ہندوستان مین پہاڑ کے نیچے ایک چشمہ ہو
کہ اسمین سے ایک جانور مثل طاؤس کے پیدا ہوتا ہو اور حوض مین پانی لیکر اور جانورون کو دیتا ہو حدود
مغرب مین ایک جانور ہمیشہ آگے آگے کشتی کے چلتا ہو جب کوئی آفت کشتی پر آنے والی ہوتی ہو وہ جانور
چلاتا ہو اہل کشتی ہوشیار ہو جاتے ہین اور کشتی کو بچاتے ہین اب شاہزادہ ملک کرمان مین پہونچا وہان ایک
مینار مع زینہ دیکھا کہ اکثر آدمی مینار پر جاتے ہین شاہزادہ نے عبدالباری سے مینار کی کیفیت پوچھی
عبدالباری نے کہا یہان کے لوگون کو جب جلاب کی حاجت ہوتی ہو پس اسقدر زینہ ہین کہ اُسپر چڑھنے
سے سب مادہ فاسد نکل جاتا ہو ولایت مزغہ مین ایک جاے دیکھی کہ سیاہ پتھر کو آدمی توڑ رہے تھے
عبدالباری نے کہا اے شہریار یہ پتھر مثل کوئلے کے جلتے ہین اور راکھ اُسکی کپڑے دھونے مین کام آتی ہو اور
دیکھا کہ خط استوا کے نزدیک ایک پہاڑ ہو اور اُس پر مینار کے اوپر ایک غار ہو اور اُس غار مین ایک تصویر
جانور کی ہو اور مُنہ مین تصویر کے ایک چیز انجیر کی طرح ہو عبدالباری نے کہا اے شہریار یہ انجیر جب پختہ ہوتے

ہین حسب قاعدۂ طلسمی چند جانور پتھر کی صورت وہان سے منقارون مین ا بخیر لا کر اس غار مین جمع کرتے ہین فلانی
شہر مینار پر سے ابخیر لے آتی ہی منارہ ارمن مین دیکھا کر پانی چشمہ درعہ کا اسمین سے جاری ہی اس علامت سے معلوم
ہوا کہ نخل بیابان مین بھی پھل ہوگا بعد اسکے شاہزادہ بیت المقدس مین آیا اور وہان سے مجمع البحرین مین پہونچا
وہان ایک میل پر زاغ سیاہ بنا ہوا ہی عبد البارے نے کہا یہ میل رات کو مثل شمع کے روشن ہوتا ہی اور پہلو
مین میل کے تہخانہ ہی بس جسقدر مہمان شہر مین وارد ہوتے ہین یہ کوا طلسمی مثل آدمیون کے آواز دیتا ہی نوکر تہخانہ کے
ہوشیار ہوتے ہین اور مہمانون کے واسطے سامان مہمانی تیار کر لاتے ہین اسی وجہ سے نام اس تہخانہ کا
کنیسۃ الغرب ہی شاہزادہ نے فرمایا کیا قدرت اسکی ہو کہ تہخانہ مین بھی وہ ایسی قدرت نمائی کرتا ہی عبد الباری
نے کہا نمرود نے بھی چند چیزین بنوائی تھین انمین ایک بطخ تھی کہ جب کوئی شہر مین مسافر داخل ہوتا تھا تو وہ
خود بخود ایسی آواز دیتی تھی کہ تمام شہر کو معلوم ہو جاتا تھا کہ کوئی شہر مین آیا اور مسافر خانہ کے لوگ اس مسافر
کی مہمانی کرتے تھے اور ایک طبل تھا کہ جسکے گھر مین چوری ہوتی تھی وہ ایک ہاتھ طبل پر مارتا تھا اور طبل سے
آواز پیدا ہوتی تھی کہ فلانے شخص نے مال لیا ہی اور فلان جا رکھا ہی اور شہر سوم مین ایک آئینہ ہر سال روز معین
کو حال آئندہ کی خبر دیتا تھا اور شہر چہارم مین ایک حوض تھا اسکے کنارہ پر نمرود دربار عام کرتا تھا اور اہل شہر
کو حکم ہوتا تھا کہ گلاب اور شربت و شراب و عسل و بیدمشک پانی مین حوض کے ملا دو اور پھر اپنا اپنا جام بھر لینے
کا حکم ہوتا وہ لوگ جام حوض مین سے بھر لیتے تھے جسکا کہ شہد تھا اسکے جام مین حوض سے شہد ہی آتا تھا اور جو
گلاب ڈالتا تھا اسکے جام مین گلاب اسی طرح جو چیز کہ حوض مین ڈالتا تھا وہی چیز جام مین اسکے آتی تھی
پنجم یہ کہ ایک چشمہ تھا اسمین مدعی و مدعا علیہ کو حکم ہوتا تھا کہ تم اپنے اپنے پانون ڈالو جو سچا ہوتا تھا وہ اسی طرح
رہتا تھا اور جسکا دعوی جھوٹ ہوتا تھا وہ ڈوب جاتا تھا ششم مین ایک چشمہ کے گرد تمام شہر آباد کے نام
لکھے ہوئے تھے جب کوئی حاکم شہر نمرود سے بغاوت کرتا تھا اس چشمہ سے پانی روانہ ہوتا تھا یہان تک کہ اس شہر
کو غرق آب کر دیتا تھا اور شہر ہفتم مین کہ خاص دار الخلافت نمرود تھا دروازہ پر بارگاہ کے ایک درخت تھا
جسقدر خلایق سایہ مین درخت کے جمع ہوتی تھی سایہ درخت بھی پھیل جاتا تھا چنانچہ جسقدر آدمی ہوتے تھے
اسی قدر سایہ بھی بڑھتا تھا مگر اس تعجب پر بھی خدا سے انحراف کیا اور حضرت خلیل اللہ کو پیغمبر نہ سمجھا آخر ایک
پشہ نے ہلاک کر دیا شاہزادہ وہان سے حضرت نوح علیہ السلام کی مسجد مین آیا مسجد کے سات دروازے تھے
اور وہ مسجد کوہ جودی پر تھی عبد الباری نے کہا یہان حضرت نوح کا یہ معجزہ ہی کہ جو کوئی مسافر کسی مسافر کا
کچھ چراتا ہی پھر اسکو دروازہ معلوم نہین ہوتا تاوقتیکہ وہ چیز وہان نہ رکھدے الغرض ایسے ہی نقل و حکایات
کتاب تواریخ مین مندرج ہین اگر سب لکھین تو طول ہو اور مطلب کتاب کا جاتا رہے لہذا موقوف رکھے

کچھ حال بحار العظیمہ کا بیان کیا جاتا ہی بعد اسکے حال شاہزادہ کا بیان ہوگا مورخان صاحب تحقیق نے لکھا ہی کہ
بحر اعظم پانچ ہین پہلے بحر ہند کہ جو بحر سندھ و بحر فارس اور بحر العمان و بحر چین کے نام سے مشہور ہوتے ہین
اس دریا مین ہزار جزائر بڑے بڑے واقع ہین انمین ایک ولایت چین دوسرے بحر الشام ہی کہ جسکا بحر الروم
و بحر افریقیہ و بحر الکبیر بھی نام ہی اس بحر مین دوسو پچاس جزیرے معمور ہین سوم بحر مغرب اس در کو
بحر طراندلس و بحر طنجہ و بحر الاسود بھی کہتے ہین بلکہ جزایر خالدوث اسی بحر کے جزیرون مین داخل ہین چہارم
بحر بنیطس جسکا لقب بحر طراوند اور بحر الروس ہی پنجم بحر طبرستان کہ جو بحر گیلان اور بحر باب الابواب
اور بحر الخزر خطاب کیا جاتا ہی اس بحر کے دیہات بدور ہین اور تمام دریاے عالم سے زیادہ تر خطرناک ہی اور
نفط سیاہ و سپید کہ جسکو زبان ہندی مین رال کہتے ہین اسی دریا کے جزایر مین سے نکلتا ہی اور یہ پانچون دریا
ملکے ایک بحر البحور اور بحر اعظم اور بحر اوقیانوس نام ہی یہ تمام دریاے مذکورہ بحر اوقیانوس مین
مین شامل ہو جاتے ہین اور جو دریاے خرد انکی شعبہ ہین وہ ان نامونسے مشہور ہین

بحر تبریز	بحر قلزم	بحر فارس	بحر سند	بحر سینی جات	بحر ات	بحر ترطیبش	بحر جمہون
بحر احمر	بحر قلیچہ	بحر تبیس	بحر موفون	بحر بطلیہ	بحر افابیہ	بحر شعوبہ	بحر الہند
بحر فرغانہ	بحر آنجی	بحر تریخان	بحر کمران	بحر اغلاط	بحر دشت	بحر بہ اقس	×

حضرت خضر علیہ السلام سے قعر و عمق دریا مین روایت ہی کہ حضرت نوح کی رسالت کے وقت ایک مرد دریا مین
غرق ہوا تھا ابھی تک تین حصہ بھی دریا کے اسنے طے نہین کیے ہین ذکر انہار نہایت مختصر بیان ہوتا ہی کہ غار پہاڑون
مین بہت گہرے ہین اور بے شمار ہین آب باران و آب برف ان غارون مین داخل ہوتا ہی اور بعد اسکے
درہ کوہ سے تھوڑا تھوڑا نکلتا ہی اور اسی سے نہرین ہو جاتی ہین اور جو خزانہ کوہ مین جمع ہوتا ہی اسکو اوسال کہتے ہین
اگر اوسال کو قلعہ ہاے پہاڑ سے مدد نہ ملے تو پھر پانی بالکل خشک ہو جائے ورنہ جس طرف پانی نشیب پاتا ہی
روان ہوتا ہی اسی وجہ سے بعض نہرین مشرق سے مغرب کو جاری ہین اور بعض دکھن سے شمال کی طرف جاری ہین نقشہ

نہر امل	نہر آذربا	نہر صغاد	نہر قتلہ	نہر دریس	نہر طاب	نہر سیر	نہر سوس	نہر دجلہ	نہر اندلس	نہر سلیمان
نہر اس	نہر کرد	نہر تبریز	نہر گنگ	نہر مرغاب	نہر نیل	نہر جمن	نہر روم	نہر یاسین	نہر الحق	نہر زابین
نہر نربدہ	نہر باسبان	نہر الاصواب	نہر بابل	نہر اصفہان	نہر المسیح	نہر عبدالرحمن	نہر سابک	نہر سرخ	نہر العلم	×

ذکر العیون یعنی زمین اور مغارات سے چشمون کے برآمد ہونے کی یہ علت ہی کہ زمین کے اندر روزن و شگاف

بیشتر ہوتے ہین اور وہان ہوا بھی موجود ہوتی ہی جب پانی ہوا پر غالب آتا ہی ہوا بھی پانی ہو جاتی ہی اگر پانی کو کسی جا سے مدد پہونچے اور زمین بھی سخت و ناہموار ہو تو پھر پانی وہان سے نکلنے کا قصد کرتا ہی اور شگاف کوہ سے زمین پر جاری ہوتا ہی جس طرح کہ کنوان کھودا جاتا ہی دوسرے پانی کے گرم ہونے کا باعث جاڑا سرما مین یہ سبب ہی کہ جب ہوا سرد ہوتی ہی تو حرارت زمین مین داخل ہوتی ہی اور پانی گرم ہوتا ہی نقشہ تفصیل چشمہ ہا

عین نہنگ	عین لاطیف	عین باوجال	عین الجراز	عین ہیان	عین دوست	عین ملیط	عین نکورہ
عین الفلاح	عین البراہیم	عین الحجر	عین النعیم	عین الذہب	عین الشمس	عین سک	x

ذکر جزایر یہ ہو کہ ربع مسکون مین جو زمین ہموار اور جزایر آباد و ویران کثرت سے ہین نہین بعض مین قوت بشر خداوند کریم نے تقرر فرمائی ہی اور بعض واسطے منافع و فوائد کے مقرر ہوئے چنانچہ جہان زراعت ہوتی ہی وہ بنی آدم کے تصرف مین آئے اور اکثر زمین پر قوم آتشی کی بود و باش ہی حالانکہ بنی آدم بھی رہتے ہین اور بعض زمین پر کچھ ہین اور بعض جگہ جو کا مین وغیرہ ہین لیکن جو جزائر کہ مشہور ہین انکا بیان ہوتا ہی نقشہ انکا یہ ہی

جزائر بادوت	جزیرۂ بیضہ	جزیرۃ الفضہ	جزیرہ زنج	جزیرہ اوان	جزیرہ خارک	جزیرہ کفرب	جزیرۃ نفرج	جزیرۃ ابرن
جزیرہ شاذون	جزیرہ اسفر	جزیرہ الجرب	جزیرہ اقنج	جزیرۃ الخرقہ	جزیرۃ انفاس	جزیرہ سنت بان	جزیرۃ الغار	جزیرۃ الملکیہ
جزیرہ مہاراج	جزیرہ [illegible] پرہ	جزیرہ عمان	جزیرۃ الریاحی	جزیرہ [illegible]نو	جزیرہ سرندیپ	جزیرہ قمری	جزیرہ دنگمبا	جزیرہ معدن
جزیرہ حیات	جزیرہ سواقم	جزیرہ خورس	جزیرہ طریق	جزیرہ طریت	جزیرہ سوسماری	جزیرہ اسرس	جزیرہ کوہ	x

اب کچھ پہاڑون کا حال مختصر بیان ہوتا ہی کہ خلاق عالم نے اس دنیا مین جو بڑے بڑے پہاڑ واسطے فوائد عظیمہ کے پیدا کیے ہین اول یہ کہ اگر زمین ہموار ہوتی تو دریا اس کو غرق کر دیتے اور مخلوق ہلاک ہو جاتی دوم نباتات و معدنیات کے پیدا کرنے کی بھی غرض سے ہین سوم بنی آدم کو آب شیرین میسر نہ آتا تھا اس وجہ سے پہاڑ سر بفلک کشیدہ بلند پیدا کیے کہ ان سے آب برف و باران زمین پر جاری ہو اور انسان و حیوان سیراب ہون اور جو پانی غار مین پہاڑ کے جمع ہوتا ہی اس سے معدنیات پیدا ہوتے ہین یہان خیال یہان تک کام کرتا ہی ورنہ اسکے مصالح وہی جانے الغرض شاہزادہ دوسرے روز باب الصحارہی مین مع ابو الحسن جوہر داخل ہوا اور تماشا بیابان مغرب اور بیابان قصر داموں و بیابان حجاز و بیابان فلسطین و بیابان صغار و بیابان ثمود و بیابان گوہر کا سیر و تماشا دیکھا اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس تشریف لایا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا نہین معلوم تمکو اس

فقیر کمبخت نے کیسا سبق پڑھایا اور افسون کیا ہو کہ تکو سوائے بادیہ پیمائی کے اور دنیا و مافیہا کی خبر نہین ہو شاہزادہ نے
فرمایا ا ور دو روز کی سیر اس گنبد گیتی نما کی باقی ہو پھر مین تمھاری خدمت مین تمام عمر عیش و آرام سے رہونگا ہرچند
شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی تسلی کرتا جاتا تھا لیکن طبیعت خود بخود تعلقات طلسمی سے ہر روز برخاستہ
ہوتی جاتی تھی اور عجیب عجیب خیالات دل مین پیدا ہوتے تھے آخر ابو الحسن جوہر سے فرمایا ای برادر
اُس روز شاہ ارشاد نے ہمسے فرمایا تھا کہ گنبد گیتی نما دروازہ مقصود تمھارا ہو شاید وہ مقصد بلکہ نوبہار گلشن افروز
کی خلوت صحیح سے مراد ہو یا شاید سعادت قدمبوسی والدین سے مراد ہو سوز یارت والدین عالم مثال مین میسر
آچکی یہ بھی اُسکا شاکر ہو یقین ہو کہ اب بعد اختتام سیر گنبد گیتی نما وصل حقیقی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بھی
بہرہ مند ہوجاؤن ابو الحسن جوہر نے کہا پیر و مرشد میرا دل گواہی نہین دیتا آپ ارشاد فرماتے ہین بلکہ یقین ہو
کہ کوئی مطلب تازہ بر آئے اور وقت اُسکا قریب تر آیا ہو الغرض اُنتالیسوین[٣٩] روز شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر
سے فرمایا کہ دو روز چالیس روز کے وعدہ مین باقی ہین تم ایک طرف جاؤ اور مین ایک سمت جاتا ہون
غرض شاہزادہ روانہ ہوا خدا کی قدرت سے اُس روز شاہزادہ کو سوائے بیابان گردی اور صحرا نوردی کے
اور کوئی سیر نظر نہ آئی مگر ابو الحسن جوہر نے ایک دروازہ باپردہ زرنگار دیکھا اور اُس پر یہ عبارت
بخط جلی لکھی دیکھی سبحان من جعل الشمس سلطان النجوم والشمسۃ حسن النسوان العلی ورفع الجبال الاعلی والذی
خلق الفردوس خیر الجنان ابو الحسن جوہر نے جو عبارت مسجع لکھی عبد الباری سے پوچھا ای برادر یہ
دروازہ کس شہر کا ہو عبد الباری موکل نے کہا حال اس دروازہ کا بعد داخل ہونے کے معلوم ہوگا
جب ابو الحسن جوہر دروازہ مین گیا بعد چند قدم ایک کوہ عظیم الشان نظر آیا اور اُسکی چوٹی پر
ایک قصر سبز رنگ بنا ہوا ایسا خوش آب و تاب تھا کہ سبزی اُسکی آنکھون مین کھپی جاتی تھی اور اُسکے
یاقوت نگار قبہ مثل آفتاب جہان تاب کے چمکتے تھے ابو الحسن جوہر اُس پہاڑ کے دامنہ مین پہونچا دیکھا
کہ وہ کوہ جبل اعلے ہو اور جشن نوروزی وہان برپا ہو اور خلق کا اژدہام ہو اور ابو عاہر و ابو عالم دونون
بھائی ایک تخت پر جلوہ گر ہین اور ملکہ شمسہ تاجدار بھی کرسی زرنگار و مرصع کار پر جلوہ فرما ہو اور پادری
ایدروس بھی بدستور خلایق کو افہام و تفہیم کر رہا ہو لیکن بہ نسبت سابق خلایق کم ہو ابو الحسن جوہر نے
دل مین کہا سبحان اللہ یہ مکان گویا ہفت اقلیم سے علحدہ ہو داخل اقلیم نہین ہو کیونکہ تمام اقالیم مین سیر کی
لیکن اسی کو نہین دیکھا اور آج یوم نوروز بھی نہین کیا معنی کہ آفتاب برج حمل مین نہین ہو پھر یہان مجمع کیون ہو
آخر ابو الحسن جوہر نے عبد الباری موکل سے پوچھا کہ یہ کون مکان ہو اور یہان مجمع خلایق کیسا ہو
عبد الباری نے کہا ۵

این مکان طرفہ مکان ست تو ہم میدانی
از پے گوہر مقصود بہ ہین ہر طرفے

این چہ محتاج بیان ست تو ہم میدانی
چشم نرگس نگران ست تو ہم میدانی

ابوالحسن جوہر تمام روز اس گروہ خلایق کا تماشا دیکھتا رہا اور ہر مرتبہ یہی خیال دل مین آتا تھا کہ ایات وزمین اور پردین اس مجمع نوروز مین آئے تھے اور چار گھڑی دن باقی رہے سب متفرق ہوگئے تھے آج عجیب اتفاق ہو کہ آفتاب قریب غروب پہونچا اور مجمع ختم نہین ہوا یا یہ کہ عالم المثال مین یہی قاعدہ ہو عبدالباری نے کہا اے ابوالحسن جوہر اب وقت تنگ ہو جلد یہان سے چلو ابوالحسن جوہر مجبوری وہان سے روانہ ہوا اور دل مین کہتا تھا تعجب ہو کہ شاہزادہ معزالدین سودائے عشق مین ملکہ شمسہ تاجدار کے ملک افریقیہ سے نکلا اور اب بسبب کیفیت طلسم کے ملکہ شمسہ تاجدار کا کبھی نام بھی زبان پر نہین آتا اسقدر طلسم مین گرفتار

ہی مگر میرے دل سے معاملہ طلسم کیونکر فروگذاشت ہوگیا واہ کیا صنعت حکیم عالی منزلت ہی کہ جسکی تاثیر سے آدمی ا
دُنیا ومافیہا کی خبر نہین رہتی اسی کا نام طلسم ہی خیر اب شاہزادہ کو حال ملکہ شمسہ تاجدار اور جبل اعلی سے اطلا
کرین دیکھین ہماری یاد دہی سے کسی قدر یاد کرتا ہی یا نہین اور قول شاہ ارشاد بھی کسی قدر سچا اور مستحکم تھا کہ جو ک
وہی ظہور مین آیا مطلق فرق نہوا قصہ مختصر جب ابوالحسن جوہر گنبد گیتی نما مین آیا شاہزادہ حکیم اخشی جان سے
کہہ رہا تھا کہ آج کوئی تماشا دلچسپ ہمکو نظر نہ آیا تمام روز ناحق خراب وخستہ صحرا نوردی ہوئی حکیم اخشی جان
نے کہا خاطر جمع رکھو یقین ہی آج ابوالحسن جوہر نے تمھارے حصہ کا بھی تماشا دیکھا ہوگا جب ابوالحسن جوہر
کی زبان سے سیر آج کی سن لوگے تو پھر تمھاری خستگی تمام دور ہو جائیگی اور اب چالیس روز وعدہ کے بھی
افضل خدا پورے ہوگئے یکایک سامنے سے ابوالحسن جوہر بھی نمودار ہوا اور شاہزادہ کے پاس بیٹھ گ
شاہزادہ نے فرمایا اے برادر ہم تو آج نہایت خراب رہے کہو تم پر آج کیا گذری ابوالحسن جوہر
کہا پیر و مرشد آج وعدہ مین سے ایک روز اور باقی رہا ہی حکیم اخشی جان نے فرمایا وہ بھی کل ہو جائیگا صبح
اور سیر آخری گنبد گیتی نما دیکھو شاہزادہ حکیم اخشی جان سے رخصت ہوا ابوالحسن جوہر کو ساتھ لے ملکہ
نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا ابوالحسن جوہر نے راہ مین تمام سرگذشت اپنے سیر کی بیان کی بس حضر
وہ سرگذشت کیا تھی گویا ایک افسون زبردست تھا کہ سنجر وسنتے نام ملکہ شمسہ تاجدار اور حال قریہ فردو
کے شاہزادہ کو ایسا صدمہ سخت ہوا کہ قریب تھا کہ غش آجائے بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور آنکھون مین
آنسو بھر آئے ابوالحسن جوہر سے پوچھا اے برادر والا قدر مین کس بلائے ناگہانی و آفات سماوی مین گرفتا
ہوگیا تھا کہ مجکو مطلق ملکہ شمسہ تاجدار کا خیال بھی نہین رہا واللہ شاہ ارشاد نے اسی جبل اعلی کو ہماری منزل مقصد
بتایا تھا سبحان اللہ عجب تاثیر طلسم ہی کہ یہ طلسم محبت پر بھی غالب ہوگیا وہ ملکہ شمسہ تاجدار کہ جسکے ہر موے تن
سے میری جان فدا و قربان تھی اور لیکن محض اسی کے سودائے عشق مین آوارہ جہان ہوا اور پھر اسی کو ایسا بھو
کہ کبھی خیال بھی نہ آیا زیادہ تر یہ عجیب کی بات ہی کہ باوجود اس امر کے بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کی محبت میرے
دل سے کم نہین ہوئی اور اسکی مفارقت کو ہرگز دل گوارہ نہین کرتا لیکن کیا کرون مجبور ہون اب مین ضرور رکھتا ہ
ساتھ چل کے عالم مثال مین ملکہ شمسہ تاجدار کے جمال جہان آرا کی زیارت کرونگا ابوالحسن جوہر نے کہا حضو
آجکی سیر سیر تھی کہ ایک قدرت خدا نظر آتی تھی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کل روز نوروز تھا جو تمنے ایسی کیفیت مشاہدہ
ابوالحسن جوہر نے کہا یہی تو مجھے بھی حیرت ہی کہ خلاف روز مجمع خلایق کا ہونا خدا جانے اسمین کیا اسرار ہی شا
نے فرمایا کہ خیر جس طرح سے ہو سیر جبل اعلی ضرور ہی ابوالحسن جوہر نے کہا اب حضور کو معلوم ہوا ہوگا کہ شاہ ا
نے کیا کہا تھا شاہزادہ نے فرمایا بیشک وہ فقیر یادہ گو نہین تھا جو کچھ کہا سچ کہا ابوالحسن جوہر نے کہا

حال حضور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے نہ ارشاد فرمائیے گا ورنہ غضب ہو جائیگا اپنی تو کیا اُنکی جان بھی دشوار ہو جائیگی شاہزادہ نے فرمایا معاذ اللہ مین کیا ایسا دیوانہ ہون کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس قصہ سے آگاہ کرونگا مجھے بعد ملکہ شمسہ تاجدار کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بھی خاطر منظور ہی کہ میرا حال اسکے فراق مین اسطرح قیاس کرنا چاہیے ؎

	چون ماہی ضعیف کہ افتد در آب تند		در عین اختیار مرا اختیار نیست

بعد اس گفتگو کے شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر داخل محل ہوئے ملکہ نوبہار گلشن افروز کا یہان ایسا حال متغیر دیکھا کہ جسکا بیان نہین شاہزادہ بعد نماز عشا خوابگاہ مین تشریف لایا ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی شاہزادہ کے پاس آئی اور پوچھا فرمائیے آج کیا سیر دیکھی شاہزادہ نے فرمایا آج بجز بیابان و صحرا کے کچھ نہین دیکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا الحمد للہ کہ کوئی مقام گنبد گیتی نما ایسا نہوگا کہ جہان آپ نہ تشریف لے گئے ہونگے اور آپ نے نہ ملاحظہ فرمایا ہوگا اور چالیس روز بھی گذر گئے وعدہ ختم ہوا اب مرغزار عشرت مین تشریف لے چلیے شاہزادہ نے فرمایا کل روز آخر گنبد گیتی نما کی سیر کا ہی بعد اسکے جو فرماؤگی وہ کیا جائیگا آپ خود بخود دل ملکہ نوبہار گلشن افروز کا ایسا بیقرار ہوا کہ جسکا بیان نہین اور آنسو ہر وقت آنکھون سے جاری ہونے لگے جب آدھی رات گذری شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر کو یاد فرمایا اور خلوت مین فرمایا کہ بغیر تمھارے کہین میرا دل نہ لگے گا اور مجھے کوئی لطف نہ ملے گا اور تمھارا ساتھ جانا خلاف حکم حکیم اخشی جان ہی اسواسطے کہ تم ایک مرتبہ وہان ہو آئے ہو ابوالحسن جوہر نے کہا پیر و مرشد یہ قید تو گنبد گیتی نما کی ہی اور مین تو بالفعل ہو آیا ہون انہین بیشک کوئی فساد پیدا ہوگا خیر جو قضی ہی نیز بولا ہمرہی کا کیونکر رہ جہان مصائب طلسمی اُٹھائے ہین یہ بھی گوارا کرینگے ابوالحسن جوہر نے کہا مین دروازہ تک تو حضور کے ہمراہ ضرور ہی جاؤنگا آپ تنہا دروازہ کے اندر تشریف لیجائیے گا شاہزادہ نے فرمایا تجھے تنہا جانا منظور نہین ہی اگر مین کسی بلاے تازہ مین گرفتار ہو گیا پھر تمکو کہان پاؤنگا اور شاید بقول حکیم اخشی جان کے وہان سے پھرنا نصیب نہوا تو ضرور ہوا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے مع مردمان طلسم کے رخصت ہونا واجب ہی لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حال پر نہایت تاسف کرنا چاہیے کہ خدا جانے میری جدائی مین اسکا کیا حال ہوگا مگر مجبور ہون کہ محبت ملکہ شمسہ تاجدار بے اختیار اپنی طرف کشش کرتی ہی اور جب ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی محبت کو مین مقابل کرتا ہون واللہ اصل و نقل کا فرق معلوم ہوتا ہی ابوالحسن جوہر نے کہا حضور فدوی نے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون کو ایک ہی صورت و شباہت کا دیکھا بعدہ شاہزادہ محل سے برآمد ہوا اور رفقاے طلسم کو بلایا حفیظ خر پامکان اور احمر و اصغر وغیرہ حاضر ہوئے اور رسم قدمبوسی بجا لائے لیکن اُسوقت جو انسان

یا پریزاد شاہزادہ کو دیکھتا تھا بے اختیار چشم پرآب ہوتا تھا بعدہٗ اسکے خوان جواہرات گران بہا طلب فرمائے فوراً شتابے حاضر ہوئین شاہزادہ نے علے قدر مراتب ہر ایک زمین کو خلعت و نعمت سے سرفراز فرمایا پس پھر تو صدائے الفراق الوداع ہر طرف سے بلند ہوئی بعد ازان بہرام و حفیظ ثریا مکان نے عرض کیا کہ اس رنج و ملال و قلق کو ہم نہین جانتے کہ کیا رمز ہی بظاہر کچھ ثبوت نہین ہوتا سوا اسکے کہ شاید کوئی مصیبت سخت ہم پر آنے والی ہو شاہزادہ نے فرمایا امر شدنی ہی کل صبح کو ظاہر ہو جائیگا مگر ہان کوئی امر تمھارے ملال و صدمہ کا ضرور ہی ورنہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سیر گنبد گیتی نما سے منع نہ کرتی اگر کل یہین آ گیا تو خیر اور جو موافق ملکہ نوبہار گلشن افروز کے کسی بلائے تازہ میں گرفتار ہو گیا تو میرے حق مین تم لوگ دعائے خیر کرنا اس بیان جگر خراش شاہزادہ سے تمام حاضرین دربار چلا کر درد سے رونے لگے آواز گریہ و زاری کی محل خاص مین پہونچی یکایک اندر محل سے بھی ایک شور محشر برپا ہو گیا ابو الحسن اور شاہزادہ بیتابانہ محل مین آئے دیکھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور منطقہ زرین کمر وغیرہ چہار ہزار خواتین مع الشان و پریزاد ایک جا جمع ہین اور ہر ایک کے آگے جام زہر ہلاہل رکھا ہی اور بے اختیار رو رہی ہین

شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا کہ ای ملکہ آفاق یہ کیا سامان مرگ پیش از مرگ مہیا کر رکھا ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وفور گریہ سے شاہزادہ کی بات کا جواب نہ دیا مگر منطقہ زرین کمر اور نادرہ رازدار نے کہا ای شہریار اسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کی جو روتے روتے آنکھ جھپکی تو دیکھا کہ ایک گوہر گران بہا میرے ہاتھ مین ہی اور مین اُس گوہر کو اپنی جان سے زیادہ عزیز تر رکھتی ہون یکایک وہ گوہر میرے ہاتھ سے جاتا رہا اور ا

گم ہونے کا ایسا صدمہ سخت میرے قلب و جگر پر ہوا کہ مین قریب مرگ ہو گئی ہون اسی حالت مین مین نے دیکھا کہ کوئی شخص وہی گوہر شب چراغ پارۂ دل کے مجھے دور سے دکھاتا ہے مین نے کہا اے شخص یہ گوہر میرا ہے اُسنے جواب دیا کہ موافق وعدہ کے مجھے ملجائے گا مین نے قصد کیا کہ زبردستی اپنا گوہر اُس سے لیلون کہ آنکھ کھل گئی نادرہ رازدار نے کہا اے شہزادے کنیز نے یہ خواب دیکھا کہ ایک انگوٹھی حکیم فسطاس الحکمت نے مجھے عنایت فرمائی ہے اور مین وہ انگوٹھی اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتی ہون قضارا وہ انگوٹھی میرے پاس سے غائب ہو گئی وہ سب نے کہا کہ ہمنے یہ دیکھا کہ گویا ایک ایک حجرہ ہم لوگون کا جدا جدا ہے اور ایک مکان ہے اسمین روشنی شمع وغیرہ کی از حد ہے اور ایسی روشنی تیز ہے کہ اسکی ضیا سے ہمارے حجرے بھی روشن ہین ناگاہ غیب سے کچھ ایسا معلوم ہوا کہ کوئی روشنی لے گیا بس اسی روشنی کا غائب ہونا تھا کہ ہمارے حجرے بالکل بے نور محض ہوئے ملکہ قمر اسے حور پیکر اور خوش نواز پری زاد ویس نوجوان اور بدر عالم صنجم کی معشوقین ہین انھون نے اپنے خواب کی کیفیت سب سے زیادہ بیان کی شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا اے برادر تمنے بھی خواب ان عورتون کا سنا اب کیا تدبیر ہوگی

طرفہ شورے و شبہ غوغا سے ست | اگرچہ ہر یک نعمت ہوئی بیست
ہر کرا بینی بسرش سودا سے ست | نخل ما کم شدہ این نفاست چند

شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور کہا کہ تمنے جو خواب دیکھے یہ جو ہر دل ساتھ دیتے ہین اُنکا اس سے کیا فائدہ اور تعبیر ان خوابون کی کیا ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اسطرح کے خواب کی تجزا اسکے سوا نہیں کہ ہم تم جدا ہونگے اور پھر تمہاری مفارقت مین زندہ رہے نرہے اگر تمہاری خاطر عزیز ہو تو پرسے [illegible] گنبد گیتی تماشا موقوف رکھو اور اس پر حال زار ہم مصیبت زدگان داد ی محبت کے رحم کرو ورنہ اس زہر سے ہکو منع نکرو شعر مست انچہ حق بود گفتم تمام پند تو دانی وگر بعد ازین دا السلام یہ کہکے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہ جام زہر اُٹھا لیا اور لب شیرین سے اپنے لگا لیا اور وہ چارون ہزار عورتین بھی موجود مرگ پر ہو گئین شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ سے وہ جام زہر لیلیا اور دل مین کہا کہ سبحان اللہ یہ وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز ہو جسکے عشق مین آوارہ صحرا بصحرا و کوہ بکوہ پھرا ہون اور وہ اب میری جدائی مین اپنی زندگی سے بیزار ہو غرض ہزار طرح سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی شاہزادہ معز الدین نے دلجمعی کی اور تشفی فرمائی لیکن کچھ موثر نہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا

یا در فراق دور جانان نہیم پاسے | یا از زہر شد بقسمت یا قصہ مختصر
یا بر مراد بر سر گردون نہیم سر | یا از لب تو قند بکر نصیب ما ست

شاہزادہ نے کہا جو کچھ تم کہو وہ زیبا ہے لیکن جو امر واقعی ہو وہ بیان کرو کہ تمکو کیا منظور ہے دوسرے یہ بھی لازم نہین کہ جسطرح کی تعبیر خواب تم تصور کر رہی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا یہ خواب خیالی نہین ہو سکتا کیونکہ ایک شخص نے نہین متعدد شخصون نے دیکھے شاہزادہ نے فرمایا کہ بالفرض اگر یہ خواب جیسے کہ تمنے دیکھے ہی اسکی

تعبیر ہو تو بھی ابھی ظہور اُسکا نہیں ہو سکتا پھر کیون مضطر و پریشان ہوتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اگر ہما
قول کا تمکو اعتبار نہیں ہی چند روز صبر کرو مین نادرہ راز دار کو جناب حکیم صاحب کی خدمت مین روانہ کرتی ہون
اور خواب بھی کہلا بھیجتی ہون جیسا وہ ارشاد فرمائین تم عمل مین لاؤ کیونکہ اُنکا فرمانا تو ایسا نہیں کہ جو کوئی نہ مانے
شاہزادہ نے فرمایا جواب آنے مین کسقدر عرصہ ہوگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ایک ہفتہ کا شاہزادہ
فرمایا صبح کو ضرور گنبد گیتی نما مین جاؤنگا کہ آج آخر دن ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اگر چالیس روز مین
ایک روز سیر گنبد گیتی نما نکرو تو کوئی مضائقہ نہیں ہی علاوہ اسکے کوئی سیر و تماشا ایسا باقی نہیں ہی کہ جو آپکی نظر انور
سے نگذرا ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ ایک دروازہ پردہ دار باقی ہی بظاہر اُسمین تمام عالم سے زیادہ کیفیت ہے
کیونکہ اُس دروازہ کا پردہ نہایت پر تکلف ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا بقول سعدی نے

چون باز کنند ما در باشد		بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد	

بیساختہ یہ شعر ملکہ نوبہار گلشن افروز کی زبان سے نکل گیا ابوالحسن جوہر اس لطیفہ پر خوب ہنسا اور شاہزادہ
سے اشارتاً کہا آپنے ملاحظہ فرمایا کیا برجستہ لطیفہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ
شوخی طبع ہی ہر وقت لطائف زبان پر جاری رہتے ہین پھر شاہزادہ نے فرمایا ای ملکہ آفاق تمھارے خواب مین عو
ہی اور کل کی سیر ملتوی نہین ہوسکتی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اگر یہ قصد مصمم ہی تو پھر آپکو اپنے فعل کا اختیار
ہی کلو اپنے فعل کا مین تو تمسے مزاحم ہو ہی نہین سکتی پھر تم کیون مزاحمت کرتے ہو کس واسطے کہ میری غایت یہ ہی کہ جو کچھ
ہونے والا ہی وہ تمھارے سامنے ہو جائے تاکہ بعصمت میرا انجام بخیر ہو شاہزادہ نے دل مین کہا کہ اب کیا کیا جاوے
کوئی صورت جان بری کی معلوم نہین ہوتی آخر کہا اچھا ای ملکہ تم ناحق پریشان ہوتی ہو اور مجکو بھی حیران کرتی ہو
حسب معمول شام کو پھر تمھارے پاس آؤنگا اور ان خوابون کی تعبیر معقول دونگا ملکہ نوبہار گلشن افروز
نے کہا آپ کیا فرماتے ہین جناب عالی جو کچھ کہ ہونا ہی وہ اسی سیر مین تو ہوگا یہ بیفائدہ آپ دنیا سازی کی باتین کر
ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ امر جدا گانہ ہی خواہ مخواہ جو خیال طبیعت مین آگیا پھر کسی طرح وہ دفع نہین ہوتا
نوبہار گلشن افروز نے کہا آپ سچ فرماتے ہین ہرچند مین کہتی ہون کہ ایک دن کی سیر گنبد گیتی نما کی موقوف
کر دیجیے وہ جو خیال دل مین سما گیا ہی کسی طرح نہین جاتا خیر اب بے وجہ طول دینے سے کیا فائدہ اگر آپکو منظور ہو
اتنی باقیماندہ رات مین میری زیست کا بندوبست کر دیجیے ورنہ تم ادھر سیر گنبد گیتی نما کو روانہ ہوے ادھر مین نے
اپنا خاتمہ کیا شاہزادہ جپ ہو رہا ابوالحسن جوہر نے کہا ای ملکہ عالم حکیم اخشی جان علیہ الرحمہ شفا امراء الحکمت کا شاگرد
رشید موجود ہی چلیے حکیم اخشی جان سے تعبیر خواب کی دریافت کیجیے وہ تعبیر معقول دینگے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور
شاہزادہ معز الدین دونون کو یہ راے پسند آئی اور ابوالحسن جوہر اور نادرہ راز دار اسی وقت رات

گنبد گیتی نما کے دروازہ پر پہونچے اور انھون نے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور شاہزادہ کی گفتگو کو مع خواب و تعبیر
خواب کے بیان کیا حکیم اختشی جان نے بعد مراقبہ کے ایک اسم مظفر نادرہ رازدار کو دیا اور فرمایا جن عورتون نے
خواب دیکھا وہ اتنے مرتبہ اس اسم کو پڑھین جو حال ہوگا وہ بخوبی معلوم ہو جائے گا ابوالحسن جوہر اور نادرہ رازدار
دونون حکیم اختشی جان سے رخصت ہو کر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آئے اور وہ اسم ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیا
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار اور منطقہ زرین کمر وغیرہ نازنین اسی وقت اوراد اسم مین مشغول ہوئین
جب اسی قدر اوسے پڑھ چکین پس خود بخود ہر ایک عورت پر نوم غالب ہوا اور سو گئین خواب مین دیکھا ایک مجلس
ہے حکیم قسطاس الحکمت تشریف لائے ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سلام کیا حکیم قسطاس الحکمت نے
ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور فرمایا اے فرزند تقدیر الٰہی سے کسی صورت چارہ نہین بہرصورت
اس وعدہ کا جو تمنے لشکر آرزوے قسمت اور سرو بستان حیرانی مین کیا وفا کرنا لازم ہے جس حال مین کہ مرد کو
موافق شرع کے چار نکاح جائز ہین لہذا شاہزادہ بھی چار عقد کریگا انمین ایک تم بھی ہوگی اب انشاء اللہ تعالیٰ چالیس سال
طلسمی کے بعد پھر تم ہمراہ شاہزادہ کے بعیش بسر کروگی اور تمام مقصد دلی پر آوینگے اب خبردار شاہزادہ کے حال سے
متعرض نہو اور بخوشی دل گنبد گیتی نما مین جانے دو اور تم یہ سمجھو کہ ہمارا شوہر سفر کو گیا ہے یا کسی مہم پر گیا ہے بہرحال چندے
صبر لازم ہے بعدہ انشاء اللہ بخوبی ملاقات ہوگی بلکہ نادرہ رازدار اور منطقہ زرین کمر اور چہرے حور پیکر وغیرہ
سب اسی وقت منعقد ہونگی جب تمھارا شاہزادہ سے عقد ہوگا قصہ کوتاہ تم تا ہنگام مفارقت و مہاجرت شاہزادہ
خالی درجات بدستور حکمرانی کرو اور بخوبی عیش مین گذارو اور لطف و عنایت ربانی کی امیدوار رہو اور اگر ایسا نہ کروگی
تو ایام زندگانی تلخ ہو جاوینگے اور ہم بھی ناخوش ہونگے اور ہوگا وہی جو ہونا ہے غرض جب ان عورتون نے یہ
خواب دیکھے اور آنکھ کھلی ہر ایک نے اپنے اپنے خواب کا حال بیان کیا اور سب کو یقین کامل ہوگیا کہ اب
شاہزادہ کسی صورت سے طلسم مین نہین رہ سکتا اور سب اہالیان طلسم کو حکم پہونچ گیا کہ کل شاہزادہ طلسم سے
نکل جائے گا لہذا چاہیے کہ تمام اہالیان طلسم فلان وقت فلان دروازہ پر حاضر رہین اور شاہزادہ سے رخصت ہون
کہ اب بعد چالیس سال طلسمی کے پھر ملاقات ہوگی اس عرصہ مین کیا معلوم کہ کون زندہ رہے اور کون راہی ملک عدم
ہوا ادھر جب ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خواب وحشت انگیز سے آنکھ کھلی اس درد سے باواز بلند روئی کہ
مرغان صحرائی کو بھی اسکے حال زار پر رحم آیا اور تاسف ہوا شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے پاس آیا اور
اُن چشم نرگسی سے آنسو پاک کیے اور کہا کیون ناحق تم ہلاک ہوتی ہو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جوش رقت
مین یہ اشعار پڑھے اشعار

اے فراقت مصیبت عظمے ست	وے وصالت مسرت جان ہاست	نتوان کرد چارۂ تقدیر	ہیچ سود هم ندارد این تدبیر

از تو ناچار چون جدا گشتم	بغم و درد مبتلا گشتم	بخدا می سپارمت ناچار	که بمانند لطف دیگر بار
گر فراقت مرا امان بخشید	بعد چل سال باز خواهم دید	وگر از دست ہجر تو مردم	ہمچو گل از غم تو افسردم
	روز محشر بگیرمت دامن	داد خود را ستانم از دامن	

اى شہریار دادرس مظلومان وتسکین دہ مہجوران وپشت وپناہ مجبوران اب یقین کامل ہوگیا کہ رنج فرقت وصدمہ مہاجرت ہمکو ضرور منہہ دکھلائیگا اور بحکم دم زدن نہین ہی مگر افسوس ہزار افسوس ع

نہ تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہی	جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہی
ستم کھانا ہم آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہی	تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہی
کسے پر اپنے پھر آپہی کو دکھہ پانا بھی ہوتا ہی	کف افسوس کو مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہی
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

اى شاہزادہ عالم واللہ سخت مصیبت مین مبتلا ہونگی مگر کیا چارہ ہی بجز اسکے کہ تہر درویش برجان درویش اور بہت بڑا حظ اسکا افسوس ہی کہ اس چرخ ناہنجار وفلک جفاکار نے بجز رنج وغم کے کوئی روز خوش نہ دکھلایا کہ جسکا ایسا انتقام جانفرسا مجھہ خستہ جان سے لیا بہر حال پروردگار لایزال تا صد وسی سال تمکو سلامت باکرامت رکھے مگر مین ناشاد ونامراد تمھارے سر مبارک پر تصدق ہوئی اور ہر چند کہ مجھسے صدہا حسین وخوبصورت نازنین خدمت مین حاضر رہینگی مگر افسوس ہزار افسوس کہ راہ ورسم محبت والفت مین یہ جان پرحسرت وارمان میری مفت تلف ہوئی اور کوئی حسرت دلی نہ نکلی خدا جانے مجھہ ناتوان کو کیا خیال تھا اور اب کیا ہوگیا مگر اى شاہزادہ عالی وقار چونکہ میرا بھی حق خدمت ثابت ہی لہذا اسکے عوض مین امیدوار ہون کہ مجھہ گرفتار الم مفارقت ومبتلاے رنج ومہاجرت کو دل سے فراموش نہ فرمائیے گا بخداوند تمھارا اس نوبہار کا خیال ضرور رکھیے گا اگر تا تشریف آوری آپکے زندہ رہی تو حضوری مین حاضر ہونگی اور اگر جان بحق تسلیم ہوئی تو ثواب فاتحہ سے محروم نہ رکھیے گا اور مین نے خون ناحق اپنا بجان ودل تمکو بخشا اور جو تکلیف کہ آپکو میری ذات سے پہونچی ہو اسے آپ بھی بصدق دل معاف فرمائیے کہ مین نادانستہ محض تھی مجھکو نہ معلوم تھا کہ عمر طلسم کی ایسی قلیل وبے بنیاد ہی اور جو امر کہ باعث شدائد آپ کے ہوئے یہ امور تقدیری وتاثیرات طلسم سے ہوئے شاہزادہ نے فرمایا اى ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ تمھارا بیان ہی کہ ایک مرثیہ جگر خراش ہی کہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتا ہی اور کلیجہ شق ہوا جاتا ہی خداوند کریم وہ روز بد مجھکو نصیب نکرے کہ مین بے تمھارے اس دار ناپایدار مین با دل داغدار وسینہ فگار زندہ رہون اب جو عالم رویا مین دیکھا ہی بیان کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو خواب شب کو دیکھا تھا بیان کیا شاہزادہ نے سنا کہ ہمارے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے بعد چالیس سال طلسم کے ملاقات ہوگی دل مین کہا واہ لطف ملاقات تو اب ہی کہ پندرہ برس کا سن ہی اور جب چالیس برس اور گذرے

بچپن برس کے سن مین ملاقات ہوگی تو ایسی ملاقات کا ہونا نہونا برابر ہی ہان اللہ اگر مثل زلیخا کے قدرت نمائی کرے تو کیا مضائقہ یہ امر حکیم صاحب سے ضرور گذارش کرنے کا ہی بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے فرمایا ای آرام جان تم کیون ناحق ایسے ایسے خیالات طبیعت سے پیدا کرکے ہلاک ہوئی جاتی ہو مین اگر خدانے چاہا تو حسب معمول شام کو پھر تمہارے پاس آؤنگا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اس دنیا سازی سے آپ کی میری تشفی خاطر نہین ہوتی یہ میرے دل پر نقش کالحجر ہوگیا ہی کہ تم ضرور صبح کو واسطے سیر گنبد گیتی نما کے جاؤگے پھر تمکو مین نہین پاؤنگی قطعہ

گو ہم نفسے بعد ازین ای تاج سرمن تا غرفہ منور کی بسوئے گنبد گیتی
تا اشک بدامان رسد از چشم ترمن شکست زبار غم ہجران کمرمن

الغرض ہر چند کہ شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سمجھاتا تھا لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز کو کسی طرح قرار و آرام نہ تھا اور کہتی تھی شعر

از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

القصہ وہ رات تمام ہوئی اور آثار صبح قیامت نمایان ہوئے ہنوز شاہزادہ نے عزم گنبد گیتی نما نہ کیا تھا کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز نے خواصون کو اشارہ کیا خواصون نے کشتیان سامنے ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حاضر کین جب کشتی پوش اٹھے تو دیکھا کہ لباسہاے زرد متعدد کشتیون مین چنے ہوئے ہین پہلے خود ملکہ نوبہار گلشن افروز نے لباس زرد زیب جسم کیا بعد ازان ایک ایک جوڑا تمام خواتین محل کو مرحمت ہوا شاہزادہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے زرد پوشی کی وجہ پوچھی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جواب دیا کہ ایک روز تم میرے سودائے عشق مین سیاہ پوش ہوئے تھے آج مین تمہارے الم مفارقت مین لباس زرد ماتمی پہنتی ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تم سوصیت زرد لباس کی پوچھتے ہین نادرہ راز دار نے کہا ای شاہزادہ والاتبار طلسم مین یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہی کہ جو عورت یا مرد مرجاتا ہی تو اہل طلسم اسکے غم مین سبز پوش ہوتے ہین اور عالم مفارقت و جدائی مین لباس زرد پہنتے ہین اسواسطے کہ اہل طلسم اس مفارقت کو زیادہ مرگ سے جانتے ہین بعد اسکے تمام زنان اس آواز دردناک سے رونین کہ تمام محل ماتم سرا ہوگیا یکایک شاہزادہ محل سے برآمد ہوا اور ابوالحسن جوہر سے فرمایا ای برادر اب جلد چلو کہ حال میرا اچھا نہین ہی ابوالحسن جوہر نے کہا حکیم اخشنی جان نے فرمایا ہی کہ چہارشنبہ کو ساعت زہرہ عصر کے وقت ہوگی بس اسوقت داخل ہو جبکہ شاہزادہ دیوان عام مین گیا تو سب کو یہان بھی زرد پوش پایا شاہزادہ نے حفیظ ثریا مکان سے پوچھا کہ تمنے زرد پوشاک کیون پہنی حفیظ ثریا مکان نے بچشم پرآب عرض کیا پیر و مرشد ہمکو حقیقۃً معلوم ہوگیا کہ صدمہ مفارقت و مہاجرت حضور مین مبتلا ہونگے لہذا یوم الوداع سے زرد پوش ہونا ضرور ہی اور سب شاہزادہ کو دیکھتے تھے اور روتے تھے شاہزادہ کو اپنے رفقا کی گریہ وزاری اور تمام لوگون کی آہ بیقراری سے کمال پریشانی ہوئی آخر محل مین پھر تشریف لایا یہان بھی

وہی شور برپا تھا بلکہ تمام شہر مین ایک قیامت کبرے برپا تھی حفیظ فریا مکان اور بہرام سرخ کلاہ و اصفر بن طاقی شاہ و احمر نوجوان و شاہزادہ مشتری طلعت دروازہ محل سرائے عالی مرتبت پر حاضر ہوئے اور اُنھون نے اپنی اپنی بی بیون سے بلاکر کہا کہ تم ہماری طرف سے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین دست بستہ جاکر عرض کرو کہ براے خدا کوئی تدبیر ایسی فرمائیے کہ شاہزادہ آج گنبد گیتی نما مین تشریف نہ لیجائے اور اس گریہ و بکا کو موقوف فرمائیے کیونکہ شاہزادہ نہایت پریشان ہورہا ہے اُنھون نے ان لوگون کا پیام ملکہ نوبہار گلشن افروز کی خدمت مین جاکر عرض کیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے فرمایا کہ میری طرف سے جاکر اُنسے کہو کہ مین بھی یہی پیام کہلا بھیجا چاہتی تھی تمنے خود کہا اور خواتین محل کو خاموش کیا جب شاہزادون نے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے یہ جواب سُنا پھر ضبط نہو سکا اور دروازہ محل پر خوب سب سے ملکے اس شدت سے رونے لگے کہ ایک غلغلہ عظیم برپا ہوگیا اور مستورات محل انکی گریہ وزاری سے اور زیادہ تر رونے لگین اس اثنا مین

شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر داخل محلسرا ہوئے پس سب عورت اور مرد گرد شاہزادہ کے جمع ہوگئے اور نوحہ و بکا اس درجہ ہوا کہ سب مرد اور عورت ایک ہوگئے بلا پردہ و ستر اور ہر ایک کی نوبت غشی کی پہونچی

نوبہار گلشن افروز کو آپکا وصل نصیب نفرمائے اور اس عرصہ دراز مین کس کو امید اپنی زیست کی ہی اور خیر اگر زندہ بھی رہے تو بیکار محض لب گور ہونگے اُس عالم پیری مین کیا نکاح اور کیسا وصل ہم آغوشی گور کا البتہ شوق پیدا ہوگا الغرض جب سواری کی تیاری ہوئی شاہزادہ با چشم پر آب اہل طلسم سے رخصت ہوا ابوالحسن جوہر بھی نادرہ رازدار سے طالب رخصت ہوا نادرہ رازدار نے ابوالحسن جوہر سے چند عہد و پیمان کروائے بعد ازان رخصت کیا اس اثنا مین طراحت پری با سر عریان و حیران و پریشان چاک گریبان شاہزادہ عالیجاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور قدم مبارک پر بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا اے شاہزادہ عالیشان و داورس دردمندان میری گستاخی معاف ہو کہ مین ایک عالم بے اختیاری مین ہون عرض میری بگوش دل سماعت ہو اور انصاف میرے حق مین براہ غریب پروری فرمایا جائے شاہزادہ نے نہایت اشفاق و عنایات سے فرمایا کہ کہو کیا مطلب ہی طراحت پری نے عرض کیا کہ جس روز سے کنیز حضور کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہوئی کوئی دوسرا ارادہ سواے فرمانبرداری کا اٹھا نہین رکھا تا اینکہ محض شوق زیارت حسن و جمال بے مثال سے مین نے اپنے کو کنیزون مین ملکہ عالم کے داخل کیا اور اب کنیز تاب مفارقت حضور کسی طرح لا نہین سکتی ہی حضور سے خود مین لفافت طلب ہون کہ ایام زندگی کنیز کے لیے حضور کس طرح بسر ہونگے جبکہ حیات و ممات قبضہ مین حضور کے ہی پھر حضور تشریف لیجاتے ہین اور یہ کنیز رہجائے۔ استغفر اللہ اگر مین مر بھی گئی تو روح حضور کے ہمراہ ہوگی مین امیدوار ہون کہ پیچھے حضور اپنے دست حق پرست سے کسی کے سپرد فرمائین تو مناسب ہی ورنہ مین جان اپنی حضور کے ناخن پا پہ تصدق کرتی ہون اور یہ شعر پڑھا

شعر

شاہا گلہ کز پاے قضولی بود اما		در ہم سخنے لطف فراوان گلہ دارد

اس حال پر ملال طراحت پری سے شاہزادہ پھر محل مین آیا اور سب خواتین محل نے دیکھا کہ شاہزادہ نے فرمایا ہان اے ملکہ آفاق تم ہمیشہ مجھ سے طراحت پری کی سفارش کیا کرتی تھین اور تم بھی اُسکے حال پر نہایت لطف و عنایات مرعی رکھتی تھین اب مین تم سے اسکی سفارش کرتا ہون کہ بعد میرے طراحت پری سے نہایت دلجوئی و تشفی سے پیش آنا یہ کہکے ہاتھ اسکا ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ مین دیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے حالت گریہ مین کہا کہ اچھا مجھے بدل منظور و قبول ہی لیکن طراحت پری کو تو حضور نے مجکو سپرد کیا اور مجھے آپ کسکے سپرد فرماتے ہین شاہزادہ معز الدین نے فرمایا کہ تمہارا خدا حافظ ہی قصہ مختصر شاہزادہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار وغیرہ سے رخصت ہو کر برآمد ہوا اور گنبد گیتی نما کے دروازہ پر پہونچا اہالیان طلسم بھی بالباس زرد ہمراہ شاہزادہ کے آئے شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے پوچھا کہ ہم آج کس وقت اور ساعت مین داخل گنبد گیتی نما ہونگے ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ اول حضور یہ دریافت فرمائین کہ یہان اسوقت تمام ارکین طلسم موجود ہین

کیونکہ شب کو حکیم اخشی جان نے مجھسے فرمایا تھا کہ تا وقتیکہ تمام ارکین طلسم بجز سلطان روح الملک جمع نہو نگے دروازہ گنبد گیتی نما کا نہین کھلنے گا شاہزادہ نے فرمایا کہ تم طاقی شاہ یا محفوظ قلمدار سے دریافت کرو کہ تمام فرد ارکین طلسم یہان موجود ہین یا نہین محفوظ قلمدار نے کہا اسد بن بہرام اور حشمت شاہ بادشاہ طلسم عقرب نہین ہین اور سب ہین شاہزادہ نے فرمایا مین نے بھی اسدن سے اسد کو نہین دیکھا اب دن قلیل ہی ورنہ کسی پریزاد کو واسطے اسکی خبر کے بھیجنا ضرور ہی آخر حشمت اور اسد بن بہرام کے انتظار مین وقت زوال آگیا شاہزادہ نے یار ثقا دیا رنما ز ظہر ادا کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو سنا کہ جب تک اسد بن بہرام اور حشمت شاہ نہ آوینگے دروازہ گنبد گیتی نما کا نہ کھلے گا نہایت خوش ہوئی کہ شاید اسی سبب سے شاہزادہ کا نجانا ہو ناگاہ کوہ سفا ہین کی طرف سے ایک گرد تیرہ و تار بلند ہوئی اور بعد چاک ہونے دامن گرد کے اسد بن بہرام اپنی جمعیت اور حشمت سے آکر موجود ہوگیا اور شاہزادہ نے فرمایا ای اسد بن بہرام تمھارے انتظار مین بہت بڑا عرصہ گذرا تم کہان تھے اور کس شغل مین گرفتار تھے اسد نے عرض کیا ای شہریار چیند روز ہوئے کہ حشمت شاہ نے قضا کی اور کل ارکین سلطنت نے فردی کو بجائے حشمت شاہ تخت نشین کیا ہنوز مین نے انتظار ملکی سے فرصت نہ پائی تھی کہ شب گذشتہ عالم واقعہ مین مجھے جناب حکیم صاحب کا حکم محکم پہونچا کہ فلان راہ سے جلد تر تم گنبد گیتی نما کو پہونچو اور شاہزادہ سے رخصت ہو پس غلام اسی وقت روانہ ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو اسد بن بہرام کو دیکھا پھر وہی گریہ وزاری شروع کی ادھر دروازہ گنبد گیتی نما کا وا ہوا شاہزادہ اور ابوالحسن جوہر پھر دوبارہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار سے رخصت کو آئے ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے کہا کہ برائے خدا ایک لمحہ توقف کرو مین حکیم صاحب کے پاس ہو آؤن شاہزادہ نے فرمایا بہتر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے نادرہ رازدار کی زبانی حکیم صاحب سے کہلا بھیجا کہ اگر حکم ہو تو مین تا در گنبد گیتی نما شاہزادہ کے ساتھ حاضر رہون کیونکہ اب جو دم ہی غنیمت ہی حکیم صاحب نے بعد مراقبہ کے فرمایا کہ اس شرط سے اجازت دیجاتی ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کوئی حرکت خلاف نکرے نادرہ رازدار نے جواب حکیم صاحب کا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو پہونچایا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے شاہزادہ سے کہا ای شہریار روفا شعار تم میرے حال زار سے بخوبی آگاہ ہو امیدوار ہون کہ حضور مجھے بھول نجائین کہ مین قید طلسم مین بے اختیار ہون ؎

ای وای بر اسیری کز یاد رفته باشد	در دام مانده باشد صیاد رفته باشد

جسینہ بیرایہ حال پر شاہزادہ نے کہا ای سرو فتر معشوقان جہان تمھاری محبت میری ہر رگ وپی مین موثر ہوگئی ہین ہر لحظہ تمھارے خیال سے ایک لحظہ غافل نہین رہ سکتا لیکن کیا کرون بغیر جائے بن نہین پڑتا اس سے مجبور رہون

لبریز جام حیات مستعار پھر آ ملینگے یہ کہکے شاہزادہ وہان سے روانہ ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی مع خواتین محل
نالہ کنان پیچھے پیچھے شاہزادہ کے روانہ ہوئی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور کل اہالیان طلسم فریاد و فغان
کرتے ہوئے ہمراہ تھے اور سب کی یہی دعا تھی کہ ایک بار پھر شاہزادہ سے قدمبوس ہون جب دروازہ
گنبد گیتی نما پر پہونچے حکیم اخشی جان کو بھی اسوقت باچشم پر آب دیکھا ابوالحسن جوہر نے حکیم اخشی جان
سے پوچھا حضور خیر تو ہی آپکا اسقدر ملال خالی از علت نہین معلوم ہوتا حکیم اخشی جان نے فرمایا ای
ابوالحسن جوہر ہمین ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حال زار پر افسوس آتا ہی یہ بیچاری معشوقیت سے گذر کر
عاشق ہوئی جب کبھی کوئی صورت اسکے مفر کی نہین ہی خداوند کریم اسکے حال زار پر رحم فرمائے شاہزادہ نے
پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینہ سے لگایا اور بہت تشفی دی اور فرمایا کہ اب تم بھی بخوشی ہمکو رخصت
کرو ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا مین ایسا دل کہان سے لاؤن کہ اپنی زبان سے کہون جاؤ شاہزادہ
معزالدین نے پھر توقف نہ کیا اور دروازہ گنبد گیتی نما مین قدم رکھا ملکہ نوبہار گلشن افروز بے اختیار
۱۱۰ ہوئی اور کہا ای شاہزادہ معزالدین برائے خدا ایک نظر لطف سے مجھ خستہ و خاطر شکستہ کی طرف دیکھ لو

کہ کچھ تو تسکین اس قلب حزین کو ہو اور یہ اشعار ملکہ کی زبان پر جاری ہوئے

خدارا یک نظر بنگر بدین سو	کہ دیگر من کجا باشم کجا تو
نمیدانم کہ دیگر دو ملاقات	زمانے من ترا بینم و یا تو

پس اسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کے قلب محزون نے یہ اثر کیا کہ تمام در و دیوار گنبد گیتی نما سے صدائے آہ پیدا تھی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا حال زار سی سے دیکھا جاتا تھا حکیم اخشی جان بھی بے اختیار رونے لگے اور کہا اے ملکہ نوبہار گلشن افروز صبر کرو تم خلاف اپنے وعدہ کے نکرو ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہین تمنے کیا وعدہ کیا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے حضرت مین وعدہ کے خلاف نہین کرتی مین دل کو تھام کر روتی ہون کہ مجھسے ضبط نہین ہو سکتا ادھر شاہزادہ نے جو یہ حال پر ملال ملکہ نوبہار گلشن افروز کا دیکھا قریب تھا کہ دروازہ سے قدم باہر نکالے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی تسکین کرے کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے شاہزادہ معزالدین دیکھو سنبھلو یہ کیا غضب کرتے ہو بس ثابت قدم رہو ورنہ تمام محنت رائیگان ہو جائیگی ابوالحسن جوہر بولا اے شہریار ملاحظہ ہو گنبد گیتی نما مین یہ کون جوان حضور کی ملاقات کو آیا ہے اتنے مین شاہ ارشاد قلندر یعنی غمزہ شیرین کار ایک جانب سے گنبد گیتی نما کے آئے اور باچشم اشکبار کہا اے شہریار فراموش کن عاشق زار اب تو آپکو بخوبی معلوم ہوا ہوگا کہ درویش خدا شناس جھوٹ نہین بولتے ابوالحسن جوہر نے چاہا کہ غمزہ شیرین کار سے کچھ کہے دفعتہ وہ غائب ہوگئے حکیم اخشی جان نے فرمایا اے شہریار اب آپکو توقف ہرگز جائز نہین ہے جلد تر گنبد گیتی نما مین جاؤ کہ وقت نہایت تنگ ہے شاہزادہ نے دیکھا کہ اقبال شاہ گنبد گیتی نما مین کھڑے ہین شاہزادہ بھی اشتیاق ملاقات اقبال شاہ مین داخل گنبد گیتی نما ہوگیا لیکن وہان اقبال شاہ کو گنبد گیتی نما مین نہ پایا اور دروازہ گنبد گیتی نما کا بند ہوگیا پس ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار و منطقہ زرین کمر وغیرہ اور سب اہالیان طلسم نے نعرے ہائے کے مارے حفیظ ثریا مکان اور محفوظ قلمدار و شرف افزا و گلگونہ و بہرام سرخ کلاہ سب زن و مرد واویلا واحسرتا کہتے ہوئے اپنے اپنے مکان پر واپس گئے اور اپنے اپنے بستر غم پر بیہوش ہوگئے ادھر شاہزادہ کو شوق عالم اسباب پیدا ہوا ناگاہ اقبال شاہ گوشہ گنبد گیتی نما سے شاہزادہ کے پاس آئے شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا اقبال شاہ بھی جوان ہو کر جو عالم طلسم مین میرا کفیل حال تھا ابوالحسن جوہر نے کہا واقعی اقبال شاہ ایسے ہی مرتبہ کا جوان ہے کہ جسکی پیشانی نورانی سے آثار جوانمردی کے ظاہر ہین شاہزادہ اقبال شاہ سے بعد سلام رسم اسلام بغلگیر ہوا اور فرمایا اے برادر گرامی قدر آپ کہان تھے کہ مینے آپکو عالم مثال مین بھی ہرچند تلاش کیا لیکن نہ پایا اقبال شاہ نے کہا ہم آپکو ہر روز دیکھتے تھے اور کسی وقت آپکے خیال سے غافل نہ تھے چنانچہ اب بھی مین فقط آپکو رخصت کرنے آیا ہون کہ اب یہ ملاقات میری آخری ہے یعنے اب عالم ظہور مین مجھکو آپ نہ دیکھیے گا لیکن حال میرا حکیم فسطاس الحکمت سے دریافت ہوگا کہا

اور پھر دوبارہ اقبال شاہ شاہزادہ سے بغلگیر ہوا اور اسی حالت بغلگیری مین غائب ہوگیا بعد غائب ہوجانے اقبال شاہ کے پھر شاہزادہ کے وہی خیال حشم و خدم و جاہ و شوکت کرجو اول تھا دل مین پیدا ہوا اور خیالات طلسم دفعۃً طبیعت سے بالکل دفع ہوگئے اس اثنا مین پھر آواز گریہ و زاری کان مین شاہزادہ کے آئی ابوالحسن جوہر نے کہا سارے اہالیان طلسم رورہے ہین شاہزادہ نے فرمایا واے برحال ملکہ نوبہار گلشن افروز خدا ہی اسکو صبر عطا فرماے ورنہ بظاہر کوئی سامان اسکی زندگی کا نہین معلوم ہوتا

پہونچنا شاہزادہ نامدار کا عالم مثال مین شہر فردوس کے اندر اور دیکھنا ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان کو بالمشافہہ اور برآمد ہونا طلسم غرائب ساس سے اور آگاہ ہونا قصہ سے محمود خراسانی کے بعد ازان ملاقات کرنا حکیم قسطاس الحکمت سے

	چنین داد این داستان را نظام		سخن سنج داناے شیرین کلام	

کہ جب شاہزادہ عالی وقار و ابوالحسن جوہر نامدار گنبد گیتی نما کے دروازہ سے باہر آئے شاہزادہ قریب اُس دروازے کے جسکی پیشانی پر عبارت عربی باب زر لکھی تھی آیا ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے شہریار عالیجاہ وہ دروازہ یہی ہی کہ جہان سے مین جبل اعلے مین گیا تھا شاہزادہ اسی دروازہ مین داخل ہوا اگر اس روز کوئی موکل سیر فرما سوافق معمول روزمرہ حاضر نہوا ورخود بخود شاہزادہ بعد چند قدم کے قریہ فردوس مین پہونچ گیا ابوالحسن جوہر نے جو وہ قبہ طلائی دیکھا شاہزادہ سے کہا حضور ملاحظہ ہو کہ وہ قبہ طلائی قصر اخضر کا ہی شاہزادہ نے زیر کوہ مجمع نوروز دیکھا کہ اژدہام خلائق حد سے زیادہ ہی ابوالحسن جوہر نے کہا اے جناب عالی طرفہ یہ امر ہی کہ ہر سال ایک مرتبہ صبح کو مجمع یہان ہوتا ہی اور عصر کے وقت برخاست ہوجاتا ہی لیکن عالم مثال مین فدوی نے مثل نوروز کے کل بھی مجمع دیکھا اور آج بھی ہی اور زیادہ تر عجیب یہ ہی کہ تمام دن وہی ہنگامہ عظیم نظر آتا ہی شاہزادہ نے فرمایا آج کوئی سیر فرما حاضر نہین کہ ہم اُس سے یہ حال دریافت کرتے الغرض ابوعامر و ابوحاکم کو ایک ہی تخت پر دیکھا اور ملکہ شمسہ تاجدار کرسی زرنگار پر جلوہ افروز تھی اور یادری ایدروس موافق معمول کے خلائق کو افہام و تفہیم کر رہا تھا جب آفتاب قریب غروب پہونچا حسب دستور ملکہ شمسہ تاجدار قصر اخضر مین داخل ہوئی اور خلائق اپنے اپنے مکان کو راہی ہوئی اور ادھر ابوالحسن جوہر اور شاہزادہ معز الدین بھی ملکہ شمسہ تاجدار کے ساتھ قصر اخضر مین پہونچے ملکہ شمسہ تاجدار جب داخل قصر ہوئی نقاب چہرہ سے دور کی بس معلوم ہوا کہ ابر سے آفتاب جہانتاب نکل آیا اور اس ناز و ادا سے ملکہ مسند عز و وقار پر رونق افروز

ہوئی کہ تحریر کرنا اُسکا ممکن نہیں شاہزادہ کو بمجرد دیکھنے اُس چہرہ آفتاب مثال ملکہ شمسہ تاجدار کے سکتہ ہوگیا اور وہ
مسند آرائے حسن تکیہ لگائے ایک پیر دوسرے گھٹنے پر رکھے ایک ورق تصویر کو بغور دیکھتی تھی جب شاہزادہ
کو ہوش آیا آگے بڑھکے اُس تصویر کو دیکھا وہ تصویر بعینہ اپنی صورت کی دیکھی نہایت حیران ہوا ابو الحسن جوہر
سے فرمایا کہ الحمد للہ ملکہ شمسہ تاجدار کو بھی مجھسے ایک لطف دلی پایا جاتا ہے ابو الحسن جوہر نے کہا [illegible]
جس وقت میں پروین کے ساتھ آیا تھا میں نے زبانی اہل شہر کے سُنا کہ ایک تصویر محل سے باہر نکلی ہے اور
ملکہ شمسہ تاجدار اُس تصویر پر از حد فریفتہ ہوگئی اور کسی وقت اپنے پاس سے اُسے جدا نہیں کرتی مثل جان عزیز
کے رکھتی ہے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ تصویر حضور ہی کی ہے شاہزادہ نے فرمایا شاید تم نے اُس روز بوجہ لاعلمی یہ کہا تھا
کہ ملکہ خدا جانے کس گیدی کی تصویر پر عاشق ہوئی ہے ابو الحسن جوہر کو یہ سُنکے کمال انفعال ہوا اس اثنا میں
ملکہ شمسہ تاجدار نے دایہ سمن ہاتو سے ذکر شاہزادہ کا کیا اور بے ساختہ اشک حسرت آنکھوں سے جاری ہوئے
شاہزادہ بھی بے اختیار رو دیا بعد تھوڑی دیر کے یہ خیال آیا کہ اب محل کے قصر کا رقبہ دیکھیں آخر شاہزادہ
معز الدین اور ابو الحسن جوہر پہاڑ کے نیچے آئے اور شہر فردوسیہ میں پہونچے واقعی اس شہر اور خلائق شہر
کو جیسا کہ ابو المکارم سے سُنا تھا اُس سے وہ چند پایا یعنی نہایت آباد و شاد دیکھا جدا ہوکے ابو الحسن جوہر
وعدہ گاہ پروین میں یعنی اُس درخت کے سایہ میں جہاں کہ پروین اور ابو الحسن جوہر سے وعدہ ہوا
تھا شاہزادہ کو لایا شاہزادہ نے فرمایا کہ اب ایک لحظہ یہاں آرام کرنا ضرور ہے ابو الحسن جوہر نے فرش بچھایا
اور خود بھی بیٹھا اور شاہزادہ بھی جلوہ گر ہوا دفعۃً ایسی ہوا مفرح قلب و جگر آئی کہ شاہزادہ کی خود آنکھیں بند
ہوگئیں جونہیں آنکھ کھلی دیکھا کہ اب اُس عالم مثال وادی میں ہیں یعنی وہ درخت مع شاخ و برگ و بار
معلوم ہونے لگا اور معاملات طلسمی خواب و خیال ہوگئے لیکن حال خواب یاد ہوا اب شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر
کو معلوم ہوا کہ ہم طلسم سے نکلے ہیں لیکن حیرت زدہ تھے کہ کس نے ہمکو یہاں پہونچا دیا شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر
سے فرمایا اے برادر چلو ایک مرتبہ دوبارہ ملکہ شمسہ تاجدار کی صورت دیکھیں ابو الحسن جوہر نے کہا اب وہاں حضور کا
جانا مناسب نہیں ہے پہلے حکیم قسطاس الحکمت کی ملاقات کیجیے جیسا وہ ارشاد فرمائیں عمل میں لائیے ابو الحسن جوہر
کو حکیم صاحب نے ایک روغن دیا تھا کہ جسکی بو سے جانوران موذیہ و درندہ بھاگ جاتے تھے اور وہ ایسی جا تھا
کہ طلسم میں یاد نہ آیا مگر اُسوقت چونکہ ضرورت تھی موجود پایا اور ابو الحسن جوہر نے جس راہ سے کہ حکیم صاحب
کے پاس گیا تھا نشانات راہ کے یاد کرلیے تھے شاہزادہ سے کہا حضور اگر خدا نے چاہا تو میں آپ کو دو روز میں
حکیم صاحب کی خدمت میں اُسی راہ سے پہونچا دونگا آپ خاطر جمع رکھیے شاہزادہ کو یہ مشورہ ابو الحسن جوہر کا پسند
آیا اور وہ روغن جسم پر ملا اور کوہستان کی راہ لی۔

اب راوی تازہ خیال شاہزادہ معز الدین کو راہ مین سرگرم رفتار رکھتا ہی اور حال اُن اُمرائے نامدار کا بیان کرتا ہی کہ جو اپنے اپنے طلسم سے نکلکر شاہزادہ والا جاہ کی تشریف آوری کے منتظر ہین

واضح ہو کہ جس وقت امیر جلال الدین فیروز بخت اپنے گمان مین دو برس چھ مہینے کے بعد طلسم سے نکلے تو اُنھون نے موافق ایام دنیا کے اپنی سکونت طلسم کا حساب کیا معلوم ہوا کہ بحساب ایام دُنیا کے ایک مہینہ ہوا یعنے عالم اسباب مین ایک دورۂ آفتاب کو جو سال شمسی مشہور ہی ایک دورہ تیس سال سے زحل کے مطابق آتا ہی یعنے ساکنان طلسم کو ایک روز و شب دُنیا کا ایک ماہ طلسمی معلوم ہوتا ہی پس یہ حساب حکماے متقدمین نے مقرر کیا ہی اور یہ بھی کہی ہی بروایت مشہورہ کہ ایک شخص طلسم مین سالہاے دراز تک رہا جب دُنیا مین آیا ایک لمحہ سے زیادہ نہ رہا الغرض ایسی حکایات ہفت پیکر ملا نظامی و ہشت بہشت امیر خسرو اور ہفت منظر ملا ہاتفی مین لکھے ہین اور اسی طرح ابو الحسن جوہر اپنے حساب سے طلسم مین دو مہینے رہا اور امیرزادہ سیف الدین نے چار برس تک ممالک طلسم کا تماشا دیکھا کہ از روے حساب کے وہ سب ایک مہینہ اٹھارہ روز ہوے ہوئے اور امیر خلیل و امیر سلطان پانچ برس طلسمی عجائبات مین سیر کرتے رہے اور عیش و نشاط سے بسر کی وہ دُنیاوی دو مہینے ہوئے اور یہ بھی ایک طلسم سمجھنا چاہیے کیونکہ عجب صنعت بذریعہ علم و عمل حکمانے طلسم مین رکھی ہی کہ باوجود کمی و زیادتی سیر کی یعنی مثلاً کوئی دو برس رہا اور کوئی چار برس لیکن بروقت نکلنے طلسم سے راہ مین ضرور ملاقات ہوگی چنانچہ ان امراسے بھی آپسمین ملاقات ہوئی اور خیال مین آیا کہ یہ بھی ہمارے ساتھ ہی طلسم سے نکلے ہین اسی طرح شاہزادہ نے آٹھ برس اور نو مہینے طلسم مین عجائبات کی منزل بمنزل بالتفصیل سیر دیکھی کہ جو حساب سے دُنیا کے تین مہینے اور پندرہ روز ہوئے اور ایام عافیت و آخرت موافق اس آیہ کریمہ کے سمجھنا چاہیے تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ فصبر اجمیلاً یعنی ایک روز آخرت کا دنیا کے روز سے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا اسی وجہ سے روز قیامت کو اطول الاحوال کہتے ہین الغرض جب یہ امرا اپنے اپنے طلسم سے نکلے اور معشوقان طلسمی کی مفارقت مین بیقرار ایسے ہوئے کہ کسی طرح آرام نہ آتا تھا شب و روز انھین کے تصور و خیال مین رہتے تھے آخر ایک روز امیر جلال الدین اور امیرزادہ سیف الدین اور امیر خلیل و امیر سلطان حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت مین بقعہ فیض کے دروازہ پر گئے پروین نے حکیم کی طرف سے اُنکو کہا کہ آپ سب صاحب چند روز لشکر مین توقف کرین ہم بروقت

تشریف لاتے شاہزادہ معز الدین کے تسے ملاقات کرینگے آخر یہ سب ناچار لشکر مین واپس آئے اور آپسمین صلاح
کی کہ ہم تو مفارقت مین معشوقون کی اپنے ہلاک ہوئے جاتے ہین اور حکیم صاحب کو کچھ خیال نہین آخر ضبط تا کے
اب بلباس قلندرانہ تلاش مین معشوق کے نکل چلین جو تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا امیر جلال الدین کی راے یہ ہوئی
کہ تا تشریف آوری شاہزادہ معز الدین یہان سے جانا مناسب نہین ہی شاید شاہزادہ کی سفارش سے ہم
اپنے مقاصد ولی کو پہونچین جب ابوالحسن جوہر ان افسران فوج کے مشورہ و صلاح سے خبردار ہوا اُن
سب صاحبون سے کہا تم سب مجنون و دیوانے ہوئے ہو یہ حرکت تمھاری شان سے نہایت بعید ہے ان سب
امرانے یہ جواب دیا کہ تمھاری بغل مین تو خلدانہ ماہ رو موجود ہی تمھین کیا پروا ہی ہمکو تو کوئی وقت اور کوئی
ساعت انکی مفارقت مین قرار نہین ایک ایک لمحہ مثل ایک ایک سال کے گذرتا ہی اگر شاہزادہ کو بھی
ہمارے حال سے خبر نہوئی تو ہم تعلقات دُنیا کو ترک کرینگے اور جنگل مین رہینگے امیر یوسف و امیر ترکمان
و امیر معظم یہ جو سردار طلسم مین گئے تھے ان امرانے بھی سمجھایا کہ مقدمات طلسمی مثل شعبدہ کے ہوتے ہین انپر عمل
کرنا حماقت ہی ہمنے ایسی ایسی نقلین اور حکایتین بہت سُنی ہین اور کتابون مین دیکھی ہین جس طرح تم کہتے ہو
بعینہ اسی طرح بہرام گور کے آگے سات لڑکیون نے بادشاہون کی سات نقلین جدا جدا بیان کی تھین اُنکا
بھی یہی نتیجہ تھا کہ جو شخص طلسم مین گیا پھر نہ نکلا اور جو نکلا بھی تو دیوانہ ہوگیا کسی کام کا نرہا بس آپ کو شکر اس
خالق بیچون کا ادا کرنا چاہیے کہ زندہ اور صحیح طلسم سے نکالا اور ہم اسکا شکر کرتے ہین کہ ہم طلسم مین نہ گئے ورنہ
ہمارا بھی یہی حال ہوتا امیر جلال الدین و امیر خلیل نے کہا کہ اب ہماری نوبت یہ جنون ایسی پہونچی ہی کہ
کسی کا سمجھانا موثر نہین ہوتا اور یہ شعر کسی استاد کا پڑھا بیت

ازسر بالین من برخیز اے نادان طبیب	دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

ابوالحسن جوہر نے کہا آخر کیا قصد ہی امیرون نے کہا بس یہی قصد ہی شعر یا بازنگریم برخ یار خویش را ۞ یا از جہان
بربندیم بار خویش را ۞ الغرض جب ساڑھے تین ماہ کا عرصہ شاہزادہ کو طلسم مین گذرا ایک روز حکیم
قسطاس الحکمت نے تمام امراے لشکر کو بقعہ فیض کے دروازہ پر بلوایا اور سہیل سے کہلا بھیجا کہ تم استقبال
کو شاہزادہ کے جاؤ صبح کو بعد چند قدم فلان راہ مین ایک دروازہ باغ کا نہایت عظیم الشان نظر آئیگا تم
اس باغ مین جانا اور تین روز وہان سیر کرنا چوتھے روز شاہزادہ باغ مین تشریف لائے گا بلکہ یہ تین روز ادنےٰ و اعلےٰ
لشکر کے حکیم صاحب کے مہمان ہین لیکن رات کو ہزار آدمی سے زیادہ باغ مین نہ رہین اور سہیل کو واسطے مہمانی امرا
کے مقرر فرمایا پیروین کو لشکر کی مہمانی کا حکم دیا سہیل و پیروین نے منادی کرادی کہ آج سے تین روز تک تمام
لشکر کی مع حیوان و انسان کے حکیم صاحب نے دعوت کی ہی لیکن ایک شرط یہ ہی کہ جس خیمہ مین کہ پندرہ آدمی ہین

اُنمین سے پانچ آدمی سیر کو جائین زیادہ نجائین جب وہ سیر کر آئین پھر آدمی جائین غرض اسی طرح سے تمام لشکر سیر و تماشا دیکھے جب وہ رات گذر گئی تو دا نہ وغیرہ جانورون کا از خود موجود ہو گیا اور ایک حاطہ سرخ پتھر کا اسقدر بلند دیکھا کہ اُسکے برج وغیرہ کی تعداد معلوم نہوتی تھی سہیل وپروین نے دیوار کے نیچے جانے سے ہر شخص کو منع کیا کہ جو کوئی اُدھر جائے گا اُسکو سزاے کامل ملیگی غرض اہل لشکر نے اُس باغ کو اور اُسکی آراستگی کو ایسا دیکھا کہ کبھی خواب مین بھی دیکھنا نصیب نہوا تھا بس خلاصہ یہ ہی کہ نمونہ بہشت تھا اور ہر چہار طرف دوکانین اور بازار اور نہرین اور ہر دوکان مین تمام جہان کا اسباب اور سامان سب موجود تھا آخر سہیل وپروین لشکر کے امرا کو ایک مکان عالیشان مین لیگئے وہان سب داگر پیشہ اور متصدی وغیرہ اہل خدمت تھے بعد اسکے سب کو کھانا ہر طرح کا کھلایا اور طرفہ یہ بات تھی کہ جسنے جس چیز کی خواہش کی اُسکے واسطے وہی کھانا موجود تھا بعدہ زر نقد علے قدر مراتب سب کو دیا اور ہر چہار طرف باغ کے قحبہ خانہ کثرت سے تھے اور عورتین فاحشہ ہر قسم کی موجود تھین سب نے اُنسے عیش کیا مگر ایک یہ لطف اور تھا کہ ایک کی مطلوبہ دوسرے کی نظر مین مکروہ معلوم ہوتی تھی الغرض بجز امیر جلال الدین و امیرزادہ سیف الدین و امیر خلیل و امیر سلطان کے اور تمام سردار وغیر سردار بیت اللطف مین جا کر عجیب لطف سے شراب خواری مین مشغول تھے اور نشہ مین ایسے ایسے حرکات کرتے تھے کہ قابل بیان نہین اور اس باغ کے دروازہ پر بخط جلی لکھا تھا

لہم فیہا ما تشتہی الانفس

اب اہل لشکر کو اس عشرت کدہ مین مشغول بعیش رکھا جاتا ہی اور حال فرخ مآل شاہزادہ معزالدین اور ابوالحسن جوہر کا گذارش ہوتا ہی۔

راوی کا بیان یہ ہی کہ جس وقت شاہزادہ والاجاہ اور ابوالحسن جوہر عالم مثال سے عالم اسباب مین آئے حکیم صاحب کی خدمت مین روانہ ہوئے اور تیسرے روز بعد طی مراحل و قطع منازل کے ایک دیوار ایسی بلند مثل پہاڑ کے نظر آئی کہ جسکی حد لایق بیان کے نہین شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے پوچھا کہ یہ دیوار کس مکان کی ہی ابوالحسن جوہر نے عرض کیا حضور جب مین پروین کے ساتھ یہان آیا تھا تو یہ دیوار نہ تھی خدا جانے یہ مکان کسکا ہی کہ جسکی ایسی دیوار ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین تنہا یہان ٹھہرتا ہون تم جا کر دیکھو کسی طرف اسکا دروازہ بھی ہی یا نہین ابوالحسن جوہر حسب ارشاد شاہزادہ چھ فرسخ تک گیا لیکن کہین دروازہ نہ دیکھا آخر شاہزادہ سے آکر عرض کیا کہ حضور مجکو تو قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ دیوار اُسی طلسم کی ہی جہان سے ہم اور آپ آئے ہین شاہزادہ نے فرمایا خیر چلو کہین تو دروازہ اس دیوار کا ہوگا ابوالحسن جوہر نے کہا مین جو اُس طرف گیا تو دور سے مین نے کسی کے رونے کی آواز سُنی حضور بھی اُس آواز پر تشریف لیچلین یقین ہی کہ سراغ راہ کا ملجائے شاہزادہ اُسطرف روانہ ہوا جب چھ فرسخ راہ طی کی دیکھا کہ

ایک درخت سفرجل یعنی بہی کا اندر حصار کے ہو اور شاخین اُسکی اُسطرف دیوار کے ایسی خم کہا گئی ہین کہ آدمی ہاتھ سے اُنکو پکڑ کر چڑھ جائے اور ایک شخص آنکھین بند کیے نہایت ضعیف زیر دیوار بیٹھا ہو اور ہائے ہائے کر رہا ہو شاہزادہ نے ابوالحسن جوہر سے کہا کہ یہ مرد خدا اور رسیدۂ عشق مین مبتلا معلوم ہوتا ہو چلو اس سے اسکا حال دریافت کرین جب قریب ہونچے اور بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ محمود خراسانی عیار ہو محمود نے جو ہین شاہزادہ معزالدین اور ابوالحسن جوہر کو دیکھا قدمبوس ہوا شاہزادہ نے پوچھا ای محمود یہ تو کس حال مین گرفتار ہو اور یہ کون مقام ہو محمود نے عرض کیا ای شہریار کامگار جب حضور نے طلسم مین جانے کا حکم دیا تھا اُسوقت کمبختی طالع سے مجھکو یہ خیال آیا کہ پہلے اس مکان کے رقبہ کو دیکھ لین پھر اندر جائین گے آخر مین نیچے نیچے دیوار کے چلا تمام دن مین چلا لیکن دیوار کی حد نہ معلوم ہوئی آخر مین نے کہا کہ جو ہو سو ہو اب جبتک کہ اسکی حد نہ دیکھ لونگا ہرگز نہ پھرونگا آخر مین روز مین اس درخت تک پہونچا اور شدت گرسنگی سے عجیب حال ہوا ہرچند چاہا کہ ایک بہی اس درخت سے توڑ کر کھاؤن لیکن جب مین ہاتھ بڑھاتا تھا کہ بہی توڑ لین درخت خود بخود بلند ہو جاتا تھا آخر بھوکا پیاسا وہان سے آگے چلا چند قدم آگے گیا تھا کہ ایک اژدہا سے آتش فشان ہمراہ ہوا اسمین مین خوف زدہ وہان سے افتان وخیزان پھر اسی جا واپس آیا پھر تو جسطرف گیا یہی معاملہ پیش آیا آخر مایوس مطلق ہو کر ایک روز مین نے اژدہے سے کہا ای ثعبان بقدرت الٰہی یا تو مجھے ہلاک کر یا راہ دے تا مین اپنے مقام کو واپس جاؤن اُس اژدہے نے بزبان فصیح کہا ای محمود خراسانی تجھسے خطا سے فاش ہوئی کہ تو تحقیق دیوار مین یہان آیا ورنہ تو بھی مثل اور سرداروں کے کسی باغ مین ہوتا اب تا تشریف آوری شاہزادہ کسیطرح سے ہو سکے یہین بسر اوقات کر کہ وہی تیرا شاہزادہ تجھے اس بلا سے نجات دیگا مین نے پوچھا کہ میرا شاہزادہ کب طلسم سے نکلے گا اژدہے نے کہا اُسکے طلسم سے نکلنے مین آٹھ برس اور نو مہینے کا عرصہ ہو پھر مین نے کہا ای حیوان فصیح البیان بھلا اسقدر عرصہ تک مین کس شغل مین بسر کرون اور کیا کھاؤن اُسنے کہا تو ہر روز اُس اژدہے تک ہو آیا کر اور ایک دانہ بہی تجھکو کافی ہو مین نے کہا کہ مین عجب مصیبت سخت مین پھنسا دیکھیے کب شاہزادہ تشریف لاتا ہو کہ مین اس بلاے آسمانی سے نجات پاؤن

شعر

در بزم ہاے رندان شرب مدام کردند		نوبت بما چو افتاد آتش بجام کردند

جب مین نے نام اُس اژدہے کا پوچھا کہا نام میرا حارس العجائبات ہی اور اس مقام کا نام برق بریق ہی جسوقت
تجھے بھوک معلوم ہو کہنا ای درخت سفر جل برق بریق کی خاطر سے ایک دانہ ہی مجھے دے بس اُسی وقت ایک ہی تجھے
ملجایگی اُسکو کھا لینا مین نے پوچھا کہ یہ برق بریق کیا چیز ہی حارس العجائبات نے کہا کہ وہ بھی اس درخت پر
ایک روز آئیگی تجھ سے ملیگی ای شہریار بعد اس سوال و جواب کے وہ اژدہا نظر سے غائب ہوگیا مین ناچار درخت
کے پاس آیا اور موافق تعلیم اژدہے کے جب مین نے بہی درخت سے طلب کیے مجھے ملگئے اور مین اُسے کھا کر ایسا
سیر ہوگیا کہ پھر کسی چیز کی خواہش نرہی اور اس چشمہ کا پانی پیا جو کہ زیر دیوار جاری ہی اور سو رہا آخر حضور چھ ماہ
کامل مجھے یہان گذرے ایک روز صبح کو جو مین اُٹھا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین و گلرخسار بالاے دیوار موجود ہی
بس دیکھتے ہی اُسکو مین اپنے ہوش مین نرہا اور وہ بھی مجھے بنگاہ التفات دیکھ رہی تھی لیکن بات نکرتی تھی آخر بعد
دو ساعت کے دیوار پر سے غائب ہوگئی میرا اُسکی مفارقت مین عجیب حال ہوگیا اور کسی طرح قرار و آرام نہ آتا تھا
شب و روز دیوار کو دیکھا کرتا تھا اس امید پر کہ شاید وہ آفت روزگار آوے اور مین نہون تو اُسکی زیارت سے بھی
محروم رہون آخر چار مہینے کے بعد پھر وہ نازنین دیوار پر آئی مگر بجاے زیور و لباس سامان عیاری سے آراستہ مین نے
بھی کوئی دقیقہ منت و سماجت مین نہین اُٹھا رکھا لیکن وہ مجھے دیکھکر مسکرائی اور چار گھڑی تخیتہ دیوار پر بیٹھی رہی بعد
اسکے چلی گئی ابکی غلام کا حال زیادہ تر خراب و خستہ ہوا بعد تین مہینے کے ایک روز پھر آئی اور مجھسے کہا ای جوان
نا آشنا یہ جو عشق و عاشقی کا تو دعوی کرتا ہی آیا مجھسے تجھسے کیا مناسبت ہی مین نے کہا ای بادشاہ کشور
حسن و خوبی بس یہی مناسبت ہی کہ جو مجھ شیفتہ جمال کو اپنے غلامون مین سمجھو اُس وقت اُس آفت روزگار نے
نہایت ناز و شوخی سے کہا کہ تیری غلامی سے میرا کیا کام نکلے گا تو کون ہی اور یہان تو کس طرح سے آیا ہی مین نے
اپنی سرگذشت بیان کی پہلے تو وہ نازنین ہنسی اور بعدہ کہا کہ بارک اللہ عیارون کو بالا دوی ایسی چاہیے ہم کبھی
فن عیاری تجھسے سیکھین گے کہ تو اس فن عیاری مین کامل معلوم ہوتا ہی مین نے کہا ہان ای آرام جان پہلے مین بھی
اپنی حرکت سے نہایت نادم تھا لیکن جب سے کہ مین نے تمھارا جمال جہان آرا دیکھا سب خیالات دل سے دور
ہوگئے اُسنے جواب دیا کہ بوجہ تیرے کمال کے ہمکو بھی تیرا خیال ہی لیکن کوئی صورت وصل کی نظر نہین آتی اسواسطے
کہ مین قوم پری سے ہون تو انسان دوسرے خدمت عیاری و شاطری پریزادون کے بادشاہ کی مجھسے متعلق ہی
لہذا ممکن نہین ہان اگر مرضی بادشاہ کی ہوگی تو البتہ میرا تجھسے وصل ممکن ہی ورنہ خیر مین نے کہا تیری رضامندی
شرط ہی پھر بادشاہ کا راضی ہونا کیا مشکل ہی اُسنے کہا جو ہمارا بادشاہ ہی وہ ایک اور بزرگ کا محکوم ہی مین نے کہا
وہ بزرگ کون ہی وہ بولی تو تجھ بی جانتا ہی لیکن مجھے نام بتانے کا حکم نہین ہی مین نے کہا تم اپنا نام تو بتاؤ
اُسنے کہا ابکی اگر آنا ہوا تو نام بھی بتادونگی بس یہ کہکے روانہ ہوگئی بعد ایک ہفتہ کے پھر آئی اور مجھسے کہا کہ ای

مود خراسانی اگر تیری مرضی ہو تو ہم تیرے پاس آئین مین نے جو یہ کلمہ اسکی زبان سے سُنا نہایت درجہ خوش ہوا اور کہا اے
رام جان بسم اللہ تشریف لاؤ اور مجھ جگر سوختہ آتش فراق کو اپنے شربت دیدار سے تسکین بخشو وہ نازنین دیوار پر
سے میرے پاس آئی اور کہا نام میرا برق بریق ہے اب مین ہر ہفتہ کو تیرے پاس آیا کرونگی اے شہریار نامدار
وہ روز عجیب روز تھا کر گویا سلطنت دونون جہان کی مجکو ملگئی تھی آخر ہر ہفتہ کو اُسے میرے پاس آنا و محفل شراب
لباب گرم کرنا اور چلے جانا دستور رہا بعدہ تیسرے روز آنا شروع کیا اسی طرح ایک مدت تک یہی قرینہ رہا
ب چار روز کا ذکر ہے کہ وہ ایک شب میرے پاس رہی اور صبح کو جاتے وقت کہا کہ اے محمود خراسانی اب مین
تی ہون اگر خدا نے چاہا تو پھر ہم تم عالم اسباب مین ملین گے بس یہ سنتے میرے ہوش جاتے رہے مین نے کہا
زمایۂ زندگی تیری مفارقت مین میرا کیا حال ہوگا اُسنے کہا کہ تیرا شاہزادہ بھی تو ہماری خاتون پر عاشق ہوا ہے
مین ہے کراب طلسم سے نکلے اگر شاہزادہ کا عقد ہماری خاتون سے ہوا تو پھر ہمارا بھی وصل تمھارے ساتھ ہے مین اس
بات کو سنکے چپ ہو رہا اور آنکھون سے آنسو بے اختیار جاری ہوگئے برق بریق نے میری نہایت گریہ وزاری
تشفی و دلاسا دیا اور روانہ ہوگئی غلام کو بعد اسکے جانے کے ایسی تپ عارض ہوئی کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی
راسی بیہوشی مین اُستاد ابوالحسن جوہر اور حضور کی آواز کان مین آئی اور ہان ایک بات باقی ہے وہ یہ ہے
بروقت رخصت وہ یہ بھی کہگئی کہ شاید تمھارا شاہزادہ ادھر تشریف لائے اور دروازہ اس دیوار کا تلاش کرے
کہہ دینا کہ دروازہ نہین ہے لیکن راہ اس باغ کی اس درخت پر سے ہے جو سامنے نظر آتا ہے شاہزادہ نے فرمایا
کہ محمود خراسانی ہم تیری معشوقہ برق بریق کے حال سے بخوبی واقف ہین کہ وہ طیرانہ پری کی بیٹی ہے اور
طیرانہ پری ملکہ نو بہار گلشن افروز کی مقربان خاص سے ہے اگر مین ملکہ نو بہار گلشن افروز سے ملا
تو تحقیق تمھارا عقد اُس برق بریق سے ضرور ہوگا بعد اسکے شاہزادہ معزالدین و محمود خراسانی اور ابوالحسن
جوہر کے ساتھ درخت پر پہونچا اور اُس درخت پر ایک دروازہ معلوم ہوا جب دروازہ مین داخل ہوئے بعد
چند قدم کے ایک اپنے بازار آراستہ مین پہونچے کہ جہان اسباب فسق و فجور جا بجا موجود تھا ~~ع~~

یک طرف بادہ یک طرف بوزہ | ایک طرف کاسہ یک طرف کوزہ
از نیشان ماہ رخسارہ | زیر ہر یک چو خرزہ پارہ
بنگ را خود حساب نتوان کرد | بنگیان را خطاب نتوان کرد
ہر یکے با حریف ہم آغوش | بر فلک رفت بانگ نوشا نوش

بعض آدمی بیہودہ و بدمست بیچ بازار مین پڑے تھے اور بعض نشہ مین سرشار خوش فعلیان کر رہے تھے شاہزادہ
وہان سے بڑے باغ مین تشریف لایا یہان ایک مکان مین امیر ترکمان پریزادان مہوش کا ناچ دیکھ رہا تھا
اور جام مے گلگون گردش مین تھا بلکہ سب سرداران لشکر اسی عیش و عشرت مین مشغول تھے ناگاہ امیر ترکمان کی نگاہ
شاہزادہ پر جا پڑی اُسنے عالم محویت مین سر و قد تعظیم دی اور قدمبوس ہوا غرضکہ تشریف آوری شاہزادہ کی تمام مین

خبر عام ہوگئی امیر اور سردار واسطے ملازمت کے حاضر ہوئے بعدہ سہیل وپروین بھی حاضر ہوئے اور آداب تسلیمات
بجا لائے اور شاہزادہ کو اُس باغ مین جوکہ خاص مہمانی شاہزادہ کے لیے آراستہ کیا گیا تھا لائے اور ناچ وغیرہ
شروع ہوگیا اور مبارکباد کی صدا بلند ہوئی سرداران لشکر کی نذرین گذرنے لگین اور سب کرسی اور دنگل اور
نیم تخت پر اپنے اپنے قرینہ سے مودب بیٹھے راوی بیان کرتا ہی کہ وہ وقت تین سو اکاون ہجری کا تھا ابو الحسن جب
اور شاہزادہ معزالدین کو ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار یاد آئین بے اختیار آنسو آنکھون سے
جاری ہوگئے اور امرائے گرامی قدر یعنے امیر جلال الدین اور امیر سیف الدین و امیر خلیل و امیر سلطان
بھی قدمبوس شاہزادہ کے ہوئے لیکن شاہزادہ نے اُن امرا کو عجیب حال پر ملال مین مبتلا پایا شاہزادہ نے
ہر ایک کی مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ یہ کیا حال تمہارا ہوگیا اُنھون نے اپنی پہلے سرگذشت بیان کی اور آخر مین جو کہ باہم
صلاح ومشورہ ہوا تھا شاہزادہ سے سب بیان کیا شاہزادہ نے فرمایا یہ حرکت تمکو کبھی لایق نہ تھی اگر مین بنا حال
غیر کرون تو بجا ہی کسواسطے کہ میری نظر سے ایسا تماشائے عجیب وغریب گذرا ہی کہ جسکے بیان کو عمر نوح چاہیے
امرانے عرض کیا حضور والا ہم کسی تماشے کے مشتاق نہین ہین بیت

ما غریبان را تماشائے چمن درکار نیست	کار عاشق جز تماشائے جمال یار نیست

ہم مفارقت مین معشوقان طلسمی کے ہلاک ہوئے جاتے ہین شاہزادہ نے فرمایا انصاف شرط ہی کہ جو تم ملکہ
نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار کو دیکھتے تو کہتے کہ پردۂ دنیا پر ایسی بھی عورتین خلق ہوئی ہین امیرون نے

ہا جس حال مین کہ حضور اور ابوالحسن جوہر کو خداوند کریم نے طلسم مین ملکہ نوبہار گلشن افروز نادرہ رازدار وعطا فرمایا اور باہر طلسم کے ملکہ شمسہ تاجدار اور خلد آشیانہ ماہ رو موجود ہین تو آپ کو معشوقان طلسمی کی کیا پروا بلاف ہمارے کہ ہم اپنی مرگ و زندگی کا سبب انھین کو جانتے ہین شاہزادہ نے فرمایا خیر اب چپ ہو رہو جب حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات ہوگی تو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا سہیل بولا کہ اے شہریار یہ امراے امدار طالب وصال ہین آجتک یہ سُنا نہین کہ انسان مقدمات طلسمی کو خارج طلسم مین دیکھے حضور ابوالحسن جوہر سے دریافت فرمائین کہ انھون نے اول و دوم طلسم مین کیا تماشا دیکھا اور خارج طلسم مین اُسکا کیا اثر پایا یہ سب امرا اس امر سے لاعلم محض ہین کہ بجلی کو تکرار لازم نہین آخر وہ رات اُسی طرح ناچ وغیرہ مین تمام ہوئی صبح کو وہ باغ معلوم بھی نہوا کہ کہان تھا اور کہان گیا شاہزادہ سرداران لشکر کے ساتھ بقعہ فیض کی طرف روانہ ہوا اور جتنے اراکین و سرداران لشکر تھے سب ہمراہ ہوے شاہزادہ یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا ؎

جہان ہم ای برادر چون طلسم است	متاع دولت او ہم با طلسم است	بقا نیست موجودات او را	ثباتی نیست احوالات او را
گدای ار برآرد گر بشاہی	مبند از دشمنان راہ گدائی	کشند امروز چیزی بر تو ظاہر	کہ در وی نقش بود فہم تو قاصر
از و لیکن اثر فردا نہ بینی	و زین حسرت اگر بنشینی	مرا خوش آید این مضمون شاد	ز رحمت بر روان پاک استاد
	بدنیا دل نہ بندد ہر کہ مرد است	کہ دنیا سر بسر اندوہ و درد است	

شاہزادہ ہنوز بقعہ فیض کے دروازہ تک نہ پہونچا تھا کہ پرویز نے حکیم قسطاس الحکمت کی طرف سے پیام دیا کہ تم دو تین روز لشکر مین آرام فرماؤ تاکہ کسل راہ دفع ہو پھر انشاء اللہ تعالے فلان روز حضور یہان تشریف لائیے اور ہم بھی ملاقات کرینگے شاہزادہ وہان سے واپس آیا اور سب نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی ابوالمکارم کو ایک خلعت فاخرہ مرحمت ہوا اور فرمایا کہ واللہ جو کچھ ہمنے تماشا دیکھا وہ فقط تمھاری وجہ سے دیکھا پھر ابوالحسن جوہر نے قصہ اپنا کہا بعدہ امیر جلال الدین یمنی نے حال اپنا بیان کرنا شروع کیا جب رئیس مقدمہ تک داستان پہونچی امیر جلال الدین کو سنگ لگکر مصورہ بانو کے پاس جانا اپنا یاد نرہا بادشاہ نے اعادہ کیا امیر جلال الدین کو اس بات سے نہایت استعجاب ہوا الغرض اسی طرح سب امیرون نے اپنی اپنی سرگذشت بیان کی اور جہان جہان یہ لوگ غلطی کرتے تھے شاہزادہ تنبیہ کرتا جاتا تھا اس اثنا مین حکیم صاحب نے سہیل سے کہلا بھیجا کہ شاہزادہ کو بغرض ملاقات بلایا ہے شاہزادہ ابوالحسن جوہر اور چند امراے نامدار کو ہمراہ لیکر بقعہ فیض کے دروازہ پر گیا جب گنبد مین داخل ہوا حکیم صاحب استقبال کو تشریف لائے شاہزادہ نے مودب سلام کیا حکیم صاحب نے شاہزادہ کو سینہ سے لگا لیا اور ہر ایک امیر کی نسبت شفقت ظاہر کی بعدہ حکیم صاحب نے فرمایا اے شاہزادہ معز الدین بیان کرو کہ تمنے عجائبات

ہین کیا کیا تماشا دیکھا اور کہانسے کہان پہونچے شاہزادہ نے فرمایا ای معدن علوم نامتناہی حضرت کے فیض باطنی و شفقت ظاہری
سے ایسے معاملات عجیب و غریب نظر سے گذرے ہین کہ شاید سکندر ذو القرنین نے بھی بدولت علم ارسطو و فلاطون
نہ دیکھے ہونگے میری زبان مین اسقدر یارا کہان جو مین حضور مین حال گذشتہ اپنا بیان کرون بلکہ اکثر عقدے ایسے طبیعت
مین جمع ہوئے ہین کہ حل اُنکا بجز ذات فیض برکات حضور کے محال ہی پیر و مرشد ابتدا ے سیر مین ایک نازنین کا
عشق میرے دل مین ایسا پیدا ہوا کہ اُسکے تعشق مین وطن چھوٹا ہنوز اُسکی تلاش بخوبی ہونے پائی تھی کہ دوسرے کے عشق نے بالکل
محو کر دیا خیر اُس کیفیت طلسمی کے معشوق کو معشوقہ پہلی سمجھا اور سالہا سال اُسی کے خیال مین مبتلا رہا جب کیفیت طلسمی
طبیعت سے زائل ہوئی پھر اُسی عشق اول نے عود کیا اور اُس طلسم سے باہر آیا لیکن محبت نازنین دوم کی دل سے محو نہین
ہوئی اسوجہ سے کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ شمسہ تاجدار اُس شکل و شمائل کی عورتین ہین کہ شاید یہ دو دُنیا پر
انکی ثانی کوئی اور دوسری عورت پیدا ہوئی ہو اور یہ بھی حیرت ہی کہ بانی طلسم کون شخص تھا حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند
تمہاری نقل بعینہ اُس عابد کی نقل سے مشابہ تر ہی جو کہ واسطے عبادت کے پہاڑ پر گیا تھا شاہزادہ نے فرمایا ارشاد ہو وہ کیا
نقل ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ بلاد مشرق مین ایک عابد تھا خدا رسیدہ خلائق شہر نے اُسکے اوقات عبادت مین خلل اندازی
کی وہ اپنی زوجہ حاملہ کو لیکر ایک ایسی گھاٹی مین پہاڑ کے منزل گزین ہوا کہ جہان آفتاب و ماہتاب دونون جانے سے
معذور تھے اور ایک سال کا سامان خورش اپنے ساتھ لے گیا تھا اور بی بی سے تاکید کی تھی کہ مجھے افطار کے وقت
ایک روٹی دیدیا کر و قدرت الٰہی کا تماشا دیکھنا چاہیے کہ وہان ایک چشمہ پانی کا تھا بعد چند روز کے ایک لڑکا
صاحب حسن و جمال پیدا ہوا جب وہ بچہ سن تمیز کو پہونچا حسب اتفاق ایک روز درہ کوہ سے آفتاب کی شعاع
دکھائی دی عابدزادہ نے کبھی روشنی تو دیکھی ہی نہ تھی بے اختیار اُس روشنی پر عاشق ہوا جب تک کہ وہ روشنی اُس روزن
سے معلوم ہوتی تھی یہ نہایت خوش ہوتا تھا اور عجیب عجیب خوش فعلیان کرتا تھا یکایک وہ روزن بند ہوگیا اُس
عابدزادہ نے جو ایک روز اپنے معشوق کو نہ دیکھا گھبرا کر بلا اجازت باپ کے اس غار سے باہر نکل آیا یہان ماہتاب
کی روشنی سے تمام عالم روشن تھا اس عابدزادہ کو یقین ہوا کہ یہی روشنی اُس روزن سے معلوم ہوتی تھی اور مین اسی کا
عاشق ہوا تھا جب صبح کو وہ غروب ہوا اور آفتاب عالمتاب نکلا یہ عابدزادہ سمجھا کہ یہی مطلوب میرا ہی اور اُس
روزن مین سے اسی کی روشنی نظر آتی تھی اُسنے اپنی غلط فہمی پر کمال افسوس کیا اور کہا کہ مجھسے کمال خطا ہوئی کہ مین نے
خلاف اسکے دوسرے کو معشوق اپنا قرار دیا اب شرط انصاف یہ ہی کہ اُس دوسرے کو بھی محبوب اپنا سمجھنا چاہیے
کہ اُسکا مرتبہ بھی لایق اسی کے ہی گو مشاہدہ مین جدا ہو بعد اسکے وہ اپنے باپ عابد کے پاس آیا اور اُسنے اپنی طبیعت
کی فریفتگی کا حال بیان کیا عابد نے ایک نصیحت ایسی کی کہ وہ اپنی مراد دلی کو پہونچ گیا شاہزادے نے فرمایا کہ اُن کلمات
نصیحت کو حضور ضرور ارشاد فرمائین حکیم صاحب نے فرمایا کہ ابھی اُنکے اظہار کا وقت نہین ہی جب تم سب اموراتہ

دنیوی سے فراغت کرکے اپنے والدین کی خدمت مین پہونچوگے تو اُسوقت مین تمکو وہ کلمات بتا دونگا اُب تم
سے نقل کے بیان کرنے کا منشا سنو کر جس واسطے یہ نقل ہمنے بیان کی پہلے تو تم ملکہ شمسہ تاجدار پر عاشق ہوئے اور اُسکے
عشق مین وطن اور والدین اور احباب کو چھوڑا اور راہ مین ایک طلسم مین داخل ہوگئے اور وہان تاثیر طلسمی نے
سب عشق آپکا بھلا دیا اور اُس عشق کے عوض دوسرا عشق پیدا ہوگیا اور جب عالم طلسم سے نکلے پھر وہی عشق
عود کر آیا حاصل کلام یہ کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ دونون آفتاب و ماہتاب کا حکم رکھتی ہین
شاہزادہ نے دست مبارک حکیم صاحب پر بوسہ دیا اور کہا حضور نے درست فرمایا اور نقل بہی تمثیلی خوب بیان
فرمائی ابہی یہ گفتگو ختم نہوئی تہی کہ وہ چارون امیر بادل کباب پہونچے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے قبلہ دین و دنیا
برائے خدا ہم بیچارے غریبون پر بہی ایک نظر توجہ ہو جائے ورنہ ہم اس صدمہ سے دشواری سے ہلاک ہو جائینگے
حکیم صاحب نے شاہزادہ سے پوچھا یہ تمہارے امیر کیا کہتے ہین شاہزادہ نے فرمایا حضور پر سب روشن و ہویدا ہو
دیکھتے ہین محتاج حاجت شرح نہین پر بروین نے کہا جناب عالی یہ امرا طالب محال ہین یعنی تماشا کہ طلسم
مین دیکھا ہو وہ یہ لوگ خارج طلسم بہی دیکھا چاہتے ہین لیکن متوقعان طلسمی سے فائدہ ہوتا نہ چاہتے ہین حکیم صاحب
نے فرمایا بجان اللہ مصرعہ کا سہاگے زبانش گرم تر اندیشہ اور کچھہ نہ کہا شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہوکر
گنبد سے باہر نکلا اُن امیرون نے سہیل و پرویز سے پوچھا کہ حضرت نے ہمارے باب مین کیا ارشاد فرمایا
انہون نے کہا کچھ بے اعتنائی سے کہدیا انہون نے کہا حکیم صاحب کی اس بے اعتنائی اور جواب نہ دینے سے معلوم ہوا کہ ہماری
معشوقون سے ملاقات نہوگی شاہزادہ نے ہرچند سمجھایا لیکن انکی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا اور یہ جواب پایا

بر ہمہ خلق حکمران باشی	تا جہان ست در جہان باشی

ہم غلامون کو حضور آزاد فرماتے ہین ہم ایسے غلام بیکار بہتر ہے شاہزادہ ملازم رکاب عالی ہین ہم نہوئے تو نوجوان شاہزادہ کو
نے کچھہ جواب نہ دیا سب امرا بہی اپنے اپنے خیمون مین چلے گئے اور رات کو اپنے اپنے خیمون مین آگ لگا دی اور
شاہ ابدال کے تکیہ مین کہ وہان سے قریب تھا جا بیٹھے ورد بیت بیابان تعظیم و تواضع پیش آیا اور جو کچھہ کہ اُسوقت
ممکن ہوا حاضر کیا صبح کو شاہزادہ کو اس حال کی خبر ہوئی ابوالحسن جوہر سے فرمایا اے برادر مین امرا کے باعث
سے بعض مقدمات طلسم کا حکیم صاحب سے سوال نکر سکا اور یہ کسی طرح اپنے بیہودہ خیالات سے باز نہین آتے
اب تم مع چند سرداران لشکر جاؤ اور انکو جس طرح سے ہوسکے سمجھا کے لے آؤ کہ یہ امر باعث بدنامی کا ہو
غرض سب سردار اُنکے پاس گئے اور سب نے فہمایش کی امیر جلال الدین مینی و امیر خلیل نے یہی کہا کہ اب
آپ لوگ ہمکو ستادین نا چار شاہزادہ خود ابوالحسن جوہر کو ہمراہ لے تکیہ مین تشریف لے گیا اور فرمایا اے
صاحب نفس الامر یہ ہو کہ معاملات طلسم مین پریشان ہونا نچاہیے اسواسطے کہ امور طلسمی کا بیرون طلسم کسی طرح

موجود ہونا ممکن نہیں ہی تمنے میری سرگذشت مفصل سُنی ہی کہ نہین آگاہ ہو اس طلسم مین وہ تماشے کہ جو وہم وخیال مین نہین آتے دکھلائی دیے اگر تم بنظر انصاف دیکھتے تو کہتے کہ شاہزادہ بیشک بے انصاف وبیمروت ہی کہ ایسے معشوق حور پیکر سے بے اعتنائی کرتا ہی لیکن چونکہ مین خوب آگاہ تھا کہ یہ مقدمات طلسم ہین وجود محض مین اُنکا تصور وخیال کرنا ایک فعل عبث ہی امیرون نے کہا اے شہریار ہمنے حضور کے خواب کی تعبیر جناب حکیم صاحب کی زبان سے سنی ہی کہ حضرت نے آپ کی معشوقہ کو ماہتاب سے نسبت دی ہی اور ملکہ شمسہ تاجدار کو آفتاب سے بس جائے انصاف ہی کہ جو انسان دُنیا مین مثل ماہ وخورشید کے معشوقہ رکھتا ہو اسکو اورکسی معشوق کے تصور وخیال سے کیا سروکار شاہزادہ نے فرمایا کہ ہم تمکو اسی واسطے لائے تھے کہ راہ مین تم ہماری رفاقت ترک کرو اور ہمکو چھوڑ دو اور اس عالم تنہائی مین جواب صاف دو واللہ یہ حرکت تمکو جائز نہین ہی اور تمکو مناسب ہی کہ مین جب تک اس سفر دور و دراز سے فرصت کرکے حضور مین بادشاہ کے نہ پہونچون اُسوقت تک تم صبر کرو اور بعد وہان پہونچنے کے تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی دوسرے مین یہ بھی یقین کرتا ہون کہ جناب حکیم صاحب ضرور یہی خیال فرمائین گے اسی طرح ابوالحسن جوہر اور ابدال شاہ نے بھی سمجھایا آخر امیران مذکور مجبور شاہزادہ کے ساتھ لشکر مین آئے اور تمام روز خدمت مین حاضر رہے جب شام ہوئی اپنے خیمہ مین گئے اور پھر باہم مشورہ کیا کہ ہم آسمان پر بھی جائین گے تو شاہزادہ کے ساتھ سے نجات مشکل ہی بس اب بہتر یہ ہی کہ زہر کھاکر ہلاک ہو جائین کہ قصہ ہی پاک ہو آخرالامر ان امیرون نے اس طرح پوشیدہ زہر کھا لیا کہ کسی ملازم تک کو مطلق خبر نہوئی جب رات گذری اور صبح ہوئی خدمتگار کیا دیکھتے ہین کہ سر سے پا تک تمام جسم اُنکا سبز ہو گیا ہی اور نبضین بھی ساقط ہین ملازمون نے شاہزادہ سے اطلاع کی شاہزادہ وحشت زدہ امیرون کے خیمہ مین آیا دیکھا تو واقعی اُنکی حالت نزع ہی ابوالحسن جوہر سے کہا اے برادر جلد انکا علاج کرو ورنہ یہ ایک دو لحظہ مین ہلاک ہین ابوالحسن جوہر نے کہا حضور خود جناب حکیم صاحب کی خدمت مین جاکر اس حال کو بیان فرمائین تو البتہ کوئی صورت انکی جان بری کی ہوگی ورنہ کچھ علاج اسکا نہین ہی شاہزادہ اُسیوقت حکیم کی خدمت مین پہونچا حکیم صاحب نے پوچھا خیر ہی شاہزادہ نے عرض کیا اے حضرت مین ان امیرون کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہون پہلے اُنھون نے خیمہ اپنے جلا دیے اب سب نے بالاتفاق زہر کھایا اور کسی کو خبر نہوئی اگر یہ مرگئے تو پھر میری زندگی محال ہو جائے گی حکیم صاحب نے پوچھا آخر ہلاکت کی کوئی علت بھی ہی شاہزادہ نے کہا کیا عرض کرون مرض عشق لاعلاج ہی حکیم صاحب نے ایک سیاہ پتھر دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو گھس کے تھوڑا پلا دو انشاءاللہ تندرست ہو جائین گے شاہزادہ نے وہ پتھر ابوالحسن جوہر کے حوالہ کیا اور کہا مین جناب حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہون تم جاؤ اور
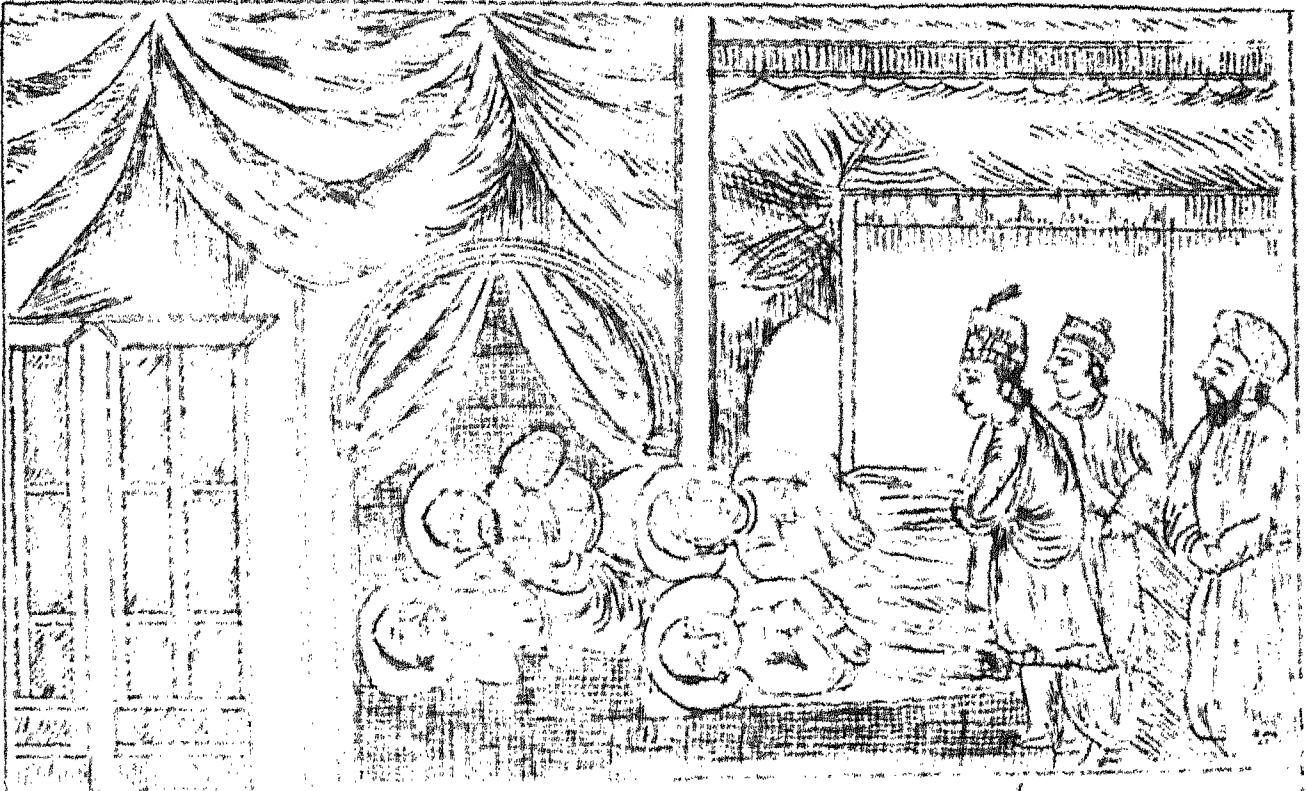
انکا چند تر علاج کرو ابوالحسن جوہر نے پانی اُس پتھر کا امیرون کو پلایا بجرد پلانے کے امیرون کو چند مرتبے قے ہوئی چند ساعت کے بعد امیر تندرست ہوگئے اور اُسی وقت حکیم صاحب کی خدمت مین پہونچے اور ہاتھ باندھ کے مؤدب عرض کیا کہ اے قبلہ و کعبہ

مرشک از زخم پاک کردی چہ حاصل		علاجے بہن کرد لم خون نیابد	

وہ امیر غواص بحر راز داسرار الٰہی واے معدن گوہر حق و رموز نامتناہی جس قدر حضرت ہمارے حال سے آگاہ ہوگئے کہ علاج ہمارا عمل مین آیا اگر ہمارے درد دل کا علاج نفرماوین گے تو ہم ضرور اپنے جان کو ایسا ہلاک کرینگے کہ ملک الموت کو بھی خبر نہوگی حکیم صاحب نے فرمایا اگر مین جانتا تو ہرگز طلسم مین نبھیجتا شاہزادہ نے سر مبارک کو بطور سر نیاز آگے حکیم صاحب کے جھکایا کہ مین نے کوئی مطلب اپنا خدمت مین گذارش نہین کیا مگر الا مقصد با عقد کے اہم دل مین میرے جمع ہین اول یہ ہی کہ لوح طلسم جلد مجھکو عنایت فرمایئے دوسرے عقد کرنا ملکہ شمسہ تاجدار سے چاہتا ہون کہ یہ باعث نام آوری کل سلاطین مین ہو تیسرے اکثر مقدمات طلسمی ایسے ہین کہ بجز ذات والا درجات کے وہ کسی سے حل نہونگے مگر ان امرا نے ایسا حیران کیا ہی کہ کیا عرض کرون بلکہ مین اپنے قدم پر مقدم اُنھین کے کام کو جانتا ہون حضور کو بھی ان بیچارون کے حال پر ملال پر توجہ چاہیے حکیم صاحب نے فرمایا خیر جب جبل اعلیٰ مین پہونچیگے وہ ملکہ شمسہ تاجدار سے تمھارا عقد ہوگا تو ان امرا کا بھی مطلب دلی برآئے گا شاہزادہ آداب بجالایا

اور دست حکیم صاحب پر بوسہ دیا لیکن امیرزن کو حکیم صاحب کے ارشاد کا یقین نہوا آخر سہیل وپرویں نے حکیم صاحب کے قول کی گواہی دی اور سہیل نے کہا ایسا نہیں ہی کہ جو حکیم صاحب زبان مبارک سے فرمائیں اور وہ امر نہو تم اسکو نقش کالحجر سمجھو الغرض یہ امراے نامدار اور شاہزادۂ عالی وقار لشکر مین آئے شاہزادہ دو روز کے بعد پھر حکیم صاحب کے پاس گیا اور کہا ای عالم راز غیبی یہ کمترین بھی مع ابوالحسن جوہر حضور کی شفقت بزرگانہ کا امیدوار ہی حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند ورانجالیکہ تمھاری اور ابوالحسن جوہر کی معشوقین باہر طلسم کے موجود ہین تمکو معشوقان طلسمی کی کیا پروا ہی ابوالحسن جوہر نے کہا پیر ومرشد معشوقان طلسمی کو ہمنے اپنی بامردی سے پیدا کیا ہی اسمین کچھ حضور کا احسان نہین ہی اگر کوئی تحفہ طلسم مرحمت ہو تو البتہ باعث افتخار ہمارا ہی حکیم صاحب نے پھر جواب نہ دیا شاہزادہ نے فرمایا ای برادر جو معاملات طلسمی نظر سے گذرے دل سے فراموش نہین ہوتے حکیم صاحب نے فرمایا تمنے کیا دیکھا اور کیا سُنا شاہزادہ نے فرمایا پیر و مرشد مین نے اکثر اہالیان طلسم سے سُنا ہی کہ میری قسمت مین روز ازل سے چار عقد مقدر ہو چکے انمین سے ایک باہر طلسم کے بھی ہوگا اور تین نکاح طلسم مین ہونگے مگر حیرت ہی کہ مین نے صرف ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ صبح دلکشا کو دیکھا اور ناطقہ روشن بیان کا نام سُنا اسی طرح ابوالحسن جوہر نے غمزہ شیرین کار اور بستان افروز اور نادرہ رازدار سے ملاقات ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا ہمنے فقط بلحاظ و پاس تمھارے امراسے وعدہ کیا ہی کہ انکا مطلب حاصل ہوگا اب تم انواع اقسام کے مضامین پیدا کرتے ہو شاہزادہ نے فرمایا جناب عالی بروقت میرے طلسم سے باہر آنے کے ایک قیامت کبریٰ برپا تھی علے الخصوص ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ رازدار کی پریشانی دیگر وزاری قابل بیان نہین خدا جانے میری مفارقت مین وہ زندہ بھی رہین یا نہ حکیم صاحب نے کہا خاطر جمع رکھیے ہمکو سب معلوم ہی عنقریب وہ اور تم سب ایک جا ہوا چاہتے ہو شاہزادہ نے کہا حضور اکثر مقدمہ طلسمی ایسے ہین کہ وہ نادرہ رازدار اور درغ اسرار سے بھی حل نہین ہوئے انکا حل ہونا فقط آپ ہی کی ذات پر موقوف رکھا گیا امیدوار ہون کہ اُن سوالون کا جواب بھی مرحمت ہو حکیم صاحب نے فرمایا کہ علاوہ مقدمات طلسمی کے اور کوئی کام بھی ہی یا فقط یہی خیال ہی خیر کل شام کو تم مع ابوالحسن جوہر ہمارے پاس آؤ تمکو اُس سرزمین پر لیجاؤنگا جہان شجرۃ العقل سے ثمرۃ الفہم تمکو کھلانا ہی کیونکہ جب تک ثمرۃ الفہم نہ کھاؤگے جسقدر کام تمسے متعلق ہین وہ سب بیکار رہینگے اور کل چھ مہینے تحویل آفتاب کے باقی ہین وہی دن ملک فردوسیہ مین جشن نوروزی کا ہوگا اور تمکو خط لوح سے مطلع ہونا ضرور ہوگا پھر راہ مین اُن سوالون کا بھی جواب تمکو ملجائیگا مگر عقد ملکہ شمسہ تاجدار جو کہ مقدم ہی وہ انھین دو تین چیزون پر موقوف ہی شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہوا اور لشکر مین آیا اور ارباب نشاط کے داروغہ کو بلاکر حکم دیا کہ

سباب رقص وغیرہ حاضر ہو کہ ہمکو خاطر سرداران لشکر کی منظور ہو ورنہ یہ محفل رقص و سرود اہالیان طلسم کو یاد دلا کر تحسین کرتا ہو ابوالحسن جوہر اور امیر خلیل وغیرہ نے عرض کیا حضور بجا ارشاد فرماتے ہیں سرداران لشکر کے عوض تنہا اے شہریار فلک اقتدار ہمکو طلسم دیکھنا نصیب نہوا اسواسطے ہمیں یہی بلکہ غنیمت ہو شاہزادہ نے فرمایا سچ ہی۔
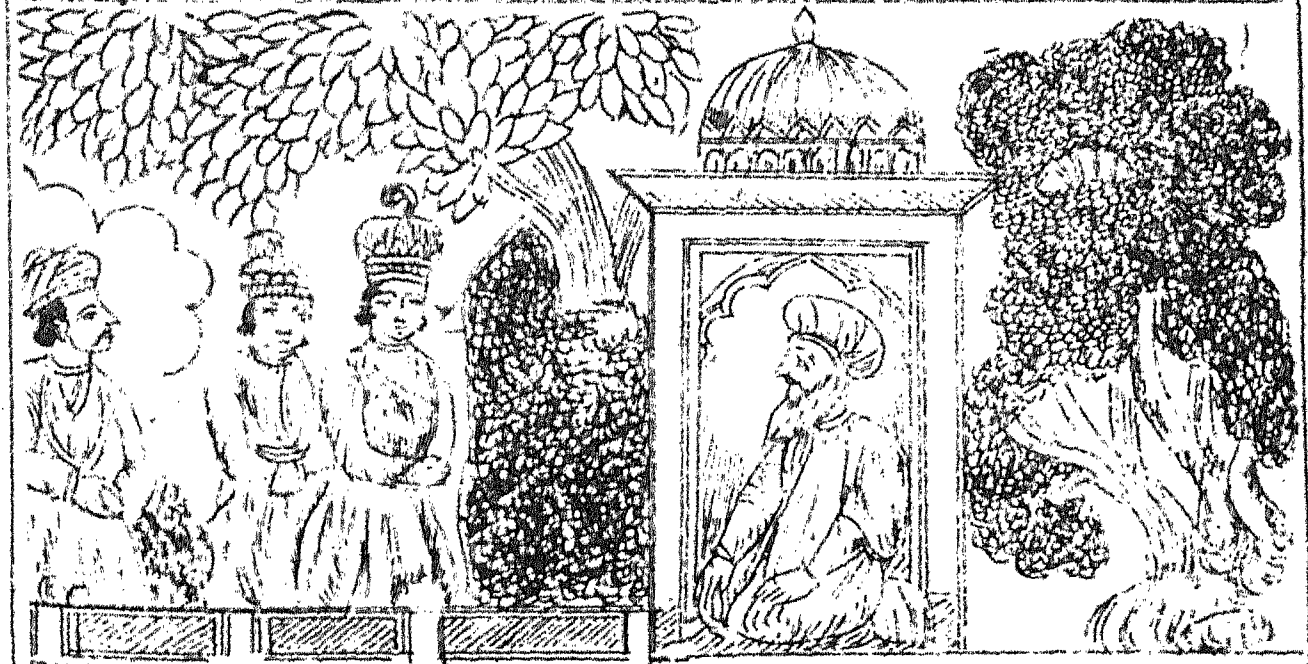
روانہ ہونا شاہزادۂ عالی وقار کا مع ابوالحسن جوہر وفا شعار حکیم صاحب کے ہمراہ واسطے

کھانے ثمرۃ الفہم کے اور حل ہونا راہ مین باقی مقدمات طلسم کا

القصہ روز سوم سہیل شاہزادہ کے پاس آیا اور کہا حضور کو جناب عالی نے بلایا ہی شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر سہیل کے ہمراہ حکیم صاحب کے پاس آئے رسم آداب و قدمبوسی بجا لائے حکیم صاحب نے فرمایا کہ تین روز کے واسطے کوئی شخص لایق واسطے سرانجام لشکر کے مقرر کرنا چاہیے شاہزادہ نے کہا حضور تین مہینے طلسم مین رہا اور لشکر میرا یونہین بے نائب رہا اب تین دن کے واسطے نائب کرنا کیا ضرور ہی حکیم صاحب نے فرمایا جب ہمنے تمھاری نیابت کی تھی اب ہم بھی تمھارے ہمراہ چلتے ہین غرض شاہزادہ نے امیر جلال الدین فیروز تمیمی کو مقدمۃ الجیش مقرر کیا بعد فراغ مغرب مین حکیم صاحب نے سہیل کو بلا کر کچھ اسکے کان مین کہا سہیل گنبد سے باہر آیا اور پروین نے دروازہ گنبد کا بند کیا بعد اسکے دسترخوان بچھایا اور غذاے لطیف انواع اقسام کی شاہزادہ کے سامنے حاضر کی حکیم صاحب نے فرمایا بسم اللہ کچھ تناول فرمائیے شاہزادہ نے کہا حضور بھی تناول کرین حکیم صاحب نے کہا بس مجھے اسکی بو کافی ہی غرض شاہزادہ جب خاصہ نوش فرما چکا پروین نے پہلوے گنبد مین ایک دروازہ کھولا شاہزادہ نے دیکھا اسمین ایک زینہ سرنگ کا تھا حکیم صاحب نے پہلے قدم مبارک زینہ پر رکھا اور شاہزادہ سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے قدم کے نشان پر چلے آؤ شاہزادہ اور ابو الحسن جوہر حیرت زدہ حکیم صاحب کے پیچھے اُس سرنگ مین روانہ ہوئے پروین ایک شمع روشن کرکے سب کے آگے ہو لیا ہرچند کہ شمع ایک انگشت سے زیادہ تھی مگر روشنی اسکی دس قدم کے فاصلہ تک پہونچتی تھی راہ مین جہان ایک دو لحظہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا پروین نے ایک روشن دان کھول دیا کہ اُس روشن دان سے ہواے لطیف آتی تھی اور راہ اُس نقب کی سیدھی نہ تھی بلکہ پیچ در پیچ تھی گاہے داہنے اور گاہے بائین کو جاتی تھی آخر کار صبح کو اُس نقب سے باہر نکلے اور ایک دریاے بزرگ کے کنارہ پر پہونچے کہ نہایت عمیق تھا اور پانی اُسکا اس زور و شور سے بہتا تھا کہ کوسون تک آواز جاتی تھی حکیم صاحب بعد نماز صبح لب دریا تشریف لائے اور ایک اسم پڑھا جب وہ اسم تمام ہوا باواز بلند فرمایا اخرج یا دابۃ البحر یکایک ایک جانور مدور دریا سے برآمد ہوا کہ وسعت پشت کی اُسکے دس گز تھی جب وہ کنارہ پر آیا پروین نے اُسکی پشت پر فرش کیا کہ شاہزادہ اور حکیم صاحب وغیرہ اُسکی پشت پر بیٹھے اور وہ جانور دریائی طرف شمال کے روانہ ہوا شاہزادہ نے اُس جانور کا نام پوچھا حکیم صاحب نے کہا یہ جانور تمکو سرحد ملک یونان مین پہونچا دیگا شاہزادہ نے اثناے راہ مین اکثر آدمی عجیب الخلقت دیکھے اور اُنھون نے حکیم صاحب کو سلام کیا اور کچھ تحفہ دیا اور چلے گئے غرض از صبح تا نصف شب یہی تماشا رہا شاہزادہ نے ابو الحسن جوہر سے کہا واہ کیا عالی مرتبہ حکیم صاحب کی ذات بابرکات ہی کہ خلقت بر و بحر سب اطاعت گذار بلکہ خراج گذار ہین تا کا ہ بعد نصف شب دور سے کوئی شی مثل ستارہ کے روشن معلوم ہوئی شاہزادہ نے کہا

ہم دیکھا ایسا ستارہ سرخ ہمنے کبھی نہیں دیکھا حکیم صاحب نے فرمایا یہ وہی ثمرۃ الفہم ہو جسکے واسطے آپ کو تکلیف
ہوگئی ہو شاہزادہ نے فرمایا سبحان اللہ عجیب پھل ہو جسکی روشنی مثل ستارہ کے ہو جب شاہزادہ بہادر قریب درخت کے
پہونچا روشنی زیادہ نظر آنے لگی کیونکہ سوائے پھل کے پتے بھی روشن تھے وہ درخت تھا گویا فرشی جھاڑ تھا
جب ماہتاب قریب غروب پہونچا ایک سمت سے دریا بہتا معلوم ہوا اب جو شاہزادہ نے درخت کو غور سے دیکھا معلوم ہوا
کہ ایک افعی سیاہ اسمین لپٹا ہو حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند تم قریب درخت کے جاؤ اور اس اسم کو پڑھو اور کہو
بحق کلمہ طیبہ ثمر متبرکہ بحق کلمہ محمد و علی علیہما الصلوۃ والسلام اگر تجھے بزرگان و عرفان صاحب یقین نے
نیت خیر و ثواب یہاں لگایا ہو تو ایک ثمر مجھے دے میں بڑی دور سے اس امید پر آیا ہوں اور ایک مطلب
عظیم اور مشکل سخت درپیش ہو کہ بدون اس پھل کے ثمر مقصود میسر ہاتھ نہ آئے گا اگر طالع متنا قوی ہو تو ایک
ثمر شاخ درخت سے تمہارے دامن مراد میں آجاویگا شاہزادہ نے فرمایا پیر و مرشد اگر مقدر میں یہ نہ ہوتا ہوتا تو
غیور کارساز ہی کمال مجھے یہاں کیوں لاتا اور میں کس طرح یہاں پہونچتا حکیم صاحب نے فرمایا کہ وہی ہو میں آتا ہوں جو
قدر ہو چکا ہو ابو الحسن جوہر نے کہا حضور بسم اللہ تشریف لیجلیں انشاء اللہ فتح ہوگی یہاں تک پہونچنا
دلیل مطلب برآری کی ہو مصرع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست شاہزادہ نے فرمایا ای برادر اکثر یہ ہوا
ہو کہ لقمہ مشہور تا معدہ تک نہیں پہونچا ابو الحسن جوہر نے کہا یہ لازم نہیں ہو کہ النادر کالمعدوم آپ ہی
کے واسطے مقرر ہو بس شاہزادہ اپنی جاسے اٹھا اور جانب درخت روانہ ہوا حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند
جب دس قدم دو درخت رہے تب تم یہ اسم پڑھنا بعد اسکے اس سانپ سے کہنا کہ ای خوفناک حق بحق حکمای
سابق نے نگہبان شجرۃ العقل کیا ہو آگے تیرا باپ سائل تھا اور دادا تیرا بھی ہر سائل محافظ تھا اب تو
درخت سے جدا ہو جاتا کہ میں اپنا مطلب حاصل کر لوں قصہ مختصر شاہزادہ حسب ہدایت حکیم صاحب ثمرۃ الفہم
لے آیا حکیم صاحب نے فرمایا بسم اللہ اس ثمر کو نوش فرماؤ شاہزادہ نے وہ ثمر نوش فرمایا بادشاہ نے کہا
واقعی اس ذائقہ کا میوہ میں نے آج تک نہیں کھایا بعد اسکے حکیم صاحب چند پتے اس درخت سے توڑ لائے اور
ابو الحسن جوہر کو کھلائے بس مجرد کھانے اس ثمر کے شاہزادہ کا فہم بہ نسبت سابق ہزار حصہ زیادہ ہو گیا اور
حافظہ تو اس غضب کا ہو گیا کہ سن طفولیت کی باتیں جو نسیاً منسیاً تھیں وہ سب پیش نظر ہو گئیں اور زبردست طبع کا
کیا ذکر کیا جائے ویسے ہی ابو الحسن جوہر کے فہم و ذکا کا حال ہو گیا جو شعر کہ ناقص تھی کامل ہو گئی بعد اسکے
حکیم صاحب بھی وہاں سے اسی طرح پشت پر چھوہ کے سوار ہو کر روانہ ہوئے اور رفتہ رفتہ اپنے شہر میں پہونچے
رفاقت وہاں کی نہایت خوبصورت و صاحب اخلاق تھی اور بادشاہ وہاں کا مروارید پوش واسطے استقبال
شاہزادہ کے آیا شاہزادہ نے حکیم صاحب سے مروارید پوش کا حال پوچھا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اسکا

نام ہمام شاہ جزیرہ نشین ہی اور نام جزیرہ کا بھی ہمام ہی وہان سے ایک اور جزیرہ مین پہونچے رئیس جزیرہ نے حکیم صاحب کی خدمت مین تحائف وہدایا جواہرات کی قسم سے پیش کش کیے اور دعوت کا وعدہ لیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ مجھے فرصت نہین ہی معذور رہون جب وہان سے روانہ ہوئے دور سے ایک دروازہ معلوم ہوا نہایت عظیم الشان منقش و رنگین حکیم صاحب نے اُس دابۃ البحر کو دروازہ کی طرف اشارہ کیا وہ جانور دروازہ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا حضور نے فرمایا تھا کہ ہم سوالون کا جواب دینگے حکیم صاحب نے فرمایا بیان کرو شاہزادہ نے فرمایا سوال اول یہ ہی کہ مرغ اسرار کیا شی ہی کہ جس پر تمام راز و اسرار طلسمی روشن و ظاہر ہین حکیم صاحب نے فرمایا کہ مین نے بزور ریاضت اسماء اعظم اپنے ہمزاد یعنے سیماب جنی کو ایسا مسخر کیا ہی کہ وہ سب طرح فرمانبردار ہی چنانچہ وہی سیماب جنی حسب فہمایش میرے تمام امورات مالی و ملکی کو سرانجام دیتا ہی اور میرا ہمزاد میری آواز کے موافق ہی شہزادہ بولا دوسرا سوال یہ ہے کہ اقبال شاہ کو بھی ابتک ہمنے نہین پہچانا حالانکہ ہر طلسم مین میرے مددگار رہے حکیم صاحب نے فرمایا ای فرزند اقبال شاہ تمھارے بجز اقبال کا موکل تھا جب مجھے حصار چار منزلہ مین تمھارے کارہاے مرجوعہ کا انجام دینا منظور ہوا مین نے بزور علم دعوت عزرائیل نامے موکل اقبال کو تمھارے مسخر کیا بعد ازان شہر خفا مین بھیجا کہ جس شہر کا نور الزمان شاہ بادشاہ ہی اور اسکی دو اولادین تھین ایک لڑکی سعادت بانو اور ایک لڑکا صاحب جمال اقبال شاہ قضاے کردگار سے اقبال شاہ بن نور الزمان شاہ پانزدہ سالگی مین عارضہ دق مین مبتلا ہوکر فوت ہوگیا اور نور الزمان شاہ غم فرزند مین قریب بہلاکت پہونچا مین نے ایک شب عالم رویا مین نور الزمان شاہ کو ہدایت کی کہ تم فلان پہاڑ پر جاؤ تمھارے فرزند کا ہم عمر و ہم صورت ایک جوان ہی اور خصائل اخلاصیہ اقبال شاہ سے بھی زیادہ اُسمین ہین تم اُسکو اپنی فرزندی مین لے آؤ اور اسی طرح عزرائیل موکل کو بھی فہمایش کر دی کہ تا حکم ثانی خبردار اپنی صورت کسی طرح تبدیل نہ کرنا بلکہ مہر خاموشی اُسکی زبان مین لگا دی تاکہ وہ اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرے پس نور الزمان شاہ حسب ہدایت میرے عزرائیل موکل کو شہر مین لے آیا اور یہ مشہور کیا کہ میرے فرزند کو سکتا ہوگیا تھا جب قبر مین دفن کیا قدرت خدا سے ایک پتھر اُسکے دماغ پر لگا اور خون مثل فوارہ کے دماغ سے جاری ہوا چند ساعت کے بعد خود بخود ہوش مین آگیا پس ہم اُسکو قبر سے نکال لائے اقبال شاہ کو مرے ہوئے چونکہ عرصہ تین روز کا ہوا تھا خلایق شہر کو یقین آگیا نور الزمان شاہ نے اُسی وقت سے تمام کاروبار ملکی و مالی اقبال شاہ کے سپرد کیا اور آپ گوشہ نشین ہوا اقبال شاہ ایک عرصہ تک بصورت انسان امورات مملکت کو انجام دیتا رہا اس عرصہ مین آپ شہر کرسی مین داخل ہوئے مین نے اقبال شاہ کو ہر کام مین تمھارا شریک کیا اور بخوبی فہمایش کر دی کہ وہ کچھ زبان سے نہ نکالے اب آپ اقبال شاہ کے

براور روحی یعنے مقبل کی حقیقت سُنیے کہ مقبل نام صاحب اقبال کا ہے اور طلسم مین صاحب اقبال آپکی ذات
ستودہ صفات سے مراد ہے اس وجہ سے اقبال شاہ نے تمھارے آگے یہ تمہید بیان کی کہ یک جانی یہ آشبیا ہے
شاہ ظہورستان کی بیٹی یعنے ملکہ ناطقہ روشن بیان پر عاشق ہو وجہ عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا زمانہ
مشیین سے رؤساے اربع کے باہم صلح پر موقوف تھا تم مقبل کے معاملہ مین کوشش کرو تا کہ تمھارا
مطلب بھی اس ذیل مین حاصل ہو اور اغلب ہو کہ اگر اقبال شاہ ایسی تمہید نہ کہتا تو تم عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان
سے قبول نکرتے اور اقبال شاہ کی تمہید کو لغو بیہودہ سمجھتے کہ تمکو عشق ملکہ نوبہار گلشن افروز تھا تمکو ہوش خود
اپنی ذات کا نہ تھا اور یہ خلاف حکم حکماے متقدمین کے ہوتا اور جب ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ
ناطقہ روشن بیان دونون کا عقد تمسے منظور تھا اسواسطے تمکو مغالطہ دے کے اس مطلب کو پوشیدہ رکھا
اور عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان تمسے کردیا کہ نشاء طبع بانیان طلسم کا یہی تھا کہ بعد فراغ اس عقد کے سیاح طلسم
تمام مرحلات و منازل طلسم کو بالتفصیل دیکھے اور صنعت حکما پر تحسین و آفرین کرے تمکو یاد نہ رہا کہ حضرت جبکہ
عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان کا پہلے سے مقرر تھا پھر وہ کیونکر تمسے روپوش ہوتی حکیم صاحب نے فرمایا مقصد ہمکو
بھی پوشیدہ کیا ورنہ ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز دونون تمھارے وصل سے
بے نصیب رہتین کہ قلب انسان مین دو عشق کی گنجایش ممکن نہین ہوا اسی وجہ سے تمنے مرات الغیب مین جا کے
ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ملکہ نوبہار گلشن افروز کی صورت دیکھی چونکہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو
عقد تمھارا ملکہ ناطقہ روشن بیان سے ایسا ناگوار گذرا کہ جسکا بیان تحریر ممکن نہین لیکن خوف سے اسنے دم
نہین مارا اور جب تمنے سیر گاہ بہار عجم مین ارادہ خاتون محلدار کے بہکانے سے ملاقات دلکشا کو بنظر التفات
دیکھا اسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز کو یہ حیلہ ہاتھ آیا اور اسنے تمکو ملک ظہورستان سے نکلوا دیا اور
اقبال شاہ نے جو ملک ظہورستان مین تمسے بیان کیا تھا کہ اب یہ سے جانی مقبل کو ملکہ ناطقہ روشن بیان
سے کچھ سروکار نہ رہا مرشد کا کشف مستی کہا گیا اور مرتبہ اسکے کو پہونچا اسکی کیفیت یہ ہے کہ تمکو یاد نہین [illegible] نے تمکو
بالنفس مطمینہ مقبل خطاب دیا اور نفس مطمینہ کا یہی کمال ہے کہ آخر اپنے مراد سے واصل ہو جاوے
سواے اسکے ایک فال نیک بھی تمھارے حق مین تھی جب دوسری مرتبہ اقبال شاہ نے بلباس درویشی
تمسے ملاقات بیت المعمور ثانی مین کی وہ مکان قدسی نشان مرقد [illegible] تمکو لباس اطلس پر
جانے کی حاجت رکھتے تھے لہذا تمھارے عوض اقبال شاہ نے لباس درویشی زیب جسم کیا اور تمکو تاسف
نہ دی تیسری مرتبہ سروستان حیرانی مین بان شوکت و حشمت اقبال شاہ نے ملاقات کی [illegible] یہ وجہ تھی
کہ وہان ملکہ نوبہار گلشن افروز سے تمھاری تقریب عقد درپیش تھی اور چوتھی مرتبہ گنبد گیتی نما مین اقبال شاہ

کا تجسے بغلگیر ہونا اور ملنا باشتیاق تمام اور غائب ہو جانا گویا یہ ملاقات آخری تھی یعنے اب بظاہر اقبال شاہ تمسے نہ ملیگا مگر ہان باطن مین ضرور تمھارا مددگار رہوگا اور اسکی وجہ ہی کہ جو اسوقت اقبال شاہ نہ آتا اور تمسے ملاقات نکرتا تو تم ملکہ نوبہار گلشن افروز کی اُلفت مین گنبد سے باہر چلے جاتے اور یہ حرکت خلاف حکم بانیان طلسم کے ہوتی تب بہت بڑی خرابی واقع ہو جاتی شاہزادہ نے کہا اے مجمع کمالات خفی وجلی ومقبول بارگاہ عالم یزلی انکی کیا مجال ہو کہ اسکی حقیقت کو دریافت کرسکے پھر شاہزادہ نے فرمایا کہ نورالزمان شاہ کیون نہ میری ملاقات کو آیا حکیم صاحب نے فرمایا نورالزمان انھین ایام مین انتقال کرچکا تھا اور اسکی جگہ پر ملکہ سعادت بانو تخت نشین ہوئی تھی شاہزادے نے پوچھا کہ ملکہ سعادت بانو کی شادی نہین ہوئی حکیم صاحب نے فرمایا ہان شاہزادے نے کہا پیر ومرشد اگر امیر مجاہد الدین سے عقد اسکا ہو جائے تو مناسب ہی حکیم صاحب نے فرمایا کہ اوّل تمکو ان کامون سے فراغت ہولے جو مقدم ہین پھر جیسا مناسب ہوگا عمل مین آویگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بروقت نکلنے کے طلسم سے مرات الغیب اور زرہ صد مثقالی وتیغ وتیر دیوکش کو مین نے اپنے پاس نہین دیکھا حکیم صاحب نے فرمایا جن موکلون نے تمکو عالم ظہور مین پہونچایا تھا وہی تمھارے اسباب کے محافظ ونگہبان ہین انشاءاللہ تعالی بروقت آجاوینگے شاہزادہ نے فرمایا کہ حضرت کے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے باہر طلسم کے بھی ملاقات ہوگی مگر مجھے افسوس اسبات کا ہی کہ اگر مین بیرون طلسم کوشش کرتا تو لشکر بے قیاس میرے پاس جمع ہو جاتا اور تمام جہان مین کوس صاحبقرانی بجاتا اور اب جو اپنی کیفیت بیان کرونگا تو کسی کو یقین نہ آویگا حکیم صاحب نے فرمایا جو حشم وخدم تمھارے مقدر مین ہی وہ ہر جا موجود ہوگا شاہزادہ نے کہا قبلہ من طلسم معدل النہار مین ایک آہوے صحرائی کہ جسکی سینگوٹیان زرنگار تھین وہ میرے پاس آیا اور اُسنے بزبان انسانی مجھسے کلام کیا اور حیلہ سے مجھے ایسی جا لیگیا کہ مجھکو کمال وحشت ہوئی وہان نہایت عمیق ایک اندارہ تھا اُسکے اندر ایک درخت بیری کا دیکھا اُسمین ایک مرد خوفناک صورت درخت سے لپٹا ہوا تھا اور موشان سیاہ وسفید شاخ درخت کو قطع کر رہے تھے اور چار موذی سانپ اُس درخت کی جڑ مین اسکے منتظر تھے کہ وہ مرد غافل ہو تو اُسکو ہلاک کرین اور ثعبان آتش فشان منتظر تھا کہ جسوقت وہ شخص کوئین مین گرے مین فوراً نگلجاؤن مین نے اُس مرد سے پوچھا اے شخص تجھے اس زحمت سے کیا حاصل اُسنے جواب دیا کہ جب تو مجھسے زیادہ تر ایک کنوئین مین گرفتار ہی تو بھی کیون میرا حال پوچھتا ہی اُس کلمہ نے ایسی تاثیر کی کہ پھر مین اور کچھ نہ پوچھ سکا جلد قدم بڑھا کے وہان سے روانہ ہوا حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزند طلسم فلک اعظم کا وہ نمونہ تھا اور فلک اعظم بحسب حکمت حکیم ازلی وہ ہی کہ جسمین ستارہ وغیرہ نہین ہین بلکہ بموجب احکام شریعت عرش رحمن اُسے کہتے ہین اور فلک بزرگ بھی نام ہی اسواسطے حکماے یونین اور ارسطو کو منظور ہوا کہ فلک سادہ مین دو ایک مثالین اور شکلین دنیاے بے وفا کی بعلم حکمت ظاہر کرین انہین سے وہ اندازہ بمثال دنیا تھا اور وہ ہرن دنیا کا نمونہ تھا جو تمسے ہم کلام ہوا جب دنیا دراصل بے وفا ہی اور بھاگ جانا

اُسکا شیوہ اصلی مین داخل ہو لہذا اُس ہرن کو دنیا کی صورت بنایا اور وہ شخص جو اُسکی طرف راغب تھا وہ طالب دنیا کی مثال تھی اور وہ درخت خاردار دولت دُنیا اور وہ دونون چوہے سیاہ و سپید جو درخت کو قطع کر رہے تھے وہ روز و شب ہین کہ روز بروز عمر آدمی کی تمام ہوتی جاتی ہو اور وہ درخت بیری کو عمر انسان ہو اور چارون سانپ چار عنصر ہین کہ تھوڑی سی بے اعتدالی مین آدمی ہلاک ہو جاتا ہو اور یہ اژدہا مرگ ہو کہ وہ ساعت بساعت منتظر لقمہ ہو اور اس مرد پرفن جو یہ کہا کہ تو مجھسے زیادہ چاہ بلا مین گرفتار ہو اُسنے کلمہ حق کہا کہ تمھارا وقت حشمت و ثروت و سلطنت اور فکر معشوق مین گذرتا ہو بلکہ یونہین تا زیست گذریگا شاہزادہ کو اس بیان سے حکیم صاحب کے کمال عبرت ہوئی پھر عرض کیا کہ مین وہان سے روانہ ہوا چند قدم کے بعد ایک مزرعہ خشک پر پہونچا اور مجھے اسوقت بھوک بہت تھی ناگاہ ایک دہقانی آیا اور اُسنے دانہ افشانی اس مزرعہ مین کی الغرض جو کچھ طلسم فلک نہم مین بیان ہوا ہو اُسکی بابت سوال کیا حکیم صاحب نے فرمایا وہ دہقان حکماے دُنیا کی مثال ہو اپنے سخنان حکمت سے گمراہون کو راہ راست پر لاتے ہین اور وہ دانے جو پتھر پر گرے اور بسبب انجماد گل کے روئیدہ ہوئے اور پھر خشک ہوگئے وہ مراد اُنکے سخنان حکمت سے ہو جو بعض جہلا کے واسطے نصیب ہوئے مگر بعد چندے بسبب خبث جبلی کے اُنکے وہ پھر ویسا رہو گئے جو دانے خالص زمین پر گرے وہ اپنی مراد کو پہونچے اس سے غرض یہ ہو کہ بعض انسان اُن سخنان حکمت کے کاربند ہوئے اور انسان کامل ہوئے شاہزادہ نے فرمایا کہ حضور میرے بزرگ ہین امیدوار ہون کہ مجھے بھی کچھ تلقین فرمائیے حکیم صاحب نے فرمایا بس تمکو تلقین یہی کافی ہو کہ تم اپنا کام حوالہ بخدا کرو اور اسی کے فضل کے امیدوار رہو شاہزادہ نے کہا جب مین نے وہ دانے کھائے تو مجھپر تشنگی کا غلبہ از حد ہوا اور اُسی دہقانی کی ہدایت سے کنارہ دریا کے گیا کہ جسکا کنارہ ناپیدا تھا پھر نقل اُس صیاد و جانور کی بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا کہ صیاد نے سچ کہا اسطرح کا تماشا حضرت موسے علیہ السّلام نے بھی دیکھا لیکن اُسکے اصل مطلب کو نہ پہونچے آخر ایک فرشتہ بصورت صیاد حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السّلام کے پاس آیا اور کہا کہ یہ مثال رسول آخر الزمان کے علم نامتناہی کی ہو یعنی ایک ایک قطرہ علم نے حضرت سرور کائنات کے چار سمت عالم کو معمور کیا اور وہ قطرہ بہم کر جانور نے پھر دریا مین ملا دیا اُسکا یہ حاصل ہو کہ بجز ذات بابرکات رسول و آل رسول کہ ائمہ اطہار سے مراد ہو کوئی عالم اس علم سے واقف نہین ہوا ہو اور نہوگا چنانچہ حضرت نے فرمایا اَنَا مدینۃ العلم و علیٌّ بابہا شاہزادہ نے دست حق پرست حکیم صاحب پر بوسہ دیا اور کہا کہ خداے عزوجل آپکی ہدایت کے آفتاب کو تا قیام قیامت تابان رکھے کہ آپ نے میرے عقدہاے لاینحل حل کیے اس اثنا مین وابتدا البحر اُس دروازہ کے قریب پہونچا وہ دروازہ عجیب و غریب ترکیب و شان کا تھا کہ رنگ اُسکا معلوم نہوتا تھا یعنے ہر لحظہ رنگ بدلتا تھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہو حکیم صاحب نے فرمایا اب تمکو وہ تماشا دکھاتا ہون کہ اول تمھاری نظر سے بالتفصیل گذرا ہو ابوالحسن جوہر نے کہا اے قبلہ و کعبہ غلام بھی ایک سوال کیا چاہتا ہو حکیم صاحب نے فرمایا کیا سوال ہو جوہر نے

کہا جس وقت کمترین عالم مثال مین جبل اعلےٰ مین گیا اور شہر فردوسیہ مین پہونچا وہان مین نے بغیر روز نوروز مجمع دیکھا اور دوسرے روز جو شاہزادہ لے گیا تو بھی مجمع دیکھا گیا آج کل ہر روز شہر فردوسیہ مین مجمع رہتا ہی حکیم صاحب نے فرمایا اے ابو الحسن جو ہر اہل فردوس کے وصیت نامہ مین سلطان البیضا خورشید تاج بخش کے وقت سے یہ لکھا ہی کہ سات سو بیاسی برس بعد تولد صاحبقران اعظم کیوقت مجمع نوروز سال مین دو بار رہوا کرے ایک بروقت نیر اعظم کے نقطۂ اعتدال ربیعی مین کہ وہ اول درجہ برج حمل کا ہی اور روز نوروز سے مشہور ہی دوسرے بروقت داخل ہونے خسرو خاور نقطہ اعتدال خریفی مین کہ وہ درجہ اوّل میزان کا ہی لیکن تمنے جو دو روز علے التواتر مجمع دیکھا یہ تماشا فقط بباعث طلسم کے عالم مثال مین نظر آیا بلکہ گنبد کی راہ سے اگر ایک ماہ کامل جبل علے مین جاتے اسی صورت سے مجمع برپا دیکھتے بعد اسکے حکیم صاحب نے تفریق ایام طلسمی ایام دُنیا کی نسبت جس طرح سے اوّل ذکر ہوا ہی بیان فرمائی شاہزادہ نے کہا عجیب حیرت ہی کہ ایک روز انسان کو ایک سال یا ایک ماہ معلوم ہو حکیم صاحب نے فرمایا اس عمل کو عمل تصور و توسیع التخیل کہتے ہین جیسا کہ آدمی اپنی دانست مین مشرق سے مغرب تک پھر آیا اور خارج طلسم مین ایک قدم بھی حرکت نہین ہوئی اے فرزند یہ علم کمال صفائی قلب اور اشراق باطنی کے سبب سے حاصل ہوتا ہی یعنے اسقدر تصور کو قوی کرتے ہین کہ جو معاملہ خارج طلسم مین گذرے وہان نظر آئے اور جو عمل بے ترتیب اجزاے علوی سماوی یا اجزاے سفلی ارضی یا بغیر دعوت اسماے الٰہی کسی انسان سے ظاہر ہو وہ اعجاز مین داخل ہی جس طرح کہ قصہ معراج مین تاج الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے قصہ یہود کا لکھا ہی کہ ایک یہودی دریا مین غرق ہوگیا وہان اُسنے نکاح کیا اور لڑکی پیدا ہوئی اور جب باہر نکلا ایک لحظہ سے زیادہ نہ گذرا تھا مشہور ہی کہ وہ یہودی معراج حضرت کا منکر تھا جب طلسم سے نکلا بصدق دل مسلمان ہوا الغرض جو حکما ترتیب جزاے اسماے اعظم طلسم ترتیب دیتے ہین اُس طلسم کو طلسم یا دعوت کہتے ہین اور بانی اُسکا حکیم مشہور ہوتا ہی اور دعوت بھی حکمت کا ایک جزو اعظم ہی اور بعد انبیا علیہم السّلام حکماے خداپرست کا مرتبہ ہی مگر بشرط پابندی شریعت کیونکہ حکمت کا مرتبہ نبوت عام کے مقابلہ مین ہی واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت لقمان کو نبوت و سلطنت و حکمت کے باب مین اختیار دیا حضرت لقمان علیہ السّلام نے حکمت قبول کی اور الحاح وزاری کرکے سلطنت سے انکار کیا خداے تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السّلام کی شان مین یہ آیہ وافی ہدایہ نازل فرمایا ولقد آتینا لقمان الحکمۃ اسی طرح حضرت آدم علیہ السّلام و حضرت شیث علیہ السّلام اور حضرت ادریس علیہ السّلام بھی داخل ہین مگر حکمت الٰہی اور نبوت عام مین یہ فرق ہی کہ ہر نبی حکیم ہوتا ہی مگر حکیم نبی نہین ہوسکتا شاہزادہ نے پوچھا کہ علاوہ خداپرست کے اور فرقونمین بھی حکیم ہوتے ہین حکیم صاحب نے فرمایا ہان بعض حکیم ایسے تھے کہ اُنکو علم نیرنجات اور طلسم بندی کا شوق تھا مگر منکر بخدا تھے اس وجہ سے اس فرقہ کو طبیعین کہتے تھے اور حکماے خداپرست کو الٰہیین کہتے تھے پس حکماے خداپرست الٰہیین مشہور ہین شاہزادہ نے پوچھا کہ اس زمانہ مین بھی

کوئی حکیم ہو حکیم صاحب نے فرمایا ہان دو ایک حکیم مصر مین ہین شاہزادہ نے پوچھا کہ شمسہ تاجدار کے جد کلان
کو جو صاحبقران اعظم خطاب دیا ہو شاید اس زمانہ مین اور بھی صاحبقران تھا حکیم صاحب نے فرمایا صاحبقران دوم
خورشید تاج بخش کا چھوٹا بھائی شاہزادہ بدر منیر تھا اُسکو لوگ صاحبقران اصغر کہتے تھے وے دونون
ایک ہی روز پیدا ہوئے تھے ایک بھائی خردسالی مین غائب ہو گیا اور بعد مدت پیدا ہوا اور خورشید تاج بخش
خواب مین اونگ جان بادشاہ ختا کی بیٹی پر عاشق ہوا اور اسی کے سبب عشق مین [illegible] اختیار کی
اور اسی حالت عشق مین بہت کار نمایان کیے انشاء اللہ ذکر اُسکا دفتر برادر خورد صاحبقران اصغر مفصل
شاہنامہ بزرگ یعنی شاہنامہ خورشیدی مین قلم بند ہوگا وہی کتاب بزرگ برادر خورد [illegible] شمسہ تاجدار کے
سامنے کرسی جواہر نگار پر رکھی جاتی ہو شاہزادہ نے کہا شاہنامہ خورشیدی یقین ہو کہ نظر [illegible] حضرت کے
گذرا ہو حکیم صاحب نے کہا مین نے دیکھا تو نہین لیکن اُسکے حال سے بخوبی واقف ہون اس وجہ سے کہ
اسقلینوس الہی قسطاس دوم کا ہم عصر تھا اُسنے مجمل حال لکھا ہو خلاصہ یہ کہ جب تک شاہزادہ و حکیم صاحب
باہم سوال و جواب مین رہے وہ جانور دائرہ اژدر دروازہ کے سامنے ٹھہرا رہا بعد اسکے حکیم صاحب اسکی پشت سے
اُترے اور فرمایا اے جانور تو نے خوب حق خدمت ادا کیا آفرین اب جا تجھکو ہمنے رخصت کیا عصر کے وقت
مین آجانا شاہزادہ دل مین کہتا تھا کہ یہ کون جا ہو کہ جہان حکیم صاحب رات بسر کرینگے غرضکہ جب دروازہ
کے قریب پہونچے حکیم صاحب نے بزور اسم معظم دروازہ کھولا اور داخل دروازہ ہوئے وہان ایک ایسا باغ دلکشا
و فرحت افزا نظر آیا کہ باغہائے طلسمی سے بالکل مشابہ تھا بلکہ ترکیب عمارت سب وہی تھی حکیم صاحب ایک مکان
مین تشریف لے گئے شاہزادے سے کہا یہان تشریف رکھیے پریون نے طبقہائے میوہ تر و خشک و فواکہ لطیف
شاہزادہ کے سامنے رکھے شاہزادہ اور ابوالحسن جوہری نے وہ میوہ نوش فرمایا حکیم صاحب نے بھی باصرار تمام
دو چار دانے نوش فرمائے شاہزادہ نے کہا اے واقف اسرار خفی و جلی اس مقام کا کیا نام ہو کہ بعینہ طلسم اجرام و اجسام
کی صورت ہو حکیم صاحب نے فرمایا آج یہان آرام فرمائیے کل اسکا حال بیان کیا جاویگا القصہ وہ رات حکیم صاحب
نے عبادت پروردگار مین بسر کی اور صبح کو حکیم صاحب اور شاہزادہ اور ایک [illegible] پر تشریف لائے اور شاہزادہ
سے فرمایا کہ اس دروازہ مین بغور دیکھو کیا تماشا نظر آتا ہو شاہزادہ نے اس دروازہ [illegible] غور سے دیکھا تو ایک مکان
نظر آیا اور اسمین قریب ہزار چرخ کے رکھے ہوئے تھے اور ہر چرخ کا رنگ علیحدہ تھا شاہزادہ نے حکیم صاحب سے
کہا اے معدن دانش و فہم ہر چند مین نے اُن چرخون کو دیکھا لیکن مجھکو معلوم نہوا کہ یہ کیا ہو حکیم صاحب نے
کہا آپ اس مکان کے کوٹھے پر جائیے شاہزادہ اور ابوالحسن جوہری کوٹھے پر آئے وہان دیکھا کہ جہان تک
نظر جاتی تھی ایک کوٹھا نہایت وسیع مسطح نظر آتا تھا اور تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلہ پر صفہائے بلند و رفیع

بنے تھے اور بیچ مین انکے ایک صفہ تھا نہایت وسیع اور اُسی صفہ وسیع پر بہت سے صفہ خرد تھے جنپر تصویرین شہر کی اور
اہالیان شہر کی نیز بعض جانورون کی بنی ہوئی تھین و یکذا الی غیر النہایت اور ایک طرف کوٹھے کے ایک دیوار بنی تھی اور اُس دیوار مین
موافق اعداد صفہ کے دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک پردہ پڑا تھا شاہزادہ نے جب اُن شہرون کو اور تصویرون
کو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ یہ شہر اور آدمی کہین دیکھے ہین اور اسی صورت سے مکان مین بھی بہت چرخ تھے اور اُنمین چودہ
چرخ بڑے تھے اور ہر چرخ مین اکثر چھوٹے تھے غرض کہ تمام و کمال چھوٹے اور بڑے ہزار چرخ تھے شاہزادہ نے حکیم صاحب
سے پوچھا حضرت یہ چرخ کیسے ہین کہ سمجھ مین نہین آتے حکیم صاحب نے فرمایا کہ توقف کرو مین تمکو بخوبی دیکھائے دیتا
ہون اور پردین سے کان مین کچھ کہا پردین وہان سے روانہ ہوا ایک ساعت کے بعد خود بخود ایک آواز پیدا ہوئی
حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا اس دروازہ مین جاؤ اور دیکھو کیا تماشا ہی ابوالحسن جوہر دروازہ
مین گیا یہان شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ تصویرین کہ جو صفون پر نصب تھین خود بخود متحرک ہوئین حکیم صاحب نے شاہزادہ
سے پوچھا کہو اب تمھین کیا تماشا دکھائی دیتا ہی شاہزادہ نے کہا قبلہ جو طلسم مریخ مین اُس نازنین سرخ پوش منار نشین
کے آگے اُن چارون بادشاہون مین مقابلہ ہوا تھا بعینہ یہان نظر آتا ہی حکیم صاحب نے کہا ابوالحسن جوہر وہان کا
حال بہ تفصیل بیان کرینگے اس عرصہ مین آواز موقوف ہوگئی یہان حرکت تصویرون کی بھی موقوف ہوگئی اور
ابوالحسن جوہر بھی دروازہ سے آئے حکیم صاحب نے ابوالحسن جوہر سے فرمایا تمنے کیا سیر دیکھی شاہزادہ سے بیان کرو
ابوالحسن جوہر نے وہی حال بیان کیا کہ جو شاہزادہ نے باطن طلسم مریخ مین دیکھا تھا حکیم صاحب نے فرمایا اے
فرزند اب اندر سے چرخون کو دیکھو کہ چلنا پھرنا اُنکا اسماے الٰہی سے متعلق ہی یعنے ہر چرخ مین
ہر کام کے واسطے ایک اسم کھدا ہی اور جب طلسم ٹوٹنے کا وقت آئے گا یہ سب چرخ تمھارے ہاتھ سے
ٹوٹ جائینگے اور طلسم کا نشان بھی نہ معلوم ہوگا لیکن جو امرا و سلاطین جن یا بشر خارج طلسم مین
موجود ہین اور تم سے اُنسے ملاقات ہوئی ہی وہ بیرون طلسم مین بھی تمھارے لشکر مین داخل
ہونگے شاہزادہ نے کہا اس مقام کا نام کیا ہی حکیم صاحب نے فرمایا اس مقام کا نام مبدء العجائبات
اور اصل طلسمات ہی ابوالحسن جوہر نے کہا قبلہ و کعبہ غلام کو حکم ہو کہ مبدء العجائبات کی
سیر کرے کہ مجھ سے بھی مثل شاہزادہ کے کوئی مقام طلسم کا پوشیدہ نرہے حکیم صاحب نے فرمایا تمنے پہلے ہی اپنے حصہ کا
تماشا دیکھ لیا ابوالحسن جوہر نے کہا وہ تماشا پایہ اعتبار مین نہین ہی حکیم صاحب نے فرمایا خیر اب اس دروازہ قصر
قرآن السعدین مین جاؤ قصہ کوتاہ ابوالحسن جوہر بھی مثل شاہزادہ کے قصر قران السعدین مین گیا اور وہی
تکلیف اُٹھائی اور قران السعدین مین جس طرح شاہزادہ کی ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ملاقات ہوئی تھی ابوالحسن
جوہر سے اور بوستان افروز پری سے ملاقات ہوئی اور ابوالحسن جوہر تیسری بار مبدء العجائبات کی راہ سے

پھر اُسی طلسم کلان مین پہونچا اور وہان سے اُسنے قصر قران السعدین او قصر قران النحسین کا تماشا دیکھا [illegible] اور پہونچا
کر گویا ایک مدت سے عالم طلسم مین ہین یہان شاہزادہ بھی بیرون دروازہ دریائی تماشا دیکھ رہا تھا [illegible] بعد برآمد
طلسم سے باہر آیا پھر اسنے کوئی تماشا دیکھنے کو نہ کہا اسی اثنا مین حکیم طاقوس و حکیم انجشی بیان و حکیم دانش و
اور حکیم اسلیمون اور حکیم ارقیمون اور حکیم صدر اعلی اور حکیم عبد السلام وغیرہ وہ اُنکے تمام شاگرد و فرزند
شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور انھون نے [illegible] شاہزادہ کو مبارکبادی دی اور کہا کہ بجا رہنا
کا حضور کی ذات با برکات پر موقوف ہوا اور وہ وقت بھی اب آن پہونچا ہے [illegible] اور رخصت ہو کر اپنے
مسکن کو چلے گئے حکیم صاحب پھر اُسی کنارہ دریا پر تشریف لائے دیکھا وہ [illegible] انتظار مین تماشہ دیکھ رہا
اور شاہزادہ معز الدین اور ابو الحسن جو ہر دو پر دین اسکی پشت پر سوار ہو کر اسی مکان کی راہ سے گنبد
پہونچے کہ سہیل خدمت مین حاضر ہوا حکیم صاحب نے وہ تحفہ دریائی شاہزادہ کو مرحمت فرمایا اور فرمایا
یکم رجب روز پنجشنبہ مشتری سے منسوب ہے تم پھر میرے پاس آنا کہ مین تجکو اول تصفیہ باطن کا عمل شروع کراؤنگا
جب عالم اشراق مین تمکو دستگاہ ہو جائیگی اور صفائی قلب حاصل ہوگی پھر ہرمس الہرامسہ کے رسالے اول
حکیم سقراط و حکیم افلاطون الٰہی کی تصانیف کا سبق دونگا تاکہ تم علم بیضا کے خط سے تمکو آشنائی ہو جائے
شاہزادہ حکیم صاحب سے رخصت ہو کر بقعہ فیض سے باہر آیا اور حکیم صاحب تشریف لیگئے یہان سب سردار
لشکر ظفر پیکر واسطے استقبال کے حاضر ہوئے شاہزادہ نے وہ جواہر عطیہ حکیم صاحب رفقا کو عنایت فرمایا اور تمام
عیش و نشاط مین بسر کیا بعد ازان غرہ رجب المرجب روز پنجشنبہ ساعت اول مشتری مین حکیم صاحب کی خدمت
حاضر ہوئے حکیم صاحب نے شاہزادہ کو حکماے اشراقین کے طریقہ سے ایک اسم بزرگ واسطے صفائی قلب
تعلیم فرمایا اور کہا ایک گوشہ گنبد مین اس اسم کو شروع کرو شاہزادہ حسب تعلیم ہدایت اس اسم کو ورد مین
مشغول ہوا اب مترجم لکھتا ہے شاہزادہ عالی وقار کو ورد اسماے پروردگار مین مشغول رکھ کے اس جلد کو تمام کرتا
اگر زمانہ ناہنجار و سپہری فلک کجرفتار نے اس خاطی و عاصی کو فرصت دی اور نیز نشرہ حیات مت دراز انشاء اللہ تعالی
جلد مابعد مین حال سلاطین دمشقیہ کا بیان ہوگا علی الخصوص حال جمشید خود پرست تاکہ جو اپنے کو مقابل شاہزادہ
معز الدین کا جانتا تھا اور جبل اعلی مین پہونچنا امیر مجاہد الدین کا اور شہر فردوس مین روانہ ہونا ابو المکارم
کا بصیغہ سفارت اور قصہ باہم جمشید خود پرست اور امیر محمد بن امیر جلال الدین فیروز یمنی بیعقوب ہیم
کے اور روانہ ہونا شاہزادہ معز الدین کا بعد تحصیل علوم غریبہ شہر فردوس کی طرف تا اینکہ پہونچنا جبل الصفا
مین اور صفوان جبل نشین کا مطلع ہونا اور جو کچھ کہ تعلق اسکے ہوا سکا بھی ذکر ہوگا ــــ

بحمد اللہ این داستان شد تمام	ابنظم و نثرش مانند ارقم کلام	چو ظلم در ان چون [illegible]

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزار ہزار شکر و سپاس بیقیاس اُس معبود برحق و قادر مطلق کا کہ ترجمہ جلد دوم **بوستان خیال** موسوم بہ روضۃ الابصار
تیار ہوا جسمین ذکر شاہزادہ **معز الدین** کے عاشق ہونے کا ہی **ملکہ شمسہ تاجدار** اور **ملکہ نو بہار گلشن افروز** پر
اور سیر عجائبات کی کرنا اور مقابلہ کرنا دیوان ابلیس پرست سے تفصیل تمام مذکور ہی۔ اگرچہ **دہلی** مین بھی اسکا ترجمہ
ہوا مگر جیسی دماغ سوزی اور عرق ریزی عالیشان والا دودمان جناب **مرزا محسن علیخان عرف آغا جو صاحب**
متخلص بہ شہدی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے کی ہی وہ بنظر انصاف معلوم ہوسکتی ہی۔ ہان یہ البتہ کمال افسوس کی بات ہی
کہ عمر نے اُن مرحوم کی وفا نہ کی تاکہ یہ تمام جلدین اُنھین کی حیات مین تکمیل کو پہونچتین۔ مگر خداوند عالم مسبب الاسباب ہی
بلکہ اُستاد اُن مغفور کا نام نامی تا ابد الآباد باقی رکھنا منظور تھا یعنی ایک عالی ہمم والاشیم صاحب **عظمت و حشمت**
عالی ہمت و رتبت والا تبار ملک التجار شریف پرور قدردان اہل ہنر جناب **منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای**
مرحوم و مغفور۔ کی ہمت والا نہمت مقتضی اس امر کی ہوگئی کہ ایک رئیس باکمال کی محنت رائگان نہو لہذا بصرف زر کثیر
اس قصہ عجیب و داستان غریب کو مرتب و مکمل فرمایا اور بعد طبع جلد اوّل موسوم بہ **مہدی تمامہ** کے اس جلد ثانی کو بھی
شرف اشاعت بخشا۔ واضح ہو کہ اب ترجمہ جلد سوم **بوستان خیال** موسوم بہ **ضیاء الابصار** و ترجمہ جلد چہارم
موسوم بہ **شمس النہار** و ترجمہ جلد پنجم موسوم بہ **مطلع الانوار** و ترجمہ جلد ششم موسوم بہ **خزینۃ الاسرار** و ترجمہ جلد
ہفتم موسوم بہ **نور الانوار** بھی نہایت حسن انتظام اور مزید اہتمام سے معرض طبع مین آکر ہدیۂ ناظرین والا مقام
ہو چکے ہین اور اپنی خوبی و عمدگی سے ہر ایک جلد مقبول عام ہی چنانچہ بفضل ایزدی یہ ناظورۂ دلفریب بہزاران
زینت و زیب مطبع نامی مشہور نزدیک و دور **منشی نولکشور** واقع لکھنؤ مین حسب الحکم آقاے نامدار راے بہادر
جناب **منشی پراگ نراین صاحب** مالک مطبع موصوف بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء مطابق ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۴ھ
بار سوم حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر زینت بخش محفل مشتاقان ہوئی۔ حق سبحانہ تعالے اپنے
فضل و کرم سے اس عروس زیبا کو حسن قبول عطا فرماوے۔